رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہار در قادیانی | ببینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ - خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غریب طالب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱ قادیان دار الامان مورخہ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

تازہ الہامات و رؤیا

۳ جنوری ۱۹۰۷ء (۱) سَأُكْرِمُكَ إِكْرَامًا عَجَبًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا

ترجمہ - عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کروں گا - اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے

(۲) رؤیا - شریف احمد کو خواب میں دیکھا اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے - اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں - ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا - کہ وہ بادشاہ - دوسرے نے کہا - کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے - فقط

فرمایا - قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے - جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے - چند سال ہوئے - ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں اور جب یہ پیدا ہوا تھا - تو اس وقت الہام ہوا تھا - اور آسمان پر ایک ستارہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا - مُعَمَّرُ اللّٰہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نالہ پابند نے نہیں ہے فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

[یہ نظم ہے جو مولوی محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب نے ۲ جنوری کو بوقت ظہر مسجد میں پڑھکر سنائی جو حضور نے بہت پسند فرمائی (بقیہ کا لقیہ)]

آتش وقت محبوب نے جب گرمایا
کیا کہوں ہجر کی گھڑیاں ہیں گزاریں کیونکر
دل جو رہتا متوجہ بدیار محبوب
مرغ دل جو کہ تڑپتا ہی رہا کرتا تھا
پھوٹے وہ آنکھ نہ جس میں ہو ترا شوق دید
دل وہ کیا دل نہو جس میں تیری کچھ بھی الفت
یوسف مصر نبوت کے حضور اک نادار
دہی صدا اوفِ لنا الکیل کی اس نے آکر
میرا پیمانہ معارف سے خدارا بھر دے
کچھ بنہ اس کو بھی محبوب ازل کا دینا
اک جھلک اپنے سوالی کو بھی دکھلا دینا
کون سی راہ سے دلبر کی طرف چلتے ہیں
تیرے چہرہ سے نظر آئے خدا کا چہرہ
تیرہ چشموں کو دکھلائی وہ دیتا کیونکر
قلزم عشق سے نکلے ہوئے سُچے موتی
آرزو ہے ترے قدموں میں رہوں کچھ مدت
اپنے مولیٰ سے دعا ہے یہی دن رات میری

جذبۂ شوق زیارت مجھے پھر لے آیا
دل شیدا کو تیری یاد نے کیا تڑپایا
قبلۂ دیں کے لئے قبلہ نما بن آیا
قطب دوراں کے لئے قطب نما بن آیا
ٹوٹے وہ ہاتھ جو بیعت کو نہ تیری آیا
سر وہ کیا سر ہے نہ جس میں تیرا سودا آیا
اپنی کم مائیگی کو لے کے خریدار آیا
مَسَّنَا الضُّر کی عرضی کو وہ لے کر آیا
کاسۂ عجز لئے ایک سوالی آیا
ایک سرگشتۂ وادیٔ محبت آیا
اسی محبوب کی جس کا تو نشاں بن آیا
رستہ پوچھنے گم کردہ منزل آیا
حق نما آئینہ واللہ یہی ہے آیا
افق وحی پہ جو مہر رسالت آیا
ہدیہ کے طور پہ لیکر تیرا خادم آیا
بس اسی واسطے پردیس میں اکمل آیا
تیرے سایہ میں رہوں تو ہے خدا کا سایا

نئے سال کے تمہیدی نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو (آمین)

الحمد للہ کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی گیارہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ اس نے دس سال تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کے کام میں اپنے اس ناچیز خادم کو حصہ دیا اور آیندہ بھی اسی سے توقع ہے کہ وہ جب تک چاہے اس خدمت کی توفیق دے۔

اے الحکم کے ذریعہ کس قدر کام ہوا اس کی تفصیل چونکہ بہت طویل ہے اس لئے کبھی الحکم کے ناظرین کے پیش کیا جاوے گا یا یہ دس سالہ رپورٹ ہوگی۔

سال گذشتہ میں کاغذ کی قلت نے مجھے اکثر اوقات بہت بڑی مشکلات میں ڈالا۔ جس کی وجہ سے ناظرین کو عموماً شکایت کا موقع ملا اگرچہ یہ شکایت رہی مگر دلچسپی اور محبت جو الحکم سے اس کے معزز سرپرستوں کو ہے وہ کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھی ہے۔ ایسا ہی پریس کی بعض دقتوں نے بہت دکھایا لیکن جس طرح پر ہو سکا سال گذر گیا۔

گیارہویں جلد کا پہلا نمبر الحکم کی اسی اصلی تقطیع پر شایع ہوتا ہے جو بہت مقبول اور پسند ہو چکی ہے۔ اس تقطیع کا تبدیل کرنا احباب کی کثرت اصرار کا نتیجہ ہے جس کو میں نے بادل ناشاد قبول کیا ہے اور مجبور ہو کر بھی۔ بہت بڑی تقطیع پر چھپوائی کا عمدہ انتظام نہیں ہو سکا اور جبتک کوئی مستقل اور کافی انتظام نہ ہولے میں اس تقطیع کو بدلنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ خصوصاً اس سال تو۔

اس سال میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ الحکم کو اپنی مشین پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے چنانچہ اس کے متعلق ولایت میں آرڈر دینے کے لئے لاہور میں ایک معزز ہمعصر کو میں نے لکھ دیا تھا۔ ہاں بعد اُنھوں نے لاہور میں ہی ایک مشین کے خرید کر دینے کا انتظام کیا میں نے اُنھیں خرید مشین کے لئے پورا اختیار دینا چاہا مگر اُنھوں نے اپنی ذمہ واری سے دست کشی کی اور لاہور ہی سے ایک معزز بھائی نے جو ایک مشہور سٹیم پریس میں کام کرتا ہے اپنی ذاتی تحقیقات سے اس مشین کو ناقابل بنایا اس لئے میں ڈر گیا اور اس معاملہ کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جلدی ہی انتظام ہو جاوے۔ کیونکہ اب یہاں قادیان میں مشین پریس کی ضرورت بہت محسوس ہو رہی ہے۔

مشین پریس کے ذکر کے ساتھ ہی اس امر کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب میں نے اوایل میں اس کا ذکر کیا اور ناظرین الحکم کو توجہ دلائی کہ اگر خریداران الحکم اس کام کی اعانت کے لئے بطور قرض حسنہ دس دس روپیہ ہی دیں تو اکیلا کارخانہ الحکم اپنے سرپرستوں کی ایسی اعانت سے سٹیم پریس قائم کرسکتا ہے۔ اس پر اکثر دوستوں نے مجھے لکھا کہ مشترکہ سرمایہ سے اس کو قائم کر دیا جاوے ہم روپیہ دینے کو آمادہ ہیں۔ مشترکہ سرمایہ سے کام کرنا ہرچند ایک مفید اور عمدہ چیز ہے لیکن میں اپنی ذمہ واریوں کو دیکھکر ایسی تجویز سے ڈر گیا اور انھیں یہی صلاح دی کہ میں اس کیلئے طیار نہیں ہوں۔ اور اب بھی میں یہی کہتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی صاحب اس کام میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں تو میں ان کو اپنے تجربہ اور اندازہ کی بنا پر یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ تین ہزار روپیہ کے سرمایہ سے سردست وہ **مشین پریس** قادیان میں عمدہ پیمانہ پر قائم کرسکتے ہیں۔ اور اگر چار ہزار روپیہ لگا دیں تو سٹیم پریس ہو سکتا ہے جس کے ساتھ ایک آٹا پیسنے کی چکی لگ سکتی ہے اور اس طرح پر وہ یہاں ایک معقول فایدہ انشاء اللہ حاصل کریں گے۔ میں اپنے ناتھ میں مشترکہ سرمایہ لیکر ایسا کام کرنے کو ہرگز آمادہ نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا جس قسم کی مدد وہ مجھ سے چاہیں میں انشاء اللہ ضرور دوں گا۔

اسی ضمن میں مجھے اپنے محترم پردیسی بھائی بابو محمد صدیق صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ **چین** کی قابل قدر ہمدردی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے چین میں اتنے میلوں کے فاصلہ پر میری آواز کو سُنا اور **مشین** پریس کی امداد میں چالیس روپیہ بھیجدیا اور اسپر اس کو حقیر رقم ظاہر کر کے قبول کرنے پر شکر گذار ہونے کی خواہش کی۔ اس سے ان کی اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو اُنھیں خادم قوم **الحکم** سے ہے میں ایسے مخلص محب اور نادیدہ سرپرست الحکم کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے حفظ و امن میں رکھے اور بہت بڑی نیکیوں کی توفیق دے اور اپنے فضل کے سایہ میں واپس لائے آمین۔

ایسا ہی ڈاکٹر **چودہری** ممتاز علی خان نے سمالی لینڈ سے مجھے لکھا ہے کہ وہ مشین کے لئے بیس روپیہ بطور امداد دینے کو طیار ہیں۔

بہرحال چھپائی کی مشکلات اور دقتوں کا خاتمہ انشاء اللہ العزیز مشین ہی کے آنے پر منحصر ہے۔ اور میں اس کے لئے مصمم ارادہ کر چکا ہوں ہاں اس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

سال کے شروع میں علی العموم ہر انسان کے دل میں نئے ارادے اور نئی اُمنگیں جوش زن ہوتی ہیں۔ اس لئے میں اپنے ناظرین سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے ناچیز خادم کے لئے دل سے دعا کریں کہ اس کی آرزوؤں اور اُمنگوں کا میدان اللہ تعالیٰ میں وسیع ہو اور وہ خدا کے اس فضل کو پا سکے جو اس کام میں بالخیر ہو اور وہ خدا کی رضا کے مقام پر اپنے سید و مولیٰ امام کے خدام میں اُٹھایا جاوے۔ اس کی زندگی جس مبارک خدمت میں گذر رہی ہے اس میں اخلاص کی توفیق اس کے شامل حال ہو اور اس کی لاانتہا خطاکاریوں پر قلم عفو پھیرا جاوے۔ (آمین)

دعا بحضور رب العلیٰ

اے خدا۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے

اے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیّا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھکر ہے ؛

خدایا ہم کو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انصاف و داد سے تسلّی یاب ہوں - تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہم کو نہ رہے - ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھ سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے - صرف تیرے ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں - اور تیری ہی نعمتوں کے شکرگذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو - رات کی درمیانی سنسان گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دُنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنے والی ہے اس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں - اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو - تیری ملاقات کا شوق غالب ہو - تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں - گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے تیار بیٹھے ہیں - اور سمجھیں کہ یہ ہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور میں حاضر ہونا ہے -

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تو نے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہم کو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بے شک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خدا ... ہمارے مقصدوں میں ہم کو تو کامیاب کر اور ہماری توبہ قبول بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے ؛

الٰہی ہماری صُبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک مُنہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے ؛

خدایا - اپنے روئے مبارک کی لذت دیدار ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر ؛

بار الٰہا - ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ - اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے - اور اس سے ہمیشہ ہم کو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے ؛

الٰہی - ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہم کو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما - ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر - اور اپنے صادق ایمان داروں کی دعا میں ہم کو شریک کر اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہم کو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر - اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں - ہم کو بہشت میں داخل فرما - اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اپنے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ھے ہوئے کام کھولدے ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توصلاحیت عطا کر ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشادگی مرحمت فرما ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اقران و امثال پر عزت و بزرگی سے سرفراز کر ؛

خداوندا - امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہوں خطاؤں لغزشوں سے درگذر کر -

اے - توبہ کرنے والوں کے سچے دوست ہماری توبہ قبول کر ؛

اے - ڈرے ہوئے اور خوف زدہ ہوئے ہوؤں کے امان دینے والے ہم کو امن دے ؛

اے - حیرت میں بھٹکتے پھرنے والوں کے رہنما ہماری رہنمائی کر ؛

اے - فریادیوں کے فریادرس ہماری فریاد کو پہنچ - مایوسوں کے امیدگاہ ہماری امیدوں کو منقطع نہ کر - اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے ہم پر رحم کر خطاکاروں کے بخشنے والے ہماری خطا معاف کر - سب قسم کی بدیوں کو ہم سے دور فرما اور اپنے نیکوکار بندوں کے ساتھ ہمارا انجام بخیر کر ؛

الٰہی - ہمارے گناہوں کو بخش - ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر ہمارے سینے کو کھولدے - ہمارے دلوں کی نگہبانی کر - ہمارے دلوں کو اپنی ہدایت کے نور سے روشن فرما - ہمارے کاموں کو آسان کر - ہماری مراد و حاجات کو حصول کا درجہ عطا فرما ؛

الٰہی - ہم کو بھی ہمارے والدین کو بھی ہمارے بزرگوں اور اُستادوں کو بھی ہمارے دوستوں اور آشناؤں کو بھی - ہمارے خویشوں اور قرابتیوں کو بھی اور اُن لوگوں کو بھی کہ جن کا حق ہم پر ہے اور جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنے خاص رحم و کرم سے بخشدے ؛

الٰہی - کسی بدی سے جو ہم پر آنے والی ہو - ہم کو بچا لینا - عذاب دوزخ عذاب قبر اور قیامت کے دن کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھنا اور اپنے نیکوکار و پرہیزگار بندوں کی جماعت میں ہم کو اٹھانا ؛

الٰہی - اپنے ذکر پاک کی عزت سے عنایتوں اور کرامتوں کے دروازے ہم پر کھولدیئے اپنی عبادت اور اطاعت کی توفیق عنایت کر - آفتوں اور مصیبتوں سے ہماری حفاظت فرما - رزق حلال اور جمیع نیکیوں میں ہم کو برکت دے ؛

اے فیاض - سب بلاؤں اور بیماریوں سے ہم کو نگاہ رکھ - سب خلقت کے برگزیدہ رسول صلعم اور اُنکی آل و اصحاب پر اپنی کامل رحمت نازل فرما ۔

اے رحیم و کریم مولا۔ اے راستبازوں کے حامی حزب اللہ کے ناصر اسلام اور مسلمانوں کی تائید فرما اپنے امام حکم موعود کے ذریعہ ؂

الٰہی درود و سلام نازل فرما ہمارے سیّد و مولا محمد ﷺ پر تیری رحمت کے نزول کو اولین و آخرین سب معلوم کریں ؂

الٰہی سب رحمت و درود ہمارے اس سردار پہ نازل کر کہ روز قیامت تک سارے عقل والوں میں اسکا چرچا رہے ؂

الٰہی۔ آلِ نبی پر رحمت و انعام کا ظہور ہمارے سید و مولا تیرے نبی آدم پر ہر وقت اور ہر زمان میں ہو ؂

الٰہی تیرے سب نبیوں پر اور کل رسولوں پر اور فرشتگان مقربین پر اور تیرے کل برگزیدہ نیکوکار بندوں پر اور سب پر تیری فراخ رحمت نازل ہو

اے سب سے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے کل مہربانوں سے مہربان ہم کو بھی ایسے ہی نیکوکاروں کے ساتھ اپنی رحمت اور مہربانی میں شامل فرما۔ آمین ؂

سالانہ جلسہ اور اُس کے ضروری حالات

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں جلسوں اور کانفرنسوں کا ہفتہ کہلاتا ہے۔ اسی ہفتہ میں قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ایک عظیم الشان جلسہ دار الامان قادیان میں جو سلسلہ کا مرکز ہے ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت دنیا کے دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالی اور نئی ہوتی ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسرے جلسوں میں قطعاً مقصود نہیں ہوتا وہ کیا؟

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ مقصد ہے اس جلسہ کی غایت کا۔ میری اپنی رائے میں یہ امر ہرگز مناسب نہیں اگر میں اس جلسہ کی غرض و غایت کو خود حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں پیش کر دوں اور وہ یہ ہے:۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ؂

ان سطور کو پڑھ لینے کے بعد بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس جلسہ کی جو غرض ہے وہ نہایت اہم اور ضروری ہے اور دوسرے جلسوں میں جو دسمبر کے انہیں ایام میں ہوتے ہیں یہ بات پائی نہیں جاتی بلکہ ان کا مقصود اصلی دنیا اور اس کے حصول کی راہیں ہیں اور اس لحاظ سے سلسلہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ اور دوسری قوموں کے سالانہ جلسوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں اپنے ذوق کے موافق اس جلسہ کے انعقاد کو وحی الٰہی کے ماتحت یقین کیا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ حضرت حجۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ وحی یاتون من کل فج عمیق اور ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ہرچند عام ہے اور ہر آنیوالا فرد اس کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن دسمبر کے ان آخری ایام میں اسکا نظارہ خصوصیت سے قابل دید ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالہ الٰہیہ کی اشاعت کی ان پانچ شاخوں میں سے تیسری شاخ ہے۔ جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود نے رسالہ فتح اسلام میں کیا ہے۔ اس جلسہ کی بنیاد ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو پڑی جس کے لحاظ سے یہ پندرھواں سالانہ جلسہ کہلا سکتا ہے۔ پندرہ سال کے اندر اس درخت نے کس قدر ترقی کی اور اس کے بار و برنے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا یہ معمولی اور مختصر بات نہیں بلکہ ایک طویل واقعہ ہے جس کو میں اس سلسلہ کی تاریخ لکھنے والے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں ؂ بجائے خود ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ وہ بیج جو صرف اسّی سے بھی کم آدمیوں کی موجودگی میں لگایا گیا تھا۔ پندرہ سال کے اندر اسقدر نشوونما پا چکا ہے کہ اسی سے زیادہ آدمی اس کے سائے میں بیٹھنے والوں کی خدمت کے لئے مکتفی نہیں ہیں ؂ اور جس جلسہ کے مہمان ایک معمولی کمرے میں سما سکتے تھے وہ اب پندرہ بڑے بڑے کمروں میں بھی گنجائش نہیں پا سکے۔ اسپر نظر کرکے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کہنا پڑتا ہے بہرحال پندرھواں سالانہ جلسہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۶ء سے شروع ہوا۔ اس تاریخ سے اس کا آغاز اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اسی تاریخ سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ مہمانوں کے اترنے کے لئے نئے اور پرانے مہمان خانوں کے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت اور باغ کا ایک وسیع ہال تجویز کر لیا گیا تھا۔ باغ کا ہال صرف ضلع سیالکوٹ کی جماعت کے لئے مخصوص

کیا گیا تھا۔ خاص سیالکوٹ کی جماعت تو مدرسہ ہی کے کمروں میں اُتاری گئی مگر ضلع کی جماعت اس لحاظ سے کہ اس میں مہمانوں کی تعداد سب جماعتوں سے بہت بڑھکر تھی وہاں ٹھیرائی گئی اور چودہری مولا بخش صاحب جو اپنے ضلع کی جماعت کے سکرٹری ہیں انھوں نے بھی وہاں ہی قیام کرنا پسند فرمایا۔

جلسہ کے متعلق عام انتظام قادیان کی مقامی انجمن احمدیہ نے صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب کے مشورہ پر سال گذشتہ کی طرح اپنے ذمہ لیا۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ انجمن احمدیہ قادیان اس انتظام کو نباہ سکی اور خدا کے فضل پر اُمید کی جاتی ہے آیندہ اس میں اور بھی ترقی ہو سکے گی۔

۲۳ اور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء کو کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ یہ دن مہمانوں کی آمد اور نزول میں گذرے۔ ۲۴ دسمبر تک سیالکوٹ۔ جہلم۔ ڈیرہ غازی خان۔ امرتسر۔ پشاور۔ لاہور۔ شاہ پور۔ گجرات۔ ایبٹ آباد۔ ضلع جالندھر۔ کی جماعتیں دارالامان میں پہنچیں۔ جس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر کشش قلوب میں پیدا ہو چکی ہے ورنہ وہ ایام جو رخصت کے دُنیا کے ہزاروں دھندوں کے لئے بمشکل میسر آتے ہیں اس طرح پر ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ ہوتی کہ ایک منٹ بھی قادیان کے خیال سے باہر نہ گذارا جاتا۔

جس وقت کسی کو فرصت اور رخصت ملی اُسی وقت دارالامان کا راستہ لیا۔ انبیاء علیہم السلام میں یہ جذب اور کشش ان کی سچائی کا ایک بیّن ثبوت ہوا کرتا ہے۔ اسی جذب کی بنا پر خدا کا برگزیدہ موعود پکار کر کہتا ہے۔

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

ایسا ہی مردان۔ علی گڈھ۔ لودہانہ۔ لالہ موسیٰ۔ آگرہ۔ کشمیر۔ ضلع ہوشیارپور۔ لایل پور۔ اور بہت سے مقامات سے کثرت کے ساتھ لوگ آئے۔ اور کل تعداد مہمانوں کی کسی صورت میں ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔ مہمانوں کی خدمت اور ان کی ضروریات کے بہم پہنچانے کے متعلق انجمن احمدیہ قادیان نے جس قدر انتظام کیا تھا وہ میں اوپر کہہ آیا ہوں کہ ہر طرح سے قابل اطمینان ثابت ہوا۔ جلسہ کے لئے تام چینی کے برتنوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس وقت کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں وہ برتن قادیان میں پہنچ چکے ہیں۔ احباب کی سہولت کے لئے بعض ضروری ہدایات پہلے سے چھپا کر چسپاں کر دی تھیں اور ضرورت کے موافق بعض ضروری اُمور کے پروگرام بھی شایع ہوتے رہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام علی العموم ہر روز سیر کو نکلتے رہے میں چونکہ مہمانوں کے لئے کھانے وغیرہ کے اہتمام میں مصروف تھا اس لئے وقت کے حالات نہیں لکھ سکا۔ اس لئے جو کچھ اس کے متعلق لکھوں گا اپنے صادق بھائی ایڈیٹر بدر کی یادداشت کی بنا پر ہو گا۔ ورنہ پلک کے تفصیلی حالات کی ضرورت نہ سمجھکر مختصر طور پر حالات پیش کروں گا۔

انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ

جیسا کہ قبل از وقت اعلان کیا جاچکا تھا ۲۵ دسمبر کو قبل دوپہر کی بجائے بعد دوپہر انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ شروع ہوا۔ یہ جلسہ مہمان خانہ جدید کے سامنے والے میدان میں ہوا جہاں مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بیچ میں دریوں کا فرش تھا اور گرد اگرد بینچ رکھے گئے تھے اور ایک طرف کرسیاں تھیں۔ حضرت حکیم الامۃ اس جلسہ کے صدر مجلس تھے۔ جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو حافظ روشن علی صاحب نے کی۔ بعد ازاں جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختصر تقریر میں انجمن کے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہو سکتے ہیں کے مضمون پر ضرورت وقت کے مناسب تقریر کی۔ یہ تقریریں دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ چھاپ دوں گا۔ ان کے بعد سکرٹری صاحب حافظ عبدالرحیم صاحب نے شکریہ احباب کیا جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں انجمن مذکور کو مدد دی تھی۔ ان کے بعد شیخ عبدالحکیم صاحب طالب علم میڈیکل سکول لاہور نے بہ حیثیت ڈیلی گیٹ انجمن الاخوان لاہور مختصر سی تقریر کی جس میں اُنھوں نے وحدت ارادی کی ضرورت اور اس کے پیدا کرنے کی مختلف صورتوں پر زور دیا اور سلسلہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے لائبریریوں کے قیام کے سلسلہ کو مفید بتایا۔ ان تقریروں کے بعد آخری اور بے نظیر تقریر حضرت حکیم الامۃ کی تھی۔ آپ کی تقریر بھی چھاپی جاویگی آپ کی تقریر قرآن مجید کی آیت اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض کی تفسیر تھی۔

اس جلسہ کا باقی حصہ ۲۶ دسمبر کو ہونے والا تھا لیکن ۲۶ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر مسجد اقصیٰ میں ہونے والی تھی اس لئے ممبران انجمن تشحیذ الاذہان نے ۲۶ تاریخ کو جلسہ ملتوی کر دیا اور ایسا ہی ۲۷ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ہوئی۔

حضرت حجۃ اللہ کی پہلی تقریر پنج ارکان اسلام پر تھی یہ تقریر ۱۷ جنوری کے الحکم میں پوری شایع ہو جائیگی اور دوسری تقریر جو اسی تقریر کا تتمہ تھی گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات پر تھی۔ جس میں آپ نے مسلمانوں اور خصوصاً اپنی جماعت کو پرزور نصیحت کی کہ وہ اپنے مذہبی فرض کی طرح گورنمنٹ کی شکرگذاری اور وفاداری اپنا شعار بنالیں۔ آپ نے اس گورنمنٹ کے عہد میں مبعوث ہونے پر فخر کیا۔

عجیب لطف اور ذوق کی بات تھی کہ ایک طرف کلکتہ میں جہاں پولیٹکل مجلس کانگرس کا جلسہ ہو رہا تھا گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات کو چھوڑ کر اس کے وعدوں اور عدم ایفا پر زور دیا جاتا تھا۔ وہاں اس کے مقابل قادیان کے مقام پر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کے برکات اور احسانات جتا کر شکرگذاری کی روح نفخ کر رہا ہے۔

کانگرس کے مقاصد اور اغراض پر بحث یا ان کا مفید یا مضر ہونا اس وقت ہمارے زیر بحث نہیں اور نہ اس کی ضرورت اور نہ یہ امر ہمارے مقاصد میں داخل۔

اس امر کے بیان سے مجھے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ جیسے زمین اور آسمان میں فرق ہے ویسے ہی زمینی اور آسمانی لیڈروں کے خیالات میں فرق ہے دونو ایک ہی مضمون پر بول رہے ہیں زمینی لیڈر اپنے حقوق اور مطالبات پیش کرتے ہیں۔ مگر آسمانی مصلح عطا شدہ مہربانیوں کے لئے شکر گذاری کی تحریک کرتا ہے۔ اور گذشتہ سلطنت سے اس کا مقابلہ کرکے اپنے اندر وہ جوش وفاداری پاتا ہے جو دوسروں میں نہیں۔

۲۸ دسمبر کی صبح کو صدر انجمن احمدیہ کا عام جلسہ ہوا۔ اسی جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے مدرسہ۔ میگزین۔ اور انجمن کار پرداز مصالح قبرستان کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اور سنہ ۱۹۰۷ کے لئے بجٹ پیش کیا۔ میری اپنی رائے میں قومی پہلو کے لحاظ سے اس سارے جلسہ کا یہ حصہ زیادہ قابل غور ہے۔ اس لئے کہ یہ قومی ضرورتوں اور قومی مقاصد کا مشترکہ پہلو ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس حصہ کو کسی قدر تفصیل سے لکھوں اور سالانہ رپورٹ کے بعض ضروری حصص درج ہوں لیکن اس مرتبہ عدم گنجائش کی وجہ سے اس حصہ کو اگلی اشاعت پر ملتوی کرنا پڑا۔

اب ان قواعد کا اندراج ضروری ہے جو مجلس معتمدین نے قادیان دار الامان کی ضروری الشٹی ٹیوشنز کے متعلق پاس کئے ہیں ان قواعد میں جو خاص عہدہ داروں یا ممبروں کے نام لکھے گئے ہیں اس سے یہ غرض نہیں کہ ان کے نام خط و کتابت ہو بلکہ اس کے متعلق جو اطلاع پہلے شایع ہو چکی یا ہوتی ہے اس کی پابندی کرنی چاہیئے ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ جلسہ کی نسبت!

جلسہ دسمبر کی رپورٹ تو شیخ صاحب مکرم خود لکھینگے مگر میں ایک ایسی بات لکھتا ہوں جسے میرے مکرم دوست خود ظاہر نہیں کرسکتے وہ کیا ہے ان حسن خدمات کا ذکر جو شیخ یعقوب علی صاحب نے بہ حیثیت منتظم جلسہ ادا کیں۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ ابوالفضل باوجود اعلےٰ درجہ کا انشا پرداز ہونے کے سپاہیانہ پارٹ کو بڑی خوبی سے ادا کیا کرتا تھا۔ مگر یہاں ان سُنی ہوئی باتوں کو واقعات کے رنگ میں دیکھ لیا۔ جو شخص لکھنے والا ہو اُس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کام کا نہیں ہوتا مگر شیخ صاحب میں انتظامی مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے آپ نے اپنی ان تھک کوششوں سے کسی مہمان کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ میں تو جس وقت دیکھتا۔ آپ کھڑے ہوئے نظر آتے اور اکثر اوقات راتوں کے بارہ بارہ بجے گھر جا کر کھانا کھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ؎

تقریر محمود برج نبوت کا روشن ستارا۔

درج رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ رب الودود

شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سُنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا۔ جو اپنے پورے زور سے بہ رہا تھا۔

واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے آپ نے سورہ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جن میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ شرک سے پرہیز کر فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہو سکتا ہے ؛۔

آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اس میں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو۔ پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی۔ اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے بکلی مجتنب ہو جاتا ہے۔ تو اُسے مامور کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اس وقت اس کی نہایت مخالفت کی جاتی ہے۔ مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر و استقامت سے کام لے۔ کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جبکہ خلایق کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے۔ تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے یعنی ازدحام و انبوہ خلق سے گھبراؤ نہیں اور نہ بے رُخی اختیار کرو۔ اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے اور کسی پر بلند آواز بھی نہ نکالے کہ مبادا کسی کی دل شکنی ہو بلکہ ہر امر میں میانہ رو رہے۔ غرض کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ الایۃ کی عجیب بے مثل تفسیر کی ؎ (اکمل آف گولیکی ضلع گجرات)

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۶ پائی ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲/ ۳/ ۴/ ۵/ ۶/ پر مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔ (مسئلہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

المشتہر

عبدالعزیز المعروف جگہ مبارز شاہ درماز فنت ثانی آتنزم لاہور

مختصر نوٹ

یادگار مفید ہونی چاہئیے؟

امرتسر کے رامباغ میں ایک عالی شان فوارہ بطور یادگار تشریف آوری پرنس آف ویلز بنایا جائیگا یہ ایک خبر ہے جو اخبارات میں نکلی ہے شاہی خاندان اور سلطنت کی خوشی کی تقریبوں پر اظہار مسرت ایک ضروری فرض ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا طریق کم از کم ایسا ہونا چاہئیے جو ملک اور قوم کے لئے مفید ہو۔ رامباغ میں ایک فوارہ کا بنا دینا اس میں شک نہیں باغ کی مناسبت سے عمدہ چیز ہے لیکن پبلک کو اس سے کیا فائدہ؟ یہ روپیہ اگر امرتسر کی میونسپلٹی خرچ کرتی تو اسے اس کو بہترین مصرف میں لگانے کی سعی کرنی چاہئیے کیوں وہ امرتسر کے صنعتی سکول میں مزید ترقی کر کے اس یادگار کو مفید نہیں بناتی؟

جادو سر چڑھ بولا

آریہ سماج کی تحریک نے جہاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان افتراق کی کئی راہیں اختیار کیں وہاں اس نے ہندو لفظ کو بھی مسلمانوں کی ایجاد بتایا اور ظاہر کیا کہ یہ لفظ مسلمانوں نے محض تحقیر کے لئے اختیار کیا تھا چنانچہ ہندو اور آریہ کے عنوان سے اُن کے اخبارات میں متعدد بحثیں شائع ہوئیں اور جداگانہ ٹریکٹ لکھے گئے۔ مسلمانوں نے اپنے ذمہ سے اس الزام کو دور کرنے کی سعی کی اور وہ تحقیقات جو انہوں نے پیش کی فی الواقع صحیح اور قابل قدر بھی مگر دلی عناد اور بغض کچھ ماننے نہیں دیا کرتا۔ اب جبکہ پنڈت رام بھجدت جو دوسری سابق پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ہندو سبھا ایک سبھا قائم کی تو اس نام کی وقعت کو سب تسلیم کر لیا۔ اور اسے قومی نام قرار دیا۔ ہمیں اس سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ مسلمانوں کے سر سے ایک بیجا الزام خود بخود دور ہو گیا اس جلسہ میں جو اس سبھا کے قیام کے لئے کیا گیا۔ پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ نام تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندو سبھا کی بجائے اس کا نام ہند مہا سبھا رکھا جاوے تاکہ جو لوگ اپنے آپ کو اپنی غلطی سے ہندو کہلانے میں اعتراض کرتے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہو سکیں۔ اسپر پنجاب براہمو سماج کے مشہور ممبر اور سابق سکرٹری پروفیسر روچی رام صاحب ایم اے نے کہا کہ ایسے لوگ ہماری سبھا سے دور رہنے کی ہی کرپا کریں تو اچھا ہوگا جسپر کل حاضرین نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ یہ تقریریں آریہ سماج کی اندرونی سپرٹ کے اثر کو بخوبی ظاہر کر رہی ہیں۔ بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آپہنچا۔

محبت تو دوائے ہزار بیماری است

روح اور جسم کے تقاضاؤں اور خواہشوں میں اسی قدر فرق ہے جسقدر ان الفاظ کی بناوٹ اور مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ جسمانی خواہشیں دراصل انسانی ہستی اور روح کی خواہشوں کے حقیقی منشاء کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا روحانی ضرورتوں کی سیری کا سامان بہم پہنچا نہیں سکتی ہیں بلکہ جس قدر مادی ترقی انسان کرتا جاتا ہے اسی قدر اس کی بھوک پیاس بڑھتی جاتی ہے اور اسپر مزید غور بتا دیتا ہے کہ اس سکھ میں ایک دکھ اور اس سرور میں ایک بے لطفی پیدا ہوتی ہے پس اے دل والو! سوچو اور غور کرو کہ دل تو محبت کا بھوکا پیاسا ہے وہ ایک محبوب چاہتا ہے جسکے بعد اسکی خواہشوں کا دائرہ ختم ہو جاوے اور اس کی بیماریوں کا مداوا مل جاوے۔ اس کی ایک راہ قرآن کریم کی ایک آیت میں یوں بتائی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بنو تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہو جاؤ۔ یہ فنا ہمیں زندہ جاوید کرے گی اور ایسی راحت بخش ہوگی کہ اسکے بعد دکھ نہ ہوگا ایسی بصیرت دیگی کہ پھر حجاب اُٹھ جائیں گے۔

یہ اکسیر ہے جسکو ملے اور فضل عظیم ہے جسپر ہو۔ اسی کے ہم متمنی ہیں یہ خدا کے ہی فضل سے ملتی ہے اور اسی سے ہم سب چاہتے ہیں۔

سچی خیرات

عفو تقصیرات اور دفع بلا کے لئے صدقات اور خیرات کو دخل عظیم ہے اور کل انسانوں کا اس کلیہ کو اپنا دستور العمل بنا لینا اور بالطبع فطرت میں اس تقاضا کا پایا جانا اس صداقت کو ثابت کر رہا ہے اور فی الحقیقت روحانی عالم کے ان قوانین میں سے یہ ضروری قاعدہ ہے جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں اس سے انسانی دل نوع انسان کی بھلائی کے لئے دردمند ہونے کی قابلیت کو نشوونما دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے اس میں انشراح اور جوش پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو قرآن کریم نے

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

فرمایا۔ مگر سچی خیرات کا یہ منشاء نہیں کرنا جائز طریقوں سے روپیہ کمایا جاوے اور پھر اس میں سے کچھ خیرات کر کے چاہا جاوے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہو جاویگا۔ قرآن مجید اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ تو یہ ارشاد کرتا ہے

انفقوا من طیبات ما کسبتم

اب خیرات کا ایک اور بیہودہ پہلو بھی ترقی کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مختلف سوسائٹیوں اور مجلسوں میں قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے اور دینے والوں کی خواہشیں ہوتی ہیں کہ ان کی خوب دل کھول کر تعریف کی جاوے۔ اس روپیہ کے دینے سے ان کا مقصد اگر اسی قدر ہے تو یہ بہت ہی بیہودہ مقصد ہے یا یہ کہو کہ فانی اور آنی مقصد ہے حقیقی مقصد ہمارا وہی ہونا چاہئیے جو

لن تنالوا البر

میں فرمایا گیا ہے یعنے حصول بر اصل غرض ہو۔ چونکہ اعلان بھی بسا اوقات الدال علی الخیر ہوتا ہے اس لئے یہ طریق اس نیت اور عزم سے مذموم نہیں بلکہ محمود ہے یہی وجہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کی دو صورتیں قرآن مجید نے بیان کر دی ہیں سرًّا و علانیۃً یعنے مخفی طور پر اور ظاہر کر کے۔ کھلے طور پر دینے کی اصل غرض یہ ہے تا دوسروں کو تحریک ہو اور وہ نیکی کے کام میں سبقت کریں۔

اصلاح کا اصل طریق کیا ہے؟

مسلمانوں کے تنزل

اور اوبار کا قضیہ ایک مسلّم قضیہ ہے اس کی اصلاح اور درستی کیلئے جتنے مُنہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس و محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کا حل ابنائے دُنیا کے بالکل خلاف پیش کیا کہ مسلمانوں نے جب ترقی کی خدا پرستی اور دینداری سے کی ہے اور اب ایسی گری ہوئی حالت سے جب وہ نکلینگے اسی مقدس اور مجرّب اسوہ حسنہ کو اختیار کرکے نکلینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کا تھا۔ اسپر عموماً مادی ترقی کے خواہشمند ناک بھوں چڑھاتے رہے اور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب جو اصلاح تمدن کے سکرٹری تھے اور جو مسلمانوں کی بہتری کی ایک ہی راہ سمجھے ہوئے تھے کہ انھیں کفایت شعار قوم بنایا جاوے۔ اور وہ دوسروں کو بھی اسکا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن اب دسمبر کے رسالہ میں انھوں نے اس صیغہ کی سکرٹری شپ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

اس استعفیٰ سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ایک شخص اصلاح عالم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو وہ استقلال اور ثبات قدم اس میں پیدا نہیں ہو سکتا کہ ہزاروں مصائب اور مشکلات کے پہاڑ بھی اسکے ارادہ اور ہمت کو پست نہ کرسکیں۔ دوسرے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی اصلاح کا جو طریق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا طریق ہے۔ بہرحال عصر جدید کے ایڈیٹر کے استعفیٰ سے چند فقرے ناظرین الحکم کی دلچسپی کا موجب ہونگے اس لئے بھی کہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو اس سلسلہ کے ساتھ خاص بغض ہے اور انھوں نے متعدد مرتبہ جری اللہ کی اہانت کا عزم کیا اور خود اس کا شکار ہوا ہے۔ میں ان فقروں کو جو خاص توجہ طلب ہیں جلی قلم سے لکھتا ہوں۔

اس عریضہ کے بعد آپ کو وہ خط ملے گا جسکے ذریعہ سے میں نے صیغہ اصلاح تمدن کی سکرٹری شپ سے استعفا دیدیا ہے۔

درحقیقت یہ صیغہ سال رواں میں نہایت دھیمی چال چلتا رہا۔ ممبروں نے بجز چالیس صاحبوں کے عہ روپیہ سالانہ بھی چندہ نہیں دیا۔ **عملی کام** جس قدر چاہئے تھا **نہیں ہوا**۔ اگرچہ ہمارے خیالات کا اثر پچھلے چار سال میں اس قدر عام ہو گیا ہے کہ محض ممبران صیغہ ہی اس کام کو انجام نہیں دیتے کانفرنس کی کمیٹی نے کسی وجہ سے کوئی مالی مدد نہیں دی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ **تبدیل مقام کی پریشانیوں اور ایک غمناک حادثہ** اور اپنے پیشہ اور مطالعہ کی مصروفیت نے مجھکو کافی وقت نہیں دیا کہ لوگوں سے خط و کتابت کروں اور ممبروں سے دوستی اور ذاتی اثر سے کام لوں۔ ہم مسلمانوں میں ابھی تک کام کرنے اور کام کرانے کیلئے معمولی تحریک سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہت غل شور اور تحریر و تقریر سے لوگ چوکنا ہوتے ہیں اور ایک ایسے بڑے کام کے لئے جب اصلاح تمدن کی تحریک ہے کم از کم ایک شخص ایسا ہونا چاہئے جو اپنا پورا وقت دے سکے اس لئے جب تک میں خود اپنا پورا یا تقریباً کُل وقت اس کام کے لئے نہ دوں مجھکو دوسرے ممبروں پر تقاضا کرنے یا اُن سے شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور مجھے اس امر میں ذرا بھی شک نہیں کہ جو شخص اپنی زندگی اس نیک کام کے لئے عاقلانہ وقف کر دیگا وہ ضرور ہی چند سال میں کافی چندہ فراہم کرسکے گا اور مسلمانوں کی تمدنی بیداری کے لئے ایک دفتر اور باقاعدہ تحریک جاری کرسکے گا۔

خدا سے اُمید ہے کہ وہ مجھکو یا کسی بہتر شخص کو یہ مقدرت اور توفیق دے کہ اس بڑے کام کو چلا سکے۔ یعنی مسلمانوں کو عملی۔ سنجیدہ۔ کفایت شعار اور خدا ترس قوم بنا سکے اور انکو اخلاقی حالت کی طرف متوجہ کرے۔

اس استعفے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں اپنی بساط اور لیاقت کے مطابق اصلاح تمدن کے کام کو انجام نہ دوں گا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوگا کہ اس صیغہ کا باضابطہ سکرٹری وہ ہوگا جسکو کانفرنس (بشرطیکہ وہ اس صیغہ کو ضروری سمجھے) اس قومی خدمت کے لئے مقرر کرے اور طریقہ کارروائی اُسی سکرٹری کی رائے کے موافق ہوگا اور جب تک مجھکو کامل فرصت نہ ہو اور پبلک کل خیالات سے جو مجھکو عرض کرنے ہیں واقف نہ ہو جائے اُس وقت تک میری خدمات عصر جدید کے مضامین اور گاہے ماہے کسی لکچر تک محدود رہیں گی (۱) البتہ سکرٹری اصلاح تمدن کی امداد بحیثیت ایک ممبر کے میں فخر و اطاعت کے ساتھ کروں گا۔

اس چند سالہ رخصت کے وقت میں آپ صاحبان سے جنھوں نے شروع سے اس معاملہ میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے خیالات میں ان چند سال میں ایک انقلاب واقع ہو گیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ میں سے ایک گروہ میرے خیالات سے متفق نہ ہو۔ وہ انقلاب یہ ہے کہ **میری رائے میں خشیۃ اللہ۔ اور روحانی ترقی کا درجہ تمدنی ترقی۔ اور دنیاوی نمو سے بالاتر ہے اور وہ قوم اور وہ افراد انجام کار تباہی کی طرف جاتے ہیں جو اپنی سعی محض دنیا میں محدود کرتے** ہیں۔ اس اصول کی وجہ سے میں بھی روشنی کے اکثر اصحاب کے دائرہ سے شاید نکلا ہوا سمجھا جاؤں گا۔ دوسری طرف ظاہری اعمال اور باطنی شقاوت ریاکاری اور تقوی اعمال غیر صالحہ اور ایمان۔ لفظ پرستی اور خدا پرستی کا مرکب نمونہ جو مذہبی گروہ عموماً پیش کرتا ہے اور اس سے مجھکو اس قدر دوری اور تنافر ہے کہ جو مذہبی گروہ کہلاتا ہے اُس میں سے ایک آدمی سے موافقت کی امید ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ خیالات بالا غلط یا صحیح جو کچھ کہ میرے ہیں وہ ہر تحریر یا تقریر میں ظاہر نہ ہو۔ پس مجھ جیسے داعی کو کیا حق حاصل ہے کہ ایک دُنیا دار جماعت کا جو دیندار گروہ کو راضی رکھنا بھی چاہتی ہے قائمقام بنے۔ ہمدردیاں مختلف۔ خیالات مختلف۔ غایت نظر مختلف۔ امیدیں جدا۔ سرگرمیاں مخالف۔ ایک طرف تو اس حیات کے بعد کوئی منزل مقصود ہی نہیں اور دوسری طرف دُنیاوی ترقی بھی قرب آلہی کے واسطے مطلوب سمجھی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں موافقت کیسے ہو سکتی ہے۔

بہرحال میں آپ حضرات کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔ اللھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا۔ واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

فرانس میں شرک عظیم کی شکست

عیسائی [illegible]

نزع کی حالت میں ہے اور [illegible]

یہ دردناک منظر بہت ہی موثر اور عجیب ہے۔ اصل یہ ہے کہ اس شرک عظیم کے بُت کے چکنا چور ہونے کے لئے یہ وقت ازل سے مقرر ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ ہر پہلو سے اس کی حالت بگڑ رہی ہے مشن کے احاطوں میں رہنے والے اور پادریوں کی کوٹھیوں کو دیکھنے والے شاید اس مذہب کی موجودہ حالت کو صحیح صحیح ملاحظہ نہ کر سکیں لیکن جو آنکھیں انڈیا سے باہر عیسائی دنیا کو دیکھ رہی ہیں انہیں اس مذہب کے مٹنے میں اب کوئی بھی شک باقی نہیں رہا۔ فرانس میں گورنمنٹ اور رومن کیتھولک چرچ کا جو جھگڑا کچھ عرصہ سے چلا آتا تھا ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کو عملی رنگ میں اس کا خاتمہ ہو گیا ہے اگرچہ اس جھگڑے کا اب ایک اور پہلو شروع ہوگا لیکن جس قدر وہ لمبا ہوگا اسی قدر عیسائی مذہب کے لئے زیادہ خطرناک اور زوال بار ہوگا۔ جیون تت، نے اس قضیہ کے حالات یوں بیان کئے ہیں۔

"۱۱ دسمبر کا دن ملک فرانس کی مذہبی تاریخ میں ایک عجیب تبدیلی کا دن تھا۔ اُس دن سے گورنمنٹ فرانس کے اُس قانون پر عملدرآمد شروع ہوا کہ جس کے رو سے فرانس کے کل ایسے رومن کیتھولک گرجوں کی جائداد ضبط کی جا رہی ہے کہ جو مسئلہ تعلیم اور پبلک میٹنگس کے متعلق فرانس کی گورنمنٹ کے قانون کی پابندی کرنے کے بجائے ایک غیر قوم کے حکمران یعنی روم کے پوپ کے قوانین کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ کثرت سے پادری اس وقت تک گرجوں سے اور تعلیمی انسٹیٹیوشنوں سے اور ان کے متعلق رہنے کے عالیشان مکانوں سے باہر نکالے جا چکے ہیں۔ اور خود پوپ صاحب کے سفیر کو گرفتار کر کے ملک سے باہر کر دیا گیا ہے۔ کہ جس کے قبضہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کئی ایسے کاغذات تھے۔ کہ جن میں پادری صاحبان کو گورنمنٹ فرانس کے قوانین کی پیروی نہ کرنے کی ہدایت پوپ صاحب کی طرف سے موجود تھی۔ کئی پادری صاحبان اپنی عبادت وغیرہ کے جلسے کھلے میدانوں اور [illegible] میں کر رہے ہیں اور جیسا کہ امید کی جاتی ہے۔ ان سب خبروں سے روم کے پوپ صاحب کے دربار یعنی ویٹیکن میں ایک عجیب کولاہل مچا ہوا ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ پوپ صاحب نے زور کے ساتھ یہ کہا ہے۔ کہ چاہے ہم لوگوں کو [illegible] دیا جاوے۔ اور چاہے ہم لوگوں کو شہید ہونا پڑے۔ ہم دھرم رکھنے کا کام ترک نہیں کر سکتے۔ ہمارا کام خدا کا کام ہے۔ طرفین کی کشمکش جاری ہے۔ اور یہ دیکھنا باقی ہے کہ آخر کار نتیجہ کیا ہوتا ہے گورنمنٹ فرانس اپنی طرف سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ ہر حال ایک طرف خواہ مخواہ لوگوں کی مذہبی آزادی میں دخل نہ کیا جاوے۔ وہاں رعایا کی کثرت رائے سے پاس شدہ قوانین کی پورے زور کے ساتھ پابندی کی جاوے۔ اور اس سلسلے میں اگر سخت وسائل اختیار کرنے پڑیں تو ان کے اختیار کرنے سے بھی گریز نہ کریں گے۔ ادھر یورپ کے بہت سے اپنے [illegible] قائم ہیں [illegible] میں خاص کر بغاوت کا اندیشہ ہے۔"

اس تار کا ترجمہ یہ ہے :- ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء فرانس میں کلیسا اور ریاست [illegible] پوپ [illegible] گرفتار کیا گیا۔ اور آج [illegible] جلد پر پہنچایا جائے گا۔

آج [illegible] کے وقت [illegible] ایک کونسل منعقد ہوئی۔ [illegible] کیا گیا۔ کہ کلیسا کے مال کی جلد سے [illegible] طلباء کے مدارس الہیات کو [illegible] کی اجازت دی جاتی ہے۔

حضرت پوپ روم کے محل میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے۔ اس معاملہ پر بحث کرتے وقت حضرت پوپ نے کہا۔ ہمیں افسوس ہے کہ سخت تجاویز اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ "مذہبی جور اور شہادت بھی ہمیں مذہب کی حفاظت سے باز نہیں رکھ سکتے۔ ہمارا کام خدا کا کام ہے۔"

(ایک کی خبر) فرنچ چیمبر میں ایم کلیمنسو نے کہا۔ ایم مانگ کو اسی وجہ سے خارج کیا گیا تھا۔ کہ اُس نے ایک اجنبی یعنی "پوپ" کی ہدایات فرنچ پادریوں کو دی تھیں۔ اور یہ ہدایات فرانسیسی قانون کی خلاف ورزی کے متعلق تھیں۔ اگر کلیسیا جنگ چاہتی ہے تو یہ اسے مل جائیگی۔ مگر قانون کی فرمانبرداری اسے جنگ سے بچا سکتی ہے۔

کئی آرچ بشپوں اور بشپوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے مکانات خالی کر دیں۔

انگلستان میں صلیب پرستی کے خلاف جدال

انگلستان میں تعلیمی بل کے متعلق جو شور و شر پچھلے دنوں رہا۔ اور ابھی تک جاری ہے اس کے متعلق سال گذشتہ میں مذہبی دنیا پر سرسری نظر کرتے ہوئے ایک نوٹ میں نے لکھ دیا تھا۔ اور یہ [illegible] کر دیا گیا تھا کہ انگلینڈ کے پرانے عیسائی چرچ کی تعلیم کو عام مدارس میں لازمی قرار دئے جانے کے خلاف لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا۔ اس بنا پر جب دارالعوام یعنی ہوس آف کامنز نے لوگوں کی عام رائے کے موافق جو بل تجویز کیا ہے ہوس آف لارڈز نے اپنی نامناسب تبدیلیوں سے مسترد کر دیا۔ آخر دونوں کے لئے جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بل فی الحال رک گیا ہے چونکہ اس بل کی وجہ سے ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز میں ناچاقی پھیل [illegible] اپنی اپنی جگہ میں یسوع کا یہ قول اس پر خوب صادق آتا ہے "میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں"۔ [illegible] عیسائی تعلیم کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں اور اس مخالفت کا اثر جہاں تک پہنچا ہے کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے سزائیں بھگت رہے ہیں وہ لڑنا اور سزا پانا منظور کرتے ہیں مگر نہیں پسند کرتے تو اس تعلیم کا پانا۔

یہ دردناک جدال جو مسیحی تعلیم کے خلاف انگلستان میں شروع ہوا ہے اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے پھر یہ امر کس کے لئے باعث مسرت ہے؟ اور کون ہے جو اس کشمکش سے خاص ذوق اور حظ حاصل کر رہا ہے؟ وہی جو

یکسر الصلیب

کا منصب لیکر آیا ہے اور وہ قوم جو اس پہلو میں اسکے کامیاب ہوتا ہوا دیکھ رہی ہے۔

ضرورت دعا

عزیز [illegible] امتحان ورنیکولر مڈل ۸ جنوری سے شروع ہے ناظرین کامیابی کے لئے دعا کریں۔

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

شیخ محمد چٹو لاہوری کچھ عرصے سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مُرید یا خلیفہ بنے ہوئے ہیں ان کا نام الحکم کے ناظرین کے لئے غالباً نیا نام ہوگا۔ یہ بزرگ سن آمدہ ہیں ان کی عمر کا صحیح اندازہ تو نہیں بتا سکتا مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کے منہ میں اب دانت قریباً نہیں رہے۔ پہلے یہ فرقہ اہلحدیث میں شامل تھے مگر استاد کی وجہ سے انہوں نے اس مسلک کو خیرباد کہا اور چکڑالوی زمرہ میں داخل ہوئے۔ میرا پہلے خیال تھا کہ ان کو تحقیق حق کا شوق اور جوش ہے لیکن اب جبکہ انکے رسالہ میں انکے سفر قادیان کے حالات چھپے تو مجھے یقین ہوگیا کہ تلاش حق سے اس شخص کو کوئی نسبت معلوم نہیں ہوتی ورنہ وہ اپنے رسالہ میں ایک نامناسب پیرایہ میں غلط واقعات کو بیان کرنے سے اس پیرانہ سالی میں پرہیز کرتے۔

ایڈیٹر الحکم کو شیخ صاحب سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور آج سے نہیں قریباً ۱۶ برس کے جبکہ ابھی ایڈیٹر الحکم ایک نوعمر طالب علم تھا۔ اور اسے خوب معلوم ہے کہ شیخ محمد چٹو پڑھے ہوئے نہیں ہیں اور جو تحریریں ان کے نام سے شائع ہوتی ہیں انکے لکھنے والے اور ہوتے ہیں گو اپنے شیخ صاحب کی زبان دوسروں کے منہ میں ہوتی ہے اور دوسروں کا ہاتھ اور قلم شیخ صاحب کے دل و دماغ میں کام کرتا ہے۔

شیخ صاحب کے خاندان میں ان کے بعض عزیز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام ہیں اور نہایت ارادتمند اور مخلص مُرید ہیں منجملہ ان کے حکیم محمد حسین قریشی کا نام شہرت یافتہ ہے وہ وقتاً فوقتاً کہتے رہے اس محترم بزرگ کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں انہوں نے انکو بھی کئی بار قادیان لانے کے لئے آمادہ کیا غرض بڑی کوششوں سے حضرت اقدس کی باتوں سے مستفید ہوں مگر وہ آتے ہوئے اپنے ساتھ مددگار اور رفیق بھی لے آئے جن میں سے ایک سید محمد یوسف سیاح کہلاتے تھے اور دوسرے کا نام میاں احمد دین جلد ساز ہے۔

شیخ صاحب نے اپنے قادیان آنے کے حالات اپنے رسالہ میں چھاپے ہیں مگر ابھی تک اس سلسلہ کو نامکمل چھوڑا ہے [illegible] مدار آخر مباہلہ پر ٹھیرا تھا اور [illegible] اور امتحان پر جس کی ابھی تک اشاعت نہیں [illegible] ضروری کام [illegible] کر کے نہایت [illegible] ایک غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے [illegible] اصل واقعات پبلک کے سامنے رکھدوں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے پہلے وہ واقعات جو شیخ صاحب بیان کرتے ہیں اور جس طرح بیان کرتے ہیں ان کو درج کیا جاوے۔ اسکے بعد اصل واقعات مع ریمارکس کے دیدوں اور شیخ صاحب نے جو کچھ بیان کیا وہ یہ ہے۔

اب سنئے:۔ ہم بتاریخ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۸ رمضان المبارک کو یہاں سے بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی احمدی جو کہ ہم سے اکثر کہا کرتے تھے کہ آپ نے جس طریقہ کو پسند کیا ہے یہ بالکل عبث ہے اور جو کچھ اپنا روپیہ پیسہ ہے اس پر برباد کرتے ہیں۔ یہ بھی محض بے سود ہے لہذا آپ ایک دفعہ ضرور میرے ساتھ قادیان چلیں۔ اور امام مفترض الطاعۃ سے ملیں اور جو آپ کا دل چاہتے ان سے سوال کریں وہ آپ کی ہر طرح سے تسلی و تشفی و اطمینان کر دینگے مختصر میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد الدین صاحب جلد ساز ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی رات کو

وہاں پہنچے۔ اور مرزا [illegible] کی امت روزہ خوار و مرزا صاحب کو سرخ رو پان کھاتے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب کے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں۔ آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا میں نے کہا چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں۔ آپ نے ہنسکر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں۔ بلکہ جتنے یہاں آئے ہوئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔ اور میں بیمار ہوں۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہوگئے اب جو دیکھا تو مرزا صاحب ڈاک کے انجن سے بھی شاید تیز رفتار تھے۔ کہ ان کی اُمت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہ ہی تک نہ کر سکے۔ جو آپ کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔ مختصر بعد نماز ظہر خاص [illegible] مسجد میں مجھکو بلا بھیجا تو میں نے پہلے اس اشتہار کا تذکرہ کیا جو رسالہ ہذا کے صفحہ (ج) پر درج کر دیا گیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرلیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ اپنے امام مفترض الطاعۃ ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کردیں۔ تو اب بھی میں اپنے وعدہ کا پابند ہوں۔ عوض اس کے کہ آپ کوئی آیت قرآن مجید پیش کرتے۔ آئیں بائیں شائیں کرنا شروع کر دیا۔ اور وہی اپنا پہلا پڑھا ہوا سبق۔ یعنی طاعون و کسوف و خسوف کو بطور شاہد ثبوت پیش کرنا چاہا۔ تنگ آ کر مجبوراً پھر کہنا پڑا کہ میں اس آپکے بے سرو پا قصہ کو نہیں سننا چاہتا۔ ہاں اگر کوئی ثبوت قرآنی و برہان ربانی ہو تو مہربانی فرما کر پیش کریں آپ نے بمقتضائے تقاضائے الوقتی فوراً بغیر خیال کہدیا کہ ایک قرآن تو حضور صاحب پر نازل ہوا ہے اور دوسرا وہ بھی تو قرآن ہی ہے۔ جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ جس پر ان کے معتقدین نے نعرہ سبحان اللہ کیا میں نے کہا جب میں آپ کو جیسا آپ کا دعوےٰ ہے مانتا ہی نہیں۔ تو آپ کے نازل شدہ قرآن کو کس طرح مانوں گا۔ تو اسکے جواب میں مرزا صاحب نے کہا تو آپ اپنے قرآن کا ثبوت دیں جس کو آپ مانتے ہیں۔ پھر میں اپنی امامت کا ثبوت دونگا۔ اور اس بات کو طول دیکر الجھا دیے میں ڈالدیا۔ آخر ہمارے حکیم مولوی محمد یوسف صاحب آگے بڑھے اور کہا مرزا صاحب یا صاحب کا مطلب شاید آپ سمجھے نہیں۔ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں عرض کروں۔ غرض پھر انہوں نے بہر چہار جانب سے مرزا صاحب کے منہ بند کرکے کہا کہ یا تو آپ یہ لکھدیں کہ میں قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتا تو پھر میں ثبوت دوں گا۔ یا آپ کوئی آیت اپنے ثبوت میں پیش کریں بیفائدہ طولانی تقریر سے کچھ فایدہ نہیں۔ تو مرزا صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ آئیے مباہلہ کریں۔ ہمارے نوجوان شیر دل حکیم محمد یوسف صاحب سیاح فوراً اس پر بھی آمادہ ہوگئے مرزا صاحب فوراً اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ بعد تھوڑی دیر کے ایک کتاب لیکر آئے۔ اور وہی اقرار نامہ لکھوانا شروع کیا۔ جو ہدیہ ناظرین ہوچکا ہے۔ غرض پھر کتاب بھی لے لی۔ اور تین اور پانچ روز کے بعد لاہور میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہنوز ایفا وعدہ نشدہ است۔

(باقی آئندہ) تصدیق کنندہ۔

S. Mohd Yusuf Syah of Bagdad

الاستخلاف

اس نام کا ایک مختصر جامع رسالہ مولوی قاضی محمد ظہور الدین اکمل کی تالیف ہے جس کو سید عبدالحی عرب نے چھاپا ہے۔ رسالہ کا مضمون نام سے ظاہر ہے قرآن مجید کے رو سے شیعوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے قیمت ۳ر سید عبدالحی عرب قادیان سے ملیگا۔

ہدیہ قاسم

(یعنے وہ نظم جو میر قاسم علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان نے بتقریب جلسہ سالانہ پیش کی)

مبارک ہو مسیحائے زماں کو بزم آرائی
غلامانِ مسیحا کو مبارک ہو یہ یکجائی

یہ جلسہ قادیاں میں آج ہم سب کو مبارک ہو
ملائک کی طرف سے بھی مبارکباد ہے آئی

جمع ہیں آج وہ خادم مسیحائے زماں تیرے
جنھوں نے آنکر دار الامان میں ہے اماں پائی

کہاں ہیں آج وہ امرتسری و غزنوی سارے
کہاں ہے سیالکوٹی بوڑھی لاہوری سودائی

کہاں ہیں آریہ ہندوستان دھرم کے ممبر
کدھر شیعہ وہابی ہیں کہاں ہیں تنیم عیسائی

کہاں ہیں آج جو دیتے تھے لاکھوں گالیاں تجھکو
بھٹکتے کس جگہ پھرتے ہیں اب نانک کے شیدائی

خدا کا خوف کرکے وہ اگر جلسہ میں شامل ہوں
یہاں وہ آنکر دیکھیں نشاں وہ تیری گویائی

تو ہے امید یہ مجھکو کئے پر اپنے نادم ہوں
ہے ممکن یہ خدا پھر بخشدیوے اُن کو بینائی

سبق دن رات تھا جنکا کہ اب مرزا ہوا پسپا
وہ دیکھیں آنکر اس جا پہ نصرت کی گھٹا چھائی

بہت سی بھبکیاں دیکر تجھے سب نے ڈرایا تھا
نہ کی پروا کچھ تونے نہ تیرے دل پہ سل آئی

بہت اُٹھے تھے یہ کہکر کہ ہم تجھکو گرائینگے
وہ اُٹھتے ہی گرے ایسے کہ ٹھوکر منہ کے بل کھائی

تیرے دشمن ہیں جتنے سے گئے دنیا کو ہیں خالی
جو کچھ دو چار ہیں باقی تو شامت انکی اب آئی

کہاں ہے آریہ پنڈت کا وہ پنڈت جو کہ لیڈر تھا
بتاوے تو کوئی آکر کہاں ہے آتھم عیسائی

کہاں ہے وہ قصوری بدزباں اللہ دلوی مردہ
نہ ہے لدھیانوی جس کی مدت سے خبر آئی

کہاں ہے آج گنگوہی جسے تھا سانپ نے کاٹا
کہاں ہے وہ رسل بابا جو تھا اُسکا بڑا بھائی

کہاں عیسائیوں کا آج چلتا ہے چراغ الدین
کبر اپنے کی جس نے سامنے سب کے سزا پائی

غرض کس کس کو گنواؤں سامی وار یا حضرت
ہوئی برباد سب دشمن کسے نے لی نہ انگڑائی

مگر ہاں آجکل اک اور مرتد پاجہ شاہی نے
بروز انبیا کے ہو مقابل کشتی ٹھہرائی

تیرا دشمن نہیں وہ دشمن حق ہے زمانے میں
تیرے انکار پر جسنے کتاب اپنی ہے چھپوائی

زمانہ دیکھ لیگا ہوگا جو انجام اب اُسکا
نہ کہنی کی ہے کچھ حاجت سمجھ لو تم یہ دانائی

بروز مصطفےٰ ہے تو مثیل ابن مریم ہے
خدا نے تجھکو بخشی ہے بہت خوبی و رعنائی

تیری معجز بیانی سے ہیں عاجز آج دنیا میں
نصاریٰ آریہ سکھ گبر و ترسا تیم عیسائی

خدا نے تیرا وہ سکہ بٹھایا سارے عالم میں
کسی سے سامنے تیرے نہ کوئی بات بن آئی

جہاں میں ہے لقب مشہور سلطان القلم تیرا
مخالف آج کرتے ہیں تیرا اقرار یکتائی

کیا اتمام حجت تونے ہر مذہب کے لوگوں پر
نہ چھوڑا کوئی شہری اور نہ چھوڑا کوئی صحرائی

مقابل میں بلایا ہر مخالف نام لے لے کر
مگر آیا وہی آگے کہ جسکی موت تھی آئی

کیا اسلام کو تونے مسیحا دم سے ہے زندہ
بہار بیخزاں گلزار میں اسلام کی آئی

تیرے اوصاف مجھ سے ناتواں سے کیا بیاں ہوویں
خدا نے آپ تیری عرش پر تعریف فرمائی

قسم مجھکو خدائے پاک کی سچ بات تو یہ ہے
تجھی کو زیب دیتی ہے میرے آقا مسیحائی

بڑا دھونی رمائے تیرے در پر نوردیں جیسا
کہ ہے جسکی زمانہ کو مسلم علم و دانائی

حکیم و بیعدیل و بیمثیل و باعمل ناصح
شفیق و غمگسار و امت احمد کا شیدائی

کروں تعریف کیا اُسکی کہ ہے میری زباں قاصر
بیاں اوصاف ہوں اُسکے کہاں ہے مجھ میں گویائی

مگر ہاں مختصر سی بات جامع اک سناتا ہوں
مثیل ابن مریم نے جو اُسکے حق میں فرمائی

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
اب اس تعریف سے بڑھکر کہیگا کیا کوئی بھائی

مکرم اور معظم ہیں یہاں مفتی فاضل احسن
مناظر بیمثیل ہیں وہ نہیں جھوٹ اسمیں اک رائی

یہی ہیں وہ جنھوں نے گولڑوی کی کھوئی ہے [illegible]
یہی ہیں وہ جنھوں نے کی ہے اسپر خامہ فرسائی

یہی فاضل ہیں یارو یہی ہے شمس بازغہ جن کی
انھیں کو دیکھکر جاتی ہے دشمن کی توانائی

مخالف مانتے ہیں جن کا لوہا وہ یہی تو ہیں
انھیں سے علم لاہوری پیغمبر نے بھی مار ہے کھائی

یہاں اک اور عالم باعمل اور جوان صالح ہیں
کہ جن سے آج امریکہ کو ہے پوری شناسائی

وہ ایل ایل بی ہیں اور ایم اے ایڈیٹر ہیں رسالہ کے
جنھوں نے آج یورپ کو ہے حق کی راہ دکھلائی

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں یکہ مرزائی

خدا علم و عمل میں عمر میں اُس کی ترقی دے
کہ تحریروں سے اس کی عقل ہے یورپ کی اب آئی

غرض تعریف ہو کیا تیرے ارکان مجالس کی
کوئی صدیق کا ثانی کوئی فاروق کا بھائی

بہت مدت سے تھی یہ آرزو دل میں میرے مولا
کبھی جلسہ میں حاضر ہو کے دیکھوں بزم آرائی

خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ روز دکھلایا
ہوا میں حاضر جلسہ میری اُمید بر آئی

تجھے معلوم ہے یہ تو میرے ہادی میرے آقا
کہ میں رہتا ہوں دہلی میں جہاں ہے سخت گمراہی

میری اک عرض ہے تیری حضوری میں میرے پیارے
تیری سرکار ہے عالی تیرا دربار ہے شاہی

خدا کیلئے دہلی میں پھر تشریف لے چلئے
کہ ہو اتمام حجت اور مٹے سب اُنکی گمراہی

عریضہ طول ہے میرا اگرچہ ہے یہ خیال آیا
کرینگے اور بھی کچھ عرض جو موجود ہیں بھائی

لہذا اب دعا پر ختم کرتا ہوں عریضہ کو
کہیں ہیں سب ملک جو ہیں احمد کے شیدائی

خداوندا تو اپنے فضل سے وہ دن ہمیں دکھلا
کہ ہو اسلام کا چرچا اُٹھے دنیا سے بدراہی

میرے ناصر امام قادیاں کی جلد نصرت کر
میری ہی زندگی میں اسکی دکھلا عزت افزائی

ہیں قادر جو ہیں وعدے مسیحا سے کئے تونے
وہ ایسے پورے کر دکھلا کہ دیکھیں ساری دنیائی

دعا کر میرے حق میں بھی خدا سے اے میرے مہدی
ہدایت پر رہوں قائم کبھی دیکھوں نہ گمراہی

رہیں دلشاد جتنے ہیں تیرے خدام یا حضرت
نصیب دشمنانِ دین ہو خواری و رسوائی

منم یک خادم ناچیز از خدام آنحضرت
خدارا یک نظر بر حال قاسم ہم بفرمائی

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء یوم جمعہ مسجد اقصیٰ

استفسار اور اُن کے جواب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ گذارش یہ ہے کہ سوالات مفصلہ ذیل کے جواب اخبار الحکم یا بدر میں شایع کرادیں عین عنایت ہوگی۔

(۱) غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز احمدی امام پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) مکان کا دخلی رہن (رہن با قبضہ) یعنے زر رہن کا کرایہ نہ مرتہن کا منافع جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو مگر اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔

(حاجی عبد المجید احمدی)

دوسرا خط

مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی حکیم فضل دین صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بذریعہ ہذا ملتمس ہوں کہ مندرجہ ذیل استفسارات کے جواب سے معزز فرماویں۔

(۱) جب بیمار حالت نزع میں ہو تو اُس کے بالین پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے حضرت امام ہمام علیہ السلام کا کیا عملدرآمد ہے۔

(۲) مُردہ مرد اور مُردہ عورت کے غسل کا طریقہ مسنون کیا ہے آیا بیری کے پتے وغیرہ ڈال کر پانی گرم کرنا ضروری ہے کیا کمہار کے یہاں کے کورے برتن مٹی کے لینے لازمی ہیں جن میں پانی گرم کیا جاوے۔

(۳) مرد اور عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔

(۴) نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہیئے دعا ماثورہ کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعا کرسکتا ہے۔

(۵) غیر احمدی جنازہ کی نماز احمدی پڑھا سکتا ہے جبکہ وہ غیر احمدی رشتہ دار قریبی ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔

(۶) غیر احمدی کے پیچھے نماز جنازہ احمدی پڑھ سکتا ہے۔

(۷) مُردہ کے دفن کا طریقہ سنت کیا ہے۔ قبر پختہ بنانا یا کتبہ یا نشان

اس غرض سے بنانا کہ لوگ دعائے مغفرت کریں جائز ہے یا نہیں۔
(۸) قبر پہ کیا پڑھنا چاہئے آیا قرآنی آیات یا اپنی زبان میں دعا۔ رواج ہے کہ جب قبر تیار ہو جاتی ہے تو سورہ بقر کے اول آخر رکوع قبر کے ہر دو جانب دو شخص اپنی انگشت شہادت رکھکر پڑھتے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے۔
(۹) مُردہ کو ثواب پہنچانے کا مسنون طریقہ کیا ہے سوم دسواں بیسواں چہلم کی کچھ اصل ہے قبر پہ قرآن خوانی کرانا کیسا ہے۔ مُردہ کا سوگ کب تک ہونا چاہیے۔
(۱۰) سماع موتے کی نسبت کیا حکم ہے۔
(۱۱) کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے۔ نماز جنازہ غائب میں مُردہ کا نام یا تصور ہونا چاہیے۔ قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ (مرسلہ محمد سلیمان) **الجواب** وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ س۱ غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز جنازہ احمدی پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔
ج۱ پڑھ سکتا ہے جبکہ رشتہ دار ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول ہذہ الایۃ الکریمۃ (ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ ۱۱) علیہ اذا دعی الی جنازۃ سأل عنہا فان اثنے علیہ خیر قام فصلی علیہا وان کان غیر ذلک قال لاہلہا شانکم بہا ولم یصل علیہا ابن کثیر جلد ۵ صـ۵۲ـ
یعنے جب آیت ولا تصل علی احد منہم مات ابدا نازل ہوئی اسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم اُس شخص کا جنازہ پڑھتے جس کے ایمان کی تعریف کی جاتی مجہول یا مذموم کا جنازہ نہ پڑھتے اور آپ میت کے رشتہ داروں کو فرما دیتے تم جانو یعنے جنازہ کی اجازت اُن کو دیدیتے۔

س۲۔ کیا رہن با قبضہ جبکہ کرایہ مکان و منافع زر رہن لینا دینا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔
ج۲۔ جائز ہے بشرطیکہ خرچ مرمت شکست ریخت لپائی وغیرہ بذمہ مرتہن ہو۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ رواہ البخاری مشکوۃ باب السلم والرہن یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری والے جانور کی سواری کی جاوے اسکے خرچ کے عوض اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جاوے اس کے خرچ کے عوض جبکہ یہ جانور رہن ہوں اور سواری اور دودھ کا فایدہ اُٹھانے والا ان کے خرچ کا ذمہ وار ہے۔

س۳ جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔
ج۳ احمدی رہ سکتا ہے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اتیتموہن اجورہن پ۶ اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور آزاد مومن عورتیں اور آزاد اہل کتاب کی عورتیں بھی تم کو حلال ہیں جب تم اُن کے مہر ادا کر دو۔ جبکہ اہل کتاب عورت کے نکاح سے مومن رہ سکتا ہے تو ہمارے مخالف مسلمان بھی ایک طرح کے اہل کتاب ہی ہیں

س۴ کیا قریب المرگ پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔
ج۴ ثابت ہے۔ عن ابی سعید وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جب کوئی مرنے لگے تو اُس کو تلقین کیا کرو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ وعنہا (ام سلمۃ) قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے ابی سلمۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ ثم قال ان الروح اذا قبض تبعہ البصر فضج ناس من اہلہ فقال لا تدعوا علے انفسکم الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علے ما تقولون ثم قال اللہم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المہدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ رواہ مسلم مشکوۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر اس وقت داخل ہوے جبکہ اُس کی نظر پھٹ چکی تھی یعنے قریب المرگ تھا اُس کی آنکھ کو میٹ دیا پھر فرمایا جب روح قبض کیا جاتا ہے تو بصارت بھی پیچھے جاتی ہے۔ ابو سلمہ کے گھر والے اس آخری حالت کو دیکھکر چلّائے پھر فرمایا اپنے آپ پر نیک دعا کرو بد دعا نہ کرو اس لئے کہ ملائک آمین کہتے ہیں تمہارے قول پر پھر ابو سلمہ کے لئے یہ دعا فرمائی۔ وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا سورۃ یٰسین علے موتاکم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جو قریب المرگ ہوں اُنپر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

س۵ غسل میت کا کیا طریق ہے۔ آیا بیری کے پتے پانی میں ڈالنا مسنون ...... ہیں۔
پانے برتن ضروری ہیں۔ ج۵ نئے برتن کی حاجت نہیں۔ بیری کے پتے مسنون ہیں؛ ام عطیۃ۔
قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رایتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا آذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ وفی روایۃ اغسلنہا وترا ثلاثا او خمسا او سبعا وابدان بمیامنہا ومواضع الوضوء منہا وقالت فضفرنا شعرہا ثلاثۃ قرون فالقینا ہا خلفہا متفق علیہ مشکوۃ یعنے ام عطیہ کہتی ہیں جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ تشریف لائے اور فرمایا اس کو تین یا پانچ دفعہ بلکہ اگر ضرورت ہو تو اس سے بھی زیادہ دفعہ دھو بیری کے پتے اور پانی سے اور آخر دفعہ میں کچھ کافور بھی ڈال لینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے اپنا تہبند دیدیا کہ اسے پہنادو اور ایک روایت میں ہے کہ نہلاؤ اسکو طاق تین یا پانچ یا سات بار اور دہنی طرف اور مواضع وضو سے شروع کرو۔ ام عطیہ کہتی ہیں پھر ہم نے سر کے بالوں کی تین لٹیں گوند دیں اور اُن کو پس پشت ڈالدیا۔

س۶ مرد و عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔
ج۶ عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث مشکوۃ یعنے لباس سفید پہنا کرو کہ وہ اچھا ہے اور اُسی سے اپنے موتے کے

کفن بنایا کرو۔ عن علی رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعاً رواہ ابو داود کفن بہت عمدہ نہ بنایا کرو یعنے بہت قیمتی کپڑے کا کیونکہ وہ تو بہت جلد گل سڑ جاتا ہے۔ عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ من کرسف لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ بلوغ المرام یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا تین سفید کپڑوں سحولی سوتی کا جن میں نہ عمامہ تھا نہ قمیص۔

س۸ نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہیئے۔ علاوہ دعاے ماثورہ کے اپنی زبان میں بھی دعا جائز ہے یا نہیں۔

ج اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار دوسرے اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علے الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علے الایمان اللہم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ تیسرے اللہم ان فلان ابن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اہل الوفاء والحق اللہم اغفر لہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔ چوتھی اللہم انت ربہا وانت خلقتہا وانت ہدیتہا الی الاسلام وانت قبضت روحہا وانت اعلم بسرہا وعلانیتہا جئنا شفعاء فاغفر لہ مشکوۃ اور اگر میت بچہ ہو تو اللہم اجعلہ لنا سلفا وفرطا وذخرا واجرا اللہم اعذہ من عذاب القبر۔ مشکوۃ۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بلکہ اب بھی عرب کے لوگ اپنی ہی زبان (عربی) ایسی نمازمیں پڑھتے ہیں ہاں ادعیہ ماثورہ سے فارغ ہوکر جس قدر چاہے اپنی مادری زبان میں دعائیں کریں بلکہ اپنی مادری زبان میں جوش زیادہ ہوتا ہے جو دعا کے اوپر جانے کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

س۹ غیر احمدی کا جنازہ احمدی رشتہ دار پڑھا سکتا ہے۔

ج پڑھا سکتا ہے دیکھو جواب ۶ ادل۔

س۹ غیر احمدی کے پیچھے احمدی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

ج۹ احمدی کسی غیر احمدی کے پیچھے کوئی نماز بھی نہیں پڑھ سکتا ہے دیکھو الحکم ۳۱ جولائی سنہ ۶ صفحہ ۱۱ کالم ۲ سوال ۳ ضمن ۲ اور ۲۴ مئی سنہ ۶ صفحہ ۱ کالم اول وہاں میں نے مفصل جواب لکھدیا ہے۔

س۱۰ طریق دفن کیا ہے۔ پختہ قبر۔ کتبہ۔ نشان لگانا جائز ہے یا نہیں

ج۔ عن بن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعتم موتاکم فی القبور فقولوا بسم اللہ وعلے ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے جب تم اپنے موتا کو قبر میں رکھو تو کہو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغ المرام۔ عن ابی اسحاق ان عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ادخل المیت من قبل رجل القبر وقال ہذا من السنۃ بلوغ المرام یعنے عبد اللہ بن یزید نے ایک میت کو قبر کے پانو کی طرف سے داخل کیا اور کہا کہ یہ سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل قبرا لیلا فاسرج لہ بسراج فاخذ من قبل القبلۃ مشکوۃ۔ یعنے ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں ایک میت کے دفن کرنے کے لئے داخل ہوے اور ان کے لئے چراغ روشن کیا گیا تھا اور میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا تھا۔ اور ایک حدیث میں ہے مشکوۃ میں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبر میں سر کی طرف سے داخل کئے گئے یعنے قبر کے پانو کی طرف سے۔ مشکوۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا تھا تاکہ علامت ہو میرے بھائی کی قبر کی اور میرے لوگ اس کے پاس دفن کئے جاویں۔ بلوغ المرام میں ہے سعد بن ابی وقاص نے کہا میری قبر کی لحد بنانا اور میرے پر کچی اینٹیں کھڑی کردینا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا۔

س۱۱ کیا قبر پر سورہ بقرہ پڑھنا چاہیئے؟

ج مشکوۃ باب دفن المیت میں ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ اسرعوا بہ الی قبرہ ولیقرء عند راسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال والصحیح انہ موقوف علیہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جب کوئی تم میں سے مرجاے اس کو دفن سے روکو بلکہ اس کو جلدی دفن کرو اور اس کی قبر کے سر کی جانب ابتدائے سورہ بقرہ اور پانوں کی جانب آخر سورہ بقرہ پڑھا جاوے۔ انگشت شہادت قبر پر رکھنے کی کوئی اصل نہیں بلوغ المرام میں ہے کہ وقت دفن تین لپیں یعنے تین دفعہ مٹی قبر میں ڈالنا اور بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفن میت سے فارغ ہوتے تو وہاں کھڑے ہوتے اور فرماتے معافی مانگو اپنے بھائی کے لئے اور اللہ تعم سے دعا کرو کہ وہ اس وقت ثابت قدم رہے کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جاویگا اور صحابہ مستحب سمجھتے تھے کہ جب لوگ بعد از دفن چلے جاتے تو قبر کے پاس کھڑے رہتے اور تین بار کہتے اے فلاں (اس کا نام لیکر) کہہ لا الہ الا اللہ اور کہہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے نبی میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

س۱۲ مُردہ کو ثواب پہنچانا سوم چہلم وغیرہ قبر پر قرآن خوانی کرانا ان کا کوئی اصل ہے۔ سوگ کب تک ہے۔

ج۱۲ اگر اس کی طرف سے صدقہ دیا جاوے تو میت کو فایدہ ہے مگر اس میں رسوم عادات۔ کسی خصوصیت کی پابندی ریا وغیرہ نہ ہوں۔ قبر پر قرآن خوانی سوائے ابتدا و انتہاے سورہ بقر کے کوئی ثبوت نہیں جس کا ذکر جواب ۱۱ میں گذرا۔ عن ام حبیبہ وزینب بنت جحش عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایحل لامرءۃ تومن باللہ والیوم الاخران تحد علے میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا مشکوۃ باب العدۃ۔ حضرت ام حبیبہ و زینب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت مومنہ کو حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ ہاں اگر اس کا خاوند مرجاوے تو چار ماہ دس روز سوگ کرے۔

س۱۳ سماع موتے کی نسبت کیا حکم ہے۔

ج۱۳ ابتداءً سنتے ہیں عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف علے قلیب بدر من المشرکین فقال قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقاً فقال لہ الناس اتسمع امواتا فقال انہم یسمعون کما تسمعون تفسیر در منثور صفحہ ۱۵۵ جلد ۵ یعنے بعد فتح بدر جب مشرکین کی لاشیں چاہ بدر میں پھینکی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہ بدر پر کھڑے ہوکر فرمایا ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا

صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ لوگ مُردہ نہیں تو حضور نے فرمایا وہ تو ایسا سُن رہے ہیں جیسا تم سن رہے ہو۔

سوال کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے؟ میت غائب ہو تو نام لینا تصور کرنا چاہیئے؟ اور تکبیر بھی جائز ہے؟

ج مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خادمۂ مسجد کا جنازہ جبکہ وہ دفن ہو چکی تھی تنہا اُس کی قبر پر پڑھا۔ تصور ضروری نہیں اور شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایک دعا سوال نمبر ۲ کے جواب میں لکھی گئی ہے جس میں نام میت لیا گیا ہے۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

لوکل معاملات پر بحث

قادیان کی مقامی ضروریات پر ایڈیٹر الحکم کو لکھتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ اور میں مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کی تحریروں پر مناسب وقت نوٹس ہمیشہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ جس حد تک چاہیئے وہ اصلاح نہیں ہوئی لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ توجہ ہوئی ضرور ہے۔ پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور سے ایڈیٹر الحکم کو حصول نیاز کا موقع ملا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نہایت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور بڑی توجہ سے اُن معاملات کو سنا جن پر ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار میں بحث کرتا رہا ہے اور صاحب بہادر نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ وہ عنقریب غالباً اسی مہینے میں بہ نفس نفیس قادیان تشریف لائینگے اور موقعہ پر ان تمام ضروریات پر غور کرینگے۔

میں نے جن معاملات پر صاحب موصوف کی توجہ کو منعطف کرایا اُن میں سے بعض اہم یہ ہیں۔

اوّل قادیان اور بٹالہ کے درمیان سڑک پختہ ہونی چاہیئے۔ اس سڑک پر آمد و رفت کثرت سے ہو رہی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بٹالہ بجائے خود ایک تجارت کی منڈی ہے اور اس سڑک کے ذریعہ دور دور سے مال آتا ہے۔ اور قادیان چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہیڈ کوارٹر ہے اور آپ کے مُرید کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ اور خود قادیان میں بھی مردم شماری کے بڑھنے کی وجہ سے اور ہائی سکول قائم ہو جانے کے سبب اور مختلف کارخانجات کے قیام نے تجارت میں غیر معمولی تبدیلی کر دی ہے اس لئے اس سڑک کا پختہ ہونا ضروری ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ گورنمنٹ پنجاب نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایک معقول رقم سڑکوں کی درستی کے لئے عطا فرمائی ہے اور کثرت کاروبار کا پتہ محکمہ ڈاک سے ملتا ہے جس نے قادیان کی ڈاک کی ضرورت کو محسوس کرکے قادیان اور بٹالہ کے درمیان یکہ لائن کو قائم کیا ہے جو اس ضلع میں شکر گڑھ اور گورداسپور کے درمیان کے سوا اور کسی جگہ نہیں ہے۔

دوم۔ قادیان کی حفظ صحت اور صفائی کے اصولوں کو مدنظر رکھکر ضروری ہے کہ مستقل انتظام اس کا کیا جاوے۔ صاحب موصوف بڑی خوشی سے چاہتے ہیں کہ وہ قادیان کے باشندوں کی ان ضروریات میں انھیں مدد دیں۔

سوم۔ ایسا ہی میں نے ان کی توجہ ایک ڈسپنسری کی ضروریات پر دلائی میں نے انھیں یاد دلایا ہے کہ اگرچہ قادیان کے باشندوں کو ایک اعلیٰ درجہ کے شاہی طبیب مولوی حکیم نوردین صاحب سلمہ ربہ کی خدمات بغیر کسی محنت اور صرف کے میسر ہیں اور وہ اپنے شفاخانہ سے مفت ادویات دیتے ہیں لیکن شفاخانہ فضل رحمانی خصوصیت سے امداد کا مستحق ہے اور نہیں تو اس شفاخانہ کو ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ادویات کی امداد ہی ملے۔

اس قسم کے ضروری امور پر میں صاحب موصوف کو توجہ دلا چکا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ بہت جلد توجہ کرینگے۔

ایسا ہی بٹالہ کے نیکدل اور منصف مزاج تحصیلدار ملک جیون مل صاحب نے ۲۳ دسمبر کو قادیان آکر اسکے حالات سے آگاہی حاصل کی اور صفائی کی حالت کو خود معائنہ کیا اور اس معاملہ میں بہت کچھ مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ صاحب موصوف کو میں نے یہاں کی شراب کی دوکان کے بند کرنے کے متعلق بھی توجہ دلائی ہے اور ان کو موقعہ بھی دکھا دیا گیا ہے باشندے چاہتے ہیں کہ یہ دوکان بالکل اُٹھا دی جاوے اور گورنمنٹ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جہاں کے باشندے ایسی دوکان نہ چاہیں اُسے اُٹھا دیا جاوے۔ میں نے اسکے متعلق باضابطہ درخواست دے دی ہوئی ہے جس کی تحقیقات ملک صاحب کر چکے ہیں میرا یقین ہے کہ بہت جلد اس کے متعلق بھی قادیان کی پبلک ملک صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کے قابل ہوگی۔

روڑیوں کے متعلق ملک صاحب چونکہ دیکھ چکے ہیں اور یہ موسم طاعونی [illegible]یم ہے اس لئے انھیں جس قدر جلد ممکن ہے اُن کے اُٹھوانے [illegible] لئے تاکیدی احکام صادر کر دینے ضروری ہیں۔ میں اس تحریر کے ذریعہ ملک صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔

خوش خبری

۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کے الحکم میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تقریر شایع ہوگی جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر آپ نے مسجد اقصیٰ میں بیان فرمائی۔ یہ تقریر **پنج ارکانِ اسلام** کی حقیقت پر مشتمل ہے اس لئے اس کا عنوان **پنج ارکانِ اسلام** ہی ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تقریر عام طور پر شایع ہو اس لئے ۱۷ جنوری کا الحکم ۱۶۰۰ چھاپا جاویگا۔ جو صاحب مفت تقسیم کے لئے اسکے نسخے حاصل کرنا چاہیں وہ ۱۰/ کے ٹکٹ بھیجدیں۔ ۶۰۰ کاپیاں زاید چھپینگی۔ اگر ۲۰ آدمی تیس تیس کاپیاں منگوالیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ (ایڈیٹر الحکم قادیان)

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(ایک نشان پورا ہوا)

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

الحکم کے ناظرین لودہانہ کے مشہور زبان دراز مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ منشی سعد اللہ نومسلم مدرس لودہانہ کے نام سے خوب واقف ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی بدزبانی اور دشنام دہی سے سلسلہ کی مخالفت میں خاص شہرت حاصل کی تھی۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے آتھم عیسائی کی پیشگوئی کی میعاد گذرنے پر بہت شور مچایا اور اپنی بدزبانی سے حزب اللہ کو دُکھ دیا تھا۔ اور عیسائیت اور باطل کی حمایت کرتے ہوئے حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ کے ایک بچہ کے فوت ہوجانے پر خوشی کا اظہار کیا اور اسے عیسائیت کی تائید کی دلیل ٹھیرایا تھا جس پر حی و قیوم اور غیور خدا نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی صاحب کے گھر میں ایک خوشرو اور زندہ رہنے والے کی بشارت دی جو رسالہ انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ میں چھپی اور آخر ایک مدت کے ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء کو رات کے ۱۰ بجے عبدالحی سلمہ ربہ پیدا ہوا اور یوں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو کر اس ہندو زادہ کی ندامت کا موجب ہوئی غیور خدا نے جہاں ہمارے امام کو یہ رحمت کا نشان دیا وہاں اس مخالف دین اور عدو اللہ کے لئے اسی رنگ میں ایک خاص نشان دیا اس نے حضرت حکیم الامۃ کے لئے گویا ابتر ہونے کی آرزو کی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے صادق بندوں پر اعتراض کرنے والے خالی نہیں رہا کرتے وہ خدا کے عذاب کا مزا چکھ لیا کرتے ہیں اشتہار انعامی تین ہزار مشتہرہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر حضرت امام علیہ السلام نے سعد اللہ کو مخاطب کر کے یہ پیشگوئی شایع کی۔

حق سے لڑتا رہ آخر اے مردود دیکھے گا کہ تیرا
کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں
خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹
ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے اِنَّ
شانئک ہو الابتر اور ہم نے اس طرح پر آتھم
کا رجوع بحق ہونا بے ثبوت نہیں کہا۔

یہ وہ پیشگوئی ہے جس کو شایع ہوئے آج ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء تک ۱۲ برس ۳ مہینے اور ۱۲ دن ہو چکے ہیں اسکے بعد متواتر یہ وحی شایع ہوتی رہی یہ اتنی لمبی مدت ہے کہ اسی میں سعد اللہ جیسا نوجوان اور مضبوط قوی کا آدمی ایک اور شادی کر کے بھی اولاد پیدا کر سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ اور وہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ سعد اللہ کا ایک بیٹا موجود ہے لیکن اب تک اس کی کوئی اولاد نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ اس نے شادی کی یا کیوں نہیں کی؟ پس سلسلہ نسل کا ختم ہو جانا ابتر ہونے کو پورے طور پر ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے سعد اللہ دو نو طرح سے ابتر سلسلہ اولاد کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفت کے لئے اُٹھا مگر ناکام اور نامراد رہا۔

اور پوری نامرادی کے ساتھ جنوری کے پہلے ہی ہفتہ میں فوت ہو گیا۔

اور اس طرح پر اپنے انجام نامرادی کے ساتھ حضرت اقدس کی سچائی پر مُہر کر گیا اس پیشگوئی میں جو اوپر دکھلائی یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سعد اللہ کا ابتر رہنا۔ اس امر پر بھی ایک دلیل ہوگا کہ آتھم کے رجوع کے متعلق بھی جو کچھ کہا گیا تھا وہ خدا تعالیٰ کے اعلام اور وحی سے تھا۔ سو آج آتھم کا نشان پھر روشن ہوا۔ پھر اس پیشگوئی میں سعد اللہ کے انجام کی خبر اس پیشگوئی میں موجود ہے۔

آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا ان الفاظ میں مردار کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ حضرت ہی کی زندگی میں فوت ہوگا۔ یہ تیسری پیشگوئی ہے جو اسی سلسلہ میں پوری ہوئی۔ پھر انجام آتھم میں جہاں حضرت اقدس نے مباہلہ کے لئے مخالفوں کو بلایا ہے وہاں نمبر (۱۰) پر سعد اللہ نومسلم مدرس لودہانہ لکھا ہوا ہے اور گویا اس سے مباہلہ ہو گیا ہے کیونکہ اسی جگہ یہ لکھا ہے کہ

”گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا
کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے
کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ توہین اور
تکفیر کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں
سے الگ ہو اور اے مومنو برائے خدا کہو آمین“

اب بتاؤ کہ اس سے بڑھکر اس دعا کی قبولیت کا کیا اثر ہوگا کہ وہ ایک مضبوط تندرست قوی الجسہ اور کم عمر تھا اور حضرت اقدس اسکے مقابلہ میں ہمیشہ بیمار رہنے والے اور سب سے عمر رسیدہ اور پھر مخالفوں کے خیال میں معاذ اللہ مفتری علی اللہ پھر یہ بات کیا ہے کہ جو اس کے مقابلہ میں آتا ہے اسکے سامنے اس جہان سے چلدیتا ہے۔ یہ خدا کے بزرگ برتر کے نشانات ہیں جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سُننے کے کان ہوں سُنے۔

مجھے اس امر کا ذکر بھی کرنا ضروری ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کا ذکر ہے کہ سعد اللہ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق ایک مجلس میں ذکر تھا کہ چونکہ اس کی اولاد کا آگے سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لئے پوری ہو گئی اس پر ایک نہایت محتاط اور دور اندیش خادم نے عرض کیا کہ یہ امر شاید قبل از وقت ہو۔ اس پر حضرت اقدس نے بزور کہا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور ہمیں اس میں کوئی تامل نہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اس بات کو جھوٹا نہیں کریگا اور اس میں فتح ہماری ہے اس پر حضرت کو الہام ہوا جو الحکم میں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء کو چھاپ دیا گیا

لو اقسم علی اللہ لابرہ

اور ابھی اس الہام پر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ۴ جنوری کی شب کو لودہانہ کے ایک تار نے خبر دی کہ سعد اللہ فوت ہو گیا۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ کسی دشمن یا مخالف سلسلہ کے فوت ہونے پر نہیں نہ ہمارے حضرت کو کوئی خوشی نہیں بلکہ اگر وہ ہدایت پا جاوے تو زیادہ خوشی کا موجب ہوتا ہے لیکن الٰہی ارادوں اور فیصلوں میں کون دخل دے سکتا ہے خدا تعالیٰ نے پہلے سے جو خبر دی تھی وہ پوری ہوئی۔ سعد اللہ مر گیا اور ناکام مرا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے مرسل کے نشانوں کے پورا کرنے والا ٹھیرا۔ اسکی قبر عبرت کا سبق دیتی ہے اور اسکی لاش کہتی ہے ہم مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود کی مخالفت سے توبہ کرنی اور ہدایت کرنی چاہئے

روز نگارم شد بہ نادانی من نکردم شما حذر بکنید

اس کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ سے ہے [illegible] اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے

۴ ہے خدا کرے کہ جلد باز اور بدزبان مخالف اس سے سبق سیکھیں ۔ آخر میں خدا کی حمد اور اُسکے رسول پر درود ہو جس کی باتیں پوری ہوئیں اسی طرح جو کہی تھی [illegible]

[illegible] ایمان [illegible]

جو صاحب تقلید جنگی زہر یلے مضر اثر کے کچھ تباہ ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جنہوں نے اس کی آزمائش نہ کر لی ہو ہر گز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں کے ہر طرح سے ثابت ہو چکا ہے

یاقوت۔ مروارید۔ مرجان۔ یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران

وغیرہ وغیرہ کا مجرب مشہور مرکب ہے

روح کی ایک لطیف غذا ہے ۔ مردہ دلوں کے لئے آب زندگی ہے ۔ نا جوانی کی ... جوانی ہو

مفرح عنبری

مفرح عنبری

مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ)

خوراک دو ماشہ

قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپیہ ۱۳ عہ

قیمت ایکدرجن ڈبیہ (ضہ)

مفرح عنبری میں خداتعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے بیوپاریوں اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں ۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے کی مطلق ضرورت نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر حاجی عرض کرنے کے بعد اس کو ختم کرتا ہوں :

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنے خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع الاثر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ کا بیان تیز و روشن ہو جاتے ہیں ۔ خیالات نہایت اعلے و مفید سوجھنے لگتے ہیں ۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا غذائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ۔ ضعف قلب ۔ بے چینی ۔ دل کا دھڑکنا ۔ دل کا ڈوب جانا ۔ سانس کا پھولنا ۔ پراگندہ خیالی ۔ وغیرہ کیلئے ایک مجرب اور قابل اعتماد تریاق ہے ۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ خفقان ۔ عرق النسا ۔ کثرت احتلام ۔ کثرت پیشاب ۔ وغیرہ کو ایک نمایاں فائدہ پہنچتا ہے ۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا ۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہو گئی ہو وہ اس کے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے ۔

مفرح عنبری ۔ جن کے اعصاب بہ سبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری ۔ عیاشی ۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر و غیرہ سے ضعف آ جائے ۔ اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے ۔

مفرح عنبری ۔ وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے ۔ اس لئے امیروں ۔ وزیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں ۔ جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں ۔ تحصیلداروں ۔ منصفوں ۔ مدرسوں ۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں ۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلبا ۔ جن کو صحت کی قدر ہے اس سانس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے ۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی پھر تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے ۔

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض کا موسمی ... میں جہاں ہر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو خدائے رحیم کی عنایت پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس کا استعمال ہر ایک مرد و عورت و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے ۔ حفظ ما تقدم کے طور پر ... دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے

مفرح عنبری حکما اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکا اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب ... سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض ۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے رقت حالت ہو گئی ہو یا اور اسکے باعث بار بار درد کے ہمراہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے ۔

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بخارات نکسیر یا خونی بواسیر یا کھانسی کے ساتھ خون کا آنا کبھی کبھی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی انسدادی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں ۔

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا فوراً دماغی طاقت کا بحال ہو جاتی ہے ۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے ۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر

عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیرا گڈھ ضلع رائے پور
عنایت نامہ جلیل صاحب ۔ السلام مسنون ۔ آپ کا ... مفرح عنبری کی ... بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیرا گڈھ کے متعلق بھی ... تجربہ میں آئی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ۔ آپ بہ مہربانی ارکیسر ... دیسا ... خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرما دیجئے (دستخط) سید بخش محمد برائیویٹ سکریٹری ۔

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر پشتی تحریر فرماتے ہیں ۔
مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اس کے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے ۔ اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں مجھے تجربہ میں نہیں آئی مجھے اس استعمال میں کمزور طاقت درست کرنے والی بیماریاں فائدہ دی ۔ اور اسقدر اس دوائی کی ایجاد پر مجھے آپ کو بجائے ... آپ کی دوائی بجز نہایت ثابت ...

عالیجناب راجہ کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار ورئیس باندہ کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ ۔ ڈیر سر ۔ اسی طرح آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کر کے میں نہایت خوشی سے اسے معیدہ ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں ۔ دو سال کی بیماری ہوتی صحت مجھے اسکے استعمال سے ... براہ مہربانی ... ڈبیہ ...

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر مشہور تحریر فرماتے ہیں ۔ حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں ۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے ۔ براہ مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ ویلیو پے ایبل جلد ارسال فرما دیں ۔

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ معززین اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ



الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت ...

(۱) عوام ... (۲) ہندوستان ... (۳) ... (۴) اپنی جماعت ... سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۲ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ... الحجہ

دارالامان قادیان کا ہفتہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری و ضعف و نقاہت کے اپنے مذہبی کام میں برابر مصروف ہیں۔ آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک ضمیمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں مہتمم کتب و کاتب الحکم چھاپتے اور مضمون بھی برابر آرہا ہے باوجود یکہ آپ کو مدام دوران سر و کثرت پیشاب ... کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دورہ جلدی آجاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دورہ جلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی متنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔ بخدا ہم نے آپ کے قول و دعاوی کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق ۔ نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر اوشان است ۔ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم ۔ ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است ۔ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا ۔ کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور اکراہم
غم خلق خدا از زہر خوردن چہ کم است ایں ۔ گرش صد جاں بہ پاریزیم سنوزش عذر میخواہم
بہ جوش آمد بہ عبادت دیدہ حال عالمے بینم ۔ خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

بیماری سے کچھ افاقہ ہونے پر آپ یا مضمون لکھنا شروع کر دیتے ہیں یا پنجگانہ نماز کے لئے تشریف لے آتے ہیں۔ احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چل جاتے ہیں اور ... بیماری کا دورہ جلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات ... سے ... ہوتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور ... آپ نے اپنی تمام تصنیفات اسی طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں آپ کو یہ بیماریاں عین شباب سے لاحق ہیں جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں بحکم ایزدی دعوے تجدید اسلام کا کیا تو آپ کو غم ہوا کہ مجھے خطرناک بیماریاں لاحق ہیں مبادا میں جس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں وہ کامل نہ ہو اور میری موت پہلے آجاوے تو آپ نے دعا کی جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ تجھے اسی سال کے قریب عمر دی جاویگی یا کچھ زیادہ اور تیرا وقت ضایع نہ ہوگا۔ اور تو اپنے کام کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوگا۔ اللہم صلی علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام ۔ مکذبو! تم پر افسوس کہ تم نے ایسے بزرگ یگانہ کی تکذیب کی۔

نماز کسوف

مورخہ ۱۴ جنوری کو نو بجے کے بعد سورج گرہن ہوا حضرت حکیم الامۃ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی۔ چونکہ اس موقعہ پر بہت تضرع و ابتہال و دراز نماز کا حکم ہے آپ نے لمبی قرأت پڑھی اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ ایک ستارہ بھی دکھائی دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر ایک خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا ؛

دیگر بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے زحمت افزا ہے ؛

سوا لاکھ روپیہ جمع کرو

ہماری قوم کے ہر فرد کا جہاں یہ فرض اور مقصد ہے کہ وہ اپنے نفس کی تکمیل اصلاح کے لئے ہر وقت ساعی رہے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اصلاح قوم کے پہلو کو ہر وقت مد نظر رکھے۔ اصلاح نفس اور اصلاح قوم کا مفہوم درحقیقت لازم و ملزوم ہیں اور ایک میں دوسرا داخل ہے۔ اپنی ذاتی اصلاح بھی دراصل قوم کی اصلاح ہے اس لئے کہ ہر شخص قوم کا ایک فرد ہے اور قومی اصلاح بھی ذاتی اصلاح ہے کیونکہ قوم میں وہ داخل ہے۔ بہرحال اس وقت اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں کرتا کہ اصلاح نفس اور اصلاح قوم سے کیا مراد ہے؟ بلکہ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ میں قوم کو اس امر اہم کی طرف توجہ دلاؤں جو اسکے اصلاح قوم کے میدان میں ... ہے اور وہ سال بسال ... کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اجرا شدہ شاخوں کے

اخراجات

کا سوال ہے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رپورٹ سے معلوم کیا ہوگا کہ ۱۹۰۷ء کے لئے ۸۶ ہزار سے زاید رقم لنگر خانہ کے علاوہ دوسری شاخوں کے اخراجات کیلئے درکار ہوگی **لنگر خانہ** کے متعلق کوئی بجٹ اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ اُس کا تعلق براہ راست اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ ہے اور باقی مدات اور شاخوں کا انصرام صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہے لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہوسکتے کہ **لنگر خانہ** کی ضروریات کا علم قوم کو نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ میری اپنی رائے میں سب سے زیادہ فکر اسی شاخ کا ہونا چاہئے کیونکہ لنگر خانہ کے متعلق حضرت اقدس ؑ کے افکار آپ کے اوقات گرامی میں زیادہ ہارج ہوجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات آپ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کسی صورت میں لنگر خانہ کا خرچ **تین ہزار** روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے اس لئے یہ رقم براہ راست ماہوار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچنی چاہئے ۔ اس کے لئے مناسب انتظام یہی ہے کہ ضلع وار انجمنیں قائم ہو کر اپنے ضلع سے چندہ وصول کرکے پہنچائیں۔

جب تک تین ہزار روپیہ ماہوار کے لئے کافی انتظام قوم نہیں کر لیتی اُس وقت تک اسے سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک بڑے **فرض** کے ادا کرنے سے ابھی قاصر ہے۔

اس ۳۶ ہزار کی رقم کے علاوہ وہ ۸۶ ہزار سے زاید کی رقم ہے جو مدرسہ میگزین۔ بہشتی مقبرہ وغیرہ کی شاخوں میں خرچ ہوگی اور اس میں سے ۳۰ ہزار کی وہ رقم ہے جو اس سال مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ پر خرچ ہونے والی ہے۔

مدرسہ کی ضروریات بھی اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور میں **اپنی قوم کو اس امر خاص میں مبارکباد** دیتا ہوں کہ وہ برابر ۹ سال سے مدرسہ کو اپنے ذاتی اخراجات سے چلا رہی ہے۔

مدرسہ کی ضرورت اسکے فوائد اور نتائج پر کلام کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسکے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ آپ قرار دیا ہے اور اسکے وجود کے بقا کے لئے لنگر خانہ کے چندہ میں سے وضع کرکے دینے کی اجازت بھی ان لوگوں کو دی جو جُداگانہ چندہ نہ دے سکتے تھے اسکے بعد میرے پاس اور کے الفاظ اس کی ضروریات پر قوم کو توجہ دلانے کے لئے زیادہ موثر اور کارگر نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی ممالک غیر میں اشاعت اسلام اور کسر صلیب کا کام جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی غرض اولیٰ ہے اس کی تکمیل میں ساعی ہونے کی ضرورت پر کسی بحث اور زمانہ کے عرفی الفاظ کی حاجت حقائق پسند قوم کے سامنے نہیں۔ پس یہ ضروریات تو مسلمہ ضروریات ہیں ہاں اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اکثر حصہ قوم کا ناواقف ہے کہ ممالک غیر میں ان کے میگزین نے کیا کام کیا ہے؟ میں مختصر الفاظ میں یہ کہونگا کہ میگزین کے ذریعہ

عیسویت کے محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں

اور خود عیسائی مشنریوں کو اس کا تھامنا اور قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں قوم کی متفق اور مجموعی قوت انسان پرستی کے اس قلعہ کو فتح کرکے **خداشناسی اور خداپرستی** کا ... قایم کرنے کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگی۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ نیک کاموں میں جس ہمت اور فراخدلی سے اپنا روپیہ صرف کرنے کے عادی ہیں وہ بھی ہماری سمجھدار اور اخبار بین پبلک خوب جانتی ہے پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یورپ اور امریکہ کے زیرک اور فہیم انسانوں پر اس **حق** کو کھولدیا جسکی بہت جلد اُمید ہے تو پھر تمہارے چند پیسوں اور آنوں اور روپیوں کی حاجت ہی نہ ہوگی وہ خود ان شاخوں پر لاکھوں نثار کردینگے۔ مگر باوجودیکہ وہ لاکھوں اور کروڑوں نثار کریں گے لیکن انکے وہ لاکھوں اور کروڑوں تمہارے چند پیسوں اور آنوں کے برابر بھی قیمت نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان لاکھوں اور کروڑوں کا بیج دراصل تمہارے ہی وہ پیسے ہونگے جو آج تم خرچ کروگے۔

اس لئے

ان **ضرورتوں** کی تکمیل کیلئے سعی کرو یہ اخراجات ضروری اور اشد ضروری ہاں خدا تعالیٰ اور اسکے **موعود** کے منشاء کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں پھر سوچو کہ یہ رقم اس سال کس کے لئے کیونکر پوری کیجاوے۔ یعنے ۳۶ ہزار روپیہ تو صرف لنگر خانہ کے سالانہ مصارف کیلئے مطلوب ہے اور ۸۶ ہزار سے زیادہ مدرسہ۔ میگزین اور دوسری **مدات** کیلئے۔ اس میں **اخبارات** کی ضروریات کا بجٹ بھی شامل نہیں اسلئے کہ وہ شخصی ملکیت کے نیچے ہیں تاہم انکی **اہمیت** بجائے خود ظاہر ہے میرے اس مختصر نوٹ کا یہ منشا نہیں ہونا چاہئے کہ قوم کے معزز اور سمجھدار افراد اسکو پڑھ لیں اور بس نہیں بلکہ وہ لوگ جو قوم میں معزز اور سربرآوردہ ہیں اپنی ضلع تحصیل اور شہر میں اپنی جماعت پر ایک خاص اثر رکھتے ہیں وہ ایسی **عملی تجاویز** پیش کریں جو پہلی ہی ششماہی کے اندر یہ رقم جمع ہو جاوے اور کام کرنیوالی جماعت اطمینان کیساتھ اپنی کام میں لگجاوے میں خصوصیت سے چند دوستوں کے نام لے دیتا کہ وہ عملی تجاویز پیش کریں لیکن اس خیال سے کہ ہر شخص کچھ کہ سکے میں اسے محدود نہیں کرتا مختلف صورتیں اس رقم کے جمع کرنے کی میرے ذہن میں آتی ہیں جن کو میں خود اگلی اشاعت میں **بزرگان ملت** سے مشورہ کرنے کے بعد عرض کردوں گا۔

میں اپنے معزز معاصرین بدر اور میگزین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس ضرورت کا احساس قوم میں پیدا کرنے کے لئے قلم اٹھائیں اس لئے کہ کام کرنے والی جماعت میں خود اُن کا اپنا ہاتھ بھی ہے اور یہ فکر آخر ان کو بھی کرنا ہی پڑے گا اسی لئے یہ تحریک متواتر جاری رہے۔ آخر جو ہوگا وہ تو اللہ ہی کے فضل سے ہوگا لیکن سعی اور استقلال اور دعائیں اسکے فضل کو جذب کرتی ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنی مزعومہ تجاویز میں سے ایک اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تقریب قریب ہے اور وہ **عید فنڈ** ہے اگر اس تقریب پر اس فنڈ کو باضابطہ جمع کیا جاوے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ مدرسہ کی عام **اغراض** کے لئے کافی سے زیادہ رقم جمع ہوسکتی ہے اس لئے سب احباب اس موقع پر بیش از پیش سعی کریں۔ خدا ان کا مددگار ہو (آمین)

پنج ارکان اسلام

جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی (ایڈیٹر)

جوش تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سن لو۔ اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور میں اس لایق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دور دور سے آئے ہیں تا کہ ہماری باتیں سُنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا لہذا باوجود حالت بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ نہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ اُن میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انھوں نے صرف زبانی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے کیا وہ توراۃ کو نہیں مانتے تھے وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور اُن کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لا شریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہونگی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کامل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے اسوقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دُنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکا دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھکر کہ پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی

پیدا کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمہ* جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا **معبود۔ محبوب اور مقصود** خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ **الٰہ** کا لفظ **محبوب** اور اصل **مقصود** اور **معبود** کے لئے آتا ہے یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مد نظر رکھے۔ اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظاً کہدینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بیکار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی **محبوب** اور **مقصود** نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔

---

* فٹ نوٹ۔ کلمہ کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ علے الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ فتح مسیح میں ایک لطیف نوٹ لکھا ہے وہ اس مقام کے حسب حال ہے اس لئے تکمیل مضمون کی خاطر میں اسے یہاں حاشیہ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔
اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا۔ آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ جس پر یقین کرنے سے روح کی

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بت پرست اور مشرک ہے یہ لانفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بت ہیں یا ظاہری بت ہیں مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بت ہے اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے موٹی قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انھوں نے بت پرستی کو چھوڑا یا نہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بت پرستی نہیں کرتے لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہونگے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہونگے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اسقدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنھوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انھیں کہا جاوے تو جھٹ کہدیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ انھوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے میں نے فرض ادا کرنا ہے میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت۔ تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل نفاق و بد عہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔

جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہدینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور

تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللّٰہ کا نورانی پرتوہ دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللّٰہ کے معنے جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللّٰہ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنے گناہ کی حقیقت اور گناہ کی اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دیگا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائیگا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جسکو سچی پاکیزگی اور حقیقی راست بازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسکے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جسکے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھیرایا ہے کہ خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں ؎

غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جبتک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر سکے جو ایک سچے **موحد** کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ جو ہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے تکلیف اٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا **معبود** اور **محبوب** اور **مقصود** ہو اور یہ مقام اسی وقت ملیگا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو دوسرا امر **نماز** ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید نے ان **مصلیوں** پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ **نماز** اللہ تعالیٰ کے حضور ایک **سوال** ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی **بدیوں** اور **بدکاریوں** سے محفوظ کرے۔ انسان **درد** اور **فرقت** میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا **قرب** اسے حاصل ہو جس سے وہ **اطمینان** اور **سکینت** اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے۔ جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس **لوامہ** ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی **معرفت** اور **قرب** سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے **نماز** ہے اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کر دیتی ہے یا نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے جس میں پورا **درد** اور **سوزش** ہو اسی لئے اس کا نام **صلوٰۃ** ہے کیونکہ **سوزش** اور **فرقت** اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور برے **جذبات** کو اندر سے دور کرے اور **پاک محبت** اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے **الفاظ** اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ ایک **سوزش** رقت اور سوز ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جبتک دعا کرنیوالا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کر لیتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فایدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ **دل** پگھل جاوے اور **روح** پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک **کرب** اور **اضطراب** اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور **استقامت** کے ساتھ **دعا**ئیں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ **دعا** قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے۔ خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند **وظیفے** اور **ورد** قرار دیئے گئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو **نماز** ایسی **نعمت** کے ہوتے ہوئے کسی اور **بدعت** کی ضرورت نہیں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً **نماز** میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راست بازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھکر خدا کی طرف لیجانیوالی کوئی چیز نہیں

جب انسان **قیام** کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر **رکوع** بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھکر ہے اور **سجدہ** ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈالدیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو **نماز** کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور **رکوع** **سجود** پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس **عالم** سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے نماز ایسی چیز ہے جو کہ جامع **حسنات** ہے اور دافع **سیئات** ہے میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا

ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے کہ وہ زوال کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہو جاتا ہے اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اسکو کوئی دُکھ اور درد پہنچے تو پھر یہ مضطر ہو کر دوسروں کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اسیر ابتدائے مصیبت ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع ہو جاتی ہے مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اسکے امن و سکون میں زوال شروع ہو گیا یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے پھر بعد اس کے جب وہ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اسپر فرد قرار داد جرم لگ گئی اور شہادت گذر گئی تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا عصر کا وقت ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے یہ عصر کا وقت اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار پا گیا۔ اسکے بعد مغرب کا وقت آتا ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت سے مشابہ ہے جب حاکم نے اپنا آخری حکم اسکے لئے سُنا دیا اور عشاء کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر فجر کا وقت وہ ہے جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کی ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاوے یہاں تک کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اسکے لئے وہ وقت لے آوے کہ وہ نجات پا جاوے۔

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی **تضرع** کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے جب اسپر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلیداً اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھکر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے۔ تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھولکر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ **یقیناً خدا ہے** اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتے ہیں تو **وکیل طبیب** یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔

مومن وہی ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو اور رجوع نہ کرو تو اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا اور وہ تمہاری کچھ بھی پروا نہیں رکھتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

یعنے ان کو کہدو کہ میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم سچے دل سے اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسا کہ وہ رحیم و کریم ہے ویسا ہی وہ غنی بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا اور زلزلوں نے کیا دکھایا گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہو گئے اور لاکھوں ہزاروں خاندان ہمیشہ کیلئے مٹ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا۔ باوجود اسکے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے نوح کے وقت۔ لوط کے وقت موسیٰ کے وقت کیا ہوا۔ کیا جو قومیں اور بستیاں اس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن کی آن میں اُنھیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان لیا ہے کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کر کے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے کیوں مر گیا؟ میں کہتا ہوں میں اس کا ذمہ وار ہوں کہ وہ کیوں مر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز **ظالم نہیں ہے وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔**

مجھے ان لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب اُنپر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے اُنپر ظلم نہیں کیا نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے جبتک دل صاف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لونگا لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی اور اس امر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکا کیا جواب دیا یہی کہ **تو جاہل مت بن**۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اُس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔ پھر جب انھیں اپنے ایسے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا تو اور کون ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اسکے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے؟ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف

اللّٰہم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں بہت سے ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ وہ بیعت میں داخل ہیں اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے کہا کہ جبتک تیرے گھر بیٹا نہ ہو وہ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں۔ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس

آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ خواہ بیٹے مریں یا جئیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آتا ہے اور سچے مسلمان بنتا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔*

بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مر گیا ہے اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جبتک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بت پرستی مراد ہے نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انہیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مر جاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہیں پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اسلئے کرتا ہے کہ مجھ سے بیٹا لے یا فلاں عہدہ لے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو اُن کی پرواہ۔ یقیناً سمجھو اس دُنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اسکے لئے تمھیں اپنے آپ کو طیار کرنا چاہئے یہ دُنیا اور اسکی شوکتیں یہاں ہی ختم ہو جاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اسے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاویگی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدیگا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو جس سے سب کچھ ملجاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اسکے رسولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اس پر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اسکے مُنہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اُس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال انپر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آ سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آ گئے تھے؟ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے جسکے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی رہے تھے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو گئے وہ فرشتے بن گئے۔

---

*فٹ نوٹ۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کہ جبتک انسان دُنیا اور اس کی خواہشوں کو ترک نہ کر لے وہ میرے پیچھے نہیں آ سکتا۔ یعنے مال اولاد یا اور دُنیا کے اغراض و مقاصد کو اپنا معبود بنا کر میرے پاس نہ آؤ۔ بلکہ اپنے اوپر فنا کلی طاری کر کے آؤ حضرت امام اپنی جماعت کو کامل بنانا چاہتے ہیں وہ دُنیادار بنانا نہیں چاہتے بلکہ وہ کامل جن کے لئے فرماتے ہیں ؎

کاملان کز شوقِ دلبر مے روند۔ باد و صد بارے تُنک تر مے روند۔ ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن۔ از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن۔ در جہان و باز بیرون از جہاں۔ بس ہمیں آمد نشانِ کاملان۔ کاملے گر زن بدارد صد ہزار۔ صد کنیزک صد ہزاراں کار و بار۔ بس گرانند و حضور او فتور نیست آن کامل ز قربت ہست دور۔ کامل آن باشد کہ با فرزند و زن۔ با عیال و جملہ مشغولی تن۔ با تجارت باہمہ بیع و شرا۔ یکزماں غافل نگردد از خدا

اگر انسان خود ہی کر سکتا تو بگڑتا ہی کیوں اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کے مرسل اسی غرض کیلئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ہاں **سنت اللہ** اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آجاتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشنمائی بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے لیکن پھر یکدفعہ جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے۔ یہی سلسلہ **روحانی عالم** میں ہے جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ **بہار آئی**۔ انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے **مشابہ** ہے میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے مگر میں **حلفاً** کہتا ہوں کہ جو **ثبوت** قرآن مجید نے دیا ہے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جسقدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا۔ پھر جہاں اسقدر بدیاں پھیل رہی ہوں۔ اور تمام شرارتیں جمع ہو گئی ہوں وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **بعثت** حق تھی۔ اور عین ضرورت کے وقت تھی یہ ان لوگوں پر **حجت** ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جو بداعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور ان کے لئے رسول آیا۔ پھر جب انکا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا۔ یہاں تک کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ چکے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا جگناتھ اور سومناتھ وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں گویا ایسی بڑی خزاں تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اسوقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ بڑا **نشان** ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ آپ نے آکر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہو رہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں سب شہادت دیتے ہیں۔ اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے وہ انہیں شائع ہوتا تھا اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہو گی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا۔ اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا مگر اسی وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۲ آدمی طیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دیا۔ اور دوسرے نے جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھکر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہو گی۔ وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ دو **نشان** ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر ان پر تدبر کریگا اور ضرور کرنا چاہئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر غور کرو کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے انکی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھکر رونا آتا ہے بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجاؤں میں جا کر مرتد ہو جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں قرضہ لیکر دینے کا نام نہیں لیتے ہر طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور اسکی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا مگر نہیں اسنے اپنی رحمت سے **ایک شخص کو بھیجدیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے**۔ اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جنھوں نے انکو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔

لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اس بات کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لیکر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ **ہم میں ایک رسول آیا ہے** کافی نہیں جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اسوقت زندہ نہ تھے یا موسیٰ علیہ السلام انکے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے۔ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا **مرسل** ہے جو شخص اس دھوکہ میں ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے جبتک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا۔ چلتا۔ پھرتا۔ سنتا۔ دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھو! یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمھیں آنے والے عذاب سے ڈرایا یہ اس کا بڑا بھاری **فضل** اور رحمت کا **نشان** ہے اسکو حقیر مت سمجھو اس کی قدر کرو۔

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے **سنو!**

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہونگے زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو۔ اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں تم سمجھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔ تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اسکا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں ملجاوے۔

حج

ایسا ہی حج بھی ہے حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اسکے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو طیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اسکا طواف* نہ ہو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اسکا طواف کرنے والوں کو چاہئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

زکواۃ

اسی طرح پر زکواۃ ہے بہت سے لوگ زکواۃ دیدیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکواۃ ہے۔ اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سوئر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائیگا۔ زکواۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو اور پھر اس میں سے زکواۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اسکا صدق قائم ہے لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اسکے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو کہ مخفی کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھیراؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

یعنی تم بر تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جسکو تم عزیز رکھتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا

---

* فٹ نوٹ: اس نکتہ کو لکھتے ہوئے میرے دل میں یہ بات گذری کہ اس نکتہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت۔ یہ طواف جو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا ایک ظاہر ہے اور اس کا بطن وہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کا طواف نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ ایڈیٹر

میرا کہنا تو صرف کہہ دینا ہے توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاویگا اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاوے۔ ایسے چاہیئے کہ وہ **خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے** یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو۔ یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے

دل بیار دست بکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شرا انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ ایسے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے **نجات** وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا تجھے کتنے خواب آئے تھے؟ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پا کر آئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انھیں بھی سچی خواب آسکتی ہے یہاں ہمارے ہاں ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔

پس تم اس ابتلا میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو خواہ اسکو ہزاروں خواب آئیں بیہودہ اور بے فائدہ ہیں۔

قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ **حقوق اللہ اور حقوق العباد** کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت۔ شرارت باقی نہ ہو وہ خالصتاً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اسکے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے نہیں نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ بداعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اول علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رویا روحانی سیر ہیں جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاویگا۔ اور روحانی صحت درست ہو گی اُس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اسی کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکو سُناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص و ہوا حسد غصہ و کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سُنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں انہیں ہی خدا بھی اپنی سُناتا ہے اور انکی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو **حمل حقیقی** ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اسکے مقابل میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کے علامات ظاہر ہوتے ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اسپر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اسپر برکات اترتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مگر دیکھو کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے؟

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہیں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مزار پر بیٹھے ہوں مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اسکے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کریگا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائیگا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون قوٰی بھی اسنے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں۔ تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس بھی گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ

بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللہ یحب التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ بھٹکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔
(اسکے بعد آپ نے دیر تک جماعت کیلئے دعا کی) ایڈیٹر

سنو سننے والو ہے سننے کی بات

عید ضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ...... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے میں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہوسکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام لیں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کر کے ان کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کے لئے ہمت
آمین!

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے شیخ محمد چٹو صاحب کی تحریر کو باصلہا شایع کر دیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ اسپر رائے زنی کروں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ شیخ صاحب صاف دلی سے اپنی غلطی کا اقرار کر لیں اسلئے کہ جو انداز بیان انھوں نے اختیار کیا ہے وہ سراسر متانت اور ثقاہت کے خلاف ہے اور اس لئے وہ لوگ جو اُن کے ذریعہ اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں میری تحریروں پر نوٹس نہ لینے دیں۔ پس شیخ صاحب کا فرض ہوگا کہ جس طرح پر میں نے پوری دیانت کے ساتھ اُن کی ساری تحریر کو شایع کر دیا ہے وہ میرے اس مضمون کو شایع کر کے اپنی ناظرین کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ میں پہلے اُن کے بیان پر جرح کروں گا اور پھر صحیح واقعات پیش کروں گا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں۔

قولہ میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد دین صاحب جلد ساز ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے اور مرزا صاحب کی امت روزہ خور اور مرزا صاحب کو سُرخ رو پان کھائے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب سے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔

اقول۔ یہ فقرہ اپنے حسن بیان کے لحاظ سے جس داد کے قابل ہے وہ ناظرین ضرور دیں۔ یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شیخ صاحب کی زبان بوجہ ان کے لکھے پڑھے نہ ہونے کے دوسروں کے مُنہ میں کام کیا کرتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ایڈیٹر صاحب نے قطع نظر اسکے کہ اس سے شیخ صاحب پر کیا اثر پڑے گا جو جی میں آیا لکھ دیا۔

معزز ناظرین! یہ فقرہ ہی شیخ صاحب کے دروغ بے فروغ کی صحیح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شیخ صاحب رات ہی کو قادیان آئے اور رات ہی کو مرزا صاحب قبلہ کی زیارت بھی ہوگئی اور رات ہی کو آپ نے فرمایا چلو سیر کریں اور رات ہی کو شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور اور آپ کو پان کھاتے دیکھا! جسپر شیخ صاحب کو اعتراض ہے۔

میں نیکدل اور انصاف پسند پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ اس حیثیت سے صحیح ہو سکتا ہے؟ رات کو روزہ رکھنا چکڑالوی ملت میں درست ہو تو ہو ورنہ اسلام میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ملتی

یقین دلاتا ہوں اور واقعات اسکے موید ہیں کہ رات ہی شیخ صاحب کو کوئی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے کہ بٹالہ میں رات کی گاڑی دس بجے کے قریب پہنچتی ہے اور وہاں سے چلا ہوا مسافر ایک بجے رات کے قریب قادیان پہنچتا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ شیخ صاحب کے بیان میں کہاں تک **صداقت** ہے؟ اور اگر یہ عذر ہو کہ وہ صحیح طور پر اس کو ادا نہیں کرسکے غلط ہو گیا ہے تو پھر جو شخص باوجود اپنی زبان کو دوسروں کے قبضہ میں دینے کے اور اپنے خیالات اور دماغ کو دوسروں کے حوالہ کرنے کے ایک امر واقعہ کے اظہار میں ایسی فاش غلطی کھاتا ہے اس سے واقعات کے صحیح بیان کی کیا امید ہوسکتی ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں **ضعیف عمر اور روزہ دار** ہوں آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا۔ میں نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں آپ نے ہنس کر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں بلکہ جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔

اقول۔ اس جگہ تو شیخ صاحب نے اول سے لیکر آخر تک صریح جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی **قرآن دانی** اور اس کو ہی اپنا دستور العمل بنانے کے اصول کی حقیقت بھی کھولدی۔ ان فقروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قادیان میں **کوئی بھی روزہ دار نہ تھا** کیونکہ پہلے فقرہ میں وہ **مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور** کہہ چکے ہیں جسکے معنے یہ ہیں کہ آپ کے کل مریدین جو اس وقت قادیان موجود تھے روزہ سے نہ تھے۔ اور اس فقرہ میں نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ خود حضرت **اقدس**ؑ پر بیجا اتہام بھی لگایا کہ گویا آپ نے فرمایا کہ "جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ **بھی** روزہ دار نہیں ہیں" اس فقرہ کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ گویا کوئی بھی روزہ دار نہیں۔ ان معنوں کی تائید اس فقرہ کا لفظ **علاوہ** اور **بھی** کر رہے ہیں۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس پر مجھے شیخ صاحب کے مذاق پر لعنۃ اللہ علے الکاذبین کہنا پڑتا ہے۔

شیخ صاحب اپنی نسبت سیر میں نہ جانے کی وجہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ

میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں

ناظرین اس مقام پر خصوصیت سے غور کریں یہ جاہل مجتہد جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت صحیحہ کو ترک کرتا ہے خود اپنے قول سے ملزم ٹھیرتا ہے۔ جو شخص معمولی سیر اور چہل قدمی میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اپنی ضعیفی کا مقر ہے کیا وہ بتا سکتا ہے کہ **قرآن مجید** میں ایسے **پیر فرتوت** کے لئے روزہ رکھنے کا کہاں حکم ہے؟ چونکہ شیخ صاحب اور ان کے پیر و مرشد چکڑالوی کے نزدیک سنت **صحیحہ** اور **احادیث** معاذ اللہ لغو چیزیں ہیں اور اسلام کے ساتھ ان کا گویا تعلق نہیں اور صرف قرآن مجید ہی سے ہر بات کو تکلف اور خود رائی سے نکالنا وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں اس لئے اس سوال کا جواب دینا ان کا فرض ہونا چاہیے۔ اور جبکہ خود شیخ صاحب **ضعیف** ہیں اور پھر وہ **مسافر** بھی تھے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی آیت سے یہ ثابت کرنا بھی ان کا فرض ہوگا کہ فلاں مسافر روزہ رکھ لیا کرے اور فلاں نہ رکھا کرے کیا خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہوکر جانتا نہ تھا کہ ایک زمانہ میں ریل جاری ہوگی پھر اس آیت

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر

میں کیوں **مرض** اور **سفر** کی تصریح نہ فرمائی؟ علاوہ اسکے شیخ صاحب کو اپنی رائے سے حاشیہ چڑھانے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (سنت) اور آپ کے ارشاد عالی (حدیث صحیح) کو تو آپ مانتے نہیں پھر خدا کے لئے **انصاف** کرکے کہو کہ اپنی رائے اور مرضی سے تفسیر کرنے کی کیوں سعی کی؟ یہاں تو صرف **مرض** اور **سفر** کی قید بیان کی ہے کوئی استثنا یہاں موجود نہیں پھر انھوں نے باوجود اپنے ضعف کے اقرار کے اور ایسا ضعف کہ چند قدم چلنا بھی دوبھر اور دشوار ہو گیا روزہ رکھنے کی مشقت کیوں گوارا کی۔

یہ تو خوب قرآن فہمی اور عمل بالقرآن ہے کہ وہ کچھ حکم دیتا ہے اور شیخ صاحب خود کچھ کرتے ہیں اور اس دریدہ دہنی پر دوسروں پر اعتراض!

پھر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فوراً ایک **حدیث پڑھی**۔ جسکے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں اس لئے گویا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس واقعہ کے **محض جھوٹ** ہونے کی دلیل خود شیخ صاحب کا یہی فقرہ ہے اس لئے کہ حدیث سے یہ لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔ پھر اس مقام پر یہ جواب تو نہیں ہوسکتا تھا کہ حالت اضطرار کوئی نہیں بلکہ **صاف** کہا جاتا کہ **ہم حدیث کو نہیں مانتے قرآن پیش کرو**۔

چونکہ شیخ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا اس لئے نتیجہ صاف ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں اور میں نے چونکہ کل کارروائی کو قلمبند کیا ہے اور شیخ صاحب نے نہیں کیا اور ان کے حافظہ اور انداز بیان کی غلطی پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صاف طور پر کہدوں کہ یہ سراسر خود تراشیدہ واقعہ ہے۔ نہ حضرت نے کوئی حدیث پیش کی اور نہ یہ جواب دیا یہ سچ ہے کہ [illegible] کے متعلق حضرت اقدسؑ نے ضمناً ذکر فرمایا۔ اور اس وقت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ہی سے استشہاد فرمایا یہ بھی سچ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تائید احادیث صحیحہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتی ہے اور اکابران امت نے اس پر متواتر عمل فرمایا ہے۔ لیکن اس موقعہ ملاقات کی کیفیت جو چکڑالوی کے خلیفہ اول نے لکھی ہے وہ خود تراشیدہ ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی راستبازی اور دیانتداری اور ثقاہت اور متانت کا کمال دکھایا ہے ناظرین **ملاحظہ** فرماویں۔

قولہ۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہو گئے اب جو **دیکھا** تو مرزا صاحب **ڈاک کے انجن سے** بھی شاید تیز رفتار تھے کہ انکی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جارہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کرسکے جو ان کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔

اقول۔ ناظرین اوپر پڑھ آئے ہیں کہ شیخ صاحب نے اپنے **ضعیف العمر** ہونے کی وجہ سے سیر کو جانے سے انکار کیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ ساتھ نہیں گئے۔ اب سیر کے واقعہ کو بیان کرنا باوجودیکہ اسے دیکھا نہیں آپ خود

سمجھ لیں کہ یہ چکڑالوی رستبازی کا کمال ہے یا نہیں؟ ازروہ پیرزنوٹ جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ اس کے لئے کہاں تک مناسب ہے کہ وہ ایسی جرأت کرے کہ ایک واقعہ کو بیان کرے جسکو دیکھا ہی نہیں اور بیان بھی بطور گواہ رویت کرے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں **اب جو دیکھا**

کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ کیوں صاحب قرآن مجید میں آیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پھر آپ یہ دیدہ دانستہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔

شیخ صاحب خدا کے لئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آپ نے حضرت اقدس کو ڈاک کے انجن سے **تیز رفتار جاتے دیکھا؟** ڈاک کے انجن کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ آپ کے بیان کے موافق ضرور ۷۰ میل فی گھنٹہ ہونی چاہئے۔ اب بتائیے کہ حضرت اقدس قادیان سے کتنی دور سیر کر کے آتے اور کس قدر عرصہ میں کر کے آتے؟ اگر یہ بیان بطور مبالغہ کے ہے تو آپ اب خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کریں کہ ایسا مبالغہ جو کہ صریح **جھوٹ** ہو اور آپ جیسے بڈھے کی شان ثقاہت سے بعید۔ میں اس امر کو بطور **فخر** اور **نشان** کے ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **دم قدم** میں خاص **برکت** اور **رحمت** رکھی ہے دست و پا بریدہ بات شکستہ ہونا چکڑالوی اور اس کے خلیفہ اوّل شیخ محمد جیٹھو کو **مبارک** ہو۔ خدا کے مامور و مرسل کو بطور فضل یہ رحمت کا نشان دیا گیا ہے۔

نزلت الرحمۃ علی ثلث ۔ العین و علی الا سترین

ہمارے **امام** کا تیز رفتار ہونا آپ کے قویٰ کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کا بیّن ثبوت ہے مگر

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

یہ تو اعتراض کا مقام نہ تھا۔ اس نشان کے اظہار کے بعد میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی سیر کی غرض کیا ہے؟ یہ سیر کسی فارغ البال اور بے فکر انسان کی سیر نہیں بلکہ ہر وقت **اُمت احمدیہ** کی حالت پر متفکر رہنے والے انسان کا ایک حیلۂ ہدایت ہے سیر کے لئے آپ کیوں نکلتے ہیں؟ اسکے دو بڑے اغراض ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو دوران سر اور **دل** کی بیماری کی شکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق ضروری تھی۔ اس کے لئے چلنا پھرنا مفید ہے۔ اس غرض سے آپ نکلتے ہیں یہانتک کہ ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ آپ گھر میں جب کوئی تصنیف کرتے ہیں تو وہ بھی پھر کر اور ٹہل کر لکھتے ہیں ٹہل کر پڑھ تو ہر کوئی سکتا ہے مگر لکھنے کا عادی خدا کا **جری** ہے اور دوسری غرض سیر کی یہ ہے کہ جو احباب باہر سے آئے ہوں اُن کو ملاقات کا موقع کامل مل جاوے اور آپ کو تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے ایک وقت میسر آوے۔ چنانچہ آپ کی سیر کے حالات علی العموم شایع ہو جاتے ہیں اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ اس وقت کیا تذکرے ہوتے ہیں۔ پس آپ کی یہ سیر نہایت **مفید** اور **مبارک** ہوتی ہے۔

شیخ صاحب کے اس اعتراض کا جواب ختم کرتے ہوئے میں ایک آیت سُنانی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا

اس آیت پر اگر شیخ صاحب عمل کر لیتے تو انہیں ایسا فضول اور سراسر جھوٹ مبالغہ کرنا پڑتا جوان کے لئے اس طرح پر شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہوتا۔ اس آیت میں علم کے تین مرکز۔ سمع۔ بصر اور فؤاد کو قابل سوال قرار دیکر بتایا ہے کہ کس قدر احتیاط مومن کو کرنی چاہئے مگر شیخ صاحب شاید اپنے آپ کو

لکی لا یعلم بعد علم شیئا

کے ماتحت معذور سمجھتے ہوں اور اگر یہ بات ہے تو پھر ان واقعات پر قلم اُٹھانے کی کیوں جرأت کی؟ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ان کے **سیالکوٹ** کا مناظرہ اور مباہلہ درج کر دیا جاویگا جس سے پوری حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں۔ لیکن اس طرف تا حال پوری توجہ نہیں کی۔ جس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ایک خط لاہور سے پہنچا ہے۔ اسپر کوئی نمبر خریداری نہیں ہے۔ ہر چند تلاش کیا گیا ہے لیکن کوئی پتہ اس کا نہیں چلتا۔ پس آیندہ احتیاط کی جاوے۔ کہ خطوط کتابت کرتے وقت خریدار ضرور نمبر خریداری لکھ دیا کریں۔

منیجر الحکم

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۸؍ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲؍ ۳؍ ۴؍ ۵؍ ۶؍ پر مندرجہ ذیل پتہ سے ملسکتا ہے۔ رسالہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدیات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

المشتہر

عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد معرفت اخبار ستیہ ایڈیشن لاہور

ایک تعزیت کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطے وکل شئے عندہ الی اجل مسمی۔ کیا معنے ہم بھی سارے اللہ تعالیٰ کا ہی مال ہیں جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کا مال تھا اور ہم بھی سارے اُسی کی طرف چلے جائیں گے جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کی طرف چلا گیا۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے لے وہ بھی اُسی کا مال ہے اور جو چیز وہ دیدے وہ بھی اُسی کا مال ہے۔ اُس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے وقت مقررہ سے کچھ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ آپ مالگذار اور مالگذار قوم سے ہیں اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں آپ غور فرماویں کہ بعض کھیت نیم پخت۔ جیسے بھوٹے یا بکی کی پھلیاں یا آم خام اچار مربہ کے لئے۔ اور بعض کو پکنے تک چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سارا کام عبث ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک واقعہ کے لئے آپ کے دل میں کوئی وجہ اور حکمت ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکیم ہے۔ جو مومن اللہ تعالیٰ کے ہر ایک فعل کو حکمت پر مبنی سمجھ کر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اپنے انعامات کا بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ فرماتا ہے جیسے ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المھتدون۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ع۲ ہم تمکو ایسے موقع انعام دینا چاہتے ہیں (جب تمہارا صبر ظاہر ہو جاوے) کچھ تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ۔ اور ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ انپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی درجات ورحمت نازل ہوتی ہے اور آیندہ ایمانی ترقی اور کامیابیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے بطور نمونہ دیکھو کہ صفا اور مروہ بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں سے جن کا وہ صابرین کو وعدہ دیتا ہے ایک نشان ہے جو حضرت ہاجرہ کے صبر کا نتیجہ ہے۔ پھر فرمایا ان اللہ مع الصابرین ع۲ اللہ تعالیٰ مومن صابر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ایک شہنشاہ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ کامیاب سمجھتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو اُس کی کامیابیوں کا بھی کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ غرض صبر کے متعلق آیات اس قدر ہیں کہ اس خط میں ان کی گنجائش نہیں۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی مومن کا پیارا دُنیا سے لے لوں اور وہ صبر کرے بہ نیت ثواب تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی نہیں اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو کوئی خوبی پہنچانا چاہتا ہے اس کو کوئی مصیبت دیدیتا ہے اس کی مثال دنیوی طور پر یہ ہے کہ بعض امراض سوائے چیرنے پھاڑنے عضو کاٹنے داغ دینے یا کم سے کم کڑوی دوائی دینے کے اچھے نہیں ہو سکتے تو ڈاکٹر اس مرض کی وہی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کے بعض روحانی امراض کا علاج بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو بڑا حکیم ہے۔ بعض وقت مصیبت کسی گناہ کے سزا سے آجاتی ہے۔ جیسے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۲۵ ع۵ یعنی جو کچھ تم کو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا ہی نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک گناہ کی سزا نہیں دیا کرتا ہے۔ اور مومن صابر کے گناہ مصیبت آنے سے ایسے گر جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا گلانے کے بعد بھٹی سے نکلکر۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ بچہ بڑا بدکار ہونے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس بچہ پر رحم فرماکر اس کے ارتکاب معاصی سے پہلے ہی اس کو اس جہان سے رخصت کر دیتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہے تاکہ وہ دائمی عذاب سے بچ جاوے بعض دفعہ علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس بچہ کے سبب اس کے والدین کے ایمان کو نقصان پہنچیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے بچہ کو قبل ارتکاب جرائم وطغیان وفات دیدیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت رحم اس کے والدین پر بھی ہوتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے اعتراض پر ان کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں نے بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے والدین کو بھی سرکش اور کافر نہ بنادے اس لئے انکے پروردگار نے ارادہ کیا کہ ان کو اس کے عوض کوئی اچھا بیٹا دیدے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت دعا کرے اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یا اللہ مجھے اس مصیبت کی تکلیف اور اسپر میرے صبر کا مجھے ثواب دے اور اس نقصان شدہ چیز کے عوض اس سے عمدہ بدلہ دے چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضہ کا بیٹا جب فوت ہوا تو وہ خود گھر میں نہ تھے جب آئے تو اس لڑکے کی ماں نے ان کے حال پرسی پر کہا کہ لڑکے کے سانس آرام میں ہیں۔ اور عمدہ کھانا کھلایا اور عمدہ بناؤ سنگار کیا چنانچہ انھوں نے اپنی بی بی سے جماع بھی کر لیا بعد فراغت بی بی نے خاوند کو کہا اگر کوئی اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھے عند الطلب وہ چیز دینی چاہئے یا منع کرنا چاہئے تو انھوں نے کہا دینی چاہئے اسپر بی بی نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر صبر کرو ابو طلحہ کو غصہ آیا کہ تو نے مجھے جنابت میں آلودہ کر کے خبر دی ہے اس جماع سے اس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جو بڑے عالم متقی صالح تھے منجملہ ان کے ایک وہ ہیں جو حضرت امام مالک کے شیخ تھے۔ غرض مصائب کے آنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔ مصائب میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کرے اور دعا اور سچی استغفار بکثرت کرے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ جیسے بچہ مجرم اپنے والد یا اوستاد کے آگے نہایت خائف اور اپنے کئے سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی طرح اپنے گناہوں کو یاد کر کے اس سے آئندہ کے لئے دست برداری کا پختہ ارادہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کوشش کرے۔ ہاں فرمانبرداری تو تب ہی ہوسکتی ہے کہ اول فرمان معلوم ہو لہذا اللہ تعالیٰ کے فرمان جو قرآن مجید میں ہیں اور ان کے تفاصیل احادیث میں ہیں پڑھنی چاہئیں کہ تم بنیر علم ہو اور آدمی بیفرمانی سے بچ سکے۔ ورنہ جیسے ہیں آپ لوگوں کو برابر چھ ماہ تک ترغیب دیتا رہا مگر آپ لوگوں نے فایدہ نہیں اٹھایا۔ پھر بیفرمان بچہ کو اگر باپ یا معلم کبھی تنبیہ وتادیب کے لئے مارے تو ان پر بھی کوئی ملامت ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک دانشمند اس بچہ کو ہی ملامت کریگا اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی غلطی کے سبب کوئی تکلیف تمکو پہونچے تو لا تلومن الا نفسہ یعنے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے کہ اس کا اپنا ہی قصور ہے۔ بہر حال بڑا خطرناک زمانہ آگے آنے والا ہے جس کی نسبت حضرت امام علیہ السلام بارہا پیشگوئیاں کرچکے ہیں اب وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ اُس وقت پچھتانا کام نہ آویگا۔ (فضل دین حکیم از قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء)

ضروری ہدایتیں

خط وکتابت کے لئے یا روپیہ بھیجنے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مد نظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط وکتابت کرکے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کُل خط وکتابت مینیجر یا نائب ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط وکتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط وکتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط وکتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کُل خط وکتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی انہی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط وکتابت کرتے ہیں۔ ان کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر بھی خط وکتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ تحریر کریں جیساکہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے

بمبئی کے ایک عطار کی رائے

ایک بیمار کی شہادت بمبئی کے بہت سے باشندوں کو فایدہ پہنچا سکتی ہے کیونکہ قدرتاً ہموطنوں کی رائے توجہ خیز ہوتی ہے یہ تحریر جو کہ جے۔ ڈبلیو۔ راجرس صاحبان۔ عطاران بہایکھلہ بمبئی کی ہے پڑھی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں یہ سند دینے میں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے چند مریضوں میں ڈون کی پیٹ کے درد اور گردوں کی گولیوں (

کا استعمال کیا اور اُن سے نتیجہ واقعی عجیب اور عمدہ حاصل ہوا۔

ڈون کی پیٹ کے درد اور گردہ کی گولیاں

گردہ اور مثانہ کی کسی قسم کی شکایت کی علامت معلوم ہونے پر کھانی چاہئے۔ دوسرا کوئی سلامت طریقہ نہیں ہے کیونکہ گردوں کی بیماری خطرناک ہے اور اس سے بے خبر نہ رہنا چاہئے ڈون کی گولیاں گردوں کو طاقت بخشتی ہیں اور خون میں سے فضلہ کو دفع کرکے اُس کو پاک اور صاف رکھتی ہیں جبکہ گردے خراب اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اس ضروری کام کو وہ بخوبی نہیں کرسکتے اور اس وجہ سے پشت اور اعضا میں درد۔ درد سر۔ بیخوابی۔ چکرانا۔ نظر کا کمزور یا دھندلا ہونا وغیرہ شکایات جسم کو تکلیف دیتی ہیں اور اگر گردوں کو ضروری مدد جلد نہ پہنچائی جائے تو خطرناک بیماریاں مثلاً دردِ پشت جلندھر۔ وجع مفاصل یعنے جوڑوں میں درد ہوتا۔ عرق النسا۔ پیشاب اور مثانہ کی شکایات ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے گردوں کے خراب ہونے کی ذرا سی بھی علامت معلوم ہونے پر ڈون کی گولیاں لینی چاہئیں۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کے بلیوں اور باشندوں کی شہادتیں بمبئی کی خلایق کیلئے شایع کرتے ہیں اگر آپ اس کالم کو دیکھتے رہینگے تو ضرور کسی ملاقاتی کا نام پاسکینگے۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ براہ عنایت آپ ضرور ڈون کی گولیاں منگوایئے کہ جن کی مہربان راجرس صاحبان تعریف کرتے ہیں +

صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کرکے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی

آزمایش نہ کرلیں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہر دلعزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان اشب یا کستوری زعفران

... وعنبر کا مجرب ...

مفرح عنبری

مفرح عنبری

مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ/)

قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپیہ

قیمت ... ڈبیہ صہ

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکی حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا ... ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کئے دیتا ہوں اسکو ختم کرتا ہوں۔

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی ...

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترتیبات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض ...

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے ... سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

مشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ



الحکم

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۶)
غیر مذاہب والوں سے ۱۵ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے
کم آمدنی والے لوگوں سے ۲

دفتر الحکم قادیان

قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

جلد ۱۱ - نمبر ۳

تازہ الہامات ورؤیا

۲۲ - جنوری ۱۹۰۷ء - اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا -

ترجمہ - بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کر دے - اور تمھیں پاک کرے اور مطہر بنائے -

اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز مار کر اس طرح سے پکارتا ہوں کہ فتح فتح گویا اس کا نام فتح ہے -

سلسلہ کی ضرورتیں اور انکے پورا کرنے کی سبیل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے سوا لاکھ روپیہ جمع کرو کے عنوان سے اس سال کے اخراجات پر قوم کو توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنے محترم ہمعصر میگزین اور بدر کو بھی متوجہ کیا تھا کہ وہ ان ضروریات سے قوم کو آگاہ کریں میں نہایت خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ معزز ہمعصر میگزین نے نہایت خوبی کیساتھ ضروریات سلسلہ پر اپنے جنوری کے اشو میں بحث فرمائی ہے - اور آئندہ بھی وہ اُمید ہے اس سلسلہ کو بند نہ کرینگے - ایسا ہی مجھے اپنی معاون بھائی بدر سے متوقع ہونا چاہئے - میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس روپیہ کے پورا کرنے کے ذریعوں کو ظاہر کیا جاوے اور بوجہ تقریب عید کے صرف اسی کے اظہار کو کافی سمجھا گیا تھا - آج بھی میں اسی عید فنڈ کی طرف قوم کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے اور جسکی تائید گرامی قدر ایڈیٹر میگزین نے فرمائی ہے یہ امر واقعی ہے کہ اگر باضابطہ یہ چندہ وصول کیا جاوے تو مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں ان اطلاعوں اور یاد دہانیوں کو کافی نہ پاکر جو اخبارات اور رسالجات میں شائع ہوتی ہیں جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مطبوعہ کارڈوں کے ذریعہ بھی قوم کو جو متوجہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ سے آگاہ قوم اور پھر ان ضروریات کیلئے محض خدا کیلئے سعی کرنے والی حق شناس قوم اپنے محترم اور واجب التکریم خادم فی الحقیقت مخدوم) سکرٹری صدر انجمن کی اس توقع کو جو وہ اپنی قوم کی نسبت کرتا ہے نتیجہ خیز ثابت کریگی یعنی کہ پچیس تیس ہزار روپیہ ضرور جمع ہوگی اگر چاہتے ہو کہ کام کرنیوالے افراد آپ کی دی ہوئی خدمات کو اطمینان سے کر سکیں اور اپنے فرض کو جو انکے لئے تم قرار دیتے ہو ادا کر سکیں تو یہ تمہارا فرض ہے کہ اس فرض کو تم ادا کرو جو وہ تمہارے ذمہ مقرر کریں -

پس اس وقت ضرورت ہے کہ عید کی تقریب پر ہر احمدی اپنی ہمت و استعداد کے موافق عید فنڈ میں ایک ہو - اور ایسا ہی وہ احباب جو خدا کے فضل سے قربانی کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں - قربانی کی کھالیں فروخت کرکے وہ روپیہ اُن مساکین کی ہمدردی اور اعانت کیلئے بھیجیں جو ان کے قومی مدرسہ میں پرورش پا رہے ہیں -

بار بار کی یاد دہانیاں ہر چند ناگوار معلوم ہوتی ہیں اور نظر غیر پر قومی اشتہار سے پتا یہ حرف زن ہو مگر نہیں تکرار بھی اپنے رنگ میں ایک سنت اللہ ہے - اور وہ ہمارے احباب کو بھی قند مکرر کا مزا دیگا بالآخر اس سعید تقریب پر اپنے مدرسہ اور اپنے قومی بیکسوں کو مت بھولئے یہ نمبر غالباً عید کے دن ہمارے دوستوں کو پہنچیگا اس لئے عید کا مبارک باد دیتا ہوا پھر یاد دلاتا ہوں کہ قومی مدرسہ کی ضروریات اور قومی بیکس بچوں کو مد نظر رکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہو رہا ہے ہو کر رہے گا مگر مبارک ہونگے وہ جو آج اس میں شریک ہونگے یہ خدا تعالیٰ اُن کے کاروبار میں برکت دیگا - ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس ہفتہ علی العموم اچھی رہی اگرچہ بعض اوقات نصیب اعدا طبیعت ناساز بھی مگر آپکا دائمی اصول ہے کہ جب ذرا طبیعت بحال ہوتی ہے آپ پھر اپنے منصبی امور تصنیف میں سرگرم ہو جاتے ہیں

۲ - ۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک پرانا الہام جو چوتھائی صدی پیشتر کا ہے سنایا - قادیان کے بعض آریوں کے گواہان نشانات ہونے کا ذکر تھا فرمایا تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ مَا کَانَ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْھَا اِلَّا خَائِفًا وَّمَا اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ

حضرت اقدس کی دوسری تقریر

جو ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضور نے جامع مسجد میں بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع ہوئی) کھڑے ہو کر بیان فرمائی ۔ ایڈیٹر

میں نے جو کچھ کل بیان کیا تھا اس میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ اس حصہ کو بیان کر دوں تاکہ وہ بیان مکمل ہو جاوے۔

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو نئے طور سے قائم کیا ہے اسے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دکھ اس کو دئے گئے۔ مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف **زبان** کا دکھ ہے اور اس دکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربت اسلام کے وقت ان لوگوں کو اٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دکھ اس قسم کے تھے کہ ان کو بیان کرتے ہوئے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انھوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کے مشکلات اور مصائب میں ڈالا۔ اور بعضوں کو بیدردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا۔ لیکن اس زمانہ میں جو **آزادی** کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے صرف زبان سے دکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

گورنمنٹ کی شکرگذاری

ہم پر یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے اور ہم اس کا **شکر** نہیں کر سکتے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسی **گورنمنٹ** کے ماتحت کر دیا جس کی وجہ سے ہمارے مخالف ہمارے خلاف اپنی جوش مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ اسی گورنمنٹ کی **آزادی** اور **انصاف پسندی** کا ہی سبب ہے کہ وہ جوش ہمارے مخالف ظاہر نہیں کر سکتے جو انھیں ہمارے لئے ہونا چاہیئے۔ وہ دانت پیستے ہیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو ہمیں نیست و نابود کر کے ہی خوش ہوتے مگر انھیں کوئی قابو نہیں ملتا۔

میں اس امر پر غور کر کے اور ان پچھلے دکھوں کو جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پہنچے یاد کر کے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں ایسی **نیک خیال گورنمنٹ عطا کی**۔ وہ کیا رحیم و کریم خدا ہے جب اس نے چاہا کہ ضعف اسلام کے وقت یہ **سلسلہ** قائم کرے خود ہی اس نے انتظام کر دیا کہ ایسی **گورنمنٹ** کو بھیج دیا جو

امن پسند ہے

میں یہ بات **ریاکاری** سے نہیں کہتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ریاکار اور **خوشامدی منافق** ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم **نفاق** کو دور کرنے آئے ہیں۔ اور واقعات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس **گورنمنٹ** کی تعریف کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے **شکرگزار** ہوں۔ ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس **امن** اور **آزادی** کے ساتھ اس سلسلہ کی **اشاعت** کر رہے ہیں ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری **آزادی** اور **امن** سے اسے کر رہے ہیں۔ خود **گورنمنٹ** کے ملکوں (بلاد یورپ) میں ۱۶ ہزار اشتہار دعوت اسلام کا ہمنے جاری کیا اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ دار اور ارکین شامل تھے) یہاں تک کہ **ملکہ معظمہ** کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا۔ یہ عجیب بات ہے یہ کیا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

لوگ اس پر تعجب کریں گے یا خام خیالی اور ظاہر پرستی کی وجہ سے میری ان باتوں کو **خوشامد** پر قیاس کریں گے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ **مکہ معظمہ** میں جاری ہوتا تو ہر روز دو چار خون ہوتے۔ ایسا ہی مدینہ یا روم میں ہوتا تو کوئی سزا پاتا کوئی کوئی دکھ پاتا۔ غرض کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا رہتا۔

ایسا ہی کابل میں ہوتا تو قسم قسم کے حملے ہوتے۔ اور تجربہ نے ثابت بھی کر دیا ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دو معزز دوست **کابل** میں شہید ہو چکے ہیں انھوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا صرف یہ کہا کہ **جہاد حرام ہے** میں سچ کہتا ہوں کہ انھوں نے اس سے زیادہ ہرگز نہیں کہا جو میں یہاں **گورنمنٹ** کو عیسائی مذہب کی بابت سنا چکا ہوں۔ وہ نہایت نیک۔ راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی عبداللطیف صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہدیا اور انھیں انکے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقاید کا مخالف ہے اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کرکے کہ وہ کیا گناہ تھا جسکے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے اب اسکے مقابلہ میں ہماری تیس سالہ کارروائی کو دیکھو۔ بار بار پادریوں اور عیسائیوں کے مذہب پر حملہ ہوا ہے اور انھیں بتایا گیا ہے کہ تم سخت غلطی پر ہو تمہاری تثلیث غلط ہے **کفارہ** باطل ہے مگر کبھی ان مسایل کی غلطیوں کے ظاہر کرنے پر اور یہ بیان کرنے پر کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی افضل الرسل ہیں اور ان کی کامل اتباع ہی سے نجات ملتی ہے کوئی وارنٹ گرفتاری کا **گورنمنٹ** کی طرف سے جاری نہیں ہوا اور نہیں پوچھا گیا کہ تم اپنے مذہب کی **اشاعت** کیوں کرتے ہو؟ پھر بتاؤ کہ ہم اگر اس کی اس **آزادی** اور **امن** کے لئے اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے **شکرگذاری** کا جوش ظاہر کریں تو یہ خوشامد ہو سکتی ہے؟ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ **خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار ہے** میں نے خوب غور کیا ہے اور تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اس قوم کی فطرت میں ہے کہ باوجودیکہ ہم نے عیسائی مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کو سخت سے سخت طریق سے ظاہر کیا ہے مگر اس نے یہ سمجھ کر جو آزادی اس نے عیسائیوں کو دی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کا رد کریں اور اپنے دین کی اشاعت کریں اس کے غالب ہونے کی وجہ سے ویسے ہی **حقدار** ہیں اور ان کے فطرتی انصاف نے اس مساوات کو توڑنے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے پوری **آزادی** دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ جب ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تو **گورنمنٹ** نے اپنے **انصاف** کا کامل نمونہ دکھایا۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی **کینہ** ہوتا تو یہ عمدہ موقع تھا کہ ہمیں دکھ دیا جاتا لیکن میں دیکھتا تھا کہ کوئی **رعایت** اس جنٹلمین پادری کی میرے مقابلہ میں نہیں کی جاتی تھی۔ صاحب ضلع مجھے عزت سے بلاتے تھے اور کرسی دیتے تھے۔ انجام کار جب انھیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مقدمہ محض شرارت سے مجھ پر بنایا گیا ہے اور سراسر جھوٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بد ذاتی مجھ سے نہیں ہو سکتی کہ سزا دیدوں چنانچہ اس نے عزت کے ساتھ **مجھے بری** کیا۔

اور یہ بات مجھ سے ہی خاص نہیں بلکہ سب کے لئے یکسان حقوق حاصل

ہیں۔ اگر ہمیں یہ تجربہ ذاتی بھی نہ ہوتا تو بھی ہم شکر گذاری کے لئے بہت سے سامان پاتے ہیں۔ اور علاوہ بریں یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو اسقدر اقبالمندی اور غیر ملکوں پر اسقدر فتوحات نہیں دیتا جب تک اس میں خوبی نہ ہو۔ اور یہ تو ایک کھلی کھلی بات ہے کہ اسوقت اگر گورنمنٹ نہ ہو تو سب کے سب آپس ہی میں لڑ کر مر جاویں۔ یہ ایسا ثالث ہے کہ اس نے اپنے انصاف اور اقبال سے باہمی جھگڑوں سے بچا لیا ہے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی سوچ کر دیکھ لے کہ کیا اس کا کسی اور جگہ گزارہ ہو سکتا ہے وہ اگر اس سلطنت کے سایہ میں نہ ہو تو اس کے دشمن اسے فوق کے عذاب دیکر ہلاک کر دیں اگر کوئی جاہل یہ سمجھے کہ **اُس کا کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے تو میں اسے حیوانات میں سمجھتا ہوں۔**

دن رات ہم اپنے منصب کی وجہ سے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ عیسائی مذہب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن گورنمنٹ کو باوجود عیسائی ہونے کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اُس نے ہمارے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس درخت کا نشوونما کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اچھی زمین تجویز ہوتی ہے جہاں وہ لگایا جاتا ہے اور اسکی آبپاشی اور نشوونما کے ذرائع وہاں ایسے بہم پہنچائے جاتے ہیں اور جسے ستیاناس کرنا چاہتا ہے اُسے ایسی زمین میں جگہ ملتی ہے جہاں وہ پھیلا نہیں پاتا ہے پس اسی طرح پر یہ بیج جو ہمارے **سلسلہ کا بیج ہے ایسی زمین میں لگایا گیا ہے جو اس کی ترقی اور نشوونما کے لئے بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔** کیونکہ یہاں کوئی آفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہے اور اس کا بڑا بھاری ذریعہ یہ گورنمنٹ ہے۔ جبکہ یہ احسان ہم پر ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس احسان شناسی کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ مسلمان احسان کرے تو اس کے بدلہ میں احسان کرو اور اگر غیر مذہب والا کرے تو پیش نہ کرو۔ یہ تو خبیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ کوئی ہو جو احسان کرتا ہے اس کے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔
احسان کی تو یہ علامت ہے کہ اگر ایک شخص کو تم نے پانی پلا دیا ہو تو وہ بار بار تمہاری طرف آئیگا خواہ تم اسے یاد کرو یا نہ کرو۔ پھر وہ شخص جو کسی کے احسان کا شکریہ سے کم ملاویگا **پھر وہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے جو انسان ہو کر احسان شناسی سے کام نہیں لیتا۔**

اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں۔ جو جلد جہاد پسند ہیں **اور ناحق خون کرنے کے غازی بنتے ہیں۔** میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ **گورنمنٹ کی قدر کریں** اور پوری **اطاعت اور وفاداری** کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گذار ہوں۔ اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ **اس نے اس سلسلہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا۔ جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔**
اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا۔ اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی۔
اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے مجھے کبھی بمبئی تک دلی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور برخلاف اسکے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعوے کے دلائل سُنائے قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا نشانات پیش کئے مگر انھوں نے نہیں مانا (الا ماشاء اللہ) پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔

علاوہ بریں یہ ملحوظ رکھا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا **دھکا** کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے **رویت** کا علم ہوتا ہے۔ اسوقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی اُن کے مزاحم نہیں ہوتے۔ اور نہ انھیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انھیں ایسی عداوت تھی کہ جو بھی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں یہ کاردار کی جگہ تھی اور **دار الحکومت** نہیں بلکہ **دار الظلم** تھا۔

جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اُس نے مُلاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر مُلاں نے بہت ہی آہستہ بانگ کہی سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے کیوں بانگ نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جاوے مُلاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیوں کر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں۔ اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہو چکی ہے آخر جب مُلاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جا کر شکایت کی۔ کہ ہمارے آگے بھرشٹ ہو گئے۔ اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے ہم پر ظلم ہوا۔ اس کاردار نے کہا کہ اچھا بلاؤ۔ مُلاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی مُلاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب مُلاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اُس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے۔ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے ہندی بانگ دی ہے تو میں نے دی ہے جب کاردار نے یہ سُنا تو اُس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جا کر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔ اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی **اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح** کا کیا مطلب ہے یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے اس لئے اُس بانگ کے بھی دشمن تھے ایسا ہی ایک واقعہ ہوشیار پور میں ہوا۔

وہاں کسی شخص نے بانگ دی تو اُس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے صاحب ضلع نے اس مقدمہ کو نہایت حیرانی سے سُنا اور حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔ چنانچہ جب وہ حاضر آیا تو اسے کہا گیا کہ اچھا بانگ دو اور جس قدر اونچی آواز سے تم نے وہاں دی ہے اسی قدر آواز سے یہاں بھی دو اور اپنے سررشتہ دار کو بھی کہا کہ تم بھی خیال رکھو اس سے کیا تکلیف ہوتی ہے بانگ دینے والے نے آہستہ آواز سے بانگ دی تو شکایت کرنے والوں نے کہا کہ اس نے اونچی آواز سے دی تھی اب یہاں آہستہ دیتا ہے تب اسے کہا گیا کہ خوب زور سے دو آخر اس نے بانگ دی۔ جب وہ ختم کر چکا تو صاحب نے سررشتہ دار سے پوچھا کہ

نہیں کچھ تکلیف ہوئی۔ اُس نے کہا کہ نہیں صاحب۔ ایسا جب اس نے کہا کہ ہم کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس سے کہا کہ جاؤ جا کر جیسے شکب بانگ دو کچھ حرج نہیں ہے۔

اب خیال کرو کہ انگریزوں کا قدم کس قدر مبارک ہے اور ان کے آنے سے کس قدر ترقیات ہوئی ہیں کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص گلاب شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور جس وقت اسکے ملنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مایوس ہو کر رونے لگتے تھے اور اسقدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپے کو مل جاتی ہے لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ کسی مُلّاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز۔ قدوری۔ کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت اسقدر خزانے نکل آئے ہیں کہ ان کو کوئی گن بھی نہیں سکتا۔

غرض

مَیں سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا قدم ڈالنا اس سلسلہ کے لئے بطور ارہاص تھا۔ ارہاص یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں کتابوں کے ذخیرے نکل آئے ان کے چھاپنے اور شایع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہو گئیں ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں کوئی روک اور مزاحمت نہیں کوئی بانگ اور نماز سے روک نہیں سکتا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ ایک بدلی خون ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت سکھوں کے عہد میں محض ایک جانور کے لئے سات ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بٹالہ کا ایک واقعہ مشہور ہے بھنڈاری جو وہاں کے رئیس ہیں ان کی حکومت تھی ایک سید نام کو دروازے میں داخل ہوا تو وہاں گائے بھینسوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اُس نے تلوار کی نوک سے ایک گائے کو ہٹایا جسکی وجہ سے اُس کی دُم کے پاس ذراسی خراش ہو گئی۔ برہمن اسے پکڑ کر لے گئے اور اس جرم میں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اس قسم کے ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں اب بتاؤ کہ ہم لوگ جنہوں نے اسقدر مصیبتیں اٹھائی ہیں اگر اس کا انکار کریں تو پھر خدا کا انکار کرنے والے ٹھیرینگے۔

اس وقت ایسا امن ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے عبادت کرے بانگ دے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی **اس نعمت (گورنمنٹ انگلشیہ)** کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قدر کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جیسا شکرگذاری میں حق ادا نہیں کیا امن کا حق بھی ادا نہیں کیا چاہئیے تو یہ تھا کہ جب امن ہو گیا تھا تو خدا کی طرف زیادہ توجہ کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے مگر نماز تو درکنار بانگ تک کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ ناگفتنی عیبوں میں مُبتلا ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ امن تو اس لئے تھا کہ نیکی میں ترقی کریں مگر انہوں نے اس کا برخلاف کیا۔ یہ سچ ہے کہ امن کی حالت دو پہلو رکھتی ہے خواہ انسان نیکی میں ترقی کرے یا شراب خانے میں چلا جاوے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس سے فایدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہماری جماعت کو چاہئیے کہ وہ اس سے فایدہ اُٹھائے۔

حالت زمانہ ضرورت امام کی داعی ہوتی ہے

مَیں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب میں یہ سلسلہ کیوں قائم ہوا؟ سکھوں کا زمانہ ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ میں قریش کا زمانہ تھا۔ اب تک یہی کہ ان کے عہد کو گذرے پچاس ساٹھ سال ہونے کو آئے پھر بھی دوسرے ہندوؤں کی نسبت ان کی حالت وحشیانہ پائی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت کا تنزل ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ لوگ جانوروں کی سی زندگی بسر کرتے کیونکہ بجز رسم کے کچھ باقی نہ رہ گیا تھا مسلمانوں سے بعض کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ختنہ کے سوا اور کچھ نہ رہا تھا اور سکھ ہو گئے تھے اس لئے یہ ملک حق رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو یہاں ہی قائم کرتا کیونکہ جو ملک زیادہ جہالت میں ہو اُس کا حق ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح ہو یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کا حق سب سے بڑھ کر تھا کیونکہ وہاں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر پائی نہیں جاتی تھی۔ ان کی حالت ایسی وحشیانہ تھی کہ اس کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آ جاتی ہے وہ بالکل خلیع الرسن ہو چکے تھے۔ قمار باز وہ تھے۔ شراب خوار وہ تھے۔ یتیموں کا مال مار کر کھا جاتے تھے۔ زنا کرنے میں دلیر اور بے باک تھے غرض خیانت بددیانتی اور ہر قسم کے فسق و فجور اور معصیت میں دلیر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی آتے۔ جہاں نہ **حقوق اللہ** کی پروا کی جاتی تھی اور **حقوق العباد** کی کوئی رعایت باقی تھی جیسا کہ پہلے کل ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت ایسے ایسے خبیث موجود تھے کہ اُن کی مختلف بدیاں ذکر کی ہیں اور پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم سے لیکر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک سے جس قدر بدیاں مختلف الاوقات میں پیدا ہوئیں وہ آپؐ کے وقت میں سب جمع ہو گئی تھیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زمانہ بالطبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو پکار پکار کر بیان کر رہا تھا۔ اور یہ ایک امر آپؐ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ ایسی واضح دلیل ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جب مثلاً کوئی بیماری درجہ کمال تک پہنچ جاوے اور وہ ایسی عالمگیر ہو جاوے کہ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی علاج اس کا نکل آتا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اسکے انسداد اور علاج کی طرف خاص توجہ ہونے لگتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہوا کہ موت ہی موت ہونے لگی۔ اسی طرح یہ روحانی **نظام** ہے جب کسی ملک اور قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے اور وہ انسانیت کے جامہ سے نکل کر وحشیانہ حالت میں آ جاتی ہے اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کا کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صاف بات ہے۔

پس جب عرب کی حالت ایسی خراب ہو گئی تو ضروری تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی **کامل انسان** کو بھیجتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جب ایسے وقت آئے کہ دُنیا آپ کی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم مریض موجود ہوں کوئی طاعون میں مبتلا ہو۔ کوئی دق و سل کا شکار اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کرے تو اُسکے حاذق اور شفا کے ظاہر ماننے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ بلا تکلف ماننا پڑیگا کہ وہ **کامل طبیب** ہے لیکن جبکہ وہ سب ہی کو اچھا کرے اور خود دعوے کرے اسکو پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر ہی نہ مل سکے تو پھر اسکے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اُسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑیگا۔ یہی حال آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی **تاثیرات** سے اِن تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا۔ مَیں دیکھتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ نہ حضرت موسیٰ کو ملیں اور نہ حضرت عیسیٰ کو (علیہما السلام) سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسی قوم میں آئے جو توریت پڑھتے تھے اور فقیہوں فریسیوں کے تابع تھے یہ سچ ہے کہ ان میں غافل دُنیا دار بھی تھے لیکن پھر بھی توریت پڑھی جاتی تھی۔ بیت المقدس قبلہ موجود تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں آئے وہ تو کسی بات کے بھی قائل نہ تھے نہ ان میں کوئی شریعت تھی اور نہ وہ کسی کتاب کے قائل اور پابند۔ بلکہ اکثر تو خدا تعالیٰ کے بھی قائل نہ تھے وہ کہتے تھے۔

ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یھلکنا الا الدھر

وہ جو کچھ سمجھتے تھے اسی دُنیا کو سمجھتے تھے کہ آگے جا کر کسی نے کیا دیکھا ہے یہی دنیا ہی دُنیا ہے اس آیت میں دہر کا لفظ اسی لئے بیان کیا ہے تاکہ ظاہر کیا جاوے کہ وہ دہریہ تھے۔

اور مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت عرب میں قریباً تمام بیہودہ اور باطل مذاہب جمع ہوئے تھے وہ گویا ایک چھوٹا سا نقشہ تھا۔ جو گندے اور افراط تفریط کے طریق تھے وہ عملی طور پر اس میں دکھائے گئے تھے جیسے کسی ملک کا نقشہ ہو اس میں سب مقام موٹے موٹے دکھائے جاتے ہیں اسی طرح وہاں کی حالت تھی۔ یہ کیسی بڑی بین دلیل آپؐ کی سچائی کی ہے کہ اسی قوم اور ایسے ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل چکا تھا۔ مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ اِن حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کریگا جو آپؐ کی **تعلیم** اور **تاثیر** سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی **حقانیت** کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔

یاکلون کما تاکل الانعام

یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک **تاثیرات** نے اِن میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی حالت یہ ہوگئی۔

یبیتون لربھم سجدًا وقیاما

یعنے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔

جو تبدیلی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انھیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان **انقلاب** ہے جو آپ نے کیا۔ دُنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی **سچائی** کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ اِن میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے جہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اُٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور **مقام** ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلائل ہیں لیکن یہ **پہلو** آپؐ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک **علمی پہلو** ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا یا تو

عرب کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی

اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ پھر ان کی نظر ماسوی اللہ سے خالی ہو جاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے!

آں حضرت کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ مذہب ہے

پھر آپؐ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ

آپ کے دیئے ہوئے مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے

زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں ٹُنڈ مُنڈ ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک لکڑیاں نظر آتی ہیں انھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ **پھل دار** درخت ہے۔ لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شاخیں الگ ہوتی ہیں ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح پر روحانی طور پر **دین** میں بھی خریف اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دُنیا کی طرف سے لاپرواہی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ زمانہ غفلت اور لاپرواہی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے اسکے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سر سے دین کو تازہ کرتا ہے

پس یہ **مجدد** کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی خریف ہو ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا پھلینگے۔ آخر وہ تو کاٹ کر جلا دئیے جائینگے یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ ان پر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ **برکات تاثیرات** اور **ثمرات** جو ایک **زندہ مذہب** میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں تو پھر اِن کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کی دلیل کی کیا حاجت ہے۔

زندہ مذہب کا مقابلہ

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مذہب پر تو خزاں کا تصرف اور دخل ہو چکا ان میں کوئی تاثیرات اور نشانات نہیں ہیں مَیں **علانیہ** کہتا ہوں کہ ان میں **زندہ مذہب** کے **برکات** نہیں ہیں اگر مَیں جھوٹ کہتا ہوں تو مَیں ہر سزا کے لئے جو وہ میرے لئے تجویز کریں طیار ہوں۔ لیکن سچ یہی ہے کہ وہ روحانیت سے خالی ہیں اور

اور بالکل مر چکے ہیں انہیں زندگی سے کچھ بھی حصہ بالکل نہیں۔ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والے صرف ایک مردہ کو لئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا جس پر کامل یقین اس سے سچا تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس سے تعلق ثابت ہو کر نجات ملتی ہے وہ ان کے نزدیک ایک وہمی ہستی ہے جس پر کوئی **روشن دلیل** نہیں ہے کیا کوئی ان میں ایسا شخص ہے؟ جو یہ دعوےٰ کرے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خود بولتے سنا ہے؟ اس نے میری دعاؤں کا جواب دیا ہے؟ یا اس نے اپنے فضل سے غیروں میں امتیاز کے لئے کوئی **خارق عادت** نشانات اسے دئے ہیں؟ جس سے اس میں اور اس کے غیروں میں امتیاز قائم ہو جاوے؟ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نشان دو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں سب طرح سے کام لو کہ فی الحقیقت یہ مذہب خدا کا نشان نہ ہو چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر جیسی یہ واضح دلیل ہے کہ خود وہ اپنے بندے سے کلام کرے اور نشانات ظاہر ہوں اور کوئی دلیل اس کے مقابلہ میں نہیں آسکتی باقی صرف قیاسات ہیں۔

وید کے رو سے یہ طے شدہ امر ہے کہ اب کوئی نشان ظاہر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ اب بھی کلام نہیں کرتا اور خواہ کوئی شخص کتنا ہی اسے پکارے اس کی پکار کا جواب اسے مل ہی نہیں سکتا۔ کبھی ایک بار خدا تعالیٰ نے کلام کیا تھا مگر اب وہ خاموش ہے۔ جب یہ اصول اور عقیدہ ہو تو بتاؤ کہ اس سے انسان کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین لانے کے لئے کیا تسلی ہو سکتی ہے اور اس سے وہ **یقین** کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس سے انسان گناہوں سے نجات حاصل کرے۔

آریوں کے عقیدہ کے موافق خدا کی ہستی پر دلیل نہیں

یہ تو سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے دلائل کی حاجت ہے اگر مصنوعات اور مخلوقات اس کے وجود پر دلائل ہیں مثلاً یہ کہ چاند سورج بطور نشان کے ہیں تو ان کے عقیدہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے مذہب کے موافق **ارواح** یعنی جیو خود بخود ہیں اور وہ انادی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا جب وہ پیدا شدہ ہی نہیں ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے پر دلیل کس طرح ہو سکتے ہیں اسی طرح پر ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ذرات جن کو اجسام کہتے ہیں یہ بھی خود بخود ہیں پرمیشر کا

فٹ نوٹ — غالباً آریوں نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا ہوگا کہ ان کے ہاں نجات دائمی تو کسی کی ہی نہیں اور ان کے عقیدہ کے موافق ہر وقت سزا کے چکر میں انسان پڑا ہوا ہے اور بحالت سزا وہ **مجرم** ہے اس لئے اس قابل نہیں کہ پرمیشور اس سے خطاب کرے یا اس کو شرف حضوری عطا ہو پھر اسکی کسی بات کا جواب کیوں اور اس کی دعاؤں پر توجہ کیوں؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو پرمیشر کی ضرورت ہی کچھ نہیں اور اب ان کے مسئلہ پر پرمیشر کو کوئی کام ہے ایک ایسی گھڑی کو اس نے کوک لگا دی ہے جو مہاپرلے کے وقت ہی اسے دوسری چابی کی حاجت ہوگی۔ اور اس وقت تک انھیں خاموشی سے بڑے بیٹھے معاذ اللہ فطرتی ریچھ کی طرح گذارنا ہوگا۔ بشرطیکہ اس وقت تک قویٰ خود مضمحل نہ ہو گئے ہوں۔

تعالیٰ ارشاد سچی بات یہی ہے کہ اسلام اب زندہ مذہب ہے جو بواسطہ اللہ تعالیٰ ایک تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرنے کے سامان انسان کو عطا کرتا ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم (ایڈیٹر)

صرف اتنا کام ہے کہ وہ ان کو جوڑ جاڑ دیتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جب وہ عظیم الشان کام خود بخود ہیں تو جوڑنے جاڑنے کے لئے اس کی کیا حاجت ہے وہ بھی خود بخود ہو جائیگا۔ اس لئے آریوں کے عقیدہ کے موافق پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ پرمیشر کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں نہایت کار وہ یہ کہیں گے کہ وہ ارواح اور مواد کو جوڑتا جاڑتا ہے سو یہ کچی اور بیہودہ بات ہے کوئی عقلمند انسان اس کو ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ہستی باری کا کیا ثبوت دیتا ہے؟

برخلاف اس کے **اسلام** یہ سکھاتا ہے کہ کوئی چیز خود بخود نہیں خواہ وہ **ارواح یا اجسام** سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر چیز کا **مبدء فیض اور سر چشمہ** وہی ہے۔ اس لحاظ سے اسکے مصنوعات پر نظر کر کے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں پس یہ دلیل اگر کام دے سکتی ہے اور مفید ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی معرفت مسلمانوں کو نہیں دی بلکہ اپنی شناخت اور معرفت کے اور بہت سے نشانات ان کو دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا

اور پھر فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انھوں نے استقامت دکھائی۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت انھیں اس اقرار سے پھیر نہیں سکی ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ بڑا بھاری طریق ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس سے وہ **یقین** پیدا ہوتا ہے جو انسان کو **نجات** کا وارث بنا دیتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا ہو جاوے تو انسان کی زندگی میں ایک **معجزنما** تبدیلی ہوتی ہے وہ **گناہ آلود** زندگی سے نکل آتا ہے اور پاکیزگی اور طہارت کا جامہ پہن لیتا ہے اور یہی نجات ہے جو اس کو گناہ سے بچا لیتی ہے اسکے ثمرات اور برکات خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور معجزات اور نشانات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ زمین و آسمان پر مدت ہائے دراز گذر گئی ہیں اس لئے ان کا وجود یقین کے لئے کافی نہیں اگر یہ کافی ہوتے تو لوگ دہریہ کیوں بنتے؟۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ **دہریوں** کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر قائل نہیں کر سکتے لیکن ہمارے سامنے لاؤ۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مان جاویں مگر یہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ وہ طریق جس سے ہم دہریوں اور دوسروں پر حجت قائم کرتے ہیں وہ کیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشان اور اقتداری پیشگوئیاں

اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ ایک سچا مسلمان یہاں تک ترقی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ **تقویٰ** سے نصیب ہوتا ہے جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے آخری علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ بھی **تقویٰ** ہے **متقی** کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب و غریب نشان ظاہر کرتا ہے۔

تقویٰ علوم دینیہ کی کلید ہے

قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ہدی للمتقین پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اُس کے موافق ہدایت پانے کے لئے **تقویٰ ضروری اصل** ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لا یمسّہ الا المطہرون

دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی، ہندسہ، ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور **متقی** اور **پرہیزگار** ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہی ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر **علم دین** میں خشک **منطقی** اور **فلسفی** ترقی نہیں کرسکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقائق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے ہرگز ہرگز اسے دین کے حقائق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لئے **متقی ہونا شرط** ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے ؎

عروس حضرت قرآں نقاب آنگہ بر دارد
کہ دارالملک معنے را کند خالی ز ہر غوغا

جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دارالملک معنے خالی نہ ہو وہ غوغا کیا ہے؟ یہی فسق و فجور دنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ چور کی طرح کچھ کہلانے تو کہدے لیکن جو **روح القدس** سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ

تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے

انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں الذین یومنون بالغیب جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنے ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا۔ اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اُس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا بظاہر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں پھر اس کے سوا انہیں ہدایت کیا ہوگی؟ یہ تو گویا تحصیل حاصل ہوئی؟ ینفقون میں دونو باتیں داخل ہیں یعنے دوسروں کو روٹی یا کپڑا یا مال دیتا ہے۔ اور یا قویٰ خرچ کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال **سلوک** اور **معرفت تامہ** پر دلالت نہیں کرتے۔

اگر **ہدایت** کا انتہائی نقطہ یومنون بالغیب ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟ اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا اور وہ یومنون بالغیب سے نکلکر **مشاہدہ** کی حالت تک ترقی کرے گا گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر **عین الیقین** کا مقام ملے گا۔

اسی طرح پر **نماز** کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی ...... جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوقی اور لذت نہیں بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر کھانے اور پانی کے لئے دوڑتا ہے اسی طرح پر **نماز** کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائیگا وساوس کا سلسلہ ختم ہو کر **اطمینان** اور **سکینت** کا رنگ شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی تو اُس نے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ **نماز** میں یاد آجاوے گی یہ نماز کاملوں کی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس میں تو شیطان اُنھیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن جب **کامل** کا درجہ ملیگا تو ہر وقت نماز ہی میں رہیگا اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور مفاد بھی اس میں کوئی ہرج اور روک نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں ہونگی ان میں **حالی کیفیت** پیدا ہو جائیگی اور غیب سے **شہود** پر پہنچ جاویگا۔ یہ **مراتب نرے سننے ہی کو نہیں** ہیں کہ بطور قصہ تم کو سنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کے لئے سنکر خوش ہو گئے نہیں یہ ایک **خزانہ** ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو **نکال لو** یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پاسکتے ہو۔

ایک شخص کے پاس کنواں ہو اور وہ اس کے گھر ہی میں ہو لیکن وہ کیا بد نصیب ہے اگر اسے اس کا علم نہ ہو۔ اسی طرح اس مسلمان ... بد نصیب ہے جس کو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں اپنے کلام سے مشرف کرونگا مگر وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور **اسلام** سے خاص ہے کسی آریہ سے پوچھو کہ **تم وعدہ ہی دکھاؤ** وہ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔

ماتم زدہ اور **مردہ** وہ مذہب ہے جسکے الہام میں مہر لگ گئی اور ویران اور اُجڑا ہوا وہ باغ ہے جس پر خزاں کا قبضہ ہو چکا لیکن **ربیع** کا اثر اس پر نہیں ہو سکتا۔

کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انسانی فطرت پر تو مہر نہ لگی اس میں تو **معرفت حقیقی** کی وہی بھوک پیاس موجود ہے لیکن **الہام** پر مہر لگا دی گئی جو معرفت الٰہی کا سرچشمہ تھا

افسوس بھوک میں غذا پھینک دی گئی اور پیاس کی حالت میں پانی لے لیا گیا

ایسا ہی عیسائی مذہب کا حال ہے۔ باوجود ہزاروں ضعف اور غربت کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور بات ہے یہ تو نری لاف زنی ہے زبان سے کہدیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی خدائی مان کر جو فضل تم پر ہوا اور جو معرفت بڑھی ہے اسے بھی تو پیش کرو۔

یہ کیسا میزبان ہے کہ دعوت کرکے بلایا ہے اور بھوک پیاس بھی لگی ہوئی ہے ہاتھ دکھلا دیتے ہیں۔

مگر نہ روٹی دیتا ہے اور نہ پانی

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ وہ **مردہ مذہب** ہیں انہیں زندگی کے آثار اور زندگی کی حس و حرکت نہیں وہ خشک ٹہنیاں ہیں ان میں اب پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ یہ صرف **اسلام** ہی ہے جو **زندہ مذہب** ہے یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے جبکہ اسکے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں اسکے سوا اور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا اگر اس میں سے یہ خوبی نکال دی جاوے تو یہ بھی مردہ ہو جاتا مگر نہیں وہ زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اسکی زندگی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ **اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور اس پر ایسا**

یقین پیدا ہو جو گناہ اور زندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے

موجودہ حالت زمانہ

یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو **مسلمان** کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیوب اور معاصی اُن میں پائے جاتے ہیں زانی۔ شرابی۔ قمار باز۔ بد دیانت اور خائن ہیں قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں غرض وہ کونسا عیب اور جرم ہے جو نہیں کرتے میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے وہ ہر قسم کے لالچ دیکر مرتد کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی وہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی حالت وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب **اسلام** سے گمراہ کرنے کے لئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اسطرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھکر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھکر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔

پھر جبکہ اس حد تک **اسلام** کی حالت ہو گئی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون بالکل غلط ہو گیا؟ کیا حق نہ تھا کہ اس وقت اس کی حفاظت کی جاتی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ قوم پورا پورا صدمہ خلیف کا اُٹھا چکی ہے اب ضروری ہے کہ اسے ربیع کا حصہ ملے اور **اسلام** کے پاک درخت کے پھل پھول نکلیں سکھوں کے عہد میں **اسلام** کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت ہی ناگوار ہے مساجد گرا دی گئیں۔ وحشیانہ حالت ایسی تھی کہ بانگ اور نماز تک سے روکا جاتا اور شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے قرآن آتا ہو اپنی حالت بھی انھوں نے سکھوں کی سی بنالی۔ کچھ بن لئے اور رہو جیسی رکھ لیں اور السلام علیکم کی جگہ وا گرو جی کی فتح رہ گئی۔ یہ تو وہ حالت تھی جو سکھوں کے عہد میں ہوئی۔ اب جب امن ہوا تو فسق و فجور میں ترقی کی اور ادھر عیسائیوں نے ہر قسم کے لالچ دیکر انکو عیسائی بنانا چاہا اور ان کا وار خالی نہیں گیا۔ ہر گرجے میں ہر شریف قوم کی لڑکیاں اور لڑکے پاؤ گے جو مرتد ہو کر انہیں مل گئے ہیں۔ وہ کیا دردناک واقعہ ہوتا ہے جب کسی شریف خاندان کی لڑکی کو پھسلا کر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بے پردہ ہو کر پھرتی ہے اور ہر قسم کے معاصی سے حصہ لیتی ہے ان حالات کو دیکھکر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ اُٹھیگا کہ یہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ **خدا تعالیٰ کیطرف** سے مدد آوے۔ ان لوگوں کا تو ہم منہ بند نہیں کر سکتے جو کہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ ایسے لوگوں کے نزدیک تو اگر سب کے سب دہریہ ہو جائیں تب بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس وقت

اسلام خدا کی مدد کا سخت محتاج ہے

مجدد زمانہ حاضر کا میں ہوں

اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں اسلام کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق **مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کروں** مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ زمانہ کی حالت مجدد کی داعی تھی اور ان داریوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئیگا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ ۲۴ سال صدی میں سے گذر گئے۔ اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے اس صدی کا مجدد کرکے بھیجا ہے تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **دجال آیا**۔ اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ تیس دجال آنے والے ہیں۔

افسوس! باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئینگے مگر **چودھویں صدی** پر جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئیگا؟ موجودہ حالت تو کھول کھولکر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ **اصلاح** کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی **اسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے**۔

حالت زمانہ کے بعد وہ نشانات ہیں جو اس سلسلہ کی سچائی کے لئے ظاہر ہوئے اور ان نشانات سے وہ نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار کئے تھے۔ اور قبل از وقت بتا دیئے تھے منجملہ انکے ایک کسوف خسوف کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا زور زور کر اسی حدیث کو پڑھا کرتے تھے مولوی محمد لکھو کے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ **مہدی** کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ **دار قطنی** کھولکر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں انپر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک **حقیقی دعویدار** کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو؟ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ایڈیٹر) کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گئی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا کا خیر خواہ تھا اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اسکے بعد خاموش ہو جاتے مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

پھر **قرآن** شریف میں ایک اور نشان بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں **طاعون** کثرت سے پھیلیگا احادیث میں بھی یہ پیشگوئی تھی قرآن مجید میں لکھا تھا

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا من قبل یوم القیامۃ

اور دوسری جگہ صاف طور پر بتایا گیا تھا کہ وہ ایک زمینی کیڑا ہوگا (دابۃ الارض)۔ آخری زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے مرینگے۔ اب کوئی بتائے کہ کیا اس نشان کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟ پھر اس آخری زمانہ کے نشانات میں بتایا گیا تھا کہ نہریں نکالی جاوینگی اور نئی آبادیاں ہونگی۔ پہاڑ چیرے جاوینگے۔ کتابوں اور اخباروں کی اشاعت ہوگی اور یہ بھی لکھا تھا واذا العشار عطلت یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا۔

ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا

اب دیکھ لو کہ ریل کے اجرا سے یہ پیشگوئی کیسی صاف صاف پوری ہو گئی اور عنقریب جب مکہ تک ریل آئے گی تو اور بھی اس کا نظارہ قابل دید ہوگا جب وہاں کے اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انھوں نے

محض میرے بخل کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر بھی حملہ کیا اور آپ کی پیشگوئیوں کی تکذیب کی وہ ابتریں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] ثابت ہوتی تھی میری عداوت کی وجہ سے ان کو مٹانا چاہا [illegible] لیکن آپ کی پیشگوئی کو کیوں پامال کر دیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ [illegible] پیشگوئیوں کا محض اس وجہ سے مخالفوں نے انکار کیا کہ ان سے میری سچائی ثابت ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ انہیں کوئی تعلق محبت کا باقی نہیں کیونکہ کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کو آزار پہنچانے کیلئے محبوب کے نشانات کو پامال کر دیا جاوے! مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات اور نشانات کو جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے پامال کرنے کی کوشش کی ہے!!

جو نشانات اور معجزات آنحضرت کے وقت میں ظاہر ہوئے [illegible] لوگوں تک محدود تھے اور اس زمانہ کے لئے وہ منقولات کے رنگ میں [illegible] لیکن چونکہ آپ کا دامن نبوت قیامت تک ممتد ہے اور اس زمانہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ معجزات رکھے تھے اور وہ ظاہر ہو رہے ہیں لیکن میری مخالفت اور عداوت کی وجہ سے انہوں نے ان کو مٹانا چاہا ہے ایک طرف تو آپ کی محبت اور آپ کے اتباع کا دعویٰ ہے دوسری طرف جب نشان ظاہر ہوتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔

یہ تو وہ نشانات تھے جو اس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر بیان کئے تھے مگر ان کے سوا نشانات کا ایک اور بھی نیا سلسلہ ہے یہ وہ نشانات ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے جن کی [illegible] خبر دی تھی۔ انکی تعداد بہت بڑی ہے۔

منجملہ انکے ایک زلزلہ کی پیشگوئی ہے جو اگرچہ قرآن شریف میں [illegible] اس کی خبر دی گئی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بھی اسکا علم دیا جب کہ براہین احمدیہ [illegible] میں درج کر دیا اور پھر جن دنوں میں [illegible] الہام ہوا تھا جو انکھیں ایام میں اخبارات میں شایع کر دیا گیا اور عفت الدیار محلہا و مقامہا بھی الہام ہوا تھا۔ یہ پیشگوئی [illegible] پوری ہو گئی۔ اور پھر اسی کے ضمن میں اور زلزلوں کی پیشگوئیاں ہیں جو آنے رہیں منجملہ ان کے ایک بھاری زلزلہ کی پیشگوئی تھی پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ وہ بھاری زلزلہ بھی آگیا مگر افسوس تو یہ ہے کہ محض میری عداوت کی وجہ سے قرآن شریف کی پیشگوئی کا بھی انکار کر دیا ہے۔ انکی ایمانی حالت ہے جو مجھ سے تصدیق دعوٰی میں ظاہر ہو خواہ وہ قرآن مجید میں بھی موجود ہو یہ اس سے ضرور انکار کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں یہ لوگ کہاں تک خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مقابلہ کرینگے اور میرے ساتھ کشتی لڑینگے۔ جو لوگ **حقیقت الوحی** کو جب وہ شایع ہو گی پڑھینگے تو انہیں معلوم ہو جاویگا کس قدر نشانات کا سلسلہ ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب غور کرو کہ اگر کوئی شخص خدا کی طرف سے نہ ہو تو کیا اسکی اسقدر نصرت اور تائید ہوا کرتی ہے؟ پھر جبکہ اسے یہ بھی کہا جائے کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن ہے۔

جس قدر مقدمات مجھ پر کئے گئے یا کرائے گئے انہیں میرے ہی مخالفوں کو ناکامی اور نامرادی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہی بامراد کیا۔ آتھم کے سامنے ناکام ہوئے جہلم میں انہیں نامرادی ہوئی۔ اور اس سے پہلے وہ شرمندہ ہوئے۔

ماسوا اسکے ایک اور بات میں پیش کرتا ہوں جو بہت ہی صاف اور بدیہی بات ہے براہین احمدیہ کے زمانہ میں جسکو ۲۳ سال کے قریب گذرے کیونکہ کتاب تالیف پہلے ہوتی ہے اور پھر طبع ہوتی ہے اس کو شایع ہوئے بھی چھبیس سال گذرے۔ اور وہ تالیف اس سے بہت پہلے ہوئی۔ اس میں اسقدر پیشگوئیاں ہیں کہ میں اسوقت ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ نمونہ کے طور پر میں ایک کو بیان کرتا ہوں۔

ایک زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے

اس کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک جماعت کا وعدہ دیتا ہے۔ جیسے بطور الہام فرمایا ہے

رب لا تذرنی فردا

یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ دیتا ہے۔ **یاتیک من کل فج عمیق**

ہر دور سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ خود مہیا کریگا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئینگے اور پھر فرمایا۔

یاتون من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

ہر ایک طرف اور ہر ایک راہ سے تیرے پاس مہمان آئینگے اور اسقدر کثرت سے آئینگے کہ قریب ہے کہ تو ان سے تھک جاوے یا بدخلقی کرے۔ اس لئے پہلے سے بتا دیا کہ نہ تو ان سے تھکے اور نہ ان سے بدخلقی کرے۔

یہ پیشگوئیاں اس براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن کو شائع ہوئے چھبیس سال کا عرصہ گذر گیا ہے اور جسکی تالیف پر ۲۳ سال گذرتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو مخالفوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مکہ مدینہ اور بخارا میں بھی اگر [illegible] اب تو اسمیں یہ الہامات درج نہیں کر دیئے گئے۔

اب غور کرو کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اسوقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی ایک خط بھی نہ آتا تھا میں بالکل ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ہندو جو یہاں رہتے ہیں اور اب [illegible] ہر قسم کی مخالفت کرتے اور خباثت دکھاتے ہیں انکو قسم دو اور پوچھو کہ کیا اس وقت ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس تھا؟ یہ سب پہلے گواہ ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے ان نشانات کو دیکھا ہے اور اب وہ چھپاتے ہیں اس طرح پر گویا سب سے پہلے جہنم کا ٹکٹ لیا ہے۔ آریہ سماج والے ملاوامل اور شرمپت رائے یہاں موجود ہیں [illegible] آیا جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ براہین احمدیہ چھپوایا کرتے تھے اور اس کے پروف بھی [illegible] دیکھتے ہیں۔ اور جب ہم امرتسر جاتے تھے تو کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گئے؟ اور وہاں جاکر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں رہے؟ اب اگر وہ ایمان رکھتے ہیں اور [illegible] رکھتے ہیں تو وہ جواب دیں؟

✻ نوٹ۔ لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت رائے کا فرض ہے کہ وہ اس شہادت حقہ کا اظہار کریں جو زندہ موجود ہیں اور آریہ سماج کا فرض ہے کہ اُن سے اس امر کی شہادت لیکر شایع کرے وہ اپنا حلفی بیان دیں اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیکر پبلک کو اپنی حق گوئی کا فایدہ پہنچائیں۔

اول۔ کیا جب براہین احمدیہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی درج کی تم نے پڑھی تھی؟

دوم۔ کیا اس وقت حضرت اقدس کو فی الحقیقت قادیان کے باہر کی دنیا جانتی تھی اور وہ شہرت یافتہ انسان تھے؟

سوم۔ کیا انکے پاس لوگوں کا رجوع تھا؟ اور لوگ یہاں آتے تھے؟

چہارم۔ کیا وہ ایک گوشہ نشینی کی زندگی بسر نہ کرتے تھے؟

پنجم۔ کیا تمہاری آنکھوں نے نہیں دیکھا کہ ہزار ہا انسان قادیان میں چلے آتے ہیں اور انکے پاس ہر قسم کے سامان مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے آ رہے ہیں؟

ششم۔ پھر کیا یہ پیشگوئی جیسا کہ براہین میں درج تھی پوری ہوئی یا نہیں؟

یہ مختصر سے سوالات ہیں۔ اور ان کا جواب دینا ہمارے مکرم لالہ صاحبان کا فرض ہے وہ قوم اور برادری کی خاطر سچ کو نہ چھپائیں اور مردانہ وار اس شہادت حقہ کو ادا کریں۔ وہ اگرچہ اور بھی بہت سے نشانات کے گواہ ہیں مگر صرف اس وقت اس ایک نشان بیان کی شہادت لی جاتی ہے وہ قسم کھا کر شہادت ادا کریں۔ ایڈیٹر

میں سچ کہتا ہوں کہ اونھوں نے خدا تعالےٰ کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں اور وہ گواہ ہیں لیکن قوم اور برادری کے ڈر سے خاموش ہیں وہ کیوں اس شہادت کو ظاہر نہیں کرتے ؟ یہہ سچائی کا خون کرنا ہے۔ وہ عنقریب جان لینگے کہ انکا انجام کیا ہے ؟ وہ قسم کہا کر بتائیں کہ کیا یہہ رجوع لوگوں کا تہا ؟ کیا اسی طرح فتوحات آتی تہیں۔ اسی طرح پر خطوط آتے تہے ؟ تم نے یہہ عبارتیں پڑہی تہیں ؟ اگر یہہ سچ ہے اور تمہارے سامنے قبل از وقت ایسی حالت میں کہ کوئی مجھے جانتا بہی نہ تہا خدا تعالیٰ سے وحی پاکر میں نے خبر دی تہی اور وہ پوری ہوئی تو پہر بتاؤ کہ کیا یہہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اسطرح پر قبل از وقت خبر دے اور ایک زمانہ دراز کے بعد وہ پوری ہو جاوے ؟ ایک آدمی جو گمنامی کی حالت میں ہے اسکو اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ آتا ہے کہ تو عالم میں مشہور ہو جائیگا۔

فحان ان تعان و تعرف بین الناس

ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مدد کیجائیگی اور تو لوگوں میں شناخت کیا جائیگا کیا یہہ انسانی کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں یہہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے کیونکہ علم غیب اسی کو ہے اور یہہ اسی کا خاصہ ہے اور وہ اپنے مرسلین پر ایسے ظاہر کرتا ہے۔

جب یہہ بات ہے تو پہر سوچو مرکر خدا تعالےٰ کے سامنے جانا ہے اسکا کیا جواب ہے؟ کہ باوجودیکہ تم نے اپنی آنکہوں سے ان نشانات کو دیکہا اور تم ان کے گواہ ٹہرے اور سننے سنانے گواہ نہیں بلکہ رویت کے گواہ اور وہ بہی ایسے کہ دنیا بہر میں جواب نہ رکہیں یاد رکہو **خدا کی حجت تم پر قائم** ہے میں سچ کہتا ہوں **سب سے زیادہ حجت تم پر قائم** ہے اگرچہ ساری دنیا پر حجت ہے مگر تم پر سب سے زیادہ ہے پہر اوجود اسوقت نہ ہونے کی ایک بہی نہ تہا میں ایک شخص وجود نہ تہا پہر جب کہ خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تہا اور جسکا تہیر علم دیا گیا تہا اسی طرح پیدا ہونا آسان بات نہیں ہے۔ دیکہو یہہ کیا **بزرگ نشان** ہے ایسا نشان ہے جو ہر روز تازہ بتازہ پورا ہو رہا ہے۔

یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو ایسے ڈرنا چاہیئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ابہی قادیان میں طاعون نہیں ہوا تہا تو میں نے شائع کر دیا تہا انی حافظ کل من فی الدار پہر کیا وجہ ہے کہ ہندوں کے تو گہر خالی ہو جاویں اور میرے گہر کا چوہا بہی نہ مرے۔ میں پہر کہول کر کہتا ہوں کہ یہہ اور اس قسم کے بہت سے نشانات یہاں کے ہندوں نے دیکہے ہیں جو اگرچہ سب دنیا پر حجت ہیں لیکن یہ پہر **سب سے زیادہ حجت** ہے وہ مجھے اور میری جماعت کو طرح طرح کی اذیتیں دینے اور دینے کے ارادوں میں رہتے ہیں مگر وہ یاد رکہیں کہ **خدا ہے اور ضرور ہے** اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا دے بغیر نہیں چہوڑتا۔

آخرکار میں اپنی جماعت کو **نصیحت** کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے میں تو یہہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بہی کرے تب بہی صبر سے کام لو یہہ یاد رکہو اگر خدا کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے یہہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت **امن** جو ہے اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پہر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور انمیں صبر برداشت نہ ہوتی تو پہر انمیں اور انکے غیروں میں کیا **امتیاز** ہوتا۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں یہی گہر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تہا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تہا اور یہہ سخت ایذا دینے والے دشمن تہے مگر مینے کہا کہ میں اظہار نہیں دونگا۔ کیا اسوقت مینے سلطان احمد کی رعایت کی تہی یا انکی ؟ اور انکی دشمنیوں کا خیال رکہا یا انکے ساتہہ نیکی کی۔ یہہ ایک ہی بات نہیں جب جب انکو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے انکو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں جب انکو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبہی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم انسے سلوک کرتے ہیں اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم انکے بدسلوکیوں کو خدا پر چہوڑ دو وہ خوب جانتا ہے اور اچہا بدلہ دینے والا ہے میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا سے دعا کرو۔ مگر یہہ بہی یاد رکہو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم **متقی** نہ ہو اور تقوی اختیار کرو۔

تقوی کی دو قسم ہیں ایک **علم** کے متعلق دوسرا **عمل** کے متعلق **علم** کے متعلق تو مین نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور **حقائق** معارف نہیں کہلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور **عمل** کے متعلق یہہ ہے کہ نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات اسوقت تک ناقص رہتے ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اس بات کو بہی خوب یاد رکہو کہ خدا تعالیٰ کے **دو حکم** اول یہہ کہ اسکے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات مین نہ صفات میں نہ عبادت میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہہ مراد نہیں کہ اپنے بہائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو آدم زاد ہو اور خدا کی مخلوق میں کوئی بہی ہو مت خیال کرو کہ وہ **ہندو ہے یا عیسائی** میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتہہ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔

جسقدر نرمی تم اختیار کروگے اور جسقدر فروتنی اور تواضع کروگے اللہ تعالےٰ اسیقدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالہ کرو۔

قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گہبرانا نہیں چاہیئے۔ مین دیکہتا ہوں کہ ابہی تمکو انسے بہت دکہہ اُٹھانا پڑیگا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں انکی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پہوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہیئے کہ اپنی بات کو سنبہال کر رکہے۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچہہ نہ کچہہ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے اسلئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سد باب کا طریق رکہو اور کسی سے جہگڑا مت کرو زبان بند رکہو گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے گذر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جنکے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے

واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما

اگر یہہ باتیں اختیار کرلوگے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے **مخلص** بن جاؤگے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکہتا اور سنتا ہے۔ اگر تم مین ہو تو جو تہا خدا ہوتا ہے اسلئے خدا کو اپنا نمونہ دکہاؤ

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پہر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا **فرق اور امتیاز** ہوا ؟ تمہیں تو چاہیئے کہ ایسا نمونہ دکہاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ **نرمی** اور **رفق** سے معاملہ کرو اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چہوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کی شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اسے چہوڑتا ہے تو خدا اسے ضائع نہیں کریگا

(بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

خطبہ مشرح

[جس کا خلاصہ بروز جمعہ تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو مسجد مبارک میں حضرت مولوی محمد احسن فاضل امروہی نے پڑھا۔ بعد خطبہ مسنونہ کے آیت ذیل پڑھی]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات و ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔

یہ آیت پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ہے اللہ تعالےٰ کو اس مومن آل فرعون کا استدلال مندرجہ آیت جو حقیقت نبوت حضرت موسیٰ پر اُس نے کیا ہے ایسا پسند آیا کہ اُس کو اس سورہ میں مع دیگر اُس کی نصائح اور پند کے درج کیا ہے اور سورہ کا نام بھی سورہ مومن رکھا گیا جو قیامت تک یہ استدلال اُس کا تلاوت کیا جاویگا اور فی الحقیقت یہ استدلال ایک ایسا عظیم الشان استدلال ہے کہ مخالف اگرچہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس میں کسی طرح کا نقض یا معارضہ نہیں کر سکتا اور خود فرعون بھی اس دلیل کا کچھ بھی معارضہ نہیں کر سکا اور اُسکو اسکے جواب میں یہی کہنا پڑا کہ میری جو رائے موسیٰ کے قتل کے باب میں ہے وہی صواب ہے اور کوئی دلیل اس اپنے دعوے پر فرعون قائم نہیں کر سکا قال فرعون ما اریکم الا ما اریٰ یعنے فرعون نے اُس کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جو میری رائے موسیٰ کے قتل کے بارہ میں ہے وہی میں تمکو سمجھاتا ہوں اور یہی سیدھی اور درست راہ ہے پس جبکہ یہ ایسی دلیل ہے تو ہم کو خوب تدبر کر کر یاد کر لینی چاہیئے کیونکہ اگر تدبر نہ کیا جاوے تو بظاہر اس دلیل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ و بیان ہم آگے کرینگے اول واسطے زیادتی بصیرت کے بینات کو سمجھ لینا چاہیئے واضح ہو کہ بینات جمع بینہ کی ہے اور بینہ ایسی روشن حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے مامور من اللہ کو جو یہ بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں اُنکی تین قسمیں ہو سکتی ہیں اول قسم وہ بینات ہیں جو کسی دعوے پر نقلی دلائل ایسی قطعی ہوں جو عقلی دلائل سے بھی موید ہوں پس جبکہ ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کا باہم تظاہر ہو جاوے تو اسکے تسلیم کرنے میں کونسی حالت منتظرہ باقی رہ سکتی ہے اس لئے اُسکو بینہ یعنے روشن حجت کہا جاتا ہے۔

دوسری قسم ان بینات کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو انبیاء ماضیین نے کسی مامور من اللہ کی نسبت پہلی کتابوں میں بیان فرمائی ہوں اور وہ پیشین گوئیاں اُس مامور کے حق میں مطابق آگئی ہوں چونکہ واقعات کا کوئی اہل عقل انکار نہیں کر سکتا لہذا جبکہ اُن واقعات کا اُن پیشین گوئیوں کے ساتھ تطابق ہو گیا ہو تو اندریں صورت بھی انکار کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ پیشین گوئیاں جو پہلی کتابوں میں انبیا کی طرف سے لکھی گئی تھیں اُن کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ آئندہ زمانوں کے واقعات کی خبر دینا خصوصاً جزماً انسانی طاقت سے باہر ہے فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کا یہی مطلب ہے پس تطابق واقعات کا اُن پیشگوئیوں کے ساتھ بالضرور حجت روشن ہے اور اسکو بینہ کہتے ہیں۔

تیسری قسم بینات کی وہ خوارق عادات اور معجزات ہیں جو خود اُس مدعی مامور من اللہ کے ہاتھ پر صادر ہوں جن کا مقابلہ اُس کے مخالفین نہ کر سکیں۔ یہ معجزات بھی بینات ہی ہیں کیونکہ تمام شرائع میں خصوصاً شریعت اسلام میں یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ مفتری کے ہاتھ پر نہ معجزات اور خوارق عادات صادر ہو سکتے ہیں اور نہ اُس کے لئے تائید الہی اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے پس ان خوارق عادات یا الہامات کو جو پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جاوے تو ان خوارق کو بھی بینات کہتے ہیں جس مامور من اللہ میں یہ تینوں قسم کے بینات جمع ہو جاویں تو پھر وہ مدعی مامور من اللہ خود مجسم بینہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلعم یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ جو مکذب باوجود مشاہدہ کرنے ان بینات کے بھی اُس مامور من اللہ کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایک حیثیت سے مشرک ہے اور یہ تکذیب اُس کی شرک میں داخل ہے کیونکہ جبکہ یہ امر ثابت شدہ صداقت ہے کہ معجزہ فعل الہی ہوتا ہے نہ فعل عبد کا تو جو شخص باوجود ان بینات کے نہیں مانتا تو یہ تکذیب اُس کی منجر اس امر کی طرف ہو جاتی ہے کہ اُن بینات کا صادر کرنے والا کوئی دوسرا غالب خدا ہوگا ورنہ کونسی وجہ ہے کہ ایک مفتری علی اللہ کے ہاتھ پر بینات صادر ہوتے چلے جاویں جو فعل الہی کہلاویں تو کیا مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو مدعی کاذب کے ہاتھ پر معجزات صادر کراتا ہے و نعوذ باللہ منہ وہ اللہ تبارک و تعالےٰ جس کے صفات حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس نے تو قطعی طور پر فرمادیا ہے کہ میں مفتری علی اللہ کو کامیاب نہیں کروں گا بلکہ اُس کو خائب اور خاسر کرونگا اب جو مفتری علی اللہ کامیاب ہوتا جاوے اور بینات بھی اُس کے ہاتھ پر صادر ہوتے رہیں تو مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو اُسکے ہاتھ پر بینات صادر کرا رہا ہے پس ایسا مکذب علاوہ ارتکاب کفر و انکار کے مرتکب شرک کا بھی ہے اب ہم کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی میں بلحاظ ان تینوں قسم کے بینات کے فرق یہ ہے کہ پہلے مسیح میں ہم دوسری قسم کے بینات موجود نہیں پاتے اور مسیح محمدی میں تینوں قسم کے بینات موجود ہیں مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پہلے مسیح ابن مریم کے لئے کتب موسیٰ میں کوئی پیشین گوئی موجود نہیں عیسائی جو بعض پیشین گوئیوں کو حضرت ابن مریم پر لگاتے ہیں وہ اُنپر صادق نہیں آتیں مثلاً سفر استثنا فصل ۱۸ کی پیشین گوئی جو حضرت مسیح بن مریم کے لئے اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح سے اُن پر صادق نہیں آسکتی جیسا کہ ہم نے ریویو جلد ۵ میں دلیل حقیت اسلام نمبر اول میں مشرحاً لکھدیا ہے علاوہ اسپر یہ کہ مسیح ابن مریم خود اس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ہونے کی نفی کرتے ہیں دیکھو فصل ۱ یوحنا کے درس ۲۸ کو پھر پولوس بھی اس امر کا انکار کرتا ہے چنانچہ نامہ عبرانیوں فصل ۷ میں پولوس کہتا ہے کہ ظاہر ہے کہ ہمارا خداوند یہود اُسے نکلا اور اس فرقہ کے حق میں موسیٰ نے کہانت کی بابت کچھ نہ کہا۔ اب ہم عہد عتیق کی آخری کتاب یعنے ملاکی نبی کی آخری باب سے یہ دعوے یعنے ابن مریم کی پیشین گوئی بیبل میں موجود نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں خوب غور کرو (۵) دیکھو

خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے بیشتر بن الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اس درس کو جو درباره مسیح بن مریم قرار دیا گیا ہے اسکا ثبوت بحق ابن مریم بہت مشکل ہے کیونکہ اگر وہ دن بزرگ اور ہولناک ایام ابن مریم کے قرار دئے جاویں تو فرمائیے کہ اُن ایام میں کوکسی بزرگی اور ہولناکی واقع ہوئی جبکہ خود مسیح فرماتے ہیں۔ وہ جو مجھے رد کرتا ہے اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اس کے لئے ایک ہے حکم کرنے والا ہے کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائیگا یوحنا ۱۲ باب ۴۸۔ اس درس کے حاشیہ میں استثنا ۱۸ باب ۱۹ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو بحق خاتم النبین ہے جیسا کہ ہم نے تمہید اول حقیت اسلام میں بیان کیا ہے پس جبکہ خود مسیح ابن مریم موعدس ۱۹ باب ۱۸ استثنا کو بحق حضرت خاتم النبین جو پچھلے دن میں تکلم کرنے والا ہے قرار دیتے ہیں تو پھر ہم اس بزرگ دن کو جو ملاکی نبی کی کتاب میں ہے یہی پچھلا دن جو بوجہ انتزار ابن مریم کے بحق خاتم النبین ہی کیوں نہ قرار دیویں پس ثابت ہوا کہ پیشین گوئی جو ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب میں ہے مسیح بن مریم کے حق میں ثابت ہونی بہت دشوار ہے اور پھر باب تین اعمال حواریوں ہے متعدد طور پر ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پیشین گوئی سفر استثنا باب ۱۸ بحق مسیح بن مریم ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ملاکی نبی کی کتاب کی پیشین گوئی بحق مسیح ابن مریم ثابت ہو سکتی ہے۔ پس چونکہ ملاکی نبی کی کتاب آخری کتاب ہے تو جبکہ اس کی پیشین گوئی کا یہ حال ہے تو پھر پہلی کتابوں کو اسی پر قیاس کر لو سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ ہاں ہم مسیح بن مریم کو نبی برحق مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بالضرور مانتے ہیں مگر بطور مقدمۃ الجیش کے آنحضرت صلعم کے لئے مبشر ہوکر آئی سے مسیح از مقدم او مژده گوئی۔ کلیم از شغل او شعلہ جوئی۔ اور عیسائیوں پر یہ ایک بڑا احسان قرآن مجید کا ہے کہ مسیح بن مریم کو بھی اُس نے برحق ثابت کیا ورنہ مطالعہ اناجیل سے تو اُن کی نبوۃ کی نسبت بھی سخت اشتباہیں آتی ہیں اور یہود کو بھی وجہ سخت اشتباہیں آئی مثلاً اُن کے اعتقاد میں تھا کہ مسیح نسل داؤد سے ہوگا اس اعتقاد کی نسبت بر عکس القضیہ واقع ہوا کہ مسیح ابن مریم کے باپ بھی ندارد ہیں جس سے ثبوت نسب کا داؤد سے ہونا دشوار ہوا۔

دوسرا اعتقاد اُن کا یہ تھا کہ الیاس نبی مسیح سے پہلے آویگا اُس کا یہ حال کہ خود الیاس ابتک نہیں آئے بلکہ اُن کا مثیل آیا۔۔۔ الحاصل مومن آل فرعون نے فرعون کی رائے کے معارضہ میں یہ استدلال متذکرہ آیت بیان کیا ہے جو اپنے ایمان کو ابتدا برعایت مصلحت پوشیدہ رکھتا تھا اس مومن آل فرعون کو تفاسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرعون کا بھتیجا تھا اور نیز ولی عہد بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو بلفظ رجل منوین تعظیم کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ تنوین اس میں تعظیم کے لئے ہے جس کا ترجمہ ایک بڑا مرد ہے یہ کتمان ایمان اُس کا ایک مصلحت دینی پر بھی مبنی تھا اور وہ مصلحت یہ تھی کہ درصورت کتمان کے میری نصیحت اور جو استدلال اثبات حقیقت نبوت موسیٰ پر کروں گا اُس کا اثر فرعون اور فرعونیوں پر زیادہ تر ہوگا اور آل فرعون میری طرف کسی طرح وہم و گمان جانب داری موسیٰ کا نکرینگی ولنعم ما قیل سہ خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

یہاں ناظرین بڑی عبرت کا مقام ہے کہ فارمان تو حضرت موسیٰ کی خاص قوم میں سے ایک رشتہ دار قریب تھا جو حضرت موسیٰ سے مرتد ہوکر تباہ و غارت ہوا اور یہ مومن خاص خاندان فرعون سے تھا جس کا ایمان ایسا کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرماکر قرآن مجید میں اُس کا ذکر فرمایا ولنعم ما قیل سہ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام۔ ز خاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبی است الحاصل وہ مومن کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب وہی اللہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں اور ما فیہما کا رب ہے اور ایسے معجزات اور بینات اُسے تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے جن کا معارضہ تم سے نہیں ہو سکا پس اس سے ثابت ہے کہ اُسی کے رب نے اُس کے دعوے کی تصدیق ان بینات سے کر دی ہے ورنہ بینات کے ساتھ اُس کی تائید کیوں کی جاتی اس بیان سے وہ شبہ بھی زائل ہو گیا جو بظاہر وارد ہوتا تھا وہ شبہ یہ ہے کہ اس استدلال سے ہر ایک زندیق اور ملحد کی تصدیق کی جا سکتی ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو وبال اُس کے کذب کا اُسی پر پڑیگا اور اگر سچا ہے تو بعض وہ امور انذاریہ جن کا وعدہ کرتا ہے مخالفین کو پہنچ رہینگے لیکن ہم کو اُسکے ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ازالہ اس شبہ کا یہی ہے کہ درصورت کاذب ہونے مدعی کے اُس کے ہاتھ پر بینات ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتی اور یہ جملہ شرطیہ کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جو فرمایا گیا ہے وہ بطور فرض محال کے ہے جیسا کہ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین اور یہ شق جو اُس مومن آل فرعون نے بیان کی ہے وہ صرف ارخاءً للعنان مخالف کے رعایت کر کر ذکر کی ہے تاکہ مخالف کو کسی طرح کی گنجائش کلام کرنے کی باقی نہ رہے ورنہ یہ امر تو شرعاً ممکن ہی نہیں کہ کوئی مدعی جو مفتری علی اللہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ اُس مفتری کی تائیدات بینات سے فرماتا رہے حاشا وکلا بلکہ ایسی تکذیب کی صورت میں تو مکذب کا شرک لازم آتا ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے اور یہ جو فرمایا گیا کہ بعض وعیدات تو بالضرور پورے ہو کر رہینگے اور کل وعیدات کو نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وعید میں عفو بھی جائز ہے لیکن بعض وعیدوں کا وقوع ضرور ہے اور اگر بعض وعید بھی درصورت مدعی کے صادق ہونے کے واقع نہ ہوویں تو پھر تو اُس کی رسالت ہی لغو ہو جاوے گی پس اُس کو رسول کر کر کیوں مبعوث فرمایا یہ قضیہ جزئیہ کہ بعض وعید اس کے مخالف کے حق میں پورے ہو جاوینگے درصورت صدق ہر ایک مخالف کو واجب التسلیم ہے اور برعایت مخالف کے ہے یہ قضیہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح گنجائش گفتگو کی مخالف کے لئے باقی نہ رہے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں مصدق کا کوئی ہرج نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ جو رحمن و رحیم ہے اور جس نے اسی آیت کے آگے فرمایا ہے وما اللہ یرید ظلما للعباد یعنے اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ تک نہیں کرتا چہ جائیکہ ظلم کرے وہ رحمن رحیم اس ہمارے عذر کو کیا قبول نہ فرماویگا کہ اس مدعی کی تصدیق تو خود تو نے ہی کر دی تھی۔ اس لئے ہم تیری بندہ معذور تھے کیونکہ تو نے ہی اس مدعی کی تصدیق کامل طور پر فرما دی تھی کہ بینات اُس کے ہاتھ پر صادر تیری طرف سے ہوتے تھے پھر ہمارا کیا قصور ہے جبکہ تو نے تصدیق کر دی ہم کیونکر اُس کی تصدیق نہ کرتے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں جسکے ہاتھ پر بینات صادر ہوں مصدق کا

کوئی ہرج دینی یا دنیوی نہیں ہو سکتا ہے اور سلامتی اُس کی تصدیق ہی میں ہے اور سراسر خوف اُس کی تکذیب میں ہے فدفع الشبہۃ چونکہ آں حضرت صلعم کی نسبت بینات کا صدور کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اس لئے اُن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ہم ملتوی کرتے ہیں ہاں بطور اختصار و اجمال کے مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بینات صادر ہوتے ہیں مجملاً اُن کا پتا بتلائے دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کا بھی حقیقت ثبوت ثابت ہو جاویگی۔ واضح ہو کہ دلیل حقیقت الاسلام مندرجہ ریویو ماہ جلد ۵ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح محمدی جو اس وقت چودھویں صدی میں مبعوث منجانب اللہ ہوا ہے اُس کی حقیقت بخوبی کتب بل خصوصاً کتاب اعمال باب تین سے ثابت ہو چکی ہے فلیرجع الیہ اب ہم دیکھتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کے بینات کو اولاً اصل دعوے اُس کا تو یہ ہے کہ مسیح بن مریم کی وفات ہو گئی ہے۔ دوسرا اصل دعوے اُس کا یہ ہے کہ مسیح موعود میں ہوں باقی دعاوی انہیں دونوں دعووں کے لئے مالہ وما علیہ ہیں جو بمنزلہ فروعات کے ہیں اب نظر کرو کہ نصوص قرآنیہ اول دعوے کی حقیقت کو بخوبی ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ فلما توفیتنی الایۃ اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ قرآنی آیات جس سے استدلال اور اُس کی تفسیر و شرح ہمارے رسایل اور کتب میں مذکور ہیں اور دوسرے دعوے کے ثبوت کے لئے آیت استخلاف جس میں کما استخلف الذین من قبلہم ہی موجود ہے اور لفظ منکم بھی موجود ہے اس کی تفصیل و شرح بھی ہمارے رسائل مثل ازالۃ الاوہام وغیرہ میں ملاحظہ کرنی چاہئیں اور احادیث صحاح مثل امامکم منکم وحدیث معراج جس میں آں حضرت صلعم کی رویت مذکور ہے کہ عیسے بن مریم کو آپ نے یحیی متوفی کے پاس دیکھا اور جیسا کہ یحیی اور دیگر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی اسی طرح عیسے بن مریم سے ہوئی اس کی تفصیل اور شرح کرنے کی اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں اس لئے کہ اس بارہ میں رسائل اور کتب مطبوعہ تمام دُنیا میں شایع ہو چکی ہیں یہ بینات تو ایک طرف ہیں بعد ان کے اور صدہا بینات بھی موجود ہیں مثلاً وہ الہامات اور پیشین گوئیاں جو مدت ۲۶ سال سے مطبوع ہو کر تمام دُنیا میں شایع ہو چکی تھیں اُن کو پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں مثلاً فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ جن کی تعداد صدہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر وہ پیشین گوئیاں مخبر صادق صلعم کی جو متعلق علامات مہدی و مسیح کی تھیں وہ بھی اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے واقع ہو چکیں جیسا کہ کسوف و خسوف ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ ہجری اور طلوع ستارہ ذو السنین وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل کو بھی ہمارے رسائل متکفل ہیں ان بینات کے علاوہ وہ مباہلات بھی ہیں جو اُسکے مخالفین نے کئے اور اول مباہلات میں مخالفین کی نوبت ذلت و رسوائی سے لیکر ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جن کی شمار بہت کثرت سے ہے اس مضمون مختصر میں کب گنجایش ہے کہ ان سب کو لکھا جاوے اسی ماہ جنوری ۱۹۰۵ء میں جو آخری شخص سعد اللہ ہے وہ کیونکر ہلاک ہوا جو سخت بدزبان اور سب و شتم کرنے والا تھا اُس کی ہلاکت کی نسبت ایک قصیدہ انجام آتھم میں لکھا ہوا مطبوعہ موجود ہے جس کی طبع کو مدت تخمیناً دس برس کی منقضی ہو گئی اُس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے سه آذیتنی خبثاً فلست بصادق - ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء ..... تو نے مجھکو از راہ اپنی خبث طبیعت کے بہت

ابذا دی ہے اگر تو رسوائی کے ساتھ نہ مرا تو میں صادق نہیں اسی حد سے تجاوز کرنے والے بد زبانی میں اس سے بھی پہلے کا الہام اُس کی نسبت انوار الاسلام میں ان شانئک ھو الابتر موجود ہے اور اس شخص کا ابتر ہونا سب پر خصوصاً اہالی لدھیانہ پر ظاہر و باہر ہے پس جبکہ یہ تمام قسم کے بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے پائے جاتے ہیں تو اہل علم مخالفین سے استفسار ہے کہ اب اس کی تصدیق کے لئے کون سی حالت منتظرہ باقی ہے اتنے وقت و دیر کا ہو گیا ہے اور اُس کے دعاوی کی حقیقت کالشمس فی النصف النہار کی نوبت پہنچ گئی پھر فرمائیے کہ کیا قد تبین الرشد من الغی کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا اندریں صورت التماس ہے کہ علمائے مخالفین کو چاہئے کہ کوئی معیار شرعی جس سے صادق اور مفتری علی اللہ میں بخوبی تمیز حاصل ہو سکے ضرور بالضرور مقرر فرما دیویں تا کہ اُس کے بموجب اس مدعی کا صدق جانچا جاوے اس استدلال مندرجہ آیت سے تو ہم پر فرض اور واجب ہو گیا ہے کہ بالضرور تصدیق کی جاوے ورنہ سب علما کو چاہئے کہ اتفاق کر کر اس آیت کو ہی قرآن مجید سے نکال ڈالیں وانی لہم ذالک اور یہ آیت ہم نے اس لئے بھی پیش کی ہے کہ مسیح موعود کے الہامات میں اُس کا مثیل موسے ہونا بھی آ گیا ہے اور مومن آل فرعون نے بھی حقیقت ثبوت موسے ہی پر یہ استدلال کیا تھا اور نیز الہامات میں بعض مخالفین کا فرعون اور ہامان کیا تھا مثیل ہونا بھی مذکور ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یاد کرو وہ الہامات کہ مدت سے شایع ہو چکی ہیں انت فیہم بمنزلۃ موسی - ایضاً یاتی علیک زمن کزمن موسی اور ہر فرعون وغیرہ کی نسبت تدبر کرو آیات ذیل میں فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ من الکاذبین ترجمہ یعنے فرعون نے کہا کہ اے ہامان ہمارے لئے مٹی کو آگ لگا کر پکا (یعنے اینٹیں پکایا کرنا) اور میرے لئے ایک پکا محل اونچا بنوا تا کہ میں موسی کے خدا کو جھانکوں اور میں تو موسی کو اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ مراد فرعون کی اس اونچے محل کے بنوانے سے یہ ہو گی کہ موسی جو الہامات آسمانی بیان کرتا ہے میں بھی اُسکے مقابل میں ایک محل رصدی بنانا چاہتا تاکہ بذریعہ رصد کے میں بھی پیشین گوئیاں مثل موسی کے کرونگا اور چونکہ موسی کے پاس نہ الات رصد ہیں اور نہ اس اونچا محل رصدی ہے پس میرے مقابلہ میں موسے جھوٹا ہو جائیگا ہم نے اس محل کو محل رصدی اس لئے کہا کہ دوسری جگہ یہ یوں ارشاد ہوا ہے کہ وقال فرعون یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا اسباب سموات سے مراد یہی ہے کہ ستاروں کی گردش اور اُن کی اوضاع و تاثیرات سے جو حادثات دُنیا میں واقع ہوتے ہیں بذریعہ آلات اور محل رصدی کے مجھکو بھی پیشتر سے اطلاع ہو سکتی ہے اور موسی کے پاس نہ آلات رصدی ہیں اور نہ محل رصدی ہے اس لئے میں موسی پر غالب ہو جاؤں گا اب دیکھو یہاں پر بھی آتش تکفیر کو مشتعل کر کر ایک بڑا محل تکفیر کا چنوایا گیا تھا جس سے فرعون چاہتا تھا کہ تمام الہامات سماوی کو اپنی ان ارضی اسباب شبہات سے ایسا ضایع کر دیگا کہ اُس کا بطلان سب پر ظاہر و باہر ہو جاوے اور صرح کے معنوں میں بھی ایک نوع کا ظہور اور وضوح پایا جاتا ہے اس تکفیر نامہ کو اس صرح فرعون کے ساتھ بڑی مناسبت ہے کیونکہ پشاور سے لیکر کلکتہ وغیرہ تک اس تکفیر کا اظہار ہوا اور طرفہ

مثل صرح فرعون نے کی کی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا وہی جو فرعون کو حاصل ہوا تھا۔ قال اللہ تعالٰے وما کید فرعون الا فی تباب۔ ایضاً قال اللہ تعالٰے ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون یعنے دکھلا دیں گے ہم فرعون اور ہامان کو اور اُن کے لشکروں کو موسیٰ کی قوم کی طرف سے اُن کی اُن ناکامیوں کو جس سے وہ ڈرتی تھی فرعون موسے کا یہی مقولہ تھا کہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد یہاں پر بھی فرعون مخالف کا یہی مقولہ تھا فاعنتی وایا اولی الابصار۔ فرعون کا مقولہ تھا کہ الم نربک فینا ولیدا و لبثت فینا من عمرک سنین کیا ہم نے تجھکو پرورش نہ کیا تھا اور آخر کار تو بچا تھا اور اپنی عمر کے سالوں میں کئی سال ہمارے پاس رہا تھا۔ یہاں پر بھی ایسا ہی مقولہ تھا کہ اسے موسیٰ بیٹے ہی تجھکو او نچا کیا تھا اور میں ہی تجھکو گراؤں گا اور لیسب ہم صحبتی رکھنے کے برسوں مخالفت رہی ہے جس قدر میں واقف ہوں دوسرا اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اور موسیٰ کے قارون کا یہ مقولہ تھا کہ انما اوتیتہ علی علم عندی یہاں پر بھی اپنی علوم الہیٔیے پر بڑے گھمنڈ تھے غرضکہ کہاں تک وہ مناسبتیں اور امثالیں بیان کیجاویں جو حضرت موسیٰ اور اس مسیح موعود میں ہیں اب مومن آل فرعون ایک اور دلیل بیّن بیان فرماتا ہے جو دو دھاری تلوار ہے کہ موسیٰ کی بھی اس سے حقیقت ثابت ہوتی ہے اور فرعون کا بطلان بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب اللہ تعالٰے کے حد سے تجاوز کرنے والے کو جھوٹا کہا ہوا ہو ہدایت نہیں کیا کرتا یعنے ایسا مسرف کذاب ... اور سلسلہ الٰہی کا افترا اللہ تعالٰے پر کرے ... مقصود کو نہیں پہنچ سکتا ... ہیں کیونکہ کامیاب ہوگئے اور فرعون مسرف کذاب ... موسیٰ کے مقابلہ میں محض ناکام رہا بلکہ اخلد الی الارض ... ہوکر طوفان جہالت میں غرق ہوگیا۔ (محمد احسن ...)

ڈائری

آج ۶ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی نے مسیح موعود کے متعلق ایک حدیث نواس بن سمعان کی ... جو حاشیہ مسند احمد بن حنبل پر چھپی ہوئی ہے ... پیش کی ایک جملہ ہے لتقبض له الارض - یعنے مسیح موعود کیلئے زمین طے کی جاویگی - جس سے ریل و اگنبوٹ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں انہی ذرایع سے شائع ہورہے ہیں -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک اس سے پہلے کسی مامور من اللہ کے لئے طی الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر ہوئے تھے دوسرا جملہ اس حدیث میں سے مولوی صاحب نے پیش کیا۔

من مس ابن مریم یکون له الا رفع قدرا او تعظیم مسه

یعنے جو شخص کہ چھوئیگا مسیح موعود کو اس کی قدر خدا کے نزدیک بہت بلند ہوگی اور اس کا مس کرنا چھونا یعنے اُس کے حلقہ خادمین میں داخل

ہوناخدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے۔ سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کو اس حدیث کی خبر بھی نہیں اور قریباً اکتیس برس کا الہام مطبوعہ براہین احمدیہ میں درج ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے - اس الہام کا مضمون قریباً حدیث مذکورہ میں سے ملتا ہے -

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں -

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے - مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے اور کوپن پر یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہیئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے -

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے وہ محاسب سے خط و کتابت کرکے دریافت کرنا چاہیئے -

(۳) لنگر خانہ روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہیئے - لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو - تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں - وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا جاوے گا -

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت مینیجر یا نائب و ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں -

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں -

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں -

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں اُن کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضایع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے -

المعلن

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سنو اُسنے والو ہے سُننے کی بات

عید (لکھنے والے) آگئی اور بالکل قریب آپہنچی - مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے مَیں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہو سکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی - اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش بنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں - اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا - خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کیلئے ہمّت - آمین!

(دیکھو بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سُن کر ٹھٹا کریں گے مگر تم اسکی پروا نہ کرو - خدا تعالیٰ خود اسکے لئے موجود ہے وہ خدا پرانا نہیں ہو گیا جیسے انسان بڈھا ہو کر پیر فرتوت ہو جاتا ہے - مگر خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اسکی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اسپر عمل کرو تو میری جماعت میں نہ رہے -

اللہ تعالیٰ اپنی مصالح کو خوب جانتا ہے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے تمہیں مارا اور مسجد سے نکالدیا میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو - تو میری جماعت میں سے نہیں تم کیا چیز ہو صحابہ کی حالت کہ انکے کسقدر خون گرائے گئے - بس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہو گئے تھے - انسان میں جسقدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لئے ہی ہوتے ہیں کسی ہنگامہ کی خبر دنیا کا مال - عزت یا اولاد اور خدا سے آتی ہے اس کے سوا چھوٹی عزتوں کا کیا ذکر نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں - مگر دیکھو انہیں کیسے دکھ دیے گئے - نماز میں انپر گندے گوبر ڈالے گئے - قتل کے ارادے کئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا - لیکن خدا تعالےٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا نے فرمایا -

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا - اب بتاؤ کہ کیا یہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور اسے تکلیف اور دکھ نہ پہنچا دلے صبر ہی نہ کرے -

یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہو جاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہیے جو دکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم بداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہو سکتے - خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نہ کرو - ہر ایک جو اسوقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتیار دعا ہے اسلئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ اسکے لئے ایک ہی راہ اور وہ دعا ہے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہی فرمایا ہے اس زمانہ کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا - ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کرو - اسکا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم

جو صاحب جنگ جگہ روپیہ ضائع کرکے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خداوند کریم کی جناب اعلیٰ آزمائش نہ کریں ہرگز ہرگز بدظنی نہ ہوگی کیونکہ یہ نسخہ ایسے کام کا تجربہ شدہ مرکب ہے ثابت ہو چکا ہے

مرجان یشب یاقوت کہربا کستوری مروارید عنبر زعفران

وغیرہ وغیرہ کا مجرب مشہور ہندوستان

مفرح عنبری

مفرح عنبری

مفرح عنبری

فی ڈبیہ خوراک ۵ تولہ

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) | قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (للعہ) | قیمت ایک درجن ڈبیہ (صہ)

مفرح عنبری } یہ خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے [illegible] لاکھوں روپیہ یورپ اور تیز جھوٹے اشتہاروں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے [illegible] مفرح عنبری کا تجربہ وسیع ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور [illegible] صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں۔

مفرح عنبری } جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں [illegible] دل و دماغ میں ایک [illegible] تحریک ہو کر سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں [illegible] گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ ولکا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا [illegible] وغیرہ [illegible] قابل اعتماد نسخہ باقی ہے۔

مفرح عنبری } کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ [illegible] کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب [illegible] فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے نظام میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری } جن کے اعصاب میں بہ سبب کثرت اندیشی یا اغلاط کاہلی۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی [illegible] وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا [illegible] ہے۔

مفرح عنبری } وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بعض منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدداروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے ہمیشہ اس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں پاس رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر ترو تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے۔ **مفرح عنبری** } چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہمیشہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیا تھا اسکا استعمال ہر زن و مرد و بچہ و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھ کر دوسری دوائی کا ملنا ناممکن ہے۔ **مفرح عنبری** } حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکی اظہار کی ضرورت نہیں رہ تو احقر اسے [illegible] ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہوگی ہاں جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو استقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے یا تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاتا ہو یا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے روح حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔ **مفرح عنبری** } سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلاء سل دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں

مفرح عنبری } وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نراز کام کا فوراً دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ ضلع رائنپور۔ عنایت فرمائم حکیم صاحب۔ السلام مسنون۔ آپ سے ایک تولہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ نے منگائی تھی اُن کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائے (دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بدر [illegible] تحریر فرماتے ہیں۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد آپ کو فوائد سے مجبور کرتا ہوں کہ بغرض آپ کو اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی۔ میرے خیال میں کمزوری طاقت کیواسطے یہ ایک فائدہ ہے۔ اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی ہی جیسا کہ اشتہار ثابت ہوئی

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس بارہ بنکی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر! مجھے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھ کو اسکے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ [illegible] لال کے نام روانہ کر دیں

عالیجناب نواب عبدالمجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے ہیں اے حکیم منیجر آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فوائد دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

[illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص معاونین سے ۱۲ (۳) ہندوستان سے باہر سے

(۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ ۱/۲

قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۲۶ سنہ

دارالامان قادیان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس نے قادیان کے آریوں پر آپکے نشانات کے گواہ ہیں ایک پمفلٹ لکھا ہے جس کا نام ... کیا ہے یہ پمفلٹ پریس میں جا چکا ہے۔

۲۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ سیکھواں ضلع گورداسپور میں کھولی جانی مجلس انتظامیہ نے منظور کر لی ہے فروری ۱۹۰۹ء میں یہ شاخ کھل جائیگی۔ ... تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ... ایڈمیشن فیس بالکل معاف کر دی ہے اور یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ... کے لئے اپنے متعلقین ... اسکول کے ...

... حصہ میں فیصلہ صادر کر دی ہے۔

۳۔ ۲۱ جنوری ... کی نماز عید ...

۴۔ ۲۵ جنوری ۱۹۰۹ء کو عید الاضحی ہوئی اور عید اقصیٰ میں نماز ہوئی ... اور ... برابر قربانی ہوتی رہی ... شیخ رحمت اللہ صاحب ... احباب ... اسی تقریب پر ... تشریف لائے ہوئے تھے۔

میں جب تک قادیان میں رہا ہوں ہمیشہ شیخ صاحب ... ایسی تقریبوں پر ضرور حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین۔

۵۔ ... جنوری کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور ایک مقدمہ کی تحقیقات کیلئے تشریف لائے۔ اور واپس گئے۔ قادیان کے متعلق صفائی اور سڑک کی حالت پر توجہ دلائی گئی ہے آپ یقیناً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو رپورٹ کریں گے۔

اطلاع

اس وقت کو محسوس کرکے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۹ء سے ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان آیا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے لنگر کا چندہ اگر کسی چندے کیساتھ کسی کو بھیجنا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیج دیں محاسب حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا مگر اسباب کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایات ہوں کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنی اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے غرضکہ ہر ایک کے ساتھ کوپن میں اس امر کا واضح کرنا چاہئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجائینگی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کی سالانہ اخبار میں شائع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا

... آمد کا دسواں حصہ دے اسکو الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ ان دونوں ...

احمدی سلسلہ کی ترقی مصر میں

اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی عجیب شان ظہور میں آرہی ہے اور اسکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے اوسکی ہستی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کتاب براہین احمدیہ جو قریباً تیس سال کی تالیف کی ہوئی ہے اور قریباً ۲۶ سال سے چھپ گئی ہے اوس میں خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہے یوں لکھا ہے **فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق** یعنی وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ تیری مدد کیجائیگی اور لوگوں میں تجھے مشہور و معروف کیا جائیگا اور دور دراز ملکوں سے لوگ تیرے پاس آوینگے اور دور دراز ملکوں سے تیرے پاس تحفے اور خطوط آوینگے یہ خبریں جو خدا نے اپنے کلام میں دی تھیں اونکو پورا کر رہا ہے اس الہام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اور دنیا کے لوگ آپ سے ...... واقف نہ تھے اور اب وہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے اور دور دراز ملکوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ کی شہرت اوس نے کردی ہے اور خود دلوں کو کھینچکر اس سلسلہ میں باندھ رہا ہے جو لوگ کہتے تھے کہ ہم اس سلسلہ کی ترقی کو روک دینگے وہ سوچیں اور اب اونکے لئے وقت ہے کہ خدا اکے قہری ہاتھ سے ڈریں

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو دکھلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوکر وہ آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خدا تعالیٰ اپنی ہستی اور اپنے اوس کلام کا جو اوس نے حضرت مسیح موعود پر نازل فرمایا تھا پورا ثبوت دے رہا ہے اور اوسکے پورا کرنے سے اس پر اپنی مہر لگا رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر جو کلام نازل ہوا تھا وہ میرا کلام ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی میرا رسول ہے۔ مورخہ ۲۳-جنوری ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط مصر اسکندریہ سے آیا ہے جس میں کاتب نے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مصری لوگوں کی بڑی دلچسپی ظاہر کی ہے چنانچہ وہ خط ذیل میں مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے وھو ھذا

الی ذی الجلال والاحترام المسیح الموعود میرزا غلام احمد القادیانی الھندی الفنجابی

عذب التحیۃ لقد کثرت اتباعکم فی ھذہ البلاد وصارت عدد الرمل والحصاء مما انشر تموہ من تعالیمکم التی سرت فی نتشار الزمن کالنار طلہ امنۃ من الطغیان فلم یبق احد الا وعمل برائکم واتبع افکارکم وقد طلب منا الکتب ان ابعث الیکم لطلب نسخ مما الفتموہ من الالھام لاجل الاطلاع علیہ والعمل بمقتضاھا والسلام کاتب احمد زھری بدر الدین

ترجمہ بحضور- بزرگی اور عزت والے مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی ہندی پنجابی کے بعد تحفہ دعا و سلام کے معروض ہے کہ آپ کی پیروی کرنے والے ان شہروں میں بہت ہوگئے ہیں اور آپ کی شائع تعلیم سے جو اس کیطرف راہ نما ہے اور سرکشی سے روکتی ہے آپ کے اعتقادات ریت اور سنگریزوں کی طرح بکثرت ہوگئے ہیں کوئی ایسا فرد باقی نہیں رہا جو آپ کی رائے پر عمل نہ کرے اور ہم سے آپ کی کتابیں طلب کی گئی ہیں اور مجھے تاکید کی گئی ہے کہ آپ کو لکھوں کہ آپ ہمیں اپنی تالیف کردہ کتابیں ارسال فرماویں تاکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے الہام سے ظاہر فرمایا ہے اوس پر ہمیں اطلاع ہو اور اُسکے موافق عمل کیا جاوے

کاتب احمد زہری بدر الدین- اسکندریہ

نشان زلزلہ کا ایک اور ظہور

اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیوں کا ظہور مختلف صورتوں میں اطراف عالم میں ہو رہا ہے مادہ پرست ان مصائب کی کوئی توجیہ نہیں کرسکتے۔ ابتداً جب خدا کے مامور نے اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام سے نذیر ہوکر ان آفتوں سے ڈرایا تو بے باک طبیعتوں نے اسکو ہنسی میں اڑا دیا لیکن خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں جسطرح پر خدا کے مامور نے کہا تہا۔

ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

اسیطرح اسکا ظہور ہوا- سان فرانسسکو کے زلزلہ کی تباہی کچھ کم نہ تھی کہ اب جمیکا نام جزیرہ کے دار الحکومت شہر کنگسٹن کو زلزلہ نے تباہ کر دیا ہے یہ جزیرہ سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ ہے اور امریکہ کے جوار میں واقع ہے اسکا رقبہ ۴۲۰۰ میل مربع ہے اور آبادی ۷۹۵۲۴۴ نفوس کی جسمیں بیس ہزار گورے اور باقی کالے اور دوغلے ہیں- کنگسٹن پر جو تباہی زلزلہ کے سبب آئی ہے اوسکے حالات اخبارون میں پڑھ کر سنسنی پیدا ہوتی ہے یہ زلزلہ ایسا کہ عذاب الٰہی کی سنت ہے بغتۃً آیا اور شہر کی بربادی کا موجب ہوا ۲۰-جنوری تک جو خبریں بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سو لاشیں نکل چکی ہیں ایکہزار اور ملبہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں تین ہزار زخمی ہیں جنمیں سے ایکہزار سخت مجروح ہیں جو تار لنڈن میں شائع ہوئی اوسکا ترجمہ درج ذیل ہے

جمیکا کا زلزلہ اور شہر کنگسٹن کی بربادی- کنگسٹن دار الخلافہ جمیکا میں پیر کے روز زلزلہ آیا- خبریں بہت کم اور وہ بھی متضاد آتی ہیں سٹر ہام گرین ڈڈمبر پارلیمنٹ دفتر نوآبادیات کو اطلاع دیتے ہیں کہ شہر بالکل برباد ہوگیا ہے اور سر جیمز فرگیوسن سابق وزیر مر گیا ہے۔ مگر اور آدمی برٹش امریکن یا کنڈین ہلاک نہیں ہوئے ہیں- گورنر سر الفریڈ جونز کی مدد سے معاملات کو ترتیب دے رہے ہیں- مسٹر گرین ڈڈو کے پیغام سے وہ اضطراب دور ہوگیا ہے جو ایک مشہور گروہ کی بابت جو زراعت اور پنبہ کی کانفرنس میں شریک ہونے کو گئے تھے ایس ارل وکاؤنٹس آف دوڈلی ممبران پارلیمنٹ از ملٹفا سٹر ہنری کرہٹن- اور جیسی کالنگز مسٹر ہال کین اور دے کاونٹ وغیرہ تھے- **نقصانات** بعد کی خبرون سے پایا جاتا ہے کہ نقصان جان سو سے زیادہ نہیں ہوگا زخمیوں کی تعداد کئی سو اندازہ کیجاتی ہے- شفاخانے مجروحین سے بھرے ہوئے ہیں **آتشزدگی** زلزلہ کے بعد آتشزدگی واقع ہوا کرتی ہے اسیطرح شہر کنگسٹن میں آگ لگی مگر ایک چھوٹے حصہ تک محدود رہی- منگل کو تمام دن آگ بجھانے کی کوشش ہوتی رہی بڑے بڑے ہوٹل اور مشہور عمارات برباد ہوگئیں اور طرح سے آتشزدگی ڈاکیا رڈوں تک محدود رہی- بعد کی خبر) ایک سرکاری مراسلہ میں جسپر کوئی تاریخ نہیں ہے تصدیق کی گئی ہے کہ منگل کے دن ایک سخت زلزلہ آیا بعد ازاں آگ لگ گئی مگر وہ ایک شہر کے ایک ہی حصہ تک محدود رہی کیمپ ہسپتال برباد ہوگیا تیس آدمی مر گئے- میجر ہارڈی بہت سخت مجروح ہوئے- جنرل ہسپتال میں تین سو آدمی مجروح موجود ہیں سوائے سر جیمس فرگیوسن کے باقی تمام کاٹن ڈیلیگیٹ خیریت سے ہیں اور ایک جہاز بندرگاہ کنگسٹن میں ہے مجروحین اور مردوں کی تعداد ابتک صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئی ہے شاہی ڈاک کی جہاز ران کمپنی کہتی ہے کہ اسکا سپرنٹنڈنٹ کا لنسٹیبٹیوشن ہلاک ہوگیا ہے نہ دو کپتان بلکہ ہی مر گیا ہے- آگ بجھتی جاتی ہے مرل بنک ہوٹل اور کیبل آفس تباہ ہوگئے ہیں جن کا شہر تر گرفتار کروز ... اور مشہور ... یہ قہری نشان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے مرسل کی سچائی کا گواہ ہے کاش ہماری ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں التماس

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تعلیم نسوان کی اہم ضرورت کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا اور سب قومیں اور فرقے اپنے مذہب و ملت کے مطابق تعلیم نسوان کی سعی کر رہے ہیں مگر فرقہ احمدیہ کی مستورات کیواسطے کوئی طریقہ تعلیم کا نظر نہیں آتا اور نہ ابتک انکے واسطے کوئی خاص انتظام کیا گیا ہے بلکہ اکثروں کو اپنے پاک عقیدہ سے ناواقف اور کفر و شرک کی گندگی میں مبتلا پایا۔ اور جب تک تعلیم نسوان کی طرف پوری پوری توجہ نہ کیجاویگی عورتیں ہرگز ہرگز راسخ الاعتقاد نہیں ہوسکینگی اور نہ ہی وہ احمدی کہلانے کی مستحق ہیں کیونکہ جو شخص بیعت کے فرائض کو کماحقہٗ ادا نہیں کرتا وہ کیسے احمدی کہلا سکتا ہے۔

مستورات کی بیانک ردی اور گری ہوئی حالت ہے کہ صوم و صلوٰہ مطابق حکم خدا اور رسول ہرگز ادا نہیں کرتیں اور انکے فوائد اور برکات سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ مگر اسکا بھاری سبب یہ ہے کہ بالکل جاہل مطلق ناکندہ تراش رکھا جاتا ہے اور انکو کوئی موقعہ ہی ذرّہ اوٹھانے کا نہیں دیا جاتا۔ مثلاً اب کے عظیم الشان سالانہ جلسہ سے صرف مرد ہی فیضیاب ہوئے نہ کہ عورتیں۔ اسی طرح مردوں کو ہدایت لینے اور پند و نصائح کے سننے کے اکثر موقعے ملتے ہیں مگر بیچاری عورتوں کے واسطے اتنی ہی تکلیف گوارا نہیں کیجاتی کہ انکو الحکم اور بدر ہی پڑھکر سنا دیا جاوے۔ لہذا میں ایک عاجزانہ تجویز احمدی صاحبان کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کرتی ہوں کہ احمدی خواتین کی ایک انجمن موسوم بہ "انجمن مستورات احمدیہ" قایم کیجاوے جس کے ششماہی یا سالانہ جلسے ہوا کریں جنمیں سکرٹری پریذیڈنٹ اور لیکچرار عورتیں ہی منتخب ہوں اور امید ہے کہ اس سے بڑا فایدہ مرتب ہوگا۔ کیونکہ اصلاح رسوم بد۔ بدعات اور کفر و شرک دور کرنے کی وعظ و نصیحت ہوگی اور انکو مذہب کے پاک اصول اچھی طرح ذہن نشین کرائے جائینگے۔ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ لیکچر دینگی کون۔ سو یہ ایک بالکل سہل سی بات ہے۔ کیونکہ ماشاء اللہ احمدی خاتون کو نیکی اور بنت غلام محمد صاحب بہلواری وغیرہ وغیرہ جیسی خاتونیں موجود ہیں جو بخوبی لیکچر اور وعظ دے سکتی ہیں۔ اور بہت جو اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں اپنے شوہروں یا بابوں سے اس جلسہ کے متعلق مضامین بنوا کر پڑھ سکتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ انمیں تعلیم کا شوق ترقی کرتا جائیگا اور خود انمیں لیکچر بنانے کی قوت پیدا ہوجائیگی اور جو بالکل ان پڑھ اور اُمّی ہیں انکو اپنے پاک مذہب سے واقفیت ہوجائیگی۔ لنگرخانہ یتیم خانہ اور مدرسہ کیواسطے چندہ بھی فراہم کیا جائیگا کیونکہ جب مستورات کو قومی ضروریات سے آگاہ نہ کیا جائے تو ان میں کیسے ہمدردی اور احساس پیدا ہو سکتا ہے اور جب تک مرد اور عورتیں مشغول ہو کر ایک کام کو نہ نبھائیں وہ نبھ نہیں سکتا کیونکہ عورت اور مرد ایک جسم ہے اور جب ایک حصہ جسم کو معطل اور بیکار چھوڑا جائے تو وہ سر کار نمایاں نہیں دکھا سکتا اور مزید براں جس شہر میں جلسہ کیا جاویگا وہاں کی مستورات میں تبلیغ ہوجاویگی۔ اور انکو مذہبی تعلیم کی تحریک و ترغیب دی جاویگی اور جب ان میں تعلیم کا چرچا ہو گیا اور مذہب کے پاک اور خوشنما اصولوں سے واقفیت ہو گئی تو ضرور ہے کہ انمیں خوف خدا پیدا ہو اور اس رب العالمین کی تسبیح و تقدیس میں سرشار ہوں جو قادر اور قیوم ہے کیونکہ جس شخص کو خداوند لایزال کی کامل صفات کا پتہ ہی نہیں اور نماز کے معانی اور حقائق کی کنہ تک پہونچا ہی نہیں کیسے روحانی لذت اور معرفت حاصل کر سکتا ہے اور کیسے صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت پا سکتا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

اسواسطے ضروری اور نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم نسواں کی طرف خاصکر توجہ کیجاوے اور مستورات کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اور برائے نام جماعت احمدیہ میں داخل ہیں درست کیا جاوے حتیٰ کہ انمیں کامل اتقا اور کامل خوف خدا پیدا ہو اور اگر اتنا نہیں کہ وہ رحمٰن کو دیکھ سکیں مگر کم از کم اتنا تو سمجھ لیں کہ خداوند عالم رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہر وقت اور ہر لحظہ انکے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے اور انکے دلی ارادوں تک سے واقف ہے۔ جب معزز دینی بہنوں اور ماؤں کی یہ حالت ہوجائیگی تو تب ہمیں تسلی ہوگی کہ احمدی جماعت کی مبارک گاڑی سرعت کے ساتھ چلکر معراج ترقی پر پہنچ سکتی ہے ورنہ ایک پہیہ والی گاڑی کا جو حال ہوتا ہے وہ تو نمایاں ہی ہے کسی مزید تشریح بیان کی ضرورت نہیں۔ خداوند مطلق حیّ و قیوم وہ دن جلد لاوے کہ میری محترم دینی بہنیں اس طرف توجہ مبذول کریں اور دنیا کو ثابت کر دکھائیں کہ ایک نظر آیا اور اس نے کیا کر دکھایا۔ اور ایک مرسل اور منجانب اللہ کی تقریر اور فیوض میں کیا کیا اسرار نہاں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی میں کیا اثر ہے اور بعینہٖ اصحاب کرام کی پاک اور طیب خاتونوں کا نمونہ نظر آ دیوے اور منعم علیہ گروہ کہلانے کے مستحق ہوسکیں اور جب بفضلہ تعالیٰ یہ حالت ہوجائیگی تو پھر اولاد بھی انشاء اللہ متقی اور پرہیزگار ہوگی کیونکہ معصوم بچوں کی پرورش آٹھ دس برس کنار مادری میں ہوتی ہے اور اس عرصہ میں ماں کی خو بو ان میں سرایت کر جاتی ہے اس جلسہ عظیم الشان فائدہ یہ ہوگا کہ ایک نورانی پودہ بویا جائیگا جو کہ آگیگا پھیلیگا اور پھولیگا اور دنیا کے ہر حصص میں اپنی شاخیں پھیلائیگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقش قدم پر چلنے والی جماعت کو دنیا میں منور کریگا اور دنیا دیکھ لیگی کہ مسیح موعود و مہدی معہود پر وہی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم والہ زمانہ آیا ہوا ہے جسکا ایک خلق کو چودہ سو برس سے انتظار تھا۔ مرد اور عورتیں ستاروں کی طرح درخشاں نظر آوینگے اور پاک اسلام کا روحانی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آویگا اور خلقت بیکلخت پکار اٹھیگی کہ یہ خدا کی برگزیدہ جماعت ہے اور نیز اس جلسے احمدی مستورات میں اتحاد یگانگت اور واقفیت بڑھیگی اور سچی اخوت اور ہمدردی پیدا ہوگی جس پر اسلام کی بنیاد ہے اور انکو اپنی قوم کی ضروریات پر غور و خوض کرنے کا موقعہ ملیگا۔ میرے خیال میں عورتوں کی تعلیمی مذہبی عقلی ترقی کا یہی آسان طریقہ ہے کیونکہ عورتوں میں فطرتاً ریس کا مادہ بہت ہے اور جب وہ اپنی چند بہنوں کے علم اور اخلاق کا عملی نمونہ دیکھیں گی تو انمیں آتش شوق بھڑکیگی اور تعلیم اور مذہب کی طرف میلان ہوجائیگا جو کہ انجمن مذکور کا اصلی مقصد اور مدعا ہے اور جسکی تکمیل کیلئے وقتاً فوقتاً مختلف مقامات میں جلسے مقرر کئے جائینگے اس اہم کام اور تمام خط و کتابت کا کام سرانجام دینے کیلئے ایک سکرٹری کا ہونا ضروری ہے اور میرے خیال میں اس عہدے کیلئے جناب اہلیہ صاحبہ مولانا حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب یا میری قابل قدر بہن آف گوجرانوالہ نہایت موزوں ہونگی مجھے امید واثق ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب اپنی زریں رائے کا اظہار فرما کر مشکور و ممنون فرماوینگے اور ہماری حوصلہ افزائی اور بہتری کی تجاویز کے لئے ممد و معاون ہونگے۔ راقمہ اہلیہ کرم الٰہی (ملک کرم الٰہی)

رقیمہ لوداد نخبہ مردستان احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اَیُّھَا الاَحْبَاب - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - اکثر صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ اسلام کی طرف سے سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوچکا ہے۔ اور بعض صاحبان کے پاس پہونچا بھی ہے اغلب کہ اُن صاحبوں نے اوسکا مضمون اکثروں کو تبلیغ کر دیا ہوگا چونکہ اوسکی تعمیل بہت کم ہوئی ہے لہٰذا امور رستہ ذیل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے ـ

(۱) رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی کی اشاعت سے وہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوئی ہے جو حدیث نواس بن سمعان میں موجود ہے کہ یُحَدِّثُہُم بِدَرَجَاتِھِم فِی الجَنَّۃِ یعنی مسیح موعود اپنی جماعت کے لوگوں سے اونکی درجہ جو بہشت میں اونکو عنایت ہونگے بیان کریگا۔ (منتخب کنز الاعمال ومسلم) اور پہر دیکھو یہ بہشتی مقبرہ عالم کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مع اپنی ۔ اون نمارے کے جو اوس میں ہیں دکھلایا بھی گیا اور آسکی نسبت یہ الہام بھی ہوا اُنزِلَ فِیھَا کُلُّ رَحمَۃٍ یعنی اوس میں ہر ایک قسم کی برکت الٰہی کا نزول ہوچکا ہے اس بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ الوصیت کی اشاعت سے پیشین گوئی مخبر صادق کو جو یحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ ہی پوری ہوئی ہے ـ

(۲) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت تک بطور تعامل کے یہ سنت چلی آئی ہے کہ مسلمان میت کو بعد موت کے قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس قبر میں اوسکو داخل کرنیکو اللہ تعالیٰ نے انسان کے حق میں اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقبَرَہٗ یعنی پھر اوسکو موت دی تاکہ سجن دنیا سے نجات پاکر نعماے ابدی بے حد و حصر میں داخل ہو اور قبر میں اسکو داخل کیا ظاہر ہے کہ قادیان میں اکثر لوگ اپنے وطنوں کی محبت کو چھوڑ کر اور مہاجر ہوکر حسب الہامات مندرجہ براہین کے اصحاب الصفہ میں داخل ہوگئے ہیں اور اکثر لوگ دور دراز ملکوں سے آتے ہیں کہ یاتون من کل فج عمیق اور اکثر تک اقامت بھی کرتے ہیں چونکہ یہ عالم فانی ہے اور اصحاب الصفہ اور نیز مسافرین اور مقیمان میں کہاں ہے بجائے موت فوت بھی واقع ہوتی رہتی ہیں کما قیل ؎

بدیں چشمہ چوں ما بسے دم زدند

برفتند چوں چشم برہم زدند

لہٰذا اس مقبرہ بہشتی کا قادیان میں ہونا ضروری تھا جو کوئی اسکی ضرورت کا انکار کرے وہ میرے نزدیک اوس عزیز سے بھی کم عقل ہے جسکا قصہ قرآن مجید پارہ سوم رکوع ۵ میں مذکور ہوا ہے ـ

(۳) حضرت اقدس نے اس مقبرہ کے بہشتی ہونیکے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور بعد مستجاب ہونے اون دعاؤں کے رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی لکھا گیا ہے تب اوس مقبرہ بہشتی کے لئے اراضی معلومہ تجویز کی گئی ہے۔ تعمیل احکام مندرجہ الوصیت کی ہم پر نہایت ضروری ہے تاکہ اون دعاؤں میں ہم شامل ہوں ـ

(۴) یہ وہ سلسلہ احمدیہ ہے جو قیامت تک مخالفین پر غالب رہکر قائم رہیگا جیسا کہ مدت چھبیس سال کا براہین احمدیہ میں مندرج ہے وَجَاعِلُ الَّذِینَ اتَّبَعُوکَ فَوقَ الَّذِینَ کَفَرُوا اِلٰی یَومِ القِیَامَۃِ پس جبکہ تمام کو ہمیشہ چشمہ خود پیدا ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو یہ الہام بھی ضرور بالضرور قیامت تک پورا ہوگا اور یہہ تو ظاہر ہے کہ علم ازلی میں اس سلسلہ کا مبدء اور اس چشمہ کا منبع قادیان ہی ٹھہرا ہوا تھا کما فی الاحادیث تو اس مقبرہ کا قادیان میں ہونا ضروری تھا جو قیامت تک قائم رہیگا چونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال مرتب اور ترتیب دار ایک انتظام کے ساتھ واقع ہوتے ہیں لہٰذا ہماری سعیوں اور کوششوں کا ہونا بھی اولا ضروری ہے تاکہ تم جنات کے مستحق ہوجاؤ

(۵) علاوہ ان امور اربعہ مذکورہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت کے احباب صادقین اور غیر صادقین کا امتحان بھی منظور رہے جیسا کہ سنت اللہ ہے جو تمام انبیا میں جاری رہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَحَسِبَ النَّاسُ اَن یُّترَکُوا اَن یَّقُولُوا آمَنَّا وَھُم لَا یُفتَنُونَ یعنی کیا لوگ یہ جانتے ہیں کہ صرف آمنا کہنا کافی ہے اور اون کا امتحان نہ کیا جاویگا ـ

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقبرہ بہشتی کے ضمن میں اشاعت اسلام کو مقصود اصلی رکھا ہے تاکہ بعد وفات حضرت کے بھی اشاعت اور تائید اسلام کی وقتاً فوقتاً ایسی ہی ہوتی رہیں جیسا کہ آپکی حیات میں ہورہی ہیں آپکا مقصود اصلی تو یہی ہے الا ماشاء اللہ اور اس لئے احباب سے یہہ بھی درخواست کی تھی کہ مضمون رسالہ الوصیت کو جہاں تک ممکن ہو اپنے احباب میں ہر ایک صاحب اشاعت کریں اور ضرور کریں اب بعد ان امور ضروریہ کے گذارش ہے کہ سنہ ۱۹۰۷ء میں جو تعمیل احکام مندرجہ رسالہ الوصیت کی اشاعت کم ہوئی ہے اس نقصان کے جبر کیلئے تجویز کی گئی ہے کہ رسالہ مذکور دوبارہ طبع ہو اور جن کے پاس رسالہ نہیں پہونچا اونکے پاس بھی پہونچا دیا جاوے بالفعل واسطے تحریک کے اس رقیمہ لوداد کی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ اکثر صاحبونکو اطلاع ہوجائے ـ

(۱) پس بالفعل احباب کو امور ستہ ضروریہ مذکورہ بالا میں نظر و غور کرنا ضروری ہے مضمون نمبر اول تو محکمات سے ہے کیونکہ کلام نبوت میں جو پیشین گوئی تھی اوسکو تو حضرت مسیح موعود کے الہامات نے محکم کردیا اور الہامات کو کلام نبوت نے مستحکم کردیا پس تعمیل ایسے امر مستحکم میں تامل یا توقف کرنا دلیل ضعیف ایمان کی ہے نعوذ باللہ ـ

(۲) . . . . اور ضرورت مضمون مندرجہ نمبر ۲ میں تو کچھ کلام ہی نہیں ہوسکتا کیونکہ مومن کی تجہیز وتکفین کا سامان کرنا نہایت ضروری بات سی ہے اور قادیان جیسی بستی میں بغیر ایسے رفیقاؤں کے جو رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا گیا ہے جس میں مصارف اشاعت اسلام بھی ملحوظ نظر ہیں کیونکر ہوسکتا ہے حضوصاً جبکہ کلام نبوت یعنی یُحَدِّثُہُم بِدَرَجَاتِھِم فِی الجَنَّۃِ اور نیز الہامات مندرجہ رسالہ الوصیت ہر یعنی اُنزِلَ فِیھَا کُلُّ رَحمَۃٍ وغیرہ بھی نظر کیجائے تو پہر فرمائیے کہ اس بارہ تساہل اور تغافل کیونکر روا ہوسکتا ہے اور نمبر سوم میں اگر غور کیا جاوے تو چاہیے ہر ایک احباب کو اسبارہ میں مسابقت اور پیش دستی دکھلانی چاہئے کیونکہ ہمنے آج تک حضرت اقدس کی کوئی ایسی دعا نہیں دیکھی جس میں آپکو اجابت دعا کا علم بھی دیا گیا ہو اور پہر وہ دعا خالی گئی ہو پس جو ہمارے زمانہ یا بعد الموت کے متعلق ہے اور اُسکی قبولیت کا علم بھی آپکو دیا گیا ہی یا آثار قبولیت معلوم ہوگئے ہیں وہ دعا کیونکر خالی جا سکتی ہے اندرینصورت کیا ہمکو زمانہ یا بعد الموت کا آنیوالا نہیں ہے جو ہم اسمیں تساہل کریں کیا یہہ زندگانی دنیوی ہمیشہ رہیگی ـ

مضمون نمبر چہارم سے سہل انکاری کرنیسے اوس حصہ دین اور دنیوی سے محروم رہتا ہے جو الہام جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ میں تمہارے لئے موعود فرمایا گیا ہوں اور یہ الہام براہین احمدیہ میں ۲۵ سال سے مندرج ہے جسکو سر دفتر مخالفین نے

ہی تسلیم کر لیا تھا گو بعد کو بلا وجہ ... اس سلسلہ کی حقیقت سے منکر ہوگیا ہے پہر تم نے اس الہام کو پورا ہوتے ہوئے بچشم خود بہی دیکہہ لیا ورنہ کوئی بتا دے کہ تمام عالم میں کوئی فرقہ مذہبی ایسا ہے کہ حجت میں نشان ہائے آسمان میں روحانیت اسلام وغیرہ وغیرہ میں اس سلسلہ احمدیہ سے بڑہکر در فائق ہو اور ابہی تو اس فوقیت کا آغاز ہی ہے آیندہ اس فوقیت کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی چلی جاویگی ورنہ اسکا آغاز کیوں نہ ہو چلا یہی ہمارا ایمان ہے پہر اگر ہم فوقیت حاصل کرنے میں تغافل کریں تو ہماری کسقدر محرومی ہے ان وعدوں سے جو اس الہام میں موجود ہیں۔

اور مضمون نمبر پنجم مجکو ہدایت کر رہا ہے کہ اللہ تعالٰے کے بندے صادق الایمان ہوکر دنیا سے گذریں اور اسلام اور فرمانبرداری الہی کی حاجت میں اللہ تعالٰی کی طرف سے رجوع کریں کما قال اللہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس جبکہ بموجب سنت قدیمہ کے حضرت مسیح موعود نے تعمیل مضمون رسالہ الوصیت کو ہمارے صدق اور کذب کے لئے ایک معیار قرار دیا ہے اور یہہ بحکم الہی قرار دیا ہے اور پہر اس جانچ اور امتحان لینے کی تصریح ہی کردی ہے پس ایسے امر میں جو بحکم الہی معیار قرار دیا گیا ہے اس معیار پر اگر ہم صادق نہ نکلے تو پہر ہماری موت حالت اسلام پر کیونکر ہو سکتی ہے نعوذ باللہ منہ بالآخر مضمون نمبر ششم پر غور کرنا چاہئے کہ جو باغ اسلام کا حضرت مسیح موعود نے لگایا ہے کیا ہمکو جائز ہے کہ اوس کے باغبان ہونے میں ہی ہم تساہل کریں اور مسیح موعود کے نائب ہوکر دین اسلام کے خدام نہ بنیں اس باغ اسلام کی باغبانی جو ہم دنیا میں کرینگے وہی تو بعد موت کے یاں وہی تو بصورت باغ جنت کے متمثل ہوگی بہلا بتلاؤ تو کہ اس چودہویں صدی میں کوئی ایسا امام مذہبی موجود ہے جسکے ہم پیرو ہوکر باغ اسلام کی سرسبزی اور شادابی میں کوشش کر سکیں اس زمانہ میں تو لفتنہ یا ظہور الفساد فی البر والبحر کا نظر آرہا ہے یہی تو کوشش ہماری ہیں جو وہ اگر باغ اسلام میں کی جاویگی تو مقبرہ بہشتی ہمارے لئے ہوگا پس جاگو اور اٹہو دنیا چند روزہ ہے اور حوادث زلازل درپیش ہیں ؎

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد

بے حرص دنیا مدہ دین بباد

احباب کی اطلاع کے لئے چند سطر کافی ہیں رسالہ الوصیت بہی دوبارہ مطبوع ہوکر انشاء اللہ تعالٰے پہونچیگا۔

مورخہ ۲۱ - جنوری ۱۹۰۶ء - محمد احسن نائب ناظم مقبرہ بہشتی قادیان

(والسلام خیر مقام)

اس رقیمہ الوداد کے خاتمہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے جو ترددات مقبرہ بہشتی کی نسبت ہیں یا اوس حدیث کے بارہ میں جو مسیح موعود کے حق میں فرمائی گئی ہے کہ یدفن معی فی قبری انکا بہی پورا قلع قمع کر دیا جاوے۔

پس اولاً واضح ہو کہ مسیح موعود کی نسبت جو حدیث میں وارد ہوا کہ فیدفن معی فی قبری اس کے معنی کسی مسلمان اہل عقل کے نزدیک یہہ تو ہو ہی نہیں سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک جو عالم شہادت میں مدینہ منورہ میں موجود ہے وہ کہودی جاویگی اور پہر اوسمیں مسیح موعود دفن کئے جاوینگے ونعوذ باللہ من هذا المعنى الفساد پس بالضرور قبر سے مراد وہی بہشت برزخی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عالم برزخ کا طول و عرض۔ قرب و بعد مثل عالم شہادت کے نہیں ہو سکتا ورنہ اوس حدیث متفق علیہ کے کیا معنی ہونگے جسکے یہہ الفاظ متعدد روایات صحیحہ میں موجود ہیں فیقولان ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ جو فرشتے قبر میں میت سے سوال کرنے آتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اس مرد یعنی محمد صلی اللہ کی رسالت کے بارے میں کیا اعتقاد رکہتا تہا چونکہ لفظ ہذا کا اسم اشارہ ہے جو حاضر کے لئے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک میت کے پاس ہر وقت موجود ہوجاتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بلحاظ عالم شہادت کے مدینہ منورہ میں مدفون ہے اور پہر دوسری حدیث میں متعدد الفاظ میں آیا ہے کہ مومن کی قبر ستر گز طول اور ستر گز عرض تک فراخ کردی جاتی ہے اور یہہ الفاظ بہی ہیں کہ یفسح لہ فیہا مد بصرہ یعنی جہانتک اوسکی نظر پہونچتی ہے اوسکی قبر فراخ کردی جاتی ہے اب استفسار ہے کہ کیا یہہ وسعت اور فراخی عالم شہادت کی ہے یا عالم برزخ کی جو کسی کو نظر آسکتی پس قبر سے مراد وہی بہشت برزخ ہوا۔

اور جبکہ ایک مومن کے لئے اوسکی قبر میں یہہ فراخی اور وسعت ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسقدر وسعت ہوتی جاتی ہے کہ جسقدر کل بہشتیوں کی وسعت ہے کیونکہ عالم جنات کے مالک تو آپ ہی ہیں اب دیکہو کہ حدیث فیدفن معی فی قبری کے معنی کیسے صحیح اور درست ہوگئے یہہ مسیح موعود کی وہ شان ہے جو حدیث مسلم وغیرہ میں وارد ہوئی کہ یحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ تو مسیح موعود ہی بطفیل غلامی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بہشت کا تقسیم کرنے والا ہوا اور وہ بذات خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں یعنی بہشت کے اعلی درجہ برزخی میں جگہ پانے والا ہوا خواہ مدینے منورہ میں دفن ہوا در خواہ کسی اور قطع ارض میں ثم قابر یا جنوباً شمالاً مدفون ہو آپ ہی کی قبر میں مدفون ہوا اور بطن غار وہ یہی مقبرہ بہشتی ہے جو قادیان میں مخبر صادق کی پیشینگوئی کو پورا کرنے والا ہوا اور یہی وہ قبر برزخی ہے جسکو اللہ تعالٰی نے بہی چند آیات قرآنی میں باین نظم عبارت بیان فرمایا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ رجوع ہو تو اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی اور وہ تجہ سے راضی پس داخل ہو تو ہمارے خاص بندوں میں اور داخل ہو ہمارے بہشت میں وہ یہی بہشت برزخی ہے جسکو عالم شہادت میں قبر کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئنہ قدسیہ جملہ نفوس قدسیہ سے افضل اور اعلی ہے تو آپ کی قبر مبارک برزخی کا جنت کی مثل وسیع ہونا بالطریق اولی ثابت ہوا اور باقی تمام نفوس قدسیہ مطمئنہ آپ کے طفیلی ہوئے اس مسیح موعود کا آپکی قبر مبارک میں یعنی بہشت برزخی میں ہونا بہی ثابت ہوا اور یہہ تخصیص ایک خاصہ ہے جو دوسرے مومنوں کو حاصل نہیں۔

ایضاً قال اللہ تعالٰے قیل ادخل الجنۃ یعنی جبکہ اوس مرد مومن کو مخالفین نے شہید کر ڈالا تو اسکو اللہ تعالٰی کی طرف سے یہہ خطاب کیا گیا تو جنت میں داخل ہو ظاہر ہے کہ بعد شہادت کے وہ شخص جنت برزخی میں داخل ہوگیا اور یہی بہشت برزخی ہے جو اوسکی قبر ہوئی۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالٰی نے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی متقین

پہنچ جاتے ہیں کے نزدیک بادشاہ قادر مطلق کے ہیں یعنی بہشت برزخی میں اپنے پروردگار بادشاہ قادر مطلق کے قریب ہیں۔

اب رہی وجہ تخصیص کی کہ مسیح موعود کی آپ کی قبر میں مدفون ہونے کی کیا خصوصیت ہے سو یہ تخصیص واسطے اظہار خوبی شرف وعزت وتعظیم اور فضیلت مسیح موعود کی ہی کیونکہ اونکی عزت اللہ تعالے کے نزدیک ایسی بڑی ہے کہ بحد ہم من رجالهم فی الجنۃ اس کے لئے فرمایا گیا ہے اور اس مقبرہ بہشتی سے ایک اور پیشگوئی مخبر صادق کی بھی پوری ہوئی ہے حدیث نسائی باب غزوہ الہند میں وارد ہوئی ہے عصابتان احرزهما اللہ من النار عصابۃ تغزو الهند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم یعنی دو گروہ ہیں کہ محفوظ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے اون دونوں کو دوزخ سے ایک تو وہ گروہ ہے کہ جنگ کریگا کفار ہند سے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا اس مقبرہ بہشتی نے اس پیشگوئی مخبر صادق کو پورا کر دیا اب مخالفین کون کون سی حدیث آیت کی تکذیب کرینگے اور ان کے لئے اب کونسا مفر باقی ہے۔ والسلام۔ علی نور تبع اللہ

خطبہ کسوف

(نوشتہ محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴ جنوری ۱۹۰۷ء کو مدینۃ المسیح میں نماز کسوف پڑھی گئی۔ یہ وہ نماز ہے جسکی نسبت دیہات میں تو کسی کو بھی معلوم نہیں کہ پڑھنی سنت ہے یا نہیں بلکہ پڑھنے والے کو کہتے ہیں ہمارے دین سے نکل گیا۔ یہ بھی ہمارے بعض خنفی بھائیوں کی خاص مہربانیوں سے ہے جو وہ بعض سنن رسول مقبول کی نسبت کرتے رہتے ہیں۔ خیر یہ سلسلہ احمدیہ تو جاری ہی اسی لئے ہوا کہ پھر رسول اللہ صلعم کی سنتوں کو جاری کرے اس لئے یہاں دارالامان میں کسوف شروع ہوتے ہی نماز کی طیاری شروع ہو گئی اور ۱۰ ½ کے قریب حکیم الامۃ سلمہ ربہ نے نماز باجماعت جہری قرأت سے پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور رکوع سے سر اوٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر سورہ احقاف پڑھی اور پھر رکوع کیا۔ دوسری رکعت میں پہلے سورہ محمد کو پڑھکر رکوع کیا اور پھر رکوع سے سر اوٹھا کر انا فتحنا پڑھی اور پھر رکوع کیا غرض ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے اسیطرح زیادہ بھی رکوع کر سکتے ہیں۔ یہ نماز ایک گھنٹہ میں ختم ہوئی حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض صحابہ کو اس نماز میں طوالت قرأت کے سبب غشی ہو جاتی تھی۔ نماز ختم ہونے کے بعد مولوی صاحب مکرم نے خطبہ پڑھا جو نہایت ہی لطیف تھا آپ نے فرمایا کہ دو کارخانے ہیں جسمانی اور روحانی پہلے اپنی حالت کو دیکھو کہ دل سے بات اوٹھتی ہے تو ہاتھ اسپر عمل کرتے ہیں جس سے روح وجسم کا تعلق معلوم ہوتا ہے غمی وخوشی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے مگر اسکا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے کسی سے محبت ہو تو حرکات وسکنات سے اس کا اثر معلوم ہو جاتا ہے انبیا علیہ السلام نے بھی اس نکتہ کو کئی پیرایہ میں بیان کیا مثلاً حدیبیہ کے مقام پر جب سہیل آیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا سہل لکم الامر (اب یہ معاملہ آسانی سے فیصل ہو جائیگا) دیکھے بات جسمانی تھی نتیجہ روحانی نکالا۔ اسیطرح نبی صلعم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانے جاتے وقت ایک دعا سکھائی اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسیطرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے پھر جب اس سے فارغ ہو جاوے تو پڑھے غفرانک اسمیں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسیطرح اسکا روحانی چہرہ پاتا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ سب ارکان اسلام میں جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کا خیال رکھا ہے اور نادان اسپر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً وضو ظاہری اعضاء کے دھونے کا نام ہے مگر ساتھ ہی دعا سکھلائی ہے اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ جیسے میں نے ظاہری طہارت کی ہے .... مجھے باطنی طہارت بھی عطا کر پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں یہ تعلیم ہے کہ میں اللہ کے لئے سارے جہان کو پشت دیتا ہوں۔ یہی تعلیم رکوع وسجود میں ہے وہ تعظیم جو دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسمانی اعضاء سے ظاہر کیا رہی ہے۔ زکوۃ روحانی بادشاہ کے حضور ایک نذر ہے اور جان ومال کو فدا کرنیکا ایک ثبوت جیسا کہ ظاہری بادشاہ کے لئے کیا جاتا ہے اور حج کے افعال کو سمجھنے کے لئے اس مثال کو مد نظر رکھے کہ جیسے کوئی مجازی عاشق سن لیتا ہے کہ میرے محبوب کو فلاں مقام پر کسی نے دیکھا تو وہ مجنونانہ وار اپنے لباس وغیرہ سے بیخبر اوٹھ کر دوڑتا ہے ایسا ہی یہ اس محبوب لم یزلی کے حضور حاضر ہونے کی ایک تعلیم ہے غرض جسمانی سلسلہ کے مقابل ایک روحانی سلسلہ بھی ضرور ہے اور اسکو نہ جاننے کے لئے بعض نادانوں نے اس سوال پر بڑی بحث کی ہے کہ مرکز قوی قلب ہے یا دماغ اصل بات فیصلہ کن یہ ہے کہ جسمانی رنگ میں مرکز دماغ ہے کیونکہ تمام حواس کا تعلق دماغ سے ہے اور روحانی رنگ میں مرکز قلب ہے۔ انبیا علیہ السلام چونکہ روحانیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اسلئے وہ ظاہری نظارہ سے روحانی نظارہ کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً فرمایا ہے اور آپ سراج منیر کیوں ہوئے جبکہ آپنے دعا فرمائی اللهم اجعل فوقی نوراً وشمالی نوراً واجعلنی نوراً (یہ بڑی لمبی دعا ہے) غرض جب اس حقیقی سورج نے دیکھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا یعنی کچھ ایسے اسباب پیش آگئے جن سے سورج کی روشنی سے اہل زمین مستفید نہیں ہو سکتے تو اس نظارہ سے آپکا دل پھڑک اوٹھا کہ کہیں میرا فیضان پہنچنے میں بھی کوئی ایسی ہی آسمانی روک نہ پیش آجائے اس لئے آپ نے اسوقت تک صدقہ دعا استغفار نماز کو نہ چھوڑا جبتک سورج کی روشنی باقاعدہ طور سے زمین پر پہنچنی شروع نہ ہو گئی۔ اب چونکہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتباع نبی کریم صلعم نور رکھتا ہے جیسے باپ بیٹے کا اثر چنانچہ اسلئے فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی رسول اللہ صلعم کا جسمانی بیٹا نہیں تو روحانی بیٹے بیشمار ہیں اسلئے ہر مومن بھی ایسے نظارہ پر گھبراتا ہے اور گھبرانا چاہئے کہ کہیں ایسے اسباب پیش نہ آجائیں جن سے ہمارا نور دوسروں تک پہنچنے میں روک ہو جائے۔ اسلئے وہ ان ذرائع سے کام لیتا ہے جو مصیبت کے ہٹانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقہ خیرات کرتا ہے استغفار پڑھتا ہے

اور نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مشکل کے وقت نماز میں کھڑا ہو جاتے .... آخر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور جیسے وہاں حرکت ودو سے وہ اسباب ہٹ جاتے ہیں جن سے سورج کی روشنی باقاعدہ زمین پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسیطرح دعا و استغفار سے مومن کے فیضیاں پہونچنے میں جو روکیں پیش آجاتی ہیں دور ہو جاتی ہیں شیشے پر سیاہی لگا کر یا برہنہ آنکھ سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تماشے کے طور پر اس نظارہ کو دیکھنا مومن کی شان سے بعید ہے تم سراج منیر کے بیٹے ہو پس اپنے انوار کو دوسروں تک پہنچانے میں تمام مناسب ذرائع استعمال کرو چونکہ آپ نے ان آیات پر وعظ شروع کیا تھا جنمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر کہا گیا ہے اس لئے ضمن میں بعض اور باتیں بھی بعض الفاظ کی تشریح میں آگئی تھیں ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو سیجوا کی تفسیر میں فرمائی کہ مشرک لوگوں نے ظاہری سلسلہ پر نظر کر کے کہ بادشاہ کے پاس سوائے وسیلہ کے نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ تک اپنی عرض لیجانے کے لئے پیر پرستی شروع کر دی اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ گو مر چکے ہیں مگر ہماری غرضیں انہیں کی راہ سے اوپر پہنچتی ہیں یہ خطرناک غلطی ہے خدائے پاک کے حضور عرض کرنیکا وہی طریق ہے جو کتاب اللہ میں ہے اسی پر کاربند رہو - بدر

ڈائری

۲۲ جنوری ۱۹۰۷

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوقت صبح معہ اسباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں جب حضرت اقدس باہر تشریف لائے تو پہلے ایک بار ... تو مسلسلہ دعا کے لئے عرض کی حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ حضور یہ شخص اپنی قوم میں واعظ بھی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا وعظ اعمال صالحہ کا فائدہ تب ہی ہوتا ہے کہ محض خدا کے لئے ہو اور اس میں کوئی غرض نہ ہو ریائی عمل کو خدا تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اگر عمل میں ... اور کہتر کا یہ سمجھا جاوے تو خدا کئے ہوئے عمل کو رد کر دیتا ہے ... اور فرماتا ہے کہ جسکے لئے تم نے یہ عمل کیا ہے اس سے اس کا ثواب بھی لو -

بعد ازاں قادیان کے آریوں کے تعصب اور انکی حق پوشی کا ذکر ہوا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشانات بینات دیکھکر انکو چھپاتے ہیں -

اثنائے سیر میں آج کا الہام بیان فرمایا - اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے اے اہل بیت ناپاکی دور کر دے اور تمکو بالکل پاک کر دے -

پھر پچیس چھبیس برس کا ایک پرانا الہام بیان فرمایا جو کسی شخص کے متعلق ہے فارتدّ علیٰ آثارھما وھب لہ الجنۃ اتنے میں ملاقات بالا اسکو کھینچکر لے گئی -

مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کے خط میں سے بیان کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ جب صبح روشن ہو جاوے تو اس وقت فرضوں کے پہلے صبح کی سنتوں کے بعد نوافل کی نماز درست ہو سکتی ہے یا نہیں حضرت اقدس و مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دو رکعت سنت کے سوا فرضوں سے پہلے اور کوئی نماز جائز نہیں -

پھر مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کا خط پیش کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ مشکلات و مصائب کے وقت کیا کرنا چاہیئے - حضرت اقدس نے فرمایا کہ استغفار بہت پڑھے اور اپنے قصوروں کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے -

مسائل فقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مندرجہ ذیل مسائل کی بابت قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے اور صحابہ نے کیا بات کے

(۱) عورت اپنی ہمشیرہ کی زندگی میں اوس کے شوہر سے پردہ کرے یا نہ کرے
(۲) اور بعد وفات ہمشیرہ کے اسکے شوہر سے پردہ کرے یا نہیں -
(۳) مرد اپنی والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ محرمات ابدی سے بوقت ملاقات مصافحہ کر سکتا ہے یا نہیں -
(۴) بصورت مصافحہ جائز ہونے کے سالی شوہر والی اس حکم میں شامل ہو سکتی ہے یا نہیں -

جواب مدلل اور خوشخط ہونے چاہئیں تاکہ عورات بھی پڑھ لیں

جوابات

جن محرمات وغیرہ سے پردہ نہیں ہے اونکا ذکر بطور حصر کے پارہ ۱۸ میں موجود ہے - شوہر - باپ - خسر یعنی خاوند کا باپ بیٹا - خاوند کا بیٹا - بھائی - بھتیجا - بھانجا - اپنی میل جول کی عورتیں - غلام - خواجہ سرا یا شیوخ فانی اطفال نابالغ - اور چچا سے بموجب حدیث متفق علیہ کے پردہ نہیں ہے اور باقی اور سب سے پردہ کرنا چاہیئے چونکہ چچا بمنزلہ باپ کے تھا اسلئے قرآن مجید نے اسکی تشریح حصر میں نہیں فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث متفق علیہ او سکی تصریح تکمیلاً للحصر موجود ہے اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ یعنی اے عائشہ وہ تیرا چچا ہے پس وہ تیرے گھر میں داخل ہو یعنی تیرے پاس آوے اس سے پردہ تجھ پر لازم نہیں ہے کیونکہ وہ محرمات سے ہے اور ہمشیرہ کا شوہر چونکہ ان مستثنیات حجاب میں داخل نہیں ہے لہذا اوس سے پردہ شرعی کرنا چاہیئے خود ہمشیرہ کی حیات میں ہو یا بعد وفات کے جو محرمات ابدیہ ہیں ان سے مصافحہ درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مصافحہ کیا ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ اور حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو بوسہ دیا ہے وقبل خدھا رواہ ابوداود سالی سے مصافحہ جائز نہیں دلیل اوسکی جواب نمبرا میں دیکھو مفہوم امن کا محل اور مقام دیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ امن رہے فتنہ نہ ہو - راقم محمد احسن - ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء قادیان

یورپ و امریکہ و جاپان وغیرہ کو آپ تبلیغ کر سکتے ہیں

رسالہ میگزین سلسلہ حقہ کے حالات پر دلطیف مضامین شائع ہوتے تھے اب انکو ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں معہ تصویر مسیح موعود و تصویر قبر مسیح کے تیار کیا گیا ہے - جو صاحب غیر ممالک میں تبلیغ حق کرنا چاہیں وہ ۲ - فی کتاب دیکر ان ممالک میں بہت سے لوگوں کو یہ کتابیں بھیجکر ثواب حاصل کر سکتے ہیں ایکروپیہ میں آٹھ رسالے جا سکینگے روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آجانے رسالے صرف دفتر میگزین سے جا سکینگے - جہاں کہ ... سب ایڈیشن جمع کر سکا

قابل توجہ قوم

اکثر طالب علم بالکل بے سروسامان یہاں آجاتے ہیں اور بعض احباب بھی ایسے طالبعلم یہاں بھیجتے ہیں جو مسکین یا یتیم ہوتے ہیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم دل سے چاہتی ہے کہ جہانتک اس سے بن پڑے وہ ایسے طالبعلموں کو مدد دے اور وہ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ تعلیم پائیں لیکن اس غرض کی تکمیل کے لئے ضرورت ہے روپیہ کی۔

سب کمیٹی صدقات جسکے پاس ایسے طالبعلم آتے ہیں یا ایسے اُمیدواروں کی درخواستیں آتی ہیں وہ بعض اوقات سخت مجبور ہو جاتی ہے وہ نہیں چاہتی کہ کسی سائل کو مایوس کرے لیکن جب وہ دوسری طرف اپنے فنڈ کو دیکھتی ہے تو اسے افسوس کے ساتھ جواب دینا پڑتا ہے اگرچہ اسوقت تک کسی طالبعلم کو جواب نہیں دیا گیا لیکن اگر انکے لئے مناسب انتظام نہیں کیا گیا تو کم از کم تکلیف ضرور ہوگی اس سال کے لئے مد صدقات کے مساکین فنڈ میں ایک سو روپیہ ماہوار کی گنجائش ہے اور قریباً اسیقدر وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

اور مد یتامی میں [illegible] ماہوار کی گنجائش ہے اور اسیقدر دیا جا رہا ہے اسی طرح مد زکوۃ میں ایک معقول رقم ماہوار خرچ ہو رہی ہے اور آمدنی ان مدات میں سر دست کم ہے ہاں یہ مد صدقات ایسی ہے کہ اگر ہمارے احباب چاہیں تو اسکو بہت وسیع کر سکتے ہیں اور اس طرح پر اپنی قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لئے کافی انتظام کر سکتے ہیں صدقہ دافع بلا یقین کیا گیا ہے اور فی الحقیقت ہے اسلئے ہر صاحب ہر قسم کے صدقات یہاں بھیجے تاکہ اس مد میں کافی گنجائش ہو سکے اور یہ بھی ہر جگہ کی احمدی جماعت اور ہر احمدی بھائی کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کسی طالبعلم کو یہاں اسوقت تک نہ بھیجیں جب تک اسکے متعلق فیصلہ کمیٹی کا نہ ہو لے۔ جب کمیٹی کسی ایسے طالبعلم کو مدرسہ کی کسی شاخ میں لینا منظور کر لے اسوقت بھیجنا چاہئے۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ ہر ایسے طالبعلم کو اپنی درخواست میں مندرجہ ذیل اُمور کی صراحت کرنی چاہئے۔

اول عمر کیا ہے صحت کیسی ہے اور چال چلن کیسا ہے۔

دوم تمام تعلیم اور مذہبی تعلیم کس حد تک ہے۔ ذہنی قابلیت اور تعلیمی دلچسپی کیسی ہے۔

سوم ۔ مدرسہ کی کس شاخ میں داخل ہونا چاہتا ہے

چہارم ۔ بصورت زندہ ہونے والدین کے وہ خود کیا مدد دیں گے یا اگر کوئی جماعت بھیجتی ہے تو وہ کسقدر مدد دے سکتی ہے۔

پنجم دو معزز احمدی یا ایسے لوگ جنکو انجمن جانتی ہو اور اُنکی رائے قابل قدر ہو تصدیق کریں کہ سائل واقعی اسقدر مدد کا مستحق ہے۔

جبتک ان امور کی صراحت کے ساتھ کوئی درخواست نہیں آئیگی اسپر توجہ نہیں ہوگی اور جواب کیلئے آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے ایسی سب درخواستیں یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

اما الیتیم فلا تقہر

یہ قرآن کریم کا پاک ارشاد ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسکو پڑھنے والے اسکو پڑھ کر ہی نہ رہیں گے بلکہ سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ ایک یتیم علاقہ بار سے یہاں آگیا ہے اور سب کمیٹی صدقات نے باوجود تنگی اور گنجائش نہ ہونے کے اسے مدرسہ میں داخل کر لیا ہے اسکے اخراجات کے لئے اس سال کے واسطے کم از کم اسّی روپیہ کی ضرورت ہے اور یہی تجویز کیا گیا ہے کہ اسکے لئے ایک چندہ کیا جاوے اُمید ہے کہ یہ رقم بہت جلد پوری کر دی جاویگی کیونکہ یتیم مذکور مدرسہ میں داخل کر دیا گیا ہے اور اسکے اخراجات خورد و پوش اور کتابوں کی قیمت وغیرہ بہت جلد ادا کرنی ہے

ایک اور اطلاع

اس سال مد صدقات کا کل خرچ تین ہزار چھ سو اکیس روپیہ اندازہ کیا گیا ہے لیکن جو رفتار درخواستوں کی ہے وہ اس خرچ کو چار ہزار روپیہ سالانہ سے بھی بڑھا دیگی اور اسوقت مد صدقات میں ایک ہزار روپیہ بھی جمع نہیں ہے اسلئے برادران ذی حمیت جلد توجہ فرماویں اور اس رقم کو پورا کر دیں۔

خادم قوم ۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم و سکرٹری سب کمیٹی صدقات

قادیان کے مقامی معاملات

حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کے لحاظ سے قادیان کی صفائی کی ضرورت پر میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کب تک مجھے اس سوال کو چھیڑتے رہنا پڑیگا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے جنوری ۱۹۰۸ء میں قادیان کو دیکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر بعض ضروری مصروفیتوں کی وجہ سے غالباً نہیں آسکے اور اب شاید مارچ میں انہیں فرصت ملے۔

جناب ملک حسن مل صاحب تحصیلدار بٹالہ کی حسن سعی اور توجہ کے لئے میں قادیان کی پبلک کی طرف سے خصوصاً شکر گذار ہوں کہ وہ غیر معمولی توجہ قادیان کی حفظ صحت کے سوال پر کر رہے ہیں ۲۴ جنوری ۱۹۰۸ء کو ملک صاحب قادیان میں خود تشریف لائے اور دوسرے سرکاری کاموں کے علاوہ آپ نے صفائی کے متعلق نمبردار قادیان کو ایک روبکار لکھ کر دی کہ فوراً منادی کرا دیجاوے کہ لوگ اپنی روڑیاں اٹھا لیں ورنہ سزا دیجاویگی اور ذیلدار ڈلہ کو اس کام میں مدد دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ذیلدار صاحب نے اپنے فرض منصبی کو انجام نہیں دیا اور توجہ نہیں کی۔ نہ صرف اس کام کیلئے بلکہ تحصیلدار صاحب نے بیان کے دو آوارہ گرد سانڈوں کی شکایت پر ذیلدار کو حکم دیا تھا کہ وہ انکو بند کروائے مگر ذیلدار نے ابھی تک اس کام کے لئے بھی کچھ نہیں کیا اسلئے مجھے مکرر ملک صاحب کو توجہ دلانی پڑتی ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ذیلدار ڈلہ سرکاری احکام کی تعمیل میں اپنے فرائض کو اسی طرح انجام دیگا تو ملک حسن مل جیسے بیدار مغز اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے والے تحصیلدار کو ناراض ہونے کا موقع دیگا کیونکہ مجھے جہانتک معلوم ہوا سرکاری احکام کی تعمیل اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ملک صاحب ایک مستعد اور باہمت تحصیلدار ہیں اور انکی بے ریائی اور جفاکش طبیعت نے انہیں ہر دلعزیز بنا دیا ہے گذشتہ دو تین ماہ سے مختلف حکام کی دوروں کی وجہ سے جسقدر شاقہ محنت انہیں

کرنی پڑی ہے وہ ہر طرح سے قابل قدر ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور خصوصًا اسکا خیال رکھیں گے۔

قادیان کی سڑک کے متعلق **ملک صاحب** خاص توجہ ہے اور وہ اسکی مرمت اور درستی کیلئے کوشاں ہیں مگر میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی توجہ اس امر پر مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ جب تک یہ حصہ پختہ نہ ہوگا تکالیف اور شکایات بدستور رہیں گی۔ خود صاحب موصوف کو سڑکوں کی طرف توجہ ہے پر نہیں معلوم کہ اس سڑک کی باری کب آئیگی؟ اور اب تو **قادیان** کی ڈاک بھی غالبًا بہت جلد **دو دفعہ** آیا جایا کریگی جس سے اور بھی اہمیت اس سڑک کی ثابت ہوتی ہے وہ فوری توجہ سے کام ہیں تو کچھ مشکل نہیں اگر ڈسٹرکٹ بورڈ کافی روپیہ اس کام کے لئے نہ رکھتا ہو تو گورنمنٹ پنجاب ہی دے سکیگی جس نے حال میں ۲ لاکھ روپیہ سڑکوں کی اصلاح کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیا ہے۔ بہرحال میں اُمید کرتا ہوں کہ **ملک صاحب** ہی اس معاملہ کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے خاص نوٹس میں لانے کی سعی کرینگے

ڈائری

(۲۹ - جنوری سیر صبح)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام - بوقت صبح معہ احباب باہر سیر کو تشریف لیگئے مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم کے تذکرہ پر حضرت نے فرمایا کہ ایک آریہ اخبار نے باوجود ہمارے مذہبی تخالف کے لکھا کہ عبدالحکیم کا آپکو گالیاں دینا اوسکی سفلہ پنی کو ظاہر کرتا ہے نہایت نامناسب امر ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ عبدالحکیم کہتا ہے جعفر زٹلی جو مرزا صاحب کو سخت گالیاں دیتا رہا ہے اوسکو کیا ہوا جو مجھے کچھ ہوگا۔

حضرت نے فرمایا اسکو پادری عبداللہ آتھم - لیکھرام - چراغ دین ساکن جموں اور دوسرے مباہلین کے احوال سے عبرت پکڑلی چاہئے تھی۔

ایک صاحب نے **ایک شخص مرید** کے کچھ الہامات حضرت اقدس کو سُنائے حضرت نے فرمایا الہام کا بڑا نازک معاملہ ہے انسان کو اپنے اعمال صاف کرنا چاہئے الہام کا ہبط صاف ہونا چاہئے اب جو خدا تعالیٰ کی چلائی ہوئی چل رہی ہے یہی ہوا بعض انسانوں کے جسموں کے لئے مفید اور بعضوں کے لئے مفسد ہوگی اگر کسی کا اندر غلیظ ہو - معدہ گندہ ہو اور بیمار ہو تو اوسکو اچھی غذا مضر ہوگی - ایسا ہی خدا کا کلام ہے ابھی تھوڑے روز ہوئے فقیر مرزا ساکن دوالمیال ضلع جہلم جس نے ہماری مخالفت میں، لوگوں کو الہام سنایا کہ مجھے عرش سے آواز آئی ہے کہ مرزا جھوٹا ہے رمضان میں مرجاویگا - اور اسی پر اس نے بس نہیں کی بلکہ لوگوں کو کہا کہ یہ معمولی بات نہ سمجھو میرا دستخط لے لو کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے اور خود اوس نے اپنا دستخط کرکے اور بہت سے لوگوں کو اپنے الہام کا گواہ ٹھرایا اور انکے بھی دستخط لئے جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود ہی مرگیا

ڈائری

۲۹ - جنوری (نماز ظہر)

(طاعون)

آج حضرت اقدس نماز ظہر کو عام نمازیوں سے پیشتر ہی تشریف مسجد میں لے آئے کسی نے ذکر کیا کہ بعض قرب و جوار کے دیہات میں طاعون ہے - حضرت نے فرمایا اس دفعہ یہ بیماری زیادہ تر خطرناک صورت میں ہے سارے موسم سرما میں ہی اکثر مقامات میں ترقی پر رہی ہے اعتدالی ایام میں اور بھی خطرناک ہوگی بجز توبہ و استغفار اسکا کوئی علاج نہیں -

فرمایا مولوی نورالدین صاحب کو بلاؤ کہ نماز پڑھی جاوے مولوی صاحب بلائے گئے اور ڈیڑھ بجے نماز ظہر ادا کی گئی فرض کی نماز جماعت ادا کرکے حضرت اندر تشریف لیگئے

حضرت اقدس کا مدام ہی اصول ہے کہ آپ ظہر کی پہلی چار سنتیں گھر میں ادا کرکے باہر تشریف لاتے ہیں پچھلی دوسنتیں بھی جاکر اندر پڑھتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر ادائے فرض کے بعد مسجد میں بیٹھنا منظور ہو تو پچھلی دوسنتیں فرضوں کے بعد مسجد میں ہی ادا فرماتے ہیں

استفسار اور اُنکے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت حضرت حکیم الامتہ مولانا ا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

ذیل کے چند سوالات کا جواب درکار ہے سوالات یہ ہیں -

س (۱) کیا یہ خیال درست ہے کہ بعض گائے یا بھینس وغیرہ پر نظر کا اثر پڑتا ہے جسے لوگ نظر لگی ہوئی کہتے ہیں پھر کچھ پانی وغیرہ پڑھ کر اس کے چہرے پر مارتے ہیں وہ بھینس دودھ دینے لگ جاتی ہے -

ج بعض نظر کا یقینًا اثر پڑتا ہے اور اُسکی تدبیر بھی مفید ہوتی ہے احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے -

س (۲) بعض ایسے رشتہ دار (بہن یا ماموں وغیرہ جو بہت قریبی تعلق سے ہیں) وہ شرک وغیرہ کرتے ہیں - انکے ہاں شادی وغیرہ کے موقعہ پر ہر قسم کی رسومات عمل میں لائی جاتی ہیں - شادی وغیرہ کے وقت کیا ان سے میل ملاقات رکھے یا نہ - اور آپکے ہاں شادی کے وقت ان کے ساتھ شامل ہو یا نہ -

ج ۲ بُرائی میں شریک نہو اور مناسب سلوک ان سے کیا جاوے قرآن شریف کی سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں اللہ فرماتا ہے - اگر شرک کی کہیں تو نہ مانو اور دنیوی مناسب سلوک کرو -

س (۳) اگر کوئی شخص امانت میں خیانت کرے اور وہ خیانت معلوم ہوجاوے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہ

ج ۳ نماز کیلئے متقی کو امام بناؤ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایٰتنا یوقنون

س (۴) جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھا رہا ہو - اگر کوئی شخص اسوقت آوے وہ اس وقت دوسنتیں پڑھے - یا نہ ج مختصر دوسنتیں پڑھ لے -

(۵) نماز مغرب اور عشا جمع ہو - تو عشا کی دوسنتیں پڑھے یا نہ - پڑھ لے

س (۶) اگر پہلی جماعت مسجد میں ہو جاوے تو پھر کچھ عرصہ کے بعد اور آدمی پانچ سات یا کم از کم دو جمع ہوجاویں تو کیا وہ آدمی دوبارہ جماعت اس مسجد میں کرسکتے ہیں یا نہیں -

ج ۶ دو - تین آدمیوں کے ساتھ دوسری جماعت منع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب اللہ اور قانونِ قدرت پر ایک سرسری نظر

خدا کی پاک کتاب فرقان حمید نے جہاں بہت سے امور کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک یہ قانون قدرت کے زیریں مضمون کا مطالعہ کرنا بھی ہے مختلف مقاموں میں اور متعدد جگہوں میں ہمیں تاکید کی ہے کہ ہم دنیا میں آنکھ کھولے ہوئے رہیں اور جو چیزیں ہمارے گردوپیش ہوں اور جو واقعات آئے دن ہم دیکھا کرتے ہیں ان سے کسی معقول نتیجے تک پہنچیں۔ کہیں قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ سیروا فی الارض تاکہ ہمیں امم سالقہ ماضیہ کا حال معلوم ہو۔ انکے اعمال حرکات وسکنات پر اطلاع پاکر ان نتائج پر غور کریں جو انہیں انکی اعمال کی بدولت بھگتنے پڑے اور پھر ہم ان تجربوں سے جو ہمیں سیروا فی الارض پر عمل کرکے حاصل ہوں اپنی راہ میں رکاوٹیں نہ پیدا کریں اور اگلوں کی طرح ان غلطیوں میں نہ پڑجائیں۔ کسی مقام پر قدرت کی نیرنگیوں کی طرف ہماری توجہ کو مبذول کیا جاتا ہے اور دیر تک اس کے اسرار پر غور کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اوسکے اسرار کی طرف پہونچنے کے واسطے اشارے اور کنائے بھی کئے جاتے ہیں۔ کہیں جگہ حیوانات۔ نباتات زمین۔ آسمان۔ پہاڑ۔ دریا۔ قدرت کے عام نظاروں کی طرف نظر تماشائی کو دوڑانے کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت

الغرض قرآن کریم کو جہاں سے الٹ پلٹ کر دیکھو تو اوسے باواز بلند یہ کہتے ہوئے پاؤگے کہ اے انسان آنکھیں کھول۔ بصارت سے کام لیتے ہوئے اندھا نہ بن جا حیوانوں کی طرح دنیا میں رہکر اوس سے بے خبر نہ بن اپنے ان قوائے ظاہری و باطنی سے جو تجھے دیے گئے ہیں کام لے۔ اپاہج نہ بن عقل و فکر کو تیز کر اور انکی ترقی میں لگا رہ۔ کیونکہ وہ تجھے بیکار نہیں دیے گئے ہیں جیسا تو خیال کرتا ہے۔ وہ تیرے ہر وقت کے یار صادق ہیں تجھے تیری غلطیوں پر متنبہ کرتے رہتے اور تیری راہوں کو کشادہ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا وفی انفسہم افلا یبصرون حاصل کلام یہ کہ حسب الحکم فرقان مجید اس عالم اور مافیہا کی طرف ہم نظر دوڑاتے ہیں تو عجیب وغریب نتائج تک پہونچتے ہیں اور ان تعجب انگیز اور حیرت افزا قدرت کی نیرنگیوں بوقلمونیوں کو دیکھکر ہمارا دل بلاشبہ ایک خالق اور مدبر کل کا قائل ہوکر پکار اوٹھتا ہے سبحان ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ باغ دنیا کے پہلے دروازہ میں داخل ہونے کے بعد جب اوس باغ کے مختلف گل بوٹوں۔ روشوں اور چمنوں کی سیر کرتے ہیں اون درختوں کے متعلق جو بلغ عالم نے اس دنیا کے باغ لگا رکھے ہیں تفصیلی علم حاصل کرتے ہیں اور کلیات سے جزیات کی طرف آن کر اپنی نظر کو بہت زیادہ وسیع کرتے ہیں۔ رات کے بعد دن کے آنے دن کے بعد رات کے آنے۔ روشنی کے بعد ظلمت۔ ظلمت کے بعد روشنی کے وجود بدامنی کے بعد امن کے قائم ہونے و بالعکس بگڑ کر بننے بنکر بگڑنے گر کر اوٹھنے اور اٹھکر گرنے۔ عسر کے بعد یسر اور یسر کے بعد عسر ہونے غرض ان ساری کایا پلٹ اور نشیب و فراز پر جو دنیا کے لاحق حال ہوتی ہے نظر ڈالتے اور ساتھ ہی اس کے اپنے بہت سے اہم ضروریات کو دیکھکر اپنی اون مجبوریوں کا خیال کرتے جو ہمیں اپنی عقل کے بعض اوقات ٹھوکر کہانے اور راہ راست سے دور ہو جانے کی وجہ سے پیش آتی ہیں تو ہم بصیرت کی راہ سے ہر ایک قسم کی لغزش اور غلطی کی اوس اعلی ہستی کی طرف جسے ہم ان تمام تاثیرات ارضی و سماوی کا موثر خیال کرتے اور اس باغ ہستی کا مالی سمجھتے بڑی گریہ و زاری سے متوجہ ہوتے ہیں۔ اوسکی خاص مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اپنی پیش آمدہ مشکلوں میں اوسکے ایما و ارشاد کے منتظر رہتے ہیں۔ اور جب اپنی اس استدعا کا اوسکے دربار سے کافی و شافی جواب بالواسطہ یا بلا واسطہ پاکر اطمینان قلب حاصل کر لیتے ہیں تو ہمدردی کی راہ سے ہمارا دل سارے عالم کے ان تمامی مشکلات کو حل کرنے کے واسطے ایسے ناموس ذرائع کا متلاشی ہوتا ہے جو خلاق عالم سے ہماری ضرورتوں کے متعلق وقتاً فوقتاً ہدایات حاصل کرکے غلطیوں سے بچاتے رہیں اور اسطرح پر اپنے افعال۔ حرکات وسکنات۔ اداؤ طرز سے ضرورت وحی الہام۔ مکالمہ الہی اور بعثت انبیا پر شہادت دے کر دعا کرتے ہیں ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم ایاتک الایۃ۔

اوس رحمن رحیم خدا نے جس نے اس کارخانہ عالم کو کتم عدم سے وجود میں لایا ہے محض اپنی رحمانیت کے تقاضا سے انسانوں کی جسمانی روحانی دینی و دنیوی حاجتوں کو مدنظر رکھکر ایک سلسلہ وسائط کا رکھا ہے جسکی مدد سے انسان اس دنیا کی اپنی موجودہ زندگی اور اوس کے بعد کے آنے والی زندگی کے ضروریات کو پوری کرتا ہے جیسا کہ اس ظاہری وجسمانی دنیا کے وسائط میں سے انسان بعض کو اپنی انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہے اور بعض کو نہیں دیکھتا ویسا ہی دینی و روحانی عالم کے ضروریات کی تکمیل کیلئے بھی جو وسائط خالق عالم نے محض اپنے فضل سے مہیا کئے ہیں ان میں سے بعض کو انسان نہیں دیکھتا اور بعض کو دیکھتا ہے اور اسطرح جیسے خدا تعالی کی حکمت بالغہ سے انسانوں کی حوائج کو پورا کرنے کے لئے آب۔ آتش۔ خاک۔ باد و دیگر ہزارہا عناصر کو پیدا کیا ہے نیز روحانی خواہشوں کو پورا کرنے کی غرض سے ملائک روح القدس انبیا علیہ السلام کا سلسلہ وسائط رکھا ہے۔

ابتدائے آفرینش عالم سے آج تک خدا تعالی کا یہی قانون رہا ہے اور اوس نے مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں میں ضرورت وقت اور انسانوں کی دماغی وجسمانی قوی کے لحاظ سے اپنے احکام انبیا و رسل کے ذریعہ انسانوں کی پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے اور انکی روحانی وجسمانی قوی کو ترقی دینے کیلئے انکے مناسب حال فرامین شاہی آتے رہے کبھی تقاضائے وقت کے مطابق جلالی شریعت بھیجی گئی اور کبھی لوگوں کی حالتوں کو جانچ پڑتال کر جمالی احکام نافذ فرمائے گئے۔ غرض جیسی ضرورتیں انسان کے لاحق حال ہوتی گئیں خدا تعالی انکی تکمیل برابر اسباب کے ذریعہ کرتا رہا مگر چونکہ انسان سب اضداد کا معجون مرکب ہے نہ تو نری جلالی شریعت اسکے شایان حال ہے اور نہ صرف جمالی دین اوسکے لئے کافی ہے اور چونکہ ہر ایک ابتدا کے واسطے کسی انتہا کا ہونا ضروری ہے

ہر ہستی کے لئے بلندی اور خط مستقیم کے لئے نقطۂ انتہا .... اور ہر دائرے کیلئے ایک خاص مرکز۔ اسلئے حکمت بالغہ الٰہی نے انسان کے اندرونی و بیرونی جذبات قوائے ظاہری و باطنی کے مناسب ایک ایسی کتاب جامع قوانین الٰہی جو نہ تو اتنے رحم کی تعلیم کرتی ہو کہ انسان کے قوی انتقامی کو مار ڈالے اور نہ ایسے سختی کی اجازت دیتی ہو کہ قوت عدل و رحم کو مفقود کر ڈالے۔ نہ تن پروری کی اسقدر اجازت دیتی ہو کہ روح اپنے کمالات حاصل کرنے سے رک جائے اور انسان اپنے اصلی غرض ومدعا سے دور جا پڑے اور نہ اتنی جسمانی ریاضت شاقہ کا بوجھ انسان پر ڈالتی ہو کہ روح اس قفس عنصری سے قبل از وقت پرواز کر جائے۔ بلکہ رحم کے وقت رحم کی تعلیم کرتی ہو اور انتقام کی قوت انتقامیہ کو بھی کام میں لانا سکھاتی ہو۔ جسمانی و روحانی ریاضتوں میں وسعت قوی انسانی کا لحاظ رکھتی ہو اور ہر حالت رنج و راحت عسر یسر تنگی و فراخی میں سہل العمل ہو۔ جسم و روح دونوں کے استعمال میں ہابوج نہ ہو اور سارے قوی رحم۔ عدل۔ انتقام۔ احسان عفو وغیرہ سب کے سب مدنظر رہنے دے۔ الغرض اسطرح مشیت ایزدی نے تکمیل قوانین کے مذہب کا تاج اپنی عربی نبی علیہ من التحیات افضلہا ومن الصلوٰت اکملہا کے سر رکھا۔ جس نے قرآن جیسی الہامی کتاب ہمارے سامنے پیش کی۔ کیسی کتاب؟

جس نے الحمد للہ رب العالمین کہکر خدا کی ہستی پر یقین کامل عطا کیا لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا فرماکر بتلا دیا کہ خدا دو نہیں تین نہیں تین میں ایک۔ ایک میں تین نہیں۔ ہزار نہیں لاکھ نہیں بلکہ ایک وحدہ لا شریک لہ ادعونی استجب لکم ارشاد کر کے اچھی طرح یقین کر دیا کہ خدا کوئی نامعلوم ہستی نہیں۔ گونگا نہیں۔ بہرا نہیں بلکہ سمیع بصیر مجیب ہے ہر وقت ہر زمانے میں اپنے پاک بندوں کو شرف مکالمہ بخشتا ہے ..... نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہکر سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہویدا اور آشکارا ہے نہاں و نہاں نہیں ان اللہ لیس بظلام للعبید وما اللہ یرید ظلما للعباد۔ ھو الرحمٰن الرحیم یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کہکر اچھی طرح بتلا دیا کہ خدا ظالم سفاک خون کا پیاسا بلا وجہ ہلاک کرنے والا نہیں بلکہ اوسکی حقیقی رضا عفو و رحم میں ہے۔ لقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر۔ ھذا آیات بینات فیہ شفاء للناس ھدی و ذکری للمومنین ان ھذا القرآن یہدی للتی ھی اقوم ارشاد فرما کر مطمئن کر دیا کہ مذہب جیسی موٹی جیستاں پہیلیاں اور پہیلی نہیں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا و من عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ فرما کر قوت انتقامیہ اور قوت عفو دونوں کو اپنے اپنے موقعوں پر برقرار رکھا اور دونوں کا مصرف بتایا وقاتلوا الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرہم لقدیر۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطہا کل البسط۔ الذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ۔ وامرھم شوریٰ بینہم۔ الذین ھم عن اللغو معرضون۔ واذا مروا باللغو مروا کراما۔ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ۔ واقصد فی مشیک۔ لا تمش فی الارض مرحا۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الخ وغیرہ وغیرہ کہکر سیاست مدن تدبیر منزل۔ اخلاق۔ باہمی ہمدردی۔ احسان و سلوک۔ تواضع انکسار۔ حلم خودداری۔ شرم و حیا۔ باہمی مراعات و صداقت۔ کسب معاش غرض سارے ضروری امور کو باحسن وجوہ بیان فرمایا سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون۔ والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم۔ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون۔ یسئلونک عن الاہلۃ قل ھی مواقیت للناس فرماکر ہیئت و سٹرالوجی جیسے دقیق علوم کی طرف اشارہ فرمایا۔

الحاصل ایسی کتاب جو تمامی ضروریات دینی و دنیوی کو بتمام و کمال حاوی ہے صدق اللہ وما من رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

کیسا نبی؟

جس نے اپنے برتاؤ معاملت معاشرت سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ دین و دنیا دونوں اعلیٰ درجہ پر کیونکر ساتھ جا سکتے ہیں جس نے اپنے صبر و استقامت سے دکھلا دیا کہ ہمت و جوانمردی کسکا نام ہے جس نے اپنے اوٹھنے بیٹھنے گفتگو و انداز سے لوگوں کو جتلا دیا کہ حقیقی تہذیب و شائستگی کسے کہتے ہیں جس نے فتح مکہ کے بعد مکہ میں داخل ہو کر منادی کر دی کہ لا تثریب علیکم الیوم اور اسطرح دنیا پر روشن کر دیا کہ عفو و درگذر کیا شئے ہے اور دشمنوں کے ساتھ اپنے غلبے کے بعد کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ جس نے ان درندہ صفت انسانوں کو جو اس کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ شیدا و باید اور دکھا دیا کہ تسخیر کیونکر کرتے ہیں۔ وہ نبی جسکی ابتدائی زندگی گمنامی کی تھی۔ ایک بکریوں کا چرانے والا اعرب۔ یتیم بے کس بے بس جس نے اپنے وطن مالوف (اللھم انزل علیہ شآبیب رحمتک) یا اوس کے گرد و نواح کے بعض ممالک کے سوائے کہیں کی سیاحی نہیں کی تھی (ورنہ اونٹ کھجور کے درختوں اور ریگ کے ٹیلوں کے سوائے دنیا کے کسی دلکش نظارے کی سیر کی تھی) وہ نہ کوئی بڑا تجربہ کار حکیم تھا جسکی ظاہری تعلیمی حالت ایسی تھی کہ آج تک نبی امی کے لقب سے مشہور ہے کسی اسکول و کالج میں تعلیم ہوز الی کسی کالج کا پروفیسر و پرنسپل نہ تھا نہ کسی بڑے بزرگ ولی اللہ یا نبی اللہ عالم وقت کی صحبت میں رہا نہ کسی استاد کے آگے زانوے شاگردی

طے کیا غرض وہ سیدھا سادا دنیا کے پانوں اور گورکھ دہندوں سے ناآشنا نبی جس نے بات بات پر اپنی واقفکاری ہوشیاری تجربہ کاری عملی عقلمندی فیاضی بلند حوصلگی عالی ظرفی کا کافی ثبوت دیا وہ نکتۂ حکمت و دانائی کے معاشرت تمدن کے متعلق سکھلائے کہ آج تیرہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی زمانہ کے عقلا و حیران و ششدر ہیں کہ عرب جیسے ویران اور غیر مہذب ملک کے رہنے والے نے کیونکر ایسی دانائی کی باتیں سکھائی ...... اور باوجود سخت سے سخت مخالف ہونیکے بے نظیر کئے نذرہ ئے

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

وہ نبی اگرچہ کسی کمانڈر چیف کے گھر میں نہیں پیدا ہوا تھا اور نہ کسی ملٹری کالج کا سند یافتہ تھا مگر جنگ کی ضرورتوں کے وقت اُس نے اپنے آپ کو بڑا آزمودہ کار جرنل ثابت کر دکھایا اور نیز یہ بھی دکھلا دیا کہ خدا کے سکھائے ہوئے لوگ اور اسکے پیارے سب سکھ کر نکلتے ہیں۔ دنیا ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتی غرض ایسا نبی جسکی مثال نہیں خود خدا نے فرمایا انك لعلی خلق عظیم لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة ......

اوس نبی نے دنیا میں آن کر کیا کیا؟ یہ ایسی بات ہے کہ مخفی نہیں دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اُسی نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ قایم کرکے درندوں کو انسان بنایا نہ فقط انسان بلکہ سارے محاسن و خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ انسان۔ کدورتوں سے پاک صاف انسان۔ ان وحشی اور جنگجو قوموں کو جو کہ گمٹیوں میں فسق و فجور زنا شہوت پرستی بت پرستی نفس پرستی پڑی ہوئی تھی ان افعال ذمیمہ سے ایسا متنفر بنایا اور انہیں ایسی کامل تبدیلی پیدا کی کہ وہ بالکل دوسرے ہوگئے اور ایسے نیک ہوگئے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اور دنیا کی برائیوں سے بالکل ناآشنا ہیں اور اُس نبی نے دنیا میں آکر اُن ساری رکاوٹوں کو جو حق کی راہ میں مہلک اور انسان کش باطل نے ڈال رکھے تھے دور پھینکا اور خدا کی طرف صدق اور اخلاص کے ساتھ چلنے والوں کے واسطے صراط مستقیم تیار کی ہزاروں ہزار مخلوق خدا کو اس راستے پر چلا کر محبوب حقیقی و مطلوب اصلی سے ملایا ایسا ملایا کہ وہ وصال یار سے از خود رفتہ ہو کر سرشار بادۂ الست ہوگئے اور انہیں اپنے تن من دھن کی بھی خبر نہ رہی بالآخر دنیا و آخرۃ کی کامیابیوں کا ہار اپنے گلے ڈالا اور گرچہ سب سے پیچھے آئے تھے مگر سب سے آگے چل نکلے۔

...... خدا کی ذات اول سے ہے ابد تک رہیگی اُسکی صفات قائم بالذات ہیں وہ ابتدا سے سمیع بصیر مجیب و متکلم ہے اور رہیگا وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رہیگا اُنکی ضرورتوں اور حاجتوں کو ہر زمانہ ہر آن میں پورا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہیگا ان کے روحانی و جسمانی عافیت کا سامان کرتا رہیگا کیونکہ وہ تغیر و تبدیل پذیر نہیں اور نہ اوسکا قانون دنیاوی بادشاہوں کے قانون کی طرح روزانہ بدلتا رہتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ کل یوم ھو فی شان و لن تجد لسنة الله تحویلا اس لئے اگرچہ اوس نے نبوت مستقلہ سلسلہ کا خاتمہ نبی عربی فداہ روحی پر کر دیا لیکن اوس کے عدل و انصاف رحمانیت و ربوبیت عامہ کا تقاضا یہ نہیں ہوا کہ اپنے بندوں پر ہدایت و رشد کا دروازہ بند کر دے اور اپنے کلام و وحی سے کسی کو فیضیاب نہ ہونے دے بلکہ آریوں کے خدا کی طرح تماشاگاہ دنیا کی سیر کرتا پھر کیا مجال کہ کچھ بھی دخل دے اور کچھ بھی بولے نہیں ہرگز نہیں اس نے اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جو اوسکے بندوں کے ساتھ اُسکی جانب سے ہے اور اُس ربوبیت عامہ کی رو سے جسکی بدولت اس کارگہ کائنات کا ثبات ہے ایک سلسلہ خلفاء عامہ و مجددین کا رکھا ہے جو نبی غیر مستقل کا کام دیتے رہتے ہیں اپنی روحانیت کا پرتو چاردانگ عالم پر ڈالتے ہیں تاکہ مخلوق خدا چاہ ضلالت میں نہ پڑ جائے اور سعید روحیں خدا کی طرف کھچ کر آجائیں دین حق کی تائید اور اشاعت ہوتی رہے نشانات آسمانی اون آئمہ کے ہاتھوں ظاہر ہوتے ہیں کما قال الله فی کتاب المجید وعد الله الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے بعد اس منصب کو خلفاء اربعہ کے ذریعہ زینت دی گئی یا ان بزرگوں کو اس منصب کے ذریعہ سراہا گیا جو کہے بجا و درست ہے۔ ان اصحاب کی مساعی جمیلہ سے اسلام اپنے وطن سے دور و دراز ملکوں میں پہنچا اور جہاں پہونچا اُس نے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب غرض دنیا کے ہر گوشہ میں اس نے اپنا وطن بنایا اسلئے حسب ضرورت مختلف صوبوں اور مختلف ملکوں میں آئمہ و مجددین ہوتے رہے اور خدا تعالیٰ ان لوگوں کی باطنی فیضان سے شجر اسلام سرسبز و شاداب کرتا رہا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی چیز اپنے مرکز سے دور جا پڑتی ہے عام اس سے کہ بعد زمانی ہو یا مکانی تو اس میں وہ اگلی سی کیفیت نہیں رہ جاتی بلکہ اسمیں انحطاط شروع ہو جاتا ہے مثلاً دیکھو زمین کا وہ حصہ جو مرکز شمس سے بہ نسبت کسی دوسرے حصہ کے زیادہ فاصلے پر جا پڑتا ہے تو آفتاب کی وہ تمازت اور حرارت جو نزدیک کے حصہ پر پڑتی ہے دور کے حصہ پر نہیں پڑتی یہی حال رہا اسلام اور اسلامیوں کا کہ جبتک وہ اپنے مرکز اصلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر رہے اس کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیاں ہوتی گئیں (نظیر کیلئے دیکھو صحابہ اور انکی لائف) مگر جب نبی کریم سے زمانی اور مکانی بعد ہو گیا حالت غیر ہوتی گئی۔ جمعیت متفرق ہوگئی۔ شیرازہ تتر بتر ہوگیا۔ اتفاق مفقود ہوگیا ان میں پھوٹ پڑ گئی اور حالت ایسی زبوں ہوئی کہ الاماں الحفیظ۔ یہانتک مسلمانوں کی حالت تبدیل ہوگئی ہے کہ اگر مدعی بیہودہ کے مسلمانوں کو غور سے دیکھا جائے۔ ان کا مقابلہ مسلمانان پیشین سے کیا جاوے تو یوں بعید معلوم ہو خاص مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں کی حالت ایسی ہے کہ اگر اُن کے وہ اسلاف جنہوں نے اپنے خون سے باغ اسلام کی آبپاشی کی تھی بفرض محال زندہ ہو جائیں تو واقعی وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں اور ہمارے ہی اخلاف ہیں۔ اسلام کے وہ اہم اور قابل قدر اصول جنکے ہمارے مخالف بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جسکے رعب سے بڑے بڑے فلاسفر مرعوب تھے جس نے حیوانوں کو انسان بنایا تھا اُس میں آج ایسی نئی نئی ترمیمیں اور آرے وہی اُسی کے فرزند اُسی کے گلے پر الٹی چھری پھیرتے ہیں کہ تباہ خدا کو ہی کہتا ہے کہ اسلام آج سے تیرہ سو برس قبل کے لوگوں کے لئے بالخصوص عرب کے بدوں کیلئے موزوں تھا۔ کسی کو اسکی وسعت پڑی ہے کہ ٹیبل اور کرسی پر بیٹھکر جنہ بوشوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا نہیں اوڑائے جائیں اور گھٹنا ٹیکنا سجدہ کرنا موجودہ تہذیب فیشن طرز پوشاک

کے خلاف ہے وضو کرنے میں قمیص کی کف خراب ہوتی ہے رکوع کرنے میں تپلون میں سلوٹیں پڑ جاتی ہیں پانچ وقت نماز پڑھنے میں وقت ضائع ہوتا ہے اور روزہ انسانوں کی وسعت سے باہر ہے اگر برقرار ہی رکھا جائے تو روزے کے درمیان ایک وقت رفرشمنٹ کی غرض سے کچھ بوتلیں اڑائی جائیں حج کو جانا اور دور و دراز ملک کا سفر کرنا وہ بھی ایسا ملک کہ جہاں نہ تھیٹرز نہ اعلیٰ درجہ کے کلب ہیں نہ پری وش لیڈیاں ہیں نہ سیر وتماشا ہے نہ بال پارٹی ہے۔ سوائے اسکے اور کچھ بھی نہیں کہ ان وحشیوں کی طرح برہنہ سر ننگے پیر برہنہ تن عرب کے ریگستانوں کی بادیہ پیمائی کیجائے کچھ حاصل نہیں اسکی جگہ یہ ہونا چاہئے کہ سال میں ایکدفعہ قومی تھیٹروں اور تماشا گاہوں کی زیارت کیجائے بس اللہ اللہ خیر صلاح الغرض جتنی منہ اونتی باتیں ہیں اور جتنے سرا و تنا سودا ہے اور اسطرح اسلام کے زریں اصول حقوق اللہ وحقوق العباد کو بگاڑ کر ایک نئے پیرایے میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

الحاصل تیرہ سو برس کے بعد زمانہ کے مرد رسنے عام طور پر مسلمانوں کو اور انکے اعتقادات وخیالات کو کچھ ایسا محرف ومعطل سا کر دیا ہے کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا نہ ان میں وہ اگلی حمیت ہے نہ غیرت ہے نہ اسلامی محبت واخلاص ہے نہ اس کی راہ میں جوانمردی ہے۔ نہ اشاعت اسلام میں سرگرمی ہے دین نہ سہی دنیا ہی اچھی ہوتی مگر بدقسمتی سے اسمیں بھی ساری قوموں سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں موجودہ سائنس تہذیب و فلسفہ کے مطیع ہوئے تھے تو چاہئے تھا کہ اپنے ہم جنسم قوموں دنیا کی موجودہ سوسائٹیوں میں انہیں صدر کی جگہ نہ ملتی تو پائین بزم میں بھی نہ بیٹھتے مگر غور سے دیکھئے تو معاملہ بالکل برعکس ہے اسلام اور اس کے ہم اصول سے اگر ایک گونہ قطع تعلق کرنا چاہا تھا تو اوس سے بیزاری بھی ظاہر کی تھی اپنے یگانوں سے علیحدہ ہوکر غیروں کو اپنا مددگار سمجھا تھا۔ مشرق سے توڑ کر مغرب کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑا تھا تو چاہئے تھا کہ اوسکا اونہیں کوئی ثمرہ ملتا دنیاوی جاہ وجلال میں سب سے زیادہ نہ سہی تو کسی سے کم بھی نہ دکھائی دیتے۔ یورپ کے پری وشوں کے سائے کا کچھ سایہ پڑتا چہرے پر کچھ آب وتاب نورانیت آجاتی مگر ہائے بدقسمتی ان رہ گم کردگان صراط مستقیم کی کہ باوجود اسقدر سخت تگ ودو کے بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے کچھ آگے تو بڑھے مگر سخت حیران وششدر رہ گئے اور اول ہی قدم پر ناکامی ونامرادی اپنا جلوہ دکھلانے لگی ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ ہمارے مسلمان بھائی اور انکی ضعف ناتوانی انکی زبون اور ناگفتہ بہ حالتوں کا مگر ساتھ ہی اسکے خدا کی قانون قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کسی چیز کو ایک خاص محدود حالت پر نہیں رہنے دیتا اور ہر وقت دنیا ومافیہا کو مختلف تبدیلیوں میں ڈالے رہتا ہے۔ ابھی جاڑا ہے تو تھوڑے دنوں میں گرمی آئیگی موسم گرما ہے تو برسات آئیگی رات ہے تو دن آئیگا خزاں ہے تو بہار آئیگی۔ اسطرح دنیا اور اسکی چیزیں مختلف تبدیلیوں میں ڈالی جاتی ہیں اور اپنا رنگ وروپ بدلتی رہتی ہیں۔ جب رات کی تاریکی انتہائی درجہ کو پہنچ جاتی ہے چاند مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہوکر لوگوں کو اپنی دیدار کے لئے بے چین دیکھ کر چھوڑتا ہے جب حرارت وتمازت آفتاب اپنے انتہائی نقطہ تک آکر مخلوق خدا کو بے آگ کے جلانے لگتی ہے تو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے انسان کی بے چینی کو دفع کرنے اور اسے راحت وآرام پہونچانے کا سامان مہیا کرتا ہے یعنی ماہتاب وباران کے ذریعہ آنکھوں کو نور دل کو ٹھنڈک بخشتا ہے۔

یہی حال ہے قومی ترقی وادبار کا کہ جب کسی قوم پر ادبار کا ہجوم ہوتا ہے یہانتک کہ اوسکی کوئی حد نہیں رہتی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل ورحم سے اوس قوم کی ترقی کے اسباب جمع کرتا ہے ان اسباب کی طرف اس قوم کی رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ ترقی کرے نیچر کا قانون جسمانیات کے ساتھ محدود نہیں بلکہ روحانیت کا بھی بجنسہ یہی حال ہے غرض روحانی اصلاح کے متعلق خداتعالیٰ کا یہی دستور ہے کہ جب کسی قوم پر ادبار گھیر لیتا ہے روحیں خدا سے دور جا پڑتی ہیں۔ حقوق اللہ وحقوق العباد لوگوں سے جاتی رہتی ہے کتاب اللہ کو لوگ پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ انکی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے نہ چھوٹوں میں ادب رہتا ہے نہ بڑوں میں رحم نہ عزیزوں میں لحاظ رہتا ہے نہ بزرگوں میں مہربانی رہتی ہے ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لئے بھیڑئے کی طرح دوڑنے لگتے ہیں فساد۔ عناد۔ باہمی جنگ ومخالفت کی آگ خوب مشتعل ہوجاتی ہے تو انکی بگڑی حالت کو سنوارنے۔ برائیوں کو دفع کرکے ان میں وحدت کی روح پھونکنے دین کی راہ پر چلانے۔ دین کے ساتھ شوق وذوق پیدا کرنے اسکی راہ میں قربان ہونے اسکے علاوہ اور ضروری امور کے متعلق توجہ دلانے کے واسطے خداتعالیٰ کوئی سامان مہیا کرتا ہے اور کسی ایسے وجود کو اس اصلاح طلب قوم میں امام بناکر بھیجتا ہے جو اپنے اخلاق فاضلہ حسن عقیدت۔ تقوی۔ قوت ایمانی صبر واستقامت کا نمونہ دکھا کر لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی رحمت ورحمانیت وربوبیت عامہ کو تسلیم کرنے اس کے پاک کلام پر ایمان لانے اور اس کے احکامات کو ماننے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خداتعالیٰ رب ہے یعنی کائنات عالم کے سارے مکونات کی ہر قسم کی تربیت وہی کرتا ہے مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیا کو اور اُن کے بعد ائمہ و مجددین کو مبعوث فرماکر اصلاح کرتا ہے پس ایسے وقت میں کہ جب مسلمانوں کی کشتی سخت گرداب میں پڑ گئی ہے اور قوم کا جہاز گویا غرق ہونیکو ہے آیا اوس نے اپنی رحمانیت وربوبیت کے رو سے اور اپنے ان وعدوں کے رو سے جو اس نے اپنے کلام میں فرمائے ہیں کسی امام کو اصلاح امت کے غرض سے بھیجا ہے یا نہیں اگر بھیجا تو وہ کون ہے؟ باقی آیندہ

راقم۔ ابو الفتح بہاگلپوری احمدی (از الہ آباد)

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

میں دو اشاعتوں میں چکڑالوی راستبازی کا نمونہ ان واقعات کو پیش کرکے جو شیخ محمد چٹو صاحب نے شائع کئے ہیں دکھلا چکا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ اصل واقعات کو شائع کردوں۔ مگر اتنا میں اور کہنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب کے اس سفر کی غرض تلاش حق ہرگز نہیں تھی ورنہ اس پیرانہ سالی میں اور ایسی حالت میں کہ اب

انہیں کوئی کام بقول انکے نہیں یہہ ضروری تہا کہ وہ ایک عرصہ تک یہاں رہتے اور فائدہ اٹھاتے - علاوہ بریں خود انہوں نے لکہدیا ہے کہ وہ بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کے آئے تہے - مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ طلب حق کیلئے سفر کرنے کی اس پیر فرتوت کو پہلے ہی سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی بلکہ میں احمدی قوم اور مسلمان پبلک کے حافظہ کو ایک خاص واقعہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور جہانتک میرا علم ہے وہ صحیح واقعہ ہے اگر غلط ہی تو شیخ محمد چٹو صاحب اسکی تردید کریں دسمبر ۱۹۰۳ء میں جبکہ شیخ محمد چٹو صاحب اہلحدیث تہے اور چکڑالوی کا خرقہ خلافت آپ کو نہیں ملا تہا انہیں ایام میں شیخصاحب کے داماد مولوی رحیم بخش صاحب چینیاں والی مسجد کے امام تہے -

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تعطیلات دسمبر پر احباب کو جمع ہونے کے لئے اعلان کیا گیا - شیخصاحب نے داماد صاحب سے جہٹ فتوی لیا کہ ایسے جلسہ پر جانا اور سفر کرنا کیا ہے - وغیرہ وغیرہ خسر صاحب مستفتی تہے اور داماد صاحب مفتی جو فتوی ایسی حالت میں شیخ صاحب کو بکار تہا مل گیا اور انہوں نے اس سفر کو معصیت - بدعت وغیرہ لکہدیا لیکن جب حضرت اقدسؑ نے اس فتوی کی حقیقت کہولی اور قیامت کی نشانی والا اعلان شائع کیا اور مفتی صاحب کے اخراجات سفر دینے کے وعدہ پر قادیان بلایا تو پچیس ہزار روپیہ وقف کرنے والے شیخصاحب طالب حق اور انکے داماد صاحب خدا جانے کس گوشہ میں دبک رہے اس واقعہ کے بیان کرنے سے میری غرض یہہ ہے کہ نا معلوم ہو جاوے کہ آپکی طلب حق کا دعوی کہانتک راستی پر مبنی ہے مجھے شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی افسوس آتا ہے کہ انہوں نے اپنی باگ ایک نوجوان سیاح کے ہاتھ میں دیدی اور انہوں نے رسالہ کے ذریعہ شیخصاحب کو ایسے پیرایہ میں پیش کیا جسے پڑہ کر وہ خود ہی شرمندہ ہوتے ہونگے کہ کیا ایسے پیر فرتوت کی متانت اور ثقاہت کا یہی تقاضا تہا کہ وہ بازاری اصطلاحوں میں کلام کرے انا للہ وانا الیہ راجعون -

اب ناظرین کو میں اصل واقعات سنانا چاہتا ہوں -

۲۰ - اکتوبر ۱۹۰۶ء کی صبح کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہہ معلوم کرکے کہ لاہور سے شیخ محمد چٹو آئے ہیں اور احباب بہی آئے ہیں محض اپنے خلق عظیم کی بنا پر باہر نکلے - غرض یہہ تہی کہ باہر سیر کو نکلیں گے احباب سے ملاقات کی تقریب ہوگی -

چونکہ پہلے سے لوگوں کو معلوم ہوگیا تہا کہ حضرت اقدسؑ باہر تشریف لائینگے اسلئے اکثر احباب چہوٹی مسجد میں موجود تہے اور میں خود بہی موجود تہا - جب حضرت اقدس اپنے دروازہ سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے - آپؑ نے شیخصاحب کی طرف دیکہکر بعد سلام مسنون فرمایا -

حضرت اقدسؑ - آپ اچہی طرح سے ہیں آپ تو ہمارے پرانے ملنے والوں میں ہیں

بابا چٹو - شکر ہے -

حضرت اقدسؑ (حکیم محمد حسین قریشی کو مخاطب کرکے) یہہ آپ کا فرض ہے کہ انکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو انکے کہانے اور ٹہرنے کا پورا انتظام کردو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کردو کہ انکے کہانے کے لئے جو مناسب ہو اور یہہ پسند کریں وہ طیار کرے -

حکیم محمد حسین - بہت اچہا حضور انشاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی

حضرت اقدسؑ (بابا چٹو کو خطاب کرکے) آپ تو مسافر ہیں روزہ تو نہیں رکہا ہوگا؟

بابا چٹو نہیں مجہے تو روزہ ہے میں نے رکہہ لیا ہے -

حضرت اقدسؑ اصل بات یہہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا ہی تقوی ہے خدا تعالے نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکہنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اسلئے اس حکم پر بہی تو عمل رکہنا چاہئیے میں نے پڑہا ہے کہ اکثر اکابر اسطرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکہتا ہے تو یہہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اوسکی اطاعت کی جاوے - اور اپنی طرف سے اسپر حاشیہ نہ چڑہایا جاوے - اس نے تو یہی حکم دیا ہے

مَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکہتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بہی میری طبیعت اچہی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکہا - چلنے پہرنے سے بیماری میں کچہہ کمی ہوتی ہے اسلئے باہر جاؤنگا کیا آپ بہی چلیں گے؟

بابا چٹو نہیں میں تو نہیں جا سکتا آپ ہو آئیں - یہہ حکم تو بے شک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پہر کیوں روزہ نہ رکہا جاوے -

حضرت اقدسؑ یہہ تو آپکی اپنی رائے ہے قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا - اب آپ بہت بوڑہے ہوگئے ہیں - زندگی کا اعتبار کچہہ نہیں انسان کو وہ رہ اختیار کرنی چاہئیے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے - اور صراط مستقیم ملجاوے

بابا چٹو میں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچہہ فائدہ اوٹہاؤں اگر یہہ راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مر جاویں

حضرت اقدسؑ ہاں یہہ بہت عمدہ بات ہے میں تہوڑی دور ہو آؤں آپ آرام کریں (یہہ کہکر حضرت اقدسؑ سیر کو تشریف لیگئے اور جلدی واپس تشریف لے آئے - م)

پہر قبل ظہر حضرت اقدسؑ احباب کی خاطر باہر تشریف لائے تہے پہلے خواجہ صاحب نے محض نفعاً للہ دو بہائیوں کی باہم کشیدگی کا ذکر کیا جسپر حضرت اقدسؑ نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو بالکل تتمہ کے الحکم میں چہپ چکی ہے اس تقریر کے دوران ہی میں شیخصاحب بہی تشریف لے آئے اور جب حضرت اقدس کو اپنی طرف متوجہ پایا تو پہر آپ سے سلسلہ کلام شروع کیا وہ مکالمہ درج ذیل ہے

بابا چٹو قرآن سے اپنا دعوی پیش کریں (ایک اہل قرآن کے منہ سے قرآن کریم کا لفظ جس قسم کی اجنبیت سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ ناظرین کے خاص نوٹس کے قابل ہے ایڈیٹر)

حضرت اقدسؑ میرا دعوی انہیں دلائل سے ثابت ہے جن سے قرآن شریف خدا تعالے کا کلام ثابت ہوتا ہے - لیکن پہلے آپ یہہ بتائیں کہ آپ نے قرآن شریف کو کیوں مانا ہے؟ جو طریق آپ پیش کریں گے اسی طرح پر میرا دعوی ثابت ہو جائیگا -

بابا چٹو قرآن کو تو اسی طرح مانا ہے جسطرح خدا کو مانا ہے -

حضرت اقدسؑ - آخر وہ صورت ہی تو آپ بتائیں کہ کسطرح مانا ہے؟ خدا تعالیٰ کو اپنی قدرتوں سے شناخت ہوا ہے مگر قرآن شریف کے ماننے کے وجوہات آپکے پاس کیا ہیں نرا زبان سے کہدینا کہ میں ایک

خدا تعالیٰ کا کلام مانتا ہوں دوسرے کی تسلی کا موجب تو نہیں ہوا کرتا
ہر نبی اور رسول جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا کرتا ہے
وہ بھی اپنے صدق دعوے کے دلائل اور نشانات رکھا کرتا ہے
تو بھی اگر ایسے کہنے ہی پر ماننے والے ہوں تو پھر دلائل کیوں پوچھیں
اسلئے دلائل ہوتے ہیں مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ لوگ نری
منقولی باتوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ انکی سچائی
کے لئے انکی تائید میں خارق عادت نشانات ظاہر فرماتا ہے
پھر ان نشانات سے بھی فائدہ اٹھانے والے سب نہیں ہوتے۔
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے دلائل کچھ تھوڑے سے تھے؟
مگر پھر بھی یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ)
جھوٹا کہدیا۔ انکی تو کتابوں میں بھی آپ کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اسی
طرح پر میری سچائی ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے اصل اور
آسان راہ وہی ہے جو آپ ان دلائل کو پیش کریں جن سے آپنے
قرآن شریف کو قبول کیا ہے (حضرت حجۃ اللہ اس طرز پر کلام
فرما رہے تھے کہ باباچٹو نے اپنی عمر اور آداب مجلس کا کچھ بھی لحاظ
نہ کرکے آپ کا قطع کلام کیا اور درمیان ہی میں بول اٹھے کہ

مجھے یہی علم ہو چکا کہ سب نبیوں پر قرآن نازل ہوا تھا

تعجب کی بات ہے کہ سوال کچھ اور ہے حضرت اقدس ایک اصل
مستحکم پیش فرما رہے ہیں اور آپ کچھ اور ہی جواب دیتے ہیں
سخن فہمی جناب والا معلوم! (ایڈیٹر)

حضرت اقدس - اب آپ نے ایک اور دعوی کر دیا۔ اچھا
آپ یہ تو بتائیں کہ کوئی دعوی بلا دلیل تو نہیں ہوا کرتا۔ آپ یہ
امر ثابت کریں کہ یہودی جو اسوقت موجود ہیں وہ توریت کا درس
کرتے ہیں یا قرآن شریف کا - اور قرآن شریف انپر توریت کے
ذریعہ اتمام حجت کرتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی عیسائیوں کے
پاس انجیل موجود ہے کیا وہ اس انجیل کو پڑھتے ہیں یا قرآن
شریف کو؟ آپکے اس دعوی کا کیا مطلب ہے اور اسکا کیا ثبوت
ہے؟ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس توریت اور انجیل کے
سوا یہ قرآن ہی تھا؟

باباچٹو - نہیں انکے پاس تو قرآن تو نہ تھا مگر نماز - روزہ - حج
زکوۃ وہ بھی کرتے تھے -

حضرت اقدس پھر کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ انپر بھی قرآن شریف
(اتر)ا تھا - یہ تو سچ ہے کہ بعض احکام مشترکہ چلے آئے ہیں اور بعض احکام
ایسے ہوتے ہیں کہ ایک اُمت اور قوم کے لئے خاص ہوتے ہیں جیسے
یہودیوں میں اونٹ کا گوشت کھانا یا بیت المقدس کی طرف منہ کرکے
نماز پڑھنا اور بھی بہت سے احکام ایسے دونوں قوموں میں ہیں جو
انکے لئے مخصوص تھے - انبیا علیہ السلام کی تعلیم **وقت اور موقع**
کے حسب حال ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
چونکہ ہر قسم کے **فساد** کمال تک پہنچ چکے تھے - اسلئے انکی اصلاح
کے لئے جو تعلیم دی گئی وہ **کامل** تھی یہی وجہ ہے کہ **خاتم الکتب**
قرآن مجید نازل ہوا - اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی حضرت اقدس اس موقع
پر بھی لمبی تقریر کرنا چاہتے تھے مگر افسوس **باباچٹو** کی جلد بازی نے پھر
انہیں قطع کلام پر دلیر کر دیا اور جھٹ بول اٹھے کہ

میں چاہتا ہوں کہ بیعت سے محروم نہ ہوں

(اس اثنا میں جو لوگ وہاں موجود تھے وہ حلفاً کہہ سکتے ہیں سید محمد یوسف صاحب
اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور وہ جزے درشکم من ہے پیچید و بیرون
نمے آید کا زبان حال سے اظہار کرتے تھے ایڈیٹر)

حضرت اقدس یہ تو خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ جسکو چاہے
ہدایت دے - یہ میرا کام نہیں ہاں میں اپنی **سچائی** کا ثبوت دے سکتا
ہوں اور ایسا ثبوت دے سکتا ہوں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو -
اور جسکی نظیر پہلے انبیاء اور مرسلین کے سوا نہ ملتی ہو -

باباچٹو ہاں ٹھیک ہے -

حضرت اقدس پھر قصہ مختصر ہے -

یہ جملہ بالطبع چاہتا ہے کہ حضرت اقدس اب اپنے ثبوت دعوی پر دلائل
بیان کریں مگر سید محمد یوسف صاحب جو چیز اندر ہی اندر دکھ دے رہی
تھی وہ باہر نکلے بغیر رہ نہیں سکتی تھی - اور انکا مقصد یہ معلوم ہوتا کہ انکے
جبہ و دستار کی فضیلت جاتی رہیگی، اگر اس موقع پر انہوں نے
کلام نہ کیا اسلئے وہ بے اختیار ہو کر بولے -

باباصاحب آپ کا سوال نہیں سمجھے میں جواب دیتا ہوں -
اسپر باباچٹو نے کہا کہ ہاں مولوی صاحب بیان کریں گے اس لئے حضرت
اقدس نے فرمایا کہ انکو اختیار ہے کہ یہ بیان کریں - باقی آئندہ

ڈائری

(۲۷ - جنوری)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع احباب بوقت صبح باہر سیر کو
تشریف لیگئے راستہ میں آریوں کے تعصب اور اُن نشانات بینات الٰہی کا ذکر
ہوا جو خدا تعالیٰ نے انکو دکھائے اور پھر بھی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔
سلسلہ کے ساتھ مصری لوگوں کی دلچسپی و توجہ کا ذکر ہوا کہ وہ لوگ حضور
کی تصانیف چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عربی کتابوں کی کثیر تعداد انکو
ارسال کیجاوے - تھوڑے دور گئے تھے کہ حضرت اقدس کو طبیعت میں
ناسازی معلوم ہوئی اور واپس لوٹ آئے -
واپس آتے ہوئے کتاب صحیح بخاری کا ذکر ہوا کہ اب بہت سستی ہو گئی ہے
ایک زمانہ میں صدہا روپیہ سے نہ ملتی تھی اور آجکل صحیح بخاری مصر کی
چھپی ہوئی اڑہائی روپیہ سے مل سکتی ہے -
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بخاری والے نے وفات
مسیح پر زبردست دلائل پیش کئے ہیں - متوفیک کے معنی ممیتک کے لکھے
اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ بطور تنظاہر آیات وفات مسیح کیلئے آیت

٭ فٹ نوٹ اس جگہ شاید کوئی یہ سوال کرے کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں
جو کوئی دلیل نہیں پوچھتے ہیں جیسے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
مجرد دعوی کو سنتے ہی تسلیم کر لیا - اصل بات یہ ہے کہ یہ فطرت کی اعلی
درجہ کی پاکیزگی اور محبت یہ **صدق** کی دلیل ہے لیکن اسمیں بھی مامور کی
سچائی کی دلیل ضرور ہوتی ہے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق کیلئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی راستبازی اور آپ کی بے لوث اور مطہر زندگی کیا کم دلیل تھی؟
وہ خوب جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے کس قسم کی
بے عیب زندگی بسر کر رہے تھے اور قوم و قبیلہ میں مسلّم راستباز
اور امین تھے - پھر جس شخص نے کبھی کسی انسان پر افترا
نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ تعالیٰ پر کیونکر افترا کر سکتا
ہے؟ پس اگرچہ یہ سچ ہے کہ صدیق اکبر نے کوئی دلیل نبوت
نہیں پوچھی مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ آنحضرت کے وجود
با وجود میں آیات اللہ دیکھتے اور یقین کرتے تھے اور آپکے پاس جالس
(ت)مام واقعات بطور دلائل موجود تھے - ایڈیٹر

مہاجب جلہ جلد دبیہ ...... [illegible] تک اسلی

[illegible] کا نام نہ لیں ...... مرکب [illegible] دلعزیز ثابت ہو چکا

یاقوت مروارید مرجان لیشب کہربا کستوری زعفران وغیرہ وغیرہ کا مشہور بہ دلعزیز مرکب

کروڑوں کی ایک لطیف غذا ...... دونوں میں ...... زندگی ...... کی طرح

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

خوراک ...... دماشہ

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ

قیمت	قیمت	قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ	فی ڈبیہ تین تیرہ روپیہ	ایک درجن ......

مفرح عنبری

میں خداتعالیٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ اور بہتیرے اشتہار یونہی نذر کئے ہیں خداکے کرم وفضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں ۔

مفرح عنبری

جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا اولین ...... یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک ...... منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ ایسا سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری اور ...... تیز وروشن ہو جاتے ہیں ...... [illegible]

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترکیبات وجواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض ...... [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری

[illegible] ...... اعصاب ...... [illegible]

مفرح عنبری وہ عجیب وغریب مرکب ہے جس کے استعمال سے ...... کو ...... طاقت ...... عصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر ...... سرور ...... سرخ و پر نور ہو جاتا ہے —

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جو ...... اسلئے امیروں ...... رئیسوں ، جاگیرداروں ، ججوں ، وکیلوں ، تحصیلداروں ، منصفوں ، مدرسوں ، پولیس و فوجی عہدہ داروں اور باالخصوص طلباء کے لئے ...... کھائی اور کھلائی ۔

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر

عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیرا گڈہ ضلع لاسپور ۔ عنایتنامہ آپکے ...... صاحب ۔

سلام مسنون آپسے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیرا گڈہ نے منگائی تھی آپکی مجرب ...... مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ احمد خان صاحب موصوف نام ...... بذریعہ ...... ویلیو بہ پل روانہ فرمائیے دستخط سید بخش پرائیویٹ سکرٹری ۔

عالیجناب خان بہادر محمد عبد الحمید خان صاحب

رئیس اعظم بدرستی تحریر فرماتے ہیں

مفرح عنبری کی ...... [illegible]

عالیجناب ...... شاہ صاحب تعلقہ دار

[illegible]

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر رئیس ......

[illegible]

اسیطرح سینکڑوں عام ...... مفرح عنبری ......

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

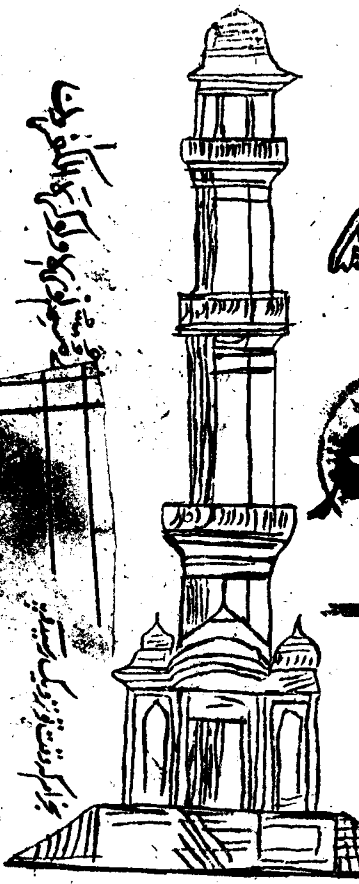
الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر بتے ۱۲ غیر خواص والوں سے ۱۰ اپنی جماعت کے بعض مستطیع یس معیتہ سے کم اسی والے لوگوں سے ۳

نمبر ۶ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ — جلد ۱۱



الہامات

۱۵ فروری ۱۹۰۷ء — ۱۔ خدا نے اس بندہ پر رحم کیا ہے۔ ۲۔ ۳۔ رحمۃ اللہ ترجمہ۔ خدا نے مجھ پر رحم کیا ہے۔ ۳۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ ترجمہ۔ بیشک تو ہی بلند ہے۔ ۴۔ امید بھاری۔ ۵۔ ایک مکان میں خیر و عافیت ۶۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ ترجمہ۔ بیشک خدا نیکوں کے ساتھ ہے۔

۷۔ اَنْتَ مِنَ الْاَبْرَارِ۔ تمام دنیا میں سے نیک [illegible]

۸۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گڑھا قبر کے اندازہ کی مانند ہے اور ہمیں معلوم ہوا کہ اس میں ایک سانپ ہے اور [illegible] خیال آیا کہ وہ سانپ گڑھے میں سے نکل کر [illegible] بھاگ گیا ہے اس خیال سے [illegible] میں نے دیکھا تو اس کے قدم رکھنے کے وقت [illegible] میں ہے اور اس سانپ نے حرکت کی اور پھر سانپ [illegible] نکلنا شروع کیا [illegible] باہر کی طرف بھاگنے لگا [illegible] اژدہا ہے اور اس کی چھوٹی ٹانگیں ہیں۔ ایک ٹانگ [illegible] اس قدر موٹی ہے جیسے [illegible] کی ٹانگ [illegible] اس سانپ کی طرف دوڑے اور ایک چاقو سے اس [illegible] وہ اژدہا مکان کی دوسری طرف [illegible] اور [illegible] طرف [illegible] ہاتھ میں ایک چاقو تھا۔ میں نے بڑی ٹانگ اس اژدہا کی اس چاقو سے کاٹ دی بہت آسانی سے کٹ گئی جیسے مولی یا گاجر۔ اور بہت کچھ پانی زہریلہ اس سانپ کا چاقو کے ساتھ آلودہ رہ گیا میں نے اس چاقو کو ایک آگ میں جو قریب ہی سلگ رہی تھی ڈال دیا اور اس سے بڑی بدبو آئی سو مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے زہر سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ مگر کوئی نقصان نہ پہنچا۔ بہر حال اس اژدہا کا کام تمام کر دیا۔ اور پھر ہم تینوں اس مکان سے جب باہر آئے۔ تو ڈاکٹر عبد اللہ سامنے آتے نظر آئے۔ جب قریب پہنچے تو مسکرا کر کہنے لگے۔ کہ تار آئی ہے کہ دو پل ٹوٹ گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ کون کون سا پل اور کس کس مقام کا پل ٹوٹا ہے انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ دو پل جو ٹوٹے ہیں وہ پنجاب کے پل ہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔

۹۔ الْعِیدُ الْاٰخَرُ تَنَالُ مِنْہُ فَتْحًا عَظِیمًا۔ ترجمہ۔ ایک اور عید ہے [illegible] ایک بڑی فتح پائیگا۔

۱۰۔ زندگی کا آرام ہو جانا پہلی زندگی ہے۔

۱۶ فروری ۱۹۰۷ء

۱۔ ذَرْنِی اَقْتُلْ مَنْ آذَاکَ۔ اِنَّ الْعَذَابَ مُرَبَّعٌ وَمُدَوَّرٌ۔ ترجمہ۔ مجھے چھوڑ دے تا میں اس شخص کو قتل کر دوں جو تجھے ایذا دیتا ہے۔ دشمنوں کیلئے عذاب چہار طرف سے ہے اور ارد گرد سے گھیرے ہوئے ہیں۔

۲۔ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَہْرَکَ۔ لَکَ رَحْمَۃٌ۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی تھی۔ تیرے لئے ایک رحمت ہے۔

۱۷ فروری ۱۹۰۷ء — ۱۔ ایک اور خوشخبری

۲۔ نُثْنِی عَلَیْکَ۔ اَلْخَیْرُ وَالْبَرَکَۃُ۔ ترجمہ ہم تیری ثنا کرتے ہیں خیر اور برکت

۳۔ آسمان ٹوٹ پڑا ستارا۔ کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ ؎

؎ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دہشت ناک آسمانی امر ہے اور محاورہ عرب میں آسمان سے مراد بادل بھی ہوتا ہے مگر ہم کسی خاص پہلو پر زور نہیں دے سکتے کہ کیا مراد ہے۔

٭ فرمایا۔ یہ فقرہ اللہ تعالیٰ کے نہایت فضل اور احسان اور رحمت کو ظاہر کرتا ہے۔ توریت میں ایسا ہی ایک فقرہ حضرت موسیٰ کے متعلق ہے۔

ایک ہفتہ تک ایک بھی نہ رہیگا۔ اس کی تشریح نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہفتہ سے مراد کتنی مدت ہو۔ مَتٰی وَالَّذِیْ اَسْعَدَکَ۔ ترجمہ تیری سی زیادہ کون سعادت مند و کامیاب ہے۔

رقیمۂ نیاز بحضور اعلیحضرت امیر کابل بالقابہ

جناب والا۔ خاکسار محض ابتغاءً لوجہ اللہ بذریعۂ توجہ بندگان ہمایون بوس بلند مرتبہ ہذا در اظہار چند امور و ... می دارد کہ من بندہ را بر نگارش این گذارش ازان واقعات و واردات جرأت و جسارت دست داد دستیکہ در حین سیاحت ہندوستان از مخاطبات و مکالمات جناب مخامت ظاہر و باہر گردیدہ و این حریت و امنیت کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ محض بکرم عمیم و فضل فخیم رعایائے قیصریہ را در تحت ظل تاج برطانیہ عطا فرمودہ حوصلہ ام را افزودہ۔ بالیقین مے دانم تاجدار دولت خداداد را خاطر نشین باشد کہ اسلام از فضل ذوالجلال والاکرام آن مذہب طیب است کہ در دمیدن روح حریت و صاف گوئی بطبائع متبعین مخلصین دستگاہ خاص بل اختصاص می دارد ہم ازین جہت بود کہ اعراب بادیہ حتی عجائز عجزہ در بارگاہ معدلت پناہ خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین از گفتن کلمۃ الحق ہیچ بیم و ہراس و خوف و سواس نمی داشتند و حضرت خلفا باوجود ابہت و شوکت کہ لازمۂ حکومت و سلطنت است از قبول حرف حق گردن تسلیم خم نمودہ صفائی طینت و حسن طویت را ثبوت می دادند۔

ازانگاہ سریر آرائے کابل با جرائے محمود غزنوی انار اللہ برہانہ نیز مخفی نباشد کہ آن شاہنشاہ جنت آرامگاہ را در دادرسی عجوزۂ عاجزہ کہ فرزند جگر پیوندش را فریق قطاع الطریق بیدریغ زیر تیغ کشیدند پیش آمد۔ مع القصہ صد ہزار نظائر ازین قبیل از عہد میمنت مہد خلفائے کرام و سلاطین عظام ثبت جرائد تواریخ و یادگار اہل روزگار است چندان بعید رفتن ضرورت ندارد و خود ما مردم زیر سایۂ گیران پایہ سلطنت برطانیہ (کہ خدا تعالیٰ اقبال روزافزونش کرامت کناد) آن قدر حریت و نجدت حاصل کردہ ایم کہ نسبت یک فرد اول ضبطیہ تا عمل منصبیہ قیصریہ در خیرسگالی ملکی و مالی حقوق اظہار آزادانہ خیالی را می داریم چنانچہ بر ضمیر منیر صفا تخمیر بوجہ احسن کشف این حقیقت شدہ باشد کہ حکومت ایمپیریلیہ آن خردہ گیری را کہ متعلق قوانین مجربہ و احکام نافذہ اش من جانب افراد رعایا معروض می گردد بسمع رضا اصغا نمودہ در صورت دخل بیجا اصلاح بعمل می آرد۔

بر رائے آرزو شہریار کامگار محتجب نماندہ باشد کہ امروز دربارۂ قدوم مسرت لزوم چہا افسانہ آرائے مختلفہ ہر روزہ در روزنامہای این دیار و امصار مرقوم می گردد این ہمہ اثر آن حریت است کہ ہرکس ہرچہ در دل دارد نسبت ذات و صفات بادشاہ کابل بے محابا آشکارا می سازد بدین لحاظ سیاحت ہندوستان بجہت خدام ذی احتشام خیلے بابرکت خواہد بود۔ کہ در ضمن آن متعلق اعمال و افعال خویش معیار صحیح و اندازہ درست حاصل توانند نمود ہم برائے اہالی ہند بہ نسبت کردار و اطوار خود اطلاع پیدا تواند کرد ہم بر امور یکہ در ملک افغانستان واقفیت ازان پیدا نمودن دشوار است بصیرت تام بہم رسانند زیرا کہ بالیقین دران سرزمین این چنین حریت تاہنوز صورت نبستہ و بارگاہ سلاطین از متملقین کہ عمل شان روز را شب گویند اگر شاہ روز را گوید شب است این۔ بباید گفت اینک ماہ و پروین۔ باشد خالی نباشد۔ من در روزنامہای ہندوستان حالات سیر و سیاحت اعلیحضرت مطالعہ کردہ بر شاوی مطاوی تقاریر مصلحت تقاسیر کہ وقتاً فوقتاً از زبان حقیقت ترجمان صدور یافتہ خوض دقیق و غور عمیق بجا آوردم سزاوار آنکہ وقائع نویسان بلا واسطہ کلمات حذاقت آیات مشغلۂ دل خویش کن بدست افتاد است و امارت مآب را نیز بواسطۂ آن تازہ مخاطبات بر داشتن مافی الضمیر اہالی این نواحی متعلق حرکات و سکنات ذات و صفات یک موقع نیک پیش آمدہ است ازین پیش دربارۂ خیالات سکنۂ این صفحات قیاس براعت اساس محض بر اقوال سماعیہ بطور نتائج ظنیہ مرتب شدہ باشد اما الآن اہل ہند را برائے العین دیدہ و افکار شان را بمیزان دانش بنیان سنجیدہ رائے مملکت آرائے بر مشاہدات و معاینات مبنی خواہد بود۔

من برائے باور نمودن این سخن ہمہ تن آمادہ ام کہ زیبندۂ تاج و تخت افغانی درین ملک تشریف ارزانی داشتہ روشنی را کہ بجمل آوردہ در محافل سیاسی یک بحث دقیق و کاوش انیق پیدا کردہ است و کار ہر فرد بشر نیست کہ تار و پود فکر خود را بران تند یا بران رنگ زند علی ای حال نتیجہ ہذا ازان متفرع می گردد کہ شہریار کابل و قندہار درین سفر مسرت اثر در نگاہ اہل اسلام و ہنود و ترسا و یہود بجہت عزیز و محترم و صاحب تمیز بودن سعی وافر و جہد متکاثر می دارد و الحق ہمین اصول معقول را مسلم و معظم می داند کہ برائے حکمرانی و جہانبانی انسب بل اوجب است کہ در دادگستری و رعیت پروری اختلاف اصناف ملی و نحلی و مذہبی و مشربی را برطرف ساختہ طرفگیری گروہے یا انبوہے نہ نماید۔ و در تعصب تصلب نورزد۔

والا پایگاہا۔ بندہ را بر اظہار این بیان صاف معاف دارد کہ من بر تسلیم نمودن بے تعصبی حضور امارت ظہور ہیچگونہ مستعد نیستم۔ اگر چاپلوسی و تملق را نفاق نمی دانستم البتہ من ہم درین مادہ مدحت سرای یا باکسے ہمنوائی می کردم۔ اما ازانجا کہ اطاعت و ہوا خواہی سلطنت بہیۂ انگلیشیہ از روئے مذہب اسلام واجب می دانم و دانم کہ دولت سنیہ قیصریہ با حکومت قہرمانیہ افغانیہ اتحاد مخلصانہ و وداد محبانہ می دارد لہٰذا لک ہر فردے از افراد رعیت سلطنت انگلیس رنگ اورنگ کوہستان افغانستان را مہمان محترم مے انگارد و ضیف محترم مے پندارد بناءً علیہ ہذا این حقیر بہ تصور نکتہ حقیقت نمائے صداقت انتما دوست آنست کہ معایب دوست ہمچو آئینہ روبرو گوید۔ نقایص فرمان روائے امیریہ را بلا تکلف و تصلف بروز دادن فرض عین و عین فرض می داند غالباً این صدائے نخستین و ندائے اولین باشد کہ قارع صماخ می گردد مگر امید می دارم کہ مزاج وہاج از استماع حرف راست برہم نخورد بلکہ مسرور و محفوظ گردد کہ در ہندوستان جائیکہ ذخیرۂ چندین معلومات مفیدہ پیدا کردہ این یک را نیز از انجملہ شمارد۔

مرزبان افغانستان طمطراق افواج تاج انگلستان را ملاحظہ فرمودہ آن خیالات را کہ بہ نسبت سربازان نظامیہ افغانیہ برو نہادہ و صاحب منصبان عسکر خویش را بدان مخاطب و معاتب داشتہ نیز ازان ہویدا می گردد کہ درۃ التاج درانی از درک نقائص خویش بطیش نمی رود۔

بندہ اگر فردے از افراد رعایائے دولت افغانستان مے بود شاید جسارت بیان عیوب حکومت امیرے در خود نمی یافت مگر امید است کہ

دارائے ملک افغانستان را از شنیدن این حرف خیلے مسرت رو خواہد داد کہ این ہم یکے از برکات حکومت انگلیس است کہ رعیت را بلا است بیانی و بے ساختہ گوئے خوگر ساختہ۔ خیال می دارم کہ تحریر امرت بازار پتریکا از نظر شوکت اثر گذشتہ باشد کہ نسبت بیجا باج او فتادن خراج نیابت شہریار افغانستان بر خزینہ ہندوستان چگونہ آزادانہ حرف گیری نمودہ است و در ضمن آن چہا ترانہائے تلخ سرودہ شاہ والا خرگاہ از سخن او اندازہ تواند گرفت کہ حکومت امپراطوری چہ پایہ حوصلہ فراخ و گوش حق نیوش می دارد کہ از راہ خیر اندیشی حرف راست بر زبان آوردن را — خلاف آداب سلطانی و آداب قہرمانی نمی شناسد بلکہ وقعت می نہد۔

واسطنۃ الخفد قوم افغانی را ازین رودیاد موقع معلوم کردن این ادہ حاصل آمدہ است کہ ذیہم قیصرے رعایائے مملکت خویش را چہ قدر عزیز می دارد۔

ہرگاہ درین عہد بجدت مہد مردم ہند را ہمچو حریت قسمت شدہ ہیچ وجہ ندارد کہ نسبت فعلے یا عملے کہ بواسطۂ آن داغ ناقابل بر دامن خسرو کابل نشیند خردہ گیری کردہ نشود۔

مسلمانان دہلی را متعلق فرمان نمودن گاؤ نصیحتیکہ فرمودہ قطع نظر از ان کہ ساکنۂ آن بلدہ ارادہ می داشتند یا مے داشتند مرا بعض نقرات آن برعرض رسانیدن ما فی الضمیر آمادہ گردانیدہ است۔

وھو ہذا

من درین ملک بہ حیثیت یک دوست آمدہ ام و بہ حیثیت یک دوست واپس شدن می خواہم۔ آیا دوست این گروہ یا آن گروہ کسے نہ من بحیثیت جملہ گروہا و سائر فرقہ ہا درین جا وارد گشتہ ام آیا شما ندانسے دارید کہ یک گروہ خاص با من خلاف گردد در میان شما چند روز آمدہ ام و مے روم می خواہم برائے من راہ سلامتی در وسعت کشادہ بماند۔

غرض یک فقرہ ایست از غنایا تیکہ مسلمانان دہلی بدان محظوظ گشتہ اند مگر آیا جناب امیر در یاد داشتن یک ضرب المثل زبان انگلیس سعی خواہد کرد کہ ہر کہ در خوش داشتن ہمہ کس کوشش کند ہیچ یک را خوش نتواند داشت۔

تقریر مندرجہ صدر اگرچہ مجمع سیاسی حرف دل خوش کن باشد تعجب ندارد مگر محال است کہ کسے دستور العمل قرار دادہ مطابق آن رفتار کند نیک ما را است این مقولہ بان درس انجیلے کہ اگر کسے بر یک رخسار تو سیلے کشد تو رخسار دیگر را نیز بروعرض کن یلا شبہ ھذا التمثیل این تعلیم خیلے فضول و نامقبول ثابت شدہ است چہ ظاہر است کہ دول متمدنہ متنصرہ اگر بہ حیثیت نصارے بودن بر ارشاد استاد خود عمل کردندے ہر آئینہ نام و نشان شان از صفحۂ عالم بر افتادے۔

ہم بدین منوال تقریر بادشاہ کو اسلام یک فرق و برق ظاہرے در خود نمی دارد مگر نہ خود بادشاہ بران عمل تواند کرد و نہ دیگر کسے۔

تاجدار افغانستان در اثنائے تقریر خود را دارائے صلح کل و جویائے رضائے کل وانمودہ است اما بشرح صدر این سخن را نتوانند شنید کہ در ہندوستان برائے ما اصلاً بحیثیت یک دوست نتواند بود لا ریب مہمان واجب الاحترام ما است نہ ازان رو کہ بما دوست فرانمودہ بل ازان رو کہ حکومت واجب الاطاعت ما از صدق دل خیر مقدمش فرمودہ۔ لاکن خیال مندرجہ ذیل در دل داشتہ

متملقانہ نتوانم گفت کہ دوست ما است۔

و از لفظ (ما) سلسلۂ عالیہ احمدیہ را مراد می دارم یعنے سلسلہ کہ حضرۃ مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی من جانب اللہ مامور شدہ در عالم قایم کردہ است ارکان این سلسلہ کہ زیر ظل فرماندہے شاہنشاہ ہند و انگلینڈ با حریت تام و امنیت مالاکلام تبلیغ احکام اسلام می کنند حتی قیصر ہند و دیگر سلاطین و ملل متمدنہ را حضرت امام بشرح و تفصیل نہ بایجاز و اجمال دعوت دین متین فرمودہ … طلب علیہ السلام۔

… از نعمائے دنیویہ ترا نصیبے بسیار دادہ اند باید اکنون رغبت بملک آخرت کنی و سر نیاز بدرگاہ پروردگار یگانہ فرود آری کہ فراتش او گرفتن پسرے … از مشارکت شریکے برے و غنی است آن رب وحید را از دل بیرون کردہ ہمچو معبودان را اختیار می نمایے کہ چیزے را نیافریدہ اند و خود شان آفریدہ شدہ اند و اگر از اسلام تنگی و درد لت باشد من بحول و قوت خدا آمادہ ہستم کہ آیات صدق بنمایم خدا بہر حال با من است دعا ہای مرا می شنود و ندائے مرا پاسخ می گذارد و چون از روئے نصرت دعون بخواہم دست من میگرد۔ من بہ یقین می دانم کہ او در ہر موطن و میدان مرا مدد فرماید و مرا ضائع نسازد آیا مے شنود کہ ترا از خوف روز قیامت رغبت و میل بدیدن نشانہائے صدق من در دل پدید آید

اے قیصرہ! توبہ کن توبہ کن! و بشنو بشنو! خدا در ہمہ چیز ہائے تو و مال تو برکت بخشد و بر تو رحمت بخشائش نازل فرماید و اگر بعد از امتحان کذب و دروغ من پیدا شود تن بران در دہم کہ مرا بکشند و یا بردار کشند یا دست و پائے مرا از ہم ببرند و اگر صادق برآیم دیگر آرزو ندارم جز این کہ رجوع و انابت آفریدگار۔ خود آوری کہ ترا پرورد و نواختہ و ہمہ مسئولات ترا بتو مکرمت فرمودہ

اے ملکہ دولت اسلام را پیدا سلامت بجانی مسلمان شو کہ تا روز باز پسین تمتع برداری و از شر اشرار رستگار شوی تا بجور نامور ازین کلمات طیبات قیاس تواند کرد کہ چہ پایہ حریت از شاہ برطانیہ یافتہ ایم و چہ پایہ حوصلہ ما را وسعت پیدا شدہ است کہ امام ہمام این سلسلۂ عالیہ در قرن چہاردہم از جانب خدا بعثت و ماموریت یافتہ و ملقب بہ مسیح موعود مہدی مسعود گشتہ سلاطین روئے زمین را بدین متین دعوت فرمود من باز دگر میگویم کہ از لفظ (ما) ہمین سلسلہ بہیہ احمدیہ را مقصود میدارم کہ شہادت یک رکن رکین و … حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف طاب ثراہ صانحۂ ہوش ربا و واقعۂ جانگزاے عہد سطوت مہد ہمین امیر نامدار است۔

ہر محبطی میتواند کہ این چند سطور را یکبار بر خواند۔ و از طریق انصاف غور کند کہ آن جماعت کہ یک فرد واجب الاحترام رکن صادق با اخلاص آن را محض بہ جرم قائل بودن عدم جواز جہاد رجم گردانیدہ است از معدلت امیر چگونہ خشنود گردد۔ اگر شہید رشید اعلی اللہ مقامہ ملاہائے شوریدہ مزاج را تعلیم سلامت روی دادہ از ہرزہ غزا کردن باز داشت و حقیقت و اہمیت اسلام آشکار کرد آخر انصاف باید کرد کہ کدام امر شنیع را مرتکب گردید۔ حضرت امیر بانشان تواند داد کہ مانع فساد فی الارض و حقیقت نمائے تبلیغ اسلام را از روئے قرآن و حدیث تعزیر سنگساری است؟

آیا کلہ دار والا تبار از احترام صاحبزادہ با خبر نبود؟ و فات با برکاتش را

رکن اعظم دربار کابل نیست لاکن محض بر مسئله عدم جواز جهاد یک عالم با عمل و فرد اکمل را بیرحمانه از سنگ باران استخوان شکستن کار یک پادشاه صلح پسند نتواند بود۔

من با صد هزار تحسر و تاسف ظاهر میکنم که در ذبح نمودن گاوے خاطر آزاری قومے روا نداشتن و یک سید بزرگوار را رجم نموده دل چار لک نفوس کلمه گویان مجروح ساختن از معدلت گستری و صلح جوئی خیلی بعید است۔

آیا فهرمان کابل جواب تواند داد؟ که خون یک مرد صالح متقی از خون گاو هم وقعت زیاد نمیدارد۔ آه۔ اے عبد اللطیف پاک نهاد خدا بر تو نثار رحمت کناد حق امانت و دیانت بجا آوردی و مردانه بر صداقت و راستی جان فدا کردی۔ ازین جهت حیات جاودانی یافتی! هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق۔ ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما۔

اے حشمت مآب! چشم یک دنگاه فرما و عاشقان جان اسپاری آن مرد خدا را ببین چگونه سنگباری را بر خود گوارا نموده و آن همه مظالم و صعوبات را که برادر داشتی چنان بطوع و رضا گردن نهاده خدا اش بیامرزاد در زیر بارش سنگ جان را داد و ایمان را نداد۔ هیچ عبرت نگرفتی آیا ثبات و اخلاص او در پیش تو دلیل راستی کیشی او نبود؟ خود بگو۔ آخر کدام حقیقت و حقیت او را تا بهمه قدم داشت تا دنیا تا فیها را هیچ بلکه کمتر از هیچ انگاشت۔

پس اے پادشاه ذی جاه از همان جماعت که در کابل از یک غرض او نمونه شهامت دیده توقع میداری که در هندوستان زیر حکومت غیر متعصبه انگلیسیه سکونت داشته بر تقریر مصلحت آمیز تو خوش گردد و عاشاو کلا تا آن زمان که بر هر سنگریزه سنگلاخ کابل شهادت نامه مرحوم مرقوم است از هر ذرهٔ خاک آن ...... نداے "قتل مظلوماً" بسامع مجامع ملکوت خواهد رسید شاه والا جاه را لازم است که ذکر خوشنودی خلائق را پشت سر کرده فکر خوشنودی حضرت داور علی الاطلاق بکند این خیلے خطرناک ظلمے است که در دار الامارت کابل واقع گشته و عند الله جواب او بر ذمه فرمانروایے آن سرزمین است این چیزے نیست که بعلیگڈھ کالج قدم رنجه داشته در الحاق طلباے مذهب شیعه ایستاده بصورت قضایاے منطقیه بے تعصب بودن خود را ظاهر نماید و اطفال خرد سال را درین ماده با خود هم صفیر سازد۔ چون واقعات صحیحه بے تعصب بودنش را تصدیق نمی کنند۔ از عمل ثابت کن آن نوریکه در ایمان است ولی چو داوی یوسفے را راه کنعان را گزین۔ اگر گفته شود که دربار کابل نیز هنود و یهود را آزادی بخشید است شاید که بخشیده باشد لاکن ما را از ان چه فائده چون زخم سینه ما هر لحظه بصداے بلند انکار میکند۔ آیا یک مومن موحد متقی را به بیرحمی بے جرم و بے خطا سنگسار کردن و ذریتش را ناکرده گناه بصد خواری و رسوائی و اشکباری از وطن راندن همین ثبوت بے تعصبی است؟ با وجود این واقعات مسلمه محض یک حکم امتناعی متعلق ذبح گاو اهل هنود را چگونه خوشنود میسازد؟۔ (هرگاه درین جز و زمان در ضمن مخابرات و ملکیته تصدیق شده است که شاه کابل نسبت ممانعت ذبح گاو مقابل سند علماے مسلمانان دهلی تنفر موده یا خالصاً تالیف قلوب هنود منظور بوده۔ چنانچه یک جریدهٔ آریه سماج نسبت تقریر حضرت امیر می نگارد که متکلم معظم باین کلام محبت التیام اراده تسخیر هندوستان ندارد که اگر۔ واقعه شهادت مولانا عبد اللطیف برد الله مضجعه خیلے دل گداز صدمه ایست که بر جان ما وارد آمده۔ اما ازین جهته خیلے ممنون و رقت هستیم که معظم مبرور درین معامله تعلقات ما مردم را با حکومت قیصریه صاف ساخته برائے تاج برطانیه از جانب سلسله عالیه احمدیه یک خدمت نمایان بجا آورده است جزاه الله منا عزاً و حسنا اگر چند اطفال علی گڈهه کالج برائے چندے مرزبان کوهستان را

فارائے صلح کل بدانند و انسته باشند۔ الا چار لک نفوس جگر قائم کردن الزام تعصب بر فاتش مثبوت قوی با خود میدارند۔ سلطان ممدوح هم در اثناے تقریر طلباے مذهب شیعه را فرموده است که روافض را هرگز در شان صحابه کرام اجازت سب و شتم نمیدهم اگر این فعل مبنی بر تعصب باشد بلا شبهه بخت متعصب هستم۔ سگویا! ازین کلمه اهل سنن را خوش ساختن اراده کرده است شاید که ایشان نیز خوش شوند۔ مگر بادشاه را یک حکومت غیر متعصب نشان میدهم که بحمد الله زیر سایه عاطفت خود بدان مقابله ما را حریت سرامت کرده است که شاید در شگمان خدیو کابل هم نگذشته باشد که در اثناے مناظرت مذهبی از راه هوا خواهی و خیر اندیشی میگویم چرا یک انسان مرده را پرستش میکند۔ و پرستش انسان متوفی را اجراے تحرک نمیدهد سگ هزار آفرین است برین حکومت غیر متعصب که با نهایت صبر و تحمل این حرفها را می شنود و هیچ اعتراضات را نسبت شخصیکه او را پور خدا و خدا میدانند اجازت میدهد۔ حالانکه چندین هزار انبیا و رسل صلواة الله علیهم و علے نبینا شربت ممات چشیده اند که حکومت کابل نیز بان اعتقاد میدارد مگر با وجود نص صریح متعلق وفات مسیح اجازت لب کشودن نمے دهد حالا قیاس باید کرد که کدام یک غیر متعصب است سلطنت امپراطوری یا حکومت امیری؟ سید المرسلین را مرده در تیغ را برخلاف نص فرقانی زنده [illegible] عجب مسلمانی است خاک هندوستان هم عجب تاثیر دامنگیر میدارد که سلطان فهرمان افغانستان در دار الامن هندوستان نزول اجلال نموده خلاف عادت بالوفه بے تعصبی خویش را بروز میدهد همانا از یادش بدر رفته هنوز چند سال نگذشته که در همین ماه جنوری سنه ۱۹۰۴ء اخبار آریه گزٹ نگاشته بود امیر کابل دو نفر مریدان میرزاے قادیانی را به نهایت اذیت هلاک ساخته۔ و در ضمن آن نوشته بود که امیر صاحب بمشوره ملا ها اهل هنود را اکراه در پے مسلمان نمودن است۔

حالا این واقعات بادشاه افاغنه بر بال تقریر خود نظر فرماید

اگر چه بنده هیچ حقے ندارد نسبت مراقبانیکه شاه صوفی مشرب بر مزارات اولیاے کبار نموده است حرف گیری کند بکن که فرقه اهل حدیث الزام گور پرستی قایم نماید۔ مگر من درین مقام این قدر بعرض میرسانم اگر زیارت قبور براے اصلاح نفس و حصول عبرت باشد مضائقه ندارد الا سوال این است که آیا ازین طرز عمل تزکیه نفس و تصفیه قلب هم حاصل می گردد یا نه؟

العظیته بعد از یک طرف هز مجسٹی به تقلید شاهان یورپ ثبوت صاحب خیالات آزادانه و داراے طبیعت فیلسوفانه بودن میدهد و در کارگاه کانپور برش باهنوت صاف کن موے خوک را بدست مبارک میمالد۔ و از جانب دیگر کتب دینیه و اسلامیه ما را که در حقیقت و حقیت مذهب اسلام و قرآن کریم و نبوت رسالت و فضیلت سرور کائنات صلعم مو بموجات صلی الله علیه و سلم تصنیف کردهٔ حضرت امام علیه السلام است دست رسانیدن گناه بزرگ میدانند۔ یقین من است اگر بادشاه به نظر تحقیق و فکر عمیق آن کتب را مطالعه میکرد هرگز دست بخون سید عبد اللطیف نمے آلود۔

در علیگڈهه کالج از استماع آیات قرآنیه اشک بر رخسار مبارک افشاندن و بر عرض کنندهٔ قرآن صاحبزاده عبد اللطیف سنگ پرانیدن عجیب مسلمانی و عدالت نوشیروانی است۔

من مخلصانہ حرف راست بے کم و کاست بعرض رسانیدہ ام میدانم باتخریر من چہ سلوک کردہ آید۔ شکر خدا بجامی آرم و فخر رعیت انگلیس بودن میدارم اگر فی الحقیقۃ بادشاہ حریت پسند و خیالات صادقانہ راقدردان است از تحریر فقیر خوشوقت گردد و داند از خوشامد گویان خردہ گیران دولت خواہ تراند۔

بالاخر بانہایت انکسار در خدمت شہریار کامگار التماس میدارم بہ طفیل ہمان بے تعصبی و آزادانہ خیالی کہ درضمن تقاریر ذکر آن فرمودہ و در سیاحت خویش ثبوت آن دادہ این عریضہ راملاحظہ فرمودہ از برائے یک دقیقہ برابستر وحدت استراحت نمودہ تفکر فرماید کہ مضمون تقریر ولیپتیر با واقعۂ شہادت میر عبداللطیف چہ قدر مطابقت میدارد قبل از اختتام عریضہ میخواہم یک حرف دیگر معروض دارم سلطنت پناہ غور فرماید شہید مرحوم مادہ راکہ در طبع رعایائے افغانستان پیدا کردن میخواست چہ قدر باعث استحکام تعلقات امیری و امپراطوری بود اگر خیالات ہرزۂ جہاد و فساد از سر افاغنۂ شوریدہ مزاج بدر میگشت و حقیقت امنیت بران گردہ منکشف میشد امنیکہ بر سر سرحدات افغانستان و ہندوستان قائم میگردید ند انظار دولتین خیلے قابل قدر مے بود۔

حضرت حق سبحانہ تعالےٰ شانہ بادشاہ معدلت پناہ را توفیق رفیق گرداناد تا بخلوص از تعصب فارغ دل بودہ بر امور معروضہ خوض فرماید۔

بندہ بدین خیال کہ عریضہ ہذا ازنگاہ اشرف امجد بگذرد جریدۂ خود را مملو از گذارش واجبی شائع ساختم تا از حالات سلسلۂ عالیہ احمدیہ خدام والا مقام را آگاہی کما ہی دست دہد

والسلام علی من اتبع الھدے

خیر خواہ حقیقی
مدیر الحکم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم بدین از دارِ دنیا بگذریم

آن کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و باجان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و از خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاء است

یک قدم دوری از آن عالی جناب
نزد ما کفر است خسران و تباب

استفسار اور اُن کی جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مولوی صاحب نے آپ کا خط مجھے بنا بر جواب دیا ہے سو اس کا جواب حسب ذیل عرض ہے۔

سوال اول حرم علیہ الجنۃ وماویہ النار۔ اور حدیث میں ہے کہ دوزخ ایک دن خالی ہو جائیگا۔ اِن میں تطبیق کس طرح ہے۔

جواب۔ اول تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اھل الجنۃ و اھل النار کے دوام کے متعلق الگ الگ زمانہ بیان فرمایا ہے۔ اہل النار کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ پھر فرمایا النار مثوٰکم خالدین فیھا الا ما شاء اللہ یعنے دوزخی دوزخ میں رہینگے مگر تیرا رب انجام کار اپنی ربوبیت کر کر دوزخ سے نکال دیگا کیونکہ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے یہاں الا ما شاء کے ساتھ لفظ رب کا لگایا جو ادنےٰ سے اعلیٰ تک پہنچانے والا ہے اور دوسری جگہ ما شاء اللہ فرمایا اور لفظ اللہ کی اصول اور امہات اسمائے حسنیٰ کا جامع ہے رحمٰن رحیم مالک ہیں جو سب کے سب رحم پر دلالت کرتے ہیں نیز اللہ کے ساتھ پہلا لفظ رب ہی ہے جس کا فیضان اعم ہے۔ اور اہل جنت کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ یعنے اہل جنت کے عطا غیر منقطع ہونگے مگر اہل النار کے لئے عذاب غیر منقطع کا لفظ کہیں بھی نہیں قرآن مجید میں نہ حدیث میں۔

دوسرا جب مسئلہ دینی کی سمجھ نہ آوے اس کو دنیوی مسایل پر رکھ لینے سے جلدی سمجھ آجاتی ہے۔ جو شخص دنیا میں قید ہوتے ہیں اس وقت اُن پر الجنۃ حرام ہو جاتا ہے اور اُن کا ٹھکانہ جیل خانہ ہوتا ہے کیا وہ کبھی بھی گھر میں نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ آپ دائم الحبس کو ہی دیکھ لو وہ بھی بیس سال کے بعد آزاد کیا جاتا ہے بلکہ بعض وقت تقریب تخت نشینی وغیرہ بعض تقریبوں کے سبب بعض دائم الحبس قیدی آزاد کئے جاتے ہیں ماوٰہ النار یا حرم علیہ الجنۃ سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوام غیر منقطع ہوگا حالانکہ دنیوی سلطنتیں باوجود غیر منقطع کہنے کے رحم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے۔

سوال دوم۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ۲۵ اور ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ۲۸ میں کیا تطبیق ہے۔

جواب۔ اِن میں تو اختلاف بھی کوئی نہیں۔ یعنے تمکو کوئی مُصیبت بھی نہیں آتی مگر تمہارے اعمال کی سزا آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے آتی ہے اور اگر اللہ کسی غلطی کی سزا دینا نہیں چاہتا تو پھر وہ سزا بھی نہیں آتی جیسے چنانچہ اسی آیت کے بعد بھی ویعفو عن کثیر یعنے بہت غلطیاں معاف بھی کر دیا کرتا ہے۔

سوال تیسرا۔ اُمت اور قوم میں کیا فرق ہے۔ جواب قوم گروہ از مرداں نہ زناں قولہ لا یسخر قوم من قوم ... ولا نساء من نساء اور بعض وقت عورتیں تبعاً داخل ہوتے ہیں صراح اُمۃ گروہ از ہر جنس حیوان و انسان جماعت امم وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۸ اور پیشوا قولہ تعالیٰ ان ابراھیم کان اُمۃ ۱۴ اور وقت قولہ تعالیٰ وادکر بعد اُمۃ ۱۲ اور راہ و دین و شریعت قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ ۴ اور معلم الخیر قولہ تعالیٰ تلک امۃ قد خلت ۱/۱۴ وغیرہ

غرض یہ لفظ بہت وسیع ہے۔

سوال چوتھا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے یا مُنہ میں رہے اور لفظ لقمہ کے کیا معنے ہیں۔

جواب۔ قرآن مجید سے اسکے متعلق کوئی تصریح مجھے معلوم نہیں ہوئی ہاں ایسے سوالات سے پرہیز کرنا مومن کو ضروری ہے جن کی تحقیق میں نہ دینی فایدہ ہو نہ دنیوی نہ اخلاقی نہ کسی اور قسم کا کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف میں فرماتا ہے والذین ھم عن اللغو معرضون ۱۸ یعنے مومن بیفایدہ کام سے پرہیز کیا کرتا ہے اور نقصان سے تو بطریق اولےٰ پرہیز چاہیے اور اس میں تضیع اوقات ہے

سوال پانچواں کافر کو دم کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ سلوک کرنے میں مذہب کی قید نہیں لگائی بلکہ حیوانوں تک وسیع کر دیا ہے جیسے فرمایا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ۵ وما ملکت ایمانکم میں اپنے چارپائے بھی داخل ہیں۔

سوال چھٹا حلت ضب کا مسئلہ کس طرح ہے۔

جواب۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ضب کھانے کے لئے [illegible] خود حضور نے نہیں کھائی اور آپکے سامنے ایک صحابی نے کھالیا حضور نے نہ اقرار کیا نہ انکار فرمایا۔

سوال ساتواں۔ چادر پر منی لگی ہوئی کھرچ کر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلا دھونے نماز پڑھ لیتے صحیح ہے یا نہیں۔

جواب کبھی دھو کر نماز پڑھتے اور کبھی خشک کو کھرچ کر دونوں طور ثابت ہے بلوغ المرام۔

سوال آٹھواں۔ اشیائے عالم امر بھی غذا لیتے ہیں۔ جواب۔ ہم نے اس مسئلہ کے متعلق قرآن واحادیث میں کچھ نہیں پایا۔

سوال نانواں۔ نابینا مادرزاد خواب میں کچھ دیکھتا بھی ہے یا صرف سُنتا اور مس کرتا ہے اور اس کا روح بھی اندھا ہوتا ہے۔ برزخ میں کیا ہوگا رویا دیکھنا کیا روح کا فعل ہے؟

جواب روح بلا جسم کوئی کام نہیں کر سکتا۔ خواب میں بھی روح کو نفع نقصان کے احساس کرنے کے لئے ایک بدن دیا جاتا ہے جو اس بدن سے نہ بالکل علیحدہ ہے نہ اس کا عین ہے۔ اندھا مادرزاد رؤیا میں دیکھتا کچھ نہیں۔ برزخ قیامت میں کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔

دسواں سوال۔ اول من مات ابلیس کے کیا معنے ہیں اور اس کا وجود فی الخارج موجود ہے۔

جواب ابلیس ہے شیطان ہے۔ باقی رہا کہاں ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہم نے نہیں دیکھا۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ آسمان پر نہیں جاتا وہاں کی بات نہیں سُنتا۔

گیارہواں سوال کیا امام مہدی آخر الزمان خلفاء اربعہ سے بہتر ہوگا یا نہیں۔

جواب خلفائے اربعہ کی نسبت لفظ نبی کہیں نہیں آیا اور مہدی آخر الزمان کی نسبت لفظ رسول نبی قرآن مجید اور احادیث میں آتا ہے۔ بہرحال مہدی افضل ہے۔

بارہواں سوال محمد یوسف بغدادی اور حضرت اقدس میں کیا فیصلہ ہوا۔

جواب محمد یوسف بغدادی کون ہے ہمیں اس کا علم نہیں۔ اگر وہ شخص ہے جو آجکل حکیم الٰہی کا منشی ہے تو اس کو ہم اچھا آدمی نہیں جانتے۔ دوم فیصلہ ہوتا ہے دو ساوی مدعیوں کے مابین۔ سو ایک امام مامور مرسل مسیح مہدی دوسرا اس کا منکر۔ پھر فیصلہ کیا۔ تیسرا حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مدت سے وحی الٰہی سے مشتہر کر دیا ہے کہ آپ کسی سے بحث نہیں کرینگے۔ ہاں کوئی شکوک رفع کرانا چاہے تو آکر

تبلیغ و تفہیم ہو سکتی ہے۔ جب بحث ہی نہیں تو فیصلہ کیسا۔
چوتھا۔ فیصلہ کنندہ ہوتا ہے جسکو مدعی مدعا علیہ دونوں کے ساتھ تعلق نہ ہو اجنبی ہو اب اگر کوئی حضور امام کے ساتھ بفرض محال مجھ سے بحث بھی کرے تو فیصلہ کنندہ یا احمدی ہوگا یا غیر احمدی سو دونوں کے نزدیک ایک دوسرے کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں۔
پانچواں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکماً عدلاً فرمایا تو اب اس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا فیصلہ مانا تو بجائے سنا بھی جاوے۔ پس اب فیصلہ یہ ہوا کہ ان کا مخالف منکر مردود ہے مخذول ہے ملوم ہے مذموم ہے بدخواہ ہے۔
نیرھواں سوال۔ شیعہ سوال کرتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے کسی کافر کو کسی جنگ میں قتل نہیں کیا اگر کیا ہے تو نشان دو۔
جواب اگر قرآن کریم سے استدلال کرنا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کافر کو قتل فرمایا کوئی پتہ دے۔ اور اگر احادیث سے فیصلہ کرنا ہے تو اول کتب احادیث کو مقرر کرو جن سے فیصلہ کیا جاوے۔ (حکیم فضل دین از قادیان)

لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں میں قوم کو توجہ دلا چکا ہوں کہ نادار اور قابل امداد بچوں کی امداد کے لئے **سب کمیٹی صدقات** کے فنڈ میں بہت ہی کم گنجائش ہے اور درخواستیں روز بروز آ رہی ہیں اور اس سلسلہ کی کوئی حد معین بھی نہیں ہو سکتی۔ قوم نے جس حال میں غریب اور نادار بچوں کی **اعانت** کا بیڑا اٹھایا ہے تو اسے پوری ہمت اور سعی سے نبھانا چاہیئے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل بر ہمیں ہر طرح بھروسہ ہے لیکن اس کی نصرت اور فضل اسی طرح بر آیا کرتا ہے کہ وہ اپنے پاک بندوں کے دل میں القا کرتا اور انھیں توفیق اعانت دیتا ہے اس وقت آٹھ طالب علموں کی درخواستیں معلق پڑی ہیں۔ اور ان کے اخراجات کے لئے کم از کم [illegible] ماہوار کا انتظام ہونا ضروری ہے۔ حضرت حکیم الامتہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیمی مقاصد میں ہمیشہ سے خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں اور خصوصاً مدرسہ تعلیم اسلام کی ابتدائی تحریک میں پہلا قدم آپ ہی کا ہے ان بچوں کو ہرگز ہرگز رد نہیں کرنا چاہتے انھوں نے چاہا ہے کہ قوم کے سامنے اس مقصد کے لئے **دست سوال** دراز کیا جاوے اور اس غرض کے لئے **چھ سو روپیہ** کی اپیل کی جاوے۔ ایک یتیم کے اخراجات کے لئے [illegible] کے لئے پہلے درخواست کی جا چکی ہے کہ حضرت حکیم الامتہ نے اس جدید وظائف کی ضرورت کے سلسلہ میں خود [illegible] عطا فرمائے ہیں اور اسی رقم سے اس چندہ کا افتتاح کیا جاتا ہے۔ پُر جوش الفاظ لکھنے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ خوشناس قوم محض الفاظ سے متحرک نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ اس کے جذبات کو ایسے الفاظ سے اپیل کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اثر غیر مستقل ہوتے ہیں۔ اس لئے صاف طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ضرورت واقعی ہے اور کم از کم [illegible] ماہوار کے جدید وظائف دینے کی حاجت در پیش ہے اہل دل ہمت کریں اور اپنے قومی خدمت گذاروں کا اس مشکل میں ہاتھ بٹائیں جو انھیں قوم کے ورثاء یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے در پیش ہے یہ ضرورت تخفیف ضرور نہیں بلکہ فوری ضرورت ہے اس لئے قوم ہی کا فرض ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے سعی کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک کو زیادہ دیر تک جاری رکھنے کا موقع قوم نہ دیگی اور بہت جلد اسے پورا کر دیگی بہت سے احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا موقع رکھتے ہیں کہ وہ خود تنہا ہی ایک ایک وظیفہ دے سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں ذیل میں دس مقتدر صاحب فضل احباب کے اسماء گرامی درج کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک ایک وظیفہ پانچ پانچ روپیہ ماہوار کا عطا کر دیں تو قوم سے پھر اور درخواستوں کے لئے ہم تحریک کر سکیں۔

آخر میں مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیئے کہ یہ تحریک میں نے سب کمیٹی صدقات کے واجب الاحترام ممبران کے ایما سے کی ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت حکیم الامتہ۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مولوی سید قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔

گویا ان واجب الاحترام بزرگان ملت کا ڈیپوٹیشن الحکم کے ذریعہ قوم کے بچوں کے لئے دس وظائف کی خاطر دست سوال دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جن مقتدر احباب سے ہم دس وظیفے چاہتے ہیں وہ رد نہ فرمائیں گے۔

مندرجہ ذیل احباب سے وظائف کی درخواست ہے

۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب۔ ۲۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ۵۔ ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب۔ ۶۔ شیخ محمد بخش صاحب رئیس کڑیانوالہ۔ ۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد۔ ۸۔ ملک مولا بخش رئیس گوراں۔ ۹۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ۱۰۔ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد۔

مندرجہ بالا دس احباب یہ وظائف پورے کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دیگا۔ مجھے بہ حیثیت سب کمیٹی سکرٹری ایسے وظائف عطا کرنے والے احباب اطلاع دیں۔

یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات

یتیم کی سنو

ایک یتیم کی امداد کے لئے [illegible] کی درخواست کی گئی تھی [illegible] کی رقم بہت تھوڑی رقم تھی اور الحکم کے کئی ہزار ناظرین ایک ایک پیسہ بھی جمع کر کے بھیجتے تو [illegible] ایک سال کا خرچ پورا ہو جاتا۔ مگر افسوس ہے ابھی تک باوجودیکہ سنایا گیا تھا۔

وَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ

مگر بجز چودہری محمد دین صاحب افسر ڈاک بہلی کے کسی نے اس آواز پر کان نہیں دی۔ چودہری صاحب موصوف نے پانچ روپیہ بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور انکی اولاد پر بے انتہا فضل کرے۔ اگر چودہری صاحب کے قدم پر چلنے والے اس امر میں ۵ اور بھائی نکل آویں تو یتیم مذکور کی ضروریات ایک سال کے لئے

مکتوبِ مقدس بنام سابق شاہِ کابل

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کرامت نامہ درج کیا جاتا ہے جو ۱۳۱۳ ہجری کے شوال مہینے میں اعلیٰ حضرت نے سابق شاہِ کابل کے نام بغرض تبلیغ لکھا تھا اس خط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور نے کس ہیبت اور شوکت کیساتھ اپنے دعوے کو پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی تاج برطانیہ کی برکات کو کس دلیری سے ظاہر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ بطور مذہبی **فرض** کے گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا وعظ کر رہے ہیں۔ اُمید ہے یہ خط نہایت دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید بحضرت امیر ظل سبحانی مظہر تفضلات یزدانی شاہ ممالک کابل سلمہ اللہ عزّ وجل۔ بعد از عبیہ سلام ورحمت و برکت باعث این تصدیعہ آن خاصہ فطرت انسانی است کہ چون خبرے از چشمۂ شیرین یابد کہ مشتمل بر چندین منافع نوع انسان باشد رغبتے و کششے سوئے آن پیدا آید باز آن رغبت از قلب بر جوارح اثر انداز و میخواہد کہ بہر نحوے کہ تواند سوئے آن چشمہ دود و آنرا ببیند و از آب زلال آن متمتع و سیراب گردد ہمچنین چون صیت اخلاق فاضلہ و عادات کریمہ و ہمدردی اسلام و مسلمین آن شاہ نیک خیال بدیار ہند جا بجا منتواتر رسید و ذکر ثمرات طیبہ آن شجرہ مبارکہ دولت و سلطنت بشہر و دیار منتشر گشت و دیدہ شد کہ مردم شریف و نجیب بمدح سلالہ دودمان شاہی رطب اللسان اند۔ مرا کہ درین قحط الرجال بباعث کمی مردان اولوالعزم و شاہان ذو المجد و الکرم بہ حزن و اندوہ زندگی بسر میکنم چندان مسرورے و فرحتے دست داد کہ نزد من آن الفاظ نیست کہ بوساطت آن کیفیت تواند کرد۔ ہزار ہزار شکر و سپاس آن خدائے کریم را کہ چنیں مبارک وجودے۔ بیشمار وجود ہا را از انواع و اقسام تباہی ہا بحفظ و حمایت خود در آورد۔ در حقیقت آن مردم بسیار خوش قسمت اند کہ این چنیں شاہے گیتی پناہے نیک نیت و نیک نہاد سرچشمۂ انصاف و داد در ایشان موجود است و خوشا بخت کسانیکہ بعد از مرور زمانہ ہا این ہمہ را شمار تواند کرد لیکن از بزرگترین نعمت ہا وجود دو طبقہ است۔

اول کسانیکہ بقوت ہائے راستی و راستبازی پر شدہ و طاقت روحانی حاصل کردہ گرفتاران ظلمت و غفلت را سوی نور معرفت میکشند و تہیدستان اندرون را متاعے و افر از معارف می دہند و بحمایت تقدس و تطہر خود کمزوران را ازین وادی دار الابتلاء بسلامت ایمان می گذرانند

و طبقۂ دوم کسانے ہستند کہ نہ باتفاق و بخت بلکہ بمقتضائے جوہر قابل و امواج سعادت و علو ہمت و بروق فطرت از طرف حکیم و علیم سزاوار سلطنت و ملکداری قرار می یابند و حکمت و مصلحت الٰہی اتفاقی را قائمقام ذات خود کردہ قرائن ایشان را مظہر قضاء و قدر خود مے گرداند و چندین ہزار جان و مال و آبرو را سپرد ایشان میکند لاجرم ایشان در شفقت و رحم و چارہ سازی دردمندان و تعہد حال غریبان و بیکسان و حمایت اسلام و مسلمانان ظل حضرت رب العالمین می باشند۔

اما حال این فقیر این است کہ خدای کہ بروقت کثرت مفاسد و ضلالت از پئے مصلحت عام بندہ را از بندگان خود خاص میکند تا بذریعہ او گمرہان را ہدایت بخشد و کوران را بینائی عطا فرماید و غافلان را توفیق عمل دہد و بدست او تجدید دین متین و تعلیم معارف و براہین فرماید ہمان

خداوند کریم و رحیم این زمانہ را زمانہ پُر فتنہ دیدہ و طوفان ضلالت و ارتداد در آمدہ یافتہ این ناچیز را بر صدی چہاردہم برائے اصلاح خلائق و اتمام حجت مامور کردہ۔ و چونکہ فتنۂ این زمان فتنہ علماء نصاریٰ بود و مدار کار بر کسر صلیب۔ لہٰذا این بندۂ درگاہ آلہی بر قدم مسیح علیہ السلام فرستادہ شد تا آن پیشگوئی بطور بروز بظہور آید کہ در باب دوبارہ آمدن مسیح علیہ السلام زبان زد خاص و عام است۔ قرآن شریف صاف ہدایت فرماید کہ ہر کہ از دنیا بگذشت او بگذشت و باز آمدن او در دنیا ممکن نیست البتہ ارواح گذشتگان بطور بروز باز می آیند یعنے شخصے بر طبیعت شان پیدا می شود لہٰذا عند اللہ ظہور او در حکم ظہور او شان می باشد ہمین طریق باز آمدن است کہ در اصلاح متصوفین بروز نام دارد و در نہ اگر گذشتگان را در باز آمدن کشادہ بودے مارا بہ نسبت عیسیٰ علیہ السلام برائے دوبارہ آمدن حضرت سید الوری خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاجت ہا بود لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ گفت کہ من دوبارہ در دنیا خواہم آمد تا آن این فرمود کہ شخصے خواہد آمد کہ اسم او اسم من خواہد بود یعنی بر طبیعت و خوی من خواہد آمد پس آمدن مسیح نیز ازین قبیل است نہ آنچنان کہ در اول و آخر نمونہ آن در دنیا موجود نیست ہمین سبب بود کہ امام مالک رضی اللہ عنہ و امام ابن حزم و امام بخاری و دیگر آئمہ کبار ہمین مذہب رفتہ اند البتہ اکثر عوام کہ اعجوبہ پسند می باشند ازین نکتہ معرفت آگہی نہ دارند و در خیالات شان مرتسم است کہ بطور جسمانی نزول مسیح خواہد شد و آن روز روز تماشائے عجیب خواہد بود در شان کہ فانوسے یا آتش افروختہ بود از بلندی سوئی زمین میل میکند ہم چنین نزول مسیح در تصور ایشان ست کہ بشوکت تمام نازل خواہد شد و ہر طرف نعرہ ہای این می آید این می آید بر خیزد ولیکن این سنت اللہ نیست اگر اینچنیں عام نظارہ قدرت پدید آید پس ایمان بالغیب نمی ماند۔ آن مردم سخت خطا می کنند کہ این چنیں می فہمند کہ گویا عیسیٰ علیہ السلام تا ہنوز بر آسمان زندہ است حاشا و کلا ہرگز نیست قرآن بار بار ذکر وفات مسیح می کند و حدیث معراج نبوی کہ در صحیح بخاری پنج جا موجود است او را در وفات یافتگان می نشاند پس او چگونہ زندہ باشد لہٰذا اعتقاد حیات مسیح گویا از حکم قرآن و حدیث بیرون رفتن است و نیز از آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم بصراحت معلوم میگردد کہ نصاریٰ مذہب خود را بعد از وفات عیسیٰ علیہ السلام خراب کردہ اند نہ در ایام حیات پس اگر فرض کنیم کہ عیسیٰ تا ہنوز در قید حیات است بر ما لازم می آید کہ قبول کنیم کہ نصاریٰ نیز تا این وقت مذہب خود را خراب نکردہ اند بر صواب محض اند و این چنین خیال کفر صریح است لہٰذا ہر کہ بر نصوص متواترہ ایمان می آرد او را لابد است کہ بر وفات مسیح ہم ایمان داشتہ باشد و این بیان ما اندکے از ان دلائل است کہ ما در کتب خود بطور مبسوط نوشتیم ہر کہ تفصیلے بخواہد از آنجا بجوید بالفعل ضرور بود کہ در آخر زمان ہم از این امت شخصے بیرون آید کہ آمدن او بطور بروز در حکم عیسیٰ علیہ السلام باشد و حدیث کسر صلیب کہ در صحیح بخاری موجود است بہ بلند آواز میگوید کہ آمدن چنیں کس در وقت غلبۂ نصاریٰ خواہد بود و ہر دانشمندے می داند کہ در زمانہ ما آنچنان غلبۂ نصاریٰ بر روئے زمین است کہ نظیر آن در ایام پیشین یافتہ نمی شود و در جل علماء نصاریٰ و کارستانیہائی شان در ہر نوع تلبیس و تزویر بآن مرتبہ کمال رسیدہ کہ بہ یقین می توان گفت کہ دجال موعود ہمین مخربان و محرفان کتب مقدسہ اند تا نکہ [illegible] و ہزار اتہام

محرفہ انجیل و توریت دا ہر زبان شائع کردہ اند و کتب آسمانی را از
جا ہا تغیر کردہ و می خواہند کہ انسانے بخدائی پرستیدہ شود۔ اکنون
انصاف باید کرد و بغور باید دید کہ ازیشان بزرگتر دجالے کدام کس
گذشتہ تا آئندہ نیز توقع داشتہ شود کہ دجال اکبر دیگرے آید لیکن
چونکہ از ابتدائے بنی آدم تا ایندم در انواع مکر و دجل و اشاعت مکائد
نظیر ایشان نمی بینیم پس بعد ازین کدام آثار در پیش چشم اند تا یقینے
یا شکے پیدا آید کہ دجالے بزرگتر از ایشان در غارے مختفی است
و بعد ازانکہ اجتماع کسوف و خسوف شمس و قمر ہم دریں ایام در
ماہ رمضان شدہ و این علامت ظہور آن مہدی موعود است کہ در دار قطنی
بحدیث امام باقر نوشتہ شدہ است۔ فتنہ ہائے نصارے از حد
درگذشتند و دشنام ہائے غلیظ و توہین ہائے سخت بہ نسبت
ذات اقدس حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم از زبان و قلم
علماء نصاری و فلاسفہ ایشان بظہور آمد چندانکہ در آسمان شورے
افتاد تا مسکینے مرا برائے اتمام حجت مامور کردند این سنت اللہ است
کہ ہر نوع فساد کہ بر زمین غالب میگردد مناسب ہمان نوع مجددے
بر زمین پیدا مے گردد پس ہر کرا چشم است بہ بیند کہ درین زمان
نائرہ فساد بر کدام رنگ مشتعل شدہ و کدامی قومی است
کہ تیر در دست گرفتہ حملہ ہا بر اسلام میکند۔ اے آنکہ برائے
اسلام غیرت می دارید فکر کنید کہ آیا این صحیح است یا غلط آیا
ضروری نبود کہ بر اختتام صدی سیزدہم کہ بنیاد فتنہ ہا نہاد بر صدی
چہاردہم رحمت الٰہی برائے تجدید دین متین متوجہ گردد و ازین
در شگفت مانند کہ چرا این بندہ را بر نام عیسیٰ علیہ السلام فرستادہ
شد چرا کہ صورت فتنہ ہا ہمیں روحانیت را میخواست۔

چون مرا فرمان پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ازہمین بود کہ خداوند کریم مرا مخاطب کرد و گفت بخرام کہ
وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر
محکم افتاد۔ این کار خداوند حکیم و علیم است و در نظر مردم
عجیب۔ ہر کہ مرا قبل از ظہور نکن می شناسد او را اجر است
و ہر کہ بعد از تائیدات آسمانی و غیبیے خواہد کرد او ہیچ و مرا بحکومت
و سلطنت این جہان کارے نیست غریب آمدم و غریب روم
و مامورم کہ بلطف و نرمی دلایل حقیت اسلام
درین ایام پر آشوب پیش چشم مردم ہر دیار نہم
ہمچنین مرا بدولت و حکومت برطانیہ کہ زیر سایہ ایشان
بامن زندگی بسر کنم تعرضے نیست بلکہ خدا را شکر می
کنم و سپاس نعمت او بجا می آرم کہ در عہد چنین پر امن
حکومتے مرا بر خدمت دین مامور کرد و چگونہ شکر این
نعمت نگذارم کہ برین غربت و بیکسی و شور سفہاء قوم

باطمینان کار خود تحت حکومت و دولت انگلشیہ
میکنم و چنان آرام یافتم کہ اگر شکر این دولت نکنم
شکر خدائے خود بجا نیاوردہ باشم و این امر را اگر
پوشیدہ داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریان ملت
نصاری در اشاعت مذہب خود آزادی دارند
ہم چنیں آزادی و عدم مزاحمت برائے اشاعت
اسلام ما نیز حاصل داریم بلکہ منافع این حریت و آزادی

ما را بیشتر حاصل است زانسان کہ ما اہل اسلام را فوائد این
حریت بیشتر می شوند دیگران را ازان نصیبے نیست
چرا کہ ایشان بر باطل اند و ما بر حق و اہل باطل از آزادی سودے
نمی بردارند بلکہ ازین آزادی پردۂ شان بیشتر از بیشتر می درد
و درین روشنی دجل ایشان بخوبی آشکارا میگردد۔ پس این فضل خدا
بر ماست کہ این چنین تقریبے برائے ما میسر کردہ و این نعمتے برائے ما
بالخصوص داشتہ۔ البتہ علماء نصاری را از امداد قوم خود لکھوکہا
روپیہ برائے اناجیل خود و اباطیل خود ہم می رسد و ما را البتہ
ممد و معاون ایشان در ممالک یورپ چون مور و ملخ بکثرت
موجود اند و ما را بجز خدائے ما دیگرے نیست پس اگر در کاروبار
ما از ناداری ما حرجے است این حرج از دولت برطانیہ نیست
بلکہ این قصور قوم ماست کہ در بارہ دین بسیار غفلتے دارند و
اوقات نصرت را بظنون فاسدہ و بہانہ ہائے منافقانہ از سر خود
دفع می کنند آرے در امور ننگ و ناموس خود بہمچو اسپ توسن
می دوند نمی بینند کہ درین زمان اسلام در مصاف دشمنان استادہ است
و ہر مذہبے در میدان آمدہ است تا کرا فتح باشد پس ہمین وقت
است کہ خدمت اسلام کنیم و اعتراضات فلسفہ را از بیخ برکنیم
و حقانیت قرآن کریم ہمہ خویش و بیگانہ را وانمائیم و عزت کلام
رب جلیل در دلہا نشانیم و کوشش کنیم کہ درین معرکہ جنگ بعمل
لوائے فتح و نصرت ما را باشد و بجان بکوشیم تا اسیران وساوس
نصرانیت را از چاہ ضلالت بیرون آریم و مستعدان فساد و ارتداد
را از ہلاکت باز داریم ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست یورپ و
جاپان بہرہ ور شدن و منتظر ہدیہ ماست و امریکہ برائے دعوت ما
دہان خود کشادہ است پس سخت نامردی است کہ ما غافل
نشینیم غرض ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست و ہمین آرزو است
کہ از خدائے خود می طلبیم و دعا ہمی کنیم کہ خدا انصار ما پیدا کند و منتظریم
کہ کسے از ملوک انصار نیز پیدا شود کہ از بخت فی بشارتے می آید۔
اے شاہ کابل اگر امروز سخن ما بشنوی و از بہر نصرت ما باموال
خود برخیزی دعا کنیم کہ ہر چہ طلبی خدا ترا دہد و از مکروہات محفوظ
دارد و در عمر و زندگی تو برکت بخشد۔ و اگر ملکی یاور ما و در دعوی
ما ما را یاور باشد البتہ او را در صدق اسلام تسلّی بخواہد بود۔
پس چونکہ این کار کار اسلام است ما این خدمت ہم از
ازین جہت وجوہ ما را در میان آنا بدید اشتہ رحلوص ہست

برائے امداد اسلام مے باید داشت۔ و تائید برائے محبت حضرت سید المرسلین مے باید کرد

ایها الملک بارک الله فیک و علیک و لک اعلم ان الوقت وقت النصرة فهی لک ذخائر العاقبة انی اراک من الصالحین۔ فان سبقت غیرک فقد سبقت غیرک والسابقون السابقون عند الله وانه لا یضیع اجر المحسنین وَ تَعْلَمُ انی مامور من الله و هو یعلم سری و جهری و هو بعثنی علی راس المائة لاحیاء الدین۔ انه رای الارض فسدت و طرق الضلالت کثرت والدیانة قلت والخیانت کثرت فاختار عبداً من عباده لتجدید الدین وجعله خادم عظمته و خادم کبریائه و خادم کلامه المبین ولله الخلق والامر یفعل ما یرید یلقی علی من یشاء من عباده فلا تعجبوا من امر الله ولا تصعروا ظانین ظن السوء۔ واقبلوا الحق وکونوا من السابقین و هذا فضل الله علینا و علی اخواننا المسلمین یا حسرة علی الذین لا یعرفون الاوقات ولا ینظرون ایام الله و نیاموں غافلین۔ و ما کان شغلهم الا ان یکفروا مسلما او یکذبوا صادقاً و ما یفکرون قائمین لله ولا یوثرون سبل المتقین۔ ثم الذین کفرونا و لعنونا و نسبوا الینا ادعاء البنوة و انکار المعجزة والملائکة و ما بلغوا مشعاً ما قلنا و ما کانوا مستدبرین۔ و فتحوا افواههم مستعجلین۔ وانا براءون مما افتروا علینا وانا بفضل الله من المومنین نومن بالله و کتابه القرآن والرسول النبی الامی حبیب الرحمان وخاتم النبیین ونومن بکل ما جاء نبینا المصطفی و سیدنا محمد ن المجتبیٰ ونومن بالانبیاء اجمعین و نشهد بصمیم قلبنا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و خیر المرسلین۔ هذه عقائدنا نلقی الله تعالی علیها وانا من الصادقین ان الله ذو فضل علی العالمین انه بعث عبداً مجدداً عند وقته اتعجبون من امر الله و هو ارحم الراحمین۔ و ان النصاری فتنوا بحیات المسیح و سقطوا فی الکفر الصریح فاراد الله ان یهدم بنیانهم و یبطل برهانهم و یظهر انهم کانوا کاذبین۔ فمن کان یومن بالقرآن و یرغب فی فضل الله الرحمن۔ فلیاتنی مصدقاً و لیدخل فی المبائعین۔ و من الحق نفسه بنفسی و وضع یده تحت یدی اولئک الذین یوقیهم الله فی الدنیا والاخرة و یجعلهم فی الدارین من الفائزین ذلکم وقت قولی وافوض امری الی الله و ما اشکو بثی و حزنی الا الیه هو ربی توکلت علیه یرفعنی ولا یضیعنی و یعزنی ولا یحقرنی و سیعلم الذین ظلموا انهم کانوا من الخاطئین۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

الملتمس عبد الله الاحد غلام احمد ۱۰ شوال ۱۳۲۴ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

جملہ ناظرین یا تمکین کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم نے انسپکٹر صاحب بہادر حلقہ امرتسر کی منظوری خاص کے بعد ان تمام طلبا کے لئے

جو پنجم پرائمری تک ہمارے سکول میں تعلیم پاویں۔ فیس مدرسہ معاف کر دی ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں۔ یا غریب۔ کاشتکار ہوں۔ یا غیر کاشتکار۔ ہندو ہوں۔ یا مسلمان پس وہ تمام صاحبان جو دینی اور دنیوی مروجہ تعلیم اپنے بچوں کو دلانا چاہتے ہیں۔ وہ اس موقع اور معافی فیس کو غنیمت سمجھیں اور ہمارے سکول میں بچوں کو مفت تعلیم دلادیں۔

(۲) یاد رہے کہ ہمارا سکول افسران سررشتہ تعلیم پنجاب کے معائنہ اور نگرانی کے نیچے ہے اور ریکگنائزڈ ہونے منظور ہو جانے کی وجہ سے مدرسہ ہذا کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو دوسرے سرکاری مدارس کو حاصل ہیں اس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں وہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جو سرکاری سکولوں میں مروج ہیں اس لئے جن ہوشیار لڑکوں کو وہاں سرکاری وظیفہ ملتا ہے۔ وہ یہاں بھی مل سکتا ہے اور یہاں بھی تعلیم خدا کے فضل سے اچھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ نتائج امتحان سے ظاہر ہے۔

(۳) ہندو طالب علموں کو صرف مروجہ تعلیم دیجاتی ہے مذہبی تعلیم صرف مسلمان بچوں کے لئے مخصوص ہے۔

(۴) بیرونجات کے طلبا کے لئے سامان رہائش یعنے مکان۔ صندوق اور چارپائی وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا ہے۔ چند بیرونی ہندو طلبا کے آنے پر بھی بورڈنگ ہوس کا انتظام ہو سکتا ہے ناظرین مزید دریافت طلب امور کے متعلق راقم سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

نوٹ۔ اُن طلبا کے لئے جو ورنیکلر مدارس سے اپر پرائمری کا امتحان پاس کر کے آتے ہیں۔ ایک سپیشل کلاس انگریزی کی تعلیم کے لئے کھولی گئی ہے اس جماعت کے طلبا سے بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ ۳ فروری ۱۹۰۷ء

نوٹ۔ مدرسہ کے متعلق ایک بک ڈپو بھی ہے۔ جہاں مروجہ کتب سررشتہ تعلیم فروخت ہوتی ہیں

دار الامان کا ہفتہ

ا۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی رہی آپ کے اہل بیت اور جمیع متعلقین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے مسرت افزا خبر ہے۔ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کی رات کو مکرمی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی یکایک سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان ملت کی دعاؤں نے حکیم صاحب کو شفا دی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۳۔ موسم ہفتہ بھر ابر آلود رہا اور بارش ہوتی رہی۔ بارش خاطر خواہ ہو گئی اور ابھی تک آسمان صاف نہیں ہوا ڈھاب خوب لبریز ہو چکی ہے۔ بارش کی وجہ سے سلسلہ کی تعمیرات فی الحال بند ہیں۔

۴۔ عبدالکریم حیدرآبادی طالب علم جسکو دیوانے کتے کا دورہ ہوا تھا اور جس کا ذکر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **خاص دعا** کی وجہ سے بالکل شفایاب ہو گیا۔ کسولی والے اس کی زندگی سے جواب دے چکے تھے مگر خدا تعالیٰ نے یہ نشان **قبولیت دعا** کا دکھایا

بنگر اگر چشم ما داری!!

ہندوستان میں سب سے بڑا آدمی کون ہے؟!

معززہم عصر ہندوستان نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک سو روپیہ کا انعام مشتہر کیا ہے اور وہ چھ بڑے بڑے آدمیوں کے نام پوچھتا ہے۔ میں اس سوال کا جواب اپنے مذاق پر دینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ سو روپیہ کا انعام مقرر ہے بلکہ محض اس لئے کہ کیا عجب محض اسی تقریب سے اہل ہند کو اپنے حقیقی محب اور غمگسار کا پتہ لگ سکے۔ بزرگی اور بڑائی مختلف پہلوؤں اور حیثیتوں سے سمجھی جا سکتی ہے اور سمجھی جاتی ہے لیکن حقیقی عظمت اور وقعت جن انسانوں کی دنیا میں سمجھی جانی چاہئے اور جس کے مستحق دراصل وہی ہوتے ہیں وہ وہ قوم ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کی حقیقی بھلائی کے لئے دنیا میں آتی ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ قوم ابتدا لوگوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل سمجھی جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ناطق فیصلہ یہ ہوتا ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ

پس دنیا میں اپنے عہد اور عصر کا سب سے بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آئے۔ اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی ہستی اور وجود ایسا نہیں جو تمام عزتوں اور بڑائیوں اور بزرگیوں کا مرجع اور منبع ہو پھر جس کو اس کے حضور تقرب اور باریابی کی عزت حاصل ہو اور کل انسانوں میں سے وہی اصلاح خلق کے منصب جلیل پر ممتاز اور منتخب ہو اس سے بڑھ کر

کون بڑا ہو سکتا ہے؟

میں کہہ چکا ہوں کہ مختلف حیثیتوں سے بڑائی اور بزرگی کا اظہار کیا جا سکتا ہے ایک متمول اپنی دولت و ثروت کے لحاظ سے ایک تاجر اپنی تجارت کے اصولوں کی واقفیت عامہ اور کامیابی کے لحاظ سے ایسا ہی ایک مدبر اپنی فرزانگی اور صائب تدبیری کے پہلو سے ممتاز ہو سکتا ہے مگر ان سب میں وہ بات نہیں ہوتی جو ایک مامور میں ہوتی ہے۔

سب سے اول اس کی بزرگی اور لانظیر عظمت کا پہلو اس کی بے عیب زندگی ہوتی ہے وہ انہیں لوگوں میں جو اس کے تمام حالات زندگی سے واقف اور خبردار ہوتے ہیں یہ دعویٰ کرتا ہے۔

وقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنے میں نے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ پر کوئی عیب اور الزام لگا سکے؟ اور سننے والوں میں سے باوجودیکہ اس کے مخالف اور دشمن ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی کسی کو ہمت اور حوصلہ نہیں ہوا کہ آپ پر کوئی الزام لگا سکے اور ان لوگوں کے سوا اور کوئی گروہ اور افراد نہیں جنہوں نے اس قسم کا دعوے دنیا میں کیا ہو اور پھر وہ دعویٰ پورا اترا ہو۔ کسی بڑے سے بڑے مدبر کا نام لو کہ اس نے ایسا چیلنج کیا ہو۔ کسی عالم یا متمول انسان کا نام لو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی اس تحدی کا کرنے والا بجز ماموریں کے نہیں نکلے گا۔

دوسرا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا ان کا مقصد اور کام ہوتا ہے تمام دوسرے ریفارمروں کی اصلاح کا دائرہ اور میدان دنیوی اغراض تک محدود ہوتا ہے اور یا کوئی ایک یا دوسری سوشل اصلاح ان کے زیر نظر ہوتی ہے مثلاً ایک سودیشی تحریک کا حامی اپنے پرچار اور تحریک کو اسی دائرہ کے اندر رکھیگا اسے اس امر کی پروا نہیں ہو گی کہ ملک کی عام حالت کیسی ہے کوئی شرابی ہو زانی ہو قمار باز ہو اسے اس کی پروا نہیں وہ فقط یہ دیکھ لیگا کہ اس کے کپڑے دیسی ہیں یا ایک معتوطنی یا مسکرات کی خرابیوں سے بچانے کی تحریک کرنے والا اپنے مقاصد کے دائرہ کو اسی حد تک سمجھتا ہے۔ دوسری برائیوں اور خرابیوں سے اسی واسطے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا مامور اپنا مقصد اور منشا یہ قرار دیتا ہے کہ انسان کو حقیقی انسان پھر با اخلاق انسان اور بالآخر با خدا انسان بناوے اور انسانی پیدایش کی غایت کا سبق اس کے ذہن نشین کرے۔ اس کی دعوت عام اور اس کے کام کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہ ہر قسم کی برائیوں اور بدیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ خواہ وہ اعتقادی ہوں یا عملی اخلاقی ہوں یا مجلسی تمدنی ہوں یا سیاسی۔

تیسرا باعث اس کی بزرگی کا اس کا قول اور فعل ہوتا ہے یعنے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے یہ نہیں کہ آج ایک سودیشی تحریک کا حامی شور مچانے کو تو زمین آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے لیکن خود ولایتی عینک اور معمولی قلم دوات تک کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی تقریریں کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملانے کو آمادہ لیکن ایک ترکی ٹوپی والا آدمی سامنے چلا جاوے تو ایسی حقارت کرتا ہے کہ اس کی طرف نظر اٹھانا بھی شاید گناہ سمجھتا ہو۔ غرضیکہ اپنی تعلیم پر عمل کرنا وہ لوگ ضروری نہیں سمجھا کرتے۔ مگر مامور کی حالت ان سے بالکل متغائر ہوتی ہے وہ جو کچھ کہتا ہے کر کے دکھاتا ہے گویا اس کی تعلیم کا پہلو عملی ہوتا ہے۔

چوتھا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا وہ غیر معمولی نصرت اور تائید ہوتی ہے جو اُن کی اللہ تعالیٰ کرتا ہے ایک دنیا ان کی مخالفت کے لئے اٹھتی ہے مگر وہ ان مخالفتوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتا ہوا اپنی تبلیغ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مخالف تنگ کر ذلیل ہو کر نامراد ہو جاتے ہیں اور خدا کا مامور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ جماعت جو ابتدا لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہوتی ہے ایک معزز اور مقتدر جماعت ہو کر رہتی ہے۔

اس قسم کے بہت سے وجوہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی عظمت اور بڑائی انسانی جماعت میں خدا کے ماموروں کو ہوتی ہے۔

پس ہندوستان میں اگر کوئی آدمی بڑا کہلا سکتا ہے جو اصلاح عالم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو مگر اس کی تلاش کے لئے ہندوؤں اور آریوں میں جانا محض بے سود ہے اس لئے کہ وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اسے مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہو۔ ان کے اعتقاد اور مہلت کے موافق خدا تعالیٰ کسی ابتدائی زمانہ میں بول کر خاموش ہو چکا ہو۔

عیسائیوں نے فیصلہ ہی کر دیا کہ خود خداوند (معاذ اللہ) نجات عالم کی خاطر قربان ہو لیا اب کسی وحی اور الہام کی حاجت ہی نہیں بلکہ کفارہ کے اعتقاد کو مد نظر رکھ کر اعمال صالحہ کی بھی حاجت نہیں۔ اس لئے یہ مذہب تو انسان کو سرے سے وحشی ہی بنانا چاہتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی ایسا آدمی موجود نہیں اور نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ مذہب ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کبھی مہر نہیں لگی جیسے وہ سمیع و بصیر ہے ویسے ہی کلیم بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور اسلام کی پاک تاثیرات کا نتیجہ یہی ہے کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف بخشتا ہے اور

بشنہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ آتے رہینگے جو اسلام کی سچائی عملی رنگ میں ثابت کریں چنانچہ اس صدی کے سر پر بھی ایک آواز آئی ہے۔

کہ میں مامور ہوں

پس یہی مامور بڑا آدمی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے اس کا دعوے ہے کہ میں کل اقوام کے لئے راہ نجات ہے اور وہ موعود اور مامور مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ) ہیں۔

رہا یہ امر کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا نہیں اس کو ان معیاروں سے پرکھو جو خدا کے ماموروں کے لئے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ اس کی اپنی لائف (سیرۃ) پر غور کرو۔

۲۔ اس کی تعلیم کو دیکھو۔

۳۔ ان تائیدات پر نگاہ کرو جو اللہ تعالےٰ نے اُن کی کی ہیں۔

۴۔ ان نشانات کو سوچو جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔

۵۔ ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھو۔

۶۔ پہلے راستبازوں سے مقابلہ کرو۔

۷۔ جو لوگ خدائی فیصلہ کی بنا پر اسکے مقابلہ میں آئے اُن کے انجام کی تحقیق کرو۔

۸۔ اس کی جماعت کو دیکھو۔ (۹) اسکے کام کو دیکھو کیا کر رہا ہے (۱۰) پچھلے نشانات کافی نہ ہوں تو آیندہ اور دیکھنے کو آمادہ ہے۔

غرض ایک نہیں بہت سے دلائل ہیں جو اسکے صدق دعوےٰ پر ہر رنگ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پس جب معیار صدق پر وہ مامور ثابت ہو چکا ہے تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ اس وقت کی موجود دُنیا کا سب سے بزرگ انسان جناب مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کرشن رودر گوپال ہیں جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُنے۔ ایڈیٹر

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

سوال اول۔ فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سوآتھما وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ۔ کیا حضرت آدم و حوا دونوں برہنہ ہو گئے تھے۔

جواب۔ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب اس کی کمزوری کا اُس کو علم ہوتا ہے تو اُس کے اخفا کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت آدم کو بھی اپنی کمزوری کا جب علم ہوا اُس کے اخفا کی کوشش کی اور یہ کوئی مذموم بات نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کرتے تھے اللھم استر عوراتی اور آمن روعاتی بلکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ ستاری کرے تو یہ خود اس کا اظہار نہ کرے۔

دوسرا سوال۔ قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس یہ کیوں کر تسلیم کیا جاوے کہ سامری کے ہاتھ لگانے سے تپ چڑھ جاتے تھے۔

جواب۔ تپ چڑھنا تو قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا۔ سامری نے بڑا شرک کیا اور اللہ تعالیٰ سے علیحدہ ہو گیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کیا تو بموجب قانون الٰہی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اس کو بھی وہی سزا دی گئی کہ یعنے لوگوں کے ملنے سے علیحدہ کیا گیا اور اس کو حکم ہو گیا کہ جیسے چوہڑے دور سے پوش پوش یا پاس پاس کہتے چلے جاتے ہیں تاکہ کوئی ان کو چھوئے نہیں تو چوہڑوں کی طرح الگ رہو اور دور سے پکار پکار کر پاس ہو جاؤ۔

تیسرا سوال۔ فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ستاروں کو دیکھکر یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس کا کیا مطلب ہے کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے ایسا عذر کیا یہ سخت اعتراض ہے۔

جواب۔ آجکل تو یہ عام رواج ہے مگر چونکہ آپ دیہات میں رہتے ہیں آپکو اس کا علم نہیں۔ کوئی شخص کسی کے پاس جاوے تو میزبان کا جب ارادہ اس کے رخصت کرنے کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زبان سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جیب سے گھڑی نکال کر دیکھتا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آپ نے میرا بہت وقت خرچ یا ضایع کیا تو اسپر وہ مہمان چلا جاتا ہے۔ اسی طرح تصویری زبان کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ سوائے گفتگو کے بات کی جاتی ہے جیسے اسٹیشنوں پر سرخ جھنڈے منع کے لئے اور سفید یا سبز اجازت آنے ریل کے لئے ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طبیعت بیمار تھی مگر باوجود بیماری کے قوم سے گفتگو کرتے رہے جب دیر ہو گئی اور بیماری کی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی تو ستاروں کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ اب بہت وقت ہو گیا اور میں بیمار بھی ہوں اب چلے جاؤ اور نجوم کے معنے گھڑی بھی ہیں تو اس طرح یہ معنے ہوئے کہ گھڑی دیکھکر یہ بات فرمائی والعلم عند اللہ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کے سوالات کا جواب ذیل میں عرض ہے۔

سوال اول۔ کیا وجہ کہ وضو کے فاسد ہونے سے ہاتھ پاؤں کا دھونا پڑتا ہے وضو کے ٹوٹ جانے سے یا ریح یا بول سے ان اعضا کے دھونے کی کیا وجہ۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں پاخانہ بول یا ریح سے جو بو اٹھتی ہے اُس سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس گندی چیز کی اندرونی بو اور گندے بخارات نے اندرونی اعضا قلب و دماغ روح کو کیسے صدمے پہنچائے ہونگے۔ جن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کے لئے فرمایا اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث یعنے جب آدمی جنگل کو جاوے یعنے پاخانہ بول براز کے لئے خلا میں جاوے تو یہ دعا کرے یا اللہ میں تمام اندرونی بیرونی پلید پلیدیوں اور نجاستوں سے پناہ مانگتا ہوں جسکا اثر قبل از خروج باطن اور ریح ... اعضا ... دماغ قلب روح پر پڑتا ہے اُن کے ...

بچائے اس سے پناہ بھی مانگے اور ان کو خبث اور خبائث بھی فرمایا اسی پر بس نہیں بلکہ فرمایا کہ عند الخروج غفرانک یعنی اے اللہ جو کچھ اُن کے آثار بد ہیں اُن سے مَیں تیری ہی حفاظت مانگتا ہوں اسی واسطے بول براز یا و کو روک کر نماز پڑھنا شارع علیہ السلام نے منع فرمایا تاکہ یہ گند اندر ہی نہ رہے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اس کو نکال دیا جاوے۔ جب ریح یا بول براز نکلے تو معلوم ہوا کہ انھوں نے روح کو بہت صدمہ پہنچایا اب روح کی تقویت کے لئے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنے کا حکم دیا کہ روح کو طاقت ہو کیونکہ ہاتھ پاؤں منہ پر پانی ڈالنے سے تقویت روح ہوتی ہے۔

چنانچہ جب کسی کو غشی یا بیہوشی ہوتی ہے تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے پانی کہو کہ اس کی تقویت قالب و روح کی لئے۔ اس کے منہ ہاتھ پاؤں پر چھینٹے مارے جاتے ہیں تو اس کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

یہ ایک بیّن ثبوت ہے و نیز قرآن مجید میں ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنی پانی ہر چیز کی زندگی ہے جیسے ظاہری غشی جو ایک قسم کی موت ہے پانی سے رفع ہوتی ہے ویسی ہی روحانی ضعف جو وہ بھی ایک قسم کی موت ہے پانی سے دور کرنے کا حکم دیا۔

دوسرا سوال۔ تمام جانور یا کول ذبح کے سوا حرام اور ناجائز ہیں مگر مکڑی و مچھلی کے واسطے ذبح کیوں نہیں۔

جواب۔ دم مسفوح میں بہت سے اقسام زہر کے ہوتے ہیں جو زندگی میں پیشاب پسینہ میلوں کے ذریعہ باہر نکلتے رہتے ہیں مگر موت سے وہ زہر بھی اس خون کے ساتھ مردہ میں رہ جاتے ہیں اس لئے وہ گوشت قابل استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس سے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اور بسبب مل جانے زہروں کے وہ گوشت خبیث ہو جاتا ہے اور طیب اور پاکیزہ نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث مثلاً آپ خون یا مردار خوار اقوام کو دیکھو کہ اُن کے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے وہ لطیف باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مچھلی مکڑی میں دم مسفوح چونکہ نہیں اس لئے ان کا ذبح کرنا ایک احمقانہ حرکت ہے جو حکیمانہ شریعت میں نہیں ہونی چاہیئے۔

تیسرا سوال۔ منی کے خروج سے غسل کیوں ہوتا ہے اور پاخانہ بول سے صرف استنجا کافی ہے حال آنکہ بول براز نجاست میں منی سے زائد ہے پھر منی سے غسل کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب۔ خروج منی سے تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے۔ منی کا خروج گو قلیل ہوتا ہے پھر بھی بعض وقت بعض انسان کو ضعف محسوس ہوتا ہے اگرچہ ایک جوان قوی اس کو محسوس نہ کرے مگر ہوتا ضرور ہے اس کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب متواتر خروج منی ہو جریان سے یا جلق یا کثرت جماع سے تو پھر خواہ کیسا ہی قوی جوان ہو چند روز میں ہی دل دماغ آنکھ پھیپھڑہ غرض تمام اعضا میں بیماریاں اور ضعف پہنچکر اس کو تباہ کر دیتا ہے یہ تو حال ہے تھوڑی تھوڑی منی نکلنے کا اگر وہ پاخانہ یا بول کے برابر نکلتے تو خدا جانے ایک ہی بار نکلنے سے کیا اندھیر ڈھا دیتے پس خروج منی سے چونکہ تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے اس لئے اس سے تمام بدن کا دھونا ہے مناسب بلکہ ضروری ہوا تاکہ تمام بدن کو طاقت آ جاوے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر انسان دوبارہ جماع کرنا چاہے تو غسل کر کر جماع کرے اس سے اس کو لذت اور قوت عمدہ ہو جاوے گی۔

چوتھا سوال۔ قرآن مجید میں بعض آیات و بعض قصص تکرار کیوں آیا ہے حال آنکہ یہ تکرار لفظی فصاحت نہیں۔

جواب۔ قرآن کریم میں ہرگز کوئی قصہ نہیں۔ جب قصہ ہی نہیں تو تکرار قصہ کیا۔ قصہ کی جمع قصص ہے اور احسن القصص کے معنے ہیں عمدہ بیان۔ اگر کوئی قصہ قرآن مجید میں ہوتا تو کسی واقع کے ابتدا کسی کی انتہا کسی کی تاریخ بیان ہوتی یا وہ قصہ مسلسل من ابتدا تا اخیر بیان ہوتا مگر ایسا کہیں بھی نہیں۔ دوسرا تکرار مخل فصاحت نہیں ہوتا آپ دیکھیں مخمس مسدس تضمین ترجیع بند وغیرہ میں وہی بند یا مصرع بار بار آتا ہے بلکہ بیت میں تو تکرار کو اس قدر موثر مانا ہے کہ ہر ایک شعر کے بعد مصرع اول کو دہراتے ہیں دوسرا قرآن مجید کا نام ہی ذکر۔ تذکرہ۔ ذکریٰ ہے جس کے معنے ہیں یاد۔ یاد دہانی۔ جس کلام پاک کا نام ہے یاد دہانی ہو کیا وہ ایک دفعہ کہکر چپ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ برابر یاد دلاتا رہے۔ کیا مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو...... ایک ہی دفعہ نصیحت کر کر چپ ہو جاتا ہے یا جبتک بچہ سدھر نہ جاوے وہ بس ہی نہیں کرتا اور اسکو صبر ہی نہیں آتا۔

اگر تکرار خلاف فصاحت ہے تو اللہ تعالیٰ کا بار بار انبیا مرسل...... کتب سماوی کا بار بار نازل فرمانا یہ بھی تکرار ہی ہوگا خصوصاً قرآن مجید کے نزول اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو سلسلہ مجددین آپکے نزدیک اور بھی خلاف فصاحت اور غیر ضروری ہوگا۔ بہرحال یہ اُس ارحم الراحمین کا رحم ہے اللھم واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ (فضلدین حکیم از قادیان)

اطلاع

(۱) جن خریداران کے نام الحکم کا بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ واجب الوصول ہے۔ ہے اُن کے نام مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ جو صاحب اس بات کی اطلاع نہ دیں گے کہ وہ کب واجب الادا چندہ ارسال کرینگے۔ وہ ہر وقت مطبع کا وی پی وصول کرنے کے لئے طیار رہیں۔ اس اطلاع کے سوا اور کوئی الگ اطلاع بقایا داران کے نام نہ دیجاویگی۔ (۲) خریداران کو چاہیئے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور درج کیا کریں نمبر تلاش میں بہت سا وقت کلرک کا ضائع ہوتا ہے امید ہے کہ خریدار آیندہ اس کی احتیاط رکھینگے۔ منیجر الحکم

اپنے مطلب کے اقتباس

اسلام نے پہلے ہی دن پکار کر کہدیا تھا کہ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا دنیا میں بہت سی قومیں ہیں جن کی ترقی کی تہ میں قومیت اور علم کی طاقت پوشیدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی کوئی قومیت نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے خاص بنی اسرائیل کی ایک مذہبی سوسائٹی قایم کی اور مسیحؑ نے اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا چاہا۔ لیکن اسلام نے تمام اقوام عالم کو ایک مشترک اور عالمگیر مذہب کی دعوت دی اور عرب وعجم اور مشرق ومغرب کو ایک مذہبی سطح پر جمع کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہب قومیت کی جگہ لے لیتا اور یہی ہوا بھی ایک وحشی منبع جہالت اور خلق الموہومات قوم نے جو صدیوں سے مذہبی مصلحین کی بے التفاتی سے اپنی وحشت برقرار کے ساتھ قائم تھی یکایک ریگستان عرب سے سر نکالا اور ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی اندر روم اور عجم کے مستحکم تمدن کو لرزا دیا۔ صدیوں کی سوئی ہوئی قوم کا یکایک جاگنا اور اس طرح جاگنا کہ صدیوں کی جاگی ہوئی قوموں کو پامال کر کے علم وتمدن کو اپنا حلقہ بگوش بنا لینا تاریخ عالم کا ایک عجیب ترین واقعہ ہے۔ لیکن یہ انقلاب کیوں ہوا؟ کیا فلسفہ وحکمت کی اُن کو تعلیم دی گئی تھی؟ کیا یونان اور مصر کی تعلیم گاہوں کا یہ اثر تھا؟ کیا ارسطو اور افلاطون الٰہی کے بُرا ز حکمت درس کا یہ کرشمہ تھا؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ اِن اسباب میں سے ایک سبب بھی موجود نہ تھا صرف مذہب اور صرف مذہب اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ زن کے اندر ہی اندر ایک وحشی ترین قوم کو قیصر وکسریٰ سے بہتر حکومت بخشدی یونان اور مصر سے بڑھکر فلسفہ وحکمت سکھا دیا اور بابل اور ایران سے اعلیٰ تمدن کا بانی بنا دیا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ اخلاق کی اس بالا ترا ملل عالم سطح پر پہنچا دیا کہ دُنیا ایک ہزار برس آگے بڑھگئی ہے نیچر کے عجائبات ہر طرف جلوہ نمایاں اور تحقیقات وانکشافات کا دریا موجزن ہے۔ لیکن آج بھی اُس کی بلندی اسی طرح نمایاں ہے جس طرح آٹھویں صدی عیسوی میں حیرت افزائے عالم تھی۔

تم نے کیا نتیجہ نکالا؟؟ افسوس کہ تم اپنے ماضی سے سبق عبرت نہیں حاصل کرتے۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ تم کو بتلاتا ہے کہ جس ذلت اور نکبت نے تمھارا محاصرہ کر لیا ہے اُس کی تولید کہاں سے ہوئی؟ ہاں اس واقعہ سے تم یہ سیکھ سکتے ہو کہ موجودہ حالت میں تم کو کیا کرنا چاہیے؟ دنیا میں اور قوموں نے قومیت اور علم کے بل پر ترقی کی ہوگی مگر مسلمانوں نے صرف اسلام کے فیض تعلیم سے عروج حاصل کیا۔ اسی کی تعلیم نے علم کا راستہ بتلایا اور اسی کی آواز نے تمدن اور حکمرانی کے گُر سکھلائے۔ مسلمانوں نے جب ریگستان عرب سے قدم باہر نکالا تو اُن کی تمام پونجی صرف ایک معتدل الضخامۃ الہامی کتاب تھی یہی وہ مجموعۂ قوانین ہدایت اور مخزن تعلیم تھا جس کو اپنا دستور العمل بنا کر مسلمانوں نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا۔ مردانہ وار اس زینے کو طے کر گئے اور مینار کمال سے جب کم ترے تو تمدن اخلاق اور علم وحکمت کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن اب وہی مسلمان ہیں جن کی نکبت وذلت کی آوازوں سے مشرق ومغرب گونج رہا ہے وہ دُنیا کے کسی کونے میں خوشحال نظر نہیں آتے اور کسی حصہ سے اُن کی خوشگوار آواز نہیں سنائی دیتی حکومت کی دولت تو ایک مدت سے برباد ہو رہی ہے لیکن علم واخلاق جو ہمیشہ اسلام کی نمایاں علامت رہا ہے اب وہ بھی اُن کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ حالت میں یہ اختلاف کیوں ہے؟؟ تاریخ عالم کا یہی عجیب واقعہ بتلاتا ہے کہ تمھاری ترقی کا اصلی سبب اسلام کی تعلیم کی تعمیل تھی۔ جس دن یہ عمل مفقود ہوا اسی دن سے اُن نتائج نے بھی منہ موڑ لیا جو اس علت سے وابستہ تھے۔

مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم کے اثر نے بلند کیا اور اسی اثر کے فقدان نے بلندی سے پستی میں گرایا تم گذشتہ حالت کو موجودہ حالت سے ملاؤ۔ جس چیز میں شدید فرق نمایاں ہوگا وہ صرف اسلام کی تعلیم پر عمل ...... کا فقدان ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی دعوت سے منہ موڑا تو عزت اور دولت کی پیشانی پر بھی بل آ گئے۔ قرآن نے اُن کو نہایت سختی سے سکھایا تھا کہ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ لیکن انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور نا اتفاقی کو اپنا شعار بنا لیا۔ قرآن نے تبلایا کہ انما المؤمنون اخوۃ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن انھوں نے باہمی دشمنی اور کینہ سے رشتہ اخوت کو کاٹ ڈالا قرآن نے تعلیم دی کہ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کرا دو لیکن اُنھوں نے صلح کی جگہ باہمی جنگ وجدل کی آگ کو ہمیشہ بھڑکایا قرآن نے وشاورھم فی الامر کا اشارہ کر کے جمہوری اور قومی حکومت کے تیار پرزے کر دیا مگر انھوں نے شخصی اور جبری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ قرآن نے حکم کیا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم میں ایک ایسی جماعت بھی موجود رہنی چاہیے جو ہمیشہ لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کی ترغیب دے اور برائیوں سے روکے۔ لیکن انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا اور رشد وہدایت کا سلسلہ بند کر دیا۔ قرآن نے نصیحت کی کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری کے لئے مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کی اعانت سے باز رہو۔ لیکن اُنھوں نے اعانۃ علی الاثم والعدوان کو اپنا دستور العمل بنا لیا اور مدد ایک طرف نیک کاموں سے نئے نئے سنگ رہ بنے لگے۔ قرآن نے ناصحانہ لہجہ میں سمجھایا کہ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی ایمان والو! خدا کے واسطے انصافانہ گواہی دینے کے لئے تیار ہو جایا کرو! اور ایک قوم کی دشمنی کے لئے عدل وانصاف کی روش نہ چھوڑو! عدل کرو کیونکہ یہی چیز راہ اتقا سے اقرب ہے۔ لیکن اُنھوں نے اس آواز کو بھلا دیا اور ظلم وعدوان سے بیعت کر لی۔ اخلاق اور محاسن اخلاق کے لئے تعلیم کی جگہ ضرورت تھی کہ خلق عظیم کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ دکھلا دیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ ولکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لیکن انھوں نے اس اسوۂ حسنہ کی تقلید بالکل چھوڑ دی اور وہ تمام اخلاقی محاسن ضائع کر دیئے جن کے لئے اسلام ہمیشہ دُنیا میں سربلند رہا۔ قرآن نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے وہ جب تک اس بتلائی ہوئی راہ پر چلتے رہے سربلند رہے اور جب اُنھوں نے کج راہی اختیار کی اور تعلیم قرآن کی مخالفت کو دلیل راہ بنا لیا تو ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کی الٰہی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اور اس جرم کی پاداش میں خسران مبین کی سزا ملنی شروع ہو گئی یاد رہے کہ ابھی ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ کی پیشگوئی باقی ہے

مسلمانو! خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اسوۂ حسنہ کو دلیل راہ بناؤ کیونکہ قرآن نے تم کو بلند کیا تھا اور اب قرآن ہی تم کو پستی سے نکال سکتا ہے۔ تعلیم اسلام کو اپنا دستور العمل بناؤ اور [illegible] (ترجمہ تمھارا)

تمام غلطیوں اور نقصوں کو کیونکر دور کرنے ہے وہ تم کو تعلیم کی طرف متوجہ کریگی کیونکہ وہ پہلے ہی ان کل مسلمانوں مسلمانہ کے لئے طلب علم فرض کر چکی ہے وہ تم کو علوم جدیدہ کی تحصیل کی ترغیب دیگی کیونکہ اطلبوا العلم کی آواز دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے بلند کی وہ تم کو اخلاق کی روشنی سے منور کر دیگی کیونکہ داعی اسلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہہ چکا ہے۔ وہ برخلاف تمام مذاہب کے تم کو دنیا میں بھی برسر عروج رکھے گی اور عاقبت میں بھی راحت اور مسرت کا باعث ہو گی کیونکہ وہ تمکو یہ دعا سکھلا چکا ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ غرضکہ وہ تم کو حضیض مذلت سے نکالکر پھر اوج کمال پر پہنچا دیگی اور کنتم خیر امۃ کے خطاب کے پھر تم مستحق ہو جاؤ گے موجودہ نکبت سے نکلنے کی یہ ایک تنہا صورت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ جو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ فلاح دنیوی اور نجات اخروی عمل بالقرآن سے وابستہ ہے فلاح و صلاح کا طالب ہونا اور تعلیم اسلام سے منہ موڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے درازی عمر کی آرزو کرنی اور طب کے تجاربہ سے غافل ہو جانا۔

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکہا
ان السفینۃ لم تجری علے الیبس
اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین - آمین ❊ (دار السلطنت)

ڈائری

۱۰ - فروری - نماز ظہر

قبل ظہر - چند نئے واردین بیعت کے لئے حاضر ہوئے سید مطاحسین صاحب اور ملک اکبر محمد علی خان صاحب ہاسٹل سپرنٹنڈ ساکنان ضلع گجرات نے حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے اُن کو بیعت کر کے دعا فرمائی - بعد ادائے فریضہ ظہر حضرت نے آج کی مندرجہ ذیل تازہ وحی سنائی -

دَعْنِیْ اَقْتُلْ مَنْ آذَاکَ اِنَّ الْعَذَابَ مُرَبَّعٌ وَمُدَوَّرٌ ❊

ترجمہ

چھوڑ دے مجھے کہ میں قتل کر دوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تجھے ایذا دی کیونکہ اُن کے لئے میرا عذاب چاروں طرف سے پکڑنے والا اور گھیرنے والا ہو کر آ رہا ہے۔

نماز ظہر سے پہلے مندرجہ ذیل قصیدہ مرحبہ احمد الدین زمیندار ساکن شادیوال ضلع گجرات محرر ڈسٹرکٹ بورڈ کوہاٹ نے حضرت کی حضور میں کھڑے ہو کر سنایا حاضرین نے اس کو پسند کیا۔

قصیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مسیحائے زماں مہدی والا گوہر - رستبازوں کے امام اہل صفا کے رہبر
مظہر ذات خدا اور بروز احمد - مہبط وحی الٰہی و کلام برتر
شاہ اقلیم سخن ماہ سپہر اسلام - پاک مذہب کے معین حامی دین سرور
ان دنوں راہ ہدایت کے دکھانیوالے - جبکہ بے دینی ہی پھیلی ہوئی حد سے باہر
روح اور جسم کے دکھوں سے چھڑانیوالے - نسخہ کیمیا ملکوت سما سے لاکر
احمد خستہ در کون آیا ہی خدمت میں تری - درد و آلام زمانہ سے بہت ہے مضطر
ملجا و ماوا نہیں اسکا تیری در کے بغیر - آستانے کو تیری چھوڑ کر جائے یہ کدہر
دکھوں دردوں سے اسے کر دی تو چنگا للہ - کر دعا اسکے لئے پیش خدائے اکبر
چیر کر سدرہ کو جاتی ہیں دعائیں تیری - باتیں تجھ کے دلوں میں ہیں تیری کرتی اثر
پھول جھڑتے ہیں فصاحت کے لبوں سے تیری - اور بلاغت میں نہیں کوئی بھی تیرا ہمسر
درد جانکاہ سے دُنیا کے بچاتا تو ہے - روح کے دکھوں سے کر دیتا ہی پاک و طاہر
تیرے الطاف کے سایہ میں جو آیا اُسکو - رنج و آلام و مصائب سے ہی کیا خوف و خطر
تیری برکت سے بہت کوڑہی ہوگئے ہیں اچھے - دیکھ لے آکر یہاں جسکو نہ آئے باور
فیض کا بیج جو دنیا میں ہی بویا تو نے - سامنے تیرے وہ لایا ہے بہت عمدہ ثمر
ہے زبردست یہ اک تیری صداقت کا نشاں - واقعی جاتا ہے پہچانا پھلوں سے ہے شجر
دین اسلام پہ احساں ہیں ترے بے حد - گو مسلمانوں نے برسائے ہیں تجھ پر پتھر
قوم کے درد سے رہتا ہی تو غمگین و حزیں - رات کو اشکوں سے تر ہوتا ہی تیرا بستر
ہوا پامال تو جسے ہی تیری دجال - جو کہ اخبار پیمبر میں تھا لکھا اعور
کانپ اُٹھتے ہیں تیری نام سے دین کے دشمن - دیتی لرزا ہیں اُنھیں تیرے قلم کے جوہر
سیف کا لیتا ہی تو کام قلم سے اپنی - تجھ کو درکار نہ نیزہ ہی نہ تیغ اور نہ تبر
تو نے دُنیا سے دیا مردہ پرستی کو مٹا - اور دکھلا دیا اسلام کا مہر انور
پاک اور صاف کیا دین نبی کو تو نے - اُس طریقہ پہ چلا جیسا ابوبکر و عمر
عزم و ہمت ہی تیری دیتی رسالت کا پتہ - یہ سمجھتا ہی وہ جو غور سے کرتا ہے نظر
فیض قدسی سے تیری آتی ہیں کھنچی روحیں - جمگھٹا رہتا ہی ابرار کا تیرے در پر
تیری طلعت سے نمایاں ہیں نشانات ہدی - روح ہو جاتی ہی خوش دیکھ کے تیرا منظر
ہو گئی جاتی ہی تیری دنیا پہ عزت قایم - اور مخالف ہیں تیری دربدر اور خاک بسر
ٹلتے جاتے ہیں تیری سامنے دشمن سارے - زد پہ آیا جو تیری اُس کا ٹکانا ہے سقر
تیری اعدا کا نہیں کوئی چھڑانے والا - شاہ افلاک ہی ہر بات میں تیرا یاور
جب تلک دنیا میں ہی سنت ہی خدا کی جاری - کہ وہ کذاب کی گردن پہ ہے رکھتا خنجر
تیرے خدام کو ہو روح قدس کی تائید - اور مخالف کو ملی تیری نہ مہلت دم بھر

نماز عصر

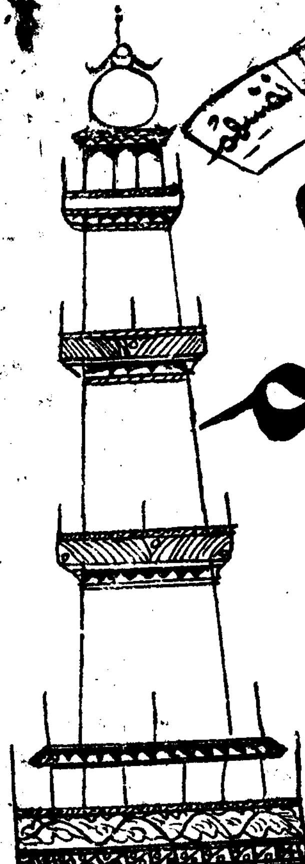
آریوں کی مذہبی کانفرنس بمقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا کہ اگر کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر سننے کے لئے مقرر ہوں تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

قبر میں سوال و جواب

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ قبر میں سوال و جواب روح سے ہوتا ہے یا جسم میں وہ روح ڈالا جاتا ہے - فرمایا - اس پر ایمان لانا چاہئیے کہ قبر میں انسان سے سوال و جواب ہوتا ہے - لیکن اُس کی تفصیل اور کیفیت کو خدا پر چھوڑنا چاہئیے - یہ معاملہ انسان کا خدا کے ساتھ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے - پھر قبر کا لفظ بھی وسیع ہے جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کی حالت بعد الموت میں جہاں خدا اسکو رکھتا ہے وہی قبر ہے خواہ دریا میں غرق ہو جائے خواہ جل جائے - خواہ زمین پر پڑا رہے - دنیا سے انتقال کے بعد انسان قبر میں ہے - اور اس سے مطالبات اور مواخذات ہم ہوتے ہیں اس کی تفصیل کو اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے انسان کو چاہئیے کہ اس دن کیواسطے طیاری

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ محرم ۱۳۲۵ھ | نمبر ۷

دار الامان کا ہفتہ

تازہ الہامات

۱۵ فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - مَنْ ذَا الَّذِیْ ھُوَ اَسْعَدُ مِنْکَ ترجمہ - وہ کون ہے جو تجھ سے زیادہ سعادتمند ہے -

۲ - ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا

۱۵ فروری ۱۹۰۷ء وَیْلٌ لِکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُمَزَۃٍ ترجمہ - ہر ایک چغل خور اور عیب گیر پر لعنت ہے

۱۸ - فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - قُلْ اَلْفَتْحُ بَعْدَہٗ ترجمہ سب فتح اس کے بعد ہے

مُظْہِرُ الْحَقِّ وَالْعُلَا - کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ترجمہ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُتر آئیگا یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترے گا -

۲۰ - فروری ۱۹۰۷ء اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ ترجمہ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کے ملامت کنندہ کو ملامت کروں گا -

۲ - پس پاشیدہ ہجوم -

۳ - (اڑھائی بجے بعد آدھی رات) افسوس ناک خبر آئی ہے - فرمایا - اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہوری دوستوں کی طرف ہوا مگر یہ انتقال ذہن بعد بیداری ہوا - الہام بھی شاید اس کے متعلق ہو -

۴ - بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں - فرمایا معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے -

موسم کی حالت بدستور ویسی ہی ہے آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ جاری ہے - پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے -

۲ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت و عافیت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت فزا ہے -

حضرت اقدس حقیقۃ الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں

۳ - قادیان کے ڈاکخانہ میں نئے سب پوسٹ ماسٹر صاحب آئے ہیں -

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کا سوال

تعلیم الاسلام کیسا پیارا نام ہے اور اس نام کے اندر جو جذب اور مقناطیسی کشش رکھی ہوئی ہے اسے بخوبی وہی دل محسوس کرتے ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی عملی حالت اور مذہبی تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنے کے عادی ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں اس مبارک اور مقدس مدرسہ کی جو عظمت ہے بہ الفاظ نہیں پاتا کہ اسے ظاہر کروں تاہم آجتک احمدی قوم جس ہمت اور جوانمردی کے ساتھ اس مدرسہ کو چلا رہی ہے وہ مخالفوں کی نظروں میں بھی قابل تعریف ہے۔ نو سال کے اندر مدرسہ تعلیم الاسلام نے جو ترقی کی ہے یہ وقت نہیں کہ اسے مفصل ظاہر کیا جاوے کیونکہ یہ امر مدرسہ کی وقتاً فوقتاً شایع شدہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتا ہے اور مناسب موقع ایسی تحریریں الحکم میں بھی شایع ہوتی رہی ہیں ایک معمولی پرائمری سکول سے اعلیٰ درجہ کے ہائی سکول تک اس مدرسہ کا پہنچنا خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کے مامور کی سچائی کا عجیب نشان ہے۔ مدرسہ کی تعلیمی حالت اور طلباء کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کو غیر احمدیوں نے بھی پسند کیا اور قابل اطمینان پاکر اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجا ہے۔ اور ملک کے مختلف اضلاع سے طلباء کا آنا مدرسہ اور اس کے ناظمین کے لئے قابل فخر امر ہے کیونکہ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ کس وقعت اور عزت و اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پچھلے دنوں برٹش ایسٹ افریقہ سے ایک معزز مسلمان نے اپنے بچہ کی تعلیم کے لئے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو انتخاب کر کے بھیجا ... اس کا ... محض ... کیا ہے

اب مدرسہ ہر طرح خدا کے فضل سے اور اسکے بے تکلف ناظمین کی دعاؤں خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمت اور خاص توجہ کے باعث ترقی کر رہا ہے اور بورڈنگ سکول کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ بورڈنگ سکولوں کا طریقہ تعلیم اور دستور جسقدر مفید اور موثر تسلیم کیا گیا ہے اسپر مجھے اب مزید بحث کی حاجت نہیں۔ طلباء کی کثرت نے صدر انجمن احمدیہ کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام انسٹیٹیوشنز کی مدیر ہے اس طرف متوجہ کیا کہ مدرسہ کو آبادی سے باہر ایک وسیع قطعہ زمین پر تعمیر کیا جاوے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا قطعہ زمین ایک کثیر رقم کے صرف سے حاصل کیا گیا ہے اور اب اسپر تعمیر عمارت کا سوال کی مجلس ناظم کے سامنے ہے اس سال اس مجوزہ عمارت کا ایک حصہ بنایا جانا منظور کیا ہے جسپر بیس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اور کل عمارت پر غالباً ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ کی توقع کی جاتی ہے۔

آجتک مدرسہ کی مجلس ناظم نے گورنمنٹ سے کسی قسم کی مدد مدرسہ کے لئے نہیں لی بلکہ اپنی قوم ہی کی امداد پر اس مرحلہ تک مدرسہ کو پہنچایا ہے جس کی تہ میں بانی سلسلہ کی دعائیں اور خدا تعالیٰ کا فضل کام کر رہا ہے۔ اور احمدی قوم ہی نے نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ مدرسہ کی ضروریات میں آجتک خرچ کیا ہے اور آئندہ بھی اسے فکر ہے۔ لیکن عمارت کا سوال جو ایک کثیر رقم کو چاہتا ہے اس کے لئے گورنمنٹ پنجاب کی قابل قدر امداد کی بہرحال حاجت ہے عالی جناب مسٹر ڈبلیو بل صاحب بالقابہ ایسے علم دوست اور واجب الاحترام ڈائرکٹر کے عہد میں پنجاب کی مختلف سوسائیٹیوں کے زیر انتظام مدارس کو خاص خاص امور کے لئے کافی اور غیر متوقع امداد دی گئی ہے جن کی منظوری کا تاج ہز آنر سر چارلس ریواز بالقابہ کی گورنمنٹ کے سر ہے جس سے اُن کا عہد حکومت پنجابیوں کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ سر چارلس ریواز نے جب کہ اُن کی آمد کے وقت اہل پنجاب نے توقع ظاہر کی تھی نہایت بیدار مغزی اور ہمدردی کے ساتھ اہل پنجاب پر حکومت کی ہے اور تعلیمی ترقیوں کے لحاظ سے جیسا مسٹر بل کا عہد ڈائرکٹری یادگار رہے گا اس کے ساتھ ہی سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ بھی ہمیشہ ممتاز رہے گی۔

اب ہز آنر سر چارلس ریواز مارچ کے اوایل میں پنجاب کی لفٹنٹ گورنری سے سبکدوش ہونگے ایسے موقع پر اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قائمقام صدر انجمن احمدیہ توقع کرے کہ اس کے ماتحت مدرسہ کی ترقی میں سر چارلس ریواز ایک گرانقدر امداد اس کی عمارت کے لئے منظور کریں تو یہ توقع جایز اور موزوں وقت ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب ایسی درخواست پر نہایت ہی قابل قدر توجہ فرماوینگے۔ اور کم ازکم پچاس ہزار روپیہ اس عمارت کے لئے جس پر ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ ہونے کی توقع ہے گورنمنٹ سے دلائیں گے۔ باقی روپیہ احمدی قوم ضرور جمع کریگی۔ اور اب صرف یہی ایک سوسائٹی باقی ہے جسکے سکول کو کوئی امداد نہیں ملی۔ اور نہ بلا ضرورت اس نے ایسے درست سوال دراز کیا بلکہ جہاں تک اس سے بن پڑا اُس نے مدرسہ کو اپنی ہمت اور سعی سے چلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

سرپرستان مدرسہ کی عالی ہمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ ابھی گورنمنٹ نے پرائمری تعلیم کو مفت کر دینے کے مسئلہ کو پورے طور پر حل نہیں کیا مگر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پرائمری تعلیم مفت جاری ہے اور یہ پہلی نظیر پنجاب میں ہے۔ اس نے پہلے کسی مدرسہ میں ایسا نہیں ہوا تھا اب اسے دیکھکر لاہور میں ایسی تحریک دو مدرسوں میں ہوئی ہے انجمن حمایت اسلام تو ابتک بھی نہیں کر سکی۔

بہرحال میں اپنے صوبہ کے علم دوست۔ فیاض طبع ڈائرکٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کے سلسلہ میں سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ سے ایک معقول امداد دلا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کو کمال شکرگذاری کا موقع دیں گے۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی عمر ستائیس ۲۷ سال ذات مغل اور سرکاری ملازم ہے تنخواہ پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار ہے اور پہلی بیوی بھی موجود ہے۔ مگر بسبب نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کا خواہشمند ہے۔ لڑکی حسین ہو اگر قدرے نوشت و خواند کی دسترس رکھتی ہو تو اور بھی اچھا ہوگا۔ خط و کتابت بتوسط ایڈیٹر الحکم سے ہوگی۔ جو محفوظ رہے گی۔

وصیّت ۹۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد (۱) مَیں مسمات رسول بیگم ولد چودہری الہ دین صاحب مرحوم قوم زمیندار بھٹی زوجہ بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر حال متعینہ لالرنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اور لکھہ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور اُن کی مریدہ اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑہہ لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ مَیں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے مرنے کے وقت جو جائداد میری از قسم زیورات وغیرہ ہوگی جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اُس کی نسبت مَیں وصیّت کرتی ہوں۔ کہ میری اس تمام جایداد کا خمس یعنے ۱/۵ حصہ میرے مرنیکے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سُپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ جس طرح چاہے۔ اس حصہ جایداد کو اپنے اغراض و مقاصد میں صرف کرے۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میرے اس وصیت کردہ حصہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں۔

(۵) مَیں یہ بھی وصیّت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر مَیں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایت انجمن مذکور دار الامان قادیان میں پہنچا وے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سُپرد کیجاوے۔

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا متکفل میرا وہ حصہ جائداد ہرگز نہیں۔ جس کا ذکر مَیں نے فقرہ نمبر ۴ میں کیا ہے۔ یہ اخراجات میرے باقی ماندہ جایداد میں سے پورے کئے جاویں۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ اور ان اخراجات کو میری نجات کا باعث جانکر اہم اور شرعاً ضروری سمجھینگے۔

(۷) مَیں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت متذکرہ فقرہ ۴ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔ اب مَیں یہ وصیّت اس دعا پر ختم کرتی ہوں۔ کہ اے رب العالمین مجھے اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ آمین۔ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء بقلم شاہدین سٹیشن ماسٹر۔

گواہ شد

شاہدین سٹیشن ماسٹر لالرنس پور بقلم خود

العبد

خاکسارہ رسول بیگم زوجہ بابو شاہدین سٹیشن ماسٹر ریلوے متعینہ لالرنس پور (نشان انگوٹھا مسمات رسول بیگم)

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

وصیّت ۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ خیر الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ڈائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھوان تحصیل و ضلع گورداسپورہ کا ہوں۔

(۱) مَیں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھہ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) اور اُنھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع فرمایا ہے۔ مَیں نے تمام و کمال پڑھہ لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ اور ایسا ہی میرے ورثاء میری وفات کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکور معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جایداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی قریباً ۱۴ کنال واقع سیکھوان میں عوض مبلغ ۱۵۰ روپیہ کے میرے پاس رہن ہے جو میرے قبضہ میں ہے۔ اور ایسا ہی اراضی قریباً دس گھماؤں عوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ کے بشراکت جمال الدین و امام الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن با قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے۔ اور ایک مکان واقع قادیان دار الامان بشراکت برادران مذکور ملکیت ہمارا ہے بحصص مساوی مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور شرق چھپڑ زاغ۔ شمال مکان بہادر کشمیری۔ جنوب مکان منشی عبد العزیز پٹواری خلقہ سیکھوان۔ اراضی و مکان مشترکہ مذکورہ بالا میں مظہر ثلث حصہ کا حق رکھتا ہے۔ اور اس میرے متحققہ جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور میری خود پیدا کردہ یہ جایداد ہے۔ آج کی تاریخ سے جائداد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مذکورہ میں سے ۱/۵ حصہ

پانچواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جائیداد کو میری زندگی جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اور وہ اس کو فروخت کرے یا کرایہ پر دے یا خود اس سے فائدہ اٹھاوے اگر انجمن کو جائیداد کے بارہ میں کوئی دقت ہو تو اس وصیت کردہ جائیداد کی بابت میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا اگر آج کی تاریخ کے بعد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا کے میری وفات تک میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو ایسی جائیداد حاضرہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ یعنے پانچواں حصہ کی میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی جماعت پڑھے۔ میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت انجمن کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کی جاوے۔ وہاں کوئی روک پیدا ہو تو ان کے حکم کی تعمیل کریں۔ میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے

۲ اپریل ۱۹۰۶ء

گواہ شد

امام الدین احمدی برادر حقیقی وصیت کنندہ

العبد

فقیر اللہ ... بقلم خود

گواہ شد

... بقلم خود

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری

وصیت نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وصیت فاطمہ بیگم زوجہ مولوی محمد علی ایم اے ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

میں نے اشتہار الوصیت شائع کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء پڑھ لیا ہے۔ اور میں اس وقت بحالت صحت اور بقائمی ہوش وحواس خود یہ وصیت کرتی ہوں کہ جس قدر جائیداد میری غیر منقولہ یا منقولہ میری موت کے وقت موجود ہو جس میں میرا زیور اور کپڑے بھی شامل ہیں اس کل کا ایک تہائی اشاعت اسلام کے لئے حسب قواعد تجویز کردہ موجب منشائے اشتہار مذکور دی جاوے۔ اس ایک تہائی کا میرے ورثا کو کوئی حق نہ ہوگا اور میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ مجھے مقبرہ بہشتی میں جس کا ذکر اشتہار مذکور میں ہے دفن کیا جاوے اور اگر میں قادیان سے باہر کسی دوسری جگہ فوت ہو جاؤں تو میرے ورثا پر لازم ہوگا کہ مجھے قبرستان مذکور میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہنچاویں ہاں اس صورت میں ان کو اختیار ہوگا کہ ان اخراجات کو جو اس اہتمام میں ان کو برداشت کرنے پڑیں اگر وہ بقیہ جائیداد دو تہائی میں سے دینا منظور نہ کریں تو کل جائیداد میں سے ان اخراجات کو ترجیح کرنے کے لئے بقیہ کل ایک تہائی بغرض اشاعت اسلام موجب منشائے اشتہار مذکور دیویں۔ اور اگر کوئی ایسے اسباب بھی پیدا ہو جاویں کہ میری لاش کا قادیان میں لانا محال ہو تو اس کا اثر وصیت کے باقی حصہ پر کچھ نہ پڑے گا۔ بقیہ جائیداد میری حسب حصص شرعی تقسیم ہو ... منشنبہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۷ء

گواہ شد

محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان

العبد

فاطمہ بیگم بقلم خود

گواہ شد

نصرت جہاں بیگم بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکہ شیخ امیر بخش ولد پیر بخش قوم آرائیں ساکن دہرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ شعبان ۱۳۲۴ھ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور کا عہد کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام وکمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند رہوں گا اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد اِن تمام ہدایت وضوابط وقواعد وشرائط شائع شدہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۳) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان سکونتی جس کے مشرق وشمال میں کیہے صوبیدار کا مکان واقع ہے اور بجانب مغرب میں امام الدین برادر راقم کا گھر ہے اور بجانب دکھن مائی امیری شیخنی کا کھولا واقع ہے اور ایک بیرونی مکان مہمانوں کی آمد رفت و نیز اپنی نشست وبرخاست کے لئے ہے جس کی جانب مشرق میں برادرم امام الدین کا مکان ہے اور بجانب شمال شیخ عزیز الدین کا گھر واقع ہے اور بجانب مغرب امیر کشمیری کا گھر ہے اور بجانب جنوب راستہ ہے و نیز مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ کی بزازی اور قریباً مبلغ پچاس روپیہ کی کتب حقیقت نزول مسیح وغیرہ اور مبلغ پچاس روپیہ نقد کل جائیداد کا دسواں حصہ محض رضا الٰہی کے لئے یہ جو جائیداد مذکور جس پر میرا اسوقت مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے کل جائیداد کے دسویں حصے

کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ کے قریب ہے میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ بقیہ جائیداد سے الگ کرکے صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد حاصل کرکے اغراض انجمن کو پورا کرے (غرض کہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور رہے) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد اور کوئی جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد (سوا جائیداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری وصیت ہے جیسا مفصل ذکر میں نے فقرہ سابق نمبر (۴) وصیتوں میں کیا ہے میں ایسی جائیداد کی اطلاع وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوؤں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آئندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کار پردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں یہ تمام اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کر دونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) بہر حال اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو کر جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے اس کو بھی وصول کرنے کا امر خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

المؤصی فتح الدین بقلم خود نشان انگوٹھا

ثبت انگوٹھا اہلیہ راقم مسماۃ جواہرے

ثبت انگوٹھا پسر راقم مسمی محمد شریف

گواہ شد

جمیر الدین قوم شیخ ساکن دھرم کوٹ نشان انگوٹھا

گواہ شد

رحیم بخش قوم آرائیں ساکن دھرم کوٹ نشان انگوٹھا

وصیت

(۱) میں مسمی جمال الدین ولد محمد سلطان قوم شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہٗ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئی یا آئندہ شایع ہونگی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت نامہ میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔

(الف) ایک حویلی جسکے شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عبد الرزاق اور مشرق میں مکان محمد بخش درزی کا۔ یہ مکان قیمتی تین ہزار روپیہ۔

(ب) ایک مکان جس کی شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عمر بخش شیخ مشرق میں مکان جیون مبرا۔ یہ مکان قیمتی چار صد روپیہ ہے۔

(ج) دو قطعہ دوکانات واقع بازار کوتوالی جس کے مشرق میں دروازہ دوکان و بازار شارع عام۔ غرب میں مکان ڈاکٹر عطا محمد خان بہادر اور شمال میں مکان چراغ الدین لوہار اور جنوب میں دوکان جوانده مہرہ۔ یہ مکان قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔

(د) دو ہزار روپیہ نقد جو نارتھ ویسٹرن ریلوے میں بمد پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے اس کے علاوہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ میں میرا جائی

محمد رمضان نصف کا مالک اور نصف کا میں قابض و مالک ہوں۔ مگر نقد روپیہ جو پراویڈنٹ فنڈ بلوی میں میرے نام جمع ہے اس میں میرے بھائی محمد رمضان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد و نقد روپیہ کے ⅓ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت دو ہزار و صد روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے منافع اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد (مذکورہ بالا کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد (ماسوا جائیداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں گی۔ دارالامان قادیان میں پہنچاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کر دوں گا۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا اس وقت مجھ علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جا سکتی ہے۔ فقط جمال الدین بقلم خود

العبد

جمال الدین بقلم خود ولد شیخ سلطان قوم کشمیری شیخ ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

گواہ شد

فتح الدین ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد رمضان ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

ضمیمہ وصیت ہذا

میں جمال الدین ولد محمد سلطان قوم کشمیری ذات شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ کا ہوں۔

جو کہ میں نے وصیت بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء بمقام گوجرانوالہ میں لکھکر رجسٹری کرادی ہوئی ہے اُس کے روسے میں نے اپنی جائیداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار و صد روپیہ کا ⅓ حصہ اور ایسا ہی اپنے پراویڈنٹ فنڈ کا ⅓ حصہ وصیت کیا ہے لیکن غلطی کتابت سے کسی قدر الفاظ اس کے مبہم سے ہیں اس کے لئے وصیت نامہ بطور کوڈسیل کے لکھکر تشریح کرتا ہوں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میری کل جائیداد غیر منقولہ اور منقولہ کا اور نقد کا جس کی قیمت چار ہزار دو صد روپیہ ہے یعنے جائیداد غیر منقولہ مندرجہ وصیت نامہ قیمتی دو ہزار دو صد روپیہ اور نقد پراویڈنٹ فنڈ دو ہزار روپیہ یہ ہر دو قسم کی جائیداد زیر وصیت ہے یعنے ⅓ حصہ جائیداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار دو صد روپیہ اور دو ہزار روپیہ پراویڈنٹ کا ⅓ حصہ نیز یہ بھی واضح رہے کہ اگر اس جائیداد غیر منقولہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے یا میں اور جائیداد غیر منقولہ پیدا کروں اور اسی طرح پراویڈنٹ فنڈ بھی بڑھ جاوے تو اس صورت میں بھی کل جائیداد کا ⅓ حصہ وصیت کیا گیا ہے لہذا یہ دستاویز بطور کوڈیسل کے لکھدیا ہے کہ بطور سند رہے۔ تحریر بتاریخ ۵ جون ۱۹۰۶ء

بقلم امام دین عرضی نویس صدر گوجرانوالہ

العبد

جمال دین ولد محمد سلطان بقلم خود ٹریفک کنٹرولر ملتان

گواہ شد

دانشمند

گواہ شد

بندہ احمد دین عفی عنہ احمدی اپیل نویس گوجرانوالہ بقلم خود

(استفسارات اور اُن کے جوابات)

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ - آپ کا خط تو لو صاحب نے مجھے جواب کیلئے دیا ہے سو اس کے جواب حسب ذیل عرض ہیں -

سوال اول قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مثلاً (الف) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد

(ب) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب

(ج) قالوا لولا انزل علیہ اٰیات من ربہ

وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الا ان کذب بھا الاولون

جواب ہزاروں ہزار نشانات (معجزات) دکھائے اور قرآن کریم ان کے ذکر سے بھرا پڑا ہے بلکہ خود قرآن کریم ہی ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں اپنا ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے کہ جہاں کوئی اعتراض کرتا ہے اسی جگہ سے خزائن و اسرار و معارف نکلتے ہیں مثلاً یہی آیات جن پر انکے معترض نے اعتراض کئے کسقدر نشانات (معجزات) اپنے اندر رکھتے ہیں۔ **انما انت منذر** یعنی اسمیں شک نہیں کہ تو ضرور ڈر سنانے والا ہے کیا معنی تو انکو کہدے کہ تم تو میری ہلاکت اور استیصال کے منصوبے کر رہے ہو مگر .... تمہارا ہی استیصال ہوگا جیسے دوسری جگہ فرمایا واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ یعنی جب کفار تیری قید اور قتل اور اخراج کی تدبیر کر رہے تھے - وہ تو یہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کے قید و قتل و اخراج کی تدبیریں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر سے بابرکت اور خیر و خوبی والی ہوتی ہیں -

دوسرا ولکل قوم ھاد یعنی ہر ایک قوم کے لئے ہادی بھی ہوگا کیا معنی صرف یہی نہیں ہوگا کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا استیصال ہو جاوے گا تم ذلیل ہو جاؤ گے بلکہ اس سلسلہ حقہ کے روز افزوں ترقی بھی ہوگی اور اس سلسلہ کی حفاظت خود اللہ بذریعہ ارسال رسل و مجددین و خلفا قیامت تک کرتا رہیگا اور تمہارا نام و نشان بھی مٹ جائیگا - جیسے آیت استخلاف و دیگر آیات واحادیث میں اسکی تفصیل مذکور ہے - لفظ ہاد اسم فاعل ہے جو مضارع سے بنتا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے غرض یہ کہ سلسلہ خلافت اسی زمانہ میں تمہارے دیکھتے دیکھتے شروع ہو کر قیامت تک قائم رہیگا

تیسرا نشان (معجزہ) اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد یعنی جو کچھ آجکل عورتوں کو حمل موجود ہے جو کچھ حمل رکھنے کے لئے ارحام نئے نئے بچوں کو جو سنتے اور پیٹتے جاتے ہیں اور جن بچوں کو حمل بڑھا رہی ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیا معنی یہ کہ سب کے سب اولاد تمہاری مسلمان ہو جاتی

چوتھا نشان وکل شیء عندہ بمقدار یعنی ہر ایک کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک اندازہ مقرر ہوتا ہے کیا معنی تمہاری ہلاکت ذلت موجودہ نسل و آئندہ نسلوں کا مسلمان ہونا ان کے لئے اوقات مقررہ ہیں جیسے فتح مکہ تک یہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آچکی تھیں -

پانچواں نشان عالم الغیب والشھادۃ یعنی اللہ تعالیٰ تمام ظاہری باطنی امور کا عالم ہے کیا معنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں -

اور اُن کے ظہور سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور علو تمہیں ثابت ہو جائیگا - اور اسکا بول بالا ہوگا اور تم سب نیچا دیکھو گے - چنانچہ فتح مکہ کے روز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر ابو سفیان نے جواب دیا کہ اگر ان بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو تئیس سال ہمنے ان سے مدد مانگی اور دعائیں کیں مگر معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناچیز ہیں -

چھٹا نشان سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف باللیل وسارب بالنھار یعنی تم لوگ خواہ چھپ چھپ کے دار الندوہ میں منصوبہ کرو یا کھلے کھلے ہمارے رسول کریم صلی اللہ کے ایذا رسانی کے لئے باہم قسمیں کھاؤ یا شب ہجرت کو سارے اکٹھے ہو کر مجموعی حملہ کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کے ارد گرد کھڑے رہو یا بعد ہجرت دنکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں ٹکریں مارو تم ہرگز اپنی تدابیر اور کوششوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے کیونکہ - ہماری طرف سے اسکی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہو چکے ہیں

ساتواں نشان لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ یعنی اس ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے چوکی پہرہ والے مقرر ہو چکے ہیں وہ اس کے ہر طرف سے ہر طرح سے حفاظت کرتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو چکا ہے -

آٹھواں نشان ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلیں غرض یہ کہ تمہاری تباہی ہلاکت ذلت بعد ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہو گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی جبتک تو انمیں ہے تب تک یہ لوگ تیرے وجود باوجود رحمتہ للعالمین کی برکت کے سبب عذاب سے محفوظ رہینگے - اس کے بعد ہلاکت ہوگی کیونکہ تم نے اپنی حالت کو خود ہی بدلا ہے -

نواں نشان واذا اراد اللہ بقوم سوءا فلا مرد لہ - یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بسبب اس کے شامت اعمال سزائے سیئہ کے سبب دینے لگتا ہے اسکو کوئی ٹال نہیں سکتا کیا معنی یہ تمہاری ہلاکت ذلت اٹل ہوگی ہرگز ٹلے گی نہیں -

دسواں نشان وما لھم من دونہ من وال یعنی جب وہ مصیبت آئیگی اُس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا چنانچہ روز بدر وقت جنگ سراقہ کا ہاتھ ابو جہل کے ہاتھ میں تھا جس نے انی جار لکم کا وعدہ کیا تھا مگر جب اس نے جنگ کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو اس نے کہا انی بریء منکم انی اری ما لا ترون یعنی میں تم سے بیزار ہوں جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے اور فتح مکہ کے دن تو اتنا کہنے والا بھی کوئی نہ تھا -

گیارھواں نشان ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا یعنی وہ ذات پاک ہی ہے جو تمکو بجلی دکھائیگا جو بعض کو موجب ہلاکت ہوگی اور بعض کو مفید - یعنی تمہاری ہلاکت ایک قسم کی آگ سے ہوگی عرب جنگ کو آگ سمجھتے ہیں جیسے کلما اوقدوا نارا للحرب چنانچہ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور فتح مکہ میں تو خاتمہ ہی ہو گیا دوسرا لفظ برق سے یہ بھی سمجھا یا کہ یہ واقعات اچانک آئینگے جیسے بجلی اچانک آتی ہے وغیرہ اس میں یہ بھی سمجھایا کہ روز بدر میں بھی

ہوگا - جیسے بعد اس کے فرمایا -
بارھواں نشان وینشئ السحاب الثقال یعنی اوس روز بارش بھی ہوگی جیسے دوسری جگہ فرمایا اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم جب تم بارش مانگتے تھے اپنے پروردگار سے سو اس نے تمہاری دعا منظور کی
تیرھواں نشان ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء وھم یجادلون فی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ اس روز جس پر چاہیگا بجلی گرادیگا اور وہ کون ہونگے خود ہی فرماتا ہے کہ وہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑا کر رہے ہیں اس عذاب پر یہ نشان نہ رکیگا
چودھواں نشان وھو شدید المحال یعنی وہ تو سخت عذاب والا ہے اس کے بعد اور بھی انکو سخت عذاب ہونگے
پندرھواں نشان لہ دعوۃ الحق اللہ تعالیٰ کی پکار ہی سچی ثابت ہوگی کیا معنی کہ ہمارا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دعائیں مانگتا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے وہی آخر کار سچ ثابت ہوگا یہانتک کہ آخر کار سردار منافقین ابوسفیان بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور بتوں کے بطلان کا اقرار کر اٹھیگا جیسے پانچویں نشان میں ذکر ہو چکا
سولھواں نشان والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعنی جو دعائیں منکرین لوگ بتوں کے آگے کرتے ہیں انکی مثل تو ایسی ہے جیسے کوئی پانی کے آگے ہاتھ پھیلا کر دعا کرے کہ (میاں پانی جی میرے منہ میں آجاؤ) مگر وہ مونہہ میں نہیں آئیگا اسی طرح انکی دعاؤں کا نتیجہ کوئی مفید نہ ہوگا -
سترھواں وما دعاء الکافرین الا فی ضلال - انجام کار ثابت ہوجائیگا کہ ان بے ایمانوں کی تمام دعائیں ضائع ہوگئیں غرض اس سلسلہ معجزات کو کہاں تک بیان کیا جاوے ویقول الذین کفروا جو اسی سورۃ میں دوسری دفعہ آتا ہے وہ بھی اسی ویقول الذین کفروا کا بقیہ ہے کیا معنی کہ کفار کے اس اعتراض پر غیرت الٰہی جوش میں آئی اور سلسلہ معجزات کا شروع کردیا پھر دوبارہ شدت غیرت سے اسی بات کو دوہرایا اور پھر اسی سلسلہ کو شروع کردیا جیسے کوئی حاکم کسی نالائق کی شرارت سے غضب میں آکر اسکو روکتا اور سمجھاتا اور ڈانٹتا ہے اور اثنائے فہمائش میں کہدیتا ہے کہ پھر بھی تم ایسا کہوگے اور پھر فہمائش شروع کردیتا ہے اور ڈانٹنے لگ جاتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوکر سورۃ پر ختم ہوتا ہے - اگرچہ یہ خط سارے معجزات کے تفصیل کی برداشت تو نہیں کرسکتا مگر میں کسیقدر اس دوسری ویقول الذین کے مابعد کو بھی بیان کردیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان اللہ یضل من یشاء کہدے اللہ تعالیٰ ہلاک کریگا اسکو جو ہلاکت کا خواہشمند ہے پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - اسی مضمون کو یہاں ان الفاظ میں ادا فرمایا کہ تم اپنا تغیر حال کرکے خود ہلاکت کی طرف جارہے ہو -
دوسرا نشان ویھدی الیہ من اناب جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کامیابی اور فتوحات اور ترقیات کا لطف ہدایت کریگا پہلے یقول الذین کے بعد فرمایا تھا اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ ... وما تغیض الارحام وما تزداد - اسی مضمون کو بالفاظ دیگر بیان فرمایا اور سمجھایا کہ جس سلسلہ کے استیصال کے تم در پے ہو اسی سلسلہ کی ترقی کے آثار اور تمہاری ہلاکت اور ذلت کے علامات تو اپنے آپ کہ تم اگر غور کرو تو اسوقت بھی تم سمجھ سکتے ہو کہ تم میں سے

لوگ نکل نکل کر ہم میں شامل ہوتے جاتے ہیں اور ہم میں سے ایک بھی تم میں نہیں جاتا جیسے دوسری جگہ سے سلسلہ معجزات میں فرمایا اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا - یعنی کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم اس ملک کو اس کے اطراف سے گھٹاتے جاتے ہیں -
تیسرا نشان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت طوبیٰ لھم یعنی مومنوں کو بڑی بڑی خوشیاں ہیں اور انکا انجام بہت اچھا ہوگا اور پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا جنہوں نے اپنے رب کی بات کو مان لیا انکو بڑی بڑی خوبیاں حاصل ہونگی -
چوتھا نشان کذالک ارسلناک فی امۃ قد خلت من قبلھا امم یعنی اگر ہماری ان پیشگوئیوں سے جن میں انکی ہلاکت اور تمہاری کامیابیوں کا ذکر ہے انکو یقین نہ آوے تو سمجھا دے کہ ہم نے جیسے امم سابقہ میں رسول بھیجے اور ان کے مکذب اور مخالف ہلاک ہوئے اور رسول اور ان کے ساتھی مظفر اور منصور و کامیاب ہوئے اسیطرح ہمنے تجھے بھی ان لوگوں کی طرف بھیجا ہے ان مخالفین مکذبین کا بھی وہی حال ہوگا -
پانچواں نشان قل ھو ربی لا الٰہ الا ھو یعنی کہدے کہ وہی رب العالمین میرا بھی ترقی دینے والا ہے میری ترقی ایسی کریگا کہ انجام وہی ایک معبود رہجائیگا اور بتوں کی پرستش جزیرہ نمائے عرب سے دور ہوجاویگی -
چھٹا نشان ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال یہ ترقی صرف عرب ہی پر محدود نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے پہاڑ اس قرآن کے ساتھ آڑائے جائینگے عراق عرب عجم - مصر - فارس روم شام وغیرہ سب فتح ہوجائینگی اور ان میں قرآن پھیل جائیگا پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا وللہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا یعنی آسمانی ہدایت اور زمینی ہدایت اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے لئے ہی سجود کرائیگی ....یعنی یہ مذہب سب ....دنیا میں جاری و ساری ہوجائیگا -
ساتواں نشان او قطعت بہ الارض یعنی انہیں ممالک تک یہ سلسلہ محدود نہ ہوگا بلکہ تمام زمین پر اسلام پھیل جاویگا یعنی زمانہ مسیح موعود میں یورپ..... امریکہ افریقہ وغیرہ تمام ممالک میں پھیل جاویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لیظھرہ علی الدین کلہ
آٹھواں نشان او کلم بہ الموتیٰ - یہ کفار مخالف منکرین ہیں سے بھی اکثر باقی ماندہ مسلمان ہوجائینگے - چنانچہ روز فتح مکہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی اگر یہ باتیں تم نے دیکھ لیں تو پھر یہ بھی یقین کرلینا کہ تمام ممالک و مذاہب میں یہ مذہب جاری و ساری ہوجائیگا جیسے اوپر بیان ہوا -
نانواں نشان بل للہ الامر جمیعا اور یہ ساری حکومت اللہ تعالیٰ کی ہی ہوجائیگی یعنی بڑے بڑے ملک فتح ہوکر سلطنت اسلام قائم ہوجائیگی -
دسواں نشان ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ یعنی ان بے ایمانوں کو ان کے اپنے ہی کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ دکھ پہونچتے رہینگے -
گیارھواں نشان او تحل قریبا ..... من دارھم یعنی یہانتک کہ تو روز فتح مکہ دس ہزار قدسیوں کے ..... ساتھ مکہ کے قریب اپنا ڈیرہ جماویگا - استثنا ۳۳

بارھواں نشان حتیٰ یاتی وعد اللہ یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ وعدہ ابھی فتح مکہ والا بھی آجائیگا -

تیرھواں نشان ولقد استھزیٔ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اگر انکو اب بھی یقین نہ آوے اور تیری بیکسی او ربے لبسی اور ضعف کو دیکھ کر ان پیشگوئیوں کے متعلق ہنسی کریں تو پہلے بھی انبیاء کے ساتھ اسیطرح ہنسی کی گئی ہے میں نے ان کو مہلت تو دی مگر دیکھا میرا عذاب ان پر کیسا امنڈ آیا انکا بھی یہی حال ہوگا -

غرض یہ سلسلہ سورہ پر ختم ہوگا - یہی غیرت الٰہی کا ایک نمونہ جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس جگہ معترضین کے اعتراض پر کے گئے - مجھے اس کے معترض پر بھی خوف آرہا ہے کہ ایسے رسول کریم کی نسبت انھوں نے بھی اعتراض کئے اور وہی کئے جو کفار سے کئے تھے اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب کرے ورنہ سخت خوف کا مقام ہے -

تیسری آیت کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اسیطرح فرمایا اور وہ سلسلہ پہلی آیتوں کی طرح سورہ پر ہی ختم ہوا جیسے فرمایا -

اول نشان قل انما الاٰیات عند اللہ - یعنی کہدے تمام آیات (معجزات) اللہ کے پاس موجود ہیں - یہ اقرار ہے انکار معجزات نہیں ہے اور اقرار بھی نہ ایک کا نہ دو کا بلکہ بلا تعداد کیونکہ اول صیغہ بھی جمع کا ہے دوئم الف لام استغراق کا - پھر اقرار نہ ایک دن کے لئے نہ دو دن کیلئے بلکہ اقرار بھی دوام کے لئے جیسے جملہ اسمیہ دال ہے - پھر انما کے ساتھ اسکو موکد کیا ہے جو حصر کے لئے ہے کیا مطلب صرف ان کے ساتھ موکد نہیں بلکہ اس کے ساتھ ما نافیہ بھی ہے جس کے معنی ہیں اور کوئی بات نہیں صرف یہی بات ہے کہ تمام آیات ضرور موجود ہیں اور ہمیشہ کے لئے موجود ہیں - جیسے ولکل قوم ہاد فرمایا تھا یہاں فرمایا کہ یہ تو ایک بڑا عظیم الشان نبی اور منذر ہے اس کے نسبت کیا کہنا ہے معجزات تو اس کے خدام اور غلام بھی دکھلایا کریں گے اور یہ سلسلہ معجزات دکھلانیکا اس کے طفیل سے قیامت تک جاری رہیگا

دوسرا نشان وانما انا نذیر مبین یعنی میں تمکو تمہاری ہلاکت و ذلت و ناکامی کی خبر سناتا ہوں اور مبین کے لفظ میں یہ بھی فرمایا کہ کیا تمکو یہی نشان کافی نہیں کہ تم باوجود اسقدر طاقت اور مجمع کے میری ہلاکت کی تدابیر خفیہ کرتے ہو اور میں باوجود ایسی بے کسی بے لبسی تنہائی کے تمہاری ہلاکت کی خبریں کھلے بند سنا دیتا ہوں اور مبین میں یہ بھی سمجھایا کہ تم اس حالت عزت سے اگر مخالفت پر تلے رہے اور اس حالت کفر سے اگر شرارت سے باز آگئے تو الگ ہوجاوگے کیا مطلب انجام کار یا ہلاک ہوجاوگے یا مسلمان ہوجاوگے

تیسرا نشان ان فی ذالک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یومنون یعنی صرف تمہاری ہلاکت اور ذلت پر ہی بس نہیں بلکہ مومن لوگ ایسے معزز ہوجائیں گے کہ لوگوں میں ان کے ذکر جاری ہوجائیگے اور ان کے ذکر قیامت تک کتابوں میں لکھے جائیں گے کیونکہ یہ جملہ اسمیہ ہے

چوتھا نشان قل کفیٰ باللہ بینی وبینکم شہیدا یعنی تمہارے میرے درمیان اللہ تعالیٰ کی شہادت ہی کافی ہے کیا معنی وہ عالم الغیب سچے کو سچا - جھوٹے کو جھوٹا کرکے دکھلا دیگا -

پانچواں نشان والذین اٰمنوا بالباطل وکفروا باللہ اولٰئک ھم الخاسرون - یعنی اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہوگی کہ باطل کے مومن اور کفر اللہ تعالیٰ کے کافر یعنی تم لوگ خسارے والے ہوجاؤگے -

چھٹا نشان ویستعجلونک بالعذاب یعنی وہ اس عذاب کا جلد آنا چاہتے ہیں ہمارے مخالف مسلمان تو معجزات سے منکر ہیں مگر مکہ کے کفار اولٰئک ھم الخاسرون سے عذاب کے منکر سمجھے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عذاب کا وقت دریافت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یستعجلونک بالعذاب یعنی یہ عذاب کب آویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا ویقولون متیٰ ھذا الوعد

ساتواں نشان ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ...... وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وان کادوا لیستفزونک ... من الارض لیخرجوک منھا واذا لا یلبثون ... خلافک الا قلیلا قل لکم میعاد یوم یعنی جب تک تو ان میں ہے ان کو عذاب نہ ہوگا مگر یہ لوگ تو تجھے اس شہر سے نکالنا چاہتے ہیں سو یاد رکھیں کہ یہ بھی تجھ سے پیچھے تھوڑا ہی ٹھہر سکیں گے ان کو ان کے نکلنے کی میعاد ایک سال تبلادے - اور لیسعیا پ۲ میں بھی یہ بعد ہجرت ایک سال پیشگوئی درج ہے لہذا اجل مسمی فرمایا -

آٹھواں نشان ولیاتینھم بغتۃ ...... یعنی اسکا ظہور اچانک ہوگا فتح بدر اور فتح مکہ دونوں اچانک واقع ہوئے چنانچہ پہلے ویقول الذین کے بعد برق کے لفظ سے بیان فرمایا تھا - غرض میں اس سلسلہ کو کہانتک بیان کروں یہ سورۃ پر ہی ختم ہوگا -

چوتھی آیت جس سے انکار معجزات معترض نے نکالا ہے یہ ہے وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الا ان کذب بھا الاولون اس آیت سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ ہم آئندہ نشان نہ دینگے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہمکو نشان بھیجنے سے کسی نے بھی نہیں روکا - لفظ الا یہاں بمعنی واو عاطفہ کے ہے لئلا یکون للناس حجۃ الا الذین ظلموا منھم یعنی تاکہ عام لوگوں کے اور ظالموں کے لئے کوئی حجت نہیں رہی اگر یہاں الا استثنا کے لئے ہوتا اور اس سے یہ غرض ہوتی کہ ہم آئندہ نشان نہیں دکھلائینگے تو پھر اس آیت سے بعد سلسلہ آیات معجزات کا کسطرح شروع ہوجاتا جس کو میں انشاء اللہ عنقریب بیان کرونگا -

اور اگر الا استثنائیہ قرار دیا جاوے تاہم کوئی ہرج نہیں اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ جو نشان انبیاء سابقہ معرفت دکھائے گئے ہیں ان کے دوبارہ دکھانے سے ہمکو ان گذشتہ مکذبین کی تکذیب نے روکا یعنی جبکہ ان نشانوں سے انھوں نے فائدہ نہیں اوٹھایا اس لئے اب ہم وہ نشان نہیں دکھلاتے بلکہ اور اور نشان دکھلائیں گے - اس صورت میں یہ آیت سرخ جواب ہے فلیاتنا باٰیۃ کما ارسل الاولون یعنی جو نشان گذشتہ انبیاء نے دکھائے ہیں وہی نشان یہ میں نے بھی دکھلائے چنانچہ وہاں بھی اس آیت کا جواب یہی ہے ما اٰمنت قبلھم من قریۃ ...... اھلکناھا افھم یومنون یعنی پہلے لوگوں نے ان نشانوں کو تو نہیں مانا کیا اب یہ منکرین مان جاویں گے - بہرحال یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ آیات (معجزات) کا شروع کردیا -

اول ان ربک احاط بالناس یعنی ترقی دینے والے نے اب انکا احاطہ کرلیا ہے یعنی اب انکا عذاب قریب ہے تیری

ترقی اور انکی ہلاکت روز بروز بڑھتی جائیگی —
دوسرا اذ قلنا للملائکۃ میں بڑی تحدی ... کے ساتھ مخالفین کی ناکامی کا ذکر فرمایا کہ ابلیس کی طرح تم نامراد ہو گے جسقدر رسوا ہیاد سے ہی دوڑا سکتے ہو دوڑالو انجام کار فان جھنم جزاءکم۔ یعنی تمکو ان کوششوں کا بدلہ آگ دنیوی حسرت، اور جنگ میں ہلاکت اور بعد اس کے جہنم حقیقی جزا ملیگی۔

تیسرا نشان ان عبادی لیس لک علیھم سلطان میرے بندوں پر تمکو نہ روحانی (اغوا اضلالی کا) غلبہ ہوگا نہ ظاہری۔ نہ جنگ میں غلبہ ہوگا چنانچہ پہلا جنگ بدر میں ہوگا کہ

چوتھا نشان واذا مسّکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ یعنی جب تمکو اس بحر میں وہ ضرر (شکست بدر) پہونچیگا وہاں کوئی بت کام نہ آویگا مگر جنکی پکار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہی کامیاب ہونگے لطف یہ ہے کہ بدر والے جنگل کا نام بحر ہے

پانچواں فلما نجاکم الی البر اعرضتم یعنی اوس بحر (بدر والے جنگل) میں تم کچھ بھاگو گے کچھ قید ہوکر فدیہ دیکر نجات پاوگے تو پھر تم اس عظیم الشان نشان کی پروا نہیں کروگے۔ نجات کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوکر نجات پاوگے دوسری جگہ پیشگوئی بدر میں فرمایا۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد یعنی روز بدر ان اللہ تعالےٰ سے قطع تعلق کرنے والوں کو تو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیگا —

چھٹا نشان اس پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ ذرا اور تصریح کے ساتھ فرماتا ہے افامنتم ان نخسف بکم جانب البر یعنی کیا تمکو ڈر نہیں آتا کہ تم اوس جنگل بدر کے ایک کنارہ میں کچھ ذلیل ہو جاؤ اور کچھ زمین میں دھنسائے جاؤ —
بدر میں کچھ قید ہوئے کچھ بھاگ گئے اور مقتول چاہ بدر میں ڈالے گئے قیدی اور بھاگے ہیں ذلیل باقی ہلاک ہوئے —
جانب البر کے لئے دوسری جگہ فرمایا اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصویٰ ۔ جب تم کنارہ نزدیک والے پر تھے اور وہ (کفار) کنارہ دور والے پر تھے یہاں اوس بحر کو بر ہی فرمادیا گویا لفظ بحر کے معنی ہی کردے

ساتواں نشان او یرسل علیکم حاصبا یعنی تمہارے پر ایک سخت آندھی بھی چلیگی جس سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی اوڑتی ہیں یہ واقعہ روز غزوہ خندق ہوا اور اس آندھی سے کفار کی آگ بجھ گئی اور چونکہ وہ ہوا شمالی تھی کیا معنی مدینہ منورہ کی طرف سے جہاں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈیرہ تھا اس لئے وہ اس سے بدفال لیکر خود بخود رات کو ہی بھاگ گئے

آٹھواں ثم لا تجدوا لکم وکیلا یعنی اب اس جنگ کے بعد تمہارا کوئی حامی مددگار جو تمہارے ساتھ ملکر مسلمانوں پر چڑھائی کرے نہ رہیگا —
غرض اب کہانتک اس سلسلہ کو لکھا جاوے یہ بھی سورۃ بڑی ختم ہوتی ہے جسکی برداشت یہ خط نہیں کرسکتا عمدہ تدبیر اس کام کے لئے یہ ہے کہ آپکے معترض صاحب قادیان میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کے معجزات کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تاکہ اس غلام آقا کی عظمت کا انکو پتہ لگے اور یہ معجزات نہ ایک نہ دو نہ سو نہ ہزار لاکھوں تک نوبت پہونچ رہی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے معجزات کا یہ حال ہے تو اس کے سید و مولیٰ و آقا کا اسپر قیاس کرلو۔

معجزات قرآنی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں اب تک ظاہر ہورہی ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہنگی پھر کوئی قیاس کرسکتا ہے کہ خود زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسقدر انکا ظہور ہوا ہوگا میں بطور نمونہ ایک معجزہ قرآن کریم کا لکھتا ہوں جو اب بھی موجود ہے اور قیامت تک برابر موجود رہیگا وہ معجزہ ہے بیت اللہ شریف۔
یہ معجزہ ایسا ہے کہ اس سے منکر انبیا کیا بلکہ منکر ہستی باری بھی انکار نہیں کرسکتا۔ بیت اللہ شریف کی نسبت بھی بہت سے معجزات ہیں میں سارے نہیں لکھ سکتا صرف چار ہی لکھ دیتا ہوں۔

اول جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے بیت اللہ شریف کو عزت کا گھر بنا دیا ہے ۔ یہ ایک دعویٰ ہے کہ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ایسا نہیں کہ جسکی معزز رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہو اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے معزز رہا ہو دنیا بھر کی تمام مساجد سے بڑی معزز مسجد بیت المقدس تھی جسکے مہتمم ملوک و انبیا رہے اور ۱۳ برس میں ۱۵۶۰۰۰ ایک لاکھ چھپن ہزار آدمی نے تیار کی۔ کیا اسکی عزت قائم رہکی ہرگز نہیں بلکہ دو دفعہ زمانہ بخت و نصر و بابلیوں میں بیخ و بن سے اکھڑ گئے اور یہانتک اسکی بے ادبی ہوئی کہ سور کی قربانی اس میں کیگئی مگر بیت اللہ شریف اب تک معزز رہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جیسا اللہ تعالےٰ نے اسکو معزز گھر فرمایا اب تک معزز ہی ہے —
دوسرا قیاما للناس میں فرمایا کہ اسکا وجود اور اسکی عزت جبتک قیام وجود انسان ہے برابر رہیگی یہ دوسرا اور تیسرا دعویٰ ہے اور بعد اس کے ایک اور تحدی فرمائی ہے کہ۔

چوتھا ذالک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض یہ پیشگوئی اس لئے ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ سمجھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ علیم ہے یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے بڑی بڑی مساجد اور گرجے اور شاہی تخت گاہ و مکانات کا نام و نشان مٹ گیا خصوصاً تغیر سلطنت سے مگر اسکی عزت ویسی کی ویسی ہی قائم ہے —
بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یہ بھی فرمادیا ہے کہ بیت اللہ دست برد بادشاہ گردیوں سے محفوظ رہیگا چنانچہ فرمایا
یعنی یہ بیت اللہ ہمیشہ آزاد رہیگا کسی سلطنت کے ماتحت ہی نہیں ہوگا چنانچہ سلطان روم بھی اپنا لقب خادم الحرمین رکھنا اپنا فخر سمجھتا ہے نپولین نے مصر تک فتح کرلیا مگر بیت اللہ شریف کے فتح کی اسکو بھی توفیق نہ ملی۔ اب جائے غور ہے جس ذات پاک کے غلاموں کی معجزات الحکمت ہوں جس کے قرآن مجید کے معجزے ہر زمانہ میں اپنے سچائی دکھلاتے ہوں کیا اس کے معجزات پر بھی کوئی شک ہو سکتا ہے۔ معترض صاحب یہاں آدیں اور معجزات قرآنی کو سنیں اور غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا صدرہا روز کئی کئی بار دیکھیں تاکہ ان کے دل سے شک رفع ہو۔

۲۔ سوال معراج شریف خواب تھی یا بیداری۔ اگر خواب تھی تو خواب قابل اعتبار نہیں اگر بیداری تھی تو تین میل سے اوپر آدمی جا نہیں سکتا۔
جواب۔ خواب پر یقین کرنا مسلمان کا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں سچے کا خواب کافر بادشاہ کا خواب فاسق فاجر کا خواب بیگناہ کا خواب اور سورہ فتح میں نبی کا خواب بیان فرماکر

تصدیق فرمایا پھر مذاہب آسمانی ہندو۔ یہود۔ مجوس بروے اپنی کتابوں کے خواب کو مانتے ہیں فلاسفر بھی مانتے ہیں دیکھو ابو علی سینا کی تصانیف

بہرحال خواب نہ مذہبًا نا قابل اعتبار نہ عقلًا۔

دوسرا معراج خواب ہی نہیں تھا بلکہ عین بیداری ہاں ایک اعلیٰ درجہ کی بیداری تھی اور ایک لطیف جسم کے ساتھ تھا جسکا قیاس کثیف جسم کے ساتھ نہیں ہوسکتا سبحان الذی اسری بعبدہ اور وما جعلنا الرؤیا التی میں یہی رویا مراد ہے۔ مگر لفظ رویا کا وسیع ہے جیسے خواب کی رویت پر بولا جاتا ہے اسی طرح بیداری کی رویت پر بھی بولا جاتا ہے۔

تیسرا سوال وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ ...

ان عجیب آیاتوں کا کیا مطلب ہے

جواب۔ اس رکوع شریف کی تفسیر مولانا مولوی نورالدین صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۰ پر لکھی ہے میں اسکا خلاصہ اپنے لفظوں میں یہاں لکھتا ہوں آپ وہاں سے دیکھ لیں والنجم اذا ھوی قسم ہے ثریا کی جب کہ سمت الراس سے نیچے ہو۔ یہ قاعدہ ہر ملک میں مروج ہے کہ ضروری مطالب کو الفاظ تاکیدی اور دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے اور ہر زبان و ملک میں خصوصًا ایشیا میں قسم سے بڑھ کر کوئی لفظ تاکیدی نہیں اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا جو ایشیائی ملکوں میں سے ہے اس لئے اسمیں بھی قسمونکا استعمال حسب محاورہ عرب ہوا۔

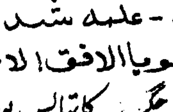
قرآن کریم نے باوجود قسموں کے دلائل کو بھی ساتھ رکھا یعنی جن چیزوں کی قسمیں بیان فرمائیں وہی اشیا دلائل ثبوت دعوی وگواہ قرار دئے چنانچہ یہاں ضرورت نبوت ایک دعوی اور والنجم اسکا ثبوت ہے۔ ریگستان و بحری سفر کرنے والے جہاں کوئی سڑک راہ نما نہ ہو النجم (ثریا) سے اپنا سمت سفر مقرر کرلیا کرتے ہیں جیسے آج جہازی مسافر قطب نما سے قائم کرتے ہیں اور عمومًا رات کو سفر کیا کرتے ہیں خصوصًا اگر ملک یا موسم گرم اور پانی کی قلت بھی ہو جیسے کہ عرب کا رواج تھا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے و بالنجم ھم یھتدون تھا وہ لوگ النجم ثریا سے راہ پاتے ہیں چونکہ النجم جب سمت الراس پر ہو راستہ کا پتہ نہیں دیتا اس لئے فرمایا اذا ھوی یعنی جب مشرق یا مغرب کی جانب جھکا ہو۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کی اندھیریوں میں جنگلوں میں جہاں راستہ کا پتہ نہیں ہوتا تم النجم سے راہ پانے کے محتاج ہو تو کیا تم روحانی منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے کسی النجم کے محتاج نہیں۔ ضرور ہو جس رب العالمین نے اپنی ربوبیت سے ظاہری منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے تمکو النجم دیا ہے وہ روحانی منزل تک پہونچنے کے لئے راہ نمائی کرتا ہے وہ کون ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ما ضل صاحبکم وما غوی یعنی تمہارا ساتھی نہ کبھی بھولا نہ کبھی خلاف علم کوئی کام کیا کسی ہادی کے دعوی کو نہ ماننے کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ ماننے والے اس کے حالات سے پورے واقف نہیں۔ یا انکو علم صحیح نہیں یا علم کے مطابق عمل نہ کرتے ہوں سو نبی ان تینوں نقصوں سے بری اور پاک ہے۔

اول۔ فلقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ یعنی یہ تمہارا صاحب ہے تم میں ہی چالیس سال نہایت امانت دیانت تقویٰ سے گذاری اور تم نے کبھی اسکا صاحب ہونا ناپسند نہیں کیا بلکہ محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم کہلایا اس لئے فرمایا صاحبکم۔ تعجب کہ قرآن مجید نبی کا قوم سے ہونا ایسا ضروری بیان فرماتا ہے کہ باوجودیکہ وہ اس قوم کا بھی ہو اسکا اس قوم میں .... رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کے اخلاق عادات معاملات کا بھی علم ہو ہمارے مخالف منتظر آسمانی مسیح یا خونی مہدی یا غار سے نکلنے والے مہدی کے غور کریں کہ اجنبی کو آسمان سے اتار کر یا غار سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی سنت ہی نہیں کہ کسی قوم کی طرف بھیجے۔

دوسرا۔ ہمیشہ جو تدبیر تمہاری یا اپنی بہتری کی نکالے وہ مثمر ثمرات نیک ہوئی اس لئے فرمایا ما غوی۔

تیسرا چالیس سال کبھی کسی بدی بدعملی کا مرتکب نہیں ہوا چنانچہ فرمایا وانا اول المسلمین یعنی میں اول درجہ کا فرمانبردار ہوں۔

چونکہ غیر معلومہ نتائج پر پہونچنے کے لئے ہمیشہ معلومہ مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے اس لئے آپ لوگ چالیس سالہ تجربہ سے سمجھ سکتے ہو کہ جس نے اتنی عمر میں کسی آدمی پر افترا نہیں کیا اب یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر افترا کریگا لہذا بہ غور یہ نتیجہ نکلیگا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی یہ خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وحی الٰہی سے ہی بولتا ہے جو اسپر وحی کی جاتی ہے۔ علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلیٰ۔ یعنی سکھایا اسکو بڑی طاقتور نے بڑے جگر کا تھا پس پورا نظر آیا اور وہ اب بلند کنارے پر ہے یعنی اسکو تعلیم کسی کمزور معلم کی نہیں اور نہ یہ کہ پورا تعلیم یافتہ نہ ہو بلکہ اپنی تعلیم میں ٹھیک ٹھاک ہوکر اعلیٰ کنارہ پر پہونچ گیا ہے۔ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ یعنی پھر نزدیک ہوا اور پاس کھڑا ہوا۔ پس دو کمانوں کا اندازہ یا اس بھی قریب تر ہوگیا قاعدہ ہے کہ جسقدر کوئی غلام کسی آقا کی زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے اتنا ہی اس سید وآقا کا میلان بھی اسکی طرف ہوا کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اسقدر میرے نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اسکی آنکھ کان ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں عرب میں دستور تھا جو دو آدمی باہم اتحاد کرتے تو اپنی اپنی کمان گھر سے لاتے اور دونوں کمانوں کو جوڑ کر جنکی شکل ایسے ایک کمان کی بنگئی ہے انمیں ایک تیر رکھ کر چلاتے اس کے معنی یہ ہوتے کہ جسطرف تیری کمان تیر چلائیگی میری بھی چلائیگی اب تیری کمان اور میری کمان دو نہیں ایک ہی ہے غرض تیرا دوست میرا دوست تیرا دشمن میرا دشمن ہے۔ دونوں کمانوں کی شکل جب انکو جمع کیا گیا تو یہ شکل ہو گئی۔



فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ یعنی پس جب وحی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی طرف وہ عظیم الشان کلام اور تعلیم جو وحی کی۔ یعنی نتیجہ اس اتحاد کا یہ ہوا کہ ہمنے اپنے بندہ پر وحی نازل کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ذکر دنو و قرب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا تو نتیجہ اس کامل عبودیت و کامل میلان الوہیت کا بیان فرمایا جو وحی الٰہی ہے۔ ما کذب الفواد ما رای یعنی اس دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا اور مغالطہ نہ کھایا اب اس مدعی وحی کی راستی و عمدہ حالت کا بیان فرمایا افتمارونہ علی ما یری یعنی کیا تم اس سے کے ویدیر

جھگڑتے ہو۔ عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی بڑی بھاری انجمن کرنا چاہتے تو چونکہ بسبب کثرت کے مکان میں گنجائش نہ ہوتی تھی اس لئے کسی بیری کے نیچے جا بیٹھتے جو اس ملک میں بڑا درخت سمجھا جاتا چونکہ صاحب الوحی کے اول مخاطب عرب ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ انکو فرماتا ہے **ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی عند سدرۃ المنتہٰی** یعنی یقیناً اس نے اُسے بار دیگر دیکھا یعنی نظر ثانی کی **سدرۃ المنتہٰی** سب سے بڑی بیری کے پاس یعنی تم بھی بڑی بیری کے پاس مشورہ کیا کرتے ہو مگر جس بیری کے نیچے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا وہ سب سے بڑی بیری اور حد کو حد بیری ہے۔ جو جس بیری کی تعریف ہے **عندھا جنۃ الماوٰی اذ یغشی السدرۃ ما یغشٰی** یعنی اس بیری کے پاس جنۃ الماوی ہے اس بیری کو بڑے اعلیٰ درجے کے انوار ڈھانکے ہوئے ہیں کیا مطلب اس بیری والے مشورہ پر جو چلیں گے ان کو جنۃ الماوی جس میں جیحوں سیحوں نیل فرات بہتے ہیں ملیگا **ما زاغ البصر وما طغٰی لقد راٰی من اٰیات ربہ الکبرٰی** اسکی آنکھ نے کبھی نہیں اور غلطی نہیں کہائی ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشان دیکھے۔ **افرأیتم اللات والعزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاخرٰی** یعنی واہ کیا تم نے لات اور عزیٰ دیکھا ہاں وہ تیسرا بھی دیکھا جو منات کہا گیا گذرا ہے یعنی کیا مطلب تم بھی اپنی بیری کے نیچے والے مشورہ پر غور کرو تمہارا نتیجہ تحقیق تو یہی پتھر کے بت ہی نکلے جو خود ہی بنائے اور ایسی چیز سے بنائے جو انسان کی خادم ہے بلکہ ذلیل ترین خدمت استنجاء کی بھی ان سے جاتی ہے کیا ذلیل چیز معبود ہونے کے لائق ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہاں ایک اور بھی تمہاری بیری کی کمیٹی کا نتیجہ ہے **الکم الذکر ولہ الانثٰی تلک اذًا قسمۃ ضیزٰی** یعنی کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس (اللہ) کے لئے بیٹیاں یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے یعنی اللہ **خالق السمٰوات والارض** و مالک ہمارے لئے بیٹیاں جن کو تم پسند نہیں کرتے اور تمہارے لئے بیٹے یہ وہم پرستی ہے جو تمہاری بڑی بڑی مجلسوں کمیٹیوں میں پاس ہوئی۔

غرض میں نے اس تفسیر میں بہت ہی اختصار سے کام لیا اگر آپ مفصل چاہیں تو اصل کتاب سے ملاحظہ فرماویں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ وصلی وسلم [illegible] **نبیک وحبیبک وصفیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم** [illegible] **واحمد صلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہما اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین**

(حکیم فضل الدین از قادیان)

ڈائری

[illegible] فروری ۔۔۔ حضرۃ حکیم الامت نے کسی شخص کا مقولہ بیان فرمایا کہ وہ [illegible] ہمارا کیا ہی کرتی ہیں ان کو خدا کے غضب سے کیا تعلق [illegible] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں ہوتا قرآن کریم سے منکر ہیں وہ [illegible] ہیں کیا موسیٰ۔ نوح علیہ السلام کے وقت میں لوگوں ہی پر بلائیں آئی تھیں یا کہ خدا تعالےٰ نے ان کا کوئی

سبب بیان فرمایا ہے۔

فرمایا اسد فعہ طاعون خطرناک شکل پکڑتی جاتی ہے ہمیں تو اس سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی ہستی اور دنیا کی ناپائداری اہل دنیا پر ثابت ہو رہی ہے۔ ع خدا را بخدا توان شناخت۔ سوفسطائی جو حقیقت اشیاء کے منکر ہیں اُن کا جواب یہی لکھا ہے کہ انکو جب آگ میں ڈالا جاتا ہے تو تب حقیقت اشیاء کے قائل ہو جاتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت دنیا پر واضح فرما رہا ہے

سعد اللہ لدھیانوی کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اپنے قصیدہ انجام آتھم میں اس کے متعلق لکھا تھا **اذیتنی خبثاً فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء** یعنی خباثت سے تو نے مجھے ایذا دی ہے پس اگر تو اب بھولے سے ہلاک نہ ہوا تو میں اپنے دعویٰ میں سچا نہ ٹھہر دن گا اے سرکش انسان۔

فرمایا اسی طرح سعد اللہ نے بھی میرے حق میں لکھا ہے کہ تیرا اخذ یمین اور قطع وتین اور تیرا سلسلہ تباہ ہوگا۔

اب یہ اوس نے مباہلہ کر لیا تھا دیکھو اب کون تباہ و ہلاک ہو یہی مباہلہ کا نتیجہ تو وہ لکھتا ہے کہ یہ کذاب ہے اب دیکھو کہ کذاب کا یہی حال ہوتا ہے کہ اُس کے مقابل پر مومن اور سچے ہلاک ہوتے جاویں ہر امر میں کاذب غالب ہو اور اُس کو خدا کی نصرت ملتی جاوے اور خدا تعالیٰ سچوں پر تباہی اور ہلاکت وارد کرتا جاوے ہماری صداقت کا آفتاب چڑھ آیا ہے۔

کیا خدا دجالوں اور کاذبوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا آیا ہے کہ کاذبوں کو مہلت دیتا جاوے اور اون کے مقابل سچوں کو ہلاک کرتا جاوے کیا اس بات کا ثبوت کسی سابق زمانہ میں کوئی کبھی گذرا ہے کہ خدا نے ایسا کیا ہو۔

دراصل اب دنیا میں دہریت پھیل گئی ہے اب تو ہماری صداقت کا آفتاب چڑھ آیا ہے یہ وہ امور ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۶- فروری نماز ظہر- مونگیر کی جماعت اور وہاں کے کسی مباحثہ کا ذکر ہوا فرمایا تحریری سوالات ہوں تو ہماری طرف سے بھی مخالفین کے لئے تحریری جواب دیا جاوے اور زبانی مباحثات مظنہ فساد ہوتے ہیں۔

قاضی ظفر الدین متوفی کے قصیدہ کا ذکر ہوا جو اوس نے حضرت کے قصیدہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور اسکو خدا نے اتنی فرصت نہیں دی کہ اسکو شائع کرتے اب اوسکو ثناء اللہ چھاپتا ہے حضرت نے فرمایا قصیدہ بنانے والا تو اپنے کیفر کردار کو پہونچ گیا اور جہان سے رخصت ہو گیا اور وہ اسکو اپنی زندگی میں کبھی شائع نہ کر سکا ثناء اللہ کو تو اتنی بھی لیاقت نہیں کہ اسکی تصحیح کر سکے۔

فتاوے حکیم الامتہ

۱۱- فروری ۱۹۰۹ء ایک خط سے حضرت حکیم الامتہ کے آگے سوال پیش ہوا کہ مفقود الخبر زوج یعنی جس عورت کا شوہر بہت مدت سے گم ہو گیا ہو وہ عورت کتنی مدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

فرمایا- چار سال تک اگر مفقود الخبر ہے تو اسکو فوت شدہ تصور کیا جاوے اور چار سال کے بعد وہ عورت جس کا خاوند چار سال سے گم ہو چار مہینے دس دن عدت میں رہے بعد ازاں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے پھر پہلا اگر آجاوے تو پہلے کا کوئی حق نہیں۔ آج مغرب و عشاء کی نماز بسبب بارش جمع کی گئی۔ ادائے فرض مغرب و عشاء کے بعد باقی حروف نے حضرت

شاہِ کابل و سزائے اختلاف مذہب

مسز کیٹ ڈالی۔ اخبار ڈیلی ایکسپرس میں زیرِ عنوان "نو سال کابل میں" اپنا تجربہ و مشاہدہ لکھتی ہے۔ اور یہ مضمون اس عنوان کے نیچے اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۷ پر نقل ہوا ہے۔ جو حالات کہ میم صاحبہ ممدوحہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ بہت دلچسپ ہیں۔ اور بالخصوص ایسے لوگوں کے لئے جو اہل مغرب ہیں یا مغربی روشنی سے متاثر ہو چکے ہیں۔ خالی از دلچسپی نہیں ہیں۔ ایک واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ چند مُلانے کابل میں ایسے متعین ہیں جو گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور نماز کے وقت اگر کوئی ایسا آدمی ان مُلانوں کو مِل جاوے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ یا مسجد میں نہ گیا ہو تو اسکو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی معذوری پر کوئی کافی روشنی نہ ڈال سکے یا وجہ نہ بتلا سکے جو ان مُلانوں کے خیال یا رائے میں شرعی عذر تک پہنچتی ہو تو فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کا مُنہ اور چہرہ کالا کیا جاتا ہے اور اس کو گدھے پر بٹھایا جاتا ہے اور گدھے کی دُم کی طرف اس کا مُنہ کیا جاتا ہے اور اس کو تمام شہر میں تشہیر کیا جاتا ہے۔ اور شہر اور بازار گلی کوچوں کے لوگ اس پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح مختلف امورات تحریر فرمانے کے بعد لایق نامہ نگار وہ دل کو سخت صدمہ پہنچانے والا واقعہ بیان کرتی ہے جس کی طرف ہم ناظرین اخبار ہذا اور دیگر مہذبین کو اور مذہبی دُنیا کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتی ہیں۔ وہ سخت سزائے اختلاف مذہب کی ہے۔ فروعی باتوں پر۔ ہم اس واقعہ کو خود انہی الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں۔

سزائے موت بذریعہ سنگساری

یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ان روشنی اور تہذیب کے دنوں میں بھی پُرانے مشرقی طریقہ سنگساری کے ذریعہ سے کسی شخص کی جان لی جاوے۔ لیکن دو ایسے واقعات میری موجودگی میں کابل میں وقوع پذیر ہوئے جو صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ایسی حالت میں صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کافر یا ملزم کو شہر کے گنجان حصوں میں سے گھسیٹ کر سنگسار کرنے کی جگہ پر لے جاتے ہیں۔ جو کوہِ سیاہ کے نام سے مشہور ہے Place of Black stones

جب یہ متعصب گروہ تمسخر اور ہنسی اور گالیاں نکالتا ہوا اور ملزم پر لعنت بھیجتا ہوا جائے موسومہ کی طرف جاتا ہے تو ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایسا بھاری پتھر رکھ لیتا ہے جتنا کہ وہ اُٹھا سکتا ہو۔ اور مارنے کے لئے پھینک سکتا ہو۔ جب جائے موسومہ پر سب لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ تو فتوے دینے والا سب سے پہلے اپنا پتھر اُس بدنصیب شخص پر چلاتا ہے۔ پھر سب لوگ۔ اس کی طرف پتھروں کی بوچھاڑ شروع کرتے ہیں۔ بدنصیب ملزم بیہوش یا مُردہ ان پتھروں کے نیچے تین دن تک پڑا رہتا ہے۔ اور اس کی لاش کے اوپر پہرہ شاہی لگا رہتا ہے۔ تین روز گذر جانے کے بعد لاش متوفی کے ورثا یا رشتہ داروں کو مل جاتی ہے۔

سر دست ہم اس سزا کے جائز ناجائز ہونے پر ذکر نہیں کرنا چاہتے جو امر کہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ فروعی مسایل کے اختلافات سے فتویٰ کفر تیار کر کے اس طرح بیرحمی اور خلاف شریعت سنگسار کر دینا کسی مذہب نے جائز نہیں رکھا۔ اور ہم شاہ کابل خلد اللہ ملکہ کی توجہ اس بیرحم سلوک کی طرف دلوانا چاہتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ شاہ کابل اس امر کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اور اعلیٰحضرت کے پاس کون سے شرعی دلائل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ مذہبی آزادی کا اس طرح بیجا خون کرتے ہیں۔ اور پھر باوجود اس سلوک کے شاہِ والا تبار شیعوں میں اس بات پر فخر اور مباہات سے کہنے کو تیار ہیں کہ وہ متعصب نہیں اور اُن کے ملک میں ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے۔ کیا وہ اس بات کا کوئی جواب دے سکتے ہیں کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کس گناہ کے بدلہ سنگسار کئے گئے۔ کیا وہ یہی اختلاف مذہب نہیں تھا۔ اور وہ اختلاف بھی ایسا جو محققانہ ہو۔ اگر حضرت ممدوح نے اس واقعہ کے بعد اپنی پولیسی کو بدل دیا ہے تو بھی ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اس کے بارہ میں حضرت ممدوح خاص طور پر یہ اعلان فرما دینگے ؛ اور آئے دن جو کابل کے ملک سے احمدیوں کو جو ہر طرح سے بادشاہِ وقت کی فرمانبرداری اور اطاعت اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ہجرت کر کے ہندوستان میں آنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی کیا بنیاد ہے بہرحال اگر ہندوستان کے علماء کی طرح وہاں بھی تکفیر کا بازار گرم ہے۔ تو سلطنت افغانستان میں اس قسم کے کئی واقعات وقتاً فوقتاً پیش آنے کا احتمال ہے۔ جبتک مذہبی آزادی نہ ہو۔ اور تقلید کے جکڑبندوں سے آزاد ہو کر مسلمان خود مذہبی معاملات میں غور اور فکر سے کام لینا شروع نہ کریں۔ دماغی حالت مسلمانوں کی درست نہیں ہو سکتی۔ ہم خداوند تعالیٰ سے اخیر میں دعا مانگتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کے بادشاہوں پر۔ مسلمانوں پر اپنے فضل و کرم سے رحم کرے۔ اور وہ کم سے کم اسقدر رحم کا نمونہ اپنے وجود میں اپنے ملک میں ظاہر کریں جس قدر کہ عیسائی سلطنتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اسنے برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھکر ہم کو ہر طرح کی آزادی دی۔ فھل جزاء الاحسان الا الاحسان ؛ (راقم ایک مسلمان از ایبٹ آباد۔

ڈایری

۹۔ فروری

خط سے سوال پیش ہوا کہ مکان میں میرا پانچسو روپیہ کا حصہ ہے اُس حصہ میں مجھ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ جواہرات و مکانات پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

نماز عصر کے وقت طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ اس وقت جو بے وقت بارش متواتر برس رہی ہے واللہ اعلم اس سے طاعون کے کیڑے ہی پرورش پا رہے ہیں۔

۱۰۔ فروری نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس مقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی صاحب کو فرمایا انکو لکھو کہ اگر تم کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر کے لئے مقرر کرو تو ہم مضمون لکھکر سُنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

۱۱۔ فروری

قبل ظہر۔ مفتی صاحب نے کسی شخص کا سوال خط سے پیش کیا کہ مَیں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے اُس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا۔ کیا اسپر عمل کیا جاوے یا نہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ۔ لہٰذا اُسپر عمل کیا جاوے۔

پھر خط سے سوال پیش ہوا کہ کئی اشخاص نے ایک گائے قربانی کرنے کے لئے خریدی تھی جن میں سے ایک احمدی تھا۔ غیر احمدیوں نے اسکو اس وجہ سے اُس گائے کا حصہ قیمت واپس دیدیا کہ اس کا حصہ قربانی میں رکھنے سے قربانی نہ ہوگی اس لئے اُس شخص نے لکھا کہ میں اپنی قربانی کا حصہ نقد قادیان میں بھیج سکتا ہوں یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اُس کو لکھو کہ قربانی کا جانور اُس قیمت سے لیکر وہاں ہی قربانی کردے۔ عرض کی گئی کہ اُس کا حصہ قیمت جو گائے کے خریدنے میں تھا وہ بہت تھوڑا ہے اس سے دنبہ بکرا خرید نہیں سکیگا۔ حضرت نے فرمایا اُس کو لکھو کہ تم نے جبکہ اپنے اوپر قربانی ٹھہرائی ہے اور طاقت ہے تو اب تم پر اُس کا دینا لازم ہے اور اگر طاقت نہیں تو پھر اُس کا دینا لازم نہیں۔

خط سے سوال پیش ہوا کہ میں بوقت سحر ماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اُسپر اُس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔

پھر سوال ہوا کہ کتب سے فرضی روزے مراد ہیں یا اور روزے مراد ہیں حضرت نے فرمایا کتب سے فرضی روزے مراد ہیں۔

۱۲۔ فروری

نماز ظہر۔ آج حضرت اقدس نماز ظہر میں تشریف لائے ایک مولوی صاحب حدود افغانستان سے حضرت کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے مصافحہ کے بعد حضرت نے اُن کے کوائف سفر و صعوبت راہ کی حالت دریافت فرمائے۔ بعد ازاں حکومت افغانستان کی عدم حریت و آزادی کے متعلق ذکر ہوا فرمایا کہ اخبارات میں جو آجکل لکھا جا رہا ہے کہ حکومت افغانستان میں ہر مذہب کے لوگوں کو عام آزادی حاصل ہے یہ سراسر دروغ بیفروغ ہے کیونکہ اگر افغانستان میں ہندوستان جیسی حریت اور آزادی ہر مذہب کے لوگوں کو حاصل ہوتی تو اخوند زادہ حضرت مولوی محمد عبد اللطیف کو اس سخت بے دردی سے اختلاف مذہب کے سبب اُس حکومت میں ہلاک نہ کیا جاتا۔

بعد ازاں حضرت نے خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کا ذکر فرمایا جو پہلے درج ہو چکی ہے اور اُس میں سے مندرجہ ذیل فقرہ سُنایا (آسمان ٹوٹ پڑا) اسرار معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے اس کی تشریح میں فرمایا۔ اگرچہ کثرت بارش سے بھی آسمان کا ٹوٹ پڑنا مراد ہو سکتا ہے مگر .... اِن الہامات کی تشریح میں ہم کسی پہلو پر زور نہیں دیتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے جس رنگ و صورت میں چاہا واقع ہونگے اِن الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دہشتناک امر واقع ہونے والا ہے جس سے لوگ متحیر و خوف زدہ ہو جاوینگے لہٰذا خدا تعالیٰ نے اُن کی طرف سے حکایۃً بیان فرمایا ہے کہ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے فرمایا اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے قریب آ گیا ہے۔

پھر حضرت اقدس نے فاضل امروہی سے استفسار فرمایا کہ خطوط سے معلوم ہوتا ہوگا آپ کی طرف بارش زور سے برس رہی ہے یا نہیں مولوی صاحب نے عرض کی کہ اُس طرف اتنی بارش نہیں ہے جس قدر اس طرف برس رہی ہے پھر حضرت نے بیماری طاعون کا حال پوچھا مولوی صاحب نے عرض کی بیماری اُس طرف بہت ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ ثناء اللہ لکھتا ہے کہ سعد اللہ کی وفات کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہو گئی ہے حقیقۃ الوحی میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق زبردست دلائل لکھے جاوینگے۔

فرمایا ثناء اللہ بہ نسبت محمد حسین بٹالوی کو بدگوئی میں بڑھ گیا ہے۔

محمد حسین بٹالوی کا ذکر ہوا۔ فاضل امروہی نے عرض کی کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُس نے کہا تھا کہ میں نے ہی ان کو پہلے حضور کو عروج پر چڑھایا تھا اور میں ہی گراؤنگا مگر معاملہ برعکس ہوا محمد حسین کے اس چڑھانے اور اتارنے سے مراد پہلے براہین احمدیہ میں ریویو لکھنا اور پھر حضرۃ اقدس پر تکفیر کا فتویٰ تیار کرنا اور مولویوں کی مہریں لگانا ہے)

اس جگہ تو بوماً فیوماً ترقی ہو رہی ہے اور مشرق و مغرب کی مخلوق آ پہنچی ہے اور محمد حسین اکیلا و طرید رہ گیا ہے۔ اکثر احباب نے اس کو چھوڑ دیا ہے ایک زمانہ تھا کہ اشاعۃ السنہ سے اس کو تین سو روپیہ تک بچ جاتا تھا اب کوئی اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے۔

حضرت نے فرمایا محمد حسین ہمیشہ ہمارے پاس آیا جایا کرتا تھا ۱۵ روز تک بٹالہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا بلکہ ہمارے پاس آ جاتا تھا ایک دفعہ اسکے متعلق اسکے باپ نے ایک سخت ناگوار اشتہار دیا جاتا تھا اور محمد حسین نے مجھ کو کہا کہ میرے باپ کو اس امر سے منع کرو چنانچہ ہم نے اس کو اس امر سے روکا تھا

میر ناصر نواب صاحب نے خواب بیان کی کہ تھوڑے روز ہوئے میں نے محمد حسین کو خواب میں دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہے اور میرے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے بھی اُس کے ساتھ مصافحہ کیا اتنے میں مجھ کو آواز آئی جو کہ آپ سے اُس سے جھک جائے۔

نماز عصر

نماز عصر کو حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے نو وارد افغان مولوی صاحب سے بزبان فارسی استفسار فرمایا کہ آپ کے ملک میں سردی کا کیا حال ہے اُس نے عرض کی ہمارے ملک میں بہت سردی ہوتی ہے بالخصوص تین ماہ میں سخت سردی پڑتی ہے فصلیں برف کے نیچے دب جاتی ہیں۔

حضرت نے پوچھا کہ افغانستان میں عربی کی کیا کیا کتابیں لوگ پڑھتے ہیں۔ افغان مولوی صاحب نے عرض کی کہ حقہ کا زیادہ رواج ہے قدوری۔ کنز۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ پڑھ لیتے ہیں۔ زیادہ علوم سے اکثر علماء بے بہرہ ہوتے ہیں حدیث کے علم کا رواج افغانستان میں نہیں ہے۔

سفر ریل میں ایک افغان مولوی مجھے ملا میرے پاس بخاری شریف تھی اُس نے میرے پاس بخاری شریف دیکھکر کہا کہ تم وہابی ہو حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا۔ خود مولف بخاری شریف کو ان لوگوں کے بھائی بندوں نے بخارا سے جلاوطن کر دیا تھا بعد ازاں جماعت کھڑی ہوگئی ادائے نماز کے بعد حضرت اندر تشریف لے گئے۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کے الہامی الفاظ ہیں یہ وحی ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔ اور فوراً اخبارات اور رسائل میں شایع کر دی گئی۔ اس وحی الہی کے متعلق جو تصریح اس وقت کی گئی تھی اسے یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔

۵ مئی ۱۹۰۶ء الہام۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن ثلج کا لفظ عربی ہے۔ **اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے۔ اور شدت سردی کے موجب ہوتی ہے اور** بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا۔ **اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی**۔ اور دوسرے معنے اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلایل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجب ثلج قلب ہوگئی یعنی ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہوگئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پا لیتا ہے تو اُس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ و شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا۔ تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ د نوں زلزلوں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے۔ اور ثلج قلب یعنے کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے اثلج قلب ہو جاگی اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلی دور ہو جائیں گے اور حجت پوری ہو جائیگی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفین کے مُنہ بند ہو جائینگے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفت نازل کریگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب اُن الفاظ پر غور کرو جو میں نے جلی قلم سے لکھ دیئے ہیں۔ کہ کس طرح پر قبل از وقت اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو شایع کیا تھا اور ظاہر کر دیا گیا تھا کہ موسم بہار میں غیر معمولی برف و باران کا گویا ایک طوفان آجاوے گا۔

اس موسم بہار میں جس صفائی اور خوبی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں۔ یورپ میں سردی کی شدت نے بھی اگرچہ ایک رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کیا ہے لیکن خود پنجاب میں جو حالت ہو رہی ہے اس سے غالباً کوئی متنفس ناواقف نہیں۔ آسمان غیر معمولی طور پر جھکا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ کچھ ایسے طور پر شروع ہوا ہے جو ایک خطرناک صورت دکھا رہا ہے۔ بجائے اسکے کہ میں اس پر کچھ لکھوں ۱۲ فروری ۱۹۱۰ء کے اخبار عام سے کچھ حصہ یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے اس پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے نشانات کی ہتک کرنے سے باز آئیں کیونکہ اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا کرتا۔

موسم پنجاب کی حالت۔ پچھلے ہفتے کی رپورٹ فصلات سے ظاہر ہے کہ تمام اضلاع پنجاب میں کہیں معتدل اور کہیں عمدہ بارش ہوئی ہے۔ لیکن لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے بھی زیادہ عرصے سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ جب کبھی بارش کی قلت ہوتی ہے تو عذر جنگلات کے کٹنے کا پیش کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسی باعث بارش ہونا موقوف ہو رہا ہے حالانکہ دوسرے موقعہ پر یہ عذر بالکل فضول بلکہ لغو معلوم ہوتا ہے۔ دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شائد اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصے میں بارش اس زور اور ایسی افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدل بہ زحمت نہ ہو جاے۔ اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکتی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند عالم کو کیا منظور ہے۔ یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی بھی کچھ حد ہے۔ مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھے اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں رحمت کی زحمت بن جائے اور فصلوں کی خرابی کو اکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے۔ اس بارش سے اندیشہ ہے کہ نشیب کی فصلیں دریا بُرد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جاتا ہو۔ سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے۔ کون آدمی یہاں دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ انکے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے۔ اور جانکار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے چنانچہ یہ خیال واقعی ثابت ہوا ہے۔ بادل اس وقت تک آسمان پر منڈلاتے ہیں۔ ابھی مطلع صاف ہے۔ دن کو دھوپ ہے۔ رات کو تارے ہیں اور ابھی دیکھتے دیکھتے ابر چھا رہا ہے اور بوندا باندی ہونے لگتی ہے۔ اس بارش مسلسل کے کارن ہر چیز میں رطوبت سیلن کی افراط پائی جاتی ہے۔ اب تو سب لوگ یہی چاہتے ہیں کہ بارش بس ہو اور دھوپ کی صورت نظر آئے۔ ہر ایک چیز اعتدال میں ہی لطف دیتی ہے۔ یہ بات ہے کہ موسم سرما میں بارشوں کی افراط سے بہ نسبت ان کی قلت کے زیادہ تر نقصان فصلات کا خوف مانا جاتا ہے۔ قلت باران سے صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ پچھلے ہفتے کی سرکاری رپورٹ میں کوئی ضلع نہیں جہاں بارش نہ ہوئی ہو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۱	قادیان دار الامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ	نمبر ۸

تازہ الہامات

۲۸ فروری ۱۹۰۶ء **سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی** - خوش آمدی نیک آمدی - چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی اور ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ آگیا - مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا آج (۵) مارچ ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں خط آیا کہ قریباً نو بجے رات کے ایک سخت جھٹکا بھونچال کا آیا اور بارش بھی بہت ہوئی اور اولے پڑے - اور چوہدری محمد نواب خان صاحب تحصیلدار کا آج گوجرات سے ایک کارڈ آیا - وہ لکھتے ہیں - ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ گوجرات میں آیا - جو نہایت خطرناک تھا اور پیشگوئی قبل از وقت ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی صبح کو کی گئی تھی جبکہ صوب تھی اور بادل کا نام و نشان نہ تھا - اور نہ زلزلہ آیا تھا اس واقعہ کے گواہان حاشیہ میں درج ہیں سلہ

سلہ حضرت مولوی نور الدین صاحب - حضرت مولوی محمد احسن صاحب - حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب - حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے - محمد صادق ایڈیٹر بدر - شیخ محمد نصیب صاحب - محمد حسین کاتب اخبار بدر - مولوی عبید اللہ صاحب بسمل - مولوی شیر علی بی اے - میر ناصر نواب صاحب - خواجہ کمال الدین صاحب وکیل - خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری - منشی رلا رام - مولوی فضل دین صاحب - حاکم علی رئیس چک پنیار - عرب صاحب عبد المحی - سید ناصر شاہ صاحب - شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم - عبد الستار خان صاحب کابلی - احمد نور کابلی - قدرت اللہ صاحب - برکت علی محرر الحکم - ماسٹر محمد دین صاحب - امیر احمد صاحب ولد مولوی سردار علی صاحب حکیم - احمد الدین صاحب زرگر - محمد اشرف محرر دفتر محاسب صدر انجمن - بورڈران مدرسہ تعلیم الاسلام - طالب علمان مدرسہ تعلیم الاسلام و غیرہم - نام بہت سے ہیں لیکن گنجائش کے سبب چند نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں -

۲ مارچ ۱۹۰۶ء روز شنبہ - الہام (۱) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا - تفہیم یہ ہوئی - کہ الٰہی منشاء خدا تمہاری حفاظت کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اسکے اراد ے پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا اور پھر انھیں کیطرف اشارہ کرکے الہام ہوا (۲) **ہی تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر** - اور پھر الہام ہوا - (۳) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - اے لوگو تم اپنے رب کی پرستش کرو - وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بناؤ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور پھر الہام ہوا - (۴) یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام مت کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا - (۵) **اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے** - اور پھر مجھے مخاطب کرکے الہام ہوا (۶) انت منی وانا منک انت الذی طار الی روحہ - یعنی تو مجھ سے ظاہر ہوا - اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہونیوالا ہوں - تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا -

امور منزلیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو دوپہر کے قریب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں زاد اللہ ایڈیٹر الحکم کو چھوٹا بچہ اور **چوتھا بیٹا** عطا فرمایا - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے بچے کا نام **محمد داؤد** رکھا - اللہم اجعلہ کاسمہ - احباب سے التماس ہے کہ وہ دعا کریں کہ یہ بچہ داؤد کی طرح حامی اسلام کا سچا نمونہ ہو اور خدمت دین اور اشاعت ملت قدیم میں رہ کر علی ہو اور نافع الناس وجود بنکر جیئے -

دار الامان کا ہفتہ - (۱) موسم بہار شروع ہوگیا ہے مگر آسمان گاہے ماہے ابر آلود ہو جاتا ہے - (۲) سینہ زوری کے متعلق جو نوٹ شایع کیا گیا ہے اسکے متعلق اتنا اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ بالآخر افسران تفتیش کنندہ کی سعی اور محنت سے مقدمہ نکل آیا اور مال برآمد کیا گیا - (۳) میر محترم

ڈاکٹر عبد اللہ - قاضی میر حسین - کرم علی کاتب - شیخ محمد اسمعیل سرساوی - میر مہدی حسین - مولوی محمد فضل چنگوی احمدی -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ نظم

یہی تو ہے

اسلام سے نہ بھاگو! راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو! شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو! دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن۔ بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ۔ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے

افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپر
وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں
کیا ان نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ ان میں ہرزہ درا یہی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
کیا جون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے

لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے
ان نیزہ باطنوں کی دلیں دغا یہی ہے

جاں بھی اگرچہ دیویں ان کو بطور احساں
عادت ہے ان کی کفراں رنج و عنا یہی ہے

ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پُر ہیں بغض و کیں سے
ہر بات میں ہے توہین طرزِ ادا یہی ہے

جاں بھی ہے اپنی قرباں گر دل سے ہو دیں صافی
پس ایسے بدکنوں کا مجھ کو گلا یہی ہے

احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
گویا ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے

لیتے ہیں جان اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے

دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جانگزا یہی ہے

دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے

غفلت پہ غافلوں کے روتے رہے ہیں مرسل
پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو
تعلیم میں ہمارے حکم خدا یہی ہے

ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بدزبانی
تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت
کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے

اک وید ہی ہے سچا باقی کتابیں ساری
جھوٹی ہیں اور جعلی اک رہنما یہی ہے

یہ ہے خیال ان کا پربت بنایا تنکا
پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اس کے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے

ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا
ان پستکوں کے رو سے کارِ بھلا یہی ہے

جس استری کو لڑکا [illegible] ہے
ویدوں کے رو سے اس پر واجب ہوا یہی ہے

جب ہے یہی اشارہ پھر اس سے کیا ہے چارہ
جب تک نہ ہوویں گیارہ لڑکے روا یہی ہے

ایشر کے گن عجب ہیں ویدوں میں اے عزیزو!
اس میں نہیں مروت ہم نے سنا یہی ہے

دیکر نجات و مکتی پھر چھینتا ہے سب سے
کینہ ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے

ایشر بنا ہے منہ سے خالق نہیں کسی کا
روحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے

روحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا
اس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے

ان کا ہی منہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے
گویا وہ بادشہ ہیں ان کا گدا یہی ہے

القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے
ان کا ہے جس پہ تکیہ وہ بے نوا یہی ہے

اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گن
جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے

ویدوں کو شرم کر کے تم نے بہت چھپایا
آخر کو راز بستہ اس کا کھلا یہی ہے

قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر
کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے

کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر
سچ پوچھیے تو مانند بت دوسرا یہی ہے

ہم نے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں
ویدوں سے اے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے

فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت
پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے

یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ
ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے†

خوش خوش عمل ہیں کرتے اوباش سارے اس پر
سارے نیوگیوں کا اک آسرا یہی ہے

پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقاں
ان کے تو دل کا رہبر اور مقتدا یہی ہے

جب ہو گئے ہیں ملزم اترے ہیں گالیوں پر
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے

کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے
پردہ اٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے†

† اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے ورنہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اس میں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا دعوے کرنے والے صد ہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے پس بوجہ تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لاحاصل ہے۔ منہ

† حاشیہ۔ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمیں اور وہ عمل ہیں جن کو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم میں وید موجود ہے اور بقول ان کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے ......

لڑکا حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو تو خود اس کی بیوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلق پیدا کر سکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کر لے اور پھر خاوند کے واپس آنے پر یہ تحفہ اس کے آگے پیش کرے اور اس کو دکھا دے کہ تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر میں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے۔ پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہو سکے اور کیونکر جائز ہو سکے اور کیونکر جائز ہو حالانکہ اس بیوی

† اگر ایسے لوگ بھی آریوں میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے*
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے ربِّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوشِ الفت یکساں نہیں ہے رہتا
دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آ کے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تباہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دیں پہ ناز ان کو جو وید** کے ہیں حامی
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغِ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مردِ جنگ آزما یہی ہے

کر دی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت
وہ غالبِ زمانہ شیرِ خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ بابِ لُد کا فاتح کشورکشا یہی ہے

ہیبت نشان دکھلا کر جھٹلایا رعبِ حق نے
ڈرتے ہیں دل میں جس سے کل آریا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت سارے جہاں میں کر دی
جو مر گیا وہ لوٹے چھوڑی رجا یہی ہے

ہوں سیدھے بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا۔ یہی ہے

پھر صدق پر ہے شاہد وہ آیتِ تقوّل
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی ہے جس نے خدا نے اعدا پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم کردگانِ منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشدِ خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو جس نے دیکھنا ہو
محبوبِ لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو
تو صاف میں کہوں گا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سے میں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسلِ الٰہی۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
اکمل ہوں ان کا چیلا خادم تیرا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر دھونی رما کے اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لایعنی اور بے فائدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اُس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

* جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

** یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے
ہر دم زباں کے گندے قہرِ خدا یہی ہے

دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
سب گالیوں پہ اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اِن کے ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے

ان سے ہے دو چار ہونا عزت ہے اپنی کھونا
ان سے ملاپ کرنا راہِ ریا یہی ہے

بس اے مرے پیارے عفت کو تو بچانا
اس دین کا پاک یاور بدرالدجیٰ یہی ہے

ہیں ہم ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رسیدہ
شاہد ہے آپ دیدہ واقف بڑا یہی ہے

میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے

دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے

ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
اُس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے

ہم بار جانتے ہیں ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم
رونے سے اپنا غم دل میں رچا یہی ہے

وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کرکے باتیں
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اسکے کہنا ہر حرف اسکا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے

اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے

اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشتہ نیا یہی ہے

کہنے کو حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن
اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے

تھمتے نہیں ہیں آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو
اس غم سے صادقوں کا آہ و بکا یہی ہے

سب مشرکوں کے سر پر یہ دیں ہے ایک خنجر
یہ شرک سے چھڑاوے اُن کو اذیٰ یہی ہے

کیوں ہو گئے ہیں اسکے دشمن یہ سارے گمرہ
وہ رہنما ہے راز چون و چرا یہی ہے

دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے
اب تم دعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی ۔ وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

بقیہ حاشیہ۔ اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی۔ اور اُس کی قیدِ نکاح سے اسکو آزادی حاصل نہیں ہوئی۔ افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتیں ہیں جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم وید کی ہے ممکن ہے کہ ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرد رہتے ہیں اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات اُن کو مغلوب کر لیتے ہیں اُنھوں نے یہ باتیں خود بنا کر وید کی طرف منسوب کر دی ہوں یا تحریف کے طور پر وید میں شامل کر دی ہوں کیونکہ محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ ان میں بڑی تحریف کی گئی ہے اور اُسکے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہیں۔ ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو بغیر اسکے کہ اس کو طلاق دیکر شرعی طور پر اس سے قطع تعلق کرے یونہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اُس کو دوسرے سے ہمبستر کرا دے کیونکہ یہ تو دیوثوں کا کام ہے۔ ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے کوئی اُس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف۔ ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں کہ یہ مسلمانوں کی رسم ہے پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ ان عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا ہے اور ان عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردوں سے بھی ہمبستر ہو سکتی ہیں تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سننے سے خاصکر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہیں کس قدر ناپاک شہوات اور عورتوں کی جوش ماریں گی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھینگی اور جبکہ پردہ کا پل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتوں کا سیلاب کہاں تک خانہ خرابی کریگا چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اسکے نمونے بھی موجود ہیں۔ کاش اس قوم میں کوئی سمجھدار پیدا ہو۔

اور ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کے لئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے۔

یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنھوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اس جگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں۔ منہ

کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہیئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اور اب فعل اُس سے کرا کر جو عام دنیا کی نظر میں زنا کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہیں۔ اور یہ بھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ جو ہزارہا طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں روحوں اور ذرات اجسام میں ہیں وہ سب ازل سے خود بخود ہیں پرمیشر سے وہ حاصل نہیں ہوئیں پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اُس کے وجود کا ثبوت کیا ہے اور کیا وجہ کہ اس کو پرمیشر کہا جائے اور کامل اطاعت کا وہ کیونکر مستحق ہے جبکہ اس کی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتوں کو اُس نے آپ نہیں بنایا اُن کا علم اس کو کیونکر ہے اور جبکہ وہ ایک روح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کن معنوں سے اس کو سرب شکتیمان کہا جاتا ہے جبکہ اسکی شکتی صرف جوڑنے تک ہی محدود ہے میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعلیمیں وید میں ہرگز نہیں ہیں پرمیشر تو تبھی پرمیشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبدء ہو۔ سناتن والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے اُن کا مذہب قابل اعتراض نہیں رہتا مگر دیانند کا مذہب تو سراسر گند ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند نے ان جھوٹے فلسفیوں اور منطقیوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے درپردہ پکے دشمن تھے اسی وجہ سے اسکے مذہب میں پرمیشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہیئے اور نہ پاک دل جوگیوں کی طرح پرمیشر سے ملنے کے لئے مجاہدات کی تعلیم ہے صرف تعصب اور خدا کے پاک نبیوں کو کینہ اور گالیاں دینا ہی یہ شخص بدنصیب اپنی چیلوں کو سکھا گیا ہے گویا یوں کہو کہ ایک زہر پھیلا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا سب اعتراض دیانند کے فرضی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی کتاب پر۔ واللہ اعلم۔ منہ

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندرے[1] وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے رب رحمٰن تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہے رہتا
دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرف خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جام بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرف وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آ کے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کی درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا یہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستا ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے

لعل یمن بھی دیکھے در عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دیں پہ ناز انکو جو وید[2] کے ہیں حامی
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

[1] جندرے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

[2] یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شایع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مرد جنگ آزما یہی ہے

کردی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت
وہ غالب زمانہ شیر خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ باب لد کا فاتح کشور کشا یہی ہے

پیہم نشان دکھلا کر جھٹلایا عبد حق نے
ڈرتے تھے دل میں جس سے کل آ رہا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت ساری جہاں پہ کر دی
جو مر گیا وہ لوٹے جھوٹی رجا یہی ہے

ہوں سبز بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا۔ یہی ہے

پھر صدق پر ہیں شاہد وہ آیت تقول
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی جسے خدا نے ادبار پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم کردگان منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشد خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو جس نے دیکھنا ہو
محبوب لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو
اوصاف میں کہونگا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سب کو میں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسل الٰہی۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
کمزوریوں کا پتلا خادم ترا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر دے کر صدا یہ اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لایعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

مرحوم نواب بہاول پور

کل من علیہا فان

موت انسان کے لئے بہترین واعظ ہے مگر ہم ہیں کہ موت کی گرم بازاری دیکھکر بھی اپنے خیالات میں مست اور دنیا کی دلبستگیوں میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور کرم ہو تو حیوٰۃ الدنیا کو اپنے لئے مفید اور مبارک بنا سکتے ہیں۔

ہز ہائینس نواب بہاولپور کی جوانا مرگی سخت سے سخت دلوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور میں نواب صاحب کی وفات کو اس لحاظ سے کہ وہ پنجاب کی ایک ممتاز اسلامی ریاست کے مالک اور عباسی خاندان کی یادگار تھے مسلمانوں کے لئے نہایت صدمہ رساں یقین کرتا ہوں۔ لیکن **نواب صاحب** نے جس راہ میں داعی اجل کو **لبیک** کہا وہ اُن کی سعادت اور نیکی اور خاتمہ بالخیر کی دلیل ہے۔ اس جوانی کے عالم میں حج **بیت اللہ** کے لئے نکلنا ایک والی ریاست کے لئے خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب مرحوم اپنی بعض کمزوریوں کے لئے **بیت اللہ** میں جا کر دعا مانگنے کا عزم کر چکے تھے۔ اور انھوں نے وہاں اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت اخلاص سے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو ایسا شرف قبولیت بخشا کہ ہمیشہ کے لئے انھیں نجات دیدی۔ نواب صاحب کا یہ حسن **خاتمہ** والیان ریاست اور نوجوانوں کے لئے قابل غور ہے حضرت **حجۃ اللہ** مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ کی وفات کا ذکر ہوا تو حضور نے مرحوم نوجوان نواب خلد آشیان کے متعلق بہت ہی اعلیٰ درجہ کی رائے ظاہر فرمائی اور ان کے اس حسن **خاتمہ** اور اس عزم **بیت اللہ** پر اظہار مسرت فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے پیر جناب **خواجہ** غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہ ہمارے مصدق تھے اور بہت ہی نیک بزرگ تھے * بہرحال وہ حصہ داری کے سلسلہ میں درج ہوگا۔ **نواب صاحب** مرحوم کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے اور انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے معصوم نونہال کی سعادت اور نیکی میں عمر دراز کرے اور اس کو تقویٰ کے ان مقامات اور سرایت کی توفیق دے جن کو اس کا مرحوم باپ نہیں پا سکا * ایسا ہی نواب صاحب کے پسماندگان کو اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

علی گڈھ کالج میں سٹرائک

سٹرائک کے جراثیم علی گڈھ کالج میں بھی پہنچ گئے اور وہاں بھی یہ وبا پھوٹ نکلی۔ میں نے اس خبر کو نہایت افسوس سے پڑھا ہے اور علی گڈھ کالج کے نوجوانوں پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا وہ نوجوان جنھوں نے علی گڈھ کالج کی آغوش میں تربیت پائی ہے اس احسان کا بدلہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کالج کو بدنام کریں۔ یہ اخلاقی جرأت نہیں اور یہ سیلف ریسپکٹ نہیں کہ اپنے افسروں کے خلاف جنگ (خواہ وہ قلمی یا لسانی ہی ہو) کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

کالج کے طالب علموں میں انقیاد اور اطاعت کا مادہ ترقی کرنا چاہئے۔ نہ خود پسندی اور زود رنجی کا۔ اس سے غداری اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے * گورنمنٹ انگلشیہ ہی کی بدولت انکے کالج کی عزت اور وقعت ہے۔ انھوں نے خود کالج کو اس رتبہ تک نہیں پہنچا لیا۔ سٹرائک کرنے والے نوجوانوں نے اپنے کالج اور کالج کے سرپرستوں کو بہت بڑا اخلاقی صدمہ پہنچایا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ امیر کابل نے ابھی ابھی اُن کے کالج کو دیکھا ہے۔ انگریز پروفیسر کے خلاف اس قسم کی حماقت مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق اور کالج کی وقعت کو سخت صدمہ پہنچانے والی ہے۔ روشن خیال مسلمانوں کو ایسے شوریدہ سر نوجوانوں کو اُن کے نفع و نقصان سے آگاہ کرنا چاہئے۔ میری رائے میں یہ سارا نقص مذہبی تعلیم کی کمی اور عملی کمزوریوں کا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہاں مذہبی تعلیم کی پابندی کی جاتی ہے وہ اس سٹرائک کے بعد شرمندہ ہونگے کیا اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔

اگر علی گڈھ کالج ایسے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ فوراً ایسے کالج کو بند کر دے جو ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہوگا۔ یہ نظیر علی گڈھ کالج میں بہت ہی بُری نظیر ہے۔ میں احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ جس اسلوب پر اپنے نوجوان طیار کر رہی ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے انشاء اللہ مفید اور بابرکت ہونگے اور گورنمنٹ کے لئے ابھی ایک سود مند اور معتمد علیہ وجود ثابت ہونگے۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے طلباء کی سٹرائک کی نظیر موجود ہے جونہی اس ہڑتال کی خبر یہاں پہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خدام طالب علموں کو حکم دیا کہ تم کالج میں داخل ہو جاؤ سب سے پہلے انھوں نے کالج میں داخل ہونا اپنا فرض سمجھا اسکے بعد دوسرے طالب علم بھی داخل ہو گئے۔

اس وقت بھی علی گڈھ کالج کے احمدی نوجوانوں سے یہی امید کرتا ہوں کہ وہ اس سٹرائک میں شریک نہ ہونگے۔ بلکہ میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ وہ شریک نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہی مذہبی اور عملی تربیت۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کا امام اور پیشوا جس کے ہاتھ پر انھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اسی امر میں **خوش** ہے کہ ایسی فتنہ پردازی کی راہوں سے اجتناب کرتے رہیں کیونکہ یہ لغی کا طریق ہے جو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز پسند نہیں۔ انگریزی قوم کے احسان کو ہم احمدی فراموش نہیں کر سکتے۔ اس لئے انکے خلاف کسی آواز میں ہماری شمولیت مذہبی طور پر ناجائز اور گناہ ہے۔ (یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان)

تانتیا بھیل قادیان میں
یا
چوری اور سینہ زوری

یکم مارچ کو روز روشن میں قادیان کے باہر راستہ رجادہ پر چوری کی سینہ زوری کی ایک ایسی واردات ہوئی ہے جس نے دیکھنے والوں کو ہی حیران نہیں کر دیا بلکہ سننے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ اپنی جان (زندگی) اور آبرو کو غیر محفوظ خیال کر رہے ہیں۔

اس واقعہ کے حالات کو معلوم کر کے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ قادیان میں یہ تانتیا بھیل کہاں سے آ گئے؟ ملزمان رجادہ کے

گورداسپور اور قادیان کے کمینے ہیں جن کی سازش سے پہلے بھی بعض واقعات اس قسم کے شنید کرتے تھے۔ اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بکہ پر بھی جبکہ آپ ۱۹۰۴ء میں گورداسپور ایک مقدمہ میں جا رہے تھے حملہ کرنے کو تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر طرح محفوظ رکھا اور کافی جمعیت نے جو آپ کے ساتھ تھی اس بے باک گروہ کو نامراد رکھا۔ متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں ان لوگوں کی بدمعاشیوں اور مشکوک چال چلن کی ہمیشہ شکایات ہوتی رہی ہیں اور ذمہ دار پولیس آفیسرز ہمیشہ اس گروہ کی گرفتاری میں ساعی رہے مگر اس گروہ نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر وسیع پیمانہ پر اپنے کام کو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کی نظیر یہ سرقہ بالجبر ہے جو روز روشن میں کیا گیا۔ مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے مستعد شریف الطبع اور دیانت دار سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان صاحب کر رہے ہیں بعد میں بابو محمد اشرف خان صاحب انسپکٹر پولیس بھی آکر کے شامل ہوئے ہیں بابو محمد اشرف خان صاحب کی قابلیت اور اسپر آپ کے اخلاق اور شریفانہ برتاؤ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ضلع گورداسپور کو ایسے پولیس آفیسر کی موجودگی پر مبارک باد دوں۔ میں اس مقدمہ میں مستغیث کو خوش قسمت سمجھتا ہوں جسکے مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے گرامی قدر سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان کے سپرد ہوئی تھانہ بٹالہ اپنے ہمعصروں کی دیانت داری اور راستبازی کے ساتھ مستعدی اور جانفشانی سے کام کرنے کے لئے آجکل ضرب المثل ہو رہا ہے۔ جہاں تکلف اور سفارش کو دخل نہیں جو پولیس کا معمولی کرتب ہے۔ بابو صاحب نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس رنگ میں تفتیش کا سلسلہ شروع ہے وہ اپنے نیکدل آفیسر اور محنتی ماتحتوں کے ساتھ پورے کامیاب ہونگے۔ یہ کام عدالت مجوزہ کا ہوگا کہ وہ لوگوں کے جان و مال اور آبرو کے سنگین خطرہ کو محسوس کرکے ان کے پیدا ہونے والے تا انتہا جیل کے برزدن کو عبرت بخش سزائیں دے۔ مستغیث نے مال مسروقہ بر آمد ہونے پر صدی انعام کا اعلان کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ تجویز بڑی سرعت سے مفید ثابت ہوگی۔ - ایڈیٹر ۹ مارچ ۱۹۰۷ء

ضلع گورداسپور کا ایک ہندو عہدہ دار

میں فی نفسہ ہندو و مسلمانوں کے سوال کو غیر ضروری سوال سمجھتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ الحکم میں پارٹی فیلنگ کی بنا پر کبھی کوئی بحث جاری نہیں رکھی گئی۔ لیکن بد قسمتی سے ضلع گورداسپور کے ایک معزز اور ذمہ وار عہدہ دار کے بعض حالات مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ انھیں روز روشن میں لایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو کسی حد تک اور کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اور غریب مسلمانوں پر ان کی کیا کیا مہربانیاں ہوتی ہیں جو حالات مجھے پہنچے ہیں وہ خطرناک ہیں۔ اور ان کے اظہار میں مزید خاموشی اختیار کرنا شاید نامناسب ہوگا لیکن اس سے پہلے کہ میں سلسلہ وار انھیں چھاپنا شروع کروں میں اپنی تحقیقات کو اسکے متعلق مکمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی لحاظ سے عہدہ دار مذکور کو اس **انصاف** کا واسطہ دیتا ہوں جسکے لئے وہ مامور ہیں کہ وہ اپنے معزز عہدہ کی ذمہ داریوں کو فراموش نہ کریں اور ان واقعات کو جو پنجاب میں اس سے پہلے پیش آچکے ہیں نصب العین رکھیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ستم رسیدہ گروہ کی آہیں اور درد دل کوئی نیا شگوفہ کھلائے۔

درخواست دعاء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبا امتحان انٹرنس کے لئے چلے گئے ہیں۔ ناظرین ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

جنازہ غائب } منشی جان محمد کنسٹبل مور تھانہ تلہ گنگ کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ریویو

امرت کی دھار } ڈاکٹر ٹھاکر دت صاحب شرما لاہوری (جن کا اشتہار الحکم کے بہرہ اشتہارات میں چھپا کرتا ہے) نے امرت کی دھار کے نام سے ایک عجیب دوائی طیار کی ہے جو بیسیوں امراض کے لئے مفید بتائی جاتی ہے گویا فوری امراض کا فوری علاج ہے۔ میرے بچے کا ہاتھ جل گیا میں نے اس کا تجربہ کیا از بس مفید پایا۔ میری رائے میں اس دوائی کی ایک شیشی ضرور ہر ایک گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے قیمت عہ فی شیشی۔

بال اڑانے کا پوڈر } ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ایک عجیب سفوف ہے جس سے بلا تکلیف آسانی کے ساتھ بال صاف ہو جاتے ہیں میرے تجربہ میں عرصہ سے یہ پوڈر چلا آتا ہے اور میں نے اس کو مفید پایا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ر

برہان الصحیح } لاہور کے مشہور پنجابی شاعر کے نام سے کون واقف نہیں ان کو پنجابی زبان میں شعر کہنے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے اور ان کے بیت پنجاب بھر میں شہرت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آخیر میں انھیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل فرمایا ہے اور انھوں نے اس پیرانہ سالی میں بھی ضروری سمجھا ہے کہ اس خداداد ملکہ سے خدمت دین کریں چنانچہ پہلے بھی انھوں نے بعض منظوم رسالے بتائید سلسلہ حقہ میں شایع کئے ہیں حال میں **برہان الصحیح** نام ایک رسالہ شایع کیا ہے جس کی قیمت ۲ر ہے اس میں ان مسایل پر پنجابی نظم میں لطیف بحث کی ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم مسایل ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے۔ ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے ماسٹر ولی اللہ کوچہ چابک سواران لاہور یا دفتر بدر قادیان یا سید عبد الحی صاحب عرب سے مل سکے گی۔

ضرورت دعاء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب احمدی ماسٹر مڈل منصرا سے لکھتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا عطاء اللہ نام ۱۸ مارچ کو امتحان الف اے کا دینے کے لئے جانے والا ہے۔ ناظرین الحکم اگر اس کے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے تو احسان ہوگا۔

(۲) محمد عثمان صاحب احمدی سجے پور سے لکھتا ہے کہ میں امسال امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والا ہوں۔ ناظرین کامیابی امتحان کی دعا کریں۔

لاہور کی انجمن اسلامیہ کی شرمناک کرتوت

لاہور کی انجمن اسلامیہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کی وکیل سمجھتی ہے اُس نے احمدیوں کے خلاف کمٹی والی مسجد کے متعلق مقدمہ بازی میں نمایاں حصہ لیا۔ حالانکہ یہ امر اس کے مقاصد کے خلاف تھا۔ بہرحال ایک طرف تو اسکے نزدیک **احمدیوں** کا ایک مسجد میں نماز پڑھنا **ناقابل عفو** گناہ تھا اور اگر وہ ان کو مسجد سے نکال نہ لیتی تو خدا جانے اسپر شرعی طور پر کیا کفارہ لازم آتا۔ کیونکہ اس سے بڑھکر اور کیا گناہ انجمن اسلامیہ کے ممبروں کے نزدیک ہو سکتا ہے کہ کمٹی والی مسجد میں کوئی احمدی نماز پڑھ لے۔

اللہ اللہ!! ایک وہ وقت تھا کہ نصاری نجران مسجد نبوی میں اپنا گرجا کرلیں اور اُنپر اعتراض نہ ہو اور دوسری طرف حضرت رسالت پناہی علیہ التحیۃ والتسلیم کے فرمانبردار مسلمانوں کے قائمقام اور مسلمانوں کے اتحاد کے شیدائی وہ ایک قوم کو نماز سے روکنا اور مسجد سے نکالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مجھے اس کا بھی افسوس نہیں تھا اس لئے کہ اسی انجمن اسلامیہ میں غالباً وہ لوگ بھی شامل ہیں جنھوں نے پچھلے سالوں میں اسلام کی ترمیم اور قرآن کریم کی ترمیم کے مشورے دیئے تھے۔ اور جو نمازوں کو عیسائیوں کے گرجا کے قالب میں ڈھالنا چاہتے تھے اور روزوں میں پھل وغیرہ کھالینا ضروری سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی موجودگی میں احمدی فی الحقیقت اس قابل تھے کہ وہ کمٹی والی مسجد سے نکالے جاتے اس لئے کہ وہ ایسے لوگوں کی تجاویز کی عملی مخالفت کرتے تھے۔ اب انجمن اسلامیہ نے جو ایک نیا **شرعی** کام اور خدمت اسلام کی ہے وہ اس قابل ہے کہ کل پنجاب کے مسلمان ملکر اس کے لئے نفرت کا ووٹ پاس کریں۔ اس کی تشریح کے لئے میں روزانہ پیسہ اخبار کا ایک نوٹ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

گارڈن پارٹی میں شراب لازمی نہیں ۔ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے آنریبل مسٹر گوکھلے کے آنر میں گذشتہ پیر کی شام کو پنجاب ایسوسی ایشن کلب میں ایک گارڈن پارٹی دی تھی۔ اور اس پارٹی کے لئے ریفرشمنٹ کا سامان بالکل ہندو(؟) کے اصول پر کیا گیا تھا۔ یعنے ریفرشمنٹ کی میز پر بالکل شراب کا نام و نشان نہ تھا تعجب ہے کہ انڈین ایسوسی ایشن تو ایک ایسے عزیز مہمان کی آؤبھگت کے موقعہ پر اس کی پارٹی کے ریفرشمنٹ کے سامان کو مسکرات سے محفوظ رکھنے کا التزام کرلے۔ اور اُس کے یورپین مہمان ناخوش نہ ہوں۔ مگر **انجمن اسلامیہ لاہور نے جو گارڈن پارٹی مسٹر جسٹس شاہ دین صاحب کے آنر میں حال ہی میں دی تھی اُس کے ریفرشمنٹ میں مہمانوں کو شراب بہم پہنچائی جائے۔ ایک اسلامی انجمن کے لئے یہ نہایت نازیبا بات ہے** ۔ اس لئے مناسب ہے کہ جس قدر رقم اس پارٹی کے اخراجات کی آپس کے چندہ سے ابھی تک ادا نہیں ہوئی وہ بھی ممبروں کے چندہ سے ہی ادا کیجائے اور انجمن کے فنڈ سے اس کام پر ایک پیسہ نہ خرچ کیا جائے۔ ورنہ پبلک کو انجمن اسلامیہ سے سخت شکایت ہوگی۔ خود ملک معظم ایڈورڈ ہفتم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ جام صحت پانی سے بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گارڈن پارٹی بھی شراب کے بغیر ہو سکتی ہے۔

اس نوٹ میں جن سطور کو جلی قلم سے لکھا گیا ہے وہ انجمن اسلامیہ لاہور کی اسلامی گستاخی اور **قرآن کریم** کی صریح مخالفت کو ظاہر کر رہی ہیں مسلمانوں کی قائمقام انجمن کہلاکر اس میں مہمانوں کے لئے شراب بہم پہنچانا اس سے بڑھکر اسلامی شعار کی **ہتک اور بے ادبی** کیا ہوگی؟ اور خدا تعالیٰ کے حرام کو حلال قرار دینے کی عملی نظیر کیا ہوسکے گی؟ جو لوگ پہلے ہی سے پبلک اور بہانہ ڈھونڈھتے ہیں ان کے لئے انجمن اسلامیہ کی یہ کارروائی سخت مضر اور مہلک ثابت ہونے والی ہے۔

میں پیسہ اخبار کی اس اخلاقی جرأت کا اس مقام پر اعتراف کرتا ہوں کہ اس نے انجمن اسلامیہ کی بیہودہ کارروائی پر نوٹس لیا۔ یہ سچ ہے کہ پیسہ اخبار ہمارے سلسلہ کا مخالف اخبار ہے اور وہ مخالفت کرتے ہوئے بہت بیجا اور خطرناک غلطیاں کرتا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جہاں وہ درست رائے کا اظہار کرے اس کی تائید نہ کی جاوے یہ تنگ خیالی اور بخل ہے اور میں خدا تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

بہرحال وہ علماء جو حق اور رفع کے جھگڑوں پر کفر کے فتوے دینے کو آمادہ ہوتے ہیں وہ **انجمن اسلامیہ لاہور** کی اس شرمناک کارروائی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کریں اور تمام مسلمان اخبار نویس اسپر نوٹس لیں مگر میں کہہ دیتا ہوں کہ صرف اس خیال سے کہ انجمن میں فلاں وکیل ہے یا بیرسٹر ہے یا جج ہے نہ علماء صحیح رائے دینے کی ہمت کرینگے اور نہ مسلمان اخبار نویس۔

افسوس مسلمانوں کا روپیہ انجمن اس طرح پر شراب کے کنٹروں کی خرید میں تلف کرتی ہے۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب کے آنر میں کسی پارٹی کی حاجت نہ تھی اگر انجمن اسلامی شعار کی قدر کرتی۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب جج ہی ہوں لیکن جو شخص مسلمان کہلاکر خدا کی مجید کتاب اور اسلام کے ارکان میں ترمیم کی صلاح دیتا ہے وہ مذہبی نظر سے اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اس کی عزت کی جاوے یہی وجوہ اور اسباب ہیں جن سے اسلام کا عملی پہلو کمزور ہوتا جاتا ہے۔ **انجمن اسلامیہ** کا یہ خیال بہت خطرناک اور مسلمانوں کو سخت روحانی صدمہ پہنچانے والا ہے۔ اور انجمن اسلامیہ اگر اسلام کی کچھ بھی وقعت اپنے دل میں رکھتی ہے اور اخلاقی جرأت سے اسے حصہ ملا ہے اور وہ نری دنیاداری کو ہی مدنظر نہیں رکھتی تو صاف طور پر اپنی اس غلطی کا اعتراف کرکے شائع کرے اور اس گناہ کا کفارہ دے۔ ورنہ مسلمانوں کو اسکے خلاف پروٹسٹ کرنا چاہئے۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

پیسہ اخبار بھی توجہ کرے

انجمن اسلامیہ کے متعلق مندرجہ بالا نوٹ لکھ چکنے کے بعد اسی تاریخ کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۸ کے آخری اشتہار پر میری نظر پڑی جو **شراب** کا اشتہار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس نوٹ کے بعد پیسہ اخبار اس اشتہار کو کم از کم ضرور نکال دیگا جبکہ وہ انجمن اسلامیہ کے ایک فعل پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

جنازہ غائب

مولوی علی محمد صاحب احمدی زیرہ ضلع فیروزپور وفات پاگئے ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم سید محبوب علی صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ لیدر بسرامو نگیر
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط معہ دو اشتہاروں کے پہنچا مندرجہ
سے آگاہی حاصل ہوئی (۱) واضح ہو کہ ہم کو متعدد جگہ پر تجربہ ہوا ہے کہ مخالفین
امن قائم رکھنے کے لئے سب طرح اقرار کر لیتے ہیں مگر بحکم کلام نبوۃ یعنی لتتبعن سنن
من کان قبلکم کے اُس عہد و پیمان کا نقض کر دیتے ہیں۔ اوکلما عاھدوا عھداً
نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون ہ اور ابھی تک چونکہ کثرت مخالفین
کی طرف ہے پولیس سے بھی واسطے قائم رکھنے امن کے کچھ انتظام نہیں ہو سکتا پس اندریں
صورت بحکم۔ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ کے جماعت
احمدیہ سے بجز صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا آپ صاحبوں کو ابھی تجربہ نہیں ہوا
آپ غور فرماویں اُن کے اشتہار میں اول ہی سے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے ؎
زباں پر آئیگی جو دل میں ہوگی۔ اب آپ کیا نہیں جانتے کہ اُن کے دلوں میں کیا کیا غبار
بھرا ہوا ہے لہذا میرا قلب اِس وقت شہادت نہیں دیتا کہ وہاں پر حاضر ہو سکوں
ہاں مناظرہ تحریری ہو سکتا ہے تمام علمائے مخالفین بنگال کو اجازت ہے کہ اپنے
دعاوی کے دلائل کو تحریر کر کے لکھ بھیجیں انشاء اللہ تعالےٰ جواب اُسکا روانہ کر
دیا جاویگا اور اگر وہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمارے کسی رسالہ کا جواب تحریر کریں۔
مثلاً ایک مختصر سا رسالہ ازالۃ الوسواس ہے اُس کا جواب لکھیں زیادہ ہوس ہو
شمش بازغہ کا جواب تحریر کریں (۲) ہماری طرف سے صدہا کتابیں اور ہزاروں
اشتہار تمام دُنیا میں شائع ہو چکے ہیں، پھر کیا وجہ کہ نہ اُن کی تصدیق کی اور نہ
اُن کی تکذیب ابتک مع الدلائل کی ہے۔ ابتو ہمارے مسائل قد تبین الرشد
من الغی کے مصداق ہو گئے ہیں نصوص قرآنی اور احادیث صحیحہ پیش کیگئیں
دلائل عقلیہ مویدہ دلائل نقلیہ بھی عرض کی گئیں مناظرات بھی واقع ہو چکے مباہلات
میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اہل انصاف کے نزدیک امر حق کالشمس
فی نصف النہار واضح ہو گیا نشان ہائے آسمانی بکثرت واقع ہو چکے مگر یہ کل
کے کل مد تسلیم میں نہیں داخل ہوئے نصیبہا جہل۔
مشتہرین کے مضمون اشتہار سے بحکم ولتعرفنھم فی لحن القول
کے کل حال معلوم ہو گیا ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ
باشد۔ مثلاً ہماری نسبت یہ افترا ہے کہ حضرت عیسٰی کو شعبدہ باز
کہتے ہیں بھلا جو مشتہر ہم پر یہ تہمت کرتا ہے اُس سے کیا امید انصاف کی ہو سکتی
ہے۔ ازالہ میں جو اس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے اُس کو مطالعہ کر کر کوئی اہل انصاف
ہماری نسبت یہ افترا کر سکتا ہے ہرگز نہیں متعدد جگہ پر حضرت اقدس نے حضرت
عیسٰی کے ایسے افعال کو معجزہ ہی لکھا ہے ہاں البتہ معجزہ کی دو قسمیں کی
ہیں اور اس کو معجزہ عقلی قرار دیا ہے اور اُس کو دلائل سے ثابت کیا ہے
اور حقیقی احیا کی دلیل سے البتہ نفی کی ہے مثلاً یہ دلیل کہ صفات خاصہ الوہیت
میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اگر شریک ہو تو پھر خدائے حقیقی کی خدائی کہاں
باقی رہی اور دوسرے مشرکوں میں اور اہل اسلام میں کیا فرق باقی رہتا ہاں
یہ بھی ضرور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں چونکہ شعبدہ باز کثرت سے تھے
اس لئے یہ اعجاز عقلی حضرت عیسٰی کو عنایت فرمایا گیا تھا اور چونکہ معجزات حسب
مصلحت وقت اللہ تعالےٰ ماموریں کو عطا فرمایا کرتا ہے اُس وقت یہی مصلحت
ہوئی پس اس لئے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جو ہزاروں صنائع بدائع مثل فونوگراف
کے جاری ہو گئی ہیں معجزات مسیح کو بمقابلہ مثلاً فونوگراف جیسی صنعت کے کون
تسلیم کریگا اس بیان میں کیا محذور شرعی لازم آتا ہے اور پھر جو دلایل ازالہ میں
مندرج ہیں جیسا کہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون وغیرہ وغیرہ مشتہرنے
ابھی تک اُن دلائل قرآنی کا نقض بھی نہیں کیا بھلا جو شخص ہمارے دلایل
ولن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وغیرہ کا نقض نہ کرے اور اولٰی الزام ہم پر لگاوے
تو ایسے شخص سے ہم کو کیا امید ہدایت کی ہو سکتی ہے جو مناظرہ کیا جاوے اور
جو صاحبان ایسے فہیم ہیں کہ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کس وصف
میں مثیل مسیح ہیں اول وہ ہم کو بتاویں کہ قرآن مجید جو دعوی کرتا ہے کہ آں
حضرت صلعم مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً
علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاہ اول وہ اس دعوے قرآنی کو
ثابت کریں پھر ہم سے سوال کریں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں
پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی بعد قائم ہونے اصل مماثلت کے آیت استخلاف
کما استخلف الذین من قبلھم وغیرہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مماثلت
کو بھی ثابت کر دیوینگے آپ غور فرماویں کہ بڑے بڑے مخالفین نے جیسے مولوی
محمد حسین بٹالوی ہیں تو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں سابق میں لکھا تھا کہ حضرت عیسٰی
کی حیات کا ثبوت یقینی قرآن مجید سے نہیں ہو سکتا اور اکثر علما مخالف نے مجھ سے
بھی کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کی حیات میں بحث نہیں کرتے اور عبد الوہاب کہتا
ہے کہ حضرت عیسٰی کی وفات پر ہم ایک ہی آیت مانگتے ہیں یہ اُس کی بالکل
جہالت ہے ایسے شخص سے ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور وہ قابل خطاب
نہیں کیا فلما توفیتنی اُن کی وفات پر قطعی دلیل نہیں ہے مختصر طور پر ہم اس
خط میں کچھ اس کا بیان کرتے ہیں آپ اُس کا جواب اُس سے لیجئے وہ دجال سے
خالی نہیں اگر توفی کے معنے آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں جیسا کہ مخالفوں کا عقیدہ
ہے اگرچہ یہ معنی آدمؑ سے لیکر اس وقت تک کسی دوسرے بشر کے لئے نہیں
سہا گئے مگر ہم مولوی عبد الوہاب کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے یہی معنے تسلیم
کرتے ہیں اب یہ تو مسلم ہے کہ سوال و جواب مندرجہ آیات مذکورہ قیامت کو ہوگا
اس لئے حضرت عیسٰیؑ کی وفات قیامت تک نہ ہوئی ہوگی اور یہ سوال و
جواب قیامت کو واقع ہو جاویگا کیونکہ معنے توفی کے بزعم شان آسمان پر اُٹھا
لینے کے ہیں نہ وفات دینے کی اندریں صورت مخالف کا عقیدہ نزول من السماء
بالکل غت ربود ہو گیا اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی صحیح ہو گیا۔ کہ وہ قیامت
تک زندہ رہیں گے پس مخالفین کا اس صورت میں وہ حال ہوا ؎ ایشاں رفتند و
آنہم رفت۔ در پئے جاناں جاں ہم رفت۔ فاین المفر اور اگر معنے توفی کے
وہی صحیح ہیں جو اہل حق لیتے ہیں اور تمام آیات قرآن مجید اور احادیث
اور کتب لغات اُس کی شاہد ہیں کہ توفاہ اللہ ای قبض اللہ روحہ
تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا بالکل جھوٹ اور غلط ہوا جاتا ہے کیونکہ بموجب
عقیدہ مخالفین کے حضرت عیسٰی نے تو تمام اہل کتاب کو وقت نزول مشرک
پایا اور آ لیحالہ کا قائل بھی پایا اور توحید اسلام کو یہاں تک جاری کیا
ہوگا کہ کوئی اہل کتاب باقی نہ رہا ہوگا جو ایمان نہ لایا ہو جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ
ہے کہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الآیہ تو
یہ جواب حضرت عیسٰی کا کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ہ
محض جھوٹ اور غلط ہو گیا۔ اور جبکہ اُن کو بعد نزول من السماء کے
معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اُن کی قوم نصاریٰ نے الحاد کیا ہے تو یہ جواب
جھوٹ بھی ہوا اور پھر اخفاے شہادت کا جرم بھی حضرت عیسٰی کی طرف
علاوہ عاید ہوا۔ اندریں صورت مخالفین نے بروز قیامت حضرت عیسٰی
کی نجات ہی پر پانی پھیر دیا کیونکہ اسی جگہ پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ھذا
یوم ینفع الصادقین صدقھم ہ ونعم ماقیل دشمن دانا بہ از
نادان دوست۔ اور اگر کہا جاوے کہ یہ جواب حضرت عیسٰی کا متعلق
اُس زمانہ کے ہے جبکہ بعد نزول من السماء کے حضرت عیسٰی کی وفات
ہو جاوے گی۔ اور اُن کی اس وفات کے بعد نصاریٰ مشرک ہو جاویں گے
تو اسپر ایک طرفہ فساد یہ لازم آتا ہے کہ ابھی تک نصاریٰ حق پر ہیں کیونکہ اُنکی وفات

ابھی تک تو ہوئی ہی نہیں اور اس صورت میں سوال اللہ تعالیٰ کا ءَاَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِن دُونِ اللهِ یعنی اُسی زمانہ مابعد الموت سے متعلق ہوگا پس فرمائیے کہ یہ تمام مناظرات قرآنی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نصاریٰ سے ہوئے وہ سب باطل ہوئے جاتے ہیں ونعوذ باللہ منہ اور اگر مانا جاوے کہ بالضرور نصاریٰ بعد رفع الی السماء کے بھی مشرک ہوگئے ہیں۔ تو پھر اُس کی بازپرس نہ ہونے کے کیا معنے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ؕ فَاَيْنَ الْمَفَرّ اور پھر دوسرا فساد یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان پر سے اُتر کر زمین پر آوینگے اور سورۂ مائدہ کی اِن آخری آیات کو پڑھینگے تو قرآن مجید پر اُن کو یہ اعتراضات بالضرور پیدا ہونویں گے کیونکہ وہ تو اِن جملہ واردات کے خود مورد ہیں اور جبکہ مضمون آیات کو خلاف اِن واقعات کے پاوینگے تو کیا مخالفین کے نزدیک قرآن مجید کی وہ اصلاح بھی کرینگے بلکہ بہت سی آیات کی اصلاح اُن کو کرنی پڑے گی ونعوذ باللہ منہ پس اگر مخالفین اُنکی ان اصلاحوں کو تسلیم کرلیونگے تو تو قرآن مجید سے اُن کو ہاتھ دھو لینے پڑیں گے اور اگر قبول نہ کرینگے تو پھر اُن کے لئے بھی تکفیر کے فتوے جاری ہو جاویں گے فاین المفر واضح ہو کہ اُن آیات مذکورہ کی کچھ تفصیل ہم نے رسالہ کشف الغطاء میں تحریر کی ہے فلیرجع الیہ۔

پھر مولوی عبدالوہاب صاحب نے متنازعہ فیہا ایک یہ مسئلہ بھی قرار دیا ہے جو اُن کی لیاقت علمی کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دوبارہ زندگی دینا کے دینے پر قدرت ہے یا نہیں۔ افسوس کہ قدرت کا انکار یہاں پر کون کرتا ہے ہاں البتہ قرآن مجید کے نصوص بیّنہ باٰواز بلند فرما رہے ہیں کہ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَمِن وَّرَائِهِم بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ وغیرہ وغیرہ من الآیات الکثیرہ۔ پھر ایسے کج فہموں کے ہوتے عبدالوہاب صاحب کو کہاں تک سمجھایا جاویگا۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ۔ مولوی صاحب کو اتنی خبر بھی نہیں کہ جن آیات سے مخالفین حقیقی موتیٰ کی دوبارہ زندگی ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اس بارہ میں ہرگز نص نہیں ہیں پس نصوص بیّنہ کا مقابلہ کیونکر کرسکتے ہیں۔ پھر پانچواں مسئلہ یہ قرار دیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو ہیں یا ایک افسوس کہ اس بیچارہ کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ اکابر ہیں یا مسیح اور مہدی۔ محدثین نے تو مہدی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ اور مسیح کا ذکر متعدد احادیث صحیح الصحاح میں وارد ہے اب اکابر محدثین کے نزدیک اگر مہدی اور مسیح دو شخص علیحدہ تھے تو احادیث مہدی کو کیوں نہیں ذکر کیا ان اکابر محدثین کی قبروں سے جا کر سوال کیا جاوے کہ اُس میں کیا سر ہے اور پھر دریافت طلب یہ امر بھی ہے کہ جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح دو نہیں ہیں جیسا کہ لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ۔ یا جن روایتوں میں جو اوصاف مہدی کے بیان ہوئے ہیں بعینہا وہی اوصاف مسیح کے بیان ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی و مسیح دونوں ایک ہی ہیں تو ایسے روایات میں سوائے مسئلہ مقررہ علم اصول کے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کے اور کیا ہوسکتا ہے غرض کہ اوائل میں ہمارا خیال یہ تھا کہ مولوی عبدالوہاب صاحب کسی قدر اہل علم ہونگے مگر اب معلوم ہوگیا۔ کہ وہ بڑے اہل علم ہیں چھوٹے نہیں ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اس لئے خاکسار کا لکھنا اب وہاں پر بے سود ہے اور آپ اطمینان فرمائیے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر آپ کو نہ پہنچا سکینگے۔ لَن يَّضُرُّوكُمْ اِلَّا اَذًى۔ والسلام خیر ختام۔

مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی

ڈائری

۱۳۔ فروری

نماز ظہر۔ قبل نماز ظہر مفتی صاحب نے مسٹر ویب باشندہ امریکہ کا خط حضرت اقدس کو سُنایا۔ حضرت نے فرمایا۔ ویب اگر دلی کوشش کرتا تو ضرور اس کا اثر لوگوں میں ہوتا۔ کیونکہ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔

ویب اہل امریکہ کو کیا کرسناہے اُس کو اپنے دل کو کوسنا چاہیئے اُسنے ہمارے سلسلہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی بلکہ بدگوئی کے ساتھ ہندوستان سے واپس چلا گیا تھا اس سے تو ہمارے نزدیک عبداللہ کوئلم بدرجہا بہتر ہے جس نے ایک جماعت مسلمانوں کی بنالی ہے۔ فاضل امروہی نے عرض کیا کہ ویب کے متعلق حضور نے ایک پیشگوئی کی تھی جبکہ وہ قادیان میں آنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئیگا اور واپس چلا جاویگا اور جس بات کے لئے واپس گیا تھا وہ بھی اس کو نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ واپس جا کر نادم ہوا۔

نماز عصر۔ قبل نماز عصر حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے اُن کی آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جاویں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر اُن کو پیش کی جاوے۔

جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان اُن کے آگے پیش کرتے ہیں ان میں بہت غلطیاں ہیں۔

مثلاً حیات مسیح۔ مسئلہ ختم نبوت۔ مکالمات الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اس کتاب میں اِن مسائل کی تنقیح اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جاویں۔

ویب نے ایک چٹھی لکھی کہ جو معجزات اب پیش کئے جاتے ہیں اُن پر ٹھٹھا کئے جاتے ہیں۔

اِن سب باتوں کے لئے ایک مستقل کتاب جامع ہو جس میں یہ سب مضمون لکھے جاویں۔

۱۷۔ فروری

نماز ظہر۔ آجکل جو خطرناک امراض ترقی پذیر ہو رہے ہیں ان کے متعلق ذکر ہونے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے تھے جب خاکسار حاضر ہوا تو کلمات ذیل بر زبان درفشاں جاری تھے۔ توحید اسلام ہی کی توحید ہی اسلام سکھلاتا ہے کہ جو زہریلے ذرات انسان کے اندر جا کر خطرناک امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت چلتے اور اثر پذیر ہوتے ہیں بغیر اذن الٰہی کوئی ذرہ اثر نہیں کرسکتا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کے آگے تضرع و زاری کرنی چاہیئے کہ وہ زہریلے ذرات و مواد کے اثر سے محفوظ رکھے اگر زہریلے ذرات و مواد انسان کے اندر خود بخود اثر پذیر ہوتے تو پھر ان ذرات کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑتے کہ اثر نہ کریں مگر ایسا امر نہیں ہے بلکہ کوئی چیز و ذرہ خدا تعالیٰ کے حکم و اذن کے سوا اثر نہیں کرسکتا۔

آرین عقائد کی تردید دیانندی قلم سے

سوامی دیانند جی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۸ و ۲۴۱ پر لکھتے ہیں کہ خدا اپنے قوانین مقررہ کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی صفات طبعی کو بدل سکتا ہے۔ اسی بنا پر سوامی جی نے انبیاء پاک کے معجزات کی نہائت بے باکی سے تردید کی ہے۔ اور قدامت ارواح و مادہ کے متعلق بھی ایسی گورکھ دھندے کو پیش کر دیا کرتے ہیں کہ اگر روح و مادہ قدیم نہیں تو بتاؤ کب اور کس طرح پیدا کیا گیا دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۸۔ ان کی تقلید پر آپ کے چیلے لیکھرام مقتول اور اُس کے بعد لالہ سالک رام الہ آبادی مصنف رسالہ اثبات تناسخ وغیرہ نے بھی غیر مذاہب پر قسم قسم کے ناجائز حملے کئے ہیں۔

سوامی جی کا معمول ہے۔ کہ غیر مذاہب کی تردید میں ایسے ایسے اصول وضع کر لیا کرتے ہیں۔ جو کہ بالکل ہی غلط بلکہ اغلط ہوتے ہیں۔ اس جگہ آنجناب نے ویسے ہی اصول مخترعہ سے کام چلایا۔ مگر افسوس کہ سوامی جی اگر بالکل دہریہ ہو کر ایسے اصول مقرر کرتے۔ تو شائد آپ کے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ لیکن اب تو آپ بھی وید کے منبع ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ویدوں کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے سرگرداں ہیں۔ خیر ہمیں کیا تعلق ہر ایک آدمی کسی نہ کسی مذہب کا پابند کسی کتاب کا پیرو ہو کر اُس کو الہامی خیال کرتا ہے۔ لیکن لطف ہے تو یہ کہ جن مصنوعی اصول کے رو سے غیر مذاہب کو غلط کر دیا تھا۔ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے وقت اُن اصولوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

آپ کا اصول ہے کہ خدا کسی انسان کی صفات طبعی کو بدل نہیں سکتا۔ اس لحاظ سے کوئی خاص انسان اپنی طبعی صفات کی قید سے چھٹکارا پا کر مختار نہیں ہو سکتا یہ ایک مقررہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ امیر ہو یا غریب تاوقتیکہ کچھ حصہ اپنی عمر کا تعلیم میں صرف نہ کرے عالم نہیں کہلا سکتا۔ سوامی دیانند نے بھی زیادہ سے زیادہ پچاس سال اور کم سے کم پچیس سال وید کے پڑھنے میں صرف کرنے تجویز فرمائے۔ کیونکہ آپ کے خیال شریف میں اس سے کم مدت میں کوئی آدمی وید کو کما حقہ نہیں جان سکتا۔

جب ہم نے اس اصول کو ہاتھ میں لیکر خود سوامی جی کی سوانح عمری کو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے کل چار سال ورجانند سے سنسکرت پڑھی لیکن اپنے شاگردوں کو پورے عالم سنسکرت ہونے کا یقین دلا گئے لیکن اب سوال یہ ہے کہ جبکہ اور انسان ۵۰ سال یا ۲۵ سال سے کم میں سنسکرت نہیں پڑھ سکتا تو سوامی جی نے کل چار سال میں کس طرح تمام سنسکرت پڑھ لی۔

سوامی دیانند نے تو خیر ۴ سال ہی پڑھا۔ لیکن آریہ مسافر ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرہ۔ یہ چوگی اور رشی سرشٹی کسی موقعہ پر جیسا ن با بچے پیدا ہوئے۔ اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ رہے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی اُنھوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کیلئے الہٰی نوری علم کی تحریک دل میں حاصل کی یعنی وید کے عالم ہوئے اور رگوید بھاشیہ بھومکا صفہ۱ میں سوامی دیانند جی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خدا کا وہ قانون جو عیسائی مسلمانوں کیواسطے دیانندی کونسل میں پاس ہوا۔ کہ خدا کسی کی صفات طبعی نہ بدلے۔ کدہر گیا۔ کوئی گدہا تو نہیں چر گیا۔

سوامی جی اگر آپ کسی جون میں ہمیں درشن دیں۔ تو ضرور ہم آپ سے اس معمہ کو تو حل کرا دیں کہ کس طرح ان لوگوں یعنی ملہمان وید کی صفات طبعی پلٹ گئیں۔ کیوں نہ انھوں نے ۵۰ سال برہمچریہ رکھکے وید کو حاصل کیا وہ بغیر اتنی سر دردی کے عام لوگوں کے لئے کیونکر جائز رکھی گئی۔

آریہ سماجیو! دیکھتے ہو سوامی جی کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا کوئی ہے جو سوامی جی کو اس بلائے ناگہانی سے چھڑا دے۔

سنو آپ کی مجوزہ شرائط الہام پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام قانون فطرت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اور یہ کہ الہام لیں کسی قسم کی رعائت نہ ہونی چاہیے بتاؤ۔ کس قانون سے خدا نے ان کو ایک دم تمام کا تمام وید ایک ہی جھٹکے میں الہام کر دیا جس طرح الو ایک ہی جھٹکے میں سالا جوہڑ اندر اوتار جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی ملہمان نے پہلے جھٹکے میں اوتار لئے اور یہ بھی بتاؤ کہ اُن کی اتنی رعایت کیوں کی گئی۔ یاد رہے۔ یہ ویدوں کے الہام ہونے کے متعلق کہ کیوں انہی اشخاص پر الہام ہوا۔ سوال نہیں کرتا بلکہ سوال یہ ہے کہ کیوں اتنی جلد ہی ایک ثانیہ یا اس سے بھی کم مدت میں وید اُتر پڑے اور عام کو ۵۰ سال کا زمانہ کی ضرورت ہوئے سماجیو آپ ہی اسی معمہ کو حل کریں ورنہ یاد رکھیں سوامی جی اس کے لائق ہیں ؎

بن زباں سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدوں
اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا

راقم رحمت مسیح از شاہ کوٹ (از نور افشاں)

آریہ آرگن کی نیچیریت

سمعصر ست دھرم پرچارک اپنی پچھلی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ گوشت خوری کسی زمانہ میں پاپ نہیں سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب ماس بھکشن کو پاپ سمجھنا تو درکنار۔ اس وقت ایسے ہندو موجود ہیں جو اسے نہ صرف جائز بلکہ اپنا کرتویہ کرم سمجھتے ہیں۔ اہل اسلام ماس بھکشن کے بہانہ تک قایل ہیں کہ جانوروں کی قربانی اُن کے مذہب کا ایک جزو ہے۔ لیکن اُن کے زمانہ میں بھی آریہ ستان کے اندر ماس بھکشن کے مرض نے اس قدر ترقی نہیں پکڑی تھی جو آج دکھائی دیتی ہے۔ وجہ یہ کہ زبردست انگریز قوم نے آریہ ورتا کی کایا پلٹ دی ہے۔ جب حاکم قوم کا دستر خوان بغیر ماس کے اُداس سمجھا جاتا ہے تو پھر آریہ ستان کے بعض سپوتوں کی زبان زد عام کیونکر نہ ہو کہ "ماس بنا سب گھاس سوئی" مہاتما سمعصر کا یہ کہنا واقعی سچ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں قربانی ایک جزو مذہب سمجھی گئی ہے۔ لیکن اسکی اس رائے سے کسی واقف کار کو اتفاق نہیں ہو سکتا کہ ویدک دھرم کے رو سے قربانی پاپ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب بقول آپکے اس زمانہ میں گوشت خوری کو روا رکھنے والی ہندو بھی موجود ہیں اور حکام وقت کی دستر خوان پر تو گوشت کا ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر خاص مسلمانوں سے ہی اس بارہ میں بغض و عناد رکھنا اور آئے دن ذرا ذرا سے بہانے ڈھونڈھ کر اُن سے برسر پرخاش رہنا کیسے جیہ آیہ سچ ہے کہ ہندو گئو (گائے) کو اپنی ماتا یا معبود سمجھتے ہیں لیکن ہندو تو بہت سے آگ پانی درختوں پتھروں اور دریاؤں وغیرہ کو بھی پوجتے ہیں حتیٰ کہ شیولنگ کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ ایک موحد قوم انکی جاہلانہ توہمات کا کہاں تک لحاظ کر سکتی ہے۔ گاؤ کشی کو اگر مسلمان جائز سمجھتے ہیں تو حکام وقت کے ہاں وہ ضروری اور لازمی امر ہے اور بقول آریہ آرگن انگریزوں کے طرز عمل کا ہی یہ اثر ہے کہ خود آریہ ستان کے بعض سپوت بھی ماس بغیر سوئی کو گھاس کہنے لگے ہیں ورنہ مسلمانوں کے عہد میں ہی اسکا اتنا زور نہ تھا پس نتیجہ یہ کہ آریہ مہاشوں کو اس معاملہ میں اپنے ہی دھرمی بھائیوں سے اور انگریزوں سے فیصلہ کرنا چاہیئے تھا مسلمانوں سے لڑنے جھگڑنے اور امن عامہ میں خلل انداز ہونے کا اُنھیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ (وکیل)

بے تعصبی امیر

سلسلہ احمدیہ کیلئے ایک درخواست

(ترجمہ از اخبار پایونیر الٰہ آباد مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کچھ عرصہ ہوا کہ پایونیر کے کالموں میں علی گڈھ کالج ڈیپوٹی ڈیپوٹیشن کے ایک ممبر کی قلم سے ایک آرٹیکل نکلا تھا جس میں مضمون نگار نے اپنے ذاتی تجربہ کے رو سے بیان کیا تھا کہ سلسلہ احمدیہ جہاد کے مٹا دینے میں بہت مفید اور صحیح اثر مسلمانوں پر چپکے اور آہستگی سے ڈال رہا ہے۔ اس امر کے ظاہر کرنے میں "کہ سلسلہ احمدیہ شاہنشاہ ایڈورڈ کی بے لگام اور سرکش رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے پُر امن باشندے بنانے میں ایک کسان کا کام دے رہا ہے" یہ مضمون نگار صرف پہلا اور اکیلا شخص نہیں بلکہ اس سے زیادہ دور اندیش پولیٹیکل امور میں غور کرنے والے اور دانا شخصوں نے جب اس معاملہ میں بغیر کسی قسم کے تعصب اور رورعایت غور کیا ہے تو وہ بھی ایسے ہی نتائج پر پہنچے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر [illegible] نے امریکہ کے ایک میگزین میں جہاد کے متعلق بحث کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایسی ہی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں سر فریڈرک کننگھم نے جو پشاور ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ اور کمشنر رہ چکے ہیں اس سلسلہ کے بانی کو لکھا تھا "کہ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں یہ رسالہ اسلامی عقاید کی ایک صحیح اور مبرھن تفسیر ہے۔ اور آپ کے علم و فضل کے شایان ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جیسے عالم فاضل اُستاد کی تفسیر کو تمام مسلمان بسر و چشم قبول کرینگے۔ نہ صرف اپنی پاک مذہب کی بہتری کے لئے بلکہ اس ثبوت کی وجہ سے کہ اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں کہ مذہب کی آڑ میں ایسے مجہول اور ہر زوالی کے کام کئے جاویں۔ میں خوش ہونگا کہ آپ کے رسالے اور فتوے اس سرحدی صوبہ میں کثرت سے شایع ہوں"۔

سر فریڈرک کننگھم کا آخری فقرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سرحدی صوبہ میں سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات کیا کام کر رہی ہیں۔ جہانتک اس وقت تک بہت سی نتیجتیں ہاتیں اس غلط عقیدہ کا شکار ہو چکی ہیں۔ جہاد کے مسئلہ پر ایک لمبی اور گہری غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی گذشتہ تاریخ ہرگز اس عقیدہ کا منبع و مادہ نہیں بلکہ ایک آئندہ کی امید ہے جو اس کی پرورش کر رہی ہے۔ دوسرے الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال ہرگز جہاد کے موئید نہیں۔ بلکہ اس کے موئید ایک ایسے مہدی کی آمد ہے جو کافروں سے جنگ کریگا اور ہر ایک انسان کو جو اسلام قبول نہیں کرتا۔ قتل کر دیگا۔ ایسے افراد اور لیڈر کی ہر وقت اُمید آمد اس بیجا جوش کی حرارت کو بعض دلوں میں بھڑکاتی رہتی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بہت سے مسلمان ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دے چکے ہیں جن میں کہا جاتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس کے جواب میں صفائی سے یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نبی کریم کی لڑائیاں دفاعی رنگ میں تھیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے باہر کسی نے اس غلط عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ جس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مہدی آئیگا جو غیر مسلمانوں سے جنگ کریگا اور انکو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ سلسلہ احمدیہ نے نہ صرف چند عقائد کی تفسیر کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر ایک ایسے مہدی کے قبول کر لینے سے جو کہ اسلام کا غلبہ بخلاف تلوار۔ نشانات اور براہین کے ساتھ ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے اس عقیدہ جہاد کی غلطی کو ظاہر کر دیا جس کو ایک آنیوالے غازی مہدی کی امید ہمیشہ تازہ کرتی رہتی ہے۔ اور اسنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ نہ خود نبی کریم نے اس بات پر عمل کیا نہ مہدی کے زمانہ میں اس پر عمل کرنے کا کوئی موقعہ ہے۔ حالت موجودہ میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی امن و صلح کے بڑھانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور تمام ہی خواہان برٹش گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ اگر وہ اس کے پھیلانے میں مدد نہ دیں تو کم سے کم اسے موقع دیں کہ یہ پھلے پھولے اور نشو و نما پائے۔ اس کے متعلق ہز مجسٹی امیر کابل کا بھی ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی قیام کے تھوڑے ہی عرصہ میں دور دراز ملکوں تک پھیل گیا اور اس کے ممبر خود امیر کی دولت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلا ممبر جسکے ذریعہ مرحوم امیر کو یہ پتہ لگا تھا کہ اس سلسلہ کے خیالات جہاد کے خلاف ہیں۔ اس لئے وہ مروا دیا گیا۔ اس کے بعد خوست کا ایک معزز مولوی جس کی خود امیر عزت کرتا تھا اور جسکے مریدوں میں دربار کے بڑے بڑے امرا شامل تھے اور جسکے مریدوں کی تعداد خاص افغانستان میں پچاس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی اور جو کہ سلطنت انگریزی اور سلطنت امیر ہر دو میں بڑی بڑی جاگیروں کا مالک تھا۔ یہ شخص بانی سلسلہ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اس بزرگ کا نام صاحبزادہ عبداللطیف تھا اور وہ خوست کا رہنے والا تھا۔ یہ بزرگ دو یا تین ماہ قادیان میں ٹھیرا اور اسکے بعد اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی پر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اس کو قید میں ڈالدیا اور چند مہینوں کی قید کے بعد جس میں اس کو کئی دفعہ احمدی عقاید سے توبہ کر لینے کے لئے کہا گیا اور اس کو وعدہ دیا گیا کہ اگر وہ انہی عقاید سے تائب ہو جاوے تو اس کی تمام جاگیریں بحال کر دی جائینگی اور پوری آزادی اور شاہی اعزاز حاصل ہو جائیگا۔ مگر اس کے انکار پر اس کو سنگسار کیا گیا۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کھلے طور پر عقیدہ جہاد کے برخلاف وعظ کہتے تھے مگر قانونی طور پر یہ سزا اس جرم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی یہ بدرجہا سنگین تھی۔

اب جبکہ امیر نے عام اعلان اس امر کا کر دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں تمام مسلمان فرقوں اور نیز غیر مسلمانوں کو ایک جیسی آزادی حاصل ہے تو مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی سنگین سزا اور بھی ایک راز سربستہ ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ افغان ایک وحشی اور سرکش قوم ہے اور ان کے شروں سے محفوظ رہنے کے لئے امیر کو بعض دفعہ ایسے ذرایع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جن کی حقیقت

اور انصاف کو ہم نہیں سمجھ سکتے جبکہ ہم بالکل ایک مخالف ہوا اور مخالف حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ متعصب ملاؤں نے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق شور برپا کیا ہوگا جسکے فرو کرنے کے لئے امیر کو سخت ذرائع اختیار کرنے پڑے ہوں۔ مگر کسی طرح سے غازی مہدی اور جہاد کے خلاف وعظ کہنے کی سزا سنگساری نہیں ہو سکتی (یہ اندھیر ہے)۔ اب چونکہ امیر نے یہ اعلان دے دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں کسی شخص کو اس کے مذہب کے متعلق تکلیف نہیں دی جاتی اور تمام فرقوں کو ایک ہی سی آزادی حاصل ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان ہیں احمدیوں کو وہی آزادی عطا فرمائیگا جو اوروں کو حاصل ہے اور مذہبی غیر مداخلت کے ثبوت میں وہ مولوی صاحب مرحوم کی اولاد کو انکی اولاد کی جاگیر بحال کریگا اور جلاوطنی سے انھیں اپنے وطن مالوف میں آنے کی اجازت دیگا۔ اگر احمدیوں کو آزادی مذہب اور آزادی خیالات دینے کے لئے امیر کے پاس کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو بھی اس کے لئے یہ ایک کافی دلیل ہے کہ برٹش گورنمنٹ سمجھے لئے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم مفید ہے اس لئے بحیثیت ... گورنمنٹ کے دوست و مددگار رہنے کے ... [illegible]

اگر جہاد کا انکار اس کے اپنے مذہبی اعتقادات کے ... [illegible] بھی برٹش گورنمنٹ کی ... [illegible]

ہونے دینی چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کھلے طور سے افغانستان میں اشاعت ہو جائے تو سرحدی قومیں اپنے ہمسایوں سے بہت سا اثر حاصل کرینگی اور اس طرح متعصب غازیوں کے ہاتھ سے انگریزی افسروں کے قتل بند ہو جائینگے۔ صوبہ خوست جو افغانستان میں ہے۔ اس میں قریباً پچاس ہزار ایسے آدمی ہیں جو بحیثیت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کے مرید ہونے کے سلسلہ احمدیہ کے سچ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کو صرف یہی خطرہ ہے کہ اگر وہ کھلے طور سے اپنے اعتقادات اور ایمانیات کو ظاہر کریں تو ایسا نہ ہو کہ ان کا حال بھی ان کے مرشد کا سا ہو۔ اس خوف سے بعض اپنے ملک کو چھوڑ کر برٹش گورنمنٹ کے زیر امن راج میں آبسے ہیں جو ... ہزار کے قریب اور ہیں جن کو امیر اپنی سب ورعایا کی طرح آزادی دیکر ممنون اور گرویدہ بن سکتا ہے ... ہوں اور بحیثیت رعایا ہونے کے ہز مجسٹی احمدیوں کو سب سے زیادہ امن پسند اور بے ضرر پائیگا۔ اور اگر وہ اپنے ملک میں ان کے عقائد کی اشاعت کی اجازت دیگا۔ تو وہ ایسا کام کریگا جو نہ صرف انگریزی گورنمنٹ کے منشا کے مطابق ہوگا بلکہ عین اس کے اپنے مقاصد کے مطابق ہوگا۔ (محمد علی از قادیان)

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے بھائی صاحب شیخ یعقوب علی ... السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ... ایک دوست نے جو پہلے ہندو تھا۔ اور اب ہندو مذہب کو ترک کرکے کچھ عرصہ سے ... اسلام

میں داخل ہوا ہے۔ مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس کا جواب عرض ہے ضرور آپ اپنے اخبار کو ہر بار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ تاکید مزید ہے۔

یا حسرۃ علی العباد ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ نام کے شیخ صاحب۔ دلائل سے بالکل خالی اور بیجا اعتراض اور ... ہوا جناب کا خط ہمیں انتظاری میں ملا۔ یہ جناب پر ہی ... بلکہ ایک لاتبدیل قانون ربی ہے کہ خدا کے فرستادوں پر ... تاریکی میں مبتلا شدہ اشخاص نے اس طرح کے اعتراض اور استہزاء کئے اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ جس سے جناب نے بھی حصہ لیا۔ میں نے جناب کے خط کو کئی بار غور سے پڑھا۔ اور نہایت تعجب اور افسوس پر افسوس ہوا۔ کہ باوجود دعوائے قرآن دانی جتنے اعتراض کئے ہیں۔ کسی ایک کی بھی دلیل دی ہوتی۔ آپ نے ظاہر فرمایا ہے۔

سوال اول۔ مجھ کو مرزا صاحب سے اس واسطے انکار ہے۔ کہ قرآن کریم اور معجزہ ربانی ان کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کرتے۔

جواب۔ افسوس کہ جناب نے دعوے تو کیا۔ مگر دلائل سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچایا۔ ... کہ اس دعوے کے دلائل قرآن کریم و کلام معجزہ ربانی سے و دیگر مجھ سوچ کا موقعہ دیں۔ یہود۔ نصاریٰ نے بھی رسول کریم کی بعثت کیوقت یہی دعوی کیا تھا۔ افسوس۔ کہ آپ نے انکے دعوے بلا دلیل سے سبق نہ لیا۔ ... انکے قدم بقدم چلکر ان سے مشابہت پیدا کرلی۔ دعوے کر دینا تو آسان تھا اور ہے۔ اور ہوگا۔ مگر وہ مر گئے۔ اور مر رہے ہیں۔ اور مرتے رہینگے۔ مگر نہ تو دلائل انکار لاسکے۔ اور نہ لاسکتے ہیں۔ اور نہ لاسکینگے۔ فان لم تفعلوا ... انکنتم صادقین۔

سوال دوم۔ اگر فرقان حمید کلام الہی اور مخرج من الظلمات الی النور اور اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ... مان کر نبی برحق کی تفسیر ... کیوں ... کیا جاوے۔

جواب۔ پیارے شیخ آسانی کے واسطے الگ الگ نمبر دیکر جواب نے تین ٹکڑے کر دئے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرماویں۔ ٹکڑا نمبر اول۔ اگر کسی مزکی اور مطہر کی ضرورت نہیں۔ اور صرف کلام الہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہود کا کیا قصور تھا اور ہے کہ باوجود موجود ہونے توریت کے جسکو کلام الہی (فرقان حمید) نے نور فرمایا۔ مغضوب علیہم ہو کر غضب الٰہی کے حقدار ہوئے۔ آپ کے فرمانے کے بموجب انھیں خاتم النبیین کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ آپ کی طرح توریت کو ہی ... کافی خیال کرتے رہے۔ اور کر رہے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ شرک کے برابر کوئی ظلمت نہیں۔ اور توحید کے برابر کوئی نور نہیں۔ ... جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں مثلاً ... آپ کا دو ہزار ۱۹۰۰ سال آسمان پر زندہ رہنا۔ حالانکہ قرآن زمین کو مسکن و مدفن فرماتا ہے۔ اور جسم ... دانہ کا محتاج ٹھیرایا ہے۔ نیز خالق طیر ماننا۔ ... اموات ... کیا یہ خیالات شرکیہ نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ صفات الوہیت میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جاوے۔ اور جو لوگ صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں ... مغضوب علیہم میں داخل ہیں۔ یا ضالین میں جو اعلیٰ ظلمت اور نور سے منحرف ہیں۔ علاوہ بریں آپ فرماویں۔ کہ ہندو مذہب کو ترک کر کے کونسا اخراج ہمیں ظلمات سے طرف نور کے کیا

ہے۔ آپ کے تو وہی خیالات نشر کیے ہیں۔ جو سابق میں تھے۔ پھر آپ کے واسطے کس طرح صرف کلام الٰہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ بینوا و توجروا

جناب من۔ اگر صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو یہ فرمان ربی جو سورہ مزمل میں فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ درست نہیں۔ سورہ مزمل میں آنحضرت صلعم کی نسبت ارشاد ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تمام علمائے کبار اس پیشگوئی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کرتے آئے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی مشابہت ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجوہ کثیر ثابت کی ہے۔ اب واضح ہو کہ جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اس آیت میں مثیل موسیٰ بتاکید حرف انّا فرمایا ہے۔ اسی طرح سورہ نور میں سلسلہ استخلاف محمدی کا مشابہت بھی ساتھ سلسلہ استخلاف موسوی کے بلفظ کما بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم تا فاولئک ہم الفاسقون۔ یہ سورہ نور میں آیت ہے۔ اور آیت استخلاف کے نام سے خواص و عوام میں مشہور ہے۔ اس آیت کا سورہ نور میں لانا اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ نور [illegible] محمدیہ تا قیامت بذریعہ استخلاف [illegible] بروز اسکا نام رکھا ہے تابان و درخشان رہے گا۔ خواہ کافرین و مشرکین اس کے اطفا میں کیسا ہی زور لگاویں۔ کما قال اللہ تعالیٰ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون [illegible] بلکہ یہ نور محمدی بذریعہ استخلاف ایسا تابان و درخشان ہوگا کہ اس [illegible] اور کوئی نور واسطے مقابل کے بھی موجود نہیں ہو سکتا۔ غور فرماویں۔ کہ باوجود ان آیات بینات کے آپ کسی مزکی کے قابل ہی نہیں۔ اور اس پر دعوےٰ یہ کہ کلام الٰہی و مظہر ربانی نے مرزا کو سچا ماننے کے واسطے میری رہنمائی نہیں کی۔ تعجب ثم العجب

(دس) الیوم اکملت لکم دینکم (جواب) صاحب [illegible] ہم کب اس بات کے قائل ہوئے کہ دین ناقص تھا [illegible] افسوس۔ کہ باوجود دعوے قرآن دانی اسقدر قرآن پر [illegible] اس آیت کا مطلب مجھ سے سنیں۔ میرے پیارے [illegible] تکمیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک تکمیل رسالت۔ دوسری تکمیل تبلیغ [illegible] تکمیل رسالت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں [illegible] تکمیل تبلیغ رسالت کے واسطے یہ زمانہ مقرر تھا۔ صدق اللہ تعالیٰ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین [illegible] اپنی تفاسیر میں اس آیت کا مصداق مسیح موعود کو لکھا ہے۔ اور کفی باللہ شہیدا میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ [illegible] مسیح موعود کی تصدیق [illegible] آسمانی سے کی جاوے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی گواہی [illegible] کہ کسی مامور من اللہ کے لئے کوئی ایسا نشان بطور اعجاز کے صادر ہو جو قدرت بشر سے باہر ہے۔ جیسا کہ کسوف خسوف کا اجتماع ماہ رمضان [illegible] کبھی کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے [illegible] زمین و آسمان سے صادر نہیں ہوا۔ پس اس بیان سے [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible] اس زمانہ میں بجز مرزا صاحب کے اور کوئی نہیں ہو سکتا [illegible] وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی رسالت جو کافۃ للناس تھی۔ بسبب موجود نہ ہونے اسباب اور ذرائع کے آنحضرت صلعم کی حیات میں کل دنیا میں یہ دعوت نہیں پہنچی تھی۔ جس کا پہنچنا کل دنیا کی ہر ایک [illegible] میں ضروری تھا۔ لہٰذا موجود ہو جانے ذرائع تبلیغ کے خلیفۃ اللہ کا مبعوث ہونا بھی ضروری ہوا۔ کہ جس کے ہاتھ سے کل دنیا میں آں حضرت صلعم کی دعوت الی اللہ پہنچ جاوے۔ اسی لئے تار برقی۔ ریلوے۔ ڈاکخانجات۔ چھاپہ خانہ وغیرہ خوش اشارات لطیفہ سے مخبر صادق نے اس کی علامات قرار دی ہیں۔ (۳)

کیوں نہیں بر حق کی تفسیر پر صبر کیا جاوے۔ معترض صاحب میں اسی قدر عرض ہے۔ کہ اس دعوے کے دلائل بیان فرماویں۔ و بغیر دلائل قابل سماعت نہیں ہوتا۔

سوال۔ اس زمانہ میں ایسے دنیا اور نفس پرست آدمی کو سچا ماننے کے واسطے جرأت نہیں ہو سکتی۔

الجواب۔ اعتراضوں کے سوا کلام الٰہی کا آپ نے جو دعوے کیا ہے کیا کبھی زمانہ نے ثابت نہیں کیا [illegible] القا۔ اور کیا زمانہ [illegible] صلعم کی ضرورت کو نہیں پکار رہا۔ غور فرماویں۔ نیز رسول کریم کو دنیا اور نفس پرست کہنے والے یہود و نصاریٰ۔ برہمو۔ آریہ۔ سکھ وغیرہ قومیں آپ [illegible] سمجھ رہی۔ جن کے کتنے ہی رسالجات محض اسی غرض سے نکلتے ہیں۔ کہ آپ کے دعوے کو ثابت کریں۔ جو خود جناب نے بھی کہا۔ اور ان [illegible] سے حصہ لیا۔ اے شیخ۔ جو امام ہوتا ہے۔ اس کو [illegible] اسلام کے [illegible] ضروریات واقع ہوتی رہتی ہیں۔ اور اسی لئے اسپر واجب ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سے جو اس کی جماعت میں داخل ہے [illegible] جب اس کے استعداد اور توفیق کے چندہ وصول کرکے اسلام کی ضرورتوں میں خرچ کرے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے۔ اور آنحضرت صلعم کو تو ایسے چندوں کی بہت ضرورت رہتی تھی۔ بلکہ اموال زکات کا لینا بھی تعلیم الاسلام نے امام ہی کے ذمہ کر دیا ہے۔ دیکھو حضرت ابابکر صدیق امام اول نے ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ جنھوں نے ادائے زکات سے بیت المال میں انکار کیا تھا۔ پھر ملاحظہ ہو۔ وہ مناظرہ جو مابین ابابکر صدیق اور عمرؓ کے واقعہ ہوا۔ جو صحیح بخاری [illegible] صفحہ ۱۸۸ میں مذکور ہے۔ پس جو امام بعد آنحضرت صلعم امت کے منہاج النبوۃ ہوگا۔ اس کو بھی ضرور بالضرور [illegible] اسلام کے مالی ضرورتیں واقع ہونگی۔ جناب کے نزدیک تو نعوذ باللہ کلام الٰہی کی تعلیم [illegible] غلط ہوگی۔ جہاں قرآن مجید کے شروع میں دوسری سطر میں بھی تقویٰ کی شرط [illegible] ومما رزقنہم ینفقون رکھی ہے۔ خداوند کریم سے ڈریں۔ سارا قرآن مجید جاہدوا باموالکم اور انفقوا فی سبیل اللہ سے بھرا ہوا ہے۔ زکات تک تو سارا مال حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جمع ہوتا تھا۔ بینوا و توجروا۔ افسوس۔ کہ [illegible] کھلی تعلیم اسلام کے اور سنت خیر الانام کے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرزا کیوں چندہ لیتا ہے۔ شیخ [illegible] تعلیم اسلام نے زکات نہ دینے والوں کو منافق۔ کافر۔ مکذب۔ فاسق۔ ظالم فرمایا ہے۔ کیا یہی آپ نے از ظلمات اخراج الی النور کیا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جس کی طرف تجھے بلایا ہے۔ اور یہی کلام الٰہی و مظہر ربانی کی تعلیم اور سنت ہے۔ جس نے آپ کو مرزا صاحب کو سچا ماننے [illegible]

سوال۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ وہ اپنے دعوے کو نو تراشیدہ نہیں سمجھتا ہے۔ بیشمار آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ جناب من۔ میں نے قرآن کریم سے بحوالہ سورہ مزمل و نور ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دعوے نو تراشیدہ نہیں۔ بلکہ یہ پیشگوئی توریت اور

الٰہی میں بڑی شدومد سے درج ہے۔ کما سابقاً آپ غور فرماویں سادہ لوح شیخ۔ حدیث ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے الفاظ بہ آواز بلند پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر مامور من اللہ تعالیٰ مبعوث فرماویگا جس کو بتاکید حرف ان ثابت کیا گیا۔ افسوس کہ آپ اسکو دعوے کو تشابہ فرماتے ہیں اور چودھویں صدی سے ۲۴ سال گذر گئے۔ اور مامور من اللہ کا پتہ نہیں دیتے۔ اور دوسرے کے آواز صحیحہ کو نہیں سنتے۔ اور طرہ اسپر یہ کہ دعوے کرتے ہو کہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے مرزا کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کی۔ برین عقل ودانش بباید گریست۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ بیشمار آیات واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے بیشمار درج کرنے کی تکلیف کو گوارا نہ فرماویں کیونکہ جناب نے فرمایا ہے کہ دینی کاموں کی دنیا کے کثرت کار کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں۔ صرف ایک آیت قرآنی وحدیث صحیحہ نبوی سے اپنے مدعا کو ثابت کریں۔ این خیال است ومحال است وجنون۔ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ مجھے آیت واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کی فرصت نہیں۔ کیا یہ تعلیم کلام الٰہی ومفسر ربانی نے دی۔ جس پر آپ کو ناز ہے۔ یا ایسا قول دنیا کے فرزند دل کا ہے۔ جب آپ خود ٹھیکہ دار ہیں۔ اور کسی کے تابع نہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کیوں آیات واحادیث صحیحہ سے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کرتے خادم باوجود فوجی ملازم ہونے کے جب آپ کے خط کا جواب بادلائل عرض کر سکتا ہے۔ تو آپ کا یہ عذر بہت ہی لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ مجھ کثرت کار کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ تعجب ہے۔ کہ دو ورق کا خط بیہودہ اعتراضات سے اور دلائل سے خالی لکھنے کی فرصت مل جاتی ہے۔ اور آیات واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اسی پیر ہیرے [illegible] پائیدہ من العقیدۃ الخبیثۃ درج فرمایا ہے

(سوال) مرزا صاحب کا طرز زندگی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل مخالف اور کوسوں دور ہے۔

(جواب) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب کی طرز زندگی بالکل ہی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھر مخالف نہیں۔ مخالف ہو کیونکر جب آپ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشابہ اصل سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اصل اور عکس پر غور کریں۔ شیشہ میں اصل کا ہی عکس ہوتا ہے۔ کوسوں دور جانے دیں سر مو فرق ظاہر دلائل سے کر کے سرفراز کریں۔

سوال۔ مرزا صاحب شب وروز عیش وعشرت میں غرق رہتے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور لوگوں کی حلال کمائی کا کھانا ثواب سمجھتے ہیں۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خادم اس مہینہ کی سو تاریخ کو قادیان سے جہلم پہنچا۔ مرزا صاحب شب وروز اشتغال وعزت اسلام مخالفین اسلام کے لئے۔ روانہ کرنا کئی ہزار اشتہارات تبلیغ اسلام کا ممالک دور دراز میں۔ تمام خدمات مالی وجانی برائے اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ وغیرہ وغیرہ [illegible] ہوتے کے مصنف جیسے مخالف کو بھی اقرار ہے۔ دیکھیں فصل اول باب اول عصائے موسیٰ۔ میں نے عصائے موسیٰ کا اسواسطے حوالہ دیا ہے کہ جناب بہت عرصہ لاہور ہی میں رہے ہیں۔ شکر الحمد للہ اتنا تو قبول کیا۔ کہ مسیح موعود ومہدی مسعود کی جماعت حلال کماتی ہے۔ باقی اعتراض کا جواب پیچھے مفصل جیدہ کے اعتراض میں گذرا۔ وہاں ملاحظہ فرما چکے ہو۔ نیز آپ خداوند کریم سے ڈر کر جواب دیں۔ کہ قادیان میں جا کر یہ حالت دیکھی ہے۔ یا صرف سنی سنائی باتوں پر یہ سیاہ جھوٹ تحریر کر دیا ہے۔ افسوس کہ حضور کو تو کثرت کار کی وجہ سے دینی امور کے جواب دینے کی فرصت نہیں۔ اور جو لوگ ہمہ وقت دعوت اسلام میں مشغول ہیں۔ اُن کو دنیادار نفس پرست لکھا ہے۔ یہ مصرعہ آپ کے اوپر صادق آتا ہے۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ جب سے کتب سماوی کا نزول شروع ہوا۔ مامور من اللہ پر منکروں نے ایسے ہی لغو اور بیہودہ دلائل سے خالی اعتراض کئے ہیں۔ اور یہ لاتبدیل قانون ربی ہے۔ جیسا کہ شروع خط میں ثبوت از آیت قرآنی دیا گیا۔

سوال ۶۔ مرزا کی کوئی بات سچی نہ نکلی۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا آتھم کی پیشین گوئی سو اپنے دونو پہلوؤں کے پوری نہیں ہوئی۔ کیا پنڈت دیانند سرستی کی موت کی خبر جو تین ماہ پہلے دی گئی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵ اور کیا پنڈت لیکھرام کی ہیبت ناک پیشگوئی پوری نہیں ہوئی سو کرامت گرچہ بے نام ونشان است۔ بیا بنگر ز غلامان محمد اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی تصدیق میں ہزاروں ان لوگوں کی دستخطی مہریں ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں۔ اور اول دستخط ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کے خاص قلم کے موجود ہیں۔ اور کیا وہ پیشین گوئی جو سلطان کابلی سفیر رومی سلطنت کے لئے کی گئی تھی جو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء (اور نمبر ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں مشتہر کی گئی ہے۔ پوری نہیں ہوئی؟ اور کیا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جو ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں سر سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کی موت کی نسبت کی گئی تھی؟ جو ہزاروں انسانوں کو معلوم ہو چکی ہے۔ نیز چراغ دین جمونی۔ سعد اللہ لدھیانوی کا حال معلوم نہیں۔ اگر آپ حق کے طالب ہیں۔ اور صرف اعتراضوں کے شایق نہیں۔ تو تریاق القلوب۔ حقیقۃ الوحی۔ نزول المسیح کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ بغیر تحقیقات اعتراض کرنے یہود ونصاریٰ کا رویہ تھا۔ اور ہے۔ آپ کیوں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جب ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام کا دعوے کرتے ہو تو اسلام کے قدم بقدم چلو۔

سوال ۷۔ علم غیب وغیرہ وغیرہ ضرورت رسالت کے واسطے آپ تک ختم ہو گئیں۔

جواب۔ نام کے شیخ۔ دین سے لاپرواہ اور دنیا میں غرق شدہ معترض۔ کس طرح لکھتے ہو۔ کہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے مرزا کو سچا نہ ماننے دیا۔ کہاں کلام الٰہی واحادیث صحیحہ نبویہ سے غیر تشریعی نبوت ختم ثابت ہوتی ہے۔ ثبوت دو۔ اگر ثبوت نہ دے سکو۔ اور ہرگز نہ دے سکو گے تو غیر تشریعی نبوت بہر صورت ثابت ہے۔ جیسے میں بحوالہ سورہ نور واحادیث صدی کے سر پر مجدد والی میں سلسلہ استخلاف ثابت کر چکا ہوں۔ ثابت ہے۔ تو آپ کے خود اعتقاد کے بموجب علم غیب کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ نیز ہم تو صرف خداوند کریم کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم کے بغیر رسول کچھ اطلاع نہیں پا سکتے۔ کس جگہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے فرمایا ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ رسول عالم الغیب ہوتا ہے۔ آپ ان آیات کا مطلب تحریر کریں۔ (۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ (۳) صراط الذین انعمت علیہم میں کون سی نعمت مراد ہے۔ اگر وہ نہیں ملتی۔ تو طلب کرنے سے کیا فایدہ کیا زر و مال دنیوی مراد ہے جو نصاریٰ کو حاصل ہے۔ یا کچھ اور (۴) انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا میں کون سی نصرت مراد ہے

اور وہ مسیح محمدی کو حاصل ہے یا نہ۔ (۵) فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۔ ۲۵
اے لہو لگا کر شہیدوں میں شامل شدہ شیخ ۔ مہربانی کرکے جواب دینا کہ یہ کلام الٰہی میں عالم الغیب نے مابین صادق و کاذب کوئی معیار قائم فرمایا ہے ۔ یا نہیں ۔ اگر بیان فرمایا ہے ۔ تو میں آپ کا از حد ممنون ہونگا کہ اس معیار پر جو کلام الٰہی میں ہے ۔ مرزا کو نعوذ باللہ کاذب ثابت کریں ۔ اور اگر نہ کر سکیں ۔ اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کر سکینگے ۔ تو آیندہ کو واسطے ایسے اعتراضوں سے منہ بند کریں ۔ اور منصف ہو کر سلسلہ عالیہ کی کتب کو جو مامور من اللہ نے تصنیف کی ہیں ۔ ملاحظہ فرما کر صراط مستقیم پر آجاویں ۔ ورنہ آبائی مذہب کو ترک کرکے سچے اسلام میں داخل ہو جاؤ جو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام کے بالکل مخالف ہے آپ کے واسطے سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ فایدہ مند نہیں ۔

سوال ۔ گذشتہ طریقہ ایمان و غیب گویان بامداد جنات اور شیطان مرزا نے اختیار کیا ہے ۔

جواب ۔ کس جگہ کلام الٰہی نے شیطان اور جن کو عالم الغیب مانا ہے کلام الٰہی سے تو یہی ثابت ہوتا ہے ۔ کہ خدا جس کو چاہتا ہے ۔ علم غیب سے اس کو اطلاع دیتا ہے ۔ کما قال اللہ تعالیٰ ۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۲۹ ۔ اسکے متضاد کہاں اور کس جگہ شیطان اور جن کو عالم الغیب فرمایا ہے ۔ شیخ صاحب ۔ ثابت کیا دینا ہے ۔ خدا سے ڈرو اسلام میں داخل ہو ۔ یہ ... خیالات ابتک تمہارے وہی آبائی ہیں ۔ ان کو کیوں ترک نہیں کرتے ۔ کلام الٰہی میں آیا ہے ۔ کہ کاہن و ساحر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

خیر جو کچھ ہے آپ اپنے اس دعوے کو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام سے ... ہے ۔ اور جو ... دعوے کیا ہے ثابت کریں ۔ اور اگر آپ نہ کر سکیں ۔ اور ہرگز نہ کر سکینگے تو خدا ... سے ڈریں ۔ ... آخیر میں مجھ کو ... کہ ... اور ... کہاں تک اسپر عمل کرتے ہیں ۔ ... کا مصداق ... ہو بازر قول خداوندی ۔

قال اللہ تعالیٰ لم تقولون مالا تفعلون صرف ... سے غرض ہے ۔ یا اسپر عمل بھی کرتے ہو ۔ باقی صرف یہ غرض ہے کہ میری اُن دلایل کو غور سے ملاحظہ فرماویں ۔ اور جواب کلام الٰہی و احادیث صحیحہ نبویہ سے دیں ۔
والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔ (احمدی غلام حسین ... ساکن ... ۲۲ کمپنی ... ۸ ... تحصیل چہلم)

تربیت اولاد کا ایک نمونہ

سکولوں میں جس قدر لڑکے تعلیم پاتے ہیں اگر ان میں سے مڈل کلاس تک کے لڑکوں سے بلکہ انٹرنس ۔ ایف اے میں پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ آپ کیوں پڑھتے ہیں تو وہ اس کا کوئی عمدہ جواب نہ دے سکینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل ہندی طالب علم اپنے پڑھنے کا کوئی مقصد نہیں ٹھیراتا اور غالباً اسی لیے ناکام رہتا ہے ہاں ان میں سے بعض ایسے ہونگے جو کہدینگے ۔ ملازمت حاصل کرنے کے لئے لیکن یہ جواب ایسا جواب ہے کہ بہتر تھا یہ جواب نہ ہی دیا جاتا

کیونکہ علم کے حصول کا مقصد ملازمت ٹھیرانا ایک نہایت ہی ادنےٰ خیال ہے :۔

اس قدر تمہید کے بعد میں عزیز عبد الحیٔ حکیم الامۃ کے ہفت سالہ صاحبزادہ کی نسبت کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا ۔ یہ عزیز مصداق ؎
بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ مے تافت ستارۂ بلندی ۔ اتفاقاً میرے کمرہ میں چلا آیا ۔

میں نے پوچھا ۔ آپ کیا کام کرتے ہیں ۔
عبد الحی ۔ میں پڑھتا ہوں ۔
میں ۔ آپ کیوں پڑھتے ہیں ۔
عبد الحی ۔ علم حاصل کرنے کے لئے ۔
میں ۔ علم کیوں حاصل کرتے ہو ۔
عبد الحی ۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ۔
میں ۔ فائدہ پہنچانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے ۔
عبد الحی ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا ہے ۔
میں ۔ کہاں ۔
عبد الحی ۔ اپنے کلام قرآن مجید میں اور حدیث میں ۔

صاحبان ۔ میں یہ جواب بلا تامل و بلا تکلف سُنکر حیران رہ گیا ۔ یہ ہے قادیان کی تربیت و تعلیم کا اثر اور یہ حیرت اور بھی بڑھ جائے جب آپ کو معلوم ہو کہ عبد الحی کی تعلیم اکثر ہوا و لا دکم کی ماتحت ہوئی ہے جسے ... ہے بعض لوگ لاڈ سمجھتے ہیں مبارک وہ جو اپنے بچوں کو قادیان تعلیم کے لئے بھیجیں ۔ (المرسل آف گولیکے ضلع گجرات)

ڈایری

۲۱۔ فروری

نماز ظہر ۔ ذکر ہوا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون روزبروز ترقی پکڑتی جاتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا شاید وہ جو ہمارا الہام ہے ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہیگا یہ خاص اشخاص کے متعلق ہو اور اس کا ظہور اس شکل میں ہو ۔

کل دہلی سے خط آیا کہ مولوی عبد المجید دہلوی جو ہمارا سخت معاند تھا یک بیک مرگیا ایسا ہی ایک اور بڑے معاند کی مرگ مفاجات کا ذکر تھا ۔

نواب بہاولپور کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس کا خاتمہ اچھا ہوا اس خاندان کا پیر (غلام فرید صاحب مرحوم ساکن چاچڑاں) ہمارا معتقد تھا نواب بہاولپور شاید اس نوجوانی کی عمر میں واپس آتا تو غلطیوں میں مرتکب ہو جاتا ۔ اس کا حسن خاتمہ بطور یادگار رہیگا ۔

نماز عصر ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے ۔
حضرت اقدس نے فرمایا قرآن شریف تدبر و تفکر اور غور سے پڑھنا چاہئے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے رب قاری یلعنہ القرآن یعنے بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے جو شخص قرآن پڑھتا اور اسپر عمل نہیں کرتا اُسپر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے ۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اُس پر عمل کیا جاوے ۔

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضایع کر کے بالوں سے دلبر ہو گئے ہوں اُنھیں قسم ہے خداوند کریم کی جناب [illegible] اس کی آزمایش نہ کریں ہرگز ہرگز [illegible]

کیونکہ یہ مجرب مرکب سے ہر دلعزیز [illegible]

یاقوت۔ مروارید۔ لعل۔ مرجان۔ یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران وغیرہ کا دلخیں کا مقوی [illegible] مرکب

مفرح عنبری

قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) تین ڈبیہ تیرہ روپیہ [illegible]

مفرح عنبری [illegible]

[illegible]

باطنی [illegible] لذت [illegible]

[illegible] کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

تحصیلدار [illegible]

[illegible] مفرح عنبری چونکہ اکثر [illegible]

میں جہاں [illegible] ہوا ہے یا اندیشہ ہو [illegible] اُس کا استعمال [illegible]

لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر [illegible] مفرح عنبری [illegible]

کی خدمت میں [illegible] اظہار کی ضرورت نہیں [illegible] اِن سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض [illegible] اور کس موقعہ پر [illegible]

ہو سکتا ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دو تین [illegible]

مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ

خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ایام کے باعث مارے درد کے ہمراہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل

فوراً اس کو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بالفعل فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق

ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض

سے قوائے مضمحل ہو گئی ہوں)۔ مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا فور دماغی طاقت

بھرپور ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پُر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین خان وزیر اعظم ریاست کوٹلہ [illegible] ضلع ارا [illegible]

عنایت فرمائے حکیم صاحب اسلام مسنون۔ آپ کا بھیجا مفرح عنبری کی [illegible] خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست [illegible] نے [illegible] تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کر کے [illegible] اور خان صاحب موصوف کے نام [illegible] جلد [illegible]

[illegible] سکرٹری

عالیجناب خان بہادر [illegible] خان صاحب رئیس اعظم [illegible]

[illegible] مفرح عنبری [illegible] آپ کو اطلاع دی [illegible] یقیناً [illegible]

[illegible]

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر [illegible] ہیں اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فایدے دکھلائے ہیں۔ بیان سے باہر ہیں فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بے نظیر مہربانی [illegible] بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں

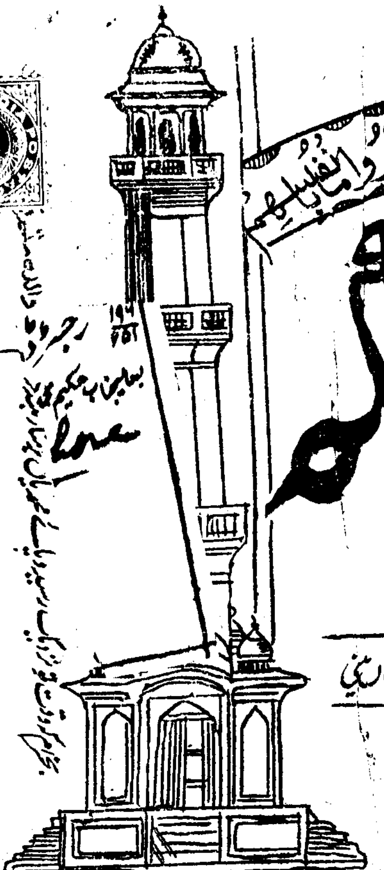
عالم ارمغان مفرح [illegible] کی تعریف کی ہے [illegible] مفرح عنبری

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ



الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

چہ گویم باتو از آں چہار و قادیاں بینی	دو اینی شنا ابینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲ صفر ۱۳۲۵ھ | نمبر ۹

تازہ رؤیا و الہامات

۹ مارچ ۱۹۰۷ء۔ ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں۔
۷ ” ” (۱) ربّنا افتح بیننا وبینھم۔
(۲) اعجبتم ان تموتوا (۳) انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں (۴) پچیس دن" (یا یہ کہ پچیس دن تک) (۵) من الناس والعامّۃ (ای من خواص الناس والعامۃ) یعنی طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی۔

ترجمہ یہ ہے کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہو جاؤ۔ انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں معلوم نہیں کہ یہ کن لوگوں کی طرف یا کس کیطرف اشارہ ہے اور پچیس دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اسطور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے کیونکہ الہام الٰہی کے رو سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اسصورت میں پچیس دن مارچ کے اکتیس مارچ میں پورے ہو جاتے ہیں تو اسطور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کیگئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ واقعہ ہماری ذات کے متعلق ہے یا ہمارے دوستوں کے متعلق یا دشمنوں کے متعلق جس امر کو خدا نے پوشیدہ کیا ہے ہم ظاہر نہیں کر سکتے۔

بعد اس کے ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو مکرر آ یہی الہام ہے۔

(۱) یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ (۲) انت منی وانا منک (۳) ظہورک ظہوری (۴) انت الذی طار الیّ روحہ۔ (۵) انی انا اللّٰہ ذو الجود والعطا (۶) انزل الرحمۃ علی من اشاء۔

ترجمہ اے عیسٰی میں تجھے تیری طبعی موت سے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ تو وہ ہے جس کے روح نے میری طرف پرواز کیا۔ میں خدا ہوں صاحب جود اور بخشش۔ جس پر چاہتا ہوں رحمت نازل کرتا ہوں۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۲) ویل لّہ ولافکہ۔ (۳) آئی مخالف تیرے پر لعنت اور تیرے جھوٹھ پر۔ (۴) انی نعیت۔ ترجمہ میں نے ایک شخص کی موت کی خبر دی (۵) انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا۔ ترجمہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں (۶) ان اللّٰہ مع الصادقین ترجمہ۔ خدا سچوں کے ساتھ ہوتا ہے (یہ پیشگوئی آج ہی پوری ہوگئی کہ آج ہی سول میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی جسکے عذاب کے بارہ میں میں نے خبر دی تھی وہ مرگیا۔ یہ وہ ڈوئی ہے جسکو مباہلہ کیلئے بلایا گیا تھا (۷) ایک امتحان ہے بعض اسمیں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے (۸) انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ ترجمہ خدا نے ارادہ کیا ہے اے اہل خانہ کہ تمہاری پلیدی کو دور کرے اور تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا (یہ تیسری مرتبہ الہام ہے واللّٰہ اعلم بالصواب) (۹) اعجبنی موتکم تمہاری موت نے مجھے تعجب میں ڈالا (۱۰) یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی جو بہت ہی سخت ہوگی (۱۱) ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مرینگے۔ (۱۲) واستوت علی الجودی یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی اور پانی خشک کیا جاویگا اور جو کچھ ہمارا ارادہ ہے ہم پورا کرینگے اور کشتی جودی پر

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ لالہ شرمپت رائے اور ملاوامل خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس کے بہت سے الہامات اور نشانات کے گواہ ہیں۔
گذشتہ جلسہ دسمبر ۱۹۰۶ء کی تقریب پر حضرت اقدس نے انکی شہادت نشانات کا ذکر کیا اور قادیان کے اخبار نے لالہ شرمپت کے بیان سے اس کی تکذیب کی اس لئے حضرت اقدس نے اتمام حجت کی خاطر سے مندرجہ بالا عنوان پر ایک رسالہ شائع کیا جس کو عام فائدہ کے لئے میں درج ذیل کرتا ہوں — ایڈیٹر

ایک اخبار آریہ صاحبوں کی جو قادیان سے نکلتا ہے اور اب شاید جنوری ۱۹۰۷ء سے اس جگہ سے اُس کا خاتمہ ہے۔ اس میں بہ نسبت لالہ شرمپت ساکن قادیان کا حوالہ دیکر ایک عجیب تہمت میرے پر لگائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں ایک تقریب سے میں نے بیان کیا تھا کہ ان آسمانی نشانوں کے جو خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں صرف مسلمان ہی گواہ نہیں ہیں بلکہ اس قصبہ کے ہندو بھی گواہ ہیں جیسا کہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل آریہ جو ساکنان قادیان ہیں اُن کو میرے نشانوں کا علم ہے اور اس جلسہ میں میں نے صرف اسی قدر بیان نہیں کیا تھا بلکہ میں نے تمام مہمانوں کے روبرو جو ہر ایک طرف سے اور نیز دور دراز ملکوں سے دو ہزار کے قریب جمع تھے یہ بیان کیا تھا کہ قطع نظر قادیان کے مسلمانوں کے اس قصبہ کے تمام ہندو بھی میرے نشانوں کے گواہ ہیں کیونکہ اس زمانہ کو پینتیس ۳۵ برس کے قریب مدت گذر گئی جبکہ میں نے یہ ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ اب تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے کہ میں ہزارہا انسانوں کو تیری طرف رجوع دونگا اور اگرچہ اب تجھ میں کوئی مالی طاقت نہیں مگر میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اپنا الہام ڈالونگا کہ اپنے مالوں سے تیری مدد کریں۔ فوج در فوج لوگ آئینگے اور مال دینگے اور اس قدر آئینگے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے وہ ہر ایک راہ سے سفر کرکے قادیان میں آئینگے اور ان کی آمد کی کثرت سے راہیں گہری ہو جائینگی اور جب اس پیشگوئی کے آثار ظاہر ہونگے تو دشمن چاہینگے کہ یہ پیشگوئی ظاہر نہ ہو۔ اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو مگر میں اُن کو نامراد رکھونگا اور اپنا وعدہ پورا کرونگا اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

یہ خلاصہ ہے اُس پیشگوئی کا جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے اور درحقیقت اُس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے کی پیشگوئی ہے جس کو کم سے کم پینتیس ۳۵ برس ہوتے ہیں۔ سو اس جلسہ میں میں نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی تھی کہ جبکہ ہم معہ اپنی جماعت کے جو دو ہزار کے قریب تھی اپنی جامع مسجد میں نماز میں مشغول تھے اور دور دور سے میری جماعت کے معزز لوگ آئے ہوئے تھے جن میں گورنمنٹ انگریزی کے بھی بڑے بڑے عہدہ دار اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نواب بھی موجود تھے تو عین اس حالت میں کہ جب ہم اپنی اس جامع مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے ایک ناپاک طبع آریہ برہمن نے گالیاں دینی شروع کیں اور نعوذ باللہ ان الفاظ سے بار بار گالیاں دیتا تھا کہ یہ سب کنجر اس جگہ جمع ہوئے ہیں کیوں باہر جا کر نماز نہیں پڑھتے۔ اور پہلے سب سے مجھ کو ہی یہ گالی دی اور بار بار ایسے گندے الفاظ سے یاد کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اس رسالہ کو ان کی تفصیل سے پاک رکھیں۔ قریباً ہم دو گھنٹہ تک نماز پڑھتے رہے اور وہ آریہ قوم کا برہمن برابر بکواس اور گندے الفاظ سے گالیاں دیتا رہا اس وقت بقول دیوان سنگھ بھی ہماری کل جماعت کو دیکھ رہے تھے اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ خدا نے ایک دنیا کو جمع کر دیا ہے اور اُن لوگوں نے بھی منع کیا مگر وہ ناپاک طبع آریہ باز نہ آیا۔ اور معزز مسلمانوں کو کنجر کے پلید لفظ سے بار بار یاد کرتا اور فحش گالیاں دیتا رہا۔

یہ ایک بڑا ابتلا تھا جو عین نماز کی حالت میں مجھ کو اٹھانا پڑا۔ اور یہ بھی خوف تھا کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو جوش پیدا ہو مگر خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر کیا تعجب ہے کہ کیوں اس نے یہ پلید اور گندہ لفظ اس جماعت کے لئے اختیار کیا شاید اس کو اپنے مذہب کا نیوگ✝ یاد آیا ہوگا۔ اُس وقت سرکاری ملازم پٹیالہ کا ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی موجود تھا۔ غرض جب اس آریہ کی گالیاں حد سے بڑھ گئیں تو معزز مسلمانوں کے دلوں کو سخت رنج پہنچا۔ اور اگر وہ ایک وحشی قوم ہوتی تو قادیان کے تمام آریوں کے لئے کافی تھی مگر ان کے اخلاق قابل تحسین ہیں کہ ایک سفلہ طبع آریہ نے باوجودیکہ اسقدر گندی گالیاں دیں تاہم انہوں نے ایسے صبر سے کام لیا کہ گویا مردے ہیں جن میں آواز نہیں اور اس تعلیم کو یاد رکھا جو بار بار دی جاتی ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر کیا تھ پیش آؤ۔

جب نماز ہو چکی تو میں نے دیکھا کہ ان گندی گالیوں سے بہت سے دلوں کو بہت رنج پہنچا تھا۔ تب میں نے ان کی دلجوئی کے لئے اُٹھ کر یہ تقریر کی کہ یہ رنج جو پہنچا ہے اس کو دلوں سے نکال دو۔ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے وہ ظالم کو آپ سزا دیگا اور اس وقت میں نے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ قادیان کے ہندو سب سے زیادہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں کیونکہ خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ایسی گندی گالیاں دیتے اور دُکھ پہنچاتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ خدا نے قادیان میں ایک بڑا نشان قدرت دکھلایا ہے وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ آج سے چھبیس ستائیس برس پہلے میں ایک گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا کیا کوئی بول سکتا ہے کہ اس وقت یہ رجوع خلائق موجود تھا بلکہ ایک انسان بھی میری جماعت میں داخل نہ تھا اور نہ کوئی میرے ملنے کے لئے آتا تھا اور بجز اپنی ملکیت کی قلیل آمدن کے کوئی آمدنی بھی نہیں تھی۔ پھر اُسی زمانہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے جسکو پینتیس ۳۵ برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے خدا نے مجھے یہ خبر دی کہ ہزاروں لاکھوں انسان ہر ایک راہ سے تیرے پاس آوینگے یہاں تک کہ سڑکیں گھس جائیں گی۔ اور ہر ایک راہ سے مال آئیگا۔ اور ہر ایک قوم کے مخالف اپنی تدبیروں سے زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی وقوع میں نہ آوے مگر وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہیں گے✝۔ یہ خبر اُسی زمانہ میں میری کتاب براہین احمدیہ میں چھپ کر ہر ایک ملک میں شائع ہو گئی تھی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس پیشگوئی کا آہستہ آہستہ ظہور شروع ہوا چنانچہ اب میری جماعت میں تین لاکھ سے زیادہ آدمی ہیں۔ اور فتوحات مالی کا یہ حال ہے کہ اب تک کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور قریباً پندرہ سو روپیہ اور کبھی دو ہزار ماہوار لنگر خانہ پر خرچ ہو جاتا ہے اور مدرسہ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے

✝ نیوگ آریہ مذہب کے رو سے ایک مذہبی حکم ہے جسکے رو سے ایک آریہ کی پاکدامن عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے اور باوجود اسکے کہ اُس کو طلاق بھی نہیں دی گئی ایک دوسرے آدمی سے محض اولاد لینے کی غرض سے ہم بستر ہو سکتی ہے اور جبتک گیارہ لڑکے غیر آدمی کے نطفہ سے پیدا ہو جائیں اس کام میں مشغول رہ سکتی ہے اور ایسی عورت مذہب کے رو سے بڑی مقدس کہلاتی ہے اور ایسا لڑکا ماں اور اپنے فرضی باپ دونوں کو دوزخ سے نجات دلانیوالا اور مکتی کا داتا کہلاتا ہے۔ منہ

✝ اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنے مقام اسکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھکو ملا لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا

یہ ایک ایسا نشان ہے کہ جس سے قادیان کے ہندوؤں کو فائدہ اُٹھانا چاہئے تھا کیونکہ وہ اس نشان کے اول گواہ تھے۔ اِن کو معلوم تھا کہ اس پیشگوئی کے زمانہ میں مَیں کس قدر گمنام اور پوشیدہ تھا۔

یہ تقریر بھی جو اس جلسہ میں مَیں نے کی تھی اور تقریر کے آخر میں مَیں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس نشان کے سب آریوں میں سے بڑھکر گواہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان ہیں کیونکہ اُن کے روبرو کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے چھپی اور شائع ہوئی ہے بلکہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اُس زمانہ میں جبکہ میرے والد صاحب فوت ہوئے تھے یہ پیشگوئی ان ہر دو آریوں کو بتلائی گئی تھی جسکا مختصر بیان یہ ہے کہ میرے والد صاحب کے فوت ہونے کی خبر ان الفاظ سے خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی کہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ یعنے قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد پڑے گا اور ساتھ ہی سمجھایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا والد آفتاب کے غروب کے ساتھ ہی وفات پائیگا اور یہ الہام بطور ماتم پرسی کے تھا جو اپنے خاص بندوں سے عادت اللہ میں داخل ہے۔ اور جب یہ خبر سُنکر تردد اور غم پیدا ہوا کہ اُن کی وفات کے بعد ہماری اکثر وجوہ معاش جو اُن کی ذات سے وابستہ ہیں نابود ہو جائینگی تب یہ الہام ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

یعنے کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس وحی الٰہی میں صریح یہ خبر دی گئی تھی کہ تمام حاجات کا خدا خود متکفل ہوگا چنانچہ اس الہام کے مطابق ظہور میں آیا کیا کے بعد میرے والد صاحب فوت ہوئے اور اُن کے ذریعہ سے ہمارے جو وجوہ معاش تھے جیسے پنشن اور انعام وغیرہ سب ضبط ہو گئے اور آج تک جو پچیس ۲۵ برس کا عرصہ گذر گیا ہے میں نے اس الہام کو یعنے الیس اللہ بکاف عبدہٗ کو مُہر میں کھدوانے کے لئے تجویز کی۔ اور لالہ ملاوامل آریہ کو اس مُہر کے کھدوانے کے لئے امرتسر میں بھیجا اور محض اس لئے بھیجا کہ تا وہ اور لالہ شرمپت دونوں اس پیشگوئی کے گواہ ہو جائیں چنانچہ وہ امرتسر گیا اور معرفت حکیم محمد شریف کلانوری کے پانچ روپیہ اُجرت دیکر مُہر بنوا لایا جس کا نقش الیس اللہ بکاف عبدہٗ ہے جو اب تک موجود ہے یہ الہام قریباً پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ برس کا ہے جس کے یہ دونوں آریہ صاحبان گواہ ہیں اور اُن کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں میری کیا حیثیت تھی۔ پھر اُس زمانہ میں جبکہ براہین احمدیہ جس میں مذکورہ بالا الہامات درج ہیں بمقام امرتسر پادری رجب علی کے مطبع میں چھپ رہی تھی یہ دونوں آریوں کو خوب معلوم ہے کہ میں کیسا گمنامی میں زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ کئی دفعہ یہ دونوں آریہ امرتسر میں میرے ساتھ جاتے تھے اور بجز ایک خدمتگار کے دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا اور بعض دفعہ صرف لالہ شرمپت ہی ساتھ جاتا تھا۔ لوگ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں میری گمنامی کی حالت کس درجہ تک تھی نہ قادیان میں میرے پاس کوئی آتا تھا اور نہ کسی شہر میں میرے جانے پر کوئی میری پروا کرتا تھا اور میں ان کی نظر میں ایسا تھا جیسا کہ کسی کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے۔

اب وہی قادیان ہے جس میں ہزارہا آدمی میرے پاس آتے ہیں اور وہی شہر امرتسر اور لاہور وغیرہ ہیں جو میرے وہاں جانے کی حالت میں صدہا آدمی مشتاق کے لئے ریل پر پہنچتے ہیں بلکہ بعض وقت ہزارہا لوگوں تک نوبت پہنچتی ہے چنانچہ ۱۹۰۴ء میں جب ہم نے جہلم کی طرف سفر کیا تو سب کو معلوم ہے کہ قریباً گیارہ ہزار آدمی پیشوائی کے لئے آیا تھا ایسا ہی قادیان میں صدہا مہمانوں کی آمد کا ایک سلسلہ جاری ہے

اُس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا اور قادیان کے تمام ہندو [illegible] لالہ شرمپت اور ملاوامل گو اب بوجہ قوم کے دباؤ کے نیچے آکر خدا کے ان نشانوں سے منکر ہوتے ہیں* خوب معلوم ہے کہ ان دنوں میں ہمارا مردانہ مکان بعض وقت بالکل خالی تھا اور کوئی ہمارے پاس نہیں آتا تھا ہاں یہ لوگ دن میں دو تین مرتبہ یا کم و بیش آجاتے تھے۔ یہ سب باتیں وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔

پس جلسہ کے دن میری تقریر کا یہی خلاصہ تھا کہ قادیان کے آریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی ہے خاص کر ان دونوں آریوں پر تو بخوبی اتمام حجت ہو چکا ہے جو بہت سے نشانوں کے گواہ رویت ہیں مگر وہ لوگ اس زبردست طاقتوں والے خدا سے نہیں ڈرتے جو ایک دم میں معدوم کر سکتا ہے۔ اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی کہ جو اسی کتاب براہین احمدیہ میں درج تھی اور اسی زمانہ میں جسکو قریباً چھبیس ۲۶ برس گذر چکے ہیں تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی یعنے یہ کہ دشمن بہت زور لگائینگے کہ تا یہ عروج اور یہ نشان اور یہ رجوع خلائق ظہور میں نہ آوے اور لوگ مالی مدد نہ کریں لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئی کو پوری کریگا اور وہ نامراد رہینگے اور یہ پیشگوئیاں نہ صرف عربی میں ہیں بلکہ عربی میں اور اردو میں انگریزی میں فارسی میں عبرانی میں براہین احمدیہ میں موجود ہیں۔ اور پھر جب چند سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے ظہور کا وقت [illegible] تو اُنہیں دنوں میں [illegible] جوش پیدا ہوا [illegible] قادیان میں لالہ ملاوامل [illegible] لالہ شرمپت کے مشورہ سے [illegible] اشتہار [illegible] برس گذر گئے ہونگے [illegible] ہے اور صرف دوکاندار [illegible] یہ لوگ اس [illegible] مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع [illegible] اس اشتہار سے ان آریوں کا مدعا یہ تھا کہ تا لوگ میری طرف سے باز آجائیں اور مالی امداد سے منہ پھیرلیں مگر [illegible] اس اشتہار کے زمانہ میں میری جماعت [illegible] ساٹھ یا ستر آدمی سے زیادہ نہ تھی [illegible] روپیہ ماہوار آمدنی تھی مگر اس اشتہار کے بعد گویا مالی امداد کا ایک دریا رواں ہو گیا۔ اور اب تک کئی لاکھ لوگ بیعت میں داخل ہو چکے اور ابتک ہر ایک مہینہ میں پانسو کے قریب بیعت میں داخل ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا [illegible] ثبوت [illegible] اشتہار اب تک میرے پاس موجود ہے جو لالہ شرمپت کے مشورہ سے لکھا گیا تھا [illegible] اشتہاری تو ہمارے سلسلہ کے لئے مفید ہی ہوئے پس اس اشتہار کی تاریخ اشاعت [illegible] اور پھر دوسری طرف سرکاری کاغذات کے ذریعہ سے اس زمانہ اور بعد کے زمانہ کا مقابلہ کر کے [illegible] پہلے کس قدر [illegible] آتے تھے اور روپیہ آتا تھا اور بعد میں کس قدر [illegible] ترقی ہوئی۔ یہ امر ڈاکخانہ کے رجسٹروں اور کاغذات [illegible] سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے اشتہار شائع کیا کس قدر میری جماعت تھی لیکن اُن کاغذات سے جو پولیس کی معرفت گورنمنٹ میں پہنچے ہیں بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے اور صفائی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے لوگوں کو روکنے کے لئے اشتہار دیا کس قدر میری جماعت تھی اور کس قدر روپیہ آتا تھا اور پھر بعد میں کس قدر ترقی ہوئی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر ترقی ہوئی کہ جیسا ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے اور یہ ترقی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ — جن کا نام ہے احمد زہری بدرالدین خط محفوظ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور آپ کی پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔ منہ

* مجھ کو واقعی طور پر معلوم نہیں کہ در حقیقت لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سچ مچ ان تمام نشانوں سے منکر ہو گئے ہیں جنکو وہ بچشم خود دیکھ چکے ہیں میں صرف آریہ اخبار کے حوالہ سے لکھتا ہوں اور میں نہیں امید رکھتا کہ کوئی انسان ایسا خدا تعالیٰ سے بیخوف ہو جائے کہ اپنی رویت کی گواہیوں سے منکر ہو جائے ہر ایک شخص کا آخر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے۔ منہ

بالکل غیر معمولی اور معجزانہ تھی حالانکہ نہ صرف ملا مولویوں نے بلکہ ہر ایک دشمن نے اس ترقی کو روکنے کے لئے پورا زور لگایا اور رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری پیشگوئی پوری ہو گئی یعنے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا دشمن لوگوں کے رجوع کو روک نہ سکے اگر انسان میں حیا اور شرم کا کچھ مادہ اپنے اندر رکھتا ہو تو یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عمیق در عمیق غیب کی باتیں جو خدائی قدرتوں سے پُر ہیں انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور سوچ سکتا ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانوں کی مخالفانہ کوششیں ضرور کارگر ہو جاتیں۔ ان اشتہاروں کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو یہ ہوا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ دشمن جیتی توڑ لگا کر زور لگائیں گے کہ عروج اور نصرت الٰہی اور رجوع خلائق کی پیشگوئی پوری نہ ہو مگر وہ پوری ہو جائیگی۔ اور عجیب بات ہے کہ صرف ملا وائل نے ہی زور نہیں لگایا بلکہ آریہ صاحبوں کا وہ پنڈت جس کی جان کو خدا کی پیشگوئی نے لے لیا یعنے لیکھرام وہ بھی اپنی ناچیز عمر کا حصہ یعنی تحریروں میں کھو گیا کہ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری نہ ہو جو براہین احمدیہ میں لاکھوں انسانوں کے رجوع اور لاکھوں روپے کی آمدن کے بارہ میں شائع ہو چکی تھی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پانچ برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ اپنی بدزبانی کی پاداش میں چھ برس کی میعاد میں قتل کیا جائیگا وہ بدقسمت اُس پیشگوئی کو پورا کر کے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

ایسا ہی عیسائیوں نے بھی اس پیشگوئی کو روکنے کے لئے بہت زور لگایا اور ان کے اشتہار بھی اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر مسلمان جن کا حق تھا اور جن کا فرض تھا کہ مجھے قبول کرتے انھوں نے بھی اس پیشگوئی کے روکنے کے لئے جو براہین احمدیہ میں میری آئندہ ترقی اور اقبال اور رجوع خلائق کی نسبت چھبیس۲۶ برس سے شائع ہو چکی تھی اور تخمیناً بتیس۳۲ برس سے زبانی شائع ہو چکی تھی...... ناخنوں تک زور لگایا یہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے زیادہ میری ہجو ان کی طرف سے ایسا نکلا ہوگا جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے بے ایمان ہے کوئی اس کی طرف رُخ نہ کرے اور کوئی اس کی مدد نہ کرے بلکہ کوئی مصافحہ اور السلام علیکم نہ کرے اور جب مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ مگر ان اشتہارات کی کیسی اُلٹی تاثیر ہوئی جس سے خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے بے شمار تحائف ہر طرف سے آئے اور خدا کی غیرت اور قدرت نے اُنکے مُنہ پر وہ طمانچے مارے کہ ہر ایک میدان میں اُن کو شکست نصیب ہوئی۔ اور ہر ایک مباہلہ میں موت یا ذلت اُن کے حصہ میں آئی۔ یہ تمام اشتہارات جو آریوں کی طرف سے نکلے اور عیسائیوں کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئے میرے چند صندوقوں میں موجود ہیں جن میں ہزارہا گالیوں کے ساتھ جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بڑھ کر ہیں مجھے مکار۔ فریبی۔ ٹھگ۔ دجال۔ دہریہ اور بے ایمان کر کے یاد کیا گیا ہے اور اس لئے جمع رکھے گئے تا کسی کو انکار نہ ہو سکے۔

جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تو اب اکیلا ہے تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان تیرے ساتھ ہو جائینگے اور اپنے عزیز مالوں سے تیری مدد کرینگے اور ہر ایک قوم کے دشمن زور لگائینگے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں ان کو نامراد رکھوں گا اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے بچاؤں گا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم کے دشمنوں کا پیشگوئی کے روکنے کے لئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہوگئی کہ اگر آج وہ تمام بیعت کرنیوالے ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں تو ایک بڑے بادشاہ کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے تو اس موقعہ پر مجھے بے اختیار رونا آتا ہے کہ ہمارا خدا کیا ہی قادر خدا ہے کہ جس کے مُنہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اُس بات کو روکنا چاہے۔

یہ وہ بیان تھا جو اس جلسہ میں سنایا گیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کے ہندو وغیرہ کو اس پیشگوئی اور اس کے پورے ہونے کی کچھ خبر نہیں۔ کیا لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل اس پیشگوئی سے بے خبر ہیں اور کیا آریہ صاحبان اپنے مذہب میں اس کی کوئی ثابت شدہ نظیر بتلا سکتے ہیں اور کیا وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی اس زمانہ میں میری طرف کسی کو رجوع نہ تھا۔ لعنتی ہے وہ شخص جو جھوٹ بولے اور مُردار ہے وہ کمینہ جو سچ کو چھپاوے۔ ایسے انسان اگرچہ زبان سے کہیں کہ خدا ہے لیکن در حقیقت وہ خدا سے منکر ہی ہوتے ہیں مگر خدا اپنی طاقتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں۔ میں آج سے نہیں بلکہ قدیم سے جانتا ہوں کہ گویا قادیان کے ہندو اسلام کے سخت دشمن اور تاریکی سے پیار کرتے ہیں وہ نور کو دیکھکر اور بھی تاریکی کی طرف دوڑتے ہیں گویا اُن کے نزدیک خدا نہیں اور خدا نے اُن کو لیکھرام کا بڑا نشان دکھایا تھا لیکن اُنھوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کس قدر صاف نشان تھا جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام طبعی موت سے نہیں مریگا بلکہ وہ چھ۶ سال کے اندر قتل کیا جاویگا اور عید کے دن کے بعد جو دن ہوگا اُس میں یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس پیشگوئی کی بنا صرف یہ تھی کہ وہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا تھا اور بہت بدزبانی کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنے زبان کی چھری اسلام پر چلا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چھری سے اُس کا کام تمام کریگا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور میں نے اشتہار دیا تھا کہ اے آریو! اگر تمہارے پرمیشر میں کچھ شکتی ہے تو اس کی جناب میں دعا اور پرارتھنا کر کے لیکھرام کو بچا لو مگر تمہارا پرمیشر اُس کو بچا نہ سکا۔ اور اُس نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک مر جائیگا خدا نے اُس کی پیشگوئی جھوٹی ثابت کی اور ہمارا خدا غالب رہا۔ پھر اُس نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں میرے ساتھ مباہلہ کیا یعنے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جس کا جھوٹا مذہب ہے وہ مر جائے آخر وہ اس دُعا کے بعد آپ ہی مر گیا اور اس بات پر مُہر لگا گیا کہ آریہ مذہب سچا نہیں ہے اور اسلام سچا ہے۔ اور اس نے اپنے مرنے سے میری نسبت یہ بھی گواہی دیدی کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

ہمیں یہ افسوس کبھی فراموش نہیں ہوگا کہ لیکھرام کی اس موت کا اصل باعث قادیان کے ہندو ہی ہیں وہ محض ناواقف تھا اور جب وہ قادیان میں آیا تو ملاوامل کے ہندوؤں نے میری نسبت اُس کو یہ کہا کہ یہ جھوٹا اور فریبی ہے۔ ان باتوں کو سنکر وہ سخت دلیر ہو گیا اور سخت بگڑ گیا اور اپنی زبان کو بدگوئی میں چھری بنا لیا سو وہی چھری اس کا کام کر گئی خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی کو گالیاں دینا اور سچے کو جھوٹا قرار دینا آخر انسان کو سزا کے لائق کر دیتا ہے۔ اگر لیکھرام نرمی اور

* اس جگہ یہ واقعہ قدرت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ اگر حق کی طرف رجوع نہیں کریگا تو پندرہ مہینے میں مر جائیگا اور لیکھرام کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جائیگا پھر چونکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کے دنوں میں بہت روتا رہا اور اُسکے دل پر حق کی عظمت غالب آگئی اور اُس نے اُس مدت میں کوئی بُرا لفظ زبان سے نہ کہا اس لئے خدا نے جو رحیم و کریم ہے اس کی میعاد کو بڑھا دیا۔ اور وہ کچھ تھوڑی قلیل مدت تک زندہ رہکر مر گیا مگر لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد زبان درازی شروع کی جیسا کہ سفلہ ہندوؤں کی عادت ہے اس لئے اُس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے پائی اور ابھی میعاد میں ایک سال باقی تھا جو پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا۔ ایسا ہی احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی اُس کے مرنے کے بعد اُس کے وارثوں نے بہت غم اور خوف ظاہر کیا۔

تواضع اختیار کرتا تو بچایا جاتا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے اور سزا دینے میں دھیما ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس کو بڑا دھوکہ دیا میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت کا گناہ قادیان کے ہندوؤں کی گردن پر ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اُس سے بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ یہ لوگ زبان سے تو کہتے ہیں کہ پرمیشر ہے مگر میں نہیں قبول کرتا کہ ان کے دل پرمیشر پر ایمان لاتے ہیں ان کا عجیب مذہب ہے کہ جس قدر زمین پر پیغمبر گذرے ہیں سب کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں۔ گویا صرف چھوٹا سا ملک آریہ ورت کا ہمیشہ خدا کے تخت کی جگہ رہی ہے اور دوسرے ملکوں سے خدا نے کچھ تعلق نہیں رکھا یا ان سے بیخبر رہا ہے۔ مگر خدا نے قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اُسکے پیغمبر آتے رہے ہیں ایسا ہی ہند میں بھی خدا کے پاک پیغمبر اور اس کا کلام پانیوالے گذرے ہیں اور ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ خدا تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا۔ نہ معلوم کس شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں یہ پھونک دیا ہے کہ بجز وید کے خدا کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں اور نعوذ باللہ خدا کا نبی موسیٰ اور خدا کا پیارا عیسیٰ اور خدا کا برگزیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب جھوٹے اور مکّار گذرے ہیں۔ ہماری شریعت صلح کا پیغام ان کو دیتی ہے اور ان کے ناپاک اعتقاد جنگ کی تحریک کر کے ہماری طرف تیر چلا رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے بزرگوں کو مکّار اور جھوٹا مت کہو مگر یہ کہو کہ ہزار ہا برسوں کے گذرنے کے بعد یہ لوگ اصل مذہب کو بھول گئے۔ مگر بمقابل ہمارے یہ ناپاک طبع لوگ ہمارے پیغمبروں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں کیا کوئی توقع کر سکتا ہے کہ ایسے ہندوؤں سے صلح ہو سکے۔ ان لوگوں سے بہتر سناتن دھرم کے اکثر نیک اخلاق لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں۔ میری دانست میں اگر جنگلوں کے درندے اور بھیڑیئے ہم سے صلح کر لیں اور شرارت چھوڑ دیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ کبھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے صلح کر لینگے۔۔۔ سراسر باطل ہے بلکہ اُن کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صلح کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھکر محال ہے کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کر سکتا ہے جو اپنے پاک اور بزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کر لے۔ ہرگز نہیں۔ پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سیہ دل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دُنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں کر گئے مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں نہ حضرت موسیٰ اُن کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰ اور نہ ہمارے سیّد و مولیٰ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے سب سے زیادہ دُنیا میں اصلاح کی جن کے زندہ کئے ہوئے مُردے اب تک زندہ ہیں۔

خدا جو غائب ہے اُس کی ذات کا ثبوت صرف ایک گواہی سے کیونکر مل سکتا ہے اس لئے خدا نے دُنیا میں ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں ہزاروں نبی پیدا کئے اور وہ ایسے وقتوں میں آئے کہ جبکہ زمین لوگوں کے گناہوں سے پلید ہو چکی تھی اُنھوں نے بڑے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت دیا اور اس کی عظمت دلوں میں بٹھائی اور نئے سرے زمین کو زندہ کیا۔ مگر

بقیہ حاشیہ: اسلئے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اُسکے ذلّت کی موت میں تاخیر ڈالدی۔ کیونکہ تمام نبیوں کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جب کسی بلا کے نازل ہونے کی کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ لوگ ڈر جائیں اور ان کا خوف سے جگر پھٹ جاوے اور خدا تعالیٰ سے دعا یا صدقہ خیرات سے مدد چاہیں تو خدا تعالیٰ رحم کرتا ہے اور اسی اصول کے موافق ہر ایک قوم کے لوگ کسی بلا کے وقت صدقہ خیرات کیا کرتے ہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ بجز وید کے کوئی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی اور تمام نبی جھوٹے تھے اور اُن کا تمام وعظ مکر اور فریب کا وعظ تھا حالانکہ وید اب تک آریہ ورت کو شرک اور بُت پرستی اور آتش پرستی سے صاف نہیں کر سکا۔ غرض یہ لوگ اُن نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت رکھتا ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا۔ وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا ہم ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتے وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم اُن کو دعا دیتے ہیں وہ ہمیں تیر مارتے ہیں اور خدائے عزّوجل کی قسم ہے کہ اگر یہ لوگ تلوار کے زخم سے ہمیں مجروح کرتے تو ہمیں ایسا ناگوار نہ ہوتا جیسا کہ ان کی گالیوں سے جو ہمارے برگزیدہ نبیوں کو دیتے ہیں ہمارے دل پاش پاش ہو گئے۔ ہم یہ گالیاں سُنکر اُن ناپاک طبع اور دُنیا کے کیڑوں کی طرح مداہنہ نہیں کر سکتے جو کہتے ہیں کہ ہم ان تمام لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگر ان کے باپوں کو گالیاں دیجاتیں تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔ خدا ان کا اور ہمارا فیصلہ کرے یہ عجیب مذہب ہے کیا اس قوم سے کسی بھلائی کی امید ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ یہ لوگ اسلام بلکہ تمام نبیوں کے خطرناک دشمن ہیں ان کے گالیوں کے بھرے ہوئے رسالے ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب ہم اپنے اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ قادیان کے آریہ اخبار میں جو لالہ شرمپت برادر لالہ بسمبر داس کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی نشان آسمانی اس راقم کا نہیں دیکھا یہ اس قسم کا جھوٹ ہے کہ اگر کوئی انسان گندی سے گندی نجاست کھالے تو ایسی نجاست کھانا بھی اس جھوٹ سے کمتر ہے ان باتوں کو سُنکر یقین آتا ہے کہ اس قدر جھوٹ بولنے والے کو اپنے پرمیشر پر ایمان نہیں اور وہ ہرگز نہیں ڈرتا کہ جھوٹ کا کوئی بُرا نتیجہ ہو سکتا ہے چونکہ میری کئی کتابوں میں لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان کی نسبت لکھا جا چکا ہے کہ اُنھوں نے فلاں فلاں آسمانی نشان میرے دیکھے ہیں بلکہ بیسیوں نشان دیکھے ہیں اور وہ کتابیں آجتک کروڑہا انسانوں میں شایع ہو چکی ہیں پس اگر انھوں نے مجھ سے آسمانی نشان نہیں دیکھے تو اس صورت میں مجھ سے زیادہ دُنیا میں کون جھوٹا ہوگا اور میرے جیسا کون ناپاک طبع اور مفتری ہوگا جس نے محض افترا اور جھوٹ کے طور پر ان کو اپنے نشانوں کا گواہ قرار دیدیا اور اگر میں اپنے دعوے میں سچا ہوں تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے بڑھکر میری اور کیا بےعزتی ہوگی کہ ان لوگوں نے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے مجھے جھوٹا اور افترا کرنے والا قرار دیا دُور کے لوگ کیا جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے بلکہ اس عداوت کی وجہ سے کہ جو اکثر لوگوں کو میرے ساتھ ہے ان لوگوں کو سچا سمجھیں گے اور گھر کی گواہی خیال کرینگے اور اس طرح پر اور بھی اپنی عاقبت خراب کر لینگے پس چونکہ میں اس بےعزتی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نیز اس سے خدا کے قایم کردہ سلسلہ پر نہایت بد اثر ہے اس لئے میں اول تو لالہ شرمپت اور ملاوامل کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ خدا کی قسم کے ساتھ مجھ سے فیصلہ کر لیں اور خواہ مقابل پر اور خواہ تحریر کے ذریعہ سے اس طرح پر خدا کی قسم کھائیں کہ فلاں فلاں نشان جو پیچھے لکھے گئے ہیں ہم نے نہیں دیکھے اور اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو خدا ہم پر اور ہماری اولاد پر اس جھوٹ کی سزا نازل کرے۔ اور وہ نشان آسمانی بہت سے ہیں جو براہین احمدیہ میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن اس قسم کے لئے سب نشانوں کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۱) لالہ شرمپت کے لئے یہ کافی ہے کہ اول تو اس نے میرا وہ زمانہ دیکھا جبکہ وہ میرے ساتھ اکیلا چند دفعہ امرتسر گیا تھا اور نیز براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت وہ میرے ساتھ ہی پادری رجب علی کے مکان پر گیا

دفن ہو گیا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس وقت میں ایک گمنام آدمی تھا میرے ساتھ کسی کو تعلق نہ تھا اور اس کو خوب معلوم ہے کہ براہین احمدیہ کے چھپنے کے زمانہ میں یعنی جبکہ یہ پیشگوئی ایک دنیا کے رجوع کر نیکے بارے میں براہین احمدیہ میں درج ہو چکی تھی میں صرف اکیلا تھا اب قسم کھا کر کہے کہ کیا یہ پیشگوئی **اس نے پوری ہوتی دیکھی یا نہیں**۔ اور قسم کھا کر کہے کہ کیا اس کے نزدیک یہ کام انسان کا ہو سکتا ہے کہ اپنی ناداری اور گمنامی کے زمانہ میں دنیا کے سامنے قطعی اور یقینی طور پر یہ پیشگوئی پیش کرے کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تجھ پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تو گمنام نہیں رہیگا لاکھوں انسان تیری طرف رجوع کرینگے اور کئی لاکھ روپیہ تجھے آئیگا اور تو تمام دنیا میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جائیگا اور پھر اس پیشگوئی کو پورا بھی کر دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے مجھ پر افترا کیا ہے اور جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ کی نجاست کھائی ہے اور نیز خدا اپنی پیشگوئیوں کو سوائے ہر ایک مزاحم کو نامراد رکھے۔ اور لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا اس نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں؟ اور کیا اس کے پاس کوئی ایسی نظیر ہے کہ کسی جھوٹے نے خدا کا نام لیکر ایسی پیشگوئی کی ہو اور وہ پوری ہو گئی ہو اور جو اس کے اس نظیر کو پیش کرے۔

(۲) دوسری قسم کھا کر بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کا بھائی بسمبرداس مع خوشحال برہمن کسی فوجداری مقدمہ میں سزایاب ہو کر دونوں قید ہو گئے تھے تو اس وقت اس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی اور میں نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اسے یہ بتلایا تھا کہ میری دعا سے آدھی قید بسمبرداس کی تخفیف کی گئی اور ایسے ہی کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ اس کی مثل دفتر میں پہنچ کر جہاں اس کی سزا کا فیصلہ ہے اور میں نے اپنے قلم سے آدھی سزا کاٹ دی ہے مگر خوشحال برہمن کی سزا نہیں کاٹی بلکہ اس کی سزا پوری رکھی کیونکہ اس نے مجھ سے دعا کی درخواست نہیں کی تھی۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ میں نے اس پیشگوئی کے بتانے کے وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنی وحی سے علم دیا ہے کہ چیف کورٹ سے مثل واپس آئیگی اور بسمبرداس کی آدھی قید تخفیف کی جائیگی مگر بری نہیں ہو گا اور خوشحال برہمن پوری قید بھگت کر جیل سے باہر آئیگا اور یہ اس وقت کہا تھا کہ جب چیف کورٹ میں بسمبرداس اور خوشحال برہمن کا اپیل ابھی دائر ہی کیا گیا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ انجام کیا ہو گا بلکہ خود چیف کورٹ کے ججوں کو بھی خبر نہیں ہو گی کہ کس حکم کی طرف ہمارا قلم چلے گا۔ اس وقت میں نے بتایا تھا کہ وہ خدا جس نے قرآن نازل کیا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ میں نے تیری دعا قبول کی اور ایسا ہو گا کہ چیف کورٹ سے مثل واپس آئیگی اور بسمبرداس کی آدھی قید دعا کے باعث سے معاف کی جائیگی مگر بری نہیں ہو گا۔ اور خوشحال برہمن نہ بری ہو گا اور نہ اس کی قید میں تخفیف کی جائے گی تا دعا قبول ہونے کے لئے ایک نشان رہے اور آخر ایسا ہی ہوا اور مثل چیف کورٹ سے بعد ضلع میں واپس اور بسمبرداس کی آدھی قید تخفیف کی گئی مگر خوشحال برہمن کی قید میں سے ایک دن بھی تخفیف نہ کیا گیا اور دونوں بریت ہونے سے محروم رہے اور شرمپت حلف اٹھا کر یہ بھی بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب اس طرح پر آخر کار میری پیشگوئی کے مطابق فیصلہ ہوا تو لالہ شرمپت نے میری طرف ایک رقعہ لکھا کہ آپ کی نیک بختی کی وجہ سے خدا نے یہ غیب کی باتیں آپ پر کھول دیں اور دعا قبول کی۔

لالہ شرمپت قسم کھا کر یہ بھی بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مدت تک وہ میرے پاس یہی جھوٹ بولتا رہا کہ میرا بھائی بسمبرداس بری ہو گیا ہے اور پھر جب حافظ ہدایت علی جو ان دنوں میں بٹالہ کا تحصیلدار تھا اتفاقاً قادیان میں آیا اور قریباً دس بجے کا وقت تھا تب بسمبرداس میرے مردانہ مکان کے نیچے اس کو ملا اور اس نے بسمبرداس کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم خوش ہوئے کہ تم قید سے مخلصی پا گئے مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے تب میں نے شرمپت کو کہا کہ تم کیوں اسقدر مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتے رہے کہ میرا بھائی بسمبرداس بری ہو گیا ہے تو شرمپت نے یہ جواب دیا کہ ہم نے اس لئے اصل حقیقت کو چھپایا کہ اصلیت ظاہر کرنے سے ہماری ذات کو داغ رہ جاتا تھا اور آئندہ رشتوں ناطوں میں ایک رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ برادری کے لوگ ہمارے خاندان کو داغدار خیال کریں اور کیا یہ سچ نہیں کہ جب بسمبرداس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا گیا تو نماز عشا کے وقت جب میں اپنی مسجد میں تھا علی محمد نام ایک ملاں ساکن قادیان نے جو اب تک زندہ اور ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے میرے پاس آ کر بیان کیا کہ اپیل منظور ہو گئی اور بسمبرداس بری ہو گیا اور کہا کہ بازار میں اس خوشی کا ایک جوش برپا ہے۔ تب اس غم سے میرے پر وہ حالت گذری جسکو خدا جانتا ہے اس غم سے میں محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا ہوں۔ اسی حالت میں نماز شروع کی گئی جب میں سجدہ میں گیا تب مجھ کو الہام ہوا لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ یعنی غم نہ کر تجھ کو غلبہ ہو گا۔ تب میں نے شرمپت کو اس سے اطلاع دی اور حقیقت یہ کھلی کہ اپیل صرف لیا گیا ہے یہ نہیں کہ بسمبرداس بری کیا گیا ہے۔

پس شرمپت قسم کھا کر بتلا دے کہ کیا یہ واقعہ نہیں گذرا اور دوسری طرف علی محمد ملاں بھی قسم کے لئے بلایا جائیگا جو ایک مخالف بلکہ ایک نہایت خبیث مخالف کا عادی ہے۔

(۳) اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایک دفعہ چندا سنگھ نام ایک سکھ پر بابت درختان تحصیل بٹالہ میں ہماری طرف سے نالش دائر کی گئی تھی کہ اس نے بغیر اجازت ہماری کے اپنے کھیت سے درخت کاٹ لئے ہیں۔ تب خدا نے میرے دعا کرنے کے وقت میری دعا کو قبول فرما کر میرے پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ڈگری ہو گئی اور میں نے یہ پیشگوئی شرمپت کو بتا دی تھی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مقدمہ کے وقت ہماری طرف سے عدالت میں کوئی حاضر نہ تھا اور فریق ثانی حاضر ہو گئے تھے۔ قریب عصر کے وقت تھا کہ شرمپت نے ہماری مسجد میں آ کر تمسخر کے طور پر مجھے یہ کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ڈگری نہیں ہوئی۔ تب مجھ پر وہ غم گذرا جسکو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کا قطعی طور پر کلام تھا میں مسجد میں نہایت پریشانی سے بیٹھ گیا اس خیال سے کہ ایک مشرک نے مجھے شرمندہ کیا اور میں اس کی اس خبر سے انکار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ قریب پندرہ آدمی کے ہندو اور مسلمان بٹالہ سے یہ خبر لائے تھے اس لئے نہایت درجہ کا غم مجھ پر طاری تھا اتنے میں غیب سے ایک آواز آئی اور نہایت رعبناک آواز تھی اس کے الفاظ یہ تھے **ڈگری ہوئی مسلمان ہے** یعنے کیا تو خدا کے کلام کو باور نہیں کرتا ایسی آواز پہلے اس سے میں نے کبھی نہیں سنی تھی میں مسجد کے ہر طرف دوڑا کہ یہ بلند آواز کس کی طرف سے آئی اور آخر معلوم ہوا کہ فرشتہ کی آواز ہے یہ وہی فرشتے ہیں جن سے آجکل کے اندھے آریہ انکار کرتے ہیں*

*نادان آریہ کہتے ہیں کہ خدا کو کسی چٹھی رسان کی کیا حاجت ہے یعنے وہ فرشتوں کا محتاج نہیں پس یہ تو سچ ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں مگر اس کی عادت میں داخل ہے کہ وہ وسائط سے کام لیتا ہے اور وسائط سے کام لینا اسکے عام قانون قدرت میں داخل ہے دیکھو جو ہوا کے ذریعہ سے کانوں تک آواز پہنچاتا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے

تب میں نے اُسی وقت شرمپت کو بُلایا اور کہا کہ ابھی خدا کی طرف سے مجھ کو یہ آواز آئی ہے۔ اس پر اُس نے پھر ہنس دیا اور کہا کہ بٹالہ سے پندرہ سولہ آدمی آئے ہیں اور مجھے اُس نے اس وقت ایک دیوانہ سا خیال کیا۔ رات میری سخت بیقراری میں بسر ہوئی صبح ہوتے ہی میں خود بٹالہ گیا۔ تحصیل میں حافظ ہدایت علی تحصیلدار موجود نہ تھا مگر اس کا سررشتہ دار منفرداً اس نام موجود تھا جو اب تک زندہ ہوگا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا اُس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوئی ہے میں نے کہا کہ قادیان کے پندرہ سولہ آدمی جو فریق مخالف اور اُس کے گواہ تھے سب نے جاکر یہی بیان کیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اس نے جواب دیا کہ ایک طرح سے انھوں نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ بات یہ ہوئی کہ تحصیلدار کے فیصلہ لکھنے کے وقت میں حاضر نہ تھا کسی کام کے لئے باہر چلا گیا تھا یا شاید یہ کہا تھا کہ میں پاخانہ پھرنے کے لئے چلا گیا تھا اور تحصیلدار نیا آیا ہوا تھا اور اُس کو پیچ در پیچ مقدمات کی خبر نہ تھی اور فریق مخالف نے اُس کے فیصلہ لکھنے کے وقت ایک فیصلہ صاحب کمشنر کا اُس کے آگے پیش کیا تھا اور اس میں صاحب کمشنر کا یہ حکم تھا کہ چونکہ یہ مزارع موروثی ہیں اس لئے اُن کا حق ہے کہ اپنے کھیت کے درخت ضرورت کے وقت کاٹ لیا کریں مالک کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کردیا اور جب میں آیا تو مجھے وہ اپنا لکھا ہوا فیصلہ دیا کہ شامل مسل کردو۔ میں نے پڑھکر کہا کہ ان زمینداروں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ جس فیصلہ کو انھوں نے پیش کیا ہے وہ صاحب فنانشل کے حکم سے منسوخ ہوچکا ہے اور بموجب اس حکم کے کوئی مزارعہ موروثی ہو یا غیر موروثی بغیر اجازت مالک کے اپنے کھیت کا درخت نہیں کاٹ سکتا۔ اور میں نے مسل میں سے وہ فیصلہ اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے فی الفور اپنا پہلا فیصلہ چاک کردیا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا اور دوسرا فیصلہ ڈگری کا لکھا اور کل خرچہ مدعا علیہم کے ذمہ ڈالا سو فریق ثانی تو خوشی خوشی اپنے حق میں فیصلہ سُنکر قادیان کو چلے گئے تھے ان کو اس دوسرے فیصلہ کی خبر نہ تھی اس لئے اُنھوں نے وہی ظاہر کیا جو اُن کو معلوم تھا۔

غرض میں نے واپس آکر یہ سب حال شرمپت کو سُنایا اور مزارعان کو بھی اپنی جھوٹی خوشی پر اطلاع ہوگئی۔ پس اگر لالہ شرمپت اس نشان سے بھی منکر ہے تو چاہئے کہ قسم کھاکر کہے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا اور ایسا بیان سراسر افترا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی بہت سے لوگ قادیان میں اُن میں سے زندہ ہونگے جنھوں نے یہ نشان دیکھا ہے۔

اور سوائے اس کے بیسیوں اور ایسے آسمانی نشان ہیں جن کا گواہ روئیت لالہ شرمپت ہے وہ تو بڑی مشکل میں پڑگیا ہے کہاں تک آریہ لوگ اس سے انکار کرائینگے۔

(۴) بھلا لالہ شرمپت قسم کھاکر کہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب نواب محمد حیات خان سی۔ ایس۔ آئی۔ معطل ہوگیا تھا اور کوئی بریت کی امید نہیں تھی اور اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی تو میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ بری کیا جائیگا اور میں نے کشفی نظر سے اُس کو عدالت کی کرسی پر بیٹھا دیکھا تھا اور یہ بات میں نے اُس کو بتادی تھی اور نہ صرف اُس کو بلکہ ہندوؤں کو بتائی تھی چنانچہ کشن سنگھ آریہ بھی اس کا گواہ ہے اگر یہ سچ نہیں تو قسم کھاوے اور (۵) پھر لالہ شرمپت قسم کھاکر بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت شور کیا اور خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کھوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کردیا ہے کہ اب اسکی موت کا دن قریب ہے وہ بہت جلد مریگا کیونکہ اس کا دل مرگیا ہے چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مرگیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔

(۶) اور نیز شرمپت قسم کھاکر بتلائے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک دفعہ اس کو اور ملاوامل کو صبح کے وقت یہ الہام بتلایا گیا تھا کہ آج ارباب سرور خان نام ایک شخص کا روپیہ آئیگا اور وہ ارباب محمد لشکر خان کا رشتہ دار ہوگا تب ملاوامل وقت پر ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا کہ سرور خان کا اسقدر روپیہ آیا ہے مگر ساتھ ہی یہ عذر کیا کہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ فلاں شخص کا رشتہ دار ہے تب اس تصفیہ کے لئے اُن کے روبرو مردان میں بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی طرف خط لکھا گیا تھا جو اِن دنوں میرے سخت مخالف ہیں اُن کا جواب آیا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے۔

(۷) اور کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی اور اسی دن شرمپت کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے ابن چند رکھا اور اُن دنوں میں میرا بھائی غلام قادر مرحوم بیمار تھا۔ میں نے لالہ شرمپت کو کہا کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ یہ میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے اور الہامی طور پر میرے بیٹے سلطان احمد کی طرف سے یہ کلمہ ہے اور یا ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کی طرف اشارہ ہو جس کا نام تو نے ابن چند رکھا ہے یہ میرا کہنا ہی تھا کہ لالہ شرمپت نے گھر میں جاکر اپنے بیٹے کا نام بدل دیا اور بجائے ابن چند کے گوکل چند نام رکھ دیا جو اب تک زندہ موجود ہے مگر چند روز کے بعد میرا بھائی فوت ہوگیا۔ اور یہ بات بھی لالہ شرمپت سے حلفاً دریافت کرنی چاہئے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب گورداسپور میں ایک شخص کرم دین نام نے میرے پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی عدالت آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ میں دائر کیا ہوا تھا تو میں نے لالہ شرمپت کو کہا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ انجام کار میں اس مقدمہ میں بری کیا جاؤں گا مگر کرم دین سزا پائیگا۔ یہ اُس وقت کی خبر ہے کہ جب تمام آثار اسکے برخلاف تھے اور حاکم کی رائے ہمارے مخالف تھی۔ چنانچہ آتمارام مجوز مقدمہ نے اپنے فیصلہ کے وقت بڑی سختی سے فیصلہ دیا اور ہم پر سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ اور ناخنوں تک زور لگاکر فیصلہ لکھا۔ اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے جیسا کہ میں نے پیشگوئی کی تھی وہ حکم آتمارام کا منسوخ کیا گیا اور صاحب موصوف نے مجھ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کرکے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ نے یعنے میں نے کرم دین کی نسبت استعمال کئے ہیں یعنے کذاب اور لئیم* کا لفظ اِن الفاظ سے کرم دین کی کچھ بھی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھکر بھی کوئی اور سخت الفاظ اسکے حق میں استعمال کئے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ یہ تو میرے حق میں فیصلہ ہوا مگر کرم دین پر پچاس روپیہ جرمانہ قائم رہا یہ پیشگوئی نہ صرف میں نے لالہ شرمپت کو بتلائی تھی بلکہ میں اس پیشگوئی کو مقدمہ کے وجود سے بھی پہلے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں جو ایک عربی زبان میں کتاب ہے شائع کرچکا تھا۔ پس کسی کے لئے ممکن نہیں جو اس سے انکار کرسکے۔

یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اسوقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ روحانی نقل اُس کا عین مطابق ہے جو روحانی کانوں کو اپنی آواز فرشتوں کے ذریعہ سے جزو اسکے قائم مقام میں پہنچاوے اور ضرور ہے کہ جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں باہم مطابق ہوں اور یہی دلیل قرآن شریف نے پیش کی ہے ۔ منہ

* کرم دین کا بیان تھا کہ کذاب اُسکو کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولنے والا ہو اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو اور لئیم اُسکو کہتے ہیں جو ولد الزنا ہو اور اُسکے خاندان میں ایسا ہی سلسلہ چلا آیا ہو اور اُسپر اُس نے کتابیں بھی دکھلائیں مگر ڈویژنل جج نے فرمایا کہ اگر ان الفاظ سے سخت تر بھی الفاظ بولے جاتے تب بھی ان سے کرم دین کی کچھ ہتک عزتی نہیں تھی یعنی اُس کی حالت کے لحاظ سے ابھی یہ الفاظ تھوڑے ہیں ۔ منہ

[illegible]

کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان صحیح ہے اور لیکھرام کی نسبت ... اور اگر شرمپت نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ ... ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے آمین۔ والعنۃ اللہ علی الکاذبین ... ہی شرمپت کو بھی چاہئے کہ وہ بھی میری اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے آمین۔ والعنۃ اللہ علی الکاذبین ✱

یہ تو شرمپت کی نسبت لکھا گیا اور ملاوامل اس کا دوست بھی اس میں شریک ہے اُس کو چاہئے کہ ابات کی قسم کھاوے کہ کیا میرے والد صاحب کی وفات کے بعد الہام الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مُہر پر کندہ کرانے کے لئے امرتسر میں نہیں بھیجا تھا اور کیا پانچ روپیہ اجرت دیکر وہ مُہر نہیں لایا تھا اور کیا اُس زمانہ میں اس عروج اور شان و شوکت اور رجوع خلائق کا نام و نشان تھا اور کیا یہ تمام پیشگوئی اُس کو نہیں بتائی گئی تھی جس کے لئے وہ بھیجا گیا تھا یعنے اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ خبر ملی تھی کہ شنبہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد میرا والد فوت ہو جائیگا اور مجھے کچھ غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ میں تیرا متکفل رہوں گا اور تیری حاجات پوری کرنے کے لئے میں کافی ہونگا اور یہ تخمیناً پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ برس کا الہام ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں ایسا پوشیدہ تھا جیسا کہ ایک نگرہ کسی جوہر کا سمندر کی تہ کے نیچے پوشیدہ ہو۔

دوسری یہ بتاوے کہ کیا وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا نہیں ہوا تھا اُس کو خواب بھی آ چکی تھی کہ ایک زہریلے سانپ نے اس کو کاٹا ہے اور تمام بدن سوج گیا ہے اور کیا یہ صحیح نہیں کہ وہ میرے پاس آکر رویا تھا اور دعا کے لئے کہا تھا۔ تب میں نے اس کے حق میں دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا۔ یعنے اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا اور یہ الہام اس کو سُنا دیا گیا تھا اور پھر بعد اس کے چند دنوں میں ہی وہ صحت یاب ہو گیا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ایسا ہی ملاوامل کو چاہئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھاوے کہ یہ سب افترا ہے اور اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ✱✱

✱ اور اگر وہ راست راست شایع کر دینگے تو مجھے قوی امید ہے کہ وہ خدا سے اس کا اجر اور برکت پائینگے مگر خدا پسند نہیں کرتا کہ کوئی جھوٹ بول کر سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے کہ اس میں وہ خدا کی عزت اور جلال پر حملہ کرتا ہے اس لئے آخر کار خدا اُس کو پکڑ لیتا ہے نہ ✱ یہ سچ ہے کہ اکمر نہ ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں اکثر لوگ خود غرضی سے روپے لے کر عدالتوں میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں تمام مدار ایسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر یہ لوگ خدا سے خوف ہو کر اپنی قوم کو خوش کرنے کیلئے ایسی قسم کھا لینگے تب انکو معلوم ہو گا کہ خدا بھی ہے۔ منہ۔

✱ یہ پیشگوئی نہ صرف کتاب مواہب الرحمٰن میں بلکہ اخبار الحکم اور البدر میں بھی وقوع سے پہلے شایع کی گئی تھی۔ منہ

✱✱ یہ بد دعا کا فقرہ اس امر سے لازم ملزوم ہے کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرمپت بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کیساتھ بد دعا طبع کرا کر کسی اخبار میں شایع کرا دے۔ منہ

اور بار بار رہے کہ یہ آریہ اس طرح پر قسم نہ کھائینگے بلکہ حق پوشی کا طریق اختیار کریں گے اور سچائی کا خون کرنا چاہینگے۔ تب کچھ میں امید رکھتا ہوں کہ حق پوشی کی حالت میں ہی خدا ان کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی بے عزتی خدا کی بے عزتی ہے۔ ملاوامل اسبات کا بھی تجربہ کر چکا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ دیکھ کر پھر مخالفت کر کے اپنے پورے زور اور پوری مخالفت سے ایک اشتہار دیا تھا جس کو دس برس گذر گئے اور لوگوں کو روکا تھا کہ میری طرف رجوع نہ کریں اور نہ کچھ مالی مدد کریں۔ تب اسکے روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اشتہار کے بعد کئی لاکھ انسان میرے ساتھ شامل ہو گئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا۔ مگر پھر بھی اُس نے خدا کے ہاتھ کو محسوس نہ کیا۔

بالآخر ہم اسبات کا لکھنا نہایت ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس پرمیشر کو پنڈت دیانند نے آریوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک ایسا پرمیشر ہے جیسا کہ عدم اور وجود برابر ہے کیونکہ وہ اسبات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بد چلنی کے زمانہ سے تائب ہو کر اسی اپنے پہلے جنم میں مکتی کو پانا چاہے تو اس کو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے مکتی عنایت کر سکے بلکہ اُس کے لئے آریہ اصول کے رو سے کسی دوسری جون میں پڑ کر دوبارہ دُنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جون کو چھوڑ کر کتا بنے یا بندر سؤر گدھا بنا تو ضرور چاہئے یہ پرمیشر ہے جس کو دیالو اور سرب شکتی مان کہا جاتا ہے اگر انسان نے اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کرنا ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر پرمیشر کا کس بات میں شکر ادا کیا جائے اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بعض حصہ عمر میں ایسا زمانہ بھی آ جاتا ہے کہ وہ کسی حد تک نفسانی جوشوں اور خواہشوں کا تابع ہوتا ہے اور کم سے کم یہ کہ غفلت جو گناہوں کی ماں ہے ضرور کسی قدر اُس سے حصہ لیتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کیا جسمانی پہلو کے رو سے اور کیا روحانی پہلو کے رو سے ابتدا میں کمزوری میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو آہستہ آہستہ پاکیزگی کی طرف ترقی کرتا ہے پس یہ خوب پرمیشر ہے جسے انسان کی فطرت کی بھی خبر نہیں اگر اسی طرح مکتی پانا ہے تو پھر مکتی کی حقیقت معلوم ہم اس آزمائش کے لئے نہ صرف ایک آریہ کو مخاطب کرتے ہیں نہ دو کو نہ تین کو بلکہ نہایت یقین اور بصیرت تامہ کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے روبرو دو ہزار یا دس ہزار یا بیس ہزار یا مثلاً ایک لاکھ ہی آریہ کھڑے ہو کر قسم کھاویں کہ کیا ان کی سوانح عمری ایسی پاک ہے کہ کسی قسم کا اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوا اور کیا وہ آریہ اصولوں کے رو سے تسلی رکھتے ہیں کہ وہ مرنے ہی مکتی پا جائینگے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی تعداد کو دوسری مخلوقات سے وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریا کی طرف ہوتی ہے کیونکہ علاوہ ان تمام بیشمار جانوروں کے جو خشکی اور تری میں پائے جاتے ہیں ایسے غیر مرئی جانور بھی کرہ ہوا اور پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آ سکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آ سکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اُس قدر زمانہ اور مدت دراز گذرنے کے پرمیشر نے مکتی دینے میں ایسی ناقابل کارروائی کی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی ہرگز مرضی ہی نہیں کہ کوئی شخص مکتی حاصل کر سکے اور یا یوں کہو کہ وہ مکتی دینے پر قادر ہی نہیں اور یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر قادر ہو تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ دائمی نجات یا مکتی نہ دے سکے اور ایسا ہی باوجود دیالو اور قادر ہونے اُس نے کچھ

کچھ بھی نہ ہوتا تاکہ کہیں وہ ایسا چڑچڑا مزاج کا ہے کہ ایک ذرا سے گناہ کو بھی بخش نہیں سکتا۔ اور جب تک ایک گناہ کے لئے کروڑ ہا جونوں میں نہ ڈالے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر سے کس بہتری کی امید ہو سکتی ہے اور جبکہ ایک شریف طبع انسان اپنے قصور وار کے قصور اس کی توبہ اور درخواست معافی پر بخش سکتا ہے اور انسان کی فطرت میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ کسی خطا کار کی پشیمانی اور آہ و زاری پر اس کی خطا کو بخش دیتا ہے تو کیا وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس صفت سے محروم ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پس یہ آریوں کی غلطی ہے کہ اس خدا کو جس کو وہ پرمیشر بھی کہتے ہیں اور سرب شکتی مان بھی سمجھتے ہیں اس کو اس عظیم الشان صفت سے محروم قرار دیتے ہیں اور یاد رہے کہ انسان جو سر تا پا کمزوری میں گھرا ہوا ہے بغیر خدا کی صفت مغفرت کے ہرگز نجات نہیں پا سکتا۔ اور اگر خدا میں صفت مغفرت نہیں تو پھر انسان میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ یاد رہے کہ نجات نہ پانا ایک موت ہے۔ ایسا ہی سچی توبہ بھی ایک موت ہے۔ پس موت کا علاج موت ہے۔ کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز پر قادر ہے اس نے ہماری اس موت کا کوئی علاج نہیں رکھا اور کیا ہم بے علاج ہی مر جائینگے۔ ہرگز نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے علاج بھی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔ اور افسوس ہے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اس اعتقاد میں ایک ہی راہ پر قدم مارا ہے صرف فرق یہ ہے کہ عیسائی تو انسان کے گناہ بخشوانے کے لئے ایک نبی کے خون کی حاجت سمجھتے ہیں اور اگر وہ نہ مارا جاتا تو ان کے نزدیک گناہ نہ بخشے جاتے اور اگر ثابت ہو کہ وہ مارا نہیں گیا جیسا کہ ہم نے ثابت بھی کر دیا ہے اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے فوت ہوا اور ایک دنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں اسکی قبر ہے تو اس صورت میں سب تانا بانا کفارہ کا بیکار ہو گیا اور آریہ صاحبان مطلقاً اپنے پرمیشر کو گناہوں کے بخشنے سے قاصر سمجھتے ہیں اور آریہ اور عیسائی اس اعتقاد میں دونوں شریک ہیں کہ خدا خطا کاروں کو ان کی پشیمانی اور توبہ پر بخش نہیں سکتا۔ اور آریہ صاحبوں نے صرف اسی قدر پر بس نہیں کی بلکہ وہ تو اپنے پرمیشر کو اس بات سے بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ انسان کا خالق اور اُس کی تمام قوتوں روحانی اور جسمانی کا مبدء فیض ہے اور اس طور پر پرمیشر کی شناخت کا دروازہ بھی اُن پر بند ہے کیونکہ وید کے رو سے پرمیشر کی عادت نہیں ہے کہ کوئی نشان آسمانی دکھلاوے اور اس طرح پر اپنے وجود کا پتہ دے۔ اور دوسری طرف وہ ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنے والا بھی نہیں ہے پس دونوں طرف سے آریہ مذہب کے رو سے پرمیشر کی شناخت محال ہے۔ علاوہ اسکے جس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے نیوگ کا مسئلہ اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن کیا کسی شریف انسان کی فطرت قبول کر سکتی ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی جورو جسکو طلاق بھی نہیں ملی کسی دوسرے سے ہم بستر ہو جائے۔

علاوہ اس کے جس جاودانی نجات کا انسان طبعاً خواہشمند ہے اور اس کی فطرت میں یہ نقش کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی لذت اور آرام کا طالب ہو اس جاودانی نجات سے یہ مذہب منکر ہے اور اپنے پرمیشر کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک محدود مدت کے بعد اپنے بندوں کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور اسکی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور پرمیشر ارواح کا خالق نہیں اس لئے پرمیشر کو یہ مصیبت پیش آئی کہ اگر وہ تمام روحوں کو ہمیشہ کی نجات دیدیوے تو اس سے سلسلہ دنیا کا ٹوٹ جائیگا اور کسی دن پرمیشر معطل اور خالی ہاتھ رہ جائیگا کیونکہ ہر ایک روح جو ہمیشہ کی مکتی پا کر دنیا سے گئی تو گویا وہ پرمیشر کے ہاتھ سے گئی۔ پس اس طرح پر جب روحیں خرچ ہوتی رہیں تو باعث اس کے کہ پرمیشر کوئی روح پیدا نہیں کر سکتا اور آمدن کی سبیل قطعاً بند ہوگی تو ضرور ایک دن ایسا آجائے گا جبکہ پرمیشر کے ہاتھ میں ایک بھی روح نہیں رہے گی تا وہ دنیا میں بھیجی جائے۔ پس اس خیال سے پرمیشر نے یہ پیش بندی اختیار کر رکھی ہے جو ہمیشہ کی مکتی سے روحوں کو جواب دیدیا کرتا ہے۔ اور وقتے دیکر مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے۔

اس جگہ بعض نادان آریہ محض چالاکی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ انسان کے اعمال محدود ہیں اس لئے مکتی بھی محدود رکھی گئی مگر وہ دھوکہ کھاتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ کی اطاعت مرکوز ہے۔ نیک آدمی کب کہتے ہیں کہ اتنی مدت کے بعد ہم خدا تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت چھوڑ دینگے بلکہ اگر بے انتہا مدت تک ان کو عمر دی جائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کرتے رہینگے اس صورت میں اگر وہ جلد مر جائیں تو ان کا کیا گناہ ہے ان کی نیت میں تو ہمیشہ کی اطاعت ہے نہ کہ کسی حد تک اور تمام مدار نیت پر ہے اور موت جو انسان پر آتی ہے یہ خدا کا فعل ہے نہ کہ انسان کا۔

یہ ہیں عقاید آریہ صاحبوں کے جن پر وہ ناز کرتے ہیں چونکہ انکے خیال میں یہ بات بھی جمی ہوئی ہے کہ ایک گناہ سے بھی بیشمار جونوں کی سزا در پیش ہے اس لئے وہ گناہ سے پاک ہونے کے لئے کوئی کوشش کرنا عبث اور بے سود سمجھتے ہیں۔ اور ان کے مذہب میں کوئی مجاہدہ نہیں ہے جسکے رو سے اسی دنیا میں انسان گناہ سے پاک ہو سکے۔ جبتک تناسخ کے ذریعہ سے اور طرح طرح کی جونوں میں پڑنے سے سزا نہ پالے۔ پس ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس امید پر وہ کوئی مجاہدہ کر سکتے ہیں اگر وہ سوچیں۔ اور اگر ان کو روحانی فلاسفی کا کوئی حصہ نصیب ہو تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے خدائے کریم و رحیم کی رحمت کا دروازہ اپنے پر بند کر رہے ہیں وہ توبہ سے صرف چند لفظ مراد لیتے ہیں مگر سچی توبہ درحقیقت ایک موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے اور ایک سچی قربانی ہے جو انسان اپنے پورے صدق سے حضرت احدیت میں ادا کرتا ہے اور تمام قربانیاں جو رسم کے طور پر ہوتی ہیں اسی کا نمونہ ہے۔ سو جو لوگ یہ سچی قربانی ادا کرتے ہیں جس کا نام دوسرے لفظوں میں توبہ ہے۔ درحقیقت وہ اپنی نفسانی زندگی پر ایک موت وارد کرتے ہیں تب خدا تعالیٰ جو کریم و رحیم ہے اس موت کے عوض میں دوسرے جہان میں انکو نجات کی زندگی بخشتا ہے کیونکہ اُس کا کرم اور رحم اس بخل سے پاک ہے جو کسی انسان پر دو موتیں وارد کرے سو انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے اور ہم اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے کو پھانسی پر چڑھانے کے محتاج نہیں ہیں ہمارے لئے وہ صلیب کافی ہے جو اپنی قربانی دینے کی صلیب ہے۔

یاد رہے کہ توبہ کا لفظ نہایت لطیف اور روحانی معنے اپنے اندر رکھتا ہے جسکی غیر قوموں کو خبر نہیں یعنے توبہ کہتے ہیں اُس رجوع کو جبکہ انسان

تمام نفسانی جذبات کا مقابلہ کرکے اور اپنے پر ایک موت کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ کی طرف بلا آتا ہے سو یہ کچھ معمولی بات نہیں ہے اور ایسا انسان کو اسی وقت تائب کہا جاتا ہے جبکہ وہ نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور ہر ایک تلخی اور ہر ایک موت خدا کی راہ میں اپنے لیے گوارا کرکے آستانہ حضرت باعزت پر گر جاتا ہے تب وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس موت کے عوض میں خدا تعالیٰ اس کو زندگی بخشے۔ چونکہ آریہ لوگ صرف بہت سی جونوں کو مدار نجات سمجھ بیٹھے ہیں اس لیے ان کا اس طرف خیال نہیں آتا ہے۔ نہیں جانتے کہ جس طرح میلا کپڑا بھٹی پر چڑھنے سے اور پھر دھوبی کے ہاتھ سے آب شفاف کے کنارہ پر طرح طرح کے صدمات اٹھانے سے آخر کار سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ توبہ جس کے معنے میں بیان کر چکا ہوں انسان کو صاف پاک کر دیتی ہے انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے یہی نجات کی جڑھ ہے۔ اور نہایت افسوس تو یہ ہے کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی خرابیوں کو نہیں دیکھتے اور اسلام پر بیہودہ اعتراض کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی ان کا ایسا اعتراض نہیں جو ان کے مذہب کے کسی فرقہ کے طریق عمل میں وہ داخل نہیں۔ اب ہم اس رسالہ کو خدا کے نام پر ختم کرتے ہیں الحمد للہ اولاً و آخراً ھو مولٰنا نعم المولیٰ و نعم النصیرہ

ڈائری

۱۳ مارچ قبل نماز ظہر - حبیب اللہ خان صاحب مجسٹریٹ الٰہ آباد جو گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے امیر کابل کے ہمراہ تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے آج قادیان میں تشریف لائے۔ دُنیاوی تعلقات میں اُلجھے ہوئے غافل لوگوں کا ذکر ہوا کہ لوگ دُنیا میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ دین اسلام سے بالکل غافل ہو گئے ہیں حبیب اللہ خان صاحب نے عرض کیا ہم تو چاہتے ہیں کہ دُنیا سے کنارہ کش ہو جاویں حضرت اقدس نے فرمایا دُنیا اور دین جمع نہیں ہو سکتے مگر جبکہ خدا چاہے تو جمع ہو سکتے ہیں ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے کئی ہزار کا سودا خریدا اور وہ خدا تعالیٰ سے ایک دم بھی غافل نہ ہوا ہمارا دین اسلام ایسا نہیں ہے کہ رہبانیت سکھاوے۔ اور بیوی بچوں سے کنارہ کش ہو جاویں یہ تو رہبانیت ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام آیا ہے تجارت کرو۔ نوکری کرو۔ دنیا کے کام کرو مگر خدا تعالیٰ کو نہ بھولو۔ جو لوگ بیوی بچوں اور روزگار دُنیا کے تعلقات میں ہو کر خدا سے غافل ہو جاتے ہیں وہ نامرد ہوتے ہیں۔

دیکھو ریل ایک بے جان چیز ہے ہزارہا آدمیوں کو اُٹھائے پھرتی ہے مگر افسوس اُس بے جان پر جو جاندار کہلا کر کچھ بھی نہیں اُٹھا سکتا۔

انسان کو خدا نے عقل تدبر و تفکر کے لئے دیا ہے لوگ تدبر و تفکر سے کام نہیں لیتے اس سے دل سیاہ ہو جاتے ہیں جن قویٰ کو استعمال نہ کیا جاوے وہ کمزور ہو جاتے ہیں ایسا ہی جن قویٰ سے کام لیا جاتا ہے وہ قوی ہو جاتے ہیں۔

دُنیا کیا ہے دُنیا اُس چیز کا نام ہے کہ دُنیا کے کاموں کو دین پر مقدم رکھا جاوے جبکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جاوے تو پھر باقی دنیا ہی رہتی ہے۔ بہت نادان لوگ ایسے ہیں جنھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ بیوی بچوں وغیرہ تعلقات دُنیا کو چھوڑ دیا جاوے یہ غلطی ہے بلکہ دُنیا کو خادم دین سمجھنا چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے تقوےٰ اختیار کیا جاوے فقیر بن کر ایک گوشہ میں بیٹھ رہنا کمزوری کی نشانی ہے۔

موجودہ زمانہ کے تکفیر کے فتوے دینے والے مولویوں کا ذکر ہوا حضرت اقدس نے فرمایا مولوی لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام آجکل ایک ایسے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے کہ حد ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو کہتے ہیں کہ وہ زندہ مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں اور رفع کے لفظ کو لئے پھرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے فوت ہونے کا بار بار ذکر ہو چکا ہے یہ سوچیں تو سہی کہ مسیح کی زندگی میں انکو فائدہ کیا ہوا ہے یہی تو ہوا کہ کئی لاکھ انسان عیسائی ہو گئے۔

حیات مسیح میں تو کچھ اُنھوں نے فائدہ دیکھا تھا وہ دیکھ لیا اب وفات مسیح کا اعتقاد رکھکر پرکھ لیں مسئلہ وفات مسیح تو مذہب نصاریٰ کی بیخ کنی کرتا ہے مگر اسلام کے نادان دوست اسپر زور دیتے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں بشپ صاحب نے ایک لیکچر دیا اور عیسائیوں کے اعتقادات اور موجودہ مسلمانوں کے مسلمات میں سے حیات مسیح کے دلائل پیش کئے۔ مسلمانوں کو اس موقعہ پر شرمندہ ہونا پڑا اس جلسہ میں ہمارے مفتی صاحب محمد صادق موجود تھے اُنھوں نے بشپ کو کہا کہ قرآن شریف میں تو مسیح کی موت مذکور ہے آخر اُس نے جواب دیا کہ تم مرزائی معلوم ہوتے ہو ہمارے مخالف مسلمانوں نے اُس وقت کہا کہ یہ لوگ کافر تو ہیں مگر ہمارے کام آئے ہمکو مدد دی اور ہماری عزت رکھ لی تھی۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے قائم ہوا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا اسلام پر بڑی مصیبتیں گذر رہی ہیں۔ اسلام پر موسم خزاں آ چکا ہے اب اس کی بہار کے دن آئینگے۔ اسلام میں اندرونی فتنے بڑے بڑے برپا ہو رہے ہیں اور بیرونی فتنے عیسائیوں آریوں وغیرہ مذاہب کے حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جب اسلام اس حالت تک پہنچ گیا ہے تو جو شخص خدا کی ہستی کا قائل ہے وہ ضرور قائل ہوگا کہ خدا نے اسلام کی مدد کا کوئی انتظام کر لیا ہے اب دیکھو جو شخص انسانی سلطنت میں جھوٹا دعویدار تحصیلداری یا چپراسی ہونے کا کرے اُس کو پکڑا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے پھر کیا خدا کی سلطنت میں ایسا اندھیر چل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنے اگر یہ نبی ہمارے اوپر بعض باتیں جھوٹی بنا لیتا تو ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُس کی رگ جان کو کاٹ دیتے۔ یہ آیت صاف بیان کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی جھوٹی وحی والہام بنانے والا جلدی پکڑا جاتا اور ناکامیاب ہو کر مرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ ایمانی طاقت علم کے سوا پیدا نہیں ہوتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ نے بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیدیں تھیں اُن کو حق کا علم حاصل ہو گیا تھا پھر اُنھوں نے اپنے بیوی بچوں کو نہ دیکھا۔ یہ جو کتاب حقیقۃ الوحی لکھی ہے اس کو جو شخص حرف بحرف پڑھ لیگا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ پھر وہ یہ خیال کرے کہ میں وہی ہوں جو اسکے خیال میں پڑھنے سے پہلے تھا جو شخص ہمارے سلسلہ کو آہستگی اور ٹھنڈے دل سے دیکھیگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں حق پر پائیگا۔

سچائی میں خدا نے ایک قوت رکھی ہے سچائی دلوں کو خود اپنی طرف کھینچ لیتی ہے خدا نے تو لوہے میں بھی ایک کشش کی خاصیت رکھی ہے تو کیا سچ میں کوئی مذہب نہیں ہے سچ میں ایک کشش ہے وہ

ایک

خود بخود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

دنیا میں ایک دھریت پھیل رہی ہے تحصیل دنیا کے لئے ہر وقت دوڑ دھوپ میں لوگ لگے ہوئے ہیں اسکے لئے مجلسیں ہوتی ہیں اور بہیں شور پکار ہے کہ یہ کرو وہ کرو مگر اسلام کی بہبودی کا کسی کو کوئی فکر نہیں ایسی غفلت میں پھنسے ہوئے ہیں کہ عذاب کے سوائے ان سے غفلت رفع نہیں ہوتی ہمیں خدا نے صدہا بار بتایا ہے کہ خدا کے عذاب کے دن نزدیک ہیں اور جب تک لوگوں کے دل سیدھے نہ ہو جاویں خدا کے عذاب پیچھا نہ چھوڑینگے چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم یعنے خداتعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو درست نہ کرلیں۔ طاعون کو دفع کرنے کے لئے بیچارے چوہوں کے مارنے کے در پے ہو رہے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جب تک اُن کے اندر کا چوہا نہ مریگا۔ اُس وقت تک طاعون اُن کا ہرگز پیچھا نہ چھوڑیگی۔ پس اپنی اصلاح کریں اور خداتعالیٰ سے ڈریں اگر یہ لوگ اپنی اصلاح کریں تو خداتعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ہلاک ہی کرے جیسا کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم ۱۸؎ ۔ کہ خدا تم کو عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ ہمارے مسلمان سلاطین کا ذکر ہے کہ جب کوئی بلا آتی تھی تو بادشاہ خود دعا و زاری بدرگاہ رب العالمین کرتے تھے اور رعیت کو نیکیوں کی طرف رغبت دلاتے تھے جب ٹیکا لگایا جانا شروع ہوا تو ہمنے کتاب کشتی نوح لکھی تھی اور اس میں ہمنے ظاہر کیا تھا کہ اُس ٹیکا سے جو میں آسمانی ٹیکا پیش کرتا ہوں بہتر ہے۔ آخر وہی بات سچی ثابت ہوئی جو ہم نے پیش کی تھی شاید کسی کو کسی وقت سمجھ آجاوے۔ طاعون تو اب ہاتھ دھو کر لوگوں کے پیچھے ہو پڑی ہے۔

قادیان کے کسی شخص کا ذکر ہوا کہ فلاں جگہ طاعون ہے اور وہ وہاں بار بار جاتا رہا آخر وہ طاعون میں گرفتار ہو کر مر گیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ جبکہ ایک جگہ آگ برستی ہے تو اُس جگہ جانے کی کیا ضرورت ہے فرمایا اس ملک کے کئی ایک آدمی جو ہمیں گالیاں دیتے رہتے تھے اور پیچھا نہ چھوڑتے تھے جب اُن کی موت نزدیک آئی تو خود ہی اُنھوں نے مباہلہ کر لیا کہ یا الٰہی ہم میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو ہلاک کر دے آخر وہ خود ہی ہلاک ہو کر ہماری سچائی پر مہر کر گئے۔

ایسا ہی ابوجہل نے بدر کے دن نبی علیہ السلام سے مباہلہ کیا تھا ابوجہل نے کہا کہ جو ہم دونوں میں سے قطع رحم کرنے والا اور مفسد ہو لے خدا اُس کو آج ہلاک کر دے آخر خداتعالیٰ نے ابوجہل کو اُسی دن ہلاک کر دیا اور اُس کی دعا قبول ہو کر اُسی پر پڑی۔

درخواست جنازہ

بندہ کی والدہ ۲ ماہ حال کو انتقال کر گئی ہیں۔ احمدی بھائیوں کی خدمت میں مودبانہ درخواست ہے کہ ضرور بندہ کی والدہ کے لئے نماز جنازہ پڑھیں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کریں خداتعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ جو بھائی اکیلے ہوں وہ تنہائی اُن کے لئے دعا مغفرت نماز کریں۔ بندہ پر بڑا احسان ہوگا۔ نیز علی از قادیان ۞ (۳) منشی عبدالرحمن صاحب احمدی پٹواری حلقہ دیوانہ ریاست

سمالی لینڈ میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت

سمالی لینڈ میں سول میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی جگہ خالی ہے بھائی فرما کر جماعت احمدیہ کے ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان کو اس خبر سے اخبار کے ذریعہ مطلع کر دیں تا کہ اگر کوئی صاحب تشریف لانا چاہیں تو فوراً اپنی ایک درخواست تو a Gent General For British protictoralo in africa appalo Street Raghay Buldings Bombay کے نام پر روانہ کریں اور دوسری درخواست بنام Senior medical officer Somali Land protictorat Berbera via aden بھیجدیویں۔ لیکن اس خبر کے مشتہر کرنے اور درخواست کے بھیجنے میں جتنی جلدی ہوسکے بہتر ہوگی بندہ سب صاحبان کے اسمائے گرامی نیز جائے قیام سے واقف نہیں ہے اس لئے آپ کو تکلیف دیگئی معاف فرمادیں تنخواہ ابتدائی ایک صد روپیہ ماہوار ۞ تابعدار ممتاز علی خان از سمالی لینڈ بربرہ

ڈائری

۲۶ فروری

نماز ظہر۔ حضرت اقدس نے جو رسالہ۔ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا ہے وہ چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ بعض مخالفین کو بھی ارسال کرنے کے لئے فرمایا۔

فرمایا۔ قلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض کو نثر اور بعض کو نظم سے اثر ہوتا ہے ایک شخص کو صرف ہماری براہین احمدیہ کی نظم سے اثر ہوا اور وہ ہمارے پاس پہنچا۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ سال گذشتہ کا الہام ہے۔ اسکے متعلق ذکر ہوا کہ ہر طرف سے خبریں آرہی ہیں کہ اس سال معمولی سردی پڑی ہے اور پیشگوئی پوری ہوگئی۔

قادیان کے آریہ و ثناء اللہ امرتسری

اس رسالہ کی ایک جلد مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی گئی ہے قادیان کے آریوں نے حضرت میرزا صاحب کے جو نشانات دیکھکر تکذیب کی اور کر رہے ہیں اس رسالہ میں اُن سے مباہلہ کر دیا ہے اس میں آریوں کو اعلان کیا ہے کہ اگر انھوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں تو قسم کھا جاویں کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں دیکھے اب ثناء اللہ کو بھی چاہئے کہ اپنے دوستوں قادیان کے آریوں کو اس قسم کیلئے آمادہ کرے اور اُن کے پاؤں پڑے ورنہ اُن کی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے تا کہ معلوم ہو کہ خداتعالیٰ کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔

نماز عصر۔ رسالہ شائع شدہ بعض مخالفین کے نام مفت ارسال کرنے کے لئے حضرت نے امر فرمایا۔ آریوں کے گندے اعتقادات کا ذکر ہوا فرمایا آریوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے تو کچھ پیدا ہی نہیں کیا اور اولاد حرام طور پر حاصل کرنے کے شائق ہیں ۞

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا صدق کھل گیا

اور کذّاب و مفتری ڈوئی مرگیا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر چشم بکشا کہ بر چشم نشانے است کبیر

امریکہ کے کذاب مفتری ڈاکٹر جان الگزینڈر ڈوئی کے نام سے الحکم کے ناظرین اور دنیا کی مذاہب تیاتجوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور عہد نامہ کا رسول ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے مسلمانانِ عالم کی ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور شور سے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں کی تھی۔ جسپر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کا ایک جواب انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تھا اور ستمبر ۱۹۰۲ء کے اردو میگزین میں اسکا ترجمہ دیا گیا تھا اور اخبارات سلسلہ میں بھی اس کا ذکر کیا گیا۔ اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ تھا کہ

کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا

چنانچہ اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد امریکہ کے اخبارات میں ایک شور پیچ گیا اور ایک سو سے بھی زیادہ وسیع اور کثیر الاشاعت اخبارات نے اس پیشگوئی کو شائع کیا اور بڑے زور دار الفاظ میں اسکو شہرت دی جس کا خلاصہ انہیں دنوں سلسلہ کے اخبارات میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی کی اشاعت جب کافی طور پر ہو چکی تو ڈوئی پر مصائب کا نزول شروع ہو گیا۔ پہلے اسکی ایک پیاری لڑکی فوت ہوئی جسپر عرصہ دراز تک ڈوئی نوحہ و بکا کرتا رہا۔ اور اس صدمہ کو اس نے غیر معمولی صدمہ محسوس کیا۔ ایسا ہی اسکی ناجائز پیدائش کے راز منے افشا ہو کر اسے ذلیل کیا پھر خود اس کا اپنا چال چلن اور اسکی بیوی کا چلن مشکوک ثابت ہوا ہے بالآخر وہ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے شہر سے نکالا گیا اور وہ جائداد جو اس نے پیدا کی تھی وہ دوسرے حریف کے قبضہ میں منتقل ہوئی اور خود اسکی بیوی اسکی دشمن ہو گئی جس قسم کی ذلتوں اور روسیاہیوں سے وہ عدالت کی کشمکش میں پہنچا گیا اس کے بیان کرنے کے لئے بڑی تفصیل کی حاجت ہے اور انشاء اللہ ضرورتاً وہ بیان کیا جاوے گی۔ عدالتوں میں نامرادی کا منہ دیکھا اور فالج کی بیماری نے سخت ناچار کر دیا۔ اور آخر

خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق

کذاب ڈوئی صادق کی زندگی میں مرگیا

اور

صادق پکار اٹھا ہے

یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے۔ یہ میرے صدق دعویٰ پر مہر الہ ہے

حضرت اقدس نے جس بصیرت اور زور کے ساتھ اس پیشگوئی کو شایع کیا ہے وہ اس کے پڑھنے سے پتہ لگ جائیگا اس لئے میں یہاں اس کا ایک حصہ درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:-

مجھے اس قوم کے مشنریوں پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جنہوں نے فلسفہ طبعی ہیئت پڑھکر سب ڈبو دیا ہے اور خواہ نخواہ ایک عاجز انسان کو پیش کرتے ہیں کہ اسکو خدا مان لو چنانچہ حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جسکا نام ڈوئی ہے اس کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دنیا میں اسکو بھیجا ہے تا سب کو اس بات کیطرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں مگر یہ کیسا خدا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا نہ سکا ایک دغاباز شاگرد نے اس کو پکڑوا دیا اس کا کچھ بندوبست نہ کر سکا انجیر کے درخت کیطرف دوڑا گیا اور یہ خبر نہ ہوئی کہ اسپر پھل نہیں اور جب قیامت کے بارہ میں اس سے پوچھا گیا کہ کب آئیگی تو بے خبری ظاہر کی اور لعنت جس کے یہ معنے ہیں کہ دل ناپاک ہو جائے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا سے اور اسکی رحمت سے دور جا پڑے وہ اسپر پڑی۔ اور پھر وہ آسمان کیطرف اسلئے چڑھا کہ باپ اس سے بہت دور تھا کروڑہا کوس سے بھی زیادہ دور تھا اور یہ دوری کسیطرح دور نہیں ہو سکتی تھی جبتک وہ مع جسم آسمان پر نہ چڑھتا دیکھو کسقدر کلام کا تناقض ہے ایکطرف تو یہ کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں اور ایکطرف کروڑہا کوس کا سفر کر کے اس کے ملنے کو جاتا ہے جبکہ باپ اور بیٹا ایک تھے تو اسقدر مشقت سفر کی کیوں اٹھائی جہاں ہوتا وہیں باپ بھی تھا دونوں

(امریکہ)

ایک جو ہوئے اور پھر وہ کس کے دہنے ہاتھ بیٹھا۔ اب ہم ڈوئی کو مخاطب کرتے ہیں جو یسوع مسیح کو خدا بناتا اور اپنے تئیں اسکا رسول قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ توریت استثنا ۱۸ باب آیت پندرہ کی پیشگوئی میرے حق میں ہے اور میں ہی ایلیا اور میں ہی عہد کا رسول ہوں نہیں جانتا کہ یہ مصنوعی خدا اس کا موسیٰ کے کبھی خواب خیال میں بھی نہیں تھا۔ موسیٰ نے تو بنی اسرائیل کو بھی بار بار کہا کہ خبردار کسی مجسم چیز انسان یا حیوان کو خدا مت ٹھہرانا نہ جو آسمان پر ہے نہ زمین پر۔ خدا نے تم سے باتیں کیں مگر تم نے اسکی کوئی صورت نہیں دیکھی۔ تمہارا خدا صورت اور جسم سے پاک ہے۔ مگر اب ڈوئی موسیٰ کے خدا سے برگشتہ ہو کر وہ خدا پیش کرتا ہے جس کے چار بھائی اور ایک ماں تھی۔ [illegible] اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اسکو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہیگا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں ہم ڈوئی کو ایک پیغام دیتے ہیں کہ اسکو تمام مسلمانوں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے وہ غریب مریم کے عاجز بیٹے کو خدا کیونکر مان لیں بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ڈوئی کے خدا کی قبر بھی اس ملک میں موجود ہے اور انہیں وہ مسیح موعود بھی موجود ہے جو چھٹے ہزار کے اخیر اور ساتویں ہزار کے سر پر خدا سے ظاہر ہوا جس کے ساتھ بہت سے نشان ظہور میں آئے اور ڈوئی کا یہ الہام کہ تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور وہی لوگ باقی رہیں گے جو یسوع مسیح کو خدا مانیں گے اور ساتھ ہی ڈوئی کو بھی خدا کا رسول مان لیں گے اس الہام کے رو سے تو باقی عیسائیوں کی بھی خیر نہیں کیونکہ گو وہ مریم کے صاحبزادہ کو خدا مانتے ہیں مگر یہ جو تیسرا رسول جو ڈوئی ہے اب تک انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور ڈوئی نے صاف طور پر یہ الہام شائع کر دیا ہے کہ صرف یسوع مسیح کو خدا ماننا کافی نہیں جبتک ڈوئی کو بھی ساتھ ہی نہ مان لیں اور چاہیئے کہ صاف اقرار کرے کہ ڈوئی ایلیا اور ڈوئی عہد کا رسول اور ڈوئی کے حق میں ہی وہ پیشگوئی ہے جو توریت استثنا باب ۱۸- آیت پندرہ میں ہے تب بچیں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت۔ اس صورت میں یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیئے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے یعنی یسوع مسیح کی خدائی کو تو چلو یہ دوسرا نامعقول امر بھی مان لو کہ اس خدا کا ڈوئی رسول ہے۔

[illegible] مسلمان سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا ڈوئی کا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ انہیں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے چاہیئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہونچیگی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کرونگا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئیگی میں نے ایسی دعا کیلئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی اس سبقت کو دیکھکر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا

اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی ہوں صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے اور ایک لاکھ* کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے تو تئیں لکھتا ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں اس نے اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا اور وہ مر گئی اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے اس مرید کی عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جن کر مر گئی اور اسکی بیماری پر بلایا گیا تھا مگر وہ گذر گئی یاد رہے کہ اس ملک میں صدہا لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو مشق ہو جاتی ہے اور کوئی انکی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا پھر امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے کیا ان کے لئے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا کہ یہ دوسرا بوجھ بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف و گزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو آمین۔

یاد رہے کہ صادق اور کاذب میں فیصلہ کرنے کے لئے ایسے امور ہرگز معیار نہیں ٹھہر سکتے جو دنیا کی قوموں میں مشترک ہیں کیونکہ کم و بیش ہر ایک قوم میں وہ پائے جاتے ہیں انہیں امور میں سے طریق سلب امراض بھی ہے یہ طریق نامعلوم وقت سے ہر ایک قوم میں رائج ہے ہندو بھی ایسے کرتب کیا کرتے ہیں اور یہودیوں میں بھی یہ طریق چلے آتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ سلب امراض کے مدعی ہیں اور سچ بات یہ ہے کہ اس طریق کو حق اور باطل کے فیصلہ کرنے کے لئے کوئی دخل نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل باطل دونوں اسمیں دخل پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ انجیلوں سے ہی ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اس طریق توجہ سے بعض امراض کو اچھا کرتے تھے تو انکی زندگی میں ہی ایسے لوگ موجود تھے کہ ان کے مرید اور حواری نہ تھے مگر اسیطرح امراض کو اچھا کر لیتے تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کر لیتے تھے اور اس وقت ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غوطہ لگا کر اکثر امراض اچھی ہو جاتی تھیں۔ سو یہ مشق توجہ اور سلب امراض کی جو عام طور پر قوموں کے اندر پائی جاتی ہے یہ سچے مذہب کے لئے کامل شہادت نہیں ٹھہر سکتی ہاں اسصورت میں کامل شہادت ٹھہر سکتی ہے کہ دو فریق جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے مدعی ہیں وہ چند بیمار مثلاً بیس بیمار قرعہ اندازی سے باہم تقسیم کر لیں اور پھر ان دونوں میں سے جس کے بیمار فریق مقابل سے بہت زیادہ اچھے ہو جائیں اس کو حق پر سمجھا جائیگا چنانچہ گذشتہ دنوں میں ایسا ہی میں نے اس ملک میں اشتہار دیا تھا مگر کسی نے اسکا مقابلہ نہ کیا

* اب تو یہ تعداد تین لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ ایڈیٹر

مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ڈوئی یا اور کوئی ڈوئی کا ہمجنس اس مقابلہ کے لئے میرے مقابل آئے تو میرا خدا اس کو سخت ذلیل کریگا کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور اس کا خدا ہی محض باطل کا پتلا ہے لیکن افسوس کہ اسقدر دوری میں یہ مقابلہ میسر نہیں آسکتا مگر خوشی کی بات ہے کہ ڈوئی نے خود یہ طریق فیصلہ پیش کیا ہے کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے اس طریق فیصلہ میں ہم اسقدر ترمیم کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں اس طرح پر تو ڈوئی کے ہاتھ میں مکار لوگوں کیطرح یہ عذر باقی رہجائیگا کہ مسلمان ہلاک نہ ہونگے مگر پچاس یا ساٹھ یا سو برس کے بعد اتنے میں ڈوئی خود مر جائیگا تو کوئی اسکی قبر پر جاکر اسکو ملزم کریگا کہ تیری پیشگوئی جھوٹی نکلی پس اگر ڈوئی کی سیدھی نیت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یسوع درحقیقت مریم کے صاحبزادہ نے ہی اسکو دیا ہے جو اس کے نزدیک خدا ہے تو یہ ہلکوں والا طریق اس کو اختیار نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا بلکہ طریق یہ ہے کہ وہ اپنے مصنوعی خدا سے اجازت لیکر میرے ساتھ اس بارہ میں مقابلہ کرے۔ میں ایک آدمی ہوں جو پیرانہ سالی تک پہونچ چکا ہوں میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے اور ذیابیطس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں اور دوران سر اور کمی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری زندگی میری صحت سے نہیں بلکہ میرے خدا کے حکم سے ہے۔ پس اگر ڈوئی کا مصنوعی خدا کچھ طاقت رکھتا ہے تو ضرور میرے مقابل اسکو اجازت دیگا اگر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے عوض میں صرف میرے ہلاک کرنے سے ہی کام ہو جائے تو ڈوئی کے ہاتھ میں ایک بڑا نشان آجائیگا پھر لاکھوں انسان مریم کے بیٹے کو خدا مان لینگے اور نیز ڈوئی کی رسالت کو بھی اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں میری نفرت رکھی جائے تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے وزن میں زیادہ نکلے گی الخ

اس اقتباس میں جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے وہ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس شعور اور بصیرت کے ساتھ آپ نے اپنا مسیح موعود اور خدا کا مرسل ہونا ظاہر کیا ہے اور کس یقین اور جوش کے ساتھ اپنا کامیاب ہونا بتایا ہے۔ یہ یقین اور بصیرت خدا تعالےٰ کے مرسلوں کے سوا اور کو نہیں مل سکتی۔ اس پیشگوئی پر جب زیادہ تدبر کیا جاتا ہے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ڈوئی خواہ اس مقابلہ میں نکلے یا نہ نکلے وہ بہرصورت حضرت اقدس ہی کی زندگی میں ہلاک ہوگا چنانچہ یہ فقرے خاص غور کے قابل ہیں

"اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف وگزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو"

اسمیں صورت موت بھی بتا دی ہے اب جو لوگ خدا کا خوف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں وہ اس مقام پر ٹھہر جائیں اور انکار کے لئے لب کشائی نہ کریں بلکہ نہایت نیازمندی کے ساتھ قبول کریں

ڈوئی کی موت نے ان بیحیاؤں کے منہ پر بھی مہر کی ہے جو اپنے خبث طبع کے باعث یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے موت کی پیشگوئی کرکے پھر سازش سے قتل کرا دیتے ہیں وہ بتائیں کہ امریکہ میں ڈوئی کو کون قتل کرنے گیا ہے؟

اب بے حیائی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ موت سر پر ہے ایک یا دو نشان نہیں جو پورے ہوئے ہوں وہاں دہار بارش کیطرف نشان ظاہر ہو رہے ہیں مبارک وہ جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وا ویلا ہیر جواب ہی نہیں سکتے۔

ڈوئی کے نشان پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ آئندہ لکھا جاویگا فی الحال یہ بطور خبر لکھا گیا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے لئے یہ نشان ازدیاد ایمان کا موجب اور بصیرت و یقین کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر جو کچھ اس نشان کا اثر پڑیگا وہ ظاہر ہو جائیگا کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں کہ کثرت سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی اشاعت کیجائے۔

بالآخر میں اس عظیم الشان فتح پر جو خدا تعالےٰ کے وعدوں کے موافق ظاہر ہوئی ہے اپنے سید و مولا امام کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ ڈوئی امریکہ میں مرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے مرنے کی خبر اس سے پہلے کہ قادیان میں کوئی خبر پہونچے انی نعیت کہکر ۱۳ر مارچ ۱۹۰۷ء کو دیدی۔ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً جنہے اس نشان کو فتح سے تعبیر کیا ہے اور فی الحقیقت یہ حق و باطل کی ایک روحانی جنگ تھی اور امریکہ کے اخباروں نے اسکو جنگ اور مقابلہ ہی ٹھیرایا تھا اور علاوہ بریں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامات آجکل ہوئے انمیں یکم فروری ۱۹۰۷ء کو ؛ والہام ہوا تھے

۱۔ روشن نشان

۲۔ ہماری فتح

اس سے بڑھ کر روشن کیا ہوگا؟ اور یہ فتح نہیں تو اور کیا ہے؟

ایسا ہی میں اپنی جماعت اور دوسرے لوگوں کی توجہ مندرجہ ذیل الہامات کی طرف دلاتا ہوں جو اس سے پہلے شائع ہو چکے ہیں

۸ار فروری ۱۹۰۷ء ۱۔ کل الفتح بعدہٗ۔ ترجمہ۔ سب فتح اس کے بعد ہے۔

۲۔ مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السّماء۔

ترجمہ۔ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا یعنے ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اسوقت حق ظاہر ہو جائیگا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا۔

۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء فتح فتح

اس قسم کے الہامات کا اس قریب ترین زمانہ میں ہونا عظیم الشان فتح اور غلبہ حق کو ظاہر کرتا ہے اور جیسے جیسے اللہ تعالیٰ چاہیگا انہیں ظاہر کرتا رہیگا۔

بہرحال اس عظیم الشان فتح کا آغاز ہوا یعنے

مفتری ڈوئی مرگیا اور خدا کا مسیح موعود جیت گیا

علیگڈھ کالج میں فساد [illegible]

۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء بوقت نماز ظہر علیگڈھ کالج کے طالبعلم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کے سٹرائک اور اپنے اُستادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود کے پوتے عزیز احمد کا ذکر کیا کہ جماعت کا کوئی لڑکا اس سٹرائک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد الدین عبدالغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد اُن طلباء کیساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخبار وں میں اس قسم کے مضمون نکلے ہیں کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڈھ میں ہے اس وجہ سے عام لوگوں کو عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ معلوم ہونے کے سبب وہ اس کو ایک ممتاز آدمی سمجھتے ہیں۔ اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس معاملہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ "عزیز احمد نے اپنے اُستادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کیساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہٰذا وہ اُسدن سے جسدن سے وہ اس ہنگامہ میں شریک ہوا ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم اُن لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خودبخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا ہے۔ اسمیں خصوصیت نہیں۔ اور یہ امر کہ وہ ہمارا پوتا ہے اس وجہ سے وہ ہمارا رشتہ دار ہے سو واضح ہو کہ ہم ایسے رشتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ہمارے رشتے سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ عزیز احمد کا باپ خود ہم سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اس کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے تو پھر عزیز احمد کا پوتا ہونا کیسا۔ عزیز احمد کو چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں اول ہم سے مشورہ کرتا۔ یا اس مثال کو دیکھتا جو پیشتر میڈیکل کالج لاہور میں قائم ہو چکی تھی کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں داخل تھے انکو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے اُستادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جائیں چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ عزیز احمد کو اس واقعہ کی خبر ہوگی کیونکہ اخبار میں چھپ چکا تھا۔ اور اگر خبر نہ ہوتی تو اُسکے واسطے ضروری تھا کہ اول مجھ سے مشورہ کرتا۔ یا اپنے ساتھیوں کے مشورہ پر چلتا۔ اُس کا علیگڈھ میں جانا اس کے باپ کے مشورہ اور حکم سے تھا نہ کہ ہمارا اسمیں کوئی حکم تھا ایسا ہی مخالفت اُستادوں میں شمولیت ہمارے کسی تعلق کیوجہ سے نہیں۔ اور اسی وجہ اسکو خارج از بیعت کیا جاتا ہے۔ جبتک کہ وہ اپنے فعل سے توبہ کرکے اپنے اُستادوں سے معافی نہ مانگے۔ ہاں دوسرے طلباء مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ نے علیگڈھ جانے سے پہلے ہم سے مشورہ لیا تھا اور ہم نے بھی مشورہ دیا تھا کہ وہاں کے لڑکوں کی صحبت سے بچتے رہیں۔ اور کسی بدی میں شامل نہ ہوں تو ہرج نہیں کہ وہ وہاں جائیں انسان ضرورتاً پاخانہ میں بھی جاتا ہے۔ مگر اپنے آپ کو نجاست سے بچائے رکھتا ہے۔"

عاجز کو مخاطب کرکے حضور نے فرمایا کہ ان باتوں کو عام اطلاع کیلئے اخبار میں شائع کر دیں۔

چوری اور سینہ زوری

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سے پیشتر مختصراً میں لکھ چکا ہوں۔ دراصل قادیان میں بدمعاشوں کی ایک ٹولی پارٹی علیا ہو رہی تھی جس کا سرگروہ الیشر کمبو تھا جو اس مقدمہ نقب زنی میں شریک و معین ہے اور اس پارٹی کے دوسرے ہیڈ رہنما ذیلدار جیون سنگھ اور دیال سنگھ تھے۔ ان کے متعلق متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں متواتر شہادت ہو چکی ہیں اور تھانہ جات متعلقہ میں انکی بدمعاشی کی مثلیں بھی تیار ہو چکی ہیں۔ یہ جدید گروہ سخت خطرناک رنگ اختیار کر چکا تھا اور اب دلیر ہو کر میدان میں نکلنے کو تھا اور یہ واردات ایسی دلیری سے کیگئی کہ انکی شرارتوں سے ڈر کر سب لوگ اُن سے دبنے لگے تھے اور ان کے خلاف کوئی شہادت تک دینے کی جرأت نہ کرتا تھا اور بعض مالی طاقت رکھنے والے آدمی بھی درپردہ اُن کے ساتھ تھے جیسا کہ سُنا جاتا ہے۔ بعد تحقیقات کامل افسران پولیس کو خود یہ راز کھل جاویگا۔

بہرحال اس خطرناک گروہ کو سرسنڈا تے ہی اولے پڑے اور وہ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو کے مصداق ثابت ہوئے بابو محمد اشرف خانصاحب انسپکٹر پولیس اور بابو ابو الطاف الرحمان صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے جس تندہی اور ہوشیاری سے اس مقدمہ کو نکالا ہے وہ اس قابل ہے کہ افسران پولیس خاص طور پر انکی قدردانی کریں تاکہ دوسرے عہدہ داروں کو ہمت ہو۔ میں چونکہ خود تفتیش میں شامل تھا ملزمان چاہتے تھے کہ سارا مال اور ملزمان مذکور کیا جائیں اور ایک معقول رقم اس کے علاوہ بھی وہ دینے کو آمادہ ہیں مگر دیانتداری اور فرض شناسی کے شیدائی افیسروں نے اس مال حرام پر تھوک دیا میرا خیال ہے کہ ایسے موقعہ پر ثابت قدم رہنا کسی کا کام نہیں۔ یہ بڑا ابتلا ہے۔ طمع اور لالچ کے بڑے بڑے شکار ہوتے دیکھے گئے ہیں ملزمان عہدہ داروں نے جس طریق پر اپنا فرض ادا کیا ہے وہ بہت ہی قابل تعریف امر ہے وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اس نیک فعل کو ضائع نہیں کریگا انکے لئے وہ بہترین بدلہ پائینگے۔ مخلوق کی دعائیں انکے ساتھ ہیں۔ اور قادیان اور گردونواح کا ذرہ ذرہ ہوائی بول اٹھا ہے کہ انہوں نے ایسی دیانتداری کی نظیر قائم کی ہے جو کم ملتی ہے۔ قادیان کی پبلک کیطرف سے میں بابو صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے فرض منصبی کے انجام دینے میں کامیاب ہوئے وہ تھانہ اور وہ رعایا بڑی خوش قسمت ہے جہاں ایسے افیسر ہوں۔

میں بے انصافی کرونگا اگر یہاں یہ ذکر نہ کروں کہ اس مقدمہ میں فیروزالدین اور دین محمد کنسٹبلان نے بھی بڑی محنت اور جفاکشی سے اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ جنکی خدمات کا یہ عہدہ دار خصوصاً خیال رکھیں گے۔

بالآخر مدعی ارجن خوش قسمت ہے کہ اسکی مقدمہ کی تفتیش دیانتدار افسروں کے سپرد تھی جنہوں نے پوری محنت سے مقدمہ کو برآمد کیا اور پورا مال نکلوالیا۔ ورنہ اسکی حصہ میں نری کشمکش کے علاوہ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ ہی تھی۔ میں یہانتک لکھ چکا تھا کہ معلوم ہوا بابو ابو الطاف الرحمان صاحب انسپکٹر کلانور تبدیل ہو گئے۔ کلانور والے خوش قسمت ہیں کہ انکو ایسا محافظ ملا۔ اور صدر بٹالہ کے متعلق لوگوں کو انکی تبدیلی پر دلی افسوس ہے۔ بٹالہ کا تھانہ بڑا اہم تھانہ ہے ایسے تھانوں میں ایسے ہی مستعد آدمیوں کی ضرورت ہے تاہم یہ خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد اشرف ایسا انسپکٹر تھانہ مذکور میں متعین ہوا ہے امید کامل ہے کہ انشاءاللہ اب وارداتیں اور بھی کم ہو جائینگی۔ اور چونکہ بابو محمد اشرف خانصاحب مسٹر جان پال وابرٹن صاحب کے ماتحت عرصہ دراز تک کام کر چکے ہیں اسلئے وہ سراغرسانی کے فن میں بھی خاص مذاق اور تجربہ رکھنے والے ہیں۔ بہرحال امید کامل ہے کہ انشاءاللہ ان کو اس تقرر سے بہت کچھ فائدہ

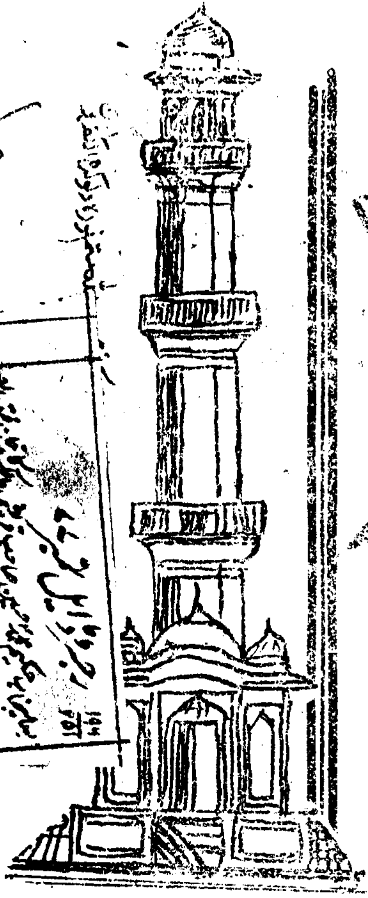
انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر شائع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آں یار در قادیاں بینی | [illegible]

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)



نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

الہامات و رؤیا

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء - (۱) قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔

(۲) نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ (۳) تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں۔ (۴) اِنّی انرتك واثرتك

ترجمہ - میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۵) جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں فتح اور شوکت اسلام بھی ہے۔

(۶) تیرے لئے ایک خزانہ مخفی تھا (۷) کل لك و لامرك

ترجمہ - سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہی ہو۔

(۸) یا اللہ اس شہر کی بلائیں بھی ٹال دے (۹) ایک موتی ہے جس اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا

(۱۰) اجرا لا انعم و اریہ الجنۃ (ترجمہ جب تفہیم) اور جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو ہمیشہ نکالا اور اسکو دوزخ کو کہلاؤنگا

(۱۱) بلجت آیاتی - ترجمہ میرے نشان ظاہر ہو جائیں گے

(۱۲) قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

ترجمہ - کہدے اللہ ہے اور پھر انکو چھوڑ دے اپنی بیہودگی میں لعب کریں

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء - ۱ - خواب میں مینے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اسپر میں نے انکو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے یہ فقرہ اس فقرہ سے مشابہ ہے جو زبور میں ہے کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۲ - اردت زمان الزلزلۃ - یعنے مینے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہونچ چکی ہے کہ کسطرح خداوند تعالیٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی بڑی کثرت کے ساتھ امریکہ کے اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اس کے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا۔ میگزین رقم رعایت کے لحاظ سے پہلے ہی بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے اس مد میں گنجایش نہیں۔ اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اس کے لئے الگ جمع ہونا مشکل کام نہیں۔ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں۔ چار پانچسو روپیہ سے چھ سات ہزار اشتہار شایع ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جب اس نے خود یہ نشان ایک دوسرے ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہ ان لوگوں کو بھی وہاں پیدا کر دیگا۔ جو اسکی صداقت اور اس کے ساتھ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانیوالے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور کوپن میں اطلاع دیدیں کہ متعلق اشتہار ڈوئی ہے۔ یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ اس اشتہار کا جلدی شایع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے۔ اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہئے۔

وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے مرنے پر خوشیاں کرتے ہیں۔ ہم کسی کے مرنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے روشن نشان ہی وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے۔

خاکسار محمد علی

سیاحت امیر سے افغانوں کی ناراضگی

کابل سے خبر آئی ہے کہ امیر صاحب کی سیاحت ہند سے بہت سے مذہبی جوش والے افغان ناراض ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں امیر صاحب کی سیاحت ہند کا حال کس طور سے افغانستان میں پہونچا کہ وہاں انکی سیاحت سے ان لوگوں کو اظہار ناخوشی کا موقعہ ملا۔ بظاہر یہ معلوم ہوا ہے کہ دوران سیاحت میں امیر صاحب کی حسب ذیل باتوں سے افغان ناراض ہوئے ہیں۔

برٹش افسروں کے ساتھ امیر صاحب کا کھانا کھانا اور ان سے اپنی دوستی کا اظہار کرنا۔ یوروپین لباس پہننا۔ زیادہ انگریزی ساخت کی اشیاء اور دریائے کابل کے لئے پل کو خریدنا۔ امیر صاحب کا فریمیسن ہو جانا۔ یہ سب باتیں ناراضگی کے اظہار کا باعث ہیں۔

ضلع ننہار میں جو جلال آباد سے بہت دور نہیں ہے حال میں ملاؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بہت سے ملا جمع ہوئے۔ اس جلسہ میں ملاؤں نے علانیہ بڑی خشم انگیز تقریریں کر کے امیر صاحب [illegible] لگایا کہ فریمیسن بنکر امیر صاحب نے اپنا مذہب تبدیل [illegible] بعض نہایت متعصب ملاؤں نے تو یہ بھی کہا کہ اب امیر صاحب [illegible] کے قابل نہیں رہے۔ جب اس واسطے کی خبر سردار عنایت اللہ خاں کو جلال آباد میں پہونچی تو انہوں نے ۲ سرغنہ ملاؤں کو طلب کر کے بحث کرنی چاہی۔ اور فوج کو بھیجکر جلسہ منتشر کرا دیا۔ اگرچہ کچھ شور و فساد اور ہنگامہ برپا ہوا۔ مگر بلا کسی آدمی کے قتل و زخمی ہونے کے جلسہ منتشر کر دیا گیا۔ افغانی ملاؤں کی یہ کارروائی سراسر نادانی اور بے عقلی کی ہے۔

(سول ملٹری گزٹ)

ایڈیٹر۔ ہمارے یہاں کے اخبارات ملاؤں کی اس قسم کی کارروائی کو نامناسب اور ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ رائے زنی محض خوشامدانہ پہلو رکھتی ہے بات تب تھی جب صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کی شہادت پر بھی اس قسم کی رائے دی ہوتی۔ اور امیر صاحب کی اس حرکت کو نامناسب اور ناجائز قرار دیا ہوتا۔

افغانستان کے ملاؤں نے جس نظر سے امیر صاحب کی سیاحت پر غور کی ہے انہیں اس کے متعلق رائے زنی کا حق حاصل ہے اور ان کے جو کچھ وجوہ ہو سکتے ہیں انہیں ہم ہندوستانی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے ان معاملات پر رائے زنی کی کچھ حاجت نہیں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

امیر صاحب جس حال میں اپنے ابنائے وطن کے حالات سے واقف تھے انہیں اس سیاحت میں ہندوستان میں آکر اس یا اس کو تو خوش کرنے کی فکر رہی کیوں انہوں نے نہ سوچا کہ انکا طرز عمل اہل وطن کی نظروں میں مشکوک ہوگا۔ بہرحال اس شورش کا جو کچھ بھی نتیجہ ہوگا وہ مفید ضرور ہوگا انشاء اللہ العزیز کیونکہ یا ملاؤں میں آزاد خیالی پیدا ہو جائیگی اور یا امیر صاحب اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔

خودکشی کی اعانت میں آریہ گزٹ میں ستی ہونیوالی عورتوں کے حالات پڑھتا رہتا ہوں حال میں جو دو وارداتیں خودکشی کی ہوئی ہیں انپر آریہ گزٹ نے ان عورتوں کی بڑی تعریف کی ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ عورتوں میں خودکشی کا جو قانوناً جرم ہے رواج دینا چاہتا ہے؟ میں اسپر کسیقدر وضاحت سے پھر لکھوں گا اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس نوٹ پر کیا لکھتا ہے۔

نیوگ اور کثرت ازدواج مندرجہ حاشیہ مضمون پر عنقریب محترم قوم مولوی محمد علی صاحب کا ایک سلسلہ مضامین آریہ پتر کا لاہور میں شروع ہوگا۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے الحکم میں بھی طبع کیا جاویگا۔

قادیان کی آریہ اور ہم پر آریوں کی رائے

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان آریہ سماج کے گویا بانی مبانی ہیں اور وقتاً فوقتاً سماج مذکور کے میر مجلس اور سکرٹری رہ چکے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر نشانات اور پیشگوئیوں کے وہ چشم دید زندہ گواہ ہیں۔ لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام سے منسوب کرکے قادیان کے بازاری اخبار میں جب ظاہر کیا گیا کہ لالہ شرمپت رائے حضرت اقدس کے کسی الہام کے گواہ نہیں تو حضرت حجۃ اللہ نے اتمام حجت کی خاطر قادیان کے آریہ اور ہم کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں چند نشانات اور پیشگوئیاں درج کردیں جنکے لالہ صاحبان گواہ رویت ہیں جب یہ رسالہ تالیف ہورہا تھا اس وقت سے لیکر اسکے چھپنے تک لالہ شرمپت رائے صاحب نے بہارہا چاہا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس رسالہ کے متعلق ملیں لیکن حضرت اقدس نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا۔

”کہ چونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کی تحقیر کرکے شہادت حقہ کو چھپانا چاہا ہے اور ایک سچائی کا خون کر دیا ہے۔ اس لئے میں کسی صورت میں اس رسالہ کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر میں ایسا کروں تو خود حق کو چھپانے والا ٹھیرتا ہوں اور یہ سخت گناہ ہے۔ معاملہ پبلک ہوچکا ہے رسالہ کی شائع ہونیکے بعد انھیں حق ہے وہ جو چاہیں لکھیں اور شائع کریں“ یہ مفہوم تھا حضرت کے منشاء جواب کا جو پہنچتے ہی لالہ شرمپت رائے کو پہنچایا۔ بہرحال لالہ صاحب اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور رسالہ شائع ہوگیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد لالہ صاحبان نے کیا جواب دیا؟ یہ سوال ابھی حل نہیں ہوا۔ اور ہمارے ناظرین کو ابھی انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن لالہ صاحبان کی نسبت آریوں نے کیا رائے قائم کی؟ اسکی ظاہر کرنیکے ایک حد تک ہم قابل ہوگئے ہیں اور اس رائے کو دیکھ کر لالہ صاحبان کی حالت پر سخت افسوس اور رحم آتا ہے اور یہ بیچارے بیچ بیچ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کے مصداق ہو رہے ہیں۔ محض قوم اور برادری کے ڈر سے انھوں نے حق کو چھپایا تھا لیکن قوم اور برادری نے جو سلوک اُن سے کیا ہے؟ وہ انکے ہی اخبار کے الفاظ میں میں ظاہر کرونگا۔

مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیئے۔ کہ لالہ صاحبان کی پردہ دری کا موجب در اصل یہی اخبار ہوا ہے کیونکہ وہ غلط فہمی پھیلاتا یا لالہ شرمپت رائے کے خلاف منشاء ایک امر کو ظاہر کرتا اور نہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا جاتا۔ اور نہ اب انکی پردہ دری ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے لالہ صاحبان سے اس آریہ اخبار کو سخت دشمنی ہے اور وہ کوئی مخفی کینہ نکالتا ہے پچھلے دنوں اس نے لالہ ملاوامل صاحب کی بیٹی کی شادی پر اور لالہ شرمپت رائے صاحب کے لڑکے کی شادی پر دونوں بزرگوں کو خوب جلی کٹی سنائی تھیں اور ان پر سخت حملے کئے تھے اور اب پھر ایک معاملہ کو چھیڑ رہا ہے دھوکر انکے پیچھے پڑا ہے اصل راز تو ابھی اس مخالفت کا کھلا نہیں لیکن امید کی جاتی ہے کہ حقیقت کھل کر رہے گی۔ بہرحال اب اس رسالہ پر اسی اخبار نے ان دونو لالہ صاحبان کے متعلق صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ

”قادیان کے آریہ بھی عجیب پرلے ہی بزدل اور ڈرپوک ہیں بیس پچیس پچیس سال سے وہ آریہ سماج کے ممبر ہیں مگر ساہس اتنا نہیں کہ مرزا کے کسی صریح جھوٹ کی بھی علانیہ تردید کرسکیں مرزا نے بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں انھیں بے نقط سنائی ہیں مگر کیا مجال کہ اُف تک کریں اگر یہ انکی سہن شیلتا اور بُردباری کا سبب ہوتا تو کوئی اعتراض نہ ہوتا اور یا اگر ان کے سہن شیلتا کا تعلق محض انکی ذات تک محدود ہوتا تو ہمیں کوئی گلہ نہ تھا مگر چونکہ ان کی خاموشی انکے علم کے خلاف ہے اس لئے ہمیں ان کی بزدلی پر سخت افسوس ہے۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب خصوصاً ہمارے اس اعتراض کا نشانہ ہیں مرزا صاحب نے ان کو اپنے الہاموں کا گواہ لکھا ہے اور ان کو حلف دیا ہے کہ کیا وہ ہمارے نشانوں کے گواہ نہیں ہیں؟ مگر ان دونوں صاحبوں نے ایسی ہوں سادہ رکھی ہے کہ گویا اُن کو کچھ معلوم ہی نہیں“

اسی طرح پر انھیں غیرت دلائی ہے اور اپنا رونا اور دُکھڑا بھی رویا ہے کہ کسی طرح پر ان کی مدد انھوں نے دامے درمے قدمے نہیں کی شاید یہ ساری مخالفت لالہ صاحبان کی اسی بناء پر ہو مگر خیر بات اس نے معقول کہی ہے۔ اب لالہ صاحبان ان اعتراضوں سے تب ہی بچ سکتے ہیں کہ وہ قسم کھا کر شائع کریں جس طرح پر رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم میں لکھا گیا ہے۔ اگر وہ فی الحقیقت ان الہامات کے گواہ ہیں اور ضرور گواہ ہیں تو امر ناقدرشناس قوم کی پرواہ نہ کریں اور حق کا اظہار کر دیں اور اگر وہ گواہ نہیں تو اسی طرز پر جیسے کہ حضرت اقدس نے قسم کھا کر بیان کیا ہے قسم کے ساتھ موکد کرکے اپنا بیان شائع کر دیں کسی لمبی چوڑی تحریر کی حاجت نہیں اور اگر انھوں نے قسم نہ کھائی تو پبلک بخوبی سمجھ لیگی کہ وہ حق پوش ہیں اور پھر سچائی کا ثبوت اُن کی خاموشی دے گی۔

بہرحال

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب اخفائے شہادت حقہ کے الزام کے نیچے ہیں۔ چونکہ عدالتوں نے بھی شہادت کیلئے حلف اسی لئے رکھا ہے کہ تا شاہد جھوٹی گواہی دینے کی جرأت نہ کرے اور باوجود حلف اگر جھوٹ بولے تو وہ سزا پاتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹ بولتا ہے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ سزا پاوے۔

پس

کل آریہ سماجوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ لالہ صاحبان کو مجبور کریں کہ یا تو وہ قسم کھا کر جیسا کہ ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اپنا انکار شائع کریں اور یا صداقت اور سچائی کو پیار کرنے والی اور سچائی کے گرین کرنے کیلئے ہمیشہ طیار رہنے والے لالہ صاحبان شہادت حقہ کو ادا کرکے سبکدوش ہوں۔

ورنہ

یاد رکھیں وہ اخلاقی طور پر قوم کے نزدیک اور مذہبی طور پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملزم ہیں۔

جنازہ غائب

میاں احمد الدین صاحب احمدی مونگ ضلع گوجرات کی اہلیہ اور میاں عبد الحکیم صاحب احمدی ریاست نابھہ کی بھی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے ڈاکٹر غلام غوث صاحب وٹرنری اسسٹنٹ انسپکٹر ضلع نینی تال کی اہلیہ بھی ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء کو فوت ہوچکی ہے۔ ناظرین دعا مغفرت کریں۔ ہر جگہ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومات کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

ایک اور پیشگوئی پوری ہونے لگی

الحکم کی پہلی اشاعت میں ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کا ایک الہام شائع کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"۔

ابھی اس پیشگوئی کو شائع ہوئے لمبا زمانہ نہیں گذرا کہ اس کے آثار شروع ہوگئے ہیں معزز ہمعصر بدر نے ڈیلی میل کے حوالہ سے یہ نوٹ شائع کیا ہے۔

"اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے کہ جزائر برطانیہ میں سپائنڈلیگ بڑھتی جاتی ہے جس سے خطرہ بڑھتا جاتا ہے یہ ایک قسم کا بخار ہے جس سے تین چار روز میں بیمار مر جاتا ہے ابتک ۲۵ موتیں ہوچکی ہیں"۔ یہ آثار بتا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ بہت ہی قریب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یہ پیشگوئی جو یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں کے متعلق کی گئی ہے جب پوری ہوگی تو ان شورہ پشتوں کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب ہوگی جو کہا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں جہاں ہر قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں کیوں عذاب الٰہی نہیں آتے ہیں؟ اگرچہ اس اعتراض کا معقول جواب پہلے متعدد مرتبہ دیا جاچکا ہے اور تازہ آفات زلزلہ و سیلاب اور دوسرے ذریعوں سے موت کی گرم بازاری اور قحط وغیرہ نے عملی طور پر دیدیا ہے مگر آنکھ کے اندھے اور دل کے نابینا کب فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کسی اور عذاب کے منتظر ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس منذر وحی نے قبل از وقت آگاہ کردیا ہے۔ سننے والے سنیں اور اس سے پہلے کہ عذاب الٰہی آکر فیصلہ کرے فائدہ اٹھائیں۔

ہماری ضرورتیں

میرے محترم بھائی ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے مندرجہ بالا عنوان سے معزز ہمعصر بدر میں چند قومی ضرورتیں پیش کی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس پر احمدی پبلک اپنی رائیں ہی ظاہر کیجاوے میں سلسلہ وار انکی بیان کردہ ضروریات پر بحث نہیں کرتا ہاں وقتاً فوقتاً ان سب پر رائے زنی کرونگا (انشاءاللہ) اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ ہماری قوم میں بھی فی الحقیقت رائے زنی کا مذاق پیدا ہونا چاہیئے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ان امورات پر جو اخبارات سلسلہ میں شائع ہوں فراخدلی سے اظہار رائے ہو جب تک ایسا نہ ہو ایڈیٹران اخبارات کو قومی معاملات کے متعلق رائے زنی کے لئے حوصلہ اور جرأت نہیں ہوسکتی۔ بہرحال ایڈیٹران اخبارات قومی کا فرض ہے کہ وہ جس امر کو اپنی سمجھ اور فکر میں مفید قوم سمجھتے ہیں پیش کردیں۔ اسی اصل کو مدنظر رکھکر ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ مفید قوم امور کو پیش کرنے میں تامل نہیں کیا۔ اور قومی ضرورتوں کو اس کا دماغ محسوس کرتا رہا ہے۔ ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے بہت ہی ضرورتیں بیان کی ہیں میں انمیں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ احمدی ڈائرکٹری اور صنعتی تعلیم

احمدی ڈائرکٹری احمدی ڈائرکٹری کی ضرورت مینے آج سے نو سال پیشتر محسوس کی تھی چنانچہ مینے ۱۴ مارچ ۱۸۹۸ء کے الحکم کے صفحہ ۹ میں **ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا** کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع کیا تھا۔ اور اس کے متعلق ایک نقشہ بھی دیا تھا لیکن اسوقت الحکم کی اشاعت بہت ہی محدود اور تھوڑی تھی اور ابتدائی ایام تھے اسلئے یہ ضروری کام معرض التوا میں رہا۔ پھر میں وقتاً فوقتاً اسکی تحریک کرتا رہا۔

اور پھر مئی ۱۹۰۵ء میں شیرازہ قوم کے عنوان سے مینے مضامین شایع کئے اور چھپے ہوئے فارم بھی خانہ پری کے لئے بھیجے لیکن ایک ہزار بھیجے ہوئے فارموں میں سے بہت ہی تھوڑے پہونچے اور پھر یہ معاملہ کنہائی میں پڑگیا۔ آخر ہم لوگ جو ایڈیٹران اخبار ہیں قوم کی مجموعی امداد کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے خصوصاً وہ کام جو قوم ہی کے کرنے کے ہوں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو پہلے ہی دنوں سے محسوس کیا تھا اور اشتہار بیعت میں بھی اس ضرورت کی تصریح کردی تھی۔ حضرت حکیم الامۃ نے میرے ان مضامین متعلقہ شیرازہ قوم کو از بس پسند فرمایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ یہ **اکھی کی بڑی ضرورت ہے** مگر افسوس کہ ابتک توجہ نہیں ہوئی ورنہ ایسی ڈائرکٹری کا بن جانا کچھ بھی دقت طلب معاملہ نہ تھا۔

ایسا ہی مینے ایکمرتبہ تقویم احمدیہ کا اعلان کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائرکٹری کے منضم کرنے کے لئے احباب کو توجہ دلائی مگر وہ رائے ایڈیٹر الحکم کے دماغ سے نکل کر الحکم کے کالموں میں رہ گئی آئندہ نسلیں یا تو ہمیں کم کہیں گی۔ یا ان امور کو قبل از وقت سمجھکر اتنے ہی پر خوش ہوجائینگی کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے ایک راہ طیار کردی۔ بہرحال ڈائرکٹری کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے مگر یہ پوری ہوسکتی ہے قوم کی توجہ سے قوم کی اعانت اور ہمت سے یہ کہنا آسان ہے کہ ایک شخص خیالی گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھنے کو آمادہ ہوسکتا ہے لیکن کچھ کرتا دہرتا نہیں لیکن جب یہ دیکھا جاوے کہ اس نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کرسکتا تھا تو یہ سوال حل ہوجاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے ضروری سوال قوم کی متفقہ آواز سے حل ہوں اور جو ضرورتیں واقعی تسلیم ہوں ان کے لئے اس کام کا کوئی اہل تجویز کرکے اس کو مناسب امداد دی جاوے یہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک ضرورت تو واقعی ضرورت ہو اور ایک شخص اسکو پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہو لیکن اسکی ضروری اعانت کا سوال معلق چھوڑکر اسے ہدف ملامت بنایا جاوے۔ خدا کرے کہ اس تحریک کی تجدید پھر کوئی اثر پیدا کرسکے۔ آمین۔

صنعتی تعلیم صنعتی تعلیم کی ضرورت کا سوال بھی نیا نہیں اور میں اس تحریک کی تجدید کو دیکھکر بھی از بس محظوظ ہوا ہوں یہ مسرت اسلئے ہے کہ اس ضرورت کا احساس بھی خدا کے محض فضل سے ایڈیٹر الحکم نے اس ضرورت کو بھی کئی سال پیشتر محسوس کیا اور اسپر توجہ دلائی اور مناسب اوقات میں

(باقی)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم کے سامنے بھی اس سوال کو رکھا لیکن بعض مشکلات یا دوسرے وجوہات کی بناء پر یہ سوال بھی معلق ہی چلا آتا ہے میں نے اسوقت جو نوٹ اس ضروری سوال کے متعلق شائع کئے تھے اُن کو میں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

الحکم نمبر ۲۵ جلد ۱۰ مورخہ ۹ / جولائی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ پر یہ نوٹ لکھا

ملک میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے،

ہمارے ہمسایہ قوم ہنود زمانہ کی نبض شناس ہے اور دنیوی معاملات میں اس کا قدم بہت وسیع ہے ابتداءً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اسوقت ہنود نے انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیشدستی کی اور سب سے پہلے اعلیٰ عہدے حاصل کرلئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوے لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کیطرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی تعلیم کا عام رواج دیں گے۔ تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہنچی ہوئی قوم کا کب مقابلہ کر سکتی تھی گو کسیقدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جب کہ انگریزی خواں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار پھرنے لگے۔ تو ہندوؤں نے خوب برمحل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام چلنے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی چنانچہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے لاہور میں ہند ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کرلی اور اب اسمیں سات جماعتیں بھی کھولدی ہیں مسلمان ابتک بیدار نہیں ہوئے۔ ہم کو معلوم دیتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کا اسطرف متوجہ ہونا شائد اپنے لئے کوئی نیک فال سمجھی کہ ہنود صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کرلیا ہے تو بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہے۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بارگراں کے برداشت کرنے کی قابل نہیں رہی اس لئے ہمارے اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت وحرفت کی تعلیم پر غور کرکے مسلمانوں کے بچوں کو کسی کام اور مطلب کے بناویں نری انگریزی پڑھاکر نہیں۔ دین و دُنیا دونوں سے محروم نہ کریں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ ہفتہ سے اس ضروری مضمون پر مسلسل آرٹیکل لکھیں اور مسلمانوں کو بیدار کرنیکی کوشش کریں امید ہے ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین بھی اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

پھر ۱۶ / جولائی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۶ پر شائع کیا

مسلمان اور صنعتی تعلیم

گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اُس کو پڑھ کر ہمارے ایک محسن ومخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا

کہ مسلمان اگر اپنی ساری توجہ قرآن کریم کی تعلیم اور اسکو دستور العمل بنانے میں صرف کریں تو وہ ہر طرح سے ترقی کے اعلےٰ مدارج پر یقینی پہونچ جاویں۔

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اسقدر نہیں بڑھا سکتا جسقدر اسپر عمل کرنیسے

ان کا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسقدر ہے کہ ہم مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ قعر ذلت ونکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقوے اللہ کے نہ ہونے کیوجہ سے ان کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہاں اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسی پر وہ صنعت وحرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر بر رعایت اسباب اُن کو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کرسکیں۔

اس نوٹس کے پڑھ لینے کے بعد میری رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ میں اس سوال کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں اور بذریعہ الحکم کے ذریعہ اس سوال کو مجلس ناظم کے سامنے رکھدیتا ہوں امید ہے کہ وہ توجہ کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اپنے معزز ہمعصر بدر کو بھی متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے وہ بھی اسکی تائید میں قلم اٹھائے گا۔

ایک گورداسپوری وکیل کی ہمت

سردار گنڈا سنگھ صاحب گورداسپور کے ایک وکیل ہیں انہوں نے لاہور کے آریہ گزٹ میں فریاد کی ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہندو طالب علم مسلمان ہوگئے ہیں لہذا آریہ سماج کے تیشنی دوڑیں اور سکھیں اور انکو بچائیں۔ بڑی واویلا کرکے وہ ایک سکول کھلوانا چاہتے ہیں۔ اور بیچارے بھولے بھالے ایڈیٹر آریہ گزٹ اپل کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اصلی واقعہ کو دیکھا تو وہ ایسا جھوٹ جیسے کوئی کہے کہ گدھے کے دو سینگ ہوتے ہیں۔ سردار صاحب کی حمیت کا تو یہ حال ہے کہ خود قادیان تک آنیکی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ جب انہیں انکے خیال کے موافق ایسی ہولناک خبر پہونچی تھی تو انکا پہلا فرض تھا کہ وہ گورداسپور کی سماج کیطرف سے ہی قادیان آتے اور اگر واقعات کا علم پیدا کرتے پھر شور مچاتے لیکن وہ اس دردسی ایسے وارفتہ ہوئے کہ انکو یہ بھی خیال نہ رہا کہ واقعات کی اصلیت تو معلوم کریں۔ سالہ میں بھنڈاری خاندان کی ایک عورت عیسائی ہوگئی تھی اسکے تدارک کے لئے تو وکیل صاحب اور ان کے ہمخیال آریوں سے کوئی زنانہ مشن ہسپتال بٹالہ میں کھل نہ سکا مگر اب قادیان میں وہ آریہ سکول کھولنا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس حوصلہ پر کہ آریہ گزٹ کے خریدار چندہ دیں خود قادیان تک نہیں آسکتے۔ شاید سردار صاحب کو اپنی فروگذاشت پر اب افسوس ہوا ورنہ انہیں معلوم ہو کہ ادہوم ہی تو مروہیں۔ سردار صاحب کو اپنی تردید کرنے کیلئے صداقت مجبور کریگی اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں گے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ناظم اسبات سے ہرگز ناخوش نہیں کہ سماجی یہاں سکول کھولیں بلکہ وہ ایک چھوڑ دس کھولیں مگر جس بناء پر یہ اپیل ہے وہ غلط ہے ہم تو خوش ہیں کہ اگر کلچرڈ پارٹی کا سکول ہوگا تو گوشت خور کی بھی سماج بھی قائم ہوجائیگی۔ اور پھر دونو سماجوں میں گاڑھی چھنے گی۔ اور رونق بڑھیگی۔

استفسار و جوابات

ذیل کے سوالات کا جواب حضرت حکیم الامت کے ارشاد سے لکھا جاتا ہے۔
برادرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
(۱) قبل از وحی و نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دین کے مقلد تھے یا نہیں۔
(۲) آپ عبادات قبل از وحی بر وجود ہی قائم ہو گئے تھے یا کسی کی تقلید پر۔
(۳) آپ نماز نوافل کے طور پر ادا کرتے تھے یا کہ فرض کر کر جیسا کہ فی زمانہ مسلمان ادا کرتے تھے۔
(۴) قبل از نبوت نبی علیہ السلام وضو کرتے تھے یا نہ اگر کرتے تھے تو کس طرح کرتے تھے۔
(۵) شفاعت گنہگاروں کی قیامت میں ہو گی یا نہ۔
(۶) بچہ کے کان میں اذان دینے کی کیا وجہ ہے۔ کیا حدیث سے کہیں یہ امر ثابت ہوتا ہے۔

(۷) واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم و اشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا۔ اس آیت کے معنے مع تشریح لکھیں۔ روز میثاق ہوا تھا یا نہیں۔
(۸) سورہ الم نشرح کی تشریح فرما دیں کہ کس صورت پر صدر مبارک نبوی شق ہوا تھا۔ کیا نبی علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تھا یا کہ شرح صدر سے مراد علم و روحانی قوت زیادہ کی گئی تھی۔
(راقم خاکسار شاہ ولی خان احمدی۔ از مقام چنگا)

جوابات

(۱) قبل از وحی کوئی دین صحیح عرب اور شام میں موجود نہ تھا۔
(۲) (۳) قبل از نبوت عبادات نبوی کا کوئی تذکرہ صحیح ہمیں نہیں پہنچا اور نہ بزرگ ائمہ کو اس کی کبھی فکر پڑی۔
(۴) قبل از نبوت وضو یا بدوضو کرنے کے متعلق کوئی صحیح اور واقعی ثبوت نہیں ملا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت پڑی تھی۔
(۵) شفاعت کا دنیا۔ قبر اور قیامت میں ہونا برحق ہے۔ شفاعت کا ثبوت قرآن کریم میں سے یہ آیت ملاحظہ کرو۔
ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما پ ۵
(۶) جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو آواز بچہ کے کان میں پہلے پڑتی ہے اُس کا اثر دماغ میں مستقل ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ زمانہ کی سائینس اور طب کے رو سے مرض تنفیظ نومی سے ایسا ہی ثابت ہو رہا ہے

سلف یہ امر تو متواتر ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کی فطرت ابتدا سے ہی نیک بخت و مصدر خصائل حسنہ و اخلاق فاضلہ پر واقع ہوئی تھی اور کبھی آپ پر کوئی کسی قسم کی تہمت کا الزام نہ لگا تھا چنانچہ خداتعالےٰ نے آپکے وجود مقدس نبوت کی ابتدائی زندگی کی طہارت و پاکیزہ روش کے متعلق اہل عرب کے آگے یہ آیت پیش کی فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنے لے نبی انکو کہہ دے کہ میں تمہارے درمیان چالیس برس اس دعوے نبوت سے پہلے زندگی بسر کی ہے مجھ پر کوئی الزام و تہمت نہیں لگی تو اب خدا پر کیوں جھوٹ بولونگا۔
سلہ پس اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینا بانی اسلام اس لئے ٹھہرایا ہے کہ بچہ کے کان میں جو پہلی آواز جاوے اسکی فطرت میں قائم ہو وہ توحید الٰہی و رسالت نبوی کی آواز ہو۔ اللہم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ افضل الصلوات ٭

بعض زبان کے لکچرز (خطبات) بعض ایسے آدمیوں نے پورے پورے ادا کئے ہیں جن کو اس زبان کی کوئی واقفیت نہ تھی جب وہ اپنی ماں کی گود میں تھے تو انھوں نے اپنی ماں کی زبان سے سنے اور ویسا ہی جوانی کے زمانہ میں ادا کر دیے۔ بچہ کے کان میں اذان دینے کے متعلق احادیث نبوی میں ارشاد موجود ہے۔
(۷) واذ اخذ ربک الخ اس آیت کی تشریح ہماری[1] کتاب فصل الخطاب میں ملاحظہ کرو۔ میثاق برحق ہے قرآن کریم و احادیث نبوی اس کے شاہد ہیں لیکن ارواح کا جسم سے پہلے موجود ہونے کا ثبوت کوئی نہیں۔
(۸) اس میں شک نہیں کہ آپ کا شق صدر ہوا۔ قرآن کریم اسپر صریح الم نشرح لک میں ارشاد فرماتا ہے۔ بھلا آپ غور کریں اگر شرح صدر نہ ہو تو وہ کام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزمرہ کرتے تھے کسی غیر منشرح الصدر کا کام ہے آپ کی نو یا گیارہ بیویاں تھیں اور سب کی سب آپ پر فدا تھیں اُن کے ساتھ اگر آپ کامل معاشرت نہ فرماتے تو کیا وہ رہ سکتی تھیں پھر پانچ وقت آپ ہی جماعت کرانا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا پھر تہجد کو بطور فرض اتنی لمبی قرات سے پڑھنا کہ سورہ بقر۔ سورہ آل عمران سورہ نسا سورہ مائدہ بھی کبھی ایک ایک رکعت میں پڑھ جاتے تھے پھر عرب کے وحشیوں سے مناظرہ یہود سے مناظرہ عیسائیوں سے مناظرہ غرض علماء جہلا دونوں سے مقابلہ اور پھر اپنا ایک ہی طرز واحد رکھنا۔ پھر یہی نہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو بلکہ اپنی تاثیر سے ہزاروں کو عملی طور پر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے سائل نے کوئی ایسا لیڈر دیکھا ہو تو ذرہ اس کا نام ہی بتائیں۔ کہ اس کی تقریر سے لوگ اپنے جان و مال اور سر ایک چیز کو استقلال و دوام کے ساتھ قربان کر دیں پھر تمام بادشاہان وقت سے خط و کتابت کرنا اور پھر باوجود اس کے اسورہ حجرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صحابی کو بولنے کی اجازت نہ تھی پھر رات دن کی مہمان نوازی کے لئے نہ کوئی خزانہ ہے اور نہ کوئی مہمان خانہ تھا نہ کوئی باورچی خانہ ہے نہ کوئی لنگر کا مہتمم ہے نہ کوئی چارپائی ہے اور پھر کوئی مہمان ناراض نہیں جاتا۔ پھر قوانین جن میں عبادات و معاملات و روحانی اخلاق کی اصلاح ہو سکے اُن کا وقتاً فوقتاً ایجاد کرنا اور ان کو کر کے دکھا دینا اور عمل کروا دینا پھر سارے معاملات کا فیصلہ بھی آپ ہی کرنا۔ پھر فوجی افسروں کو مقرر کرنا اور کمان اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ساری سکرٹری شپ (یعنے منشی کا کام) آپ کی زبان ہی تھی پھر عرب جیسے جنگجو طبائع کو مسخر کرنا اور اُن کے عمائد کو اُن کے غربا کے ساتھ کھڑا کر دینا اور سب کے سر زمین پر جھکا دینا اور پچھلے خواہ کتنے ہی بڑے شریف ہوں اور اگلے خواہ کتنے ہی وضیع ہوں اُن کے پاؤں کے ساتھ اُن کے سروں کو لگا دینا۔ تمام ملک کی خبر رکھنا اور فوجوں کی روانگی کے لئے ایسا سخت انتظام رکھنا کہ کسی کے مال کو راستہ میں چور نہ لوٹیں اور فتح کے وقت ایک سوئی یا ایک سوئی کا دھاگا کسی سپاہی کو کسی سے لینے کی اجازت نہ دینا۔ پھر قرآن شریف کو ایسا یاد رکھنا کہ ایک نقطہ اور زیر و زبر کی غلطی نہ ہونے دینا بعض دنوں آپ نے صبح کی نماز سے لیکر عشا کی نماز تک لکچر خطبہ پڑھا ہے۔ نہ زبان کو وقفہ نہ بیان میں

[1] حضرت مولوی نورالدین صاحب

اختلاف ہوا اور پھر تئیس ۲۳ برس کے سارے ہدایت نامہ میں یہ کہنا کہ اُن میں کوئی اختلاف نہیں اور پھر تئیس ۲۳ برس اس عہدہ کی خدمت کرنا کیا کوئی ایسا گورنر جنرل آپ نے دیکھا ہے جو تئیس ۲۳ برس کی ملازمت میں لفظ بول سکے۔

پھر کھانا۔ پینا۔ مکان میں رہنا۔ بیوی سے تعلق رکھنا۔ سفر کرنا۔ صلح کرنا۔ جنگ کرنا۔ معاملات بیع و شرا۔ تجارت۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق۔ قضاء۔ شہود۔ شہادات۔ معاہدات مرنے کے بعد کے قوانین۔ یتامیٰ اور کم عقلوں کی خبر گیریاں اور اُن کے اموال وغیرہ کی حفاظتیں اسکے سوا ادب الٰہی کے نیز ہر شغل و کاروبار اور ہر قسم کے مراتبات اور قسم قسم کی حلقوں میں اٹھتے بیٹھتے سوتے چلتے پھرتے۔ جماع۔ ولادت۔ موت اور قسم قسم کی آیات اللہ جیسے خسوف کسوف اور ان کے متعلق الٰہی یادگاریں اور دعائیں اور قوانین تجویز کرنا پھر ایسے آرام سے بیٹھ کر بیویوں کو کہنا کہ آؤ میں تمہیں جاہلیت کے زمانہ کی کہانیاں سناؤں۔

اگر آپ کو شرح صدر کے متعلق کوئی دقت ہے تو اس آیت پر توجہ کرو جس میں لکھا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ وہی صدر کا لفظ اس میں موجود ہے۔ اس شرح صدر کے لئے ضرور ہے کہ صاحب شرح صدر کو ایک نظارہ دکھایا جاوے جس میں اس کا سینہ چیر کر اس میں حکمت و نور و ایمان بھر دیا جاوے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں کس طرح آنحضرت نے گزارہ کیا۔ شخصی سلطنتوں کی سلطنت حبش اور یہودیوں کے ماتحت کس طرح گزارہ کیا۔ پھر جب آپ نے جمہوری سلطنت وہاں تک دیکھی تو کس طرح گزارہ کیا ہے پھر عرب جیسے بے قانون ملک کو کس طرح قانون کے نیچے جکڑ دیا ہے یہ وہی جانتا ہے جو شرح صدر کی مشکلات سے واقف ہو۔

قومی ضرورتوں کے متعلق تحریکیں

یتیم کی امداد ایک یتیم کی امداد کے لئے دست سوال دراز کیا گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ اس کی طرف توجہ کی گئی ہے اگرچہ یہ رقم بہت عرصہ پہلے پوری ہو جانی چاہئے تھی تاہم اب اُمید کیجاتی ہے کہ جلد تر اسکے ایک سال کے اخراجات کیلئے ؎۸۰ جمع ہو جائیں گے اسوقت تک مندرجہ ذیل بزرگان نے توجہ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان پر اپنے برکات نازل کرے اور انکی اولاد کو داغ یتیمی سے محفوظ رکھے۔

چودہری محمد دین صاحب افسر مال دہلی	صہ ؍
سید محمد نذیر حسین صاحب کٹھالیاں	؎۳ ؍
منشی غلام محمد صاحب شاخ شمالی ۹۹ ڈاکخانہ سرگودہا	عہ ؍
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ	۸ ؍
مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلارک ڈاکخانجات ڈیرہ اسمٰعیل خان	عہ ؍
میاں غوث محمد آف گوبلکے	۲ ؍
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر منتھرا	صہ ؍
بابو محمد ثناء اللہ صاحب پلیڈر لاہور	صہ ؍
محمد دین صاحب میرک	ا ؍

دس وظائف جن دس وظائف کیلئے اعلان کیا گیا تھا۔ انکے متعلق بجز شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد کے سوا کسی اور بزرگ کا خط نہیں آیا۔ شیخ صاحب پہلے سے پانچ روپیہ ماہوار مدرسہ کے عام اغراض کے لئے چندہ دیتے ہیں اس تحریک میں جونکہ ان کا نام بھی تھا انہوں نے نہایت خوشی سے ؎ ماہوار مستقل طور پر وظیفہ دینے کے لئے منظور فرمائے ہیں۔

اور ابھی فنڈ میں عـــہ یک مشت حضرت حکیم الامۃ نے دئے ہیں۔ ایک سال کے لئے چھ سو روپیہ (ستما) دس وظیفوں کے لئے مطلوب ہے جن میں سے ابھی ایک سو بھی پورا نہیں ہوا۔ وہ بزرگ جن سے خصوصیت سے نام لیکر مدد مانگی گئی تھی امید ہے جلد تر توجہ فرمائیں گے۔

کس کی اشاعت سب سے زیادہ ہے؟

کچھ عرصہ پہلے اُردو اخباری دنیا میں یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار اپنی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے اردو اخبارات میں اول نمبر ہے۔ چونکہ کسی اُردو اخبار کی اشاعت اسکے مقابلہ میں بڑھکر نہ تھی اس لئے کسی کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوئی کہ اسکے دعویٰ کو باطل کرے مگر جب **ہندوستان** لاہور سے جاری ہوا تو اُس نے وہی سال کے اندر غیر معمولی ترقی کرکے پیسہ اخبار کو اشاعت کے لحاظ سے مقابلہ کیلئے للکارا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ **ہندوستان** کو ایسے مقابلہ کی حاجت نہ تھی لیکن بعض امور ایسے پیش آگئے کہ ہندوستان کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا پڑا۔ اور درحقیقت ہندوستان نے ملکی خدمت کے لحاظ سے اچھا کیا کیونکہ اشاعت کے سوال کا فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے پبلک کو مغالطہ لگ سکتا تھا اور اور نہیں تو کم از کم اشتہاری دنیا کو اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ **ہندوستان** کا دعویٰ ہے کہ اس کی اشاعت پیسہ اخبار سے زیادہ ہے۔ پیسہ اخبار نے اسکے اس دعوے کو تو جھوٹا ثابت نہیں کیا ایک مرتبہ یہ کہا کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دینے کو طیار ہے اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ پیسہ اخبار کی اشاعت سب سے زیادہ نہیں۔ مجھے پیسہ اخبار کے اس جواب پر حیرانی ہوئی تھی کہ بجائے اسکے کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دیکر وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتا کہ میری تعداد اشاعت اسقدر ہے؟ اس شرط بازی سے کچھ فایدہ نہیں صرف تعداد اشاعت بتادینا گناہ نہیں۔ اگر ہندوستان کی اشاعت واقعی پیسہ اخبار سے زیادہ ہے تو یہ بُرا ماننے کی جگہ نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ **ہندوستان** نے اپنی وقعت اور ناظرین بڑھانے میں کامیابی حاصل کی اور وہ اخباری برادری کا ایک فرد ہے مگر ہندو مسلمانوں کا بیہودہ سوال ایسے امور میں بھی دراندازی ہو جاتا ہے اس کو برطرف کرکے ہمارے معاصرین کو اس تنقیح اشاعت کا دو حرفی فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اور خصوصاً اُن لوگوں کو جو اشتہاری برادری کے ممبر ہیں پیسہ اخبار کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی صحیح اشاعت پبلک کو بتائے اور اگر پیسہ اخبار اپنی اشاعت ہندوستان سے زیادہ ثابت نہ کرسکے تو نہایت نیک نیتی سے اس کو تسلیم کرلے اور یہ امر بھی اخلاقی پہلو سے اسکے لئے مسرت ہی کا موجب ہوگا۔ اور اگر پیسہ اخبار کی اشاعت زیادہ ہو تو ہمعصر ہندوستان اپنی غلطی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن یہ سوال ابھی حل نہ ہوگا بہتر ہے چند معززین کی ایک کمیٹی ہو جس میں دو نو ہمعصر اپنے دعوے کا ثبوت پیش کریں آخر بالاخر اسکا فیصلہ شایع ہو جاوے۔ مجھے امید ہے کہ پیسہ اخبار اس پر توجہ کریگا اور ہمعصر ہندوستان بھی اپنا خیال ظاہر کریگا کہ کیا وہ کمیشن کا فیصلہ منظور کرے گا؟

حدیث معراج سے حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے غور کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آجکل ہمارے گاؤں موضع دوالمیال اور گرد نواح کے دیہات میں عام لوگوں کے درمیان حیات و وفات مسیح پر خوب بحث ہو رہی ہیں کیا مرد کیا عورتیں ہر ایک اسی شغل میں مصروف ہے جہاں چار پانچ آدمی باہم مل کر بیٹھتے ہیں وہاں یہی ذکر کیا جاتا ہے ایک دو شخص یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت دشمن ہیں رات دن ان کا یہی وعظ ہے کہ مرزئیوں نے قرآن شریف کو بدل دیا ہے قدیم کتابوں کو نہیں مانتے حدیثوں کی تاویلیں کرتے ہیں چنانچہ جو آدمی ان کو ملتا ہے اس کے آگے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے - لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ الخ قال فانزل فاقتلہ - اللہ ایں لیئے مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ جب قرآن شریف اور حدیث معراج سے جو بخاری میں درج ہے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہو گئی تو پھر یہاں عیسیٰ سے آپ مثیل عیسیٰ کیوں مراد نہیں لیتے اور تاویل کو کیوں آپ برا سمجھتے ہیں کیونکہ تاویل تو قدیم سے علماء کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ضرورت کے وقت تاویل کی جاتی ہے دیکھو بخاری میں ہے اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی او مسند دارمی میں ہے - مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام اب بتاؤ الارض کے خزائن کی کنجیاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر رکھی گئیں اور ملک شام میں آپ کی سلطنت واقع ہوئی یا آپ کے نائب اور مثیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وہ کنجیاں ملیں اور بلاد شام میں ان کی سلطنت واقع ہوئی پھر اس حدیث کو پڑھو جو بخاری کتاب الادب میں ہے عن انس رضی اللہ عنہ ان رجلا من اہل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قائمۃ قال ویلک ما اعددت لھا الخ فمر غلام للمغیرۃ وکان من اقرانی فقال ان اخر ھذا فلم یدرکہ الھرم حتی تقوم الساعۃ - اب اگر تاویل نہ کی جاوے تو مغیرہ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت کا قائم ہونا کیونکر مانا جاتا ہے اسے تو فوت ہوئے بھی مدت گذر گئی مگر ابھی تک قیامت نہیں آئی اور ما اعددت لھا سے ظاہر ہے کہ مراد الساعۃ سے وہی قیامت ہے جس میں حشر اجساد ہو کر حساب کتاب ہو گا پس آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مرزئی تاویلیں کرتے ہیں اور قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے ہرگز درست نہیں اور عام لوگوں کے سامنے تمہارا یہ دعوے بھی کہ تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں اسی جسم کے ساتھ زمین پر اُترے گا بالکل غلط ہے ظاہری معنوں پر زور دینے والو اب میں تمہارے آگے شیخ الاسلام شرح بخاری سے چند حوالے پیش کرتا ہوں سُنیئے (۱) وقال انس فلما مر جبریل بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذا قال ھذا ادریس ثم مررت بموسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذا قال ھذا موسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذا قال ھذا عیسیٰ الخ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا ہے اور حضرت عیسیٰ نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح یہی جواب دیا کہ مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح“ اگر ان کے امتی ہونے کا اعتقاد صحیح مانا جاوے تو ایک امتی کا اپنے پیشوا و مقتدا کی نسبت والاخ الصالح کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اسی حدیث میں حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا جواب بجائے والاخ الصالح کے والابن الصالح درج ہے اگر حضرت عیسیٰ کا دوسرے انبیاء کے برخلاف خاکی جسم ہوتا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس عجیب جسم کا جو بغیر طعام اس وقت تک آسمان پر موجود ہے کیوں نہ ذکر فرماتے (۲) در صحیح مسلم از انس مرفوعاً - گذشتم بموسیٰ شب اسری نزد کثیب احمر کہ آنجا قبر موسیٰ است وحالانکہ وے ایستادہ نماز میگذارد در قبر خود واز ابی ہریرہ ہمچناں در قصہ اسری کہ ازاں جملہ انبیست ودیدم خود را در جماعۃ از انبیاء پس ناگاہ موسیٰ ایستادہ نماز میگذارد وناگاہ وے مرد لیست ضرب جعد وناگاہ عیسیٰ بن مریم ایستادہ نماز میگذارد نزدیک ترین مردم بوے از روے مانند عروہ بن مسعود است وناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز میگذارد وشبیہ ترین مردم بوے صاحب شما است کنایت از ذات شریف خود کرد پس وقت نماز شد پس امام شدم الجماعۃ را در نماز گفت بیہقی ودر حدیث سعید بن مسیب از ابی ہریرہ آمدہ کہ ملاقات آنحضرت ایشاں را در بیت المقدس پس حاضر شد نماز پس امامت کرد ایشاں را پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم پیشتر جمع شدند در بیت المقدس“ (شیخ الاسلام کتاب الانبیاء) مدعیان حیات مسیح بتاویں کہ جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے وہ جسم تو باعتقاد آپ کے آخری زمانہ میں اُترے گا پھر بیت المقدس میں کس جسم کے ساتھ اُتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس یا تو اسی جسم کے ساتھ اُترے ہونگے یا اس کثیف جسم کو آسمان پر چھوڑ کر دوسرے انبیاء کی طرح لطیف جسم میں نازل ہوئے یہ دو تو صورتیں تمہارے دعوے کو باطل کرتی ہیں بصورت اولیٰ اُس جسم کا رفع و نزول تو آپ لوگ ایک ہی دفعہ مانتے ہیں یعنے یہود کے خوف سے وہ جسم اسوقت آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیا جاویگا بصورت ثانی آپ لوگ تو سوائے آخری زمانہ کے حضرت عیسیٰ کے اُس خاکی جسم اور روح میں جدائی نہیں ڈالتے یہ تو موت ہے جسکے آپ قائل ہیں نیز جدائی کے وقت اُس جسم کا زمین میں مدفون ہونا ضروری ہے نہ آسمان میں - شاید حضرت عیسیٰ بیت المقدس میں ہی خاکی جسم چھوڑ گئے ہونگے کیونکہ اُس وقت یہود کا کچھ خوف نہ تھا جو اُن کے جسم خاکی کے رفع کا اصل باعث ہے - بہتر ہے کہ کوئی صاحب میرے اس سوال کو بھی حل کر دے کہ جب حضرت عیسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو پھر وہ اپنے جسم کو کس چیز پر سوار کرکے اور کس رستہ سے ہو کر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے کیونکہ اسی معراج کی حدیث میں لکھا ہے فلما جاء الی السماء الدنیا قال جبرئیل لخازن السماء افتح قال من ھذا قال ھذا جبرئیل قال معک احد قال معی محمد قال ارسل الیہ قال نعم الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راستہ سے نہ عیسیٰ علیہ السلام اُترے نہ پھر واپس چڑھے ورنہ خازن اس طرح کیوں پوچھتا علاوہ اسکے جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی وہ تو آپ بخوبی دیکھ چکے تھے پھر اُسی جسم کے ساتھ آسمان میں مسیح کو دیکھ کر آپ کا یہ فرمانا قلت من ھذا قال ھذا عیسیٰ“ کیا معنے رکھتا ہے چونکہ ظاہری معنوں کے برخلاف جانا ہمارے معترضین کے نزدیک سراسر گمراہی ہے لہذا اس معاملہ میں اصل ہدایت سے ہم کو آگاہ کیا جاوے (۳) مدعیان حیات مسیح کا یہ اعتراض کہ احمدی جماعت کے علماء تاویلیں کرتے ہیں بہت ہی بیجا اعتراض ہے ان کے اس اعتراض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف نہیں ورنہ وہ ایسی باتوں سے کیوں انکار کرتے جن سے خود ان کی اپنی مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں اگر

تاویل کرنا خصوصاً ایسی تاویل جس کے لئے سخت ضرورت در پیش ہو کفر یا الحاد ہے تو پھر علماء اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس الزام سے بری نہیں ہو سکتا اب میں انبیاء کی حیات مابعد الموت کی نسبت جو بحث اس شرح بخاری میں کی گئی ہے لکھتا ہوں جس سے علاوہ موت مسیح کے ناظرین کو علمائے متقدمین کی تاویلوں کا حال بھی معلوم ہو جائیگا۔ "روایت کردہ احمد از طریق دیگر از ابی ہریرہ مرفوعاً کہ فرمود آں حضرت شبے کہ سیر کردہ شد بمن تمام پائے خود را جائے کہ نہادند انبیاء پاہائے خود را از بیت المقدس پس عرض کردہ شد بر من عیسیٰ بن مریم الحدیث ومیتوانند شد رویت انبیاء در لقظہ چہ انبیاء افضل اند از شہداء و شہداء زندہ اند نزد پروردگار پس حیات انبیاء باید کہ بر نحو اتم واکمل باشد از حیات شہداء بس در زینت کہ نماز گذارند و حج کنند" (شیخ الاسلام) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اسی خاکی جسم کے ساتھ ہر سال حج بھی کرتے ہیں جو صاحب ان کے حلیہ سے واقف ہیں انہیں چاہیئے کہ حج کے دنوں میں تلاش کریں شاید ان کو ملجاویں تو منت زاری کریں کہ حضور اب تو کسر صلیب اور قتل خنزیر کا وقت ہے آپ آسمان پر جا کر کیا کرینگے امید ہے کہ وہ زمین پر ہی رہجائینگے اور اس انتظاری سے لوگوں کی جان چھوٹے گی۔ "و جمع نمودہ بیہقی کتاب در حیات انبیاء در قبور وارد کردہ دراں حدیث انس کہ انبیاء زندہ اند در قبور خود کہ نماز میگذارند الخ و آوردہ است بیہقی از روایت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی کہ یکے از فقہائے کوفہ است از ثابت بلفظ دیگر کہ انبیاء گذاشتہ نمی شوند در قبور خود پس از چہل شب ولیکن ایشاں نماز میگذارند پیش خدا تا آنکہ نفخ کردہ شود در صور" جب انبیاء سابقین میں مسیح علیہ السلام کا شامل ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو بموجب اس حدیث کے وہ قیامت تک وہی نماز دوسرے انبیاء کی طرح پڑھتے رہینگے اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے اس لئے بیہقی نے اس کی یہ تاویل کی "مراد آنست کہ گذاشتہ نمیشوند کہ نماز گذارند مدت چہل روز پس ازاں نماز گذار باشند پیش خدا یعنی محجوب از انظار مردم" پھر شارح علیہ الرحمۃ آگے لکھتے ہیں "صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ مالکے کہ ازاں حضرت ماندہ ہم بر ملک او باقی است چنانچہ در حالت حیات بود و انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانچہ اموات را (پھر آپ کی زندگی میں ورثہ نبوت کا مالک حضرت عیسیٰ کو جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا کیوں سمجھا جاتا ہے) و از آنچہ مشکل میشود دریں جا حدیث صحیح یا من مسلم یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (اس حدیث کو حیات دائم کے برخلاف پا کر شارح نے یہ تاویل کی) یعنی طریق آنست کہ تحقیق رد کردہ است حق تعالیٰ بر من روح از پیش آن دیگر آنکہ مراد از رد روح نہ روحی کہ فرستادن روح باشد بقالب میت بلکہ عبارت ست از توجہ و اقبال روح اقدس اطہر از اشتغال و استغراق بشہود حضرت قدس و مشاہدہ ملاء اعلیٰ بسوئے ایں عالم تا رد سلام و جواب آں میسر گردد دیگر آنکہ ایں کلام خطاب ست بر مقدار فہم اہل ظاہر کہ در تفاہم و تعارف ایشاں از سماع کلام و رد جواب از موتی بے رد روح ممکن و متصور نباشد (ہمارے معترضین اہل ظاہر جو پہلی کتابوں پر اپنا عمل درآمد بتاتے ہیں اور جو حدیث انہ نازل اور فانزل ناقلہ سے حیات مسیح پر دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اور دیگر محاورات عرب میں صدہا ضمائر غائب بلکہ ضمائر مخاطب اور متکلم کی ایسی پائی جاتی ہیں جن میں ان کا مثیل مراد ہے نہ اصل وہ ذرہ یہاں رد روح کی تاویلات و توجیہات پر غور کر کے اپنے کفر نامہ کی پڑتال کریں کہ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں کوئی مسلمان باایمان بھی گذرا ہے یا نہیں) شیخ علاء الدین قونوی کہ از علماء ارباب تصوف ست میگوید کہ اعتقاد حیات انبیاء در قبور و وجود ایشاں در روئے پردہ کہ پیش از وفات ثابت بود و استمرار و استقرار ایشاں در قبور ہم بر یک وجہ از مسائل فروع نیست کہ در روئے بدلائل ظنیہ غیر قطعیہ اکتفا تواں کرد و مشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشاں را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ و فانی شدہ و ادعاء عود آں حیات را دلیلے قاطع و حجتے ساطع باید تا اعتقاد بداں صورت بندد با آنکہ اعتقاد داریم بحیات ایشاں نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتے کہ اکمل و اعلیٰ است ازیں حیات متعارف و اعتقاد داریم کہ آں حضرت بار فیق اعلیٰ ست بسموات اعلیٰ نزد سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ الماویٰ و ایں حالت افضل و اکمل است ازینکہ در قبر مقیم بود اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فسحت و وسعت در قبر مومن میکند کہ مد بصر باشد چہ جائے قبر سید انبیاء و سرور اہل اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم ولیکن بودن آں در جنت اعلیٰ کہ عرض وے سموات والارض بود با آنکہ در حدیث آمدہ کہ انبیاء را بعد از چہل روز در زمین نگذارند و ایشاں نماز میکنند پیش پروردگار خود تا نفخ صور و در حدیث دیگر آمدہ کہ من گرامی ترم نزد پروردگار خود از انکہ بعد از سہ روز مرا در قبر بگذارد پس ظاہر شد کہ تعلق باقامت انبیاء علیہم السلام باین حیات در قبور و استمرار ایشاں در روئے چنانچہ پیش از وفات بود متعذر ست و صلوٰۃ موسیٰ در قبر دلالت ندارد بر استمرار اقامت او در روئے کیف و حال آنکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ آنحضرت او را و انبیاء دیگر را صلوات اللہ علیہم اجمعین در سموات ملاقات کردہ پس توفیق آں بود کہ با وجود قرار ایشاں بر سموات گاہے انتقال بجائے دیگر از موضع قبر وغیرہ نیز کنند" یہ عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ نہیں اس کی زندگی بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہے اور وہ کبھی کبھی اپنی قبر وغیرہ کا بھی سیر کرتا ہے اگرچہ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے لیکن پہلی کتابوں کے حوالے مانگنے والوں اور تاویل سے ناراض ہونے والوں کی خاطر شیخ علاء الدین کے برخلاف جو کچھ اس شرح میں لکھا ہوا ہے وہ بھی درج کر دیتا ہوں جس سے مسیح کا دوسرے انبیاء کی طرح قبر میں ہونا ثابت ہے۔ "واما آنکہ تو نوی تفصیل و ترجیح دادہ بودن آنحضرت را در جنت اعلیٰ بر استمرار در قبر شریف جواب وے آنست کہ قبر اعاد مومنین روضہ ایست از ریاض جنت پس قبر شریف سید المرسلین افضل ریاض جنت باشد و تواند بود کہ دیرا صلی اللہ علیہ وسلم در قبر از تصرف و نفوذ حالتے بود کہ سموات و ارض چناں حجاب مرتفع باشد بے تجاوز و انتقال زیرا کہ امور آخرت و احوال برزخ بر احوال دنیا کہ مضیق حدود و جہات ست قیاس نتواں کرد و آنچہ در تطبیق صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام در قبر و رویت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم در آسمان گفتہ کہ انبیاء علیہم السلام با وجود استقرار ایشاں بر سموات گاہے بر قبور نیز نزول و انتقال میکند کسے کہ قائل استمرار ایشاں نیست در قبر بر عکس آں میرود و میگوید کہ با وجود قرار ایشاں در قبور بعضے احیان بقوت نفوذی کہ در عالم ایشاں را دادہ اند عروج انتقال بسموات نیز نمایند یا گوید کہ مراد دیدن آں حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم مر ایشاں را در قبور در حالت مرور آں حضرت ار سموات بنزدیکے کہ ذکر یافتہ است یعنی قولہ فی السماء ساد سنہ حال شلاً از فاعل باشد و مفعول پس استقرار در آسمان صفت آں حضرت باشد نہ انبیاء" (شیخ الاسلام شرح بخاری) اب حیات مسیح کے مدعیو آپ کے علمائے متقدمین جنکی کتابوں کے آپ حوالے چاہتے ہیں وہ تو حضرت عیسیٰ کا مرنے کے بعد بھی آسمان پر رہنا نہیں مانتے اور معراج کی رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر انبیاء دیکھے کیا موسیٰ کیا عیسیٰ وہ سب کے سب قبروں میں دیکھے یا قوت نفوذی کے زور سے قبروں سے آسمان میں بھی گاہے گاہے جاتے ہیں بالفرض خواہ انبیاء کے بموجب قول شیخ علاء الدین

قوتوں کے آسمان میں سمجھا ہوا ہے خواجہ صاحب با عتقاد شیخ جلال دہلوی کے "چنانچہ ملفوظ ہے۔ است در نہ بیند باشد در سرزمین موت" (ارتق) ان کا قرار قبر ہی میں ما نو دہ نو قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہے اب ہمارے مولوی صاحبان انصاف فرماویں کہ جب یہ علما ایسی تاویلوں سے جن سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح فوت ہو گئے آپ لوگوں کے نزدیک کافر نہیں تو پھر احمدی علما کے حق میں بوجہ وفات مسیح یا تاویل کیوں کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اے مسجد کے ملاؤ کیوں اپنے آپ کو تباہ اور مخلوق خدا کو گمراہ کر رہے ہو۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان۔ ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان۔ ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین۔ دل سے ہیں خدام ختم المرسلین۔ شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں۔ خاک راہ احمد مختار ہیں۔

(کرم داد احمدی از دولمیال ضلع جہلم)

شاہ کابل کا ایک ہندی وکیل

اخبار زمیندار مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون بعنوان (ہز میجسٹی امیر صاحب برکتہ جیبیان) شائع ہوا ہے جسکی اخیر پر یہ عبارت تحریر ہے۔ احمدی جماعت کے ایک رکن اعتراض کرتے ہیں کہ جب ہز مجسٹی امیر صاحب عام مذہبی خیالات کا اس قدر پاس کرتے ہیں کہ محض ہندو صاحبوں کی خاطر گائے کی قربانی نہیں کرنے تو انھوں نے احمدی جماعت کے ایک معزز شخص کو کابل میں سنگسار کرنیکا کیا حکم دیا۔ اسپر ایڈیٹر صاحب اخبار زمیندار لکھا ہے صاحب... [illegible] ... صاحب کو یہ واضح رہے کہ افغانستان ... سلطنت ... اسلامی احکام کی حکومت ہے جب علماء کابل نے اس احمدی شخص کو ... [illegible] ... مجبور ہو گئے۔

... [illegible] ... احمد صاحب کو مذہبی علوم میں اچھے جانتے ... [illegible] ... ثابت ہوا کہ آپ یعنی کابل ... [illegible] ... بعض خوشامدی اخبار نگیار ... [illegible] ... عبد اللطیف مرحوم کے ارتداد کے ... [illegible] ... کیا کہ امیر صاحب کے رکھے ہوئے ... [illegible] ... پیش کیا گیا جس پر حکم سزا رجم صادر ہوا اور کس حکم شرعی کے بموجب ... انگریزی علاقہ سے کابل میں طلب کیا گیا۔ کیوں نہیں یہ حکم دیدیا کہ چونکہ وہ شخص ہمارے عقیدہ کا آدمی ہے ہمارے علاقہ میں نہ آوے۔ اگر ملاؤں کی زبان ہی اسلامی شریعت ہے تو کابل کی اسلامی حکومت معلوم۔ اگر صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا مرزا غلام احمد صاحب کو امام یا مجدد یا مہدی یا مسیح ماننا ارتداد ہے تو امام مالک۔ امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی۔ امام احمد حنبل کے مقلد سبھی مرتد ہوئے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ جاننا ارتداد ہے تو اس سے پہلے کے بہت علما و فضلا و امام مرتد ہوئے اور اگر ان کا ارتداد کا باعث اعتقاد ثبوت ہی کہ انگریزوں کی پُر امن سلطنت سے جہاد کرنا ممنوع سمجھتے تھے تو امیر صاحب عام مسلمانوں میں یہ اعلان کیوں نہیں جاری فرما دیتے تاکہ کابل کا اسلامی سلطنت ہونا با حسن وجوہ ثابت ہو جائے اور امیر صاحب کے خطاب ضیاء الملت والدین کے ساتھ لفظ غازی کا اضافہ ہو جائے پھر اس وقت اگر اُن کی رعایا کا کوئی آدمی اس جہاد کا انکار کرے تو مرتد سمجھ کر سنگسار کیا جائے۔ مجھے کابل کے ملاؤں پر تو کچھ افسوس نہیں یہ فرقہ تو ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے جس نے اندلس کی تاریخ پڑھی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس سلطنت کی تباہی کا باعث یہی حضرات تھے۔ افسوس ہے تو اخبار زمیندار کے لایق ایڈیٹر پر ہے جنھوں نے بے سوچے سمجھے بلا کسی دلیل و حجت کے یہ مان لیا کہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم مرتد ہو گئے تھے۔ اور امیر صاحب کے اس شرعی جرم (ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم) کو جائز قرار دیدیا اور پھر کابل کو اسلامی حکومت کے باعث سمجھا لیا سکتا ہے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ اگر اسلامی حکومت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ کابل میں ہے تو اسلامی شریعت کی تحریف کی تحقیق نہیں ہے۔ اسلامی شریعت تو وہ برکتیں اپنے اندر رکھتی ہے جس پر عمل کرنے سے مسلمان تمام دنیا کے مالک ہو گئے تھے اور اس شریعت کے ترک عمل نے ہی مسلمانوں کو .... تحت مذلت میں گرا دیا۔ یہ بھی کوئی اسلامی شریعت کا حکم ہے کہ ایک شخص قرآن کو بلفظہ و حرفہ منزل من اللہ سمجھکر کتاب اللہ یقین رکھتا ہے اور محمد رسول اللہ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین سمجھتا ہے اور شریعت کے احکام پر پورے طور پر عمل کرتا ہے اور نماز بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہے اور روزہ فرض سمجھکر رکھتا ہے مگر مسیح کو بااستدلال آیات قرآنی مردہ مانتا ہے اور ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا سند کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اس صدی کے مجدد یا مہدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتا ہے اور قرآنی احکام کے بموجب ایسی پُر امن سلطنت (انگریزی) سے جہاد کو ممنوع یقین رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو کابل کی اسلامی حکومت مرتد قرار دیکر سنگسار کرتی ہے ایسی حکومت سے خدا کی پناہ۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی حکومت سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ لا نکفر اہل القبلۃ۔ جب کابل کے ملاؤں نے مرحوم پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا تو کیا امیر صاحب نے اسکی تحقیقات کی کہ کس جرم پر یہ فتویٰ دیا گیا ہے؟ اور کس حکم سے سزا رجم دی گئی ہے؟ اگر ایڈیٹر صاحب اس مقدمہ کی مسل کی نقل منگا کر اپنے اخبار میں شائع کریں تو احمدی جماعت کی سوء ظنی جو امیر صاحب کی نسبت ہے دور ہو سکتی ہے۔ اگر آپ یہ فرماویں کہ امیر صاحب کو انکی سوء ظنی کی کیا پرواہ ہے تو یہ بالکل صحیح ہے مگر امیر صاحب کے وہ فقرات جو انہوں نے گاؤ کی ممانعت کی نسبت بولے (کہ میں کسی ایک فرقہ کا مہمان نہیں بلکہ سب فرقوں کا اور کسی فرقہ کی رنجیدگی میں گوارا نہیں کرتا) ضروری ہے کہ اس جماعت کی سوء ظنی بھی دور کر دیجائے ورنہ وہ مذکورہ اقوال غلط ثابت ہونگے۔ امیر صاحب نے ہندوؤں کی رنجیدگی سے بچنے کیلئے صرف ایک حیوان کے قتل سے پرہیز کیا ہے تو کیا ہمارے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ انکی جرم کے ثبوت کی نقل ہمکو بھیجدیں تاکہ ہمارا اطمینان ہو جاوے اگر یہ نہیں تو ایڈیٹر صاحب زمیندار ہی مہربانی فرما کر ان کے وجوہ ارتداد۔ اور سزا رجم کی دلایل شرعی سے آگاہی بخشیں ورنہ خیر آپ خوش رہیں خواہ کچھ لکھدیں ہمارا تو کامل یقین ہے کہ امیر صاحب ایکدن ضرور اسی حیثیت سے جسطرح عبد اللطیف مرحوم انکے روبرو پیش ہوئے خدا کے حضور حاضر کئے جائینگے اور سوال ہوگا بای ذنب قتلت۔

امیر صاحب کی بے تعصبی پر افسوس ہے کہ شیعہ فرقہ جن کا اصحاب ثلثہ کو گالیاں دینا برملا نہ سہی خفیہ سہی عبادت تصور ہو۔ یہ مہربانی کا خیال ہے۔ اور ایک سچا مسلمان ایک فروعی مسئلہ حیات ممات مسیح عقیدہ امتناع جہاد انگلشیہ سلطنت سے کسطرح بے رحمی سے سنگسار کیا جائے۔ میں ایڈیٹر صاحب سے یہ مسئلہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کسی مسلمان مجرم کو قتل گاہ کو لیجائیں تو تین پاؤ من تختہ لوہا اُس کے گلے میں ڈالا جائے اور اس کا ناک چھیدکر اونٹ کی طرح رسی ڈالکر کشاں کشاں لیجائیں کس شرعی حکم سے ہے۔ ایسے بے رحم مذہب سے خدا کی پناہ اور ایسی اسلامی حکومت سے خدا کی امان۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے مہربان ایڈیٹر اخبار زمیندار میرے سوالات کے جواب سے تسلی فرماویں گے۔ م

ایمان کی ترقی اور اعمال صالحہ

ذیل میں میں اپنے ایک محسن و مخدوم **میر حامد شاہ** صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم درج کرتا ہوں جو انھوں نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھی۔ شاہ صاحب کو ناظرین الحکم سے انٹروڈیوس کرانے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ وہ اپنی سلیم الفطرتی۔ متانت اور ثقاہت کے ساتھ احمدیت کے درخشاں نمونہ ہیں۔ اور قابل رشک سیرت کے بزرگ ہیں ان کے کلام میں اخلاص کے ساتھ درد اور سلاست بیانی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان باتوں سے عملی فائدہ اٹھا سکیں آمین — ایڈیٹر

سچ سچ

کان کھولو اور سنو

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی — بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو بُرا کہنا اچھا نہیں ہے — بُرا ان سے سُن لو بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحا و مہدی — اگر ان سے کہا اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت — وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
یہ سُن لو کہ اب وقت ہیں آنے والے — وہ پاؤ گے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون سے اب تو گھیری ہے جا بجا — مگر اس سے جب تک صفائی نہ ہوگی
تو حق اپنی چمکار دکھلائیگا اور — کہ پہلے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
خدا اپنے نشانوں کی تحقیر کرنا — سنو اس میں کچھ بہترائی نہ ہوگی
چلو اب نہ بے راہ جب راہ پا ہے — پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا — کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے — کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا — کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
پھرے بھاگتا ان سے ہرسو ہے باطل — سمجھ دار کھائی کہ کھائی نہ ہوگی
مرا ابن مریم ہوا زندہ اسلام — اب ایسے گیا اس کی جدائی نہ ہوگی
یہ اسلام کے غالب آئینگے دن ہیں — کسی کو کبھی ایسی شاہی نہ ہوگی
مسیحا کو ذلت ملے گی وہاں سے — کہ جنگ و جدال تک رسائی نہ ہوگی
خدا اپنا ہی اس کو بنائے گا ایسی — کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری — کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
اگر وقت پر چھوڑ کر بغض و تعصب — سلامت رہو گے تباہی نہ ہوگی
مسلماں مسلماں بنو تم — قیامت تلک دن روسیاہی نہ ہوگی
ملے گی سعادت تمہیں دو جہاں کی — وہ پاؤ گے عزت کہ پائی نہ ہوگی
کرو دل سے خدمت مسیحا کی مانو — بغیر اس کے ہرگز رہائی نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں ہیں کام آنے والی — کہ اب تو جگہ میں ہنسائی نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو — کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
دعائیں کرو اب کہ تم سر کو پیٹو — بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

اور سن لو

صادقوں کو کاذبوں سے ہیں یہ جتلانے کے دن

اس لئے حق نے کہا ہیں زلزلہ آنیکے دن
غافلو تم حق کے فرمانے سے ہو ناراض کیوں
حسب حالت ہیں تمہارے جب غضب لانیکے دن
تم کو باطل کی حمایت پر ہے جب ناز اس قدر
حق کو ہیں حق کی حمایت پر اترانے کے دن
حق و باطل کا ہوا اتنا ہے جب جھگڑا دراز
اس تنازعہ کے ہیں آخر فیصلہ پانے کے دن
شوخیاں اچھی نہیں قوم مسلماں ان دنوں
سنت پیشینیاں ہیں یاد میں لانے کے دن
دیکھ لو اعمال خود آئینہ قرآن سے
کیا یہ وہ اسلام ہے جس پر ہیں اترانے کے دن
زلزلے آتے رہیں بے شک یہ سچی بات ہے
کاذبوں کے ہیں انہی میں پر سزا پانے کے دن
صادقوں نے جان دیدی صدق کو زندہ کیا
کذب مر جاتا ہے پر کاذب کے مرجانے کے دن
کہتے ہیں خس کم جہاں پاک اک مثل مشہور ہے
ہیں خس و خاشاک کے اب دور ہو جانے کے دن
خود نظر آئے گا جب امت نبی خیر الامم
اب چلے آتے ہیں امت کے سدھر جانے کے دن
اپنی حکمت اور ارادے سے خدا کرتا ہے کام
اب یہی دن تھے مسیحا کے اتر آنے کے دن
انتظاری سے بڑھے کی بیقراری اے عزیز
مرنے والا مر گیا ہے اپنے مرجانے کے دن
خطۂ کشمیر جس کو کہتے ہیں جنت نظیر
اس کا مدفن بن چکا ہے دفن ہو جانے کے دن
دوستی مردوں سے ہو اور یوں رہے زندوں سے بیر
آچکے پھر ایسی باتوں سے فلاح پانے کے دن
حق کو خوش کرنے کی راہیں تم کو دکھلائی گئیں
جد صدیوں کے ملے تھے یہ رضا پانے کے دن
صلح کے ایام ہیں دیں حق نے تم کو مہلتیں
ہیں یہ گمراہوں کو راہ راست پر لانے کے دن
زندگی پاؤ کلام حق سے اے مردہ دلو
ورنہ پچھتانا پڑے گا تم کو مرجانے کے دن
ان دنوں کی قدر کرنا بات دانائی کی ہے
عقل دکھلاؤ کہ یہ ہیں عقل دکھلانے کے دن
تیرگی نفس ہے سمجھے ہو جسکو روشنی
اب مسیح پاک سے ہیں روشنی پانے کے دن
نفس کا جنجال ہے جسکو سمجھتے عیش ہو
چھوڑ دو اس عیش کو لائے گا دکھ پانیکے دن
تمکو قرآن سے ہے ملتی جب حیات طیبہ
کیوں نہیں پاتے اسے جب اسکے ہیں پانے کے دن
تم سے حامد کی یہ ہے اک ناصحانہ التماس
ورنہ سمجھائے گا خود وہ یار سمجھانے کے دن
(یہ مصرعہ الہامی ہے)

شمع حرم

دنیا میں ہزاروں شمعیں روشن ہیں اور لاکھوں صحبتوں کی مختلف کیفیتیں اسی شمع کی روشنی میں نظر آیا کرتی ہیں۔ یہی شمع بادشاہوں کے عالی شان قصر و ایوان میں روشن ہے اور یہی ایک میلا اور چکٹا ہوا چراغ بن کے غریب کے شکستہ جھونپڑے میں جھلملا رہا ہے۔ یہی دیر کے مستطیل گنبد کے نیچے ہے اور یہی [illegible] طاق میں اسی کی روشنی میں زاہد شب زندہ دار عبادت کرتا ہے۔ اور اسی کی کرنوں میں بے رحم قاتل اپنی تلوار کی باڑھ دیکھتا ہے۔ اسی کی شعاعوں میں [illegible] کے فیاض و رحم گستر ہیں جو مستحقین کو دی جائے گی۔ اور اسی کی نظر کے سامنے چور اور ڈاکو سب [illegible] کے وہ روپیہ گنتا ہے جسے چرا کے یا لوٹ مار کے لایا ہے۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے اسی [illegible] کی محرم راز اور [illegible] روشن شمع کے سامنے ہوتا ہے۔ مگر دنیا کی سب شمعیں بجائے خود ایک خاص کیفیت اور خاص شان رکھتی ہیں۔ مگر جو بات شمع حرم میں ہے کسی میں نہیں۔ اُس کی روشنی حرم کی مساجد عمارت کے اندر ہی نہیں بلکہ دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ شمع نہیں بلکہ گویا ماہتاب ہے جس کی چاندنی نے کھیت کرنا شروع کیا تو ایک چشم زدن میں تمام اقطار عالم میں پھیل گئی۔ حرم کی یہ شمع اس روغن زیتون کے بے تکلف چراغ کی یادگار ہے جسے ابراہیم خلیل [illegible] شہر مکہ اور نسل عرب کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگتے وقت عرب کی ایک وادی غیر ذی زرع میں [illegible] کے روشن کیا ہو گا [illegible] اس کے [illegible] جھلکنا شروع ہوئی تو سارے ریگستان کی اُجلی سطح اور بیابانوں کے پھیلے ہوئے دامنوں میں [illegible] نور جھلکاتی ہوئی کل بر و بحر و شاداب زمینوں مثلاطم سمندروں اور [illegible] پہاڑوں کو طے کر کے وہاں تک پہنچ گئیں جہاں تک نہ ہماری نظر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہمارا خیال۔

یہ سالت ہے زبان سے کچھ نہیں کہتی مگر اس کی آنکھ کھلی ہوئی ہے گویا اہل عالم کی سیہ کاری پر آنسو بہائی جاتی ہے اور خاموشی کی زبان حال سے اپنے فضائل اور اپنی خوبیاں بھی بیان کر رہی ہے۔ اور ایسا لگتا ہے جیسے حُسن کے دل میں اپنا [illegible] جوش پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ خدا پرستی کے لئے دوڑتے ہیں [illegible] کہانی ہے کہ وہ ندا سے "یا اخی! یا اخی!" کی طلسمی صدا سنتے ہی لوگ بیتاب ہو کے دوڑ پڑتے تھے۔ مگر شمع حرم سے سچے مبلغ توحید کی صدائے "یا امتی! یا امتی!" آج تک سُنی جاتی ہے۔ اور جو سنتا ہے جام توحید کا مست اور شمع عرفان کا دلدادہ ہو کے اس طرح بے اختیار دوڑتا اور اس شمع حرم کی طرف لپکتا ہے کہ اُسے سر و پا کا ہوش نہیں رہتا۔

اس کی شعاعیں کہاں کہاں چمک رہی ہیں! اور اس کا جلوہ کہاں کہاں نظر آ رہا ہے۔ دیکھو دعوت حق کرنے والے مجاہدین کی آبدار تلواروں پر اس کی کرنیں کس آب و تاب سے چمک رہی ہیں؟ اور کہاں کہاں جا کے چمکی ہیں؟ اس کے نور نے کیسے کیسے ظلمت کدوں کو روشن کر دیا ہے؟ اور آناً فاناً کیسی ظلمتیں مٹا کے رکھ دی ہیں۔ ہدایت کے تمام راستوں میں اُس نے اُجالا کر دیا ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے جا کے دلوں اور سینوں میں چمکی ہے۔ آج کل کے علمائے سائنس کو دعویٰ ہے کہ انھوں نے نور کی رفتار کا پتہ لگا لیا ہے۔ لیکن صحیح رفتار نور لالٹینوں کو فاصلے پر رکھ کے کھولنے اور بند کرنے سے نہیں معلوم ہو سکتی۔ (جس طرح کہ یہ لوگ معلوم کیا کرتے ہیں) نور کی صحیح چال معلوم کرنا ہے تو اس امر پر غور کریں کہ شمع حرم سے نور کی کرنیں کس سرعت کے ساتھ ربع مسکون کے سارے عالم میں جھلک گئیں اور آفتاب کی طرح جو اپنی روشنی سے ہزار [illegible] اور [illegible] کو چمکا دیتا ہے اس [illegible] نور اور محمدی [illegible] کس شان کے ساتھ [illegible] اور

ہر ملک میں لاکھوں کروڑوں شمعیں روشن کر دیں۔

روشنی سے زیادہ دلچسپ اور دلکش اس شمع حرم کی تاریخ ہے۔ لیکن جریدہ عالم کے کہنہ و کرم خوردہ اوراق پر نظر ڈالنے اور مطالعہ کی زحمت اُٹھانے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ اس شمع کی سرگزشت ہم اسی کی زبان حال سے سُنیں۔ واقعی اے شمع حرم اپنا حال تجھ تو ہی خوب جانتی ہے۔ اور ہمیں تجھ ہی سے سُن کے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تو نے دُنیا کو کس طرح روشن کیا۔ اور تیری نورانیت کہاں کہاں پہنچی ہے؟ یہ سوال کر کے ہم مراقبے میں بیٹھ گئے۔ دل کی لو اس شمع کی لو سے لگا دی۔ اور حق پسندی و خدا پرستی کے کانوں کو اُس فرشتہ غیب کی آواز پر لگا دیا جو اس کی روشنی کو روز تیز کیا کرتا ہے۔ ناگہاں گویا دل میں ایک نور کی کھڑکی کھل گئی۔ اور توحید کا مورخ اسی شمع حرم کی زبان سے یہ سرگزشت سُنانے لگا۔

مجھے ایک روشن چراغ کی شان سے حضرت خلیل نے روشن کیا۔ اور میرے لئے درگاہ حضرت رب العزت میں ہمیشہ روز افزوں نورانیت کے ساتھ روشن رہنے کی دعا با برکت ہاتھ اُٹھا کے مانگی۔ اُس مقبول دعا کے ساتھ ہی ازلی نور آسمان سے اُتر کے میری شعاعوں میں مل گیا۔ اور ایسا نظر آیا کہ گویا میری کرنوں سے سارا عالم بقعۂ نور بن گیا ہے۔ خلیل اللہ مجھے روشن کر کے چلے گئے۔ اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل اس خدمت پر مامور ہوئے کہ اپنی روشن ضمیری سے مجھے اُکسایا کریں۔ اُن کی کوشش سے میری روشنی دُور دُور تک پہنچی۔ سارے عرب کو میں نے چمکا دیا تھا۔ اور میری روشنی میں عرب کے قدیم قافلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ میری روشنی نے اُن کے دلوں کا زنگ دور کر دیا تھا۔ اور اکثر سینوں میں میری ہی روشنی کا ایک چراغ روشن ہو گیا تھا کہ یکایک ظلمت و تیرہ بختی کا ایک طوفان عظیم آیا۔ (اور قریب تھا کہ وہ باد سموم جو تیرہ دل لوگوں کی سانسوں سے چلنا شروع ہوئی تھی مجھے گل کر دے۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن لحی نام ایک تیرہ دل شخص کے سینے میں ہوائے نفسانی کے جھونکوں سے وہ چراغ توحید گل ہو گیا جو میری روشنی سے منور ہوا تھا۔ اُس نے پہلے تو فیاضی اور مہمان نوازی کا جوہر دکھا کے لوگوں کو اپنا والہ و شیدا بنایا۔ اور تمام قبائل عرب کے دل اپنے ہاتھ میں لئے۔ پھر ارض شام میں جا کے لوگوں کو ہبل کی مورت کے آگے سر جھکاتے دیکھا تو یہ مشرکانہ ادا کچھ ایسی پسند آئی کہ اُن لوگوں سے کہا کوئی ایسی ہی مورت ہمیں بھی دو جسے اپنے شہر میں لیجا کے رکھیں اور تمہاری طرح اُسے خود بھی پوجیں اور سب ہموطنوں سے بھی پجوائیں۔ اُس کی خیرہ آنکھیں میری روشنی سے ایسی چکا چوندھ ہوئیں کہ اندھا ہو گیا۔ اور یہ سمجھا کہ خانہ کعبہ بغیر کسی دیوتا کی مورت کے بے چراغ ہے۔ غرض شام والوں نے ہبل نام ایک بڑا بت اسے دیا جسے لا کے اُس نے خاص میرے ابراہیم خلیل اللہ کے بنائے ہوئے معبد میں رکھ دیا۔ اور لوگوں کو سکھانا شروع کیا کہ خالی خولی گھر کے گرد کیا طواف کرتے ہو اس مورت کے آگے سر جھکاؤ۔ یہ بڑی نازک گھڑی تھی۔ خاص میرے دامن میں ظلمت تھی بلکہ ظلمت بڑھتی جاتی تھی۔ اور میرا نور مٹتا جاتا تھا۔ آخر میں جھلملاتی رہ گئی اور تمام لوگوں کے دلوں میں میرا چراغ گل ہو گیا۔ سب کو بت پرستی اسقدر پسند آئی کہ ہبل کے پاس ہی اور صدہا مورتیں کعبہ کے اندر لا کے رکھ دی گئیں۔ اب میرے سامنے خدا پرستی نہ تھی بلکہ بت پرستی کا زور شور تھا۔ میں "شمع حرم" ہونے کے عوض "چراغ دیر" بن گئی تھی۔ اور اپنی شعاعوں میں مجھے نور کے عوض ظلمت نظر آتی تھی۔

چراغ دیر بننے سے پہلے مجھ پر ایک زمانہ ایسا بھی گزر رہا تھا کہ میں سچائی عبادت اور پرستش کے آدابوں کی سیہ کاریوں کا تماشا دیکھا کرتی تھی۔ زانی

آکے میرے سامنے زنا کرتے بیدرحم میری آنکھوں کے سامنے قتل و خونریزی کرتے اور مَیں خاموش اور سنسان بے اختیاری و مجبوری کے ساتھ صبر و شکر کرکے ان سیہ کاریوں کو دیکھتی۔ اُس کے خلاف جب میری شعاعوں میں بُت پرستی کا جوش و خروش بڑھا تو مَیں اپنی قسمت پر اور زیادہ رونے لگی۔ اور گویا ہر چاروں طرف ہجوم تھا۔ میلے لگا کرتے تھے دور دور سے لوگ آکے میرے سامنے سر جھکایا کرتے تھے مگر مَیں اس کفر و شرک کے زمانہ پر اُس سیہ کاری و بدکاری کے زمانے کو ترجیح دیتی تھی۔

ممکن تھا کہ ان جہالتوں سے برہم اور ان نالائقیوں پر مشتعل ہو کے مَیں اپنی لَو کو ذرا بڑھاتی اور خانہ کعبہ اور گردو پیش کے سامان شرک میں آگ لگا دیتی۔ مگر نہیں مجھی خاموشی سے انتظار کرنے کا حکم تھا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ ان بد تمیزیوں کو چپکے چپکے دیکھوں اور دم نہ ماروں۔

آخر وہ وقت آگیا جب میری روشنی سارے عالم میں پھیلنے والی تھی۔ اور خدا کی مشیت میں تھا کہ ساری دُنیا میرے نور سے جگمگا اُٹھے۔ عین اُس حالت میں کہ ہر طرف کفر و شرک کا دور دورہ تھا میری توحید کی شعاعیں بُت پرستی کی ظلمت سے مغلوب ہو کے بے اثر ہو گئی تھیں اور مَیں بُت خانے کا چراغ بنی ہوئی تھی حضرت پیغمبر عرب اور نبی آخر الزمان صلعم پیدا ہوئے آپکی ولادت کے ساتھ ہی میری ضو دفعتاً ایک صاعقہ کی شان سے ایوان کسریٰ پر پہنچی اُس کے در و دیوار میں زلزلہ ڈال دیا۔ اور اُس کی بُنیاد منہدم کر دی۔ اس کے چالیس برس بعد جب دعوت حق کی صدا بلند ہوئی تو میری سچی روشنی نمودار ہونا شروع ہوئی۔

وہ وقت مجھے اچھی طرح یاد ہے جب شرک و توحید میں مقابلہ شروع ہوا ہے۔ اور شرک اپنی ظلمت کا آخری جوش غیظ و غضب کے ساتھ دکھا رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنی دستبرد سے مجھے گل کر دے۔ اس وقت اُس سچے داعی حق اور اُس کے چند مست بادۂ توحید رفقا نے مخالفوں اور توحید کے دشمنوں کے ہاتھ سے جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھائی۔ اور سخت سخت اذیتیں برداشت کی ہیں بیان نہیں ہو سکتا کبھی یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھ ان داعیان حق کی زندگی کا چراغ بھی ندگل ہو جائے لیکن نہیں۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد   کسے کو تف زند ریشش بسوزد

کسی کا کچھ زور نہ چلا۔ اور نعرۂ توحید بلند کرنے والوں کی آواز سارے عرب میں گونج اُٹھی اب میری شان بڑھانے میری روشنی تیز کرنے کے لئے بُت پرستی و شرک کے رسوم مٹا دیئے گئے۔ توحید و خدا پرستی کا سچا جوش دلوں میں پیدا کیا گیا۔ حرم کا ایوان ربانی بتوں کی ظلمت سے صاف اور وحدت کے نور سے معمور کیا گیا۔ اور ان کارروائیوں کے ساتھ ہی میں یکایک اس طرح چمک اُٹھی کہ میری کرنیں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی انتہائی سرحدوں سے گذر جانے کے لئے بیتاب تھیں۔

اب ایک مبارک گروہ میری روشنی پھیلانے اور میرے راستے میں سے ظلم و جور اور شرک و کفر کی خار دار جھاڑیاں دور کرنے کیلئے تیار ہوا۔ یہ لوگ میرے نورانی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر میری شعاعوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ ان کے نورانی چہروں اور ان کی متبرک ڈاڑھیوں پہ میری کرنیں عالم نور پیدا کر رہی تھیں۔ اور اُن کے سینوں اور دلوں میں وہ چراغ لمعہ افگن تھے جنھیں مَیں نے اپنی روشنی سے جلایا تھا۔ یہ خدا کا مرتب کیا ہوا لشکر حق پرستی کی دھن میں جو نکلا تو چند ہی روز میں ساری دُنیا ظلمت کے نشیب و فراز سے پاک ہو گئی اور جہاں اور جس سرزمین میں دیکھیے میری ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی

آج تم چاہے اپنی آنکھوں سے میری شعاعوں کو نہ دیکھتے ہو مگر انھیں شمعوں اور چراغوں کی روشنی میں چلتے پھرتے ہو جو میرے نور سے روشن ہوئے ہیں۔ کونسا حصہ خدا پرستی کی مسجدوں سے خالی ہے؟ اُن مسجدوں کے طاقوں میں جتنے چراغ جل رہے ہیں ان سب میں میری ہی روشنی ہے۔ مَیں نے اپنی پیدا کی ہوئی تہذیب سے تمہارے تمدن اور تمہاری دنیوی معاشرت کے لئے اگر آبادیوں کی رونق بڑھائی اور تمہاری گذر گاہوں میں اُجالا پھیلایا تو مَیں نے تمہارے لئے وہ سڑک بھی روشن کر دی جس پر سے ہو کے تمھیں سب سے بڑا سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور جو تمھیں اس عالم سے اُس دوسرے عالم نور میں پہنچاتی ہے۔ یہ سڑک تیرہ و تاریک اور نہایت خطرناک حالت میں پڑی تھی۔ مَیں نے اُس میں اپنی لالٹینیں روشن کیں اور تمھیں دکھا دیا کہ کیونکر تم نجات کے راستے پر چل سکتے ہو۔ اور دور کیوں جاؤ اگر تمھیں توحید کا چسکہ ہے اور نور ایمان رکھتے ہو تو خود اپنے سینوں میں میرا چراغ روشن پاؤ گے؟

شمع حرم کی زبان سے یہ واقعات سُننے کے بعد اب سوا اس کے اور کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے کہ ہم اس کے لئے روز افزوں ترقی کے ساتھ ہمیشہ روشن رہنے کی دعا کرکے اپنے ناظرین سے رخصت ہوں۔ (از دلگداز)

اطلاع

خریداران الحکم کو اس سے پیشتر مَیں توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو اُن کی چٹ پر دستی۔ یا مطبوعہ ہوتا ہے درج کیا کریں۔ تاکہ تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضائع نہ ہو۔ اور ان کے ارشاد کی تعمیل میں بھی توقف نہ واقع ہو۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر اس حالت پر ہو جاتے ہیں۔ یعنے نمبر خریداری کا درج کرنا ترک کر دیا جاتا ہے۔ جس سے علاوہ وقت کے ضائع ہونے کے احباب کے جواب میں روک پیدا ہو کر ان کے لئے شکایت کا موقع مل جاتا ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر کا اندراج کرنے سے دریغ نہ کریں۔ بعض حضرات ایسے ہیں جو بجائے نمبر خریداری کے درج کرنے کے رجسٹرڈ ایل ۷۷ درج کرتے ہیں۔ وہ خوب **یاد رکھیں** کہ یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے۔ اس ڈاکخانہ کے نمبر کے مقابل پر جو نمبر درج ہوتا ہے وہ ان کی خریداری کا ہے۔

(۲) جن خریداروں کے ذمہ سال رواں کا بقایا چندہ واجب الوصول ہے۔ وہ اپنا ذمگی (بقایا) یا ارسال کرکے ممنون فرما دیں۔ یا وہ اطلاع دیں کہ کونسا پرچہ **اُن کے نام وی پی کیا جاوے اگر وہ اطلاع نہ دینگے۔ تو وہ ہر وقت مطبع کا وی پی لینے کے لئے طیار رہیں۔**

مینیجر الحکم

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جوابات حسب ذیل عرض ہیں وباللہ التوفیق وہو نعم المولٰے ونعم الرفیق۔

سوال اول۔ روٹی پر یا کھانے پر ختم دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ طریق جو آجکل پنجاب میں رواج ہے کہ میت کے درود یا ارواح بھیجنے کے لئے کچھ کھانا اور چند روٹیاں رکھی جاتی ہیں پھر اُن کو سامنے رکھکر ایک آدمی کچھ اس پر پڑھتا ہے پھر ارواح بھیجتا ہے اس کی اصلیت قرآن مجید حدیث شریف و آثار صحابہ میں کہیں پائی نہیں گئی۔ کھانا صدقہ کے طور پر دینا میت کی طرف سے یا میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے مگر اس میں بھی شرط ہے کہ ریا فخر سمعہ رسم کی پابندی نہ ہو کہ اس سے وہ گناہ یا شرک کی حد کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال دوم۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستورات کس طرح سے بیعت کرتی تھیں۔

جواب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرائط بیعت زبان مبارک سے فرماتے جاتے وہ بھی منظور کرتی جاتیں۔ صرف زبان سے بیعت ہوتی تھی ہاتھ پر ہاتھ مردوں کی طرح نہیں رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام بھی اس طرح صرف زبانی بیعت لیتے ہیں۔

سوال سوم۔ کیا وہ مستورات حضرت نبی کریم صلعم سے پردہ کرتی تھیں یا کیا رسولوں سے پردہ کرنا واجب ہے کیا عام مستورات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کرتی تھیں مثلاً ہاتھ پاؤں دبانا وغیرہ

جواب وباللہ التوفیق۔ ہر ایک قانون کے لئے کوئی وجہ اور منشا ہوتا ہے پردہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو وجوہ و منشا بیان فرمائے ہیں۔ اول زنا سے بچنا۔ دوسرا تہمت زنا سے بچنا۔ چنانچہ سورہ نور میں جہاں احکام پردہ (حجاب) کے بیان فرمائے ہیں وہاں پہلے زنا پھر تہمت زنا کو ذکر فرما کر پھر ان فعلوں سے بچنے کی تدبیر بیان فرمائی جو یہی پردہ ہے اور یہاں تک اس پر زور دیا کہ عورت بیگانہ یا قابل اعتبار سے بھی حجاب کا حکم دیدیا تا کہ اس کی کسی کے پاس تنہا رہنے سے کوئی فساد پیدا نہ ہو جائے۔

چونکہ ہر ایک قانون میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں یعنی کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے وہ احتمال اور خوف نقصان نہیں ہوتا جس کے لئے وہ قانون بنایا گیا لہذا وہ اس قانون سے مستثنے کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن سے احتمال اور خوف زنا یا تہمت زنا نہ تھا اس کو مستثنے فرما دیا اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک قریبی رشتہ دار جیسے الا لبعولتهن او ابائهن او اباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن او نسائهن او ما ملکت ایمانهن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا علی عورات النساء۔

یعنے خاوند۔ باپ۔ خسر۔ بھائی۔ بھتیجا وغیرہ اور دوسرے غیر رشتہ دار جیسے فرمایا او الطفل الذین لم یظهروا علی عورات النساء یعنے ایسے چھوٹے بچے جو جماع پر قادر نہیں اور غیر اولی الاربة من الرجال آخیر پر فرمایا کہ تمام ایسے مرد بھی مستثنے ہیں جو شہوانی نہیں جیسے انبیاء اور صدیقین اور صالحین اور بعض قسم کے مریض فرتوت اور شیخ فانی اور جو کوئی غیر اولی الاربة کے نیچے آجاوے یعنے کہ شہوت جماع ہی نہیں رکھتے یا مغلوب الشہوت نہیں۔

پس انبیاء بھی اس واسطے اس حکم سے مستثنے ہیں کہ وہ بھی محل احتمال نقصان نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد عید عورتوں کے مکان میں تشریف لے جاتے اور ان کو صدقہ کا وعظ فرماتے اور حضرت بلال بھی ساتھ ہوتے بلکہ

بعض عورتیں نبی علیہ السلام کی جوئیں دیکھنے کے لئے سر مبارک کو دیکھتی تھیں دیکھو مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ عن کلثوم قالت کانت زینب تفلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعنده امراۃ عثمان بن مظعون ونساء من المهاجرات یشکون منازلهن وانهن یخرجن منه ویضیق علیهن فیه فتکلمت زینب وترکت راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تکلمین بعینک تکلمی واعملی عملک یعنے ایک دفعہ زینب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھیں اور کچھ مہاجرات عورتیں بھی اپنے اپنے مکانات کی شکایات کر رہی تھیں جب زینب نے اُن سے بات کی تو سر مبارک کو چھوڑ دیا بسبب باتوں کیطرف مشغول ہونے کے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو آنکھوں سے باتیں کرتی ہے یعنے آنکھوں سے جوئیں دیکھتی رہ اور زبان سے بات کرتی رہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے طاہر اطہر طیب الطیب انسان کو جوئیں پڑتی تھیں ہرگز نہیں حاشا وکلا۔ بلکہ صرف محبت اور خدمت کے لئے اور تبرکاً ہاتھ لگانے اور مس کرنے کا بہانہ ڈھونڈنے کے لئے جوئیں دیکھتی تھیں اور حضرت نبی کریم رؤف رحیم صاحب خلق عظیم بھی صرف اس غرض سے کہ ان کو خدمت کا اجر اللہ تعالے سے ملے سر مبارک آگے رکھ دیتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر عورات صحابہ جنگوں میں ساتھ جاتیں اور فوج کو پانی پلاتیں اور جو لوگ بیمار اور زخمی ہوتے اُن کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ میں پہنچاتی تھیں دیکھو مسند احمد حنبل صفحہ ۳۵۸ جلد ۶۔ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسقی القوم ونخدمهم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینة بلکہ غزوہ خیبر میں جب عورتیں جنگ کے لئے ساتھ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت پر عرض کیا کہ ہم تیر دیا کرینگی فوج کو ستو پلائینگی اور زخمیوں کا علاج کیا کرینگی اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ غنیمت خیبر سے انکا حصہ بھی مردوں کی طرح نکالا حدثنی حشرج ابن زیاد الاشجعی عن جدته ام ابیه انها قالت خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاة خیبر وانا سادس ست نسوة فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معه نساء فارسل الینا فقال ما اخرجکن وبامر من خرجتن فقلنا خرجنا نناول السهام ونسقی الناس السویق ومعنا ما نداوی به الجرحی فقال قمن فانصرفن فلما فتح اللہ علیه خیبر اخرج لنا سهاما کسهام الرجال مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۱

اصل بات یہ ہے کہ پنجاب کا حجاب شرعی حجاب نہیں ورنہ یہ اعتراض بھی آپکے دل میں پیدا نہ ہوتا دوسرا پنجاب میں سورہ نور کی ایک آیت ہی قابل عمل نہیں بھی کبھی ورنہ آپ کو یہ ابتلا نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن۔ یعنے مومن عورتوں کو کہہ کہ آنکھیں نیچے رکھیں اب اگر سارا منہ پنجابیوں کی طرح برقعہ میں بند ہی ہو تو آنکھوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہی فضول ہو جاتا ہے۔ اور اسکے بالمقابل مردوں کو حکم ہے یغضوا من ابصارهم تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو اگر عورتوں کا منہ برقعہ سے بند ہے جیسے آجکل رواج ہے تو مردوں کو نیچی آنکھیں رکھنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ یہ حکم تو اس حالت میں مفید ہو سکتا ہے کہ اور پنجاب کے برخلاف عورتوں کا منہ نظر آوے پھر مومن مرد اور عورتیں دونوں کے حکم غض بصر کے بعد وجہ اسکی بیان فرمائی کہ یحفظوا فروجهم و یحفظن فروجهن سورہ نور رکوع ۴ غرض غض بصر سے حفاظت فروج ہے جہاں حفاظت فرج اکمل طور پر حاصل ہو وہاں یہ ضرورت ہی نہیں رہتی چنانچہ باپ بیٹا وغیرہ انبیاء صادقین و بیمار وغیرہ کے موقعہ پر جنگی حالات اوپر لکھے گئے یہ پنجابی پردہ دیہات میں جا کر دیکھو اور ہی رنگ رکھتا ہے نہ یہ برقعہ ہے اور نہ یہ گھونگھٹ غرض یہ پنجابی پابند کا رسمی پردہ شرعی پردہ ہی نہیں۔ دوسرا جہاں احتمال زنا و تہمت زنا نہ ہو وہاں ضرورت بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ

(فضل دین حکیم از قادیان)

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان -
میں اشتہار الوصیۃ مشتہرہ ۲۴ ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء اپنے امام و مرشد و ہادی حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب غلام احمد سلمہ کی ہدایت کی موافق اقرار کرتا ہوں کہ مجھے ان تمام قواعد سے جو حضرت اقدس نے اور انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں پورا اتفاق ہے - اور نیز عمل کرنے کے لئے ہمہ تن طیار رہوں اور آیندہ بھی جو وقتاً فوقتاً انجمن مذکور ان قواعد میں اصلاح و ترمیم وغیرہ کرے گی مجھے قبول و منظور ہے -
(۲) میں نے حسب ہدایت اشتہار الوصیۃ مقبرہ بہشتی کے مصارف کے لئے ۶ روپیہ چندہ امین انجمن حکیم مولوی نور الدین صاحب کے نام روانہ کردیا ہے -
(۳) جو کچھ اس وقت میرے پاس موجود تھا اُس کا دسواں حصہ بھی یعنی ۱۸ اٹھارہ روپے امین انجمن حکیم مولوی نور الدین صاحب کے نام روانہ بذریعہ منی آرڈر کر دیا ہے -
(۴) آیندہ کے لئے میں اقرار کرتا ہوں کہ ہر سال جو کچھ سوائے موجودہ جائداد روپیہ کے کوئی اور زاید رقم پیدا کروں تو اس کا دسواں حصہ بھی ہر سال شروع جنوری میں ادا کرتا رہوں گا -
(۵) انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ ان مصارف کے لئے جو میری میت کو قادیان پہنچانے وغیرہ کے لئے خرچ ہوں گے اپنی زندگی میں ہی وقتاً فوقتاً انجمن کو سپرد کر دوں گا لیکن بتقضائے الٰہی مجھے پیغام اجل آ گیا تو انجمن کو اختیار ہوگا کہ میرے ترکہ سے جس طرح چاہے وصول کرلے اور یہ انجمن کا فرض ہوگا - اسٹامپ یکٹ مطلوب ہے -
[illegible] احمدی [illegible] جہلم [illegible] متصل [illegible] ۲۴ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
سید [illegible] شاہ

گواہ شد
عبد الحق کاتب بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں مسمی عبد الغفار ولد دیندار قوم افغان ساکن قریہ صاحبزادگان علاقہ خوست ملک افغانستان حال مہاجر در قادیان - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت خود امروزہ بتاریخ ۱۷ ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت می کنم و نوشتہ کنم کہ بعد از وفات من مطابق این وصیت عمل کردہ شود -
(۲) اقرار میکنم کہ بر ہمہ دعاوی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود رئیس قادیان از صدق دل ایمان دارم و از مریدان و پیروان حضرت مرزا صاحب ہستم -
(۳) اقرار میکنم کہ رسالہ الوصیۃ مصنفہ حضرت مسیح موعود کہ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع شدہ بود بہ تمام و کمال شنیدہ ام پابند ہدایات مندرجہ رسالہ مذکور ہستم و نیز پابند ہدایات کہ بعد از رسالہ مذکور از جانب حضرت امام یا صدر انجمن احمدیہ جاری شوند ہستم -
(۴) دریں وقت در ملک خود قدرے اسباب وارم مثلاً گاؤ وغیرہ لیکن آن قابل ذکر نیست چرا کہ او علاقہ افغانستان ہست و در آنجا قبضہ کردن ہر چیز - یا آوردن چیزے دریں ملک ممکن نیست دیگر خود در قریہ صاحبزادگان ہم از وطن خود مہاجر بودم - کہ برائے حصول صحبت حضرت مولوی عبد اللطیف مرحوم یا شہید ترک وطن کردہ بودم حالا آن وطن ہم ترک شد و در قادیان آمدم - حالا در قادیان سکونت اختیار کردہ ام و نزد من ہیچ جائداد نیست الا وصیت میکنم کہ اگر بعد ازیں قبل از مرگ چیزے نزد من جمع شود از ہر قبیل اسباب باشد یا مکان یا نقد سوم حصہ آن ملک انجمن صدر احمدیہ باشد و باقی دو حصہ برائے اولاد و ورثار باشد -

العبد
عبد الغفار بقلم خود

گواہ شد
صاحب نور ولد الصمد نور مرحوم کابلی

گواہ شد
احمد نور ولد اللہ نور ساکن قادیان قوم سید افغان

گواہ شد
عبد الرحیم قائمقام ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دار الامان

گواہ شد
عبد الرحیم ولد جندا سنگھ از قادیان ضلع گورداسپور

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱) مَیں مسمی سکندر علی مہاجر ولد چودہری ولی داد نمبردار مرحوم قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں متصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع بھینی بانگر متصل قادیان دار الامان تحصیل و ضلع گورداسپور - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ - اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۷ محرم ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -
(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -
(۳) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - مَیں ان ہدایت کا جو اس

بجز درج میں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثار میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی موازی ۔ کنال۔ اور ایک مکان سکونتی یعنے دو کوٹھڑیاں اور آگے دالان و صحن ہے جو واقع موضع لکھن کلاں مذکور میں ہے اور جس پر میرا مالکانہ قبضہ اس وقت ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ۱/۳ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اراضی مذکور کی پیداوار کا ۱/۳ حصہ فصل بہ فصل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دیا کروں گا۔ اور اس وقت بندہ کی تنخواہ مبلغ لعہ روپیہ ماہوار ہے اس میں سے مبلغ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے معہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے انشاء اللہ تعالیٰ دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس جایداد وصیت کردہ سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ الغرض انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہوگا میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد (ماسوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو اس جایداد کا ۱/۱۰ حصہ فوقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آئندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچا دے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکورہ کے حوالہ کروں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دوں گا۔ اور اگر ان اخراجات کے لیے میں کوئی اور رقم اپنی زندگی میں

جو بھی جائیداد ہو۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالے کیا جاوے اور اس کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد

الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثار ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز اور ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے باعث جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر (۸) میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہونے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثار کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

العبد
کمترین سکندر علی مہاجر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

گواہ شد
باجا نمبردار ولد امیر بخش سکنہ بھینی بانگر۔ نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد
مسماۃ گجری زوجہ سکندر علی نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد
عبدالرحیم سیکنڈ کلرک ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
محمد حسن دفتری میگزین ضلع گورداسپور قادیان دارالامان بقلم خود ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ حاجی ولد بوٹا قوم جٹ زمیندار ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔

(۱) بقائمی حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا

ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اِن ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئیندہ شایع ہوں گے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط اور قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہے گی۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے نقد للعہ روپیہ ہے اور ان میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہے کہ میرے بعد مرنے کے میری بقیہ جائیداد سے اس کو الگ کر لے یا اگر نہ کرے تو اس سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضکہ انجمن مذکور کا سب طرح سے اختیار ہے چاہے تو وہ دسواں حصہ الگ کرے چاہے تو شامل رکھکر مفاد اُٹھایا کرے انجمن میرے دسویں حصہ کی مالک ہے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی یا غیر احمدی ہو میری جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق کوئی تعلق نہیں اگر میری یہ جائیداد بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ اسکے پیدا کروں یا میرے بعد مرنے کے میری اور کوئی جائیداد متروکہ ثابت ہو تو اس جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر بیچ فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں لکھا ہے میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اپنی تمام آمدنی کا دسواں حصہ علاوہ اس چندہ کے جو لنگر خانہ امام زمان کے بھیجتا ہوں انجمن احمدیہ کے پاس بھیجتا رہوں گا۔

(۷) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی ہی جماعت پڑھے اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قایم رہیگی۔

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم جٹ احمدی عمر للعہ برس ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل سیالکوٹ

ضمن نمبر ۵ کی مکرر اقرار ہے کہ میری اراضی تعدادی للعہ کنال واقعہ موضع مذکور ملکیت میری بلا شراکت غیرے ہے جو اس وقت عوض للعہ روپیہ رہن ہے بوقت انفکاک کے اُس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ شامل وصیت ہذا ہوگا اور میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان دسواں حصہ اراضی مذکور کی مالک تصور ہوگی تحریر سنہ الیہ

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم راجپوت احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

اسمٰعیل احمدی ساکن ہیڈالی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد

غلام حسین ولد غلام محمد تحصیل و ضلع سیالکوٹ سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

فوجدار نمبردار احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن بقلم خود

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسمی فضل محمد احمدی ولد سندی قوم کمہار سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔

(۱) بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اون ہدایات کا جو اُس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئیندہ شایع ہوں گی میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میں اس وقت دوکان بزازی اور بزازی وغیرہ کی کرتا ہوں۔ اور جو مال اس وقت اُس میں (یعنے دوکان میں) موجود ہے اس کی قیمت قریباً مبلغ تین سو روپیہ ہے۔ اور اس مال میں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں آج کی تاریخ سے اُس مال کی نسبت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ ہے میں اُس کے دسویں حصہ (یعنے ۱/۱۰) کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اُس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اُس جائیداد سے جو اوپر تحریر شدہ ہے اپنے ۱/۱۰ حصے کو الگ کر کے فروخت یا اُس کی قیمت وصول کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ جائیداد آئیندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی نسبت بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ میں وصیت نامہ میں کیا ہے۔ اور میں ترقی جائیداد کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور جہاں تک ہو سکے میری نعش کو دارالامان قادیان شریف میں پہنچانے اور مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بڑی مہربانی سے رحم فرما کر میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں ہی دفن کیا جاوے۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغائً لوجہ اللہ کی ہے مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۶ء م لہذا یہ وصیت تحریر کر دیتا ہوں کہ سند ہووے۔

العبد

فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد

نور محمد ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن موضع ہرسیاں بقلم خود

گواہ شد

جمال الدین ولد محمد صدیق ساکن سیکھواں احمدی بقلم خود

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سیکھواں بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ جناں بی بی زوجہ میاں نور قوم سیدزادی ساکن علاقہ کابل مقیم قادیان۔

میں صحیح ہوش و حواس کے ساتھ اقرار کرتی ہوں کہ میرا مال جو کچھ منقولہ اور غیر منقولہ ہے۔ میری وفات کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو واسطے اشاعت اسلام کے دیا جاوے۔ اس میں کسی وارث کا کوئی دخل نہ ہوگا یہ دسواں حصہ انجمن کا مال ہوگا۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ اس واسطے لکھتی ہوں کہ سند رہے اور وقت پر کام آدیں۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبد الرحیم بقلم خود

گواہ شد

حکیم محمد زمان بقلم خود

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد

احمد نور بقلم خود

گواہ شد

عبد الرحیم سکول ماسٹر بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ نعمت بی بی زوجہ صاحب نور قوم سید افغان ساکن علاقہ کابل الحال مقیم قادیان بنت سید احمد۔ ہوش حواس صحیح بطور وصیت کے یہ لکھتی ہوں کہ میرے مال اور جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اغراض اشاعت اسلام دیا جاوے اس دسویں حصہ میں میرے ورثا کا کوئی حق نہ ہوگا کہ وہ دست اندازی کریں۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہیں اور وقت پر کام آویں۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

العبد

مسمات نعمت بی بی نشان انگوٹھا

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد

حکیم محمد زمان بقلم خود ملازم نواب محمد علی خان صاحب

گواہ شد

احمد نور کابلی بقلم خود

گواہ شد

عبد الرحیم سکول ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں غلام فاطمہ زوجہ ماسٹر عبد الرحمن بنت خلیفہ نور الدین سوداگر قوم پٹھان۔ یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد میں سے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کی شاخ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کو دیا جاوے۔ اگر اللہ اور نئی جائیداد مجھے دیوے۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ میری جائیداد زیور حسب ذیل ہیں۔

والیاں طلائی	قیمتی	چوڑیاں نقری ۲ عدد	لونگ و کنٹھا	بانکاں دو عدد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

العبد

غلام فاطمہ بقلم خود مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

[illegible] مدرس تعلیم الاسلام سکول قادیان

گواہ شد

[illegible] (احمدی) قادیان

چوری اور سینہ زوری کا مقدمہ

ناظرین الحکم اس مقدمہ کے حالات سے واقف ہو چکے ہیں الحکم چونکہ بفضلہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ظہیر المجرمین ہو اسلئے اس نے اس مقدمہ کے حالات شائع کرنے ضروری سمجھے ہیں مقدمہ مذکورہ ۱۵ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوا سردار صاحب اپنی آزاد منشی اور انصاف پروری میں اس ضلع میں خصوصیت سے مشہور ہیں اور کام کرنیمیں بڑے مستعد اور باہمت ہیں ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی اور باوجودیکہ ان ہی پہلو میں بیٹھنے والے ایک مجسٹریٹ صاحب ۲ بجے تک عدالت میں نہ آسکے سردار صاحب ٹھیک ۱۰ بجے کچہری میں آکر کام شروع کر چکے تھے ۱۱ بجے کے قریب یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور ڈیڑھ بجے تک شہادت استغاثہ ختم ہو گئی ملزموں کیطرف سے دو وکیل پیروکار تھے اور استغاثہ کیطرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب تنہا کام کر رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بڑی قابلیت اور مستعدی کے ساتھ وہ اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے تھے ایک لائق اور تجربہ کار پلیڈر اور قانون دان کیطرح انہوں نے شہادت استغاثہ کو پیش کیا + دوران شہادت میں دیوان سنت رام صاحب بیرسٹر بھی استغاثہ کیطرف سے پیروکار ہو گئے۔ شہادت استغاثہ ختم ہونے کے بعد ملزموں کا بیان ہوا۔ ملزموں نے جیساکہ امید تھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے لڑائی کا ہونا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اس لڑائی پر اس نے استغاثہ بھی کیا ہوا ہے۔ دوران تفتیش میں بھی ایسا معلوم ہوا تھا کہ پیش بندی کے طور پر ایک استغاثہ دیال سنگھ نے دائر کیا ہے۔ ایشر ملزم نے بھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے نہایت بے باکی کے ساتھ ایک شرمناک دھمکی عدالت میں پیش کی۔ اگر اسے تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۷ کا علم ہوتا تو شاید اسو جہ عدالت کو پیش نہ کرتا + بہر حال عدالت نے ملزموں پر فرد جرم لگا دیا۔ اور ملزم عرم ایشر کمبو کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر تا فیصلہ حراست سے رہا کر دیا۔ آیندہ تاریخ پیشی جس پر گواہان صفائی لائے جاویں گے ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے اور سردار صاحب موقعہ پر بمقام قادیان مقدمہ سماعت کریں گے۔

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

امسال سالانہ کھیلوں کا مقابلہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو گورداسپور ہونیوالا تھا جسمیں تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی معمول کے موافق شامل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اور ڈسکول گورداسپور میں تمام ضلع کے طلباء کو ٹھیرایا گیا تھا۔ مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض معاملات میں طلباء کو وجہ شکایت پیدا ہوئی۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ بابو سوہن لال صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر (جو ٹورنے منٹ کمیٹی کے سکرٹری بھی تھے) بڑی مستعدی اور جفاکشی سے کام لیا۔ اور ہر طرح سے لڑکوں کو آرام پہونچانے کی سعی کی لیکن جو امران کے نوٹس میں نہ لایا جاوے اسکے لئے وہ ہر طرح معذور تھے۔ یہ غلطی میری رائے میں ان ٹیچروں کی اخلاقی جرأت کی کمی کیوجہ سے ہوئی جو طالبعلموں کے ساتھ تھے۔ کیونکہ جب ہیڈ ماسٹر تعلیم نے بابو سوہن لال صاحب کو ان کے دفتر میں جا کر بعض ضروری امور پر توجہ دلائی تو انہوں نے بڑی مستعدی سے معاً انکا انسداد کیا جس کے لئے میں انکا خاص شکرگذار ہوں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سکول کے طالب علم رات بھر وہاں گیت گاتے رہے اور رات بھر انہوں نے

مغز ما خورد و حلق خود بدرید

کا نمونہ دکھایا۔ جو شرمناک امر ہے آیندہ ایسے ٹیچر طلباء کے ساتھ آنے چاہئیں جنمیں انتظامی قوت ہو اور جو لڑکوں کو نیز اپنا خاص اثر رکھتے ہوں لیکن ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو چونکہ سارا دن بارش ہوتی رہی اور آیندہ تین چار دن زمین اس قابل نہیں ہو سکتی تھی کہ کھیل شروع ہو اسلئے اس مرتبہ ٹورنے منٹ ملتوی ہوا۔ اب سال آیندہ پر دیکھنا چاہئے کیا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ کپتان حوالات میں

گورداسپور جاکر معلوم ہوا کہ مکتی فوج کے ایک کپتان اور اس کے دو تین مددگاروں نے (جو وہ بھی نجات یافتہ اور یسوع کے لیلے ہیں) ایک عیسائی کے گھر چوری کی اور واردات کو مشتبہ کرنے کے لئے یا چھپانے کے خاطر گھر کو آگ لگا دی چلو خس کم جہان پاک۔ ان ملزموں میں ایک بزرگ الفت مسیح بھی ہیں جنکی دینداری اور اتقا کا مکتی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں خاص شہرہ تھا۔ انہوں نے عجیب کمال کیا کہ جب پولیس تفتیش میں اس سے کچھ دریافت کرے تو وہ جواب دینے سے پہلے فوراً گھٹنے ٹیک کر آسمانی باپ کی تقدیس شروع کر دے اور اسکی مرضی کو زمین پر لانے کی سعی کرے۔ لیکن لالہ بوڑا مل صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس نے بڑی قابلیت سے مقدمہ کو برامد کر لیا۔ اور یسوع مسیح کے ان لیلوں کو حوالات کے باڑے میں کچھ دن دانہ پانی کھانے کے لئے رکھ لیا۔

اب مقدمہ باضابطہ چالان ہو کر فیصلہ ہوگا۔ خداوند یسوع کی ان بھیڑوں نے عیسائی مذہب کے رو سے شاید کوئی گناہ نہ کیا ہوگا کیونکہ یسوع کا خون ان کا کفارہ ہو چکا ہے۔ انسپکٹر صاحب موصوف خصوصیت سے تعریف کے قابل ہیں جنہوں نے مکتی فوج کے افسروں کی بھی پروا نہیں کی اور اصل ملزموں کو پکڑ لیا۔

ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لوٹ لیا گیا

سردار علی حسین خاں صاحب قزلباش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کے ہاں مقتہ زیر اشاعت میں کئی ہزار کی چوری ہو گئی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ملزموں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور وہ ایسی دیدہ دلیری سے وارداتیں کرنے لگے ہیں۔ لیکن پولیس گورداسپور کے قابل ناز افیسرز بابو غلام محمد صاحب اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹران نے ملزمان کو دوسرے ہی دن گرفتار کر لیا اور کل مال مسروقہ بھی برامد ہو گیا یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے۔ سنا گیا ہے کہ یہ گروہ جو گرفتار ہوا ہے ایک خطرناک گروہ ہے۔

انسپکٹران پولیس جنہوں نے نہایت دانشمندی سے اس مقدمہ کو برآمد کیا ہے پولیس کے اعلےٰ افسروں کیطرف سے خاص حوصلہ افزائی کے قابل ہیں اور میں اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسے معاملات پر خاص نوٹس لیتے رہیں گے تاکہ دوسرے عہدہ داران پولیس کو برآمدگی مقدمات کے لئے خاص توجہ ہو۔ ایسا ہی ان عدالتوں کو ایسے ملزموں کے لئے خاص خیال رکھنا چاہئے اور انہیں قابل عبرت سزائیں دینی چاہئیں تاکہ دوسرے ملزموں کے حوصلے پست ہوں + باقی حالات ضرورتاً پھر لکھے جاویں گے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضور حقیقت الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں یہ کتاب عجیب وغریب نشانات کا مجموعہ ہوگی۔

۲۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن کی پیشگوئیکا دامن اللہ تعالیٰ جانے کتنا وسیع ہونیوالا ہے موسم بہار شروع ہو چکا ہے اور بادل ہیں کہ آتے ہیں اور برستے ہیں ۲۱ مارچ کو بڑے زور شور سے پھر بارش ہوئی اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۳۔ قادیان میں الحمد للہ اسوقت طاعون سے امن ہے نواح میں بعض جگہ بہت زور ہے اللہ ہی کے فضل پر بھروسہ ہے۔

[illegible] ہرگز [illegible] کی آزمائش نہ کریں [illegible] خداوند کریم کی [illegible] انہیں قسم [illegible] ہو گئے ہوں [illegible] مایوس خاطر [illegible]
[illegible] کام نہیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہر ایک پر ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری

[illegible] کا مشہور ہمدرد انسانی مرکب

[illegible] میں ایک نئی زندگی بخشتا [illegible] جوانی کی امنگ [illegible]

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) — قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سـ۱۳ـہ) — قیمت ایک درجن [illegible]

مفرح عنبری کی [illegible] خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکو حاصل کرنے کیلئے اہل یورپ نے لاکھوں روپیہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] خداوند کریم نے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ [illegible] ہو چکا ہے اس لئے مجھے اسکی تعریف میں [illegible] صفات بیان کرنے کی اس [illegible] ضرورت نہیں [illegible] کو ختم کرتا ہوں مفرح عنبری [illegible] [illegible] اسکا اصل نام [illegible] ظاہری و باطنی [illegible] سریع الاثر تجربہ [illegible] خیالات [illegible] قوت اور تفریح [illegible] زندگی عطا کی [illegible] ضعف دل [illegible] [illegible] اور قابل اعتماد تریاق ہے مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف [illegible] کثرت احتلام [illegible] وغیرہ کو [illegible] مفرح عنبری [illegible] اعصاب [illegible] استعمال سے جلد [illegible] ضعف [illegible] مفرح عنبری ایک اکسیر [illegible]

[illegible] مفرح عنبری [illegible] جو دماغی [illegible] منٹوں میں آرام دیتا ہے [illegible] امیروں [illegible] جاگیرداروں، ججوں، وکیلوں، تحصیلداروں، منصفوں، مدرسوں [illegible] اور بالخصوص کالجوں کے طلبا جن کو صحت کی قدر ہے اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں [illegible] طبیعت گھبرائی [illegible] محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے [illegible]

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترتیبات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض [illegible] ان جگہوں میں جہاں [illegible] طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیساتھ اسکا استعمال [illegible] کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے مفرح عنبری [illegible] [illegible] کی خدمت میں [illegible] اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو [illegible] ان سب باتوں کو [illegible] مفید ہو سکتی ہے [illegible] کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور [illegible] خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی [illegible] تکلیف [illegible] بلا [illegible] فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے مفرح عنبری سے وہ لوگ [illegible] فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں [illegible] خون کا آنا [illegible] ہو گیا ہو یا کسی [illegible] مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں — مفرح عنبری وہ عجیب و غریب [illegible] ہے جسکے استعمال سے [illegible] دماغی طاقت [illegible] ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے —

سوٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالی جناب مولوی [illegible] محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست گھیر اگڈہ [illegible]

عنایت فرمائم حکیم صاحب [illegible] اسلام [illegible] ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست گھیر اگڈہ نے منگائی تھی [illegible] میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی [illegible] مہربانی کر کے [illegible] اور خان صاحب [illegible] تا [illegible] قدر جلد [illegible] ارسال [illegible]
[illegible] محمد [illegible]

عالیجناب خان بہادر [illegible] صاحب رئیس اعظم [illegible]

تحریر فرماتے ہیں — مفرح عنبری کی [illegible] استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً [illegible] ہوں کہ اس [illegible] دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی [illegible] کمزور طاقت کے واسطے [illegible] فائدہ ہے — اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے [illegible] بموجب اشتہار ثابت ہوئی —

عالیجناب راجہ کالی پرشاد صاحب تعلقدار

و رئیس [illegible] انگریزی چٹھی کا ترجمہ — ڈیئر سر — میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے — میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں [illegible] سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے — مہربانی کر کے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرما دیں

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

[illegible] نواب صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے [illegible] آپ کی مفرح عنبری نے جو [illegible] دکھلائے ہیں — بیان سے باہر ہیں — فی الواقعہ [illegible] مہربانی [illegible] ڈبیہ بذریعہ [illegible] جلد ارسال فرما دیں —

[illegible] مفرح عنبری [illegible]



رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

چہ گویم با تو کز آئی بہار و بقادیان بیتی | دو ابیتی شقابینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی

سالانہ

اصحاب معاونین سے عـــہ

... سے باہر کے

(۴) غیر مذاہب والوں سے

(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

تازہ الہامات

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء - اردت زمان الزلزلہ

ترجمہ - ہم نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجائے۔

نوٹ - یہ الہام گذشتہ اخبار (۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں بھی شائع ہو چکا ہے) اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہی جس کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء - ۱ - لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دونگا

۲ - انی مع الرسول اقوم -

ترجمہ میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہونگا یعنی اسکی نصرت اور حفاظت کرونگا -

۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

ترجمہ ہم قسم کہاتے ہیں وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ ڈھانپ لیوے کل چیزوں کو کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑا نہیں یا اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے

(۲) واللہ لولا اکرام - لھلک المقام - ترجمہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تمہارا اکرام ہم کو منظور نہ ہوتا - تو یہ مقام ہلاک ہو جاتا -

(۳) اِلَّا مَنْ تُسْمِعُ بِہِ الْمَوْتٰی - تیرا ایسا اکرام کرونگا کہ اس کے ذریعہ سے تو مردوں کو سنائیگا - (۴) علمہ عند ربی لا یضل ربی ولا ینسٰی - ترجمہ اس کا علم میرے رب کو ہی ہے میرا رب بیراہ ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے

(۵) لا نطاء قدم العامۃ قدم النبی عام لوگوں کا قدم نبی کے قدم کو پامال نہیں کر سکتا - (۶) بلغت قدم الرسول - ترجمہ میں رسول کے قدم پر پہونچ گیا ہوں (۷) انی علی کل شئ قدیر - ترجمہ - میں ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہوں - ۲۷ مارچ (۱) کلوا احد منھم ثلج - (۲) انقلبیہ علی عقبیہ (۳) لقد اثرک اللہ علینا -

۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ مَیں اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔

(تشریح) یعنے عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائیگا اور پھر اُس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔

۲- میرے دشمن ہلاک ہو گئے (۳) ان اللّٰہ مع الابرار

یعنے آیت وہ عنقریب ہلاک ہوں گے۔ خدا نیکوں کے ساتھ ہے

۴- کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گذرنے نہ پاوے

کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔

(تشریح) یعنے جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اُس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا جبتک وہ مجھے قبول نہ کرے۔ اور جو شخص اِس حکم سے باہر واہو وہ سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔

۵- سلطان عبد القادر

(تشریح) اِس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جسطرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھکو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنے جو لوگ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کا تعلق نہیں رہیگا جبتک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قدمی ھٰذہ علےٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔ یہ فقرہ سید عبد القادر رضی اللّٰہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

۶- احل لہ الطیبات۔ قل مافعلت الّا ما امرنی اللّٰہ۔

(تشریح) اس سلطان عبد القادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہدے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہ کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔

پھر بعد اس کے کشفی حالت میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔

اور پھر الہام ہوا کل مقابر الارض لاتقابل ھٰذہ الارض۔ یعنے زمین ہند کے تمام قبرستان اِس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی اِس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اسکی والدہ ہے اور مجھے خیال گذرتا ہے کہ مرزا غلام قادر مرحوم بھی جو میرے بھائی ہیں میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اسقدر زنبور ہیں کہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیل رہے ہیں اور ایک میری ناف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر اس نے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہو گئے ہیں اور مسجد میں بھی کروڑہا زنبور ہیں مگر ہم ان کی شر سے محفوظ رہے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔ اور باد و باراں کا خوفناک طوفان آیا اور گرد سے ژالہ باری کی خبریں بھی آئیں۔ گاؤں میں طاعون کی وارداتیں ہوتی ہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مہلک اور خوفناک نہیں بحالیکہ نواح کے بعض دیہات میں خوفناک بازار موت گرم ہے۔

۲- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں حقیقۃ الوحی لکھی جا رہی ہے۔ اور امید کیجاتی ہے کہ جلد شایع ہو۔

۳- ایسٹر کی تعطیلات سے اس مرتبہ احباب نے غیر معمولی فائدہ اٹھایا اور اکثر احباب دار الامان حاضر ہوئے۔ خصوصیت سے سیالکوٹ کی جماعت کے برگزیدہ رکن میر حامد شاہ اور چودھری مولا بخش صاحب اور دیگر احباب اور لاہور سے خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد اور برادر معظم اور مولوی صدر الدین صاحب ایسا ہی امرتسر سے ماسٹر قادر بخش صاحب اور دیگر احباب اور کپورتھلہ سے منشی ظفر احمد صاحب اور عثمان آباد (دکن) سے سید عظیم الدین صاحب وکیل مع اہل و عیال تشریف لائے اسطرح بہت سے بھائی سعادت اندوز ہوئے۔

۴- ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو بعد نماز عصر برادرم منشی عبد اللہ سنوری کے صاحبزادہ رحمت اللہ کا نکاح منشی ہاشم علی صاحب کی دختر کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر کے عوض حضرت اقدس علیہ السلام کی حاضری میں وکالتًا ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ نے حسب معمول خطبہ پڑھا۔ جسمیں نکاح کے پاک اغراض اور مستورات کے ساتھ حسن سلوک کا وعظ فرمایا جسکا خلاصہ پھر دیا جاویگا آپ نے لطیفہ کے طور پر احیاء سنت کی غرض سے یہ بھی فرمایا کہ ایسے موقع پر خرمے ہونے چاہئیں جنکو انکی نرمی کے باعث نور الدین بھی کھا سکے مگر لوگ چھوہارے لاتے ہیں۔

۵- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل نماز جمعہ برکات گورنمنٹ انگلشیہ پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔

ارشاد واجب الانقیاد

"قادیان کے آریہ اور ہم" یہ مختصر رسالہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاوی کا خدائی شاہد ہے اور اس قابل ہے کہ کثرت سے اسکی اشاعت ہو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہماری جماعت اسکی ایک ایک یا زیادہ کاپیاں یعنے جسقدر وہ مقدرت رکھتے ہوں ضرور خریدیں۔ بہت سی کاپیاں اسکی مفت تقسیم ہو چکی ہیں اور ضرورت ہے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں یہ حربہ ہو تا وہ اپنے ہندو اور آریہ واقفوں کو دکھا سکے اس لئے ہر شخص کو خواہ وہ پڑھ سکے یا نہ پڑھ سکے اسکی ایک یا ایک سے زیادہ کاپیاں خریدنی چاہئیں۔

درخواستیں میر مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں اسکی قیمت صرف ۲/ ہے

ہنر بچشم عدو نزرگتر عیب ست

جب عداوت انسان کے دل ودماغ پر محیط ہو جاتی ہے تو اسے سچائی کے سمجھنے اور قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہاں تک کہ عمدہ سے عمدہ جوہر اور بہتر سے بہتر قابلیت اور خوبی بھی اس کی نگاہ میں بدترین عیب اور بُرائی نظر آتی ہے۔ یہی حال لاہور کے آریہ اخبار **پرکاش** کا ہے۔ حال ہی میں اس نے اپنی ۶ مارچ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں سلسلہ احمدیہ کے برگزیدہ پیشوا کی شان میں اپنی اسی فرزانگی اور دانشمندی کی بنا پر جو نیوگ کی پوتر تائی مان کر سے حاصل ہوتی ہے ایک نوٹ لکھا ہے:۔

کہ مرزا صاحب بھی اپنے تئیں ایک خود مختار حاکم سمجھتے ہیں چاہے ان کی حکومت کا دائرہ چند شخصوں تک ہی محدود ہو اور یہ ہیں بھی خود مختار پہلے درجے کے۔ کیونکہ جہاں دُنیا کے بڑے سے بڑے خود مختار کے خلاف رعایا کے سامنے اپیل کی جاسکتی ہے وہاں مرزا صاحب کی عدالت میں ایسی اپیل کی گنجایش نہیں کیونکہ جو لوگ اپنے گلے میں مرزا صاحب کا طوق مریدی پہنتے ہیں ان کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ انکی حیثیت ایک آزاد انسان کی نہیں رہیگی بلکہ بھیڑ بکری کی سی رہ جاویگی جدھر چاہا لگا لیا۔"

مادی دُنیا کے تاریک کونوں میں دبکا ہوا پرکاش کا ایڈیٹر **آزاد انسان** کی حیثیت سے محض ناواقف ہے۔ وہ پُتلا جو حوائج ضروریہ کا اسیر اور بھوک۔ پیاس۔ پیشاب۔ اور پاخانہ تک کا پابند ہو میں نہیں سمجھتا کہ پرکاش کا ایڈیٹر اسے آزاد کیونکر قرار دے سکتا ہے؟ کیا وہ خود آزاد ہے؟ اور کیا میونسپلٹی تک کے قوانین کا پابند نہیں؟ کیا گورنمنٹ کے احکام کی پابندی اس پر لازم نہیں؟ کیا مذہبی حیثیت سے آریہ سماج کے اصولوں اور ان میں سے بھی خاص خود پارٹی کی ہدایتوں کو ماننے والا نہیں؟ اگر ان پابندیوں کے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے اور یہ تمام طوق اور زنجیر اسکے گلے میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر وہ آزاد کہلانے کا کیا حق رکھتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ پرکاش کا ایڈیٹر اتنا بھی آزاد نہیں جتنا ایک بچہ کیونکہ وہ کبھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھکر اب پاخانہ اور پیشاب نہیں کرسکتا۔ اور ننگا ہو کر گلی کوچہ میں نہیں پھر سکتا جیسے بچپن میں پھرا کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا ہی آزاد ہے تو اس تماشہ کو کر کے دکھاوے ہم بھی اسکی آزادی کی نمایش دیکھ لینگے۔ پھر کیا وہ اپنے گھر کے اندر ایک خود مختاری کی حکومت نہیں رکھتا۔ کیا وہ اجازت دے سکتا ہے کہ ہر شخص جو چاہے اور جس وقت چاہے اور جس حالت میں چاہے اسکے گھر میں گھس آوے۔ اور وہ پروا نہ کرے؟ کیا اسنے اپنی بیوی اور بچوں کو جنگل کے وحشیوں کی طرح کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ جدھر ان کا منہ اُٹھے جاوے بھاگ جاویں اور جو چاہیں کریں؟

ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ پھر **آزادی** کیا ہوئی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ آزادی اور خود مختاری کے الفاظ ہی سُنکر خوش ہو جاتے ہیں اور زبان سے ان کو دوہراتے رہنا ہی اپنی آزاد منشی کا تمغہ سمجھتے ہیں لیکن انھوں نے اس کے فلسفہ پر کبھی غور کیا ہی نہیں اور نہ اُن کے مذہب نے اس حقیقت کو ان پر کھولا۔

دُنیا کی تمام متمدن اور غیر متمدن قوموں کو دیکھو کہ کیا عملی طور پر کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ بالکل کسی حاکم یا افسر سے بے نیاز اور آزاد ہوئے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ یہ انسانی فطرت کا عملی **سبق** ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بالطبع ایک **امام** اور حکمران کو چاہتا ہے قطع نظر اس کے وہ روحانی ہو یا جسمانی۔ کیا **پرکاش** کے ایڈیٹر نے فرانس کے انقلاب کی تاریخ نہیں پڑھی؟ جہاں شاہی خاندان کو برباد کرنے والے لوگ جو بادشاہ کے نام سے چڑتے تھے اور بالآخر انھوں نے شخصی حکومت کا خاتمہ بھی کیا اس انقلاب کے وقت فرانس کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہی تھیں لیکن اس کشت وخون کا انجام کیا ہوا؟ کیا **جمہوری** حکومت کے شیدائیوں نے ہزاروں خونوں کے معاوضہ میں خریدی ہوئی آزادی کو ایک **پریسیڈنٹ** انتخاب کر کے بیچ نہیں دیا۔ اس سے بڑھکر انسانی فطرت کے نقوش پڑھنے کے لئے اور کونسا موقعہ اور نظارہ ہوگا۔ جبکہ اس نظام ظاہری میں آزادی اور لبرٹی کی صدائیں لگانے والوں کو بالآخر ایک حکمران اور سرگروہ کی ضرورت ہے جو ایک ذی اختیار اور صاحب اقتدار ہو کہ سب کو ایک جتھے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات اور جذبات کو روک کر ایک ہی سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کرے اسی طرح پر **روحانی حکومت** اور باطنی **نظام** کے لئے ایک **خاص فرد** کا ہونا لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ **فرد اکمل امام** کہلایا کرتا ہے۔ اور اگر پورے طور پر اس کی اتباع اور فرمانبرداری نہ ہو تو یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو جماعت اور قوم یہ لوگ طیار کرتے ہیں چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد اور منشاء کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی ہستی اور آرزؤں کو اس کے حکم کے سامنے محض ہیچ اور عدم یقین کرتے ہیں اور کسی توم کو **قوم** بنانے اور اس میں زندگی کی روح نفخ کرنے کا یہی گر ہے لیکن یہ **قابلیت** غیر کو نہیں مل سکتی اسی کو دیجاتی ہے جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ **امام** اور منتخب **خلیفہ** ہو۔ پنڈت دیانند جی نے ایک قوم بنانی چاہی لیکن کیوں **نامرادمرا** محض اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اسکے منتخب نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے جو آریہ سماج باوجودیکہ اس میں مادی دُنیا کے فرزند اور آپ جیسے **عقلمند** داخل ہیں لیکن وہ تین تیرہ اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں کیا یہ اسی آزادہ سری کا نتیجہ نہیں کہ ہر ایک لیڈر بنتا چاہتا ہے اور دوسرے کی نکتہ چینی ہی اپنی زندگی کا کمال اور مقصد اعلیٰ یقین کرتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جسکی وجہ سے آریہ سماج کی موت کے اعلان تم آپ کر رہے ہو اور ہر روز اس کا بوان م اٹھاتے ہو۔

مگر ہم اس آزادی اور خود سری کو جو خدا تعالیٰ سے دور لیجاوے اور نوع انسان کے امن کی مخل اور تکلیف دہ ہو اس **غلامی** پر جو **امن** اور **امان** کی زندگی بسر کرنے کے لئے **فرشتہ رحمت** ہے اور جو ہماری اخلاقی عملی ملکی مجلسی برائیوں کے دور کرنے کا زبردست ذریعہ ہے جو وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو **با اخلاق** انسان اور بالآخر **با خدا انسان** بنانے کی ایک ہی **راہ** ہے **اکسیر** اور حرز جان یقین کرتے ہیں۔ انسانی تکمیل اور ترقی مدارج کی یہی **روح** ہے اور اسی کو خالق فطرت خدا کی مجید کتاب نے بیان کیا ہے جہاں فرما دیا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

میں جب تک مامور کی کامل اطاعت کا جُوا انسان اپنے کندھے پر نہ رکھلے وہ **بامراد** اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کو باوجودیکہ ان کے پاس قہری حکومت نہیں ہوتی ایک ایسی **قوت** دیجاتی ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ اپنا سچا تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اپنی خواہش اور ارادے پر موت وارد کر کے ساتھ ہوتے ہیں اور یہی انسانی فطرت کی تکمیل کی راہ ہے۔ یہی قوم بنانے کی اصل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم نے خود مان لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو یہ قوت حاصل ہے پس ہم اس پر فخر کرتے ہیں تمہاری مادر پدر آزادی پر ایسی غلامی کو ہزار جان سے ترجیح دیتے اور اس آزادی پر لعنت بھیجتے ہیں جو انسانی فطرت کا منشاء اور سچا تقاضا نہیں کیونکہ

سچی آزادی اور رستگاری اسی غلامی میں ہے

مگر وہ لوگ جو وحشیوں کی زندگی پسند کرتے ہوں کیونکہ وہ سب سے بڑھکر آزاد اور مطلق العنان ہیں اور کتوں اور کتیوں اور گدھوں اور گدھیوں کی حالت میں انسانوں کو بدلنا چاہتے ہیں وہ اس غلامی کی قدر کیا سمجھتے ہیں! ام سخن شناس نہ

احمدیوں کے قتل کا فتوےٰ

یہ مضمون حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے اپنے رسالے میں لکھا ہے چونکہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کے واقعہ پر سراج الاخبار نے ایک بیہودہ مضمون شائع کر کے اپنی علمی پردہ دری کی ہے صاحبزادہ صاحب نے نہایت قابلیت سے اسکا جواب دیا ہے۔ جماعت جہلم نے وہ مضمون میرے پاس بغرض جواب بھیجا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسپر کسی مزید بحث کی حاجت نہیں چھوڑی اس لئے میں اس کو ہی درج کر دیتا ہوں۔ امید ہے یہ مضمون لوید دلچسپی سے پڑھا جاویگا اور اس مضمون کے اندراج سے یہ بھی غرض ہے کہ الحکم کے ناظرین اندازہ کر سکیں کہ تشحیذ الاذہان میں کیسی قابلیت سے عالمانہ مضامین نکلتے ہیں اور انہیں اس طرح پر رسالہ مذکور کی قدر دانی کا موقع ملے ——— ایڈیٹر

قریبًا ایک ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ ہوا۔ کہ میں نے ایک آرٹیکل اس مضمون کا اخبار بدر میں دیا تھا کہ امیر صاحب جبکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ اُنھوں نے علی گڈھ کے موقعہ پر کہا ہے۔ تو کیا وجہ کہ احمدی فرقہ پر وہ نظر نہیں اور کیا وجہ کہ اُنھوں نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو صرف اس لئے کہ وہ جہاد کے منکر اور حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں سنگسار کرایا۔ بلکہ پتھر پھینکنے میں خود بھی حصہ لیا اور یہی نہیں بلکہ اُن کی لاش کو دفن کرنے کی بھی ممانعت کی اور اس کے علاوہ اُن کے اہل و عیال کو نہایت سختی سے قید کر کے خوست سے روسی سرحد کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور ان کا تمام مال و متاع اُن سے چھین لیا گیا اور امیر صاحب نے ان غریب مزاج انسانوں کا اتنا بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ عید الضحیٰ کی تقریب پر اُنھوں نے گائے کا کیا۔ اور اس کے بعد امیر صاحب سے میں نے جواب مانگا تھا۔ کہ وہ اس بات پر روشنی ڈالیں تا کہ وہ حیرانی اور تعجب جو کہ ملک ہند میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی کی وجہ سے پھیل رہا ہے وہ دور ہو۔ کیونکہ لوگ سخت حیرت میں ہیں کہ وہاں تو وہ سنگدلی اور یہاں یہ بے تعصبی اور صرف ہندوستانی پبلک میں ہی یہ بات تعجب کی نظروں سے نہیں دیکھی گئی بلکہ میرے مضمون کے بعد ایک انگلش لیڈی نے بھی ایک پُرزور آرٹیکل سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع کرایا اور اُس میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی پر سخت حیرت ظاہر کی اور لکھا کہ یہ بات ماننے کے قابل نہیں کہ امیر صاحب ہندوستان میں اس قدر بے تعصبی دکھلائیں اور اپنے ملک میں وہ ظلم کریں میرے سامنے وہاں دو آدمی صرف اس لئے سنگسار کئے گئے کہ امیر صاحب سے کچھ مذہبی اختلاف رکھتے تھے۔ اور جو زمانہ کہ وہ انگلش لیڈی بتاتی ہے قریبًا وہی ہے جس میں کہ عبد الرحمن اور صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کئے گئے تھے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں شخص جن کا وہ حوالہ دیتی ہے مولوی عبد الرحمن اور صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب ہی ہیں مگر ان دونوں مضمونوں کا جواب امیر صاحب نے کوئی نہ دیا۔ اور وہ الزام جو کہ ان پر لگائے گئے تھے اُن کا رد قطعًا نہیں کیا اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسی بات پر ایک مضمون پاینیر میں شائع کیا لیکن اسپر بھی وہی خاموشی رہی جو کہ پہلے دو مضمون پر تھی۔ مگر باوجود امیر صاحب کی اس خاموشی کے۔ ایک سرحدی مولوی صاحب ان کی طرف سے میرے مضمون کا جواب دیتے ہیں اگرچہ مجھکو راقم مضمون کے سرحدی ہونے میں تو کچھ شبہ ہی ہے۔ کیونکہ اس اخبار کے ساتھ جس میں کہ میرے مضمون کا جواب دیا گیا ہے (سراج الاخبار جہلم) مولوی کرم الدین بہت کچھ تعلق رکھتے ہیں جن کے خیال میں جھوٹ بولنا کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ پیچھے ایک مقدمہ ہوا تھا کہ جس میں کہ مولوی کرم الدین صاحب نے جھوٹ کی تائید میں بہت کچھ زور لگایا تھا۔ مگر اس مضمون کا راقم کوئی ہو اس سے ہمیں بحث نہیں۔

سوال یہ ہے کہ امیر صاحب کی طرف سے ان سرحدی مولوی صاحب کو جواب دینے کا کوئی حق تھا اگر میرے مضمون کے جواب دینے کا بہت ہی شوق تھا تو خود اپنی طرف سے جو چاہتے لکھتے مگر یہ کہنا کہ امیر صاحب کی طرف سے ایک گستاخ مرزائی کو جواب کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ امیر صاحب تو کہیں کلکتہ یا بمبئی میں سیر و تماشہ دیکھ رہے تھے ان کو اس مضمون سے کیا غرض۔ مگر بہر حال ہم اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے اس بات کو مان لیتے کہ امیر صاحب کی طرف سے یا ان کے ایما سے یا اُن کے اعتقاد کے موافق یہ جواب دیا گیا ہے۔

پہلی بات جو راقم مضمون نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ امیر صاحب پر اعتراض کرنے والے شخص نے یعنے میں نے صرف قرآن و حدیث سے بیخبر ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ باوجود اسکے کہ امیر صاحب اپنے آپ کو سب فرقوں کے لئے یکساں مہربان بتاتے ہیں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو کیوں قتل کیا گیا۔ کیونکہ اُنھوں نے یہ کام مخبر صادق کی پیشگوئی کے عین مطابق کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں آتا ہے۔ کہ عن علی رض سمعت النبیؐ یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان حداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیمة ۰ یعنے علی رض سے روایت ہے۔ کہ قریب ہے ایک قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی جو کم عمر ناقص العقل ہوگی۔ ظاہر میں تو وہ ایسا کلام پڑھینگے جو تمام دنیا کے کلاموں سے اچھا ہے۔ مگر اصل میں اُن کے نرخوں سے نیچے ایمان نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح دور نکل جاوینگے جیسے کہ تیر شکار کے جانوروں سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کرو کیونکہ انکے قتل کرنے کی وجہ سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ہوگا۔ اور اس حدیث کو احمدی فرقہ پر چسپاں کر کے سرحدی مولوی ظاہر کرتا ہے کہ یہ قتل تو عین مطابق منشاء خدا اور رسول ہوا ہے اور درحقیقت یہ لوگ اسی قابل ہیں کہ جہاں ملیں قتل کر دئیے جاویں۔

ان کے نشانات میں سے راقم مضمون ایک یہ بھی نشان بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ ایسی نماز پڑھینگے کہ تم لوگ (صحابہ) اپنی نماز کو اُن کی نماز کے آگے حقیر جانو گے اور یہ لوگ قرآن شریف پڑھینگے مگر وہ ان کے نرخروں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ جیسا کہ ابو سعیدؓ کی حدیث میں آیا ہے۔ اور پھر یہ ہی لکھتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہماری نمازوں سے اچھی نمازیں پڑھتے ہیں اس لئے معلوم ہوا۔ کہ درحقیقت احمدی فرقہ ہی اس حدیث کا مصداق ہے۔ اور جو کچھ امیر صاحب نے کیا وہ ٹھیک کیا۔ مگر افسوس کہ راقم مضمون کو اس مضمون کے لکھتے ہوئے بوجہ اس بغض و عناد کے جو کہ یہ لوگ احمدیوں سے رکھتے ہیں حضرت علیؓ کی حدیث کا پہلا حصہ بھول گیا۔ کہ میں آسمان سے نیچے گر پڑنا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ نبی کریم پر جھوٹ باندھوں . . . . اور وہ حدیث بھی بھول گئی جو کہ صحیح بخاری کتاب العلم میں مسلم بن اکوع

سے روایت ہے کہ من یقل علیٰ مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو کوئی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے افسوس اگر راقم مضمون جھوٹ کو کچھ گناہ سمجھتا تو اس طرح آنکھیں بند کئے نبی کریم پر اس قدر تہمت نہ لگا سکتا۔ کیا راقم مضمون کو معلوم نہیں کہ یہ حدیث کس کے لئے ہے کیا اس کو ابو سعید الخدری کی حدیث معلوم نہیں جو کہ بخاری باب قتل الخوارج حضرت علیؓ کی حدیث کے پاس ہی ہے جس میں صاف طور سے لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ آیتھم رجل احدی یدیہ او قال ثدیہ مثل ثدی المرأۃ او قال مثل البضعۃ تدردر یخرجون علیٰ حین فرقۃ من الناس قال ابو سعید اشہد سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم واشہد ان علیا قتلہم وانا معہ جیٔ بالرجل علیٰ النعت الذی نعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے ہل ہل کرنے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ پیدا ہونگے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی ہوگی۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے نبی کریم سے سنی اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں علیؓ کے ساتھ تھا جبکہ وہ شخص لایا گیا اور اس کی وہی شکل تھی جو کہ آنحضرت نے فرمائی تھی۔ پس اے راقم مضمون کیا یہ نبی کریم پر تہمت نہیں ہے کہ آنھوں نے ایک بات کسی اور قوم کے لئے فرمائی تھی۔ تو تو اُس کو اور گروہ پر لگاتا ہے اس مضمون کے لکھتے ہوئے اگر کچھ خدا کا خوف کیا ہوتا تو بہتر تھا۔ یہ حدیث پوری ہو چکی اور جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی تھی اسی وقت خوارج کا ظہور ہوا تھا۔ پھوٹ پڑنا تو اُس وقت بولا جاتا ہے۔ جبکہ پہلے اتفاق ہو کیا **اس وقت لوگوں میں اتفاق** ہے یا اس سے کچھ پہلے زمانہ اتفاق تھا کہ یہ حدیث ہم پر چسپاں کی جائے۔ افسوس کیا دُنیا سے ایمانداری اُٹھ گئی ہے۔ کیا ایمان ثریا پر جا چڑھا ہے کہ آپس کی ذریوں اور بکروں کو چھوڑ کر اگ نبی کریم پر بھی تہمت لگانے لگ گئے ہیں اور یہ مذکورہ بالا حدیث تو اس قدر صاف ہے۔ کہ اس میں کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا علیؓ روایت کرتے ہیں پھر ابو سعیدؓ بھی وہی حدیث روایت کرتے ہیں اور ساتھ اُن کی نشانی بیان کرتے ہیں۔ اور پھر گواہی دیتے ہیں کہ میں نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی بھی دیکھی اور حضرت علیؓ نے اُن لوگوں میں پائی گئی۔ پس باوجود ان تمام باتوں کے یہ حدیث ہم پر لگانا سخت جہالت یا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے اور پھر اسی باب قتل الخوارج میں ایک حدیث ابن عمرؓ سے ہے۔ کہ اُنھوں نے سہل بن حنیف سے پوچھا کہ کیا تم نے خوارج کے باب میں آنحضرت سے کچھ سنا ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے آپ سے سنا ہے۔ آپ نے عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا کہ یخرج منہ قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام مروق السہم من الرمیۃ یعنے عراق سے کچھ ایسے لوگ نکلینگے جو قرآن شریف کو پڑھینگے مگر ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے جس طرح کہ تیر شکار کے جانور میں سے نکل جاتا ہے۔ پس اس جگہ بھی وہی حدیث ہے اور سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ آں حضرت نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ اس ملک میں سے نکل لینگے اور اس پیشگوئی کے مطابق خوارج عراق سے ظہور ہوا۔ پس کیا ہی تعجب کی بات ہے کہ نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ وہ لوگ عراق سے نکلینگے اور عبد اللہ ابن ذی الخویصرہ تمیمی کے قبیلے میں سے ہونگے اور اس وقت ہونگے جبکہ مسلمانوں میں نفاق پڑے گا۔ اور پھر صحابہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ خوارج ہیں۔ یہاں تک کہ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور میں نے ان میں اُس آدمی کی لاش دیکھی جس کی نسبت نبی کریم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ایک آدمی ان میں ایسا ہوگا اور ساتھ ہی محدثین بھی اس پیشگوئی کو خوارج پر لگاتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری نے ان تمام حدیثوں کو قتل الخوارج پر چسپاں کیا ہے۔ مگر سرحدی مولوی صاحب ان سب کا انکار کر کے زبردستی احمدیوں پر لگاتے ہیں اور شاید یہی دینداری اور تقویٰ ہے جس کی وجہ سے آپ کو مولوی کا خطاب ملا۔ افسوس ایسے ہی زمانے کے لئے نبی کریم نے فرمایا تھا۔ کہ علم اس وقت اُٹھ جائیگا جبکہ عالم نہ رہینگے اور جاہلوں کو عالموں کی جگہ دی جائے گی۔ پھر ایک عجیب بات اور ہے۔ کہ سرحدی مولوی صاحب **صرف یہ نشانی ان لوگوں کی بتاتے ہیں** کہ قرآن پڑھینگے اور اصل میں ان کو ایمان نہ ہوگا۔ اور ابو سعیدؓ کی بتائی ہوئی نشانی کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے دعوےٰ کو باطل کرتی ہے۔ حالانکہ ابو سعیدؓ کی حدیث سے ملا کر ہی حضرت علیؓ کی حدیث کے معنے سمجھ میں آتے ہیں۔ کیونکہ اگر قرآن شریف ٹھیک طرح پڑھنا اور نماز اچھی طرح پڑھنا ہمیشہ ایسے لوگوں کی نشانی ہوتا۔ تو تمام بزرگ نعوذ باللہ اس حکم کے نیچے آجاتے اور خود آنحضرت تہجد کی نماز میں اس قدر دیر تک کھڑے ہوتے تھے کہ اُن کے پیر سوج جاتے تھے اور آپ پسند کرتے تھے کہ قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھا جائے اور خود امام بخاری جنھوں نے یہ حدیث لکھی ہے۔ نماز میں اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ ایک دفعہ بھڑ نے سترہ دفعہ کاٹ کھایا اور پتہ نہ لگا جیسے بخاری کے حالات میں لکھا ہے پس نمازوں کا درست کر کے پڑھنا ان کی نشانی ہو سکتی ہے اصل میں بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ معترض نے دیدہ و دانستہ حدیث کے اس حصہ کو چھوڑ دیا ہے جس میں اُس نکلنے والی قوم کی علامتیں بتائی تھیں اور اس لئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ بھی لا یجاوز تراقیہم کے مصداق ہیں۔ اور پھر ایک اور بات بھی ہے کہ جب ان لوگوں کے خیالات ہماری نسبت ایسے ہیں کہ حدیث کسی اور قوم کے لئے ہے اور لگاتے ہمارے پر ہیں۔ اور پھر ہم پر قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تو ہماری جانیں تو ہر وقت تراح الملت **(جیسا کہ یہ امیر کو کہتے ہیں)** کے ہاتھوں سے خطرہ میں ہیں۔ اور خود ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے ہاتھوں سے بھی کیونکہ جب یہ ہمارے قتل کو ثواب سمجھتے ہیں تو کیا تعجب کہ یہ ہمارے قتل کی خفیہ سازش کرتے ہوں اور اس لئے گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان لوگوں پر نگاہ رکھے اور کیا تعجب ہے کہ یہ اسی طرح بگاڑ کر کسی اور حدیث کے معنے یہ نکالتے ہوں کہ انگریز بھی واجب القتل ہیں۔ اور اس طرح ان لوگوں کے ہاتھوں سے سخت فساد کا اندیشہ ہے اور بعید از قیاس نہیں کہ انھیں لوگوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سرحد پر آئے دن انگریزوں کا خون ہوتا ہو جن کے پُرامن سایہ میں تیس کروڑ ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان کا خونی مہدی کا عقیدہ میرے خیال کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کے فضل سے ہمکو اس بات پر فخر ہے کہ ہم اس عقیدہ سے بالکل پاک ہیں کیونکہ جب ہم نے ایک مسیح کو مانا ہے تو اُس صورت میں ایک اور خونی مہدی کا قائل ہونا گویا کہ اپنے آپ کو جھوٹا ٹھہرانا ہے۔ اور چونکہ ہم ہی اس وقت خونی مہدی کے

کابل میں اس لئے یہ لوگ ہمکو کافر و دجال اور مرتد کہتے ہیں اور ہماری جان کے درپے رہتے ہیں جیسا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف کا واقعہ ظاہر کرتا ہے اور پھر عبد الرحمٰن کا واقعہ اس کی اچھی طرح سے تائید کرتا ہے۔

اب میں دوسری بات کو لیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سرحدی مولوی صاحب اپنی تائید میں یہ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب قرآن شریف سب سے عمدہ جانتے ہیں اور ان جیسے نکات کوئی سمجھتا ہی نہیں اور اسکے لئے مجھکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں پس آپ لوگ جو عقیدہ قرآن کے فہم کے متعلق مسیح و مہدی کی نسبت رکھتے ہیں وہی ہم مرزا صاحب کی نسبت رکھتے ہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ وہ مسیح مہدی نہیں ہیں تو یہ ایک دوسرا سوال ہوگا اور بہرحال جب ہم ان کو مانتے ہیں کہ وہ مسیح و مہدی ہیں تو وہی درجہ ان کو دینگے جو کہ خدا اور رسول نے ان کے لئے مقرر کیا ہے۔

پھر سرحدی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق چونکہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو قتل کیا گیا تھا اس لئے بہت عمدہ کام ہوا۔ مگر میں پیچھے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ حدیث پوری ہو چکی ہے۔ اور علماء اور محدثین کا یہی مذہب ہے پس اس حدیث کی آڑ لیکر ایک مسلمان کو قتل کرنا جو کہ نمازیں پڑھتا ہو روزہ رکھتا ہو اور کلمہ شریف پڑھتا ہو اس آیت کا مصداق بنتا ہے کہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہم آپ کو مسلمان ہی نہیں مانتے تو پھر اس حدیث کے مطابق وہ قتل ناجائز اور قابل مواخذہ ہوتا ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کو قتل نہ کرو۔

پھر سرحدی مولوی صاحب آگے چلکر لکھتے ہیں کہ سردار نصر اللہ خان کو مولوی عبد اللطیف نے اپنے عقیدہ کے متعلق رسائل بھیجے اور اس طرح افغانستان میں فتنہ برپا کرتا جاتا مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ہرگز ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ سے کچھ بات سنے وہ غائبوں کو پہنچا دے اور اسی طرح ابوذر کی یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ اگر میری گردن پر تلوار رکھی جاوے اور مجھکو خیال ہو کہ کوئی ایسی بات رہ گئی ہے جو میں نے نبی کریم سے سنی تھی اور لوگوں تک نہیں پہنچائی تو میں پیشتر اسکے کہ تلوار چلائی جائے وہ بات سنا دوں گا پس چونکہ حضرت مرزا صاحب کو ہم بوجہ مسیح و مہدی ہونے کے رسول کریم کا نائب مانتے ہیں اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو بات سنے وہ دوسروں کے فائدہ کے لئے ان کو جاکر سنائے اور صاحبزادہ عبد اللطیف نے بغیر اپنی جان کے خوف کے اس حدیث نبوی پر عمل کیا اور وہ سچا نمونہ جو کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہ نے دکھایا تھا۔ وہ اس وقت دکھا کر ثابت کر دیا کہ اسلام کی تعلیم ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا کرتی رہتی ہے جو کہ خدا کے حکم کے آگے اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور دوسرے یہ بات قابل غور ہے کہ سردار نصر اللہ خان کو اس تعلیم کا پہنچانا کونسا گناہ تھا جبکہ نبی کریم نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھے کہ حق کی تابعداری کرو اور پھر اس وقت بھی ہمارے امام ملکہ قیصرہ جو کہ ہزاروں درجہ امیر صاحب سے زیادہ طاقتور اور مالک انگلستان و ہندوستان کی تھیں روانہ کی تھیں۔ انھوں نے بجائے نوٹس لینے کے شکریہ کا خط بھیجا بلکہ اس مشتہرہ خط کی ایک کاپی بذریعہ تار کے منگوائی۔ (باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

آج ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لاہور میں سخت طاعون کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں چوہے مریں یا اس قسم کے آثار پائے جاویں فوراً ہماری جماعت کے لوگوں کو اسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ لاہور کی آبادی پہلے ہی حفظ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ایسے موقعہ پر بے احتیاطی اور غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا کی کتاب سے یہی ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کا بھی اسی پر عمل تھا۔ میں نے آپکے ارشاد کا خلاصہ محض احباب کے فائدہ کی نیت سے چھاپ دیا ہے۔ یہ صرف لاہور پر منحصر نہیں ہر احمدی یاد رکھے کہ اگر خدا نخواستہ اس کے گھر میں چوہے مرنے لگیں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ کر کھلے میدانوں میں چلے جانا چاہیئے۔ اور صفائی اور پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور ان سب اسباب کے ساتھ توبہ استغفار اور پاک تبدیلی کرتے ہوئے دعاؤں میں لگے رہے خود حضرت مسیح موعود بھی اپنی جماعت کے لئے ایسی دعائیں کر رہے ہیں ——— ایڈیٹر

الخطبۃ

ہمارے ایک مکرم دوست کو جو قوم کے سید ہیں۔ اور ایک ریاست میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں اور اس سلسلہ میں اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ اور ان کو حضرت بہت محبت اور دلی تعلق سے دیکھتے ہیں ان کو ایک ضرورت شرعی یعنے حصول اولاد کے لئے دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ اور خود حضرت اقدس **مسیح موعود علیہ السلام** کا منشا ہے کہ وہ اس غرض کے واسطے دوسری شادی کریں اور حضور ہی کی اجازت سے سید موصوف نے میرے پاس ذکر کیا ہے کہ بذریعہ اخباروں کے واسطے مناسب جگہ کی تلاش کی جاوے۔ حضرت اقدس نے بھی خود عاجز کو بھی زبانی فرمایا ہے کہ اس معاملہ میں کوشش کروں اس واسطے تمام خط و کتابت میرے نام ہونی چاہیئے۔ یا حضرت کے نام کیونکہ آخری فیصلہ حضرت اقدس کے حکم سے ہوگا۔ ایڈیٹر بدر

طاعون

طاعون امسال نہایت ہی خطرناک طریق پر ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کی جو حالت ہے وہ بہت ڈرانے والی ہے۔ یہ دن ہوتے تھے کہ **دھوپ** کی حدت سے طاعونی وارداتوں میں کمی شروع ہو جاتی تھی لیکن آسمان پر بادل ایسے محیط ہوئے ہیں کہ ایک دن اگر مطلع صاف ہے تو دوسرے دن غلیظ بادل اور سرد ہوائیں ڈسمبر اور جنوری کے مہینوں کو یاد دلاتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔ ایسی حالت اور صورت میں میں نے ضروری سمجھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اشتہار ایک مرتبہ پھر شائع کر دوں جو حضور نے اُس وقت شائع کیا تھا جب پنجاب میں طاعون پھیلی نہ تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے **صادق** موعود کی تکذیب نہ کی جاتی اور اُن ہدایات پر عمل کیا جاتا جو قبل از وقت بتائی گئی تھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید تھی کہ یہ عذاب الٰہی دور ہو جاتا جب کہ خود **الہام الٰہی** میں موجود تھا اب جبکہ حالت خطرناک ہو گئی ہے کیا عجب اس اشتہار کے پڑھنے سے بہت سی روحوں کو فائدہ پہنچ جاوے اور ہزاروں جانیں بچ جاویں؛ یہ اشتہار ہماری جماعتیں اپنے اپنے شہروں اور محلوں اور گاؤں کے احباب۔ رشتہ داروں میں کسی نہ کسی طرح پہنچا دیں خواہ چھپوا کر شائع کر دیں یا پڑھ کر سنا دیں بہرحال جس طرح ممکن ہو اس کی تبلیغ کر دیں اگرچہ عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے لیکن غالب علیٰ امرہ خدا ابھی تبدیلی کرنے والوں پر اپنا رحم کرنے پر قادر ہے۔ میں خود متاثر ہو کر اس اشتہار کو درج کرتا ہے اور اسی نیت سے درج کیا ہے کہ کسی کو فائدہ پہنچ جاوے اور اسکے ساتھ ہی میں حوادثات پلیگ کے متعلق وہ تحریریں بھی شائع کرتا ہوں جو شائع ہو رہی ہیں؛ تا کہ معلوم ہو کہ پلیگ کیا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے وہ سپر حاصل کریں جس کا ذکر اس اشتہار میں ہے اور وہ **پاک تبدیلی** ہے۔ (آمین) اور وہ اشتہار یہ ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

طاعون

اِس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اُن کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصے میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزارہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھوکھا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا۔ اور قواعد طبی کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے ابتک بکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو۔ کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔ بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اُن تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بے شک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہوگا کہ جس گھر میں بلا طاعون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوادار مکان میں رکھا جائے جو اُس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو اور اگر کوئی بچہ بھی ہو تو اُس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں لیکن گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تعہد کے لئے ایک دو قریبی اُس کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دیدے اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں اُس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ ایک احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک انسان کا اپنا وہم وہی کام اُس سے کرا دے گا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑے گا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے۔ اور پھر فرض کرو کہ وہ اُس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوئے اور پھر اس میں بھی یہی آفت پیش آئی تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ مگر جب تو شہر والے بھی منع کریں گے کہ شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو۔

پس یہ تمام انتظام یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے۔ تو اس صورت میں بجز اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کونسی نئی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادگی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کیجاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔ ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جائے۔ اور مناسب ہوگا کہ بجائے سختی کے دلجوئی اور ترغیب سے کام لیا جائے۔ ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔ اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کر کے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے تدابیر اور معالجات میں بھی ابتک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک روحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہوگی کیونکہ مرض جرب میں جیسے خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لئے بھی مفید ہو سکیں اور

جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ روحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے بینے فایدہ اُٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکا لگانیوالوں کی طرح بطور حفظ ماتقدم ایسے ملک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلا دیں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ میں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے۔ کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جسکو میں روک نہیں سکا۔

اور ایک ضروری امر ہے جسکے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسکو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھینگے مگر میرا فرض ہے کہ میں اسکو نوع انسان

کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج چھ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے

میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آیندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلیگا یا یہ کہا کہ اُس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے **اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ** [1] یعنے جب تک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہو گی۔ اور در حقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہ کا خوف اُٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات اُن سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو کیا ذکر کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں۔ وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شرابخوری اور زناکاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی اُن کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دُنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے مل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکرگذار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدے کے لئے تجویز ہوئی ہیں اور ایک قسم کی مدد بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بلا کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اُس حد تک نہ پہنچے کہ اس مُلک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔ لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا **مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔**

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکو کارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفار است و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و اندازے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

تاریخ طبع اشتہار ہذا ۶ فروری ۱۸۹۸ء

دعائی درخواست

مفصلہ ذیل احمدی میڈیکل سٹوڈنٹس انتہا آخری امتحان میں ۲ اپریل ۱۸۹۸ء کو شامل ہونگے۔ ہر ایک احمدی بھائی سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ ان طلباء کی کامیابی کیلئے خود بھی خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرے اور دوسروں کو بھی کہے۔ (۱) سید غلام دستگیر۔ (۲) بابو محمد امین (۳) حسن علی۔ والسلام۔ حسن علی میڈیکل سٹوڈنٹ ۶۳ میڈیکل کالج بورڈنگ ہوس

[1] یہ فقرہ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ ابتک اسکے معنے میرے پر نہیں کھلے۔ اور رویا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلق۔ منہ

آریہ سماج اور فحش نویسی

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ اخبارات ہندوستانی و ایڈووکیٹ کے معزز ایڈیٹر گنگا پرشاد ورما نے آریہ سماج کے لیڈنگ ممبرز کو آریہ سماج کے اس لٹریچر کی طرف توجہ دلائی تھی جو مختلف مذاہب کے خلاف اس کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ اور ان نے اس سخت زبانی اور درشت کلامی کی اصلاح کرنی چاہی تھی جو آریہ سماج کے بعض بڑے جوشیلے مقرر یا نوآموز مصنف استعمال کرتے ہیں مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج نے اس قابل قدر مشورہ کی کوئی قدر نہیں کی بلکہ مسٹر گنگا پرشاد ورما کو بھی اس وقت کچھ الٹی سیدھی سنا دی تھیں۔ آریہ سماج کی اس راست بیانی کو آریہ سماج کی ذمہ وار سبھاؤں یا سوسائٹیوں سے ہیں اس لئے منسوب کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ جو لوگ ایسی فحش اور ناپاک تحریریں شائع کرتے ہیں ان کے خلاف کبھی کسی ذمہ وار سوسائٹی نے پروٹسٹ نہیں کیا بلکہ ان کے اخبارات اور رسالجات ایسے لوگوں کی پیٹھ بھرنے کو ہمیشہ آمادہ اور مستعد پائے گئے ہیں۔ اس وقت تک آریہ سماج ہی ایک ایسی سوسائٹی ہے جس کے واعظوں کے خلاف یہ الزام صحیح پایا گیا ہے سالانہ جلسوں پر ان کی بھجن منڈلیاں بہ استثنائے بعض دل آزار بھجنوں کو اپنے جلسے کی رونق سمجھتی ہیں۔ اور ان کے سپیکر اپنی تقریر کا مشتعل ہونا اپنی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو بھی اسپر نوٹس لینا پڑا ہے پوگندر پال جو بہت ہی زبان دراز اور مشتعل تقریریں کرنے کا عادی ہے ضلع گورداسپور میں تقریر کرنے سے روکا گیا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ آریہ سماج بجائے اصلاح کرنے کے اور جوش پھیلاتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اعتدال پیدا کرے؟ اور کیا آریہ سماج کے لیڈر اپنا اتنا بھی اثر نہیں رکھتے کہ وہ ایسے زبان دراز آدمیوں کو بجائے خود تنبیہ کریں تاکہ وہ سوسائٹی کے بدنام کرنے والے نہ ٹھیریں مگر نہیں معلوم آریہ سماج کیوں ایسی باتوں پر نوٹس نہیں لیتی یا اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ آریہ سماج اگر اپنے مذہب میں کوئی خوبی رکھتی ہے تو ایسے علمی اور عملی رنگ میں متانت کے ساتھ پیش کرنے کا پورا حق اور اختیار رکھتی ہے اور گورنمنٹ نے آزادی دے رکھی ہے۔ ایسا ہی شرافت اور قابلیت کے ساتھ وہ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی بھی کر سکتی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ نکتہ چینی نہایت ہی فحش اور مذموم طریق پر ہو۔ پچھلے دنوں آگرہ میں اسی قسم کی فحش نویسی کا ایک مقدمہ ہو چکا ہے اور آریہ سماج کے لئے وہ قابل عبرت ہونا چاہیئے تھا۔ مگر نہیں ان مہاشوں نے اس کو غیر ضروری سبق سمجھا۔ اور اپنی کامیابی اسی میں تصور کی کہ پہلے سے زیادہ **فحش نویسی** سے کام لیا جاوے چنانچہ آگرہ سے ایک خاص اخبار **مسافر** نام پر اب زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند بالزام فحش نویسی گورنمنٹ کی طرف سے ایک مقدمہ چلایا گیا ہے یہ اخبار لیکھرام آریہ مقتول کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ اور اس اخبار کے طرز تحریر کو تعجب ہے آریہ سماجیوں نے قابل تعریف قرار دیا تھا۔ گویا لیکھرام کی یادگار بجز فحش نویسی کے اور کچھ نہیں دلآزار تحریریں خصوصاً مسلمانوں کے خلاف شائع کرنا اس کا اصلی مقصد سمجھا گیا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ اپنے نامناسب رویہ سے واقف تھا اور اس کے سامنے آگرہ ہی میں اس طریق پر بعض کو سزا ہو چکی تھی۔ مگر اس کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اس نے اپنے طرز تحریر کو نہیں بدلا۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ایک کمزور افراد رعایا کے مذہبی جذبات کا خیال اور حفاظت کرے۔ اور اسی بنا پر یہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ سید حبیب اللہ جائنٹ مجسٹریٹ صاحب آگرہ کے حضور یہ مقدمہ ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی۔ اس وقت پنجاب اور صوبجات متحدہ کی آریہ سماجوں کو بالاتفاق مناسب ہے کہ وہ اس اخبار کے لئے ملامت کا ووٹ پاس کریں جن سے اپنے طرز تحریر سے اپنی سوسائٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ **مسافر** کی مشکلات اس کی اپنی پیدا کردہ اور اس کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں اور شاید اسی وجہ سے اسکو کوئی افسوس نہیں ہوگا اور وہ اس کو اپنے کرموں کا پھل سمجھے گا۔ مگر اس سے ایک عجیب نتیجہ اس اصول پر برآمد ہو سکتا ہے کہ کم از کم وہ کام جو مسافر کر رہا تھا۔ **پرماتما** کی نظر میں سخت معیوب اور مکروہ تھا اسی لئے اس کی پاداش میں اسے اس مخمصہ میں پھنسنا ضروری ہوا۔ بہرحال مسافر اپنے کئے کو بھگتے گا۔ اور اسے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ مگر آریہ سماجوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے لٹریچر کی اصلاح کرے اور پنجاب کے بعض **زبان دراز اور منہ پھٹ** رسالوں اور اخباروں کو بھی بطور خود مناسب ہدایت دے۔ کہ وہ اپنے طرز بیان کو بدل دیں ورنہ کیا عجب کہ پنجاب کی گورنمنٹ بھی ایسی تحریروں پر نوٹس لے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ قانون پاس کر دیا جاتا جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریک کی تھی۔

طاعون اور اس کا علاج

کسی دوسری جگہ میں نے وہ اشتہار چھاپ دیا ہے جو اول ہی اول بطور **بیدار کن گھنٹی** کے حضرت مسیح موعودؑ نے شائع کیا تھا کاش اس سے فائدہ اٹھایا جاتا اور اسے ہنسی ٹھٹھے میں نہ اڑایا جاتا۔ پلیگ رپورٹ جو دوسری جگہ دی گئی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ اس وقت کس شدت کے ساتھ ملک میں یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے اور کس طرح پر پنجاب کے اضلاع میں وہ پودے جو ۱۸۹۶ء میں لگائے جا رہے تھے اب پھل پھول دے رہے ہیں۔ اگرچہ بہت دیر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی وقت ہے کہ خداتعالیٰ کے مامور و مرسل کی تکذیب سے زبانیں بند ہو جائیں اور ہنسی ٹھٹھا چھوڑ کر خداتعالیٰ سے صلح کی جاوے۔ وہ وقت آ چکا ہے کہ سب متفق ہو کر اٹھیں۔

یا مسیح الخلق عدوانا

جن لوگوں نے اس **مامور** کو قبول کیا ہے وہ زیادہ ذمہ وار ہیں اور خصوصاً ہم جو دوسروں کو سمجھاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے ہمیں سب سے زیادہ دعاؤں اور تبدیلی کی حاجت ہے اور یہی علاج طاعون کا ہے کیونکہ زمینی علاج سب کے سب ناکامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ ہر ایک اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے بچاوے اور شماتتِ اعدا سے محفوظ رکھے۔ آمین

قصیدہ

(از عاجز عبد الخالق احمدی ساکن [illegible])

اے مسیح وقت مہدی زماں | اے نبی اللہ امام عارفاں
اے وجودت رحمۃ اللعالمیں | اے نزولت خلق را راحت رساں
اے سراپا نور رب ذو المنن | اے محمد احمد آخر زماں
انت منی و انا منک خدا | گفت در شان تو اے جان جہاں
بر تو باد احمد صلوٰۃ صد سلام | از خدائے ذو العطائے ہر زماں
عرض خدمت میں ہے یہ بعد از سلام | دست بستہ با ادب چو خادماں
آپ کے خدام اے عالیجناب | تنگ آئے ہیں از ظلم ہائے ظالماں
ہر طرف ہے دشمنوں کا شور و شر | ہیں پئے تخریب ہر سو ناکساں
کرتا استہزا ہے اور ٹھٹھا کوئی | بے وجہ دیتا ہے کوئی گالیاں
کافر و دجال کہتے ہیں ہمیں | جب سنیں ہم سے احادیث و قرآں
جسقدر ہے ہو رہا ظلم و ستم | آپ پر روشن ہے سب اور ہے عیاں
ہم کو اس کی کچھ نہیں پروا حضور | خوش اگر ہے اسمیں خلاق جہاں
آپ کی فرقت کا ہے بار گراں | اٹھ نہیں سکتا ہے اے جان جہاں
دل پریشاں رات دن فرقت میں ہے | جان بھی دوری سے ہے اب نیم جاں
آپ کی اس پاک صورت کا خیال | ہر گھڑی رہتا ہے اے روح رواں
چشم سے آنسو رواں ہیں دمبدم | غم میں تیرے اے میرے محبوب جاں
آرزو دارم کہ بر قدمت نثار | جاں کنم اے باعث آرام جاں
اے خدا جلدی کہیں آئیں وہ دن | ہوں رواں ہم جانب دار الاماں
پائیں دیدار مسیح پاک صفات | ہوں قدمبوسی سے ان کے شادماں
اور وہاں سے پھر نہ آئیں ہم کبھی | ہوں بہشتی مقبرہ میں دفن وہاں
عبد خالق کی دعائیں ہوں قبول | از طفیل مہدی آخر زماں

پلیگ رپورٹ

(ہفتہ مختتمہ ۹ مارچ) حصار ۱۸ - رہتک ۵۱۴ - گوڑگانوہ ۱ - دہلی ۱۶۷ - کرنال ۱۱۷ - انبالہ ۱۰۹۵ - ہوشیارپور ۵۸۳ - جالندھر ۹۵۷ - لدھیانہ ۱۴۸۹ - فیروزپور ۶۲۸ - منٹگمری ۶۹ - لاہور ۷۹۷ - امرتسر ۱۴۴ - گورداسپور ۶۲۳ - سیالکوٹ ۱۳۳۵ - گوجرانوالہ ۱۴۹۶ - گجرات ۵۰ - شاہپور ۲۰۲ - جہلم ۴۲ - راولپنڈی ۳۰۰ - اٹک ۵۱ - لائلپور ۵۸ - ریاست پٹیالہ ۱۱۰۵ - ریاست کپورتھلہ ۳۸۴ - ریاست مالیرکوٹلہ ۵۴ - ریاست جیند ۹۱ - ریاست کلسیہ ۴۲ - ریاست فریدکوٹ ۱۱۶ - ریاست نابھہ ۳۴۵ میزان کل اموات ہفتہ ۹ مارچ میں ۱۳۹۶۴ ہفتہ سابقہ ۱۲۰۴۸

اندرونی ڈائری

(رقم زدہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد)

ایک لڑکی کی اس کی ساس کے ساتھ کچھ اچھی طرح نہیں بنتی تھی۔ لڑکی نے بر سبیل شکایت اور گلہ کچھ عورتوں کے سامنے کہا کہ بڑا منحوس مقام ہے کہ جس میں میری ساس وغیرہ رہتے ہیں۔ آپ نے اس کو بہت بُرا منایا کہ شہر تو کوئی بُرا ہوتا ہی نہیں اگر کسی شہر کو بُرا کہا جائے تو اس سے مراد اُس کے شہر والے ہوتے ہیں۔ پس نہایت قابل افسوس ہے اس عورت کی حالت جو ایسا فقرہ اپنی زبان پر لاتی ہے یا اور اس طرح اپنے خاوند اور اُس کے والدین کی بُرائی کرتی ہے اور اس کے بعد اس عورت کو بہت سمجھایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ ایسی باتیں پسند نہیں کرتا یہ مرض عورتوں میں بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ ذرا سی بات پر بگڑ کر اپنے خاوند کو بہت کچھ بھلا بُرا کہتی ہیں۔ بلکہ اپنی ساس اور سسر کو بھی سخت الفاظ سے یاد کرتی ہیں حالانکہ وہ اُس کے خاوند کے بھی قابل عزت بزرگ ہیں۔ وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیتی ہیں۔ اور ان سے لڑنا ایسا ہی سمجھتی ہیں جیسا کہ محلہ کی اور عورتوں سے جھگڑنا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی خدمت اور رضا جوئی ایک بہت بڑا فرض مقرر کیا ہے۔ یہاں تک کہ لکھا ہے کہ اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں۔ کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے تو اُس لڑکے کو چاہئیے۔ کہ وہ طلاق دیدے پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے۔ تو اور کونسی بات رہ گئی ہے اس لئے ایک عورت کو چاہئیے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اُسکے والدین کی خدمت میں لگی رہے دیکھو کہ عورت جو اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے۔ تو اُسکا کچھ بدلہ بھی باقی ہے۔ اور جو اس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش کرتا ہے۔ مگر والدین تو اپنے بچے کے لئے جب سے وہ تو اُس کے پیدا ہونے سے لیکر اُس کی جوانی تک اُس کی خبر گیری کرتے اور بلا کسی اجر کے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اسکا بیاہ کرتے اور اُس کی آئندہ بہبودی کیلئے تجاویز سوچتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے۔ اور اپنا بوجھ آپ اُٹھانے۔ اور آئندہ زمانہ کے لئے کسی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو کس خیال سے اُس کی بیوی اسکو اپنے ماں باپ سے جدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرہ سی بات پر سب و شتم پر اتر آتی ہے۔ اور یہ بات ایسا ناپسند فعل ہے جسکو خدا اور مخلوق دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ واریاں مقرر کی ہیں ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد پھر اسکے دو حصے کئے ہیں یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسرے مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت پس کیا بدقسمت ہے وہ جو ان لوگوں کی خدمت نہ کرکے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔ حقوق اللہ میں بھی اس لئے لکھا ہے کہ وہ اس طرح خدا کے حکم کو بھی ٹالتی ہے۔ (اڈیٹر)

کسی لڑکی کا نام جنت تھا۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ نام اچھا نہیں کیونکہ بعض وقت انسان آواز مارتا ہے۔ کہ جنت گھر میں ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو تو گویا اس سے ظاہر ہے۔ کہ دوزخ ہی ہے یا کسی کا نام برکت ہو اور یہ کہا جاوے کہ گھر میں برکت نہیں تو گویا نحوست ہوئی فرمایا یہ بات نہیں ہے نام کے رکھنے سے کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ برکت اندر نہیں ہے تو اس کا تو مطلب یہ ہے کہ وہ انسان اندر نہیں ہے۔ نہ یہ کہ برکت نہیں یا اگر کہے کہ جنت نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جنت نہیں اور دوزخ ہے بلکہ یہ کہ وہ انسان اندر نہیں۔ جس کا نام جنت ہے کسی احمدی نے کہا کہ حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے فرمایا۔ کہ میں ایسی حدیثوں کو ٹھیک نہیں جانتا اور

ایسی حدیثوں سے اسلام پر اعتراض ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بنائے ہوئے نام - عبداللہ - عبدالرحیم - اور عبدالرحمٰن جو ہیں - ایز بھی بات لگ سکتی ہے - کیونکہ جب ایک انسان کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن اندر نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا - کہ عبدالشیطان اندر ہے - بلکہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کا نام نیک فال کے طور پر رکھے جاتے ہیں - نا وہ شخص بھی اس نام کے مطابق ہو -

ذکر ہوا کہ خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ کے وقت جو کچھ انگریزوں نے سلوک کیا ہے اس پر ایک اخبار نے بہت سا شور مچایا ہے اور اسکو بُرا منایا ہے فرمایا یہ بات نہیں خدا کسی قوم پر یا کسی خاص شخص پر ظلم نہیں کرتا - جب انسان خود کوئی گناہ کرتا ہے تو اس وقت اسکی تادیب کے لئے خدا تعالےٰ اس پر مصیبتیں نازل فرماتا ہے بہادر شاہ سے اور اُس کے چند پہلے بزرگوں سے چونکہ بہت کچھ خطائیں سرزد ہوئیں خدا تعالیٰ نے ان کو اس بات کے لائق نہ دیکھا کہ وہ حکومت کریں تب انگریزوں کو ان پر مسلط کر دیا اگر وہ ایسے کام نہ کرتے - تو خدا تعالیٰ بھی ایسا نہ کرتا - بلکہ میرے خیال میں خدا تعالےٰ نے بہادر شاہ پر بہت بڑا احسان کیا - کیونکہ اس طرح تکلیفیں برداشت کر کے اُسکے گناہ معاف ہو گئے اور جو سلوک انگریزوں نے کیا - وہ تو فاتح قومیں کیا ہی کرتی ہیں - اگر بہادر شاہ فتحیاب ہو جاتا - تو کیا وہ ایسا نہ کرتا -

طبیب ایک صاحب گھر میں آئے طب کا ذکر شروع ہوا فرمایا کہ طبیب میں علاوہ علم کے جو اُس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہیئے - ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا - ہمارے پہلے لوگوں میں اس کا خیال تھا اور لکھتے ہیں کہ جب نبض پر ہاتھ رکھتے تو یہ بھی کہتے لا علم لنا الا ما علمتنا یعنے اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھایا - فرمایا کہ دیکھو پچھلے دنوں میں مبارک احمد کو خسرہ نکلا تھا - اُس کو اسقدر کھجلی ہوتی تھی کہ وہ پلنگ پر کھڑا ہوجاتا تھا - اور بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا جب کسی بات سے فائدہ نہ ہوا تو مَیں نے سوچا کہ اب دعا کرنی چاہیئے - مَیں نے دعا کی اور دعا سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا - کہ مَیں نے دیکھا کہ کچھ چھوٹے چھوٹے چوہوں جیسے مبارک احمد کو کاٹ رہے ہیں ایک شخص نے کہا کہ انکو چادر میں باندھکر باہر پھینک دو چنانچہ ایسا کیا گیا جب مَیں نے بیداری میں دیکھا تو مبارک احمد کو بالکل آرام ہو گیا تھا - اسی طرح درست شفا جو مشہور ہوتے ہیں اس میں کیا ہوتا ہے - وہی خدا کا فضل اور کچھ نہیں -

دعا فرمایا کہ دعائیں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی - تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں - اور خدا سے دعا مانگیں کہ وہ اس مرد بزرگ کی دعاؤں کو سُنے - اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس طرح دعا قبول ہو جاتی ہے - ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے اور پہلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے جیسا کہ باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین رح یا خواجہ قطب الدین رح) دعا کے لئے فرمایا اُنھوں نے بہت دعا کی اور مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا یہ دیکھ کر اُنھوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اُس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں - اور صبح کے وقت ان کو کہا - کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے یہ سُنکر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب اُنھوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے - تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کرو - اور اُنھوں نے اسقدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہو گئی -

دعا بارش سخت زور سے ہو رہی تھی - اور کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا - کہ بادل پھٹے مکانوں کے گرنے کا سخت اندیشہ ہو رہا تھا - آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ بارشوں یا آندھیاں یا اور طوفانوں میں خدا سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ ہمارے لئے اس عذاب میں کوئی بہتری کی ہی صورت پیدا کرے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھے جو اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے وقتوں میں دعا مانگا کرتے تھے - اور جب بارش یا آندھی آتی تھی - تو گھبرائے سے معلوم ہوتے تھے اور کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آ گئی - گو قیامت کی بہت سی نشانیاں انکو بتائی گئی تھیں - اور ابھی مسیح کی آمد کا بھی انتظار تھا - مگر پھر بھی وہ خیال کرتے تھے - کہ خدا تعالیٰ بے نیاز ہے اس لئے سب کو چاہیئے - کہ اس کی بے نیازی سے ڈرتے رہیں اور ہمیشہ ایسے موقعوں پر خصوصیت سے دعائیں کرتے رہیں -

حضرت عیسیٰ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینہ کے بولنے لگے بلکہ اس سے مطلب ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے کیونکہ یہی وقت تو بچوں کا پنگھوڑے میں کھیلنے کا ہوتا ہے اور ایسے بچے کے لئے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے -

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہنچ چکی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے - یہ پیشگوئی بڑی کثرت کیساتھ امریکہ کے اخباروں میں شائع ہو چکی تھی - اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی سے یورپ کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اسکے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا مگر ان ممالک کے لئے نوشتہ پہلے ہی باہر بھیجا جاتا ہے - اسلئے اس مد میں گنجائش نہیں اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچ سو روپیہ اسکے لئے اکٹھا جمع ہونا مشکل کام نہیں میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں چار پانچ سو روپیہ سے چند لاکھ اشتہار شائع ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جیسا اُسنے خود یہ نشان ایک دوسرے ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہاں لوگوں کو بھی تحریک پیدا کر دیگا - جو اس صداقت اور سچائی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لے آئیں - وما ذالک علی اللہ بعزیز - روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور کوپن میں لکھ دیں کہ متعلق اشتہار ڈوئی ہے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس اشتہار کا جلدی شائع ہونا از بس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے - اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہیئے - وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے پر یونہی خوشیاں کرتے ہیں - ہم کبھی کسی کے مرنے سے خوش نہیں ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی - یہ وہ خدا تعالیٰ کے روشن نشان ہیں وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے - خاکسار محمد علی

قربانی پر ایک آریہ کا اعتراض

عید الضحیٰ سے ایک دو روز پہلے ایک آریہ ڈاکٹر سے مجھکو گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ آریہ مذکور نے گفتگو کے سلسلہ میں قربانی کا بھی ذکر کرکے اعتراض کیا کہ عید کے دن تمہارے مسلمان بھائی نہایت بے رحمی سے ہزارہا جانوروں گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرینگے اور ان کے اس طرح ذبح کرنے سے تمہارے دلوں میں بالکل رحم نہیں آتا۔ میں۔ بموجب آپ کے مسئلہ تناسخ کے مسلمانوں کا یہ فعل یعنے گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا ان کی حالت پُر ملالت پر کمال درجہ کی مہربانی کرنا ہے۔ آریہ۔ وہ کیسے؟ میں۔ وہ اس طرح پر کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ جس قدر جاندار حیوان و درخت وغیرہ ہیں یہ درحقیقت کسی وقت میں انسان تھے جو کہ بہ سبب گناہوں اور شامت اعمال کے یہ روز بد دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ان میں سے بکری و گائیں بن گئے اور کوئی کیڑے مکوڑے اور کوئی درخت وغیرہ اور یہ ظاہر ہے کہ چارپایوں اور دوسرے حیوانوں و درختوں وغیرہ کی جون میں رہنا سخت درجہ کی ذلت اور اہانت کی نشانی ہے کیونکہ کیڑے مکوڑوں اور چارپایوں کے ساتھ انسان کے فرزند جن میں آریہ بھی شامل ہیں وہ وہ حرکتیں کرتے ہیں کہ ان کا بیان موجب طول طویل ہے خاص کر وہ نمونہ زیادہ تر قابل غور ہیں جو یکوں میں جوتے جاتے ہیں نیز وہ بیل جو میلے کی گاڑیوں میں اور اینٹوں کی لدی ہوئی گاڑیوں میں جوتے جاتے ہیں اور ان کے ہانکنے والے جو کچھ ان کے ساتھ حرکتیں کرتے ہیں یعنے ان کے چوتڑوں کو خوب لال کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی کو سختی اور تکلیف سے رہائی دینا بڑا اچھا کام ہے جب کہ ایک جان کو جیل خانہ میں ڈالنا بہادری کا کام نہیں بلکہ جیل خانہ سے چھڑانا بہت بڑی خوبی کا کام ہے۔ پس بدیں لحاظ مسلمانوں کا قربانی کرکے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ کو ذبح کرکے ان کو ان کی اس جون سے رہائی دینا بڑا پن اور احسان کا کام ہے جو کہ مسئلہ تناسخ کے قائل کے نزدیک کسی طرح بھی اعلےٰ درجہ کے مہاتماؤں کے کام سے کم نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمان آپکے اصول کے بموجب قربانی کرنے میں بہت بڑا کام آپکے مشن کا کر رہے ہیں کہ اس طرح آپ کے بھائی بندوں کو ناقص جونوں (جیو یا یونی) سے رہائی دیتے ہیں جسکو امید ہے کہ آپ کے یہ تمام بھائی بند جو بہ سبب اپنی شامت اعمال کے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ بن گئے تھے بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہونگے اور زبان حال سے اس سچی نجات کا شکریہ ادا کرتے ہونگے اور آپ کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہونگے کہ خواہ مخواہ آپ ان کی طرفداری کرکے ان کو بدترین جہنم میں رہنے دینے کے ایک عرصہ بعید تک کوشاں ہیں یعنے آپ لوگ نہیں چاہتے کہ کسی طرح ان کی سزا کی جون جلدی کٹیں اور ان کو کسی وقت جون انسانی نصیب ہو۔ آریہ۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرو اور ان کا گوشت کھاؤ؟ میں۔ اگر آپکے نزدیک ہمارا حق نہیں کہ گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کرکے کھائیں تو جناب مہاشہ صاحب! آپ کا کب حق ہے کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیویں اور گھوڑے ٹٹو پر چڑھیں اور بیلوں کو گاڑیوں میں جوتیں یا ان سے ہل چلانے کا کام لیں؟ آریہ۔ دودھ تو اسی لئے ہے کہ نوش کیا جاوے یعنے گائیں بکری کے دودھ محض ہماری خاطر پیدا ہوتا ہے۔ میں۔ یہ بات آپ کی محض غلط ہے کیونکہ جب تک گائیں و بکری کے بچہ پیدا نہیں ہوتا تب تک وہ دودھ نہیں دیتی پس اس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہ کہ گائیں بکری کے دودھ اس کے بچے کے لئے پیدا ہوتا ہے مگر آپ لوگ اس کے بچے کی امانت میں خیانت کرکے خود ہضم کر جاتے ہیں پس بتلایئے کہ آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ گائیں بکری کے بچے کو کھونٹے سے باندھکر اور اس کو پیاسا چھوڑ کر اس کی ماں کا دودھ نچوڑ کر خود چین اڑاویں؟ - آریہ۔ ہم دودھ محض اس لئے لیتے ہیں کہ دودھ کی خاطر چارہ اس کو دیتے ہیں یعنی چارہ کا حصہ لے لیتے ہیں اور اسکے بچے کے لئے بھی چھوڑتے ہیں۔ میں۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے بھی خیال فرما لیجئے یعنے یہ کہ گائیں اور بکری کی پرورش محض اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ انسانی غذا اور خوراک ہے یعنے اسکا دودھ پینے کے لئے گوشت کھانے کے لئے چمڑہ استعمال کرنے کے لئے مگر آپ لوگ صرف گوشت کھانا گناہ سمجھتے ہیں چمڑہ کا استعمال کرنا جوتی پہننا یا دوسرے کام میں استعمال کرنا دودھ پینا گناہ نہیں سمجھتے باوجودیکہ ذبح کرنا اس لئے برا سمجھتے ہیں کہ اس سے جیئے کو دکھ پہنچتا ہے مگر پھر بھی گائیں بکری کے بچے کو باندھکر اس کا جی دکھاتے ہیں اور دودھ لیکر چین اڑاتے حالانکہ آپکے اصول کے بموجب آپ کا حق ہی نہیں کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیئیں چمڑہ کو استعمال کریں۔ گھوڑے اور ٹٹو پر چڑھیں بیل کو گاڑی میں جوتیں یا ان سے ہل چلانے کا کام لیں کیونکہ وہ آپ کے ہی بھائی بند ہیں ان میں اور آپ میں بجز چولہ انسانی اور حیوانی اور کچھ فرق نہیں ہے۔ پس بموجب حکم "اہنسا پرمو دھرما" کے آپ کا حق بالکل نہیں کہ آپ ان سے مذکورہ بالا معاملات کریں۔ مگر مسلمانوں اور دوسرے گوشت خور قوموں کے نزدیک بلکہ قانون قدرت کے رو سے یہ تمام انسانی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور کہ یہ تمام ہرگز ہرگز ہمارے بھائی بند نہیں ہیں۔ آریہ۔ کیا کوئی اپنی ماں کو جو اس کو دودھ پلاتی ہو جان سے مار کر اس کا گوشت کھا سکتا ہے؟ میں۔ نہیں اور ہرگز نہیں نہ حیوان کا بچہ اپنی ماں کو کھا سکتا ہے اور نہ انسان کا مگر انسان کے بچے دودھ بھی پی لیتے ہیں اور گوشت بھی کھا لیتے ہیں اور چمڑہ سے بھی کام لے لیتے ہیں جیسے انسان بکری گائیں وغیرہ کے ساتھ کرتے ہیں اور حیوان بھی مثلاً درندے اگر انسان کو پا جائیں تو ہضم کر جاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گوشت اور دودھ ہر دو خون سے بنتا ہے اور خون غذا سے پیدا ہوتا ہے مگر آریہ سماج کا یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سبزی کے پودے بھی انسانی روحیں رکھتے ہیں اور جسمی مادہ میں آریہ سماج انسانی جسم اور سبزے کے پودوں میں مابہ الامتیاز فرق نہیں کر سکتے بلکہ اس کا اقرار ہے کہ یہ ہر دو پرکرتی اور پرمانوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس اگر سبزی ہی انسانی خوراک تسلیم کی جاوے بطور فرض کے تو اس میں یعنے درختوں اور سبزی کے پودوں کی کھال و پتوں میں اور حیوانات کے یعنے گائیں بکری کے گوشت میں مابہ الامتیاز بموجب اصول آریہ سماج کے کچھ فرق نہیں ٹھہرتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ گوشت ضرور بضرور انسانی خوراک ہے کیونکہ جب یہ مانا گیا کہ دودھ و گوشت ہر دو غذا سے پیدا ہوتا ہے تو دودھ کا پینا اور گوشت کا کھانا ایسا ہے جیسے کہ گڑ کا کھا لینا اور گڑ کے بنے ہوئے گلگلوں سے پرہیز کرنا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اوپر کیونکر الزام قائم کر سکتا ہے جس حالت میں کہ ایک چیز کے دو جزو ہیں ایک کو آپ کھا یا دوسری کو ہم نے! ہاں یہ بے ڈھنگ بات ہے کہ ہم میں آپ کے اصول کے بموجب ایک فخر رہا وہ اس طرح پر کہ آپنے باوجود اس بات کے قائل ہونے کے کہ کسی جیو کو دکھ دینا سخت درجہ کی بے دھرمی اور مہان پاپ ہے ایک ننھی سے گائی کے بچے کو کھونٹے کے ساتھ باندھکر اس کی ماں کی چھاتیوں سے دودھ نچوڑ کر ہضم کیا اور ہم نے ان گائیں اور بکریوں کو جو بموجب آپ کے اعتقاد کے اپنے گناہوں کی بدولت انسانی جونے سے نکال کر چارپایوں کے چولے میں ڈالے گئے ہیں اس ذلت سے ان کو

رہائی بخشی یعنے اُن کا ایک جون چکر جلدی سے ختم کرایا لہٰذا ہمارا کام
پُن پر مبنی ہوا اور آپ کا ظلم و جوار پر۔ آریہ۔ اگرچہ ہم گائیں بکری
وغیرہ کا دودھ حاصل کر کے کام میں لاتے ہیں مگر تمہاری طرح اُن کو جان
سے تو نہیں مارتے۔ پس تمہارے کام پاپ تتے سراسر لبریز ہیں۔ میں۔
اگر ہم گائیں کو یا بکری کو ذبح کرنے کی وجہ سے پاپی ٹھہر سکتے ہیں تو آپ سے
بڑھکر شاید ہی کوئی دنیا میں مہان پاپی ہوگا کیونکہ آپ لوگ اسبات کے
بھی مقر ہیں کہ درختوں میں بھی انسانی روحیں ہیں جو کہ بقول سوامی جی
مہاراج اسوجہ درختوں میں داخل کی گئیں کہ انھوں نے انسان ہونے
کی حالت میں بذریعہ جسم کے چوری کی دوسرے کی عورت سے مباشرت
کی تھی اور نیک آدمیوں کو قتل کیا تھا ایسا ہی حال کی تحقیقات سے یہ
امنثابت کیا گیا ہے کہ پانی میں کیڑے ہیں اور دودھ کے کیڑے بھی
مسلم ہیں اور یہ تمام کیڑے بموجب اصول آپ کے کسے وقت میں
انسان تھے جو کہ بہ سبب شامت اعمال کے یہ روز بد بھوگ رہے ہیں
کہ کسی کو ان میں سے آپ دودھ یا پانی پینے کے ذریعہ اور کسی کو سانس
لینے کے ذریعہ کسی کو روٹی پکانے کے ذریعہ اور کسی کو پیروں کے نیچے
کچلنے کے ذریعہ تباہ کرتے ہیں۔ اب خود ہی غور کریں کہ جو ایک
ننھی سی جان کی خاطر اس قدر تباہیاں کرنا روا رکھتا ہے کیا اُسکو جرأت
ہو سکتی ہے کہ کسی کو ایک گائے یا بکری کے ذبح کرنے پر نصیحت کرنے کیلئے
لب کشائی کر سکے :۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک گائیں اور بکری کے ذبح
کرنے سے بہت انسان مستفید ہو سکتے ہیں مگر ایک سبزی کے پودہ سے
یعنے میتھی و پالک کے ساگ سے یا پانی ایک قطرہ سے کچھ نہیں بنتا۔
آریہ۔ پانی پینے دودھ پینے روٹی پکانے ہوا لینے چلنے پھرنے میں
ہم سب حصہ دار ہیں مگر گوشت کھانے میں تم لوگ زیادتی پر ہو۔
میں۔ ہمارا تو یہ اصول ہی نہیں کہ کوئی انسان کا بچہ حیوان کی جون میں
جا سکتا ہے یا حیوان کا بچہ انسانی جون دھارن کر سکتا ہے یا درخت
کیڑا مکوڑا وغیرہ بن سکتا ہے جب ہم اس امر کے قائل ہی نہیں کہ درختوں میں
یا ہوا کے کیڑوں میں ہمارے ہی ارواح ہمارے گناہوں کی وجہ سے
داخل ہو جاتے ہیں تو ہمارے اوپر ایسا الزام عائد کرنا تحت درجہ کی گمراہی
پر دال ہے۔ ہاں اسبات کے تم قائل ہیں کہ درخت بھی کسی زمانے میں
انسان تھے اور کہ گائیں بکری گھوڑا اسیطرح جون کیڑے مکوڑے اور وہ
کیڑے جو سبزے کے پتوں میں رہتے ہیں پانی کے کیڑے دودھ وغیرہ
سب کسی وقت انسان تھے جو کہ گناہوں کی سزا میں یہ روز دیکھ رہے
ہیں پس سبزی کے درختوں یا پالک میتھی وغیرہ کو کاٹنا نہ صرف ایک خون
بلکہ بہت سے خون کرنا ہے کیونکہ سبزے کے درخت تو بجائے خود
ایک انسانی روح کا چولہ ہیں اور اُس میں رہنے والے کیڑے دوسرا جو دیں
جو فرض کیجئے کہ اگر ایک سبزے کے پودہ میں دس پتے ہوں اور ہر ایک
پتے پر اگر ایک ہی کیڑا ہو تو اس طرح پر گیارہ جیو کو آپ نے ہلاک کیا
مگر سبزی کے ایک پودے سے بنتا ہی کیا ہے۔ پس فرض کے طور پر
اگر دس پودے بھی لئے جاویں تو حساب کے لحاظ سے ایک سو دس
خون آپ ایک وقت میں کرتے ہیں اور ابھی پانی کا حساب الگ ہے۔
سانس لینے سے جو کیڑے ہلاک کرتے ہیں وہ الگ ہیں۔ پس کہاں
ایک گائیں و بکری کہ ایک کے ذبح کرنے سے بہت سے انسان فائدہ
اُٹھاتے ہیں اور کہاں سبزی کھانا کہ ایک سو دس خون کر کے بھی پیٹ
نہیں بھر سکتا لہٰذا ثابت ہوا کہ آریہ سماج کے اصول کے بموجب جو کہ
تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے) سبزی کھانا بہت بڑے پاپی

بلکہ مہان پاپی کا کام ہے جو کسی طرح بھی اول درجہ کے سفاک اور
کٹ مہرے سے کم نہیں اس لئے چاہئیے کہ آریہ سماج اگر فی الحقیقت
وید کو مت و دیا کی ایک مانتی ہے اور اُس کی تعلیم اھنسا
پرموں دھرم کو سچ ہے تو فوراً سبزی کھانا آج سے چھوڑ دے۔ اور نہ
معقول دلائل سے ہم کو سمجھائے کہ کیوں وہ اس قدر خون کرنا
روا رکھتی ہے جس کو کہ وہ خود بُرا سمجھتی ہے؟ غرضیکہ اگر محض جیو ہتیہ
کی خاطر گوشت کا تیاگ آریہ لوگ کرتے ہیں تو سبزی میں بموجب
تحقیقات حقہ مسلمہ آریہ سماج کے بڑی اعلیٰ کی جیو ہتیہ موجود ہے
کیونکہ آریہ لوگ محض لپنے شکم کی خاطر اپنے ہم جنس روحوں کے ہادے
شریروں کو ایک ایک وقت میں بے حساب عدد کے قریب یوں چٹ کر
جاتے ہیں جیسے کہ ایک بلی چوہے کو ہضم کر جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے
جب آپکے نزدیک یہ مسلمہ امر ہے کہ روحیں بہ سبب قدیم و ازلی ابدی
انادی ہونے کے ہر ایک جانور میں وہی ہیں جو کسی وقت انسانی وجود
میں تھیں اور روحوں کی طاقتیں قوتیں استعدادیں وہی ہیں اور کل انسانی
روحوں اور حیوانی روحوں میں مابہ الامتیاز فرق ہے تو صرف جسمی مادہ
کی ظاہری شکل و صورت کا ہے ورنہ جسمی مادہ بھی بقول آریہ سماج کے انادی
یعنے ازلی ابدی ہے اور ہر ایک جسم مادی پرکرتی پرمانو سے بنا ہے
اور جیو آتما ایک الگ چیز ہے جو کہ نہ کاٹنے سے کٹ سکتی ہے اور نہ
درخت کے کاٹنے سے اُس کی حالت نوعی میں کچھ فرق آسکتا ہے یعنے
قوتیں طاقتیں استعدادیں ضائع نہیں ہو سکتیں تو کیونکر گائیں بکری کا ذبح
کرنا تو موجب تشویش ہوا اور سبزی کا کاٹنا موجب تشویش نہ ہو کیونکہ
جس طرح گائیں بکری کے وجود سے خارج ہونے پر روح تکلیف حاصل
کر سکتی ہے ویسے ہی درخت کیڑے مکوڑے کے وجود سے خارج ہونے
سے کر سکتی ہے اور یہ ہر دو امر ایسے ہیں کہ ایک کو ہم کرتے ہیں دوسرے کو
آریہ سماج کے پیروش مگر ہمارے نزدیک اور ہر ایک اہل انصاف کے نزدیک
انسانی وجود بہ سبب اشرف المخلوقات ہونے کے مخدوم ہے اور دنیا
و مافیہا کی ہر ایک ایسی چیز کے لئے بطور خادم کے ہے۔ نیز یہ کہ اعلیٰ درجہ
کے وجود پر ادنیٰ درجے کے وجود قربان ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر دنیا
کی خاطر اُس کے شکر کے سر کٹانے پر خیال کرنا کافی ہے۔ پس بدیں لحاظ
ہمارا گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کر کے کھانا بطور ظلم کے نہیں بلکہ محض اسلئے
ہے کہ یہ چیزیں محض ہمارے استعمال کے لئے پیدا کی گئیں ہیں اور کہ یہ ہماری
خوراک ہیں اور ہمارے لئے بطور خادم کے ہیں۔ آریہ۔ جو بات انسان
سے ہونا ناممکن ہے وہ تو مجبوری ہے مگر جو ہو سکے اُس کا نہ کرنا درست
نہیں مثلاً یہی غور کیجئے کہ گائیں و بکری کا گوشت اُن کو ذبح کر کے نہ کھائیں
تو نہیں کھا سکتے ہیں مگر پانی پینے سانس لینے وغیرہ کے بغیر گذارہ نہیں
ہو سکتا۔ میں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ نہ ہو سکنا دوسری چیز ہے اور نہ
کرنا دوسری چیز ہے وہ اس طرح پر اگر بقول آپکے ہم گائیں بکری کو
ذبح کر کے نہ کھائیں تو نہیں کھا سکتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ سبزی
نہ کھائیں تو نہیں کھا سکتے ہیں پانی و دودھ نہ پیئیں تو نہیں پی سکتے ہیں

٭ مجھکو عیسائیوں کی حالت پر سخت افسوس آتا ہے کہ ایک طرف تو اُنھوں نے
یسوع کو خدا اور خدا کا بچہ بنایا اور دوسری طرف اُسکو لپنے گناہوں کا کفارہ گردانا حالانکہ
یہ اصول ورایا محض غلط ہے کیونکہ اگر فی الواقع وہ خدا کا (نعوذ باللہ) بچہ تھا تو وہ سارے
جہان کے گناہ اُٹھا کر کفارہ نہیں ہو سکتا بلکہ اگر تمام جہان کے عیسائی اُسکے بدلے کفارہ ہوتے تو نہایت
معقول بات تھی کیونکہ یہ بات نیچر میں ہمیشہ نظر آرہی ہے کہ اعلیٰ پر ادنیٰ قربان ہوتے ہیں (منہ)

پھر وہ بھی اُس حالت میں کہ جب اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ آپ جیسے جیو رکھتے ہیں اگر کہیں کہ اس طرح زندہ رہنا محال ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کے اصول کے بموجب آپ کا اپنے تئیں تباہ کرنا بہتر ہے بجائے اسکے کہ دوسروں کو تباہ کریں جیسا کہ آپ کے ہاں حکم ہے کہ اھنسا پرمو دھرما پس آپ اپنے کو تباہ کرلیں تا کہ آئے دن جون کرنے کے مرتکب نہ ہوسکیں۔ آریہ۔ جان بوجھکر ہلاک کرنا پاپ میں داخل ہے اور جو بے جانے بوجھے پاؤں کے نیچے کچلے جاویں یا پانی و دودھ کے ذریعہ ہلاک ہوں یا سانس کے ذریعہ وہ چونکہ جان بوجھکر نہیں ہیں اس لیئے قابل مواخذہ نہیں۔ میں۔ جب یہ آپکا مسلم امر ہے اور اس کو قبول کرنے کی وجہ سے آپ تناسخ کے اڑنگے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہر ایک جاندار کیڑوں مکوڑوں درختوں چوپایوں سبزہ وغیرہ وغیرہ میں روحیں ہیں جو کسی وقت انسانی چولے میں تھیں تو پھر کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ مان لیگا کہ آپ ان جانداروں کو بیجانے بوجھے ہلاک کرتے ہیں کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ پانی و دودھ بیہوشی کی حالت میں پیا کرتے ہیں یا سبزی کے پودے سونے میں کاٹا کرتے ہیں یا چلتے وقت بے تحاشہ پیروں کے نیچے ہزاروں جانداروں کو بیجانے بوجھے مسل ڈالتے ہیں؟ آریہ۔ یہ کام تو بہت مشکل ہے کہ کوئی جان بھی نہ مارنی پڑے۔ میں۔ یہ کام مشکل ہے تو ثابت ہوا کہ نیچر نے ہی اسبات کو جائز قرار دیا ہے کہ بعض وجود بعض وجود کی خوراک ہوں۔ اندریں صورت میں آپ کے اصول کو مدنظر رکھکر کہ سکتا ہوں کہ ذی روح ذی روح کی غذا ہے لہذا ثابت ہوا کہ گائیں یا بکری کا ذبح کرکے کھا لینا خود نیچر نے جائز رکھا ہے۔ اور اسی لئے گائیں بکری پر ہمکو مسلط کر دیا ہے اور گائیں کے حامیوں کو جو ان کے ذبح کرنے سے روکتے تھے بہت شکست پر شکست ہوتی رہی اگر ان کا ذبح کرکے کھانا خلاف نیچر ہوتا تو چاہئے تھا کہ حامی کامیاب ہوتے مگر جہاں تک تاریخ پر نظر کی جاتی ہے گائیں کے حامی ہی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ہمارے فائدہ کے لئے ہی پیدا کی گئی ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بغیر انکے ذبح کرنیکے کام نہیں چلتا دنیا میں چمڑے سے ہزاروں کام لئے جاتے ہیں آریوں کو بھی چمڑے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر مرنے پر ان کی اس ضرورت کو پورا کیا جاتا تو پوری نہ ہوتی کیونکہ مرنے سے اسقدر ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ اول تو ہر ایک گاؤں یا شہر میں اپنی موت سے شاید دو یا تین مرتے ہونگے دوسرے مرے ہوئے کا چمڑہ نہایت خراب حالت اور ردی حالت کا شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں سے طاقت زائل ہوجاتی ہے۔ اور چمڑے کی جس قدر ضرورت رہتی ہے اس کا اندازہ لگانا محال ہے ہر ایک مرد و عورت کی اگر جوتیوں کا ہی اندازہ کیا جاوے تو کسقدر چمڑہ کی ضرورت رہتی اس کے علاوہ اور بہت سے کام چمڑے سے لئے جاتے ہیں پس اگر گائیں اور بکری وغیرہ کو ذبح نہ کیا جاوے اور صرف مرنے کا انتظار کیا جاوے تو کام نہیں چلتا۔ کیوں پنڈت جی کہ اعتراض کیا رہا۔ اسکے بعد آریہ کو زیادہ بولنے کی جرأت نہ ہوسکی اور مبہوت ہوکر رہ گیا فالحمد للہ علی ذالک فقط

نوٹ۔ اگر کوئی آریہ صاحب اسکا جواب دینا چاہیں تو اُن کو لازم ہے کہ جس اخبار میں جواب شائع ہو اُس کی ایک کاپی پبلک لائبریری لاہور چھاؤنی کے سکرٹری صاحب کی خدمت میں ضرور بذریعہ ڈاک ارسال کردیں تا کہ ہم اُن کی قابلیت کے قائل ہوسکیں تاکید جانیں (خاکسار محمد حسین [illegible] لاہور چھاؤنی)

وصیت ۱۰۸

بخدمت جناب سکرٹری صاحب کارپرداز مصالح قبرستان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ (۱) میں مسمی عبدالعزیز ولد نبی بخش قوم ککے زئی سکنہ امین آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ جون سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگی میں ان تمام کا اب ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۳) اس وقت سوائے تنخواہ سرکاری کے جو فی الحال مجھے مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار ملتے ہیں اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میرے قبضہ میں نہیں ہے اسواسطے میں موجودہ آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ ۱؍۸ روپیہ ماہ بماہ دیتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اسی میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔ میں ایسی جائیداد کی انجمن مذکور کو اطلاع وقتاً فوقتاً دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے پر میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ وصیت کردہ جائیداد جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کو مجلس مذکور کی طرف سے میں ادا کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر

وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے کہ میں قسم کہاتا ہوں کہ میں نے کتاب حقیقت الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑہنے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کو مفتری اور کذاب ہی سمجھتا ہوں۔ اور اس کے تمام الہامات اور پیشگوئیوں کو افترا سمجھتا ہوں۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت اللہ تعالے مجھے لاوے۔

امید ہے کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنیکی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرت سر یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس طرح ان کی شہرت ہو جاوے گی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائے گا۔ اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بہی مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام پہونچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بسبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اس وقت قایم ہی ہو چکی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ (جو امریکہ کے ملک میں تہا اور مدعی نبوت تہا) حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تہا جس کے بعد اول تو وہ ولد الزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود ہی کیا۔ اور پہر اس کے مریدوں نے اس کو تمام جائداد سے بے دخل کر دیا۔ اور بالآخر فالج میں مبتلا ہو کر خستہ و خراب حالت میں مر گیا۔ وہ امریکہ میں تہا اور حضرت اقدس قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں۔ امرت سر میں ہو یا قادیان میں۔

امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گہڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑہنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔

مولوی صاحب کو یہ بہی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنے سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرت سر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرت سر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اسوقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن سے ظاہر ہوئی تہی۔ اسکو بہول گئے ہیں کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرت سر یا بٹالہ میں ذمہ وار ہو سکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے۔ اس سے تو ہم خوب واقف ہیں۔ لیکن ایسے مباہلہ میں تو ان کی وجاہت بہی خواہ کیسی ہی ہو جہلا کا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چہوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تہی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمدہ ظاہر کرکے اپنی فطرت کا اظہار دیا۔ کیا اوس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ نے امرت سر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکہی تو پہر کیا حرج ہے۔ کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہو جاوے۔

لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کہڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو تو پہر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زاد راہ آنے جانے کا اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جاویں گے۔ اور الفاظ مباہلہ تحریر ہو کر اس تحریر پر فریقین اور ان کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہو جاویں گے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بہی ضروری نہیں سمجہتے لیکن یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گہنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے۔ اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجہتا اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ البتہ اپنے آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے۔

ڈوئی والی پیشگوئی کے متعلق بہی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نوٹ دیا ہے۔ اور لکہا ہے کہ اصل پیشگوئی کے الفاظ معہ تاریخ کے ظاہر کرو ※

ع۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اس کے جواب میں اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ ڈوئی کے متعلق عنقریب ایک مفصل اشتہار نکلیگا اسمیں سب کچھ درج ہوگا لیکن اب جبکہ آپ نے خود ہی خدا کے ساتھ نیکہا ڈالنے کی نیت کر لی ہے۔ تو اب ڈوئی کو آپ کیا کہتے ہیں جب تن بیتی آپ کو ملجائیگی تو جگ بیتی کے سننے کا کیا فائدہ۔

راقم مفتی صادق ایڈیٹر۔ اخبار بدر قادیان

※ یعنی ڈووی میری زندگی [illegible]

ا؎ دیکھو سورہ انفال رکوع۔ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

مباہلہ کیواسطے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

مولوی فاضل ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اپنی اخبار اہلحدیث نمبر ۲۱ مورخہ ۲۹ مارچ میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف قادیاں کے آریہ اور ہم کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بیجا نکتہ چینی کرتے ہوئے آخیر میں لکھتا ہے۔

"ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانیکو طیار ہیں آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو مگر پہلے یہ شایع کرا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا ہم حلفیہ کہدیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلےٰ درجہ کا جھوٹا مکار اور فریبی ہے اور اسکی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے۔ جہاں تم پہلے ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

اس مضمون میں سے بیجا طعن و تشنیع کو چھوڑ کر جسکے جواب کی ضرورت نہیں اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسپر خدا تعالیٰ کی قسم کھانیکو طیار ہیں اور اس مباہلہ کیواسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بیشک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اسکے علاوہ اس کو اختیار ہے۔ اپنے جھوٹا ہونیکی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہے خدا سے مانگے لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اسواسطے باوجود اسقدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آئی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اسپر رحم کر کے فرمایا ہے۔ کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شایع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شایع ہو جاویگی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں اور دو سو سے سوا اسمیں نشانات ہی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دیجاویگی اور وہ اسکو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں

اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا بنایا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں ان اشتہارات کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا۔ اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر اس امر کے دریافت کرنیکی ضرورت نہ تھی مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے۔ اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتی ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان آنے میں سے کسی کو خود دیکھ لے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی ثناء اللہ جو چاہے اپنے لئے اپنے کذب کی سزا میں عذاب تجویز کر لے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے انسانی گورنمنٹ کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے۔ فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں۔ البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹال لیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کر دے گا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب تو نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ - - - - - - - - اور دراصل مولوی ثناء اللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اوسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں۔ وہ قبول کرے اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود) کا موقع نہ دے۔ اور وہ منظور کر کے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت طیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیجدیں اور ساتھ ہی لکھدے کہ کتاب کے پہونچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھے گا۔ اور پھر

حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے بلکہ امانت کے طور کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

یہ اگر حسب فقرہ ۵ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہو چکے ہونگے اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ الراقم

موصی عبد العزیز ارائیں آبادی حال مقیم قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۸ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد محمد سرور شاہ مدرس عربی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد ضیاء اللہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

وصیت ملنا ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکہ محمد علی ولد حافظ فتح الدین قوم ارائیں ساکن قادیان ضلع گورداسپور ایڈیٹر و مینیجر ریویو آف ریلیجنز و سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ۔ ۱ ۔ میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی رضامندی اور خوشی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

۲ ۔ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع کیا ہے اور ضمیمہ رسالہ مذکور جو حضرت صاحب نے ۶ جنوری ۱۹۰۶ء کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کی پاک کلام اور مقدس وحی قرآن پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ایسا ہی صدق دل سے یہ ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور انکے تمام دعاوی سچے اور منجانب اللہ ہیں ۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بچشم خود بہت سے ایسے نشانات حضرت مسیح موعود کے مشاہدہ کئے ہیں ۔ جو انسانی طاقت سے بہت بالاتر اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور اسلام کی صداقت پر دلائل قاطع ہیں ۔ رب توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین ۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ۔ میں اُن تمام ہدایات اور وصایا کا پابند رہونگا ۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم ۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے رسالہ الوصیت یا اس کے ضمیمہ میں شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہوں گے یا آئندہ اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے شائع ہونگے یا شائع ہو چکے ہیں نیز معاملہ وصیت ہذا میں میرے تمام ورثاء بھی ان قواعد و ہدایات مذکورہ بالا کے پابند رہینگے ۔

آج کی تاریخ جو ۶ جون ۱۹۰۶ء ہے ۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد میری منقولہ یا غیر منقولہ ہو ۔ جسکو صدر انجمن احمدیہ یا کوئی کمیٹی انجمن مذکور کے میرا متروکہ قرار دے ۔ ایسے دو حصوں پر تقسیم کیا جاوے یعنی ایک وہ جائیداد جو میں نے اس آمدنی سے پیدا کی ہے یا کروں ۔ جو صدر انجمن احمدیہ یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی مفوضہ کام کے عوض میں مجھے بطور حق الخدمت اس سلسلہ یا انجمن مذکور یا اس کی کسی شاخ یا کمیٹی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے یں ایسی کل جائیداد کو میری ذاتی جائیداد تصور نہ کیا جائے بلکہ اسے سلسلہ احمدیہ یا صدر انجمن احمدیہ کی جائیداد ہی سمجھا جائے ۔ اس میں میرے کسی وارث کا حق نہ ہوگا ہاں اگر میری دوسری قسم کی جائیداد سے جس کا ذکر میں آگے کرتا ہوں ۔ میرا کوئی قرضہ ادا نہ ہو سکے ۔ یا تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا نہ ہو سکیں یا میری دوسری قسم کی کوئی جائیداد مطلق ثابت نہ ہو تو ایسا قرضہ اور اخراجات مذکورہ بالا میری اس جائیداد قسم اول سے ہی ادا کئے جائیں ۔ دوسری قسم جائیداد کی وہ ہوگی ۔ جو مجھے کسی اور طرح سے حاصل ہو یا میں نے کسی اور طرح سے پیدا کی ہو ۔ اس جائیداد میں سے اول اگر کوئی قرضہ میرے ذمہ ثابت ہو تو وہ ادا کیا جاوے ۔ اور ایسا ہی میری تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا کئے جاویں ۔ اس کے بعد جو کچھ رہے اس میں سے ایک تہائی انجمن صدر احمدیہ کو دیجاوے ۔ اور دو تہائی حسب حصص شرعی میرے ورثاء میں تقسیم کی جاوے ۔ اس کل جائیداد کے متعلق جو اول یا قسم ثانی سے صدر انجمن احمدیہ کو میری متروکہ میں سے حسب وصیت ہذا ملے انجمن مذکور کو کامل اختیار ہوگا کہ جس طرح چاہے اس کو تصرف میں لاوے ۔ نیز اس وصیت کے مطابق عمل کرنے کے لئے بھی میں صدر انجمن احمدیہ کو ہی اختیار دیتا ہوں یعنے انجمن مذکور ہی اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ کونسی جائیداد میری کس قسم کی ہے ۔ اور اس میں اس کی رائے قطعی ہوگی ۔ نہ میرے کسی وارث کی ۔ اور ایسا ہی تقسیم حصص بھی انجمن ہی کریگی ۔ ہاں انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے ان امور کے تصفیہ کے لئے ایک یا زیادہ اشخاص کو یا کسی کمیٹی کو مقرر کرے اور ایسا ہی میری تجہیز اور تکفین کا انتظام بھی صدر انجمن احمدیہ ہی کریگی اور جہاں چاہے دفن کرے اس کا اثر وصیت ہذا کے کسی حصہ پر نہ ہوگا ۔ فقط مورخہ ۶ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان ۔

العبد محمد علی بقلم خود

گواہ شد ۔ خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم بقلم خود ۶ جون ۱۹۰۶ء

کیا ثناء اللہ مان لیگا؟

امرتسری منکر مولوی ثناء اللہ امرتسری عجیب و غریب مذبوحی حرکات کرنے کا عادی ہے اور اس کی چشم بینا ایسی بند ہے کہ وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے تو وہ اپنے اسلاف منکروں کے نقش قدم پر چل کر کہہ دیتا ہے ۔

سحر مستمر

ڈاکٹر ڈوئی مفتری رسول کی موت کی پیشگوئی پوری ہونے پر وہ مجھے کہتا ہے کہ تمہیں کھانا حرام ہے جب تک مہاتما گرشن کی اصل پیشگوئی مع تاریخ شائع نکرو تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد ۔“ میں امرتسری منکر کی قسم کی پروا کرتا ہوں اور درد گو را تا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کرنے کے لئے اسی الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ کے پڑھنے کی تکلیف دیتا ہوں ۔ جہاں پیشگوئی کے اصل الفاظ درج ہیں اب اگر ثناء اللہ راستباز ہے تو اس کو تسلیم کرے اور اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو سچائی سے اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور تکذیب سے باز آوے ۔ ایڈیٹر الحکم

پشپ یاقوت مروارید مرجان
کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا مشہور عالم اکسیری مرکب

جو کہ بالکل لطیف عرض مفرح کا دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے یا کالی جیلی کی طرح طبیعت کی جان

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ

قیمت قیمت قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ (ﻋﮧ) تین ڈبیہ تیرہ روپے ۱۳ ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکی حاصل کرنیکی اہل ملک نے لاکھوں روپے برباد کر دیے مگر جو ہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ خداے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اسکے جو اعلیٰ تعریفیں صحیح ثابت کر کے آپکی خدمت میں پیش ہیں اور ہر صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش نہیں ہے کسی قدر واضح عرض کر کے ہیں اسکو ختم کرتا ہوں۔ **مفرح عنبری** جیساکہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا اولین خاصہ یہ ہے کہ پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سرور اثر بخش و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ وہ تقویت کو نوبت پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سالی کا بھکنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لیے ایک بے بہا اکسیر اعظم اور تریاق ہے۔ **مفرح عنبری** کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت رقت کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری دواؤں سے حاصل نہیں ہوتا ... جو ناتوان اور بڑے فعل میں واقع ہوتی ہو وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہو جاتی ہے۔ **مفرح عنبری** ان لوگوں کے لیے جنکے اعضا بسبب کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعیف ہو گئے ہوں ایک اکسیر کا کام دینے والا مرکب ہے۔ **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور زکام کو لطف میں دور کرتا ہے۔ اس لیے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ تحصیلداروں۔ مصنفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص طلبا جنکو محنت کی عادت ہے اسکو ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے۔

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتی اور معدنی نرشیات و جواہرات کا مرکب ہے اسلیے تمام وبائی امراض ہیضہ اور طاعون وغیرہ جہاں پھیلا ہوا ہو خداے کریم کی مہربانی سے اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اسپر جو مکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔ **مفرح عنبری**۔ حکما اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اسکے اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے بوجہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو یا حیض بلا زود بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔ **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا کھانسی کے ساتھ خون کا آنا کبھی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگہانی مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں **مفرح عنبری** وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا فور دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدلیہ ضلع رامپور

عنایت فرمائم حکیم صاحب اسلام مسنون۔ آپ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدلیہ نے منگائی تھی انکے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے سو ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے (دستخط) سید بخش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک بینظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزوری طاقت کیواسطے بیمثل فائدہ ہے۔ اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے مریضان کی دوائی اشتہار شایع نہ ہوئی۔

عالیجناب رای کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار ریاست نائو ... کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ میری صحت بحر اسکے استعمال سے ... مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میر مدست لالہ ... سکھ کے نام روانہ فرما دیں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بینظیر آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے بنظر مہربانی چند ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

بیسیوں سرٹیفکٹ ... کی تعریف ...

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

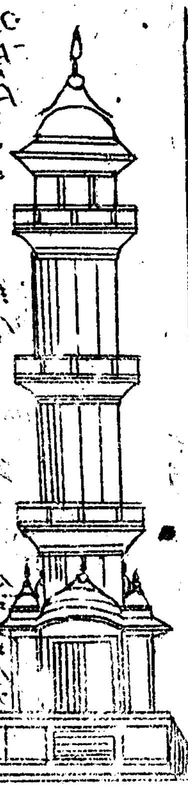
رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چندہ پیشگی سالانہ
(۱) عوام سے ۔ للعہ ر
(۲) خواص و معاونین سے
عنہ
ہندوستان سے باہر
ہے ر
صاحب والوں سے
باعث نسخے ۱۲ار
پیچ دس روپیہ

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان ۔ ۔ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۔ ۔ ۔ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱



دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام اور بزرگان ملت کی صحت کی خیر قوم کے لیے مسرت بخش اور تحمد الٰہی کا موجب ہے۔ حضرت حجۃ اللہ حقیقۃ الوحی کو ختم کر رہے ہیں اس مہینے میں اس کتاب کی اشاعت کی بفضلہ تعالیٰ توقع ہے یہ کتاب عجیب و غریب دلایل اور خدا تعالیٰ کے زبردست اور روشن نشانوں کا پرشوکت مجموعہ ہے گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک قسم کا دائرۃ المعارف ہے جسمیں ہر قسم کے دلایل نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے سوا عقلی شواہد اور پھر اعجازی نشانات اور تائیدی نصرتوں کے نمونے درج کئے گئے ہیں۔

۲۔ موسم میں تغیر شروع ہوگیا ہے طاعون خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اپنا کام کر رہی ہے اور لولا الاکرام لھلک المقام کی پیشگوئی کو روز روشن کیطرح ثابت کر رہی ہے۔

۳۔ جن احباب کے بچے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اسوقت تک اپنے بچوں کی خیریت کی خبر شکر الٰہی کا باعث ہوگی۔

۴۔ قادیان کے نوٹی فائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے۔ قادیان کا نقشہ اور ممبروں کے متعلق تجویز تحصیلدار صاحب کے پاس بھیجا گیا ہے۔

الوحی

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء ۱۔ اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا

۲۔ احق اللّٰہ امری و لا تنفیا من ھٰذہ المرحلۃ

(ترجمہ) خدا نے میری بات کو سچا کر دیا۔ اور تم دونو اس مرحلہ سے نہیں چھوٹو گے۔

۳۔ دولت اعلام بذریعہ الہام بہشتی گھر میں نزول ہوگا

۴۔ ھل تری جزاء الاحسان الا الاحسان

(ترجمہ) نہیں دیکھتے ہم احسان کی جزا بجز احسان کے۔

یکم اپریل سنہ ۱۹۰۷ء۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔

اسمیں ابتدائی حروف کچھ اور شبہ جو یاد نہیں رہے۔ مگر مفہوم یہی تھا —

۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء۔ سمت ایھا الخوان تمت کلمۃ اللّٰہ۔

مرجا ای خیانت کرنیوالے اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔

۷ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء ۱۔ ایک روز قیامت برپا ہوگی ۲۔ واللّٰہ انی غالب و سیظھر بشو کتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی۔

(ترجمہ) بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک مریگا سوائے اُس کے جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔

اعزاز۔ الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے معنے یہ ہیں۔ فلاں کو پکڑ لو۔ فلاں کو چھوڑ دو۔۔۔۔

(یہ فقرہ بھول گیا ہے)

۴ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم

(ترجمہ) میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور جو اسے ملامت کرتا ہے اسے ملامت کروں گا اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے۔

۴ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ لائیف آف پین (تلخ زندگی)

۲۔ یا اللہ رحم کر۔

۳۔ انی مع اللہ فی کل حال

(ترجمہ) میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔

۴۔ اخترطنا سیفہ

(ترجمہ) ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا لیہی ہے

۵۔ خدا کے سات نیکوکار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں۔

۵ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) حٰم۔ تلک ایات الکتب المبین

۲۔ ۔۔ ۔۔ ۔ کہل گیا

(تفہیم) وہ جو حٰم ہے اس میں خدا کے نوشتہ کے نشان ہیں جو ظاہر ہونیوالے ہیں حٰم مقطعات میں کسی کا نام ہے یہی تفہیم ہے۔

۳۔ الذین اعتدوا منکم فی السبت

(وہ لوگ جنہوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی)

یہ قوم مخالف کی طرف اشارہ ہے۔ ساتھ کا فقرہ بھول گیا واللہ اعلم۔

۵ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) مت ایھا الخوان۔

(مر جا اے بڑے خیانت کرنیوالے)

۲۔ تمت کلمۃ اللہ

۳۔ ان اللہ مع الذین اتقوا

(اللہ ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں)

۴۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا

(وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے)

۵۔ رحم اللہ۔

(اللہ نے رحم کیا)

۶۔ فضلناک علی ما سواک

(تیرے سوا جتنے ہیں سب پر ہم نے تجھے بزرگی دی ہے)

۹ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) بلائے دمشق

۲۔ سرّک سرّی

(تیرا بھید میرا بھید ہے)

۳۔ ایک اور بلا برپا ہوئی۔

منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہمارے مخالف کئی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جنہیں قرآن حدیث تفسیر وغیرہ علوم دینیہ تو ایک طرف رہے معمولی و عام مسایل و معتقدات اور اصول و احکام اسلام سے بھی نہ تو علمی رنگ میں کچھ مس ہے نہ عملی طور پر چنداں سروکار۔ انکا دین بالعموم یہ کچھ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ راہ و رسم معاشرت رکھتے ہیں مذہب آبائی کی کچھ سنی سنائی سطحی معلومات پر قانع و مُصِر ہیں اور بس۔ دوسرے وہ جو علوم و اعمال دینی اور اصول و معتقدات مذہبی سے بالکل نابلد اور بے بہرہ تو نہیں مگر پھر بھی صدیوں تقلید و تعصبات کے جکڑ بند میں وہ ایسے پھنسے ہیں کہ اگر ان کے خلاف یا علاوہ کوئی روشن سے روشن صداقتیں اور شہادتیں بھی انکے پیش کیجائیں تو انکی طبایع اور ان کے دماغ کبھی ماننا کیا معنے سننا بھی ضروری نہیں سمجھتے تیسرے وہ حضرات ہیں جنکو علماء وقت کہا جاتا ہے اور جنکی تعریف و توصیف میں دفتر کے دفتر بھی سیاہ کر ڈالے جائیں تو شاید ناکافی ثابت ہوں وجہ یہ ہے کہ اس طبقۂ امت میں فی زمانناً کچھ عجیب گوناگونی اور حیرت انگیز و معنی خیز خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں جن کے کما حقہ بیان کرنے سے زبان و قلم دونو قاصر ہیں اسی طرح ملت خیر الانام میں اسوقت اور بھی کئی قسم کے افراد و فرقے موجود ہیں جنکی تفصیل کا نہ یہ موقعہ ہے نہ ضرورت۔

مجھے ان مختصر نوٹوں میں دکھانا صرف یہ ہے کہ مختلف طبقات اہل اسلام کو حضرت مسیح موعود کی قبول کرنے میں عام طور پر کیوں اور کیا کیا الجھن پیدا کار ہو رہی ہیں اور آیا انکی رفعداد کی ذاتی صورت پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں۔ میں جو کچھ ان سطور میں عرض کرونگا ظاہر ہے کہ وہ ذاتی معلومات تجربات اور خیالات کی بناء پر ہوگا ممکن ہے کہ دیگر احباب بھی انہی شرائط کے ماتحت اس سے بھی بڑھکر مفید و موثر اور قابل پذیرائی اظہار رائے فرماسکیں۔ بنظر سہولت و اختصار میں اس عرض مدعا میں کسی ترتیب خاص کا پابند ہونا نہیں چاہتا۔ اور چونکہ میں علوم متعلق مناظرہ۔ تفسیر۔ حدیث وغیرہ کا فاضل کیا عالم بھی نہیں اسواسطے ضرور ہے کہ میری یہ تحریر علم کلام یا مناظرہ کا کوئی باقاعدہ نمونہ نہ ہو۔

حال ہی میں مجھے تین چار گھنٹے تک دہلی کے ایک بڑے فاضل مولویصاحب سے جو کلام ربانی کے مفسر بھی ہیں سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کرنیکا موقعہ ملا جس کا کوئی طمانیت بخش اور معتد بہ نتیجہ تو کیا نکل سکتا تھا نہ شروع ہی سے اسکی کوئی توقع کبھی گئی تھی لیکن چونکہ تبلیغ ضروری امر تھا خاصکر جبکہ وحی والہام۔ پیشگوئی۔ اور نبوت و رسالت کے بارہ میں چھیڑ چھاڑ انہی کیطرف سے ہوئی۔ اس موقعہ پر سکوت کو نامناسب سمجھکر تبادلہ خیالات کچھ ضروری ہی معلوم ہوا۔ اس تمام بحث اور دق دق کا دوہرانا تو ضروری نہ ہوگا لیکن اور مختلف موقعوں کی مذہبی قیل و قال سے جسکا مجھے کسی نہ کسی کے ساتھ اکثر اتفاق پڑتا ہی رہتا ہے اور خاصکر گفتگو کے مذکورہ سے میں جن اہم نتائج پر پہنچا ہوں وہ ایسے ہیں کہ نہ صرف محولہ بالا تینوں قسم کے مخالفین سلسلہ پر بلکہ قریب قریب ہر ایک گروہ منکرین پر صادق آسکتے اور ان سبکیلئے قابل غور و لایق توجہ ہو سکتے ہیں۔ یہ نتائج تعداد اور شوکت لفظی کی لحاظ سے تو شاید بے حقیقت سے متصور ہوں لیکن انکی اہمیت مجھے یہ باور کراتی ہے کہ سلیم الفطرت اور غورکن طبائع بشرط توجہ و توفیق الٰہی ضرور انسے بڑا معقول سبق حاصل کر سکتی ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور بہت سی سعید روحیں بطفیل روح القدس اسلام کی حقیقی نور کیطرف کھنچ آئیں۔ آمین۔

۱۔ دین اسلام صرف عالموں فاضلوں منطقیوں اور فلاسفروں کے لئے نہیں ہے۔ پس اسکی اصول و احکام اور معتقدات و مسلمات ایسے ہونے چاہئیں چنانچہ ہیں۔ کہ عالمانہ طرز بیان۔ اور منطقی چنان و چنین کی بغیر ہی بالکل سادہ الفاظ و عبارت میں

ہر عامی و امی تک انہیں سمجھ سکے اور جس صورت میں فریقین مکالمہ سے ایک فریق کی نسبت دوسرے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے جملہ علوم متعلقہ ضروریہ کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی ہے نہ انہیں درک کہنے کا انہیں دعویٰ ہے تب تو فریق مقابل پر اخلاقاً اور بھی زیادہ لازم ہے کہ نری شوکت لفظی اور مصطلحات عملی کی بھرمار سے منطق بگھار کر اصل نفس مضمون کو تاریکی اور جھمیلے میں نہ ڈالے اسطرح احقاق حق نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ آجکل ہمارے اکثر مولویوں کی یہی حالت ہے پھر تحریر یا تقریر میں انکا ہمارا فیصلہ بسہولت کیونکر ممکن ہے ؟!

۲ کسی نئے ماموریا مدعی نبوت وغیرہ کو ماننے کی بظاہر دو ہی طریق ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل خاص سے کسیکو حضرت صدیق اکبرؓ کی مانند فی الفور بلا حیل وحجت ایمان لانے کی توفیق بخشے سو یہ اعلےٰ اور قابل رشک صفائی قلب تو ہمارے منکر علماء و عوام دونوں میں الشاذ کالمعدوم ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی اسطرح ایمان بالغیب کی سی فضیلت اور شرف تو انہی قلیل التعداد غریب الطبع مسکین مزاج اور خدا ترس لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنکی نسبت رسول خدا (صلعم) پہلے ہی ارشاد فرما گئے ہیں۔

کہ اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں ہی کیطرف عود کریگا۔

یا دوسرے یوں ممکن ہے کہ اُس مامور و مدعی کے دعاوی کی آواز کان میں پہنچ چکنے پر یہ نہیں کہ پہلے ہی ہٹ دہرمی اور بدظنی اختیار کر کے اسکی تردید پر کمر باندھ لیجائے۔ اور بدنصیبی سے یہ عیب آجکل کے مسلمانوں میں ایسا ہماری پڑا ہوا ہے کہ ۹۹ فیصدی صور تو نمیں انکو ضرور طلب حق سے محروم و نفور ہی رکھتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اتفاقیہ یا قصداً ذرا بھی تحقیق حق کی توفیق ہوئی بھی تو وہ صرف مارد شما سے کبھی کبھی تھوڑی تھوڑی دیر تک سرگرم تکلم ہو جانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر احمدی متنفس علوم عقلیہ و نقلیہ کا فاضل اور تمام ضروری معلومات دینیہ (احمدیہ) کا متبحر کامل نہیں ہوتا۔ پس اگر کسی احمدی کی تقریر سے حضرات مولویصاحبان کی تسلی نہ ہو تو پھر وہ اسکی بالکل ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایسی عظیم القدر اور مہتم بالشان مسلہ وقت کی بجائے خود چھان بین اور جستجو کریں۔ وہاں تو مدعا صرف یہ ہوتا ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو اپنے مسلمات کی تائید و سخن پروری کیجائے اور مدمقابل کی بہرنہج تردید و تکذیب۔ پھر حق کو پا کیونکر سکتے ہیں ؟!

۳ ہمارے منکرین میں ایک گروہ (نو تعلیم یافتہ حضرات کا) ایسا ہے کہ وہ کسی مامور موعود کا منتظر اور قایل ہی نہیں تو انکی نسبت ہم بجز اسکے کیا کر سکتے ہیں کہ جب قرآن کریم اور حدیث شریف کی صاف و صریح ارشادات سے ہی انکار ہے تو تم ہمارے مخاطب نہیں ورنہ ہم تمہاری تشفی کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں اگر تمہیں ان ہر دو سے انکار نہیں ہے تو پھر صبر و تحمل اور خدا ترسی کے ساتھ پہلے ہماری سُن، تو لو تب ہی تکذیب و تردید پر زور طبع صرف کرنا۔

۴ ایک حضرات ایسے ہیں جنکے نزدیک مامور موعود کا آنا تو برحق ہے مگر ابھی اسکی ضرورت پیدا نہیں ہوئی لیکن افسوس کہ انہی کے اکابر اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتی ہوئی بھی سرگرم واویلا ہیں کہ دنیا اور خاصکر مسلمانوں کی دینی و اخلاقی حالت عملی طور پر اسوقت بدرجہ غایت عبرتناک ہو گئی ہے۔ تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آخر پھر کب وہ وعدہ خدا اور رسول کا پورا ہوگا ؟

۵ ہمارے بہت سے مخالفین اسبات کو مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مرید دیندار نیک چلن پابند صوم و صلوٰۃ۔ سلیم الفہم اور حلیم المزاج تو ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے اس سوال کا ان سے کچھ جواب نہیں بن پڑتا کہ آیا کسی مفتری۔ دشمن اسلام اور دہوکہ باز دوکاندار کی تعلیم و صحبت کا ایسا نیک یا مدار اثر ہو سکتا ہے ؟

۶ جن مولویصاحب سے میری آجکل میں گفتگو ہوئی انہوں نے ایک عجیب بات وفات مسیح سے متعلق یہ فرمائی کہ سنت اللہ یا عادت اللہ کوئی چیز نہیں۔ خدا کا ہر فعل سنت اللہ ہے میں نے پوچھا کہ خواہ ازل سے ابد تک اسکی اور کوئی نظیر ثابت نہو۔ فرمایا۔ ہاں۔ انکا منشا یہ تھا کہ مسیح کو دو ہزار سال تک آسمان پر بیکار بٹھائے رکھنا اور انکو یہود کی ہاتھ سے بطریقہ مشہور عوام بچا نا بھی سنت اللہ کے خلاف نہیں ہر چند کہ توفی اور اس کے مشتقات کا اور بیسیوں جگہ بمعنے موت مستعمل ہونا ثابت ہے لیکن محض سخن پروری کے لئے اس ایک موقعہ کیواسطے اٹھانا یا پھر لینا ہی مراد لیا جاتا ہے ایسی ضد کا کیا ٹھکانا ؟ حالانکہ سیاق و سباق سے یہ دونو معنی مقامات متنازعہ فیہ میں کسیطرح ٹھیک نہیں بیٹھتے۔

۷ ماموریت اللہ کی مابہ الامتیاز کئی ایک ہو تی اور ہو سکتی ہیں لیکن اگر پیشگوئیوں کو سب سے اہم نشانوں کا ظہور کو ہی لیا جائے تو ایک مصیبت اور مشکل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں اور نشانوں کی نسبت یہ لوگ تحقیق اور طلب حق کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے عوام کالانعام کی سُنی سنائی گپوں اور بدظنی آمیز روایات پر اکتفا کرتے ہیں یہ نہایت خطرناک اور متعصبانہ شیوہ ہے اور اگر یہی حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف و منکر حق بجانب ہیں تو پھر ہر ایک غیر مسلم اپنے آبائی مذہب کی حمایت میں سچا ہے جو اسلام جیسے نور ہی نور کا نام سنکر دور ہی سے بھاگتا اور اسکی عدیم النظیر خصوصیات بے بدل محاسن اور بیشمار روشن معجزات کو منقولی ڈھکو سلے سمجھکر غور طلب یا قابل قبول جاننا تو درکنار لائق التفات بھی نہیں خیال کرتا۔

۸ طاعون وغیرہ مہلک اور مہیب وباؤں کی کثرت و شدت۔ زلازل کے بربادی بخش اور ہولناک پے درپے حملے۔ فصلوں کی حال بسال تباہی قحطوں کا مستقل تسلط طوفان ژالہ باریوں وغیرہ آفات ارضی و سماوی کو تمام دنیا بالاتفاق غضب الٰہی اور عذاب الٰہی مانتی ہے مگر اس کا کوئی جواب نہیں دیتا کہ آخر یہ ساری بلائیں ہیں کس لئے ؟ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" کا ارشاد خداوندی (نعوذ باللہ) انکی نظر و نمیں بالکل لغو و لایعنی ہے۔

۹ بفرض محال سلسلہ احمدیہ کا سارا تانا بانا ہی آگے چلکر یعنی جبکہ مسیح ناصری اور خونی مہدی توقع عوام کے مطابق نازل و مبعوث ہو جائیں گے غلط ثابت ہو جائیگا تو موجود مسیح و مہدی موعود کی جماعت کے لئے تو یہ موقع حاصل ہے کہ (نعوذ باللہ) اپنے غلط عقائد سابقہ سے تائب ہو کر آیندہ مامور نیکو بسہولت قبول کر لیں گے کیونکہ وہ روشن صداقتیں اور آسمانی نشانوں کے آگے سر تسلیم خم کرنیکے خوگر ہیں اور آبائی توہمات یا متعصبانہ معتقدات کو حق کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ مدعی ہی اپنے دعاوی میں سچا نکلا۔ جو فی الواقع سچا ہے تو ان ہٹ دہرموں کا کیسا حسرت خیز و درد انگیز حشر ہو گا جو بد تعصب اور مغضوب قوم یہود کیطرح ایک نامعقول و بے معنی انتظار ہی میں آنکھیں پھاڑتے پھاڑتے بالآخر تمام اسطرف کی راہ لیں گے جہاں انکا ٹھکانا ہے۔ نہ حضرت الیاسؑ دوبارہ آئینگے نہ مسیح مبعوث ہونگے نہ وہ نبی (صلعم) تشریف لائیں گے نہ عیسیٰ بن مریم کا دنیا میں نزول ثانی ہوگا نہ ان سادہ لوح مگر ضدی مسلمانوں کی آنکھیں غلبہ اسلام کے دلفریب مناظرہ سے شاد ہونگی۔ کاش کہ لوگ اس نہایت سیدھی سادی سہل اور سریع الفہم بات پر ہی ذرا غور کریں اور جان بوجھکر اپنے تئیں ہلاکت کی تاریک گڑھے میں نہ ڈالیں۔

۱۰ بہت سے معقول صورت۔ پڑھے لکھے۔ متانت پسند اور بظاہر انصاف شیوہ و صلح کل حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو ایک بزرگ۔ عالم۔ بڑا مخلص خادم اسلام اور نیک وغیرہ وغیرہ تو مانتے ہیں مگر ہمیں ان کا دعویٰ کھٹکتا ہے لیکن نادان اتنا نہیں سوچتے کہ اگر ایک شخص بالیقین مفتری ہے یعنی کہ خدا تعالےٰ پر بہتان باندھتا اور اتنا بڑا دعوےٰ بالکل جھوٹ کرتا ہے۔ تو وہ بزرگ یا نیک وغیرہ وغیرہ ہونا کیسا معمولی درجہ کا مسلمان بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسکے کیا معنے کہ تاریکی و نور دونو چیزیں ایک جگہ ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں جو متقی پرہیزگار اور دیندار ہے وہی مفتری کذاب اور دشمن دین بھی ہو یا جو مفتری بیدین۔ خدا رسول کا دشمن۔ اسلام کو بدنام و تباہ کرنیوالا وغیرہ ہو وہ مومن متقی اور پرہیزگار بھی ہو العجب ثم العجب۔ افسوس کہ یہ لوگ اُن معیاروں کی ذرا پروا نہیں کرتے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں جھوٹے سچے کی پرکھ کیواسطے بیان فرمائے گئے ہیں۔ کاش یہ لوگ اسی پر تدبر کریں کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیک مفتری سے زیادہ کوئی ظالم نہیں اور ظالم کو وہ کبھی فلاح نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں جا بجا ان اصولوں پر زور دیا گیا ہے اگر کوئی آنکھیں کھولکر دیکھے۔

(باقی دارد)

خاکسار احمد حسین فرید آبادی۔ کٹڑہ بازار امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

ترقی ایمان و اعمال صالح

{یہ وہ مضمون ہے جو میرے محترم مخدوم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھا۔}

ایڈیٹر

دانشمند انسان وہ ہے کہ جو اس دنیا کے چندروزہ قیام میں اس دائمی زندگی کی فکر کرے کہ جسکی خوشی اور راحت سچی اور حقیقی خوشی اور راحت ہے۔ ہر ایک انسان اس زندگی میں اپنے نفع اور فائدہ کے لئے جہاں تک اسکی طاقت میں ہے کوشش کرتا ہے اور جہانتک اس کا بس چلے نقصان اور زیان کے موجبات سے بچنے کی تدبیریں کرتا ہے بڑی سی بڑی مہم کو رو براہ کرنے میں نفع اور نقصان کا لحاظ رکھکر کارروائی کرنیوالی قوت کام کرتی ہے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے امر کے لئے بھی یہ طاقت عمل میں لائی جاتی ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس سے غلطیاں ہوتی ہیں اور ان غلطیوں کے سبب سے یہ نااندیشیدہ مصیبتوں اور دکھوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ لاعلمی اور جہالت یا سہو و نسیان کی تاریکی اس کے چراغ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اور کسی وقت ایسا ہو جاتا ہے کہ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور اس تاریکی کے سبب سے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور اس امر کا اپنے آپ کو محتاج پاتا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی ہاتھ نکلے اور اسکی دستگیری کرے۔ اے بہت سوچنے والی اور دور اندیشی کرنیوالی عقل تیری روشنی پر کیونکر ایسی تاریکی غالب ہوئی اور کس نقص نے تیرے حواس کو معطل کر دیا کہ اب تجھے اپنی گھری پونجی پر بھی بھروسہ نہیں رہا اور تیری ساری طاقتیں بیکار ہو گئیں اور اندر ہی اندر تجھے ایسی درماندگی اور بےبسی نے آدبایا کہ اب تو اپنے سے کسی بالاتر طاقت کا اپنے آپ کو محتاج پاتی ہے۔ انسان کی یہ حالت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اس کو غلطیوں سے بچانے اور آئندہ دن کی ٹھوکروں سے اسکی حفاظت کرنے کے لئے کسی ایسے قانون کی ضرورت ہے کہ اس سے بالاتر اور کامل القدرت ہستی کیطرف سے ہو کہ جس کا علم و قدرت خود انسان اور اس کے جمیع تعلقات اور پھر کائنات کے جملہ ساز و سامان پر کہ جس کے ذریعہ سے اسکی زندگی کی کل چل رہی ہے محیط ہو تاکہ وہ اپنے کامل علم اور کامل قدرت سے انسان کی زندگی کے سارے کارخانہ کی نگرانی کرے اور اس کو اندرونی بیرونی غلط کاریوں کے موجبات سے آگاہ کرے اور دائمی سلامتی اور حقیقی خوشی اور راحت تک اس کو پہنچا دے انسان کی غلط کاریوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک کامل نور کی ضرورت ہے جس نور کو اسکی غلط کار اور سہو و نسیان کے گرداب میں چکر کھانیوالی عقل پیدا نہیں کر سکتی بلکہ اس تاریکی میں عقل کی آنکھ خود محتاج ہوتی ہے کہ کوئی آسمانی آفتاب طلوع ہو اور وہ اپنی روشنی افق مشرق سے پھیلا دے تاکہ اس روشنی میں عقل کی تاریکی دور ہو اور وہ اس قابل ہو کہ سلامتی کی راہ کو دیکھکر آگے چل سکے سو یہ کامل روشنی اور یہ کامل نور جس سے ساری کائنات روشن ہو رہی ہے وہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اور وہ روشنی جو اس کامل چشمہ نور سے انسان کو ملتی ہے وہ روشنی ہے جسکا نام ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایمان جب کامل یقین اور سچی بصیرت سے پیدا ہو جاتا ہے تو اندرونی ظلمتوں کو وہ اسطرح دور کر دیتا ہے جیسا کہ ظلمانی رات کی تاریکی مشرق سے آفتاب عالمتاب کے نمودار ہونے پر دفعتًہ دور ہو جاتی ہے۔ یہی روشنی انسانی غلط کاریوں کا صحیح علاج ہے خدا اس غیب الغیب ہستی کے ساتھ ایمان ہی تو وہ روشنی ہے جس سے انسان کا تاریک دل نور حاصل کرتا ہے۔ اس نور ایمان کے دل میں داخل ہوتے ہی انسانی زندگی کے ہر ایک پہلو پر روشنی پڑ جاتی ہے اور انسان کے سامنے ہر ایک چیز اپنی خلقت کی صحیح تقدیر کو نمودار کر دیتی ہے۔

اس روشنی کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالےٰ کی پاک ہدایت اور منشاء پر چلنے کی توفیق پاتا ہے جسکا نام خدا کی کتاب ہے اور جسمیں انسان کی سلامتی کی پوری اور مستقل راہیں بیان کیگئی ہیں جن پر انسان چلکر اس دنیا کے چندروزہ قیام میں دائمی زندگی کی سچی خوشی اور حقیقی راحت کو پا لیتا ہے اور اللہ جل شانہ کے ساتھ اس کے فضل و رحم کے ان ذرایع اور وسائط پر اسے اطلاع ملتی ہے جسکا نام ملائکہ ہے یہ ملکوتی قوتیں اس کامل تعلق کے بعد اسکی یار و مددگار ہو جاتی ہیں اور بدیہی طور پر اسکی ایمانی روشنی کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس عالم میں انسان جملہ خطرات سے اپنے آپ کو امن میں پاتا ہے اور کوئی مشکل اسے اسکو پہنچی کامیابی سے ناامید نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت اور بنی نوع انسان کے ساتھ ان کے حقوق واجب کے ادا کرنے کی اسے اٹکل آجاتی ہے۔ اور اپنے ایمان کی ترقی کے لئے اس کو صحیح کارروائیاں کرنیکا طبعی میلان ہوتا ہے۔ اور اسکی ایمانی روشنی یہاں تک ترقی کرتی ہے کہ پہلے برگزیدہ اور پاک لوگوں کے طریق اسے دکھلائی دیتے ہیں اور انہی قوت ایمانی کے ذریعہ وہ خدا کے پاک نبیوں اور کامل ہادیوں کے طریق پر استقامت سے قدم مارتا ہے اور اپنے انجام کی اس آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے ساتھ اس دنیا اور اس کے تمام مکروہات سے اس کو نجات ملجاتی ہے اور ہر مشکل اس کو آسان ہو جاتی ہے اس منزل پر پہونچ جانیکا یقین اس کو بدیہیات کے رنگ میں نظر آتا ہے خدا کی پاک جماعتوں کے ساتھ اسکی دائمی رضامندی کے بہشتوں کا اسے وارث بنا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اسکو اسی ایمان بالغیب کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایسی ترقی ایمان اور ایسے کامل یقین کے پیدا ہونیکا ایک قانون مقرر کیا ہے اور اس قانون پر چلنے سے انسان واقعی ایسے ایمان اور اس کے ثمرات کو پا لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ایک مخلوق کی نسبت ایک قانون بیان فرمایا ہے جس قانون کی پابندی سے اسکی ہر ایک چیز اپنی خلقت یا پیدایش کے صحیح اندازہ کو ظاہر کر رہی ہے اور اس اندازہ اور تقدیر کے موافق ہی اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی راہبری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ قانون یوں بیان فرماتا ہے۔ سبح اسم ربك الاعلى ۝ الذى خلق فسوّى ۝ والذى قدّر فهدى ۝ بالاتر ذات کی ربوبیت کائنات میں یہ قانون دکھلاتی ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے خود بنایا پھر اسکی خلقت یا پیدایش میں اس کے موافق حال پہلوؤں سے ہر ایک حصہ میں کامل مساوات رکھی یعنی جس چیز کو جس حالت پیدایش میں رکھا تو اس کو پورے طور پر رکھا کوئی کمی بیشی اسمیں ایسی نہیں رکھی کہ جو اسکی خلقت موجودہ کے لازم تھی اور اسمیں نہیں ہے پھر اس چیز میں اس کا اندازہ قائم کیا یعنے اس غرض اور منشاء کو جو اس چیز سے مطلوب ہے پورا کرنے کے لئے اسکی تقدیر یا اندازہ اس کے اندر قائم کر دیا۔ پھر اس اندازہ اور طریق مقدرہ پر اس کو چلا دیا۔ یہ وہ قانون الٰہی ہے کہ جس کے مطابق ہر ایک چیز کائنات میں اپنی خلقت اور تقدیر کے ساتھ چل رہی ہے۔ اس مضمون میں یہ مقصود نہیں

(باقی)

کہ ہر ایک خلقت کی اس تقدیر اور کارروائی کو ظاہر کرکے ثابت کیا جائے کہ یہ قانون الٰہی واقعی اسیطرح ہے جسطرح اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے مگر عام نظر اور سرسری نگاہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ کائنات کی ہر ایک چیز اپنی تقدیر خلقت کے لحاظ سے کام کر رہی ہے اگر کوئی اسکی تقدیر کے خلاف اس سے کوئی کام لینا چاہے تو وہ چیز ہرگز کام نہیں دیسکے گی۔ آگ اپنے وقت پر اپنی تقدیر کے ساتھ کام کرنیکو طیار ہے۔ ہوا اپنی ضرورت کے تقاضا کو پوری کرتی ہے۔ پانی اپنے محل پر اپنی خلقت کی روانی سے اپنے اندازہ کو دکھلا رہا ہے۔ زمین اپنے مقام پر اپنی قدرتی خاصیتوں کے اظہار کے لئے دامن پھیلائے ہی یہ قانون ایسا عام ہے کہ اسکی صحیح پابندی آجتک ان ساری چیزوں کو اپنے اپنے مقام اور محل پر اپنی تقدیرو یا پیدائشی اندازوں سے خدائی منشاء کے موافق چلا رہی ہے اور جملہ علوم جنپر انسان کی زندگی کا مدار ہے اسی تقدیر یا اندازہ کی ترتیب پر غور کرنے اور اسکی پیروی کرنیسے پیدا ہوئے ہیں۔ نباتات یعنے زمین میں سے اگنے والی چیزوں کے جملہ اقسام اور انواع پر نظر ڈالو تو ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع میں یہ تقدیر یا اندازہ ملاحظہ ہوگا گندم یعنے گیہوں کے دانے کے زمین میں ڈالنے اور اس کے نشو و نما پانیکی الگ تقدیر ہے جو اپنے وقت پر اسکی تقدیر کے موافق کارروائی کرنیسے حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے اجناس بھی اپنے اپنے وقت اور تقدیروں کے موافق انسانی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے اپنی پیداوار کے ذخیرے لگا رہے ہیں۔ ہر ایک پھل پھول اپنے طبعی اندازوں کے نیچے چل رہا ہے اور انسان کی لذتوں اور زینتوں کو دوبالا کر رہا ہے۔ یہی قانون عالم جمادات اور زمین کے اندرونی خزانوں کو زمین کے پیٹ کے اندر پردہ غیب میں جمع کر رہا ہے اور انسانی نسلیں اس ترتیب طبعی اور باندھے ہوئے اندازہ کی رعایت سے ہر ایک چیز کو اپنی عملی طاقتوں سے کام میں لا رہے ہیں۔ یوں تو ساری کائنات کی ساری مخلوقات اپنی اپنی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے ظاہر ہونے پر نشان ہے۔ مگر اسوقت نفس مضمون کا تعلق صرف انسانی مخلوق اور اسکی تقدیر یا اندازہ کے ساتھ ہے کہ انسان کس تقدیر پر بنایا گیا ہے اور اس کے خلق کرنے یا پیدا کرنیسے کیا غرض اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ ہم نے جن و انسان کو نہیں بنایا مگر صرف اسی غرض کے لئے کہ وہ جملہ نشانات عبودیت اور خادمانہ رنگوں کو ظاہر کرے۔ گویا انکی تقدیر یا انکی خلقت کا اندازہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے کی ان صفات کو جو بلحاظ اس کے آقا اور مالک ہونے کے مختلف رنگوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں ایسی خادمانہ حالتوں کے آئینہ میں دکھلاویں کہ واقعی ایک آقا اور ایک مولا اور ایک مالک ایسا ہے کہ جسکی ذات اپنے فیوض اور برکتوں کو بلحاظ اپنے مالک ہونیکے عطا کر رہی ہے اور یہ ایک عبودیت نشان خادم ایسا ہے جو کامل طور پر ان فیوض اور برکتوں کے ظاہر کرنیکا کامل مظہر ہو سکتا ہے یعنی اسکی خادمانہ تعلقات سے اس مالک کے فیضوں اور برکتوں کے نشان ظاہر ہو سکتے ہیں اور یہی اسکی خلقت کا اصلی منشاء اور غایت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے انسان کو ہی ایسا معظم و مکرم و ممتاز پیدا کیا ہے کہ جس سے پورے طور پر اسکی قدرتوں کے رنگ اس عالم میں نمودار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالے کی اس کلام کی تصدیق انسان کی اُن کارروائیوں سے ہوتی ہے جو اس کائنات میں اپنے تصرفات سے ہر نوع کے متعلق یہ کر رہا ہے۔ اس سے بالفعل صرف اتنا دکھا دینا منظور ہے کہ انسانی مخلوق خدائی قدرتوں کے ظہور کے لئے ساری مخلوقات سے ممتازانہ طور پر میدان میں نکلی ہوئی ہے۔ اب اس ممتاز اور مکرم وجود پر خود اللہ تعالیٰ کی کامل تصرف اور قدرت کو اگر غور کیا جائے تو اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ یہ انسان اپنی کارروائی کی دوڑ میں کبھی بھی بس کرنا نہیں چاہتا اور اپنے ترقی کے دامن کو بہت ہی پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکی قوتیں اسکو جواب دیتی ہیں اور اسکی ساری امنگیں ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں اور اس کے سارے کارخانہ پر ایسی فنا کی ہوا چلتی ہے کہ پھر اس کبھی نہ مرنے والی ہستی میں کوئی بھی سکت نہیں رہتی اور سب طرح سے اپنے تعلقات کو توڑ کر بے بس اور بے حرکت جسم ایک لاش کی صورت میں بے جان پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ تو اس وقت ایک مالک اور ایک آقا اور ایک کامل القدرت حکمران ہستی کی تحت حکومت ہونیکا نظارہ بندھتا ہے جس سے اس بے بضاعت کم مایہ بے بس اور محتاج فانی وجود کی عبودیت اور خادمیت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ حالت تو ایک عظیم الشان آخری تبدیلی کی حالت ہے جسکو موت کہتے ہیں مگر انسان کو اس آخری فنا یعنے موت کے گڑھے میں گرنیسے پیشتر ہی بہت تبدیلیاں ناگزیر ناخواستہ خلاف مرضی پیش آتی رہتی ہیں جن سے علے وجہ البصیرت ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ یہ ہستی کسی با اقتدار اور کامل ہستی کے قبضہ میں ہے اور اسکی قدرت اپنی قدرت نہیں اور اسکی طاقت اپنی طاقت نہیں جو کچھ اسکو دیا گیا ہے یہ اس کا اپنا نہیں بے شک یہ کسی ایسی ہستی کے نشان قائم کرنے کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے جس ہستی کا منشاء اپنی کامل قدرتوں اور صفات کے رنگوں کا صفحہ کائنات پر ظاہر کرنا ہے اور یہ وجود یعنے انسان ایک خادمانہ حالت کے ساتھ اس مالک کی سچی اطاعت اور عبودیت کو ظاہر کرنے کے واسطے یہاں چند روز آیا ہے اس علم کے بخشنے اور انسان کو اسکی پیدایش کی علت غائی پر پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو انتظام کیا ہے اور جب سے نسل انسانی اس مقام دنیا میں آباد ہوئی ہے جو انتظام جاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے پاک مرسلوں اور مقدس نبیوں کے ذریعہ سے اُسنے اپنی اس مرضی کو ظاہر کیا ہے۔ یہ آواز دنیا کے ہر ایک کونے سے اٹھی ہے ہر ملک کے اندر یہ ندا دی گئی ہے ہر ایک زبان میں اس منشاء کی منادی کیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تم اس کے عاجز اور بے بس بندے ہو تم اپنے خدا۔ اپنے مالک۔ اپنے آقا کی رضامندی کی راہوں پر چلو۔ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک رنگ میں دکھلاؤ۔ اور صرف اسی پر اپنے ایمان کو قائم کرو اور اس روشنی کو اپنے ہاتھ میں لیکر ظلمت کی راہوں سے بچنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارا رب تم سے راضی ہو جائے اور آخرکار جب اس کے حضور میں حاضر ہونیکا وقت آجائے تو تم اپنے مالک کے سامنے اپنی خادمانہ صورت میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور تمہاری نسبت یہ فتویٰ دیا جائے کہ تم اپنے مالک کے وفادار بندے ہو اور تم نے اپنے بندہ یعنے اور خادم ہونیکے حق کو پورے طور پر ادا کر دیا ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے نیچے آتا ہے جو انبیاء کے ذریعہ اس تک پہنچائی گئی ہے تو وہ وقت ہوتا ہے کہ جب اسکی نسبت ایمان اور مومن کے لفظ بولے جاتے ہیں۔ اب اس تعلیم سے فائدہ اٹھانیکا بھی ایک قانون بیان کیا گیا ہے اور یہ قانون بھی انسان کی نسبت اُسی اندازہ اور تقدیر کو ظاہر کرتا ہے جو ہر ایک چیز کی پیدایش میں خدا تعالے نے رکھی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ترقی بغیر تزویج یعنے جوڑ کھانے کے نہیں ہو سکتی۔ اس قانون کیطرف اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ یعنے ہر ایک چیز کو ہم نے جوڑہ پیدا کیا ہے تاکہ تم سمجھ پیدا کرو یعنے ہر ایک چیز تب ہی ترقی پاتی ہے کہ جب وہ

کسی دوسری چیز سے جو اس کا جوڑہ پیدا کیگئی ہے تعلق پاوے۔ یہی ترقی کا اصول ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اسوقت یہ ضرورت نہیں کہ علمی مثالوں سے اس کو ثابت کرنیکی کوشش کیجائے۔ عام نظارہ اور تجربہ اور مشاہدہ ہی بجائے خود ایک دلیل ہوتا ہے، اور اس سے بڑھکر کوئی اور پختہ دلیل نہیں ہوتی۔ جوڑ کے بغیر ترقی کسی چیز نے پائی ہو یہ مشاہدہ نہیں ہے اور نہ تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ایمان کی جنس کیا ہے یا ایمان کے تخم یا دانہ کی جو قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے اسکی ترقی اور نشو و نما یا بڑہنے اور پہولنے اور پہل لانے کے لئے کونسا زوج مقرر کیا گیا ہے کہ جس کے ساتھ تعلق پاکر یہ جنس ترقی پاتی اور یہ تخم بڑہتا ہوتا اور پہلتا ہے۔ قرآن مجید میں جہانتک شمار کیا گیا ہے ۱۰۱- آئتیں ہیں جو اس قانون تزویج یعنے جوڑ کہانے کے قانون کو ایمان کی نسبت بیان کرتی ہیں۔ مختلف پیرایوں میں یہ قانون بار بار بیان کیا گیا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یعنے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ پس اس قانون سے معلوم ہوا کہ ایمان کا جوڑ عمل صالح ہیں۔ اور ایمان بدوں عمل صالح کے ترقی نہیں پا سکتا۔ اور اس قانون کے خلاف یہ ماننا پڑتا ہے کہ برے عملوں سے ایمان میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ پس اسطرح سے ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی۔ غرضیکہ ایمان کی ترقی صرف عمل صالح سے ہی مقدر ہے۔ جبتک ایمان اور عمل صالح کی صحیح تقدیر کے مطابق کارروائی نہ کیجاوے تب تک ہرگز ایمانی ترقی نہیں ہو سکتی۔

اب اس وقت تین لفظ زیر بحث ہیں۔ ایمان۔ مومن۔ عمل صالح۔ ایمان کیا چیز ہے۔ ایمان وہ دانہ یا تخم ہے جو مومن کی زمین قلب میں لگایا جاتا ہے۔ مومن وہ انسان ہے جس کے قلب میں تخم ایمان بویا گیا ہے۔ عمل صالح وہ کارروائی ہے جو مومن کو اس تخم یا دانہ کے بڑہانے اور پہلدار بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً کرنی چاہئے۔ یا ایمان ایک جنس ہے جو مومن کے حوالہ کیجاتی ہے اور مومن ایک سوداگر ہے جو اس جنس کو بڑہاکر فائدہ اٹہانا چاہتا ہے اور عمل صالح وہ طریق ہے جس طریق سے یہ جنس ایمان ترقی پاکر مومن کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ عمل صالح کی نسبت ذرا زیادہ تفصیل ضروری ہے یعنے عمل اور عمل صالح میں کیا فرق ہے۔ عمل کا لفظ عام ہے جس کے معنے ہیں وہ کارروائی جو انسان اپنی احتیاج کے پورا کرنے کے واسطے کرتا ہے۔ مجرد عمل میں یہ ضروری نہیں کہ وہ کارروائی جو انسان کرتا ہے یا اس کے ذریعہ وہ کوئی حاجت پوری کرتا ہے وہ ذریعہ یا حاجت اس کے لئے مفید بھی ہے یا نہیں، وہ جائز بھی ہے یا نہیں اور اس عمل سے وہ نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے یا نہیں جو اس عمل کے کرنیوالا پیدا کرنا چاہتا ہے مگر عمل صالح سے وہ عمل مراد ہے جو اس عمل صالح کے کرنیوالے کی اپنی مراد اور منشا میں رکھا ہے وہ نتیجہ پیدا ہو جائے۔ یعنے ایسی کارروائی کہ جسمیں واقعی صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونیکی ہے کہ جو اس کارروائی کی اصلی غرض ہے۔ پس ہر ایک امر جو کوئی انسان اختیار کرتا ہے تو ضرور ہے کہ جبتک وہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جسمیں صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونے کی ہو جو اس امر کا اصلی مقصود ہے تو نہیں کہا جائیگا کہ اس نے عمل صالح کیا۔ عمل ایک ایسا فعل ہے جسمیں احتیاج پائیجاتی ہے فعل میں احتیاج لازمی نہیں۔ فعّالٌ لما یرید اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یعنے اس کے فعل میں قدرت اور ذاتی اختیار بلا احتیاج شامل ہے۔ برخلاف عمل کے کہ اسمیں احتیاج شامل ہے اور اسی لئے یہ لفظ انسان کی نسبت بولا گیا ہے۔ کیونکہ وہ محتاج ہے اس کا ہر ایک فعل کسی نہ کسی احتیاج کے پورا کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ چونکہ انسان محتاج ہے اور احتیاج کے پورا کرنے کے لئے عمل ضروری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمانی ترقی کے لئے یہ قید لگا دی اور یہی قانون سچا قانون ہے جس کے بغیر مومن کو چارہ نہیں۔ وہ کسان جو تخم کو زمین میں ڈالکر وقتاً فوقتاً اس تخم کی ترقی کے لئے کوئی عمل صالح نہیں کرتا یعنے ایسی کارروائی نہیں کرتا جو اس تخم کے زمین سے نکلنے اور پہولنے پہلنے کا صحیح ذریعہ ہو تو وہ تخم کو ضایع کر دیتا ہے، اور جب اس تخم سے فائدہ حاصل کرنیکا وقت آتا ہے تو وہ کوئی فائدہ نہیں اٹہاتا۔ الدنیا مزرعة الاٰخرة۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے۔ یا کارروائی تو کرتا ہے مگر اس کارروائی میں ایسی صلاحیت نہیں ہوتی کہ جو اس تخم کو بڑہاکر بارآور کرے تو وقت پر ایسا کسان بجز فاقہ کشی اور دکہوں میں مبتلا ہونے کے اور کیا حاصل کر سکتا ہے۔ وہ سوداگر جو اپنی جنس کو بڑہانے کے لئے ایسی تدابیر عملی نہیں کرتا کہ جس سے اسکی وہ جنس بڑہکر نفع لاوے یا ایسی محنت اور کوشش سے جی چراتا ہے اور اس جنس کے بڑہانیکے سچے قانون کو نہیں برتتا ایک وقت آتا ہے کہ وہ جنس اسکی برباد ہو جاتی اور بجائے اس کے کہ وہ اس سے نفع حاصل کرتا راس المال کو بھی ضایع کرکے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے۔ اسیطرح وہ مومن جو اپنے ایمان کے تخم کو اعمال صالح کے بجا لانے سے ترقی نہیں دیتا اور مختلف کارروائیاں جو اعمال صالح کے رنگ میں اس تخم ایمان کو بارآور کرنے کے لئے قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ فرائض جنکی پابندی اس مومن کے ذمہ رکہی گئی ہے ادا نہیں کرتا ایک وقت آخر کو آتا ہے کہ اس قانون پر عمل نہ کرنے کے سبب سے وہ تخم ایمان ضائع ہو جاتا اور قلب کی زمین فصل کاٹنے کے موقعہ پر ایک ایسے چٹ پٹ میدان کیطرح نکل آتی ہے جو خشکی کے سبب سے بے رونق ہے اور اس زمین میں سوائے گرد و غبار کے کچھ بھی نہیں اس موقعہ پر کسان کی حسرت اور پشیمانی کی کوئی حد نہیں مگر اب اس کا کوئی علاج نہیں۔

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور یہی سوال بہت غور کے قابل ہے۔ جب عمل صالح کا نتیجہ ہے کہ ایمانی ترقی حاصل ہو تو پھر وہ فرائض جو اعمال صالحہ کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں اور جن کے بجالانے کیطرف رغبت دلائی گئی ہے جب وہ بجالائے جاتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان فرائض کے بجا لانیوالوں میں ترقی ایمان کے آثار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں لکہا ہے کہ۔ ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنے نماز بیحیائی کی باتوں اور بدکرداریوں سے روکتی ہے۔ ایک شخص نماز پڑہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نماز پڑہتا ہوں مگر اسمیں وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا جو نماز پڑہنے والے میں پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بدگفتاری اور بدکرداری سے بچا ہوا نظر نہیں آتا تو کس طرح کہا جائیگا کہ یہ نماز جو وہ پڑہتا ہے یہ عمل صالح ہے یعنی اگر اس نماز میں وہ صلاحیت ہوتی تو ضروری تہا کہ اسکی زبان بے حیائی کے کلمات سے رکتی اور وہ بدکردار نہ ہوتا جب یہ صورت نہیں تو معلوم ہوا کہ اسکی نماز ایک عمل تو ہے مگر عمل صالح نہیں یعنی اسکی نماز میں وہ صلاحیت پیدا نہیں ہوئی کہ جو اس نتیجہ کو پیدا کرے جو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ یا ایک شخص قرآن کی تلاوت ہر روز صبح اٹہکر کرتا ہے اور قرآن کی نسبت لکہا ہے کہ ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصّٰلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالاٰخرة اعتدنا لھم

(بقیہ صفحہ پر)

عند اجرا الیما - کہ یہ یقینی بات ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکہاتا ہے جو نہایت ہی پختہ اور صحیح راہ ہے اور بشارت دیتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بڑا بہاری اجر ہے۔ مگر تلاوت کرنیوالا جب باہر نکل کر اپنے افعال دکہاتا ہے تو اسمیں کوئی رنگ ہی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جو اس آیت کے نیچے مفہوم میں آسکے۔ کیا کہا جائیگا یہ تلاوت قرآن عمل صالح ہے۔ بس یہی حال دیگر اعمال کا ہے کہ جب صحیح نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کا نتیجہ یہی ہے کہ یہ نماز پڑہنا یا قرآن پڑہنا اور کوئی نیک کام اپنے خیال میں بجالانا عمل صالح نہیں ہے۔ یہی ایک بات ہے جو بہت غور کے قابل ہے۔ برادران سلسلہ احمدیہ ہم لوگ ایک ایسی جماعت ہیں کہ جسکی نسبت خاص طور پر ارادہ کیا گیا ہے کہ ہم اعمال صالح کے بجالانے سے ترقی ایمان حاصل کریں تاکہ وہ ثمرات ایمان جو سابقین اولین میں پیدا ہوئے ہم میں بہی پیدا ہوں ہمارے لئے کوئی نیا قانون نہیں، اور نہ خدا کا یہ قانون قدیمی بدل سکتا ہے آؤ ہم اپنے اعمال پر نظر ڈالیں پڑتال کریں سوچیں کہ کیا ہماری نمازیں۔ روزے۔ تلاوت قرآن یا دیگر اعمال جو ہم کررہے ہیں یہ واقعی اعمال صالح کے رنگ میں ہیں یعنے ان اعمال میں واقعی وہ صلاحیت ہے کہ جس سے ہمارے ایمانوں میں وہ ترقی پیدا ہو جو ایسے اعمال کا صحیح نتیجہ ہے۔ اگر یہ نتائج پیدا نہیں ہوتے تو آؤ ہم اپنے اعمال کو اعمال صالح بناویں اور قانون الٰہی کی صحیح طور پر پابندی کریں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ایمان کی جنس یونہی ضائع ہو جائے اور ہم ایک بیوقوف کسان اور نادان سوداگر سے مثال دیئے جائیں اور تخم ایمان جو ہمارے قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے ہمارے عمل صالح کے نہ کرنے سے برباد ہو جائے۔ اور پھر ہمارا ایمان لانا کسی کام نہ آوے تا حق کی سردردی اور باتیں بنانے اور سننے سے کیا حاصل۔ ہم میں ترقی ایمان صالح کا سوال ہر وقت دائر سائر رہنا چاہیئے۔ ہر ایک معاملہ میں خواہ وہ آپسمیں ہو یا کسی غیر سے۔ باہمی ملاقات میں، گہر میں ہوں یا بازار میں۔ ہر ایک محل اور مقام میں۔ جب ہم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوں۔ غرضیکہ ہر حال میں ہم یہ سوال کرتے رہیں کہ آیا اسوقت ہم کو ترقی ایمان مدنظر ہے اور ہماری یہ کارروائی عمل صالح میں داخل ہے اور اس قانون الٰہی کی کوئی خلاف ورزی تو ہم نہیں کررہے۔ ہر وقت اسطرح محاسبہ کرنے سے ہم ان سب غلطیوں اور خطاکاریوں سے محفوظ رکہے جائیں گے جو سہو ونسیان کے سبب سے انسان کے عائد حال ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ ہم ان سب فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوں گے جو پہلوں کو دی گئی تہیں۔ ہم اُس رسول خاتم النبیین کی امت میں کہ جسکی ذات بابرکات میں سارے نبیوں کے کمالات جمع کئے گئے ہیں یعنے ابتدا میں جو ہر ایک نبی کو دیا گیا وہ سب کچھ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور چونکہ آپ جملہ انبیا کے کمالات کے جامع ٹہیرے اور آیندہ کے واسطے یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ کوئی کمال جو کسی نبی کی معرفت کسی امت کو پہلے پہنچ سکتا تہا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اس نبی سے اس کمال کے حاصل ہونیکا سلسلہ بند ہو گیا اور اب وہ کمال صرف ذات بابرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مل سکتا ہے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کا جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتہ تہی یوں ذکر فرمایا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء علے الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوی علٰے سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ پارہ ۲۶ رکوع ۱۲

ہم بہی ایک جماعت ہیں جو امام آخرالزمان مسیح موعود مہدی معہود کے ساتہ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ہماری نسبت اسلام کی پاک تعلیم کا صحیح معنوں میں پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے یہ امام آخرالزمان بہی ظلی طور پر پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں آیا ہے تو پہر اس کے ساتہیوں کا بہی وہی رنگ ہونا چاہیئے جو پیغمبر آخرالزمان کے ساتہیوں کا تہا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہی کفار کے مقابلہ میں اسلامی حمایت میں شدت سے کہڑے ہونیوالے تہے۔ آپسمیں باہمی تعلقات نہایت نرمی اور رحم سے ادا کرنیوالے تہے۔ یعنے اپنی جماعت میں ہر ایک بہائی کی بلا لحاظ اس کے کہ وہ چہوٹا ہے یا بڑا رحم وشفقت کے ساتہ پاس و رعایت منظور تہی باہمی تعلقات میں ذلت وحقارت کا نام ونشان نہ تہا۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں رکوع اور سجود میں اپنے اوقات کو گذارتے تہے۔ اور اس رکوع وسجود میں ان کو صرف خدا تعالیٰ کا فضل اور رضا مقصود تہی سجدوں کا نشان انکی پیشانیوں پر چمکتا تہا یعنے انکی راستبازی اور پرہیزگاری بے اختیار خود ان سے ظاہر ہوتی رہتی تہی۔ انکی نسبت خدا نے پہلی کتابوں یعنے توریت اور انجیل میں یوں بیان کیا کہ وہ ایسی کہیتی ہیں کہ جس نے اپنی کونپلوں کو باہر نکالا ہے پہر وہ کونپلیں مضبوط ہوئیں موٹی ہوئیں اور اپنی نالی پر سیدہی کہڑی ہو گئیں۔ کسان اس کہیتی کا مالک انکی اس ترقی پر تعجب کرتا ہے اور بالمقابل انکے مخالف کفار غصہ میں جلتے بہنتے ہیں۔ انہیں سے ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالح کی بجا آوری سے ایمانی ترقیات حاصل کیں اللہ تعالےٰ نے مغفرۃ اور بڑے بہارے اجر کا وعدہ کیا۔

اے اس امام آخرالزمان کے ساتہیو اپیغمبر آخرالزمان کے ساتہیونکی یہ صفات ہیں امام آخرالزمان پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں ظلی طور پر آیا ہے تو ضرور ہے کہ تم میں بہی پیغمبر آخرالزمان کے ساتہیوں کے صفات کا رنگ پیدا ہو انکی صفات کا عکس تم پر بہی پڑے ان کے رنگ میں رنگین تم اسی صورت میں ہوگے کہ الٰہی قانون کی پابندی اُسیطرح اختیار کرو جسطرح انہوں نے اختیار کی یعنی عمل صالح کے لاتبدیل قانون کی پابندی سے وہ ان صفات سے موصوف ہوئے پس اس وقت بہی اسی لاتبدیل قانون کی پوری پابندی سے اس جماعت میں وہ صفات آسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اسی طرح اس جماعت کے حق میں پورا ہو سکتا ہے جسطرح پہلی جماعت کے حق میں پورا ہوا۔ آؤ ہم ایسی صحبتوں کو ترک کریں جن سے ہم کو ہماری ایمانی ترقی میں امداد نہیں ملتی۔ دانشمند انسان وہ ہے کہ یا تو کسی سے فائدہ حاصل کرے یا کسی کو فائدہ پہنچائے۔ لیکن دین کا معاملہ دنیا سے چلا آتا ہے پس ایسی مجلس میں بیٹہنے سے کیا حاصل ایسے شخص کی ملاقات سے کیا مطلب جس سے نہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے اور نہ ہم اسکو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اگر کسی دوست سے ہم کو ہماری ترقی ایمان میں امداد نہیں مل سکتی اور یا ہم اسکو اسکی ترقی ایمان میں مدد نہیں دے سکتے تو ایسے دوست سے ملاقات کرنا ہی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور نہ ایسا شخص دوستی کے لایق ہے

ہمارے اعمال ایک نمونہ ہونے چاہئیں تاکہ لوگ ہماری کارروائیوں سے سبق حاصل کریں۔

ہم کو نہیں چاہیئے کہ ہم دوسری قوموں کی ریس کریں۔ دوسری قوموں کی ترقی میں تقویٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے۔ ان کو کسطرح اور کسی نہج سے ہو صرف قومی ترقی مطلوب ہے ہم اس قوم کے ترک کرنے پر طیار ہیں کہ جسمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہ ہو۔ اگر تقوےٰ اور عمل صالح کی قید ضروری نہ تھی تو تم نے کیوں اس قوم کو جو لا الہ الا اللہ پڑھتی اور مسلمان کہلاتی ہے ترک کیا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنی چھوڑیں جب ہماری اپنی قوم کا یہ حال ہے تو پھر دوسری قوموں کی اس ترقی کی ہم کیا پرواکریں جنمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے یہ سچی بات ہے اور امام اسی سچی بات کی منادی کرتا ہے کہ اعمال صالح بجالاؤ اور تقوےٰ کا پاک لباس پہنو اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں راستبازی کی راہ اختیار کرو۔ وہ ترقی جو تمہارے لئے تمہارا خدا چاہتا ہے تمہاری راستبازی اور تقوےٰ اور اعمال صالح کے سبب تم کو وہ خود دے گا۔ اگر ہم نے اس وقت سے پہلے اسپر غور نہیں کی اور اس قانون الٰہی کی سچی پابندی سے ہم دور رہے ہیں تو آؤ اس پابندی کے لئے اب تیار ہو جائیں اور اس لاتبدیل قانون کی پیروی شروع کریں۔ اگر ہم اپنی گذشتہ خطاکاریوں کے لئے اس قانون الٰہی کی پابندی کرینگے جو توبہ اور استغفار کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور اعمال صالح کے لاتبدیل قانون کی حفاظت کریں گے۔ تو ریسا سچا رجوع لانے سے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کریگا اور ہماری بدیوں کو نیکیوں سے تبدیل کردیگا۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے۔ الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیماً۔ اللہ تعالیٰ کی پاک توفیق ہماری رفیق ہو اور ہم کو اپنی مرضی کی راہوں پر خود چلاوے اور دین و دنیا میں ہمارا حامی و مددگار ہو۔

اللھم ایدِ الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم

اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار حامد سیالکوٹی

ہندو مسلمانوں کا مجوزہ اور مفروضہ اتحاد

الحکم میں پولیٹکل معاملات پر اسقدر کم بحث کیجاتی ہے جو گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہاں جہاں کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہوتا ہے وہاں ضرورت وقت اور مصلحت موقع کو مدنظر رکھکر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری سمجھا ہے جب سودیشی تحریک اور بائیکاٹ کے جراثیم بنگال سے نکل کر پنجاب میں پہنچے اسوقت چونکہ اس تحریک کی تہ میں تقسیم بنگال کے مسئلہ سے بنگالیوں کی ناراضی تھی اور اس تحریک کی بنا خود غرضی اور ذاتی مقاصد پر مبنی تھی جہاں ہی نفسہا اپنی ملکی اشیاء کے استعمال کو مفید اور عمدہ بتایا اس تحریک کی موجودہ رو میں شریک ہونے سے منع کرنا مناسب سمجھا۔ اب جب سے پولیٹکل سا دھو گو کھلے نے اپنا پولیٹکل دورہ شروع کیا ہے انہوں نے ہندو مسلمانوں کے مفروضہ اتحاد پر دھواں دھار تقریریں کی ہیں اور یہ شور ملک کے ہر حصہ کو پیسلا ہے کہ

ہندو مسلمانوں میں اتفاق ہو

اس مفروضہ اور مجوزہ اتفاق کے متعلق ایسی پر شور صداؤں کو سنکر مختلف شہروں میں کئی ایسی نمائشی ہی سہی نیشنل ایسوسی ایشنز قایم ہونے لگی ہیں اور یہ مفروضہ اتحاد ایک وقتی اور ضروری سوال قرار دیا گیا ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق صدہا تحریریں اور پبلک جلسوں میں بیسیوں تقریریں اہل الرائے لوگوں نے کی ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس مفروضہ اتحاد کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کردوں۔

نفس اتفاق بین الاقوام کو میں ایک برکت اور مفید شے یقین کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل اور درنگ نہیں کہ یہ تحریک (جس کے لئے اسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف مقامات پر اس غرض خاص کے لئے سوسائٹیاں اور سبھائیں بنائی جاتی ہیں) ایک ایسی تحریک ہے جسکا کوئی عملی وجود ہی نہیں بلکہ میں بحالات موجودہ اس کے امکان کا بھی قایل نہیں ہوں۔ پھر جب ایک شئے کا وجود ہی سرے سے مفقود ہو تو اسکو قیام و دوام کی جو کچھ بھی وقعت رکھ سکتی ہو وہ ظاہر ہے۔

میں نے جیسا کہ ابھی ظاہر کیا ہے ابنا وطن کی یگانگت اور یک جہتی لاریب ایک برکت اور کار خیر ہے لیکن یہ امر نہایت افسوس سے دیکھا جاویگا کہ جب اہل وطن کے حالات اور ان کے اغراض و مقاصد پر پُر غور نگاہ کیجاوے تو اس مقصد کی تکمیل اور تعمیل میں پوری مایوسی ہوتی ہے۔ میں نے اس سوال کے اس پہلو پر بھی نظر کی ہے کہ ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کا سوال جب پیش کیا جاتا ہے تو ہندوستان کی دوسری اقوام کو کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے؟ کیا اس اتحاد اور اتفاق کی بنا ہی

نااتفاقی

پر نہیں؟ اور کیا خود غرضی اور خود مطلبی اس کی تہ میں کام نہیں کررہی ہے ہندو و مسلمانوں کے اتحاد پر زور دینے والے پولیٹکل لیڈر دوسری اقوام کی ہستی کو پہلے ہی مٹا دیتے ہیں اور اسطرح پر بھارت ماتا بھارت ماتا پکارنے والی اس سے ایک مخلص گروہ پیدا کرنے کے منافق جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس سوال کے بہت سے پہلو ہیں جنپر جدا جدا بحث ہونی چاہئے اور اگر مجھے موقع ملا تو بفضلہ تعالیٰ سعی کرونگا کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالوں۔ سردست میں اس سوال کو اس نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ مفروضہ اتحاد اور اتفاق کن امور میں اور کس رنگ میں مقصود ہے؟ ہندوستانی پبلک کے پانچ بڑے طبقے ہیں۔ اول مذہبی لوگ۔ دوم رؤسا اور اہل امتیاز۔ سوم ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ گروہ۔ چہارم اہل حرفہ۔ پنجم تاجر۔

یہ وہ تقسیم ہے جسمیں ہندوستانی آبادی منقسم ہوسکتی ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ان طبقات خمسہ میں مفروضہ اتفاق کسی حد تک ممکن العمل ہے۔ انمیں سے پہلے گروہ کے متعلق چونکہ کسیقدر تفصیل کی ضرورت ہے اس لئے آخری چار کے متعلق مختصر سا ذکر کرکے پہلے طبقہ پر بحث کرونگا۔ دوسرے طبقہ کے لوگوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ ایسی نمایاں ہے کہ ہر شخص اسے جانتا ہے ان لوگوں کی وجاہت ان کا اثر بیشک اتفاق مفروضہ کی سکیم میں مد ہوسکتا تھا لیکن یہ لوگ بجائے خود اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل میں ایسے منہمک ہیں کہ وہ قوم اور ملک کے مفاد پر نظر ہی نہیں کرسکتے۔ انکی زندگی کا مقصد اپنی ذاتی کامیابی اور شخصی عظمت کا حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے انہیں مذہب اور اخلاقی قوانین کی بھی پروا نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس طبقہ میں معیار عظمت اخلاق یا مذہب کی پابندی نہیں سمجھی گئی بلکہ نمائش اور ثروت ہی نمایاں نشان قرار دیا گیا ہے۔ پس ان اصولوں کے لحاظ سے مفروضہ اتفاق پر جو اثر پڑ سکتا ہے وہ یہی ہو کہ بعض

تحریکات یا تہواروں میں انکی محرک ہندو ہوں یا مسلمان۔ یہ لوگ چندہ دیا ورا اور اس کے لئے وہ پہلے ہی سے ایسا کرتے ہیں دسہرہ کی تقریب منائی ہو تو مسلمان رؤسا چندہ دینے کو موجود اور محرم منانا ہو تو ہندو سبیلیں لگانیکو حاضر اگر اس مفروضہ اتفاق کی غایت یہی ہے تو اس طبقہ میں پہلے ہی حاصل ہے پھر مزید شور و فغان کی کیا حاجت؟

ایسا ہی اہل حرفہ و تاجروں کا حال ہے چونکہ ان کے کاروبار کا باہم لاینفک تعلق ہے اسی بنا پر انہیں اپنی مشترکہ اغراض کے لئے کوئی نفاق یا دھڑا بندی موجود نہیں جس کے مٹانے کے لئے کسی جدید تحریک کی ضرورت ہو۔

ان تین طبقوں کے بعد ملازمت پیشہ لوگ ہیں۔ اور میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں کہ اس طبقہ کی حالت کسی صورت میں قابل اطمینان نہیں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گروہ میں اتحاد کی تحریک پیش کرنے کے لئے کونسی راہ اختیار کیجاوے کیونکہ باوجود اس کے جو گورنمنٹ عالیہ نے بار بار اس قسم کے سرکلر جاری کئے ہیں کہ مختلف محکموں اور صیغوں میں ہندو و مسلمانوں کی تعداد مساوی رہی جاوے لیکن جو کچھ اس کا حشر ہو رہا ہے اور جس طرح مسلمانوں کے حقوق کو کچلا جاتا ہے وہ کوئی مخفی راز نہیں آئے دن اخبارات میں برادران یوسف کے ان کارناموں کی تصریح ہوتی رہتی ہے۔ وہ لوگ جو مفروضہ اتحاد اور اتفاق پر زور دے رہے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس سوال کا حل کس طریق پر کیا ہے؟

جبتک اس پہلو میں زبردست فریق اپنی خود غرضی اور متعصبانہ ناانصافی اور مخفی ریشہ دوانیوں کو چھوڑ نہیں دیتا۔ اور مسلمانوں کو فی الحقیقت اپنا ہمسایہ اور شریک حال یقین نہیں کر لیتا ناممکن ہے کہ اس طبقہ میں صلح ہو سکے۔

اب

سب سے اول اور ضروری طبقہ پر نظر کرنا باقی ہے اور در اصل یہی گروہ ہے جس پر سب سے زیادہ توجہ کی حاجت ہے اور وہ ہندوستان کی مذہبی دنیا ہے کیا اس مذہبی گروہ میں اتفاق اور اتحاد ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اس کا ذمہ وار کون فریق ہے۔ اس سوال کے یہ تین پہلو ہیں جن پر ہم کو غور کرنا چاہیئے۔

بحالات موجودہ اتفاق نہیں ہو سکتا اور اس کے نہ ہونے کی ذمہ وار ہم نہیں بلکہ ہماری ہمسایہ قوم ہے۔ اور در اصل وہی اس نفاق کی محرک اور اس آتش شقاق کی موجد ہوئی ہے۔ اور جسکو میں ابھی ثابت کرونگا۔ اور اس طبقہ میں اتفاق اور اتحاد کی جو صورت ہو سکتی ہے وہ یا تو یہ ہے کہ دونو قومیں بلحاظ مذہب و اعتقاد ایک ہو جائیں یا دینی حرارت کو حد اعتدال پر لایا جاوے مگر بصورت موجودہ دونو باتیں قریباً محال ہیں اور ان کو محال ہمارے ہمسایہ قوم ہی نے بنایا ہے اور اس بحث میں اب یہی پہلو ہے جو قابل بحث ہے۔ کوئی شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں عقل و دور اندیشی رکھتا ہو وہ کبھی یہ ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص اپنے دل میں دوسرے سے بغض و عداوت رکھکر اس کا دوست اور بہی خواہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر ظاہرداری کے طور پر ہم کہیں تو یہ اتفاق کوئی نتیجہ پیدا نہ کریگا اور مستقل نہ ہوگا بلکہ چونکہ یہ حد درجہ کا نفاق ہوگا اس لئے اس کے برے نتائج ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکینگے [illegible] میں تسلیم نہیں کر سکتا [illegible] محبت اور [illegible] صلح [illegible] کہا جائے کہ اس اختلاف اور نفاق کے ذمہ وار ہم [illegible] ایک [illegible] اور مسلمان [illegible] دنیا [illegible] اسلام کا لفظ [illegible]

قوم و ملت کو عدل اور انصاف ہمدردی اور مواسات کے لئے آڑ نہیں بنایا بلکہ وہ نوع انسان کے ہر متنفس کے ساتھ یکساں مراعات ملحوظ رکھتا ہے اس مقام پر ضرورت نہیں کہ تفصیلی بحث کیجاوے

اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہنے کو آمادہ ہو تو واقعات صحیحہ کی بنا پر اس کا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے سب سے زیادہ رنجیدہ اور اشتعال بخش چیز جو سکتی ہے وہ مخالف مذہب پر نکتہ چینی کا طریق ہے اس بارے میں اسلامی ہدایت ایسی قابل اور نفع رساں ہیں کہ کوئی نظیر نہیں ملسکتی یادجود یکہ اسلام کسی سے مداہنت کرنیکو کبھی طیار نہیں پھر بھی مناظرہ میں ایسے اصول تعلیم کئے ہیں جو صلح اور آشتی کا راحت بخش ذریعہ ہیں۔ اس نے یہ کہکر

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

تمام مقدسوں اور راستبازوں کے ادب اور احترام کی تاکید کر دی اور ہر قوم اور ملک کے برگزیدہ بندوں سے خاص محبت کی تعلیم دی اور عمل کیا

اسلام ہی ایک مذہب ہے جو

پیغام صلح

پیش کرتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے معاذ اللہ تمام راستبازوں اور برگزیدہ نبیوں کو چور اور بٹمار کہکر نفرت کا بیج بویا اور انکی دیکھا دیکھی آریہ قوم نے یہ قرار دیکر ابتدائے آفرینش کے سوا کبھی خداتعالیٰ کا کلام ہی نازل نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی راستباز برگزیدہ خدا مامور ہوکر اصلاح قوم کے لئے آیا اور نہ بجز آریہ ورت کے کسی اور ملک میں آیا عداوت کے اس میدان کو اور بھی وسیع کر دیا۔ اور پنڈت دیانند اور ان کے شاگردوں نے جس طریق سے خداتعالیٰ کے برگزیدوں اور صادقوں کے سرداروں کی ہتک اور توہین کی ہے اور انکا وہ سلسلہ نہایت ہی آزار دہ طریق پر جاری ہے ناممکن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے درد رسیدہ دل جنپر پے بپے زخم لگایا جاتا اور نمک پاشی کیجاتی ہے آرام پا سکیں اور انہیں تسلی ہو۔

ہماری طرف سے اس کے سوا پیغام صلح کی اور کیا صورت ہو سکتی تھی کہ ان کے مسلمہ بزرگوں کو ہم نے خدا کے راستباز بندے تسلیم کیا اور رام و کرشن اور باوا نانک جیسے بزرگان قوم کو خدا رسیدہ اور اس کے مامور یقین کر لیا مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ مقدسوں کے مقدس اور راستبازوں کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہ گستاخیاں اور شوخیاں کی گئیں کہ اگر مسلمانوں کی قوم امن پسند اور صلح جو نہ ہوتی تو اپنے اور اپنے ہمسایوں کے درمیان آپ فیصلہ کر لیتی لیکن انہوں نے ہمیشہ اعتدال سے کام لیا اور گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھا اور خاموشی سے اندر ہی اندر

شہر درویش برجان درویش

پر عمل کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر اپنے وقت پر

اپنا موعود خلیفہ

نازل کیا تو چونکہ وہ خود شہزادہ امن ہے اس نے جام امن کے لئے مناسب اور موزوں طریق جو خداتعالیٰ نے اسے سکھایا اس جوش کو فرو کرنے کے لئے اختیار کیا۔ اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے جوش پر پانی ڈالدیا۔ اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ [illegible] اور دشمن شرمندہ ہو کر [illegible] دلوں سے بغض و عناد دور کرنے کی کوشش کرتے مگر انہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کام لیا اور [illegible] مختلف [illegible] معلوم [illegible] اس

نفاق کو بڑہانیوالی اور دل آزار تحریریں اور تقریریں اسی گروہ آریہ سماج سے نکلی ہیں کیونکہ مختلف مقامات پر اگر گورنمنٹ کو نوٹس لینا پڑا ہے تو اسی سماج ہی کی تقریروں اور تحریروں کا۔ اور بعض آزاد خیال اور فہیم لوگوں نے بھی آریہ سماج کو اپنے مذہبی لٹریچر پر متوجہ کیا لیکن انہوں نے پروا نہیں کی جس سے یہی نہیں کہ ایک قوم کی سخت دل آزاری کیگئی اور اسے رنج دیا گیا بلکہ گورنمنٹ کو بھی تشویش میں ڈالا اور اسے اپنے عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے قانونی سلوک کرنا پڑا۔ یہ امر بیشک گورنمنٹ کیطرف سے مسلمانوں کے درد کا علاج اور گورنمنٹ کا ان پر ایک احسان ہے جس کے لئے وہ ہمیشہ اس کے شکرگزار رہنا اپنا مذہبی فرض یقین کریں گے جب نوبت یہانتک پہونچ گئی ہو۔ پھر کوئی بتائے کہ ان لوگوں سے ہاتھ ملانے کے لئے ہم کسطرح آگے بڑہیں۔

میں ایک خطرناک فروگذاشت اور غلطی کا ارتکاب کرونگا اگر اس موعود خلیفۃ اللہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے کام کے اس پہلو کا بیان ذکر نہ کروں جو امن عامہ اور صلح بین الاقوام کے لئے آپ نے کیا۔

سب سے اول آپ نے طرز مباحثات کو بدل ڈالا۔ اور جدید علم کلام پیش کیا کہ جو دعویٰ ہو اپنی کتاب مسلمہ سے ہو اور اس کے دلایل بھی اپنی ہی مسلمہ کتاب سے ہوں۔

اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہر شخص جو اپنے سچے مذہب کا مدعی ہے وہ اس کے تاثیرات اور برکات کو پیش کرے۔ اور ایک خطرہ جو عیسائیوں اور دوسرے اہل مذاہب کے لئے مھدی اور مسیح کے وعدہ سے تہا اور خام خیالی سے بعض لوگ سمجھے بیٹھے تھے کہ ایک خونی مھدی آئیگا کہ جس سے میدان کارزار گرم ہوگا آپ نے اس غلط عقیدہ کی حقیقت کھول کر بتائی۔ اور چار لاکھ کے قریب آدمیوں کے دلوں سے اس خطرناک عقیدہ کو نکال کر پھینک دیا۔

اور جہاد جسکی غلط تصویر مخالفوں نے کھینچ رکھی تہی اور اس کا مفہوم خونی منظر بتایا جاتا تہا اس کے لئے فتوے حرمت شایع کرکے پیغام صلح دیا۔

پھر ان باتوں پر ہی اکتفا نکرکے آپ نے گورنمنٹ عالیہ کو ایک قانون بنانے کی طرف متوجہ کیا جو مذہبی مناظرات کی اصلاح کا قانون ہوتا اور اگر ملک کے اہل الرائے لوگ جو اب ٹالرلیشن اور اتفاق کا وعظ کرتے پھرتے ہیں فی الحقیقت امن پسند اور صلح جو تھے تو انہیں نہایت زور اور جوش کے ساتھ اس تحریک کی حمایت کرنی چاہیئے تہی مگر کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اس کی حمایت کے لئے قلم اٹھایا۔ حضرت حجۃ اللہ نے تو کئی ہزار احمدیوں کے دستخط کراکر گورنمنٹ تک میموریل بھیجا اور توجہ دلائی کہ کم از کم دس سال تک مذہبی مناظرات بند کر دیئے جاویں اور کوئی شخص بجز اپنے مذہب کی خوبیوں کے بیان کرنے کے دوسرے کے مذہب پر حملہ نہ کرے یہ قانون صلح اور اتحاد کا زبردست ذریعہ تہا مگر اس وقت کسی محب ملک کے دل میں جوش نہ اٹہا کہ اس سے ہندو و مسلمانوں کے تعلقات پر مفید اور مبارک اثر پڑتا، اس کے لئے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک متفقہ آواز اٹہائی جاوے حضرت اقدس نے چونکہ اخلاص اور نیک نیتی سے یہ خواہش ظاہر کی تہی اسلئے اپنا فرض ادا کر دیا اور بصورت میموریل گورنمنٹ ہند کے پاس بہیجدیا۔ پھر مسیح موعود نے اندرونی اور بیرونی مخالفوں کو

الصلح خیر

کہکر ہاتھ بڑہایا مگر مخالفوں نے میدان جنگ کو نہ چھوڑا بلکہ پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ اب اپنی ذاتی اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر وہ پیغام صلح دیتے ہیں اور گوکھلے اور دوسرے فرضی لیڈر انتفاق اتفاق کا شور مچاتے ہیں مگر نہیں بتاتے کہ اس مفروضہ اتحاد کی سکیم کیا ہوگی؟

مسلمانوں کی اسطرح پر دل آزاری کرکے اور ان کے سینوں کو مجروح کرکے ان کے حقوق کو پامال کرکے پھر چاہا جاتا ہے کہ ان سے صلح کیجاوے ہم صلح کی قدر کرنیوالی قوم ہیں اور ہمارا مذہب صلح اور آشتی کا پیغام لیکر آیا ہے ہمارا امام شہزادہ امن ہے اس نے ہر طرح سے چاہا کہ امن عامہ کے خرمن میں جو چنگاری آریوں اور دوسرے دشمنان اسلام نے ڈالی ہے وہ بجھا دیجائے اور وہ دن رات اس فکر میں مصروف ہیں مگر دوسری طرف سے پھونکیں مار مار کر اس آگ کو بھڑکایا جاتا اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (جو سید المعصومین ہیں اور تمام مقدسوں کے سرتاج اور تمام نبوتوں کے جامع اور سب راستبازوں کے مصدق ہیں) پر اور دوسرے برگزیدوں اور راستبازوں پر سخت دل آزار اور بے بنیاد حملے محض رنجدہی کے لئے کئے جاتے ہیں اس صورت میں وہ کونسا بے حمیت انسان ہوگا جو مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑہائیگا۔ تم خود الزام کے نیچے ہو تمہارے راستبازوں کو جو پہلے زمانے میں گذرے ہم نے ہادی یقین کیا مگر تم نے ہمارے مسلمہ راستبازوں اور نبیوں کی ہتک کی وہ کونسا ہے جو تمہاری زبان اور قلم سے بچا۔

پھر جب یہ صورت ہے تو محبان ہند وہ گوکھلے ہوں یا تلک نوروجی ہوں یا کوئی اور اس سکیم کو پیش کرکے بتائیں جو صلح کی ہو سکتی ہے؟ اور مسلمان قبل اس کے جو اس سکیم کے سارے پہلو ؤں پر غور کریں جلدبازی سے کام لیں گے جو انکی ہاں میں ہاں ملائیں اور ان کو اپنے مقاصد میں متحد سمجھیں۔ اس مفروضہ اتفاق اور اتحاد کا ایک اور پہلو بھی ہے جو بہت ہی نازک اور ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس یک جہتی کا محل اور مقصد کیا ہے؟ یہ تفصیل طلب مضمون ہے لیکن مختصراً یہاں اسپر کچھ لکھنا ضروری ہے۔ میری اپنی رائے میں چار امر ہو سکتے ہیں جو اس اتفاق کا موضوع قرار پا سکتے ہیں۔

اولاً۔ ملکی ترقی اور اصلاح میں ہندو و مسلمانوں کا ملکر متفقہ قوت سے ساعی ہونا۔

ثانیاً۔ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک

ثالثاً۔ سیاسی شورش میں متحد ہونا۔

رابعاً۔ غیر قوموں کے مقابلہ میں خواہ حکام وقت ہی کیوں نہوں ایک ہونا

یہ امور اربعہ ایک مبسوط بحث کو چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ضرور تاً اسپر بحث کیجاویگی سردست اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ امر اول کا مفہوم بوجہ وسیع ہونے اور اس کے متعلق کسی تخصیص یا تعین کے نہونے کے بحث کے قابل نہیں۔ امر دوم بیشک مفید ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آسان بھی نہیں۔ کیونکہ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک کا زیادہ تر تعلق سوشل معاملات سے ہے جسکو آریہ سماج کے حد سے گذرے ہوئے تعصب نے خطرناک بنا دیا ہے جبتک یہ حد سے بڑہا ہوا تعصب مٹ نہ جاوے اور پھر احتیاطاً تاویل گذشتہ کی تلافی اور اس سے رجوع نہ کیا جاوے یہ بھی ناممکن ہے۔

امر سوم۔ سیاسی شورش کا جو طریق اب اختیار کیا جاتا ہے وہ نہایت نامناسب اور آداب سلطنت کے صریح خلاف ہے افراد رعایا کو اس طریق سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ اور ہم احمدی مذہبی حیثیت سے گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کے شکرگذار ہیں اور وفاداری اور فرمان پذیری اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر اسی قوم کے ساتھ متحد ہوں جو ناشکری کا پہلو اختیار کرتی ہو۔

چوتھا امر سرے سے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا مقابلہ مقصود ہے تو یہ دونو قومیں بھی تو بلحاظ طریق تمدن اور اصول مذہب اور طرز معاشرت کے ایک دوسری کی غیر ہیں تو پھر اتفاق کی کیا گارنٹی ہو سکتی ہے؟ کیوں یہ یقین نکر لیا جاوے کہ وہ مسلمانوں کو بھی

غیر قوم سمجھکر انکی مخالفت کے لئے کوئی اور راہ اختیار کریں گے۔

غرض

اس مجوزہ اور مفروضہ اتفاق پہ ہمیں بڑے غور کی ضرورت ہے اور جبتک ہمارے ہمسایہ اسکی تشریح پیش نہ کریں اس قابل نہیں کہ بلا سوچے سمجھے ہاتھ بڑھانے کے لئے کوئی آمادہ ہو اور جو ہوگا وہ دوراندیشی اور مآل بینی سے ہی کام نہیں لیگا بلکہ مذہبی حمیت اور غیرت کو بھی ہاتھ سے دیکر ہاتھ بڑھائیگا۔ دیکھنا چاہیئے کہ ملکی لیڈر اسپر کیا کہتے ہیں اتحاد بین الاقوام کے خواہشمند اخبارات اس آرٹکل کو اپنے اخبارات میں شایع کرکے دوسرے لوگوں کو رائے زنی کا موقع دیں۔

اس مقام پر اس امر کا اظہار پھر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اتحاد اور اتفاق ہو اور اس بنا پر میں نے ثابت کیا ہے کہ ہم نے ہمیشہ اتفاق کے لئے ایسی راہیں اختیار کی ہیں جن پر اگر عمل کیا جاتا تو وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہوتیں، ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ امر ہم کبھی بھی گوارا نہیں کرسکتے اور نہ کریں گے کہ ہمارے نبیوں اور رسولوں کی ہتک کیجاوے اور ان پر ناپاک افترا کئے جاویں اور گندی گالیاں دی جاویں اور ہم چپکے سنتے رہیں اور پھر آگے بڑھ کر مصافحہ کرنے کو آمادہ ہوں۔ ایسی بے حمیتی اور بے غیرتی سے ہم خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اگر ہماری ہمسایہ قوم نے اس پہلو میں اپنا رویہ نہ بدلا تو میں زور سے کہہ سکتا ہوں کہ

جنگل کے درندوں اور وحشیوں سے صلح کرنا آسان ہے

مگر ان کے ساتھ نہیں ہوسکتی

اس لئے کہ ان درندوں اور وحشیوں کی ایذا رسانی جو صرف ہمارے جسم تک محدود ہے برداشت ہوسکتی ہے لیکن ان دل آزار تحریروں اور تقریروں کی تکلیف ناقابل برداشت ہے جن کو سنکر اور پڑھکر ملائکہ تک لرز جاتے ہیں۔ راستبازوں اور خدا کے برگزیدوں کی توہین اور انکی شان میں سب وشتم معمولی امر نہیں ہاں اگر یہ لوگ واقعی اتفاق اور اتحاد کی قدر کرنیوالے ہیں تو اپنی اخلاقی جرأت سے کام لیں اور علانیہ شائع کریں کہ ہم مسلمانوں کے مسلمہ نبیوں اور تمام نبوتوں کے جامع اور مصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا راستباز برگزیدہ مامور تسلیم کرتے ہیں اور اس سے پہلے جسقدر تحریریں سب وشتم سے بھری ہوئی انکی طرف سے شایع ہوئی ہیں ان سب کو جلا دیا جاوے اور آیندہ کے لئے عہد موثق کیا جاوے کہ قطعاً کوئی ایسی تحریر شایع نہ کیجاوے گی تو کچھ شک نہیں صلح کی بنیاد پڑسکتی ہے اور اگر وہ ہماری نسبت ایسا اطمینان چاہیں تو ہم تو پہلے ہی سے ان اوتاروں اور بزرگوں کی عزت اور تکریم کرتے ہیں جیسا کہ اس مضمون میں بھی ظاہر کیا گیا ہے ہاں اپنے مذہب کی خوبیوں اور حقایق کے بیان کرنے سے کوئی کسی کو نہیں روکتا بلکہ ہم شوق سے خواہشمند ہیں کہ ہر شخص بیان کرے۔

بعض اخبارات میں میں دیکھتا ہوں کہ اس صلح کے مضمون پر گفتگو کرتے ہوئے گائے کی ذبیحہ کی بحث کیجاتی ہے جس کو اس مضمون سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ ہم فریقین نے خورد ونوش یا دوسرے حلال وحرام پر بحث اگر چھیڑ دی گئی تو یہ سلسلہ ایسا لمبا ہوگا جسکی حد نہیں اور پھر سوشل معاملات زیر بحث آئیں گے۔ لباس پر گفتگو ہوگی۔ یہ کیا معقول طریق ہے ہم کبھی کسی ہندو یا آریہ سے یہ نہیں کہتے کہ تم ہنڈی توری کیوں کھاتے ہو یا دھوتی کیوں پہنتے ہو۔ جو امور انکی شرع میں حلال اور جائز ہیں وہ کریں ہم ان سے تعرض نہیں کرتے یہ جدا امر ہے کہ انہیں سے ہم کسیکو ناپسند کریں یا ناجائز سمجھیں نہ ہمارے ہمسایہ یقیناً یاد رکھیں کہ مردار یا سور ہمارے ہاں حرام ہے اور اگر وہ سب (خدانخواستہ) مردار خوار یا سور کھانیوالے ہوجائیں تو ہم کبھی اعتراض نہیں کرنے کے اور نہ اس کا ہمیں حق ہے کہ کسی کے کھانے پینے اور رہنے سہنے پر اعتراض کریں۔ اسیطرح انہیں کوئی حق نہیں کہ جو چیزیں ہمارے ہاں حلال ہیں انپر بحث کریں۔ گائے کا کھانا مسلمانوں کے مذہب میں حلال ہے اور جیسی گائے ویسی بکری وہ دونوں کو حلال سمجھتے ہیں پھر اگر وہ کھاتے ہیں کھائیں۔ اس سلسلہ بحث میں پڑ کر اور گائے کو درمیان کھڑا کرکے صلح اور اتفاق کے سلسلہ کو روکنا ہے پھر کل کو جینی کہیں گے کہ بکرا بھی نہ کھاؤ بلکہ بعض ایسے بھی نکلیں گے جو کہیں کہ منہ پر کپڑا باندھو اور پاخانہ کو ایک لکڑی سے الگ کرکے اس کے کیڑوں کی حفاظت کرو۔

اس قسم کی راہ اختیار کرنا نرا تکلف اور خطرناک راہ اختیار کرنا ہے اور اصل مقاصد سے دور جا پڑنا ہے بہرحال میں اس سلسلہ میں مفصل بحث انشاء اللہ کرونگا لیکن اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ مجوزان اتحاد واتفاق کیا کہتے ہیں؟

ایڈیٹر الحکم

منشی عبدالخالق صاحب احمدی کو اکبر نجیب آبادی ثم قادیانی کیطرف سے ایک خط

عبدخالق میرے بھائی خوش بیان
دے خدا ہر رنج سے تجھکو امان

الحکم میں نظم تیری دیکھکر
پھر گیا آنکھوں کے آگے وہ سماں

جسکا تھا تیرا مخالف شہر بھر
اور یہ عاجز تھا تیرا میہمان

تیرا استقلال اور ہمت تری
مجھکو سب معلوم ہے اے مہربان

گو کہ دشمن ہیں بہت تعداد میں
تیری سی ہمت مگر ان میں کہاں

سب یہ بزدل اور سب نامرد ہیں
شیر دل ایسا نہیں کوئی جوان

ڈر نہ جانا ان شغالوں سے کہیں
کیونکہ تو انمیں ہے اک شیر ژیان

ہنسنے میں تجھپہ تو ہنسنے دے انہیں
ہونگی غارت جتنے ہیں یہ بدزبان

جانفشانی سے نہ گھبرانا کبھی
کیونکہ ہے تو اک بہادر پہلوان

رائگاں ہو زندگی احمد نہ ہو
کچھ نہ دینا ہاتھ سے دونو جہان

دیکھ لیں گے ہم ابھی بیٹھے ہوئے
ہے یہ باطل کوئی دم کا میہمان

لے رضا کافی امام وقت کی
ہو بلا سے گر ہے دشمن اک جہان

شکر نعمت ہائے رب ذوالمنن
کہہ نہیں سکتی ادا میری زبان

ہم غلام انکے ہیں اب جس شخص کا
آستان ہے قبلہ گاہ راستان

ہے ہمارا باعث تسکین دل
بس یہی اک مہدی آخر زمان

مجھکو تو دیکھو کہ آبیٹھا ہوں میں
چھوڑکر اپنا وطن اور خاندان

ہے اگر شوق قدمبوسی تجھے
تو نہیں ہے دور کچھ دارالامان

بس چلا آ تو ادھر اٹھا ہوا
جان دوری سے اگر ہے نیم جان

دیکھئے آکر یہاں نور خدا
سہہ رہا ہے ہجر کی کیوں سختیاں

ہیں بہت تشویش کی چالیس دن
ہے یہ فرمان امام انس وجان

بس دعائیں اور استغفار میں
چاہیئے مصروف رہنا ہر زمان

دیکھئے سے دیکھنا کیا کیا ابھی
کیا دکھاتا ہے ہمیں یہ آسمان

ایک لحظہ بھی نہ غفلت میں گئے
دلمیں تیرے یاد حق ہو ہر زمان

اٹھکے پچھلی رات کو پیش خدا
تیری آنکھوں سے رہیں آنسو روان

کیا سنائے فکر سے بیتاب ہے
تیرا بھائی یعنی اکبر شاہ خان

وصیت نمبر ۱۱

۱- منکہ میاں فضل الدین ولد میاں غلام محمد قوم پٹھان ساکن [illegible]
کاہوں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے
آج بتاریخ ۱۳ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ
میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲- میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳- یہ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی ہیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپ کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جایداد اس وقت [illegible] بعمارت پختہ [illegible] تمام حدود اربعہ ذیل غرب کوچہ مشرق کوچہ [illegible] شمال مکان غلام رسول و فتح الدین صاحب جنوب ملک عالم خان و سردار شاہ صاحب [illegible] قیمتی پانصد روپیہ اور [illegible] اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے [illegible] وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جایداد قیمتی [illegible] انجمن احمدیہ کے سپرد کیجاوے۔ اور انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ [illegible] میری اقربا [illegible] اس جایداد کو الگ کر [illegible] اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے [illegible] جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے [illegible] وصیت کردہ جایداد [illegible] غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ زیادہ ہو جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی اور جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد [illegible] میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق [illegible] یہ وصیت کرتا ہوں کہ چونکہ حسب الارشاد حضرت اقدس کے بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۵ حصہ کیا ہے لہذا یہی ۱/۵ حصہ وصیت مذکورہ بالا فقرہ ۴ میں سمجھی جاوے گی۔ باقی فاضلہ جایداد کے مالک ورثا ہوں گے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) اور میری یہ بھی وصیت ہے کہ چونکہ میں عمر رسیدہ قریباً ۶۰ برس کا ہوں اور [illegible] کام کر [illegible] نہیں اور میرے [illegible] کے بھی میرے ورثاء ذمہ دار ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی تو وہ میری نعش کو قبرستان موصوف میں پہنچا دینگے اور امید کرتا ہوں کہ وہ بشرط توفیق کے پہنچا دینگے۔ ورنہ نہیں تو انجمن مذکور کو [illegible] اگر اللہ تعالیٰ جرات و ہمت بخشے تو پہنچا دے ورنہ خیر۔

(۸) میں [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) اس کا ذکر فقرہ ۶ میں مفصل ہو چکا ہے ایسا ہی سمجھا جاوے کہ جیسا فقرہ مذکور میں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ وصیت نامہ ابتغاءً لوجہ اللہ لکھ دیا ہے کہ سند ہووے تحریر بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

ملک عالم خان نمبردار و رئیس خوشاب۔ **العبد**۔ مولوی فضل دین ولد غلام محمود

گواہ شد۔ غلام رسول ولد محمد دین قوم پٹھان خوشاب

بقلم محمد بخش ساکن سرگودھا مقام خوشاب

وصیت نمبر ۱۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱- منکہ الٰہی بخش ولد رحیم بخش قوم قریشی ساکن قصبہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲- میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳- میں اقرار کرتا ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپ کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جایداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان بعمارت پختہ جس کی چار کوٹھڑیاں منجملہ ان کے ایک کوٹھڑی سہ منزلہ اور تین کوٹھڑیاں دو دو منزلہ معہ صحن و ڈیوڑھی نمبری خانہ شماری ۱۸۱۷ واقعہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ متصل طویلہ خان محمد شاہ جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور قیمت اس مکان کی اس وقت تخمیناً دو ہزار پانسو روپیہ ہے۔ اور علاوہ اس کے متفرقہ مال تجارتی پشمینہ وغیرہ ہے۔ جو قریباً اڑھائی ہزار روپیہ کا ہے یہ کل جایداد پانچ ہزار روپیہ کی ہوئی اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے محض ابتغاءً لوجہ اللہ اس جایداد میں سے دسویں حصہ کی

وصیت کرتا ہوں جو مبلغ پانچسو روپیہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے۔ یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اُس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اُس وصیت کردہ جائیداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

۵۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد فاضل کے متعلق میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ حضرت مسیح موعود یا احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں اُن اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر نمبر فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ہے۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ آئندہ اخراجات سے کم ہو تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی اُن اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

۸۔ یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ بیان کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرایا جائیگا یا میری دیگر متروکہ جائیداد سے وصول ہونے تھے اسکو بھی منجملہ

کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

گواہ شد ——— بقلم الٰہ بخش ولد امیر بخش رفوگر

گواہ شد ——— خدا بخش ولد رحیم بخش رفوگر بقلم خود

الراقم ——— نبی بخش بقلم خود

گواہ شد ——— بقلم خود غلام محمد ولد نبی بخش

نویسندہ این وصیت نامہ بندہ خاکسار عباد اللہ احمدی امرتسر

وصیت ۱۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

۱۔ میں مسمٰی غلام قادر ولد محی الدین قوم کشمیری ساکن سیالکوٹ تحصیل و ضلع سیالکوٹ صحت و ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ ۱۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ ربہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں اُن تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے۔ میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط انجمن مذکور کے بمعاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ اس وقت سوائے تنخواہ ماہواری کے جو فی الحال مجھے ۶ روپیہ ملتی ہے اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری قبضہ میں نہیں ہے سو آئندہ میں موجودہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ دیتا رہوں گا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری متروکہ یا مشترکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اسمیں شامل رہنے دے وہ اُسکو فروخت کر کے اُسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ بڑھ جاوے تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی۔ میں اس جائیداد کی انجمن مذکور کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہونگا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں

پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان میں پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کرونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو جائز ضروری اور شرعی سمجھینگے۔

۸۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف اختیار لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد سے متعلق کی ہے اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں لکھا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی پوری پوری سعی فرمائی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جائیداد منزد کہ سے وصول ہوئے تھے اُن کا وصول کرنا اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

گواہ شد۔ محمد سرور شاہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

العبد۔ غلام قادر

گواہ شد۔ شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۶ جون ۱۹۰۶ء

وصیت نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکہ شیخ رحمت اللہ ولد شیخ عبد الکریم صاحب قوم شیخ قانونگوے ساکن گجرات حال لاہور۔ شملہ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں تاکہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح الزمان مہدی دوران کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مرید اور پیرو ہوں میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مرزا صاحب ممدوح کی جانب سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے پڑھ لیا ہے۔ میں اُن تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا پابند رہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف سے یا آپ کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں یا آیندہ

شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ میری جائیداد انگلش ویر ہوس اپریال لاہور و شملہ میں ہے اور اراضی جو اپریال و ہال روڈ لاہور بر شیخ محبوب علی مالک بمبئی ہوس سے مشترک ہے اور جسکا میں بلا شراکت غیری واحد مالک ہوں نیز یہ خود پیدا کردہ ہے۔ میں آجکی تاریخ اس جائیداد کے ثلث حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد مذکورۃ الصدر جو اس وقت ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی قیمت کی ہے میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اسی میں شامل رہنے دے۔ یا وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے اور وصیت کردہ جائیداد سے فائدہ اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ میری وصیت کردہ جائیداد کی اگر قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ سے تا انتقال جو میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو ایسی ہی جائیداد پیدا کردہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں انتقال نہ کروں تو بپابندی قواعد انجمن احمدیہ قادیان میری نعش دار الامان میں پہنچا کر مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

العبد۔ رحمت اللہ بقلم خود

گواہ شد۔ نور الدین قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد۔ محمد علی قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعود کا حکم
طاعون زدہ علاقوں کے احمدیوں کیواسطے

یکم اپریل ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت اقدس مع خدام باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے راستہ میں عاجز راقم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اخبار میں چھاپ دو اور سب کو اطلاع کر دو کہ یہ دن خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھ کو بذریعہ وحی فرمایا ہے۔ کہ غضبت غضباً شدیداً۔ آج کل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے میں اپنی جماعت کیواسطے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوح کا طوفان سب پر پڑا۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح کا دعوے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ جہاں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا اور مسلمان شہید کہلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں اور غیروں میں

(باقی)

تمیز قائم رہے لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جاوے سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو تمام جذبات سے پاک رکھو۔ اسکے بعد حقوق عباد کو ادا کرو۔ اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو۔ اس کے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اس کو خالی کر دو۔ اور جس محلہ میں طاعون ہو اس محلہ سے نکل جاؤ۔ اور کسی کھلے میدان میں جا کر ڈیرا لگاؤ۔ جو تم میں سے بتقدیر الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اسکے ساتھ اور اسکے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے اس کی مدد کرو اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اسکے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔ اسے کھلے مکان میں رکھو اور جو خدانخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے اس کے وہی کپڑے رہنے دو۔ اور ہو سکے تو ایک سفید چادر اس پر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہریلا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اسکے ارد گرد جمع نہ ہوں حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اُٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اسکے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو۔ مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر میت کو لاد کر لیجاویں اور میت پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کیجاوے۔ خدا کے فعل پر اعتراض کرنا گناہ ہے!

اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں بُرا کہینگے وہ پہلے کب تمہیں اچھا کہتے ہیں یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کرتے ہیں خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کرینگے۔

مکرر یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان تنگ اور تاریک ہو اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آسکے اسکو بلا توقف چھوڑ دو کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے گو کوئی چوہا بھی اس میں نہ مرا ہو اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر رہو نیچے کے مکان سے پرہیز کرو اور اپنے کپڑوں کو صفائی سے رکھو نالیاں صاف کراتے رہو سب سے مقدم یہ کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا کے ساتھ پوری صلح کر لو۔

حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تمام دوست مرد اور عورت جو مقدرت رکھتے ہیں ایک ایک جلد خرید فرماویں اور نیز آریوں کے درمیان مفت تقسیم کرنے کے واسطے خریدی جاوے کیونکہ یہ کتاب غلطی کے سبب ساری کی ساری ہر دو اخباروں میں یک دفعہ چھپ گئی ہے اور جس دوست کی ملکیت میں وہ کتاب ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کتاب دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۸ہ ہے۔

پچیس روزہ روشن نشان

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت نمائی ہے کہ اب کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جو اللہ تعالیٰ کے موعود خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر نہیں ہوتا آسمان اس قدر قریب ہو گیا ہے کہ اسکا بیان نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی جو اس کے مرسل پر اُتر رہی ہے حیرت انگیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اب اس زور سے یہ سلسلہ جاری ہو رہا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ

پچیس دن یا یہ کہ پچیس دن تک

یہ وحی الحکم۔ بدر۔ ریویو میں قبل از وقت شائع کی گئی اور اس کی جو تشریح حضرت اقدس نے خود فرمائی وہ بھی ساتھ ہی ان الفاظ میں چھاپ دی گئی "اور پچیس دن کے الہام میں اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جب تک کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جاوے کیونکہ الہام الٰہی کے رد سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں پچیس دن مارچ کی اکتیس تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں تو اس طور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھیرتا ہے مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی **ہولناک یا تعجب انگیز** واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا۔" یہ وہ تشریح ہے جو خود حضرت حجۃ اللہ نے فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعہ **تعجب انگیز اور ہولناک ہے**۔ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو چار بجے کے قریب اس کا ظہور ہو گیا جو ایک روشن ستارہ کی صورت میں قریباً ملک پنجاب کے ہر حصہ میں نظر آیا۔ اسکے متعلق سینکڑوں خطوط مختلف حصص سے آئے ہیں۔ اور روز روشن میں اس کا ظہور ہوا ہے۔ چونکہ یہ تفصیلی بحث چاہتا ہے اس لئے مبسوط طور پر اس نشان کو اگلی اشاعت میں لکھا جاویگا۔ اسوقت صرف بطور اطلاع یا خبر یہ نوٹ درج کر دیا گیا ہے کہ وہ **پچیس روزہ** نشان عین وقت پر ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو **ایک روشن شہاب** کی صورت میں نمودار ہوا جسکو ہر دوست دشمن چھوٹے بڑے نے دیکھا اور بالاتفاق اسکو تعجب انگیز ظاہر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اس نشان کو قبل از وقت خدا کے مسیح کے منہ سے

[illegible] کے کام [illegible] جو [illegible] کی [illegible] علاج [illegible] تسم [illegible] کی [illegible]

یاقوت مروارید مرجان
یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ وغیرہ مشہور جواہر لطیف سے مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے جسم کی روح بڑھانے کی جان

وزن فی ڈبیہ [illegible]

مفرح عنبری	مفرح عنبری	مفرح عنبری
	یا شافی	یا کافی
قیمت	قیمت	قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ)	تین ڈبیہ تیرہ روپے (للعہ)	ایک درجن (پنچاس)

مفرح عنبری [illegible] خدا تعالیٰ کا احسان کرم ہے وہ تمام خوبیاں جو [illegible] ایک [illegible] ہیں [illegible] کرم کا فضل ہے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ [illegible] ہو چکا ہے اس کی تعریف [illegible] منظور نہیں [illegible] صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے جسقدر [illegible] عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں مفرح عنبری جیسا کہ اس کے نام [illegible] دل [illegible] اور دماغ میں ایک سرعت انگیز تحریک ہے [illegible] ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں [illegible] اعلیٰ [illegible] علاوہ تقویت اور تفریح پہنچی ہے گویا غذا تو خالق نے [illegible] زندگی [illegible] ضعف دل [illegible] سائر [illegible] پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک بے بہا قابل اعتماد تریاق ہے۔ مفرح عنبری کے استعمال سے [illegible] دماغ [illegible] کثرت احتلام کثرت پیشاب وغیرہ [illegible] جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا [illegible] جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہو گئی ہے وہ اس کے استعمال سے [illegible] مفرح عنبری جنکے [illegible] کو تہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجاتے اور [illegible] واقع ہو جاتی ہے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔ مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ بہت جلد آرام دیتا ہے [illegible] امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ سوداگروں۔ مصنفوں۔ مدرسوں۔ پولیس۔ فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلبا یا جنکو صحت کی قدر ہو اسکو ہر دم اپنے پاس رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھلی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔ مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات سے مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدا کے کرم کی فرمانبرداری کیساتھ استعمال ہر زن و مرد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا محال ہے۔ مفرح عنبری حکام اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو آپکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیخاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی امداد کے باعث [illegible] درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جنکے دماغ بیمار ہوں نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوی مضمحل ہو گئے ہوں مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کافور دماغی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دلمیں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر [illegible] ضلع رائیپور سے

عنایت فرمائی حکیم صاحب اسلام مسنون۔ آپ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگڑھ نے منگائی تھی اُن کی تجربہ میں یہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کر کے ۳ ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو ایبل روانہ فرمایئے (دستخط) سید بخش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنیکے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں۔ کہ مفرح عنبری ایک [illegible] یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس [illegible] گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی [illegible] خیال کیا [illegible] طاقت کیواسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر [illegible] دوائی کی ایجاد و تجربہ [illegible] صرف انکی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب متعلقہ دار وائیس بانڈا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر

میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونیکی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اس کے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کر کے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

بہادر جناب نواب صاحب بہادر شہنواز تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب بیشک آپکی مفرح عنبری نے جو جوہر دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے مہربانی کر کے ایک ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں۔

[illegible] ہزاروں عالی مرتبہ [illegible] کی تعریف [illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

قادیانی آریوں کی طاعونی موت! آریہ سماج میں ماتم!! الحق کی نمایاں فتح اور الباطل کی خطرناک شکست

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی * فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی تکذیب ان پر استہزا اور سب و شتم کبھی مبارک اور مفید نہیں ہوا۔ یہ وہ چٹان ہوتی ہے کہ اس سے ٹکرانیوالا ہمیشہ پاش پاش ہوکر رہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ اس امر کی روشن شہادت ہے۔ جو لوگ تاریخ کے پچھلے ورق الٹنے کی تکلیف گوارا نہ کریں وہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں اور دشمنوں کے انجام پر نظر کریں اور اس سے سبق حاصل کریں۔

اسوقت میں نہایت ہی مختصر الفاظ میں اس تازہ واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو یہاں قادیان میں ظاہر ہوا۔ اور جو آریہ سماج میں ایک تہلکہ پیدا کر دیگا۔ کیونکہ قادیان کی آریہ سماج ہمیشہ ایک اہم اور وسیع سماج سمجھی گئی ہے مگر میں آریوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سماج جسقدر ان کے نزدیک اہم ہے اسیقدر آریہ سماج کیلئے منحوس ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام مقتول آریہ مسافر اسی سماج کی بدولت خدا کے مرسل کے مقابلہ میں آیا اور راستبازوں کے سردار اور تمام نبوتوں کی جامع اور مصدق صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کی وجہ سے بے باک ہوکر احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مگر خدا کے مامور و مرسل مہدی سے نشان دیکھنے پر اڑا اور آخر اس نے وہ خونی نشان دیکھا جو آریہ سماج کو کبھی نہیں بھولیگا۔ اس نشان کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ کم از کم قادیان کی آریہ سماج (جسکے دو ممبروں ملاوامل اور شرمپت نے بیسیوں نشان دیکھے تھے) ہنسی ٹھٹھے سے باز آجاتی مگر یہ لوگ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنی شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھتے گئے اور انہوں نے پنڈت سومراج ایک مدرس کی خدمات مستقل طور پر اس غرض کیلئے حاصل کیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس پیشوا کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرتا رہے اس نے مختلف طریقے اختیار کئے اور گرگٹ کیطرح رنگ بدلے۔ اور اپنی محنت سے دو چار بے باک نوجوانوں کو ساتھ ملاکر اور بھی شوخی اختیار کی۔ پہلے ایک سکول کھولا تاکہ تعلیم الاسلام سکول کو نقصان پہونچا۔ مگر خدا نے اسکو نامراد رکھا۔ پھر جلسوں کا ڈھنگ ڈالا۔ اور یوگندر پال جیسے گستاخ اور زبان دراز کو بلاکر گالیاں دلوانا اپنا شیوہ اختیار کیا لیکن جب گورداسپور کے مدبر و دقیقہ رس حکام نے اس بدزبان سادھو کو ضلع گورداسپور میں تقریریں کرنیسے روکدیا تو قادیان سماج کے جلسہ کا بھی خاتمہ ہوا۔ یہ ایک لمبی داستان ہے کہ سومراج اور اسکا بے باک شاگرد اچھر چند سلسلہ حقہ کی مخالفت میں کیا کیا منصوبے اور تدبیریں کرتے رہے اور سماج کے دوسرے ممبر انکی ہاں میں ہاں ملاکر انکی مدد کرتے رہے اور اسکو انشاء اللہ کسیوقت مفصل لکھیں گے۔ بالآخر انہوں نے یہ سوچا کہ ایک خاص اخبار سلسلہ حقہ کو بدنام کرنے اور اس کے مقدس پیشوا اور امام کی ہتک کرنے کیلئے جاری کرنا چاہیے تاکہ روٹی تو کسی طور کما کھائے مجھے در والا مضمون بھی صحیح ہو اور فطرتی مخالفت اور عداوت کا اظہار بھی ہوتا رہے۔

اس کیلئے ضرورت تھی روپیہ کی وہ بھی اور آدمیوں کو بھی گانٹھ لیا جنمیں ایک سرکاری ملازم بھی ہے اور جب یہ راز ظاہر ہوگا تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس نے اس اخبار کے اجرا اور شرکت سے کیا فائدہ اٹھایا اور کہانتک اس نے اپنے فرائض منصبی اور قانونی ذمہ واریوں کی پرواہ کی ہے + اور قادیان سے ایک اخبار جاری کر دیا جس کے مقاصد میں قادیانی بیعیہ کے صحیح حالات درج کرنا) داخل کیا اس فرض کو اس نے کس رنگ میں ادا کیا اور پبلک کو کیا بتایا یہ بھی ایک جدا مضمون ہے + بہر حال سومراج اس اخبار کا ایڈیٹر مقرر ہوا اور اچھر چند اس کا منیجر + جس قسم کی بے ادبی اور شوخی اس اخبار کے ذریعہ انہوں نے ظاہر کی وہ کسیقدر تفصیل سے انشاءاللہ ظاہر کر دیجاویگی مگر یہ مسلم امر ہے کہ انہوں نے گالیوں اور گستاخیوں میں حد کر دی۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم کامیاب ہوگئے۔ مگر باوجود اسکے بھی وہ نامراد رہے اخبار کی ترقی تو اس سے ظاہر ہے کہ پانچسو سے زیادہ خسارہ تو پہلے ہی سال میں سودا رہا۔ پھر انہوں نے محض خیالی امید و نیر و بالینٹر بانده کر بانکی راہ لی اور مختلف طریقوں سے آریوں کو اکسایا کہ ہماری مدد کرو۔ اور آریہ سماج کی لاج رکھو مگر کسی نے نہ سنا تھا نہ سنا انہیں خیال تھا کہ بٹالہ کی آب و ہوا ہی راس آجائیگی مگر وہ الٹی دشمن جان ثابت ہوئی۔ یہ امر بھی الحکم کے ناظرین کو معلوم ہے کہ آجتک انکے اخبار کا کبھی ہم نے نوٹس نہیں لیا اور ہمیشہ سے سلسلہ حقہ کی کہاوت کیا اسکے لئے بھی انہوں نے عجیب عجیب حیلوں سے چاہا کہ بھڑکا کر کیا جاوے۔ زبانی پیغام انہوں نے دیئے۔ خود آکر بھی کہا دلالوں سے بھی کام لیا۔ آخر گالیاں دیں۔ ذاتیات پر بے سروپا بہتان لگائے مقامی حکام کو برانگیختہ کرنے کیلئے ایک خطرناک افواہ گھڑ لی۔ ایڈیٹر الحکم کی خیالی دھمکیاں شائع کیں غرضیکہ جو طریق ممکن تھا انہوں نے اختیار کیا۔ پوری نامرادی کے بعد آخر جب انکی بے باکیوں اور شوخیوں کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو انہوں نے سالانہ جلسہ کی حضرت اقدس کی ایک تقریر پر اپنی گستاخیوں کا آخری نمونہ دکھایا چونکہ اس میں سلسلہ حقہ کے نشانات پر حملہ تھا حضرت حجۃ اللہ نے اسپر توجہ کی اور ایک رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم شائع کر دیا جسمیں جابجا یہ تحدی کی کہ اب اللہ تعالیٰ انکو بے سزا نہ چھوڑیگا اور اسمیں ایک عظیم الشان نشان کے ظہور کی بھی خبر دی جن لوگوں نے اس رسالہ کو پڑھا ہے وہ خوب واقف ہیں اور زیادہ تفصیل وہ اگلی اشاعت میں دیکھ لیں گے۔ ہاں اسکے بعد متواتر وحی نے ظاہر کر دیا کہ عنقریب ان پر عذاب الٰہی آئیگا جیسا کہ الحکم اور بدر اور دیگر میں متعدد الہامات شائع ہوچکے ہیں جنکو میں تفصیلی مضمون میں انشاءاللہ بعض یہ ہیں (۱) دعنی اقتل من اذاک ۔ ان العذاب مربع ومدور۔ ترجمہ مجھے چھوڑ تا میں اس شخص کو قتل کروں جو تجھے ایذا دیتا ہے۔ دشمنوں کیلئے عذاب ہر چہار طرف سے ہے اور دگر ہوگی گھیر ہوئی ہے (۲) انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم ۔ (۳) ہر ایک خبیث اور عیب گیر کو لعنت ہے (۴) من الناس والعامۃ یعنے طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی ۔ (۵) ربنا افتح بیننا وبینھم ۔ اعجبتم ان تموتوا ترجمہ یہ کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہوجاؤ (۶) مت ایھا المخوان مرائے بڑے خیانت کرنیوالے تمت کلمۃ اللہ (۷) احترطنا سیفہ ۔ ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ان کے انجام کی

(بہر بقیہ)

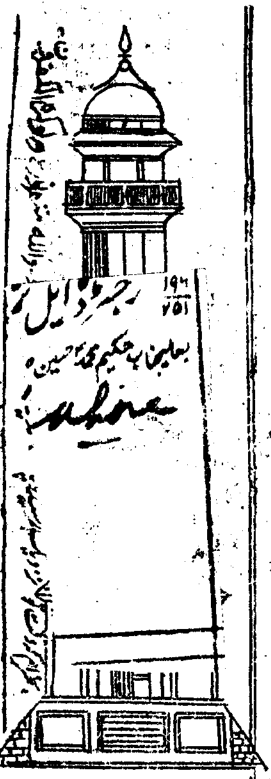
خبر دیتے ہیں اور جن کے یہی مصداق ہیں۔ علاوہ بریں اس مخش سومراج نے اپنے اخبار میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وامّا ما ینفع الناس فیمکث فی الارض پر ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹ پر بڑی ہنسی اڑائی۔ اور لکھا کہ (ترجمہ) اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہو وہ زمین میں ٹھہر گئی ہیں یعنی تفسیر یعنے جو انسان خلقت کو فائدہ پہونچانیوالے ہیں انکو زندگی عطا کیجاویگی۔ چلو آپ تو اپنے متوا تر الہاموں کے بنا عنقریب انا للہ وانا الیہ راجعون بتلا ہی چکے ہیں اسلئے ہم سمجھ لیں گے کہ آپ خلق سند کو نقصان پہونچانیوالے ہیں جو اٹھائے گئے۔" ناظرین اس حصہ کو پڑھو اور کہیں گویا سومراج (خاک بدہنش) حضرت حجۃ اللہ کی موت کی پیشگوئی کرتا ہے لیکن انجام کیا ہوتا ہے۔ ان بدزبانیوں اور شوخیوں سے آخر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت ظاہر کر دیا ہے ویل لکل همزة لمزة یعنے ہر ایک چغلخور اور عیب گیر پر لعنت ہے۔ حضرت اقدس کی تحریر دیکھیں لعنت کا مفہوم طاعونی موت ہی ہے پس ضروری تھا کہ سومراج اور اسکا بے باک و شوخ معاون طاعونی موت سے ہلاک ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسی سال کے فروری مہینے میں اچھر چند منیجر اخبار و سکرٹری آریہ سماج قادیان نے مجھے (ایڈیٹر الحکم) سے ایک گفتگو کے دوران میں جسکے گواہ موجود ہیں یہ تحدی کی تھی کہ میں طاعون سے کبھی نہیں مرونگا اور اسکے جواب میں میں نے کہا تھا کہ تو ضرور طاعون سے مریگا اور اس تحدی کی بنا یہ تھی کہ بیٹے اسکوان بیہودگیوں پر ملامت کی تھی جو وہ کرتا رہتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے نشانوں کی تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ کیا انسانی طاقت کے اندر تھا کہ وہ تیس پینتیس سال پہلے جب اسے کوئی نہیں جانتا تھا یہ کہے کہ میں کل دنیا میں مشہور ہو جاؤنگا۔ اور دور دراز سے لوگ میرے پاس بہت کثرت سے آئینگے اور کثیر التعداد میں آئینگے اور پھر اسیطرح ایک پیشگوئی کے بعد وقوع میں آجاوے۔ انسان کو تو ایک دم کی خبر نہیں پھر کیا کسی انسان میں یہ طاقت ہے کہ وہ یہ کہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں طاعون سے محفوظ رہونگا اور نہ صرف میں بلکہ وہ لوگ بھی جو میرے دار میں ہیں اور پھر اس مقابلہ کے لئے سب کو کہا گیا کہ کوئی عیسائی یا آریہ ایسی تحدی کرے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر طاعون کے کیڑے بھی حضرت کے وجود میں چلے جائیں تو وہ کیڑے ہلاک ہو جائینگے مگر حضرت کا وجود محفوظ رہیگا کیونکہ وہ آیت اللہ ہیں اور خدا نے ہی وعدہ کیا ہے۔ اسپر اچھر چند نے نہایت بے باکی سے کہا کہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا جسپر میں نے اسے کہا کہ تو یقیناً مریگا + اسطرح ان دونو شخصوں نے نہ صرف اپنی شوخیوں اور بے باکیوں کی وجہ سے اپنا پیمانہ لبریز کر لیا تھا اور خدا تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیا تھا بلکہ مباہلہ کے رنگ میں بھی وہ اس قابل تھے کہ خدا کے عذاب کا مزہ چکھیں اور حسن تلخ کامی سے انہوں نے اس عذاب کا مزا چکھا وہ عبرت بخش نظارہ ہے۔ آخر خدا تعالیٰ نے انہیں پکڑا۔ اور نہایت ذلت اور دکھ کے عذاب میں پکڑا۔ ایک ہی وقت میں سومراج کا لڑکا اور بیوی بیمار ہوئے۔ اور اچھر چند کی بیوی اور اس کے چھوٹے بھائی کا لڑکا۔ وہ دونو بیویاں بچ گئیں اور سومراج کا لڑکا۔ اور اچھر کے بھائی بھگت کا لڑکا طاعون سے ہلاک ہوئے۔ اچھر اور بھگت دونوں کے گھر میں صرف یہی ایک نرینہ اولاد تھی اور انکی آنکھوں کے سامنے قطع نسل ہوئی۔ یہ عذاب جیسا کچھ بھی درد ناک ہے ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں پھر اس کے بعد بھگت رام اچھر چند کا بھائی طاعون کی نذر ہوا اور اب اچھر چند پر جوان اور کار کن بھائی کی موت نے ایک پہاڑ غم کا گرا دیا۔ سومراج اور اچھر چند طاعونی جراثیم سے ڈرتے ہوئے باہر کھلے میدان میں دن گذارنے چلے گئے مگر جنگل کی پاک صاف ہوا میں بھی وہ طاعونی جرم جا پہونچے اور انہوں نے دونو کو جا دبوچا۔ اور اچھر چند جو سومراج کا محبوب جانی تھا اسکی آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کے مامور کی سچائی پر مہر کرتا ہوا رخصت ہوا۔ سومراج کے لئے یہ صدمہ بھی بہت ہی دکھ دائک تھا کیونکہ اچھر اور بھگت سومراج کے خاص یار تھے اور انکی محبت و الفت باہم مشہور تھی بلکہ یقین کیا گیا تھا کہ سومراج اچھر اور بھگت کی بیویوں کی پوری نگرانی اور نگہداشت کریگا مگر پیمانہ بھر چکا تھا اسلئے اس بستر مرگ سے وہ نہ اٹھ سکا۔ اور صرف ایک یوم کے وقفہ سے اپنے محبوب اچھر چند سے جا ملا۔ اور اسطرح پھر آخری وقت تک ساتھ دیا۔ خس کم جہان پاک۔

سومراج نے جو مصیبت دیکھی اسکی داستان نہایت دردناک اور عبرت بخش ہے کسطرح اس نے اپنے پیارے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے بلبلاتے ہوئے جان دیتے ہوئے دیکھا اور پھر کسطرح اپنی زندگی کے رفقا اور محبوب دوستوں کو رخصت کیا اور آخر خود عذاب سہتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوا۔ ۸ ؍ اپریل کی شام کو وہ بہت نازک حالت میں تھا کہ آریوں نے اسکی چچا کو بلا بھیجا جو قادیان کے آٹھ کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے وہ آیا اور سومراج کو اسی حالت نزع میں قادیان سے لیکر رخصت ہوا۔ وہ نظارہ نہایت رقت بخش تھا کہ جب اسکی لاش (لاش ہی کہنا چاہیئے کیونکہ سخت بیحواس تھا) کو گاڑی میں رکھا گیا۔ اور غرض یہ تھی کہ قادیان میں اسکی موت نہ ہو مگر جب وہ ہنسوپور کے قریب پہنچے تو حالت بگڑ گئی اور رات جس دکھ سے انہوں نے کاٹی وہ خدا کسی کو نہ دکھائے وہاں پانی تک ملنا مشکل ہو گیا اور ہمیشہ کے دوستوں نے گھر میں گھسنے نہیں دیا ایک گڑھیال میں غم کی رات کاٹی اور دوسرے روز دوپہر سے پہلے پہلے یہ لاش قادیان پہونچی۔ اور قادیان کے بچہ بچہ کو اس ذلت اور دکھ کا علم ہوا جو پور میں اٹھانا پڑا۔ اور آخر ۴ بجے کے قریب پنڈت سومراج ایڈیٹر شبھ چنتک اور قادیان آریہ سماج کی روح رواں طاعون سے ہلاک ہو کر قادیان آریہ سماج کے سکرٹری اور منیجر اخبار شبھ چنتک سے جا ملا۔ اور جو حضرت مسیح موعود کی موت کی پیشگوئی کرتا تھا خود ۔۔ سال کی عمر میں اسکی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوا۔ اب ان سے کون پوچھے کہ پنڈت جی کچھ تو بولو! نفع رسان وجود کونسا ہے؟ یہ موتیں قادیان آریہ سماج کی موت اور آریہ سماج میں ماتم کا موجب ہیں اور اسلام کی فتح کا ثبوت + میں سچ کہتا ہوں کہ کسی کے مرنے پر ہمیں کوئی خوشی نہیں اور نہ ان شخصوں کی شخصیت سے کوئی دشمنی بلکہ ہمیں اس بے کسی موت پر رحم آتا ہے کیونکہ ۔ مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست ۔ کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست ۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے انکی موت کو ایک نشان ٹھہرایا ہے اور آیات اللہ کے ظہور پر شکر کرنا مومن کا فرض ہے اسلئے ہم خدا کی حمد کرتے ہیں جس نے اپنے صادق کی سچائی کو ظاہر کیا اور اس خیال سے بھی کہ دانشمند اس سے عبرت پکڑیں۔ شاید کوئی اہل دل نکل آوے۔ قادیان کی آریہ سماج اپنے ان لیڈنگ ممبروں کی موت سے عبرت حاصل کرے خصوصاً لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے جنہوں نے بہت سے نشان دیکھے ہیں اور اب گھر میں بھی دیکھ لیا ہے غور کریں ہمیشہ یہاں نہیں رہنا مرنا اور مر کر خدا کے حضور جانا ہے سچائی کا چھپانا ظلم ہے وہ اس ظلم کو چھوڑ دیں اور شہادت حقہ کو مردانہ وار ادا کریں۔ سومراج اور اچھر چند اور اسکے بھائی اور بچوں کی موت عبرتناک موت ہے انکی جلتی ہوئی چتا میں اپنے رفیقوں کو پکار پکار کر یہی کہتی تھیں۔ روزگارم شد بباد مِن نکردم شما حذر بکنید۔ اور کبھی انکی اڑتی ہوئی خاک اور جلی ہوئی ہڈیاں اپنے انجام کو دکھا کر کہتی ہیں۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو۔ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔ سومراج کی بیوہ استری اور یتیم بچے کے سوا حرمان نصیب والدہ بھی چھوڑ گیا ہے اور اچھر چند اور بھگت رام صرف بیوہ استریاں اور ایک یتیم لڑکی۔ مرنے والوں پر اپنا انجام کھل گیا پیچھے رہنے والوں نے حسرت کی نظر سے انہیں دیکھا۔ اب پچھلوں کا کیا حشر ہوگا دیکھا چاہیئے۔ ختم کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود کی زبان میں خدا کے آیات کے ظہور پر حمد الٰہی کو جی چاہتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گرانے میں تو نے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریر و پر بلا تھے ان کے شرارے — نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی
تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر — مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
جو یقفوں کو لگے ہر سمت سے تیر — گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
بھلا آخر وہی جو تیری تقدیر — بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
خدا نے انکی عظمت سب اڑا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی
مری یس نے ہر اک عزت بنا دی — مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اپنی عطا دی — سعادت دی ارادت دی وفا دی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی — مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی — خدا جانے کہ دل کو کیا شا دی ۔۔۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ



الحکم

ہر کو ہر ماہ کو کراچی چھپا اور قادیان سے شائع | ہر دو ہفتہ شنبہ بغرض دارالامان سے

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے صہ/
(۲) خواص و معاونین سے عہ/
(۳) ہندوستان سے باہر سے عہ/
(۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ/
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ع/ ۱۲/

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چھوٹی مسجد کی توسیع

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور اسکی حمد ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہر پہلو سے ترقی دیکے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ اسی کا قایم کیا ہوا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ہے۔ برادران طریقت کے لئے یہ خبر بڑی مسرت کا موجب ہوگی کہ مسجد مبارک جسکو چھوٹی مسجد کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے من دخلہ کان امنا اسکی وسعت کے سامان پیدا ہوگئے ہیں۔ بڑی مسجد کی توسیع کی خبر ناظرین پہلے سے سن چکے ہیں اب چھوٹی مسجد کے ساتھ جو ایک مکان پڑا ہوا تھا وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو خرید کر لیا گیا ہے اور باضابطہ اسکی رجسٹری ہوگئی ہے اس مکان کے ملنے سے مسجد قریباً ۲۹ فیٹ عرض میں اور ۳۲ فیٹ طول میں بڑھ جائیگی اللہم زد فزد۔ اسکی درستی اور تعمیر پر ایک بیش قرار رقم خرچ ہوگی اگرچہ وہ کریم رحیم مولا جس نے اسکی وسعت کا سامان پیدا کر دیا ہے اسکی تعمیر کے سامان بھی بہم پہونچا دیگا۔ بہرحال یہ امر جماعت کی توجہ کے قابل ہے اس جدید تعمیر پر شاید دو ہزار سے بھی زیادہ روپیہ صرف ہو۔ خدا اپنے فرمانبردار بندوں کے دلوں میں اس کار خیر کے لئے القا کرے۔ آمین۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے۔ اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامی۔ مساکین۔ مؤلفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اسکی اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب تک اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائیگا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی نذور صدقات آتی رہتی ہیں۔ خصوصاً زکواۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکواۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔

یتیم کے اخراجات

جس یتیم کے سالانہ اخراجات مبلغ للعہ کے لئے اپیل کیا گیا تھا وہ ابھی پورے نہیں ہوئے۔ گذشتہ رقوم کے بعد کوئی رقم تا حال نہیں آئی احباب توجہ کر کے اس رقم کو پورا کریں۔ صرف میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ کے عا ئے ہیں۔ اصلاح۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کی الحکم میں سید محمد نذیر حسین ساکن کٹھیالیاں کی رقم للعہ بجائے ... جو غلطی سے ... چھپ گئی۔

درس مطلوبہ وظایف

جن درس مطلوبہ وظایف کے لئے اپیل کیا گیا تھا ابھی تک صرف شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد نے ہی توجہ فرمائی ہے۔ احباب توجہ فرماویں یہ وظایف للعہ ماہوار کے مطلوب ہیں۔

قابل تقلید وظیفہ

اس سال ہمارے مخلص بھائی شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم مولف الذکر کا عزیز مرزا برکت علی جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک ہونہار طالب علم ہے ...

... وہ ڈاکٹری کالج لاہور میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کو مدد دی جاوے مگر وہ اس شرط پر مدد لیگا کہ جسقدر وہ وظیفہ لیگا اسیقدر انشاء اللہ العزیز شیخ عبد الرحیم صاحب وقتاً فوقتاً واپس کردیں گے سب کمیٹی صدقات نے توکلاً علی اللہ اس طالب علم کو وظیفہ دینا اور اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے تیس روپیہ یکمشت دینے منظور کر لئے ہیں۔ احمدی ڈاکٹری اسسٹنٹ صاحبان اگر توجہ کریں تو وہ سب کمیٹی صدقات کو اس موقع پر مدد دے سکتے ہیں۔

خدا کی تازہ وحی

۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء۔ ”دہلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہو گیا“

حکیم واصل خان دہلی کا تو فوت ہو چکا ہوا ہے تفہیم یہ تھی کہ اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مریگا کیونکہ جہنم کا لفظ اور الہامات میں بھی طاعون کیلئے استعمال ہوا ہے۔ یہ نشان بھی اپنے وقت پر پورا ہوکر ترقی ایمان کا موجب ہوگا۔

۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ۔

(ترجمہ) میں دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ فتح ہے تمہاری۔

۲۔ تمہارے نام کی۔

۳۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔

۴۔ حَدُّ ظُبَاتِہٖ۔ یعنی تلوار کی تیز دھار۔

۵۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ مُوْسٰی

۶۔ احمد

۷۔ غزنوی (نہ معلوم کیا اشارہ ہے)

۸۔ پھر قرآن مجید دیکھا اسکی جلد پر شیرازہ کے قریب لکھا ہوا تھا۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْم

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت اور خدام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

۲۔ موسم میں نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی اگر دو دن دھوپ لگتی ہے تو تیسرے دن ابر ہوتا ہے۔ ۱۶ اپریل کو کسیقدر ترشح ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے۔ آمین۔

۳۔ [illegible] اور جب ارد گرد کے دیہات کی بربادی اور تباہی پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے مقابلہ میں لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَام کی پیشگوئی کو آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور کرم کا نشان ہے کہ بعض آدمی [illegible] احمدی جماعت میں [illegible] ہے۔ خدا تعالیٰ ہر وقت اپنے فضل کے سایہ میں سب کو رکھے۔ (آمین)

قابل توجہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور

قادیان میں ننہال نامی ایک گوجر جو آسودہ حال اور مقبول آدمی تھا طاعون سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا اکلوتا لڑکا بھی طاعون سے فوت ہو گیا ہے اسکے جائز وارثوں میں صرف ایک صغیر سن نابالغ پوتا ہے۔ چونکہ ننہال کھاتا پیتا آدمی تھا اور کئی ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ مرا ہے بعض لوگ مختلف تجویزوں سے اسکی جائداد پر دانت لگائے بیٹھے ہیں اور [illegible] اگر پولیس کے اسسٹنٹ انسپکٹر نے توجہ کرکے مناسب انتظام نہ کیا تو اس صغیر سن بچے [illegible] امید ہے کپتان صاحب ضلع گورداسپور بہت جلد توجہ فرمائیں گے۔ ایسے موقعہ پر [illegible] انسان سے کیا کچھ نہیں کرا دیتا اور جبکہ طاعون سے موتیں ہو رہی ہوں کسی جان کو بچے جانا مشکل بات نہیں ہے اور ایسی واردات کا مخفی ہو جانا آسان امر ہے اسلئے [illegible] کپتان صاحب بہادر اسپر توجہ فرماویں۔

ایک بہترین قطعہ مکان کیلئے

حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل جوار میں ۴۰ فیٹ چوڑا اور ۲۷ فیٹ ایک قطعہ زمین میں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ پانچسو روپیہ سے کم قیمت نہیں ہوگی۔ جو صاحب ایسے عمدہ موقعہ پر تعمیر مکان کے خواہشمند ہیں جلد تر اطلاع دیں۔

ایڈیٹر الحکم۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین۔ میں انکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جنکا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اسلئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

نیاز نامہ بخدمت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر لاہور

کوچہ کند بگران

بر وفات منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مصنف کتاب عصائے موسیٰ

میرے مکرم السلام علیکم۔ مجھے آپ سے اُنس ہے اور بہا اُنس ہے۔ اور جو کچھ میں یہاں لکھنے لگا ہوں اوسی بیچے اُنس کے باعث لکھتا ہوں جو میرا دل آپ کے لئے محسوس کرتا ہے۔ اس اُنس کی وجہ سے غالباً آپ بھی ناواقف نہیں۔ جو نور اور ہدایت مجھے جناب مسیح کے طفیل ملا۔ اس کے موجب آپ بھی ہیں۔ آپ اُن چند واجب التعظیم احباب میں سے ہیں جو مجھے عالیحضرت مرزا صاحب کیطرف لے گئے اور پھر وقتاً فوقتاً ابتدائے منازل سلوک کی مشکلات کے دفع کرنے میں آپ نے مجھے ہمیشہ اپنے اس ذاتی علم سے مدد دی۔ جو آپ کو عالیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اور ان کے اخلاق اور ان کے تقدس کے متعلق حاصل تھا۔ اس لئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر کاربند ہو کر میرا فرض ہے کہ میں کلمہ خیر سے اسوقت دریغ نہ کروں۔

اسوقت آپ بفضلہ تعالیٰ دوست پروری اور دوستداری کی قیود سے خدائی ہاتھ کے ذریعہ آزاد کئے گئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اب ٹھنڈے دل سے میری اس عرضداشت پر غور کریں گے۔ یہ تو آپ مانیں گے کہ انسان کا محاکمہ غلطی سے خالی نہیں۔ اور سعید انسان کا فرض ہے کہ اگر وہ خود ایک معاملہ میں غلطی کر جاوے تو پھر جب نئے واقعات صحیح ظہور پذیر ہو جائیں تو پھر وہ اپنی خطا یافتہ محاکمہ کی ترمیم کرنے میں دیر نہ لگاوے۔ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ صاحب عصائے موسیٰ اب اس جہان سے بذریعہ موت طاعون چلے گئے۔ انکے متعلق آپکا ایمان تھا کہ وہ صاحب الہام اور مورد فیضان ربانی ہیں۔ انکو آپ کی تحقیق کے مطابق خدا تعالیٰ نے بمصداق ضرب المثل ہر فرعونے را موسیٰ اس زمانہ میں بزعم متوفی جناب مرزا صاحب کے فرعونی فتن کے دور کرنے کیلئے موسیٰ قرار دیا۔ اور انکو عصا عطا فرمایا تھا۔ آپ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ جناب احدیت مآب نے جناب مرزا صاحب کو بھی بقول انکے موسیٰ کے خطاب سے ہی مخاطب کیا ہے اور یہ امر کوئی منشی الٰہی بخش کے تتبع میں نہ تھا بلکہ براہین میں مقدس مصنف براہین کا ایک یہ نام بھی ہے جس کتاب اور جس کے مضامین کے مصدق اور مویّد آپ اور آپکا دوست سالہا سال تک رہ چکا ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ دست قدرت نے کسکو موسیٰ اور کسکو فرعون ثابت کیا۔ نظری مباحثات اور منطقی قیاسات تو کسی نتیجہ تک انسان کو جلد نہیں پہونچا سکتے لیکن ہم اسبات کو کیا کریں کہ جب تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فرعون اور موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون موسیٰ کی زندگی میں ہلاک ہوا اور جناب موسیٰ اس کے بعد دنیا میں رہے اب منشی الٰہی بخش اور جناب مرزا صاحب ایک میدان میں تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں تھے طاعونی طوفان کی طغیانی کوئی نیل کے طوفان سے کم نہیں جسطرح جناب موسیٰ اور فرعون طوفان نیل میں سے گذرے اسیطرح ان دونوں مدعیان کے اردگرد بھی طوفان طاعون زور شور میں ہے اب آپ خود ہی فرماویں کہ کون اس طوفان میں غرق ہوا اور کون صحیح سلامت اسوقت تک ہے۔ میرے نزدیک تو آپ جیسے ذوق والے کے لئے یہ امر فیصلہ کن ہے۔ ویگر واقعات یا حالات یا مسایل یا مذہبی مباحثات کے ذریعہ صحیح نتیجہ کی امید رکھنا محال ہے۔ اول تو صحیح علم کا حاصل ہونا ہی مشکلات سے ہے اور پھر صحیح علم کے بعد صحیح نتیجہ نکالنا بھی دشواری سے خالی نہیں۔ اسلئے میں نے آپ کے سامنے یہ موٹی سے موٹی بات پیش کی ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور نہیں کی کہ کیا وجہ ہے کہ جو حضرت اقدس کے مقابل آیا وہ اُٹھایا گیا۔ آپ ان ایام میں جب میں آپکی معلومات متعلق حضرت اقدس سے فیض اندوزی کرنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اکثر کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب کی صداقت کا ایک ہی کافی نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے مخالف اسکی زندگی میں ہلاک ہو جاوینگے۔

اب آپ کے دوست نے ہی اسی فہرست میں ایک نام کی اور ایزادی کر دی۔ لہذا اگر آپ کی ہی مذکورہ بالا دلیل کچھ وزن رکھتی ہے تو آپ خود ہی غور کریں۔ کہ وہ تین صد کے قریب مولوی جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں اشاعۃ السنۃ والے فتوئے کفر پر مہریں لگائی تہیں۔ انمیں سے کسقدر آج زندہ ہیں۔ اگر آپ تحقیق کرنا چاہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انہیں سے بمشکل انگلیوں پر ہی اسوقت آپ بعض ملاں گن سکینگے جو کسی مصلحت ربی کے ماتحت زندہ ہیں ورنہ سب خائب و خاسر ہوگئے۔ اور انمیں سے بعض کو وہ شرمناک موتیں نصیب ہوئیں کہ جو ان کے ادعائے مولویت کے شایان حال نہ تہیں وہ لدھیانے کے چار بہائی مولوی جو کفر میں اسقدر غلو کرتے تھے کس ذلت کی موت سے مرے۔ پھر اسمٰعیل علیگڈھی ... نذیر حسین دہلوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ الدین جمونی۔ رسل بابا امرتسری۔ راجہ جہانداد خان گکھڑ۔ ملا احمد پشاوری۔ آتھم امرتسری۔ امریکہ کا ڈوئی اور ایسا ہی صدہا اور لوگ ہیں جنکا اب نام و نشان نہیں اب وہ ہلاک ہوگئے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کا کوئی قائم مقام بعد میں نہ رہا۔ آپ کو کیا کبھی بھی یہ خیال نہیں آتا کہ جناب مرزا صاحب کی دن بدن کیوں ترقی ہو رہی ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ وہ اسباب کیوں مہیا کرتا جاتا ہے کہ جس کے ذریعہ اسکی اشاعت عالمگیر ہو جاوے اور بالمقابل اسکے مخالف جسقدر ہیں اگر وہ اپنی ذات سے کچھ کر سکیں تو کر سکیں ورنہ انکا کوئی مددگار و معین نہیں ہوتا۔ اور انکو کسی قسم کی قلمی یا درمی مدد نہیں ملتی۔ کیوں فتوحات کے ابواب مرزا صاحب پر کھلتے جاتے ہیں۔ کیوں لوگ اپنے مالوں کو جانوں کو اور اپنی معلومات کو اور اپنی تعلیموں کو اوسکی راہ میں قربان کرتے ہیں اور کیوں اسکے مخالفین کی امداد میں زمانہ کھڑا نہیں ہوتا۔ حالانکہ زمانہ کا زیادہ حصہ ہمیشہ مخالفت رکھتا ہے۔ آپ اسی مشن کی بابت غور کریں۔ جسکو آپ کے دوست الٰہی بخش نے قائم کیا۔ ان کے ہمراہ کسقدر ہوئے۔ اور خود اُن کو کسقدر جرأت اور یقین اپنے آپ پر تھا جب لاہور کے علماء نے ان کے برخلاف خوب گلیاریاں کیں تو پھر انکو کہنا ہی پڑا کہ انکو اپنے الہامات کے متعلق خود قطعی علم نہیں کہ انکا مفہوم و مصداق کیا ہے۔ پھر اون کے الہامات اور دعاوی کے معتقد کسقدر پیدا ہوئے اور جو دوست پروری کے لحاظ سے چند آدمی تھے بھی تو وہ کتنی جلدی اٹھائے گئے۔ سید فتح علی شاہ۔ خواجہ امیر الدین صاحب وغیرہ آخر الٰہی بخش صاحب کے دعاوی کے بعد بہت ہی جلد رخصت ہوگئے۔ حافظ محمد یوسف کو خدا تعالیٰ نے مختلف قسم کی ناکامیاں دیکھنے کے لئے زندہ رکھا۔ جس کا عرصہ بہت حد تک چلکر بھی رستہ ابھی ہے بھی چند ایک مددگار منشی الٰہی بخش کے تھے۔ انکے سوا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ عصائے موسیٰ والے کے ہم آواز اور اسکے ذاتی عقائد اور دعاوی کے موید کسقدر دنیا میں پیدا ہوئے اور خصوصاً اب وہ مشن کہاں ہے جسے الٰہی بخش صاحب دنیا میں لائے۔ کیا اسوقت ایک ہی متنفس ہے جو اس مشن کو جاری رکھے۔ بالمقابل جناب مسیحیت مآب کے متعلق آپ کو اوس کا وہ زمانہ یاد دلاتا ہوں۔ کہ جب آپ ان کے مدار المہام تھے اور حضرت اقدس کو براہین کے متعلق ایک اشتہار کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرانا منظور تھا۔ آپ خود ہی مجھے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو کسقدر دقتوں کا سامنا ہوا تھا اور کن مشکلات کے بعد آپ نے ایک اشتہار کا ترجمہ کروایا۔ پھر اس کے بعد ۹۵-۱۸۹۴ء کا زمانہ آیا۔ اور پھر جب اسی قسم کی ایک پمفلٹ کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑی تہی جسکو میں ترجمہ کرنے کے بعد بطور مشورہ میاں الٰہی بخش کے پاس لے گیا تو انہوں نے کئی دن اوسی مشورہ میں لگا دیئے۔ وہ بھی زمانہ گذر گیا اور جب حضرت اقدس کو بلاد عربیہ میں اپنی اشاعت منظور ہوئی

تو پھر آپ نے دیکھا کہ اس امادہ سے کئی سال پہلے ہی تعلیم یافتہ اور انگریزی دان اہل قلم حضرت کے قدموں میں آبیٹھے یہ وہ لوگ ہیں جنکی قلم کا لوہا خود یورپین مصنفین نے مانا اور جنکی زبان دانی انگریزی پر خود اہل زبانوں نے تحسین کیا۔ اب بتلاؤ حضرت اقدس کی اشاعت میں اور پھر خود اسلام کی اشاعت میں زبان انگریزی کے ذریعہ جسقدر اشاعت تصانیف قادیان میں سے ہو رہی ہے وہ دنیا کے کسی اور مرکز سے کہاں ہوتی ہے۔ ماسٹر الہ دین لاہوری کا ترجمہ اشتہار براہین پر تامل کرنیکا زمانہ یاد کرو اور یہ زمانہ دیکھو۔ تو کیا آپ جیسے غور اور فکر کرنیوالے کے لئے کوئی عبرت کا مقام نہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی ضرورت اس مقدس انسان کو لاحق ہوتی ہے یا ہونیوالی ہوتی ہے اس ضرورت کے رفع کرنے کے سامان رحمان خدا ضرورت کے لاحق ہونیسے پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے مقدمات کے حالات نہیں دیکھے۔ کہ ان مقدمات کے پیدا ہونیسے پہلے ہی قانون دان غلام مسیح کی خدمت میں خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے پھر مالی ضرورت کو خدا تعالیٰ نے کیسا پورا کیا۔ میرے معظم منشی صاحب! آپ مرزا صاحب کی ابتدائی مالی تکالیف سے جیسے واقف ہیں اور کوئی کم ہی ہوگا۔ اب بتاؤ کیا یہ الٰہی فتوحات آپ کے لئے کوئی سبق کا موجب نہیں ہو سکتیں اور پھر یہ تمام اعلےٰ خدمات بہم پہونچانے والے کون ہیں۔ کیا چند جاہل اور بیوقوف تو ہمات کے گرویدہ اُمرا اور جہالت میں گرفتار اہل دولت ہیں جو اس مدعی کے قابو میں آگئے اور جن کے مال و جان پر اس کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور جنکی توہم پرستی سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو آپ لوگوں کے دنیاوی معاملات کو سلجھانے میں اہل عقل سمجھے جاتے ہیں اور جنکی عقل و تجربہ کیطرف آپ لوگ اپنی دنیوی مشکلات میں رجوع کیا کرتے ہیں جنکے علم و فضل کو زمانہ مانتا ہے اور جو لوگوں کے خیال میں ہی اپنے علم و فضل کے باعث عدیم المثال سمجھے جاتے ہیں ہاں بخیال اہل دنیا انہوں نے اگر کوئی غلطی کی ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے قادیان کے ایک رئیس کو مسیح اور امام مان لیا ہے۔

اب میں ایک خاص امر کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں جسکو میں نے ہمیشہ حیرت اور استعجاب کی نگاہ سے دیکھا ہے ایک بلاتعصب اور سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمات و یقین کو محض ایک نئی پیدا شدہ مخالفت کے باعث ترک نہ کر دے۔ جب تک اول مسلمات کے برخلاف اس کے پاس نئی کامل وجوہ پیدا نہ ہو جاویں۔ میں نے کتاب عصائے موسیٰ کو بغور پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔ اور پھر ان تمام اعتراضات کو اپنے ذہن میں جمع کیا۔ جو مصنف عصائے موسیٰ نے جناب مرزا صاحب کی ذات اور حالات کے برخلاف جمع کئے۔ اور ایسا ہی مجھے پٹیالہ کے ڈاکٹر عبد الحکیم کے اعتراضات پر بھی غور کرنیکا موقعہ ملا۔ عجیب اور حیرتناک بات جو میرے لئے تھی وہ یہ ہے کہ یہ وہی اعتراضات من وعن تھے جو مخالفین نے آپکی اور میاں الٰہی بخش کی اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی مخالفت سے کئی سال پہلے شائع کئے تھے۔ اور ان میں ایک بھی اعتراض الٰہی بخش یا عبد الحکیم کو نہ سوجھا۔ تمام کے تمام اعتراضات قریبًا ۹۹ فیصدی پہلے پہلے مخالفین کی کتب میں لکھے جا چکے تھے اور میاں الٰہی بخش نے یا ڈاکٹر عبد الحکیم نے جب مخالفت پر کمر بستہ کی تو انہیں اعتراضات کا اعادہ بالفاظ دیگر کر دیا میں ان اعتراضات کی صحت یا عدم صحت کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اعتراضات صحیح ہیں تو کیوں انکو میاں الٰہی بخش وغیرہ استعمال نہ کریں۔ جو بات مجھے حیرت میں ڈالتی ہے اور جس سے میاں الٰہی بخش وغیرہ کی دیانت کے متعلق مذبذب ... ہوتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب اعتراضات بعینہٖ وہی ہیں جو انکی مخالفت سے پہلے بھی موجود تھے اور جیسے ان کے کان اور آنکھیں سنا ہیں۔ تو جب سالہا سال تک یہ لوگ ان اعتراضات کو بے بنیاد سمجھتے رہے تو اب انہیں اور کونسا شرخاب کا پر لگ گیا جو اب وہی اعتراضات انکے نزدیک اعتراضات بن گئے۔ دیانت کا تو یہ تقاضا تھا کہ یہ لوگ کم از کم عذر کرتے ہم پر ظاہر کر دیتے کہ ان اعتراضات کو جنکو ہم کئی سال تک بے بنیاد سمجھتے رہے اور جن سے ہمارے ایمان کو ایک مدت تک متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اب

ان اعتراضات کے ثبوت میں ہمارے پاس نئے دلایل پیدا ہو گئے ہیں جنکا ہمکو پہلے علم نہیں تھا اور اسلئے ہم کو حق پہنچتا ہے کہ ہم ان اعتراضات کو صحیح مانیں اور جناب مرزا صاحب سے مخالفت کریں۔ یا وہ یہ اعلان کرتے کہ اعتراضات تو ہماری نگاہ میں ہمیشہ سے تھے لیکن ہم نے منافقانہ طور پر آج تک پردہ پوشی کی۔ تقویٰ اور امانت دیانت کی تو یہ راہ تھی جو میں نے عرض کر دی نہ یہ کہ انہیں اعتراضات کو ایک مدت العمر تک بے بنیاد اور غلط سمجھنا اور انکی اندفاع میں خود دلایل پیش کرنا اور معترضین کو انہیں جھوٹے اعتراضوں کے باعث ملزم ٹھہرانا اور پھر جب آپ مخالفت پر آمادہ ہونا تو انہیں اعتراضات کو وجہ مخالفت قرار دینا۔ کیا یہی ... تقویٰ و امانت تھی جو منشی الٰہی بخش و ڈاکٹر عبد الحکیم نے اختیار کی ہیں انکی مخالفت کی داد دیتا اگر یہ لوگ انہیں اعتراضات کے ثبوت میں نئے دلایل اور وجوہ پیدا کر کے پبلک کو یقین دلاتے کہ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں انہیں نئی ثبوت مل گئے ہیں۔ بعض خیرہ چشم اخبار نویسان لاہور نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو گھر کا بھیدی قرار دیکر ان کے اعتراضات کو وزنی قرار دیا۔ ہم اس بات سے خوش ہو سکتے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم جو بیس سال تک بزعم خود حضرت کا مرید رہا اور گھر کا بھیدی کہلانیکا سزاوار تھا کسی نئی بات کو جو گھر کا بھید ہے پبلک پر ظاہر کرتا۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب اس گھر کے بھیدی کی تحریر کو دیکھا اور اُسے بھی انہیں اعتراضات سے مملو پایا جنکو وہ ایک مدت تک بے بنیاد اور غلط سمجھتا رہا اور اپنی ایسا سمجھنے کی غلطی کو کسی نئی روشنی سے غلطی ثابت نہ کر سکا تو اس بات پر مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ یہ لوگ محض مخالفت اور ذاتی عناد کے باعث اندھے ہو رہے ہیں۔ آپ بتلائیں الٰہی بخش ہی گھر کا بھیدی تھا اور ایسا ہی عبد الحکیم۔ ان گھر کے بھیدیوں نے کونسی نئی روشنی ڈالی کیا محض دوسروں کی سنے کو چاٹ کر یہ گھر کے بھیدی اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے۔ انکا تو فرض تھا کہ اپنی مخالفت کی تائید میں کوئی نئے اعتراضات پبلک کے سامنے پیش کرتے یا پرانے اعتراضات کی تصدیق میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کوئی بیّن ثبوت پیش کرتے لیکن ان سے ایسا نہ ہو سکا۔ مثال کے طور پر میں ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ وہ براہین احمدیہ کے طبع کے متعلق ہے۔ غالبًا سنہ ۹۴ یا ۹۵ سے پہلے پہلے کا یہ اعتراض چلا آتا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے طبع کرانے کے متعلق لوگوں سے پیشگی قیمتیں لیلیں اور براہین کو شائع نہ کیا اور لوگوں کا مال اس طرح خورد برد ہو گیا اس کے مقابل حضرت اقدس کیطرف سے براہین کی تعویق کے متعلق بہت سے کامل اور مضبوط وجوہ پیش کئے گئے۔ اور بدظن طبایع کے ظنون فاسدہ کو رفع کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو شخص اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینی چاہے وہ براہین کی خرید کردہ جلدیں خواہ کیسی حالت میں ہوں ہم کو واپس دیکر اپنی ادا کردہ کل کی کل قیمت لے لے۔ اس کام کے سرانجام دہی کے لئے آپ ہی مقرر کئے گئے تھے اور آپ نے کئی دفعہ زبانی اعلان بھی کیا کہ جو چاہے آ کر ہم سے قیمت لے لے مجھے خوب یاد ہے کہ جب کبھی ان ایام میں آپ کے سامنے یا منشی الٰہی بخش کے سامنے اس اعتراض کا ذکر آتا تو آپ دونوں نے حضرت اقدس کی حمایت میں قیمت واپس دینے کی آمادگی ظاہر کی بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ بعض کتب واپس ہو کر آپ سے قیمت بعض نے واپس لی۔ اور پھر وہ کتب مریدین سلسلہ میں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔

اب اگر یہ واقعات سچے ہیں تو کیا میاں الٰہی بخش کو یا آپ کو یہ حق پہونچتا ہے کہ جس وقت آپ لوگ مخالفت پر کمربستہ ہوں تو اپنی فہرست اعتراضات میں اس براہین احمدیہ والے اعتراض کو بھی جڑ دیں۔ میرے نزدیک تقویٰ اور دیانت یہ اجازت نہ دیگی۔ ہاں اسکی ایک راہ اور تھی اور وہ یہ تھی کہ میاں الٰہی بخش اعلان کرتے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے واپسی قیمت براہین کے متعلق اعلان کیا وہ بھی ایک چال تھی اور منشی عبد الحق صاحب کو

اور مجھے بھی دوستی کے لحاظ سے اس جال اور فریب میں شریک ہونا پڑا۔ اور ہم اس فریبانہ جال میں معین و مددگار رہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے ہم کو متنبہ کیا اور ہم اس گناہ سے بچے اور ہم اب اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس اپنی سابقہ شرکت فریب سے پبلک کو آگاہ کریں۔ صرف اس صورت میں مصنف عصائے موسیٰ کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اعتراض متعلقہ براہین کو بھی فہرست اعتراضات میں درج کرتا۔ وَاِلّا بصورت دیگر ہم تو یہی کہیں گے کہ دراصل جو اعتراضات منشی طاعون زدہ نے پیش کئے وہ بالکل مخالفت کی نابینائی کا نتیجہ تھے۔

میرے مکرم منشی صاحب مجھے ۱۸۹۴ء۔۱۸۹۵ء کا زمانہ خوب یاد ہے جب آپ کے مکان پر ہمارے جلسے ہوئے تھے۔ جب آپ اور ہم اکٹھے اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ آپ نے کئی دفعہ ان تمام اعتراضات کا جو منشی الٰہی بخش نے کتاب میں کئی سال بعد درج کئے ذکر کیا اور پھر خود ہی بدلایل تو جیہ (جسکی بنیاد آپ کا ذاتی علم متعلق حضرت اقدس ہوتا تھا) ان اعتراضات کا ازالہ کیا۔ اب تو طاعون کے ہاتھ نے آپ کو دوست پرستی کے قیود سے آزاد کر دیا ہے کہ وہی دلایل تو جیہ جو آپ اور ہم کو سنایا کرتے تھے وہ آپکی تشفی اور تسلی کا باعث نہیں ہو سکتے کیوں انہیں دلایل کو سامنے رکھکر آپ اپنی لغزشوں کو نہیں ٹھہرواتے۔

مجھے آپ کے ہم جلیسوں کے علاوہ راجہ جہانداد خاں گکھڑ پر بھی افسوس ہے اور میں نے اس سے ذکر بھی کیا کہ جب ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء تک وہ حضرت اقدس کا مویدا و معتقد رہا ہے اور حضرت کی تمام تصانیف سے خوب ماہر تھا اور مخالفین کے لٹریچر پر بھی اسکی نگاہ تھی تو پھر ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نے اب کونسا نیا پہلو اختیار کیا جو آپ کے یا راجہ گکھڑ کے انحراف کا باعث ہوا ظلی یا غیر ظلی نبوت یا دعوئے رسالت و احمدیت۔ یا انت منی و انا منک۔ وغیرہ وغیرہ ان میں سے کونسی بات ہے کہ جس کا ذکر کھلا کھلا براہین میں نہیں تو پھر یہ باتیں کیوں از سر نو مخالفت کی بنیاد بن گئیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ذاتی اغراض یا ذاتی رعونت درمیان آجاتی ہے تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ نہ امیر صاحب کابل مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار کی تقرری بعہدہ پولیٹیکل ایجنٹی قندہار پر اُن کی احمدیت کے باعث اعتراض کرتے اور نہ راجہ صاحب کو سفارت کابل کی خواہش حضرت کے افترا سے روکتی۔ راجہ صاحب ایک زمانہ میں علی الاعلان احمدی مشہور تھے اور پھر جب اُنہیں سفارت کابل کے حصول کا شوق پیدا ہوا تو ان کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے مخالفت کر کے امیر کابل کے کانوں تک پہونچا دیں کہ وہ سخت معاند سلسلہ احمدیت ہے خدا کی شان ہے کہ خسر الدنیا والآخرۃ نے کیسا رنگ اپنا دکھلایا۔

ایسا ہی نہ منشی الٰہی بخش نے اور نہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے کوئی نئی وجہ مخالفت جناب مرزا صاحب میں دیکھی اور آخر الذکر نے تو اپنی مخالفت سے ایک سال یا کم بیش عرصہ پہلے مرزا صاحب کی حمایت میں تصانیف شایع کیں دراصل یہ لوگ بلعمی صفات اپنے اندر رکھتے تھے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ ہم خود حضرت احدیت مآب کی جناب میں باریاب ہیں ان کو جناب موسےٰ کے حالات سے سبق لینا چاہئے تھا۔ لیکن جس رعونت نے بلعم کو اخلد الی الارض کا مصداق بنایا اس سے یہ لوگ کیسے بچ سکتے تھے۔

اب میں چند الفاظ میاں الٰہی بخش کے بعض الہامات کے متعلق عرض کر کے اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں میں نے کتاب عصائے موسےٰ میں میاں صاحب کے چند الہام ایسے پڑھ لیے ہیں جن کو اشاعت عصائے موسےٰ سے پہلے (جب میاں صاحب حضرت مرزا صاحب سے خوش اعتقادی رکھتے تھے) مینے میاں صاحب سے سنا تھا اسوقت ان الہامات کے مصداق جناب مرزا صاحب اور اُنکے مخالف ظاہر کئے جاتے تھے۔ اور جب مخالفت کا زمانہ آیا تو انہیں الہامات کی مصداق خود میاں صاحب اور مرزا صاحب بنائے گئے۔ مثال کے طور پر میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ اور خدا شاہد ہے کہ میں اس تحریر میں صادق القول ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جن دنوں جناب مرزا صاحب کے برخلاف مارٹن کلارک کا مقدمہ ۱۸۹۷ء میں ہو رہا تھا تو میں اتفاق سے منشی الٰہی بخش کو انار کلی میں متصل بچا گھر قدیم ملکیا۔ اور مینے آپ سے عرض کیا کہ آپ بھی یا دریوں کی مخالفت میں دعا کریں اُنہوں نے کہا کہ مینے دعا کی ہے اور مجھپر الہاماً ظاہر کیا گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب اس مقابلہ میں مظفر و منصور ہونگے۔ پھر انہوں نے الفاظ الہام کے دُہرائے جسمیں موسیٰ اور فرعون حسب تشریح میاں الٰہی بخش جناب مرزا صاحب اور مارٹن کلارک کو کہا گیا تھا۔ میاں الٰہی بخش کہتے تھے کہ چونکہ موسیٰ فرعون پر غالب آیا تھا اسیطرح جناب مرزا صاحب پادریوں پر غالب آویں گے۔ غرضیکہ وہ دن بھی آیا جب حضرت اقدس اُس مقدمہ میں مظفر و منصور ہوئے اور جب میں پھر میاں الٰہی بخش کو ملا۔ تو انہوں نے مبارک دیتے ہوئے اپنے الہام کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ آخر موسےٰ نے فرعون پر غالب آنا تھا سو غالب آگیا۔ لیکن میری حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب مینے عصائے موسیٰ میں اس الہام اور اُس کے قبیل دیگر الہامات کو دیکھا کہ جنکی بنا پر میاں الٰہی بخش تو موسےٰ بنے اور فریق ثانی فرعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عجب نشان ربی ہے کہ اگر یہ الفاظ واقعی خدا کیطرف سے تھے کیونکہ وہ زمانہ منشی صاحب کی صلاحیت کا تھا تو وہ الفاظ کس وضاحت سے پورے ہوئے دست قدرت نے ظاہر کر دیا کہ کون موسےٰ ہے اور کون فرعون کس نے موسےٰ کیطرح فرعون کو طوفان میں غرق ہوتے دیکھا اور کون فرعون کیطرح طوفان میں غرق ہوا۔

مینے یہ چند کلمات حقیقی درد اور سچے اُنس سے لکھے ہیں اور میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انکو نفع بخش آپ کے لئے یا اور پڑھنے والوں کے لئے کرے۔

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب۔
لاہور۔ انار کلی۔

مورخہ ۹ اپریل ۱۹۱۰ء۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف پنشنر جو پہلے دلوں اندھے ہو گئے تھے روحانی طور پر تو بالکل ہی اندھے ہیں اور اس لئے بمصداق مثل مشہورہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے انہیں جو کچھ ہی سوجھائی دیتا ہے وہ قرآن مجید کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔ اسلام کے خلاف اور خود اللہ تعالیٰ کی پاک شان کے خلاف۔

حافظ صاحب باوجودیکہ اس پیرانہ سالی میں اپنی شوخیوں اور گستاخیوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں لیکن پھر بھی بے حیائی سے کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور اسکی جماعت سے استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اسطرح اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر انہیں ایمان نہیں۔ اسکی نظیر ان کا وہ تازہ اشتہار ہے جو منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت پر اس نے شایع کیا ہے۔

منشی الٰہی بخش کے نام سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے موسیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی مگر باوجودیکہ وہ اچھا خاصہ موٹا تازہ مضبوط آدمی تھا اور حضرت مسیح موعود سے عمر میں بھی کم تھا پھر بھی اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کیوجہ سے حضرت مسیح موعود کا فدیہ ہو گیا اور صادق کی زندگی میں کاذب طاعون سے ہلاک ہو گیا اس موت نے مرا جس کے لئے وہ حضرت مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی کرتا تھا۔ اور پھر اپنے گھر سے باہر منشی عبدالحق کے گھر میں مرا یہ راز ابھی تک نہیں کھلا کہ وہ منشی عبدالحق کے گھر میں کیوں آکر مرا۔ دو صورتوں میں کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے یا تو یہ کہ ورثا منشی الٰہی بخش نے تیمارداری کا کوئی اسلئے نمونہ نہ دکھایا ہو اور یا یہ کہ منشی عبدالحق کے گھر میں ہی یکایک ایسے بیمار ہوئے کہ اٹھ نہ سکے اور شدید العذاب نے ایسا پکڑا کہ ہوش ہی نہ رہی کہ کہاں جائیں؟ بہرحال یہ امر منشی عبدالحق ظاہر کریگا۔ لیکن انہیں کوئی کلام نہیں کہ وہ طاعون سے عبدالحق کے گھر مرا اور اسطرح صادق کی صداقت پر اپنی موت سے مہر کر گیا اسیطرح جسطرح اس سے پہلے اس کے امثال نے کی۔

حافظ محمد یوسف کو اس موت سے سبق لینا چاہیے تھا اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خدا کے برگزیدہ کو مان لینا مناسب تھا مگر ازلی شقی دوست اور مخلص کی موت کو ہنسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے جس سے اسکی قساوت قلبی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ اس پیر اس نے مندرجہ ذیل نوٹس شائع کیا ہے۔

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

میں کل ۸ر اپریل کو وقت ۱۰۔۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہور مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے دلکو سخت صدمہ پیدا ہوا۔ اسیوقت سے رنج و غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا۔ بعد ۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں ابھی رضائی میں پڑا ہوا تھا الہام ہوا کہ مولوی برہان الدین جہلمی و مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور ایڈیٹر اخبار البدر مرزائی کو بسبب تقلید مرزا قادیانی کے فرشتہ سخت عذاب کر رہے ہیں اور وہ لوگ زبانی ہو بیسے انکار کر رہے ہیں اسواسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت دینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ ربانی کو نہایت عزت کے ساتھ طلب کر لیا گیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسیطرح عملدرآمد کیا جاویگا۔

اس بات کو سنکر دل کو اطمینان ہو گیا اسواسطے بھائی مرزائیوں کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیوں کو لازم ہے کہ جلد توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو گا میں صرف بطور خیر خواہی کے آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بھی بذریعہ قطع الوتین اور کھلے خط کے اطلاع دیگئی ہے اور پھر تبلیغ کرتا ہوں آئندہ اختیار ہے۔

حافظ (محمد یوسف پنشنر از امرتسر) ۹ر اپریل ۱۹۰۷ء

اس نوٹس میں ایک طرف تو حافظ صاحب منشی الٰہی بخش کی موت پر سخت رنج و غم میں اپنا مبتلا ہونا ظاہر کرتا ہے اور اسے ملہم ربانی قرار دیتا ہے دوسری طرف اسپر ہنسی کرتا ہے جبکہ وہ ایک موت کو واسطے شہادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین اس مقام پر خوب غور کریں کہ کیا عرف عام میں جب کوئی شخص شہادت ادا کرنے جایا کرتا ہے تو اس کے رفقا کو صدمہ اور رنج اور غم بھی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ واپس نہیں آیا کرتا؟

قاعدہ متعارفہ تو یہ نہیں غالباً منشی الٰہی بخش صاحب پر حلف دروغی کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے کیونکہ بقول حافظ صاحب وہ مرزائیوں کے خلاف شہادت دینے گئے ہیں۔ اور چونکہ واپس نہیں آئے۔ اس لئے قرین قیاس یہی امر ہے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی ہے اور آگے ہی مرزائیوں کے خلاف ... رہے ہیں۔ اور اسکے گواہ دوسرے قرائن بھی ہیں اور یہ بھی ہے کہ جن مرزائیوں کے خلاف انکی شہادت ہے انکو تو اس جہان سے رخصت ہوئے عرصہ گذر گیا۔ اب تک منشی الٰہی بخش کا شہادت کے لئے نہ جانا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ سمن آسمانی کی تعمیل سے بھاگتے پھرتے رہے ہیں اور اسوقت بھی ۸ر اپریل کو بھاگ کر منشی عبدالحق کے مکان میں چھپے ہوئے تھے کہ یکایک طاعونی وارنٹ کے ذریعہ بلاضمانت گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے۔ اور ان مفتریات کے لئے جو انہوں نے عصائے موسیٰ میں کی ہیں انپر مقدمہ ہو گیا ہو تو تعجب نہیں۔ حافظ صاحب خود تشریف لیجائیں اور شریک حال ہوں۔ اور جس عزت کے ساتھ انکو بلایا گیا ہے حافظ صاحب بھی اسی عزت سے جانے کی درخواست کر دیں۔ اس سے یہی فائدہ ہو گا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائیگا اور اگر حافظ صاحب اس شہادت کے لئے جانے سے گریز کریں تو اپنے دوستوں عبدالحق یا ثناء اللہ میں سے کسیکو بھیجدیں کیونکہ ثناء اللہ تو اس امر میں مشتاق بھی ہے۔ کرم الدین کے مقدمہ میں بھی گواہ ہو کر گیا تھا۔ اسکیں بھی چلا جاوے وہ مولوی فاضل بھی ہے اسکی شہادت شاید بہت معتبر ہو۔ حافظ صاحب ان بزرگوں سے پوچھ کر بتائیں کہ کب تک تشریف لیجائینگے؟ مگر حافظ صاحب کو ضرور جانا چاہیئے تاکہ وہ واپس آکر اس رودار کو شائع کر دیں یا بابا لال محمد الدین حکیم کو دے جائیں۔

بہرحال

یہ تو حافظ صاحب کی شوخی اور بے حیائی پر ایک ریمارک ہے۔ مگر حافظ کی اس تحریر کو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو نہ خدا پر ایمان ہے اور نہ قرآن کریم پر اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اس کے دل میں ہے۔ ورنہ وہ ایسی بے حیائی اور ہنسی سے کام نہ لیتا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کسقدر اعتراض وارد ہوتے ہیں کیا وہ خدا جو سمیع بصیر خبیر بما تعملون۔ علیم بالذات الصدور ہے اسکے حضور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ اے عقل و ایمان کے دشمن! ظاہر و باطن حافظ! دیکھ تیری یہ ہنسی خدا کے مامور و مرسل اور اسکی جماعت پر نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور تیرے!!! اس جرم کی سزا الغرض قرآن میں کیا لکھی ہے۔

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

اور پھر دوسرے مقام پر سورہ کہف کے آخری رکوع میں فرمایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

اور پھر یہ تو بتا کہ جب الٰہی بخش کی شہادت کی اس مقدمہ مرزائیاں میں عدالت ربانی میں ضرورت تھی تو مرزائیوں کو عذاب کس بنا پر ہو رہا تھا؟

پس یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرے اعتقاد کے موافق معاذ اللہ خدا ظالم ہے اور یا تو اس افترا بازی میں نہایت بے باک ہو گیا ہے اور خدا اور اس کے فرشتوں پر بھی افترا کرتا ہے۔

او ناعاقبت اندیش! اسیر باطن!! انبیاء و رسل کے دشمن!!! دیکھ!!!! یہ حملہ کس پر ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور کی شہادت کافی نہیں؟ کیا تو نے نہیں پڑھا کفیٰ باللہ شہیدا۔ کیا ملائکۃ المقربین کی شہادت کافی نہیں جو الٰہی بخش کی حاجت پڑی۔

یہ قصہ تو نے محض ہمارا دل دکھانے اور الٰہی بخش کی طاعونی موت کا داغ ندامت مٹانے کیلئے گھڑا ہے تیرا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس کے لئے تو جوابدہ ہے میں تیرے مذاق کے موافق تیرے اس اشتہار پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لات کے بھوت بات سے نہیں مانا کرتے۔ اگر تو بالکل کور و کر نہیں ہو گیا تو کیا عجب تجھے فائدہ پہونچے +

اگر حافظ صاحب کا حافظہ دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق نہیں تو امید ہے انہیں جلد ہوش آ جائیگی۔ یکم جولائی ۱۹ء کو اتمام حجت کی غرض سے معراج یوسفی نام ایک اشتہار ہماری طرف سے شایع کیا گیا تھا اور انہیں یہ کشف حافظ صاحب کا لکھا گیا تھا جسکی تردید آجتک حافظ جی نے نہیں کی۔ اور وہ یہ ہے۔

"میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ فرشتے پہلے آسمان پر مجھے لے گئے پھر دوسرے آسمان پر لے گئے یہانتک کہ ساتویں آسمان تک پہونچا دیا پھر عرش معلے کے قریب مجھے کیا وہاں اللہ جلشانہ کی تجلی مجھ پر ہوئی اس تجلی میں سے اللہ جلشانہ کی آواز آئی اور خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ کسی فرشتہ کے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنے بندہ مرزا غلام احمد کو بھیجا ہے کیوں لوگ اسکا انکار کرتے ہیں؟ اور کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اس نے شریعت پر کیا بڑھایا؟ صرف متشابہات پر گفتگو کرکے ان کو حل کیا ہے میں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور پھر آواز آئی کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے۔"

یہ تو آپ کا کشف ہے اور خدا تعالیٰ کی آواز کو بلا واسطہ آپنے سنا۔ سات سال کے قریب ہونیکو آئے یہ کشف شایع کیا گیا اور آپ نے اسکی تردید نہ کرکے اسکی سچائی کو تسلیم کر لیا اور یہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ منکروں کا کیا حال ہوا؟ اوروں کو جانے دیجئے خود آپ نے ہی اپنی ذات پر بہت کچھ دیکھا۔ بیٹا مرگیا۔ کچھ دنوں اندھے ہونے کے دکھ سہے۔ پھر بھائی کو لاولد اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا۔ اور اب رفیق الٰہی بخش کو طاعونی موت سے مرتے دیکھا۔

اور دوسرے منکر جو مرا ایک مر رہے ہیں وہ تو الگ رہے۔ اب آپ کے اس کشف کے ہوتے ہوئے کیونکر یقین کر لیں کہ الٰہی بخش شہادت دینے گیا ہے کیوں یہ

قرار نہ دیا جاوے کہ وہ پکڑے گئے ہیں۔ اور اسپر ایک اور عظیم الشان تحدی زبردست گواہ ہے۔ اور یہی صورت واقعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسکی کسیقدر تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو طاعون کی شدت کا الہام ہوا تو ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا تھا لولا الاکرام لھلک المقام یعنے اگر میری عزت اور اکرام کا پاس نہوتا تو قادیاں کو بھی ہلاک کر دیا جاتا۔ اس پیشگوئی کو کثرت سے شایع کیا گیا اور لاہور میں شدید طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کیگئی چنانچہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم کے ذریعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اس پیشگوئی کو پر زور تحدی کے ساتھ شایع کیا۔ اور اسمیں منشی الٰہی بخش اور عبدالحق وغیرہ پر ان الفاظ میں اتمام حجت کیا۔

"حضرت ممدوح نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لاہور اور اسکے مثل وہ مقامات جنہیں ائمۃ الکفر رہتے ہیں طعمہ طاعون ہونیسے ہرگز نہ بچیں گے اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک ہی راستباز ہوگا اسجگہ کو خدا تعالیٰ اس مشتعل غضب سے بچا لیگا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ان مقامات میں جنکی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کرتے ہیں ایک ہی راستباز نہیں بلکہ راستی کے مکذب ہیں اور ایک بھی دل نہیں جسمیں حقیقی تقوےٰ اور طہارت ہو تو اب لاہور کے شرفا علماء اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علماء فضلا حکماء اور ملہموں کے پاس جا کر عرض کریں خصوصاً منشی الٰہی بخش عبدالحق سے باصرار کہیں کہ وہ بھی بالمقابل ایک پر زور پیشگوئی کر دیں کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہیگا اور اپنی شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دیں میاں الٰہی بخش اپنی کتاب میں دعوے کرتے ہیں کہ بارش کیطرح الہام انپر برستے ہیں اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق میں کر دیں۔ اب تو خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک طیار کر دی ہے اور صدق و کذب کا واضح معیار بر روئے کار آنے کے قریب ہو گیا ہے اس بیہودہ طومار میں جو داستان امیر حمزہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید نہیں اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لئے الٰہی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کمزور کاغذ کہاں روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے کہ خدا کا مسیح اپنے صدق و حقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھہراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبوں کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اسکی تکذیب کیلئے جان توڑ کر لڑیں۔

عصائے موسیٰ کا مصنف اسوقت اپنی شد و مد سے یہ الہام شایع کر دے کہ قادیاں کے پیغمبر کے دعوے کے ساتھ لاہور طاعون کی دست درازی سے محفوظ رہیگا بشرطیکہ ملہم ہے

الٰہی بخش ملہم اور صادق اس میں ہے

اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جائز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقوےٰ اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جاوے اور عوام کالانعام میں منسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں۔"

اس تحدی کو شایع ہوئے پانچ برس گذر گئے۔ اور منشی الٰہی بخش کو جن الفاظ میں غیرت دلائی گئی ہے وہ ناظرین کے سامنے ہیں وہ شخص جو موسیٰ ہونیکا مدعی ہے اور جو کہتا ہے کہ بارش کیطرح اسپر الہام برستے ہیں ایسے مقابلہ کیوقت اس کا فرض تھا کہ وہ اپنی تقویٰ اور تقرب الٰہی کے ثبوت کیلئے خاک پر گر گر کر خدا کے حضور دعائیں کرتا اور اپنی شفاعت اور راستی کا بین ثبوت چاہتا اور کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ ان غیرت دلانیوالے الفاظ کو سنکر اور پڑھکر دعائیں نہ کی ہونگی؟ ضرور دہ اور اس کے رفیق

ناک رگڑتے رہے ہونگے مگر

ما دعاء الکافرین الا فی ضلال

انکی دعائیں الٹے ہی منہ پر ماری گئیں۔ اور لاہور کی حفاظت تو درکنار اپنی حفاظت کا بھی وعدہ نہ ملا۔ ورنہ نا ممکن تہا کہ وہ شور نہ مچاتے اور شایع نہ کرتے کیونکہ اس تحدی کے مقابلہ میں ناکام رہنے کا نتیجہ یہ قرار دیا گیا تہا کہ اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکہتا ہے کہ وہ کاذب تقوی اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جائے اور عوام کالانعام میں محسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی کہا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلئے ایک غیور اور باحمیت انسان کب روا رکہتا ہے کہ وہ کاذب مشہور ہو۔ اور خدا اپنے کسی برگزیدہ کیلئے کب جائز رکہتا ہے کہ ایک مفتری کے مقابل میں صادق ذلیل ہو۔ الٰہی بخش اپنے آپ کو صادق یقین کرتا تہا اور حافظ محمد یوسف اور عبدالحق اس کے گواہان حاشیہ تہے پہر کیا نہ سمجھا کہ ان تینوں ملہموں کو خدا نے اس تحدی کے مقابلہ میں جو ان کے خیال نہیں الہام کے موافق معاذ اللہ ایک کاذب کی تحدی تہی محروم کر دیا ہا کیا صادقوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے کہ وہ کاذب کے مقابل میں ذلیل ہوں ؟ نہیں ہرگز نہیں اصل یہی ہے کہ وہ صادق نہ تہا صادق خدا کا موعود مسیح ہی تہا۔ اور اسلئے اسکی تحدی کے مقابلہ میں الٰہی بخش کا علم اور اسکی الہامی اور کشفی طاقتیں سلب ہو گئیں۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ اس کا آسمان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

پانچ برس تک یہ پیشگوئی شایع رہی الٰہی بخش نے اپنی خاموشی سے خدا کے مامور کی صداقت اور اپنی تہی دستی اور آسمانی تعلقات سے بے نصیب ہونے کی اقبالی ڈگری پبلک کے ہاتھ میں دیدی اور اب لاہور کی شدید طاعون نے اس ڈگری کا اجرا کر دیا اور الٰہی بخش کو طاعونی وارنٹ کے ذریعہ گرفتار کر لیا۔

حافظ صاحب یہ ہے اصل روئداد مقدمہ کی۔ چونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ہی اس تحدی کو شایع کیا تہا۔ اسلئے تعجب کی بات نہیں کہ انکی روح نے جوش مارا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور الٰہی بخش کے مقدمہ کو پیش کر دیا اور حافظ محمد یوسف کے کشف کے موافق جسمیں خدا تعالیٰ نے انہیں بلا توسط غیر بتایا تہا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاوینگے فرد قرار داد جرم لگا کر بلا ضمانت گرفتار ہو گیا۔ اسلئے میں حافظ صاحب کو اس خیال سے کہ وہ موسیٰ کاذب کا متبع ہے یہ آیت سنانی ضروری سمجھتا ہوں جسمیں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

موسیٰ کاذب طاعون کا شکار ہو گیا اور آپ کے کشف کی واقعات حقہ نے تائید کر دی اور پانچ سال پہلے کی شایع کردہ تحدی اسکی موجب ہے۔ اسلئے اب وہ منکروں کی فرد قرار داد جرم کے نیچے ہیں منشی عبدالحق اور حافظ محمد یوسف حق دوستی ادا کرنا چاہیں تو آنکی شہادت صدق سے بلائے گئے ہیں۔ اور چونکہ حافظ صاحب اس اشتہار میں ذکر کر چکے ہیں کہ وہ عزت سے بلائے گئے ہیں۔ اسلئے غالباً وہ خود بھی اور اسکے شہداء تصدیق کے لئے اسی عزت سے جانا پسند کریں بہرحال یہ انکا اختیار ہے۔

بالآخر میں حافظ صاحب کو نہایت خیر خواہی اور سچی ہمدردی سے صلاح دیتا ہوں کہ خدا سے ڈریں اور اس قسم کی ہزل و استہزا سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ماموروں اور رسولوں کی بہت غیرت ہوا کرتی ہے وہ پسند نہیں فرماتا کہ ان پر ہنسی کی جاوے یہ سچ ہے کہ ہنسی ہوتی ہے لیکن ہنسی کرنیوالوں کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ پس آپ پر چونکہ اتمام حجت ہو چکا ہے اسلئے بہتر ہے کہ خدا سے ڈر جاؤ اور استہزا کو چھوڑ کر اس نشان پر غور کرو جو آپ کے گہر میں صادق کے مقابل موسیٰ کاذب کی طاعونی ہلاکت سے ظاہر ہوا ہے۔

من از آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ایک مطالبہ اور اسکی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی اخبار اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ اسکو بتایا جائے کہ ہمارا امام التوحید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو امریکہ کے مفتری و مدعی نبوت ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی تہی وہ کب اور کہاں قلمبند کیگئی تہی افسوس کہ اس نجدی پرست نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ میرے اس گستاخانہ مطالبہ کی اس وقت تک کیا وقعت ہو سکتی ہے جب تک کہ سلسلہ احمدیہ کے زبردست اور دنیا بہر کے مشہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے فائلوں کی سلسلہ وار پڑتال نہ کیجاوے ہاں اگر اسکی کور باطنی کچھ رہنمائی نہ کرتی تو پہر واقعی اسکو حق پہونچتا تہا کہ آپ یا مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سے مطالبہ کرتا اور ضرور کرتا چونکہ وہ ایسا نہیں کر سکا اس لئے میں نے چاہا ہے کہ امرتسری نجدی پرست مولوی کی اطلاع کے لئے اس نوٹس اور چیلنج کا کچھ حصہ پیش کر کے سبکدوش ہو جاؤں جو بہرحال حسب ذیل ہے۔

"یاد رہے کہ میں اس ملک انڈیا میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس ۲۵ برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا ہے اور وہ میں ہی ہوں ...... اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا ...... مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے پہاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ کی مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین" (دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

اب مولوی ثناء اللہ انکار اور تعصب میں جسقدر چاہے ترقی کرے مگر حق و باطل میں جو فیصلہ منظور تہا وہ ہو چکا جس پر ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کیا شک ہے اسنے میں نہیں اس مسیح کی۔ ڈوئی ہی ہے سچائی کو جسکی بتا گیا۔

شاید امرتسری نجدی پرست کو حسب عادت ایسی صاف اور اجلی صداقت پر بھی شک ہی ہو مگر اس (در کتاب صحیح بخاری از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ گفت اند فرمودہ جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا و یمننا یعنی اے اللہ برکت فرما در ملک یمن و شام قالوا و فی نجدنا یعنی صحابہ عرض کردند کہ برائے ملک نجد دعا فرمائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار دیگر برائے ملک شام و یمن دعا فرمودند باز دیگر صحابہ برائے ملک نجد بحضرت آنحضرت التماس نمودند پس بار سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان یعنی اندرون ملک نجد زلزلہ و فتنہ ہا خواہند شد و درون آن آمد از انجا امت شیطان) پیشگوئی کے صحت پر تو غالباً کچھ شک نہ ہوگا بہلا سمجہا میں مولوی ثناء اللہ صاحب فتنہ مذکور کا بقیہ اور یادگار کے طور پر خود موجود ہیں تو پہر انکار اور شک کرسکیں گے اسلئے کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ شیخ عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا عقیدہ رکہتے ہیں۔

راقم عاجز محمد حسین مسافر

۹۶

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

(سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

میرے مضمون کے جواب میں سرحدی مولوی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ سراج الملت والدین نے یہ کام بہت اچھا کیا۔ مگر حیران ہوں کہ یہ نام یا خطاب انکو کس نے دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں مگر کیا یہ امیر صاحب کی نسل کا نام ہے۔ خطاب ہے تو وہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے یا آنحضرتؐ کا رسول یا دنیاوی خطاب ہے تو بادشاہ ہوتے ملتا ہے جیسے کہ انگریزی میں امیر صاحب کو خطاب عطا ہوا ہے اور وہ خطاب نہ روز کی طرح کے مطابق سنتے کیا امیر صاحب کو الہام کے ذریعہ سے یہ خطاب ملا ہے یا حدیث میں انکی بابت کوئی اشارہ ہے یا آپ لوگوں میں سے کسی کو خدا کی طرف سے ایسا اشارہ ہوا ہے کہ امیر صاحب سراج الملت والدین ہیں یا قرآن حدیث میں کسی بادشاہ کو ان الفاظ سے پکارا گیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ سراج تو آنحضرتؐ کا نام ہے۔ جب آپ لوگ مسیح کے نام سے اسقدر چڑتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے سچائی کے دعوے پر آپ اپنے دامن سے باہر ہوتے جاتے ہیں اور اس قدر گھبراتے ہیں جسکی کوئی حد نہیں اور وہ کتابیں جو انکے برخلاف لکھی گئی ہیں یا وہ تقریریں جو کہ ان کے مقابل میں لکھی گئی ہیں انمیں گالیوں کی ایسی بوچھاڑ لگی ہے کہ گویا سمندر کا طوفان ہے جو کہ امڈا چلا آتا ہے۔ مگر ایک دنیاوی بادشاہ کو بغیر قرآن و حدیث کے ارشاد کے سراج الملت والدین کہنا کچھ بھی ناگوار نہیں گذرا۔ [illegible] تو مسیح کا دعویٰ کیا تھا اور سراج کا وہ خطاب ہے جو کہ خدا نے آنحضرتؐ کو عنایت کیا ہے۔ [illegible] سوائے اس کے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی لالچ اور مال کی محبت ایسا کام کرنے کے لئے آپ کو مجبور کر رہی ہے۔ گو مجھے شبہ ہے کہ آپ کو اس مضمون کے بدلے میں امیر سے تو کچھ ملا نہ ہوگا اور جو خدا سے علاوہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ انما ھی اعمالکم تحصیھا علیکم۔

اس کے آگے چلکر راقم مضمون لکھتا ہے کہ امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہردلعزیزی کو کام میں لاکر اس حدیث کے حکم کا برخلاف کس طرح کر سکتے تھے یعنی جبکہ حدیث صاف طور سے مرزائیوں کا قتل جائز بتاتی ہے تو اب قرار دیتی ہے تو کیونکر امیر صاحب انکو قتل سے اپنا ہاتھ کو اسلئے روک دیتے کہ انکی ذاتی اور جبلی ہردلعزیزی اس کے برخلاف تھی لیکن افسوس شاید راقم مضمون کو وہ حکم یاد نہیں جو کہ امیر صاحب نے دہلی کے دربار کے موقعہ پر دیا تھا کہ کوئی گائے ہمارے لئے ذبح نہ کیجائے کیونکہ اس سے مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں اور ہندوؤں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ صاف طور سے فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً۔ جسکے معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم گائے کی قربانی کرو۔ اور یہ حکم اسوقت دیا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل ایک ایسے ملک میں تھے جہاں گائے کی پوجا کیجاتی تھی۔ اور ایسا کرنے سے وہاں کے باشندوں کی دلشکنی ہوتی تھی۔ مگر خدا نے پھر بھی حکم دیا کہ گائے کی قربانی کرو۔ کیا امیر صاحب خدا تعالیٰ کی غلطی نکالتے ہیں اور وہ کام جو اس نے جائز رکھا اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ افسوس کہ اس موقعہ پر تو امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہردلعزیزی کے تابع ہوگئے اور عبد اللطیف کو شہید کرتے وقت تابع نہ رہ سکے اور پھر کونسا حکم پورا کیا وہ جو کہ نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ حدیث جس سے کہ راقم مضمون احمدیوں کے قتل پر دلیل پکڑتا ہے خارجیوں پر پوری ہو چکی اور اس پر صحابہ اور محدثین کا اجماع ہے۔ پھر بار بار اس حدیث سے استدلال کرنا اسکی شوخی پر دلالت کرتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسی باب میں اسی حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے کہ یہ خوارج کے متعلق ہے اور لکھا ہے کہ وہ اعراف سے پیدا ہونگے پھر بار بار اس کے دوسرے معنے کرنا سخت بے باکی اور دلیری ہے۔

سرحدی مولوی کا یہ لکھنا کہ اس فرقہ کا کابل میں پہنچنا پہلی ہی دفعہ ہوا تھا۔ بالکل غلط اور صریح بے بنیاد ہے کیونکہ قریباً تین سال پیشتر اس واقعہ کے صاحبزادہ صاحب کا ایک شاگرد مولوی عبد الرحمٰن بھی اسلئے قتل کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کا منکر اور مرزا صاحب کا مرید تھا۔ پس یہ بات کہ پہلی دفعہ ہی یہ سلسلہ وہاں پہنچا تھا خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر پہلی دفعہ ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ یہ خیال کیا جاتا کہ امیر صاحب نے بے سوچے سمجھے صاحبزادہ عبد اللطیف کو قتل کروا دیا لیکن یہاں تو یہ معاملہ ہی نہیں کیونکہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب حسب الحکم مولوی عبد اللطیف کے یہاں آیا کرتا تھا۔ اور واپس جا کر یہاں کے حالات سے مولوی صاحب کو واقف کیا کرتا تھا اور جب امیر صاحب کے والد امیر عبد الرحمٰن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اس گروہ میں سے ہے جو کہ جہاد کا منکر ہے تو اس نے اسکو قتل کروا دیا۔

آگے چلکر راقم مضمون پھر ایک حدیث صحیح مسلم کی بیان کرتا ہے کہ من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان۔ یعنے جو شخص اس امت میں نفاق ڈالتا ہے اور امت میں اتحاد اور وحدت ہو تو خواہ وہ کوئی ہو اسکو قتل کر دو۔ اس حدیث کے بیان کرنے میں بھی پہلی حدیث کی طرح اسی ایمان سے کام لیا گیا ہے جو خود ثریا پر چلا گیا ہے اور اپنا قائم مقام چھوڑ گیا ہے کیونکہ یہاں صاف طور سے لکھا ہے کہ قوم متفق ہو اور یہ حدیث عرفجہ سے مروی ہے اور صحیح مسلم نے اس حدیث کو دوسرے موقعہ پر اسطرح بیان کیا ہے کہ امرکم جمیعا علی رجل واحد یعنی تم ایک شخص کے ماتحت ہو اور ایک تمہارا امام ہو اور دیکھنا چاہیئے کہ امامت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دنیاوی اور ایک دینی۔ سو اسوقت تم لوگوں کا نہ دینی طور پر کوئی امام ہے اور نہ دنیاوی۔ [illegible] دنیاوی طور پر ایک بادشاہ نہیں کچھ عیسائیوں کے ماتحت ہو اور کچھ بدمذہبوں کے اور کچھ اپنے ہم مذہب بادشاہوں کے اور دوسرے دینی امامت سو اس میں بھی تم لوگ متفرق ہو۔ تمہارا کوئی امام نہیں۔ اول تو تمام مسلمانوں کا ایک امام ہوتا مگر وہ نہ سہی ہر ایک فرقہ کا ایک ایک امام ہوتا تب بھی بات تھی کہ ایک ایک امام کے ماتحت سب امن سے زندگی بسر کر رہے تھے اور احمدیوں نے انمیں خلل ڈالدیا حالانکہ اسوقت ہمارے جو مخالف ہیں ایک شیعہ سو انکا بھی کوئی امام نہیں ہے بعض کا امام تو گیارہ سو برس سے غائب ہے بعض کا انتظار میں ہیں اور بعض اوتاروں کے قائل ہیں جیسے آغا خانی اور بعض کہ موجود نہ ہونے جیسے زیدی پھر خوارج سو ان میں بھی کوئی امام نہیں مقلد ہیں تو وہ بھی بغیر امام کے ہیں متصوف گدی نشین ہیں تو وہ متفرق اور بلا امام کے ہیں پھر امرا کا گروہ ہے جو کہ اسباب سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں گورنمنٹ ہم سے ناراض نہ ہوجائے یا ترقی نہ رک جائے ہماری مخالفت کرتا ہے حالانکہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ملکہ قیصرہ کو تبلیغ کرنے پر اس نے بھی ہم کو کچھ نہیں کہا پس یہ انکا گمان محض فرضی ہے اور دیکھا جائے تو ان لوگوں کا بھی کوئی امام نہیں پس جتنے ہمارے مخالف ہیں سب بغیر امام کے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا فلاں امام ہے پس یہ حدیث قطعاً اسوقت کے مسلمانوں پر نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ متفرق ہیں اور اس بات کے برخلاف احمدی ایک امام کو مانتے ہیں اور اسکا جو کچھ حکم ہو اسکو ماننے کے لئے تیار ہیں پس ہمارے برخلاف کارروائی کرنا گویا کہ جماعت میں خلل ڈالنا ہے۔ اور ہمارے مخالف تو خود ہی متفرق ہیں انمیں نفاق پیدا کرنیکے کیا معنے ہیں مولوی صاحب کیا آپ سنت والجماعت ہیں ذرا انصاف سے غور کرو جب تمہارا کوئی امام ہی نہیں تو جماعت کہاں اور سنت کا اتباع کیا تمہارے بزرگ وقتاً فوقتاً امام بناتے رہتے تھے مگر اب تم نے اس کو ترک کر دیا اسلئے اب تم نہ سنی ہو اور نہ صاحب جماعت۔ پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ جہاد کے انکار کے بدلے اور گورنمنٹ کو تکلیف سے بچانے کے لئے جو اس نے

کوشش کی یعنی مولوی عبد اللطیف صاحب نے اور اس کے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے یہ احمدیوں کی عادت کے مطابق صریح جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہےمگر افسوس کہ یہ بات لکھتے وقت راقم مضمون کو وہ شہادت یاد نہیں رہی جو کہ گورداسپور میں مولوی ابو الوفا ثناء اللہ نے دی تھی اور جسکو اب بھی ہم پیش کر سکتے ہیں جس میں کہ وہ جھوٹ کو جائز بتلاتے ہیں اور خود راقم مضمون نے خواہ وہ کوئی سرحدی مولوی ہے یا ایڈیٹر یا نائب ایڈیٹر ہی اس مضمون میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ خدا کی پناہ اور نیز جھوٹ باندھنا الگ رہا خود نبی کریمؐ پر جھوٹ باندھا ہے کہ انہوں نے فلاں حدیث احمدیوں کے لئے ہی بیان فرمائی تھی حالانکہ انہوں نے عراق کیطرف اشارہ بھی کیا کہ اس ملک میں یہ قوم پیدا ہوگی اور ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسکو پورا ہوتے دیکھا اور پھر دوسری حدیث بھی جھوٹے طور سے پبلک کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کی ہے کیونکہ عام مسلمانوں کا کوئی امام نہیں اور ہمارا امام ہے اور ہم نے نفاق کو مٹایا ہے کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جھنڈے کے نیچے عیسائی ۔ آریہ ۔ سکھ ۔ شیعہ مقلد ۔ غیر مقلد اور صوفی وغیرہ وغیرہ جو متفرق تھے ایک جماعت کی صورت میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور تم لوگوں میں وحدت کب ہوئی تھی کیا اخراج الوہابیین من المساجد کی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور وجودیوں اور شہودیوں کا جھگڑا نہیں اور اس تفرقہ کیوجہ سے کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ انہیں سے ایک دوسرے پر حملہ نہ کرتا ہو پس آپ نے خود ان حدیثوں کے استعمال کرنے میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں اور آپکے ہی مولویوں کے بیان میں کہ جھوٹ جائز ہے جسکی وجہ سے سشن جج صاحب بہادر کو بھی لکھنا پڑا کہ اگر مولویوں کیلئے کذاب وغیرہ سے بڑھکر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے تو درست تھا ۔ پس جھوٹے ہم ہوئے یا آپ ۔

پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ جہاد ایک فوری جوش ہے اور جہاد کے لئے فتووں سے مصنوعی جوش پیدا کرنے کی کوشش کیجائے ناکامی ہوتی ہے اور پھر لکھا ہے کہ امیر صاحب کو اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ جہاد کے متعلق کوئی فتوے دیں مگر افسوس کہ اس موقعہ پر بھی راقم مضمون نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ اگر جہاد ایک فوری جوش ہوتا ہے تو آنحضرتؐ نے جہاد کے لئے امام کی شرط کیوں رکھی ہے اور الامام جنة یقاتل من وراءه کے کیا معنے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر ایک شخص کو گاؤں سے دو کوس پرے ایسے حالات معلوم ہوئے جن سے کہ اس کو جوش آگیا تو کیا وہ امام سے پوچھتا پھریگا اور اسے اپنے ساتھ لیکر آئیگا اور اگر پوچھنے جائیگا ۔ تو فوری جوش کی بات غلط ہو جاتی ہے ۔ حالانکہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی جہاد نہیں جب تک وہ ایک امام تجویز کریگا اس وقت تک تو جوش مدھم پڑ جائیگا پس یہ فوری جوش والی بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو خدا نے مومنین کو جہاد کے لئے کیوں ابھارا ہے اور یہ گویا کہ خدا کا فعل عبث تھا کیا نعوذ باللہ ۔ فقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم آپ کے نزدیک ایک فتویٰ ہے جو ناکامی کا باعث ہے ۔ اور جسکا کوئی اثر نہیں ۔ یہ بات ہرگز نہیں ۔ بلکہ فتووں سے درحقیقت جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دور ہی ہو جاتا ہے جیساکہ سرحد پر ہوتا ہے مولوی صاحب آپ کیطرح حدیثوں کو غیر محل استعمال کرکے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے ہیں اور انہیں جوش پیدا کر دیتے ہیں جسکی وجہ سے ہماری مہربان گورنمنٹ کو بعض اوقات تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور جوش کے مٹ جانیکی مثال ہمارے پاس ہے ۔ اور وہ ہمارے امام کی تحریریں ہیں جن سے کہ سرحد پر بہت کچھ فائدہ ہوا ہے جیساکہ پایونیر کا ایک پچھلا آرٹیکل مظہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کا جہاد کے برخلاف لوگوں پر بہت کچھ اثر پڑا ہے اور اسپر گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ کی تحریروں کے پھیلانے میں

ـــــہ سیاہ جھوٹ اسلئے کہ جھوٹ تو کبھی سفید ہوتا ہی نہیں وہ تو تاریک چیز ہے اسلئے سیاہ ہے ظلمت کو نور سے کیا نسبت ۔

وہ مدد کرے پس یہ ضروری بات ہے کہ جہاد کا جوش پیدا بھی کیا جا سکتا ہے اور سنایا بھی جا سکتا ہے کیونکہ جسطرف کے دلایل زبردست ہونگے انکا اثر لوگوں پر ضرور پڑیگا اور پھر امیر عبد الرحمٰن صاحب کا جہاد کے متعلق کتاب لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکا بھی عقیدہ تھا کہ جہاد کا جوش فتووں سے پیدا ہو سکتا ہے تبھی تو انہوں نے لکھا کہ جہاد نہ صرف مذہبی طور سے ہی ایک بہت عمدہ بات یا فرض ہے بلکہ ملکی معاملات کے سبب سے بھی ایک اعلیٰ کام ہے اور یہ لکھتے ہوئے انہوں نے اپنی ہمسایہ طاقت کی تکلیفوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا جس نے کہ انکو تخت پر بیٹھنے میں مدد دی تھی پس اگر جہاد کا جوش فتووں سے نہیں پھیل سکتا تو امیر صاحب والد پر بھی ایک لغو کام کرنیکا الزام آتا ہے اسلئے چونکہ تمام باتوں کا جواب دے چکا ہوں اسلئے مضمون کو ختم کرتا ہوں ۔ مگر آخر میں گورنمنٹ انگریزی کو اسقدر توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کا ایسا خطرناک عقیدہ ہے کہ وہ صرف کچھ مذہبی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے ہی ایک فرقہ کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہی نہیں ۔ بلکہ اسپر زور دیتے ہیں اور عام مسلمانوں کو ثواب کی جھوٹی لالچ دلاکر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کے قتل سے خدا خوش ہے اور رسول کی اطاعت ہے اور حالانکہ وہ فرقہ یعنی احمدیہ فرقہ خدا کو واحد مانتا رسول کریم پر ایمان لاتا اور جملہ احکام اسلام پر عمل کرنا فرض جانتا ہے ۔ اور ان لوگوں سے صرف اس قدر اختلاف رائے رکھتا ہے کہ حضرت عیسٰے نبی کریم کی طرح وفات یافتہ ہیں اور وحی اور الہام کا سلسلہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت کے لئے ہمیشہ کے لئے کھلا ہے ۔ اور یہ کچھ ایسا بڑا اختلاف بھی نہیں کیونکہ اکثر آئمہ اسلام اسی کے قایل ہیں اور اس فقرہ کا ظاہر احکام اسلام پر عمل کرنا تو خود یہ لوگ مانتے ہیں ۔ جیساکہ راقم مضمون نے بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی طرح پڑھتے ہیں اور قرآن شریف ہم سے اچھا جانتے ہیں ۔ اور ایمان کی بابت تو خدا جانتا ہے کہ یہ مومن ہیں کہ ہم ۔ پس جبکہ ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں ۔ اور پھر بھی یہ ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئے ہیں ۔ تو کسیطرح بھی ممکن نہیں کہ یہ غیر مسلمانوں یا کفار کے قتل کو ناجائز سمجھیں ۔ بلکہ خونی مہدی کا عقیدہ ظاہر کرتا ہے ۔ کہ درحقیقت ان کے دل ایسی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ کفار کو قتل کیا جائے اور ان کا مال لوٹا جائے ۔ اور چونکہ یہ گورنمنٹ کو زبردست دیکھتے ہیں اس لئے ظاہر طور سے اس خیال کا اعلان نہیں کرتے ۔ مگر احمدی جماعت کو کمزور دیکھکر انہوں نے صاف طور سے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا جس سے کہ ان کے دلی عقیدوں کا پتہ لگتا ہے ۔ اور ہمیشہ سے ہی ہوا کا رخ دیکھا جاتا ہے ۔ پس گورنمنٹ کو ان لوگوں سے ہرگز ہرگز بے فکر نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ سرحد پر آگے ہی یہ لوگ بہت کچھ کارروائیاں کر رہے ہیں ۔ جنکی وجہ سے وہاں کے حکام کو بعض دفعہ تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں ۔ والسلام

راقم

میرزا محمود احمد

استفسار اور ان کے جواب

نحمدہٗ و نصلی ۔ مکرم بندہ جناب حکیم صاحب دام عنایتکم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ براہ عنایت ذیل کے سوال کا جواب بذریعہ الحکم عنایت فرما دیں ۔
خاکسار محمد حسین احمدی ۔

دوسرا خط

مکرمی مخدومی جناب حکیم صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ میں نے جو جواب آپ نے قرآن کریم کے حوالہ سے دیا ہے لکھکر ارسال کر دیا تھا انکو اس پر یہ اعتراض ہیں ۔ خاکسار برکت علی خاں محرر الحکم قادیان

الجواب ۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الرفیق ۔

سوال اول خط نمبر ۱ ۔ جناب نے الحکم نمبر ۱ جلد ۱۱ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء میں سوال نمبر ۱۳ سماع موتے کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتدا میں سنتے ہیں ۔ اور اسپر دلیل "فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا" دی ہے مگر اسی واقعہ کے متعلق تاریخ کبیر علامہ محمد ابن جریر طبری ع ۱۳۳۲ میں حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ قول تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد علموا ان ما دعوتھم الیہ حق یعنی انکو معلوم ہو گیا کہ جس کی میں نے دعوت کی تھی وہ حق ہے ۔ اب التماس ہے کہ ان دونو باتوں میں سے کونسی حق بجانب ہے ۔ اگر اول درست ہو تو کیا حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتے کی قایل نہیں تھیں (ابتدا میں) اور جب وہ قایل نہیں تو ممکن ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کے قایل نہوں ۔ اور اگر دوم ۔ تو پہلی حدیث جو جناب نے تحریر کی ہے کیسے تسلیم کیجاوے مفصل کیفیت یعنی جواب باصواب سے مشکور فرما دیں اور بہتر ہو گا کہ ان دونوں امور پر اچھی طرح بحث کر دیں ۔

جواب ۔ (۱) اول تو معلوم نہیں کہ طبری کی یہ حدیث صحیح ہے یا کیسے (۲) اگر صحیح مانی جاوے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض کوئی نہیں ۔ ایک میں ہے کہ ان کو میری سچائی کا یقین ہو گیا ۔ دوسری میں ہے کہ جو ملامت میں انکو کر رہا ہوں تمہاری طرح سنتے ہیں ۔ بلکہ آپکی محولہ حدیث میری محولہ حدیث کے موید ہے کیونکہ پوری توبیخ تو اسیوقت ہوتی ہے جب انسان کو اپنی غلطی اور اپنے ناصح کی سچائی کا یقین ہو جاوے ۔

(۳) یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۔
اے قوم میری البتہ تحقیق پہونچا دیا تھا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے ولیکن تم نہیں دوست رکھتے خیر خواہی کرنیوالوں کو ۔

(۴) یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۔ اے قوم میری تحقیق پہونچائے میں نے تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کہاؤں میں اوپر قوم کافروں کے ۔

غرض اصل مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور احادیث اسکی تفاسیر ہیں ۔ فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۔

(۵) یہ کوئی ضرور نہیں کہ جس مسئلہ کے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کوئی اور صحابہ کبار سے قایل ہوں اسکے ضرور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی قایل ہی ہوں ۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس مسئلہ کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قایل ہوں اس کے صحابہ بلکہ کل مومن قایل ہوں اور ضرور ہوں ۔

(۶) اگر آپ اس جواب کو مفصل نہ سمجھیں گے تو پھر آپ کو دوسری احادیث و تفاسیر متعلقہ کا حوالہ لکہا جاویگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اسوقت تفسیر سمیرہ تیار ہے اور یہاں میرا کتب خانہ موجود نہیں ۔

سوال دوم خط نمبر ۲ ۔ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ کا کیا جواب ہے ۔

جواب ۔ پوری حدیث آپ نے نہیں لکھی یا آپکو نہیں ملی ۔ اصل عبارت حدیث متعلقہ اس مسئلہ کے یہ ہے ۔ لا واللہ ما مست یدہ ید امرءۃ قط فی المبایعۃ یعنے بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا ۔ سو یہ خاص حالت بیعت کا ذکر ہے عام نہیں ۔ اور اگر عام ہو تو یہ حضرت نبی کریم کی اولاد کیسے ہوئی ید امرأۃ قط عام ہے ۔ اور میں نے آپکو پہلے ہی لکھدیا کہ حضرت امام ہمام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی صرف زبان مبارک ہی سے عورتوں کی بیعت لیا کرتے ہیں ۔
(۲) اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اس حالت کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو مس نہیں کیا تھا ۔
(۳) اور اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کسی عورت نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم (ہمہ خیر و برکت) کو کبھی نہیں چھوا تھا حالانکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں جنکا ذکر عنقریب آتا ہے ۔
(۴) یہ چھونا عورتوں کا یہ فعل رسول نہیں بلکہ تقریر ہے یعنے عورتوں کے چھونے سے انکار نہیں کیا جائز سمجھکر جائز رکھا ۔

سوال سیوم ۔ کیا یہ جوئیں دیکھنے والی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں یا کوئی اور ہیں ۔
جواب ۔ یہ جوئیں دیکھنے والی زینب اور ہیں بیٹی نہیں ۔
(۲) اگر انکو بیٹی بھی مان لیا جاوے تو دوسری حدیثیں اور اور عورتوں کا بھی ذکر موجود ہے ۔
الف ۔ عن ابن عباس رض ۔۔۔۔ فاتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدت عندہ ماشطۃ تمشط راسہ ۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۸۰
یعنے تب (خولہ) آئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اس نے دیکھا کہ ایک نائن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کر رہی ہے ۔
ب ۔ عن عکرمۃ رض ۔۔۔ جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ وامرءۃ تفلی راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادنداھنتہ صفحہ ۱۸۱
یعنی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسوقت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھی یا روغن سر مبارک پر مل رہی تھی ۔ یہ احادیث اسبات کی بھی موید ہیں کہ وہ زینب بھی کوئی اور زینب تھی بیٹی نہ تھی ۔

سوال چہارم ۔ قرآن مجید میں کہاں ذکر ہے کہ عورتیں امام یا رسول سے پردہ نکریں ۔ غیر اولی الاربۃ سے مراد کمزور اور ضعیف العمر مراد ہو سکتے ہیں انبیاء اسمیں داخل نہیں ۔

جواب ۔ آپ نے اپنے سوالات کے جوابات کو شاید غور سے نہیں پڑہا جو الحکم صفحہ ۱۴ نمبر ۱ جلد ۱۱ ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں میں نے لکھے تھے لہذا دوبارہ انکی زیادہ تشریح کیجاتی ہے مگر آپ دوبارہ اس جواب کو پہلے جوابوں کے ساتھ ملا کر پڑہیں ۔
اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں احکام حجاب بیان فرماتے ہوئے پردہ کی دو ضرورتوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اول زنا دوم تہمت زنا ان دونو بدیوں کے دور کرنے کے لئے اول بلا اجازت کسی کے گھر جانے سے روکا دیکھو سورہ نور رکوع ۴ ۔ دوسرا مردوں کو حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچے رکہیں تاکہ اچانک بلا ارادہ بھی کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑے تیسرا عورتوں کو بھی حکم فرمایا کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکہیں تاکہ انکی نگاہ بھی کسی نامحرم پر نہ پڑے چوتھا باوجود ان تاکیدی احکام کے عورات کو اظہار زینت سے خصوصا منع فرمایا یہاں تک کہ چچا اور ماموں سے بھی اظہار زینت منع فرمایا حالانکہ بھتیجی اور بھانجی محرمات ابدی میں سے ہیں ۔ صرف اسلئے کہ ان دونو کی اولاد نامحرم ہے وہ ان کے پاس کہیں تعریف نہ کر دیں جس سے احتمال فتنہ ہے ۔ بلکہ بیگانہ عورت کے آنے سے بھی روکدیا جس سے احتمال ہی کہ کہیں اور جگہ تعریف حسن و جمال نہ کرے ۔ پانچواں عورتوں کو حکم فرمایا کہ اپنی اوڑہنی اپنی جیبوں پر اوڑہی رہیں ۔ اب اس قانون سے بعض لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا جنسے احتمال زنا یا تہمت زنا عموماً مہذب اقوام میں کم ہے جیسے خاوند باپ بیٹا بھائی وغیرہ ۔

بیٹے کم کا لفظ اسلئے لکہا ہے کہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں جنکے خاوند اپنی بیوی کو خود بیرج داتا کے حوالے کرتے ہیں نسل لینے کے لئے بلکہ بیرج دا تا کی خدمت بھی کرتے ہیں بعض قومیں ایسی بھی ہیں کہ انکا جماع اگر اپنی ماں بہن سے واقع ہو جاوے تو اسکو نیکی بطور پر ثواب سمجھتے ہیں ۔ بعض قومیں اپنی بہنوں لڑکیوں سے خود زنا کرواکر اپنی معاش کا ذریعہ بناتے ہیں ۔ اسلئے ان مستثنیات میں احتمال زنا و تہمت زنا کم ہے قطعاً بخوبی نہیں ۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ استدلال بالاولی کرتا ہے جیسے فرمایا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۱۸ یعنے مومن ایسے کام سے جسمیں کوئی فائدہ نہو پرہیز کرتے ہیں اور جس کام میں نقصان ہو اس سے تو بطریق اولیٰ پرہیز کریں گے اور جیسے فرمایا وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ۱۹ یعنے اپنے ماں باپ کو اُف بھی نکہ ۔ تو اس سے معلوم ہوا والدین کو جھڑکنا گالی دینا بطریق اولیٰ منع ہے جبکہ غیر معصوم کو جنسے گاہ گاہ احتمال نقصان بھی ہے مگر بلحاظ عموم بچاؤ کے انکو اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا تو نبی جو معصوم ہے اور متقی جو ادنیٰ گناہ سے بھی ڈرتا ہے اور جس سے قطعاً یقیناً زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں بطریق اولیٰ مستثنےٰ ہیں ۔

(۲) غیر اولی الاربۃ میں انبیاء اتقیا داخل ہی ہیں کیونکہ اولی الاربہ کے معنے ہیں شہوانی آدمی اور غیر اولی الاربہ غیر شہوانی اور یہ مسلم بات ہے کہ انبیا اتقیا شہوانی یعنے شہوت پرست نہیں ہوتے اور قطعاً نہیں ہوتے (۳) غیر اولی الاربۃ کے معنے بقول ابن عباسؓ عفیفہ عورتیں شرم نہ کریں ۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۴۲ انبیا اتقیا کی عصمت پر چونکہ عورتوں کو کامل یقین ہوتا ہے وہ انسے حجاب اور حیا نہیں کرتیں اسیواسطے بطور تبرک یا خدمت وہ مس بھی کرتی ہیں (۴) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل گواہ ہیں دیکھو حدیث غزوہ خیبر جسمیں عورتیں مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے گئی تہیں جو سوائے مس کے نہیں ہوسکتی بلکہ بعض زخموں کے پٹی باندہنے کیلئے مجروح کے بار بار کروٹ بدلنے پڑتے ہیں یا ران پکڑ کر اٹہانا پڑتا ہے) جنہیں بعد فتح مردوں کیطرح عورتوں کو بھی حصہ دیا گیا ۔ دیکھو الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴ کالم ۲ و دیگر احادیث صفحہ ۱۲ کالم اول و دوم و احادیث بجواب سوال دوم ضمن الف و ب خط ہذا جنمیں جوئیں دیکھنا سر پر روغن ملنا کنگہی کرنا لکہا ہے اور تعامل صحابہ کے لئے دیکھو سوال ہفتم کا جواب نمبر ۵ و ۶

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۲۷ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۲۸ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو احکام شریعت بیان فرماتے ہیں انہیں کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی ہی سے فرماتے ہیں لہذا جو کچھ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں لیلو اور جس سے روکیں باز آجاؤ ۔ اسلئے احادیث کو حوالجات (جو اوپر لکھے گئے) حکم قرآن مجید ہی سمجھنا چاہئے ۔ (۶) عورتوں کا پانو دبانا روغن لگانا کنگہی کرنا یہ فعل رسول نہیں بلکہ یہ فعل تو عورات کا ہے جو اپنی ضرورت یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اجر عظیم سمجھکر ۔ اور بدن مبارک کی مس کو موجب برکات سمجھکر یہ شرف حاصل کرتی تہیں ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بالمومنین رؤف رحیم تہے انکو محروم نہ رکہتے تہے یعنے منع نہ کرتے ۔

سوال پنجم ۔ غیر محرم کو اگر رسول سے پردہ کرنا درست نہیں تو حضرت عایشہؓ باوجود ماں ہونے کے کیوں پردہ کرتی تہیں مومنوں سے ۔

جواب ۔ یہ عجیب سوال ہے گفتگو تو تہی مامور مرسل امام نبی کے متعلق تو حضرت عایشہؓ کے پردہ کی نسبت کہاں سے سوال پیدا ہوگیا جو نہ مامور ہیں نہ مرسل نہ امام نہ نبی ۔

(۲) دوسری عورتوں کو تو ضرورت تہی برکت حاصل کرنے اور خدمت سے اجر عظیم پانے کی حضرت عایشہ صدیقہؓ کو کس صحابی سے یہ تبرک حاصل کرنیکی ضرورت تہی وہ شرف تو آپکو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گہر میں ہر وقت حاصل تہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) فاسئلوھن من وراء حجاب ۳۲ ہی حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خصوصاً مانع تہا

سوال ششم ۔ حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں ۔

جواب ۔ وہ نبی معصوم ہیں انسے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں ۔ بلکہ موجب رحمت و برکات ہے ،

اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنےٰ ہیں دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات ۔

(۳) امت اپنے نبی کی اولاد روحانی ہوتی ہے ۔ اسلئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں جیسے لوط علیہ السلام نے فرمایا هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ۱۳ یہ تمہاری بی بیاں میری بیٹیاں ہیں ۔ دوسرا وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۲۱ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں ۔ باپ کی بیبیاں مائیں ہوتی ہیں ۔

سوال ہفتم ۔ حضرت کو صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں جاتے ہیں کیا انسے پردہ درست نہیں

جواب ۔ آپ نے اس سوال کیوقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنیکی پابند عورات ہیں یا عورتوں کے پردہ کرانے کو بھی پابند مرد ہی ہیں ۔ غرض مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۱۸ یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں ۔ اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کیطرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اسکے جواب کی ضرورت بھی ہوتی اب تو اسکے جواب کی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو انپر کوئی داروغہ نہیں کہ انسے عملدرآمد کراوے اور منواوے جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ وار ہیں ۔

(۲) کتب حدیث و ... سیر میں بکثرت لکہا ہے کہ صحابہ کی عورتیں جنگوں میں زخمیوں کے علاج کیلئے جاتی تہیں چنانچہ چند مثالیں لکہی بھی گئی ہیں ۔ کیا وہ علاج کیوقت پردہ کرسکتی تہیں خصوصاً جب کہ زخمیوں کی بدلنی پڑیں یا ستر پر زخم ہوں اور زخم بار بار ... دہونے بھی پڑتے ہیں (۳) مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجود اور ... بیان کرتے ہوئے میںنے لکہدیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کیلئے ہے جہاں انکے وقوع کا احتمال کم ہو انکو اللہ تعالیٰ نے مستثنےٰ کر دیا ہے اسیواسطے انبیاء اتقیا لوگ مستثنےٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنےٰ ہیں پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں ۔

(۴) گہر میں عورتیں مختلف قسم کی جاتی ہیں کوئی پردہ دار اور کوئی بے پردہ پہر کیا صاحبزادے جب گہر میں جاویں پہلے تحقیقات شروع کردیں کہ انمیں کون کون پردہ دار ہیں ۔

(۵) عن ابن زيد قال لقى عمر بن الخطاب امرءة يقال لها خولة وهو يسير مع الناس فاستوقفته فوقف لها ودنا منها واصغى اليها راسه ووضع يده على منكبيها حتى قضت حاجتها وانصرفت ... درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ یعنی ابن زید سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت خولہ نام ملی جبکہ آپ لوگوں کے ہمراہ جارہے تہے انہوں نے حضرت عمر کو ٹہہرا کر باتیں شروع کردیں حضرت عمر اس عورت کے کندہوں پر دونوں ہاتھ رکہکر اور انکی طرف سر جہکا کر باتیں سنتے رہے یہانتک کہ وہ باتوں سے خود فارغ ہوکر چلی گئی ۔

(۶) عن ام عطية رضى الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة جمع نساء الانصار فى بيت فارسل اليهن عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقام على الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكن نبايعن على ان لا تشركن بالله شيئا ولا تسرقن ولا تزنين الآية قلنا نعم فمد يده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت ...

درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۹ ام عطیہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ایک گہر میں عورات انصار کو جمع کرا کر انکی طرف حضرت عمر کو بہیجا حضرت عمر نے دروازہ پر کہڑا ہوکر سلام کے بعد فرمایا میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول تمہاری طرف کیا تم بیعت کرتے ہو کہ شرک چوری زنا وغیرہ نکرین گی ہم نے کہا ہاں پہر حضرت عمر نے باہر سے ہاتھ بڑہایا اور ہم نے گہر کے اندر سے بڑہایا ۔

یہ تعامل صحابہ خیر القرون کا ہے پس جب صحابہ کو بسبب اتقا مس تک جائز تہا تو صاحبزادگان جو متقی ہیں صرف انکے گہر میں چلا جانا کسطرح جائے اعتراض ہوسکتا ہے حالانکہ انسے پردہ کو پابند بخوبی اپنا پردہ کرسکتی ہیں (۷) وليضربن بخمرهن على جيوبهن سورہ نور رکوع ۴ میں حکم ہے کہ عورتیں اپنی اوڑہنی اپنی جیبوں تک اوڑہیں

قرآن کریم کی تفسیر

یعنی

رسالہ تعلیم الاسلام

اس رسالہ کو شروع ہوئے ۹ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ میں تین سو سے زائد صفحات قرآن شریف کی تفسیر کے اسمیں نکل چکے ہیں۔ اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے۔ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب جو کچھ درس قرآن میں فرماتے ہیں۔ وہ مع شئے زائد اس تفسیر میں موجود ہوتا ہے۔ تفسیر کو ترتیب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیتے ہیں۔ میں نے جہانتک اس تفسیر کو دیکھا ہے۔ نہایت بیش قیمت پایا ہے۔ اور حضرت مولویصاحب نے بھی اکثر اوقات اسکی بہت تعریف کی ہے۔ عام فہم ہے۔ اور الفاظ اور ان کے معانی کی پوری تشریح کیجاتی ہے۔ احمدی قوم کی یہ ایک بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جو اس رنگ میں پوری ہوئی۔ اب میری غرض اس ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ رسالہ ایک ایسا قیمتی رسالہ تھا۔ جو ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا۔ اس غرض سے اسکی قیمت صرف عہ سالانہ رکھی گئی تھی۔ مگر اسوجہ سے کہ جماعت کو اس رسالہ کے اغراض اور اس کے مضامین سے کماحقہ آگاہی نہ ہوئی اسکی اشاعت بھی ابتک بہت محدود رہی۔ اسکی توسیع اشاعت کا سوال جسپر دیر سے غور ہو رہا تھا۔ اب اسطرح حل کیا گیا ہے۔ کہ اس رسالہ کو ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا جاوے اور اسکی قیمت میں تخفیف کر دیجاوے۔ ابتک اس رسالہ میں قریباً تیس یا بتیس صفحے تفسیر کے علی العموم رہے ہیں۔ مگر آیندہ صرف بیس صفحے ہونگے۔ مگر چونکہ یہ بیس صفحے میگزین کی لکھائی کے مطابق ہونگے۔ اس لئے اسمیں مضمون انشاءاللہ اسیقدر ہوگا۔ جسقدر پہلے تیس یا بتیس صفحوں میں ہوتا تھا اور اسکی لکھائی۔ اور چھپائی پر ویسی ہی محنت صرف کیجاوے گی۔ جیسے ابتک میگزین پر کی جا رہی ہے اور یہ حصہ بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ہوگا جسکی قیمت صرف ۱۲ ر سالانہ ہوگی۔ اور موجودہ خریداران ریویو کو اختیار ہوگا کہ جو احباب چاہیں۔ اسے بطور ضمیمہ خریدیں۔ اور جو نہ چاہیں نہ خریدیں۔ ریویو کی اصل قیمت وہی ہوگی جو ابتک رہی ہے یعنی صرف عہ سالانہ اور صرف ضمیمہ کے خریداروں سے ۱۲ ر سالانہ زیادہ لئے جاویں گے۔ یہ اتنی تھوڑی قیمت ہے کہ اسمیں انجمن کا کوئی فائدہ مدنظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن شریف کا علم حاصل کرنا ہر ایک سچے احمدی کا کام ہے۔ کیونکہ اصل غرض بعثت امام علیہ السلام کی قرآن کریم کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں زندہ کرنیکی ہے۔ اسلئے انجمن نے پسند کیا ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ رعایت کے ساتھ ایک مکمل تفسیر قرآن کریم کی سب احباب کے ہاتھ تک پہونچائی جاوے۔ ۱۲ ر میں سے کم رسالہ کا خرچ تو صرف ٹکٹ وغیرہ کا ہی ہو جائیگا۔ اسطرح سے صرف ۸ ر میں ایک دو سو چالیس صفحہ کی گنجان اور عمدہ خوشخط چھپی ہوئی کتاب سال میں اس ضمیمہ کے خریداروں کو پہنچ جاویگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاویں گے۔

اس تفسیر میں اسبات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو اعتراضات قرآن شریف پر کئے گئے ہیں۔ انکا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو دیا جاوے۔ اس لئے کسیقدر لمبی بھی ہو جاتی ہے۔

نیا انتظام ماہ مئی سے شروع ہوگا۔ اور اپریل کا رسالہ غالباً اپنے وقت پر ہی روانہ ہوگا۔ لہذا اسسنہ ۱۹۰۷ء کے آخر تک صرف ۸ ماہ باقی ہونگے۔ اور ان ۸ ماہ کے لئے ضمیمہ کا چندہ صرف ۸ ر ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کم از کم ان آٹھ ماہ کے لئے ہمارے احباب اس تفسیر کو منگوا کر پڑھیں گے۔ پھر انشاءاللہ وہ خود اسکی قدر کرنے لگیں گے۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں کیونکہ ضمیمہ صرف اسیقدر چھپوایا جائیگا۔ جسقدر درخواستیں اس کے لئے آئیں گی تفسیر کے پچھلے حصہ کی بھی چند کاپیاں موجود ہیں۔ اگر احباب خریدنا چاہیں تو تھوڑی سی درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی۔ اس حصہ کی قیمت جسمیں قریباً ساڑھے تین سو صفحے تفسیر کے ہونگے عہ ہے۔

(نوٹ ۱) ضمیمہ الگ ہی جاری کیا جا سکتا ہے یعنی جو احباب ریویو آف ریلیجنز نہ خریدتے ہوں۔ ان کے نام بھی ضمیمہ جاری ہو سکتا ہے۔ مگر ایسے احباب کے لئے اسکی قیمت ایکروپیہ سالانہ ہوگی۔ کیونکہ اسمیں اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ ایسا ہی جو لوگ سال کے بعد اکٹھا خریدیں گے۔ انکو ایکروپیہ قیمت ادا کرنی ہوگی۔

(نوٹ ۲) ضمیمہ کی قیمت میں ان رعایتوں میں سے کوئی رعایت نہ ہوگی جو ریویو کی قیمت میں طلبا وغیرہ کے ساتھ کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس قیمت پر بمشکل اصل لاگت ہی واپس آئیگی۔

جملہ درخواستیں بنام نائب ناظم میگزین قادیان اور روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیے۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

پاک شاعری

لو جان بین ہی فرشتے میں کہ اعتر کے — وہ شاہ سوار مشرق جلوہ فگن ہوا ہے
اور اس کے دم سے ہیں سب مرزا ہیں منکر — ایسا کبھی کسی کا گور و کفن ہوا ہے
لیکھو دولی وا آتہم کس تنگ کو ہیں گناؤ — جو جو اٹھا مقابل طعمۂ زغن ہوا ہے
اے خارجی! خدارا پڑھ آیۂ تقول — اور دیکھ صدق صادق کیا مبرہن ہوا ہے
شمس و قمر سے پوچھو یعنی کہ بعد احمد — دعوی پہ جسکے شاہد چرخ کہن ہوا ہے
کس شان سے ہیں آئے حضرت کرشن آگے — آئینے انکی جنت رشیوں کا تن ہوا ہے
کیا آگیا ہے مہدی جو انتظار کم ہے — یا رہ گیا کہ آنا اس کو کٹھن ہوا ہے
موسائیوں پہ ہو جب کیوں بارش نبوت — خیر الامم کا حصہ رنج و محن ہوا ہے
بیشک غلام احمد زیر نگین احمد — ملبوس انبیا میں شاہ زمن ہوا ہے
انجن نے کیا زمین کی ہیں کھینچ لیں طنابیں — اور صلح سے زمانہ رشک چمن ہوا ہے
راہ ہائے آہنیں کا اک جال بچھ رہا ہے — ترک قلاص راز ہر انجمن ہوا ہے
گرجے سے تھا مقدر دجال کا نکلنا — گر کہف کی تلاوت تو کیوں محن ہوا ہے
طاعون، قحط، طوفان یہ ثلج یہ زلازل — دنیا کا اس سے پہلے کب یہ چلن ہوا ہے
پوری ہوئی نبوت ہے یہ وہی زمانہ — نے اتفاق سے ہی یوں پر فتن ہوا ہے
بعد خزاں تمنا ہوتی ہے فصل گل کی — قدرت کے قاعدہ پر کیوں خندہ زن ہوا ہے
ہاں ہو بکھیڑا اس چمن کا وہ آگیا ہے مالی — دل تیرا جس خلش سے بیت الحزن ہوا ہے
خود پست ہو رہے ہیں تثلیث کے ستارے — زنار برہمن کو تار رسن ہوا ہے
کیا نعت میں پروئے فائز نے در مضامیں — پر آج موتیوں سے تیرا دہن ہوا ہے

راقم

غلام مرتضےٰ خان فائز جونڈلہ

قابل توجہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر

ڈاکخانہ جات پنجاب

معزز ہمعصر وکیل نے اس عنوان سے ایک آرٹیکل ۱۰ر اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے اخبار الحکم میں وقتاً فوقتاً امرتسر ڈویژن کے متعلق مضامین درج ہوتے رہے ہیں جن خطرہ کا اخبار وکیل نے اندیشہ ظاہر کیا ہے الحکم متعدد مرتبہ ان سازشوں اور ان کے نقصانات کا ذکر قبل از وقت کر چکا ہے اور اب جبکہ اخبار وکیل بھی اس سلسلہ میں تائید کے لئے اٹھا ہے تو مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ مضامین بہت مفید اور موثر ثابت ہوگا۔ مسلمانوں کے حقوق جس طرح امرتسر ڈویژن میں کچلنے کی سعی کی جاتی ہے اسکی نظیریں پیش کر کے اصل واقعہ کو سامنے رکھدیا جائیگا۔ ہم وکیل کے مولہ بالا آرٹیکل سے لفظاً و معناً متفق ہیں اسلئے اسے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

۱۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں قابل توجہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن کے عنوان سے ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھکر صاحب موصوف کو توجہ دلائی تھی کہ ان کے ڈویژن میں مسلمانوں ماتحتوں کے حقوق نہایت بیدردی سے پامال کئے جا رہے ہیں اور یہ اندیشہ بھی ظاہر کیا تھا کہ بعض ہندو اہلکار سپرنٹنڈنٹ صاحب کو غلط رپورٹیں دیکر ان کارروائیوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کو چاہئے کہ حتی الامکان ایسی ریشہ دوانیوں کا سد باب کریں جو تعصب کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ مگر افسوس ہم کو اسطرف کچھ توجہ نہیں کی گئی اور آج ہم ایسی خبر سن رہے ہیں جن سے ہمارا پہلے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا اب پیش آ رہا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ڈویژنوں کے افسر اسلئے تو مسلمانوں کی حق رسی اور انکے ساتھ عدل و انصاف کرنا چاہتے ہیں مگر کیا علاج کہ ماتحت اہلکار جن کے ہاتھ میں عملی طور پر کل اختیارات ہیں۔ ہم نے جب تک ان کو اسقدر اختیار دے رکھا ہے کہ انصاف و عدل کا کام نہیں ہو سکتا جو ہندو افسر ہیں اور حق تلفیاں خصوصیت سے ریلوے اور پوسٹل ڈیپارٹمنٹ میں ہو رہی ہیں اسکی بڑی اور اصلی وجہ یہی ہے جو ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں اگرچہ ملک بھر کے ہر ایک شعبہ میں ایک خاص سپرٹ مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے لیکن ان دونوں محکموں میں اسکا زیادہ زور ہے۔

امرتسر ڈویژن میں پہلے چار انسپکٹر تھے دو ہندو اور دو مسلمان لیکن تھوڑے عرصہ سے ایک مسلمان کو بلا وجہ گلگت تبدیل کر دیا گیا۔ اور ایک کو ہیڈ آفس بھیج دیا گیا۔ انکی بجائے جو صاحب انسپکٹر آئے ہیں وہ ہندو ہیں۔ ایک مسلمان کلرک کو تنزل دیا گیا۔ ایک مسلمان ہیڈ کلرک کو راولپنڈی تبدیل کر دیا گیا۔ اور اسکی بجائے جو ہیڈ کلرک آیا ہے وہ بھی ہندو ہے۔ اسکے علاوہ پوسٹ ماسٹر ڈپٹی پوسٹ ماسٹر اور برانچ پوسٹ افسر تمام افسر ٹاؤن انسپکٹر اور تمام پوسٹ ماسٹر باستثنائے ایک کے سب ہندو ہیں۔ اب خیال کر لیجئے کہ جہاں ایک قوم کا اتنا غلبہ ہو وہ دوسری قوم کے افراد کو اسی عینک میں کب دیکھنا پسند کر سکتی ہے قطع نظر اسکے کہ ماتحت کی دست درازیوں سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور عام طور پر انہیں ناراضگی کا بلاوجہ پیدا ہو رہا ہے کسی محکمہ میں ایک قوم کی بے حد ترقی خود گورنمنٹ کے لئے بھی بالآخر نہایت خوفناک ثابت ہوئی ہے۔ لدھیانہ کے کمرشیل سٹرائیک کا معاملہ ابھی تک دوستی ہماری آنکھوں کو فراموش نہوا ہوگا۔ ہر ایک محکمہ میں سخت ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کی ملازمتوں میں مساوات کا اصول قائم رکھا جائے۔ اور ایک قوم کو بیجا طاقت دیکر دوسری کی حق تلفی نہ کر دی جائے۔ کیونکہ برٹش انتظام پر یہ ایک بدنما دھبہ ہے کہ افسران اعلیٰ ماتحتوں کے اشارہ پر کٹھ پتلی کی طرح ناچتے ہیں۔ اور انکو مصالح ملکی کی کچھ خبر نہیں۔

جو لوگ ہندوستان کی چاروں کھونٹوں میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا وعظ کہتے پھرتے ہیں اور مسلمانوں کو پولیٹیکل سٹیج پر پہلو بہ پہلو کھڑا کرنے کی راگنیاں الاپتے ہیں ان کو اپنے دل میں ٹھہر جانا چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ ان کے ملکی اتحاد کی کوششیں کہاں تک بارآور ہو سکتی ہیں جس ورنمنٹ کو بعض محبان ملک کھینچ رہے ہیں اسکی جڑ ہو نہیں سکتی جب کہ ہم مذہب و ہم قوم ہندو یہ پانی ڈال رہے ہیں ہم نہیں سمجھتے اگر مسلمان ان کی نیتوں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھیں تو انہیں کیا قصور ہے؟

آخر میں ہم صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر کو بہت ادب سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ان بے ضابطگیوں کا تدارک واقعی رفع دفع کریں اور آئندہ ڈاکخانہ جات سفید و ہر دلعزیز محکمہ کو بدنامی سے بچائیں۔

155

ایڈیٹر شبھ چنتک کی آخری تحریر اور معذرت

ناظرین کو گذشتہ اشاعت میں ایڈیٹر شبھ چنتک کی ناگہانی موت پر ایک آرٹیکل لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد کچھ ضرورت نہیں رہی کہ کچھ لکھا جاوے لیکن پنڈت سومراج ایڈیٹر اخبار مذکور نے ایک دو روز پہلے کہ یہ اخبار کے نام کی ایک چٹھی بطور معذرت لکھی تھی وہ ٹھیک اسی دن شائع ہوئی جس روز پنڈت سومراج اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ چونکہ وہ چٹھی بجائے خود ان کے لئے ایک عبرت کا ایک نشان ہے جو پنڈت سومراج اور شبھ چنتک پر وارد ہوا ہے اسلئے اس چٹھی کو چھاپ دینا ضروری ہے۔ جو ذیل میں بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔

ہم کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ کسی کی موت سے ہمیں کوئی خوشی ہرگز نہیں اس واقعہ کا اندراج اس لئے کیا گیا تا کہ وہ ایک نشان ہے تا کسی پاک دل کو ہی حق کا علم ہو کر فائدہ پہنچے۔ بہرحال وہ چٹھی یہ ہے:

شبھ چنتک کی معذرت

پنڈت سومراج جی شبھ چنتک ایڈیٹر شبھ چنتک قادیان نے ہمیں ذیل کا ایک خط بھیجا ہے ہم نے دفتر شبھ چنتک کے ساتھ دیگر کاروبار کا انتظام بھی بالکل ٹھیک کیا تھا اسی غرض سے اسباب وغیرہ لانے کیلئے قادیان ۲۰ مارچ کو گئے تھے۔ کیونکہ میری اور لالہ اچھر چند جی کے اہل و عیال ہنوز قادیان میں ہی تھے۔ یکایک مہاشہ اچھر چند کی استری اور بھگت رام نیار اور لالہ اچھر چند کا لڑکا بیمار ہو گئے۔ پھر انکی استری کو تو آرام ہو گیا لیکن لڑکا گذر گیا۔ اس تکلیف کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ میری استری اور میرا لڑکا اور عزیز سومراج بیمار ہو گئے میری استری تو ابھی بیمار ہی ہے۔ مگر ہونہار لڑکا ہیضہ کا شکار ہو گیا اس مصیبت کو ابھی بھول نہیں سکتے تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت اور سر پر آ پڑی اور وہ یہ تھی کہ عزیز بھگت رام بھی فوت ہو گیا اور چھوٹا بیمار رہا۔ ان کے لئے داغ مفارقت دے گیا۔ اور ابھی تک ان کا پتہ نہیں چلا اور اخبار بھی وقت پر نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ لالہ اچھر چند جی تو اول کئی ہفتے اس صدمہ سے کام کرنے کے قابل نہیں رہے۔ بھگت رام کی دوکان اور لین دین کو اگر ابھی صاف کرنا چاہیں تو ۳ ماہ تک دیکار ہیں اور ہم بھی اکیلا اپنی بیکاری بھی ہے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اسلئے مہربانی کرکے بذریعہ اخبار مشتہر فرما دیں کہ شبھ چنتک کو ملتوی کر دیا گیا ہے چند ہفتہ مجبوراً نہیں نکل سکتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔ مگر یہ میعاد آگے بڑھا دی جائے گی۔ اطلاع یا نوٹس کا مضمون آپ خود ہی بنا لیں میں نہیں لکھ سکتا۔ عزیز بھگت رام کی وفات پر ایک عدیم مخالف فنڈ ان کو دان کرتے ہیں۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ دارِ قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۔۔۔ صرر

۲- خواص و معاونین سے ۔۔۔ عہ

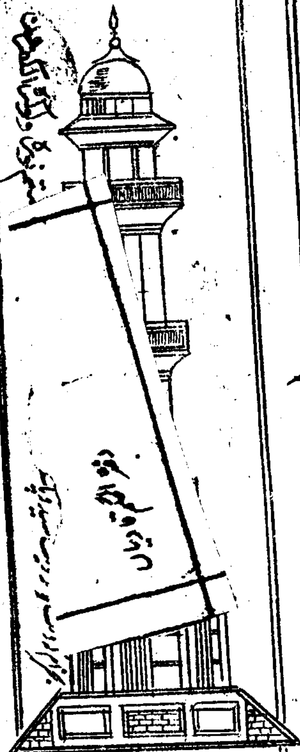
۳- ہندوستان سے باہر سے

۔۔۔ روپیہ ۱۲

۔۔۔ غیر مستطیع

۔۔۔ کم آمدنی والے

۔۔۔ لوگوں سے ۔۔۔ عہ ۱۲



نمبر ۱۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

بائیس سوالوں کا جواب

حضرت حکیم الامت کے حضور شاہجہانپور سے ایک انجمن نے ۲۲ سوال بغرض جواب بھیجے تھے آپ نے ان سوالات کا جواب وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اس نہج پر دیا کہ پہلے ایک سوال کا جواب لکھا اور ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ اگر یہ جواب مفید اور تسلی بخش ہو تو میں آئندہ لکھوں جب اس نے اپنا اطمینان ظاہر فرمایا تو آپ نے یکے بعد دیگرے ان سوالات کے جواب قلمبند کر دیئے۔ یہ سوالات زیادہ تر وہی ہیں یا اسی قسم کے ہیں جو مرتد ڈاکٹر نے کئے ہیں اسلئے یہ سلسلہ بہت مفید اور قابل قدر ہوگا انشاء اللہ آج میں پہلے سوال کا جواب درج کرتا ہوں۔

ایڈیٹر

آپ کے خط میں سوال ۱ کا خلاصہ ہے۔ اقرار توحید اور تزکیہ نفس مدار نجات ہے۔

اسپر آپکی دلیل۔ ۱۔ من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیہم

۲۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن (۱۷)

۳-ان لا نعبد الا اللہ ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا

۴-ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ - ۱۷

۵۔ من خاف مقام ربہ ۱۷

۶۔ قد افلح من زکّٰھا۔

مجھکو اس دعوے اور ان دلایل پر دیر تک افسوس اور تعجب آتا رہا۔ آہ الٰہی تیرا رحم ہو اسوقت کے مسلمان کیوں قرآن سے غافل اور بیہودہ بیانات سے ایسے بے خبر کیوں ہو گئے۔

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس. ہو گئے! مسلمان ظاہری سلطنتیں برباد کر کے متاسف نہ تھے روحانی خوبی کے برباد کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔

۱- اس لئے کہ اقرار توحید میں تو منافق بھی شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر ان کے متعلق ارشاد ہے لعنوا فی الدنیا والاخرۃ - اور ارشاد ہے - اخذوا وقتلوا تقتیلا۔

۲- توحید کیا چیز ہے اس میں اول تو بڑا اختلاف ہے کہ توحید کسکو کہتے ہیں۔

۱- منطقی اور فلسفی توحید کہتے ہیں ایک علت العلل کو ماننا جو ذات بحت لابشرط شئے ہے۔

۲- وحدت وجود والے اعتقاد کرتے ہیں خالق کو عین مخلوق اور مخلوق کو عین خالق سمجھنا توحید ہے۔ کلمۃ الحق ایک لکھنوی وجودی کی کتاب ہے اس میں کہتا ہے تمام مفسر- محدث- متکلم- فقیہ دوئی کو مان کر شرک میں گرفتار رہے۔

عیسائی زور سے کہتے ہیں جبتک توحید تثلیث کے ساتھ نہ ہو توحید نہیں کیونکہ توحید ہے واحد بنانا اور اعتقاد کرنا سو ہم لوگ تین کو ایک مانتے ہیں اس لئے موحد ہیں ایک کو ایک ماننا توحید ہی نہیں۔

کل شیعہ و معتزلہ اور جو صفات باری تعالےٰ کو عین ذات مانتے ہیں وہ سب کے سب صفات باری کو عین باری تعالےٰ نہ ماننے والوں کو مشرک اور مخالف توحید یقین کرتے ہیں۔ علامہ حلی رافضی منہاج الکرامہ میں سنیوں پر شرک کا الزام لگاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تعدد قدما کے قائل ہیں آریہ توحید کے مدعی ہیں ان کے یہاں ایک قادر منتصرف علے المادہ کا ماننا توحید ہے۔ برہموکتب الہیہ اور رسل کی اطاعت کو شرک بتاتے ہیں۔ مدعی استطاعت قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو شرک یقین کرتا ہے (کیونکہ یہ لوگ کلام اللہ کے ساتھ کلام الرسول کو واجب الاطاعت ماننا شرک میں گرفتار ہیں) سنی معتزلہ کو مشرک یقین کرتے ہیں کہ وہ بندوں کو اپنے اعمال کا خالق ماننا تعدد خالقین کے ملزم ہیں۔

آپ وہابی ہیں یا مقلد یا غیر مقلد اہلحدیث یا صوفی وہابیہ یا اہلحدیث کے نزدیک تمام ان کے مخالف مشرک ہیں۔

میرے ایک نجدی آشنا عبد الرحمٰن نام تھے اہل مکہ کے بارہ میں بیان ہوئے کہا اھل مکہ کلہم مشرکون۔ میں نے کہا قل الاماشاء اللہ تو بولا واللہ کلہم اجمعون۔ اکتعون۔ ابصعون مشرکون پھر میں نے کہا قل الاماشاء اللہ تو بولا یقتلون یترجمون

اب فرمایئے وہ توحید کیا چیز ہے جسکو مدار نجات کہا گیا۔

سید صاحبان وخانصاحبان! عبد الکریم الجیلی نے کہا ہے سوا مثنویہ کے سب نجات یافتہ اور قابل توحید ہیں۔

پھر عرض ہے۔ قرآن کریم میں لفظ توحید کا کہاں ہے اور کہاں اسکو مدار نجات کہا گیا۔

اب ان آیات پر توجہ کرتا ہوں سو آپ نے بسم اللہ غلطی کی ہے کیونکہ پہلی آیت میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح دو چیزیں ایمان باللہ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں تو آپ نے اقرار توحید کے ساتھ نجات کو وابستہ کیا ہے اور اس آیۃ کریمہ میں ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح تین اور شرط ہے تو اقرار توحید اور یہ تین کل چار مدار نجات ہوئے پھر ایمان بالیوم الآخر کے ساتھ ایمان بالقرآن اور محافظت علے الصلوٰت لازم ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں والذین یؤمنون بالاخرۃ یؤمنون بہ وھم علے صلوٰتہم یحافظون۔ پھر آپ غور کریں جو مومن بالآخرۃ ہوگا وہ مومن ہوگا وہ مومن بالقرآن اور نماز و نیز محافظت کرنیوالا بھی ہوگا کیونکہ لازم اپنے ملزوم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ تو پھر صرف توحید کیا چیز ہوئی۔

اب آپ عمل صالح کیطرف توجہ فرماویں آیا کل عمل نیک مراد ہیں یا بعض اگر بعض مراد ہیں تو وہ بعض کونسے بالتعیین ضرور ہے اگر کل مراد ہیں تو انبیاء اور رسل اور انبیاء کے خلفا کا ماننا کیوں داخل اعمال صالحہ نہیں۔ آیۃ استخلاف جو سورۃ نور میں ہے اسمیں لکھا ہے۔ خلفاء کے ذکر کے بعد فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون اور فاسقون کے متعلق فتویٰ قرآن کریم یہ ہے واما الذین فسقوا فماواھم النار۔ فاسق کا ٹھکانا النار ہے۔ دوسری آیۃ کریمہ میں اسلام اور احسان کو مدار نجات ٹھہرایا ہے اگر آپ کے طور پر مانا جاوے تو پہلے پانچ کے مدار نجات کے ساتھ یہ چھٹا ساتواں اور آٹھواں مدار نجات ہوا اسلام کے ساتھ احسان کے ساتھ ملکر نواں۔

لیکن صاحبان! غور کرو جس نے اسلم وجہہ للہ کیا ہے تو وہ ایمان بالرسل کا پابند ہوگا یا نہ۔ ایمان بالملائکۃ۔ ایمان بالکتب ایمان بالقدر ایمان بختم النبوت کا پابند ہوگا یا نہ ہوگا اگر ہوا تو توحید کے لوازم تمام احکام کا پابند ہوگا وَاِلَّا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا ملزم ٹھہر کر الاخزی فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب کے حکم سے نجات سے محروم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت نبی کریمؐ کی مخالفت کرتا ہے اسکی نسبت فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم۔ اور فرمایا ہے ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل۔ یہاں غور کا مقام ہے زینب کا زید سے رشتہ کرنا نبی کریم کا منشاء ہوا زینب کے بھائیوں نے خلاف ورزی چاہی تو انکو حکم ہوتا ہے کہ تمکو ضلالت کا فتویٰ ملے گا اگر خلاف کیا اور فرمایا ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین اور فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور فرمایا ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا۔ اور فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الی) ان تحبط اعمالکم۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الصوت علی صوت النبی سے توحید کیا سارے عمل حبط ہوسکتے ہیں کیونکہ اعمال میں توحید بھی داخل ہوسکتی ہے۔

پھر سورہ نور میں عائشہ رضؓ پر تہمت کنندوں کی نسبت فیصلہ ہے۔

لمسکم فیما افضتم فیہ عذاب عظیم۔

پھر جہاں سود کی ممانعت ہے وہاں سود خوروں کو کہا گیا ہے فاذنوا بحرب من اللہ۔ اب ان کے خیالی توحید کا پابند صرف سود خوری کے باعث اللہ سے جنگ کرنیوالا قرار پایا آپکی تیسری آیۃ کریمہ میں عبادت اللہ کرنے کا ارشاد اور حکم ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی رب نہ بنایا ہو۔ اور چوتھی میں ہے اللہ شرک کو نہیں بخشتا۔

صاحبان عبادت کرنا توحید کے بہرحال علاوہ ہے۔ اور شرک نہیں بخشتا اگر نزجیہ صحیح ہے تو کیا اللہ کی ہستی کا انکار اور اسکی ہستی کو برا کہنا کیا ملائکہ کو برا کہنا انبیاء و رسل کو برا کہنا بخشا جا سکتا ہے؟ یہ مختصر باتیں ذرہ یاد رکھیں۔

اس کے بعد عرض ہے آپکے پہلے اعتراض کا دوسرا حصہ ہے تزکیہ نفس بیان ہے صاحبان تزکیہ کو بھی آپنے مدار نجات ارقام فرمایا ہے اور قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے مزکی حضرت نبی کریم ہیں غور کرو بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مزکی صفت محمد رسول اللہ کی ہے اور تاکید ہے کونوا مع الصادقین۔ تو بتایئے کیا یہ سب لغو تعلیم ہے۔

لا والله - لا والله - لا والله - الذی باذنہ تقوم السماء والارض صاحبان! اگر آپ انصاف کریں اور حسد و عداوت آپ کے اندر نہیں اور مومن میں ہونا چاہیئے تو آپ سنئے قرآن مجید میں نجات اور مدار نجات کا ذکر بھی بالفاظ ظاہر موجود ہے ثم ننجی الذین اتقوا۔ غور فرمایئے نجات کا موجب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا مختصر بیان لیس البران تولوا وجوھکم الخ میں موجود ہے۔ دیکھئے نجات اور مدار نجات صریح معنے دکھائی ہے امام صاحب نے خود جواب اکثر کا لکھا ہے باقی آپکے سوالات مرزا اور مرزائیوں پر حملہ ہے۔ پہلے اصل مضمون سیدھا ہو جاوے تو مطاعن کا جواب آپ کو لکھونگا۔ کیونکہ تمام انبیاء عیسائیوں کے نزدیک مطعون ہیں۔ نجات کا مسئلہ طے ہو لے تو آگے چلوں گا۔

نور الدین ۲۷ ؍ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء - ۱- خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔

پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔

۲- انّی مع الافواج اتیک بغتۃً

۳- انّی مع اللہ الکریم

۴- طوفان آیا وہی طوفان۔ شر آئی۔

۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء - اصلح بینی و بین اخوتی۔

سلام قولاً من ربٍّ رحیم

یہ الہام کہ اصلح بینی و بین اخوتی۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے خدا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح کر۔ یہ الہام درحقیقت تتمہ ان الہامات کا معلوم ہوتا ہے جن میں خدا تعالیٰ نے اس مخالفت کا انجام بتلایا ہے اور وہ یہ الہام ہیں۔

خروا علی الاذقان سجدا ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئین۔

تاللہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین۔

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔

یعنے بعض سخت مخالفوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ بعض نشان دیکھ کر خدا تعالےٰ کے سامنے سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور مجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم پر تجھے فضیلت دی اور تجھے چن لیا۔ اور ہم غلطی پر تھے کہ تیری مخالفت کی۔ اس کا یہ جواب ہوگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخشدیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ جب بڑے بڑے نشان ظاہر ہوں گے۔ آخر سعید لوگوں کے دل کھل جائیں گے اور وہ دل میں کہیں گے کہ کیا کوئی سچا مسیح اس سے زیادہ نشان دکھلا سکتا ہے۔ یا اس سے زیادہ اسکی نصرت اور تائید ہو سکتی ہے۔ تب یک دفعہ غیب سے قبول کے لئے ان میں طاقت پیدا ہو جائیگی اور وہ حق کو قبول کریں گے۔

۲۳ اپریل ۱۹۰۷ء

ساریکم ایاتی فلا تستعجلون۔ عنقریب میں تمہیں اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ پس جلدی مت کرو۔

یہ دو گھر ہی مر گئے۔ (اس میں خاص دو گھروں کی طرف اشارہ ہے۔)

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اور آپ حقیقۃ الوحی کی تکمیل کے لئے شب و روز مصروف ہیں اس مقصد کے لئے قادیان کے سارے پریس اب یہی کام کریں گے۔ حضور چاہتے ہیں کہ بہت جلد یہ کتاب شایع ہو جاوے کتاب مذکور شایع ہو گئی ہوتی لیکن نشانات کا سلسلہ کچھ ویسا لامتناہی شروع ہو گیا ہے نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو پورا ہونیوالے نشانوں میں سے کوئی باقی نہ رہ جاوے بہرحال عنقریب شایع ہونے والی ہے۔

۲- بزرگانِ ملت کی صحت کی خبر خدا کے شکر کے قابل ہے۔

۳- موسم اب بدلنے لگا ہے کٹائی اب شروع ہو گئی ہے اور خدا کے فضل سے شہر کی بلائیں ٹلنے لگی ہیں۔

۴- امتحان اینٹرنس کا نتیجہ نکل آیا ہے سات طالب علموں میں پانچ پاس ہو گئے ہیں یہ نتیجہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت تسلی بخش ہے۔

۵- ہفتہ زیر اشاعت میں سیالکوٹ اور گجرات کے ضلع سے اکثر احباب سعادت اندوز دار الامان ہوئے۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اس لئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامیٰ۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود تحریک کریگا جو اسکی امداد کے لئے آئیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کر دوں۔ اس مد کیلئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں۔ خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جس کو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر لیٹر مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجی ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کس قدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور رسالو ں کو بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس پر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہونچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دی گئی ہے جو خریدا گیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے۔ اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر اول بھی موجودہ مسجد کو ساتھ ملانے کے لئے ہی کرنا پڑیگا۔ گویا اس وقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ ادھر بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے اور ان دونوں مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتے ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے احباب کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کی جاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کی گئی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی یہ غرض ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست خاص طور پر بہت سعی کریں گے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ... بڑے بڑے وعدے ... جب انسان اپنے گھر کے لئے خرچ ... متعلق اسکو علم بھی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر کے بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔ اور پھر یہ خدا کا گھر بھی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے

مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔

سوا اسکے یہ بھی ہے کہ دیکھو طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

نوٹ۔ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے۔ کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے میں دریغ نہ فرماویں گے۔ مگر روپیہ جو جمع ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے۔

نوٹ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپے کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ لمبے وعدے اکثر پورا ہونے سے بھی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی از قادیان۔ مرقومہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۴ء

آریہ سماجیوں کی صلح کا نمونہ

ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق جو آرٹیکل الحکم میں شایع کیا گیا ہے ابھی تک اس کے متعلق کوئی تحریر اتحاد و اتحاد پکارنے والوں کی شایع نہیں ہوئی۔ اگر سچے دل سے وہ صلح اور آشتی کے خواہشمند ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ مسلمانوں کی تسلی نہ کریں۔ یہ سوال کو جب طے ہوگا دیکھا جائیگا۔ فی الحال ایک اور گل کھلا ہے جس سے میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی اور صاف معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماجی مسلمانوں کے ساتھ سچے دل سے صلح کرنے کے لئے ہرگز طیار نہیں بلکہ وہ ایک چال چلکر مسلمانوں کو بدنام کرنا چاہتے ہیں اسکا ثبوت پنڈت رام بھجدت چودھری کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے گروکل کے سالانہ جلسہ پر ہردوار کی پوتر بھومی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے کی ہے۔ اس کے متعلق معزز اخبار زمیندار میں ایک صلح کل نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے جسکو پڑھکر حقیقت کھلتی ہے۔ اس لئے میں اس نوٹ کو درج کرکے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان چالوں سے آگاہ رہیں۔ وہ نوٹ یہ ہے

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

لائل پور کے گذشتہ سالانہ جلسہ زمینداران میں جو دھواں دھار تقریریں ہوئی تھیں ان میں سب سے زیادہ پرجوش اور دھڑلے کی سپیچ پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل لاہور کی تھی۔ جسوقت پنڈت صاحب نے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ میرے مورث اعلےٰ جنکا نام اٹل علاول خاں تھا پیر میاؤں کے مرید تھے جو اس سرزمین (بار) کے ایک بڑے ولی ہو گذرے ہیں اور اس لحاظ سے دت اور مسلمان ایک ہی ہیں۔ تو انہوں نے اہل ہنود اور مسلمان سامعین کو اپنے نسب نامہ کے اس حیرت انگیز انکشاف سے حیران و ششدر کر دیا اور چونکہ اس انکشاف سے اتفاق اور محبت کی جھلک ایسی صاف طور پر نظر آ رہی تھی کہ گویا ہندو اور مسلمان بالکل ایک ہیں اس لئے سب نے فرط خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اور واقعی اس سے بڑھکر پنڈت صاحب اتحاد اور اخوت کا اور کیا ثبوت دے سکتے تھے کہ اپنی تقریر کو واہگوروجی کا خالصہ اللہ اکبر بندے ماترم پر ختم کیا۔ لیکن اگر پنڈت صاحب موصوف وہی پنڈت رام بھجدت

بی۔اے وکیل میں جوگروکل کے سالانہ جلسہ میں شریک تھے تو ہمارے ہندو اور مسلمان بھائی پہ سنکر ہکا بکا رہجائیں گے کہ جب ممبران آریہ سماج نے اس سوال کو چھیڑا کہ آیا آریہ سماجیوں کو ہندوؤں کے دائرہ سے نکل کر مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کھانا پینا چاہیئے یا نہیں تو انہی پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ رائے دی کہ آریہ سماج غیراقوام کے ساتھ کھان پان رکھنے کی صورت میں ہندو قوم کی عام ہمدردی جو اس وقت اسے حاصل ہے کھو بیٹھے گا اور اس سے اس کی ہر دلعزیزی کو [illegible] ہالانکہ ان کے تمام دوسرے آریہ بھائیوں نے کہ آریہ کھان پان کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ادہر تو یہ [illegible] کے وقت اور مسلمان ایک ہی ہیں اور ادہر تعصب اور نفرت کا یہ اظہار کہ انہی مسلمانوں کو غیر اقوام کے زمرہ میں شامل کردیا۔ وہ نظارہ واقعی قابل دید تھا جبکہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر پنڈت صاحب نے اتفاق پر لکچر دیتے ہوئے فوراً جوش سے اپنا منہ سرخ کرلیا اور دا ہنے ہاتھ سے چاروں طرف حاضرین کو اپنا زبردست اور خوفناک مکا دکھایا جو اتفاق کی علامت تھی اور کچھ شک نہیں کہ پنڈت صاحب کے اس مکے کو دیکھکر رستم اور اسفندیار کی روح بھی کانپ اٹھی ہوگی۔ غرض پنڈت صاحب اس وقت خود مجسم اتفاق تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک تماشہ تھا جسمیں پنڈت صاحب نے اپنا پارٹ بہت اچھی طرح ادا کیا۔ ورنہ پنڈت صاحب کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرانے کی ایسی کیا غرض پڑی تھی۔

راقم ایک مصلح کل

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام ملک و دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جنہیں اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اسکو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں [illegible] مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

منشی فضل رحمان ایڈیٹر الطبیب حاذق قادیان

اطلاع

پلیگ کیوجہ سے پہلے ہی مزدور ملنے مشکل ہو رہے تھے اسپر فصل کی کٹائی کیوجہ سے دوگنی مزدوری پر بھی کل کشتوں کا ملنا مشکل ہوگیا ہے۔ بڑی تکلیف سے یا نمبر ۱۴ صفحہ کا نمبر طیار ہوا ہے۔ ایک کاتب جسکا لڑکا پلیگ سے فوت ہوگیا تھا اور بعض اور متعلقین بیمار تھے رخصت پر چلا گیا اور ایک پریس کل کشتوں کے نہ ملنے کیوجہ سے قطعاً بند کرنا پڑا۔ ایک پریس ڈبل مزدوری دیکر بمشکل جاری ہے۔

الحکم کیلئے مشین کا آرڈر

سرپرستان الحکم یہ سنکر یقیناً خوش ہوں گے کہ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو ایک مشین کے لئے آرڈر دیدیا گیا ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ اگست سنہ ۱۹۰۷ء تک یا اس سے کچھ پہلے یہ مشین یہاں پہونچ جاوے مشین کا آرڈر میسرز شیخ خدا بخش اینڈ سنز لاہور کی معرفت دیا گیا ہے۔ مشین کے آجانے پر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو الحکم کی چھپائی کی مشکلات آسان ہوجائینگی۔ بہرحال ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہیں نعم المولےٰ ونعم الرفیق

مشین کیوجہ سے کارخانہ کو......کثیر روپیہ کی ضرورت ہے میں الحکم کے سرپرستوں کو اس امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسوقت اسکی اعانت کریں جو خریدار بھم پہونچا کر انکی قیمتیں بھجوادیں۔ بقایا دار اپنا بقایا بھیجدیں اور آیندہ کی قیمت ارسال کریں۔ مطبع کی تجارت و کتابوں کی فروخت میں سعی کریں۔ بخصوصاً حقیقت نماز (جو بہت جلد شائع ہونیوالی ہے) اور تفسیر سورہ بقر کی اشاعت کے لئے تحریک کریں بہرحال جسطرح کسی سے ممکن ہو وہ اس موقع پر اپنے اخبار کو اس قابل بنانے کی سعی کرے کہ وہ اپنا مشین پریس قائم کرسکے۔ اور آخر جو کچھ ہوگا وہ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ والسلام

احقر العباد یعقوب علی

طوفانِ بغاوت

پنجاب میں ایک طرف طاعون کا عذاب غضب ڈھا رہا ہے ایسی حالت اور صورت میں چاہیے تھا کہ لوگوں میں رقت اور حسن اخلاق کے ساتھ شرافت۔ خدا ترسی اور فرض شناسی پیدا ہوتی مگر ملک اور اہل ملک کی یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ اسے رہنمائی کرنیوالے وہ لوگ ملے ہیں جو اپنے ذاتی اغراض اور عظمت کے خیال کو مدنظر رکھکر بیوقوفوں کو بہڑ کا کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس طاعونی لہر کے ساتھ بغاوت کے طوفان کے آثار بھی پولیٹیکل آسمان پر نظر آتے ہیں۔ اور اس فساد کی طاعون کے جراثیم ملک میں پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ میں بلاخوف تردید کہونگا کہ ان جراثیم کو پھیلانیوالے ہمارے مہاتما ہندو بھائی ہیں جو ایک طرف تو بانی پن کرینا چاہتے ہیں اور دوسری طرف انسانوں پر ظلم کرنے کے لئے دلیر اور بے باک ہیں۔

پنجابی اخبار کے مقدمہ کے بعد جو حرکات ظاہر ہوگئی ہیں وہ سراسر ناعاقبت اندیشی اور انسانیت کے برخلاف ہیں۔ کیا اسی تہذیب و متانت پر یہ کوشش اور آرزو کیجاتی ہے کہ

ہمارا اپنا راج ہو

میں سچ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا اور اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ یہ شوریدہ سر مجھے گالیاں دیں گے اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ حملہ کرنے پر بھی آمادہ ہوں لیکن اس وقت میں اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو آگاہ کروں کہ وہ ایسے خطرناک طریقوں سے پرہیز کریں اور مسلمانوں کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اپنی زیر اثر جماعتوں کو ایسے تمام جلسوں اور تحریکوں سے بالکل الگ رہنے کی ہدایت کریں۔

ان ہندوؤں کی شیریں سخنیوں اور لجاجت پر ہرگز نہ جانا یہ جسطرح انگریزی قوم کے دشمن ہیں اسیطرح مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔ کیا انہیں میں کا وہ رام بھجدت چودھری نہیں جو ایک طرف اللہ اکبر کے نعرے مارتا ہے اور جب گوروکل میں جاتا ہے تو اسکی پوزیشن بدل جاتی ہے یہ ہمیشہ زنی کریں گے اور مسلمانوں کو جو ہر طرح سے قابل رحم ہیں بدنام کرنیکی کوشش کریں گے اسلئے یہ وقت ہے کہ مسلمان ان سے بالکل الگ ہو جائیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ انسانیت کا برتاؤ ان سے نکریں نہیں جہاں تک انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے وہ کرو۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو کسی کی مدد کر سکتے ہو کرو مگر

ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل مت ہو

ہمارے لیے خیر اور برکت اسی میں ہے کہ ہم

شاہِ وقت کی پوری اطاعت کریں

احمدی قوم کے لئے خصوصاً یہ نازک وقت ہے اگرچہ اسکی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے لیکن تیس کروڑ کے مقابلہ میں اسکی کیا ہستی ہے۔ مسلمان اس سے دشمن اور ہندو اس سے بیزار باوجود اسکے ہی میں بڑی مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ یہ قوم شاہ وقت کے متعلق اپنے فرض کو خدا کے فضل سے خوب شناخت کرتی ہے کیونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو

تاجِ برطانیہ کا دلی خیر خواہ ہے

اپنی شرائط بیعت میں دوسری ہی شرط یہ رکھی ہے کہ
ظلم اور خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا
پس جبکہ ایک مخلص مرید کے لئے یہ ضروری ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا تو مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کرنے کا فخر ہے کہ

احمدی قوم قطعاً ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل نہیں
تجربہ نے بتلایا ہے کہ گذشتہ موقع پر جب طالبعلموں نے سٹرائک کیا تو احمدی طلباء ایسی تمام تحریکوں سے الگ رہے اور انشاء اللہ گورنمنٹ دیکھ لیگی کہ

احمدی قوم ایسی تحریکوں کو قطعاً ناپسند کرتی ہے
ہماری جماعت کا فرد ان میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہونا چاہئے تمام احمدی یا درکھیں کہ خدا...

لا کچھ سے یا دہمکی سے ایسی تحریکوں میں تمہیں شامل ہونے کے لئے کہا جاوے مگر ایسے لوگوں کو قطعاً یہ واضح کر دو اسلئے کہ تمہارا امام ان باتوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہم ان برکات اور احسانات کو کبھی بھول نہیں سکتے جو تاج برطانیہ کی بدولت ہمیں حاصل ہیں۔

ان مسلمانوں کی سخت نادانی ہوگی جو ایسے لوگوں کے شامل ہوں جو ایک جانور کو اشرف المخلوقات انسان پر ترجیح دیتے ہیں۔

اگر ہمارے ہمسائے اس سے بیزار ہوتے ہیں تو ہوں

انا بری منکم

ہم سے کبھی نہیں ہو سکتا کہ ناشکری اور غداری کا ہم پاک جو ہوں ہم کو اس روکا نہیں جاتا کہ ادب اور عجز کے ساتھ اپنے معروضات پیش کرو۔ گورنمنٹ سننے کو آمادہ ہے لیکن بیحیائی اچھی نہیں جو کیجاتی ہے کیا یہ پولیٹیکل لیڈر پسند کرتے ہیں کہ انکی اولاد انکے سامنے شوخی کرے یہ گورنمنٹ انگلشیہ کی مہربانیوں اور عفو و تحمل کا یہی ثمرہ ہے جو شوریدہ سر لڑکوں کو لیکر دکھایا جاتا ہے۔ کچھ تو شرم کرو۔

مسلمان ناقابل عفو غلطی کریں گے اگر ایسی تحریکوں میں حصہ لیں مسلمان اخبار نویسوں اور لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ قوم کو آگاہ کریں اور اس طوفان بے تمیزی کے سیلاب سے الگ رہنے کی ہدایت کریں۔

آسمان بار دنشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں نشانات کی وہ بارش ہو رہی ہے کہ انکا شمار بھی مشکل ہو گیا ہے کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا تھا

اردت زمان الزلزله

میں نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

اسپر یہ نوٹ دیا گیا تھا اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہے جس کا وقت قریب آگیا معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ وحی الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء اور ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں چھاپی گئی اور ایسا ہی اخبار بدر میگزین۔ تشحیذ الاذہان وغیرہ رسایل میں بھی قبل از وقت شائع ہوئی۔ چونکہ اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک زلزلہ کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی کے موافق ۱۲ اور ۱۳ اپریل کی درمیانی شب کو ۱۲ بجے کے قریب پنجاب کے اکثر مقامات میں زلزلہ آیا۔ اور یوں خدا کا کلام پورا ہوا۔

اس کے متعلق بعض خطوط کا خلاصہ یہ ہے۔

کوہاٹ سے مرزا عباس علی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک سخت دھکا زلزلہ کا آیا اور قریباً تین منٹ تک زمین حرکت کرتی رہی سبحان اللہ ہمارے امام کی باتیں لفظاً بلفظ پوری ہو رہی ہیں۔

میاں غلام رسول صاحب سب انسپکٹر مستی بکھیانہ ضلع جھنگ سے لکھتے ہیں۔ شب گذشتہ کو ۱۱½ بجے رات کے یہاں بڑا زلزلہ آیا عام لوگ جو سوگئے تھے وہ جاگ کر اٹھے ہوئے اور بھاگ کر مکانوں سے باہر نکل آئے۔ چڑیاں جنگل گھونسلے جنہوں نے تھی گر پڑیں پہلے آہستہ آہستہ زلزلہ شروع ہو کر پھر ایک بڑا دھکا۔ کہاں ہیں وہ ماہرین جنکا دعویٰ تھا کہ اپریل کے بعد اب مدتوں تک کوئی بڑا زلزلہ نہیں آئیگا اور کدہر ہیں منکرین دیکھیں کہ خدا کی باتیں کسطرح پوری ہو رہی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک آسمان سے نشانات کی بارش ہے اب کیا کسر رہی ہے عجیب عجیب نشانات پورے ہو رہے ہیں۔

پشاور سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ گیارہ بجکر بیس منٹ پر بہت زور سے زلزلہ آیا ۱۳؍اپریل ۱۹۰۷ء بروز ہفتہ ڈیڑھ یا دو منٹ تک رہا۔

ایسا ہی سیالکوٹ سے مکرمی سید حامد شاہ صاحب اور لاہور سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور برادر محمد حسین صاحب نے اور بعض دوسرے مقامات سے ایسی ہی خبریں آئی ہیں....

ہفتہ وار نصف لاکھ سے زیادہ موتیں

گو کمبخت طاعون ہندوستان میں ۱۸۹۵ء میں شروع ہوا تھا مگر اس سال میں طاعونی اموات کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا تھا لیکن ۱۸۹۶ء سے گورنمنٹ نے

اموات کا حساب رکھنا

شروع کر دیا جسکی تفصیل اپریل ۱۹۰۶ء تک حسب ذیل ہے۔

سال	تعداد اموات طاعون
۱۸۹۶ء	۱۷۰۴
۱۸۹۷ء	۵۶۰۵۵
۱۸۹۸ء	۱۰۱۸۵۳
۱۸۹۹ء	۱۳۴۷۸۹
۱۹۰۰ء	۹۳۱۵۰
۱۹۰۱ء	۲۷۳۶۷۹
۱۹۰۲ء	۵۷۷۴۲۷
۱۹۰۳ء	۸۵۱۰۲۶۳
۱۹۰۴ء	۱۰۲۲۲۹۹
۱۹۰۵ء	۹۵۰۸۶۳
۱۹۰۶ء (صرف جنوری سے اپریل تک)	۱۷۰۰۰۰

لیکن ۱۹۰۶ء ۱۹۰۵ء سے تعداد اموات کے لحاظ سے کسیقدر کم رہا۔

مگر ۱۹۰۷ء یقیناً اپنے سب ماسبق سالوں سے

اموات میں گوئے سبقت لیجائیگا

کیونکہ اسکی صرف ایک ہفتہ کی اموات کی کیفیت جو ذیل میں درج کیجاتی ہے بیحد ہولناک ہے۔

ترپن ہزار سے زیادہ موتیں

صرف ایک ہفتہ کی طاعون کی کارگزاری سنگدل سے سنگدل شخص کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے کیونکہ ہفتہ مختتمہ ماہ مارچ ۱۹۰۷ء کے اندر تمام ہندوستان میں حسب ذیل اموات درج کی گئی ہے یعنی ۲۱ ہزار ۸ سو ۹۷ وارداتیں اور (۵۳۶۸۰) موتیں ہوئیں جسکی تفصیل مختلف صوبجات کے لحاظ سے یہ ہے۔ احاطہ بمبئی (۴۰۰۶) مدراس (۱۲) بنگال (۳۸۶۷۰) صوبجات متحدہ (۱۵۱۶۲) پنجاب (۲۷۹۰۰) مشرقی بنگال میں کوئی موت نہیں ہوئی۔ صوبجات متوسطہ (۱۵۱۹)۔ وسط ہند (۲۲۴) راجپوتانہ (۳۲۵ ہفتہ ماسبق میں) کشمیر (۲۲۹)۔ صوبہ سرحد شمال مغربی (۲) برہما کی کیفیت موصول نہیں ہوئی تھی۔ اور ذیل کے اضلاع میں ہفتہ کی اموات ایک ہزار سے متجاوز ہوئیں۔ سارن (۱۷۴۹) مظفر نگر (۴۴۹۷) بلیا (۱۳۳۸) انبالہ (۱۵۵۹) لودہانہ (۱۲۷۹) رہتک (۱۷۵) جالندہر (۲۱۹۰)۔ فیروزپور (۱۲۷۸)۔ گورداسپور (۱۲۵۵)۔ لاہور (۱۷۱۵) گوجرانوالہ (۵۲۱۹) سیالکوٹ (۲۶۷۳) گجرات (۱۶۱۵) اور ریاست پٹیالہ (۱۱۰۶)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تمام ہندوستان میں پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون ہے اور اس کے بعد صوبجات متحدہ میں گو بلحاظ ایک ایک ضلع کی کثرت اموات کے ضلع مظفر نگر سب سے بڑھا ہوا ہے جہاں ایک ہفتہ کے اندر

بیس ہزار اموات ایک ضلع میں

ہوں بعض بعض شہر اور دیہات تو بالکل ویران اور برباد ہو رہے ہیں۔ ضلع مظفر نگر کا کیا حال ہوگا کہ جہاں بیس ہزار کے قریب اموات ایک ہفتہ میں ہوئیں۔ جبکہ ضلع گوجرانوالہ میں اُلو بول گیا ہے اور کئی گھر بالکل بند ہو گئے ہیں اور خاندان برباد ہو گئے ہیں کہ جہاں کی ہفتہ وار اوسط سوا پانچ ہزار ہے اور مجھے ذاتی علم سے معلوم ہے کہ وہاں لوگوں کی کیسی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ایک صاحب نے جو دو روز کے لئے اپنے گھر گوجرانوالہ میں ایسٹر کی تعطیلات میں گئے تھے بیان کیا کہ قبرستان میں جنازوں کی یہ کثرت ہے کہ بعض لوگ ایک جنازہ کے ہمراہ جاتے ہیں۔ چار چار چھ چھ گھنٹے قبرستان سے واپس نہیں آسکتے۔ کیونکہ جنازوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے سب میتوں کے جنازے پڑھتے رہتے ہیں۔ اور یہی حال لاہور کے قبرستان میں ہے۔

خاص لاہور میں بھی کہ جہاں روزانہ وارداتوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (۱۴۰) تک سرکاری طور پر بھی درج رجسٹر ہو چکی ہے۔ چھوٹا موٹا

نمونۂ محشر برپا ہے

قبرستان اور مرگھٹ کیطرف لاشوں کا تانتا بندھا ہوا ہے کسی کو اپنی سلامتی پر ذرا بھروسہ نہیں رہا۔ کاروبار آدھے تہائی بمشکل چلتے ہیں۔ کارخانہ پیسہ اخبار میں حاضری کا اوسط نصف کے قریب رہ گیا ہے۔ یہی حال باقی سب کاموں کا ہوگا۔ لوگ شہر کے اندر سے بھاگ بھاگ کر بیرونی علاقوں میں یا باہر کوٹھیوں میں جا رہے ہیں لیکن نہ اتنی کوٹھیاں ہیں اور نہ دیگر محفوظ مکانات اتنے ملتے ہیں کہ جہاں سب لوگوں کی گنجائش ہو سکے۔ اسوقت لوکل گورنمنٹ اور بلدیک کمیٹی کو ان لوگوں کو طاعون زدہ مقامات سے دور پناہ بہم پہونچانے میں مدد دینی چاہیئے اور لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ طاعون کا بہترین علاج یہی ہے کہ وہ

طاعون زدہ لوگوں اور علاقوں سے علیحدہ رہیں!

اسمیں کوئی شک نہیں کہ طاعون کا بہترین اور حکمی علاج اب تک معلوم نہیں ہوا۔ اسلئے بہت لوگوں کا اس وبا سے مرنا ضروری ہے لیکن جسقدر متفرق علاج اور احتیاطیں اب تک معلوم ہو چکی ہیں اُن پر بھی عوام الناس کاربند نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر قصور اُن کے تعلیم یافتہ بھائیوں کا ہے جو

اپنا فرض ادا نہیں کرتے

میرے خیال میں اس وقت لاہور میں تعلیم یافتہ اہل شہر کا ایک بہت بڑا جلسہ ٹاؤن ہال یا کسی دوسرے مکان پر ہونا چاہیئے تاکہ اہل شہر کی اس مصیبت پر غور کر کے کچھ تدابیر فیصل کرے۔ بیسیوں چھوٹی موٹی باتیں اہل شہر کو دو دینی ممکن ہے۔ جو کہ حقہ نہیں دیجا رہی ہے ایسا جلسہ اسی بہت جلد ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے اس طرف کچھ توجہ کی ہے اور چندہ کا ذیل کیا ہے۔ یہ بہت اچھا کام ہے۔ مگر انڈین ایسوسی ایشن کو ایک عام جلسہ ہی کرنا چاہیئے تاکہ حالات موجودہ پر بحث کر کے کچھ تدابیر اختیار کیجا سکیں۔ (روزانہ پیسہ)

(الحکم) اس نمونہ قیامت کو دیکھکر کون دل ہے جو نہ تھرا اٹھے گا۔ ۱۸۹۸ء میں جب طاعون کے ملک میں بشدت پھیل جانے کی پیشگوئی کی تھی، اسوقت اسی ہمعصر پیسہ اخبار نے ہنسی اڑائی تھی اور پھر جب لاہور میں اس آفت کے آنے کی خبر دی گئی تو پیسہ اخبار نے لکھا تھا کہ لاہور اس لئے محفوظ رہا کہ پیسہ اخبار کا ناچیز ایڈیٹر اس میں موجود ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر ہزاروں آدمی آئے اور لاٹ صاحب کے تبادلہ کی وجہ سے بھی بڑا ازدحام ہوا۔ مگر لاہور محفوظ رہا۔ پیسہ اخبار سنت اللہ سے محض ناواقف تھا اور رہے اور اسکو

تغییر نہ کی کہ

دیر گیر و سخت گیرد مر ترا

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اب جبکہ سال گذشتہ میں یہ اعتماد کر لیا گیا تھا کہ طاعون سے ملک بالکل پاک ہو جائے گا خدا تعالیٰ نے اپنا کرشمہ قدرت دکھایا اور اس قہری تجلی کی چمک سے دنیا کو حیرت زدہ بنا دیا۔

وہی لاہور ہے جس کی نسبت خود پیسہ اخبار کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ

نمونہ محشر بپا ہے

بہرحال پیسہ اخبار کے ایڈیٹر اور ہوشمند لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹلا نہیں کرتیں۔ اسوقت بہت ہی نازک دن ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے۔ اب وقت ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور پوری نیاز مندی کے ساتھ

یا مسیح الخلق عدوانا

کہتے ہوئے خدا کے برگزیدہ مامور کیطرف رجوع کریں اور اس علاج پر کاربند ہوں جو اس نے خدا تعالیٰ کی وحی سے اطلاع پا کر بتایا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اس کے سوا اور کوئی چارہ اور راہ نہیں۔ اس مرتبہ طاعون کے ذریعہ جسقدر اموات پنجاب میں ہو رہی ہیں وہ نہایت ہی ڈراونی تعداد ہے۔ ایک ہفتہ میں نصف لاکھ سے زیادہ موت بھی تعداد ایسی تعداد نہیں جو گورنمنٹ کو بھی متحیر نہ کر دے۔ اسلئے اس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں کہ ایک ہفتہ کے اندر

نصف لاکھ سے زیادہ رعایا گورنمنٹ کی حلقہ اطاعت سے کم ہو جاتی ہے

پس اس سے تمدن تجارت اور دوسرے امور پر جو اثر پڑ رہا ہے وہ ایسا نہیں کہ سرسری نظر سے دیکھا جائے گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے؟ یہ خود اس کا اپنا کام ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت ہے کہ لوگوں کو پوری مدد دیجاوے۔ اب لوگ سیگریگیشن کی اہمیت اور ضرورت کو بھی سمجھنے لگے ہیں اور ایک حد تک یہ طریق مفید ہی ثابت ہوا ہے۔ نہیں اسکے لئے اور ضروری ادویات کے لئے کثیر التعداد روپیہ منظور کرنا چاہیئے۔ اور ناظم ایسے لوگ بنیں جو اپنے اخلاق عادات کے لحاظ سے متمیز ہوں۔ گورنمنٹ سے جہانتک اس بات کا تعلق ہے اس حدتک گورنمنٹ اپنی رعایا کو مدد دے اور رعایا کا فرض ہے کہ وہ صدق دل اور نیک نیتی سے گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کو عمل میں لاوے یہ تو جسمانی طریق اصلاح کا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ طاعون کی اصلی جرم انسان کی عملی تبدیلی سے ہلاک ہو سکے۔

جہاں سینکڑوں دوسرے علاج کئے ہیں کیوں متفق ہو کر اس طریق علاج کا تجربہ نہیں کیا جاتا۔

جو خدا کا مامور بتاتا ہے

کیا اس علاج میں کوئی نقصان اور ہرج ہے؟ کیا وہ روپیہ پیسہ کے لحاظ سے بہت قیمتی ہے؟ نہیں وہ تو ایسا علاج ہے کہ ہر شخص آسانی سے اختیار کر سکتا ہے۔ وہ کیا؟

خدا تعالیٰ سے سچی صلح

سچ یہ ہے کہ اب اگر کوئی علاج کارگر ہو سکتا ہے تو وہ

جز بدعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

کے مضمون کے اندر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ و نعم الرفیق۔ ضد اور عداوت کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے جو خدا کا مامور بتاتا ہے

ایک آریہ اخبار فحش نویسی کے جرم میں

آگرہ کا اخبار مسافر (جو لیکھرام آریہ مسافر کی یادگار میں نکالا گیا ہے) جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے فحش نویسی کے جرم میں ماخوذ ہے اور اس پر سرکار کیطرف سے مقدمہ چلایا گیا ہے مگر راستی کا دیوتا اور روشنی کا فرزند پرکاش اصل حال کو چھپا کر جہاں اسلامی اخبارات کو بد تہذیب قرار دیتا ہے وہاں مسافر پر اس مقدمہ کی وجہ مسلمان بتاتا ہے۔ اور اصل غرض اسکی یہ ہے کہ مسافر دفنڈ میں آریہ لوگ روپیہ بھیجیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آریہ اسکو روپیہ بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ وہ جانیں اور ان کا کام لیکن اتنا انکو سوچ لینا چاہیئے کہ اس کے دوسرے الفاظ میں یہی معنے ہیں کہ وہ اس فحش نویسی کے حامی اور مسافر کے ایڈیٹر کو زیادہ بے باک بنانے کے محرک ہیں۔ کیا وہ اسی کرتوت پر مسلمانوں سے صلح کرنی چاہتے ہیں اور یہی اصول اتحاد ہے۔ مسلمانوں نے تو نہایت صبر اور برداشت سے مسافر کی ناپاک اور گندی تحریروں کو دیکھا۔ لیکن گورنمنٹ کے انصاف نے اسے مجبور کیا کہ وہ ایسی فحش تحریر پر نوٹس لے۔ اسمیں مسلمانوں کو الزام دینا ہی کمینہ رویہ ہے پرکاش کو ایسی طرز اختیار کرنے سے محترز رہنا چاہیئے۔

کیا گورو کل کے پنڈال میں جھوٹ بولا گیا؟

مہاتما پارٹی کی تعلیمی انسٹیٹیوشن گورو کل کے سالانہ جلسہ پر ۱۳ر مارچ ۱۹۰۷ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی اس کا مضمون غیر مت والوں سے ہمارا برتاؤ تھا اس مضمون پر مہاتما پارٹی کے لیڈروں نے تقریریں کیں ان میں ماسٹر رام دیو صاحب نے کہا کہ

ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ ہمیں تبدیلی کرنیکی سخت ضرورت ہے،

اور ایسا ہی لالہ منشی رام صاحب نے جو اس مجلس کے میر مجلس تھے کہا کہ "اتنا ضرور ہے کہ غیر مذہب والوں کو سخت الفاظ سے مخاطب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ویدک دھرم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور عیسٰے (علیہ السلام) کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے اِنت نہیں ہو سکتا"

غرض متفق طور پر یہ تسلیم کیا گیا کہ آریہ سماج کا طریقہ تحریر و تقریر غیر مذاہب کے متعلق قابل اصلاح ہے اور موجودہ حالت قابل اعتراض ہے لیکن پرکاش کا ایڈیٹر جلسہ میں موجود ہونے کے باوجود اور خود ہی روئداد کو شایع کرنے کے باوجود مسلمانوں پر الزام لگاتا ہے۔ کہ وہ بدتہذیبی سے کام لیتے ہیں، پرکاش کے ایڈیٹر کو شرم کرنی چاہیئے۔ یہ بدتہذیبی آریوں کو مبارک ہو۔ آریوں کے پاس اور ہے کیا جو وہ پیش کریں گے آجکل ایک نیوگ ہے اس کے فضائل بیان کرتے رہیں کون انہیں منع کرتا ہے

آریو بھی اس کانفرنس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جبکہ گوروکل کے پنڈال میں آریوں کے طرز تحریر و تقریر کو بدل دینے پر متفق آواز اٹھائی گئی ہے تو کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پنڈت لیکھرام کی کتابوں کی اشاعت بند کر دیجاوے اور ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس

نکالدیا جاوے ؟ اور آیندہ بیباک آریوں کے منہ میں لگام دیدیا جاوے ؟ اور آریہ مسافر کا روش بدل دیا جاوے ؟ یہ تجربہ بتائیگا اور ہم دیکھیں گے !

وہ جو خدا کیطرف سے ہو اسے کون ضایع کرسکتا ہے

احمق انسان قدرت کا مقابلہ کرنے میں اپنی بہادری ظاہر کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ اپنی جان پر ظلم کرتا اور دانشمند ول کے لئے ایک مضحکہ بنتا ہے۔ خداتعالےٰ کے مامور و مرسل کو کوئی انسانی طاقت کبھی مٹا نہیں سکتی اور نہ اسکی کارروائیوں اور مقاصد میں روک پیدا کرسکتی ہے وہ ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس سے ٹکر مارتا ہے وہ اپنا سر پاش پاش کرکے وہی ہلاک ہوجاتا ہے اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے قادیاں کے کٹر آریوں سومراج اور اچھر چند کے مرنے پر اظہار افسوس کے ضمن میں لکھا ہے۔

"وہ پنڈت سومراج اور لالہ اچھر چند کی ذات کے ساتھ ہمعصر شبھ چنتک کی ذات وابستہ تھی اسلئے قدرتی طور پر انکی موت کے ساتھ اخبار کی بھی موت سمجھنی چاہئے۔ لیکن ہماری رائے میں ضلع گورداسپور کے آریہ بھائیوں کا فرض ہے کہ جسطرح ہوسکے ایسی حالت میں اخبار کو جاری رکھیں کیونکہ جس پاکھنڈ کے ناش کے لئے شبھ چنتک کا جنم ہوا تھا وہ پاکھنڈ اسوقت تک قائم ہے اور اگر اخبار بند ہوگیا تو ممکن ہے کہ مرزائی بھولے بھالے بھائیوں کو اپنے دام تزویر میں لے آویں لوگوں کو مرزا کے فریب سے آگاہ رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ شبھ چنتک کی ہستی قایم رہے"

پرکاش کا ایڈیٹر جو اپنے مضمون مفہوم کے نام سے اگنی کا فرزند کہلا سکتا ہے (تیسرے نیوگی خصم سے مراد نہیں) اس سلسلہ کو پاکھنڈ قرار دیتا ہے اور اسکو ناش کرنے کے لئے شبھ چنتک کی ہستی لازمی بتاتا ہے۔ کاش وہ گھر میں پہلے سے سوچ لیتا کہ اس پاکھنڈ کو ناش کرنے کے لئے اٹھنے والوں کا کیا حشر ہوا اور واقعات نے کس کو پاکھنڈ قرار دیا لیکھرام کس دم خم کے ساتھ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کو مٹانے کے لئے اٹھا اور تین سال کے اندر سلسلہ اور اس کے بانی کے مٹ جانے کی پیشگوئی کرگیا مگر آج لیکھرام کی ہڈیاں بھی نظر نہیں آتی ہیں کیا پرکاش کا ایڈیٹر بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے ؟ کسی سکتے۔ یا بندر یا سور کو پکڑ کر کہدے کہ لیکھرام جی مہاراج اس میں براجتے ہیں تو اسکو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرے گا۔ وہ جو خدا کے مامور کو مٹانے کو اٹھا تھا خود مٹ گیا۔ اور ابتر بے نام و نشان ہوکر مرگیا۔ اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ہی نجات سے محروم رہا مگر وہ جسکو پاکھنڈ کہتے تھے وہ حق ثابت ہوکر اٹل پہاڑ کیطرح قائم ہے اور بڑے زور کے ساتھ اسکی ترقی کی موجیں بہ رہی ہیں جسکو اب کوئی طاقت روک نہیں سکتی پھر پرکاش کے ایڈیٹر کے خیال کے موافق شبھ چنتک کا جنم اسی غرض کے لئے ہوا ؟ اس نے کیا کیا ؟ اس سلسلہ کو مٹانے میں کہاں تک کامیاب ہوا ؟ خود مٹ گیا اور اپنا نام و نشان مٹا گیا۔ اور سلسلہ کے باغ میں کھاد کا کام دے گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کمریں باندھ کر اٹھے اور ناکام نامراد رہکر یا تو گمنام ہوگئے یا انکا نام و نشان مٹ گیا۔

میں اس سے ناراض نہیں کہ آپ اخبار کو جاری نہ کریں کریں اور شوق سے کریں اوروں کو ابھارنے سے کیا فائدہ کیوں خود ہی بوریا بستر اٹھا کر قادیاں میں ڈیرا نہیں لگا دیتے۔ تاکہ ٹھوگ نہ کرانا پڑے لیجئے تجربہ کی مخالفت سلسلہ کا کام نہ لو خود ہی کرو۔ اور رائے شوسنگھ یا بخشیش سنگھ ہی کو ابھارنے کی نوبت نہ آئے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے مامور کے مقابلہ میں جو آیا اور

جب آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا اور ہوگا اس متواج دریا کو کوئی تنکا روک نہیں سکتا جو ایسی بیہودہ حرکت کرے گا وہ

خود بہ جائے گا ایک شبھ چنتک کیا اگر تمہارے چھوٹے اور بڑے اور اگلے اور پچھلے اکیلے اکیلے اور سب کے سب اکٹھے ہوکر انسانوں کی صورت میں یا سوروں اور بندروں اور بھیڑیوں کی جون میں حملہ کریں پھر بھی وہ اس

پہاڑ کو جنبش نہیں دے سکیں گے

کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا مرسل ہے اور اس کے لئے وعدہ الٰہی یہی ہے

سیھزم الجمع ویولون الدبر

سخت احتیاط مطلوب ہے

انگریزی تہذیب کیطرف ہز میجسٹی امیر کابل کا میلان طبع ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ مدراس میل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مس لشبی جن کو حال میں امیر صاحب نے بیگمات کی تعلیم کے لئے ملازم رکھا ہے۔ ۲۶ مارچ کو اوٹاک منڈ سے کنور پہنچیں اور اپنی خدمات کا چارج لینے کے لئے بذریعہ میل براہ پشاور کابل کو روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ ایک جرمن خادمہ ہے اور دو کتے ہیں جو ضرورت کے وقت معقول باڈی گارڈ ثابت ہوں گے۔ افغانی معاملات کی تاریخ میں یہ تعیناتی ایک نیا باب کھولتی ہے کیونکہ مس لشبی محض اسی غرض سے کابل جارہی ہیں کہ بیگمات کو انگریزی طرز پر ہز میجسٹی کے خانگی انتظامات کی تعلیم دیں۔ اور انگریزی طریق پر مہمانوں کی خاطر و مدارات کے اصول سکھائیں مس موصوفہ ہر طرح اس عہدہ کی اہل ہیں۔ کیونکہ گانے بجانے میں اُن کو خاص مہارت ہے اور زباندانی میں بھی ایما ملکہ ہے۔ امپیریل گورنمنٹ کی ذمہ واری پر مس موصوفہ کابل گئی ہیں "

مولائے عبدالعزیز والی مراقش کی مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ غالباً امیر کابل بھی اخباری دنیا کے ایسے موٹے واقعہ سے بیخبر نہوں گے مولائے موصوف کو اپنی رعایا میں کیوں ہر دلعزیزی حاصل نہیں ہوئی ؟ محض اسیوجہ سے کہ انہوں نے پبلک کی فیلنگز کی پروا نہ کرکے بالکل صاحب لوگوں کی سی بود و باش اور معاشرت اختیار کرلی۔ لوگوں کے دلوں سے انکی مذہبی فرمانروا ہونے کا وقار اٹھ گیا۔ ہز میجسٹی امیر کابل کو بھی جو اسلامی دنیا میں حضرت خلافت پناہی اور سلطنت ایران کے بعد تیسرے درجہ پر ہیں اور جن پر ایک کثیر اسلامی آبادی کی عظمت و احترام کی نگاہیں پڑتی ہیں۔ نیا راستہ اختیار کرنے میں۔ جو اپنی ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے نہایت دلکش ہے نہایت حزم و احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اور جبتک افغانی پبلک جنرل تعلیم سے بہرہ اندوز نہو۔ ان کو چاہئے کہ اُنہی نشانات معروفہ کو اپنی راہ بنائیں جو امیر مرحوم نے قائم کردیے ہیں

(وکیل)

آتشی ستارہ کا نمودار ہونا

سول ملٹری گزٹ کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ گذشتہ اتوار کے دن پونے پانچ بجے شام کے ایک سنگ شہابی آسمان سے گرا۔ جو بہت ہی درخشاں تھا۔ راولپنڈی میں اسکا رُخ جنوب مشرق کی جانب تھا گو دھوپ تھی پھر بھی روشنی بہت تیز تھی اگر رات کے وقت گرتا تو ایک مافوق العادت منظر دیکھنے میں آتا۔ اس کے متعلق آج پیسہ اخبار کے متعدد نامہ نگاروں کے خطوط درج کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ پنجاب کے اکثر حصوں میں یہ قدرتی کرشمہ دیکھا گیا ہے۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ ۳۱ مارچ کو بوقت ۵ بجے شام بطرف مشرق ایک دُمدار ستارہ کیطرح ایک آتشی ستارہ ۴ منٹ تک آسمان پر نمودار رہا۔ اس کے بعد ایک دھواں سا ہوگیا۔ اسکی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیا شئے تھی یہی کیفیت کئی دیہات میں بھی دیکھی گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کے تمام احوال سے آگاہی ہو تو تحریر کریں کیونکہ ہمارے علاقہ میں کئی طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مرزائی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ آسمان سے ایک نشان عنقریب ظاہر ہوگا جو ۲۰ مارچ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۷ء تک ظاہر ہوگا۔ کئی صاحبان کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ توپچیوں نے گولہ آسمان پر چڑھایا ہے۔ (محمد عبداللہ خاں از حافظ آباد)

تحصیل جہلم۔ ۳۱ مارچ کو بروز اتوار تقریباً ۴ بجے شام کو ایک شعلہ آتش آسمان پر مغرب سے نمودار ہو کر مشرق کی طرف جا کر غائب ہوگیا۔ اور اخیر ایک بادل سا نظر آیا۔ حالانکہ آسمان بالکل صاف تھا۔ یہ خدائی قدرت دیکھکر سب حیران رہ گئے (محمد خاں نائب مدرس بھری ضلع جہلم)

سنگھنتل ریاست جموں۔ کل شام کو ۴ بجے عجب قدرت دیکھنے میں آئی میں سایہ میں بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا تھا کہ کتاب کے صفحہ پر کچھ بجلی کیطرح چمک پڑی چونکہ مطلع بالکل صاف تھا اوپر نظر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک دھوئیں کی لکیر لمبی جسطرح کہ آتشبازی کی ہوتی ہے اسطرح کی نظر آئی جو کہ پھیل رہی تھی دو منٹ کے بعد اس قسم کی آواز اس دھوئیں کے اندر سے آئی جسطرح کئی توپیں فاصلہ پر اکٹھی چلی ہوں اور یہ آواز نصف منٹ تک رہی۔ سب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ کوئی صاحب اگر کچھ وجہ بتا سکیں تو درج اخبار فرماویں۔ (دیکھشی کرتار سنگھ رونہ ٹھیکہ دار)

کاس والہ۔ (ضلع گوجرانوالہ) ۳۱ مارچ کو ۴ بجے دن کے شمالی جانب سے ایک بگولہ سرخ و نیلے رنگ کا آسمان سے گرتا ہوا معلوم ہوا۔ جسجگہ دریافت کیا گیا یہی معلوم ہوا کہ اسجگہ گرا ہے۔ حالانکہ معلوم نہیں کہ کس جگہ وہ ستارہ گرا ہے۔ اس ستارہ کے متعلق جو کچھ حالات آپ کو معلوم ہوں بذریعہ پیسہ اخبار تحریر فرماویں۔ (محمد ۔۔۔ از کاس والہ)

پنڈی گھیب۔ کل ۳۱ مارچ بوقت ۴ بجے شام قریب موضع کھڑ تحصیل پنڈی گھیب ایک شعلہ جو کہ قریب ایک نیزہ کے لمبا تھا اور اس کا سرا خربوزہ کی مانند تھا اور پیچھے سے دم کی مانند تھا آسمان سے گرا۔ اور اسی وقت اور اسی قسم کا شعلہ موضع اخلاص میں بھی اسی تاریخ کو آسمان سے گرا۔ (لالہ ہیرانند دوکاندار ورام سرن پٹواری از پنڈی گھیب)

ضلع گورداسپور۔ کل شام ۳۱ مارچ بوقت ۴ بجکر ۴ منٹ پر ایک ستارہ یعنی ایک سخت تیز روشنی بمشابہ ایک مشعل کے جس کے پیچھے ایک لکیر نہایت ہی سفید و شفاف چاندی کا سا دستہ معلوم ہوتا تھا جنوب سے شمال کو جاتا معلوم ہوا۔ جس جگہ وہ گرا۔ اسجگہ سے تیز مختلف جگہ سے دھواں نمودار ہوا اور اس کے بعد ایک بڑی ہولناک گرج سنائی دی جیسے جہاں تک معلوم ہوا سات سات میل کے فاصلہ پر یہی حال ظہور میں آیا ہے۔ لوگ بیچارے دیہاتی اس کیفیت کو دیکھکر سخت حیرت زدہ ہو رہے ہیں۔ (باوا خادم)

جانگل ضلع گجرات۔ عجائبات قدرت حق میں سے ایک کا مشاہدہ ہوا یکشنبہ کے روز ۳۱ مارچ بوقت ۵ بجے عصر کے وقت ایک شعلہ آگ کا بجانب شرق نمودار ہوا۔ ہری کین لمپ کی چمنی کیطرح گول تھا زمین پر گرنے سے پہلے چنگاریاں نکلکر صرف دخان کیصورت مستطیل میں ظاہر ہو کر قریباً پانچ منٹ میں غائب ہوگیا لطف یہ ہے کہ کوٹلہ سے لیکر دریا چناب کے مغربی کنارہ تک جسکا فاصلہ ۳۰ میل کا ہے یکساں کرم کے فاصلہ پر گرتا لوگ بتاتے ہیں ہزارہا لوگ دیکھکر حیران ہوئے ہیں۔ یہ بھی دریافت کیجئے کہ اور بھی کسی ملک میں کسی شخص نے اسے دیکھا ہے یا نہیں (محمود شاہ)

ضلع راولپنڈی۔ ۳۱ مارچ کو دوپہر سے تا بوقت زوال مختلف جگہوں پر اس علاقہ میں آسمان سے شعلے آتش کے بشکل برج آتشی گرتے نظر آئے اور زمین کے نزدیک آتے ہی دھواں بنکر غائب ہوگئے اور اس کے اوپر کے سمت آسمان پر ابر سا بنکر نمودار ہوگیا۔ اس علاقہ کے بعض گاؤں میں جہاں یہ شعلے گرے طاعون کا بڑا زور ہے یہ کئی معتبر لوگوں نے دیکھے ہیں اور اس علاقہ میں اسبات کا بڑا چرچا ہے کہ آیا یہ کیا بات ہے۔ تمام اخباروں میں اس کا اندراج کیا جائے (جان محمد از جبیر ورتال ڈاکخانہ حیات سر راولپنڈی)

گہڈارہی۔ (تحصیل جہلم) کل ۳۱ مارچ کو بوقت ساڑھے تین بجے شام کے ایک شعلہ آتشیں ایسا نظر آیا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی ہی ماند ہوگئی تھی۔ اس شعلہ کی رفتار جنوب مغرب سے شمال مشرق کو شہاب کی رفتار کے موافق تھی۔ اور وہ زمین سے قریب اور زمین کی سطح کے متوازی تھی۔ اسلئے ہم اسکو شہاب نہیں کہہ سکتے کیونکہ کشش زمین ایسا کرنے سے مانع ہے۔ اسوقت تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے قصبہ کے اردگرد چھ چھ کوس دور گاؤں والوں نے بھی دیکھا ہے راستہ میں اس شعلہ کے بعد ایک کثیف دھوئیں کی لائن دیر تک نظر آتی رہی بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اس شعلہ کی رفتار بالکل خط مستقیم کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ بعض بعض جگہوں میں اس نے سمت بھی بدلی۔ اس واقعہ کے ظہور کے وقت ابر کا نشان مطلق نہیں تھا جس سے برق کا گمان ہو سکے اور نہ کسی قسم کا شور یا آواز تھی عجیب قدرت خدا تھی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔ ایک دو آدمی نے نہیں دیکھا بلکہ صدہا نے دیکھا ہے۔ لوگ بہت ششدر ہیں۔ شاید یہ بھی قیامت کے مقررہ آثار میں سے کوئی نشان ہو (نور عالم مدرس مدرسہ گہڈارہی ضلع جہلم)

کوٹ صمد خاں (ضلع فیروزپور) اکثر ۳۱ مارچ کی آسمانی آگ نے عوام الناس کو خائف کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۳۱ مارچ بروز اتوار ۴ بجے شام کے درمیان آسمان کی طرف سے ایک بوتل اترتی دکھائی دی جس میں سے شعلہ نکلکر اوپر کو جاتا تھا۔ بوتل مذکور زمین پر آکر دھواں بن گئی۔ یہ نظارہ ایک جگہ نہیں دیکھا بلکہ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے کم از کم دس پندرہ گاؤں میں دیکھا گیا ہر ایک گاؤں میں کئی کئی اشخاص نے گاؤں کی مختلف سمتوں میں دیکھا ہر ایک نے اپنے سے چند قدم کے فاصلہ پر یہ وقوعہ پایا۔ اکثر آدمی خوف سے گھروں کو بھاگ آئے اس سے لوگ بہت ہراساں ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی بزرگ اسکی حقیقت سے آگاہ ہوں تو بذریعہ اخبار ظاہر فرما کر عوام الناس کو مطمئن فرماویں۔ (نثیر محمد کوٹ صمد خاں ضلع فیروزپور)

(روزانہ پیسہ)

مراسلات

کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر اہل فقہ امرتسر

آج ایک دوست کی معرفت آپ کے اخبار اہل فقہ کا پرچہ نمبر ۲ مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء میری نظر سے گذرا جس میں جناب نے (مرزائیوں کا فرار) کی سرخی میں تھوڑا سا مضمون لکھکر آیندہ مفصل حالات کے واسطے ناظرین کو منتظر رہنے کے واسطے لکھا ہے مجھے بحیثیت مسلمان ہونے کے بیحد اور حد افسوس ہے۔ کہ آپ نے خواہ مخواہ جھوٹ لکھکر پبلک کو گمراہ کیا ہے، کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ جلسہ میں چند مرزائیوں نے مرزا کی بیعت سے دست بردار ہوکر مشرف با سلام ہوئے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین مسلمان ہوکر اسقدر افترا۔ آپ تو امرتسر سے مرزائیوں کو مشرف با سلام کرنے کے واسطے تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ نے صریحًا جھوٹ بولا۔ اگر آپ کو کچھ حمیت ہے۔ اور آپ سچے ہیں۔ تو براہ مہربانی ان مرزائیوں کے نام بذریعہ اخبار شایع کردیں۔ جو اسوقت آپ کے بیعت سے دست بردار ہوکر مشرف با سلام ہوئے تھے۔ تاکہ آپکی صداقت پبلک پر ظاہر ہو جاوے آپکے اس مجمع میں صرف چوہدری بڈھے خان صاحب مہاراجکے۔ میاں جان محمد علی ساکن جیو وال۔ منشی عبد العظیم پٹواری۔ غلام رسول ساکن مہاراج کے شامل تھے۔ اور یہ مندرجہ بالا چاروں آدمی ابتک حضرت اقدس مسیح موعود کے جان نثار غلام ہیں اگر آپ کوئی اور سوائے انکے وہاں احمدی جماعت کا آدمی بتلاویں۔ تو ہر ایک آدمی کے عوض ایکروپیہ انعام آپ کو دونگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جناب اپنے دوسرے مضمون میں انصاف سے کام لیں گے۔ اور آپکے وعظ کے اثر سے جو مسلمانوں نے تالیاں بجائی تہیں۔ اور گالی گلوچ تک بہونچے تھے۔ اسکا بھی ذکر کرینگے۔ اور جو تقریبًا دو سو اور دو سو روپیہ جمع کیا تہا۔ اسکے خرچ کا حساب بھی اپنے اخبار کو ہر بار میں شایع کرینگے۔ تاکہ پبلک کو سب حالات سے واقفیت ہو جاوے۔ اگر آپ نے ان امور پر روشنی نہ ڈالی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کرکے آپ کی صداقت ظاہر کرونگا۔ والسلام

خاکسار محمد صدیق احمدی از مہاراجکے

اہل حدیث کی صریح ناکامی

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبًا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون

اہلحدیث نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین کے لئے جسقدر زور لگایا ہے وہ ایسا نہیں جو کسی فرد بشر سے پوشیدہ ہو۔ مگر اس تمام کوشش و سعی کا جو کچھ نتیجہ نکلا اس سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ حقہ کی لاریب خدا تعالیٰ ترقی چاہتا ہے اور فی الحقیقت وہ اسکے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے اور در اصل قرآن کریم خدا تعالیٰ کی بالعظمت کلام ہی کیونکہ اہل حدیث نے اور اسکے دوسرے ہم مشربوں نے ناخنوں تک زور اسکے مٹانے اور تباہ کرنے کیلئے لگایا اور متعدد کتابوں اور رسالوں کے ذریعہ چاہا کہ اسکی ترقی کو روک دیں مگر کیا مجال کہ انکے یہ رسالے اور کتابیں اسکی ترقی کو روک سکیں یا ان خار و خس سے اسکی شاہراہ میں فرق آسکے! اس سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ در اصل خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبًا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون بالکل سچا وعدہ ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود اسقدر سیاہ دشمنی کے یہی اقرار کرنا پڑا کہ سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں جو تحریریں شایع ہوتی ہیں انکا دیرپا اثر نہیں ہوتا اور نہ وہ عام فائدہ دیتی ہیں دیکھو اسکی کتاب الہامات کا صفحہ ۸ چنانچہ وہ

وہ حامیاں ملت بیضا و ناصران سنت علیا کیخدمت میں اپیل کے عنوان کے نیچے لکھتا ہے کہ قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں وہ کافی سے زیادہ ہیں مگر چونکہ منتشر و متفرق ہیں انکے اثر سے کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا" اور درحقیقت ایسا ہونا چاہیئے تھا کیونکہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر نہ ہوتا تو انکی سب سعی ہرگز ہرگز بے ثمر اور ناکامی اور نامرادی کا موجب ہوتی مگر یہ لوگ صریحًا ناحق پر ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر ہے اسلئے انکی تمام کوشش عبث اور بیہودہ اور حسرت کا موجب ہو رہی ہے جیساکہ ذیل کا ذکر اسکی اچھی طرح قلعی کھولتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک دوست جناب قاضی ثناء اللہ صاحب خریدار اخبار اہلحدیث ۲۰ باوجودیکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت سے سخت مخالف تھے محض اللہ تعالیٰ کی وعدہ کے موافق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بطیب خاطر بلاجبر و اکراہ داخل ہوگئے حالانکہ قاضی صاحب مذکور ایسے مخالف تھے کہ انکی مخالفت کا زمانہ جس نے دیکھا ہے وہ خدا کے لئے گواہی دیسکتا ہے کہ اسقدر مخالفت کے بعد قاضی صاحب کا حضرت میرزا صاحب کیطرف رجوع کرنا اور آپکو مامور من اللہ مہدی و مسیح موعود تسلیم کر لینا کسیطرح بھی بڑے اعلیٰ درجہ کے معجزہ سے کم نہیں قاضی صاحب نہ صرف اخبار اہلحدیث کو خرید کر تکذیب کی میدانیں تیز رہنے کی روا دار تھے بلکہ انہوں نے ابھی دنوں میں بہت سی کتابیں بھی امرتسری صاحب کی خریدی ہیں جو کہ ابتک انکے پاس موجود ہیں اور ان کتابوں کو صرف معمولی طور پر ہی مطالعہ نہیں کیا تھا بلکہ نہایت غور و فکر سے کام لیکر ان کتابوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھانے اور تکذیب کے پہلو پر پختہ رہنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا۔ الہامات جسپر مولوی ثناء اللہ بڑا ناز کرتا ہے اسکو بھی انہوں نے نظر انداز نہیں کیا تھا یعنے اسپر جناب قاضی صاحب نے بہت توجہ رکھی تھی اور خاصکر اس کتاب کا یہ نوٹ تو گویا قاضی صاحب نے ایسا ازبر کیا تھا کہ کسیوقت بھی اسکو نہیں بھولتے تھے جسکا عنوان ہے "دوستوں کو اطلاع" دیکھیے یہ تدبیر بتلائی ہے کہ آپ لوگوں کو اگر کسی مرزائی سے گفتگو کرنیکا موقع ہو اکرے تو اس طریق سے بحث کیا کریں تاکہ طول عمل نہ ہو اور مطلب بھی بآسانی حاصل ہو سکے اسلئے کہ اگر مرزا جی بوجہ اپنی پیشگوئیوں کے کاذب محض اور مفتری علی اللہ ثابت ہوں تو بس دوسرے مسایل (حیات مسیح وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا ہے" صفحہ ۹

اسپر جناب قاضی صاحب نے ایسا عملدرآمد کیا تھا کہ کمال کو پہنچایا ہوا تھا چنانچہ کئی ایک موقعوں پر امتحان بھی لیا گیا آپ نے فورًا یہی طریقہ تکذیب اختیار کیا تھا جو امرتسری نے بتایا ہے یعنے جب کہیں پر کسی صاحب سے کسی صاحب کیساتھ گفتگو کرنیکی نوبت آگئی آپ فورًا وہی کتاب الہامات، لیکر بیٹھتے رہے اور اسطریق پر بحث کرتے رہے۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ آخرکو یہ نکلا کہ جس راستے سے لوگوں کو روکتے تھے اسپر خود فدا ہوگئے اور اسطرح مولوی صاحب امرتسری کی تمام کوشش ملیامیٹ ہوگئی اور اس سے خدا تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی عظمت و بزرگی کا بیّن ثبوت ظاہر ہوا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بین نشان ظہور پذیر ہوا کیونکہ ہمارے دوست قاضی صاحب کی تمام مخالفت کو ایکدم سے اللہ تعالیٰ نے دور کرکے ہمکو اور انکو شیر و شکر کر دیا۔

اے خدا تعالیٰ کے مسیح! تجھ پر ہزار ہزار سلام کہ تو لاریب سچا ہے اور تیرے ساتھ جو کچھ وعدے کئے گئے ہیں تمام سچے اور خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں کیونکہ انمیں سے بہتوں کی صداقت کا ثبوت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جھوٹا ہے وہ جو تیری تکذیب کرتا ہے اور گمراہ ہے وہ جو تیری عیب گیری کرتا ہے۔ خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاونی

٭ تعجب کہ باوجود مولوی فاضل ہونیکے اور مسلمانوں کی عمومًا اور اہل حدیث کی خصوصًا دینی و دنیوی خدمت کے مدعی ہونے کے اور حمایت و اشاعت اسلام و سنت نبی علیہ السلام کے، اور اصل دین آمد کلام اللہ عظیم و اشتمن رئیس حدیث مصطفےٰ برجان مسلم دشمن کے مدعی ہونیکے مولوی جی کی عقل ایسی چکرا کہا گئی کہ قرآن میں اور حدیث میں مفتری علی اللہ کو پرکھنے کا کوئی معیار نہ ملا یا قرآن و حدیث نے دیکھے دیئے تو ناچار اختراعی اصول گھڑکر اپنی علمی لیاقت اور قرآن دانی اور حدیث فہمی کا ثبوت دیا جیساکہ اس سے پہلے آپنے ایکدفعہ اور بھی اپنی قرآن دانی و حدیث فہمی ثبوت دیا تھا جبکہ بیان فرمایا تھا کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے جسپر ہمکو مولوی جی کی علمی لیاقت اور دینی خدمت کا اعتراف کرنے کے لئے الحکم کے پونے چھ کالم لینے پڑے تھے پھر ایساہی آپنے یہ اقرار کیا تھا کہ آیت یہودی ہیں اہلحدیث نمبر ۴۲ جلد ۳ ۲۳ یعنے جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہ ان حضرت اور ان کے ہم مشرب حضرات کے لئے ہے تو ہمکو پھر چار کالم نظر کرنے پڑے تھے مگر اس کتاب میں جو یہ دلیل ہم نے پڑھی تو بیساختہ ہماری زبان سے جناب کی دینی خدمات کا اعتراف ہونا شروع ہوگیا کیونکہ فی الحقیقت دینی خدمت کرنیوالوں اور حمایت و اشاعت اسلام کے مدعیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ اگر آپ ایسے نہ ہوتے تو کیونکر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا جسکا آپنے خود اقرار کیا ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہی ہمارے ایسی مولوی امرتسری اور انکے دوسرے ہم مشربوں کے حق میں ہے لہذا یہ بات بھی ضروری اور اشد ضروری تھی کہ آپ نبوت کا معیار بھی ایسا ہی پیش کرتے۔ منہ

[illegible]

یاقوت - مروارید - مرجان
یشب - کہربا - کستوری - زعفران

وغیرہ وغیرہ مشہور جواہرات سے مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے + مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے + جوانی کی روح بڑھاپے کی جان -

مفرح عنبری | مفرح عنبری | مفرح عنبری

یاکافی یاشافی

قیمت	قیمت	
فی ڈبیہ پانچ روپیہ صہ	تین ڈبیہ تیرہ روپیہ للعہ	ایکدرجن ھ

مفرح عنبری کی اسمیں خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جسکے حاصل کرنے کیلئے اہل ممالک لاکھوں روپیہ یورپ اور بیرون [illegible] چھوٹے اشتہار یونہی ندکئے ہیں۔ خدا کریم کے فضل سے چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہوچکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ تو اسکے صفات بیان کرسکتا ہوں اس اشتہار میں گویا [illegible] ہے کسیقدر واجبی عرض کیے دیتا ہوں اسکو ختم کرتا ہوں

مفرح عنبری - جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی ایک خوراک کھانے میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز [illegible] گئے ہیں دکلو و [illegible] اور تفریح پہونچتی ہے گویا خدا خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے [illegible] دل کا [illegible] سانس کا پھولنا - پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا قابل اعتماد تریاق ہے - مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ - خفقان - سرعت - رقت - کثرت احتلام - کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہونچتا ہے [illegible] اور ضعف دماغ گردہ اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے - مفرح عنبری [illegible] اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی - کثرت محنت عیاشی - کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آگیا ہو اور جسم میں کمی [illegible] ایک اکسیر کا کام [illegible] مرکب ہے مفرح عنبری وہ جوہر جود ماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ [illegible] نوابوں - رئیسوں - جاگیرداروں - ججوں - وکیلوں - تحصیلداروں منصفوں - مدرسوں - پولیس فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص [illegible] جنکو محنت کی قدر ہے ہر شخص و فیق کو بہر دم اپنے جیب [illegible] کے ساتھ رکھنا چاہیئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس کی جھٹ [illegible] - مفرح عنبری - چونکہ اکثر نباتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض [illegible] خدا کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان [illegible] سے بڑھکر اور دوسری دوائی کا ملنا تریاگ محال ہے - مفرح عنبری - [illegible] ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقع پر مفید ہوسکتی ہے [illegible] حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کامل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت [illegible] ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو [illegible] فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے مفرح عنبری سے وہ لوگ بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں [illegible] خون کا آنا [illegible] شروع ہوگیا ہو یا اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ مضمحل ہوگئے ہوں - مفرح عنبری - وہ عجیب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا فور - دماغی طاقت بہرہ ور ہوجاتی ہے - اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوکر دماغ سر بہ [illegible] پرنور ہوجاتا ہے -

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگدھ ضلع رائپور

عنایت فرمائے حکیم صاحب اسلام مسنون آپسے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگدھ نے منگائی تھی انکے تجربہ میں یہی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ کریں (دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر ستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بینظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے حرف بحرف دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی -

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ ڈیر سر! بنیئے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونیکی تصدیق کرتا ہوں - دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں

عالیجناب نواب عبد المجید خاں صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنواز تحریر فرماتے ہیں اسے حکیم بینظیر! آپکی مفرح عنبری جو جو فائدے دکھائے بیان سے باہر ہیں فی الواقعہ نہایت عمدہ چیز ہے بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں -

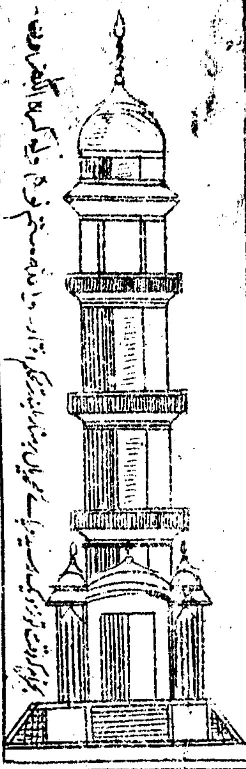
[illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ



الحکم

دو دلیلی شد و ہیچ غرض ما را با ما رقیب	چو گویم با تو گر آئی با رقیبان

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ

۷ صہ

معاونین سے عشہ

سے

۴ - عیر

۵ - اپنی جماعت ... غیر مستطیع

... روپیہ سے کم آمدنی والے

ووں سے عا

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان جمعہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۱ء مطابق ۲۱ ربیع الاول | جلد ۱۵

مرد ے از غیب بروں آید و کارے بکند

اپنے وٹرنری اسسٹنٹوں کو میں نے الحکم کے ذریعہ ان غریب بھائیوں کی امداد کیلئے متوجہ کیا تھا جو وٹرنری کالج میں تعلیم پانے کے واسطے جاتے ہیں یا جانا چاہتے ہیں مگر اپنی مفلسی اور ناداری کیوجہ سے وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور اسوجہ سے نوجوانوں کا ایک گروہ جو قوم اور سلسلہ کے لئے خدا کے فضل سے مفید ہو سکتا ہے مشکلات میں پڑ جاتا ہے مجلس صدقات جس کے ذمہ چندہ سو مدرسہ تعلیم الاسلام کے نادار اور یتیم طلبا کے لئے کل سامان تعلیم بہم پہنچانا ابناء السبیل کو زاد راہ دینا مستحق بیماروں قرضداروں کی مناسب امداد کرنا اور نومسلموں اور دوسرے مستحقین کے ساتھ سلوک کرنا ہے) باوجود مقامی ضرورتوں کے بھی وہ بیرونی احمدی طالبعلموں سے حسب ضرورت اور مناسب موقع مدد دیتی ہے اسوقت علیگڑھ کالج میں دو طالبعلموں کو اور وٹرنری کالج میں دو طالبعلموں کو وظیفہ دے رہی ہے مگر یہ بڑھتے ہوئے اخراجات ایسی صورت اختیار کر رہے ہیں جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ماہواری مستقل اخراجات کو خدانخواستہ صدمہ نہ پہونچے اور کہیں روک پیدا نہ ہو۔ اگرچہ قدرت خدا کی بندہ نوازی پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ کے مہمات کا خود متکفل اور کارساز ہے تاہم بشری کمزوریاں ایک ایک دقت حیران کر دیتی ہیں اور مجھے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی صدقات اپنی ذمہ داری پر نظر کرتے ہوئے بہت فکر لگتا ہے۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کی ضرورت پر قوم کو توجہ دلاتا رہوں۔ میں نے مختلف طریق اس مد کے اخراجات کی تکمیل کے سوچے ہیں جنمیں سے ان طالبعلموں کیلئے (جو وٹرنری کالج میں جانا چاہتے ہیں) کی امداد کے لئے یہ تھا کہ وٹرنری اسسٹنٹ مدد کریں اور یہ فنڈ ان مستحق طالبعلموں کی دستگیری کرے جو وٹرنری کالج میں جاویں۔ اور اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے دستگیری کرے تو اس مد کیلئے کافی روپیہ آ سکتا ہے۔ میری اس تحریک پر وٹرنری اسسٹنٹوں کی خاموشی میرے لئے حیرت کا موجب تھی تاہم میں نے اس تحریک کو بند نہیں کیا اور انتہا یہ خدا کا شکر ہے کہ میری محنت بہرحال اسنے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان میں دو نوجوان [illegible] جوش پیدا ہوا

جنہوں نے پہلے صاف [illegible] میں نمایاں حصہ لینے کیلئے تیار کیا ہے یہ مخلص نوجوان ڈاکٹر محمد اشفاق اور سید قاضی [illegible] صاحب ہیں۔ انہوں نے خود اس فنڈ کے لئے اپنے وٹرنری بھائیوں کو تحریک کرنے کا ذمہ لیا ہے اور بہت جلد ماہواری وظائف کے لئے وہ مستقل انتظام کر کے اطلاع دیں گے اس کے متعلق جو چٹھی انہوں نے مجھے بھیجی ہے وہ نہایت اطمینان بخش ہے مجھے امید ہے کہ کم از کم ۲۰ وٹرنری اسسٹنٹ ہماری جماعت میں ہونگے اگر وہ اس فنڈ میں دو دو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دیدیں گے تو ہم ہر سال چار پانچ طالبعلم اطمینان کے ساتھ بھیج سکیں گے اور چونکہ ہر سال انشاء اللہ تعالیٰ اس جماعت کے بڑھنے کی امید ہے یہ وظائف بھی بڑھتے جاوینگے اور اگر عزیز برکت اللہ کی طرح داخل ہونیوالے طلبا نے یہ عزم کر لیا کہ ملازمت کیساتھ ہیں خدا کے فضل سے وہ وظیفہ واپس کر دیں گے تو یہ فنڈ اور بھی مضبوط ہو جاویگا بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ وٹرنری اسسٹنٹ [illegible] کی مدد کریں۔ اسوقت ایک مستحق کو روپیہ فیس داخلہ کی درخواست [illegible] پاس ہے اور یہ روپیہ بہت جلد [illegible] بیس میں ڈاکٹر محمد اشفاق اور قاضی غلام حسن صاحب کو توجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنا کام بہت جلد شروع کر کے روپیہ بھیجوائیں تاکہ [illegible] ادا کی جاویں اور ماہوار [illegible] کا انتظام ہو۔

قاضی صاحب کی وہ چٹھی جو انہوں نے [illegible] میں اخبار میں چھاپ دیتا لیکن میں اسوجہ سے کہ [illegible]

[illegible]

کرتا ہوں اپنا فرض ادا کرتا ہوں اور [illegible] کسی [illegible] کی حاجت نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ احباب جو میرے [illegible] محبت رکھتے ہیں [illegible] دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور [illegible] اور [illegible] سے نجات دیکر خدمت سلسلہ کے لئے [illegible] توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ قاضی صاحب اور ڈاکٹر صاحب جو اس نیک کام کے محرک و التفیر بنے ہیں بہت جلد اپنی ہمت اور مساعی جمیلہ کے نتائج سے اپنے مستحق بھائیوں کی دعائیں لیں گے اللہ تعالیٰ ان کا رفیق ہو۔ آمین

گوروں اور کالوں میں حقوق کی مساوات کا جوش

موجودہ پولیٹکل ایجیٹیشن کے متعلق یہ تیسرا مضمون ہے جو الحکم کے کالموں میں شایع کیا جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ شور پسند میرا اس قسم کے مضامین کو ناپسند کریں گے اور وہ الحکم کو خدا جانے کیا کیا صلواتیں سنائیں گے مگر وہ ان باتوں کی پروا کر کے اظہار حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا اور انشاء اللہ نہیں رکے گا۔

بیسیوں مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم **احمدی گورنمنٹ انگلشیہ** کو خدا تعالیٰ کی ایک **نعمت** اور خاص **برکت** سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ ہماری جان ہمارا مال ہماری آبرو اور سب سے بڑھکر ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ اس لئے ان احسانات اور برکات کی شکر گزاری اپنا مذہبی فرض یقین کرتے ہیں

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے آجکل جہاں اکثر ناعاقبت اندیش اور جاہ طلب لوگوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ خواہ بیہودہ اور بے معنی ہی کیوں نہ ہو انگریزوں کے نام اور کام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم سے جاہل اور اپنے نفع و نقصان سے ناواقف محض لوگوں کو بہکاتے اور اکساتے ہیں وہاں

انگریزوں کے ساتھ حقوق کی مساوات

کا بھی سوال پیش کرتے ہیں اور مختلف مثالیں دے دے کر بتاتے ہیں کہ فلاں عہدے کی تنخواہ ایک یوروپین نژاد کو اس قدر ملتی ہے اور ایک دیسی کو اسقدر علیٰ ہذا القیاس۔

اس قسم کی باتوں سے نافہم اور کوتہ اندیش پبلک بھڑکتی اور وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت کبھی خود غرضی اور کبھی ناانصافی کا الزام لگانے کو طیار ہو جاتی ہے مگر درحقیقت یہ سخت غلطی اور گمراہی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ حریص اور طامع ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کی خاطر احمقوں کو اکساتے اور

آگ لگا جمالو دور کھڑی

کے مصداق ہو کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور محبان وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر کہ کسی عالی رتبہ انسان کو دیکھکر ویسے ہی اعزاز اور درجہ کے حاصل کرنے کی سعی کرنا یا آرزو کرنا گو برا نہ ہو لیکن جب یہ آرزو

مقبلاں راز وال نعمت و جاہ

کے رنگ میں اور یہ سعی اخلاقی حدود کی پابندیوں سے نکل کر ہو تو نہایت ہی مذموم اور مکروہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہمارے **ابنائے وطن** اور اہل ملک کا ہے۔ میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ مجھے گالیاں دیں گے یا مجھے قومی غدار کہیں گے۔ کہیں ان کی گالیاں ان کی بیہودگیاں میرے

حقیقی جذبات کو دبا نہیں سکتی ہیں

بہرحال یہ بحث ہی آجکل بہت زور شور سے شروع ہو گئی ہے کہ گوروں اور کالوں کے حقوق میں مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ میں نے اس سوال کے سارے پہلوؤں پر بڑے غور سے نظر کی ہے اور مجھے افسوس سے

کہنا پڑتا ہے کہ میں اپنے ملک کے شور و شیدوں کے ساتھ ہم آواز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مساوات کا سوال ہی سرے سے لغو اور خلاف نیچر سوال ہے۔

جس صورت میں انسانی نسلوں میں رنگ، زبان، قوی، قد و قامت تک کا اختلاف موجود ہے اور پھر عورت و مرد، وضیع و شریف، امیر و غریب آقا و نوکر وغیرہم صدہا قسم کے امتیاز اور اختلاف موجود ہیں تو کون قدرت کو بدل کر یہ مساوات کے ولولوں سے دیوانہ ہوئے ہوئے لوگ کیا مساوات قائم کرنے کی قدرت رکھ سکتے ہیں۔

اور جس صورت میں یہ اختلاف قدرتی (نیچرل) اختلاف ہے تو پھر مساوات قائم کیونکر ہو سکتی ہے؟ کس کس امر میں مساوات کو قائم کیا جاویگا۔

میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بیہودہ خیال آج ہی پیدا نہیں ہوا مختلف ملکوں میں اور مختلف قوموں میں مختلف اوقات کے اندر ایسے خیالات نے نشو و نما پایا لیکن دنیا کی تاریخ اس امر سے ساکت ہے کہ کبھی یہ مساوات قایم ہوئی ہو۔ کیوں؟

قدرت کا یہ منشا ہی نہیں۔ قدرت نے خود مساوات قائم نہیں کی۔ بلکہ یہ اختلاف خدا تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ہے

اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ جس حال میں ظاہری بناوٹ میں مساوات نہیں عقلی اور دماغی قوتیں ہیں باریک در باریک تفاوت اور امتیاز رکھا گیا ہے پھر ایسے نتایج اور عملی صورتوں میں مساوات قائم کرنا

قدرت کا مقابلہ ہے

اور یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ جو شخص قوانین قدرت کا مقابلہ کرتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔

احمق موجودہ ایجیٹیشن کو دیکھکر کہدیتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے نیک فال ہے میں کہتا ہوں کہ ملک اور اہل ملک کے لئے اس سے بڑھکر بدنصیبی اور بدقسمتی کیا ہو گی۔ کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں جو ان کے جان و مال کو خطرہ میں ڈالے اور انکی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو تباہ کر دے۔

انقلاب! انقلاب!!

کی صدائیں جدت پسند اور حریص انسان کو شاید تھوڑی دیر کے لئے دلنواز ترنم کا کام دیں مگر جو دانشمند ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرانس کے اس انقلابی شور و شر کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو جو تمام افراد انسانی کے حقوق کی حفاظت اور ان میں قیام مساوات کے لئے بلند کیا گیا تھا کیا کہہ سکتے ہو کہ اس کا حشر کیا ہوا؟ صرف

جمہوری حکومت

پر خوش ہو جانا دانشمندی نہیں۔ وہ جمہوری حکومت (قطع نظر اس سوال سے کہ کیسی مفید ثابت ہوئی یا مضر) کسقدر جانوں اور آبروؤں کے بدلے میں خرید کی گئی۔ اور پھر کیا اس سے وہ مساوات قایم ہو گئی جو وہ چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں

خون کی ندیاں فرانس کی گلیوں میں بہ گئیں مگر مساوات قایم نہ ہوئی۔ نہ ہوئی اور نہ آئندہ ہو۔ اور ان فرضی اور خیالی تکالیف کا کوئی مداوا اور علاج نہ ہوا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان حقوق کی مساوات کے خواہشمندوں کی مثال اس کھوسٹے کی سی ہے جسکی دم کٹی ہوئی تھی اور وہ تلاش دم میں

کسی دہقان کے کہیت میں جاکر کان بہی کٹوا بیٹہا تہا۔ اس قادر الکلام شاعر نے ان الفاظ میں اس نقشہ کو کہینچا ہے۔

بود است خرے کہ دُم نبودش ۔۔۔ روزے ز غمِ بے دمی فزودش
در دُم طلبی قدم سپے زد ۔۔۔ دُم مے طلبید و دم نے زد
ناگہ نہ ز راہِ اختیاری ۔۔۔ بگذشت میانِ کشت زاری
دہقاں گُرش ز گوشہ دید ۔۔۔ برجست و از دو گوش ببرید
مسکیں خرک آرزوے دُم کرد ۔۔۔ نا یافتہ دُم دو گوش گم کرد
آنکس کہ ز حد برون نہد گام
این است سزائے او سرانجام

یقیناً یہی مثال ان نا عاقبت اندیش شوریدہ سروں کی ہے جو ہر معاملہ میں انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی دُم (ملکی حقوق) کو کٹا ہوا سمجھتے ہیں اور اس کے لئے بے اختیار ہوکر ادہر اُدہر دوڑتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اور گلا پہاڑ پہاڑ کر دن رات پکارتے ہیں کہ

فاتح اور مفتوح ایک پلیٹ فارم پر کہڑے ہوں

اس خیال بیہودہ کی بحث و نیر میں ہی نہیں کہ وہ اپنا وقت کہوتے ہیں بلکہ اس کہوتے کیطرح اپنے فائرشدہ حقوق کے کان بہی بعض اوقات کٹوا لیتے ہیں۔

میری اس تحریر سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے کہ میں ملکی اور قومی حقوق کی حفاظت اور حمایت کا مخالف ہوں تو یہ اسکی نادانی اور غلطی ہوگی اس لئے کہ مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ادب اور عجز سے اپنی ضرورتوں اور مشکلات کو پیش کرنا ادب سلطنت اور انسانیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ ہاں حد سے بڑھ جانا اور بے باکی اور گستاخی اختیار کرنا ہمیشہ غیر مفید اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔

جہانتک مینے تجربہ کیا ہے اور اس قسم کے واقعات پر نظر کی ہے میں بلاخوف تردید کہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس امر میں کوشش کی ہے کہ انگریز اور ہندوستانی اپنے سارے قومی اور ملکی حقوق میں مساوات حاصل کرلیں وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کے مصداق ہیں۔ اسلئے کہ وہ گویا ہوا کو مٹھی میں بند کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہو کہ ایک بادہوائی کام میں اپنا قیمتی وقت اور دماغ برباد کررہے ہیں۔

مختلف سلطنتوں کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اور خوب غور سے اس کے صفحوں پر نظر دوڑاؤ تمہیں کہیں بہی فاتح اور مفتوح میں مساوات کا رتبہ اور درجہ نظر نہ آئیگا۔ اور کبہی بہی ایک پلیٹ فارم پر یہ دونو فریق ملکی اور قومی حقوق کے لحاظ سے کہڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ اس قسم کا میل ملاپ پیدا ہوا جو مساوی حیثیت اور مساوی درجہ کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے۔

میں اس مقام پر ایک سخت فروگذاشت کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ صرف اور صرف

اسلام کی تاریخ

اس امر میں بہت بڑی حد تک مستثنیٰ ہے۔ ورنہ تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں اس معاملہ میں ایک ہی طرز اور روش پائی جائے گی۔

بہت بڑی حد تک مینے اسلئے کہا ہے کہ اسلام نے ذمیوں کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے بہر حال کم رکہا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کیونکہ فاتح قوم کے ہر فرد کے دل میں ایک بے ساختہ اور غیر محسوس جذبہ اس فوقیت اور برتری اور ناز و انداز کا ضرور ہوتا ہے جسکو وہ کسی صورت میں اپنے دل سے محو نہیں کرسکتا۔ جیسے حبشی اپنی رنگت اور بناوٹ کو بدل نہیں سکتا۔

اسیطرح یہ بہی لازمی امر ہے کہ مفتوح قوم کے دل میں ایک فطرتی جذبہ ماتحتی، فروتنی، انکسار اور اپنے آپ کو ماتحت سمجہنے کا ہوتا ہے اور اس کے چہپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیا وے مگر وہ اپنا اثر کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ جب حالت اس قسم کی ہو تو پہر مساوات حقوق کا شور مچانا بجز عقل نہ سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک موثر اور مفید ہوگا

پس اسوقت جو ایجیٹیشن ملک کے بعض پرجوش جنگجو کوتاہ اندیش کہونکا عام لوگو نیز یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اور گوروں کے حقوق میں مساوات نہیں رکہی جاتی یہ فضول امر ہے۔ اس بحث میں پڑنا بے سود اور مضر ہے۔ بہتر یہ کہ نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اپنی ضرورتوں اور تکالیف کو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے اس میں شورش اور بغاوت کا رنگ پیدا کرنا نری حماقت اور بیہودگی ہے۔

میں اس سلسلہ مضامین میں جن خیالات کو ظاہر کررہا ہوں وہ ملک اور قوم کی بہلائی کے نکتہ خیال سے ہیں۔ اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ شور مچانیوالے احباب ان نتائج اور اثرات پر غور کریں جو آتش گرم تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہونیوالے ہیں۔

جاہلوں اور کوتاہ اندیشوں کے مجمعوں میں کہڑے ہوکر یہ کہنا بہت آسان ہے کہ میں اپنی جان ہتہیلی پر رکہکر ملک کی خدمت کے لئے کہڑا ہوا ہوں یا یہ کہ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا۔

لیکن جب ایسی باتوں کا انجام ظاہر ہوگا تب اہل ملک کو معلوم ہوگا کہ ان محبان ملک نے ملک سے کیسی دشمنی کی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان محبان ملک کی مثال اُس

محافظ بندر کی سی ہے

جس نے اپنے آقا کو ہلاک کردیا تہا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ یہ

نادان دوست ہیں

فرض کرلو اگر ان بدخواہان ملک کے ارادوں کے موافق ملک میں بے چینی اور فساد پیدا ہوجاوے اور ۱۸۵۷ء کی طرح غدر کردیا جاوے تو تہوڑی دیر کے لئے سوچو نتیجہ کیا ہوگا؟

کیا یہ لازمی امر نہیں کہ ہزاروں نہیں لاکہوں عورتیں بیوہ ہوجائیں۔ لاکہوں نہیں کروڑوں بچے یتیم ہوجائیں۔ اور ہزاروں ہی خاندان مٹ جاویں پہر کیا ہندوستان کا بہلا ہوجاویگا؟

اگر ہندوستان کا بہلا کشتوں کے پشتوں سے ہی ہوسکتا ہے تو پہر طاعون پونی لاکہ کے قریب ایک ہفتہ میں صفائی کررہی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کس خونی منظر کے تم منتظر ہو۔

ایک طرف ملک کی یہ حالت ہورہی ہے کہ ہر روز ہزاروں عورتیں بیوہ ہورہی ہیں اور ہزاروں بچے یتیم ہورہے ہیں مگر محبان ملک ہیں کہ وہ اسپر بہی خوش نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اور کشت و خون ہوں۔

کیا محبانِ ملک کی ہمدردی اور شفقت کا سارا مدار اب اسی پر آرہا ہے کہ ملکداری ان کے ہی اپنے ہاتہوں میں ہو۔ پہلے وہ اہل ملک کی جانوں کو تو پرواہ کریں انکو بچائیں اُنکے ساتہ ہمدردی کریں۔

کوئی ہمیں بتائے کہ ان ملکی ایجیٹیشن پہیلانیوالوں نے قومی اور ملکی ہمدردی سے متاثر ہوکر طاعون زدوں کے لئے کیا کیا۔ وہ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں کہ وہ کچہ نہیں کرتی مگر میں ان سے پوچہتا ہوں کہ انہوں نے خود کیا کیا ہے؟ وہ ایک انگریز کو دیکہکر گہبرا اُٹہتے اور بوکہلا جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں ہمدردی نہیں محبت نہیں۔ مگر اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے کہ کیا تمہارے ہی اہل ملک اور بہائی بند نہیں جو حکومت کے نشے میں سرشار ہوکر ہر قسم کی بداخلاقیوں اور بدذاتیوں کو روا رکہتے ہیں۔ اگر ضلع جالندہر اور ہوشیارپور سے ان واقعات کی تفصیل دیکہا وے جو ۹۷-۱۸۹۸ء میں طاعون کے انتظام اور انسداد کے لئے جانیوالے پولیس مینوں اور ڈاکٹروں سے سرزد ہوئے تو بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجائیں اور لوگ پتہر کا کلیجہ رکہنے والا انسان بہی ان کو سننے کی تاب نہ لائے۔ طاعون کا غضب کیا کم رہا ہے اور پہر اس طوفان میں اپنے بہائیوں کی دستگیری

کرنیوالے بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ہم کو بیچ دینا چاہتے ہو۔ پہلے ملک کی اخلاقی اصلاح تو کرلو پھر ملکداری کے خواب دیکھنا۔ ناتربیت پذیر گوروں کی بعض حرکات پر جو فی الحقیقت قابل شرم ہوتی ہیں اتنا شور مچایا جاتا ہے جسکی حد نہیں مگر ویسی جن سیہ کاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ حکومت کی آڑ میں جو کچھ کر گذرتے ہیں اسپر نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اگر کسی شریر اور بدکار عہدہ دار کے خلاف کوئی آرٹیکل لکھا جاوے تو ہندو یا مسلمان اخبار نویس ہندو و مسلمانوں کا سوال بنا کر اسکی حمایت کو آمادہ ہو جائیں گے اور اسکے ہی انھیں نہیں ہوگا جو اسکی نالائقیوں اور بدذاتیوں پر سے شرم والے سمجھے ایک معزز اخبار نویس نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک نالائق عہدہ دار کے متعلق بعض مضامین ٹریبون میں شایع ہوئے تو ایک ہندو اخبار نویس نے محض اسوجہ سے کہ وہ ہندو تھا اسکے ڈیفینس میں لکھنا شروع کر دیا۔

غرض

یہ بہت ہی نازک معاملہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ اس قسم کے شور و شر سے اہل ملک کو تباہ اور بدنام کیا جاوے۔ یہ وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ گورنمنٹ سے اگر کچھ چاہتے ہو تو اس طریق پر مانگو جو رعایا کا فرض ہے۔ ادب اور امن کے طریقوں کو مت چھوڑو۔ اور ناشکری اور غداری کا بیج مت بوؤ اس لئے کہ یہ لچھن ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں بلکہ

مضر ہیں

دانشمند اخبار نویسوں کو مناسب ہے کہ فوراً اس روش کو بدل دیں جو وہ گورنمنٹ کے خلاف اختیار کر رہے ہیں اگر انہیں اپنے ملک سے ذرا بھی ہمدردی ہے۔ اور اہل ملک کو لازم ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ گذریں اور ایسے محبان ملک کی بات تک نہ سنیں جو انہیں گستاخی اور شوخی سکھائیں۔

گورنمنٹ پنجاب کی رعایا پروری

گورنمنٹ پنجاب نے از راہ کرم مجھے اس ریزولیوشن کی ایک کاپی بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ۲۵ر اپریل ۱۹۰۸ء کو پاس ہوا ہے۔ یہ ریزولیوشن محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مختلف ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر باری دواب کے نوآبادکاروں میں اسبات پر ناراضی اور بے چینی ہے جو انپر سرکار نے شرح محاصل اضافہ کیگئی ہے اور یہ اضافہ آنیوالی فصل خریف سے ہونیوالا تھا مگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے نہایت رحم اور رعایا پروری کے خیال سے حالات ملک کو مد نظر رکھکر اس اضافہ لگان کو خریف ۱۹۰۸ء تک ملتوی کر دیا ہے۔ اس التوا کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امسال بے موقعہ اور بافراط بارشوں کیوجہ سے ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہونچا ہے اور پلیگ سے خصوصاً ان اضلاع میں جو نہر مذکور سے سیراب ہوتے ہیں اسقدر موتیں ہوئی ہیں کہ بعض جگہ فصلوں کے کاٹنے کے لئے آدمی مہیا نہوں گے۔ ایسی حالت میں لاٹ صاحب نے اس اضافہ لگان کو جہاں ۱۹۰۸ء کی خریف تک نہایت خوشی سے ملتوی فرمایا ہے وہاں آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اثنا میں اضافہ شرح مالیہ پر نظر ثانی بھی کیجاویگی۔ اس حکم سے لاٹ صاحب نے رعایا پروری کا ایسا معقول اور قابل قدر ثبوت دیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ لاٹ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ چونکہ اپر باری دواب کے آبادکاروں نے پبلک ایجی ٹیشن اور شور و شر میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس سے کنارہ کشی کی ہے لہذا وہ انکی شکایتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے اور انکی شکایتوں کو مٹانے کے لئے خوشی سے طیار ہیں۔

اس ریزولیوشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ایجی ٹیشن اور شور و شر کی دھمکی سے کام نکالنا چاہتے ہیں وہ ملک اور قوم کے بدخواہ ہیں۔ نوآبادکاران نہر چناب نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سخت مضر اور مہلک ہے اس اصول کو جو لوگ ہاتھ سے نہیں دیں گے کہ عرض حال کے لئے مناسب اور جایز طریق کو اختیار کرنا چاہیئے وہ انشاء اللہ بامراد ہونگے۔ شور و شر سے گورنمنٹ کو دھمکانا حماقت ہے۔ میری اپنی رائے یہی ہے اور میں شروع سے اس کا مخالف ہوں کہ جو حرکات آبادکاران نہر چناب کر رہے ہیں وہ سراسر نامناسب اور غیر موزون ہیں۔ اگر انکو کوئی تکالیف یا شکایات ہیں لیکن اس کے لئے آسان راہ یہ ہے کہ وہ طریق ادب کو ملحوظ رکھکر عرض کریں۔ اور جو لوگ اپنی اغراض کو مد نظر رکھکر انہیں اکساتے اور ناچ نچاتے ہیں انسے پرہیز کریں۔ گورنمنٹ ان بیہودگیوں سے متاثر نہوگی بلکہ اسے جایز رنج پہونچیگا۔ ایسا جوش جو حد اعتدال سے متجاوز ہو سراسر فضول اور نکما ہے اور آبادکاران اپر باری دواب کی مثال تمہارے سامنے ہے وہ اس ایجی ٹیشن میں شریک نہیں ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے خود انکی مشکلات اور مصائب کا اندازہ کیا اور انپر رحم فرمایا۔ آبادکاران نہر چناب اپنا رویہ فوراً بدل لیں۔ کیونکہ ان کے حق میں یہی مفید ہے۔

دوسری اطلاع چیف سکرٹری صاحب اس ایکٹ کے متعلق بھیجتے ہیں جسپر آبادکاران نہر چناب میں شور و شر ہو رہا ہے اس اعلان کو میں اگلی اشاعت میں چھاپدونگا۔

خدا کی تازہ وحی

۲۸ر اپریل ۱۹۰۸ء۔ سلام علیک

یکم مئی ۱۹۰۸ء ۱۔ پوری ہو گئی۔

۲۔ فلیدع النادیہ

(ترجمہ) پس چاہیے کہ اپنے حمایتیوں کو بلالے تا پورا زور لگالیں۔

۳۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔ } یہ الہام دو مرتبہ ہوا

۴۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔

۵۔ وان شکرتم لازیدنکم

(ترجمہ) اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دوں گا۔

یکم مئی (قریب صبح) یاتیک تحایف کثیرہ

۳۰ر اپریل ۱۹۰۸ء۔ رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔

سلہ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت آسمانی سے کسی اور کے نام ہی سمن نہیں بلکہ وارنٹ جاری ہوا ہے جیسا کہ بقول حافظ یوسف امرتسری صاحب الٰہی بخش کے نام جاری ہوا تھا امید ہے کہ حافظ صاحب اسکے پھر توجہ کر کے بتا سکیں گے کہ یہ کس کے نام ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین کی توجہ کے لایق

اور مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔ تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہو۔ تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب مالک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے نوہائش کیجاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔ یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل ہوگئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اسکو طاعون سے بچاؤنگا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہو کر گذر گئے لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہئے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شایع کرے یا قسم کھا کر یہ شایع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا قدیر ضرور اسکو اس بیباکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں ہرگز ایسا مذہب نہ ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی۔ چاہئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

انی مہین من اراد اہانتک

(ایک اور نشان ظاہر ہوا)

خدا تعالیٰ کی یہ وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے ہو چکی ہے اور جس نے اس تیر اہانت کا نشانہ حضرت حجۃ اللہ کو کرنا چاہا وہ خود ہی نشانہ ہو گیا ایک مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ اسکی صداقت ظاہر ہو چکی ہے بعض نادان حماقت اور جہالت سے کہدیا کرتے ہیں اور فاضل جاہل بھی انکی تائید کر نیکو آمادہ ہو جاتے ہیں کہ مرزا صاحب جب کسی دشمن کی نکسیر پھوٹ جاوے تو اپنا نشان بتا دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ کیا یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے لئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کریں یا قانون قدرت ہے کیا خود حضرت مسیح موعود نہیں ہیں؟ اصل یہی ہے کہ چونکہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کے جو وعدے اس سے کئے ہیں وہ سراسر سچے اور پورے ہیں اسلئے جو اسکے مقابلہ میں آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔ مندرجہ بالا وحی کی تائید میں اور بھی بہت سا کلام الٰہی مختلف اوقات میں آپ پر نازل ہوا منجملہ انکے اسے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی اور الوم من یلوم بھی ہے۔

غرض اس وحی انی مہین من اراد اہانتک اور اسکی موید دوسری وحیوں کا نظارہ بجنور (ضلع بجنور) میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں قاضی نذر حسین صاحب ایک اخبار قلقل کے ایڈیٹر ہیں اور باوجودیکہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے دسترخوان پر روٹیاں توڑ چکے تھے اور حضرت حکیم الامت سے بھی فائدہ اٹھا چکا تھا مگر حرص و لالچ کا برا ہو انہوں نے اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کی بنا پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے قلم اٹھایا۔ ابتدا تو اپنے اخبار کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کی نذر لکھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ احمدی اسکو خریدینگے مگر جب کسی نے توجہ نہ کی تو مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ اور مخالفت بھی معمولی مخالفت نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور ذلیل طریق مخالفت کا اختیار کیا۔ گندی گالیاں دینی شروع کیں اور بڑے بڑے دعوے مخالفت کے کئے کہ میں یوں کرونگا اور ووں ہوگا۔ اسنے اپنے زعم میں یہی سمجھ لیا کہ گویا سلسلہ کا قائم رہنا اسکی مخالفت نہ کرنے ہی کے باعث ہے۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک تلوار کے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ نتیجہ اس مخالفت کا جو ہوا وہ الہام مندرجہ بالا کا مصداق اور موید ہے اسکو کس کس طرح ذلیل اور رسوا ہونا پڑا وہ ایک لمبی داستان ہے جو میں انشاء اللہ مفصل درج کرونگا اسلئے کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک قابل قدر ورق ہے یہاں مختصر طور پر اس انجام کو لکھدیا جاتا ہے جو قاضی صاحب کا ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ چار مہینے کے لئے قید خانہ تشریف لیگئے ہیں اور وہ بھی کسی قومی یا ملکی جرم میں نہیں بلکہ جس جرم میں سزا یاب ہوئے ہیں وہ نہایت شرمناک اور ذلیل ہے۔ اس کے متعلق اخبار عام نے جو کچھ لکھا ہے اسی کا درج کر دینا کافی ہے اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بھی اتفاقی امر ہے؟

ایڈیٹر کی سزا۔ بجنور کے ایڈیٹر قاضی نذر حسین کو سترہ روپیہ کی قلیل رقم کے ناجائز لالچ نے کیسی سخت مصیبت اور خواری میں ڈالدیا ایک شخص محمد احمد نے اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے مقرر کیا تھا۔ یہ تقسیم جائداد کا تھا مقدمہ ہو چکنے پر موکل نے کہا کہ اس کا روپیہ عدالت میں جمع ہے وہ واپس دلایا جاوے۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ایڈیٹر نے وہ روپیہ عدالت سے حاصل کیا لیکن موکل کو نہیں دیا۔ اس نے بارہا تقاضا کیا لیکن ایڈیٹر صاحب نے کچھ توجہ نہیں کی۔ یہ بھی نہ بتلایا کہ روپیہ عدالت سے وصول کر چکے ہیں۔ آخرکار بہت تنگ آکر محمد احمد نے ایک مختار مری پت رائے کی معرفت روپیہ عدالت سے نکالنا چاہا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ عدالت میں اسکا جو روپیہ تھا وہ نذر حسین ایڈیٹر حاصل کر چکا ہے۔ اسپر موکل نے ڈپٹی مجسٹریٹ بجنور کی عدالت میں ایڈیٹر پر نالش کی یہ مقدمہ ثابت تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایڈیٹر کو اجلاس عدالت تک قید اور اکیس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اسکی اپیل سشن جج مرادآباد کی عدالت میں گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جرم کے مقابلہ میں ایڈیٹر کو سزا بالکل قلیل دیگئی ہے۔ چنانچہ سشن جج صاحب نے ہائی کورٹ الہ آباد میں استفسار کیا۔ مسٹر جسٹس بنرجی اور مسٹر جسٹس ایکمین صاحبان نے بروئے کاغذات کے معلوم کیا کہ واقعی ایڈیٹر نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جس کیلئے حبس دوام بعبور دریائے شور یا دس سال قید کی سزا دیجاسکتی ہے اور اس جرم کے صرف جرمانہ کی سزا پر اکتفا نہیں کر سکتے ہیں۔ پایں ہمہ ججان عالیہ نے بلحاظ اسکی کہ ایڈیٹر کے لئے پیشی کی مصیبت لازم ہے صرف چار ماہ کی قید کی سزا کافی سمجھی اور جرمانہ کی رقم بھی بدستور رہنے دی ہے اور اس جرمانہ میں سے حکم دیا کہ بیس روپے محمد احمد کو۔

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر بنام مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجا ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور مطلوبہ روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب ممدوح نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اسپر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخرمل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپکے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دیگئی ہے جو خریدا گیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر ادل بدل موجودہ مسجد کو بھی ساتھ ملانے کے لئے ہی کرنا پڑیگا۔ گویا اسوقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ اور پہلے بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے۔ اور ان دونو مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتے ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اس بات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کیجاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کیگئی ہے اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست چندہ میں بہت سعی کریں گے خدا تعالیٰ نے اس مسجد کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ پس جب انسان اپنے گھر کے لئے جس کے متعلق اسکو علم ہی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر بنانے میں صرف کردے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔ اور پھر یہ خدا کا گھر ہی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ بھائیو میرے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ وہاں بھی توسیع کی

بڑی بھاری ضرورت ہے

نوٹ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے سے دریغ نہ فرمائینگے مگر روپیہ جو ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے

نوٹ۔ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپے کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ لمبے وعدے اکثر پورا ہونے سے ہی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان مرقومہ ۱۸ر اپریل ۱۹۰۷ء

مجربات نورِ دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسیطرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جسنے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپکی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے عیاں ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خریدے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے۔

قیمت ۱۰؍ علاوہ محصول ڈاک۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

روزگار کی ضرورت ہے

اگر کوئی بھائی احمدی انجینیر محکمہ نہر یا ریلوے آفس کلاس میں ملازمت کرتا ہو جسکو کہ نقشہ نویسی کے کام کی واقفیت ہو یا تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی جگہ نقشہ نویسی کی خالی دیکھے تو دفتر الحکم میں اطلاع کرے۔

یہ خاکسار کام سروے کا بھی بخوبی جانتا ہے۔ اور نقشہ نویسی کا بھی بلکہ بلاٹ لگے ہوئے نقشہ بہت موجود ہیں۔ اگر کوئی صاحب طلب کرے تو دکھا سکتا ہوں۔ سروے وغیرہ کا کام میں نے اپنے تجربہ پر لاہور سے سیکھا ہے جو آج کل نہر کنگ میں سب اورسیر ہیں۔

منہاج نبوۃ

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز و روزہ کے قائل ہیں تو پھر ہمیں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے جواب میں کئی طرح کے جواب دیئے جا سکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی آج کل ایسی گری ہوئی حالت ہے کہ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور قوم کے اعتبار سے (یعنے اس لئے کہ باپ دادا مسلمان تھے) مسلمان کہلاتے ہیں مگر درحقیقت ان کے قلب اسلام سے اسقدر دور ہیں کہ وہ ہمارے امام مرزا صاحب کے بہانے سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں جو کسی عیسائی یا آریہ کے منہ سے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نکلتے ہیں مسلمانوں کی اس حالت زار پر مجھے سخت رحم آتا ہے خصوصاً جب ایسے اعتراض کسی ایسے مسلمان کی زبان یا قلم سے سنتا اور دیکھتا ہوں جو عوام الناس میں مولوی مشہور ہے یا قوم کا ریفارمر تو مجھے رونا آتا ہے کہ الٰہی ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

غرض مسلمانان قوم کی یہ حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ حدیث جس میں پیشگوئی ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی مثل ہو جائیں گے پوری ہو گئی اور اب مسلمان را مسلمان باز کردند کا زمانہ ہے اسی سے یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کتنے ہندو و عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ کچھ روز ہوئے ایک مولوی نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب اگر سچے ہیں تو زلزلہ کی تاریخ کیوں اطلاع نہیں دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں وقت آئیگا مجھے اسیوقت یاد آگیا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اور پھر ساتھ ہی جواب بھی قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ دوسرے نے لکھا کہ مرزا صاحب تو کہتے تھے زلزلہ قریب ہے پھر اب تک آیا نہیں میں نے اسے لکھا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو۔ دیکھو تیرہ سو برس گذرے ابھی تک قیامت تو نہیں آئی۔ تیسرے نے کہا یہ طاعون وغیرہ تمہیں مرزائیوں کی شامت ہے اسوقت مجھے یہ آیت قرآنی یاد آئی۔ قالوا انا تطیرنا بکم الی قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔ الآیۃ۔ پھر ایک نہایت ہی چالاک مگر پرلے درجے کے بیوقوف نے مجھے لکھا یہ جو پاس کے حواری ہیں اگر ان کو جو حصہ ملتا ہے بند کر دیا جائے تو سب نفرو ا ہو جائیں یعنے اسی پہ آیت لکھی ہے۔ کہ نادان غور کر یہ کس کا قول ہے لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتے ینفضوا اور اب کس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ غرض جسقدر اعتراضات ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام اعتراضات اور ان کے جواب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اعتراضات پہلے کفار کے منہ سے نکلتے تھے اور اب ہمارے مسلمان بھائیوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور یہ سب منہاج نبوت سے ناواقفیت کا ثمرہ ہے میرا خیال ہے بلکہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج کل حضرت اقدس کی مخالفت میں جسقدر اعتراضات ہیں وہ سب اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ مطلق منہاج نبوت سے واقف نہیں۔ دیکھئے لاہور میں ایک اہل علم کی مجلس میں ایک صاحب نے اپنی طرف سے بڑے انصاف سے کام لیکر کہا کہ مرزا صاحب کی خدمات تو قابل قدر ہیں جو وہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی تائید میں کر رہے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو دوسرے فرقوں کے ساتھ نماز نہ پڑھنے سے روک کر اسلام میں تفرقہ اندازی کی ہے تو میں نے انہیں جواب دیا کہ اسیطرح انبیاء جو آسکے ہیں ان کے [illegible]

غور کیجئے کہ وہ اگر اتفاق کی بنیاد کسطرح کہا کرتے تھے کیا اس اصول پر کاربند ہو کر کہ یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام جو ایک قسم کا نفاق ہے یا اس طریق پر جو ہمارے امام نے اختیار کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے ہمارے نبی کریم کا یہی دعوے تھا کہ میں یہود و نصاریٰ میں اختلاف مٹانے آیا ہوں مگر کیا آپ نے آکر دونوں کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنے مریدوں کو انہیں گڈمڈ کر دیا یا اپنی جماعت علیحدہ بنائی۔ آخر یہود و نصاریٰ سے بھی کسی کتاب اللہ کی تابعداری کے دعویدار تھے جیسے ہمارے مسلمان بھائی ہیں پھر مسلمانوں اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں جو تلوار چلی ہے ایک نادان ظاہر پرست تو دیکھکر یہی کہیگا کہ آپ نے آکر معاذ اللہ تلوار چلائی کئی گھر ویران اور خاندان تباہ ہوگئے مگر جو فہیم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ہی اصل صلح مضمر تھی بس ایسا ہی ہمارے امام گو بظاہر آپ کو اختلاف ڈالنے والے معلوم ہوں مگر درحقیقت یہ ایک کارروائی ہے۔ باقی رہا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو اس کے لئے ایک دنیوی مثال کافی ہے کہ کوئی قوم اپنا ریپریزنٹیٹو ایسے شخص کو نہیں کرتی جو ان کا ہم خیال اور دلی خیر خواہ نہ ہو اب آپ ہی بتایئے کہ کیا ایک غیر احمدی ایک احمدی کے لئے تہ دل سے دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی ان کو بڑھائیو۔ ان کے امام پر دین و دنیا کی برکتیں نازل کیجیو بلکہ وہ کمبخت تو ہماری تباہی کا خواہاں ہے پس وہ ہمارا ریپریزنٹیٹو کیسے ہوا۔ نیز امام کی اطاعت (بیعت) سے منحرف ایسے امام کی اطاعت سے جو مامور من اللہ ہے باغی ہے پس کیا باغی بھی پیشوائی کا مستحق ہو سکتا ہے کچھ تو خیال کیجئے اسپر وہ خاموش ہوگئے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ نمازوں کو الگ کرنے سے منافق و مومن کی بھی خوب تمیز ہوگئی ہے ورنہ کئی مطلب پرست مسلمان کہتے ہم احمدی ہیں حالانکہ وہ نہ ہوتے اب تو نماز کے وقت ضرور علیحدہ ہونا پڑتا ہے نہ ہوں تو صاف معلوم ہوگیا کہ یہ ہم میں سے نہیں۔

میں نے یہ قصہ صرف منہاج نبوت کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ جس کی ناواقفیت مخبر عالم کے متبع ایڈیٹر کو بھی ایک غلطی میں پھنسا کے رہی وہ حضور مقدس کے الہام ہزار ہا آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں پر شوخی و استہزا سے اعتراض کرتا ہے اور لکھتا ہے ایک پردار پیغمبر پیدا ہوگیا۔ نادان کو یاد نہیں آیا کہ دراصل میں سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر اعتراض کرتا ہوں کہ ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے واخفض جناحک للمومنین مومنوں کو اپنے پروں تلے لے۔ تو کیا یہی الفاظ ان پر بھی بولوگے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

عصر جدید کی کفایت شعاری

چند روز ہوئے کہ اخبار وکیل نمبر ۵۸ جلد ۱۲ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی تحریک عت" دیکھنے میں آیا جو عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر میاں غلام الثقلین صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے کسی مضمون پر صاحب ممدوح نے لکھا تھا۔ مضمون کیا تھا ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے معتقدات کا فوٹو تھا جس کے پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں غلام الثقلین صاحب کے عقائد ماشاء اللہ چشم بد دور فلسفیانہ دماغ کے نتائج سے ہیں مگر کس فلسفی دماغ سے؟ اوسی فلسفی دماغ سے جن کے ذریت آجکل یورپ وامریکہ میں اپنے آپ کو مذہب کی پابندی سے محض آزاد سمجھکر اور لفین کرکے فری تھنکر بننے کے مدعی ہیں کیونکہ جیسا کہ اُن کے نزدیک مذہب صرف بازیچہ طفلان ہے ایسے ہی جناب عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر صاحب اگرچہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو شامل ہیں اور مسلمانوں کے فرزند بھی لاریب ہیں مگر اسلام کے عقائد سے جناب کو ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان اور "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" کو ہونا چاہیئے۔ ناظرین شاید ہماری اس تمہید کو پڑھکر چونک پڑیں گے کہ ہیں؟ یہ کیا پہلو اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے فرزند اصلاح تمدن کے شیدائی کفایت شعاری کے ذریعہ محنت وعدالت کے حامی کو کنکے ساتھ ملایا جاتا ہے یا کن حضرات کا ہم نوالہ وہم پیالا بتایا جاتا ہے؟ مگر ذرا صبر کرنے سے اور آگے آگے چلنے سے یہ تمام راز کھل جاتا ہے کہ ہم نے کیوں اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو ایسوں سے نسبت دی ہے۔

اعلحضرت سیدنا میرزا صاحب وہ انسان اور اعلے درجہ کے انسان ہیں کہ جو اپنے وجود کو انبیاء علیہم السلام کے وجود کیطرح بیان فرماتے ہیں اور اونپر ایمان لانیوالے اور انکی تقلید کرنیوالے بھی فی الحقیقت حضور کے وجود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود تھے اور در اصل جیسا اوراُن کے خوارق عادت نشانات اور پیشگوئیاں جس طرز کی تھیں یعنے جس طرز کی وہ پیشگوئیاں بیان فرماتے تھے اور جسطرح پیران کے معنے وے بیان کرتے تھے جو کہ کبھی اوسی رنگ میں پوری ہوتی تھیں اور کبھی دوسرے رنگ میں جسطرح پیشگوئی ظاہر کرنیوالے عالم الغیب رب العالمین کا منشاء تھا پوری ہوتی تھیں۔ اسیطرح حضرت مرزا صاحب کے بھی خارق عادت نشانات پیشگوئیاں وغیرہ پوری ہوتی ہیں۔ اور کہ جسطرح دوسرے انبیاء علیہم السلام محض انسان اور رسول تھے اسیطرح جناب میرزا صاحب بھی محض انسان اور رسول ہیں۔ مگر رسول بھی کیسے؟ ویسے ہی جیسے کہ آپ کے مولا کریم نے جو ذکر فرمادیا کہ بیان کردے کہ "من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب" یعنے میں اسطرح کا رسول ہوں جو کتاب الہی لیکر نہیں آتے محض دوسری شریعت کی تابعداری کرنے اور کرانے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالٰے کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں یہ بیشک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ورسل کے ذریعہ غیب کی پیشگوئیاں ظاہر زبانی کراکے اپنی ہمہ طاقت وہمہ قدرت کا ثبوت دیتا ہے مگر نبی کو نبی اور رسول جو پیشگوئی کرتے ہیں وہ اسکی پوری کیفیت سے ایسی ہی آگاہی رکھتے ہیں جیسے کہ عالم الغیب رب العالمین کو ہوتی ہے۔ ؎

ایڈیٹر صاحب عصر جدید باوجودیکہ اصلاح تمدن کے سکرٹری وحامی ہیں اتفاق قومی کفایت شعاری۔ محنت۔ عدالت وغیرہ کے متعلق بحث مباحثہ کرنیکا زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اوسپر لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے عادی ہیں مگر پھر بھی حضرت اقدس سے محض غلط عقائد کی بناپر بیجا پرخاش کیوجہ سے وہ اصول اختیار کیا ہے کہ اتفاق قومی محنت۔ عدالت وغیرہ سے صریح بغاوت رکھتا ہے اور کہ جو عقیدہ وہ اپنا ظاہر کرتے ہیں وہ ایک ایسے انسان کا نہیں ہوسکتا جو کہ مسلمان ہو اور قرآن دان ہونیکا یہانتک اوس کو دعوےٰ کہ دوسروں کو اپنے سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے سارے مضمون پر تبصرہ (ریویو) لکھنے کا نہ تو ہم کو وقت ہی میسر ہے اور نہ سردست ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جیلے بالمقابل جناب نے خامہ فرسائی کی ہے وہ ماشاء اللہ خود اہل قلم اور اہل الرائے ہیں۔ ہم نے جن امور پر نظر کرنی ہے اور وہ بھی محض اسلیئے کہ اتفاق قومی کا حامی ایسی باتیں کرے کہ جسمیں قوم کا اتفاق نہیں اور کہ جو عدالت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) انا لننصر رسلنا الخ میں وعدہ ہے کہ ہم رسولوں اور مومنوں کی اسی دنیا کی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں مگر خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے تب خدا نے انکی کیا مدد کی؟ گویا یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کی کفایت شعار۔ محنت وعدالت کے حامی۔ اتفاق قومی کے موید کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔

(۲) دس پیشگوئیوں کے سچے ہونے سے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک پیشگوئی کے جھوٹے ہونیسے جناب کفایت شعار کے نزدیک کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ واہ! سبحان اللہ! قربان جائیے کفایت شعاری محنت وعدالت کے۔

(۳) پیشگوئی ایسی ہونی چاہیئے جو صاف اور شفاف ہو اور کسی قسم کی تاویل اسکی نہ کیجاوے یعنے جو معنے پیشگوئی کے ملہم اجتہاد سے پہلے کرے اوسکے مطابق وقوع میں آوے ورنہ وہ مہمل محمل اور اٹکل بازی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کفایت شعاری سے یہ بات بعید ہے کہ ایسی پیشگوئی منجانب اللہ تسلیم کیجاوے جس کے معنے پیچھے یعنے بعد وقوع مانے جاویں اسلیئے کہ ایسی باتیں کفایت شعار صاحب کے اختراعی مذہب میں ادلہ مذہب نہیں ہوسکتیں خیر یہ تو عقیدہ ایک ایسے شخص کا تھا جسکو نہ تو قرآن کی خبر ہے اور نہ حدیث کی اور نہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی سوانح پر نظر کی ہے یا جان بوجھکر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ارادہ کرکے اپنی کفایت شعاری کا اور عدالت واتفاق قومی کا ثبوت دیا ہے مگر وکیل کو کیا ایسی مصیبت آپڑی تھی کہ اُس نے ایسے مضمون کو جس میں قرآن کریم سے سراسر بغاوت اختیار کیگئی ہے درج کردیا۔ کیا وکیل ثابت کرسکتا ہے کہ قرآن اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں جسطرح کا منشاء تمہارے ان نامہ نگار صاحب کا ہی اور کہ کیا فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل ایسے ہی مسخ ہوگئے ہیں کہ نجومیوں اور نبیوں کی پیشگوئیں فرق کرنے کی طاقت آپ لوگوں سے سلب کرلیگئی ہے کہ جس کے سبب آپ کی نظر میں اور آپکے نامہ نگار کفایت شعار صاحب کی نظر میں ایسی پیشگوئیاں ادلہ مذہب نہیں

؎ اس مصرعہ کو درج کرکے میاں غلام الثقلین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کہیں تو میرزا صاحب رسول بنتے ہیں اور کہیں کہتے ہیں کہ "من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب" مگر اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو اتنا نہیں نظر آتا کہ اس مصرعہ میں پوری تشریح موجود ہے کہ کس رسالت کا انکار اور کس رسالت کا اقرار ہے۔ میرزا صاحب فرمارہے ہیں کہ ایسا رسول نہیں ہوں جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہوتے ہیں ہاں ایسا رسول ہوں جو دوسری کتاب کی پیروی کرنے کرانے آئے ہیں۔ منہ

؎ اب استعفا دیدیا ہے۔ منہ

ہوسکتیں جس کے معنے اللہ تعالیٰ بہتر سمجھتا ہے؟ تعجب ہے کہ نجومی آپ کے نزدیک اسقدر وقعت رکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں معلوم کر لیتے ہیں اور وہ غیب بھی ترقی کر گیا ہے مگر جو خبر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے اور اسکو پورا کرتا ہے وہ بعض اسقدر وقعت نہیں رکھتی کہ اسکو آپ اور آپ مذہب سے باہر سمجھیں۔ تعجب کہ قرآن فرماوے کہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ط جس سے نبی کریم فرماوے کہ جتنی مخلوق آسمانوں و زمین میں ہے اونمیں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا۔ اور وکیل کے نامہ نگار کفایت شعار صاحب نجومیوں کی اٹکل بازی کی پیشگوئیوں کو تو بلا چون وچرا سچا تسلیم کریں مگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے لئے یہ اصول اختراع کریں کہ اون کو ذو معنے اور مجمل نہیں ہونا چاہئے بلکہ مفصل و مشرح ہونا چاہئے مگر باوجود اسقدر علم و فضل و قرآن دانی کے دعوے کے ایک دو پیشگوئیاں قرآن کریم و آنحضرت صلعم کی درج نہ کر دیں جو اون کے نزدیک اونکے مذہب نہیں پھر پیشگوئیوں کے بارہ میں قرآن کریم تو فرماوے کہ سیریکم ایتہ فتعرفونہا یعنے پیشگوئی کے معنے بعد از وقوع کے ہی درست ہوسکتے ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور اوس کے اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے مگر میاں غلام الثقلین باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب کو استفادہ حاصل کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں اسقدر قرآن سے ناآشنا ہیں کہ پیشگوئی مفصل چاہتے ہیں مجمل چاہتے ہی نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئیاں مفصل ہی چاہتے ہو تو قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر کیا ایمان لائے ہو یا نہیں کیونکہ اسمیں ایسی بہت سی ہیں جو مجمل ہیں انکی بابت آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ نیز یہ فرمانا چاہئے کہ اگر پیشگوئی کے واقع کا پورا علم پیشگوئی سنانے والے کو ہونا چاہئے تو کفار کے ویقولون متی ھذا الوعد کے جواب میں آنحضرت صلعم نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ آنحضرت صلعم کو تو چاہئے تھا بموجب آپکے اختراعی عقیدہ کے کہدیتے کہ فلاں تاریخ کو یہ وعدہ پورا ہوگا نہ یہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس تمام بحث سے ہر ایک انسان بخوبی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ میاں غلام الثقلین کا کیا مذہب ہے اور ان کے دوست میاں غلام محمد صاحب کس مذہب و ملت کے حامی ہیں اور کہ ان دونوں حضرات کو قرآن کریم سے کسقدر تعلق ہے۔

ایک طرف تو دعوے ہے اصلاح تمدن۔ کفایت شعاری، محنت عدالت کا اور دوسری طرف اتفاق قومی کا مگر عقیدہ اور مذہب جو کچھ بیان کیا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اصلاح تمدن اور اتفاق قومی کو یا تو یہ جانتے ہی نہیں یا یہ کہ محض میرزا صاحب سے بیجا پرخاش کیوجہ سے اسلامی عمارت کو ہی منہدم کرنا ہی ان کے نزدیک اصلاح تمدن اور عدالت و اتفاق قومی ہے میاں غلام الثقلین صاحب وہ حضرت ہیں کہ جو کچھ مدت تک مالیر کوٹلہ میں جج کے منصب پر بھی سرفراز رہے ہیں تاہم ان کے نزدیک عدالت یہ ہے کہ دس پیشگوئیاں سچی ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی مگر ایک کے کاذب ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ ایکطرف تو یہ اقرار ہے اور دوسری طرف بطور دلیل کے انا لننصر رسلنا الخ کو پیش کرکے اس کی صداقت سے انکار کر دیا ہے جس سے ہر ایک انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان حضرات کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے اور کہ تین دنوں میں یہ تیغ برہنہ ہونگے کیسے کیسے ظلم ان سے سرزد ہوئے ہونگے۔ کیونکہ جس شخص کے نزدیک دس دلیلیں صداقت کی کافی نہیں ہوسکتیں اور محض ایک ادھوری دلیل سے بہانہ پکڑتا ہے وہ کب انصاف کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں یہ حضرت مالیر کوٹلہ میں جج تھے اسیطرح لوگوں کے مقدمہ خراب کرکے اُن کو خراب خستہ کرتے ہونگے یعنے اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق اپنے مقدمہ کی صداقت میں دس ثقہ گواہ پیش کرتا ہوگا تو اوسکی سچائی کو اور مضبوط دلایل کو نہیں مانتے ہونگے اور مخالف فریق کی ایک گواہی باطل ہی سے تمام مقدمہ خراب کرکے اپنی عدالت و محنت کا ثبوت دیتے ہونگے۔

ہر ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ یہ کس عدالت اور کفایت شعاری کا نتیجہ ہے کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ اگر یہ انصاف کا مقتضا ہے تو بتلانا چاہئے کہ آپ نے اس اصول پر عملدرآمد بھی کیا ہے کہ نہیں؟ یعنے آنحضرت صلعم و موسے و عیسیٰ علیہم السلام کی دس پیشگوئیوں پر اکتفا نہ کرتا صرف ایک کے کاذب ہونیسے اون کے (نعوذ باللہ) کذاب ہونے کے قایل ہوگئے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہوگئے ہیں تو اب کیا تم نری تنگ کرو یا کچھ اور؟ شاید آپ فرماویں کہ آنحضرت صلعم کی کونسی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ہمارے نزدیک پیشگوئیوں کے کے معیار کے مطابق تو کوئی بھی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی نہیں جو نہ پوری ہوئی ہو یا نہ پوری ہو۔ مگر آپ نے جو ایک پیشگوئی کرکے اسکو جھٹلانے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں اور اوسپر جرح قدح کی ہے یعنے انا لننصر رسلنا الخ اپنے ذہن میں رکھکر بتلاویں کہ آپنے اسپر اس اصول پر کہ (دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کے جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے) کیا عمل کیا ہے؟ تاکہ ہم بھی معلوم کرسکیں کہ کفایت شعاری محنت و عدالت میں بے شک آپ حاتم زمان ہیں اگرچہ اصلاح تمدن و اتفاق قومی میں محض ناکام و نامراد ہیں۔ (باقی پھر اگر ضرورت پڑی تو)

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

التماس

میں اپنے مظلوم بھائیوں کی خدمت میں جو جہلا علماء اور خود غرض کے ہاتھ ظلم رسیدہ ہوگئے ہیں ان صاحبوں کو نہایت انکساری سے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ مہر و نامہر علماء و ہلا نو نکالوہ اپنی نفسانی خواہشات فتوح وغیرہ کو مقدم سمجھکر خود بھی نیز اس مسکین قوم کو راہ مستقیم سے روکتے ہیں کہ ہماری شہنشاہی یا سالیانہ خدا حق پاکر مجھے اپنی ربوبیت سے معطل کردیں تو ہماری آؤبھگت والی مداد فتوح وغیرہ میں روک نہ پڑ جائے اور مجھے حقیقی خدا کی خوشامد کرنی پڑے۔ مدت سے زمانہ ایک مصلح کا منتظر تھا اللہ کا برگزیدہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود آیا حق کیطرف بلاتا ہے اسکیطرف جلدی پہنچے جاؤ ریاکاری تعصب نفسانی خواہشات کو دور کرکے اس اللہ کی حاری کرو جو حی القیوم اور رب العلمین ہے۔ مذکورہ بالا علماء وغیرہ کی پیروی مت کرو جنہوں نے بہتان کے امتحان میں ایک اعلیٰ درجہ کے نمبر حاصل کئے کسب بطلان کے خواہشات مذکورہ کیلئے اور مسکین قوم کی نفرت کیلئے بہت سی تدبیریں اور حیلہ جات کئے اکثر سنا گیا ہے کہ سلسلہ حقہ کی لوگ نماز کیلئے جس مسجد میں جاویں دھوئی جاویگی کہیں ندا آتی ہیں کہ حضرت اقدس مندرجہ بالا پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں یہ سب جھوٹی تدبیریں انھیں کیطرف سے ہیں بالمقابل اسکی خداوند کریم اپنے فضل سے روز بروز سلسلہ مذکورہ کی تائید و نصرت کرتا ہے اور کرتا رہیگا سو بھائیو تم فرصت ہو کانوں سے روئی نکالو خود ہوشیار ہوجاؤ اخبار الحکم و بدر سلسلہ حقہ سے جو نکلتی ہے اسمیں دس شرایط سنو اور خود پڑھو آخرکار مرنا ہے حق مانو باطل سے کنارہ کرو خداوند کریم سب بھائیوں

[illegible]

ہندوستان کے دو پیغمبر

رام و کرشن سلام اللہ علیہما

اِیکو بَرَہم دُوتیہ ناستی

یہ فقرہ جسکے سلیس معنے وحدہ لاشریک یا لا الٰہ الا اللہ ہیں ہندو مذہب کے اصول میں داخل ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کی بنا توحید پر ہے مگر انسان اپنے خیالات کی آمیزش کرکے اس متفق علیہ اصول کو خراب کرڈالتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو بشری خیالات کی اصلاح کیلئے مقرر فرمائے چنانچہ ہر ملک اور ہر قوم میں ضرورت کے وقت مصلح ظاہر ہونیکا ثبوت تواریخ اور مذہبی کتب میں موجود ہے۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ارشاد ہے۔ کہ ہر ملک و ملت کے واسطے خدا ایک ہادی مقرر کرتا ہے۔ بعض رسولوں کے نام اور حالات کی تشریح فرما دی گئی ہے بعض کی نسبت اشارے کنائے کردیئے ہیں۔ اور پھر ایک کلیہ قاعدہ قائم کرکے حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو خدا کے تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور لازم ہے مسلمان بھی زبان سے نہیں۔ بلکہ ویسے یقین رکھتے ہیں کہ جن رسولوں کی اطلاع انکو پہنچی سب برحق ہیں۔ اتنا معلوم کرنے کے بعد سوچنا چاہئے کہ یہ ملک ہندوستان جو دنیا میں ایک بڑا ملک کہلاتا ہے۔ اس بات کا مستحق ہے یا نہیں کہ یہاں بھی خدا نے اپنے دستور کے موافق پیغام بھیجے۔ اور انکو ہدایت کرنے کیواسطے کتابیں دیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اس ملک کے رسولوں کی بابت کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔ مگر خدا کے اس کلیہ کے موافق کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوستان بھی ان متبرک آدمیوں سے محروم نہیں ہے جنکو خدائی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں ہندوستان کے نامور بزرگوں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما بدھ کے حالات پڑھنے۔ انکی طرز زندگی پر غور کرنے اور انکی تعلیمات پر منصفانہ نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو وہی حالات تھے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم و موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے پائے جاتے ہیں اور وہی تعلیم تھی جسکا ذکر بار بار قرآن شریف میں آیا ہے۔ اسلامی عقائد میں یہ مسلّم امر ہے۔ کہ انسان کیلئے فطرتی مذہب ہمیشہ سے ایک ہی ہے جسقدر پیغمبر اور رسول بھیجے گئے۔ وہ سب ایک ہی مذہب اور ایک ہی اصول کی تعلیم کرتے تھے۔ نئے اصول کی شریعت کسی پیغمبر نے قائم نہیں کی۔ یہانتک کہ سب سے آخر اور سب سے اچھے رسول نے بھی جنکی پیروی کا ہم کو فخر حاصل ہے۔ وہی بتایا جو اگلے نبی بتاتے آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تعلیم میں ہر ملک و قوم کی سمجھ اور طرز معاشرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ایسے طریقہ سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر درجہ کی عقل میں آسکے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ توریت و انجیل کا طریقہ تعلیم تشبیہ و استعارات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ کے آدمی عقل اور ذہنی تغیر کے سبب اس کے فہم سے قاصر ہوگئے اور طرح طرح کی غلطیوں اور توہمات میں مبتلا ہونے لگے۔ اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں اور بزرگوں کی بیانات میں بھی اسقدر مشکل و پیچیدہ استعارات پائے جاتے ہیں جنکا ٹھیک ٹھیک ذہن نشین کرنا دشوار ہے۔ گو جو مثالیں ایسی دی ہیں کہ معمولی عقل والا بھی ذرا سی غور میں سمجھ جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اس ملک کے بعض لوگوں نے اصلی بات معلوم کرنے میں توجہ نہیں کی۔ اور ظاہری الفاظ پر عمل کرکے انکے پاکیزہ اصول کو خراب کردیا۔

میں ایک مثال دنیا کی پیدائش کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے حکم دیا کُن فیکون۔ ہندو مذہب میں ہے اول برہما پیدا ہوا اُس نے تمام عالم کو ظاہر کیا۔ غور کیجئے کہ ان دونوں بیانات میں کیا فرق ہے کچھ بھی نہیں۔ بالکل متحد بیان ہیں۔ قرآن میں خدا نے صفت خالقیت کو کُن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور وید میں برہما کے لفظ سے برہما یعنی صفت ایجاد کا نام ہے۔ جبتک یہ صفت ظاہر نہیں ہوئی۔ دنیا ناپید تھی جسطرح کن کے ظہور کے بعد یکون کا ظہور ہوا۔ اسیطرح برہما کے ظہور کے بعد سب کچھ ظاہر ہوا یہی کیفیت تمام اصول مذہب کی ہے۔

مورتوں میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ ایک جسم میں سیکڑوں ہاتھ اور متعدد سر ہیں اور ہر ہاتھ میں مختلف چیزیں ہیں کسی میں تلوار ہے۔ کسی میں پھول ہے۔ کسی میں اناج کا خوشہ ہے۔ اور ہندو ان مورتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں اسوقت آپکو نفرت آمیز ہنسی آئیگی۔ کہ یہ کیسی مضحکہ خیز صورت ہے اور یہ کیسے احمق ہیں کہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

مگر حضرات ہندوستانی رہبروں نے یہاں کے باشندوں کو سمجھانے کے لئے صفات الٰہی کی حقیقت صاف طور پر ذہن نشین کرنے کے واسطے یہ مورتیں بنائی تھیں تاکہ سمجھ لوگ آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ خدا میں قہر کی شان بھی ہے جسکا نمونہ تلوار ہے اور رحم میں بھی جسکا نشان پھول یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہے اسی کے ہاتھ میں رزق ہے۔ اسلئے اناج کا خوشہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر ثابت ہوا کہ انسان بہت ہی بیعقل ہے۔ اور مثالوں کو ذریعہ کے بجائے نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالی مورتوں کے سبب بت پرستی شروع ہوگئی۔ اور ہزاروں غلط فہمیاں واقع ہوگئیں یہ بات ہندوستان پر مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی ملک ایسے ہیں جہاں صرف مثالی خرابی سے بت پرستی کا رواج ہوا۔ روم۔ یونان مصر میں اس کی کافی شہادتیں موجود ہیں۔

جب تمام دنیا میں عالمگیر غلط فہمیاں واقع ہوگئیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک ایسا آسان صاف سیدھا طریقہ تعلیم سکھا کر ہمارے حضرت صلعم کو بھیجا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہو۔ اور تمام مذاہب عالم میں جسقدر خرابیاں بشری خیالات اور نفسانی جذبات کے سبب پڑ گئی تھیں۔ وہ دور ہوجائیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرا دعویٰ خواہمخواہ تسلیم کرجائے۔ بلکہ تجربہ اور غور سے تحقیق ...... کرنا چاہئے کہ اسلام نے قدیمی اصول کو جس پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ اس قابل ہے یا نہیں کہ تمام دنیا کے مذہبوں کی خرابیاں آسانی سے رفع کردے تجربہ مشاہدہ کرادیگا کہ بیشک اسلام کا طریقہ تعلیم ایسا صاف سیدھا اور آسان ہے کہ قدیمی اصول مذہب عمدگی کے ساتھ ذہن نشین ہوسکتے ہیں۔

اب میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رام چندر جی۔ اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ ان لوگوں کی زندگی۔ اور تعلیم ہمارے مسلمہ رسولوں کے کسقدر مشابہ تھی میں رام و کرشن جی کے بعض اقوال کو اپنے حضور صلعم کے ارشاد نیز قرآن شریف کے بیان سے مطابق کرکے دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔ اور ہمارے حضور کو سب کے بعد بھیجے گئے۔ مگر وہی بیان کیا جو پہلے بیان ہوچکا تھا۔ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تمام دنیا خاصکر ہندوستان کو لازم ہے۔ کہ پرانی تعلیم کو نئے طریقہ سے سیکھے جو سب سے زیادہ آسان اور صاف ہے اور جسمیں اکثر وہی باتیں ہیں جو ہندوستانی رسول فرما گئے تھے۔

رام جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان میں رام لیلا کا مشہور میلا انہی کی یادگار میں بنایا جاتا ہے۔ ابھی سولہ برس کی عمر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ اپنے خاندانی پیشوا بششت جی کے ہمراہ سیاحت کو نکلے۔ اور تمام مشہور متبرک مقامات اور اہل اللہ بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ قدرتی نظارے دیکھے۔ دنیا کے نشیب و فراز ملاحظہ کئے۔ جب واپس آئے تو عجیب حال ہوگیا۔ ہر وقت سوچ اور فکر میں مستغرق رہتے۔ کھانے پینے اور دنیا کے تفریحی مشغلوں سے نفرت ہوگئی۔ اکثر خاموش رہتے۔ اور بولتے تو فرماتے یہ کیسی بری دنیا ہے۔ بالکل ہیچ و ناپائیدار۔ اسی اثنا میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ اس زمانہ کے مشہور تپسوی بسوامتر جی راجہ دسرتھ کے پاس آئے۔ اور رام جی کو کسی سرکش و بدکار کی ہلاکت کیلئے مانگا۔

راجہ نے انکی کمسنی و نا تجربہ کاری کا عذر کیا۔ مگر بسوامتر جی کے اصرار سے رام جی دربار میں بلائے گئے۔ اور ایک نہایت عالمانہ تقریر کی۔ کہ راجہ اور تمام درباری خاص کر بسوامتر اور بشسست جیسے عارف لوگ حیران رہ گئے کہ یہ کم سن بچہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ رام جی نے اپنی تقریر میں انسانی ہستی کے تمام مدارج اور دنیا کے تغیرات کی نسبت بشسست جی اور بسوامتر جی سے سوالات کئے مگر ایسے پیرایہ میں جیسے کوئی شخص تجاہل عارفانہ کرتا ہے۔ خود ہی ایک امر کی نسبت تشکک و شبہ بیان کرتے اور خود ہی ایک لطیف کنایہ سے اسکا جواب دیدیتے۔ بسوامتر اور بشسست نے رام جی کے سوالات کا جواب دیا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو صاحب عرفان سایل کے سوالات کی شان کے موافق ان لوگوں کے جواب نہ تھے۔ یہ رام جی کا شروع حال تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خاص امتحان کے موقعہ پر بیسیوں راجوں کے مقابلہ میں ایک مشہور کمان توڑکر امتحان پاس کیا اور راجہ کی بیٹی سیتا جی کو جیت کر بیوی بنایا۔ پھر چند سال تک اپنی سوتیلی ماں کے حسد کے سبب صحرا میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں انکے ہمراہ انکے بھائی لچھمن جی۔ اور بیوی سیتا جی بھی تہیں۔ یہیں انکو ایک سرکش و بدکار راجہ نے جسکا نام راون تھا۔ دہوکہ دیا۔ اور انکی بیوی سیتا جی کو چرا کرلے گیا۔ اور رام جی کو اس ملک لنکا پر حملہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ہنومان نامی کوہستانی راجہ کی مدد سے لنکا فتح کرکے راون کو مارا اور سیتا جی کو چھینا۔ اس کے بعد اپنے راج استھان یعنی دارالخلافہ اجودھیا پوری میں واپس آئے۔ اور راج کرنے لگے۔ اسی راج کے زمانہ میں انہوں نے رسالت کے فرایض کو پورا کیا۔ ایک عجیب بات ہے جسکی بابت حدیثوں میں بھی اشارہ ہے کہ ہر بڑے رسول کو ایک بڑے دشمن سے سابقہ پڑتا ہے اور وہ دشمن اسی رسول کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو نمرود۔ اور حضرت موسیٰ کو فرعون۔ اور ہمارے حضور کو ابوجہل سے سابقہ پڑا تھا۔ اسیطرح رام جی کو راون اور کرشن جی کو کنس جیسے خونخوار دشمن دیئے گئے تھے۔ جو مذکور دشمنوں کیطرح ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے۔ مگر اس ظاہری خصوصیت کے ساتھ میرے خیال میں ایک راز خصوصیت بھی ہے جسکو حضرت مولانا محی الدین ابن عربی نے بھی ستا لکھا ہے کہ فرعون و نمرود صفت قہاری کے ظہور تھے چونکہ خدا کو صفت رحیمی و رحمانیت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ جو رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کی اسواسطے شان جلال و جبروت کو بھی ہر رسول کے زمانہ میں ظاہر کیا۔ رام جی کے زمانہ میں راون بھی شان قہر کا مظہر تھا۔ چونکہ شان قہر کے ظہور کے لئے مختلف عنوان اور طریقے ہیں۔ اسلئے راون کے بہت سے ہاتھ اور سر بیان کئے جاتے ہیں۔

اب رام جی کے چند اقوال جو انکی تعلیم کا نمونہ ہیں۔ لوگ بشسست اور رامائن سے اخذ کرکے بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں دنیا کی مثال چمکدار ریت کی ہے۔ جو پیاس نہیں بجھا سکتی بلکہ پیاسے کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ اسلام میں بھی دنیا کو سراب کی مثال سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمایا جن کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ وہ بوجھ اٹھانیوالے مزدور ہیں۔ قرآن شریف میں اسکی مثال بوجھ اوٹھانیوالے گدھے سے دیگئی ہے۔ فرمایا دل کتا ہے۔ جہاں مردار دیکھتا ہے کھانیکو دوڑتا ہے۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ الدنیا جیفة وطالبها کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ دریافت کرتا ہے۔ اپنے آپ سے دریافت کرکہ سب کچھ تجھ میں ہے۔ قرآن شریف میں بھی ایسا ہی ارشاد ہے۔ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور حدیث میں ہے۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ اور فرمایا بارہا دیکھا گیا کہ ایک اکیلا مرد بڑے گروہ کو بھگا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً۔ ترجمہ بعض دفعہ چھوٹا گروہ بڑے پر غالب آجاتا ہے۔ فرمایا یہ عالم محسوس وہم و خیال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جو نہیں ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا عمر کی مثال بجلی کی ہے کہ ایک دم چمکی اور ندارد۔ فرمایا یہ کیسا برا گھر ہے۔ جس کا دروازہ ہڈی کا اور دربان بند ہے یا زبان کو فرمایا اس لئے کہ اسکو قرار نہیں رہتا۔ اہنکار یعنی ہا ہمی آدمی کی دشمن ہے۔ فرمایا دنیا میں رہنا اور اسمیں مبتلا نہ ہونا ایسا ہے جیسا دریا میں کوئی ہو اور نہ تر ہو۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اور فرماتے ہیں

سنتوش پرم لابہ . . . . . . صبر میں سب سے زیادہ فائدہ ہے۔
ست سنگ پرم دہم . . . . اچھی صحبت بڑی دولت ہے۔
بچار پرم گیانم . . . . سوچنا بڑی عقلمندی ہے۔
سم چیہ پرم سکھم . . . . سب کو ایک نگاہ دیکھنا بڑا سکھ ہے۔
کیا اچھی تعلیم ہے۔ مگر افسوس زیادہ بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔

رام جی کے بعد تھوڑا حال سری کرشن جی کا بھی معلوم کرلینا چاہئے۔ کرشن جی کے ساتھ بعینہ وہ قصہ پیش آیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا یعنی کرشن جی کے ماموں راجہ کنس کو جو متھرا پر حکومت کرتا تھا۔ نجومیوں نے خبر دی تھی کہ تیری بہن دیوکی کا آٹھواں فرزند تیرا قاتل ہوگا۔ اس خبر نے کنس کو ایسا حواس باختہ کیا۔ کہ اس نے اپنی بہن اور بہنوی کو قید کردیا۔ اور جو بچہ انکے ہاں ہوتا اسکو مار ڈالتا جب آٹھویں کرشن جی پیدا ہوئے تو ماں باپ نے چپکے سے ایک گائوں میں جہاں گائے چرانیوالے رہتے تھے بچہ کو بھیجدیا اور کنس کو بیٹی پیدا ہونیکا بہانہ کردیا۔ کرشن جی نے گوکل میں جو گھوسیوں کا گائوں تھا پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوئے اور ان سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں تو راجہ کنس کو خبر ہوگئی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ میرا بھانجہ ہے۔ ان دنوں کرشن جی رسولوں کی سنت خاص کر حضرت موسیٰ کی سنت کے موافق گائے چرایا کرتے تھے۔ ماموں نے حیلہ سے بلایا۔ اور قتل کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے اسی کو ہلاک کرڈالا۔ اور دنیا کو اس ظالم سے پاک کیا ان ایام میں کرشن جی کا بانسلی بجانا۔ اور گوپیوں سے اختلاط کرنا۔ سب استعاری ہیں جس سے انکی پاکبازی پر حرف نہیں آسکتا۔ کنس کے مرنے کے بعد انکی زندگی میں نئے آثار شروع ہوئے۔ اور حکومت ظاہری کے ساتھ ہی انہوں نے روحانی حکومت کے اصول بیان کرنے شروع کئے چنانچہ جب ہندوستان کی مشہور لڑائی مہابھارت ہوئی جسمیں کرشن جی نے بڑا حصہ لیا تھا۔ تو عین میدان جنگ میں کرشن جی نے اپنے چیلے ارجن کو اپدیش دیئے۔ انہی لیکچروں کے مجموعہ کا نام گیتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی مغالطہ کی پیدا شدہ تکالیف سے نجات پاسکتا ہے۔ اگر تین طریقے اختیار کرے (۱) قدرت کا ملہ اور قدرتی اشیاء کا عشق (۲) فرایض معلوم کرنے کے لئے تحصیل علم (۳) فرایض کا ادا کرنا بلا خواہش نفسانی انہیں تین اصول پر بحث کی ہے گیتا۔ ادہیائے سنیاس یوگ میں فرماتے ہیں۔ ذی علم اور خلیق برہمن گائے ہاتھی کتے۔ اور بدکار آدمی اور پنڈت سب کو ایک نگاہ دیکھتا ہے اور فرمایا وہ یوگی سے بھی بڑھکر ہے۔ جو بھلا چاہنے والے دوستوں دشمنوں قابل نفرت لوگوں نیکوں اور بدوں سب کو یکساں سمجھتا ہے۔ گیتا ۱۳ ادہیائے علالت کے سبب میں کرشن جی کے اقوال زیادہ تفصیل اور اسلامی مطابقت کے ساتھ جمع نہیں کرسکا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ البتہ سامعین کی دلچسپی کے لئے ایک وظیفہ بیان کیا جاتا ہے جو کرشن جی کے پیرو کسی سختی کے وقت پڑھتے ہیں وظیفہ یہ ہے: ۔ کرشنا کرشن پرماتمہ پرمیشر پربھو جیم تو آنگ شرنم یام سے بیے بھیتا پر تھک دیجے۔

مگر افسوس ہے کہ کرشن جی کے اقوال کو لفظوں ہی پوجا کرلیا گئی ہے جسکا نام گیتا کا پاٹ ہے۔ اور بہت کم لوگ اسکی عجیب فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستانی رسولوں کی پیشنگوئی لکھدی جائے جسمیں ہمارے حضور کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ ہمارے سلسلہ نظامیہ کے ایک بزرگ مولوی شاہ حکیم محمد حسن صاحب نظامی نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جسکا نام غائتہ البرہان ہے اس تفسیر میں تمام دنیا کی مذہبی کتب سے حضرت صلعم کی خبریں لکھی گئی ہیں اور عجیب و سیع معلومات سے انکو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ ویدکی پوری عبارتیں مع تشریح درج ہیں جنکا نقل کرنا مشکل ہے جسکو شوق ہو مولوی شاہ فضل احمد صاحب نظامی سے امروہہ ضلع مرادآباد کے پتہ پر یہ مطبوعہ تفسیر منگا کر دیکھ لے میں صرف ایک حصہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ یہاں کلکی پوران کے حوالہ سے مولانے حضرت کی خبر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیس ہوگا۔ وشنو کے معنے اللہ اور دیس کے معنے عبد یعنی عبداللہ نام ہوگا۔ ماں کا نام سومتی یعنے امانتدار ہوگا سو حضور کی والدہ کا نام آمنہ تہا۔ پہلے پہاڑ کے غار میں عبادت کریں گے۔ سو حضرت نے غار حرا میں عبادت کی۔ پھر شمالی پہاڑوں میں ہجرت کرینگے۔ سو ہجرت بھی ہوئی۔ پہاڑ کی کھوہ میں پرش رام سے تعلیم پائینگے۔ پرش کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو یعنے روح خدا اور جبرائیل فرشتہ ہے۔ سو حضرت جبرائیل نے پہلے وحی لیکر آئے۔ شنبل نگری میں پیدا ہونگے۔ شنبل دیپ کی نسبت مولانے ایک لمبی بحث کرکے ثابت کیا ہے۔ کہ شنبل ملک عرب کو کہتے ہیں۔ کلکی اوتار کے چار بھائی ہونگے جنکے ذریعہ وہ فتحیاب ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ اس روایت سے میری غرض یہ ہے کہ جسطرح سب پیغمبر ہمارے حضور کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔ ہندوستانی رسولوں نے بھی تصدیق کی ہے۔ پس ہندوستانی رسولوں کی امت کو بھی حضور کی تصدیق کرنی چاہیئے۔ اور ہم کو بھی ہندوستان کے تمام رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے۔ اسی میں ہندوستان کی ظاہری و باطنی بہبودی ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہندو مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا ہوسکتا ہے۔ اگرچہ ہندوں کا مسلمان اور مسلمانوں کا ہندو ہونا مشکل ہے نہ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں قوموں کی باہمی نفرت و اجنبیت دور ہو۔ ہر ایک دوسرے کے پیشوا کی عزت کرے۔ اور گلے ملنے کے بعد پہلے مسلمانوں کا قدم

ہم اس قول کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

جو صاحب مجھے یہ بتائیں کہ نیچے لکھے ہوئے جواہرات ... ہیں ... کرکے دکھلا دوں ... ثابت ہوجائیگا

یاقوت - مروارید - مرجان
یشب - کہربا - کستوری - زعفران

دغیرہ وغیرہ ہر ایک لعل...

روح کی ایک لطیف غذا ہے ۔ | مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے | جوانی کی روح بڑھانے کی جان

مفرح عنبری — یا شافی — مفرح عنبری — یا کافی — مفرح عنبری

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ | خوراک دو ماشہ

قیمت	قیمت	قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ صہ	تین ڈبیہ تیرہ روپیہ عہ	ایک درجن ضعہ

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جس کے حاصل کرنے کیلئے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ یورپ وغیرہ بھیجا اشتہار دیکر ندر کئے ہیں۔ خداوند کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ کے صفحہ سیاہ کرنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہونچتی ہے کہ گویا غذا سے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ خفقان۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک بیحد قابل اعتماد تریاق ہے

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہونچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا کثرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعلوں میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہو جاتی ہے **مفرح عنبری** جن کے اعصاب بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف ہو جائیں اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بیمثل مرکب ہے۔ **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تھکان کو بفضلہ تعالیٰ امام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص ان کیلئے جنکو صحت کی قدر ہے ایک مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تھکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے **مفرح عنبری** چونکہ اکثر یاقوتی اور سونے کے ورقوں اور جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض ... جہاں طاعون و ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو تو ایسے وقت پرہیز وغیرہ کی نگرانی کے ساتھ اس کا استعمال بطور حفظ ما تقدم کے لازمی ہے اور یہ اس سے بڑھکر اور دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔ **مفرح عنبری** ... ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ کس مرض میں کس موقع پر مفید ہوسکتی ہے ... مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ جنکا دوسرا نتیجہ حمل ساقط ہو جانا ہو اور جن مستورات کو کثرت ... ایام میں کثرت سے خون جانے کا عارضہ ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے زرد حالت ہوگئی یا کمی امداد کے باعث ماسے درد ہر روز تکلیف کا سامنا ہو ... بلا تردد تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں ... خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوتیں مضمحل ہو گئے ہوں۔ **مفرح عنبری** عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا دور دماغی طاقت بحال ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوکر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہو

نواب بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگڈھ ضلع رانچور
جناب حکیم صاحب بسلام مسنون آپکی ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگڈھ نے منگائی تھی آپکی تجربہ میں آیا کہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے دستخط سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر حمید المجید خان صاحب رئیس اعظم ... تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف ان کی دوائی موجب اشتہار ثابت ہوئی ۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر! میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اس کے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنواز تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھائے ہیں بیان سے باہر ہیں فی الواقع نہایت عمدہ چیز ہے منتظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں

سینکڑوں عالی مرتبت اصحاب مفرح عنبری کی تعریف کر چکے ہیں

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپ کر شایع ہوا۔

مسیحی مشنریوں سے خطاب

أَعُبَّادَ الْمَسِيحِ لَنَا سُؤَالٌ | نُرِيدُ جَوَابَهُ مِمَّنْ وَعَاهُ

مسیح پرستو! ہم ایک سوال کا جواب چاہتے ہیں تم میں سے جو شخص جواب دے سکتا ہو وہ دے۔ سوال یہ ہے۔

إِذَا مَاتَ الْإِلٰهُ بِصُنْعِ قَوْمٍ | أَمَاتُوهُ فَمَا هٰذَا الْإِلٰهُ

کہ جب خدا ایک قاتل قوم کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ خدا کیا بلا ہے؟

وَهَلْ أَرْضَاهُ مَا نَالُوهُ مِنْهُ | تُبَشِّرُهُمْ إِذًا نَالُوا رِضَاهُ

آیا اس حسن سلوک سے انہوں نے اپنے خدا کو خوش کیا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو ان کے لئے مژدہ ہے کہ انہوں نے اپنے خدا کی رضامندی کا رتبہ پالیا۔

وَإِنْ سَخِطَ الَّذِي فَعَلُوهُ فِيهِ | فَقُوَّتُهُمْ إِذًا أَوْهَتْ قُوَاهُ

اور اگر ان کا فعل اسکی رنجش کا باعث ہوا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی قوت نے اسکی قوت کو بودا اور کمزور کر دیا۔

وَهَلْ بَقِيَ الْوُجُودُ بِلَا إِلٰهٍ | سَمِيعٍ يَسْتَجِيبُ لِمَنْ دَعَاهُ

اور کیا یہ صحیح ہے کہ خدا کے مارے جانے کے بعد یہ کارخانۂ عالم کسی مجیب الدعوات کے بغیر بدستور چلتا رہا؟

وَهَلْ خَلَتِ الطِّبَاقُ السَّبْعُ لَمَّا | تُوُفِّيَ تَحْتَ أَطْبَاقِ التُّرَابِ وَقَدْ عَلَاهُ

کیا جبکہ خدا زیر خاک مدفون ہوگیا تو آسمان اس کی خدائی سے خالی پڑے رہ گئے

وَهَلْ خَلَتِ الْعَوَالِمُ مِنْ إِلٰهٍ | يُدَبِّرُهَا وَقَدْ سُمِرَتْ يَدَاهُ

کیا جمیع عالم کسی مدبر سے خالی ہو گئے تھے جبکہ خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگائی گئیں۔

وَكَيْفَ تَخَلَّتِ الْأَفْلَاكُ عَنْهُ | بِنَصْرِهِمُ وَقَدْ سَمِعُوا بُكَاهُ

اور کیونکر اس کے املاک ان کے منصور ہو جانے کی وجہ سے اس سے خالی ہوگئے بحالیکہ وہ اس کا گریہ سنتے تھے۔

وَكَيْفَ أَطَاقَتِ الْخَشَبَاتُ حَمْلًا | لِإِلٰهِ الْحَقِّ شُدَّ عَلَى قَفَاهُ

اور لکڑی (صلیب) نے خدا کو کیسے اٹھا لیا جو اس کی گدی پر باندھی گئی؟

وَكَيْفَ دَنَا الْحَدِيدُ إِلَيْهِ حَتّٰى | يُخَالِطَهُ وَيَلْحَقَهُ أَذَاهُ

اور لوہا (بیڑیاں) خدا سے کیسے قریب ہوکر اسے تکلیف دیتا رہا؟

وَكَيْفَ تَمَكَّنَتْ أَيْدِي عِدَاهُ | وَطَالَتْ حَيْثُ قَدْ صَفَعُوا قَفَاهُ

اور دشمنوں کے ہاتھ اس پر کیسے قابو پا گئے کہ اس بیچارے کی گردن بھی تھپڑوں سے لال کر دی؟

وَيَا عَجَبًا لِقَبْرٍ ضَمَّ رَبًّا | وَأَعْجَبُ مِنْهُ بَطْنٌ قَدْ حَوَاهُ

اس قبر پر تعجب ہے جسمیں پروردگار عالم مدفون رہا اور اس قبر سے زیادہ موجب تعجب وہ پیٹ ہے جسمیں وہ نو ماہ تک نشو ونما پاتا رہا۔

أَقَامَ هُنَاكَ تِسْعًا مِنْ شُهُورٍ | لَدَى الظُّلُمَاتِ مِنْ حَيْضٍ غِذَاهُ

وہ پروردگار عالم برابر نو ماہ ایک تاریک کوٹھڑی میں حیض کے خون سے غذا حاصل کرتا رہا۔

وَنَشَّقَ الضَّرِيحَ مَوْلُودًا صَغِيرًا | فَمَعِيبًا فَمَا يُحْيَى بِالثَّدْيِ فَاهُ

اور وہ بچہ تا توان تھا کہ شرمگاہ کو پھاڑتا باہر آگیا بحالیکہ پستان کے لئے منہ کھولے ہوئے تھا۔

وَيَأْكُلُ ثُمَّ يَشْرَبُ ثُمَّ يَأْتِي | بِلَازِمِ ذَاكَ هَلْ هٰذَا إِلٰهُ

بعد میں وہ کھاتا پیتا رہا اور برابر ہگتا گیا۔ کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟

تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ إِفْكِ النَّصَارٰى | سَيُسْأَلُ كُلُّهُمْ عَمَّا افْتَرَاهُ

حقیقی خدا نصاریٰ کے اس بہتان سے برتر ہے اور وہ عنقریب ان سب کو اس بہتان عظیم کی بابت پوچھے گا۔

أَعُبَّادَ الصَّلِيبِ لِأَيِّ مَعْنًى | يُعَظَّمُ أَوْ يُقَبَّحُ مَنْ رَمَاهُ

صلیب پرستو! صلیب کی کیوں تعظیم کرتے ہو یا جو شخص اسے پھینکے اسے کیوں برا کہتے ہو؟

وَهَلْ تَقْضِي الْعُقُولُ بِغَيْرِ كَسْرٍ | وَإِحْرَاقٍ لَهُ وَلِمَنْ قَفَاهُ

بھلا عقول سلیمہ صلیب اور خدا کے مردہ مشتہر کرنیوالے کو توڑنے اور آگ میں جلانے کے سوا کچھ اور بھی فیصلہ دے سکتی ہیں

إِذَا رَكِبَ الْإِلٰهُ عَلَيْهِ كُرْهًا | وَقَدْ شُدَّتْ لِتَثْبِيتٍ يَدَاهُ

فَذَاكَ الْمَرْكَبُ الْمَلْعُونُ حَقًّا | فَدُسْهُ لَا تَمَسَّهُ إِذْ تَرَاهُ

جبکہ خدا ازبردستی ایسی حالت میں صلیب پر سوار کیا گیا کہ اس کے ہر دو ہاتھ میں میخیں لگی تہیں تو ایسی سواری واقعی نفرت کا اور ملعون ہوتی چاہیے سو جب تم اسے دیکھا کرو تو بجائے اسکے کہ اسے بوسہ دو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا کرو۔

يُهَانُ عَلَيْهِ رَبُّ الْخَلْقِ طُرًّا | وَتَعْبُدُهُ فَإِنَّكَ مِنْ عِدَاهُ

اس صلیب پر تو پروردگار عالم کی ذلت ہوئی اور تم اسکی پرستش کرتے ہو بس تم یقیناً اس خدا کے دشمن ہو نہ دوست۔

فَإِنْ عَظَّمْتَهُ مِنْ أَجْلِ أَنْ قَدْ | حَوٰى رَبَّ الْعِبَادِ وَقَدْ عَلَاهُ

وَقَدْ فُقِدَ الصَّلِيبُ فَإِنْ رَأَيْنَا | لَهُ شَكْلًا تَذَكَّرْنَا بَهَاهُ

فَهَلَّا لِلْقُبُورِ سَجَدْتَ طُرًّا | لِضَمِّ الْقَبْرِ رَبَّكَ فِي حَشَاهُ

اگر تم صلیب کی اس خیال پر تعظیم کرتے ہو کہ پروردگار عالم اس پر چڑھا تھا اور اب وہ اصلی صلیب تو جاتی رہی اسلئے جہاں کہیں اسکی شکل نظر آتی ہے تو اسکی بزرگی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے) تو پھر تم لوگ تمام قبور کو دیکھکر کیوں سجدہ نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تو تین دن قبر میں بھی پڑا رہا تھا۔

فَيَا عَبْدَ الْمَسِيحِ أَفِقْ فَهٰذَا | أَيَادِيهِ وَقَدْ ظَهَرَتْ مُنْتَهَاهُ

اے عبدالمسیح بس اب رہنے دے تمہارے مذہب کی قلعی کھل گئی۔

(الہدیٰ)

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب الحکم کیلئے قیمت پیشگی ادا کرنیوالے خریدار پیدا کرکے اپنے مولیٰ کریم سے کے ایسے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔ منیجر

اعلان

(اول) چونکہ آبادی جدید نہر چناب میں بہت سی غلط فہمیاں بابارہ نتائج اس ایکٹ کے پھیلی ہوئی ہیں جو حال میں مجلس واضعان قوانین نے منظور کیا ہے اسواسطے ضروری ہے کہ ایک ایسا صاف مضمون اسکی نسبت شایع کیا جاوے۔ جسکو ہر ایک معمولی آدمی بھی سمجھ سکے۔

(دوم) یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ زیر دفعہ ۸ سرکار نے بہت سی جوڑ شرائط کو تبدیل کر دیا ہے۔ یا تبدیل کرنے کا سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا ہے بالکل جھوٹ ہے +

(۱) دربارہ مزارعان جنہیں مزارعان موروثی کہا جاتا ہے۔ صرف حسب ذیل صورتوں میں تبدیلیاں واقعہ ہوئی ہیں۔

(الف) بروئے دفعہ ۱۶ مزارعان کو جن میں مزارعان موروثی بھی شامل ہیں کوئی اختیار وصیت کرنیکا نہیں ہے جس سے آیندہ کیواسطے تمام خانگی تنازعات اور وراثت کے جھگڑے دور ہو جاویں گے۔

(ب) جہاں کسی چک میں سرکار نے بوقت تقسیم اراضی ایک مربعہ خاص آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے وہاں تمام رہایشی مکانات اس مربعہ آبادی میں بنائے جانے چاہئیں (دفعہ ۲۲) اور انہیں احاطہ جات میں بنائے جانے چاہئیں۔ جو ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی نے تقسیم کئے ہیں۔ (دفعہ ۲۰) ان احاطہ جات کے واسطے مزارعان سرکار سے کوئی کرایہ نہیں لیا جاوے گا (دفعہ ۲۱)

اگر ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی مناسب خیال فرماویں تو وہ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (دفعہ ۲۰)

جو اب قانون میں درج کیا گیا ہے۔ وہ مسلہ ابتدا سے موجود ہے +

(ج) سرکار کو اختیار ہے کہ وہ مزارعان کے واسطے ان کے مربعوں میں درخت لگانے کے لئے قواعد بناوے۔ فی الحال کوئی قواعد نہیں مرتب کئے گئے + درختوں کی تعداد جس کے لگانے کے واسطے بروے قواعد مزارعہ پابند کیا جا سکتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پچیس فی مربعہ ہو سکتی ہے یہ درخت مزارعہ اپنے مربعہ کے کسی حصہ میں یا کسی صورت میں جیسا وہ چاہے لگا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ چاہے تو سب کو ایک کونہ میں بصورت ذخیرہ یا بشکل ایک قطار کے لگا سکتا ہے یہ درخت ان کی اپنی ملکیت ہونگے۔

اگر کسی مزارعہ نے لازمی تعداد درختان سے زیادہ درخت لگائے ہوئے ہوں تو لازمی تعداد کے ماسوا کے باقی درختان کو جس طرح وہ چاہے۔ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ مثلاً وہ ایسے درختوں کو جو لازمی تعداد سے زیادہ ہیں بغیر اجازت کے اپنے استعمال میں لانے کے واسطے کاٹ سکتا ہے یا بیچ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک مزارعہ کو لکڑی جلانے کے واسطے یا کوٹھا شہتیر بنانے کے واسطے مفت میں مل جاویگی۔

(د) سرکار کو اختیار ہوگا۔ کہ آبادی کی صفائی اور اچھے انتظام کے واسطے قواعد بناوے۔ اور اس کے واسطے سرکار کو یہ بھی اختیار ہوگا۔ کہ کچھ محصول مقرر کرے۔ اس کا ذکر آگے آوے گا۔

(۲) دربارہ مالکان۔

مالکان کے متعلق صرف حسب ذیل جدید شرایط ہیں

(الف) جہاں سرکار نے سفید پوشاں یا رئیساں کے چکوک میں ایک خاص مربعہ آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ وہاں ان سفید پوشاں یا رئیساں اور ان کے مزارعان کو اس مربعہ آبادی کے اندر رہایشی مکان تیار کرنے چاہئیں لیکن اگر اس سے پیشتر کسی ایسے شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنالیوے اور جس نے ایسا مکان بنالیا ہوا ہے تو وہ اسوقت بھی جائز سمجھا جاوے گا۔

موجودہ شرایط جن کے ذریعہ سے مالکان اور اُن کے مزارعان کو احاطہ جات بلا کرایہ دیئے جاتے ہیں بحال رہیں گے۔

(ب) صفائی کے متعلق وہی شرط ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

(سویم) دفعات ۱۵-۱۹ جو وراثت کے متعلق ہیں ان کا اطلاق نہر چناب یا کسی اور نہر کے موجودہ عطیات پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ موجودہ عطیات کے بابت وہی قانون اور رواج موثر ہوگا۔ جو ان عطیہ داروں کے سابقہ سکونت میں رواج ان کی ملکیتی اراضی پر حاوی ہے۔ ہاں اگر عطیہ کے شرایط میں مختلف قاعدہ وراثت کا درج ہے۔ تو پھر یہ قاعدہ وراثت حاوی ہوگا۔

حسب ذیل عطیات میں مختلف قاعدہ وراثت شرایط میں درج ہے

(الف) مزارعان سنتریاں

(ب) چوہدری (نمبردار) سنتریاں مزارعان

(ج) معمولی نمبرداراں

(د) آبادکاران جن کو نہر چناب کے اکسٹنشنوں میں ۱۹۰۲ء اور اس کے بعد مربعہ جات تقسیم ہوئے ہیں۔

مزارعان سنتریاں کی صورت میں سرکار کو اختیار ہے کہ وارث یا وارثاں کا انتخاب کرے۔ جو زاید اراضی کسی چوہدری سنتریاں یا معمولی نمبردار کو بحیثیت اس کے چوہدری یا نمبردار ہونے کے دی جاتی ہے۔ اس اراضی کا وہی وارث ہوتا ہے۔ جو اس چوہدری یا نمبردار کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ شرایط وراثت جو ۱۹۰۲ء میں جاری ہوئیں اور نہر چناب کے اکسٹنشنوں مثلاً بھنگو یا ہانک کلیا نوالہ شرقپور وانکل کے آبادکاروں پر حاوی ہے۔ وہی ہیں۔ جو ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۹ میں رکھی گئی ہیں۔

یہ سچ نہیں ہے کہ اگر کوئی اصلی آبادکار بلا اولاد نرینہ مر جاوے یا موروث حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو جاوے تو اس کا عطیہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی ضبط کرے گا۔ مگر ہاں یہ صورت اکسٹنشنوں کے آبادکاروں پر حاوی ہوگی۔ جن کو ۱۹۰۲ء کی بعد زمین ملی ہے۔ جبکہ ان کی شرایط میں اُس امر کا ذکر درج ہو۔

یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ صرف ایک بیٹے کے نام بطور وارث زمین لگا دیوے۔ اور باقیوں کو محروم کر دیوے۔ مگر ہاں یہ قاعدہ سنتریاں مزارعان کی صورت میں

درست ہے۔ البتہ اگر اسسٹنٹ والا آبادکار قبل از حصول حقوق موروثی فوت ہو جائے اور اسکی زمین مطابق موجودہ شرائط ضبط سرکار ہو جاوے۔ صاحب منتظم آبادی نے کبھی از سر نو صرف ایک لڑکے کے نام زمین تقسیم کر دی۔ اور ان کو اختیار ہے۔ کہ آئندہ بھی ایسا کریں۔

(چہارم) دفعہ ۲۳ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں اپنے مال مویشی کے واسطے چھپر یا ڈھارہ بنانے سے نہیں روکتی ہے وہ اپنے مربعے میں اس قسم کا چھپر یا ڈھارہ بلا اجازت بنا سکتا ہے۔

(پنجم) دفعہ ۲۴ سے جس کے ذریعہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس شخص کی زمین ضبط کر لیں جس نے شرائط آبادی پوری نہیں کیں یا اسکا مزارعہ کی اراضی ضبط کرلیں جس نے سرکاری مطالبہ ادا نہیں کیا ہے۔ کوئی ایزادی موجودہ شرائط میں نہیں ہوتی۔ درحقیقت شرائط نرم کی گئی ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمیندار کو اجازت دیجاوے گی کہ وہ کسی نوٹس یا عرضی ارسال ہونے کے بعد ایک مہینے کے اندر رقم واجب الوصول ادا کریں اور اگر یا قید ایک مالک ہو جب تو ان سے سرکار بموجب ... وصول کیجاوے گی جو ایکٹ مالگذاری میں درج ہے۔

(ششم) دفعہ ۲۵ میں ان لوگوں کے واسطے سزا تجویز کی گئی ہے جو درختاں کو کاٹ ڈالیں یا عمداً نقصان پہنچا ویں۔ زیر اس دفعہ کے کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دیجاوے گی جو ان درختاں کو کاٹے یا چھانٹے جو اس کے اپنے مربعہ پر اُگے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ خودرو ہوں یا اس کے اپنے لگائے ہوئے ... لوگ ان درختوں کو نہ کاٹیں گے اور نہ عمداً نقصان پہنچا ویں ... جو سرکاری درخت ہیں۔ مثلاً وہ درخت جو سرکار نے خود سڑک یا نہر پر لگائے ہیں۔ یا وہ درخت جو اس سرکاری زمین پر ہیں جو بلا تقسیم ... ہے۔ جو کہ سرکاری مال ہے۔ البتہ اجازت حاصل کر کے وہ ایسا کر ایسا کر سکتا ہے۔ نیز کسی علیحدہ والو وہ درختاں بھی نہ کاٹنے چاہئیں اور نہ ان کو عمداً نقصان پہنچانا چاہئے۔ جو آبادی کے اندر عام لوگوں کے آرام کے واسطے آبادکاروں نے لگائے ہیں جہاں کوئی سرکاری کھال یا نالی یا ... راستہ تقسیم شدہ مربعہ جات میں گذرتا ہے۔ جو درخت ایسے کھال یا راستے کے کنارے پر واقع ہیں۔ اُن کو وہ آبادکار استعمال کر سکتا ہے۔ ... جس کے مربعہ جات کے کنارے پر واقع ہیں۔

(ہفتم) دفعہ ۲۸ کے رو سے سرکار کئی امورات کے متعلق قواعد بنا سکتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ یعنی ایسی صورتوں میں وراثت کے قواعد تیار کرے۔ جہاں وراثت متوفی کے سب سے بڑے لڑکے یا چیدہ وارث یا وارثاں کو پہنچتی ہے۔ بعض لوگوں نے بے وقوفی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ سرکار کا ارادہ ہے کہ موجودہ شرائط کو تبدیل کرے۔ اور جہاں پہلے نہیں ہے اب اس قاعدہ وراثت کو جاری کرے جس کے ذریعہ سب سے بڑا لڑکا ہی وارث بنتا ہے۔ یہ خیال جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

(ہشتم) ایک اور امر جس کے متعلق قواعد بنائے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آبادکار اپنے اپنے مربعہ جات میں درخت لگاویں (دفعہ ۲۸ (د)) اس کا مطلب پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ جبتک آبادکار اپنی لازمی تعداد درختاں قائم رکھے گا۔ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے تو باقی درختاں کی بابت اس کو استعمال کا پورا اختیار رہے۔ اور ان کے کاٹنے کی بابت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔ تمام درخت جو اس کے مربعے میں ہیں اسکی اپنی ملکیت سمجھے جاویں گے +

(نہم) آبادیوں کے انتظام اور صفائی کے متعلق سرکار قواعد بنا سکتی ہے۔ دفعہ ۲۸ (ج) زیر دفعہ ۲۹ سرکار کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک رقم (یعنی جبوب) مقرر کرے۔ جس سے چوہڑوں کی تنخواہ ادا کیجاوے۔ یا دوسرے اغراض جو انتظام آبادی کے متعلق ہوں پورے کئے جاویں۔ جہاں کسی آبادی میں لوگوں نے خود خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے۔ وہاں کوئی امید نہیں ہے کہ زیر دفعہ ۲۹ کوئی ایسی رقم لگائی جاوے۔

(دہم) سرکار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے کہ چھوٹے اور معمولی معاملات کی بابت غیر ضروری قواعد مرتب کر کے چھوٹے چھوٹے ملازمان مثلاً پٹواریاں کو اختیار دیئے جاویں کہ وہ لوگوں کو تنگ کریں۔ اور ان سے ناجائز طور پر روپیہ حاصل کریں۔ اگر آئندہ کبھی زیر دفعہ ۲۸ قواعد مرتب کئے جاویں گے۔ تو اس بات کو ضرور مدنظر رکھا جاوے گا +

دستخط

جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر
کمشنر بندوبست پنجاب۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیاں میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعے یتامی۔ مساکین۔ مؤلفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زائد ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی مدد کے لئے اُٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل صرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے۔

میں حضرت مسیح موعود پر کیوں ایمان لایا

ذیل میں چوہدری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کی ایک چٹھی درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے حالات کے متعلق لکھی ہے۔ چوہدری صاحب جیسا کہ خود انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ سر سید مرحوم کے دلدادہ تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے ان کے کاموں میں بہت بڑی مدد دیا کرتے تھے۔ اس پیرانہ سالی میں خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایڈیٹر

میں کچھ مختصر سا حال اپنے عقائد و اعمال مذہبی کا عرض کرتا ہوں۔ میں سن تمیز کو پہنچ کر وہابی عقائد کا بڑی مضبوطی اور استقلال سے معتقد رہا۔ جب سید احمد خان کی تحریرات نکلنی شروع ہوئیں تو ان کو بھی بلا تعصب مطالعہ کرتا رہا۔ اور بہت سی باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ مگر جب اخیر نتیجہ پر غور کیا تو اسلام یعنی مسلمانوں کی عملی حالت دن بدن بگڑتی نظر آئی گو دونو صاحبان (مولوی محمد اسمٰعیل شہید۔ اور سید احمد خان) کی تحقیقات سے مسلمانوں کے عقائد کی تو بہت کچھ اصلاح ہو گئی۔ مگر عملاً اور بھی خراب ہو گئی۔ اب دل میں یہ سوچ پیدا ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی کلام پاک میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ مگر اس کا ایفا کب ہو گا۔ میں اپنے خیال میں مہدی کی حدیثوں کو مجروح سمجھتا تھا۔ اور عیسیٰ کا زندہ آسمان پر ہونا اور پھر واپس آنا لغو جانتا تھا۔ البتہ اس امر کا یقین دل میں ہوتا تھا کہ خداوند تعالیٰ آیت استخلاف اور آیت اور ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے وعدے کے بموجب کسی ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس دین کو پھر زندہ کر کے دکھلا دے گا۔ مگر اس انتظار کی از حد بیقراری تھی کہ وہ دن کب آئیگا جب اسلام کے خشک شدہ باغ کی آبادی ہوگی میں مرزا صاحب کی تحریرات بھی اسوقت سے دیکھتا ہوں جب کتاب براہین احمدیہ کا اشتہار سفیر ہند پریس امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس چھپنے کیلئے گیا۔ پھر براہین احمدیہ کی بعض جلدیں بھی مطالعہ کیں جس سے مرزا صاحب کے بیان صداقت اسلام اور اظہار نکات و رموز قرآن کا قائل ہو گیا اور مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کو بھی سچ مانتا رہا۔ مگر خیال یہ تھا کہ اس سے اسلام کے متروک شدہ عمل کو کیا فائدہ ہوا؟ اسی اثنا میں مرزا صاحب نے دعویٰ مہدیت و مسیحیت کر دیا۔ اور مسلمانوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ اب میں اس تجسس و تحقیق میں ہوا کہ آیا مرزا صاحب امام ہیں؟ اور امام میں چار اوصاف کا ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ کیونکہ امام کی فطرت نبیوں کے قریب ہوتی ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں اس ریفارم کا جس کے لئے مامور ہو اسے پورا عامل اور سچا عاشق۔ ارادہ مستقل ایسا کہ کوئی تکلیف جسمانی یا مالی یا کوئی سختی دنیاوی اسکو اپنے کام سے روک نہ سکے۔ کشش مقناطیسی۔ شرف مکالمہ اور تائید الٰہی۔

اس کے بعد حضرت اقدس کی تصدیق کیلئے دل مجھے دو ہی معیار میسر تھے حضرت کا مضبوط ارادہ سے مسلمانوں کی عملی اصلاح میں لگے رہنا۔ ۲۔ جماعت کے بعض افراد کا سچے دل سے اسلام کی پیروی کرنے سے اگر ریفارمر کا اثر۔ بس یہی میرا مطلوب تھا یہی مقصود و عرصہ تخمیناً تین سال سے خود قادیان حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا پھر مجھکو باقی دو امر بھی حضرت اقدس کی ذات میں تصدیق ہو گئے میرا یہ بھی یقین ہے کہ مامور کی کشش سعید فطرت دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے نہ کہ شقی القلب لوگوں کو خواہ وہ قادیان میں رہیں یا کہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام - ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

اب اس امر کا اظہار باقی ہے کہ میں امام کا کیا رتبہ سمجھتا ہوں؟ میں حضرت مرزا صاحب کو نہ خدا سمجھتا ہوں جیسا کہ یہودیوں نے اپنے پیشواؤں کو سمجھا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا الخ اور نہ خدا کا برگزیدہ اور امام المرسلین اور خاتم النبیین رسول۔ البتہ محمد رسول اللہ کے اس دین کی خدمت کے لئے جو سب دینوں میں سچا اور پکا دین ہے اور زمانہ کی دجل اور مکاریوں سے نہایت خراب حالت کو پہونچ گیا ہے اور عملی لحاظ سے اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا بحکم حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ۔ اصلاح اور تجدید کے لئے خدا کی طرف سے مسیح موسوی کی خو و عادات پر مامور ہو کر آئے ہیں کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت محمدیؐ کا عمل قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو ایسے ریفارمروں کے لئے ضروری ہیں بلکہ انہیں ازمنہ گذشتہ کے مصلحاں کی نسبت الٰہی طاقت بڑھ کر کام کر رہی ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کی خرابی مذہب حد سے بڑھ گئی ہے۔ جیسا کہ دشمن قوی ہو ویسا ہی نگہبان بھی قوی ہونا چاہئے اور حضرت اقدس ایسے ہی ہیں اور اپنی ساری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔ البتہ اجتہاد میں غلطی کرنا امام وقت کا ایسا ہی ممکن ہے جیسا کہ رسولوں کا اگر کوئی صاحب اسپر اعتراض کرینگے تو یہ آدم سے لیکر خاتم النبیین تک قرآن سے ثابت کر دونگا

صاحبان میرے دل میں احمدی جماعت کے کسی فرد کے عمل سے جو برائے نام احمدی ہوا اور عمل قرآنی کا نام و نشان نہ ہو یا ظاہر میں بڑے پکے احمدی ہیں اور باطن میں تہذیب اسلام کا کچھ اثر نہیں اور باوصف اسبابت کے کہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر بلکہ خدا کے ہاتھ پر۔ خدا کی گواہی اور اس کے رسول کی گواہی اور جماعت مسلمانوں کی گواہی سے اس امر کا اقرار اور عہد کر چکے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کچھ پاس نہیں ہے۔ شبہات پیدا ہوتے تھے مگر وہ شبہات خدا نے اس طرح رفع کر دیئے کہ اگر موجودہ مسلمان اصلاح نہیں پائیں گے تو خدا اسلام کی اعانت کے لئے کوئی ایسی اور قوم اس مذہب میں داخل کر دے گا جو اسلام کو مثل اولین مسلمانوں کے غالب کرے گی اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ کل روئے زمین کے انسانوں کا مذہب اسلام ہو گا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی کے ذریعہ ہو گا۔

غلام احمد کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گرامی چہار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

۱۔ عموم سے ۵ر

۲۔ خواص معاونین سے عـ۱

۳۔ ہندوستان سے باہر سے ۷

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے دوں سے ۱۲ر

نمبر ۱۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قائم ہوگا

(انشاء اللہ العزیز)

سرپرستانِ الحکم یہ خوشخبری سن چکے ہیں کہ اخبار الحکم کے کارخانہ کے لیے ایک مشین کا آرڈر ولایت دیا گیا ہے۔ ۱۰ ۳ر اطلاعی نوٹ کے بعد میں نے مشین پریس کا کوئی ذکر اخبار میں نہیں کیا اسکی وجہ یہی تھی کہ کوئی جدید امر پیش نہ آیا تھا۔ میں نے ظاہر کر دیا تھا کہ محض توکلاً علی اللہ آرڈر دیدیا گیا ہے اور مجھے اپنے احباب کے سرپرستوں اور قدردان ناظرین سے بفضلہ تعالیٰ یہ توقع تھی کہ وہ میری تحریک پر اپنے پیارے الحکم کو اس کام کے لیے پوری مدد دیں گے۔ چنانچہ چنیوٹ سے ایک عزیز احمدی نے چالیس روپیہ مجھے اس مطلب کے لیے بھیج بھی دیئے تھے۔ مگر قبل اسکے جو مجھے ایسی امدادی تحریک کی حاجت پڑتی اللہ تعالیٰ نے ضلع کانپور میں میرے ایک معزز بھائی اور الحکم کے سچے قدردان نے [illegible] مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قایم کرنے کے لیے میری درخواست کے بغیر ہی مجھے مالی اعانت کا ایک خط لکھا اور چھ ہزار روپیہ تک اس مقصد میں خرچ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا میں نے اسکو محض تائید ربی سمجھ کر انکو عزت پرنٹنگ ورکس کی شاخ میں صدر سے شریک کر لیا ہے اور سٹیم پریس قایم کرنیکا خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ سٹیم پریس کے قایم ہو جانے سے جہاں چھپائی کی مشکلات آسان ہو جائینگی اور اخبار بروقت نکل سکے گا (انشاء اللہ) وہاں میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم اپنی قوم کو نہایت مفید اور ضرورت وقت کے موافق مذہبی لٹریچر بہم پہونچانے کی سعی کریگا۔ وہ تالیفات جو ابتک محض پریس یا مالی مشکلات کی وجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی ہیں جلد شایع ہونے لگیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہو تو مجھے بیش قیمت موقع خدمتِ سلسلہ کا ملے گا۔ میں سردست کوئی سکیم پیش کرکے خوش کن جملوں اور اشتہاری الفاظ سے اسوقت خوش کرنا نہیں چاہتا تجربہ اور عمل خود ظاہر کریگا۔ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آجتک الحکم کے کارخانہ سے ایک بھی کتاب یا رسالہ ایسا شایع نہیں ہوا کہ جو قوم اور ملت کے لئے مفید اور قابل قدر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ اسلئے گذشتہ تجربہ یقین دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور توفیق دی تو عجیب عجیب کتابیں اور رسالے یکے بعد دیگرے شایع ہونگے۔

میں اس خوشخبری کو پہونچاتے ہوئے اپنی قوم کے سرگرم احباب سے اتنی درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ وہ ہر قسم کی چھپائی کا کام آیندہ کارخانہ الحکم کے لیے بہم پہونچانے کا عزم کریں۔ اور خریداران الحکم کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لیے جہانتک انسے ممکن ہو کوشش کریں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر الحکم کی اشاعت پانچہزار ہو جاوے تو اسکی موجودہ قیمت میں ہی نمایاں تبدیلی کی جائیگی بلکہ اسکو زیادہ مفید زیادہ دلچسپ بنانے کی فکر کیجائیگی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور ساری توفیقیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں مجھے اپنے رب پر یقین ہے کہ جسنے الحکم کو محض بے سروسامانی کی حالت میں میرے ہاتھ سے جاری کرا کر ایسے مستقل کارخانہ کی صورت میں تبدیل کر دیا اور جسنے مشین نہیں سٹیم پریس کے لئے غیب سے سامان بہم پہنچا دیئے۔ وہ خدا جو قدیر اور فعال لما یرید خدا ہے ان دلوں میں خود القا کریگا جو الحکم کی اعانت اور اسکی سرپرستی کے لیے فراخ حوصلگی سے طیار ہو جائیں گے۔ بابو محمد صدیق صاحب کا جنہوں نے چالیس روپیہ مشین کے لیے بھیجے تھے اس سلسلہ اعانت میں سابق بالخیرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے اور قومی خدمات کے لیے زیادہ جوش اور صدق عطا کرے۔ آمین۔ بابو صاحب کے چالیس روپیہ کو زیادہ قیمتی اور موجب ثواب بنانے کے لیے میں اعلان کرتا ہوں کہ الحکم کی بیس کاپیاں ایسے مستحق احمدیوں کے نام جو بیچارے پوری قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ صرف ایک روپیہ

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

قادیان میں جلسہ

[illegible] ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء کو ۵ بجے قادیان میں ایک ضروری جلسہ حضرت حجۃ اللہ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما اور ارشاد سے صدر انجمن احمدیہ کی طرف [illegible] منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی غرض و غایت یہ تھی کہ موجودہ شورش اور [illegible] بے چینی میں ہم کو دوسرے اور لوگوں کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیے۔ اس [illegible] کے لئے پہلے سے ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے کمندرجہ ذیل اشتہار کیا گیا تھا۔ اور جلسہ سے پہلے منادی بھی کرا دی گئی تھی۔ جلسہ میں آریوں کے سوا ہر مذہب و ملت کے لوگ موجود تھے مگر آریہ شامل نہیں ہوئے اسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں گورنمنٹ کے خلاف ایک جوش اور نفرت پیدا ہوئی ہوئی ہے اور انہوں نے بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ ہم گورنمنٹ کی مخالفت کریں۔ یہ احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ گورنمنٹ نے اس قدر احسان کئے ہیں جنکو وہ شمار نہیں کر سکتے۔ اور اس قسم کے بیہودہ خیالات کو پھیلا کر وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ میں قادیان کے آریوں کو نہایت نیک نیتی اور خیراندیشی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ان خیالات فاسدہ کو دل سے نکال دیں وہ یقیناً یاد رکھیں کہ جو آزادی اور امن انہیں تاج برطانیہ کے ماتحت ہے کسی دوسری جگہ اور دوسری گورنمنٹ کے ماتحت نہیں مل سکتی۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی طاقت اور استحکام ایسا نہیں جو ان چھوٹوں اور مکھیوں سے اس میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو۔ بغاوت کے خیالات چھوڑ دو اور سوراجیہ کے خوابوں کو دیکھنا بند کر دیں۔ میرا خیال تھا کہ شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت انکی شوخیوں اور بے باکیوں میں کمی کرے گی مگر ابھی وہ دلیری اور شوخی موجود ہے ان لوگوں نے کوئی عبرت اور سبق انکی موت سے حاصل نہیں کیا۔ اور چونکہ انہوں نے اپنا فرض سمجھا ہوا ہے کہ احمدی جماعت کی ضرور مخالفت کیا کرے خواہ وہ ایک نیک اور مبارک کام ہی کیوں نہ کریں اسلئے وہ گورنمنٹ کی خیرخواہی کے جلسہ میں جسکے متعلق ان کے خیالات پہلے ہی سے قابل اصلاح ہیں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں لالہ شرمپت رائے نے جب کبھی ایسے امور پر گفتگو آئی ہے تو انہوں نے بلا تکلیف اور ناک بھوں چڑھا کر نہایت حقارت سے کہا ہے کہ تم لوگ گورنمنٹ کے خوشامدی ہو اور گورنمنٹ کے بدخواہ۔ لالہ شرمپت رائے کے نزدیک گورنمنٹ کی حمایت اور خیرخواہی کی تعلیم دینا اور اس کے جائز احسانات اور برکات کا اظہار اور اسکی شکرگزاری اگر خوشامد ہے تو ہم اس خوشامد کے بے شک عادی ہیں اور دوسروں کو بنانا چاہتے ہیں اور شاہ وقت کی **اطاعت** اور **وفاداری** کے **خلاف** منہ کھولنا اور زبان درازی کرنا اور ملک میں کشت و خون کرانا ہی **اگر** خیرخواہی ہے تو ایسی خیرخواہی پر ہم **لعنت** بھیجتے ہیں۔ بہر حال جلسہ کے لئے ذیل کا اشتہار دیا گیا۔

ایک نہایت ضروری جلسہ

آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء بروز اتوار شام کے پانچ بجے بعد نماز عصر حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس اعظم قادیان کی ہدایت اور ارشاد کے ماتحت ایک عام جلسہ کیا جاویگا جسمیں پنجاب کی موجودہ بے چینی کے متعلق اہل ملک کو نہایت مفید مشورہ دیا جائیگا اور گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات اور احسانات پر تقریریں ہونگی۔ ہر شخص جو اپنے ملک اور قوم کے ساتھ کچھ بھی ہمدردی رکھتا ہے اور اپنی ذاتی بھلائی کا خواہشمند ہے اس کا فرض ہے کہ اس جلسہ میں شریک ہو۔ جلسہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے صحن میں ہوگا۔

المشتہران

محمد علی ایم۔ اے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان | یعقوب علی ایڈیٹر الحکم سکرٹری انجمن احمدیہ

ٹھیک پانچ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی سب سے اول ایڈیٹر الحکم نے بحیثیت مشتہر جلسہ کھڑے ہو کر بیان کیا کہ

صاحبان! آج کا جلسہ جس غرض کے لئے منعقد کیا جاتا ہے وہ اشتہار کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے اس جلسہ کو باقاعدہ بنانے کے لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک میر مجلس تجویز کیا جائے اور میں آج کے جلسہ کے خصوصیت کے لحاظ سے تجویز کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اس جلسہ کا میر مجلس بنایا جاوے صاحبزادہ صاحب اس جلسہ کے لئے کیوں موزوں میر مجلس ہیں؟ یہ ظاہر امر ہے آپ کے خاندان کو گورنمنٹ عالیہ برطانیہ سے ہمیشہ **وفاداری** کے مخلصانہ تعلقات رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے دادا صاحب جناب مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں پچاس گھوڑے اور سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیا تھا۔ اور اس کے بعد ہمیشہ گورنمنٹ انگریزی اس خاندان کو اپنا سچا خیرخواہ اور وفادار دوست یقین کرتی رہی ہے۔ آپ کے محترم اور مقدس والد بزرگوار جو ہمارے امام اور پیشوا ہیں انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی **اطاعت** اور وفاداری کے لئے جو کام کیا ہے اسکی تو نظیر ہی نہیں ملتی برابر ۲۵ سال سے آپ مسلمانوں کو یہی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور آج کا جلسہ بھی آپ ہی کی ہدایت اور ارشاد کا نتیجہ ہے ایسی حالت اور صورت میں میں صاحبزادہ صاحب کا انتخاب آج کے جلسہ کی صدارت کے لئے بہترین انتخاب سمجھتا ہوں۔ اور سکرٹری کے لئے میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا نام پیش کرتا ہوں۔

مولوی صاحب ممدوح کیا بلحاظ اپنی قابلیت اور علم و فضل کے اور کیا اس حیثیت سے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری ہیں ایسے جلسے کے لئے جو قوم (احمدی) کا نیابتی جلسہ ہو موزوں سکرٹری ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ ہر دو تجاویز منظور کی جاویں گی۔

چنانچہ اکمل آف گولیکی کی تائید اور مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کی تائید مزید کے بعد بالاتفاق صاحبزادہ صاحب میر مجلس اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سکرٹری منتخب ہوئے۔

سکرٹری صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں بیان فرمایا۔

اس جلسہ کی اصل غرض یہ ہے کہ اس وقت جو شورشیں گورنمنٹ کے خلاف ہو رہی ہیں اور باغیانہ خیالات ظاہر ہو رہے ہیں صدر انجمن احمدیہ ایسے خیالات سے اپنی بیزاری ظاہر کرے اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کرے کہ انکا فرض بحیثیت وفادار رعایا اور شریف انسان کے یہ ہے کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا نیک نمونہ دکھائیں اور ایسی راہوں سے جو بغاوت اور فساد کی راہیں ہیں ان سے پرہیز کریں ہم احمدی تو نہ ایسے شورشی جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اور نہ انشاء اللہ العزیز ہونگے اور نہ ہونا چاہتے ہیں کیونکہ ۲۵ سال سے برابر ہم کو یہی تعلیم مل رہی ہے اور فی الحقیقت گورنمنٹ نے جو احسان ہم پر کئے ہیں اور برٹش حکومت کے ماتحت جو امن اور آرام ہم نے پایا ہے اس کا صلہ یہی ہونا چاہیے کہ ہم سچے **وفادار** اور مطیع سرکار ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں اس کے متعلق اشتہار شائع کر دیا ہے۔ بہر حال جیسا کہ آپ کو اشتہار سے معلوم ہو چکا ہے اس

غرض کے لئے یہ جلسہ کیا جاتا ہے تاکہ انجمن کیطرف سے باقاعدہ ریزولیوشن پاس کرکے گورنمنٹ میں بھیجا جاوے اور لوگوں کو ان کے فرض سے آگاہ کیا جاوے۔ اب میاں صاحب کچھ بیان کریں گے اور میرا کام اب صرف لکہنا ہے اسلئے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

تقریر صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب میر مجلس جلسہ

اس جلسہ کے منعقد ہونے کی غرض مولوی محمد علی صاحب بیان کرچکے ہیں اور اشتہار میں بھی آپ پڑہ چکے ہیں۔ میں اس غرض کی تائید اور تشریح کے لئے چند باتیں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

تہوڑے دنوں سے پنجاب اور ہند میں ایک قسم کی شورش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جنکو ملک اور قوم کے ساتھ حقیقت میں کوئی ہمدردی نہیں ہمدردی کے رنگ میں خیالات بدپہیلا رہے ہیں اور اسطرح یہی نہیں کہ وہ گورنمنٹ کو تشویش میں ڈالتے ہیں بلکہ اہل ملک کو بھی خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

اس موجودہ شورش کی ابتدا بنگالیوں سے ہوئی اور پہر یہ تحریک بدآتا فاتا بجلی کیطرح پنجاب میں پہیل گئی ہے اور اب بعض بڑے بڑے شہروں میں خطرناک رنگ اختیار کرنے کو تہی کہ گورنمنٹ انگریزی نے (جو اپنی طاقت و شوکت اور اپنی تدبیر سلطنت کے لئے ایک مشہور گورنمنٹ ہے) نہایت قابلیت کے ساتھ قرین انصاف پہلوؤں کی بنا پر اس کے تدارک اور انسداد کی طرف توجہ فرمائی ہے جس سے یقین ہوگیا ہے کہ یہ متعدی مرض رک جائیگا اور خدا کرے کہ یہ فوراً رک جاوے تاکہ اہل ملک کو آیندہ کے خطرہ کا سامنا نہ ہو۔ اس فساد کی ابتدا جہانتک واقعات سے پتہ لگتا ہے اور معلوم ہوسکتا ہے ہندوؤں سے ہوئی ہے اور ان ہی کے گہروں میں اس نے پرورش پائی۔ ان کے اثر سے متاثر ہوکر بعض کم فہم مسلمانوں نے بھی انکی ہاں میں ہاں ملائی مگر عام طور پر مسلمانوں نے اس کو اپنے لئے خطرناک اور مضر یقین کیا اور وہ اس سے الگ رہے۔ اگر بعض غیر ذمہ دار اور ضمیر فروش اشخاص ساتھ ہوئے تو وہ کسی گنتی میں نہیں۔

راولپنڈی لاہور امرتسر میں یہ فساد بہت بری طرح پہیلا تہا۔ جو بہت جلد دبا دیا گیا۔ راولپنڈی میں ان شورہ پشت لوگوں نے انگریزوں پر حملے کئے اور ریلیجیس بک کی توہین کی گرجا گہر کو آگ لگا کر اسباب جلا دیا۔ گورنمنٹ سکول کو آگ لگائی۔ اس قسم کی حماقت کی کارروائیاں کرکے انہوں نے ظاہر کردیا کہ وہ ملک اور سلطنت کے بدخواہ اور دشمن ہیں۔

اس قسم کی شرارتوں اور خباثتوں سے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچتے رہیں اگر وہ خدا پر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان رکہتے ہیں تو ان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ

بغاوت اور فساد کے طریقوں سے بچتے رہیں

کوئی شریف اور عقلمند انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ وہ اپنی محسن امن پسند عادل و منصف اور رحیم گورنمنٹ کے خلاف اپنے دل اور دماغ میں باغیانہ خیالات رکہے عقل اور بغاوت ایک سر میں جمع نہیں ہوسکتے۔

ہم مسلمانوں ہی کو نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ہر فرد رعایا کو یہی مشورہ اور صلاح دیتے ہیں کہ وہ ایسی شورہ پشتی اور شرارت کے خیالات کو اپنے دل سے نکال دے اور جو لوگ ایسی تحریکیں کرتے یا گورنمنٹ سے کسی رنگ میں بدظن کرتے ہیں انہیں اپنا بدخواہ اور دشمن یقین کریں۔ لیکن ہندوؤں کے تو ہم ذمہ وار نہیں ہوسکتے ہمارا کام فقط سمجہا دینا ہے اسلئے مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ یہ تحریک

(کیونکہ ہم احمدی) ایسے جلسوں اور تحریکوں سے ہمیشہ بیزار رہے ہیں کیونکہ ہمارے امام کی یہی تعلیم اور ہدایت ہے اور کبہی کوئی احمدی ایسی تحریکوں میں شامل نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

بہرحال ہر شریف اور عقلمند مسلمان کا فرض ہے کہ وہ الگ رہے۔

ان فسادات کے اسباب اور جو کچھ بھی ہوں لیکن میں سمجہا ہوں اور اوزار جس سے لوگوں کو بہڑکایا جاتا ہے وہ سودیشی کی تحریک ہے۔ میں نے سودیشی کے سوال پر بہت غور کیا ہے اور میں حیران ہوں کہ اس تحریک کو ملک کی ترقی اور رفاہ عام کا جز وکیوں قرار دیا گیا ہے اگر سودیشی کی یہی غرض ہے کہ صرف اپنے ملک کی چیزوں کو استعمال کرو اور دوسرے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو ردی میں پہینک دو۔ تو میں حیران ہوں کہ کام کسطرح چل سکے گا۔

کیونکہ یہ تحریک اور تجویز دنیا کی ترقی میں ایک رکاوٹ ہے۔ اس سودیشی تحریک کا یہ اثر ہوگا کہ پہلے غیر ممالک کی اشیاء کا استعمال ترک کیا جاوے۔ 118
پہر یہ ہوگا کہ پنجاب میں ہندوستان کے دوسرے حصوں کی اشیاء نہ آئیں پہر پنجاب کے ایک ضلع میں دوسرے ضلع کی چیزیں بند کی جاویں اور اسیطرح ایک گاؤں کی چیزیں دوسرے گاؤں میں نہ جائیں یہ طریق اگر خدانخواستہ اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ سودیشی کا اعلیٰ مقام تو یہی ہونا چاہئے پہر ملک کی تجارت ہی خطرہ میں نہ پڑے گی بلکہ انسانی حوائج اور ضروریات کے لئے بھی دائرہ تنگ ہو جائیگا اور انسان مصیبت کے سمندر میں دکہیل دیا جاوے گا۔ بہت سی حاجتیں ایسی ہونگی جو اسکی زندگی کے لئے ضروری ہونگی مگر وہ ان سے محض اسلئے فائدہ نہ اٹہا سکیگا کہ وہ سودیشی نہ ہونگی۔ پس غور کرو کہ یہ تحریک جسکو سودیشی کہا جاتا ہے ملک کو تباہ کرنیوالی ہے یا اسکی بہبودی کا ذریعہ ہے۔ یقیناً یاد رکہو کہ سودیشی تحریک پر عمل کرکے اور اسکی حمایت کرکے انسان ہرگز ترقی نہیں کرسکتا۔ اور اسکے خیال میں اولوالعزمی اور بلند حوصلگی پیدا نہیں ہوسکتی پہلے غیر ملک کی اشیاء کے ساتھ نفرت پیدا ہوگی پہر اس کے باشندوں کے ساتھ اسکے علم و ہنر اور صنعت سے بیزاری ظاہر کرے گا۔ اور یہی نتیجہ موجودہ تحریک کا بھی ہوا ہے تمام دنیوی ترقیاں اس امر پر منحصر ہیں کہ ہر قسم کی صنعتوں اور حرفتوں سے خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم کی ہوں انسے فائدہ اٹہایا جاوے۔ یہ تو دنیوی اور عقلی پہلو کے لحاظ سے سودیشی کا ضرر ہے۔ مذہبی طور پر میں دیکہتا ہوں کہ سودیشی تحریک قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بحر و بر انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کئے ہیں پس اگر اس سے فائدہ نہ اٹہایا جاوے تو یہ آیت اسکو جہٹلاتی ہے کیونکہ خدا نے اسکو تو پیدا ہی اسلئے کیا ہے۔

اسی سودیشی کی تحریک ہی نے یہانتک اثر کیا کہ بغاوت پہیلائی جاتی ہے اور میں اسکو سخت افسوس کی نظر سے دیکہتا ہوں کل ہندوستان پر بالعموم مسلمانوں پر اور احمدیوں پر خصوصاً گورنمنٹ برطانیہ کے وہ احسان ہیں کہ وہ تا آخر دم کے ان کو بہول نہیں سکتے اور انہیں نہیں بہولنا چاہئے۔ اور کبہی اور کسی وقت بہی ایک لفظ زبان سے ایسا نہیں نکالنا چاہئے جو گورنمنٹ اور اس کے منشاء کے خلاف ہو کیونکہ یہ حد درجہ کی ناشکری ہوگی۔ ناشکری اور کمینہ پن ہے وہ قوم اور وہ سلطنت جسنے ہم کو ہر طرح کا امن اور آرام دیا پہر ہر قسم کی آزادی عطا کی۔ مذہب کی اشاعت اور علوم کی اشاعت کے سامان بہم پہونچائے انصاف اور عدل کے کافی موقع دیا۔ حفاظت جان و مال کا کافی انتظام کیا اسکی ان مہربانیوں اور عطیوں کا یہی شکر ہے کہ ہم اسکی مخالفت کریں اور اس کے خلاف جوش ظاہر کریں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ملک سے ایک سرے

دوسرے سرے تک ان کے خلاف آواز اٹھائی جاوے اور انہیں انسانیت ہی کے دائرہ سے خارج کیا جاوے۔

دیکھنا چاہیئے کہ انگریزوں کے آنے سے پہلے ملک کی کیا حالت تھی اور کس قسم کے حالات پیدا ہوتے تھے۔ امن کی جو حالت اور صورت تھی اور انصاف اور عدل جس طریق سے ہوتا تھا اسکی تصریح ایک لفظ

سکھا شاہی

کر رہا ہے۔ اور اب بھی کسی اندھیر ظلم اور بے انصافی کی مثال دینی ہو تو اسکا نام سکھا شاہی رکھا جاتا ہے۔ جان و مال کا سخت خطرہ تھا امن کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ چند میل تک جانا محال تھا۔ حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ گواہ ہیں کہ سکھ مسلمانوں کے کہا سے پرشور رکھکر اسکو پاک قرار دیدیا کرتے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ ان کے پاک کرنے کا طریق کیسا تھا اور کیسا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھ مسلمانوں کی روٹی بھی چھین لینا چاہتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشکل تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے تفکرات معلوم ہوتے تھے کہ آیا واپس آکر عزیز و اقارب سے مل سکونگا کہ نہیں۔ اور مذہبی آزادی کا یہ حال تھا کہ اذان تک دینا جرم تھا اور نماز پڑھنا گویا بغاوت تھی۔ اب کہاں تک ان مظالم اور مصائب کا ذکر کروں جو مسلمانوں پر ہو رہے تھے اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام رعایا ان دکھوں میں مبتلا تھی۔

غرض نہ امن تھا نہ انصاف نہ آزادی تھی اور نہ علمی ترقی کے ذریعے اور نہ صنعت و حرفت کے سامان۔ مسلمان ہر جگہ ذلیل کئے جاتے تھے اور انکی مذہبی پابندیوں میں ہزاروں روکیں پیدا کی ہوئی تھیں۔ اس کا اثر یہانتک ہوا کہ سکھوں کی سی صورتیں اور لباس اختیار کئے گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور ایک دور دراز مقام سے

انگریزی گورنمنٹ کو بھیجا

جس نے آکر سب قوموں کی دستگیری کی۔ انصاف اور امن کو ترقی دی اور تمام قوموں کو یکساں مذہبی آزادی عطا کی جیسے ایک عیسائی کو اجازت ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور لوگوں کو تعلیم کہلا عیسائی مذہب کی تعلیم دے اسی طرح ایک سکھ اور ایک مسلمان اور ایک ہندو کو اجازت اور اختیار ہے کہ وہ عیسائی کے بالمقابل اپنے مذہب کا وعظ کرے اور متانت اور معقولیت کے ساتھ دوسرے مذہب کی تردید کرے۔ اپنے فرائض مذہبی کی بجا آوری میں کوئی روک اور پابندی نہیں۔ مسلمان نمازیں پڑھیں اذانیں دیں کوئی روکنے والا نہیں۔ انصاف کے لئے مختلف عدالتیں اپیل قائم کر رکھی ہیں تاکہ کسی طرح کسی پر ظلم نہ ہو۔ اور پھر ایک ہی قسم کے قواعد اور قانون سب کے لئے ہیں۔ جو کچھ سزا ایک بات میں مقرر ہے وہ سزا اسکا ارتکاب کرنے والے کو ملے گی۔ اس میں ... گورنمنٹ انگلشیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سبکو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے۔

جسقدر احسانات گورنمنٹ برطانیہ نے ہم پر کئے ہیں ہم ان کو بیان نہیں کر سکتے پھر کیسی ناشکری اور محسن کشی ہے کہ ایسی مبارک اور محسن گورنمنٹ کے خلاف شورش پیدا کیا جاوے اور جہالا کو اکسایا جاوے۔ یہ وقت ہے کہ رعایا کا ہر فرد اپنے فرض کو سمجھے اور وفاداری اور اطاعت سے کام لے۔ مسلمانوں خصوصاً احمدیوں پر جو احسان اس گورنمنٹ کے ہیں وہ سب جانتے ہیں میں ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ایک مشنری پادری نے حضرت مسیح موعود پر اقدام قتل عمد کی نالش کی تھی اور یہ ظاہر کیا تھا کہ گویا حضرت مسیح موعود نے ایک شخص عبدالحمید نام کو اسکو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے یہ مقدمہ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر تھا۔ اس مقدمہ کی سنگینی اسکی روئداد سے ظاہر ہے شہادت جو سراسر جعلی تھی کافی طور پر حضرت مسیح موعود کے خلاف بہم پہنچائی گئی کوشش کی۔ اور پادری مذکور کی حمایت اور تائید کے لئے آریہ اور بعض مسلمان بھی اٹھے اور بڑے زور لگائے گئے۔ ڈپٹی کمشنر کو طرح طرح سے بدظن کرنے اور بھڑکانے کی کوشش کی کبھی یہ کہا کہ یہ شخص باغیانہ خیالات رکھتا ہے اور کبھی یہ کہا کہ اس نے مشہور کر دیا ہے کہ چار فرشتے ڈپٹی کمشنر پر مسلط کئے گئے ہیں۔ بس اور اس قسم کی باتوں سے اسے اکسانا چاہا اور ہر قسم کی کوششیں جو پادری مذکور اور اس کے ہمراہی کر سکتے تھے انہوں نے کیں مگر کپتان ڈگلس نے نہایت آزادہ روی اور انصاف پسندی سے مقدمہ کی چھان بین کی اور حق نکال لیا۔ اور حضرت مسیح موعود کو نہایت عزت سے بری کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ چاہیں تو ان کو سزا دلا سکتے ہیں۔

ایک پادری کے بالمقابل اسطرح پر انصاف کے اصولوں کو ملحوظ رکھنا یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے ایسی باتوں کا ایک لمبا سلسلہ چل سکتا ہے پھر اس پر بھی اگر کہا جاوے کہ انصاف نہیں ہوتا تو یہ کیسا ظلم اور بیحیائی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ نے کسی عیسائی اور مسلمان میں فرق نہیں رکھا۔ اور وہ انصاف کے لئے کسی قسم کی تفریق روا نہیں رکھتی۔ باوجود ان احسانوں کے

کیسی نمک حرامی ہے

کہ قولی یا فعلی طور پر گورنمنٹ کے خلاف کریں۔

کیا کوئی آج اس وجہ سے کبھی قتل ہوا ہے کہ اس نے اذان کہی ہے یا اس لئے کسی کو فرد جرم لگ کر سزا ملی ہو کہ اس کا قصور یہ ہے کہ اس نے نماز پڑھی ہے اگر کوئی اس قسم کی نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور میں دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ کبھی کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی نے چاہا ہے کہ تمام انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ اور وہ جن مصائب اور مشکلات میں مبتلا تھے ان سے انہیں رہائی ملے۔ اور اس نے کوشش کی ہے اور یہ اسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں عام تعلیم پھیلی ہوئی ہے اور لوگ اپنے آپ کو مہذب اور تعلیم یافتہ قرار دے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہر قسم کی ترقیاں کر رہے ہیں پھر اسکی مخالفت بھی نہیں کہ محسن کشی ہو گی بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی جرم ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ جب اس فرمان الٰہی کی تعمیل نہ ہو گی تو اس سے بڑھکر کیا جرم ہو گا؟

اسلئے خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا بھی اسی میں ہے کہ ہم اپنے محسن کی شکر گزاری اور اطاعت اور اس کے ساتھ وفاداری کر کے دکھائیں ہم کو اپنے قول فعل سے گورنمنٹ کے مقاصد کی تائید کرنی چاہیئے اور قیام امن کے لئے اسے ہر قسم کی مدد دینی چاہیئے۔

میں سچے دل سے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ہم ان تمام فسادات کو جو راولپنڈی لاہور۔ امرتسر وغیرہ مقامات پر ہوئے ہیں یا مختلف جلسوں اور تقریروں کے ذریعہ جس قسم کے بیہودہ اور باغیانہ خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں دل سے ناپسند کرتے ہیں اور سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ احمدی قولاً و فعلاً ان میں ابتک شامل نہیں اور نہ شامل ہونگے یہ بھی ہم احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ بالکل الگ رہیں اور اہل ہنود کو بھی انکی بہتری اور بھلائی کے خیال سے کہیں اور انہیں سمجھائیں کہ گورنمنٹ کی مہربانیوں اور احسانوں کا یہ ثمرہ نہیں جو تم دے رہے ہو۔ وفادار بنو اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ۔

بار بار میں یہ لفظ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کو مقرر کیا۔ ہمارے احمدی بھائی غور کریں کہ کیا وہ ترقی جو انہوں نے کی ہے اور جس زور سے ان کے سلسلہ کی اشاعت ہو رہی ہے اور جیسے سامان ان کو گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے میسر ہیں دوسری جگہ میسر آ سکتے ہیں؟ وہ بالاتفاق پکار اٹھیں گے کہ ہرگز نہیں؟

میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی اسلامی سلطنت میں بھی انہیں یہ آزادی اور یہ سامان اشاعت میسر نہیں آ سکتے۔ احمدی کبھی بھی صاحبزادہ عبداللطیف اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی شہادت کے واقعات کو بھول نہیں سکتے جو سرزمین کابل میں نہایت بیدردی اور بے رحمی سے ہوئے۔ کوئی کہ سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا کونسا جرم کیا تھا جس کی پاداش دکھ اور تکلیف کے ساتھ جانستانی ہو؟ کوئی نہیں۔ ان کا جرم اگر تھا تو فقط اتنا تھا کہ

وہ مرزا صاحب کے مرید تھے

اور پھر ان کا جرم یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کی تعلیم کے موافق امیر اور اس کے مشیروں کو جہاد کی اس تعلیم سے روکتے تھے جو انہوں نے سمجھی ہوئی تھی اور بتاتے تھے

کہ جہاد حرام ہے

اور ساتھ ہی وہ ظاہر کرتے تھے کہ ایسا کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے جو آ کر کشت و خون کرے گا اور انگریزوں سے لڑے گا۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کے احسانات کو یاد دلاتے تھے۔ یہ اس جرم اور اختلاف میں سنگسار کر دینا یہ اسلامی سلطنت کابل ہی کا کام تھا ... اصحاف طور پر بتاؤ کیا تم کابل میں ترقی کر سکتے تھے؟ کبھی نہیں۔

ان واقعات کو یاد کر کے ہمارے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی عظمت اور محبت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہاں نہ ہوتے تو ہم بھی قتل کئے جاتے۔ خود ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہم پر قتل کے فتوے دیئے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو لوٹ لینے کی اجازت دی۔ اگر گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ نہ ہوتے تو وہ کیا کچھ نہ کر گذرتے۔ اس لئے میں بلا تکلف یہ کہتا ہوں کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہم کو رکھا۔ جس نے ہماری جان و مال اور آبرو کو محفوظ رکھا اور ہم کو اپنے ایمان و مذہب کی اشاعت اور پابندی کی پوری آزادی دی۔ وہ ہماری پشت و پناہ ہے اگر ہم نے اس سے مذہبی اختلاف کیا ہے اس نے سزا نہیں دی۔ میں ایک بات اور کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ فسادات بھی غضب الٰہی ہیں لوگوں نے گورنمنٹ کی قدر نہیں کی اسلئے یہ عذاب ہے تاکہ لوگوں کو اسکی کجروی کی سزا ملے اور وہ سمجھ جاویں جیسے طاعون اور زلزلہ آ رہے ہیں تاکہ ہر ایک دل کو پاک و صاف کریں اور کجیوں کو دور کریں اسیطرح یہ عذاب بھی آیا ہے تاکہ سرکشی اور غداری کا مادہ دور کیا جاوے۔ پس گورنمنٹ کی وفاداری کرو کہ اس عذاب سے تمہیں نجات ملے اس گورنمنٹ کے بعد ایک اور گورنمنٹ ہے اسکے حضور بھی یہ شورشیں ناپسند اور مکروہ ہیں اسلئے اس سے ڈرو اور اپنے دلوں کو صاف کرو۔ اسی پر میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب نے ایک جامع تقریر فرمائی جس میں قرآن کریم کی ایک آیت اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر فرمائی۔ یہ تقریر بہت لطیف ہے اور پوری اگلی اشاعت میں درج کی جائیگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

اس کے بعد قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے ایک نظم پڑھی جس میں حضرت حکیم الامۃ اور صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے مضمون کو بیان کیا۔ اور دریا کو کوزہ میں بند نہیں کیا گیا تو وہ بھی نکال دیا۔ یہ نظم کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اس کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ایک لطیف مضمون موجودہ شورشوں کے متعلق پڑھا۔ یہ مضمون بھی اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔ مفتی صاحب نے اپنے مضمون کو پڑھ کر مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

115

ریزولیوشن اول۔ یہ مجمع جو حسب ایما حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود اسجگہ قایم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ جو کہ گورنمنٹ کے خلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے۔ اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اور ان کے قول و فعل سے بریت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قایم رکھنے کیلئے ان مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ کیا ہے۔ یا انکو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بلحاظ اس کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈ کوارٹر میں قایم ہوا ہے۔ اور ہندوستان بھر میں احمدی فرقہ کے حق میں وہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری میں بالاتفاق ہر جگہ اپنے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ ان کے امام کا منشا اور فرمان تھا۔ اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے۔ کہ احمدی جماعت ہند میں ہر جگہ آئندہ بھی انشاء اللہ اس عملی پر ثابت قدم رہے گی۔

دوسرا ریزولیوشن۔ صدر انجمن احمدیہ تمام احمدیوں کو جیسا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا منشا اور ہدایت ہے آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس قسم کے تمام جلسوں اور مجمعوں سے جن میں گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہو قولاً و فعلاً جیسے اب تک الگ ہیں الگ رہیں اور ان میں ہرگز شامل نہ ہوں اور نہایت وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ گورنمنٹ کو ایسے موقعہ پر جو وہ مدد دے سکتے ہیں دینے کو ہر وقت آمادہ رہیں

(تیسرا ریزولیوشن) صدر انجمن احمدیہ گورنمنٹ انگلشیہ کو یقین دلاتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا ہر مرید ہر وقت گورنمنٹ کی وفاداری کے عملی ثبوت دینے کے لئے ہر قسم کی خدمت کرنے کو آمادہ ہے جو گورنمنٹ اس سے لینا چاہے۔

(چوتھا ریزولیوشن) اس سلسلہ کی روئداد سول ملٹری گزٹ اخبارات سلسلہ اور دوسرے اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجی جاوے اور ایک نقل صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی خدمت میں ارسال ہو اور گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دیجاوے۔

(پانچواں ریزولیوشن) گورنمنٹ انگلشیہ کی ترقی اقبال اور رفع شورش کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیجاوے

یہ تمام ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے۔ اور ۱۳ مئی ۱۹۰۷ء کو بذریعہ تار گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بمقام شملہ اطلاع دی گئی۔ باقی روئداد اگلی اشاعت میں درج ہوگی (انشاء اللہ)

[illegible] لالہ لاجپت رائے [illegible]

[illegible]

[illegible] باغیانہ [illegible] گورنمنٹ [illegible]

چونکہ صاحب گورنر جنرل بہادر [illegible] لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری [illegible] بھیجا ہے [illegible] حکم صادر فرمایا ہے [illegible] جلسہ اس حکم صاحب گورنر جنرل بہادر [illegible] چیف کورٹ [illegible] اسلئے ہم حکم دیتے ہیں کہ کوئی ایسا جلسہ [illegible] اور ہم نہایت زور کے ساتھ تمام [illegible] جلسے میں شامل نہ ہوں۔ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج [illegible] جاری کیا گیا۔ المشتہر [illegible] روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری [illegible] لاہور میں فوج رسالہ اور توپخانہ کا گشت کرنا [illegible] لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری کے [illegible]

معلوم ہو سکے ہیں۔ [illegible] دو دیا تہیں پولیس انسپکٹر صاحبان [illegible] لالہ لاجپت رائے کی کوٹھی پر گئے [illegible] اندر سے نکلے [illegible] انہیں کہا ڈپٹی کمشنر [illegible] لالہ لاجپت رائے نے کہا کہ میں چیف کورٹ کو [illegible] لیکن جب انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ [illegible] باہر گاڑی پر صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس [illegible] یہ سب لوگ بھی اسی گاڑی پر بیٹھ گئے۔ اور پولیس کی کچہری میں پہنچے۔ یہاں صاحبان کمشنر و ڈپٹی کمشنر نے انہیں [illegible] کہ قانون [illegible] ریگولیشن [illegible] کے مطابق وارنٹ گرفتاری [illegible] موٹر کار پر بٹھا کر ایک طرف صاحب ڈپٹی کمشنر [illegible] لاہور بیٹھے اور سامنے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بیٹھے اور [illegible] کو موٹر کار لے گئے۔ جو لوگ پولیس کی کچہری [illegible] باہر کھڑے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ لالہ لاجپت رائے نے گرفتار ہونے اور جلاوطنی کا حکم سننے پر کوئی [illegible] بے چینی ظاہر نہیں کی۔ بلکہ استقلال سے موٹر کار پر جا بیٹھے۔ اس کے بعد ہر ایک اپنے خیال کے مطابق چہ میگوئیاں کرتا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ [illegible] فوج کی حفاظت میں [illegible] کوئی کہتا تھا کہ نہیں [illegible] بالقول دیگر لاہور [illegible] کے اسٹیشنوں کے درمیان ایک [illegible] ایک اسپیشل ٹرین [illegible] جس میں ایک فرسٹ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس کی گاڑیاں لگی تہیں اور یورپین اور دیسی مسلح سپاہی حفاظت کے لئے ہمراہ تھے۔ اس میں لالہ لاجپت رائے کو بٹھا دیا۔ ابھی پھر معلوم نہیں کہ وہ اسپیشل کہاں تک گئی۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ پولیس کی کچہری پر لالہ لاجپت رائے نے کہا [illegible]

[illegible] اعلان [illegible] اور [illegible] شہر [illegible] تمام [illegible] ہڑتال [illegible] گورنمنٹ [illegible] باغیانہ [illegible] تمام [illegible] شہر [illegible] بازار [illegible] لگائی [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر [illegible] اعلان [illegible] دروازوں پر چسپاں کر دیا ہے۔ کہ جسکی نقل لیڈر [illegible] ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری کے متعلق سول ملٹری گزٹ سول ملٹری گزٹ نے اسبارہ میں بہت سخت لکھا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

لالہ لاجپت رائے گرفتار کر لیا گیا۔ گورنمنٹ کا ہاتھ بہت سے ایجنٹوں۔ مددگاروں۔ ہتھیاروں۔ اخباروں اور اس باغیانہ تحریک کے شکاریوں کے پاس [illegible] مضبوطی سے اس شخص باغی پر جا پڑا۔ کوئی تحقیقات نہ ہوگی۔ کوئی مقدمہ نہیں چلایا جاویگا کوئی لا انتہا اپیل و اپیل کا سلسلہ [illegible] کونسل تک نہ ہوگا۔ لالہ لاجپت رائے صرف [illegible] ہو گیا ہے۔ صرف ایک روز پہلے یہ باغی اپنی باغیانہ کوششوں میں مصروف تھا۔ جواب ایک ہزار میل دور ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہاں۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کدھر گیا۔ تاہم یقین ہے کہ انڈیا (کالے پانی) کا [illegible] اسکے شرارت [illegible] کو ہمیشہ کے لئے بند کر دے گا یقینی امر یہ ہے کہ پنجاب کہ جہاں اس نا دعوے تہا کہ ایک لاکھ بہادروں کی فوج اس کے زیر حکم ہے۔ جہاں ایک وسیع اور بہت بڑی سیڈیشن کی جنگ کا انتظام اسکی انگلیوں میں ہے کہ دیتا تہا۔ جہاں اسکی شیخی تہی کہ کوئی عدالت اسے مجرم نہیں قرار دے سکتی تہی اور کوئی جیلخانہ اسے قید نہیں رکھ سکتا تہا اس کے لئے کبھی پھر واقف نہ ہوگی۔

احمدیہ ریڈنگ روم لاہور

مکرمی مخدومی مفتی صاحب۔ السلام علیکم۔ چونکہ لاہور جیسے مقام میں جہاں پنجاب کے تمام حصوں سے طالبعلم خصوصاً اور دیگر اشخاص عموماً آکر جمع ہوتے ہیں اشاعت اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واسطے احمدیہ ریڈنگ روم کی اشد ضرورت تہی اسلئے پہلے سال ۱۰ جون میں اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے انارکلی میں خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل کے مکان کے نیچے ایک کمرہ مبلغ چھ روپیہ ماہوار پر کرایہ لیکر وہاں کتابیں رکھی گئیں چونکہ ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں تہا۔ اسواسطے ہم نے حضرت اقدس سے درخواست کی اور آپنے ازراہ کرم دو دو کاپیاں ہر ایک کتاب کی مفت عنایت کردیں اور اسی طرح شیخ یعقوب علی صاحب نے بھی بہت ساری کتابیں عطا کیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ماہواری اخراجات کے واسطے ہمیں لاہور کے احمدی احباب نے مدد دی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دیوے۔ لیکن ابھی تک تعداد کتب بہت کم ہے۔ اسواسطے اگر تمام احمدی بزرگان جو مصنف ہیں ازراہ کرم اپنی اپنی تصانیف کی دو دو جلدیں احمدیہ ریڈنگ روم لاہور کے سکرٹری کے نام ارسال کر دیویں۔ تو کافی تعداد کتب کی ہم پہنچ سکتی ہے۔ اور لاہور جیسے مقام میں جملہ کتب سلسلہ احمدیہ کی موجودگی اشد ضروری ہے اور اگر کوئی صاحب دوسری مذہبی کتب بھی ارسال فرماویں۔ تو وہ بھی نہایت شکرگذاری سے قبول کی جاویگی۔ امید ہے کہ تمام بزرگان دین اسطرف توجہ فرماویں گے۔ والسلام۔ غلام دستگیر [illegible]

خدا کی تازہ وحی

یکم مئی ۱۹۰۷ء (قریب عصر) یأتیک تحائف کثیرۃ

ترجمہ۔ تیرے پاس بہت سے تحفے آئیں گے۔

۱۱ مئی ۱۹۰۷ء رؤیا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک کسی آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطر داری سے کھانا کھلانا چاہیئے، انکو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ وہ دن نزدیک ہے کہ خدا تعالیٰ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو خود رہنمائی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ بھی ایک الہام سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ آخر وقت میں انکو سمجھا دیگا کہ انکا کرتا ہی غلطی تھی۔ اور یہ کہ میں اپنے دعویٰ مسیح موعود میں حق پر ہوں۔ مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت کے کیا معنے ہیں۔

۱۲ مئی ۱۹۰۷ء۔ (یکشنبہ) ا۔ کشف "آج ایک شخص مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا۔ مگر میں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے جو اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے اور سخت بد زبانی کرتا ہے" بعد اس کے الہام ہوا

۲۔ بدی کا بدلہ بدی ہے۔ اُس کو پلیگ ہو گئی"

یہ پیشگوئی ہے یعنی اسکو پلیگ ہو جائیگی پس میں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر کے بعد تم سُن لوگے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائیگا اگر ایسا کوئی دشمن جسے تمہارے دل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے۔ طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔

۳۔ بعد اسکے مجھے دکھلایا گیا" کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنیوالے نہیں جبتک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلاوے۔ بعد اسکے الہام ہوا

۴۔ "اسکا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی" ویل یومئذ للمکذبین۔

۵۔ "کئی نشان ظاہر ہوں گے"

۶۔ "کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائینگے وہ دنیا کو چھوڑ جائینگے"

۷۔ "ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئیگا"

۸۔ "وہ قیامت کے دن ہوں گے"

۹۔ "زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی"

۱۰۔ "ایک ہولناک نشان"

یعنی انمیں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔

پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ

۱۱۔ "میری رحمت تجھ کو لگ جائیگی اللہ رحم کریگا" واللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

۱۲۔ اعجبناک۔ یعنی ہم اسقدر نشان دکھلائیں گے تو دیکھتے دیکھتے تھک جائیگا۔

۱۳ مئی ۱۹۰۷ء (دوشنبہ)

۱۔ سننجیک۔ سنعلیک۔ سنکرمک اکراما عجبا۔

ترجمہ۔ ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے اور ہم تجھے ان پر غالب کر دیں گے اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔

بے چینی ہندوستان میں

آتشگیر مادہ جمع ہوتا جاتا ہے

موجودہ ہندوستان میں اسقدر بے چینی پیدا ہوگئی ہے جس کا اختتام [illegible] پر معلوم ہوتا ہے۔ تعلیم جدید نے ہمارے لئے زہر ہلاہل کا کام دیا [illegible] کی جہالت نے ہمیں برباد کر دیا تھا اور اس زمانہ کی تعلیم ہمارا ستیاناس کر رہی ہے انگریزی راج اچھا ہے یا برا یہ معلوم نہیں ہو سکتا جبتک کہ [illegible] آسٹریا اور روس کی طرز حکومت سے مقابلہ کیا جائے [illegible] واقعات ہوں گے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم کسی قسم کی خوشامد کریں [illegible] شخص ان واقعات کو نہیں جھٹلا سکیگا۔ سب سے پہلے فرانس [illegible] مظالم کی کیفیت سنو کہ وہ تونس اور الجزائر میں کیا کر رہے ہیں [illegible] وہاں مسلمان قاضی ہے کوتوال مسلمان ہے اور مسلمانوں [illegible] قاضی فیصلہ کرتا ہے مگر وہاں کے مسلمانوں کو مطلق آزادی نہیں [illegible] پہننے سے فرانسیسی جلتے ہیں اور اکثر اوقات مسلمانوں [illegible] ہیں مسلمان اپنی کوئی [illegible] اور آزادی کی تعلیم [illegible] وہ بالکل مجبور ہیں کہ اپنے بچوں کو فرانسیسی مدارس میں [illegible] دلوائیں ان کی مجال نہیں ہے کہ وہ مذہب سیاست یا تاریخ [illegible] کتابیں تصنیف کریں [illegible] شائع کریں [illegible] ایسا اخبار [illegible] گورنمنٹ کے [illegible] ان کے بزرگوں کے کارنامے [illegible] بڑھایا جائے [illegible] مظالم ہیں جو فرانسیسی اپنی ایشیائی رعایا پر کرتے ہیں مگر کسی کی مجال نہیں ہے کہ اپنے ظالم حکام کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالے۔ آپ رہے شیخ ان کے مظالم کا [illegible] رویا جاتا ہے اور [illegible] آشنا ہوں گے۔

ڈچوں نے مسلمانوں کو بالکل پیس دیا ہے اور عموماً [illegible] علانیہ سزائے موت دی جاتی ہے۔ ان کی دادرسی کے لئے نہ کوئی عدالت ہے اور نہ کوئی قانون ہے تشدد اور سختی کی انتہا ہو چکی ہے اکثر اوقات خفیف خفیف باتوں پر مسلمان نہایت بیدردی سے قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح آسٹریا اس کے جو [illegible] مسلمان رعایا [illegible] بوسنیا میں بنا رکھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے مسلمانوں کو حکم نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں وہ بغیر گورنمنٹ کی اجازت کے کوئی مسجد نہیں بنا سکتے نہ انہیں آزادی سے تجارت کرنے کی قوت ہے وہ روزمرہ برباد کئے جاتے ہیں اور انہیں اسقدر ستایا جاتا ہے کہ ناچار وہ رفتہ رفتہ اپنے وطن کو چھوڑتے جاتے ہیں ان دو مذکورہ صوبوں سے [illegible] خاندان وقتاً فوقتاً ترکی میں آ کے آباد ہو گئے ہیں کئی دفعہ بیچاروں نے ہمت کر کے اپنے ڈپوٹیشن وائسرائے اور شاہ آسٹریا کی خدمت میں پیش کر کے دادرسی چاہی وہاں زبانی طور پر ان کا اطمینان کر دیا گیا مگر جب وہ [illegible] واپس آگئے تو مقامی حکام نے اتنی اسقدر سختیاں کیں کہ پھر وہ شاہ کی خدمت میں اپیل کرنے کا نام نہیں لیتے۔ آپ [illegible] روس [illegible] کے متعلق تو زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] کے مظالم کا ثبوت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے اس کے سارے ملک میں خونریزی ہو رہی ہے مگر ترکمانوں کے مقابلہ میں مسلمانوں پر جو اس کے مظالم ہیں وہ بیان کرنے کے قابل نہیں ہیں سب سے پہلا ظلم یہ ہے کہ ہر مسجد میں مسلمان اس بات پر مجبور کئے گئے ہیں کہ زار کی تصویر رکھیں قازان میں ایک دفعہ بہت جھگڑا ہوا تھا محض اس بات پر کہ قرآن شریف سے جہاد کی آیتیں نکال ڈالی جائیں اور ہدایہ کا باب الجہاد بھی علیحدہ کر دیا گیا تھا کسی شخص کو بطور خود مسجد بنانے کا حکم نہیں ہے جب تک کہ تیس مسلمان ایک عرضی پر دستخط کر کے حاکم ضلع کی خدمت میں پیش نہ کریں اور وہاں سے بڑی تحقیقات کے بعد حکم نہ ہو جائے مسجد بنانا ناممکن ہے ہزاروں خاندان زبردستی کرسٹان بنائے گئے ترکمانوں کے گاؤں میں ایک روسی پادری صاحب تشریف لے گئے وہاں انہوں نے وعظ کہا اور کچھ ایسے سخت الفاظ حضور انور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں استعمال کئے کہ ایک نوجوان ترکمان کو غصہ آگیا اور اس نے ایک پتھر پادری صاحب کو مارا [illegible] اس گاؤں کے مسلمانوں [illegible] کو شہ [illegible] روسی توپ خانہ فوراً پہنچا اور اس نے گاؤں کے ایک حصہ کو اڑا دیا اور بقیہ آبادی کو مجبور کیا کہ اگر وہ اپنی زندگی چاہتے ہیں تو کرسٹان بن جائیں چنانچہ سارے کا سارا گاؤں روسی مظالم کا شکار بن گیا اور کل مرد و عورت کرسٹان بنائے گئے اس کے علاوہ اور ہزاروں مظالم ہیں جو بارہا اخباروں اور کتابوں میں لکھے جا چکے ہیں اور جن کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے

[illegible] یہ تمام باتیں ہیں خود ہندوستان [illegible] ہندوستانی ریاستوں کے مظالم [illegible] ہندوستانی [illegible] ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں ہے [illegible] جو حکومت برطانیہ کی طرف سے ریاست [illegible] اپنی آنکھوں سے ان سب باتوں کو دیکھتا ہے مگر وہ مطلق [illegible] داد رسی نہیں کر سکتا سوائے ایک دو ریاستوں کے باقی کل ریاستوں میں ایک اندھیر مچا ہوا ہے نہ کوئی قانون ہے نہ کوئی آئین ہے صرف زبردستی اور زبردستی کا سلسلہ ہے "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" [illegible] ہے [illegible] ریاستوں کو [illegible] ہیں اگر تمام حالات پوری طرح لکھے جائیں تو ہزاروں واسطے باسو [illegible] پڑھنے والے سنائے میں آ جائیں اور شیر ہی [illegible] کا ظالمانہ اور احمقانہ خط آگے چھپے گا [illegible] گورنمنٹ کو اور [illegible] گورنمنٹ کے بادشاہ کو اس نے ظالم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے وہ اور اس کی گورنمنٹ درحقیقت رحم کی دیوی ہے جہاں آزادی کی اتنی انتہا ہے کہ ایک شخص ایسی سخت بکواس اور ہرزہ سرائی کر کے بھی ماخوذ نہیں ہوتا ورنہ سخت سے سخت بغاوت انگیز تحریر یا شرارت کے ہوتے [illegible] لی جاتی ہیں۔ ریاستوں کے صدہا مظالم میں ہم صرف ایک چھوٹے سے ظلم کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ظلم ایسا ہے کہ ایک سنگدل سے سنگدل بھی اسے سن کے خون کے آنسو روئے گا ایک شخص نے جسکا نام خیرالدین حسین خان تھا آٹھ نو سال کا ذکر ہے جیپور میں اپنا مکان ایک رنگریز کے ہاتھ فروخت کیا یہ یاد نہیں رہا کہ مکان سات ہزار میں فروخت ہوا تھا یا آٹھ ہزار میں۔ جیپور کی ریاست کے اہلکار نے اس شخص سے یہ مطالبہ کیا کہ تمہارے فلاں رشتہ دار پر ریاست کا اتنا قرضہ ہے وہ تمہیں دینا ہوگا۔ اس مظلوم شخص نے اخیر مجبور ہو کے اس ظالمانہ اور ناانصافانہ حکم کے آگے اپنا سر خم کر دیا اور کہا کہ جو کچھ قرضہ ہو کاٹ لو باقی کا روپیہ مجھے دیدو کیونکہ وہاں کا قاعدہ ہے کہ خریدار روپیہ سرکار میں داخل کر دیتا ہے۔ سالہا سال کی پاؤں دوڑی کے بعد تین ہزار روپیہ

ریاست کے اہلکاروں نے دبا منظور کیا - ایک عرصہ تک پلیٹ [illegible] کر آج ملتا ہے کل ملتا ہے - اس درمیان میں یہ مظلوم اور بیکس شخص نان شبینہ کو محتاج اور نابینا ہو گیا اور دورہ اور بہت بہت وقت سے کر ادا کرنے لگے جو وکیل اس نے اپنی پیروی کے لئے مقرر کیا تھا ادہر تو وہ مطالبہ کرتا تھا کہ میرا محنتانہ دلواؤ اور ادہر اہلکار یہ کہتے تھے کہ [illegible] سے ناتھ ملاؤ تو کام چلے اخیر اس رستخیز میں خریدار نے مکان سے اسے بیدخل کر دیا ایک زمانہ میں اس شخص کا خوب دور دورہ تھا مگر اب وہ دو روپیہ مہینے کے کرایہ کے مکان میں اٹھ کے چلا گیا - ایک آپ اور ایک بیوی اور ایک دو بہن بہن کی بچی تھی چونکہ وہ غیور اور شریف طبیعت کا تھا لہذا کسی سے بھیک نہیں مانگ سکتا تھا اور نہ فاقہ کشی کی تکلیف برداشت کر سکتا تھا ناچار اسے چھپ چھپ کر ٹوٹنا پڑا اور وہ اسی تنگی کی حالت میں سخت حرمان نصیبی اور پریشانی میں ملک عدم کو سدھار گیا - اس کے بعد اسکی وفادار بیوی بھی راہی ملک بقا ہوئی اب صرف اسکی لڑکی ذرا گیارہ برس کی اپنی نانی کے پاس رہتی ہے کوئی ہے کہ قومی محبت اور قومی الفت کا دم بھرنے والا جو ان [illegible] اور [illegible] رحم کرے اور ریاست سے اس کے باپ کا روپیہ [illegible] دلوادے کہاں ہیں بابو سریندرا ناتھ بنرجی بنگال کے بے تاج بادشاہ اور کہاں ہیں مسٹر تلک اور کہاں ہیں مسٹر گوکھلے قومی محبت کا دم بھرنے والے انہیں اور اس دوہری یتیم لڑکی کی مدد کریں [illegible] حالت میں اس کی دستگیری کریں دین اور دنیا دونوں میں سرخروئی حاصل کریں سب سے اخیر ہم اس نسیم شمشیر راقم خط سے بھی التجا کرتے ہیں کہ [illegible] اس سے نسیم شمشیر [illegible] کو بلاوجہ اور بلا سبب ظالم قرار دیتے اپنے اور اپنے ہم خیالوں کے دل کے جلے پھپھولے پھوڑتے ہیں [illegible] وہ سچ پوچھئے [illegible] اور اہلکاروں کی طرف سے توجہ دلائے تاکہ [illegible] مشہدہ اور یہ ایوان شاہی جنہیں وہ لاکھوں روپیہ کے صرف [illegible] ہوا مرے اثر اس کے لئے دوزخ کا راستہ کر رہے ہیں اگر وہ اہلکاروں کے مظالم سے خبردار نہ ہوا اور اس کی مظلوم رعایا اس مصیبت میں رہی تو وہ کیونکر نیکی حاصل کر سکتا ہے - اسی قسم کے اور بھی بہت سے مظالم ہیں جو ہم نے مشاہدہ کئے ہیں اگر ان کے وہ [illegible] داد رسی ہو جائے تو ہم جانیں کہ ریاستوں کے حکمران انسانی دل رکھتے ہیں ورنہ خالی شان و شوکت اور طمطراق سے کوئی انسان انسان نہیں بن سکتا - نسیم شمشیر کا جو ناپاک خط ہم آگے نقل کر چکے اس سے صرف یہ بات پائی جاتی ہے کہ راقم خط بے بنیاد اور فرضی الزامات اور کینہ اور نفرت انگیز الفاظ شہنشاہ ہند اور شاہ انگلستان کی نسبت استعمال کر کے رعایا ہند کو جو حقیقت میں ایک وفادار اور جان نثار رعایا ہے برٹش گورنمنٹ سے بد دل کرنا چاہتا ہے سوائے ان ہندوؤں کے جو کہ ایجیٹیٹر ہیں (اگرچہ وہ سب کے سب نہیں ان میں بہت انسان ہیں اور انسانی دل رکھنے والے ہیں) پرانے خیالات کے ہندو اور کل مسلمان جو برٹش اعظم کی سلطنت کی برکتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں اپنے شہنشاہ ہند کے ایسے جان نثار اور وفادار ہیں کہ ان سے بہتر وفادار دنیا کے پردے پر آج تک کوئی رعایا نہیں ہوئی وہ ایسے ناپاک خیالات کو ایک دشمن قوم و ملک کا ہمزبان سمجھیں گے اور انہیں یقین ہو گا کہ ایسے ہی لوگوں نے گذشتہ زمانہ میں فساد کھڑا کر کے بیگناہوں کو برباد کرا دیا ہے لہذا ان سے دلی نفرت کرنی چاہیئے۔

(دکرزن گزٹ)

116

قاضی نذر حسین جیلخانہ بجنور میں

پئے دست بوسی جو ہتکڑی نے وہ دونو ہاتھ تھام لئے
وہیں بیڑیوں نے جھکا کے سر سر جبل ان [illegible]

قاضی نذر حسین وکیل و ایڈیٹر مستقل کی یہ اندوہناک حالت [illegible] ۲۷ اپریل کو دلوں پر صاعقہ کا کام کیا اور تمام بجنور پر عبرت چھا گئی اگرچہ پولیس نے ایسے طریقے سے انتظام کیا تھا کہ دیکھنے والوں کو گرفتاری کا شبہ تک نہیں ہو سکتا لیکن شہری پولس کی صورت سے لوگ آشنا تھے - قاضی جی جو شہر کی گلیوں میں پیدل آتے جاتے کچہری کی اس سیدانی سڑک پر جس پر وہ موکلوں کے ہمراہ بحیثیت وکیل جانے کے عادی تھے پولس کے ساتھ پا پیادہ [illegible] گذرنا کہ پا برہنہ ایک لنگی باندھے ہوئے کرتہ [illegible] جابجا چیتھڑے لپٹے (آجکل شورات میں مبتلا ہیں) [illegible] ایسا عبرت انگیز واقعہ نہیں تھا - جو بیان واقعہ [illegible] [illegible] گذرتا ہوا سب کی آنکھوں میں [illegible] پنڈت تکن ناتھ پرشاد صاحب [illegible] عرصہ تک خود کو نمایاں رکھنا [illegible] اس مجسٹریٹ کے اجلاس میں پیش ہونا جسے پہلے [illegible] قائم کرنے کی صلاح کر رہے تھے - خدا کی قدرت یاد دلاتی تھی [illegible] وہ اپنے دل کو نہایت بے پروا اور قوی دکھلانے کے [illegible] قید [illegible] جیلخانہ کی طرف چلنے کے لئے ان کی دل کی [illegible] جو اسے دیکھتے تھے [illegible] یہاں تک پہنچکر وہ لڑکھڑا کر [illegible] اس [illegible] اندازہ ہو سکتا ہے کہ اندر جا کر دارو غہ جیل سے کیا جب [illegible] کی وردی پہننے وقت ان کی عزت یا تو کوئی شہرت ہے وہ کہاں تک دل ہلا دینے والی ہوگی - معلوم ہوا کہ ان کے اسی [illegible] خیالات [illegible] [illegible] انہوں نے خلاف راستے اپنے اکثر ہم پیشوں کے ایسا کیا تھا جیسا [illegible] حالات میں رسالہ کے کالموں میں لکھ چکے ہیں یہ انجام بد ہوا - [illegible] ۹ ماہ کی سزا قید سخت تجویز کی اور جرمانہ بدستور رکھا البتہ اس میں سے [illegible] مولوی محمد احمد کی کو دلائے آنریبل جسٹس [illegible] نے ان کو عادی [illegible] قرار دیا اور کہا کہ جرم سنگین تھا عدالت ابتدائی نے بیجا رعایت کی ہے [illegible] اور ۱۴ سال تک قید ہے مگر ہم بر رعایت تجویز کرتے ہیں اگرچہ ہم منتظر ہیں کہ انہیں کے اعمال سے ان کو یہ روز سیاہ دکھایا [illegible] ایک عمدہ کی منتظر کسی بچاؤ کو ہرگز پسند نہیں ہو سکتا ہم کو [illegible] دوستوں [illegible] بالخصوص مرزا مقیم بیگ صاحب [illegible] بھی رنج و الم ہے کیونکہ مرزا صاحب کی نذر [illegible] مشورہ اور داد قاضی صاحب قائم کے انجمن کو ہمیشہ اسٹیم کا کام دیتی رہی اور آخر اس سائلنگ بریگیڈ جو آج حادثہ کا باعث ہوئی -

قاضی صاحب اگر بری ہو جاتے تو ان کی قلم و زبان حرکات و سکنات سے جو کچھ [illegible] ہوتا وہ حیطہ تصور میں نہیں آسکتا ہم آج ان الفاظ کا صحیح استعمال دکھلا سکتے ہیں جو قاضی صاحب کل اوروں کی نسبت کرتے تھے لیکن یہ بزدلی ہم نے پسند نہیں کی درحقیقت یہ ایک نہایت خود پسند و سخت کونہ اندیش تھے ان کے نادان دوستوں نے ورغلا کر انہیں وہاں پہنچا دیا جس سے [illegible] اس کے آثار ابتدا سے نمودار تھے۔

[illegible] (دنیا بلاد [illegible])

قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں انجمن مطیع سرکار

۸ مئی ۱۹۱۴ء کو انجمن اسلامیہ بٹالہ کا ایک عظیم الشان جلسہ اس غرض سے ہوا۔ کہ ۲۶-۲۷-۲۸-اپریل ۱۹۱۴ء کو جو لکچر قصبہ بٹالہ میں ہوئے ہیں۔ اُن کو یہ انجمن نہائت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اس جلسہ کے صدر نشین حضور خان بہادر میاں غلام فرید خان صاحب سابق پنشنر افسر مال اور رئیس اعظم بٹالہ۔ اور سکرٹری جناب میاں حسین بخش خان صاحب پنشنر و ڈسٹرکٹ جج و رئیس و ممبر اعظم انجمن اسلامیہ بٹالہ تھے۔

اس جلسہ میں جملہ علماء و فضلاء و معزز مسلمانان بٹالہ معہ بہت سے دیگر اشخاص کے جمع تھے۔

پہلے جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے بحوالہ آیات قرآن مجید بیان فرمایا۔ کہ ہم مسلمانان کو اپنی گورنمنٹ کا ہمیشہ خیر خواہ اور شکر گذار رہنا چاہیئے۔ اُن کے بعد منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ نے مدّ و جزر اسلام کو بیان کر کے دکھلایا کہ پہلے عرب کیا تھا۔ اور پھر جب اُسی میں ایک روح پاک آئی۔ تو وہ کیا ہو گیا۔

پھر منشی صاحب نے بتلایا کہ جب مسلمانان نے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا۔ تو چاروں طرف سے اُن پر ذلت اور ادبار کی دھواں دھار گھٹا چھا گئی۔ اور اُن کی طاقت اور ہمت اور اُن کے حوصلہ نے اُن کو خیر باد کہدیا۔ اور پھر وہ آزادی جو تمام ترقیوں کی جڑ تھی۔ اور وہ بھی اُن سے رخصت ہو گئی۔ اور پھر اُن میں نہ علم رہا۔ اور نہ کوئی ہنر اور نہ دیگر صفات فاضلہ اور کہا کہ مسلمانان ہند کی پستی کا تو وہ حال ہوا۔ کہ ناگفتہ بہ ہے۔ اور وہ عرصہ دراز تک اپنی شامت اعمال کے نتائج برداشت کرتے رہیں گے۔

اور بیان کیا کہ ایسی حالت میں خداوند تعالےٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آیا۔ اور اُس نے ہندوستان پر ہماری بہی خواہ۔ رعیّت پرور عادل گورنمنٹ کا سایہ ہما پایہ مبسوط فرمایا۔

اور پھر منشی صاحب نے اس حالت ہندوستان کا جو عملداری سرکار سے پہلے تھی۔ موجودہ حالت سے تفصیل وار نہایت دلچسپ پیرایہ میں مقابلہ کر کے حاضرین مجلس کے سامنے احسانات اور برکات سرکار کا ایک فوٹو کھینچ دیا۔ جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت ہی اثر کیا۔ اور پھر شروع کیا۔ کہ آجکل جو افواہیں نسبت ناشکر گذاری احسانات گورنمنٹ کی پھیلائی جاتی ہیں۔ وہ نہایت قابل نفرت ہیں۔ اور جو لکچر مذکورہ بالا بٹالہ میں ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ان کے متعلق خیالات کی وقتاً فوقتاً بصورت ضرورت تردید مناسب ہوتی رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری اس انجمن کی ایک شاخ دوسری انجمن مطیع سرکار قائم کی جاوے۔ جسکے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں۔

(۱) اپنی ہر ایک قسم کی بہتری و فلاح داری سرکار میں سمجھنا۔ اور خیر خواہی سرکار کو اپنا فرض عین جاننا۔

(۲) جو لوگ غرض مذکورہ سے آگاہ نہ ہوں۔ اُن کے دلوں میں سرکار کی خیر خواہی کے فرض کو نقش کر کے اپنی جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۳) اُن احسانات کا جو رعایا ہند پر سرکار کی طرف سے لگاتار جاری ہیں۔ تذکرہ اور اعتراف کر کے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہیں۔

(۴) جو خیالات اور مضامین برخلاف سرکار معلوم ہوں۔ اُن کی اصلاح اور تردید (نہایت نرمی اور دوستانہ و مہذبانہ طریق سے) بذریعہ تقریر و تحریر کرتے رہیں۔

(۵) کسی انجمن میں جو برخلاف انجمن مطیع سرکار کے ہو۔ کبھی شامل ہونا۔ اور ایسی شمولیت سے اپنے پیارے ہموطنوں کو خوبصورتی کیسا تھ بچانا۔

(۶) اس انجمن کی ایک ایک شاخ ہر ایک شہر اور قصبہ اور گاؤں میں قائم کرنیکی کوشش کرنا۔

اس تحریک منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ کو تمام مجلس نے بڑی خوشی سے منظور کر کے پاس کیا۔ اور دیگر ریزولیشن بھی اسی غرض کے متعلق پاس ہوئے۔ اور منشی صاحب نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ میں اپنے پسر بابو عطا محمد پنجاب کمانڈ منشی چھاؤنی کوہ مری اور اپنے دیگر دوستوں کو بھی اس انجمن کی تقلید کے واسطے تحریک کرونگا۔ یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ بعد دعائے ترقی عمر و دولت و حشمت و اقبال ملک معظم قیصر ہند برخواست ہوا۔ اور انتظام پولیس قابل تعریف تھا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے اپنے مقامات میں اسی مقاصد اور اغراض کی ایک ایک انجمن قائم کر کے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہینگے۔ اور اصل تقریر منشی صاحب کو ہم علیحدہ شائع کریں گے۔

(راقم خاکسار عزیز الدین احمد بی اے ایل ایل بی منشی فاضل امرتسری۔ سابق طالب علم لاکالج لاہور۔ حال وارد بٹالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

[فی البدیہہ جو بطور خلاصہ مضمون حضرت حکیم الامۃ و سیدی حضرت مرزا محمود احمد ۳ مئی ۱۹۱۴ء کے جلسہ میں پڑھی گئی]

کریں شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا — تعلق بندۂ پُتلوں سے کچھ اپنا ہو نہیں سکتا
اولی الامر زمانہ کی اطاعت فرض ہے ہم پر — مبدّل حکم قرآن علی ہو نہیں سکتا
مسلمانوں کی سکھوں ہندوؤں کی دیکھ لی شاہی — کوئی قیصر سے بڑھکر اپنا کسریٰ ہو نہیں سکتا
ہمیں آرام حاصل ہے اسی ظل حمایت میں — کہ اسلامی ممالک میں بھی ایسا ہو نہیں سکتا
صحابہ نے نجاشی سلطنت میں جا پناہ پائی — بہی خواہ کوئی اپنا جز نصاریٰ ہو نہیں سکتا
امام پاک کی تعلیم جب یہ ہو رہی ہے — تو پھر کچھ انحراف ان سے ہمارا ہو نہیں سکتا
خیالات جہاد و حرب سے اتنا تنفر ہے — کہ سننا ایسی باتوں کا گوارا ہو نہیں سکتا
کرے خونریزیاں آکر وہ بدامنی کا موجب ہو — کبھی اسلام میں ایسا مسیحا ہو نہیں سکتا
خدا رحمت کرے عبداللطیف نیک طینت پہ — بغاوت کا مخالف اس سے اعلیٰ ہو نہیں سکتا
سو یہ بیٹھی اک بہانہ ہے بغاوت کرنیکا یارو — کہ سامان تجارت کچھ مہیا ہو نہیں سکتا
حجازی محسنوں کو کیوں نہ چھوڑیں جب خدا چھوڑا — عمل ان بت پرستوں سے وفا کا ہو نہیں سکتا
نکالے بائیں شہروں سے پڑے ہیں کچھ [?] تو نہیں — سوا اس کے بغاوت کا نتیجا ہو نہیں سکتا
وہ پہلا مصرعہ دُہرا کے اکمل بیٹھ جاتا ہے — کریں شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا

(محمد ظہورالدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

قانون پیشوں کے ایکٹ میں ایک خاص ترمیم کی ضرورت

قانون پیشوں کے ایکٹ میں اگر اس مضمون کی ایک دفعہ بڑھائی جاوے کہ کوئی قانون پیشہ کسی پولیٹیکل جلسہ میں کسی ایسی تقریر کے کرنے کا مجاز نہیں ہوگا جو فرقوں میں نفاق پھیلانے والی ہو یا گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہو یا جس سے ایسی غلط فہمیاں پھیلیں جس سے امن عامہ میں خلل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور اس کی خلاف ورزی لائسنس وکالت کی ضبطی کی سزا جائز قرار دی جاوے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ اس معزز پیشہ میں کبھی کوئی ایسا شخص شامل نہیں رہ سکے گا جو سرکار کی بدخواہی کے منشا سے خلاف ایسی تقریریں کرنے کی جرأت کرتا ہو جو گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہوں یا فرقوں میں نفاق پھیلانے والی ہوں اس میں شک نہیں کہ اکثر وکلا ایسی خلاف قانون تقریروں کو پسند نہیں کرتے اور زبان کو قابو میں رکھتے ہیں لیکن آئندہ جو ان کو قابو میں نہ رکھینگے ان کے لئے اس دفعہ کے بننے سے یہ فایدہ ہوگا کہ وہ احتیاط سے پبلک جلسوں میں تقریریں کرینگے کیونکہ ان کو یہ خوف ہوگا کہ اگر انہوں نے کوئی خلاف قانون تقریر کی تو ان کا لائسنس جو ان کی روزی کا ذریعہ تھا ضبط ہو جاویگا اس وقت تک قانون پیشوں کے ایکٹ میں اس قسم کی کوئی دفعہ موجود نہیں اس دفعہ کے قایم ہونے سے کسی قانون پیشہ کو بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اس کا استعمال ایسی صورت میں ہوگا جب کسی قانون پیشہ کے خلاف معتبر شہادت سے جرم ثابت ہوگا۔ ہم حیرت میں ہیں کہ جس صورت میں خاص دفعات ضابطہ فوجداری اور تعزیرات ہند میں پریس کے متعلق محض اس غرض سے قایم ہیں کہ وہ فرقوں میں نفاق پھیلانے والی یا سرکار کی نسبت بدخواہی کے خیالات کو ترقی دینے والے مضامین مشتہر نہ کریں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ قانون پیشوں کے ایکٹ میں کیوں یہ خاص دفعہ نہ بڑھائی جاوے۔ قانون پیشوں کے معزز پیشہ کے لئے جیسے گواہوں کو تعلیم کا دلانا دلالوں کے ذریعہ مقدمات کا لینا جرم ہے ویسے ہی ان کی طرف سے ایسی خلاف قانون تقریروں کا عام جلسوں میں ہونا معزز پیشہ کے خلاف فعل تصور ہو کہ جس پر ہائی کورٹوں کے آنریبل جج غور فرماویں اور اگر ان کی رائے ہماری رائے سے متفق ہو تو وہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قانون پیشوں کے موجودہ ایکٹ میں ترمیم کے لئے سفارش کریں۔ ہمارا منشا نہیں کہ کسی قانون پیشہ کا لائسنس محض شبہ کی صورت میں ضبط ہو لیکن یہ ہم ضرور کہینگے کہ جو قانون پیشہ اس دفعہ کے ... کے بعد اس کی خلاف ورزی کرے اس کا لائسنس ضرور ضبط کر لیا جاوے۔ ضبطی لائسنس کے مقدمات کی تحقیقات کے لئے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ایسے مقدمات کی ابتدائی تحقیقات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے اجلاس میں ہو اگر وہ ان کے روبرو ٹرائل نہ چاہیں تو صاحبان ڈویژنل جج یا ہائی کورٹوں میں ان کا ٹرائل ہوتا کہ جس قانون پیشہ پر ایسا الزام لگایا جاوے اسے اپنے ڈیفنس یا شہادت صفائی کے پیش کرنے کا پورا موقع ملے اور اگر جرم ثابت ہو تو اس معزز پیشہ کے ممبروں کی فہرست سے ایسے ممبر کا نام علیحدہ ہو جاوے جو واقعی اس قسم کے خیالات کے اظہار سے تامل نہ کرتا ہو جو فرقوں میں نفاق کے پھیلانے والے ہوں یا سرکار کی بدخواہی پر مبنی ہوں۔

آریہ سماج ایک خطرناک پولیٹیکل گروہ ہے!

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

الحکم کے ایڈیٹر کو جب ملکی معاملات میں رائےزنی کا موقع ملا ہے اور آریہ سماج پریس نے کوئی تحریر شائع کی ہے تو ہمیشہ صراحت کیساتھ بلا خوف تردید لومۃ لائم وہ جرأت کے ساتھ ظاہر کرتا رہا ہے کہ

آریہ سماج ایک پولیٹیکل گروہ ہے

آریہ سماج نے مذہب کو صرف آڑ بنایا تھا ورنہ مذہب کے ساتھ اسے کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی اور نہ ہے بلکہ آریہ سماج کی غرض شوریدہ سر جوشیلے نوجوان پیدا کرنا تھا۔ جو ضرورت کے وقت شور مچا کر ملک میں بدامنی پھیلائیں۔ آریہ سماج کو ایک عرصہ سے سودیشی گورنمنٹ کے خواب آ رہے تھے اور وہ اہل ملک میں گورنمنٹ کی طرف سے نفرت اور بے دلی پھیلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے رہے مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ آریہ سماج کی حرکات سے کبھی ناواقف نہیں رہی ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ شفقت اور رحم سے الحکم کی آواز کی پروا گورنمنٹ نے نہ کی

چشم پوشی ضروری ہے

اس چشم پوشی اور درگذر کی پولیسی کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ جوشیلے نوجوان اپنے خیالات میں اعتدال اور متانت پیدا کرتے اور ... مگر یہ چنگاری سلگتی رہی

ہوئے بدراہ بہانہ بہار

اس جوش کو نکالنے کے لئے مختلف طریق اختیار کئے گئے اور قسم قسم کی بے چینی کو پنجاب میں پھیلا ہی دی۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور واقعات اسکے شاہد ہیں کہ

اس بے چینی کی ذمہ وار آریہ سماج ہے

کیونکہ اس وقت ان معاملات میں جس قدر لیڈنگ پارٹ لینے والے اشخاص ہیں علی العموم

عموماً آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر ہیں

اور آریہ سماج نے کبھی بھی اپنی متفقہ آواز سے ان لوگوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار نہیں کیا جس سے ثابت ہو جاتا کہ ان خیالات میں آریہ سماج ان کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا۔ پچھلے دنوں نظام کی گورنمنٹ میں ایک پولیٹیکل سازش جو آریہ سماج کا اپدیشک کہلاتا ہے ریاست سے نکالا گیا اور ذمہ وار آفیسر نے جو انگریز تھا آریہ سماج کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا جس پر ملک کے اس سرے سے اس سرے تک طوفان بے تمیزی بلند کیا گیا اور بڑے بڑے جلسے کر کے ملامت کے ووٹ پاس ہوئے اور میموریل بھیجے گئے آریہ سماج ڈیفنس فنڈ کھولے گئے۔ ... سال نہیں گذرے جب ڈی اے وی کالج لاہور کے طلبا نے معمولی کھیلوں کے ... انگریزی افسر پر حملہ کر ڈالا ... سے اپنی قابلیت اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ ملک میں ابھی بے چینی پھیلانے کیلئے جسقدر حصہ آریہ سماج نے لیا ہے ... میں کہتا ہوں کہ کوئی دوسری سوسائیٹی اس حیثیت اور سرگرمی کے ساتھ شامل نہیں ہے۔ اسلئے کہ آریہ سماج ہی اکیلی ایک جماعت ہے جو

پولیٹیکل باڈی کہلائے جانے کی مستحق ہے

اور فی الحقیقت وہ پولیٹیکل باڈی ہے۔

قادیان جیسے مقام میں (جہاں بمشکل تین ہزار کی آبادی ہے) ابھی آریہ سماج کے پریمیئر گذشتہ ...

طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا اور نفرت پھیلانا اپنا مقصد سمجھتے رہے ہیں اور سمجھتے ہیں چنانچہ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ میں نے لالہ شرمپت رائے سے

. . . .

. . . .

. . . جو یہاں کی آریہ سماج کا پریذیڈنٹ رہ چکا ہے گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے تعلق خاص طور پر تحریک کی اور انہیں بتایا کہ یہ رویہ جو آپ کے ہم مذہب اختیار کر رہے ہیں وہ نہایت نامناسب ہے۔ جس پر انہوں نے مجھے کہا کہ لکھے اور صاف الفاظ میں کہا کہ

ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں

گورنمنٹ ظلم کر رہی ہے ہم خوشامد کیونکر کریں اس کے بعد انہوں نے معقول جواب دئے اور سمجھایا مگر جو بات عقیدہ کے طور پر دل میں بیٹھ چکی ہو اس کا نکلنا محال معلوم ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی اندرونی طریق سے یہ خیالات پیدا کئے جاتے ہیں۔ کوئی لالہ شرمپت رائے سے پوچھے کہ کیا یہ گورنمنٹ ہی کی مہربانی اور فضل نہیں کہ تمہارا جو لڑکا انٹرنس پاس ہے وہ ریاست گونڈ میں ایک سو روپیہ سے زیادہ کا منیجر کورٹ آف وارڈس ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مذہبی طور پر یہ لوگ گورنمنٹ کے ساتھ عداوت اور نفرت رکھتے ہیں اور اسی کو اپنے مذہب کی غایت سمجھتے ہیں۔

بہر حال

اس موجودہ شورش اور بے چینی نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں لیڈنگ پارٹ لینے والے

آریہ سماجی ہی ہیں

اور اگر گورنمنٹ آئندہ کیلئے اس گروہ سے محتاط رہے گی۔ یہ فساد **آریوں کا فساد** کہلانا چاہئے

[illegible] **لوگوں کا فساد**

تھا یہ آریہ سماجیوں کا فساد کہلائیگا۔ اسوقت تمام سکھ ہندو و مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ متفق ہو کر اپنی **براءت** کریں اور گورنمنٹ پر اپنے طرز عمل سے ظاہر کر دیں کہ ان کی اس فساد میں کسی قسم کی شرکت نہیں بلکہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو اکسایا گیا اور تحریک کی گئی ہے انہیں خود

اس راز کو افشا کر دینا چاہئے

تاکہ گورنمنٹ کو صحیح نتائج پر پہنچنے کیلئے کافی مدد ملے۔ اور بد [illegible] ملک ناحق آٹے کے ساتھ گھن کی مثال کے موافق نہ پیس جاویں۔ یہ سچ ہے کہ جو لوگ ایسی اطلاعیں گورنمنٹ کو دینگے وہ ان شورہ پشت انقلاب پسندوں کے نزدیک

[illegible] (قومی غدار)

کا خطاب پائینگے مگر وہ اس کی ذرا پروا نہ کریں۔ نائب اور اہل ملک کیا تھا اچھی خیر خواہی کا ثبوت دیں۔ کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ تمہنے جو حرکات راولپنڈی میں کی ہیں کیا وہ

کسی مہذب انسان کا کام ہو سکتا ہے

گرجے پھونکنا حکمران قوم کے ممبروں پر اینٹیں اور پتھر پھینکنا اور عورتوں کی توہین کرنا کس تہذیب اور اخلاق کی کتاب میں درج ہے۔ کیا اپنے ابناء ملک کو خطرہ میں ڈالنا یہ انسانیت ہے؟ یا یہ سراسر جہالت اور وحشت ہے جس پہ چاہتے ہو کہ

تمہیں ملکی حکومت دیدی جاوے

تم نے اپنے نفس اور ذات کیلئے کیا کیا؟ جو ہم امید کریں کہ اہل ملک کو فائدہ پہنچاؤ گے۔

با خویشتن چہ کردی کہ با ما کنی نظیری — حقا کہ واجب آمد تو احتراز کردن

میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار کا ایک نمبر مجھے ملا جس میں قابل ایڈیٹر نے لاہور کے جوش و خروش پر ایک آرٹیکل لکھا ہے جس میں اپنے آریہ سماج کی بابت کلچرڈ پارٹی کے متعلق وہی رائے ظاہر کی ہے جو میں نے لکھی ہے اسلئے میں اس نوٹ کو بجنسہ اس مضمون کے آخر میں درج کر دیتا ہوں یہاں ایک امر میں گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پنجاب جسقدر زیادہ تحقیقات کریگی اسے معلوم ہو جائیگا کہ موجودہ شورش اور بے چینی کا صرف

آریہ سماج بانی ہے

اور یہی لوگ اس آگ کو بھڑکانیوالے اور اسپیشل کلاس والے ہیں اسلئے آئندہ کیلئے انکی نقل و حرکت کی پوری نگہداشت کیجاوے [illegible] اور ایسی نگرانی گورنمنٹ اور ملک کیلئے بہت سے مفید نتائج پیدا کرنیوالی ہوگی۔ میں اس پر صراحت سے پھر لکھونگا۔ یہ اشارہ گورنمنٹ کے مدبر حکام کیلئے سردست کافی ہے۔ سماچار کا نوٹ یہ ہے

لاہور میں جوش و خروش

ہم نے اخبار پنجاب سماچار ۸ ماہ حال میں اس جوش و خروش کی بابت لکھا تھا اور نیز یہ بھی جتلایا گیا تھا کہ اب امن ہو گیا ہے اور اب لاہور میں کوئی اندیشہ فساد نہیں رہا۔ اور زیادہ آئندہ ایسا ہونے کی امید ہے۔ اسکے بعد ۸ ماہ حال کو بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میں منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص بلا اجازت ان کے دفتر میں جلسہ نہ کرنے پائے ورنہ قابل مواخذہ ہوگا۔ اور ۹ ماہ حال کی صبح کو پھر دوبارہ شہر میں بذریعہ ڈھول منادی کی گئی کہ کوئی شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان گورنمنٹ کے خلاف جلسہ نہ کرے ورنہ گرفتار کیا جاویگا۔ بعد ازاں دوپہر کو ایک قلمی اشتہار جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے پبلک کی آگاہی کے لئے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر دروازہ شاہ عالمی پر چسپاں کیا گیا۔ اس اشتہار کو پڑھنے کے لئے میلہ لگا ہوا تھا وہ اشتہار یہ ہے:۔

بحکم آر۔ اے منٹ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

نسخ سیاہی سے ترجمہ کیا گیا۔

چونکہ صاحب گورنر جنرل بہادر با اجلاس کونسل نے بمنشاء ریگولیشن نمبر ۳ سال ۱۸۱۸ء لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور اس کو حدود برٹش انڈیا سے باہر بھیجے جانے کا حکم نافذ فرمایا ہے۔ چونکہ ہم کو یہ معلوم کرایا گیا ہے کہ ایک عام جلسہ اس حکم صاحب گورنر جنرل بہادر ہند با اجلاس کونسل پر غور اور نکتہ چینی کی غرض سے منعقد کیا جاویگا۔ اور ایسے جلسہ سے احتمال نقص امن ہے۔ اسلئے ہم حکم دیتے ہیں کہ کوئی ایسا جلسہ آئندہ ۴۸ یوم کے اندر نہ کیا جاوے۔ اور ہم نہایت زور کے ساتھ عوام الناس کو متنبہ کرتے ہیں کہ ہرگز ایسے جلسہ میں شامل نہ ہوں۔ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء کو جاری ہوا۔ — مہر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

اسکے بعد گرفتاری:۔ ۹ مئی دو بجے بعد دوپہر کے صاحب گنگارام انسپکٹر پولیس انارکلی و چودھری رحمت اللہ خان صاحب انسپکٹر پولیس لاہور مع پانچ کنسٹیبلوں کے لالہ لاجپت رائے وکیل کی کوٹھی پر گئے اور انکو وارنٹ دکھلا کر اور گاڑی پر سوار کر کے کچہری پولیس میں لے آئے جہاں مسٹر رینالڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ مسٹر کاکس صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ملزم کے انتظار میں تھے۔ ملزم کو ہمراہ لیکر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی عدالت میں پیش کیا۔ اسوقت عدالت میں صاحب کمشنر بہادر لاہور بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ صاحب کمشنر بہادر نے لالہ لاجپت رائے کو مخاطب ہو کر کہا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے تمکو گرفتار کیا جاتا ہے اور نیز بتایا کہ اس وارنٹ کے ذریعہ تمہیں جلاوطن کیا جاتا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے اپنے ورثاء کے نام چٹھی لکھنے کی درخواست کی جسکی اجازت دیدی گئی۔ پھر مسٹر رینالڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ دیگر چند افسران کے لالہ لاجپت رائے کو موٹر کار گاڑی پر سوار کر کے لے گئے۔ انارکلی اور شہر میں جنگی رسالہ معہ افسران کے گشت کر رہا تھا۔ اسوقت ایک عجیب قسم کا نظارہ نظر آ رہا تھا۔

اسوقت اگر ہم اس امر کو ظاہر کر دیں تو غیر موزوں نہیں بلکہ موزوں ہوگا یعنی سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ نے اس شورش کے برپا ہونے کی نسبت نوٹس لینے میں پہلوتہی کی۔ باوجودیکہ ہم نے ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے متعدد پرچوں میں بعنوان "کلچرڈ اصحاب کی نئی کارروائیاں" لکھتے رہے اگر اس وقت سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ ہمارے مضامین مندرجہ کی طرف توجہ فرماتی تو یہ لجراش واقعہ سر ایبٹسن صاحب بہادر کی گورنمنٹ کے روبرو بھی نمودار نہ ہوتا۔ افسوس کہ لالہ لاجپت رائے کی ملکی حب نے بجائے فائدہ کے ملک کو سخت نقصان پہنچایا۔ اب ہم آپ کے جیسے جانشینوں کو دوستانہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے لیکچروں میں ایسے نازیبا اور درشت الفاظ گورنمنٹ کی نسبت استعمال کرنے سے باز رہیں تاکہ "چو کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" کے مصداق ہو کر مثل لالہ لاجپت رائے کے "آپ تاں ڈبون ہمنان ججمیاں بھی نال لے" اور نیز اپنے ناظرین کی توجہ سعدی شیرازی کے ذیل کے شعر کی طرف دلاتے ہیں جو رعایا کا اعلیٰ اصول ہے جس پر رعایا کا عمل کرنا اس کے لئے آبحیات سے کم مفید نہیں۔

خلاف رائے سلطاں رائے جستن — بخون خویش باید دست شستن

* ہمارے نزدیک لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری پر جو رائے لالہ شرمپت نے ظاہر کی ہے وہ میں آئندہ ظاہر کرونگا۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ اور مقامی حکام کو لوگوں کے خیالات کے معلوم کرنیکا موقع مل سکے۔ کیونکہ میں اس کو ملکی اور قومی خدمت سمجھتا ہوں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چو کوہم با تو گرآئی چہ در قادیاں بنی … بینی نشنوا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ
۱۔ عوام سے ۵ روپیہ
۲۔ خواص و معاونین سے ۱۰ روپیہ
۳۔ ہندوستان سے باہر کے … لوں سے ۱۲
… کے غیر مستطیع … دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً ومصلیاً

الحمد للہ الذی اٰتانا الذکر الحکیم ومن علینا بھدایت الصراط المستقیم والقٰی روحنا مایطمئن بہ روعنا ونصلی صلوٰت علٰی سید المرسلین ونسلم تسلیمات علٰی خاتم النبیین وعلٰی اٰلہ الطاہرین الزاہدین وعلٰی خلفائہ الراشدین المھدیین الٰی یوم الدین

اما بعد طالبان حق اور جویندگان نجات پر واضح ولائح ہو کہ کتاب حقیقۃ الوحی من تصنیف حضرت العزت خاتم الخلفاء المہدیین المسیح الموعود والمہدی المعہود حجۃ اللہ علی العالمین جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب میرزا غلام احمد مصداق انا انزلناہ قریباً من القادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ الرحمٰن ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۲۔ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو مطبع میگزین واقع قادیاں میں بسعی ناظم مطبع طبع ہو کر فیض رساں عالمیان جو طالبان نجات دارین ہیں ہوئی ۔ والحمد للہ اس کتاب میں صدہا وہ آیات بینات الٰہیہ اور نشانات اور معجزات اسلامیہ جمع کئے گئے ہیں جن سے صداقت سلسلہ حقہ احمدیہ کی اور تصدیق دعاوی حضرت اقدس کی اہل انصاف پر کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتی ہے اور پھر یہ نشانات وہ ہیں جو تازہ بتازہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر واقع ہوئی ہیں جنکی شہرت تمام دنیا میں واقع ہو چکی ہے وللہ الحمد ناظرین کی خدمات میں متمنیانہ گذارش ہے کہ اس تیرہ صدی میں کسی مجدد یا ماموری من اللہ کے لئے اسقدر نشانات صداقت کے اور آیات بینات الٰہیہ کے سوائے خاتم النبیین وسید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے جمع

نہیں فرمائی وللہ الحمد اگر کسیکو دعوے ہو تو اپنے دعویٰ کو ثابت کرے یا خود ایسے نشانات بینہ کا مظہر ہے ذٰلک فضل اللہ … علاوہ ازیں نشانات مندرجہ کتاب ہذا کے نمونہ از خروارے ہیں بہ نسبت ان نشانات کے جو حضرت حجۃ اللہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے صادر فرمائے اور وقتاً فوقتاً صادر فرما رہا ہے ۔ علاوہ ان صدہا نشانات کے وحی اور الہام اور مکاشفات کے حقایق اور معارف اس کتاب میں ایسے بیان فرمائے گئے ہیں کہ جن سے ناظرین واقف ہو کر پورے طور پر مابہ الامتیاز درمیان وحی الٰہی اور وساوس نفسانی کے حاصل کر سکیں گے ۔ اور حقیقت وحی الٰہی کی ایسے معلوم ہو جائے گی کہ پھر شیاطین الانس والجن کے فریب اور دھوکہ میں نہیں آویں گے والتوفیق من اللہ تعالیٰ کتاب موصوف قریباً ۶۰۰ صفحہ پر نہایت خوشخط کاغذ عمدہ و تقطیع ۲۰ × ۲۶ ۔ اور نیز اکثر نشانات کو عربی عبارت فصیح و بلیغ میں بھی جمع کیا گیا ہے ۔ جو بطور رسالہ جداگانہ کے بھی طبع کرایا گیا ہے تاکہ عرب اور مصر و بغداد و غیرہا ملکوں میں جنہیں زبان عربی کا محاورہ ہے پہونچایا جاوے اور طالبان علم ادب عربی کو مہارت اور ملکہ راسخہ لسان عرب میں حاصل ہو جاوے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

کتاب چھپکر طیار ہو گئی ہے اور جلدیں ہو رہی ہیں ۔ مجلد ہو کر فروخت ہو گی قیمت فی جلد للعہ ہے جو کہ (قطع نظر اس کے مضامین) بلحاظ اس خرچ کے ہی جو اسکی لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ پر ہو چکا ہے معمولی ہے ۔ درخواست محافظ

کتب خانہ حضرت کے نام ہونی چاہئے بعض غلطی سے دفتر بدر والحکم میں درخواست بھیجدیتے ہیں اور اسی خط میں دفتر بدر والحکم کے متعلق بھی کچھ باتیں لکھدیتے ہیں جس سے تعمیل میں صرف دقت ہوتی ہے بلکہ وہی کارڈ مختلف دفاتر میں بعد تعمیل کے بھیجا جانے کے سبب دیر بھی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات خط ضائع بھی ہو جاتے ہیں اسواسطے تاکید ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے واسطے تمام درخواستیں بنام

جلسہ قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

تقریر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر

پنجاب میں بے چینی کے اسباب اور اس کا تدارک

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آل عمران پ ۳)

اے اللہ آسمان کا مالک تو تو ہی ہے۔ تو جسے چاہتا ہے اسے ملک پر حاکم بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے دخل کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اسے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب خیر ہے اور تو سب باتوں پر قادر ہے۔ یہ ایک دعا ہے جو کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے سکھائی ہے۔ دعا کیا ہے پالٹکس کے متعلق ایک سچے مومن کے دلی خیالات کا نقشہ ہے۔ جب یہ سب منشاء ایزدی کے مطابق ہے تو اسی واسطے اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے ساتھ ہی اطاعت اولی الامر کا حکم بھی لگایا گیا ہے کہ حکام وقت کی اطاعت کرو۔ اسی کی بنا پر معلم اعظم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ تو حاکم وقت کی اطاعت کر اگرچہ وہ ایک سیاہ حبشی ہو اور اگر تجھے اس سے حق تلفی کا اندیشہ ہو تب بھی بغاوت نہ کر [illegible] حکومت کا حق اُسے دے اور اپنا حق خدا سے مانگ۔ یہ [illegible] ہیں۔ جہاں کہیں اس پر عمل کیا گیا ہے وہاں امن و امان پورے طور سے قائم ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے بہت مفصل اور مدلل تقریر فرمائی ہے اس واسطے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاریخ دنیا اس امر پر گواہی دیتی ہے کہ ہر ایک ملک میں مختلف اقوام کی سلطنتیں اپنی قوت اور شوکت کے زمانہ میں ایسی زبردست ہوا کرتی ہیں کہ کسی کو وہم و گمان نہ ہوتا تھا کہ کبھی یہ سلطنت ملک سے اٹھ جائے گی لیکن آخر یہی ثابت ہوا کہ تلک الایام نداولھا بین الناس۔ قدیم ہندوستان میں پہلے وہ لوگ آباد تھے جن کو اصلی باشندے کہا جاتا ہے جن کو آریوں نے مغرب سے آ کر نہایت بے رحمی اور ظلم کے ساتھ ہلاک کیا اور ذلیل کیا۔ خدا نے آریوں کو ان پر مسلط کیا۔ پھر آریوں پر خدا نے افغانوں اور مغلوں کو مسلط کر دیا اور پھر تھوڑے عرصہ کے واسطے پنجاب پر سکھوں کی قوم مسلط رہی اور اس کے بعد خدا کی حکمت کاملہ نے انگریزوں کو اس ملک پر [illegible]۔ آریہ لوگ بھی اصل میں ایران سے آئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آرین کہلاتے ہیں کیونکہ لفظ ایران کے ساتھ ملتا ہے۔ مگر ہندوستان میں آ کر بہت سی لڑائی جھگڑوں کے بعد وہ پرانے باشندوں کے ساتھ مل جل گئے اور ہندو کہلانے لگے۔ جب ان پر مسلمان بادشاہ حاکم ہوئے تو ان سے دانا لوگ حکام وقت کی اطاعت میں داخل ہوئے اور عزت اور آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے اور ایسا ہی انگریزوں کے راج کے ہندوستان میں قائم ہو جانے پر انہوں نے سلطنت کی خیر خواہی اختیار کی اور امن کے ساتھ زندگی گذارنے میں اپنا فائدہ دیکھا اسی پر عمل کیا اور

ہر طرح سے آرام پایا۔ لیکن کوئی تیس سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ ان کے درمیان ایک شخص دیانند نام پیدا ہوا۔ اس نے بظاہر مذہب کے نام پر اور دراصل پولیٹیکل رنگ میں بہت سے ہندوؤں کے خیالات کا رخ ایک ایسی طرف پلٹا کہ اس کے نتیجہ میں آج تمام پنجاب حکومت اور رعایا کے تعلقات کے لحاظ سے خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ بہت آریہ ہم نے سٹوڈنٹ لائف میں اور اس کے بعد پبلک لائف میں دیکھے ہیں اور بہت سے ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں دینی طور پر نیکی اور خدا پرستی کا کوئی میلان ہم نے نہیں پایا بلکہ عموماً سب کو ایک پولیٹیکل جوش کا گرویدہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں کو گالیاں دینا۔ تمام انبیاء کے حق میں سخت کلامی کرنا گورنمنٹ کو برا کہنا۔ یہی ان کا مذہب اور یہی ان کا ایمان اور اسی پر ان کی تمام تقریروں اور تحریروں اور ظاہر اور خفیہ کمیٹیوں کا دار و مدار ہے۔ چند پرانے ہندو جنہوں نے تمیز کے واسطے اپنا نام سناتن رکھا ہے ان میں ادب اور انکسار پایا جاتا ہے اور وہ اپنی حالت میں اچھے ہیں لیکن یہ لوگ جنہوں نے ہندو کے لفظ سے بھی نفرت کی ہے اور اپنا نام آرین رکھا ہے ان کا رویہ ایسا ناپاک ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ان کے لیڈروں کو برٹش قلمرو سے خارج کرنے کی تجویز کی ہے تو بہت ہی عمدہ کیا ہے اور میرے خیال میں خود خارج شدوں کو بھی برا نہیں منانا چاہیے کیونکہ جیسا کہ وہ ہندوستان [illegible] کی طرف منسوب ہو کر ہندو بھی کہلانا نہیں چاہتے تو [illegible] کہلانے سے کیا فائدہ بہتر تو یہ ہے کہ چونکہ وہ آرین کہلاتے ہیں [illegible] ان کو اسی کوہ ہندوکش کے راستہ سے جس سے گذر کر وہ آئے تھے اسی طرح افغانستان میں سے گذرتے ہوئے ان کو ہندوستانیوں کے بڑے خیر خواہ امیر صاحب کی سلطنت کا حال بھی نظر آ جائیگا اور کوئی بھی جب سرحد ایران تک پہنچ گیا تو بس پرامن حکومت کے زیر سایہ رہ کر انہوں نے ناشکری کی ہے اس کی کچھ قدر بھی ان کو باقی ماندہ عمروں میں معلوم ہو جائیگی۔

خیر یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ سوچے کہ ان کو کہاں سے باقی بھیجنا چاہیے یا سرے پانی ہیں۔ ہمارا مطلب اسوقت اس تقریر میں ان اسباب باطنی اور ظاہری کی طرف اشارہ کرنے سے ہے جنہوں نے آریوں کو یہ دن دکھلایا اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ان امور کی طرف توجہ دلانا ہے جن سے ان خرابیوں کا آئندہ کے واسطے انسداد ہو جائے۔ اس فساد کا ایک اصل سبب تو حضرت مولوی نور الدین صاحب نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرما چکے ہیں کہ اسکی اصل جڑ ناشکری ہے۔ دوم جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے آریوں پر اس خرابی کا آنا انکی اس شامت اعمال کی وجہ سے بھی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پاک انبیاء کو سخت توہین کی اور ہر ایک نبی کو جسکا نام قرآن شریف میں یا بائبل میں پایا گندے لفظوں سے یاد کیا۔ اور باوجود اس کے کہ ان کو بہت سمجھایا گیا وہ باز نہ آئے یہاں تک کہ خدا کے اُس فرستادہ نے بھی جو کہ اس زمانہ میں تمام انبیاء کا رنگ پا کر [illegible] ہے ان کو سمجھایا اور نشانات بھی دکھلائے مگر انکی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور وہ جو انبیاء کا جانشین ہے اور اس زمانہ میں ان کا وارث اسکو خدا کی طرف سے تحریک ہوئی اور اس نے بذریعہ وحی الٰہی خبر پاکر انکی نسبت اسی بات کو شائع کیا کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُر یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔

یہ الہام کوئی تیس برس کا ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی آریوں کو کئی ایک نشانات دکھلائے اور اس بدعادت سے باز رہنے کی نصیحت کی گئی تھی چنانچہ دیانند کی جب شرارت بڑھ گئی تو اس کی موت کی نسبت بھی پیشگوئی کی گئی کہ خدا تعالیٰ اس موذی کو جلد تر دنیا سے اٹھا لے گا۔ اور ایسا ہی ہوا اور پھر لیکھرام نے مباہلہ کیا اور وہ بھی بموجب پیشگوئی کے مارا گیا۔ ایسا ہی قریب کے ایام کی بات ہے کہ قادیان کے آریوں سومراج اور اچھر چند کی بدزبانی جو وہ اپنے اخبار میں جو اس مطلب کے لئے نکالا گیا تھا کرتے تھے تو ان کی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی کہ ان کا اب خاتمہ قریب ہے چنانچہ وہ دونو اپریل گذشتہ میں طاعون کے ساتھ فی النار ہوئے ان سب سے بڑھ کر ایک یہ ہے کہ آریوں کی شوخی اور بدزبانی جب حد سے بہت بڑھ گئی تو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر آریوں کی نسبت یہ پیشگوئی شایع فرمائی جو کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۶۶ میں درج ہے اور اس طرح سے ہے کہ "وہ مذہب یعنی آریہ مذہب مردہ ہے اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے" ایسا ہی حضرت اقدس نے اپنی کتاب نسیم دعوت مطبوعہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھا تھا کہ آریہ لوگ [illegible] قوم اور سوسائٹی کے لئے [illegible] باقی ہے [illegible] دلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کریں [illegible]

پھر حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم میں جو کہ اس سال ماہ فروری میں شائع ہوئی پیشگوئی کی تھی [illegible]
رسالہ میں حضرت نے لکھا ہے۔

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے | جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی | ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی | پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ | کس کو کہوں کہ ان میں [illegible] ہے
آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے | کیا جون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری | کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا | کتوں سا کھولنا منہ ختم فنا یہی ہے
لیتے ہیں جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ | آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے | غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے
دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی | پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے
ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو | تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے
پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت | کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی | ان کا تو شغل ہمیشہ صبح و مسا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کی ہرگز | وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا | اُس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے

پھر ایک اور جگہ اسی رسالہ میں حضرت اقدس لکھتے ہیں۔

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا۔ آسماں سے پھر اک نشان دکھلا

وہ نشان یہی ہے جو کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے دکھا رہے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اپنی بدی کو اسقدر بڑھایا کہ آخر کار ملکوں میں گورنمنٹ کے برخلاف شور و غل کا [illegible] کرنے لگا اور ایسا بے آرام کیا کہ ان کو ہندوستان سے باہر نکالکر [illegible]۔ مشہور آریہ اخبار پنجاب سماچار کا طرز تحریر بھی بدل گیا ہے چنانچہ وہ تازہ پرچے میں لکھتا ہے کہ یہ ایجیٹیڈ پارٹی کی زیادتیوں کا نتیجہ ہے۔

الغرض باطنی رنگ میں آریوں کے اصل زوال اور اس روز بد دیکھنے کا سبب یہی ہے کہ ان میں روحانیت نہیں اور خدا کے پاک بندوں کو انہوں نے گندی زبان کے ساتھ یاد کیا۔ لیکن ظاہری رنگ میں ان کی شامت اعمال نے گورنمنٹ کے برخلاف منصوبہ بازی صورت اختیار کی ہے۔ اور اس کی جڑ بھی دراصل دیانند کی تعلیم اور دیانند کالج کی تربیت ہے۔ لاہور میں اور دوسرے شہروں میں شورش کے درمیان حصہ لینے والے بہت آریہ مدارس کے طلبا اور آریہ سماجوں کے ممبر ہیں۔ گو ممکن ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسلمان بھی اُن کے ساتھ شامل ہوا ہو مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد فی ہزار ایک سے زیادہ نہ ہوگی اور وہ بھی شاذ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ پس ہماری رائے میں آئندہ کے لئے اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ کے حکم سے ایسے کالجوں اور مدرسوں کو کچھ عرصہ کے واسطے بند کر دیا جاوے جس کی زیر تربیت تیار ہو کر طلبا ایسے مفسد اور باغی اور شریر بن جاتے ہیں۔ ۔ ۔ دیگر تمام کالج اور مدارس کے واسطے قطعی حکم دیا جاوے کہ کوئی طالب علم جو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہوگا وہ کالج اور مدارس سے خارج کیا جائے گا۔ کیونکہ آئندہ نسلوں کے درست کرنے کے واسطے اس زمانہ کے نوجوانوں کی اصلاح کی طرف توجہ ہونا ضروری ہے۔ اور موجودہ جسقدر لیڈران آریہ میں وہ جتنے ہیں سب کے سب کو گرفتار کر لینا چاہئے۔

چونکہ صاحب پریزیڈنٹ نے سب سے اول اس امر پر مفصل تقریر کر دی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے کیا کیا احسان ہم پر ہیں اور چونکہ اس جگہ زیادہ تر احمدی جماعت کے آدمی جمع ہیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب اور اشتہارات اور عقاید اور اوامر سے آگاہ ہیں۔ اس واسطے مجھے اس امر کے متعلق مجھے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری اور دل سے شکرگذاری کے لئے کس قدر تاکیدی احکام حضرت مرزا صاحب شائع کر چکے ہیں۔ پریزیڈنٹ صاحب کے بعد حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے بھی اپنی تقریر کیا سچ فرمایا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ گورنمنٹ کے متعلق آجتک لکھا ہے اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے۔ حضور کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری میں مشہور ہے چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد صاحب نے پچاس سواروں کی امداد گورنمنٹ کو دی تھی اور اس کے بعد آپ نے اپنی ہر ایک تصنیف میں اور تقریر میں گورنمنٹ کی خیرخواہی اور دلی شکرگذاری کی سخت تاکید اپنی جماعت کو کی ہے اور ہم اپنے دلی یقین سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح فرقہ احمدیہ کے ممبر گورنمنٹ کی وفاداری اور شکرگذاری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں اس طرح ہم امید نہیں کرتے کہ کوئی اور قوم سمجھتی ہو۔ آریوں کے تو جو خیالات ہیں وہ خود آجکل ظاہر ہو ہی رہے ہیں۔ ہندو

کہتے ہیں مگر ابھی کرشن اوتار آنے والا ہے اور کرشن نے آمد اول میں جو جنگ کئے تھے ان سے ظاہر ہے کہ آمد ثانی کے متعلق اُن کے خیالات کیا ہوں گے وہ کیا کریگا۔ مسلمانوں کو بھی کسی خونی مہدی کے آنے کا انتظار لگ رہا ہے۔ مگر ہم احمدیوں کا تو یہ حال ہے کہ ہمارا مسیح آچکا۔ ہمارا مہدی آچکا۔ ہمارا کرشن بھی آچکا۔ اس نے صاف حکم دے دیا ہے کہ اب کوئی مذہبی جہاد نہیں تم امن کے ساتھ خدا کی توحید زمین پر پھیلاؤ اور گورنمنٹ انگریزی کا احسان مانو کہ خدا نے وہ تمہارے ہی واسطے اس جگہ دی ہے تاکہ دُنیا کے متعصب بادشاہوں اور خونخوار امیروں کے ظلم سے تم محفوظ رہو۔

پس میں اس مجلس میں ایک رزولیوشن پیش کرتا ہوں جو اگرچہ کئی ایک پہلو اپنے اندر رکھتا ہے مگر بحیثیت مجموعی ایک ہی مطلب رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

رزولیوشن اول۔ کہ یہ مجمع جو حسب ایماء حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود اس جگہ قائم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو کہ گورنمنٹ کے برخلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں اور ان کے فعل و قول سے بریت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قائم رکھنے کی خاطر ان مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ کیا ہے یا ان کو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بلحاظ اس امر کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈکوارٹر میں قائم ہوا ہے اور ہندوستان بھر میں احمدی جماعت کے ممبروں کے حق میں دعاء خیر کرتا ہے کہ انھوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری بالاتفاق ہر جگہ ایسے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے جیسا کہ ان کے امام کا منشا اور فرمان تھا اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے کہ احمدی جماعت میں ہر جگہ آئندہ بھی انشاء اللہ اس نیکی پر ثابت قدم رہے گی۔

دفتر صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب میں

حقوق اہل اسلام کا خون ناحق

ع۔ پھر دیار کہ رفتیم آسماں پیدا ست

معاملہ ڈاک کے خصوصاً حلقہ امرتسر میں ہندوؤں کے نامساعد مسلمانوں کی جو افسوسناک حالت گذر رہی ہے اسکا قبل ازاں کئی بار ذکر کر چکے اور فریقین کے تناسب ملازمت میں حصہ رسدی تقسیم یا تعدیل نہ ہونے کے جو اندیشناک نتائج حال ہی میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ ان کے وقوع کا امکان ہے ان ہم مضامین متعلقہ میں بقدر ضرورت روشنی ڈال چکے ہیں آج ہم وہی یا قریباً ویسی ہی کیفیت صوبہ ہذا کے سررشتہ تعلیم میں پاکر حکام ذوی الاختیار کو اسپر توجہ دلاتے ہیں فی الحال ہم صرف اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ (صیغہ عزل و نصب) پبلک نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سکولوں کے ٹیچنگ سٹاف میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی کے ایسے ہی شواہد مل سکیں۔ لیکن بغیر مزید تحقیق و اطلاع کے جو واقعات اور شمار و اعداد کی بنا پر نہ ہو ہم محض اس امکانی قیاس وظن پر اصرار کرنا حق پسندی و دیانتداری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ سررشتہ تعلیم کی شاخ تدریس اور صیغہ عزل و نصب کا باہم ایک گہرا تعلق ہے۔ کم عدم تناسب یا بے انصافی سے جو حالت دوسرے صیغہ میں ہوتی ہے اسی کا عکس اول الذکر صیغہ میں صاف صاف نمایاں ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمارا یہ آرٹیکل عام طور پر صیغہ کی شاخ تعلیم سے ہی متعلق سمجھا جا سکتا ہے گو سر دست ہمارا مقصد بالذات یہی ہے کہ زیادہ تر اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے موجودہ نقائص کو افسران بالادست کے نوٹس میں لاکر انکی اصلاح پر توجہ دلائیں۔ — — — — — — تاکہ شاخ تعلیم کی اندرونی بے انصافیوں کا اس کے زیر اثر ایک حد تک خود بخود سدباب ہو سکے۔

سررشتہ تعلیم پنجاب کی اسٹیبلشمنٹ برانچ نے یہ عام وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہانتک کسی گریڈ میں ہندوؤں کو ترقی مل سکتی ہے خواہ وہ کیسے ہی نالائق ہوں اور اُن کے بالمقابل مسلمان کیسے ہی قابل و حقدار موجود ہوں کسی نہ کسی بہانہ سے انہی (ہندوؤں ہی) کو ترقی دیجاتی ہے اور جب کسی غریب مسلمان کی باری آتی ہے۔ تو ہندوؤں کو جو ترقی کے گریڈ میں بھی نہ ہوں نیچے سے بلطایف الحیل اٹھا کر انکی جگہ دیدی جاتی ہے اسطرح مسلمان نہ صرف موجودہ ترقی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ انکی آئندہ امید و نیز بھی پانی پھر جاتا ہے اور اُن ہی ماتحت آہستہ آہستہ اُن کے افسر بنجاتے ہیں۔ یہ حال اُن مسلمانوں کا ہے جو بظاہر طور اور مسلمہ طور پر لائق و تجربہ کار سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے خلاف کسی قسم کی شکایات ابتک سننے میں نہیں آئیں۔ پھر اُن بدنصیب مسلمانوں کا حال تو ظاہر ہے کہ اس سے بھی کہیں بدتر اور ناگفتہ بہ ہوگا جنکی کارگذاری یا کیریکٹر پر کسی ہندو مہربان کی نظر عنایت یا فی الواقع اپنی ہی شامت اعمال سے کبھی کوئی حرف آچکا ہو اور سنا جاتا ہے کہ یہ کیفیت گورنمنٹ سکولوں ہی میں نہیں بلکہ محکمہ کے تمام ہی افسروں ماتحتوں پر صادق آتی ہے۔

عام افواہ ہے کہ صیغہ عزل و نصب کے کلرک دیرینہ تجربہ سے یہاں تک دلیر ہوگئے ہیں کہ منظور و جاری شدہ احکام کے کاغذات میں بھی من مانی ترمیم و تصرف کر گذرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی مظلوم و قابل رحم مسلمان کی فریاد پر اس کے فائدہ یا حق رسی کے لئے صاحب ڈائرکٹر بہادر کوئی سلپ لکھکر یا درخواست دفتر میں بھیجدیں تو وہ بھی یا تو چاک کر دیجاتی ہے یا وقت پر پیش نہیں کیجاتی اور اسامی پُر ہو جانے پر اسے داخل دفتر کر دیا۔ یا معرض التوا میں ڈالدیا جاتا ہے اگر کوئی مسلمان ذرا دلیر اور منچلا ہوا اور پھر صاحب بہادر ممدوح تک پہنچکر فریادی ہوا تو اُسکی شامت آجاتی ہے اور وہ ان حضرات کی متعصبانہ انتقام کشی کا نشانہ بنجاتا ہے کیونکہ ایسے امور کا اپنے جاسوس ہندو چپڑاسیوں کی معرفت انہیں روزمرہ پتہ لگتا رہتا ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے اوپر مختصراً عرض کیا شاید قومی تعصب یا مبالغہ پر محمول کیا جائیگا لہٰذا ہم ذیل میں چند نفس الامری واقعات بھی اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ہدیہ ناظرین کئے دیتے ہیں:۔

صیغہ زیر بحث کے دفتر بھر میں اسوقت ایک ہی ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان ہے اور شاید اسکو بھی خبر نہ تھی کہ سبکدوش فی الحال جسٹر لرکھی ایک ہندو صاحب ہی یعنی لالہ شیولال صاحب بی۔ اے۔ انسپکٹر مدارس حلقہ ملتان مقرر کئے گئے۔ جو محکمہ ہذا کے مشہور ہندو افسروں میں سے ہیں۔ اُن کے آنے پر خیال ہوا تھا کہ شاید آپ کچھ خوف خدا کریں اور ایسے ذمہ دار منصب پر ممتاز ہو کر اپنے ہندو بھائیوں کو ظلم و ناانصافی کے شیوہ سے باز رکھیں۔ مگر تا حال تو بدستور مسلمانوں کی حق تلفیاں ہو رہی ہیں۔ آگے دیکھا چاہئے کیا کچھ ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ جہاں لالہ پربھدیال لالہ دیناناتھ اور لالہ انند بہان (سابق ہیڈ کلرک حلقہ ملتان و شاگرد رشید جناب لالہ شیولال صاحب موصوف) جیسے تجربہ کار قوی دل اور مشہور قوم پرست

ایک ہی صیغہ میں جہاں ہندو زیادہ ہوں وہاں کبھی مسلمانوں کا بھلا ہونیکی کیونکر توقع ہو سکتی ہے۔ سررشتہ تعلیم کی بدنظمی کے اجرا پر چند مستحق اور سپید و مسلمانوں کی تقرری جو مختلف گورنمنٹ سکولوں میں ہوا تو ہندو صاحبان نے جس شور و شر سے اس کا ذکر افسوسناک سے مسلمانوں کو اس بدنظمی و نسبت سے گویا مایوس بندی تھی کہ اب شاید ہماری غریب قوم کے بھی کچھ دن پھریں۔ مگر جن لوگوں کو اصل حالات کا پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ نے مسلمانوں کو اس فائدہ سے محروم رکھنے کے لئے کیسی کیسی چالیں چلیں۔ کم تنخواہ والے مدرسین یا ایسے مسلمانوں کو جو اپنے گھروں پر معقول تنخواہیں پا رہے تھے دور دور کے مدارس میں اتنے ہی یا اس سے بھی کم تنخواہ پر پھینک دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو وہ نئی اسامی پر جانے سے انکاری ہوئے یا باعث زیادتی اخراجات وہاں جا کر مصیبت بھگت رہے ہیں یا پنشن لینے یا ملازمت چھوڑنے کے کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ علاوہ ازیں ایک ہی گریڈ کے امیدواروں کو جو مسلمان تھے ہندوؤں سے کم درجہ کی اسامیاں ملیں اور وطن سے دور ہندو انسپکٹروں کی ماتحتی میں رکھا گیا۔ جہاں انہیں باوجود محنتی و کارگذار ہونے کے ہمیشہ نقصان کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آہستہ آہستہ وہ تمام ہندو جو دلہاوے کے لئے اپنے گھروں سے تبدیل کئے گئے تھے سکیم نکلنے پر اپنے گھروں میں یا ان کے قریب والے مدارس میں واپس بلا لئے گئے اور دوہری دوہری ترقیاں پا رہے ہیں۔

اجراء سکیم کے وقت نو مسلمان تو ہند و تین سکھ، چھ یوروپین ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے تھے۔ اور مسلمانوں نے اسے غنیمت سمجھا تھا کہ آخر کچھ تو انکی بھی حق رسی ہوئی۔ لیکن انہیں یہ سنکر آئندہ کے لئے جو اطلاع معلوم ہو جائیگا کہ ان نو میں سے بھی ایک ہیڈ ماسٹری مسلمان سے چھین کر ہندو کو مل گئی ہے وہ صاحب لالہ رام چند ایم۔ اے سابق اسسٹنٹ پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور ہیں۔ جنکو نارمل سکول کی سکیم میں سو روپیہ سے ایک سو ساٹھ پر دہلی میں مقرر کیا گیا تھا جس میں خود ہندوؤں کی ہی جیخ پکار پر آپ غیر مستحق ٹھہر کر اسی سو روپیہ مشاہرہ پر اپنے وطن دہلی میں تبدیل کئے گئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد اب پھر ۱۶۰ روپیہ کے ہیڈ ماسٹر ہو گئے ہیں۔ اور وہ بھی حصار میں جہاں کے مسلمان ہیڈ ماسٹر کو دھکیل کر رہتک لگا دیا گیا ہے رہتک کی ہیڈ ماسٹری بھی ایک مسلمان کو نارمل سکول میں تبدیل کر دینے سے خالی ہوئی تھی حالانکہ محکمہ میں لالہ صاحب سے سینیئر (۱۰۰)۔ (۱۴۰)۔ اور (۱۶۰) کی گریڈ کے لائق و تجربہ کار مسلمان ملازم موجود تھے۔ اور انہیں بہر وجوہ اس ترقی و ہیڈ ماسٹری کے پانے کا استحقاق حاصل تھا۔

خیر لالہ صاحب کا یہ ذکر خیر تو گویا ایک جملہ معترضہ تھا۔ اب ہم پھر صیغہ زیر بحث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بہت سے مسلمان گریجوایٹ دفتر کے کام سے واقف محکمہ کے ڈپیارٹمنٹل امتحان سے آگاہ و کارآزمودہ خود محکمہ میں اور دیگر دفاتر میں موجود ہیں۔ مولوی تاج الدین کی پوسٹ کے لئے اشتہار دیا گیا تھا کہ مسلمان کو ترجیح دیجائیگی اور باوجودیکہ مسلمانوں کی درخواستیں بھی گذریں جو ایسے دفاتر میں بھی ہیڈ اسسٹنٹ تھے۔ لیکن پھر بھی ہیڈ اسسٹنٹی لالہ شیوناتھ نام ایک سابق ہندو ڈیلی کیمپ کلرک کو ملگئی۔ اور اب عملہ کی توسیع پر ایک نئی ہیڈ اسسٹنٹی بھی ایک اور ہندو ہی کیمپ کلرک کو ملی جس کا نام دینا ناتھ ہے اور مسلمان منہ تکتے رہ گئے۔ واضح ہو کہ کیمپ کلرک عموماً شائق عزل و نصب کا سیکنڈ کلرک ہوتا ہے۔

باوجود ان صریح حق تلفیوں کے اگر کوئی مسلمان حرف شکایت لب پر لائے تو ہندو بھائیوں سے نالائق و ناشکرگذار کا خطاب پاتا ہے۔ حالانکہ ہندو نہ صرف اپنا حق لے رہے ہیں بلکہ غریب اور بے بس مسلمانوں کے حقوق بھی غصب کر کے کبھی شکرگذار نہیں ہوتے۔

جیسا کہ ہم بارہا بر بنا ئے واقعات لکھ چکے ہیں۔ دیگر محکمہ جات سرکاری میں بھی گو مسلمانوں کے حقوق اسیطرح پامال ہو رہے ہیں۔ لیکن سررشتہ تعلیم میں جو تعلیم یافتوں کے پیدا ہونیکا سرچشمہ ہے یہ اندھیر اور اتلاف حقوق فی الواقعہ نہایت افسوسناک اور قابل شکایت ہے کیونکہ جبتک اس صیغہ کے انتظامی اہلکاروں اور نیز معلموں میں مسلمانوں کو بھی متناسب حصہ ملازمت نہ دیا گیا آئندہ قومی حقوق و فوائد متعلقہ تعلیم کبھی محفوظ نہیں رہ سکتے اور بغیر اس حفاظت کے انکی فلاح و بہبود اور بیداری و شایستگی ضرور ہے کہ معرض خطر و ضرر میں رہے۔

آخر اس ناگوار و نامبارک صورت حال کا چارہ کار اور موجودہ خرابیوں نا انصافیوں اور حق تلفیوں کا انسداد و بہی کسیطرح ہو سکتا ہے؟ ہماری رائے میں ضرور ہو سکتا ہے اور وہ کچھ دشوار بھی نہیں اگر عالیجناب ڈبلیو بل صاحب بہادر بالقابہ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب اور نیز ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر صوبہ لہذا خاص طور پر اپنی توجہات اس طرف مبذول فرمائیں جنکے حضور ہم بادب التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی ایک وفادار رعایا کی حق رسی فرما کر جلد تر اسے شکرگذاری کا موقع دیں۔

مندرجہ بالا شکایات کے رفع کرنے کا آسان طریق یہ ہو سکتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ میں نصف تعداد مسلمان کلرکوں کی ہو اور ضمن ایک ہیڈ اسسٹنٹ یا سیکنڈ کلرک ضرور مسلمان ہو۔ صاحب ڈائرکٹر بہادر کی قابلیت، بیدار مغزی اور مستعدی میں کچھ کلام نہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ آپ ہر قسم کے کاغذات درخواستیں اور یادداشتیں اپنے دماغ یا پاکٹ میں نہیں رکھ سکتے اسلئے جبتک ایسے وسایل انکے دفتر میں مہیا نہ ہوں جن سے ان کاغذات میں تصرف یا خورد برد کی کارروائی عمل میں نہ آنے پائے تب تک موجودہ مظالم اور حق تلفیوں کا سد باب غیر ممکن ہوگا۔

اب اگر علمی قابلیت یا معیار کو ہم کے موجودہ عملہ دفتر پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ سوائے ایک آدھ کے باقی تمام ہندو اہلکار باوجودیکہ ستعد لایق بے نظیر اور کارگذار ہونگے دفتر کی کلرکی میں کہاں کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ صرف مڈل یا انٹرنس پاس ہیں۔ حالانکہ اسی دفتر میں کئی مسلمان گریجوایٹ و انڈر گریجوایٹ موجود ہیں اور محکمہ کے افسران معائنہ و ہیڈ ماسٹر وغیرہ بھی اس لیاقت کے موجود ہیں جنکو دفتر کے کام کے لئے نالائق نہیں کہہ سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں ایک قوم کا جم غفیر موجود ہو وہاں دوسری قوم کا ایک آدمی خواہ کیسا ہی قابل و کارگذار ہو نالائق بنایا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی دفتر زیر بحث میں تعدیل تناسب کی ازبس ضرورت ہے۔

اگر دفتر میں مسلمانوں کو جگہ دینے کا معاملہ اس عذر پر نظر انداز کر دیا جائے کہ اس وقت کوئی اسامی خالی نہیں ہے تو یہ بھی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو دفتر سے نکالکر شاخ تعلیم میں منتقل کرتے وقت ایسی کوئی رکاوٹ مانع نہیں آتی۔ چنانچہ دفتر صاحب ڈائرکٹر بہادر کے ایک کلرک مسمی عبدالرحمن کو ہندو صاحبان نے اسی غرض سے لائلپور کی سکول ماسٹری پر بھیج دیا تھا۔ اور حال ہی میں ایک ہیڈ کلرک حلقہ دہلی کی سکول ماسٹری پر بھیجدیا گیا ہے کیا اسی طرح موجودہ عملہ میں سے چند ہندوؤں کو سکولوں میں بھیجکر انکی جگہ لائق مسلمان نہیں رکھے جا سکتے؟ جو سکولوں یا دیگر دفاتر سرکاری میں بآسانی مل سکتے ہیں۔ کیا لالہ ہرداس ایم اے نے باوجود ایم میں التوا او حج ڈالنے کے شکیب لیا ہے کہ اپنے وطن ہی میں رہکر ترقی پاتے جائیں؟ کیا کوئی مسلمان افسر معائنہ یا ہیڈ ماسٹر ان کی جگہ کام چلانے کے لائق نہیں مل سکتا۔ حالانکہ انکی اسامی بھی دراصل اسسٹنٹ انسپکٹری کی ہے نہ کہ دفتر کی کلرکی کی۔ کیا دورہ اور کثرت کار کی مصیبتیں سب مسلمانوں ہی کے حصہ میں آگئی ہیں اور کیا لالہ پرمیدیال لالہ اندربھان سوائے اسٹیبلشمنٹ برانچ کے اور کسی برانچ میں کام نہیں کر سکتے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ صاحب ڈائرکٹر بہادر ضروری اس نہایت اہم معاملہ پر جلتقہ توجہ خاص مبذول فرمائیں گے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود ان طریقت ظاہری صلح پسندی اور ہمدردی کے غریب و بے بس [illegible] و شکرگذار مسلمان ماتحتوں کو [illegible]

تعلیم اور پالٹکس

(گورنمنٹ ہند کا ایک ضروری حکم)

حسب ذیل خط سر ہربرٹ ازلی ہوم سکرٹری نے صوبوں کی گورنمنٹوں کے نام جاری کیا ہے۔

مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ تعلیم اعلےٰ کو اس ملک میں اُن خطرات سے جو اُستادوں اور لڑکوں کی پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہونے اور پولٹیکل ایجیٹیشن کے کھلم کھلا چلانے اور اسکو ترقی دینے سے پیدا ہونیکا احتمال ہے کن اصول اور طریق عمل سے بچایا جا سکتا ہے۔ پولٹیکل جھمیلوں میں شریک ہونیکا میلان حال ہی کا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا آجتک خاص تجاویز اختیار کرنے سے اسیوجہ سے احتراز کرتی رہی ہے کہ والدین، اُستاد، اور زیادہ سمجھدار طلبار اس امر سے آگاہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت اور قانون کے خلاف چلنے سے آخیر میں تعلیم کی ترقی کو نقصان پہنچیگا۔ طلبار کی مالی فلاح کو اس سے ضرر اٹھانا پڑیگا اور ہندوستانیوں کی روایتی خانگی زندگی تہ و بالا ہو جائے گی گورنر جنرل باجلاس کو کوئی شک نہیں ہے کہ سمجھدار ہندوستانی والدین کی ایک بڑی تعداد کو خواہ اُن کے پولٹیکل خیالات کیسے ہوں سخت اندیشہ لاحق ہو گیا ہوگا۔ کہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں طلبا اور استادوں کو شریک ہونے کی اجازت دینے سے اُن کی تربیت و تہذیب میں نقص واقع ہوگا۔ انکی توجہ دوسری طرف مائل ہونے کی وجہ سے اسکولوں اور کالجوں کی حیثیت میں فرق ہوگا۔ اور تعلیم کی تحصیل میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

دو تجاویز

یہ مسئلہ تمام صیغہ اعلےٰ تعلیم پر حاوی ہے۔ مگر اصول اور کارروائی جو کرنی پڑے گی وہ مختلف اسکولوں اور کالجوں کے طلبار اور پروفیسروں اور اُستادوں کے طرز عمل کے مطابق اختیار کرنی پڑے گی۔ ہائی اسکولوں کے لڑکوں کا انتظام بآسانی ہو سکتا ہے۔ لڑکوں کی اصل بہبودی کا خیال کر کے یہ بالکل نامناسب ہے کہ وہ پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں۔ یا کسی قسم کے ایجیٹیشن کے متعلق کام کریں۔ اگر طلبار [illegible] تاہم بھی یا اُستاد اور اسکول کے منتظم انکی ہمت افزائی کریں اور اُن کو جلسوں میں جانے کی اجازت دیں تو مناسب تنبیہ کے بعد قصوروار اسکول کے ساتھ حسب ذیل دو طریقوں سے سلوک کرنا چاہیئے۔

(۱) لوکل گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ایسے اسکولوں کو امداد دینا بند کرے اگر ایسا کرنیکا اس کو حق حاصل ہو اور عام امتحان میں ایسے قصوروار اسکولوں کے طلبار سے وظایف کے واسطے مقابلہ کرنے کی رعایت چھین لے اور وظیفہ خوار طلبار ان سکولوں میں داخل ہونے سے باز رکھے۔

(ب) یونیورسٹی کو چاہیئے کہ ایسے اسکولوں کو خارج کردے اُن کی طلبار کو امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہ دے۔

قاعدہ اول پر لوکل گورنمنٹ اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کر سکتی ہے اور یونیورسٹی سے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس سے کام نہ نکلے اور سخت سزا کی ضرورت ہو اور الحاق یونیورسٹی کی دھمکی دینے کی حاجت ہو تو تمام واقعات کی اطلاع یونیورسٹی کو دینی چاہیئے۔ اسے یہ حق حاصل ہے کہ ایسے معاملہ میں باضابطہ سزا دے اور اسکولوں کو خارج کردے۔ اس معاملہ میں گورنمنٹ ہند کے طریق خط و کتابت پر عمل رکھنا چاہیئے۔ یعنے جس اسکول کو یونیورسٹی سے خارج کرنا منظور ہو تو اسکی بابت کلکتہ یونیورسٹی کے ایکٹ کی معرفت رجسٹرار سے خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

آزادی بطور اعتدالی

ملحقہ کالجوں کے طلبار کا معاملہ بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ کالجوں کے طلبار لڑکے نہیں ہوتے بلکہ انڈر گریجوایٹ سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں سے ایک خاص بی۔ اے کلاس کے طلبار کی ہوتی ہے۔ جو وسیع تر آزادی فعل کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ انکی نسبت صرف گورنمنٹ ہند کوئی عام قاعدہ مقرر کرنا نہیں چاہتی۔ اگر کالجوں کے طلبار پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں تو ایسے کالجوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ تربیت و تہذیب کی جو مقدار ایک طفل مکتب کے واسطے لازمی ہے وہ کالج کے طالبعلم کے لئے غیر ضروری ہے۔ لیکن گورنمنٹ خیال کرتی ہے کہ کالج تعلیم کے واسطے مخصوص ہیں وہاں کسی قسم کے پولٹیکل اصول اشاعت کرنا نامناسب ہے۔ اگر کسی ملحقہ کالج کے طلبار کسی پولٹیکل جلسہ میں جا کر ایسی حرکات کے مرتکب ہوں جن سے ان کے کالج پر حرف آئے یا وہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں ایسے ڈھنگ سے مصروف ہو جائیں جس سے مقامی تعلیم کے کام میں رخنہ واقع ہو۔ یا وہ کھلم کھلا زیادتیوں پر اتر آئیں۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ انکی طرز عمل کی زیادہ دیر برداشت نہیں کریگی۔ بلکہ وہ تعلیم کی فلاح کے لحاظ سے ایسے کالج کو یونیورسٹی سے کچھ عرصہ کے واسطے خارج کرانے کی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔ ایسی حالت میں یہ مناسب ہوگا کہ پہلے کالج کے پرنسپل کو اطلاع دیجاوے گی۔ اور یہ جناب ڈائرکٹر صیغہ تعلیم ہوگی۔ اگر اسکی پرواہ نہ کیگئی۔ تو لوکل گورنمنٹ تمام واقعات کی رپورٹ [illegible] معرفت یونیورسٹی ایکٹ کی سنڈیکیٹ کے پاس بھیجدے گی۔

اُستادوں کا قصور

اب یہ سوال ہے کہ اگر اسکولوں کے اُستاد اور کالجوں کے پروفیسر پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہوئے ہوں تو اُن کو کس حد تک روکا جا سکتا ہے۔ گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ انگریزی ہائی اسکولوں کے اُستادوں پر وہی قیود نہیں لگائے جا سکتے جو اُن کے شاگردوں پر عاید ہو سکتے ہیں۔ گورنر جنرل باجلاس کا یہ ارادہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کو پولٹیکل ایجیٹیشن کے مرکز بننے سے باز رکھا جائے۔ مگر وہ اُستادوں کی شخصی آزادی کو مسدود کرنا بھی نہیں چاہتے۔ اسکول ماسٹر کو اپنی رائے قائم کرنیکا اسیقدر حق ہے جسقدر اوروں کو حاصل ہے۔ مگر وہ خاص ذمہ داریوں کے مطیع ہے۔ اور یہ ہر ایک متمدن ملک میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ انہی ذمہ داریوں کے عاید ہو جانے سے اسکی شخصی اظہار رائے کی حد مقرر ہو جاتی ہے اگر کوئی اُستاد ایسے خیالات ظاہر کرے۔ جس سے اس کے شاگردوں کی معمولی نشو و نما میں نقص پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اور ان کے کام اثر پذیر دلوں پر ایسے اصول کا اثر ڈالے جس سے حکام کی عزت میں تخفیف ہو جائے اور ان کے استفادہ بحیثیت شہری میں کوئی رخنہ پیدا ہو۔ اور ان کی ایام طالب علمی کی بعد کی زندگی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے اُستاد کی طرز عمل اس کے خاص فرض کی منافی سمجھنی چاہیئے۔ اس کا باقاعدہ نوٹس لینا چاہیئے۔ اس کارروائی کی اور بھی سخت ضرورت ہوگی۔ اگر وہ لڑکوں کو ذاتی طور پر پولٹیکل جلسہ میں لیجائے۔ یا دانستہ ان کو اپنے پولٹیکل خیالات کی تعلیم دینے میں حوصلہ افزائی کرے۔

یونیورسٹی کا فرض

یہ اصول کالجوں اور پروفیسروں پر بھی حاوی ہے۔ مگر اسیقدر سختی اور وسعت کے ساتھ

قادیان میں ایمپائر ڈے

۲۴ مئی ۱۹۱۰ء کو قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے صحن میں بصدارت حضرت حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب ایمپائر ڈے منایا گیا۔ سامنے مدرسہ کا سکول موٹو لگا ہوا تھا۔

لایل اینڈ ٹرو

طلباء مدرسہ کے علاوہ احمدی جماعت کے قریباً سب افراد جو قادیان میں رہتے ہیں موجود تھے۔ اور بعض اور لوگ بھی تھے۔

سب سے اول مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علموں نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید پڑھا۔ پھر ماسٹر مامون خان صاحب ڈرل ماسٹر نے اور دو طالب علموں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف نظم ممانعت جہاد کا مثنوی خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی پرزور سپیچ تھی جس میں شیخ صاحب نے نہایت قابلیت اور فصاحت اور سلاست کے ساتھ گورنمنٹ کی ضرورت اور اس کی وفاداری اور اطاعت کا سبق طلباء اور دوسرے لوگوں کو دیا۔ انھوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے برکات اور احسانات کا نہایت اختصار کے ساتھ مگر جامع طور پر ذکر کیا۔

ان کے بعد جناب ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ کی تقریر تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً واقف ہونگے تاہم اتنا کہنا بے محل نہیں کہ ڈاکٹر صاحب لاہور کے ایک مشہور و معروف خاندان خلیفہ صاحبان کے ایک درخشندہ رکن ہیں آپکے خاندان کو خصوصیت کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ مخلصانہ تعلقات رہے ہیں اور آپ کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کے ماتحت مختلف صیغوں میں ممتاز اور برقرار ہے اور ہندوستان کے باہر بندر عباس تک آپ ملازمت کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی وفاداری کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اب آپ چھ ماہ کی رخصت بیماری کی وجہ سے لیکر آئے ہیں اور تبدیل آب و ہوا کے لئے انڈیا سے باہر جانے والے ہیں۔

آگرہ سے رخصت ہونے وقت آپ کو جو ایڈریس دیا گیا ہے وہ اور ڈاکٹر صاحب کا جواب میں مناسب ریمارکس کے ساتھ اگلی اشاعت میں درج کریں گے انشاء اللہ جس سے معلوم ہوگا کہ آپ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے لئے کیسا نمونہ اخلاق اور شفقت کا پیش آتے ہیں۔ بہرحال آپ نے کھڑے ہو کر قرآن کی ایک آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کو پڑھ کر اپنی تقریر شروع کی اور پوری قابلیت کے ساتھ قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ وقت کی اطاعت کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کے اثنا میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کیا اور وہ یہ تھا کہ جب آزادی اور حریت کے حدود سے نکل جاتی ہے اور انسان اس طرح پر اخلاق فاضلہ کو ترک کر دیتا ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور اور مرسل کو بھیجکر اصلاح قوم کرتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور فساد کا کامل درجہ تھا اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں سچی حریت پیدا کی اور قبول حق کے لئے جرأت دلائی وہاں آپ نے ہدایت بھی پیش کی۔ یہاں تک کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً کی صدا آگئی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین صدیوں تک حالت اسی طرح کی رہی مگر اس کے بعد جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حالت بگڑنی شروع ہوئی یہاں تک کہ دس ہزار سال کے اندر حالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور روحانی اور جسمانی فساد شروع ہو گیا۔ یا خدا انسان درندے اور وحشی ہو گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے پھر اصلاح عالم کی طرف توجہ فرمائی۔ اور وہ کام جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا فرمایا تھا اب خدا تعالیٰ نے اس کو دو وجودوں میں تقسیم کر دیا۔

قیام امن اور حریت اور ذرائع اشاعت ہدایت کا کام گورنمنٹ انگلشیہ کے وجود سے لیا اور ہدایت

کے پیش کرنے کا کام حضرت مسیح موعود سے لیا۔ جس طرح ہدایت اشاعت حق کے لئے آزادی ہے۔ امن اور وسایل حاصل ہیں اس کی نظیر دوسری گورنمنٹ اور مملکت میں نہیں ملتی۔

پس جیسے حضرت مسیح موعود کی پیش کردہ ہدایت کو ماننا فرض ہے ایسے ہی اگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی نہ دکھائیں تو خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فضل کا

کفران کرنے والے ٹھیریں گے

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم وفاداری کا کامل نمونہ دکھائیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا یہ خلاصہ اور مفہوم ہے جسکو میں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔

ان کے بعد حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب کی نظم برکات عہد ہدایت مہد پڑھی۔ جس میں جہاں حضرت مسیح موعود کے وجود پر خدا کا شکر کیا گیا تھا وہاں برکات سلطنت کو پورے طور پر ذہن نشین کیا گیا تھا۔ پھر مولوی عبیداللہ صاحب بسمل (جو فارسی زبان کے زبردست ماہر ہیں) نے فارسی زبان میں ایک مثنوی اور نظم پڑھی۔

اس کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے مناسب موقع ایک لکھی ہوئی تقریر سنائی۔ جس میں بڑی قابلیت کیساتھ مشنری خطرے سے آگاہ کیا گیا تھا یہ تقریر الگ شائع ہوگی۔ مفتی صاحب کے بعد ایڈیٹر الحکم نے مناسب موقع ایک تقریر کی۔ جس میں طلباء کو بتایا گیا کہ سکول لائف کی کیا غرض اور غایت ہونی چاہئے انھیں پولیٹکل جھگڑوں اور جلسوں میں شریک ہونا سخت مضر اور نقصان رسان ہے۔ پھر ابو سعید عرب صاحب نے اپنی طلاقت لسانی کے جوہر دکھائے۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے بچوں کو مفید اور مناسب موقع نصائح کیں اور انہیں اپنا اعتبار اور وثوق ظاہر کیا کہ وہ اپنے سکول کو وفاداری اور اطاعت گورنمنٹ کے پہلو سے ہمیشہ نیک نام رکھینگے۔ اور سب سے آخر حضرت حکیم الامتہ نے بہ حیثیت میر مجلس اپنی آخری تقریر میں سورۃ فاتحہ کی لطیف تفسیر کے ضمن میں خدا و وقت کی اطاعت اور وفاداری کا درس دیا۔ اور ان تقریروں پر جو ہو چکی تھیں ریویو فرمایا۔ (یہ تقریر آیندہ شائع ہوگی)

بعد دعا جلسہ برخاست ہوا اور لڑکوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اعلان

(۱) خریداران کو بارہا توجہ دلائی گئی ہے کہ جن کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے۔ وہ اپنا حساب بیباق کر کے ممنون فرماویں۔

(۲) اس سے پیشتر بھی لکھا گیا ہے کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ لیکن تا حال کوئی پورے طور پر توجہ نہیں کی جاتی۔ آیندہ احتیاط سے کام لیں۔ نمبر خریداری درج کیا کریں۔

منیجر

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ شورش

موجودہ بے چینی اور شورش میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو کوشش اسکے فرو کرنے میں کی ہے وہ کسی صلہ یا اجر کی امید پر نہیں اور نہ یہ خواہش ہے بلکہ اسکو اپنا مذہبی فرض سمجھ کر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ مختلف مقامات پر جو کارروائی ہماری جماعت کی طرف سے اس موقع پر ہوئی ہے اسکو تاریخی جزو بنانے کیلئے ایک جگہ جمع کر دوں دہلی کی انجمن احمدیہ کے سکرٹری نے مندرجہ ذیل اعلان دہلی کے مسلمانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے شائع کیا ہے - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنمنٹ انگریزی اور دہلی کے مسلمان

لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ

زمین پر بغاوت مت پھیلاؤ - اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا

آجکل بعض اضلاع پنجاب میں ایک شورش برخلاف گورنمنٹ عالیہ کے چند جاہل ہندوؤں اور ایک آدھ نام کے مسلمانوں کی طرف سے ہو رہی ہے اسی کا اثر تھوڑا سا دہلی کے بازاروں میں بھی پایا جاتا ہے مگر شکر ہے کہ بہرا اور رزدہ مسلمان اور دوراندیش ہندو صاحبان ان فتنوں سے بالکل الگ ہیں البتہ بعض ناواقف مسلمان دوکانداروں میں سے جو کمیٹی دہلی کے برخلاف کچھ شکایات رکھتے ہیں ایسے شورانگیز جلسوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی خیرخواہی گورنمنٹ و حکام وقت نہیں بلکہ سادہ لوحی سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے ایسے ناعاقبت اندیش جاہل لکچرار (جیسے ایک ناتجربہ کار خودغرض اسلام سے محض بےخبر سید حیدر رضا ہیں) ہماری شکایات کو حکام کے نوٹس میں لاکر ہم کو ہمیشہ کے تشدد سے نجات دلا دینگے۔ اُسکے سوا اُن کا اور کوئی خیال نہیں ہے اسی لئے میں ان بھولے بھالے مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس غلط خیال کو دل سے نکال ڈالیں - اور ہرگز ایسے خودغرض مدعیان اصلاح کے ساتھ شامل نہ ہوں جو اپنی اغراض نفسانی کے تابع ہو کر اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور ساتھ ہی تمکو بھی ہلاکت میں ڈالینگے - ایک منٹ کے لئے بھی اُن کو اپنا خیرخواہ نہ سمجھو - ایسے مُنہ زور لیکچراروں سے سوائے نقصان دارین کے کسی بہبودی کی امید مت رکھو - یہ لیکچرار جو آتش فشاں تقریریں اور باغیانہ تحریریں شائع کرتے ہیں اس سے یہی نہیں کہ وہ ملک اور قوم یا اپنے شہر کے دشمن ہیں بلکہ اس حماقت سے وہ اپنی جان و مال اور آبرو کے بھی دشمن ہیں - اس وقت تو ان کو چند جاہل نالائقوں کی واہ واہ و شاباش نے اندھا بہرہ کر رکھا ہے اس لئے نہ کسی کی نصیحت کارگر ہوتی ہے نہ خود اُن کی عقل بجا ہی ہے جس سے کہ وہ اپنا انجام سوچ سکیں - صرف بیجا طور سے مُنہ پھاڑ پھاڑ کر گورنمنٹ عالیہ کی بدگوئی اور حکام وقت کی ازالہ حیثیت کرنے اور ہائے ہندوستان اور وائے ہندوستان کہنے سے وہ گورنمنٹ کی سچی جاں نثار وفادار رعایا پر کوئی بداثر نہیں ڈال سکتے - سوائے اسکے کہ خود نامراد و ناکام رہکر اسکا بدانجام دیکھ لینگے - جیسا کہ اُن کے پیشوا لاجپت رائے اور اجیت سنگھ نے دیکھا - اور جیسا کہ لکھپت رائے - امولک رام - گھیلو اور جانکی ناتھ و خزان سنگھ اور گوردھن ہیرسٹروں کا راولپنڈی میں ہوا عبرت حاصل کرنے کے لئے اسی قدر نمونہ کافی ہے - اس سے سبق لیکر ابھی وقت ہے کہ مسٹر حیدر رضا اور اُس کے ہمخیال سوچ لیں کہ جو اپنی طاقت و لسانیت کو گورنمنٹ عالیہ کے خلاف استعمال کرنے سے مسترد

رہنے کی کوشش کریں - اور جس امید پر حیدر رضا نے اس ناقابل برداشت بوجھ کو اپنی نھنی سی جان پر اُٹھانا چاہا ہے یعنے آریوں کے وظیفہ پر جو تعلیم حاصل کرنے کو ولایت جانیوالے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امید اور یہ سکالرشپ اُنھیں بجائے ولایت کے سفر کے مزید مشکلات میں پھنسنے کا باعث ہو کر کہیں اور کی سیر کرائے - اور جس آفتاب کو آنجناب نے اہل ہند کی روشنی کے لئے نکالا ہے چونکہ اُس کی شعاعیں بہت تیز اور گرمی وار ہونے کے علاوہ جن جن پر اُن کا پرتو پڑیگا اُن کو جلا کر سیاہ کر دینگے اس لئے اُس آفتاب سے اول تو اہل دہلی کو معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے اور اگر نہیں تو اُس کا سٹیم درست کریں ورنہ صبح و شام میں اُس کا کسوف ہونے والا ہے جس سے کہ ہندوستان یا دہلی میں تو نہیں مگر آپ کے دولتخانہ میں ضرور اندھیرا ہو جائیگا - فافہم وتدبر ولا تکن من الجاہلین -

ایسے حضرات اہل اسلام خیرخواہ ہو سکتے ہیں ایسی تحریکیں ملک کو موجب بربادی ہیں نہ کہ آبادی - اور ایسے مدعیان اصلاح مفسد اور بھیڑیئے ہیں نہ مصلح اور خیرخواہ - ہمارے رسول اکرم صلعم نے بذریعہ الہام و وحی الٰہی ہمکو بتلا دیا ہے اس کے مطابق ان کو پرکھو تو معلوم ہو جائیگا یہ کون ہیں - خداتعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں - وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ - یعنی جب اُن (حیدر رضا جیسوں) سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں - خبردار اے اہل دہلی یہی (حیدر رضا جیسے) لوگ مفسد ہیں لیکن سمجھتے نہیں اس آیت میں ایسے سرکشوں کو جو بنام نہاد اصلاح کے ملک میں فساد کراتے ہیں اصل مفسد کہا گیا ہے بس از روئے حکم قرآن سچے مسلمان کا کام نہیں کہ اُن کو مصلح اور خیرخواہ بتا کر اپنی دین و دنیا برباد کرلے - دوسری جگہ قرآن مجید نے حکام وقت کی اطاعت فرض کر دی ہے جیسا کہ فرمایا - اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ " یعنے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور حکومت والوں کی فرمانبرداری - تیسری جگہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو بغاوت سے منع کیا چنانچہ فرمایا ہے " وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ " یعنی منع کرتا ہے اللہ بیحیائی اور نامعقول کام اور بغاوت سے - چوتھی جگہ خداوند تعالیٰ نے بغاوت کو حرام کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا " قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ " یعنے کہدو کہ میرے رب نے تمام بےحیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور ہر ایک قسم کی بدی اور ناحق کی بغاوت حرام کر دی ہے - بس ایسی صاف اور پاک تعلیم کے ہوتے ہوئے جو شخص اسکے خلاف کرتا ہے اور پھر اپنے آپ کو مسلمان یا تابع قرآن بتلاتا ہے وہ کاذب ہے اور دشمن خدا و رسول اسکو اسلام سے کچھ تعلق نہیں ۱ مئی سنہ ۱۹۰۷ء کو جو حرکت نامعقول حیدر رضا نے کی وہ سب نے دیکھی ہے اور اُس نالایق حرکت سے ہر ایک عقلمند کو سخت رنج ہوا اس لئے کہ جناب والاشان مسٹر ہمفرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دہلی جیسا نیک مزاج رحمدل بردبار رعایا پرور حاکم ہماری ہمدردی کے واسطے ٹاؤن ہال میں شریک جلسہ ہوا اور اراکین ضلع اور رؤساء شہر کے گروہ کے ہمرکاب اور صاحب ممدوح ہر طرح سے اپنے ضلع کی رعایا کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کے لئے آمادہ ہوں -

اُن کی موجودگی میں عین موقعہ جلسہ پر ایک گمنام ونشان شوریدہ سر دریدہ دہن لیکچرار بالمقابل کھڑا ہو کر ذرا کائیں کائیں کرنے لگے اور تم سب اُس کی طرف ایسے بھاگ جاؤ جیسے کسی اپنے پیشوا یا بزرگ مذہبی کی طرف بھاگتے ہیں۔ اور با اعتبار حکام کی کچھ پرواہ اور وقعت نہ کرو۔ افسوس ہے تمہاری اس سمجھ پر۔ اور شرم آتی ہے اُن نادان مسلمانوں کے اس فعل پر جو حیوانوں کی طرح بھاگ کر ایک مفسد شخص کے جھنڈے کے نیچے جا پڑے۔ تمہاری خوش قسمتی سے اگر آج جناب سید ... خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس جیسا تجربہ کار افسر اور حاکم ضلع جیسا نیک ڈپٹی کمشنر نہ ہوتا جو بوجہ اپنی بیدار مغزی اور تحمل و بردباری کے درگذر کر گیا اور یہ درگذر کرنا اس لئے نہیں تھا کہ صاحب ممدوح کچھ مرعوب ہو گئے ہوں بلکہ محض از راہ ترحم خسروانہ اہل شہر پر رحم کر کے اس شورش پر چشم پوشی فرما گئے ورنہ تم کو اس حرکت ناشائستہ کا مزا اسی روز اس ظالم فتنہ انگیز لیکچرار کی بدولت چکھنا پڑتا۔ اگر تم میں کچھ بھی غیرت اسلام باقی ہے تو سمجھو کہ تمہاری ایسی حرکات تعلیم اسلام سے کس قدر برخلاف ہیں۔ اب اس کا چارہ کار اس کے سوا کچھ نہیں کہ بذریعہ اشتہارات اور عرضداشتوں کے تم اپنی ان خطاؤں کی معافی حکام عالی سے چاہو۔ اور نہایت زور کے ساتھ سچے دل سے اپنی وفاداری اور خیرخواہی سرکار عالیہ کا عملی ثبوت دو۔ اے اہل دہلی ذرا سوچو تو۔ جبکہ یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی ہمدردی کر رہی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور جو ہماری جان و مال و آبرو کی حفاظت کے لئے ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتی ہے اور ہر طرح امن کے ساتھ جس کے زیر سایہ ہم اس ملک میں بود و باش کر کے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جس نے ہم کو سکھوں کے ظلم و ستم سے مخلصی دے کر ہر ایک قسم کی آزادی عطا فرمائی ہے اور جو ہماری مذہبی معابد کی عزت کرتی اور ہمارے فرائض مذہبی میں کوئی دست اندازی نہیں کرتی اور جس کے بے انتہا احسانات کا بوجھ ہماری گردنوں پر ہے۔ اُس کے ان احسانات کا بدلہ سوائے وفاداری اور احسان کے کچھ اور بھی ہونا چاہیئے؟ کیا یہی اُس کے احسان عام کا بدلہ ہے کہ ہم اُس کے دشمنوں کے جو بدامنی پھیلانے والے اور جہالت سے بھرا ہوا خیال لیکر بغاوت آمیز باتیں کرتے ہیں دوست بنیں اور اُن کے ساتھ ہو لیں؟ ہرگز نہیں ... اور تاریخ شاہد ہے وہ اپنی ایمانی قوت سے جان لگا کر گورنمنٹ محسنہ کی نسبت بدنیتی کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان ... حرکت اور حکم قرآن کی مخالفت ہے۔ اور ایسا شخص مسلمان نہیں بلکہ ازلی کم۔ مفسد ہے۔ میں اُس خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایسی محسن اور رحم دل

گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور دلی شکر گزاری

کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہم سے ہمارا خدا ہمارا رسول اور ہمارے حکام اور ہماری گورنمنٹ بھی خوش ہو۔ آج وقت ہے مسلمانان دہلی کے لئے کہ اپنی سچی وفاداری کا عملی ثبوت دیں۔ نہ کہ زبانی منافقوں کی طرح وفادار بنیں۔ لعنتی ہے وہ دل جس کے دل میں گورنمنٹ کی طرف سے ذرا بھی کدورت ہے۔ لیکن بظاہر وہ گورنمنٹ کی خیرخواہی کا دم بھرتا ہے۔ ایسے دل خدا کو پیارے نہیں۔ اور مبارک ہیں وہ دل جو نہایت صداقت کے ساتھ دل و جان سے صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے نہ کسی اور سفارتی یا نفسانی اغراض سے مخلصانہ۔ نہ کہ منافقانہ و خوشامدانہ اس گورنمنٹ کے سچے خیرخواہ ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہمکو یہ سچی تعلیم جو عین مطابق قرآن مجید کے ہے اُس روز سے حاصل ہوئی جبکہ سے ہم نے **حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس نے اس تعلیم خیرخواہی گورنمنٹ اور اجتناب از بغاوت کو اپنے شرائط بیعت میں داخل کر کے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم تا حیات خود گورنمنٹ عالیہ کے سچے وفادار اور جان نثار رہیں سو الحمدللہ کہ ہمارے رگ و ریشہ میں گورنمنٹ کی خیرخواہی بھری ہوئی ہے۔ دوسرے لوگ ہمکو خواہ کچھ ہی سمجھیں۔ پس اہل اسلام دہلی کو چاہیئے کہ اپنی خیرخواہی اور وفاداری کا زبانی نہیں عملی ثبوت گورنمنٹ و حکام وقت کو دکھلائیں اور بذریعہ اشتہارات اور جلسوں کے ایسے شرانگیز مفسدانہ جلسوں اور بدزبان لیکچراروں سے اپنی بیزاری اور علیحدگی ظاہر کر کے خدا اور رسول کو خوش کریں اور حکام وقت کی ناراضگی و بدگمانی دور کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام۔ فقط

المشتہر

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن

احمدیہ دہلی۔ سرائے بیرم خان۔ پرانی منڈی بھوجل کی۔

بخدمت جمیع احباب جنکے بچے بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام میں رہتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام اس بات کے شاکی ہیں کہ بورڈروں کے والدین یا اُن کے ولی باوجود بار بار لکھنے یاددہانی کے پیشگی خرچ بورڈران کا نہیں بھیجتے جس سے انتظام میں سخت نقص واقع ہوتا ہے۔ اس شکایت پر صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے عرض کروں کہ درحقیقت یہ امر بہت ہی تکالیف کا موجب ہو رہا ہے اس وقت خدا کے فضل سے بورڈنگ ہوس میں سوا سو کے قریب بورڈرز ہیں اور ہزار روپیہ کے قریب ان کا خرچ ہے۔ اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ اس قدر کثیر خرچ کا انتظام بجز پیشگی وصولی کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک پانچ دس آدمیوں کے کنبہ کا انتظام بدون موجودگی روپیہ نہیں ہو سکتا۔ تو سوا سو آدمی کی جماعت کثیر کا کیونکر انتظام ہو سکتا ہے۔ ایسی ایسی مشکلات کے لئے ہی بعض مدرسوں میں دو ماہ خرچ پیشگی جمع کرا لیا جاتا ہے مگر ہم ضرورت سے زیادہ آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے یہ التماس کرتا ہوں کہ نہ صرف بقایا گذشتہ ارسال فرما کر مشکور فرماویں بلکہ اگلے مہینہ کا خرچ پیشگی بھی پہلے ارسال فرماویں اور آئندہ ہر ماہ کا خرچ پیشگی ۷ تاریخ تک سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے پاس پہنچ جانا چاہیئے۔ آپ صاحبان کی تھوڑی تھوڑی تکلیف کے اٹھانے سے انجمن بہت تکلیف سے بچ جائے گی۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہونی چاہیئے۔ نہ براقم کے نام۔

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ

سیّد الطایفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ہندوستان کے مشہور اہل قلم مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے حال میں لکھکر شائع کی ہے اور اس طرح پر انھوں نے اسلام کے مذہبی لٹریچر میں نہایت مفید اضافہ کیا ہے۔

شرر صاحب نے مشاہیر اسلام کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے اول انھوں نے مندرجہ عنوان بزرگ کے حالات زندگی کو جمع کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ اور میں اسے بہت مفید اور موثر پاتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرہ اولیا کے اکثر حوالے اپنی تقریروں اور نصائح میں دیا کرتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم لوگ ویسے ہی خصایل اور عادات اختیار کریں۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جس قسم کی کتابیں کوئی شخص پڑھیگا اندر ہی اندر اُن کا اثر انسانی اخلاق اور قویٰ پر ہوتا ہے۔ پس سوانح عمریاں تو بجائے خود ایک مفید شے ہیں ان میں سے بھی مشاہیر اسلام اور مشایخ عظام کے حالات زندگی فی الحقیقت قابل قدر شے ہیں جو ہر نوجوان کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ میں اس سلسلہ کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور شرر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اُردو زبان میں ایسا ذخیرہ جمع کرنے کی سعی کی ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ اس سلسلہ کو مکمل کر سکیں۔ حضرت جنید کی سوانح عمری کی قیمت ایک روپیہ ہے دلگداز پریس لکھنؤ سے درخواست کرنی پڑے گی۔

مندرجہ ذیل کتابیں بھی ریمارک کے لئے آئی ہوئی ہیں۔

(۱) میراث المسلمین قیمت ۱ر اور فضایل قل ہو اللہ قیمت ۱ر یہ رسالے اپنے مضمون کو اپنے نام سے ظاہر کرتے ہیں شمس المطابع لکھنؤ وکٹوریہ گنج سے ملینگے۔

(۲) روحانی گلدستہ حصہ اول قیمت ۱ر۔ مخزن الاخلاق قیمت ۲ر پرکال تنت یعنے مرنے کے بعد کا حال قیمت ۱ر یہ سماج لاہور نے شائع کئے ہیں۔ اور وہیں سے ملینگے۔

۳۔ کل جگی نیوگ۔ مسئلہ نیوگ کی حقیقت پر مولوی ... لودہانوی نے لکھا ہے اور عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے آریوں کو خوب غور سے پڑھنا چاہیے قاسمی پریس لدہانہ سے ... ملیگا۔

۴۔ قاعدہ عربی المعروف قاعدہ قاسمی قاضی غلام محی الدین الحکم ہاتھی دروازہ بٹالہ نے چھپوا کر شائع کیا ہے قیمت ۱ر

نغمہ سرائی عندلیب گلشن نبوت سید بشیر الدین محمود احمد

یوں الگ بیٹھ کے ویراں میں جو چھوڑا ہم کو
نہیں معلوم کہ کیا قوم نے سمجھا ہم کو

کل تلک تو یہ نہ چھوڑیگا کہیں ہم کو
آج ہی سے یہ جو لگا ہے غم فرقت ہم کو

ہے خدا کی کرم پہ ہی بھروسا ہم کو
نہ عبادت کا نہ ہے زہد کا دعویٰ ہم کو

ورنہ الفت میں مزا آتا ہے ایسا ہم کو
کہ شفایابی کی خواہش نہیں اصلا ہم کو

تجھ پہ رحمت ہو خدا کی کہ مسیحا تو نے
رشتۂ وحدت و الفت میں ہے باندھا ہم کو

اپنا چہرہ کہیں کھلائے وہ ربّ العزت
مدتوں سے ہے یہی دل میں تمنا ہم کو

گالیاں دشمن دیں ہم کو جو دیتے ہیں تو دیں
کام لیں صبر سے ہی ہے یہی زیبا ہم کو

کچھ نہیں فکر لگائی ہے خدا سے جب لو
گو سمجھتا ہے برا اپنا پرایا ہم کو

ایک ذرہ کی بھی حاجت ہو تو مانگو تجھ سے
ہے ہمیشہ سے یہ اس یار کا ایما ہم کو

زخم دل زخم جگر جتنے ہیں کھل کھل کر کیوں
حالت قوم پہ آتا ہے جو رونا ہم کو

کہیں مومی کی طرح حشر میں بیتاب نہ ہوں
تنگ رہنے لگی اسی دنیا میں یہ ڈر کا ہم کو

ایک دم کے لئے بھی یاد سے اترے کیوں تو
کہاں معشوق ملے گا کوئی تجھ سا ہم کو

تجھ پہ ہم کیوں نہ مریں اے مرے پیارے کہ ہے تو
دولت و آبرو و جان سے پیارا ہم کو

یاد دی کیا ہے تو انسی کی نہ عادت ہو جس کی
سخت لگتا ہے برا کبر کا پتلا ہم کو

دشمن دیں ہیں درندوں سے بھی بڑھ کر خونخوار
چھوڑیو مت مرے مولا کبھی تنہا ہم کو

دیکھ کر حالت دیں خون ہوئے ہیں دل بھی
مر ہی جائیں جو نہ تیرا ہو سہارا ہم کو

دل میں آ کے تیری یاد نے اے پیارے خدا
بارہا پہروں تلک خوں رلایا ہم کو

جب کہ توحید پہ ہے زور دیا ہمنے آج
اپنے بیگانے نے ہے چھوڑا اکیلا ہم کو

حق کو کڑوا ہی بتاتے چلے آئے ہیں لوگ
یہ نئی بات ہے لگتا ہے وہ میٹھا ہم کو

جوش الفت میں یہ لکھی ہے غزل اے محمود
کچھ ستائش کی تمنا نہیں اصلا ہم کو

ڈائری

۱۱ مئی سنہ ۱۹۰۷ء۔ ظہر فرمایا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بادل چڑھا ہے میں ڈرا ہوں مگر کسی نے کہا کہ تمہارے لئے مبارک ہے۔ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ عذاب کو بادل کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے یہ لوگ نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں کرتے یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے فعل کو عبث نہیں جانے دیگا جو اس کے فعل کو عملی رنگ میں عبث قرار دیتے ہیں وہ ضرور پکڑے جاویں گے۔

موسےٰ کے زمانہ کی طرح ایک نشان سے بڑھکر دوسرا نشان دکھایا جاتا ہے مگر ان کی فرعونیت فرعون سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی تدبیروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر دیکھو کیسی اُلٹی منہ پر پڑتی ہے۔ رلسے ظاہر کی کہ طاعون اب روبہ کمی ہے اس کا کیا امر لگا ہے مگر دیکھو کہ اس سال تمام پچھلے سالوں سے بڑھکر مری پڑی اور آیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی بڑھکر پڑے گی۔

بعض نو مبایعوں کی درخواستوں کا تذکرہ تھا جو ضلالت کے ظلمات سے نکلکر ہدایت کے نور میں آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کسی کی غرض دین ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سب سامان مہیا کر دیتا ہے بیکار لوگ جو کسی کام کے نہ ہوں صرف کھانے پینے اور روپیہ جمع کرنے کے فکر میں ہوں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ بعد میں تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

ناداں دہریہ لاہور کا دہریہ اپنے اخبار جیون تت میں مختلف حوادث سماوی اور طاعون سے بعض جگہ آدمیوں کے تلف ہونے پر خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت پر اعتراض کرتا ہے اور نادان کو اتنا خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ کسی بدمعاش کو جیل خانہ بھیجتی ہے یا کسی مجرم کو پھانسی کا حکم دیتی ہے تو کیا کبھی کسی دانا نے گورنمنٹ کو ظالم یا بے رحم قرار دیا ہے۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا خود رحم ہے کیا نادان دہریہ کے نزدیک جیل کے دارغے اور سیشن کورٹ کے جج سب ظالم اور سفاک ہیں اور یہ محکمات سب بند کر دینے چاہئیں۔

جلسوں کی ممانعت کا سرکلر

حسب ذیل سرکلر گورنمنٹ آف انڈیا کی ہدایت سے شملہ سے ۱۱ مئی کو شائع ہوا
چونکہ اب ضرورت لاحق ہوگئی ہے جس سے پنجاب مشرقی بنگال اور
آسام میں عام جلسوں کے انعقاد کی روک تھام لازمی ہوگئی ہے۔
انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء دفعہ نمبر ۲۳ کی رو سے گورنر جنرل نے
حسب ذیل ہدایات نافذ کی ہیں:-

قاعدہ نمبر ا سنہ ۱۹۰۷ء

اوّل (۱) اس ضابطہ کو جلسوں کے قواعد کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔

(۲) یہ ضابطہ مشرقی بنگال۔ آسام اور پنجاب پر حاوی ہوگا لیکن اس کا اثر اسی رقبہ تک پہنچے گا جس کا اعلان صوبہ کا لفٹننٹ گورنر لوکل گزٹ میں کریگا۔

(۳) قاعدہ نمبر ۲ کی رو سے جو اعلانات نافذ ہوں گے ان میں لفٹننٹ گورنر کے حکم سے وقتاً فوقتاً ترمیم ہوا کرے گی یا انہیں کمی بیشی ہو جایا کرے گی۔ تنسیخ ہوگی۔

(۴) کوئی عام جلسہ جو کہ پولیٹیکل معاملات پر بحث کرنے کی اعلانات کرکے۔ منعقد نہ ہو سکے گا۔ جبتک کہ سات روز پیشتر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس یا مجسٹریٹ کی اجازت حاصل نہ کر لی جاوے علاوہ جس میں انعقاد جلسہ کی غرض۔ مقام اور وقت نہ بتلا دیا ہو۔

(۵) ... کوئی افسر جو پولیس تھانہ کے انچارج افسر سے ادنیٰ نہ ہوگا تحریری حکم سے ایک دو پولیس کے آدمی یا اور اشخاص جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ لکھنے کو بھیجے گا۔

سوم۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی اعلان کردہ علاقہ میں تحریری حکم سے جس کا جلدا علان کیا جاسکے گا ایسے پبلک جلسہ کی ممانعت کریگا جو ایسا ہو جس سے مفسدانہ خیالات یا جذبات یا امن عامہ میں خلل اندازی ہونے کا اغلب ہو۔

چہارم۔ (۱) جو شخص مناسب اطلاع اس قسم کا جلسہ جس کی بابت دفعہ نمبر ۴ ہدایت کی گئی ہے منعقد کرے گا اسے ہر دو قسم کی سزا جسکی میعاد چھ ماہ ہو سکتی ہے دیجاسکتی ہے۔ یا قید اور جرمانہ دونوں قسم کی سزا

(۲) ہر ایک جلسہ جو کہ دفعہ نمبر ۳ کے مطابق ہدایت کی گئی ہے ناجائز قرار دیا جائیگا۔ جس پر تعزیرات ہند کی فصل ۸ اور ضابطہ فوجداری کی فصل ۹ عائد ہو سکتی ہے۔

منٹو
وائسرائے و گورنر جنرل
(ایچ۔ ایچ۔ ارلی سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا)

ضرورت

مجھے ایک عربی یا فارسی کاتب (خوشنویس) کی ضرورت ہے۔ ... روپیہ ماہوار اور خوراک و ... ذیل پتہ پر نام موسوی ... مقام و ڈاکخانہ ... تحصیل گوجرانوالہ ... شائع ...

کیا احمدی جماعت توجہ کریگی

ہم نے بڑی کوشش اور محنت سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا جس میں ارادہ تھا کہ علاوہ دیگر مضامین کے حضرت صاحب کے وہ کلمات طیبات جو آپ گھر میں فرماتے ہیں جنمیں سینکڑوں موتی پوشیدہ ہیں جنکی قدر ایک باخدا جوہری کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ درج کئے جاتے ہیں اور ناظرین کے فائدہ کے لئے حضرت مسیح موعود کے خطوط جو وقتاً فوقتاً آپ نے مختلف خدام کو لکھے ہیں انہیں شائع کئے جاتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اپنے گاؤں اور شہروں میں کوئی قابل مشورہ دینے والا نہیں رکھتے وہ ان خطوط کی معرفت اپنے نبی اور رسول سے مشورہ لیں کیونکہ یہ خطوط بعض تو چند اعتراضات اور استفسارات کے جواب میں ہیں۔ اور بعض میں چند احباب کے تکلیف کے وقتوں کی بابت مشورہ دیا گیا ہے۔ پس ہر ایک شخص انسے فائدہ اٹھا سکتا ہے پھر ہم نے اس رسالہ میں فقرات جو حضرت صاحب نے عربی سیکھنے کے لئے بنائے تھے درج کئے ہیں۔ اور یہ سب ایسی صورت میں تھے کہ آخر میں ایک کتاب بن سکے اور اس رسالہ کے دیگر مضمون بھی خدا کے فضل سے ایسے عمدہ ہیں کہ علاوہ دوستوں کے دشمنوں نے بھی انکی معقولیت کی داد دی ہے چنانچہ نیر اعظم مراد آباد اس کی تعریف میں لکھتا ہے کہ بلا مبالغہ اسلامی رسالوں میں سے ریویو آف ریلیجنز کے بعد اسی کو شمار کرنا چاہیئے۔ اس کے اجراء سے اسلام کو بہت مدد ملے گی۔ اور بمبئی سے ایک صاحب مصطفٰے آفندی جو احمدی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے لکھتے ہیں کہ آپ کا پرچہ پہنچا اور ابھی میں پڑھنے نہ پایا تھا کہ ایک صاحب وکن سے تشریف لائے تھے انہوں نے اسکو دیکھا اور اسقدر پسند کیا کہ فوراً لیکر چلے گئے۔ اور خود حضرت صاحب نے جنکی ہر بات ماننا احمدی جماعت پر فرض ہے۔ اس رسالہ کو بہت پسند کیا۔ تو پھر باوجود اس بات کے احمدی جماعت کیوں اس رسالہ کے خریدنے میں اسقدر سستی دکھلا رہی ہے کیا کوئی احمدی ہے جس کو اپنے امام کے کلمات اور خطوط پڑھنے کا شوق نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے تو اس کے لئے بہت خطرہ کا مقام ہے اور اسکو چاہیئے کہ جلدی اپنے اندر اصلاح کرے۔

اے میرے پیارے دوستو اسوقت اسلام کی جو حالت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں اندرونی اور بیرونی حملوں سے وہ بالکل مردہ ہو رہا ہے ایک مخفی فرقہ کیلئے جسپر ساری دنیا کی نظر ہے اور خود خدا تعالیٰ نے بھی اپنے منشاء کے پورا کرنے کے لئے اسی کو چنا ہے۔ تو کیسے افسوس کی بات ہوگی کہ باوجود امام کے موجود ہونے کے تم لوگ اسقدر سستی دکھلاؤ میں مانتا ہوں کہ تم لوگوں نے تمام دنیا سے بڑھکر کوشش کی ہے مگر وہ نمونہ جو صحابہ نے دکھایا تھا ابھی تم نے دکھایا ہے وہ لوگ وہ تھے جنہوں نے خود فاقہ کئے مگر اسلام کی مدد کے لئے اپنے مال خرچ کئے اور انکی کوئی چیز نہ تھی جو اسلام کی مدد کے لئے وقف نہ ہو پس حیف ہے کہ باوجود اس کے کہ تم میں نبی کریم کا جانشین موجود ہے جو ان کے نام پر دین کی مدد کر رہا ہے۔ تم لوگ صحابہ کا نمونہ دکھلانے سے قاصر ہو تم میں سے ایسے لوگ ہیں جو ہر طرح سے کوشش اور سعی کرتے ہیں اور دن رات ان کو فکر لگا رہتا ہے کہ کسی طرح دین کی ترقی ہو۔ مگر بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے صحابہ کا نمونہ دکھایا ہو پس ہمت کرو اور دلیری سے کام لو تا خدا تمہارا مددگار ہو۔ تمام دنیا کے شہر رسالے اخبارات اور رسالہ جات کے مقابل پر تمہارے سلسلہ سے صرف ریویو تشحیذ الاذہان۔ بدر۔ الحکم شائع ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ اشاعت حق کا فرض جو تمہاری گردن پر ہے۔ ان رسالوں اور اخبارات ...

ادا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اُن کی ہی اشاعت کثرت سے نہیں تو وہ کیونکر مخالفین کے اعتراضات کا بد اثر دنیا کے سر سے دور کر سکتے ہیں

دوستو۔ وقت ہے اُٹھو۔ اور دین کے پھیلانے میں مدد کرو۔ سب سے کم مدد جو تم نے کی ہے رسالہ تشحیذ الاذہان کے پھیلانے میں کی ہے۔ اور یہ محض خدا کا فضل ہے کہ وہ اب تک جاری ہے ورنہ اس تمہاری روش سے تو خطرہ تھا کہ وہ کبھی کا بند ہو جاتا۔ خدا کے لئے اب ہی سوچو اور سمجھو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کلمات اور خطبات حضرت صاحب سے جو آپ لوگوں تک اس رسالہ کی معرفت پہنچتے ہیں بند ہو جائیں اور وہ لوگ جو ہماری تکلیف پر خوش ہونے والے ہیں بغلیں بجائیں۔ کہ ایک رسالہ تو کم ہوا۔ مگر نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے وہ کبھی ایسا ہونے نہ دے گا کہ وقت ہے کہ تم مدد کرو۔ خود خریدار بنو۔ اوروں کو تحریک کرو اور اعانت دو۔ تا کہ خدا تم سے خوش ہو۔ یاد رکھو کہ اس رسالہ کے اجراء میں کسی مالی فائدہ کا خیال نہیں کیا گیا بلکہ خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ارادہ ہے کہ جو کچھ نفع ہو وہ دین کی خدمت پر لگایا جاوے تا کہ احمدی جماعت خدا کے روبرو محض اس کے فضل سے سرخرو ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔ ہم نے سنا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ لڑکوں کا کھیل ہے۔ مگر اپنے لوگوں کا یا تو [illegible] ہے کہ دوست تو [illegible] دشمن بھی قائل ہیں کہ یہ رسالہ کچھ کام کر رہا ہے۔ اور یہ ہم فخر کے لئے نہیں کہتے۔ بلکہ لئن شکرتم لازیدنکم کے حکم پر عمل کر کے خدا کا شکر کرتے ہیں اور حضرت صاحب بھی تو اسے پسند کرتے ہیں۔

افسوس ایسی بات کہنے والے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ جب ہم خود کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اوروں کو کیوں روکیں۔ ....

.... اے وہ لوگو جنہوں نے خدا کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لیا ہے۔ ہماری طرف نظر کرو تم ایک دفعہ رسالہ منگوا کر دیکھو پھر [illegible] نہیں اور چونکہ یہ رسالہ تو جوانوں کی طرف سے نکلتا ہے۔ تو کس قدر افسوس ہے کہ دوسرے نوجوان اپنے بھائیوں کا ہاتھ نہ بٹائیں اور بزرگ جو والدین کا درجہ رکھتے ہیں جب یہ دیکھتے ہوں کہ ہماری اولاد آئندہ ترقی کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ خاموش بیٹھے رہیں اور ان کی مدد نہ کریں۔ کیا تم پسند کرتے ہو نہیں ایک غیرت مند انسان کبھی پسند نہیں کرتا۔ اس رسالہ کی قیمت دو روپیہ سالانہ ہے حجم ۴۰ صفحہ علاوہ ٹائٹل پیج درخواستیں بہت جلد بنام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان آنی چاہئیں۔ والسلام۔

بالکل مفت

ہندوستان کے مشہور تقدس مآب جناب ڈاکٹر راما نند صاحب کانپور ارضیات صحت پنجاب کی تحقیقات پلیگ ختم ہو کر رسالہ پلیگ دس لاکھ کی تعداد میں چھپ کر محصولڈاک بھی کارخانہ کیطرف سے جیسا ل ہر ایک شخص کو جسقدر تعداد کی ضرورت ہو بیس ہزار کی تعداد میں روزمرہ مفت تقسیم ہو رہا ہے جسکو مطالعہ کا شوق ہو۔ نہایت جلد اطلاع دیں۔

جنرل مینیجر کارخانجات رائل میڈیکل ہال ڈاکٹر راما نند اینڈ کو جگادھری ضلع انبالہ

پنجاب کے پانچ اضلاع رقبہ ہائے مشتہرہ ہو گئے

اضلاع لاہور۔ سیالکوٹ۔ لائل پور۔ راولپنڈی اور اٹک کو جدید قانون کے رو سے کہ جو سیڈیشن والے جلسوں اور لکچروں پر قید مقرر کرتا ہے "رقبہ ہائے مشتہرہ" قرار دیئے گئے ہیں۔ اب پنجاب کے ان شہروں میں پبلک جلسے کرنے یا لکچر دینے سے پہلے حکام سے اجازت لینے یا انہیں نوٹس دینے کی ضرورت لاحق ہو گی سرکاری اغراض کے لئے پولیس جو رپورٹ لیا کرے اور جو رپورٹ لکچرار کے دوست یا جلسہ کرنے والے لیا کریں گے اُن دونوں میں آئندہ اختلاف [illegible] کا ہونا غیر معمولی بات نہ ہو گی۔ اس لئے جو لکچرار محفوظ رہنا چاہیں۔ وہ آئندہ بجائے زبانی کے لکھا ہوا لکچر دیا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو لکچر کے خاتمہ پر اپنے لکچر کی ایک کاپی پولیس کے بھی حوالہ کر دیا کریں۔ یا پولیس کو اجازت دیں کہ وہ اپنی رپورٹ کا اصل لکچر سے مقابلہ کر لیں۔ بہر حال ان پانچوں شہروں کی حالت سے [illegible] ہے اور اگر چھ ماہ تک یہاں کے لوگوں نے کوئی [illegible] نہ کی۔ جو حکام کو ناگوار گذرے تو یہ آرڈیننس موقوف ہو جاوے گا۔

اطلاع

مزدوروں کی قلت کیا کمیابی کیوجہ سے سخت مشکل درپیش ہے اسلئے اخبار مقررہ حجم سے کسیقدر کم پر شایع ہو رہا ہے۔ چونکہ فصلوں کی کٹائی ہو چکی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ جلد تر مزدور واپس آجائیں۔ پھر یہ وقت نہ رہے گی۔ مینیجر

حقیقت نماز شایع ہو گئی

ناظرین! ایک عرصہ سے حقیقت نماز کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتاب شائع ہو گئی خریداراں کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جا رہی ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۸؎ ہے۔ اور معہ محصولڈاک ۱۰؎

تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیاں کے نام آنی چاہئیں

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۶

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

پیشگی قیمت سالانہ

۱۔ عوام سے صر

۲۔ خواص و معاونین سے عـ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے

الحکم

چہ گویم بانگ گرامی چہا در قادیان نبئی | دوا ہمیں شفا ہمیں غرض دارالامان نبئی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

دکھوں سے نجات کس طرح حاصل ہو؟

ہر شخص اس امر کا آرزومند پایا جاتا ہے کہ اسے ہر قسم کے دکھوں سے نجات ملے اور وہ دنیا میں سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرے مگر یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے حقیقی سکھ اور سچی راحت اسی کی عطا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دیتا ہے مگر باوجود اس کے اس نے حصول راحت کے کچھ اسباب اور ذرائع بھی بنائے ہیں اگر انسان ان کو کام میں لائے تو لاریب فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

یہ اسباب بہت سے ہیں مگر اسوقت میں صرف دو کا ذکر کروں گا۔ ایک استغفار ہے اور دوسرا صدقہ۔ استغفار تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام راستبازوں کا اجماعی مسئلہ ہے جو انکی تعلیم اور ہدایت میں داخل ہے قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر غور اس راز کو بڑی وضاحت سے کھولتا ہے۔

استغفار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا یعنے جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے نتائج بد سے حفاظت طلب کرنا اور جذبات گناہ کے سرد ہو جانے کی آرزو کرنا۔ گویا آئندہ کے لئے گناہ کی قوتوں اور جذبات پر ایسی موت وارد ہو کہ انہیں کوئی جوش اور تحریک ہی نہ ہو۔ جسقدر انسان اس نسخہ کو عمل میں لاتا ہے اسیقدر وہ گناہ کے قریب ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس سے اسکی نیکی کی قوتوں میں نشوونما ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھتے ہیں جو تمام راحتوں کا

سرچشمہ ہے۔ دوسرا ذریعہ صدقہ ہے۔ صدقہ رد بلا مشہور ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے۔ تمام اقوام اور مذاہب میں بلا استثناء احدے صدقہ کو دکھوں اور بیماریوں اور ہر قسم کی بلاؤں کے دور کرنیکا ذریعہ یقین کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ بھی اجماعی اور مسلمہ مسئلہ ہے۔

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اپنے ناظرین کو اس امر کیطرف توجہ دلائی تھی کہ مد صدقات کی مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے یہانتک کہ ایکماہ کے بعد شاید اس مد کے اخراجات کے لئے دقت پیش آ جاوے۔

آخر وہی ہوا۔ اور مد صدقات کے متعلقہ اخراجات یکدم رک گئے۔ یتیم اور بے کس بچوں کی ضروریات انکے نگران حال مہتموں کو حیران کر رہی ہیں۔ مولفۃ القلوب اور ابناء السبیل کے آئے دن کے اخراجات الگ متوجہ کر رہے ہیں بعض مہاجرین اور طلبہ علم کے وظائف کے پورا کرنے کی حد انگ ہے یہانتک کہ ریعت کا ایک بل بھی ہم ادا نہیں کر سکتے ایسی صورت اور حالت میں میری سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے اور کن الفاظ میں قوم کو توجہ دلاؤں۔ ایک آدہ دن کا معاملہ نہیں۔ ایک آدہ جان کا سوال نہیں تین سو روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ ہے اور ابھی سال رواں کے پورے سات مہینے باقی ہیں۔ کم از کم چھ سو روپیہ تو ۵ جون تک آنا چاہیئے تاکہ پچھلے وظائف اور رکے ہوئے اخراجات ادا کئے جاویں۔ مد صدقات کی مستقل آمدنی تو کوئی ہو نہیں سکتی اتفاقی اور آنی آمدنی ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف تو خصوصیت سے توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ دن نازک اور خدا کی قہری تجلی کے دن ہیں اس لئے اگر سب صاحب اس فکر کو محسوس کریں اور اس ضرورت کو پورا کرنے میں لگ جاویں تو یہ بڑی بات نہیں ہے اگر الحکم کے

ناظرین ایک پیسہ روزانہ ان اخراجات کے لئے دیں تو پانچسو روپیہ ماہوار کے قریب وہ دے سکتے ہیں۔

بہر حال یہ وقت اب تجاویز سوچنے کا نہیں ہے یہ وقت ہے کہ قوم سر دست اس وقت سر دست چھ سو روپیہ کی حاجت ہے اور آئندہ تین سو روپیہ ماہوار کی فکر ہیں ہر شخص جو اس نوٹ کو پڑھے اس کا فرض ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں بھیج دے۔ اور فوراً بھیج دے۔ اور ان یتیموں بیوگان اور دوسرے مستحق اور حاجتمندوں کی دعا لے۔

میں خود اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے کے لئے دو روپیہ اس فنڈ میں داخل کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ خود بھی اور دوسروں کو خصوصاً مستورات میں اس کار خیر کے لئے تحریک کر کے بہت جلد روپیہ بھیج دیں گے۔ دیر نہیں ہونی چاہئے اور یہ خیال ہی نہیں کرنا چاہئے کہ کچھ رقم ہو جاوے تو بھیجیں جو ملے اسے بھیج دو۔

حالت بہت نازک ہو چکی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو روپیہ بھیجا جاوے اس کے منی آرڈر کے کوپن پر عام اخراجات صدقات درج کرنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی میں سیکرٹری اسسٹنٹ صاحبان کی خدمت میں بھی التماس کرتا ہوں کہ ایک سو دو روپیہ فیس داخلہ کا قرض لیکر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بہت جلد اس رقم کو ادا کر دیں اور جو بزرگ مستقل وظائف دینا چاہتے ہیں جیسا کہ سیکرٹری اسسٹنٹ علی پور نے لکھا ہے کہ وہ ایک روپیہ ماہوار دیں گے ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جس قدر ممکن ہو ایک سال کا وظیفہ یک مشت بھیج دیں۔ اس میں سہولت اور آرام کے علاوہ منی آرڈر کمیشن کی فیس بچ جاوے گی مثلاً ایک شخص جو ہر ماہ ایک روپیہ کے لئے ایک آنہ کمیشن دے گا وہ یکدم بھیجنے میں بچا لے گا اور اس وقت چونکہ ایک ایک پیسہ بھی بہت گراں قیمت ہے اس لئے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ سال تمام کے وظائف یکمشت بھیج دینے چاہئیں اور ایک سو دو روپیہ جو فیس داخلہ کے لئے دیا گیا ہے وہ رقم جلد تر جمع کر دی جاوے۔ تا کہ قرض ادا کر دیا جاوے۔

ایک بات اور بھی ہے۔ اس مد کی مستقل آمدنی اگر کوئی ہے تو وہ زکوٰۃ کی آمدنی ہے۔ سال گذشتہ میں کوئی ڈیڑھ ہزار کے قریب اس مد کی آمدنی ہوئی تھی۔ اس لئے اگر تمام بھائی جو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا دیتے ہیں وہ توجہ کر کے زکوٰۃ کا روپیہ بھیج دیں تو اس کے مستقل اخراجات میں بہت بڑی سہولت ہو سکتی ہے۔ اس پر الگ مضمون حضرت حکیم الامۃ کے قلم سے بھی شائع ہو گا۔

یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیان۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

ناظرین ایک عرصہ سے حقیقت نماز کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتاب شائع ہو گئی خریداران کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جا رہی ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک [illegible] ہے۔ اور مع محصولڈاک [illegible]
تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

دعائے موج

(سید مہدی حسین صاحب موج کی ایک پرانی نظم)

الٰہی فضل کر اپنا میں تیرا بندہ ہوں
تو کوئی مجھ سا نہیں کچھ گنہ کنندہ ہوں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ذلیل و خوار ہوں ناکس ہوں صرف گندہ ہوں
غریب و بیکس و لاچار و سر فگندہ ہوں
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں سخت ناکارہ
دکھا دے قدرت لاریب فیہ کا نظارہ
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

پڑا ہوں اب تیرے در پر غریب بیچارہ
ہو تیری ذکر کا جاری دہن سے فوارہ
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

بجز تیرے میں کہوں کس سے اے کریم رحیم
ہے خوف حشر میں جسم کہ ہو سوال نعیم
دکھاؤں کس کو بھلا جا کے اپنا حال سقیم
بغیر اسکے کہونگا میں کیا کہ تو ہے کریم
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

غفور بخشندہ اپنے کرم سے میرے گناہ
دکھا نہ مجھکو اس آوارگی میں روز سیاہ
نگہ نکر میری حالت کو اب زیادہ تباہ
ہر ایک لحظہ ہے میری تیرے کرم پہ نگاہ
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہے التجا یہ تیری بارگاہ عالی میں
کٹی ہے عمر تو ایام قحط سالی میں
نکر ذلیل مجھے ایسی خستہ حالی میں
تیرے کرم کا ہوں جویاں شکستہ بالی میں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہے فضل پر تیرے امید ہر گھڑی مجھکو
نگاہ لطف کی کہلا دے اک جھڑی مجھکو
کہ سہل ہو یگی مشکل جو آ پڑی مجھکو
کہ کٹ ہی جائے یہ ساعت جو ہے کڑی مجھکو
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

الٰہی تیری رحمت کی آس کرتا ہوں
نہ دھیان اپنا نہ دنیا کا پاس کرتا ہوں
تو جانتا ہے کہ جو دل میں ہے میرے یا رب
ہراس و عاقبت کا جو ہے زیادہ سبب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

اسی سبب سے نہ جی کو اداس کرتا ہوں
تیرے خیال میں صرف حواس کرتا ہوں
نہیں ہے تجھ سے نہاں کوئی بھی میرا مطلب
وہ اضطراب و تقاضائے بشریت ہے سب
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

کب آئیگی وہ گھڑی اے میرے خدائے قدیر
کہوں امام زماں سے کہ اے جناب امیر
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

کہ جا کے قادیاں میں ماروں نعرہ تکبیر
طفیل سید عالم شتاب دستگیر
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

میں تیری ذات کے قربان آلہ عالمیاں
چھڑا دے پنجۂ آفت سے جلد ہی جاں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

بھرونگا آہ دم سرد کب تلک میں یہاں
نصیب ہو میرے خدمت کہ جس کا ہو دل شایاں
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

غم جدائی یاراں بہت ستاتا ہے
یہ حال دیکھ کے دشمن بھی خوف کھاتا ہے
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہوا اتنا درد کلیجہ بھی منہ کو آتا ہے
تو جانتا ہے کہ دل میرا ڈوبا جاتا ہے
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

طفیل احمد مختار فضل کر یا رب
ہوں میں بہت ہی گرفتار فضل کر یا رب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

برائے سید ابرار فضل کر یا رب
زیادہ حد سے ہوں لاچار فضل کر یا رب
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

کہوں میں کس سے جو حالت ہے آجکل میری
میرے حصول مقاصد میں کیوں ہے اب دیری
یہ دکھ ہے مجھ کو کہ تن سارا ہو گیا ڈھیری
ولی میں راضی ہوں کہ اس میں ہے رضا تیری

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

خدا کی تازہ وحی

۱۶ مئی ۱۹۱۱ء شریف احمد کی نسبت اسکی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے۔

(۱) عمرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۲) امرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۳) اعنت لا تعرفین القدیر
(۴) مرادک حاصل
(۵) اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

ترجمہ۔ اس کو یعنے شریف احمد کو خدا تعالےٰ امید سے بڑھکر عمر دے گا۔ یہ الہام اسکی خطرناک بیماری کی حالت میں ہوا۔ اس یعنے شریف احمد کو خدا تعالےٰ امید سے بڑھکر امیر کرے گا۔ کیا تو قادر کو نہیں پہچانتی۔ یہ اسکی والدہ کی نسبت الہام ہے۔ تیری مراد حاصل ہوجائے گی۔ خدا سب سے بہتر حفاظت کرنیوالا ہے۔

بدخواہی سرکار کا نیا علم

مندرجہ بالا عنوان ناظرین کو اس بزرگ کے نام نامی کے معلوم کرنے کا مشتاق بنا دے گا جو اس میدان میں اترے ہیں جہاں ہمارے ملک کے سپوت اپنے کرتب دکھا چکے ہیں۔ میں ناظرین کو زیادہ دیر تک منتظر رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کہول کر بتاتا ہوں کہ یہ بزرگ مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے

جو اپنی تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل میں بدخواہی سرکار کا تخم بونا چاہتا ہے یہ امر جدا ہے کہ مسلمان اس سے متاثر ہوں یا نہوں مگر جس انداز سے اس نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ سفیہانہ ہے اور یہ تسلیم نہیں ہوسکتا۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے خطرناک معلم سے بچاؤں اور گورنمنٹ کو توجہ دلاؤں کہ وہ ثناء اللہ کی تحریروں کو مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہ سمجھے۔ اگرچہ مولوی ثناء اللہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے یہ وہ نام ہے جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک زمانہ میں بڑی سعی اور محنت سے وہابی کے لفظ کی بجائے قایم کیا تھا۔ اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کا اندراج کرایا تھا تاہم چونکہ اس نام سے وہ ہوکہ کہا گیا ممکن ہے اس کو اہل حدیث کا ہی ہمپیرٹی سمجھ لیا جاوے اس لئے یہ امر بھی صاف کردینا ضروری ہے کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کا وکیل یا قائم مقام نہیں ہے کیونکہ علماء امرتسر اور بعض دوسرے علماء نے اس کے اخراج کا فتوے دیا تھا جیساکہ ان تقریروں کے لکھنے کی صرف اس لئے ضرورت پیش آئی ہے تاکہ عام مسلمان اور خصوصاً اہلحدیث کو اسکی تحریروں کا ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور دوسرے سرگروہ اعیان اہلحدیث کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقاعدہ جلسہ کرکے ثناء اللہ کی ایسی تحریر سے علیحدگی اور بیزاری ظاہر کریں۔

مسٹر بیگ چنگی صاحب میں سفیہانہ آرٹیکل لکھا ہے اہلحدیث مورخہ ۔۔۔ کا

سفیحہ ۷ مئی میں شایع ہوئی ہے جس کے مضمون کا عنوان اس نے ہندوستان کا پولیٹیکل مطلع رکہا ہے اس مضمون میں موجودہ شورش کے بیان کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے آریوں کی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس کے ذمہ دار آریہ ہیں۔ ہمیں اس امر کے ماننے کو بیشک طیار ہوں کہ آریہ سماج چونکہ پولیٹیکل پارٹی ہے اور دیانند نے ہی تعلیم دی ہے اسلئے یہ لوگ کسی موقع مناسب کے منتظر تھے اور اب انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کردیا۔ مولوی ثناء اللہ کی غرض اتنی ہی نہ تھی کہ وہ اس شورش کے بانی مبانی آریوں کو قرار دیدے بلکہ دراصل اس کی غرض مسلمانوں میں بددلی پھیلانا تھا۔ اس لئے آپ نے اسی مضمون کے ضمن میں نہایت قابلیت کے ساتھ اس نے یہ سطریں لکھی ہیں

سوامی کی زندگی میں گو ہندوؤں نے انکی سخت مخالفت کی یہانتک کہ ان کو مروا بھی دیا مگر اوس محب قوم پولیٹیشن کے قلم سے جو یہ ایک فقرہ نکلا تھا آج تمام ہندوؤں نے اسے اپنا اصول موضوعہ قرار دیکر تمام ہندوستان میں بلاتمیز گورے اور کالے کے بائیکاٹ (علیحدگی) کا شروع کردیا۔ آہ آج سوامی جی زندہ ہوتے تو اپنے پودے کو بڑا بارآور درخت لہلہاتا دیکھکر پھولے نہ سماتے۔ اس فقرہ نے ہندوؤں خصوصاً آریوں میں یہ جادو کا کام دیا ہے کہ پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ ملک کے لئے شہید ہوجائیں گے۔ ہمیں مار ڈالو جیل خانہ میں بہیجدو ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم ملک کی فلاح اور بہبودی کے لئے شہید ہوجائیں مگر کسقدر افسوسناک سین تھا جسوقت میں پچیس ہزار آدمیوں نے راولپنڈی میں سنا کہ پولیس آرہی ہے تو ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا اور سب کے سب (۱) چوہوں کے بلوں میں گہس گئے۔ اس لئے اہلحدیث میں کئی ایک دفعہ اس شورش کا نام چوہوں کی کانفرنس رکھا گیا ہے جو دلی کے متعلق پیشگوئی کررہے تھے۔ پھر اس (۲) آریہ نے برتنا یا تی مسلمانوں کو ساتھ ملانے کی ہوس رکھتے ہیں مسلمان ایسی بے مطلب شورش میں کیونکر تمہارے ساتھ مل سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید ہم کو بتلاتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ (اپنی جانوں ہلاکت میں مت ڈالو) گو مسلمانوں کو یورپی خصوصاً انگریزی پالیسی سے اسلامی ممالک میں سخت نقصان پہنچ رہا ہے مصر ہو یا ٹرکی ہو یا ایران۔ بلکہ خاص حجاز میں بیشہ و دانیال کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی بھی جانتی ہے کہ مسلمانوں کو ہماری اس پالیسی سے رنج ہے مگر وہ اس کو بجز تبدیلی پالیسی نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان ممالک میں اوس کا فائدہ اسی پالیسی سے ہے مگر مسلمان ایسے نہیں اس بات سے نہیں ہیں کہ کچھ نقصانات وہاں اٹھائیں باقی بچا کھچا ہندوستان میں کھوئیں۔ نہیں بلکہ وہ دل سے اپنی بہتری اور ترقی کی دعا کرتے ہیں کہ عرصہ ہوا ہے شاعر نے بہ انگریز کہ دولت ضیرما باشد ہم نے اس لئے گورنمنٹ کو مخاطب کرکے ایک دفعہ لکہا یہ شعر لکھا تھا ؎

ہم اہل نشینوں کو ستانا نہیں اچھا۔ جا جائیں گے افلاک تو فریاد کرینگے

اس خیال سے کہ مضمون بدنیت کے سمجھنے میں آسانی ہو ہم نے اسپر نمبر لگا دیئے ہیں۔ فقرہ نمبر ۔۔۔ ظاہر کرتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا

دلی منشا یہ تھا کہ وہ چوہوں کی طرح بلوں میں نہ گھستے بلکہ کھلم کھلا

پیغام جنگ

دیکر دو ٹوک فیصلہ کرنے اور چوہوں کی کانفرنس نام رکھنا جیسا کہ فقرہ ۲ میں ظاہر کیا ہے کہ گویا گورنمنٹ ایک بلی ہے جو معاذ اللہ ایک مکر و فریب سے داؤ گھات لگا کر ہندوستانیوں کو ہڑپ کر رہی ہے فقرہ نمبر ۳ میں بتایا ہے کہ مسلمان شریک ہو سکتے ہیں اگر یہ شورش بے مطلب نہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بے مطلبی کا مطلب بیان نہیں کیا۔ البتہ جن فقرات کو پہلے نقل کر دیا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے مقاصد کیا ہیں؟ مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بدظن اور گمراہ کرنے کے لئے اس شوخ دیدہ نے عجیب طریق نکالا ہے انہیں یاد دلایا ہے کہ

اسلامی ممالک میں خصوصیت کے ساتھ انگریزی پولیسی یعنے گورنمنٹ انگلشیہ نے سخت نقصان پہونچایا ہے اور اسطرح مسلمانوں کو برافروختہ کرنے کا پہلو ایجاد کیا ہے بعض ناواقف اور جاہل مسلمانوں میں ان فقرات کو پڑھکر جوش کے خیالات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور ہندوؤں کو بھی ایک طریق بتایا ہے کہ تم مسلمانوں کو اگر ساتھ ملانا چاہو تو اس طریق سے ملاؤ۔

ان فقرات میں گورنمنٹ انگلشیہ کی دیانت اور عہد پروری پر خطرناک حملہ اس کم فہم ملاں نے کیا ہے اور جاہل مسلمانوں کے اکسانے کے لئے ایک چنگاری چھوڑی ہے جنکا انسداد اعیان قوم کو کرنا ضروری ہے خصوصاً حجاز کی ریشہ دوانیوں کا ذکر جو ثناء اللہ نے کیا ہے اسکی وجہ یہی کہ مسلمان حجاز کی سرزمین سے خاص اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ تحقیقات کرتے سے تو وہ رہے کہ ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اس سے متاثر ہوں گے۔

میں عام مسلمانوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ اور ایسی تحریروں سے پوری بیزاری اور نفرت کا اظہار کر دو۔ ثناء اللہ نے اندھا دھند ایک بات کہدی ہے اس نے مصر مراکو یمن اور حجاز کے پولیٹیکل مسایل پر کبھی غور ہی نہیں کیا تاج برطانیہ اپنے عہود اور دوستانہ تعلقات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے اور چونکہ مسلمانوں کی عظیم الشان آبادی اس کے زیر نگین ہے وہ ہمیشہ اپنی وفادار رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے طیار رہتی ہے۔

یہ محض غلط اور بیہودہ امر ہے جو ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ وہ یہ جانکر بھی مسلمانوں کو ہماری اس پولیسی سے رنج ہے اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ایسی ازادمنش گورنمنٹ کوئی اسلامی گورنمنٹ بھی نہیں ہے اور آج نہیں اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ ہم نے ظاہر کیا ہے کہ سلطنت ٹرکی کے اعیان اور ارکین کی عملی کمزوریاں ان فسادات کی موجب ہوا کرتی ہیں جو ثناء اللہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سر تھوپتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو شرم کرنی چاہئے کہ وہ ایسے وقت میں غریب اور وفادار مسلمانوں کا دامن آلودہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ مسلمان آپکی اس حمایت اور دوستی سے باز آئے

بخشو ہلی چوہا لنڈورا ہی جیئے گا

مولوی ثناء اللہ کے ذاتی خیالات کے اندازہ کرنے کے لئے میں گورنمنٹ پنجاب کو اس ۱۷ / مئی ۱۹۱۸ء کے اہلحدیث کا دوسرا مضمون جو آخر گورنمنٹ چونگی کے عنوان سے لکھا گیا ہے پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں اگرچہ اس مضمون میں واقعات کا اعادہ ہے مگر جس ٹون میں کیا گیا ہے

وہ اس سے ہویدا ہے۔ خصوصاً اس کا آخری حصہ جسمیں لالہ لاجپت رائے سے ہمدردی ظاہر کی گئی ہے خصوصاً قابل غور ہے اور وہ آخری سطریں یہ ہیں

"گو لالہ منشی رام جی جالندہری لالہ لاجپت رائے کو ایک معمولی آدمی جانتے ہیں مگر ہمارے دل میں (مولوی ثناء اللہ کے دلمیں) جو لالہ موصوف کی عزت ہے اسوجہ سے ہم اپنے ہندو بھائیوں کے عموماً اور آریہ مِتروں کے خصوصاً اس غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ لالہ لاجپت رائے جیسے قابل شخص کی رہائی کی کوئی صورت ہو اور وہ آئندہ کو اپنی خداداد لیاقت سے کوئی عمدہ کام لیں"

مجھکو ان سطور پر حاشیہ چڑھانے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ سطور اپنے مفہوم اور لکھنے والے کے مافی الضمیر کو کھولکر بیان کر رہی ہیں۔

میں آخر میں پھر ایک بار **اعیان اہلحدیث** کو اور عام مسلمانوں کو یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو ایسی تحریروں کے بداثر سے بچانے کی سعی کریں۔ خصوصاً مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب اس موقعہ پر مفید کام کریں۔ اور اہلحدیث کیطرف سے برات کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی معلومات کو مذہبی دنیا ہی کے اندر محدود رہنے دیں براہ کرم مسلمانوں کو ایسی پولیٹیکل واقفیت سے معاف رکھئے جو ان کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے۔

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

اخراجاتِ لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی اور کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا اور مانا۔ اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ ان پر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنی مثال یہ ہے کہ خود قادیاں کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب پانسو سے زائد روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال

۲۰ / مئی ۱۹۱۸ء کی رات کو ۱۱ بجے زلزلہ کا دھکا لگا۔ خدا رحم فرمائے۔

ہر ایک مد کا ہے لیکن اسوقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے آپ کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ۔ مقبرہ۔ میگزین وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں کہ لوگوں سے مانگے سوائے اس مامور کے جس کی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہمانان دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دھوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمد کو بڑھانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے ہمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ شخص ایسا ہی دنیادار ہوتا جیساکہ خبیث لوگوں کے ظنون فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتے تھے اور وہ جائداد جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندہ وغیرہ میں آتی اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جاتے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا۔ باقی رہے حاسد جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی پرواہ کسکو ہے وہ جو چاہیں کہیں لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور ناواقف معترضین کو شرمندگی کے عرق میں غرق کرنے کا موجب نہیں ہے کہ [illegible] آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا۔ تو حضرت اقدس نے اس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی آمد و خرچ کے ساتھ [illegible] چندہ براہ راست محاسب کے پاس آتا ہے ایسا ہی تمام دوسرے چندے براہ راست محاسب کے دفتر میں آتے باضابطہ رجسٹر و نیز رسید ہائے جاتے ہیں۔ روپیہ ایک امین کے پاس [illegible] رکھا جاتا ہے [illegible] اخراجات کے واسطے [illegible] جو لنگر کا [illegible] حضرت اقدس کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کتنا روپیہ آیا ہے اور کہاں کہاں رکھا گیا ہے۔ حضرت کا پیسہ تک [illegible] صرف [illegible] لنگر کا چندہ حسب معمول حضرت کے پاس آتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوتا کہ کچھ مدت اور زائرین اور مہاجرین کو خود مسیح موعود کا مہمان کہلانے کا فخر حاصل ہو سکے۔

خیر یہ تو ایک درمیانی بات تھی۔ اب میں اصل امر کیطرف پھر توجہ کرتا ہوں جس کے واسطے میں نے اسوقت قلم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مدات کی طرف زیادہ تحریک ہونے کے سبب اور لنگر کے چندہ کے واسطے کوئی خاص تحریک نہ کیجانے کے سبب چندہ لنگر کی مد اسیطرح گھٹتی جاتی ہے جسطرح کہ اس کے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں خدا رحم کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو کہ وہ ایسے موقعوں پر بعض خاص دوستوں کو پرائیویٹ خط لکھا کرتے تھے۔ ہمیں تو پورے طور پر معلوم بھی نہیں کہ وہ کس کس کو لکھا کرتے تھے۔ اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام دوست اسی مضمون کو اپنے نام خاص سمجھکر پورے زور کے ساتھ چندہ لنگر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ چونکہ حضرت کی ڈاک اور منی آرڈروں کے دیکھنے کا بھی موقع ملتا ہے اسواسطے میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ اخراجات کے مقابل میں اسوقت آمد کچھ بھی نہیں اور دوستوں کو چاہئے کہ اسوقت نہ صرف ماہواری چندوں کی ادائیگی میں کوشش کریں اور ان کو باقاعدہ بنائیں بلکہ کچھ یکمشت چندہ جمع کر کے فوراً ارسال فرماویں تمام چندہ براہ راست حضرت کے نام آنا چاہئے لیکن کسی دوسرے چندہ کے ساتھ شامل ہو کر محاسب صاحب کے پاس آجائے تو بھی ہرج نہیں بشرطیکہ کوپن میں اور علیحدہ خط میں اسکی تفصیل درج ہو۔ یکمشت چندہ کے واسطے میں بالخصوص جماعتہائے سیالکوٹ۔ لاہور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی پشاور۔ انبالہ کو متوجہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر انشاء اللہ جلد اپنا اثر دکھلائے گی۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی

ناظرین الحکم مندرجہ عنوان وحی کے بہت سے کرشمہ دیکھ چکے ہیں۔ آج میں انکو ایک اور تازہ واقعہ سنانا چاہتا ہوں جو ۲۶ ؍ مئی ۱۹۰۷ء کو موضع سوہل ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوا۔

سوہل ضلع گورداسپور میں ایک شخص اللہ دتا نام خیاط رہتا تھا وہ [illegible] معمولی آدمی تھا اور بہت ہی خفیف سی استعداد [illegible] مگر انہوں میں کا نام جو جاہلوں نے ان دونوں کو مولوی کا خطاب دے رکھا تھا اس لحاظ سے یہ خطاب جس قدر اعزت کے قابل ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے بہر حال وہ مولوی مشہور تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اسکو سخت عداوت اور دشمنی تھی۔ اور مخالفت کے لئے بہت دریدہ دہن اور بدزبان تھا۔ ضلع گورداسپور اور ہوشیارپور کے قریبی علاقہ جات میں جا کر بہت زور شور سے مخالفت کیا کرتا تھا اور کرم الدین کے مقدمات میں بڑا حصہ اس نے اور اس کے رفیق عبدالسبحان نے لیا تھا۔ چندہ جمع کرنا اور مقدمات میں ہر قسم کی مدد دینا ان کا کام تھا۔ گویا وہ مقدمہ کرم الدین ہی نہ تھا بلکہ انہی کا تھا۔ غرض تقریر اور تحریر کے ذریعہ ہمیشہ مخالفت کرنا اور احمدیوں کو دکھ دینا اس نے اپنا فرض منصبی سمجھ رکھا تھا۔ مقدمات میں کرم الدین تو مجرم قرار پاکر جرمانہ کا سارٹیفکٹ لیکر گیا۔ عبدالسبحان مسلمانان سے جہاں وہ ساوات سے [illegible] رخصت ہوا۔ اور مسلمانان کیا اس دنیا ہی سے رخصت ہوا۔ اللہ دتا صاحب ۲۶ ؍ مئی ۱۹۰۷ء کو اپنے یار عبدالسبحان کو جا ملا۔ اور ابتر اور ناکام اس جہاں سے رخصت ہوا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامراد اور ناکام دشمنوں کیطرح جو اس سے پہلے ہلاک ہو چکے ہیں اپنی ہلاکت سے مندرجہ بالا وحی الٰہی کو پورا کر کے نشان صداقت ٹھہرا مجھے میاں اللہ دتا کے بھائی میاں علی محمد سے ہمدردی ہے کہ اس کا کارکن [illegible] جوان بھائی ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے میاں علی محمد اپنے بیٹے کا صدمہ اٹھا چکا ہے بہتر ہے کہ وہ ان موتوں سے عبرت حاصل کرے۔ اور اپنے رویہ کو چھوڑ کر خدا کے حضور توبہ کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے خدا کے ماموروں اور رسولوں کو دکھ دینا اچھے پھل نہیں لایا کرتا ہے خدا تو خود ان لوگوں کی آنکھیں کھول تاکہ وہ اپنے گھر کے نشانوں کو دیکھکر ہی عبرت حاصل کریں (آمین)

آخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے بھی ہمدردی ہے کہ ان کا ایک وکیل اس سلسلہ کی مخالفت میں ہلاک ہو گیا اور اس کا بازو ٹوٹ گیا۔

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کرتے ہیں

لاہور کے ٹریبون نامی اخبار میں کسی اینگلو انڈین کے نام سے ایک چٹھی شائع ہوئی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے چالیس سال کے گہرے تعلقات کا دعوے کر کے کہتا ہے کہ

ہندو پاگل ہو رہے ہیں اور ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تو بھی مسلمانوں پر اس سے بھی کم اعتبار کرنا چاہئے جو امیر افغانستان یا سلطان ٹرکی کے ایک ذرہ سے اشارہ پر ہم پر پل پڑیں گے اگر ان کا بس چلا تو ہمیں کتوں کی طرح قتل کر ڈالیں گے انکے مذہب میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے

مجھے اس مضمون کو پڑھکر یہ یقین نہیں آتا کہ سلوک الحقیقت کسی اینگلو انڈین بزرگ نے لکھا ہو اور کہنے والا ہی وہ مستند بزرگ ہو جسکو چالیس سال تک ہندو و مسلمانوں کے حالات عادات اور مذہبی اعتقادات پر غور کرنیکا کافی موقع ملا ہو۔ بلکہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ برادران یوسف ہی کی مہربانی اور خانہ زاد اوستادی نہ ہو۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم تو اپنی کرتوتوں اور کرتبوں سے بدنام ہو رہے ہیں اگر ان ہاتھوں غریب مسلمانوں سے بھی گورنمنٹ کو کیوں بدظن نہ کریں۔ اور اگر واقعی کسی اینگلو انڈین بزرگ نے یہ مضمون لکھا ہے تو میں ان کا قائل ہونگا کہ

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کرتے ہیں

کیونکہ جہاں ایک شخص اپنا چالیس سالہ تجربہ اور واقفیت ظاہر کر کے ایک غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے وہاں اس امر کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو لوگ صحیح واقفیت اور علم اسلام اور مسلمانوں کی نسبت نہیں رکھتے وہ اسے صحیح سمجھکر ایک وفادار جماعت کی نسبت بدظنی کریں اسلئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ واقعات اور دلایل سے اس قابل نفرت مضمون پر کچھ لکھوں۔

ٹریبون کا اس مضمون کو شائع کرنا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ٹریبون کی متعلق جو یہ الزام ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا بدخواہ اور دشمن ہے ... عیسائی ایڈیٹر کی صورت میں بھی تبدیل نہیں ہو سکا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ کسی اینگلو انڈین کا مضمون ہو۔ اسلئے ٹریبون کو چاہئے کہ ایسے بزرگ کا پورا نام اور پتہ شائع کر دے تاکہ یہ وہم رفع ہو جاوے کہ

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں۔ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

بہر حال میں بفرض محال تسلیم کر لیتا ہوں کہ کسی اینگلو انڈین بزرگ ہی نے لکھا ہے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ واقعی یہ شعر آپ ہی کے لیے موزوں ہوا تھا

چہل سال عمر عزیزت گذشت ۔ مزاج تو از حال طفلی نگشت

ہندوستان میں آپ کے چالیس سال تو گئے مگر آپ مسلمانوں کے حالات عادات اور انکے مذہبی معتقدات سے واقف نہ ہوئے۔ ورنہ آپ کو کبھی بھی جرأت نہ ہوتی کہ ان کے مذہب میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے

آپ مسلمانوں کے مذہب سے ناواقف اور کورے تھے کاش آپ کو تاریخی واقعات کا ہی علم ہوتا کیا تاریخ ہندستان واقعات کو چھپائیگی جو تاریخ ہند میں اور قوم میں درجہ اوسط کے طالب علم بھی جانتے ہیں ۱۸۵۷ء سے ۱۸۸۱ء تک سرکار انگریزی نے دو مرتبہ امیر کابل پر چڑھائی کی وہی امیر کابل جسکا ذکر آپ کے مضمون میں ہے لیکن کیا ان خون آشام جنگوں میں مسلمانوں کی فوجیں بگڑ گئی تھیں اور انہوں نے امیر کابل سے ملکر گورنمنٹ انگریزی کے خلاف کیا تھا یا سرکار انگریزی کی وفاداری کے لئے انہوں نے ایک مسلمان حکومت پر حملہ کر کے کتنے ہی مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

سلطان ٹیپو کے ... (ناخوانا) ... جیب

پر فروشی کر رہی تھیں نہیں مسلمان فوجیں شامل تھیں یا نہیں یا آسٹے ون سے جو مہمیں پیش آ رہی ہیں انہیں مسلمانوں نے حصہ لیا تھا یا نہیں؟

میں مستند واقعات آپ کو دکھلاؤں اور بتاؤں سوئے ہوئے کو تو انسان بیدار کر سکتا ہے لیکن جو جاگتا ہوا ہے آپ کو سویا ہوا ظاہر کرے اسکو کون بیدار کرے

مجھے مسٹر نندی پر بڑا افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ٹریبون کا ایڈیٹر ہو کر اپنی واقفیت اور علمیت کو بھی اینگلو انڈین صاحب کی واقفیت اور علمیت پر قربان کر دیا ورنہ آپ کا فرض تھا کہ اس غلط فہمی کو دور کرتے۔

اینگلو انڈین صاحب! اگر مسلمانوں کے مذہب میں کافروں کو مار ڈالنا حصول جنت کا ذریعہ ہوتا تو

تواریخ انگلستان کی کتابیں آپ آج نہ پڑھتے

... سالہ تجربہ ... اینگلو انڈین کو تو معلوم نہیں ہو گا ... غلطی نہ کرنا مسٹر نندی کو معلوم ہو گا کہ جب سلطان ٹیپو سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت سلطان ٹیپو نے ٹرک سے مدد مانگی تھی وہ ایک اچھا اور عمدہ موقع تھا کہ ٹرکی اپنا اقتدار اور اعتبار مسلمانان ہند کے دلمیں قائم کر لیتا۔ مگر اس نے یہ کہکر صاف جواب دیدیا تھا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ عہد دوستی رکھتا ہے اس سے کیا ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان اپنے عہدوں کی کہانتک پروا کرتے ہیں۔ مسلمانان ہند تاج برطانیہ کی وفادار رعایا ہے اور ان کا مذہب منشاء وقت کی اطاعت ان پر فرض قرار دیتا ہے۔ اسلام ہرگز کافروں کو قتل کرنے یا ان کے قتل کو بہشت کی کلید قرار نہیں دیتا وہ تو صاف طور پر

لا اکراہ فی الدین

کہتا ہے۔ کاش اینگلو انڈین صاحب مسلمانوں کے مذہب سے واقف ہوتے تو آج وہ اس قسم کے دلخراش اور رنجیدہ الفاظ ہیں مسلمانوں کی نسبت وفاداری، چال چلن اور سب سے بڑھکر ان کے مذہب حملہ نہ کرتے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ایسی تحریروں کو محض لغو اور بیہودہ یقین کرتی ہے تاہم مناسب ہے کہ ایسے لکھنے والوں کو مناسب تنبیہ ہونی چاہئے تاکہ وہ ایسی غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی نہ کریں۔

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنے خادم ہونے کی حیثیت سے یہ ظاہر کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں میں مذہبی حیثیت سے سرگرم اور مذہب کی اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ لینے والا اور مذہب ہی کو ہر قسم کی فلاح کا ذریعہ قرار دینے والا یہی فرقہ احمدیہ ہے مگر ملکی خیالات پر نظر کر کے اور اپنے امام کی تعلیم اور ہدایتوں کو ملحوظ رکھکر جو وہ آئے دن کرتے رہتے ہیں میں بڑے زور اور دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے چار لاکھ مریدوں سے ہر متنفس تاج برطانیہ کی وفاداری اور حمایت کے لئے سر فروشی کو ہمیشہ حاضر اور طیار رہے۔ اسلئے کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت کو

اسلام کی حمایت اور نصرت یقین کرتا ہے

اور ایسا ہی میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت اسلام کے رو سے یہ یقین رکھتا ہوں اور واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں کہ

وہ گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہیں

اور اینگلو انڈین صاحب نے محض نا واقفی اور کم سمجھی سے مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ کیا ہے جو انکو ہرگز مناسب نہ تھا۔

مجھے یقین ہے کہ جناب گورنمنٹ ایسی تحریروں پر توجہ فرما کر اصلاح کرے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گورنمنٹ کے خلاف ایجیٹیشن پر سرسری نظر

(ایک احمدی کی قلم سے)

فرمان باری تعالیٰ۔ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۔ شہادت حقہ کو مت چھپاؤ۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس کا دل ناپاک اور گنہگار ہے۔

تقریباً تمام مذاہب اور فرقوں کا اور بالخصوص پاک اسلام کا یہ زرین اصول ہے کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا ناشکر گذار ہے وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا ناقدران اور ناشکر گذاری کا مرتکب ہوتا ہے۔ بنابریں میں ناچیز اعلان کے ذریعہ بطور شکر گذاری گورنمنٹ برطانیہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوا بعدہ خدا تعالےٰ کی جناب سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ ہمجنسوں کی بھلائی اور ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

میرے اہل وطن ہندو۔ مسلمان۔ گبر۔ یہود۔ عیسائی اور سکھ صاحبان ایک نظر توجہ سے اسے پڑھ لیں

میں نہ ایک لاف زنی کے طریق سے بلکہ سچے دل اور بصیرت کے ساتھ اس پر ایمان رکھتا ہوں اور خوشامدانہ لب و لہجہ سے الگ ہو کر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ علیم و خبیر خدا نے اپنے رحم و کرم سے عین وقت پر ہماری دستگیری فرمائی۔ کہ ایک تاریک اور پہلے اس زمانہ میں ہمیں سلف گورنمنٹ نا اہلیت سے بہرہ دیکھ کر اپنی غیرت و دور اندیشی سے گورنمنٹ برطانیہ کو ہماری خبرگیری اور حکمرانی کے لئے بھیجا۔ جو نادان اس پر اعتراض کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کے رحم سے بھرے ہوئے ایک فعل پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ موجودہ ناجائز ایجیٹیشن کے بانیوں اور خصوصاً تاریخ کی ورق گردانی کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ انگریزوں سے پہلے کیا بلحاظ آزادی مذاہب۔ کیا بلحاظ تمدن۔ کیا بلحاظ تعلیم۔ کیا بلحاظ تہذیب۔ کیا بلحاظ حکومت وغیرہ وغیرہ ہندوستان کی کیا حالت تھی۔ سلطنت انگریزی کے ہزارہا فوائد و برکات کا ذکر کرنا موجب طوالت چھوٹا منہ بڑی بات اور میری اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے۔ انگریزوں نے آکر یہ بڑا قصور کیا کہ مذاہب کو آزادی بخشی۔ سفر کے وسائل کو نہایت آسان کیا۔ ڈاکخانہ اور ٹیلیگراف سے ملک کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ ڈاکوؤں رہزنوں سے ملک کو صاف کیا۔ تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے باب مسدود کا افتتاح کیا۔ انصاف اور بے حد انصاف کا جھنڈا بلند کیا۔ ظالم درندہ وحش انسانوں کے ظلم سے عاجز مظلوم اور درماندوں کو رہائی دلائی۔ ستی اور غلام فروشی کا قلع قمع کیا۔ ہائے کیسی احسان فروشی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اگر ہندوستانیوں میں حق شناسی کا مادہ ہوتا۔ اور وہ حکمرانی کے اہل ہوتے تو آج انگریزی حکومت کا جوا اُن کی گردن پر ہرگز نہ ہوتا۔

میرے بھائیو! پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لو پھر دعوے کرو تو شنوائی بھی ہو۔

سلیم الفطرت دل و دماغ لے کر سوچو اور ایمان سے کہو۔ اسوقت بھی ہندوستان میں اور اس کے باہر ہندو۔ مسلمانوں کی سلطنتیں موجود ہیں۔ کیا تم میں دعوے سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہاں انگریزی راج کا سا امن اور آزادی ہے اور فاتح اور مفتوح قوموں کا درمیان ایسا ہی انصاف اور ترازو کے دونوں پلڑے ایسے ہی مساوی موجود ہیں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔

پس چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجاتی اور وہ منہ پیش کر کے ارکان سلطنت انگریزی سے باادب اپنی قابلیت کا اظہار کیا جاتا۔ کہ ہم ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ ہمیں یہ چاہئے اور وہ چاہئے

مگر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کو توجہ دلا کر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے حقوق باقی ہیں۔ جن کے اہل ہونے پر ہمارے افعال و اقوال نے گواہی دی۔ اور پھر انگریزوں نے ہمیں نہیں دیئے۔ کیا کالجوں میں تعلیم پانے والوں اور امتحان پاس کرنے والوں کو انگریزوں کی طرح بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ایل ایل ڈی۔ بار ایٹ لا وغیرہ وغیرہ کی ڈگریاں نہیں ملتیں۔ کیا مستحق لوگوں کو تحصیلداری۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری۔ انسپکٹری وغیرہ کے عہدے نہیں دیئے جاتے۔ کیا میڈیکل تعلیم یافتہ گروہ کو اسسٹنٹ سرجن جیسے قابل عزت عہدے نہیں دیئے جاتے۔ کیا وہ انچارج بنا کر خود مختارانہ عزت کی کرسیوں پر نہیں بٹھائے جاتے۔ کیا دیسیوں کو سول سروس میں شامل نہیں کیا جاتا۔ کیا ڈپٹی کمشنر۔ ڈسٹرکٹ جج۔ ڈویژنل جج دیسی نہیں بنائے گئے۔ کیا [illegible] چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی ممتاز ججی کی کرسیوں پر دیسیوں کو جگہ نہیں دی گئی۔ کیا ایک انگریز اور ایک دیسی کے مقدمہ میں (بشرطیکہ حق دیسی کی طرف ہو) تم نے انگریزوں کو مقدمہ ہارتے † اور دیسی کے حق میں فیصلہ ہوتا کبھی ایک انگریز کی عدالت سے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا جرم ثابت ہونے پر انگریزوں کو سزائیں نہیں دی جاتیں۔ کیا انگریز نا اہل ثابت ہونے پر بڑے بڑے جلیل القدر ممتاز عہدوں سے علیحدہ نہیں کئے جاتے۔ کیا ابھی لاہور میں رشوت ستانی کے مقدموں میں بعض انگریز بالکل ڈسمس نہیں کئے گئے۔ اگر یہ ساری باتیں درست ہیں تو کیا آپ اس حد تک بھی مساوات کسی ہندو یا مسلمان ریاست میں سوائے چند مستثنیات کے دکھا سکتے ہو۔

---

† تھوڑا عرصہ ہوا اور پنجاب کے ہزارہا تعلیم یافتہ اس بات پر گواہ ہیں کہ میرے آقا و مرشد امام و مہدی مسیح موعود حضرت میرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ پر ایک مشہور معزز پادری نے کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں اقدام قتل کا دعوے کیا تھا۔ لیکن خدا بھلا کرے اس دانشمند منصف مزاج انگریز کا جس نے حقیقت شناسی کی راہ سے معلوم کر لیا کہ مقدمہ جھوٹا ہے۔ اس لئے اُس نے میرے آقائے نامدار کو (باوجود دعوے مسیحیت اور باوجود دعوے بطلان مذہب عیسویت) محض انصاف پروری کی راہ سے نہایت عزت کیساتھ بری کیا۔ اور اجازت دی کہ جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلانے کی غرض سے نالش کر سکتے ہو۔ ایسی ہمدردانہ صاف مذکورہ بالا کوئی **نظیر تو پیش کرو**۔

بھائیو! میری نگاہ سے دیکھو تو یہ تمام رعایتیں بھی جو گورنمنٹ نے محض مہربانی سے ہم پر کی ہیں۔ محض خدا کا فضل ہے۔ ورنہ ہم ابھی اس لائق بھی نہیں ہیں۔ کہ ہمیں معمولی انصاف کی کرسی پر بھی جگہ دیجاوے۔ میں پنجاب کے بہت سارے دیسی جوڈیشل اور اگزیکٹو افیسروں کی انصاف پسند طبیعتوں سے واقف ہوں۔ اگر غور سے دیکھو تو اُن میں سے بہت تھوڑے ایسے ہیں جنھوں نے اپنے وجود کو اپنے ابنائے وطن کے لئے خیر و برکت کا موجب ثابت کیا ہے۔ اور انصاف اور محض انصاف پر ثابت قدم رہنا اپنا شعار بنایا ہے۔ باقی بہت حصہ انصاف سے دور۔ متکبر۔ عیاش مزاج۔ اپنے غریب ابنائے وطن سے نفرت کرنے والا۔ مقدمات میں اہل مقدمہ کی تکالیف کی مطلق پرواہ نہ کرنے والا ہے۔ بیسیوں نہیں صدہا مثالیں ایسی ہر وقت مل سکتی ہیں۔ کہ ایک مقدمہ کسی دیسی عدالت میں اگر مہینوں اور سالہا خراب ہوتا رہتا ہے۔ اور جج صاحب کو کبھی سفارشوں اور کبھی لالچ نے **انصاف** پر قائم نہیں ہونے دیا۔ اور حسن اتفاق سے منصف صاحب کی تبدیلی یا کسی اور ذریعہ سے اگر وہی مقدمہ کسی انگریز کی عدالت میں چلا گیا۔ تو اہل مقدمہ کی خوش قسمتی سے ایک ہی دن میں فیصلہ پا گیا ہے۔ یہ میری من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ آپ میں سے صدہا کے ساتھ یہ سلوک ہو چکا ہے۔ علاوہ جگ بیتی کے مجھے بذات خود بھی ایک دفعہ ساری عمر میں ایک دیسی عدالت میں انصاف کے حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی مقدمہ اور پیچیدہ معاملہ بھی نہ تھا۔ صرف نیلام سرکاری میں ایک مکان لے بیٹھا تھا۔ جس کی منظوری کے لئے ۳۰ دن مقرر ہیں۔ تیس دن کی بجائے سال بھر تک اور سال بھر میں قریباً ۸۰ یا ۹۰ پیشیاں عدالت میں جانا پڑا۔ الامان! الامان! پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے:۔

ایک بچہ اپنی ماں سے == اماں تیرے ہتھ پیڑے کوڑے (نرم) ہیں ؛

ماں بچے سے == بچہ گن تے جا بیں ؛

وہی مثل ان حضرات کی ہے۔ میں مقدمہ مذکورہ بالا کے مفصل حالات تو ایک رسالہ کی صورت میں عنقریب شائع کروں گا۔ جس سے پبلک دیکھ لے گی کہ وہ ۸۰ - ۹۰ پیشیوں میں کارروائی کیا ہوتی رہی ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے بغیر میرا دل نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی انگریزی عدالت میں ہوتا تو صرف ایک اور زیادہ سے زیادہ دو چار پیشیوں سے ہرگز ہرگز نہ بڑھتا۔ اور قانون کے موافق ۳۰ دن کے اندر فیصلہ پاتا۔ علاوہ بریں میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اہل مقدمات کو صد ہا قسم کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ **اور وہ سب کی سب انہی دیسی بھائیوں کے ہاتھ سے پہنچتی ہیں اور بدنام سلطنت اور انگریز ہوتے ہیں**

زمینی شہادت میں تو قریباً آپ کے دل کے سب مجھ سے امور متذکرہ بالا میں اتفاق کریں گے۔ میں آسمانی شہادت بھی پیش کر سکتا ہوں یہ تمام قسم کی ملک پر وبائیں۔ **قحط - زلزلے - طاعون - وقت پر بارش نہ برسنا - بیوقت اولوں وغیرہ سے تباہی کا ہونا** وغیرہ یہ ساری باتیں بڑے زور سے شہادت دے رہی ہیں کہ دل سیاہ ہوگئے ہیں **اور کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔**

ہاں! ایک بات اور یاد آئی ہے۔ شاید آپ یہ کہیں گے کہ ہمیں انگریزوں کی طرح بندوقیں۔ کرچیں۔ پستول۔ تلوار۔ وغیرہ نہیں ملتے اصل میں ان سب باتوں کا جواب تو میں دے چکا ہوں۔ لیکن آپ کی بہتری اور عوام کو سمجھانے کے لئے تفصیلاً مکرر عرض کر دیتا ہوں

ذرہ سوچئے کہ جو لیاقت و حیثیت ہتھیار کے استعمال کی انگریزوں میں موجود ہے۔ کیا وہ آپ میں بھی ہے؟ کیا انگریزوں کی طرح آپ بھی بندر راز ملک سے آکر غیر اقوام پر حکمرانی کرنے آئے ہیں؟ کیا انگریزوں کو جو خدشہ کسی وقت آپ سے ہو سکتا ہے وہ آپ کو بھی انگریزوں سے ہونے کا احتمال ہے؟ پس اگر آپ کے ہی مسلمہ اصول **الاحتیاط اشد من الدواء** پر کاربند ہو کر اگر انگریزوں کو عام طور پر بندوق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ تو کونسی نئی اور انوکھی بات سلطنت نے کی ہے۔ ہر سلطنت کا پہلا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے قیام اور استحکام کے لئے حسب خواہش انتظام کرے۔

کیا انگریزوں میں بھی کشت و خون آئے دن آپس میں اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے آئے دن کے واقعات سے ظاہر ہے پھر باوجود اس کے جن لوگوں نے گورنمنٹ کے نزدیک اعتبار قائم کیا ہے کیا اُن کو بندوق وغیرہ کے رکھنے کا لائسنس نہیں دیا گیا۔ اور ہمیشہ ایسے لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ جن پر گورنمنٹ اعتبار کر سکتی ہو۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کا یہ فعل بھی نہایت عاقلانہ۔ دور اندیشی سے پُر۔ اور بڑی تعریف کے قابل ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ جب تک ہماری ملکی حالت پاکیزگی پر زمین و آسمان شہادت نہ دے ہم بیچ۔ دیسیوں کو عام طور پر گورنمنٹ کی طرف سے بندوق وغیرہ کے رکھنے کا حق دیا جاوے ؛

آپ کا یہ خیال کہ ہمیں سلف گورنمنٹ ملنی چاہئے۔ یا ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہو جائے تو یہ سارے انتظام ریل۔ سڑکیں۔ تار۔ ڈاک خانے وغیرہ ہم خود بنا لیں گے۔ واقعات اسکے خلاف بڑے زور سے شہادت دینے کے لئے تیار موجود ہیں۔

میں اس پر بھی اپنے اہل وطن بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ غور فرمائیے اور خدارا سوچئے کہ عالی ظرف گورنمنٹ نے کیا بطور نمونہ ہمیں سلف گورنمنٹ میونسپلٹیوں کے رنگ میں عطا کر کے ہمارے حوصلے دیکھ نہیں لئے۔ کیا آپ اس بات پر مطمئن ہیں۔ کہ کل کی کل میونسپلٹیاں آپ کے حقوق واجبی ادا کر رہی ہیں؟ میں زور سے کہونگا۔ کہ ہمیں خود اتنی لیاقت بھی نہیں کہ الکشن کے موقعہ پر ہم ایسے ممبر منتخب کر سکیں کہ جو در اصل اس کے اہل ہوں۔ اور اپنے ابنائے وطن کے حقوق کی نگرانی کر سکتے ہوں۔ سوائے بعض کے باقی سب خرگین کی بھرتی ہوتی ہے۔ جن کا کام فہرست میں اور ہاں میں ہاں ملانا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حقوق کی نگرانی اور قائم مقامی کے فرائض کس جانور کا نام ہے۔ بارہا یہ واویلا اور شور مچایا گیا ہے۔ کہ ایریال کا بڑا اعلے انتظام ہوتا ہے۔ صفائی۔ روشنی اور چھڑکاؤ کا خوب انتظام ہے۔ اور دیسیوں کے رہنے کی جگہ شہر کی صفائی وغیرہ کی بُری اور گندی حالت رہتی ہے۔ آپ سوچکر اپنے دماغ سے ہی سوال کریں کہ کیا یہ برٹش گورنمنٹ کا قصور ہے یا اس چھوٹی سی قائمقام سلف گورنمنٹ اور ہماری لیاقتوں اور خود ہمارے ہی انتخاب کا نتیجہ ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ملک میں بعض میونسپلیاں

نہایت قابلیت سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر جگہ سارے کے سارے ممبر نالائق اور اس کام کے نااہل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض بڑے بڑے لائق اور اعلےٰ انتظامی لیاقتوں سے پُر دماغ رکھنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر میرے بھائیو ایسے وجود بہت کم ہیں جتنا کسی میٹنگ کے سارے ممبر درست نہ ہوں وہ ہرگز اپنا کام پورا کیا ادھورا بھی نہیں کر سکتی۔ بس سوچنے والوں کے لئے یہی کافی سبق ہے۔ اور ہماری انتظامی لیاقتوں کا کافی نمونہ ہے۔ جب کہ ہمیں اپنی صحت و تندرستی کے انتظام کی بھی لیاقت نہیں۔ شہر

گلیوں۔ محلوں۔ موریوں۔ گلی۔ موت۔ روشنی و چھڑکاؤ

کا انتظام بھی اگر ہم سے نہیں ہوسکتا تو اتنا بڑا دعویٰ

مساوات

میرے نزدیک۔ اپنے وقت سے بہت پہلے اور این خیال است و محال است و جنون سے کم نہیں ہے۔

ایک شکایت کبھی کبھی یہ بھی سُنی جاتی ہے

کہ ٹیکس کے لگانے میں ہم پر بیجا ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ میرے بھائیو پھر میں وہی عرض کرونگا۔ کہ یہ سارا قصور ہمارا اپنا ہے۔ سلطنت بالکل اس سے بھی بری الذمہ ہے ٹیکس کے متعلق تشخیص کنندہ جماعت کُل کی کُل ویسی اور تمہارے ہی بھائی ہیں۔ میں ہرگز ہرگز نہیں کہتا کہ وہ سب کے سب ظالم اور بیجا کام ہی کرنے والے ہیں۔ میں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اگر تمہاری یہ شکایت درست ہے تو یہ قصور بھی ہمارا اپنا ہے نہ کہ سلطنت کا۔ گورنمنٹ نے کبھی ضرورت ملکی کے وقت انکم ٹیکس ہندوستان میں جاری کیا تھا اور جوں جوں اُن ضرورتوں میں کمی محسوس ہوگی۔ گورنمنٹ بخوشی اسے ہلکا یا بالکل اُڑا دینے کے لئے تیار ہوگی۔ جیسا کہ حال میں ۵۰۰ روپیہ کی آمدنی والوں کو ٹیکس سے سبکدوش کرنے سے گورنمنٹ کی نیت نیک کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ یاد رکھو گورنمنٹ کی منشا ہندوستان پر حکومت کرنے کی ہے نہ اسے برباد کرنے کی۔ اگر رعیت تباہ و خستہ حال ہوگی تو یہ خود سلطنت کے زوال کا باعث ہے۔ سلطنت کا استحکام اور خوشحالی اسی صورت میں ہے کہ رعایا خوشحال رہے۔ بس کچھ تکلیف نہیں غور سے دیکھو گے تو کسی نہ کسی طرح اُس کی تہ میں یہی مصلحت ہی کام کرتی نظر آئے گی۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ گورنمنٹ کو غیب کا علم نہیں ہوتا کہ وہ تمہاری حالت سے ہمیشہ صحیح علم ہی رکھتی ہو۔ گورنمنٹ کے کان تک پہنچانے والے اور تمہاری حالت سے آگاہ کرنے والے بھی سب ہمارے ویسے بھائی ہوتے ہیں۔ صحیح پہنچائیں یا خوشامدانہ طرز سے غلط پہنچائیں تو اس لئے جب تمہیں کسی شکایت کے متعلق جائز عرض کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ کرو اور ضرور کرو۔ لیکن شاہی رعب و داب اور اپنی حیثیت کو ملحوظ رکھا کرو۔ اپنے جامہ سے باہر مت ہو جاؤ۔ کہ اس کا نتیجہ کبھی نیک نہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان میں فوجی اخراجات زیادہ کرنے ہونگے۔ جس کا خرچ آخر ہندوستان کو ہی دینا ہوگا۔ اور وہ ہماری ہی جیبوں سے وصول کیا جاویگا پس غور کرو اور تدبر سے کام

بھائیو! گورنمنٹ عالیہ میونسپلٹیوں کا وجود مہیا کرکے بڑے درجہ تک بری الذمہ اور سبکدوش ہو چکی ہے۔

اب تمہارے انتظام کا بڑا حصہ تمہارے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔ میونسپلٹی کی مشین کے پُرزے بڑے زبردست تیار کرو۔ انتخاب کے موقع پر ہمت جرات اور استقلال سے کام لیکر منت و خوشامد ایسے آدمیوں کو تلاش کر کے قائم مقام بناؤ جو اُس کے اہل ہوں۔ سست بچنیوں۔ خوشامدیوں اور محض دوستداری کو ذریعہ اہلیت سمجھکر اُن کے حق میں ووٹ نہ دیا کرو۔ تعلیم اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرو۔ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاؤ۔ لیجس لیٹو کونسلوں۔ وائسریگل کونسلوں میں تمہارے قائم مقام لینے کے لئے گورنمنٹ کو نہ کبھی پس و پیش ہوا اور نہ ہوگا ؛

ہر ایک قسم کے باغیانہ خیالات کو دل سے نکال دو۔ بائیکاٹ کا ولولہ دماغوں سے الگ کر دو۔ تمام فضول اور بیہودہ ایجیٹیشنوں کو مٹا دو۔ یہ ہمارے ملک کے لئے زہریلے مواد پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ہر وقت امن کی حمایت کرو۔ ملک میں بڑی بدامنی کے آثار ہیں۔ توبہ کرو اور سچے دل سے خدا کی دی ہوئی گورنمنٹ کے شکر گذار بنے رہو۔ جو کچھ کہ ناکردنی و ناگفتنی حالات تم سے گذشتہ دنوں میں ظاہر ہو چکے ہیں اُن کے لئے گورنمنٹ سے بمنت معافیاں مانگو۔ اور اپنے ناخوش بھائیوں کو مطلق گورنمنٹ کے رحم پر چھوڑ دو۔ یہ گورنمنٹ سایہ رحمت الٰہی ہے اس کی قدر کرو۔ وہ کبھی جبر و تشدد اپنی رعایا کے لئے روا نہیں رکھتی جو کچھ کیا ہے مجبوری کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک میں امن اور انتظام برقرار رکھنے کی ذمہ وار ہے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اگر تم کو اپنے ناخوش بھائیوں سے سچی اور دلی ہمدردی ہے تو اُس کا اظہار بیجا اور موجودہ ایجیٹیشن سے مت کرو۔ بلکہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ۔ کہ زمین و آسمان کو تم پر رحم آجائے۔ پھر رحم مجسم عادل گورنمنٹ جس طرح تم سے پیش آئیگی۔ وہ تم خود دیکھ لوگے ؛

رموزِ مملکت ملک خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

وما علینا الا البلاغ ۔ راقم پبلک کا سچا خیرخواہ اور گورنمنٹ کا جان نثار۔ حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ مالک کارخانہ رفیق الصحت چوک بیرانہ سٹہ۔ لاہور۔ ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء

خریداران حقیقۃ الوحی

مطلع رہیں کہ کتاب مذکور ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوگئی ہے قیمت کتاب کی بوجہ بڑھ جانے حجم اور دیگر مصارف کے مجلد اور مجلد رکھی گئی ہے۔ یہ کتاب کسی اور شخص کے روپیہ سے طبع کرائی گئی ہے لہٰذا اصل مالک کتاب کا وہی شخص ہے قیمت میں کمی یا رعایت کرنا اُسی شخص کا حق ہے حضرت اقدس کا اس میں دخل نہیں ہے جن خریداران نے پہلے درخواستیں بخیال کمی قیمت دو دو چار چار نسخوں کی بھیجی ہیں وہ اپنی استطاعت کا اندازہ لگا کر دوبارہ اطلاع دیں کہ کتنی جلدیں اُن کو بذریعہ وی پی بھیجنی چاہئیں سابقہ درخواستوں میں سے (بجز اُن اصحاب کے جنکو قیمت کی ادا کرنے میں دقت پیش آنے کا خطرہ معلوم ہوگا) صرف ایک ایک جلد مجلد بذریعہ وی پی ارسال ہوگی بعد میں اگر وہ اللہ عند کو خوشی سے تعمیل کیجاویگی یہ صرف بلحاظ سہولت خریداران لکھا گیا ہے تاکہ کسی کو اسقدر قیمت سے تکلیف نہ ہو۔ (المشتہر)

مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود از قادیان

(نوٹ) درخواستوں کی تعمیل بجز وی پی اور کسی طرح نہ ہوسکے گی ؛

ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری

گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پاس شدہ بغرض اشاعت دفتر الحکم میں پہنچا ہے ۔ ایڈیٹر ۔

پنجاب گورنمنٹ

صیغہ وضع آئین و قوانین

مسودہ قانون نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۶ء

مسودہ جیسے کہ کونسل میں منظور ہوا

مسودہ قانون بدیں غرض کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے ۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے ۔ لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے :-

نام وحد نفاذ — **دفعہ ۱** ۔ (۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کو ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری (پنجاب) سنہ ۱۹۰۷ء کے نام سے موسوم کیا جائے ۔

(۲) یہ پنجاب سے متعلق ہے ۔

تنسیخ ایکٹ ہذا نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء — **دفعہ ۲** ۔ ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) مصدرہ سنہ ۱۸۹۳ء بذریعہ تحریر ہذا منسوخ کیا جاتا ہے ۔

تعریفات — **دفعہ ۳** ۔ اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت سے کوئی امر متناقض نہ پایا جائے تو -

لفظ "کلکٹر" سے ضلع کا کلکٹر مراد ہے جیسے کہ اُس کی تشریح ایکٹ مالیہ زمین پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء میں کی گئی ہے اور اس لفظ کی تعریف میں داخل ہے -(۱) ہر ایسا افسر جس کو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہذا کے بموجب کلکٹر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے اور تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے اور (۲) ہر ایک افسر نو آبادی یا اسسٹنٹ افسر نو آبادی جو ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے اپنے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہو خواہ وہ افسر ڈپٹی کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض زیر ایکٹ منسوخ شدہ انجام دینے کے لئے بذریعہ اشتہار مقرر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ۔

لفظ "کمشنر" میں ہر ایسا افسر داخل ہے جس کو لوکل گورنمنٹ زیر ایکٹ ہذا کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے یا اُس کے تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے ۔

لفظ "نو آبادی" سے ایسا رقبہ مراد ہے جس پر ایکٹ ہذا زیر حکم لوکل گورنمنٹ اطلاق پذیر ہو سکے اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر طرح پر ہدایت نہ کرے ایسا رقبہ مراد ہے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء اطلاق پذیر کیا گیا ۔

لفظ "مجوزہ" سے یہ مراد ہے کہ جیسا کہ لوکل گورنمنٹ سے زیر ایکٹ ہذا یا زیر ایکٹ منسوخ شدہ بذریعہ ایکٹ ہذا منظور کی گیا ۔

لفظ "مزارعہ" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جو کسی نو آبادی میں بطور مزارعہ ایکٹ ہذا کے احکام اور قواعد و شرائط مجوزہ زیر ایکٹ ہذا کے مطابق زمین پر قابض ہوا اور ہر مزارعہ کے متقدمین اور قائمقامان ذی حقیقت بھی اس لفظ میں داخل ہیں ۔

ایکٹ کا اطلاق — **دفعہ ۴** ۔ لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس ایکٹ کے احکام کا اطلاق کسی ایسے قطعہ زمین پر کرے جو ملکیت سرکار ہو اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر طرح پر ہدایت نہ کرے ایکٹ ہذا کے احکام اُس قطعہ سے اطلاق پذیر متصور ہونگے جس پر ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء کے احکام اطلاق پذیر کئے گئے ۔

شرائط کی فردوں کا اجراء — **دفعہ ۵** ۔ (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ اُن شرائط کی فردیں جاری کرے جن پر وہ کسی نو آبادی میں اُن اشخاص کو زمین عطا کرنے پر تیار ہو جو اُن زمینوں کے مزارعہ بننے یا اُن میں حق ملکیت حاصل کرنے کے لئے راضی ہوں ۔

(۲) جائز ہوگا کہ ان فردوں میں منجملہ دیگر امور کے یہ احکام درج کئے جاویں کہ مزارعہ بعض شرائط کو پورا کرنے پر حق دخیلکار یا حق مالکانہ خواہ بذریعہ خرید یا دیگر طرح پر حاصل کر سکتا ہے ۔

(۳) جو حق دخیلکاری یا حق مالکانہ کوئی مزارعہ حاصل کرے وہ اُن تمام حدود و پابندیوں کے تابع ہوگا جو شرائط کی اُس فرد میں مندرج ہوں جو اُس سے اطلاق پذیر ہو اور جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب جاری کی گئی ہو ۔

(۴) دفعہ ہذا میں کسی عبارت کے ایسے معنے نہیں لئے جاوینگے جن سے لوکل گورنمنٹ کا یہ اختیار محدود سمجھا جاوے کہ ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب کوئی فرد شرائط جاری کرنے کے بغیر کسی نو آبادی میں کسی شخص کو ایسی شرائط پر جن کو وہ مناسب سمجھے زمین عطا کرے ۔

رجسٹر ہائے تجویز شدہ زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء میں اندراجات کے معنے — **دفعہ ۶** ۔ کسی فرد شرائط مجوزہ پیشتر از نفاذ ایکٹ ہذا میں جب کسی رجسٹر مجوزہ زیر ایکٹ منسوخ شدہ کا حوالہ درج ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اُس کے اس طرح پر معنے لینے لازم ہوں گے کہ گویا وہ کسی مثل حقیقت یا سالانہ کاغذات میں کسی اندراج کا حوالہ ہے ۔

کلکٹر کے اختیارات دربارہ عطائے زمین — **دفعہ ۷** ۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ بپابندی ایسی عام یا خاص ہدایات کے جو اُس کو صاحب فنانشل کمشنر سے ملیں کسی شخص کو زمین عطا کرے اور بذریعہ حکم تحریری یہ ظاہر کرے کہ کونسی فرد شرائط اُس عطیہ پر اطلاق پذیر ہوگی اور شخص مذکور کو زمین عطا شدہ کا قبضہ لینے کی اجازت دے اور وہ شخص اُن شرائط کے تابع متصور ہوگا جو اُس سے اطلاق پذیر کی گئی ہیں ۔ کوئی ایسا شخص مزارعہ متصور نہ ہوگا اور نہ اُس زمین میں جو اُس کے حصہ میں آئی اُسکا کوئی حق یا حقیقت متصور ہوگی تاوقتیکہ ایسا حکم تحریری صادر نہ کیا جاوے اور وہ صاحب کلکٹر کی اجازت سے قبضہ حاصل نہ کرلے ۔

دفعہ ۸ ۔ حیثیت مزارعان جو اب تک بر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء نشست ...

ہر ایسے شخص کی نسبت جو کسی وقت ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے اُس زمین کا مزارعہ ہو جس سے ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) ۱۸۹۳ء متعلق تھا یا بموجب کسی سابقہ معاہدہ کے یا کسی ایسے امر کے جو ایکٹ دخیل رعیتانہ پنجاب ۱۸۶۸ء میں یا کسی دیگر ایکٹ نافذ الوقت میں درج ہو یہ متصور کرنا لازم ہو گا کہ اُس نے اُن شرائط کو منظور کر لیا ہے اور اُن حقوق کے مطابق اراضیات پر جن کا وہ مزارعہ تھا قابض ہے جو ابتداءً اُس کے کماحقہ رعیتانہ سے متعلق کی گئیں اور زمین کی توسیع اُس حد تک کی گئی جس کا کہ آگے واضح طور پر ایکٹ ہذا میں ذکر کیا جائیگا۔

بیع بذریعہ نیلام کی شرائط کے فردوں کا جاری کرنا

دفعہ ۹ — صاحب کلکٹر مجاز ہو گا کہ وہ گورنمنٹ کی [illegible] منظوری حاصل کر کے اُن شرائط کی فرد جاری کرے جن پر گورنمنٹ کسی نوآبادی میں زمین بذریعہ نیلام فروخت کرنے پر [illegible]

خریدار نیلام پورا زرِ ثمن ادا کرنے تک مزارعہ سمجھا جائیگا

دفعہ ۱۰ — لازم ہے کہ ایسی زمین کے خریدار نیلام کو حسب الحکم صاحب کلکٹر [illegible] قابض ہو [illegible] مزارعہ [illegible] سمجھا جاوے جب تک کہ کل زرِ ثمن [illegible] ادا نہ کیا جاوے اور دیگر شرائط [illegible] زیر دفعہ ۹ پوری نہ کی جائیں۔

حق ملکیت بعض صورتوں میں تابع ہوگا

دفعہ ۱۱ — جو حق ملکیت زمین اُس [illegible] حاصل کیا جائے جس کی تشریح دفعہ [illegible] کی [illegible] اور پابندیوں کے تابع ہو گا جو اُس [illegible] کی گئی ہوں جو دفعہ ۹ کے احکام کے بموجب جاری کیا گیا ہو۔

مزارعہ کا غلط اطلاع دینا

دفعہ ۱۲ — اگر کوئی شخص [illegible] ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد کسی نوآبادی میں بطور مزارعہ کسی زمین پر قابض کرایا گیا ہو گورنمنٹ کے [illegible] کو اپنی قابلیت کی نسبت غلط اطلاع دے یا یہ امر واقعہ ظاہر کرنے سے قاصر رہے کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری نیک چلنی کی ضمانت لی گئی ہے یا کہ اُس کو ایک سال یا زیادہ میعاد کی قید کی سزا دی گئی ہے تو یہ تصور کیا جاویگا کہ اُس نے اپنے مزارعہ بننے کے متعلق شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ کا اطلاق اُن اشخاص پر نہ ہوگا جو تین سال سے زیادہ عرصہ تک بحیثیت مزارعہ قابض رہے ہوں اور نہ یہ دفعہ کسی ایسے شخص سے متعلق ہوگی جس نے حق ملکیت حاصل کر لیا ہو۔

تبادلات

دفعہ ۱۳ — بپابندی احکام جو صاحب فنانشل کمشنر سے موصول ہوں صاحب کلکٹر مجاز ہو گا کہ کسی مزارعہ یا مالک کو اجازت دے کہ وہ اپنی زمین یا اُس میں اپنے حق کو کُلاً یا جزواً کسی دوسری زمین سے نوآبادی میں تبادلہ کر لے اور جو زمین تبادلہ میں لیجائے اُس کا قبضہ اُس صورت میں جبکہ کوئی خاص شرط کلکٹر نے اُسکے برخلاف تحریری طور پر تجویز نہ کی ہو انہی شرائط و قیود کے تابع متصور ہوگا جن کا

تابع وہ زمین تھی جو تبادلہ میں دی گئی۔

بحیثیت مزارعان سرکار اُس قطعہ زمین میں جس میں اس ایکٹ کی توسیع کیجائے

دفعہ ۱۴ — اگر اشتہار زیر دفعہ ۲ جاری کرنے کے وقت کوئی شخص کسی سرکاری زمین پر اُس رقبہ کے کسی حصہ میں جس کی تعریف اشتہار مذکور میں کیجائے گورنمنٹ کی طرف سے کسی ایسے پٹہ کی رو سے قابض ہو جو ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۳ء اور ایکٹ ہذا کے علاوہ کسی دیگر قانون کے بموجب عطا کیا گیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہو گا کہ کسی وقت شخص مذکور کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اُس زمین کو چھوڑ دے اور اُس معاوضہ کو قبول کرے جو صاحب کلکٹر عطا کرے۔

(الف) بابت اُس منافع کے جو اُس کو بحیثیت ایسا مزارعہ ہونے کے پٹہ کی باقی میعاد میں حاصل ہوتا۔ اور

(ب) بابت اُن جملہ ترقیات کے جو اُس نے پٹہ چھوڑنے کے حکم کے اجراء سے پیشتر کی ہوں۔

اور علاوہ اس کے رقم عطا شدہ کا ۱۵ فی صدی۔

یہ معاوضہ زر نقد میں ادا کیا جائیگا یا مزارعہ کی رضامندی سے اُس کے معاوضہ میں کسی دوسری زمین میں حقوق رعیتانہ دیئے جاوینگے۔ ہر ایک زمین جس کی نسبت پٹہ چھوڑنے کے حقوق کی نوآبادی میں حقوق رعیتانہ دیئے جائیں وہ اُن شرائط کے تابع ہوگی جو کہ صاحب کلکٹر تجویز کریگا اور یہ زمین [illegible] واجب الادا کی رقم سے کم قیمت کی نہ ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر مزارعہ زر نقد یا دیگر زمین جو اُسے بطور معاوضہ مذکورہ بالا دیجائے لینے پر راضی نہ ہو تو اُس کو جائز ہوگا کہ صاحب کلکٹر کے حکم متضمن عطائے زر نقد یا زمین کی اطلاع پانے کے بعد چھ ہفتہ کے اندر صاحب کلکٹر کو تحریری درخواست دیکر یہ درخواست کرے کہ جس زمین پر اُس کا قبضہ ہے اُس کو دفعہ ہذا کے بموجب حاصل کرنے کی بجائے ایکٹ حصول اراضی کے احکام کے بموجب حاصل کیا جاوے۔

حقوق مزارعہ قرق یا فروخت نہیں ہونگے

دفعہ ۱۵ — جو حقوق یا مراعات کسی مزارعہ کو گورنمنٹ سے ایسی زمین کی بابت حاصل ہوں جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہو اُن میں سے کوئی بھی کسی عدالت کے حکم یا ڈگری کے اجراء پر یا کسی دیوانیہ کی کارروائی میں قرق یا فروخت نہیں ہوگا۔

انتقالات حقوق کالعدم متصور ہونگے

دفعہ ۱۶ — اُن حقوق یا مراعات میں سے جو کسی مزارعہ کو زیر ایکٹ ۱۸۹۳ء یا زیر ایکٹ ہذا حاصل ہوں کوئی بھی بغیر تحریری منظوری صاحب فنانشل کمشنر یا ایسے افسر کے جس کو صاحب فنانشل کمشنر بذریعہ حکم تحریری اس بارہ میں اختیار دیں بذریعہ بیع یا تبادلہ یا ہبہ یا وصیت یا رہن یا دیگر معاہدہ انتقال نہیں کیا جا سکیگا اور نہ اُس پر کفالت ڈالی جا سکے گی۔ ماسوائے شکمی پٹہ کے جس کی میعاد ایسے مزارعہ کی صورت میں جسکے حقوق دخیلکاری یا مالکانہ حاصل نہ کئے ہوں ایک

سال ہوا اور ایسے مزارعہ کی صورت میں جس نے حقوق دخیلکاری حاصل کئے ہوں سات سال سے زیادہ نہ۔ تحریری منظوری مذکورہ بالا حاصل کرنے کے بغیر جو انتقال کیا جائیگا یا کفالت ڈالی جائے گی وہ کالعدم تصور ہونگی اور اگر (ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد) منتقل الیہ قبضہ حاصل کرلے تو صاحب کلکٹر کے حکم سے اُس کو بیدخل کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شکمی بٹہ پر دینے کے اُس اختیار کے رو سے جو از روئے دفعہ ہذا عطا کیا گیا ہے کوئی مزارعہ اُس شرط سے بری نہیں ہوگا جسکے رو سے اُس کے لئے اُس محال میں رہنا واجب ہے جس میں اُس کا کھاتہ رعیتانہ واقعہ ہو۔

نیز شرط یہ ہے کہ ایکٹ ہذا کے شروع نفاذ کے وقت جو مزارعہ بن چکے ہوں اُن کے لئے دفعہ ہذا کے رو سے شکمی بٹہ پر دینے کے اختیار پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ڈالی جاویگی جو ایکٹ ۳ ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۸ میں درج نہیں ہے یا اُن شرایط کی فرد میں مذکور نہیں ہے جو مزارعہ مذکور کی زمین سے اطلاق پذیر ہے۔

مادہ اسپان، شتران یا اُن کی بچھڑے جو مجوزہ شرائط کے بموجب رکھے گئے ہوں قرق یا فروخت نہیں کئے جائینگے

دفعہ ۱۷۔ کسی مجوزہ فرد شرائط کے مطابق جو مادہ اسپ یا شتر رکھا جاوے وہ اور اُسکے بچے اگر تین سال سے کم عمر کے ہوں تو کسی ڈگری کے اجرائے پر قرق یا فروخت نہیں ہوسکینگے۔

الفاظ ”وارثان“ و ”قانونی قائم مقامان“ کے معنے

دفعہ ۱۸۔ جملہ شرائط کی افراد میں جو زیر دفعہ ۵۔ ایکٹ ہذا جاری ہوں الفاظ ”وارثان“ و ”قانونی قائم مقامان“ سے مرادِ مزارعہ کے صرف وارثان صلبی اور اگر وہ بغیر اولاد نرینہ مرجائے تو اُس کی بیوہ ہونگے۔

وراثت مزارعان

دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد جو زمین عطا کیجائے اُس کی صورت میں:۔

(۱) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بغیر مرجائے تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اگر وہ بلحاظ حالات ایسا حکم منصفانہ تصور کرے تو یہ ہدایت کرے کہ زمین واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ کو دئے گئے ہوں زائل ہوجائینگے۔

(۲) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بعد فوت ہوجائے اور شرائط میں یہ درج نہ ہو کہ سب سے بڑے بیٹے کو وراثت پہنچنے کا قاعدہ اطلاق پذیر ہوگا یا وراثت کسی ایک منتخب وارث یا زیادہ وارثان کو پہنچیگی تو اُس صورت میں وراثت حسب ذیل پہنچیگی:۔

(الف) نرینہ صلبی اولاد کو (اگر کوئی ہو) نرینہ نسل میں سے۔ اور

(ب) اگر ایسی اولاد نہ ہو تو متوفی کی بیوہ کو (اگر کوئی ہو) تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے یا دوسری شادی نہ کرلے یا زمین ترک نہ کردے یا تمام یا بعض شرایط متعلقہ حقوق مزارعہ متوفی کے بموجب زمین سے بیدخل نہ کیجائے۔ اور

(ج) اگر ایسی اولاد اور بیوہ نہ ہو یا اگر مزارعہ متوفی بیوہ چھوڑ گیا ہو تو جب اُس کا حق زیر فقرہ (ب) بیدخلی کے سوائے دیگر نہج پر ختم ہوجائے تو اُس وقت مزارعہ متوفی اور اُس کے رشتہ داران بکجدی کے مورث اعلےٰ سے نرینہ سلسلہ میں نرینہ رشتہ داران مذکور کو۔

مگر فقرہ (ج) کے متعلق شرط یہ ہے کہ مورث اعلےٰ زمین پر قابض رہا ہو۔

(۳) صلبی اولاد اور رشتہ داران بکجدی کے درمیان جو دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) کے بموجب دعویٰ کریں وراثت بہ تبعیت احکام فقرہ مذکور اس طرح پر پہنچیگی گویا کہ وہ ایسی اراضیات میں جو متوفی کی ملکیت نہیں۔

(۴) اگر مزارعہ متوفی کوئی ایسے وارث نہ چھوڑ کر مرے جن کا ذکر دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) میں کیا گیا ہے اور جن کو فقرہ مذکور کے بموجب کھاتہ رعیتانہ پہنچتا ہو تو متوفی کی زمین گورنمنٹ کے پاس واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ متوفی کو تفویض کئے گئے تھے وہ زائل ہوجائینگے۔

سکنی زمینیں

دفعہ ۲۰۔ (۱) صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اُن اشخاص کی رہائش کے لئے زمین سکنی عطا کرے جنھوں نے بطور مزارعان یا مالکان کلکٹر کی منظوری سے زمین کا قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۲) جب کوئی مالک جو اپنی زمین منتقل کرنے کا مقتدر ہے اُسکا کلًا یا جزوًا جائز انتقال کرے تو صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اگر گنجایش ہو تو سکنی زمین منتقل الیہ کو رہایش کے لئے عطا کرے۔

(۳) وہ اراضی جو اُس سکنی زمین میں شامل ہو جو زیر ضمن (۱) یا ضمن (۲) مندرجہ بالا عطا کیجائے خواہ وہ کسی دیہہ، بستی یا قصبہ کی حدود کے اندر یا باہر واقع ہو۔ باوجود اجراء کے جو ایکٹ معینہ ہند نمبر ۵ سنہ ۱۸۰۰ء میں مندرج ہو گورنمنٹ کی ملکیت تصور ہوتی رہے گی۔

سکنی زمین اور مزارعہ رہنے کی حالت میں مفت قبضہ رکھا جائیگا

دفعہ ۲۱۔ ہر شخص کا جسکو زیر دفعہ ۲۰ زمین سکنی دیجائے۔ یہ حق ہوگا کہ اُس زمین سکنی پر جو اُس کو دی گئی ہے بغیر کرایہ دینے کے قبضہ رکھے جب تک کہ وہ مزارعہ یا مالک اُس زمین کا رہے جس کی بابت زمین سکنی اُس کو دی گئی۔

(۲) جب وہ شخص اُس زمین کا مزارعہ یا مالک نہ رہے صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس شخص کو اُس عمارت کا جو اُس نے اُس زمین پر بنائی ہو مصالحہ اُٹھانے اور اُس کو صرف میں لانے کے لئے معقول مہلت دیکر اُس زمین پر بیدخل کرلے اور اُس کا قبضہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنے کے بغیر واپس لے لے۔

(۳) جب شخص مذکور نے اپنی اراضی کے ایک حصہ کا جائز انتقال کیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس زمین سکنی کا ایک مناسب حصہ واپس کرلے جو کہ اُس شخص کو بلحاظ قبضہ کل اراضی دیا گیا ہو۔ ضابطہ مندرجہ ضمنی دفعہ (۲) ایسی صورتوں پر اطلاق پذیر ہوگا۔

دیگر اشخاص کو سکنی زمین عطا کرنا

دفعہ ۲۲۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ دیہات بستی ہائے یا قصبہ جات میں علاوہ اُن لوگوں کے جنکو زیر دفعہ ۲۰ سکنی زمین دیگئی ہو۔ دیگر اشخاص کو آبادی یا تجارت یا دیگر اغراض کیلئے ایسی شرح ہائے متعلقہ بیع یا ادائیگی کرایہ نہ زمینی یا بہر دو پر اور ایسی شرایط پر سکنی زمین عطا کرے جو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً تجویز کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ ہذا کا اطلاق اُس زمین سکنی پر نہیں ہوگا جو مزارعان اور مالکان کو کسی مدت کی واجبی ضرورت سے زیادہ دیجائے۔

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چو کرم باتو گرائی چہ در قادیاں ہمی | دوا ہمی شفا ہمی غرض دار الاماں ہمی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- ... سے ... صر

۲- ... سے عہ

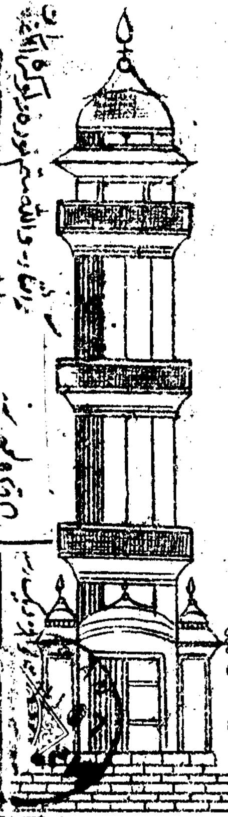
۳- ہندوستان یا باہر سے

۴- غیر مذاہب والوں سے ...

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے

لوگوں سے ...



31

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

اخراجات لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی **احمدی** جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا۔ اور مانا۔ اور اس کے مطابق عملدرآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ انپر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں۔ چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب پانسو سے زاید روپیہ جمع کر دیا ہے۔ اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال ہر مد کا ہے لیکن اس وقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ، مقبرہ، میگزین وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں۔ کہ لوگوں سے مانگے سوائے اس مامور کے جسکی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہماناں دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دھوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمدنی کو بڑھانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللّٰہ) یہ شخص ایسا ہی دنیادار ہوتا جیسا کہ خبیث لوگوں کے ظنون فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپے جمع ہو سکتے تھے اور وہ جماعت جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندے دے رہی ہے اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جاتے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا۔ باقی رہے حسود جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی پرواہ کسیکو پرواہی کیا ہے لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور نادان معترض کو شرمندگی کے عرق میں غرق کرنیکا موجب نہیں ہوا کہ اس آخری عمر کے وقت جبکہ آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا تو حضرت اقدس نے اس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی

آمد و خرچ کے ساتھ ذرہ برابر نہ رکھا۔ مقبرہ کا چندہ براہ راست محاسب کے پاس آتا ہے ایسا ہی دوسرے تمام چندے براہ راست محاسب کے دفتر میں آتے ہیں باضابطہ رجسٹر دفتر چڑھائے جاتے ہیں۔ روپیہ ایک امین کے پاس ایک آہنی صندوق میں رکھا جاتا ہے اور کچھ بنک میں رکھا جاتا ہے اخراجات کے واسطے باقاعدہ بل بنتے ہیں اور ایک انگریزی بینز مقرر ہے جو انکی پڑتال کرتا ہے۔ پھر چک جاری ہوتا ہے ہر ایک خرچ کمیٹی کی منظوری سے ہوتا ہے اور ہزاروں آتے ہیں اور ہزاروں خرچ ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ کتنا روپیہ آیا ہے اور کہ وہاں کہاں رکھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ کہ وہ اسمیں سے لیں یا خرچ کریں۔ ہاں لنگر کا چندہ حسب معمول حضرت کے پاس آتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوتا کہ کچھ مدت اور زائرین اور مہاجرین کو خود مسیح موعود کا مہمان کہلا سکنے کا فخر حاصل ہو سکے۔

خیر یہ تو ایک درمیانی بات تھی۔ اب میں اصل امر کیطرف پھر توجہ کرتا ہوں۔ جس کے واسطے میں نے اس وقت قلم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مدات کی طرف زیادہ تحریک ہونے کے سبب اور لنگر کے چندہ کے واسطے کوئی خاص تحریک نہ ہونے کے سبب چندہ لنگر کی آمد اسی طرح گھٹتی جاتی ہے جس طرح کہ اس کے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں۔ خدا رحم کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو کہ وہ ایسے موقعہ پر بعض خاص دوستوں کو پرائیویٹ خط لکھا کرتے تھے۔ مجھے تو پورے طور پر معلوم ہی نہیں کہ وہ کس کس کو لکھا کرتے تھے۔ اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام دوست اسی مضمون کو اپنے نام خاص خط سمجھکر پورے زور کے ساتھ چندہ لنگر کیطرف متوجہ ہوں گے۔ چونکہ حضرت کی ڈاک اور منی آرڈر ول سے [illegible] مجھے موقع ملتا ہے اسواسطے میں یوثوق کہہ سکتا ہوں کہ اخراجات کے مقابل میں اسوقت آمد کچھ بھی نہیں اور دوستوں کو چاہئیے کہ اسوقت نہ صرف ماہواری چندہ کی ادائیگی میں کوشش کریں اور ان کو باقاعدہ بنائیں بلکہ کچھ یکمشت چندہ جمع کرکے فوراً ارسال فرماویں۔ تمام چندہ براہ راست حضرت کے نام آنا چاہئیے لیکن کسی دوسرے چندہ کے ساتھ شامل ہو کر محاسب صاحب کے پاس آجائے تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ کوپن میں اور علیحدہ خط میں اسکی تفصیل درج ہو۔ یکمشت چندہ کے واسطے میں بالخصوص جماعتہا سے سیالکوٹ۔ لاہور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ پشاور انبالہ کو متوجہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر انشاء اللہ جلد اپنا اثر دکھائے گی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نظم

کیوں ہو رہا ہے خرم و خوش آجکل جہاں
چہرے پر اس مریض کے کیوں آگئی [illegible]
ان بیکسوں کی ہمتیں کیوں ہوگئیں بلند
وہ لوگ جو کہ راہ ہی سے راہ ستے ہو
تاریکی و جہالت و ظلمت کدھر گئی
مجھسے سنو کہ اتنا تغیر ہے کیوں ہوا
یہ وقت وقت حضرت عیسیٰ ہے دوستو
ہوکر غلام احمد مرسل سے آگئے ہیں
سب دشمنان دین کو انہوں نے کیا ذلیل
جو ان سے لڑنے آئی وہ دنیا سے اٹھ گئے

کیوں ہر دیار و شہر ہوا رشک بوستان
جو کل تلک تھا سخت ضعیف اور ناتواں
جبتکہ کل جہاں میں نہ تھا کوئی پاسبان
کیوں انکے چہرہ پر ہے خوشی کا اثر عیاں
دنیا سے آج انکا ہوا کیوں ہے گم نشان
جو بات کل نہاں تھی ہوئی آج کیوں عیاں
ہم نائب خدا ہیں جو ہیں مہدی زماں
قربان جن کے نام پہ ہو گئی ہیں انس و جان
بخشی ہے رب عز و جل نے وہ عز و شان
باقی کوئی بچا ہی تو ہے اب وہ نیم جان

ان کو ذلیل کرنے کا جس نے کیا خیال
ایسا ہوا ذلیل کہ جینا ہوا محال

رنج و غم و ملال کو دل سے بھلا دیا
ہم ہوئے [illegible] کہیں [illegible]
اک جام معرفت کا جو ہم کو پلا دیا
دکھلا کے ہم کو تازہ نشانات [illegible]
ہم کیوں کریں نہ اسپہ فدا جان آبرو
وہ دل جو بغض و کینہ [illegible]
اس نے ہی آکے ہمکو اٹھایا زمین سے
ڈوئی یتصوری۔ دہلوی [illegible]
ایسے نشاں دکھائے کہ [illegible]

جو داغ دل پہ اپنے لگا تھا مٹا دیا
جو راہ راست تھا ہمیں اس نے بتا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
پھر خدائے عز و جل کا دکھا دیا
روشن کیا ہے دین کا جس نے بجھا دیا
دین کا کمال ان کو بھی اس نے دکھا دیا
تھا دشمنوں نے خاک میں ہم کو ملا دیا
ساروں کو ایک وار میں اس نے گرا دیا
کفار نے بھی اپنے سروں کو جھکا دیا

احسان اس کے ہم پہ ہیں بیحد و بیکراں
جو گن سکے انہیں نہیں ایسی کوئی زباں

برطانیہ جو تم پہ حکومت ہے کر رہا
یہ بھی اسی کے دم سے ہے نعمت ہمیں ملی
نازل ہوئے تھے عیسیٰ مریم جہاں [illegible]
گو تھی یہود یوں کی نہ وہ اپنی سلطنت
ویسی ہی سلطنت ہمیں اسکے سبب ملی
یہ بھی ہے اس مسیح سے بڑھکر ہے یہ مسیح
یہ رعب اور شان بھلا آئی تھی کہاں
ہے ایسی شان قیصرۂ ہندوستان کی

تم جانتے نہیں ہو کہ ہے بھید اسمیں کیا
تا شکر جان و دل سے خدا کا کرو ادا
اس وقت جاری قیصرہ روما کا حکم تھا
پر اپنی سلطنت سے ہی آرام تھا سوا
تا اپنی قسمتوں کا نہ تم کو رہے گلا
یہ سلطنت بھی پہلی سے ہے امن میں سوا
یہ دبدبہ تھا قیصرہ روما کو کب ملا
ہے دشمن اسکی خنجر براں سے کانپتا

اس سلطنت کی تم کو بتاؤں وہ خوبیاں
جن سے کہ اسکی مہر و عنایات ہوں عیاں

اس کے سبب سے ہند میں امن و امان ہے
ہندوستان میں ایسا کیا ہے انہوں نے [illegible]
وہ جا بجا نہ ہوتی تھی ہر روز لوٹ مار
خفیہ ہو کوئی بات تو بتلاؤں میں تمہیں
ہندوستان میں چار طرف ریل جاری ہے
چیزیں ہزاروں ڈاک میں بھیجو تم آجکل
پھیلائی تار ملک میں آرام کے لئے
چھوٹوں بڑوں کی جیسے ہوتی ہے یاں بسر
پیتے ہیں ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند

نے شور و شر کہیں ہے نہ آہ و فغان ہے
ہر شور و پشت جس سے ہوا نیم جان ہے
ہر طرح اسکی جگہ پہ امن و امان ہے
طرز حکومت ان کی ہر اک پہ عیاں ہے
ان کا ہی کام ہے یہ یہ انہی کی نشان ہے
نقصان اسمیں کوئی نہ کوئی زیان ہے
یہ سلطنت بھی ہم پہ بہت مہربان ہے
نے مال کا خطر ہے نہ نقصان جان ہے
اس سلطنت میں یاں تک امن و امان ہے

پھر بھی نہ کوئی مانے جو احسان تو کیا کہیں
ایسے کو بے خرد کہیں یا بے حیا کہیں

ہندوستان سے اٹھ گیا تھا علم اور ہنر
پھیلا ہوا تھا ہر طرف جہل ملک میں
اپنے پرائے چھوڑ کے سب ہوگئے الگ
انگریزوں نے ہی [illegible] حال دیکھکر
مذہب میں ہر طرح ہمیں آزاد کر دیا
پرچار کرے نہ اور پڑھے کوئی کچھ کرے
القصہ سلطنت یہ بڑی مہربان ہے
فضل خدا سے ہم کو ملی ہے یہ سلطنت
اور اس سے بڑھ کے رحم خدا کا یہ ہے

یاں آتا تھا نہ عالم و فاضل کوئی نظر
کوئی نہ تھا جو آکے ہمارا ہو چارہ گر
ہم بیکسوں پہ آخر انہوں ہی کی نظر
کھولے ہیں علم و فضل کے پھر ہزار در
چلتا نہیں سر و نہ کوئی جبر کا تبر
آزاد کر دیا ہے انہوں نے ہر اک بشر
آتی نہیں جہان میں ایسی کوئی نظر
جو کہ ہے ایسی نفع رساں اور بے ضرر
عیسیٰ مسیح سا دیا ہے ہم کو راہبر

محمود درد دل سے یہ ہے اب میری دعا
قیصر کو بھی ہدایت اسلام ہو عطا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بار دوم

(ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذّب بآیاتہ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونیکا دم مارتے ہیں جب خداتعالیٰ کا کلام اُن کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاء و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے۔ اسوقت میں نمونہ کے طور پر خداتعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسکے مخاطب میری مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور محمد زکی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن نراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ اِنّی اُحافظ کُلّ من فی الدار و اُحافظک خاصّۃ۔ ترجمہ اس کلام کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاص کر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خداتعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنۃ اللّٰہ علیٰ من کذّب وحی اللّٰہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولعنۃ اللّٰہ علیٰ من افتریٰ علی اللّٰہ۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ الّذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔ پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھہرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذّب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خداتعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے کہ افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد

ڈائری

برق و نار ایک دوست کا خط حضرت کے حضور پیش ہوا کہ حضرت ابراہیم [illegible] ہوا کہ [illegible] ٹھنڈی ہو گئی تھی [illegible] فی الواقع آگ تھی [illegible] حضرت نے فرمایا قصہ و فسانہ کی طرح [illegible] ہوتی ہے اور وہی ہمیشہ کوئی ایسا نشان [illegible] معجزہ دکھلاتا ہے اپنے نبی کی تائید میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہے [illegible] ظاہری آتش کا حضرت ابراہیم پر سرد کر دینا خداتعالیٰ کے آگے کوئی [illegible] بعید نہیں اور ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں حضرت ابراہیم کے متعلق ان واقعات کی اب بہت تحقیقات کی ضرورت نہیں کیونکہ ہزاروں سالوں کی بات ہے۔ ہم خود اس زمانہ میں ایسے واقعات دیکھتے ہیں اور اپنے اوپر تجربہ کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جبکہ ہم سیالکوٹ میں تھے تو ایک دن بارش ہو رہی تھی جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا اور گندھک کی سی بو آتی تھی لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا۔ بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا۔ دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا۔ مگر ہم کو کچھ ضرر نہ دے سکی کیونکہ خداتعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کو میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ اور آدمی بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے

یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا۔ کچھ خوف کی بات نہیں اور یہ کہکر پھر سو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پروا نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی۔ تب میں نے انکو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے۔ تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا۔ کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لیکر نیچے جا پڑی اور چارپائیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزنما حفاظت ہے۔ جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔ ایسا ہی ایکدفعہ ایک بچھو میرے بستر کے اندر لحاف کے ساتھ مرا ہوا پایا گیا۔ اور دوسری دفعہ ایک بچھو لحاف کے اندر چلتا ہوا پایا گیا۔ مگر ہر دو بار خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے ضرر سے محفوظ رکھا۔ ایکدفعہ میرے دامن کو آگ لگ گئی تھی۔ مجھے خبر بھی نہ ہوئی ایک اور شخص نے دیکھا اور بتلایا اور اس آگ کو بجھا دیا۔ خدا تعالیٰ کے پاس کسی کے بچانے کی ایک راہ نہیں بلکہ بہت راہیں ہیں آگ کی گرمی اور سوزش کیواسطے بھی کئی ایک اسباب ہیں اور بعض اسباب مخفی در مخفی ہیں جنکی لوگوں کو خبر نہیں اور خدا تعالیٰ نے وہ اسباب اب تک دنیا پر ظاہر نہیں کئے جن سے آگ کی سوزش کی تاثیر جاتی رہتی ہے پس اس میں کون سے تعجب کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

کیپ ڈائری

منقول از تشحیذ الاذہان

ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون کے ایام میں سخت تپ چڑھ گیا [illegible] یہانتک شدید تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ مجھ کو طاعون ہو گیا ہے [illegible] کا انپر اسقدر اثر تھا کہ مفتی محمد صادق صاحب کو بلا کر وصیت [illegible] لکھوانی شروع کر دی۔ اتفاقاً [illegible] اور میں انکی عیادت کے لئے گیا۔ ان کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے میں نے کہدیا کہ آپ کو قطعاً طاعون نہیں اگر آپ کو طاعون ہے تو ہمارا سلسلہ ہی جھوٹا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے صاف کہدیا ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو اس چار دیواری میں ہے اس مرض سے بچاؤں گا اور یہ کہکر میں نے انکی نبض دیکھی تو تپ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

جہاد کی ممانعت کی نسبت جو نظم در ثمین میں شایع ہو چکی ہے اسمیں ایک شعر ہے

اب زندگی تمہاری [illegible]
[illegible] نہیں ہے قدم کافرانہ ہے

اسکی نسبت فرمایا کہ دیکھو آجکل ہر طرف فسق و فجور پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کی پہلی سی حالت نہیں رہی ان کے ہاتھوں سے سلطنت بھی اسی لئے چھین لی گئی ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا خدا تعالیٰ کو کسی کا رشتہ دار نہیں کہ وہ باوجود اس کے بگڑ جانے کے پھر بھی اسکی پاسداری کرتا چلا جاوے چونکہ یہودیوں سے مسلمانوں کو نسبت ہے اسلئے ان کیطرح انپر بھی دو دفعہ سخت عذاب آنا ضروری تھا چنانچہ ایک دفعہ تو تب انپر عذاب آیا جبکہ ہلاکو خان نے حملہ کر کے بغداد کو تباہ کیا اور مسلمانوں کو اسقدر ہلاک کیا کہ صرف بغداد میں کہتے ہیں کہ چھ لاکھ انسان قتل ہوا اس وقت مسلمانوں کی حالت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ ایک بزرگ کے پاس لوگ اکٹھے ہو کر گئے اور کہا خدا سے دعا کیجئے گا کہ وہ ہم کو اس عذاب سے نجات دے اور یہ طوفان تھم جاوے انہوں نے فرمایا کہ کمبختو تمہاری وجہ سے ہم بھی اس عذاب میں پھنس گئے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے کھڑے کہتے ہیں کہ یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار۔ یعنے اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو پس وہی حالت اسوقت دوبارہ ہوئی ہے اور انگریزوں کی حکومت بھی جو کہ مذہب کے رو سے کافر ہیں ہندوستان میں اسی لئے ہوئی ہے۔ کہ مسلمان خود فاجر ہو گئے ہیں اور خدا کے رحم کو حاصل کرنے کے لایق نہیں ہیں اور میرے اس شعر کا مطلب یہی ہے کہ خود تمہاری حالت ایسی نہیں رہی کہ خدا تمہاری مدد کرے تو جہاد کیسا۔

مختلف نوٹ

انجمن مطیع سرکار بٹالہ ضلع گورداسپور میں اس نام کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے اور جسکے ایک جلسہ کی روئداد الحکم کی گزشتہ اشاعت میں شایع ہو چکی ہے اس کے بانی اور محرک منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ ہیں منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اس انجمن کی شاخیں پنجاب کے مختلف مقامات پر قایم کریں یہ تحریک نہایت مفید اور عمدہ ہے امید ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ملک اور اہل ملک کے سچے بہی خواہ ہیں کوشش کریں گے کہ ایسی مجلسیں ہر جگہ قائم ہوں اور لوگوں کو تاج برطانیہ کے برکات سے آگاہ کرتی رہیں اور ان فتنہ پھیلانے والوں اور بازاری گپوں کی تردید کرتی رہیں جو شورہ پشت لوگ بدنیتی اور ناراضی پھیلانے کے لئے اڑاتے رہتے ہیں۔

قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا ہونیکے متعلق آریوں کی چال الحکم کے ایڈیٹر نے چونکہ قادیان کی مقامی ضروریات کے پہلو کو ملحوظ رکھکر حکام بالا کو قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق ایک عرصہ سے تحریک کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور آخر حکام نے بھی ان ضروریات کو محسوس کیا اور اس کے لئے باضابطہ رپورٹ تیار کرالی۔ جبتک سودیشی تحریک کا جوش اٹھا تھا اور ایڈیٹر الحکم نے آریہ سماج کے پولیٹیکل کیرکٹر پر اور قادیان کے آریوں کے متعلق کوئی رائے زنی کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی اسوقت تک یہ سب بڑھ بڑھ کر اس کے متعلق تحریکیں کرتے اور زور دیتے اور ایڈیٹر الحکم کو اپنی سعی اور کوشش میں پیچھے رہنے سے روکتے تھے۔ چنانچہ لالہ شنبکر داس صاحب تحصیلدار کیوقت سے یہ تحریک شروع ہوئی۔ پھر لالہ موتی لال صاحب نے اسکو عمل [illegible] سب نے بالاتفاق ضروری سمجھا اور منت آرزو کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ تحریک عملی لباس پہن سکے لیکن اب جبکہ ملک جسمل صاحب تحصیلدار بٹالہ نے اسکو عمل کرنا چاہا اور وہ انتخاب ممبران کے لئے قادیان آئے تو لالہ ملاوامل صاحب آریہ بعض دوسرے لوگوں کے لیڈر بنکر تحصیلدار صاحب کے حضور اس غرض کے لئے گئے کہ ہمیں نوٹیفائیڈ ایریا ہونا منظور نہیں کیوں؟ اسلئے کہ لالہ صاحب ممبر نہیں بنائے گئے اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ورنہ وہی لالہ ملاوامل ہیں جو لالہ شنبکر داس اور لالہ موتی لال تحصیلداران کے سامنے سب کے ساتھ متفق ہو کر اسکے لئے زور دیتے تھے اب وہ کونسی نئی وجوہات پیدا ہوئی ہیں جو لالہ ملاوامل چند آدمیوں کے لیڈر بنکر مخالفت کے لئے نکلے۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ممبر نہیں بنائے جاتے اور [illegible] تحصیلدار صاحب [illegible]

انہیں یاد رہیگا ہیں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہیں کسی شخص کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ عام باشندوں کی بہبودی اور بہتری ملحوظ ہے۔ اور وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اس تجویز کی عام مخالفت نہیں ہے اگر ... معلوم ہوجاویگا کہ ... ان سب کے بیانات موجود ہیں اور اب جو لالہ ... دا ل صاحب نے اس کی مخالفت کا اظہار ... اسکی ایک وجہ خاص ہے جو تھوڑے سے تامل ... شہر ... کے اور خوشحال رائے ... کہ انہوں نے بیانات نہیں دیئے۔ تحقیقات اصل راز کھولدیگی۔ اور ایڈیٹر الحکم کی چونکہ ممبر بننے کی خواہش نہیں اس کے زیر نظر فائدہ عام ہے اسلئے وہ یقین دلاتا ہے کہ یہ تجویز مفید ثابت ہوگی۔

منسوخ ہوگیا نوآبادی ہائے چناب کا قانون آخر وائسرائے نے نامنظور کیا۔ نوآبادکاران چناب کے لئے اس سے بڑھکر نعمت کیا ہوگی ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو کی گورنمنٹ نے اپنی فیاضی اور عدالت گستری کا پورا ثبوت دیدیا ہے ... انگریزی راج کی برکتیں کہ گورنمنٹ ... کے ساتھ ہر ایک اپنی رائے دینے کو آزاد ہے جو ملک اور اہل ملک کے لئے کسی پہلو سے مفید ہو ... شورہ پشت یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کی خیرخواہی یہی ہے وہ شور مچانے ... ہمیشہ کہا ہے کہ ... ہم اپنے معروضات پیش کرنیکا حق رکھتے ہیں اور گورنمنٹ اپنی فیاضی سے ہمیں موقع دیتی ہے مگر گستاخی اور شورش و بیدگی برے نتائج پیدا کیا کرتی ہے وفاداری اور سعادتمندی ... رعایا کی حیثیت سے ہمیں حق ہے کہ اپنی ضروریات گورنمنٹ کے حضور پیش کریں لیکن یہ ... شورش ہوتے لیکن آخر یہی ہوگا کہ ... ہوش میں لایا جاوے۔ بہرحال گورنمنٹ کی یہ مہربانی زمینداروں پر بہت ... کے قابل ہے۔ گورنمنٹ نے رعایا پروری کو اپنا فرض سمجھکر ایسا کیا ہے۔ نہ کسی ... اور نہ کسی شور سے دبکر۔ وہ لوگ ... اہل ملک کے ... ہوکر جو ... کہ یہ شورش اور ایجیٹیشن کا نتیجہ ہے۔

اخباروں کے متعلق حضور وائسرائے کا ارشاد

حضور وائسرائے ہند نے موجودہ پولیٹکل حالت اور اخباروں کے متعلق حسب ذیل حکم نافذ فرمایا ہے:-

پنجاب اور مشرقی بنگال میں بدامنی کے متعلق جو واقعات ہوئے ہیں انہوں نے گورنمنٹ ہند کی توجہ ... اخبارات کی ان کوششوں ... کی ہے۔ جنکا منشاء ہے ... لوگوں کو ... متفاوت جماعتوں میں عداوت پیدا کی جاسکے اور ملک امن ... خطرہ میں ڈالا جاسکے۔ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل ... ظاہر کرنا ... ہے۔ کہ اخبارات کی جائز آزادی کو دبانا ... اور صاحب گورنر جنرل کو نہایت رنج ہوگا اگر چند ایک غیر وفادار اخباروں کیوجہ ایسے اخباروں کی آزادی ... کم کرنے پر مجبور ہونگے۔ جو قابلیت سے چلائے جاتے ہیں مگر صاحب ممدوح ... امن اور ضابطہ کے ذمہ وار ہیں اور وہ ایسی تحریروں کو برداشت نہیں کرسکتے جنکا میلان ... بدامنی پیدا کرنا یا لوگوں کو سرکار کے خلاف بھڑکانا ہو۔ اس بنا پر صاحب گورنر جنرل نے مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ کہ باغیانہ اور ... والے لٹریچر کی اشاعت۔ قانون فوجداری کے رو سے ... گورنر جنرل ہند بہ اجلاس کونسل تمام لوکل گورنمنٹوں کو اختیار ... ذاتی ... ان اخبارات پر مقدمات چلائیں جہاں ارادتاً قانون شکنی کیگئی ہے۔ صاحب گورنر جنرل امید کرتے ہیں کہ یہ تنبیہ کافی ہوگی۔ اور متعدد مقامات قائم کرنے کی ضرورت واقع نہ ہوگی لیکن بدقسمتی سے اگر یہ امید پوری نہ ہوئی۔ تو حکام اس برائی کا اچھی طرح انسداد کرینگے حکم دیا گیا کہ مذکورہ بالا کی ایک نقل گزٹ آف انڈیا میں شایع کیجائے۔ تاکہ عوام مطلع رہیں۔

خلفاء اسلام کے متعلق عجیب باتیں

اسلام میں چار عورتیں ایسی گذری ہیں جن میں سے ہر ایک ... دو خلیفہ پیدا ہوئے۔ اوّل فاطمۃ الزہراء رضی ... رسول اللہ صلعم کی ... دونوں نور نظر امامین حسن رضی اور حسین رضی ... لوگوں نے ... خلافت کی۔ دوم ولادۃ بنت عباس عبسیۃ عبد الملک ابن مروان کی بیوی کہ اس کے بطن سے عبد الملک کے دو بیٹے ولید و سلیمان پیدا ہوئے اور دونوں مسند آرائے خلافت ہوئے۔ سوم ... فیروزہ ابن یزدجرد کی بیٹی۔ ولید بن عبد الملک کی بیوی تھی ... سے ولید کے دو فرزند یزید اور ابراہیم پیدا ہوئے اور دونوں خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور چہارم ام خیزران ... کی بیوی کہ اس کے بطن سے موسیٰ الہادی اور ہارون الرشید پیدا ہوئے اور ان دونوں نے بھی خلافت پائی۔

ایک مسلمان عورت ایسی تھی جس کے بارہ محرم ... سب خلیفہ تھے۔ یہ عورت عاتکہ بنت یزید بن معاویہ ... باپ یزید خلیفہ۔ معاویہ ابن ابی سفیان اس کا دادا خلیفہ۔ معاویہ بن یزید اس کا بھائی خلیفہ۔ عبد الملک بن مروان اس کا شوہر خلیفہ۔ مروان بن الحکم اس کا خسر خلیفہ۔ اس کا بیٹا یزید بن عبد الملک خلیفہ۔ اور ولید۔ سلیمان اور ہشام اس کے تین سوتیلے بیٹے بھی خلیفہ ہوئے۔ اور بنی عباس میں اس کی مثال زبیدہ جعفر ابن منصور کی بیٹی ہے کہ اسکا دادا منصور اس کے دادا کا بھائی سفاح۔ اس کا شوہر ہارون ... اسکا چچا مہدی۔ اس کا بیٹا امین اور اُن کے چار سوتیلے بیٹے مامون معتصم واثق اور متوکل سب کے سب خلیفہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں میں ایک خلیفہ ایسا ہوا ہے جس کو اُس کے چار بزرگوں نے خلافت کا سلام کیا۔ یعنی خود اس کے چچا۔ اس کے باپ کے چچا اور اس کے دادا کے چچا نے۔ یہ خلیفہ ہارون الرشید تھا۔ اس کی سلامی خود اس کے چچا سلیمان بن منصور نے۔ اس کے باپ کے چچا ... اور اس کے دادا منصور کے چچا عبد الصمد بن علی نے دی۔

ایک خلیفہ ایسا گذرا جس کے کنبہ والوں میں سے ... ایسے شخصوں نے اس کی خلافت تسلیم کی جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفہ کا فرزند تھا۔ اور یہ خلیفہ متوکل عباسی ہے جسکی خلافت حسب ذیل لوگوں نے تسلیم کی۔ احمد بن واثق۔ احمد بن معتصم۔ سلیمان بن مامون۔ عبد اللہ بن امین۔ ابو محمد بن رشید۔ عباس بن ہادی اور منصور بن مہدی نے۔

ایک خلیفہ نے خود اور اس کے بیٹے دونوں نے دوسرے خلیفہ کی دست بوسی کی اور جس خلیفہ کے ہاتھ چومے گئے تھے۔ اُس نے ہاتھ چومنے والے خلیفہ کے فرزند کو انتقام ... کیا۔ پھر اسی ... ہاتھ کے بعد دست بوسی کئے جانے والے خلیفہ نے

سے اپنے فرزند کے دست بوس ہونے والے خلیفہ کے ہاتھ چومے اور اس نے بھی اس کے فرزند کو اتنا ہی انعام دیا۔ جتنا پہلے اس کے فرزند کو مل چکا تھا۔ یہ قصہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید اور ابراہیم بن مہدی کے مابین گزرا جس زمانہ میں ابراہیم بن مہدی خلیفہ تھا۔ معتصم نے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنے بیٹے کو اس کے روبرو لا کر کہا کہ امیر المومنین یہ میرا نور نظر ہارون آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ ابراہیم بن مہدی نے اسے دس ہزار درہم انعام دیئے جانے کا حکم صادر کیا۔ پھر جب معتصم خلیفہ ہوا۔ اس وقت ابراہیم بن مہدی نے بھی اپنی اپنے ... کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنے فرزند ہبۃ اللہ کو اس کے روبرو پیش کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین! آپ کا غلام۔ میرا نور نگاہ ہبۃ اللہ آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرنے کو حاضر ہے۔ اور معتصم نے ہبۃ اللہ کو بھی دس ہزار درہم انعام دلائے صولی کہتا ہے۔ اس کی مثال دو خلیفوں اور ان کے بیٹوں میں کہیں نہیں ملتی!

ایک خلیفہ ایسا ہوا جس کے تمام امور آٹھ کے عدد پر گزرے یہ خلیفہ معتصم تھا۔ وہ عباسی خلفاء میں آٹھواں خلیفہ ہوا۔ اس کی ولادت سنہ ۱۷۸ھ ہجری میں ہوئی۔ اسکی عمر (۴۸) سال کی ہوئی۔ وہ رشید کے بیٹوں میں آٹھواں تھا۔ اس نے ۸ سال ۸ ماہ اور ۸ یوم حکومت کی۔ اس نے اپنی اولاد میں ۸ بیٹے اور ۸ بیٹیاں چھوڑیں۔ اور اپنا ترکہ حسب ذیل چھوڑ کے مرا۔ ۸ ہزار دینار۔ ایک ہزار ۸۰ درہم۔ ۸۰ ہزار سواری کے جانور۔ اور اس نے ۸ ... حاصل کیں۔ اور ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں ۸ دن باقی تھے جب اس کا انتقال ہوا۔ اور اسی وجہ سے اسکا نام "المثمن" مشہور ہو گیا۔

ایک خلیفہ کے ۱۰ بیٹے ۱۰ بھائی اور ۱۰ ہی بھتیجے تھے۔ یہ مروان بن الحکم تھا۔ جس کے ۱۰ فرزند عبد الملک معاویہ عبد العزیز بشر محمد عبید اللہ۔ عبد اللہ۔ ایوب اور داؤد تھے۔ اس کے ۱۰ بھائی یہ ہیں۔ عبد الواحد۔ عبد الملک۔ عبد العزیز۔ سعید ابان ابن الحکم۔ حبیب۔ عثمان۔ عمر۔ عبد الرحمن ابن الحکم۔ یہ ... سلیمان اور بھتیجے بنو بھتیجے ابن الحکم۔

ایک ایسی رات جسمیں ایک خلیفہ پیدا ہوا۔ ایک خلیفہ مسند نشین خلافت بنا اور ایک خلیفہ ملک عدم کو سفر کر گیا۔ یہ یوم شنبہ کی رات اختتام ماہ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ ہجری میں چار دن باقی رہنے کی تھی اس رات میں مامون الرشید پیدا ہوا۔ ہادی نے دنیا سے رحلت کی اور ہارون الرشید تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اور ایسی رات کا وجود کسی زمانہ میں نہیں ملتا۔

دو خلیفہ جو باپ بیٹے تھے۔ ان کی قبریں ایک دوسرے سے نہایت دور دراز مقاموں پر واقع ہیں۔ اور یہ دونوں خلیفہ رشید اور مامون تھے۔ رشید کی قبر شہر طوس میں ہے اور مامون کی قبر شہر طرطوس میں۔

ایک خلیفہ ڈاک کے ذریعہ سے سفر کرنے میں خصوصیت رکھتا ہے اور وہ موسیٰ ہادی ہے۔ جس وقت اس کے باپ خلیفہ مہدی نے رحلت کی۔ تو وہ جرجان کا حاکم تھا۔ ہارون الرشید نے اسے مرگ پدر کی اطلاع اور ساتھ ہی عصا۔ چادر اور انگشتری خلافت کی علامتیں ارسال کیں۔ موسیٰ ہادی یہ خبر اور چیزیں پاکر جرجان سے بغداد تک ڈاک کی سواریوں میں آیا اور اتنی بعید مسافت چند دنوں میں طے کی۔ یہاں تک کہ مہدی کی وفات سے (۱۳) دن بعد وہ بغداد میں پہنچ گیا تھا۔ موسیٰ ہادی کے سوا اور کسی خلیفہ کا ڈاک لگا کر سفر کرنا معلوم نہیں ہوا۔

دو خلیفہ جن میں سے ہر ایک کا نام جعفر تھا۔ دونوں اپنی اپنی نوبت سے چہار شنبہ کے دن مارے گئے۔ اور یہ متوکل اور مقتدر تھے۔

ایک خلیفہ نے پے در پے ساٹھ سال تک خلافت کی اور یہ مستنصر باللہ فاطمی مصر کا خلیفہ تھا۔ مگر ثعالبی اپنی کتاب لطائف المعارف میں بیان کرتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی حکومت بھی متواتر چالیس سال تک قائم رہی۔ جس میں سے بیس سال امارت کے تھے اور بیس سال خلافت کے۔

ایک خلیفہ کی مدت خلافت ایک دن سے کچھ ہی زائد ہوئی اور یہ خلیفہ معتز عباسی ہے۔ جس سے خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد بیعت کی گئی۔ مگر دوسری ہی صبح کو مقتدر کے غلاموں نے اس سے معرکہ آرائی کر دی۔ جن کی مدد عام بغداد کے باشندوں نے بھی کی اور معتز کو بھاگ کر روپوش ہو جانا پڑا۔ لیکن پھر وہ مقتدر باللہ کے ہاتھ آگیا۔

چار بھائی یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور وہ یہ ہیں۔ ولید۔ سلیمان۔ یزید اور ہشام عبد الملک بن مروان کے بیٹے۔ بجز دو شخصوں کے اور کسی خلیفہ نے اپنے باپ کی زندگی میں منصب خلافت نہیں حاصل کیا۔ اور حسن اتفاق سے ان دونوں کا نام ابی بکر ہے۔ اول ابوبکر الصدیق رض اور دوسرے الطائع باللہ عباسی۔

خلافت کا منصب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہونے والوں میں صرف دو صاحبوں کو حاصل ہوا۔ اول حسن رض ابن علی رض زہرا رض بنت رسول کے نور چشم اور دوم امام حسین ع۔

(الہلال ترجمہ پیسہ اخبار)

اجیت سنگھ کی گرفتاری

اجیت سنگھ جس کی پولیس کو سخت تلاش تھی۔ اور جس کے تعاقب میں مسٹر وار برٹن مشہور سراغرساں معہ معدنا سپاہیوں کے نواح فیروزپور و قصور میں سرگردان ہو رہے تھے۔ آخر ۲ اور ۳ جون کی درمیانی رات کو ساڑھے گیارہ بجے ہال بازار امرتسر کے باہر گرفتار کیا گیا۔ پولیس کو پہلے خبر ہو چکی تھی۔ کہ آج ان کا دوست آدھی رات کو ہال بازار کی راہ سے امرتسر سے بھاگے گا اور اس نے کپتان پولیس اور بہت سے سارجنٹ اور سپاہی مقررہ مقام کے اردگرد چپکے بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر اجیت سنگھ آیا۔ ڈاڑھی اور مونچھیں مونڈی ہوئی تھیں۔ سر پر بال تو پہلے ہی نہیں تھے۔ اب بھی حسب معمول منڈایا تھا۔ نہایت میلے کچیلے حلوائیوں کے سے چکنے کپڑے بدن پر تھے۔ پولیس نے نام پوچھا تو کہا کہ میرا نام بہاگو حلوائی ہے۔ سنا ہے کہ کپتان پولیس نے جواب دیا۔ کہ اب تم بھاگتے رہے ہو۔ آئندہ نہ بھاگو گے۔ ایک اور بیان یہ ہے کہ اجیت سنگھ سے تھوڑی دور آگے ایک نوجوان امرتسری دوکاندار جا رہا تھا۔ اس کا پولیس نے نام پوچھا اس نے اپنا نام بتا کر اجیت سنگھ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بیرنجی حلوائی ہے۔ مگر جب بیرنجی حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو تو اس نے جواب دیا کہ تم کو اجیت سنگھ کی تلاش ہے۔ اجیت سنگھ میں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ بیرنجی حلوائی نے کا سلسلہ اس جواب سے پولیس کو مذاق ... کا تھا۔ مگر ... پولیس کو جو پہلے ہی اجیت سنگھ کی منتظر تھی شبہ بہت بڑھ گیا۔ اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد "پولیٹیکل قیدی" کو صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کی کوٹھی پر پہنچایا گیا۔ جہاں اس نے اپنا اجیت سنگھ ہونا تسلیم کیا۔

جناب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ طلب

مجھے اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے کہ جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر ایک نیکدل اور غورکن طبیعت رکھنے والے ذمہ وار عہدہ دار ہیں اور وہ ہمیشہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہندو و مسلمانوں کی ملازمت میں ایک تناسب رکھا جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ جن جن ہیڈ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ہوں تو اس کا ہیڈ کلارک مسلمان مقرر کیا جاوے اور جہاں سپرنٹنڈنٹ مسلمان ہو وہاں اوس کا ہیڈ کلارک ہندو ہو۔ ایسا ہی جہاں ہیڈ کلارک ہندو ہو وہاں سکنڈ کلارک مسلمان ہو اور جہاں مسلمان ہیڈ کلارک ہو وہ سکنڈ کلارک ہندو ہو۔ اس فیصلہ سے محکمہ میں عموماً فائدہ پہونچا ہے مگر جہاں بدقسمتی سے اس تجویز کو نظرانداز کر دیا گیا ہے وہاں صدہا خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور غریب مسلمانوں کی بہت سی حق تلفیاں ہوئی ہیں۔ لیکن جہاں ہیڈ آفسوں اور سپرنٹنڈنٹوں کے دفتر میں ہندو افسر ہیں وہاں تکلیفات بہت بڑھی ہوئی ہیں اور خود صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر پر روشن ہو گیا ہے کہ امرتسر میں جو چٹھی رسانوں کی ہڑتال ہوئی اس کا باعث یہی تھا کہ وہاں ایک قوم کے افراد محکمہ حد سے زیادہ بڑھا دیئے گئے۔ میرا خیال ہے بلکہ یقین ہے کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے اس نقص کو بخوبی محسوس کر لیا ہے۔

مجھے محکمہ ڈاکخانہ کے ساتھ کاروبار متعلقہ کی وجہ سے چونکہ زیادہ تعلق ہے اور میں نے محکمہ ڈاکخانہ میں جس جس راہ سے شکایات پیدا کی جاتی ہیں ان راہوں کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان کام کرنے والا ہو تو اس کے خلاف گمنام شکائتیں بھیجکر افسران اعلیٰ کو بدظن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے خاص امرتسر ڈویژن میں دو مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اور جس طرح انہیں تبدیل کرایا گیا ہے ضرورت پڑی تو میں اس راز کو کھولکر صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے سامنے رکھدوں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ سیکسول سانیک دل اور متین آفیسر ضرور غور کرے گا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہندو پارٹی کی سازش کیا کیا کرتی ہے۔

میں نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں اسلئے میں پھر اس امر کو صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اس تجویز پر مزید غور فرماویں اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ رکھیں کہ جس ہیڈ آفس میں پوسٹماسٹر ہندو ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ضرور مسلمان ہونا چاہیئے اور جہاں مسلمان پوسٹماسٹر ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ہندو ہو۔ اور ہیڈ کلارک دونوں صورتوں میں پورنشین ہونا چاہیئے۔ تاکہ کسی قوم کے افراد کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ اور ناجائز تعصب نہ پہونچے میرے پاس ایک عنصر کے بڑھ جانے سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی ایک طویل فہرست ہے اور میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو صاحب پوسٹماسٹر جنرل سے بذریعہ نیاز مجھے حاصل ہوا کہہ سکتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر پر پوری توجہ کریں گے۔ میں فی الحال ذیل میں ایک فہرست دیتا ہوں جس سے صاحب پوسٹماسٹر جنرل کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس طرح پر ایک فریق کو اکٹھا کیا جاتا ہے اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے جیسا کہ امید ہے اپنی توجہ فرمائی تو میں اس سلسلہ میں ان کو بہت کچھ بتاؤں گا۔ یہ فہرست جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں اس سے معلوم ہوگا کہ کس طرح پر ہیڈ آفسوں میں تمام عہدہ دار ہندو بھرتی کئے جاتے ہیں۔

مثلاً۔ ڈاکخانہ دہلی ہے اس کے پوسٹماسٹر لالہ منگومل صاحب ہیں ڈپٹی پوسٹماسٹر لالہ پربھدیال صاحب مستقل طور پر اور بابو بشن داس قائمقام ہیں۔ اسسٹنٹ صاحب بابو ہیرالال ہیں ہیڈ کلارک یا اکونٹنٹ صاحب بابو بنالال صاحب ہیں یہ ایک دہلی کے ڈاکخانہ کا حال ہے کہ اس میں اعلےٰ عہدہ داروں اور افسروں میں سے ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ اب اگر کوئی غریب مسلمان کلرک وہاں چلا جاوے تو انصاف سے کہو اسکی کیا حالت ہوگی۔ یا غریب کلارک جو وہاں ہیں کوئی ان کے دل سے پوچھے کہ ان پر کیا گذرتی ہے شکایت کریں تو مارے جاویں خاموش رہیں تو کہہ سکتے ہیں ان کے حسب حال یہ شعر ہے۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

اس کے علاوہ بعض دوسرے ڈاکخانوں کی فہرست جناب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے لئے دیتا ہوں

نام ہیڈ آفس	نام پوسٹماسٹر	نام ڈپٹی پوسٹماسٹر	نام ہیڈ کلارک
امرتسر	متھرداس	گوبندرام	نتھورام
فیروزپور	پربھدیال	ٹیک چند	گوری شنکر
سیالکوٹ	مدن گوپال	متھراداس	عطاء محمد
ڈیرہ اسمٰعیلخاں	شنکرناتھ	نہال چند یا گوروبن داس	تہارا یارام
گوجرانوالہ	سوہن سنگھ	مہتاب سنگھ	
ہوشیارپور	اندرمل	کشن چند	
حصار	بشن داس	کرپارام	جیون سنگھ

ایسا ہی گورداسپور اور لائلپور میں بھی سب ہندو ہیں۔ غرض کس کس کی فہرست دیجاوے۔ علی العموم یہی حال ہے۔ میں صرف ہیڈ آفسوں ہی کی نہیں سب آفسوں کی بھی فہرستیں دونگا اور بتاؤں گا کہ کس طرح پر غریب مسلمانوں کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں اس کا تدارک اور تلافی یہی ہو سکتی ہے کہ تعداد برابر کر دیجاوے خصوصاً بڑے ہیڈ آفسوں میں جیسے امرتسر ہے کبھی دیسی پوسٹماسٹر نہیں ہونا چاہیئے میں نے اس مضمون پر کئی آرٹیکل لکھے تھے اور لکھوں گا۔ امرتسر ڈویژن خاص کر اصلاح کا محتاج ہے۔ امرتسر ہیڈ آفس کے عملہ میں خاص تبدیلی کی حاجت ہے۔ امید ہے صاحب پوسٹماسٹر جنرل فوری نوٹس لیں گے۔ آیندہ اور وضاحت سے لکھوں گا۔

(باقی آیندہ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی بیدار مغزی

ہمارے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے ملازمان سرکاری کے چال چلن کے ۲ مئی ۱۹۰۵ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ کو علیحدہ چھاپ کر تقسیم کیا ہے جسکو عام اطلاع کیلئے ہم ذیل میں بجنسہٖ چھاپتے ہیں ضلع گورداسپور میں بٹالہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں خصوصیت کے ساتھ بعض شوریدہ پشت آدمی ایسے منصوبوں اور تجویزوں میں لگے رہتے ہیں جو سرکار سے جاہلوں کو بدظن کریں۔ چنانچہ ضلع گورداسپور کے مقام بٹالہ ہی میں لالہ لاجپت رائے کی ہمدردی میں انجمن ہمدردان ہند نے جلسہ کیا اور تقریر بازی ہوئی۔ اس جلسہ کی اطلاع غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ہے۔ اس جلسہ کا بانی مبانی کون ہے اور بٹالہ میں یہ کام کس طریق پر جاری ہے۔ یہ امر بھی مخفی نہیں ہوگا۔ اور اگر ذرا سی توجہ کیجاوے تو پتہ لگ سکتا ہے۔ ضرورت ہوئی تو میں اس راز کو کھول دوں گا۔ بٹالہ ہی کی نالی کے ذریعہ قادیاں میں بھی یہ رو آ جاتی ہے اور چند شوریدہ سر یہاں ایسے ہیں جو ہمیشہ اس قسم کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کی نظر سے ایسے اشخاص مخفی نہیں ہونے چاہئے اسلئے میں اس پر زیادہ کہنے کی حاجت نہیں سمجھتا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو ترجمہ شایع کیا ہے وہ یہ ہے

ترجمہ قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ بابت چال چلن

ملازمانِ سرکاری مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا

نمبر ۱۹۔ سرکار کی کارروائی پر نکتہ چینی کوئی ملازم سرکار عوام الناس میں اپنی طرف سے تحریری یا تقریری یا کسی اور نہج پر کسی ایسے اصول کی نسبت جسکو گورنمنٹ نے منظور کیا ہو۔ یا کسی ایسی کارروائی کی نسبت جو گورنمنٹ عمل میں لائی ہو۔ یا کسی ایسے امر متعلقہ کارروائی گورنمنٹ کے متعلق جو زیر بحث پیش آمد ہو۔ اپنی رائے ظاہر نہ کرے۔

نمبر ۲۰۔ پولیٹیکل اشتعال و جلسہ ہا کوئی ملازم سرکار ہندوستان کے حالات کے متعلق کسی پولیٹیکل معاملہ میں شریک نہ ہووے۔ یا اوسکی امداد میں چندہ نہ دیوے۔ اور کوئی ملازم سرکار کسی ایسے پولیٹیکل جلسہ میں شامل نہ ہووے جسمیں اسکی شمولیت غلط طور پر سمجھی جاوے۔ یا اوسکی شمولیت کیوجہ سے اوسکے سرکاری کام میں مفید ہونے میں نقص پیدا ہو۔ جب کسی سرکاری ملازم کو یہ شک کرنے کی گنجایش ہو کہ اس کارروائی سے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ اس قاعدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں۔ تو اسکو لوکل گورنمنٹ سے یا اپنے افسر سے استصواب کر کے حکم حاصل کرنا چاہیئے۔ فقط

دستخط صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

آریہ سماج قادیان کی ایک اور ناکامی

قادیان کی آریہ سماج نامرادی اور ناکامی کے لئے وضع ہوئی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگاتا اس کا کام رہا مگر بجز نامرادی اور ناشادی کچھ اور اس کے نصیب نہ ہوا۔ پھر سلسلہ عالیہ کی دیکھا دیکھی کوئی نہ کوئی اڈمبر بھی یہ سماج رچتی رہی۔ قادیان میں تعلیم الاسلام سکول کے اجرا کی خبر پا کر جھٹ ایک دیانند جوبلی سکول کھولدیا۔ مگر آج اسکا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ پھر سلسلہ کے اخبارات کو دیکھکر یہ سوچا کہ قادیان کے نام سے جو اخبار نکالا جاوے گا وہ خوب چلے گا ہی مخالف اور مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ سب خریدیں گے۔ مگر اسکی وہی مثال ہوئی

قسمت کے ولیا بکائی تھی کھیر ہو گیا دلیا

اخبار کیا نکلا اس نے سماج کے کارکنوں اور روح رواں ممبروں ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیان کی آریہ سماج نے یہ دیکھ کر کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر سال جلسہ ہوتا ہے آپ بھی سالانہ جلسہ کا ڈھنگ ڈالا مگر اب نہ وہ جلسہ ہے نہ کچھ۔ ان ساری نامرادیوں کے ساتھ سماج نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کھولا۔ اور ایک سالانہ جلسہ پر اس مدرسہ کی بعض لڑکیوں کو پنڈت سومراج نے بطور نمونہ پیش بھی کیا اور ان سے بھجن حاضرین کو سنوائے تاکہ وہ اندازہ کر سکیں کہ سکول کیسی ترقی کر رہا ہے مگر اب افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ نہ وہ سکول ہے نہ وہ معلمہ ہے نہ اس کے منیجر پنڈت سومراج اور اچھر چند گویا صف ہی لپیٹی گئی۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے بڑا شور مچایا کہ شبھ چنتک جاری رہے اور آریہ سماج کو غیرت دلائی۔ آپ بٹالہ پہنچکر بھی تحریکیں کیں اپنے اخبار میں بھی اسکی خدمت کا بوجھ اپنے ذمہ لینے کا عزم ظاہر کیا مگر سماج نے عملی طور پر جو جواب دیا وہ ظاہر ہے۔ قادیان میں آریہ سکول کھولنے کے لئے آریہ گزٹ میں پر جوش آرٹیکل محض ایک جھوٹی اور خود تراشیدہ گپ پر لکھا گیا۔ چندہ کھولا گیا آریہ پبلک نے اس کا جواب جو دیا سب کو معلوم ہے۔ اب آریہ سماج قادیان کا گرل سکول بھی قادیان کی آریہ سماج کی پہلی تحریکوں کے ساتھ جا ملا کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اور میں نے دریافت کیا ہے اب اس کا کوئی وجود قادیان میں نہیں معلمہ عرصہ سے چلی گئی ہے اور پھر اور کوئی آئی نہیں۔ آریہ گرل سکول حشر قادیان کی آریہ سماج کی ناکامیوں پر ایک اور اضافہ ہے دیکھیں اب یہاں کی سماج اور کس تحریک کو کام میں لاتی ہے بہتر ہے کوئی بھوگ مندر بنا کر سچے آریوں کی نئی مثال قائم کرے شاید وہ چل ہی جاوے اور اسکی یہاں کے بعض آریوں میں ضرورت بھی ہے۔

بدامنی کے تباہ کن نتائج

پولیٹیکل انقلاب اور بدامنی کے حامی روس کی اس حالت زار سے عبرت پکڑیں جس نے وہاں آغاز شورش سے لیکر اب تک اکثر حصص ملک کی رعایا کا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ متواتر دو ڈہائی سال سے ایک ایسی عالمگیر بدنظمی و بےچینی پھیلی ہوئی ہے کہ جسے ہر ایک سمجھدار یقیناً لعنت اور سراپا نحوست ہی سمجھے گا۔ ہرچند کہ روس کی شخصی سلطنت میں بحالت امن بھی سختیاں اور عمال حکومت کی چیرہ دستیاں کچھ کم قابل شکایت نہیں لیکن امن اور بدامنی میں پھر بھی زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جسے کوئی صلح پسند و مآل اندیش آدمی نظرانداز نہیں کر سکتا۔ تازہ تار خبر مورخہ ۱۷ مئی سے ظاہر ہے کہ تشدد پسند لوگ جابجا چوریاں کرتے نقب لگاتے پھرتے ہیں۔ ایک دستہ نے نوڈز میں ڈاک گاڑی پر حملہ کیا۔ پارسلوں اور پولیسمینوں کو ہلاک کر کے دو ہزار روپے لے کر چلتے ہوگئے کچھ دیر کے بعد پٹرول جمعیت پہنچی تو وہ بھی ایک روئی کے کارخانہ میں جا گھسی۔ مزدوروں پر گولیاں برسائیں جس سے پندرہ کس ہلاک اور تیس مجروح ہوئے ایک دستہ نے وارسا کے ریلوے آفس پر حملہ آور ہو کر جن سپاہیوں کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل اور زخمی کیا۔ اور دس ہزار روپے لے کر چلتے بنے۔ سپاہیوں نے بھی چند آدمیوں کو ہلاک و مجروح کیا۔ یہ واقعات وسط شہر اور روز روشن کے ہیں۔ اس کے بھی بعد کی خبر (۱۸ مئی) میں ذکر ہے کہ نوڈز میں ۲۲۔ آدمی مارے گئے اور ۴۸۔ آدمی زخمی ہوئے۔

دور کیوں جاتے ہو؟ اپنے ہی ملک کی حالت دیکھو کہ مشرقی بنگال سے آئے دن کیسی کیسی وحشت خیز خبریں سننے میں آتی ہیں۔ کہیں ہندو مسلمانوں کا فساد ہے کہیں لوٹ مار کی گرم بازاری کہیں جیل خانوں کی بھرتی۔ رعایا اور حکام کی عام پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ خود پنجاب کیطرف خیال کرو کہ یہاں ابھی کچھ زیادہ بدامنی نہ پھیلنے پائی تھی۔ ہنوز شورش کا آغاز ہی تھا کہ انقلابی خیالات کے طفیل سینکڑوں عزت داروں کی آبرو خاک میں مل گئی۔ آزادی و تہذیب کے بعض حقوق جو خدا خدا کر کے کہیں مدتوں میں حاصل ہوئے تھے آناً فاناً معرض خطر میں پڑ گئے۔ جلسوں، تقریروں اور اخباروں کے متعلق نئی نئی قانونی قیود بڑھ گئیں اور روز بروز انہیں اضافہ کا ہی اندیشہ ہے جیسا کہ ہم کئی سال سے زور دیکر لکھ رہے تھے۔ ادنیٰ محبان وطن کی غیر معتدل پالیسی نے ملک میں زہریلے خیالات پھیلانے سے آخر غریب انڈیا کی ساتھ نبھانے کی دوستی والا ایسا تاشدنی سلوک کیا کہ اوسکی ترقی و بہبودی کو صدیوں پیچھے جا پھینکا۔ کوئی ہے؟ جو ان عبرت انگیز واقعات کو کان دہر کر سنے اور آنکھیں کھول کر دیکھے۔

مسلمانان اہول پر زیادتی

راہوں ضلع جالندھر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت کم ہے نیز کے تمام سرکاری عہدیدار بھی ہندو ہی ہیں یعنی تھانہ دار تحصیلدار ہیڈ ماسٹر پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ۔ غرضکہ عملہ کا عملہ ہی اس شعر کا مصداق ہے ؎

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حُسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

نتیجہ اس ہر قسم کے غلبہ کا یہ کہ جیسا اور اکثر مقامات و محکمہ جات میں مغلوب غالب مسلمانوں کو پیسے ڈالتا ہے ویسے ہی راہوں میں۔ یہ بتیس دانتوں میں زبان کی مانند جوں توں اپنی تلخ زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں حال میں ۲۳ تاریخ کے ایک ہندو اخبار میں اس مضمون کا تار چھپا تھا کہ راہوں کے مسلمانوں نے فساد کیا اور ہنود کی دوکانیں لوٹ لیں لیکن برخلاف اس کے واقعہ یہ ہے کہ خود ہنود نے مسلمانوں کی ایک برات پر حملہ کیا جس میں سے ایک لڑکا غائب ہی ہے جو ممکن ہے مارا گیا ہو۔ اور مجروح و مضروب تو کئی ایک ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں ایک اور لطف یہ کہ ہندو اخبار کو تو مسلمانوں کی زیادتی کا تار فوراً پہنچ گیا۔ اور مسلمانوں کو تار دینے سے ہی روکا گیا ہم اس بات پر مصر نہیں کہ مسلمانوں کا ہی بیان حرف بحرف صحیح ہے مگر اس کا بھی تو کوئی ثبوت نہیں کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور ہندو سراسر سچے ہندوؤں کے غلبہ سے ایک معمولی عقل کا بھی معاملہ فہم آدمی اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتا ہے کہ زیادتی فریق غالب ہی کی ہوگی۔ کیونکہ جو بیچارے پہلے ہی ہر طرح دبے ہوئے ہیں۔ انہیں زیادتی کا کیا حوصلہ پڑ سکتا ہے؟ بہرحال ہم کو امید ہے کہ سرکاری تحقیقات میں اس معاملہ کی اچھی طرح چھان بین ہو کر جس کا قصور ہے وہ ضرور اپنے کئے کو بھگتیگا ساتھ ہی ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ سرکاری سروس میں دونوں قوموں کے قائم مقاموں کا عدم تناسب اکثر بدعنوانیوں کا موجب ہوا کرتا ہے اسواسطے گورنمنٹ عالیہ کو ایسے صریح تجربات اور بین مشاہدات کے بعد اب اس اہم معاملہ پر خاطر خواہ توجہ فرمانے میں ذرا تامل نہ ہونا چاہئے جیسا کہ ہم عرصہ سے زور دیدے کر لکھ رہے تھے۔

لاجپت رائے اور آریہ سماج

(ترجمہ از سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۷ء)

جناب! بحوالہ خط لالہ دیوان چند (ڈی۔ اے۔ وی کالج) جو آپکے پرچہ مورخہ ۲۵ مئی کے اشو میں بعنوان مذکورۃ الصدر شائع ہوچکا ہے مندرجہ ذیل ریمارک کرنیکی اجازت دیجئے لالہ لاجپت رائے نے اپنی تمام زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کردی تھی اور آج جبکہ وہ مصائب میں مبتلا ہے۔ سماج اسکو اپنے سے خارج کرنیکی کوشش کر رہی ہے وہ بغیر کسی شک و شبہ آریہ سماج کی روح رواں تھا اس میں شک نہیں کہ آریہ سماج ایک مذہبی گروہ ہے لیکن گورنمنٹ کے برخلاف شورش کنندگان کے لیڈروں اور سرغنہ لوگوں کی سب سے بڑی تعداد اسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور چونکہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طلبا پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لینے میں سب پر سبقت لے چکے ہیں۔ اسلئے انکار نہیں ہوسکتا کہ آریہ سماج نے پولیٹیکل تحریک اور ایجی ٹیشن میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ بندے ماترم کی جھوٹی جنگلی آواز کے ساتھ ساتھ پنڈت دیانند جی کے نعرے اجی ترمیم کے گذشتہ زمانہ میں شہر لاہور کے مختلف پر وسیع نشستوں اور صفوف میں بلند ہوتے رہتے ہیں۔

اس خط میں مرزا صاحب کا بھی ذکر کیا گیا اگر آریہ سماج آپ کی طرز روش اور نصیحت پر چلتی تو انہیں یہ ضرورت محسوس نہ ہوتی کہ وہ آج اپنے لیڈر کو اپنی سماج سے جدا کرتے مرزا صاحب کا مشن خالص مذہبی ہے وہ ابتدا سے (جسکو تیس برس گذرتے ہیں) ہمیشہ اپنے مریدوں کو جیسا کہ گورنمنٹ پر خوب واضح اور روشن ہے یہ نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں گورنمنٹ کے برخلاف پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حصہ لینے سے بچاتے رہیں اور ہرگز انمیں مت شامل ہوں یہاں تک اسکا عملی ثبوت موجود ہے کہ انہوں نے علیگڈھ کے طلبا کی خفیف اور معمولی سٹرائیک پر اپنے بیٹے کو جو وہاں پڑھتا ہے اپنی بیعت سے خارج کر دیا صرف اسلئے کہ اس نے سٹرائک کرنیوالے طلبا کی شمولیت اختیار کر لی تھی آپکے فتویٰ جہاد کے جو عرصہ سے شائع ہوچکا ہے سرحدی صوبہ میں ایک بڑا مفید کام کیا ہے جیسا اس صوبہ کے کمشنر نے

مشنری خطرہ

(وہ تقریر جو مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ ایمپائر ڈے پر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے بورڈنگ میں کی)

ایمپائر ڈے - ایمپائر ڈے کیا ہے - سلطنت کا وہ دن جو اس غرض کے واسطے مقرر کیا گیا ہے - کہ بالخصوص اسکول کے بچوں کے ذہن نشین کرایا جاوے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے کسقدر برکات ہیں اس دن کے تقرر کا اصل محرک طلبار کا وہ رویہ ہے جو آجکل عموماً اکثر مدارس میں اور بالخصوص آریوں کے مدرسوں اور کالجوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور ایسی جگہوں پر نہایت ضروری ہے کہ ایسے جلسے سال میں نہ صرف ایک بلکہ کئی ایک ہوا کریں اور ہم اپنے نائب ناظم صاحب تعلیم دینی و دنیوی کا سررشتہ تعلیم کے حکم کے مطابق اس خاص جلسہ کے ایسے عمدہ انتظام کے ساتھ منعقد کرنے کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں - لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی شکرگذاری اور فرمانبرداری کا ایسا سبق اس زور کے ساتھ ہمارا امام ہمیشہ ہم کو دیتا ہے اور دنیا بھر کی تمام سلطنتوں پر نگاہ ڈالکر ہم جماعت احمدیہ کے واسطے گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ایسا مفید اور ضروری اور نافع دیکھتے ہیں اور یہ باتیں ہمارے بچوں اور جوانوں اور بوڑھوں کے دلوں میں ایسی مضبوطی کے ساتھ جگہ پکڑے ہوئے ہیں کہ ہمارے واسطے تو سال کا ہر ایک دن ایمپائر ڈے ہوتا ہے۔

پھر آج اس جلسہ میں ایمپائر ڈے کے اغراض و مقاصد پر نظم و نثر میں بہت کچھ کہا جاچکا ہے اور ہنوز کئی ایک تقریریں اس مطلب پر ہونی ہیں اسواسطے میں اس کے متعلق بحیثیت مجموعی کچھ گفتگو کرنے کی بجائے صرف ایک خاص پہلو کو لیتا ہوں جو میرے نزدیک بہت ضروری ہے لیکن گورنمنٹ اور رعایا نے اسکی طرف خاص توجہ نہیں کی - اسمیں شک نہیں کہ اسوقت زمانہ بول اٹھا ہے - کہ کوئی اوتار - کرشن - بدھ - مہدی مسیح اس زمانہ میں آنا چاہئے اور پولیٹکل رنگ میں ایسے عقائد ہمیشہ ہر قوم کو ان کے لئے ایک قومی ایمپائر ڈے کی امیدیں دلاتے ہیں جو ان کے نزدیک اس ایمپائر ڈے کا جانی دشمن ہونیوالا ہے جسکی خوشی میں آج ہم سب جمع ہوئے - آریہ اور بنگالی جو کچھ کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے - بدھ اور جینی بدھا کی راہ دیکھ رہے ہیں - ہندو کرشن کی آمد کے منتظر ہیں - تمام مسلمان سوائے فرقہ احمدیہ کے ایک جہادی مہدی کو جلد دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسے عقائد ایمپائر ڈے کے دشمن ہیں - لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان سب سے بڑھکر گورنمنٹ کا ایک اور خفیہ دشمن بھی ہے - جو ایک خونی مسیح کے آنیکا عقیدہ اس ملک میں پھیلا رہا ہے اور جس کو مشنریوں کا گروہ کہتے ہیں مشنری لوگ ہند کے چار کونوں میں یہ تعلیم پھیلا رہے ہیں کہ عنقریب یسوع مسیح جلال کے تخت پر بیٹھا ہوا ایک بڑی فوج کے ساتھ زمین پر اتریگا اور ان سب کو جو عیسائی نہیں ہیں قتل کر ڈالے گا - اب غور کرنا چاہئے کہ یہ عقیدہ گورنمنٹ کے واسطے کیسا خوفناک ہے - سب سے اول قابل غور تو یہ بات ہے کہ خود گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں رکھتی اور اس گورنمنٹ کی جو سب سے بڑی برکت ہے کہ اس کے ماتحت تمام مذاہب کو آزادی حاصل ہے وہی برکت مشنریوں کے عقائد کے مطابق ایک لعنت ہے جو گورنمنٹ کو پابہ زنجیر یسوع کے جلالی تخت کے سامنے سزا پانے کے واسطے کھڑا کرے گی - پھر گورنمنٹ کے تمام مدبر اور بڑے بڑے کارکن اور کالجوں کے پروفیسر اور پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر اس امر کے ملزم ہیں کہ انہوں نے انجیل کی تعلیم کو مدارس سے خارج کر دیا ہے اور ان میں سے اکثر یسوع کے مذہب پر نہیں بلکہ وہ اس سے بہت بیزار ہیں پس جلالی تخت کے سامنے ان لوگوں کا کیا حال ہونیوالا ہے اور اگر کوئی ناواں پادری یہ کہے کہ یسوع عیسائی مذہب کو پسند کرے گا اور گورنمنٹ کے سب ارکان عیسائی ہیں سوائے اس کے کہ لیجسلیٹو کونسل کے چند ممبر یا بعض عہدہ دار جو دیسی ہیں اور جو لازماً پھانسی پر چڑھائے جائینگے خواہ گورنمنٹ کے کیسے ہی نمک حلال اور خیر خواہ ہوں اسواسطے یسوع ان کو نہیں پکڑے گا بلکہ صرف دیسیوں کو (خواہ رعایا ہو - خواہ سکھوں کی فوج - خواہ گورکھوں کی پلٹنیں اور خواہ افغانوں کا رسالہ) تو اول تو یہ بات ہی غلط ہے کیونکہ اسوقت عیسوی مذہب اسقدر مختلف فرقوں پر منقسم ہو رہا ہے کہ شائد دنیا میں کبھی کسی مذہب میں باہم اس قدر اختلاف ہوا ہو - بڑے موٹے فرقے تو رومیوں یونانیوں اور پراٹسٹنٹوں کے ہیں - پھر پراٹسٹنٹوں کے سینکڑوں فرقے ہیں جنمیں سے ایک فرقہ چرچ آف انگلینڈ کا ہے اور پھر اس کے آگے اسکی فرقے ہیں اور سب ایک دوسرے کو عیسائیت سے خارج اور یسوع کا دشمن جانتے ہیں - پس ظاہر ہے کہ یسوع بالفرض جب آوے گا تو اس تہتر فرقے میں سے صرف ایک کو اپنا مانے گا اور باقی سب کو تہ تیغ کریگا اور کوئی شخص یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ لارڈ منٹو اور لارڈ کچنر بلکہ خود حضور قیصر ہند اسی برگزیدہ فرقہ میں ہوں گے یا ان کو بھی یہ سنایا جاوے گا کہ اے تم جو مجھے خداوند کہتے ہو تمہیں میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں - اور ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ وہ ان موجودہ فرقوں میں سے کسی ایک کو بھی پسند نہ کرے اور گذشتہ زمانہ میں جو عیسائی فرقے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کرے اور موجودہ زمانہ کے تمام عیسائیوں کو قتل کرے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہماری گورنمنٹ بمعہ اس کی رعایا کے قتل کیجاوے اور ہند پر حکومت کرنے کے واسطے فقط جلال کے تخت کا مالک اپنے ایک کم بارہ حواریوں کے ساتھ رہجاوے - خدا کا ہزار شکر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایسی بیوقوف نہیں جو مشنریوں کے ایسے بیہودہ عقائد سے خوف زدہ ہوجائے - کیونکہ نہ کوئی ایسا یسوع آسمان پر ہے اور نہ کسی نے آنا ہے لیکن تاہم جیساکہ مسلمانوں کا عقیدہ خونی مہدی کا جاہل لوگوں کے واسطے ممکن ہے کہ کسی وقت خوفناک صورت اختیار کرے اور اندر ہی اندر ہمیشہ ان کے دلوں کو زہر آلود کر رہا ہے ایسا ہی مشنریوں کا عقیدہ کہ ایک خونی مسیح آئے گا ملک کے اندر ایک زہریلا بیج بو رہا ہے جس سے خطرہ ہے کہ کانٹے دار جھاڑ نکلکر ملک کو دکھ دینے کا موجب ہوں اس واسطے ابھی سے انکی بیخ کنی کیطرف گورنمنٹ اور اسکی رعایا کو بالاتفاق متوجہ ہوجانا چاہئیے۔

عیسائی پادریوں کا وجود ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ملک کے واسطے سخت فساد پھیلانیوالا ہوا ہے - تاریخ انگلستان کا سیاہ حصہ وہی ہے جس زمانہ میں پادریوں کو یہ اختیارات تھے کہ وہ اپنے مذہبی ونکو نسلوں کیخاطر بڑے بڑے آدمیوں کے خون گراتے تھے اور ملک کے لائق اور کارکن آدمیوں کو تہ تیغ کرتے تھے جن دنوں پوپ کا راج یورپ میں تھا اور سلطنت پادریوں کے رعب میں تھی ان دنوں لاکھوں انسان یورپ کے مختلف حصوں میں صرف عیسائیت کو قبول نہ کر لینے کے سبب تہ تیغ کئے جاتے تھے آج فرانس کی حکومت کو پادریوں کے ہاتھوں سے جو مصائب پیش ہیں وہ اخباروں کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں وہ تو خدا ہی کو کچھ ایسا

(باقی)

منظور ہے کہ یہ دجل اب بڑھنے نہ پاوے ورنہ حکومت فرانس کے برخلاف جسقدر جوش پوپ اور اس کے توہیوں نے برپا کیا ہے اس سے خوف تھا کہ حکومت فرانس ایکدفعہ پاؤں سے اکھڑ جاوے چین میں جسقدر گذشتہ دنوں ہوتے ہیں اور آئے دن حکومت چین پر مصائب گرتے ہیں وہ سب پادریوں کے طفیل ہے کیا ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر ہم مشنریوں کی خدمت میں ادب کے ساتھ یہ درخواست پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے کہ اے مشنری صاحبان ملک ہند میں تعلیم اور روشنی کے واسطے گورنمنٹ مہربان نے ہمارے واسطے بہت سے مدارس اور کالج بنا دیئے ہیں ہمیں تمہاری اس منافقانہ استادی کی ضرورت نہیں کہ بظاہر ملک میں تعلیم پھیلانے کا بہانہ کیا جاتا ہے اور اندر ہی اندر ہماری گورنمنٹ کے برخلاف یہ عقیدہ پھیلایا جاتا ہے کہ ایک خونی مسیح آئے گا جو اول گورنمنٹ کی [illegible] تہ تیغ کریگا کیونکہ وہ عیسائی نہیں ہے اور جب [illegible] تو پھر گورنمنٹ پر بھی ہاتھ صاف کرے گا کیونکہ وہ عیسائی گورنمنٹ نہیں ہے۔ اے لمبی ڈاڑھی والے اور منڈی ہوئی ڈاڑھی والے پادری صاحبان آپ سب کی خدمت میں ہماری یہ التماس ہے کہ ہمارے ملک میں آگے ہی فاسد عقائد بہت ہیں۔ اب ضرورت نہیں کہ آپ ایک اور خوفناک فاسد عقیدہ پھیلاؤ۔ برائے خدا ہم پر رحم کرو اور اپنا بوریا اٹھا کر اپنے وطن کو واپس جاؤ اور کسی نیک کام میں مشغولیت اختیار کرو۔ اور ہمیں عذر نہ ہوگا کہ آپ صاحبان [illegible] جو کتابوں کی متاع بھی انکی کتابوں کے اپنے ہمراہ جہاز پر سوار کر کے لے جاؤ۔

پس میرے پیارے بچو! گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا جو سبق تم کو رات دن اس مدرسہ میں سکھایا جاتا ہے [illegible] کے واسطے جو ذرائع تم اختیار کرو گے [illegible] اس بات کو بھی [illegible] میں مدنظر رکھنا کہ مشنریوں کا [illegible] ایک سخت خطرہ ہے جس طرح ہو سکے [illegible] کی بیخ کنی کر دو بلکہ خود یورپ امریکہ میں ان کے گھر جو نہیں ہو سکا وہاں بھی [illegible] کی کوشش کرو۔ اور اپنی کوشش میں ہمت اور استقلال کے ساتھ مصروف رہو اسمیں نہ صرف ہمارا اور ہماری گورنمنٹ کا فائدہ ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی فائدہ ہے جو سیکھ مشنری بنے پھرتے ہیں کہ ایسے خیالات کو اپنے دلوں سے نکال دیں اور اب صبر کے ساتھ بیٹھ جاویں جس یسوع کو وہ آسمان پر ہم کو دکھانا چاہتے ہیں وہ خود ہمارے ملک ہی کی زمین کے اندر مدفون ہے تعجب ہے کہ یسوع کی قبر ہمارے پاس موجود ہے اور یہ ہزاروں کوس کا سفر کر کے اور بیہودگی کر کے ہمارے پاس جو خبر لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ یسوع آسمان پر ہے اور اتنی محنت بیفائدہ اٹھا کر اس بے بنیاد مسئلہ کے مصداق بنتے ہیں کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا اور ایسی بیہودہ خبروں کی اشاعت کر کے یورپ امریکہ کی مشہور دانائی پر داغ لگا رہے ہیں۔ میں بارہا خیال کرتا ہوں کہ یورپین لوگ باوجود دانش و عقل اپنے ساتھ اس پادریانہ عقل کے گروہ کو کیوں ساتھ لاتے ہیں جو ہمارے گلی کوچوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ

گویا او خدا یسوع جلال کا تخت [illegible]
بیٹھکر تم سب کو سخت سزا دے گا

شاید یہ لوگ بطور نظر بٹو کے لائے جاتے ہوں کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور فلاسفروں اور مدبروں اور سائنس دانوں کو نظر نہ لگ جاوے۔ مگر یہ یورپین صاحب کو یقین لاتے ہیں کہ ہندی آگاہ ہیں گورنمنٹ کیواسطے نظر بد کا کوئی حصہ نہیں [illegible] جو سیاہیوں کی آمیزش [illegible] اسواسطے مناسب ہوگا کہ [illegible] بھیجدیں۔

آریہ سماج کا ڈیپوٹیشن

اور

لاٹ صاحب پنجاب

ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب شملہ سے بقصد ولایت بمبئی تشریف لیجا رہے تھے کہ ۲۲ مئی کو بمقام کالکا آریہ سماج کے ایک ڈیپوٹیشن نے جس میں رائے بہادر سوہن لال۔ مسٹر روشن لال لالہ ہنسراج اور بھگت ایشور داس شامل تھے حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ سب سے پہلے مسٹر روشن لال بیرسٹر نے ہز آنر سے اجازت چاہی کہ چند کتابیں اور رسالے متعلقہ آریہ سماج خدمت میں پیش کریں لیکن سر ڈینزل ایبٹسن بہادر بالقابہ نے فرمایا کہ میں کتابیں منظور کرنے سے پہلے گفتگو کر لینا زیادہ ضروری و قابل ترجیح سمجھتا ہوں۔ اس پر لالہ ہنسراج پرنسپل دیانند کالج نے مختصراً یقین دلانا چاہا کہ ہماری سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہیں اس کا مقصد تو صرف اپنی قوم کی مذہبی اور تعلیمی ترقی ہے۔ اور کہ شورش کے دنوں میں ہم نے اپنا کالج بند کر دیا تھا۔ اور ہم کو پختہ یقین ہے کہ ہمارے کالج کے طلبا اس شورش میں بالکل شریک نہ تھے۔ حضور ممدوح نے فرمایا "اس بات سے تو ہم خوش ہیں کہ تم لوگ گذشتہ شورش سے اپنی بے تعلقی کا یقین دلاتے ہو لیکن **ہمیں پنجاب بھر کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیں ہیں وہی مقامات باغیانہ جلسوں اور سرگوشیوں کے** مرکز ہیں۔ لالہ ہنسراج بولے کہ بدقسمتی سے آریہ سماج میں اور دیگر مذاہب میں اختلاف ہے آریہ سماج آزادانہ نکتہ چینی کرتی ہے۔ اسلئے سب اسکو برا کہتے اور طرح طرح کے جھوٹے سچے الزام اُس کے سر دھرتے ہیں" پھر مسٹر روشن لال ہز آنر سے مخاطب ہوئے اور یقین دلایا کہ میں اجیت سنگھ سے کبھی نہیں ملا۔ اور اسکی تقریروں کے متعلق مجھے کبھی خیال تک نہیں آیا کہ واقعی وہ ایسی (شرانگیز) ہوتی ہیں جیسی کہ بعد میں سنی گئیں" بعد ازاں رائے بہادر سوہن لال جناب ممدوح سے ہمکلام ہوئے۔ اپنے بھی شورشوں سے بیزاری و عدم تعلق ظاہر کیا۔ اور ساتھ ہی کانگڑہ ریلیف ورکس کے متعلق اپنی خدمات کی جانب بھی ہز آنر کو توجہ دلائی۔ پھر لاٹ صاحب بہادر لالہ ایشور داس سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا تم کو ہم نے اس سے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔ یہ کیونکر حضور نے راستے [illegible] اس کو دیکھا ہوگا جو میرے بھائی ہیں اور صورت میں مجھ سے بہت مشابہ ہیں۔ پھر لالہ صاحب نے بھی اپنے [illegible] کی تائید میں کہا کہ لاہور کی شورشوں سے آریہ سماج کو کچھ ہمدردی نہیں ہے۔ آخر میں ہز آنر نے فرمایا کہ ہم آپ لوگوں سے یہ سنکر خوش ہوئے کہ آریہ سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن ہم کو اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ تم نے اپنی وفاداری کیوں نہ ظاہر کی اور ایسی غلط افواہوں کی تردید کیوں نہیں کی کہ گورنمنٹ پلیگ پھیلاتی ہے۔ کنوؤں میں زہر ڈالتی اور دوائیں ڈاکٹروں وغیرہ اور کہ یہ آریہ سماج کا فرض ہے کہ جو کچھ شور و شر پچھلے دنوں میں ہو چکا ہے اسکے بے تعلقی و عدم ہمدردی کا اظہار علانیہ کرے" پھر فرمایا کہ ہم دیسی تحریک کے تو ہمیشہ سے حامی ہیں اور نیک نیتی و ایمانداری سے نکتہ چینی کرنے پر بھی ہم کو کچھ اعتراض نہیں۔ نہ ہم کو یہ توقع ہے کہ تعلیمی ترقی کے ساتھ ہندوستانی لوگ ایجی ٹیشن سے باز آجائیں گے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایجی ٹیشن ہو تو

قاعدہ و ضابطہ کے ساتھ ہو (نہ کہ ایسا طوفان بے تمیزی) اور آئندہ ایسی حرکات سے اجتناب کریں جن کے باعث حاکم وقت سے تعلقات میں کشیدگی اور بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ آخر میں ہز آنر نے ساجی ڈیپوٹیشن کی معروضات کو منظور فرمالیں اور ممبران ڈیپوٹیشن سے ہاتھ ملا کر انکو رخصت کر دیا۔

اس ڈیپوٹیشن کی روئیداد سے کئی اہم نتائج نکلتے ہیں جن سے امید ہے کہ پبلک اور خاصکر سماجی صاحبان ضرور سبق حاصل کریں گے۔ سب سے ضروری اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ صاحبان ڈپٹی کمشنر بہادر نے ہز آنر کو آریہ سماجیوں کی نسبت جو اطلاع دی وہ کسی الہام الٰہی کی بنا پر تو ہے نہیں سماجیوں کا پولیٹیکل رویہ اور لہجہ ہی بمآل حکومت کی اس رائے کا ذمہ وار ہو سکتا ہے اور لالہ ہنسراج صاحب نے جو کچھ ڈیفنس میں کہا ہے وہ سراسر بیچ ہے بلکہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے کیونکہ غیر مذاہب پر آزادانہ نکتہ چینی کرنے میں اور کونسا مذہب آریہ سماج سے پیچھے رہا ہے۔ ہاں اگر گندی گالیاں دینے دل آزار حملے کرنے اور باقی مذاہب والوں کو بدرجہ قابل نفرت سمجھنے اور حقیر و ذلیل کرنے کا نام انہوں نے آزادانہ نکتہ چینی کہا ہے تو یہ کام آریہ سماج بلا شبہ بے عدیل (مستثنیٰ) سے کر رہی ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسی کی بدولت دیانندی فرقہ کے افراد میں دیگر اقوام سے نفرت و عداوت بڑھتے بڑھتے اکثر پولیٹیکل خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ کیا بھارت باشیوں کے سوائے سب کو ناپاک ملیچھ سمجھکر ملک بدر کر دینے کی مجنونانہ آرزو کا سرچشمہ وہی مذہبی تنفر و تعصب نہیں جسکی بانی و حامی دیانندی سماج ہے۔ کیا کوئی سماجی یہ کہہ سکتا ہے کہ "انڈیا فار انڈینز" کا موٹو دراصل "سوراج" اور "سودیشی" کا واچ ورڈ (watch word) نہیں ہے۔

اور اگر یہ جیسا کہ واقعی ہے تو پھر آریہ سماج کے سوائے اور کس مذہب و ملت کے لوگوں نے پہلے پہل یہ فتنہ پردازانہ آواز نکالی؟ ہم اس بحث کے ایک ہی پہلو کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ لیکن اگر کوئی سننا چاہے تو اس ثبوت میں ہمارے پاس کافی سے زیادہ دلایل موجود ہیں۔ کہ آریہ سماج کی نسبت جو آواز اب پبلک سے گذر کر حکام کے کانوں تک پہنچ گئی ہے اسکی وجہ سماج کی مہذبانہ و آزادانہ صاف گوئی نہیں بلکہ اس کے بعض یا اکثر ممبروں کی دریدہ دہنی۔ بدزبانی اور انتہائی جوش تعصب ہے۔

دوسری اہم بات اس روئداد سے یہ نکلتی ہے جس کا ہز آنر کے جواب میں بھی صاف اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کے لوگ فی الواقع ان شورشوں سے کوئی ہمدردی و تعلق نہیں رکھتے تو حاملان سماج دار و گیر کی تشویشناک کاروائی اور عبرت خیز و سبق آمیز سزاؤں سے پہلے کیوں نہ چوکنے ہوتے ہیں آگے۔

تیسرا تعجب انگیز اور نتیجہ خیز امر یہ ہے کہ جس قوم کے آرگن کل تک ہم مسلمانوں کو (پولیٹیکل ایجی ٹیشن یا شورش سے) اظہار بے تعلقی پر ملامت کرتے اور خوشامد و خودغرضی کا الزام دیتے تھے یہ کیسے ہوا کہ آج اسی کشتی کے ناخدا ہماری نقل اتارنے میں بڑی سنجیدگی و متانت اور خلوص دل ظاہر فرمانے لگے! کیا وہ آریہ آرگن یا کانگریسی معاصرین اب بھی مسلمانوں کی امن پسندی و قانون شناسی کی داد دیں گے جو قومی وکلا کی نسبت جو ہز آنر کہہ چکے ہیں بغرض صفائی کہہ گئے یہ نہ کہیں گے کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از ہزار رسوائی

چوتھا بڑا زبردست سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آریہ سماج ان شورشوں کو فی الواقع ناپسند کرتی ہے تو پھر اس کے ایک نہایت ممتاز و بلند نام لیڈر کو ایسے نازک وقت میں اس قسم کے جلسوں اور تحریکوں میں حصہ لینے یا تقریریں کرنے سے کیا واسطہ تھا؟ + پانچویں غور طلب بات یہ ہے کہ آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی صفائی کے اظہار میں ایک صریح مغالطہ دہی کا ارتکاب کیا جسکے الزام سے وہ کسیطرح بری نہیں ہو سکتے کیا شورش کے دنوں میں کالج کا بند کر دینا دلیل امن پسندی ہے یا یہ امر بر بنائے مصلحت تھا۔

کہ طلبا کی شمولیت ان ایام میں پیش از پیش سختی و پابندی سے لازم کر دیجاتی تاکہ اول تو انکو ایسی حرکات میں شریک ہونیکا موقع ہی نہ ملے اور اگر کوئی طالبعلم اپنی ذاتی شرارت سے شامل ہو بھی تو اس کا علم و انسداد بسہولت ہو سکے۔ لیکن افسوس کہ آریہ کالج برخلاف اس کے الٹا بند ہی کر دیا گیا کہ اگر اسکی نوجوان پرجوش پارٹی ہمارے طبقہ کی اہم ترین خدمت ادا کرنے پوتر مشن میں حصہ لے تو اسکی شرکت و عدم شرکت کا پتہ ہی نہ لگ سکے۔

پولیٹیکل جرم اسے کہتے ہیں

ہنگامہ راولپنڈی کے بعد ہندو صاحبان نے ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی میں بھی قسم قسم کی لغو اور بیہودہ افواہیں اڑا دی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انگریزوں نے ایک خفیہ انجمن قایم کی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اہل ہند کو نیست و نابود کیا جائے۔ پوشیدہ طریقوں سے تمام کوؤں اور تالابوں اور نالوں میں زہر دفن کر دی ہے اور پانی میں خوفناک دھات ملا دی ہے تاکہ ہوا سے پی لے فوراً ہلاک ہو جائے اور باقی لوگ اس ہوا کے لگنے سے ہلاک ہو جائیں گے مرض طاعون خود انگریزوں نے ہی ایجاد کردہ ہے اور اسکو رفتہ رفتہ دن بدن ترقی دیتے جاتے ہیں۔ تاکہ اہل ہند نیست و نابود ہو کر ہلاک ہو جائیں۔

بجائے کمی کے طاعون جو کہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اس کے یہی سبب ہیں۔ الغرض اس قسم کی مضحکہ خیز اور بیہودہ اور مفسدانہ اور شرارت انگیز خبروں کو پھیلا دیا ہے تاکہ سرحد کی نیم وحشی و جاہل مسلمانوں کو اس طریقہ سے اپنے ساتھ گانٹھ لیں اور ایک تنگ اس بے بنیاد و بیہودہ خبر نے بہت کچھ تشویش ہی باشندگان ہزارہ میں پیدا کر لی ہے اور بہت کچھ ہندو (شریر پیشہ و مفسد پیشہ) لوگونکو کامیابی بھی ہو گئی ہے۔ آجکل تحصیل مانسہرہ کے اکثر دیہات اور قصبوں اور شہروں میں اس خبر سے عجیب تشویش پیدا ہو گئی ہے عموماً سب لوگوں نے اب کوؤں اور چشمے نالوں اور چاہوں وغیرہ سے پانی استعمال کرنا بند کر دیا ہے۔ بلکہ جن شہروں کے متصل کوئی بڑا نالہ ہوتا ہے اس سے بھر لانے میں وہ ریت ہٹا کر یا چھوٹا گڑھا کھود کر پانی بھر لیتے ہیں۔ سمجھدار مسلمان باقی اپنے جاہل بھائی مسلمانوں کو ہرچند سمجھاتے ہیں۔ مگر کمبخت اپنی جاہلیت سے مجبور ہیں۔ یہ بیہودہ خبر ابھی ترقی پر ہے۔ خداوند کریم عقل بخشے (نامہ نگار)

پنجاب میں ناراضگی پھیلانا اور مجرموں کو سزا

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ پنجاب اور سرحدی صوبہ میں گورنمنٹ کیطرف سے پبلک کے دلمیں مفسد لوگ کیسی ناراضگی بے بنیاد باتوں کے پھیلانے سے پیدا کر رہے ہیں ایسے ہی شریر آدمی اماہ چال کو اٹک میں اپنے کیفر کردار کو پہنچے جنکا مختصر حال یہ ہے ۲۶ اپریل گذشتہ کو ایک شخص مسمی سوامی دیال نے حسن ابدال میں بعض منتخب آدمیوں کو مدعو کر کے ایک جلسہ کیا اور ان کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں طاعون کوئی قدرتی بیماری نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کوؤں اور چشموں میں زہر ڈالکر یہ بیماری پیدا کر رہی ہے تاکہ ہندوستان کی زیادہ آبادی باشندے مر کر کم ہو جائیں ۲ ماہ حال کی سہ پہر کو حسن ابدال کے تمام کنوؤں وغیرہ میں آٹے کی گولیاں تیرتی ہوئی دیکھکر حسن ابدال کے باشندوں کو نہایت غصہ اور جوش آیا انہوں نے سمجھ لیا کہ سوامی دیال کا بیان صحیح نکلا۔ ورنہ حقیقت میں صریحاً یہ کام سوامی دیال کے کسی چیلے چانٹے کا تھا۔

جب باشندوں میں گھبراہٹ اور بے چینی کی ایسی حالت دیکھی تو زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند جھوٹی خبر کے پھیلانے کے جرم پر کہ جس سے پبلک کو خوف پیدا ہو گیا انکی پولیس نے سوامی دیال کو گرفتار کر کے اسپر مقدمہ قایم کیا تحقیقات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ۲۶ اپریل کو سوامی دیال نے حسن ابدال میں مذکورہ بالا جلسہ منعقد کیا۔ کوؤں وغیرہ میں گولیاں ... پھیلانے کی گورنمنٹ پر تہمت لگانے کا الزام ثابت کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اٹک نے سوامی دیال کو دو سال قید با مشقت اور ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اگر جرمانہ ادا ...

ایڈریس

[جو ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس لیکچرار اناٹومی و فزیالوجی میڈیکل سکول آگرہ کو سکول مذکور کے طلباء نے ان کے رخصت ہو جانے وقت دیا اور جس کا ذکر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں کیا ہے۔ ایڈیٹر]

ڈیر سر!
ہم طلباء آگرہ میڈیکل سکول جناب سے اجازت چاہتے ہیں کہ ہم اس نقصان پر قلبی افسوس کا اظہار کریں جو جناب کی طویل مفارقت کے باعث ہمیں اٹھانا پڑیگا۔

قطع نظر اس نقصان عظیم کے جو ہم برداشت کرنے کو ہیں اگر ہم جناب کے کمالات کا شمار کریں تو ہم اسکو ناممکن پاتے ہیں۔

جناب والا اب سے اول ہم جناب کے قابل قدر طریقہ تعلیم اور طلباء کے ساتھ شفقت و ہمدردی کے سلوک کے متعلق حقیقی اعتراف کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو ایک بردبار اور محنت کش استاد پایا ہے جب کوئی طالب علم کسی مسئلہ کے سمجھنے میں قاصر رہا تو جناب نے کسی قسم کے آثار ناراضی یا گھبراہٹ کے اظہار کے بدوں اس امر کو اس کے دل پر نقش کرنے کے لئے پوری سعی کی ہے خواہ باوجود اس سعی کے بھی وہ قاصر ہی رہا ہو۔

آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ آزادانہ اور بے تکلفانہ ملتے رہے ہیں ہم نے ہمیشہ آپ کے دست شفقت کو یکساں پایا ہے خواہ ہم کمرہ تعلیم میں تھے یا اس سے باہر۔ آپ نے ہمیشہ ان امور میں پوری دلچسپی لی ہے جو ہماری بھلائی سے متعلق تھے۔ آپ نے ہماری کھیلوں میں حصہ لیکر ہم میں مردانہ کھیلوں کا خاص جوش ہم میں پیدا کیا ہے مزید براں ہم یقیناً اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری گیمز ایسوسی ایشن کی صدارت کے ایام میں ہم میں نہ صرف صحت بخش کھیلوں اور ورزشوں کا شوق پیدا کیا بلکہ ہم کو اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم سے بہرہ ور فرمایا۔ اور اس مقام پر ہمیں یہ کہنے کی اجازت ہوگی کہ یہی حصہ آپ کی قابلقدر تعلیم کا ہے جسکو ہم سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔

ذہنی طاقتیں اخلاق کے بدوں محض ایک ملمع اور نمائش ہے۔ اور اسلئے ہم آپ کے دلی شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی توجہ کو ہماری تعلیم کے اس حصہ کیطرف منعطف فرمایا جسکی طرف افسوس سے کہا جاتا ہے کہ عام طور پر غفلت کیجاتی ہے۔

بالآخر ہم پھر اس امر کے اظہار کی اجازت چاہتے ہیں کہ ہم اس نقصان کے لئے سخت متأسف اور غمناک ہیں جو آپ کی مفارقت کیوجہ سے ہم کو اٹھانا پڑیگا۔ یہ ایک ایسا نقصان ہے جسکی آسانی سے تلافی نہیں ہو سکیگی۔

ہم اب نہایت شوق سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اس تاج [illegible] محل کے مقبرہ کا نمونہ جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا ہے مہربانی کرکے قبول فرمائیں گے جو اس عزت اور محبت کا نشان ہوگا جو آپ کی ہمارے دلوں میں ہے اور ہم اس امید سے یہ آپ کو پیش کرتے ہیں کہ یہ ہدیہ مختصر آپ کو ہماری [illegible] ایسوسی ایشن کے تعلقات کو یاد دلاتا رہیگا۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی خوش رہیں اور خدا تعالیٰ آپ پر اپنے فضل اور برکات نازل فرماتا رہے۔ آمین

ہم ہیں آپکے فرمانبردار طلباء آگرہ میڈیکل سکول

اس ایڈریس کا جو جواب خلیفہ صاحب نے دیا تھا وہ آئندہ اشاعت میں چھاپا جاویگا انشاءاللہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے چندہ وصول کرنیوالے طلباء

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸؍ جون ۱۹۰۷ء سے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا ہے۔ اور اب انشاء اللہ ۸؍ جولائی ۱۹۰۷ء کو کھلے گا۔

سکول کی ضروریات یوماً فیوماً اسقدر بڑھ رہی ہیں کہ عرصہ سے اس کے لئے مستقل سرمایہ کا سوال منہ کھولے ہوئے ہے۔ مگر ہم ہیں کہ اسطرف پوری توجہ کرنے کیلئے ابھی کسی اور وقت اور موقع کے منتظر ہیں۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے جسمیں ابھی صرف بورڈنگ ہوس ہی کے سولہ کمرے تیار کئے جا سکے ہیں اور وہ بھی کچے ہونگے۔ سولہ ہزار روپیہ کی الگ ضرورت ہے اور اس صورت میں ہی سکول اور بورڈنگ ہوس جدا جدا رہیں گے۔ میں اور تمام احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کام ہو کر رہیگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اذن کے ماتحت اسکے مامور و مرسل نے اسکو اپنے ہاتھ سے شروع کیا ہے اور اسکی نو سالہ ترقی نے بتا دیا ہے کہ کسطرح یہ دن بدن یہ درخت بار ور ہو رہا ہے اور کس سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں خود ایک لوئر پرائمری کی شکل میں کھلنے والا مکتب آج ہی نہیں کہ ہائی سکول ہے بلکہ تین مختلف مقامات پر اسکی شاخیں بھی کھل چکی ہیں اور ابھی شاخوں کے کھلنے کیلئے درخواستیں آ رہی ہیں۔ میرے دل سے پوچھو تو میں تو چاہتا ہوں کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں تعلیم الاسلام کی شاخیں ہوں اور کم از کم ہر احمدی جماعت اسکی ایک شاخ اپنے ہاں کھلوائے۔

جدید شاخوں کے کھلنے سے اخراجات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک زنانہ تعلیم الاسلام سکول فی الحال قادیان دارالامان میں اس ابتدائی رنگ اور شکل میں کھولدیا گیا ہے جس [illegible] بسم اللہ کرکے تعلیم الاسلام کا اجرا ہوا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام لڑکوں کی تعلیم کے انتظام سے کسی صورت میں کم اہم نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ فکر اور توجہ درکار ہوگی۔ اور یہ ابتدائی مدرسہ جو لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے تعلیم الاسلام سکول کیطرح خدا کے فضل سے تعلیم نسواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مرکزی مدرسہ ہوگا۔ اور صدر انجمن کو جلد تر اسکے لئے بھی کسی بورڈنگ ہوس کا انتظام کرنا پڑیگا۔ ان تمام صورتوں اور حالتوں کو مدنظر رکھکر قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو سوچے اور سمجھے۔ ہمارا کام اسکو آگاہ اور مطلع کر دینا ہے اور اپنا فرض ہم ادا کرتے ہیں قوم کا فرض ہے کہ وہ ان ضرورتوں کا احساس کرکے ان کے تکمیل کے لئے اپنی جیبوں پر ہاتھ مارے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعلیمی شعبہ کا خرچ عمارت کے اخراجات کو نکال کر [illegible] روپیہ ماہوار تک پہنچنے کو ہے اور اس کے لئے مستقل سرمایہ اور مستقل [illegible] چندہ کی حاجت ہے [illegible] ایک عرصہ سے یہ رائے ہے کہ قوم کے اہل الرائے اور ذی وجاہت بزرگوں کا ایک وفد قوم کے پاس جاوے اور وہ قوم کو اسکی ضرورت سے آگاہ کرے اور اس مطلب کے لئے چندہ جمع کرے اس سے صرف یہی [illegible] مستقل سرمایہ ہی جمع نہ ہو جاوے گا بلکہ قومی تعلیم میں زیادہ دلچسپی اور باہمی محبت پیدا ہو جاویگی۔ اس حالت میں مرکزی جماعت کو صدر انجمن احمدیہ کو جسقدر فکر قومی ضروریات کے لئے روپیہ کا ہوتا ہے وہ کم ہو جائیگا اور اس کا فکر اور کام تقسیم ہو جائیگا اور وہ قوم کے لئے بہتر کام کرنے کے لئے موقع اور فرصت نکال سکے گی۔

وفد کے متعلق جب سوال ہوا ہے اور مجھے اپنی قوم کے چیدہ افراد سے جب وہ دارالامان آئے ہیں گفتگو کرنیکا موقع ملا ہے سب نے

پسند کرے لیکن میں بجائے خود جانتا ہوں کہ اس کے متعلق فی الحال ایک مشکل ہے۔ اور وہ مشکل یہ ہے کہ ان بزرگان ملت میں سے جو دارالامان میں رہتے ہیں ایسے کا نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اسلئے کہ وہ پہلے ہی کام کے نیچے اسقدر دبے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ وہ اسقدر کام کر رہے ہیں۔ تاہم بعض بزرگ قوم میں ایسے ہیں جو اگر ہمت کریں اور فرصت اور وقت نکال کر اس قومی خدمت کے لئے نکلیں تو بہت کچھ فائدہ کی خدا کے فضل سے توقع ہے۔ ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ گو مشکلات ہیں لیکن یہ کام ایسا ضروری ہے کہ اب اس کو بہت پیچھے ڈالنا تھ[illegible] نہیں۔ اسوقت وفد کے متعلق خصوصیت سے بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ یہ تو صرف حدیث دل اور برکت کے طور پر ذکر ہو گیا۔ اور میں قومی ضروریات پر غور کرنیکا عادی ہوں گو چاہتا ہوں کہ اس سوال کو عموماً قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں اور بزرگان ملت کے حضور بھی گذارش کرتا ہوں یہاں بھی بیان کر دیا شاید کسی دل کو یہ ہمیں لگے اور اس مبارک تحریک کیلئے جوش بھرے دل سے اٹھ کھڑا ہو اور میں بوجہ بانی تحریک سعادتمندی کا ثمرہ حاصل کر سکوں۔

اصل غرض جو اس مضمون کے لکھنے سے ہے یہ ہے کہ چونکہ مدرسہ کی تعلیم الاسلام قادیان کی ترقی کا بہت بڑا انحصار ہے بہت ہی کمزور ہو چکی ہے پچھلے اجلاس مجلس میں یہ قرار پایا تھا کہ مدرسہ کی تعطیلات میں طلبا کو چندہ فراہم کرنے کے لئے بھیجا جاوے اسلئے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک چٹھی دیکر مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے چندہ وصول کر کے لاویں۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ مدرسہ کے لئے ایک رقم جمع ہو جائے گی۔ بلکہ یہ غرض اور مقصد بھی ہے کہ طلباء میں قومی ضروریات کا احساس اور قومی خدمات کے لئے ایک [illegible] پیدا ہو۔ [illegible] بزرگان ملت اور قوم سے توقع کرتے ہیں کہ [illegible] قوم کے [illegible] بلکہ خود [illegible] کر کے ان کی ہمت بڑھائیں گے طلباء کو جو بھیجا [illegible] رسید دی گئی ہے جس کا ایک حصہ طلبی کے پاس رہیگا اور دوسرا نصف طلباء [illegible] کو مدرسہ انجمن احمدیہ کے خزانہ میں روپیہ کے ساتھ داخل کریں گے۔

اب میں ختم کرتا ہوں جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے طلباء کو دی ہے جس میں ان طلباء کے نام ہیں جو اس خدمت کے لئے مامور کئے گئے ہیں ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور ختم کرتے ہوئے پھر امید ظاہر کرتا ہوں کہ قوم اپنے بچوں کو جو قومی گدا ہو کر ان کے سامنے آتے ہیں [illegible] دامن نہ پھیریں گے۔ اے نونہالان قوم! خدا تمہارے ساتھ ہو تمہارے جذبات کو ترقی دے اور تمہیں کر دے تم قوم اور آیندہ نسلوں کے لئے نیک نمونہ ہو۔ اور اپنے مقاصد میں بامراد واپس آؤ۔ آمین

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ ۹ جون سے ایک ماہ کے لئے بسبب تعطیلات موسم گرما بند کیا گیا ہے۔ اور لڑکے اپنے اپنے گھروں میں گئے ہیں۔ بعض طلباء کو کہا گیا ہے کہ تعطیلوں میں مدرسہ اور صدقات کے چندہ جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ ایسے طلباء کو جنکو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے ایک چھپی ہوئی چٹھی اپنے دستخط کے ساتھ دی ہے اور نیز رسید بکیں دی ہیں تاکہ جن سے چندہ وصول کریں ان کو رسید دیدیا کریں۔ امید ہے کہ احمدی بھائی ان طلباء کو چندہ کی فراہمی میں مدد دینگے۔ مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے

نمبر شمار	نام طالب علم	نام جماعت	سکونت
۱	خدا بخش	فقتھ ہائی	راولپنڈی وکیمبل پور
۲	صفدر خان وبرادران	״	فیروز پور
۳	عبدالقادر ومحمد یحیٰ	اوّل مڈل	شاہ آباد
۴	امجد حسین	پنجم ہائی	بٹالہ
۵	غلام حسین	״	مردان پشاور
۶	فضل الدین	پنجم ہائی	جہلم
۷	عبدالرحمن ومحمد صادق	״	گجرات
۸	عبدالغنی وبرادران		بہاول پور
۹	عبدالمجید	فورتھ ہائی	انبالہ
۱۰	میاں محمد		سہارنپور وپٹیالہ
۱۱	فیروز الدین	سپیشل کلاس	داتہ ضلع ہزارہ
۱۲	عبدالعزیز	سوم مڈل	ظفروال
۱۳	غلام قادر		سیالکوٹ
۱۴	محمد اسمٰعیل	فورتھ ہائی	گوجرانوالہ
۱۵	مستری عبدالرحمن	ففتھ ہائی	بھیرہ
۱۶	شیخ عبدالرحمن	نومسلم	لاہور
۱۷	محمد صالح الطاف حسین	پنجم پرائمری	״
۱۸	عبدالرحمن امرتسری	پنجم ہائی	امرتسر
۱۹	محمود	شاخ دینیات	علاقہ قادیان
۲۰	عبیداللہ	״	وزیر آباد
۲۱	گیلانی بخش	اول مڈل	سرگودہ
۲۲	احمد علی	پنجم پرائمری	کریام
۲۳	فخر دین	پنجم ہائی	ملتان
۲۴	ولی اللہ	״	رعیہ

شیر علی عفی اللہ عنہ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

استفسار اور ان کے جواب

ایک دعا اور اس کا جواز۔ — میاں محمد دین احمدی کتاب فروش لاہور (حال ساکن موضع دھور تھی ہیرتی بٹال ریاست جموں) کا ایک عریضہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بھیجا جس میں لکھا تھا۔ "حضرت میں چند روز سے محض رضائے الٰہی کیلئے جناب باریتعالیٰ میں یہ دعا شروع کی ہے کہ میری عمر میں سے دس سال حضرت اقدس مسیح موعود کو دیئے جاویں کیونکہ اسلام کی اشاعت کیواسطے میری زندگی اتنی مفید نہیں کیا ایسی دعا مانگنا جائز ہے"

حضرت اقدس نے جواب میں تحریر فرمایا "ایسی دعا میں مضائقہ نہیں بلکہ ثواب کا موجب ہے"

ہندوؤں سے ہمدردی۔ ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بسبب پرانے تعلقات کے ایک ہندو ہمارے شہر کا ہم سے معاملات شادی اور غمی میں شامل ہوتا ہے اور کوئی مر جاوے تو جنازہ میں بھی ساتھ جاتا ہے کیا ہمارے واسطے بھی جائز ہے کہ ہم اسکے ساتھ ایسی شمولیت دکھائیں۔ فرمایا کہ ہندوؤں کے رسوم اور امور مخالف شریعت اسلام سے علیحدگی اور بیزاری رکھنے کے بعد دنیوی امور میں ہمدردی رکھنا اور ان کی امداد کرنا جائز ہے۔

جمعہ کے بعد احتیاطی۔ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ بعض لوگ جمعہ کے بعد احتیاطی پڑھتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ قرآن شریف کے حکم سے جمعہ کی نماز سب مسلمانوں پر فرض ہے جبکہ جمعہ کی نماز پڑھ لی تو حکم ہے کہ جاؤ اب اپنے کاروبار کرو۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت میں جمعہ کی نماز اور خطبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ بادشاہ مسلمان نہیں ہے تعجب ہے کہ خود تو مقدمات کے ساتھ خطبہ اور نماز پڑھتے بھی ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتا پھر کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ جمعہ ہوا یا نہیں اسواسطے ظہر کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور اس کا نام احتیاطی رکھا ہے۔ ایسے لوگ ایک شک میں گرفتار ہیں۔ ان کا جمعہ بھی شک میں گیا اور ظہر بھی شک میں گئی۔ نہ یہ حاصل ہوا نہ وہ۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز جمعہ پڑھو اور احتیاطی

آج کل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہار دہم کا الہام اسم اعظم رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور ظاہری اسباب کیلئے تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضل تعالیٰ ہم نے اس کی عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بطور حفظ ماتقدم اگر اسکے چند قطرات بالوں میں ٹیکائے جائیں اور بغلوں میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد و بخار کافور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوتا ہے [illegible] اگر انکے بدن پر گلٹی ہیں ملاکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ زہر کے نجاست سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی [illegible] [illegible] مستقل واقع کی تحقیقات [illegible] [illegible] [illegible] ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر شفاخانہ ہمدم گل ضلع لاہور سے بذریعہ ویلیو پے ایبل آرڈر [illegible] [illegible] موصول [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہار بازی کی گرم بازاری میں نمونوں کی تیز رفتاری [illegible] آجکل عجیب سماں دکھا رہا ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے [illegible] [illegible] اس میں کچھ بھی [illegible] [illegible] ہر شخص کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے [illegible] استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلات باستعمال فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی [illegible] شکایت کیلئے مفید ہے [illegible] جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول شرط [illegible] قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلائے طلسمی [illegible] [illegible] کو معجون کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] نمونہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] حکیم [illegible] [illegible] [illegible]

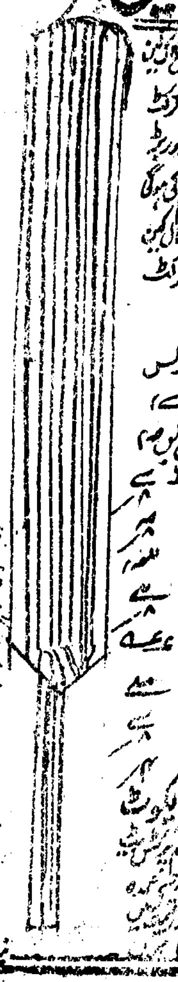
برادران مُلک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ خضاب تیل ہے جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملایم اور چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف عہ۔ پیکنگ محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی پوسٹ مانڈوی — بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ — سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ملے بینڈل کاٹ کر بنا اور وربڑ کے سے ہی ہوئی نہایت پائیدار ہے قیمت للعہ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ — سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ملے ہیں ہینڈل مع ووربڑ کے ہر ایک کیلئے نہایت عمدہ عہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہو گی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ۔ کرکٹ بیٹ — بال کین لکڑی جیسیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے عہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۸ عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ — ۱۲ و ۱۳ برس کے بچوں کیلئے سٹ ایک بیٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا فی سٹ ۳ عہ

" " ۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۲ عہ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عہ ۸ عہ — " ۵ " — " " — "

بچوں کیلئے فٹ بال ۸ عہ بلیڈر — " ۳ — "

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۱۲ عہ

وکٹ کے بیچ ۸ عہ

پیڈ گلوز ۸ عہ

کرکٹ ویس فی کاپی ۱۲ عہ

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

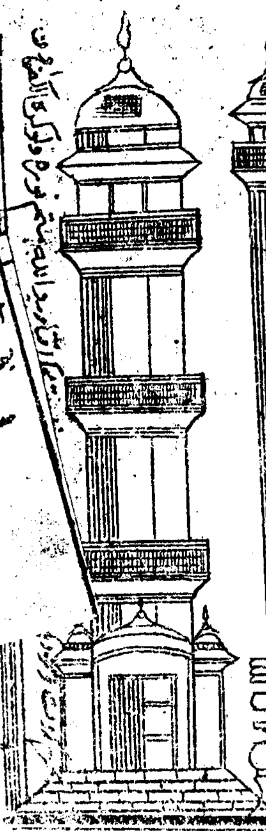
[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — [illegible] [illegible] [illegible]

(نور احمد پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

پیشگی قیمت سالانہ

دفتر الحکم



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باو گر آئی بجائے در قادیاں آئی | روائی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے چندہ وصول کرنیوالے طلبا

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جون ۱۹۰۷ء سے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا ہے۔ اور اب انشاء اللہ ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو کھلے گا۔ سکول کی ضروریات یوماً فیوماً اسقدر بڑھ رہی ہیں کہ مدت سے اس کے لئے مستقل سرمایہ کا سوال پیش ہو رہے ہوئے ہے۔ مگر ہم اس کا اسقدر پوری توجہ کرنے کے لئے ابھی کسی اور وقت اور موقع کے منتظر ہیں۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے جس میں ابھی صرف بورڈنگ ہوس ہی کے سوا کمرے تیار کئے جائیں گے اور وہ بھی پختہ ہوں گے۔ سولہ ہزار روپیہ کی الگ ضرورت ہے اور اس صورت میں بھی سکول اور بورڈنگ ہوس جدا جدا نہ ہو سکیں گے۔ ہم ہیں اور تمام احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کام ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اذن کے ماتحت اس کے مامور و مرسل نے اسکو اپنے ہاتھ سے شروع کیا ہے اور اس کی نو سالہ ترقی نے بتا دیا ہے کہ کسطرح یہ دن بدن درخت بارور ہو رہا ہے اور کس سرعت سے پھیل رہا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں جو ایک پرائمری کی شکل میں کھلنے والا تھا آج وہ ہائی سکول ہے بلکہ مختلف مقامات پر اس کی شاخیں بھی کھل چکی ہیں اور ایسی شاخوں کے کھلنے کے لئے درخواستیں آ رہی ہیں۔ میرے دل سے پوچھو تو میں تو چاہتا ہوں کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں تعلیم الاسلام کی شاخیں ہوں اور ہر احمدی جماعت اسکی ایک ایک شاخ اپنے ہاں کھلوائے۔

جدید شاخوں کے کھلنے سے اخراجات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک زنانہ تعلیم الاسلام سکول فی الحال قادیان دار الامان میں اس ابتدائی رنگ اور شکل میں کھولدیا گیا جسطرح بسم اللہ کر کے تعلیم الاسلام کا اجرا ہوا تھا۔ لڑکوں کی تعلیم کا انتظام لڑکوں کی تعلیم کے انتظام سے کسی صورت میں کم نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ فکر اور توجہ درکار ہوگی۔ اور یہ ابتدائی مدرسہ جو لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے تعلیم الاسلام سکول کیطرح خدا کے فضل سے تعلیم نسواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مرکزی مدرسہ ہوگا۔ اور صدر انجمن کو جلد تر اس کے لئے بھی کسی بورڈنگ ہوس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ ان تمام صورتوں اور حالتوں کو مد نظر رکھ کر ہم فرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور ہمارا کام ان کو آگاہ اور مطلع کرنا ہے اس کے بعد ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ان ضرورتوں کو محسوس کر کے ان سے تکفل کریں۔

اپنی جیلوں میں تار بار مدرسہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعلیمی شعبہ کا فیصلہ عمارت کے اخراجات کو نکال کر ایک ہزار روپیہ ماہوار تک پہونچ گیا ہے اور اس کے لئے مستقل سرمایہ اور مستقل مقرر چندہ کی حاجت ہے۔ میری ایک عرصہ سے یہ رائے ہے کہ قوم کے اہل اثر اور اہل علم ذی وجاہت بزرگوں کا ایک وفد قوم کے پاس جائے اور وہ قوم کو اسکی ضروریات سے آگاہ کرے اور اس مطالبہ کے لئے چندہ وصول کرے۔ اس سے صرف نہ یہی کہ ایک معقول مطلوبہ رقم جمع ہو جائیگی بلکہ قومی شیرازہ زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو جائیگا اور باقاعدہ جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ اس حالت میں مرکز کی جماعت کو ...

صدر انجمن احمدیہ کو جو مشورہ قومی ضروریات کے لئے روپیہ [illegible]
کا اب ہو تا ہے وہ کم ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کام منقسم ہو جاتا ہے
اور وہ قوم کے لئے مستقل کام کرنے کے لئے موقع اور وقت نکال
سکے گی۔

وقت کے [illegible] یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قوم کے چیدہ افراد
سے جب وہ دارالامان آتے ہیں گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہے سب سے
پسند کیا ہے [illegible] تو جیسا میں ہوں کہ اس کے متعلق [illegible]
ایک مستقل [illegible] مشکل ہے کہ ان بزرگان ملت [illegible]
(جو دارالامان رہتے ہیں) کسی کا نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس لئے
کہ وہ پہلے ہی سے کام کے پیچھے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا
فضل ہی ہے کہ وہ اس قدر کام کر رہے ہیں تاہم بعض بزرگ قوم میں
ایسے ہیں جو اگر ہمت کریں اور فرصت اور وقت نکالیں اس قومی خدمت
کے لئے نکلیں تو بہت کچھ فائدہ دیں گے خدا کے فضل سے توقع ہے۔ مالی
میں بیضرورکہوں گا کہ گو مشکلات ہیں لیکن یہ کام ایسا ضروری ہے
کہ اب اس کو بہت پیچھے ڈالنا ضروری نہیں۔ اس وقت تو فنڈ کے متعلق
خصوصیت سے بحث کرنا میرا مقصد نہ تھا۔ یہ تو صرف حدیث دل [illegible]
کے طور پر ذکر ہو گیا۔ اور میں قومی ضروریات پر غور کرنے کا عادی ہوں
کی وجہ سے اس سوال کو عموماً قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے ذکر
کرتا رہتا ہوں اور بزرگان ملت کے حضور بھی گذر تا ہوں۔ یہاں بھی
بیان کر دیا شاید کسی دل کو یہ بات لگے اور اس مبارک تحریک کے لئے
جوش میرے دل سے اٹھ کھڑا ہو اور میں بوجہ ایک تحریک سعادت
مندی کا ثمرہ حاصل کر سکوں۔

اصل غرض اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ [illegible]
میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے وظائف کا بہت بڑا [illegible]
ہی کم ہوتا ہے۔ پچھلے اجلاس مجلس میں یہ قرار پایا تھا کہ مدرسہ کی
تعطیلات میں طلباء کو چندہ فراہم کرنے کے لئے بھیجا جاوے [illegible]
ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک چٹھی دے کر مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض
سے بھیجا ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے چندہ کر کے لاویں۔ اس سے
یہی غرض نہیں کہ مدرسہ کے لئے ایک رقم جمع ہو جاوے گی بلکہ یہ غرض
اور مقصد بھی ہے کہ طلباء میں قومی ضروریات کا احساس اور قومی خدمات
کے لئے ایک جوش پیدا ہو۔ ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ اور بزرگان
ملت اپنی قوم سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ان نونہالان قوم کو ناکام واپس
نہ کریں گے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کر کے ان کی ہمت بڑھائیں گے۔
طلباء کو چھپی ہوئی رسید بک دی گئی ہے جس کا ایک حصہ معطی کے
پاس رہے گا اور دوسرا نصف طلباء یہاں آکر صدر انجمن احمدیہ کے
خزانہ میں روپیہ کے ساتھ داخل کریں گے۔

اب میں وہ چٹھی جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے طلباء کو دی
ہے مع ان طلباء کے [illegible] اس خدمت کے لئے نامزد کئے
گئے ہیں ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور ختم کرتے ہوئے پھر امید ظاہر
کرتا ہوں کہ قوم اپنے بچوں کو جو قومی گداگر ہو کر ان کے سامنے آتے
ہیں گوہر مراد سے لبریز دامن بھیجیں گے۔ اے نونہالان قوم! خدا
تمہارے ساتھ ہو۔ تمہارے جذبات میں قومی درد پیدا کرے
تم قوم اور آیندہ نسلوں کے لئے نیک نمونہ ہو اور اپنے مقاصد
میں بامراد واپس آؤ۔ آمین۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ ۸ر جون سے [illegible] ماہ کے لئے بند ہو گیا ہے طلباء [illegible]
[illegible] گیا ہے اور لڑکے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ بعض طلباء
کو کہا گیا ہے کہ جس جگہ جائیں مدرسہ اور صدقات کے چندہ جمع کریں
لائیں۔ چنانچہ ایسے طلباء کو جن کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہو
ایک چھپی ہوئی رسید بک اپنے دستخط کے ساتھ دی ہے اور یہ رسید
بکیں دی گئی ہیں تاکہ جن سے چندہ وصول کریں ان کو رسید دے دیا کریں۔
امید ہے کہ احمدی بھائی ان طلباء کو چندہ کی فراہمی میں مدد
دیں گے۔ مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے

نمبر شمار	نام طالب علم	نام جماعت	سکونت
۱	خدا بخش	ششم ہائی	راولپنڈی وکیمل پور
۲	[illegible] خاں و برادران	"	فیروزپور
۳	عبد الستار و محمد یحییٰ	اوّل مڈل	شاہ آباد
۴	امجد حسین	پنجم ہائی	بٹالہ
۵	غلام حسین	"	مردان پشاور
۶	فضل الدین	"	جہلم
۷	عبد الرحمٰن و محمد صادق	"	گجرات
۸	عبد الحق و برادران	"	بہاولپور
۹	عبد المجید	نورتھ ہائی	انبالہ
۱۰	میاں محمد	"	سہارنپور و پٹیالہ
۱۱	قمر الدین	سپیشل کلاس	دانہ ضلع ہزارہ
۱۲	عبد العزیز	سوم مڈل	ظفروال
۱۳	غلام قادر		سیالکوٹ
۱۴	محمد اسمٰعیل	نورتھ ہائی	گوجرانوالہ
۱۵	مستری عبد الرحمٰن	ششم ہائی	بھیرہ
۱۶	شیخ عبد الرحمٰن	نو مسلم	لاہور
۱۷	محمد صالح و الطاف حسین	پنجم پرائمری	"
۱۸	عبد الرحمٰن امرتسری	پنجم ہائی	امرتسر
۱۹	محمود	شاخ دینیات	علاقہ قادیان
۲۰	عبید اللہ	"	وزیرآباد
۲۱	گیلانی بخش	اوّل مڈل	سرگودہ
۲۲	احمد علی	پنجم پرائمری	کریام
۲۳	فخر الدین	پنجم ہائی	ملتان
۲۴	ولی اللہ	"	رعیہ

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

درخواست دعا

بابو عمر بخش صاحب سٹیشن ماسٹر بیری باندہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے طول عمر اور نیک بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں

موجودہ پولیٹیکل ہل چل اور بے چینی سے ملک اور اہل ملک کو جو فائدہ یا نقصان پہونچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ البتہ اس سے ایک بات صاف طور پر ہو گئی ہے کہ گورنمنٹ کو ملک کی مختلف قوموں اور سوسائٹیوں کے خیالات وفاداری کے اندازہ کرنے کا اچھا خاصہ موقع مل گیا ہے۔

میں اس وقت اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ مختلف دلائل اور لمبی بحثوں سے کسی ایک یا دوسری سوسائٹی کے متعلق کوئی بحث کروں۔ بلکہ میرا منشاء اس وقت آریہ سماج کی حالت موجودہ پر نظر کرنے کا ہے اور اسے نہایت غور سے دیکھ کر مجھے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں ہے

میں اسی جگہ یہی رائے کہتا ہوں کہ آریہ سماج مذہبی نہیں بلکہ ایک مجلس اور گروہ ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ آریہ سماجی ڈیپوٹیشن ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کے حضور یہ ظاہر کرے کہ وہ ایک مذہبی جماعت ہے یا اس کے اغراض و مقاصد کا دائرہ ترقی تعلیم کے سوال تک محدود ہے مگر واقعات اس کے صریح خلاف ہیں۔ وہ طالب علم جنہوں نے محض ایک کھیل کے موقعہ پر یوروپین پروفیسروں پر حملہ کیا تھا اور جس کی بنا پر یونیورسٹی کو نوٹس لینا پڑا تھا وہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طالب علم تھے اور مختلف جگہ سے جو خبریں ہز آنر لفٹنٹ صاحب پنجاب کو پہونچی ہیں وہ آریہ سماج کو بری نہیں کرتی ہیں۔ تاہم ان سب باتوں کو اس وقت الگ رکھ کر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج کی موجودہ حالت کیا ہو رہی ہے؟ یہ نظارہ واقعی قابل رحم اور درد انگیز ہے اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے اخبار پرکاش کی دوربین سے کام لیں وہ لکھتا ہے۔

کیا ہی حوصلہ تھا! دو ہفتہ سے ہمیں یہ دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے کہ جہاں پہلے اتنی سماجک سماچار موصول ہوتی تھیں کہ ایک ہفتہ میں اس کا نکالنا مشکل ہو جاتا تھا وہاں اب اس قدر تھوڑی موصول ہوتی ہیں کہ اس کو درج کرتے ہوئے شرم آتی ہے مثال کے طور پر تمام تحریر اس ہفتہ صرف دو کارڈ موصول ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی آریہ سماج کس حالت میں ہے۔ اگر اس کا کام صرف مذہبی پرچار اور اشاعت تعلیم ہوتی اور پولیٹیکل معاملہ سے اس کا کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی تو پھر یہ حالت کیوں ہو گئی ہے۔ یہ کہنا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے کہ گورنمنٹ کے بعض حکام کی سخت گیریاں اس کا باعث ہیں جیسا کہ پرکاش بیان کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آریہ سماج کو مذہب سے دلچسپی نہیں وہ تو ملکی گروہ ہے اور ملک گیری کا شوق اس میں ہے۔ یہ تو پہلا سین ہے جو پرکاش کی دوربین دکھاتی ہے۔ پھر دوسرا نظارہ ہمارے سامنے جو آتا ہے اس کے لیے پرکاش کا ایڈیٹر یوں ذکر کرتا ہے

کیا اس اعلان کا یہی وقت تھا پنڈت گنپتی شرما نے (جو آریہ سماج میں ایک مشہور مباحثہ کرنیوالے ہیں) ست دھرم پرچارک میں اپنی صحت اور ناداری کی وجہ سے آئندہ دورہ نہ کرنیکا اعلان کیا ہے اس پر پرکاش ریمارک کرتا ہوا کہتا ہے کہ ہم پنڈت جی سے بڑے ادب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس اعلان کے لئے یہی وقت رہ گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت اگر ضرورت ہے تو اس امر کی کہ جو لوگ آریہ سماج کے لئے ہمت رکھتے ہیں اپنے آرام کو بالائے طاق رکھ کر اور کسی قسم کی تکلیف کی پروا نہ کرتے ہوئے میدان میں نکل آویں اور وہ کام کر کے آریہ سماج کی لاج رکھ لیں اسوقت الگ ہو کر بیٹھنے کا وقت نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہم اتنے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کو صرف چند ماہ تک ملتوی کر دیں آریہ سماج کی اس آزمائش کے وقت سہایتا کریں اس کے بعد جو مناسب سمجھیں کام کا ڈھنگ اختیار کریں یہ وقت ایسا آن پہونچا ہے کہ افراد کی سستی یا بزدلی سے سوسائٹی کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔“ اس قسم کے ایک دو نہیں کئی نظارے پرکاش کے ذریعہ ہماری نظر سے گذرتے ہیں جنکو دیکھ کر بے کس سماج کی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ اب اس کی کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے جہاں سے نکلنا کوئی آسان امر نہیں۔

یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے کہ سماج کی یہ حالت گورنمنٹ کے کسی حکم یا حکام یا حکام کے طرز عمل سے پیدا ہوئی ہے۔ اسلئے کہ آریہ سماج کا رویہ اور طرز عمل روز اول ہی سے ظاہر کر رہا تھا کہ یہ

بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی

آریہ سماج بحیثیت ایک مذہبی گروہ کے کبھی اور کسی حال میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اور نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ خود اپنی طاقت کو سمجھتا تھا اسلئے اس نے مذہب کی آڑ میں وہ طریق اختیار کیا جو اس کے لئے اس روز بد کا موجب ہوا۔

بہرحال آریہ سماج اس وقت نزع کی حالت میں ہے اور اس کے بہانے کہڑے ہو کر رونے والوں کی حالت اور بھی قابل رحم ہے میری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور راستباز نبیوں کی ہتک اور اہانت ہے اس کا وبال ہے جو اس پر پڑا ہے

ولله در من قال۔

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ ختم فنا یہی ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آپ کے اہل بیت اور خدام کی صحت بھی قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے۔

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی مفوضہ خدمات دینی میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہو اور ان کی عمروں میں نفع رساں طوالت بخشے۔ (آمین)

۳۔ مسجد مبارک کی وسعت کا کام بڑے زور سے شروع ہے۔ نیچے کے منزل جہاں غالباً سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کا دفتر ہوگا بسرعت طیار ہو رہا ہے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے تعمیر سڑک کا کام بہت جلد شروع ہونیوالا ہے۔ مسجد مبارک کا کام میرے مکرم بھائی منشی نور دین صاحب نقشہ نویس محکمہ بارک ماسٹری لائل پور کی زیر نگرانی ہو رہا ہے وہ تین مہینے کی رخصت لیکر یہاں آئے ہیں اور یہاں آتے ہی یہ مبارک خدمت انکے سپرد ہوئی۔

۴۔ موسمی حدت اور تمازت روز افزوں ہے ہفتہ زیر اشاعت میں ٹھنڈی دل آیا اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بھیجنے والے کون صاحب ہیں؟

مورخہ ۱۵ / جون ۱۹۰۷ء کو ایک منی آرڈر مبلغ عـہ کا میرے نام آیا ہے کوپن منی آرڈر پر گجراتی زبان میں مرسلہ کا نام لکھا گیا ہے۔ جو یہاں کسی سے نہیں پڑھا جاتا۔ پس جس صاحب نے وہ روپیہ ارسال کیا ہے وہ مطلع فرماویں کہ یہ روپیہ کس غرض سے بھیجا گیا ہے۔ خط اردو یا انگریزی میں لکھا جاوے۔ — یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ بسبب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے سے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا ان پر بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ اُنھوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصّہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن مبارک ہونگے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصّہ لیں یہی ۷ طلباء کے وظایف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظایف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہونگے اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں تا عمل کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکواۃ پر بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ اُنھیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی اُن سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں مئی کے وظایف ادا کرنے میں اور جون کی ۲۰ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہنچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظایف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قصّہ کو دُہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

کیا الحکم پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے؟

الحکم کے کئی ہزار ناظرین میں سے ایک محترم دوست جنہیں الحکم کے ساتھ محبت ہے لکھتے ہیں کہ الحکم کو ان ایام میں بالکل پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے اور یہ انھیں ناپسند ہے ہر چند ایک ہی خط ہے جو مجھ ان پولیٹیکل بے چینی کے ایام میں پہنچا ہے تاہم میں اس کی قدر کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ میرے مکرم بھائی کے جذبات قلبی اور روحانی ترقی کا اس سے پتہ لگتا ہے میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم کے مقاصد اور اغراض کیا ہیں اس کے لئے میں الحکم کے سب سے پہلے نمبر میں سے چند سطور یہاں درج کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ روز ازل سے الحکم نے جن اغراض کو مدنظر رکھا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اُن سے الگ نہیں ہوا اس لئے وقتی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اپنی قوم اور ملک کے لئے جو مفید سمجھتا اس پر بحث کرنا اپنا فرض اولیٰ یقین کرتا ہے۔

اس پہلے پرچہ میں میں نے لکھا تھا۔

"چونکہ تمام اصلاحوں اور حقیقی تہذیب کا سرچشمہ اور منبع الٰہی قانون اور خدائی تعلیم ہے اس لئے الحکم نے اپنا مشن پورا کرنے اور دُنیا میں راستی اور سلامتی کی روح پھونکنے کے لئے اسی طریق کی **اشاعت** کا بھاری بوجھ اپنے سر لیا ہے عقل سلیم اور تجربہ صحیحہ نے جس طریق کو فطرت انسانی کے بالکل مطابق قرار دیا ہے وہ طریق **اسلام** ہے اسلئے الحکم اسلام ہی کا سچا خادم ہوگا اور اسلام کی زندہ **برکات** اور اس کے معارف و اسرار کا ذریعہ اس زمانہ قحط الرجال میں خود اس مقدس ذات نے اپنی عادت قدیم اور وعدہ صادق کے موافق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کو ٹھہرایا ہے لہٰذا ان کے مشن کی تبلیغ اور اشاعت الحکم کا **مقدم کام** ہوگا . . . . .

اس کا فرض ہوگا کہ وہ **صُلح** اور **سلامتی** کی روح پھونکے اور **تعصب** ہٹ و حسد مجی - زود رنجی - **غداری** کے ناپاک بیج کو ضایع کرے - عام معاملات پر رائے زنی کرتا ہوا دیانت داری انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دیگا۔"

یہ ہیں وہ مقاصد جن کو لیکر **الحکم** جاری ہوا تھا۔ پس جبکہ ملک میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلانے اور جہلا کو بھڑکانے کے لئے شوریدہ پشت لوگوں نے ایک خطرناک راہ اختیار کی ہو ایسی حالت اور صورت میں **الحکم** کا یہی فرض ہے کہ وہ **مسلمانوں** اور دوسرے لوگوں کو اس راہ کی ہدایت کرے جو **امن** اور سلامتی کی راہ ہے اور چونکہ اس ہدایت کی اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد میں لازمی ہے - اس لئے الحکم نے پولیٹیکل رنگ اختیار کرنے میں ضرورت وقت کو سمجھنے میں غلطی نہیں کھائی - الحکم قوم کا خادم ہے اور معاً مشیر بھی اس لئے وہ جو قومی ضرورت سمجھتا ہے اُسے بیان کر دیتا ہے - یہ سچ ہے کہ اگر الحکم ان مضامین کی طرف توجہ بھی نہ کرتا تو بھی **احمدی قوم** خدا تعالےٰ کے فضل اور اپنے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہدایت کے موافق پہلے ہی سے ہر قسم کی شورشوں سے الگ اور بیزار ہے تاہم یہ سلسلہ کے اخبارات کا فرض ہے کہ وہ بار بار قوم کو اس کے فرائض سے آگاہ کرتے رہیں جہاں وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی کلمات اور نصائح کو درج کرکے بار بار قوم کو روحانی ترقی کے اسباب اور ذرائع سے مطلع کرتے رہتے ہیں وہاں گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری میں مضبوط اور ہر قسم کی مغویانہ تحریکوں سے بیزاری کی ہدایت بھی اسی روحانی **ترقی** میں داخل ہے - اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس تبدیلی میں الحکم اپنے مقاصد کے دائرہ سے الگ نہیں ہوا بلکہ اس نے اسی دائرہ کے اندر ہی قدم رکھا ہے - اور اس طریق سے یقیناً اس نے ملک اور قوم کی ایک خاص خدمت کی ہے جو اس کا فرض تھا -

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ میرا عزیز بھائی میرے اس بیان سے فایدہ اُٹھائیگا اور وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیگا کہ انشاء اللہ الحکم کی ترتیب کا وہی رنگ ہوگا جو تھا اس وقت بھی آفتاب وہی ہے مگر مطلع ابر ہے اور شمع وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے جس سے تبدیلی ترتیب کا گمان گذر سکتا ہے۔ انما الاعمال بالنیات

باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم کرنے کی تحریک

یہ تحریک جو الحکم میں عرصہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور جسکو اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ ضابطہ کے اندر لے آئے ہیں انھوں نے اخبارات اور خطوط کے ذریعہ مختلف جماعتوں کے قیام اور استحکام کی طرف توجہ کی ہے اور میرے لئے یہ خوشی اور اطمینان کا موجب ہے کہ سکرٹری صاحب کی توجہ موجب اثر پیدا کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے متعلق دوسری جگہ ایک مضمون درج کیا گیا ہے امید ہے وہ دوسری جماعتوں کے لئے مفید تحریک ہوگی۔ ضلع جالندھر سے میرے عزیز اور محترم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب (جو ایک پُرجوش اور مخلص احمدی ہے) نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ضلع جالندھر کی احمدی جماعت کی مختلف مقامات پر باقاعدہ انجمنیں بنانے کی فکر میں ہیں اور چونکہ ضلع جالندھر کی صدر انجمن کا مقام ہوگا میں اس تجویز کو بہت پسند کرتا ہوں اور اُن کی یہ تجویز نہایت ہی مستحسن اور مفید ہے۔ ضلع جالندھر کی جماعتیں جن میں سے کریام۔ راہوں۔ بیرسیال۔ کریم پور۔ لنگر وغیرہ کی جماعتیں اچھی اور بڑی جماعتیں ہیں اس کام میں میاں رحمت اللہ کو مدد دیں اور باقاعدہ رجسٹر طیار کئے جاویں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنا تعلق بنگہ کی جماعت سے رکھے اور سب چندہ وہاں سے جمع ہو کر قادیان آیا کرے۔ اس طرح پر قادیان میں جماعت بندی کا کام کم ہو جائیگا اور مطلب زیادہ وضاحت سے حاصل ہو جائیگا بہرحال میاں رحمت اللہ صاحب کو ضروری مدد دی جاوے اور ہر جگہ انجمنیں قائم کی جاویں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر فضول نہیں ہوگا کہ چونکہ آجکل بعض مشہور مفسد بانی تقریریں کرنے والا باشندہ ضلع جالندھر اور بنگہ ہی کے نواح کا رہنے والا تھا اس لئے میاں رحمت اللہ نے ضرورت وقت کو محسوس کر کے خاص بنگہ میں دو زبردست لیکچر دئے جن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات کھول کر بیان کئے اور غلط افواہوں کی تردید کر کے موجودہ بے چینی سے الگ رہنے کی لوگوں کو ہدایت کی۔ سب انسپکٹر صاحب بنگہ جو ایک مستعد اور خلیق آدمی ہیں۔ خود ان جلسوں میں موجود تھے یہ جلسے نہایت کامیابی سے ختم ہوئے۔ فی الحقیقت یہ امر ہمارے سید و مولیٰ امام کی خوشنودی کا موجب ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی دکھائیں اور ہر موقع پر عملی اظہار وفاداری کے لئے آمادہ رہیں۔

مختصر نوٹ

اہلحدیث جواب دے ۳۰ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ایک خبر یوں لکھی ہے "معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ساہرنپور میں ایک بدذات نے اپنی ماں کیساتھ منہ کالا کیا ایک حدیث کی تصدیق ہوگئی" اہلحدیث نے جو جملہ اپنی طرف سے خط وحدانی میں لکھا ہے اس کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ حدیث کس زمانہ سے متعلق ہے؟

آریوں کو بغاوت سے تعلق ہے

ہمنے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع کیا ہے سول ملٹری گزٹ کے حوالہ سے لکھنو کے معزز اخبار ہندوستانی نے ذیل کی خبر لکھی ہے کہ "نامہ نگار ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ لائل پور کے ایک مشنری نے تحریر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں بکثرت آریہ ہیں اور بازاروں میں بغاوت کی گفتگو ہوتی ہے ڈپٹی کمشنر کو سر عام گالیاں دیجاتی ہیں انکا حکم ہے کہ لیڈیاں دیہات میں نہ جاویں بلکہ اپنے بنگلوں کے باہر نہ نکلیں" اس خبر کو پڑھکر کیا کوئی دانشمند یہی نتیجہ نہیں نکالیگا کہ موجودہ شورش آریوں کی شورش ہے۔

یکے وزد باشد دگر پردہ دار

اس مصرعہ کا مصداق پرکاش کا ایڈیٹر ہے جو غالباً آجکل بٹالہ میں براجتے ہیں اور وہاں رہکر اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آجکل پرکاش کی جو حالت ہے وہ اسکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کن کن طریقوں سے آریوں کو اُبھارا جاتا ہے اسکا ذکر تو میں الگ ایک مضمون میں کرونگا اسوقت مجھے اسکے اس ریمارک پر کچھ لکھنا ہے جو اُس نے ۱۱ جون ۱۹۰۷ء کے پرکاش میں ثناء اللہ امرتسری کی حمایت میں لکھا ہے اس میں آپ رقم طراز ہیں۔

"آجکل رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات بگڑ رہے ہیں بے اصولے لوگوں اور سوسائیٹیوں کو اپنا کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا ہے اس موقعہ سے فایدہ اُٹھانیوالوں میں سب سے آگے مرزائی جماعت ہے جب میدان مباحثہ میں آریہ سماج سے برد آزما نہ ہوسکے تو آریہ سماج کو صفحہ ہستی سے اُڑا دینے کے لئے مرزائی جماعت نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔"

یہ سطریں اس تمام زور دماغ کا نتیجہ ہیں جو مت دیانند کی پستک وید پر ایمان لاتا ہے اور جو سچائی کی خاطر کوئی چیز نہیں چھوڑتا ہیشہ طیار رہنے کا دعویٰ کرتا اور پر دوسروں کا فرزند بنتا ہے لیکن وہ لوگ جو موجودہ بے چینی کے اسباب اور واقعات سے ماہر ہیں اور جنھوں نے اس مضمون کو خوب مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو الزام احمدی جماعت پر لگایا ہے۔ وہ کہاں تک سچ ہے۔

کیا مسٹر سنیل ایلسن کی وہ تقریر جو انہوں نے آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے جواب میں کی اس الزام کی تردید کو کافی نہیں کرتی؟ اگر جناب کے کل ڈپٹی کمشنر مرزائی ہیں اور سکے ذرایع واقفیت سب مرزائیوں کے ہاتھ میں ہیں تو شاید پرکاش کا یہ افترا کچھ وقعت رکھتا لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ان لوگوں سے جو گورنمنٹ کی امداد کو اپنی اولاد سے بڑھکر اور مذہبی یقین کرتے ہیں ایسے افترا کی شکایت شاید فضول ہو۔

آریہ سماج نے احمدیوں سے مباحثہ کیا کرنا تھا جبکہ آریہ سماج اور اسلام کا فیصلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا اور لیکھرام آریہ مسافر کے مباہلہ کے ذریعہ ہو چکا ہے اگر کوئی آریہ قلم اُٹھاتا اور منہ چڑاتا ہے تو اس کی بے حیائی ہے۔ ابھی آریوں نے اپنی شوخی اور بیباکی سے اپنی نجاست ہی کا ثبوت دیا تو خدا تعالیٰ نے شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت سے اسلام اور آریہ دھرم کا فیصلہ کر دیا۔ اور اگر پرکاش کے ایڈیٹر کو ابھی تک شبہ ہے کہ میدان آریوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے ساکنان قادیان سے اس رسالہ کا جواب شائع کرائے جو قادیان کے آریہ اور ہم کے نام سے شائع ہوا ہے۔

بہرحال یہ کسی مذہب زندہ اسلام کا مقابلہ کرسکے یہ تو امر محال ہے۔ آریوں نے اپنے طرز عمل سے جو کچھ ثابت کیا اُس نے ذمہ دار افسروں کو اس نتیجہ پر پہنچایا جو شائع ہو چکا ہے اس معاملہ میں احمدیوں کو کوسنا اور انکے ذمہ الزام دینا حماقت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر کو مبارک ہو۔

پھر پرکاش کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حمایت کرتا ہے اور اس مضمون کی وجہ سے جو الحکم کی گذشتہ اشاعت میں **بدخواہی سرکار کا نیا معلم** کے عنوان سے شائع ہوا ہے گالیاں دیتا ہے پرکاش کے ایڈیٹر کا فی الحقیقت اس موقعہ پر فرض تھا کہ وہ ثناء اللہ کی حمایت اور ہمدردی کرتا کیونکہ ثناء اللہ نے لاجپت رائے کیلئے آنسو بہائے تھے اسلئے ناشکری ہوتی اگر ثناء اللہ کی حمایت کا اظہار پرکاش نہ کرتا۔ لیکن ایک عجیب بات ہے دروغ گو را حافظہ نباشد پہلے تو پرکاش کا وکیل ایڈیٹر کہتا ہے کہ آریوں کے خلاف گورنمنٹ کو مرزائیوں نے بھڑکایا ہے اور اب ثناء اللہ کے معاملہ میں کہتا ہے کہ گورنمنٹ ان ناپاک کوششوں کو **نفرت و حقارت** کی نظر سے دیکھتی ہوگی۔

کلام ولی

(سپینہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی رباعیات)

بیدی کہ تو خود از مشکوٰۃ نبی است
بایے کہ بود جادۂ حق حاکم وقت
والی کہ چہ بود دینی قدیم است ولدار
ایں ماشوی از درس مکو ارفت نماند
در مذہب ماست زاسباب غرور
در ما شبہ از تقی شود از خلق لقمہ
مستی و ولہ نیز طریق افتادست
وز ذکر خفی جہد تحصیل کردن
خواہی کہ رسے صرف محبت نوشی
دل را ز خیالات جہاں صرف کنی
در عشق تو از چار جہاں بگذشتیم
مقصود ز دل بندہ ہیچ و وصل پیوست
دائم دل من پیش تو حاضر باشد
در مذہب ما شرک جلی ست و خفی
والی چہ بود وصل کثیر البرکات
تحصیل عدم بداں بیشے مانع
خوش آنکہ بانوار و تصور نگین ست
بنویر دل ز نفی خیال طرح خواہی
تحصیل عدم اگر بدانی کردن
ایں وارعنان را [illegible] اے
آنانکہ ز او ناس [illegible] رستند
فیض قدس از ہمت ایشاں بیجو
آں ذات کہ از قید جہت بیرون است
ہر مرتبہ زاں ذات نشانے دارد
ہر مدرکہ شد مظہر آں یار عجیب
در لوح دل از ہمت کی صورت باد
تو شد بتابت احرف موصوف
شیشہ کہ از ہیب تو ہم قدم پیش نہاد
تا حکمت [illegible] دوری بحث تم
تا [illegible] بو و شیوہ [illegible]
تا [illegible] تعلق باشم
بو [illegible] باز [illegible] جہاں
دل [illegible] حابش بیتواں گفتن
[illegible] شود صفت [illegible] دارد
شوید از دل [illegible] و تاب او
خود پا شید از ہم کثرت موہوم آپ چو [illegible]
فراغ یا فتم از [illegible] و عمر
چو دیدم روے زیبائے تو جانا
بیا ساقی بدہ جامے شرابے
ہمت نام خوش طبع و بیل نفس اگر باشد
تا کہ طبع غیراز خوشا بیا شمے آید
بوسعت شعر [illegible] تعلق ورزنیکی گیرد

دانی کہ سیرابی از آں تشنہ لبی است
تابع شدن [illegible] خرد بو العجبی است
منقل دل را [illegible] ظاہر و باطن بایار
وال فن دگر یاد بگیر از احرار
ذکرے کہ بود عاقل از انواع جعفور
در روایت آنیا [illegible] سوے غفور
بے مست شدن [illegible] کسی نکشا وست
شرط است [illegible] طریقہ یاد آت
باید کہ [illegible] خلایق گوشی
چشم از صور جملہ عالم پوشی
وز ہر [illegible] یاد تو زاں بگذشتم
اندر طلبت از دل و جاں بگذشتم
چشمم بہ رخ خوب تو ناظر باشد
گر سوے دگر خطرۂ خاطر باشد
در مشرب اہل دل وجود و عدما
در نفی خواطر و در سد جہات
زیرا کہ طہارت ز اصول دین ست
قوی ذریعہ وصولش این ست
باید نظر اہل فنا راجستن
وہمت اہل دل نخواہی و بدلت
بالمعہ انوار قدم پیوستند
در وازۂ فیض قدس ایشاں بستند
از حیلہ اسرار صفت بیرون است
ہر چند ز تعیین جہت بیرون است
ظاہر شدہ از صورتش آثار عجیب
پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب
ہمچے تلاوت اسمار معروف
گشتست بایں صورت و معنی باہم
تا زمین [illegible] سوے وطن باز روم
گو سرے از عدم سوے عدم باز روم
آمونے از ختنم سوے ختن باز روم
شاہ ملکم سوے یمن باز روم
در کیفیت جوش شرابش بیتواں گفتن
در بیں نیرنگہائے کبابش بیتواں گفتن
نقوش عالم الکتابش بیتواں گفتن
ز فیض معنی ماہ ما نتابش بیتواں گفتن
چو احرام مہر کوے تو بستم
ز تشویش وجود خویش رستم
کہ مخمور صبوحے دا [illegible]
مارا محبت دہ و عالم [illegible] خراب باشد
درخت بید را [illegible] دائم [illegible] ثمر باشد
اگر [illegible] ہر [illegible] بارے اثر باشد

صفای طبع میخواہی ز صحبت دامن اندر کش
مزاج صاف طبعاں ہمجز غربت نمیسازد
صفا باخبث باطن نیز گاہے جمع میگردد
ہزار گردی ملع سوز دل است اہو شبنم

گر آب دو دراز مردم ہمیشہ باصفا باشد
مکدر گردد آب صاف چوں بیجا وطن گیرد فرد
بدر یا گوہر ہاچوں در و بنشیند تماشا کن سہ
سیل آب نشست یکجا باطلش صافی نشد

ہندو مسلمانان راہوں کا مقدمہ

اس مقدمہ کی نسبت یہ بات خاص دلچسپی سے سنی جائے گی کہ اول اول ہندو تھانہ دار صاحب نے آٹھ مسلمانوں اور چھ ہندوؤں کو ملزم گردانا اور گرفتار کیا تھا۔ لیکن بعد میں جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر نے موقعہ واردات پر پہونچکر تحقیقات کی تو مسلمان بے قصور پائے گئے۔ اور ہندوؤں کا چالان کیا گیا ساتھ ہی یہ امر بھی خاص طور پر نوٹس لینے کے قابل ہے کہ ان ملزموں میں آریہ سماج راہوں کے پریزیڈنٹ صاحب سکریٹری صاحب اور کئی ممبر بھی شامل ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہز آنر سر گورنر ل ایٹ سن بہادر نے آریہ ڈیپوٹیشن سے فرمایا تہا کہ ہمیں تمام ڈپٹی کمشنروں کی طرف سے یہی رپورٹ ملی ہے کہ جہاں جہاں تمہاری سماجیں ہیں وہی مقامات فتنہ و فساد اور بدامنی کے مرکز ہیں“ اس وقت تو ڈیپوٹیشن کے ارکان نے باتیں بنا کے اس اعتراض کو ٹالدیا۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اب وہ ایسے واقعات کے ہوتے بھی ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹوں کو غلط کہے جائیں گے اور کیا لالہ لاجپت رائے کے آریہ لیڈر ہوتے ہیں جیسے ہی انکو انکار ہے۔ جو اس وقت شورش کا سب سے بڑا سرغنہ قرار پاکر جلاوطن کیے جاچکے ہیں۔ اور کیا یہ فیکٹ نہیں کہ اجیت سنگھ جس کے سماجی ہونے سے آج آریے کانونیر ہاتھ دہرتے ہیں۔ مباحثوں میں سماج کیطرف سے سکھوں کے بالمقابل آگے کردیا جاتا تہا۔ جیسے کہ مسلمانوں کے خلاف دہرمپال۔

مقدمہ ہذا سے متعلق ۸ر جون تک تازہ ترین خبر یہ تہی کہ چاردن کی لگاتار تحقیقات میں لالہ بابو رام صاحب پریزیڈنٹ و نانک چند صاحب سکریٹری و لالہ جگن ناتھ و لالہ گوردداس رام ممبران آریہ سماج اس فساد کے بانی مبانی ثابت ہوئے۔ اسسٹنٹ کمشنر بہادر نے فرد جرم لگاکر جالندہر تشریف لے آئے ۲۷-۲۸ و ۲۹ مئی کو مفسدوں کیطرف سے گواہاں صفائی پیش ہو ۱۱ر جون کو فیصلہ سنایا جانیکو تہا۔

ہنگو میں غضب الٰہی

نامہ نگار آریہ ور لکھتا ہے کہ ہنگو ضلع کوہاٹ میں ایک روز ابہی دنوں ۲ بجے کیوقت مغرب سے ایک گہنگہور گہٹا آئی اور اس سے بجائے رحمت کے گویا الٰہی قہر کی بارش ہوئی۔ وہ قہر کیا تہا۔ بیضۂ مرغ کے برابر موٹے موٹے اولے تہے جو اس زور سے پڑ رہے تہے گویا فرشتوں کی ایک فوج مخلوق کو تباہ کرنے کی غرض سے اولے پھینک رہی ہے چنانچہ اس شدید ژالہ باری نے باغات تباہ کردیئے نقصان کا تا دم تحریر کوئی اندازہ نہو سکا تہا۔ بہت سے مویشی اور چرند پرند وغیرہ کہیتوں اور میدانوں میں مردہ پڑے پائے گئے۔ تمام سڑکوں اور راستوں پر سنگ مرمر کی گیندیں سی پڑی ہوئی تہیں۔ اولوں سے سطح زمین مستور ہوگئی تہی اسی قسم کی ہولناک ژالہ باری کا ایک سال اور بہی کسی جگہ ہوئی ہے۔ بلکہ نواح دہلی کے بعض مقامات میں تو شاید پہل میں ان سے بہی کہیں بڑے بڑے اولے پڑ چکے ہیں۔ کئی دوتے ڈہائی ڈہائی پاؤ کے وزن

ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے

جیسا کہ سنہ ۶۴ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار پرکاش لاہور میں زیر سموادکالم "ایک مضمون جس کا عنوان "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" شائع ہوا ہے جو کسی صاحب "شرما" نامی نے لکھا ہے ۔ چونکہ راقم مضمون نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ثابت کرنے کے لئے وہ رویہ اختیار کیا ہے جو کہ ویدک تعلیم کے اصول میں داخل نہیں ہے بلکہ صریحاً اسکی تعلیم کے برخلاف ہے نیز یہ کہ ویدک تعلیم بموجب اوس کے مسلمہ اصول کے ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی اور شرما صاحب اسپر زور دیتے ہیں کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے اور اس کے ثبوت دینے وقت یہ ہرگز نہیں خیال کرتے کہ کہیں وہ ویدک اصول کے برخلاف تو نہیں کلام کر رہے ہیں اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ویدک اصول کی چھان بین کر کے اس امر کی طرف ناظرین الحکم کی توجہ مبذول کریں کہ جو کچھ شرما صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ محض غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے یعنے اون کا یہ فرمانا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے کسیطرح بھی قابل پذیرائی نہیں ہے اور کہ ویدک اصول کے بموجب ہی ثابت ہوتا ہے کہ ویدک تعلیم کو عالمگیر ہونے کا اقرار کرنیوالا سخت سے سخت غلطی کھاتا ہے نیز دوسروں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اب پہلے ہم وہ مقدمات بیان کرتے ہیں جن کی بناء پر سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا پھر اس کے بعد کچھ حصہ اُن مقدمات کے اوس جواب کا لکھتے ہیں جو کہ شرما صاحب نے ویدک اصول کے خلاف بیان کر کے ویدک تعلیم کو عالمگیر ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں مگر باوجود اس سعی کے پھر بھی بعض اصول ایسے بیان کر دیئے ہیں کہ جن سے بموجب اون کی تحریر کے بھی ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے کا انکار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اس مضمون کو پڑھنے سے ثابت ہوگا۔ اور وہ مقدمات جنکی بناء پر ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا گیا تھا ہم صرف اس مقدمات درج کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صرف شرما صاحب کی تحریر کا کسیقدر حصہ اور اُن مقدمات کی بناء پر جو کچھ اعتراض کئے گئے تھے اون کا لکھنا بخوف طول ہو جانے مضمون ہم مناسب نہیں سمجھتے نیز اسوجہ سے کہ شرما صاحب کی تحریر سے اعتراضات کی ماہیت بخوبی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔

مقدمات یہ ہیں

(۱) عالمگیر مذہب کا ذاتی تقاضا ہوتا ہے کہ سب لوگ اُسے قبول کریں

(۲) عالمگیر مذہب میں سب لوگوں کا حصہ مساوی ہوتا ہے یعنے سب لوگ اسکی ہدایتوں پر عمل کرنے کا حق رکھتے ہیں

(۳) جو کام ایک مرد انسانی کرے دوسروں سے بھی ممکن ہے اگر کوئی مانع نہ ہو تو وقوع بھی ہو سکتا ہے۔

(۴) ممکن کے وقوع سے محال لازم نہیں آتا۔

ان میں سے دو موخر الذکر مقدمات کو شرما صاحب نے بغیر کسی تغیر و تبدیل کے قبول کر لیا ہے مگر اول الذکر دو میں کسی قدر تبدیلی کی ہے یعنے مقدمہ اول کو اسطرح قبول کیا کہ عالمگیر مذہب کا تقاضا ہوتا ہے کہ سب بھی تسلیم کریں گے ملکیہ لوگ آو دیا سے بری ہوں۔ اور پھر ایک نوٹ کے ذریعہ ظاہر کیا ہے کہ آودیا کے اندر جہالت تعصب۔ کج فہمی۔ خود غرضی۔ نالائقیت (دماغی و جسمانی)

وغیرہ بہت سے اصطلاحات شامل ہیں ۔ اور پھر اسکی توضیح اس طرح کی ہے کہ یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئیے اور عقل سلیم اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے مگر شہوت کے غلام جنکی آنکھوں پر آودیا (جہالت) کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے چنانچہ تجربہ میں آیا ہے کہ بعض لوگ یہاں تک گر جاتے ہیں کہ اپنے بیٹے تک کی عورت کو نہیں چھوڑتے"

اگر یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئیے اور عقل سلیم بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے اور کہ شہوت کے غلام جن کی آنکھوں پر آودیا کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ نیوگ کا ایجاد کرنیوالا یا اس کو رواج دینے کا شایق ہرگز ہرگز ودوان نہیں ہو سکتا اور ایسی کتاب جس میں یہ تعلیم دیجاوے کہ اس حالت میں کہ لڑکا نہیں ہوتا یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں یا بسبب جوانی کے رہا نہیں جاتا ہرگز ہرگز ... وید یا وید کی ... نہیں ہو سکتی کیونکہ جب یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئیے جسکو عقل سلیم ... قبول کرتی ہے تو پھر کیونکر ایسی کتاب جسکی تعلیم کا منشاء یہ صاف ... کہ پرائی استری سے اولاد کے بہانہ سے تعلق پیدا کیا جاوے ... قابل تسلیم ہو یا یہ عالمگیر ہونے کا حق رکھتے اور یہ پرشوں کے لئے کے بموجب نیز ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے بموجب نیوگ ایک رسم ہے جو کہ وید سے ظاہر کی ہے نیز اوس نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ نیوگ مت کرو ... اور اس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے یعنے جس کو نیوگ کرنے کرانے کی حاجت ہے مگر وہ نیوگ کرتا کراتا نہیں وہ سخت پاپی ہے جیسا کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں پس جب یہ ثابت ہو کہ یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئیے جسکو کہ عقل سلیم بھی قبول کرتی ہے نیز پرائی استری کی خواہش کرنیوالے وہی پرش ہوتے ہیں جنکی آنکھوں پر آودیا کا پردہ چھایا ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم قبول کریں کہ ویدک تعلیم آودیا سے بھی بھری ہوئی ہے نیز عالمگیر ہونے سے بھی بہت دور ہے جس کو کہ عقل سلیم بھی دھکے دیتی ہے۔ شرما صاحب نے ہمارے خیال میں یہ ایک ایسا عجیب گر ویدک تعلیم کے پرکھنے کا بخش دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی خارجی دلایل کی حاجت نہیں ہے نیز اس سے یہ بھی خیال کرنیکا حق حاصل ہو جاتا ہے کہ گرو بڑا یا چیلا کیونکہ گرو کے نزدیک ایک فعل شبھ کرم اور موجب ثواب اور ترقی نسل کا ذریعہ ہے جس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے مگر چیلے کے نزدیک وہی فعل نہ صرف پاپی ہونے کا ذریعہ ہے بلکہ دوسرے کی عورت کی اچھیا (خواہش) کرنیوالے کو شہوت کا غلام اور اندھا بھی تسلیم کرنا چاہئیے جو کہ کسیطرح بھی عقل سلیم کے مطابق نہیں ہے نیز عالمگیر اصول کے بھی برخلاف ہے ۔ پس اس لئے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ عالمگیر اصول یہ ہے کہ کسی کی استری کی اچھیا (خواہش) نہیں کرنی چاہئیے اور عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے مگر وید حکم دیتا ہے کہ تم اولاد کا بہانہ کر کے نہ صرف ایک شخص کی استری کی اچھیا (خواہش) کرو بلکہ دس شخصوں کی استریوں کی باری باری سے اچھیا کرو ۔ اور کہتا ہے کہ جو کوئی باوجود ضرورت کے دوسرے کی عورت سے

اس تبدیلی کے بیچ شرما صاحب نے اس عقیدہ ماننے کی بنیاد ڈالی کہ
جسکو پیش کرکے سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا
چنانچہ پہلے اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے شرما صاحب نے یوں تحریر فرمایا
کہ پہلا اعتراض یہ ہے کہ ویدک تعلیم پر کاربند ہونے سے دنیا کا
انتظام بگڑ جاتا ہے کیونکہ تمام لوگوں کے نیک کردار ہو جانے سے گائے
اور گھوڑا وغیرہ جانور پیدا نہ ہوں گے تو پھر سواری اور دودھ وغیرہ
کا انتظام نہ ہو سکیگا مگر یہ اعتراض محض غلط فہمی پر مبنی ہے اس کے اندر
دو غلط فہمیاں ہیں ایک تو یہ کہ دنیا کے موجودہ انتظام کے سوا کے
دوسرا کوئی ممکن انتظام نہیں ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ سواری اور
دودھ کے واسطے صرف گھوڑا اور گائے ہی ہیں اور کوئی اشیاء ایسی نہیں
ہے ہم نہیں سوچ سکتے بلکہ مولوی صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ
خدا قادر مطلق ہے پس اگر اس نے سواری کے واسطے گھوڑا اور
دودھ کے واسطے گائے کو نہ پیدا کیا ہوتا تو وہ سواری کے اور دودھ

بلیہ مولوی صاحب کے قائل ہونے سے کیا بنتا ہے؟ عجیب عقل ہے!
سوال تو ویدک تعلیم کی نسبت اور ویدک عقائد کی نسبت پیش ہے مگر
شرما صاحب آپ خواہ مخواہ مولوی صاحب کے عقائد کو ملا کر ٹرخا دینا چاہتے ہیں
دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں دیکھنا تو یہ چاہئے تھا کہ آیا ویدک تعلیم خدا کے قادر
مطلق ہونے کو بیان کرتی ہے کہ نہیں نہ یہ کہ دوسرے کا اعتقاد پیش کرکے
اپنے عقائد کے سچے ثابت کرنے کے لیے طبع آزمائی کیا وے؟ وید
تعلیم کے رو سے پرمیشر ہرگز ہرگز ایسا قادر مطلق نہیں جیسا کہ مولوی
صاحب یا دوسرے ولی کو مسلم ہے جیسا کہ دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے
صفحہ ۲۸۱ میں اس کی نسبت یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جو قدرتی اصول ہیں مثلاً
آگ گرم پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور اشیا انکی طبعی صفت کو پرمیشر
بھی پلٹ نہیں سکتا اور پرمیشر کے اصول سچے ہیں اس لئے ان میں تبدیلی
نہیں پس پرمیشر کی بات (قادر مطلق) کے معنے صرف اسی قدر ہیں

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ) اگر پرمیشر طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو اس سے ثابت
ہوا کہ تناسخ غلط ہے کیونکہ جب ایک طرف تو یہ امر تسلیم شدہ آریہ سماج کے
نزدیک یہ ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا دوسری طرف اقرار ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انتہا یہ کہ وہ بالی ہوتا ہے یعنی جسکو نیوگ کی حاجت
ہو اور وہ نیوگ کرے گرا سے نہیں وہ بالی ہوتا ہے اب بموجب تحریر
شرما صاحب کے یہ ایسا کام ہے جو عالمگیر اصول ہو نہیں سکتا کیونکہ شہوت
سلیم کے خلاف ہے اور ایسا ہی یہ کام سوا ہے شہوت کے غلاموں کے اور
کسی کے نہیں ہو سکتا کہ دوسرے کی استریوں کو اپنے قابو میں کرنے کی خواہش
رکھتے ہوں اور وید نے یہ تعلیم دی ہے لہذا شرما صاحب کی تحریر نے ہی
فیصلہ کر دیا کہ یہ عالمگیر اصول ہونے کے قابل نہیں ہے دوسرے عقل
سلیم کے خلاف ہے تیسرے وہ کام صرف شہوت کے غلام کیا
کرتے ہیں۔ چوتھے یہ عزل اور دیوثی کا کام ہے پس ثابت
ہوا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔ اور یہ ایک ایسی دلیل ہے
جو شرما صاحب کے دماغ سے نکلی ہے اور جن دلائل سے ہم نے ویدک تعلیم
کے عالمگیر ہونے کا خاکہ اڑایا ہے وہ اصل مضمون (ن) میں ملاحظہ کرنا
چاہئے ۔ یہ تو ایک نوٹ تھا جو عرض کیا گیا۔ منہ

ہم پہنچا سکتے کے واسطے دیگر انتظام بآسانی کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے مولوی صاحب
نے جو یہ سمجھ لیا ہے کہ اگر ان کی پیدائش سے پہلے گھوڑا اور گائے کا وجود نہ ہوتا اور
آگ پیدا نہ کی ہوتی گاڑیاں اور کشتیاں کی خوراک دنیا میں رائج ہوتی تو آج مولوی صاحب
کو گھوڑے اور گائے کی وجہ دیگر ضروریات محسوس ہی نہ ہوتیں موجودہ انتظام
میں کیا ہے کہ ثابت ہو کہ ان کی بدکرداری کی سزا ہے کیونکہ ان کی بھی ضرور
رکھی ہے اور ان کے وجود سے انسانوں کو فائدہ پہونچایا ہے یا دی انتظام
میں یہ تمام تحریر اعتراضات کا فی جواب متصور ہو سکتی ہے مگر دیانندی ویدک
تعلیم کے اوراق کا مطالعہ کیا ہوا ہرگز ہرگز اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ یہ جواب
دیانند کے عقائد کو مدنظر رکھ کر دیے گئے ہیں کیونکہ شرما صاحب کی تحریر کا ماحصل
یہ ہے کہ پرمیشر نے تمام کام انتظام کے ثابت کئے ہیں اور کہ وہ دوسرا کام بھی اسکے
علاوہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس لئے کہ وہ بموجب تحریر شرما صاحب

(بقیہ حاشیہ کالم اول) کہ پرمیشر کسی مدد کے بغیر اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے
اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ پرمیشر دوسرے انتظام کی طاقت نہیں رکھتا
کیونکہ ایک تو وہ نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا دوسرے طبعی صفت کو
بدل نہیں سکتا تیسرے اس کا تجربہ نہیں ہے پس ویدک تعلیم کے بموجب یہ
اعتراض وارد ہوتے ہیں تو کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ ترک گناہ کی
حالت میں دنیا کا انتظام کوئی اور ہوتا یہ کیسے ممکن ہے؟ اجی شرما صاحب!
جب پرمیشر کے ایک طرف آپ نیست سے ہست کرنے کے قابل نہیں ہیں دوسری
طرف ذرہ ذرہ کو مساکن ثوتوں طاقتوں استعدادوں کے ازخود بنے انادی
مانتے ہیں تیسری طرف یہ قائل ہیں کہ پرمیشر طبعی صفت کو پلٹنے کی طاقت نہیں
رکھتا چوتھے اس کو مصنف مانکر یہ جتلاتے ہیں کہ وہ کرموں کے انوسار ہی

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ کالم ۱) کہ وہ ذاتی صفت یعنی طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو
اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی انسان حیوان نہیں بن سکتا اور نہ کوئی حیوان
انسان ہو سکتا کیونکہ یہ انکی طبعی خاصیت کے سراسر خلاف ہے اور کہ انسانی
اور حیوانی اطوار ایک دوسرے کے خلاف ہیں مثلاً انسان طبعاً صفائی کا
خواہشمند ہے اور میل کچیل سے نفرت رکھتا مگر حیوان جیسے کہ سور میل کچیل
سے بہت پیار کرتا ہے ایسا ہی کوا اور گدھ وغیرہ بھی میلے سے محبت رکھتے ہیں
اور انہیں اپنی راحت کا سامان سمجھ کر اس کے گرد جمع ہوتے ہیں پس جب
یہ اصول درست تسلیم کیا جاوے کہ طبعی صفت کو پرمیشر پلٹ نہیں سکتا تو یہ
اصول کبھی نہیں مانا جا سکتا کہ کوئی انسان سور یا کوا بن کر خود اپنے گناہوں کی
شامت اعمال سے بن سکتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تناسخ غلط ہے
نیز ایسی تعلیم محض غلط ہے اور ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہے۔ منہ

بلیہ عجیب ڈھکوسلے شاہی مذہب ہے! کہیں تو اقرار ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں
کر سکتا کہیں اقرار ہے کہ پرمیشر بغیر امداد غیری اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے
جب وہ بغیر کسی کی امداد کے اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے تو مادہ اور
روحوں کے انادی ماننے کی کیا ضرورت پڑی تھی نیز جب وہ نیست سے
ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو بغیر امداد غیری اپنے سب کام کرنے کے
کیا معنے ہوئے؟ ایسا ہی اس کو اپنی پرمیشری چلانے کی خاطر اعمال کی
ضرورت ہی کیا تھی؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس اقرار کے کہ
پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ اپنی طاقت سے پرمیشر کسی کی
طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا کس طرح بلا امداد غیری اپنے کام کے
لئے تسلیم کیا جا سکتا ہے یہ بات کہ وہ ایک چیونٹی بنانے کے لئے بھی [illegible]

وہ چونکہ قادر مطلق نہیں اور نہ قادر مطلق ہی ہے مگر ویدک تعلیم کی رو سے اس کا کچھ اقتدار ہے بلکہ وہ نیست سے ہست کرنے سے بھی معذور ہے اور کہ ذاتی خاصیت کو پلٹنے سے مجبور ہے تو اس حالت میں کیسے تسلیم کیا جاوے کہ موجودہ انتظام بہ نظر کفایت کیا گیا کیونکہ کفایت شعاری بھی اختیار کرتا ہوں کے لئے ممکن ہے جو کہ خود ہی اختیار اور قدرت رکھتا ہو نہ یہ کہ دوسروں کے سہارے اپنے اختیار چلا کر کفایت شعار بننے کا دعویدار ہو اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ انتظام گائے گھوڑا وغیرہ کا بہ نظر کفایت نہیں کیا گیا بلکہ بسبب مجبوری کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ ویدک تعلیم کے بموجب گھوڑے گائیں وغیرہ کے وجود انسانوں کی فلاح و بہبودی کیلئے نہیں بنائے گئے بلکہ محض گناہوں کی نحامت اعمال کا نتیجہ ہے جو گائے اور گھوڑے وغیرہ کے وجود نظر آتے ہیں اور کہ اگر گناہوں کا وجود دنیا سے معدوم ہو جاوے تو ساتھ ہی اس کے گائے گھوڑا بکری پرند سبزی میوجات وغیرہ بھی . . . معدوم ہو جاویں اور پرمیشر کی پرمیشری کا دیوالہ نکل جاوے کیونکہ بقول ویدک تعلیم وہ اس قسم کا پرمیشر ہے کہ دنیا و مافیہا اس نے نہ تو ارادے سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنے ارادے سے کچھ پیدا کر سکتا ہے اور یہ اصول دیانندی پنتھ کے نزدیک مسلم ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ کسی کی ذاتی خاصیت کو پلٹ دے اور اگر دوڑ دھوپ کر ایسا کرے بھی تب بھی آریہ صاحبان اپنے اوس کے سیاہ ذہن ہیں کہ ستیارتھ پرکاش دکھلا کر ان الفاظ سے ذریعہ کہ جو سلسلہ کائنات کے مطابق ہو وہ حق اور جو سلسلہ کائنات کے مخالف ہو وہ باطل ہے اس کی تردید کر دیتے ہیں پھر کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ مہاشہ راجپال کی تحریر جو ... کے مصداق ہے تسلیم کرے کہ پرمیشر دودھ و سواری ہم پہنچانے کے واسطے دیگر انتظام با سانی کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے اجی مہاشہ صاحب کہاں سے کر سکتا ہے اور کیسے کر سکتا ہے ذرا ویدک تعلیم کو مدنظر رکھ کر جواب تو دیں کہ ایسا پرمیشر جس کی شکل آپ نے یہ پیش کی ہے کہ (۲) وہ

نیست سے ہست نہیں کر سکتا (ب) وہ طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا (ج) وہ سلسلہ کائنات کے برخلاف نہیں کر سکتا (د) وہ گناہ معاف نہیں کر سکتا (ہ) وہ کسی پر رحم کر کے اپنے پاس سے بطور احسان کے کچھ نہیں دے سکتا اور نہ اعمال کے بغیر کچھ دینے کا حق رکھتا ہے تو کیسے مان لیا جاوے کہ کچھ اور انتظام کی قابلیت رکھتا ہے آپ کا یہ فرمانا تو بیشک قابل تعریف ہے کہ قادر مطلق خدا کی نسبت ایسا خیال رکھنا کفر سے کم نہیں ہے کہ وہ موجودہ انتظام کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا اجی مہاشہ صاحب ہم نے تو پہلے تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کے سوامی جی بڑے کافر ہے اور ایسے ہی وہ ویدک تعلیم جن کو سوامی جی نے پیش کیا ہے سراسر کفریات کا ذخیرہ ہے کہ جس میں پرمیشر کو کمزور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے ایک تنکا بھی نہیں توڑ سکتا ہمارے نزدیک تو گائے کی بجائے دودھ کا دوسرا کیا بلکہ تیسرا چوتھا انتظام ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس اور یقینی ہے ایسا ہی گھوڑے کی بجائے موٹر گاڑی یا بائیسکل ریل یا کسی دوسری سواری کا ہو جانا بھی یقینی امر ہے کیونکہ ہم نے جس خدا کو قبول کیا ہے وہ ”فعال لما یرید“ ہے یعنی جو چاہتا ہے کر لیتا ہے اور کہ جسقدر چیزیں نظر آتی ہیں یا جسقدر چیز وغیر نظر ہم سکتی وغیرہ وغیرہ کل اشیاء معہ اپنی قوتوں طاقتوں استعدادوں اور کششوں کے مخلوق ہیں یعنے اوسی بیچون و بیچگون ہستی نے پیدا کی ہیں اور جسقدر نعمتیں ہم کو مل رہی ہیں سب اوسی قادر خدا نے اپنی تفضل عنایات ازلی سے عطا کی ہیں جیسے گھوڑے سواری کے لئے اور گائے دودھ کے لئے اور گائے کا گوشت کھانے کے لئے چمڑہ جوتی بنانے کیلئے بھی شامل ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک ان کے علاوہ دوسرا انتظام خدا تعالیٰ کے نزدیک کر دینا بہت ہی سہل کام ہے مگر آپ کے نزدیک دوسرا کوئی انتظام کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ تمہارا پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ سلسلہ کائنات کے خلاف کوئی دوسرا انتظام کر سکتا ہے بیوجہ موٹر گاڑی کا سواری کے لئے اور کیمیائی خوراک کا ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمارے یقین کی تائید القادر خدا نے موٹر گاڑیاں اور کیمیکل فوڈ پیدا کر کے بھی دکھلا دی ہے جس سے آپ کے دیانندی عقائد کے پرخچے اڑ گئے پھر بھی خواہ مخواہ آپ لوگ وید باوجودیکہ ستیہ و دیا کو شنی بینک بنا کر اسکی تعلیم کو عالمگیر ہونے پر زور دے رہی ہیں حالانکہ ویدک تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز عالمگیر ہونے کا حق نہیں رکھتی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے آدمیوں کی گھڑی ہوئی ہے کہ جنکو معرفت الٰہی سے مطلق حصہ نہیں ملا اور انہوں نے انسانی کمزور یوں پر قیاس کر کے پرمیشر کی ایسی تصویر کھینچ دی کہ جسکو دیکھکر کبھی بھی یقین نہیں آسکتا کہ ایسی کمزوریاں رکھنے والی ہستی پرمیشری کی کرسی کے لائق ہے۔ تعجب ہے کہ جبکہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ سلسلہ کائنات کے برخلاف کر سکتا ہے اور نہ طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ اعمال کے بدوں کچھ نیکی و بدی کا ثمرہ عطا کر سکتا ہے تو کس بنا پر اس سے کسی اور انتظام کی امید رکھی جاتی ہے؟ ویدک تعلیم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے وہی اپنے گناہوں اور شامت اعمال سے ادل بدل کر کچھ کا کچھ بنتا رہتا ہے یا برائے نام نہاد پرمیشر اون کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرتا رہتا ہے بجز اسکے کہ وہ منصف ہے اور ہر ایک کی کرتوت کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بدل دیتا ہے تو پھر کس صورت سے کسی اور انتظام کرنے پر اس کا اقتدار بیان کرتے ہیں؟ کیا وہ انصاف کا ... کر کے دوسرا انتظام کرے گا؟ یا طبعی صفت میں ادل بدل ... یا وہ کیسے کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ ذرا کھول کر بیان تو فرما دیں کہ وہ دوسرا انتظام کونسا ہے جو کرے گا اور کس طاقت سے کریگا جبکہ وہ بقول تمہارے ذرا اور اسی بات پر بھی حاوی نہیں ہے؟ ہر ایک شخص ان اصولوں کو نظر رکھکر ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ پرمیشر سے کسی دوسرے انتظام کی تمنا رکھنا سخت درجہ کی بیوقوفی پر دال ہے بس ان اصولوں کے ... کیا ویدک تعلیم عالمگیر ہونے کا حق رکھتی ہے؟ ہر ایک منصف مزاج یہی کہہ سکتا ہے کہ ہرگز نہیں پس صاف ظاہر ہے کہ اگر گناہ ترک کر دیئے جاویں تو وہ گناہ جن کے کرنے سے غذا وغیرہ تیار ہوتی ہے ... گویا خاک دوسرا انتظام پرمیشر کر سکتا ہے؟ جس کی امید ... ہو اگر ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے جس سے پرمیشر کا اختیار ... بیان ہے کہ اس کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ ایڈیٹر

ہم کہلا دیکا اس کو حق حاصل ہو گیا ہے؟ کیا ان تمام امور سے ظاہر نہیں ہوتا کہ پرمیشر کی نسبت ایسے عقائد پھیلانیوالی تعلیم ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی؟ اور کہ ایسے ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے؟ ۔ ۔

(بقیہ حاشیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ذرہ وں اور روح کا محتاج جو کہ بقول تمہارے ذات صفات میں اوس سے ... ہیں ... کیا جاوے کہ وہ بلا مدد وغیرہ اپنے ... کام کرتا ہے۔ ... مان لیا جاوے ... اوس کو ...

بھی امر تو وابستہ الہامی یا ضروری ہیں اس لئے وہ کسی کے ترک گناہ پر بھی
منحصر نہیں ہو سکتے جیسا کہ گھوڑا - بکری - اونٹ - درخت پھول
[illegible] اگر کہا جاوے کہ یہ محض انتظام [illegible] خاطر ایسا کر سکتا ہے
[illegible] وہ ظالم و سفاک ہے جو جبر سے کام لیتا ہے اور یہ بھی
[illegible] بھی محض انتظام کی
خاطر کرانا ہوگا - [illegible] کا عمل و انصاف خاک میں ملجاتا ہے اور
بڑی ہیبت ہے کہ گائے - گھوڑا - اونٹ - بکری - بھیڑ - سبزہ کے پودے -
مثلاً بینگن - پالک - فلفل - دھنیا - سویا - سونف - گنا - پیاز -
لہسن - مولی - گاجر - شلغم - گیہوں - چنا - مکی - کپاس - جوار - باجرہ
آم - امرود - ناریل - کیلا - اخروٹ - سیب کشمیری - آلوچہ - ناریل وغیرہ
ایسا ہی بیلا - چنبیلی - سوسن - نرگس - گیندا - گلاب - یاسمن - یا [illegible]
تم بھی ترک گناہ پر معدوم ہو جائیں گے - کیونکہ یہ تمام بقول دیانندجی
[illegible] کی عورت سے مباشرت کرنے سے پائے
بذریعہ جسم کی جونوں [illegible] کے جرم میں پیدا کئے جاتے ہیں - پس اگر ایسا موقعہ
[illegible] تمام نیک [illegible] انسانی اور خصوصاً مردوں کی
[illegible] کر لیں تو نہ تو اُن کی پوشش کا انتظام ہو سکیگا اور
نہ خوراک اور سواری کا اور نہ فطرتی قویٰ کو عمل استعمال کرنے کا اگر کہا
جاوے کہ کیمیائی خوراک ہو سکتی ہے تو کیمیائی خوراک ہونا بھی ناممکن
ہے کیونکہ کیمیائی خوراک بھی اکثر جڑی بوٹی سے بنتی ہے جب جڑی
بوٹی کے پیدا ہونے کا مصالح یعنے گناہ ہی ندارد ہیں تو وہ کہاں سے
آویگی؟ ایسا ہی گھوڑے کے بجائے موٹر گاڑی کے وجود کا ہونا
مشکل ہے - کیونکہ موٹر گاڑی سبز لکڑی کے بغیر چل نہیں سکتی اور
لکڑی درخت سے پیدا ہوتی ہے جب درخت پیدا ہونے کے گناہ ندارد
ہیں تو لکڑی کہاں سے آویگی جو موٹر گاڑی چلے گی پس دیانندی ویدک
تعلیم کے بموجب سخت مشکلات کا سامان ہونا ممکن ہے - اور
یہ ظاہر ہے کہ فطرت انسانی کے لئے بھوک پیاس کا لگنا اور اُس کے
لئے غذا کا ہونا نہایت ضروری ہے اور بغیر ان ضروریات کے اُسکا
جینا اور اعمال کرنے دشوار ہے - ایسا ہی اُس کی فطرت سے یہ
بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے لئے ایک بیوی ضرور ہو اور اُسکے قویٰ
بھی اسپر دلیل ہیں ایسا ہی جذبات بھی اور یہ تمام بقول دیانندجی
ویدک تعلیم ازلی ابدی ہیں جو کسی طرح بھی اُس کے وجود سے
الگ نہیں ہو سکتے - پس اگر گناہ کا سلسلہ کسی وقت بند ہو جاوے
تو انسانی ہستی معرض خطر میں پڑ جاویگی - لہٰذا صاف ظاہر ہے
کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے ؛ فقط

(خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاؤنی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیاء موتیٰ

مجھے ایک بزرگ ملت کی اس بات کا کیا ہی لطف آیا کہ انبیاء
کے بھی معجزوں یا حالات کی سمجھ نہ آوے ان کا مطالعہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کے حالات میں کرنا چاہیے -
[illegible] اس سیّد الرسل کی - جو بات زیادہ تدبر کو چاہے - وہ
جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حالات سے کھل سکتی ہے - میں نے
ابھی اصل سے بہت فائدہ اٹھایا ہے - اصل میں تمام انبیاء علیہم
کے معجزوں کی خلیفۃ اللہ علی الارض میں نظیر مل سکتی ہے - ایک
احیاء موتیٰ ایسا معجزہ تھا - کہ ایک طرف جب انہ یحیی الموتیٰ
پڑھتے اور دوسری طرف
تو علماء اس کے متعلق کئی تاویلیں کرتے - حالانکہ یہ بات
بالکل صاف تھی کہ حقیقی مُردے رجوع الی الدنیا کریں یہ بالکل
ممکن نہیں - ہاں - مُردہ دل یا قریب المرگ یا ایسے مرض سے مریض
جن کا انجام موت یقینی طور سے ہوتا ہے - زندہ دل صحت یاب
ہو جاتے - چنانچہ ہم اس کا نمونہ اپنے مسیح علیہ السلام میں بھی
دیکھتے ہیں - اگرچہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں مگر آپ بیتی ہی
کہوں گا - میرے عزیز نوجوان بھائی کو طاعون ہو گیا - عین ان
ایام میں جبکہ اس گاؤں میں طاعون کا زور تھا - اتفاق سے کوئی
طبیب معالج بھی نہ تھا - نہ کوئی عمدہ دوائی مل سکتی اس بے سرو
سامانی کی حالت میں محض دعا کے لئے حضرت مسیح موعود سے جو آپ نے
بڑی مہربانی سے اس عاجز کی گذارشوں کو قبول فرما کر [illegible] کی بیعت
ہو گئی - عزیز انتہائی حالت کو پہنچ چکا تھا - چنانچہ ان خطوط کے
ملاحظہ سے کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے - جو تکرر سے میرے نام
آئے - بعض کا خلاصہ حسب ذیل ہے -
یکم مئی - نوجوان نور نے جو کچھ اُٹھ کر باہر نکلنے کے لئے
[illegible] آیا ہم مصیبت زدوں غم کے ماروں سے اتنا نوجوان تھا
نہیں رہ سکتا - ایک ایک منٹ کے بعد نیچے گر پڑتا ہے آنکھیں
خوفناک نکالتا ہے دل سخت دہل رہے ہیں امید موقوف ہو گئی
بھائی کو دیکھنا ہے تو ایک رات آ جاؤ -
۴ مئی - آنکھیں کھلی - بیہوشی سے مجنون - تپ شدید - خون آتا
ہے - ورم جگر تک اور پیر زانوؤں تک - درد شدید سا اعضاء بول
و براز تک متورم ہیں - مرسلہ حمدی خاتون اہلیہ -
جب یہ حالت عرض کی گئی تو حضور نے نیاز مند کو مفصلہ ذیل رقعہ لکھا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ - دعا تو پنج وقت کی جاتی ہے مگر بہت
دعا کروں گا - جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اُس وقت سنت اللہ
کے موافق دعا کم اثر کرتی ہے بہرحال دعا کروں گا - آج تہجد اور
صبح کے وقت بہت دعا کی تھی - مگر یہ وقت امتحان ایمان کا
وقت ہے بہت مضبوطی سے خدا پر بھروسہ رکھیں اور
خود بھی دعا کرتا رہے - مرزا غلام احمد
اب آپ غور کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت سے بچنا ایک خارق
عادت امر ہے پس ہم کیوں نہ اسے سچا مسیح تسلیم کریں بلا ریب
پیرو محمدیہ ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے جب کہ وہی اخلاق
تیرہ سو برس کے بعد اب اس مبارک وجود میں دیکھنے میں آئے ہیں
چنانچہ ان پریشانی کے دنوں میں مجھے حضرت مامور من اللہ کی
خاص رحمت و شفقت کا جو تجربہ ہوا اس سے میرا ایمان دو چند
ہو گیا - میں ان ملاقات کو کس طرح بھول سکتا ہوں کہ میں باوجود
رشتہ محبت کے جو مجھے حضرت رسالتمآب سے ہے اپنی گناہوں
خطاؤں سیہ کاریوں کی ندامت سے اکثر ایک کونے میں لگ کر
کھڑا ہوتا - مگر حضور کی جب نظر کیمیا اثر پڑتی تھی ہوتے ہی کہتے
آپ کے بھائی کا کیا حال ہے اس [illegible] کلام
کا سرور ابھی تک میری روح میں باقی ہے اور انشاءاللہ باقی

پیشگاہ میں نے رسول مقبول کی صفت میں پڑھا تھا۔
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ مگر خدائے یگانہ
و برتر کی قسم کہ اس کا عملی نمونہ اور رعد ری جو مجھے معلوم ہوا نور دار الامان میں
بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض احمدی کیوں طاعون سے مرے
میں کہتا ہوں کہ ہمارے پاس نظیر موجود ہے خدا تو نبی کریم صلعم کی معرفت
عذاب کا وعدہ دیتا رہا۔ چنانچہ فرمایا۔ قل ھو القادر علی ان یبعث
علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم
بات یعنی کہ وہ قادر ہے کہ آسمان و زمین سے کوئی عذاب بھیجے۔ یا تمہارے دو گروہ
ہوں اور اس کی لڑائی ہی عذاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ پھر قل لکم میعاد یوم
قرار ایک سال کی میعاد مقرر کر دی۔ آخر جنگ بدر عذاب کی صورت
میں پیش آئی۔ سب جانتے ہیں کہ اس میں کئی عزیز صحابی بلکہ اقربا آنحضرت
صلعم شہید ہوئے تو اب کیا کہیں کہ وہ کیوں عذاب میں گرفتار ہوئے
اصل بات یہ ہے کہ امور کا اعتبار بلحاظ خواتیم ہوتا ہے۔
جب آخر کامیابی فرقہ حقہ کو ہوئی۔ تو ان کے مردوں کو مردہ نہ سمجھا
گیا بلکہ انہیں زندہ کہا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ولا تقولوا لمن یقتل
فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب ایک
قوم میں سے کثیر گروہ ہلاک ہو گیا اور باقی میں سے اکثر اسلام لے آئے
اور ان میں سے صرف چند آدمی شہید ہوئے۔ تو انہیں زندہ ہی کہنا
چاہیے اسی طرح ہم احمدیوں اور دوسروں میں خدا کے فضل سے ہر
جگہ ایک امتیاز رکھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مرتا بھی ہے تو تخصیص و تطہیر
کے لئے اور اسے شہید کہنا چاہیئے۔ بہتر تھا کہ یہ لوگ بجائے ایسے
ایسے بودے اعتراضوں کے طاعون کی خوفناک ترقی سے عبرت پکڑتے
یا چند سالوں میں کئی لاکھ انسانوں کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں
خصوصاً جبکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ
کے الہامات پیشین ۹۸ء کا اشتہار فرشتوں کے پودے لگانے والا۔
پیشین ۱۹۰۵ء کا کشتی الوصیت میں کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور عنقریب
پیدا ہو۔ اور توبہ کرو۔ کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا ہوا ہے یا
اس لئے ہوا کہ تا وہ اپنی قدرتوں کا قہری نمونہ دکھائے اور لوگوں کو سمجھائے
کہ مذہب کے اختلاف کا فیصلہ تو آگے چل کر ہوگا مگر مامور من اللہ سے
شوخی و شرارت سے پیش آنے اور طعن دینے کی سزا یہی طاعون ہے
اللہ ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ہدایت
نصیب کرے۔ (محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

انجمن احمدیہ سیالکوٹ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار الحکم ۱۹ جلد ۱۱ مورخہ
مارچ ۱۹۰۷ء میں منجانب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان الاحمدی
صاحب کی خدمت میں ایک ضروری (التماس) کے عنوان سے ایک
شکایت چھپی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ باوجود اعلان شائع
کرنے کے کسی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں سے اطلاع نہیں دی۔
اور نہ ہی کسی انجمن نے قواعد بھیجے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ شہر سیالکوٹ
کی انجمن احمدیہ نے جو قواعد شائع کئے تھے۔ ان کی ایک ایک کاپی معہ
سکرٹری صاحب کے آپ کی خدمت میں اور نیز ایڈیٹر صاحب بدر
کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی۔ ان قواعد میں بھی جملہ عہدیداران
کے نام اور باقی تمام ضروری حالات درج ہیں۔ اور جناب سکرٹری صاحب
کے اعلان کا منشاء ان سے کچھ پیدا ہو سکتا تھا۔ اگرچہ پورا علم جیسا کہ
جناب سکرٹری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے حاصل نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ قواعد شائع ہونے تک دیہات کی سب انجمنوں کی
کارروائی تکمیل کو نہیں پہنچی ہوئی ہے۔ اب میں بحیثیت سکرٹری مفصلات
ضلع سیالکوٹ (جناب سکرٹری صاحب کے منشاء کے مطابق بجائے
فارن سکرٹری کے اب سکرٹری مفصلات نام رکھا گیا ہوا ہے)۔
جناب سکرٹری صاحب کے اطمینان کے لئے آپ کی خدمت میں مفصل
حال عرض کرتا ہوں۔ آپ اس کو اخبار الحکم میں شائع فرماویں۔
آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۶ء کے
ضمیمہ میں برائے تیاری فہرست افراد احمدی جماعت ایک اعلان شائع
کیا تھا۔ مجھ کو اسی وقت خیال پیدا ہو گیا۔ اور میں نے محض آپ کی
اس مبارک تحریک پر ایک فہرست اسی نمونہ کے مطابق تیار کرنی شروع
کر دی۔ جیسا نمونہ آپ نے چھاپ کر بھیجا تھا۔ اگرچہ شہر کے بعض احباب
نے اس وقت آپ کے ارسال کردہ نمونہ کی مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ
یہ ہوا۔ کہ خاص شہر کی اب تک بھی فہرست تیار نہیں ہوئی ہے لیکن
الحمد للہ کہ میں کل ضلع سیالکوٹ کے دیہات کی فہرست مکمل
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسی فہرست تیار کردہ سے ایک جنرل
رجسٹر مفصلات ضلع سیالکوٹ تیار ہو گیا۔ جو کہ اب انجمن احمدیہ
سیالکوٹ کے کام آتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کے مفصلات کا جنرل
رجسٹر مکمل و تیار کرنے میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ خصوصاً بندہ آپکی
تحریک کا سخت ممنون ہے۔ اب مفصل حال عرض کرتا ہوں۔
خاص شہر سیالکوٹ کی انجمن (انجمن احمدیہ سیالکوٹ) کے نام
سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے ماتحت پانچ تحصیلات ہیں۔ اور ہر ایک
تحصیل میں ایک ایک علاقہ دار ہے۔ ہر ایک علاقہ دار کے اندر کئی
کئی حلقہ دار ہیں۔ جن کی تعداد چوبیس ہے۔ اور ہر ایک حلقہ میں
کئی کئی دیہات ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے زاید ہے۔ ان سب
باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بندہ نے شجرہ تیار کیا ہے۔ یہ شجرہ
آئندہ اشاعت میں درج کیا جاویگا۔
اس شجرہ میں دیہات کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا۔ کہ جناب
سکرٹری صاحب کی غرض صرف حلقہ داران یا علاقہ داران سے
جان پہچان کی ہے اس لئے اس شجرہ کو حلقہ داران تک ہی محدود
رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع سیالکوٹ میں ایک صد سے
زیادہ دیہات ہیں۔ جن میں احمدی احباب دو ہزار سے زائد رہتے
ہیں۔ اور یہ تعداد خاص شہر اور مضافات شہر سیالکوٹ سے علیحدہ
ہے۔ جنرل رجسٹر میں مفصل حالات درج ہیں۔ یہاں تک کہ جو
احمدی الحکم خریدتا ہے اور جو بدر یا رسالہ میگزین یا دیگر رسالہ جات
منگواتا ہے۔ ان کا پتہ بھی رجسٹر مذکور سے مل جاتا ہے۔ اگر ضرورت
ہوئی تو پھر کسی موقعہ پر مفصل عرض کرونگا۔ اس مضمون میں ضرورت
نہیں ہے۔
ہر ایک حلقہ دار کے پاس ایک ایک رجسٹر ہے۔ جس میں وہ ہر ایک
قسم کا چندہ درج کرتا اور وصول کرتا ہے اور اس رجسٹر میں اس کے
حلقہ کے تمام احمدیوں کے نام درج ہیں۔ بلکہ مرنے یا پیدا ہونے تک کے
حالات درج کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ رجسٹر کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے پیشانی یہ ہے

۱	نمبر شمار رجسٹر
۲	نام موضع
۳	نمبر شمار موضع
۴	نمبر شمار خاندان
۵	قومیت و پیشہ نام مع ولدیت
۶	عشر
۷	لنگر
۸	مدرسہ
۹	میزان
۱۰	رقم
۱۱	تاریخ وصولی
۱۲	رقم
۱۳	تاریخ وصولی
۱۴	نکاح
۱۵	لڑکا
۱۶	لڑکی
۱۷	ختنہ
۱۸	لڑکا
۱۹	لڑکی
۲۰	کھال ولیمہ
۲۱	کھال عقیقہ
۲۲	صدقہ
۲۳	زکوٰۃ
۲۴	نذر نیاز وغیرہ
۲۵	چندہ عید الفطر
۲۶	صدقہ عید الفطر
۲۷	چندہ عید الاضحیٰ
۲۸	قیمت کھال قربانی عید الاضحیٰ
۲۹	رسالہ میگزین
۳۰	اخبار الحکم
۳۱	اخبار بدر
۳۲	رسالہ تشحیذ الاذہان
۳۳	کیفیت

خریداران اخبارات

ہدایت نمبر ۲
جو مرید فوت ہو جاوے اسکا نام سرخی سے کاٹ دیا جاوے اور خانہ کیفیت میں نوٹ درج کیا جاوے کہ فلاں تاریخ فلاں بیماری سے فوت ہوا

اب اس پیشانی سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہر قسم کا روپیہ جو دارالامان جاتا ہے وہ سب اس میں درج ہو کر جاتا ہے۔ جو غرض جناب سکرٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے کی ہے۔ وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پوری ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سکرٹری مفصلات کام کرتی ہیں۔ کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو کوئی سب انجمن براہ راست دارالامان نہیں بھیجتی۔ ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کہ صدقہ۔ زکوٰۃ۔ یتیم فنڈ۔ عید فنڈ۔ کھال قربانی۔ کھال ولیمہ۔ کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ دار سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیتا ہے جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دارالامان بھیجا جاتا ہے۔

میں اب جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ دار یا حلقہ دار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ تاکہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے۔ جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے۔ یا کوئی اشتہار یا جدید ہدایت جاری کرنی ہو۔ تو بدستور سابق جناب جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیا کریں۔ جناب جنرل سکرٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سنا دیتے ہیں۔ بعدش سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دیدیا جاتا ہے۔ سکرٹری مذکور اگر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھکر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ داران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتا ہے۔ اس طرح سے ضلع سیالکوٹ میں بفضل خدا کام خوب چل رہا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے اس لئے امید کامل ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قائم رہے گا۔ اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا جاوے گا۔

الراقم
حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم
بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کر کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے۔ یعنی ۸ محصول اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ ہے درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیے۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

حضرت حکیم الامت کی اجمالی خود نوشت سوانح عمری

۱۲۵۸ھ کے قریب یا ۱۲۵۹ھ یا ۱۲۶۰ھ کے قریب میرا الوُل کا زمانہ ہے۔
اوس زمانہ میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن پڑھا ہے۔ اور اُسی کے پاس
پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور نہیں کسیقدر حصہ قرآن کا والد
صاحب سے بھی پڑھا۔ مگر وہ عدیم الفرصت تھے پھر مجھے بسبب اون
تعلقات کے جو ہم کو لاہور میں تھے اور وہ یہ تھے کہ ہمارا ایک مطبع قادری
نام کابلی مل کی حویلی میں تہا۔ مجھے ۱۲۶۸ھ کے قریب لاہور میں آنا پڑا۔ یہاں
آکر مجھے خناق کا مرض ہوا اور حکیم غلام دستگیر لاہوری ساکن سید مٹھا جن کا
تعلق میرے بھائیوں سے بہت تھا اور میرے بھائی طب میں اون کے
شاگرد بھی تھے۔ میرا علاج کرتے تھے۔ اوس وقت اگرچہ طبی تعلیم کا تحرک میرے
دل میں پیدا ہوا مگر میرے بھائی صاحب نے مجھے منشی محمد قاسم کشمیری
کے پاس فارسی کی تکمیل کے لئے سپرد کیا اونہوں نے مجھے بہت محنت کی
اور بڑی مہربانی سے رزم اور بزم اور بہاری مضامین مجھے لکھ دیتے
اور مجھ سے لکھواتے اور مرزا امام ویردی کے سپرد اس لئے کیا کہ میں
خوش خطی سیکھوں۔ مگر مجھکو فارسی زبان سے کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ اور
میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایک بڑا وقت ایسی زبان کے سیکھنے میں
خرچ کرنا پڑا جس کے ساتھ مجھے بلحاظ دین اور ضرورت سلطنت کچھ
بھی دلچسپی نہ تھی۔ مگر اسمیں ہمارے بھائیوں کا بھی قصور نہیں معلوم ہوتا
کیونکہ اوس وقت کی موجودہ حالت کوئی جدید تحریک کا باعث بن ہی
نہیں سکتی تھی۔ خوشخطی کے لئے الف۔ ب۔ ج۔ د۔ س۔ کا لکھنا بھی ناممکن
سمجھتا تھا۔ اور چونکہ میرے دماغ کو ہاتھ سے کسب کرنے کی بناوٹ نہیں
بخشی گئی تھی۔ میں اوس فن سے بھی کورا کا کورا رہا۔ رسائل ظفرا کے
عجیب و عجیب نکات اور امام ویردی صاحب کے نئے نظیر قطعات
اوس عمر میں میری دلچسپی کا باعث نہ تھے۔ مرزا امام ویردی صاحب مہرکنی
کے کسب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ مگر مجھے اوس سے بھی محروم رہنا
پڑا۔ یہ میرے دونوں اوستاد شیعہ مذہب کے پابند تھے مگر مباحثات
سے ان دونوں بزرگوں کا تعلق کم تہا۔ مجھے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شیعہ مذہب
سے میں آگاہ ہو گیا۔ پس اس محنت کا اگر کوئی نتیجہ سمجھا جاوے تو صرف
یہ تہا کہ میرے معلومات میں شیعہ مذہب کے جاننے کی ترقی ہوئی ہے
اور اوس وقت حکیم الہ دین لاہوری رحمہ اللہ سے تیارہ حاصل ہوا مگر
فارسی اور خوشخطی کے شغل نے موقع نہ دیا کہ کوئی استفادہ حاصل کرتا۔
۱۲۷۲ھ میں مجھے وطن واپس آنا پڑا۔ اور میاں حاجی شرف الدین قاری
کے اوستاد مقرر کئے گئے مگر دلچسپی کے نہ ہونے نے یہ فائدہ پہونچایا کہ
مجھے سبق یاد کرنے کی محنت سے بچا لیا اور میرے قویٰ خوب مضبوط رہے
غالباً اوس وقت اگر کوئی محنت کا علم پڑھتا تو میرے دماغ کو تکلیف
ہوتی اس لئے اس کا بھی شکریہ ہی کرتا ہوں۔
تھوڑے عرصہ کے بعد میرے بھائی سلطان احمد صاحب نے بھیرہ میں
تشنہ لبیہ [illegible] اسکے انہوں نے باضابطہ عربی کی تعلیم دینی شروع کی۔ خدا
ان کا بھلا کرے کہ انہوں نے صرف صیغہ بناؤں اور تعلیلات کا
[illegible] ساتھ نہ رکھا۔ بہت سادہ طور پر تعلیم شروع کی

جو میرے لئے مفید اور دلچسپ ثابت ہوئی میں نے بہت ہی جلد یہ رسائل
پڑھ لئے اور جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات ہی کہ ایک شخص
غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ بھیجا یا
کرتے تھے ہمارے مکان میں اوترے اونہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف
یا یہ کہنا چاہئے کہ اوس گراں بہا جواہرات کی کان کی طرف مجھے متوجہ
کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا
ہوں۔ وذلک فضل اللہ علینا وعلی الناس واکثر الناس لایعلمون۔
یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا پھر ایک بمبئی سے تاجر آیا۔
جس نے ہم کو تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار کی سپارش کی۔ گو میں
اوسے پڑھ ہوں۔ اردو زبان مجھے نہایت پسند تھی اور میری دل لگی کا
موجب۔ اس لئے میں نے ان دونوں تراجم کو خوب پڑھا اور تھوڑے
دنوں کے بعد لاہور آگیا۔ عربی تو پڑھتا ہی تہا۔ حکیم الہ دین صاحب لاہوری
مقیم گمٹی بازار میرے اوستاد مقرر ہوئے اور وہ مجھے موجز پڑھاتے
تھے۔ عربی عبارت نہایت ہی صحیح پڑھاتا اور تلفظ میں بڑی احتیاط کرتا
یہ اون کو ہمیشہ مدنظر تہا۔ لیکن وہاں کی چند روزہ اقامت نے اس
دلچسپ علم کے درس سے محروم کر دیا۔ اور میں بھیرہ آگیا۔ اور یہاں سے
ایک خاص تقریب کے باعث مجھے راولپنڈی جانا پڑا۔ اور نارمل سکول
کی تعلیم میرے ذمہ لگائی گئی غالباً یہ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے میری عمر اوسوقت
۱۹ برس کے قریب قریب ہو چکی تہی۔ منشی قاسم علی صاحب کی تعلیم کی قدر
اوس وقت معلوم ہوئی کیونکہ نارمل اسکول میں سے نثر ظہوری اور ابوالفضل
کے پڑھنے میں میں مدرسہ میں طلباء کا سرتاج تہا۔ مولوی سکندر علی
نام ہیڈ ماسٹر مجھپر اتنے خوش ہوئے کہ میری حاضری کو بھی معاف کر دیا
اس غیر حاضری میں مجھے یہ فائدہ ہوا کہ حساب اور جغرافیہ کے پڑھنے
میں میں نے ایک آدمی کو ملازم رکھ لیا اور بجائے اوس ذہاب وایاب کے
جو مدرسہ کے جانے میں ہوتا تہا میرا وقت اقلیدس اور حساب اور
جغرافیہ میں صرف ہوتا تہا کیونکہ نارمل سکول ہمارے مکان سے
دو تین میل پر تہا۔ تقسیم کسور مرکب کے لئے میں نے شیخ غلام نبی صاحب
نام ہیڈ ماسٹر لون میانی کو شکر گزار بنایا۔ اور وہی میں نے سب سے پہلی
سیکھنی چاہی۔ اس کا سیکھنا تہا کہ سارے مبادی الحساب ہر جبار
حصہ کے پڑھانے میں آخر ہم شیخ صاحب کے اوستاد بھی ہو گئے۔
یوکلڈ کے لئے منشی نہال چند ساکن ضلع شاہ پور کو منتخب کیا اونہوں نے
مجھے نہایت محبت سے پہلے مقالہ کی چند شکلیں پڑھائیں پھر محض
خدا کے فضل سے سارے تعلیمی حصہ کو خود بخود پڑھنے کا فہم پیدا ہو گیا
اور میں ایک امتحان میں جسکو تحصیلی امتحان کہتے تھے ایسا کامیاب
ہوا کہ پنڈ دادنخاں کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ منشی قاسم صاحب کی تعلیم
اوس وقت مجھے بڑی مفید ہوئی کیونکہ پنڈ دادنخاں میں فارسی مدرس
میری مخالفت کے لئے اپنے شاگردوں کو امتحاناً بھیجا کرتے تھے۔ اور
وہ فارسی کی معمولی باتوں کو نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھکر مجھ سے
پوچھتے تھے۔ اور میں خوش ہوتا تہا۔ عربی کی تعلیم میرے بھائی صاحب
میری ہیڈ ماسٹری کے وقت پھر شروع کرا دی اور میں الفیہ اور منطق
کے رسائل اور شرح عقائد وہاں بھی پڑھ چکا تہا۔ لیکن آخر چار
برس کے بعد وہ نوکری کا تعلق خدا کے محض فضل سے ٹوٹا اور میرے
والد صاحب نے مجھے تعلیم عربی کی تکمیل کے لئے تاکید فرمائی۔
مولوی احمد الدین صاحب رحمہ اللہ جو مشہور بگے والے قاضی
صاحب تھے۔ میرے اوستاد ہوئے اور وہ میرے بھائیوں کے
بھی اوستاد رہے تھے۔ مگر اون کو جامع مسجد کے بنانے کی ایسی لگن

لگی ہوئی تہی کہ ایک جگہ ٹھہرنا ان کے لیے محال تہا۔ ایک سال میں انکی
ہمراہ سفر اور حضر میں رہا اور عربی زبان کی معمولی درسی کتابیں نہایت
تکلیف سے پڑہیں۔ اور تنگ آکر بہائی مولوی سلطان احمد صاحب سے
کہا تو وہ مجھے لاہور میں لائے۔ اور حکیم محمد بخش اور چند اور اساتذہ کے
سپرد کرکے بہیرہ تشریف لے گئے۔ یہاں اب ہمارا مطبع کا تعلق کوئی
نہ تہا۔ بہائی صاحب کے جاتے ہی میں ایک طالبعلم کی ترغیب سے
ہندوستان کو چلا گیا۔ اور بمقام رام پور روہیلکھنڈ پڑہنا اختیار کیا۔ یہاں
مجھے بہت ہی عیش و آرام تہا اور ایک شخص حافظ عبد الحق پنجابی تاجر
مجھپر بڑے مہربان تہے۔ لیکن مصیبت یہ پڑی کہ میرا سبق رات کو
یا دوپہر کو بہت دور ایک مقام پر ہوتا تہا۔ اون شب بیداریوں نے
مجھے بیمار کر دیا۔ اور مجھے سہر کا مرض لاحق حال ہو گیا جس سے میں بہت
ہی تنگ ہو گیا۔ میں نے وہاں تحقیقات کی کہ آجکل ہندوستان میں بڑا
عالم طبیب کون ہے تو اوس محمدود جماعت میں سوائے حکیم علی حسین
لکھنوی کے کسی کا نام نہ سنا۔ مگر سبھی نے یہی کہا کہ اون کے ہاتھ میں
شفا نہیں۔ اور مجھے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اون کے پاس مسلول اور
مدقوق مجذوم اور ذیابیطس کے گرفتار ہی اکثر پہونچتے ہیں۔ سوا ایسے
بیماروں میں کامیابی کی کمی اون کے نقص کا موجب نہیں۔ بیماری نے
تو لاچار ہی کر رکھا تہا مگر میں رام پور سے مراد آباد چلا گیا اور وہاں ایک
خدا کا بندہ عبد الرشید نام ساکن بنارس مجھے ایک اسمٰعیل نام پنجابی
نوجوان تاجر کے ذریعہ ملا جس نے میری خدمت والدین کے قریب قریب
کی اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں اچھا ہو گیا۔ صحت کے بعد میں نے
لکھنؤ کا قصد کیا۔ میرے مکرم دوست عبد الرحمٰن خاں مالک مطبع
نظامی میرے بہائی کے دوست تہے اون کے پاس [illegible]
اور انہوں نے حکیم صاحب کی بہت تعریف کی اور دوسرے [illegible]
میں سوار کرکے لکھنؤ روانہ کیا۔ گرمی، گرد اور گرمی کا موسم اور [illegible]
نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تہا کہ میں لکھنؤ پہونچا۔ جہاں وہ گاڑی
ٹھہری اترتے ہی میں نے حکیم جی کا پتہ پوچھا۔ خدا کی عجیب بات ہے کہ
جہاں گاڑی آکر ٹہری تہی اوس کے سامنے ہی حکیم جی کا مکان تہا۔
یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے۔ لل کرے اولیاں
رب کرے سولیاں۔ میں اوسی وحشیانہ حالت میں مکان میں گھسا
ایک بڑا ہال نظر آیا۔ اور اس میں ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید
ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا
ہوا پیچھے اوس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے
چھوٹے تکیہ اور سامنے پاندان اور اگالدان۔ خاص دان۔ قلم اور
دوات کاغذ دھرے ہوئے ہیں۔ اور ہال کے کنارہ کنارہ عجیب
سرکی التفات میں بیٹھا ہے بڑے خوشنما ہوئے قرینے سے بیٹھے
ہوئے نظر آئے۔ اور نہایت براق چاندنی کا فرش اوس ہال میں تہا
وہ چھت دیواریں دیکھکر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ
دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تہا۔ بہرحال اوس کے مشرقی دروازے
سے اپنا بستہ اوس دروازہ ہی میں رکھکر حضرت حکیم صاحب کی طرف
جانیکا قصد کیا تمام گرد آلود پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اوس
نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ اور حکیم صاحب تک بے تکلف
جا پہونچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم
کہا۔ جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تہی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ
حکیم جی نے وعلیکم السلام زور سے یا ویسے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑہانے
سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑہایا اور خاکسار کے خاک آلود

ہاتہوں سے اپنے ہاتہہ آلودہ کر لئے۔ اور میں دوزانو بیٹھ گیا۔ یہ ہمارا
دوزانو بیٹھنا ہی اوس چاندنی کے لیے جس عجیب نظارہ کا موجب
ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو ارکین لکھنؤ سے تہا اوس وقت
مجھے مخاطب کرکے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے
ہیں۔ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قایل ہو چکا تہا مگر خدا تعالیٰ نے برانگیزد
کہ خیر ما در آن باشد۔ میں نے نیم گناہ سے اپنے جوانی کے ترنگ میں
اوس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم بے تکلف
آواز داوی غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا
نتیجہ ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ فداہ ابی وامی۔ اس میرے کہنے کی
آواز نے بجلی کا کام دیا۔ اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا اور وجد
کی حالت میں اوس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے
ہیں کبھی ایسی زک اپنے اوٹھائی ہے اور تہوڑے وقفہ کے بعد
مجھے کہا کہ آپ کا کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں پڑہنے کے لئے آیا
ہوں اسپر آپ نے فرمایا اب میں بہت بوڑہا ہو گیا ہوں اور پڑہانے
سے مجھے ایک انقباض ہے میں خود تو تمہیں پڑہا سکتا میں نے تو قسم
کہالی ہے کہ اب تمہیں پڑہاؤں گا۔ میری طبیعت اون دنوں میں
بہت جوشیلی تہی۔ اور شاید سہر کا بقیہ بھی ہو۔ اور حق تو یہ ہے کہ خدا
ہی کام ہوتے ہیں۔ منشی قاسم صاحب کی فارسی تو ہم نے یہ تحریک
کی کہ میں نے جوش بہرے اور درست آواز سے کہا کہ شیرازی شاعر
نے بہت ہی غلط کہا جو کہا۔ شنیدن قول جہل است۔ وکفارہ یمین
سہل۔ اسپر اون کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پر آب ہو گئے۔
تہوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہے اور بہت لائق
ہیں میں آپ کو اون کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح
پڑہائیں گے جسپر میں نے عرض کیا کہ ملک خدا تنگ نیست و پائے
درویش لنگ نیست۔ تب آپ کو تیسری دفعہ وجد ہوا۔ اور فرمایا
ہم نے قسم کو توڑ دیا۔ اس کے بعد حکیم صاحب تو گھر کو تشریف لیگئے
اور وہ لوگ جو مختلف اغراض اور بیماروں کے لئے آئے تہے اپنی
اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے ہی تنہائی کو غنیمت سمجھکر۔ اپنا بوریا بدہنا
سمیٹا اور اس مکان سے باہر نکلا میرے بہائی صاحب کے
دوست علی بخش خاں مرحوم مطبع علوی لکھنؤ کے مالک تہے میں
اون کے مکان پر پہونچا۔ وہاں میں نے بڑا آرام پایا۔ اور غسل کیا
کپڑے بدلے۔ خاں صاحب نے ایک انار کا لطیف پیڑ دکہلایا جو
اون کے مطبع والے مکان میں تہا اور فرمایا کہ یہ تمہارے بہائی
کی یادگار ہے۔ وہاں آرام پاکر میں مختلف علمار کو جو لکھنؤ میں تہے
ملا۔ اور عجیب عجیب باتیں سننے میں آئیں۔ اون کا موقع بیان۔ یہ
حصہ نہیں جس کو میں نے آپ کی خاطر لکھا ہے۔
آخر علی بخش خاں نے مجھے ایک مکان دیا اور وہاں کھانیکا انتظام
مجھے خود کرنا پڑا۔ جیسے میں کہہ چکا ہوں حرفہ کے لئے میرے دماغ
میں کوئی بناوٹ نہیں ہم اپنی روٹی پکانے کے لئے ایک منقل سے کام
لینے لگے۔ چولہے میں آگ جلائی۔ توا رکہا اور روٹی گول بنانے کی
ترکیب سوجھی کہ آٹے کو بہت نرم گھول دیا اور ایک برتن کے ذریعہ وس
گرم توے پر ملا کبھی اور خشکہ کے خوبصورت دائرہ کیطرح آ ملتا تہا
جب اس کا نصف حصہ پک گیا او ٹھانیکی فضول کوششیں کیں اور ان کوششوں
روٹی اوپر تک پک گئی تہی۔ خیال ملا نے توے کو اوتار کر آگ کے سامنے رکہا
جب عمدہ طور پر اوپر کا حصہ پک گیا نظر آیا تو توے سے اوتارنے کی ٹہیری سکہا
سے بہی اوتر نہ سکی۔ انکار کیا۔ اور مجھے دعا کی توفیق ملی۔ اور میں اوس کا

[illegible]

148

کلکتہ کے اطبا کیا کہتے ہیں

جبکہ ایک بات ہم خود ثابت کر سکتے ہیں اور ہمارے کان اس بات کو سنتے ہیں اور ہمارے دوست اس بات کو ثابت کرتے ہیں تو اس سے زیادہ معتبر شہادت کونسی ہوگی۔ یہ بات بمبئی کے لوگ کیا کہتے ہیں یا کلکتہ کے باشندے کیا خیال کرتے ہیں وہ نہیں ہے بلکہ یہ تو کلکتہ کے لوگ جو سچی جانتے ہیں وہ ہے۔ کیا آپ اپنے ہمسایوں کی بات پر یقین نہ کریں گے۔ یہ تحریر جو ڈاکٹر [illegible] ایل۔ ایم۔ ایس ([illegible] اینڈ کمپنی عطاران ۲-۴-۳ کورٹ [illegible] اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب ا[illegible] ہے پڑھیے۔ وہ لکھتے ہیں [illegible] ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں کے مرضوں میں اور خاص کر [illegible] ہیں [illegible] کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ مشہور بات ہے کہ [illegible] مثل ورم [illegible] پیشاب کے مرضوں درد پشت اور [illegible] کے گردوں کے خراب اور کمزور ہو جانے سے ہوتی ہے۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) [illegible] نباتاتی اجزا سے بنائی گئی ہیں اور دوائیاں اس [illegible] کی گئی ہیں کہ وہ گردوں کی بیماریوں کو جلد اور پوری طرح سے دور کرتی ہیں۔ کیسا ہی نازک مزاج شخص ان گولیوں کو [illegible] سکتا ہے کہ وہ جلد اور ہمیشہ کیلئے شفا بغیر کسی قسم [illegible] پہنچا کر بخشتے ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست [illegible] کی اور یہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰۴ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible]
[illegible] شیشیوں کے [illegible] اگر آپ اپنے حکم کے ساتھ اس اشتہار کو [illegible] اخبار کا نام [illegible] بھیجیں گے تو آپ کے حکم کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل [illegible]

آج کل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) میں ہی ملیگی کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و صدی چہاردہم کا الہام اسم اعظم "رب کل شی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی" بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ اس کی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی گئی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور کچھ بطور مالش بدن پر مالش کیا جائے تو فوراً آمیز درد و بخار کا فور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و بہبود حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر بھی مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ [illegible] تیل واقع مکھی و مچھر [illegible] [illegible] سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون [illegible] [illegible] مکھی یا مچھر [illegible] تندرست انسان کو [illegible] مبتلائے طاعون [illegible] یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن پر [illegible] جہاں مکھی و مچھر [illegible] احتمال ہو اسکو ملنے سے [illegible] پاس بھی نہ پھٹکینگے۔ ہر شخص کے [illegible] ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن [illegible] نور محمد [illegible] نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے [illegible] طلب کریں۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار اجرت [illegible] اخبار [illegible] [illegible] نوری شفاخانہ موکل میں بھیج دیں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری پر بعضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب تماشا دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں [illegible] ہم سر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیں پھر منگائیں بعض لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ تولید تناسل کے متعلق ان دنوں [illegible] کی بد کاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے [illegible] ملیار کی ہیں جنکے استعمال سے امراض متعلقہ تولید و تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اندرونی ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہیں ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو ابراہیم سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر بذریعہ طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی — پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور بعض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہے اور بصارت بڑھاتا ہے قیمت ایک تولہ ۸

منجن دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنا دیتا ہے سنوں کا کام فی بکس ۶

المشتہر مبارک کا خانہ احمدیہ مطب

حکیم محمد حسین خلف حکیم محمد حسین [illegible] اللہ صلع [illegible]

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بنا تا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار ٭

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ

ہمدانی محلہ عطار گلی پوسٹ ماٹڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سبد مع ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار قیمت ۱۱ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سبد مع ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ۲ کین ہینڈل مع ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۱۰۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۶۔ کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۳۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۲۔

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے اسٹکر مع سٹ ایک سٹ لڑکی، ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ	۵
۸-۱۰ سٹ ایک سٹ وکٹ ایک بال فی بکس	[illegible]
فٹ بال عمدہ گاؤ کا چمڑا پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار نمبر ۵	[illegible]
" " " نمبر ۴	[illegible]
بیگ [illegible] فٹ بال نمبر ۵ مع بلیڈر	[illegible]
" " نمبر ۴	[illegible]
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	[illegible]
" ٹانگوں کے پیج	[illegible]
" پیڈ گلوس	[illegible]
کرکٹ لیس فی گز	۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ، پریکٹس وکٹ، فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ میری خیال میں ولایتی سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے [illegible] کا مصداق پایا ہوں۔

[illegible] بہ شکریہ [illegible]

[illegible] قادیان میں بنام [illegible] نزاب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جون مطابق ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شائع کرچکا ہوں کہ چونکہ کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں ۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کیلئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور بار آور ہوگی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نکلنے کا باعث

ہوں گے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے ۔ مئی ۱۹۰۷ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کرسکی اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہوں گے ۔ اس لئے میں ایک بار پھر جیج وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں ۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مدرسہ کو بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کیلئے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے ۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہوسکتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاوے گا ۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کرلونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا ۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے سمجھے جاویں گے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں ۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی ، جب تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے ۔

بار بار میں اس قصہ کو دہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا ۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین ۔

حضرت حکیم الامۃ کی اپنی خود نوشت سوانح عمری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پیدل روٹی کے انتظام اور دعا کے بعد حکیم صاحب کے حضور پر تکلف لباس میں جا پہونچے۔ جاتے ہی اپنی دعا کی قبولیت کا یہ اثر دیکھا کہ حکیم صاحب نے فرمایا آپ اوس دن آئے اور بے اجازت چلے گئے۔ یہ شاگردوں کا کام ہے۔ آیندہ تم روٹی ہمارے ساتھ کھایا کرو اور یہیں رہو۔ یا جہاں ٹھہرے ہو وہاں رہو مگر روٹی یہاں کھایا کرو۔ میں نے کچھ عذر معذرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا طب پڑھنا چاہتا ہوں جسکی تو اسوقت اطلاع بھی نہ تھی کہ دنیا میں بڑا طبیب کون ہوا ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہاں تک طب پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا افلاطون کے برابر۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہونچتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے غایت مطلوب تک تو نہیں پہونچتا۔ حکیم الہ دین لاہوری مرحوم اور حکیم محمد بخش لاہوری مرحوم سے کسیقدر موجز تو میں پڑھ ہی چکا تھا۔ اور علمی مہارت کے لئے میری پہلی تعلیم کافی سے بھی کسیقدر زیادہ تھی۔ میں نے عرض کیا قانون شروع کرا دو۔ اس پر حکیم صاحب نے تبسم کیا۔ پھر میں نے جواب دیا کہ میں تو خدا کی کتاب بھی سمجھ سکتا ہوں۔ بوعلی سینا یا اس کا قانون کیا ہے... حکیم صاحب نے نفیسی کیطرف اور اس کے علمی حصہ پر مجبور کیا۔ اور میں نے کتاب شروع کر دی۔ ایک ہی سبق تمام دن میں میرے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھا۔ اور میں نے بہت کوشش کی کہ کہیں اور سبق لوں مگر نابینت کا خدا بھلا کرے اوس سے کوئی جگہ پسند نہ کرنے دی۔ پھر بھی مولوی نصرت اللہ نام فرنگی محلے سے میری سفارش ہوئی اور انہوں نے ملا حسن یا حمد اللہ پڑھانے کا وعدہ کیا اور شروع کرا دی۔ میں نے چند سبق ہی پڑھے ہونگے جو میں نے تنہائی میں اپنی گذشتہ عمر کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اس بات تک پہونچ گیا کہ اگر تو اسی طرح پڑھے گا تو ان علوم سے متمتع ہونے کے لئے کب دن ملیں گے۔ اور میرے دل نے فیصلہ کر دیا کہ اگرچہ سارے سبق ہر روز نہ ہوں تو پڑھنا گویا عمر کو ضایع کرنا ہے۔ غرض اس فیصلہ کے بعد حکیم جی کے حضور صرف اس لئے رہا کہ گویا آیندہ ان سے رخصت ہو کر دالیں رامپور جاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کے کیا تماشے ہیں کہ میرے ان اوقات کے وقت حکیم جی کے نام نواب کلب علی خاں نواب رامپور کا تار آیا تھا کہ آپ ملازمت اختیار کرلیں اور ایک علی بخش نام اون کے چہیتے خدمتگار علیل ہیں اون کا آکر علاج کریں۔ دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھکر میں وہاں حاضر ہوا۔ اور میں نے اپنے منشا کا اظہار کرکے عرض کیا کہ اب میں رامپور جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ بتلاؤ کہ ہمارے جیسے آدمی کو ملازمت اچھی ہے یا آزادی سے علاج کرنا۔ چار سو روپیہ کے قریب ہمیں شہر میں آمدنی ہوتی ہے۔ کیا اس آمدنی کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کریں تمہارے خیال میں یہ بہتر بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نوکری آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ موجودہ حالت میں اگر آپ کے

حضور کوئی شخص اپنے پہلو یا سر ہی کو کھجانے لگے تو آپ کے دل میں اور دماغ میں یہی گذرے گا کہ یہ کچھ دینے لگا ہے۔ اس پر وہ بہت قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ ڈال دیا کہ یہ بھی اس شخص کے تصرفات کی کوئی بات ہے غرض ہماری ولائت کا وہاں سکہ بیٹھ گیا۔ پھر وہ تار نکالا۔ اور کہا کیا یہ آپ کے رام پور جانے کی ترکیب نہیں ہے۔ ہم منظور کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ غرض شام تک رامپور واپس آنے کی تیاری ہوگئی۔ رام پور پہونچنے سے پہلے یا رام پور میں حکیم جی نے مجھے کہا کہ اس شخص کی صحت کے لئے تم دعا کرو۔ میں نے کہا یہ بچتا نظر نہیں آتا اور مجھے اس کے لئے دعا کیطرف توجہ نہیں ملتی۔ اور بدوں توجہ دعا نہیں ہو سکتی۔ یہ جیتے یا مرے ہم رام پور پہونچ گئے ہیں۔ آخر علی بخش صاحب کا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ۔ حکیم صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس کے مرنے پر ہمارے شہر کے ایک حکیم ابراہیم صاحب ہیں اون کو دربار میں ہم پر ہنسی کا موقع ملا ہے۔ میں مذاق ہنسی کا اقرار کرتا ہوں میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس مریض جیسا کوئی اون کے ہاتھ سے بھی مرا رہیگا۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ قدرت الٰہی کو دیکھو نہ گمان نہ خیال علی بخش کے بالمقابل ایک دوسرا خدمتگار نواب کا اوسی بیماری میں گرفتار ہوا اور حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی اس مریض کے معالج تجویز ہوئے۔ مریض کو ورم کبد بھی تھی۔ ایک دن اس کے منہ سے خون آیا۔ معالج حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ بحرانی خون ہے اور اب ہمکو اسکی صحت کی بہت امید ہے ہمارے حکیم صاحب نے اگر یہی بات ظاہر کی اور میں نے عرض کیا کہ اب یہ مرگیا ہے۔ خدا کے عجائبات ہیں انسان کو کیا مقدرت ہے کہ وہ مریض مرگیا اور عوض معاوضہ گلہ ندارد حکیم ابراہیم صاحب آیندہ تمسخر سے باز آگئے۔ یہاں میں دو برس حضرت حکیم صاحب کے حضور حاضر رہا۔ اور مستقل قانون کا عملی حصہ ختم کیا۔ اور بعد حصول سند و اجازت رخصت مانگی کہ اب میں عربی کی تکمیل کے لئے حدیث پڑھنے کو کہیں جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے میرٹھ اور دہلی جانے کا مشورہ دیا۔ اور نہایت محبت سے فرمایا کہ ہم معقول خرچ ان دونوں شہروں میں دینگے مگر جب میں میرٹھ پہونچا تو حافظ احمد علی صاحب کلکتہ کو چلے گئے تھے۔ اور مولوی نذیر حسین محدث سے کسی دینی بات سمجھانے کے مقدمہ میں ماخوذ تھے ان دونوں سے ایک حرف بھی پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اگرچہ پھر آخر میں ایک وقت میں نے حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ مگر وہ طالب علمی کا وقت نہ تھا اور میں بھوپال پہونچ گیا۔

طب کے پڑھنے میں مجھے جو امر بہت نافع نظر آیا اور میں نے خود عمل کیا اور جس میں میں نے بہت فائدہ اٹھایا اسکو بیان [illegible] کرنا شاید مفید ہو۔ سو اون میں پہلی بات یہ ہے کہ میں نے مفرد اور مرکب دوا کے متعلق بہت دنوں تک حضرت حکیم صاحب سے کبھی بھی سوال نہ کیا کہ یہ مرکب کس طرح بنتا ہے یا اس مفرد کا کیا نام ہے بات یہ تھی کہ اگر وہ نام بتاتے تو صرف لکھنؤ کا مروج نام فرماتے اور وہ میرے لئے اپنے وطن میں کچھ بھی مفید نہ ہوتا اور مرکبات کے واسطے میں یقین کرتا تھا کہ قرابادین کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اس پر آخر حکیم صاحب نے مجھسے سنکھیا جس کو سم الفار اور ترشک کہتے ہیں۔ اور سرخ مرچ کے متعلق سوال فرمایا کہ تم اس کو مفردات سے کسطرح نکالو گے۔ سوال میرے رستہ میں ممکن تھا کہ ایک پہاڑ بنتا کہ میں آیندہ دواؤں کے نام پوچھ لیتا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ ایک ایک دوا کے بیس بیس نام ہوتے ہیں خود حکیم صاحب ہی مجھے کب بتا سکتے ہیں۔ اور میں نے اپنے مطالعہ کی عادت کے باعث جلد اس کا جواب حاصل کر لیا جیسے

وہ خود مطلب ہو گئے۔ دوسری بات نسخہ نویسی کے متعلق تھی وہ چاہتے تھے کہ میں اون کے نسخہ لکھا کروں اور مجھے مطلوب تھا کہ میں علم پڑھوں۔ جس وقت میں بیماروں کی گھمسان دیکھتا میں اپنے دوسرے اساتذہ کے پاس اور علوم کے واسطے چلا جاتا کیونکہ حکیم صاحب کے پاس صبح سے عشاء تک بیٹھنے سے ضروری سبق بھی بمشکل ختم ہو سکتا تھا۔ اس تیر بہدف پر ایک دن ایک مزمن ماشرہ کا مبتلا بیمار آیا اور اس کا سر اسقدر موٹا ہو گیا تھا جیسے ایک ہاتھی کا۔ اور اوس کے ہونٹوں اور آنکھ کی شکل بھی بڑی بھیانک تھی۔ میں اس نظارہ سے دو تین روز پہلے ہی یہ مرض پڑھ چکا تھا مگر مریض کو دیکھ کر سمجھ آیا کہ یہ ماشرہ ہے۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ اس کا نسخہ لکھو۔ اسپر میں سخت گھبرایا۔ آخر میرے پاس تو وعاری کا ہتھیار تھا۔ مگر حکیم صاحب نے بیساختہ فرمایا کہ ایسے ماشرہ دنیا میں دیکھنے میں کم آتے ہیں تب میں نے عرض کیا کہ اس مریض کو شیشہ میں بہت جگھٹا ہو گیا ہے۔ اس کو مکان پر لے جاویں اور پھر آکر نسخہ لے جاویں۔ اس طرح وقت کو ٹلا دیا۔ اور خود اپنے کمرہ میں جاکر حکیم صاحب کے زیر نظر کتابیں شرح گیلانی۔ قانون۔ اور ترویح الارواح اور طبری۔ اور مجموعہ بقائی کو دیکھنا شروع کیا اور ان تمام کتابوں سے ایک مشترک نسخہ ضماد اور طلاء اور کھانے کا لکھ لیا۔ اور کتابیں اپنی اپنی جگہ پر رکھوا دیں اور نسخہ قریباً یاد کر لئے۔ بیمار دار دو پہر کے بعد آیا اور حکیم صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آپ نے نسخہ لکھا ہے میں نے کہا کہ ابھی لکھدیتا ہوں۔ اور میں نے قلم اٹھا کر جلد ایک نسخہ لکھدیئے اور حکیم صاحب کے حضور پیش کئے۔ آپ نے اون کو دیکھ کر مجھے ارشاد کیا۔ شرح گیلانی اور ترویح۔ اور مجموعہ بقائی لاؤ۔ میں لایا اور میرے نسخہ کو مدنظر رکھکر سرسری نظر اون کتابوں پر ڈالی اور نسخہ تیمار دار کو دیدیئے جب فراغت ہوئی مجھے اپنے بیاض بڑی محبت سے عطا کی۔ اور فرمایا تم اس کے اہل ہو۔ دیکر آپ حرم سرائے میں تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا اوس میں کچھ نسخے تھے۔ میں اپنی کم علمی کی وجہ سے [illegible] اور مجھے اوس وقت یاد بھی نہیں کہ اوس میں کیا تھا۔ مگر اس بیاض کو میں نے مطب میں ہی چھوڑ دیا اور میں بھی اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ کسی دوسرے وقت حکیم صاحب آئے اور بیاض کو اس طرح کھلا پڑا دیکھکر اوٹھا لیا اور مجھے دیا۔ میں نے عرض کیا اس کو کیا کروں۔ نسخہ لکھنا تو تشخیص پر منحصر ہے اور اس میں کوئی تشخیص نہیں اسپر متبسم ہوکر کہا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے۔ کہ درسی کتب میں قانونچہ۔ موجز۔ اقصرائی۔ نفیسی۔ سدیدی۔ شرح اسباب۔ لانا سلسلہ مجھے حیرت ہوتا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ جیسے اور علوم میں ملکہ ہونے کے بغیر کوئی علم نہیں آسکتا اسی طرح طب بھی ایک ملکہ کے بغیر کیونکر مفید ہو سکتا ہے۔ اور [illegible] درسی کتابوں میں علے العموم یہ غلطیاں [illegible] ہے کہ مختصرات اور [illegible] اور حواشی میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ [illegible] گیا۔ مجھے اپنی گذشتہ عمر کے ضائع ہونے کا سخت ہی افسوس تھا اس لئے میں نے صرف قانون ہی کا پڑھنا اور وہ بھی صرف کلی حصہ کا پڑھنا پسند کیا تھا۔ اسلئے حکیم صاحب نے ایک دن مجھے فرمایا کہ تم شرح اسباب کسی کو ہمارے سامنے پڑھاؤ۔ جس کو میں نے بطیب خاطر پسند کیا۔ اور ایک شخص مولوی محمد اسحاق ساکن نگینہ کو شرح اسباب حکیم صاحب کے سامنے پڑھانی شروع کی اور اسمیں مجھے کامیابی ہوئی یہ قواعد ناظرین کے سامنے ذکر کر دیئے ہیں تا کہ کسی کو فائدہ ہو۔

اب بھوپال پہنچنے سے پہلے ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری ہے

گنہ چھاونی سے ہم چلے اور میرے ساتھ ایک محمود نامی افغان نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ ہم نے تھوڑا ہی فاصلہ گنہ سے طے کیا ہوگا کہ ایک زمیندار نے ہم کو کہا کہ اس سڑک پر مری ہے اور مری وہ ہیضہ کو کہتا تھا۔ دوسری سڑک پر چلو۔ لیکن محمود ایک بڑا متوکل آدمی تھا۔ توکل کے غلط معنے جسمیں آجکل علے العموم مسلمان گرفتار اور کاہل و سست ہو گئے ہیں اوسمیں وہ بھی گرفتار تھا۔ اس شخص کے کہنے پر پرواہ کی میں نے بہتیرا روکا۔ مگر اوس نے کہا خبر واحد ہے کیا اعتبار۔ میں نے محمود کو کہا کہ میں بیزار ہوں مگر مجبور ہوں۔ آخر ہم چلے چند منٹ کے بعد محمود خود ہیضہ میں مبتلا ہو گیا دور سے ایک گاؤں نظر آیا تھا ہم نے بہت کوشش کی کہ جلد وہاں پہنچیں مگر ایک ہی اجابت نے محمود کو مضمحل کر دیا۔ آخر گاؤں کے پاس پہونچے گاؤں والوں نے بالکل روک دیا اور ہم نے ایک املی کے نیچے ڈیرہ کر دیا۔ محمود کی حالت وقتاً فوقتاً بگڑتی گئی۔ اور دو تین روز کے بعد اوس نے انتقال کیا۔ اوسکے دفن کرنے میں اور اتنے روز کھانا نہ ملنے میں مجھے بہت دقت ہوئی۔ مرنے کے بعد میں نے گاؤں کے نمبردار کو دفن کے لئے بہت کچھ منت کی۔ مگر وہ ایک زر خطیر کو لیکر راضی ہوا اور پھر بھی یہ کہا کہ میت کو ہم میں سے کوئی نہ اوٹھائیگا۔ ہاں ہم ایک گڑھا کھود دیتے ہیں۔ میں نے محمود کو خود اٹھا کر گڑھے میں ڈالا اور نماز جنازہ تب یاد آئی جب مٹی برابر کر چکے۔ تو وہ ایک مسلمان جو صرف ایک ہی گاؤں میں مسلمان تھا اور اوس کا نام کریم اور ایک اوس کا بھائی اوس کا نام رحمن اور جسکو میں نے اپنی امداد کے لئے کہا تھا اور انکار کر چکا تھا۔ اوسکا اکلوتا بیٹا ہیضہ میں گرفتار ہو گیا۔ کچھ تو وہ مشرکانہ خیال کے باعث اور کچھ اسلئے کہ مجھے محمود کا علاج کرتے بھی دیکھا تھا میرے پاس دوڑتا اور روتا ہوا آیا۔ اور کہا ہمارے گھر چلو اور ہم تم بھی کھاؤ۔ میں چلا گیا اور اوس لڑکے کو یہ دوائی دی۔ گل ناشگفتہ عشر ۱۲ ماشہ۔ سہاگہ بریاں ۵ ماشہ دار فلفل ۵ ماشہ۔ لونگ ۵ ماشہ۔ زنجبیل ۵ ماشہ۔ گولی بنائی۔ اور نیم کی اندر چھال کے پانی کے ساتھ دی۔ مغز [illegible] مرچ۔ کوٹنا شروع کیا۔ اور لہسن کوٹ کر اوس کے ناخنوں پر باندھ دیا۔ لڑکا سنبھل گیا۔ اور اوس کی والدہ نے تازہ چوکا بناکر مجھکو اوس کے اندر بٹھا کر کھانا کھلایا۔ شہر میں مرض کی بڑی شدت ہو گئی اور ہم وہاں طبیب ہو گئے۔ نمبردار نے ہمارا روپیہ واپس کر دیا۔ اور مجھے کہا کہ آپ کو میں معہ آپ کے اسباب کے بھوپال پہونچا دوں گا۔ اور اوس نے اپنے عہد کو بڑی وفاداری سے نبھایا۔ اوسی راستہ میں ہم نے حضرت شاہ وجیہ الدین جو ہمارے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے تھے اون کے گنج شہیدوں کو دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے میں بہت فائدہ اوٹھایا۔ وہاں شاہ صاحب کو گنگن ولی کہتے تھے۔ (باقی آئندہ)

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مطبوعہ [illegible] فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کر دی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے بہت کم ہے میں نے معہ محصول ڈاک [illegible] اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درجہ اول ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان [illegible]

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

عمرو بن العاص رضؓ فاتح مصر

خلیفہ کی حقیقی مصداق تو وہ صرف اعلیٰ اور ارفع ذات تہی جس کا نام نامی عمر بن الخطاب رضؓ تہا۔ حضرت ابو بکر رضؓ کی خلافت کی کامیابی کا رازبہی اسی ذات میں مستتر تہا جس نے اسوقت وزارت کی حیثیت سے اس اہم فرض کے بوجہ کو اپنے سر پر اٹھا رکہا تہا۔

حضرت عثمان رضؓ کے خلافت کے زمانہ میں بہی اوسی زور دار اور طاقت ور ہاتہوں کی اوٹہائی ہوئی ترقی کی موجیں دوسری سلطنتوں کے سواحل کو توڑ رہی تہیں اور گو اوس ہاتہ کو پنجۂ اجل نے توڑ ڈالا تہا مگر اوسکی اوٹہائی ہوئی موجوں کی روانی وہ زور تک پہونچ چکی تہی کہ اوس کے سکون کے لئے بہی ایک مدت چاہئے تہی۔

جو خلافت عثمان رضؓ کے زمانہ تک جاری رہی ۳۵ سنہ سے جس میں کہ حضرت عثمان رضؓ قتل ہوئے خلافت کو لوگوں نے ایک کہیل سمجہ لیا جس کے لئے بہت سے شکاری پیدا ہوگئے اور آخر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی باگ اُن ہاتہوں سے نکل کر جن کو لوگ اس کے شایاں خیال کرتے ہیں دوسرے ہاتہوں میں چلی گئی۔ وہ بہی امیر معاویہ رضؓ تک خیریت تہی۔ اس کے بعد تو یہ ہوا کہ آج بنی امیہ ہیں۔ تو کل ابن زبیر ہے۔ ادہر ایک علم خلافت کا بلند ہوتا ہے۔ اُدہر دوسرا جہنڈا کہڑا کیا جاتا ہے۔ ذرا کسیکو عروج ہوا اور اس نے خلافت کا نہیں تو کم سے کم بغاوت کا علم ضرور کہڑا کیا۔ خاندانی حقوق پر دعوے کئے جاتے تہے اور ہر ایک قریشی کے دماغ میں خلافت کا سودا بہرا ہوا تہا۔

ان شکاریوں اور پولٹیکل بازی کہیلنے والوں میں سب سے بڑا اور کامیاب حریف بہی ایک شخص ہے جس کا نام ہم نے زیب عنوان کر رکہا ہے اور جو ہمیشہ مدبرین عرب کی فہرست کا سرتاج رہیگا۔

یہ شخص بہی قریشی تہا اور وہ اعلیٰ دماغی قوتیں جو خاندان قریش کو فطرت نے ودیعت کی تہیں بطور وراثت طبعی کے ان کو ملی تہیں۔

ان کا نسب نامہ یہ ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب۔ انکی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی اور جوانی میں جیسا کہ عام قریش کا دستور تہا انہوں نے بہی تجارت شروع کی۔ تجارت کے قافلوں کے ساتہ شام وغیرہ کو جایا کرتے تہے۔ اور وہاں سے بہی اموال تجارت لاکر مکہ میں بیچتے تہے۔ ایک دفعہ اتفاق وقت سے ملک مصر میں بہی ان کا جانا ہوا۔ اور وہاں کے اکثر شہر اور خاصکر اسکندریہ کو دیکہکر جو ثروت اور دولت اور عیش و آرام کا گہر تہا اون کو ایک حیرت سی ہوگئی۔ اوس کی سربفلک عمارتیں۔ سرسبز باغات۔ بڑے بڑے عالیشان [illegible] اور وہاں کے لوگوں کے عمدہ اور خوش وضع لباس اور زندگی رفاہیت دیکہکر اون کے ہوش جاتے رہے۔ وہاں کی عید بہی اونہوں نے دیکہی۔ اور ان آنکہوں کو وہ چہل پہل زرق برق لباس۔ شاہی سواری کا تزک و احتشام دیکہکر جنہوں نے سرا سر عرب اور شام کے جہونپڑوں اور معمولی بازاروں کے اور کچہ نہ دیکہا تہا سکتا سا ہوگیا

تقدیر!! کسی کو کیا خبر تہی کہ یہ ریگستانی باشندہ۔ جو آج اس تمام سامان جاہ و جلال [illegible] حیرت اور سکوت کے ساتہ کہڑا دیکہہ رہا ہے وہ بہت تہوڑے زمانہ میں نبوی نور سے روشنی حاصل کر کے آن کی آن میں اس وسیع ملک کو فتح کریگا۔ اور یہ سارا کروفر دم کی دم میں اوسکی تلوار کو سجدہ کریگا۔

الغرض عمرو بن العاص رضؓ مصر سے واپس آئے مگر دل میں نئے حوصلے لئے ہوئے تہے۔ اگر سچ پوچہئے تو یہی خیالات جو مصر اور اوسکی خوشحالی دیکہکر ان کے دل میں پیدا ہوئے تہے بعد میں فتح مصر کے باعث ہوئے۔ کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ میں یہ اکثر اون سے مصر کی حالت بیان کیا کرتے تہے اور اس امر کی اجازت چاہتے تہے کہ کسی صورت سے وہاں اسلامی فوج جائے اور اوسکو فتح کرے۔ چنانچہ جب شام اور عراق فتح ہوگیا تو حضرت عمر رضؓ سے اونہوں نے پہر کہا کہ اگر آپ مصر فتح کریں گے تو مسلمانوں کو بہت قوت اور شوکت حاصل ہو جائے گی کیونکہ وہ نہایت دولت مند ملک ہے جو سبزی اور شادابی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور وہاں کی عیش پسند طبایع کے جذبات لڑائی کے حملے کی برداشت کی طاقت نہیں رکہتے حضرت عمر رضؓ جنکو مسلمانوں کا ایک دریان دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تہا اون کی استدعا کو ٹال جاتے تہے۔ اور مسلمانوں کو ایسے دور دراز ملک میں لڑانے کے لئے بہیجنا گوارا نہیں فرماتے تہے۔ آخر جب عمرو بن العاص رضؓ نے بیحد اصرار کیا اور ساتہ ہی اون کے ترددات کو رفع کر کے اطمینان دلایا تا وہ نیم راضی سے ہوئی۔ اور ایک فوج جسکی تعداد کسی تاریخ سے ٹہیک معلوم نہیں ہوتی۔ مگر غالبًا ۴۔ ۵ ہزار کے درمیان تہی اون کے ہمراہ اونہیں کی سرکردگی میں دیکر رخصت کیا۔ پہر بہی کہا کہ میں ابہی متردد ہوں۔ اس لئے تم میرے خط کا انتظار کرنا اگر میرا خط تم کو قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آنا۔ اور اگر داخل ہونے پر ملے تو بسم اللہ کر کے چلے جانا۔

عمرو بن العاص رضؓ۔ فوج لیکر رخصت ہوئے۔ لیکن اون کو خیال تہا کہ امیر المومنین متردد ہیں ہم کو کہیں واپس نہ بلالیں۔ آخر مصر کے سرحد کے قریب ہی اون کو حضرت عمر رضؓ کا خط ملا۔ لیکن دوسرے دن جب یہ اوس کے حد میں داخل ہوگئے تو خط کہولا۔ اوس میں یہی تہا کہ اگر تم کو یہ میرا خط قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آؤ۔ اور اگر بعد داخل ہونے کے ملے تو چلے جاؤ اللہ تمہارے ساتہ ہے۔ مجہکو اپنی امداد کے لئے مستعد سمجہو۔ عمرو بن العاص رضؓ نے یہ خط برسر اجلاس عام تمام فوج کو سنایا۔ اور کہا کہ ہم اب سرحد میں داخل ہو چکے ہیں اسلئے خلیفہ کے حکم کے مطابق آگے بڑہنا ہمارا فرض ہے۔ اور وہ آگے بڑہے۔

یہ فوج مصر کے ملک میں مشرقی جانب سے داخل ہوئی۔ اور اہل روما کے ساتہ جو وہاں کے اوسوقت حکمران تہے اُن کو پہلے لڑائی الفرما میں لڑنی پڑی۔ ایک مہینہ کے بعد وہ جہاوتی فتح ہوگئی اور وہاں سے آگے بڑہکر بلبیس میں اون کو لڑنا پڑا جہاں مقوقس والی مصر کی بیٹی ارمانوسہ رہتی تہی۔ یہ مقام مسلمانوں نے بہت جلد فتح کرلیا۔ ارمانوسہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہ اوس کے باپ مقوقس کے پاس اسکندریہ بہیجدیا۔ مسلمانوں کی یہ عظیم الشان نیک مزاجی اور دشمنوں کا اس درجہ

(نامکمل)

احترام دیکہیکر مقوقس جو سلطنت روما کی طرف سے مصر کا حکمران تہا مسلمانوں کا دل سے مداح ہوگیا۔ اور مصر کی فتح میں اس خوش خلاقی نے عمرو بن العاص رضؓ کے لئے ایک تیر بہدف کا کام دیا۔

مصر میں اس وقت دو متضاد گروہ تہے۔ ایک تو قبطی جو مصر کے اصل باشندے اور محکوم تہے ان کا مذہب یعقوبی تہا۔ دوسرا گروہ اہل روما کا تہا۔ جو حکمران تہے۔ اہل مصر یعنے قبطی قوم اہل روما کی سخت مخالف تہی۔ کیونکہ اہل روما نے اون کے اوپر بہت سے مظالم توڑ رکہے تہے اور اون کے جور وستم سے وہ تنگ آگئی تہی۔ گو زبان سے وہ کچہہ کہہ نہ سکتی تہی لیکن اون کے دل اون سے پہرے ہوئے تہے اور یہی وجہ ہوئی کہ اہل عرب کا اونہوں نے تہہ دل سے خیر مقدم کیا۔ کیونکہ اون کی نیک مزاجی۔ اور آزادانہ برتاؤ سے جو ان کے مذہب کا جزو اعظم تہا اون کو یقین ہوگیا کہ اسلامی حکومت ہمارے لئے رحمت ایزدی ہے جو اون سے بچی ہے۔

عمرو بن العاص رضؓ کا اسلامی جہنڈا المنظم سے گزرتا ہوا حصن بابل کو پہونچا۔ اور وہاں محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ بہت مضبوط بنا ہوا تہا۔ اور اس کے ایک طرف سے دریائے نیل لہریں مارتا ہوا گزرتا تہا۔ اس لئے محاصرہ میں بڑی دقت ہوئی۔ مسلمان اچہی طرح اوسکے رسد رسانی کو نہیں روک سکتے تہے۔ اسی قلعہ میں مقوقس بہی تہا جسکا صدر مقام اسکندریہ تہا مقوقس سلطنت روما کی طرف سے یہاں کا گورنر تہا مگر اصل میں یہ یونان کا باشندہ تہا۔ اوس کے مزاج میں انصاف پسندی بہت زیادہ تہی۔ اس لئے یہ اون مظالم کو نہیں دیکہہ سکتا تہا جو اہل روما قبطیوں پر کرتے تہے۔ تہ دل سے یہ قبطیوں کا ہمدرد تہا مگر اس کا اظہار بوجہ سلطنت روما کے ملازم ہونے کے زبان سے نہیں کر سکتا تہا وہ بہی مصر میں اہل اسلام آنے کو اچہا سمجہتا تہا مگر مجبور تہا کہ جس سلطنت کا نمکخوار تہا اوس حق ادا کرے۔ اس لئے وہ ہاتہ کے واسطے اس قلعہ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک بہاری فوج لاکر قیام پذیر تہا۔

عمرو بن العاص رضؓ سات مہینے کامل محاصرہ کئے رہے۔ امیر المومنین عمر و بن الخطاب رضؓ سے مدد بہی طلب کی چنانچہ انہوں نے چار ہزار فوج اور بہی بہیجدی۔

اس درمیان میں عمرو بن العاص رضؓ اور مقوقس کے درمیان خط وکتابت شروع ہوئی اوس نے صاف صاف مسلمانوں کی خیر خواہی کا اظہار کیا اور آخر میں وہ قلعہ عمرو بن العاص رضؓ کے حوالہ کر دیا۔ اور گو دیگر رومن حکام اور خود سلطنت روما اوسکی کارروائی سے راضی نہ تہی لیکن اوس نے [illegible] کے برخلاف وہ قلعہ مسلمانوں کے سپردگی میں دیدیا۔ اوس کی اسقدر خیر خواہی مسلمانوں کے ساتہہ کچہہ تو اس وجہ سے تہی کہ اوس کی لڑکی کے ساتہہ اہل اسلام نے اچہا سلوک کیا تہا اور زیادہ تر اوس کا سبب یہ تہا کہ وہ اہل روما کے مظالم کو دیکہہ نہیں سکتا تہا۔

سلطنت کیطرف سے اوس کے اوپر سخت عتاب ہوا مگر اوس نے ایک نہ سنی اور وہ قلعہ مسلمانوں کو دے ہی دیا۔ وہاں کچہہ دنوں آرام لینے کے بعد عمرو بن العاص رضؓ نے اسکندریہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جو اس وقت [illegible] تہا۔ [illegible] تمام راستہ قبطی عمرو بن العاص رضؓ کے ساتہہ [illegible] اون سے اسلامی لشکر کو بہت امداد ملتی تہی [illegible] کا انتظام

اونہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تہا۔ اون کو ان سے فاتحو کی امداد کی تحریص اس لئے اور بہی بڑہ گئی تہی کہ مقوقس نے ان کو بہی مشورہ دیا تہا کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کریں۔ یہ اسلامی لشکر نیل کے مغربی کنارہ پر سفر کرتا ہوا چلا راستہ میں کوم شریک اور مریوط کے قلعوں پر چہوٹی چہوٹی لڑائیاں بہی پیش آئیں لیکن ان کی وجہ سے کچہہ رکاوٹ نہیں ہوئی اور وہ ایک ایک روز میں قبضہ ہوتا چلا گیا۔ قبطی سردار برابر مسلمانوں کے ساتہہ تہے اور اون کی امداد کرتے تہے۔

اب یہ اسلامی لشکر اسکندریہ کو پہونچ گیا اور وہاں کا محاصرہ کیا۔ لیکن بحری راستہ کہلا ہوا تہا۔ قسطنطنیہ برابر آمد و رفت اسکندریہ تک جاری تہی۔ اہل روما نے نہایت سختی اور جوش کے ساتہہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس شہر کے اردگرد ایسی بلند فصیل اور شاندار برجیاں تہیں کہ جن کو دیکہکر بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہو جاتے تہے مگر اسلامی لشکر برابر محاصرہ کئے رہا۔ اہل اسکندریہ نے بہی وہ تمام وسایل مہیا کئے جو ایسے وقت میں دفع کرنے کے لئے مہیا کئے جا سکتے تہے۔ اور بڑی بڑی بہادری سے اون کو روکتا۔ رسد اور آلات حرب قسطنطنیہ سے براہ راست اون کے پاس آتے تہے اس لئے محاصرہ نے بہت طول کہینچا۔ عمرو بن العاص رضؓ نے تنگ آکر اپنے تمام سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور ایک نہایت پرجوش تقریر میں اون کو لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور یہ صلاح کی کہ ہم سب جسطرح ہو فصیل پر سے شہر میں کود پڑیں۔ آخر رات کو یہ لوگ مستعد ہوئے۔ اور سب سے پہلا شخص جو فصیل پر سے شہر میں اترا عمرو بن العاص رضؓ تہے۔ اس کے بعد مسلمہ بن مخلد اور وردان اترے جو اس فوج کے افسر تہے جو کمک کے لئے حضرت عمر رضؓ نے بہیجے تہے لیکن اہل روما کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے ایکطرف سے نرغہ کرکے ان تینوں آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور باقی کو اندر آنے سے روکدیا۔ اسلامی لشکر کے لئے ان تینوں افسروں کا گرفتار ہو جانا ایک نہایت سخت واقعہ تہا۔ مگر وہ نہایت مستقل مزاجی کے ساتہہ شہر کے اردگرد محاصر رہے۔ اور دوسرے افسروں نے فوراً گرفتار شدہ افسروں کی جگہ لے لی۔ کیونکہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو اعلے معیار انسانی پر پہونچا دیا تہا۔ اور ہر ایک سپاہی میں افسری کی قابلیت پیدا کر دی تہی۔

اس طرف یہ تینوں قیدی حاکم کے سامنے پیش کئے گئے۔ اون سے پوچہا اب تو تم ہمارے ہاتہہ میں قیدی ہو بتاؤ کس لئے تم ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہو اور کس وجہ سے تم کو اسکی جرأت ہوئی۔ عمرو بن العاص نے نہایت بہادرانہ طور پر جواب دیا کہ ہم تم کو دعوت اسلام دینے کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم یکساں ہو جائیں ہر قسم کے حقوق میں مساوات ہو جائیگی۔ اور نہیں تو تم کو ذلت کے ساتہہ جزیہ دینا پڑیگا۔ اگر یہ بہی نہ مانوگے تو ہمارے تمہارے درمیان میں تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

(باقی آئندہ)

خطبۃ النکاح

(نوشتہ اکمل آف گولیکی)

مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس ہیلتھ کاڑہ نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے دارالامان میں قیام رکھنے والے بھائی کو پسند کیا تھا اور صرف ظاہری شکل و صورت کو دیکھے تو یہ صرف معمولی بات تھی۔ مگر در اصل اس دل و دماغ کے آدمی کا کوئی خاص ہی جرأت سے ہوتے ہیں جو آپ کی نیت کے مطابق مجھے مولوی غلام نبی صاحب۔ ایسا ہی عالم۔ سیاح مصر۔ مل گیا جنکی نسبت علامہ نورالدین کے الفاظ ہیں کہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔ اور میں انہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں اور مجھ پر ان کے ایسے ایسے احسان ہیں کہ میں ان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ خط و کتابت ایک دو ماہ سے ہو رہی تھی۔ آخر مولوی غلام نبی صاحب ان ایام و گرمی کی تعطیلات میں گئے تو مولوی صاحب اپنے تمام اہل و عیال سمیت یہیں آگئے۔ تاکہ مدینۃ المسیح ہی میں نکاح منعقد ہو جسے آقائے ہمارا اپنی شمولیت کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر حضور کی طبیعت علیل ہوگئی۔ اس لئے مسجد مبارک میں بموقعہ ۱۷ ربیع الثانی کو ۱/۲ ۱ بجے محسن و کریم علامہ نورالدین نے خطبہ پڑھا۔ مولوی حبیب احمد اپنی عزیزہ کو دارالامان میں رکھنے کے لئے استدعا تک اس کیا تھا۔ آپ نے کہدیا اس کا مہر یہی ہے کہ مولوی غلام نبی دارالامان کی رہائش کو نہ چھوڑیں اور لڑکی کو دین کی تعلیم دیں اگر ایسا نہ کریں تو ہزار روپیہ مہر ہے یہ ہزار روپیہ صرف آپکے بڑھے ہوئے شوق رہائش مدینۃ النبی کا اظہار تھا۔ اس پر علامہ موصوف نے خطبہ شروع کیا۔ آپنے خطبہ مسنونہ پڑھا یہ وہی خطبہ ہے جسے ہمارے دیہاتی ملّا بالکل بھول چکے ہیں اور وہ کچھ اور ہی وضعی عبارات عربی میں پڑھ دیتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کی رسول سے محبت کا حال ہے کہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتے یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم دین سے نکل گئے اور ان کے امام نبوت کے مدعی ہیں مگر خود ان کے اپنے کام سنت رسول کے بالکل مخالف ہیں اور ان کاموں سے کوئی ہی نہیں۔ جو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے بلکہ خود کئی باتیں وضع کر لی ہیں جس سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان ملانوں میں یہ ایک نبوت کا مدعی ہے۔ ان لوگوں میں جو نکاح ہونے میں اول سے آخر تک دیکھو کوئی بات بھی اسلامی ہے؟ بلکہ تم اوسط ان سے ٹھیک جب کرنا پڑتا ہے اوس روز تک جبکہ ڈولی گھر آتی ہے۔ تمام رسوم پر غور کرو ایک بات بھی دین رسول اللہ صلعم کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرام میں اسی طرح شادیاں ہوا کرتی تھیں۔ اسی طرح پہلے کنجر بلائے جاتے تھے اور اسیطرح نکاح سے پہلے وڑ (عام دعوت) دیہاتی اور اسی طرح لڑکوں کو گانا بند سہرا باندھا جاتا اور کسبیاں بہنوائی جاتی۔ اور اسطرح کوٹھوں پر چڑھکر فحش گیت گائے جاتے۔ مسلمانو! شرم! شرم!! شرم!!! کیا اسی کا مونہہ ہے مومن ہونے کا دعوے ہے اور اسی پہ تمے ہمیں خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے۔ دیکھو ہماری شادیاں کسطرح ہوتی ہیں مسجد میں چند احباب جمع ہو گئے ہیں خطیب اٹھکر خطبہ شروع کرتا ہے آخر میں نکاح کا اعلان ہے کوئی جناتی بولی ہیں الفاظ نہیں بولے اور نہ وہ سوانگ بھرا گیا ہے کہ وکیل سے پوچھا جائے کہ کیا آمدی۔ وہ کہے از شہر وکالت آمدم اور پھر ملاں صاحب منہ کے ساتھ کان لگا کر اس کے کلمے سنیں گویا پہلے کافر تھا اور پھر نہایت دھیمی آواز سے کچھ الفاظ جو صدیوں سے سینہ بسینہ یا وچلے آتے ہیں اور جنہیں ان پڑھ دولہا خاک بھی نہیں سمجھتا کہیں کہ فلاں بیٹی فلاں کی جو سوا اس نام کے اور نام نہیں رکھتی واسطے ملالیت و زوجیت کے وہ تکہ سیاہ و دینار سرخ سلطانی مہر پر (کمبختوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ سلطنت بدل چکی ہے۔) جو نصف معجل و نصف غیر معجل ہے نکاح کر دیا۔ استغفراللہ! نکاح کیا ہوا ایک مصیبت ہوگئی یہ سب کچھ کیوں نہ اگر یہ طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو پھر عمر کون دے مگر یہاں ہماری جماعت میں تو ان باتوں کا خیال تک نہیں۔ میں ذوق سخن سے کہیں دور ہی چلا گیا مگر سچ کہتا ہوں کہ درد دل سے مضمون بڑھ گیا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔ خطبہ میں صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس مسنونہ عبارات و اغراض و منافع نکاح کا بیان ہے الحمد للہ کہکر عسر یسر ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے کا دل سے اقرار ہے پھر چونکہ انسان میں ضعف ہے اور ذمہ داری اسکی بھاری چنانچہ یہی نکاح کا معاملہ ہے کوئی ہزار کوشش کرے پھر بھی کئی مشکلات پیش آ جاتی ہیں اپنی طرف سے لڑکا یا لڑکی اچھی تلاش کر کے پیوند کیا جاتا ہے مگر نتیجہ خلاف امید نکلتا ہے اسلئے اس مشکل کے حل کے لئے خدا سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اسی کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مہر میں کئی شرائط کی تو جا سکتی ہیں مگر ان کا پورا کرنا بھی خدا کے فضل سے ممکن ہے مثلاً یہی ہمارے مولویصاحب کی شرط یہی (گو بنظر حالات ظاہری کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا) اسی قبیل سے ہے جس کے لئے خاص ذمہ داری نہیں ہو سکتی۔ دیکھو جب نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ جس کا علم نہ ہو اسکی نسبت سوال مت کر تو آپ نے عرض کیا۔ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم۔ یہ نہیں کہا کہ میں نہیں کروں گا پھر میں یہ کہتا ہوں کہ وعدہ خلافی کا نتیجہ بطور عقوبت منافق ہوتا ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ پس ہم ایسی شرطوں سے ڈرتے ہیں پھر چونکہ ارادوں میں ناکامیاں اپنی ہی کمزوریوں اور بدعملیوں کیوجہ سے ہوتی ہیں اس لئے اس خطبہ میں ہے کہ نستغفرہ اور پھر اخیر میں نعوذ باللہ من شرور انفسنا چونکہ تدبیر سے کام لیکر پھر اللہ پر توکل اور اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اسلئے نومن بہ و نتوکل علیہ فرمایا آپ نے ایجاب قبول نہیں کرایا صرف اعلان کر دیا اور پچاس روپیہ مہر مقرر کیا۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی معاف کیا۔ دینی تعلیم مہر مقرر کرتا ہوں۔ جسپر جزاک اللہ کی آوازیں اٹھیں اصل میں عملی رنگ میں ایسا کر دکھانا ہی مشکل ہوتا ہے خدا مولویصاحب کو جزائے خیر دے اور انہیں اسم بامسمی بنائے آپنے نہایت خوشی سے حضرت علیہ السلام کی نظم ؎

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

پڑھی جس سے ایک ورود۔ وس ٹپکتا تھا آپ ہر بندہ سے پہلے اس کے کچھ حالات سنا دیتے جس سے وہ نظم انہی پر صادق آتی اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے نیاز محمد اکمل کو خاص خوشی ہے اس لئے کہ اس عاجز نے ہی یہ تحریک کی اور خدا کے فضل سے یہ کوششیں انجام کو پہونچیں۔

(فتح محمد)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی رہی۔ ۲۳ ؍جون سنہ ۱۹۰۷ء کو اعلیٰ حضرت کو درد پا کی شکایت پھر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عاجل عطا فرما دے۔ (آمین) آپ کے اہل بیت اور خدام ہر طرح سے عافیت کے ساتھ ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد طبی ہدایت اور مشورہ کے موافق سیلہ پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور کچھ دن آپ وہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ موسم میں تمازت اور حدت روز افزوں ہے۔ ۲۱ ؍جون سنہ ۱۹۰۷ء کو تقاطر اور ترشح ہوا۔

۴۔ بزرگان ملت کی عافیت اور صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

باقاعدہ احمدی جماعتوں کے قیام کی تحریک عرصہ سے ہو رہی ہے اس کے عملی پہلو کا خیال کر کے میں نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں دورہ کر کے احمدی جماعتوں کے باضابطہ نظام اور مدارس اور صدقات کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے ایک مختصر سا دورہ شروع کیا ہے۔ اس وقت تک میں نے تین جگہ کا دورہ کیا ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس دورہ کے مختصر حالات اخبار میں شائع کرتا رہوں تاکہ جہاں دوسرے احباب کو بعض امور کی تحریک ہو وہاں مقاصد دورہ کی اشاعت ہوتی رہے۔

سب سے اول سیکھواں ضلع گورداسپور گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں کل احمدیوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے اس تعداد میں عورت مرد اور بچے سب شامل ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے اس گاؤں میں احمدیت کا محرک اور بانی ایک کشمیری خاندان ہے اور وہ تین بھائی میاں جمال الدین امام الدین اور خیر الدین ہیں۔ حضرت اقدس کے ساتھ انکو بہت محبت اور اخلاص ہے یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں۔ مستعد اور جوان ہمت ہیں ان کے ساتھ ہی ان کا ایک پرانا دوست اور دینی بھائی منشی عبد العزیز پٹواری سیکھواں ہے یہ شخص اپنے اخلاص کا ایک نمونہ اور نظیر ہے اور واللہ میرے لئے مشکل ہے کہ میں یہ فیصلہ کر دوں کہ ان میں کون اپنے اخلاص میں متفاوت ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے اور وہی بہتر جانتا ہے۔ ان لوگوں کی تحریک اور نمونہ سے بعض غرباء اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ کھل گئی ہے جو منشی غلام محمد مدرس احمدی کے چارج میں ہے یہاں باقاعدہ جماعت بن گئی ہے اس کے سیکرٹری منشی امام محمد مدرس اور صدر میاں جمال الدین صاحب اور امین میاں امام الدین اور محصل چندہ میاں خیر الدین مقرر ہوئے ہیں۔ مستقل صدقات کی امداد کے لئے ہنگ ضلع والمشتہر کی انجمن احمدیہ کی تعلیم پر آٹا ننداٹ کے لئے گھروں میں برتن رکھے گئے ہیں جس میں دونوں وقت مستورات آٹا گوندھنے سے پہلے آٹا ڈالا کریں گی اور ہفتہ وار جمع ہو کر اس کی قیمت صدقات میں داخل ہوتی رہے گی۔ مدرسہ کی موجودہ ضروریات کے لئے یہاں کی جماعت نے ۸ روپیہ ماہوار چندہ دیا۔ یہاں سے میں فیض اللہ چک پہونچا۔ یہاں کی جماعت کے سرگرم رکن حافظ نور محمد صاحب ایک پرانے مخلص ہیں انکی تربیت اور صحبت نے چند نوجوانوں کو جو اپنی قوم میں ہر طرح معزز ہیں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ باضابطہ انجمن یہاں بھی قائم کی گئی ہے اس کے سکرٹری عظیم اللہ صاحب اور پریسیڈنٹ منشی شاہ دین صاحب پٹواری اور امین حافظ نور محمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ موجودہ ضروریات کے لئے ۱۲ للعہ چندہ نقد دیا۔ یہاں بھی تعلیم الاسلام کی شاخ کھولی گئی ہے۔ ان دونوں گاؤں سے واپس آکر میں ۲۲ ؍جون سنہ ۱۹۰۷ء کو بٹالہ پہونچا۔ بٹالہ کی جماعت بندی کے لئے زبردست تحریک اور کوشش کی حاجت ہے اور اس کام کے لئے قاضی نعمت علی صاحب اور شیخ عبد الرشید صاحب ذمہ وار ہیں۔ شیخ عبد الرشید صاحب ایک بڑے متمول تاجر چرم ہیں اور سلسلہ کے ساتھ انہیں محبت اور اخلاص بھی ہے وہ اگر زیادہ توجہ کریں تو جماعت کا باقاعدہ نظام مشکل نہیں۔ بٹالہ جیسے شہر میں جماعت بہت ہی قلیل ہے تاہم اس وقت کی ضروریات کے لئے انہوں نے ۸ ماہوار چندہ دیا اور عہ کا مزید وعدہ شیخ عبد الرشید کی طرف سے ہے جنہوں نے عہ نقد چندہ بھی دیا ہے۔ اس کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ۲۵ ؍جون سنہ ۱۹۰۷ء سے دیرم کوٹ بگا۔ ہرسیاں۔ اٹھوال وغیرہ کی طرف جاؤنگا۔ مدرسہ کی ضروریات اور سب کمیٹی صدقات کی مشکلات داعی ہیں کہ بہت توجہ کیجاوے۔ اگر ضلع گورداسپور کی جماعتوں نے ان ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ بھی چندہ دیدیا تو میں دوسرے اضلاع سے بھی ابھی ہی توقع کر سکونگا۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں بہت توجہ کریں گی۔ میں اس مقام پر اگر اپنے برادر مکرم مفتی فضل رحمان صاحب اور بھائی محمود طالبعلم ڈنگوی کی خدمات کا اعتراف نہ کروں تو فروگذاشت کروں گا جنہوں نے اس کام میں مجھے مدد دی اور میرا ساتھ دیا اور وہ ضلع بھر کے دورہ میں میرے ساتھ ہونگے۔ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میں نے یہ دورہ صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت اور منظوری کے ماتحت شروع کیا ہے خدا تعالیٰ مجھے ان مقاصد میں کامیاب کرے جس کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا ہے اور اس میں ایک اخلاص اور صدق کی روح نفخ کرے۔ آمین۔

کیا روشنی ڈالی جائیگی؟

۱۔ سنا گیا ہے کہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے تیلی دروازہ کے باہر چونگی کی چوکی کے کمرہ کے اندر تحصیلدار صاحب بٹالہ نے ایک ممبر کمیٹی کو ناگفتہ بہ حالت میں پایا۔ تحصیلدار صاحب نے اس معاملہ پر کہا جاتا ہے پورا نوٹس لیا ہے۔ کیا یہ معاملہ اب کیا جائیگا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

۲۔ دولت رام اور ہیرا ناتھ محرران میونسپل کمیٹی بٹالہ کے پاس سے دفتر میں چوبہارت کا اندراج ہوا اور جو وہاں پڑھا جاتا تھا۔ کیا اس کے متعلق کوئی نوٹس چڑھایا گیا ہے اور تحقیقات مکمل ہو چکی ہے؟ ان ہر دو معاملات پر ضرورت ہے کہ روشنی ڈالی جاوے۔ نامہ نگار بٹالہ تحقیقات کر کے مفصل اطلاع دے۔

اطلاع

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ بہت جلد اخبار میں یہ اعلان کر دیں کہ مسجد کا کام شروع ہو چکا ہے بلکہ عنقریب پہلی منزل پر چھت پڑ جائیگی جن صاحبوں کا ارادہ چندہ دینے کا ہے یا وعدہ کر چکے ہیں وہ بہت جلد روپیہ ارسال کریں جمع شدہ چندہ تقریباً سارا

سررشتہ تعلیم اور مسلمانوں کے حقوق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس بحث کے بعض پہلوؤں پر ذرا تفصیل و وضاحت سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ صوبہ ہذا کے محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق بڑی بیدردی سے پامال ہو رہے ہیں۔ اور عنصر غالب اپنی جتھے بندی اور قوم پرستی کی برکت سے صریحاً ناجائز فائدے حاصل کر رہا ہے۔ اشاعت مذکورہ میں اس امر کی تائید و تصدیق کے لئے کچھ واقعات و اعداد بھی دیئے گئے تھے ہمیں افسوس ہے کہ اس کم و بیش پونے مہینے کے عرصہ میں ہم مسئلہ زیر بحث پر ایک دفعہ بھی قلم نہ اٹھا سکے حالانکہ اس اثنا میں بہت سا ضروری مصالح بھی ہم پہنچ گیا ہے جس کو ارادہ ہے کہ اب انشاء اللہ برابر تھوڑا تھوڑا پبلک اور حکام کے نوٹس میں لاتے رہیں گے تاوقتیکہ اشخاص متعلقہ اپنی ناجائز کارروائیوں اور حق تلفیوں سے باز نہ آئیں یا گورنمنٹ کا زبردست ہاتھ انہیں مجبور نہ کرے اور ان کے موجودہ رویہ ناروا کی اصلاح نہ کر دے۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں کی نئی سکیم جو بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبری ۵۸۴ مورخہ ۷ اگست سنہ۱۹۰۶ء شائع ہوئی۔ اس کے عمل در آمد میں جن بیانکیوں سے غریب مسلمانوں کا اتلاف حقوق کیا گیا ان کا کچھ نمونہ ہم ۱۳ مئی کے لیڈنگ آرٹیکل میں دکھلا چکے ہیں اسی کے متعلق اور بھی بہت سی توجہ طلب باتیں قابل گذارش ہیں منجملہ ایک یہ کہ نوٹیفیکیشن مذکور میں ۲۵ مسلمانوں کے نام درج تھے اور ۴۳ ہندوؤں کے اور دکھلا چکے ہیں کہ ان ۲۵ مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جن کا نام دو دو تین تین دفعہ مختلف مقامات میں گنا یا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کی فہرست ایک طویل لسٹ معلوم ہو جیسا کہ ذیل کا جدول ظاہر کرتا ہے:-

تنخواہ	سکول	نام مدرس	نمبر شمار
عے-عے ے-عے	(۱) میانوالی (۲) ڈیرہ اسمٰعیل خاں	محمد بخش	(۱)
للعے صے	(۱) انبالہ (۲) امرتسر	مرغوب احمد	(۲)
ے للعے للعے	(۱) دہلی (۲) امرتسر (۳) انبالہ	الٰہی بخش	(۳)
مے طے ے	(۱) فیروزپور (۲) جہلم (۳) ملتان	عبد العزیز	(۴)
صے صے	(۱) حصار (۲) ہوشیارپور	صدر الدین	(۵)
مے مے	(۱) کرنال (۲) جالندھر	نبی بخش	(۶)
عے عے	(۱) رہتک (۲) دہلی	محمد ابراہیم	(۷)
عے عے	(۱) ہوشیارپور (۲) گورداسپور	ظہور الدین	(۸)
للعے للعے	(۱) امرتسر (۲) لائلپور	محمد تقی	(۹)

(۱۰) فضل الدین ورنیکلر ٹیچر گوجرانوالہ سے ۳۰ روپیہ پر لائلپور تبدیل شدہ دکھلایا گیا حالانکہ وہ غریب اس جہان سے ہی انتقال کر چکا تھا۔

لطف یہ کہ ہندو اخبارات تو برابر واویلا مچا رہے ہیں کہ (گویا حکام کی طرفداری و ناانصافی سے) سررشتہ تعلیم میں مسلمانوں کے ساتھ خاص مراعات و عنایات برتی جاتی ہیں۔ اور یہی مختر صاحب ڈائریکٹر بہادر کے ہندو اہلکار صاحب ممدوح کو باور کرانے میں ساعی ہیں۔ حالانکہ صورت واقعات اس کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ ایک مستند فہرست سے جو ہمارے پاس موجود ہے اُن تمام ہندو مسلمانوں کے (جنہوں نے یکم جولائی سنہ۱۹۰۶ء سے ۳۰ اپریل سنہ۱۹۰۷ء تک ترقی پائی ہے) نام ہی نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ یہ بھی صراحتاً پایا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں مسلمانوں کو جو ترقیاں دیگئی ہیں بمقابلہ اُن ترقیات کے جو ہندو ماسٹروں کو ملیں کہیں زیادہ ناقابل رشک اور کمتر ہیں اور یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے کہ صرف دس مہینے کے اس قلیل عرصہ میں تو بعض ہندوؤں کو دو دو دفعہ ترقی ملی ہے اور برخلاف ازیں مسلمان نام کو بھی کوئی ایسا نہیں جس کے حال پر یہ عنایت ہوئی ہو جیسا کہ ذیل کی فہرست سے ثابت ہوگا۔ جسمیں ہندو ترقی یافتگان کے اسمائے گرامی درج ہیں:-

نمبر شمار	نام مدرس	تنخواہ سابقہ	ترقی	نمبر نوٹیفیکیشن جسکے بموجب ترقی دیگئی معہ تاریخ دستخط
(۱)	لالہ سندر داس مل 〃	للعے للعے	للعے سار	۶۵۸- ایس ۱۲ر جولائی سنہ۱۹۰۶ء ۱۶۲۳- ای یکم ستمبر سنہ۱۹۰۶ء
(۲)	لالہ گوکل چند (ہیڈ) 〃	مالعے [illegible]	مار للعے	۶۵- ایس ۱۲ر جولائی سنہ۱۹۰۶ء ۱۶۲۴- ای یکم ستمبر سنہ۱۹۰۶ء

(۳)	الٰہی بخش بہاری لال کائستھ "	ماسہ ماسہ	ماسہ ما	۶۵ - ایس ۱۳ر جولائی ۱۹۰۶ء ۱۶۲۲ - ای یکم ستمبر ۱۹۰۶ء
(۴)	وزیر چند کائستھ "	عہ یہ شخص مستعفی ہو گیا	اعہ	۲۸۵ - ایس ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء ۲۱۹۵ - ای ۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء
(۵)	وزیر چند (مکرر)	بمشاہرہ معہ مقرر ہوا		۱۵۵ - ای ۸ر جنوری ۱۹۰۷ء
(۶)	کرم چند قائمقام ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	ماعہ مااللعہ ماسہ	مااللعہ ماسہ ۸۰ر	۲۸۵ - ایس ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء ۲۲۱۵ - ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء x
(۷)	نارائن داس گپتا "	مار ماعہ	ماعہ ماسہ	۲۲۳۸ - ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء ۳۴۰ - ای ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء
(۸)	رام پرشاد کھوسلہ آیئے ایک ہفتہ میں دو دفعہ ترقی پائی "	مار مااللعہ	مااللعہ ماسہ	۹۵۰ - ای ۳ر اپریل ۱۹۰۷ء ۱۰۱۴ - ای ۹ اپریل ۱۹۰۷ء

شخص آخرالذکر کا ایک ہی ہفتہ میں دو دفعہ کرکے [illegible] کو ترقی
پا جانا تو بجائے خود تعجب خیز ہے ہی مگر ساتھ ہی یہ [illegible]
کہ سررشتہ تعلیم سے متعلق سول لسٹ میں آپ کا نام نامی پہلے پہل
اپریل ۱۹۰۶ء میں نظر آتا ہے جبکہ آپ گورنمنٹ ہائی سکول (۹)
کے سکینڈ ماسٹر تھے۔ اور سال ہی بھر کے عرصہ میں اسقدر غیر معمولی
ترقی پا گئے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا جدید سکیم میں تو مسلمان اوستادان
گورنمنٹ [illegible] کی تعداد ۴۶ تھی اور اوسوقت سے گھٹتے گھٹتے اب
وہ گھٹتے گھٹتے [illegible] آ رہی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ ایک ایک مسلمان
کا نام کسی کسی جگہ دکھا گیا یا متوفیوں تک کے نام شامل فہرست کر دیئے
گئے بلکہ یہ بھی کہ اون کو ایسی جگہیں اور گریڈیں دینا کہ وہ بسبب کمی تنخواہ
یا بعد مسافت وغیرہ کے قبول نہ کر سکے چنانچہ ذیل کی مثالوں سے
پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں دفتر متعلقہ نے
کسقدر بیدردی اور بے اعتنائی سے کام لیا ہے۔

(۱) منشی عبدالوہاب دہلوی کو اسکی اصل تنخواہ بیس روپیہ ماہوار پر رہتک
سے جہلم پھینکدیا (نمبر ۲۸۵ - ایس مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء) حالانکہ یہ
غریب مدرس ایک سن رسیدہ آدمی ہے۔ اور اسی پیرانہ سالی کیوجہ سے اوسکی
تبدیلی سابقاً منسوخ بھی ہو چکی تھی۔

(۲) مولوی غلام محمد ساکن کالاباغ ضلع میانوالی میں عہ روپیہ پاتا
تھا۔ اسی تنخواہ پر کالے کوسوں ریواڑی ضلع گوڑگانوہ تبدیل کر دیا
گیا۔ (نوٹیفکیشن نمبری - ای ۱۴۲ مورخہ ۶ر فروری ۱۹۰۶ء)

(۳) رحمت علی سکنہ پھپال راولپنڈی بھیجا گیا (نمبری ایس ۲۸۵ - مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء)

(۴) گل محمد آف بھیرہ ضلع شاہپور بھیرہ سے حصار پھینکا گیا۔ طلعہ
ماہوار پر - اور ساتھ ہی اوس کو رتبہ بھی جانا پڑا (نمبری - ایس
۲۸۵ - مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء)

(۴) الٰہ بخش سکنہ مظفرگڈہ اپنی تنخواہ عہ پر ڈیرہ غازیخاں سے
سیالکوٹ تبدیل کیا گیا۔ (نمبری - ایس ۲۸۵ مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء)

(۹) فضل الدین دہلوی لودہیانہ سے ڈیرہ غازیخاں

(۷) محمد حسین امرتسری جو امرتسر میں عہ روپے پاتا تھا جہاں
اوس نے سرکاری سروس میں اپنی عمر ہی گذار دی - اپنی پیرانہ سالی
میں زحمت سفر اٹھانے کے لئے صرف دو روپے کی قلیل بلکہ ذلیل
ترقی پر امرتسر سے مظفرگڈہ پھینکا گیا (نمبر ایس ۳۴۶ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یہ چند نظیریں مشتے نمونہ از خروارے کی مصداق ہیں آیندہ
ہم ان ہندوؤں کے اسمائے گرامی کی فہرست ہدیہ ناظرین کرینگے
جو اتفاق سے شروع شروع میں اپنے گھروں سے باہر تبدیل
ہو کر چلے گئے تھے۔ مگر پھر جلدی ہی خوش نصیبی سے اپنے اپنے
وطن مالوف میں واپس بلا لئے گئے۔

غرضیکہ بدنصیب مسلمانوں کی پُر درد داستان بہت ہی طویل اور دلخراش
ہے جسے ایک منصف مزاج اور نیک دل آدمی کبھی خوشی سے
نہیں سن سکتا۔ مگر سررشتہ کے اہلکاران ذی اختیار خدا جانے کس
دل گردہ کے لوگ ہیں کہ محض قوم پرستی اور تعصب کے جوش میں ان
بے بس مظلوموں کے حقوق کا اس طرح کند چھری سے خون کرتے
ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔ مگر کیا حکام بالا دست بھی کانوں میں تیل
ڈالے ان دردانگیز معروضات کو ٹالتے رہیں گے۔ اور غریب
[illegible] کبھی متوجہ نہیں ہونگے ؟ یہ ہم نہیں [illegible] سکتا۔
[illegible] صاحب بہادر جیسے بیدار مغز اور انصاف دوست ڈائرکٹر
[illegible] امید نہیں پڑتی کہ وہ اپنے محکمہ میں زیادہ دیر تک اس قسم
کے مظالم اور حق تلفیاں ہونے دیں گے جو اب تک محض اسوجہ سے
ہوتی رہیں کہ چالاک حریفوں نے پرلے درجہ کی خود غرضی و ہوشیاری
سے کام لیکر صاحب ممدوح کے نوٹس ہی میں نہیں آنے دیں۔

تعلیم الاسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تعطیلات موسمی پر جاتے ہوئے تعلیم الاسلام
ہائی سکول انٹر گرٹ ٹیم نے سیوٹیبل پور ڈ ہائی اسکول ٹیم بٹالہ سے ۶ر جون ۱۹۰۶ء
کو میچ کیا سات وکٹ اور ۲ رنز سے ایم بی اسکول ٹیم کو شکست دی۔ ۸ر جون
کی صبح کو بیرنگ ہائی اسکول سے فٹ بال میچ جسمیں ایک گول کے فاصلہ سے
تعلیم الاسلام ٹیم جیت گئی میچ تو ہوتے ہیں اور کوئی ٹیم جیتتی اور کوئی ہارتی
ہے مگر تعلیم الاسلام اسکول کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک ہے وہ ان
تائیدات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس کھیل میں بھی خدا نے محض بطفیل حضرت مسیح علیہ السلام
ہمارے ساتھ کیں۔

۱ - ہر روز دہوپ اور سخت ہوتے ہوتے عین میچ کے وقت اور خصوصاً ہلد
فیلڈ کے وقت ابر کا آسمان پر محیط ہو جاتا۔ ۲ - لوگوں کا خود بخود اسبات کا
اقرار کرنا کہ تائید ایزدی ان لڑکوں کے ساتھ ہے۔ ۳ - باوجود عدم پریکٹس
اور وقت نہ ملنے کے روزانہ کھیلنے اور ہمیشہ پریکٹس کرنیوالوں پر کامیابی حاصل کرنا۔
۴ - کھیل کے ساتھ ایمان اور پابندی مذہب کا خیال رکھنا چنانچہ موجود ٹیم میں
بھی گرجہ کے عین نزدیک اذان و تکبیر قرأت کے ساتھ للہ کا باجماعت نماز پڑھنا
اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ ۵ - ہار ہو یا جیت ہر حالت میں دوسرے طلبا سے نیک
تعلقات رکھنا جسکی تازہ مثال موجودہ میچ ہے۔ ان عمدہ باہمی تعلقات کو دیکھکر ایم بی
اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور بیرنگ اسکول کے پرنسپل نے ہمارا شکریہ ادا کیا + پس اوس دوران ہم
ہم دعوے اور فخر سے کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اس برگزیدہ انسان کے باعث تعلیم الاسلام
کے متعلموں کو دین اور دنیا میں فوقیت دیگا۔ اے خدا اے آسمان و زمین کے مالک ہم پر اور

لاجپت رائے - آریہ سماج اور پولیٹیکل تحریک

(اس عنوان سے ایک خط ۱۶ ماہ رواں کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے اس کا راقم خود کو ایک ہندوستانی لکھتا ہے۔ اس خط کا اقتباس یہ ہے۔)

اگر کسی کے کان ہوں تو سنے۔ گزشتہ چند ایام میں ہندوستانی اور اینگلو انڈین اخبارات میں آریہ صاحبوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین پڑھتا رہا ہوں جن آریہ لوگوں کی طرز عمل میں ایک گونہ تغیر نظر آتا ہے۔ لالہ لاجپت رائے کی شخصیت اور گورنمنٹ کی جانب اونکی روش بدلی ہوئی ہے۔ جو لوگ یہ ظاہر کرتے تھے اور دوسروں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ اجنبیوں کو بھارت سے خارج کرنے کے حامی ہیں (غیر ملکیوں - غاصبوں اور اجنبیوں سے مراد ہے) وہ آدمی جن کا کام جابجا گورنمنٹ اور اس کے عمال کی طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا تھا جن کے وسیلہ سے انہوں نے مدت دراز کی غلامی [illegible] اقبال حاصل کیا ہے۔ ہر موقع پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ وہ آدمی جو ہر ایک پابند قانون [illegible] وفادار شاہ وستدی کو قابل الزام ٹھیراتے تھے۔ (حامیان شاہ برطانیہ کو برا بھلا کہنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے) اور آن کو غدار متعلق اور چیلوں کو ناکسوں سے یاد کرتے تھے۔ اب انہی لوگوں کا رویہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے قابل یادواقعہ کے بعد سے بدل گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم قانون کے تابعدار اور خیر خواہ سرکار ہیں۔ اور اون کی لیڈروں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے جو گورنمنٹ کے خلاف بدظنی پھیلانے یا فساد کے سبب ہوتے ہیں اور یہ کہ پولیٹیکل مجذوبوں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں ہے اور یہ کہ ہم صلح اور آشتی کے خواہاں ہیں۔

میں اسلئے نہیں لکھتا کہ ان لوگوں کے چند ہفتے پہلے کے خیالات قابل الزام ٹھیراؤں۔ اور نہ میں اون کے موجودہ رویہ کی صداقت کو مشکوک خیال کرتا ہوں بلکہ میں اس سے بھی زیادہ اہم مقصد سے یہ خط لکھتا ہوں۔ میں اس چشمہ کی طرف توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ لوگ پولیٹیکل طور پر تحریک پذیر ہوتے ہیں۔ الغرض میں انکی مذہبی کتاب کے وہ حصے پیش کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں آریہ صاحبوں کے ان خیالات اور جذبات کو متاثر کرتے ہیں۔ جو وہ اجنبیوں اور غیر ملکیوں کی جانب رکھتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش کے انگریزی ترجمہ کو جو ڈاکٹر چرنجیت بھاردواج نے کیا ہے دیکھنا چاہئے۔

(۱) (صفحہ ۱۸۰) ایک چھتری جس کا علم تربیت اور پاکیزگی اسیطرح اعلیٰ ہونی چاہئے جیسے کسی برہمن کی ہوتی ہے۔ اس کو ملک پر حکومت کرنی چاہئے۔

(۲) (صفحہ ۱۸۲) اس آدمی کو یکے بعد دیگرے [illegible] شاہ بناؤ۔ جو عادل رعایت کرنیوالا اعلیٰ تعلیم یافتہ [illegible] اور سب کا خیر خواہ ہو۔ اسطرح تمام عالم کو حکمرانی حاصل کر لو گے۔ سب پر سبقت لے جاؤ گے۔ اور سلطنت کے معاملات کا انصرام کر سکو گے۔

(۳) (صفحہ ۱۸۵) چار طرح کے [illegible] یا سپہ سالار اعظم [illegible] بنائے منتری (وزیر انصاف) اور مہامنتری (وزیر اعظم) ایسے ہونے چاہئیں جو وید اور شاستروں کے ماہر ہوں۔

(۴) (صفحہ ۱۸۶) اس قانون کی کوئی شخص خلاف ورزی نہ کرے جس کو ایسی کونسل نے وضع کیا ہو۔ اس کونسل کے ممبر ایسے آدمی ہونے چاہئیں جو چاروں ویدوں میں خوب ماہر ہوں اور وہ برہمچاری [illegible] سے ہوں [illegible]

(۵) (صفحہ ۱۸۶) تین آدمیوں کی کونسل کے فیصلہ کی بھی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہئے جو رگ وید یجر وید اور سام وید کے عالم ہونگے۔

(۶) (صفحہ ۱۸۶) کوئی آدمی ایسے قانون کی پیروی نہ کرے جو وید وں سے ناآشنا لوگوں کے بنائے ہوئے ہوں۔ کیونکہ جو شخص جاہل احمقوں کے بنائے ہوئے قانون کی پابندی کرتے ہیں وہ صد ہا قسم کے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اپنی مسند کردہ بالا تینوں کونسلوں یعنی تعلیمی ملکی و مذہبی کونسل کے ممبر [illegible] اور [illegible]

(۷) (صفحہ ۱۹۰) ضروری سامان مہیا کر کے اور اپنی طاقت کو بڑھا کر [illegible] قوت اپنے دشمن کے زیر کرنے میں شیر ببر کیطرح استعمال کرنی چاہئے اور [illegible] کی طرح ویسے پاؤں جاکر اپنے دشمن کو پکڑ لینا چاہئے لیکن جب زبردست [illegible] قریب آجائے تو ہمکو (راجہ) خرگوش کیطرح بھاگ جانا چاہئے اور [illegible] چال سے پامال کرنا چاہئے۔

(۸) جہاں دشمن سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس حصہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے [illegible] کہ کچھوا اپنے اعضاء کو کھوپڑی کے اندر چھپا لیتا ہے۔

(۹) (صفحہ ۲۱۱) اگر ہو سکے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے دشمن کو گھیرے اور گرفتار کرے اسکی رعایا کو دق کرے گھاس اور خوراک کا ذخیرہ گرفتار کرے۔

(۱۰) (۵۶ صفحہ) جو شخص سچے استادوں کی تصنیفات اور تعلیمات کی جو ویدوں کے موافق ہو تحقیر کرے۔ وہ ناستک ہے اور ویدوں کا منکر ہی ہے۔ ایسے شخص کو اچھے آدمیوں کی صحبت سے دور رکھنا چاہئے۔ اگر ضرورت ہو تو اسے ملک سے نکالدینا چاہئے۔

یہ تھی سوامی دیانند کی انجیل۔ یہ تھی اخلاقی قوت اس شخص کی۔ جو آزادی تقریر اور خیال کی رو سے دلیر ہوگیا تھا۔ اور بڑی بیرحمی سے ہندووں پر مسلمانوں عیسائیوں۔ جینیوں۔ اور سکھوں کے مذاہب پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ اور یہ ہندوستان کے بہتر سے بہترین پر اسیطرح نکتہ چینی کرتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مختلف قوموں اور گروہوں اور نسلوں کے لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا ہوگئی۔ وہ بالاتفاق [illegible] رہتے تھے۔

اس سے [illegible] کے نیچے بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔ سوامی دیانند کے [illegible] جیسے ہی گئے جو برٹش عملداری کے زیر اثر [illegible] گروہ کے احکام کی بڑی مستعدی سے پیروی کرنے لگے۔ اور پولیٹیکل تحریکوں کو بھی انہی احکام کے مطیع کرنے لگے۔

لالہ لاجپت رائے سوامی دیانند کی تعلیمات میں خوب ماہر تھے۔ اور آریہ سماج کے ستون اور بڑے مقتدر لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ انکو ولیم پولیٹیکل خواہشیں ایسی بلند تھیں جو بہت تھوڑے آدمیوں کو معلوم تھیں۔ جو ایجیٹیشن انہوں نے زمینداروں کے درمیان کیا تھا اسکی قوت کا لالہ صاحب نے غلط اندازہ لگایا تھا اور قبل از وقت شیر ببر کیطرح چھلانگ ماری۔ مگر انجام کار خرگوش بننا پڑا۔ جیسا کہ انکو صلاح اور دوست انکو کہانا چاہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ لالہ لاجپت رائے پکے آریہ سمجھے جاتے تھے۔ اور سوامی دیانند کے پکے شاگرد تھے۔ لوگ لالہ صاحب کی اسوجہ سے تعریف کرتے تھے کہ وہ سوامی جی کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرنیوالے تھے۔ اس تعلیم کا نمونہ روبرو پیش کر چکا ہوں لالہ لاجپت رائے بہت مستعد اور سرگرم تھے۔ اسلئے وہ بڑی مستعدی اور جوش کے شکار ہوگئے۔

اب میں ایک ہی فقرہ میں اس خط کا منشا بیان کر دینا چاہتا ہوں جس راستہ پر چلنے سے تباہی آئے۔ وہ بلا تامل ترک کر دینا چاہئے یہ میری صلاح ہے اُن سمجھداروں کے لئے ہی ہے جو اس خطرناک غلط فہمی سے جاپڑے ہوں۔ آریہ کا نیچرل حال کا اقرار اون کے پرانے اصول کے موافق ہے اقرار یا اصول پر عملدرآمد کرنے کا ہم انکو خود فیصلہ کرنا چاہئے۔ انہیں سے ایک [illegible] اور گورنمنٹ کی خدمت میں یہی گذارش کرتا ہے کہ وہ غور کرے کہ آیا [illegible] کالج اور مستعد اسکولوں کے لڑکوں کو اس قسم کی تعلیم سے جسکا اقتباس اوپر بیان کیا گیا ہے۔ زہر آلودہ ہونے دیگی۔ یا اس کا انسداد کرے گی + [illegible] بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آریہ سماج بدترین صورت میں کانگریس تحریک کی [illegible] سرگرم حامی نظر آئیگا کہ یہ بہت ہی بڑی غلطی ہے۔ کانگریس ایک خالص پولیٹیکل تحریک ہے خواہ اسکے نقائص اور محاسن کچھ ہی ہوں اسکے حامی اور لیڈر سوچ سمجھ کر کام کرتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں۔ برعکس اسکے آریہ سماج بقول اس کے لیڈروں کے ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور انسان کی نہایت زبردست قابل انفعال اور وحشیانہ عنصر سے ایک ولی ہے یعنی روحانی جذبہ کو مشتعل کرنے والی ہے۔ اسی روحانی جذبہ سے لالہ لاجپت رائے [illegible] عالی حوصلہ دور اندیش سنجیدہ مزاج اور [illegible]

امریکہ میں مقدمات طلاق کی کثرت

اضلاع متحدہ امریکہ کا صیغہ مردم شماری شادی و طلاق کے متعلق اعداد و شمار جمع کر رہا ہے۔ جن کے شائع ہونے پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ باہر بھی ایک غیر معمولی ہلچل مچ جائے گی۔ اضلاع متحدہ میں ۱۸۶۷ء کے مابین (۳۲۸۰۰۰) طلاقوں کی منظوری ہوئی تھی۔ اور یہ کہنا بالکل قبل از وقت ہے کہ ۱۸۸۶ء اور ۱۹۰۶ء کے درمیانی سالوں کے اعداد کہاں تک پہونچیں گے۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ مسٹر نارتھ ڈائرکٹر مردم شماری کی رائے میں اس کی اوسط تعداد (۱۲۰۰۰۰) تک پہونچے گی۔ یہ تخمینہ اُن اعداد و شمار کی بنا پر کیا ہے۔ جو اُن کے روبرو ہیں اور اس لئے یقیناً وہ محض وہم سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۶ء کے بین فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کا اوسط ۳۴ تھا۔ ۱۸۸۶ء و ۱۹۰۶ء کے درمیان مسٹر نارتھ کے تخمینہ کے مطابق فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کی تعداد تقریباً ۸۰ تک پہونچ گئی ہے۔ بالفاظ دیگر پہلے بیس سالوں کی بہ نسبت دوچند ہو گئی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت دیہات کے شہروں میں طلاقوں کا بہت زور ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ بلحاظ تعداد طلاق شہروں کی فہرست میں شکاگو چوٹی پر رہیگا۔ کافی اعداد فراہم کر لئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ شکاگو کی طلاقوں کی تعداد بہ نسبت نیویارک کے بلحاظ آبادی سہ چند ہے۔

مسٹر نارتھ کو امید تھی کہ اس زمانہ تک کل ملک کے اعداد مرتب ہو جائیں گے۔ گذشتہ جولائی میں صیغہ مردم شماری نے بڑے بڑے شہروں کے اعداد حاصل کرنے کے لئے (۱۵۰) خاص ایجنٹ روانہ کئے تھے۔ اُن کا کام خاطر خواہ رہا ہے اور دفتر تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے متعلق اپنی رپورٹ شائع کر دے گا۔

اگرچہ یہ تو یقینی ہے کہ رپورٹ کے شائع ہوتے ہی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسنی پھیل جائے گی۔ لیکن یہ نہایت مشکوک ہے کہ قوانین طلاق میں کوئی مفید ترمیم ہوگی اور کانگریس اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرے گی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس تحقیقات کے ذریعہ سے مختلف حصوں کے قوانین طلاق کچھ حد تک یکساں ہو جائیں گے۔

واضح رہے کہ مذہب عیسائی کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جسے آسمان پر جوڑا گیا ہے۔ اُسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یعنی جن دو میاں بیوی کی شادی تقدیر میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ تک میاں بیوی رہتے ہیں۔ اور طلاق کوئی چیز نہیں۔ لیکن دوسری طرف زمانہ حال کی شائستگی اور عورتوں کی غیر معمولی آزادی کا ایک یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ یورپ اور خصوصاً امریکہ میں بدکاری اور ہزارہا دیگر خفیف سے خفیف وجوہات پر عورتیں اور مرد شادی کی زندگی سے چند ہی روز میں تھک جاتے ہیں۔ اور عدالت میں طلاق کی درخواستیں کرتے ہیں کہ جہاں سے ذرا ذرا بہانوں پر طلاق مل جاتی ہے۔

گو عام قاعدہ یہ ہے کہ جب مرد کی بدکاری یا ظلم ثابت ہو تو عورت کو طلاق مل جاتی ہے۔ لیکن امریکہ میں خفیف سے خفیف بہانہ پر عورتیں آزادی حاصل کر لیتی ہیں۔ مثلاً مرد سوتے میں خراٹے لیتا ہے اور بیوی کی نیند اچاٹ کرتا ہے۔ مرد کے ناخن بڑے ہیں اور بیوی کو ان سے تکلیف پہونچی ہے۔ یا وہ شراب یا تمباکو پیتا ہے وغیرہ وغیرہ

اس لحاظ سے دنیا بھر کے مذاہب میں اسلام منفرد ہے جس میں طلاق کا طریقہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور مناسب وجوہات سے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ فرانس اور امریکہ وغیرہ میں طلاق کا مسئلہ نہایت غور سے دیکھا جا رہا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسوقت شادیوں کی صلاح دینے لگے ہیں کہ جو مسلمانوں میں متعہ اور ایران میں صیغہ کے نام سے مشہور ہیں خواہ صیغہ یا متعہ کی نسبت کسی گروہ کی کچھ بھی رائے ہو۔ لیکن اب یورپ اور امریکہ کے مہذب لوگ خدا سے آرزو کر رہے ہیں اور زور مار رہے ہیں کہ اُن کے قانون میں یہ طریقہ جائز قرار پا جائے۔ اور جب کوئی میاں بیوی نکاح کرنے لگیں۔ تو وہ سال یا دو سال کی مدت مقرر کر لیں۔ اور اُس مدت کے گذرنے کے بعد اگر اُنکی بن جائے۔ تو وہ میعاد کی توسیع کر لیں ورنہ بلا دقت الگ الگ ہو جائیں۔ ماخوذ از شحنۂ اسلام۔

امریکہ میں طلاق اس قدر بچوں کا کھیل ہو گیا ہے۔ کہ ہر روز شوہر اور بیویاں بطور مال مویشی کے ہاتھ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً آج مسٹر جارج فلان بیوی سے نکاح کر کے اُس کے گھر چلا گیا اور کل مسز سمتھ فلان میاں کو لے گئی۔ جو پچھلے ہفتہ میں اُس کی ہمسائی کا میاں تھا۔ ذیل کے واقعہ سے اس امر کی تائید ہو جائے گی کہ طلاق امریکہ میں کیا تماشے کر رہی ہے۔ امریکہ کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ایک روز شہر نیویارک کے ایک کوچہ میں بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ کل سے ہمارے گھر میں نیا باپ آیا ہے جس کا نام اور حلیہ ایسا ہے۔ دوسرے بچے نے کہا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ پہلے بچے نے پوچھا تم اسے کس طرح جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ پچھلے سال وہ میرا باپ رہ چکا ہے۔ مگر کسی وجہ سے اماں نے اُسے نکال دیا ہے۔ اور اب تمہاری اماں نے اُسے رکھ لیا ہے۔

سوسائٹی کی ایسی افسوسناک حالت اور طلاقوں کی کثرت پر دانشمند لوگ حیران ہو رہے ہیں۔

آریا سماج اور موجودہ بے چینی

اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک ہندوستانی نامہ نگار نے اخبار مذکور کی اشاعت میں ایک مضمون لکھکر بتایا ہے کہ وہی لوگ جو غیر ملکوں خاصکر امریکہ اور جاپان میں جا کر ہندوستان کو برٹش سے آزاد کرنے کی غرض سے اجنبیوں کو بھارت ماتا سے نکال دینا چاہتے تھے جنکا کام یہ تھا کہ گورنمنٹ اور اُس کے عمال پر بیجا نکتہ چینی کریں۔ جو تمام پابند قانون اور وفادار فرقوں کو جو کہ خوشامدی اور غدار بتاتے تھے۔ وہی لاجپت رائے کی جلا وطنی کے دن سے کچھ اور ہی راگ الاپنے لگے ہیں۔ آریہ صاحبان آجکل بڑے زور شور سے گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے ہیں۔ لیکن نامہ نگار مذکور نے ستیارتھ پرکاش کے متعدد جملے نقل کر کے بتایا ہے کہ آریوں کے پولیٹیکل خیالات کا منبع کیا ہے۔ چنانچہ ایک جملہ یہ ہے کہ "کوئی شخص اُس قانون کو نہ مانے جیسے ایسے لوگوں نے وضع کیا ہو۔ جو ویدوں کے علم سے بالکل بے بہرہ اور لاعلم ہوں"۔ اس مضمون کے متعلق رائے دیتے ہوئے خود ہمعصر سول ملٹری گزٹ نے یہ نہایت دلچسپ ریمارک کیا ہے کہ اگرچہ گورنمنٹ کسی مذہب سے تعارض نہیں کرتی۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی رکھے کہ کوئی مذہب گورنمنٹ سے تعارض تو نہیں کرتا۔

مسلمان اور جہاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت" شائع فرمایا تھا جو انگریزی میں بھی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور پائنیر اور بعض دیگر اخبارات میں شائع ہوا۔ اس اشتہار کو پڑھکر ایک صاحب سید محمد نام نے ایک چٹھی اخبار سول مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں شائع کی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو مولوی عبداللطیف کی سنگساری کے متعلق لکھا ہے کہ امیر کابل نے ان کو جہاد کی تعلیم کی مخالفت کی وجہ سے سنگسار کرایا یہ غلط ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اگر مرزا صاحب کا ایسا لکھنے سے یہ منشاء ہے اور ان کے اشتہار کے مفہوم عامہ سے یہی منشاء ان کا ثابت ہے کہ جہاد کے متعلق جو عقیدہ امیر حبیب اللہ یا عام مسلمانان ہند یا دیگر ممالک کے مسلمانوں کا ہے وہ کسی وقت مسلمانان ہند کی وفاداری میں خلل اندازی کا باعث ہو سکتا ہے تو ہم زور سے یہ کہیں گے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔" اور پھر لکھتا ہے کہ "اور پبلک کی اطلاع کے لئے اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کے سبب سے اس کی جان جاتی رہی یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا اور یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی میں موت ہے۔ مرتد وہ اس طرح سے ہوا کہ وہ مرزا غلام احمد کا جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّم مرتد ہے مرید ہو گیا تھا"

اس کوتہ اندیش اور جہاد کے فدائی نامہ نگار کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے ایک چٹھی اخبار سول میں شائع کرنے کے لئے بھیجی جو ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء کے اخبار میں چھپی ہے اس چٹھی کا عنوان جو خود اخبار سول نے تجویز کیا ہے وہ یہی عنوان ہے جس کے نیچے یہ مضمون لکھا ہے یعنی "مسلمان اور جہاد" اصل چٹھی جس کا ترجمہ سول میں چھپا وہ یہ ہے۔ "۷ مئی ۱۹۰۷ء کو میں نے اپنی جماعت کے لئے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کی اپنی رعایا کے ہر ایک فرقہ پر حقوق ہیں کیونکہ تمام لوگ اس کی پرامن سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے سایہ حمایت کے نیچے ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہیں اور سب پر واجب ہے کہ اس کا شکر کریں اور عملی طور پر اپنی اطاعت کو دکھلاویں لیکن سب سے زیادہ میری جماعت پر فرض ہے و واجب ہے کہ اس گورنمنٹ کے سایہ عنایت و حمایت کا قدر کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے آسمان کے نیچے اس جماعت کے محفوظ رہنے کے لئے صرف یہی گورنمنٹ مقرر رکھی ہے جس کی ظل حمایت میں یہ جماعت ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہے ورنہ اگر مکہ اور مدینہ میں بھی یہ لوگ رہنا چاہیں تب بھی ان کی جان کی خیر نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک ملک کے ملاؤں کی طرف سے ان پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ ہے۔ اس تحریر میں نظیر کے طور پر میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللطیف صاحب کا امیر کابل کے حکم سے سنگسار ہونا میرے اس بیان کا شاہد ناطق ہے کہ وہ میری بیعت کرنے کی وجہ سے کس بیرحمی سے سنگسار کئے گئے اور صرف جہاد کا منکر ٹھہرا کر پتھروں کے ساتھ ان کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہے خلاصہ میرے اشتہار ۷ مئی ۱۹۰۷ء کا۔ اس میرے بیان کے رد کرنے کے لئے ایک صاحب سید محمد سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کی وجہ سے وہ سنگسار کیا گیا یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی کے رو سے قتل ہے۔ اس کا مرتد ہونا اس وجہ سے تھا کہ وہ مرزا غلام احمد کا پیرو بن گیا جو تمام مسلمانوں کے درمیان مرتد تسلیم کیا گیا ہے (یعنی مرزا غلام احمد بھی واجب القتل ہے کیونکہ مرتد ہے) اب میں مختصر طور پر اپنی محترم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ صاحب راقم نے اپنی اس تحریر میں قبول کر لیا ہے کہ ہم سب لوگ جو اس عادل گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے کئی لاکھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی شریعت کے رو سے واجب القتل ہیں پس جبکہ یہ حال ہے تو ہم اس گورنمنٹ کا سچے دل سے قدر کریں یا نہ کریں اور اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور کدھر جائیں۔ اس وقت میں امیر حبیب اللہ خان پر کوئی حملہ مولوی عبداللطیف کے مارے جانے کی وجہ سے نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے اپنی شریعت کے رو سے انکو واجب القتل سمجھا سو قتل کر دیا اور اپنے زعم میں بڑے ثواب کا کام کیا کہ ان کو سنگسار کر دیا اور ان کے عیال و اطفال جلا وطن کر کے ہمیشہ کے لئے قید میں ڈالے گئے۔ لیکن اس تمام تحریر سے میری غرض تو یہ تھی کہ ہماری اس عادل گورنمنٹ نے ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہئے پس ہم اس گورنمنٹ کے کیونکر شکر گذار نہ ہوں۔ اسلئے میں نے لکھا تھا کہ میری تمام جماعت کے لوگ اس بات کو محفوظ کر لیں کہ اگر وہ بھی مولوی عبداللطیف کی طرح اس گورنمنٹ کے سایہ عاطفت سے باہر قدم رکھینگے تو وہ بھی ایسے ہی سنگسار کئے جائینگے۔ پس انکو چاہئے کہ نہ کسی بناوٹ سے بلکہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور ہر ایک وقت یہ خدمت کیلئے تیار رہیں۔ یاد رہے کہ میں امیر حبیب اللہ خان کی کوئی شکایت نہیں کرتا اور خاص طور پر اس پر کوئی الزام نہیں لگاتا انہوں نے ملاؤں کے فتووں پر عمل کر دکھایا اور ہر ایک اسلامی سلطنت اس فتوے پر عمل کرنے کیلئے تیار ہے امیر حبیب اللہ خان کی کوئی خصوصیت نہیں اسی وجہ سے میں اپنے اس شائع کردہ اشتہار میں لکھ چکا ہوں کہ اگر ہماری یہ جماعت مکہ اور مدینہ میں بھی ہوتی تب بھی وہ ایسے ہی سنگسار کی جاتی جیسا کہ کابل میں مولوی عبداللطیف کیا گیا۔ رہا جہاد سو ہم جو ان مخالف مسلمانوں کی نظر میں مرتد اور واجب القتل ٹھہرے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور قرآن شریف سے منکر ہیں جس کو شک ہو ہماری کتابیں دیکھ لے بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ ہم اس بات سے منکر ہیں کہ اب بھی کسی جہاد کی ضرورت ہے اور یا کسی ایسے مہدی اور مسیح کی ضرورت ہے کہ کسی وقت خونریزی کر کے اسلام کو پھیلا سکیگا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے اعتقاد جاہلوں کے لئے خطرناک ہیں انہیں اعتقادوں نے سرحدی وحشیوں کا ستیاناس کیا ہے جس نے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور تلوار اٹھائی۔ ایسے عقیدے جو پہلے سے جاہل لوگوں کے دلوں میں ہوتے ہیں خواہ نخواہ وحشی لوگوں کو ایسے مہدی کی طرف کھینچتے ہیں اسلام کی پاک تعلیم اور اس کے روشن نشان کسی جہاد کے محتاج نہیں یہ محض غلطیاں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عقلمند لوگ ایسے اعتقادوں سے دن بدن دست بردار ہوتے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے مخالف مسلمان گورنمنٹ کے سچے مطیع نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ مطیع ہیں مگر کاش اگر ایسا اعتقاد نہ ہوتا تو اچھا تھا +

(ریویو آف ریلیجنز)

وصیت ۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی شیر علی ولد مولوی نظام الدین صاحب قوم رانجھا سکنہ اورحمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور حال مقیم قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(نوٹ) (چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ میں ہے اس لئے اندراج نہیں کیا گیا)

۴ میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مکان واقع قادیان قیمتی ایک صد روپیہ اور بھینس قیمتی ۶۰ روپیہ جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے ⅓ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت ۵۳ روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے و اس کو فروخت کرکے قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کریں (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

۵ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری ثابت ہو تو ایسی جائیداد ما حصل کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

نوٹ۔ جس مکان کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے میرا ارادہ اس کو وسیع کرنیکا ہے اور نئی عمارت بنانے کا ہے اور اسی طرح اس کی قیمت امید ہے کہ چار سو روپیہ تک ہو جائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

۶ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آئندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کی سپرد کی جاوے۔

۷ میری یہ بھی وصیت ہے کہ تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکورہ کے حوالہ کروں گا جس کا اعلان مجلس مذکورہ کی طرف سے ہوگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کو متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ جو میری روح کی راحت کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

۸ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے باعث جس کا مجھے علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکور میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کی نسبت کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہینگے۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جبتک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

۹ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو جو اخراجات متعلق نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے ان کو بھی وصول اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

الراقم شیر علی ... قادیان دارالامان ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ۹ مارچ ۱۹۰۶ء

العبد
شیر علی عفی عنہ

گواہ شد
حافظ عبد العلی ولد مولوی نظام الدین ذات رانجھا سکنہ اورحمہ

گواہ شد
نظام الدین ولد شیر علی بقلم خود سکنہ اورحمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور ... نشانی انگوٹھہ

گواہ شد
غلام نبی ... حال وارد اورحمہ سکنہ ... بقلم خود ... نشانی انگوٹھہ

وصیت ۸۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی احمد نور ولد اسد نور قوم افغان ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

نوٹ ۔ چونکہ یہ وصیت میں مطبوعہ فارم پر شرط اول و دوم و سوم کا مضمون چھپا ہوا ہے اس لئے اس کا اندراج نہیں کیا گیا۔

۴ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ للعہ کا مال میری دوکان میں میرا حصہ ہے اور ایک مکان ہے جسکے نصف کا میں مالک ہوں اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے آج کی تاریخ اس جائیداد کے ساتویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں

کہ میری اس جائیداد کا یہ حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد میری کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اُن میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

ﻫ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد ناقصہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں احمدی جماعت میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہوں گی دارالامان قادیان میں پہنچایا جاوے اور وہاں مجلس کار پرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ [illegible] [illegible] ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس [illegible] اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے [illegible] اور اگر ان اخراجات کے لیے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری وہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز اور ضروری سمجھیں گے۔

۸۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ [illegible] یہ وصیت صرف [illegible] لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے باعث [illegible] علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر ۳ و ۴ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جن کا مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۶ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد

[illegible] کہ سے وصول نہ ہوئے تھے اُن کو بھی وصول کرنے اور صرف کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

العبد۔ احمد نور ولد اللہ نور قوم سید افغان ساکن قادیان۔

وصیت ۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں حکیم فضل الٰہی ولد حکیم پیر محمد صاحب قوم نارو راجپوت ساکن موضع کوٹ [illegible] ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور محلہ بتاں نقابی [illegible] ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا پیرا فقرات میں مضمون [illegible] ہے۔ اس لئے اسکا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔)

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں چونکہ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کچھ موضع کوٹ بھولنیداس تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقعہ ہے اور کچھ لاہور میں جو جائیداد ضلع گوجرانوالہ موضع مذکور وغیرہ میں ہے وہ حصص غیر منقسمہ جائیدادات وغیرہ کے ہیں جن میں منتظمان مقبرہ بہشتی قادیان کو وقت تانون کا اندیشہ ہے لہذا میں اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ متعلقہ واقعہ ضلع گوجرانوالہ کو بجز واقعہ لاہور کو جس کی قیمت دس ہزار روپیہ کی سمجھتا ہوں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ جائیداد لاہور میں سے جو خالص بلا شراکت غیر سے میرے ہی تصرف اور قبضہ میں ہے ایک حویلی جس میں سکونت رکھتا ہوں اس کا چہارم حصہ جو تخمیناً قیمت [illegible] ایکہزار روپیہ سمجھتا ہوں میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد چہارم حصہ حویلی کو فروخت کریں یا جس طرح چاہیں فائدہ اٹھاویں غرضکہ انجمن قادیان مجوزہ حضرت مسیح موعود کو کلی اختیار ہونگے جو میرے آقا اور شفیع نے تجویز فرما کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائی ہے۔ ۲۰ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷

العبد حکیم فضل الٰہی بقلم خود

گواہ شد۔ [illegible]

گواہ شد۔ حکیم محمد حسین احمدی [illegible]

گواہ شد۔ نبی بخش احمدی ملازمت گورنمنٹ [illegible] لاہور

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں حافظ محمد حسین ولد حکیم الدین قوم آرائیں ساکن مرار ریاست کپورتھلہ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ [illegible] وصیت واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد [illegible] آلیت بروئے پیمائش ریاست ہے جس میں [illegible] شامل ہے جس کی وصیت کرنے میں کچھ روکیں ہیں اس واسطے [illegible] کی قیمت تخمینہ [illegible] ہزار روپیہ کر کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت کل مبلغ [illegible] صد روپیہ ہوا جو یکشت مظہر ادا نہیں کر سکتا فی سال یکصد روپیہ ادا کرتا رہوں گا جس میں سے مبلغ یکصد روپیہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۷ کو حاصل کیا گیا بعد فی سال یکصد روپیہ ادا کروں گا۔ اگر خدا نہ کرے مظہر فوت ہو جائے تو میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء اس اقرار کے پابند ہونگے یعنے سو روپیہ فی سال ادا کرینگے اور آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اُس کا بھی ۱/۱۰ حصہ حسب وصیت مجلس کار پردازان مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کی سپرد ہوگا۔ کیونکہ ورثاء ان کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے ہیں کہ کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

العبد۔ حافظ محمد حسین نمبردار مرار بقلم خود

گواہ شد۔ امیر الدین ولد حافظ محمد حسین [illegible]

گواہ شد۔ نبی بخش [illegible] حافظ محمد [illegible]

[illegible]

چھ سال کا تجربہ

جبکہ ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ایک بھی اسی طرح مصیبت میں مبتلا تھے اور جبکہ ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ کہ جس سے انھوں نے مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی راستہ اختیار کرنیکا مصمم ارادہ کرتے ہیں۔ کہ جس سے وہ کامیاب ہوئے۔ اس سے کبھی زیادہ بہتر تجربہ ہے جبکہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتائے کہ جو ہمیں شفا بخشیگی۔ ڈاکٹر سی۔ سی۔ منٹر صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ (سور بکرجی کمپنی عطاران ۱-۲۹ آکورن والیس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) لکھتے ہیں میں گذشتہ چھ سال سے میرے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈودن کی ورولیشیت اور گردہ کی گولیاں دیتا ہوں اور گردوں کے اختلاط۔ درد کمر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے۔ ایسے مرضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں یہ دوا لینے کے بغیر پس و پیش کے صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اس واسطے خطرناک ہے کہ وہ اتنی خفیہ اور آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص کہ درد سر۔ چکر اور قلب اور دل کی بیماری۔ بے خوابی۔ چکر آنا۔ سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا ہے کہ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی ہیں ورولیشیت جلد، مثانہ کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا سڑنا۔ یہ گولیاں اس سبب کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنی گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں۔ ... ورمتوں کی رو کا ڈون ایرا ورا راست ڈودن کی اور ... آفس ... ۲ ... کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ... روپیہ ... اگر آپ اپنے حکم ... انھی اس اشتہار کے حوالہ ... تو آپ کے حکم کی تعمیل ...

پیرا و ران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب بنا ہے۔ ... اور سر کے سفید بالوں کو لگانے سے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھونرے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار ہے۔

المشتہر

حکیم مولانا عاشق بیزوانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی تو پیسٹ مانڈوی۔ بمبئی

ایک لاکھ پر یقیہ ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر اشتہار ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے
(بر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نور العیون)

نظیر نہیں رکھتا۔ اور صرف لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی بیماری وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول الماء تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی بہنا۔ پڑبال۔ خارش ہونا۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں عہدیداروں و عمدہ داروں کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بھر کے لئے کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے فوائد بذریعہ درخواست آپ کے روانہ ہونگے درخواست طلب اور ... منگوانا چاہئیگا۔

سرمہ نور خاص فی تولہ عہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سرمہ سنگی نمبر ۱ پختہ رنگ۔ آخر ح بالا الیقین خوشبو ... کہ ریشمی معلوم ہو ... کے واسطے عمدہ تحفہ ہے۔ چار روپیہ ... نہایت خوبصورت ... درجہ ... اگر عوض ... قیمت صرف ... نشانات وی پی منگوانے میں ... محصول بذمہ خریدار ... خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کا ہونا ضروری ہے ...

المشتہر

... کارخانہ سرمہ نور ...

احتیاط کے سلسلے میں تحریر



ایک قوی الجثہ شخص کو دیکھتے ہیں ... امراض حکمت ... ضرورت نہیں ... بیماری ہمیشہ کمزوروں ... لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف ... اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس ایملشن

بہار ... اور موسمات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے ... کے لئے ... ازوقتی ... موجود ہے

ہمیشہ اس نشان کا ہی گیر کا ایملشن تو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

آجکل دنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظر زمانہ رسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں تاپ و ارکو طوفان ہے وہ طاعون جو بیہودیوں پر نازل ہوئی تھی انہیں دنوں میں بھی نازل ہو گئی جسنے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے بس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام اعظم ہے کل ہٹی نار دمار کہ جب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کی برکات بڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ لگانے ہیں جس سے طاعون کی جراثیم بدن کے اندر داخل ہو نہیں سکتے ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ہم نے اس کی عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد و بخار کا فور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا کہ جن بچیوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر ملی جائے [illegible] تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہو جاتا ہے۔ بار ہا کا تجربہ ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ [illegible] واقف نہیں مجھے ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھ کر پھر تندرست انسان کو کاٹتے ہیں تو وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کے کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھینگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کریں ذٹ۔ جو تاجر یہ اشتہار اجرا مع اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل سے طلب کرے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری میں مفسدوں کی تیز دواریں اور مفیدوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ اجزاء معجون طیار کی ہے جسکے چند دن استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہر کلمہ پڑھ کر جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگاؤ ہمیں پسند ہو تو لکھ بھیجیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلاء اکسیری پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور علیلہ کا زہر جو مرض لاحق ہوتے ہیں ایسے مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہماری اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلاء بھی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ انکو مفید ہوگا منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھ کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہے اور بصارت بڑھاتا ہے قیمت فی تولہ منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہے۔ ہمیشہ کام میں لائیں [illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بےنظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو تمہ دار توڑا ہے قیمت ۱۲ ست بچن ۱۱ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے لطافت ازیاں گرد باہم خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت وجود۔ بخط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲۔ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو مقبولیت ہو گئی ہے قیمت فی پارہ ۸ سالک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم ناول کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت ۴

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سید ہو ریشی دار کشمیر کی لکڑی کا مع ہینڈل کاک کین اور دو ور بڑے کے بنے ہوئے نہایت پائیدار قیمت ۷ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سید ہو ریشی دار کشمیر کی لکڑی کا مع کین ہینڈل عمدہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۶ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۵ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۳ کرکٹ بیٹ معمولی

پریکٹس کے لئے عمدہ

بچوں کے لئے کرکٹ سٹ { ۲۔ ۱۲ برس کے بچوں کا سٹ ایک بیٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ } 　 ۳

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ کٹس ایک بال فی بکس 　 ۵

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈ نہایت پائیدار عمدہ 　 ۷ 　 ۶ 　 ۵

بچوں کیلئے فٹ بال ۲ مع بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ٹانگے کے بیچ 　 ۳

پریکٹس

کرکٹ وکس فی کالی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سپارٹنگ مینگلٹ { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سال از قسم بیٹ پریکٹس کرکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا میری خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت بلحاظ اس کے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں }

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

پیشگی سالانہ

الحکم

یہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دو وا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خود نوشت سوانح عمری

(نمبر ۳)

قبل اس کے گذشتہ نمبر کے سلسلے میں بقیہ حالات درج کئے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ حضرت حکیم الامۃ کی یہ لائف طبی لائف ہے ورنہ آپ کی زندگی کے نشیب و فراز کے دوسرے پہلوؤں سے اوس کو کوئی تعلق اور واسطہ نہیں کیونکہ دینی پہلو سے یہ لائف نہایت ہی گرانقدر جواہرات کا خزانہ ہے جسمیں عیسائیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ دہریوں۔ برہموؤں۔ اور مختلف الخیال مسلمانوں سے مباحثات کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ اور یہ ایک زحمت اور خاص ترتیب کا کام ہے۔ ایڈیٹر الحکم کا ہمیشہ سے معمول ہے کہ وہ اخبار میں حتی الوسع ہر قسم کے ضروری مواد جمع کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہے پھر ان مواد اور مصالح سے اصل رنگ میں مرتب کرنیکا کام وہ دوسرے وقت پر چھوڑا کرتا ہے اسی بنا پر حضرت حکیم الامۃ کی طبی لائف کا ایک ورق اسے مل گیا اور اس نے اسکو ناظرین

... الحکم تک پہونچا دینا ضروری سمجہا خدا نے چاہا اور اسے توفیق ملی یا کسی اور کو تو وہ اس سے فائدہ اٹہا کر قوم کے سامنے وہ چیز رکھ سکے گا جو اس کے لئے خصوصا اور آیندہ نسلوں کے لئے مایہ ناز ذخیرہ ہوگا۔ گذشتہ اشاعت میں مولوی **نصرت اللہ** کی جگہ مولوی **فضل اللہ** صاحب درست ہے۔ ایڈیٹر۔

بہوپال کے واقعات بہت ہی عجیب ہیں۔ مگر طبی امور کے متعلق صرف دو واقعے قابل ذکر ہیں۔ مینے نہایت عمدہ دو صدریاں بنوائیں تہیں جو مجہے ہمیشہ پہننے کی عادت تہی۔ اون میں سے ایک چوری گئی مجہے یقین ہوا کہ طالب علمی کی حالت میں یہ ایک مصیبت ہے مصیبت پر صبر کرنیوالے کو نعم البدل ملتا ہے۔ دوسری صدری کو اوس کے شکریہ میں دیدیا۔ تہوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر کے لڑکے کو سوزاک ہوا اوس نے اپنے آدمی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب جسکو لوگ نہ جانتے ہوں بلاؤ مگر وہ بہی ہوئی دوائی نہ دے بلکہ سہل دوائی بتلا دیوے اور ایسی بہی نہ ہو کہ جس کے بنانے میں مجہے عام لوگوں کو آگاہی کرنی پڑے۔ جن کو کہا تہا اون کا نام پیر ابو احمد مجددی ہے۔ اونہوں نے کہا کہ ایک طالب علم طبیب ہے اور اوس کے طبیب ہونے سے لوگ ناواقف ہیں میں اوس کو اپنے ساتہ لاؤں گا اور وہ مجہے وہاں لے گیا وہ نوجوان اپنے گہر کے ایک دالان کے آگے کرسی پہ بیٹہا ہوا تہا وہاں ایک باغیچہ بہی تہا۔ وہیں ہمارے لئے کرسیاں منگوائیں۔ میں نے اوس کا حال دریافت کر کے کہا کہ تخم کیلا کا ایک چہٹانک پانی صاف کر کے اوس میں یہ شورہ قلمی جو آپ کے دالان میں بارود کے لئے رکہا ہے کئی دفعہ میں اور شام تک مجہے اطلاع دیں۔ میں کہکر چلا آیا اور قدرت الہی سے

اوس کو شام تک تخفیف ہوگئی اور اوس نے مجھے ایک گران بہا خلعت اور سانشار روپیہ دیا کہ مجھے حج فرض ہوگیا۔ ساتھ ہی یہ بات ہوئی کہ مجھے شدت بخار میں سیلان اللعاب خطرناک رنگ میں شروع ہوئی جسمیں پانی بودار اور سیاہ رنگ نکلتا تھا۔ ایک شخص حکیم فرزند علی نے بھی رائے دی کہ آپ کا وطن اگر قریب ہے تو جلد چلے جاویں۔ اس خرابی مواد سے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اور شام کے قریب ایک بزرگ جو وہاں مہتمم طلبۃ العلم تھے اور نہایت ہی مخلصانہ حالتیں رکھتے تھے۔ اونہوں نے مجھسے آکر پوچھا کہیں پوڑھا ہوں میرے منہ سے لعاب آتا ہے کوئی ایسی چیز بتاؤ جو افطار کے وقت کہالیا کروں۔ میںنے کہا مربہ آملہ بنارسی۔ دانہ الائچی۔ ورق طلا سے افطار کریں۔ وہ یہ نسخہ پوچھکر معًا واپس آئے اور ایک مرتبان مربہ اور بہت سی الائچیاں اور دفتری ورق طلا رکھی میرے سامنے لارکھی اور کہا کہ آپ کے منہ سے ہی لعاب آتا ہے آپ ہی کہائیں۔ اور میں نے اون کو کہانا شروع کیا۔ ایک آدہ کے کہانے سے مجھے چند منٹ کی تخفیف ہوگئی۔ جب پھر پانی کا آغاز ہوا تو ایک اور کہالیا۔ غرض مجھے یاد نہیں کہ کسقدر کہا گیا۔ مگر شام کے بعد مجھے بہت تخفیف ہوگئی۔ اور میںنے بجائے وطن کے حرمین کا ارادہ کرلیا۔

حرمین میں جن شیوخ سے میں پڑہتا تہا۔ اون میں سے جو شیخ الحدیث تھے اون کے گہر میں قلاع کا مرض ہوا اور اطبا ان کے نارسے وہ تنگ آگئے۔ میں نے گناہ سمجھا اور یہ نسخہ بناکر پیش کیا۔ شورہ قلمی ہوا کتہہ ۲ ماسہ۔ الائچی خورد ۲ ماسہ۔ گلنار ۲ ماسہ۔ کافور ماسہ۔ توتیائے سبز بریاں ۲ رتی۔ شاید کچھ کمی بیشی بھی ہو۔ مگر اس کے استعمال نے معًا فائدہ دیا۔ اور شیخ نے پوچھا کہ ایسا نسخہ اگر طبیب بتاسکے تو عمدہ بات ہے مگر یہ لوگ بتاتے نہیں۔ وہاں ایک اور امر میری طبی توجہ کے بڑہانے کا باعث پیدا ہوا کہ ڈاکٹر مشہور وزیر خان صاحب جو ہمارے شیخ مولوی رحمۃ اللہ صاحب کے بڑے دوست اور مناظرہ آگرہ میں شامل تھے۔ مولوی صاحب کے مکان پر اون سے تعارف ہوا اور اون دنوں میں ایک شریف کو سنگ مثانہ تھا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہانکو شہر کا تعلق تھا۔ وہاں سے وہ آلہ جس سے پتھری کو پیسکر نکالتے ہیں منگوایا گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اوس کو پیسکر نکالا۔ اس کامیاب تجربے سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا مگر میری موجودہ حالت اور شواغل اوسطرف جھکنے نہ دیتے تھے۔ ڈیڑہ برس کے بعد مجھے کچھ سکبدوشی ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ پیر و مرشد حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل ہوا اور اس طبیب روح کے باعث مدینہ چلا گیا اور اون کے حضور بہت مدت رہا۔ اس درمیان تمام دنیاوی شواغل چھوٹ گئے صرف ایک مخلص عنایت فرما جو عورتوں کے تپ دق سے بڑے ماہر تھے اون سے کبھی کبھی طبی تذکرہ ہوجاتا تہا۔ وہاں کی اقامت میں خود تجربہ کا خیال حضرت شاہ صاحب کی خاص توجہات کے باعث ہرگز نہ ہوسکا۔ واپس ہوا اور گہر میں پہونچا۔ تو آتے ہی مخالفت کا بازار علماء سے گرم ہوگیا۔ ؎

هر بلا کیں قوم را حق داده است
زیر آن گنج کرم بنهاده است

میںنے ایک طبیب سے مشورہ کیا کہ میں یہاں طب کروں تو اوس نے کہا کہ تم یہاں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ میں ہانگ پینے والا آدمی ہوں پہر بھی مجھے اس شہر میں پانچ روپیہ سے زیادہ نہیں مل سکتا۔

اور تم ستے تو مانگتے تہے اور تیری ہی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کا مفت دینا تیری عادت میں داخل ہوگا۔ اور اون سے کسی تقریب میں یہ بات میں بھی کرچکا تہا کہ معاینہ۔ شربت۔ اور فصد کا طریق مجھے لمبا نظر آتا ہے۔ تو اوس نے کہا کہ یہاں کے عطار اور جراح مخالفت کریں گے۔ علماء کی مخالفت اسپر علاوہ ہے۔ میںنے توکلًا علی اللہ اپنے ایک طالب علم کو کہا کہ یہ سرمہ بناؤ۔

جست۔ سرمہ سیاہ۔ زنگار۔ سفیدہ کاشغری۔ افیون۔ سمندر جھاگ
۴ ماسہ ۳ ماسہ ۴ ماسہ ۳ ماسہ ۲ ماسہ ۲۰ ماسہ

اور اسپلٹر جکا ایک اور سرمہ جس میں افیون نہ ہو۔ اور میںنے عصر کے بعد وضو کرتے ہوئے ایک شخص کی آنکھ کو غور سے دیکھکر پہلا قسم سرمہ ڈالدیا۔ اوس کے دیکھا دیکھی ایک اور نے درخواست کی اوسکو بھی ڈالدیا۔ یہ ہمارا پہلا اشتہار تہا۔ صبح بہت سے لوگ آئے اور سرمہ ہی طلب کیا۔ ہمارے شہر میں رطوبت کے زیادہ ہونے سے یہ بیماری بکثرت تھی بعض کو نزلی اور بعض کو معدی آشوب تہا۔ اور بعض کے طبقات العین میں۔ اسلئے ہم نے اطریفل کشنیزی جسمیں گل و سطوخودوس پڑتا ہے۔ اوس کی ہدایت کی۔ اور بعض کے کان کے پیچھے یا کسی ہڈی یا گردن پر بلسٹر لگا دیا۔ خدا کے ہی عجائبات ہیں اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکہایا۔ پہر ہمارے ایک اسی برس کے دوست فتح خاں رئیس بہت ملاکرتے تھے اور اون کی اولاد نہ تھی۔ میں نے اون کو اصرار سے کہا کہ آپ شادی کرلیں اور اونہوں نے کہا کہ ہمیں تو کبھی تحریک بھی نہیں ہوتی۔ مجھے صاحب میزان الطب کا قول بکرا اگر گاہ گاہ میسر شود حکم اکسیر دارد۔ دلیری دیتا اور میںنے کہا کہ آپ یقین کریں کہ آپ کامیاب ہوں گے۔ آخر میرے اصرار پر اونہوں نے شادی کرلی۔ اور میںنے سم الفار اور عمدہ افیون کے ساتہہ سیماب کا ایک مرکب بنادیا اور اوس کے کہانے پر معجون فلاسفہ کی تاکید کردی۔ قدرت الٰہی سے اون کے گہر میں حمل ہوا اور لڑکی تولد ہوئی میںنے ہرچند کہا کہ آپ لڑکی کو کسی اور کا دودہ پلائیں مگر نہ مانا۔ اور قریبًا وہی دوائی پہر دی۔ تو اس سے پہر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ جو اب اللہ کے فضل سے محمد حیات نام ایکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ اور مجھے ہمیشہ اپنا چچا ہی لکہا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اوس کی حیاتی میں بہت برکت دے۔ کیونکہ میرے نہایت پیارے دوست کی یادگار رہے۔ ہمارے نواح کے گاؤں میں ہماری طب کا غیر معمولی چرچا پہیل گیا۔ اور جموں سے ایک شخص جو اسوقت بھی افسر پولیس ہیں وہ مدقوق ہوکر علاج کے لئے میرے پاس آئے اور شہر میں وہ ہمارے پڑوسی تھے۔ اون کا نام لالہ متہراداس ہے۔ اس کے علاج تو بہت کئے اور کامیابی ہوئی۔ اور اس اثنا میں دیوان کرپارام وزیر اعظم جموں کا گذر پنڈ دادنخان میں ہوا۔ بہرحال دیوان صاحب اور لالہ متہراداس کے ماموں بخشی صاحب نے سرکار جموں سے ذکر کیا۔ اون دنوں میں ایک بیمار ایسے فالج میں گرفتار ہوا جس کا فالج پاؤں کے اطراف عصابہ سے شروع ہوا اور روز مرہ بڑہتا گیا۔ پہر ہاتھ بھی مفلوج ہوگئے۔ اوس کے باپ نے میری طرف رجوع کیا۔ طب یونانی اوس مرض سے جہاں تک میرا علم ہے خاموش ہے۔ قواعد کلیہ سے کام لینا اوسوقت میری طاقت سے باہر تہا۔

(باقی آئندہ)

الواح الھدیٰ للرجال والنساء

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات دن یہی فکر رہتا ہے کہ کس طرح سے دنیا میں تقویٰ اور طہارت پھیلے اور زمین نیکی اور ہدایت سے بھر جائے آپ ہمیشہ ایسی تجاویز سوچا کرتے ہیں اور سوچا کیا کرتے ہیں خدا آپ کے دل میں جو ڈالتا رہتا ہے۔ جس سے مخلوق الٰہی سیدھے راستہ پر آجائے اور روز بروز بدی اندر سے اٹھ جائے۔ ۲۵ جون کی صبح کو آپ احباب کے ساتھ سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے۔ رستہ میں فرمایا ہماری کوئی تصنیف ایسی نہیں جس میں [illegible] کے ذرائع بیان نہ کئے گئے ہوں۔ اور اخلاق حسنہ کے حصول کے وسائل کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ہر ایک کتاب میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ [illegible] مخالفوں کے مباہلات اور بد اندیش دشمنان دین کی ہلاکت کے نشانات ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ توبہ کو ماننے اور تقویٰ [illegible] کے واسطے یہ کتابیں لکھی جاتی ہیں لیکن اب میرے دل میں خیال آتا ہے کہ ایک اور ضروری امر کے واسطے جوش [illegible] اور وہ یہ ہے کہ لمبی کتابوں کا پڑھنا سب کے واسطے آسان نہیں ہوتا۔ لوگ [illegible] عموماً ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ لمبی کتابوں کو [illegible] اور بڑی ضخیم کتاب کے تمام مضامین پر [illegible] خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ تقویٰ [illegible] ایک [illegible] عبارت میں لکھا جاوے۔ اور ایسی تحریر کر [illegible] ایک لکڑی کی تختی پر لگا دیا جاوے۔ اور ایسی تختیاں [illegible] کے اوپر اور اپنے گھروں کی دیواروں پر لگا دیویں تاکہ ہر وقت [illegible] اور اس طرح دل نیکی کی طرف [illegible] بھی ہوں اور [illegible] ہوں مرد و عورت کیواسطے جو [illegible] ان کے مناسب حال ہیں اور [illegible] ان کے لحاظ سے [illegible] میں دیکھتا ہوں کہ اگر ان کو [illegible] کیجاتی ہے اور اگر کوئی [illegible] بعض ضروری باتیں قابل اصلاح ہیں۔ اگر ایسی تختیاں ہر وقت نظر کے سامنے رہیں تو امید ہے کہ بہت اصلاح ہو جاویگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پاس [illegible] کے آدمی کا آنا آج سے تین برس پہلے کے الہام الٰہی سے ظاہر ہے [illegible] تیری پاس لوگ دور دور سے آئینگے [illegible] نہ گھبرانا اور نہ بدسلوکی کرنا [illegible] اکثر تو ایسے ہی لوگوں کا آنا مقدر ہے کہ جنکا امیر ہونگے تو خواہ مخواہ ہر کوئی خاطر داری کرتا ہے [illegible] خدا تعالیٰ نے جو ایک پیشگوئی [illegible] عرض ایسی تختیاں بہت جلد طیار [illegible] ہیں [illegible] اور اپنی [illegible] کی طرح کہ راستہ میں چھپنے ہوں [illegible] امید ہے کہ یہ تختیاں [illegible] مفید ہونگی۔

ڈائری

الفضل الطیب

فطرت آریہ ۱۱ جون ۱۹۰۷ء - فرمایا - ہمارا ایک پرانا واقف ہندو ہے۔ اس کا خط آیا تھا۔ کہ آریہ لوگ دراصل گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں۔ سرکار کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ [illegible] نے خط لکھا ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے کہ آریہ سرکار کے خیرخواہ ہیں۔ اس سلوک کو دیکھا جائے۔ جو گورنمنٹ نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ کہ انکو اعلیٰ تعلیم دی ہے اور تمام معزز عہدوں پر انکو [illegible] اور [illegible] ان سے کچھ [illegible] اور پھر اس سلوک کو دیکھا جائے جو کہ اب [illegible] نے گورنمنٹ سے کیا ہے [illegible] لوگ گورنمنٹ کے صرف بدخواہ ہی نہیں بلکہ نمک حرام [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریوں کی فطرت میں یہ بدی ہے۔ کہ اپنے محسن کا [illegible] کر لیا۔ فرمایا [illegible] کو اپنا تعلق آریوں سے بالکل علیحدہ کر لو۔

ناجائز وعدہ ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی۔ کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کیساتھ ہو چکی ہے۔ اب اسکو قائم رکھنا چاہیئے یا نہیں۔ فرمایا ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی۔ کہ شہد نہ کھائینگے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جاوے۔ علاوہ ازیں منگنی تو ہوتی ہی اسی لیے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جاویں۔ منگنی نکاح نہیں ہے کہ اس کا توڑنا گناہ ہو۔

مشاعرہ ایک جگہ بعض شاعرانہ مذاق کے دوست ایک باقاعدہ انجمن مشاعرہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اسکے متعلق حضرت سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ یہ [illegible] ہے۔ کہ ایسی انجمنیں قائم کی جاویں۔ اور لوگ شعر بنانے میں مستغرق [illegible] یہ جائز ہے۔ کہ کوئی شخص ذوق کیوقت کوئی نظم لکھے۔ اور اتفاقی طور پر [illegible] میں سنائے۔ یا کسی اخبار میں چھپوائے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں کئی نظمیں لکھی ہیں۔ مگر اتنی عمر ہوئی۔ آج تک کبھی کسی مشاعرہ میں اپنا نام پیدا کرنا چاہیں [illegible] طور پر [illegible] کے پیرایہ میں روحانی ہی اور نہ خواہش نفسانی سے [illegible] مخلوق [illegible] مفید [illegible] تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر یہی پیشہ کر [illegible]

[illegible] ۱۹۰۷ء قبل از ظہر فرمایا۔ احمدیت کی قدر نہیں اس کے [illegible] ظاہر ہو رہی ہیں۔ اگر یہ معجزات اور نشانات [illegible] شخص کے ایمان کیواسطے کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی ماننے کیواسطے کوئی راہ دنیا میں باقی نہیں۔ تو پھر کسی نبی کے ثبوت کے واسطے کوئی دلیل قائم [illegible]

شماتت ایک شخص [illegible] سلسلہ حقہ کے ساتھ ہنسی کیا کرتا تھا اور [illegible] اسکا پوتا اور بیٹا مر گیا ہے۔ فرمایا۔ خدا کا رسول کبھی کسی [illegible] نہیں۔ جبتک کہ [illegible] اپنی بربادی ہوتا ہوا نہ دیکھ لے۔

قرآن ۱۳ جون ۱۹۰۷ء ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور نے [illegible] اچھی [illegible] بار بار پڑھنے میں بہت محنت اٹھانی پڑتی ہے [illegible] اب حضور جلد ختم کر دیا کریں۔ فرمایا [illegible] ہماری [illegible] شرم آتی ہے جبکہ صحابہ [illegible] کس طرح خوشی کیا تھا انھوں نے خدا کے [illegible]

اوقات [illegible] فرمایا [illegible] جو شخص باوجود محتاج ہونے کے [illegible] کرتا ہے [illegible] اختیار [illegible] ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی [illegible] یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائیگا۔ [illegible] آکر جالینوس [illegible] اختیار کیا۔ [illegible] ہو کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پھر زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا نے اسے شفا دی۔

(بدر)

مختصر نوٹ

مقدمہ متعلقہ بلوہ راہوں | راہوں ضلع جالندہر کے بلوہ کے متعلق کسیقدر حالات اس سے پہلے شایع ہوچکے ہیں اب اس مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوگیا ہے اور حکم سنا دیا گیا ہے اس میں منجملہ ۲۵ ہندو ملزمان کے ۱۸ کو چھ چھ ماہ قید کی سزا ہوئی ہے اور بعد رہائی سب کو تین سال کے لئے حسب حیثیت پانچسو روپیہ سے لیکر ۳ ہزار روپیہ تک نیک چلنی کی ضمانتیں دینی ہونگی۔ یہ ہے برٹش راج کی برکت اور عدالت کہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ کرکے رکھدیا ورنہ سب انسپکٹر صاحب تھانہ راہوں نے قومی پاسداری اور تعصب کا پورا ثبوت دیدیا تہا اور سب پوسٹماسٹر راہوں نے مسلمانوں کے تار کو روک کر جو گویا مسلمانوں کو پہونچانا چاہتا تہا وہ نہایت ہی خطرناک تہا۔ مگر یورپین ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ نے مقدمہ کی اصلیت کو نکال لیا۔ مسلمانان ہندو پنجاب خصوصاً راہوں کے مسلمان ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ صاحب کے جسقدر شکرگزار ہوں کم ہے۔ انہوں نے اونکی جان اور مال اور آبروہی کو نہیں بچایا بلکہ ایک خطرناک جرم سے اون کو مخلصی دی ہے ملزم اپنے کیفر کردار کو پہونچ چکے لیکن میں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جالندہر کو اس امر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جبکہ سب انسپکٹر پولیس راہوں کی کارروائی اس مقدمہ سے متعلق اعتراض سے خالی نہیں اور اس کے مذہبی تعصب اور پاسداری کا کہلم کہلا ثبوت ملتا ہے تو پہر کیا صاحب موصوف کی معدلت گستری سب انسپکٹر موصوف کے متعلق ایسا نوٹس لینے پر انہیں مجبور نہ کریگی جس سے دوسروں کو عبرت ہو مجھے یقین ہے کہ صاحب موصوف ضرور نوٹس لیں گے۔ ایسا ہی **پوسٹماسٹر جنرل** پنجاب کو ایسے مفسد اور ضرر رساں سب پوسٹماسٹر کو کافی سزا دینی چاہئے میرے خیال میں اگر قانونی طور پر ایسے سب پوسٹماسٹر کو کوئی سزا نہ ملائی جاسکے تو مسلمانان راہوں کو درگذر نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا تار روک دینے کیوجہ سے کچھ عرصہ کے لئے غریب **مسلمانوں کو سخت دکہ** اٹہانا پڑا۔ بہرحال یہ ہندو عہدہ داران راہوں اس قابل ضرور ہیں کہ انکو حکمانہ طور پر معقول سرزنش کیجاوے۔

اسی بلوہ کے متعلق اس امر کا بیان کردینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج راہوں کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ صاحب اور بعض ممبران نے جو کمال دکہایا ہے وہ فیصلہ عدالت سے ہویدا ہے اب آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب راہوں کی سماج کے متعلق کیا کہتی ہے؟ کیا اسے پولٹیکل پارٹی مانیگی یا مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینے والا گروہ۔ اس سماج نے آج سے نہیں عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف فساد کرنیکا ارادہ کیا ہوا تہا۔ کیونکہ پوگندر پال جیسے بدزبان اور اشتعال دلانیوالے بے باک پریچر کو بارہا راہوں میں بلاکر مسلمانوں کے خلاف لیکچر دلوائے۔ غریب مسلمان تو درویش بجان درویش خاموش ہورہے۔ آخر وہ بیگنی رنگ کہل گیا۔ اور ظالم اپنے کئے کے سزا پانے کو جیل جاپہونچے۔

زلزلہ کا دہکا | مہر ماہ رواں کو کشمیر میں ایک سخت طوفان باد و باراں کا آیا اور اس کے بعد زلزلہ کا ایک جہٹکا محسوس ہوا۔ ہفتے کے روز آدہی رات کے وقت ایک سخت جہٹکا زلزلہ کا محسوس ہوا تہا ہوا میں خنکی آگئی ہے۔

آریونکی زباندرازی بدستور جاری ہے | ایکطرف تو آریہ لیڈر اپنی برات کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ اون کے مقاصد کی انتہا تعلیم ہے دوسری طرف آریہ قوم کے نونہال اپنی بدزبانیوں اور شوریدہ سری سے باز نہیں آتے۔ پرکاش میں جس قسم کے مضامین شایع ہورہے ہیں انپر ایک الگ مضمون ہمنے لکہا ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔ ۱۵ رجون ۱۹۰۶ء کے مسافر میں جو پہلے سے باوجودیکہ کہش نویسی کے مقدمہ میں مبتلا ہے ایک مضمون "پریشان وزیر ہند" کے عنوان سے لکہا ہے جسمیں مسٹر مورلی پر نہایت ہی بیجا اور بیہودہ حملے کرتا ہے یہ وہی مسافر ہے جسکی امداد کے لئے بعض آریہ اخباروں نے قوم کو متوجہ کیا تہا کیا یہ طریق ثابت نہیں کرتا کہ انکی بدزبانی ابہی تک بدستور جاری ہے؟

ایک ضروری چٹھی

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مندرجہ ذیل سرکلر لیٹر احباب کو بہیجی ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت توجہ طلب ہے اس خیال سے کہ اسپر فوری توجہ ہوسکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان (مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۶ء)

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابتدائے ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک انجمن آپکے پیروؤں کی قائم کیگئی تہی جسکا نام خود حضرت اقدس نے صدر انجمن احمدیہ تجویز فرمایا اس انجمن کے قائم کرنیکی غرض یہ تہی کہ سوائے لنگرخانہ کے جسقدر کام سلسلہ احمدیہ کر رہا ہے وہ ایک ضابطہ کی صورت میں آجاویں چنانچہ انجمن کے قواعد کی پہلی تین دفعات جو پہلے ہی کئی دفعہ شائع ہوچکی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن ہذا کے اغراض حسب ذیل ہونگی۔ اشاعت اسلام تعلیم دینی و دنیوی۔ انتظام قبرستان تقسیم زکوٰۃ۔ امور متفرقہ متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قائم کریں وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

چنانچہ اسی سال ۱۹۰۶ء میں یہ انجمن باضابطہ رجسٹری بہی ہوگئی اور اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ دینیات۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تعلیم الاسلام مقبرہ بہشتی۔ ایک کتبخانہ اور کئی ایک مساکین اور یتامی کا اہتمام اس انجمن کے سپرد ہے مگر ان کاموں کو چلانا ایک یا دو یا چند آدمیوں کا کام نہیں بلکہ یہ فرض کل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے اور سب کے سر پر یکساں ذمہ واری ہے۔ ہر ایک شخص جو بیعت میں داخل ہوتا ہے جبتک وہ ان اغراض میں ہمارا معاون نہیں ہوتا اسکے داخل ہونے سے سلسلہ کو کچھ فائدہ نہیں۔ دوسریطرف ایسے لوگ جو ایکدفعہ بیعت کرجاتے ہیں اور پہر ان کو اس سلسلہ کی کارروائیوں اور تحریکوں اور ان تازہ نشانوں سے

جو اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کیلئے دکھا رہا ہے کوئی اطلاع نہیں ہوتی وہ خود بھی اسمیں داخل ہو کر کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور تیسرا امر یہ ہے کہ وہ چندہ کام جنکا جاری رہنا اہم اغراض سلسلہ میں سے ہے انہیں آسکے درد اسوجہ سے مشکلات پیش آتی رہتی ہیں کہ ان کے قیام میں سب احباب برابر حصہ نہیں لیتے اس سے نہ صرف بعض کاموں میں رکاوٹ ہی پیدا ہوتی ہے بلکہ جب کبھی کسی تحریک کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں چند احباب کو بار بار مخاطب کرنا پڑتا ہے اسلئے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے ان ضروریات کو محسوس کرکے تجویز کیا ہے کہ جہاں احمدیوں کی معتدبہ تعداد ہو وہاں ایک مقامی انجمن قائم کیجاوے جو اس انجمن کی ایک شاخ ہو۔ اور اس کام کو زیادہ منضبط کرنے کے لئے یہ بھی ضروری خیال کیا گیا ہے کہ ہر ضلع میں صدر مقام ضلع میں یا اگر صدر مقام ضلع میں احمدی جماعت کی تعداد کافی نہ ہو تو کسی دوسرے مقام میں جہاں جماعت کی تعداد کافی ہو ایک بڑی انجمن قائم ہو جو اپنے ضلع کی تمام انجمنوں کا انتظام کرے اور چندوں کی وصولی وغیرہ کا اہتمام کرے اسی غرض کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا تھا کہ پہلے جہاں جہاں کوئی انجمن قائم ہے اسکی حالت کو دیکھا جاوے کہ آیا ایسی بڑی انجمنیں جو اپنے اپنے ضلع میں باقی کل انجمنوں کا بھی انتظام کر سکیں کہاں کہاں موجود ہیں اس غرض کے لئے مجلس معتمدین نے اپنے سالانہ اجلاس میں مندرجہ ذیل چند سوال تجویز کئے تھے جن کا جواب اس مجلس میں پیش ہو کر آخری فیصلہ اس امر کے متعلق ہونا تھا مگر باوجودیکہ ان سوالات کو اخبار میں شائع کئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا ایک آدھ انجمن کے سوائے کسی کیطرف سے کوئی جواب نہ آیا اور جہاں سے جواب آیا وہ بھی تسلی بخش نہ تھا لہذا بذریعہ خطوط پھر احباب کو توجہ دلائی گئی مگر اس کا نتیجہ بھی سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا کہ تین چار انجمنوں کیطرف سے جواب آئے ہیں یہ سستی بہت نقصان رساں ہے لہذا اب میں سہ بارہ یہی سوالات آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ ان پر غور کرکے بہت جلد ہر ایک سوال کا تفصیل کے ساتھ جواب نمبروار عطا فرماویں۔ وہ سوالات جنکا جواب ہر ایک انجمن کو دینا چاہئے یہ ہیں۔

(ا) تعداد ممبران کسقدر ہے؟
(ب) نام و فرائض عہدہ داران کیا کیا ہیں؟
(ج) ممبر ہونے کی کیا شرط ہے؟
(د) قواعد و ضوابط انجمن کیا ہیں؟
(ہ) وصولی چندہ کسطرح ہوتی ہے اور کل رقم چندہ کسقدر ہے جو سلسلہ کے مختلف مدات میں اس انجمن کیطرف سے ماہوار پیش ہوتی ہے ہر ایک مد کا الگ الگ چندہ اور کل میزان کیا ہے۔
(و) اگر وہ انجمن کسی ضلع میں ہے تو اور کسقدر انجمنیں اسکے متعلق ہیں اور انکی ممبروں کی تعداد کیا ہے اور آیا انکا چندہ صدر مقام کی انجمن کے ذریعہ آتا ہے یا براہ راست؟
(ز) انجمن نے اپنے ضلع میں احمدیوں کی تعداد معلوم کر لی یا انکو اس سلسلہ کی ہدایات اور ضروریات سے آگاہ کرنے کے لئے کیا انتظام کیا ہوا ہے؟
(ح) انجمن کی جلسے ہفتہ وار ہوتے ہیں یا نہیں اور نہیں وسط حاضری ممبران کسقدر ہوتی ہے؟
(ط) انجمن کی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے اگر ہے تو کیا کیا؟

ان سوالات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انجمن کی غرض انکی پوچھنے سے کیا ہے۔ پہلا منشاء یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی اصل تعداد کا اندازہ لگ سکے اور اس طرح پر جس بیعت کی تکمیل ہو جسکے لئے خود حضرت اقدس کئی دفعہ تاکیدی ارشاد فرما چکے ہیں جماعت کو بھی کئی دفعہ تاکید کیگئی مگر اب تک یہ کام تکمیل پذیر نہ ہوا۔

دوسری غرض انجمن کی یہ ہے کہ ہر مقام پر احمدی احباب کی انجمنیں قائم ہو کر انکا باہمی میل جول تعارف اور تعلقات بڑھیں خدا نے اس سلسلہ کو ایک سلسلہ بنایا ہے تا ہر جگہ کے لوگوں میں اس قسم کے تعلقات منقطع ہو چکے ہیں تو ضروری ہے کہ ایسے تعلقات باہمی پیدا ہوں۔

تیسری غرض وصولی چندہ اور حسابات کا انتظام ہوگا تاکہ ہر ایک مد کے لئے کسقدر ماہوار چندہ کسی جگہ سے آ سکتا ہے شاید بعض احباب کو یہ اطلاع ہی نہ ہو کہ کون کونسی مدات اس سلسلہ میں قائم ہیں اسلئے میں اسبات کا ظاہر کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ کی مدات میں سے سب سے پہلی مد اور سب سے ضروری مد لنگر خانہ ہے یہ وہ مد ہے جو سب سے پہلے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قائم کی اور اسی کا وجود سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ جو لوگ یہاں آتے ہیں خواہ وہ اپنے احباب ہیں جو اپنے آقا و محبوب کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور انکی صحبت سے ایمانی ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یا وہ لوگ ہیں جو طالب حق ہیں انکے لئے لنگر خانہ کا انتظام ازبس ضروری ہے کیونکہ ایک کا دو نہیں ہر ایک اپنی ضروریات خوردنی و نوشیدنی کا خود انتظام نہیں کر سکتا۔ اسی مد میں وہ اخراجات بھی شامل ہیں جو مہمانخانہ کی تعمیر یا خطوط کا جواب دینے یا بعض کتابوں کی طبع کے لئے حضرت اقدس کو کرنے پڑتے ہیں ایسا ہی حضرت اقدس کے گھر کے مصارف بھی اسمیں شامل ہیں۔ اس مد کا اہتمام حضرت اقدس کے ہاتھ میں ہے اور سلسلہ میں کوئی ایسا آدمی نہ ہونا چاہئے جو اس مد میں کچھ نہ کچھ اعانت نہ کرتا ہو خواہ وہ کیسی ہی قلیل ہو مگر جو لوگ اچھی استطاعت رکھتے ہیں انکو دل کھولکر اسمیں مدد دینی چاہئے۔ اسمیں انکی اپنی بہتری ہے کیونکہ جو مال خدا کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے خدا اسکا عوض دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دو لونچگہ دیتا ہے۔ دوسری مد مدرسہ ہے جسمیں اسوقت خدا کے فضل سے تین سو کے قریب طلبا کی تعداد پہنچ گئی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اسکے اخراجات بھی کثیر ہیں اور چونکہ اس مدرسہ کا اجرا تائید و نصرت سلسلہ کے لئے ہوا اور خود حضرت مسیح موعود نے کیا اسلئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس مد میں بھی کچھ نہ کچھ چندہ حسب استطاعت دے چنانچہ خود حضرت اقدس بھی اسکے لئے اشتہار دے چکے ہیں جسمیں آپ نے یہ کھولکر فرمایا کہ ہر ایک شخص ضرور اس مد میں چندہ دے اسکا خرچ اسوقت ایکہزار روپیہ مستقل ماہوار ہے اور عمارت کے کثیر اخراجات مزید برآں ہیں۔ تیسری مد میگزین ہے یہ میگزین انگریزی میں بلا دغیر میں مفت تقسیم ہوتی ہے چونکہ ہندوستان کے باہر اشاعت اسلام اسی ذریعہ سے ہوتی ہے اسلئے جو لوگ اشاعت اسلام کے لئے اپنی دلمیں تڑپ رکھتا ہے وہ اس دینی جہاد میں اپنے مالوں سے مدد کرکے اللہ تعالیٰ کی پاک وعدوں کے مستحق بنیں پھر ایک مد صدقات کی ہے جسمیں ایک مساکین فنڈ اور ایک یتیم فنڈ اور اسکے علاوہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی آتا ہے جو مستحقین میں تقسیم ہوتا ہے اور جس سے بہت سے غریب لوگ فائدہ اٹھاکر بسر کر رہے ہیں اور پھر اس سلسلہ کی اعانت میں حصہ لینے میں ایک مقبرہ کی ہے جسکے لئے رسالہ الوصیۃ کو پڑھنا چاہئے۔

غرض چندہ دار انجمنیں بنانیسے اور انمیں باہمی تعلقات قائم کرنیسے یہ ہے کہ کل احباب وقتاً فوقتاً ہر قسم کی ضروری تحریکات اور اس سلسلہ کی ضروری ہدایات سے آگاہ ہوتی رہیں۔ غرضیکہ یہ چند ایک ضرورتیں ہیں جنکے لئے میں پھر آپ لوگوں کی خدمتمیں یہ عریضہ پیش کرتا ہوں کہ آپ ان اغراض میں اس انجمن یعنی سلسلہ احمدیہ کی اعانت کریں اور اس کے منشاء کے مطابق ہر جگہ انجمنیں قائم کریں جہاں ایسی انجمنیں قائم ہیں وہ ان نقصوں کو دور کریں جو اب تک ہیں اور جہاں انجمنیں قائم نہیں ہیں وہ ایسی انجمنیں قائم کریں جو چھوٹی انجمنیں ہیں وہ یہ اطلاع دیں کہ وہ کس بڑی انجمن کیساتھ تعلق پیدا کر سکتی ہیں اور جو بڑی انجمنیں ہیں وہ کسقدر علاقہ میں اور کتنی انجمنوں کا انتظام کر سکتی ہیں ان اغراض کیلئے ضلع وار فہرستیں تیار کرنی ہیں یہ انجمن یعنی صدر انجمن احمدیہ بھی ہر قسم کی مشکلات میں مدد دینے کے لئے تیار ہے اگر ہماری احباب تھوڑی سی کوشش بھی کریں تو تین چار ماہ میں ضلع وار فہرستیں تیار ہو سکتی ہیں ممکن ہے اسمیں اخراجات پیش آئینگے مگر جب ایک بڑی بھاری جماعت سے وصولی چندہ ہوگی تو اس سے نہ صرف یہ اخراجات ہی نکل آئینگے بلکہ سلسلہ کی مدات کو بھی بڑی بھاری اعانت پہنچیگی دیہات میں جہاں عموماً بیندار لوگ ہوں ربیع اور خریف کے موقعہ پر اگر غلہ کی صورت میں ہی چندہ فراہم کیا جاوے تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے اگر وہ احباب جنکے پاس یہ عریضہ پہنچا جاتا ہے کوئی کارروائی انکے متعلق کرنا چاہیں اور کسی قسم کا مشورہ لینا چاہیں تو وہ براہ راست

نوٹ: ایسی انجمنوں کے عہدیدار وغیرہ کے نام بھی تحریر کرنے چاہئیں تا بوقت ضرورت صدر انجمن احمدیہ ان سے براہ راست خط وکتابت کر سکے۔

خط وکتابت کرکے ہر ایک امر کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں اگر ضرورت ہو تو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم میں کوئی ایسا امر پیش کرکے انجمن کیطرف سے ہی فیصلہ کی اطلاع دیجاوے گی مگر بہر حال اس کام کو کرنا ضروری ہے اور بہت جلدی شروع کرنا ضروری ہے تاکہ سال کے اختتام سے پہلے پہلے یہ سب کارروائی مکمل ہو جاوے۔ والسلام۔ خاکسار محمد علی۔ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

اسلام کے نادان دوست

[illegible] آیات قرآنی اور احادیث رسول [illegible] کی غلط فہمی سے
[illegible] دشمنان اسلام و مخالفان [illegible] خیر ان [illegible]
[illegible] والزامات [illegible] کا موقعہ دیا ہے [illegible]
[illegible] آج کل ہمارے علاقہ میں استاطی ملانوں کی
[illegible] انہوں نے طاعون کے بارہ میں دیا اسلام اور
[illegible] کے ساتھ منسوب کیا جا رہا ہے اس کے بیان کرنے
[illegible] مخالف ہیں ان مردہ شو اور
[illegible] اور [illegible] سے دل و دہن
[illegible] مسلمانوں کی [illegible] و بربادی کو دیکھ یا رحم کے
[illegible] مسلمانان موضع [illegible] متنزال
[illegible] ملانوں نے یہ حکم سنایا ہے کہ جو مسلمان
[illegible] اسلام سے باہر ہے [illegible]
[illegible] جن لوگوں
[illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] مکانات کے اندر
[illegible] کی تنے اسہال سے اسقدر عفونت
[illegible] کہ رہنا مشکل ہو گیا ان گت سے اور عفونت وا
[illegible] سے پہلے ہوا سے یہ ہیں مسلمانوں کو ہلاک
[illegible] کہتے ہیں کہ "اسلام میں وضو غسل وغیرہ [illegible]
[illegible] ہے مگر طاعون زدہ مکانات میں بیٹھے رہنا
مسلمانوں کا یہ فعل بہت ہی قابل نفرت ہے جب تجربہ سے ثابت ہو گیا
کہ طاعون ایک متعدی مرض ہے اور بہ نسبت گھروں کے میدان کی ہوا
میں اس کا اثر کم ہوتا ہے اور انسان کا دل و دماغ ہی فطرتاً غلاظت و بدبو
سے متنفر ہے تو پھر نہیں معلوم مسلمانوں کے پیغمبر نے فطرت انسانی
اور [illegible] تجربہ کے برخلاف کیوں تعلیم دی؟"

افسوس ہمارے بال [illegible] محض اسقاط و صدقہ خیرات کے لالچ سے کہ باہر
نکلنے میں کہیں اموات میں کمی واقعہ نہ ہو قرآنی آیات ولا تلقوا
بایدیکم الی التھلکۃ اور والرجز فاھجر وغیرہ کی مطلق
پروا نہیں کرتے اور بطور علاج کے کھلی ہوا میں رہنے کو خلاف توکل
و تقدیر سمجھ کر ناواقف اور سادہ لوح لوگوں کے زیورات و پارچات
[illegible] اپنی جھونپڑے لوٹ رہے ہیں چنانچہ ان [illegible]
مواضع موضع [illegible] سینکڑوں روپیہ انہوں نے طرح طرح کے
مکانات سے وصول کئے [illegible] اسے پیٹ پالنا ہے کوئی ایا ہی
[illegible] گویا انکی اپنی جو تجاویز و تدابیر ہیں وہ تو بالکل موافق
قضا و تقدیر ہیں لیکن کسی دوسرے خیر خواہ کی خیر خواہی اور ان کے
[illegible] عوام کالانعام کو یہ کہہ کر کہ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے
ہو کر رہیگا کسی کی حیات مقدرہ سے ایک سانس ہی کم و بیش نہیں ہو سکتا
یا بہر ہی دی خدا سے جو گھروں میں ہے ہم لوگ شہیدی چھوڑ کر کیوں بھاگے ہوئے
ایسا دلیر کر دیا کہ یہ لوگ جو ہونکے اٹھانے اور مریضوں کے پاس جانے
میں ذرا احتیاط نہیں ۔ رہتم نے ایک عورت ساکنہ متنزال کو یہ کہتے سنا کہ
کل ہمارے گھر سے مردہ چوہے نکلے مگر میرا خاوند مکان کو اس لئے

نہیں چھوڑتا کہ شہادت کا درجہ ہاتھ سے جاتا ہے۔ جاہلان ملانوں سے
کوئی پوچھے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود وعدہ الٰہی
واللہ یعصمک من الناس کیوں مکہ مبارکہ سے بھاگ کر غار میں
پناہ لی اور لڑائی میں اپنے ہاتھ مبارک سے خندق کھودی یا نعوذ باللہ انہوں
نے مسئلہ تقدیر و توکل کے سمجھنے میں غلطی کھائی اگر قبل از اجل سے ہلاکت
کا اندیشہ نہیں تو حضرت نوح علیہ السلام کے اس قول کا اطیعون
یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی کا
کیا مطلب ہے بطور علاج تبدیلی مکان اگر شرک اور کفر ہے تو آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم نے عرن [illegible] کو بوجہ ناموافقت آب و ہوا مدینہ
طیبہ سے باہر اونٹوں میں رہنے کا حکم فرمایا کیا وہ اس بنا پر تھا کہ
صحرائی خدا میں صحت بخشی کی قوت زیادہ تھی۔ اسلام کے نادان
دوستو تمہاری ان غلط فہمیوں سے اسلام بھی بدنام ہو گیا اگر تم میں
خدا ترسی اور حق شناسی کا مادہ ہوتا تو طاعون کے اصل علاج یعنے
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت سے محروم رہکر تم کیوں
اس عذاب سے ہلاک ہوتے اور دوسروں کے لئے موجب
ہلاکت ٹھہرتے میں حیران ہوں کہ جب بہت سی احادیث صحیحہ اور
روایات صریحہ کو محض تعصب مذہبی اور تناسب مشربی کی وجہ سے
تم نے پس پشت ڈالدیا تو حدیث طاعون کے ایک آدھ لفظ کے
مرادی معنے لینے میں تمہارا کیا حرج تھا یعنے حدیث "فلیس من
عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ الخ" اور "اذا
سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض
وانتم بہا فلا تخرجوا فرارًا منہ" میں وہ فرار ممنوع اور منہی عنہ
ہے جو دوسری زمین میں ہوتا کہ اس زمین کے لوگ بھی اس مرض میں مبتلا
نہ ہوں متعدی امراض سے بچنے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید
فرمائی ہے فرّ من المجذوم کما تفر من الاسد۔ اس نقل
مکانی کا نام فرار نہیں جو بطور علاج کے اسی زمین میں ایک مکان
سے دوسرے مکان یا میدان میں ہو۔ شہر کی زمین شہر میں داخل
ہے باہر نہیں قرآن شریف میں ہے سقناہ لبلد میت
والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ ظاہر ہے کہ
کھیتی باڑی باہر زمین میں ہوتی ہے نہ گھروں میں حدیث کا یہ جملہ
واذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ" بتا رہا ہے
کہ تقدیر۔ توکل کا یہ مطلب نہیں جو ان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے ورنہ
طاعون زدہ زمین میں جانے سے کیا خوف کیونکہ وہاں بھی وہی خدا
اور وہی تقدیر ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں طاعون سنکر
واپسی کا حکم دیا تو ابو عبیدہ نے یہی تقدیر کا سوال پیش کیا اور کہا افرارًا
من قدر اللہ کیا آپ تقدیر سے بھاگتے ہیں تب حضرت عمر نے فرمایا
نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ یعنے بھاگنا یہ بھی خدا کی تقدیر سے ہے
اور جو کچھ ہوتا ہے تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے الغرض دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو
ہلاکت میں ڈالنے کا نام شہادت نہیں مثلاً اگر کوئی احمق المطعون
شہید والملعون شہید" پڑھ یا سنکر کرشن آئیل وغیرہ
تیز مسہل کی زیادہ خوراک سے اپنے نفس کو ہلاک کرے تو کیا ایسا جاہل
عند اللہ شہید کہلا سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں نام کے مسلمان
نماز روزہ سے غافل شرک۔ چوری۔ زنا وغیرہ گناہوں کی حالت میں اس عذاب
سے مر رہے ہیں۔ ہمارے مولویصاحبان بتا دیں کہ یہ سب کے سب انکے
نزدیک زمرہ شہداء میں داخل ہیں میرے نزدیک تو ایسے شہید اس پنجابی
مثل کے مصداق ہیں "دو راہ جاندا ماریا دم ۔ ۔ ۔ شہید ہا بیشک"

(راقم)

طاعون سے مرنیوالا مومن شہید ہے مگر یہ لوگ خصوصًا مسلمانان ودولمیال و تترال جو جماعت احمدیہ کے سخت دشمن ہیں بوجہ تکذیب و تکفیر مثیل مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہید ہوتے ہیں نہ مومن حدیث شریف میں ہے اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما اور من دعیٰ مومنا بالکفر فھو کقتلہ" اور یہاں کے لوگ ہم کو باوجودیکہ ہم خدا و رسول کے قائل ہیں نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں پھر بھی کافر ملعون مرتد کہتے ہیں ذرہ نہیں ڈرتے کیا عالم کیا جاہل کیا مرد کیا عورت ہر ایک کا رات دن یہی شغل ہے مسجدوں بیٹھکوں گلیوں میں جہاں تین چار جمع ہوکر بیٹھتے ہیں وہاں بجز اس کے اور کوئی ذکر نہیں کہ مرزائیوں نے اسلام کو بگاڑ دیا قدیمی اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھنی چھوڑ دیں بعض شریر الطبع اور جوشیلے آدمی تو ہمیں اور ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت ہی ناپاک اور گندے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کیوں محض اسلئے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل نہیں نہ اون کو انیس سو برس سے بغیر طعام خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور نہ اون کو خالق طیور اور عالم الغیب جانتے ہیں اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہی مسیح ناصری آسمان سے نازل ہوکر جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کامل کے بعض احکام کو منسوخ کر دیگا علاوہ اس کے ان کے نزدیک ہمارا یہ قصور بھی ہے کہ ہم دجال میں خدائی صفات تسلیم نہیں کرتے جیساکہ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنی مرضی اور حکم سے جب چاہیگا مینہ برسائیگا مردے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ۔ اب ہم کو کافر کہنے والے ذرہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچیں کہ حدیث بالا کے رو سے کون کافر ہے اور کن مظلوم و مقتول مومنوں کے قصاص میں آسمانی عدالت نے اپنی افواج کو حکم دیا کہ یہودی خصلت ملزمان کو طاعونی صلیب پر لٹکایا جاوے جنکی لاشیں سنبھالنے سے تم لوگ اے باشندگان دولمیال و تترال تنگ آگئے رات کے اندھیرو اور طوفان بارشوں میں جس تکلیف کے ساتھ اس بوجھ کو تم اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو اسحالت کو کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے باپ دادا نے دیکھا یہ جو دردناک موتوں سے عجیب طرح پر "شور قیامت برپا ہے" کیا پہلے ہی سے تم کو اسکی خبر نہیں دیگئی۔ فصلوں کا کٹنے اور کنگی سے ضائع ہوجانا۔ ہر روز بارش اور آندھی کا آنا۔ بادلوں کی کڑک اور بجلی کا جلانا آسمان کا غضبناک ہوکر آگ برسانا۔ جیٹھ ہاڑ میں سردی کی وہ شدت کہ بغیر لحاف گذارہ نہیں۔ کیا اب بھی اے غافلو "آسمان ٹوٹ پڑا سارا" نہیں۔ سو یاد رکھو کہ بغیر اطاعت امام الوقت کے ان آفات سے کبھی چھٹکارا نہیں۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم بالآخر میں اپنے علاقہ کہوں کے رئیس الملک مل کو ذیل کے چند اشعار میں دعوت کرتا ہوں شاید وہ فتویٰ کفر سے باز آکر میرے لئے ثواب کا موجب ہوں۔

نظم

ستمگر یہ دلی میں گناہی تھی گواہی آسمان
ایسے ما ہی بھی تھے جس سے آتا آ گیا
وہ یار سوہنا ساہ ورن ہمار جس سنوارا
ہندو کے بھی نصارہ مارکر سارکر ذلیل

دوستنائی پر سیا ہی آکر کہانی جس نشان
کیسا بھیانہ پیش جانا ہو روانہ قادیان
فرمن بہار سہیارا کر نظارہ ودلستان
مرید آئے وہ نہیں ... آگ ...

(۲۸ مارچ کا واقعہ)

ساتھ ڈوئی جوکہ ہوئی سمجھے کوئی گر خیال
جیو سا می لیکھرامی خود ناکامی میں گئے
سوم اول دوم اچھر سوم انکی رشتہ دار
خود تکصوری ہو قصوری بات پوری کر گیا
غلام دستگیر
چھوڑ الا جو منہ کا الاطوق ذلت گل میں ڈالا
جس کو دنا کی کرنا دانی جس نشانی طلب کی
جب چھپائی تھی گواہی ڈھیل آئی تھم پھر نہ پائی
دولمیالی ساتھ خالی خستہ حالی میں مرا
رعب سنایا ہر جا چھایا دیں غالب کر دکھایا

حق نیکوئی راستگوئی پیشگوئی ہو عیاں
چھوڑ خامی دید حامی کر غلامی ہندواں
ادم والے ہو ہم نگا سے موم ما نگر بزبان
اسکا دوری پھر لاہوری دعوی طور ...
لڑکا یارا ہی ہم سہالا تھر بالا ناگہاں
غم حیرانی میں و ہانی عمر فانی رائگاں
کچھ نہ آئی کام بھائی اس خدائی ناتوان
دے پیالی ریختہ والی جس نکالی کلک جان
جس بلایا دے گرایا ایسا پالا پہلواں

قادیانی آسمانی ان کو مانی اے عزیز
فانی کیڑے جانی ان کے جانی دشمن بےنشان

کمترین واحدی از دولمیال ضلع جہلم

۹ جون ۱۹۰۷ء کو جو جلسہ انجمن بٹالہ منعقد ہوا

اس میں جناب خان صاحب میاں حسین بخش پنشنر ڈسٹرکٹ جج و ممبر اعظم نے جو تجویز پیش کی کہ قانون نوآبادی پنجاب کی منسوخی ایک اعلیٰ درجہ کا احسان گورنمنٹ کا ... ہے۔ اس کے متعلق ... گورنر جنرل کشور ہند و جناب نواب لفٹنٹ گورنر ملک پنجاب کا شکریہ بجالایا جاوے۔ یہ تجویز جلسہ میں پاس ہوئی۔ اس کے بعد منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ نے تین تجاویز پیش کیں۔

(۱) کہ جو جلسہ اخیر مئی ۱۹۰۷ء کو نسبت ... لالہ لاجپت رائے بٹالہ میں ہوا ہے۔ اوس کو اور اوس قسم کے دیگر جلسوں کو ... سخت ناپسند کرتی ہے۔

(۲) جلسہ مذکورہ بالا میں جو ہمارے شہر کے معزز اسلامی بھائیوں ... (منشا غرض ۵۔ انجمن مطیع سرکار بٹالہ) کوئی بھی شامل نہیں ہوا یہ انجمن ایسے صاحبان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

(۳) اجیت سنگھ دریدہ دہنی اور فضول شورش پیدا کرنیکا خواہشمند جو ۳ جون ۱۹۰۷ء کو امرتسر سے نہایت شرمناک حالت میں گرفتار ہوا۔ اس انجمن کو ایسے شریر کی گرفتاری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ اوس نے اپنے کئے کی سزا پالی۔ اور ناعاقبت اندیش ... لوگوں کو ایسے لچر اور بیہودہ لوگوں کی اصلیت معلوم ہوگی۔

ایسی تجاویز اور اس قسم کے ہمہ قسم متعلق خیرخواہی سرکار کی طرف جو بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کر نیوالی ہیں رعایا ہند کو کامل طور سے متوجہ ہوکر اور ہمیشہ احسانات سرکاری یاد کر تازہ کر کے شورہ پشت لوگوں کو اپنے عمل اور فعل سے ... کے ساتھ نیک سبق دیکر اون کے بد خیالات کی اصلاح کرتے رہنا نہایت ضروری ہے۔

الراقم خاکسار عزیز الدین احمد بی اے ایل و منشی فاضل
سابق طالب علم اسلامیہ کالج لاہور

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

حاکم یہ جواب سنکر حیرت زدہ سا ہوگیا - کیونکہ اوس کو خیال تہا کہ یہ انکساری اور عاجزی کی باتیں کریں گے - اور اس قید اور پریشانی کی حالت میں ان کی بہادری کا جذبہ ٹہنڈا پڑگیا ہوگا - اوس کو یہ شبہ ہوگیا کہ یہ سردار ہیں چنانچہ یونانی سرداروں سے جو اس مجلس میں بیٹھے تہے حاکم نے یونانی زبان میں کہا کہ "معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس فوج میں بڑا افسر ہے اور کچھ عجب نہیں کہ یہی سالار فوج ہو" وردان یونانی سمجھتے تہے - انہوں نے سوچا کہ اگر واقعی حاکم کو معلوم ہوگیا کہ یہی سالار فوج ہیں تو اون کو قتل نہ کرڈالے - اس لئے قبل اس کے کہ حاکم کا حملہ پورا ہو اونہوں نے عمرو بن العاص کیطرف کنکھیوں سے اشارہ کرکے جٹ یہ کہنا شروع کیا کہ تم کیوں ایسی فضول باتیں کہتے ہو - اور ان کے کہنے کا کیا استحقاق رکہتے ہو - کیا تم کو فوج کے سرداروں نے اپنا قایم مقام کرکے بہیجا ہے - جو تم اون کی طرف سے گفتگو کرتے ہو - کیا تم یہ دعویٰ کرسکتے ہو کہ تم کو اون کے ارادے سے واقفیت ہے؟"

یہ سنکر حاکم کا خیال بدل گیا - لیکن اس جرأت اور جسارت سے وہ سخت حیران تہا اور اس وقت اور بہی حیرت بڑہ جاتی تہی جب یہ خیال آتا تہا کہ متکلم محض ایک معمولی عربی سپاہی ہے - مسلمہ بن مخلد نے کہا کہ جناب ہمارا افسر بہ نسبت جنگ کے صلح کا زیادہ خواہاں ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ جنگ یا صلح کا فیصلہ کرے ایک مجلس منعقد کرنا چاہتا ہے جسمیں تمام بڑے بڑے سردار اوسکی فوج کے مجتمع ہو کر بیان کی حالت کے لحاظ سے صلح یا جنگ پر غور کریںگے - اگر آپ ہم کو واپسی کی اجازت دیں تو ممکن ہے کہ اوس مجلس میں ہم آپ کی کچھ کیفیت اور مکارم اخلاق کا تذکرہ کریں - حاکم نے یہ سنکر اون کو واپسی کی اجازت دی - راستہ میں مسلمہ نے عمرو بن العاص سے کہا بہی کہ آج تم کو وردان کے چکمہ نے موت سے نجات دلائی -

واپسی کے بعد مجلس منعقد ہوئی اور اوسمیں یہی اقرار پایا کہ سختی کے ساتھ محاصرہ جاری رکہا جائے چنانچہ ۱۴ مہینہ تک اس محاصرہ نے طول کھینچا - اسی درمیان میں ہرقل مرگیا - اور اہل روما سلطنت کی اندرونی شورشوں میں گرفتار ہوگئے - الغرض آخر سنہ ۲۰ھ ماہ محرم میں جانباز مسلمانوں نے جان توڑ کر ایک مرتبہ چڑہائی کی - اور اوسی دن فتح کرلیا - اور مسئلہ ذیل الفاظ میں امیرالمومنین حضرت عمرؓ کے پاس فتح نامہ لکہا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - من جانب عمرو بن العاص بجانب خلیفہ عمر بن الخطاب علیہ سلام اللہ تعالیٰ و برکاتہ اما بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی امداد سے یہ شہر اسکندریہ جو اس ملک کا پایۂ تخت ہے فتح کرلیا - میں اسکی زیادہ صفت کیا بیان کروں یہی کافی ہے کہ میں نے یہاں چار ہزار ایسے مکانات پائے جنمیں حمام بہی بنے ہوئے ہیں - چالیس ہزار یہودی ہیں جو جزیہ ادا کریں گے - اور چار سو امرا اور حکام کے بازی گاہ ہیں بارہ ہزار کونجڑے ہیں جو صرف سبزی اور ترکاریاں بیچتے ہیں -

اسی خط میں اونہوں نے حضرت عمرؓ سے یہی درخواست کی کہ میں اس ملک کا پایۂ تخت کہاں بناؤں - حضرت عمرؓ نے قاصد سے دریافت کیا کہ کیا اسکندریہ کے اور میرے درمیان میں دریائے نیل بہی حایل ہے؟ اوس نے کہا کہ طغیانی کے زمانہ میں بیشک حایل ہوجاتا ہے - تو حضرت عمرؓ نے حکم میں لکہا کہ تم ایسے مقام پر پایۂ تخت بناؤ جہاں میرے اور مسلمانوں کے درمیان میں پانی کسی موسم میں حایل نہ ہو - تاکہ اگر کسی وقت میں آنے کا ارادہ کروں تو بلا وقت آجاؤں - چنانچہ عمرو بن العاصؓ اسکندریہ کو چہوڑ کر حصن بابل کیطرف آئے جہاں کچھ دنوں پہلے اسلامی لشکر رہ چکا تہا - اور وہ خیمے ابتک بدستور قایم تہے - اوسی مقام کو پایۂ تخت بنایا اور وہاں جامع مسجد اور مکانات وغیرہ بنائے اور اوس کا نام فسطاط (خیمہ گاہ) رکہا - جو اب اگرچہ بالکل برباد ہوگیا ہے - مگر عمرو بن العاصؓ کی جامع مسجد بدستور قایم ہے اور اوس اسلامی عظمت و جلال کی اور اوس کے مینارے فاتحہ خوانی کررہے ہیں جو آج سے تیرہ سو برس پہلے اس سرزمین پر تہا -

عمرو بن العاص نے تمام ملک مصر کے انتظام کو درست کیا - اور بجائے آل فراعنہ کے ظالمانہ قوانین کے اسلامی قوانین حکومت کرنے لگے - جسکی وجہ سے مصری رعایا مطمئن اور خوش دل ہوگئی - کیونکہ وہاں والے اون سے جسقدر لگان وصول کرتے تہے - مسلمانوں نے اوس سے نصف سے بہی کم رکہا - اور ہر طرح کی ابتدائی افکو لگی - پہلے پہل معزز فاتح نے ملکی نظم ونسق کیطرف توجہ کی اور کئی حصے الگ الگ کرکے ہر ایک پر خود قبطی حاکم مقرر کئے - مقیاس نیل اکثر خراب ہوگئے تہے - اونکی مرمت کروائی - اور تشخیص لگان کا باقاعدہ محکمہ مقرر کیا - اسی طرح اور تمام دوا وین اور عدالتیں مرتب کیں -

خراج میں جیسا کہ پہلے بیان کیا مسلمانوں نے نہایت آسانی کردی - اور بہت خفیف لگان مقرر کیا کہ جسکی وجہ سے آمدنی بہ نسبت زمانہ فراعنہ کے نصف سے بہی کم ہوگئی - اور وہ بہی بہت دیر میں حضرت عمرؓ کے پاس پہونچی بعض مسلمانوں نے جو عمرو بن العاصؓ کے اس فعل سے ناراض تہے - کہ اونہوں نے مصر میں قبطیوں کو کیوں عامل مقرر کیا ہے حضرت عمرؓ سے اون کی شکایت کی - جس کے متعلق انہوں نے عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا - چونکہ یہ خط و کتابت کسی قدر دلچسپ ہے اس لئے ہم اوس کو درج کرنا نامناسب سمجہتے نہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم "من جانب عبداللہ عمر امیرالمومنین بجانب عمرو بن العاص - سلام علیک - میں نے تمہارے معاملہ میں خوب غور کیا ہے - میں دیکہتا ہوں کہ تمہارا ملک بہت لمبا چوڑا ہے - وہاں کے باشندوں کی تعداد بہی بہت ہے - اور زیادہ تر وہ لوگ کام کرنیوالے ہیں خشکی اور تری دونوں میں اون کے کاروبار ہوتے ہیں - تم سے پہلے فراعنہ نے اون کو اچہی طرح درست کردیا ہے - اور ایک نہایت کاروباری اور مضبوط رعایا تم کو ملی ہے مگر اس کے ساتہہ ہی مجہے تعجب اور تعجب پر تعجب ہوتا ہے کہ تم کو اوس خراج کا نصف بہی حاصل نہیں ہوتا جو فراعنہ اوسی سرزمین سے حاصل کرتے تہے جسپر اب تمہارا عمل دخل ہے - حالانکہ نہ قحط ہے نہ کوئی آسمانی بلا نازل ہے - میں نے خراج کے متعلق تم کو زیادہ لکہا - اور میں امید کرتا ہوں کہ اب بلا تاخیر خراج آجائے گا - اور یہ بہی امید ہے کہ تم سنبہل جاؤگے اور ہوشیار ہوجاؤگے - اگر تم نے اس قسم کے بہانے میرے سامنے کئے جو میرے دل کو مطمئن نہ کرسکے تو میں نہیں قبول کرونگا - میں نہیں سمجہتا کہ کیوں میرے خط کا جواب تم نے نہ دیا -

اور کس خیال سے اصل کیفیت تم نے مجھے ظاہر نہ کی۔ اس کی میرے خیال میں بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمہارے ماتحت حکام خائن اور بدنیت ہیں اور تم اون کے پشت و پناہ بنے ہوئے ہو۔ یاد رکھو کہ جو باتیں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ اوس کے شفا کی دوا میرے پاس موجود ہے۔ میں سال آیندہ تک تمہارا امتحان اور کروں گا۔ اگر تم نے ایسی مراعات نہ کی جو تمہارے لئے نافع ہے تو تمہارے خلاف معاملہ ہوگا اور تمہارے دل میں جو غلط خیالات اور آرزوئیں ہیں وہ ہوا کی طرح اڑ جائیں گی۔ اے ابو عبداللہ (عمرو بن العاص) واجبی حق کے دینے میں بزدل بننا غلطی ہے تم جانتے ہو کہ سمندر سے موتی نکلا کرتے ہیں۔

اس خط کے پہونچنے پر عمرو بن العاص نے نہایت بیباکانہ جواب بقول شخصیکہ۔

"آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"

لکھا جس سے اون کی اخلاقی جرات۔ اور دیانت داری صاف واضح ہوتی ہے۔ وہو ہذا۔

بجانب عمر امیر المومنین من جانب عمرو بن العاص سلام اللہ علیک امابعد مجھے فرمان والا ملا۔ اور میں اوس مضمون سے آگاہ ہوا جو خراج میں دیر ہونے کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ اور آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ فراعنہ کے زمانہ میں جو مجھ سے پہلے یہاں حکمران تھے یہاں کی آمدنی زیادہ تھی۔ مگر آپ یقین فرمائیں کہ وہ باوجود کافر اور سرکش ہونے کے ہم سے زیادہ زمین کی آبادی کے خواہاں تھے اور اس کے وسائل بھی اون کے پاس تھے اس وجہ سے آمدنی بھی اونکی زیادہ تھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سمندر سے موتی نکلتے ہیں۔ لیکن اگر اس قدر موتی نکالے گئے ہوں کہ اون کے پیدا وار کی جڑ ہی ٹوٹ گئی ہو۔ فرمان والا میں مجھکو خبردار اور ہوشیار کیا گیا ہے جس سے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک مخفی بات کا نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں ہے اور جو کسی غیر خیرخواہ نے ڈالی ہے۔ آپ مجھ پر الزام نہیں دیتے کیونکہ اعتبار کرنا ہمارے مذہب میں داخل ہے لیکن ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اون کے بعد جو کام کیا ہمیشہ سے دیانت اور امانت ہمارا شیوہ رہا۔ اور ادائے حق ہمارے نزدیک ایک بہت بڑا فرض ہے ہم اسپر ایمان رکھتے ہیں اور گناہوں کی جرات سے ہمارا دل کانپتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بددیانتی نہایت درجہ دنارت طبع کی بات ہے اور جب سے آپ کا خط پڑھا جس میں ایک مسلمان کی آبرو اور عزت کا کم خیال کیا گیا ہے تو سب سے پہلے مجھکو اپنے نفس پر غصہ آیا میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اگر آپ مدینہ کے یہودی (معاذ اللہ) ہوتے تو دعا کرتا کہ اللہ آپ کی اور میری مغفرت کرے۔

یہ خط جسمیں مجیب نے کسقدر سختی سے جواب دیا حضرت عمرؓ کی انصاف پسند طبیعت کو ناگوار نہیں گذرا کیونکہ ہمیشہ سچا اور کھرا آدمی اس قسم کے اعتراضات کا سختی سے جواب دیتا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد پھر خلافت سے ایک فرمان عمرو بن العاص کے پاس پہونچا اور اب انہوں نے حقیقت حال کا اظہار ان لفظوں میں کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بجانب امیر المومنین عمر من جانب عمرو بن العاص سلام اللہ علیک۔ امابعد۔ سال خراج کی تاخیر کا شکایت آمیز فرمان پہونچا۔ جسمیں آپ یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ میں نے کجروی اختیار کی ہے۔ یا خدانخواستہ کسی قسم کی بدی میرے اندر اثر کر گئی ہے لیکن واللہ میں راہ حق سے نہیں پھرا۔ بلکہ یہاں کے کاشتکاروں نے فصل کی پیداوار تک کی جو ہمارے گرم ملک سے بہت بعد یہاں ہوتی ہے مہلت مانگی۔ اور میں نے اون کو دے دی تاکہ اون کو لگان دینے میں آسانی ہو۔ اور اپنی ضروری چیزوں کو وصولی کے لئے اون کو نہ بیچنا پڑے۔ کیا یہ نرمی تشدد سے بہتر نہیں ہے۔ والسلام

اس جواب کے بعد خلیفہ کو اطمینان ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی یہ ایک خاص خصوصیت تھی کہ وہ نہایت غور اور انصاف کے ساتھ اپنے تمام عمال کی ایک ایک ادا کو دیکھتے رہتے تھے۔ ملکی معاملات کا دیکھنا اور جانچنا تو اون کا فرض ہی تھا لیکن اس کے علاوہ وہ ان کی ذاتی حالت کی بھی خبر رکھتے تھے اور اگر اوس میں کسی قسم کی کمزوری دیکھتے تھے تو برطرف اور معزول کر دیتے تھے کہ کہیں اون کا اثر عامہ خلایق پر نہ پڑے۔ چنانچہ سعد بن وقاص کو صرف اس بنا پر انہوں نے معزول کر دیا تھا کہ وہ نماز میں امامت اچھی طرح نہیں کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خطوط کے الفاظ بھی تنبیہ کے اونہوں نے کسیقدر سخت رکھے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ افسوس کرتے ہیں کہ ان خطوط کی اصلی خوبی ان خلاصوں میں ہم ناظرین کے سامنے نہ پیش کر سکے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اور التقاط سے اصل کا حسن ظاہر کرنا ممکن نہیں۔ ورنہ یہ خطوط انشا پردازی کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی فصاحت و بلاغت کے متعلق تو کچھ کہنا ہی فضول ہے لیکن عمرو بن العاصؓ بھی نہایت درجہ کے فصیح و بلیغ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ اون کو خط لکھا اس وقت عرب میں سخت قحط تہا اوسکا مضمون یہ ہے "اے عمرو جب تیرا اور تیرے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے تو تجھکو میری اور میرے رفیقوں کی کیا پروا ہوگی۔ الغیاث۔ الغیاث۔ عمرو بن العاصؓ جواب لکھتے ہیں لبیک میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ ایسے قدر اونٹ بھیجتا ہوں کہ پہلا آپ کے پاس اور پچھلا میرے پاس ہے۔ یعنے یہاں سے وہاں تک تانتا باندھ دیتا ہوں۔"

بلاغت کے معنی ہیں مقتضائے حال کے مطابق کلام کرنا۔ اب آپ سوچئے کہ جو جوش سوال میں مضمر تہا۔ وہی جواب میں بھی ہے یا نہیں۔

عمرو بن العاصؓ حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک مصر پر فرمانروا رہے۔ انکے عہد میں مصر میں ملکی انتظام مکمل ہو گیا ممالک متعلقہ مصر بھی اونہوں نے اپنی سلطنت کے رقبہ میں شامل کر لئے۔ تجارت کی وسعت کے لئے خلیج مصر سے نہر کاٹ کر بحر احمر میں ملا دی جس ذریعہ سے مال تجارت کی درآمد و برآمد بڑھ گئی اور ملک خوشحال ہو گیا۔ یہ نہر وہی ہے جسکو فرانسیسیوں نے درست کیا ہے اور اب اس کو کینل سویز کہتے ہیں جس کو اہل یورپ ایشیا کی کنجی سمجھتے ہیں یہ دنیا کا نہایت عظیم الشان کام عمرو بن العاص ہی نے کیا ہے۔ اس سے انکی مدبری اور عالی ہمتی کا اندازہ ہو سکتا ہے ہم نے فتح مصر کے واقعہ میں زیادہ بسط والطناب کیا اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرو بن العاص کا بہت زیادہ تاریخی تعلق اسی فتح کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ ورنہ اسلام کے بعد انکے ہاتھ سے اور بھی کئی فتوحات ہوئے ہیں۔

(باقی آیندہ)

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۳)

پہلے دو نمبروں میں بتفصیل یہ بات دکھائی جا چکی ہے کہ پنجاب میں صاحب ڈائرکٹر بہادر پبلک انسٹرکشن کا دفتر چونکہ بالعموم ہندو اہلکاروں سے بھرا ہوا ہے اسواسطے اون کے چھپے تعصب اور قوم پرستی سے غریب مسلمان ملازمان صیغہ کے حقوق بڑی ناانصافی و بیدردی کے ساتھ پائمال ہو رہے ہیں اور انسی تقرر۔ تبدیلی۔ ترقی۔ غرض ہر معاملہ میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اُس برتاؤ کے برعکس ہو جاتا ہے جو ہمارے برادران کرام بقدرنے اپنے ہم قوموں کیواسطے بہر حال لازمی سمجھا ہوا ہے۔ خواہ اسکی خاطر حق و انصاف کا خون ہو تو ہو۔ ضوابط کی خلاف ورزی ہو۔ خواہ کسی غریب بے بس اور بے زبان کا گلا کٹ جائے۔ یا کچھ ہی ہوا کرے انہیں اس سے کچھ بحث نہیں انکا نصب العین تو بہر حال صرف یہ ہوتا ہے کہ کسیطرح ہر قسم کی عزت منفعت اور سہولت اپنے ہی گھر میں رہے۔ اور مسلمان حتی الامکان ذلیل و پریشان اور مبتلائے عسرت و زحمت ہی رکھے جاتے ہیں۔

گزشتہ ہر دو اشاعت میں جو دو فہرستیں دیگئی تھیں وہ ہمیں کافی سے زیادہ تسلی بخش اسبابت کی موجود ہیں کہ صیغہ عزل و نصب کی مہیاتی سے جسکو بلحاظ متعلقات ہندو عملہ با اختیار رکھنا چاہیئے ہوگا یہ تعصب مسلمانوں تک تو یہانتک بڑھ رہا ہے کہ انہیں باوجود استحقاق کے ترقی سے محروم رکھا جاتا ہے مساوی تنخواہ یا نہایت قلیل اضافہ پر بلالحاظ انکی کبرسنی۔ کارکردگی اور معذوری وغیرہ کے کالے کوسوں پھینکدیا جاتا ہے۔ انکی تعداد کو بڑھا کر دکھلانے کی غرض سے ایک ایک مدرس کو دو دو تین تین جگہ گنایا جاتا ہے۔ متوفی اور مستعفی تک لسٹ میں ٹانک دیئے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے خوش قسمت ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ (وہ کہ) عرصہ قلیل میں دو دو تین تین بار بیش قرار ترقیاں پا جاتے ہیں مقابلہ کی دوڑ میں مستحق اور محنتی مسلمانوں سے آگے بڑھنے کے ناقابل ہوں تو بھی سررشتہ کی پشت گری سے زبردستی کھینیا مار کر انہیں گرا دیتے اور آپ آگے نکلجاتے ہیں کسی ضرورت و مصلحت کی بنا پر گھروں سے دور جا پڑے ہوں تو جلد ہی معقول ترقی پر واپس بلائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے نمبر میں ہم نے محولا بالا دو لسٹیں اور اُن سے متعلق ضروری ریمارکس دیکر ایک اور فہرست کا بھی وعدہ کیا تھا جس سے آخرالذکر صورت کی عملی نظیریں ملتی ہیں یعنے نام بنام اور تاریخوار اُن ہندو مدرسوں کا پتہ لگتا ہے جو مصلحتہً یا اتفاقیہ وطن سے کچھ فاصلہ پر تبدیل ہو گئے تھے تو تھوڑے ہی دنوں کے اندر عموماً ترقی پر اپنے وطن میں یا گھروں کے بالکل قریب بدل آئے وہ فہرست اسجگہ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

(۱) نوٹیفیکیشن نمبری ۵ ۲۸ ایس مورخہ ۲ر اگست ۱۹۰۶ء کے بموجب لالہ شیو نرائن ساکنہ ریواڑی (ضلع گوڑگانوں) معہ ترقی اپنے گھر سے پالسور بھیجا گیا تھا۔ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء کو بذریعہ نمبر ۱۸۳۸ اے) دس روپیہ ترقی و بکرہ ۵۵ پر ریواڑی ہی میں آگیا۔

(۲) کرم نرائن سکنہ منٹگمری مدرسہ مظفرگڈھ میں للعہ یا ۲ ؎ للعہ پر ملتان بدل دیا گیا اور پھر ۴۵ تنخواہ یعنے دس روپیہ ترقی پر جہاں سے گیا تھا وہیں آگیا (دیکھو نمبر ۲۶ - ای مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء)

(۳) کیدارناتھ ساکن دہلی پہلے کرنال سے شملہ تبدیل ہوا پھر شملہ سے کرنال ہی میں آگیا۔

(۴) خان چند باشندہ منٹگمری۔ منٹگمری سے ملتان گیا تھا۔ اور پھر بدلکر منٹگمری ہی میں آ براجا جہاں اسکے فرزند ارجمند لالہ کرم نرائن بھی بعہدہ ترقی افروز تھے (دیکھو نمبر ۲۷م)

گویا حسنِ اتفاق سے باپ بیٹا دونوں ایک ہی جگہ یعنے گھر ہی رہے میں رہتے ہیں۔

(۵) رام چند سونیجہ باشندہ جھنگ ریواڑی سے معہ مشاہرہ پر مظفرگڈھ تبدیل ہوا تھا مگر ۵ جنوری ۱۹۰۷ء کو (نمبر ۹۴ ۵ سای) وہاں سے ۸۰ تنخواہ یا دس روپیہ اضافہ پر گھر کے قریب بھیرہ میں بلایا گیا۔

(۶) پنڈت تارا چند سیالکوٹی بھیرہ سے سیالکوٹ میں آ براجمان ہوئے۔

(۷) بھائی تارا سنگھ امرتسری۔ امرتسر سے جالندھر بدلے گئے تھے پھر جالندھر سے وہیں آگئے

(۸) بھائی تارا سنگھ پھلوری لدھیانہ سے (جو پھلور سے متعلقہ میل ہے) ریواڑی جا پڑے تھے۔ مگر خوش نصیبی انہیں پھر وہیں گھر کے پاس لے آئی۔

(۹) لالہ گنگا رام گوردا سپوری ملتان میں پڑے تھے مگر اب وطن مالوف میں رونق افروز ہیں۔

(۱۰) لالہ سندر رام ہوشیارپوری لدھیانہ سے ہوشیارپور آ گئے۔

(۱۱) لالہ دیو بداس آف ڈیرہ غازیخاں جہلم سے ملتان میں بدل آئے جو نسبتہً گھر سے قریب ہے۔

(۱۲) بابو سوہن سنگھ سیالکوٹی ملتان سے سیالکوٹ میں۔

(۱۳) لالہ دھنا رام سکنہ ڈیرہ غازیخاں پہلے ریواڑی سے ملتان آئے پھر خاص گھر پر ہی آ گئے

(۱۴) لالہ مادھو داس بی۔ اے سکنہ ״ بھیرہ سے وطن مالوف تشریف لیگئے

(۱۵) لالہ رامچند دہلوی لاہور سے دہلی بدلے تھے مگر پھر لاہور سے ایک سو ساٹھ روپیہ مشاہرہ ساٹھ روپیہ ترقی پر حصار تبدیل کر دیئے گئے (نمبر ای ۶۸ ۵ مورخہ ۲۷ر فروری ۱۹۰۷ء)

یہ چند مثالیں سرسری طور پر گزٹ نوٹیفیکیشنز مورخہ جولائی ۱۹۰۶ء لغایت ۳۰ر اپریل ۱۹۰۷ء سے لیگئی ہیں ورنہ یہ امر یقینی سمجھنا چاہیئے کہ غور سے چھان بین کرنے پر اس قسم کی اور بھی بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں۔

ان شواہد سے یہ بات اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہندو مدرسین کی گھروں سے تبدیلیاں شروع میں محض عارضی طور پر دکھلاوے کے لئے اور مسلمانوں کا منہ بند کرنیکی غرض سے کیگئی تھیں جو غریب شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے دور پھینکدیئے گئے ہیں۔ ورنہ بظاہر اسکی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں ہندوؤں کو پہلے وطن سے جدا کیا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں (۳۰ر اپریل سے پہلے پہلے) اپنے اپنے گھروں کو لوٹا دیا؟

برعکس اس قوم پرستی کے بیکس مسلمانوں کے ساتھ ہندو عملہ کا یہ روکھا اور بیدردی کا سلوک ہے کہ شمس الدین نام ایک ورنیکلر ٹیچر کو گجرات سے مساوی تنخواہ پر لدھیانہ بھیجا تھا پھر جب وہ گجرات واپس ہوا تو غریب کو خرچ بھی اپنی ہی گرہ سے کرنا پڑا (نمبر ۳۱۹۱ - مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۰۶ء) حالانکہ جب تبدیلی سرکاری حکم سے ہو تو سفر خرچ بھی سرکاری ہی ملنا چاہیئے۔

ناظرین! مسلمانوں کی یہ حق تلفیاں اور ان پر ایسے صریح ظلم آزکیوں ہو رہے ہیں؟ اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ صیغہ عزل و نصب میں تمام نوسے نوے فیصدی یا اغلبیاً اہلکار ہندو ہی ہندو اکٹھے ہو گئے ہیں چنانچہ جیسا کہ ہم اس سلسلہ کے پہلے نمبر میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ اسوقت دفتر متعلقہ کی سٹاف کی کیفیت یہ ہے کہ:-

(۱) ایک شاخ کا ہیڈ اسسٹنٹ پربھدیال نام ہندو ہے تو

(۲) دوسری برانچ کا ہیڈ بھی مسمی شیو ناتھ ہندو ہی ہے۔

(۳) تیسری شاخ کا عملی طور پر مالک و مختار دینا ناتھ نام ہندو ہے تو

(۴) بیورڈ آن کیس بھی ہندو ہی ہے۔

(۵) یہی نہیں بلکہ ریکارڈ برانچ میں بھی ایک ہندو کا ہی عمل دخل ہے۔

سابقاً محکمہ بہرمیں ایک ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان بھی تھا مگر اسکو پٹیالہ میں بھیجدیا گیا اور اسکی اسامی ایک ہندو کو ملگئی۔ حالانکہ حق کسی مسلمان کا تھا۔ چند قابل مسلمان امیدوار بھی تھے۔ تو قع تھی یہ تبدیلی اور ظاہر بھی یہی کیا جاتا رہا کہ حق بحقدار رسید ہوگا۔ مگر انجام کار وہی ڈھاک کے تین پات نکلا۔ اسی حق تلفی پر بس نہیں بلکہ بعد ازاں دو اور اسامیاں ہیڈ اسسٹنٹ کی جو خالی ہوئیں وہ بھی ہندو خوش نصیبوں ہی کو حصہ میں آئیں جب اسٹیبلشمنٹ کے دفتر میں عنصر غالب کے اجتماع اور یکجہتی کی یہ کیفیت ہے تو ہر شخص باسانی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کسطرح بیکس و بیبس مسلمان ملازمان کے حقوق کی حفاظت کرینگے

[illegible]

روئداد جلسہ شاہ آباد ضلع ہردوئی

احمدیوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت اور خیر خواہی کا جو سبق دیا گیا ہے وہ ہر احمدی کے لوح قلب پر منقش ہو چکا ہے مولوی حکیم انوار حسین خاں صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی کے ایک معزز رئیس اور ایک سرگرم احمدی ہیں۔ انہوں نے پنجاب کی شورش اور مفسدانہ تقریروں کے مضار سے اپنے اہل وطن کو متنبہ کرنے کی خاطر وہاں ایک جلسہ کیا جس میں ہندو اور معزز مسلمان شامل تھے اس جلسہ کی روئداد بغرض اندراج الحکم پہنچی ہے جسکو میں اپنا فرض سمجھکر ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

۱۶ر جون ۱۹۰۷ء

آج کا جلسہ بشرکت اہل اسلام و اہل ہنود جسمیں شاہ آباد کے معزز آدمی انتخاص تخمیناً قریب پانچسو کے شریک تھے۔ بمقام احاطہ جامع مسجد شاہ آباد بوقت ۶ بجے شام کے منعقد ہوا۔ باتفاق جلسہ مولانا علیمان ... چیرمین جلسہ ہذا منتخب ہوئے۔ یہ جلسہ بتحریک مولوی انوار حسین خانصاحب منعقد ہوا۔ حکیم خادم حسین خانصاحب نے باجازت میر مجلس صاحب مضمون مندرجہ ذیل پڑھا۔ بعدہ رزولیوشن نمبر۱ کو حکیم صاحب موصوف نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے اوسکی تائید کی اور باتفاق جملہ حاضرین کے منظور کیا گیا اور رزولیوشن نمبر۲ مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب نے پیش کیا۔ اور منشی عزیز احمد خانصاحب نے تائید کی اور باتفاق منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر۳ حکیم خادم حسین خانصاحب نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے تائید کی اور منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر۱

تمام اہل اسلام و اہل ہنود قصبہ ہذا بلا امتیاز کسی فرقہ کے اون تمام شورشوں اور مفسدانہ لکچروں سے جو کسی حصہ ملک میں دیئے گئے ہوں اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے کوشش کو جو اسبارہ میں لیا گیا ہے یا لیا جاوے امن قایم رکھنے کے واسطے نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔

رزولیوشن نمبر۲

نقل کارروائی ہذا بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب ہردوئی بھیجکر عرض کیا جاوے کہ صاحب موصوف جملہ ساکنان قصبہ ہذا کے ان خیالات سے اگر مناسب خیال فرماویں تو گورنمنٹ کو مطلع فرماویں۔

رزولیوشن نمبر۳

نقل کارروائی ہذا بخدمت ایڈیٹر صاحبان پیسہ اخبار و وطن و الحکم مرسل ہو کر گذارش کیجاوے کہ براہ مہربانی اپنے اپنے اخبارات میں اس کارروائی کو چھاپ دیں۔

مضمون جو حکیم خادم حسین خانصاحب نے پڑھا تھا

حضرات حاضرین آپ کو اس جلسہ کے اغراض تو اشتہار سے معلوم ہو گئے ہوں گے۔ اون کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت ملک میں بعض ناعاقبت اندیش اور شتر بے مہار کا خیال ہے کہ حکومت خود اختیاری بذریعہ ایجیٹیشن اور فسادات کے قائم کرائیجاوے چونکہ بعض معاملات میں گورنمنٹ کی تحمل و چشم پوشی سے اس خیال کے لوگوں کے دماغ بہت خراب ہو گئے اور یہ سمجھے کہ ہمارے اجماعی قوت کا یہ نتیجہ ہے اور ہم نے دبا کر اس بات کو کرا لیا ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ خود گورنمنٹ ایسی مہربان اور ہمارے فوائد کی ہم سے زائد خیال کرنیوالی ہے جیسا کہ سرفلر کا استعفا منظور کرنا وغیرہ۔ جس نے اس خیال کے لوگوں کے دماغ کو زائد خراب کر دیا اور اب جنون اور دیوانگی کی حالت بعض اشخاص کی پہونچ گئی۔ حالانکہ ہر ایک سایل کا فرض ہے کہ وہ اپنے حاکم سے نہایت ادب اور متانت سے جایز درخواست پیش کرے۔ اور ابتک ہمیشہ ایسی درخواستیں معرض قبول میں آتی رہیں۔

اسوقت بعض ملکی دشمنوں کی عقل ایسی خراب ہوگئی کہ وہ نہ صرف جادہ اعتدال سے متجاوز ہوئے بلکہ فساد انگیزی شروع کر دی۔ گو ابتک تمام اہل اسلام اس سے الگ رہے اور جب تک کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم پر قایم رہیں گے الگ رہیں گے۔ اور گورنمنٹ کا ہاتھ بٹا دیں گے کہ ہر طرح سے امن قائم رہے۔

تمام اہل اسلام ایسے فساد اور بغاوت سے دلی نفرت رکھتے ہیں اور کسی مفسد یا مغوی سے اون کو کسی طرح کی ہمدردی نہیں ہے۔ بلکہ اون کا اول خیال تھا کہ گورنمنٹ کیوں اسقدر چشم پوشی فرماتی ہے جس سے احتمال جاہل لوگوں کے دماغ بگڑ جانے کا ہے ع سر چشمہ باید گرفتن بمیل کی مثل بہت قدیم ہے اور جسپر اب سرکار نے اون ناعاقبت اندیشوں کی حرکات سے مجبور ہو کر تدارک ہی شروع کر دیا ہے۔ جو ملک میں امن اور عافیت قائم رکھنے کیواسطے نہایت ضروری ہے۔ اس وقت اس ملک کے واسطے گورنمنٹ کی حکومت خدا کی مہربانی کا سایہ ہے جسمیں ہر طرح سے ہر قوم و ملت کو آزادی حاصل ہے اور ہر شخص دینی و دنیاوی ترقی کر سکتا ہے تمام مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اون کا وجود اور امن صرف گورنمنٹ انگلشیہ کی بدولت یہاں قایم ہے ورنہ جان و مال و آبرو سب معرض خطر و ہلاکت میں ہو جاویں اب جو ناگوار واقعات بعض مقامات میں ظہور میں آئے ہیں اون سے کسی نیک طبیعت کو ہرگز ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی اور نہ کسی اہل اسلام کو ہے کیونکہ اسلام میں فساد کرنیوالوں کی نہایت مذمت ہے۔ اور اسلام تعلیم امن و امان قایم رکھنے کی کرتا ہے جیسا کہ میں آپ صاحبان کے روبرو چند آیات قرآنی جسمیں فساد کی مخالفت اور مفسدین کی مذمت ہے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں حکم فرماتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ یعنے اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا ہے (سورہ بقر آیہ ۲۱) دوسری جگہ حکم ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ یعنے اللہ کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ پیو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ (سورہ بقر آیہ ۶۰) اور ایک مقام پر اللہ جل و علا فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ یعنے اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا (سورہ مایدہ آیہ ۶۴) پھر ایک جگہ مثال دیکر فرماتا ہے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ پس دیکھو تو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیا ہوتا ہے (سورہ اعراف آیہ ۱۰۳) ایک جگہ اور حکم الٰہی ہے فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ یعنے پس اپنے باٹوں اور میزان کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم مت دو اور زمین میں اوسکی اصلاح کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم مومن ہو (سورہ اعراف آیہ ۸۴) ایک اور مقام پر پروردگار

ارشاد ہے وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَاءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ یعنے اے میری قوم اپنے پیمانوں اور میزانوں کو انصاف سے پورا پورا رکھو اور لوگوں کو انکی چیزیں کم مت دو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو (سورہ ہود آیہ ۸۵) اور ایک جگہ فرمان الٰہی ہے وَابْتَغِ فِیْمَا اٰتٰىکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۔ اور جو اللہ نے تجھکو دیا ہے اوس سے دار آخرت کی تلاش کر اور اپنے دنیاوی حصہ کو مت بھول اور جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد مت چاہ تحقیق اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا (سورہ قصص آیہ ۷۷) ایک اور جگہ حکم الٰہی ہے۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ یعنے یہ آخرت کا گھر ہے ہم اوس کو انہیں لوگوں کے واسطے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں سرکشی اور فساد کے طالب نہیں ہوتے اور انجام متقیوں کے واسطے ہے۔ (سورہ عنکبوت آیہ ۸۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاَکْثَرُوْا فِیْھَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ۔ یعنے جس نے شہروں میں سر اوٹھا رکھا تھا اور اونہیں بہت فساد برپا کر دیا تھا تیرے رب کی طرف سے عذاب کا کوڑا پڑا (سورۃ الفجر آیہ ۱۱) ہیں اے حضرات میں نے آپ کے روبرو چند آیات قرآنی کو جنمیں فساد کی مذمت اور اوس سے اجتناب کا حکم ہے سنائی ہیں اور بہت سے آیات قرآنی اس بارہ میں موجود ہیں ایسی صورت میں کوئی مسلمان ان احکامات کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ آیہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اور اوس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو یعنے بنی نوع انسان سے (سورۃ النساء آیہ ۵۹) کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان اس وقت تمام عالم میں مشرق بعید سے لیکر مغرب بعید تک پھیلے ہوئے ہیں چین کی سلطنت میں بڑا حصہ مسلمانوں کا ہے اور وہ بھی اپنے بادشاہ وقت کی اسی قرآنی حکم کے مطابق کرتے ہیں اور امن قایم رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے ہی سلطنت روس میں بھی بکثرت مسلمان آباد ہیں۔ اور وہ اپنے بادشاہ کی بھی ویسے ہی اطاعت کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے سلطنت انگلیشیہ دام اللہ ملکہا کے دامن فیض میں بہت بڑی تعداد مسلمانان کی موجود ہے اور ایتک یہ سب مسلمان اپنے بادشاہ وقت کے خیر طلب اور اطاعت گذار ہیں اور ہمیشہ امید ہے کہ اپنے خدا اور رسول کے حکم کے پابند رہیں گے اور امن کے قایم رکھنے اور فساد کو روکنے میں جان و مال سے سلطنت کے شریک رہیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی ایسی نیک تعلیم ضرور ہوگی۔ ورنہ اگر صرف عقل سلیم ہی سے اس بارہ میں کام لیں گے تو ہر طرح سے فساد کی خرابی خود وہ اپنے واسطے پاویں گے۔ ایسے فسادات سے سلطنت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا بلکہ خود اپنے ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہے پس سب سے بڑی ملکی خیر خواہی امن کا قائم رکھنا اور سلطنت کو اوسمیں ہر طرح سے مدد دینا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دیگر میرے ہموطن بھائی یعنے اہل ہنود بھی جو عقل سلیم رکھتے ہیں میرے ہم خیال ہونگے تمام جایز خواہشات کا ادب کے ساتھ گورنمنٹ سے طلب کرنا جو کہ خود گورنمنٹ کا منشاء ہے اور کل اقوام ہند

ایسا ہی کرنا چاہئے۔

اب میں اس سے زائد آپ کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اور اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مہربان اور عادل بادشاہ کو ہمارے سر پر قایم و دایم رکھے۔ فقط

بندہ حکیم خادم حسین خاں۔ شاہ آباد ہردوئی ۶ر جون سنہ ۱۹۰۱ء

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے ان طلبا کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان بہا بتائیں۔ خدا اپنے بے انتہا فضل سے سید غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق کو کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا انکی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اسوقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر مظلی احمد خاں اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور داعی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائیگی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن ہمارے ہونگے وہ وجود جو اس سرگرمی سے حصہ لیں گے مئی سنہ ۱۹۰۱ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کسقدر مشکلات میں ہونگے۔ اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں۔ داخلی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے رقم کو پورا کرنے کے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے مجھے امید ہے کہ پھر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ملتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا کیونکہ پھر میں یہ سمجھونگا کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جوائی کی ۱۴ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے۔

بالمبلہ میں اس قضیہ کو دہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ تو خدا آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے لئے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کرے۔ آمین

([illegible])

وصیت نمبر ۱۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں سماۃ شرم خاتون بنت الہ بخش قوم کھوکھر ساکن موضع بستی دریام کملانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔
نوٹ ۔ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون بر وصیت واحد اور مطبوعہ فارم پر اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا ۔
نمبر ۱ میری جائداد بفضل تعالیٰ خود حاصل کردہ منقولہ ہے اور وہ کل قیمت صرف چاندی کے دو زیور ہیں بالیاں جن کی قیمت للعہ روپیہ اور دو عدد ٹنگہ جن کی قیمت عہ روپیہ ہے اس کا پانچواں حصہ بتعمیل رسالہ الوصیت بغرض اشاعت دین اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو عنقریب ارسال کرونگی اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنی آمد سے بدستور اقرار الصدر تعمیل کرتی رہوں گی ۔
نمبر ۵ اور میرا حق مہر جو مبلغ للعہ روپیہ ہیں وہ میں پہلی ہی سے نذر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کر چکی ہوں کہ وہ روپے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں ۔ اور اس حق مہر کی نسبت میرا کوئی تعلق نہیں رہا ۔
نمبر ۶ میری وصیت ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کی تاریخ کو میرے خاوند کے وصیت نامہ میں لکھی گئی تھی پھر دوبارہ حکم اور چھپے ہوئے فارم آنے کے باعث علیحدہ از سر نو ترمیم کی گئی فقط مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد
شرم خاتون زوجہ نور احمد مدرس نشانی انگوٹھہ موضع بستی دریام کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی بقلم خود ساکنہ بستی دریام کملانہ شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
نور احمد احمدی مدرس بقلم خود

ضمیمہ وصیت نمبر ۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء ۔ آئندہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں یا بعد وفات میرے سوا ترکہ ثابت ہو تو اس کی بابت بھی میری یہی وصیت ۱/۵ حصہ کی ہے رقیمہ شرم خاتون نشانی انگوٹھہ

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی ساکنہ بستی دریام کملانہ بقلم خود

گواہ شد
نور احمد احمدی بقلم خود

وصیت نمبر ۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نور احمد احمدی ولد محمد صالح قوم کھوکھر ساکن بستی دریام کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔
(نوٹ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون بر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا ۔
نمبر ۴ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد جو بفضلہ تعالیٰ خود حاصل کردہ منقولہ ہے اور وہ قلیل سا کچھ گھر کا اسباب ہے جس کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہے اس کا ۱/۵ حصہ حسب ہدایات رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحالت واقعی عین حیات تک ادا کرونگا ۔
نمبر ۵ میں ایک مدرسہ امدادی کا معلم ہوں جو کچھ میری آمدنی سالانہ از قسم نقد و جنس اس مدرسہ کے ذریعہ ہوگی یا کسی اور ذریعہ سے مستقلاً یا آئندہ ہوگی اس آمد کا ۱/۸ حصہ بھی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتا رہوں گا البتہ اس رقم میں اس طرح سالانہ بھیجتا رہوں گا وہ چندے شامل تصور ہونگے جو میں حضرت اقدس کے مشن کی مختلف شاخوں میں آجکل ادا کرتا ہوں اور وہ حسب ذیل ہیں ۔ لنگر ۔ مدرسہ وغیرہ اور یہ ساری رقم میں صدر انجمن احمدیہ کے نام روانہ کر دیا کرونگا جس کے ساتھ میں تفصیل با حد کیا کرونگا تاکہ انجمن کے سرمایہ کو نکال کر باقی چندے انجمن کا وہ عہدیدار جو اس کام پر سپرد ہوگا با قاعدہ ادا کر دیا کرے ۔
نمبر ۶ ۔ میری وصیت ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کی تاریخ کو لکھی گئی تھی پھر دوبارہ حکم اور چھپے ہوئے فارم آنے کے باعث از سر نو ترمیم کی گئی اور یکم جنوری ۱۹۰۵ء سے تعمیل الوصیت مذکورہ ہوگی فقط مکرر آنکہ اگر اپنی زندگی میں یہ رقم وصیت کردہ نہ کر سکوں تو انجمن میری جائداد متروکہ سے بعد وفات وصول کر سکتی ہے مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد
مدرس نور احمد احمدی ساکنہ موضع دریام کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی ساکنہ بستی دریام تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
محمد علی بقلم خود احمدی

وصیت نمبر ۱۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں سماۃ مہر و بیوہ صدر الدین قوم موچی ساکنہ موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور کی ہوں ۔ میں بہ اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۴ ۔ اگست ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میری وفات کے بعد [illegible]
(نوٹ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں

ہر واحد فارم مطبوعہ پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا)
نمبر۱ میری جائیداد اس وقت نقدی و زیور کل مبلغ ....
روپیہ کی ہے سو میں جائیداد مذکورہ موجودہ کا ...حصہ
یعنی مبلغ .... روپیہ برضا و رغبت خود صدر انجمن احمدیہ
قادیان کو دیکر اپنی زندگی میں ہی قبل از وفات اس
وصیت سے سبکدوش ہوگئی ہوں اور آئندہ میری
وفات کے بعد اگر کوئی میری جائیداد زاید از جائیداد
موجودہ ثابت ہو تو اس میں سے بھی چہارم حصہ صدر
انجمن احمدیہ کے حوالہ کیا جاوے اور میری تجہیز و تکفین
و جنازہ وغیرہ جماعت احمدیہ ادا کرے اور میری وفات
کے بعد میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے
لئے قادیان پہنچایا جاوے اگر صدر انجمن احمدیہ کیطرف
سے مصلحتاً کوئی روک ہو تو اُن کے حکم کی تعمیل کر کے
حسب ایماء اُن کے کسی اور جگہ دفن کریں خواہ کوئی صورت
ہو۔ میری اس وصیت میں حارج نہیں میری وصیت بدستور
قائم رہے گی۔ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

العبد

مسماۃ مہر بیوہ صدر الدین مذکور سکنہ سیکھوان
نشانی انگوٹھا

گواہ شد

ساون ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھواں۔ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

فتح الدین ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھواں نشانی انگوٹھا

گواہ شد

امام الدین ولد جمال ... احمدی ساکن سیکھواں بقلم خود

گواہ شد

خیر الدین ساکن سیکھواں بقلم خود

وصیت نمبر ۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حاکم علی ولد اللہ ودا قوم زمیندار ساکن چک پنیار ضلع
گجرات حال چک نمبر ۹ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
(نوٹ) چونکہ شرط نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۳ کا مضمون ہر وصیت
میں واحد مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج
اس جگہ ضروری نہ سمجھکر چھوڑ دیا۔
نمبر۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں کہ جو میری جائیداد میرے ترکہ میں ثابت ہو اگر میں
اپنی وصیت کے مطابق موعودہ رقم جو اپنی جدی جائیداد
کے ۱/۴ حصہ مبلغ آٹھ سو روپیہ جسکا باقساط ایک سو روپیہ
سالانہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے اپنی
زندگی میں ادا نہ کرسکا تو میری متروکہ جائیداد سے وصول کرلینا
صدر انجمن کو حق ہوگا۔ میں اپنے ورثا کو بھی یہی وصیت
کرتا ہوں کہ وہ اگر میرے ذمہ موعودہ رقم میں سے انجمن کا
روپیہ باقی ہو تو ادا کردیں۔ میں جیسا کہ اپنی پہلی وصیت میں
لکھ چکا ہوں دوبارہ اس وصیت میں بھی لکھ دیتا ہوں
کہ جو مربعہ نہر جہلم چک نمبر ۹ متصل بھلوال میں ہے اس کی
آمدنی میں سے بھی ۱/۴ حصہ سال بسال تا حین حیات ادا
کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے
بعد میری روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے ایسا ہی کرتے رہیں
اس وصیت میں اپنے ورثاء کے دستخط کرا دیتا ہوں۔ اگر
اس وصیت کے رجسٹری کرانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی کسی
دوسرے وقت کرا دوں گا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد

بقلم خود حاکم علی احمدی

گواہ شد

غلام مصطفیٰ معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

غلام رسول بقلم خود معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

غلام حسین معہ نشانی انگوٹھا

وصیت نمبر ۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن
بینو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
(نوٹ) چونکہ شرط نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۳ کا مضمون ہر وصیت
میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اس جگہ
اندراج نہیں کیا۔
نمبر۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
کہ چونکہ میری جائیداد غیر منقولہ مشترکہ ہے اور شرکاء جائیداد
غیر احمدی ہیں جائیداد غیر منقولہ کی نسبت وصیت کرنے میں اندیشہ
پیچیدگیوں کے بڑھ جانے اور مقدمات کھڑے ہو جانے کا
ہے لہذا میں خدا تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اپنی آمدنی کا دسواں
حصہ انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم۔ اللہم اید الاسلام والمسلمین۔ الا
نام الحقیر العاجز ۱۵۔ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ماہ محرم الحرام
۱۳۲۵ ہجری المقدس۔

العبد

اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن بینو بقلم خود

گواہ شد

بشارت احمد علی علیہ اسسٹنٹ سرجن ہیڈی گیمپ

گواہ شد

... محمد لمپیونڈر ہیڈی گیمپ

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اسکی نظر زمان سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون جو یہود پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی ہے جو نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا شعار بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و مہدی جو اُن کا ملہم اسم اعظم ہے کی تسبیح حمد و ملک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری نئی بات طاعون معروفی و عن نوی ی کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بشور جیر بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوری آسمی در د دنجات کا فوری اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور ہو کر طبیعت میں صحت و ہی حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی نجاتی بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے۔ کاجی ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۰ روپیہ۔ تیل دافع مکھی مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور گردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھ کر جس تندرست انسان کو کاٹتے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اس کو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکیں گے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ہے دونوں روغن حکیم نور محمد سروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔ نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار اخبار میں اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجدے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز دلفریبی مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پیچھے منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قدر شناسی کے مستحق ہیں ہماری مختلف قسم کی دوائیں جنکی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہر قسم کے علاج کیلئے لاجواب معجون طلائی ہے جسکے چند روز استعمال ہمراہ اس کے ان شاء اللہ تعالیٰ پورا نفع ہوگا اور مرض کی بابت شکایت نہ رہیگی۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم کچھ لکھیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر سینہ ٹھوک کر فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بیجا حرکتوں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے اور مفت نمونہ منگا کر آزمانا غنیمت جانیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ سرمہ سلیمانی آنکھ کی کل بیماریوں کو دور کرتا ہے اور بینائی بڑھاتا ہے قیمت ایک تولہ ۸ منجن دندان ہر قسم کی دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہے دانت نکل گئے ہوں تو بھی آسانی سے کام دیتا ہے فی بکس ۸

المشتہر

حکیم محمد حسین مغلپورہ ایجنٹ کارخانہ

برادرانِ مُلک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زبان حسن خضاب کا بہشتمند تحفات شکر صدق کرا کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب نیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملایم اور چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار قیمت ۸ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے کین ہینڈل والے ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ۶ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۵ کرکٹ بیٹ ال کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کے لئے ۳ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۲

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲۔۱۳ برس کیلئے مع وکٹ ایک بیٹ ایک بال لکڑی کا کیس فی سٹ ۳

۱۰ اور ۱۱ سٹ ایک سٹ مع کٹس ایک بال ضمیکس ۲

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار عمدہ ۷ / ۶ / ۵ / ۴

ہینڈ مکڈ نٹ بال ہک مع بلیڈر

کرکٹ بال ۵ سلے سوان نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۲
٭ دانگہ کے بیج ۱
٭ پریکٹس ۱۲
کرکٹ وکس فی کاپی ۴

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سامان انڈیا پریکٹس بیٹ۔ سٹمپ وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ بھیجا ہر طرح سے عمدہ نایاب تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اور بہت کم ہیں اسکو کم قیمت بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ سید منصور علی شاہ ہیڈ ماسٹر سکول

کیا یہ سچ ہے؟

ہمارے ہموطن جن بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے جھٹلا نہیں سکتے ذیل میں جو درج کیا گیا ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اُس کی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا یہ ہم نے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فایدہ حاصل کرنے کیلئے انکی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اسکا مطلب یہ ہے جیسے جیسے ظاہر کیا گیا ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈی کے صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکریٹری ورسن مشن نندڈ (جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام ملیس اینڈ کمپنی عطار بھاٹی کھلکی دوکان ہے) فرماتے ہیں ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) اسکے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور حال میں ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون مسماۃ اپنی لڑکی کے جس کی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے میں لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اس کو نیند برابر نہیں آتی اور رنگ بھی بالکل زرد ہے میں نے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا بلکہ روز بروز پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے میں نے اسکا علاج ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) سے شروع کیا اور اُس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہو گئی۔ اب اسکی صحت اچھی ہے اور ہر ایک شکایت سے اُس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردہ، پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی اور یہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ۔ اگر آپ اپنی فرمائش کیسا تھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم سیدنا بیمثل کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس پر اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو مسمار اور توڑا ہے قیمت ۱۱؎ ست بچن ۱؎ آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے جمعیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؎ نماز پر القریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۲؎ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۴؎ فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے معنون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲؎ نور القرآن حصہ دوم ۔۔۔ قیمت ۲؎ ۔ ایک عیسائی کے ۔۔۔ کی ناانصافیاں۔ تفسیر القرآن ۔۔۔ قوم اور بزرگان قوم کے غیر معمولی طور پر ۔۔۔ پسندیدگی بھیجی ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۔۔۔ ہوگئی ہے قیمتی پارہ اول ۔۔۔ سلک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم ۔۔۔ کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت ۲؎

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

ایک لاکھ سے بڑ یہ تقسیم ہوچکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(بہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ مالہ نوری)

تیل لگانا۔ ادھر لگاؤ ادھر آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول الماء تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا دھند غبار سبل پانی بڑبال خارش موتیابند ابتدائی سرخی سناخنہ وغیرہ جیسی ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں ڈاکٹروں و حکیموں رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگی دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱؎ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸؎

سونے سنگی شروع بچنہ **کرمچ بالا نشین** خوش رنگ ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ جاڑوں میں ۔۔۔ تو شک لحاف کیواسطے ۔۔۔ پایدار و خوبصورت کیڑا ہے فی تھان طول ۴۰ درعہ ۱ گرہ عرض ۱ گرہ قیمت معہ محصول عہ فرمائشات وی پی منگانے میں ہماپنی کا اطمینان محصول بارہ آنہ خریدار جمعہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک

اسکاٹس املشن

نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور بابیٹے روئوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا



فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان اس مچھلی گیر کا املشن پر اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چو گرم باتو کرآ کی پہا در قادیا رہینی
ودا بینی شفا بینی عرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ
۱۔ عوام سے صہ
۲۔ خواص و معاونین سے عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۳ / ۲
جماعت کے غیر مستطیع
روپیہ سے کم آمدنی
کے لوگوں سے ۲ / ۱

نمبر ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۱۱ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۵

اسلام کو اپنے نادان دوستوں سے بچاؤ

کسی نکتہ کار نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اسلام کو جس قدر صدمہ اور نقصان اس کے نادان دوستوں نے پہونچایا ہے وہ اس کے دشمنوں کیطرف سے ہرگز نہیں پہونچا۔ علمی اور عملی حملے جو اسلام پر کئے جاتے ہیں اس کے پیدا کرنیوالے وہی نادان دوست ہیں جو اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا حامی اور بہی خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس مضمون کو اگر تصریح سے لکھوں تو یہ بہت لمبا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے مختلف پہلو قابل بحث ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔ مگر میں آج صرف موجودہ ملکی ہلچل یا شورش کے پہلو پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسی سنہ ۱۹۱۱ء کے الحکم کے صفحہ ۴ پر میں نے ایک آرٹیکل اس عنوان سے لکھا تھا

بدخواہی سرکار کا نیا سلم

اس میں میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کے اس رویہ اور طرز تحریر کو خطرناک ظاہر کرنا چاہا ہے جو اس نے موجودہ ایجیٹیشن پر ریمارک کرنے میں اختیار کیا ہے۔ فی الحقیقت یہ طریق بہت ہی خطرناک ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور تاج انگلستان کے خلاف ناسمجھ مسلمانوں کے گروہ یہ کہکر بیدلی پھیلانے کی سعی کیجاوے

کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی پولیسی سے اسلامی ممالک کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ دانشمند اور زیرک مسلمان تو جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے اور خود ان اسلامی ممالک کی اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کیسی ہے؟ لیکن جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کا بھڑک اٹھنا کچھ کم تعجب خیز نہیں۔ ہم احمدیوں پر تو ثناء اللہ اور اس کے امثال و اقران پہلے ہی سے بدگمان اور بدظن ہیں کہ یہ دوسری اسلامی سلطنتوں یہاں تک کہ ٹرکی کی حکومت کو بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور سلطان کی حکومت پر دولت برطانیہ کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ حالات اور واقعات کا علم رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ جب حسین کامی سلطنت ٹرکی کا ایک وائس قونصل قادیان میں آیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود نے محض خیرخواہی اور نیک نیتی سے اعیان سلطنت ٹرکی کی حقیقت کو اس پر منکشف کیا تھا تو اسلامی اخبارات نے ایک طوفان بے تمیزی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے خلاف پیدا کر دیا تھا اور ایک بزرگ (جو اب وفات پا چکے ہیں) نے چودہویں صدی اخبار میں

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

کا شعر لکھکر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سخت دکھ دیا تھا اور آخر خدا نے اسی کو ایک نشان عظیم کا نشانہ بنایا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت

دوسری اسلامی سلطنتوں پر حکومت انگلستان کو ترجیح دیتا ہے اور اسکی وجہ حکومت مذکور کا

عدل و انصاف اور عام مذہبی آزادی ہے

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جس آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ کر سکتے ہیں اور جو سامان اور وسایل ہمیں یہاں حاصل ہیں وہ اسلامی ممالک میں قطعاً میسر نہیں۔ سلطنت برطانیہ کے تحت حکومت میں باوصف اس کے کہ عیسائی مذہب کی ہم تردید کرتے ہیں ہمارا ایک ہی فرد ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ سختی روا رکھی گئی مگر کیا سلطنت کابل کا یہ واقعہ ہم بھول سکتے ہیں جہاں ایک نہیں ہمارے دو معزز اور اہل اثر اور سرگرم احمدی حضرت جہاں کے فتوی پر شہید کر دیئے گئے۔

غرض

ہمیں خواہ کوئی خوشامدی کہے یا جو اس کا جی چاہے کہے ہم سچی بات کے کہنے سے نہ رک سکتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو اس ہدایت اور مشورہ دینے سے باز رہ سکتے ہیں کہ

مسلمانوں کے لئے تاج برطانیہ کا سایہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جسکی قدر کرنا اور وفاداری اور خیر خواہی سے اسکی رعایا رہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جو لوگ بیرونی سلطنتوں سے تعلقات کو محض سماعی باتوں پر یقین کرکے گورنمنٹ کے ذمہ لگا کر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ ایسی بنا پر میں نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے اس طرز تحریر کو سخت ناپسند کیا تھا۔ یہ طریق کیسا مذموم اور مسموم ہے اس کا اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو تحریر یوں ہی عبد اللہ بلوچ نے شایع کی ہے جس میں اس نے کھلے طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ

سچے اسلامی خیالات کا اظہار کرنیوالا اہلحدیث ہی ہے بقول اس کے اہلحدیث علانیہ انگریزوں پر دنیا سے مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کا الزام عاید کرتا ہے۔ یہ مضمون جو عبد اللہ بلوچ نے لکھا ہے اسی مضمون کی بنا پر لکھا ہے جس کا ذکر میں نے الحکم مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۰۷ء میں کیا تھا یعنی ۱۷ر مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کی بنا پر وطن کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ کی اس تعریف کو جو عبد اللہ بلوچ نے کی ہے مذمت قرار دیتا ہے اور فی الحقیقت یہ بات ہے سچ کیونکہ اگر کوئی خود گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر اسے ایک قوم کے نیست و نابود کر دینے کا الزام لگاتا ہے تو اس کے خیالات گورنمنٹ کی نسبت جو کچھ بھی ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ ان دونوں میں سچا کون ہے؟ وطن یا اہلحدیث اور اس کا مداح عبد اللہ بلوچ۔ مگر میں اس قدر ضرور کہوں گا کہ عبد اللہ بلوچ کا اس قسم کا مضمون شایع کرنا عبد اللہ بلوچ کی اندرونی حالت اور جذبات کو ظاہر کرنیوالا ضرور ہے اور یہی وجہ ہے جو وطن کے ایڈیٹر

مولوی انشاء اللہ خاں نے اس کو حمیدر رضائی طبقہ کا مسلمان کہا ہے اور حمید رضا جن خیالات اور جذبات کو اپنے اخبار میں ظاہر کر رہا ہے اور اسکی پبلک تقریروں سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ ایک امر ظاہر ہے۔ بہرحال مولوی انشاء اللہ خاں نے اتنا تسلیم کر لیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ عبد اللہ بلوچ کے خیالات مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہیں ہونے چاہئیں۔ اور مسلمان گویا انہیں سخت ناپسند اور مکروہ خیال کرتے ہیں مگر مولوی انشاء اللہ خاں نے اگر دیدہ دانستہ واقعات کو نہیں چھپایا اور یا اگر اسے فی نفسہٖ علم ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ واقعات کے ظاہر ہو جانے پر وہ یقین کرے گا کہ مولوی ثناء اللہ ہی کے خیالات کا اظہار بلوچ نے کیا ہے۔ اور اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پر ہو سکتا ہے جو مولوی ثناء اللہ کو دینا چاہئے۔

ان سوالات کا جواب جب مولوی ثناء اللہ شایع کر دیں گے تو اصلیت خود بخود کھل جائے گی؟ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے ان کا جواب نہ دیا تو ہم خود حقیقت کو آشکارا کریں گے۔ ان سوالات سے اس تعلق کا پتہ لگانا مقصود ہے جو مولوی ثناء اللہ سے عبد اللہ بلوچ کا ہے۔

وہ سوالات یہ ہیں

(۱) کیا عبد اللہ بلوچ اہلحدیث کے دفتر میں ایک عرصہ تک مقیم رہا ہے یا نہیں

(۲) کیا مولوی ثناء اللہ نے اس کو کوئی کتاب یا کتابیں پڑھائی ہیں یا نہیں۔

(۳) کیا عبد اللہ بلوچ کے مضامین کا سلسلہ اہلحدیث میں کبھی نکلا ہے یا نہیں۔

فی الحال میں ان تین سوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان کے جواب پر اس سلسلہ کو انشاء اللہ مکمل کروں گا۔ امرتسر کے توکل ذمہ دار حکام اور قابل پولیس افسروں کو بطور خود تحقیق کر لینا چاہئے کہ عبد اللہ بلوچ امرتسر میں کتنے دن ٹھیرا رہا اور کہاں کہاں رہا؟ اس راز کا انکشاف ان کو بہت بڑی مدد دیگا۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے، نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی ۸؎ محصولڈاک علاوہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

الایمان یزید و ینقص

یہ ایک بڑے معرکہ کا مسئلہ ہے حنفیوں کا مذہب ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں اور اسی بنا پر کہ دیا کہ ابوبکر (صدیق) کا ایمان اور ایک اس زمانے کے معمولی مسلمان کا ایمان برابر ہے۔ ان کے سوا دوسرے اہل مذہب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے قائل ہیں۔ حال میں "المنار" مصر کے مشہور عربی ماہواری رسالے میں اس عنوان سے ایک نہایت لطیف مضمون چھپا ہے امید ہے ناظرین الحکم توجہ سے پڑھیں گے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس میں علمی ذوق پیدا کرے اور مختلف قسم کے معرکۃ الآرا مسائل کے پڑھنے کی مشتاق ہو۔ یہ خیر کرے کہ کوئی مضمون اگر مولویانہ الفاظ میں دیکھا تو شروع کرتے ہی چھوڑ دیا۔ اصل میں ایمان کے زیادہ ہونیکا بیان قرآن مجید کی کئی آیات میں ہے تعجب ہے کہ اسقدر صریح نصوص کے ہوتے کس جرأت سے کہا جاتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔

دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے (۱) انما المومنون اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے ہر مومن جبکہ اسپر قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جائیں۔ اپنے نفس میں پاتا ہے یعنی قرآن کے فہم اور اس کے معانی کی معرفت سے ایک خاص قسم کا ایمان (جو پہلے نہ تھا) اس کے قلب میں پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ آیت پہلے کبھی پڑھی ہی نہیں [illegible] پڑھنے سننے والے کے قلب میں نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے نفرت حاصل ہوتی ہے (جو پہلے نہ تھی) پھر اللہ تعالیٰ کی [illegible] اور اس کی [illegible] کی محبت واسطہ بڑھتی جاتی ہے پس یہی زیادۃ الایمان ہے۔ (۲) الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ یہاں بھی ایمان کی زیادتی کا ذکر ہے جب دشمنوں سے ڈرایا گیا تو بجائے پریشان ہونے کے ان کا یقین [illegible] توکل جہاد میں ثبات اور توحید پر جمے رہنا۔ [illegible] اور یہ بات دلیں بیٹھ گئی کہ مخلوق سے نہیں ڈرنا چاہئے [illegible] کا خوف رکھنا چاہئے (۳) واذا ما انزلت سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا۔ [illegible] اللہ نے اس سورۃ کو نازل کیا [illegible] ذکر ہے تو اسکی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ اور اگر کسی بات کی ممانعت ہے تو اس سے نفرت و کراہت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے فرمایا "وھم یستبشرون" یہ "استبشار" تصدیق کے علاوہ ہے۔ (۴) وما جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ۔ وما جعلنا عدتھم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین امنوا ایمانا۔ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب حدیبیہ سے واپس پھرے یہاں سکینۃ کو زیادۃ الایمان کا موجب بنایا یعنی طمانیت قلبی کو۔ اور قولہ تعالیٰ لیطمئن قلبی [illegible] زیادتی ایمان ہے جیسا کہ فرمایا والذین اھتدوا زادھم ھدی واتاھم تقواھم اور فرمایا انھم فتیۃ امنوا بربھم وزدناھم ھدی شیخ الاسلام قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں زیادتی ایمان کئی وجہ سے ہے ایک تو اجمال و تفصیل [illegible] یعنی جن باتوں کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ انکا اجمال و تفصیل دیکھئے گو تمام خلقت پر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان واجب ہے اور تمام امت پر مجملاً ان امور کا التزام ضروری ہوگیا جن کا انہیں رسول نے حکم دیا مگر بہرحال یہ بات تو ظاہر ہے کہ اول امر میں وہ کچھ واجب نہیں ہوا جو کچھ تمام قرآن کے نزول کے بعد واجب ہوگیا۔ ایسا ہی جن باتوں کی رسول علیہ السلام نے خبر دی۔ انپر مفصل ایمان اسقدر ہر مومن پر واجب نہیں جسقدر اس مومن پر واجب ہے جسے تمام احکام کی خبر لگ چکی ہے یعنی جو قرآن اور سنت نبویہ کی معرفت کامل رکھتا ہے اور سب معانی اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اسپر جو ایمان مفصل لازم ہے وہ اس کے غیر پر لازم نہیں۔ اسی بنا پر اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول پہ دل وجان سے ظاہر و باطن ایمان لے آئے پھر شرائع دین جاننے سے پہلے مرجائے۔ تو مومن ہی مرتا ہے کیونکہ اسپر صرف ایمان ہی واجب تھا۔ اب جو کچھ اسپر واجب ہوا اور جو کچھ اس سے واقع ہوا (عمل) اس شخص کے ایمان کی مثل نہیں جو شرائع کی کامل معرفت رکھتا ہے۔ اسپر ایمان لائے۔ اور عمل کرے بلکہ اس آخر الذکر کا ایمان "اکمل" ہے کیونکہ جو کچھ اسپر ایمان سے واجب ہوا وہ بھی اکمل اور جو کچھ واقع ہوا وہ بھی اکمل

(دوم) جو کچھ ان (مومنوں) سے واقع ہوا ہمیں اجمال و تفصیل لیں جس نے علم تفصیلی حاصل کیا اور اسپر عمل بھی کیا۔ اس کا ایمان زیادہ کامل ہے اس سے جو صرف مایجب علیہ کو جانے۔ اقرار کرے مگر عمل نہ کرے پھر یہ زبان و دل سے اقرار کرنیوالا مگر عمل بالارکان نہ کرنیوالا اگر اپنے ذنوب کا اقرار کرے۔ اور ترک عمل پر نادم ہو کر اپنے رب کی عقوبت سے ڈرے تو اس غافل سے زیادہ ایمان رکھتا ہے جس نے ما امر بہ الرسول کی معرفت طلب نہیں کی اور نہ اسپر عمل کیا اور نہ اس گناہ کی عقوبت سے ڈرا۔ بلکہ ماجاء بہ الرسول کی تفصیل سے بالکل غافل ہے اور باوجود اسکے آپ کی نبوت کا ظاہر و باطن دل و جان سے مُقِر ہے۔ پس جوں جوں کسی خبر رسول یا امر کا علم اسے حاصل ہوگا۔ اس شخص سے اس کا ایمان زیادہ ہوتا جائیگا جسے یہ خبر حاصل نہیں ہوئی بحیثیت مجموعی مجملاً وہ پہلے ہی ایمان رکھتا ہے تاہم تفصیلی طور سے علم زیادتی ایمان کا موجب ہے اسیطرح جو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان کے معانی کو جانے۔ پھر انپر ایمان لائے تو اس کا ایمان اس شخص سے اکمل ہے جسے یہ اسماء معلوم نہیں بلکہ صرف مجملاً سب پر ایمان رکھتا ہے یا بعض اسما کا عرفان رکھتا ہے پس جوں جوں انسان اللہ کے اسماء و صفات و آیات کے عرفان میں بڑھتا جائیگا اسکا ایمان اکمل ہوتا جائیگا۔

(سوم) [illegible] و تصدیق کے مدارج متفرق ہیں بعض میں یہ بات زیادہ قوی زیادہ ثابت (یقینی) اور شک و ریب بالکل دور ہوتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا [illegible] اپنے ذاتی تجربہ سے مشہودات میں محسوس کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز کو مختلف قسم کے آدمی دیکھتے ہیں۔ مثلاً رویت ہلال کو لیجئے گو اس کے دیکھنے میں بہت سے آدمی شریک ہوتے ہیں مگر تاہم بعض کی رویت بعض سے اتم ہوتی ہے اسیطرح آواز کے سننے۔ ایک ہی خوشبو کے سونگھنے اور ایک ہی قسم کے طعام کو چکھنے میں فرق ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ قلبی معرفت اور قلبی تصدیق میں متفرق مدارج نہ ہوں۔ اور متعدد وجوہ سے مومن ایک دوسرے سے متفاضل نہ ہوں۔ خود کلام اللہ کے معنے سمجھنے میں کتنا فرق ہوتا ہے پس اسی اعتبار سے ایمان میں بھی فرق ہوگا۔

(چہارم) وہ تصدیق جو مستلزم عمل القلب ہے اس تصدیق سے اکمل ہے جو اس کے عمل کی مستلزم نہیں۔ پس ایسا علم جس سے صاحب علم مذکور عمل کرے۔ یا یوں کہئے کہ ایسا ایمان جس کا ثمرہ اعمال صالحہ ہیں اس علم یعنے ایمان سے اکمل ہے۔ جس کا ثمرہ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ دیکھو دو شخص ہیں وہ مانتے ہیں کہ اللہ حق ہے اس کا رسول حق۔ جنت حق۔ نار حق مگر ایک کے ایمان نے تو اللہ کی محبت اسکی خشیت اور جنت کیطرف رغبت اور دوزخ

نفرت پیدا کی اور دوسرے کے ایمان نے کچھ بھی ظاہر نہ کیا پس پہلے کا ایمان و علم اکمل ہے کیونکہ قوت مسبّب قوت سبب پر دلالت کرتی ہے اور جس قدر کام وہ مطابق کتاب وسنت کرتا ہے سب کا منشا ایمان اور علم ہی ہے یہ خوب یاد رکھیے کہ جب یقین ہو جائے فلاں شے اچھی ہے تو آدمی ضرور اسکی طلب میں لگ جاتا ہے ایسا ہی جب کسی شے کی نسبت یقین حاصل ہو جائے کہ خوفناک ہے تو پھر لامحالہ اس سے نفرت کریگا بھاگیگا، اپنا بچاؤ چاہیگا پس جب لازم حاصل نہ ہو تو یقیناً جان لو کہ یہ عدم حصول ملزوم کے ضعف کے سبب ہے۔ کامل ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ لازم ہیں۔ اعمال صالحہ نہیں تو بس ایمان ہی نہیں یا کمزور ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا لیس الخبر کالمعاینہ یعنے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ دیکھنے سننے میں فرق ہوتا ہے اسکی مثال موسے علیہ السلام کا واقعہ ہے جب رب العالمین نے انہیں خبر دی کہ تمہاری قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو انہوں نے الواح کو نہیں پھینکا مگر جب بچشم خود یہ پرستش دیکھی تو غصے سے الواح پھینک دیں کیونکہ یہ نہیں کہ اللہ کی خبر میں کچھ شک تھا ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ مخبَر (جسے خبر دیجائے) خواہ مخبِر (جس نے خبر دی) کے صدق پر یقین رکھتا ہو مگر تاہم مخبَر مخبَر بہ (جس بات کی خبر دیجائے) کا وہ نقشہ نہیں کر سکتا جو کہ عند المعاینہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ دل سے اسکی تصدیق ہی کرتا ہو یہ ثابت ہے کہ معاینہ کے وقت ایسا تصور حاصل ہوگا جو خبر کے وقت نہیں تھا اس پر تصدیق (معاینہ والی) اس تصدیق (سمعی) سے بڑھ جائیگی [illegible] ایمان کا حال ہے۔

(پنجم) اعمال القلوب۔ مثلاً اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کی محبت اور اللہ کی خشیت اور اسکی رجاء سب ایمان سے ہیں۔ چنانچہ اسپر کتاب وسنت اور اتفاق سلف شاہد ہے۔ اور آدمی [illegible] ایک دوسرے سے متفاضل ہیں یہ ایک ایسی ظاہر بات ہے کہ ثبوت دینے کی حاجت نہیں۔

(ششم) اعمال ظاہری بھی ایمان ہی سے ہیں اور انمیں بھی آدمی ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

(هفتم) انسان کو یاد آتا رہے جو کچھ حکم ہوا۔ کو دلمیں یاد رکھے اور ہر وقت اسے پیش نظر رکھے کہ غافل نہ ہو اس سے [illegible] ایمان والے سے [illegible] دوسرے کو پھر ان احکام سے غافل ہو جائے۔ کیونکہ غفلت ایمان کو گھٹا دیتی ہے۔ اور ایمان تصدیق۔ ذکر۔ اور استحضار کا کمال علم ویقین کے کمال کا موجب ہے اسی لئے عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں اسکی حمد کریں اسکی تسبیح وتقدیس کریں تو یہ اس ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جائیں بھلا دیں اور اعمال ضایع کر دیں تو یہ اسکا نقصان ہے۔

(هشتم) کبھی انسان کسی بات کا مکذب ومنکر ہوتا ہے نہیں جانتا کہ رسول کی اس نے خبر دی ہے یا اس کا حکم کیا ہے کیونکہ اگر جانتا تو تکذیب ہی نہ کرتا اور نہ انکار کرتا۔ وہ پورا یقین رکھتا ہے اس بات پر کہ میں نبی خبر دے رہا ہوں اور حق حق امر کر رہا ہوں۔ پھر کوئی آیت یا حدیث سنتا ہے یا اسپر تدبر کرتا ہے یا کسی کی تفسیر سمجھتا ہے غرض کسی وجہ سے اصلیت کھل جاتی ہے تو پھر اس بات کی تصدیق کرنے لگتا ہے جسکی تکذیب کر رہا تھا اور اسی کا اقرار کر لیتا ہے جسکا اسے پیش انکار تھا۔ اب یہ ایک نئی تصدیق اور نیا ایمان ہے اس سے اس کا ایمان بڑھ گیا اس سے پہلے کافر نہیں تھا [illegible] جاہل تھا۔ یہ قسم بھی مجمل ومفصل میں آسکتی ہے کہ بعض وقت مجمل کا قلب تفاصیل میں سے کسی شے کی تکذیب وتصدیق سے سلیم

ہوتا ہے پھر اسی سادہ قلب پر اجمال کے بعد کوئی تفصیل کھلتی ہے۔ لیکن **اہل علم واہل زہد** سے کئی ایسے آدمی ہیں جنکو انہیں تفاصیل سے اپنے بہت سے امور ہیں جو **ما جاء به الرسول** کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ مخالف ہیں جسوقت اصلیت کھلتی ہے فوراً رجوع کر لیتے ہیں۔ یہ ایک جس نے دین میں کوئی نئی بات غلطی سے کی اور وہ رسول پر ایمان رکھتا یا غلطی سے کوئی کام کیا۔ گو مومن بالرسول ہے۔ اور یہ ایک **مبتدع** جو بدعت سے متابعۃ الرسول کا قصد رکھتا ہے۔ وہ اسی قبیل سے ہے۔ پس جو ما جاء به الرسول کا علم رکھے اور اسپر عمل کرے وہ اکمل الایمان ہے اس سے جو اسمیں خطا کرے اور جو غلطی کے بعد معلوم کر پائے اور اسپر عمل کرے وہ اس سے زیادہ ایمان رکھتا ہے جسے اپنی غلطی کا علم نہیں ہوا۔

ان آٹھ وجوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ یقیناً جان لیجئے کہ سلف الامۃ اور جمل الائمہ کا یہی مذہب ہے کہ **ایمان قول عمل** اور نیت کا نام ہے طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اہل الفقہ والحدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ **ایمان قول وعمل** کو کہتے ہیں اور عمل بغیر نیت کے کچھ نہیں۔ پھر کہا ہے کہ ایمان ان کے نزدیک طاعت سے بڑھتا معصیت سے گھٹتا ہے اور تمام طاعتیں ان کے نزدیک ایمان ہیں [illegible] ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کا ذکر ہے کہ وہ طاعتوں کو ایمان نہیں کہتے بلکہ صرف **تصدیق واقرار** (بقول بعض) اور صرف کا نام ایمان سے [illegible] حجاز وعراق وشام اور مصر کے تمام اہل الرائے واہل الآثار مثل مالک بن انس اور لیث بن سعد اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور [illegible] احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو عبید القاسم بن سلام اور داؤد بن علی اور طبری اور جو ان کے پیرو ہیں سب اسی بات کے قائل ہیں کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے یعنے زبان سے اقرار۔ دل کے ساتھ اعتقاد اور اعضاء کے ساتھ سچی مخلصانہ نیت سے عمل کرنا۔ اور کہا کہ ہر فریضہ ونافلہ جس سے اللہ کی طاعت کیجائے ایمان سے ہے۔ ان سب نے یہ کہا کہ ایمان طاعات سے بڑھتا اور معاصی سے گھٹتا ہے۔ پھر امام نے لکھا ہے کہ مومنوں میں سے اہل ذنوب اپنے گناہوں کے سبب سے کامل الایمان نہیں رہتے۔ بلکہ ارتکاب کبائر سے ناقص الایمان ہو گئے۔ اسی لئے فرمایا رسول صلعم نے لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مومن (زنا کرنیوالا زنا نہیں کرتا حالیکہ وہ مومن ہو) یہاں مومن سے مراد مستکمل الایمان ہے۔ اور جمیع الایمان سے خالی مراد نہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ زانی، سارق اور شارب الخمر جب اہل قبلہ ہوں تو ورثہ کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد مرجیہ۔ خوارج اور معتزلہ کا رد کرتے ہوئے (بدلیل موارثت وحدیث عبادہ بن صامت (فعوقب فی الدنیا فهو کفارة) لکھا ہے کہ ایمان کے کئی مراتب ہیں اور ناقص الایمان کامل الایمان کے برابر نہیں ہو سکتا جبھی تو انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت الآیۃ کے آخر میں هم المومنون حقا فرمایا اور نبی صلعم نے [illegible] اکمل المومنین ایمانا مومنوں میں سے اکمل ایمان والا جس سے ظاہر ہے کہ ناقص الایمان بھی ہوتے ہیں پھر فرمایا اوثق الایمان الحب فی الله اور لا ایمان لمن لا امانة له۔ یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ بعض ایمان اوثق اور اکمل ہوتے ہیں۔ اسیطرح ابو عمر الطلمنکی نے **اہل السنۃ کا اجماع** بیان کیا ہے۔ کہ ایمان۔ قول وعمل ونیۃ کا نام ہے اور امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ نے کہا کہ جب امام فخر الدین رازی نے امام شافعی کے مناقب تصنیف کئے اور ان کا قول ایمان کے بارے میں "قول باللسان۔ عقد بالجنان۔ عمل بالارکان" یعنے اور صحابہ وتابعین کی مانند لکھا۔ چنانچہ شافعی نے خود یہی کہا کہ اسپر اجماع

صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ہے تو امام رازی پر یہ قول بڑا مشکل گذرا کیونکہ ان کے دل میں اہل بدع و خوارج معتزلہ جہمیہ کرامیہ مرجیہ کا شبہ خلجان کر رہا تھا کہ مرکب میں سے جب بعض اجزا دور ہو جائیں تو کل کا زوال لازم آتا ہے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں اس کا جواب سہل ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہیئت اجتماعی جیسی کہ تھی قائم نہیں رہتی لیکن بعض کے زوال سے باقی کا زوال لازم نہیں آتا۔ اسکی مثال بدن الانسان ہے جب انگلی کٹ جائے یا ہاتھ یا پاؤں یا اور کوئی عضو تو بالاتفاق انسان پھر بھی انسان ہی رہتا ہے۔ ہاں ناقص انسان کہہ سکتے ہیں۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے زانی، سارق، شارب الخمر سے ایمان کی نفی کی ہے۔ پس وہ مجموعہ جس کا نام ایمان ہے وہ نفی کے ساتھ کامل مجموعہ نہیں رہتا مگر کہتے ہیں کہ اسطرح بعض ایمان چلا گیا۔ اور بعض باقی رہ گیا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب بعض چلا جائے تو باقی بعض بھی چلا جاتا ہے۔ پس اسی خود ساختہ اصل سے خائف ہو کر مرجیہ بہ نسبت زیادۃ الایمان و نقص الایمان کے لفظ سے بہت نفرت کرتے تھے کیونکہ بعض کے جانے سے کل کا جانا ان لوگوں کے قواعد کے مطابق لازم آتا ہے جو ایمان کے متعدد بعض اور متعدد حصے ہونے کے قائل ہیں اور جہمیہ کے نزدیک ایمان ایک امر واحد ہے جو تعدد کو قبول ہی نہیں کرتا۔ گویا ایسا واحد ہے جس کی کوئی حقیقت ہے ہی نہیں۔ گویا وحدانیت مرسلہ عز و جل کی طرح اسکی بھی وحدانیت ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں جہمیہ اصل سے انہیں اس مغالطہ میں ڈالا یعنی یہ کہ انسان میں بعض ایمان اور بعض کفر جمع نہیں ہو سکتے جس کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ مسلمانوں میں متفق علیہ مسئلہ ہے چنانچہ ابوالحسن الاشعری نے ایسا ہی ذکر کیا) اور جس اعتقاد پر اجماع کا باطل خیال اسی مسئلہ کی بنا ہے انہیں ایسے عقیدے کا پابند کر دیا جو بالکل مخالف اجماع ہے۔ بلکہ اس اجماع سلف کے مخالف ہے کئی ائمہ نے ذکر کیا بلکہ ایک سے زیادہ نے تو اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیدیا جو جہمیہ کا عقیدہ ایمان کے بارے میں رکھے۔ اور اس کیلئے نظائر متعدد ہیں۔ دیکھئے انسان ایک قول مخالف نص یا اجماع قدیم کہتا ہے اسبات کا یقین رکھتے ہوئے کہ وہ نص اور اجماع سے متمسک ہے جب اس کے علم و اجتہاد کا یہی منتہیٰ ہے تو صواب کا ثواب دیتا ہے اور جس کی معرفت سے عاجز رہا وہ معاف کر دیتا ہے۔ بعض لوگ انہیں میں سے کہتے ہیں کہ ایمان من حیث ہو ایمان (اس حیثیت سے کہ وہ ایمان ہے) زیادت و نقصان کو قبول نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں یہ کہنا تمہارا ایسا ہی ہے جیسے تم لوگ کہا کرتے ہو من حیث ہو انسان۔ من حیث ہو حیوان و من حیث ہو وجود و موجود ان مسمیات کے لیے ایک وجود مطلق مجرد از جمیع قیود و کل صفات یقین کرتے ہو حالانکہ خارج میں اسکی کوئی حقیقت نہیں۔ اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ وہ ایک ایسی شئے ہے جسے انسان اپنے ذہن میں فرض کر لیتا ہے جیسے ایک ایسا موجود فرض کر لیتے ہیں جو نہ قدیم ہے نہ حادث۔ اور نہ قائم بنفسہ اور نہ قائم بغیرہ۔ ایسا ہی (...) من حیث ہی ہی اگر ذات کا فرض کر لیا جاتا ہے [illegible] نہیں۔ اسی طرح یہ ایمان کو فرض کیا ہے جیسے ایسا ایمان ہے جو کسی کوئی مومن متصف نہیں بلکہ ایک قید سے مجرد ہے مگر تو کوئی سے فی الخارج ایسا ایمان ہے جو مومنوں کے ساتھ نہ ہو اور نہ کوئی ایسی انسانیت فی الخارج ہے اس کے جسکے ساتھ انسان متصف ہے پس ہر انسان کے لیے انسانیت ہے جو اسی (انسان) کے ساتھ خاص ہے اور ہر مومن کے لئے ایک ایمان ہے جو اسی مومن کے ساتھ خاص ہے۔ اب یہ کہ انسانیت عمرو کی انسانیت کے مشابہ ہے مگر وہ وہی نہیں (یعنی زید کی انسانیت وہی نہیں جو عمرو کی انسانیت ہے) ہاں اشتراک ان دونوں میں ہے مگر وہ امر کلی مطلق [illegible] میں ہوتی ہے فی الخارج اس کا کوئی وجود نہیں مگر اس کے افراد کے [illegible] (اور ہماری بحث اس ایمان کی نسبت ہے جو فی الخارج پایا جاتا ہے)

جس وقت کہا جائے کہ زید کا ایمان عمرو کے ایمان کی مثل ہے تو وہ واحد نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کو ایک تعین خاص کر رہا ہے۔ اور یہی ہے وہ ایمان جو زیادت و نقصان کو قبول کرتا ہے اور جو شخص ایمان کی نفی کرتا ہے۔ وہ اپنے جی میں ایک ایمان مطلق تصور کر لیتا ہے جیسے کہ ایسے انسان کا تصور (ذہنی) کر لیتے ہیں جو جمیع صفات معینہ سے خالی ہو (گمر وہ ہوتا کیا؟ کچھ بھی نہیں) پھر یقین کرتا ہے کہ بس یہی وہ ایمان ہے جو لوگوں میں پایا جاتا ہے اور یہ تفاضل کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ یہ تو اپنے نفس میں ہی تعدد کو قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ ایک تصور (خیال) محض ہے جو اپنے متصور کے نفس میں کلنا ہے اور اسی وہم کی بنا پر بہت سے لوگ ان میں سے سمجھتے ہیں کہ امور مشترکہ جو کسی ایک شئے میں ہوں وہ بلحاظ شخصیت و عینیت ہی واحد ہیں۔ اسی غلطی نے بڑے بڑے ان کے علماء و فقراء کو اس گمراہی میں ڈالا کہ وجود کو بھی ایسا ہی سمجھ بیٹھے۔ پہلے انہوں نے تصور کیا کہ تمام موجودات مسمی الوجود میں مشترک ہیں یعنے سب کے ساتھ وجود ہے پھر اس وجود کلی کا انہوں نے اپنے نفس میں تصور کیا اور اسے فی الخارج بھی سمجھ بیٹھے۔ جیسا کہ وہ اس کے خیال میں تھا۔ پھر سمجھے کہ بس وہی وجود اللہ ہے (تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا) گویا رب العالمین کو وہ وجود بتا جو اپنے متصور کے نفس سے ہوتا ہے۔ اور فی الخارج بالکل نہیں پایا جاتا۔ اسیطرح بہت سے لوگ اعداد مجردہ اور حقائق مجردہ کا تصور کرتے ہیں اور اسے المثل الافلاطونیہ بولتے ہیں۔ اور ایسا ہی ایک ایسا زمانہ کا تصور کرتے ہیں جو حرکت و متحرک سے مجرد ہو اور ایسے بُعد کا جو اجسام اور انکی صفات سے مجرد ہو پھر گمان کرتے ہیں کہ ایسے زمانے اور بُعد کا وجود فی الخارج ہی ہے۔ الغرض یہ سب اسی غلطی میں ہیں کہ ما فی الاذہان کو ما فی الاعیان سمجھ بیٹھے ہیں اور صرف اسی اعتقاد سے ہزار ہا جہالتیں اور مفاسد ہو گئے۔

اور حافظ ابن حجر شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ سلف کا یہی مذہب ہے۔ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے مگر اکثر متکلمین نے اس کا انکار کیا ہے امام نووی نے کہا ہے کہ اظہر اور مختار یہی ہے کہ تصدیق کثرت نظر اور وضوح ادلّہ سے بڑھتی گھٹتی ہے۔ اسی بنا پر صدیق کا ایمان اس کے غیر سے اقویٰ تھا کیونکہ اسے کوئی شبہ لاحق نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ہر ایک جانتا ہے کہ جو کچھ دل میں ہو وہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات بہ نسبت ما سبق زیادہ یقین اور اخلاص اور توکل اپنے آپ میں پاتا ہے۔ اسیطرح تصدیق و معرفت بھی براہین کی کثرت و قوت سے بڑھتی ہے۔ اور سلف سے جو ایمان کا بڑھنا و گھٹنا منقول ہے اسکی عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج و غیرہم سے تخریج کی ہے۔ اور ابوالقاسم نے اپنی کتاب السنۃ میں شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابی عبید اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے اور بخاری سے بسند صحیح مروی ہے کہ میں ہزار سے زیادہ علماء امصار سے ملا۔ اور میں نے کسی کو اسبات میں اختلاف کرتے نہیں دیکھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور بڑھتا گھٹتا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے صحابہ و تابعین کی ایک جمع کثیر سے یہ روایت کی۔ اور فضیل بن عیاض اور وکیع نے اہل سنت کا یہی عقیدہ نقل کیا ہے اور حاکم نے امام شافعی کے مناقب میں کہا ہے کہ ابو العباس الاصم نے ربیع سے خبر پائی کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے سنا کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے بڑھتا گھٹتا ہے۔ اور ابونعیم نے سوانح شافعی لکھتے ہوئے حامیان ربیع سے یہی روایت کی ہے۔ بامی (؟) ابتدا میں کہ ایمان طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے اور آیت پڑھی (و یزداد الذین آمنوا ایمانا) اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ الایمان یزید وینقص اور دیلمی
نے مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے اور صحابہ
وتابعین وائمہ دین اہل سنت وجماعت و تابعین اہل حدیث اور علماء صوفیہ کے آثار
اس مسئلہ کے متعلق استفادہ کہ اس مختصر میں انکی گنجائش نہیں سب کا اسی بات پر
اتفاق ہے کہ الایمان قول باللسان وعقد بالجنان وعمل بالارکان
یزید بالطاعۃ ویضعف بالعصیان۔

اس قیمتی مضمون پر المنار کے لائق ایڈیٹر نے بہت عمدہ ریمارک دیا ہے جو یہ ہے کہ
نقلی بحث سے تو مضمون نگار نے یہ ثابت کر دیا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے
جو طاعت سے بڑھتا معصیت سے گھٹتا ہے ہم عقلی نظر سے بھی دیکھتے ہیں
تو یہی حق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس اعتقاد نے کہ ایمان ہی آخرت میں
نجات وسعادت کا موجب ہے اور مومن بننے کے لئے صرف اس بات
کی تصدیق کافی ہے کہ جو کچھ نبی صلعم لائے وہ حق ہے اور ایمان میں عمل داخل
نہیں مسلمانوں کو **فسوق** اور **عصیان** پر جرات دی اور صرف اس
فاسد و باطل عقیدے نے قرآن مجید کی معنوی تحریف پر ابھارا۔ بحالیکہ
قرآن تو باواز بلند پکار رہا ہے کہ **نجات وفلاح** ایمان اور عمل صالح دونو
سے ہے نہ صرف ایمان سے نہ صرف عمل صالح سے۔ ایسا ہی ہلاکت اخروی بھی
کفر اور مظالم میں بڑھ چلنے سے ہے۔ اسکے متعلق جسقدر آیات ہیں وہ تھوڑی
نہیں بلکہ بمشکل گنی جاسکتی ہیں مگر یہ اہل مذہب ہمیں برابر انکی تاویلیں کیے جاتے
ہیں اور ذرا نہیں شرماتے۔ انکی تاویلوں کا بد اثر ایسا پڑا کہ ایسے اچھے فہیم
مسلمان غلط فہمی سے کہنے لگ گئے کہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے
بچانے اور لذات اخروی دلانے میں **عمل** کو کوئی اتنا بڑا دخل نہیں بس صرف
تصدیق بما جاء بہ النبی کافی ہے وہ بھی مفصلاً نہیں بلکہ مجملاً۔ اور
قرآن کے تمام وعیدوں کو کفار کے حق میں خیال کرتے ہیں (جب مشرکوں کا ذکر
سنا تو کہہ دیا کہ یہ بت پرستوں کا ذکر ہے ہم تو ہوئے مسلمان خواہ ان سے زیادہ
قبر پرستی و درخت پرستی اور کیا کیا پرستی کرتے ہوں اور جب کسی نبی کے انکار کا وعید
پڑھا تو کہہ دیا اگلی امتوں کی نسبت ہے اور یہ خیال نہیں کہ ہم بھی ایک مامور من اللہ کی
تکذیب کے مجرم ہو رہے ہیں) اور انہیں سے خاص سمجھتے ہیں گویا الٰہی سنت اس
امت کے ساتھ اگلی امم کے خلاف ہوگئی اور گمان کرتے ہیں کہ یقین واذعان کا وجود
بدوں اسکی تاثیر طبعی یا خاصہ فطرتی (جو عمل ہے) کے بھی پایا جاسکتا ہے حالانکہ یہ
بالکل محال ہے۔

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

کیا خریداران میگزین توجہ فرمائینگے

خط وکتابت کا ایک بڑا حصہ ابتک میرے نام پر یا ایڈیٹر کے نام پر ہوتا ہے
جس سے نہ صرف میرا وقت ضایع ہوتا ہے۔ بلکہ خطوط کی تعمیل میں
بھی دیر ہو جاتی ہے اسلئے التماس ہے کہ جملہ صاحبان ہر قسم کی خط
وکتابت متعلق میگزین کے منیجر میگزین یا نائب ناظم میگزین سے
کریں البتہ اگر کسی مضمون کے متعلق خط وکتابت کرنی ہو تو وہ
ایڈیٹر سے کریں۔

خاکسار محمد علی از قادیان

ایک قابل تقلید نمونہ

اخبار بدر و الحکم کے ذریعہ احمدی احباب تک یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ مسجد مبارک کیلئے وہ زمین
خرید کی گئی ہے۔ جو مسجد سے متصل ہے۔ اور جسکا مدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ اور یہ بھی اطلاع دیجا چکی
ہے کہ مبلغ لعہ؁ اس زمین کی قیمت ہے۔ اور للعہ؁ روپیہ قریب مسجد مبارک کی تعمیر پر
خرچ ہوگا۔ یہ وقت ہے۔ کہ احمدی احباب فراخدلی اور عالی حوصلگی سے کام لیکر
کار خیر میں قدم بڑھا کر فاستبقوا الخیرات پر عمل کرنیوالوں میں داخل ہو جائے۔

اس چندہ کی تحریک کرتے ہوئے مجھے اس بات کے اظہار کی بڑی خوشی ہے۔ کہ جماعت نے
اسطرف ایک حد تک توجہ کی ہے۔ اور بعض مخلصوں نے قابل تقلید نمونے دکھائے ہیں
انہیں سے دو نمونے میں اسجگہ آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اول الذکر میاں محمد حسین
صاحب دفتری۔ دفتری میگزین قادیان ہیں۔ پہلے انہوں نے حسب استطاعت
نقد چندہ میں حصہ لیا۔ پھر اس کے بعد رحمت علی نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے والد
یعنی محمد حسین صاحب مذکور نے میری مرحومہ والدہ کا بقیہ زیور مسجد کے چندہ میں دیدیا ہے
اسپر میاں محمد حسین صاحب نے تمام زیور اسی روز مسجد مبارک کے چندہ میں دیدیا۔ جو ایک
غریب انسان کی طاقت سے بڑھکر ہے۔

دوسری مثال جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ میاں حشمت اللہ صاحب احمدی ساکن
شاہجہانپور خدمتگار ڈپٹی کمشنر تیز پور آسام ہیں جنہوں نے مبلغ صہ؁ اس مبارک چندہ
میں عطا فرمائے ہیں گو یہ رقم کسی امیر کے لئے بہت بڑی رقم نہیں مگر ایک خدمتگار کے
لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں اور نہ کوئی دنیادار کر سکتا ہے یہ ان
لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی جان و مال کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

ان دو مثالوں سے میری مراد یہ نہیں کہ کوئی اور رقم وصول نہیں ہوئی۔ کیونکہ بعض اور
بھائیوں نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے۔ مثلاً حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے
یکصد روپیہ عطا کیا ہے۔ جماعت لاہور نے ایک سو روپیہ کے قریب اس فنڈ میں جمع کیا ہے۔
اسیطرح خود قادیان دار الامان کی جماعت نے بھی پانسو روپیہ کے قریب جمع کرنیکا انتظام
کیا ہے۔ مگر مندرجہ بالا مثالیں بہت ہی قابلقدر ہیں اور یہ اسلئے شائع کیا جاتا ہے کہ شاید
کسی دوسرے بھائی کیلئے تحریک کا باعث ہو۔ والسلام

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے عام اعلان

قادیان سے جسقدر تحریکیں سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ وہ قومی اور
سلسلہ کی تحریکیں ہیں جنکے لئے صدر انجمن احمدیہ ہر طرح ذمہ وار ہے۔ لیکن چونکہ یہاں
بعض ذاتی اور شخصی کام بھی ہو رہے ہیں جنکا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے نہیں۔ اور نہ انجمن انکے
نفع ونقصان کی ذمہ وار ہے۔ ایسی صورت اور حالت میں جو تحریکیں اخبارات
کے ذریعہ یا کسی اور صورت سے کیجاویں۔ وہ ذاتی امور شخصی ہونگی۔ ایسا ہی بعض لوگ
یہاں بعض اشخاص کے ذاتی کاموں یا کارخانوں میں شراکت کرتے ہیں۔ یا کرنا
چاہتے ہیں۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ اس قسم کی شراکتوں کی ذمہ وار نہیں ہے۔ اسلئے
انجمن نے اپنے اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ تمام احمدی احباب کو
مطلع کیا جاوے۔ کہ جو لوگ قادیان میں کسی خاص شخص کے کسی ذاتی کام میں
یا کسی کارخانہ میں کسی دنیوی غرض کے لئے شراکت کرنا چاہیں وہ ہر طرح سوچ
بچار کے بعد شراکت کیا کریں۔ کیونکہ اگر اسطرح کی شراکت سے کسی کو
کوئی نقصان پہونچا۔ تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صدر
انجمن احمدیہ اسکی ذمہ وار نہ ہوگی۔ اور نہ معاملات میں حضور
علیہ السلام کا یا انجمن کا کوئی تعلق یا دخل نہ ہوگا

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین یا القین ان علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی ملنی کہیں نہ ملال ہیں تو کہتے ہیں تلخ و اور ی و طوفان وہ طاعون جو یہود یوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے لیکن جو سبب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کی بہ تو بہ و استغفار کرو انبیاء مرسلین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و صدی چہاردہم کا الہام اسم اعظم رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی و انصرنی و ارحمنی بکثرت پڑھیں اور ظاہری اسباب ظاہری منزبات طاعون معروف ڈاعن ہیں کے بیشمار قطرات روغن کہنے میں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں پھوڑے پھنسے بخار کے آثار کے چند قطرات کانوں میں ٹپکا دے جاویں اور کچھ ملکر بدن پر مالش کی جاوے تو فوراً سردرد و بخار کا فوراً درد سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا جن کو کہ دو اکھانے سے گندنی اگر ان کے بدن پر کھی میں ملاکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بہت سی امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایکروپیہ فی درجن مقرر دیے محصول ڈاک مکھی مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون کے دنوں میں چوہوں اور مردوں پر بیٹھی مکھی یا مچھر کے جس تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلا سے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اسی غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصہ پر جہاں مکھی و مچھر کا ٹنے کا احتمال ہو اسکو ملا رہے تو پھر کاٹنا تو کجا پاس نہ بیٹھنے - ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت فی ایکروپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پیر و پرائٹر مطب نوری شفاخانہ

موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو - نوٹ -

جو اخبار یہ اشتہار جز تاریخ اخبار کر رہا ہے وہ ایک یہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجا ہے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونکی تیز رفتاری مریضونکی آہ و زاری آجکل عجیب ہلا کہ ہار رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول ان کا نمونہ منگا کر پہلا اس میں کچھ نکتی ہو کہے ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے بے لا جواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ یا ریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اصل نمونہ مفت منگا کے تجربہ پسند ہو طلب فرماویں قیمت فی کمبس ایک روپیہ۔ طلاء طلسمی یہ ٹپہ مالی اثر اور جوانی کے لئے اعتدالیان اور علط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتی ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھا لیں اور معجون طلسمی کہا لیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزما و قیمت چہارشنبہ ... سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور ... قیمت ... دانتوں کی کل بیماریوں کو ... بنانا اسی سنون کا کام فی ڈبیہ ... المشتہر حکیم محمد ... حکیم ...

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بنا تا ہے پندرہ روز کے بعد لگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی

محلہ عطار گلی پوسٹ مانڈوی بمبئی

168

سامان ورزش کی عجائب فہرست



کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشمی دار کشمیر کی لکڑی کے اہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بیٹ ہوئے نہایت پائیدار ہر قیمت سے روپیہ کرکٹ بیٹ سید عویتی ... کشمیر کی لکڑی کے ... کین ہینڈل مع دو ... بچے کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی ورنیہ ... کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک بڑا اور کین ہوگا ... بیٹ آل کین۔ لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے عمدہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ... بچوں کے کرکٹ سٹ کم ۱۲-۱۳ برس کیلو سطے دو ایک سٹ

ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ ...

۱۰ والا سٹ ایک سٹ وکٹیں ایک بال فیلڈرس ...

فٹ بال عمدہ کا وہ بار بڑھیا پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ...

بچوں کو فٹ بال ... مع بلیڈر ...

کرکٹ بال کٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑہ کی ...

دو گئے کے بیچ ...

پریکٹس ...

کرکٹ وکٹس فی جوڑی ...

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکٹ کم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بال از قسم پریکٹس کرکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہیں اسکو کم قیمت بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں نیاز مند حاکم علی ...

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے اکثر معزز طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان بیسیوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شائع ہوتے ہیں یہی شہادت کا [illegible] ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے [illegible] کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید قابل یقین ہوگی اور ڈاکٹر ایس [illegible] ایم ایس [illegible] ہیں لیکن پروڈ پروفیسر ہے اور جنھوں نے سرکاری رعدر ہلیو سے سپتالوں [illegible] میں بہت ... اچھا تجربہ حاصل کیا ہے۔ اور جو ... [illegible] کی شہادت سے زیادہ اچھی اور کس کی ہوگی۔ وہ لکھتے ہیں ... ولیمز کی پنک پلس ... کی گولیاں ... ان لوگوں کو استعمال کراتا ہوں ... معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں۔ کیونکہ ایسے مریضوں کو ... استعمال سے ... ہونا اسکی نشانی ہے کہ گردہ کمزور یا خراب ہو گئے ہیں ... اگر انکی قوت سے زیادہ ان سے کام لیا جائے تو وہ ... چڑچڑاپن اور بیکٹی کی بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں ... استسقا (جلندر) ... کی مہلک بیماریاں ... استعمال ہوتا ہے ... اور گردہ کی گولیاں ... کی بیماریوں کے ... تجربہ ... خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے۔ تمام دوا فروش ... براہ راست ڈون کی ... پوسٹ آفس بکس نمبر ... قیمت فی شیشی ... روپیہ یا چھ شیشیاں ... اگر آپ ... اشتہار کو ... اخبار ... حوالہ ... بذریعہ ... ڈاک ... تعمیل بلا توقف کی جاوے گی۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم۔ یہ تصنیف جناب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں ... شرح و بسط کام لیا ہے اور ... اعتراضوں کو ... قیمت ... آریہ دھرم ... مذہب کی حقیقت کو ... کردیا ... خصوصیت سے ... اسلام پر کرتے ہیں قیمت ... نماز پر تقریر ... حضرت مسیح موعود نے ... اصرار پر ... تقریر فرمائی ... اعتقادات کا ... یہ رسالہ ... سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ... عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت ... رسالہ ... فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے ... قیمت ... نور القرآن ... عیسائیوں ... قیمت ... الحکم کی تالیفات۔

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے ... پسند فرمائی ہے ... یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے قیمت فی پارہ ... سلسلہ عالیہ کی تعلیم ... المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

ایک لاکھ پرچہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

بدرخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دین

(سرمہ ...)

... اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول ... فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند غبار ... پانی۔ پڑبال ... خارش ... ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ ... استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں ... سرمہ ... کو کافی ہو ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگی دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے سرمہ نور خاکی فی تولہ ... سرمہ سیاہ ...

سوتی سنگی ... بالانشین ... ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ جاڑوں میں ... توشک لحاف کیواسطے پائدار خوبصورت کپڑا ہے۔ فی تھان طول ... عرض ... قیمت ... فرمائشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان ... محصول بذمہ خریدار ... خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ ... کو ... چاہیئے۔ المشتہر ... مالک کارخانہ ...

آٹا پیسنے کی مشین۔ آہنی اور کماد پیلنے کے بیلنے آہنی ... مستری مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور ملسکتے ہیں۔

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کردیا گیا ہے ... پرچہ دیکھنا چاہیں ... ٹکٹ ارسال کرکے منگوالیں۔ یقیناً ... ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر عبد العزیز۔ جگدمبا ... پرشاد مقام زینت محل دہلی۔

سنہ ۱۸۶۴ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ ... اسکاٹس املشن نے ... سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے ... نتیجہ ... تمام جہان میں ... علاج امراض ... گوشت اور ... کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوٹ جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔



انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

سالانہ
۱۔ عوام سے
۲۔ خواص و معاونین سے عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر سے
۴۔ غیر مذہب والوں سے
۵۔ جماعت کے غیر مستطیع و بہت کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے طلبا کا چندہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا باقاعدہ پڑھائی شروع ہو چکی طلبا اور استاد خیریت سے واپس آ گئے۔ الحکم کے ناظرین کو علم ہے کہ ایام تعطیلات میں طلبا کو مدرسہ کے لئے فراہمی چندہ کی خدمت بھی سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ طلبا اس کام میں مصروف ہیں اور کامیابی سے مصروف ہیں۔ طلبا کی واپسی پر معلوم ہوا اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت نے اپنے بچوں کا نہایت مسرت سے استقبال کیا اور انکی قومی معاملات میں دلچسپی لینے پر نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے اور حسب الوسع انہیں معقول امداد دی ہے۔ اسکی تفصیل تو پھر دیجائیگی اس وقت مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں انکی طرف سے قوم کا شکریہ ادا کروں کہ اس نے اپنے مدرسہ کے طلبا کی ہمت اور حوصلہ افزائی میں بڑا کام کیا ہے۔ اور بعض حیران نوجوانوں کا دل بڑھایا ہے تو کام کو بجائے خود اکیلے قوم سے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو سعادتمند اور قوم کیلئے مفید وجود بنا دے اور قوم کے دل میں ان بچوں کی تربیت اور تعلیم کے انتظام اور مصارف کے لئے ایک سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے۔ آمین۔

بندوبست دہلی کا کلکٹر

کپتان۔ ایچ۔ سی۔ بیڈن صاحب بہادر سٹلمنٹ افیسر دہلی کے حسن اخلاق اور انکی مفید مساعی جمیلہ کے متعلق میرے پاس متعدد مراسلتیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداران ضلع دہلی کے ساتھ آپنے بڑے احسان اور سلوک کئے ہیں ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ نے دورے کر کے زیر کوہی علاقہ جات میں علاقہ جات کو بگڑتے ہوئے ملاحظہ فرما کر تعمیر بندات کا انتظام فرمایا ہے جو زمینداروں کی بہبودی اور خوشنودی کا موجب ہے کیونکہ اس انتظام سے پہاڑی پانی کی تقسیم مناسب ہو کر حیثیت اراضیات میں تابلقدر ترقی کی امید ہے۔ خصوصاً بندات ہیڈ کھل کوٹ بہاری اور جدید بہت ہی مفید بیان کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے عوام کے فائدہ کے لئے سرک سوتہ و فرید آباد پر سلیے جنگل میں ایک آرام گاہ اور چاہ کے بنوا دینے کی بھی منظوری دی ہے۔ میں زمینداران ضلع دہلی کو ایسے قابلقدر رعایا پرور افیسر کے تقرر پر قابل مبارکباد سمجھتا ہوں اگر محکمہ بندوبست کے دوسرے مہتمم صاحبان بھی اس طریق کو اختیار کریں تو زمینداروں کو اپنا گرویدہ اور ممنون احسان بنالیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ظاہر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ ضلع دہلی کے زمینداروں کی خوش نصیبی پر یہ اور اضافہ ہے کہ انہیں چودھری محمد الدین صاحب جیسا نیک خیال اور زمیندار افسر مال ملا ہے جو اپنی سب رو رعایت طبیعت کے لئے مشہور اور خود زمیندار ہونے کیوجہ سے زمینداروں کے حالات اور مشکلات سے خوب واقف ہے۔ اور لگاتار دورے کر کے سرگرمی سے ضروری انتظام میں مصروف ہے۔

کفر فروش علماء کی دیانتداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نزول کے وقت آسمان کے نیچے بدترین مخلوق علماء سوء ہونگے۔ اب جبکہ خدا کے وعدہ کے موافق اس کا برگزیدہ بندہ نازل ہو چکا تو علماء سوء نے اپنی حالت سے دکھا دیا کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے موافق وہ بدترین مخلوق ہیں۔ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے مقابلہ کے لئے انہوں نے کیا کیا حیلے تراشے اور کس کس راہ سے دکھ دینے کے منصوبے کئے وہ کوئی پیانی اور غیر معلوم بات نہیں اور نہ ان کا دہرانا یہاں مقصود۔

ان کفر فروش علماء کے ترکش میں جو تیر سب سے زیادہ قیمتی اور تیر بہدف سمجھا گیا ہے وہ ان کا کفر ہے جسکو وہ جب چاہتے ہیں اور جسپر چاہتے ہیں چلا دیتے ہیں اور اس پیشہ میں وہ ایسے مشاق اور چالاک ہیں کہ دوسرے کو انکی دست بازی کا پتہ لگانا آسان نہیں۔ ان لوگوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ دین اور دیانت سے کام لیں قریباً محال ہو گیا ہے اس لئے کہ جتنے کفر کے فتوے ہم نے خدا کے مرسل مسیح موعود کے خلاف دیکھے ہیں انمیں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو خدا ترسی اور دیانتداری سے لکھا گیا ہو۔ اور اصل وجہ یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دیانت اور تقویٰ اللہ سے کام لیتے تو مخالفت کے لئے قلم ہی نہ اٹھاتے۔ جب خدا کے موعود خلیفہ کے بالمقابل اگر وہ عدالتوں میں یہانتک کہہ دینے کو طیار ہیں کہ جھوٹ بولکر بھی ایک شخص متقی رہ سکتا ہے تو پھر **تقویٰ کی جو حقیقت** اور وقعت انکے دلمیں ہے وہ ظاہر ہے۔ اور اس اندازہ پر ان کے فتاویٰ کفر کی جو قدر و قیمت ہے وہ بھی عیاں۔ جی نہیں چاہتا کہ ان **کفر فروشوں** کی کسی تحریر پر نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ ان لوگوں کی چالاکیوں کے اظہار سے سعادتمند حق پسندوں کو فائدہ پہونچ جاتا ہے میں ذیل میں ایک **تازہ فتویٰ کفر** میں سے ایک دو فقرے نقل کر دیتا ہوں تاکہ ان کفر فروش علماء کی دیانتداری کا راز کھل جاوے۔ یہ جدید فتویٰ کفر علماء روہیلکھنڈ نے دیا ہے کیونکہ پہلا فتویٰ تکفیر جو مولوی محمد حسین صاحب نے طیار کیا تھا شاید پرانا ہو گیا ہے یا اس کا اثر کم ہو گیا ہے اس لئے علماء روہیلکھنڈ نے یہ سعی اور فرمائی ہے اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے یہ بھی انہوں نے ضروری سمجھا کہ ایسا **افترا** کریں جسکی نظیر ہی ممکن نہ ہو چنانچہ یہ مقدس علماء روہیلکھنڈ فرماتے ہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں اور اوسکے عقیدتمندوں سے میل جول رکھنا اور ساتھ کھانا پینا اور ان کے ساتھ مثل برادران اہل اسلام کے باہم ارتباط رکھنا چاہئے یا نہیں اور انکی امامت سے نماز ادا کرنا چاہئے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا ـ راقم محمد اکرام اللہ خاں۔

ہو المصوب۔ مرزا قادیانی ایک شعبدہ باز اور دنیاساز شخص ہے کبھی مسیحائی کا دعویٰ اور کبھی مہدی و مجدد ہونیکا اور کبھی کرشن جی کی نبوت کا اثبات کرکے اہل ہنود کو بھی اپنے اوتار ہونیکا معتقد کرانا چاہتا ہے۔ غرضیکہ عیسائی و مسلمان و ہنود ہر ایک کے مذہبی اصطلاح پر حاوی ہو کر اپنی قابلیت کا جسکو بزعم خود بلفظ نبی و مہدی وغیرہ نعوذ باللہ تعبیر کرتا ہے بہرحال سکہ بٹھا دینے پر سخت زور ہے۔ پس اس زمانہ شور و فتن میں راس المال ایمان کا ایسے قطاع الطریقوں سے بچانا عوام کو سخت مشکل ہے افسوس ان جاہلوں پر ہے کہ جنکو عربی سمجھنے اور سمجھانے کی لیاقت نہیں وہ قرآن شریف کی آیات اپنی جولانی طبیعت سے بمطلب مرزا صاحب کی مسیحیت کا نکالتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ انکو اتنی شرم نہیں کہ کروڑوں علمائے ہند و عرب و روم و افریقہ وغیرہ پر اتنک راہ راست پر نہ آئے۔ اور مرزا صاحب کے زبان و قلم سے تکفیر و جاہلیت پر متفق ہیں۔ مرزا صاحب اگر حق پر ہیں اور منجانب اللہ ہونے کی تائید ہے تو افغانستان بہت قریب ہے تشریف لیجا کر اہل زوم عیسوی کے اظہار کے منتظرین حضرت مسیحا علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ کو انتظار کی مصیبت سے نجات بخشیں علاوہ اس کے مرزا صاحب موصوف عجیب زیادہ گو شخص ہیں کہ جن کا یہ دعویٰ رہتا ہے کہ تمام حوادث کائنات میری ہی بدعاسے ہوتے ہیں۔ طاعون و بارکت زمین مرگ مفاجات کسوف خسوف نمونیا وغیرہ یہ سب مصائب دہر کے بانی جناب مرزا ہی ہوئے۔ افسوس مرزا صاحب تو اپنے تئیں مسیح کہتے ہیں۔ مرید و نیر نذرانہ بطور عکس مسیحا مقرر ہے۔ مگر معتقدین خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہیں۔ لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچا کریں اور جیسا بریلی میں معتقدین مرزا صاحب کو تمام مسلمین شہر نے اپنے گروہ سے علیحدہ کر دیا۔ اسی طرح ہر جگہ اجتناب لازم ہے اور مرزا صاحب کا معتقدین کو حکم ہے کہ جو لوگ مجھپر یقین نہیں رکھتے اور میر خدا کا عذاب ہوگا۔ اور وہ مردود ہیں۔ انکے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ انکی شرکت کرو سار مسلمان کا یہ حکم نا ہی ہو تو مرزا **صاحب کو جو امام حسین علیہ السلام اور حضرت عیسے علیہ السلام اور تمام علمائے امت اور روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے** اور بزرگان دین کی سخت اہانت کرتا ہے۔ نبوت کا مدعی ہے۔ پس ہر شخص کہیگا کہ یہ شخص گمراہ اور معتقدین اس کے بدعہ مذہب اور خارج اہل سنت سے ہیں۔ لہٰذا عوام کو اگر اپنے ایمان کی محبت ہے تو ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ ورنہ صحبت کے اثر سے ایمان میں ضرور نقصان آ جائیگا۔ اور اپنے علماء کی پیروی کرکے خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتے رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ومنہ الہدایۃ المآب الراجی رحمۃ ربہ الاکرم سید محمد اعظم غفرلہ ماجرم غرہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ (محمد اعظم شاہ)

اس فتویٰ کو پڑھکر ان لوگوں کی خدا ترسی اور دینداری کا اندازہ ہو سکتا ہے جس فقرہ کو میں نے جلی کر دیا ہے وہ خصوصیت سے قابل غور ہے کیا علماء امت کا یہی کام ہے کہ وہ کفر فروشی کے لئے افترا کیا کریں؟ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود نے اس فتویٰ کو پڑھا اور خدا تعالیٰ نے جو وحی آپ پر بھیجی۔ وہ حضرت اقدس ہی کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی مجھے ملی جو درج ذیل ہے جو مومنوں کے ایمان کو بڑھائے گی اور خبیث القلب انسانوں کے رعب پر رعب پیدا کریگی اور وہ یہ ہے۔

یہ اشتہار میں نے پڑھا اور لوگوں کی سخت زبانی پر افسوس ہوا مگر یہ الہام ہوا :-

حالیا مصلحت وقت دراں می بینم اور یہ بات سچ ہے کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں آیا جو اسکو ستایا نہیں گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر ستائے گئے اور کوئی دکھ نہیں جو نہیں دیا گیا مگر مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبی جب اٹھے تو انکو کسی نے نہیں ستایا اور ہزارہا آدمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جب تک کہ خدا نے ان کو ہلاک کیا پھر حضرت عیسے ہی کے وقت تین شخصوں نے جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کیا مگر کسی یہودی نے ان کو صلیب پر نہیں چڑھایا لیکن حضرت عیسے کے ساتھ جو کیا اس کے بیان کی حاجت نہیں اس سے ثابت ہے کہ یہ اندھے ہمیشہ سچے سے دشمنی کرتے رہے ہیں اور سچوں کو دکھ دیتے رہے ہیں بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ ایسے افترا کرنیوالوں پر گورنمنٹ میں نالش کریں مگر یہ درست نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دنیا کی عدالتوں کی طرف جاویں ایک ہے جو ہمارے دل پر اطلاع رکھتا ہے وہ جسطرح چاہے کریگا۔ اس قدر کافی ہے جو اس اشتہار کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے آج ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو میرے پر ظاہر فرمایا۔ اور وہ یہ ہے رب اخرجنی من النار۔ الحمد للہ الذی اخرجنی من النار انی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اسکو زمین کیطرف

کوئی سعادتمند حصہ لیگا — میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی ارائیں میندار ہے اور مہاجر قادیانی ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق [illegible]

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ۵ھ میں یہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد اوسمیں مسلمانوں کو غلبہ رہا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کا جوش اور اون کے دن بدن ترقی کی حالت دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ اب کفر کو اسلام کے مقابلہ کی مطلق تاب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اور کئی دوستوں کو بھی ساتھ لیا اور حبشہ میں چلے گئے۔ کہ اب وہیں بیٹھ کے کفر اور اسلام کی جنگ کا تماشا دیکھیں گے اگر قریش غالب ہوگئے تو اون کے ساتھ ہو جائیں گے۔ نہیں تو وہیں رہینگے۔ اون کی آمدورفت کبھی کبھی نجاشی حبشہ کے یہاں ہوتی تھی اتفاق سے ایک دن یہ اوسی کے دربار میں تھے کہ ایک قاصد آنحضرتؐ کا کچھ پیغام لیکر نجاشی کے پاس پہونچا۔ مسلمان کی صورت دیکھتے ہی انکو طیش آگیا۔ اور بے ساختہ نجاشی سے کہ اٹھے کہ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اسکو قتل کر ڈالوں۔ یہ سنکر نجاشی کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ کہ تم مانگتے ہو کہ میں تمہیں ایسے شخص کا قاصد قتل کرنے کیلئے دیدوں جسکے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کہ کیا واقعی ناموس اکبر اون کے پاس آتا ہے اوس نے جواب دیا کہ بیشک تم میرا کہا مانو اور اوس کے پیرو ہو جاؤ ان الفاظ میں نہیں معلوم کیا صداقت مضمر تھی کہ عمرو بن العاصؓ اسوقت مسلمان ہوگئے۔ لیکن چونکہ یہ خود بہت سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اسلئے اونکے خیال سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ ۸ھ میں یہ مدینہ میں آئے۔ اور خالدؓ سے انکی ملاقات ہوئی۔ خالدؓ بن ولیدؓ سے انہوں نے پوچھا کہ تم کس ارادہ سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ میں اسلام کی صداقت کا قائل ہوگیا ہوں اور مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ عمرو بن العاصؓ یہ سنکر بیحد خوش ہوئے اور کہا کہ علیٰ ہذا میں بھی اسلام کی صداقت کا معترف ہوں اور اب اسلام لانے کے لئے آیا ہوں اسوقت خوشی خوشی یہ دونوں آکر مسلمان ہوگئے۔ اسلام کے لئے یہ ایک نہایت ہی مبارک دن تھا جسمیں آسمان نجات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اوسمیں داخل ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس کیفیت کو خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم دونو (خود۔ اور خالدؓ بن ولیدؓ) صفر کا مہینہ تھا اور عصر کا وقت قریب تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے۔ تمام مسلمان یہ خبر سنکر کہ آج ہم دونوں مسلمان ہوں گے آنحضرت کے پاس جمع ہوگئے۔ آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک پر اوس وقت ایک نہایت خوشی اور سرور کی چمک تھی جو ایسے وقت میں معمولاً نمایاں ہو جاتی تھی۔ پہلے خالدؓ نے بڑھکر بیعت کی۔ اس کے بعد میں نے۔ جسوقت میں بیعت کے لئے بڑھا تو اُن پہلی جہالت اور مخالفتوں کے خیال سے مجھپر ایسی ندامت طاری ہوئی کہ میں آنکھ نہیں اوٹھا سکتا تھا۔ اور نگاہیں نیچی کرکے آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے پہلے گناہوں کو معاف کرے۔ آپ نے فرمایا کہ "الاسلام یھدم ما کان قبلہ" (اسلام پہلے گناہوں کے بنا دکو ڈھا دیتا ہے) اور اس کے بعد ہم نے مسجد میں آنحضرتؐ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔

اس کیفیت کے معلوم ہونے کے بعد اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ اپنے حقیقی شوق اور اسلام کی واقعی صداقت کو سمجھکر اسلام لائے تھے جس کی سب سے بڑی شاہد انکی وہ اعلیٰ خدمتیں اسلام کی تھیں جو انہوں نے اس کے بعد سبیل اللہ انجام دیں۔ ان سب واقعات کے بعد بھی اگر ان کے اسلام کی حقیقت میں کسی کو شبہ ہو تو اس شک کا کیا علاج۔

ان کے اوپر ایک حملہ کیا جاتا ہے کہ انکی ماں نابغہ بنت حرملہ لونڈی تھیں۔ جنکو رماح نے بنی علان بن عنک کے قیدیوں میں پایا تھا۔ سوق عکاظ میں اوس کو بیچنے کے لئے بھیجا تو فاکہ بن مغیرہ نے خرید لیا۔ اور اونہیں سے عمرو بن العاصؓ پیدا ہوئے۔ اولاً تو باین تفصیل ایک کنیز کے سلسلہ کا قائم کرنا صاف بتلاتا ہے کہ یہ روایت بطور اتہام کے گڑھی گئی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس روایت کے سلسلہ میں ایک شخص قطر نامی ہے جو شیعہ ہے اس لئے ہم عمرو بن العاصؓ کے متعلق اوس کی یہ روایت اصولاً غلط سمجھتے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ شیعہ اور نیز خوارج کی یہ عادت ہے کہ وہ سب پر حملہ کرنے کے لئے اسی قسم کی رکیک روایتیں موضوع کرتے ہیں۔ اگر ہم خوارج کی روایتوں پر بالفرض اسیطرح اعتماد کرنے لگیں تو آج جو نسب مسلمانوں میں نہایت شریف اور اعلیٰ خیال کیا جاتا ہے اوسکی طرف اپنی نسبت کرنا لوگ ذلت سمجھنے لگیں ہم دراصل شرافت کا معیار نسب کو گردانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوم آب وہوا۔ ملک اور اقلیم کے اعتدال موسمی کے لحاظ سے ایک خاص دماغی قوت کی مالک ہوتی ہے۔ اور اوس کے افراد میں وہی قوت بطور وراثت طبعی کے پائی جاتی ہے اسمیں صرف اسیقدر دخل ہوتا ہے جسقدر زمین کو غلہ کی پیداوار میں۔ کیا زمین گیہوں کو جو یا جو کو گیہوں پیدا کرسکتی ہے۔ اسیطرح ماں کا حال ہے خواہ وہ کنیز ہو یا آزاد کسی حالت میں دماغ کی وراثت طبعی پر اس کا اثر نہیں پڑسکتا۔ اصلی شرافت مذہبی حیثیت سے تقویٰ پر ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم) سب سے شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے قوائے دماغی پر ہے یہی خیال خود حضرت عمرو بن العاصؓ کا بھی تھا انہوں نے کوفہ کی کچہری میں جب زیاد کو دیکھا جو اس وقت وہاں ایک نہایت ادنیٰ ملازمت پر تھا تو کہا اگر میں جانتا کہ اس کے باپ کا نام کیا ہے تو میں کہہ سکتا تھا کہ اس نے وراثتاً ایسے قوے پائے ہیں کہ یہ تمام عرب پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ بھی وہیں کھڑے تھے یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ واللہ میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کون ہے۔ زیاد دراصل سفیانؓ کا بیٹا تھا۔ وہ کوفہ میں کسی ضرورت سے آئے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں مختلف قسم کے نکاح رائج تھے اسلئے یہاں انہوں نے اونہیں قسموں میں سے کسی قسم کا نکاح ایک عورت سے کرلیا اور بعد میں زیاد پیدا ہوا چونکہ اس قسم کی عورتوں کے آئے دن

آنے دن نکاح ہوتے رہتے تھے اس لئے اس کے باپ کا ٹھیک پتہ نہیں لگتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا نام زیاد بن ابیہ (یاد اپنے باپ کا بیٹا) رکھا۔ چونکہ وراثتاً اسکو باپ کیطرف سے شریفانہ اور بلند حوصلہ ملا تھا اسلئے ویسا ہی ہوا جیسا عمرو بن العاصؓ نے اس کے متعلق پیشگوئی کی تھی نہ صرف اس نے بلکہ اس کی اولاد نے ایسے ایسے اہم کارنامے چھوڑے ہیں جسکو تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی۔ عمرو بن العاصؓ جنکو ہم ایک بہادر سپاہی ایک بااصول و بالغ جنرل۔ ایک مدبر حاکم اور ایک زبردست فاتح کہہ سکتے ہیں پستہ قد و بھرے بدن کے آدمی تھے۔ سر اون کے جسم کے لحاظ سے بہت بڑا تھا۔ پیشانی اونچی اور چوڑی تھی آنکھوں میں غیر معمولی صفائی اور چمک تھی جو دماغ کی قوت استقلال۔ متانت اور سنجیدگی کی دلیل تھی۔ آواز پست مگر بارعب تھی۔

(اسلم جیراجپوری) از علیگڑھ کالج۔

نظم

(از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر)

محمدؐ خاصِ درگاہ خدا ہے
محمدؐ خاتم کل انبیاء ہے

محمدؐ باعثِ تخلیق کل ہے
محمدؐ بادشاہ دوسرا ہے

محمدؐ عاشق و معشوق رب ہے
حسینانِ جہاں کا پیشوا ہے

محمدؐ ہی کا اک احمدؐ ہی ہے نام
بروزی رنگ اس کا اب لیا ہر

غلام احمدؐ ہے اس کا اسم ظاہر
وہ معنی میں محمدؐ مصطفےٰ ہے

غلامِ احمدِ مختار بے شک
کہیں رتبہ میں عیسیٰؑ سے سوا ہے

دل و جاں سے جو ہی قربان احمدؐ
وہ شیدائی محمدؐ مصطفےٰ ہے

وجود اوس کا ہے رحمت ہم سبھونکو
نصیبہ مومنوں کا کھل گیا ہے

دل و دین کر چکے احمدؐ پر قربان
محمدؐ پر ہمارے جان فدا ہے

دلِ احمدؐ کو جو ظالم دکھائیں
خدا کے قہر کی اون پر بلا ہے

غلام خاکپا پر پاسبانِ دین
نظر کیجے کہ ظلمت میں پڑا ہے

گدا ہوں میں تری ہی در کا شاہا
ترا ہی وہ جہاں میں آسرا ہے

محبت کا تری دم بھر رہا ہوں
اویس خستہ میں تو مصطفےٰ ہے

دیگر

عجب گل باغ عالم میں کھلا ہے
کہ ہر گوشہ معطر ہو رہا ہے

نسیم شادمانی چل رہی ہے
خوشی میں جھومتی پھرتی صبا ہر

چلے آتے ہیں بلبل ہر طرف سے
ہر اک گوشہ میں نغمہ چھپا ہے

بہار آئی خزاں کے چلد بیگی دن
جہاں صحن گلستاں ہوگیا ہے

بسانِ گل شگفتہ ہوگئے دل
خوشی سے جان ہی نغمہ سرا ہے

ہوئی ہے بارش فضل الہی
درخت آرزو پھولا پھلا ہے

روش اسلام کی روشن ہوئی ہے
ہر اک کے دل میں جوشِ اتقا ہے

جہالت کی ہوئی کافور ظلمت
اوجالا علم کا پھیلا ہوا ہے

لباس کفر عالم نے اوتارا
اب اس کے تن میں اسلامی قبا ہے

ہوئے ہیں سب ماسوا کے بت شکستہ
جو بت گر تھا پرستار خدا ہے

کوئی ہے بادۂ توحید سے مست
غم دارین کو بھولا ہوا ہے

کوئی پرہیزگاری کی ہوس میں
مجسم اتقا ہی ہوگیا ہے

کوئی سرگرم تعلیم و تعلم
کوئی قرآن پر عاشق ہوا ہے

کسی رنگ اور کسی ڈھنگ میں کوئی ہو
غرض وہ نصرت دین کر رہا ہو

جو سوچا میں نے کیا باعث ہے اس کا
ندا آئی کہ کیسے سوچ کیا ہے

زمانہ مہدیٔ معہود کا ہے
جہاں پر باب رحمت وا ہوا ہے

کرو خوشیاں گذارو عیش میں دن
عزیزو ان دنوں شادی دوا ہے

کھلے ابواب افضال الہی
بڑا ہی ہمپہ اکرام خدا ہے

نصیبہ کھل گیا ہے اب تو ہمارا
نہ ہمیں سکندر ہوگیا ہے

نہ ہم ہوں گے سدا اس پیرہن میں
کلاہیں ہیں او جہالت تو بجا ہے

نصیب دشمناں رنج و الم ہو
دل اپنا آجکل عشرت سرا ہے

جہاں سوتا ہے گو غافل اویس آہ
مگر اوس کا نصیبہ جاگتا ہے

غزل دیگر

جو رتبہ مہدیٔ معہود کا ہے
خدا ہی خوب اوس کو جانتا ہے

بشر اتنا ہی کر سکتا ہے ظاہر
کہ جتنا منکشف اوس پر ہوا ہے

وہ افضل ہے بہت سے انبیا سے
یہ نکتہ ان سیرین پہ کھلا ہے

کہاں احمدؐ کہاں شبیر و شبر
زمین و آسماں کا فاصلہ ہے

وہی کرتے ہیں انکار اس سخن سے
کہ جنہیں مادہ کچھ رفض کا ہے

جو فرزندِ محمدؐ اس کو سمجھے
تو اوس انسان پہ اکرام خدا ہے

تکبر میں مخالف مولوی ہیں
کہ ورثہ انبیا ہم کو ملا ہے

یہ جھوٹا زعم ہے دعویٰ غلط ہے
انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے

نبی بیزار ہیں ان ظالموں سے
بہت ناراض ان سے کبریا ہے

کوئی اور اوس کا ہو سکتا ہی وارث
جسے بیٹا عطا حق نے کیا ہے

وہ پاتا ہے وراثت ظاہری کو
جو اس عالم میں بیٹا جسم کا ہے

جو ہو فرزند روحانی کسی کا
تو حق باطن کا اوس کو پہنچتا ہے

عجب کچھ اس صدی کے مولوی ہیں
سمجھ پر سب کی پردہ پڑ گیا ہے

ہیں مغضوب علیہم میں یہ داخل
یہود ی ان میں اک اک ہوگیا ہے

سمجھ انمیں نہ ہے انصاف باقی
نہ ایماں سے انہیں حصہ ملا ہے

صداقت کے نشاں دیکھے ہیں لاکھوں
مگر انکار ابتک ہو رہا ہے

مرید نفس و شیطاں ہوگئے یہ
کہ شیخ نجد کا کلمہ پڑھا ہے

بریلی میں ہے اک احمد رضا خاں
شرارت میں وہ ان کا پیشوا ہے

بہت بک بک کے بیدینی کی باتیں
بریلی شہر کو گندہ کیا ہے

اسی باعث پھنسا قہر خدا میں
بدن بگڑا ہے کوڑھی ہوگیا ہے

مجدد دین کے بیٹھا ہے سیہ رو
مرید نفس و شیطاں ہوگیا ہے

مرید اوس کے ہیں حامی شیطنت کے
مگر شیطان ہر اک ہوگیا ہے

نہیں چلتے رہ صدق و صفا وہ
ہمیشہ کام ان کا افترا ہے

خدا کا قہر آ پہونچا ہے نزدیک
شریروں کا ذبوں کا خاتما ہے

بچیں گے وہ جو ڈرتے ہیں خدا سے
خشیت سے جنہیں حصہ ملا ہے

جو موذی ہیں اونہیں پہونچیگی ایذا
طرف پرہیزگاروں کی خدا ہے

کریں جو جا ہیں ظالم بدزبانی
سمجھ رکھیں کوئی دم کی ہوا ہے

تعجب ہے جو کہلاتے تھے صوفی
بہت دل وہ ان کا کالا ہوگیا ہے

نفرد ہو گیا نور و کرامت
ہر اک خواہش کا بندہ ہوگیا ہے

اندھیرے کیطرف راہی ہوئے ہیں | ہو جاوے کا ہر اک دشمن بنا ہے

خدایا کھولدے تو ان کی آنکھیں

ہو یہیں خستہ کی تجھ سے دعا ہے

ایک ثالثانہ رائے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام ـ ـ ـ ـ ـ ـ پر اہلحدیث نے اور اسکی کاسہ لیسی کرکے پیسہ اخبار نے ایک اعتراض کیا تھا چنانچہ وہ اعتراض یہ ہے جو روزانہ پیسہ کے ۱۸ جون میں شایع ہوا ہے۔

مطلب سعدی | میرزا صاحب قادیانی نے اپنے تازہ الہاموں میں ایک یہ الہام بھی شائع کیا تھا کہ اس سال میں انہیں بہت سے تحایف وصول ہوں گے۔ اس پر امرتسر کا اہلحدیث یہ ناقل و دل ریمارک کرتا ہے ”بلّی کو چھیچھڑوں کی خواب“ گو شاید یہی جواب کافی ہو۔ لیکن ظاہر ا تو اس الہام کی اشاعت کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں سے تحفے بھیجنے کا تقاضا کیا جائے اور اس اشاعت سے مرید اس الہام کے پورا ہونے میں مدد دیں

ع گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد الخ

اس پر ایک معزز اہل قلم نے مذہبی مناظرات کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا ہے جو ۱۳ جولائی کے پیسہ ہی میں اوس نے چھپوایا ہے۔ اسمیں بالخصوص مضمون الحکم کے اس نوٹ پر (جو اوس نے اہلحدیث کے ایک مضمون پر لکھا تھا) بھی رائے زنی کرتا ہے۔ بید اقم مضمون سے اس کے متعلق اسلئے اتفاق نہیں کر سکتا کہ واقعات نفس الامری پر یہ بحث کی ہے اور الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اسکی توضیح مزید کر دی گئی ہے۔ تاہم میں ان کے مضمون کو کلیتًا درج کرتا ہوں امید ہے کہ اہلحدیث بھی اس کو چھاپ دے گا۔ وہ مضمون یہ ہے :۔

مذہبی مناظرات

چونکہ پیسہ اخبار سب کے واسطے کہلا ہے۔ اس واسطے میں بھی یہ آرٹیکل مضمون کی حمایت کرتا ہوں۔ گو میں مذہب کا چنداں پابند نہیں ہوں موجودہ صورت میں جو مذہبی مناظرات خصوص مسلمانوں کے باہم ہو رہے ہیں۔ دنیوی حالات کے اقتضا سے ہیں اون کے خلاف ہوں۔ مسلمانوں کا فرقہ مذہبی مباحثوں کے اعتبار سے ایک خاص فرقہ ہے۔ اور یہ اس واسطے کہ ان میں دوزخ اور جنت کی بحث اخیر پر ایک سخت تکلیف دہ رنگ پکڑ تی ہے۔ دوسرے مذاہب میں مباحثات مذہبی ہوتے ہیں۔ مگر اونمیں دوزخ اور جنت کی بحث اسقدر بے لطفی پیدا نہیں کرتی۔ مسلمانوں میں دوزخ اور جنت کی بابت بہت جلد فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ جب ایک فریق دوسرے فریق سے ناراض ہوتا ہے۔ تو کفر اور ارتداد کی بحث لاکر دوزخ یا جنت کا دروازہ بہت آسانی سے کہل جاتا ہے۔ یہ دروازہ یہانتک کشادہ کر دیا گیا ہے کہ اگر کل فرقوں کا بالمقابل کفر اور اسلام جمع کیا جاوے تو کوئی فرقہ بھی مسلمان رہتا نظر نہیں آتا۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر اور اسلام میں ایک خاص زور رکہتا ہے۔

”بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا“ اگر دیکہا جاوے تو مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی حق پر نہیں ہے۔ کیونکہ جب سنّی شیعہ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور شیعہ سنّی اہل حدیث اہل فقہ کی اور اہل فقہ اہل حدیث کی۔ اور گندے سے گندے الفاظ میں یہ فرض ادا کیا جاتا ہے۔ تو اخیر پر ایک تیسرا شخص یہی کہے گا کہ ان دونوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

دلائل سے بحث کرنا جدا بات ہے۔ اس میں کچھ ہرج نہیں اور مذاہب میں بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں دوزخ اور جنت کے تیز اوزاروں سے یہ کوچہ طے کیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بحث خاص ذاتیات اور خصومت میں جا پڑتی اور ہر ایک کے منہ کے منہ پر جا چڑہتی ہے۔ اور مسلمانوں میں اب ایسی بحثوں کے عموماً اصول ذیل مرعی ہیں۔

جو زید کہے۔ اگرچہ وہ درست بھی ہے نہیں مانا جا سکتا۔

جو بکر کہے۔ اگرچہ غلط ہی ہو۔ مان لیا جاوے۔

مسلمان بہائی غصہ نہ کریں۔ آجکل یہی ہوا چلی ہوئی ہے۔ اور یہی روش مسلمانوں کے لئے ایک خطرناک راہ ہے۔ اور یہ ضد یہانتک پہونچ گئی ہے کہ دوسرے کے الزام دینے کے واسطے اپنے اور بزرگوں پر بھی اعتراض کر لیا جاتا ہے۔

میں نے آپ کے اخبار ۱۱ رجون ۱۹۰۹ء میں ایک نوٹ بعنوان ”مطلب سعدی“ دیکھا جس سے آپ نے بھی اتفاق کیا ہے اور نتیجہ اس ساری بحث کا آپ نے بھی بلّی کو چھیچھڑوں کا خواب نکالا ہے۔ اسی طرح اخبار الحکم نے اہل حدیث کے اخبار کے ایک مضمون متعلق بہ شورش موجودہ پر ایک نوٹ کیا ہے۔ میں دونوں فریق میں سے نہیں ہوں۔ مگر دونوں نوٹ کے ضدّانہ اور معاندانہ ہیں۔ اور دونوں نے یہ نوٹ کرکے دوسروں کو بھی اس اعتراض میں ساتھ ہی لے لیا۔ الحکم نے میری رائے میں اہلحدیث کے مضمون محولہ کے وہ معنے لئے ہیں۔ جو خود لکھنے والے کے ذہن میں ہی نہ ہوں گے۔

اہل حدیث نے جو نوٹ متعلق مطلب سعدی دیا ہے۔ وہ بھی محض ضدّانہ ہے۔ میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایسی بحثوں میں پڑکر رہا سہا اعتقاد مذہبی بھی کافور ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ جس قسم کے رویّہ اور بیان پر اہلحدیث نے اعتراض کیا اور آپ نے ایک مصرعہ لکھکر اس کی تصدیق و تائید کی ہے۔ اس سے تو بائبل سے لیکر قرآن تک اور قرآن سے لیکر صوفیائے کرام کے اقوال اور اعمال تک کہنا پڑتا ہے کہ ہمیشہ سب کو بلّی کے چھیچھڑوں کے خواب آتے رہتے ہیں ہمیشہ وہی وعیدیں اور وہی وعدے بزرگان دین کے کلام میں بیان کئے جاتے رہے ہیں جو اسی قسم کے اندرونہ پر صریحًا دلالت کرتے ہیں۔

کتاب گنتی کے باب ۱۱ درس ۱۸۔ اور ۱۹ میں خداوند فرماتا ہے خداوند تمہیں گوشت دیگا۔ اور تم کہاؤ گے۔ اور تم ایک ہی دن

نہ کھاؤگے۔ نہ دو دن نہ پانچ دن نہ دس دن نہ بیس دن بلکہ ایک مہینہ کامل کھاؤگے۔ پھر باب ۱۸۔ درس ۸ و ۹ لغایت ۱۹ میں خداوند کہتا ہے۔ پھر خداوند نے ہارون کو فرمایا۔ دیکھ میں نے سب پاک چیزوں میں سے سب اُٹھائی ہوئی قربانیوں کی محافظت تجھے دی۔ میں نے اونہیں تیرے مسموح ہونے کے سبب سے تجھے اور تیرے بیٹوں کو ہمیشہ کے قانون کے طور پر دیا۔ سب سے پاک چیزوں سے جو آگ سے محفوظ ہیں۔ تیرے لئے ہوں گی۔ اُن کی ہر ایک قربانی کیا نذر کی قربانی۔ کیا عطا کی قربانی۔ کیا تقصیر کی قربانی جو مجھ پاس لاویں۔ تیرے اور تیرے بیٹوں کے لئے نہایت مقدس ہونگی۔ تو اوسکو اوس جگہ پر۔ جو بیت المقدس ہے کھائیو۔ ہر کوئی مرد اوسے کھاوے۔ یہ تیرے لئے مقدس ہے۔ اور یہی تیرے لئے ہے۔ بنی اسرائیل کے ہدیے کی اوٹھائی ہوئی قربانی اونچی سب ہلائی ہوئی قربانیوں کے سمیت تجھے اور تیرے بیٹوں کو تجھ سمیت ہمیشہ قانون کے طور پر دیں۔ سب اچھے سے اچھا تیل اور اچھی سے اچھی مے اور گیہوں۔ اُن چیزوں کے پہلے پھل جنہیں وے خداوند کو گذرانیں۔ میں نے تجھ کو دیئے۔ اور اُنکی زمین کے سارے پہل جو پہلے پک جاویں۔ جنہیں وے خداوند کے حضور لاویں۔ تیرے ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے ہر ایک حرم کی چیز تیری ہے۔ ہر ایک جو پہلا پیٹ کے کھولنے والا ہے۔ جاندار وں سے جسے وے خداوند کی قربانی لاویں۔ خواہ انسان۔ خواہ حیوان تیرا ہوگا۔ کتاب یوئیل باب ۲ درس ۱۸-۱۹ دیکھو۔ میں تمہارے لئے اناج اور تیل بھیجوں گا۔

اِن تمام آیات توریت سے سارے بلّی کے چھیچھڑوں کے خواب نظر آتے ہیں۔ اور صاف طور پر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ بات دراصل کچھ نہ ہوئی۔ نہ کوئی القا تھا۔ اور نہ کوئی خواب اور نہ کوئی الہام۔ صرف مریدوں سے یہ قربانیاں لینے کے واسطے سب حیلہ حوالہ بنایا گیا ہے اور بقول آپ کے یہ سب جال۔

مگر ایک جدا بات ہے انصاف تو یہ نہیں کہنے کی اجازت دیتا کہ ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہے بلکہ حضرت ہارون کو جو خداوند کی جانب سے کہا گیا ہے۔ وہ سراسر ایک کشادہ حیلہ فراہمی قربانیوں اور تحایف کا معلوم ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ ضد میں بحث کے وقت بہت کچھ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اب انصاف سے فرمایئے کہ اس مصرعہ کا اثر کہاں تک جاتا ہے۔ بائبل پر ہی کچھ موقوف نہیں۔ خود اسلامی کتابوں میں بھی اس قسم کی آیات اور آثار ہوں گے۔

اسوقت مجھے فرصت نہیں کہ انہیں پیش کرسکوں اور نہ میں نے کسی بحث کی غرض سے یہ مضمون لکھا ہے

میری غرض اس کے لکھنے سے صرف یہ ہے کہ کسی دشمن پر اعتراض کرتے ہوئے یہ تو دیکھ لینا چاہئے کہ اسکی زد جاتی کہاں تک ہے آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ مسلمانوں کے کس قدر صوفیا گدایاں مریدوں کی مدد سے خالی ہیں۔ کیا لاکھوں کی اس وقت بھی جائداد نہیں ہے۔ اور کیا کبھی کسی پیر نے تحایف اور نذر و نیاز سے انکار بھی کیا ہے۔ انکار کیا نذر دستی سالانہ وصولی ہوتی ہے اور اسے ایک امر مذہبی سمجھا جاتا ہے۔ دراصل جب کوئی نئی بات کسی سے سن لیجاتی ہے۔ تو ضد کے پیرایہ میں اُس پر خواہ مخواہ اعتراض کیا جانا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی کتابوں میں اسقدر بزرگوں کی ایسی باتیں اور اقوال لکھے ہیں کہ ان میں سے کوئی بات بھی بے بحث اور بے اعتراض نہیں چھوڑی جاسکتی۔

کتاب ارشادات حضرت شیخ فریدالدین صاحب پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے

دعاگو بخدمت شیخ بہاوالدین ذکریا بود در ملتان اور او قتے پیدا شدہ بود در از خانقاہ بیروں آمد۔ سوار شد۔ در جملہ ملتان مے گشت و می فرمود کہ ایں ندا در دہید کہ ہرکہ امروز روے بہاوالدین بہ بیند۔ فرداے روز قیامت من ضامنم۔ اگر او را در دوزخ برند۔ انگاہ ہرکہ بودند از ملتان می آمدند و روے مبارک ایشاں می دیدند شیخ بہاوالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ سوگند خوردہ کہ فردا تو در دوزخ نروی در سرِ من خواندہ اند۔ اے بہاوالدین ہرکہ روے تو در دنیا بہ بیند۔ آتش دوزخ بر او حرام کنم۔ ہمیں کہ ایں حکایت گفت دعاگو را وقتے پیدا شد و ایں بگفت کہ اے درویش۔ اگر برادرم بہاوالدین ایں سخن گفتہ کہ ہرکہ در دنیا روے من بہ بیند۔ او را دوزخ نزود۔ اتا دعاگو سوگند میخورد۔ کہ ہرکہ در دنیا دست من گرفتہ باشد و یا مرا مصافحہ کردہ باشد و یا دست مریدان من۔ و تا آنجا کہ از خانوادہ من کسے بود۔ ہرکہ دست او بگیرد۔ آتش دوزخ بروے حرام شود او در دوزخ نرود۔

اکنوں چہ فرمایند علمائے اُمّت

کیا کوئی حد باقی رکھی ہے۔ شیخ بہاوالدین صاحب اور بابا فرید صاحب مسلمہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے یہ قول مستند ہیں ہاں یہ جدا بات ہے کہ مسلمانوں کی منطق کے ماتحت یہ لکھ دیا جاوے کہ روایات ثقات سے ثابت نہیں۔ یا یہ کہ دیا جاوے کہ اضطراری حالت میں ایسا کہا گیا ہوگا۔

ہزاروں اس قسم کے اقوال ہیں۔ کس کس پر بحث کیجاوے۔ بے ادبی معاف۔ یا تو یہ کلمات درست ہیں۔ اور یا مسلمانوں میں اسقدر اعتراض کا مادہ ہے کہ اُسکی کوئی حد ہی نہیں۔ اور پھر اس کا سلسلہ عام لوگوں پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے صوفیا اور علمائے کرام پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ یہاں صرف قادیانی صاحب کے انوکھے مکالمات پر ہی زد نہیں۔ سب خاندان اسلام پر ہی آمنّا وصدّقنا کہنے پڑے گا۔

میری رائے میں ایسے اخباروں میں۔ جو ایک دنیوی اور معاشرتی اخبار ہوں۔ کسی مذہب اور کسی فرقہ مسلمانوں کے متعلق بھی بحث نہیں ہونی چاہیئے۔ بحیثیت معاشرتی اور تمدنی یا ملکی اغراض کے اخبار کے نزدیک سب مسلمانوں کے فرقے برابر ہیں۔ اگر اُن میں کوئی مذہبی لڑائی ہے۔ تو اُس کا کفیل میری رائے میں کوئی دنیاوی اخبار نہیں ہوسکتا۔

راقم نہ ایں نہ آں۔ دور از مسلماناں

تقریر مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب احمدی

(جو انہوں نے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے عام جلسہ میں کی)

صاحبو آپ کو اس جلسہ کے اغراض سے تو غالباً اشتہار واجب الاظہار سے آگاہی ہو ہی گئی ہوگی۔ اس وجہ سے مجھکو زیادہ تصریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ صرف اس موقعہ پر البتہ بعض باتوں کے متعلق مجھکو کچھ عرض کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے ہم عقلاً بھی یہ بات پاتے ہیں کہ جمیع افراد انسانی تو بادشاہ ہو ہی نہیں سکتے اور نہ ایسی کوئی نظیر اب تک ہم کو ملی ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اور آپ جو اس جلسہ میں موجود ہیں کسی نہ کسی کی رعایا ہی ہو کر رہیں گے اب رعایا سلطنت برطانیہ کے ہیں اس سے پیشتر مغلیہ کے تھے۔ اور اگر بفرض محال ان میں سے کوئی اپنی تقدیر سے بادشاہ بھی ہو جاوے تب بھی ضرور ہے کہ ایک ہی ہوگا۔ اور اس حالت میں بھی ہم سب دیگر اشخاص کو اوس ایک کا رعیت ہی بنکر رہنا پڑے گا پس اس حالت میں وہ جیسے کہ جس کا حال آپ صاحبوں کو اگر معلوم نہیں تو میں مختصراً عرض کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں ناشائستہ و ناباشستہ پائے جاتے ہیں۔ تہوڑے زمانہ سے صوبہ بنگال و پنجاب میں بعض مقامات پنجاب میں چند لیاقت دار و سند یافتہ اشخاص وکلا نے اپنے جوش آزادی میں آکر آزادانہ مضامین کا اظہار کیا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف مغویانہ و مفترانہ کلمات استعمال کئے جو علاوہ قانونی زد کے عقل سے بھی بعید تھے۔ چونکہ اون کے مستعمل ہمارے برادران ملکی ہندو بھائی تھے۔ اور مسلمان بالعموم ایسے نامعقول و ناز یبا جلسوں میں شریک نہ تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے ناجائز و نالائق جلسونکی شراکت کا اون کی کتاب سے بھی جس کا نام قرآن و فرقان ہے اجازت نہیں ہا اور اسی وجہ سے کسی مسلمان کو بحالت مسلمان کہلانے کے ایسے مواقع میں شریک بھی نہ ہونا چاہیے تہا۔ کیونکہ خدا اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے کہ کہاؤ اور پیو اور فساد مت کرو[1] یا فسادی مت ہو۔ دوسری آیت میں ہے کہ خدا فساد کو زمین پر پسند نہیں کرتا۔ چونکہ آسمان کے فساد سے تو کسی کو مطلب نہیں۔ زمین ہی کا فساد معرض بحث میں ہے۔ اس لئے اسکی نارضامندی ظاہر فرمائی گئی۔ ایک آیت میں ہے کہ زمین[2] میں بعد اصلاح کے فساد مت کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح پر فساد کی مذمت اور اصلاح اور عدم فساد کی تعریف و توصیف بکثرت قرآن میں موجود ہے جس کا ترک بوجہ طوالت کے اولیٰ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے اور زبان سے دوسرے لوگ جو کہ نافرمان اور مفسد نہیں محفوظ رہیں پس میں یہ کہ سکتا ہوں کہ امن کے قایم رکھنے اور فساد نہ کرنے کا نام اسلام ہے اور اس کے عامل کا نام مسلمان چونکہ کلام ربانی میں ہم اصلاح اور عدم فساد کے تذکرہ کو بسیط پاتے ہیں۔ لہذا ہماری ایمانی قوت اور بھی قوی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کی مسلمہ کتاب کے ذریعہ سے ایسے مواقع سے احتراز کی ہدایت ہے۔ اور غالباً اس کے مقابلہ میں ہمارے ملکی بھائی ہندو صاحبان اس سے محروم ہیں۔ یہ میرا ذاتی علم ہے شاید اونکی یہاں بھی اس کے متعلق کچھ ہو مگر ثبوت میں تو ہر دو فریق کی عملی حالت گواہ ہے علاوہ بریں مسلمانوں کو خدا کا حکم اپنے حاکم کی اطاعت کا بصیغہ امر کہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے فرماتا ہے وہ آیت

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اوسکی جو تمہارے درمیان میں حکمران ہو۔ چونکہ قرآن شریف میں حاکم کی اطاعت کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اور حاکم کی تابعداری اور فرمانبرداری ہمیں لازم و واجب گردانی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاکم اطاعت میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو۔ بودہ ہو یا مسلمان بموجب حکم الٰہی کے اوس کی اطاعت کرنا چاہیے اور یہ بات بدیہی طور پر عقل کے موافق ہے اور مذہب بھی وہی برحق ہے جو عقل کے مطابق ہو اور اس کے احکامات غیر متبدل اور ہمیشہ کے واسطے بکار آمد ہوں اور اوس کے یقین کرنے سے کسی منصف مزاج کو چارہ نہیں ہوا کرتا۔ اب میں حکمرانوں میں اونکی حکومت کے واقعات سے موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے اشخاص خود قول فیصل نکال لیں۔ چونکہ دنیا میں مختلف طور پر یہودی بودہ وغیرہ حکمران زمانہ قدیم میں گذر چکے ہیں جن کے واقعات کے صحت اور عدم صحت پر بحث ہو سکتا ہے۔ اور اسمیں ناحق کی تضیع اوقات ہے۔ لہذا میں طوالت سے گریز کر کے صرف ہندو و مسلمان و عیسائی حکمرانوں میں مقابلہ کرنا مناسب جانتا ہوں۔ ہندوستان میں پہلے ہندوؤں کے متعلق مجھکو دیکھنا ہے کہ اونکی حکومت کسطرح پر تھی۔ اور اون کے زمانہ کی کیا حالت تھی۔ پورانے واقعات جو کہ ابتدا اسلام میں وقوع میں آئے اون کا ایسا یقینی اور ٹہیک پتہ کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہو نہیں ملسکتا۔ مگر اسقدر ضرور تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ اونکی سلطنت میں بیحد تشدد و بیرحمی سے مسلمانوں کے ساتھہ کام لیا جاتا تہا جسکا اندازہ اب تک منافرت سے لگتا ہے۔ ہندوؤں کی حکومت کے بعد مسلمانونکی حکومت کا دور شروع ہوا مسلمان حکمرانوں کے واقعات پر بہ نظر انصاف دیکہنے سے ہم کو اس نتیجہ پر پہونچنا ہوتا ہے کہ خلفاء اربعہ کا زمانہ بلاشبہ پورے عدل و انصاف کا تہا۔ — — — — —

— — — — — بعد ازاں ایک مدت تک ایک سلسلہ حکومت مسلمانوں کے ہاتہوں میں رہا۔ مگر افسوس کہ اون کے کارنامے مصداق اس کے نہوئے کہ ہم وثوق کے ساتھہ اون کی معدلت کا اقرار کر سکیں۔ مگر اس سے کوئی الزام مذہب اسلام پر نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ صرف اونکی شخصی حالت تہی جس کے وہ خود ذمہ وار تھے اور چونکہ وہ زمانہ گذر چکا ہے لہذا اوس کے متعلق بھی صدق و کذب کا بحث کیا جا سکتا ہے۔ لہذا مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ از منہ ماضیہ کے واقعات کو ترک کر کے زمانہ موجودہ کے مسلمان اور عیسائی حکمرانوں کا مقابلہ کروں کہ جس سے کسی منصف مزاج کو تصفیہ کرنے میں دقت واقع نہ ہو۔ اور دوسرے اصحاب خود ہی فیصلہ کر لیں۔

---

[1] کلوا واشربوا ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔

[2] لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها

پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف آیت ۵۶

ابہی تہوڑا زمانہ جسکو غالباً ۳ یا ۴ سال کی مدت منقضی ہوئی ہوگی کہ سرزمین کابل میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کا واقعہ جانگداز ہوا ہے۔ جسکا مختصر حال یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف باشندہ بنوں کے رہنے والے تہے جو انگریزی علاقہ میں ہے اور اونکی جاگیر اس مقام پر تعدادی بیس ہزار کے تہی اور اون کو بوجہ بہت بڑے عالم ہونے کے امیر سابق امیر عبد الرحمٰن خانصاحب والی کابل نے ہندوستان سے بلاکر بمشاہرہ ایکہزار روپیہ کے مقرر کیا۔ اور خوست میں سنا ہے کہ جاگیر تعدادی ستر ہزار کی تہی۔ خواہ وہ امیر صاحب کا عطیہ ہو یا اور کسیطرح پر وہ جاگیر حاصل ہوئی ہو اور اون کے مرید یا شاگرد بہی تقریباً پچاس ساٹہہ ہزار تہے صرف بوجہ اختلاف مذہب کے امیر حبیب اللہ خانصاحب امیر حال نے بے انتہا بیرحمی اور بیدردی سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب سنئیے کہ صاحبزادہ صاحب کا کیا قصور تہا اور اس سے پہلے اون کا کیا اعزاز تہا اور بعد اوس کے کیا برتاؤ کیا گیا۔ پہلے یہ حال تہا اور سنا گیا ہے کہ امیر صاحب سابق کی نماز جنازہ بہی صاحبزادہ صاحب نے پڑہائی تہی اور یہ بہی سنا ہے کہ امیر صاحب حال کے اوستاد بہی تہے وغیرہ وغیرہ۔ صاحبزادہ صاحب کا صرف اسقدر قصور تہا کہ انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب کے دعاوی مسیح موعود اور مہدی معہود مان لیا اور وفات عیسیٰ کے کیوں قایل ہو گئے۔ حالانکہ اس کا ثبوت کافی و وافی قرآن شریف واحادیث سے واضح دلائل تہا اور حیات عیسیٰ کے کہ جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں کیوں نہیں مانتے جس سے ضرورت مہدی منتظر کی کہ جو سیف سے کام لے گا اور تمام فرق نصاریٰ کو قتل کر کے مسلمان بنائے گا اور بجز قتل یا اسلام کے منظور نہ کریگا۔ جزیہ بہی قبول نہ ہوگا نہیں رہے۔ چونکہ امیر سابق امیر عبد الرحمٰن خان صاحب نے اوس سے قبل ایک کتاب موسومہ رسالہ جہاد کہ جسمیں جہاد مفروضہ کی خونی حالت کے بڑے فضایل بیان کئے گئے تہے طبع کرا کر سرحد یوں میں شایع کر دیئے تہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے امیر صاحب اپنی حکومت کا بہی استحکام خیال کرتے ہوں گے۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب بہت بڑے عالم تہے۔ لہذا اون کا ایسے خیالات کا مخالف ہونا گویا کہ امیر صاحب کی امارت کا متزلزل ہونا تہا۔ امیر صاحب حال امیر حبیب خانصاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اس طور پر ہندوستان سے کہ وا سطے حج کے تشریف لائے ہیں طلب کیا کہ بلا خوف وخطر چلے آویں۔ اور جب کابل میں پہونچ گئے اس وقت بغیر ثبوت الزام کے اور بغیر جواب لینے اور قرار داد جرم کے اور بغیر تردید اور مہلت کے آہنی قلعہ میں قید کیا اور حکم دیا کہ زنجیر غراغر جو ایک من ۲۴ سیر کی ہے جس سے گردن سے کمر تک کس جاتا ہے اور تمام نصف بدن جکڑ جاتا ہے اور اوسی میں ہتکڑی بہی شامل ہے ڈالدیجاوے۔ مزید برآں انگریزی بیڑی کا بہی جو مثل تمبری کے وزنی ہوتی ہے نفاذ کا حکم دیا۔ اور ایک مدت تک کہ جسکی تعداد بعض قول کے بموجب چار ماہ ہے اور بعض کے موافق کم ہے سختی اور بیدردی کے ساتہہ قید رکہا آخر الامر ماہ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ کو ناک میں چہید کر رسی ڈالکر مقتل تک کہینچ کر سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا گیا اور نہایت ٹہٹہے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتہہ مقتل تک لے گئے اور وہاں سے جاکر تہیرہ زمین گاڑ دیا اور پہر لوگوں کے بہت سے پتہر صاحبزادہ ممدوح کے جسم لطیف پر کر دیا۔ سنئیے اب تک علداری انگریزی میں کسی بڑے سے بڑے خونی اور ڈاکو کی بابت بہی نہیں سنا ہے کہ اس کا ہزارواں حصہ بہی برتا جاتا ہو میں تو کیا شاید دوسرے منصف مزاج بہی ان واقعات سے متاثر ضرور ہوں گے اور بقول پیسہ اخبار جسکی تاریخ یاد نہیں رہی اور جو مخالف ہی ہے لہذا مصداق والحق ما شہدت بہ الاعداء۔ بعد واقعہ قاتلہ صاحبزادہ صاحب کے اون کے زن وفرزند کو ـ ـ ـ ـ جلا وطن کیا گیا۔ کیا خوب مخالف بہی اون مظلوموں کی بابت تصدیق کرتا ہے کہ زن وفرزند بہی اسکی سزا سے محفوظ نہ رہے۔ اب سامعین خود اندازہ اس انصاف کا کر سکتے ہیں۔

یہ بہی سنا گیا ہے کہ امیر صاحب حال نے صاحبزادہ صاحب کو طمع جہوڑ دینے اور اعزاز سابق کی دی۔ اور خوف قتل کا ظاہر کیا اور یہ بہی کہا کہ اپنی جان پر رحم کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں دین کو دنیا سے نہیں بیچتا اور حق کا باطل سے معاوضہ کرنا نہیں چاہتا مگر باایں ہمہ امیر کی بار بار فہمایش اور وعدہ ہائے سابق وغیرہ کے اوس شیر مرد نے حق کو خسیس دنیا یا عزت ظاہری کے مقابلہ میں نہ ترک کر کے استقامت سے جان دیدی اور مصداق ع بمرد آں وے کہ نام نیکو باند کے ہوئے۔ اور یہ بہی صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مدتے گذشت کہ روح ما بعالم بالا پرواز کرد من اینجا نیستم افسوس کہ صاحبزادہ صاحب کو موقع تردید کا نہیں دیا گیا اور نہ جرم کا الزام اونپر ثابت کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے اب تک علداری انگریزی میں نہیں سنا کہ کسی خونی کے ساتہہ بہی اس قسم کا معاملہ کیا گیا ہو۔

سنا ہے کہ صاحبزادہ صاحب سے جب کہا گیا کہ تم عقیدہ ممات مسیح سے توبہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوسپر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی ممات کا قایل ہو کہ جو افضل الرسل ہیں اور مومن رہے اور ممات عیسیٰ کا ماننے والا کہ جس کا تذکرہ صریح طور پر قرآن شریف میں متوفیک اور توفیتنی میں موجود ہے کافر ہوجاوے ثبوت دینا چاہیئے (ثبوت ندارد) طرہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق تصریحاً بیان فرمایا گیا ہے اور محمد صلعم اور موسیٰ وغیرہم انبیاء کی وفات کا ذکر کہیں نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے

ـ ـ ـ ـ ـ ـ سنئیے اونکی ملاقات میں کسیطرح کا شک مت کرو۔ پہر کیوں عیسیٰ کا قایل واجب القتل اور کافر ہوسکتا ہے علاوہ ازیں جب ہم قرآن شریف اور احادیث پر مجموعی حالت میں غور کرتے ہیں تو خلاصۃً اون سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ابن مریم امام اور مہدی صاحب میں کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے وہ ایک شخص امتی ہوگا کہ جو عدل کے زمانہ میں آوے گا اور خود بہی عادل ہوگا یعنے خدائی فیصلہ کو بلا رعایت بیان کرے گا اور اوس کے زمانہ میں گویا (شیر اور بہیڑ ایک گہاٹ پانی پئیں گے) وہ اس کے زمانہ کے علامات جو احادیث میں ہوئے ہیں باختلاف روایات مگر باتفاق مضمون یہ پائے جاتے ہیں سو اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہی

زمانہ سے علامات حسب ذیل ہیں۔ امانتیں جاتی رہیں گی۔ شراب خوری زناکاری بکثرت ہوگی۔ جھوٹ اسقدر رائج ہوگا اور راست گو کے قریب ہی کوئی کھڑا نہ ہوگا اور دیانت داری مفقود ہو جاوے۔ ستارہ دمدار نکلے گا۔ قحط سالی ہوگی۔ مرگ مفاجات بکثرت ہوگی۔ طاعون پھیلیگا۔ زلزلے آویں گے اور زمین پورب اور پچھم میں دھنس جاوے گی۔ ایک سواری ایسی نکلے گی کہ جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے اور وہ پانی اور آگ سے تیار ہوگی اور رات ہی چلے گی اور دن کو بھی اور پکارے گی کہ چلو چلو یعنے اوس سواری کے واسطے چلو چلو کی ندا ہوگی۔ پہاڑ اوڑائے جاویں گے۔ اخبار منتشر ہوں گے۔ نہریں نکالی جاوینگی۔ ماہ رمضان میں چاند کا گرہن ابتدا شب میں واقع ہوگا۔ اور آفتاب کا آخر دن میں۔ اور یہ اب تک کبھی نہیں ہوا جب سے آسمان و زمین پیدا ہوا ہے۔ یہ حدیث چونکہ بروایت امام جعفر صادق صاحب ہے اس وجہ سے ہمارے فریق شیعہ صاحبان کو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

ان لمھدینا اٰیتین ماکان منذ خلق السمٰوٰت والارض تنکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی اٰخرہٖ۔ اور وہ ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے واقع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق تمام اخبارات نے اوس زمانہ کے متفق اللفظ لکھا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایک ماہ میں دو گرہن نہیں ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اوس زمانہ میں لڑائی نہ ہوگی اور نہ جہاد سیفی ہوگا اور نہ اسلام کے واسطے کوئی قتل کیا جاوے گا بلکہ جہاد نفسی قیامت تک قائم رہے گا۔

وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ۔

یعنے اللہ کی راہ میں کوشش کرو اپنے مالوں سے اور نفسوں سے ہوگا اور بینہ اور ثبوت اور نشان آسمانی سے خنزیر طبع لوگ قتل کئے جاویں گے اور شوکت صلیب کو جس کے کفارہ کے عقیدے نے ایک عالم کو تباہ و برباد کر دیا ہے توڑ ڈالیں گے وغیرہ وغیرہ۔ مگر چونکہ یہ باتیں امیر کے خیال میں خلاف تھیں اسوجہ سے امیر نے محکمانہ بجز کسی طرح کی سماعت و انصاف پسندی کے صاحبزادہ صاحب کو رجم کر دیا۔ تازہ ترین واقعہ عدل و انصاف امیر صاحب حال کا روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرقوم ہے اوسکی اعادہ کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔ یہ حال ہے موجودہ بادشاہ اسلام کا۔ میں نے ابتک کوئی واقعہ اس عملداری کا ایسا نہیں سنا کہ مذہب کے متعلق کسی سے بازپرس کیا گیا ہو بلکہ اس کے خلاف عملداری انگریزی کی مثال میں کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور ملک پنجاب کا فیصلہ پاتا ہوں کہ جس نے انگریزی حکومت کی معدلت کا نمونہ دکھلا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء میں ایک مقدمہ پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک مشنری افیسر اور ڈاکٹر نے بذریعہ عبدالحمید کے اقدام قتل کا بنام مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کے بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کپتان ڈگلس صاحب دائر کیا گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے باوصف ہمقوم و ہم مذہب ہونے پادری و ڈاکٹر ہونے کے، و مدعی علیہ مسلمان رعایا اور مشکی کے

خلاف کو بری کر دیا اور اجلاس میں بعزت تمام کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی اور کسی قسم کا خیال مذہبی پاسداری کا بمقابلہ انصاف کے نہ کیا اور نہ ذاتی تذلیل و تحقیر کی ہوئی اسی طرح صاحب بہادر جج امرتسر ۱۹۰۴ء میں بمقدمہ کرم الدین مدعی بنام مرزا غلام احمد صاحب و حکیم فضل الدین صاحب استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ کہ جسمیں اجلاس بابو آتمارام صاحب ڈپٹی کلکٹر گورداسپور نے بعد التوا ار بسیار اور مدت و پریشانی بے شمار مبلغ عمار ۵۰۰ پر اور مار ۲۰۰ پر جرمانہ کئے اور ملزم قرار دیدیا اور جملہ ثبوتوں کو جو مرزا صاحب کیطرف سے مثل روز روشن کے پیش کئے گئے تھے نظر انداز کر دیا اور کسیطرح پر عدل و انصاف کرنا نہیں چاہا۔ مگر روشن ضمیر اور عادل جج نے اوس فیصلہ کو منسوخ کر کے بہت طویل تجویز لکھی کہ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مقدمہ خواہ مخواہ کو اسقدر مدت تک چلایا گیا اور وقت ضایع کیا گیا۔ یہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ میں خارج کر کے طے کر دینا چاہئے تھا اور جو الزام مدعی علیہ پر لگائے گئے ہیں سب بیجا و نادرست ہیں۔ لہذا مدعی علیہ مع مدعی علیہ نمبر ۲ بری کئے جاتے ہیں اور جرمانہ واپس۔ اب میں کسی فیصلہ یا رائے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ ظاہر کروں خود سامعین فیصلہ کر لیں گے۔

واضح ہو کہ میں نے جسقدر عرض کیا ہے متعصبانہ نہیں ہے بلکہ واقعاتی ہے اس وجہ سے واقعی و واجبی ہے۔ میں اس بات کا باعلان تمام اظہار کرتا ہوں کہ مذہب عیسائی سے نفرت رکھتا ہوں اور حکومت انگریزی کو نعمت پاتا ہوں۔ اور یہ بات میری خوشامدانہ و منافقانہ نہیں بلکہ جو کچھ کا نول سینہ میں ہے اوس کا اظہار ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہوں گے کہ میں حد شعور سے خوشامدانہ و مکارانہ الفاظ سے ہمیشہ سے محترز و مجتنب رہا ہوں اور یہ بھی جانتے ہونگے کہ شاہ آباد میں انتخاب ممبری میں کسقدر کوشش ہوتی ہے اور کسطرح اُس کے حصول میں جان فشانی کیجاتی ہے اور میں نے ابتک کبھی اوس کے متعلق خیال بھی نہیں کیا اور نہ کسی حالت میں پروا کی علاوہ بریں اگر بالعموم نہیں تو بالخصوص مسلمانوں سے تو امید ہے کہ اس مقام پر میرے مقابلہ علمی لیاقت میں تو کوئی فوقیت نہ رکھتا ہوگا اور میں باوصف تعلقات جائداد کے کہ بموجب تقسیم جائداد آبائی کے بھائی صاحب حکیم خادم حسین خانصاحب مجسٹریٹ و سکرٹری میونسپل کمیٹی شاہ آباد سے کم نہیں بلکہ بڑے حصہ کے زائد ہی تھے کیونکہ میرے حصہ میں وقت تقسیم کے $\frac{1}{4}$ تھی اور اون کے حصہ میں $\frac{1}{8}$ مگر پھر بھی میں حکام وقت کی خدمت میں حاضری سے محروم رہا ہوں۔ پس مجھکو کوئی وجہ اسکی نہیں کہ میں خوشامد کے طور پر منافقانہ حالت میں رہوں۔ اور خواہ مخواہ کو مکاری سے کام لوں۔ میں اس وجہ سے اس بات کے اظہار پر مجبور ہوا کہ حدیث میں آیا ہے من لا یشکر الناس لا یشکر اللّٰہ۔ یعنے جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اما بنعمت ربک فحدث یعنے لیکن اللہ کی نعمتوں کو پس بیان کرو چونکہ میرے نزدیک عملداری انگریزی خدا کی نعمت ہے اور خدا کیطرف سے اون کو

حکومت ملی ہے۔ لہٰذا مجھکو شکرگذاری اور تحدیث نعمت بھی ضروری ہوئی اس سے میں ان باتوں کے اظہار پر مجبور ہوا۔ اب میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کہ جس کے سایہ عاطفت میں رعایا خواہ ہندو ہو یا مسلمان آزادانہ اپنے مراسم مذہب بلا خوف وخطر ادا کر سکتے ہیں اور حکومت کسی قسم کی مزاحمت اور بازپرس نہیں کرتی غنیمت جانکر ایسے جلسوں سے جو سلطنت کے برخلاف ہیں احتراز کریں۔ اور اس عملداری کو غنیمت جانیں۔

اب میں اپنے علاقی ہندو بھائیوں سے عقلاً ملتمس ہوں کہ وہ خود واقعات سے اندازہ کرکے عقل سے کام لیں۔ اور اپنی منفعت ومضرت سے آگاہی حاصل کریں۔ اور اپنے عینی مسلمان بھائیوں سے شرعاً عرض پرداز ہوں کہ اسلام نے بہت بڑی نفرت مفسدہ پردازی سے فرمائی ہے۔ اور اصلاح اور امن کو بہت پسندیدہ قرار دیا ہے لہٰذا اس حکومت کو مغتنمات وقت سے خیال کرکے عبادت وریاضت اور فرمانبرداری ربانی سے کام لیں حکومت اور ملکی معاملات سے کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ ہم کو کوئی غرض ومطلب ملکی معاملات سے نہیں صلاح مملکت خویش خسرواں دانند کا مقولہ مناسب بلکہ انسب ہے۔ اور خلاف ورزی احکامات سلطنت کی نکریں اور کسی ایسے جلسہ میں جسمیں اندیشہ فساد کا ہو قریب نہ جاویں۔ اور اگر کوئی غلط فہمی سے ایسا خیال رکھتا ہو یا ناواقف ہو تو اوسکی صلاح نیک سے امداد کریں اور غلط فہمی کے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اب میں زیادہ سمع خراشی کرنا مناسب نہیں جانتا صرف اسیقدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ آیندہ آپ صاحبوں کو اختیار ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مسجدوں کا واگذار کرنا

گورنمنٹ انگلشیہ کی کس کس مہربانی اور عنایت خسروانی کا ہم شکریہ ادا کریں۔ مذہبی آزادی اور اشاعت مذہب کے لیے جسقدر آسانیاں اور وسایل اس سلطنت میں ہمیں حاصل ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی دوسری سلطنت میں نہیں ملتی۔ مسلمانان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کریں گے جو اس نے مسجدوں کو واگذار کرکے کی ہے۔ یہ تازہ واقعہ ہے کہ لاہور کی وہ مسجد جس میں ریلوے کا بڑا بھاری دفتر تھا اور جو سالہا سال سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی آخر اسے واگذار کردیا گیا اور اب مسلمان پانچ وقت اس مسجد میں خدائے قدوس کی عبادت کرتے ہیں اور تاج برطانیہ کے لئے دلی جوش سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ریلوے کے محکمہ کو اس مسجد کے چھوڑنے اور دوسری جگہ اپنے دفاتر کو منتقل کرنے میں جسقدر نقصان برداشت کرنا پڑا ہے وہ تھوڑا نہیں ہے مگر رعایا پروری اور دلجوئی کے مقابلہ میں اس کو بالکل ہیچ اور لاشے سمجھکر مسجد مسلمانوں کے حوالہ کردی گئی ہے۔ اسی طرح جیرموٹ کی مسجد جو دہلی اور قطب صاحب کے راستہ میں واقعہ ہے اور مدت سے ہندو جاٹوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی وہ واگذار ہوگئی ہے ایسا ہی آگرہ میں ایک مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے سپرد کردی ہے + اس قسم کی نظیریں پیش کرکے پیسہ اخبار لاہور کی لنڈے بازار والی مسجد موسومہ شہید گنج کے واگذار کئے جانے کی درخواست کرتا ہے امیر کابل کی تشریف آوری کے موقعہ پر بھی یہ تحریک بطور خود پیش کی گئی تھی۔ لیکن اب گورنمنٹ کے توسط سے چاہا گیا ہے کہ یہ مسجد واگذار کردی جاوے۔ مسلمان اس کا معاوضہ مناسب بھی دینے کو آمادہ ہیں امید تو یہ ہونی چاہیے کہ سکھ صاحبان اپنی ہمسایہ قوم کی دلجوئی اور ہمدردی کے خیال اور نیت سے اس مسجد کو واگذار کر دینے کی صورت سوچیں گے ورنہ معاوضہ لیکر دیدینے میں انہیں انکار نہیں ہونا چاہیئے امید ہے اگر گورنمنٹ نے اس پر نوٹس لیا تو یہ مسجد ضرور واگذار ہو جائے گی۔

یہ تو دور کی باتیں ہیں یہاں قادیان میں بھی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ اور قادیان کے مسلمان اس مسجد کے واگذار ہونے کے لئے دل سے خواہشمند ہیں میں ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور دقیقہ رس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانان قادیان کو ان کی عبادت گاہ دلاکر انپر بہت بڑا احسان کریں۔ مسلمانان قادیان اس مسجد کا مناسب معاوضہ دینے کو بھی آمادہ ہیں۔ امید ہے کہ یہ تحریک مفید ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات مذہبی اگر تاریخی بناپر دیکھے جاویں اور حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معائنہ کئے جاویں تو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ خود مساجد کی بڑی حرمت کرتے تھے۔ پس اگر سکھ صاحبان از خود ہی مہربانی کریں تو یہ تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ انکی یہ فراخدلی اور فیاضی قابل تعریف سمجھی جاوے گی۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

دجال کی حقیقت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط ملا - معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے احمدی سلسلہ کی کتب کو مطالعہ نہیں فرمایا - ورنہ سب اعتراضات دور ہو جاتے -

عرض یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک ظاہر نہ ہو یعنے وقوع میں نہ آئے اس کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی - اور اُس کے سمجھنے میں ایک معمولی انسان تو درکنار ایک نبی بھی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے -

آپ کو معلوم ہو گا کہ حضور نبی اکرم صلعم کو دکھایا گیا کہ آپ صحابہ سمیت بیت اللہ کا حج فرما رہے ہیں آپ اس کو پورا کرنے کے لئے چلے گئے مگر آگے حدیبیہ کا معاملہ پیش آ گیا کفار نے روک دیا اور اس سال حج نہ ہو سکا - اور یہ سفر ایک سطحی خیالات والے کی نظر میں عبث گیا - ایسا ہی حضرت رسول اکرم صلعم نے دیکھا - کہ میں کھجوروں والے شہر کی طرف ہجرت کرتا ہوں آپ نے سمجھا وہ یمامہ ہے مگر نکلا مدینہ - میرا مطلب ان مثالوں کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک واقع نہ ہو - اس کی مثال حاملہ کے بطن کی طرح ہے اب اس کا نتیجہ نکالنا تو یقینی ہے علامات سے کچھ [illegible] بھی ہو سکتا ہے مگر یہ پتہ لگانا کہ وہ مولود کیسا ہو گا بہا مکن [illegible]

ایسا ہی اگر دجال کی حقیقت صحابہ کرام کو کلی طور سے معلوم ہوتی تو حضرت عمر اس بات پر قسم نہ کھاتے کہ ابن صیاد دجال ہے اور رسول اکرم صلعم نے بھی اس کے جواب میں اِن یکن ھو فرمایا - یقینًا نہ کہا کہ یہ نہیں - (دیکھو مشکوٰۃ)

اگر دجال کے یہ علامات جو آپ نے تحریر فرمائے اپنے ظاہری رنگ میں پورے ہونے تھے - تو پھر کیوں ابن صیاد کو دجال سمجھا گیا -

پس مختصر گزارش ہے

دجال کی وحدت نوعی ہے - اس سے مراد ایک گروہ ہے - جو دجل سے کام لے - کیا آپ نہیں دیکھتے کتابیں خود لکھنے اور اسے کلام اللہ کہتے ہیں یہ نبوۃ کا دعویٰ ہے مینہ برسانا - وغیرہ کام جو کرتے ہیں تو خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟ سورۃ کہف کا اول و آخر پڑھئے -

چشم راست کا کور ہونا بھی مسلّم ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ دین کی آنکھ اندھی اور دنیا کی سیانی -

بے شک یہ مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی برکت اور اس کی دعا رکے حربے سے فنا ہو گا -

لدّ تو آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہو گا مطلب اس سے جھگڑالو قوم ہے -

— — — — — — — —

اور کشمیر میں لدّاخ ہے کشمیر میں عیسیٰ کی قبر ملی ہے - عیسیٰ کی موت ان کے مذہب کی موت ہے - کیونکہ یہ ضد کام جاتا ہے - یہودی بے شک اسکے تابع ہوں گے -

یہودی کیوں کافر ہوئے مسیح کے انکار سے -

اس زمانے کے مُلّاں بھی مسیح موعود کے منکر ہیں اور اس کے مخالف اور پھر تمام اولی اوصاف کو اختیار کر چکے جو یہودیوں میں تھیں وہ دجال کو مدد دے رہے ہیں کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں - یہ ایک شخص میں ایسی اوصاف کے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں - جو محض خاصۂ خدا ہیں گویا ایک پہلو سے یہ بھی عاجز انسان کو خدا مانتے ہیں -

مُردے کو زندہ کرنا - خالق ہونا - عالم الغیب ہونا - لایزول ولا یحول ہونا - یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں - والسلام +

(محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی)

آنحضرت صلعم کا منکر اور مسیح موعود کا منکر

آپ کا خیال درست ہے بیشک مسیح موعود کا منکر اور رسول اکرم صلعم کا منکر - کفر میں برابر نہیں - کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر تو شریعت کا بھی منکر ہے مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا منکر بعض [illegible] اسلام کا منکر ہے - مگر یہ یاد رہے کہ ولی اللہ کا انکار آہستہ آہستہ سلب ایمان تک نوبت پہنچا دیتا ہے - انکار کی عادت ہو جاتی ہے اور اس کی ہر بات کو بدظنی و مخالفت سے دیکھتا ہے تو ایک دن آ جاتا ہے کہ وہ اُس کی بتائی ہوئی مسلّم نیکی پر بھی عمل نہیں کرتا [illegible] آہستہ آہستہ وہ سب بھلائیوں سے محروم رہ جاتا [illegible] انکار میں بڑھنے کا فرمایا -

الآتی بعدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی [illegible] شریعت والا نہیں آ سکتا - جو آئے گا آپ ہی کی مہر سے آئے گا - اور آپ ہی کے فیض سے مستفیض - یہ لفظ [illegible] جس کے معنے مہر کے ہیں نہ کہ ختم - حضرت مرزا صاحب [illegible] مستقل نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا - حقیقۃ الوحی مطالعہ فرمائیں [illegible] کثرت مکالمہ و مخاطبہ و اظہار غیب کے لحاظ سے آپ کو نبی کہا [illegible] گیا - اس کے مخالف بھی قائل ہیں - ان کی اصطلاح میں جسکو نبی کہتے ہیں وہ نبی نہیں - پھر دوسری وجہ نبی کے خطاب کی یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے موعود عیسیٰ کے لئے نبی اللہ آیا (دیکھو مسلم) اور لیس بینی وبینہ نبی (ابو داؤد) باقی رہا یہ کہ ابو بکر صدیق وغیرہ کو کیوں نبی نہیں کہا گیا اسی لئے کہ ان کو یہ درجہ نہیں دیا گیا - نہ اس کثرت سے ان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہی ہوا - نہ وہ مسیح موعود تھے - نیز خاتم النبیین کے بعد فورًا لقب نبی دینے سے نبوت کی حیثیت میں خلل پڑتا تھا - اور لوگوں کو دھوکہ ہو گا پس آنحضرت صلعم کی عزت کے قیام کے لئے مدت تک یہ خطاب کسی کو نہ ملا - جب اچھی طرح مرکوز خاطر ہو گیا کہ آپ ختمیت مآب ہیں - تو پھر ایک نبی بھی مبعوث ہو گا + (محمد ظہور الدین اکمل)

ڈائری

دجال ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء کو فرمایا دجال کی دو نشانیں ہیں۔ ایک تو پادری لوگ ہیں جو گویا نبوت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ہر قسم کے مکر اور فریب کے ساتھ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ خود انجیل اور توریت کا ترجمہ در ترجمہ کرتے ہیں اصل کتاب ان کے پاس موجود نہیں۔ تراجم میں ہمیشہ تبدیلیاں کرتے ہیں اور انہی اپنے خیالات کے الفاظ کو دنیا کے سامنے پیش کر کے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے یہ ایک طرح نبوت کا دعوےٰ ہے۔ دوسرے اس زمانہ کے فلسفی لوگ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہو بیٹھے ہیں اور سات دن مادی دنیا کی طرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دین کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ دین کو غیر ضروری اور اپنی دنیوی ترقی کی راہ میں ایک حارج یقین کرتے ہیں۔

کفر فرمایا خدا تعالےٰ کی عدول حکمی سے کوئی شخص کسطرح بچ سکتا ہے۔ جو لوگ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے مرسل کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کی عدول حکمی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو یہود اور عیسائی تھے۔ وہ صاحب شریعت تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے تمام انبیاء کو مانتے تھے۔ مگر آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کے سبب وہ کافر قرار دیئے گئے اس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں۔ بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ بموجب حدیث نبوی مومن کو کافر کہکر خود کافر بنتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

زکوٰۃ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جسمیں بہت سا حصہ خریداروں کیطرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

فرمایا جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جبتک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجاوے لیکن تاجر کو چاہیئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹالدے۔ آخر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب زکوٰۃ دے کر خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

دین مقدم فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کر لیتا ہے۔ مگر اس کا پورا کرنا ایک کا کام نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہو تو کس قدر درد اس کے دل پر پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنا لے۔ کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بیقرار ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے بد ہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر بدتر وہ ہے جو اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ ظلم کر کے بھاگ جائے اور اسطرح اپنے آپ کو بچائے مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکیگا۔ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا کو سب چیزوں پر مقدم رکھتا ہے کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔

حقیقۃ الوحی فرمایا ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھیر سکیگا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔

خواجہ غلام فرید صاحب فرمایا خواجہ غلام فرید صاحب کے سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں خواجہ صاحب نے جابجا ہماری تائید کی ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ بعض مولویوں نے خواجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کیوں انکی تائید کرتے ہیں مولوی لوگ تو ان کو کافر قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کیا خوب جواب دیا کہ مولوی لوگوں نے پہلے کس کو مانا ہے اور کس کو کافر قرار نہیں دیا۔ ان کا تو کام ہی یہ ہے۔ انکی طرف خیال مت کرو۔ (ایڈیٹر)

احمدی جماعت کو حضرت اقدس کے ایک ارشاد کی یاددہانی

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں اون بھائیوں کو جنہوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا ہے حضرت کا حکم یاد دلاتا ہوں جس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کے فرستادوں کی باتیں معمولی باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی ہر ایک بات جو لوگوں کو سنائی جاوے۔ خدا کے ارادے سے ہوتی ہے۔ تو پھر کیا ایسی باتوں کو بھول جانا چاہیئے۔ ہرگز نہیں بلکہ دن بدن ان پر مضبوط ہونا چاہیئے وہ احمدی بھائی جو حضرت اقدس کے اشتہار اور کتابیں پڑھنے کے شایق ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعے اپنی جماعت کو ارشاد کیا تھا۔ کہ میرا آنا کسر صلیب گمراہیوں اور غلطیوں کے دور کرنے کے لئے ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک انگریزی رسالہ جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے نکالا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سے بہت سے

عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیا جاتا ہے۔ پس آپ سب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اسکی خریداری اور اعانت میں جہاں تک آپ سے ہوسکے خرچ کرکے مدد کریں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اوس بات کو پرانی سمجھکر اسپر غور و فکر اور خریداری اور اعانت میں روپیہ دینا بعض صاحب نے بالکل ترک کردیا ہے۔ حالانکہ خدا کے مرسلوں کی بات چند دنوں تک نہیں ہوتی انکی ہر ایک بات کو اسطرح ماننا چاہیئے۔ جیسے صحابہ کرام رسول کریم صلعم کے حکم کو تسلیم کرکے جنگ کے لئے تیار ہوجاتے تھے۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ یہ زمانہ دوسرا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ جمعہ میں آچکا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ایسا زمانہ پاکر اور جماعت میں داخل ہوکر پھر ایسی غفلت کرنا بے ہمتی کا کام ہے اور دوسرے ہمارے لئے شکر کا مقام ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر طرح آسانی کی ہے۔ اور ہماری آسانی کے لئے ریل اور ڈاک تیار کردی ہے۔ تاکہ گھر میں بیٹھکر ہی ہم تبلیغ دین کرسکیں۔ پس چاہیئے کہ تمام جماعت اس رسالہ کی خریداری اور اعانت میں روپیہ دیکر ثواب حاصل کرے۔ اسے معمولی رسالوں کی طرح ایک رسالہ نہ سمجھا جاوے۔ مگر بہت ہی افسوس ہوتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض احباب اعانت تو ایک طرف رہی قیمت دینے میں بھی تساہل کرتے ہیں۔ جب میں انکاری وی پی دیکھتا ہوں اور بعض پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ لینے سے انکاری ہے۔ تو میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ حضرت اقدس کے تعمیل ہو رہی ہے اور دو یا تین روپیہ کا وی پی نہیں لے سکتے۔ جہاں یہ اقرار کیا تھا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

برادران یہ کام تو خداوند تعالیٰ کے ہیں۔ اور وہ کر رہا ہے مگر میں آپ صاحبان کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ حضرت اقدس کے حکموں کی تعمیل ہی ہے اور کیا ایسا ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کے ایک حکم کو مان لیا جاوے۔ اور ایک کو چھوڑ دیا جاوے۔ ہرگز نہیں۔ برادران ہمت سے حکموں کی تعمیل کرو۔ یہ وقت مشکل ملیگا۔ اب زیادہ کیا لکھوں۔ حضرت اقدس کا حکم یاد دلاکر دیکھونگا۔ کہ کس کس نے تعمیل کی ہے۔ اور دوبارہ خریداری کے لئے خط لکھا ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالخالق کلرک دفتر میگزین قادیان

اب اجیت سنگھ کو کیا بناؤ گے؟

اجیت سنگھ کی گرفتاری پر آریہ صاحبان نے سول ملٹری گزٹ لاہور اور بعض دوسرے اخبارات میں چھپوایا کہ اجیت سنگھ آریہ نہ تھا اور آریہ سماج کے ساتھ اوس کا کوئی تعلق نہ تھا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ اس کی مفویانہ تقریروں کے ساتھ آریہ سماج کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب جبکہ اجیت سنگھ گرفتار ہوکر جلاوطن ہوچکا ہے اور خود اس کی اپنی دو چٹھیاں پبلک میں آچکی ہیں اس وقت اس مسئلہ کا فیصلہ خود اجیت سنگھ کی اپنی تحریرات ہوسکتا ہے اور وہ بہت صاف ہے۔ اجیت سنگھ کی پہلی چٹھی اپنے بھائی کے نام یہ ہے

پیارے بھائی سورن سنگھ

مجھے ہر طرح سے آرام و تسلی ہے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ جب لاہور سے چلے۔ مجھے بولنا یاد نہیں رہا تھا کہ جو دس روپے میری جیب سے پولیس نے نکالے تھے۔ وہ ایڈیٹر ہندوستان کے پاس بھیجے جاویں۔ ۵ روپے برہڈلا ہال فنڈ کے واسطے اور پانچ روپے ہندو یتیم خانہ لاہور کے واسطے۔ اور گھڑی ایڈیٹر پرکاش کو دیکر بولیں کہ بدہو ابوا کی رسم کے پرچار کی امداد میں صرف ہو۔ والد صاحب والدہ صاحبہ اور برادر بزرگوار سب کو میری طرف سے نمستے۔ فتح۔ مہاتما ٹیکنا وغیرہ پہنچے۔ اگر آپ نے وہ روپے اور گھڑی لے لئے ہوں تو مندرجہ بالا فنڈ میں دے دیں۔ ورنہ میں نے صاحب بہادر افسر پولیس کو بھی چٹھی لکھدی ہے۔ بلکہ یہ چٹھی بھی ان کی معرفت آپ کو ملیگی۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ حوصلہ قایم رکھو۔ مصیبت میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ میری کتابیں اگر رکھنا چاہو تو رکھو۔ ورنہ ویدک لائبریری لاہور میں بھیجدو۔ آپ کا اجیت سنگھ۔

آریہ سماج کے سچے ہتیشی اور سچائی کو پیار کرنے والے غور کے ساتھ ان فقرات کو پڑھیں جنپر مینے خط کھینچ دیا ہے۔ اجیت سنگھ اپنے خط میں ایک گھڑی ایڈیٹر پرکاش کو دلاتا ہے پرکاش کا ایڈیٹر آریہ اور آریہ سماج کا سرگرم ممبر ہے یا نہیں یہ مہاتما منشی رام سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ انکی رائے پرکاش کے ایڈیٹر کے متعلق ضرور قابل وقعت ہوگی۔ اس سے اتنی ہی بات ثابت کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ یہ خط ثابت کرتا ہے کہ ایڈیٹر پرکاش کے ساتھ اسے خاص تعلق ہے اور میرا کسی سابقہ اشاعت میں یہ ظاہر کرنا کہ ایڈیٹر پرکاش اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرتا ہے صحیح ثابت ہوجاتا ہے۔ منڈالے کے قلعہ کے زندان میں بھی جو شخص اسے یاد رہتا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش ہے یہ معمولی بات نہیں۔ اور سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ اب ایڈیٹر پرکاش کا کام ہوگا کہ نیک نیتی سے اس تعلق کا اظہار کرے جو اس کا اجیت سنگھ کے ساتھ ہے۔ پھر دوسرا قابل غور امر اس چٹھی میں یہ ہے کہ اجیت سنگھ اپنے والد والدہ اور برادر بزرگوار کو نمستے کہتا ہے جو خاص آریوں کا باہمی سلام ہے اسمیں شک نہیں کہ اس نے فتح اور مہاتما ٹیکنا جی لکھا لیکن ابتدا نمستے سے کی ہے۔ جب تک کوئی شخص آریہ نہ ہو یا اس کا مخاطب آریہ نہ ہو وہ نمستے نہیں کہ سکتا۔

پھر تیسرا ثبوت جو اس چٹھی سے اجیت سنگھ کے آریہ ہونیکا ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنا کتب خانہ ویدک لائبریری کو دیتا ہے۔ اگر آریہ سماج کے ساتھ اس کا تعلق نہیں اور وہ آریہ نہ تھا تو اس کے کیا معنے کہ کتب خانہ ویدک لائبریری کے حوالہ کرتا ہے اسکا کوئی مذہب اگر نہیں تھا جیسا کہ بعض نے ظاہر کیا تو اسے اپنا کتب خانہ پبلک لائبریری لاہور کو دینا چاہیئے تھا۔ نہ کہ ویدک لائبریری کو۔

ان باتوں کو سرسری نظر سے دیکھہ جانا امر دیگر ہے مگر جب غور کیا جاوے تو حقیقت حال پر پوری روشنی پڑتی ہے ان چٹھیوں کی اشاعت کے بعد اجیت سنگھ کے مذہب کا سوال پھر کچھ دنوں کے لئے قابل بحث مسئلہ ہوگا۔ اور آریہ سماجی دائرہ میں اسپر چہ میگوئیاں ہونگی مگر واقعات انکی تکذیب کرینگے۔ اسلئے اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آریہ سماج کے سچے ممبر صاف طور پر اعتراف کرلیں کہ اجیت سنگھ آریہ تھا ہمیں بے انصافی کا مرتکب ہونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ خالصہ صاحبان نے جو کچھ اجیت سنگھ کے متعلق لکھا تھا کہ وہ

وصیت ۱۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین

اللھم صل علی محمد و آل محمد و علی اصحاب محمد و بارک و سلم و عبدک المسیح الموعود

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اما بعد۔ میں مسمی شیخ غلام احمد نومسلم ساکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں شیر فروشی کی دکان کرتا ہوں [illegible] صورت میں نہیں ہے کبھی کم اور کبھی زیادہ ایک روپیہ ماہوار حضور کی خدمت مبارک میں دیا کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو دیتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہو اس کا دسواں حصہ انجمن احمدیہ کے سپرد کر دیا جائے میرا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت کے باعث یا کسی خارجی سبب سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت واجب التعمیل ہوگی۔ فقط

العبد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود۔

گواہ شد۔ مہدی حسین خادم المسیح المہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد۔ صفیہ بیگم نشانی انگوٹھا۔

گواہ شد۔ قدرت اللہ خان نشانی انگوٹھا۔

گواہ شد۔ خاکسار یار محمد بقلم خود۔

وصیت ۱۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد و علی اصحاب محمد و عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اما بعد۔ میں مسماۃ صفیہ بیگم زوجہ شیخ غلام احمد ساکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

۱۲ ماہوار چندہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں دیتی رہتی ہوں اور انشاء اللہ العزیز آئندہ ادا کرتی رہوں گی میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس کا پانچواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے۔

میرا جنازہ حضرت اقدس پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت یا کسی خارجی سبب کے باعث میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت قابل تعمیل سمجھی جاوے فقط زیادہ والسلام۔ العبد صفیہ بیگم نشانی انگوٹھا۔

گواہ شد۔ قدرت اللہ خان۔ گواہ شد عبد الحمید خان۔

گواہ شد۔ مہدی حسین خادم المسیح مہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود۔

وصیت ۱۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان قوم پٹھان ساکن بہلولپور ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(نوٹ۔ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ اندراج نہیں کیا گیا)

نمبر ۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرا زیور موجودہ طلائی قیمتی الف ۱۰۰۰ ایکہزار روپیہ کہ میری اپنی ملکیت ہے اس کا دسواں حصہ مبلغ ایک سو روپیہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی میرے مرنے کے بعد اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو میرے وارث اس کے دینے کے ذمہ وار ہوں گے اور اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کر دوں گی اور اسی طرح میرے وارث میرے بعد اگر میں اپنی زندگی میں نہ ادا کر سکوں ادائگی کے ذمہ وار ہوں گے۔

العبد

امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ ضلع لائل پور بقلم خود

گواہ شد

الہ بخش ولد نبی بخش دخیلکار ۱۲۷ رکھ ضلع لائل پور نشانی انگوٹھا

گواہ شد

عبد اللہ جان ولد چودھری غلام حسین احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچہ ضلع لائل پور بقلم خود

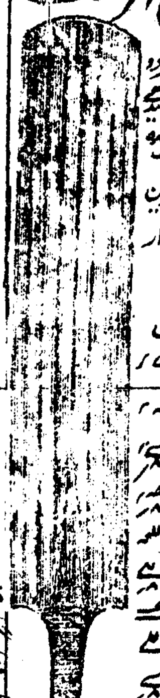
(ر)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت مستند تالیف ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کو زیر و زبر توڑا ہے قیمت ۱۲؍ ست بچن ۱۰؍ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو اعتراض آریہ جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍ نماز پر تقریر۔ اور مسئلہ وحدت وجود پر خطبہ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲؍ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؍ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲؍ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت فی پارہ (۸؍) سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا بنا ہوا ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہو قیمت ۲؍ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہوگا۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی جیسے مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کیلئے ۱۲؍

بچوں کیلئے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳-۱۴ برس کیلئے وکٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار ۶

بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر

کرکٹ بال گٹ سوں نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ

پریکٹس

کرکٹ وکٹس نی کابلی

المشتہر **نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ**

سارٹیفکٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ پریکٹس ہینڈل فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح کی تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کی سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں بہت کم ہے۔ میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ میاں سند

اشتہار

آٹا پیسنے کی مشین آہنی اور اسکا چیڑنے کے بیلنے آہنی مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور سے مل سکتے ہیں۔

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں تلج و اولے و طوفان۔ یہ طاعون جو مسیح موعود پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہوگئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و مہدی چہارم کا اسم اعظم رب کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون بحروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہم نے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بغور جس بعض بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلے میں ملکر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد و بخار کا فور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر بھی تیل میں ملاکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بار ہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۰ روپیہ

تیل دافع مکھی و مچھر۔ ماہر اطبا کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب کبھی یا مچھر بیٹھکر جس تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی مچھر کا بیٹھنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھنگے۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ ویلیو پی طلب فرماویں۔

(نوٹ) جو احمدی ایسے مخلص احباب کو اخبار کرنا چاہتا ہے وہ ایک پرچہ نوٹ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجیں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بعد اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ ہمارے اسرار سے طیار ہوئی ہے اصل نمونہ مفت منگا کر دیکھ لیجیئے ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ **طلا طلسمی** یہ ہر زمانہ سالی کے اثر اور خود الی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور بعض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے وابستہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمالو۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بدار قادیاں بینی | روا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت سالانہ ... سے ... سے باہر ... کم آمدنی والے ... لڑکوں سے

نمبر ۲۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ جلد

احمدی انجمنوں کا قیام

۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء کے الحکم میں احمدی انجمنوں کے وہ قواعد درج کئے جا چکے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کئے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جہاں تک اسباب کا تعلق ہے انہیں سے احمدی انجمنوں کا قیام ایک لاینفک جزو ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام قوم کے لئے کسقدر مفید اور مبارک ہوگا۔ تجربہ خود بتادیگا۔ میں اسوقت ان قواعد کے موافق باقاعدہ انجمنوں کے قیام کے لئے ان احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں جو اپنے حلقہ اور مقام پر ایک مستعد اور سرگرم احمدی تسلیم کئے جاتے ہیں یہ کام ایک دن میں ہونیکا نہیں اس کے لئے بہت وقت اور محنت کی حاجت ہے۔ لیکن اگر ابتدائی مشکلات کی پروا نکر کے انتھک کوشش سے کام لیا جاوے تو انشاء اللہ العزیز یہ مشکلات دور ہو جائینگی۔

ان قواعد کو پڑھکر جسقدر جلد ممکن ہو ان کے ماتحت احمدی انجمنوں کو قائم کر کے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دینی چاہیے۔

*

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

میں مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ اور احمدی انجمنوں کے قیام کی خاطر ضلع گورداسپور کے چند گاؤں میں ابھی تک جاسکا ہوں۔ کل ضلع میں دورہ ختم کرنے کے بعد میں انشاء اللہ مفصل رپورٹ شائع کرونگا۔ میں مسلسل دورہ نہیں کرسکتا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ قادیان میں اپنے متعلقہ امور کا سرانجام بھی ضروری ہے۔ اس لئے کچھ وقت نکال کر باہر جاتا ہوں۔

*

کوئی سعادت مند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی ارائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیان ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہائش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے انہیں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیان ہو۔

*

اعلان

ایک شخص مسمی فضل کریم ولد عبدالکریم ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات دفتر میگزین میں آکر ملازم ہوا تھا۔ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء کو اللہ دتا چپراسی دفتر میگزین کے مبلغ ۲۴ روپے جو اس کے پاس امانت تھے لیکر کہیں فرار ہوگیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو یا کہیں ملے تو فوراً دفتر میگزین۔ قادیان۔ میں اطلاع دیں۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے قد درمیانہ۔ رنگ سفید۔ داڑھی چھوٹی چھوٹی کتری ہوئی۔ پیشانی اور بائیں ہاتھ پر

ایک نیا مسیح اور اسکی بلند پروازیاں

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام سے الحکم کے ناظرین بخوبی واقف ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جیسا کہ سب کو معلوم ہے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر (خاک بدہنش ایڈیٹر) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اسپر حضرت مسیح موعود نے خدا سچے کا حامی ہو کے عنوان سے ایک اشتہار چھپوا شایع کر دیا۔ اس کے بعد عبدالحکیم مختلف طور پر اخبارات میں گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شایع کرتا رہا۔ میں نے ان پر نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا اسلئے کہ اب خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دیگا عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر کے دکھاویگی۔ انکی تحریروں میں عبدالحکیم خاں نے اپنا ایک الہام انک لمن المرسلین بھی شایع کیا تھا اسپر میں نے الحکم میں اور دوسرے اس کے ہمدرد اور ہم نوا اخباروں کو بتایا تھا کہ

عبدالحکیم خاں دعاوی رسالت کرتا ہے

مگر ان کو تو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا شوق اور جوش ہے انہوں نے عبدالحکیم کی حمایت کی اور خود عبدالحکیم نے بھی انکار کیا کہ مجھے ادعائے رسالت نہیں مگر اب حال میں عبدالحکیم نے ایک خط قادیان میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے جو ۱۹ر جولائی ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا ہے چونکہ اس خط میں عبدالحکیم خاں نے اپنے الہامات لکھے ہیں اور مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ خط سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسکو بجنسہ چھاپ دوں۔ ہاں ایک امر مجھے اور کہنا ہے وہ یہ ہے کہ الحکم مورخہ ۱۷ر جون ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳ پر حضرت اقدس کیطرف سے ایک اعلان بار دوم دیا گیا تھا یہ خط اس کا بھی جواب ہے کیونکہ اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اپنے طاعون سے محفوظ رہنے کا بھی الہام لکھا ہے اسلئے ضروری تھا کہ یہ خط شائع کیا جاتا امید ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اس خط کی متعدد نقلیں مختلف اخبارات میں بھیجی ہونگی تاکہ جسوقت حق کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہو اس وقت پبلک کو فیصلہ کے لئے سہولت ہو۔ اور اسطرح میں وہ تبلیغ حق کے فرض سے سبکدوش ہوں اس خط کے پڑھنے سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جاویگا کہ کھلے کھلے الفاظ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے مسیح اور رسول ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ اور آپ گویا رحمۃ للعالمین ہو کر آئے ہیں۔ یہ فیصلہ اب وہ مولویصاحبان کریں گے کہ عبدالحکیم خاں ان دعاوی کی بنا پر دائرہ اسلام میں ہے یا خارج از اسلام ہو گیا ہے مجھے اس بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خصوصاً مولوی ثناء اللہ اور مولوی ابوسعید محمد حسین۔ ۔ ۔ توجہ کریں گے مجھے صرف اس کے نئے دعوی کا اعلان مقصود ہے اور اب گویا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مسیح کے وجود میں دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں اور اس سے انکی تمام تحریروں کا ابطال ہو گیا جنمیں وہ کسی اور مسیح کے منتظر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مولویوں کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ آخر کوئی مسیح تو انمیں بھی اٹھا۔ دیکھیں اب وہ اسکو قبول کرتے ہیں یا اسے بھی دائرہ اسلام سے باہر کافر اکفر اور کافر فرنگ سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ایک امر اور قابل ذکر ہے کہ چونکہ اعلان ع۲ کے متعلق بھی اس خط کا ایک حصہ ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مضمون پھر عام اذہان میں تازہ ہو جاوے اس کو ساتھ ہی درج کر دوں۔ پس پہلے میں اعلان ع۲ درج کرتا ہوں پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا تازہ خط

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بار دوم

(من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار و احافظک خاصۃ۔

ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنۃ اللہ علی من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے ولعنۃ اللہ علی من افتریٰ علی اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ پھر کسی کا ہم پر

یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے گا طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کہاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ ہی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا ومخدومنا مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھکو خداوند عالم کی طرف سے ذاتی حفاظت کی نسبت الہامات ذیل ہو چکی ہیں:

(۱) "دنیا میں طاعون خواہ کیسی شدت سے پہلے مگر تو طاعون سے ہلاک نہ ہوگا کیونکہ خداوند عالم تجھکو ایک نشان بنانا چاہتا ہے"

(۲) خداوند عالم ہے میرا محافظ

(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

(۴) انک لمن المرسلین

(۵) ولمن خاف مقام ربہ جنتان

(۶) انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل من اصحاب الجحیم

(۷) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں۔

(۸) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ

مرزا کی نسبت ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ "آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا"

مولانا گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کے مسیح اور مرسل کا۔ خداوند عالم شاہد ہے کہ میں نے آجتک ایک بھی سخت لفظ مرزا یا مرزائیوں کی نسبت اپنی زبان یا قلم سے ظاہر نہیں کیا بلکہ وہی کہا اور وہی لکھا جو بار بار صفائی کے ساتھ خداوند تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے معلوم ہوا۔ دجال۔ کذاب۔ مسرف۔ عیار۔ الطاغوت۔ شیطان۔ شریر۔ بدمعاش وغیرہ الفاظ جو مینے مرزا کی نسبت استعمال کئے وہ بار بار خوابات صحیحہ میں معلوم ہونے کے بعد اور پھر واقعات و حالات مرزا سے تصدیق ہو جانے کے بعد استعمال کئے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ تعجب ہے کہ آپ حق اور واقعی امور کو گالیوں میں شمار کرتے ہیں۔ آج خواب میں مجھے مرزا کی حالت ایک شیشہ کی صورت میں دکھائی گئی جسکا بہت سا حصہ سیاہ ہوگیا ہے اور تھوڑا سا شفاف ہے اور اس تھوڑے سے حصہ پر کبھی سیاہی بھر جاتی ہے اور کبھی پھر شفاف ہو جاتا ہے" گویا کہ یہ ایک تصویری بیان ہے کہ مرزا کو فطری استعداد عمدہ ملی تھی مگر اوس پر نفس پرستی کی سیاہی بھر گئی ہے۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف رجوع کرتا اور اضطراری دعائیں کرتا ہے تب کچھ حصہ صاف ہو جاتا ہے۔ مگر پھر وہ حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ والسلام۔

الراقم

عبدالحکیم خاں۔ از پٹیالہ۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء

عہ اصل میں یہ لفظ ہے۔ اصل لفظ مسرف ہے۔ جو قرآن مجید میں آیا ہے شاید ڈاکٹر نے الہام سے ایسا لکھا ہو۔ ایڈیٹر الحکم

فساد کے بانی کون ہیں؟

لاہور کے آریہ گزٹ میں کسی گمنام شخص نے ایک آرٹیکل شایع کر دیا ہے جسمیں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ ہلچل اور شورش کے بانی مبانی مسلمان ہیں اور کانگریس کے سپوتوں اور بھارت ماتا کے لخت جگروں کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیا خوب

کر رہا ہے ڈاڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا

آریہ سماج کے لیڈروں کی اس قسم کی کوششیں اور نامعقول عذرات الزام کو قوی کرتے ہیں اور انہیں بجائے بری کرنے کے الٹے جوابدہ ثابت کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے کس راستی کی بنا پر ایسے لغو اور بے بنیاد مضمون کو اپنے اخبار میں اور پھر ایڈیٹوریل کالم میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایسی بیہودہ اور سرتاپا بے بنیاد تحریروں سے وہ الزام جو واقعات نفس الامری نے آریہ سماج کو دیا ہے دور کر سکیگا؟ ایسے بودے اور رکیک عذرات کی بجائے یہ مناسب اور موزون تہا کہ آریہ سماج صاف گوئی کی پالیسی اختیار کرتی اور کہلے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کر کے عفو تقصیر چاہتی۔ اور آیندہ اپنے طرز عمل سے بخوبی ثابت کر دیتی کہ

آریہ سماج نے فی الحقیقت سچی توبہ کر لی ہے

مگر اس طریق کو اختیار کرنے کی بجائے یہ سعی کی جا رہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس گندگی کو چھپایا جاوے + یہ طریق آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہے۔ میں نہایت خیرخواہی اور صدق دل سے آریہ سماج کے ممبروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑ کر سچائی کے پہلو کو اختیار کریں۔

یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ ہے کہ مسلمانوں کو آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ کاوش ہے کسی وجود اور انسان کے ساتھ تو یک طرف کسی حیوان کے ساتھ بھی ہمیں دشمنی اور عناد نہیں اور نہ ہونا چاہیئے ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج نے ہمارے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی شان میں حد درجہ کی گستاخیاں کر کے ہماری دل آزاری کی ہے اور نہ صرف ہماری بلکہ سکھوں ۔ عیسائیوں اور سناتن دھرمیوں کی بھی۔

اور یہ اس گستاخی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ ہے کہ ادب اور احترام ان میں نہیں رہا ۔ اور اطاعت اور فروتنی کا مادہ مفقود ہوکر خود سری اور خود غرضی کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں ۔ اور ہم کسی حالت اور صورت میں ان کو پسند نہیں کرتے اگر ان بیہودگیوں کے وار کرنے کے لئے کبھی آریہ سماج کو متنبہ کر دیا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم ان کے دشمن ہیں بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے دلی خیر خواہ ہیں۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی یہ غلطی ہے کہ جو وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں نے خواہ مخواہ ان کو متہم کیا ہے جیسا کہ اس آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کو نہ اتنی فرصت اور نہ ان کی یہ حالت ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں ان کے اپنے بھائی اعلےٰ عہدوں پر ممتاز اور قابض ہیں مسلمان غریب تو ان کے دست نگر ہیں اور ایسی شیخی نے آریوں کو جرأت اور حوصلہ دلایا کہ وہ شورش کے خیالات پیدا کریں۔

آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو جو جواب ہزآنر سر ڈینزل اِبٹسن صاحب کی گورنمنٹ نے بالمشافہ دیا ہے وہ ان کے کافی تھا اور ان کا فرض تھا کہ اس کے بعد ان کا منہ بند ہو جاتا اور اپنے طرز عمل کو بدل کر اس سے دکھا دیتے مگر بجائے اس کے آریہ سماج نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ اپنی بلا مسلمانوں کے سر تھوپیں جو افسوس ہے اس روز روشن میں تھوپی نہیں جا سکتی ۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ دراصل موجودہ شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔

مگر افسوس ہے کہ قابل مضمون نگار یا ایڈیٹر اخبار ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا الزام دینے کے لئے کیا وجوہات اپنے پاس رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہ میں ہونا ایک ایسا بدیہی بطلان ہے کہ کوئی دانشمند تسلیم نہیں کر سکتا ۔ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹیں غلط ہیں اگر ان کے ماتحت ذمہ دار افسروں کی تحقیقات باطل ہے اگر واقعات نفس الامری کو غلط کہہ سکتے ہیں تو بے شک وہ آدمی جس کے سر میں عقل نہیں یہ مان لے گا کہ ہاں مسلمانوں ہی کا ہاتھ تھا لیکن اگر راستی کوئی شے ہے اور حقیقت اور امر واقعی کا کوئی وزن ہے تو منشی رام یا ہنسراج یا کسی اور کے کہنے سے مسلمان اس الزام کے نیچے نہیں آ سکتے۔

اسباب شورش جو لالہ لاجپت رائے نے بیان کئے ہیں ۔ ان پر غور کرنے کے بعد یہ امر ایسی وضاحت سے کھل جاتا ہے کہ کسی اور کی شہادت کی حاجت ہی نہیں رہتی انہوں نے جو سات وجوہ شورش لکھے ہیں ان پر کافی بحث کی حاجت ہے مگر میں مثال کے طور پر صرف ایک امر کو پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ کیا اس شورش کی تہ میں مسلمانوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے یا آریوں کا۔

لالہ لاجپت رائے وجوہ ہفت گانہ میں سے ایک وجہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں ترمیم ہی بتلاتے ہیں۔

ہر سلیم الفطرت سمجھ سکتا ہے کہ کیا یہ امر زمینداروں کے اکسانے کا باعث ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کو کوئی رنج دلا سکتا تھا ۔ قانون انتقال اراضی زمینداروں اور مسلمانوں کے لئے ایک باعث رحمت تھا البتہ ہندوؤں اور ساہوکاروں کے لئے نقصان رسان ۔ کیونکہ وہ جس طریق سے زمینیں قبضہ میں لا رہے تھے وہ سلسلہ اس سے رک گیا ۔ اور یہ غصہ ان لوگوں کو تھا اور اسکو دل میں رکھکر ۔ اور بیہودہ امور پیش کر کے شورش پھیلا دی میں چونکہ اس مضمون کو لمبا نہیں کرنا چاہتا اس لئے مختصر امثال کے طور پر دکھایا ہے ورنہ اگر ان وجوہ ہفت گانہ پر غور کیجاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی لوگ موجب فساد ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی پہلو سے رنج تھا۔

یہ کہنا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی بھی مسلمان تھے سر سید اس کا جواب بخوبی دے چکا ہے اور اب اسکے اعادہ کی حاجت نہیں موجودہ شورش بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ کون بانی تھا اس کے علاوہ ابھی لمبا زمانہ نہیں گذرا بنگال کے پولیٹیکل اخباروں نے ہندوؤں کی بہادری کی اظہار اور انہیں جنگ جو سپرٹ پیدا کرتے ہوئے صاف طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی ہندو تھے پھر میں نہیں سمجھتا کہ اب گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟

سب سے بڑھکر بیہودگی جو اس مضمون نگار نے کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ پر بھی نکتہ چینی کی ہے اس حصہ کا جواب میں چونکہ کسیقدر وضاحت سے دینا چاہتا ہوں اسلئے ضروری ہے کہ اس کے اصل الفاظ نقل کر دوں ۔ وہ لکھتا ہے

اطلاع

صفحہ اول پر جو اعلان فضل کریم کے متعلق ہے اس کے متعلق احباب تلاش نکریں ۔ اس کا خط آگیا ہے۔

درخواست برائے دعا

میری ہمشیرہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی ہے ۔ اسواسطے برادران احمدی کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ مرحوم کے واسطے دعا فرماویں۔

خاکسار محمد صدیق احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ مہارا جکے ۔

ہم حیران ہیں جبکہ دیکھتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کا گروہ اس وقت کیوں اس قدر ریاکاری سے کام لے رہا ہے اور کیوں گورنمنٹ کو اس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ان ہی احمدیوں کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر ایک طرح سے مدد کر کے ہر کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا جس کو آج وہ اتنے لمبے سالوں کے گذر جانے پر خود بھی مان رہے ہیں کہ درحقیقت ایسا ہی تھا چنانچہ فرقہ احمدیہ کے اپنے اخبار الحکم نے ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں فرقہ احمدیہ کے لیڈر مولوی نور الدین کے اس بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لیجایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انھوں نے مجھے ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ کیا یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فایدہ ہوا کہ اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ مسلمان لوگ نہ صرف غدر ۱۸۵۷ء کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور ان ہی احمدی لوگوں کے آباء و اجداد جو اس وقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہونے کا دم بھرتے رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مجاہدین کا یہ جہاد انگریزوں کے برخلاف نہ تھا تو اور کن کے برخلاف تھا"

یہ تحریر بلفظہ اس لئے چھاپ دی ہے کہ تا ناظرین کو لکھنے والے کی قابلیت۔ واقفیت کے علاوہ دیانتداری اور راستبازی کا علم اور اندازہ ہوسکے۔

احمدی سلسلہ پر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ فرقہ اس وقت گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے اور ان کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی تھی۔ یہ ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جس پر کوئی دانشمند لعنت کئے بغیر نہیں رہیگا۔ اس وقت احمدی جو خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہیں اس کو آریہ گزٹ اس لئے دھوکہ قرار دیتا ہے کہ غدر میں انھوں نے مفسدوں کی مدد کی تھی۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کا آخری جزو غلط اور بے بنیاد ہے تو پہلا بدرجہ اولیٰ باطل ہو جاویگا۔ اگرچہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کون ریاکاری سے کام لیتا ہے اور کون راستی اور صدق دل سے کیونکہ اس کے علم کے ذریعے بہت وسیع ہیں لیکن اب جبکہ آریہ گزٹ نے یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ضرور ہے کہ اس کا رد کیا جاوے اس الزام کے جواب میں کہ احمدیوں کے باپ دادا نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی میں خود کوئی امر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ ایک خطرناک مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر میں تھوڑا سا اقتباس دیتا ہوں۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مؤلف کے آس پاس بھی نہیں پھٹکا وہ کیا ان کے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ اُن کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (غدر ۱۸۵۷ء) میں گورنمنٹ کا خیر خواہ جان نثار و فادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اس غدر میں جبکہ تریموں گھاٹ پر متصل گورداسپور مفسدین بد طینت نے بیورش کی تھی اُن کے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار سردار نہ تھے اپنی جیب خاص سے بچاس گھوڑے مع سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دیئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے اُن کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا۔ علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ مورد مراحم و الطاف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جن میں سے کئی چٹھیات اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہتے ہیں اُن چٹھیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیرخواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے مخبر بیرونی ہو سکتی اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں از راہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جاکر ملاقات کرتے رہے اور اُنکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آئندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیرخواہ ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اندنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مؤلف) کے لئے تحصیلداری کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے الغرض یہ خاندان قدیم سے خیرخواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چٹھیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان اُن کے دھوکہ میں آکر اس کتاب اور اُس کے مؤلف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں۔ ہر چند خاص کر مؤلف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے ان کی عالمانہ اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیر خواہی گورنمنٹ منصب علماء اور درویشوں کے مناسب ہے اور اُن کی قدرت میں داخل ہے اس سے انھوں نے بھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا ہے مؤلف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبانروزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اُس کا احسان اٹھاوے اُس کے ظل حمایت میں باعافیت و آسائش رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو

بہت وفعہ یاد کیا ہے اُن کی آخری دعا اُن کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہندوستان اور انگلستان میں اشتہار شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم اُن کے دین و دنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے و سپید منہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں فنسئل اللّٰہ تعالٰی خیرھم فی الدنیا والاٰخرۃ۔ اللّٰھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظّا کثیرا فی دینک۔ الخ"

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلا شک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما ہرگز فراموش نخواہد کرد بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانید کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور۔ انارکلی

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان بعافیت باشند۔

ازانجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کی رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصۂ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی و خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء۔

نقل مراسلہ

(فنانشل کمشنر پنجاب)

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ۔

آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء۔

الراقم۔ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب۔ (باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور خدام بفضلہ تعالٰی خیریت سے ہیں۔

۲۔ فاضل امروہی مولوی شیر علی شریف لے آئے اور اپنے فرائض منصبی نائب ناظم مقبرہ بہشتی ادا کر رہے ہیں۔

۳۔ موسم میں برسات کا رنگ شروع ہو گیا اس ہفتہ بارش ہو گئی ہے۔

تازہ الہامات

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ انی مع الرسول اقوم واروم ما یروم۔

ترجمہ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔

۲۔ کشفی رنگ میں مغز بادام دکھلائے گئے اور کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اُٹھا کہ بادام لوں۔

۳۔ رب ارنی حقایق الاشیاء۔

ترجمہ۔ اے میرے رب اب مجھے اشیاء کے حقایق دکھلا۔

۴۔ الیس سوا لبیش۔

ناتجربہ کار ایڈیٹر اخبار

ہمعصر انڈین پیپل لکھتا ہے کہ اکثر اخبارات جو حال میں مشکلات کا شکار ہوئے ہیں ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ اخبار انڈیا اور ہندوستان کے ایڈیٹر بھی جو اس وقت سڈیشن کے الزام میں ماخوذ ہیں بہت ہی نو عمر ہیں جنہیں اخبار نویسی کا کوئی سابقہ تجربہ نہیں۔ اور کل اخبار جگانتر کی بھی جسے عنقریب مقدمہ چلنے کو ہے چند لونڈوں کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے بنگالہ کا ایڈیٹر اسقدر کم سن ہے کہ یونیورسٹی پاس کی گریجوئیشن میں گویا نالو… شمار ہوتا ہے اسے ابھی اتنا بھی شعور نہیں کہ اخبار نکلنے سے قبل حسب ضابطہ ڈیکلریشن ہی داخل کرتا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اخبار نویسی کا ساخطرناک کام بھی انقلاب خیز لٹریچر شائع کرنا یہ تو یورپ میں بھی ہوتا ہے مگر خفیہ خفیہ۔ گویا ہمعصر مذکور کے نزدیک ہندوستان میں ایسی تحریرات کا شائع ہونا اور کھلا کھلا شائع ہونا اُن کے لکھنے والوں کی ناتجربہ کاری پر دال ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ مفسدانہ وقائع نگاری یہ تفتیش معقول پسند جماعت میں کہاں تک تعیت حاصل کر سکیگا لیکن ہمکو اسپر ضرور حیرت ہے کہ اگر آج کل کا انقلاب خیز لٹریچر یورپ کے ہی طریقہ پر شائع ہو تو آیا درست کی ایڈیٹری پولیٹیکل کیوں اسکی حامی کار ہوتے اور بہر جلسوں میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ انقلابی خیالات بڑے زور دیتے ہیں اور بیوران طفلانہ خرافات سے عام بے چینی و بدامنی کس طرح پھیل جاتی ہے جیسے انڈیا کے وہ پختہ مغز نجات دہندہ جنگ و باران دیدہ اور سالخوردہ … ذرا بھی تشفی نہیں ہوتی اگر مطلب یہی ہے کہ یہ تحریریں کیا ہیں چنگی ڈال کر فلان لیڈر کو نکلوا لے جانا ان آپ الگ کر الگ رہنما بنے اور محب وطن فدائیان قوم کا کام ہے۔ اگر ان سب باتوں سے قطع نظر کریں تو بھی انڈین پیپل کا یہ بیہودہ مشورہ نہایت پُر خطر معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب انگیز لٹریچر کی اشاعت کا جو طریق یورپ میں جاری ہے وہی یہاں بھی مروج ہو۔ تب یہ جوشیلی نوجوان پارٹی بے کھٹکے ملک کی خدمت کر سکتی ہے چنانچہ کہاں کی

آریہ سماج میں بہت لوگ کس لئے شامل ہوئے ہیں

لالہ منشی رام صاحب اس سوال کا جواب اپنے اخبار ست دھرم پرچارک مطبوعہ ۷۔ اساڑھ سمت ۱۹۴۴ میں اسطرح دیتے ہیں۔

"کوئی بڑی عمر تک بیوی نہ ملنے کے باعث صرف اس امید پر کہ آریہ سماج کا ممبر بنا ہے کہ بیوہ بیواہ کرکے وہ نہ صرف اپنا گھر ہی بسا لیگا بلکہ دنیا میں ریفارمر کا اعلے منصب بھی گرہن کر سکیگا۔ کوئی شرادھ اور دیگر قسم کے خرچوں کے بوجھ سے تنگ آکر آریہ سماج کا سہاسد بن جاتا ہے۔ کوئی صرف پیدائشی قوم کی قیدوں سے چھوٹنے کے لئے ہی آریہ سماج کی شرن میں آتا ہے۔ وغیرہ۔ جہاں ہزاروں اس قسم کے آریہ سماجی دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں سوکشم درشٹی سے دیکھنے پر بیسیوں ایسے آریہ پرش ملیں گے جن کے لئے ویدک دھرم کا گرہن اور اس کے موافق آچرن زندگی اور موت کا سوال ہے"

اس انتخاب میں ہم نے ہزاروں کا لفظ جلی اور لالہ جی کے ہندی الفاظ کا ترجمہ بلیس اردو میں کر دیا ہے۔ اگر لالہ جی اپنی "سوکشم درشٹی" سے دیکھے ہوئے "بیسیوں" سچے آریہ سماجیوں کی فہرست بھی کبھی شائع کر دیں تو وہ بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہوسکتا ہے۔

آریہ سماج کے جلسے

اسی اخبار میں لالہ منشی رام صاحب لکھتے ہیں کہ "ہمارے پاس آریہ بھائیوں کے پتر آرہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کئی ضلعوں میں آریہ سماج کے) سادھارن اور پاسنا کے جلسوں پر بھی سندیہہ درشٹی ڈالی جاتی ہے"

لالہ منشی رام جی کا نسخہ

"ویدک دھرم کا پرچار بالکل بند ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کا علاج کیا کریں" کا مذکورہ بالا سوال لکھ چکنے کے بعد لالہ منشی رام صاحب اس کا جو "علاج" تحریر فرماتے ہیں اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ اس مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"تمہارا پرشن ٹھیک ہے۔ اب کیا کریں؟ پہلا کرتویہ تمہارا یہ ہے کہ سنسار کی بڑی سے بڑی شکتی کی دھمکی سے بھی بے ہمت نہ ہوتے ہوئے اپنے پوتر آریہ سماج مندر میں آنے سے کبھی مت رکو۔ یدی تمہارے دل میں بزدلی کی دہل ہو تو اس کا کارن سوچو۔ ننانوے فیصدی حالتوں میں تمہارا بہروپن (بزدلی) تمہارے نت کرم

[1] لیکن لالہ صاحب خود اپنی اس نصیحت پر کہاں تک کاربند ہونے کے واسطے تیار ہیں۔ اس کا پتہ آپکی اس تحریر کے دوسرے حصے سے ملتا ہے کہ جہاں پر لالہ صاحب لکھتے ہیں "دوسری زندگی میں نہیں جانتا کہ کتنا اپنے وشے میں نیچے گر رہا ہے کہ جب دن رات کرمچاریوں (اہلکاروں) سے آکر ملوں (حملوں) کے کارن ویدک دھرم کا پالن سوتنترتا سے نہیں ہو سکتا ... راج میں ٹھہرنا ہو جائیگا ... کسی ایسی گورنمنٹ کی [illegible]

نہ پالن کر سکا پرنام (نتیجہ) اپریت ہوگا۔ تب دونوں کال (وقت) سندھیا دل لگا کر ابھیاس کرو۔ اس سے بل آئیگا۔ اور پھر سب پرکار کے کشٹوں کو پرسنتا پوربک سہن کر سکو گے"

لالہ صاحب کے مجوزہ نسخے کے خاص الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔

لالہ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گستمہ انسانی فطرت اور منش آتما کی شکتیوں کی سچے گیان سے بے بہرہ ہیں۔ لالہ صاحب ذرا سوچیں کہ اسوقت بھی آریہ منبر نہیں تو ہندو و دنیا کے شخص ہزاروں کیا شاید لاکھوں کی تعداد میں ایک ہی کہ دو دو نہیں بلکہ تین تین وقت سندھیا کرتے ہیں۔ مگر انکی درشا کا کیا حال ہے؟ اور دور کیوں جاتے ہیں۔ اب تک خود آریہ سماجیوں سے کیا گیا ہے۔ باوجود ہوم کا دھواں اڑانے اور سندھیا کے منتر اوچارن کرنے کا نام ہی تو دھرم سمجھ رکھا ہے۔ لیکن تیس برس کے تجربہ سے اس ساری کریا نے کیا پھل دکھایا ہے۔ اور دور نہ جائیے خود دیانند اینگلو ویدک کالج کے اندر تو سندھیا کا خوب گھونٹا چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن پرنسپل اور پروفیسر صاحبان سے لیکر طالبعلموں تک میں سے کسی سے اتنا نہ ہوسکا کہ جس شخص نے اپنا جسم اپنی صحت۔ اپنا روپیہ۔ اپنی کمائی۔ اپنا دل اور اپنا دماغ بیدھڑک ہوکر سالہا سال تک ان کے کالج کے لئے ارپن کیا۔ اور اپنی نہایت قابل تعریف قربانی سے نہ صرف موافقوں کی بلکہ مخالفوں کی نظر میں بھی عزت حاصل کی اس پر مصیبت کے آنے پر ایک زبانی ہمدردی اور افسوس تک کا ہی جلسہ وہ نہ کر سکے۔ یہانتک کہ جب لالہ ہنسراج صاحب کو (کہ جو جہانتک ہمیں معلوم ہے اپنی سندھیا گائتری بہت باقاعدہ میں) لاٹ صاحب کے پاس پہنچنے کا موقع ہی ملا۔ تو انہوں نے اپنی عمر بھر کے ساتھی (ہنسراج دلی) ہمدرد اور قیمتی لالہ لاجپت رائے جی کا بھولے سے اشارتاً بھی ذکر تک نہ کیا۔ پھر کیا اس تجربہ کی بنا پر سندھیا گائتری کے جادو ٹونے سے مردہ آتماؤں میں جان پڑنے کی امید ہو سکتی ہے؟ خود لالہ منشی رام صاحب ہی اپنی طرف دھیان کریں۔ کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے جلاوطن ہونے کے پورا ایک مہینہ اور دو دن بعد بھی کیا آپکو مشکل سے جرات ہوسکی کہ وہ بھی ہم میں سے ہی ایک تھے۔ اور باوجودیکہ لالہ صاحب اپنے تئیں ۹۰ فیصدی آریہ سماجیوں کے لیڈر ظاہر کرتے ہیں اور لالہ لاجپت رائے اور لالہ ہنسراج اور لالہ گوردا س رام کو آریہ سماج کا پرامنینٹ (سرکردہ) ممبر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تاہم باوجود خود وکیل ہونے کے نہ خود لالہ صاحب اور نہ ان کے ساتھی کثرت سے آریہ وکیل ان لوگوں کی قانونی امداد کے لئے تیار ہوئے رہاں مدد کرنا تو کہیں رہا۔ آج تک کوئی ایک جلسہ ہمدردی کا بھی کسی آریہ سماج کے اندر نہیں ہوسکا۔ کیا یہ واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ لالہ صاحب جس بزدلی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس کا علاج سندھیا کے منتروں کا جادو ٹونا نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرض بہت گہرا اور اس کا علاج بہت غور طلب ہے۔ کوئی مردہ قوم بنا زندہ شکتی کے کسی ٹوٹکے سے زندہ نہیں ہوسکتی۔ اور لالہ صاحب کو اپنی بیجا تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کہ مردہ میں زندگی ڈالنے کا کام کہاں اور کس طرح سے ہورہا ہے۔ (جیون تت)

ضرور ہی [illegible] لونگا۔ جہاں مجھے اپنے پرماتما کی سہائتا اپنے ... [illegible] نہ ہو سکے گا لیکن لالہ صاحب بھول گئے کہ اگر ... [illegible] لالہ صاحب کی [illegible] کا حوصلہ گزشتہ واقعات میں لالہ صاحب کی ... [illegible] تو پھر پوتر آریہ سماج مندر کا ... [illegible] لالہ صاحب کی [illegible]

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

نمبر ۴

۲۸۵ ہائی سکولوں کی سکیم میں جو نوٹیفکیشن نمبری ۹۵ - ایس نمبری ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء نمبری ایس نمبری ۲۰ اگست سنہ الیہ کے ساتھ شائع ہوئی انگلش شاخ کی ۱۹۹ اسامیاں جنکی مجموعی تنخواہ ۵۰۷۴۳۱ روپے ماہانہ تک پہنچتی ہے ہندو ماسٹروں میں رزانی زیادی گگئیں جس سے گویا اُن کو ۶۷۸ روپے ماہوار کی ترقی ملی - اسی طرح ورنیکلر ڈیپارٹمنٹ میں انہیں ۱۷۹ اسامیاں عطا ہوئیں جنکی تنخواہ ۲۶۵۴۴ ہوتی ہے اور رقم اضافہ ۱۵۴ ماہوار -

برخلاف ازیں غریب مسلمانوں کو صرف ۱۰۲ اسامیاں ملیں جنکی رقم مشاہرہ مجموعہ ۲۸۱ روپے ہوئی اور میزان اضافہ فقط ۳۶ ۵ روپے - اور صیغہ ورنیکلر سے ۱۵۲ اسامیاں ان کے حصہ میں آئیں جنکی تنخواہ ۵۴۳۸ روپے تھی بعد ۲۲۴ روپیہ قوم ترقی کے - گویا جدید سکیم کی رو سے ۵۰۷۶۱ روپے کی اسامیاں ہندوؤں کو عطا ہوئیں اور ۹۶۵۵ روپیہ کی یعنے نسبتاً نصف سے کچھ ہی بیش مسلمانوں کے حصہ میں آئیں - علیٰ ہذا قوم ترقیات کی میزان بھی ادھر ۱۲۸ روپے کہ تک ہی اور ادھر ۶۷۷ روپیہ تک ہی رہی یعنی ہندوؤں کی نسبت آدھی سے ذرا زیادہ -

ان شمار وا عداد سے پبلک یہ معلوم کرکے حیران ہوگی کہ مذکورہ بالا سکیم کے تیار کرنے میں کسقدر ناانصافی اور متعصبانہ قوم پرستی سے کام لیا گیا ہے - علاوہ ازیں اس سکیم میں مسلمانوں کی فہرست کو جن جن مکر وچالاکیوں سے طول دیا گیا ہے اس کا تو ہم گذشتہ اشاعتوں میں بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں - اب یہ امر بھی خاص دلچسپی وغور کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے کہ ہندوؤں کو جو گرانقدر ترقیاں دینی منظور نہیں انکی رقوم ومقدار کو کم کرکے دکھلانے کے لئے اس سے بھی زیادہ بیباکی وعیاری برتی گئی - وہ یہ کہ بہت سے خوش نصیب ہم قوموں کو سکیم نکلنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی بیش قرار ترقیاں دیدی گئیں جیسا کہ ذیل کی چند نظیروں سے معلوم ہوگا -

۱ - لالہ شیو دیال صاحب ۱۳۰ سے ترقی پاکر لدھیانہ میں ۲۰۰ ماہوار کے ہیڈ ماسٹر ہوگئے -

۲ - بابو لشن سنگھ صاحب کو چند ماہ پہلے ہی تلو سے ایک سو تیس روپے ترقی ملی تھی مگر سکیم میں بھی انکو مزید ترقی دیکر دو سو تنخواہ کر دی گئی -

۳ - اسیطرح بابو سہیل سنگھ کو جو سکیم مذکور میں ڈیڑھ سو سے ترقی دیکر دو سو روپے تنخواہ کردی گئی - اس سے کچھ ہی پہلے وہ دس روپے ترقی پا چکے تھے - گویا ان کو عرصہ قلیل میں (۱۰۰ سے ۲۰۰) ساٹھ روپے ماہوار کی ترقی ہوئی -

۴ - لالہ رام ناتھ ہیڈ ماسٹر جھنگ کو ۱۴۰ روپے سے ۲۰۰ ساٹھ روپے ترقی بھی ملی - اور تیس روپے الونس بھی -

۵ - بھائی دسوندھا سنگھ سو روپے ماہوار سے ایک سو اسی روپے ماہوار پا گئے - لالہ اندر بہان کی نظیر تو بہت ہی انوکھی اور دیکھنے کے قابل ہے - آپ نارمل سکول جالندھر میں ۱۲۵ پاتے تھے وہاں سے ۱۸۰ روپے ماہوار پر نارمل سکول شملہ میں بہیجے گئے (دیکھو نوٹیفکیشن نمبری ۲۰ [illegible] مورخہ [illegible] اور ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کو دوبارہ [illegible] نارمل سکول [illegible]

میں ہیں ۲۰ روپے ترقی یا سو روپے مشاہرہ پر نشر ہوئے آگئے - گویا اڈہائی تین مہینے کی قلیل مدت میں لالہ صاحب پینتالیس ۴۵ سے سو روپیہ تک پہنچ گئے -

اب اُن ترقیوں کو ملاحظہ فرمایئے جو اس سکیم ہی میں بدنصیب اور بے کس مسلمانوں کو دی گئیں - جس سے صاف پتہ لگ جائیگا کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا ہے - یا برعکس ازیں اس پر عملدرآمد ہوا ہے کہ انڈیا بانٹے ریوڑیاں پہر پہر اپنوں ہی کو دے - جن مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اب کے انہیں خاص مراعات مرحمت ہوئی ہیں انکی بہی چند مثالیں لیجئے -

۱ - مولوی عالم علی صاحب کو باوجود ان کے تمام تر قیمتی تجربہ اور لیاقت کے جس کا وہ بحیثیت پروفیسر نیز پرنسپل کے کافی ثبوت دے چکے ہیں ۱۴۰ سے ۲۰۰ یعنے صرف ۶۰ روپے ترقی ملی -

۲ - سلطان احمد صاحب بمعہ ۳۰ بہتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے اور ایک عمدہ پایہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے - مگر سکیم میں ان کو مار ۲۰۰ کی تہرڈ ماسٹری ملی - حالانکہ کوہاٹ ہائی سکول میں وہ کئی سال تک ہیڈ ماسٹری کر چکے تھے -

۳ - مسٹر خورشید ۲۵ بہتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے - اور آپ بڑے تجربہ کار اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں - مگر صرف دس روپے اضافہ کے مستحق ٹھہرے (یعنے ۱۵۰ سے ۱۶۰ روپے)

۴ - اسی طرح شیخ نیاز علی بھی ایک لائق اور اچھے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں انہیں بھی اس سکیم میں دس ہی روپے ترقی عطا ہوئی (۱۳۰ سے ۱۴۰ روپے)

اس کے مقابلہ میں بابو لشن سنگھ جی کی خوش قسمتی دیکھئے آپ بھی آخرالذکر تینوں مسلمانوں کیطرح جن کو ترقی معکوس یا خفیف ترقیاں ملی ہیں - ایک معمولی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہی ہیں بلکہ سبارڈینیٹ ایجوکیشنل سروس میں ان تینوں سے جونیر ہیں - سال بہر کے قلیل عرصہ میں سو روپے سے دو سو روپے ماہوار ترقی پا گئے اور ۳۰ بہتہ مزید برآں جو پہلے ملتا تہا اور غالباً اب بھی ملتا ہوگا -

۵ - خان احمد حسن خاں جو اس سررشتہ کے کام میں گویا تمام عمر کا تجربہ رکھتے ہیں ۱۴۰ روپے سے ۱۶۰ کے ہوگئے -

۶ - مسٹر فضل حسین کو جو علاوہ ایم - اے ہونے کے ایک ممتاز ومستعد اور ہوشیار ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی ہیں ما ۱۴۰ سے ایک سو ساٹھ روپے ملنے لگے -

۷ - ایم - فتح دین بھی ۱۲۰ سے ۱۶۰ روپے تک پہنچے -

۸ - ایم غلام محمد کو سو روپے سے ایک سو چالیس یعنے ۴۰ ترقی ملی -

کلام یہ چند ترقیاں ہیں جنہیں ذرا ظہور ونفعت واہمیت دیجاسکتی ہے اور جن کے مسلمانوں کے حصہ میں آنے کیوجہ سے ہندو پریس اپنا گلا پہاڑ پہاڑ کر چلا رہا تہا - ان گنتی کی چند اور قلیل المقدار ترقیات بالمقابل وہ ترقیات رکھکر غور کیجئے جو ہندوؤں کو اسی زمانہ میں ملیں - کیا دونوں پر ایک ساتھ نظر ڈال کر کوئی ایماندار اور منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوؤں کی ترقیوں میں ازحد جانبداری وقوم پرستی خوب فراخ دلی سے کام نہیں لیا گیا -

نمبر	نام	تنخواہ سابقہ	تنخواہ بعد ترقی
۱	لالہ شیو دیال	۱۲۰ روپیہ	۲۰۰ روپیہ
۲	بابو سہیل سنگھ	۱۵۰	۲۰۰
۳	لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	۱۴۰	۲۰۰
۴	لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر جالندھر	۱۶۰	۲۰۰
۵	لالہ جیا رام	۱۴۰	۲۰۰
۶	بھائی وسوندھا سنگھ	۱۰۰	۱۸۰
۷	لالہ سندھ داس بہل	۲۲۵	۲۵۰
۸	لالہ رام ناتھ	۱۴۰ (۳۰ بھتہ)	۲۰۰
۹	لالہ پربھو دت	۹۰	سے ۱۰۰ روپے گورداسپور میں

ایک اور عجیب بات بھی سننے کے قابل ہے جس سے **ہندو عملہ بااختیار** کی ایمانداری و نیک نیتی کا پتہ چلتا ہے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹری کی اسامی پر مسلمان بیچارے اول تو ہیں ہی برائے نام۔ خال خال۔ لیکن یہ لوگ ہمہ وقت ان کی بھی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ بقول شخصے **"آنکھ بچی مال دوستوں کا"** ان گنتی کے چند میں سے ایک کی پچھلے دنوں خالی ہوئی تھی جھٹ ایک ہندو کے حصہ میں آگئی۔ برخلاف ازیں ہندو ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں کسقدر محفوظ ہیں کہ خالی ہونے پر بھی گھر کے گھر ہی میں رہتی ہیں۔ جیساکہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا کہ قائم مقامی کے لئے بھی صوبہ بھر میں ہندو ہی رہ گئے تھے۔ اگر کوئی مسلمان اس قابل ہوتا تو یہ عزت اُسے دیجاتی۔ وہ تو بد نصیبی سے ایسے گئے گذرے ہیں کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹری سے بے گناہ ڈگریڈ ہوکر بھی ہیڈ ماسٹری کے لائق نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ تھرڈ ماسٹری ماسٹری پہ پھینکے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلطان احمد صاحب کی نظیر مذکورہ سے ظاہر ہے وہ مثالیں یہ ہیں۔

۱۔ راولپنڈی میں لالہ گوکل چند سِک لیو (رخصت بیماری) پر ہیں تو لالہ کرم چند سیکنڈ جو در اصل ۱۴۰ کے گریڈ میں ہیں اور عارضی طور پر ۱۶۰ کے درجہ میں ۲۰۰ روپے کے گریڈ میں قائم مقامی کر رہے ہیں ۱۶۰ روپے کے گریڈ میں تو شخص اُن سے سینیر موجود تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو دوسو کا گریڈ نہیں ملا۔ نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قائم مقام لالہ صاحب صرف ایک انڈر گریجوایٹ ہیں۔ (دیکھو نمبر ۶۵۵ رجسٹر آف ایجوکیشن)

۲۔ جھنگ کے پنڈت رام ناتھ درجہ دوسو روپے میں آجکل ہوشیارپور میں ہیں (۹) انکی جگہ لالہ بیگوانداس کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ صرف ۱۲۰ روپے کے گریڈ میں ہیں۔ اور اُن سے اوپر پانچ اور مستحق موجود تھے۔ جن میں کا ایک تو ۱۲۰ روپے ہی کے گریڈ میں ہے اور چار شخص ۱۴۰ کے درجہ میں ہیں اور ان لالہ صاحب کی اپنی اسامی جھنگ کی سیکنڈ ماسٹری ہے۔

۳۔ منٹگمری بابو سہیل سنگھ (۲۰۰ روپے کے گریڈ میں) ان دنوں اسسٹنٹ انسپکٹری کا کام کر رہے ہیں۔ اور لالہ گردہاری لال سیکنڈ ماسٹر گجرات انکی جگہ پر ا بیٹھے ہیں حالانکہ یہ ۱۴۰ روپے کے گریڈ میں ہیں اور تین مسلمان انکے سینیر ۱۴۰ کی گریڈ میں موجود تھے۔

۴۔ اسی طرح بھیرہ کے ہیڈ ماسٹر لالہ گوکل چند (۲۰۰ کے گریڈ والے) ان دنوں جالندھر گئے ہوئے ہیں۔ اور لالہ برج بہاری لال انکی قائمقامی کر رہے ہیں۔

۵۔ راولپنڈی کے مستقل ہیڈ ماسٹر (درجہ ۲۰۰ کے) لالہ کدار ناتھ اسوقت

طویل رخصت پر ہیں۔ اور لالہ رام پرشاد کھرسلہ جو اپریل ۱۹۱۷ء تک سو روپیہ کے گریڈ میں تھے۔ اب انکی جگہ ۲۰۰ روپے پا رہے ہیں۔

ماسٹروں کی لسٹ دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ سخت ابتدائی مسلمان ۳۰۰ کے گریڈ میں ہیں تم مسلمان ۲۰۰ کے درجہ میں۔ تین کس ۱۴۰ کے اور ۲ شخص سو روپے کے درجہ میں۔ کیا واقعی ان میں سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ اُسے ہیڈ ماسٹری کے منصب پر قائم مقامی تک کی عزت دیجاتی اور کیا یہ بین واقعات اور اعداد اس بات کا زبردست و مسکت ثبوت نہیں ہیں کہ ہندو عملہ والے مسلمانوں کی حق تلفی کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ذرا بھی اُبھرنا یا خلاف پانا انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

اس عنوان کے ماتحت ابھی بہت سی اہم باتوں کا انکشاف باقی ہے امید ہے کہ پبلک اور حکام اس سلسلہ کو بغور ملاحظہ فرماتے رہیں گے

قصیدہ بصنعت توشیح دربار حضور میں پڑھا گیا

ج	جب وہ ہو پیر طریقت مرتبہ دان سخن	ن	نثار نے پر لکھ تو اے دل مدح مہدی زمن
ا	اوس ہمایوں نام کا ہر حرف ہے مثل ہما	ب	بر سر ہر مصرعہ موزوں سدا سایہ فگن
ح	حضرت اقدس کی تربت ہے بہشتی مقبرہ	ض	ضامن اور خال جنت ہے بغضل ذوالمنن
د	روز و شب تسبیح خواں ہیں اُس مزار و پیر ملک	ت	تا رسیدہ قدسیوں کا ہوگا بیت انجمن
ا	احمد ثانی کی خاطر ذات حق نے دیکھیے	م	ماہ رمضان میں لگایا چاند سورج کو گہن
ا	آج وقت خاص میں تشریف لائے ہیں امام	ی	ملت اسلام کی عزت ہے جن سے [illegible]
ا	اے عدو اس شیر یزداں کے مقابل پر تو کیا	ل	لاش ہو جاتی ہے کیسی طعمۂ زاغ و زغن
ذ	زندگی بخش و دم عیسیٰ ہی ان کا خوش کلام	م	مان لے عیسیٰ احمد ہے مجیب [illegible]
ا	اے شقی اللہ سے ڈر بدزبانی چھوڑ دے	ت	نیش کژدم سی کٹے گی بدزبان [illegible]
غ	غمزۂ چشمان مست و نیم وا سے صبح و شام	ل	لطف بخش چشم نرگس آنکھ سے [illegible]
ا	آپ کے آنے سے پہلے تھی مسلمانوں میں قوم	م	مہدی خونریز آئیگا جو ہوگا تیغ زن
ا	آپ نے آتے ہی فرمایا کہ وحشی مست ہو	ح	حالت اپنی دیکھو اور ڈالو گریباں [illegible]
م	موہو سودا ہے یہ سر سے نکالو جلد اسے	د	دلمیں سچ جانو تمہارا ہے اک دیا [illegible]
ق	قل ہو اللہ احد کی دل میں عظمت چاہیے	ا	اہل دل بے جرم کیوں ہو قاتل [illegible]
د	دینداری ہے کہاں غمخوار ہے خلق خدا	ی	یہ عقیدہ ہے غلط اے عالمو بے شبہ وظن
ا	اپنے محسن بادشاہ سے ہے بغاوت حرام	ن	نظم ملکی میں جو ہوں ہر دم [illegible]
ی	یہ حکومت ہو سدا قائم الٰہی یوں کہو	ع	عین حکم آیت قرآن ہے دیکھو جان من
ل	لطف ہے دنیا و دین کے شاہ کی تعظیم میں	ی	یاد رکھو سرکشی ہے باعث رنج و محن
ہ	ہاں ہے برحق کی قبضہ میں وہ تیغ قلم	ا	آبرو دین کی بڑھی جس سے کہ ہے وہ تیغ زن
ل	[illegible] سلامت خاص تا دور فلک	س	سلسلہ بیشک احمد کا ہے تیغ تن
ل	[illegible] تا بابا تانی خوش صدا	ا	اسم الہامی جل [illegible]
م	مہدی [illegible] کے نام پہ قربان ہو		بس یہ قصیدہ [illegible]

(مصنف دعاگو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار سید قربان علی [illegible]
ریاست مالیرکوٹلہ [illegible]

خفیہ پولیس

اس عنوان سے معزز ہمعصر پیسہ اخبار نے ایک چھوٹا سا لیڈر لکھا ہے میں اس مضمون سے لفظاً لفظاً متفق ہوں اور چونکہ آجکل خفیہ پولیس کے متعلق عام طور پر بدگمانی پھیلائی گئی ہے اور اسے غلط اور جھوٹی رپورٹیں کرنیوالا گروہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ خفیہ پولیس کے فورس کو زیادہ مفید اور زیادہ باوقعت بنایا جاوے۔ فی الحقیقت اس گروہ میں ایسے قابل اور ذی علم آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنی مستقل مزاجی۔ دقیقہ رسی اور غور کن طبیعت اور راز داری کے اصولوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور فن سراغرسانی کی انہیں باقاعدہ تعلیم دیجاوے اور اس فورس میں شریک اور شامل ہونیوالے معزز طبقہ کے لوگ ہوں یہ بالکل سچ ہے کہ اکثر لوگ محض خفیہ پولیس کا نام لیکر لوگوں کو دہمکا لیتے اور ان سے کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسا موقع پایا جاوے تو قانون رازداری کے ماتحت ایسے لوگوں کو سخت اور عبرتناک سزائیں دیجاتی ہیں کیونکہ وہ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں بہرحال معاصر مذکور کا مضمون اس قابل ہے کہ غور کے ساتھ اسپر توجہ کیجاوے۔

گورنمنٹ نے خفیہ پولیس کا محکمہ حسب ضرورت کے پورا کرنے کی غرض سے قایم کیا ہے۔ وہ ضرورت اون لوگوں سے ضرور پوری ہوتی ہے کہ جو کم از کم سب انسپکٹری کے عہدہ میں ہوکر اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اور ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ جو معزز خاندان کے شریف النسل عہدہ دار ہیں جو پبلک پر اپنی اصلی پوزیشن ظاہر کرنے میں اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ انکی جانب کسی کو سوءظنی کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اور اپنے کار خاص کی خدمت کو اس احتیاط سے انجام دیتے ہیں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔

ایک سب انسپکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن میں کار خاص پر تعینات کیے گئے۔ صوفیانہ کرتا اور اون کے ہاتھ میں عمدہ دانوں کی تسبیح تھی اور آنے جانے والوں سے بڑے اخلاق سے پیش آکر اپنے فرض کو انجام دیتے تھے۔

ایک انسپکٹر صاحب اپنی ڈیوٹی کے انجام دینے کی غرض سے کسی طوایف کے بالاخانہ پر چڑہے اور اون کا ملازم نیچے بیٹھا رہا۔ اون کے کسی ملنے والے کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی اور انسپکٹر صاحب کی تلاش میں نیچے اون کے ملازم سے تصدیق کر کے بالاخانہ پر چڑہ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو میرا پتہ کیونکر ملا۔ اور یہ غالباً میرے ملازم نے بتایا ہوگا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ فوراً اپنے ملازم کو بلاکر اوس تک کا اس کا حساب دیکر باقی سے موقوف کر دیا۔

میرٹھ کی پولیس نے ایک شخص کا آوارہ گردی میں چالان کیا ڈپٹی مجسٹریٹ کے یہاں مقدمہ ہوا۔ پولیس کیطرف سے مصنوعی کافی ثبوت بہم پہونچایا گیا۔ اور ملزم کیطرف سے کوئی کافی صفائی نہ گذری مقدمہ ختم ہوا۔ اور فیصلہ سنانے کی تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا۔ جسوقت حاکم فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہوا اور قریب تہا کہ ملزم کو سزا دیجاوے۔ اوس نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے عرض کیا کہ مجہے آپ کے کان میں ایک بات عرض کرنی ہے اوس کے بعد آپ فیصلہ سنائیں۔ حاکم نے اس کو منظور کر کے ملزم کی بات کو علیحدہ سن لیا مگر اوس بات نے یہ اثر کیا کہ فیصلہ سنانا ملتوی کر دیا اور ملزم کی اوس خاص بات کی تصدیق کے لئے تار وغیرہ بہیجے گئے اور اخیر میں یہ ثابت ہوا جیسا کہ اس نے حاکم کے کان میں کہا تہا۔ کہ وہ خفیہ پولیس کا سب انسپکٹر ہے اور فلاں جگہ سے کار خاص پر تعینات کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا۔ مگر جس ضلع کا وہ شخص تہا وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اوس پر اعتراض کیا۔ اور اوس پر مقدمہ چلانا چاہا۔ کہ کیوں اوس نے اپنی خفیہ حالت کو ظاہر کیا اس کے جواب میں سب انسپکٹر نے اپنا معقول عذر پیش کیا کہ میں نے دوران مقدمہ میں انتہا سے زیادہ احتیاط کی اور جب میں نے دیکھا کہ مجہے سزا ہوئی جاتی ہے تو میں نے سزا کو بے پرواہی سے نہ قبول کیا۔ مگر اس خیال نے مجہے مجبور کیا کہ اگر میں جیلخانہ میں رہونگا تو اپنے کار خاص کو انجام نہ دے سکونگا اسوجہ سے محض حاکم کے کان میں خفیہ طور سے اپنی حالت کا عذر کر دیا۔ عذر معقول تہا قبول کر لیا گیا۔ حالت موجودہ میں جو خفیہ پولیس کا محکمہ ہندوستان میں قایم ہے اوس میں جو سب انسپکٹر کے درجہ کے ملازم ہونگے عجیب شان ہے۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہ اپنی شان کو اپنے عہدہ کو اپنے کام کو چہپائیں۔ مگر بجائے اس کے ہوتا یہ ہے۔ کہ بخیر بہ طور لوگوں کے ڈرانے دہمکانے بعض اوقات کچھ وصول کرنے اور پبلک پر اثر ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا انسپکٹر یا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے ہوں کانسٹبل یا یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے ڈریں۔ اور خفیہ پولیس کا نام سنکر ہماری وقعت کریں۔ جو لوگ اپنی خدمت کو اس بُرے عنوان سے انجام دینے کے عادی ہیں کیا اُن سے رعایا کا نفع۔ گورنمنٹ کی وفاداری ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ اس محکمہ میں ایسے لوگ رکہے جائیں کہ جو ان باتوں کے عادی نہ ہوں اور اپنی ڈیوٹی کو اوسی ایمانداری کے ساتھ انجام دیں کہ جس کے لئے وہ تعینات کیے گئے ہیں انسپکٹر جنرل پولیس ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈی سی ٹیکٹو پولیس کے افسر اعلےٰ اسپر نوٹس لیں اور اس کے انتظام اور ملازمین کی حالت کا اندازہ کر کے ایماندار اور معزز شخصوں کو مقرر فرمائیں۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو پوری تفصیل سے لکھا گیا شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑہنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کی کل دعاؤں پر بھی بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے

مختصر نوٹ

ایک قابلِ اعتراض کتاب

انجمن امداد الاسلام کراچی نے حال میں ایک عرضداشت کے ذریعہ صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کو گجراتی زبان کی چھٹی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے یہ کتاب سندھ کے ورنیکلر سکولوں میں مروج ہے اس میں ایک سبق بعنوان محمدؐ اور اسلام بھی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت سفیہانہ اور باحیایانہ حملے کئے گئے ہیں صرف نفس مضمون ہی نہیں بلکہ طرز بیان اور زبان بھی صاف طور اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور دل آزاری کرنے والی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی مقامات ہیں اس کتاب میں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کی گئی ہے نہیں معلوم ایسی فتنہ زا کتابیں کیونکر داخل کورس ہو جاتی ہیں امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اس پر توجہ ہوگی اور اعلیٰ افسران سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی انڈیا جبر کی مسلم کمیونٹی کی شکر گذاری کا موقع دینگے۔

اکنی کا سکہ

ایک آنہ کا جدید سکہ کل ہندوستان میں یکم اگست ۱۹۰۷ء سے جاری ہو جائیگا یہ سکہ مروجہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹائی میں بھی اس سے زیادہ ہوگا تاہم تمیز کیلئے اسکے کنارے پر بیل دندانوں کی بجائے عجیب طرح کی بلدار بیل ہوگی اس کی ایک طرف حضور ملک معظم کی تاجدار شبیہ ہوگی جسکے گرد حسب معمول الفاظ "ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ" ہونگے اور دوسری طرف مالیت اور سنہ کے نام کے علاوہ پانچ زبانوں انگریزی ۔ اردو ۔ ناگری ۔ بنگالی ۔ اور تلیگو میں ایک آنہ لکھا ہوگا اور وسط میں ایک موٹا ہندسہ ثبت ہوگا۔

انسداد

ناظرین کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ اور لودیانہ میں ٹکٹ فروشی کی بہت بڑی کثرت ہوگئی تھی بعض چالاک تاجر انجانی ٹکٹ وی پی کر کے بھیجتے تھے اور پابندہ ان ٹکٹوں کا انعام کی خاطر ان ٹکٹوں کو بھیجنے پر مجبور ہوتا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ خطرناک طور پر ترقی کر گیا اور لودیانہ اور سیالکوٹ میں بعض لوگوں نے اس طریق سے خوب وارے نیارے کئے اور کتنے ہی غریب بیچارے اس مرض سے لٹ گئے ۔ اب ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسروں نے حکم نافذ کیا ہے کہ آیندہ مفصلہ ذیل پانچ ڈاکخانوں یعنے سیالکوٹ شہر کنک منڈی (سیالکوٹ) لودیانہ ۔ لدھیانہ شہر و برانا بازار (لودیانہ) سے جو وی پی اشیاء روانہ ہوں اُن کے ترسیل کنندوں کو خصوصاً اس امر کی تصدیق کرنی پڑیگی کہ شے مرسلہ کا نام ان اشیاء کی فہرست میں درج ہے جن کی ازروئے قواعد ڈاکخانہ ڈاک میں بھیجنے کی اجازت ہے اس حکم سے اس ٹکٹ فروشی کا انسداد ہوگیا ۔ کیا اچھا ہو اگر ایسے لوگوں کے کاغذات کی پڑتال کر کے اُن سے باقاعدہ قانونی سلوک کیا جاوے ۔ اور جن لوگوں سے روپیہ وصول کیا گیا ہے اُن کو واپس دلایا جاوے ۔

فحش نویسی کی سزا

آگرہ کے اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول کے مشن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نویسی کے جُرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی ۔ یہ مقدمہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ کی طرف سے دائر کیا گیا تھا ۔ اخبار مسافر کے آریہ ایڈیٹر پنڈت بھوجدت صاحب نے کئے کا پھل پایا اور کسی سابقہ جنم کی کرتوت کا نتیجہ بھگتا اس خیال سے نہ انھیں افسوس ہوگا نہ دوسروں کو رنج البتہ آریہ سماج کو سنبھل جانا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی اہانت اور سر پرستی سے وہ اپنا ہاتھ روک لے جو اس کی بدنامی کا موجب ہیں ۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

منشی محبوب عالم صاحب ۱۵ جولائی کے پیسہ میں آریہ سماج کی سختی کی پالیسی کے عنوان کے نیچے ایک مختصر سا نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

" لیکن آریہ سماج نے کچھ تو خود بخود ہی اپنی پالیسی ایسی اندھا دھند رکھی اور کچھ قادیانی جماعت کی کُتب مثل سرمہ چشم آریہ نے ایسی اُنگلیٹے کو ٹیلیتے کا بہانہ بنا دیا اس فقرہ میں اگرچہ مسٹر محبوب عالم آریہ سماج کی بدگوئی کو تسلیم کرتا مگر اس عداوت کی وجہ سے جو اُسے سلسلہ حقہ سے ہے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کو اس کی وجہ قرار دیتا ہے جو سراسر جھوٹ اور شرارت ہے ۔ کاش اگر محبوب عالم سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیتا تو ایسی کتاب کا اس موقعہ پر حوالہ دیتے ہوئے شرماتا۔ سرمہ چشم آریہ کیا ہے یہ ایک مباحثہ کی روئداد ہے جو آریہ سماج کے ایک لیڈر منشی مرلیدھر اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے درمیان بمقام ہوشیارپور خود لالہ مرلیدھر کے اصرار اور تحریک سے ہوا اور پھر اس میں ایک بھی جملہ یا فقرہ یقیناً ایسا نہیں جس کو کوئی شریف ۔ ذی علم خلاف تہذیب کہہ سکے یا سخت اور خلاف واقعہ بتائے ۔

آریہ سماج نے خود مفسدانہ لٹریچر اور دل آزار تحریریں شائع کرنے میں ابتدا کی ۔ کیا ستیارتھ پرکاش حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا جواب ہے جس کے چودھویں سمولاس میں دل کھول کر گالیاں دی گئی ہیں ۔ حضرت اقدس نے اگر کوئی کتاب آریہ سماج کے مذہب کی قلعی کھولنے کے لئے لکھی ہے تو وہ خود آریوں کی اپنی تحریک اور اصرار پر انکے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے ۔ پھر آریہ سماج کی سخت گوئی کی پالیسی اور دل آزار لٹریچر کی وجہ میں قادیانی لٹریچر کا حوالہ دینا سخت درجہ کی بے انصافی اور ظلم ہے جس کی مسٹر محبوب عالم کو تلافی کرنی چاہیئے ۔

آریوں کی بدزبانی کے خود آریہ گواہ ہیں

آریوں کی دشنام دہی اور سخت گوئی کی پالیسی پر کسی غیر کی شہادت کی حاجت نہیں گذشتہ سالانہ جلسہ گروکل کی مجلس شوریٰ میں جہاں قومی اہم معاملات پر آریہ سماج کے برگزیدہ رکن غور کر رہے تھے آریہ اُپدیشکوں کی بدزبانی کو تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ گورو کل کانگڑی کے ہیڈ ماسٹر رام دیو جی بی ۔ اے نے صاف طور پہ اقرار کیا کہ ہمارا طریقہ تحریر و تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے "

اور اخبار ہندوستانی کے معزز اور ذی علم ایڈیٹر نے آریہ سماج کے لئے ایک خاص آرٹیکل کے ذریعہ سخت زبانی سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی ۔ ایسی حالت اور صورت میں آریہ سماج کی تحریر اور تقریر کا ناموزوں اور سخت طریق انکا اپنا ہی مسلم مسئلہ ہے ۔ اور اسکے لئے کسی اور تائید کی حاجت نہیں ہے خود مسٹر محبوب عالم اپنے ایک نوٹ میں آریہ اُپدیشکوں کو روکا جاوے یوں رقمطراز ہے ۔

یہانتک کہ گذشتہ جلسہ گروکل کے موقع پر بعض آریہ لیڈروں کو خود ہی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ ہماری سماج کی یہ عداوت انگیزی اور دشنام دہی کی پالیسی پسندیدہ نہیں چنانچہ اس موقع پر اس پالیسی کو نرم کرنیکی صلاح دیگئی ۔ اور ایک گروہ نے مناسب سمجھا کہ آئندہ آریہ اُپدیشکوں کو ایسی ناگوار سخت کلامی سے روکا جائے کہ جس سے دیگر مذاہب والوں سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے ۔ اور آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے درمیان عداوت بڑھتی جاتی ہے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ جموں کے آریہ لیڈروں کو کالکا میں لاٹ صاحب کے حضور میں تسلیم کرنا پڑا کہ بوجہ انکی سماج کی ایسی مذہبی پالیسی کے باقی سب مذاہب کے لوگوں سے اُن کی عداوت ہے ۔ لیکن گھر پہنچکر ٹھنڈے دل سے انھوں نے سوچا تو ہوگا کہ اس قسم کی عداوت پیدا کرنے سے فائدہ کیف

ملفوظات کریم

میں معمولاً ایک روز حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے لئے جمع کردہ میٹریل کی پڑتال کر رہا تھا کہ مجھے مولانا مرحوم کا لکھا ہوا ایک ورق دستیاب ہوا۔ یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ مرحوم کی طبیعت میں روافض کے رد کے لئے اسقدر جوش اور سرگرمی تھی جو اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو ایسی محبت اور ان کی ایسی عظمت دل میں تھی کہ بسا اوقات ان کے کارناموں کا تذکرہ کرکے بے اختیار [illegible]۔ یہ تحریر جو مجھے ملی ہے اس کو پڑھ کر ناظرین ایک غیر معمولی شوکت اسلام کا پتہ لگائیں گے جس کے اظہار کے لئے مولانا مرحوم کے قلم اور زبان کو توفیق دی گئی تھی۔ مولانا مرحوم کی یہ تحریر جہاں ناظرین کو محظوظ کرے گی وہاں بے اختیار وہ نورانی بارعب شکل سامنے آکر ایک بار ناظرین کو پہلا سماں دکھا دے گی۔ میں اب زیادہ اس تمہید میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ

بیان یہ درد سے گذری ہوئی انکی کہانی ہے

ہاں ناظرین سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو پڑھ کر مولانا مرحوم کے مراتب و درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب اور رضا کے مقام میں اٹھائے اور انکی نیکیوں اور کمزوریوں پر قلم عفو پھیر کر ان کے مراتب بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد و بارک وسلم۔

ایڈیٹر

(وہ مضمون یہ ہے)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ... فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ (سورۃ الانفال رکوع ۵)

آیت فسینفقونہا الا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا انفاق ہر حال بہتر ہوگا اور منافقین کا انفاق اسیر حسرت کا موجب ہوگا۔ رافضیات کہتے ہیں کہ ابوبکر نے انفاق کیا۔ یا کم سے کم آیت الذین انفقوا من قبل الفتح — ثابت کرتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ضروریات اسلام پر بہت کچھ خرچ کی اور بہت کچھ۔ اس لئے کہ قرآن مجید بالشان امر کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے اعظم درجۃ اولاً خدا نے ابوبکر کو تمام قوم کی نسبت درجہ میں ممتاز فرمایا اور اس نے ثابت کر دیا کہ ان منفقون کا ہی اسوہ ہے جنہوں نے قبل فتح کے انفاق کیا۔ شیعوں کے بڑے بڑے دانا پیشوا فرماتے ہیں انفاق کے لحاظ سے حضرت علیؓ کا بڑا درجہ ہے اس لئے کہ انہوں نے عین نماز میں ایک سائل کو ایک چھلا عطا فرمایا تھا۔ جہاں جہاں قرآن کریم میں خدا کی راہ میں بڑے بڑے نامی گرامی خرچ کرنے والوں کا ذکر ہے وہ اسی [illegible] چھلے والے صاحب کی ہے۔ مگر شیعہ مدقق محقق [illegible] اس طرف توجہ کر سکتے [illegible]

ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جسقدر قرضہ کے اعلان و اشتہار دیئے ہیں (کما قال تعالیٰ شانہٗ) من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اور مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء اس درخواست کو حضرت علیؓ نے ایک اور چھلے فروخت کرنے پر پورا کر دیا اور جیش العسرۃ اور دوسری ضروریات اسلام کے لئے جسقدر روپیہ ضرورت پڑی وہ سب غالباً جناب مشکل کشا کے اسی چھلے کی قیمت سے پوری ہو گئی۔ مگر افسوس اور سخت کڑھنے کی بات ہے کہ خدا کے کلام اور اس کے کام نے اس بڑے دولت مند اور سخی بہادر چھلے والے کی داد و دہش کی کوئی داد نہیں دی۔ ساری غرض تو اس کی یہ تھی اور قبلہ ہمت ایک ہی امر تھا کہ وہ حضرت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یا اپنے خسر مکرم کا پہلا جانشین ہوتا اور حضرت خسر مکرم کی ساری عمر کی کوشش اور دانائی اور خم غدیر کی داد و فریاد کا نتیجہ یہی تھا کہ انکی گدی خالی ہونے کے بعد اسی کے وجود سے مزین ہو۔ اہل بیت گھروں میں خلفائے ثلثہ کے وقتوں میں الگ ماتم اور شیون برپا رہا۔ وہ آہ سرد کھینچتے کڑھتے چلتے اور کوستے مخالفوں کا نشتہ و کھٹے مر گئے اور ان کی حق رسی نہ ہوئی۔ ان ناشاد کاموں کے بعد ان کے ترکہ کے وارث تیرہ سو برس سے اب تک عزاداری کی محفلیں اور چھاتی کوٹتے اور مونہہ نوچتے اور خلفائے ثلثہ پر گالیوں کے گراب چھوڑنے سے رات دن اس کوشش میں لگے ہیں کہ اس چھلے والے صاحب کا حق ثابت کریں مگر وہ گراں قدر محروم الارث اب تک ایک نمبر ہی آگے سرک نہیں سکا۔ خیر پہلے نمبر پر نہ سہی تو دوسرے پر۔ دوسرے پہ نہ سہی تیسرے ہی پہ پہنچ جاتا۔ مگر افسوس اب تک تو کچھ نہیں بنا۔ آئندہ بھی خیر نظر نہیں آتی۔ ساری امیدوں کا قبلہ گاہ تو وہ سر من رای کی تاریک غار کا چلہ گزین بنا ہوا تھا اسے ہی غار کے اندر دیمک چاٹ گئی۔ اسکی آمد کی خوابیں دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے شیعہ مومنوں کے سر پھر گئے ہیں اور انتہائے دل بہلانے کی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ آخر خدا خدا کرکے حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ بھی صدیقی ہی نکلے۔ اس سے بیشتر اس پر حسرت ناشاد مذہب کی بڑی بدقسمتی کی فال لیتا ہوں۔ اس لئے کہ وہی زمانہ تھے جن میں موسوی کی امیدیں بر آ سکتی تھیں۔ پہلا زمانہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح گذرا کہ حضرات شیعہ اور ان کے پیشوا ارمان بھرے سینے اور غم زدہ دل لیکر خاک میں مل گئے۔ آخر غم غلط کرنے یا طفل تسلی کے طور پر چند افسانے تراشے اور سوگواری کی مجلسوں کی آب و تاب اور سیاہ پوشی کی رونق بازار آن سے کر لی اور شدت انتظار سے دل دھڑک رہے تھے کہ سر من رای کے نقاب پوش اب آتے ہیں اور غاصب ناصبیوں سے انکی پچھلی ساری کسریں نکالتے ہیں۔ وہ حضرت بھی ظہور فرما ہوا تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کی صورت میں اور یہ حضرت مہدی اپنے تئیں سنی اور متعصب ابوبکر کے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور عمر تو جلیل الشان صحابہ ہیں جو شخص ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا بغض دل میں رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ ہو۔ وہ حضرت نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے محروم ہے۔ پہلا زمانہ اس رنگ میں گذرا پچھلے کا یہ حال ہے اور تیسرا کوئی وقت نہیں۔ یہ عجیب بات اور مشترک اعتراف ہے کہ یہود۔ نصاریٰ۔ سنی اور شیعہ یہ دو ہی زمانے تسلیم کرتے ہیں۔ یہود بھی آخری زمانہ میں ایک مسیح کے منتظر ہیں جیسے غیر قوموں کے جوئے سے ان کی قوم کو رہا کر دشمن کو تباہ کرنیوالا سمجھتے ہیں۔ نصاریٰ بھی مسیح اول کی نامرادی اور ناکامی کی تلافی کے لئے ایک جلالی آمد ثانی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ شیعوں کے شیون و بکا کی آوازیں آئے دن کون نہیں سنتا جو مہدی کے ظہور کے لئے کیسے بے چین ہو رہے ہیں۔ سنی بھی آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کی آمد پر ایمان رکھتے ہیں۔

بات تو یہ صحیح تھی اور یہ مشترکہ عقیدہ بڑا سچا عقیدہ اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کا سکھایا ہوا اور تمام نبیوں کا بتایا ہوا عقیدہ تھا۔ آخر وہ زمانہ آیا اور وقت پر آیا اور ضرورت حقہ کے سارے سامان لیکر آیا اور فخر دعوت کا تاج سنیوں کے سر پر رکھا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام اور کام نے دو گواہیوں یعنی ضبوط شہادت سے پچھلے کو پہلے کی صورت و سیرۃ بنا کر حق کو غالب اور باطل کو سرنگوں کر دیا فللہ الحمد مع الاول والآخرۃ

والذین کفروا الی جہنم یحشرون لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ الآیہ۔ انجام کار یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھا دیگا۔ خبیث سے مراد وہ انفاق (خرچ کرنا) جو اسلام کی عداوت اور حضرت رسول کریم کی بیخ کنی میں خرچ کیا جاتا تھا اور طیب سے وہ انفاق مراد ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی عجیب بات یہ ہے کہ اس موقع پر مولانا امام رازی رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی اسی صداقت کی طرف منتقل ہوا ہے جیسے آپ فرماتے ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ) المراد بالخبیث نفقۃ الکافر علی عداوۃ محمد وبالطیب نفقۃ المومن فی جہاد الکفار کانفاق ابی بکر وعثمان فی نصرۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگرچہ حضرت رازی نے اس ترتیب اور انتظام کا لحاظ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ نے خاص حکمت اور ارادہ سے حضرت صاحب الغار اور امام الناصرین کی صداقت اور حقیت کے اثبات کے لئے اس ساری سورت میں ملحوظ رکھی ہے اور نہ حضرت رازی اور دوسرے مفسروں کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ کیوں اس ساری سورت میں آگے پیچھے ادھر ادھر منافقوں کا اور کافروں کا پیچ در پیچ ذکر ہے اور اسی کے ضمن میں ادھر ادھر بہوزدل مقامات میں مہاجرین مومنوں اور السابقون الاولون اور بہ خصوصیت اس عظیم الشان نصرت کا ذکر ہے جو یار غار سے ظہور میں آئی۔ مگر کہیں کہیں خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ان بزرگ قابل قدر مفسروں کے منہ سے بھی اور بیش قیمت بات نکل ہی جاتی ہے۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے جو مال خرچ کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان دونوں گروہوں کی قسمت کا آخر کار فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور آخری فیصلہ سے ثابت ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق کس کا مال خرچ ہوتا تھا اور اس کے خلاف کون خرچ کرتا تھا۔ اور ایک جگہ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں

یہ بھی وعدہ کر چکا تھا کہ جو اس کے منشاء کے موافق خرچ کرنیوالے اور فتح مکہ سے قبل مصائب کے زمانوں میں خرچ کرنیوالے ہیں ان کو سب سے بڑھکر درجہ دیکر ان کا اکرام عالم پر آشکار کر دوں گا۔ سب خدا تعالیٰ کے اس وعید کو جو خبیث و طیب کی تمیز کی نسبت فرمایا اور اس وعدہ کو جو قبل الفتح منفقین کے حق میں فرمایا آنکھ کے سامنے رکھکر غور کرنا اور سچے فیصلہ پر پہنچنا چاہئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار اور ان کے ہم رنگ جو اسلام کی تباہی کے لئے روپیہ خرچ کرتے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ اور کیا اس طرح یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ ایک گروہ ضرور تھا جو خدا کی راہ میں مالوں کو خرچ کرتا تھا۔ اس گروہ کے وجود کو تو بہت سے مقامات میں تو خدا کا کلام ثابت کرتا ہے۔ بہر حال یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ برگزیدہ گروہ تھا۔ اور ان میں بھی وہ گروہ خصوصیت سے مذکور ہوا ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پیشتر مصیبت اور تنگی کے وقتوں میں خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ یہ تو واقعات ہیں۔ جن کی صداقت کی گواہی خدا کا کلام دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے گروہ کا نشان یہ بتایا کہ ان کو ان کے غیروں پر کھلا امتیاز اور فوق دیا جائے گا۔ اس لئے کہ خدا کی عادت اور سنت ہے کہ وہ کسی کا قرضہ اپنے پاس نہیں لیتا اور واپس نہیں کرتا۔ جب تک اس عالم میں بیشمار سود کے ساتھ اسے واپس نہ کرے۔ سو جب ہم خدا تعالیٰ کی کلام کی تفسیر کے لئے اس کے روشن کام میں نظر کرتے ہیں۔ تو اس میں صاف دیکھتے ہیں کہ وہ دلربا وعدہ اسلام کے آدم ثانی خلیفہ بلا فصل ابو بکر صدیق کے حق میں بعد میں حضرت خاتم النبیین امام المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت نبوت بلا فصل سے بڑھکر کونسا درجہ اور فضل ہو سکتا ہے۔ اب اس سے زیادہ بدقسمت کون ہے جو ان دو گواہیوں کی سچی گواہی کے بعد بھی حضرت صدیق کے فضل اور مرتبہ پر ایمان نہ لائے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ اس فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کفار کے حق میں نافذ ہو چکا ہے جو انبیاء کی راہ میں روکیں ڈالنے اور انکی تحقیر و تذلیل میں مال خرچ کرتے ہیں جیسے فرماتا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین۔

ترجمہ۔ ان کافروں کو سنا دو کہ اگر وہ شرارتوں سے باز آ جائیں تو گذشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر ان شرارتوں پر اصرار کریں گے تو انہیں مخفی نہیں جو پہلے لوگوں کا حال ہوا جنہوں نے انبیاء کے خلاف سازشیں کیں اور ان کے لئے بہت قریب کا زمانہ جنگ بدر کی نظیر گذر چکی ہے۔

اس فیصلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لاتبدیل قطعی سنت بتاتا ہے کہ زبردست شریر موذی جو کسی وقت انبیاء کے خلاف جان و مال سے کارروائی کرتے ہیں ہلاکت اور سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ ساری تمہید ایک سلیم الفطرت انسان کو آہستہ آہستہ اس مقصد کی طرف لیجاتی ہیں جو اس تمام سورت کی علت غائی ہے۔ اور ان آیتوں کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ سابقون اولون مہاجر اور ان کا امام صاحب غار رسول خدا کی معیت و نصرت و تائید اور اسلام کی خدمت کے

ثابت قدم اور سچے مخلص ہیں جیسے ان کا آغاز مبارک تھا ان کا انجام اس سے بھی بڑھکر مبارک ہوا۔ انکی کامیابیوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق انکو حصہ میں آئیں اور ان کے مخالفوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعید کے مطابق ہیزم نار جہنم ہوئے اسپر مہر لگا دی کہ وہ وہی سچے مومن تھے جن کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام خوبصورت درخشاں ہاتھ سے اشارے کرتے ہیں۔ اور وہ راستباز تھے اور انکی نیتیں رسول خدا کی بیعت اور اسلام کی خدمت میں دنیا کی سفلی خواہشوں اور خسیس لالچوں سے ملوث نہیں۔ یا بقول شیعوں کے آخرکار ان کے نیتوں میں فتور آگیا اور خدا تعالیٰ کے علم میں تو ضرور تھا کہ آخرکار وہ کامیابی کا پیالہ پیکر بدمست ہو جائینگے اور اس بدمستی میں کسی کا حق چھین لینگے کسی کے باغ پر بیجا قبضہ کرلیں گے اور کسی کے پیٹ پر لات مارکر اسقاط حمل کردیں گے یا یوں کہو کہ خدا کے چنے ہوئے گھرانے کو ماتم کدہ اور نحوست خانہ بنا دیں گے تو سوال یہ ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ کے کلام میں مومنوں مخلصوں سابقوں پہلوں مہاجروں ناصروں کے متعلق ہیں وارد ہو ہیں ان کے حقمیں کیوں پورے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تمام مقرر کردہ علامتیں مومنوں کے امتیاز اور فرق کے لئے قرآن کریم میں مذکور ہونگی آپ حرفاً حرفاً ان پر کیوں صادق آئیں۔ اور ان تمام وعیدوں اور لعنتوں سے جو منزی۔ ذلت حبط اعمال یعنی قذف طبیع امر اقتبل کی قسم سے منافقوں اور کافروں پر پڑیا اور اسی جہان میں پڑیں وہ کیوں محفوظ رہے۔ اگر ان وعدوں کا مصداق آئندہ جہاں میں کسیکو نہ مانا جائے اور ان وعیدوں کا مصداق بھی اس عالم میں کسی کو تسلیم کیا جائے تو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا کوئی ثبوت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور واقعات عام نے ثابت کردیا ہے کہ وہ لوگ وہ اسی جہان میں خدا تعالیٰ کے وعدہ وعید کا مزہ چکھکر دوسرے عالم کیطرف گئے ہیں خدا تعالیٰ ہمیشہ استاذ ہے کہ تشیع کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کی کلام اور کامیت کوئی سند نہیں۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق اور آپ کے پیروؤں کی جماعت ایسی ہی تھی جنہیں ہرگز نہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق نبوۃ کیطرح خلافت قائم کی ہو اور اسلام کو وہ شوکت اور نصرت اور اقتدار اور تمکن ملا ہو جو خدا تعالیٰ نے خلق سے حق کی علامت ٹھہرایا تھا۔

اس بات کے اظہار کے لئے کہ خلیفۃ اللہ و خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اور آپ کی جماعت ابتدا سے آخر تک سچے ایمان پر رہے اور اس ایمان اور اخلاص میں کبھی کسیوقت کوئی تزلزل اور تردد پیدا نہ ہوا اور وہ وہ حقیقی یعنی خلافت بلا فصل اس مستحکم اخلاص اور قوی ایمان کا ثمرہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں ایک اٹل سنت بیان فرمائی ہے۔ اسمیں بتلا دیا ہے کہ انسان پر کب ایسا وقت آتا ہے کہ وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے دی ہوئی نعمت سلب کرے۔ کما قال ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَہَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ اللہ تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں کہ دی ہوئی نعمت کسی قوم سے چھین لے اور انکی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے جب تک وہ اپنی باطنی حالت اور خدا کے تعلقات میں فرق نہ ڈال لیں۔ اسلئے آیت نے بڑی صراحت سے ثابت کردیا کہ وہ پہلے مومن جو نصرت اسلام میں قیامت تک ناصران اسلام کیلئے نمونہ ہیں اور سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے تھے ان کے دلی تعلقات اور انکی باطنی حالت خدا تعالیٰ سے ہمیشہ لاتبدیل صفائی اور راستی کے ساتھ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمت خلافت نبوۃ ان سے اسوقت چھینی اور نہ قیامت تک اس گراں بہا خلعت سے وہ کبھی برہنہ ہونگے۔ خواہ ان کے دشمن چیختے چلاتے ہلاک ہو جائیں

عالم الغیب خدا کو اگر نعوذ باللہ حضرت ابوبکر اور آپ کی جماعت کی نسبت ایسا دھوکہ لگ گیا جبکہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے کھوٹے تانبے کو چمکدار سونا کرکے دکھلاتے تھے تو کیا اس وقت بھی دھوکے اور مغالطہ کی ٹٹی سامنے سے نہ اٹھہ گئی جب کہ خلافت کے منبر پر پاؤں رکھنے میں بدنیتی نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنا ظہور دکھانا شروع کیا۔

حاشیہ۔ تصیریوں کے قادر مطلق خدا علی اور شیعہ مومنین کے مقصود الکل من الکل للکل اسد اللہ خیبر شکن عالم علم ماکان وسیکون زوج بتول داماد رسول علی کی حق تلفی اور تمام اہلبیت یا خدا کے کنبے کی تباہی کوئی آسان بات تھی۔ اول تو تغییر نیت ہی ابوبکر کی ساختہ پرداختہ کو زبر و زبر کرنے کیلئے کافی سامان تھا۔ پھر افعال ناشائستہ کا وقوع سلب نعمت کے لئے سب سے بڑھکر ذریعہ تھا۔ خدا تعالیٰ کو تخت کا تختہ بنانا اور بنے بنائے کام کا بگاڑ دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ جیسے اس صورت میں اپنی قدرت نمائی کے لئے نمونے دکھاتا ہے کہ کسی طرح ناتوان مسلمانوں کو یاس کیحالت میں بدر کی فتح کا شرف عطا کیا۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت علی کے لئے ایسے سامان تیار کردیتا کہ آپ ہی وہ بو یا امیر بنتے۔ اس سورۃ شریف میں جو ایک ہی عظیم الشان مقصد کے لئے توطیہ و تمہید کی طرح ہے خدا تعالیٰ کا اپنی نصرت و تائید کی مثال میں یوم الفرقان لانا اسکو پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی منشا اور مقصد کے پورا کرنے اور اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کسقدر قدرت رکھتا ہے اور کوئی انسانی منصوبہ اس کی تقدیر کے راہ میں روک نہیں ہو سکتا۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب کرے اور قیامت تک انکی ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے تو کسطرح قریش بہر دست گروہ کو مع انکے مددگاروں کا پاش پاش کردیا اور وہ صنادید عرب جو جبال رسیات کہلاتے تھے آپ کی راہ سے بھی ہوئی روئی کی طرح اڑا دیئے لیکن کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل جو شیعہ کے زعم میں نبوۃ محمدیہ کے متمم یا روح رواں اور مقصود اصلی تھی خدا تعالیٰ کے منشا کے موافق ہوتی اور خدا تعالیٰ کا ارادہ شیعوں کے ارادہ اور انتخاب کا تابع ہوتا اور اس طرح اسکا تختہ اٹھایا جاتا۔ یہ سورۃ مبارکہ اس بلیغ ترتیب کے جو بدر کے واقعہ کے درمیان لانے سے عیاں ہو رہی ہے اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح بہرہ ہنگامہ فتنوں کے درمیان صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرۃ کی میں تھی کہ اس کا ارادہ نفاذ پاچکا تھا کہ اسلام غالب ہو اسی طرح خدا تعالیٰ مقرر کرچکا تھا اور اسی بدر کے واقعہ کے بیان کرنے سے اشارہ فرما دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ فتنوں کی کالی گھٹائیں اسلام پر محیط ہوجائینگی۔ خلافت نبوۃ بھی مظفر و منصور ہوگی۔ اس لئے کہ اگر ایسے وقت میں جبکہ عرب میں آنحضرت کی وفات کے مشہور ہوتے ہی ہر طرف ارتداد کی آگ لگ گئی تھی خدا تعالیٰ کی نصرۃ حضرت صدیق پر شامل نہ ہوتی تو اسلام کا بیخ و بن سے اکھڑ جانا اسی طرح یقینی تھا جس طرح بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کی فتح اسلام و بانی اسلام کو بستر مرگ سے خاکستر گرم پر بٹھادیتی۔

غرض یہ دلربا ترتیب اور خوبصورت نظم خدا تعالیٰ کے منشا کو صاف صاف ظاہر کرتا اور ایمان کا جوہر دل میں رکھنے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ امام الناصرین قدوۃ المہاجرین بخشۃ المومنین الاولین ابوبکر کی خلافت نبوۃ محمدیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ۔ علم اور قدرۃ کے مطابق واقع ہوئی۔ ورنہ حسب وعید الٰہی وہ نعمت آنحضرت سے اسی طرح چھینی جاتی جیسے کفار مکہ تباہ و برباد کردیئے گئے اور آخیر خدا تعالیٰ کی وہ مثال صادق آگئی تھی۔ قال وضرب اللہ مثلاً قریۃ آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا فکفرت بانعم اللہ۔

خدا تعالیٰ نے اپنی وعدے انکے حق میں پورے کئے جو مومنوں کے ایمان اور صدق کی علامت مقرر کئے گئے تھے اور ان وعیدوں سے ان کی پاک ذات کو محفوظ رکھا جو منافقوں کافروں

[illegible]

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اُن کی قابل کی تحریر کی - کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے - ڈاکٹر [illegible] کے - مکرجی صاحب ایل - ایم - ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے [illegible] کے علم تشریح کے معلم اور دواخانہ ۱۲ - ۱۸ - اے کیبل سٹریٹ کی گلی ہیریسن روڈ کلکتہ لکھتے ہیں - گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی تا [illegible] ہونا چاہئے بلکہ یہ لوگ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں از ڈوانس میک اینڈ کمپنی ملیں استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فائدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے - پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے - دوسری علامتیں یہ ہیں - چکر آنا - درد سر - مرطوب ورم - اور رنگ کا گھندلا ہونا وغیرہ - ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں - اور اس وجہ سے درد پشت درد مثانہ اصل [illegible] پیشاب کی [illegible] اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوان کی ادویہ [illegible] کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ [illegible] کی [illegible] اگر آپ اپنے فرمایش [illegible] نام اخبار جس میں یہ اشتہار [illegible] فرمایش کی تعمیل [illegible] جائے گی -

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] میں بھی [illegible] نازل ہو [illegible] نازل ہوگی [illegible] زمانہ میں بھی نازل ہوگی جبر [illegible] ہے پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا [illegible] حقی منعمت [illegible] غور و خوض کریں اور [illegible] اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شئی غذا [illegible] تریاق طاعون [illegible] چند [illegible] بدن کے اندر داخل ہو [illegible] ہلاک ہو جاتے ہیں بعض تجربہ کی [illegible] بخار [illegible] گھی میں [illegible] دوا [illegible] صحت وسی ہی حاصل ہوگا - [illegible] آرام [illegible] ایک روپیہ [illegible] ڈاکٹر [illegible] ہو چکا [illegible] کا لیے وہ [illegible] تجربہ [illegible] وجہ یہ ہے کہ [illegible] طاقت [illegible] ضلع لاہور [illegible] حکیم [illegible] محمد [illegible] [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی نیز و طراری بلند بانگی اور وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر خریدیئے جھوٹ بولا ہیں کچھ بھی معلوم نہ ہو - قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ **طلائے طلسمی** پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ -

سنون عنبر دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا [illegible] سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیماران دہلی

ایک لاکھ روپیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ ماہ نو)

نیشن [illegible] اور آنکھیں صاف ہوتی ہیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول [illegible] میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض [illegible] غبار [illegible] پانی [illegible] ابتدائی سرخی - ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معزز مشاہیر ڈاکٹروں حکیموں [illegible] عمدہ داروں کے موجود ہیں - ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے - ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے -

سرمہ نور جالی فی تولہ [illegible] - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

سوداگر [illegible] خوبصورت رنگ [illegible] **بالا نشین** خوش وضع ایسا کہ لیتی [illegible] معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ [illegible] ہیں ..... [illegible] کے واسطے ..... پائیدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول [illegible] عرض [illegible] گرہ قیمت صرف [illegible] نیر پالیسی [illegible] وی پی منگائیے [illegible] اطمینان محصول [illegible] ذمہ خریدار [illegible] کتابت [illegible] المشتہر [illegible] کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے -

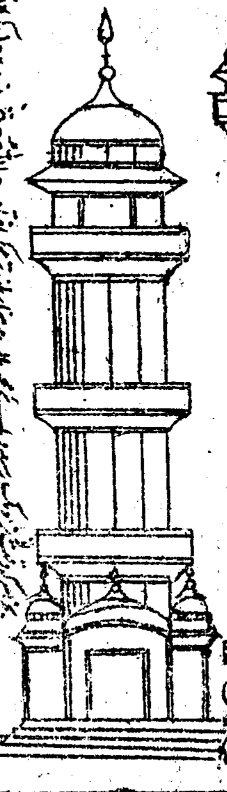
المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ



الحکم

چگویم با تو گر آئی بیا در قادیاں بینی | دوا ہم شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

چندہ سالانہ

۱- عوام سے ۔۔۔ صہ

۲- خواص و معاونین سے عہ

۳- ... سے باہر سے ۶ر

۴- غیر مذاہب والوں سے ۱۲/

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ ۱۲/

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

غزل

از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر قادیان

لکھے توصیف احمد کس کی جاں ہے
جو عشق احمدی میں خستہ جاں ہے
عجب برترامام قادیاں ہے
خدا کا دوست خلقت کا پیارا
ہر اک انداز ہے اوس کا نرالا
کہے حق جس سے میں سمجھے تو مجھ سے
زبان اوس کی زبان حق ہے گویا
خلیق و خندہ رو شیریں سخن ہے
ہے اوسکی چال میں شاہانہ انداز
سخن اوس کا سخن سنجوں کے دلمیں
ملا جو اوس سے حق سے مل گیا وہ
اویس خستہ و دلریش خوش ہے

خدا بس اوس کا تو خود ہی مدح خواں ہے
اوسے حاصل حیات جاودان ہے
غرض اوس کا بالاتر مکاں ہے
جہاں میں کوئی ایسا دلستاں ہے
حسینوں مہجبینوں کا وہ جاں ہے
ٹھکانا اوس کے رتبہ کا کہاں ہے
جبیں سے اوسکی نور حق عیاں ہے
گل رخسار اوس کا گلستاں ہے
وہ اپنے وقت کا سلطاں نشاں ہے
برنگ ابر نیساں ورفشاں ہے
خدا کا اوس پہ لطف بیکراں ہے
کہ مہمان مسیحائے زماں ہے

ہمیں فضل خدا اس در پہ لایا
جہاں سوسو بلا میں مبتلا ہے
مریضان دل و دیں کیوں غمگیں ہیں
کرو اس در پہ آکر جبہ سائی
چلو لوگو کرو جاں اوس پہ قرباں
اسی کے قدموں کے نیچے ہے جنت
میں ہوں سو جان سے اوس دلبر پہ قرباں
مخالف ہیں سیہ بختی سے محروم
ہزاروں شک کی دلدل میں پڑے ہیں
نشانات سماوی دیکھ کر بھی
سمجھ کو ان کی یارب ہو گیا کیا
سمجھتے ہیں نہیں نادان اتنا
مسیحا حق رہا ہیچوں سے راہی
ڈرو حق سے نہ عقبیٰ کو بگاڑو
نہ ہو لو غفلت و نخوت کو چھوڑو
خدا تک پہونچنے کا حرف پیارو
محمد احمد احمد ہے محمد
ادا شکر خدا کیونکر کروں میں
یہ مخفی راز اس نے مجھ پہ کھولا
نہ غیروں کی طرح مجھکو کیا خوار
اویس خستہ پہ یا شاہ والا

یہ تحیت سعد غیروں کا کہاں ہے
ہمارا قادیاں دارالاماں ہے
چلو وقت مسیحائے زماں ہے
دُما احمد در امن و اماں ہے
جو تم کو خواہش باغ جناں ہے
اسی کی پیروی نور جناں ہے
کہ احمد سادہ کوئی دلستاں ہے
کہ اون کا نور حق سے بدگماں ہے
مسلمانوں میں خوے کافراں ہے
وہی بدقسمتوں کو بدگماں ہے
کہ راہ دیں میں ہر اک بلا سماں ہے
کہ جھوٹے کا موید آسماں ہے
اور اب وہ کا ذو پنیر ہر بار ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
عزیزو زندگی آب رواں ہے
امام وقت ہی اک نردباں ہے
جو دو سمجھے وہی کامیاب ہے
زباں کو میری یہ طاقت کہاں ہے
کہ اینک جسمیں سرگرداں جہاں ہے
ترا احسان خلاق جہاں ہے
کرم کیجے کہ کلفت میں پڑا ہے

دیگر

سروش خوشخبر مژدہ رساں ہے
بنازاں ہے طالع فرخ بصد ناز
ہمیں قسمت پہ اپنی کیوں نہ ہو ناز
نصیبہ اپنا کیسا ہے سکندر

کہ دور احمد آخر زماں ہے
کہ تو کس بلندی پر مکاں ہے
کہ پایا ہم نے نور خ زماں ہے
خدا ہمپر ہمارا مہرباں ہے

فساد کے بانی کون ہیں؟

نمبر دوم

گذشتہ اشاعت میں ہمنے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحریر اور گورنمنٹ انگلشیہ کی چٹھیات کو دیکر دکھایا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت میں دلیرانہ کام کرنیوالے وہ لوگ تھے جنکو آریا گزٹ مفسدوں کی حمایت کرنیوالا ٹھیراتا ہے اس ثبوت کے بعد اگر آریہ گزٹ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو پھر اس سے بڑھکر بیحیائی کوئی نہ ہوگی۔ اگر یہ مدد مفسدوں کی مدد تھی تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ آریہ گزٹ کے نزدیک مفسدہ پرداز انگریز تھے اور یہ اس سے بھی بڑھکر کور نمکی اور شرارت ہے۔ اگر آریہ گزٹ کا یہی مذہب اور عقیدہ ہے تو اس کو کھول کر کہدینا چاہیئے پس پردہ باتیں بنانے سے کیا حاصل!

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اور لایق نامہ نگار کی قابلیت کے جانچنے کا وہ موقع ہے جہاں اوس نے حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی سوانح عمری کا ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مفسدوں کو مدد دیتے تھے۔

آریہ پرتی مذہی سبھا کو ایسے قابل مورّخ اور دقیقہ رس مضمون نگار کی خاص طور پر عزت افزائی کرنی چاہیے۔ وہ فقرہ یہ ہے جہاں لالہ صاحب ٹھوکر کھاکر منہ کے بل گرے ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک بات یہ تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کو پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انہوں نے مجھے ترجمہ قرآن کیطرف متوجہ کیا۔ یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا"

ان فقرات سے آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "مسلمان لوگ نہ صرف غدر کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور انہی احمدی لوگوں کے آبا و اجداد جو کہ اسوقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہونے کا دم بھر رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے" اس واقفیت اور تاریخ دانی پر آپ مسلمانوں خصوصاً احمدیوں کو الزام دینے کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے جو کچھ لکھا ہے وہ امر واقعی کا اظہار ہے اور اس سے آپ نے اپنی ترجمہ قرآن کی طرف توجہ ہونے کے واقعہ کو بتایا ہے۔ ناعاقبت اندیش معترض اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ غدر کا نتیجہ اور مرکز کیا تھا؟ کیا کلکتہ کے تاجر کتب کو ایام غدر میں آریہ گزٹ کے خیالی مفسدوں کو بھیرہ اگر روپیہ پہونچانا تھا۔ اور بھیرہ پناہ لینے کو آئے تھے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے بھی ہماری مخالفت میں اندھا ہوکر بلا سوچے سمجھے ایسے لغو آرٹیکل کو درج کردیا۔ مضمون نگار اور ایڈیٹر کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ مجاہدین سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

مجاہدین وہ لوگ تھے جو مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کے ہمراہ ہوکر سکھوں سے لڑے تھے اور سرحد پر پہاڑوں میں رہتے تھے اب تک ان لوگوں کا ایک گروہ وہاں رہتا ہے ان لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پھر آئیں گے اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بعض لوگ اس خیال کے تھے اور ممکن ہے اب بھی کوئی ہو جو ان کی اعانت کرتے تھے اور گورنمنٹ بھی ان سے ناواقف نہ تھی اور نہ یہ لوگ غدر میں فساد کرنیوالے نہ تھے اور نہ انہوں نے اس وقت کوئی فساد کیا۔

ان لوگوں کو سکھوں کے ساتھ مخالفت اور عداوت تھی کیونکہ سکھا شاہی کے دور میں شعایر اسلام کی بجا آوری میں قسم قسم کی روکیں اور سزائیں وہ لوگ مسلمانوں کو دیتے تھے۔

مولوی نور الدین صاحب کے والد ماجد ایک معزز اور شریف آدمی تھے۔ اور ایک واجب الاحترام خاندانی مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں ایک بہت بڑا پرانا کتب خانہ تھا جس میں وہ ہر قسم کی کتابوں کا اضافہ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ تاجر کتب ان کے ہاں آیا وہ ان کے ذوق سے آشنا تھا۔

مگر عداوت نے مخالف کے دل و دماغ کو ایسا مکدّر اور تیرہ و تاریک بنا رکھا ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ کیا مفسدین اس وقت چھپے ہوئے تھے یا فساد کرتے پھرتے تھے؟ اور فساد کا مرکز اور محل پنجاب تھا یا کیا؟

اب صاف ثابت ہے کہ معترض ناداں نے جو نتیجہ حضرت حکیم الامۃ کے صاف اور سادہ الفاظ سے نکالا ہے وہ کیا غلط اور محض تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہے سچ ہے

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

آریہ سماجی اپنے الزامات اب دوسروں کے سر تھوپ کر خوش ہونا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں

این رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے ثابت کر دکھائیں کہ جو الزام انپر لگا ہے وہ صحیح نہیں یا کم از کم انہوں نے اصلاح کر لی ہے میں نہیں چاہتا کہ آریوں کے خلاف قلم کو اٹھاؤں مگر مجبور ہوکر کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ پر کچھ لکھا ہے اس کے لئے وہ خود جوابدہ ہے۔ مجھے اس سے تعلق نہیں ہاں مسئلہ جہاد پر جو بحث کی ہے اسپر میں کسی اگلی اشاعت میں کچھ ضرور ہی لکھدونگا۔ وباللہ التوفیق۔ آخر میں میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلط اور بیجا اتہام دوسروں پر لگانے کی بجائے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ گورنمنٹ احمق نہیں ناواقف اور ناآشنا نہیں وہ دوست اور دشمن میں تمیز کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہفتہ زیر اشاعت کی تازہ وحی

(۱) بیضہ کی آمدن ہونیوالی ہے - (یہی لفظ ہیں واللہ اعلم)

(۲) انی مهین من اراد اهانتک - انی معین من اراد اعانتک

(۳) اور خواب دیکھا کہ ایک عورت کو تین روپے دیئے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ کفن کے لئے ہیں آپ دیکھا گویا کوئی مر گیا ہے اسکی تجہیز و تکفین کے لئے تیاری کی ہے

عذر گناہ

لالہ لاجپت رائے بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء بوجہ شامت اعمال خود لاہور میں ماخوذ ہو کر برہما بھیجے گئے - آریہ صاحبان حامیان کانگریس اخبارات نے شور و واویلا مچایا اور ہنگ ابرائل دہائی کر رہے ہیں - کہ سرکار نے یہ سخت ظلم کیا ہے کہ بغیر دریافت کے اُسکو جلاوطن کر دیا - گورنمنٹ کے حق میں سخت ترش ناجائز کلمات کہہ رہے ہیں - اُس کو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - گویا یہ ہیں جو الفاظ عزت و حرمت کے ملسکتے ہیں - اُسکے حق میں کہہ رہے ہیں - اور اُسکی تعظیم کی کوشش ہو رہی ہے - اپنی جلاوطنی سے کچھ تھوڑا وقت پہلے اس نے ایک چٹھی شائع کی کہ اُسنے چند اسباب موجودہ بد امنی اور بہڑکاؤ کے بتلائے جنمیں زیادہ تر ضروری یہ ہیں - بل متعلق نو آبادی نہر چناب - ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء - ایڈیٹر پنجابی اخبار کا قید کیا جانا - نہر باری دوآبہ پر آبیانہ بڑھانا - اس کے بعد اُس نے پرانے دوست مسٹر گوکھلے نے اُسکی ہمدردی میں ایک چٹھی اخبار ٹائمز آف انڈیا میں شایع کی ہے جسمیں کہا ہے کہ گورنمنٹ نے بے انصافی کی ہے کہ پولیس کی رپورٹ ٹونیر (جو اکثر جھوٹی ثابت ہوا کرتی ہیں) بھروسہ کر کے اسکو جلاوطن کر دیا وہ بعض وقت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے - مگر یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حد سے تجاوز کر گئے ہوں جیسا کہ واقعات پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - میں نہیں مان سکتا کہ اُس نے کبھی کوئی حرکت کی ہو جسکی بنا پر گورنمنٹ کو اُس کے جلاوطن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی - وغیرہ وغیرہ -

یہ لوگ گورنمنٹ کو ہی ملزم ہیں کہ کن وجوہات سے وہ جلاوطن کیا گیا - معلوم ہوتا ہے کہ انکو معلوم تھا کہ اس شورش و بہڑکاؤ کا کوئی نتیجہ جلد نکلنے والا ہے آخر اُس نے پیشبندی کر کے اپنے بچاؤ کے لئے یہ چٹھی شایع کی -

جو اسباب بہڑکاؤ وغیرہ کے اُسکی بیان کئے ہیں علیحدہ علیحدہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ بنا درست ہیں - پہلے سے پنجاب میں جوش کے مادہ کا کچھ نشوونما ہو رہا تھا کہ ان کے اخباروں وغیرہ کے اجرائے اُن کو اس سے زیادہ مشتعل کرنیکا موقع ملگیا - آمدم برسر مطلب

صاحبان کانگریس پہلے تو خوش اسلوبی سے اپنے مگر کچھ عرصہ کے بعد جبکہ انہوں نے دیکھا کہ اُنکی خواہشات کو (خواہ کیسی ہوں) گورنمنٹ جلد پورا نہیں کرتی تو وہ ..... ہو گئے اور سمجھ لیا کہ نرمی و ادب ..... سے اُنکو کچھ نہیں ملتا - تب ناموزون الفاظ استعمال کرنے شروع کئے - مسٹر تلک نے جو باغیانہ تقریر یں خلاف گورنمنٹ کی اُس سے کل جماعت تعلیم یافتہ بخوبی واقف ہے اُس سے کانگریس کے دلی خیالات و ارادوں کا اظہار ہوتا ہے -

وہ بعد جو ڈیشیل کارروائی سخت قید کا سزایاب ہوا جو ہائی کورٹ تک بحال رہی - اسکی رہائی پر اُسکی آگے سے بہت کچھ زیادہ عزت کی گئی - اسکو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - مختصر اُنکے عمل سے اُن صاحبان نے ہندوستان کو بخوبی آگاہ کر دیا کوشش کی کہ اسکا فعل جو اسکو بوجہ جرم بغاوت انگریزی ثابت ہو چکا تھا مستحق و قابل تقلید تھا - اسیطرح مسٹر تلک کا حال تھا - پنجاب کے زیادہ تر آریہ صاحبان اُن کانگریس والے خیال کے حامی ہو گئے - سید احمد کی ..... کوشش سے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ کانگریس آخر کار اپنا رنگ لائیگی اسمیں شامل نہ ہوئے - اگرچہ انہوں نے فوائد اتفاق بتلا کر اُنکو ملانے کی بہت کوشش کی مگر وہ مستقل رہے اور شامل نہ ہوئے -

اسمیں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کے حامیان پنجاب کے زیادہ تر آریہ ہند تعلیم یافتہ ..... صاحبان ہوئے - اور سیلف گورنمنٹ کی خواہش میں جوش انگیز تقریریں کرنے رہے - اس زہر کا اثر بہت پنجاب میں پہیل رہا تھا کہ لارڈ کرزن نے بلحاظ انتظام سلطنت تقسیم بنگالہ کی تجویز کی بنگالی اُسکے حامیان کانگریس سخت مخالف ہو گئے - جوش انگیز تقریریں تحریریں کیں اور یہ ظاہر کر کے کہ انگریز آگے ہمارے خیر خواہ نہیں اور محض اُنکی طاقت توڑنے کیواسطے یہ تقسیم بنگالہ کی گئی ہے - بنگالہ میں بائیکاٹ مدر کر دیا - ہو کے بدلہ میں گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے سب نے حلف اٹھائی - کہ انگریزی اسباب نہ لیا جاوے - پنجاب کیطرف سے لالہ لاجپت رائے اور مسٹر گوکھلے انگلینڈ بہیجے گئے - شور مچایا - تمام ملک کو کہا کہ گورنمنٹ کو اُنکی خواہشات پورا کرنے پر مجبور کریں - تقسیم بنگالہ کے متعلق جو جوش انگلستان پہیلایا جاتا ہے اسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں - آخر وہ سیلاب جوش و عداوت کا پنجاب میں پہنچا اور حامیان کانگریس آریہ صاحبان نے اسکی خیر مقدم کیا - پر جوش تقریروں تحریروں سے پنجاب میں بیداری اور سیلف گورنمنٹ کے خواہاں ہوئے -

اب بل نو آبادی نہر چناب - پنجاب کے حالات جو اس بل کے شایع ہونے سے پہلے تھے وہ اوپر بیان کئے گئے ہیں - یہاں یہ ظاہر کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کہ بل لوگوں کے لئے مفید تھا یا مضر مگر میں یہاں بروئے تحقیق واقعہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جس باغیانہ طریق سے خاص لائلپور جیسے مقام نو آبادی میں متعلق بل کارروائی کی گئی - وہ گورنمنٹ کیلئے سخت خطرناک تھی - لالہ لاجپت رائے ذاتی طور زمیندار ہیں - اور کبھی زمینداروں کے ساتھ ہمدردی کی یہ کوئی وجہ تھی کہ گورنمنٹ کی پولیس کی رپورٹ پر بھروسہ کر کے اسکو جلاوطن کیا فلاسفروں کا قول ہے - ع

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہر سال لائلپور میں مویشی و نمایش پیداوار کا میلہ اپریل میں ہوا کرتا ہے - اپریل ۱۹۰۷ء کے میلہ پر بہت زمیندار آئے - انکو اپنی طرف زیادہ راغب کرنے کیلئے ایک گیت دیسی زبان میں (جو پہلے تیار کیا گیا تھا) با مزہ و سہل فہم پنجابی دردناک آواز میں گایا گیا کہ لوگوں کو دلوں پر زیادہ اثر و جوش پیدا ہوا اور عوام میں یہ گیت بہت مقبول ہوا - زبان زد خلائق پنجاب میں یہ دستور ہے کہ جو نیا ایسا گیت پنجاب کے کسی حصہ میں گایا جاوے تو فوراً سارے ملک پنجاب میں مشہور ہو جاتا ہے - اور زن و مرد خورد و بزرگ ہر وقت بیشوق اسکو بازاروں میں گاتے ہیں - اسیطرح یہ گیت پنجاب میں پہیل گیا -

اس میلہ میں لالہ لاجپت رائے اور اُس کے دیگر رفیق کہڑے تھے - اور پر جوش تقریریں ہوئیں آخر انکو بخوبی سمجھانے کیلئے یہ گیت گایا گیا مشہور راگ "پگڑی سنبھال او جٹا" جسکے معنے ہیں "او زمیندار بیس ہو جا" وہ قوم "تیری عزت اُتاری جاتی ہے تیرے لوٹ جا رہا اپنی عزت کو سنبھال" آگے اُس گیت کے ابیات بہت جوش انگیز ہیں "تمہارا حق چھینا گیا ہم نے تو جب بیاد رکھا تب سے سنتے مجہ ہو سکا وہ تو بزدل نکلے پگڑی سنبھال" "محض باتوں سے کچھ نہیں بنتا تم اپنے وطن کا کچھ علاج کرو پگڑی سنبھال" "آج چپ رہنے کا زمانہ نہیں آج کسی سے پیچھے ہو کر مرنیکا زمانہ ہے پگڑی سنبھال" "اگر ہماری بات سرکار نے نہ مانی ہم اُسکی کوئی بات نہیں مانینگے پگڑی سنبھال" ... "تمہاری داڑہی ڈول ڈول دیکھکر ہم نے خوش نہیں ہونا ہے - اور بہت کچھ کرو گے تو ہو گا پگڑی سنبھال" ... "اے جٹا اگر تیرا کہنا نہ مانا جاوے تو اس زیست سے مرگ بہتر ہے - کہڑا ہو جا - اور اپنے ہاتھ (بہادری) دکھلا - پگڑی سنبھال" ... "اے دوست میں تجھے کیا کچھ کہوں یہ اچھی بات نہیں کہ حق گنوا کر چپ رہو - پگڑی سنبھال"

افسوس ایسے لطف اصل دیسی زبان میں سکا ہو ترجمہ میں دیسا نہیں آتا - اسکی تہہ کی خبر نہیں اس کالونی میں بہت سے فوجی افسران کو وجہ خدمات وقبولی زمینات دیگئیں - اس میں حامیان ..... ایک دوسرے کی طرف توجہ دلائی - جنکے دستخط ہو کر تا پنجاب کا ..... افواج ہند کچہ تعین ..... تا کہ ہم کو وجہ خدمات زمینیں ملیں اب پنجاب گورنمنٹ ہم کو ..... محروم کرتی ہے - اُن لوگوں نے معمولی طور سے اپنے رشتہ داروں کو جو فوجوں میں نوکر ہیں اُنکی حالت نازک سمجھ کر اطلاع دی - معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ان فوجیوں کی اپنے رشتہ داروں کی نازک حالت سنکر کیسی پریشانی ہوئی ہوگی - بل دیہاتوں کی ..... کے فائدہ یا نقصان کی سمجھ کی کوئی لیاقت نہیں ہیں یہ اتفاق اُنکا دعا ہو گئی - کہ سرکار زمینیں چہین رہی ہے - چند شخص ..... جاٹوں نے اُسوقت جو جو الفاظ کہے اُس کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں یہ آگ جلانا تھی - اُن کو بہڑکا دیا اب فرمایئے کہ اس خطرناک کارروائی کا کون ذمہ دار تھا ..... اس ..... شخص

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت

یورپین مسیحی مورخوں کی محققانہ رائے

افسوس مسلمانوں کی غفلت و ناعاقبت اندیشی اور باہمی مخالفت وغیرہ نے اُن کو حکومت و دولت اور عزت و اقتدار سے محروم کر دینے کے ساتھ ہی اُن سے علمی دولت بھی چھین لی۔ جس سے وہ اقوام عالم میں فایق اور یگانہ روزگار تھے۔ شائد میرے اس بیان پر کسی کو تعجب ہو کہ اُس نے موجودہ مسلمانوں جیسی قوم کی ایسی تعریف کی ہے جو اُس کی حالت موجودہ کے برعکس ہے۔ اس لئے شاید میرے بیان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ مگر دراصل مبالغہ نہیں۔ بلکہ جو کچھ عرض کیا اور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ میری اپنی رائے نہیں۔ بلکہ زمانہ کا مسلمہ قول اور نامور مورخوں کا محققانہ بیان مستند فاضلوں مشہور عالموں کی تحریروں کا خلاصہ اور مشتے از خروارے نمونہ ہے۔ جس کی شہادت و صداقت میں دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

اس کے متعلق مخالفین اسلام یورپین مسیحی مورخوں کے بیانات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں۔

تاریخ سے یہ امر بصراحت ثابت ہے کہ مسلمانوں کی جیسے ملکی فتوحات حیرت انگیز ہیں۔ ویسے ہی اُن کی علمی ترقیاں تعجب خیز ہیں جس کے موافق تو موافق۔ مخالف تک قایل و مقر ہیں

اسلام مقدس کا اثر

دراصل اسلام مقدس نے جو جوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا قانون قدرت کے مطابق اس کا یہی مقتضا تھا۔ جو وقوع میں آیا۔ یعنے اُنکی روحانی دماغی اور جسمانی قوتیں ترقی کے مدارج طے کر کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں۔ اور جب تک مسلمان اسلام مقدس کی فرمانبرداری میں سرگرم اور دینی پابندی پر قایم رہے۔ اُن کی دنیاوی ترقی و عروج میں بھی کوئی چیز حارج اور کوئی امر مانع نہ ہو سکا۔ شروع زمانہ اسلام میں مسلمانوں کے مخالفین کے مقابلہ میں اور استحکام اسلام میں مصروف رہے۔ اس مصروفیت نے اُن کو علوم و فنون کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ جب کسی قدر مہلت ملی۔ تو اس جانب مستعدی کے ساتھ متوجہ ہوئے۔

اُنہوں نے اپنے دلی لگاؤ اور مذاق کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔ اس کے بعد اس کے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر توجہ کی۔ اور مسائل کی تشریح کی غرض سے صرف۔ نحو معانی بیان۔ عروض اور قوافی۔ اور وہ تمام علوم۔ جن پر زباندانی کا مدار اور اسکی باریکیوں کی فہمید کا انحصار ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کئے۔ اس سے فارغ ہو کر احادیث نبوی صلعم کے اجتماع اور علوم دینیہ کے تدوین پر متوجہ ہوئے اور ان کو کمال کے درجہ پر پہنچایا۔

خلافت اُمیّہ کے عہد کی ترقی

خلفائے بنی اُمیّہ کے زمانہ میں زباندانی اور انشاپردازی کو بڑی ترقی ہوئی۔ شہزادہ خالد نے علم کیمیا میں ناموری حاصل کی۔ فن تعمیر کی ترقی شروع ہوئی۔ دمشق میں مسجد اُمیّہ بنائی گئی جو بڑی وسیع و بلند اور نہایت خوشنما مستحکم اور عالیشان ہے۔ اس کو مختلف قسم کے خوشنما نقش و نگار سے اعلےٰ صنعت و کاریگری کا مجسم نمونہ بنایا گیا۔ جس کی خوبصورتی کو رنگ برنگ کی بلور کی پچی کاری کے ذریعہ اور بھی زیادہ بڑھا دیا گیا۔ اس کے بنانے میں فن انجنیری کے کمال کا لطف نہایت دلفریب پیرایہ میں دکھلایا گیا۔ جو دیکھنے پر منحصر ہے۔ یہ مسجد اُمیّہ جو امیرالمومنین خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں تعمیر ہوئی اور خاندان بنی اُمیّہ کی یادگار ہے۔ اب تک دیکھنے والوں کے لئے عجیب و غریب لطف اور سیاحوں کی خاص دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ جس سے اُس وقت کی اسلامی شوکت اور شاہان اسلام کی عظمت کا نمونہ ظاہر اور کاریگر و صناعوں کی صناعی و قابلیت اور کمال ثابت ہوتا ہے۔ اور کئی نئے شہر تیار ہوئے۔ اسلام مقدس کی پہلی صدی ختم ہونے سے پیشتر ہی علوم مختلفہ کی مضبوط بنیاد قائم ہو گئی۔ جس کو روز افزوں استحکام پہنچتا رہا۔ اور ترقی ہوتی رہی۔

خلافت عباسیہ کے زمانے کا عروج

خلفائے عباسیہ کے وقت میں فلسفہ و حکمت کو بے انتہا فروغ ہوا۔ خلافت عباسیہ میں مسلمانوں نے علمی و عملی ترقیاں حاصل کر لی تھیں۔ اور علمی مذاق اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ خلفاے وقت کے علم دوست ہونے کے علاوہ ان کے تمام وزرار و امرار تک علم اور عالموں کی قدر کرتے اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں عالموں کی قدر اور علمی ترقی میں حصہ لینے۔ علمی کتابوں کی فراہمی اور اُنکی تعداد میں افزونی ایک اظہار تمول کا تھا۔ اُس زمانے کے اہل کمال کا۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی و نصاریٰ۔ ملجا و ماوٰ اور خلافت اسلامیہ کا صدر شہر بغداد شریف تھا۔ اور یہاں کے علمار و فضلار اور درسگاہیں۔ کتب خانے دنیا بھر میں مشہور عام تھے۔ (میں اس تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ورنہ صرف بغداد شریف کے متعلقہ حالات ہی اس بارہ میں بڑے طویل ہیں۔ جن سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا جاتا ہے)۔

خلافت کے ضعف کے زمانہ کا حال

تیسری صدی کے اخیر میں جب خلافت عباسیہ کی طاقت ضعیف ہو جانے پر اسلامی ممالک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں۔ تو عرصہ دراز تک اِن حکومتوں میں سے ہر ایک بجائے خود منبع فیض بنی رہی۔ اور ہر ایک میں علمار فضلار اور حکمائے اسلام بکثرت پیدا ہوئے۔ جنکی تصانیف اسلامی دنیا میں شایع ہوئیں۔ جن سے دنیا بھر نے فیض پایا۔ مسلمانوں کی تصانیف ہر قسم کی۔ ہر علم کے متعلق۔ ہر ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہوتی رہیں۔ انہوں نے کوئی ضروری صیغہ نہیں چھوڑا۔ جسمیں اُن کی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نہ ہوں۔

مسلمانوں کی ترقی

ڈاکٹر جانسن صاحب کو گو انگریزی میں سب سے پہلے لغت لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر مسلمانوں میں اون سے پہلے اور بہت پہلے لغت کے مصنف ہو گذرے ہیں۔ ان میں لغت کی ایک کتاب ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ جس میں ہر لفظ کے معنی بسند علماء کے فقرات اور محاورے مستند شعراء کے اشعار کی سند پر بیان کئے گئے ہیں۔

غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے علم طبعیات کی ایک بڑی تاریخی لغات لکھی۔ جو مشہور ہے۔

شاعری کے مسلمان تو موجد ہی ہیں۔ اُنہوں نے نظم کی مختلف بحریں ایجاد کیں۔ مسلمانوں کی بدولت عیسائیوں میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس سے اس زمانہ کے پادری مذہبی اشعار کہنے لگے اور پھر رفتہ رفتہ دلچسپ غزلیں اور عشقیہ فسانے منظوم ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ذریعہ فرانس۔ اٹلی۔ سسلی وغیرہ میں شاعری پھیلی۔

اور ایسے ہی فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے باشندوں کو مسلمانوں کے سبب سے سواری کا شوق ہوا۔ اور وہ عربی گھوڑوں کے شایق ہوئے۔ اور ان ملکوں میں شکار کا شوق بھی مسلمانوں ہی کے ذریعہ پیدا ہوا۔

مورخ تو مسلمانوں میں اسقدر ہوئے۔ جنکا شمار نہیں۔ مسلمانوں کا تاریخی مذاق شہرۂ آفاق اور اُس میں اونکا کمال اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانوں میں سیاح بھی بکثرت گذرے ہیں۔ جو صرف علم کو ترقی دینے کے لئے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے اور اون ممالک کے باشندوں کے حالات قلمبند کرتے اور اپنے سفرنامے لکھتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں مردم شماری اور سلطنت کی آمدنی و خرچ کی تفصیل اور تجارت و صنعت وغیرہ کا حال کتابوں میں درج کئے جانے کا رواج بھی شروع سے چلا آتا ہے۔

مسلمانوں کی عربی میں پوری سائیکلو پیڈیا (وہ مکمل کتاب جسمیں دنیا کی جمیع اشیاء کا پورا بیان ہو) ہے۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت مسیحی مورخونکی تحریریں

مسلمانونکی ترقی و تصانیف کا کچھ قدرے قلیل اندازہ مسٹر ہامر پرگسٹال کی تاریخ سے ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بڑا نامور جرمن عالم اور مستند مورخ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے بیان میں ایک ضخیم کتاب سات جلدوں میں لکھی ہے جس کے صفحوں کی تعداد ۷ ہزار سے زیادہ ہے اور یہ ضخیم کتاب ۶۵۶ ہجری مقدسہ اور خلیفہ مکتفی بامر اللہ کے عہد خلافت کے دسویں برس تک کے حالات میں ختم ہو گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں فاضل مصنف نے ایک فہرست عرب کی ان کتب تواریخ و رجال کی درج کی ہے۔ جو اس کا ماخذ ہیں۔ اس فہرست میں (۲۰۰۰) زیادہ کتابیں درج ہیں۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی اکثر موجودہ مسلمانان ہند نے سنے ہونگے۔ مسلمانوں اور اُن کے علوم و فنون سے دنیا اور اہل دنیا کو جو فیض پہنچا اور ان کے ذریعہ ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اُس کا بیان بڑا طویل ہے جسکی اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں۔ لہذا بخیال اختصار بعض یورپین مسیحی مورخونکی تحریروں کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

بے تعصب انصاف پسند مسیحی یورپین مورخونکی رائے

مسٹر ڈراپر جو یورپین مسیحی نامور مورخ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کے عالم و حکیم اور ہیئت دان وغیرہ چاہتے ہیں کہ اپنی بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو تاریکی میں چھوڑ دیں۔ لیکن انکی یہ کوشش انصاف کی نظروں میں حقیر و معیوب ہے۔

مسلمانونکی ترقی علوم و فنون کی تصدیق

آخرکار یورپ کے عالموں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے علم کو بنیاد اول عربوں نے ڈالی۔ جن کو وہ غیر مہذب اور وحشی کہتے ہیں۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستاروں پر لکھدیا ہے۔ اور آجکل کے ہیئت دانوں کو بھی وہی نام استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عربوں کے مقرر کردہ ہیں۔

عربوں نے صرف علوم کی طرف ہی توجہ نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے روزمرہ کی کارآمد چیزوں پر۔ جو زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ بھی پوری توجہ کی۔ اُنہوں نے زراعت کو بہت بڑی ترقی دی۔ اور اس کے واسطے قانون مقرر کئے۔ جانوروں کی نسل بڑہائی۔ گھوڑوں اور بھیڑوں میں ترقی دینے کے ذرایع پیدا کئے۔ چاول۔ نیشکر اور روئی کا استعمال ہم کو اُنہوں نے ہی سکھایا۔ باغ کے میوے اُن کا استعمال اور اُنکی ترقی کے وسائل ہم نے اُن سے ہی سیکھے۔ ریشم کی پیدایش اور اُس سے عمدہ کپڑے بنانے کی ترکیب ہم کو پہلے معلوم نہ تھی۔ اس کا علم ہم کو مسلمانوں کی طفیل ہوا۔ بارود اور بندوق مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جو بندوق وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوا کرتی تھی۔

علی ہذا اور بہتیری ضروری و کارآمد اور مفید اشیاء کے موجد و ترقی دہندے اور بالخصوص ہم کو اُن سے واقف کرتے اور مستفید ہونیکا طریق بتلانے والے یہی مسلمان ہی ہیں۔

یہی مسٹر ڈراپر لکھتے ہیں کہ آجکل کے مصنف عربوں کی تعلیم میں بہت غلطیاں نکالتے ہیں۔ اُن کو خوب سمجھ لینا اور ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی علمی ترقی کو اُس زمانہ کے حالات اور دیگر قوموں کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم میں جنکو ہم اس وقت کامل سمجھ رہے ہیں۔ ہزاروں غلطیاں نکلیں۔ اسی فاضل مورخ کا بیان ہے کہ جسطرح اہرام مصری کے دیکھنے سے مصر قدیم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسیطرح ہم عربوں کی کتابوں اور عمارتوں کے دیکھنے سے اُن کے علوم و فنون اور صنعت وغیرہ کی ترقی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہی بے تعصب و منصف مزاج مورخ افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مسلمانونکی تصنیفیں اور انکی بنائی ہوئی چیزیں بہت کم موجود ہیں جن میں سے کچھ کو تو انقلاب زمانہ نے ضائع کر دیا اور زیادہ تر عیسائیوں کے حسد کی نذر ہو گئیں۔ جنکو انہوں نے اسلئے تلف و برباد کر ڈالا کہ آیندہ اُن کی وحشیانہ حالت زمانہ پر ظاہر ہو۔ لیکن باایں ہمہ مسلمانوں کی تصنیفات اس قسم کی ابھی تک موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے ادق اور نہایت نازک مسایل تحقیق و حل کرنے میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی ظاہر کی ہے اور اپنے کمال کی طاقت دکھلائی ہے۔

(باقی دارد) راقم محمد محبوب الرحمٰن۔

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو رجوع کر لیا ہے

امید ہے کہ دوسرے علماء بھی جنمیں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اپنے عقیدہ سے آگاہی عطا فرماویں گے

حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف بہت شور علماء نے اس وجہ سے مچا رکھا تھا۔ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود اور مہدی معہود تلوار نہیں چلائیگا۔ نہ کفار کو قتل کریگا۔ بلکہ امن اور صلحکاری کے ساتھ دلائل قاطع اور حجج نیرہ اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے اسلام کی فتح تمام ادیان باطلہ پر کر دیگا۔ برخلاف اس کے علماء اسلام کا عقیدہ جیسا کہ انکی کتب میں درج ہے یہ ہے۔ کہ ایک مہدی ایسا آنیوالا ہے جو کہ اسلام کی ظاہری سلطنت کو دنیا کے اندر قائم کرے گا اور کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کر دیگا اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۱ء میں جو کہ لاہور سے شائع ہوتی ہے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے ایک مضمون شائع کیا ہے کہ مسلمانوں میں علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ آنیوالا مہدی یا مسیح تلوار نہیں چلائیگا بلکہ صرف امن اور صلح کے ساتھ اپنا کام کریگا گویا مولوی صاحب موصوف کے نزدیک تلوار چلانیوالے یا جلالی سلطنت قائم کرنیوالے مہدی کا عقیدہ صرف ان لوگوں کا ہے جو کہ **جاہل** ہیں۔ ہمیں اس بات کے پڑھنے سے خوشی ہے کیونکہ جو عقیدہ حضرت مرزا صاحب اتنی مدت سے شائع کر رہے ہیں اور جس کی وجہ سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا اور جو کہ صحیح عقیدہ اسلامی ہے وہی آخرکار جناب مولوی صاحب نے اختیار کیا بلکہ شائع کیا خواہ وہ اشاعت صرف انگریزی زبان میں ہی ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان پنجاب کے مولویوں میں سے کون کون عالم کہلانیکا حق رکھتے ہیں اور کون کون جاہل کہلانیکے مستحق ہیں اس واسطے ہم تمام مولوی صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ سے ہم کو مطلع فرما کر مشکور فرماویں جو صاحب اطلاع نہ دیں گے ان کی نسبت بہرحال یہی یقین کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہیں۔ کہ ایک تلوار چلانے والا مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جسکی سلطنت ظاہری بھی ہوگی اور جو کفار کو مغلوب کرے گا۔ بعض مولوی صاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ اور اس غرض سے انکی خدمت میں یہ اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔	مولوی عبدالحق صاحب غزنوی	مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری	پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی	
مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی	قاضی سلیمان پھلواری	مولوی محمد اسحٰق صاحب پٹیالہ	مولوی محمد حسین صاحب لدھیانوی۔	مولوی محمد بشیر صاحب ساکن دہلی
مولوی وحید الدین صاحب امرتسری	مولوی عبدالواحد صاحب امام مسجد چینیاں	حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآباد		

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۵)

اس سلسلہ کے سابقہ نمبر میں اُن غیر مسلم ملازمان سررشتہ کی ایک مختصر فہرست دیجاچکی ہے جنہیں عرصۂ قلیل میں مکرر سہ کرر ترقیاں دیگئی ہیں۔ اور ترقیاں بھی خاصی معقول و بیش قرار۔ حالانکہ غریب و بے بس مسلمانوں کو عموماً بہت کم ترقی ملی ہے اور بعض صورتوں میں باوجود صریح استحقاق و اہلیت کے انہیں محض از راہِ نا انصافی و قوم پرستی اضافہ و اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ بعد میں اسی قسم کی چند اور نظیریں معلوم ہوئی ہیں جو درج ذیل کیجاتی ہیں:-

(۱) بہانا رام	۷۰ روپے سے	۸۰ روپیہ	نوٹیفکیشن نمبری ۲۳۱۹-ای مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء		
مکرر	۸۰	۱۰۵	۹۲۲	۴ر اپریل ۱۹۰۷ء	
(۲) باگھ سنگھ	۵۰	۶۰	۲۳۳ ایس	۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	۶۰	۷۰	۱۹۷-ای	۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	
(۳) سیتا رام داس	۶۰	۷۰	۲۸۵-ایس	۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	۷۰	۹۵	۳۰۵-ای	۱۲ر فروری ۱۹۰۷ء	
(۴) رام تا مل	۵۰	۶۰	۲۸۵-ایس	۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	۶۰	۷۶	۱۲۱۰-ای	یکم مئی ۱۹۰۷ء	

ناظرین آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کو کتنی جلدی جلدی اور کیسی فراخدلی سے ترقیاں دیجاتی ہیں۔ اور یہ تو بطور نمونہ بہت تھوڑی مثالیں ہیں جو صرف گورنمنٹ گزٹ پنجاب سے لیگئی ہیں۔ اور صرف سرکاری ہائی سکولوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیگر مدارس میں بھی اغلباً ایسے ہی بہتیرے کیس ہوتے ہونگے۔ برخلاف اس کے گورنمنٹ ہائی سکولوں میں مسلمان ایک بھی ایسا نہ ملیگا جسکو اس عرصہ میں ہندوؤں کی طرح مکرر سہ کرر ترقی ملی ہو۔ ٹریننگ انسٹیٹیوشنوں (مدارس معلمی) اور انسپکشن برانچ (صیغہ معائنہ) میں بھی ایسی ہی کیفیت ہے جو انشاء اللہ اپنے موقع پر بیان کی جائے گی۔

اب ہم حسب وعدہ ایک سرسری نظر ان ترقیوں پر ڈالتے ہیں جو ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء تک دیگئی ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء وہ تاریخ ہے جس میں کہ جدید سکیم شایع کیگئی۔ اور ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء وہ تاریخ ہے جسکو لالہ شیولال صاحب بی۔ اے نے عہدہ رجسٹرار کا چارج لیا تھا۔

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	سندر داس صاحب بہل	۱۲۲۴	یکم ستمبر ۱۹۰۶ء	۲۵ روپے سے ۳۰ روپیہ	۵
(۲)	گوکل چند صاحب	//	//	۲۰۰ سے ۲۵۰	۵۰
(۳)	برج بہاری لال صاحب	//	//	۱۶۰ سے ۲۰۰	۴۰
(۴)	مکھا مداس صاحب	۱۵۹۳-ای	۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۰ سے ۵۵	۵
(۵)	حکم چند صاحب	۲۱۳۶ و ۷۱۸	۲۶ر نومبر ۱۹۰۶ء و ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء	۲۰ سے ۳۰	۱۰
(۶)	اندر بہان صاحب	۱۹۲۰	۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۴۵ سے ۸۰	۳۵
(۷)	گنڈا رام صاحب	۲۱۶۳	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۴۰ سے ۴۵	۵

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۸)	وزیر چند صاحب	نوٹیفکیشن ۲۱۹۴-ای و ۵۷	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء و ۱۸ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵ روپے سے	[illegible]
(۹)	راجن دت	۲۱۴۰	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۵ سے ۲۰	۵
(۱۰)	کرم چند قائمقام ہیڈ ماسٹر	۲۲۹۹	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۰ سے ۱۶۰	۲۰
(۱۱)	نہال چند صاحب	//	//	۱۰۰ سے ۱۲۰	[illegible]
(۱۲)	مول چند صاحب	//	//	۹۰ سے ۱۰۰	۱۰
(۱۳)	بہانا رام صاحب	//	//	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۱۴)	ماسٹر سادھو نرائن صاحب	۲۲۳۸	۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۰ سے ۱۶۰	۲۰
(۱۵)	پیارے لال صاحب	//	//	۱۲۰ سے ۱۴۰	۲۰
(۱۶)	نرائن داس گپتا	// و ۴۴	// و ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء	۱۰۰ سے ۱۲۰	۲۰
(۱۷)	رامچند	۲۲۳۸	۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۹۰ سے ۱۰۰	۱۰
(۱۸)	لکھمن لال	//	//	۸۰ سے ۹۰	۱۰
(۱۹)	بھگت رام	//	//	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۰)	ہرچند داس	//	//	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۲۱)	تلسی رام	۲۲۴۰	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۲۰ سے ۲۵	۵
(۲۲)	شیو نرائن	۲۲۸۱	۲۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۳)	گنگا سنگھ	۵۵	۱۸ر جنوری ۱۹۰۷ء	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۲۴)	گنگا رام	//	//	۵۰ سے ۵۵	۵
(۲۵)	رام چند سوندھی	۵۴	//	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۶)	برکت چند	۶۱	//	۴۰ سے ۴۵	۵
(۲۷)	کرم نرائن	۱۹۶	۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵ سے ۵۵	۱۰
(۲۸)	باگھ سنگھ	۳۳۰ ایس و ۱۹۷ ای	۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء و ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۰ سے ۷۰	۲۰
(۲۹)	بھولا رام	۲۴۱ و ۷۱۹	۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء و ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء	۱۵ سے ۲۰	۵
(۳۰)	جوتھا رام	۲۵۱	۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء	۳۵ سے ۴۰	۵
(۳۱)	میا داس	۴۱۰	۱۳ر فروری ۱۹۰۷ء	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۲)	شام لال	۴۱۱	//	۵۰ سے ۵۵	۵
(۳۳)	سیتا رام داس	۵۳۰	۱۴ر //	۷۰ سے ۹۵	۲۵
(۳۴)	چند کشور	۴۱۹	۱۴ر //	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۵)	بھگومل	//	//	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۶)	دربارا سنگھ	۴۱۹	//	۲۰ سے ۲۵	۵

میزان ترقیات = ۵۹۵ روپے ماہوار

اور اسی عرصہ کے اندر مسلمانوں کو حسب ذیل ترقیاں ملیں:-

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	محمد اشرف	۲۲۱۹	۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۲۰ سے ۱۴۰	۲۰
(۲)	فقیر محمد	۱۹۴۷	۳ر نومبر ۱۹۰۶ء	۳۰ سے ۳۴	۴
(۳)	الٰہی بخش	۲۰۳۶	۱۳ر //	۳۵ سے ۴۰	۵
(۴)	سلطان احمد	۲۲۱۹	۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۲۰ سے ۱۴۰	۲۰
(۵)	نور بخش	//	//	۸۰ سے ۹۰	۱۰
(۶)	ہدایت اللہ	//	//	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۷)	عبد الرحمٰن	۱۱۳	۱۵ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵ سے ۶۰	۵

میزان ترقیات .... ۷۴ روپیہ

حسب ذیل ترقیاں ہندوؤں کو بعد میں اور دیگئیں۔

نام		نمبر		تاریخ	سے		تک
بابا رام	〃	۹۶۶	تاری	۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۸۰	سے	۱۰۵ اردیے عـــہ
گنج لال	〃	۸۲۹	〃	۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء	۳۰	〃	۳۵ صہ
برکت رائے	〃	۸۳۴	〃	〃	۵۵	〃	۶۰ صہ
سیتا پرشاد	〃	۸۳۷	〃	〃	۲۰	〃	۲۵ صہ
۵ منسی دہر	〃	۸۳۸	〃	〃	۱۵	〃	۲۰ صہ

(یہ شخص سررشتہ تعلیم میں تازہ ہی ملازم تہا (دیکھو نمبر ۲۹۱ مورخہ ۴ر اکتوبر جو اسکی تاریخ تقرر ہے)

نام		نمبر		تاریخ	سے		تک
رام پرشاد کہوسلہ	〃	۹۵۰	〃	۳ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۱۰۰	〃	۱۲۰ لـــہ
	〃	۱۰۱۴	〃	۹ر 〃 〃			
رام چندر	〃	۵۶۵	〃	۲۷ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء	۱۳۰	〃	۱۴۰ ـــہ
بہگت سنگہ	〃	۵۶۸	〃	〃	۸۰	〃	۱۰۰ عـــہ

(یہ شخص بہی سررشتہ تعلیم کا تازہ ہی ملازم تہا۔ اسکی تاریخ تقرر ۱۳ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء ہے دیکہو نمبر ۱۴۳۱۔ ایس)

نام		نمبر		تاریخ	سے		تک
چہتر مل	〃	۱۰۸۳	〃	۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۴۰	〃	۵۰ عـــہ
رام دتا مل	〃	۱۲۱۰	〃	یکم مئی	۶۰	〃	۶۷ عـــہ
شاما داس	〃	۱۲۱۱	〃	〃	۵۰	〃	۶۰ عـــہ

(یہ شخص بہی تازہ ہی ملازم ہے تاریخ تقرر ۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء نمبر ۲۱۸۸۔ ای)

میزان ترقیات . . . . ۲۳۶ عـــہ

اور مسلمانوں کو ان کے بالمقابل صرف یہ ایک ترقی ملی وہ بہی پانچ روپیہ کی:۔

غلام علی۔ ۱۵ روپیہ سے ۲۰ روپیہ۔ صہ

اعداد مندرجہ بالا کسی تشریح و ریمارک کے محتاج نہیں۔ بلکہ زبان حال سے خود ہی ہندو عملہ بااختیار کی منصف مزاجی اور حق پسندی و حق رسانی کی داد دے رہے ہیں۔ یعنی جبکہ ہندوؤں کو ۵۹۵ روپیہ ماہانہ ترقی دی گئی مسلمانوں کو اسی چہ ماہ کے عرصہ میں ان کے مقابل فقط سو روپیہ اضافہ ملا۔ اور بعد کے ڈہائی مہینوں میں جہاں ہندو خوش نصیبوں کو ۲۳۶ روپیہ ترقی مرحمت ہوئی وہاں انہیں اپنے ہموطن مسلمان بہائیوں کو صرف پانچ روپیہ کی قلیل و ذلیل ترقی دینے کی ہی توفیق تہی۔ اور بس۔ کیا کوئی غیر متعصب اور انصاف دوست آدمی کہ سکتا ہے کہ عملہ مذکورہ کی یہ کارروائی قوم پرستی اور جنبہ داری سے خالی ہے؟۔ اور اسی پر تو یہ داستان پوری ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ابہی ہمیں اس بارہ میں اور بہت کچھ کہنا ہے۔ اور واقعات و اعداد کی بنا پر ان حضرات کی قوم پرستی کے ایسے کارنامے سنانے ہیں۔

احمدیوں کے مخالف کی بصیرت

جناب سکول ماسٹر صاحب حوالدار سلطان علیخان السلام علیکم۔ سراج الاخبار واقعہ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے کالم ہ میں آپکی طرف سے بعنوان مرزائیوں کو شکست اس بحث کا خلاصہ چہپا ہے۔ جو مابین مولوی ... الدین صاحب ولد حافظ غلام حیدر ساکن دمولیہ تحصیل پنڈ دادنخاں خال امام پلٹن نمبر ۲۵ پنجاب اور سید حسین شاہ صاحب احمدی امام گریشن بیٹری اور غلام مصطفٰے صاحب بابو جیل خانہ ٹانک کالگ میں بشمولیت منصفان ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب صوبہ دار پیر بخش صاحب جمعدار۔ رمضانخان صاحب ہوئی۔ خادم بحیثیت فوجی ہونے کے جواب دینا ضروری سمجہکر عرض پرداز ہے۔ آپ ملاحظہ فرماکر جواب سے سرفراز فرماویں۔

سوال اول۔ مولوی صاحب نے سید صاحب سے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف میں ایک حرف ہی کم و بیش کرنیوالے کو کیا سمجہتے ہیں۔ اس نے کہا کافر مولوی صاحب نے جہٹ ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۱ سے آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی زیادتی دکہادی۔ **جواب**۔ ولا تقف ما لیس لک بہٖ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ یاد رہے ایسا کان سے سناہے تو آپ کسطرح محقق ہیں۔ کہ آنکہہ سے ملاحظہ فرماکر تحقیقات نہ کی۔ اور سچ یا جہوٹ سننے پر غور کی اور جہٹ لکہنے کی فکر کی۔ اگر آنکہہ سے ملاحظہ فرمانے کے بعد لکہنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ تو جب وہاں اسی صفحہ بلکہ اسی سطر میں لکہا ہوا ہے۔ کہ یہ قرأت ابن عباس کی ہے۔ تو کیوں اسکو مرزا صاحب کیطرف منسوب کیا۔ یہ اعتراض مولویصاحب نے ابن عباس پر کیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ناحق اعتراضات پر حیو پیچ کہو لیتے ہیں۔ آپکی سمجہ کے مطابق کیوں ہمیں حق نہیں پہونچتا۔ کہ ہم لکہدیں کہ حوالدار سلطان علیخاں سکول ماسٹر ٹانک کالگ نے سراج الاخبار ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء میں آیت وما ارسلنا من رسولٍ ولا نبیٍّ ولا محدث لکہکر قرآن شریف میں زیادتی کی ہے۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ نیز کس مطبع میں مرزا صاحب نے قرآن شریف چہپوایا ہے جسمیں زیادتی کی ہے۔ پتہ دیا جاوے۔

سوال دوئم۔ جو شخص دعوی کرے کہ میں پیغمبر سے بڑہکر مفہوم قرآن پر حاوی ہوں۔ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہے۔ سید نے کہا کافر۔ اسپر مولویصاحب نے کرامات الصادقین صفحہ ۱۹ سے یہ عبارت پیش کردی "پس یہ خیال کہ گویا جو کچہہ آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑہکر ممکن نہیں۔ بدیہی البطلان ہے"۔ **جواب**۔ اسی صفحہ ۱۹ میں اس عبارت سے پہلے مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے "کہ یہ سچ ہے کہ جو کچہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معنے بیان فرمائے ہیں۔ وہ صحیح اور برحق ہیں۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچہہ معارف قرآن کریم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچہہ نہیں + خداتعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشانی ہے۔ کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک ہی تحقیقات کیجاوے تو ہزار برس ختم ہو جاویگا۔ مگر اس درخت کے پتے کے عجائبات ختم نہ ہونگے"۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک پتے کے عجائبات ہزار برس تک بہی ختم نہیں ہوتے۔ تو قرآن کریم کے عجائبات کہاں ختم ہوسکتے ہیں۔ اسمیں سر یہ ہے۔ کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے۔ اسمیں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اور بےمثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر ایک چیز اسی حالت میں بےنظیر ٹہہر سکتی ہے۔ جبکہ اس کے عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور یہی خاصیت خداتعالیٰ کی ہر ایک مخلوق میں پائی جاتی ہے اور آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا سے ظاہر ہے کہ کلمات ربی ہرگز ختم نہیں ہوسکتے۔ جنابکے نزدیک کلمات ربی سے کیا مراد ہے۔ اگر یہی قرآن کریم مراد ہے جو مابین دفتین میں موجود ہے۔ تو نعوذ باللہ وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر کلمات ربی سے مراد حقایق و معارف قرآنی مراد ہیں۔ اور وہ آپکے نزدیک ختم ہوچکے ہیں۔ تو بہی حسب آیت مذکورہ وعدہ ربی صادق نہیں ٹہہر سکتا۔ ہر دو جہت سے آپ کے عقیدہ کے بموجب وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ حقایق و معارف قرآنی غیر محدود ہیں۔ اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ کما مر سابقاً۔ ہاں جسقدر معارف و حقایق قرآنی کے آنحضرت صلعم کے وقت میں ضرورت تہی وہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے۔ اور سورہ نور پارہ ۱۸ میں خداوند کریم نے آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض میں خلفائے محمدی کی بشارت دی۔ اور آنحضرت صلعم نے بہی فرمایا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد۔ یعنے ہر صدی کے سر پر خداوند کریم مجدد مبعوث کریگا۔ اور وہ فیض محمدی سے مستفیض ہوکر حسب ضرورت زمانہ معارف و حقایق قرآنی بیان کریگا۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے خود بیان فرمایا ہے۔ کہ میں بر بنائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور جو کچہہ معارف و حقایق مجہپر کہلتے ہیں وہ کامل متبع

ہونے کیوجہ سے بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ اور تابع کا کام ہمیشہ متبوع کا کام سمجھا جاتا ہے پس جو حقایق و معارف اس سے پہلے مجددوں نے بیان فرمائے یا مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور بیان فرماوینگے۔ وہ دراصل معارف و حقایق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کیونکہ بیان کنندے فیض محمدی سے مستفیض ہونے کیوجہ سے وارث ان حقایق و معارف قرآنی کے ہوئے اور ہیں اور ہونگے۔ جو انہوں نے بیان فرمائے۔ یا مرزا صاحب بیان فرماتے یا فرماویں گے۔ آپ نے کسطرح خیال فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر یا جدا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جسقدر آپ کے زمانہ میں ضرورت تہی۔ حقایق و معارف قرآنی بیان فرمائے۔ آیندہ کیواسطے حسب آیت و حدیث مذکورہ جس زمانہ میں جسقدر ضرورت ہوئی تہی۔ یا ہے۔ یا ہوگی۔ فیض محمدی سے فیض یافتہ مامور من اللہ بیان فرماتے رہے اور مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ آپ معارف و حقایق قرآنی کو محمدی مانتے ہیں یا غیر محمدی۔ ہمارے نزدیک معارف و حقایق قرآنی [illegible] ہیں۔ کیا درست تھا۔ آپ اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوال سوئم۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آیا معجزات برحق ہیں یا نہیں۔ اور جو شخص ان کو مکروہ اور قابل نفرت سمجھے۔ کیسا ہے۔ وہ بولے معجزات برحق ہیں۔ اور مکروہ جاننے والا کافر۔ مولویصاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ حاشیہ سے یہ عبارت پڑھکر سنا دی "بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ حال کے موافق بطور خاص مصلحت کے تہیں۔ مگر یاد رکہنا چاہیئے۔ کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہیں جیساکہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا" **جواب**۔ مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز معجزات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ازالہ اوہام میں آپکی پیش کردہ عبارت سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنہیں انسانی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولانی صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تہا۔ اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیئے اس کو دکہایا تہا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ صرح ممرد من قواریر جسکو دیکہکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا" آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی کو انکار معجزات کہا جاتا ہے۔ یہ اقرار معجزات ہے۔ یا انکار۔ پہر اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۰۵ سے پہلے لکہا ہے "کہ جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی معجزہ تہا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جہکے ہوئے تہے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنیوالے تہے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تہے۔ اور حضرت مسیح کیوقت میں عام طور پر یہودیونکے ملکوں میں پہیل گئے تہے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکہہ لئے تہے۔ جیساکہ قرآن کریم بہی اس بات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے یا پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے" اور جبکہ یہ بہی امر ثابت شدہ بات ہے کہ مامور من اللہ کو حسب ضرورت زمانہ معجزہ دیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحران مصر کے مقابلہ میں اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا بہت زور تہا۔ لہذا قرآن کریم میں اس قسم کی فصاحت و بلاغت عنایت فرمائی جسکے مقابلہ میں باوجود تحدی کے تاحال فصحا عاجز ہیں۔ اور تاقیامت عاجز رہینگے اسوقت بہی قلم کا زور ہے۔ سو حضرت اقدس کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ دیکہیں اعجاز المسیح کے مقابلہ میں باوجود طلب کرنے علمائے عرب۔ ہند اور مصر کا بالمقابل کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور نہ کرسکتا ہے اسوقت نہ تو علم الترب کا دور ہے اور نہ سچائی کی علامت سمجہا گیا ہے۔ لہذا یہ معجزہ نہ ہونے ضرورت حقہ کے حضرت اقدس کو عنایت نہیں فرمایا گیا۔ سو اب اس علم کو حاصل کرنے کے لئے تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مکروہ اور قابل نفرت معجزہ مسیح کو ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ سلیمان کے معجزہ سے مثال دیکر عقلی معجزہ تسلیم فرمایا ہے۔ زمانہ حال میں جسطرح کہ شعبدہ بازی صناعان یورپ کرتے ہو چڑیوں کو بناتے اور کہلونے کیسے کہلونے بناتے ہیں۔ انکی آجکل ضرورت نہ ہونے کیوجہ سے اسکو مکروہ اور قابل نفرت فرمایا ہے۔ مسیح کے وقت میں ضرورت حقہ ہونیکی وجہ سے معجزہ عقلی تہا۔ اب بغیر ضرورت مثل صناعان یورپ مکروہ اور قابل نفرت یہ عمل ہے۔ اسوقت ضرورت حقہ کیوجہ سے معجزہ تہا۔ عوام الناس اسی مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں سو یہ معجزہ ایسا نہ تہا کہ اس سے مسیح کی خالقیت سمجہی جاتی آپ کیطرح عوام الناس حضرت مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کا شرک ہے۔ میں آپسے پوچہتا ہوں کہ آپ ان چڑیوں کو بہی جان سکتے ہیں جو مسیح نے پیدا کی تہیں۔ کوئی فرق مابہ الامتیاز ہو تو پیش کریں۔ آپ اپنے اعتقاد کے بموجب سوالات دین وغیرہ کلہم مندرجہ ذیل آیات میں تطبیق دیں۔ (۱) سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله والمسيح ابن مريم۔ ترجمہ۔ پکڑ لئے ہیں اپنے عالم اور درویش اللہ کو چہوڑکر رب۔ اور مسیح بیٹے مریم کو یعنی مسیح کو معبود مانا ہے۔

(۲) سورہ نحل پارہ ۱۴۔ والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئًا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون۔ ترجمہ۔ اور جنکو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچہہ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا شدہ ہیں۔ مردے ہیں جنہیں جان نہیں خبر نہیں رکہتے کہ کب اٹہائے جاویں گے۔ یعنی نہ معبود زندہ ہیں اور نہ انہوں نے کچہہ پیدا کیا ہے۔

(۳) الله الذي خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم هل من شركائكم من يفعل من ذٰلكم من شيء سبحانه وتعالى عما يشركون ط ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پہر تم کو روزی دی۔ پہر تم کو مارے گا۔ پہر تم کو زندہ کرے گا۔ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کرسکے ان کاموں میں سے ایک کو۔ (۴) ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار۔ ترجمہ۔ کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے شریک ایسے صفاتیں ٹہیرا رکہے ہیں کہ جیسے خدا خالق ہے وہ بہی خالق ہیں۔ اس دلیل سے انہوں نے انکو خدا مان لیا۔ انکو کہدے اے محمد صلعم کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے۔ وہ اکیلا ہر چیز پر قادر اور غالب ہے۔ دیکہو پارہ ۱۳ سورۃ رعد

جناب مولوی طالب دین صاحب یا جن جناب یہ مولویکر تناقض آیات کو رفع کردیں۔ مخفی نہیں کہ پہلی آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کو لوگوں نے معبود مانا۔ دوسری آیات سے واضح ہے کہ جو معبود مانے گئے ہیں۔ انہوں نے کچہہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خود پیدا شدہ ہیں اور مر گئے ہیں۔ اس سے مسیح نہ تو خالق طیور رہا۔ اور نہ زندہ۔ اگر آپ کا یہ عذر ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکہا تہا۔ تو یہ صریح الحاد ہے۔ اسلئے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفت خاصہ الوہیت بہی غیر کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو کہ ہم یہ اعتقاد تو نہیں رکہتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے خالق طیور تہا۔ بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے دے رکہی تہی۔ اور اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنا دے۔ ایسا عذر بالکل مشرکانہ عذر ہے۔ میں آپ سے پوچہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مارنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع الذات نہ رہی۔ پس یہ خیال کہ مسیح خالق طیور تہا سراسر مشرکانہ خیال ہے۔ کیونکہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے۔ اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اور اوصاف مخصوصہ خدائی اگر عباد میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذہب صحیح و درست ہو جائیں گے۔ جسقدر مخلوق پرست لوگ ہیں انکا یہ قول ہے کہ ہمارے معبودوں کو خدا نے خدائی کی طاقتیں دے رکہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح کی نسبت جو يخلق من الطين کے الفاظ آئے ہیں وہ خالقیت اور قسم کی ہے خالقیت باریتعالیٰ سے اسکو کوئی مشابہت نہیں۔ اگر دراصل مسیح کے جاندار پرندے بنائے ہوئے ہوتے تو خدا کی خالقیت کے مشابہ ہو جاتے۔ اور **خلقوا كخلقه** کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے **فتشابه الخلق عليهم** کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاتی۔ ہو المطلوب۔ آپ جس اخبار میں جوابات چہپوائیں اس کا پرچہ میرے پاس بہیجدیویں۔ فقط۔

خادم احمدی غلام حسین لیس نائک ساکن بہوجہال کلاں تحصیل پنڈ دادنخاں
حال مقیم چہاونی جہلم پلٹن ۲۲ کی ۸ +

حکیم محمد الدین صاحب امرتسری کے استفسار

جناب حکیم صاحب! چند روز ہوئے کہ ہمکو آپ کا ایک اشتہار بذریعہ بہائی جان جناب احمد حسین صاحب فرید آبادی رفیق ایجنسی امرتسر ہوئیچا ہے جس کا عنوان آپنے یہ رکھا ہے کہ "ذکر شن قادیانی کی نرالی چال" جسمیں آپنے بہت سی باتیں بنا کے علاوہ میرزا صاحب قبلہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس نے میرزا صاحب نے ثناء اللہ امرتسری اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ طلب کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر حملہ کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بڑے زور و شور سے کئی ایک قبیلوں کو اپنے دام میں کر لیا تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلعم کے پاس آ کر گفتگو کرنیکو بھی گیا تھا اور دو بدو گفتگو بھی کی تھی اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت صلعم کے سامنے پیش بھی کیا تھا مگر اوسکی زندگی میں آنحضرت صلعم فداہ روحی کا انتقال ہوا اور مسیلمہ زندہ رہا وغیرہ وغیرہ اور پھر یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مسیلمہ کو صادق مان لیا جاوے؟ اور آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) کاذب؟ جواباً عرض ہے کہ یہ آپ کا اختیار ہے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا کہ مسیلمہ کذاب کو صادق تسلیم کریں یا کسی اور کذاب اور مفتری نبی کو کیونکہ جو شخص صادق نبی اور اوس کے نشانات کا منکر ہوگا اور خواہ مخواہ اوس کے جھوٹے اور کذاب ثابت کرنیکی ہی دہن میں رہیگا اوس کے لئے آخر کو یہی سزا مقدر ہو جاتی ہے کہ وہ کذاب اور مفتری کو ہی قبول کرے چنانچہ آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں جو جناب جیسے دل و گردہ رکھنے والے تھے اونھوں نے آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات دیکھنے کے بعد بھی آپ کو قبول نہ کیا مگر مسیلمہ کو قبول کر لیا اور بہت جلد قبول کر لیا پس بدیں صورت آپکے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں کہ آپ اسحالت میں کہ آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات اور معجزات کا انکار کر چکے ہیں اور ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات کا جو مسیلمہ کو یا کسی اور کو قبول کر لیں اور صادق مان لیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسوقت کے متعلق جسقدر نشانات اور علامات بیان کئے تھے اور جو مہدی معہود و مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو جو نشانات بیان کئے تھے جنمیں سے ایک خسوف کسوف بھی تھا (جو اور نشانات کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے) جب ان تمام کا ماننا آپ کے نزدیک اپنی ہتک کرنا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا آنحضرت صلعم یا مسیح موعود کی تکذیب کرنے کیلحاظ صرف یہ حجت تراشنا کہ مسیلمہ کذاب نے آپ سے گفتگو بھی کی تھی اور مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت صلعم وفات پا گئے تھے اور اسطرح پر انکار کر دینا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کے علاوہ آپ لوگوں کے دل اس قسم کے ہی ہو گئے ہیں کہ آپ کے دوست مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جنکی حمایت میں آپنے یہ اشتہار شائع کیا ہے باوجود یکہ اہلحدیث اور آمد کلام اللہ معظم و اتباع سنت کا دعویٰ رکھا ہے یہ بھی زٹل ہانکی ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے دیکھو اہلحدیث ۲۶ جلد ۴ (حالانکہ کلام اللہ نے و من یرتد منکم الخ میں صاف جتادیا ہے کہ بعض کج فہم مرتد بھی ہو نگے) اور یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم سے اکثر لوگ مرتد بھی ہوئے خاصکر کاتب الوحی بھی اور ایسے ہی دوسرے انبیاء سے بھی ہوئے ہوا اور یہ آپ کا پیشگر وہ مسیلمہ کذاب بھی مرتد ہو گیا تھا لیس آپ مسلم ہیں جبکہ ایکطرف آپ آنحضرت صلعم کے نشانات کے منکر ہیں دوسری طرف آپ کا اور آپکے دوستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو آنحضرت صلعم کی صداقت سے باغی ہو جاویں تو ممکن ہی نہیں بلکہ قرین قیاس بھی ہے نہیں کیونکہ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اسکی تردید کرتے ہمہ۔

پھر ظاہر کرنا ضروری ہے کہ میرزا صاحب قبلہ کا خدائی فیصلہ اپنے اور ثناء اللہ کے درمیان طلب کرنا تو آنحضرت صلعم پر حملہ ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان محمد رسول اللہ صلعم و مسیلمہ کذاب کے قصہ کو پیش کرنا جناب نے کس وجہ سے مناسب سمجھا اور آپنے آپ کو اصل مشتارکیہ؟ آیا آپنے ثناء اللہ کو آنحضرت صلعم سے تشبیہ دی ہے اور مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) مسیلمہ ہے؟ اگر یہی بات ہے تو کیا آپنے آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر آپنے حملہ نہیں کیا جو کہ معمولی جیسے مولوی کو آنحضرت سے تشبیہ دیدی؟ وہ سر پھرا ثناء اللہ تو آپ کبھی ایسا حوصلہ ہوا کہ اوسنے ایسا دعویٰ کیا ہو کہ گویا وہ بمنزلہ محمد رسول اللہ صلعم ہے یا کسی اور انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے اگر ثناء اللہ نے ایسا نہیں کہا اور ہرگز نہیں کہا ہوگا تو آپنے اوسکی ذات پر ایسا افترا کیوں کیا؟ کیا اوسنے آپ کو کوئی ایسی تحریر دی ہے جسمیں یہ اجازت آپکو حاصل ہے کہ آپ اوسکی سر پر ایسا بڑا افترا کریں جب کبھی اوسکو حوصلہ نہیں پڑا؟ ایسا ہی کیا اسکا بھی کوئی آپکے پاس ثبوت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم کے اور اپنے درمیان بذریعہ دعا ایسا خدائی فیصلہ طلب کیا تھا یا آنحضرت صلعم نے ایسی دعا کی تھی جسکا مفہوم یہ ہو جیسے کہ جناب مرزا صاحب قبلہ نے ثناء اللہ اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ کی دعا حضرت احدیت میں کی ہے؟ اور اگر نہیں تو ثناء اللہ اور مرزا صاحب کے معاملہ میں ایسی لایعنی کارروائی کرنی کیا معنی دارد؟ کیا مسیلمہ کذاب وہی نہیں ہے جسنے نبوت کا دعویٰ کرکے صرف چند عرصہ میں اپنی ہلاکت اور تباہی سے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹا اور محض بناوٹی نبی تھا؟ کیا آنحضرت صلعم وہی نبی نہیں کہ جسنے بیکسی اور بے بسی کیحالت میں نبوت کا دعویٰ کرکے ایسے وقت میں اپنے مولا کریم کے جان سپرد کی کہ جسوقت میں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ کا اور دشمن لیا اور ۲۳ برس کی کامیاب زندگی سے ثابت کر دیا کہ جھوٹا مردود اسقدر عمر نہیں پاتا کہ اتنے عرصہ تک افترا پردازیاں کرے پھر کس مونہہ سے تو صادق کی صدق چھپاتا ہے؟ کچھ شرم و حیا کر آخر مرنا یاد رکھ کہ مولوی ثناء اللہ کا خدا کے صادق مسیح کے مقابل دعا مباہلہ کے لئے نہ نکلنا اور بیہودہ حیلے بہانے کرکے ٹالنا اور اپنی شوخیوں سے بھی باز نہ آنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اوسمیں اور ان میں کچھ فرق نہیں جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نجران میں رہتے تھے اور کہ جنکو سید الابرار نے دعائے مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى کا مصداق ہونا تو ثناء اللہ اہلحدیث نمبر ۴۶ جلد ۳ میں اقرار کر چکا ہے جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ آیت ولا یتمنونه ابدا الخ کی ہی تحدی اور صداقت کا ثبوت ہے جو وہ دعائے مباہلہ سے حیلے بہانے کرتا رہا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ثناء اللہ اپنے آپ کو شرح صدر سے مومن بھی یقین نہیں کرتا ورنہ یہ ممکن تھا کہ اہل دین آمد کلام اللہ معظم و اتباع سنت کی ڈینگ مار کر لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا کو نظر انداز کرکے مرزا صاحب سے دعا مباہلہ سے گریز کرتا جنکو وہ ایقینا کافر دجال وغیرہ (نعوذ باللہ) جانتا ہے۔

غرضیکہ ان تمام تحقیقات سے جو کچھ نکلتا ہے وہ تو عرض کر دیا گیا مگر اب یہ بتلانا آپکا فرض ہے کہ آپ اپنا اعتقاد مولوی ثناء اللہ کی نسبت ظاہر فرما دیں کیا آپ اوسکو مثیلہ مانتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلعم یا کسی اور نبی جیسا؟ اگر نبی کریم جیسا یا کسی دوسرے نبی جیسا تو اس کا ثبوت پیش کریں جہانپر اوسنے خود بھی یہ دعویٰ کیا ہو نیز یہ بھی تحریر فرما دیں کہ اوسکے دعویٰ کرنے پر مولویصاحبان نے کیا کچھ اوس کے ساتھ مہربانیاں کیں؟ کیا وہ جو کچھ عرصہ ہوا کہ اوسپر فتوے لگے تھے وہ اسی دعویٰ کے متعلق تو نہیں تھے؟ اور اگر مسیلمہ سمجھتے ہیں تو چونکہ مسیلمہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر مرتد ہوا تھا اور بعد اُس کے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا یہ ثبوت درکار ہے کہ ثناء اللہ کسوقت مرتد ہوا اور کس وقت اوس نے مسیلمہ جیسے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا؟ کیا مرتد ہونا اصل

پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ کے طلب

محکمہ ڈاک خانہ کے متعلق جسقدر مضامین میں نے آج تک شائع کئے ہیں میں بڑی خوشی اور مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل نے انپر علے العموم توجہ فرمائی ہے۔

اور مجھے جب سے صاحب ممدوح سے ذاتی نیاز حاصل ہوا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اصلاح کے کاموں میں پبلک اور پبلک اوپینین کی بڑی قدر کرنے والے ہیں انہیں قدرت نے سوچنے والا دماغ عطا کیا ہے پچھلے دنوں میں نے جو ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ اکثر مقامات پر جہاں ہندو پوسٹ ماسٹر ہیں وہاں ڈپٹی مسلمان ہونا چاہئے آپ نے ایکشن لیا ہے اور مناسب اصلاح آپ کر رہے ہیں۔ ایک قوم کے عنصر کا بڑھ جانا انتظامی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوا ہے اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل اس امر کو مشاہدہ کر چکے ہیں اگرچہ صاحب ممدوح نے میری تحریروں پر توجہ فرما کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے مگر میں اس کے لئے ان کا ممنون ہوں میں انشاء اللہ سعی کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو صحیح واقعات ان تک پہونچائے جاویں۔ اب میں ایک اور ضروری امر صاحب ممدوح کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں امید ہے اسپر جلد نوٹس لیں گے۔

پچھلی مرتبہ ڈاکخانہ دہلی کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہاں پر کل اسٹاف ہندو ہے اب جو ہم فسٹ کلاس ہیڈ آفس کیطرف نظر کرتے ہیں تو ہم کو کل کے کل ایسے ہی نظر آتے ہیں مثلاً پشاور ہیڈ آفس میں انگریز پوسٹ ماسٹر ہے جن کے ڈپٹی لالہ منگل سین صاحب مستقل اور بابو بدھاوا رام صاحب قایم مقام ہیں۔ بابو ٹھاکر سنگھ صاحب سب پوسٹ ماسٹر پشاور شہر مستقل اور بابو دولت رام صاحب قائم مقام ہیں بابو نوبت رائے صاحب ہیڈ کلارک اور بابو زنجیت رائے صاحب اکاونٹنٹ کلارک صے اور بابو سیتا رام اور بابو رامجی داس اور کندن لال للعہ گریڈ میں بابو دیوکی نندن شیو پرشاد رامجی اس غلام غوث لالہ گنپت رائے کلارک پشاور شہر اور ٹون انسپکٹر موتی رام صاحب ہیں۔

ایسا ہی حال راولپنڈی ہیڈ آفس کا ہے جسکے پوسٹ ماسٹر صاحب تو یوروپین ہیں اور ڈپٹی پوسٹ ماسٹر صاحب بابو نانک چند صاحب ہیں اور اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر صاحب پنڈت سیرانند صاحب ہیں اکاونٹنٹ منشی نور محمد ہیڈ کلارک لکشمی دہر صے گریڈ میں بابو نرنجن داس و بابو کریم بخش اور صے کے گریڈ میں بابو بیلی رام جنکی جگہ پر بابو برج لال آنیوالے ہیں بابو مرلی رام بابو کندن لال بابو رلا رام و بابو لا بھ چند اور للعہ کے گریڈ میں بابو بھوانی پرشاد کرپال سنگھ عبد القادر محمد بخش محمد حافظ فزال مولا بخش ہیں۔ اب اس موقعہ خیال کرنیکا مقام ہے جب اسقدر ہندو اسٹاف ہوئے تو بیچارے مسلمان کلارکوں کا کیا حال ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہوتا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو چیدہ چیدہ مسلمان کلارک ہیں انکو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ جو جو تکلیف ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کو پہونچتی ہیں نہ پہونچتی۔ اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو آرام کی برانچیں ہیں ان میں سب ہندو کلارک لگائے گئے ہیں مثلاً کار سپانڈنٹ برانچ بابو کرپارام جو کہ ایک للعہ روپیہ ماہوار کا کلارک ہے ہیڈ آف دی برانچ ہے اور بابو ہر چند اور بابو بدری ناتھ جو کہ صے روپیہ کے کلارک ہیں ان کے اسسٹنٹ ہیں اب اس موقع پر ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان کلارک جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ کارسپانڈنٹ میں کام کر سکے کیا کام ڈاکخانہ ان ہر سہ کلارکاں کو یاد رہ سکے گا جس حالت میں کہ ایک عرصہ دراز سے اس برانچ میں کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ہر پہلو سے تکلیف دیتے رہتے ہیں اور افسروں کے سامنے چغلیاں کھا کر مسلمانوں کی بدگوئیاں کر کے انکو نقصان پہونچا رہے ہیں بابو نرنجن داس جو کہ ایک معقول تنخواہ کے کلارک ہیں کیا کبھی ان کو منی آرڈر یا رجسٹری یا سیونگ بنک کے برانچ میں لگا کر بھی اس کا کام ملاحظہ کیا گیا ہے یا صرف ڈلیوری اور سارٹنگ ہی کا کام کر سکتے ہیں عرصہ چند یوم کا ہوا کہ پوسٹ ماسٹر صاحب نے بابو کندن لال کو ہیڈ سارٹنگ کلارک کیا تھا پھر کیا وجہ ہوئی کہ ان کو فوراً ترقی اپنی اصلی جگہ پر ہیڈ پارسل کلارک کی پر واپس کر دیا گیا بابو مہا چند جو کہ صرف رسید بک ہی لگانے کے قابل ہیں للعہ روپیہ کی کلارکی اور رسیدیں چسپاں کرنا یہ آرام کی مد میں نہیں اور کیا ہے۔ ٹون سب آفسوں کو نظر کرو تو وہاں بھی اندھیر مچا ہوا ہے راولپنڈی کچہری میں بابو سیاداس صاحب سب پوسٹ ماسٹر ہیں شہر میں بابو بدھاوا رام سٹڈری روڈ کا ڈاکخانہ ہے اوسمیں بابو دلی چند ہیں گنج میں بابو بسنت سنگھ ہیں صدر بازار میں بابو پریم داس لال کرتی میں البتہ منشی عبد الحکیم ہے تو اسکی بھی خبر نہیں ہے اوس کے برخلاف بہت سی شکایتیں ان ہندو کلارکو کے اغواسے ہو رہی ہیں دیکھئے اس بیچارے کے ساتھ کیونکر گذرتی ہے میری رائے میں تو اس بیچارے کو کسی ہیڈ آفس میں تبدیل کرکے منی آرڈر کا ہیڈ کلارک کر دیں تو بہتر ہے تاکہ جو نقصان ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کو پہونچتے ہیں نہ پہونچیں۔ کیونکہ اس برانچ میں پیشتر بھی اس شخص نے کام کر لیا ہے اور بجائے دو آدمیوں کے اکیلے نے کام لیا گیا تھا بغرض اسواسطے کہ اس کو نالایق کر دیا جاوے اور صے سے تنزل کرا کے صے پر پھر واپس کرا یا جاوے مگر خداوند کریم کی مہربانی شامل حال تھی تو اس مرحلہ کو طے کر ایا تھا اب سب پوسٹ ماسٹری سے [illegible] علے ہذا القیاس انبالہ کے ہیڈ آفس کو ملاحظہ کریں معلوم ہو جائیگا کہ وہاں کیا حال ہے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب یوروپین ہیں بابو کرپا رام صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ہیں بابو بشن داس اکاونٹنٹ اور بابو نہال سنگھ ہیڈ کلارک گوبند رام کلارک دوم۔ بابو مکرجی صاحب کلارک تنخواہ صے پر مقرر ہیں اور اسی گریڈ میں بابو رامانند ہیں اور صے کے گریڈ میں بابو رام جیپال لوکنا تھ و جگت رام اور سید احمد ہیں اور للعہ گریڈ میں بابو گنڈا مل ٹون انسپکٹر اور منشی الٰہی کاشی رام بابو سیتا رام سری کشن بھگوانداس ہیں اس کل ہیڈ آفس میں تو صرف دو ہی مسلمانوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اب ان کے دل سے کوئی پوچھے کیا حالت گذرتی ہوگی ہم کو تو اس لسٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نمبر اوپر کے کسی گریڈ میں ہی پائے جاسکتے ہیں اور نہ کم تنخواہ پر نظر آتے ہیں اگر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

کیا اپنا مذہب بدل دوگے؟ گوروکل میگزین جولائی کے نمبر میں لکھا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ لالہ لاجپت رائے اور راولپنڈی کے آریہ معززین بالکل بے قصور تھے اور اس سختی کے سزاوار نہ تھے جو ان سے کی گئی ہے لیکن اس ناقص دنیا میں بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی گنہگاروں کے ساتھ تکلیف اور مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں۔"

میں گوروکل میگزین کی اس رائے پر علمی پہلو سے ریمارک کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس پہلو سے تو بداہتًا یہ خیال ناقص اور بیہودہ ہے۔ اس کے پاس ان لوگوں کی بے گناہی کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اس قسم کے خیالات ظاہر کرکے آریہ قوم کے اندر انتقام اور نفرت کا مادہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

بلکہ میں اس رائے کے مذہبی پہلو پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں جو دکھ یا سکھ انسان کو ملتا ہے وہ اس کے کرموں کا پھل ہے۔ پس اگر لالہ لاجپت رائے یا راولپنڈی کے آریوں کو کوئی دکھ ملا تو کیا یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں؟ پھر ان کو بے گناہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر آریہ سماج کا یہ ارکن آریوں کے اس اعتقاد کو تبدیل کرکے یہ رائے رکھتا ہے تو ملکی پہلو سے اس پر نظر ہو سکتی ہے مگر مذہبی حیثیت سے یہ رائے نہایت بودی اور مضحکہ خیز ہے۔

عیسائیوں کا اخلاقی اثر پادری سنڈرلینڈ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں عیسوی مشن کو اسلئے ترقی نہیں ہوتی کہ ہمارے عیسائی اہل ہند کے سامنے برا نمونہ پیش کرتے ہیں جتنی خرابیاں ہیں وہ عیسائی ملکوں سے ہی ہندوستان میں پہنچی ہیں اسی ضمن میں آرک بشپ آف بمبئی کی یہ رائے بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم ایک عیسائی ہندوستان میں لا سکتے ہیں تو ایک سو شرابخور لا سکتے ہیں یہ خیال کہ شرابخوری اور افیون خوری کے وسائل کو عیسائی مذہب نے ترقی دی ہے لوگوں کے دلوں پر مسیحیت کے خلاف برا اثر پیدا کرتا ہے اور عیسائیوں کے کام کو جو وہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے کر رہے ہیں مشکل بنا دیتا ہے۔ آرک بشپ مذکور اور پادری سنڈرلینڈ کی رائے پڑھ لینے کے بعد عیسوی مذہب کی ناکامی اور اس کے اثر اور نتیجے کا معلوم کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا اور اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے پیش کردہ عقیدہ کفارہ کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ انسان گناہ آلودہ زندگی کے دریا میں کود پڑے۔ کیونکہ جب یہ یقین دلایا گیا کہ انسان کے گناہ ایک دوسرے کے سر پر لاد دیئے گئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ گناہ نہ کرے۔ یہ مقولہ سچ ہے

عیسائی باش ہر چہ خواہی کن

ہمارے ہی بھائی مسجد سے نکالے گئے ڈیرہ غازیخاں سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی جماعت کو دکھ دینے کیلئے اطراف کے خلاف صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس ایک عرضی دی گئی ہے اس عرضی کی بنا یہ ہے کہ شہر مذکور میں ایک مسجد جو مسجد تیلیاں کے نام سے مشہور ہے ایک ویران اور برباد مسجد تھی کوئی عرصہ گذرتا ہے کہ چند احمدی صاحبان نے اس کو بہ اجازت کمیٹی مرمت کر دیا اور آباد کیا۔ یہ جماعت وہاں امن سے نماز پڑھتی اور خدا کی حمد کرتی تھی۔ کبھی کسی محلہ دار نے یا غیر نے اس پر اعتراض نہ کیا مگر اب بعض خدام دین کی اغوا سے چند محلہ داروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اس مضمون کی عرضی دی ہے کہ احمدی جماعت کے لوگ وہاں نماز نہ پڑھیں کیونکہ مسجد مذکور سنی مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔

اللہ اللہ! مسلمانوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے کہ وہ مسجدوں کو آباد بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ حق ظاہر ہو کر رہیگا۔ ایک وقت تھا کہ نصاریٰ نجران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مباحثہ کے لئے آتے ہیں اور وہ اپنے طریق و دات کے موافق مسجد نبوی میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور ان کو اجازت دی جاتی ہے آج وہ زمانہ ہے کہ ہمارے علماء زمن ایک مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے ظالم طبع مخالفو! خدا سے ڈر جاؤ اور مومنوں کو دکھ دینے میں حد سے مت گذرو۔ ان باتوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا۔ خدا کے گھروں کو برباد مت کرو انہیں آباد ہونے دو۔

اس طریق سے احمدی نماز تو نہیں چھوڑ دیں گے۔ پھر تمہاری اس مشقت سے کیا حاصل؟ اپنے ایک دفعہ برنگ ظرافت ظاہر کیا تھا کہ اگر احمدیوں کے مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے اور وہ کام کی نہیں رہتی تو شافعی مسلمانوں کو بڑی مصیبت پیش آئے گی کیونکہ احمدیوں نے نماز تو ضرور پڑھنی ہے اور قبلہ ہی کی طرف منہ کرکے پڑھنی ہے پھر قبلہ ہی پلید ہو جائیگا اور یہ قرآن شریف کو ام الکتاب اور خاتم الکتب اور کامل کتاب یقین کرکے اسکی تلاوت کرتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور آپ ہی کیا مانتے ہیں پھر ان سب کی خبر نہیں ان عقل کے اندھے مخالفوں کو کیا ان سب کو چھوڑنا پڑیگا؟ مسجدوں کے جھگڑے چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور نو نمازیوں کو ہنسی کا موقع نہیں دینا چاہئے۔ کیا ابھی سیالکوٹ کی مسجد کا مقدمہ جو چیف کورٹ تک پہنچ کر احمدیوں کے حق میں فیصل ہوا۔ کافی نہیں۔ ڈیرہ غازیخاں میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر یا کم از کم خیر خواہ اور اہل اثر ہے تو وہ انہیں سمجھائے کہ ایسی بیہودگیوں سے باز آئیں اور شکم پرست اور دین فروش ملانوں کی باتوں میں نہ آئیں یہ اپنے مطلب کے لئے انہیں باہم لڑاتے ہیں۔ یہ روپیہ جو مقدمات پر خرچ کرتے ہو۔ اسکو کسی خیر میں لگاؤ۔ اسی میں بھلائی اور بہتری ہے۔ ڈیرہ غازیخاں کے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں مجھے کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ وہ افسر ضلع ہونے کی حیثیت سے مقامی حالات سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر میں اتنا کہنا اپنا فرض یقین کرتا ہوں کہ احمدی قوم ایک امن پسند اور وفادار رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کی ہے چونکہ وہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا اعتقاد نہیں رکھتی اور تلوار کے ذریعہ جہاد کا عقیدہ نہیں رکھتی اسوجہ سے نادان اور ناواقف مسلمان اس کی مخالفت کرکے انہیں دکھ دیتے ہیں۔ یہانتک کہ اس جماعت کے واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے ہیں یہ صرف گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کا سطوت ہے کہ مخالف ہم پر وار نہیں کر سکتے ورنہ وہ اپنی طرف سے کوئی کمی نہ کرتے

وصیت نمبر ۱۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں مسمی طفیل احمد ولد منشی نور محمد قوم شیخ ساکن مراد آباد محلہ نئی بستی بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے لہذا اس جگہ درج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ لیکن مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار کا میں ملازم بورڈ چیندوسی ضلع مراد آباد میں سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اس واسطے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ [illegible] روپیہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔

پنجم۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے اور انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ میری اس جائیداد کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اسکو فروخت کرکے قیمت وصول کرے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ششم۔ میں نے یہ وصیت ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجائے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیویں میری نعش کہیں اور دفن نہ کیجائے۔ البتہ امانت کے طور پر صندوق میں رکھکر دفن کیجا سکتی ہے۔

ہفتم۔ اگر کسی وجہ سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد [illegible] میں ہی وصول ہوئے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار [illegible] ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کو ہوگا۔ المرقوم ۳ مئی ۱۹۰۷ء

العبد
طفیل احمد سپرنٹنڈنٹ چونگی چیندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد
عبد الرشید خان احمدی سگنیلر انچارج چیندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد
عبد الحلیم خان احمدی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد
محمد حمید اللہ خان مختار فوجداری ضلع مراد آباد بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد
عبد الحی عفی اللہ عنہ ساکن بدایون وکیل چیندوسی ضلع مراد آباد بقلم خود

گواہ شد
نور محمد ولد امان نور محمد شیخ ساکن مراد آباد بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

وصیت نمبر ۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

مَیں مسمی الٰہی بخش ولد قادر بخش قوم بھٹی پیشہ حجام ساکن اندرون پاک دروازہ محلہ لوہگراں کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں اور اپنی جین حیات میں ادا کرتا رہوں اور ادا کرنے کو مستعد ہوں۔ خداوند کریم اس میں پوری استقامت بخشے اور میری وصیت کردہ کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین۔

۴۔ میری جائیداد اسوقت مبلغ تین سو روپیہ کی ہے اور مبلغ دو سو روپیہ بابت قرضہ حق مہر اہلیہ کا ادا کیا گیا ہے۔ اب مکان کی قیمت صرف یکصد روپیہ بعد ادائیگی قرضہ حق مہر ہوتے ہیں اس حساب سے یکصد روپیہ کا آٹھواں حصہ مبلغ [illegible] روپیہ بنے ہیں جس میں سے مبلغ [illegible] روپیہ اپنی حین حیات میں ادا کرنے کیواسطے آٹھ ماہ کے اندر دیتا ہونگا اور مبلغ [illegible] روپیہ متفرق جو جائیداد غیر منقولہ کے آٹھ ماہ کے اندر اندر اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ خداوند کریم مجھے ہمت و استقامت عطا فرمائے کہ قرض بقدم مجھ سے ادا ہو۔ آمین ثم آمین۔ مکرر آنکہ میں مبلغ [illegible] روپیہ مجلس کارپردازان کو شائع کرا دونگا۔ ۵۔ علاوہ مکان کے باقی اشیاء وغیرہ جن کی قیمت مبلغ [illegible] روپیہ ہوتی ہے وہ آپ کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اسی طرح آئندہ بھی میں اپنی محنت اور مزدوری کا آٹھواں حصہ جمع کرکے ہر ماہ کے بعد ادا کرتا رہونگا چنانچہ اسوقت میرے پاس مبلغ تین روپیہ جمع ہوئے ہیں وہ بھی آج کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں اور آپ میری مزدوری کی سہ ماہ کی رقم میں سے حسب ذیل لنگرخانہ، مدرسہ، اعانت میگزین کل مواز [illegible] ماہوار کے حساب سے تین ماہ کے [illegible] وضع کر لیا کریں اور باقی رقم مجلس کارپردازان مقبرہ بہشتی کے حوالے ہوگی۔ آج مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو مبلغ صد روپیہ آٹھواں حصہ جائیداد جن کی قیمت مبلغ [illegible] روپیہ ہے اور مبلغ تین روپیہ اپنی محنت و مزدوری کا کل مبلغ آٹھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر خدمت میں ارسال کرتا ہوں وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ ۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوا تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور ان کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں اور اخراجات کی شامل میری وہ جائیداد ہوگی جو حسب وعدہ بموجب اشتہار الوصیت حوالہ انجمن کردہ ہے بلکہ میری وہ بقایا کی متفرقہ جائیداد سے ہوگا بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے اور یہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالہ نکیا ہو اور انجمن نے اسکا اعلان باقاعدہ نکیا ہو۔ اس حالت میں اگر زائد مصرف خرچ ہوگی تو وہ بھی میری جائیداد مقبوضہ وارثان سے دیا جاوے گی اور میرے وارث ذمہ وار رہینگے کہ ان اخراجات کو اہم اور خاص ضروریات شرعی سمجھینگے۔ اور میں اپنی زندگی میں خرچ اخراجات تجہیز و تکفین انجمن احمدیہ

کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان میں انجمن مذکور کی طرف سے شائع کرادونگا۔

(۸) یہ کہ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا یا کروں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن مذکور کو ہوگا۔

(۹) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائیداد اس کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۱۰) یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں یہ بھی شرط فرمائی تھی کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے سو وہ بھی میں حسب توفیق پہلے ادا کر چکا ہوں۔ فقط۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

العبد

الٰہی بخش حجام ولد فاور بخش احمدی سکنہ ملتان اندرون پاک دروازہ

مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء

نویسندہ۔ خاکسار سربلند مہرر نہر احمدی دورانہ لنگانہ

گواہ شد

محمد بدرالدین احمدی ہیڈ ماسٹر مدرسہ سٹی نارمل میونسپل بورڈ ملتان شہر

گواہ شد

الٰہی بخش احمدی سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ ملتان شہر

گواہ شد

عبدالرحمان ولد غلام نبی رنگریز احمدی بقلم خود

وصیت ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی عبداللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ ساکن بہلولپور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے یہاں پر درج نہیں کیا گیا۔

(۴) اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد موجودہ و آئندہ کا جو میں پیدا کروں دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو زیر شرائط موجودہ و آئندہ مجریہ انجمن مذکور۔ میری زندگی میں اگر میں خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ادا کر سکوں یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے کل جائیداد نو ہزار کا دسواں حصہ نو سو روپیہ بہ تفصیل ذیل ہے

تفصیل جائیداد موجودہ

نمبر شمار	قسم جائیداد	تعداد جائیداد	قبضہ کی حیثیت	قیمت کل	دسواں حصہ کی قیمت
۱	زمین زرعی واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ	۷ اسگھماؤں	مالکانہ	الحاصل ۱۷۰۰ سترہ سو روپیہ	ما عہ
۲	زمین زرعی واقعہ چک ۱۲۷ بہلولپور ضلع لائلپور	۵۵ گھماؤں ۲ کنال	دخیلکاری	بحساب ۵۶۰۰ پانچہزار چھ سو	۵۶۰
۳	״	۲۸ گھماؤں	غیر دخیلکاری بعوض خدمت نمبرداری	الحاصل ۱۷۰۰ ایکہزار سات سو	ما عہ
				۹۰۰۰	۹۰۰

مکانات سکنی واقعہ بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور اور واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ موجودہ و آئندہ اس وصیت سے خارج ہونگے اگر کسی شہر میں مکان بناؤں یا زمین خریدوں یا کوئی اور تجارت کے طور پر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکا بھی دسواں حصہ دینے کا میں اپنی زندگی میں خود اور میرے مرنے کے بعد اگر میں زندگی میں نہ ادا کروں تو میری ورثا ذمہ وار ہونگے چونکہ زمین دخیلکاری و غیر دخیلکاری جنکی مالک سرکار ہے کے متعلق وصیت کرنا جائز ہے اسواسطے میں نے کل زمین ملکیت اور دخیلکاری اور غیر دخیلکاری کی قیمت مقرر کر دی ہے جو میری اپنی سمجھ کے مطابق نو ہزار روپیہ ہوتا ہے اور دسواں حصہ ۹۰۰ نو سو روپیہ اپنی زندگی میں ادا کرونگا یا میرے بعد میری اولاد بہ ترتیب ادا کرنے کی ذمہ وار ہوگی اسی طرح اور جائیداد کا بھی جو آئندہ زیر شرائط سند رجہ الوصیت پیدا ہو دسویں حصہ کا روپیہ میں یا میری اولاد دینے کی ذمہ وار ہوگی ۷ فروری ۱۹۰۶ء

العبد عبداللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ احمدی نمبردار بہلولپور رکھ ۱۲۷ ضلع لائلپور بقلم خود

گواہ شد الٰہی بخش ولد نبی بخش آبادکار رکھ ۱۲۷ رکھ ضلع لائلپور نت فی الگوٹھہ

گواہ شد محمد الدین احمدی ولد فضل داد قوم جٹ آبادکار چک ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور

وصیت ۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں کریم بخش ولد لہنا قوم آرائیں ساکن ۔۔۔پور علاقہ ریاست نابھہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے۔ لہذا اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔

(۴) میں اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی وصیت کے متعلق ۔۔۔ مکان اور زمین وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر چکا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط ۱۴ ۔۔۔

مکرر یہ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔

العبد کریم بخش سکنہ ۔۔۔پور علاقہ ریاست نابھہ۔ گواہ شد مہدی حسین مہاجر قادیان خادم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ گواہ شد میاں کریم بخش باورچی لنگرخانہ حضرت اقدس قادیان

وصیت ۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں لعل الدین ولد محمود قوم باغبان ساکن قتال پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اسلئے اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔ (۴) اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں بشرح صدر اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو بہ تعمیل رسالہ الوصیت مہینہ یا دو مہینہ کے بعد حساب کر کے بھیج دیا کرونگا۔ اسمیں تو دائمی رہونگا یہ اقرار نامہ ابتغاءً لمرضات اللہ تحریر کر دیا ہے۔ مورخہ ۔۔ مارچ ۱۹۰۶ء العبد لعل الدین باغبان۔ گواہ شد۔ سلطان حامد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد تابعدار حسام الدین بقلم خود ۔

جبکہ یہ بات پھر کہی ہے

ممکن ہے کہ ایک بات ایک دو یا تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اطبا اور آپکے ہمسایہ اُسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اُس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ اپنے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانے والی خبر آپ بکثرت سنیں گے جو ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بامبو یار۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ جن کا دواخانہ محلہ دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال انہیں مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ ہم الیسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور ابتک اس مرض کی کسی قسم کی علامت اُنمیں نظر نہیں آتی۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ اُن سیال زہروں کو جسم سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بے قاعدہ حرکت۔ کمزوری۔ چکر آنا۔ حافظہ اور جسمانی طاقت کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فایدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ملن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ۔ اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کے جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی اصل خرچ لینے کے کی جائیگی۔

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمانہ سابق میں یا بقول انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہیں بھی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج وادلے و طوفان۔ وبا طاعون جو ہندوستان پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں کبھی نازل ہوگی جس نے ہندوستان میں تباہی قیامت برپا کر رکھی ہے۔ بس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہمہ اسم اعظم رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تو یاقوت طاعون دم رف کا ثبوت تو یہی کی چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور جھینکنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور کچھی ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً ہی دماغ و نجلہ کا فور اور مسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سہولت حاصل ہوگا۔ جن کو خود دوا طاعونی کی ضرورت ہو اگر انکو بدن پر بطور مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے یا جاتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ نیز جن میں روپیہ تیل نافع کھجی مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مریضوں پر جب کھی یا مچھر بیٹھ کر جس تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلا طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اسی غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں کھی مچھر کاٹنے کا احتمال ہو سب کو ملیں کیونکہ کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکینگے۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پرو پرائیٹر نوری شفا خانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار مفت درج کرتا ہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفا خانہ موکل میں بھیجے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری سے ہمنوں کی بیہودہ طرازی سے ہم مریضوں کی آہ و زاری سے آجکل عجیب سماں بندھا ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمالو پھر منگاؤ بھلا آپ کیسے کہیں دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے کہ چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلات انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو اہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ دانا طلسمی جو پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس دانا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸/۔ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا اسی سنون کا کام فی بکس ۴/۔

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیا تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ کافور نوری)

نتیل اُتنا۔ اور دھو لگاؤ اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی بیماری وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول الماء تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پربال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ایک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے سرمہ زرخاکی فی تولہ عہ ۔ سرمہ سیاہ بھری فی تولہ ۸/۔

سوتی سنگی شروع پختہ رنگ **کم خرچ بالانشین** خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں ..... توشک لحاف کے واسطے ..... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز عرض ۱ گز قیمت صرف عہ فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بار دارانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو از حیات قادیاں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹ء مطابق ۲۹ رجمادی الثانی | جلد ۱۱

ایک دریافت طلب امر

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سال گذشتہ کے اختتام پر ایک قاعدہ تجویز کیا گیا تھا جس کا منشاء یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی تمام مدات کی آمد مفصل ماہوار شائع ہوا کرے لیکن پہلے ہی مہینہ میں جب اس آمد کی تفصیل کمیٹی کے سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اسکی چھپوائی پر ایک کثیر رقم ماہوار خرچ ہوگی لہذا اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اسکی بجائے یہ قاعدہ تجویز کیا گیا کہ ہر ایک رقم کی جو دفتر محاسب میں پہونچے خواہ وہ کسی مد کی ہو ایک رسید باضابطہ دفتر محاسب سے دی جایا کرے جس کا مثنی دفتر محاسب میں رہے مگر ہم سے کم رقم کی رسید نہ دیجاوے۔ اور یہ اعلان کردیا جاوے کہ فرستندہ روپیہ کو اگر دفتر محاسب کی رسید نہ پہونچے تو اسے اپنے روپے کے متعلق فی الفور خط وکتابت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر اب تک عملدرآمد ہو رہا ہے اور جو رسیدیں کارڈوں پہ فرستندگان رقوم کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں ان کا مثنی کارڈ دفتر محاسب میں رہتا ہے اور حسب منشا فیصلہ کمیٹی اخبارات کے ذریعہ اور رسالہ میں یہ عام اعلان کردیا گیا ہے کہ جو صاحب کوئی رقم دفتر محاسب میں بھیجیں اور انہیں باضابطہ رسید محاسب کے دفتر سے محاسب کی دستخطی نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق خط وکتابت کرکے دریافت کریں۔ اب بعض احباب نے پھر یہ تحریک مجلس ناظم کے سامنے پیش کی ہے کہ رسیدیں بطور ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھپنی چاہئیں۔ اسپر مجلس ناظم نے

یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے احمدی پبلک کی رائے اس معاملہ میں لیجاوے لہذا بذریعہ اخبارات تمام احمدی احباب اور بالخصوص احمدی انجمنوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کرکے اپنی اپنی رائے سے سکرٹری مجلس ناظم کو مطلع کریں چونکہ ایک ایک فرد کی رائے سے معاملہ طول پکڑے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک جگہ احمدی احباب اپنی اپنی انجمنوں میں اس معاملہ کو پیش کرکے انجمن کے فیصلہ سے اطلاع دیں اس طریق سے مجموعی رائے سب احمدی احباب کی مجلس ناظم کے سامنے آجاوے گی سان تمام راؤں پر غور کرکے مجلس ناظم اپنی رائے کے ساتھ اس معاملہ کو مجلس معتمدین میں پیش کرے گی۔ تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ماہ اگست کے اندر اندر اس معاملہ پر بحث کرکے آخری رائے سے مجلس ناظم کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ معاملہ جلدی پیش ہونا [illegible] ہے۔ اس لئے صرف اختتام اگست تک ایسی راؤں کا انتظار کیا جاوے گا۔

وجوہات رسیدوں کے چھپوانیکی ضرورت کے حسب ذیل دیئے گئے ہیں

(۱) اس سے تحریص چندہ دہندگان وغیرہم میں زیادہ چندہ [illegible] یا از سر نو چندہ شروع کرنے کی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) چندہ دہندگان باقاعدہ ماہوار چندہ بھیجا [illegible] کرتے ہیں۔

(۳) مخالفوں یا منافقوں کی بہت سی بدظنیاں اس سے رفع [illegible] جاتی ہیں

(۴) اس سے ہر قسم کی رسید [illegible] رقم [illegible] ہے جن کم [illegible] سکتی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی رقومات کی رسید [illegible] کرتی [illegible]

کیونکہ غلطیاں عموماً ایسی رقومات میں ہی غلط [illegible] ہوا کرتی ہیں

(۵) چونکہ یہ انجمن پبلک اور رجسٹرڈ ہے اس واسطے بھی اسکی آمد شائع ہونی

ضروری ہے + ان کے بالمقابل حسب ذیل وجوہات ہیں

(۱) کل آمد کی چھپوائی پر ایک کثیر رقم صرف ہوگی جو اور کسی دینی ضرورت کے لئے خرچ ہو سکتی ہے چنانچہ گذشتہ آمد کے چھپوانیکا جب اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسپر کمپیتر روپیہ ماہواری یعنی نوسو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اور جوں جوں آمد بڑھیگی یہ چھپوائی کا خرچ بھی بڑھتا چلا جاویگا۔ یہ خرچ صرف اس صورت میں ہے کہ آمد بطور ضمیمہ ریویو وغیرہ کے شائع کرائی جاوے۔

(۲) اتنی رقم کے دیکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو قریباً سولہ صفحے باریک لکھے ہوئے پڑھنے پڑیں گے جو محض تضیع اوقات ہے۔

(۳) ریویو [illegible] بطور ضمیمہ کرنے سے چھپی ہوئی فہرست اہل زر بیندگان رقوم کو نہ پہنچیگی بلکہ [illegible] لوں کو جو رسالہ خریدتے ہیں۔

(۴) با ضابطہ رسید [illegible] خرچ آٹھ دس روپیہ ماہوار سے زائد نہیں اور اس سے فرستندہ کو جلدی اطمینان بھی ہو جاتا ہے بمطبوعہ رسیدوں کے لئے بعض احباب کو ڈیڑھ ماہ کے قریب انتظار کرنا پڑا اگر بیجا۔ اور اتنی دیر بعد تحقیقات میں بھی مشکلات پیدا ہونگی پس اگر رسیدیں چھپوائی بھی جاویں تو بھی باضابطہ رسید فرستندہ کو دئے کے سوائے کام نہیں چل سکتا۔ (۵) اگر بطور ضمیمہ رسیدیں نہ چھپوائی جاویں بلکہ الگ رسالہ کی صورت میں چھاپ کر بھیجی جاویں تو خرچ اور بھی بڑھ جاوے گا۔

(۶) اکثر چندہ دینے والے اس قسم کی تحریص کے محتاج نہیں کہ ان کے نام چھپوائے جاویں بلکہ چندہ کی زیادتی اور قسم کی تحریکات سے ہوتی ہے۔

(۷) بدظنی کے دور کرنے کے لئے سب سے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ قوم کی باضابطہ رسیدیں دی جاویں اور جس فرستندہ رقم کو رسید نہ پہنچے وہ اپنی رقم کے متعلق تحقیقات کرے اور کسی تنازعہ کی صورت میں بھی رسید کافی شہادت ہوگی۔

(۸) مخالفوں اور منافقوں کی بدظنیاں باوجود طبع آمد کے دور نہیں ہو سکتیں۔ عمدہ ان بدظنیوں کے دور کرنے کیلئے ایک مجمل نقشہ ہر مد کی آمد اور خرچ ماہوار کا طبع ہونا کافی ہے۔ جسپر صاحب امین اور ناظر اور محاسب صدر انجمن احمدیہ کے دستخط تصدیقی ہوں۔

(۹) پبلک یا رجسٹرڈ انجمنوں کے لئے اپنی آمد شائع کرانا ضروری نہیں ہے۔ زیادتی خرچ کے خلاف یہ دلیل دی گئی ہے کہ جسقدر خرچ ہوگا اس کے بالمقابل رسیدوں کے شائع ہونے سے آمد بڑھ جاوے گی۔ دوسری طرف سے یہ دلیل اس کے خلاف دیگئی ہے کہ محض طبع آمد سے آمد میں ترقی ہو جانا ایک موہوم امید ہے اور خرچ کثیر مستقل ماہوار پڑتا رہیگا۔

جملہ انجمنیں اس معاملہ پر غور کرکے جلد تر اپنی اپنی راؤں سے مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۶ راگست ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

[illegible] اگست ۱۹۰۶ء۔ رَبِّ اجْعَلْنِي غَالِبًا عَلٰى غَيْرِي
ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر
[illegible]
[illegible] اٰتِيكَ بَغْتَةً
ترجمہ۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤں گا۔
۸ راگست ۱۹۰۶ء۔ اسلام
[illegible] اِنِّي مُبَشِّرٌ۔

تعدد ازدواج کے مسئلہ پر ایک جاہلانہ حملہ

پایونیر مورخہ ۲۵ جولائی نے اپنے انڈین نیوز اینڈ نوٹس کے کالم میں سوتیا ڈاہ کے ایک ناگوار واقعہ کا ذکر کرکے تعدد ازدواج سے متعلق شریعت حقہ اسلامیہ پر ایک ناروا حملہ کیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ضلع بلورا میں بابر علی نام ایک مسلمان کے دو بیویاں تہیں جنمیں سے چھوٹی اور بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کو وہ زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے اس غیر عادلانہ سلوک سے بڑی سوکن اندر ہی اندر جلتی اور اس کے ساتھ عداوت رکھتی تھی۔ آخر ایک دن جبکہ شوہر باہر گیا ہوا تھا اور وہ لیٹے پڑی سوتی تھی یہ ایک چھرا یا تیر لے کر اسکی چھاتی پر جا چڑھی اور اس کا کام تمام چاہتی تھی کہ وہ جاگ اٹھی اور واویلا کرنے لگی۔ ہمسایے شنکر دوڑے آئے۔ نتیجہ نکلنا چاہتی تھی۔ لیکن گرفتار ہو کر پولیس کے حوالے کی گئی۔ ہمعصر پایونیر کے عنوان واقع سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو تعدد ازدواج کی خرابیوں میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ اسلام ایسے تعدد ازدواج کو سرے سے جائز ہی نہیں رکھتا جسمیں سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ برتا جاوے۔ قرآن کریم میں جو مسلمانوں کا سب سے مقدم دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے۔ صاف صاف ارشاد موجود ہے کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔ اب اگر کوئی اسکی خلاف ورزی کرکے خطا [illegible] اور فضیحت اٹھائے۔ تو اس میں احکام اسلام کا کیا قصور ہے؟ ایک شخص شراب پی کر بدمست ہو جاتا۔ اور جادۂ اعتدال سے گر کر سنتری کے ڈنڈے کھاتا ہوا کوتوالی تک بصد خرابی اور رسوائی پہنچتا ہے تو اسمیں اسکی اپنی [illegible] گورنمنٹ کے اس قانون کی۔ جس نے شراب کی خرید و فروخت کو جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کے دوائی استعمال کی بہی ضرورت پڑتی ہے۔ یا اس [illegible] گورنمنٹ اور اس کے قانون کا اپنا کوئی مذہب نہیں۔ [illegible] اگر اپنے مذہب کا پاس ہے تو وہ خود اس ام الخبائث سے اجتناب کریں گے۔ اور جن کے مشرب میں اس کا پینا روا ہے وہ حد اعتدال کا خیال نہ رکھیں گے۔ تو آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ سرکار نے مے نوشی کو حکام ضروری و لازمی قرار نہیں دیا۔ اور نہ قانون میں کہیں اس کے حد اعتدال سے بڑھنے اور استعمال اور بجالت بدمستی حرکات کم ظرفی کی تاکید آئی ہے۔ اس قانونی آزادی سے ناجائز فایدہ وہی اٹھاتے ہیں جو طبعاً خباثت کے دلدادہ ہیں پھر قانون کو بدنام کرنا ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر حق بجانب ہو سکتا ہے؟

دل آزار درسی کتاب بدل دیگئی

جس ناگوار اور دل آزار کتاب کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا اس کے متعلق ناظرین الحکم بڑی مسرت سے پڑھیں گے کہ آخر بمبئی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شکایت پر فوری توجہ کرکے نصاب تعلیم میں سے وہ گجراتی کتاب کہ جسمیں پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمات اور جھوٹی باتیں لکھی ہوئی تہیں نکلوا دی۔ اب یہ کتاب نئے سرے سے فوراً شائع کیجائیگی اور اسمیں سے جھوٹ اور دل آزار باتیں نکال دیجائینگی جن طلبا نے یہ قدیم کتاب لے رکھی ہے انکو قدیم کتاب کے عوض نئی کتاب بغیر زائد دام دیئے ملجائیگی۔ گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل مشکوری ہے ہندوستان میں تواریخ کی بعض کتابیں بھی ایسی ہی ہیں انکو پڑھنے سے ہندو اور مسلمانوں کے دلیں میں ایسی نفرت بڑھتی ہے اور یہ بات ملک کی بہتری کے لئے مفید نہیں ہے۔ تواریخ کی کتاب میں سے ایسی باتوں کا نکال ڈالنا بہی نہایت مناسب ہے اب وقت ہے کہ گورنمنٹ

مخالفت

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴ر جولائی ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک خط بجواب مولوی نور الدین صاحب چھپا ہے جسمیں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اور قابل ایڈیٹر اخبار موصوف نے اس خط کے مضمون پر یہ ادعا ظاہر کیا ہے کہ دیکھیے مولویصاحبان مذہب اسلام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں۔

مجھکو اس امر سے توکوئی بحث نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیاں صحیح ہیں یا غلط یہ امر تو خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ میرے نزدیک دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ قدرت کا یہ مستمرہ قانون ہے کہ خدا کے ماموروں کے ساتھ اُس زمانہ کے آدمی مخالفت کیا کرتے ہیں اور یہی امر انکے کام کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بلکہ جسقدر زیادہ مخالفت ہوگی اسی قدر ان کا طریق ریفارم زیادہ ترقی کرے گا۔ پہلے ہم اپنے پیارے نبی کے حالات کو پیش کرتے ہیں اُن کے مخالفوں نے کسقدر سخت مخالفت کی اور قتل تک منصوبے کئے اور آپ اپنے مولا کے حکم سے جان بچا کر بھاگ گئے اور تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے پھر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ پھران کے شایع کردہ دین نے ان کی ہی آنکھوں کے سامنے کہاں تک ترقی کی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کہ جب آنحضرت ایک فاتح کے شان سے حرم بیت اللہ میں بیٹھے ہیں اور روسار قریش مجرموں کی طرح دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں کس امر کا نتیجہ تہا؟ سو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہنے کا۔

غرض یہ مخالفت ہی ترقی اشاعت سچے مذہب کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس میں قدرت کی یہ حکمت ہے کہ اس مخالفت میں مامورمن اللہ کا امتحان مطلوب ہے۔ اس کے سچے جوش کی آزمایش ہے۔ اور یہی اوس کی سچائی کی بڑی بہاری دلیل ہے اگر اسمیں سچائی اور راستی کی روح نہیں بولتی تو اوس نے اتنی تکلیفات اور تعدیات مخالفت کس لئے گوارا کر رکھی ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بھی بڑا بہاری ثبوت ہے کہ ان کی سخت سے سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور آپ اوسی دہن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہی مخالفت اُن کی ترقی ریفارم کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اور یہ الہام۔ یاتیك من کل فج عمیق۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچا ہوتا دیکھ لیا۔ سعید الفطرت آدمی کے لئے راستی کا ایک نکتہ کافی ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ اور بد طینت اور شقی القلب آدمیوں نے آنحضرت کی ساری پیشگوئیوں کو اپنے سامنے پوری ہوتے دیکھا۔ مگر ایمان نہیں لائے۔

دنیا میں ہمیشہ سے سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے کیونکہ راستی عام سافلی خیالات کے برخلاف ہوتی ہے اس لئے اسکی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اور راستی چونکہ راستی ہے اور انسانی اُن طبیعتوں پر ضرور اثر کرتی ہے جن میں راستی کی طلب قدرت نے ودیعت کی ہے اس لئے وہ راستی کا حامی اور پیرو کار شخص ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دو شخص مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کریں اور دونوں سچے ہوں! سچا وہی ہے جس کی صداقت کا ثبوت خدا کے مقرر قانون سے مل چکا۔ اور جو شخص جناب خاتم المرسلین کی پیروی کے سارے منازل (مخالفت عام۔ اور تکلیف دہی اور دشنام دہی سے یاد کرنا) اور اُن کا اوسی اصلاح مذہب میں لگے رہنا جن کے لئے وہ مامور ہوئے ہیں وہی شخص محمد رسول اللہ کا سچا خادم کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ نہ کہ ہر ایک شخص جو منہ سے کہدے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

سر مدغم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جو مخالفت مرزا صاحب کی ہوئی وہ ڈاکٹر صاحب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا دعوےٰ سچا نہیں ہے۔ اور ان کا دعوےٰ اس لئے سچا نہیں کہ پہلے دعویدار کا دعوےٰ تصدیق ہو چکا۔ کیا ہر ایک مدعی مسیحیت سچا ہو سکتا ہے اور اس کے دعوے کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسکی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی تائید کی جاتی ہے۔

محمد رسول اللہ پر تو فوجیں لے لے کر چڑہائی کرتے ہیں۔ اور مسیلمہ کی مدد کو لاکھوں آدمی خود بخود جمع ہو جاتے۔ میری رائے میں ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوےٰ (مسیح موعود) حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی غرض سے ہے جیسا کہ مسیلمہ کا دعوےٰ جناب خاتم المرسلین کی مخالفت کے لئے تہا اور امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی بمقابلہ حضرت مرزا صاحب کے وہی کامیابی حاصل کریں گے جو مسیلمہ کو ہوئی۔ اور ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ نیچرل لا یہی ہے۔

غلام احمد خاں کا ٹھ گڈہ ضلع ہوشیار پور

کوئی سعادتمند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی اراکین زمیندار ہے اور مہاجر قادیان ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیان لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین قادیان میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیان ہو۔

کلماتِ طیباتِ حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

آجکل کا فقر اور فقراء ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء - فرمایا - میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں - مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے - اصل دین سے بالکل الگ ہیں جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں - توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں - جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف دنیا پرستی کی باتیں ہیں اور ایک ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور انکی مشق میں شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے - تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے آج کل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلیٰ عبادت ہے - اسکی یا تو پروا ہی نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار کاٹنی ہوتی ہے - اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں - ایک ذکر ارّہ بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچتا ہے - بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں جو دیوانے ہو جاتے ہیں اُن کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں - خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں - خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے - کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے - صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے - دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے - خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر اختیار رہے - خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے - نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے - نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے جس کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں - ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں - فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادہ بڑھتا ہے - انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل - سورج اور چاند - ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں - فکر معرفت کو بڑھاتا ہے - غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے - کہ جو دم غافل سو دم کافر - آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں - جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے - اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے - کہ اس میں لکھا ہے - کہ کوشش اور محنت کرنیوالوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے چلا جاتا ہے - تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے - ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں - بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں - اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے - ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا - ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا - جاتے ہوئے اس نے بھائی صاحب کو الگ لیجا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے - یہ کہکر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پر تاثیر ہے - کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت - ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں - وہ کلام پاک جسمیں ھدی للمتقین کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں - انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے - کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکل کو قائم کرے -

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا - آپ نے فرمایا - کہ کس لئے ایسا کرتا ہے - اس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں - آپ نے فرمایا کہ کیا توکل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ بات بلال کو فرمائی اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت انکی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے -

نصیحت ایک شخص نے عرض کی - کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں - اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے - تو مجھے کیا کرنا چاہئے - فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو - اور اس کے معانی پر خوب غور کرو - نماز کو دل لگاکر پڑھو - اور احکام شریعت پر عمل کرو - انسان کا کام یہی ہے آگے پھر خدا کے کام شروع ہو جاتے ہیں جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس پر راضی ہوتا ہے -

اختلاف فقہاء فرمایا آجکل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اسقدر اختلاف ہے - کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے - کہ اس میں اختلاف ہے - جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا - کہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے - کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں - کہ دوا گرم ہے یا سرد - تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے - میں کہدیا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے - اول تو اس اختلاف کے کئی فرقے ہیں - پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے انمیں سے آپس میں اختلاف ہے - پھر خود امام ابو حنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے -

آجکل کے پیروں کے مرید فرمایا آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں - بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں - ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قائم رہتے ہیں صرف پیر کو چندہ دیکر وہ مرید بن سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں - اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا اگر ایسا کرنا جائز ہوتا - تو آنحضرت ابو جہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے - وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی - مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں -

آخری مرحلہ

۱۲ر جولائی ۱۹۰۷ء - ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شائع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آخری مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب آخری فیصلہ کی تقریب پیدا کر دی ہے براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً وہ یہی فتح ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ اب آخری فیصلہ ہے۔

ایک دوست نے عرض کی کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لا تنقطع الاعداء الا بموت احدٍ منہم

ترجمہ۔ دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر انہیں سے ایک کی موت کے ساتھ۔

فرمایا۔ ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کرکے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعوٰی کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلد باز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں کسی جگہ گیا تھا اور میں نے آپکی جماعت کے بعض کو نماز کی بروقت پابندی میں اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔ فرمایا۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور ثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جسدن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اوسدن اس کی حالت وہ تھی۔ جو آج اسکی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اسکی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا کہ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اسکی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہگاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کیطرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا ہے فرمایا تم نے ان کے سلام میں سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جسکو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو۔ بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی ہم نے دعا کی الہام ہوا السلام علیکم۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کرکے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ مستفتی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔ وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آجکل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے رسول کی [illegible] نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک [illegible] آپ کو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے۔ اس کو مانا جاتا ہے اور قبول کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے۔ ان کو نہیں دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جائے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! کیا تم ہی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے احتیاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور [illegible] جبکہ دنیا کے [illegible] کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگ گیا بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا ملّاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جس پر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے دیکھو تمام [illegible] اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے ہی آئی [illegible] حالانکہ انہیں کوئی ایسے معارف اور حقایق نہیں۔ جیسے کہ خدا کی [illegible] کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع میں ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز پورا اتباع کے خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ [illegible] اسی واسطے ہے کہ اس کو پورا اتباع حاصل نہیں۔

آنحضرت صلعم ۲۳ سال دنیا میں رہے یقینی یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اسباب کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم نے کیا عمل کیا تھا۔

عملی نمونہ دکھاؤ

ہم بعض اعرابیوں کا قصہ حدیث میں پڑھکر تعجب کیا کرتے تھے اب بعض اوقات مدینۃ المسیح میں یہ نظارہ ان آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے آج ۱۷ر جولائی قبل از خطبۂ جمعہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص (جسے اعرابی ہی کہنا چاہئیے) عرض کیا کہ حضور میری بیوی کسی صورت میں مسلمان نہیں ہوتی۔ کیا کروں میں تو اسے بہتیرا سمجھا چکا ہوں۔

فرمایا دیکھو زبانی واعظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کرکے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے تم اپنی حالت کو ٹھیک کرو اور ایسے ہو کہ لوگ بے اختیار بول اٹھیں اب تم وہ نہیں رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تمہاری بیوی کیا کئی لوگ تمہارا مذہب قبول کرلیں گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

پس جب بیوی سے تمہارا اچھا سلوک ہوگا۔ تو وہ خود بخود محجوب ہوکر تمہاری مخالفت چھوڑ دے گی اور دل سے جان لیگی کہ یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ جس میں ایسے نرم وعمدہ سلوک کی ہدایت ہوتی ہے پھر وہ خواہ مخواہ متابعت کرے گی احسان تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ایک کتا بھی نادم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک انسان۔

اس نے عرض کی۔ کہ حضور وہ تو کبھی نہیں ماننے کی۔

فرمایا۔ دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہئیے۔ خداتعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔ دعا کرنی چاہئیے کہ دل سے نکلی ہوئی دعا ضائع نہیں جاتی اور لطیف پیرایے میں نصیحت بھی کرتے رہیں مگر سختی نہ کریں۔ اسے سمجھائیں۔ کہ ہمارا وہی اسلام دین ہے یہ کوئی نیا مذہب نہیں وہی نماز وہی روزہ وہی حج وہی زکوۃ۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ یہ باتیں جو صرف جسم بے روح رہ گئی ہیں ہم انہیں اخلاص کی خاص روح پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اثر جو مرتب نہیں ہوتے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے طور سے ادا کئے جاویں۔ کہ انہیں اثر پیدا ہوں۔ عقیدہ میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسےٰ کو ہم اور نبیوں کی طرح فوت شدہ مانتے ہیں اور ایک مسلمان کی محبت جو اسے اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ جب آپ فوت ہوگئے۔ تو ان کے بعد کسی کو زندہ نہ سمجھیں۔ صحابہ کرام کس قدر درد والم میں تھے۔ جب ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا تو سب کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ گریا در کھو ان وعظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک ساتھ دعا اور اپنا عملی نمونہ نہ ہو۔ ہر جمعہ کس قدر مولوی سر کھپاتے ہیں مگر خاک بھی اثر نہیں ہوتا کیوں؟ اسلئے کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ انکا خود اس پر عمل نہیں۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے انہیں سے کسی نے بھی وعظوں سے اتنا سر نہیں مارا۔ جتنا دعا و عملی نمونہ کام دیتا ہے۔ سو اس سے میسر لانے کی کوشش کرو۔

(اکمل آف گولیکی)

ایک خط اور اس کا جواب

(۱) سوال۔ سونا اور ریشم کی حرمت کی دلیل قرآن کریم سے تحریر فرمادیں

(۲) سوال۔ طاعون زدہ مقاموں سے ہجرت کی دلیل کونسی ہے اور متفق علیہ حدیث جو معروف ہے اس کا کیا جواب۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔ امابعد احادیث صحیحہ میں پارچہ ریشمی حریر وغیرہ کا پہننا مردوں کو ممنوع ہے اور سنت نبوی بیان کرنیوالی ہے قرآن مجید کی ہے۔ پس اگر قرآن مجید میں ہم کو کوئی مسئلہ بہ تصریح نہ ملے تو سنت صحیحہ سے معلوم کرنا چاہئیے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ما اتٰکم الرسول فخذوہ اتٰکم وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حرمت پارچہ حریر ریشم کی احادیث یہ ہیں۔ انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہ فی الاخرۃ۔ یعنے ریشم حریر کے کپڑے وہ شخص پہنتا ہے جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

اس حدیث سے بھی مردوں کے لئے حرام ہونا پارچہ ریشمی کے پہننے کا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم میں ہے لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔ یعنی مت پہنو تم کپڑے ریشمی حریر کے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اس کو پہنے گا۔ تو آخرت میں اسکو نہ پہن سکیگا۔

طاعون کی نسبت حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی ہے جو صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام میں گئے۔ یہانتک کہ مقام سرغ میں پہونچے تو آپ کے پاس امراء فلسطین۔ اردن۔ دمشق۔ حمص اور قنسرین کے آحاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ممالک شام میں وبا طاعون کی پڑی ہوئی ہے تو حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو طلب فرمایا اور مشورہ کیا تو انہوں نے باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ نے جس کام کے لئے خروج کیا ہے اس امر سے لوٹ جانا نہیں چاہئے بعض نے کہا کہ آپ کے ہمراہ کچھ اصحاب رسول صلعم کا بقیہ ہے ہماری رائے میں نہیں آتا کہ انکو آپ وبائے طاعون کی محل میں لیجاویں۔ پھر حضرت عمر نے جماعت انصار کو طلب فرمایا اور انسے مشورہ طلب کیا تو انصار نے بھی ویسا ہی اختلاف کیا جیسا کہ مہاجرین اولین نے کیا تھا تب انہوں قریش کو جو فتح کے سال بلایا۔ جو قبل فتح مکہ کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان شیوخ قریش نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ محل طاعون میں نہ جاویں اور یہاں سے لوٹ جاویں پھر حضرت عمر نے منادی کرائی کہ صبح کو فلاں ٹیلے یعنے اونچے مقام کیطرف کوچ کرینگے اور وہیں ٹھہرینگے پس صبح کو آپ نے کوچ کیا اور وادی اونچے مقام میں جا ٹھہرے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے آپ پر اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تم بھاگتے ہو تو آپ نے حضرت عبیدہ سے فرمایا کہ اگر اے عبیدہ تیرے سوائے کوئی اور یہ اعتراض کرتا تو اسکو میں ٹھیک کر دیتا (حالانکہ حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ کا خلاف کرنا بہت ناپسند رکھتے تھے) اور پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم تقدیر اللہ سے فرار کرتے ہیں مگر تقدیر الٰہی کیطرف رجوع کرتے ہیں یعنی یہ ہمارا پرہیز بھی تقدیر اللہ سے باہر نہیں ہے اور ایک دلیل عقلی بھی بیان فرمائی کہ اگر ایک وادی کی ایکطرف تو سبزہ زار ہو اور دوسری طرف خشک ہو تو اگر اپنے اونٹوں کو تو سبزہ زار میں چراوے تو یہ بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے اور خشک طرف میں اونٹوں کا چرانا بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھ کو عقل بھی دی ہے۔ اسلئے بالضرور تو اپنے اونٹوں کو سبزہ زار ہی میں چراویگا مگر اس سے

تبصرہ

(ریویو)

۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء کو جناب اوستاد نا بابو عمر دراز خاں صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری ڈیرہ اسمٰعیل خاں حال وارد لاہور چھاؤنی کی معرفت مجھکو ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "یجر وید کے اول منتر کا ترجمہ اور تفسیر" بغرض ریویو اور (آدیبھی) ان کے دیکھنے کو ملا جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب (جگدمبا پرشاد) نامی نومسلم نوجوان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا اور پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی اگر اس طرز پر ویدوں کا ترجمہ اردو میں شایع ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہوگا یعنے وہ اصحاب اس سے بہت سا فائدہ حاصل کرسکیں گے جنکو آریوں اور سناتن دہرمیوں سے گفتگو کرتے یا تحریری و تقریری بحث مباحثہ کرنے کی ضرورت لاحق ہوجایا کرتی ہے مگر ویدوں کے اردو میں لفظی ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الزامی جواب دینے پر ایسے قادر نہیں ہوسکتے جیسے کہ ہونا چاہئے۔ اسلئے ایسے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مگر میرے خیال میں اگر لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) کو نقل کیا جاوے تو زیادہ دلچسپ ہوجاویگا جیسے کہ اس رسالہ میں ان ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ سناتنی درحقیقت بت پرست اس لئے ہیں کہ اون کے نزدیک وید کے رو سے (یعنے اون کے ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے) ہر ایک شئے پرمیشر ہے (یعنے وے ہمہ اوست کے قایل ہونے کی وجہ سے بت پرستی کرتے ہیں کیونکہ اون کے نزدیک مثلاً اگر ایک پتھر کو شوجی کی یا کرشن جی و رام چندر جی کی مورت بنا کر پوجا جاتا ہے تو وہ اس پتھر کی پرستش نہیں ہے بلکہ دراصل پرمیشر کی پرستش ہے جیسے کہ اس رسالہ (زیر ریویو) میں پنڈت جوالا پرشاد سناتنی مفسر کے بہاؤ ارتھ یعنے مطلب وید منتر میں بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ پلاس (ڈہاک) کے درخت کی شاخ وغیرہ کو مخاطب کرنے سے کیا وہ سنتے ہیں؟ اس سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب خلقت ایشور روپ (پرمیشر کی شکل صورت والی) ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

पुरुष एव इदम् सर्वम्

یعنے وہ پرش (پرمیشور) ہی یہ سب کچھ ہے یجور وید کی ۳۱ وین اور ایسے ہی یہ کہ

सर्वं खल्विदं ब्रह्म

یعنے یقیناً یہ سب برہم ہی ہیں (چھاندوگیو اوپنشد) اس کے بعد جوالا پرشاد صاحب سناتنی لکھتے ہیں کہ "ان منتروں کے بموجب سب خلقت کے ایشور روپ (پرمیشور کی شکل) ہونے سے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ساری باتیں اوسی پرماتما کو مخاطب کرکے کہی جاتی ہیں"

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک شئے دراصل پرمیشور ہے اور اس لئے کسی چیز کی پرستش کرنی دراصل پرمیشر کی پرستش (پوجا) کرنی ہے مثلاً اگر ایک شخص لنگ کی پوجا کرتا ہے تو وہ دراصل لنگ کی نہیں بلکہ پرمیشور کی پوجا کرتا ہے کیونکہ پرمیشور نے لنگ روپ دھارن کیا ہے (نعوذ باللہ) اسی طرح اس عقیدہ کے بموجب ہر ایک چیز پرمیشور ہوسکتی ہے مگر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب خلقت ایشور روپ ہے تو کسی کو کسی کی پرستش کرنے کی کیا ضرورت ہے جس حالت میں کہ سب کی حالت ایک جیسی ہے یعنی ایشوری روپ ہیں اور ہر ایک طرح کی کمزوری سے بری ہیں کیونکہ کمزور اور ناتواں کو ہی توانا اور القادر کی امداد کی ضرورت ہے نہ کہ القادر کو کسی دوسرے اپنے ہم جنس کی۔ علاوہ ازیں اس تعلیم کو پڑھکر کسی قدر تعجب ہی ہم کو ہوتا ہے کہ کیونکر ہندو صاحبان اس تعلیم کو ایشور کرت ثابت کرتے ہیں کیونکہ اگر ایک درخت کی شاخ (جیسے ڈہاک کے درخت کی شاخ جو اس منتر میں مخاطب ہے) جب ایشور کا روپ یقین ہوسکتی ہے تو دوسرے بزرگان دین کو مثلاً مسلمانوں کے بزرگوں کو کیوں ایشور روپ یقین نہیں کیا جاتا؟ اگر سناتنی صاحبان فرماویں کہ وے ان بزرگان کو برہم اور پرمیشور کا روپ یقین کرتے ہیں تو سوال ہے کہ اونکی تعلیم و تربیت کو کیوں نہیں گرہن کیا جاتا؟ کیونکہ جب ایک شخص کو ایشور روپ مان لیا گیا تو ضروری ہے کہ ایشور روپ کی زبان سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی عین حق اور حقیقت سے پر ہوگا۔ پس ضروری امر لازمی ٹھہرتا ہے کہ سناتنی صاحبان وید کا گیان کرکے ان بزرگان کے اقوال اور افعال کو عین حق جانکر عمل درآمد کریں جنکو کہ مسلمان۔ یہود اور عیسائی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ جس قوم کے نزدیک ڈہاک درخت اور اسکی شاخیں پرمیشر کا روپ دھارن کرسکتی ہیں تو اون کے نزدیک ایسے ایسے بڑے اور عالیشان وجودوں کو پرمیشر کا روپ نہ ماننا دراصل اون کی کمزوری دماغ یا بزدلی کی دلیل ہے اگر چہ نگاہ باریک نظر اور معقولی نظر سے غور کرتے ہیں یہ عقیدہ نہایت گندہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے کیونکہ اس سے ہر ایک گندہ سے گندہ چیز کو بھی (نعوذ باللہ) ایشوری روپ تسلیم کیا جاسکتا ہے جس سے پرمیشور (جو پوتر تاؤں سے پوتر ہے) کی کمال بے ادبی اور گستاخی تو ہین لازم آتی ہے نیز اس طرح پرمیشور کی ہستی مشکلات سے پر غار وحشت میں پھنسی ہوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ دنیا کی ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کی عورت ہے اور بدقسمتی سے وہ بدکار ہے یعنے اوس نے ایک عرصہ سے زناکاری کا وتیرہ اختیار کیا ہے جسمیں وہ رات دن منہمک رہتی ہے تو اس فعل پر کوئی ایسا شخص اس صورت میں کہ وہ اُس کو پرمیشور کا روپ مانتا ہے تا ہنیں نہیں کرسکتا کیونکہ پرمیشور کے روپ پر اعتراض کرنا یا اوس کو عیب لگانا یا برا کہنا دراصل پرمیشور کی توہین کرنا ہے ایسا ہی جو اوس کیساتھ زنا کرتے ہیں وے بھی اس صورت میں قابل اعتراض یا قابل سرزنش نہیں ہوسکتے اس لئے کہ وہ پرمیشور کا روپ ہیں اور ان ہر دو کا ہر فعل پرمیشور کا فعل ہے لہذا ان کو کچھ سمجھانا پرمیشور کو سمجھانا ہے ایسا ہی انکو سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے جس سے پرمیشور کی توہین لازم آتی ہے۔

عقل انسانی اس بات کو قبول کرنے سے سخت عاجز ہے کہ وہ مالک اپنے جیسے دکھ اور تکلیف میں مبتلا شخص کو پرمیشور کو جو بالکل ہر عیب اور کمزوری سے منزہ ہے ایسی ذلت اور تکلیف میں مبتلا دیکھتے ہوئے بھی اسکو وہی تصور کرے جو پرمیشر ہے۔

آدم زاد اور ایسے ہی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ جو کچھ دنیا و مافیہا کے تعلقات ہیں نیز اونکی کمزوریوں اور بھگڑوں پر جو کچھ

ہمٔے دن لگتی رہتی ہیں غور کرنے سے یہ مسئلہ نہایت صفائی سے حل ہوجاتا ہے کہ در اصل اوس بیچون و بیچگون ہستی کو ان حقیر بلکہ احقر چیزوں سے ایسی کچھ بھی مناسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ فرق بین ہے کہ ایک چیز فنا پذیر یعنے ترقی و تنزل کے مرحلے طے کرنے والی اور دوسری ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی ایک جیسی نہیں ہو سکتی پس ان دونوں صورت اس قسم کا کوئی پرمیشور کا روپ دہارن نہیں کر سکتا کیونکہ ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بعض صاحبان جو اپنے تئیں صوفی مشرب ظاہر کرتے ہیں آجکل ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ بلحاظ اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو بایں طور پر فانی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کچھ بھی چیز نہیں ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی آپ ہے یعنے ہمارے اندر جو کچھ ہے اوس کا ہی ظہور ہے جو ہمارے اس فانی وجود کے فنا ہونے کے بعد جہاں سے نکلا ہے وہیں جاکر پیوست ہو جاویگا اور پیوست ہو جاتا ہے۔ اور اسکی مثال یوں پیش کرتے ہیں کہ جیسے کہ پانی میں حباب (بلبلے) پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے وجود کی کیفیت بھی ہے۔ اور کہ جیسے کہ حباب فنا ہونے کے بعد پانی میں مل کر بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارے فنا ہونے کے بعد بھی خدا میں ہمارے لئے ایسی ہی پیوست ہے جیسے کہ بلبلے کو پانی میں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ بات اور مذکورہ بالا بات ایک حد تک مطابقت کہاتی ہے ہاں اگر فرق ہے تو اسیقدر ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ ناک کہاں ہے تو مخاطب ہاتھ کو اوٹھا کر سیدہا ناک پر رکھکر بتلا دیوے (ایسے ہی) جب یہی سوال ایک دوسرے سے کیا جاوے تو وہ سر پر سے ہاتھ کو گہما کر ناک پر ناک کا اظہار کرے اور ان دونوں عقیدوں میں صرف معرفت الٰہی کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلطی کہا گئے۔ کیونکہ جو شخص خداوند کریم کی ہستی کو ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت اور ازلی و ابدی لم یزل لایزال اور مطہر پاک صاف بے عیب سب داتا مطلق اور جامع جمیع کمالات قائم بذات اور مثالوں سے بری فنا و زوال سے منزہ تسلیم کرے گا وہ کبھی بھی کسی صورت میں کسی ضعیف البنیان ہستی کو اوس کے ساتھ ایسی تشبیہ نہیں دیگا جو پانی کو حباب سے ہوتی ہے کیونکہ حباب اگرچہ پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے مگر پانی اوس کے معدوم کرنے یا پیدا کرنے کی ایسی قدرت و طاقت نہیں رکھتا جیسے کہ مولا کریم رب العالمین ان تمام مخلوقات کے فنا کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا یہ نظارہ کچھ کم اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ طاعون اور ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں سے کس طرح دم کے دم ہزاروں کو تباہ کر دیتا ہے اور کس طرح بہتوں کو اپنی ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت سے بچا لیتا ہے اور کیونکہ ہزار در ہزار بلکہ بیشمار نشانات قدرت (روحانی و جسمانی) دکہلاتا ہے مگر دوسرے وجود ذلیل یہ قدرتیں نہیں پائی جاتیں۔

نوٹ: افسوس صد افسوس کہ اس بہندے میں ہمارے مہربان اوستاد جناب بابو عمر دراز خان صاحب بھی پھنسے ہوئے ہیں اور در اصل اس امر پر جو کچھ ہم نے لکہا ہے وہ بابو صاحب ممدوح کے ہی زبانی دلائل سنکر لکہا ہے کاش کہ بابو صاحب قرآن کریم پر غور کرتے اور خالق و مخلوق کی تمیز کا لحاظ کر کے اس عقیدہ کی پڑتال کرتے تو کیا اچہا ہوتا مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ جب ان امور میں زبانی طور پر پختہ ہو گئے تو نجات یافتہ ہو گئے اسلئے اعمال وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں پس یہ کسطرح اوسطرف توجہ کریں۔ منہ

پہر جس حالت میں انسان کی پیدایش ایک ایسے حقیر پانی سے ہوتی ہے کیا وہ اس بات کا دعوے کرنیکا حق رکہتا ہے کہ اپنے وجود کی خدا کی ہستی کے ساتھ ایسی تشبیہ دے جیسے کہ حباب کو پانی کے ساتھ ہوتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ جیسے کہ پانی اور حباب کمزور اور عاجز محض ایک دوسری ہستی کے قبضۂ قدرت میں ہیں ایسے ہی انسان ضعیف البنیان بھی عاجز محض بقبضۂ قدرت رب العالمین ہے تو پہر کیوں اوس کو ایسی جرأت ہوسکتی ہے کہ اپنی وجود کو پانی اور حباب کی تشبیہ دیکر اللہ تعالٰی سے ایسا نکلا ہوا بیان کرے جیسے کہ حباب پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔

پہر جس حالت میں کہ انسان کے وجود سے ہزار در ہزار ایسی حرکتیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کا بیان موجب طول طویل ہے یعنے گناہ اور بدکاریاں و بدیاں وغیرہ جن کے کرنے سے انسان ناپاک ہو کر جہنم میں جلنے کے لایق ہو جاتا ہے تو کیونکر وہ اوس پاک اور بے عیب ہستی سے اپنا ایسا تعلق بیان کر سکتا ہے جو بالکل بے عیب اور بے مثل ہے؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ جو کچھ دنیا و مافیہا کے اندر ہے وہ در اصل خدا تعالٰی سے ایسے ہی ہویدا ہوا ہے جیسے کہ پانی سے حباب پیدا ہوتا ہے اور کہ وہ فنا ہونے کے بعد اوسی طرح خدا میں مل جاوینگی یا ملجاتی ہیں جیسے کہ حباب پانی میں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں عین عین کے قایل اپنے فرزندوں کو تادیب کرتے ہیں اور کیوں اپنی عورتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو کر اون کو سخت و سست الفاظ کہا کرتے ہیں جس حالت میں کہ اون کے اندر جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو کل میں (جو خداوند کریم ہے) ہے کیونکہ جو کل میں ہوتا ہے وہی جز میں ہوتا ہے یعنے جیسے کہ ایک انگلی میں خون ہے ویسے ہی جسم کے دوسرے حصے کے اعضا میں ہے تو کیوں ان کو وہ کام سکہایا جاتا ہے جو کہ وہ ازلی ابدی ہونے کی وجہ سے اونہیں خود موجود ہونا چاہئے کیونکہ جب ایک چیز خدا کے وجود میں سے ایسی نکلے جیسے کہ حباب پانی سے نکلتا ہے تو اوس کو ویسی ہی صفات رکہنا چاہئے جیسے کہ اوس کے کل میں موجود ہے مثلاً خیال فرمائیے کہ جو صفت آگ کے ایک بڑے سے بڑے انگارے میں موجود ہے وہی ایک چنگاری میں موجود ہے یعنے گرمی پہونچانا اور جلانا پہر کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ عین عین کے قایل کو اپنے بچوں یا بیوی کے علاج کرانے کی ضرورت ہے یا تادیب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو کل میں نہ ہو وہ جز میں کہاں سے آسکتی ہے یعنے کل جو خدا ہے عالم الغیب اور ہر ایک دُکھ درد بیماری سے مبرا ہے تو کیونکر جز میں بیماری یا دکھ درد عود کر سکتا ہے؟

اب کہا جاوے گا کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس میں ایسی حالتیں ہونا از بس ضروری ہے مگر ہم یہی کہیں گے کہ بے عیب ہستی سے کوئی ایسی چیز جو پانی و حباب کی مثال میں نکلی ہو کوئی دکھ اور تکلیف حاصل کر سکتی ہی نہیں۔ ایسے ہی ایسے حضرات کو کسی کو اپنی بیوی یا بچے ظاہر کرنا ہی اون کی سخت غلطی پر دال ہے کیونکہ جب ایک ہی شئے ہے تو ترجیح بلا مرجح محض غلط اور قطعاً ناقابل سماعت ہے۔ پہر کہا جاتا ہے کہ فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ایک بالکل صاف بات ہے کہ بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے جیسے کہ کسی کو

مارنا پیٹنا۔ یا کرسی و میز بنانا وغیرہ مگر بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا جیسے کہ روٹی کھانا پانی پینا سانس لینا رونا ہنسنا وغیرہ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ عالم علم سے جدا نہیں ہوتا مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے اور ان سے بننا کیا ہے؟ جب یہ مانا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اور صفات میں یکتا۔ اور منبع ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنی وجود کی کنہ میں اور اپنے کاموں کے کنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ اوس سے کوئی چیز نیچے ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اوس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اوس کے مانند ہو لیس اوس کیلئے تم مثالیں مت گھڑو۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت خود ہی یہ امور بیان کئے ہوں تو اوس کے لئے کسی قسم کی مثال گھڑنا دراصل حماقت پر دال ہے کیونکہ جب اوسکو علم و فضل وغیرہ کی مثال ہی نہیں ہو سکتی تو پانی اور حباب وغیرہ کی مثال ہی ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت کب کسی عارف نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوس کا علم کسی شئے کے پیدا کرنے کے وقت تھا وہ اوس شئے کے پیدا کرنے یا فنا پذیر ہونے کے بعد ضایع ہو گیا یا ضایع ہو سکتا ہے جب یہ بات کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ اُس سے کسی نے انکار کیا ہے تو ایسا سوال ہی محض غلط اور بے فائدہ اور بے سرو پا ہے۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ عالم یا صانع کا کسی چیز کے بنانے یا ترکیب دینے سے اس کا علم بمعہ اس عالم و صانع کے وجود کے اوس چیز میں ترکیب دیا جانا ضروری ہے تو یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ تجربہ اس بات پر شہادت دیتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے یا کبھی ہوا ہے۔ ہاں البتہ بعض بڑی صنعتوں کو دیکھنے سے اون کی ترکیب دینے والوں کے اعلیٰ علم اور صانع ہونے پر کامل یقین آتا ہے کہ واقعی اون کے علم نے کمال حاصل کیا ہے مگر یہ نہیں

اون میں نظر آتا ہے کہ دراصل صانع کا سارا وجود یا وجود کا کچھ حصہ بھی اوس میں جلوہ گر ہو ہاں اون کا علم اپنی پوری جھلک دکھلاتا ہے۔ پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم عالم کا اوس کے وجود سے ایسا جدا نہیں ہوتا جیسے کہ اوس کی علمی صنعت اوس سے جدا ہوتی ہے اور عالم و صانع اپنی صنعت کے ساتھ ایسا پیوست نہیں ہوتا جیسے حباب پانی سے نکل کر اوسی میں پیوست ہوتا ہے جس سے کہ یہ بات آسانی سے طے ہو گئی کہ مخلوق خالق کا عین نہیں ہے اور اس سے شرک ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ شرک کہتے ہیں کسی کو کسی کی ذات و صفات و حالت و حیثیت وغیرہ میں برابر یقین کرنے کو مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر عالم الغیب خالق مالک رازق رحمٰن رحیم لم یزال لایزال غیر فانی ابدی قیوم ہے اگر ہم کسی دوسرے کو ایسا یقین کریں تو دراصل یہ شرک ہوگا۔ ہاں مخلوق کو خالق کا عین کہنا فی الحقیقت شرک ہے کیونکہ ایک شئے فانی اور ترقی اور تنزل کے مرحلے طے کرنیوالی دوسری غیر فانی اور ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی کیونکر اسکی عین ہو سکتی ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا تو اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شرک کو سمجھا ہی نہیں اور نہ یہ شرک کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں کہ جو کوئی مخلوق کو خالق کا عین نہ سمجھے وہ مشرک ہے۔ حالانکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی ذات و صفات ویسی ہی تسلیم کرے اور مخلوق کو خالق کا عین کہنے والا اس شئے کو پیدا کر دیتا ہے جس سے اُس کا مشرک ہونا اوس کے اپنے مُنہ سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ یہ مانتا ہے کہ مخلوق خالق کی عین ہے تو گویا ان کا دوسرا شریک قرار دیتا کرتا ہے کہ دراصل وہ اُس میں بھی وہی صفات یقین کرتا ہے جو اوس میں جس کا کہ وہ عین ہے مانتا ہے مثال کے طور پر انسانی فوٹو (عکس) پر غور کرنا کافی ہے کیونکہ جو اصل میں خط و خال ہوتے ہیں وہی فوٹو (عکس) میں جو عین ہوتے آتے ہیں۔ پس جب مخلوق کو خالق کا عین تسلیم کر لیا تو بڑا بھاری شرک ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ وحدۃ الوجودی اول درجہ کے مشرک ہیں نہ کہ معرفت سے آشنا۔

الحاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق مالک رازق ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم پیدا ہوئے ہیں کہ جس کے سہارے سے ہم سب زندہ ہیں نیز

✤ یہ تمام صفات اللہ حضرت امام ہمام امام صادق جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے (مظہر حسین الہ آبادی وحدۃ الوجودی کے جواب میں جو خط لکھا ہے اور جو الحکم کے تین پرچوں میں ۱۹۰۶ء میں طبع ہوا ہے) قرآن کریم سے لیکر ایک جا پر اکٹھی کی ہیں جن کے مطالع کے بعد کوئی شخص وحدۃ الوجودیوں کے پھندے میں نہیں پھنس سکتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا کامل اور مکمل امام (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ) عطا فرمایا ہے کہ جس نے حکم اور عدل ہونے کی حالت میں ہر ایک مختلف فیہ مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈال کر ہم کو گرداب ضلالت میں گرنے سے بچایا۔ ناظرین اچھی طرح خیال فرمالیں کہ وحدۃ الوجودیوں سے ٹکر کھانا اور پھر اون کے ساتھ سوال و جواب میں برابر اوترنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے کیونکہ یہ حضرات ایسے چالاک ہو گئے ہیں

کہ جہاں گرنے لگتے ہیں وہاں پر جھٹ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں کہ جس کو سائل خود تسلیم کرتا ہے مگر با ایں ہمہ قرآن کریم اور اسلام جنت دوزخ اعتراض کرتے ہیں۔ رات دن لوگوں کو یہی سبق پڑھاتے ہیں کہ بھائی! اپنے آپ کو پہچانو! اپنے آپ کو پہچانو! مگر جب وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت میں نے تو اپنے آپ کو پہچان لیا ہے یعنے میں مانتا ہوں کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں اور فنا پذیر ہستی ہوں اور ہر ایک عیب اور دکھ سے محض بغیر فضل ایزدی کے رہائی نہیں پا سکتا اور کہ اللہ تعالیٰ میں ہی ساری خوبیاں اور صفتیں ہیں اور وہی تمام عیبوں سے پاک اور ہر ایک کمزوری سے بالکل مبرا ہے تاہم یہ حضرت تسلیم نہیں کرتے بلکہ طوطے کی طرح پہلے ہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ سوائے ان گپ بازیوں کے کبھی ایسی جھلک نہ دکھائے . . . . . کہ جس سے کوئی نکتہ

(ختم مجم)

جس کے حکم اور امر سے ہم مریں گے اور مرنے کے بعد حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جائیں گے پھر مطابق اعمال کے انعام اور سزا کے مستحق ٹھہر کر جزا و سزا حاصل کریں گے اور کہ ہم بمعہ اپنی طاقتوں قوتوں اور استعداد دل اور عقلوں اور شعوروں اور اکوں کے مخلوق اور محض عاجز مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے اس لئے ہمارا نیکی کرنا یعنے نیک افعال کرنا نیکی کا ثمرہ پانے اور بدی کرنا بدی کا ثمرہ پانے کا مستحق ٹھہراتی ہے جس کی مثال ہم دنیوی زندگی میں بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیونکہ بدکار اپنی بدکاری کی سزا بھگتتے اور علمی روشنی سے حصہ لینے والے اوس کے مطابق حصہ لینے والے اوس کے مطابق فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پس اس سے صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل درآمد کرنا انعام پانیکا ذریعہ اور نافرمانی کرنا جہنم اور عذاب میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جس سے صاف طور پر اوسکی ترقی و تنزل کی حالت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر ایسی حالت تسلیم کیجاوے جیسے کہ حباب کو پانی سے ہوتی ہے تو حفظ مراتب کا خیال مفقود ہو جاتا ہے جس کے لئے یہ فتویٰ چسپاں کرنا پڑتا ہے کہ ؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور تنزل سے بالکل مبرا و منزہ ہے اس لئے لازم آیا کہ اگر ہماری حالت مثل حباب اور پانی یا ہمارے ہوتی تو ہم میں بھی وہی صفت ہونی چاہئے تھی مگر ہم میں چونکہ ترقی و تنزل کا مادہ ہے اس لئے یقیناً ہم کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق نہیں جیسا کہ پانی کا حباب کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا عقیدہ دراصل گمراہی کا عقیدہ ہے نہ کہ صوفی صافی کا کیونکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے خیالات کا نگہداشت رکھنے والا اور اپنے دل کو ان امورات سے خالی رکھنے والا جن کے کہ وہ لایق نہیں یعنے صوفی وہ ہے جو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال زیر نظر رکھے اور اپنی اصل حقیقت و بساط اور ہستی سمجھے کہ کیونکر محض عاجز اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کی محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور شفقتوں پر پورا وثوق حاصل کرے کہ کیونکہ وہ اس کو رفعت اعلیٰ پر پہونچاتی ہیں اور کس طرح اوسکو ضلالت اور گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرنے سے بچاتی ہیں۔ یہ تو صوفی کے معنے ہماری سمجھ میں آئے ہیں مگر آجکل صوفی اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ وہ حفظ مراتب کی نگہداشت نہ کرنے کا نام صوفی رکھتے ہیں۔ یعنے جو یہ اقرار کرتا پھرے کہ آپ ہی آپ ہیں اور کچھ نہیں وہ صوفی ہے

یا ہیں ہمہ اعمال کچھ بھی نہیں کرتے۔ اور یہ بھی ہیچ اعمال کی ضرورت ہی کیا جب آپ ہی آپ ہوئے جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فعل کو فعل اللہ یقین کرنے کی وجہ سے اباحت کی تعلیم دے دیکر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال بے ادبی ہوتی ہے۔ بات لمبی ہو گئی اور کہاں سے کہاں چلی گئی مگر اب ناظرین کو نتیجہ کی سیر کرانی ضروری اور لازمی ہو گئی۔ ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا صوفیت کے مدعی اور سناتنی دراصل ایک عقیدہ کے پابند ہیں کیونکہ جس طرح سناتنی ہر ایک چیز کو پرمیشر کا روپ بیان کرکے ہر ایک چیز کے غیر فانی اور ازلی ابدی ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح صوفی صاحبان اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو پانی اور حباب کی مثال دیکر غیر فانی و ازلی ابدی ثابت کرتے۔ تیسرے ان کے بالمقابل آریہ سماجی ہیں تو وہ تو علانیہ ہر ایک چیز اور ذرہ ذرہ کو ازلی ابدی اور غیر فانی تسلیم کرتے ہیں جس سے اقبالی ڈگری اس امر پر ہو جاتی ہے کہ دراصل یہ سہ عقائد کے پابند ایک حد پر جا کر آپس میں گڑبڑ ہو جاتے ہیں جس سے ایک دوسرے کی تمیز کرنا ایسا ہی مشکل ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ اور یہ تمام عقاید عدم معرفت الٰہی کے نتائج ہیں اور کہ انکی سمجھ نے خالق و مخلوق کے حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جس کی سبب سے یہ انتہا کنندہ اب ایسی غلطاں و پیچاں ہو گئی کہ اب ان سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی چشم ہوش واکرے اور ان کو خالق و مخلوق کے مراتب پر غور کرنے کا سبق دے۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ وید کی تعلیم کے آدھار (جوہر) ایک ایسی تفسیر ہے جس کا ارادہ جناب بابو عبد العزیز صاحب نے کیا ہے اچھی طرح وا ہو جاویگی مگر ہمارے رائے میں کسی تیسری تفسیر کا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ جاوے گی ہاں بعض جگہ پر ضروری ریمارکس دینا حسب ضرورت مناسب ہے ایسے ہی ضروری ریمارکس منجانب مترجم بھی ضروری ہیں اس سے دیانند کی چالبازیاں اچھی طرح ظاہر ہو جاویں گی اور شائقین کو بہت کچھ فائدہ پہونچیگا۔ مگر بہتر یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کیا جاوے ایسے ہی قیمت بھی تھوڑی رکھی جاوے تاکہ عوام کو آریہ سماج اور سناتن دھرم پر ریویو کرنے کا عمدہ موقع نصیب ہو سکے اور مطالعہ بھی باسانی کر سکیں۔ فقط۔

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰؍ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی بلحاظ اوسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یقین کر سکی کہ فی الواقع انہوں وہ معرفت حاصل کر لی ہے جس کیطرف لوگوں کی توجہ یہ حضرت مبذول کر رہی ہیں اور ہدایت کر رہی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حضرات کی ایسی خشک باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے جبکہ لِمَ تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا صاف اور صریح حکم موجود ہے بار بار جتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور دوسرے انبیاء بھی یہی معرفت سکھاتے تھے مگر ایسی باتوں سے ہم کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جبکہ حالت ہیں کہ حضرت اقدس رسول صلعم کو ہم نماز روزے اور عبادت الٰہی میں ایسا مشغول جو کیا ثبوت پاتے تو کیسی کرتی ہر ایک بے محال ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے اپنے بھیجے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک زندہ نمونہ بھیجکر ہم کو دکھلا دیا اور ان نالایق صوفیوں نے بتا دیا کہ جو خود کچھ بھی کر کے نہیں دکھاتے اور صرف منہ سے ہی معرفت معرفت کا راگ گاتے ہیں حالانکہ اگر ذرا اصل ایسی معرفت نہ ہوتی جیسے کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو ؎ دنیا تو بہ کرو ندے بکشیم راز خوں بارے + منہ

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

احمدی وہ گروہ ہے دیندار
وہ غلام غلام احمد ہیں
احمدی ہیں وہ متقی مومن
فکر عقبیٰ میں رہتے ہیں شب و روز
غم دنیا کے دل کو مار کے لات
احمدی خوش خصال سیر ہیں خوش اطوار
حب اور بغض اونکا ہے للہ
دشمنان خدا سے لڑتے ہیں
اون کا ہتھیار ہے زبان قلم
احمدی ہیں وہی ذکور و اناث
اون کا مسلک ہے سنت و قرآں
صادق الوعد احمدی ہیں تمام
وقف راہ خدا ہے جان اونکی
احمدی ہیں بہت خلیق و فہیم
احمدی ہیں جماعت حق آگاہ
پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں
روزے رکھتے ہیں متقی ہیں
نفلیں پڑھتے سحر کو اوٹھتے ہیں
احمدی شرع کے ہیں سب پابند
حق و باطل کی ہے تمیز اون کو
پیش خصم و مخالف بدکیش
معترض کو بناتے ہیں مبہوت
کون ان کے مقابل آتا ہے
احمدی وہ خدا کے بندے ہیں
حق کی درگاہ میں ہیں مقبول
احمدی عاشقان یزداں ہیں
رات دن کرتے ہیں خدا کی دعا
کوششیں کر رہے ہیں توڑ کے دل
یہ تڑپ اون کے دل میں رہتی ہے
پوری حجت کریں مخالف پر
آنکھ کھل جائے جس سے اندھوں کی
دین اسلام کے بجیں ڈنکے
احمدی راست باز ہیں واللہ
ہیں وہ منصف مزاج سچے سب
دل سے مرضات حق کے جویاں ہیں
صاف ہے جن کا اندرون برون

جو ہیں احمد پہ جان و دل سے نثار
جس پہ اللہ کا بہت ہے پیار
جو ہیں مستغفرین بالاسحار
فکر دنیا سے ہو گئے بیزار
دین کے غم میں ہیں وہ لیل و نہار
نرم دل پاک جان و خوش گفتار
نہیں اون کو کسی سے رنج و غبار
پر لڑائی ہے اونکی بے ہتھیار
یہی گویا کہ تیغ کی ہے دھار
نیک ہے جنکی عادت و رفتار
ہیں محب درود و استغفار
شادی و غم میں شاکر و صابر
مال اون کا رضائے حق میں نثار
نہیں رکھتے وہ ذرہ استکبار
شرک و بدعت سے مطلقاً بیزار
ہے صفت جسکی قرۃ الابصار
بہر ارضاء ایزد غفار
احمدی ہیں بہت نماز گزار
اونہیں سنت کے ہیں نمود آثار
علم دیں میں ہیں وہ بہت ہشیار
علم و فضل اپنا کرتے ہیں اظہار
جلوہ دیں کے دکھا انوار
ہیں یہ شیر اور خصم روبہ خوار
جنسے اللہ خوش ہے لیل و نہار
انپہ وا ہو گیا در اسرار
نام حق سے ہے ان کے دل کو قرار
رہے شاداب دین کا گلزار
کر دوں باغ دیں کی ہو بہار
دیں کی حقیقت کا ہو اظہار
تا ہو وہ کفر چھوڑ کر دیندار
روز روشن وہ دیکھیں ورشب تار
دین ہو دین احمد مختار
نہ کوئی مفتری نہ کج رفتار
کذب و بہتان سے پرے اونکو عار
جان سے حق کے طالب دیدار
بس وہی احمدی ہیں خوش کردار

ڈہونڈتے ہیں خدا و خلق کی صلح
احمدی ہیں بہت سے صاحب عزم
ہیں بہت انمیں عارف باللہ
کچھ ہیں شاعر و راد و رز آموز
احمدی سب ہیں بھائی آپسمیں
ایک کے پاؤں میں جو خار چبہے
یہی ہمدردی و اخوت ہے
ایک کا دوسرا دعا گو ہو
خود غرض خود پسند انسان پر
رہے ملحوظ حق عبد و خدا
نسبت احمدی جمالی ہے
ملیں آپسمیں خندہ رو ہو کر
ہوں خرید و فروخت او دستد
نفس کو اپنے خوش ادا کی جو بات
قرض لے کر ادا کریں جلدی
نہ بنیں سخت گیر نے کج خلق
ہوں غرض سب معاملے ستھرے
ہم کو توفیق خیر دے یارب
فضل سے اپنے دے مدد ہم کو
بطفیل مسیح و مہدی ما
دور کر ہم سے غفلت و عصیاں
بہتری و فلاح کا اپنی
سب کی بگڑی بنا خدا وندا
دور کر دے ہمارے عیبوں کو
تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
رکھ ہمیں احمدی جماعت میں
نسبت احمدی سے کھول آنکھیں

نفس و شیطان سے رکھتے ہیں تکرار
فخر ہے ہم کو جس سے لیل و نہار
اون کے رخ پر چمکتے ہیں انوار
اون کو مولا بنائے طاقتدار
بھائی پر بھائی جان کر دے نثار
بے لگائے نہ آئے اوس کو قرار
کر رہے بھائی بھائی کا غمخوار
اور برے وقت میں ہو ہمدم و یار
ہے خدا و رسول سے پھٹکار
احمدیوں کا بس یہی ہے شعار
رافت و رحم سکو ہے درکار
نہوں چیں بر جبیں نہ دل افگار
راستبازی کے ساتھ بے آزار
نہ کریں وہ پسند بر اغیار
ہو نہ دینے میں حجت و تکرار
حرص و بغض و حسد ہیں سب بیکار
جیسا ہوتا ہے مومنوں کا شعار
تجھسے یہ التجا ہے باد ل زار
نفس و شیطان کے ہو نہ پائیں شکار
وقنا ربنا عذاب النار
تا نہ عقبیٰ میں ہوں ذلیل و خوار
تیرے ہی فضل پر ہے دارومدار
لا تقنطوا بخش کر دے مخلص کار
رکھ نہ اس درجہ ہم کو زار و نزار
تو رحیم و کریم ہے غفار
نہ چھٹا ہم سے زمرۂ ابرار
کر خدایا ہمیں اولی الابصار

آرزو ہے اوسیں کی یارب
راہ دیں کا ہمیں ہو گل ہر خار

ملازمان سرکاری اور پالیٹکس

مدراس گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ ہز ایکسیلینسی گورنر با جلاس کونسل کو اس بات کا یقینی علم ہے کہ پولیٹیکل تحریکوں اور جلسوں کی شرکت سے متعلق گورنمنٹ کے احکام کی بعض ملازمان سرکاری خلاف ورزی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے ایسی مجالس کی صدارت بھی قبول کی ہے لہذا صاحب گورنر بہادر با جلاس کونسل تمام ملازمان کو ہدایت کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سرونٹس کونڈکٹ رول سنہ ۱۹۰۴ء کے قاعدہ نمبری ۲۰ پر توجہ دلانا ضروری سمجھتے اور اسکی خلاف ورزی سے متنبہ کرتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ رفتہ رفتہ دیگر تمام لوکل گورنمنٹیں بھی اس بارہ میں گورنمنٹ مدراس کی پیروی کو ضروری سمجھیں گی۔

ایام طاعون میں باہر نکلنا

عزیز من ہماری اضطراری و ناچاری پر جو فراری کا الزام و اتہام لگایا گیا ہے۔ یہ محض موافق و مطابق حکم خدا و رسول کے ہوا ہے۔ ہم اول الفرارین نہیں ہوں بلکہ ہمارے محلہ کے کل لوگ جس وقت باہر میدان میں چلے گئے۔ چونکہ ہمارے پاس کوئی سامان خیمہ مہیا نہیں تھا۔ تو تبدیلی ہوا مصفا و آب شفا کے لئے موضع دعولیہ چلے گئے تھے۔ یہ اعتراض عزیز کا محض کم علمی و کوتاہی و غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب اُس خالق ارض و سماوات رب الکائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ (ولقد کرمنا بنی آدم) جس کے واسطے زمین آسمان و مافیہا کل سامان خوراک پوشاک حیوانات نباتات جمادات اس کی نفع رسانی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور اُس کی صحت و حفاظت جسمانی و روحانی کیلئے کس قدر سرمایہ ظاہری و باطنی میسر کیا ہے۔ (سخر لکم ما فی السموات والارض) بلکہ چاند سورج ستارگان باران۔ اشجار احجار میوہ جات ثمرات غلہ جات وغیرہ انعام و اکرام رحمانی پر ذرا عمیق نظر سے نگاہ کرو۔ یہ سب کچھ اس انسان کی خاطر و خدمت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس قدر خداوند تعالیٰ کو اس کا پاس ملحوظ ہے۔ بہت سے آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے۔ باعث تطویل چند سطور پر حضور کرتا ہوں۔ تو کیا اس انسان پر جب بصیبت مرض یا جرم۔ تنگی و ترشی یا بصورت عذاب عقاب کا عتاب ہو۔ تو پھر کوئی چارہ و علاج و درمان نہیں رکھا ہے۔ حدیث صحیح (لکل داء دواء) ہر مرض کی دوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک اشیاء میں بلکہ ہر ذرہ تک میں خواص و اثر رکھا ہے (ما خلقت ہذا باطلا) کسی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔ تو اگر بحالت علالت طبع یا امراض بر توکل ہی کمر بستہ رہنی تو گویا خدا کا ادویات پیدا کرنا بھی عبث ہوا۔ اور خدا کا اسم حکیم کس نے ماحیت کو ٹھیرا۔ مختصر کلام یہ کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اول دعا بدرگاہ رب العالمین پھر استغفار پھر اُس مسبب الاسباب نے جو سلسلہ ادویہ کا درمیان سبب و نتیجہ و ساطت بنایا ہے۔ وہ بھی ضروری ہے۔ جناب رسول صلعم کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ آپ خود دوا کرتے اور اوروں کو بتاتے تھے۔ تو جب طاعون خدا کی طرف سے بطور عذاب نزول ہے تو پھر اُس کے لئے استغفار بھی کریں۔ اور اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسباب کل حکما و ڈاکٹران کا متفق مجرب قول ہے۔ کہ جس گھر میں ... اُس میں کیڑے زہر دار باریک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُس مکان کو ہوا دار و ... اور ادویہ زہردار ایسی جس سے کہ کیڑے مر جاویں۔ استعمال کریں۔ اور اُس مکان کو چھوڑ دیویں۔ جس میں زہر پھیل جاوے۔ تو کیا شریعت نبوی میں تبدیلی مکانات و ہوا منع ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ) جان بوجھکر اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اُس سے ... اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرو۔ کیا جس مکان میں آگ لگ جاوے۔ اُس ... بیٹھے رہنا۔ یہ شریعت نبوی اور توکل علی اللہ ہے۔ جس رسول صلعم نے خیر خواہی و ہمدردی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی و دنیاوی و عقبےٰ کے واسطے ہماری طرف آکر ... کر کر ہمکو آگاہ کیا۔ (لعلکم تتقون) (لعلکم تفلحون) (لعلکم تعقلون) تا کہ تم بچو۔ تا کہ تم فلاح اور نجات پاؤ۔ اور عقل کرو۔ اور سمجھو۔ اور تدبیر اور تفکر کرو۔ اُس نبی سرور کائنات فخر موجودات جو بصد ہزار اسرار و معانی ہے مصدر و مصدر و مخرج و منبع فیض و حکمت تھے۔ کیا اُن کا حکم ہے۔ کہ زہریلا مکان کے اندر گھسے رہو۔ اور ہلاک ہو جاؤ۔ تو تب تمکو شہادت ملیگی؟ نہیں وہ ملامت ہوگی کیا بدبودار اور متعفن مکان میں رہنے کا حکم ہے۔ کیا کسی انسان کی طبیعت و مزاج اس بار گراں کو سر پہ برداشت کر سکتا ہے۔ او نیا بک فطہر والرجز فاہجر) بلکہ جا بجا نبی (علیہ السلام اُنپر الف الف رحمت) کی بھی تعلیم ہے۔ کہ ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی طہارت کو ہمیشہ ہر امر میں مد نظر رکھو (ویحب المتطہرین) پارچات و بدن مکان صاف رکھو۔ ہر ایک پلیدی و گندی مضر و متعفن ہوا سے پرہیز و احتراز کرو۔ اور چھوڑ دو۔ کیا سانپ یا اور زہردار ذی روح کے منہ میں انگل دینی چاہئیے۔ یا کوئی باسم اللہ کو عمداً کھانا چاہئیے۔ کہ توکلت علی اللہ کھا لیتا ہوں۔ جو چاہے رب کریگا۔ کیا خود بخود چاہ میں گرنا اور خودکشی کرنا۔ یہ توکل ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ جب تک روح نفس میں ہے۔ اُس کا معالجہ کرنا فرض ہے۔ ایک دم کے واسطے بھی اگر ہزار دام لگے۔ تو توقف نہ کرے۔ اسباب خدا نے کیوں مقرر کئے۔ کیوں زوجین کا جوڑہ بنایا۔ اسی طرح اولاد پیدا کر الیتا۔ نبیوں کو کیوں بھیجا۔ خدا خود بخود سمجھا دیتا۔ اور ہزار ہا اشیاء پر نگاہ کرو۔ سب میں بھی راز ہے۔ ظاہری اسباب کو تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی و روحی) نے بھی چھوڑا نہیں ہے۔ جنگ کے واسطے سامان مہیا کرنا۔ زرہ گھوڑے ہتھیار وغیرہ خریدنا۔ جنگ میں خندق کا کھودنا۔ کیا معنے۔ کیا اس میں توکل نہیں ہے (زبانوئے اشتر ببند و توکل بتہ) باوجود (واللہ یعصمک من الناس) وعدہ عصمت و حفاظت من جانب اُس حی و قیوم خدا جناب نبی علیہ السلام کو پہنچ چکا تھا۔ پھر دشمنوں کے فساد و عناد و مشورہ قتل کے وقت معہ صدیق اکبر غار ثور میں جا پناہ گیر میں ہوئے کیا وہ توکل چھوڑ کر بھاگے تھے۔ اُن لوگوں کو جن کو آب و ہوا مدینہ شریف ناموافقت و بعلت سے بخار شروع ہو گیا تھا۔ اُن کو تبدیلی ہوا و آب و دانہ کے واسطے باہر چراگاہ میں سکونت رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا تھا۔ کیا اُس جگہ ... نہیں تھا۔ ... باہر تھا۔ دا ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لشکر کو واپس کرنے پہ جو اعتراض۔ حضرت ابو عبیدہ صاحب نے کیا تھا۔ وہ یاد ہے۔ اور جو جواب فرمایا۔ وہ یاد ہے۔ (نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ) میں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ یعنے یہ بھی اُسی کا حکم ہے۔ کہ جلتی آگ میں عمداً کود کر نہ گریں۔ حالانکہ یہ مرض متعدی ہے۔ جو ہزار ہا بار تجربہ ہو چکا ہے۔ جو مجذوم کے مشابہ ہے۔ جس کے واسطے رسول صلعم کا حکم ہے کہ... مجذوم سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے کیونکہ اُسکا زہر دار اثر فوراً تم میں سرایت کر۔ اس قدر مجرب واقعات شواہدات بینات کی موجودگی میں ... کہنا کہ طاعون سے کیوں بھاگے۔ یہ سراسر لوگوں کی حماقت و یا تعصب و سینہ زوری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت و عداوت کے واسطے یہ باطنی ہلاکت کے گڑھے میں گر کر نابود معدوم ہو ہی چکے تھے۔ اب ظاہری و جسمانی قویٰ کو بھی خود ... کر رہی ہیں اور ولا تلقوا کے مصداق بن رہی ہیں (وبالاسحار ہم یستغفرون) پر عمل نہیں کرتے۔ انکار و اصرار سے باز نہ آکر اگر استغفار ظاہری و باطنی برکار بند ہوتے۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاتے کیونکہ وعدہ رحمانی ہے۔ کہ (ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) رسول کے ساتھ عذاب کا وابستہ ہونا اس آیت کا مطلب مفہوم ہے جب رسول فرستادہ خدا بھی موجود ہے تب ہی عذاب کا وجود ہے۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کسی بستی یا قوم کو عذاب سے بالکل تباہ نہیں کرتے۔ جبتک اُن کو رسول کی معرفت آگاہ نہیں کرتے

در آنحالیکہ یہ باتیں ہے لوگ خدا کے غفور حفاظت ظاہری و باطنی کے حصول و وصول و
جذب و کشش کی طرف پورے پورے عامل وسائل ہو کر مائل اور توجہ و جگری انضرع و
خشوع خضوع سے سرتسلیم اور تعظیم کا بر آستان رحمان رب الرحیم والکریم فی کل
نفس و زمان رکھتے ہوں۔ اور پھر بھی عذاب بھیجدے ان اللہ لا یخلف المیعاد اور یہ
بہ سبب زمانہ فیج اعوج اکثر علما کے امت بموجب پیشگوئی رسول مقبول صلعم و منہم کے یہ
مسلمان بالمشابہ یہود صرف ظاہری الفاظ پرستی کو اپنا ذریعہ نجات سمجھا سینہ زوری کی
ضد پر اڑ رہے ہیں۔ اور آیت و حدیث کی ظہر و بطن پر روحانی پر عمیق و گہری نگاہ سے غور و
تدبر و تفکر کے ساتھ دل و دماغ کو ہمہ دل و مصروف نہیں کرتے۔ اسی واسطے تو اسقدر
مخالفت کا جنگ و شور برپا کیا ہوا ہے۔ اور اس نور کو جو مامور من اللہ و خلیفۃ اللہ و
جری اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باصد ہزار دلایل بینہ و اقتضائی عقلیہ و نقلیہ حجت قاطع و
ساطع و آیات بینات براہین و علامات و صفات منورا ظہر و اظہر ہو کر ملا ہے
(لیطفئوا نور اللہ بافواھھم) اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھاتے ہیں۔ اور اس روشنائی و
بینائی کے چمکدار صاف و شفاف چشمہ و آئینہ کو اپنی تعصب و تخلف کی میل کچیل سے مکدر
کرتے ہیں۔ اور اُن حقائق و دقائق و معارف و اسرار و رازکو جو بطور انعام و اکرام
بذریعہ الہام مکالمہ و مخاطبہ مشرف ہو کر برائے صداقت و شہادت اسلام اس آخر الزمان
امام خیر الانام کو عطا ہوئے ہیں۔ چشم پوشی کر کے گمنام و پنہان کرتے ہیں۔ اور اس مخزون
خزانہ و مال کو جو مسیح موعود کے ساتھ وابستہ تھا۔ اس کی تقسیم سے حصہ لینا نہیں
چاہتے۔ بلکہ بھاگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث کے اسرار کا خزانہ مراد نہیں
ہے۔ بلکہ درہم دینار و اشرفی و روپیہ کا خزانہ ہو گا۔ جو آکر ہمکو بانٹے گا۔ اور
(یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) کے بھی ظاہری الفاظی معنے کرتے ہیں۔ کہ وہ سولی
جو لکڑی کی گاڑی جاتی ہے۔ آکر توڑ دیگا۔ اور یہی خنازیر جو باہر جنگلوں میں رہتے
ہیں۔ ان کاشتکار کے مارے اور مروائے گا۔ یہ تاویلی اور حقیقی معنے پسند نہیں
کرتے۔ کہ وہ آکر صلیب پرستی کے مذہب کو اور ننشایت خبیث کی بیخ کو جڑ سے اکھیڑ دیگا
اور اُن خنازیر کو جو اہل اسلام کے سخت و کرخت مخالف اور دین کی اشاعت
کے اشد عنادی و فسادی اور ایمان کی آبادی اور زراعت کو ضائع و تباہ کرتے
اور قتلی دانت سب و شتم و دشنام دہی سے لب کھولکر ستم و غم و الم کے زخم
پہنچا رہی ہیں اُن کو آکر قتل کرے گا۔ اصل مطلب و غرض یہ کہ یہ لوگ یکطرفہ کارروائی
کرتے ہیں۔ اور یک چشم کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور دوسری آنکھ کے نور سے
بے بہرہ ہیں ایک حدیث کے لفظ پر ضد لگا کر اڑے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف
صد ہا حدیث مرفوع متصل و صحیح کیوں نہ ہوں۔ پرواہ نہیں ہے۔ عالم
حالانکہ مقدم کلام قرآن شریف ہے اس کے بالمقابل حدیث شریف خواہ کس قدر
صحیح اسناد و معتبر روایات سے ثابت ہو۔ اگر مخالف و متعارض ہے۔ ہرگز مقبول و
قابل وقعت نہ ہوگی۔ ہاں اس میں تطبیق و توفیق سے باہم مضمون موزون کرنا
چاہیے۔ اسی طرح اگر احادیث بھی باہم ضدین واقع ہوں۔ تو ان کو بھی قرآن و
سنت و تعامل کے ساتھ مطابقت و موافقت کرنی چاہیے۔ نہ یہ کہ کسی حدیث
میں کچھ اور کسی میں کچھ۔ اور پھر سب صحیح۔ یہ ناانصافی و کج فہمی ہے۔ کیونکہ حدیث
یقینی و قطعی علم نہیں ہے۔ بلکہ ظنی ہے۔ سوا ان میں ضعیف بھی ہیں۔ اور
موضوع بھی داخل ہیں۔ ان میں تمیز و تحقیق و تشخیص سے تلخیص و
تنقید کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ جو اہرات و طلائی و نقرہ کا پرکھنا بغیر
صراف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح احادیث کی تنقید کو بھی کامل و عامل و عارف
باللہ و منقد متقی عالم ربانی و حقانی محک علم و عمل پر پرکھ سکتے ہیں (اتقوا اللہ
ویعلمکم اللہ) حدیث شریف میں جو لفظ بلد وارد ہے۔ کہ ایام طاعون میں

بلد سے نہ نکلیں۔ سو بلد سے مراد مکان سکونتی نہیں ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی
ہوا گندی متعفن و زہریلی و مہلک و قاتل ہو جاوے۔ مکانوں سے نہ نکلے کہ
توکل ٹوٹ جاویگی۔ بلکہ بلد حدود و شہر پر حاوی ہے۔ قرآن کلام معجز
نظام ذوالجلال والاکرام اسپر شاہد ہے (بلدۃ میتا فانزلنا ما) ۔ ۔ ۔ ۔
جس سے زمین زراعت و شہر مراد ہے۔ نہ کہ مکان جو باران سے سرسبز
ہو کر روئیدگی نکالتے ہیں۔ دوسری حدیث میں حرف ارض آیا ہے۔ جو اور
بھی نہایت وسیع اور کشادہ ہے۔ مطلب صاف کہ اس زمین سے نہ نکلو۔ یا
اپنی حدود یعنی باہر میدان مصفا ہوا میں سکونت رکھو یہ منع ہے۔ کہ وبائی
امراض سے بھاگ کر کسی دوسرے گاؤں میں بیماری پھیلانے کے واسطے نہ جاؤ
تا ہو۔ تا کہ اس کی زہریلی انفاس سے موثر ہو کر دوسرے لوگ بھی مبتلا ہوئے
مرض نہ ہو جاویں اور یہ سخت گناہ ہے۔ ہاں ابتدائی حالت بیماری کے
جس وقت قدرے آثار نمودار ہوں۔ دوسرے گاؤں میں بھی جانا کچھ
ہرج نہیں ہے مگر جس وقت کہ زور شور سے بحر طغیانی موج مار رہے گے۔ سوئے
وقت اپنی حد یا باہر میدان میں رہ سکتا ہے۔ دوسرے گاؤں میں نہ جاوے۔ یہی حکم
مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے
(اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم) حدیث ہو۔ کہ جس وقت
کسی قوم میں عذاب اترے۔ تو غیر صالح کیا تھا صالح بھی شامل ہو کر گرفتار عقوبت ہو جاتے
ہیں۔ اسواسطے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے طلبگار و استغفار کے خواستگار صبح و
شام کے اذکار کرنے والے لوگ اُس معذب گاؤں سے علیحدہ ہو جاویں۔ مگر اگر خواہ
نخواہ عذاب الٰہی کو نہ خریدیں اور اُسپر سنت اللہ و قرآن فرقان شاہد ناطق ہے۔
اہل مکہ کے حق میں جناب باری تعالیٰ رسول صلعم کو فرماتا ہے (ما کان اللہ لیعذبھم
وانت فیھم) جبتک تو اس گاؤں میں ان لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جاوے۔
اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہیں کرتا۔ اس سے بھی یہی سبق حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے جناب محمد مصطفےٰ اصفی الاصفیا اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفاظت و عصمت
کا وعدہ تو دیا ہوا تھا۔ اور مکہ شریف میں بھی جناب کو محفوظ رکھ سکتا تھا و منکرین
کو فنا و تباہ کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے علیحدگی کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہی مضمون موسیٰ علیہ السلام
کو بھی بوقت غلبہ کفار نابکار رات کو ہی مع قوم نکلنے کا حکم دیا۔ (اوحینا الی موسیٰ ان
اسر بعبادی انکم متبعون) اور ابراہیم اور داؤد علیہ السلام بھی بوقت رات ہی غلبہ
کفار کے نکلے تھے۔ اسی طرح یونس علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو۔ کہ وہ بھی اپنے اہل
قریہ مخالفین کو وعدہ عذاب دیکر علیحدہ ہو گیا (وذالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان
لن نقدر) کیا اللہ تعالیٰ اُن کو وہاں اُس بستی میں رکھکر نہیں بچا سکتا تھا۔ اس میں بھی
یہی راز اور حکمت بھری ہوئی ہے۔ کہ خالص مومن بندے خود بخود علیحدہ ہو جاویں
اور استغفار بالاسحار میں مشغول ہوں۔ اور ظاہری اسباب کے ساتھ بھی تعلق رکھیں
اسی طرح نوح علیہ السلام کو بوقت نزول عذاب علی الکافرین مع اپنے جمیع مومنین
و عیال اقربین کے بغیر فرزند کنعان اُن لوگوں سے علیحدگی کا ارشاد فرما کر سامان و
اسباب نجات بنانے کا حکم نافذ کیا۔ (واصنع الفلک) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا اللہ تعالیٰ
سوائے اسباب کشتی کے محفوظ و مصئون نہیں کر سکتا تھا۔ اسی طرح لوط علیہ السلام قریہ
کی تباہی و فنا ہی کے وقت خدا سے آگاہی پا کر فوراً رات کی سیاہی میں مع جمیع متبعین
سحر اپنے شہر سے نکل راہی ہوئے (فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت) اللہ تعالیٰ نے
اُن کو بچا لیا۔ وہاں منکرین کیساتھ عذاب میں شریک و شامل نہ ہوئے۔ بھاگنے و نکلنے کا الزام
سب نبیوں پر عاید ہو سکتا ہے کیا وہ توکل چھوڑ گئے تھے۔ یا خود خدا کا پیغام ملا۔ مگر یاد
رکھو۔ کہ جب سے دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تب سے اُس منتظم و مستقیم حقیقی نے اصلی
مع ساتھ اسباب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دونوں کا سلسلہ یکساں منسلک رکھا ہے تا کہ انسان اُنکی فیض و فوائد سے فائز ہو کر محروم نہ رہے۔ اور سعادت دارین حاصل کرے۔ ہاں بیقدر رسم دینی کہا جاتا
کو اپنا اصل ہو عاماو اکمہ [illegible] حقیقۃ بہ نالہ [illegible] ۲۱ بسلاد کو مری ۱۱ [illegible] سعادہ مشہاوے۔ اور کامل ہدایت نصیب کرے۔ آمین

احمدیوں پر ظلم

ستایا ہے ناحق ہمیں تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

آدم اور ابلیس کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت آدم اور اس کے متبعین کو ہمیشہ دکھ دیتے آئے ہیں جب جب کوئی راستباز اور خدا کا مامور مصلح دنیا میں آیا۔ اسکی مخالفت کی گئی اور اس کے ساتھ والوں کو جو غربا اور ضعفا کی جماعت ہوتی ہے سخت سے سخت اور کمینہ سے کمینہ طریق ایذا رسانی کا اختیار کیا گیا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا تذکرہ اسپر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھ والوں کو کہا گیا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور بستیوں سے نکالدیں گے۔ اور یہ ہی کہا کہ ہم جو معزز اور محترم لوگ ہیں ان ذلیل اور چھوٹے آدمیوں کو نکال دیں گے۔

یہ سنت اللہ ہے جو ہر صادق کے وقت میں عیاں نظر آتی ہے اس وقت بھی جب خدا کا مسیح اور مرسل ظاہر ہوا تو ان پہلوں کی یادگار نے اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلکر جری اللہ اور اسکی جماعت کو ہر جگہ ہر قسم کے دکھ اور تکالیف پہونچائیں کیا ان تکلیفوں اور مشکلات اور مصائب نے ذرا کے مرسل کی راہ میں کوئی روک پیدا کی؟ یا کیا ان تکلیفوں اور دکھوں نے اسکی مخلص جماعت کو پراگندہ کیا؟ کبھی نہیں۔ خدا کا مرسل پہلے سے زیادہ وثوق زیادہ استقلال اور ثبات قدم اور جوش کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ تمام تکلیفوں اور دکھوں کے چٹان جو اسکی راہ میں پھینکے گئے تھے ہباءً منثورا ہوگئے اور پرکاہ کی طرح اڑ گئے اور اس کی جماعت باوجود ان تکالیف اور مشکلات کے بڑھی اور بڑھ رہی ہے۔ اس نتیجہ سے اگر ناعاقبت اندیش مخالف سبق لیتے تو وہ اپنی اتنی کوششوں میں کامل ناکامی دیکھکر آئندہ کے لئے توبہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایک تلخ دشمن اپنی نامرادیوں کو دیکھکر زاویہ گمنامی میں پڑتا ہے یا اس دنیا سے اٹھایا جاتا ہے تو ایک اور پیدا ہو جاتا ہے جو خدا کے مسیح اور اسکی جماعت کو دکھ دینے کا عزم کرکے اٹھتا ہے اور وہ پہلوں کے انجام کو مدنظر نہیں رکھتا۔

اس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اس تازہ واردات ظلم کی داستان سنانا چاہتا ہوں، جو کھاچوں تھانہ بنگہ ضلع جالندھر کی کمزور اور غریب احمدی جماعت پر وہاں کے شدید اور غلیظ مغضوب مخالفوں نے روا رکھا۔ کھاچوں میں صرف چند احمدی ہیں اور وہ بھی غریب۔ وہ ایک مسجد میں ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر شیطان اور اسکی ذریت کب گوارا کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا اظہار ہو۔ اس لئے انکی مخالفت کے لئے چند شورہ پشت اٹھے اور عصر کی نماز کے وقت انکو پکڑ کر اسقدر مارا کہ بعض کو سخت چوٹیں آئیں۔ احمدی جماعت کے ان ضعیف اور مظلوم افراد نے یہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا + اور اپنی جان اور مال اور آبرو کو خطرہ میں ڈالا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ایمان کو متزلزل کریں۔ یہ نمونہ جو کھاچوں کی احمدی جماعت نے دکھایا ہے ہر طرح قابلقدر اور واجب التقلید ہے۔ کھاچوں کے احمدی ان شریر دل اور شورہ پشتوں کو عدالت سے سزا دلا سکتے تھے مگر انہوں نے عدالت ربانی ہی کے فیصلہ کا انتظار کرنا مناسب سمجھا خدا ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ظالم اپنے کئے کی سزا پائیں گے تاہم میں تھانہ بنگہ کے نیکدل اور شریف الطبع سب انسپکٹر باوا بہنگا سنگھ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کھاچوں کے ان شورہ پشت لوگوں کو مناسب تنبیہ کریں اور غریب احمدی جماعت کی حفاظت جان و مال کے لئے مناسب نوٹس لیں۔ ورنہ یہ لوگ دلیر ہوکر ان بیچاروں کو سخت سے سخت دکھ اور تکلیف دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کی توجہ فرمائی سے آئندہ مظلوم احمدیوں کو امن ملسکتا ہے اور چونکہ احمدی جماعت جیسا کہ اس کے امام اور پیشوا کی تعلیم ہے ہمیشہ ہر قسم کے فتنہ اور فساد کے محل سے بچتی ہے اور یہ تازہ نمونہ کھاچونکی جماعت کا موجود ہے کہ باوجود مار کھانے کے خاموش ہو رہے اسلئے اندیشہ ہے کہ مخالف بیباک اور بھی پھیل کھیلیں۔ کھاچوں کی احمدی جماعت کا صبر اور استقلال اللہ تعالیٰ اور اسکے صادق مرسل کے حضور خوشنودی کا موجب ہے اور یہی صبر ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو جذب کریگا اور یہی وہ کلید ہے جو ان کے لئے ہر قسم کے امن اور سلامتی کے دروازے کھولدیگی۔ خدا کرے کہ ہمیں بھی توفیق دیجاوے۔

ایک خطرناک بدعت کا اعلان

(اسلامی اخبارات کی توجہ طلب)

بعض اسلامی اخبارات میں میں نے ایک ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان پڑہا ہے جسکو فیض بخش پریس فیروزپور شہر نے چھاپا ہے + مجھے سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی ہمدردی و حمایت اور قومی ریفارم کی صدائیں بلند کرتے ہیں جنکی ہر یہ قلم سے قومی قومی کی آواز نکلتی ہے اکثر دفعہ وہ اپنے ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ پر مسلمانوں کو ہی نہیں اسلام کو سخت نقصان پہونچانے میں بھی تامل اور مضایقہ نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں لاہور کے اخبار وطن کی کفر فروشی کا کچا چٹھا شایع کیا گیا تھا۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ امرت سر کا اخبار وکیل اور بعض دوسرے اسلامی اخبارات بھی ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان چند پیسے لیکر شایع کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں وہ بدعت پھیلانا چاہتے ہیں جسکی گذشتہ تیرہ صدیوں میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اس تجویز ترجمۃ القرآن اردو کی مجوزین میں کسی عیسائی کا مشورہ اور ہاتھ نہ ہو ورنہ ایک مومن مسلمان کبھی اس بیہودہ اور منحوس تجویز کو پسند نہیں کر سکتا عیسائیوں پر جو مصیبت اپنی اصل کتاب کے کھو بیٹھنے کی آئی اسکی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے متن کو چھوڑ کر ترجمہ پر کفایت کی اور کلام اللہ کو ہاتھ سے دے بیٹھے اب مسلمانوں میں بے متن ترجمہ کا رواج اسی بدعت کی اشاعت ہی کیا یہ لوگ قرآن مجید کے متبرک اور مقدس الفاظ کو شائع کرنے کی ہمت نہیں کرتے؟ اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا کا کلام مٹ نہیں سکتا خدا خود اسکی محافظ ہے مگر یہ تدبیر اور سعی اس قسم کی ہے جس سے خدا کے کلام کو دنیا سے مٹایا جاوے اور ایسی تجویزوں کی سخت بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے۔ مسلمان اخبار نویسوں کا تو یہ فرض ہونا چاہئے تھا کہ اس شنیع فعل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے اور زور ڈالکر ایسے ترجمہ کو رکوا دیتے مگر وہ اپنے فائدہ کیلئے دین فروشی کرتے ہیں یہی بات ہمیشہ بری لگتی ہے۔ اسلامی اخبار وکیل کی کمپنی کے مایہ ناز ایڈیٹر تعجب نہیں مجھے کافر بنا دیں مگر میں انکی کافر بنانے والی ڈگر کی پرواہ کر اظہار حق سے نہیں رکونگا۔ بہتر ہے اخبار وکیل اس ترجمہ کے اعلان کو بند کرکے اس کے مضرتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے ورنہ میں مسلمانوں کو صلاح دونگا اور اس کمپنی ...

آپ خود انصاف کریں

کہ کون سی بات بہتر ہے تجربہ کرنا یا کلکتہ کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا تجربہ نئی بات کو معلوم کرتے کو کہتے ہیں جو چیز جیسی ظاہر کیجاے ویسی ہی ثابت بھی ہونی چاہئے اور آپ کے ذاتی تجربہ میں اگر وہ مفید یا ایسی ثابت ہو جیسی کہ ظاہر کیجاتی ہے تو ضرور شکر گزار ہو گی ایک اجنبی شخص کا تعریف کرنا تسلی بخش ثبوت نہیں ہوتا اس لئے اپنے ملک اور وطن کے لوگوں کی پسندیدگی ہی ڈومن کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوینس بیک ایک کڈنی پلس) کی ہر ایک بوتل کے لئے بڑی سفارش ہے۔ یہ بیان پڑھئے ڈاکٹر اے۔ سی۔ رائے۔ ایل۔ ایم۔ ایس طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم نباتات اور امراض چشم کے معلم (دالیٹ انیڈ میڈیکل ہال ۱۰۲ ۱۵۱ بو بازار اسٹریٹ کے طبیب) کہتے ہیں میں نے ڈومن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) درد پشت میں اور خاصکر مستورات کی بیماریوں میں جہانکہ درد پشت بھی موجود تھا استعمال کرائی ہیں اور ان کو بہت مفید پایا ہے مستورات کی بہت سی بیماریاں گردوں اور پیٹ کے اعضا کے خراب ہو جانے سے ہوتی ہیں۔ اور ایسی حالت میں یہ گولیاں بہت جلد شفا دیتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک اینڈ کڈنی پلس) گردوں کے تقویت کے لئے مجرب دوا ہیں اور گردوں کو زہریلے مادوں کے نکالنے میں مدد کرتی ہیں جن کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو بیخوابی۔ پٹھوں کے امراض درد پشت۔ درد مفاصل۔ اور ذیابیطس کی شکایت ہوتی ہیں۔ یہ جوان اشخاص کو بھی مدد دیتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈومن کی امداد بذریعہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے لئے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

آجکل دنیا پہ تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آئی ہے ایسی کسی نے نہیں دیکھی۔ ہر زمانہ میں مرسلین یا نبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام آتے رہے مگر جب انکو جھٹلایا گیا۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں قحط اور طوفان ہیں۔ طاعون بڑھ گیا۔ زلازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی بانی حضرت مسیح موعود نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پر غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز جان بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہم الہام یا غلام احمد کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون سے جو دوا دافع طاعون ہے ادویہ کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں طاعونی بخار سے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملکر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً آسمی درد و بخار کافور اور سم سام و گلٹی کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور طبیعت میں صحت ویسی ہی حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر بھی ملکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے یہ ایک عجیب حیا ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن عہ روپیہ بنیل نافع بکھی و مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر مکھی یا مچھر بیٹھکر جب تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے سے یہ تیل اسی غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کے کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکیں۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں دوائیں حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔ رنوٹ) جو خریدار اپنا نمبر خریداری درج کریگا اسکو ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیج دے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری انکا بھیجا عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کلام بازوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزما کر پھر منگاو سمجھا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوای تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیجا دوائیں نکلی ہوئی ہیں عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طلائی ہے کہ جسکے چند روز کے استعمال میں امراض متعلقہ قوای تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہمی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اوّل نمونہ مفت منگاتے ہو پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ طلا طلسمی کہ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائے قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون وندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پرچہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(بہر درخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ ماہ نو)

نقش ارنا اور ... اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول بارش تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ شبکوری۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معزز ملا و ڈاکٹروں و حکیموں ورئیسوں و عمدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست کرنے سے روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱۲ — سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالا نشین

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ خوش وضع کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں نہالی لحاف کے واسطے ...... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۴ درعہ اگر وعرض قیمت صرف عہ فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول باردانہ خریدار کے ذمہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چو گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۷ رجب ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چند استفسار بر خط مولوی محمد حسین صاحب

از طرف سید محمد احسن صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً

حبی القدیم مولوی محمد حسین صاحب ۔ آپ کا محبت نامہ جو نہایت درجہ ایسا مشکوک اور محکوک اور غلط در غلط تھا جسکی نسبت خود آپ نے تحریر فرمایا ہے ۔ کہ "اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو درج اخبار کر کے واپس کریں تاکہ میں نقل کرا کے واپس کردوں" الخ موصول ہوا ۔ خاکسار کو بڑا تعجب ہوا کہ مولویصاحب نے ایسا خط غلط در غلط ارسال ہی کیوں فرمایا ۔ جسکو واپس بھی طلب فرماتے ہیں اور تعجب پر تعجب یہ ہوا کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ محض نسیہ ہی نقد نہیں کیونکہ ۱۲ جلد ۱۲ اشاعۃ کا جس جا بجا حوالہ دیا گیا ہے وہ ابھی تک شائع نہیں ہوا ۔ گھر کہونا نخاس حل ۔ اور اسلئے بہت ہی حیرانی ہوئی کہ مولویصاحب نے خاکسار کے سوالات کا جواب ایسا اوھن من بیت العنکبوت کیوں عنایت فرمایا جسمیں جواب نسیہ ہی نسیہ ہے اور نقد کچھ بھی نہیں بہرحال خاکسار نے آپکے خط کو بخوبی پڑھ لیا ۔ خواہ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہی مشکوک یا محکوک تھا ۔ ع بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم ۔ مگر میں ابھی اُس کا جواب لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جبتک حوالجات نسیہ نقد وصول نہو جاویں اور نہ اس خط کا طبع کرانا مناسب ہے کیونکہ مبادا آپ خود ہی شکایت نہ کریں کہ میرا ایسا خط مشکوک کیوں طبع کرایا تاہم بالفعل واسطے استفسار و تعین چند امور جملہ تنازعہ فیہا مندرجہ خط کے آپسے استفسار کر کر جناب کو تکلیف دیجاتی ہے ۔ تاکہ آئندہ غلط بحث نہ ہو جاوے اور امور تنقیح طلب منقح ہو جاویں ۔ استفسار اول ۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اخبار اہلحدیث میں جسکی اصل عبارت ۱۲ جلد ۱۲ میں آیندہ آپ شائع فرماوینگے ۔ ایمان و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے لئے شرط نجات قرار دیا ہے ۔ جسکو دعوت اسلام پہونچ چکی ہو گر مولویصاحب نص قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی کوئی وقت بعد نزول قرآنی کے ایسا آنیوالا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی دعوت عامہ کل زمین کے لوگوں کو پہونچ جاوے گی ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۔ الذی لہ ملک السموات والارض ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔ وغیرہ وغیرہ معہذا اب اس زمانہ میں جو مصداق ہے لیظھرہ علی الدین کلہ کا ۔ ڈاکٹر صاحب اور دیگر اور جناب کو کونسی ایسی ضرورت واقع ہوئی ہے جو برا متکلمین کیطرح یہ تقسیم حال کے زمانہ کے لئے کی جاتی ہے کہ جن کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ان کے لئے تو ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کو ہے اور جن کو نہیں پہونچی ان کے لئے شرط نجات کی نہیں اور یہ تقسیم بھی اسوقت کیگئی جب ہر طرف سے دارو گیر ہونے لگا ۔ پھر اس تقسیم کے لئے اولاً تینوں صاحبوں پر ضروری ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایسی بستی کا وجود دکھلاویں جسمیں دین اسلام بذریعہ کسی مسلمان کی موجودگی کے پہونچ چکا ہو ورنہ خاکسار تو اس مصرعہ کے پڑھنے کے لئے مجبور ہے کہ ع خوے بد را بہانہ بسیار ۔ استفسار دوم ۔ دعوت اسلام پہونچ جانے کی حد مقرر فرمائی جاوے کہ کیا ہے کیا آپ صاحبوں کے نزدیک جن لوگوں نے ترجمہ قرآن مجید کا نہیں پڑھا یا کسی وعظ اسلام کی مجلس میں نہیں بیٹھے وے سب لوگ مصداق ہیں اس کے کہ انکو دعوت اسلام نہیں پہونچی اور ان کے لئے آپ کے نزدیک ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کی نہیں ۔ بس در جواب استفسار ہذا دعوت اسلام کے پہونچنے کی تحدید فرما دیجاوے کہ اس کی حد کیا ہے ۔ استفسار سوم ۔ علم مناظرہ میں جواب الزامی دینا اور مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا آپ کے نزدیک اداب علم مناظرہ سے ہے یا نہیں ۔ بشق ثانی آپ کسی کتاب علم مناظرہ کے حوالہ سے ثابت فرما دیں کہ مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا خارج از آداب علم مناظرہ ہے ۔ مگر اس صورت آپ کو اکثر مناظرات مندرجہ قرآن مجید سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا ۔ بلکہ بہت ایسی آیات بینات کی تکذیب کا الزام آپ پر عائد ہوگا ۔ جسطرح آپ حضرت مرزا صاحب کے جوابا بموجب مسلمات خصم الزامی کو تکذیب کرتے ہیں یہ نعوذ باللہ منہ اور بشق اول حضرت عیسیٰ یا کسی نبی کی توہین نعوذ باللہ کس مردود یا کافر نے کی ہے ۔ کلا و حاشا ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ بلکہ مسلمات خصم جوابہائے الزامی

دندان شکن جواب جو کہ داب علم مناظرہ کے دیئے گئے ہیں اور پھر صد ہا ہزار ہا اشتہاروں میں اس امر
کی تصریح بصراحت کھول کھول کر باعلان ہی کر دی گئی ہے۔ پھر باوجود اس کے آپ جیسے مدعی حقیقت و
حق گوئی کا ایسا الزام کسی پر قایم کرنا جس سے یا تو تکذیب صد ہا آیات قرآنی کی لازم آتی ہو یا انصاف
علم مناظرہ کو ضایع کر دینا واقع ہوتا ہو۔ آپ ہی جیسے اہل فضل و علم کا کام ہے۔ ؎ ایں کار از تو
آید و مرداں چنیں کنند۔ افسوس کہ آپکی ایسی ہی تحریروں نے سرحدی لوگوں اور ہز ہائینس
امیر کابل کو قتل تفوس کیہ پر آمادہ کیا ہے کیونکہ جس مسئلہ کو وہاں کے عوام اور جہلاء مسلمانوں نے
مطابق اپنے خیال کے نہیں پایا اس کا قایل آپکے اور ان کے نزدیک واجب القتل ہو گیا حالانکہ
وہ مسئلہ کتاب و سنت صحیح کا لب لباب ہے۔ جیسا کہ مانحن فیہ میں محض خلاف رخلاف الزام تو من عنقر
علمے کا اپنے خیال میں لگا کر قتل نفوس زکیہ کا فتویٰ آپ نے لگا دیا اب فرمایئے کہ نقض امن عامہ
خلائق کا آپ کی طرف سے واقع ہوا یا کسی اور کی طرف سے۔ بینوا توجروا۔ ہز ہائینس امیر تو آپکے
نزدیک شاید کہ بقصد اس جرم قتل سے دنیا میں بری ہی ہو جاویں تو ہو جاویں مگر آپ اس اعتراض
سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو آپ لوگوں کے فتویٰ کا تابع ہے نہ متبوع۔ بس اسی لئے
مترجم انگریزی نے آپکے منشاء کے بموجب صرف دعویٰ نبوت کو ہی داخل سبب قتل کا کر دیا۔
پھر آپ خواہ مخواہ اس کی شکایت کیوں فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ منشاء نہیں ہے تو ضرور ہے
کہ ضرور بہت جلد اس غلطی کا ازالہ سول ملٹری سے بہت جلد کرایا جاوے کیونکہ مسئلہ قتل مومن کا نہایت
نہایت نازک ہے۔ و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا۔ الآیۃ

استفسار چہارم۔ آپکا مضمون کفر و کافر مندرجہ جلد چہارم اشاعۃ السنہ ۱۸۸۱ء اور نیز رسالہ مذکور جلد
مندرجہ جلد ہفتم اشاعۃ السنہ۔ اگر ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کو کفر و وجوب قتل سے بچاتا ہے اور ان کو جب
آپ کے اقرار سے حضرت مرزا صاحب کو بھی سابق میں اسی مضمون نے بچایا تھا مگر اب یہ استفسار ہے
کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے تو سالہا سال ہو گئے کہ صد ہا اشتہارات چھپا اور نیز جدید کے
اول ہی سر لوح پر ہر ایک ہفتہ میں بضمن دس شرایط بیعت اور بضمن اشتہارات پر مذہب قائم ہے اسلام کی
کے تمام دنیا میں نظم و نثر میں اشتہار دیا جاتا ہے اور نظم کا اول شعر یہ ہے۔ ؎ ما مسلمانیم از
فضل خدا۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا۔ اور آخری شعر آن ۱۶ اشعار کا یہ ہے کہ ؎ یک قدم دوری
ازاں عالیجناب۔ نزد ما کفر ست و خسران و تباب۔ اور پھر ہر ایک اس کے شعر میں تابعداری اتباع کتاب
و سنت کو ہی اپنا مذہب کامل کر اور دارو مدار نجات کا قرار دیا گیا ہے اور علاوہ ازیں رسالہ سراج منیر رسالہ
اور کتاب میں بھی بدلایل قاہرہ اس امر کو ثابت کیا گیا ہے جس کا جواب جناب کے ابھی تک نہیں ہو سکا پھر
معہذا اسکی کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب تو باوجود مسکرائی نہیں رسول رحمۃ للعالمین و عیسیٰ نبی خدا
و غیرہ و غیرہ کافر و مرتد رہے اور آپکے کچھ بھی یاد و اقرار سے کوئی تاویل ہی انہوں نے اس کی نہیں کی
وہ تو آپ کے نزدیک سچے مسلمان ہو گئے اور حضرت مرزا صاحب باوجود اعلان کرنے مراد اشتہارات
اور بیان مذکورہ بالا کے مرتد واجب القتل ہو گئے۔ اگر چہ آپنے ڈاکٹر صاحب کے لئے ہی بطور نسخہ واجب القتل
ہونے کا فتویٰ عطا فرما دیا ہے مگر استفسار تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ عنداً آیندہ کو کریں گے وہ تو
آپ کے نزدیک قبول ہو جاویگا اور حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو دلایل قاہرہ کتاب و سنت کے
اور نشانہا ئے آسمانی اور وجوہ موجہ عقلی و نقلی حقیت اپنی دعاوی کی نسبت پیش کرنے کے اور
باوجود اشتہار و اعلانات اس قسم کے مضامین کے ؎ آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست۔ بادہ
عرفان ما از جام اوست۔ آں رسولے کش محمد ہست نام۔ دامن پاکش بدست ما مدام۔
مہر او با شیر شد اندر بدن۔ جان شد و با جان بدر خواہد شدن۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام۔
ہر نبوت را برو شد اختتام۔ ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست۔ زو شدہ سیراب ہر آبے کہ ہست
؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم۔ و غیرہ و غیرہ کے
مرتد اور واجب القتل ہیں۔ ونعم ما قیل ؎ چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار۔ کے شناسد ظالم
از مظلوم زار ؎ چوں قلم در دست غدارے فتاد۔ لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

استفسار پنجم۔ آپ فرماتے ہیں کہ چراغ الدین جمونی کی طرح اگر ڈاکٹر صاحب مرتد ہو جاویں تو
یہ سب آپ ہی کی فیض تقلید سے ہے یعنی مطلب یہ کہ مرزا صاحب ان دعاوی کے بانی
ہوتے اور نہ یہ لوگ مرتد ہو جاتے یہاں پر صرف یہ استفسار ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی
وغیرہ وغیرہ جو مدعی نبوت ہو کر ہلاک و تباہ ہو گئے اور آنحضرت صلعم کے دعاوی کی حقیقت

وقتاً فوقتاً دنیا میں ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو ان سب مرتدین کو دعاوی جو بعد دعویٰ نبوۃ خاتم النبیین صلعم
کے واقع ہوئی ہیں کس کی فیض تقلید سے تھی اگر حضرت صلعم کی فیض تقلید کی تھی تو یہ تقلید تو قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ کے مصداق تھے وہ بیچارے بلا کسی ورثا و کمبوں کو جس
نبی کریم کی یوماً فیوماً ترقی بالی ہوئی ہی اسی طرح انکی ترقی ہوتی۔ اگر اس ارتداد کا سبب کچھ اور تھا یعنی
وساوس شیطانی بسبب حسد و بغض و حرص و تحصیل جاہ وغیرہ کے۔ تو پھر یہاں بھی ایسا ہی کچھ سمجھ
لیجئے کیونکہ یہاں پر بھی ویسا ہی حال شبر بشبر واقع ہوا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ۔ دیکھو کتاب
حقیقۃ الوحی کو۔ استفسار ششم۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے سابق میں کسی اپنی تحریر یا تقریر
زبانی میں بتصریح اس عقیدہ پر اپنا اثبات ظاہر نہیں فرمایا کہ حضرت مسیح بن مریم اور ان کے رفیق امام
مہدی علیہما الصلوٰۃ والسلام اگر تلوار چلاویں گے مگر آپنے تو اشاعۃ میں اس کا رد بھی نہیں فرمایا اور چونکہ
آپ ایڈووکیٹ یا وکیل ان علماء اور نیز ان عوام کے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ یہ عقیدہ رکھتے تھے یا اب
رکھتے ہیں۔ اور انہیں علماء اور عوام کی ہوا سے آپنے فتویٰ کفر پر ثبت کرائی تھیں تو اس وکالت سے بھی یہی
یہ مفہوم ہوتا رہا کہ آپ کا بھی عقیدہ یہی تھا ہے مگر اب تو راز کھل گیا اور آپ نے ہمارا اصل الاصول کا مذہب
اختیار فرما لیا گو وہ تامل بسیار کی ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از
تامل بسیار۔ پس چونکہ آپ اس عقیدہ مہدی خونی سے انکار ہی فرماتے ہیں تو اب ہم کو آپ سے اس بارہ
میں بحث کرنا بھی ضروری نہیں ہے مگر یہ استفسار مقتضم ضروری ہے کہ آپ اور نیز ڈاکٹر صاحب بھی
ضروری بالضرور واضح طور پر اپنا عقیدہ حضرت مسیح بن مریم موعود کی نسبت اور خوب واضح طور پر تحریر
کر دیویں کہ آیا آپکے نزدیک مسیح بن مریم اسرائیلی اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر بقید حیات ابتک
زندہ موجود ہیں اور اسی جسم عنصری سے کسی زمانہ آخری میں نزول فرما کر اسلام کی اشاعت اور تائید
فرماوینگے اور آیا ابھی تک ان کے جسم اور جسمانی حالتوں میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں آیا الّا ان کا کان
کے مصداق ہیں یا کیا جو کچھ آپکا اور نیز ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ اس بارہ میں ہو اس کو واضح طور پر تحریر
فرما دیویں تاکہ آیندہ گفتگو میں غلط مبحث واقع نہ ہو اور طوالت موجب ملالت ناظرین نہ ہو جاوے۔ حضرت
امام مہدی کی نسبت تو آپ نے ظاہر کر ہی دیا ہے کہ وہ اگر جہاد کرینگے بلکہ نشانہائے آسمانی سے دین
اسلام کی تائید کرینگے فنعم الوفاق اور آپ جو ہم سے اس بارہ میں حدیث صحیح بشرایط مندرجہ خط تحریر
فرماتے ہیں وہ تو محض بکس انقضیہ ہے جس کے لئے ایک کتاب حقیقۃ المہدی کا کیا ذکر ہے ۲۵ یا ۲۶
سال سے صد ہا اشتہار اور رسایل و کتب ہماری طرف سے تمام دنیا میں اسی مسئلہ کی تحقیقات میں شایع ہو چکی
ہیں ہم تو خیال آپ کا سابق ہی ہوگا یا آپکے ان لوگوں کا خیال ہو جو ولیضعن الجزیۃ
کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ لا یقبل الا الاسلام او القتل ھکذا قالہ الخطابی
مراج و ھاج مصنفہ حضرت نواب صاحب جو آپکے نزدیک مجدد بھی ہے چونکہ اس زمانہ امن کی سایہ
گورنمنٹ عالیہ دام اقبالہا میں ایسا اعتقاد باطل خلاف تعلیم الاسلام اور ضد آیات قرآنی کا تھا اور
یہ اعتقاد مذہب اسلام میں داخل ہو چلا تھا دیکھو اس قسم کی روایات غلط اکثر کتابوں میں مندرج
ہو گئیں مثلاً یہ روایت ابو ہریرہ کی کہ سمعت رسول اللہ صلعم و ذکر الھند فقال لیغزون الھند لکم
جیش یفتح اللہ علیہم حتی یاتوا بملوکہم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبہم فینصرفون
حین ینصرفون فیجدون ابن مریم بالشام اخرجہ نعیم بن حماد۔ ورای مریم است
در آنکہ مراد غزوہ ہند در زمان مہدی جیسے علیہما السلام است الی قولہ پس شبہ نیست کہ مراد بدیں
غزوہ آخرین ہند است کہ در آں ملوک را گرفتار کردہ بیارند۔ و چنیں غزوہ تا حال نشان نداد ہ اند
پس متعین شد کہ وقوع آں در آخر زمان خواہد شد واللہ اعلم۔ پھر اس کے آگے یہ روایت بھی
موجود ہے سلام از منصور و روایت کردہ کہ فرمودہ رسول خدا صلعم برپا شود قیامت تا نشوند
روم بیشتر از ہمہ کس جواد برہم دیگر انصار اینا شند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر
روئے زمین گردند۔ مصداق ایں خبر از مدت یکصد سال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود گشت
و در رسالہ حشریہ نوشتہ چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصاریٰ غلبہ کنند و بر ملکہا بسیار متصرف شوند
انتہیٰ حجج الکرامۃ ۳۳۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ یہ روایت کس قدر موحش اور موجب نقض امن عامہ خلائق کی تھی
جس کی رو سے آج کل قدر علماء مخالفین ہمارے ابتک اسکے منتظر اور معتقد ہیں اور آخری مہدی کے لئے وہ روایت
جو اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ میں لکھی ہوئی ہے یہ ہے پس تمام روئے زمین قبضہ اقتدار مہدی علیہ السلام آمدہ
اسلام قرار گیرد و گردن افراز و جمیع ملوک ارض حلقۂ اطاعتش کشند و لشکر بر ہندوستان

قابلِ توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال و اسباب بذریعہ گڈز ٹرین کہیں روانہ کرنا ہو تو انہیں بُک کراتے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے اُن کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اول تو ان کا یہ کام مقررہ معاوضہ پر دلالوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو روز مرہ کا کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بیچارے کی شامت ہی آ جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو اس کو یہ عذر پیش آتا ہے کہ جس لائن پر اس کا مال جاتا ہے اُس کا بکنگ آفس کہیں اور کونے کانٹے پر مال وزن کرنے کو رکھنا چاہئے۔ یہ غریب ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے۔ شرح محصول بتانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چک کرنیوالے۔ اگر پیشگی دینا ہو تو محصول لینے والے۔ غرض قریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فراخدلی و تمکنت کو کام فرماتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض تو موقعہ پر کچھ نذرانہ کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر نہ دیا جائے تو جان جان کے کام میں ڈھیل ڈالتے اور دیر کیا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے سے تنخواہیں نہیں ملتیں جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں۔ یا پبلک وہ محصول ادا نہیں کرتی جو ریلوے کا حق ہے اگر انہیں اپنا حق الخدمت ملتا ہے اور لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر اس سے روانگی مال کا کام لیتے ہیں تو پھر اس اندھیر کی کیا وجہ ہے؟ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان کمپنی کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکھیں اور غریب پبلک سے رشوت کھانے یا اُسے دق کرنیوالوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ اس قماش کے بد دیانت اور ناانصاف ملازم بزبان پبلک ہی کے حق میں بُرے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی حرام ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے۔ یعنی جب وہ ناجائز طلب منفعت کو روا ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کا فائدہ یا نقصان ہو۔ اُن کو ہر حال میں اپنا اُلو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی نذرانہ نہ ملنے کے باعث اپنے معمولی فرائض تک کی انجام دہی تک نخرے کرتے ہیں۔ تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کر دینے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت سے وہی چلتے پرزے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بد دیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ چلو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں اس سے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی ورنہ سیدھے سادے بھلے مانس اور ایماندار لوگ تو نہ دوسروں کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ اور نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکھتے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتی الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گڈز ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اور بغیر اس کے کہ ہمیں مختلف مقامی شکایات پر پتہ وار اور بقید تاریخ روشنی ڈالنی پڑے۔ گڈز ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بد دیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہہ و ہدایت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

کیا یہ امر واقعی ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس امرتسر میں تقسیم کام کا کوارٹرلی (سہ ماہی) جو نقشہ ایک حد تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی۔ ایم جی بہادر ڈاکخانجات پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جاری ہی اور بسہولت پتہ لگ جائے گا کہ گو سہ ماہی جدول میں حسب معمول مختلف مہینہ بہ مہینہ ڈاک۔ یعنی پارسل۔ رجسٹری۔ سیونگ بنک اور ڈلیوری وغیرہ وغیرہ کے کلرک انچارج اور اُن کے بدلے دکھائے جاتے ہوں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ کام کی وقت و سہولت کے لحاظ سے یا اختیار ذاتی انتظام کے بعض نیور ٹ کلرک مدت سے ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جب یہ تسلیم کیا جائے تو خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا اس موجودہ انتظام کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر پوسٹوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں۔ اور اپنی باری میں نسبتہً شاق و محنت کی بھی ڈیوٹی بھگتا کریں اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی ان کی آسان ڈیوٹی پر بھی لگا دیئے جایا کریں۔ اور ان کی واقفیت و تجربہ سے بالکل بے بہرہ نہ رہیں۔ موجودہ حالت میں ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب ایسے ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرائض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری باقاعدگی و عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہیں۔ اس بارہ میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں انہیں ابھی اس خیال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے امید ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر اور نیز پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائیں گے۔ (وکیل)

کابل میں ہیضہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریاست کابل میں ایک عام موت کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کس رنگ میں اور کس صورت میں پوری ہوگی مگر جو تازہ خبریں کابل سے آئی ہیں وہ بڑی سخت تشویشناک ہیضہ کے پھیل جانے کی مظہر ہیں۔ ان خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہاں ہیضہ کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں خصوصاً اس ماہ میں بعض مقامات کا تو ایسا صفایا ہو گیا کہ بمشکل پورے گاؤں میں ایک مکان بھی ایسا دکھائی دے گا جس میں کوئی موت نہ ہوئی ہو۔ گو دولت افغانستان میں ڈاکٹری علاج (اب معقول ہوتا جاتا ہے جابجا ہسپتال بن رہے ہیں) تاہم بہت دور دراز کے مقام ایسے بھی ہیں جہاں حفظ صحت کا پورا انتظام نہیں۔ اور اسی طرح کہ جاہل افغان انگریزی ادویہ کا استعمال مذہباً ممنوع سمجھتے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور اس تشویش کو دور کرے۔ اصل اور

سچی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب بلاوجہ نہیں آیا کرتے ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پر غور کرنا چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف توجہ اور انابت، اور سچی تبدیلی ہی عذاب الٰہی کو ٹال سکتی ہے اگر اس پیشگوئی کے پورا ہونیکا یہی وقت ہے جو ان الفاظ میں کیگئی ہے

ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے

تو یہ بہت خطرہ کا مقام ہے۔

مرتد ڈاکٹر یا مسیح کاذب

نمبر (۱)

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے تازہ الہامات الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کئے جا چکے ہیں ان الہامات کی بنا پر ڈاکٹر موصوف نے کھلے الفاظ میں **مسیح** اور **مرسل**۔ **رحمۃ للعالمین** ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں؟ اس نوٹ کا نکلنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرزائی نشناختہ دیوانہ وار پیسہ اخبار میں اسکی تردید کے لئے دوڑے چنانچہ ۱۳؍ اگست ۱۹۰۷ء کے روزانہ میں ایک مضمون بعنوان

مرزائیوں کا ایک نیا جھوٹ اور نئی چالاکی

شائع کرا دیا۔ اور وہ نیا جھوٹ۔ اور نئی چالاکی کیا ہے؟ یہ کہ دعویٰ رسالت کا مدعی عبدالحکیم خاں کو قرار دیا اور کہا کہ اس نے مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے

اس امر کا فیصلہ تو اب پیسہ اور پبلک خود کریگی کہ یہ **نیا جھوٹ اور نئی چالاکی** یا تو مرتد ڈاکٹر کی ہے یا اس کے قرین بئس القرین کی جس نے اس کو یہ الہام کیا

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

جو شخص پبلک میں یہ الہام پیش کرتا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ پبلک اس کی بنا پر اسے **مسیح** سمجھے۔ ہاں اگر اس نے اس الہام کے پیش کرنے میں جھوٹ بولا ہے تو بیشک

وہ جھوٹا مسیح اور مسخرا دجال ہے

جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتا اور من اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا کا مصداق ہے۔ جس حال میں وہ کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا **مسیح** اور **مرسل** کہتا ہے پھر اسمیں پیسے یا دوسرے احمدیوں نے کیا جھوٹ بولا اور کیا چالاکی کی جو اس نے یہ افترا ہم پر کیا اس جھوٹ کی **لعنت** کا مستحق اگر کوئی ہے تو وہی

مسیح کاذب ہے

جو پہلے ایک الہام پیش کرتا ہے اور جب اسپر اعتراض ہوتا ہے تو اس پر دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اسی برتے پر تتا پانی

۱۹؍ جولائی ۱۹۰۷ء کا وہ خط (جسکی بنا پر ہمنے شائع کیا تھا) پیسہ اخبار میں بھی چھپا ہے اور اسمیں

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
(۲) انک لمن المرسلین
(۳) انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم
(۴) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں **مسیح** ہوں
(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ

یہ الہامات چھاپے گئے ہیں۔ کیا ان الہامات کو پڑھکر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ مرتد ڈاکٹر کھلے الفاظ میں **مرسل** اور **مسیح**۔ بشیر و نذیر۔ رحمۃ العٰلمین ہونے کا مدعی ہے۔

ان الہامات کی تصریح کے لئے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کسی پہلے خط کے ایک نوٹ کا حوالہ دیتا ہے (کہ اسمیں میں نے لکھا تھا کہ جیسا مسلمان اپنی اولاد کا نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھدیا کرتے ہیں نہ کہ میں مسیح یا امام ہوں)

مرتد ڈاکٹر کی دانشمندی اور ایمانداری کو اس موقعہ پہ دیکھنا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا نام خدا نے اگر مسیح رکھا ہے تو اسی طرز پر رکھا ہے جسطرح پر ماں باپ اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر رکھدیتے ہیں۔ بہت خوب!

مگر ڈاکٹر صاحب! کاش اس نوٹ کے دیتے وقت آپ اگر خدا ترسی سے نہیں تو عقل ہی سے کام لیتے کیا ہم لوگ جو اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں تو یونہی انہیں بے حقیقت سمجھکر رکھدیتے ہیں یا اسمیں کوئی غرض اور مقصد بھی ہوتا ہے؟ صاف طور پر ماننا پڑیگا کہ ماں باپ یمن اور برکت کے لئے وہ نام رکھتے ہیں اور انکی غرض اور منشاء یہ ہوتا ہے کہ انمیں بھی وہ صفات اور حسنات پیدا ہوں یہ منشاء انکی ہرگز نہیں ہوتی کہ نام تو موسیٰ رکھا جاوے اور اسمیں شمائل فرعونیت پیدا ہوں یا نام تو عیسیٰ رکھا جاوے مگر وہ پورا **دجال** ہو۔ لیکن چونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہوتے اس لئے بسا اوقات وہ نام اسم بامسمیٰ نہیں ہوا کرتے ایک کا نام خالد رکھا جاتا ہے مگر وہ شام سے ہی پہلے ہی مر جاتا ہے ایک کا نام عبدالحکیم رکھا جاتا ہے مگر وہ مرتد ہو کر اور شیطان رجیم ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تو **عالم الغیب** ہے وہ جب اپنے بندے کو کسی نام سے پکارتا ہے تو وہ اسم بامسمیٰ ہوتا ہے اس کے اندر اس نام کے شمائل اور صفات موجود ہوتے ہیں جب وہ کسی کو کہتا ہے محمد (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) تو فی الحقیقت وہ محمد ہی ہوتا ہے اس کا کوئی قول اور فعل حرکت و ادا ایسی نہیں ہوتی کہ اسپر حرف آسکے جب وہ کسی کو مسیح یا عیسیٰ کہکر پکارتا ہے تو مسیحی شمائل اور عیسوی خصائل سے متصف ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی کو کہے کہ تو **مسیح** ہے مگر وہ

دجال ہو

اگر آپ کا نام خدا تعالیٰ نے اس نوعیت سے رکھا ہے تو پھر مرتد ڈاکٹر کے

کانے دجال

ہونے میں شبہ نہیں لیکن **عالم الغیب** خدا نے **مسیح** کرکے پکارا ہے تو پھر کیوں کہا جاتا کہ **مسیح** ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو خدا کو آپ ایسا مانا ہے کہ اسے بھی آپ کے **والد ماجد** کی طرح کوئی خبر نہیں اور یا آپ کا یہ **عذر**

عذر لنگ اور نرا جھوٹ ہے

علاوہ بریں قابل غور یہ امر ہے کہ اگر ان الہامات کے اندر کوئی حقیقت نہیں یہ صرف الفاظ پرستی ہی ہے تو پھر یہ آیات جب پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے جلیل القدر رسول انبیاء علیہم السلام کے سرتاج نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تھیں کیا انسو بھی یہ حقیقت تھیں اور بیکار نام وحی ہوئی ہیں؟ اگر مرتد ڈاکٹر کا یہ عقیدہ ہے تو یہ اور بھی

خطرناک ہے

کیونکہ یہ آیات آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر زبردست دلائل ہیں مگر مرتد ڈاکٹر کے اس بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان نہیں رکھتا اور نہ خدا تعالیٰ کی اس جلیل الشان وحی پر ایمان لاتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر اس کا استخفاف نہ کرتا۔

صادق اور کاذب میں یہی تو امتیاز ہے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اس کا مامور اور مرسل جب یہ کہتا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی مجھپر وحی ہوئی ہے تو اس کے وہ وہی معنے لیتا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے مرسل اور نبی پر اس وحی کے اترنے وقت تھے اور جب اسپر کوئی آیت اترتی ہے اور اس کا نام داؤد یا موسیٰ یا احمد یا عیسیٰ رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ نے

میرا یہ نام رکھا ہے اور اس نام رکھنے میں وہ مجھے شان موسوی یا عیسوی یا محمدی کا بروز اور مظہر ٹھہراتا ہے وہ کبھی نہیں کہتا کہ اسمیں کوئی حقیقت نہیں سرسری طور پر یہ نام رکھدیا ہے۔ مگر برخلاف اس کے کاذب کہتا ہے کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں تو کیا پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ

خدا تعالیٰ ایک لغو کام کر رہا ہے

ایک شخص کا نام عیسےٰ رکھتا ہے بحالیکہ وہ عیسوی شمایل سے محض معرا اور بے نصیب ہے ایک کو کہتا ہے انک لمن المرسلین مگر یہ محض (معاذ اللہ) ہزل ہے وہ رسول نہیں اور رسالت کے منصب سے اس کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اسے کہتا ہے کہ تو بشیر و نذیر ہے مگر تبشیر و انذار کا کوئی کام اسے نہیں دیا گیا۔ اب مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح بتائے کہ اگر اس کے الہامات اسی قبیل اور قسم کے ہیں تو پھر ان سے کیا فائدہ؟ اور انکی اشاعت سے کیا مقصد؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ڈاکٹر خدا تعالیٰ کے کلام پر ہنسی کرتا اور اسے ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے مگر یہ احمقانہ خیال ہے یاد رکھو

خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا

مرتد ڈاکٹر پر یہ زبردست سوال ہے اور اس کا جواب دینا اس کے لئے موت احمر ہوگا

پھر

ایک اور رنگ میں میں مرتد ڈاکٹر کے الہامات پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ — مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

اب جبکہ انک لمن المرسلین کے الہام پر اعتراض ہوتا ہے تو کہدیتا ہے کہ اس سے ادعائے رسالت نہیں پایا جاتا یہ صرف وعدہ حفاظت ہے مگر مندرجہ بالا الہام کے لئے کہتا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس الہام کے ایک جزو کو تو ایک فرد پر چسپاں کرکے اسے دجال موعود قرار دیتا ہے مگر بالمقابل مسیح کے لئے کہتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں یہ عجیب الہام

ادھا تیترا دھا بٹیر

کا مصداق ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ تو اپنے اصلی اور صحیح معنوں میں لیا جاتا ہے اور دوسرا خیالی اور فرضی اس سے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کے عقیدہ

نزول مسیح

کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اسے صاف طور پر اپنے عقیدہ نزول مسیح کو ظاہر کرنا چاہیے کہ کیا وہ وفات مسیح کا قایل ہے یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکا عقیدہ رکھتا ہے اور کیا وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا یا شمایل عیسوی سے موصوف امت احمدؐ کا کوئی فرد کامل ہوگا اسکے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تاویلات پر بھی نظر کیجائے جو مرتد ڈاکٹر یا مسیح کاذب نے پیش کی ہیں (۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین اسکی اسقدر تعبیر ہے کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش کر دیا جاویگا جس نے چار لاکھ انسانوں کو ہلاک کر دیا اور بیس کروڑ مسلمانوں کو خصوصاً اور تمام عالم کو عموماً طاعون، زلزلوں، آتش فشانیوں اور قحطوں کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے"

اس الہام کی جو تاویل کاذب مسیح کرتا ہے وہ قابل غور ہے یہ امر تو بدیہی ہے کہ کاذب مسیح اپنی تحریروں میں دجال سے مراد (خاک بدہنش) متقیوں کے سردار نبیوں کے موعود اور مصداق حضرت مسیح موعود کو لیتا ہے اب اس تاویل سے دو امر تو بڑی وضاحت سے ثابت ہیں۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت چار لاکھ ہو چکی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف چند سو آدمیوں کا گروہ ہے وہ کاذب مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں۔

دوم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے عذاب الٰہی کی پیشگوئیوں کی عام تبلیغ کر دی ہے جبکہ وہ خود تسلیم کرتا ہے پھر کیسے شرم کی بات ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو اعتراض کر دیتا ہے کہ وہاں تبلیغ نہیں ہوئی دروغگورا حافظہ نباشد۔ یہ تو ضمنی باتیں تھیں۔ مرتد ڈاکٹر کہتا ہے کہ طاعون، زلزلہ وغیرہ کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مگر ذرا غور طلب امر تو یہ ہے کہ وہ واقعات پورے بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانی اور قحط نے اب دنیا پر ثابت کیا یا نہیں کہ جسطرح خبر قبل از وقت کہا گیا تھا پورا ہوا؟ علاوہ بریں اسے

مسیح کاذب!

ذرا سوچکر بتا کہ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانیاں اور قحط یہ **مسیح موعود کے لئے** نشانات مقرر کئے گئے ہیں یا **دجال کے لئے۔**

تیری تفسیر سازی اور الہام بازی کی ساری قلعی اس ایک بات سے کھلتی ہے اور تیرے علم و معرفت کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ یہ نشانات بالاتفاق مسیح موعود کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی سے خبر پاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں اور جسکو تو دجال کہتا ہے اسی کے ہاتھ پر وہ نشانات پورے ہوتے ہیں

اب

اے عقل کے اندھے اور دین کے دشمن بتا کہ دجال تو ہے یا مسیح موعود؟

طعنہ بر خوباں بر این روئے سیاہ

اگر کچھ بھی شرم اور حیا تجھ میں ہوتی اور فی الحقیقت تو **کانا دجال** نہ ہوتا تو اس موٹی سی بات کو سمجھ لیتا۔ مگر تیری دین کی آنکھ بند ہے جو کانے دجال کیلئے ضروری ہے اسلئے تو ہرزہ درائی کرتا ہے اور اسے حقایق و معارف یقین کرتا ہے کیا خدا بھی بھول گیا کہ وہ مسیح موعود کے نشانات دجال کے ہاتھ پر دکھانے لگا اور اس نے امر ایسا مشتبہ کر دیا کہ باطل کو حق کر دیا اگر یہ بات ہے پھر تو کیا تیرا باپ اور تیرے اسلاف بھی اس حق کو نہیں مٹا سکتے

وہ خود چور چور ہوگا جو اس حق کے پہاڑ سے ٹکرائیگا

کیا اس شیخی پر تو اس سلسلہ حقہ کو تباہ کرنیکا دعویٰ کرتا ہے تجھ سے پہلے کتنے اٹھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا اور تیری طرح الہام کی بنا پر دعویٰ کیا کیا تو بتا سکتا ہے؟ وہ جھوٹی مسیح کاذب کہاں ہے جس نے کہا تھا کہ مجھے دجال کے قتل کرنے کے لئے عصا دیا گیا اس عصا کو اور عصا والے کو دابۃ الارض (طاعون) نے ہلاک کر دیا اسکی موت نے تمہیں آگاہ کیا مگر تم نے انکی قدر نہ کی؟ پھر عصائے موسیٰ لیکر لاہوری ملہم اٹھا جانتے ہو اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ تمہارا واجب الاحترام بزرگ تھا وہ فرعون کو (جو فی الحقیقت راستبازوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور بلاشبہ

انت منی بمنزلۃ موسیٰ

کا صحیح مصداق اور مخاطب تھا) ہلاک کرنیکا دعویٰ کرکے نکلا مگر خود ہی موسوی جلال کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب جھوٹی اور لاہوری ملہموں کی گدی پر تو بیٹھا ہے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنیکا مدعی ہے خدا تعالیٰ کی قہری تجلی جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے خود فیصلہ کریگی

کہ حق و حکمت کے ساتھ کون اترا ہے

بہرحال تیرا یہ الہام یا تو بالکل جھوٹا ہے اور یا تو محض خوف تکفیر سے اسکی الٹی تاویل کرتا ہے دونو صورتوں میں تو جھوٹا اور کاذب ہے اور اس لحاظ سے **کانا دجال** ہے۔ کیونکہ صادق مومن جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ لوگوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا اور کسی تکفیر یا مصیبت سے ہرگز نہیں ڈرتا ونعم ما قیل

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے دارد ٭ کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

(باقی آیندہ)

خدا کی تازہ وحی

قریباً ۸ راگست ۱۹۰۷ء (۱) شرّفنا بکلام منّا۔ ترجمہ۔ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا۔ (۲) شرّفنا باکرام منّا ترجمہ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا (۳) سلام (۴) انی مبشرٌ ترجمہ میں بشارت دینے والا ہوں (۵) ان اللہ معنا۔ ترجمہ خدا ہمارے ساتھ ہے (۶) انی مع اللہ۔ ترجمہ۔ میں خدا کے ساتھ ہوں

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

طرف سے پاک جو مخفی علی ہے
صفات وذات میں ہے وہ نرالا
دکھاتا ہے وہ اپنی جلوہ گریاں
ہمیشہ اوسکو زیبا ہے نئی شاں
عجب نیرنگ میں اوسکے جہاں میں
کبھی سرسبز باغ و بوستاں ہے
اسی ڈھب سے جہاں میں سنت اللہ
یونہی قدرت نمائی ہے خدا کی
خزاں سے باغ بے رونق ہوا جب
ہوا جب باغ دیں رونق سے خالی
پھر اوسمیں تازگی کی روح پہونکی
ہوا تاریک جب آخر زمانہ
جو سر دار گروہ انبیا ہے
محمد مصطفےٰ حق کا پیارا
جہاں جو حسن سے ۔۔۔۔ اوسکا ۔۔۔
بہت سے جا نشیں اوسکے ہوئے ہیں
پھر آیا جب کہ دجالی زمانہ
مسلماں ہوگئے کہنے کو ۔۔۔ دل
روسکے لب ۔۔۔ دجال آج ہے
خدا نے خود حمایت دیں کی کی
بروزی رنگ میں احمد کو بھیجا
جری اللہ جب میداں میں آیا
سراسیمہ ہے وہ حیران و مضطر
صلیبی بت کو پہلے اوسنے توڑا
کیا ثابت کہ عیسےٰ ہوگئے فوت
یہودی خو مسلمانوں کو اس سے
ہوئے وہ حامی دجال دل سے
مچایا ہے بہت کچھ شور وغوغا
پڑے ہیں سید کو ۔۔۔ سے وہ
غضب جو مہدی آخر زماں ہے
مسیح خلق جو اللہ سے ہے
مدد دینا ہے تھا فرض اون کا
تعجب سے بڑی حیرت کی ہے بات
زباں پر کلمہ اور انکار دل میں
اونہیں انصار بننا چاہئے تھا
مدد جسنے رسول اللہ کی کی
جو عاقل ہوتے حصہ اسمیں لیتے

اوسی کی ہر طرف جلوہ گری ہے
عجب اوس کی ہر اک صنعت گری ہے
روئی میں جلوہ گر یکتا ئی ہی ہے
کہ بھید اوسکی ہر جلوہ گری ہے
کہیں غم ہے کہیں شادی رچی ہے
کبھی باد خزاں اوس پر چلی ہے
جو نیچا ہے کبھی اونچا کبھی ہے
یونہی زیب جہاں ہوتی رہی ہے
بہار اللہ نے پھر بھیجدی ہے
نبی بھیج آبیاری اوسکی کی ہے
سیر ۔۔۔ اس کو سر سبزی ہوئی ہے
تو بھیجا اوس نے وہ برتری ہے
طفیل اوس کے پیمبر خاتمیت ہوئی ہے
امام دوسرا شاہ جری ہے
دو عالم کی اوسے دولت ملی ہے
حمایت دین کی ان سب نے کی ہے
تو کفر و شرک کی نوبت بنی ہے
طلب دنیا کی اونمیں بڑہ گئی ہے
نہ انکمیں دین کی طاقت رہی ہے
کہ حامی دین کا اللہ ہی ہے
قلم کی اوس کے اک تلوار ہی ہے
صف دجال برہم ہوگئی ہے
اور اوسکی قوم بیدل ہوگئی ہے
جو عالم میں بڑی پُر فتنہ گری ہے
صلیب و قتل سے جاں بچ گئی ہے
بڑی ہی حیرت و تشویش ہوئی ہے
خصومت حامیان دین کی ہے
سراسر اونکی یہ بدقسمتی ہے
یہ حالت اونکے دین اسلام کی ہے
اوسے بدقسمتوں نے بھیجدی ہے
مریضوں کو اوسی سے دشمنی ہے
خصومت اوسکی دل میں پال لی ہے
مسلماں تو نہیں خو کے کافری ہے
منافق کی صفت یارو یہی ہے
کہ قرآں میں صفت انصار کی ہے
خدا کی اوسپہ کیا رحمت ہوئی ہے
یہ نادانی سے لعنت مول لی ہے

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی کرو ہوش
بھلا جب باپ تو بہ ہوگیا بند
خدا کے واسطے کچھ ہوش پکڑو
تمہاری آنکھ کہل جائے گئی جب
بریلی کا بڑا صدمہ ہے مجھکو
کوئی اوس شہر میں زندہ نہ نکلا
وجود اون کا ہی اک مثل عدم ہے
کہاں جاکر بخار دل نکالوں
خدایا رحم کر بندوں پہ اپنے
خطائیں بخشدے یارب ہماری
ہٹا دے آنکھ سے ظلمت کے پردے
حقیقت کیا کہوں کی ہمارے
ترے بندے نہ ضائع ہوں خدایا
تو کر مردوں کو زندہ یا الٰہی
بریلی قادیاں ہو جائے یارب

کہ تو بہ کی ابہی کہڑکی کہلی ہے
تو اس دم دوستو مشکل بڑی ہے
یہ کیسی نفس پر غارت گری ہے
تڑپ یہ قلب میں کیسی بھری ہے
بڑی اس شہر کی بدقسمتی ہے
وہ بستی مثل گورستان کی ہے
اگر دو ایک نے جنبش ہی کی ہے
کہوں کیا جو مجھے درد دلی ہے
غضب سے تو تری رحمت بڑی ہے
سیاہی جرم کی دل پر چڑہی ہے
یہی ہر وقت تجھسے لو لگی ہے
کہ بیحد تجھکو یارب ارحمی ہے
اگرچہ اونمیں اب غفلت بھری ہے
تو قادر ہے صفت محیی تری ہے
دعا تجھسے یہی یارب مری ہے

آویں اوس کے قدم کی خاک ہوجا
کہ خاک پا میں اوس کی روشنی ہے

انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ

ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال ایسا سوال نہیں جو آج پہلے ہی دفعہ پیش ہوا ہو۔ ممکن ہے اس میں کلام نہیں کہ یہ سوال قوم کے ادعائی ریفارمروں حمایت اسلام کی مجلسوں میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بارہا اٹھایا گیا اور شاید نہیں یقیناً لوگوں سے اس مقصد کے لئے چندہ بھی لیا گیا مگر اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا اور اس کا حل عمل میں آسکا۔ اس سے یا تو یہ نتیجہ نکال لو کہ قوم میں وہ درد مند دل نہیں جو اسلام کی موجودہ حالات کا احساس کر سکے اور یا یہ کہ اس کو ضرورت حقہ سمجھا ہی نہیں گیا۔ دونوں صورتوں میں مآل واحد ہے۔ اب امریکہ سے ایک آواز آئی ہے یہ آواز مسٹر برکت اللہ بھوپالی کی ہے جو آجکل نیویارک میں ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانان ہند ایک ہزار پونڈ مسٹر ممدوح کو بھیجدیں تو وہ مسٹر انگلزینڈر رسل ویب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ کر کے چھاپ دیں اور اس کو وہ یورپ اور امریکہ میں شائع کریں گے۔

بہت خوب! تجویز کے معقول یا غیر معقول ہونے کی بحث کو چھوڑ کر ضرورت کا سوال پیش آتا ہے اور جسے بالاتفاق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے ——— یا کم از کم ان کے خیالات متعلق اسلام میں تبدیلی پیدا کر دینے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ **قرآن مجید** کی سچی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔ اس وقت تک جس قدر علم اہل یورپ اور امریکہ کو اسلام کے متعلق ہوا ہے اس کا مخزن اور منبع عیسائیوں کی تصانیف ہیں گو ان کچھ سالوں سے اس علم میں سچے اسلامی علوم کے الہام کا بھی اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسٹر برکت اللہ اور ویب صاحب کے اسماء گرامی ایسے نہیں ہیں جو اہل ملک کیلئے بالکل اجنبی ہوں۔ ویب صاحب نے امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کرنے کیواسطے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا مگر افسوس وہ اس کام میں ناکام رہے واپس جا کر انہوں نے نیویارک سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا اس ناکامی کے کلنک کے ٹیکے کو خواہ مسلمانان ہند کے سر تھپو یا خود ویب صاحب کی کسی مخفی کمزوری کا نتیجہ قرار دو یہ بھی بات ہے کہ ہوئی ناکامی۔

اب مسٹر برکت اللہ کے ساتھ مل کر پھر انہوں نے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مسلمانوں سے امید رکھی ہے کہ وہ انہیں مدد دیں گے۔ اس سوال کو بھی برطرف رکھ دو کہ مسلمانان ہند روپیہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کیا وہ یہ قابلیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا حل بہت ضروری ہے جن صاحبان جرائد نے محض ایک خوش کن خبر سمجھ کر اسکی تائید کی اور مسلمانان ہند کو روپیہ جمع کر دینے کے لئے اکسایا بہتر ہوتا وہ پہلے اس کو حل کر لیتے۔ انجمن حمایت اسلام کے ایک گذشتہ سالانہ اجلاس پر جبکہ جاپان کی روس پر فتح کے نقشے دکھائے گئے تھے میں نے ایک اہل الرائے سے اشاعت اسلام کے سوال پر پوچھا تھا کہ پہلے آپ اس کا فیصلہ کریں کہ یورپ میں یا امریکہ میں آپ کونسا اسلام پیش کریں گے کیا غیر مقلدوں کا یا مقلدوں کا ہے شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خوارج کا یا معتزلہ کا وغیرہ وغیرہ تو وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا تھا۔ مسٹر ویب اسلام کی حقیقت سے کیا واقف ہیں؟ اور انہوں نے قرآن مجید کے معارف اور حقایق سے کیا حصہ لیا ہے؟ ایسا ہی مسٹر برکت اللہ کا حال ہے

پھر جو ترجمہ یہ لوگ پیش کرینگے کیا وہ یورپ اور امریکہ پر کوئی اثر ڈال سکیگا۔ اگر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی ذات سے وہ اثر اب تک نہیں پڑا؟

میں اس امر کے اعتراف سے چارہ نہیں دیکھتا کہ انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے فاضل کی ضرورت ہے جو ایک طرف عربی زبان کی وسعت پر اگر پورا قابض نہ ہو تو ایسا تو ہو جیسے عربی زبان کا امام کر سکیں اور ایسا ہی انگریزی زبان میں قادر الکلام اور اسکی تحریر پر پوری حکومت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ خداتعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق اور محبت کا پیوند رکھتا ہو اور پھر اس کے دل میں اسلام کی اشاعت کا ایک جوش اور اسکی موجودہ حالت کیلئے درد سیم کی طرح بھرا ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ زکی النفس اور مطہر القلب انسان اس راہ میں پورا قدم جا سکتا ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ خود گرے گا بلکہ اوروں کو بھی گرائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمانہ کے حالات سے پورا واقف ہوا اور اس کو ان اعتراضات پر پوری نظر ہو جو اس زمانہ کے ملحد۔ دہریہ۔ فلاسفر آریہ۔ عیسائی۔ سائنس دان اور دوسرے لوگ اسلام پر کرتے ہیں تاکہ جن مقامات قرآن مجید پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہاں وہ دوسروں کیلئے شمع ہدایت پیش کر سکے۔

قرآن مجید اور اسلام کی عالی سچائیوں کے اظہار اور اسکی علمی تاثیرات اور معجزات کو جسطرح پر خداتعالیٰ کا مامور سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کا قلب مطہر ہوتا اور وہ براہ راست خدا سے اس کے کلام کو پڑھتا اور سمجھتا ہے۔ پس اسکی تعلیم سے اگر کوئی طہارت روشنائی کر اس کام کو کرے تو وہ اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

میں اگر اس موقع پر ایک بزرگ کا نام لوں گا تو شاید اس کو یار فروشی کہا جاوے مگر یہ ایک حقیقت ہے اگر آج زمانہ اس سے آشنا نہیں تو ایک وقت آئیگا کہ اسے پتہ لگ جائیگا وہ بزرگ قابل قدر نوجوان **مولوی محمد علی ایم۔ اے** ہے جس نے اسلام کی حمایت اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ یورپ اور امریکہ میں اپنے قلم کا وہ سکہ بٹھایا ہے کہ خود رسل ویب جیسے شخصوں نے اور کونٹ ٹالسٹائی جیسے فلاسفروں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ جسطرح اس رسالہ میں ظاہر کیا گیا ہے وہ دل کو اطمینان دینے والا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں رسالہ مذکور کے مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں اور انہیں خاص قدر سے دیکھا گیا ہے پھر یہ مضامین معمولی نہیں بلکہ ایسے اہم امورات پر ہیں جن پر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔ مثلاً دوزخ بہشت تعدد ازدواج۔ غلامی۔ جہاد۔ حفاظت قرآن کریم۔ احادیث وغیرہم

جو شخص چاہے ان رسایل میں دیکھ سکتا ہے کہ فلسفہ اسلام کو کس شان سے بیان کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نام ترجمہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کام کے نا اہل ہیں اور نہ وہ کر سکیں گے۔ اور اگر بفرض محال انہوں نے کچھ کیا تو وہ اسلام کو اس سے زیادہ بدنام کریں گے جو عیسائیوں نے کیا ہے اور یہ اسلام کیلئے اس سے زیادہ مضر ہوگا کیونکہ وہ ایک مسلمان کے قلم کا نتیجہ ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں کو اس کام میں پیش دستی کرنے سے پہلے اسکی اہل کو سوچ لینا چاہیے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام میں نے اسلئے پیش نہیں کیا کہ مسلمانان ہند انہیں اس مقصد کے لئے منتخب کریں یا انکو چندہ بھیجیں انکو اسکی ضرورت نہ وہ ایسی خواہش رکھتے۔ وہ خداتعالیٰ کے مامور کے ماتحت نہایت اخلاص اور جوش سے سالہا سال سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے جسکا محرک نہ کوئی لالچ ہے اور نہ کوئی تکلیف یا دکھ اس کو اس سے روک سکتا ہے (خدا کرے وہ ہمیشہ اس سے محفوظ رہے) خداتعالیٰ نے اسے توفیق دی تو وہ چپ چپاتے یہ کام کر کے دکھا دیگا اور دنیا کو پتہ لگیگا کہ خدمت اسلام اور حمیت ملت کا جوش کسطرح ظاہر ہوا کرتا ہے۔ ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ جو لوگ اس کام کو ضروری سمجھتے ہیں

قوانین طب و احکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام وتمضمضوا فانه مصحة للناب والنواجذ یعنی کہانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو۔ کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام تمام دانتوں کے لئے موجب تندرستی ہے۔ لا یبیتن احدکم وفی یدہ غمر الطعام فان اصابه شئ فلا یلومن الا نفسه یعنی اے مسلمانو! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں سوئے کہ اس کے ہاتھ کہانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اس کے بعد اوس کو کوئی تکلیف ہو جائے تو اُس کو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہئے (کیونکہ اُس نے ہماری نصیحت پر عمل نہیں کیا) سوتے وقت پاک صاف رہنے کیلئے فرمایا من نام علی طهارة ثم مات من لیلته مات شهیدا۔ یعنی اگر کوئی شخص رات کو پاک صاف ہوکر سو جائے اور اسی رات کو مرجائے تو وہ شہید ہی شمار کیا جائیگا۔ الطاهر النائم کالصائم القائم یعنی جو شخص پاک صاف ہوکر سوتا ہے وہ ہر شب کے لحاظ سے اس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔

کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سونے سے اُٹھ کر اپنے بستر کو جہاڑو۔ سونے سے پہلے کہانے پینے کے برتن کو ڈہک دو تاکہ کوئی کثافت انہیں گرنے نہ پائے۔

پاک و صاف کپڑے پہننے کی تاکید ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ البسوا الثیاب البیض فانها اطهر واطیب یعنی اُجلے اور سفید کپڑے پہنو کیونکہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض فالبسوها احیاءکم وکفنوا فیها موتاکم یعنی تمہارے لئے سب سے اچھے کپڑے وہ ہیں جو سفید ہوں انہیں زندوں کو پہناؤ اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفناؤ۔

جوتیوں کی نسبت ارشاد ہوا استجیدوا النعال فانها خلاخیل الرجال۔ یعنی جوتیاں اچھی پہنو کیونکہ وہ مردوں کیلئے خلخال ہیں۔

اعتدال اور پرہیز کی بابت جو احادیث ہیں انکو غور سے ملاحظہ کرو۔

اذا اقل الرجل الطعام ملأ جوفه نورا یعنی جو شخص کہانا بہوک کم کہاتا ہے وہ اندرونی روشنی سے بہر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون یعنی آدہی ہی بہوک کہانا کہایا کرو۔ من قل طعامه صح بطنه وصفا قلبه ومن کثر طعامه سقم بطنه وقسا قلبه یعنی جو شخص کہانا کم کہاتا ہے اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کہانا بہت کہاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین الله رجلا بزینة افضل من عفاف بطنه یعنی خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو بچا اور تندرست اور پاک و صاف رکہے۔ ان اکثرة الاکل شؤم یعنی بہت کہانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت علی فرمایا کرتے تھے ایاکم والبطنة فی الطعام والشراب فانها مفسدة للجسد مورثة للسقم مکسلة عن الصلوة وعلیکم بالقصد فیها فانه اصلح للجسد وابعد من السرف وان الرجل لن یهلک حتی یوثر شهوته علی دینه یعنی اے مسلمانو! کہانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی بیماری پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کہانے پینے میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور فضول خرچی نہیں ہوتی جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبہی تباہ اور برباد نہیں ہوگا۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنة تذهب الفطنة۔ یعنی پرخوری سے عقل انسانی ضایع ہو جاتی ہے۔ معتدل ریاضت کرنی بہی نہایت ضروری ہے۔ ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر فانها مفتاح کل شر یعنی شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے بہی صاف طور پر ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا کل مسکر یعنی ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔ حکمائے اسلام کا مقولہ ہے۔ من قل جماعه فهو اصح بدنا واتقی جلدا واطول عمرا۔ یعنی جو شخص جماع کم کرتا ہے۔ اُس کا بدن تندرست اور بدن کی جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اُسکی عمر بہت دراز ہوتی ہے۔ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں۔ یکفی المومن الوقعة فی الشهر یعنی مسلمان آدمی کو مہینے میں ایکمرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔

احادیث میں جسطرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے اسیطرح عیاشی اور فسق و فجور سے بہی سخت ممانعت کیگئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ الزنا یورث الفقر یعنی بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی ہے۔ ایاکم والزنا فان فیه اربع خصال یذهب البهاء عن الوجه ویقطع الرزق ویسخط الرحمن والخلود فی النار۔ یعنی اے مسلمانو زنا سے بچو کیونکہ اسمیں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا غضبناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی آگ میں دہکیلا جاتا ہے۔

یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیه ستة خصال ثلث فی الدنیا وثلث فی الآخرة فاما اللواتی فی الدنیا فیذهب بهاء الوجه ویورث الفقر وینقص العمر الخ یعنی اے مسلمانو! بدکاری سے دور رہو۔ کیونکہ اسمیں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین آخرت میں۔ دنیاکی خرابیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے۔ دوم یہ کہ اس پر افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ تقدیر کے مسئلہ کو شامل کرو۔ اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوادار مکان میں رہنا پسند کریگا گہر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے دیگا اپنے بدن کو ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک و صاف رکھیگا۔ کہانے اور پینے کی چیزوں کو پاک و صاف رکہنے کی کوشش کریگا۔ جب تہوڑی سی بہوک رہے تو کہانا چہوڑ دیگا۔ کہانا کہانے کے بعد منہ ہاتھ دہوئیگا۔ سونے اور جاگنے کے وقت بستر کو جہاڑیگا اُجلے اور سفید کپڑے پہنیگا۔ غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کریگا بدکاری اور فسق و فجور میں کبہی مبتلا نہ ہوگا۔ مجامعت میں بہی کمی کریگا۔ ریاضت جسمانی میں مشغول رہیگا۔ اعتدال کو ملحوظ رکہیگا۔ ہر حال میں تکلیف ہو یا آرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں رنج و غم میں نہ پہنسائیگا۔ یہی وہ تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی قائم رکہنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور ارباب معرفت نے صفائی قلوب کے واسطے

(منقول از تحفہ محمدیہ میرٹھ)

احمدیوں پر ظلم اور ریاست پٹیالہ میں اندھیر

نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ضلع جالندھر کے موضع کھاچوں کے مظلوم احمدیوں کا واقعہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کس طرح ظالم طبع دوران ہمت مخالف ہمیں دکھ دیتے اور ستاتے ہیں۔ اب جبکہ مجھے سنور ریاست پٹیالہ میں سید عبدالحیی صاحب کے نکاح کی تقریب پر جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے حسب معمول وہاں کے احمدیوں اور مخالف فریق کے عام حالات معلوم کرنے چاہے جس تحقیقات کے ضمن میں مجھے ایک ایسا خطرناک واقعہ معلوم ہوا جو ریاست پٹیالہ کے انصاف اور عدل کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما داغ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ نے غریب احمدیوں کو سخت تکلیف دی ہے لیکن وہ ریاست جس کا والی تاج برطانیہ کا فرزند خاص کہلاتا ہے وہاں عدل و انصاف کے حصول کے لئے اسقدر مشکلات ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کونسل راج پٹیالہ نے اس مقدمہ کی مثل کو منگوا کر معائنہ کیا تو اسے صاف کھل جاوے گا کہ مجسٹریٹ صاحب جنکی عدالت میں مقدمہ ہے کوئی خاص وجہ مقدمہ کو اسقدر عرصہ تک التوا کرنے کی نہیں بیان کر سکتے بجز اس کے کہ وہ شیعہ ہیں اور بحیثیت شیعہ ہونے کے انہیں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے خاص دشمنی ہے۔ مگر یہ عداوت و رنج انصاف کی راہ میں عدالت کی کرسی پر بیٹھکر [illegible] نہیں ہونی چاہئے۔ یہی تو باعث ہے کہ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کی خاص برکت اور احسان سمجھتے ہیں جہاں باوجودیکہ ہمارا امام مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے اور وہ عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے ہر روز [illegible] رہا ہے لیکن جب وہ ایک پادری دین عیسوی کے سرگرم حامی کے مقابل بحیثیت مستغاث علیہ جاتا ہے تو ایک انگریز جج جس کو بحیثیت عیسائی ہونے کے پادری کا احترام واجب ہے اپنے عدل کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور پادری کے احترام کے سوال کو چھوڑ کر دونوں کو برٹش رول کی رعایا قرار دیکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھاتا ہے۔ یہ انگریز کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور تھا جنہوں نے پٹیالہ میں بھی ایک عرصہ تک اعلیٰ آفیسر ہونے کی حیثیت سے زندگی بسر کی ہے اور میں اپنے علم اور واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ [illegible] ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں سے [illegible] ملاقاتوں میں عام باتوں کے ضمن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے رہے [illegible] انصاف اور [illegible] نے جس [illegible] ایسا ہی جیسے ڈویژنل جج امرتسر کے سامنے [illegible] مجسٹریٹ تھا وہ مشہور و معروف مقدمہ حضرت مسیح موعود کا جس میں ایک ہندو مجسٹریٹ نے [illegible] عرصہ دراز تک التوا کرنے کے باوجود [illegible] سو روپیہ جرمانہ کر دیا تھا [illegible] چند ہی منٹ میں جرمانہ واپس دلانے کا حکم صادر کرنے کے ساتھ ہی اسقدر عرصہ تک التوا کرنے پر اپنے فیصلہ میں مجسٹریٹ ماتحت پر اعتراض کیا اور یوں برٹش انصاف کی دھاک بٹھا دی مگر ریاست پٹیالہ کے ایک شیعہ مجسٹریٹ کے سامنے جب سنور کے دو احمدیوں کا ایک معمولی استغاثہ پیش ہوا تو اس میں آجتک باوجودیکہ ۵۰ پیشیاں ہوچکنے کے ابھی تک استغاثہ کی شہادت بھی نہیں لی گئی۔ اور پھر تعجب اور افسوس یہ ہے کہ اس مقدمہ کے واقعات عجیب ہیں جو ایک مسلمان کو غیرت دلائے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن باوجود اس کے شیعہ مجسٹریٹ صاحب نے اسے لٹکائے رکھنا شاید اپنا فرض منصبی سمجھا ہے۔ اگر انہیں حضرت امام یا آپ کی جماعت سے مذہبی مخالفت ہے تو کیا ان کے عہدہ کے فرائض میں بھی یہ داخل ہے کہ مذہبی مخالفت کی وجہ سے فریق مخالف کو تنگ کیا جاوے۔ اگر یہ تنگ کرنا نہیں کہ ایک مقدمہ کی بلاوجہ ۵۰ پیشیاں ہوں اور کچھ بھی کارروائی نہ ہو تو اسکی تصریح کر کے بتا دیا جاوے۔ ریاست پٹیالہ کا تو بڑا احسان کہ ایک سکھ ریاست ہو کر ایک شیعہ مسلمان کو مجسٹریٹ بنا دیا۔ مگر کیا کسی احمدی کا یہ قصور ناقابل عفو جرم ہے کہ وہ احمدی ہو کر انکی عدالت میں جاوے۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں

شیخ کرامت علی و عبدالصمد متولیان و معافیداران درگاہ شاہ سوار الدین علیہ الرحمۃ ساکنان سنور مستغیث
بنام
سراج الدین خان و محمد صدیق خان و ابراہیم و خدا بخش و کرم بخش و [illegible] ساکنان سنور مستغاث علیہم

جرم زیر دفعہ ۱۴۳/۲۹۶ تعزیرات ہند

مقدمہ مندرجہ عنوان کے متعلق مختصر کیفیت یہ ہے کہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء کو مستغیثان نے بوجہ احمدی ہونے کے رسم طبلہ و سارنگی کو مسدود کر کے بجائے اس کے درس قرآن شریف کرانا چاہا۔ مستغاث علیہم نے قریباً دو صد مردمان کو ہمراہ لے کر خانگاہ میں پہنچکر زبردستی پولیس کے بیان کیا کہ یا تو جو قدیم سے تم مجلس رقص و سرود ہر سال عرس پر کراتے ہو کراؤ ورنہ اگر تم بجائے اس کے قرآن شریف کا درس کراؤ گے تو ہم تمہارا گھر [illegible] اور جان سے مار دیں گے۔ مستغاث علیہم کو مستغیثان نے [illegible] اپنے امام آخر الزمان علیہ السلام کی تعلیم کے [illegible] خاموش ہو کر اپنے گھر کو چلے آئے اور صبح کو مجسٹریٹ سنور میں استغاثہ دائر کر دیا۔ عدالت مذکور میں عجیب کیفیت اس مقدمہ کی ہو رہی ہے [illegible] مقدمہ کے جسکو آج قریباً سوا سال ہوگیا [illegible] عدم حاضری مدعا علیہم [illegible] استغاثہ کے بیانات بھی قلمبند نہیں ہو سکے [illegible] مقدمہ میں [illegible] پیشی [illegible] جناب مجسٹریٹ صاحب [illegible] چونکہ [illegible] آجتک جملہ مدعا علیہم عدالت میں طلب [illegible] اسقدر عرصہ [illegible] مدعا علیہم طلب نہیں ہو سکے اور اسقدر [illegible] ہیں تو جب مدعا علیہم حاضر آئیں گے تو [illegible] کارروائی کے لئے تو نہیں معلوم کسقدر عرصہ کی ضرورت ہوگی۔

ہم ان واقعات مقدمہ میں اس مقدمہ کے متعلق کونسل عالیہ پٹیالہ کے پریسیڈنٹ جناب سردار گورمکھ سنگھ صاحب بہادر بالقابہ کی توجہ منعطف کرانی چاہتے ہیں [illegible] وہ اس مثل کو منگوا کر ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ ایک فریق کو بلاوجہ اسقدر عرصہ تک عدالت میں لٹکائے رکھنا کہاں انصاف کہلاتا ہے؟ اور اگر کوئی معقول اور قوی عذر نہ ہو تو اس پر [illegible] نوٹس لینا چاہئے کہ آئندہ کسی مجسٹریٹ کو ایسی جرأت نہ ہو۔ عدالت [illegible] انصاف کے [illegible]

چھاپنے کی مشین آرہی ہے

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً مسرور ہوں گے کہ کارخانہ الحکم کے لئے چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ میرے ایجنٹ نے جنکی معرفت ولایت سے مشین منگوائی گئی ہے اطلاع دی ہے کہ ۲۳ ر جولائی ۱۹۰۷ء کو ولایت سے مشین روانہ ہو چکی ہے اور دو ہفتہ تک اس کے پہونچ جانے کی پوری امید ہے۔

اس کے بعد جبکہ مشین پریس اور سٹیم پریس کا ذکر کیا گیا تھا چونکہ کوئی جدید اطلاع قابل ذکر نہ تھی اس لئے اب جبکہ مشین روانہ ہو چکی ہے میں نے ضروری سمجھا کہ الحکم کے سرپرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نوٹ شائع کروں۔ یہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ اب نرا مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس بفضلہ تعالےٰ قایم کیا جاوے گا اور لیتھو کے علاوہ انگریزی پریس بھی اس کے ساتھ ایزاد ہوگا اور انگریزی اور لیتھو کی مشین انجن کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔ یہ معمولی اور سرسری محنت کا کام نہیں بلکہ بڑا اہم اور محنت طلب کام ہوگا اور کام کی نئی شاخ ہونے کی وجہ سے ابتدا اس کی راہ میں بعض روکوں کا پیدا ہونا بھی کچھ بعید نہیں لیکن میں اپنے محسن پر بحمد اللہ یقین رکھتا ہوں کہ جس نے الحکم کے ایک معمولی بیج کو ایسا بار ور فرمایا اور نشوونما دیا کہ ہزار دل روحیں اس کے پھولوں سے سیر اور مسرور ہوتی ہیں وہ ان تمام روکوں کو دور کر کے اس کو قوم کے لئے ایک مفید کارخانہ بناوے گا۔ اس کے فضل سے یہی امید ہے۔ سٹیم پریس کے لئے چھپائی کے کام کی بہت ضرورت پڑے گی۔ پہلے وہ احباب جن کے ہاتھ میں کچھ بھی چھپائی کا کام ہو اس طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ اور ابھی سے اس کا انصرام کریں کیونکہ جب کہ واقعات بتاتے ہیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو اسی مہینے میں مشین کام کرنے لگے۔ خدا کرے کہ یہ نیا سلسلہ ہر طرح سے دین و دنیا کے لئے مفید اور مبارک ہو (آمین)

دل کو کون مطمئن رہنے نہیں دیتا

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا دل مطمئن رہے اور اوسے کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو وہ اپنے افعال کو درست حالت میں رکھے اگر اوسکی رفتار سیدھی ہوگی کبھی اوس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا نہ ہوگا انسان کے دل میں جسقدر خوف و خطرہ پیدا ہوتا ہے اوس کے افعال اور اس کی حرکات کی نادرستی کی وجہ سے جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انکے برخلاف دفعہ ۱۲۴ ۔الف تعزیراتِ ہند کا کبھی استعمال نہ ہو وہ اپنے دل میں کبھی باغیانہ خیالات کو جگہ نہ دیں نہ صرف قانونی خوف سے بلکہ اخلاقی اور مذہبی خیال سے بھی انسان کو ایسے باغیانہ خیالات کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت حج کو نہیں جاتے

ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کیواسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہونچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسایل موجود ہوں جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے۔ تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں کرتے کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھدیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دیگا تاکہ آیندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض انکا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکل

فرمایا توکل کرنیوالے اور خدا کیطرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوشش میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ یہی چلی آئی ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اسکو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں۔ تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے انکی عزت کو ظاہر کر دیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی اور یہ خدا پر توکل کرنیوالا ہوتا تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔

اخلاق کے خراب کرنیوالے پادری

ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ دیسی عیسائی ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ مگر روپے مانگتا ہے یا تنخواہ مانگتا ہے۔ حالانکہ لیاقت کچھ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پادریوں نے ہندوستانیوں کے اخلاق خراب کر دیئے ہیں اور ان کو مذہب فروش بنا دیا ہے کئی عیسائی دیکھے ہیں کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان یا ہندو ہونے کے واسطے تیار ہیں لیکن عیسائی لوگ ہم کو اس قدر تنخواہ دیتے ہیں تم کیا تنخواہ دو گے۔

جدھر سے زیادہ تنخواہ کی امید ہو اُدھر ہی جھک پڑتے ہیں اور بسا اوقات کبھی اِدھر سے اور کبھی اُدھر سے بطور نیلام کے اپنی قیمت کے بڑھانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بداخلاقی ہندوستان میں پادریوں نے ہی پھیلائی ہے ورنہ ان سے پہلے ہندوستانی لوگ مذہب کے معاملہ میں ایسے رزیل اخلاق رکھنے والے نہ تھے۔ آدمیوں کو چاہئے۔ کہ جب ایک مذہب کو سچا سمجھکر قبول کرے تو پھر اسپر استقامت دکھلاوے۔ خدا تعالیٰ رازق ہے وہ خود تمام سامان مہیا کر دیگا۔ جب انسان خدا کے واسطے کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس کو موت کی پرواہ نہیں رہتی اور نہ اسے خدا تعالیٰ ضائع کرتا ہے اندرونی تقویٰ اور طہارت کا خیال کرنا چاہئے جن لوگوں کے دل اور دماغ میں صرف دنیا ہی رچ جاتی ہے وہ کس کام کے آدمی ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی طرف جھکتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اس قسم کے عیسائی تو مسلمانوں کی نسبت تو ہم نے ان لوگوں کو بہت ثابت قدم دیکھا ہے۔ جو ہندوؤں میں سے مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالرحیم ہیں سردار فضل حق ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب۔ شیخ عبدالعزیز صاحب ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کیخاطر بہت دکھ اٹھائے مگر اپنے ایمان پر قائم رہے۔ جب سردار فضل حق صاحب مسلمان ہوئے تو انکو قتل کرنے کے واسطے کئی سکھ یہاں تک آئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بچایا اور سردار صاحب نے کسی کا خوف نہ کیا ایسا ہی شیخ عبدالرحیم کے چہرے سے نیک بختی کے آثار نمایاں ہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو ایک دفعہ ان کے رشتہ دار دھوکے سے لیگئے تھے اور وہاں لیجا کر ان کو قید کر دیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور خود بخود یہاں چلے آئے۔ برخلاف عیسائیوں کا مذہب عموماً تنخواہ پر ہے۔ اگر آج ان کو موقوف کر دیا جائے تو بس ساتھ ہی انکی عیسائیت بھی موقوف ہو جائے۔ امرتسر میں ایک پادری رجب علی تھا وہ کئی مرتبہ مسلمانوں میں آکر ملتا تھا۔ پھر عیسائی ہو جاتا تھا۔ عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا ایک اخبار نکلتا تھا۔ عیسائیوں سے کچھ ناراض تھا ان دنوں ایک گرجہ پر ایک بجلی گری تھی۔ اس خبر کو اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے اس نے لکھا کہ گرجے پر بجلی گرنا دو اسباب سے خالی نہیں یا تو اس کا یہ سبب ہوا ہے کہ روح القدس کو مصالح بہت لگ گیا تھا اور اس نے گرجے پر اُتر کر گرجے کو جلا دیا ہے اکثر اس قسم کے عیسائی دہریہ اور کمینہ طبع ہوتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے کفارہ نے ایسی بے قیدی کر دی ہے کہ جو گناہ چاہو کر لو۔ سزا تو یسوع بھگتیگا۔ اسی واسطے ضرب المثل ہو گئی ہے کہ ؎

عیسائی باش ہرچہ خواہی کن

کیونکہ اگر زنا اور شراب حرام ہے تو پھر کفارے سے فائدہ کیا کفارے کا یہی تو فائدہ ہے کہ اس نے معافی کی ایک راہ کھولدی ہے۔ اگر عیسائی بھی گناہ کرنے سے پکڑا جاتا ہے جیسا کہ غیر عیسائی پکڑا جاتا ہے۔ تو پھر دونوں میں فرق کیا ہوا اور کسیکو عیسائی بننے سے فائدہ کیا حاصل ہوا۔

ڈاکٹر مرتد یکم اگست ۱۹۰۷ء کو تازہ الہام الٰہی۔ انّی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا۔ فرمایا کہ قریب العہد اہانت کرنیوالا تو ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس نے بہت اہانت کے لفظوں میں ایک خط لکھا ہے اور ہماری موت کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ یہ وحی الٰہی پہلے بھی بہت بار نازل ہو چکی ہے۔ مگر ہر بار اس کا شان نزول جدید ہوتا ہے ایسے لوگوں کی مخالفت سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ ضرور ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے تاکہ صادق اور کاذب کے درمیان ایک فرق ہو جاوے۔ سب انبیاء کے وقتوں میں ایسے مخالف ہوتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے آدمی موجود تھے مگر اس قسم کے لوگ ہمیشہ بعد میں آتے ہیں۔ شروع میں صادق ہی ظاہر ہوتا ہے پھر اس کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی ریس کرتے ہیں۔ اسمیں خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ اچھی طرح سے شائع نہ ہو گیا تب تک کوئی آدمی ایسا پیدا نہ ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ کوئی ایسا نہ کہ سکے کہ اس شخص نے فلاں شخص کی ریس کر کے دعویٰ نبوت کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں مطلق خاموشی تھی۔ کوئی شخص خدا سے وحی پانیکا اور مسیح موعود ہونیکا مدعی نہ تھا۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے ہمپر اپنی وحی نازل کر کے ہمیں مسیح موعود بنایا۔ یہ امر بھی منہاج نبوت میں داخل ہے کہ صادق کا دعویٰ اول ہو اور کاذب پیچھے ہوں اور لوگوں کی بیخبری کے علاوہ ہم تو خود بھی بیخبر تھے۔ اپنے طور پر میری عادت تھی۔ کہ غیر مذاہب کے برخلاف اخبارات میں مضامین دیتا تھا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تھا۔ ان ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نام نکلا کرتا تھا اور ایک برہمو ؤں کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تھا۔ ان ہر دو میں بعض مضامین بیجے لکھے تھے۔ مگر ان مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تھا۔ اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکھلانیکا کوئی خیال نہ تھا۔ وہ جلدیں براہین احمدیہ کی میں لکھ چکا تھا اور اس وقت تک مجھے خبر نہ تھی جبکہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ الرحمٰن علم القرآن قل انی امرت و انا اول المؤمنین۔ اسی براہین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بھی درج کیا ہے کہ یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ اور اسی کے ہم نے حضرت عیسے کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو پرانا عقیدہ تھا۔ کہ مسیح آسمان پر ہی اس سے دیکھنے والوں کے واسطے یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افترا کے ساتھ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افترا کرنیوالا ہے وہ تو اول ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے اسمیں بھی خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت تھی کہ ہم نے ایسا لکھ دیا۔ تاکہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہو جاوے۔ پہلے سے ہی براہین کے اندر ایک تناقض ہو گیا اور ہم خود بھی اس تناقض کو نہ سمجھ سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تھی۔

کوئی اور نشان فرمایا گذشتہ دنوں میں خدا تعالیٰ بہت سے نشانات دکھا چکا ہے جنمیں سے بعض کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہو چکے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور نشان کی طیاری ہو رہی ہے۔ تاکہ ایماندار وں کے ایمان اور قوی ہو جاویں۔ ہر ایک نشان جو ظاہر ہوتا ہے اس سے لوگوں کے ایمان قوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نشان کے ذریعہ سے ایک انکشاف تام ہو جاتا ہے۔ جب آدمی اچھی طرح سے معلوم کر لیتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کس بات میں راضی ہے اور کس دین کے حق میں وہ اپنے نشانات زبردست دکھاتا ہے۔ تب انسان اس دین کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ اسکی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ نشانات کے ذریعہ سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ جماعت کے واسطے خدا تعالیٰ نے یہ ایک عمدہ راہ نکالی ہے جب خدا کی فرمائی ہوئی باتیں پوری ہوتی ہیں تو دلکو سرور اور خوشی ہوتی ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کی فضل سے سیراب ہو جاتا ہے اور اسکا یقین بڑھتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے اختیار کرنے میں میں نے کوئی غلطی نہیں کھائی مگر یہ مت خیال کرو کہ غلطی کے نہ کھانے میں تمہاری کوئی بہادری ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ تم نے غلطی نہیں کھائی ورنہ بڑے بڑے فاضل اور مولوی لوگ اس جگہ ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ +

عربوں میں علمی ترقی کا آغاز

علم کا انحصار کسی خاص قوم یا زبان یا مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ باشندگان عالم کے درمیان بہ حیثیت مساوات وہ پھیلا ہوا ہے۔ تمام مختلف ان لوگوں سے جنکو کسی علم میں درک حاصل ہوتا ہے اقتباس کرتے ہیں اور باہمی علمی ترتیب اور رابطہ اتحاد کے بڑھانے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح سے کہ عیش و فارغ البالی دست بدست گردش کرتی رہتی ہے اسی طرح علم بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں جاتا رہتا ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کا علمی ورثہ حاصل کرتی رہتی ہے اسی وجہ سے کوئی قوم نقل اور ترجمہ سے بے پروا نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران نے ہندوستان سے، رومیوں نے یونان سے۔ یونانیوں نے مصر سے۔ عربوں نے یونان اور فارس سے۔ اور یورپ نے عرب، یونان اور ایران سے علمی سرمایہ حاصل کیا ہے۔ کسی دوسری قوم سے علم کے اخذ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے ملک کی زبان میں تاریخ، ادب، فلسفہ، ریاضی، طب، مذاہب، صنعت کے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا جاسکے۔

آجکل جو ہم اپنے زمانے میں اس کثرت سے علوم و فنون کی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو دنیا اور اس کے باشندوں کی سعادت و خوشحالی کی موجب ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مدت دراز کے تجربہ نوع آدم کا نتیجہ اور اگلے لوگوں کے نقلی کمالات کا نمونہ ہیں۔ جس سے قومیں بنیں بگڑیں اور مٹ گئیں۔ ان کے علوم و اخلاق کا کچھ حصہ بذریعہ تراجم ہم تک پہونچا اور کچھ حصہ ان کے جسم کے ساتھ پیوند خاک ہو گیا۔ یہی طرح تمدن اور تمایل کا حال ہے کہ ابتدا میں اس کے اصول و قواعد مختصر تھے مگر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیل گئے۔ وہی حال علم کا بھی ہے کہ زمانہ اور قوم کی ترقی کے ساتھ وہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی جانشین بنتی جاتی ہے۔

جب عربوں کے فتوحات کا سلسلہ ایک حد پر رک گیا اور وہ دنیا کے بیشتر حصہ میں پھیل گئے۔ اور ان کی زبان نے وسعت اور وقعت حاصل کی تو انہوں نے نظام مملکت اور پالیٹکس کی طرف توجہ کی جس میں دوسری گزشتہ قوموں کی تقلید لازمی سمجھی گئی کیونکہ عربوں نے معلوم کر لیا تھا کہ قوم و ملک کی بقا اور بہتری کی کفیل علم سے بڑھکر اور کوئی دوسری شے نہیں ہوسکتی اور ان مقاصد میں کامیابی بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ دوسری اقوام سے نقل کریں۔ مسلمانوں میں علمی ترقی کا شوق کیونکر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت رسول پاک نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی زبان سیکھے اور بعضوں کو ہجرت کے زمانہ میں حبش کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کا ذکر طول طویل ہے جنہوں نے ایرانیوں کی جماعت میں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام قبول کیا اور عربی زبان کو اپنی مادری زبان بنا لی اسی طرح سے وہ عرب بھی کثرت سے دریافت ہوسکتے ہیں جنہوں نے فارسی زبان میں درک حاصل کیا۔ اگرچہ یہ کوئی اہم بات نہ سمجھی جاسکے مگر ہم کہتے ہیں کہ ترقی کا آغاز نہیں تھا چونکہ قوم امی تھی اس لئے عرصہ تک علمی مشاغل کتابوں کی صورت میں مدون نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے بعد مذہبی مشاغل میں انہماک ہوا اور چونکہ اس بارے میں وہ فرد تھے اس لئے کسی دوسری قوم سے استفادہ کی حاجت نہ تھی۔

عربی زبان میں پہلی کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف اہرن بن اعین تھا۔ جسے عمر بن عبدالعزیز نے کسی کتب خانہ سے حاصل کیا تھا چالیس دن تک اس نے اسے اپنے بحفاظت رکھا اس کے بعد عام مسلمانوں کے روبرو پیش کیا۔ خلفائے عباسیہ میں منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے تراجم کتب کی طرف توجہ کی۔ اسکی پیروی جعفر برمکی اور چند دوسرے ہوشیار لوگوں نے بھی کی لیکن مامون نے جو توجہ اوہر کی وہ بے نظیر تھی۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے صدر اسلام میں بجز مذہب کے علموں پر قناعت کی تھی انکی زبان میں سے بجز نحو اور طبی علم ممتاز ہیں۔ یہ دونوں علم ایسے ہیں کہ عربوں کو دوسری قوموں کیطرف نظر دوڑانے کی ضرورت نہ تھی۔ مذہب تو انہوں نے ایک جدید اختیار ہی کیا تھا اسکی تعلیم و تہذیب اور اسکے فقہیا قواعد میں مصروف رہے طب وہ ایک ایسا ضروری علم ہے جس سے کوئی معمولی سے معمولی قوم بھی خالی نہیں ہے اور نہ تھی۔ یہ حال عربوں کا دولت بنی امیہ کے عہد تک باقی رہا لیکن جب حکومت ہاشمی خاندان میں منتقل ہوئی تو علمی بیداری کا آغاز ہوا۔ سوتی ہوئی طبیعتیں جاگ اٹھیں۔ اور علمی سررشتہ کیطرف عام میلان پیدا ہو گیا۔ خلیفہ ثانی ابوجعفر منصور خود علم فقہ میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی علم فلسفہ نیز علم ہیئت سے اس کو ازبس رغبت تھی۔ علمی ترقی کا آغاز اسی کے عہد سے سمجھنا چاہئے۔

اس کے بعد قاضی موصوف لکھتے ہیں کہ جب عبداللہ مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے دادا منصور کی کارروائی کی تکمیل کی۔ شہنشاہ روم سے علمی کتابیں طلب کیں اور اپنے یہاں مترجموں کی ایک قابل اور بڑی جماعت مہیا کر کے عربی زبان کو مالا مال کر دیا۔ اس کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ علوم کی تحصیل کریں۔ مامون کی علم دوستی کا یہ حال تھا کہ وہ گھنٹوں اہل علم سے تخلیہ کرتا تھا اور مختلف مسایل پر گھنٹوں بحث کیا کرتا تھا علما کی جماعت کی بڑی توقیر اسکی نظروں میں تھی۔

بلاشبہ مامون کی توجہ علم کی طرف جیسی تھی اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ [illegible] مجمع اس کے پایہ تخت میں تھا جن کو خلیفہ نے دوسرے ممالک سے بصرف زر کثیر بلوایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس علمی کمیٹی کے ممبروں کے مذہب و معتقدات سے کچھ بحث نہ تھی۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ مذہبی تعصب پس پشت ڈال دیا جائے اور یہ کمیٹی خالص علمی رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں اس کمیٹی کا ایک عام جلسہ ہوتا تھا جس میں علما اور ادبا کے سامنے تراجم پیش کئے جاتے تھے اور بڑی رد و قدح کے بعد جو مناسب سمجھا جاتا تھا رکھا جاتا تھا ورنہ کاٹ دیا جاتا تھا کمیٹی کا کام صرف ترجمہ ہی کرنے کا نہ تھا

بالکل علمی اور فلسفی مصطلحات کی وضع کرنا پڑی تھی جس سے عربی زبان اس وقت تک بالکل خالی تھی۔ درحقیقت مصطلحات کی وضع کرنا ایک بہت بڑا کام تھا اور نسبتاً ترجمہ سے یہ کچھ کم دشوار نہ تھا۔ اس لئے ان اختراعات میں ناموں سب سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا تھا۔

لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کتاب کو کئی باتوں سے مزین نہ کریں اس کے مصنف کی عزت ان کے دلوں میں نہیں ہوتی خواہ وہ ترجمہ سے ہو یا اور ہر ایک دوسرے کے مضامین کا چربہ ہو۔ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ مصنفوں اور مترجموں کی قابلیت میں اگر تفاوت مدنظر کیا جاوے تو مساوات کا درجہ لازمی طور پر قائم کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن لوگوں نے دوسری علمی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا ان کی لیاقت اور قابلیت ہزاروں مصنفوں اور مولفوں سے بڑھکر تھی۔ پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان نامور مترجموں کا جن کا پتہ چلا ہے ذکر ناظرین کے سامنے پیش کریں۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر قدیم و جدید مترجمین کے شمار میں غیر مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے شاید اس میں بھی یہ نکتہ ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر آسمان سے علم نازل ہوتا تو اہل فارس میں سے کوئی جماعت اسکی مستحق ہو جاتی۔ زیادہ تر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے علمی کاموں کی تقسیم کرلی تھی اور ان کے علماء نے اپنے ذمہ علوم دین کی تدوین و ترتیب رکھی تھی اور زبان کی بحث میں بھی بکثرت حصہ لیا اور علمی اشتغال کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جنمیں اکثر ذمی لوگ شامل تھے۔

قدیم کتاب کیمیا کا ترجمہ اصطفان نے کیا۔ یہ پہلی کتاب تھی جو اس فن میں ترجمہ ہوئی۔ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ماسرجویہ سریانی نے اہرن بن اعین کی مصنفہ کتاب کا ترجمہ کیا۔ یہ شخص منصور کے عہد حکومت میں تھا اسکی قابلیت دیکھکر منصور نے ترجمہ کے خاص کام پر اسے مقرر کیا تھا کہ قدیم علوم کے ذخائر تلاش کرکے عربی زبان میں نقل کرے۔ اس کا بیٹا ابو زکریا یحیی بھی ایک مترجم تھا جس نے اس میں بڑی محنت کی۔ حنین بن اسحق پہلا وہ شخص ہے جس نے رومی علوم سے سریانی میں اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ حنین بن اسحق سریانی۔ عربی۔ رومی۔ فارسی زبانوں میں بڑی مداخلت رکھتا تھا متوکل نے اسے مترجموں کا ہیڈ مقرر کیا تھا۔ ہر ایک ترجمہ کی تصحیح اور کاٹ چھانٹ اسی کے متعلق تھی۔ اصطفان بن بسیل۔ موسی بن خالد ترجمان۔ تھیوفیل رہاوی۔ سرجس راسی مترجموں کا کام وہی دیکھتا تھا۔ اگر یہ کہا جاوے تو کچھ مبالغہ نہیں کہ تمدن اسلام کے زمانہ میں علوم قدیمہ سے عربی میں جسقدر علمی ذخیرہ لایا گیا اس کا ایک ربع حصہ حنین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس نے جسقدر ترجمہ کیا نہایت پاک و صاف اور اس کی بڑی وجہ یہی کہ وہ مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔

حنین کے دو بیٹے تھے ایک کا نام داؤد اور دوسرے کا نام اسحق تھا۔ ان کی تعلیم کے لئے طبی کتب کا ترجمہ اکثر حنین نے کیا جالینوس کے رسائل کل اسکے کل ترجمہ کر ڈالے۔ اسحق کو بھی علم طب میں بڑی مداخلت تھی اس فن میں اسکی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ لیکن زیادہ تر اسحق کی توجہ فلسفی کتب کیطرف تھی۔ اپنے باپ کی طرح اس کو بھی متعدد زبانوں میں کامل مداخلت تھی

وفقرہ منصور اور دیگر خلفاء روم سے ہارون رشید نے علمی کتابیں منگوائی تھیں اور یوحنا بن ماسویہ کو ترجمہ کا معتمد بنایا تھا۔ جرجیس ابن جبرئیل پہلا وہ شخص ہے جس نے منصور کے حکم سے کتب طبیہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ حبیش اعسم اور اس کا شاگرد نافل دونوں حنین کے ساتھ کام کرتے تھے۔ عیسی بن یحیی بن ابراہیم کے ترجمہ حنین کو پسند آتا تھا اور بارہا اسکی قابلیت کی تعریف و توصیف کی۔ قسطا ابن لوقا بعلبکی بھی مترجموں میں بڑا مرجع تسلیم کیا گیا تھا اور حکمت کے اصناف میں اس کو بڑی مہارت تھی۔ ایوب المعروف بہ ابرش نے بھی بڑا نام پیدا کیا اور حنین سے اس کا ترجمہ کسی طرح کم نہ تھا۔ بہاگر کے زمانہ میں سلام ابرش نے بڑی شہرت پائی۔ ابو نصر بیاری بن ایوب۔ ابن رابطہ۔ ہیو قلی بعلبکی۔ عیسی بن نوح۔ تدیری۔ درایشع راہب۔ ہیاثون۔ صیدوع۔ ثابت بن قرہ بھی مترجموں میں شریک تھے۔ ایوب اور سمعان نے بطلیموس کی جسطی کا ترجمہ محمد بن خالد برمک کے حکم سے کیا تھا۔ ابو عمر یوحنا بن یوسف کاتب تھے۔ آل نوبخت نے فارسی زبان کی بڑی خدمت کی۔ فضل بن نوبخت نے حکمت کی کتابوں کو بیشتر فارسی زبان میں نقل کیا۔ موسی اور یوسف بن خالد نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ مترجموں کی لمبی فہرست کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی طرف بکثرت لوگوں کی توجہ تھی اور جس سرگرمی سے دوسری زبانوں سے کتابیں لی گئیں اسی طرح فارسی سے بھی عربی زبان میں بکثرت کتب کا ترجمہ کیا گیا۔ جو لوگ اس کام میں معروف تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

علی بن زیاد تمیمی۔ سہل بن ہارون۔ بلاذری۔ احمد بن یحیی۔ جبلہ بن سالم کاتب۔ ہشام۔ اسحق بن یزید۔ محمد بن بہرام بن مسیار اصفہانی۔ فتح کرد علی بنداری۔ عبداللہ بن علی۔ ابو حاتم بلخی۔ محمد بن جہم۔ ہشام بن قاسم۔ موسی بن عیسی کردی۔ زادویہ ابن شاہویہ اصفہانی۔ بہرام بن مرداشاہ۔ عمر بن فرخان۔ جس طرح حنین بن اسحق۔ یعقوب بن اسحق کندی۔ ثابت بن قرہ حرانی مشہور و ممتاز مترجموں میں سے ہو گذرے ہیں۔ اسی طرح عمر بن فرخان نے بھی اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عمر کا درجہ مذکورہ لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا۔

علی بن ابراہیم دہکی کی ماتحتی میں حسن بن بہلول اوانی۔ ابو البشر متی رقیبی مرائی نے سریانی زبان سے ترجمہ کیا۔ اسحق بن سلیمان کا وار یشوع مددگار تھا۔ اسی طرح ابراہیم بن بکس۔ علی بن ابراہیم ایوب بن قاسم نے بھی بڑی مدد کی ایسا خوجی موغالذکری کے ترجمہ سے ہے۔ منکہ ہندی۔ ابو ریحان بیرونی اپنا وہن سنسکرت زبان سے ترجمہ کیا۔ ابن وحشی نے کلدانی زبان سے اور سعید فیومی نے عبرانی زبان سے ترجمہ کیا۔ ابو علی عیسی بن زرعہ یعقوبی منطقی بھی ترجمہ کے باب میں نہایت مشہور تھا اس کے تصانیف بھی بکثرت ہیں۔

سیف الدولہ ابن حمدان کے طبیب عیسی رقی نے طبی کتاب کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اسی طرح ماسرجیس طبیب

عیسےٰ بن ماسرجیس نے بھی طب پر بڑا احسان کیا۔ شہدی کرخی اور ابن شہدی متوسط درجہ کے مترجم تھے۔ ابن اباہ نے آخر عمر میں بڑا نام پیدا کیا۔ ابن حلمیل اور ابو عبد اللہ صقلی بھی بہت مشہور تھے۔

ماموں کے حکم سے اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ حجاج ابن مطر نے کیا۔ ثابت بن قرہ حرانی نے بعد میں اس کی تصحیح کی۔ حبیب بن بہریز نے بھی حسب الحکم ماموں بہت سی کتب کا ترجمہ کیا۔ ابوالخیر حسن بن سوار اور ابوالفرج ملکی۔ یحییٰ بن عدی یعقوبی نے سریانی سے عربی میں زیادہ کتب کا ترجمہ کیا۔ عبد اللہ بن علی فارسی نے فارسی سے اور عبد اللہ بن مقفع نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حسن ثابت بن قرہ نے جسقدر سریانی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ کیا وہ نہایت اعلےٰ اور معقول درجہ کا ہے اس کے شاگرد عیسےٰ بن سید نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا۔ ایک رومی راہب نظیف نامی نے یونانی سے خاصکر ترجمہ کر کے بڑا مواد جمع کیا۔

عبد المسیح بن عبد اللہ ناعمی حمصی متوسط درجہ کا مترجم تھا۔ تاہم جسقدر کام کیا اچھا کیا ابن ناعمہ بھی عبد المسیح ہی کے رتبہ کا مترجم تھا۔ ہلال حمصی کا ترجمہ نہایت صحیح ہوتا تھا مگر اس کے الفاظ ترجمہ کے مبتذل ہوتے تھے۔ اسی طرح فیثون غیر زبانوں کا ماہر تھا۔ مگر عربی زبان کا علم بہت معمولی تھا۔ ابونصر بن ناری نے بہت ہی کم ترجمہ کیا جس کا شمار مترجموں میں کرنا مشکل ہے۔ بسیل مطران کا درجہ ابوالفر سے بڑھکر تھا جس کی کوشش صحت کیطرف بہت تھی۔ متوسط طبقہ کے اکثر مترجموں کے نام یہ ہیں۔

اسطاث۔ ہیرون بن رابطہ۔ ابراہیم بن صلت۔ ثابت۔ یوسف تلمیذ۔ عیسےٰ بن مہر بخت۔ ایوب۔ رہاوی۔ ابو یوسف۔ یحییٰ بن بطریق۔ تدرس سنقل۔ ابوسعید عثمان دمشقی۔ منصور بن باناس۔ عبد یشوع بن بہریز۔ ابراہیم بن بکس۔

جسقدر مترجموں کے نام ہم نے بہم پہونچائے ہیں وہ اپنے اسی ترجمہ سے گزر اوقات کرتے تھے اور امرا اور وسار کی خدمت میں اپنے متراجم پیش کرتے تھے۔ یعقوب بن اسحٰق کندی مشہور فلاسفر عرب کا نام البتہ اس زمرہ سے خارج ہے۔ اس نے رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ترجمہ کو نہیں قرار دیا۔ جسقدر ترجمہ کیا خود اپنے ہی لئے کیا۔

جن امرا اور خلفا نے مترجموں کی ہمت بڑھائی اور ان کے کاموں کی قدر دانی کر کے ترجمہ پر ایک کثیر جماعت کو آمادہ کیا انکا نام کسی طرح سے مترجموں کی شہرت اور لیاقت سے کم درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا۔ عمر بن عبد العزیز۔ خالد اموی۔ منصور۔ رشید۔ ماموں۔ متوکل کا نام نہائت اور عزت سے لیا جائے گا جنہوں نے بڑی دریا دلی سے فن ترجمہ کو ترقی دی۔

جعفر برمکی اور اس کے خاندان کے اکثر ممبر نقل و تعریب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستان کا مشہور حکیم منکہ اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ساتھ تھا۔ وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرتا تھا۔ شیر نخیوع بن قطرب مترجموں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا تھا۔ صرف یہی نہیں کہ وہ کتابوں کو مہیا کرتا تھا بلکہ مترجموں کے لئے صرف کثیر برداشت کرتا تھا۔ محمد بن موسےٰ منجم جو ریاضی و نجوم کے فن میں شہرہ آفاق تھا حنین کے ساتھ بڑا احسان کرتا تھا۔ ابو سلیمان منطقی سجستانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ شاکری خاندان کے اکثر ممبروں نے حنین محمد۔ احمد۔ حسن زیادہ مشہور ہیں۔ مترجموں کی بڑی خدمت کی۔ حنین بن اسحٰق۔ حبیش بن حسن۔ ثابت بن قرہ ماہوار پانچ سو اشرفی پاتے تھے۔

خلیفہ ماموں کا ایک ہمنشین علی بن یحییٰ نہایت فیاض منش واقع ہوا تھا۔ خصوصًا علم طب سے اس کو بڑی دلچسپی تھی۔ تیا ذرس راہب نے بھی فن طب سے بڑی دلچسپی ظاہر کی تھی اور طبی کتب کا بڑا ذخیرہ اس نے فراہم کیا تھا۔ محمد بن موسےٰ بن عبد الملک نے عیسےٰ کے لئے بہت سی کتابیں طب کی ترجمہ کیں۔ اور عیسےٰ بن یونس نے جو علماء عراق میں بے مثل تھا یونانی علوم سے بہت کچھ اخذ کیا جن کے ساتھ وہ بہت شفقت رکھتا تھا۔

شہر فیوم کا حاکم علی نامی تھا مگر وہ اپنی فیاضی اور نیکی کی وجہ سے فیوم ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کو بھی علمی معاملات سے گہری دلچسپی تھی احمد بن معروف نے اسکی سخاوت سے بڑا فائدہ حاصل کیا۔ علی مترجموں کے حق میں آب رحمت تھا۔ ابراہیم بن محمد ابن موسےٰ یونانی تراجم کے لئے نہایت مشہور تھا۔ اسی طرح عبد اللہ بن اسحٰق نے بھی بہت سی کتابیں جمع کی تھیں۔ محمد بن عبد الملک ہزاروں اشرفی ترجمہ کے لئے صرف کرتا تھا۔ اس کے نام سے اکثر کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ یوحنا بن ماسویہ جبرئیل بن بختیشوع بختیشوع بن جبرئیل داؤد بن سرابیون۔ سلمویہ بن بنان۔ یسع اسرائیل بن زکریا حبیش بن حسن کی اس نے بڑی قدر دانی کی تھی۔

یہ قدیم مترجموں کے نام تھے جو تفصیل کے ساتھ اوپر دکھائے گئے۔ تیرہویں صدی ہجری کے وسط سے یورپ کے اکثر علمار اوہر متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کی کوششوں سے بہت نایاب کتب کا پتہ چل گیا ہے۔ درحقیقت اگر یورپ اسلامی علوم سے دلچسپی نہ لیتا تو ہم بہت کچھ اپنے اسلاف کے کارنامے گم کر دیتے۔

(ترجمہ المنفیس قاہرہ) صدیق احمد۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ڈائری

۱۵۔ اگست بروز جمعرات۔ بعد از نماز ظہر ایک شخص نور محمد نامی نے بیعت کے واسطے عرض کی۔ فرمایا عصر کے وقت کر لینا۔

عصر کے وقت جب حضرت تشریف لائے تو وہ شخص بیعت کے لئے آگے بڑھا حضرت نے فرمایا جس جس نے بیعت کرنی ہے آجاوے چونکہ جگہ تنگ اور لوگ زیادہ تھے حضرت نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھدو۔

بیعت کے بعد حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا آپ ملتان سے آئے ہیں

شخص۔ حضور ملتان سے۔ حضرت۔ خاص ملتان شہر میں یا گرد و نواح میں؟

شخص۔ حضور امیر پور ایک گاؤں تحصیل کبیر والہ میں ہے۔ وہاں بڑے بھاری مخالف ہیں۔ حضرت۔ اس طرف بھی بارش ہوئی ہے؟ شخص حضور اس طرف کم بارش ہوئی ہے۔ حضرت۔ اس طرف بارش ہمیشہ کم ہی ہوا کرتی ہے اس طرف لوگوں کی صحت تو اچھی ہوگی کوئی بیماری تو نہیں ہوگی شخص بیماری کم ہی ہے۔ حضرت۔ اس طرف تو اس سلسلہ کی مخالفت کثرت سے نہیں۔ شخص بہت لوگ مخالف ہیں۔

اس پر حضرت نے فرمایا۔ عادت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جس سلسلہ کو خدا تعالےٰ خود قائم کرتا ہے اسکی سب سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے جس سلسلہ کی مخالفت نہ ہو یا اگر ہو بھی تو بہت کم ہو وہ سلسلہ سچا سلسلہ نہیں ہوتا سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ اسکی بہت مخالفت ہو۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعویٰ نبوت کیا تو کمبخت مخالفوں نے بہت شور مچایا اور بڑی مخالفت کی۔ مگر جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا تو سب نے اسکے ساتھ مل جل گئے کسی نے مخالفت نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان جھوٹے کا دشمن نہیں ہوتا سچے کی مخالفت میں سب اپنا زور لگاتا ہے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم کے ساتھ بیگانے تو سب دشمن ہو گئے۔ کیا عالم اور کیا جاہل سب کے سب مخالفت پر کمربستہ ہو گئے یہانتک کہ جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا وہ بھی دشمن ہو گئے۔ آجکل بھی یہی حال ہے ہر ایک نے مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے بڑے بڑے جرائم پیشہ اور بدکار لوگ ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو دنیا طلبی کے ہی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اور بھولے سے بھی کبھی دین کا نام نہیں لیتے ہر وقت زمینداری اور ملازمت میں ہی مست رہتے ہیں اور دین کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتے اور مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے وہ ہماری مخالفت کرتے اور ہمارا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر تمام دنیا سے بدتر ہوں تو میں ہی ہوں۔ سو ایسے لوگوں کا فیصلہ تو اب خدا خود کرے گا۔ ایسوں کو کیا جواب دیا جاوے۔ ان کا فیصلہ تو خدا کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بہت گندوں اور شرارتوں کا ذکر نہیں کیا گیا صرف اشارات ہی پائے جاتے ہیں مثلاً ایسے لوگوں کی بابت کہا ہے کہ وہ ہمارے نبی صلعم کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو شور ڈالا کرو اور تالیاں بجایا کرو اور پھر بعض لوگ ایسے ہی تھے جنکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ؁ اور ایسے لوگ بہت پائے جاتے تھے جو دوسروں کو کہتے تھے کہ جھوٹے طور پر بیعت کر آؤ اور پھر کہو کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کوئی بات نہیں وہ تو نرا ڈھکونسلا ہے اور پھر مرتد ہو جاؤ۔ اور پھر ایسے لوگوں کو جو بیعت کر کے پھر جاتے تھے پیش کر کے کہتے تھے کہ دیکھو یہ تجربہ کار لوگ ہیں۔ مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ محض جھوٹا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی چند آدمیوں نے ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پہلے جھوٹے طور پر یہاں آکر بیعت کی پھر بعد ازاں یہاں سے جا کر چھپوا دیا کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کچھ بھی نہیں ہم بھی مرید ہوئے تھے سب پتہ لیا محض دھوکہ بازی ہے۔

بیوقوف اتنا نہیں جانتے کہ آخر کار کام تو وہی ہو کر رہے گا اور وہی بہر صورت پورا ہو کر رہے گا جو ارادہ الٰہی میں ہے۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ جہاں ہماری مخالفت میں زیادہ شور اٹھا ہے وہاں ہی زیادہ جماعت تیار ہوئی ہے۔ جہاں مخالفت کم ہے وہاں ہماری جماعت بھی کم ہے۔

ایک شخص نے سلسلہ تقریر میں عرض کی کہ اگر کوئی حقیقۃ الوحی کو خدا کے خوف سے پڑھے تو ضرور مان لیوے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا خوف انہیں رہا ہی کہاں ہے خدا کا خوف ہوتا تو ہماری مخالفت ہی کیوں کرتے۔ خدا نے اتمام حجت کر دی۔ ہماری تائید میں بڑے بڑے نشان دکھائے گئے مگر ان لوگوں کا کیا کیا جاوے۔ اتنے نشانات میں کسی کی نظیر تو پیش کریں اور نشان جانے دو ان سے کوئی پوچھے کہ ۲۶۔ ۲۷ سال ہیں دعویٰ کئے گذر گئے۔ اور ہزاروں نشانات ہماری تائید میں ظاہر ہوئے کسی ایسے جھوٹے کی نظیر تو پیش کرو جس نے خدا پر افترا کیا ہو اور اتنی مہلت اور نشانات اسکی تائید میں دکھائے گئے ہوں خدا نے اسکے مخالف ہلاک تباہ اور ذلیل کر دیئے ہوں حالانکہ خدا جانتا تھا کہ وہ مفتری ہے۔

بھلا کوئی نظیر تو دو سنت اللہ اسی طرح سے ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے تو عبدالحکیم وغیرہ کی طرح بعض لوگ الہام کے دعویدار بن بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی رسول ہیں۔ مگر ایسے دعویٰ کرنے والے ہمیشہ بعد میں ہوتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعوے کر لیا اور اسکی اچھی طرح سے شہرت ہو گئی تب مسیلمہ کذاب وغیرہ نے بھی دعویٰ کر دیا۔ ایسا ہی ہمیں بھی ۲۶۔ ۲۷ برس دعوے کئے گذر گئے تو ان لوگوں کو بھی دعوے یاد آ گئے مگر یاد رکھو کہ سچے کی نشانی یہی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعوے کرتا ہے وہ کسی کی ریس نہیں کرتا۔ ابوسفیان وغیرہ جب کفر کے زمانہ میں قیصر کے پاس گئے تو اس نے ان سے یہی پوچھا تھا کہ محمد (صلعم) سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب اس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرنیوالا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ ریس کرتا ہے۔

ابتداءً دعوے کرنا یہ سچے کی شناخت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ دیکھو ۲۶۔ ۲۷ برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں تو ایک بچہ بھی پیدا ہو کر باپ بن سکتا ہے۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ

ہمارے ضلع میں اس تحصیل کی جماعت سابق بالخیرات ہے۔ جب میں نے سہ ماہی جلسوں کی تجویز کی۔ تو سب سے پہلے اسی جماعت نے میری تجویز کو لبیک کہا تھا آخر وہ پودا پھل لایا اور تمام ضلع کے مشہور مقامات میں پُر رونق جلسے ہوئے جن کا قومی بیداری پر اچھا اثر ہوا اور غیر احمدیوں پر بھی اتمام حجت ہوئی۔ اس کے بعد جب دہ بدہ کمیٹیاں بنانے کی تجویز الحکم میں شائع ہوئی تو سب سے اول اس جماعت نے جلسہ کر کے کمیٹی منعقد کی۔ اس کے بعد ۱۴ر جولائی ۱۹۰۷ء کو موضع ہیلاں میں جلسہ ہوا۔ تا کہ اس تحصیل کے سب بھائی جمع ہو کر کمیٹی رکے قومی انتظام کے متعلق باہمی مشورہ سے ایک ضابطہ بناویں اس جلسہ میں عاجز (اکمل) کو بھی مدعو کیا گیا تھا بلکہ حسن ظن سے گھوڑی بھی بھیدی گئی مگر افسوس کہ ایک طرف میں دار الامان جانے کے لئے تیار دوسری طرف مجھے بخار ہو رہا تھا ندامت کے ساتھ معذرت کی اور اپنی بجائے پیارے بھائی غلام رسول (راجیکی) کو تکلیف دی انہوں نے اس تکلیف کو گوارا فرمایا۔ جزاہ اللہ۔ الغرض صبح سے مہمان آنے شروع ہو گئے۔ ملک مولا بخش صاحب کا گورالی سے تشریف لانا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے برادر امام الدین صاحب رنمل سرحد ریاست جموں سے اور مولوی ابراہیم ملوانال سے اور جماعت احمدیہ مونگ وسعد اللہ پور سے شدت گرمی میں تشریف لا کر رونق افزائے جلسہ ہوئے اور عین دوپہر کے وقت جماعت رجوعہ دالہ پنڈی کے بزرگ تشریف لائے۔ جماعت ہیلاں نے جو صرف تین چار آدمی ہیں سب کا فراخدلی سے خیر مقدم کیا۔ نماز جمعہ مولوی صاحب راجیکی نے پڑھائی اور سورۃ توبہ کا دوسرا رکوع پر وعظ فرمایا۔ انفاق فی سبیل اللہ اور کونوا مع الصادقین کی ضرورت کو سمجھایا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کو عملی صورت میں لانے کی ہدایت کی نماز جمعہ کے بعد ملک صاحب نے افتتاح جلسہ کیا۔ اور مختصر تقریر ضروریات قوم پر فرمائی۔ اس کے بعد پیر برکت علی صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ جماعت احمدیہ تحصیل پھالیہ میں چونکہ جماعت کم اور ناخواندہ ہے اس لئے ایک ہی کمیٹی کافی ہے۔ اور بعض بزرگوں کو دو دو عہدے دیئے جائیں حکیم علی احمد صاحب میر مجلس و ناظر ہوں۔ مولوی فضل الرحمن صاحب صدر محاسب و امین اور رنمل میں پیر برکت علی سعد اللہ پور میں مولوی غوث محمد مونگ میں میاں امام الدین رجوعہ میں حکیم نور احمد محاسب مقرر ہوں۔ سوئم۔ ایک رجسٹر حسب ہدایت صدر انجمن تیار کیا جاوے۔ چہارم۔ ایک ایک رسیدی رجسٹر دیا جاوے جس پر چندہ جمع کر کے امین کے پاس جمع کرائیں۔ اور ایک رجسٹر امین کے پاس ہو۔ جس میں مفصل آمد و خرچ کا حساب ہو۔ اور ایک رجسٹر ناظم اپنے پاس رکھے جس میں تمام اخراجات کا حساب ہو۔ اور ناظر صاحب ماہواری پڑتال سہ ماہیہ کیا کریں۔ پنجم۔ ہر احمدی اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے جو کہ حسب توفیق چندہ دے۔ ششم۔ یہ کہ ہر جگہ کی جماعت تعلیم الاسلام قادیان کی ضروریات کے لئے ہر گھر میں ایک برتن پر فی سبیل اللہ کا ٹکٹ لگا کر رکھا جاوے جس میں آٹا گوندھنے کے وقت ایک مٹھی آٹا ڈالا جاوے اور محاسب ہفتہ وار جمع کر کے فروخت کرتا رہے۔ اور ماہوار امین کے پاس جمع کرایا کرے

ان سب تجاویز کی ملک صاحب نے تائید کی اور تمام احمدی حاضرین نے بالاتفاق منظور کیں۔

اس کے بعد چندہ وصول ہونا شروع ہوا للعہ جو بمعہ رسید دار الامان میں بھیج دیا گیا۔ نماز عصر کے بعد مولوی غوث محمد نے جوش کے ساتھ سادہ طرز پر سورۃ حشر کے تیسرے رکوع پر وعظ فرمایا اور برادر امام الدین صاحب نے ضلع گجرات کے لئے ایک واعظ کی ضرورت پر زور دیا جو کہ قوم کو تقویٰ و طہارت اور عملی رنگ میں اپنے تئیں نمونہ بنانے اور ضروریات قومی کی تحریک کرتا رہے۔ اس کے بعد عاجز کا مضمون پیر برکت علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام اخیر رپورٹ میں درج ہے۔ نماز مغرب کے وقت سب بھائیوں کے لئے دعا کی گئی۔ جماعت ہیلاں نے تمام مہمانوں کی خاطر و تواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور اپنی مقدار سے زیادہ حق میزبانی کو ادا کیا۔ مدات کو مستورات میں بھی وعظ ہوا۔ اور فرض تبلیغ کو ادا کیا گیا۔ غرض یہ نمونہ ہے گجرات کی ایک علاقہ کا۔ میں چاہتا ہوں تمام اضلاع میں اسی طرح کمیٹیاں قائم کر کے انتظام کیا جائے۔ اخیر میں یہ کہدینا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ عاجز (اکمل) نے گولیکی میں کمیٹی قائم کر دی ہے اور سب کام و انتظام باقاعدہ ہو گیا ہے۔ اب میں اس فکر میں ہوں کہ صدر کمیٹی ایسی جگہ ہو جہاں سب کام ایک خاص نظام کے ساتھ ہوتا رہے چھوٹے چھوٹے جلسوں کا قیام میرے خیال میں بہت ضروری ہے۔ اللہم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات۔

اکمل کا پیغام۔ اپنے بھائیوں کی خدمت میں

میرے پیارے بھائیو۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

ایک باغبان جس نے زمین کو جوتا۔ درست کیا۔ صاف کیا پھر اس میں تخم ریزی کی۔ بوٹے نکلے اور وہ چلا گیا پھر جب اس کے پھلنے پھولنے کی خبر سنیگا۔ تو کیا خوشی سے پھولا نہ سمائیگا۔ میں جب سنتا ہوں کہ مضمون کے گردہ میں شامل ہونے کیلئے تم لوگوں نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے تو بخدا نہایت ہی خوش ہوتا ہوں اگرچہ بعض معذوریوں بلکہ مجبوریوں کے ساتھ تمہارے جلسہ میں جسم کے ساتھ حاضر نہیں ہونگا مگر میری روح تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے اور میں اپنے دل کیساتھ اپنی دعا کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شریک ہوں میری عدم حاضری کو امید ہے تم محسوس نہیں کرو گے کیونکہ جو کچھ کہنا تھا اسی چٹھی کے ذریعہ کہدیا۔ بلحاظ کہنے والے کے تو میں وہی اکمل ہوں اور بلحاظ سنانے والے کے میں پیر برکت علی ہوں + دوستو! زبانی باتوں سے کیا بنتا ہے اگر تم نے گھنٹہ بھر کہہ لیا اور آپ کا بھی وقت لیا اور عملی رنگ میں کچھ نہ کیا تو کیا فائدہ مجھے تو حضرت امام علیہ السلام کا یہ قول کچھ ایسا پسند آیا ہے کہ میں نے لمبی تقریریں ہی چھوڑ دیں۔ فرمایا جو کچھ کرنا ہے عملی رنگ میں کرو زبانی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ + سواے حاضرین جلسہ! ع میری سنو! جو گوش نصیحت نیوش ہے۔ بیع کے معنے ہیں ایک چیز دوسری کے عوض میں لینا بیعت کے معنے یکدم جو کچھ ہے مال و جان و اختیارات دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دینا جیسے فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ گویا بیعت کیوقت اپنا مال اپنی جان فروخت کر دی جنت کے عوض :۔ تم نے غلاموں کی نسبت سنا ہوگا کہ جب انہیں کوئی خرید لیتا ہے تو پھر ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا بلکہ جو کچھ وہ کماتے ہیں وہ بھی انکے مالک کا ہو جاتا ہے اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ پس اسیطرح ہم اپنے تئیں خدا کے مسیح مرزا غلام احمد ایدہ اللہ کے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہو اب تمہارا اپنے پر کچھ اختیار نہیں چاہیے کہ ہمارا ہر ایک قول ہمارا ہر ایک فعل ہماری ہر ایک حرکت اسی کے حکم کے ماتحت اسی کی مرضی و منشاء کو مناسب ہو اگر یہ نہیں تو پھر ہوئی ہے ہماری بیعت پھر جو کچھ کمائیں وہ ہمارا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ وہ اپنی مہربانی سے جو ہمارے گذارے کے لئے دے وہ لے لیں باقی سب اسی کا

خطرناک بدعت کی اشاعت پر کچھ اور

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ترجمۃ القرآن اردو کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور اخبار وکیل امرتسر کے مالک اور ایڈیٹر شیخ غلام محمد صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسے اشتہاروں کو جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوں نہ صرف نکال دیں بلکہ مسلمانوں کو آگاہ کریں تاکہ وہ اس ترجمہ کو خرید کر اس کی اشاعت کا موجب بن کر خسر الدنیا والآخرہ نہوں + شیخ صاحب باوصفیکہ لاولد ہیں پھر نہیں معلوم چند پیسوں کا لالچ انہیں اسلام اور حمیت اسلام کے خیال کو کیوں کچل دینے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں نے اس نوٹ میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس تجویز میں کسی عیسائی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اب جبکہ واقعات کی تحقیقات کی گئی تو اصلیت معلوم ہو گئی۔ اور ایڈیٹر الحکم کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ فیض بخش پریس کا منیجر ایک عیسائی ہے جس کا نام غلام قادر ہے یہ شخص پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اخبار وکیل کے ... مہر کا کام کرتا رہا۔ آخر عیسائی ہو گیا۔ اور امرتسر مشن پریس کا منیجر مقرر ہوا جب پریس مذکور امرتسر سے لاہور تبدیل کیا گیا تو منشی غلام قادر صاحب بھی لاہور چلے گئے۔ اور پریس مذکور کے بند ہو جانے پر انہوں نے فیض بخش ایجنسی لاہور میں قائم کی جس میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر فضل (جو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے اسسٹنٹ سکرٹری ہیں) بھی شریک تھے اسی ایجنسی کے متعلق یہ پریس کی شاخ کھولی گئی ہے اور سب کاروبار فیروزپور شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے اور وہاں ہی سٹیم پریس قائم کیا گیا ہے۔ بظاہر اس پریس کا مالک کرم الٰہی نام ایک مسلمان ہے جو مسٹر فضل کا غالباً بھائی ہے اس فیض بخش ایجنسی میں عیسائیوں ہی کا کام کثرت سے ہو رہا ہے اور وہی منشی غلام قادر عیسائی اس کے منیجر ہیں کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایک ایسے کام کا مہتمم اور منیجر وہ شخص ہو جس کو اسلام سے دشمنی اور بیزاری ہے۔ اسی عیسائی کی تجویز سے یہ اردو ترجمۃ القرآن بغیر متن کے چھاپا جا رہا ہے یا چھاپا گیا ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پادری عماد الدین نے جو ترجمہ کیا تھا اسی میں کچھ اصلاح کر کے چھاپا گیا ہے بہرحال ترجمہ خواہ کسی کا بھی ہو قرآن کریم کا بدول متن چھاپنا ایک ایسی حرکت ہے جس کو کوئی مسلمان جو قرآن کریم کی تکریم کرتا اور اس کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا پسند نہیں کر سکتا۔ عیسائی مذہب پر جو آفت آئی اور جس آفت نے ان کے مذہب و ملت کی اصلیت کو کھو دیا اور خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی وہ یہی ترجمہ بدوں متن کی آفت تھی اسی نے ان کو یہ روز بد دکھایا کہ وہ آج اتنا بھی نہیں بتا سکتے کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ اور اب یہ عیسائی منیجر قرآن کریم پر اپنا ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ ان نادان اور زر پرست مسلمانوں پر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے دنیا کی خاطر دین فروشی کو پسند کر لیا۔

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين

اخبار وکیل کے مالک اور ایڈیٹر کا خدا سے قوم کہلانے کا شوق تو روز افزوں ہے اور مسلمانوں کی حمایت اور ان کی نسبت کا خیال گویا ان کے بدن میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے مگر یہ کرتوت کسی صورت میں بھی اس کی نہیں جو انہیں

دین کو بدنام کرنے اور کتاب اللہ کو خراب کرنے

کے الزام سے بری کر سکے انہوں نے محض چند پیسوں کے لالچ اور غلام قادر عیسائی کی خاطر اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچانے سے

فرق نہیں کیا

میرا خیال تھا کہ میرے پہلے نوٹ پر اخبار وکیل کے با واجی خدا ترسی سے کام لیں گے اور اس مخرب اسلام اعلان کو اپنے اخبار سے نکال کر ندامت کا اظہار کریں گے۔ باواجی کے مزاج میں تو صلاحیت تھی، مگر معلوم ہوتا ہے کہ یاران ہمدم نے شاید مشورہ نہ دیا ہو کہ باواجی کیوں ہرج کرتے ہو؟

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے اخبار وطن کے ایک مخرب اسلام فعل پر کچھ لکھنا پڑا تھا اور علماء ملت نے اس کے حق میں فتویٰ بھی دیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ خاں نے اگرچہ ہٹ دھرمی اور ملاہٹ سے کام لیا تھا تاہم اپنے اس فعل کو مستحسن قرار نہیں دیا تھا اور اپنے ذخیرہ کتب زرقستی بیچنا ان کتابوں کو نکال دیا تھا۔ مگر اخبار وکیل کی شوخ چشمی دیکھئے کہ باوجودیکہ اسے بتایا گیا ہے کہ یہ طریق اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے مگر ابھی تک اس نے ان اشتہاروں کو نہ اپنے اخبار سے نکالا ہے اور نہ اس کے لئے افسوس ظاہر کیا ہے۔ وہ اخبارات جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلنے کے لئے رائی کا پہاڑ بنایا کرتے ہیں اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر منہ سے جھاگ گرایا کرتے ہیں وہ اب کیوں خاموش ہیں کم از کم اہل حدیث کو اس موقع پر اپنے شہری معصر کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ الحکم اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہے گا اور وہ وکیل کے کسی جرم فروش نامہ نگار کی گالیوں سے ڈر کر رک نہ جائے گا مسلمانوں کو آگاہ کرے گا اور اخبار وکیل کی حمایت اسلام کا راز فاش کر کے رکھدے گا (انشاء اللہ)

بالآخر میں پھر وکیل کو متوجہ کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھ تو نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندہ کی اہانت کا ارادہ کیا تجھ پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ چند پیسوں کے لئے تو نے ایسا اشتہار شائع کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے دین اور دنیا کے لئے سخت ضرر رساں ہے کیا یہی وہ راز ترقی ہے جو آپ کے ایوان سے نازل ہوا ہے خدا سے ڈرو اور اس فعل سے ندامت کے ساتھ رجوع کرو اور اس ترجمۃ القرآن کی مخالفت میں میرے ہم آہنگ ہو کر مسلمانوں کو آگاہ کرو ورنہ یاد رکھو

روز سے داد سے ہست

مختصر نوٹ

اسلام کیوں روبہ تنزل نہیں؟ اس لئے کہ عیسائیوں کی مذہبی مشنریاں مسلمانوں کے درمیان اپنا مذہب پھیلانے کی پورے زور سے کوشش کر رہی ہیں اور با وجود طرح طرح کے حیلوں اور دلکش فریبوں کے ان کو دن دوگنی اور رات چوگنی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ مشہور سیاح سنسن ہیڈن اپنے ایشیائے سفرنامہ میں یوں رقمطراز ہیں کہ مجھے ایک مشنری ملا صاحب نے کہا کہ مجھے یہاں کام کرتے دس سال ہوئے مگر ایک مسلمان بھی عیسائی نہیں ہوا۔

ایک صاحب پیسہ اخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ اب مسلمان علما کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ہے جو علم و مذہب کی تطبیق کرتی ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے یورپین علما سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے مرض کو پہچان کر علاج شروع کر دیا ہے اس واسطے کامل یقین ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں روز بروز قوی ہوتا جائے گا۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ آیا عیسائی امراض کو پہچاننے اور حاذق حکیم سے تعلیم پا کر محل اور موقع کے مطابق علاج کرنے والی صرف احمدی جماعت ہی ہے یا کہ کوئی اور بھی؟

انگریزی عہدہ دار اور سیاح مثلاً گیلین۔ پال گریو۔ لامس۔ ریڈ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ایک حبشی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ بت پرستی جنات پرستی۔ مخلوق پرستی۔ مردم خواری۔ انسانی قربانی۔ اطفال کشی اور جادوگری اس سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ وحشی کپڑے پہننے لگتے ہیں ان میں کثافت کی جگہ صفائی آجاتی ہے اور وہ ذاتی شرافت اور خودداری حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک آریہ کو بدگوئی کا سارٹیفکٹ ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار گالیاں دینے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہوا۔ اور سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے جلا وطن ہوا۔ آریوں کے لئے بدگوئی کا یہ ایک اور سارٹیفکٹ ہے کاش اب ہی سمجھیں۔ ؎

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں ہی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا ہی ہے

فیصلہ قرآنی ڈاکٹر نور حسین صاحب جواب حاجی ہو چکے ہیں نے روزانہ پیسہ اخبار میں فیصلہ قرآنی کا عنوان دیکر حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں کچھ سوال لکھے ہیں۔ مگر یہ عجیب فیصلہ ہے کہ آپ قرآن کریم ہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ورنہ اس قسم کے بیہودہ سوالات اس مضمون کے ماتحت شائع نہ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ قرآن کریم سے وہ معیار پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے صادقوں اور کاذبوں کے امتیاز کے لئے رکھا ہے اور پھر اس معیار پر حضرت مسیح موعود کو پرکھتے مگر برخلاف اس کے وہ سوالات کا ایک سلسلہ پیش کرتے ہیں مثلاً مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے جو نہایت صاحب کے کیرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اس کی تردید اب تک نہیں ہوئی اس کے جواب میں بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہیں اگر ڈاکٹر صاحب احمدی لٹریچر پڑھتا تو اسے معلوم ہو جاتا مگر پڑھے کون؟

بھلا صاحب کیا انبیا علیہم السلام کے کیرکٹر پر مخالفوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں یا نہیں؟ اگر کی گئی ہیں تو کیا آپ نے ان سب کے جوابات دیدیئے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ امر ان کی نبوت یا صداقت کا مبطل ٹھہریگا؟ سوال کرنے سے پہلے سوال کی زد اور اس کے پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ معترضین کا وجود کسی زمانہ میں گم نہیں ہوا۔ ابتک سید المعصومین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کرنیوالے موجود اور مسیح ابن مریم پر نکتہ چینیاں کرنیوالے یہودی قائم ہیں تو کیا ان باتوں سے رسالت حقہ اور نبوت صادقہ پر حرف آسکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح سلسلہ حقہ پر منہ چڑانیوالے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو گئی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی صناعت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۸ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

تہذیب النسواں

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء سے اخبار تہذیب النسواں ایڈیٹر مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام لاہور کی ایڈیٹری میں (لاہور سے) جاری کیا گیا جو بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ اخبار کیسا ہے اور اس کے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنان خانے میں بھیج سکتے ہیں اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں ہر مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اسکی نامہ نگار عموماً معزز گھرونکی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں ہیں۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں۔ انہیں اس پرچہ سے ضرور کام لینا چاہئے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی۔ چھپائی نہایت نفیس تقطیع ۲۰×۲۶ حجم ۱۶ صفحے ہفتہ وار قیمت (سے) سالانہ نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے

المشتہر منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ دارد قادیان بینی | درو ہبی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر ۳ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ راگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۱ ررجب ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

خدا کی تازہ وحی

۲۳ راگست ۱۹۰۷ء - ۱- اِنَّ الّذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللّٰہ سینا لھم غضب من ربھم

ترجمہ۔ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور خداتعالیٰ کے راہ سے روکا ان کو ان کے رب سے غضب پہونچے گا

۲- یوم تأتی السماء بدخان مبین

ترجمہ۔ جسدن آسمان کھلے طور پر دہواں لائے گا۔

۳ ان خبر رسول اللّٰہ واقع

ترجمہ۔ اللہ کے رسول نے جو خبر دی تہی وہ واقع ہونیوالی ہے

۴- لاتحزن اِنّ اللّٰہ معنا۔

ترجمہ۔ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۵- اِنّ ربّی کریمٌ قریبٌ

ترجمہ تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے

۶- اِنّہ فضل ربّی- انہ کان بی حفیا-

ترجمہ۔ میرے رب نے فضل کیا وہ مجہپر مہربان ہے

۷- اِنّی معک یا ابراھیم

ترجمہ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم۔

۸- لاتخف صدقت قولی۔

ترجمہ۔ تو کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچا کر دکھایا یعنی سچی کر کے دکھاؤنگا۔

۲۴ راگست ۱۹۰۷ء - صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابتک بیمار ہیں ان کی نسبت آج الہام ہوا

قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا

یعنی یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے۔ یہ ٹھیک طور پر یاد نہیں رہا کہ کسدن بخار شروع ہوا تہا لیکن خداتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی اور نویں دن تپ کے ٹوٹ جانیکی خوشخبری پیش از وقت عطا کی ہے نویں دن کی تصریح نہیں کی اور نہ ہوسکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جسدن سے شروع ہوئی وہ ابتدا مرض کا ہوگا۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

ہندو مسلمانوں کے تعلقات

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

جب سے مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ ہندوؤں نے کبھی ان کے ساتھ کامل دوستی کا برتاؤ نہیں کیا۔ مسلمان فرمانرواؤں نے بہت کوشش کی کہ اُن کے دل سے بیگانگت کے خیال کو جو محکوم قوموں کے دل میں قدرتاً جاگزین ہوتا ہے دور کریں۔ لیکن ہندوؤں کی سوشل سسٹم کی بندشوں اور اسی قسم کے دیگر اسباب نے اُنکی اس کوشش کو کلی طور پر بارآور نہ ہونے دیا۔ بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ انگریزی حکومت سے پہلے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اگر مخلصانہ نہ تھے تو معاندانہ بھی نہیں رہتے تھے۔ ہندو تمام اجنبیوں کو جو اُن کے ہم قوم و ہم مذہب نہ ہوں نظر غیریت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دونوں قومیں امن و عافیت سے بسر کرتی تھیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت اور تہواروں میں شریک ہوتی تھیں۔ ملک میں چاروں طرف یہی حالت تھی۔ اور اب بھی کئی گاؤں میں جہاں نئے دنیائی جوش کا اثر نہیں پہنچا یہی حالت ہے۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انگریزی حکومت کے دوران میں ہندوستان کی ان دو عظیم الشان قوموں کے باہمی تعلقات میں نہایت ناگوار تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان میں اپنے حقوق کی نگہداشت کے خیال سے دونوں میں رقابت کا مادہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ناواقف یا متعصب [illegible] مؤرخوں کے ہندوستان کی جو تاریخیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس منافرت کو ترقی دینے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ لیکن اصلی تفرقہ اس وقت سے شروع ہوا جبکہ مسلمانوں نے سر سید مرحوم کی مصلحت [illegible] سمجھ کر عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ مرحوم کی زندگی میں اکثر مسلمانوں نے اُنکے مذہبی خیالات کو نفرت سے دیکھا اور انہیں بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ چنانچہ اسی بنا پر اکثر علماؤں نے اُنکی تعلیمی پالیسی اور علی گڑھ کالج کی بھی سخت مخالفت کی۔ لیکن اُنکے پولیٹیکل [illegible] کو عام مسلمانوں نے پسند کیا کہ اُنکی مخالفوں میں سے بعض تو اُن کے نہایت زبردست مؤید اور دست و بازو ثابت ہوئے۔ [illegible] ظاہر مسلمان پہلے کانگریس والوں کے [illegible] ہندوؤں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مسلمانوں کا عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کسی قسم کی ریا یا نفاق پر مبنی نہ تھا بلکہ ایک قدرتی امر تھا لیکن اس سے ہندوؤں کے بغض و عناد کی آگ [illegible] مسلمانوں کو چاپلوس۔ خوشامدی ابن الوقت اور طرح طرح کے [illegible] گئے اور زبان کا مسئلہ چھیڑ کر اُن کو اپنے سے الگ کرنیکی سخت زور سے کوشش کی گئی۔ اس انداز سے ہندو کوشش میں انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس مفسدانہ تحریک کا اثر بالآخر خود ان کے اپنے حق میں بھی مضر ثابت ہوگا۔ سر سید کی زندگی تک تو انہیں کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اُنکی وفات کے بعد اس تحریک نے اردو ہندی کے مسئلہ کی صورت میں تمام ہندوستان میں تہلکہ برپا کردیا اور صوبجات متحدہ میں اُنہیں خاصی کامیابی حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد پنجاب میں پنجابی زبان کا مسئلہ چھیڑنے سے یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات بھی کشیدہ ہوگئے۔ تقسیم بنگال کا حال سب کو معلوم ہے۔ بنگالیوں نے محض خود غرضی سے اسکی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے تحفظ حقوق کے خیال سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھکر اسکی تائید کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے ایک ایسے حصہ میں جہاں مدتوں سے مغایرانہ خیالات دونوں قوموں کے باہمی تعلقات کو سخت صدمہ پہنچا رہے تھے تعلقات کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور جسقدر مسلمانوں کے ساتھ پورے زور سے دشمنی کے اظہار [illegible] یہ ہے کہ وہ حال کی ایکسٹریمسٹ ایجیٹیشن میں عدم شرکت کا موجب ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں ناحق فتنہ و فساد وقت کے خلاف متمردانہ ایجیٹیشن برپا کرنا مذہباً ممنوع ہے انہیں اس کے دنیوی اور اُخروی بُرے نتائج سے [illegible] اس نصیحت پر کاربند ہوکر حکام وقت کے خلاف ہر قسم [illegible] رہے لیکن جیسا کہ توقع تھی مفسدہ پردازانِ [illegible] جلاوطنی اور گرفتاری کی صورت میں اپنے کیفر کردار کو [illegible] علیحدگی کا باعث وہ پہلے ہی بدظن ہو رہے تھے۔ مگر ان [illegible] غیظ و غضب کا جوش حد تک پہنچ گیا۔ کھلے طور پر تو وہ نقصان پہنچا سکتے [illegible] وہ اس کا [illegible] میں [illegible] مسلمانوں کو سرکاری ملازمت میں شدید نقصان پہنچا رہے ہیں [illegible] سے کہ گورنمنٹ سروس میں ہندوؤں کی بہت کثرت ہے اور [illegible] انکو [illegible] ملازموں پر ظلم توڑنے کا خاطر خواہ موقع ملتا ہے۔ ایسے موقعوں سے آجکل پورا پورا فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے [illegible] انکو طرح طرح سے تنگ کیا جاتا ہے۔ بلا ضرورت تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور خفیف [illegible] قصوروں پر انکو جرمانہ۔ تنزلی۔ یا موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ [illegible] کیا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ کی تائید اور حمایت کی۔ لیکن گورنمنٹ نے اُن کے اس فعل کو نظر استحسان سے دیکھنے سے زیادہ اُن کے حقوق کی نگہداشت کے بارہ میں کسی قسم کی کارروائی نہ کی۔ حالانکہ وہ فریق جس نے گورنمنٹ کی مخالفت کی تھی بدستور سابق دفتروں میں برسر اقتدار ہے مسلمان عجیب مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اس نامعقول ایجیٹیشن میں ہندوؤں کا ساتھ دیتے تو یقیناً انہیں اس کا سخت خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ عدم شرکت کی حالت میں بھی وہ سخت سزا بھگت رہے ہیں اگرچہ یہ سزا ہندوؤں کی طرف سے [illegible] ہم کوئی خیالی واقعات یا حالات کا نقشہ نہیں پیش کر رہے۔

ہندوؤں کی اس جدید جابرانہ پالیسی کا اثر پہلے ہی سے مسلمان محسوس کر رہے ہیں اور آئندہ انہیں اسکے متعلق نہایت فکر و اندیشہ لاحق ہو رہا ہے [illegible] نے ایک نامہ نگار کی چٹھی چھاپی ہے جسمیں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جو حقیقی واقعات پر مبنی ہونے کے علاوہ اسلامی پبلک کی عام رائے کا آئینہ ہیں۔ اس موقعہ پر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی امداد کرے۔ اُن کا بڑا قصور یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے بیوفائی نہیں کی۔ کیا گورنمنٹ انہیں بابوؤں کے دست تظلم سے نہیں بچا سکتی؟ اس کا علاج نہایت سہل ہے اور وہ یہ ہے کہ تقسیم ملازمت میں تناسب کا کافی اور مناسب لحاظ رکھا جائے اور جو افسر دفتروں میں مسلمانوں کو ناحق تکلیف دیں انہیں عبرت بخش سزائیں دیجائیں۔ اس بارہ میں مسلمانوں کی شکایتیں روز مرہ بڑھ رہی ہیں۔ اور وقت ہے کہ گورنمنٹ اُن کے رفع کیطرف توجہ کرے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ مسلمان اپنی وفاداری کی وجہ سے نقصان نہ اٹھائیں۔

حضرت حکیم الامۃ کی نوٹ بک کا ایک ورق

وقتاً فوقتاً سعی کیجائے گی کہ حضرت حکیم الامۃ کی اپنی بیاض میں سے کچھ باتیں نذر ناظرین کیجاویں اس سے پہلے ایک عرصہ تک حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات کا کالم الحکم میں کہلاتا رہا ہے اور اب انشاء اللہ العزیز مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت آپ کے ارشادات درج ہوا کریں گے۔ ایڈیٹر

معراج نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جہاں تک میرا علم تجربہ اور ایمان یقین دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ اُس وقت روح اور جسم دونوں کا اس میں دخل تھا کیونکہ صرف روح بدوں جسم کے کوئی علم حاصل نہیں کرسکتا اور جسم بدوں روح کے کوئی عمل نہیں کرسکتا۔

اہل اللہ قیامت ہوتے ہیں بعض اہل اللہ ہی قیامت ہوتے ہیں جن سے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اور اظہار ما فی الضمیر ہو جاتا۔

حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے مینے کیا حاصل کیا ایک شخص نے حضرت حکیم الامۃ سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرکے کیا فایدہ حاصل کیا؟ جواب میں فرمایا یہ

دنیا سے سرد مہری۔ رضا بالقضا کا ابتدا۔ اخلاص۔ فہم قرآن میں بین ترقی طول امل سے تنفر۔ اور المنکر سے بحمد اللہ حفاظت۔ فتن دجال سے بحمد اللہ حفاظت تامہ۔ کبر کسل کذب عجز کفر جبن سے امن تامہ

قرب الٰہی کیلئے نہایت ضروری ہے
۱۔ اتباع نبی کریم کی جاوے
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
۲۔ کبر اور کسل سے کلی اجتناب۔ ومن عند اللہ یستکبرون عن عبادۃ
۳۔ استغفار و استقلال کے ساتھ درود شریف
(ا) استغفروا ثم توبوا۔ (ایڈیٹر)
(ب) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔
(ج) یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (ایڈیٹر)

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟
۱۔ بار بار تہجد پڑھے تاکہ بار بار عرض کا موقعہ ملے
۲۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے
۳۔ پورے اہال اور جوش سے۔ ۴۔ خلوت

رمضان میں گریہ۔ خشیت۔ دعا۔ غذا میں تغیر کرو تاکہ آسمان سے تمہارے لئے برکات کا نزول ہو میرے نزدیک ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم دلیل ہے بڑا بدنصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیر نہ پایا

رمضان کے دن میں کیا کرے؟ سب وشتم۔ غیبت۔ لغو۔ بدنظری اور کثرت کلام سے بچے وتواصو بالحق پر رہے۔

منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرکے دیکھے۔

جو یندہ یابندہ۔ دعا۔ توبہ نصوح کرے۔

خدا تعالیٰ پر حکیم الامۃ کا ایمان اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر میرا بھروسا ایسا ہے کہ الہام کشف اور رؤیا اور ان کا تواتر جو یقین تام کا موجب ہے نہ ہو اور میں قسم کھالوں تو اللہ تعالیٰ کو اگر زمین کا تختہ الٹنا پڑے تو الٹ دے

طب اور طبیب طب میں اضطراب دعا توجہ الی اللہ اخلاص۔ تضرع اور اپنی کم علمی۔ کم فہمی سمجھنے کا خوب موقعہ ملتا ہے اس لئے علاج کی جستجو میں الہام الٰہی ہو جاتا ہے۔ اگر تقویٰ۔ رحم۔ فکر۔ اسباب و علامات کی جستجو جو ضروری ہے ساتھ مل جاویں تو موجب نجات ہے اور ایک ہی علاج دین میں اور ایک ہی دنیا کے لئے کفایت کر جاتا ہے

قرآن کریم نے اس علم کے اصول پر علماً اور خاتم الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عملاً توجہ دلائی بڑے بڑے ڈاکٹروں میں معالج بننا معیوب نہیں وہ خود پسندی کے باعث پیچھے اور منکسر متوجہ الی اللہ آگے نکل جاتا ہے۔

طبیب اگر کامیابی تک نہ پہونچے تو مت گھبراوے کیونکہ طبیب کا کام تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں بلکہ ہمدردی اور غمخواری

انسان بمانند نباتات اور حیوانات کیطرح بیفکر اور کمانیوالا نہیں بنایا گیا
تکلر۔ فکر۔ فکر - تردد۔ تردد۔ تردد کرو

مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر ارتکاب معاصی نہیں ہوتا اسلامیوں نے تشریح کی طرف کم توجہ کی ہے لیکن فکر سے اتنا کام لیا ہے کہ ان سے لاعلاج ابتک لاعلاج ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پرانا خط حضرت حکیم الامۃ کے نام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت جل جلالہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے) اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کی انوار دکھائی دیتے ہیں دکھاوے (۸ر مارچ ۱۸۸۵ء)

فلاسفر اور ملہم میں فرق عقل کو کافی سمجھنے والا اور نیچر کا محقق اللہ پر اس کی ربّانیت کا احسان کرتا ہے بخلاف اس کے ملہم اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا ہے۔

لوگ دنیوی ترقی کو مقصود بالذات بنائیں مگر ضروری غیر محدود ترقی سے بے پرواہیں
لوگ دنیوی آرام کے لئے جان دینے کو طیار ہیں مگر آخرت کیلئے کاہل و سست ہیں
لوگ اگر ان کے والدین کو کوئی گالی دیوے انکی حقارت کرے تو آگ بگولا ہوکر کیا نہیں کرتے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق گالیاں سنکر کہتے ہیں
کیسے دو احمق ہے

لوگ ایک انجمن کا نام فرضی رکھتے ہیں اور اس کے کاموں میں عزت۔ فخر۔ خوشی وغیرہ وغیرہ یقین کرتے ہیں مگر تعجب کہ قرآن مجید جیسی نور۔ رحمت۔ فضل۔ روح۔ ہدایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو آگ ہو جاتے ہیں۔

بدی کو انسان بدی مانتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کبھی نجات پاوے مگر اعتقاد فاسد کو برا نہیں جانتا اس لئے اس سے امید نجات کیونکر ہو۔

آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصانیف میں سے ایسے ایسے نکات اور معارف بیان ہوئے ہیں جو بالکل اچھوتے ہیں اور اردو دان دنیا ان سے محض ناواقف ہے اس لئے وقتاً فوقتاً ان میں سے بعض کا ترجمہ الحکم میں ہوتا رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ مضمون خطبہ الہامیہ کے ایک حاشیہ کا ترجمہ ہے ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس لئے پیدا کیا تا وہ لوگوں کو عدم سے وجود اور وحدت سے کثرت کیطرف لائے اور پھر انکی کئی شاخیں پھیلے۔ فرقے اور گروہ بنا دئیے تا کہ وہ اپنی قدرت کی نیرنگیاں دکھائے۔ اور ان کو آزمائے کہ کون انمیں نیک اور پسندیدہ کام کرتا ہے اور کون ہے جو سابق بالخیرات ہے اور آدم کو اپنے اس اسم کا مظہر ٹھہرایا جو پیدائش عالم کا موجب اور مبدا ہے یعنی اسم الاوّل کا جیساکہ خود اس نے کتاب مبین میں فرمایا

ھو الاوّل

اور چونکہ اولیت اپنے مابعد کو چاہتی ہے اس لئے نفس آدم نے بہت سی مردوں اور عورتوں کا تقاضا کیا۔ پس امر الٰہی نازل ہوا اور مرد اور عورت بڑھ گئے اور زمین مخلوقات سے بھر گئی پھر ان پر مدت دراز گذری اور ان کے خیالات اور گروہوں میں کثرت ہوئی۔ اور انکی خواہشیں اور آرزوئیں ایک دوسرے سے جدا ہوگئیں اور اکثر ان میں سے فاسق فاجر ہو گئے۔ اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور فسق و سرکشی میں تجاوز کر گئے اور زورآور نے کمزور کو کھانا چاہا اسی طرح جیسے ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھاجاتا ہے اور وہ غافل ہو گئے یہاں تک کہ ان میں وہ تمام مواد گمراہی کے جمع ہو گئے جو مسیح موعود کے زمانہ کے مقتضی تھے اور ہر ایک قسم کی مصیبت اسلام پر نازل ہوئی اور اسلام زندہ درگور ہو گیا اور دن اپنی حد کو پہونچ گئے اور اندھیری راتوں کیطرح ہو گئے اور زمانہ نے

آخری جنگ[1] کا تقاضا کیا

پس خدا تعالیٰ نے اس جنگ کے لئے اپنے مسیح کو بھیجا ہے تاکہ وہ کفر کی تاریکی کو دور کرے۔ اور مشرکوں اور خدا اور اس کے بندوں کے حقوق شناخت نکرنے والوں کو دلائل قویہ اور براہین ساطعہ سے ہلاک کرے۔ اور

سیف و سنان کا جنگ[2] موقوف کرے

اور لوگوں کو اتحاد و اتفاق و یگانگت کیطرف رجوع دلائے۔ اور مخالفت اور جھگڑے کو مٹائے پس اس مقام سے ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ ان صفات میں

آدم کے مقابل ہے

جیساکہ ایک ضد کا مقابلہ دوسری ضد سے خواص و تاثیرات میں ہوتا ہے اور اس بات میں متقیوں کے لئے عبرت کے نشانات ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ضد اور مخالفت جو آدم اور مسیح موعودؑ کے درمیان ہے کوئی مخفی اور نظری امر نہیں بلکہ ظاہر اور بدیہی ہے کیونکہ آدم اس لئے دنیا میں آیا کہ مخلوق کو اس دنیا میں لائے اور انمیں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور امتوں کا مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ لوگوں کو دار الفنا کی طرف لیجائے اور ان کے درمیان سے اختلاف اور جھگڑوں اور حسد کو دور کرے اور تفرقہ اور اختلاف کا استیصال کرے اور لوگوں کو یگانگت و اتفاق و محویت اور نفی غیر اور محبت صافی کی طرف جذب کرے مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے اس اسم کا مظہر ہے جو سلسلہ مخلوقات کو ختم کرنیوالا ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ کے کلام میں اشارہ کیا گیا ہے

ھو الاخر

کیونکہ مسیح موعودؑ کا آنا علامت ہے موجودات کے خاتمہ کی اسلئے مسیح کے نفس نے کثرت کے خاتمہ کا موت کے ساتھ تقاضا کیا۔ یا مختلف ادیان کو اس دین میں شامل کرکے جسمیں نفوس کی خواہشات نفسانی و ارادات شیطانی پر موت وارد ہوتی ہے اور مسیح موعود نے لوگوں کو اس فطرتی راستہ پر چلانے کا ارادہ کیا ہے جو خدا تعالیٰ کی مصلحت کے نیچے جاری ہے اور ان کو نفسانی خواہشات کے عفو و انتقام اور محبت و دشمنی سے چھڑانا چاہا ہے (یعنی انمیں للٰہیت اور اخلاص پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے ایڈیٹر) کیونکہ فطرتی شریعت جو انسان کے سارے قویٰ کی خدمتگار ہے وہ پسند نہیں کرتی کہ ایک ہی قوت کی خادم ہو اور نہ وہ انسان کے اخلاق کو عفو کے دائرہ کے اندر محدود کرتی ہے اور نہ انتقام کے حلقہ میں بند کرتی ہے بلکہ اس کو ناپسندیدہ عادات میں داخل کرتی ہے اور ہر قوت کو بمطلب ضرورت و اقتضائے وقت اس کا حق ادا کردیتی ہے اور عفو و انتقام اور محبت و دشمنی کا حکم حسب مصلحت وقت بدلتی رہتی ہے یہی خواہشات نفسانی اور جذبات شہوانی کی موت ہے جسکی تکمیل سے انسان فانیوں میں داخل ہوجاتا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ لوگوں کو وجود سے عدم کیطرف لارہا ہے اور ان کو ویران شدہ خانہ یاد دلا رہا ہے۔ (باقی آئندہ)

---

[1] حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے یہ مقدر کیا تھا کہ شیطان اور انسان کے درمیان دو مرتبہ سخت جنگ واقع ہوگی ایکبار ابتدائی زمانہ میں اور دوسری مرتبہ انتہائی زمانہ میں۔ جب پہلے وعدہ کا ذکر آیا تو شیطان نے جو پرانا سانپ ہے حوا کو بہکایا اور آدم کو جنت سے نکالدیا اور ابلیس اپنی مرادوں میں کامیاب و غالب ہوا۔ اور جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا تو خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم کو ابلیس اور اس کے لشکر پر غلبہ دے۔ اور اس دجال یعنی ابلیس کو اپنی تلوار سے مارنا چاہا پس مسیح موعود کو جو معنیً آدم ہے پیدا کیا تاکہ وہ اس سانپ کا سر کچل ڈالے اور جہاں اس نے برائی اور سرکشی کی بنیاد ڈالی ہے اس کا استیصال کرے اس لحاظ سے مسیح موعودؑ کا آنا ضروری تھا تاکہ آخر زمانہ میں آدم کو فتح ہو اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا جو ہو کر رہنے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اس فتح عظیم اور اس دجال قدیم یعنی شیطان کے قتل کیطرف قرآن کریم میں اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا

انک من المنظرین

یعنی تیری پوری ہلاکت اور استیصال نہ ہوگا مگر آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا یعنی ہر قسم کا شرک۔ کفر۔ فسق تو لوگوں سے کراتا ہے وہ اس وقت نہ رہیگا۔ اگر عاقل ہو تو سمجھ جاؤ۔ منہ

[2] حاشیہ۔ اس جنگ سے مراد مذہبی جنگ ہے جو مختلف خیال اور مختلف مذہب لوگوں کے درمیان ہونیوالی تھی کیونکہ مسیح موعود کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرکے دکھا دے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اسکی تائید کرتا ہے۔ پس جہاں یہ مقدر تھا اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ اس کا غلبہ ادیان باطلہ پر حجج و براہین کے ذریعہ ہوگا نہ سیف و سناں سے۔ اور اسلام کی اشاعت اور توسیع کے لئے کسی قسم کے ہتھیار استعمال کرنیکی حاجت نہ ہوگی بلکہ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور اسلام کی تعلیمات کا عملی فلسفہ خود لوگوں میں ایک کشش اور جذب پیدا کرے گا یہی وجہ تھی کہ آنیوالے مسیح موعود کیلئے یضع الحرب کا نشان قرار دیا گیا تھا۔ وہ روحانی اور مذہبی جنگ اسوقت جاری ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگ نشان

معہ تقریب شادی

سب حمد و ثنا اس قادر توانا کے لئے ہے جو غیب کی خبریں صرف اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے اور صلوٰۃ اور سلام ان رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰؐ پر ہوں جس کے معجزات اور کرامات نے آج مسیح موعود اور اس کے کاموں میں نمودار ہو کر دنیا پر خدا کی ہستی کو پھر ظاہر کر دیا ہے کیا ہی مبارک ہے اس مبارک (حضرت صاحبزادہ مبارک احمدؐ فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وجود جو بہت سے نشانات سماوی کا مظہر ہو کر خود آیت اللہ ہے۔ اس کے متعلق تازہ نشان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صاحبزادہ تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بارہا غشی تک نوبت پہونچ گئی اور اکثر تپ ۱۰۴ سے بھی زیادہ ۱۰۵ درجہ تک پہونچ جاتا تھا اور سرسام کی حالت ایسی تھی جو سرسام کا خوف دلاتی تھی۔ رات کے وقت اس نومیدی کی حالت میں حضرت مسیح موعود نے دعا کی تو خدا تعالے کی طرف سے الہام ہوا "قبول ہو گئی ۹ دن کا بخار ٹوٹ گیا یعنی دعا قبول ہو گئی اور تپ جو لازم حال ہو رہا ہے وہ ۹ دن پورے کر کے دسویں دن ٹوٹ جاوے گا (یہ الہامات اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء میں شایع ہو گئے تھے) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے دسویں دن بخار توڑ دیا یہاں تک کہ لڑکا تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا یہ خدا کا بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا کیونکہ اس میں ایک دعا کے قبول ہونے کی بشارت ہے اور دوسری تاریخ صحت مقرر کر دی گئی ہے جس کی تمام جماعت گواہ ہے اور اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے و لا یظھر علیٰ غیبہ احدًا ا لا من ارتضیٰ من رسول یعنے خدا تعالیٰ کھلے کھلے غیب پر اسی کو اطلاع دیتا ہے جو اس کا پسندیدہ رسول ہو اور اس الہام کے ساتھ یہ بھی الہام تھا انی معک یا ابراھیم لا تخف صدقتَ قولی یعنی اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچی کر دوں گا چنانچہ فرمودہ خدا تعالیٰ سچا ہو گیا اور اس خوشی کے ساتھ یہ مبارک تقریب بھی پیش آئی کہ مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم کے ساتھ اسی مبارک دن (۳۰ اگست ۱۹۰۷ء) میں ہو گیا خدا اس نکاح کو مبارک کرے اور اسی روز اسی وقت حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے لڑکے عزیز عبد الحی کا نکاح پیر منظور محمد صاحب کی لڑکی حامدہ کے ساتھ ہو گیا خدا تعالے دونوں نکاح مبارک کرے اور دونوں کو مع بیویوں کے عمر دراز کرے۔ آمین

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

داناؤں کا یہ قول ہے کہ۔ انسانی نظام کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگر دونوں نظام کی تطبیق کیجاوے تو اگرچہ من وعن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں "درجہ بندی" "ترتیب" "وضع الشئے فی محلہ" کا انتظام پایا جاتا ہے وجودوں اجسام۔ ذرات اور انواع میں ایک درجہ بندی اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالمقابل انواع کے ہی نہیں۔ بلکہ انواع کے اندر بھی ایسی درجہ بندی پائیجاتی ہے۔ بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ لیکن درجہ بندی بالعموم ہے۔ اور مساوات کا عمل شاذ ونادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے۔ بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں۔ جہاں جہاں مساوات کا شبہ پڑتا ہے۔ وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے۔ مساویت نہیں ہوتی جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شئیں یا کوئی دو وجود یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی بحیثیت ایک نہیں ہوتیں ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے۔ سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ اُس میں عموماً اصول وضع الشئے فی محلہ مرعی رکھا گیا ہے۔ جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پر تمام نظام قدرتی کا مدار اور انحصار ہے۔ بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے۔ لیکن اخیر پر وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہوگئے ہیں کہ "نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے" "اور نہ ہی خود انسانی نظام میں اس کا وجود ہے"

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے۔ اور اُس کا ماخذ ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی بھی اُسکی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے۔ ہر نوع اپنی نوعیت میں اطلاقاً بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہے لیکن باوجود اس کے بھی اُس میں درجہ بندی ہے۔ ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور اُنکا شروع و اخیر ہمیشہ مختلف ہوتا۔ اور مختلف نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج سے دو چیزیں نکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں۔ ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھرل میں پسکر سرمہ کی صورت میں چشم بیمار میں جگہ لیتا ہے۔ ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبائش ہوتا ہے اور دوسرا باد مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر گر جاتا ہے۔ آنے جانیوالے اُسے پاؤں بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں۔

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مدارج کو مسلسلاً اعلیٰ پر پہونچتا ہے اور دوسرا قعر ضلالت اور مصائب ادبار میں گرتا ہے۔ دنیا میں ایسی اور ہزاروں ہی مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور مابہ الامتیاز کو ثابت کرتے ہیں بلحاظ واقعات کا حکم رکھتی ہیں ہم دور کیوں جائیں۔ انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کر سکتا ہے۔ کیا بدن کے سب اجزاء اور اعضاء ایک درجہ رکھتے ہیں اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے اور کیا اُنمیں نسبتیں فرق اور امتیاز نہیں ہے۔ کیا سر اور پاؤں یا آنکھ اور خال ایک ہی درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں۔ کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جا سکتا ہے۔ یا پاؤں سر کا قائمقام ہو سکتا ہے کیا دماغ ضمیر کا کام دیسکتا ہے۔ یا ضمیرے دماغ کا کام لے سکتے ہیں۔ بیشک بدن ہی میں یہ سارے اعضاء پائے جاتے ہیں اور وہ بہیئت مجموعی انسان ہے۔ لیکن یہ ہیئت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ انمیں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے۔ مثلاً فلاسفی اور فن تشریح یہ ثابت کرنے کیواسطے ایک عمدہ ذریعہ اور عملی شہادت ہیں کہ ہر عضو اور ہر پرزہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے۔ اگر پرزہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جاوے تو دونو عضو کی اہمال منصبی میں فرق آجاویگا۔ اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کل جی پوری نہ اترینگی۔ لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہہ بیٹھتے ہیں۔

ہم سب کے سب برابر ہیں۔
ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں۔
ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا۔

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کسقدر خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور نظام قدرت کہاں تک ان کا حامی ہے۔ آفتاب اور ماہتاب اور اُنکے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں اور ایک ہی آسمان پر درخشاں وتاباں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اُنکے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساوات ہے اور وہ ایک ہی ہیں بیشک چاند روشن اور نمایش نورانی دیتا ہے۔ مگر آفتاب کے مقابلہ میں اُسے دوسرے درجہ پر رکھا جاتا اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے۔ ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل وگلزار ہوتے ہیں۔ گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں۔ کوا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں۔ گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلہ میں بندھتے ہیں۔ ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اُڑتے ہیں۔ غلام اور آقا رعیت اور بادشاہ ایک ہی سرزمین کی پیداوار کہاتی اور ایک ہی آب وہوا میں نشو ونما پاتے ہیں۔ لیکن باوجود مخارج اور اماکن واحدہ کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے۔

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا۔ زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں۔ زید عالم ہونیکی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے۔ دونو خدا کی پیدایش ہیں۔ لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بدقسمت بدصورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا۔

روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے۔ اور ایک دونی بھی اسی دھات کی لیکن دونوں کی قیمت میں فرق ہے ایک خوش آواز اور دلکش صدا دلپر اثر کرتی ہے۔ لیکن ایک بری آواز دل کیلئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد دونہیں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کیوجہ سے ادب کرتے ہیں۔ حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کے دلپر نقش ہوتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے محکوم جادۂ ادب سے باہر نہیں ہو سکتا۔ والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے ترتیب اخلاق اور ضرورت ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ اُن کا ادب کیا جاوے چاہیے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے ہر سلسلہ میں ایک مسلسل درجہ بندی اور ترتیب پائیجاویگی۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اُس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گو نہ ابتری ناشی ہونیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اندیشہ ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہی ہو جاتی ہے۔

درجہ بندی کا دوسرا نام ۔ حفظ مراتب ہے۔

حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں میں واجب الاحفاظ ہے۔ جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا خود نظام عالم میں فرق آگیا۔ قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں

درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے چند انواع میں سے ایک نوع خاص کر لی گئی ہے۔

ایسے انتخابات مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں "

بوجہ اعلیٰ فطنت و قدس فطرت " بوجہ متانت و حزم و طبیعت "

بوجہ تمکنت و فتوت " بوجہ استقلال و ہمت "

بوجہ امتیازات عالیہ " بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ "

ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکینگے کہ ان کے اصلی موجبات اور کیا کیا ہیں کیونکہ ہم اُن سے کسیقدر ناواقف ہیں لیکن اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ جنہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابنائے جنس کے انتخاب کرتی ہے۔ اس کے اسباب فاضلہ ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہیئے۔ اس دلیل سے کہ جب خود ہمارے اپنے انتخابات بعض فاضلہ اسباب کے تابع رکھے جاتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ قدرتی انتخابات میں بھی یہی اصول مرعی ہو۔ نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ جو جو انتخابات عمل میں آچکے ہیں۔ اُن کے مطابق عمل ہوتا رہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو خرابی عائد ہونیکا اندیشہ ہے رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے۔ اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے اس واسطے کہ اُس کا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ میں ہوا ہے کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے۔ اور انہیں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہونگے ہر قوم میں اُنکی عزت ہے۔ اور ظل اللہ اور حضور اعلیٰ کہا جاتا ہے۔ صرف اس واسطے ہی نہیں کہ اُن کے پاس حشم و خدم ہیں بلکہ اسواسطے بھی کہ۔

" اُن کا انتخاب اعلیٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔

" اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کر لیا ہے۔

اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر ان سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولتمند ہیں۔ ایک حاکم کی کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ اُسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور ایک بادشاہ نے ملکی اور شاہی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے۔

ایک ادنیٰ چوکیدار و نمبردار گاؤں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے چونکہ چوکیدار کا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اُسے گاؤں بھر میں عزت دیجاتی ہے میونسپل کمشنر ان کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں۔ اور پھر آپ ہی اُنکی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نکریں تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہو کر انتظام آسایش بگڑنے لگتا ہے ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی سرغنہ اور اعلیٰ ممبر سمجھا جاتا ہے۔ اور ماتحت ممبران خاندان اسکی واجبی تعظیم کا فرض احتیاط سے پورا کرتے ہیں۔

ہر جلسہ میں ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ اور باقی کے ممبران اُسے خاص اختیارات دینے میں تامل نہیں کرتے بیشک اُستاد۔ اور ٹیچر شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے۔ لیکن اگر شاگرد کی جگہ اُستاد آجاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگا۔ اور تعلیمی اغراض کے منافی۔

ایک حکومتی سفیر یا وکیل جس گورنمنٹ کا یا جس بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے نام پر فرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے۔ اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے۔ وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے۔ لیکن اُس عہدہ سفارت اور احترام انتخاب و کالت کیوجہ سے اُس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے۔ باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کیجاتی ہے اور دوسری گورنمنٹ اسکی جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ سفارت نامہ کی تعمیل ہو کر بھی اسکی حفاظت اور احترام میں سرمو فرق نہیں آتا۔

خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن سفیر بعد حفاظت و احترام اپنے ملک کے حدود سے پار کیا جاتا ہے۔

یہ کیوں صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا۔ دونوں گورنمنٹوں پر اُس کا اعزاز اور احترام لازم ہے اور نیز دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر ایسا ہی یہ فرض تھا۔ کہ اُس کے اعزاز و احترام میں حصہ لیں۔

کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جا سکتا ہے؟

کیا تو جا سکتا ہے۔ لیکن ہر شخص اس کا شایاں نہیں ثابت ہو سکتا ہے۔

جب کوئی سفارت مقرر کیجاتی ہے۔ تو دونوں گورنمنٹوں ملکی۔ قومی۔ حکومتی۔ اور نظامی انتظامات کے لحاظ سے کیجاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبیر اور حزم اور احتیاط چاہتا ہے دنیوی نظام کی طرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخاب میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء عضو رئیسہ کے سلسلہ میں رکھے گئے ہیں۔ واقعی وہ اسی قابل تھے۔ بیشک ایک خال یا ایک مسہ یہ سوال کر سکتا ہے کہ مجھے چشم بینا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اسکی تسلی کر سکتا ہے۔ کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ پاؤں سر کے مقابلہ میں خود ہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ دماغ ہی اسکام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کیواسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں آئے ہیں انکی فضیلت بمقابلہ عضلات کے معلوم اور ثابت ہو سکتی ہے۔ روحانی نظام بھی دنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی وجوہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فائق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنیوالا ہے۔ وہی روحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔

کوئی نہ کوئی " ہادی " " بانی " " یا امام " ہوتا ہے۔

جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی۔

" کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے

" خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلیٰ ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو۔

" خواہ ایسا امتیاز فطرتی وجوہ سے ہو۔

" اور خواہ انتخابی اصولوں سے۔

کوئی ہی صورت ہو جو شخص اس کام کے واسطے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ذمہ ہمت یہ ایسا کام لگایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں۔

" اصلی " " مفروضہ " " اعتقادی " فوقیت ضرور رکھتا ہے۔

مسٹر شاپن ہاور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔

" جو لوگ قدس فطنت۔ تکمیل فطرت۔ استقلال۔ اور روشن ضمیری کیوجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے اور وہی رسول بنتے ہیں۔

" اُن کا دماغ اور اُن کا ضمیر اوروں سے قدرتاً خاص اور روشن و کمل ہوتا ہے۔

" اُن کی خلقت خاص اس غرض کے واسطے ہوتی ہے۔

" کوئی دوسری خلقت اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

" وہ اپنے ابنائے جنس کے فخر ہیں۔

پھر اسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ

" چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت اور ابنائے جنس سے فائق اور خاص ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے۔ ہر مذہبی سلسلہ ایک روحانی گورنمنٹ ہے۔ جسطرح دُنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چل سکتی اسیطرح روحانی گورنمنٹ بھی بغیر پاک اور ممتاز ہستی کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسواسطے ہی بانی مذہب اور بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے۔ کہ مذہب انسانوں کو دالکر ہے۔ اور انسان انسان سے ہی زیادہ تر تسلی پاتا ہے۔ کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونوں میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہو کر آنا زیادہ تر مناسب تھا۔

جوش و محبت مذہبی پیدا کرتی ہے۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے جس مذہب کا کوئی بانی نہیں انہیں جوش ہی نہیں۔ خدا بھی مذہب کا جزو اعظم ہے لیکن یہ کم تر ہوتا ہے کہ خدا کی بحث میں کوئی جوش میں آوے۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا ہادی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسلئے اسکی نسبت زیادہ تر تحریکیں اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور انیاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کون خدا کو نہیں مانتا اور کون تو حید کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل نہیں۔ لیکن جبتک کوئی بانی اور رسول خاص نہیں مقرر کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانیٔ مذہب کی اس واسطے تعظیم نہیں کیجاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا ذرا کا جزو ہے۔ یا خدائی کا موجب یا امر الٰہیہ رضامندی خدا کا کوئی دخل ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے۔ اور خدا نے انہیں مستور میں سے اپنے کام کے لئے چن لیا ہے حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اور فرعون نے کیا قصور کیا۔ صرف اسواسطے کہ خدا کی نظر میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون یہ درجہ حاصل کرنا چاہتا۔ مسیح علیہ السلام کو۔ دمیوں کے صاحب یہودا کی گورنر پر کیا فوقیت ہے۔ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا۔ اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چن لیا تھا۔

ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اتارا گیا۔ حضرت محمد رسول کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا۔ جو کبھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطرتی یا جبلی فوقیت رکھتے تھے اسوجہ سے احمد عربی عزت کیساتھ اس عہدہ کے لئے منتخب کر لئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کے برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کیجاتی اسوجہ سے کہ امام صاحب کی فطرت و خلقت میں تقدس تھا اور یزید کی اس سے خالی۔

شاگرد اُستاد کی اور مرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اس کا ہادی اور رہنما ہے۔ ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

وہ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ "میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں۔" "میرا کچھ اختیار نہیں۔" یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے۔ جو اسکی تعظیم کراتی ہے۔ وہ کتنا بردبار عالی حوصلہ عالی ظرف پیغمبر رسول اور پرشوکت امام ہے۔ جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک ہمادست پرستار کیطرح الگ کرتا ہے وہ کتنا قابل تعظیم ہادی ہے۔ جو نفسانیت سے کوسوں دور رہکر صاف لفظوں میں یہ کہنے کا عادی ہے۔ ان اجری الا علی اللّٰہ

وہ کتنا بڑا عالی منش رسول ہے جو یہ کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون ۔

وہ کسقدر عالی ظرف امین ہے۔ جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت سے ذرا بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپکر نہیں نازل ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اترتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کونسا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمۃ اللہ میں تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اٹھائی ہو کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سناتا پھرتا ہو۔ اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پاویگا۔ لیکن کیا اسکی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جیدپاک باز پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

کیا یہ جملہ رسولوں کے واسطے نہیں۔ اور کیا رسول اس قابل ہیں کہ انہیں حرف غلط کیطرح متن ادب سے نکالدیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح و ثنا کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا کفیل خود خدا ہے لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ) سہی ایک نسبت ہی سہی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا آخری امام اور بانی سمجھکر اُسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا اسواسطے رسول کی تعظیم کے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی نجات دیسکتا ہے۔ لیکن احمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جان توڑ خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ۔ اُن کا نام لینا ہی ہمیں بُرا معلوم ہوتا ہے دنیوی لیڈروں کی برسیاں اور چہ برسیاں کیجاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑھتے ہیں اور ناظم شعر و اشعار بولنے والے لیکچر دیتے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقہ کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے۔

کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا ہی خدا پرستی کے مخالف یا ایک زاید شئے ہے۔ وہ کون بیوقوف ہے۔ جو احمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے۔ کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں۔ یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت حاصل ہے۔ کافر ہے وہ دل جو یہ خیال کرے۔ مرتد ہے وہ ضمیر جو ایسا عقیدہ رکھے ہاں یہ ایمان اور تقاضائے محبت ہے کہ

"بزرگان ملت ہمارے سرتاج اور سر برآوردہ ممتاز ممبران ہیں۔

"انہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے۔

"وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے" "ہم اُن کے نام لیوا ہیں۔

"اُن کا ادب اور اُن کا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے۔

"سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہنچائی گئی ہیں۔

"وہ اپنے قاصد اور ایسے رسول ہیں رسول کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے۔

"اُنکی ریاضت اور اُنکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے اُنہیں خاص درجہ دلایا ہے۔

"وہ ان وجوہ سے خدائی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں۔

"خدا انپر فضل کرتا اور انہیں خاص امتیاز بخشتا ہے" "خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں

"ان کا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے۔

"وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں" "ہم اُنکی تبلیغ کا ہی ترکہ ملا ہے"

"اُن کے اعمال اور اُنکی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں۔

" باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم بیشک ایک ہیں۔ لیکن باعتبار خاص امتیازات کے اُن کا درجہ اُن کا احترام ہم سے لاکھوں کیا کروڑوں درجہ زیادہ ہے۔ اور ہم ان کے مقابلہ میں ہی اسفل ہیں۔ اور یہی ہمارا فخر ہے۔

"اُنکی تقدیس۔ اُنکی مداح اُنکی پیروی اُنکا اقتدا ہمارے ضمیروں کے لئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے۔

"وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں۔ جن سے ہزاروں مشعلیں دنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں۔

"خدائے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضہ سے بزرگان ملت کی سنتا ہی رہا ہے اور سنتا ہے اور اُنہیں اپنی مرضی سے کچھ کچھ اقتدار بھی بخشتا ہے۔

" صل علی محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین

کوئی مذہب اس وقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جبتک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اسکا ایک ادنیٰ ماٹو نہ ہو کوئی مذہب مذہب نہیں رہ سکتا جبتک اس کے رسول اُس کے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ گو ایک بانی مذہب رسول اور امام خدا کی ذات اور خدا کے صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے ہم جنس اور امتیوں کے خصوصیّت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے۔ کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اس سے جسقدر محبت کیجاتی ہے وہ خدا ہی کیواسطے کیجاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے اور ایک عبادتی شکل میں اسکی نعمتوں کا شکریہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ - فقط - مرزا سلطان احمد۔

ہندوستان میں اموات طاعون

غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں اطلاع کے لئے حسب ذیل مراسلت شایع ہوئی ہے۔

منجانب وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں
و محکمہ جات

جو مراسلہ آج میں آپ کو لکھ رہا ہوں اُسی کی ضمن میں اور اُسی مضمون کے متعلق میں ایک خط بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے آج ہی حضور ملک معظم کی پیشگاہ سے مجھے وصول ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔

ملک معظم کا پیغام

از پیشگاہ حضور ملک معظم بخدمت ہز ایکسیلنسی وائیسرائے
۱۴ راگست ۱۹۰۷ء بمقام قصر بکنگھم

میرے پیارے وائیسرائے!

وبائے طاعون جس میں ہندوستان عرصہ گیارہ سال سے ایسی مصیبت کے ساتھ مبتلا ہے اُس کے گذشتہ حالات کو میں نے اضطراب آمیز دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اپنی ہندوستانی رعایا کی بہبودی میرے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر کا باعث رہی ہے۔ اور میں تہِ دل سے متاثر ہوتا ہوں جب میں اُس مصیبت کا خیال کرتا ہوں جو تمام طاعون زدہ گھروں میں ایسے خاموش صبر کے ساتھ برداشت کیگئی ہے۔ میں خوب واقف ہوں کہ کس طرح آپکے پیش رووں اور خود آپ نے اس وبا کے باعث دریافت کرنے اور اس کے اثرات کا قلع قمع کرنے میں پیہم کوششیں کی ہیں۔ میری دلی آرزو اور دعا ہے کہ آپ جو مشورہ قابل و سرگرم افسراں آئندہ کے لئے تجاویز وضع کر رہے ہیں اُن کے سر کامیابی کا سہرا رہے۔ میں آپ سے خواہش کرتا ہوں آپ میری ہمدردی کے اس اظہار کو میری ہندوستانی رعایا تک پہنچا دیں۔ باور کیجئے۔ میرے پیارے وائیسرائے
مجھے اپنا صادق ایڈورڈ قیصر و شہنشاہ

{حضور وائیسرائے کی چٹھی گورنراں صوبجات کے نام}

منجانب ہز ایکسیلنسی وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات
شملہ۔ مورخہ ۱۶ راگست ۱۹۰۷ء

طاعون کی خوفناک تباہی کو ہندوستان کے مصیبت زدہ باشندوں نے جس دل اور صبر اور بہادری سے برداشت کیا ہے اُس سے مجھے بڑا افسوس اور تعلق خاطر لاحق ہوا ہے اور مجھے سخت قلق ہے کہ اِس ملک کو اس بلائے بے درمان سے نجات دلانے کے متعلق ہماری کوششوں کو مقابلتاً بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے راستہ میں مشکلات بھی بیحد حایل رہی ہیں۔ جس میں سے شاید سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ آبادی کے جس حلقہ پر طاعون کا اثر زیادہ ہوتا ہے وہ قواعد و اصول حفظان صحت کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ ان پر کاربند ہو۔ لیکن بسا اوقات ان لوگوں نے اِن اصول و قواعد کے سراسر خلاف کیا ہے اور اگرچہ ہمارے مڈیکل اور اگزکٹو افسروں اور فیاض غیر سرکاری اصحاب نے تمام ہندوستان میں نہایت مردانہ ایثار کا ثبوت دیا اور انہیں سے بعض نے طاعون کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی جان بھی گنوائی لیکن اِس تمام صرف زر اور صرف محنت کا نتیجہ جیسا ہونا چاہئے تھا اُس سے بھی بہت ہی کم ہوا

کمیشن طاعون کی تحقیقات کا پہلا حصہ اب ختم ہو گیا ہے مگر ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وبا کا انسداد آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ جیسا کہ ابتدا میں سمجھا جاتا تھا۔ مگر کم از کم ان سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آخری کامیابی کی بہتری امید کیلئے ہمیں کن اصول پر چلنا چاہئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ بعض بیش قیمتی اور جانکاہ تجربے جو ابتک ہم کرتے رہے ہیں اُن سے بلا خوف دست بردار ہو جانا چاہئے۔ آیندہ جس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔ اُس کے متعلق گورنمنٹ ہند آپ کی گورنمنٹ سے گفتگو کر رہی ہے اور اس مراسلہ میں اسپر کوئی تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سائینس نے جو طریقہ بتایا ہوا ہے طاعون زدہ صوبہ اور باشندوں کے مناسب حال کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے گذشتہ تجربہ نے ہمیں ایک نہایت ضروری سبق سکھایا ہے۔ کہ جسے ہمیں کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک ہم اُس خاص گروہ کی جس کی حفاظت کے لئے کوئی خاص کارروائی کی جاتی ہے امداد حاصل نہ کریں اُس وقت تک اُس کارروائی میں کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ پس انسداد طاعون کی کارروائی میں سب سے بڑا اصول مدنظر رکھنے کے قابل یہ ہے کہ خود باشندگان ہند اپنی نجات کے لئے بہت زیادہ کام کریں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جو طریقہ بتایا جائے اُسپر صبر ہمدردی کے ساتھ اور خواہشات اور روایات کی بناپر توہمات کو دخل دیئے بغیر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہندوستانی قواعد حفظان صحت سے کسی طرح مستغنی نہیں ہیں۔ رعایا کے بہت سے طبقوں کے اپنے ذاتی اصول نہایت عمدہ ہیں۔ اور جو مقصد ہمیں مدنظر ہے اُسے سخت شکست ہوگی۔ اگر ہم اِن لوگوں کو اپنے زمانہ حال کے اصول حفظان صحت کو ماننے کے لئے ناواجب طور پر مجبور کریں۔

یہ مسئلہ سخت مشکل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سرکاری طور پر آپ کو جو تجاویز بتائی جائیں گی۔ اُن پر آپ گہری اور ہمدردانہ توجہ کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ خود رعایا کی امداد سے اس وبا کی دست برد کا پورا انسداد ہو جائے گا۔

(امپیریل گورنمنٹ کی چٹھی پراونشیل گورنمنٹ کے نام)
(طاعون سے مقابلہ کے لئے نیا معرکہ)

منجانب سر ہربرلڈ استوارٹ بجانب لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات پیلک ہیلتھ

کمیشن جو طاعون کی تحقیقات کے لئے ۱۹۰۵ء میں مقرر ہوا تھا اُس نے اپنے کام کا ابتدائی درجہ طے کر لیا ہے اور مرض کے اسباب پر بحث کر کر ایسے نتائج پر پہنچا ہے جو بڑی عملی اہمیت رکھتے ہیں۔ کمیشن کے کام کی رپورٹ شایع کرنے کے لئے تو کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ کمیشن کی تحقیقات کے وہ قیمتی نتائج جن کا براہ راست ان کارروائیوں سے تعلق ہے جو انسداد طاعون کے لئے کرنی چاہتے ہیں۔ آپکی خدمت میں فوراً پیش کر دوں۔ نمایاں نتائج یہ ہیں۔ (۱) یہ کہ وبا طاعون زدہ چوہوں سے پھیلتی ہے (۲) چوہے اور چوہے کے درمیان اور چوہے انسان کے درمیان ذریعہ تعدیہ چوہوں کا کیڑا ہے (۳) طاعونی جراثیم زمین فرش اور مکانات کی دیواروں میں ہوتے ہیں اور انکی زندگی کی مدت بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتک جو ہم طاعونی جراثیم کی غارت گری میں بڑے بڑے مصارف اور عظیم تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں وہ کیفیتیں موقوف کر دینی چاہئیں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ طاعون زدہ

بعد اُن کے کپڑے آدمیوں تک نہ پہنچنے پاویں۔ اور طاعون زدہ کپڑوں کے کاٹنے کا اثر باطل ہو۔

ایک مشکل مسئلہ

گورنمنٹ ہند تسلیم کرتی ہے کہ انسان اور طاعون زدہ چوہوں اور کیڑوں کے حملہ کا انسداد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے میں بڑی مشکلات حائل ہیں۔ اکثر ہندوستانی مکانات کی ساخت ایسی ہے جو چوہوں کی افزائش کے لئے مفید ہے۔ ان گھروں میں چوہوں کے کھانے کا سامان بکثرت ہوتا ہے اور بسا اوقات صرف یہی نہیں ہوتا کہ لوگ خود چوہوں کے مارنے میں پس و پیش کرتے ہوں۔ بلکہ اگر چوہوں کو غارت کرنے میں اُن کے لئے آسانیاں پیدا کیجائیں۔ تو اُن کے منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مشکلات ہمیشہ حایل نہیں ہوتیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے شہادت موجود ہے کہ اگر استقلال کے ساتھ کوشش جاری رکھی جائے تو اگرچہ یہ بالکل نابود نہ ہو جائیں تو اونکی تعداد تو ضرور بہت کم ہو جائے گی اور اس طرح طاعون کی ترقی بھی رکیگی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چوہوں کے اندر توالد و تناسل بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور چوہوں کے مارنے کی کوشش اگر غلط طریقہ سے کیگئی تو صرف یہی نہیں کہ اس کا کچھ نتیجہ نہ ہو بلکہ مضر اور دوسری کارروائیوں کی کامیابی میں مخل ہوگی۔

لہذا مناسب ہے کہ اس نمونہ کے مکانات جیسے کہ ہمیں درکار ہیں لوگوں کے لئے مہیا کئے جائیں۔ مضر صحت مکانات توڑ دیئے جائیں۔ اور گنجان قصبوں کو فراخ کر دیا جائے۔ اور یہ ایسی کارروائی ہے جسکی نسبت گورنمنٹ ہند کا خیال ہے کہ اس کا اثر بلا واسطہ چوہوں کی کمی پر پڑے گا۔ بلکہ بالواسطہ ایسی نتائج پر بھی پڑے گا۔ مزید برآں گھروں میں چوہوں کی خوراک کی کمی اس طرح ہوسکتی ہے کہ گھروں میں غلہ کے انبار کی سخت حفاظت کی جاوے اور باورچی خانہ کے سامان کو بے احتیاطی سے اور ایسی جگہ نہ رکھا جائے جہاں چوہے بالکل آسانی سے پہنچ سکیں۔ اس سے یقین ہے کہ چوہوں کی بہت کمی ہوجائیگی۔ کیونکہ انکی کثرت اشیائے خوردنی کی افراط پر منحصر ہے۔

(رعایا کی امداد طلب کیجائے)

مگر گورنمنٹ ہند کو اندیشہ ہے کہ چوہوں کی تباہی کے لئے جو کوشش کیجائیگی اس کا اثر بہلے چند سے تو محض جزوی اور مقامی ہوگا اور غالباً ایسا ہی ہوگا کہ آدمیوں کا طاعون زدہ چوہوں سے علیحدہ رکھا جاسکنا صرف اس صورت میں ممکن ہوگا کہ طاعون زدہ مکانات عارضی طور پر خالی کر دیئے جائیں۔ اور ہماری واقفیت کی موجودہ حالت میں گھروں کا خالی کر دینا طاعون سے بچنے کا نہایت یقینی ذریعہ ہے۔ جو ہم لوگوں کو بتا سکتے ہیں اور جتنا جلد اُسے کیا جائے اور جسقدر پورے طور پر اس پر کاربند ہو جائے — — — — — — — اُسی قدر انسانی جانوں کی حفاظت ہوگی۔ لیکن درحقیقت ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ گھروں کے خالی کرنے میں لوگوں کو بسا اوقات نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ پس حکام ضلع کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح اُس کا فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے رعایا کے لیڈروں پر اثر ڈال کر انہیں عارضی مکانات میں منتقل ہونے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح اُن کا یہ بھی فرض ہے کہ لیڈروں کو مدد دیں اور لوگوں کو جیسے انہیں سمجھتے ہے حسب حال عمدہ قواعد وضع کریں۔ تاکہ انکی انسدادی کارروائیاں کم تکلیف دہ ہوں۔

(حکام ضلع کے اختیارات)

یہ ناممکن ہے کہ ہر حالت کے لئے کوئی خاص ہدایت دیجا سکے کیونکہ مختلف مقامات کے حالات بھی مختلف ہیں۔ اس وجہ سے حکام ضلع اور ان کے ماتحتوں کو پوری آزادی دینی چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ رعایا کو کس قسم کی مدد دینی چاہئے۔ اور جو قواعد وضع کرنے مناسب ہوں اُن کے متعلق وہ اپنے مشیروں سے مشورہ کریں۔ ممکن ہے کہ کسی جگہ لوگوں کو روپیہ دینے کی ضرورت پیش آئے۔ ممکن ہے کہیں خس پوش مکانوں کا سامان قیمتاً یا بلاقیمت دینا پڑے۔ اور ممکن ہے کہ کہیں ان عارضی مکانوں کے لئے لوہے کا سامان دینے کی حاجت پیش آئے۔ اکثر مویشیوں کی حفاظت لازم آئیگی۔ اور لوگ مکانوں میں جو مال چھوڑ کر جائیں اُس کی سخت نگرانی کرنی پڑے گی۔ غرض جس قسم کی مدد کی رعایا کو ضرورت پیش آئے دینی چاہئے۔ لوگوں کی خواہشات کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور انہیں سمجھانا چاہئے کہ مکانات خالی کرنیکا کیا نفع ہے۔ اور کس طرح اس ذریعہ سے انکی جان بچ سکتی ہے۔ جب لوگ گھروں کو چھوڑنا منظور کریں۔ تو یہ ضروری ہے کہ عارضی مکانات پہلے طاعون زدہ مکانات سے بہت فاصلہ پر ہوں۔ البتہ اتنا خوب دیکھنا چاہئے کہ طاعون زدہ چوہے اور کیڑے لوگوں کے ساتھ طاعونی کیمپ میں نہ جاسکیں۔ اور سوائے ضروری احتیاط کے لوگوں پر بیجا اور ناقابل برداشت قیود عائد کرنیکی ہی ضرورت نہیں ہے۔

(ٹیکہ ایک مفید شئے ہے)

دوسرا طریقہ انسداد طاعون جسکی جانب مجھے توجہ دلانے کی ہدایت ہوئی ہے ٹیکہ ہے۔ بلاکسی شک و شبہ کے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ طاعونی ٹیکہ ایک نہایت مفید شئے ہے اور اگر اس سے طاعون بالکل رک نہیں جاتا تو ہلاکت کا خوف تو بہت کچھ جاتا رہتا ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل واقف ہیں کہ ٹیکہ کے خلاف لوگ سخت وہم میں پڑے ہوئے ہیں اسلئے اسکی حمایت نہایت ہوشیاری اور دانائی سے کرنی چاہئے اور مرض کیلئے شفاخانہ کے ملازمین سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو خاص ٹیکہ والے مقرر کرنے چاہئیں یہ کام نہایت سادہ ہے۔ ٹیکہ ہر حالت میں نہایت ضروری ہے۔ اور یہ خواہ پراونشل پبلک ہیلتھ یا پبلک ورکس میں لگنا چاہئے۔ یا اس کے لئے خاص افسر مقرر کرنے چاہئیں میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسکے متعلق فوراً اپنے صوبہ کی ضروریات پر غور کریں۔

یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ آدمیوں اور چوہوں کے اندر سے طاعون بالکل جاتا نہیں ہے اور بالکل مرض سے کہ طاعون کا سالانہ دورہ اُن مقامات سے شروع ہوتا ہے جنہیں وہ کمی کے زمانہ میں بھی تھوڑا بہت رہتا ہے۔ ہر صوبہ میں ایسے مقامات کو ہمیشہ بڑے غور سے پیش نظر رکھنا چاہئے اور انکو طاعون سے نجات دینے اور وہاں سے طاعون پھیلنے کی انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال طاعون ایک ہی جگہ سے شروع ہو۔

(اشتعال انگیز کارروائی نہ ہونی چاہئے)

گورنر جنرل باجلاس کونسل اسے ضروری نہیں خیال کرتے کہ لوکل گورنمنٹوں کو بار بار اس جانب متوجہ کیا جائے کہ ایسی کوئی کارروائی نہ کیجائے جس سے رعایا کے اندر اشتعال پیدا ہو اور وہ انسدادی کارروائیوں کی مخالفت کرے۔ بلکہ لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ طاعون کے اسباب کیا ہیں۔ اور ان کے انسداد کی کیا تدابیر ہیں۔ انہیں برافروختہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انکی رہبری۔ تشفی اور امداد کرنی چاہئے۔ ہز اکسیلنسی باجلاس کونسل واقف ہیں کہ طاعون سے خوفناک کثرت اموات سے ہر سرکاری افسر کو جو لوگوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے۔ ہمدردی کے جذبات جوش میں آتے ہیں مگر اب تک اس ہمدردی کیساتھ اکثر بے بسی اور ناامیدی بھی تھی۔ اگرچہ طاعون کے ساتھ مقابلہ کا مسئلہ ہنوز مشکلات سے خالی نہیں لیکن یہ یقین کرنیکی ہر ایک وجہ ہے کہ متصل اور پوری کوششوں سے اگر طاعون کا پورا استیصال نہ ہوا تو انکی تباہی میں کمی تو ضرور ہو جائیگی۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو پورا بھروسہ ہے کہ لوکل

[illegible]

خطبۂ جمعہ

(از حکیم الامت - ۲۳ راگست ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ - اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم - یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم الخ ...... عذابٌ عظیم - پ۴

تم نے سنا ہو گا جب کبھی ہم کوئی خطبہ پڑھتے ہیں - وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا مضمون ہو یا لیکچر یا کوئی اور نصیحت ہو تو میری عادت ہے کہ اس کے شروع میں میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھ لیتا ہوں - گو میری یہ عادت نہیں کہ اپنی ہر ایک حرکت اور بات کو بلند آواز سے ظاہر کروں مگر جب کوئی لمبی بات یا دردمند دل کی بات کرنی ہو تو میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اس کے اول ضرور پڑھتا ہوں اور میری غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو میری نصیحت سنتے ہیں اس بات کے گواہ رہیں جو میں خدا کو واحد لا شریک اس کی ذات اور صفات میں مانتا ہوں - اور میں حضور قلب سے یقین سے استقلال سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں اسکی قدر تو کو بیان کرتے ہوئے کبھی شرمندگی نہیں اٹھاتا - میں اسے اپنا محبوب مانتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلعم کو سب انبیاء کا سردار اور فخر رسل سمجھتا ہوں اور میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس کی امت سے مجھے بنایا اس کے محبوں سے بنایا اس کے دین کے محبوں سے بنایا۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ تم نے دیکھا ہو گا کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا اور مجھے کئی دفعہ یقین کیا تھا کہ میں اب مر جاؤں گا - ایسی حالت میں بعض لوگوں نے میری بڑی بیمار پرسی کی تمام رات جاگتے تھے ان میں سے خاص کر ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہیں بعضوں نے ساری ساری رات دبایا اور یہ سب خدا کی غفور رحیمیاں ہیں ستاریاں ہیں جو ان لوگوں نے بہت محبت اور اخلاص سے ہمدردی کی اور یاد رکھو کہ اگر میں مر جاتا تو اسی ایمان پر مرتا کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اپنی ذات اور صفات میں اور حضرت محمد اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں - اور یہ بھی میرا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں مسیح ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے سچے غلام ہیں بڑے راستباز اور سچے ہیں۔ گو مجھ سے ایسی خدمت ادا نہیں ہوئی جیسی کہ چاہیے تھی اور ذرہ بھی ادا نہیں ہوئی - میں آج اپنی زندگی کا ایک نیا دن سمجھتا ہوں گو تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے مگر اب میں ایک نیا انسان ہوں اور نئی مخلوق ہوں - میرے قویٰ پر میرے عادات پر میرے دماغ پر میرے وجود پر میرے اخلاق پر جو اس بیماری نے اثر کیا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک نیا انسان ہوں۔

مجھے کسی کی پروا نہیں - میں ذرہ کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا میں بالکل الگ تھلگ ہوں میں صرف اللہ کو اپنا معبود سمجھتا ہوں وہی میرا رب ہے بعضوں نے مجھے پوچھا بھی ہے اور میری بیمار پرسی بھی کی ہے اور میرے ساتھ ہمدردی بھی کی ہے گو کئی ایسے بھی ہیں جنہوں نے پوچھا تک نہیں اور بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ مرتا ہے تو مر جائے ہمیں کیا کیونکہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ آیندہ ہفتہ تک میری زندگی بھی ہے کہ نہیں - ایسا ایسا دکھ درد اور تکلیف مجھے پہنچی ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ اب دوسرا سانس آئے گا کہ نہیں اس لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا فرماتا ہے تقوےٰ اختیار کرو اور اپنے باطن کو ایسا پاک صاف کرلو جیسا کہ چاہیے - خدا بڑا پاک قدوس اور سب سے بڑھ کر مطہر ہے اس کی جناب میں مقرب بھی وہی ہو سکتا ہے جو خود پاک ہے گندا آدمی قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔

دیکھو ایک پاک صاف اور عمدہ لباس والا آدمی ایک پیشاب والی گندی جگہ پر نہیں بیٹھتا۔ اسی طرح ایک پاک اور قدوس خدا ایک گندے کو اپنا مقرب کس طرح بنا سکتا ہے؟ اسی واسطے اس نے سعیدوں کے واسطے بہشت اور شقیوں کے لئے دوزخ بنایا ہے - ایک ناپاک انسان تو بہشت کے قابل ہی نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ کے قرب کے لایق کب ہو سکتا ہے -

تنہائی میں بیٹھ کر اگر ایک شخص کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا مکان ہو ایسا لباس ہو ایسا بستر ہو ایسے ایسے عیش و عشرت کے سامان موجود ہوں اس اس طرح کے خوش کن اسباب میسر آجاویں تو اس کی موت مسلمان کی موت نہیں ہو سکتی - مومن اور مسلمان انسان کی تو ایسی حالت ہو جانی چاہیے کہ مرتے وقت کوئی غم اور اندیشہ نہ ہو اسی واسطے فرمایا لا تموتن الا وانتم مسلمون یعنی فرمانبردار ہو کر مرو - کس کو خبر ہے کہ موت کس وقت اسکی ہوش بھی قایم ہو گی یا نہیں - کئی مرنے کے وقت خراٹے لیتے ہیں - وہی بلونے کی طرح آواز نکالتے ہیں اور طرح طرح کے سانس لیتے ہیں کئی کتے کی طرح ہا ہا کرتے ہیں - جب یہ حال ہے اور دوسری طرف خدا بھی کہتا ہے کہ مسلمان ہو کر مرو ایسے ہی رسول نے بھی کہا تو یہ کس کے اختیار میں ہے جو ایسی موت مرے جو مسلمان کی موت ہو گھبراہٹ کی موت نہ ہو۔ اس کا ایک سر ہے کہ جب انسان سکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے - سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں کوئی مصیبت نہیں ہوتی - اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے خط نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے سو اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ من ثقلت موازینہ یعنی جب اسکی ترازو زور والی ہو گی تو وہ بامراد ہو گا اور مسلمان کی موت مرے گا - ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں تیری پوچھتی ہے دسو خاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اسکی جان نکل جاتی ہے

اس کے بعد اللہ کریم فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا۔
ہر مدرسہ میں ایک رسہ ہوتا ہے کچھ لڑکے ایک طرف سے پکڑتے ہیں اور کچھ دوسری طرف سے اور آپس میں کھیلتے ہیں کبھی وہ فتح پا لیتے ہیں اور کبھی وہ اور کبھی رسہ ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ کریم فرماتا ہے ہم نے بھی ایک رسہ بھیجا ہے۔ مگر سب مل کر ایک ہی طرف کھینچو۔ تفرقہ۔ رنج۔ بغض اور عداوت کو بالکل چھوڑ دو۔ ایسی کوئی بات تم میں نہ پائی جاوے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دیکھو تم طالب علموں میں سے کسی کا باپ اعلیٰ عہدہ پر ہے۔ کوئی خوبصورت ہے کسی کے پاس مال و دولت بہت ہے کوئی عقلمندی کا دعویٰ کرنیوالا ہے کوئی طاقت والا ہے مگر ان پر ناز مت کرو۔ اور بھول میں مت پڑو۔ یاد رکھو اللہ ایک دن میں تباہ کر دیا کرتا ہے۔
بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں کے بچوں کو میں نے بھیک مانگتے اور بھیک مانگ کر مرتے دیکھا ہے اور بعضوں کو میں نے اپنے والدین کو گالی نکالتے دیکھا ہے کہ انہوں نے یہ پختہ حویلیاں اور در و دیوار ایسے بنائے ہیں اور ایسے محل بنا کر مر گئے ہیں کہ ہم آسانی سے بیچ بھی نہیں سکتے۔
خدا کے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو دیکھو ہم کس قدر بیٹھے ہیں ایک لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے چھوٹے سے کلمہ طیبہ نے ہم سب کو اکٹھے کر دیا ہے اور ایسے ملاپ کر دیئے صرف اللہ کریم کا ہی کام ہے انسانی کوشش سے یہ کام نہیں ہوا کرتے۔ خدا کے فضل سے ہی ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اور اس طرح سے ہی بچ سکتے ہیں۔
کسی کی شکل پر حرکات پر غرض افعال اور اقوال پر کوئی چھیڑ چھاڑ کی بات نہ کرو۔ اور یہ اچھی طرح سے یاد رکھو کہ جو چڑ بناتے ہیں اور تفرقہ ڈالتے ہیں وہ عذاب عظیم میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے اور سرخروی اللہ کریم کی رحمت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
یہ خدا کی باتیں ہیں جو ہم نے تم کو پڑھ کر سنا دیں اللہ ظلم نہیں چاہتا۔ اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامت نے دوسرا مسنونہ خطبہ پڑھنا شروع کیا شروع کرنا ہی تھا کہ ایک دو شخص شاید وضو کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھرا نہیں کی دیکھا دیکھی بھیڑ چال کی طرح بیسیوں اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس پر حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ دوسرا خطبہ بھی نصیحت ہی ہوتی ہے اس وقت اٹھ کھڑے ہونا درست نہیں۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب دوسرا خطبہ ہو تو ہلنے جلنے لگ جاؤ۔ دیکھو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ ان اجری الا علیٰ رب العلمین ۱۹ کوئی خوشامد نہیں تمہارے سلام کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تمہاری دعاؤں کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی نصیحت جو ہم کرتے ہیں تو محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ میرے دل میں جوش تو بہت تھا اور چند نصائح بھی میں کہنی چاہتا تھا مگر اب موقع نہیں رہا اتنا ہی یاد رکھو کہ دوسرے خطبہ میں بھی انتظار واجب ہوتا ہے۔ اور تقوےٰ تمام نیکیوں کی جڑھ ہے۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۳ر اگست بوقت ظہر۔

طاعونی نشان

فرمایا۔ امریکہ کے ایک بڑے حصہ میں بڑی تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ ایسا ہی یورپ کے بعض حصوں کی نسبت بھی لکھا ہے۔ اصل میں یہ دونوں ملک آپس میں بہت آمد و رفت رکھتے ہیں ایک ہی طرح کا لباس ہے ایک ہی بولی ہے اور تقریباً ایک ہی طرح کی سردی ہے۔ اخبار والوں نے بڑا خطرہ ظاہر کیا ہے کہ چونکہ یہ ملک سرد ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ یہ بیماری زیادہ تباہی لاوے۔
ہماری پیشگوئی میں یورپ بھی ہے اور کابل بھی ہے۔
سنا گیا ہے کہ کابل میں ہیضہ ہے۔ مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی عذاب نہیں ہے۔ پوری خبر تو طاعون ہی لیتی ہے۔ دیکھو ابھی اس بیماری کا نام و نشان بھی نہ تھا تو میں نے اشتہار شائع کرا دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون کے پودے لگائے گئے ہیں۔ ثناء اللہ کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا تھا۔ تاریخ کو دیکھ لو۔ ایک طرف طاعون کی آمد کی تاریخ اور دوسری طرف اشتہار کے طبع ہونے کی تاریخ موجود ہے۔ اب گیارہ سال سے تباہی شروع ہے۔ کیا یہ انسانی کوشش اور طاقت کا کام ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کی قبل از وقت خبر دیدے۔ اب یورپ کابل وغیرہ کی باری آئی ہے مگر پھرے گی سارے جہان میں۔ اللہ کریم فرماتا ہے

وان من قریة الا نحن مهلکوها قبل یوم القیمة او معذبوها عذابا شدیدا ۱۵/۶

اس کے یہی معنے ہیں کہ طاعون آخری زمانہ میں تمام جہان میں دورہ کریگی۔ اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں دس آدمی ہوں گے تو سات مر جائیں گے اور تین بچے رہیں گے۔ اور یہ مہدی کی علامات میں سے ہے کہ اسکی مخالفت سے سخت طاعون پڑیگی۔
عجیب بات ہے کہ خسوف کسوف کے رمضان میں واقع ہونیکی نسبت لکھا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ایک خارق عادت امر ہے پھر یہ زلزلے اور طاعون بھی خارق عادت امور ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے اور نشان پر نشان مانگتے ہیں یہ ان کے لئے اچھے تو نہیں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان جب آئیں گے تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔
(پھر لیکھرام کے نشان کا ذکر فرماتے رہے)

قیصر کی چٹھی طاعون پر

قیصر کی چٹھی متعلقہ طاعون کا ذکر کر کے حضور نے فرمایا ہم نے ایک اعلان کے ذریعہ لکھ دیا ہے کہ ایسے امور میں گورنمنٹ کو ہر قسم کی مدد دینے کو طیار رہیں۔ ہم اپنی جماعت کو بھی یہی تاکید کریں گے کہ وہ خاص احتیاط کرے اور گورنمنٹ کی ہدایت کے بموجب جب ضرورت پڑے باہر کھلے میدانوں اور کھلی ہوا میں چلی جاوے۔ ہماری تمام جماعت ایسے امور میں گورنمنٹ کو خاص امداد دیگی کیونکہ وہ گورنمنٹ کی خیر خواہی کو اپنا مذہبی فرض سمجھتی ہے۔

سرحدی ضلاع میں ایسے موقع پر کیا کیا جاوے

ایک معزز خادم نے عرض کی کہ پشاور

جیسے سرحدی مقام پر کیا کیا جاوے کیونکہ وہاں تو لوگ قتل سے نہیں ڈرتے وہ انجام کو نہیں سوچتے ادنیٰ ادنیٰ بات پر قتل ہو جاتے ہیں ایک شخص نے ڈیڑھ روپیہ قرضہ دینا تھا اسپر یہانتک نوبت پہنچی کہ تین آدمی قتل ہوگئے اور قاتل علاقہ غیر میں بھاگ گئے۔

ان باتوں کو سنکر فرمایا ایسے مقامات پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاوے تو وہ ہماری جماعت کی طرف خاص توجہ کریگی اور حفاظت کے سامان بہم پہونچاویگی۔ کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ بعض اضلاع میں لوگ ڈاکہ کے عادی ہیں اور ہماری جماعت سے بھی خاص دشمنی رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر گورنمنٹ کو حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ہم گورنمنٹ کی ہدایتوں پر عمل کرنے کو طیار ہیں مگر ایسے خطرناک مقامات کے لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ چونکہ ڈاکو لوگ مخالف مولویوں کے بہکانے سے اور بھی تکلیف دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اسلئے گورنمنٹ کو حفاظت کا پورا انتظام کرنا چاہیئے ایسے موقع پر کافی اور مسلح پہرہ اگر ہو تو خطرہ دور ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر طاعون نے نہ مارا تو ڈاکوؤں نے مار دیا۔

---

۲۳ راگست ۱۹۰۷ء - بوقت عصر

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد کی مسیحیت کا ذکر تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارا نام وہ دجال رکھتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ بیس برس تک دجال ہی کا مصدق رہا ہے اور اسی کے ماتحت رہا ہے بھلا کوئی دنیا میں ایسا بھی مسیح گذرا ہے جو بیس سال تک دجال کے ماتحت رہا ہو۔

ایک ہندو نے عبدالحکیم کی نسبت لکھا ہے کہ جنکی وہ بیعت ہے انکی زبان سے تو کوئی گندہ لفظ تک نہیں نکلا مگر یہ بڑا کمبخت ہے کہ جسکی بیس برس تک بیعت رہا ہے اس کو گالی نکالتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس سوال کے جواب سننے کا مجھے بہت شوق ہے کہ وہ کیسا مسیح ہے جو بیس برس تک دجال کے ماتحت رہے کیسی عجیب بات ہے کہ سچا بھی تھا مسیح بھی تھا اور رسول بھی تھا مگر بیس برس تک دجال کی بیعت رہا اُس کا مصدق رہا اُسکی تائید میں کچی خوابیں رویا اور الہامات بھی سناتا رہا۔

ایک شخص کی بابت کسی کو لکھتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی ہے کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ سچے مسیح کا منکر ہے اور پھر اس خواب کے سچا ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔

اسپر ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے دلیں تو یہ بات ہوگی کہ آپ ہی حقیقت میں سچے مسیح ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ دل مسخ ہو گیا ہے مسیلمہ کذاب کی طرح پہچانا پھر انکار کر دیا۔ ختم اللہ علی قلوبہم کے بھی یہی معنے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کی تو پہلے نظیر بھی موجود تھی مگر اسکی تو نظیر بھی کوئی نہیں۔

احمدیہ انجمنیں

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احمدیہ انجمنوں کے قایم کرنے کیلئے میں متواتر تحریک کر چکا ہوں۔ بذریعہ اخبار بھی اور بذریعہ خطوط کے ذریعہ بھی اب قواعد طبع کراکر جہاں جہاں کے احمدی احباب کے پتے معلوم تھے۔ وہاں تو بھیجدیئے گئے ہیں اور سب احباب سے درخواست کیگئی ہے کہ وہ بلا توقف انجمن قائم کرکر ۱۵ ستمبر تک جواب سے مطلع فرماویں۔ اب آپکی خدمت میں اس خط کے لکھنے کی یہ غرض ہے کہ آپ بھی اسبارہ میں تحریک فرماویں

اول ان احباب کیخدمت میں جنہیں قواعد بھیج گئے ہیں۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ ۱۵ ستمبر تک انجمن قائم کرکر اور انکے متعلق سب کارروائی کرکے خاکسار راقم کو امور مستفسرہ کے جواب سے مطلع فرماویں

دوئم۔ ان احباب کیخدمت میں جنکا پتہ معلوم نہونیکی وجہ سے قواعد نہیں بھیجے جا سکے۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ بذریعہ اطلاع ہذا قواعد کی کاپی منگوا کر انجمن قایم کریں یا جیسی صورت ہو اطلاع دیں امید ہے۔ آپ ایک دو اخبار و نہیں متواتر یہ تحریک کرکے ممنون احسان فرماویں گے۔

نوٹ - امور مستفسرہ یہ ہیں

(۱) آپ کی انجمن میں ممبروں کی تعداد کس قدر ہے۔

(۲) کون کون صاحب کس کس عہدہ کیلئے تجویز ہوئے ہیں۔

(۳) ہر ایک مد میں کس قدر چندہ ماہوار کا وعدہ ہے۔

(۴) کیا آپکی انجمن۔ انجمن ضلع ہو سکتی ہے۔ یا نہیں اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون کون مضافات کی انجمنیں آپکے متعلق ہونگی۔ اگر نہیں تو کونسی انجمن ضلع کے متعلق آپکی انجمن ہوگی۔

(۵) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی انجمن۔ انجمن ضلع ہو۔ تو آپ کون کون سی حدود کے اندر اور کسقدر عرصہ تک اپنی شاخیں قایم کرکے انکے ممبران کی تعداد اور رقم چندہ سے اطلاع دے سکتے ہیں۔

والسلام - محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کے متعلق اس سال میں جس قدر تکلیف رہی ہے اس کا ذکر وقتاً فوقتاً الحکم میں ہوتا رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کے ایک جگہ جمع کرنے اور حسب منشائے شریعت تقسیم کرنے کی تحریک پہلے پہل سال گذشتہ میں کیگئی تھی اور اس تحریک میں اس قدر کامیابی ہوئی اور جماعت نے اس قدر توجہ کی کہ اوسط آمد گذشتہ سال کے آخری چند مہینوں میں دو سو روپیہ سے بھی زائد رہی۔ چنانچہ اسی آمد کو خیال میں رکھکر اس سال اس مد کے منتظمین نے ابتدائے سال میں ہی اس کے خرچ کو دو سو روپیہ ماہوار کے قریب کر دیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کر دیا۔ جس میں مستقل خرچ ہی کوئی سوا سو یا ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب ہوگیا۔ مگر تین چار ماہ گذرنے کے بعد اس مد میں آمد کی اس قدر کمی ہوئی۔ کہ اخراجات کا ادا ہونا مشکل ہوگیا اور جن لوگوں یا طالب علموں کے لئے اس مد سے وظائف مقرر کئے گئے تھے۔ ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ اسپر اخبار میں بار بار تحریک کی گئی مگر تین چار ماہ سے اسکی حالت وہی رہی ہے اور اس وقت نہ صرف یہ مد تین سو روپیہ سے زیادہ کی مقروض ہے بلکہ قریباً دو ماہ کا خرچ بھی اس وقت قابل ادا ہے جو اس مد میں روپیہ نہ ہونے کے سبب ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ تخفیف اخراجات کی بھی بہت کوشش کیجا رہی ہے مگر اسوقت تخفیف اخراجات بھی آسان کام نہیں۔ یہ واقعات جیسے صحیح صحیح لکھدیے ہیں۔ کیونکہ جس قدر یہ واقعات صاحب نصاب احباب کے لئے باعث تحریک ہوسکتے ہیں۔ اس قدر میرے خالی الفاظ نہیں ہوسکتے بہت سے مساکین جن کی مدد کی جا رہی تھی۔ اس وقت تکلیف میں ہیں اور آئندہ جسقدر درخواستیں آتی ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگ مستحق امداد بھی ہوتے ہیں۔ مگر اسی تنگی کیوجہ سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ یہ رجب کا مبارک مہینہ ہے اور عموماً لوگ اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ فی الفور اپنی اپنی زکوٰۃ کے روپیہ کا حساب کر کے حسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرما دیں اور کوپن میں اس امر کی تشریح کر دیں۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے تاکہ کسی اور مد میں جمع نہ ہو جاوے۔ اگر جملہ احباب توجہ فرما دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں بھی تحریک کریں تو بہت جلد یہ تمام مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

خاکسار محمد علی۔ جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

احمدیہ انجمنوں کیلئے قواعد

یہ قواعد جن کے متعلق پہلے ہی احباب کو اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب چھپکر تیار ہیں۔ تجویز کا جلدی قائم ہو جانا از بس ضروری ہے خاصکر یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء تک بجٹ اخراجات ۱۹۰۶ء تیار ہو کر مختلف انجمنوں کے پاس بھیجا جائیگا۔ لہذا جہاں جہاں ضلعوں کی مد انجمنیں قائم ہونی ہوں چاہیے کہ ایک ایک کاپی قواعد کی منگوا کر فی الفور انجمنیں قائم کریں اور مفصلات میں اپنی شاخیں قائم کرنیکا انتظام کریں اس معاملہ میں زیادہ التواء ہو رہا ہے۔ میں دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ حضرت اقدس بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ یہ کام جلدی ہونا ضروری ہے جہاں جہاں احمدی احباب انجمنیں قائم کرنے کیلئے تیار ہوں وہ کاپی قواعد کی راقم سے طلب کریں۔ ضلع کی انجمنیں اگر خود ہی مفصلات میں کاپیاں بھیجنے کا انتظام کرسکتی ہوں تو زیادہ کاپیاں طلب کریں۔ ورنہ مفصلات کے احباب براہ راست کاپی قواعد کی طلب کر کے انجمنیں قایم کریں

المعلن خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۸ اگست ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ جہاں جہاں انجمنیں قائم ہونے کی اطلاع دفتر سکرٹری میں پہنچ چکی ہے وہاں بغیر طلب کرنیکے قواعد کی کاپیاں بھیجی جاویگی۔

واعظین کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ جماعت کی تعداد تو بہت بڑھی ہے اور دن بدن ترقی بھی خدا کے فضل سے خوب ہو رہی ہے حالانکہ ہماری طرف سے کوئی واعظ بھی مقرر نہیں ہیں بلکہ خود ہی خدا تعالیٰ دلوں میں ڈال رہا ہے اور لوگ کثرت سے اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابتک اس اتنی بڑی جماعت میں کوئی ایسا انتظام نہیں ہوا جس سے وہ سب لوگ جو بیعت میں داخل ہو رہے ہیں اسکی اعانت میں بھی حصہ لیں اور نہ ہی ابتک کوئی ایسی تجویز ہوئی ہے جس سے ان لوگوں کو جو سلسلہ میں داخل ہوتے رہتے ہیں اس کے حالات سے پوری پوری آگاہی ہوتی رہے چنانچہ حضور کے اسی ارشاد کی تعمیل میں اس سال میں کئی دفعہ انجمنیں قائم کرنے کیلئے میں بھی تحریک کر چکا ہوں جسکی طرف بہت سے احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر کثیر حصہ جماعت کا ابھی خاموش ہی اسی غرض کیلئے اب قواعد بھی تجویز ہو کر چھپ گئے ہیں۔ جو ہر ایک مقام پر احمدی احباب کیخدمت میں طلب کرنے پر بھیجے جاویں گے تاکہ اس کے مطابق ہر ایک ضلع میں اور دیہات میں انجمنیں قایم ہوں جن کا باہمی تعلق ہو اور اسی طرح سے احباب کا باہمی تعلق اور تعارف بھی بڑھتا رہے اب اس پر عمل کر کے دکھانا ہمارے احباب کا کام ہے۔ میں تمام احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس کی یہ عین خواہش اور منشاء ہے۔ کہ اس قسم کا نظم سلسلہ میں قائم ہو کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جسقدر کام اشاعت اسلام کا اس سلسلہ نے شروع کر رکھا ہوا ہے اور جو روز بروز ترقی پر ہیں وہ کثیر اخراجات کو چاہتے ہیں اور اگر یہ نظم سلسلہ میں قائم ہو جاوے اور تمام احباب سے باقاعدہ چندہ وصول کیا جایا کرے تو ایک ایسی کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے جو آئے دن کی تحریکوں سے مستغنی کر سکتی ہے یہ چندہ جیسا کہ حضرت اقدس بارہا فرما چکے ہیں کسی پر بوجھ کے طور پر نہیں ڈالا جاتا بلکہ طیب خاطر اور انشراح صدر سے جو شخص جو کچھ چاہے دے لیکن اگر تمام احباب سے چندہ وصول ہو تو تھوڑی تھوڑی سی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے مگر کچھ نہ کچھ اعانت کرنا ضروری ہے کیونکہ جب تک کوئی شخص سلسلہ کی اعانت نہیں کرتا اس کا سلسلہ میں شامل ہونا اس کے اپنے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتا بہرحال یہ ایک ضرورت ہے جسکو خود حضرت مسیح موعود نے محسوس فرمایا ہے۔ آج بھی اسی امر کا ذکر درمیان میں تھا کہ جیسی کہ تجویز کیگئی تھی کہ ہر ضلع میں وہاں کی جماعت اپنے سارے ضلع میں انجمنیں قائم کرنے اور چندہ وصول کرنیکا انتظام کرے۔ ابھی اکثر احباب نے تک سستی دکھا رہے ہیں اسپر حضرت اقدس نے یہ اشارہ فرمایا کہ خود ایسے واعظین مقرر کر کے مختلف ضلعوں میں بھیجدیئے جاویں جو ہر ایک ضلع میں دورہ کر کے چندوں کی وصولی کا مستقل انتظام کریں اور فرمایا کہ عام اعلان کر دیا جاوے کہ جو لوگ اس کام کے کرنیکے لئے تیار ہوں وہ اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں اسپر واعظین کیلئے فرمایا تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ دیانتدار ہوں دوم محنتی ہوں اور اس قسم کی مشقت جو دورہ کرنے میں پیش آتی ہے برداشت کرنے کیلئے تیار رہیں سوم یہ کہ اس قدر علم رکھتے ہوں کہ وہ وعظ بھی کر سکیں چنانچہ اسی ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے تیار ہوں اور

آپ اسکو ثابت کر سکتے ہیں

اگر یہ بات کسی دوسری جگہ ہوتی تو آپ اسپر یقین کر لیتے لیکن ثابت نہ کر سکتے اور یہی گویا بڑی بات ہے۔ آپ نے اس سے پیشتر بہت سے بیانات پڑھے ہونگے لیکن اُن کی طرف بالکل توجہ نہ کی ہوگی کیونکہ نہ تو آپ ان اشخاص سے واقف ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ان شہروں سے کہ جن میں وہ رہتے ہیں۔ لیکن لیجیے یہ الفاظ ایک بمبئی کے طبیب کے بمبئی کی بھلائی کی بہتری کے لئے ہیں اور یہی سبب ہے کہ جیسا نہ پیشتر کہا آپ اُن کی تصدیق کر سکتے ہیں جیسی گلی کمانی پورا اسپتال اور سرجیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر ڈی۔ ایم نولے صاحب لکھتے ہیں میری ان مریضوں کو جو کہ جوڑوں کے سخت اور بڑا کنے دردمیں مبتلا تھے ڈودن کی انتشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کدڈنی پلس) دینے سے مجھے بہت ہی عمدہ تجربہ حاصل ہوا کیونکہ ایسے بہت سے مریضوں کو کہ جن کو یہ گولیاں پینے استعمال کرائیں پوری شفا حاصل ہوئی ایسے مریضوں کے لئے میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا اور میں نے ان گولیوں کو بار بار استعمال کرایا ہے یہ گولیاں نازک گردوں کو قوت بخشتی ہیں اور گردوں کو خون صاف کرنے اور ان سیال زہروں کو نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت۔ گٹھیا۔ پیشاب کی بیماریاں۔ جلندھر۔ ذیابیطس میٹھا پیشاب اور گردوں کا پتھرا اور ڈبا بیٹیز جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈودن کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۰ بمبئی سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ... فی ... شیشیوں کے ... ۔ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو ... بھیجینگے تو آپکی تفصیل بغیر محصول ... ہیں بھیجا جائیگا۔

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمان سلف میں ... نہیں ملتی کہیں زلزلے ہیں تو کہیں ... وطوفان ... آسمانی ... نازل ہوا تھا اس زمانہ میں نازل ہوئی جو ... قیامت ... پس جو صاحب اسکا باعث ... آیت ... آنات ... توبہ ... حضرت ... مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہار دہم کا الہام ... الوہی والضحیٰ ... اسباب ظاہری تریاق ... کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعون ... ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ... یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعون ... بخار ... اگر اس کے چند قطرات کانوں میں ... بخار کا فوراً ... طبیعت میں صحت ... حاصل ہوگا۔ ... علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ... ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ ... جسکو ... یہ عرض ... شخص کے پاس ... قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... روغن حکیم نور محمد ... نورانی شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو
(نوٹ) ... شفاخانہ موکل میں ...

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلات انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھٹانک دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر نیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ...

منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام فی بکس ...

المشتہر
حکیم محمد حسین ... حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ ... ضلع ...

ایک لاکھ روپیہ کی تقسیم ہوچکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر درخواست ... کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نور)

بینائی اتنا۔ ادھر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھ میں نہیں رہتا ... جیسے نزول ... تک میں فائدہ دکھلاتا ہے اور ان امراض جالا پھولا ... غبار ... پانی ... خارش ... چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں ڈاکٹروں حکیموں ... کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت مطلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ... ۔ سرمہ نور سیاہ ... فی تولہ ۸

گرج بالا نشین

سوتی سنگی ... پختہ رنگ ... خوش وضع ایک ... معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ جاڑوں میں ... کے واسطے ... پائدار و خوبصورت ... فی تھان ... عوض قیمت صرف ... وی پی منگانے میں جانبین کا ... محصول ... خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری۔ ضلع لکھنؤ

... ۱۹۰۷ء کو ... شیخ یعقوب علی ... تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۵ر

۲۔ خواص و معاونین سے عـہ

۳۔ ہندوستان سے باہر ۶ؔ

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۴ؔ

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳ؔ

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق یکم شعبان ۱۳۳۳ھ | جلد

ایک اہم قومی ضرورت

آج پہلی مرتبہ نہیں بلکہ کئی سال سے میں یہ تحریک کر رہا ہوں کہ احمدی قوم با ضابطہ جیسے روحانی طور پر ایک سلک میں منسلک ہے اسیطرح جسمانی طور پر اس کا شیرازہ قائم ہو اس ضرورت کو میں نے نہیں خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اسی دن محسوس کیا تھا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور الہام سے سلسلہ بیعت کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ وہ فوائد اور منافع جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ کئے ہیں اس کے لئے اس انتظام کا ہونا ضروری تھا۔ بہر حال بار ہا تحریکیں ہوئیں اور جان کا کم و بیش اثر ہی ہوا۔ آخر صدر انجمن احمدیہ کی صورت میں یہ پودا حضرت اقدس کے حکم سے لگایا گیا۔

صدر انجمن احمدیہ بالطبع چاہتی ہے کہ اس کے ماتحت دوسری انجمنیں اس سے وابستہ ہوں اسکے لئے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے باقاعدہ تحریک کی ہے اور متعدد مرتبہ کی ہے قومی ضرورتوں کے پورا کرنے اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ رکھی ہیں ضروری ہے کہ مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہوں اور افراد سلسلہ کا ایک با ضابطہ ہو۔ صدر انجمن احمدیہ نے احمدی انجمنوں کے لئے ضروری قواعد تیار کر کے چھاپ دیئے ہیں اور مختلف مقامات پر ان قواعد کی کاپیاں بھیجی گئی ہیں جن احباب کو انکی اور ضرورت ہو وہ دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کر کے منگوا لیں اور بہت جلد ان قواعد کے ماتحت انجمن قائم کر کے اطلاع دیں۔ جب با ضابطہ انجمنیں قائم ہو جائینگی تو قومی کاموں میں جو دقتیں یا مشکلات نئے دن پیدا ہوتی ہیں انشاء اللہ دور ہو جائینگی۔ کیونکہ مجموعی طور پر قوم ان مشکلات سے آگاہ ہوگی اور ان ضرورتوں کے

پورا کرنے کے لئے تجاویز سوچیگی اور ان پر عمل درآمد کرنے کا راستہ سوچے گی ... یہ مضمون نیا نہیں پرانا ہے اس لئے ... ناپسند ہو مگر اس کا تکرار ...

خیر حدیث یار کہ تکرار میکنیم

ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ صاحبان توجہ فرمائیں

زکوٰۃ فنڈ کئی سو کا مقروض ہے اس لحاظ سے وابستگان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے ... وہ قابل غور ہے اس مہینے میں علی العموم زکوٰۃ دی جاتی ہے اسکے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ توجہ دلا چکے ہیں میں اس وقت ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں۔ قاضی سید غلام حسین صاحب اور ڈاکٹر اشتفاق علی صاحب نے اپنے احمدی معاصرین کو ان احمدی طلباء کی امداد کے لئے متوجہ کیا تھا جو ڈسٹرکٹ کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور میں نے بتایا تھا کہ محض ان طلباء کو مدد دینے کی وجہ سے ہی زکوٰۃ فنڈ مقروض ہو گیا ہے اسپر صرف ڈاکٹر غلام غوث صاحب اور ڈاکٹر احمد علی صاحب نے توجہ فرمائی ہے اور اول الذکر نے پانچ روپیہ اور آخر الذکر نے عـہ چندہ بھیجا ہے اگر سب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ صاحبان توجہ کر کے اس فنڈ کی اعانت فرماویں تو کم از کم زکوٰۃ فنڈ کے سر سے تو بوجھ اتر جاوے امید ہے یہ تحریک خالی نہ جاوے گی خدا کرے کہ ہمارے بھائیوں کو توجہ ہو

یہ سچ ہے قادیان دارالامان ہے
نزولِ رحمتِ حق کا مکان ہے

انسان کی امن پسند طبیعت ہر مکان اور ہر زمان میں امن و امان کی طالب ہے ہر موسم کا تغیر اسکی تدابیر امن و آسایش میں اس کے مال و جان کے متعلق نئے سے نیا تغیر پیدا کرتا رہتا ہے۔ دن کی روشنی جن سامانوں کو اس کے گرد و پیش دکھلاتی ہے رات کی تاریکی اس سارے نقشے کو بدل کر کچھ اور ہی سمان سامنے لاتی ہے۔ اور روشنی میں جو تدابیر قوی سوچتے ہیں رات کی تاریکی میں انکی طاقتوں کو بچانے کے واسطے دیگر تدابیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

رات اور دن کا ادل بدل کرنا موسموں کا یکے بعد دیگرے تبدیل ہونا انسان کے امن و آسایش پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ ان فی اختلاف الیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ انسانی مقدورات کئی انقلابات کو ماتحت ہیں مگر ان زبردست انقلابات سے غیر محفوظ انسان اپنی غلط کاریوں سے موجبات امن کے پہچاننے میں اکثر دھوکہ کھاجاتا ہے۔ کسی چیز کو جو اس کے حق میں مضر ہے مفید سمجھتا ہے اور جو مفید ہے اس کو مضر خیال کرتا ہے۔ سچی ہدایت کی خلاف ورزی سے یہ امن و آسایش کی متلاشی روح دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور غلط نتیجہ پیدا کرتے ہوئے اس عالم سے رخصت ہو کر ایک ایسے عالم کیطرف جاتی ہے کہ جہاں اس عالم کی کوئی چیز اس کے امن کی ذمہ وار نہیں ہو سکتی۔ آیندہ زندگی یا انجام بخیر کی فکر ایک ایسی فکر ہے کہ زمانہ ماضی کے گذشتہ واقعات زمانہ حال کو فکر میں مبتلا کرسکتے آیندہ زندگی کے زمانہ کو باامن بنانے کی تیاری میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی طبقہ میں زندگی کا احساس مذہبی پہلو کے تعلق سے نہیں ہوتو بھی وہ اپنی موجودہ زندگی کو کسی نہ کسی آیندہ نتیجہ یا انجام کی طرف ایسے طریق پر بسر کرنیکی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ کارروائی آیندہ نتیجہ یا انجام کو جو اسکی موجودہ عملی زندگی کا خاتمہ یا آخری سرا ہے اس کیلئے مفید اور سچی خوشی اور امن کا موجب بنا دے خواہ اسکی نظر اسی دنیا کی صلاح و فلاح تک محدود ہو اور خواہ اس عالم فانی سے گذر کر دوسرے جاودانی عالم تک پہنچتی ہو۔

جب سے انسانی نسل اس زمین پر آباد ہوئی ہے اور جب سے کسی قوم میں تمدن کا رنگ آیا ہے یہ اصول کہ انسان کی عملی طاقتیں مفید انجام اور بہتر نتائج پیدا کریں نظر انداز نہیں ہوا۔ اس اصل کے قائم کرنے اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے دو نظام نبی نوع انسان میں پائے جاتے ہیں ایک نظام جسمانی اور دوسرا نظام روحانی۔ انسان کے جسم و جان کے متعلق جو قوانین کہ الٰہی منشا کے مطابق ہوں تبھی انسان کے لئے واقعی مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان قوانین کی عملی رفتار اگر اپنے اصولوں پر سیدھی سیدھی چلی جائے تو آخر کار نظام روحانی کے قیام اور اجرا کے لئے ممد و معاون ہی ثابت ہوتے ہیں۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ انسانی غلط کاریاں جب وحدت ارادی کی مجموعی تحقیق اور امن عامہ خلائق میں خلل انداز ہونے لگ جاتی ہیں تو نظام جسمانی اس نظام روحانی کے کسی نہ کسی مخالف سمت پر چلکر انسانی اصلاح و فلاح اور امن و آسایش کو اصلی مرکز سے ہٹا دیتا ہے اور نظام عالم میں ایک خلل اور نقص کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اصلی منشا ان قوانین کا بھی جو انسان کے جان و مال کے متعلق وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کیطرف سے نافذ کئے جاتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ انسان کا جان و مال امن میں رہے اور انسانی نسلیں جبتک زمین پر آباد رہیں اپنے حقوق جائز کے حاصل کرنے میں اس طریق کو

مرعی رکھیں کہ جسمیں خود غرضی اور نفسانی جوش کیساتھ غصب حقوق کی کارروائی کا دخل نہ ہو اور ظلم و تعدی کی راہوں کو بند کیا جاوے اور انسانی نسلوں کو وحدت قہری کے نیچے لاکر امن و آسایش عامہ خلائق کو قائم رکھا جاوے۔ بلا خیال اس کے کہ اس انتظامی صورت کا مآل دوسرے عالم کی پاک اور مبارک زندگی کے لحاظ سے کیا ہے یہ نظام قائم کیا جاتا ہے۔ وہ نظام جو نظام روحانی کہلاتا ہے یا جس کو وحدت ارادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اگرچہ اپنے نفاذ و اجرا میں انسانی نسلوں کے اس پہلو کو جو ان کی جان و مال کے متعلق ہوتا ہے فراموش نہیں کرتا اور امن عامہ خلائق کے احکام اس میں بھی داخل ہوتے ہیں مگر اسکی غرض و غایت صرف اسی عالم کے امن آسایش تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اس نظام کا سلسلہ اس عالم فانی کے بعد آنیوالے عالم کے لئے انسانی نسلوں کو تیار کرنا ہوتا ہے اور اس نظام کے قوانین میں یہ عالم اس عالم کی تیاری کیلئے ایک منزل قرار دیا جاتا ہے پس اس نظام کے ماتحت جو عملی کارروائیاں قوموں کی تہذیب سے ظاہر ہوتی ہیں ان کا رنگ وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کے رنگ سے اس خاص صورت میں جو آیندہ زندگی یا عالم آخرت کے متعلق ہوتی ہے ایک نرالا رنگ ہوتا ہے اس نظام روحانی کے بادشاہ انبیاء و رسل کے نام خدا سے آسمان و زمین سے پاکر دنیا میں آتے ہیں اور جو آسمانی سلطنت یہ خدا کے پاک بندے قائم کرنا چاہتے ہیں اس کا تعلق براہ راست خدا زمین و آسمان سے ہوتا ہے۔ زمینی انتظام یا زمینی گورنمنٹوں کے نظم و نسق میں انکو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ زمینی سلطنت قائم کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے بلکہ زمینی گورنمنٹوں کے اس حصہ نظم و نسق میں جو امن عامہ خلائق کے قائم کرنے اور بغاوت و فساد کے موجبات کو دور کرنے اور ظلم و تعدی کی راہیں بند کرنے اور ملک کو وفاداری اور راستی اور اتفاق کی برکتیں دینے کا ہوتا ہے یہ نظام مددگار ہوتا ہے ہر ایک زمینی گورنمنٹ جو عدل و انصاف کی رعایت رکھکر مخلوق خدا کو اپنے رحم اور شفقت سے متمتع کرتی ہے۔ اس آسمانی گورنمنٹ کے نظام سے جو ان خدا کے پاک بندوں کے سپرد ہوتا ہے انکی دعا اور مدد کے ذریعہ سے برکت پر برکت پاتی ہے۔ یہ خدا کی مرضی کو زمین پر پھیلانیوالی بابرکت قوم وہ قوم ہے جسکی سچی پیروی سے انسانی نسلوں میں وحدت ارادی پیدا ہوتی ہے انسانی قوتیں انکی روحانی پاک تعلیم سے مہذب ہو کر سچے اخلاص اور پاک محبت کا اثر پیدا کر کے وہ پاک اور مبارک نتائج دنیا میں ظاہر کرتی ہیں جو وحدت قہری یا زمینی گورنمنٹوں کے جزا و سزا کے قانونوں سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ مبارک ہے وہ سلطنت جسمیں ایسا انسان موجود ہو اور مبارک ہے وہ انسان جسکو عدل و انصاف کی رعایت کرنیوالی ایسی سلطنت ملی ہو سلطنت انگریزی کے مبارک عہد میں۔ ہندوستان کی سرزمین میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیاں سے ایک امن کی آواز نکلی ہے صلح و آشتی کا جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی پاک تعلیم کو ان حشو و زوائد سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے جو انسانی غلط کاریوں اور نفسانی اغراض کی آمیزش سے قابل اعتراض ٹھہر گئے تھے وہ پاک چشمہ جس نے پوری صفائی سے خوشگوار اور شیریں پانی انسانی نسلوں کو پلا کر پاکیزگی اور طہارت کو نفوس کے اندر پیدا کیا تھا اور جس نے علم و حکمت کے چمکتے ہوئے مصفا جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے تھے نااہلوں کے بیجا تداخل اور غارت گری سے بربادی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور قومیں ناواقفی کے سبب اسکی سچی معرفت اور قابل قدر شناسائی سے محروم ہو چکی تھیں۔ یکایک اس امن کی آواز نے جو آسمانی مرضی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے نکلی ہے لوگوں کو اس صداقت اور حقیقت کیطرف بلایا ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو ہر ایک خطرہ سے بچا کر سلامتی کے طریق پر ڈالنے والی ہے۔

یہ بالکل یقینی اور واضح امر ہے کہ اس سلامتی کے آواز پکارنیوالی اور اس صلح و آشتی کی منادی کرنیوالے تھے ایک ایسے آنیوالے انسان کے رنگ میں امر الٰہی سے اپنے آپ کو

ظاہر کیا ہی جو کل الہامی کتابوں کو ماننے والوں اور مذہبی پابندی اختیار کرنیوالوں کے لیے ایک عور طلب عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے اپنے پہلے رنگ میں مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں ایک سخت تشویش پیدا کی اور ہر خطرناک ہونا ذکر کیا ہے۔ سلطنت کی بے امنی ملک کی تباہی نافذ الوقت قوانین کو درہم برہم کرنے کی سازشوں سے قوموں میں جنگ و جدال کی روح پھونک کر امن و آسایش اور عافظت جان و مال کے برباد کن واقعات دکھلائے ہیں۔ تاریخ دنیا کے صفحات ان واقعات پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے ان پر فساد اور خلاف امن کار روائیوں پر ملامت کے ووٹ پاس کر چکے ہیں۔

مسیح موعود یا مہدی معہود کا مسئلہ اپنے پہلے رنگ کے عقیدہ میں واقعی ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی ہی خونی اقوام محافظات ملک ارکان سلطنت اور ذمہ واران رفاہیت خلایق چونک پڑتے ہیں اور اس عقیدہ کی متعلق پہلی کارروائیاں معًا ایک خونریز جنگ و جدال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں اگرچہ موجودہ سلطنتیں اپنے نظام میں ایسی مستقل اور پایہ جا واقع ہوئی ہیں کہ اس قسم کی شورش اور فساد پیدا کرنیوالے باغیوں کے قلع و قمع کرنیکا کافی سامان انکے پاس موجود ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن ایسے غلط اعتقادوں کی بنا پر منصوبہ بازیوں کا بازار گرم ہونا ہے عدل و انصاف کی کارکنوں کو مشکلات کا پیش آنا عامہ خلایق کی رفاہیت کے برخلاف قدم بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر اس خدا کا جو زمین و آسمان کا خالق ہے ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک انسان کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا شرف خود عطا فرما کر اور اسکو امن و سلامتی صلح و آشتی کا شہزادہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس عقیدہ کے غلط مفہوم کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ کے واسطے خونریز جنگ و جدال کا جو خلاف امن سازشوں منصوبوں اور فساد انگیز دعاوی کا سبب بنا رہتا تھا خاتمہ کر دیا ہے اور اپنے رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو اب تک اپنے سچے مصداق کی انتظار و امید میں تھی پورا کر دیا۔ جس نے آتے ہی بموجب حکم یضع الحرب جہاد کی ہیبت ناک اور تشویش میں ڈالنے والے عقیدہ کو موقوف کر دیا اور اس کے منسوخ ہو جانیکا فتویٰ دیدیا ہے اور کل مسلمانوں کو اپنے حکم و عدل ہونیکی حیثیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسےٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بخوف و بیگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ پاک صلح جو امن پسند انسان جو مسیح موعود یا مہدی معہود کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ ایک ایسے معزز خاندان سے ہے جو نسل فارس کی ایک یادگار ہندوستان میں موجود ہے اور اس خاندان کے بزرگ اپنی پارسائی زہد و اتقا کے زندہ نشانات اپنے اندر رکھتے آئے ہیں۔ سلطنت انگریزی کے ساتھ وفاداری کرنا اور دانشمندی اطاعت اور فرمانبرداری سے خدمات بجا لانا اس خاندان کے خمیر میں موجود ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی زبردست شہادتیں اس خاندان کی وفاداری اور نمک حلالی کا اعتراف کرتے ہوئے پیش ہو چکی ہیں۔

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اس معزز و محترم خاندان کا جو گورنمنٹ انگریزی کی یادگار میں جسکو خود خدا تعالیٰ اپنے زبردست آسمانی منشا کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر مبعوث فرمایا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ جملہ غلط اعتقادات اور فساد انگیز روشوں کو بدل دے جو خود غرضانہ ناپاک نفسانی منشاؤں کو پورا کرنے کیلئے ڈالی گئی ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو اس کے اصلی اور ابتدائی رنگ میں ظاہر کرے جس سے صلح و محبت کی صاف ہوا اطراف عالم میں پھیل جائے اور قوموں کو پتہ لگ جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جملہ انبیا صادقین اور راستبازان متقین کی پاک صداقتوں کا جامع مذہب ہے اور سب پاک صحیفے جو خدا کیطرف سے نازل ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم ؑ سے لیکر جناب مسیح علیہ السلام تک مخلوق کو پہنچائے گئے ہیں اور جس کی تبلیغ کل انبیاء نے کی ہے وہ اپنی اصلی صورت اور سیرت میں قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ تبلیغ حق کا رنگ جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے اختیار کیا ہے پاک جماعت انبیاء اور مرسلین کے رنگ پر ہے اور اس زمانہ میں اسواسطے ایک نرالا رنگ ہے اور اس میں شک نہیں کہ پرانے طریقوں اور تعلیموں کے دلدادہ لوگوں کو خواہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی طبقہ میں ہوں ناگوار گذرتا ہے اور وہ صرف ایسی خیالی تعلیموں پر مرمٹے ہیں جن میں زندگی کی روح نہیں ہے اور اسی لئے وہ تعلیمیں انسانی اصلاح و فلاح کا اثر پیدا کرنے میں کمزور ہو گئی ہیں خدائی تعلق اور باطنی طہارت اور مذہب کی یہی فرمانبرداری سے قومیں دور جا پڑی ہیں۔ مذہب کی بیجا حمایت جو بلا دلیل و برہان ہو اور جس میں صداقت اور حقانیت کا کوئی نشان نہ ہو کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مخلوق کی سچی خیر خواہی اور انسانوں کی واقعی مفید اور نتیجہ خیز اصلاح اسی تعلیم کے ذریعہ ہوگی جو مسیح موعود نے اختیار کی ہے اس پاک اور مفید تعلیم کی تفصیل سے اس امن پسند صلح جو انسان کی تالیفات اور تصنیفات جو اس کے آغاز دعویٰ سے اب تک ملک میں شائع ہو چکی ہیں بھری پڑی ہیں ہزار ہا اشتہار اور سینکڑوں رسالے جو ملک میں پھیلائے گئے ہیں مسیح موعود کے پاک اغراض کو ظاہر کرتے ہیں انہیں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ حقوق اللہ کے متعلق بنی نوع انسان کے حقوق کے متعلق جن کو حقوق العباد بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی نسبت جس زور و شور سے کلام ہوا ہے وہ اپنی طاقت میں اپنی صداقت میں اپنے زور دلایل میں لاجواب ہے، اور اپنی لاثانی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ گو اندرونی اور بیرونی مخالفین نے اپنے دلوں کی بیماری کے سبب سے جو بغض و حسد یا بداعتقادیوں کے راسخ ہو جانے کی وجہ سے انہیں پیدا ہو گئی ہے اس کا خلاف کیا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ غلط الزاموں افتراپردازیوں غلط بیانیوں اور بیجا تہمتوں سے اسکی سچی اور مفید تعلیم کو جو رعایا اور گورنمنٹ دونوں کے حق میں مبارک ہے قوموں کے دلنشین ہونے سے روک دیں۔ مگر پھر بھی آسمانی تائیدات اور خدا کے زبردست نشانوں وہ تعلیم پھیل رہی ہے اور خدا کے راستباز بندے مشرق و مغرب سے اس کے پاس چلے آتے ہیں اور اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس خدا کے برگزیدہ نے ایک قوم خدا کی فرمانبردار اور گورنمنٹ کی وفادار تیار کی ہے جو احمدی قوم کے نام سے موسوم ہے اس قوم کے افراد مختلف طبقوں سے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد کی تفریق اس جماعت احمدیہ میں باقی نہیں رہی ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ان تنازعات کو قطعًا ترک کر دیتا ہے جو اسلام کے مختلف فرقوں میں موجب تفریق ہوتے ہیں فروعات کی بحثیں اور لا یعنی مسایل پر گفتگو بند ہو جاتی ہے۔ باہمی محبت اور صلح تحقیق حق اور اصلاح حال کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ مذہبی عناد اور فرقہ بندی سے نفرت کی جاتی ہے۔ پوری سلامتی اور صدق سے قرآن کریم کے احکام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنن کی پیروی ہر ایک احمدی کی اصلی

غرض ہوتی ہے فضول اور لایعنی جھگڑوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ کے فرائض اور بنی نوع انسان کے متعلقہ فرائض کی سمجھ پیدا کی جاتی ہے۔ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ صرف اس وجہ سے کوئی عداوت نہیں رکھی جاتی کہ وہ کیوں دیگر مذاہب کے پابند ہیں۔ اس خلاف کا منشاء من حیث المذہب ہوتا ہے نہ من حیث الافراد مذہب ایسی باتیں یا ایسا اعتقاد جو خدا کی شان اور اس کی پاک صفات کے برخلاف ہوتا ہے اس کا خلاف کیا جاتا ہے۔ حجت ہائے قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس اعتقاد کی شناعت کو ثابت کیا جاتا ہے اور کوشش کیجاتی ہے کہ ہر ایک مذہب ان بد اعتقادیوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے جو خدا کی شان اور اس کی صفات کے منافی ہیں کیونکہ ان بداعتقادیوں کی وجہ سے مذاہب میں جو ہر قسم کی بدراہی اور فساد پیدا ہو کر اس یگانہ صاحب قدرت خدا سے انحراف ہو گیا ہے اور اس کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر کے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سلامتی کے طریق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ اس کامل المقدرت زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیں اور اسکی الفت کا پیالہ پی کر اس کے ساتھ سچی محبت اور وفا کا طریق اختیار کریں تاکہ دین و دنیا میں ان کا بھلا ہو اور وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے جو ان کے شامت اعمال کے سبب سے ان کے عائد حال ہو رہی ہیں نجات پاویں اس اجنبیت کو دور کرنے کے لئے جو ہر ایک مذہب میں باوجود ایک خدا ہونے کے پیدا ہو گئی ہے اور واحد خدا کی مخلوق غلط کاریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر راستبازوں کی نسبت بدظنیاں پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں سے ناآشنا ہو گئے اور وحدت کے اصول سے نفع حاصل کرنا بھول گئے تھے اور اس غرض کے لئے کہ نفرت و کدورت باہمی دور ہو جائے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیم کے قریب آ جائے۔ اس زمانہ کے امام مصلح۔ مجدد۔ یادگار حق نے خدا کے حکم سے علی الاعلان اشتہار دیا ہے کہ میں مسلمانوں کیلئے مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے آنیوالا مسیح ہوں اور آریوں اور ہندوؤں کے لئے وہ نشکلنک یا کرشن اوتار ہوں جو اس زمانہ میں وعدہ دیے گئے ہیں۔ جن روایات یا اندراجات کتب الہامی کی بناء پر یہ عقیدہ کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا مصلح موعود خدا کی طرف سے آنیوالا ہے قائم ہوا ہے ان روایات اور اندراجات کو اس مدعی نے معقولی اور منقولی رنگ میں اپنے دعوے کو پیش کیا ہے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کر کے نہایت واضح دلائل پیش کئے ہیں وہ خدا کے فضل اور اس زمانہ کے . . . آسمانی اور زمینی نشانات سے کامیاب ہوا ہے اور ان سب باتوں کا اپنی تالیفات اور تصنیفات میں اس نے مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ یا پیغام کسی حسد عداوت یا خود غرضی کی بناء پر نہیں ہے بلکہ محض خیر خواہی سے خدا تعالیٰ کے امر سے وہ اس پر قائم ہوا ہے۔ اس نے جملہ مذاہب کے پاک بانیوں اور ان کے راستبازوں سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے اس تعلق کو جو وہ اپنے اخلاص اور محبت سے خدائے یگانہ کے ساتھ رکھتے تھے نہایت صفائی سے بیان کیا ہے اور اس کا اقرار کیا ہے۔

ہاں اس حق پرست خدا کے غیرت مند موعود نے انکی ایسی عظمت کو جو خلاف شان خدا و صفات خدا اور ان پاک برگزیدوں کی تعلیم کے منافی ان کے ماننے والوں نے ظاہر کی ہے تسلیم نہیں کیا اور اس بات پر اس خدا کے واسطے غیرت مند نے سختی سے زور دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ وہ اس غلطی کو دور کریں اور صرف اسی قدر عظمت اور عزت کسی بانی مذہب کی تسلیم کریں جو خود خدا نے ان کو دی ہے یا انکی سچی تعلیم سے پیدا ہوتی اور خدا کی صفات کے منافی نہیں ہے اس تعلیم کے پھیلانے اور اس حق و صداقت کے ظاہر کرنے میں بیشک اس نے کسی مذہب یا اہل مذہب کا لحاظ نہیں کیا اور کسی قسم مداہنت یا بیجا خوشامد کے طریق کو پسند نہیں کیا اور نہ کسی کی ناراضگی یا بدگوئی کی پرواہ کی ہے۔ اس کی یہ تعلیم جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور شان کو قائم کرتی ہے اس کی ہر ایک تصنیف میں نہایت صفائی سے موجود ہے اور اس سچی اور پاک بے عیب تعلیم کو پیش کرنا ہر ایک احمدی کے لئے فخر کا موجب ہے۔

اس نے اس طوفان سے بچنے کے لئے جو طبائع کی شورش اور فساد سے خلاف منشاء الٰہی عالم میں پیدا ہوا ہے یا کسی طوفان ہلاکت کے آئندہ پیدا ہونے کی خبر ہے ایک سفینہ تیار کیا ہے جس کا نام کشتی نوح رکھا گیا ہے۔ یہ ایک رسالہ ہے جو ملک میں شایع ہوا ہے قوم احمدی کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم کیلئے عموماً بہت مفید اور مبارک سبق اسمیں درج ہیں اور امام کا حکم ہر ایک احمدی کو یہ ہے کہ جو مرید اس کتاب کے سبقوں کو حفظ کرتا اور اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے وہی اس کا مرید ہے اور وہی ہے جو خدا کے نزدیک اسکی کشتی پر سوار یا سوار ہونے کا امیدوار ہے وہ بیشک اس زمانہ کا نوح ہے مگر اس کی کشتی صرف اسی شخص کو اس زمانہ کے طوفان سے بچا سکتی ہے جو اس کے حکموں پر چلتا اور اسکی ہدایتوں کو عمل میں لاتا اور اسکی تعلیم کا صدق دل سے پابند ہوتا ہے۔ وہ جو اس کے حکموں کی پیروی نہیں کرتا اور اسکی پاک باتوں کا شنوا نہیں ہوتا اور اسکی پاک تعلیم کی پرواہ نہیں کرتا اور اسکی شرائط بیعت کا پابند نہیں ہوتا وہ اسکی کشتی سے دور ہے اور وہ خدا کے فضل سے مہجور ہے وہ خدا جو کہ دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو اور وہ جو حال کو دیکھتا ہے نہ کہ قال کو ایسے مرید کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا اور وہ باوجود قریب ہونے کے دور رہے گا اس کا مرید ہونا کچھ کام نہیں آئے گا وہ ہلاکت کے حوالہ کیا جائے گا۔ جہاں سوائے دانت پیسنے اور رونے کے اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اب میں یہاں ہر ایک اہل دل عقلمند با ہوش و حواس انسان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ایسا انسان جس کی یہ تعلیم ہے اس قابل ہے کہ رد کیا جائے اور اسکی ایسی پاک تعلیم سے انکار کیا جائے۔ اور اسکی ہمدردانہ کارروائیوں کو نابود کرنے کے لئے ناکامیاب کوشش کیجائے اور بدظنی کا مواد پیدا کر کے ان حقایق حقہ کو جو وہ ظاہر کرتا ہے برے اور خلاف پیرایوں میں دکھلایا جاوے اور اس کو ایک مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ثابت کرنے کی کمزور کوشش کیجائے اللہ اللہ اگر یہ غریب صلح جو برگزیدہ انسان جو ہر رنگ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا آسمانی مرضی سے خیرخواہ وفادار ہے اور ہر وقت گورنمنٹ کی حمایت کے لئے تیار ایک کثیر جماعت کا امام اور سردار ہے مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ہے تو پھر مشرق سے مغرب تک کسی خیرخواہ گورنمنٹ کا پیدا ہونا یا تلاش کرنا سخت مشکل اور محال ہے۔

اے دیکھتی آنکھو اور اے سننے والے کانو ان صداقتوں اور سچی باتوں کا جو نہایت وضاحت سے سچے اور صحیح اقرار سے روز روشن میں بلا خوف لومۃ لائم کے ملک کے اندر ظاہر ہو رہی ہیں۔ انکار کرنا اور ان کو پوشیدہ کرنا تم کو کیوں پسند آیا ہے۔ اے اسلام کے ماننے والی قوم جو پہلے ہی ۷۲ کی فرقہ بندی میں مبتلا ہے کیوں اسلام کے اقبال و دولت کا زوال چاہتی ہے کیوں اس کو اچھے حال میں دیکھنا پسند نہیں کرتی کیا یہ بات سچ ہے کہ (محمد) نے جو حساب جمل یعنے ترتیب ابجدی کے لحاظ سے ۹۲ کا عدد اپنے اندر رکھتا ہے ہفتاد و دو یعنے بہتر فرقے تجھ میں پیدا کر دیے ہیں۔ اب کہ دنیا کا آخری دن ہے اور فیصلہ کا وقت قریب ہے اس حسد کو چھوڑ اور خدا کے پاک منشاء کو سمجھ اور اس آخری صلح و آشتی

جھنڈے کے نیچے آتا کہ خدا کا ہاتھ تیرا محافظ ہے۔ دیگر اہل مذاہب شاید عداوت اور بغض کی وجہ سے اسلام کی ترقی و اقبال کے خلاف کوشش کرنا اپنی بہتری کا موجب سمجھتے ہوں۔ مگر مجھکو ان سے یہ توقع ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور کہ وست نگر رہتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے دیکھو تو غیروں کی ہم زبان نہ ہو اپنے اور بیگانے میں تمیز پیدا کر اور خدا کا خوف کر خیر خواہ کو بد خواہ مت خیال کر بیگانوں کی مخالفت پر تو خوش نہ ہو جنہیں تو اس کو بیگانہ سمجھیں گے مگر تیرا تو وہ واقعی یگانہ ہے پس تو یگانہ کو بیگانہ سمجھ باز آ باز آ خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

مسیح موعود کی پاک اور مقدس تعلیم کی نسبت بدگمانی پیدا کرانا گویا آفتاب کو چھپانا ہے یہ تعلیم کیا بلحاظ نظام جسمانی کے اور کیا بلحاظ نظام روحانی کے امن کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کا لانے والا محبت و وفا صلح و اتقا صدق و اخلاص سے خمیر کیا گیا ہے وہ راستی کا عصا ہے مبارک ہے سلطنت انگلشیہ جسکی ظل حمایت میں خدا نے اس کو قائم کیا ہے یہ سلطنت اپنے عدل و انصاف اور مذہبی صداقتوں کو غیر متعصبی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لاثانی ہے اسی لئے مختلف المذاہب قوموں پر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اقتدار عطا بخشا ہے اور مسیح موعود جیسا دعاگو اور احمدی قوم جیسی تابعدار و وفادار و دیانت داری سے اپنے فرایض کو ادا کرنے والی قوم اس کو عطا کی ہے

ہاں قادیان ہی وہ دارالامان ہے جس سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیمیں نافذ ہوتی ہیں۔ قادیان کے اندر احمدی قوم کے امام اور سردار کے زیر سایہ زندگی بسر کرنیوالے بزرگ ہی اس قابل ہیں کہ دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ان بزرگوں کی شب و روز کی دینی خدمات جو وہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے بجا لا رہے ہیں اس لائق ہیں کہ اسلام کی بہتری چاہنے والے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر کرنیوالے ان کی پیروی کریں۔

اسی امن و امان کے مکان سے حق و صداقت کی حمایت ہوتی ہے۔ اسلام کے وہ انوار جن سے دنیا بے خبری کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے اور جن کی حق کے متلاشیوں کو ضرورت ہے قادیان کے مشرق سے نمودار ہو کر خدا کے بے نفس بندوں کے ذریعہ سے اکناف عالم میں یورپ اور امریکہ تک پھیل رہے ہیں۔ ان مہاجرین کے اقوال و افعال دین کی نورانیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کا حال و قال فنا فی اللہ کا رنگ دکھلا کر پورے جوش سے اسلام کی ترقی پر تلا ہوا نظر آتا ہے ان کی جسمانی ہمتیں اور دعائیں رات دن اس خدمت میں مصروف ہو رہے ہیں۔ اسی دارالامان میں وہ درس گاہ بھی قائم ہے جو اسم بامسمی تعلیم الاسلام ہے۔ گلستان اسلام کے نو خیز نونہال جو اس درس گاہ میں تعلیم پاتے ہیں ان کی پرورش جس طریق سے اس چمن میں ہو رہی ہے اور آسمانی باغبان کی نگرانی میں جس طرح سے ان پودوں کی آبیاری کیجاتی ہے نور الدین جیسا نافع الناس عالم بے بدل جس کا علم قرآن اور جس کا روشن دماغ ہر ایک میدان میں بالاسے بالا۔ دلائل حقیت اسلام پر پیش کرتا ہے انجمن صدر احمدیہ قادیان کی صدارت پر ممتاز ہو کر اپنے بے نفس اصحاب کی مدد سے اس درس گاہ کی خور و پرداخت میں مشغول ہے۔ صبح سے لیکر شام تک ہر ایک طبقہ میں ہر طرح کے علوم کا فیضان بانٹ رہا ہے۔ درس قرآن۔ درس حدیث۔ درس فقہ۔ درس علم کلام۔ درس تصوف۔ درس علم طب غرضیکہ ہر ایک شاخ میں اسی کا علم حسب قوم اور مخلص خادم مسیح موعود کا روشن دماغ کام کر رہا ہے۔ اور مولوی سید محمد احسن صاحب جو علم مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں مخالفین کی تحریرات اور تصنیفات کے قلع و قمع کرنے میں سرتاپا مصروف ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر اپنے ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ یورپ اور امریکہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے اسلام کی زبردست تحریک کر رہا ہے اور اس سلسلہ کا سردار اور امام حضرت مسیح موعود اپنی روحانی فوج کے ساتھ رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے اور اپنے پاک انفاس سے ہر قسم کے باطل کو پاش پاش کر کے اپنی روحانی فوج کی ترقی کے واسطے میدان خالی کرا رہا ہے جس سے امید پختہ بڑھ کر یقین دلاتی ہے کہ گلستان اسلام کی پر رونق بہار کے دن آنیوالے ہیں۔

دارالامان کے بزرگوں کی مساعی جمیلہ جسطرح اسلام کی پاک روشنی کو ظاہر کرنیوالی ہیں اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ملک میں امن و امان کی روح پھونکنے والی ہیں اس سلسلہ احمدی کے سردار کی تعلیم اور ان بزرگوں کی نصائح مبارک ہیں قوم کے حق میں۔ مبارک ہیں گورنمنٹ کے حق میں وہ دل جو اس سرزمین میں تیار کئے جاتے ہیں یا تیار کرنے کی کوشش کیجاتی ہے سچے ہمدردوں میں اسلام کے اور سچے ہمدرد ہیں بنی نوع انسان کے اور سچے ہمدرد و وفادار دل ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے دارالامان کا ہر ایک اخبار یا رسالہ ہر ایک تحریر چھوٹی ہو یا بڑی اس وفاداری کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے جو ان کا امام خدا کے حکم سے ان کو دیتا ہے۔ مبارک ہیں وہ احمدی جو اس وفاداری کے سبق کو یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ بزرگان قوم جو یہ وفاداری کا سبق یاد کراتے ہیں اور مبارک ہے وہ مقام جس سے یہ وفاداری کی تعلیم ملک میں پھیلتی ہے اور مبارک ہے وہ امام جو اس وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور بہت مبارک ہے وہ گورنمنٹ جس کے عہد حکومت میں یہ وفاداری کی تعلیم محض صدق و راستی کی پیروی کر کے خدا یکتا کا جلال پھیلانے کے واسطے دیجاتی ہے تاکہ جیسی اسکی مرضی آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو اور آسمان و زمین کا صرف ایک ہی یگانہ خدا تسلیم کیا جائے اور اسی کی سچی فرمانبرداری کی جوا گردن پر رکھا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ ہر قسم کی قدرت اور طاقت تیرے ہی ہاتھ اور حقیقی نجات تیرے ہی فضل پر موقوف ہے۔

آخر پر حضور مسیح موعود کا ایک چھوٹا سا خط درج کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام تحریر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس غربت و مسکینی سے خدا کا حکم پہنچانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ یہ مختصر خط بجائے خود احمدی قوم کیلئے ایک یاد رکھنے والا سبق ہے۔ جس سے زندگی بسر کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنے امام کے حکموں پر چلنے کی پوری توفیق بخشے اور ایسا ہو کہ وہ امام کے منشاء کے مطابق وفاداری کا طریق اختیار کریں اور غربت اور عجز سے زندگی بسر کرنیوالے ہوں

حضرت مسیح موعود کا پورا نا خط حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جل جلالہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دینے لگتے ہیں) دکھاوے۔ ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء

حضرت مسیح موعود کا عاجز خادم خاکسار میر حامد شاہ۔ حال مقیم قادیان۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۲ء

کلام المسیح

آج ۵ ستمبر صبح ۹ بجے حضرت روح اللہ کے دست مبارک پر دس بارہ آدمیوں نے دار البرکات کے صحن میں بیعت کی۔

حضور نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ عرض ہے۔ کیونکہ عاجز کو وہاں حاضری کا موقع مل گیا تھا۔ فلیبلغ الشاهد الغائب

حدیث میں آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی۔ تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنالے یا جہنم۔

انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا ہی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قایل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جاوے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کیجائے اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے اس کے حضور میں جھک جائے اور اس کا امن مانگتا رہے عذاب آنے پر گڑگڑانا اور رونا چلانا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا کا عذاب چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہو ایک عیسائی ایک آریہ ایک چوہڑا بھی اس وقت پکار اٹھتا ہے کہ الٰہی ہمیں بچائیو۔ اگر مومن بھی ایسا کرے تو پھر اس میں اور غیروں میں فرق کیا ہوا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ عذاب آنے سے قبل خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لا کر خدا کے حضور گڑگڑاوے۔ اس بات کو اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ کہ مومن وہی ہے جو عذاب آنے سے پہلے کلام الٰہی پر یقین کرکے عذاب کو وارد سمجھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے دعا کرے دیکھو ایک آدمی جو توبہ کرتا ہے دعا میں لگا رہتا ہے تو وہ صرف اپنے پر نہیں بلکہ اپنے بال بچوں پر اپنے قریبیوں پر رحم کرتا ہے کہ وہ سب ایک کے لئے بچائے جا سکتے ہیں ایسا ہی جو غفلت کرتا ہے تو نہ صرف اپنے لئے برا کرتا ہے بلکہ اپنے تمام کنبے کا بدخواہ ہے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ مشتعل ہے نہیں معلوم کہ آیندہ موسم طاعون میں کیا ہونیوالا ہے اس کا کلام مجھے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آگے سے بڑھکر مری پڑے گی پس مومنو! قوا انفسکم واهلیکم نارا۔ دعا میں لگے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاکلون کما یاکلون الانعام والنار مثوی لهم۔ یعنے چارپایوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائیگی۔ چاہیے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا اسے ذلیل نہیں کرتا جو اسکی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آجکل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے تنہائی میں دعا کرو۔ کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو۔ کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو۔ تا خدا کے حضور اجر پاؤ۔ حضرت علی کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جس پر قابو پاچکے تھے ان کے منہ پر تھوکا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے پوچھا کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آگئی اس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نفسانی کاموں سے اسقدر الگ ہیں تو مسلمان ہو گیا ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے جو کئی تقریریں اور وعظ نہیں کرتے۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

بازدعوے کا مقدمہ اور مسلمان بی بی کا عیسائی نکلنا

جناب من۔ فیروزپور کا شہاب الدین ناطق والا مقدمہ جسمیں انہوں نے اپنی بیوی پر باز دعوی کی نالش کی تھی جب منصف صاحب فیروزپور کی عدالت سے ڈگری ملگئی تو اجرائے ڈگری کے وقت مولوی فضل الرحمن نے جو مدعی کے خسر ہیں کہا کہ مدعی کی بیوی عیسائی ہو گئی ہے اور چونکہ عیسائی ہو جانیسے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا مدعی کو باز نہیں ملسکتا ہے۔ اسپر مدعی نے صاحب سشن جج فیروزپور کی عدالت میں اپیل کیا۔ صاحب سشن جج نے نہایت دادرسی اور حق شناسی کے واقعات اور شہادتوں کی بناء پر نہایت منصفانہ فیصلہ دیا کہ لڑکی جس کے باز دعوی کی نالش ہے بدنیتی سے عیسائی ہے۔ یا بنائی گئی ہے۔ واقعات اسکی نیک نیتی کی شہادت نہیں دیتے اور شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ اب بھی عملاً اسلام کی پابند ہے۔ لہذا چونکہ بدنیتی سے وہ عیسائی ہے۔ اسلئے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ مدعی کو باز ملنا چاہیئے۔ اگر مسز مریم زینب مسماۃ جنت بی بی دختر مولوی فضل الرحمن وزوجہ شہاب الدین ناطق) اپنے خاوند کے گھر نہ جائے تو ۶ ماہ کے لئے سول جیل میں بھیجی جائے۔ اسپر لڑکی کے ہٹ دھرم باپ نے چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے جو رکھ لیا ہو گیا ہے سمن جاری ہونیوالے ہیں دیکھئے فاضل جج اس اہم مقدمہ میں کیا فیصلہ دیتے ہیں گو صاحب سشن جج کا فیصلہ قابل اعتراض نہیں مگر تاہم آنریبل جج کے فیصلہ کا ضرور انتظار ہے۔ علمائے دین کو اس موقع پر ضرور اس مسئلہ کے فیصلہ کیطرف کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ (راقم ناظر)

محکمہ ڈاک میں مزید رعایات

وزیر ہند نے اس محکمہ میں ذیل کی مزید رعایات منظور کی ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس و تجارت کے ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے اعلان شایع ہو گیا ہے + رعایات۔ نصف آنہ میں جہانکہ آگے ½ تولہ (ڈیوڑھ) تولہ وزن کی چٹھی ہندوستان میں بذریعہ ڈاک جاسکتی تھی۔ اب اس کی بجائے ایک تولہ تک جاسکیگی۔ (۲) ایک آنہ میں جہانکہ آگے صرف ½ تولہ وزنی چٹھی جاسکتی تھی اب دس تولہ تک جاسکیگی۔ اور ہر دس تولہ یا دس تولہ کی کسر کیلئے ایکآنہ چارج کیا جاویگا۔

ناظرین۔ ہمارا پرچہ من جانب حکیم ڈاکٹر غلام محمد ... دروازہ لاہور کا ضمیمہ ملاحظہ سے گذریگا۔

انجمن احمدیہ مونگیر اور ہماری احمدیوں کو دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ انجمن احمدیہ مونگیر (جو قریب چار برس سے قائم ہے ۔ مگر بے توجہی ممبران کی وجہ سے عملی کارروائی بہت کم کر سکی ہے) کے چند ممبر اب بموجب ارشاد و تاکید حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس انجمن کو مطابق قواعد شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مضبوطی کے ساتھ قائم کر کے صدر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ قرار دیجائے تا کہ عملی کارروائی اب سے برابر پوری کامیابی کے ساتھ عمل میں آیا کرے ۔ مگر چونکہ صوبہ بہار میں ابھی تک احمدیوں کی جماعت بہت مختصر اور مختلف جگہوں میں ہے اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار بمقام مونگیر جمع کیا جائے اور بمشورہ کل احباب کے امور طے پائیں ۔ چنانچہ جن حضرات کے نام ممبران انجمن کو معلوم تھے اُن کے نام سے خطوط دعوت بھی روانہ کئے گئے ہیں اور اب اس اخبار گوہر بار کے ذریعہ سے بھی اضلاع مونگیر بھاگلپور' پورینہ' پٹنہ' مظفرپور' دربھنگہ' چھپرا' شاہ آباد' ہزاری باغ وغیرہ غرضیکہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ مونگیر کو باضابطہ بنانے کے لئے کمیٹی ہوگی اُس میں آپ کل صاحبان کی شرکت بہت ضروری ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام کو دینی کام سمجھ کر اور اپنے اقرار "دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" کا خیال فرما کر ۲۲ ستمبر کو ہی بمقام مونگیر بمحلہ لال دروازہ غریب خانہ پر اس عاجز کے کہ جہاں احباب کے قیام اور کمیٹی کا بندوبست کیا گیا ہے تشریف لائینگے ۔ اور اپنے آنے کی اطلاع سے کم سے کم چار روز قبل بھی ضرور خاکسار کو مطلع فرمائینگے ۔ اگر آپ لوگوں نے اس پہلی ہی سیڑھی پر بے توجہی سے کام لیا تو صوبہ بہار کی اس پہلی احمدیہ انجمن کا قیام بھی محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اور مقاموں میں بھی انجمنوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جائے ۔ مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کے دل میں جوش پیدا کریگا اور آپ لوگ اپنا اپنا دنیاوی نقصان گوارا کر کے بھی ضرور تشریف لائینگے ۔ اور پھر ایک جہتی کے ساتھ ایسا کام کرینگے کہ صرف اس ایک انجمن کا قیام کیا صوبہ بہار کے کم سے کم ہر شہر میں بہت جلد جلد احمدیہ انجمنیں قائم ہو جائینگی ۔ اخیر میں ایک عرض یہ ہے کہ جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ صرف اپنی ہی ذات تک اس خبر کو محدود نہ رکھیں بلکہ جن جن احباب سے وہ واقف ہوں اُن تک بکوشش تمام اس خبر کو خود سے جا کر یا بذریعہ خط پہنچائیں اور مجبور کر کے اُنکو اپنے ساتھ لائیں ۔ خدا اسکا اجر دیگا ۔ فقط

(آپکا مخلص بھائی حکیم محمد خلیل پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ مونگیر)

استفسار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اما بعد عرض چنان است کہ در معنے این آیۃ شریف کہ در سورۂ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنّٰت النعیم ۝ ثلّۃ من الاولین ۝ وقلیل من الاٰخرین ۝ کہ مردم میگویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابہ محمد رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابہ مسیح موعود ہستند ۔ این معنے نزد مابان درست نیست بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہ بسیار ہستند و در آخرین صحابہ اندک ہستند ۔ وایضاً در اتباع مسیح موعود در آن کسان کہ در مدت اول در بیعت داخل ہستند در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند ۔ ہر چہ معنے دیگر مردم ہست درست نیست ازین سبب کہ آن از سورۂ فاتحہ مخالف ہست زیرا کہ این ہم یک نعمت عظیم است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابۂ محمد رسول اللہ بسیار بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا داده نشده است ۔ دیگر اینکہ از حدیث شریف نیز مخالف ہست کہ پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران ہست معلوم نمی شود کہ اولش خیر است یا آخر آن ۔ و از این آیۃ شریف نیز مخالف ہست ۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورہ التوبہ ۔ و ازین آیۃ شریف نیز مخالف ہست سورۂ جمعہ ۔ وآخرین منہم الخ الحرض درین امر فیصلہ میخواہم ۔ دیگر اینکہ دعای جامع میخواہیم کہ در حق مابان عاجزان مرحمت فرمودہ شود ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ العارض عبد الستار افغان از قادیان ۔ و غلام محمد افغان از قادیان ۔

جواب از طرف حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی ۔ این عاجز از صبح بیمار است اسہال و پیچش است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ در آیت ثلّۃ من الاولین وقلیل من الاٰخرین بیان آن واقعہ ہست کہ در آن زمانہ بظہور آمدہ و مراد این ہست کہ آنانکہ در اول حالت اسلام با وجود قلت جماعت و صدہا مصائب و شدائد داخل اسلام شدند و از ہمہ نوع مصیبت ہا دیدند و صدق و وفا خود ظاہر نمودند و جان ہائے خود درین راہ و اہدایا برائے دادن طیار شدند آن گروہ مقربین ہست لیکن این صورت اخلاص آنانرا کم میسر آمدہ کہ در حالت فتح و نصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس از ایشان مقربان کم ہستند و ہمین قاعدہ در زمانہ مسیح عائد می شود ۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ ۔ نکات فرمودہ حضرت حکیم الامۃ

۱۔ خدا کی رحمانیت اور فضل میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت کیلئے کسی جاذب کی ضرورت نہیں مگر فضل کے لئے کسی جاذب کی ضرورت ہے ۔

۲۔ فضل کا جاذب ایمان ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ لازم ملزوم ہیں ۔

۳۔ نجات فضل سے ہے اور فضل کو ایمان کھینچتا ہے ۔ جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا جائیگا ویسے ویسے اعمال صالحہ بھی ترقی کرتے جائینگے ۔

۴۔ اعلےٰ درجہ کے انسانوں سے تعلق پکڑنے سے واہیات خیالات دور ہو جاتے ہیں ۔

۵۔ سیار خدا کو ڈھونڈ کر کبھی اسکے پاس چلا جا کیونکہ وہ خدا کے پاس ہی رہتا ہے ۔

۶۔ بہت بکواس آدمی کے قلب کو مردہ کر دیتا ہے ۔

۷۔ کیمیا گروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں سمجھی اگر وہ قانون قدرت پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

فیصلہ قرآنی پر نظر

یکم اگست ۱۹۰۷ء کے روزنامہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون منجانب ڈاکٹر حاجی نورحسین صاحب انچارج سول ہسپتال وانو (وزیرستان) بعنوان "فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی" دیکھنے میں آیا اس کو دیکھکر مضمون نگار صاحب کی عقل وفکر پر کمال افسوس ہوا کہ کیونکر ان صاحب نے "فیصلہ قرآنی" عنوان رکھنے کے باوجود قرآنی دلائل سے گریز کیا ہے۔ چونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے اس پر بطور قولہ واقول کے کلام کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی سعید روح اس سے فایدہ حاصل کر لے بنابریں اسی طرز (قولہ واقول) پر فیصلہ قرآنی پر نظر کی جاتی ہے اور پیسہ اخبار روزانہ کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ براہ عنایت اس کو اپنے اخبار میں کسی جگہ دیکر مشکور فرماویں جیسے کہ انھوں نے ڈاکٹر صاحب کا مضمون درج کر دیا ہے اس لئے جواب کا درج ہونا بھی پیسہ اخبار میں ضروری ہے۔ اگر پیسہ اخبار نے اس مضمون کو درج نہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ پیسہ اخبار میں انصاف کا مادہ بالکل مفقود ہے۔

قولہ۔ آجکل کے شور وشغب کے زمانے میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عجیب مصائب وحوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ انحراف احکام الہی کا نتیجہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ علماء دین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں۔

اقول۔ جب آپ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس زمانے میں اُمت محمدیہ صلعم کا ایسا خراب حال ہو رہا ہے اور وہ ہر ایک طرح کے حوادث و مصائب سماوی میں مبتلا ہو رہی ہے تو گویا خود اس ضرورت کو آپنے تسلیم کر لیا ہے کہ جسکا دعوے حضرت میرزا صاحب نے کیا ہے کیونکہ میرزا صاحب کا بھی یہی دعوے ہے کہ میں حکم عدل ہو کر اور مسیح موعود ومہدی معہود ہو کر ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں کہ جنکا ڈاکٹر نورحسین صاحب نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ میرزا صاحب کا کام اُن تمام بدعات سیئہ کو مٹانا اور عجیب مصائب وحوادث سماوی سے بچنے کی تدبیریں بتلانا ہے جس سے کہ وہ اُن میں گرفتار ہونے سے بچ جاویں اور ایسا ہی اس ایک بڑے سے بڑے اور مشرک بنانے والے بدعت کو دور کرنا بھی ملحوظ خاطر ہے کہ جس میں مبتلا ہو کر کثیر التعداد مسلمانوں نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھا کر آنحضرت صلعم کی توہین روا رکھی ہے۔ جس سے ایک نصرانی کو یہ کہنے کا حوصلہ دلایا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کی اللہ تعالےٰ کو ہرگز ہرگز خاطر منظور نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلعم سے باوجودیکہ کفار نے او ترقی فی السماء کہکر آسمان پر چڑھنے کا معجزہ مانگا مگر پھر بھی اُن کو آسمان پر نہ چڑھایا گیا اور هل كنت الا بشرا رسولا کہکر ٹالدیا گیا یعنے بشریت کو آسمان پر چڑھنے سے مانع ٹھیرایا مگر حضرت عیسیٰ کو باوجود بشر ہونے کے بھی آسمان پر چڑھا لیا جس سے یہ استدلال کرنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ یا تو حضرت عیسیٰ بشر نہیں ہیں اور یا وہ قول کہ هل كنت الا بشرا رسولا صرف آنحضرت صلعم کو ٹالنے کے لئے تھا جس سے اُس کے سچے قول ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم بشریت کی وجہ سے آسمان پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو حضرت عیسےٰ بھی اگر بشر ہیں تو نہیں چڑھ سکتے اگر چڑھے ہیں تو بشر ثابت نہ ہونے سے ہی قول بالا سچا ہو سکتا ہے جس سے عیسائیوں کی بن آتی ہے۔ ایسا ہی یہ بدعت بھی بڑی سے بڑی بدعت ہے جو یقین کیا جاتا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کو مخالفوں نے جب چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک ایسی غار میں جانے کا امر کیا کہ جس میں سانپ تھے جن میں سے ایک نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹا بھی تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے اُن کو گھیرا اور مار ڈالنا اور پکڑنا چاہا تو بقول ان عقل کے دشمنوں کے خدا تعالےٰ نے اُنکو آسمان پر اُٹھا لیا تا کہ کسی طرح کی اُن کو زمینی ایذا نہ پہنچ سکے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ کو ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھایا تھا تو کیا اللہ تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایسا یہودیوں کا خوف طاری ہو گیا تھا جو زمین پر بچانا محال لازم آگیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ الخ کی مصداق ہے ایسی ہی سخت تھی کہ اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ اُن کے حملے سے حضرت عیسےٰ کو محفوظ زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا؟ اگر نعوذ باللہ ایسا ہی تھا تو یہ بتلانا فرض ہوگا کہ آنحضرت صلعم کو کس طرح بچا سکا کیونکہ عرب کی جنگجو قوم بھی کسی طرح کم نہ تھی جیسے کہ اُن کے کارناموں سے پایا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر پچاس پچاس برس کی لڑائی رہتی تھی اور ہزاروں کا خون خرابہ ہو جاتا تھا کیا ابوبکر اور تغلب کی لڑائی کا واقع آپکو بھول گیا؟ جب ایسی سخت قوم سے آنحضرت صلعم کو بچا لیا اور بڑی آسانی سے بچا لیا تو پھر یہودیوں سے ایسا خوف کھانا نعوذ باللہ کیسے تسلیم کیا جاوے؟ اس کے علاوہ ایک نصرانی یہ بھی اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کا ہرگز ہرگز پاس نہ تھا کیونکہ جب آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے آپ کو گھیرا تو آپ کو ایسی غار میں جانے کا حکم ہوا کہ جس میں جان کا خطرہ تھا یعنے سانپ تھے مگر جب ویسا ہی واقع حضرت عیسےٰ کے ساتھ پیش آیا تو اُن کو فوراً آسمان پر چڑھا لیا تا کہ ہر طرح کے زمینی صدمہ سے محفوظ رہ سکیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت عیسےٰ کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے زیادہ عزت ہے۔ غرضکہ ایسی ایسی ہزاروں بدعات ہیں جو جاری کر رکھی ہیں مگر تعجب تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نورحسین صاحب کو باوجودیکہ یہ امر مسلم ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے اُنکا ایسا خراب حال ہو گیا ہے کہ وہ **بدعات سیئہ** جاری کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ آنحضرت صلعم کی توہین کرنے کے درپے ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ گویا وہ یہودیوں سے نعوذ باللہ وہ ایسا ڈرا کہ اُس کو آسمان سے ورے حضرت عیسےٰ کے بچانے کی کوئی جگہ ہی نظر نہ آئے۔ میرزا صاحب کے مبعوث ہونے پر بُرا مناتے ہیں حالانکہ جو ٹکڑے پارچے دین کے علماء نے کر دیئے ہیں اُن کے جوڑنے کی از حد ضرورت ہے۔ پھر نہ معلوم ڈاکٹر جی کو کیوں

میرزا صاحب کا مبعوث ہونا زہر ہلاہل کی طرح نظر آیا؟ جب کہ وہ خود دیکھتے ہیں کہ امت مرحومہ عجیب مصائب و حوادث سماوی میں مبتلا ہے کیا قرآنی فیصلہ لکھتے وقت ظہر الفساد فی البر و البحر کا نقشہ نظر کے سامنے سے اوتر گیا تھا کہ کیونکر ایسے وقت میں مامور من اللہ کا آنا نہایت ضروری ہے؟ اگر اس بات سے آپ نے جان بوجھ کر اغماض کیا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآنی نہیں ہے بلکہ مکائد شیطانی ہیں کہ باوجود تسلیم ضرورت مامور کے مامور پر حملہ بازی کی جاتی ہے۔

قولہ۔ ان میں سے ایک تو میرزا صاحب ہیں جنھوں نے دعوے مسیح موعود کیا ہوا ہے گوکہ **علماء کرام** نے آپ کو ہزاروں چیلنج دیئے اور میدان میں مباہلہ و مباحثہ کے واسطے بلایا مگر آنجناب قادیان سے باہر نکلے

اقول۔ خود ہی غور کریں کہ جن علماء کی ایسی گندی حالت کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپ کے ہی الفاظ میں آپکے رو برو پیش کی جاتی ہے کہ "علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں" کیا وہ اس لائق ہیں کہ آپ اُن کو "علماء کرام" کا خطاب دیں یا کوئی اُن سے کسی قسم کا بحث مباحثہ یا مباہلہ کرے؟ میرے خیال میں آپ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ خود ہی اُنکو علماء کرام بنا کر اُن سے بحث مباحثہ و مباہلہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہیں کہ کیوں میدان میں نہیں نکلے؟ اجی! مرزا آدمی! کیا کہہ رہے ہو کچھ ہوش کی دوائی کر فیصلہ قرآنی لکھا ہوتا؟ کیا یہ علماء جن کو آپ مخرب دین بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالے۔ اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے بنیاد کی نئے فرقے بنانے والے تسلیم کرتے ہیں اس لائق ہیں کہ اُن سے کسی قسم کا مباحثہ کیا جاوے میرے خیال میں آپ جیسا اگر ایسا خیال کرے تو اُس کی کمال دانائی پر دال ہے۔

قولہ۔ حضرت اقدس خواجۂ عالم قطب زمان **مجدد دوران** آل عبا حضرت مخدومی سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ میں ہرگز نہ آئے۔

اقول۔ **مجدد دوران** کا لقب پیر جی نے کب سے اختیار کیا ہے؟ آیا یہ لقب پیر گولڑوی صاحب کو خدا کی طرف سے الہامی عطا ہوا ہے یا پیراں نمی پرند و مریدان می پرانند کی مثل کو پورا کرنے کے لئے آپ نے پیر صاحب کی گردن پر یہ احسان کیا ہے کہ جس بات کی اُنکو کبھی جرأت نہ ہو سکی وہ بات اُن کے لئے تحریر کر ماری؟ کیا میرزا صاحب گولڑوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے یا گولڑوی صاحب تفسیر القرآن لکھنے سے بوجہ اپنی کم علمی کے انکار و فرار و حیلہ و بہانہ کر کے رو پوش ہوئے اور اب اُن کے چیلے چانٹے گپ بازیوں سے دل خوش کر کے پیر جی کی جے کار اگ آلاپ رہے ہیں؟

قولہ۔ میرزا صاحب اپنے آپ کو بروزی نبی بتلاتے ہیں مگر اس کی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ہرگز نہیں لاتے حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جتنے نبی و مرسل آچکے ہیں اُن میں سے کسی ایک بروزی کا نام لیجئے یہ دعوے ختم نبوت کے برخلاف ہے۔

اقول۔ میرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے دعوے کے متعلق نہ ایک نہ دو بلکہ بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جو کہ قرآن و حدیث عقل نقل کے علاوہ نشانات سماوی و زمینی پر بھی مبنی ہیں مگر آپ نے یا تو میرزا صاحب کی کتابیں نہیں مطالع کی ہیں یا پیر جی کی مدح سرائی نے آپ کو حق کی تکذیب کرنے کے لئے بھڑکایا اور یا ایں ہمہ مخلوق کو دھوکہ دینے کی خاطر فیصلہ قرآنی کا عنوان لکھوایا۔ حالانکہ آپ کے مضمون میں اس کی کچھ بھی جھلک نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جسقدر انبیاء گذرے ہیں اول تو اُن کا نام وجال اللہ تعالے نے ظاہر نہیں کیا بلکہ صرف یہی کہکر فیصلہ کر دیا کہ منھم من قصصنا ومنھم لم نقصص دوئم آپ کو تمام انبیاء کے بروز دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جس حالت میں کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہر ایک مومن مسلمان تسلیم کرتا ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ یہ آنحضرت صلعم کے لئے ہی کہا گیا ہے اور اعلے وجہ البصیرت کہا گیا ہے کہ ؎ حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری - آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ✣ پس جب آنحضرت صلعم کے اندر تمام انبیاءؑ کے کمالات تسلیم کئے گئے ہیں تو خود آپ کو جملہ انبیا کا بروز تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ بروز کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک کی صفات کا دوسری میں داخل ہونا پس جبکہ آنحضرت صلعم کو جامع جمیع کمالات انبیاء تسلیم کیا گیا تو گویا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء کے بروز ہیں اور ہے بھی سچ کیونکہ آں حضرت صلعم کو افضل الرسل اور افضل الانبیا تسلیم کیا گیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضل کے لئے یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ اُن تمام کے جن سے کہ وہ افضل ہے کمالات سے فیضیاب ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ اُن کمالات میں یا خرق عادت میں یا نشانات میں ذرا الف تا یا مطابقت کھاتا ہو۔ کیونکہ نکتہ شناس کے لئے اس کی کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نمونہ اس کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ طالب صادق پر یہ امر اچھی طرح ہویدا کر سکتا ہے کہ فی الواقع آں حضرت صلعم دیگر انبیاء کے بروز تھے۔ سورۃ یوسف کے سُنانے سے علاوہ دوسری منشا کے یہ بھی ایک غرض تھی کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ماجائے بھائیوں سے دُکھ و ایذا پا کر اپنے ملک سے نکالے گئے تھے اسی طرح مکہ کی سرزمین سے آنحضرت صلعم جو بروز یوسف علیہ السلام ہیں نکالے جاویں گے اور کہ جس طرح جناب یوسف علیہ السلام ایک عرصہ بعید کے بعد اعلےٰ مرتبہ ہو گئے تھے اور اُن بھائیوں نے اُن سے آخر کو معافی چاہی تھی جبکہ یوسف علیہ السلام نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر عفو کیا تھا ایسے ہی آنحضرت صلعم بھی مکہ سے نکالے جانے کے ایک عرصہ بعد کامیاب بمظفر و منصور ہو کر مکہ میں واپس آوینگے اور یہ تمام برادران قوم جن کو برادران یوسف کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں اُن سے معافی کے خواستگار ہونگے اور آں حضرت صلعم معافی کے واسطے وہی الفاظ زبان پر لاکر معافی دینگے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کر کے اپنے بھائیوں کو معافی دی تھی یعنے لا تثریب علیکم الیوم۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلعم نے قریش کے معافی طلب کرنے پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر معافی دی تھی جس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم نے اپنے آپ کو یوسف علیہ السلام خیال کرنے کی وجہ سے ہی لا تثریب علیکم الیوم فرمایا تھا۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب کے غور کرنے کیلئے صرف اسی قدر ہی کافی سے زیادہ ہے بشرطیکہ گولڑویت یا ٹیسزن (زہر) نے اپنا پورا گھر نہ کر لیا ہو۔ رہا بروز دعوے کا ختم نبوت کے منافی ہوتا تو اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے ختم نبوت کے معنے بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کلام تا قیامت نہیں کریگا یعنے اُس کی کلام کرنے کی صفت ہی اُس کی ذات سے زائل ہو جاویگی؟ اگر یہی بات ہے تو سہ خوب ملائی تم نے توحید الہ۔ وہ خدا جو اپنی ذات و صفات میں یکتا اور بے مثل لایزال ہے اپنی ذات و صفات میں وہ آں حضرت صلعم کے بعد نعوذ باللہ ایسا عاجز و کمزور ہو گیا کہ صفت کلام کرنے کی ہی اُس کی ذات سے زائل ہو گئی؟ اگر ایسا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم محض بے سود اور ایسی دعا کرنا بے توفی پر دال ہے کیونکہ سب سے بڑی نعمت خدا سے ہمکلام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اگر میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت و مہدویت ختم کا منافی ہے تو حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا اور چالیس برس برسر کار زار کرنا کیوں ختم نبوت کے منافی نہیں؟ بینوا توجروا۔

قولہ۔ خرق عادات و معجزات جس قدر انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئیں اُن کا عشر عشیر بھی جناب میرزا صاحب سے نہیں ظاہر ہوا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات کا زور یہ سب عذاب الٰہی میرزا صاحب کے دعوے کے باعث ہیں۔ اگر میرزا صاحب نبوت کا دعوے آج چھوڑ دیں تو یہ قہر ربانی بھی مخلوق خدا سے اُٹھ جاوے سہ

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست ؏

اقول۔ تمام انبیاء کے منکر اور خود آں حضرت صلعم کے منکر بھی یہی کہتے رہے کہ خرق عادت و معجزات جس قدر انبیاء سے ظاہر ہوئے وہ اس نبی سے ظاہر نہیں ہوئے قرآن گواہ ہے خارجی دلائل کی ضرورت نہیں غور سے دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن مجھکو پھر "قرآنی فیصلہ" کا عنوان دیکھکر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس قسم کا فیصلہ قرآنی ہے جسکو قرآن دھکے دیتا ہے؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ آئی ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نور حسین صاحب ایسے علماء کو جن کو کہ وہ خود تفرقہ ڈالنے والے۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ بدعات سیئہ جاری کرنے والے تسلیم کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اور انہیں سے بعض کو مجدد دوران و قطب زمان بنا کر چھوٹا مُنہ بڑی بات والی مثال کو پورا کرتے ہیں اس لئے قرآن نے اُن کو دھکے دیئے اور "فیصلہ قرآنی" تحریر کرنے کے بجائے اُن سے ایسی تحریر شایع ہوئی کہ جسکو مکاید شیطانی کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا۔ شاباش! شاباش!! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر کیسے مرداں! ایسے ہی! جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ یہ الفاظ بیان کرتے رہے کہ ویقولون لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ سورۃ یونس اور کہتے ہیں کہ اسپر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اوترا وقالو لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ عنکبوت ویقول الذین کفرو لولا انزل علیہ آیات من ربہ ط سورۃ رعد اور منکرین کہتے ہیں کہ اسپر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اوترا۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون سورۃ الانبیاء بلکہ کہنے لگے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے (کلام الٰہی نہیں ہے) بلکہ اس نے جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنا لیں ہیں بلکہ یہ شاعر ہے (اور اگر یہ واقعی میں پیغمبر ہے) تو جس طرح اگلے پیغمبر (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے اسی طرح یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے سامنے لے آئے۔

پس جبکہ منکر معاندین کے پاس معجزات و خرق عادت نشانات دیکھنے کی یہ وجہ کور باطنی کی ہمیشہ مذکورہ بالا گفتار ہے تو اس زمانے کے علماء جو ڈاکٹر نور حسین صاحب کے نزدیک بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ تئے فرقے بنانے والے ہیں جن کے ڈاکٹر صاحب خود بھی باوجود اس اقرار کے مدح سرائی کرتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے قطب زمان مجدد دوران اور مسیح الزمان بنانے کا بھی شوق رکھتے ہیں جسکے دعوے کی کبھی اُنکو جرات نہ ہو سکے جسکے لئے پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند کی مثل صادق آتی ہے) اور اُن کی تائید کرنے والوں کو کیونکر خرق عادت و معجزات نظر آویں حالانکہ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی وغیرہ اُن کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔ رہا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ کا میرزا صاحب قبلہ کے دعوے کے سبب ہونا اور کہ اگر میرزا صاحب یہ دعوے چھوڑ دیں تو یہ دور ہو سکتے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ اس کی شق اول تو بالکل درست ہے یعنے یہ کہ میرزا صاحب کے دعوے کرنے اور اُن کے دلائل قرآنیہ و حدیثیہ و عقلیہ و نقلیہ کے پیش کرنے اور اتمام حجت کرنے کے بعد بموجب سنت اللہ کے یہ عذاب آئے ہیں جیسا کہ ذیل کی آیات اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سورۃ بنی اسرائیل یعنے جب تک ہم رسول نہ معبوث کرلیں عذاب نہیں دیا کرتے۔ وما کان ربک مہلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امہا رسولا یتلو علیہم آیٰتنا ج وما کنا مہلکی القریٰ الا واھلہا ظالمون سورۃ القصص اور جب تک تمہارا پروردگار کسی قصبہ میں پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھکر نہ سناوے اُس کی (شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بے اتمام حجت) بستیوں کو ہلاک کر دیا کرے اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں **جبکہ وہاں کے لوگ نافرمانی اختیار کر لیتے ہیں**۔ اب جبکہ قرآن اِن عذابوں کو جن کو ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے دعوے کا موجب قرار دیتے ہیں **نافرمانی** کا سبب قرار دیتا ہے تو پھر نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی تحریر کرنے کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ جس حالت میں کہ وہ خود مقر ہیں کہ امت محمدیہ صلعم پر جو مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں یہ سب کچھ "انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے" ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کی کس عقلمندی کی دلیل اس امر کو گردانیں اور کیونکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھاویں کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرنا آپکا کام نہ تھا بلکہ کسی ایسے انسان کا کام تھا جسکو قرآن کی کچھ خبر ہو۔ لطف یہ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جھوٹا دعوے کریں میرزا صاحب اور عذاب میں گرفتار ہو امت محمدیہ صلعم! کیا یہ فہم اور عقل بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ (باقی دارد) محمد حسین از لاہور چھاؤنی

علم ہیئات اور مسلمان

دنیا کے تمام علوم و فنون کا وجود۔ مدبرین عالم کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے لیکن صرف علم ہیئات اپنے وجود میں ایشیا کی صحرا نشین چرواہوں کا ممنون احسان ہے جو ایشیا کے کھلے میدانوں میں اپنی پرمصیبت راتیں اختر شماری میں بسر کرتے تھے۔ بے شغلی سے گھبرا کر صفحۂ افلاک کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے۔ مزید مطالعہ کے بعد ستاروں کی ہر سطر میں انہیں یہ عبارت نظر آنے لگی کہ اس دائرہ افلاک کا ہر نقطہ اور کوکب ایک مستحکم قانون کی سطح پر ساکن ہے یا حرکت کرتا ہے کوکب کا سکون و حرکت ہماری زراعت پر خاص اثر کرتی ہے ان ستاروں کا تغیر و تبدل کسی خاص اصول پر ہے"

دماغ میں ان خیالات کے آتے ہی انہوں نے ستاروں کے نام رکھے اُن کی حرکت کا اندازہ کیا۔ اُن کے منازل مقرر کئے ثوابت کی مدد سے خاص خاص سمتوں کی علامتیں قرار دیں۔ رفتہ رفتہ یہی معمولی قواعد زراعت کے فصول اور بے نشان صحرا اور بے پایاں دریا کی دلیل راہ بنے۔

مدت تک یہ چند سادہ اصول جو صحرا نشینوں کے مشاہدوں کے نتیجے تھے خلفاً عن سلف ایشیا کے جنگلوں میں گشت کرتے رہے۔ لیکن امتداد زمانہ کا پرکار اُن معمولی اصولوں کا دائرہ وسیع کر رہا تھا جن کو آج علم ہیئات (اسٹرانومی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مگر اب تک اس علم نے فن کی حیثیت نہیں پیدا کی تھی۔ سب سے پہلے ہندوستان میں ان چند معمولی اصولوں نے جو اب تک معلوم ہو چکے تھے۔ فن کا قالب اختیار کیا۔ علم ہیئات کے سرپرستوں کی فہرست میں ہندوستان کے بعد مصر کا نام ہے۔

یہاں پہونچکر مورخین میں ایک بڑا اختلاف یہ ہوتا ہے کہ مصر میں یہ علمی فیض ہندوستان سے آیا۔ جسطرح ہندوستان کو مستقل طور پر اس کے موجد ہونے کے حق حاصل ہے مصر کو بھی ہے۔ لیکن صحیح فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے دونوں قدیم حصوں میں اس علم نے مستقل زندگی حاصل کی تھی۔ نہ ہندوستان اس کے لئے مصر کا ممنون ہے نہ مصر ہندوستان کا کیونکہ اگر مصری ہیئات کا ماخذ ہندوستان ہوتا تو دونوں کے اصول مسائل طریقہ بحث ایک ہوتا۔ یا کم از کم مشابہ ہوتا۔ حالانکہ دونوں کے اصول میں اتنا ہی بعد ہے جتنا مصر کو ہندوستان سے۔ نیز تاریخی طور سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم الایام میں ان دونوں ملکوں میں سلسلہ آمد و رفت تھا۔ مصر و ہندوستان کا تعلق حملۂ اسکندریہ سے شروع ہوتا ہے اور علم ہیئات کا وجود مصر میں اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اپنے علوم کے ساتھ جو بخل تھا وہ کیونکر اجازت دیسکتا تھا کہ ہندوستان مصر کے لئے اپنے خزانہ کا دروازہ کھولدے۔ اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان اور مصر میں الگ الگ یہ فن پیدا ہوا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین اور آب و ہوا اسے علم ریاضی کو ایک قدرتی مناسبت تھی۔ ہندسہ موسیقی علم نجوم کا گہوارہ طفولیت یہی ہندوستان ہے لیکن مصر کا پایہ بھی علم اقلیدس کی ایجاد ہندوستان سے کچھ زیادہ پست نہیں رہنے دے سکتی۔

علم ہیئات نے مصر اور ہندوستان میں نشو و نما پاکر اپنے حدود سے جب باہر قدم نکالا تو ختا بابل۔ ایران میں داخل ہوا۔ شاہان پارس میں سے ضحاک اور جاماسپ نے اسکی زیادہ قدر کی۔ ان متمدن ملکوں کی سیر کرتا ہوا فنیقیہ اور یونان پہونچا اور گو اسی طرح علم ہیئات اپنی ترقی کے منازل طے کرتا جاتا تھا لیکن اس کا حقیقی یوم ولادت وہ تھا کہ جسدن مصر میں اسکندریہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اب یہ مدرسہ دنیا میں علم ہیئات کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں علم ہیئات کی تمام کتابیں بقدر امکان جمع کی گئی تھیں۔ ہیپارک یونانی اور بطلیموس مصری جو علم ہیئات کے سب سے پہلے مدون ہیں اسی مدرسہ کی تعلیم کے نتائج اور اسی پراگندہ بزم کے دو رکن ہیں۔ اور گو ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے اس فن کے ماہرین پیدا ہوئے جیسے ارشمیدس ۳۱۲ق م (ابیقلاوس) ۱۶۰ء ابلونیوس ثاون۔ خالیس رومی تاونیس ریگلوس بابلی۔ مزابار (بخت نصر کا منجم) ایبون وغیرہ پیدا ہوئے جن کی کوششوں سے ہیئات نے ایک حد تک ترقی کی مگر ہیپارک اور بطلیموس دو ایسے شخص ہیں جن کے ذکر سے علم ہیئات کی تاریخ کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتی۔

ہیپارک سنہ مسیحی سے چند سال پہلے شہر بروسہ میں پیدا ہوا تھا۔ جغرافیہ کا طول و عرض البلد پہلے اسی نے دریافت کیا ستاروں کی ایک فہرست تیار کی۔ جس میں اُن کی چالوں کی تفصیل تھی۔ اُس کی زندگی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے۔ کہ اُس نے نقطۂ اعتدال کی رجعی حرکت دریافت کی [۱]

بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں تھا۔ مدرسہ اسکندریہ میں اس نے ہیئات کی تعلیم پائی اس فن میں اتنا کمال کیا کہ مدرسہ اسکندریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے جلی نام بطلیموس لکھا گیا۔ علم ہیئات کی معلومات میں معتدبہ اضافہ اسوقت سے ہونے لگا جب سے آلات رصد ایجاد ہوئے۔ آلات رصد کی ایجاد اور ستاروں کی ترصید سب سے پہلے بطلیموس نے کی۔ بطلیموس نے ہیئات کی ایک گراں بہا خدمت یہ کی کہ اس نے علم ہیئات کی منتشر معلومات ایک کتاب کی صورت میں منتظم کر دیئے جو مجسطی کے نام سے مشہور ہے [۲]

چونکہ اسلامی علم ہیئات کی تاریخ مجسطی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں جس سے یہ قیاس ہوگا کہ جب صرف ہیئات کی کتاب مجسطی کے متعلق مسلمانوں نے اتنی جانکاہ کوششیں کی ہیں تو نفس علم ہیئات کے متعلق کیا کچھ نکیا ہوگا۔

مجسطی ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے ترتیب کے ہیں چونکہ بطلیموس نے اسی کتاب کے ذریعے ہیئات کے پراگندہ معلومات کو یکجا کیا تھا۔ اس لئے مجسطی سے بڑھکر اس کتاب کا کوئی نام موزوں نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ ہیئات کی سب سے پہلی جامع کتاب اور پانوس اور انطونیوس کے عہد میں انہیں دونوں میں سے ایک کیلئے لکھی گئی تھی [۳] ملا کاتب چلپی کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب ہیئات کی اعلےٰ ترین تصنیف ہے۔ بلکہ یہ کتاب اصل ہے اور ہیئات کی

ضرورتِ نبوّت

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک انسان تارجیت کے خیال کو دل سے نکالکر محض سچائی کا جستجو کرنے والا بن جاتا ہے تو وہ اکثر ان دشواریوں سے بچ جاتا ہے جو ایک ٹیڑھی اور ترچھی راہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے مذاہب خدا کے قائل ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو اُن کے بانی حقیقت میں نبی رسول رشی منی اور اوتار ہی تھے۔ (نعوذ باللہ) اگر رشیوں منیوں اور نبیوں کے سلسلہ کا انکار کر دیا جاوے تو الوہیّت اور عبودیّت کے علاقہ کا پتہ مجرد عقل کے ذریعہ سے لگانا محض اپنے آپ کو ایک بھنور میں پھنسانا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اور حقیقت میں دُنیا کی محبت شفقت مال و دولت عیش و عشرت اور طرح طرح کی دلربا باتوں سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالےٰ کے وجود کا یقینی طور پر مجرد عقل کے ذریعہ سے معلوم کر لینا اور اس کی مرضی اور منشاء سے آگاہی حاصل کر لینا ایک ایسی بات ہے جو کسی طرح سے بھی وہم و گمان میں نہیں آ سکتی۔ انسان کی محدود کھوپری ہرگز ہرگز اس لایق نہیں جو ایک لامحدود ہستی کا محض اپنی کوشش سے پتہ لگا سکے۔

گو تجربہ بتلا رہا ہے کہ انسانی دماغ نے بڑے بڑے عجیب کام کئے ہیں اور بڑی بڑی عجیب ایجادیں اور حیرت انگیز ترقیں کر کے دکھائی ہیں مگر تھوڑی ہی دیر کیلئے بھی غور اور فکر سے کام لینے پر معلوم ہو جائیگا کہ یہ اُس کی اپنی مجرد کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دُنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ وسائل اور اسباب کے ذریعہ سے ہو رہا ہے دنیا کے ہر ایک پیشہ اور ہر ایک کام پر نگاہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بغیر اسباب اور وسایل کے کبھی نہیں چلتا۔ ہاں وسائل اور اسباب مختلف ہیں کسی جگہ کچھ اسباب ہیں اور دوسری جگہ کوئی اور ہی اسباب کام کر رہے ہیں مگر بغیر اسباب کے کوئی سلسلہ اور کوئی کام نہیں چلتا اور جب تک دوسرے ممد اور معاون ساتھ نہ ہوں تب تک کوئی کام انجام پذیر کیا شروع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہماری آنکھ میں ایک دیکھنے کی قوت ہے مگر جب تک کوئی خارجی روشنی اُس کی مددگار نہ ہو وہ دیکھنے کا کام نہیں دے سکتی ایسا ہی کان وغیرہ کا حال ہے زیادہ تشریح موجب طوالت ہوگی۔ مختصر طور پر آپ جمادات نباتات اور حیوانات کی ترقی اور تنزل پر غور کریں کہ وہ بغیر طرح طرح کے ممدوں معاونوں اور محرکوں کے کسی قسم کی حرکت ترقی یا تنزل کی طرف نہیں کر سکتے اور یہی حال عقل انسانی کا بھی ہے۔ مگر فی الحال میں اس مسئلہ کو نظر انداز کر کے کارخانہ قدرت کی ذرا اور سیر آپ کو کرانی چاہتا ہوں۔ اگر نظر کو ذرا اور وسیع کیا جاوے تو معلوم ہو گا کہ یہ سب اسباب اور وسایل ہوا آگ پانی مٹی اور طرح طرح کے ایلیمنٹس یعنے عناصر کے آپس میں ملنے اور جدا ہونے یعنے قوت انفصالی اور قوت انصالی کا نتیجہ ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اگر ہم اور ترقی کریں اور اپنے دل کو رعونت تکبّر اور دُنیاوی لالچ سے پاک صاف کر کے سوچیں تو معلوم ہو گا کہ ان کے گن خواص اور قوتوں اور لطیف سے لطیف ذرات کا پیدا کرنے والا ایک اور مخفی وجود ہے اور وہ نہایت ہی نہاں در نہاں اور لطیف در لطیف ہے۔ اب مَیں اپنی اس عرض کو بصد التماس آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہم موجودہ کارخانہ کو مشہود اور محسوس کر کے اور اسباب اور وسایل کے سلسلہ پر غور کر کے ایمانی رنگ میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئے ہیں جو حواس ظاہری سے مشہود اور محسوس نہیں ہو سکتا اور ہم مصنوعات کے سلسلہ پر غور کر کے اور ایک کو ایک کا ظاہری طور پر محرک اور صانع قرار دیکر ایک ایسے صانع پر پہنچے ہیں جو از حد لطیف ہے اور وہم گمان سے بڑھ چڑھکر ہے۔ اُس لئے ہر ایک اہل دانش کا یہ ضروری فرض ہونا چاہئے کہ پہلے اس وجود کا پتہ لگاوے اگر وہ ہماری تسلی نہ کر سکا اور ہماری کانشنس نے گواہی دی کہ ہاں اس کا بھی کوئی اور صانع ہونا چاہئے تو خیر پھر ہم بڑی خوشی سے اس سے بھی اعلےٰ صانع کی تلاش کریں گے مگر فی الحال اسی لطیف در لطیف وجود کا پتہ لگانا ہمارا فرض ہے اور جب تک اس کا پتہ نہ لگا لیں تب تک ایک فرضی اور خیالی لامحدود سلسلہ قایم کر لینا اور جان بوجھکر تسلسل میں پھنسنا محض بیوقوفی ہے۔

اب ہم نیچے اُتر کر جب انسانی بناوٹ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مالک الکل وجود کی تلاش کرنا ہماری فطرت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور ہر ایک شخص اس خالق الکل ہستی کا پتہ لگانے کے لئے طرح طرح کے اسباب اور وسائل ڈھونڈتا ہے اور حیران و سرگرداں مارا مارا پھرتا ہے اور اکثر کر کے انھیں ظاہر اسباب اور عیش و عشرت کے فانی تلازمات سے دل لگا لیتا ہے۔ گو اپنی اس غلطی کا بھی اسے آخر کار اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی حسرت اور نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

مگر اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک اعلےٰ ہستی کی پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ اپنا سارا آرام حقیقی طور پر اُس اعلےٰ ہستی میں معلوم کرتا ہے مگر مجبوروں کی طرح غلطی سے فانی اشیا سے دل لگا لیتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ اُس خالق الکل اور مالک الکل ہستی کا کچھ پتہ بھی لگا ہے یا نہیں اور آیا جس ہستی نے انسان کو بولنا سکھایا اور ایک مٹی کے پتلے کو گویائی کی طاقت بخشی ہے وہ خود بھی بولنے کی صفت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے وجود کا خود پتہ دے سکنے کے قابل ہے یا نہیں؟

اس سوال پر غور کرتے کرتے جب ہم دُنیا میں ایک ایسے وجود کا نام سُنتے ہیں جس کو ڈھونڈنے کے لئے ہم بھی مارے مارے پھرتے ہیں یعنے اللہ خدا پرمیشر گاڈ وغیرہ تو ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا پتہ کس طرح سے لگا ہے۔ آخر معلوم کرنے پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم سے نبیوں رسولوں اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ چلا آیا ہے جو اس کی مرضی اور منشا سے دُنیا کو آگاہ کرتا آیا ہے۔ اور بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں کر کے اسکی ہستی کے بڑے بڑے ثبوت دیتا آیا ہے اور نیز وہ پاک گروہ اس بات کا بھی ثبوت دیتا آیا ہے کہ وہ لطیف در لطیف وجود جس کی جستجو میں تم لوگ مارے مارے پھرتے ہو اور کہیں کے کہیں خوار ہوتے پھرتے ہو وہ ہمارے ساتھ بولتا ہے اور ہمیں قبل از وقت بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے اور اپنے وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ الغرض خدا پر ایمان لانے کے لئے سلسلہ نبوت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی بات کو اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں حل کیا ہے جہاں لکھا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً ○ اولئک ھم الکفرون حقاً و اعتدنا للکفرین عذاباً مھیناً ○ ([illegible])

تمام تصنیفات اسکی خوشہ چین ہیں۔

سب سے پہلے یحییٰ ابن خالد برمکی فرمایش سے چند لوگوں نے ملکر اس کتاب کو عربی عبا و دستار سے آراستہ کیا یحییٰ کے خاطر خواہ یہ ترجمہ نہوا اس لئے اس نے بیت الحکمت کے مترجمین ابو حسان اور سلم کو اس خدمت کے انجام دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ماہرین فن کی ایک جماعت کو اس ترجمہ کے لئے مقرر کیا۔ جب یہ سب ترجمہ کر چکے۔ ان تراجم میں سے جو سب سے زیادہ صحیح اور بامحاورہ تہا اس کا انتخاب کیا۔ اس پر بہی شوق کی آگ ٹھنڈی نہوئی۔ حجاج بن مطر نے مامون کے عہد میں اس کا دوبارہ ترجمہ کیا۔ تبریزی نام ایک شخص نے اس کا تیسرا ترجمہ کیا۔ ثابت بن قرہ (مترجم بیت الحکمت) نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اسحٰق نے اس کا جو تہا ترجمہ کیا جسکی اصلاح پہر ثابت نے کی مامون اس کتاب کا عاشق تہا۔ مامون کے عہد میں حجاج بن یوسف ثابت ثمرہ نے پہر اس پر نظر ثانی کی۔

اس کتاب میں تیرہ مقالے ہیں سے صرف پہلے مقالہ کی ظرفیوس اور عمر بن الفرخان اور ابرہیم بن صلت نے تفصیل کی ہے۔ ابوریحان بیرونی نے خشو و زوائد سے پاک کر کے اس کو مختصر کیا۔ فاضل نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری نے اسکی شرح لکہی۔ قاضی زادہ رومی نے اس شرح پر حاشیہ لکہا فاضل جمال الدین ابو الفرج کے ایما سے محی الدین یحییٰ اندلسی نے اس کا خلاصہ کیا۔ اور مجسطی پر کچھ ایزاد کیا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے مجسطی کے اشکالات ایک خاص تصنیف کے ذریعہ سے حل کئے۔ محقق شمس الدین سمرقندی نے اسکی شرح لکہی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے ہی مجسطی کی شرح کی ہے ۔[۱]

مجسطی کے سوا اور کسی خاص ہیئات کی کتاب کا ترجمہ مسلمانوں نے نہیں کیا دنیا کی اہل علم قوموں کی معلومات سے فائدہ اٹھایا۔ اُن کو اپنی تصانیف میں جگہ دی اور صفحہ عالم پر آج یونانی تالیفات کا نشان نہ ہوتا اگر مسلمانوں کی علمی قدر دانی ہاتہ اُن کو نہ تہامتا۔ ایک انگریز مصنف کہتا ہے۔

> علمائے عرب نے ریاضیات کی پوری پوری خدمت کی اگر انکی توجہ نہ ہوتی تو یونانی ریاضی تصنیفات کا اکثر حصہ برباد ہوگیا ہوتا۔ لیکن اصل یونانی نسخوں کے ضائع ہو جانے پر عربی تراجم میں محفوظ رہا۔[۲]

منالاوس اسکندرانی جو ۸۰ھ میں تہا ہیئات کا بہت بڑا عالم تہا بطلیموس نے مجسطی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسکی تصنیفات یورپ نے عرب کے ہاتہوں سے پائی[۳]

مسلمانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ قدیم تصنیفات کو معدوم نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی خاص تحقیقات اور معلومات سے علم ہیئات کی تجدید کر دی علم ہیئات کیطرف مسلمانوں کی توجہ ابو جعفر منصور دولت عباسیہ کے دوسرے تاجدار کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ ابو جعفر کے بعد ہارون کے عہد تک اس علم کی ترقی ایک معمولی انداز سے ہوئی۔ مامون جب سریر آرا ہوا تو اس نے ہیئات پر ایک خاص لطف کی نگاہ ڈالی اور یہ اسلامی ہیئات کی ترقی کا دیباچہ تہا مسلمانوں نے اس علم کو تقلیدی طور سے نہیں سیکہا بلکہ بجائے خود بہی اسکی تحقیق کی۔

جو موسیٰ مامون کے زمانہ میں محمد۔ احمد۔ حسین تین بہائی تہے جن کو فلسفہ اور ہیئات کے ساتھ خاص شغف تہا۔ عربی میں اکثر تراجم انہیں کی مدد سے ہوئے ہیں۔ علم ہیئات میں ان کو کامل دستگاہ تہی مامون کے ایما سے خط نصف النہار کے ایک درجہ کی پیمایش اس غرض سے کی تہی کہ محیط ارض دریافت کیا جائے اور اسکی تحقیق کی جائے کہ یونانی مصنفین نے جو محیط ارض بتایا ہے وہ کہانتک صحیح ہے۔

افلاک اور ستارو نکی تحقیق کے لئے مامون نے رصد بنوائی تاکہ یونانی مسایل کی جرح و تعدیل کیجائے۔

مسلمانوں نے اپنی ہیئات کی بنیاد صرف یونانی تصنیفات پر نہیں ڈالی بلکہ دنیا کے تمام اہل علم ملک مصر ایران ہندوستان کے منتخب مسایل پر بیرونی نے قانون مسعودی میں اہل پارس کی علم ہیئات کو سب سے زیادہ قریب صحت بتایا ہے۔ کتاب الہند اور نیز قانون مسعودی میں ہندوستان کے علم ہیئات کے مبسوط مسایل لکہے ہیں۔ قانون کو بیرونی نے سلطان غزنوی مسعود محمود بن سبکتگین کے لئے لکہا تہا کہ برلن اور لندن میں چند بار یہ چہپ چکا ہے۔ ابو القاسم غرناطی المتوفی ۴۲۶ھ نے ایک ضخیم کتاب ہندوستان کی ہیئات پر لکہی۔

شاہان اسلام نے اس علم کی طرف جتنی نگاہ توجہ کی اس سے زیادہ کسی دوسرے فن کیطرف نہیں کی۔ اس کا اندازہ اس سے کرو کہ فرمان روایان اسلام میں سب سے زیادہ علم کا دشمن وحشی خونریز جاہل کون تہا؟ چمنستان بغداد کا تاراج کرنیوالا تاتاری ہلاکو۔ مگر اس نے بہی مراغہ کی رصدگاہ اپنی یادگار چہوڑی کسی قوم میں کسی چیز کے حسن قبول اور کثرت کی کیا دلیل ہے؟ یہی کہ اس قوم کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد اور ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اس کو قبول کرے۔ ہیئات کے حسن قبول کا یہ حال تہا کہ سلاطین تک اس علم کے ماہر ہوتے تہے۔ الغ بیگ المتوفی ۸۵۳ھ اس علم کا ایک کامل الفن صاحب تصنیف استاد تہا۔ اسکی یہ کتاب لندن میں ۱۶۵۰ء میں اور آکسفورڈ میں ۱۶۶۵ء میں چہپکر شایع ہو گئی ہے۔

کثرت کا یہ حال تہا کہ مسلمانوں کے غلام تک ہیئات میں کمال رکہتے تہے۔ ابو المشعر فلکی المتوفی ۲۷۲ھ جو مسلمانوں میں ایک ماہر ہیئات دان گذرا ہے اس شوق کو دیکہو کہ ایک مشہور محدث تہا۔ ہیئات کا جوش ہوا تو ۴۷ برس کی عمر میں ہیئات سیکہی اور ایسی سیکہی کہ اب اس فن کے ماہرین میں اسکا شمار ہے [۱]

اسی ابو مشعر کا ایک غلام تہا۔ آقا کے کمال شوق کو دیکہکر یہ بہی ہیئات کی طرف متوجہ ہوا۔ مرتے وقت کتاب مطرح الشعاع کتاب تحاویل سنی العالم والحکم الیہا کتاب تحاویل سنی الموالید یادگار چہوڑی۔ ابو الفتح عبد الرحمٰن علی خازن مروزی نام ایک شخص کا غلام تہا اس نے علوم ہندسہ کی تکمیل کی اور ایک زیچ تصنیف کی اس کا آوازہ شہرت جب سلطان سنجر کے کانوں تک پہونچا تو اُس نے ہزار دینار عبد الرحمٰن کو نذر بہیجے[۵]

مسلمانوں کی رصدگاہیں اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے رصد کے متعلق جو ترقیاں کیں وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ شمس الدین علی خواجہ نے چالیس برس تک ترصید کی مختلف مقاصد کے لئے مسلمانوں نے آلات رصد ایجاد کئے زیچیں بنائیں جنمیں سے اکثر آج یورپ میں چہپ گئی ہیں۔ یا قلمی محفوظ ہیں۔ آلات رصد کے نام اکثر تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کا استعمال ایک مدت سے چونکہ متروک ہے اس لئے یہ دقت سے دریافت ہو سکتا ہے کہ یہ آلے کس مقصد کے لئے بنائے گئے تہے۔ ذیل میں ہم صرف اُن آلوں کے نام

۱ ... کشف الظنون ... [illegible]

بنائیں گے جن کے موقع استعمال سے ہم کو کسی قدر واقفیت ہوئی ہے۔ بشرطیکہ اس کی ایجاد کا شرف مسلمانوں کو ہوا ہو۔

نمبر	نام آلہ	کیفیت	کس کام کے لئے ہے	موجد
۱	لبنہ	مربع مستوی	اس سے میل کلی عرض البلد اور تاروں کی دریافت کیجاتی ہے	مسلمان
۲	حلقۃ الاعتدالیہ	ایک قسم کا حلقہ ہوتا ہے جو دائرہ معدل کی سطح میں نصب کیا جاتا ہے	اس سے تحویل الاعتدالی دریافت کی جاتی ہے	؍؍
۳	ذات الاوتار	چار مربع اسطوانی ہیں اسکی ایجاد نے حلقہ اعتدالیہ سے مستغنی کر دیا	تحویل اعتدالی اور تحویل لیل دریافت ہوتی ہے	علامہ تقی الدین
۴	ذات السمت و الارتفاع	ایک نصف حلقہ ہے جس کا قطر چند متوازیۃ السطوح اسطوانوں کی سطح ہے۔	اس سے سمت اور ارتفاع معلوم ہوتا ہے	مسلمان
۵	ذات الجیب	•		؍؍
۶	المشبہ بالناطق	•	اس سے دو ستاروں کے درمیان کا بعد معلوم ہوتا ہے	علامہ تقی الدین راصد
۷	الربع التام	•	•	ابن الشاطر دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ

ابن الشاطر مسلمانوں میں ایک بہت بڑا ہیئت دان گذرا ہے۔ النفع العالم اُس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ایک موقع پر آلہ الربع التام کی ایجاد کی یہ وجہ لکھی ہے کہ ”اب تک مَیں نے جتنے آلات رصد دیکھے ہیں اُن سب میں کچھ نہ کچھ فرو گذاشت تھی اُس کی اصلاح کے لئے مَیں نے الربع التام بنایا جو آسانی سے اور تمام باتوں کے برخلاف کرہ ارض کے ہر حصہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے[1]

رصدگاہوں کا وجود مسلمانوں سے پہلے تھا تاون اسکندرانی نے ۲۹۳ ق ع میں طیمو حارس نے ۲۳۳ ق ع میں اسکندریہ میں ابرخس نے ۱۶۱ء میں بالانوس نے رومہ میں ۶۵ء میں بطلیموس نے ۱۲۷ء میں رصد گاہیں قایم کی تھیں عہد اسلام میں سب سے پہلے مامون نے رصد بنوائی۔

(۱) جب مامون کے زمانہ میں مجسطی کا ترجمہ ہوا تو اُس نے اُن سب آلات کے بنانے کا حکم دیا۔ جن کا مجسطی میں ذکر کیا گیا تھا۔ دُنیا کے ہر گوشہ سے ماہرین ہیئات جمع کئے گئے۔ جن کے ہاتھوں سے شماسیہ بغداد اور دمشق میں ۲۱۴ھ میں رصد گاہیں طیار ہوئیں۔ ان رصد گاہوں نے صرف چار برس کی عمر پائی ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ۲۱۸ھ میں مامون کا انتقال ہوگیا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں بھی چند نئی باتیں دریافت ہوئیں جو ایک کتاب کی صورت میں زیج مامونی کے نام سے مشہور رہے۔ یہ رصدگاہیں یحییٰ ابن منصور خالد بن عبد الملک مروزی سند بن علی عباس بن سعید کے زیر اہتمام تھیں۔

(۲) رصد ابی حنیفہ دینوری ۲۳۵ھ میں اصفہان میں قائم کی گئی۔ اسی رصد میں ستاروں کے متعلق جو معلومات ہوئے تھے انکو ابو حنیفہ المتوفی ۲۸۱ھ نے ایک کتاب میں ترتیب دیکر رکن الدولہ دیلمی کے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا تھا

(۳) رصد حاکمی۔ حاکم بامر اللہ مصر کا چھٹا فاطمی خلیفہ تھا اس نے مصر میں ایک رصد بنوائی تھی[93] ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ میں اس کا مہتمم تھا۔ ابن یونس نے حاکم کے نام سے ایک زیج بھی لکھی تھی اس زیج کو ۱۸۰۴ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ کون سا ڈی پرسفال نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے اُس کے قلم سے اور کتابیں بھی نکل چکی ہیں جن میں سے بعض خدیوی کتب خانہ مصر میں موجود ہیں۔

(۴) رصد ہوا الاعلم۔ یہ رصد بغداد میں ۳۵۰ھ میں بنائی گئی تھی۔

(۵) رصد بیرونی ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ اس کا الغیر تھا۔

(۶) رصد طوسی ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے درخواست پر مراغہ میں یہ رصد بنوائی تھی۔ اس رصد کی تیاری میں ہلاکو نے بے شمار روپے صرف کئے رصد کے ماہانہ اخراجات کے لئے بیس ہزار اشرفیاں مقرر تھیں۔ اسکے اہتمام کے لئے دور دور از ملکوں سے اس علم کے ماہرین طلب کئے گئے تھے۔ موید عرضی دمشق سے فخر مراغی موصل سے فخر خلاطی تفلیس سے نجم الدین قزوین سے بلائے گئے ماہ جمادی الاول ۶۵۷ھ سے یہ رصد بنی شروع ہوئی تھی۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جو بغداد شام جزیرہ کی تاراج کردہ کتابوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

(۷) رصد الوغ بیگ۔ الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور لنگ المتوفی ۸۵۳ھ اس کا دار السلطنت سمرقند تھا۔ خود ہی علم ہیئات کا ماہر اور علمائے ہیئات کا ایک مجمع بھی اپنے پاس رکھتا تھا موسیٰ بن محمود قاضی زادہ رومی مصنف شرح چغمینی تو رصدی میں تھا اور غیاث الدین جمشید کاشانگر رہتا۔ انہیں دونوں کے مشورہ سے اس نے سمرقند میں اس رصد کی بنیاد ڈالی۔ مگر اس کی بدقسمتی سے ہیئات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اختتام رصد سے پہلے ہی غروب ہو گئے۔ لیکن ملک بھی با کمالوں سے خالی نہ تھا۔ جمشید کے لایق جانشین فرزند علی قوشجی کے اہتمام سے یہ رصدگاہ تکمیل کو پہنچی۔

اِن مذکورہ بالا رصدوں کے علاوہ اور بہت سی رصدگاہیں تھیں۔ جیسے رصد ابن الشاطر رصد تابخور رصد بتانی۔ رصد طلیطلہ۔ مگر انکے واضح حالات چونکہ دستیاب نہو سکے اسلئے افسوس کیا تھا اُن کو قلم انداز کرنا پڑا۔

مضمون کے خاتمہ پر ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے کہ یورپ کی گردن میں اسلامی ہیئات کا طوق تلمذ ہے کہ نہیں۔ تاریخ سے اسکا جواب اثبات میں ملتا ہی جرمن کا علم دوست بادشاہ فریڈرک دوم ایکطرف تو صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے علوم سے سیراب ہو رہا تھا اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے صف آرا بھی ہو اور ریاضی کے مسایل ہلالی فوج کے سپہ سالار سے حل بھی کرتا ہے۔

ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ جو حاکم بامر اللہ خلیفہ فاطمی کا مشہور فلکی تھا جسکی کتاب الجلد اول الحاکمیہ پیرس میں چھپ گئی ہے۔ اسکی حالات میں اڈورڈ ٹیلس فانڈیک لکھتا ہے۔

ابن یونس نے مصر میں ہیئات کے چند طریقے استعمال کئے۔ جن کو ابن یونس سے اسکے بعد یورپ کے ہیئت والوں نے اخذ کیا۔

سب سے بین دلیل اس دعوی کی ہیئت کی ان عربی اصطلاحات سے ملتی ہے جو یورپ میں اجتک مستعمل ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ یورپ میں عربوں کی بدولت علم ہیئات پھیلا ہے۔ ۴

[1] کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹ سنہ ۹۲ قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

[93] اس رصد کی تاریخ بانی کاتب چلپی نے ۳۵۰ھ لکھی ہے مگر کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا مہتمم ابن یونس تھا اور حالانکہ خود یونس کی ولادت ۳۲۰ھ میں ہے اور حاکم بامر اللہ جو او جو چھٹی صدی میں تھا ۴۱۱ھ میں وفات پائی ہے۔

...لفصا بیہ ہیں۔ (۱) اسطرلاب (۲) الحضارہ (۳) الدیرا...

چھ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اس طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرنے میں تب ہم بھی وہی رستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتائے جو ہمیں شفا بخشے گی۔ ڈاکٹر سی سی مستر صاحب ایل ایم ایس۔ اسور کرجی کمپنی مطالان ا۔۱۲۹ کورن مارس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں گذشتہ چھ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈعان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کراتا ہوں اور ان کو گردوں کے انحطاط۔ درد کمر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے ایسے مریضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں بغیر کسی پیش و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اس وجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اخفیا اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص درد سر۔ چکروں اور قلت (اصل) کی بیماری بیخوابی۔ بے کاری۔ سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا۔ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی۔ درد پشت جلندھر پیشاب کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا سڑنا یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنے گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈعون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ ممبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کیجائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نورجی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی بیبہ نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام امراض بالخصوص بچوں اور انکے لئے اجنکو بیہوشی یا بند نفس گلہ کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے نسخہ طلبی اور عدم افادہ و ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں۔ المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اعلیٰ آزماد پھر منگاؤ ہمارا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بد پرہیزی کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی جا رہی ہے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلاء طلسمی۔ بیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں یعنی غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کیساتھ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر۔ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ لٹریچر تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر مہینہ بہت کثرت سے اخبار ٹائمز الفہرد دیں)

(سرمہ نور)

نیشنل تنا۔ اور گاؤ دھا۔ آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی دھند جو نظر کا اثر تک بھی نہیں رہتا ہے وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب... تک میں فائدہ دکھلایا ہے علاوہ بریں امراض جالا پھولا۔ دھند غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش سوتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں ڈاکٹروں حکیموں رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے تا ابد کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے فہرست طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

سونے کی شروع بختہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع ایسا کہ دیکھتے ہی معلوم ہو کہ ہر صنعت کے حاوی عمدہ تحفہ جاڑہ دینے... تو شک لحاف کیجا سکے... پا پیادہ خوبصورت البراہیمی نقمان طول ... اگر بغرض قیمت صرف عہ فرمائشات وی پی منگانے میں جنکو ابتدیان محصول بار دانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام ... ضلع لکھنو ہونی چاہیئے۔ المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنو

... مطبع ... یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

دو ابیں شفا ہیں غرض دار الامان ہیں	چہ گویم با تو کر آں کی چہار در قادیاں ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

۲- خواص و معاونین سے ...

دفتر الحکم قادیاں

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

قصیدہ

واسطے آیا نظر چہرۂ زیبا تیرا
گردنیں خم ہوں تعظیم کی خاطر ...
ہر مقابل کو کیا کشتۂ شمشیر جلال
ہے تری شان میں زعفاں کرنگ ... بروز
لفظ باقی وہ شہادت ہے کہ اللہ اللہ
مولوی چڑھتے ہیں گر تیری مسیحائی ...
دل روشن ہے ترا مطلع مہر ...
نظر آتا ہے حسین نار جہاں میں ...
تجھ سے پر نور ہوئے سینکڑوں ...
فتح پائی ہے سر جنگ مقدس ...
دیکھی ہے آنکھ سے آتھم کی ڈوبی کیسی
لیکھرام آب دم تیغ میں ڈوبا کیسا
ہستی حق پہ نشاں ہو گئے قائم ...
کس کی طاقت ہے تری سامنے آکر ٹھہر
گبر و ترسا و یہودی و سماجی ...
ہم نے ہر فرد ملل ہائے زمن کو دیکھا
تو مجدد ہی نہیں مہدی بھی عیسیٰ بھی ہے

کیا سراپا ہے پرانوار سراپا تیرا
شان ارفع ہے تری مرتضیٰ ... تیرا
ہے ید اللہ کہ بازوئے توانا تیرا
ہر طرف کیوں نہ زمانے میں ہو چرچا تیرا
ہیں قرآں کے مطابق ہے ... تیرا
نام کہیں گے ہم اب رشک مسیحا تیرا
مظہر جلوۂ قدرت رخ زیبا تیرا
سرو گلزار امامت قد بالا تیرا
روکش مہر جہاں تاب ہے جلوہ تیرا
گڑ گیا ساحت آفاق میں جھنڈا تیرا
کیوں نہ کہیے کہ ہر اک قول ہے سچا تیرا
چھبیس برس پہلے کا صادق ہوا کہنا تیرا
ہم نے آیات خدا دیکھا سراپا تیرا
پست کر دیتا ہے سب کو ید بیضا تیرا
کوئی دنیا میں نہیں نور ہے جو دیکھو تیرا
رعشہ کھاتا ہے وہیں نام جو آیا تیرا
ورجہ امت سے نبوت پہ ہے پہنچا تیرا

فتح ہوگی تجھے آساں ہے خدا کا وعدہ
بے قراری سے نکل جائے گی جان تری نہیں
مخلصی مرتبے ... ہیں ... ہوگی
نام پیارا ہے تیرا پیارے غلام احمد
ذات اطہر ہے تیری لاکھوں درود اور سلام
حجت حق ہے ہر مومن اخبار یہ بھی

ہے اقالیم مذاہب پہ چھڑ دبا دا تیرا
مر گئے ہوتے نہ ہوتا جو دلاسا تیرا
کیا ہی جاں بخش ہے لب ہے مسیحا تیرا
ہے سمجھتے ہی ہر وصف سنایا تیرا
اور سمجھے ہی شنا ہا جو ہے آقا تیرا
جن کا ہر فرد دل و جان سے ہے شیدا تیرا

دونوں عالم کے عذابوں سے خدا بخشے نجات
بس یہی چاہتا ہے طالب شیدا تیرا

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے، نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ رفروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے ۱۲ محصولڈاک ۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

تازہ الہامات

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء - انی معک و مع اھلک

لک البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا -

انی احافظ کل من فی الدار -

۲۱ ستمبر والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ - ما ودعک ربک وما قلیٰ

انی معک و مع اھلک -

انی معک یا ابراھیم -

انی مبارک -

۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء - خدا خوش ہو گیا - یا عبد اللہ انی معک

دارالامان میں آجکل

دارالامان خداتعالے کے فیوضات و برکات کا مہبط ہے اور کل یوم ھو فی شان ہر نیا دن نئی برکات لیکر آتا ہے - خدا کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خداتعالیٰ کی عجیب و غریب تجلیات کا منظر بنا ہوا ہے صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کے انتقال نے آپ کی سچائی - خداتعالیٰ کی ہستی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور یہ نکتہ حل ہو گیا کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے - عبت صاحبزادہ صاحب کے انتقال کے متعلق خداتعالیٰ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر الحکم کی پہلی اشاعت میں لکھا جا چکا ہے اس کے اعادہ کی حاجت نہیں مگر یہاں مجھے ایک خاص بات کا ذکر کرنا ہے جو خصوصیت سے ایمان کو زندہ کرنیوالی بات ہے - اور جسکی نظیر دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے نہیں مل سکتی وہ کیا ہے ؟

حضرت مسیح موعود کے رضا بالقضا کا نمونہ

دنیا میں صبر اور استقلال کی تعلیم دینے والے اور رضا بالقضا اور قیام فی ما اقام اللہ کے نیچے نیچے وعظ کہنے والے اور درس دینے والے دیکھے ہیں لیکن جب وہ خداتعالیٰ کی کسی ابتلا اور امتحان کے نیچے آئے ہیں تو انہوں نے وہ بزدلی اور کم ہمتی دکھائی ہے جسکی حد نہیں - فی الحقیقت کامل ایمان اور خدا پرستی کا کمال کا ایک ہی امتحان ہے کہ انسان مصائب پر صبر میں قدم پیچھے نہ ہٹا بلکہ آگے بڑھا اب یہ چشم دید واقعہ ہے اسکا ایک یا دو گواہ نہیں بلکہ صدہا لوگ ہیں جو آجکل اس واقعہ کی تقریب کیوجہ سے اور حسب معمول یہاں آ رہے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا مسیح کیا مسیح موعود کس جلال اور شوکت کیساتھ اس واقعہ صاحبزادہ صاحب کو بیان کرتا ہے عام طور پر اگر غور کیا جاوے تو وہ انسان جو ستر برس کے قریب ہو اور جسکا ہونہار نیک سعادتمند بچہ فوت ہو جاوے اسکی کمر ٹوٹ جاتی ہے مگر یہاں معاملہ ہی الگ ہے -

حضرت مسیح موعود اس واقعہ کو ایسے جوش اور مزے سے بیان کرتے ہیں کہ الفاظ نہیں ملتے جو اس کیفیت کو ظاہر کیا جاوے

حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خداتعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں - حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خداتعالیٰ کے امتحان میں پورے اترے سب سے بڑھکر جو امر مسرت کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت مسیح موعود پر یہ وحی ہوئی ہے کہ

خدا خوش ہو گیا

انسانی زندگی کی اگر کوئی غرض اور غایت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا اس سے خوش ہو جاوے اور وہ خدا سے راضی ہو جاوے اور اس طرح پر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا نمونہ کامل بن جاوے - پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے خوش ہو جانے کا اظہار کر دیا - یہ چھوٹی سی بات نہیں یہی وہ بات ہے جس کے لئے نبیوں کی بعثت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جو سلوک کی تمام منزلوں کا انتہائی مقام کہنا چاہیئے -

بس

آج کل دارالامان میں خداتعالیٰ کا نزول ہو رہا ہے ایک نئی شان میں جن لوگوں کو آجکل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا عملی سبق پڑھ رہے ہیں جس کو تقریر یا تحریر کی صورت میں ادا کرنا مشکل ہے -

ناداں اور ناحق شناس دشمن اس واقعہ پر استہزا کریں گے - وہ کریں اور زور سے کریں کیونکہ اسی سے خداتعالیٰ کی نصرت اور غیرت میں جو وہ اپنے بندے کے لئے رکھتا ہے غیر معمولی جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے - اعتراض کرنا آسان امر ہے لیکن اگر حیا اور ایمان کوئی چیز ہے اور ضرور ہے تو اعتراض کرنے سے پہلے اس امر کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی جماعت اس قسم کے امتحانوں اور آزمایشوں سے الگ رہی ہے - احمق کے نزدیک یہ انگلی رکھنے کی جگہ ہے مگر دانشمند کے ازدیاد ایمان کا موجب - جب ایک سلیم الفطرت اس امر پر غور کرتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

گیارہ بچوں نے وفات پائی

تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور بھی مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ اندازہ کرتا ہے اس صبر اور **رضا بالقضا** کا جو **گیارہ موتوں** پر آپ نے دکھایا -

بہرحال

اعتراض کرنیوالے احمق ان باتوں کو کب دیکھتے ہیں خداتعالیٰ کی آیات کے نزول پر ان کا تو خبث اور رجس اور بڑھتا ہے - ایمان والوں ہی کے ایمان بڑھا کرتے ہیں -

مگر

انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں تو خداتعالیٰ نے **انا نبشرک بغلام حلیم** کہکر ایک اور **بشارت** دی ہے اور خداتعالیٰ نے اس کی **ذریت** کے بڑھنے کا آج نہیں کئی برس پہلے اعلان کیا ہوا ہے - اسی میں بعض کے کم عمری میں فوت ہونے کی پیشگوئی ہے - اسکی جسمانی اور روحانی نسل بڑھ رہی ہے اور بڑھیگی کیونکہ خداتعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے کہ ابراہیم کی طرح اس سے ایک قوم نکالے - ہاں

ان شانئک ھو الابتر

کی وحی بھی اسے ہو چکی ہے پس ناخداترس **معترض** کو ڈرنا چاہیئے -

(باقی پھر سہی)

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمٰن

بوقت نماز ظہر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

سید نادر علی شاہ صاحب سب رجسٹرار میں چکوال کے بیعت کر لینے کی بعد کہ حضرت نے فرمایا قبرستان میں جتنے لوگ دفنائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اصل میں یہ سب طبیبوں کی غلطیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ بہت کم آدمی ہوں گے جو عمر طبعی تک پہنچے ہوں۔ عمر طبعی عموماً اسی سال تک سمجھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں

ہر درد را درمان ہست

لکھا ہے ما من داءٍ الا له دواءٌ یعنے کوئی بیماری نہیں جس کی دوائی موجود نہ ہو۔ اگر اصلی دوا اور علاج ہوتا رہے تو عمر طبعی سے پہلے انسان مرے کیوں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوئی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا خدا کا فضل ہی چاہیئے اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیئے

دافع بلیات اللہ ہی ہے

کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالیٰ ہے۔ ہندو تو پتھروں کی پوجا کرتے ہیں کبھی نہ کبھی خیال آہی جاتا ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے انہیں بنایا ہے اور پھر انہیں کی پوجا کی جاتی ہے مگر اسباب کی پرستش کرنے والے ان سے بھی زیادہ مشرک ہوتے ہیں نیچری وغیرہ جو اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی علمیت دولت پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ خطرناک مقام پر ہوتے ہیں۔ ہاں اسباب کا تلاش کرنا منع نہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب جمعہ کی نماز پڑھ لو۔ تو اپنے کام کاج کی تلاش میں لگ جاؤ اور اللہ کریم کا فضل مانگتے رہو۔ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ مومن کو چاہیئے کہ بظاہر اسباب تلاش کرے اور نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

علم طب پہلے یونانیوں کے پاس تھا پھر ان سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو انہوں نے ہر نسخہ سے پہلے ھوالشافی لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ طریق مسلمانوں کے سوا کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

بڑا سعید طبیب وہ ہے جو ایک طرف تو دوا کرے اور دوسری طرف دعا میں مشغول رہے اور یہ سمجھے کہ شفا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

فرمایا شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ "ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اوس نے سب

دوسروں پر رحم کرو تا رحم کیا جاوے

قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا" غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں انپر اللہ اور اس کے رسول کو بھی رحم آجاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنا اور بیجا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بری بات ہے۔

فرمایا۔ گو ہمارا وعظ کلام کا ہوتا ہے مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر

خطاب بہ جماعت

پھر غفلت ہو جاتی ہے اسلئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہیئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں بخوف اور نڈر رہنے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں ہی جہنم ہو سکتا۔ اور بڑے بڑے مصائب آسکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آسکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جبتک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔ اسیواسطے ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔

جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو خدا کو ناراض کرنیوالی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الہٰی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بنجاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں تو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں ایسے وقت انکی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔

انسان اپنی چالاکیوں شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہیئے۔ اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا۔ اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ کہ نظر آرہا ہے۔ اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں + یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور خوف کی حالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں ایسے موقع پر تو کافر مشرک بیدین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقع پر ڈر کر کہا تھا امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنوا اسرائیل وانا من المسلمین $\frac{11}{14}$ اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچا لیں گے۔ مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے۔ آخر خدا نے اس کے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا۔ ایک چھوٹے سے قد کا وہ آدمی تھا۔ غرض جب گناہ اور معصیت کیطرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون $\frac{4}{۸}$ والا معاملہ ہوتا ہے جب اجل بلا آجاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہیئے کہ پہلے ہی سے خدا کے ساتھ تعلق رکھے۔ مگر ؎

خیال زلف تو بستن نہ کار خاماں ہست ۔ کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

انبیاء کا ہی گروہ ایسا گروہ ہوتا ہے کہ وہ بے سلسلہ چلتے ہی نہیں۔ جو لوگ انبیاء کی زندگی میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور عاقبت کی کچھ فکر نہیں کرتے اور راستبازوں پر حملے کرتے ہیں ایسوں ہی کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا یخاف عقبٰہا ۳۰/۱۶ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک موذی بے ایمان کو اللہ کریم مارتا ہے تو پھر کچھ پروا نہیں رکھتا کہ اس کے عیال اطفال کا گذارہ کس طرح ہوگا۔ اور اس کے پس ماندہ کیسی حالت میں بسر کریں گے۔

والنجم اذا ہوٰی ایک شخص نے ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا جہانتک پتہ لگ سکتا ہے مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کے دعوی سے پہلے بہت ستارے ٹوٹے تھے اور یہاں بھی شاید ۱۸۸۵ء میں ہمارے دعویٰ سے پہلے بہت سے ستارے ٹوٹے تھے ایک لشکر کا لشکر اس طرف سے اس طرف چلا جاتا تھا اور اس طرف سے اس طرف چلا آتا تھا۔

والنجم اذا ہوٰی ۲۷/۵

کا بھی یہی مطلب ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کا کوئی نشان زمین پر ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے تو اس سے پہلے آسمان پر کچھ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مفسر اور اہل کشف بھی یہی بیان کرتے ہیں اور قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے۔ مجھے ایک خط آیا تھا کہ "ایک ستارہ ٹوٹا جس سے بہت روشنی ہوگئی اور یہ ایسا خطرناک آواز تھی کہ لوگ دہشت ناک ہوگئے اور بڑا خوف ہوا" اور پھر نہیں معلوم کہ آیندہ ابھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ آئے دن نئے نئے حوادث ہوتے رہتے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذرتا جسمیں کوئی نہ کوئی حادثہ واقع نہ ہو۔ ستاروں کا ٹوٹنا ظاہر کرتا ہے کہ زمین پر بھی اب کچھ نشانات ظاہر ہونیوالے ہیں۔ اور پھر خدا نے بھی مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں بہت سے عجیب نشان ظاہر کروں گا۔ کچھ اول میں اور کچھ آخر میں زلزلہ کی خبر بھی اس نے دی ہے گذشتہ کی نسبت زیادہ سخت طاعون پڑنے کی بھی اطلاع دی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس سال وہ خطرناک طاعون پڑے گی یا آیندہ سال میں مگر وہ خطرناک بہت ہوگی۔

اسپر سید نادر علی شاہ صاحب نے عرض کی کہ "ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے۔"

خدا کے عذاب سے بچنے کا گر فرمایا۔ توبہ و استغفار کرنی چاہیئے بغیر توبہ و استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ و استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور بار بار استغفار کرو تا کہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے ایک تو کسب خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے بُرے کاموں کو کرنیکی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جسطرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہے۔

استغفار کے معنے اور استغفار کے یہی معنے ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اور گناہوں کے کرنیوالی قوت ظہور میں نہ آوے۔ انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اسواسطے کرتے ہیں کہ تا آیندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔ اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنے بھی لئے جاویں گے۔ کہ جو جرائم اور گناہ ہوگئے ہیں ان کے بد نتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آیندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

بہرحال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کیوجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہجاویں گے انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آیندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔ خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آیندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور بہت استغفار کرنا چاہیئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ۔ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو اگر صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑیگا۔ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایکدفعہ کافروں کو شک پیدا ہو کہ آنحضرت صلعم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔

---

۱۶ ستمبر بروز دوشنبہ

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت اقدسؑ کی تقریر باغ میں

فرمایا۔ قضا و قدر کی بات ہے۔ اصل مرض سے (مبارک احمد نے) بالکل مخلصی پالی تھی۔ بالکل اچھا ہوگیا تھا۔ بخار کا نام نشان بھی نہ رہا تھا۔ یہی کہتا رہا کہ مجھے باغ میں لے چلو۔ باغ کی خواہش بہت کرتا تھا سو آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی پیدائش کے ساتھ ہی موت کی خبر دے رکھی تھی تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ "انی اسقط من اللہ و اصیبہ" مگر قبل از وقت ذہول رہتا ہے اور ذہن منتقل نہیں ہوا کرتا۔ پھر ایک جگہ پیشگوئی ہے "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" پھر کئی دفعہ یہ الہام بھی ہوا ہے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" اور پھر اہل بیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم اور پھر فرمایا ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم اللہ خلقکم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ بڑا تطہیر کا موقع ہے۔ ان کو بڑے بڑے تعلقات ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے سے رنج بہت ہوتا ہے میں تو اس سے بڑا خوش ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔ گھر کے آدمی اس کی بیماری میں بعض اوقات بہت گھبرا جاتے تھے میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ آخر نتیجہ موت ہی ہونا ہے یا کچھ اور ہے۔ دیکھو ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم ۲۴/۱۱ یعنے اگر تم مجھ سے مانگو تو قبول کروں گا اور دوسری جگہ فرمایا ولنبلونکم بشئ من الخوف .... الآیۃ و اولئک ھم المھتدون ۲/۱۴ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کیطرف سے بھی امتحان آیا کرتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی اس بات کی بھی ہے کہ میری بیوی کے مونہہ سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا ہے وہ یہی تھا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون ۲/۱۴ کوئی نعرہ نہیں مارا کوئی چیخیں نہیں ماریں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے۔ اگر وہ اپنی منشاء کے موافق خوشیاں مناتا رہے اور جس بات پر اس کا دل چاہے وہی ہوتا رہے تو پھر ہم اس کو خدا کا بندہ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے ہماری جماعت کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس تقسیم کے ماتحت چلنے کی کوشش کیجاوے۔ ایک حصہ تو اس کا یہ ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو مانتا ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنی منواتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا ہمیشہ اسی کی مرضی کے مطابق کرتا رہے اندیشہ ہے کہ شاید وہ کسی وقت مرتد ہو جاوے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے۔ بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے آخر بشریت ہوتی ہے۔ غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنیوالوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشا یہی ہے کہ انسان رضا بالقضا سیکھے۔ جو شخص اپنے ہاتھ سے آپ تکلیف میں پڑتا ہے اور خدا کے لئے ریاضات اور مجاہدات کرتا ہے۔ وہ اپنے رگ پٹھے کی صحت کا خیال بھی رکھ لیتا ہے اور اکثر اپنی خواہش کے موافق ان اعمال کو بجا لاتا ہے۔ اور حتے الوسع اپنے آرام کو مدنظر رکھتا ہے۔ مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور کوئی ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھکر نہیں آتا۔ خدا کو اس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مدنظر نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو وہ اپنا تصرف رکھتا ہے مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کر لیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسیواسطے ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بشارت نہیں دی مگر ولنبلونکم بشئ ... الآیۃ میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جنپر اللہ تعالیٰ کیطرف سے بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہونگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ غرض یہی طریق ہے جس سے انسان خدا کو راضی کر سکتا ہے۔ نہیں تو اگر خدا کے ساتھ شریک بناوے اور اپنی مرضی کے مطابق اسے چلانا چاہے تو یہ ایک خطرناک راستہ ہوگا۔ جس کا انجام ہلاکت ہے۔ ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیے کہ اگر کوئی ترقی کا ایسا موقع آ جاوے تو اس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔

آج رات کو (مبارک احمد نے) مجھے بلایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور مصافحہ کیا جیسے اب کہیں رخصت ہوتا ہے اور آخری ملاقات کرتا ہے۔

جب یہ الہام۔ انی اسقط من اللہ و اصیبہ ہوا تھا تو میرے دل میں کھٹکا ہی تھا اسی واسطے میں نے لکھدیا تھا۔ کہ یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور بخدا ہوگا اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔ قرآن شریف پڑھ لیا تھا کچھ کچھ اردو بھی پڑھ لیتا تھا اور جسدن بیماری سے آفاقہ ہوا میرا سارا اشتہار پڑھا اور یا کبھی کبھی پرندوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔

فرمایا بڑا ہی بدقسمت وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے۔ خدا کے ساتھ تو دوست والا معاملہ چاہیے کبھی اس کی مان لی اور کبھی اپنی منوالی۔ ؎

زبخت خویش برخوردار باشی
بشرط آنکہ با من یار باشی

ہمارے گاؤں میں ایک شخص تھا وسکی گائے بیمار ہوگئی صحت کے لئے دعائیں مانگتا رہا ہوگا مگر جب گائے مرگئی تو وہ دہریہ ہوگیا۔

خدا نے اپنی قضا و قدر کے راز مخفی رکھے ہیں۔ اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان ہی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پا سکتا جو خدا کیطرف سے ابتلا آنے پر پا سکتا ہے زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا بڑا رحیم و کریم ہے ہم نے تو آزمایا ہے ایک تھوڑا سا دکھ دیکر بڑے بڑے انعام و اکرام عنایت فرماتا ہے۔ وہ جہان ابدی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہوتے ہیں وہ تو واپس نہیں آ سکتے ہاں ہم جلدی ان کے پاس چلے جاویں گے۔ اس جہان کی دیوار کچی ہے اور وہ بھی گرتی جاتی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہاں سے انسان نے لے ہی کیا جانا ہے۔ اور پھر انسان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کب جانا ہے جب جائیگا ہی تو بیوقت جائے گا۔

اور پھر خالی ہاتھ جائے گا۔ ہاں اگر کسی کے پاس اعمال صالحہ ہوں تو وہ ساتھ ہی جائیں گے۔ بعض آدمی مرنے لگتے ہیں۔ تو کہتے ہیں میرا اسباب دکھا دو اور ایسے وقت میں مال و دولت کی فکر پڑ جاتی ہے۔

ہماری جماعت کے لوگ بھی اس طرح کے ابھی بہت ہیں جو شرطی طور پر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ اگر ہمیں اتنا روپیہ ملجاوے یا ہمارا یہ کام ہو جاوے تو ہم بیعت کر لیں گے۔ بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کو تمہاری بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔

اگر آج ہماری جماعت کو یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے جانے کو کہا جاوے تو اکثر یہی کہدیں گے۔ جی ہمارے بال بچوں کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے گھروں کا ایسا حال ہے یہ ہے وہ ہے۔ ان بیوتنا عورۃ ۲۱/۱۸ اور ہم نے یہ تو نہیں کہنا کہ جا کر سر کٹوائیں بلکہ یہی ہے کہ دین کے لئے سفر کی تکالیف اور صدمے اٹھاویں مگر اکثر یہی کہدیں گے "جی گرمی بہت ہے زیادہ تکلیف کا اندیشہ ہے" مگر خدا کہتا ہے کہ جہنم کی گرمی اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ نار جہنم اشد حرا ۱۰/۱۱ صحابہ کا نمونہ مسلمان بننے کے لئے پکا نمونہ ہے۔ ابھی تو جماعت پر مجھے یہی اطمینان نہیں کہ اس کا نام میں جماعت رکھوں ابھی تو یہ حشو ہے۔ ایسا انسان تو ہمیں نہیں چاہیئے جو صرف خوشی میں ہی خدا کو پکارے۔ ایسے شخص پر تو ذرا خدا کا امتحان آیا اور طرح طرح کی مایوسیاں اور بدامیدیاں ظاہر کرنی شروع کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۴ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اتنا کہدینے سے ہی کہ ہم ایمان لائے چھوٹ جائینگے اور ان کا امتحان نہ لیا جاویگا۔ امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اس نے صبر کئے رکھا۔ ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخوان کیطرح ہو۔ بعض آدمی خط لکھتے ہیں تو ان سے مجھے بو آجاتی ہے شروع خط میں تو وہ بڑی لمبی چوڑی باتیں لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اولیاء اللہ بنجاویں اور ایسے اور ویسے ہو جاویں اور آخیر پر جا کر لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ایک مقدمہ ہے اسکے لئے ضرور دعا کریں کہ فتح نصیب ہو۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اصل میں یہ ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خط لکھا گیا تھا۔ خدا کی رضامندی مدنظر نہ تھی۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے کہ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو۔ تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے کہ آرام عیش و عشرت اور ہر طرح کے سکھ کو چھوڑ کر دکھ میں مبتلا ہووں۔ جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مر جائیں۔ اور کون چاہتا ہے کہ میری تمام خوشیاں دکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جاویں۔ غرض خدا نے امتحان کو انسان کی ترقی کیلئے اور یا اسکی بدگوہری ظاہر کرنے کیلئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کیوقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے باطل توہمات اور وساوس انہیں اٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۱/۲ - یاد رکھو خدا کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے۔ نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں انکو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ نری نمازاں اور دنیا کے ٹکراں کچھ چیز نہیں مومن کو چاہیئے کہ خدا کے قضا و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں اور صالحینوں میں سے ہے۔ جان سے بڑھ کر اور تو کوئی چیز نہیں۔ اسکو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

فرمایا ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ بیمار بچ جاوے وہاں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اسپر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کی کہ چند دن ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ اس مکان میں موت ہونے والی ہے۔ اور بکری ذبح کی گئی۔ اور ان دنوں میں مولوی نورالدین صاحب چونکہ بیمار تھے اس لئے انکی نسبت خطرہ پڑ گیا تھا۔ اور نواب محمد علی خانصاحب اور ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب اور میں۔ ہم تینوں اس بات کے گواہ ہیں۔

فرمایا تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور دوسری کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ ارادہ الٰہی جب ہو چکتا ہے تو پھر اس کا تو کچھ علاج نہیں ہوتا۔ اگر اس کا بھی کچھ علاج ہوتا تو سب دنیا بچ جاتی۔ مبرم کے علامات ہی ایسے ہوتے ہیں کہ دن بدن بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ دیکھو ۹ دن کا تپ ٹوٹ گیا تھا بالکل نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ مگر پھر دوبارہ چڑھ گیا۔ یہ تو خدا نے نہیں کہا تھا کہ بخار ٹوٹنے کے بعد زندہ بھی رہے گا۔ خدا کی دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئی تھیں۔ بخار بھی ٹوٹ گیا اور خورد سالی میں فوت بھی ہو گیا۔ کچھ مدت گذری کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک جگہ پانی بہ رہا ہے۔ اور مبارک اس میں گر گیا ہے۔ بہتیرا دیکھا اور غوطے بھی لگائے مگر تلاش کرنے پر نہ ملا یہ خواب ہمیشہ میری مدنظر رہا ہے۔

سید میر حامد شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور میری والدہ نے آج صبح کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور کے چار روشن ستارے ہیں ایک ان میں سے ٹوٹ کر زمین کے اندر چلا گیا ہے۔ پھر خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مبارک احمد کو لوگ اکثر "ولی ولی" کر کے پکارا کرتے تھے فرمایا ہاں۔ ولی وہی ہوتا ہے جو بہشتی ہو۔

میاں مبارک احمد کی قبر دوسری قبروں سے کسقدر فاصلہ پر ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جدا چاہیئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہو گیا۔

محمد اسمٰعیل

مختصر نوٹ

اختلاف ایک رحمت ضرور ہے | یہ امر ناممکن ہے کہ کل دنیا کے انسان ایک ہی نکتہ خیال پر متحد ہوں اس لئے مختلف خیالات اور مختلف راؤں کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ دنیا کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زبردست دلیل ہے، اور خود اللہ تعالیٰ نے اختلاف لسان اور اختلاف الوان کو اس ضمن میں پیش کیا ہے پس مختلف راؤں کا ہونا دلشکن امر نہیں ہونا چاہئیے + میرے خیال میں اگر اس مخالفت میں سفلی جذبات کو دخل نہ ہو تو یہ مخالفت ملک اور قوم کے لئے مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس اختلاف سے علم اور عقل میں ترقی ہوتی ہے اور انسان میں غور اور فکر کی قوت پرورش پاتی ہے۔ اور اس نکتہ خیال سے یہ کہنا کہ سوسائٹی یا مجلس کا وجود اختلاف کی گلکاریوں کا نمونہ ہے امر واقعہ کے خلاف نہیں ہے پس جس مقام پر کوئی مجلس یا انجمن ہو وہاں اختلاف رائے کا ہونا ضروری امر ہے اس لئے اس اختلاف کو سفلی جذبات سے ہرگز ملنے نہ دو۔ بلکہ ہر ایک شخص کو کسی امر پیش افتادہ کے متعلق رائے دیتے وقت یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ اس کا اثر **شخصی** ہے یا **قومی**۔ **قومی مفاد** کے مقابلہ میں شخصی مفاد کو فوراً قربان کر دینا چاہیئے اور اپنی رائے کی کچھ بھی اہمیت اور وزن نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور نہ اس سے رنج یا افسوس کرنا چاہیئے کہ جو ہم چاہتے تھے وہ کیوں نہیں ہوا؟ جب کسی جماعت میں یہ رنگ پیدا ہو جاوے اور سفلی جذبات وہاں کام نہ کریں تو اختلاف رائے رحمت کا کام دے گا اور اس اختلاف سے ہی اتحاد پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہماری احمدی انجمنوں میں یہی اصل کام کرے (آمین)

بدظنی پھیلانے کا ایک نیا طریق | میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شوروپشت لوگ کیوں عام لوگوں کو گمراہ کرنے اور گورنمنٹ سے بدظن کرنے کے لئے نئے طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں کیا انہیں دنیا میں صرف یہی ایک کام کرنے کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ حال میں بعض اخبارات نے ایک آنہ کے نکل کے سکہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی کی ہے۔ بعض نے حسابات شائع کئے کہ اسمیں اسقدر فائدہ ہے اور بعض نے اور رنگ اختیار کیا۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے۔

”ایک آنہ والے جدید سکہ کی نسبت شکایت ہے کہ وہ تھوڑی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اور پھر لکھتا ہے کہ روپیہ میں تو دس آنہ کی چاندی ہوتی ہے تانبہ کا پیسہ بھی دھیلے کا مال ہے مگر ایک آنہ کے ۱۶ اسکوں پر سرکار کا خرچ ۳ آتا ہے“

ایسے چبھتے ہوئے ریمارکس کا کیا منشاء ہے؟ کیا ایڈیٹر آریہ گزٹ لوگوں کو یہ بتاکر ان سکوں کے چلن میں روک ڈالنے کی فکر کرتا ہے؟ یا اسکا یہ منشاء ہے کہ لوگ یہ یقین کر کے کہ ۳ کا مال ایک روپیہ میں گورنمنٹ دیتی ہے ان سکوں کا لینا بند کر دیں اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا جاوے۔ بہر حال ایسی باتیں جہلا کو بدظن کرنے کے لئے کافی ہیں اور یہ طریق نہایت مکروہ ہے۔ آریہ گزٹ اور اس کے ہم خیال لوگوں کو ایسی مکروہ پالیسی سے باز آنا چاہیئے۔ سکہ کی ضرورت اور اسکی ایجاد کی فلسفی پر غور کرنی چاہیئے اور اس کے فوائد کو سوچنا چاہیئے۔ یہ راہ کعبہ مقصود پہنچنے کا نہیں۔

کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

قرآن مجید اور ہندو مطابع | مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جہاں انمیں اور غیر ضروری اور بے ہنگام بحثیں شروع ہیں وہاں آجکل بعض مسلمان اخبار نویسوں کو ہندوؤں کے مطابع میں قرآن مجید چھاپنے یا نہ چھاپنے کی بحث کیطرف توجہ ہوئی ہے ایک نے تو یہانتک اپنی تجویز اور رائے کو پہونچایا کہ وہ گورنمنٹ سے اسبارہ میں مدد کی درخواست کرتا اور مسلمانوں کو اکساتا کہ وہ گورنمنٹ سے ضرور ایسی استدعا کریں کہ حکماً ہندو اہل مطابع کو قرآن مجید چھاپنے سے روکدے اس لئے کہ وہ پورا اہتمام قرآن مجید کی تعظیم اور تکریم کا نہیں کرسکتے۔ برخلاف اس کے ہمعصر وکیل یہ رائے تو نہیں دیتا البتہ مسلمانوں کو یہ رائے دیتا ہے کہ آئندہ عزم کرلو کہ غیر مسلم دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید ہرگز نہ لیا کریں گے۔

مجھے حیرت ہے کہ اصل مرض کی نہ **وکیل تشخیص** کرتا ہے نہ اس کا مخالف ہمعصر ظاہرداری کے جھگڑے اور بکھیڑے میں دونو الجھے ہوئے ہیں۔

گورنمنٹ کے حضور میموریل بھیجنے کی رائے تو صریح لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی۔ مگر وکیل کی رائے اس سے بھی بڑھکر مضر اور نقصان رساں ہے، وہ دوسرے ہم عصر کی رائے پر اس وجہ سے نکتہ چینی کرتا ہے کہ غیر قوموں سے جنکی پہلے ہی سے مسلمانوں سے عداوت ہے اس قسم کی ضد نامناسب ہے مگر کوئی وکیل ایسے دانشمند ایڈیٹر سے پوچھے کہ کیوں حضرت ہندو دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید لینے کو بائیکاٹ کرنا کیا یہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کو بڑھائیگا یا ان کے درمیان ضد اور عداوت کی خلیج کو اور فراخ کرے گا۔

تمہاری یہ تجویز اس سے بھی بدتر اور مضر ہے۔ میں اسبات کو دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمان تجارتی معاملات میں ترقی کریں اور اپنی ہمسایہ قوموں سے کسی صورت میں پیچھے نہ رہیں بلکہ آگے بڑھیں مگر اس قسم کی بیہودہ ضد اور عداوت ایک فضول امر ہے اور اسلام کی عالی حوصلگی اور **فراخدلی** کے صریح خلاف ہے۔ باقی تجارتوں میں تو تم ان کے دست نگر ہو اور صرف قرآن مجید کے ان کے ہاتھ سے لینے میں مضایقہ کرو یہ کیسی بیہودگی ہے۔

یہ تو سوال ہی بعد میں پیدا ہوگا کہ قرآن مجید کا احترام کسطرح ہو سکتا ہے پہلے قرآن مجید کے پڑھنے والے تو پیدا کر دو پھر تو وہ حال ہو رہا ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

رب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا۔

اور خود وکیل کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کے اشتہارات ایک عیسائی قوم کے چند پیسوں کے لالچ کے لئے چھاپ رہا ہے اور جب اسے منع کیا جاتا ہے تو منہ میں گھنگنیاں بھر کر بیٹھ رہتا ہے۔ اگر خوف خدا اور دین کی حمیت اور پاس ہوتا تو ایسے مضر اشتہارات لاکھ روپیہ پر بھی نہ چھاپتا + ان باتوں کا جواب کچھ نہ آیا تو بمصداق کھسیانا بلا کھمبا نوچے۔ ابزرور کے کسی ترجمہ کے بلا حوالہ درج ہونے پر منہ چڑانے لگا۔

بہر حال

میں مسلمانوں میں اس قسم کی بحث کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اسکو انکی دینی اور دنیوی ترقی کے ساتھ کوئی مناسبت اور تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو سوچکر پڑھنا اور اسپر عمل کرنے کی سعی کرنا اور خدا تعالیٰ کی توفیق چاہنا ہی سچا احترام ہے اگر ایک شخص تعزیتاً ہند کو ریشمی اور سنہری غلاف میں مجلد کرا کر رکھ چھوڑے اور اس کے حدود کی پروا نکرے تو اس کارروائی سے گورنمنٹ کے نزدیک پہنچ نہیں سکتا۔ اسیطرح اگر قرآن مجید کا احترام یہی ہے کہ بلا وضو ہاتھ نہ لگایا جاوے اور ریشمی غلاف میں بند کر کے رکھا جاوے اور نہ اسے پڑھا جاوے اور نہ عمل کیا جاوے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ امر کہاں تک اصلاح

۲۰ ستمبر بوقت سیر

فرمایا۔ آج رات کو پھر الہام ہوا کہ " انی احافظ کل من فی الدار"
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یا دوسرے سال شدت سے طاعون پڑے گی۔ گو بڑے بڑے انتظام ہو رہے ہیں کہ کسی طرح طاعون دور ہو مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان تدابیر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر تک ہی نہیں کیا جاتا۔ ہم نے مانا کہ قواعد بھی ہیں طبیب اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ انتظام بھی ہیں مگر یہ تو بڑی ہی بے ادبی کی بات ہے کہ اصلی اور حقیقی محافظ کا اشارۃً تک نہیں کیا جاتا۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون ہیضہ یا کوئی اور وبائی امراض پھیلنے والے ہیں۔ اور اللہ کریم وعدہ فرماتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اور اخبار ردزانہ میں جو میری نسبت پیشگوئی کی گئی ہے کہ طاعون سے ہلاک ہو جاؤنگا اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ ہماری طرف سے تو بالکل خاموشی تھی۔ مگر خدا تو مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی میں جو لکھا ہے کہ میں ہو جاؤں گا اور میری جماعت پاش پاش ہو جاویگی خدا اس کا جواب دیتا ہے کہ میں ہر ایک کی جو تیرے گھر میں ہوگا حفاظت کروں گا۔ ہمیں تو شک پڑتا ہے کہ کرامت علی بھی کہیں فرضی نام نہ ہو۔ ورنہ مسلمان ہو کر اسلام پر ہنسی ٹھٹھا کرنا کچھ تعجب ہی آتا ہے۔ ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو پیشگوئی کی گئی ہے آیا کسی الہام کی بنا پر کی گئی ہے یا فرضی طور پر ہنسی ٹھٹھے سے کام لیا گیا ہے۔ اگر خدا نے بتلائی ہے تو پھر اس وحی اور الہام کو شائع کیا جاوے۔ ورنہ یوں تو یہاں اچھر نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا۔ اپنے ارادہ پر تو ہر ایک نے مرنا ہی ہے۔ ایسے فضول دعووں پر ہم توجہ نہیں کیا کرتے چاہئے کہ ہمارے مقابلہ میں یہ شائع کیا جاوے کہ خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تاکہ خدا کو بھی غیرت آوے۔

جھوٹے الہام پر خدا کو غیرت آتی ہے

خدا کو غیرت تو تبھی آوے گی۔ جب اس پر افترا کیا جاوے گا۔ اور اس کا نام لیکر جھوٹ بولا جاویگا اور پھر اس پیشگوئی میں ایک انسان کی پرستش کرنیوالے اور اسلامیوں کے روستے کفر کا عقیدہ رکھنے والے کو اس نے حقیقی مسیح قرار دیا کیا کوئی مسلمان اس سے خوش ہو سکتا ہے؟ ہمارا تو خیال ہے کہ ایک پادری بھی اس کو پسند نہیں کرے گا اور ایسی بات سے کبھی خوش نہیں ہوگا۔ عیسائی ایسی باتوں کو کب مانتے ہیں یہ تو سب فرضی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی اطاعت اور امر ہے اور مذہبی امور اور بات ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے ایسی جو کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی نام ہوگا کئی خطوط آتے ہیں۔ جب ان کا جواب بھیجا جاتا ہے تو کئی دنوں کے بعد وہی واپس آجاتا ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس نام کی بہتیری تلاش کی گئی۔ مگر کوئی شخص اس نام اور پتہ کا نہیں ملا۔ اس موقع پر ایک شخص نے عرض کی کہ بدر میں اس بات کی اطلاع دیدی گئی ہے اور غالباً مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس نے عرض کیا کہ حضور ایسے ہی حقیقت الوحی کے کئی وی پی بھی واپس آئے ہیں جس سے کتب خانہ کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے اخبار الحکم کے ذریعہ سے بھی اطلاع کر دی گئی ہے کہ آئندہ اس صورت میں کتاب روانہ کی جایا کرے گی جب کہ قیمت پیشگی آجاوے یا کم از کم محصولڈاک پیشگی آجایا کرے گا)

مخالفوں کی عجیب چالیں

حضرت اقدس نے فرمایا۔ میں نے پڑھا ہے اصل میں یہ لوگ ہمارے مقابلہ پر ہر ایک شر سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں ہر طرح کے نقصان پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ امام حسینؓ کو قریباً پچاس ہزار کوفے کے آدمیوں نے خط لکھا کہ آپ آئیں ہم نے بیعت کرنی ہے۔ اور جب وہ آئے تو وہ سب مل کر قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خط روانہ نہیں کیا اور صاف انکار کر دیا۔ اور ابھی تقویٰ اس زمانہ میں بہت تھا کیونکہ زمانہ نبوت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ مگر اس زمانہ کے لوگوں میں تو تقویٰ اور دیانت امانت کا نام و نشان بھی نہیں رہا اور جھوٹ تو ایسے مزہ سے بولتے ہیں کہ گویا وہ گناہ ہی نہیں۔

زمانہ حال کی چال

فرمایا۔ ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک لڑکے کا باپ جنگ میں شہید ہو گیا۔ جب لڑائی سے واپس آئے تو اس لڑکے نے آنحضرت صلعم سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے۔ تو آنحضرت صلعم نے اس لڑکے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور کہا کہ میں تیرا باپ ہوں۔ ایک عورت کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس کا خاوند اور بیٹا اور بھائی جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب لوگ جنگ سے واپس آئے تو انہوں نے اس عورت کو کہا کہ تیرا خاوند۔ بیٹا اور بھائی تو لڑائی میں مارے گئے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ مجھے صرف اتنا بتا دو۔ کہ پیغمبر خدا صلعم تو صحیح سلامت زندہ بچکر آگئے یا نہیں؟ تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عورتوں کا بھی کتنا بڑا ایمان تھا۔

حقیقی ایمان

فرمایا۔ کل والا الہام کہ " خدا خوش ہوگیا" ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو اس نے سنکر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مرجاتا تو میں پروا نہ کرتی

اعلیٰ ایمان

فرمایا یہ اس الہام کی بنا پر ہے کہ " میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں"
اور پھر چار دفعہ یہ الہام بھی ہوا تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور پھر ہے تو بہاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر اور پھر لائیف آف پین یعنے تلخ زندگی۔ فرمایا۔ اگر یک جائی نظر سے دیکھا جاوے تو ایک اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا اور پھر پیدا ہوتے ہی الہام ہوا تھا۔

صاف نشان

انی اسقط من اللہ واصیبہ میرے دل میں خدا نے اسی وقت ڈال دیا تھا تبھی تو میں نے لکھ دیا تھا یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اسکی حرکت ہوگی اور یا یہ جلد فوت ہو جائیگا" کوئی بدمعاش اور راستی کا دشمن ہو تو اور بات ہے مگر یکجائی طور پر نظر کرنے سے ایک دشمن بھی مان جاوے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے خدائی وعدوں کے مطابق ہوا ہے اور پھر یہ الہام بھی ہوا تھا انی مع اللہ فی کل حال"۔ اب بتلاؤ ایسی صاف بات سے انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل میں ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ اور طرح طرح کے آرام اور راحت میں زندگی بسر کر کے خدا کے ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال ہے بڑے بڑے زخموں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

بغیر امتحان ترقی محال

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون $\frac{۲۰}{۱۴}$ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلعم کا سب سے بڑھکر مشکل امتحان ہوا تھا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک $\frac{۳۰}{۱۹}$

جب سخت ابتلا آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلا اُ فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلا آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پر بھی ابتلا آئے اور سب صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا

ترقی ابتلاؤں سے ہی ہوتی ہے کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کھا کے اور آرام سے بیٹھ کر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا محال ہے۔ صحابہ کی تسبیح تو تلوار تھی۔ اگر آجکل کے لوگوں کو کسی جگہ اشاعت اسلام کے واسطے باہر بھیجا جاوے۔ تو دس دن کے بعد تو ضرور کہدیں گے کہ ہمارا گھر خالی پڑا ہے۔ صحابہ کے زمانہ پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتدا سے فیصلہ کرلیا ہوا تھا۔ کہ اگر خدا کی راہ میں جان دینی پڑ جائے تو پھر دیدیں گے۔ انہوں نے تو خدا کی راہ میں مرنے کو قبول

اپنے آپ سے فیصلہ کرلو کیا ہوا تھا۔ جتنے صحابہ جنگوں میں جاتے تھے کچھ تو شہید ہو جاتے تھے اور کچھ واپس آجاتے تھے اور جو شہید ہو جاتے تھے ان کے اقربا پھر ان سے خوش ہوتے تھے کہ انہوں نے خدا کے راہ میں جان دی اور جو بچ آتے تھے وہ اس انتظار میں رہتے تھے۔ اور شاکی رہتے کہ شاید ہم میں کوئی کمی رہ گئی جو ہم جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ اور وہ اپنے ارادوں کو مضبوط رکھتے تھے اور خدا کے لئے جان دینے کو طیار رہتے تھے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدّلوا تبديلا ۲۱/۱۹

سب سے زیادہ تقویٰ پر قدم مارنیوالی استقامت اور رضا کے نمونے دکھانیوالی تو ہماری جماعت ہی ہے۔ مگر ان میں سے بھی ابھی بہت ایسے ہیں جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور ایسے موقع پر میں ایک شعر سنا دیتا ہوں کہ۔ ؎

دین کو دنیا پر مقدم کرو

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اور پھر موت کا اعتبار نہیں کہ کب آجاوے اس لئے انسان کو نڈر نہیں ہونا چاہیئے اور سفلی دنیا کی خاطر دین سے غفلت نہیں کرنا چاہیئے۔ ؎

نڈر مت ہو

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

وہ موت تاریکی کی موت ہے جو انسان اپنے دنیاوی دھندوں میں مصروف ہوتا ہے اور موت اوپر سے آدباتی ہے۔ حافظ نے ایسے موقع پر ایک شعر کہا ہے۔ ؎

چو روزے مرگ نہ پیدا است بارے آں اولےٰ
کہ روزے واقعہ پیش نگار خود باشد

خدا کو مت بھول یعنے موت کا دن تو مخفی ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مرنے کے دن میرا محبوب اور میرا معشوق میرے پاس ہو۔ موت جب آتی ہے تو ناگہانی طور پر آجاتی ہے انسان کہیں اور تدبیروں اور دھندوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کام اسطرح ہو جاوے یا ایسے ہو جاوے۔ اور اوپر سے موت آجاتی ہے اور پھر لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون والا معاملہ ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ملازمت تجارت زمینداری اور دوسرے وجوہ معاش کو انسان

۔۔۔۔ چھوڑ دیوے بلکہ چاہیئے کہ عملی طور پر اس تعلق کو بھی ثابت کرکے دکھا دے جو خدا کے ساتھ رکھنے کا اقرار کرتا ہے۔ جتنی جانفشانیاں اور جد وجہد دنیا کے لئے کرتا ہے دوسری طرف دین کے لئے بھی تو کرکے دکھا دے۔

زبانی دعووں سے کیا بنتا ہے دعوے تو خواہ آسمان تک پہنچ جاویں جبتک عملی طور پر کرکے نہ دکھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔ مومن آدمی کا سب ہم و غم خدا کے واسطے ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے نہیں ہوتا اور وہ دنیادی کاموں کو کچھ خوشی سے نہیں کرتا بلکہ اداس سا رہتا ہے اور یہی نجات حیات کا طریق ہے۔ اور وہ جو دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے ہم و غم سب دنیا کے لئے ہوتے ہیں انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ۱۶/۱۲ ہم قیامت کو ان کا ذرہ بھر بھی قدر نہیں کریں گے۔

رضا بالقضا کا نمونہ فرمایا۔ مبارک احمد کی وفات پر میری بیوی نے یہی کہا کہ "خدا کی مرضی کو میں نے اپنے ارادہ پر قبول کر لیا ہے"۔ اور یہ اس الہام کے مطابق ہے کہ "میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے"۔

خدا جب تمہاری مانتا ہے تو تم اسکی مانو فرمایا پچیس برس شادی کو ہوئے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی واقعہ ایسا نہیں دیکھا جیسا اب دیکھا میں نے انہیں کہا تھا کہ ایسے محسن اور آقا نے جو ہمیں آرام پر آرام دیتا رہا اگر ایک اپنی مرضی بھی کی تو بڑی خوشی کی بات ہے۔

دل میں فیصلہ ضرور کرو فرمایا ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں۔ اور ہم بھی خدا کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا۔

مومن ضائع نہیں کیا جاتا فرمایا۔ میں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کیطرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مومن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی عزت بھی ملتی ہے اور مال بھی۔

نبی مال جمع نہیں کرتے فرمایا آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ اپنے گھر میں آکر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے عائشہ نے دو اشرفیاں نکالکر دیں۔ اور کہا کہ یہی ہیں۔ آنحضرت نے ہتھیلی پر رکھ لیں اور کہا کہ کیا حال ہے اس نبی کا جو پیچھے دو اشرفیاں چھوڑ جاوے۔ اور پھر اسی وقت تقسیم کر دیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اگر ہمارے پاس کبھی کچھ ہو تو دوسرے دن سب خرچ ہو جاتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے جماعت کا ہوتا ہے اور وہ بھی لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتا ہے بعض اوقات کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور جہیں غم پیدا ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ کہیں سے بھیج دیتا ہے۔ اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی پوری پوری قدر نہیں سمجھتے وما قدروا الله حق قدره ۲۴ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وفي السماء رزقكم وما توعدون ۲۶/۱۸

نبیوں کا فلسفہ فرمایا اس زمانہ کے فلسفی تو ایسی باتیں کرنیوالوں کو نادان بیوقوف اور پاگل کہتے ہیں مگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مجرب اور آزمودہ فلسفہ کو ہم رد کسطرح کر سکتے ہیں۔

حقیقی ایمان پیدا کرو چونکہ خدا پر پورا ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی راہ میں مال

طاعون کے متعلق عجیب پیشگوئی

مندرجہ بالا عنوان سے روزانہ اور ہفتہ وار پیسہ اخبار میں دہلی کے کسی نور احمد نامی شخص نے مندرجہ ذیل مراسلت شائع کرائی ہے۔

پچھلے سال اکتوبر کے مہینہ میں افسر الاطبا جناب حافظ محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانہ میں بموجودگی جناب نواب شجاع الدین صاحب رئیس لوہارو۔ خان بہادر غلام حسن خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ نواب مرزا اکبر علی خانصاحب حاجی عبدالغنی و دیگر معززین جناب مولانا مولوی میر کرامت علی خان صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ اب کے طاعون فروری سے زور پکڑے گا۔ اور اپریل مئی میں یہانتک زور ہوگا کہ ۹۰ ہزار فی ہفتہ اموات طاعون ہوں گی۔ ۲۴۔ اپریل صبح ۴ ½ بجے اٹلی میں زلزلہ آئے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ دلی میں بھی طاعون ہوگا اور افراتفری پھیلے گی۔ لیکن جس محلہ میں آپ کا مسکن ہے وہاں طاعون نہیں ہوگا جس طاعون کے مریض کو آپ چھوئیں گا وہ طاعون سے نہیں مریگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی

فراش خانہ میں حضرت کا مکان ہے وہاں طاعون نہیں ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جن بیماروں کو آپ نے تعویذ دیا وہ بچ گئے چنانچہ ولایت علی اور قمر الدین سوداگران صدر بازار دہلی کا بیان ہے کہ ۶۰ مریضوں کو تعویذ پلائے گئے۔ سب کے سب بچ گئے اب کے طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کیگئی ہے۔ برائے اندراج پیسہ اخبار ارسال خدمت ہے۔ پیشین گوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء۔ پنجاب میں اب کے طاعون کا پچھلے سال جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی و شمالی میں بہت زور ہوگا۔ دلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہوسکتا طاعون سے انتقال کریں گے۔ ان کے مرید اس واقعہ سے متاثر ہوکر اپنے کئے سے پشیمان ہوں گے۔

ہندوستانی طاعون دور نہیں ہوگا۔ جبتک کہ اصلی مسیح موعود یعنی پرنس ایڈورڈ خلف جناب پرنس آف ویلز و نبیرہ حضور ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہندوستان میں بطور وائسرائے نہیں آئیں گے۔ (نیاز محمد نور احمد خریدار روزانہ پیسہ اخبار معرفت ایجنٹ دہلی)

اس مراسلت کو پڑھکر نور احمد کے ہی اسلام اور عقل پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ خود پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ ایک مراسلت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کسی پہلو سے مقدس اسلام اور راستبازوں اور صادقوں کے سردار اور امین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تو حملہ کا موجب نہیں ہے۔

قطع نظر اس امر کے کہ یہ تحریر پیشگوئی کے رنگ میں کوئی حجت اور قابل مسک تحریر ہوسکتی ہے یہ کیسی بیہودگی اور لغویت ہے کہ مسیح موعود کی بعثت اور نزول کے مسئلہ پر استہزا کیا جاتا ہے کیا مسلمانانِ عالم کا یہی عقیدہ اور احادیث متعلقہ نزول مسیح کا یہی منشا اور مقصد ہے کہ آنیوالا مسیح موعود

ہند کا وائسرائے اور ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

یہ پیشگوئی کرنے والے بزرگ بظاہر تو مولوی کہلاتے ہیں اور میر صاحب بھی ہیں مگر اس پیشگوئی میں تو انہوں نے پولوس اور پطرس کو بھی مات کر دیا ہے

درحقیقت یہ اس مخالفت کا نتیجہ ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی کیجاتی ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے لئے کھڑا ہوتا ہے آخر

اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے اسلئے اس کے اندر وہ

نور ایمان رہ نہیں سکتا

جو حق و باطل میں اس کو امتیاز بتا سکے اس لئے وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ تمام راستبازوں اور صدیقوں کی مخالفت اور عداوت پر جا پڑتا ہے۔

مسلمانو! کس قدر افسوس اور گریہ کا مقام ہے کہ ایک شخص اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے مستفیض ہوکر مسیح موعود کا دعویٰ کرے تو تمہارے نزدیک کافر۔ دجال اور کافر فرنگ سے بدتر لیکن ایک شخص مولوی اور سید کہلاکر مسیح موعود کے متعلق یہ خیال ظاہر کرے کہ

وہ تثلیث کا پابند مسیح کو خدا سمجھنے والا ہوگا

تو تم خوش ہوکر اسکی بات سن لو۔ اور تمہیں ذرا بھی افسوس نہ ہو

تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ

ملک معظم کا نبیرہ بہرحال عیسائی اور یسوع مسیح کو خدا یقین کرنے والا اور اس کے کفارہ کو نجات کا موجب اور اکیلا ذریعہ تسلیم کرنے والا اگر مولوی میر کرامت علی کے قول کے موافق وہی مسیح موعود ہے تو بتلاؤ کہ

اسلام کا دشمن ہوگا یا خیر خواہ

وہ اگر کسر صلیب کرے گا یا صلیبی مذہب کی شوکت کو بڑھائیگا تمہاری عقلوں اور تمہارے ایمان کو کیا ہوگیا؟

کیا پھر اسلام سچا مذہب ہوگا یا نعوذ باللہ ایک انسانی افسانہ! آہ!

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

خدا جانے اس استہزا کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے اور آسمان کن آفتوں اور بلاؤں کے تیر اس عالم پر برسانے کو ہے کیونکہ

تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بدگہر
آسمان راحق سزد گر سنگ بارد بر زمین

میں ابھی اس پیشگوئی پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جبتک کرامت علی صاحب خود اپنے ہاتھ سے اور دو معزز آدمیوں کی تصدیق سے طاعونی پیشگوئی شائع نکریں اس وقت تک اس اہمیت قابل لحاظ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس حصہ کو جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کے متعلق ہے میں نے چھوڑ دیا ہے اور صرف نزول مسیح موعود کے متعلق مختصر سا نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ علماء اسلام مولوی کرامت علی صاحب کی کہانتک تصدیق کرتے ہیں اور وہ دہلی جہاں خدا کے برگزیدہ بندے اور مقدس مامور صادق مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اس شخص کے لئے کیا کہتی ہے جو مسلمانوں اور سیدوں کی ذریت کہلاکر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

آنیوالا مسیح موعود ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

جو عیسائی مذہب کا حامی اور تثلیث اور کفارہ کا معتقد ہے اور جس کا ایمان یسوع مسیح کی فرضی اور خیالی خدائی پر جاکر ختم ہوجاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا دشمن ہو۔ کیونکہ اسلام ان عقائد کا صریح مخالف ہے۔ ایڈیٹر۔

فیصلہ قرآنی پر نظر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کسقدر عزیز تھے مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ چونکہ بموجب اس کے اپنے فرمان کے اپنے قانون کو نہیں توڑا کرتا اس لئے کفار کے سوال اذا ترقی فی السماء یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاؤ کا یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنی اے نبی کہدو کہ اللہ تعالیٰ جو میرا رب ہے پاک ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں یعنی یہ کہ بشر کے رہنے کے لئے جو جگہ بنائی گئی ہے وہی اس کیلئے ہے پس کیوں ایسا سوال کیا جاتا جو رب کے شان اور اسکی حکمت و مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اس نے صاف فرمایا ہے کہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون پس کیوں وہ ایسا کام کرے جو اسکی مرضی و مصلحت کے خلاف ہو۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان کہ جب عقل و خرد سے کام لیں گے اور باوجودیکہ قرآن نے صاف صاف حق و باطل الگ کرکے دکھلا دیا مگر وہ ہیں تو نہیں نہیں ہی کرتے جاتے ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پاویں خواہ قرآنی نظام ٹوٹ جاوے قرآنی دلایل چھوڑنے ہو جاویں مگر کیا مجال جو حضرت عیسیٰ کی موت کا اقرار کریں کیا اس سے بڑھکر عملی نصاری کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ پس ایسے عقائد کو چھوڑ کر حضرت تقدس مآب مرزا صاحب کا دامن پکڑنا اور حلقہ بگوش ہونا نصاری و مشرکین کا ایمان لانا ہے کیونکہ مشرکین نصاری ہی ہیں وہ بھی اور طرح کے مشرکین بھی بہت سے ہیں۔ جوت پرست۔ تعزیہ پرست۔ قبر پرست۔ پیر پرست وغیرہ وغیرہ ہیں اور انہیں اکثر ایمان لائے ہیں تفصیل کی حاجت نہیں اظہر من الشمس ہے۔ رہا یہ کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو کافر بنانے کے واسطے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ کوئی نبی یا رسول بھی کافر بنانے کے لئے نہیں آیا اور نہ کافر بنانا ان کا کام ہے بلکہ وہ تو کافروں کو ایماندار بنانے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے تشدد سے کفر کے فتوے شائع نہیں کئے جیسے کہ ان علماء اسلام نے (جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہیں) مگر اپنی کم نصیبی اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف عمل کرنے اور بدعات سیئہ کے جاری کرنے کیوجہ سے اس سے محروم رہ گئے گو آج تک خود لوگ کفر کے فتوی لگایا کرتے ہیں ایسا ہی مرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ ان لوگوں نے باوجودیکہ مرزا صاحب اہل قبلہ ہیں اور شریعت کے حلال کو حلال اور شریعت کے حرام کو حرام جانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء اور سید ولد آدم افضل الرسل مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر کسی دوسرے نبی کو ایسی بزرگی و فضیلت دینا نہیں چاہتے جس سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی ہو مثلاً یہی ہو کیا ذکر کہ آنحضرت صلعم پر جب کفار مکہ حملہ کریں اور ہلاک کرنا چاہیں تو آپ کو ایک غار میں چھپنے کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھنے کا ایسا ہی آپ سے باوجود آسمان پر چڑھنے کا معجزہ طلب کرنے کے آپ کو ھل کنت الا بشرا رسولا کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو بغیر معجزہ طلبی کے آسمان پر چڑھا لیا جاوے۔ حالانکہ ایک نصرانی ان واقعات کو سامنے رکھکر بڑی دلیری سے ایک مسلمان کو عیسائی بنا سکتا ہے۔ پس کب ایک ایسا شخص جو دین کی ترقی کے لئے اور آنحضرت صلعم کی عزت قائم کرنے اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے ایسے عقاید سے اتفاق کر سکتا ہے جس میں آنحضرت صلعم کی سخت توہین لازم آتی ہے اس لئے لازم آیا کہ عقائد فاسدہ کی بیخ کنی کرے چنانچہ جب ان فاسد عقائد کی تردید کی تو ان لوگوں نے (جنکے دلوں میں یہ عقیدے نقش کالحجر کی طرح تھے) کفر کے فتوے دینے شروع کر دیے اور اسطرح آنحضرت صلعم کی حدیث کے بموجب خود ہی کافر بن گئے مگر مرزا صاحب نے یہ بات ہرگز ہرگز نہیں کی کہ کسی پر کفر کے فتوے لگائے ہوں بلکہ ان لوگوں نے خود مرزا صاحب کو جو اول المومنین ہیں کافر کہا اب دیکھو خود ہی اپنے لئے کفر کا خطاب بموجب حدیث نبوی کے حاصل کر لیا۔

قولہ۔ بحث حیات مسیح میں وماقتلوہ وماصلبوہ اور انی متوفیک ورافعک الی زبردست قرآنی دلایل ہیں۔ اول آیت شریفہ سے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور نہ ان کو صلیب ملی بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

اقول کیا جو مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھ جایا کرتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو ذیل کے انبیاء کا جو یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے آسمان پر چڑھنا ثابت کریں۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت یعقوب۔ حضرت سلیمان علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر ان انبیاء کا آپ آسمان پر چڑھنا دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیں گے تو پھر ہم دوسرے چند اور بزرگوں کے آسمان پر چڑھنے کا ثبوت آپ سے طلب کریں گے جنمیں آپ کے خاندان کے ہی بعض انسان ہوں گے کیونکہ ہم پورے وثوق سے ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے آدمی ہو گذرے ہیں جو نہ تو قتل کئے گئے اور نہ مصلوب ہوئے مگر بایں وہ آسمان پر چڑھنے سے محروم کئے گئے۔ ایسا ہی ڈاکٹر صاحب نے اگر ہمارے سید و مولا کا آسمان پر چڑھنا ایسا ہی تسلیم کر لیا جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰ کا مع جسد عنصری تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم ان سے اون قبر شریف کے بارہ میں ہی چند معقول سوال کریں گے جس سے کہ ڈاکٹر صاحب کا قافیہ تنگ ہو جاویگا اور لینے کے دینے پڑ جاویں گے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم ڈاکٹر صاحب کے علم و یقین کے لحاظ سے بیشک جو کہ مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھ جایا کرتا ہے آنحضرت صلعم آسمان پر چڑھ گئے ہیں تو وہ قبر جو مدینہ میں آنحضرت صلعم کے نام سے ہے وہ کسکی تسلیم کیجاوے؟ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے بھی گئے مگر وہ زندہ اترے اور ان پر ایسی حالت وارد نہیں ہوئی کہ جس کے سبب سے اون کو مصلوب کہا جاوے مگر آنحضرت صلعم پر تو ایسا کوئی منصوبہ ہی پیش نہ چل سکا پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی منطق کے لحاظ سے جناب سرور کائنات آسمان پر گئے ہوں کیونکہ آپ یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔

اسمیں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے مقتلوہ کا لفظ بالکل صاف ہے ایسا ہی اسکے معنے بالکل صاف ہیں کوئی پیچ والا لفظ نہیں ہے۔ اور ایسا ہی صلبوہ کا لفظ بھی بالکل صاف ہے کہ نہ تو حضرت عیسیٰ صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ اونکی ہڈیاں توڑی گئیں اور اس کے بعد قرآن شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں آیا ہے کہ جس کے یہ معنے ہوں کہ حضرت عیسیٰ مقتول و مصلوب نہ ہونے کے بعد آسمان پر جا بسے ہیں۔ ہاں یہ بیشک آیا ہے کہ انکا رفع الی اللہ ہوا جس کے معنے بالکل صاف ہیں حضرت عیسیٰ کے منکرین و معاندین کی اولاد اب تک موجود ہے ان سے ہر ایک شخص جو طالب حق ہو دریافت کرکے با سانی فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ یہودیوں کا منشاء ان کے مصلوب و مقتول کرنے کا بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسطرح وہ رفع روحانی سے جیسا کہ ایمانداروں کا ہوتا ہے بسبب مقتول و مصلوب ہونیکے محروم ہو جاویں گے کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ ان الفاظوں سے حقیقت شناس اچھی طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ یہاں پر صاف طور پر ارشاد ہے کہ "جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا نہ یہ کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر زندہ اوتارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے"

ایسا ہی جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے مگر قتل کا حضرت عیسےٰ کیطرف خیال بھی نہیں ہو سکتا قرآن نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ماقتلوہ یقیناً یعنے قتل تو وہ یقیناً نہیں ہوئے۔ اور صلیب کے ذریعہ مارنے کی نسبت بھی فیصلہ کیا کہ ماصلبوہ یعنے وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے اور نہ اُن کی ہڈیاں توڑی گئیں پس جب وہ نہ تو صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ قتل کئے گئے تو تورات کے احکام ذیل کے حکم میں کیوں آ سکتے ہیں کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے ان دونوں امور کی نفی کرنے کے بعد فرمایا کہ بل رفع اللہ الیہ یعنے جب وہ نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارے گئے تو یقیناً ان کا رفع الی اللہ ہوا کیونکہ رفع الی اللہ کی ذہی جب غلط ہے تو یقیناً وہ رفع الی اللہ ہوئے۔ جیسے کہ یہودیوں کے منصوبے کرنے کے ایام میں حضرت عیسیٰ کو بشارت دی تھی کہ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ یعنے اے عیسےٰ ہم تم کو طبعی موت دیں گے (یہودی تمہارے مارنے پر قادر نہ ہوں گے) اور ایسا ہی ہم تم کو اپنی طرف ایسا رفع بھی دیں گے (جیسے کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے) کیونکہ یہودیوں کی منشا رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب کے ذریعہ یا قتل کے ذریعہ مار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا عام خلقت کا رجوع جو انکی طرف ہے وہ رک جاویگا مگر یہودی اس کام میں ناکام و نامراد ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ ومن اظلم ممن افتریٰ علے اللہ کذبا او کذب بآیٰتہ انہ لایفلح الظلمون۔ یعنے اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صادق اور مقرب بارگاہ ایزدی تھے اور یہودی ان کو راندہ درگاہ رب العٰلمین ثابت کرنا چاہتے تھے اور اسی لئے اونہوں نے اون کو صلیب پر ٹانگ بھی دیا تھا مگر صلیب پر مارنا اون کے بس میں نہ تھا اور خدا تعالےٰ نے اون کے بچانے کا سامان کر کے (جیسا کہ پہلے سے کر رکھا) بچا لیا اس لیے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے اور نہ مقتول ہوئے بلکہ اونکا رفع الی اللہ جیسا کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے ہوا۔ نہ کہ رفع الی السماء جو کہ ایمان دار کے لئے ضروری نہیں ہاں رفع الی اللہ ضروری ہے یہودیوں کی منشا کے بموجب آیت مذکورہ بالا کی پوری نہ ہوئی اس لئے وہ ناکام اور نامراد ہوئے۔ اس آیت کی صداقت ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کے مخالفین و معاندین نے جسقدر کوششیں آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ کرنے کے لئے کیں اُسیقدر زور سے اس سلسلہ کو ترقی ہوئی اس کے مخالف و معاند اپنے ناکام و نامراد ہوئے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو با وجود اس کی سیاہ دلی کے جو اوس کی سلسلہ عالیہ اور اس کے بانی کے ساتھ ہے اپنی قائل ہو کر الہامات کا بہیں اقرار کرنا پڑا کہ [illegible] حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر [illegible] فائدہ نہیں ہوتا ہے" صد کیوں [illegible] جو تمام ہو سکتا ہے ہاں جب اللہ تعالیٰ کی پہلے سے یہ سنت مقررہ ہے کہ [illegible] کو مخالف ناکامی اور نامرادی کا سیاہ داغ لگیں تو کیونکر یہودی اپنے منصوبے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کو کس وہم کی [illegible] گیا ہے کہ وہ بل رفع اللہ الیہ کے معنے آسمان پر چڑھ جانے کے [illegible]

ڈاکٹر صاحب کے ہسپتال میں جالی ہیں یا ذکھولتی ہیں اُن کو تو ہم خوب جانتے ہیں ہمارے ہاتھوں سے تک کرہی جاتی ہیں ہم کو تو کوئی ایسی دوا اسمیں نظر نہیں آتی کہ اسکی تاثیر یہ ہو کہ اوس کے سونگھنے یا ہاتھ لگانے اور پینے سے رفع الی اللہ کے معنے رفع الی السماء سمجھ میں آ جاویں۔

قولہ۔ قرآن شریف کی آیات صاف وظاہر ہیں ہمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں ہے اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف شریف ہیں۔

اقول۔ اگر قرآن شریف کی تمام آیات کو آپ صاف وظاہر تسلیم کرتے ہیں تو انی متوفیک ورافعک الی کے معنے آسمان پر چڑھنے کے کیسے آپ نے سمجھ لئے کیونکہ اسکے صاف معنے تو یہی ہیں کہ اے عیسےٰ میں تجھکو وفات دینے والا اور تیرا رفع کرنیوالا ہوں اور نہ معلوم کہ آپ قرآن کی آیت کو صاف وظاہر تسلیم کرکے کیوں انکو گورکھ دہندا تسلیم کرتے ہیں جو انکے ایسے معنے بذریعہ تاویل کرتے ہیں جو آپکے اعتقاد کے موجب آپ کو کرنا کسیطرح بھی جائز نہیں ذرا مہربانی کرکے بتلا دیں تو سہی کہ جب قرآن کی آیات صاف وظاہر ہیں تو آپ نے آسمان پر چڑھنے کا لفظ کہاں سے لاکر دم گھسیٹا ہے کیا یہ کام آپنے اپنے فتوی کے نیچے آنے کیلئے کیا ہے یا صادق کے لئے جو فتوی آپنے تیار کیا تھا اوس کا مصداق خدا نے آپ کو خود ہی بنا دیا غور کیجئے کہ آپ نے لکھا ہے کہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہیں" خیر یہ تو ہوا آپکی کارروائی کے متعلق اب قرآن کی دوسری آیات کی نسبت سن لیجیا کیا آپ کے نزدیک من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔ الایۃ۔ کے بموجب اس جہان کے تمام نابینا آخرت میں بھی نابینا ہی اٹھیں گے؟ خبردار تاویل نہ کرنا۔ ورنہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہوتے ہیں" کے ذیل میں آ جاؤ گے۔

قولہ۔ قرآن مجید میں وہ جگہ دکھائیے جہاں متوفی ورافع اکٹھے آئے ہوں اور اس کے معنے موت کے لئے جاویں۔

اقول۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کافی ہے جبکہ بقول آپ کے کہ "قرآن کی آیات ظاہر و صاف ہیں اور کہ ہمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں ہے کہ پہلے متوفی کا لفظ استعمال کرکے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ وفات پائیں گے پھر انکا رفع ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر اپنے قول پر جو اوپر نقل ہو چکا ہے یعنی یہ کہ قرآن کی آیات صاف ہیں کوئی گورکھ دہندا نہیں ہے آپ کو توفی کے معنے میں تشکک ہو تو توفنا مع الابرار۔ توفنی مسلما والحقنی بالصٰلحین پر غور کرنا کافی ہے وقت اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں صحاح کتب کہ آپ قرآن کی آیات کو صاف وظاہر تسلیم کرتے ہیں

قولہ۔ سرور عالم صلعم کے واسطے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انک میت وانھم میتون اور حضرت عیسےٰ کے واسطے انی متوفیک ورافعک الیّ ان جداگانہ الفاظ سے غرض کیا ہے؟

اقول۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی اللہ ہونیکا بسبب اس اعتقاد کہ وہ قتل کئے گئے یا صلیب کے ذریعہ مارے گئے انکار تھا مگر آنحضرت صلعم کی نسبت کوئی ایسا خیال نہ تھا اور نہ ہے اسلئے حضرت عیسےٰ کے مقتول یا مصلوب ہونے کی نفی کی گئی اور اس کے ثبوت میں یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کو بطور سند کے پیش کرکے ظاہر کیا گیا کہ جب وہ پہلے [illegible] طبعی موت وفات پا گئے اور بعد موت مومنین کی طرح انکا رفع ہوگا تو وہ قتل کیسے کئے جاتے یا مصلوب کیسے ہو سکتے اور جب وہ مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تو وہ تورات کا یہ فتویٰ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے کیسے راست آکر اون کے رفع روحانی مثل مومنین کا مانع ہو سکتا ہے۔ پس صاف ہے جو کچھ ان ہر دو آیتوں کے بیان کرنے کا مطلب و منشا رہے۔

قولہ - مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے جو میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید اب تک نہیں ہوئی ہے -

اقول - اس کے متعلق اگرچہ میرے محسن و پیارے بھائی شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۱ میں کافی سے زیادہ بذریعہ ایک نوٹ کے لکھا ہے مگر جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے اُس کا بھی ملاحظہ ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے عرض ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے صرف میرزا صاحب کے ہی کرکٹر پر نکتہ چینی نہیں کی بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کرکٹر پر بھی نکتہ چینی کی ہے غور کریں کہ قرآن تو آں حضرت صلعم کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم الخ اور ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم الخ مگر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ”خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کا ماننا اور اُس کی عطا کردہ عقل و فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے“ پھر فرماتے ہیں کہ ”اُس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان ہی کے تابع ہو گئے؟“ (دیکھو روزانہ پیسہ اخبار ۱۷۹ جلد ۱۷ صفحہ ۸ کالم ۲-۳ درحاشیہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء)

اگرچہ ہم ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کی تردید کرنے پر بہت کچھ بفضل اللہ دسترس رکھتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے مفسر ہونے کا اچھی طرح سے حال ظاہر کر سکتے ہیں اور کہ ڈاکٹری اصول کے بموجب بھی ڈاکٹر صاحب پر یہ امر پایۂ ثبوت پہنچا سکتے ہیں کہ کیونکر ڈاکٹر صاحب صرف صرف بعض دوائیوں کو ہی بعض امراض صرف صرف کے دفعیہ کا ذریعہ یقین کر کے مریضوں کو استعمال کراتے ہیں جس سے آں حضرت صلعم کی اتباع کے ذریعہ ہی رحمت و مغفرت الہی کا نازل ہونا ایسا صاف و کھلے طور پر بہ پایۂ ثبوت پہنچ جاتا ہے کہ پھر اُس کے بعد نکتہ رس کو ایسا اعتراض کرنے سے ہی شرم آتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کیا ہے اور اسی طرح پر ایک نکتہ رس یقینی طور پر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے پر قائل ہو جاتا ہے کہ در اصل ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مفسر قرآن ہو کر اور ڈاکٹری بھی یونہی گنوا دی جو یہ ایک معمولی بات اُس کی سمجھ میں نہ آسکی - مگر چونکہ ایک تو اس طرح مضمون لمبا ہو جاویگا - دوسرے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مخاطب نہیں ہیں - تیسرے یہ کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب بھی آں حضرت صلعم کی اتباع کے مدعی ہیں بنا بریں لازم آیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بیان فرماویں کہ جو مذکورہ بالا نکتہ چینی آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کی ہے اسکی آنحضور نے کب اور کہاں تردید کی ہے - رہا میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ متعدد دفعہ ان نکتہ چینیوں کے معقول اور مدلل جواب ہمارے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں - اور کہ خود ہمارا ایک مضمون بعنوان ”شاگرد کا خط اُستاد کے نام“ بھی ڈاکٹر عبدالحکیم کی تردید کے الفاظ [illegible] الحکم کے فائل میں اب تک موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب [illegible] کونسے کونے میں بیٹھے رہتے ہیں جو اُن کو اب تک اس بات کا علم نہیں [illegible] دنیا سے تو یہ امر پوشیدہ نہیں ہے - اب براہ کرم ڈاکٹر صاحب یہ بیان کریں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جو آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید آپ نے یا آپ کے قطب زمان پیر گولڑوی صاحب نے کی ہے کہ نہیں اگر نہیں کی تو اُس کے وجوہات سے تفصیلاً [illegible] بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار مطلع فرمایا جاوے -

قولہ - جبکہ ایک مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ہو مگر میرزا صاحب کو نہ مانے تو وہ کون سے دلائل قرآنی سے کافر ہو سکتا ہے ؟

اقول - جن دلائل قرآنی سے ایک یہودی پابند صوم و صلوٰۃ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و آں حضرت صلعم پر ایمان نہ لانا موجب کفر تھا - کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب عقیدہ جناب کے جب آسمان سے اُتریں گے تو انپر کوئی مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ایمان نہیں لاویگا بلکہ چور اُچکے ..... وغیرہ ہی ایمان لاوینگے؟ اگر ایسا ہے تو اُن کو حضرت عیسیٰ کا کافر کہنا کیا بیجا ہوگا؟ اور یہ بھی واضح رہے کہ میرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتوے نہیں لگایا ہے اور نہ میرزا صاحب کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو کافر بے دین بناویں کیونکہ وہ تو مثل انبیاء کے مومن بنانے اور دیندار بنانے کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے کسی کو کافر بنانا اُن کی شان کے ہی بعید ہے بلکہ لوگوں نے خود اُن کو کافر اور بے دین بیان کر کے بموجب حدیث نبوی کے اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپاں کر لیا اس کے علاوہ آں حضرت صلعم کے صدہا نشان و خرق عادت کا جو حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں انکار کرنے کی وجہ سے بھی یہ لوگ جو میرزا صاحب کو نعوذ باللہ کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اس لائق ہو گئے ہیں کہ اُن کو اُن منکران انبیاء سے نیز آں حضرت صلعم کے منکران سے کم نہ سمجھا جاوے کہ جنھوں نے اُن کی زندگی میں صدہا نشان دیکھ کر بھی انکار و کفر کیا تھا -

قولہ - جبکہ فی زمانہ ہر ملک و دیار میں مسلمان موجود ہیں **نماز روزہ** حج کی ممانعت نہیں - دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں تو میرزا صاحب کے بعثت کی کیا ضرورت ہے ؟ -

اقول - سہ اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں !

کیوں صاحب ! سچ اور ایمان سے کہنا کہ جو دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں وہ جناب کے قول کے بموجب جو آپ کے ہی الفاظ میں آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے ”ہر طرح کے بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے - قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنانے والے ہیں کہ نہیں ؟ جن میں سے کسی کو باوجود اُن کی ایسی ایسی کرتوتوں کے آپ نے قطب زمان اور مسیح الزمان بنایا ہے حالانکہ وہ وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہی نہیں کیونکہ احکام الہی سے بقول آپ کے انحراف کرتے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلتے ہیں جس کی وجہ سے عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں - کیا ایسی خرابیاں تسلیم کرنے کے باوجود بھی میرزا صاحب قبلہ کی بعثت کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی ؟ اگر نہیں تو پھر یہ بتلانا فرض ہوگا کہ جبکہ آنحضرت صلعم کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت کے یہودی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے تو اُن کی بعثت کی اُن کے نزدیک کیا ضرورت تھی ؟ بھلے آدمی ! تو خود تسلیم کرتا ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں تو کیا اس وقت میں کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو وارث الانبیاء بن کر ان جھگڑوں کو دور کرنے اور ٹکڑوں پارچوں کو جوڑ کر ایک کرے ؟ -

قولہ - بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے

پاک پروردگار کی کہ تمہارے درمیان عیسےٰ ابن مریم آئیگا تو صریح الفاظ میں کیسے تاویل ہوسکتی ہے ؟

اقول۔ جب حدیث کے ایسے صریح الفاظ میں تاویل نہیں ہوسکتی تو قرآن شریف کے صریح الفاظ میں بھی تاویل نہیں ہوسکتی چنانچہ اس کو جناب نے خود ہی تسلیم کیا ہے اور اسی لئے میرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار و فرار کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ دعوے (مسیح موعود کا) آیت ختم نبوت کے برخلاف ہے۔ تو حضرت عیسےٰ ابن مریم کا آنا کیوں ختم نبوت کے برخلاف نہ خیال فرمایا؟ کیونکہ قرآن کے صریح الفاظ یہ بیان کرتے ہیں کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ایسا ہی حدیث کے بھی صاف الفاظ لا نبی بعدی آپ کی اس دلیل کو توڑتے ہیں اور بقول آپ کے صریح الفاظ کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ظاہر کرنا ضروری ہوا کہ کون سے عیسےٰ ابن مریم آویں گے اور کہاں سے آویں گے اور کیسے آویں گے؟ کیا آں حضرت صلعم کو نعوذ باللہ ختم نبوت کے معنے معلوم نہیں تھے یا یاد نہیں رہے تھے جو قسم کھا کر فرمایا کہ عیسےٰ ابن مریم آوینگے یا اُس کا آنا اُن کے نزدیک کچھ اور ہی حکم رکھتا تھا؟ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ میرزا صاحب کا دعوے تو ختم نبوت کے برخلاف ہو جاوے اور عیسےٰ ابن مریم کا آنا ختم نبوت کے برخلاف نہ ہووے کیا اچھا ہو کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس عقدہ لاینحل کو حل کر کے ہم کو مشکور فرماویں۔

اس کے بعد نمبر ۱۳ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جو بقول اُن کے بخاری کی حدیث ہے مگر چونکہ اُس کے اصلی الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہم کو اُن کے اصلی الفاظ کی خبر ہے اس لئے ہم اُس پر کچھ نہیں تحریر کر سکتے کیونکہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ یہ حضرات حدیث کی تحریف کرنے میں کمال رکھتے ہیں تو پھر اُس پر لکھنا ہی عبث ممکن ہے کہ ایسی کوئی حدیث ہو جس کا اگلا اور پچھلا مطلب خبط کر کے یا کانٹ چھانٹ کر کچھ کا کچھ بنا کر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا ہو۔ رہا یہ کہ میرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی کئی کئی پیرایوں میں توہین کی ہے اس پر اسی قدر لکھنا طالب صادق کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ میرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح کا ہے اگر وہ باوجود مثیل مسیح کے دعوے کے مسیح کی عزت نہیں کرتے بلکہ مسیح کی توہین کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں تو گویا خود وہ اپنے دعوے مثیل مسیح کی توہین کرتے ہیں۔ یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ کوئی عقلمند اس کو سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص باوجود دعوے مثیل مسیح کے کیونکر مسیح کی توہین کر سکتا ہے۔ میرزا صاحب نے مسیح کی توہین تو کبھی نہیں کی اور نہ کوئی صادق کسی صادق کی توہین کر سکتا ہے البتہ عیسائیوں کے یسوع کی نسبت بائیبل کے بعض فقرے نقل کر کے عیسائیوں پر جو حملے شک کی ہے جو کہ علم مناظرہ میں ہر طرح جائز ہے۔ اس کو توہین خیال کرنا عقلمندی کا خاکہ اُڑانا ہے۔

ایسے ہی میرزا صاحب کا اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام سے بموجب حکم ربانی کے افضل ظاہر کرنا ہرگز ہرگز جناب سید نا حسین علیہ السلام کی توہین پر دال نہیں میرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں امام حسین علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور اُن کی توہین کرنے والے کو بُرا ظاہر کیا ہے اگر باوجود ان خیالات کو ظاہر کرنے کے میرزا صاحب کا صرف یہ کہنا کہ وہ امام حسین سے افضل ہیں۔ امام حسین کی توہین کا موجب ہو گیا تو آں حضرت صلعم کی نسبت تمام مسلمانوں کا یہ اقرار کرنا کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء سے افضل ہیں کیوں موجب توہین جملہ انبیاء نہ گردانا جاوے؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ فضیلت کے معاملے میں کیوں اڑ بیٹھے ہیں اور کیوں کسی کے یہ کہنے پر کہ وہ فلاں سے افضل ہے اُس کی توہین کا موجب گردانتے ہیں حالانکہ یہ صاف اور بالکل صاف ہے کہ فضیلت۔ عزت و بزرگی بنی ہوئی ہے۔ یعنے اگر ایک ایم اے یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں ایف اے اور بی اے سے افضل ہوں یا ایک اسسٹنٹ سرجن دعوےٰ کرتا ہے کہ وہ ایک کمپونڈر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ سے افضل ہے تو کیا وہ اس بیان سے ایف اے و بی اے اور کمپونڈر و ہاسپٹل اسسٹنٹ کی توہین کرتا ہے یا امر واقعی بیان کرتا ہے؟ ہمارے خیال میں اس سے کوئی بھی توہین لازم نہیں آتی بلکہ ایک طرح سے اُن کی عزت قائم ہوتی ہے یعنے وہ اپنے کو اُن سے افضل ظاہر کرنے میں دراصل اُن کی عزت کی ایک حد تک قدر کر کے اپنا مرتبہ ظاہر کرتا ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آج کل دُنیا کے لئے عقل خرچ کی جاتی ہے اور دین کے لئے کچھ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا صرف سُنے سنائے اعتراض بیان کر کے ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں کا دم بھرا جاتا ہے۔

بالآخر ڈاکٹر صاحب جن تیس ۳۰ دجالوں کا انتظار کر رہے ہیں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اُن کو بھی دیکھ لیا ہے نہ صرف تیس ۳۰ بلکہ تیس ۳۰ سے بھی کچھ زیادہ ہی چنانچہ وہ دجال کچھ عرصہ ہوا ہمارے ہاں لاہور چھاؤنی بھی آئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کو دیکھ کر ایسے بھاگے کہ پھر اُس دن سے آج تک یہاں آنے کا نام تک نہیں لیا اور اب ہم اُن کے دیکھنے کو اس طرح ترستے ہیں جیسے کہ گدھے کے سینگ دیکھنے کو۔

میرے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کے تمام ایسے اعتراض کا جواب ہو گیا جو کہ جواب کے لایق تھے اُمید کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پڑھ کر بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور جواب با صواب سے مشکور فرماویں گے اگر ڈاکٹر صاحب اس کو پڑھ کر بحر تفکر میں غوطہ زن ہو گئے یا جواب نہ بن آئے تو پیر گولڑوی سے مدد لیکر جواب دیں جو اُن کے نزدیک مسیح الزمان ہیں والسلام علےٰ من اتبع الھدےٰ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی)

بقایادار احباب توجہ کریں

خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ سال رواں سے تیسری سہ ماہی بھی ختم ہونے والی ہے جن حضرات کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنے ذمگی حساب بے باق کر کے ممنون فرماویں ۞

جبکہ یہ بات پھر بھی ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک یا دو تین مرتبہ وقت میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور ملیا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اُس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ آپکے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانیوالی خبر آپ سنیں جیسا کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بلیموریا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ ایس۔ جن کا دوا خانہ مدت سے دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) اسکے بارے میں اپنی سچی رائے آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت اُن میں نظر نہیں آتی۔ اگر گردے خراب بالکل زور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ "ان سیال زہروں کو جسم میں سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بے قاعدہ حرکت۔ گرمی۔ چکر آنا۔ حافظہ اور جیوانی کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کیلئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر دیلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرایٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق دل کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق سے بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ **تعمیم افادہ** کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا راز اسکے بنانے کا نسخہ بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو گئے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اُجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کو آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۴

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دھلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو زبر و زبر کر دیا ہے قیمت ۱۲ ست بچن ۱ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو اعتراض آریہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جواب۔ اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ نسیم آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر کا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲۔ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب مرقع قیمت ۴۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صد ہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہوگئی ہے قیمت فی پارہ (۸) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴ سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۴

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہا در قادیاں ہینی	وا ہینی شفا ہینی غرض دار الاماں ہینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔ صہ
... معاونین سے ۔ عـہ
... وستان سے باہر سے
... ہب والوں سے ۔ ۱۲
... عت کے غیر مستطیع
... ے سے کم آمدنی
... ے لوگوں سے ۔ عا ۱۲

نمبر ۳۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ بیمار رہا ہے۔ اور مشین ابھی تک پہونچ نہیں سکی۔ اس لئے جہاں پچھلے ہفتہ کا اخبار دو ورق پر شائع ہوا وہاں اس ہفتہ کا اخبار بمشکل آٹھ صفحوں پر شائع ہو سکا ہے امید ہے ناظرین معذور سمجھیں گے۔

ناظرین الحکم کی خدمت میں واضح رہے کہ اگر انہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی ایسے شبہات اور سوالات پیدا ہوا کریں جن کا جواب دینا مذہبی اخباروں کا فرض ہوا کرتا ہے تو وہ بے خوف و خطر سوالات لکھکر دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ ہم بفضل خدا معقول سوالوں کے جواب اخبار میں چھاپ دیا کریں گے۔

عجیب نوٹ

خدا تعالیٰ نے اگر اوپر کو آسمان بنا دیا ہے تو نیچے کو زمین بنا دی ہے اگر علو بنایا ہے تو سفل بھی بنایا ہے۔ نور بنایا ہے تو پھر اندھیرا بھی بنایا ہے باقی رہنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ تو فنا ہونیوالی چیزیں بھی بنائی ہیں بعض کو قرب کا موجب بنایا ہے تو بعض کو دور رہنے کا موجب بنایا ہے۔ اگر فرشتے بنائے ہیں تو پھر شیطان بھی بنایا ہے۔

جب مرد و عورت دونوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجے اپنے رسول بھیجے اور سب سے آخر اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنا کامل اور افضل الرسل رسول ... بھیجا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تو تعلیم حاصل کریں اور ... فائدہ اٹھاویں اور اپنی عاقبت سنواریں مگر عورتوں کو ... رکھا جاوے۔ ... انہیں بھی جاویں کیا اس معاملہ میں مرد گنہگار نہیں ... ستیاناس نہیں۔

مرد اور عورت میں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی قدرتاً بہت فرق ہے اور جو کام مرد ... عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد ... بعض امور میں شراکت بھی ہے۔ مگر مقابلۃً مرد غالب ہے ... مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ اس لئے مرد و عورت ... کبھی نہیں ہو سکتے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک گریجوایٹ کی ضرورت

مدرسہ ہذا میں ایک سینئر ہیڈ گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہو گی۔ تمام درخواستیں معہ سند ات کے بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے جلد آنی چاہئیں +

الہامات۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ۱۔ الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ...

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹ - ستمبر بوقت نماز ظہر

کرامت علی نے حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے - جو کہ گذشتہ اخبار میں پیسہ اخبار سے نقل کرکے شائع کی گئی تھی - پیشتر وہ پیشگوئی جب روزانہ اخبار مطبوعہ ۱۸ ستمبر سے پڑھ کر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں سنائی تھی - تو اس پر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پیشتر اس کے کہ وہ درج کروں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اخبار کے صفحہ ۱۰ سے وہ پیشگوئی ایک دفعہ پھر بغور پڑھ لیویں - (ظہیر)

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا - پیشگوئیاں تو وہ ہوتی ہیں جو قبل از وقتِ وقوع اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے عام طور پر شائع ہوں - اور دنیا میں ان کی عام طور پر شہرت ہو - آجکل کے لوگوں کی زبانی شہادتوں کا کیا بھروسہ ہے - ہمارے مخالفوں کی اس وقت عجیب حالت ہو رہی ہے - تھوڑے دنوں کی بات ہے - کہ ایک جگہ آٹھ آدمیوں نے قسم کھا کے بیان کیا کہ ہم دیکھ آئے ہیں جو مجھے جذام ہو گیا ہے زبانی شہادتوں پر تو بڑی بڑی کرامتیں لوگوں میں مشہور ہو جایا کرتی ہیں حالانکہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی - فرمایا یہ اخبار تو رکھنے کے لائق ہے - اسکی پہلی پیشگوئیوں کی نسبت صرف زبانی شہادتوں کو ہم کافی نہیں سمجھتے - ہاں یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے - اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جاوے گی اس نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو دلی میں ہزاروں آدمی طاعون سے مر گئے اور اس نے ان کو چھوا تک بھی نہیں - زبانی شہادتیں آجکل کے لوگوں کی قابل قدر نہیں البتہ اسکی یہ پیشگوئی محفوظ رکھنے کے لائق ہے - یہ کیسی حیلہ سازی ہے کہ جو پیشگوئی کرتا ہے وہ تو چپ ہے اور اسکی بجائے ایک دوسرا شخص شائع کرتا ہے - دیکھو جتنی پیشگوئیاں ہم کرتے ہیں خود ہی لکھتے اور شائع کرواتے ہیں - اصل میں قرون ثلاثہ کا حال کمال پر پہنچ چکا ہے - اس زمانہ میں جھوٹ تو حلوہ بے دودہ سمجھا جاتا ہے - ہم پر بڑے بڑے افترا کئے گئے اور طرح طرح کے بہتان لگائے گئے - عدالتوں میں ہم پر طرح طرح کے جھوٹے الزام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور ان لوگوں نے ہمارے بر خلاف آتما رام اور چندو لال کے سامنے کتنے جھوٹ بولے - فسق و فجور کی کوئی حد نہیں رہی اور خاص کر جھوٹ میں تو ان لوگوں نے وہ کمال حاصل کیا ہے کہ اگر لاکھ آدمی بھی مل کر شہادت دیں تو اعتبار نہیں ہو سکتا - شیخ یعقوب علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تمہارا ذمہ ہے کہ پیسہ اخبار کیطرف اصلیت کو دریافت کرنے کے لئے ایک خط لکھو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود ہی ایک دو آدمی کرامت علی کے پاس دلی چلے جاؤ - اور اس کو یہ اخبار دکھا دو - کسی شخص نے عرض کی کہ منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل دلی میں موجود ہیں اور بڑے مخلص ہیں انہیں کو لکھا جاوے - حضرت نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ہم تو اسی وقت آدمی بھیجنے کو بھی تیار رہتے مگر خیر انہیں کو لکھدو اور تاکیداً لکھدو کہ ہمارا خط دیکھتے ہی خود اس کے پاس جائیں اور اخبار دکھا دیں اگر وہ اقرار کرے تو بھی اس سے لکھوا لیں اور اگر انکار کرے تو بھی لکھوا لیں منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ہمارے خط کو دیکھتے ہی اس کے پاس جاویں اور پوری کوشش سے کام لے کر اس سے اقرار لیں - ایسی چور کارروائی ٹھیک نہیں ہے - ان کو تاکیداً لکھدو کہ خود جا کر اس سے اقرار لیویں اور اس کے ہاتھ سے لکھوائیں - یہ تو بڑی فیصلہ کی بات ہے گویا تمام دنیا کو ایک فیصلہ نے ہی چھوڑا دیا - اس کے پاس ضرور خود جا کر اس کی تصدیق کرانی چاہیئے - معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شہادت پیدا کرنے کے لئے ایسی پیشگوئیاں کر دیتے ہیں - مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے -

واللّٰہ مخرجٌ ما کنتم تکتمون ۱/۹

ایک ہفتہ تک پتہ لگ جائے گا کہ اصلیت کیا ہے - چاہیئے کہ یہی اخبار ان کو بھیجا جاوے - ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے اخبار ہی تلاش کرتے پھریں - کرامت علی کے پاس جا کر اخبار کی وہ جگہ اسے دکھلائیں جہاں پیشگوئی درج ہے اور اس کو کہدیں کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہے اسکی تصدیق ہم کرنے آئے ہیں اور اس بات کی بھی اچھی طرح سے تصدیق کرلیں کہ وہ کونسے ساٹھ آدمی ہیں جن کو چھونے سے اڈنکی طاعون جاتی رہی اور وہ تندرست ہو گئے - فرمایا کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا بہت کم میں دن رات تو میں سویا ہی نہیں - آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا - "خدا خوش ہو گیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا -

اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جس پر کوئی پچاس ساٹھ سطر میں لکھی ہوئی ہیں - میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اسمیں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ "یا عبد اللّٰہ انی معک" یعنی اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں - اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی - کہ گویا خدا کو دیکھ لیا - دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں - اور یہ ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں - اگر خدا کو اپنے دین کا بیڑا غرق کر دینا منظور ہے تو جو چاہے سو کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں - ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے -

ولک نری اٰیات ونھدم ما یعمرون - انیحک ولا اجیحک واخرج منک قوما - انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک درٌّ لا یضاع - لک درجۃ فی السمآء وفی الذین ھم یبصرون -

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھسے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھلا دیں گے اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے - اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں) مگر یہ کہتے ہیں کہ اسکی تمام جماعت پاش پاش ہو جاویگی اور یہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو جاوے گا -

فرمایا۔ ایک دفعہ دلی میں تین شخص ہمارے پاس آئے۔ اور ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح میں ہوں اور توفی کے معنی قبض روح کے کرتے ہو حالانکہ اس کے معنے پورا کرنے کے ہیں اور اس کی تائید میں یہ مصرع پڑھ کر سنایا۔

توفی کل نفس ما ضمنت

میں نے جواب دیا کہ مولوی بن کر مفسر بن کر ایسی بات کرنی۔ بھلا یہ تو پہلے بتلاؤ کہ یہ صیغہ کا ہے۔ بس پھر تو یہ کہنے لگ گیا جی غلطی ہو گئی۔ (توفی کے معنے پورا دینے کے وہاں ہوں گے جہاں باب تفعیل میں ہو گا۔ اور قبض روح کے معنے وہاں ہوں گے جہاں باب تفاعل سے ہو گا)

فرمایا عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں تو رد کر دیا اور ایک عیسائی کو مسیح بنا دیا۔ امید ہے کہ یہ ایک ہنسی ٹھٹھہ کی پیشگوئی ثابت ہو گی۔ ورنہ ایک مسلمان کا ایسے شخص کو مسیح قرار دینا جو انسان کی پرستش کرتا اور انسان کو خدا بناتا اور مسلمانوں کے نزدیک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے نیک نیتی پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ محض ہنسی ٹھٹھا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہو گئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالیٰ بے سزا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود بھی حیران ہے۔ کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کیجاوے اور اس طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں یہی خبر دے رکھی ہے۔ کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک میں بھی خطرناک طاعون پڑے گی۔ اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاسی ہزار آدمی ہلاک ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ "انی احافظ کل من فی الدار" اگر یہ افترا ہے تو دکھاؤ کہ ان گیارہ برسوں میں کتنے ہلاک ہوئے۔ دیکھو فقیر مرزا نے میری نسبت کتنے زور سے پیشگوئی کی کہ یہ شخص آئندہ ماہ رمضان میں طاعون سے مرے گا اور بڑا بڑا دعویٰ کیا کہ میرا عرش معلّٰے تک گذر ہوا ہے اور میری نسبت بار بار کہا کہ یہ جھوٹا ہے اور مجھے خدا کی آواز آئی ہے کہ اس پر آئندہ رمضان کی فلاں تاریخ کو بڑا غضب نازل ہو گا۔ اور تباہ ہو جائے گا۔ مگر دیکھو کہ پھر خود ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اور پھر عجیب بات یہ کہ آئندہ رمضان کی اسی تاریخ کو آپ ہی ہلاک ہو گیا جس تاریخ کو میری ہلاکت کی پیشگوئی لکھی تھی۔

پھر چراغ الدین کو دیکھو جو بڑا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسٰے نے مجھے عصا دیا ہے اور پھر میری ہلاکت کے لئے بڑی بڑی دعائیں کرتا رہا مگر آخر خود ہی اپنے لڑکوں سمیت طاعون سے مارا گیا یہ تو ان پیشگوئی کرنیوالوں کے حال ہیں اور ان کے کشفوں اور الہاموں کا حال یہ ہے کہ خدا ان کو کہتا تو کچھ اور ہے اور ہو کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر ایک نہیں دو نہیں کئی ہیں حقیقۃ الوحی میں ہم نے نمونہ کے طور پر لکھدیئے ہیں۔ دیکھو غلام دستگیر نے لکھا تھا کہ جیسے مجمع بحار الانوار کے مولف کی دعا سے ان کے زمانہ کے مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا ویسے ہی میری دعا سے مرزا قادیانی جڑھ سے کاٹا جاوے۔ پھر دیکھو وہ خود ہی تباہ ہو گیا۔ اور یہ باتیں ایسی نہیں جو یونہی چھوڑ دی جاویں بلکہ ان پر غور کرنا چاہئے۔

فرمایا۔ اصل میں جیسے کافر اور مشرک لوگ آنحضرت صلعم کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے تھے۔ ویسے ہی ہم کو بھی ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے ہیں۔ آپ تو وہ چوروں کی طرح چھپ کر بیٹھا ہوا ہو گا۔ اصل میں دلی میں ہنسی ٹھٹھا بہت ہے۔ کوئی دیندار ایسے لفظ کب استعمال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص جو نصرانیت کے شرک میں مبتلا ہو اور ایک انسان کو پوجنے والا ہو اصلی مسیح ہو۔ خیال تو کرو کہ مسلمان ہو کر اپنے مذہب کو کیسے ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتا ہے آریہ وغیرہ بھی اپنے مذہب سے ایسے ٹھٹھے نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دلی کی کمبختی کچھ باقی ہے۔

(۱۱ ار شمبر۔ بوقت ظہر)

فرمایا۔ سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے اور ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے کہ بعض لوگوں کو نہ ہی تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے اخلاق عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے پرائے نے مرنا ہو یا کوئی اور ایسا ہی واقع ہونا ہو تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں بلکہ ایک پہلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آ سکتی ہیں۔ اور بازاری عورتیں طوائف وغیرہ بھی اکثر اوقات بیان کیا کرتی ہیں کہ میری فلاں خواب سچی نکلی۔ ہاں اگر یہ سوال کیا جاوے کہ خدا نے ایسا کیوں کیا تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ تا یہ لوگ ایسا نمونہ پا کر کار خانہ نبوت کو سمجھ لیں اگر ایسا نمونہ نہ ہوتا تو پھر نبیوں کے تعلق کو سمجھنے میں دقت ہوتی یہ بھی بات ہے کہ کافر فاسق فاجر سب کو سچی خوابیں کبھی کبھی سچی خواب تو فاسق فاجر بھی دیکھ لیتا ہے آ جایا کرتی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم لوگ باوجود طرح طرح کے فسق و فجور اور دنیا کے گند میں مبتلا ہونے کے ایسی خوابیں دیکھ لیا کرتے ہو تو پھر وہ جو ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں اور اسی کے آستانہ پر ہر دم گرے رہتے ہیں ان کو سچا کیوں نہ سمجھا جائے۔ ایکدفعہ چند آریہ ہندو ہمارے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ میں نے ان کو بھی کہا تھا کہ ہم تو مانتے ہیں کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جس کو سچی خواب آوے اسکی عملی حالت بھی بڑی اعلےٰ ہے اور اس کا دل بڑا پاک ہے۔ بلکہ یہ تو کارخانہ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے آمادہ رکھا ہے۔

یکجائی طور پر دیکھیے سینشان صداقت فرمایا۔ مبارک احمد کی نسبت جو کچھ قبل از وقت لکھا گیا تھا۔ - - - - اور پھر اسکی والدہ کی نسبت خاص طور پر الہام ہونا کہ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" اور پھر چار دفعہ "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا" اور پھر "لائف آف پین" یعنی تلخ زندگی۔ اگر یکجائی طور پر ایک دشمن بھی دیکھے تو بجز اس کے کچھ بھی جواب نہیں دے سکیگا کہ خدا کا ایک نشان ظہور میں آیا ہے ہاں اگر بے حیائی اور شرارت سے کام لے تو اور بات ہے چاہیئے کہ منہاج نبوت عقلی طور پر ہی ماننا پڑتا ہے پر کھا جاوے یا کم از کم عقل کے رو سے ہی سہی کہ اتنے بچے تھے اور صرف مبارک کی نسبت ایسا لکھا گیا کیا کوئی انسان عقل سے ایسا کر سکتا ہے موت فوت کی خبر دینا یہ خدا کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ خدا کا یہ فضل ہے جو سب کچھ پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اگر اب کہتے تو کون مانتا۔ سوچنا چاہیئے کہ آیا جو کچھ وفات کے پہلے ظاہر کیا گیا ہے وہ وفات بتلا رہا ہے یا زندگی "انی اسقط من اللہ واصیبہ" تو مبارک کی ولادت سے بھی پہلے کہا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے۔ فاالقصہ

عالی جناب اعداد الاخون اور تعصبی بھی ... + فرمایا بالکل ذراسی مجھے غنودگی ہوئی

حضرت اقدس کا ایک پُرانا خط

حضرت اقدس علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والے کو خط لکھا ہے اس کی تحریک مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں نے جو آجکل یہاں ہیں اور ہمارے مخلص احباب سے ہیں کی۔ مولوی صاحب قاضی صاحب کے شاگرد اور معتقد ہیں۔ پانچ سال قاضی صاحب سے تعلیم پاتے رہے۔ بڑے ہی عابد۔ زاہد۔ نیک اخلاق آدمی ہیں ان کا ایک مضبوط خیال ہے کہ قاضی صاحب متکبر دنیا طلب آدمی نہیں رائے اور اعتقاد کی غلطی میں مبتلا ہیں اور ممکن ہے کہ مغالطہ سے نکل جائیں۔ حضرت نے انکی خاطر خط لکھدیا ہے :۔ رات اس قدر لمبی تقریر فرمائی۔ کہ اگر کوئی لکھتا تو رسالہ مرتب ہو جاتا۔ بڑے درد دل کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا کہ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں اور حقوق عباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کی دقیق سے دقیق رعایت کیا کریں کوئی منصوبہ اور حیل ان کے کسی عضو پر نہ ہو کوئی کتا اور بلّی بھی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم میں ان لوگوں کو بہت بُرا جانتا ہوں۔ جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی اور مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔ غرض خلاصہ ساری تقریر کا یہی ہے کہ اب وقت ہے کہ جماعت اپنی حالت میں بیّن تبدیلی دکھائے۔ فرمایا کہ مجھے پختہ وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ بہت عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے۔ مگر یہ علم مجھکو نہیں دیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ فرمایا کہ نشانوں کی ناقدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے ایک کفر و انکار سے۔ اور ایک اس طرح سے کہ دور دراز تک اس کے وقوع کے بعد دلدادہ کیا جائے اور پھر آہستہ آہستہ فراموش کر ڈالا جائے اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کیجائے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشانات الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت و تساہل سے وقت گذارتے ہیں اور اکثر انمیں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کی افعال میں نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر دین الٰہی کے اعلا اور تعظیم اور حرمات الٰہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو۔ تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکروں میں ہلاک ہوا جاتا ہوں۔ مگر جب دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان ردّی سوکھی نمازوں کا ہرگز قایل نہیں۔ جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی وہ انہی کو آئندہ بھی مستفید ہونیکی توفیق بخشے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ویسا بننے کی توفیق دے۔ جو ہمارے امام کی آرزو ہے :۔

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

۷۔ شعبان المبارک ۱۳۱۴ھ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد۔

بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں۔ کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اپنی بابت سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ فتنہ عیسائیت کا جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ سے فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھے ہوں اور وہ اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکی وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ لامہدی الا عیسٰی۔ اور خدا نے چودھویں صدی کو اس لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودھویں رات میں ہوتا ہے اور چودھویں رات کے دونوں طرف الخطاط ہے اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھیگا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہو تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ تقاضا کر رہی ہے کہ اسی صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے پکارا جاوے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جسکی خدمت کسر صلیب ہے۔ اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام ملنا حالت موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مسیح اور مہدی ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالت موجودہ خود مجھکو طبعاً یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتی۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اور اگر کرتی ہے تو ہر ایک متقی خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کیطرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جاویں ہر ایک روح خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریں گے خدا تعالیٰ میری مسیحائی کی اس کو خبر دیگا۔ سواے عزیز وا! خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگو۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ۔ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر۔ سر اٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور میرزا غلام احمدؐ

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس دار ناپایدار سے سفر کرنا

چاہتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اپنی سعادت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کہاوے اور سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے آسمان سے دروازے کہولے گئے ہیں۔ فقط

خطبۃ النکاح

(از حکیم الامۃ - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء)

سید عبد الرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبد الرحمٰن صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑہا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ ظہیر

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله - اما بعده ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهدى الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله -

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب ہر ایک سبق ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رہی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ کی بزرگی عظمت بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد وستایش کو مقدم رکہا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے بہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکہنا چاہئے۔ اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چہوٹے ہوں یا بڑے ہوں خدا کی عظمت کا خیال رکہا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ میں جانے کے لئے بہی دعائیں سکہائی ہیں۔ الٰہی جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا مجہے تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بہی گندگی دور کرنیکا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہوگئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل کچیل بہی دور ہو۔ ایسے ہی کہانا کہانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہکر کہانا شروع کرنا چاہئے۔ اور ختم کرنے وقت الحمد للہ رب العالمین جیسی دعا سکہائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتھ محبت کرنے کے لئے بہی دعائیں سکہائی ہیں اور پہر فراغت کے لئے بہی دعائیں بتائی ہیں۔ یہانتک کہ بازاروں میں جانے کی بہی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بہی دعائیں ہیں مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بہی دعائیں ہیں اور مسجد سے باہر نکلنے کی بہی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کرکے اور فضلوں کا امیدوار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہئے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بہی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو حسب نسب میں اعلےٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو مگر ہمارے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار اور نیکو کار انسان ملجاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم اخلاق عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو اور صرف ناطہ کی رسم رکہی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو۔ بلکہ محصنين غير مسافحين ۶/۵ کو مدنظر رکہے۔ اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتہ میں مال جان اخلاق وعادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے۔ اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱- راستبازوں اور اولو العزم نبیوں پر بہی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

واذا بتلى ابراهيم ربه ۱/۱۵

۲- بدذاتوں۔ بے ایمانوں کافروں اور مشرکوں پر بہی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

نبلوهم بما كانوا يفسقون ۹/۱۱

۳- ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بہی ہے انپر بہی ابتلا آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وبلونهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون ۹/۱۱

۴- اور کبہی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بہی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والا نفس والثمرات وبشر الصابرين - الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون - اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون ۲/۱

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بہی نہیں ہوتا۔ اور ان کا آپسمیں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں۔ اور پہر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچہ پڑہی لکہی بہی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت سستی اور کاہلی کے سبب سے بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پہر بڑی بے پرواہی اور غفلت کے سبب سے عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کیجاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بنجاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہوکر اور غصہ میں آکر طعن اور تشنیع دیتا ہے اتنا نہیں سوچتا کہ مجہے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کا اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلےٰ اعلےٰ باتوں کے باعث ہے۔ اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آسکتا ہے۔ اور پہر عورت مرد کے تعلق کی آپسمیں ایسی خطرناک ذمہ واری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن وجمال کا خیال بہی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کسی نقل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچہ اور کا اور ہی بنجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا ۴/۱

پس عزیزو - تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک کرو - کیونکہ خدا فرماتا ہے ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھ پر حملہ کرتا ہے میں قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا - بلکہ مجھے شروع سے ایک درد مند دل دیا گیا ہے پس چاہئے کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالعہ کرو - اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ $\frac{۳}{۴}$ -

مومن کو چاہیئے کہ تقوے کے لئے بیاہ کرے - بیاہ سے غرض صرف تقویٰ ہو - ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا - اخلاق پر اس کا کیا اثر ہوگا خدا اس سے راضی ہوگا کہ نہیں ہوگا مخلوق کو کوئی نفع پہونچے گا کہ نہیں پہونچے گا۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما - $\frac{۲۲}{۴}$

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں - اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے - اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو - اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کریگا - اور جو شخص اللہ کی اطاعت کر کے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا $\frac{۴}{۱۲}$

نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں - کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں - اور صالح اولاد حاصل ہو - جیسے دعا سکہائی

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ $\frac{۳}{۱۲}$

ایک دفعہ الحکم* کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کیلئے بڑے بڑے اشتہار مجھے دکہائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی دیکھو کتنا بڑا دعوے کرتا ہے آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں - میں نے یہی جواب دیا تہا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں نفس اولاد چیز کیا ہے مجھے تو سعادتمند روح کی ضرورت ہے - اور رشد اور سعادت کا پتہ غالباً اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے اگر اس طرح کی اولاد کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں - تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے - پھر میں نے جواب دیا کہ مجھے دین بیچ والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے نہ ہو تو بہتر ہے - حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تاکہ میری امت بڑھے یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو - غرض مومن کو چاہئے کہ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت اور اپنے اقوال اور افعال میں تقوے کو مدنظر رکھے - اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے - خدا کرے کہ تمہارے تقوے میں ترقی ہو - آمین -

ایک غور طلب امر

کسی پچھلے پرچہ میں ضرورت نبوت پر میں نے ایک مضمون لکہا تہا جس کا مختصر مطلب یہ تہا کہ سلسلہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کے وجود کا حقیقی اور یقینی طور پر پتہ لگانا ایک امر محال ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جو یہودیوں کے نامعلوم رشیوں پر یا حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر یا آنحضرت صلعم خاتم الانبیا پر سلسلہ نبوت کو ختم کر بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند کر کے ان واقعات کو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اس پر توجہ کریں گے اور ان قصوں کی تصدیق کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے قایل ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی کسی صفت کو معطل اور بیکار قرار نہیں دیں گے - اب میں اسی غرض کو مدنظر رکھکر گناہ کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ عام طور پر لوگ کہدیا کرتے ہیں - کہ "اے بہائی گناہ سے بچ کہ یہ ایک زہر ہے" کہنے کو تو یہ ایک چہوٹا سا فقرہ ہے اور تقریباً کل جہان اس بات پر متفق بھی ہے کہ گناہ بُری چیز ہے اس سے بچنا چاہئے اور یہ کہ کسی گناہ کا مرتکب ہونا ہلاکت کی راہ اختیار کرنا ہے مگر جب دنیا کی عملی حالت پر نگاہ کیجاتی ہے تو یہ دیکھکر حیرانگی ہوتی ہے کہ باوجود یکہ نیک و بد چہوٹے بڑے اس بات پر متفق ہیں کہ نیکی عمدہ چیز ہے اور بڑے بڑے اچہے اور اعلے درجہ کے بدمعاش اور شریر لوگوں سے بھی ہمیشہ ایسے لوگوں کی ہی تعریف سننے میں آتی ہے جو دیانتدار راستباز نیکوکار اور صالح ہوں - مگر پھر بھی نیکی اور بدی میں پکی تمیز اور تفریق نہیں پائی جاتی - جیسے کہ دیکہا جاتا ہے بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو بعض قوموں کے نزدیک تو بُری اور نہایت ہی مکروہ سمجھی جاتی ہیں - مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک بیگانہ عورت کو عمداً نظر اٹھا کر دیکہنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک بیگانہ عورت سے آنکہیں ملاتے ہوئے شیک ہینڈ

*فٹ نوٹ - میں بحمد اللہ اس امر کا زندہ گواہ ہوں نیز حضرت حکیم الامۃ کو ایک خاص موقعہ پر اس امر کی تحریک کی تہی اور اسکی وجہ یہ تہی کہ میرا دل آرزومند تہا کہ ایسے عالم ربانی کی یادگار ہو جب میں نے ایک اشتہاری طبیب کا ذکر کیا تو مولویصاحب نے نہایت سنجیدگی سے مجھے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر خدا کا فضل ہے میرے ہاں اولاد ہوتی ہے - اور مجھے مجرد اولاد کی حاجت نہیں ہاں مجھے سعادتمند اور سچے مسلمان اولاد کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے نمونہ اور سچی خادم ہو - پس اگر ایسا نسخہ کسی کے پاس ہے تو میں بیس ہزار روپیہ تک اس کو دینے کو آمادہ ہوں -
ایڈیٹر

کرنا اور آپس میں ہاتھ سے ہاتھ ملا کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے کسی خوشگوار سبزہ زار یا خوشبودار ہرے بھرے سرسبز باغ کی سیر کرنا اور کبھی کبھی گلے کے طور پر بوس و کنار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ باتوں ہی باتوں میں اُس یسوع مسیح پر قربان ہوتے جانا جس نے کفارہ جیسا عجیب و غریب مسئلہ بنایا ہے۔ ایک قسم کی پاک نعمت سمجھی جاتی ہے۔ اور آریہ صاحبان کے نزدیک اپنی پیاری غمگسار جان نثار وفادار جوان بیوی کا محض اولاد لینے کی خاطر کسی بیگانہ بنے ٹھنے نوجوان سے منہ کالا کروانا وید مقدس کے اعلیٰ اصولوں میں سے ایک ایسا اصول سمجھا جاتا ہے جس پر دنیاوی اور آخروی نجات کا دار مدار ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شائع شدہ اصولوں میں اس بات پر متفق ہی نہیں کہ گناہ کسے کہتے ہیں تو پھر ان سے کسی متفقہ کامیابی اور ترقی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں اور دیگر معزز صاحبان میں سے جو شریف الطبع آدمی ہیں پہلے ان کو اس بات پر متفق ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ بدی کیا چیز ہے اور گناہ کس کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً انہیں بتانا چاہیئے کہ بانیان مذاہب یا اہل دنیا نے افعال کی تقسیم جو دو حصوں میں کی ہے یعنے نیک کام اور بد کام تو آیا یہ تفریق نیک و بد محض قیام انتظام تمدن کے لئے انہوں نے اپنی سمجھ عقل اور تجربہ سے کی ہے یا کہ اس عالم کو پیدا کرنیوالے اور روحوں کی پوشیدہ اور ظاہر خواص اور اسرار کے پورے پورے واقف کار نے خود یہ تقسیم کی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی فعل خلاف نیچر یا خلاف قوانین تمدن یا خلاف قوانین اخلاق کیا جاوے تو وہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک فعل کا نتیجہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان گناہوں کا آیندہ زندگی سے بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ اور آیا خدا کے نزدیک بھی وہی باتیں گناہ سمجھی جاتی ہیں جو انسانوں کے نزدیک گناہ ہیں یا یہ کہ خدا نے خود نیک و بد باتیں مقرر کی ہیں۔ اور ان میں ایک حد قائم کر دی ہے اور پھر اسکی تصدیق بھی ہر زمانہ میں کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر اخباری دنیا کو توجہ کرنی چاہیئے تاکہ گناہ کے اصلی علاج کیطرف رجوع کیا جاوے۔ (ظہیر)

ڈائری

۲۵ ستمبر بوقت ظہر

صحابہؓ کا نمونہ اختیار کرو

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایک تجویز کی تھی اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے یونہی عمر گذرتی جاتی ہے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کر لی ہو اور کچھ دنیا کی۔ بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ قانع بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ سب امی ہی تھے۔ حضرت عیسیٰ کے حواری

بھی امی تھے۔ تقوی اور طہارت چاہیئے۔ سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں۔ اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا ہی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے۔ مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔ اور یہاں کے سکول میں تعلیم پانے سے

قادیان کے سکول میں پڑھنا بہر صورت مفید ہے

اتنا فائدہ تو ضرور ہے۔ کہ دن رات نیکوکاروں اور صادقوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ عمدہ عمدہ کتابوں اور ہماری تصانیف کے پڑھنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے اور مولوی (نور الدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دینداری کیطرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ اس مدرسہ کی بنا فائدہ سے خالی نہیں اگر تین سو یا چار سو لڑکا تعلیم پاتا ہو تو اتنی امید ہے کہ تیس یا چالیس ہماری منشا کے مطابق بھی نکل آویں گے۔

مگر جو بات ہم چاہتے ہیں وہ اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خواہ

حضرت چاہتے ہیں کہ ملونی نہ ہو

کچھ ہی ہو یہ باتیں ملونی سے خالی نہیں۔ ہمارا مطلب اس بات کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ خدا جس نمونہ پر اس جماعت کو قایم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریق پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔ موجودہ کارروائی کو خالص کارروائی نہیں کہہ سکتے۔ ہزارہا مرتبہ رائے زنی کیجائے۔ اصل میں جیسا کہ میں نے کل کہا تھا ابھی تو پانی کے ساتھ پیشاب کی ملونی ہے۔ غرض اس طرح کی تعلیم ہماری

خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ

ترقیات کے لئے کافی نہیں ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص صدق اور تقوی جلد ترقی دے سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ ایک لاکھ سے متجاوز تھے میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا۔ جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے۔ بلکہ وہ سب کے سب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر $\frac{21}{19}$

جو لوگ ملونی والے ہوتے ہیں ان کو خدا نے منافق کہا ہے بیعت کرنے والوں کو خوش نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منافق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ ملونی کی۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو منافق تھے اگر وہ آج

منافق کون ہوتے ہیں

اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے۔ کیونکہ شر جب بہت

بڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے۔ یاد رکھو جس شخص نے خدا کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے۔

فرمایا قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ۲۸/۱۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کیطرح ہوگا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کیا دے چاہئے کہ ایسے

صحابہ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا

آدمی ہم میں منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ انکی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں مستقل راست الفہم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں۔ کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو نیکی

متقی میں ایک قوت جذب و کشش ہوتی ہے

صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے [illegible]

وہ سچا راستی کا درجہ پائیں گے۔

مجرد اقوال کچھ چیز نہیں اسلام کو قبول کرو

اللہ تعالیٰ نے نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا اسلام کا لفظ ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے ویسے ہی انسان خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک قوم آئی [illegible] کہنے لگی کہ ہمیں رخصت کریں ہماری نماز معاف کیجائے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دین ہی نہیں جس میں عمل نہیں

وہ دین ہی نہیں جس میں عملی آزمائش نہیں

جبتک عملی طور پر ثابت نہ ہو کہ خدا کے لئے تکلیف گوارا کر سکتے ہو تب تک نرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاریٰ نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہوئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنا لیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا کے لئے قدم اٹھاوے تو میرا ایمان ہے کہ بہت برکت ہوگی میں تو جانتا ہوں

ایک ہی قدم میں ولی بن سکتے ہو

کہ وہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاوے گا یاد رکھو ایک قدم سے ہی انسان ولی بن جاتا ہے جب غیراللہ کی خواہشات نکال لیں عباد الرحمٰن میں داخل ہو گیا۔ جب اس کے دل میں محض خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں تو پھر ایسے کو ہی ہم ولی کہتے ہیں۔ دیکھو صادق کے واسطے یہ کوئی مشکل کام نہیں اسمیں ایک کشش ہوتی ہے وہ خالی جاتا ہی نہیں۔

دنیا کی زندگی کا آرام ہو ہر طرح سے آسودگی اور عیش و عشرت کے

ایمانی اصول کیا چاہتا ہے

سامان ہوں یہ ایمانی اصول کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ ایمانی اصول تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا نہ دن نہ رات کوئی وقت آرام سے گذرتا ہی نہیں۔ ایک مرحلہ مصائب کا اگر طے کرتے ہیں تو دوسرا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کاش اگر صحابہ کیطرح بعد میں آتے تو ایک ہی کا فیض رہتا۔ مگر وہ دل نہ ہوئے جو ان کے تھے وہ اخلاص اور صدق نہ ہوا جو ان کا تھا۔ وہ تقویٰ اور استقلال نہ رہا جو ان کا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے

ہماری جماعت کو کیا چاہئے

مگر اللہ تعالیٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے اب تلوار کی بجائے گالیاں کہا کہ صبر کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعویٰ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے

جلسوں اور مجمعوں میں فتنہ اور ناجیت کا خیال

قصے بیان کئے جاویں۔ جلسوں میں تو ناجیت کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہے اور رفتہ رفتہ موقع پا کر اپنا قصہ سناوے بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی ایسے ہی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہیئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑھاتے رہے۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم الطبع اور شریر ہوتے ہیں بلکہ شریف

جہاں بد ہوں وہاں نیک بھی ہوتے ہیں

اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ لاہور کی نسبت ایک شخص نے رات کے پہلے حصہ میں کشف میں دیکھا کہ زنا فسق و فجور بدکاری اور بیحیائی کا بازار بڑا گرم ہے تب وہ جاگا اور خیال کیا کہ اگر ایسا ہی حال ہے تو یہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوتا مگر جب وہ تہجد کی نماز پڑھکر پچھلی رات کو پھر سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ صدہا آدمی ہیں جو دعاؤں میں مشغول ہیں اور خدا کی یاد میں مصروف ہیں۔ کوئی صدقہ اور خیرات کر رہے ہیں کوئی بیکسوں اور یتیموں کی مدد کر رہے ہیں۔ غرض توبہ اور استغفار کا بازار گرم ہے۔ تب اس نے سمجھا کہ انہیں کیخاطر یہ شہر بچا ہوا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے

نیکوں کیخاطر بد بچائے جاتے ہیں

کہ ابرار اخیار کے واسطے بڑے بڑے بدکار اور بد معاش آدمی بھی بچائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کچھ نہ کچھ نیک لوگ بھی ضرور مخفی ہوتے ہیں۔ اگر سب ہی بد ہوں تو پھر دنیا ہی تباہ ہو جاوے۔

اطلاع

منشی حسن علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ انکی والدہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا جاوے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

سلسلہ روایات پر بدظنی کرنا غلطی ہے

جب ہم لوگوں کے میل، ملاپ، قیل وقال اور دوسرے [illegible] کرتے ہیں تو ہمارا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ یہ [illegible] سلسلہ روایات کی بنا پر چل رہا ہے ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا [illegible] سب سے بلند پہاڑ ہمالیہ سب سے بڑا براعظم ایشیا اور سب سے چھوٹا [illegible] یورپ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اکبر اورنگ زیب سیوا جی بادشاہ تھے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نبوت کے دعویدار تھے حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ ان کے اصحاب خاص تھے اور آنحضرت کی صحبت سے فیض اٹھانے والے اور نبوت کے نوروں کو حاصل کرنے والے [illegible] تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ موجودہ قرآن شریف انہیں کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ تدریجاً ہم تک پہنچا ہے ہم جانتے ہیں کہ فلاں فلاں ہمارے حقیقی والدین ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ تقریباً کل کی کل باتیں جو ہم جانتے ہیں ان کی بنا اصل میں سلسلہ روایات ہی پر ہے اور بس۔ اگر انسان اس سلسلہ پر بدظنی کرنے لگے تو سب سے پہلے اپنی ہی خبر نہیں ہوتی کیونکہ محض اپنی والدہ کی روایت سے ہی انسان [illegible] والدین کی راستبازی پر کامل یقین رکھ کر اپنے آپ کو [illegible] ان کا فرزند بتلاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بعض جو سے زیادہ [illegible] ہیں [illegible] دل جب اہانت [illegible] اور دیانت امانت کا نام و نشان [illegible] بیچ بوڑھے کی عادت ہی ہو گئی اور [illegible]

[illegible] اور ان راستبازوں اور دیانتداروں [illegible] اور [illegible] گھر بار، دوست یار، مال، دولت، عزت [illegible] جانیں دیدیں اور اپنے سر کٹوا دیئے [illegible] ہے افسوس کہ ان پاک بازوں پر طرح طرح کے الزام لگائے [illegible] ہیں تو انکو غاصب ظالم مکار غیروں کے حقوق چھیننے والے وغیرہ [illegible] یا کسی ذاتی بغض و عداوت کے انکی متبرک تحریروں اور تقریروں [illegible] یا کسی ذاتی بغض میں راستہ اختیار کر لیا ہے اور بعضوں نے یہ خیال [illegible] کہ اب ہمارے دینی معلومات کا تمام ذخیرہ ایسے لوگوں کے ذریعے [illegible] ہم تک پہنچا ہے جو (نعوذ باللہ) ظالم غاصب اور دروغگو تھے اور غیروں کے حقوق [illegible] دشمن تھے تو انہوں نے ہر ایک روایت سے خواہ وہ کیسی ہی [illegible] مناسب سمجھا اور دین کے بنا سے انکار [illegible] قرآن شریف کو باہمی اختلاف اور حدیثوں کو غلط روایتیں قرار دیکر [illegible] اپنے نفس کا مطالعہ کرو اور اپنے اندر نظر دوڑاتے تاریکی [illegible] اور انکی نسبت بدظنی سے کام لینا [illegible] کی بات ہے کہ راستبازوں پر بدظنی کرنیکے لئے جھٹ تیار ہو جاتے ہیں مگر ان سب [illegible] سے ایمان کو کوئی تعلق نہیں حسن ظنی ہو تو حل ہو جائیں گے مگر یہاں تاریکی [illegible] باتوں ہی باتوں میں اڑ جاتی ہیں کیونکہ سمجھتے ہیں [illegible] خوب [illegible] تو ادنیٰ ہی ہیں۔ انکے اعمال اور اخلاق صدق اور [illegible] ان کے افعال اور اقوال اس رنگ کو میں [illegible] اصل بات کمال یہی ہے اور انکی روایتوں اور انکی روایتوں پر اعتراض [illegible] ہیں۔ اور انکی ہزاروں [illegible] ان کو انکی ایک روایت کے مقابلہ پر محض ہیچ

کیا مسلمان ہی بدمعاش اور مفسد ہیں

کسی خاص فرقہ ہندو یا مسلمان کی حمایت اور بالخصوص جو ناجائز حمایت کرنا ہمارے فرائض سے خارج ہے۔ لیکن جب کوئی خاص فرقہ کسی وقت [illegible] اور فساد پھیلانے والا ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کا مخالف بنانے [illegible] سرگرم ہو تو اس وقت ہم بھی کچھ کہنا ہی پڑتا ہے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ جو ہندو اخبارات تو دیکھا اب تشریف بیجاری پنجابی ہے انگریزی اخبارات کے نچا [illegible] بد قسمتی یا دہ تعلیم یافتہ اور زیادہ روشن ضمیر اور زیادہ خیر خواہ ملک کہلانا چاہتے ہیں اس بیماری سے بری طرح [illegible] اخبار ہندوستان [illegible] جو آجکل ان میں سے ایک [illegible] ایک ایک [illegible] مسلمان کی اصلاح [illegible] متفق [illegible] باہمی اتفاق کی نصیحت کرتے [illegible] آمادہ اور جلد [illegible] کوئی فیصلہ نہیں ہوا [illegible] موقعہ پر اکتوبر میں ایک نوٹ زیر عنوان [illegible] درمیان لڑائی [illegible] چاہی۔ مگر دوکاندار نے اس کو ایک کانسٹبل سے [illegible] اور کانسٹبل [illegible] روانہ ہوا۔ دونوں [illegible] عرصہ میں [illegible] مسلمان [illegible] کی حمایت کو [illegible] آیا کسی مسلمان نے [illegible] سر میں چوٹ آگئی اور وہ [illegible] جان کے خوف سے اپنے گھروں میں چھپ رہے۔ جو غریب واقع ہے۔ اس وقت وہاں دو ہزار سے زیادہ مسلمان جمع ہو گئے اور ان سب نے کانسٹبلوں کے مکان گھیر لئے۔ خالی بندوق مر گئے تاکہ وہ خوف میں آ کر منتشر ہو جائیں۔ مگر جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ان کے پاس گولی نہیں ہے وہ بندوق چھیننے کے لئے گھروں میں گھس پڑے مجبوری کسی کانسٹبل نے فیر کر دیا۔ دو آدمی مر گئے۔ گیارہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چار قریب المرگ ہیں یہ سب مسلمان ہیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر پر چڑھا لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے ابھی کیا ہوا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہم اپنے معزز دوست پنڈت رام بھجدت صاحب بالقابہم سے دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ کیا واقعات مندرجہ نوٹ ہذا کسی دماغ کو جس میں ذرہ بھی مغز ہو قرین قیاس معلوم ہو سکتے ہیں۔ اول تو مسلمان خریدار کا کانسٹبل خریدار کے پیچھے پڑنا اور یہ کہنا کہ تو نے چیز کیوں خریدی ہے مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر صرف دو کانسٹبلوں پر حملہ کرنا دو مسلمانوں کا مرنا اور گیارہ مسلمانوں کا مجروح ہو کر ہسپتال میں جانا اور ان میں سے چار کا قریب المرگ ہونا۔ پھر دونوں کانسٹبلوں کا بچ رہنا اور بندوق چلا نے کے قابل رہنا ایک عجیب معمہ ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ شاید جس مسلمان خریدار نے کانسٹبل کو چھیڑا دیوانہ ہوگا اور دو ہزار مسلمان دو کانسٹبلوں پر حملہ آور ہونے لولے لنگڑے اور لنجے ہوں گے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ جو دو کانسٹبل جان کے خوف سے گھر میں گھس رہے ان کے گھر میں بندوقیں بھی تھیں اور اسقدر خالی اور بھرے ہوئے کارتوس بھی تھے کہ پہلے ڈرانے کے لئے خالی بندوقیں فیر کریں اور پھر بھرے مسلمانوں کو نشانہ بنا سکیں۔ ان کی گھبراہٹ ہوئے میگزین ہو گئے۔ اخیر میں پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر چڑھا لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ابھی کیا ہوا ہے۔ بیشک پنڈت صاحب بجا فرماتے ہیں کہ مسلمان سخت سر چڑھ گئے ہیں کم بخت کچہریوں اور ملازمتوں سے نکالے جا رہے ہیں نشانہ بندوق ہوتے ہیں بعض پنگنا ہ جیلخانوں میں جاتے ہیں اور پھر اسی ملک میں رہتے ہیں۔ اور یہی بدنصیب مسلمان ایسے سر چڑھ گئے ہیں کہ اخبار ہندوستان کو ہی خریدتے اور اپنے پسینے سے کمائے ہوئے روپے سے ہندوستان کی مدد کرتے ہیں۔

اگر پنڈت صاحب ہندوؤں اور مسلمانوں میں اسیطرح اور ایسے مضامین سے نااتفاقی پھیلانا مناسب اور ملک کیلئے مفید خیال کرتے ہیں۔ تو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے

ہم پنڈت صاحب سے بادب دریافت کرتے ہیں کہ پونا کانگرس کی تعلیم یافتہ پارٹی میں کون بدمعاش مسلمان گھس آیا تھا۔ اسی طرح اسی اخبار ہندوستان میں اس پہلے نوٹ کے ساتھ ہی ایک اور نوٹ زیر عنوان ایک اور ہنگامہ شایع ہوا ہے اور وہ یہ ہے:

”بارہ بسال میں ایک مسلمان نے کسی ہندو دوکاندار کے لڑکے پر اینٹ چلائی۔ ان کے درمیان لڑائی ہو پڑی۔ مسلمانوں کی تعداد کثیر دوکان کے قریب جمع ہو گئی۔ اور اس غریب کی دوکان لوٹنے لگی۔ دوسرے دوکاندار خوف سے اکٹھے ہو گئے تاکہ اس غریب کی مدد کر سکیں پھر تو فریقین میں لڑائی ہونے لگی جسمیں دو مسلمان زخمی ہوئے۔ پولیس کا تھانہ قریب تھا۔ مگر کسی نے ابھی کچھ خبر نہیں لی۔ جب سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ تب کانسٹبل موقع کی جگہ پر آنے لگے۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔“

اس نوٹ میں بھی پنڈت صاحب کہ غریب دوکاندار ہیں دو ظالم اور چار مسلمان زخمی ہو گئے۔ اور غریب دوکانداروں کا بال بیکا نہ ہوا مسلمان درحقیقت بدمعاش اور مفسد ہیں کہ جہاں کہیں لڑائی ہوتی ہے زخمی ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان شکایت کرتا ہے کہ پولیس کانسٹبل دیر میں آئے شاید یہ کانسٹبل اسی قسم کے لولے لنگڑے مسلمان ہونگے۔

ہم اپنے منصف مزاج ہندو بھائیوں سے انصاف چاہتے ہیں کہ کیا اس قسم کی تحریرات سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(زمیندار)

قرآن کے منجانب اللہ ہونیکی ایک دلیل

اور

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک اور نظارہ

جب سے قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کے منجانب اللہ ہونیکے وقتاً فوقتاً ایسے ایسے زبردست دلائل اللہ تعالیٰ نے پیش کئے ہیں کہ مخالف و معاند کو بھی آخر ایک بار سرنگوں ہو کر اسکے خائب و خاسر ہونیکا اقرار کرنا پڑا۔ قرآن کی مثل لانے میں قادر ہونیکا نشان تواب ایسا نہیں رہا جو اسکی نسبت کوئی چون و چرا کر سکے کیونکہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی وہ وہ دلائل پیش کئے کہ جبّے پوشی اور فضیلت کی پگڑیاں باندھنے والے بھی ایسے عاجز اور خاموش ہوئے کہ گویا عربی کبھی انہوں نے پڑھی ہی نہیں اس سے ایک نکتہ رس اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت کے منکرین نے بھی ایسے ہی بحر ندامت میں غرق ہو کر اپنی عجز و انکساری کا ثبوت دیا ہوگا۔ دیکھو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے کسقدر کتب عربی میں شائع ہوئیں اور انکی مثل لانے پر باوجودیکہ ایک معقول رقم دینے کا وعدہ کیا گیا مگر ہرگز ہرگز اسکی مثل لانے کی ان مولویوں اور جبہ پوشوں کو جرأت نہ ہوسکی حالانکہ یہ لوگ خود اقرار کرتے رہتے ہیں کہ مرزا ایک اردو نویس منشی ہے وہ عربی کو کیا جانے مگر اب اس اردو نویس کی عربی دانی نے ان کا ایسا قافیہ تنگ کیا کہ ان کے منہ پر گویا مہر خاموشی لگ گئی۔ خیر یہ بھی ایک بڑی زبردست دلیل قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ہے مگر اسوقت ہمارے زیر نظر ذیل کی دلیل پیش کرنی ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون یعنی اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے بیشک نہیں کہ ایسے ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

دوستو! پیارو! عزیزو! یہ ایک دعوےٰ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی کلام الٰہی نے پیش کیا تھا جسکو مخالف و معاند افتراء علی اللہ کہتے اور کچھ وقعت نہ دیتے تھے۔ مگر اسکی صداقت نے اس کے کلام الٰہی ہونے پر مہر لگائی اور ثابت کر دیا کہ دراصل یہ اسی کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہے جو اس کا نازل کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلعم کے وقت میں اس آیت نے جو کچھ اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے نشان دکھا دیئے اور جو ہر لحاظ سے کلام کرنے کا ہوں تو ممکن نہیں کہ مضمون مختصر رہے بلکہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہو جاوے گا جس کے لکھنے کی نہ تو مجھکو فرصت ہے اور نہ اخبار کے کالموں میں جگہ ہے۔ مگر اپنے چند احمدی دوستوں کے آگے کچھ نہ کچھ اس کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نا ہم اسے

دوستوں کو مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سیاہ منکر کا وہ اقرار سناتے ہیں جو اس نے کر کے اس آیت کی صداقت اور مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ یہ امر تو ہماری دوستوں سے پوشیدہ نہیں کہ اس آیت شریفہ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے دو پہلو زیر نظر ہیں کہ ایک تو مفتری علی اللہ کامیاب نہیں ہوتا دوسرے آیات اللہ کا منکر کامیابی کا منہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھتا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت تقدس مآب سیدنا مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مامور من اللہ ہیں مسیح موعود و مہدی معہود ہیں مگر دوسری طرف منکروں معاندوں کا یہ اقرار ہے کہ حضرت اقدس جری اللہ مفتری علی اللہ ہیں قطع نظر افترا کی حد کے یہ خیال کرنا ضروری امر ہے کہ حضرت مسیحیت مآب کا دعویٰ ہے کہ سارا جہان ہی ملکر مجھکو مٹانا چاہے تو میں نہ مٹونگا اور نہ تباہ ہونگا کیونکہ میں خدا کیطرف سے ہوں میرے لئے بددعا کرنیوالے اور میری موت کی دعا مانگنے والے خود ہلاک و تباہ ہونگے۔ ایکطرف تو اس کا دعوےٰ ہے کہ جو مامور من اللہ ہے جسمیں ایسے اعلیٰ درجہ کی استقامت پائی جاتی ہے کہ جھوٹے شخص میں ہرگز نہیں پائی جا سکتی۔ مگر ہم دوسری طرف اس کے مخالفوں میں سے ایک سیاہ مخالف کو اقرار کرتا ہوا پاتے ہیں کہ قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر . . . . ان کا نتیجہ کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا۔

اب انصاف پسند اور غیور طبیعت بتائے کہ اس سے بڑھکر اور کیا عجز و انکساری کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے کہ مخالف و معاند اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اقرار کرتا ہے کہ دراصل ہم جسقدر کوشش کر رہے ہیں وہ عام اور دیرپا فائدہ سے محض خالی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ کہ وہ محض کھوکھلی باتیں ہیں جس کا اثر کچھ نہیں۔

پیارے بھائیو! کیا اس سے خدا کے جری کی کامیاب زندگی کا نظارہ نظر نہیں آتا کہ کیونکر بالآخر اس کے مخالفوں کو اپنی حرمان نصیبی کا اقرار کرنا پڑا۔ ایکطرف حضرت تقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کے استقلال اور اولو العزمی کو مشاہدہ کرو اور اس وثوق اور ایمان باللہ پر نظر کرو جس کا آپ وقتاً فوقتاً نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسباب کو نظر کے سامنے لاؤ اور ایمان سے خدا کو حاضر و ناظر کر کے بتلاؤ کہ اس صریح نشان کے ہوتے بھی کیا کسی اور نشان کی ضرورت ایک طالب صادق کو ہو سکتی ہے؟ یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوسکتا ہے۔ میرے نزدیک حضور کی صداقت اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے کہ جو قرآن نے دعویٰ کیا تھا کہ آیات اللہ کا منکر کامیاب نہیں ہوتا وہ سچ کر دکھایا اور ایسا سچ کر دکھایا کہ خود منکر کو اقرار کرنا پڑا کہ فی الواقع ان کی کوششیں اور محنتیں ناکامی اور نامرادی کا صریح نشان ہیں۔

محمد حسین لاہور چھاؤنی

ڈاکہ زنی قابل توجہ پولیس گورداسپور

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو بٹالہ سٹیشن سے ۶ بجے کی گاڑی میں گورداسپور سے اتر کر خاکسار ایڈیٹر الحکم یکہ میں قادیاں کو آرہا تہا کہ ۹ بجے قریب نہر کے کنوئیں پر جہاں ایک مختصر سا مکان بہی بنا ہوا ہے چار آدمی نظر آئے۔ جب یکہ نہر کے پل سے گذر کر اس راستہ کے ٹکڑ پر پہونچا جو موضع چھینے کو جاتا ہے تو دو آدمی ان میں سے آملے اور تہوڑی دور تک باتیں کرتے گئے اور آخر انہوں نے یکہ پکڑ لیا اور آلہ چہوی کے ذریعہ مجھ پر حملہ کیا خدا تعالے کے فضل سے میں اس ضرب سے محفوظ رہا کیونکہ وہ چہوی الٹی ہو کر یکہ کے ڈنڈے اور رستے سی لگ کر میری کہنی اور گردے پر لگی اور بالآخر انہوں نے میری تلاشی لیکر دو روپیہ ۶ پائی نقد ایک صدری اور ایک تولیہ مجھ سے اور ایک پگڑی اور چادر یکہ والے سے چھین لی۔ جس مقام پر مجھ پر یہ حملہ کیا گیا اس مقام پر اکثر اس قسم کی وارداتوں کی شکایتیں سننے میں آیا کرتی تہیں اس قسم کی سینہ زوری اس سڑک پر بہت خطرناک معاملہ ہے کیونکہ ہماری جماعت کے اکثر یکے رات کو اور اکثر لوگ پیادہ پا قادیاں آتے رہتے ہیں۔ جناب سب انسپکٹر صاحب بٹالہ اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے کامل تفتیش کا سلسلہ شروع کیا ہے میاں خدا بخش صاحب ایک مشہور متدین اور مستعد پولیس افیسر ہے وہ میری کسی تعریف کا محتاج نہیں اسکی دیانتداری اور راستبازی اسکے عالے افسروں تک مسلم ہے ۔ مجھے کامل یقین ہے کہ انکی اور ان کے ماتحتوں کی سعی اور توجہ اس معاملہ کو روز روشن میں لے آئیگی۔ اور اصلیت کہل جاویگی مفصل حالات پر لکہونگا۔ اسوقت میں اپنی جماعت کے ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں جو علی العموم رات کو آیا جایا کرتے ہیں کہ وہ آیندہ احتیاط سے کام لیں کچھ ہرج نہیں ہے اگر وہ بٹالہ میں صبح کو روانہ ہوا کریں اگرچہ ان کا شوق اور ارادت انہیں کہینچے لئے آتی ہے مگر لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ بہی ارشاد الٰہی ہے مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میاں خدا بخش سب انسپکٹر بٹالہ کی توجہ اس راستہ کو خطرناک نہیں رہنے دیگی تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پوسٹماسٹر گورداسپور کے مظالم کی داستان

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ پوسٹماسٹر گورداسپور کے متعلق درج کیا تہا اور میرا خیال تہا کہ وہ اپنے طریق کو بدل کر اپنے ماتحتوں اور ہمعصروں میں ہر دلعزیزی پیدا کرنیکی سعی کرینگے مگر انہیں شاید اسکی ضرورت اور حاجت نہیں مگر میں یقین رکہتا ہوں کہ پوسٹماسٹر گورداسپور نے اگر اپنے طرز عمل کو نہ بدلا اور یہ پارٹی فیلنگ کی روح جو وہ پیدا کر رہے ہیں اسکو نہ چہوڑا تو اس کا نتیجہ اچہا نہیں ہوگا بہرحال ان شکایتوں کو جو میرے پاس آرہی ہیں سلسلہ وار درج کرونگا۔ اگر لالہ تاراچند صاحب ان شکایتوں کا کوئی جواب رکہتے ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے پاس بہیجدیں میں اسے بہی درج کر دونگا میں امید کرتا ہوں کہ ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان شکایتوں کی ضرور تحقیقات ہونی چاہیے جو پوسٹماسٹر گورداسپور کے خلاف کیجاتی ہیں۔ اور چونکہ لالہ تاراچند نے ایک پارٹی بنائی ہوئی ہے اسلئے جبتک انکی تبدیلی یہاں سے نہ ہوگی ممکن نہیں کہ اصلاح ہو سکے۔ میں آج چند سوالات پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے پوچہنا چاہتا ہوں اور ان کا جواب بعض معاملات پر خاص روشنی ڈالےگا۔

(۱) کیا یہ سچ ہے کہ گوردیال نامی پوسٹماسٹر گورداسپور کی روٹی پکاتا رہا ہے اور اس خدمت کے صلہ میں بدوں داخل کرنے ضمانت کے اس نے چٹہی رسانی کا کام کیا ہے۔ اور یہ بہی کہ اسکی عمر پچیس سال سے زیادہ ہے۔

(۲) کیا یہ سچ ہے کہ پوسٹ ماسٹر گورداسپور نے بلونت سنگہ دیہاتی چٹہی رساں سے دو روپیہ کا گہی منگوایا اور اسکی قیمت مانگنے پر اظہار ناراضی کیا؟

(۳) کیا یہ سچ ہے کہ عداوت کی وجہ سے لالہ تاراچند نے پولیس گورداسپور کو غلام قادر دیہاتی چٹہی رساں کی نگرانی کی نسبت لکہا؟ اور کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز تہے؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو پوسٹماسٹر صاحب ڈاک گاڑی پر نشہری کے پل پر سیر کرنے کیلئے گئے جس گاڑی کے ذاتی طور پر استعمال کرنیکی انہیں اجازت نہیں ہے؟

فی الحال یہ چار سوالات جواب طلب شائع کئے جاتے ہیں ان کے جواب اگر پوسٹماسٹر صاحب دے سکتے ہیں تو بہتر ہے دیں ورنہ میں خود واقعات کی بنا پر ان سوالات کا جواب صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ کیلئے شائع کرونگا۔

کارخانہ الحکم میں مشین پہنچ گئی

اللہ تعالیٰ کو فضل وکرم اور محض اسکی تائید اور توفیق سے آخر وہ آرزو بہی پوری ہوگئی جو دو سال سے الحکم کے ذریعہ میں نے ظاہر کی تہی کہ چہپائی کی آسے دن کی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے مشین کا آنا ضروری ہے ہر اوقات مختلف میں میں اس ضرورت کو ظاہر کرتا رہا بعض وقت میرے ان خیالات پر ہنسی اور ہنسی اڑائی گئی مگر آخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکی راہ کہولدی اور پہلی مشین کارخانہ الحکم میں ۱۵ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو پہنچ گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک انگریزی پریس کے لئے ٹائپ کی ایک مشین کا آرڈر دیا ہوا ہے اس مشین کے عنقریب پہونچ جانیکی توقع ہے اور ایسا ہی تار کے ذریعہ سلائی کی مشین اور کتابوں اور رسالوں کے کاٹنے کی مشین کیلئے بہی آرڈر دیا جاچکا ہے میں خدا کے فضل وکرم پر بہروسہ کرکے یقین رکہتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ کارخانہ الحکم میں انگریزی اور فارسی اور سلائی اور کٹائی کی مشین کام کرتی نظر آئیں گی میں ابہی نہیں بتا سکتا کہ کارخانہ اب کیا کام کریگا مگر خدا کے فضل پر بہت بڑی امیدیں ہیں کہ پریس کے متعلق قومی ضروریات کو پورا کرنیکی کوشش کیجائے گی انہیں برکت ڈالنا اور اسکی توفیق دینا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے جو کچھ ہوا اسی کے فضل سے ہوا اور جو کچھ ہوگا اسی کے کرم سے ہوگا سرپرستان الحکم اپنے پیارے الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے پوری سعی کریں اور مشینوں کیلئے کام کہیا کرنیکی فکر۔ خدا کرے کہ ہمارے کاروبار میں اسکی عظمت اور جلال کا اظہار اور اس کے پاک رسول کی صداقت اور جلالت شان کی اشاعت

الہامات

۸ر اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ خیر اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ وما منّا الا لہ مقام معلوم۔

ترجمہ۔ اور ہم میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مقام معلوم ہے۔

۳۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔

ترجمہ۔ تجھے وہ لوگ مدد دیں گے جنکو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

۴۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا

ترجمہ۔ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو گاڑ دیا۔

۵۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

ترجمہ۔ اور ہم کسی بستی پر عذاب نہیں لاتے جب تک کہ اس میں رسول نہ بھیج لیں۔

۶۔ حنیف مسیح۔

۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۷ء انی انا الرحمٰن۔ لا یخزی عبدی ولا یُہان۔ عشقک قائم ووصلک دائم

قصیدہ در شانِ امام ہمام عالیجناب المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متضمن برخیلے از احوال عاشقانِ آنجناب از غلام غلامانِ آنجناب

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور

ندارم احتیاج شہریارے — کہ ہستم بر درے امیدوارے

شدم فارغ ز شاہانِ زمانہ — [illegible]

گدایانہ بکویش او فتادم — ندارم بیشتر یارے در این کارے

دلم رم کردہ از آہو نگاہاں — بمن چشمش عنایت کرد یارے

سلاحم دہ ز لطفِ ماہرویاں — کہ دل بستم [illegible]

چہ دانی حال ما اے خشک [illegible] — [illegible] عارے

جنونِ عشق او شد عقلِ عقل — [illegible]

علاجِ درد من شد دردِ عشقش — بعشقش باختم صبر و قرارے

بیا بنشیں بمن اے [illegible] — اگر تو [illegible] باشی ہوشیارے

درینجا نام بیمارے شفا است — نشانِ [illegible] دل [illegible]

[illegible] حقیقت — [illegible]

بچشمِ ناکساں یک سادہ لوحے — نگر [illegible] حکمت [illegible]

[illegible] — [illegible] نگارے

کسے کو ذوق [illegible]

ز اقبال زمان شد [illegible] نگارے

الا اے منکر از شانِ مسیحا — بیا بشنو ز من احوال یارے

شفا سے ہر مرض در قادیان است — شدہ دارالاماں کوئے نگارے

ہلاکت شد دم او بہر اغیار — نگر آب حیاتے بہر یارے

ز دستش حل مشکلہائے محروم — ز انفاسش شود گلزار خارے

ز نطقش سحر ملایاں شکستہ — عصا شد خامۂ او بہر مارے

ز علم دنیوی ناآشنائے — نگر اسرار حق را راز دارے

ز دنیائے دنی چون تافتہ رو — کند دنیا بروئیش جاں نثارے

غم روزے خور د جانِ عزیزت — کفیل او شدہ پروردگارے

ز ہر خوشہ رساند خرمن اورا — بیارد نعمتے از ہر دیارے

نشانِ بے نشانے گر بجوئی — بیا کن مجلسے با آں نگارے

بہ نزدیکت نشاں خارج ز عادت — خداوند کہ من دیدم ہزارے

چو آید بر لبش حرف دعائے — قضائے آسماں گوید کہ آرے

دعائے او قضائے آسمانی

برائے آساں شدہ ہر صعب کارے

ز اخلاق کریم او چہ گویم — دریں آواں نبی را یادگارے

بشفقت از پدر افزوں ترآمد — بمہرش مہرِ مادر ہیچ کارے

بخدمت چاکرے در دو ستداری — رفیق و مونس و غمخوار و یارے

ترحم می کند بر دشمناں ہم — پئے ایمان شاں است اشکبارے

برافت مسلم و کافر برابر

پئے اغیار و یارے غمگسارے

متاعِ عالم و [illegible] دنیا — نگر در کار دیں خدمت گذارے

غمِ اسلام [illegible] جانش — دو چشمانش پئے دیں اشکبارے

نثار اوست [illegible] دشمنِ دیں — ہمیں جہل است تف اے بد شعارے

مثالِ عالم تو آمد بقرآن

کتابے چند بر پشتِ حمارے

شنو یک نکتہ از من کہ کافی است — اگر باشی عقیل و ہوشیارے

مزن طعنہ تو کسے کو حق پرست است — خدا کردہ چہ را رسوا و خوارے

نگر آں کس کہ کرد او دشمنِ دیں — بہر موطن ہموں شد کامگارے

بایام وفا دست قضا ہیں — باو شد یار خصمش سازگارے

خدارا فکر کن گاہے تو دیدی — کسے شد با عدوے خویش یارے

اگر او مفتری بودے و کذاب — بروزے چند گشتے سخت خوارے

نگر کارش بہر دم در ترقیست — خدا در نصرتش چوں دوستدارے

زمان او فزوں از بست و سہ شد — چرا زو حی اش مخاطب کرد یارے

چو ایں کذب است چرانم چہ گوئی — بشانِ آں رسول کردگارے

مگر تو طمع و تمیں گاہے نخواندے

چہ شد عقلِ ترا اے ہوشیارے

خدارا توبہ کن زیں فسق و عصیاں — بترس از اخذِ آں غیرت شعارے

کہ او طاعون را کردہ مسلط — بر آں کو سینہ اش پر از نقارے

بلاہائے دگر ہم کرد پیدا — خبر داد از بلا در ہر دیارے

نجاتے تبس ہماں باید کہ باشد

امامِ وقت را خدمت گذارے

الا اے مرغ طبعم ایں چہ بینم — ثنا در قعرِ ایں عالم قرارے

مگر اوج ہمائے مسکنت بود

ازیں پستے خدا را یک فرارے

* [illegible] قصیدہ [illegible]

بھیڑ چال

مندرجہ بالا عنوان میں نے اس واسطے رکھا ہے کہ بعض کیا اکثر لوگ محض رسوم کے پابند ہوتے ہیں اور اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ تھوڑی سی مردانگی سے کام لیکر اپنے دل سے وہ میل دھو ڈالیں جو ان کو ڈرپوک بنائے رکھتی ہے۔ اسی واسطے بجائے اس کے کہ وہ کسی بدرسم کو دور کریں اور استقلال سے اس کا مقابلہ کریں خود بخود ہی ایسی بیہودہ رسومات کے سیلاب میں گر کر غرق ہو جاتے ہیں اور یہاں تک نیچے چلے جاتے ہیں کہ آخر خود ہی اس بدرسم کی ایک بنیاد بن جاتے ہیں جیسے عام لوگ باتوں ہی باتوں میں ایک مضبوط دیوار قائم کر لیتے ہیں جس کا گرانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بعض لوگ دنیا میں بھیڑ چال چلا کرتے ہیں اور اس بات کی طرف ان کا ذہن کبھی بھی منتقل نہیں ہوتا اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذرتی کہ اصلیت کو ڈھونڈیں۔ اور رسومات سے الگ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے حقیقت پر غور کریں۔ آجکل رمضان کا مہینہ ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ مگر افسوس کہ بعض نام کے مسلمانوں کو یہ مہینہ ایک قسم کی قید معلوم ہوتا ہے۔ اور تقریباً ⅔ حصہ سے زیادہ ایسے رسمی مسلمان ہوں گے جو بلقت میں بے روزہ ہوتے ہیں۔ مگر جو روزہ دار بھی ہیں ان میں سے بھی بعض کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ وہ خواہ بیمار ہو جائیں غشی پر غشی ہو مرنے لگیں مگر روزہ رکھیں گے اور ضرور رکھینگے۔ ایسے ہی اپنے خیال کیا سفر ہمارے واقف کار لوگ موجود ہوں صبح سے لیکر شام تک سفر کرتے رہینگے۔ مگر روزہ نہیں چھوڑینگے اور بڑے فخر سے بیان کرینگے کہ باوجودیکہ ہم چند دن سے بیمار تھے مگر روزہ نہیں چھوڑا اور بار بار ڈینگیں ماریں گے کہ ہم نے اتنے میل سفر کیا مگر ذرہ پرواہ نہیں کی باوجودیکہ فلاں فلاں بے وقوف ہمیں منع کرتے رہے کہ روزہ چھوڑ دو سفر میں روزہ جائز نہیں مگر ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی۔ ایسے ایسے بہانوں سے ہم روزہ نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی ماہ رمضان کے بعد ان دنوں کی گنتی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ سمجھانے والوں کو طرح طرح کی صلواتیں بھیجتے اور عجیب عجیب القابوں سے یاد کرتے ہیں۔ اصل میں یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو بھیڑ چال چلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس بات سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی کہ خدا بھی ہمارے اس فعل سے راضی ہے یا نہیں وہ تو اپنے آپ کو روزہ دار کہلوانا چاہتے ہیں۔ خواہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری ہو یا نہ ہو۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی مرضی کو چھوڑ کر خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور ہر ایک کام سے پہلے سوچ لیا کریں کہ خدا کیا فرماتا ہے نہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ فقط

محمد ظہیر الدین

مسلمانوں کی بے تعصبی

یہود اور دولت عثمانیہ

مسلمانوں کی بے تعصبی کے متعلق بہت سے تاریخی واقعات اس طرز حکومت کے پیش کئے جا چکے ہیں جو مدت ہوئی مٹ چکی ہے مگر اس وقت ہم ایک موجودہ اسلامی سلطنت کی بے تعصبی دکھانا چاہتے ہیں یعنی دولت عثمانیہ کا اپنی یہودی رعایا کے ساتھ کیا برتاؤ رہا؟ اس مضمون کا موضوع ہے + موجودہ زمانہ میں دولت عثمانیہ ایشیائے کوچک۔ شام۔ عراق۔ طرابلس الغرب اور چند جزیروں پر مرکب ہے۔ دولت عثمانیہ کے پہلے طرابلس کے سوا یہ تمام ملک رومنہ کے ہاتھ میں تھے۔ اسوقت دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا۔ سلطنت کا مذہب عیسائیت تھا۔ اور زبان یونانی تھی۔

سنہ عیسوی کی ابتدا میں ان ملکوں میں سلانیک۔ اتھینا۔ کورنت۔ قبرص۔ دمشق۔ انطاکیہ۔ قونیہ وغیرہ میں یہودیوں کے بہت سے فرقے آباد تھے۔ یہ مقامات گو اب ویران ہیں یا چھوٹے دیہات ہیں مگر اس سے پہلے وہ بڑے آباد شہر تھے۔ یہودیوں کی اصلی زبان تو عبرانی ہے مگر یہاں جو یہودی آباد ہو گئے تھے انکی دوسری زبان یونانی تھی۔ یونانی زبان کا ان میں اتنا رواج ہو گیا تھا کہ وہ مذہبی عبادات بھی اسی زبان میں ادا کرتے تھے علوم اسی زبان میں سیکھتے تھے لیکن عبرانی کی تعلیم بھی جاری تھی۔ یہودیوں کے قسطنطنیہ میں مدارس تھے جہاں علمائے یہود۔ تورات۔ تلمود۔ حساب۔ ہندسہ۔ جبر۔ ہیئات موسیقی کی تعلیم دیتے تھے۔

بنجمن۔ طلیطلہ (ٹالیڈو) کا ایک مشہور قدیم سیاح ہے۔ اس نے ۱۱۶۰ء میں مشرق کا سفر کیا تھا۔ اس نے اس سلطنت کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہاں ...۱۵ یہود آباد ہیں جن میں سے ..۲۵ صرف قسطنطنیہ میں رہتے ہیں + ترکوں کی سلطنت جب تیرہویں صدی عیسوی میں وسیع ہونے لگی۔ تو جہاں یہ پہونچے۔ یہودیوں کو انہوں نے زیر حمایت لے لیا۔ ترکی سلطنت کی ابتدا میں ترکوں کا پایہ تخت بروسہ تھا وہاں بہت سے یہودی ترکوں کے زیر سایہ رہتے تھے۔ ہر ایک سے سلطنت سالانہ جزیہ (ٹیکس) لیتی تھی۔ خاخام باشی وہاں ایک عہدہ تھا جس کا فرض یہ تھا کہ وہ ان جزیوں کو جمع کر کے بیت المال میں داخل کر دے۔ اس تھوڑی سی مقدار جزیہ کے عوض میں انکو ہر قسم کی راحت اور آزادی حاصل تھی۔ تجارت۔ زراعت۔ زمینداری اور ہر قسم کے پیشوں کی انکو عام اجازت تھی۔ ملک کے ہر حصہ میں بغیر کسی ممانعت کے وہ سفر کر سکتے تھے۔ سنہ ۱۴۵۳ء میں دولت عثمانیہ نے ادرنہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں کثرت سے یہودی ہجرت کر کے آئے ہوئے تھے سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ نے قسطنطنیہ کے بطریق کو رہا کر کے اسکو تمام یہودیوں کا مذہبی سرگروہ منتخب کیا۔ اور خاخام باشی کا اس کا خطاب دیا۔ بطریق روم کی طرح اسکو بھی مجلس وزرا میں آنے کی عام اجازت عطا کی۔ اور یہانتک اسکی عزت ملحوظ رکھی کہ اعزازی مجلسوں میں اسکی کرسی تخت کی داہنی جانب ہوتی تھی۔

پندرہ صدی عیسوی میں اسپینیوں نے یہود کو جب اسپین سے جلا وطن کردیا تو ان کا ایک بڑا حصہ ممالک عثمانیہ ہی میں آکر آباد ہوا۔ یہودیوں میں اب تک یہ جلاوطنی ہجرت کبریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گروہ قسطنطنیہ سلانیک اور بلقان کے جزیرہ نما میں آکر آباد ہوا۔ کچھ لوگ ایشیائے کوچک کو بر اعظم اور فلسطین مصر وغیرہ میں آکر بسے۔ مصر اور فلسطین اس وقت تک ترکی دائرہ حکومت میں شامل نہ تھا۔ اسوقت عنان حکومت بایزید کے ہاتھ میں تھی۔ جو سلطان محمد فاتح کا بیٹا تھا۔ سلطان بایزید بڑا مدبر اور بڑے جبروت کا بادشاہ گذرا ہے اسپین سے بلاد عثمانیہ میں یہودیوں کی ہجرت دیکھکر یہ بہت خوش ہوتا تھا اسکی خوشی اور مسرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزراء سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ اسپین کا بادشاہ فرڈ نیڈ بڑا عاقل ہے کیا یہ عاقل بادشاہ وہی ہے جو اپنا ملک تباہ کرکے میرا ملک آباد کررہا ہے ان مہاجرین کی کثرت اتنی ہوئی کہ خود یہاں کے خاص یہود بھی ان لوگوں سے متاثر ہوگئے۔ اسی لئے آج ممالک عثمانیہ میں کم کوئی ایسا یہودی ہوگا جسکی زبان پر ایک دو اسپینی زبان کا لفظ نہ ہو۔

عثمانی حکومت کے زیر سایہ یہود اسی عیش و آرام سے رہے جیسے وہ اندلس کی عربی سلطنت میں رہے تھے۔ یہودیوں کی بدولت ممالک عثمانیہ میں صنعت و حرفت کو بڑی ترقی ہوئی۔ توپ۔ بارود کی صنعت یہی لوگ بلاد عثمانیہ میں لائے جہاں یہ آباد ہوئے تجارت کو خوب وسعت دی سلطنت کو ان پر بڑا اعتماد تھا۔ ترجمانی جیسا سخت ذمہ داری کا عہدہ انہیں لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً چند زبانوں میں ماہر ہوتے تھے۔ ان مہاجرین یہود میں ایسے افراد بھی کثرت سے تھے جنہوں نے اندلس میں طب حاصل کی تھی جب ممالک عثمانیہ میں انہوں نے سکونت اختیار کی تو یہاں انہوں نے طبابت شروع کردی جس سے ان کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

سلاطین عثمانیہ نے ان لوگوں پر جو شاہانہ عنایتیں کیں انکا ایک شمہ یہ ہے کہ سلطان مراد خان دوم کا خاص طبیب اسحٰق نام ایک یہودی تھا۔ سلطان اسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ پاشا کے خطاب سے بھی سرافراز تھا۔ سلطان محمد فاتح کا بھی خاص طبیب موسیٰ ہامون اندلسی یہودی تھا۔ اسکی اولاد اب تک ممالک عثمانیہ میں باقی ہے۔ اسوقت تک انکا یہ احترام ہے کہ وہ جزیہ سے سبکدوش ہیں۔ سترہویں صدی عیسوی یہود کے لئے ایک ممتاز صدی ہے جسمیں بہت سے یہودیوں نے ملک میں بڑی بڑی درجے حاصل کئے۔ محکمہ مال کے معتمد مقرر ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کے یہودی رعایا کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ سلطان کا یہودیوں کیساتھ کتنا عنایت آمیز برتاؤ ہے سترہویں صدی ہجری میں یہودیوں میں ایک مدعی مسیحیت کروہ میں مدعی سلطنت پیدا ہوا۔ یہ ایک بہت ہی معمولی سا آدمی تھا۔ اسکا باپ کسی انگریزی کمپنی میں دلال تھا۔ چند سال پہلے مقتدایان یہود نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ آغاز عالم سے ۵۴۲۶ سال بعد ۱۶۶۶ء میں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اس حیلہ سے اس نے ادعائے مسیحیت کیا اور اپنی کو مسیح موعود ظاہر کیا۔ یہ شخص گورا اور بہت خوبصورت تھا عزلت نشینی زیادہ پسند کرتا تھا روزہ بہت رکھتا تھا۔ ہمیشہ دریا کے پانی سے غسل کیا کرتا تھا۔

ایک مدت تک یہ اسی طرح عزلت نشین رہا۔ پھر اس نے ایکدن ازمیر کے کنیسہ میں اپنی مسیحیت کا اعلان کیا۔ لوگ دشمن ہوگئے یہ یہاں سے سلانیک چلا گیا اور وہاں اس نے لوگوں کو اپنے جدید مذہب کی دعوت دی۔ بہت سے عوام اسکے حلقہ میں داخل ہوگئے۔ سیلانیک سے یہ قاہرہ گیا۔ وہاں اس نے ایک یہودی عورت سے جسکا نام سارہ تھا بیاہ کرلیا۔ قاہرہ سے کامیابی کے ساتھ بیت المقدس آیا اور یہاں ایک مدت تک اقامت کی۔ بیت المقدس سے پھر ازمیر چلا آیا یہود اس سے بڑی تعظیم کے ساتھ پیش آئے اور اب عام لوگ اسکو مسیح ماننے لگے۔ جب کبھی یہ گھر سے باہر نکلتا لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے آگے حلقہ باندھ لیتے اور توراۃ کی آیتیں تلاوت کرنے لگتے سلطنت نے پہلے اسکو خفیف معاملہ سمجھکر اس سے کچھ تعرض نہیں کیا مگر ازمیر کے گورنر نے جب یہ دیکھا کہ روز بروز اس کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے جو سیاسی لحاظ سے بالکل غیر مناسب ہے اس نے مسیح موعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا۔ قسطنطنیہ میں یہ مدتوں قید رہا لیکن کسی وجہ سے قسطنطنیہ سے نکالکر دردانیال کے قریب کسی قلعہ میں قید کردیا گیا۔ مسیح کی اس بیچارگی پر بھی معتقدین ہمیشہ قیدخانہ میں اسکی زیارت کو آتے تھے ——— اس قلعہ سے مصلحتاً ادرنہ کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اتفاق سے اس وقت سلطان محمد چہارم بھی مقیم تھا۔ سلطان نے مناسب سمجھا کہ اسکی مسیحیت کا امتحان کیا جائے۔ سلطان نے حکم دیا کہ مسیح موعود کو میرے سامنے ستون میں باندھ دو اور اسکو تیر مارو۔ اور مسیح موعود سے سلطان نے کہا کہ اگر تم واقع میں مسیح موعود ہو تو اس سے پہلے کہ ایک عالم کے لئے باعث فلاح ہو۔ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچالو۔ جب اس نے رہائی کی کوئی تدبیر نہیں دیکھی اور ہر طرف سے اسکو مایوسی ہوگئی تو اسی وقت مسلمان ہوگیا اور اپنا نام محمد آفندی رکھا سلطان نے اس کے لئے ایک وظیفہ مقرر کردیا۔ سارہ بھی مسلمان ہوگئی اس کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

محمد آفندی چونکہ صرف اپنی جان کی حفاظت کیلئے مسلمان ہوا تھا۔ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کبھی یہ مسجد میں آتا تھا اور کبھی کنیسہ میں ایک قدم مسجد میں تھا تو دوسرا کنیسہ میں مسلمانوں کو اسکی یہ طرز روش پسند نہ آئی انہوں نے کچھ کرنا چاہا مگر سلطان نے اسی پر کفایت کی کہ اسکو ادرنہ کو دوسری طرف جلاوطن کردیا بقیہ زندگی اس نے یہیں گذاری اور یہیں مرا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے کل معتقدین بھی مسلمان ہوگئے۔ اور سب نے سلانیک میں توطن اختیار کرلیا۔ ان لوگوں کی اولاد اب تک باقی ہے اور قریباً دس ہزار انکی اسوقت تعداد ہے۔ مگر اپنے مسیح موعود کیطرح نہ یہ مسلمان ہیں اور نہ یہ یہود ہیں مذبذبین بین ذٰلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء۔ ترک انکو مسلمان نہیں سمجھتے ان کو وہ مہتدین کہتے ہیں۔ خود یہ مہتدین بھی اپنے کو نہ مسلمان سمجھتے ہیں نہ یہودی نہ مسجد کی طرف ان کا قدم بڑھتا ہے اور نہ کنیسہ کی طرف مگر نام کو یہ مسلمان ضرور ہیں اپنا نام مسلمانوں ہی کے طریقہ کا محمد۔ علی۔ وغیرہ رکھتے ہیں + لیکن جو لوگ خاص یہودی ہیں وہ ممالک عثمانیہ میں ابتک یعنی انیسویں صدی تک بہت آرام اور آزادی سے رہتے ہیں اور اب تو اس ملک کا نظام قانون ہی بدل گیا۔ سلطانی فرامین اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں کہ مغربی تمدن اختیار کیا جائے اور تمام رعایا میں بلا تفریق ملک و ملت مساوات ملحوظ رکھی جائے۔ اس حکم کے رو سے یہودیوں کو بھی وہی حقوق ہیں جو اور قوموں کے ہیں۔ ملکی فوجی ہر قسم کے عہدہ و منصب یہود ممتاز ہیں بعض بعض یہودیوں نے بڑے بڑے عہدے حاصل کرلئے ہیں ممالک عثمانیہ میں یہودیوں کی تعداد ۴۶۲۰۰۰ ہے۔ سیلانیک میں ۷۵۰۰۰ قسطنطنیہ میں ۶۵۰۰۰ بیت المقدس میں ۴۰۰۰۰ ازمیر میں ۳۰۰۰۰ صنعا میں ۳۰۰۰۰ اور نہ میں ۱۷۰۰۰ بغداد میں ۴۰۰۰۰ مختلف ممالک میں ۱۸۵۰۰۰

تمام دنیا کے یہودیوں نے ملکر جو انجمن بنام الاتحاد الاسرائیلی العام قائم کی ہے اسکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کے یہودی علوم و فنون میں طرز معاشرت میں بہت کچھ ترقی کررہے ہیں۔ اس انجمن نے اب تک سو سے زیادہ مدرسے جابجا کھولے ہیں مگر قریباً ۵۰

242

حضرت مسیح موعود اور برٹش گورنمنٹ

میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ بعض ضروری مضامین کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ یا اس کے مقدس اور محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف کا جزو اعظم ہیں یکجا کر دیا جاوے تاکہ وہ آئندہ مفید ثابت ہوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مورخ کو سہولت اور آسانی ہو۔ علاوہ بریں ایسے یکجائی مضامین ایک خاص اہمیت اور اثر بھی پیدا کرتے ہیں چنانچہ میں نے اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے حصہ کو الگ الحکم میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور ایک بڑا حصہ میں اس کا شائع کر چکا تھا کہ ایک دوست نے اس کو کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا ارادہ کر لیا اس لئے میں نے اس کو وہیں رہنے دیا۔ زاں بعد حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو حضور کی مختلف تصانیف۔ اشتہاروں اور تقریروں سے لیکر پورے طور پر الحکم میں جمع کر دیا۔ اب میں مندرجہ بالا عنوان پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور ہدایتوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں جس سے ثابت ہو جائیگا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کو کیا تعلیم دی ہے۔ میں اس حصہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ہی کے الفاظ درج کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مجھے اس امر کے اعادہ کی بھی یہاں ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کا ایک وفادار دوست خاندان رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے اس اقتباس میں میں اس تحریر کا حوالہ دیتا جاؤں گا جہاں سے وہ لی گئی ہے۔ اس حصہ کو جمع کرنے کا ایک موجب حضرت حکیم الامۃ کی وہ تقریر بھی ہے جو آپ نے اس جلسہ میں کی تھی جو قادیان میں اظہار وفاداری کی خاطر گذشتہ شورش کے ایام میں کیا گیا تھا۔ بہرحال امید کی جاتی ہے کہ ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑھیں گے۔ اور بہت فائدہ اٹھائیں گے وباللہ التوفیق

سب سے اول جو اشتہار حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب براہین احمدیہ کے متعلق اردو اور انگریزی میں بیس ہزار شائع کیا تھا اس میں آخری حصہ میں لکھا ہے۔

"بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخشے کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہان میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبےٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جنکی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔"

پھر کتاب براہین احمدیہ جلد سوم کے شروع میں ایک مضمون اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے عنوان سے لکھا جس کے بعض حصے درج ذیل ہیں۔

"مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اس جگہ ان امور میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوے پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہیں۔ اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے سکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی بدذاتی حرکات میں نہ شرعی پابندی ہے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیکبخت مسلمان جو با علم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدوں میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھکر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑے بڑے خدمات نمایاں ادا کئے۔ اب بھی ہم اس تقریب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور

وفاداری کے بڑے بڑے نمونے ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظرانداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو جو بیشک قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہر حال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے مجدد طور پر اپنی خیر خواہی ظاہر کریں۔ جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنی جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کریں تا ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے ان کے دین کی سبکی پائی جاوے اور ان کی دنیا کو ناحق ضرر پہنچے۔ سو میری ناچیز کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ [illegible] اسلامی [illegible]۔ وہ کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیج دیں کہ جو بموجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ مجموعہ خطوط کہ جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بصحت تمام چھاپا جاوے اور پھر دس ہزار نسخہ اس کے گورنمنٹ میں اور باقی نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ . . . . بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں ان کو سوچنا چاہئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں انکی دور ہو گئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بارانِ رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل وجان پسند کرتے ہیں۔ اور جس صفائی سے اس سلطنت کے ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور انکی بدعات مخلوطہ دور کرنے کے لئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کی جاتی ہے وہ میری دانست میں آج کل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ جیسا کہ شرک بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور [illegible] رسول مقبول کی صراط مستقیم کو کھول کر ان کو بتلا دیں کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کماحقہ بجا لاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے حاشا وکلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہو سکتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ممالک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کی بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور کوئی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں مونہہ سے بات نکالنے کا موقع نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر یک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے راستی پھیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جن میں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور مؤید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کا قدر کریں اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھا دیں اور اسطرف بھی توجہ کریں

رمضان المبارک کی سحری وافطار کا وقت

اکتوبر ۱۹۰۷ء	رمضان المبارک	انتہائے وقت سحر	وقت افطار
۹	۱	۴-۵۸	۶-۱۰
۱۰	۲	۴-۵۸	۶-۹
۱۱	۳	۴-۵۹	۶-۸
۱۲	۴	۵	۶-۷
۱۳	۵	۵-۱	۶-۶
۱۴	۶	۵-۱	۶-۵
۱۵	۷	۵-۲	۶-۴
۱۶	۸	۵-۳	۶-۳
۱۷	۹	〃	۶-۲
۱۸	۱۰	۵-۴	۶-۱
۱۹	۱۱	〃	۶-۰
۲۰	۱۲	۵-۵	۵-۵۹
۲۱	۱۳	۵-۶	۵-۵۸
۲۲	۱۴	۵-۷	۵-۵۷
۲۳	۱۵	۵-۸	۵-۵۶
۲۴	۱۶	۵-۹	۵-۵۵
۲۵	۱۷	〃	۵-۵۴
۲۶	۱۸	۵-۱۰	۵-۵۳
۲۷	۱۹	۵-۱۱	۵-۵۲
۲۸	۲۰	۵-۱۲	۵-۵۱
۲۹	۲۱	۵-۱۱	۵-۵۰
۳۰	۲۲	۵-۱۴	۵-۴۹
۳۱	۲۳	۵-۱۵	۵-۴۸
یکم نومبر ۱۹۰۷ء	۲۴	۵-۱۶	۵-۴۷
۲	۲۵	۵-۱۶	۵-۴۶
۳	۲۶	۵-۱۷	۵-۴۵
۴	۲۷	۵-۱۸	۵-۴۴
۵	۲۸	۵-۱۹	۵-۴۳
۶	۲۹	۵-۲۰	۵-۴۲
۷	۳۰	۵-۲۱	۵-۴۱

نوٹ۔ یہ اوقات ریلوی ٹائم کے مطابق ہیں جو کہ سٹنڈرڈ ٹائم ہے اور مختلف شہروں میں تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے ہر ایک شہر میں اپنی گھڑی کو ایک دن سورج کیا تھ مقابلہ کر لینا چاہئے پھر اسکے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ یہ وقت بلحاظ سٹو کہ بالکل درست نہیں ہوگا لیکن اس سے ایک تخمینہ مل جائیگا۔

کہ اس عادل سلطنت کی شکرگزاری کے لئے یہی پر فرض ہے ... کہ جیسا انکی دولت ظاہری کی خیر خواہی کیجا ... ے ایسا ہی اپنے وعظوں اور عمدہ تالیفات سے یہ کوشش کیجائے کہ کسی طر ... در معقول بیان برکتیں بھی اس قوم کے حصہ میں آجائیں اور یہ امر بجز ... ں دین اسلام کی ہو علم کے انجام پذیر نہیں ہو سکتا خدا کے بند ... رنق امید دار اور محبت اور انگلستان وغیرہ ممالک کا ایک ہی خالق ... ن پر رحم کرنا اور عرب کی دل وجان سے غمخواری کرنا اصل دین ... سمجھنا اور اسکی عاجز مخلوق بعض ان ناواقف انگریزوں کے ... و ایمان ہے پس سب سے اول یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا قوم مسلمان ... ہم کو دور کرنا چاہئے کہ جو بوجہ ناواقفیت بدی کرتی ہے اور اپنے محسن ... ایک ایسی قوم ہے کہ جو نیکی کرنیوالوں سے اپنی عربی گورنمنٹ کی بدخوا ... وں سے ایذا کے ساتھ پیش آتی ہے اور پیش آنے کی تاکید جس ... ہے حالانکہ اپنے محسن کے ساتھ باحسان ... قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربی۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصطنع الیکم معروفا فجازوہ فان عجزتم عنہ فادعوا لہ حتی یعلم انکم قد شکرتم فان اللہ شاکر یحب الشاکرین۔ الملتمس خاکسار غلام احمد عفی عنہ

انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور

حسب الحکم صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام ضلعوں میں ایک ضلع کی انجمن بنائی گئی ہے۔ گورداسپور کے ضلع کی انجمن قادیان میں بنائی گئی ہے اور اس کی شاخوں کا بنانا ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات میں ضروری ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ان تمام احمدی برادروں کی خدمت میں جو کہ گورداسپور کے ضلع کے کسی قصبہ میں رہتے ہوں۔ التماس ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں اس انجمن کی شاخیں بنا کر راقم کو جلد مطلع فرما دیں اور جس جگہ بسبب تھوڑے احمدی ہونے کے انجمن نہ بن سکے اس جگہ کے احباب کسی قریب کی انجمن کے ممبر بن جاویں یا ہر ایک شاخ انجمن اپنے علاقہ کی حد بندی مقرر کر کے عاجز کو اطلاع دے کہ کس حد تک کے احمدی برادران اس کے ممبر ہو سکیں گے۔ نیز ہر ایک مقام کے احمدی برادران اپنی ایک فہرست بطریق نقشہ ذیل بنا کر بہت جلد عاجز کے پاس ارسال کر دیں تاکہ تمام احمدی برادران ضلع گورداسپور کے نام ایک رجسٹر میں لکھے جاویں۔

نمبر	نام	ولدیت	پتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	چندہ					[illegible]
							[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

کھنہ کے دیگر خانوں میں بیوی اور خورد و کلاں تمام بچوں اور دیگر متعلقین کے نام بھی لکھنے چاہئیں سوا اس کے جو سلسلہ احمدیہ کا ممبری سے انکاری ہو جیسا کہ ہر ایک مذہب کی مردم شماری میں نابالغ بچے اسی مذہب میں شمار کئے جاتے ہیں اسی طرح احمدیوں کے بچے سب احمدی شمار ہوں گے۔

چونکہ اخبار سب جگہ نہیں پہنچتا اس واسطے جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ اپنے قریب کے گاؤں میں اس کی اطلاع کر دیں۔ یہ فہرستیں بہت جلد دفتر عاجز میں پہنچ جانی چاہئیں خط پر کسی شخص کا نام موصوف وہ پتہ ہو جو درج ذیل ہے کیونکہ عہدہ دار ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں جن صاحب کے پاس انجمن بنانے کے قواعد نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے منگوا سکتے ہیں۔

الملتمس سکرٹری صدر انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور قادیان

احمدی انجمنوں کیلئے پہلا نازک کام

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آخر مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے قائم کرنے کی تحریک نے کامیابی کا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اکثر جگہ انجمنیں قائم ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بعض جگہوں پر صدر انجمن احمدیہ نے ضلع کی انجمنیں بھی قائم کر دی ہیں۔ ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں کی ایک باقاعدہ فہرست تیار کریں۔ اور جہاں جہاں مناسب سمجھیں احمدی انجمنیں قائم کریں اور اپنے صدر مقام پر ایک لائبریری قائم کریں جہاں سلسلہ کے اخبارات و رسالجات کے علاوہ سلسلہ کی کل تصنیفات موجود رکھیں۔ جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کریں۔ ایسا ہی ان ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں میں سلسلہ کی ضروریات کی تحریک کر کے چندہ وصول کر کے باضابطہ قادیان پہونچائیں خدا کے فضل اور توفیق سے امید کیجاتی ہے کہ یہ انجمنیں ایک وقت میں ایک نہایت ہی مفید وجود ثابت ہونگی۔

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ انجمنوں کے انعقاد کے وقت ایک ابتدائی مصیبت اور آفت آیا کرتی ہے اور وہ عہدہ داروں کا تقرر یا کسی کی ذاتی رائے کی مخالفت ہوتی ہے اس لئے ایسے موقعوں پر ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ہم ضد اور سخن پروری سے کام نہ لیں بلکہ جو کچھ کہیں

نیک نیتی اور للہیت سے کہیں

اور اس کی پروا نہ کریں کہ ہماری رائے کا اتباع کیا گیا ہے یا نہیں اسی کو خیر و برکت کا موجب سمجھنا اور یقین کرنا چاہیئے جو سب احباب ملکر طے کریں۔ اور ایسا ہی حصول عہدہ کے لئے کوئی جد و جہد یا جوڑ توڑ کی حاجت نہیں۔

جس کو سب بھائی ملکر کوئی کام سپرد کریں اسے پوری رضامندی ظاہر کیجاوے گو ابتدا اپنی رائے کے خلاف ہی ہو۔ بہرحال پورے امن اور سلامت روی سے اس کام کو کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیاں اور فروگذاشتیں۔ ہماری خود غرضیاں اور سخن پروریاں خدا کے برگزیدہ بندے کی راہ میں روک ہوں۔

اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر پر احمدی انجمنوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان کے قیام کے ساتھ ہی ایک نہایت نازک اور ذمہ واری کا کام ان کے سامنے آتا ہے وہ کیا

۱۹۰۸ء کا بجٹ

عنقریب مجلس ناظم کے سکرٹری صاحب احمدی انجمنوں کے پاس ۱۹۰۸ء کا بجٹ بغرض اظہار رائے بھیجنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ ان کے پاس پہونچے میں احمدی انجمنوں کو آگاہ کروں کہ ان کو اس کے متعلق کیا کرنا ہوگا۔

۱۹۰۸ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر وہ سالتمام کے اخراجات کی ایک مشخص میزان پائیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ اسقدر روپیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختلف شاخوں اور صیغوں کے لئے بکار ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ لنگرخانہ کی ضروریات اور اس کے اخراجات اس سے الگ ہیں اور لنگر کے اخراجات کسی صورت میں

تین ہزار روپیہ ماہوار

سے کم نہیں اور ان ایام میں جبکہ گرانی اور قحط کا عام شور مچ گیا ہے یہ اخراجات ڈیوڑھے کے قریب ہو رہے ہیں۔ پس احمدی انجمنوں کو جہاں اس بجٹ پر غور کرنا ہے اور اس روپیہ کے فراہم کرنے کی تجاویز سوچنا ہے اس کے ساتھ ہی لنگرخانہ کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے اخراجات کو بھی ملحوظ خاطر رکھ لینا چاہیئے۔ احمدی جماعتوں کی روز افزوں ترقی اور سلسلہ میں شامل ہونیوالوں کی کثرت اس سوال کو تو آسانی سے حل کر سکتی ہے بشرطیکہ ایک خاص ترتیب اور ضابطہ تحصیل کو مدنظر رکھا جاوے اگر ہر احمدی چندہ دینے والوں کی فہرست میں داخل ہو اور وہ ایک روپیہ سالانہ بھی دے تو کئی لاکھ جمع ہو سکتا ہے چہ جائیکہ بعض کئی کئی سو بھی دیتے ہیں۔ اس لئے احمدی انجمنوں کا فرض ہوگا کہ وہ وصولی چندہ کے لئے خاص التزام اور اہتمام کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بجٹ کے مختلف حصوں پر شاید کوئی رائے زنی نہ کر سکیں گو انہیں پورا حق ہے اور صدر انجمن احمدیہ ان راؤں پر انشاءاللہ کافی غور کرنے کو آمادہ ہے۔ تاہم اس بجٹ کے مطالعہ سے قریباً ہر احمدی کو علم ہو جائیگا کہ قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت کیا کام ہو رہا ہے اور اصل کام کے اخراجات کس پیمانہ پر ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کیا سبیل کرنی چاہیئے۔

اس سے پہلے وہ لوگ جو سلسلہ کے ان صیغوں کا اہتمام کرتے ہیں اپنے صیغہ کی ضرورتوں کے لئے عام تحریک کیا کرتے تھے اور انہیں بہت سا وقت ان تحریکوں کیلئے دینا پڑتا تھا مگر اب یہ تحریکیں ان انجمنوں کی معرفت ہونگی اسلئے احمدی انجمنوں کو اپنے اس فرض کا احساس بڑے زور سے کرنا چاہیئے۔ ان کے ذمہ معمولی کام نہیں رکھا گیا بلکہ ایک نازک ذمہ واری ان پر رکھی گئی ہے خدا کرے کہ ہم سب اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور وہی اپنے فضل سے توفیق دے کہ اس امتحان میں پورے اتریں۔

سینکڑوں اور ہزاروں گذر کر لاکھوں پر بات آگئی ہے اور دن بدن بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے اسلئے بڑی مستعدی کیساتھ انجمنیں اس کام میں حصہ لیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر احمدی انجمنوں کے ہر احمدی سے پورا چندہ لینے کا التزام کر لیا ہے خواہ وہ کیسی ہی خفیف سے خفیف رقم بھی کیوں نہ ہو تو انشاءاللہ العزیز یہ قومی ضرورتیں بڑی آسانی سے طے ہو جائینگی۔ اکثر جگہ زمینداروں کے گروہوں کے گروہ اس سلسلہ میں شامل ہیں اسلئے اگر وہ فصل کے موقع پر اجناس کی صورت میں چندہ دیں تو یہ بھی مفید صورت ہو سکتی ہے۔ بہرحال اسوقت چندہ کی کسی خاص صورت پر زور دینا میرا مقصد نہیں بلکہ میں صرف اس ذمہ واری سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو سال آئندہ کیلئے ہم پر ہے اور جسکا تہیہ اور تیاری ابھی سے کرنی چاہیئے۔ یہ سب کچھ ہوگا اور ضرور ہوگا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ سلسلہ بڑھے اور پھولے کیونکہ وہ دنیا کی رستگاری کا ذریعہ ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اسے قائم کیا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے دائم قائم قدم اور خدمات اس سلسلہ کے لئے کام آئینگے۔ اے خدا تو آپ ہی ان ضرورتوں کا احساس ہم میں پیدا کر اور تو ہی توفیق دے کیونکہ ساری توفیقیں

مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہونچا۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت کچے دنیاداروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں میں نے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدائے حی و قیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اسقدر آپ کے لئے دعائیں کیں ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک کے لئے کیجاتیں تو وہ بھی سبز ہو جاتا ابھی میں تھکا نہیں جبتک وہ فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضا و قدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلاتوقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہو جاتے ہیں۔ سو میں اسی غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے ایمان لاکر ایسے خوش رہیں۔ جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کی حالت میں خوش بلکہ اس سے بڑھکر اور جو دہریہ کے رنگ کے لوگ ہیں انکی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلا آتا ہے اور کبھی ابتلا لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخرکار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے تو وہ اسکی برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے تب وہ بھی نابود ہونے کو طیار ہو جاتا ہے سو آپ کے لئے جو تخم ریزی ہے یہ ایسی نہیں کہ خالی جاوے صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل ہے اگر زمین مدراس کی اجکو تکلیف دہ معلوم ہو تو آپ مع جمیع قبایل قادیان میں آجائیں۔

غرض اب آپ نے صبر اور استقامت کا مطالبہ ہے جب پھر آپ کے لئے دن پھریں گے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد کریں گے۔ اور ضرور دل میں حسرت کریں گے۔ کہ کاش پہلے جسقدر مصیبت پیش آئی وہ پر صبر کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائے گی اور جسطرح دنیادار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ کے اندر ایک تازہ روح آجائے گی کیونکہ میرے دعاؤں کے یہ بھی ایک نتیجہ ہے زیادہ خیریت۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد ۱۶؍ اگست ۱۹۰۳ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہونچا موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کیگئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص نور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عز و جل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹھی کو سبز باغ کر سکتا ہے۔ اگر خدائے عز و جل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا یہ خیال مت کرو کہ بربادی درپیش ہے یا بکلی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں تمامی ایک بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس خدا کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونے دیکھنے بعد وہ قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیز و نیز مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسرے چیز کے ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جسمیں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا آخر ایک با خدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ کہا۔ ؎

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں

لیک کار از کار خیزد در جہاں

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں ؎

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار

کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکیست

والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد۔ ۲۳؍ مئی ۱۹۰۲ء

نافرمانوں کی تلخ کامیاں

اسوقت ہماری نظر میں نوع انسان تین اقسام پر منقسم ہے ایک دنیادار لوگ دوسرے دیندار اور تیسرے دونوں سے بے تعلق۔ آخر الذکر گروہ کو تو ہم اس لئے شمار نہ از بحث کرتے ہیں کہ یہ فرقہ نہ دینی نہ دنیوی کسی آئین و قوانین کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتا۔ ان کی خود رائی اور آزادمشربی ہی ان کا قانون ہے اور وہی ان کا مذہب۔ اسی کے زیر اثر یہ لوگ جو جی میں آتا ہے کرگذرتے ہیں اور جیسی زندگی چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں۔ نہ انہیں دنیاداروں کی تحسین و مرحبا کی کچھ پروا ہے نہ دینداروں کے طعن و ملامت کا کوئی کھٹکا۔ اپنے ہی خیالات وخواہشات کو پورا کرنے کی دھن انکی زندگی کا مقصد اعظم ہے۔ اسی کے حصول میں یہ لوگ شب و روز مصروف منہمک رہتے ہیں۔ اب یہ جدا بات ہے کہ اس انہماک میں کبھی تو انہیں ناکامی و نامرادی نصیب ہوتی ہے اور کبھی کامیابی و سرخروئی کسی کوشش کا نتیجہ عزت ہوتا ہے اور کسی کا بے آبروئی و ذلت۔ غرض ان لوگوں کی دنیا ہی گویا ایک علیحدہ اور سب سے بے تعلق دنیا ہے۔

ثانی الذکر لوگ ہی اگرچہ رہتے اسی دنیا میں ہیں۔ اور اس سے قطع تعلق کرکے آخر جائیں کہاں؟ لیکن چونکہ وہ احکام دین کی حتے الوسع پابندی کرتے ہیں اور محض دنیا کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے خالق و مالک کی طاعت اور اس کے پاک برگزیدوں کی اطاعت واتباع کو عموماً اسقدر ضروری وقابل لحاظ جانتے ہیں کہ بسا اوقات اس کی خاطر بہت سے دنیوی نقصانوں اور تکالیف کو بھی بطیب خاطر گوارا کرلیتے ہیں قطع نظر اس سے کہ انکی خوش اعتقادی یا غلط فہمی یا لاعلمی انہیں کبھی کبھی غلط راہوں پر چلا کر بعض ایسے اعمال وافعال کا بھی مرتکب بنا دیتی ہو جو نہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں نہ اس کے برگزیدوں کے نزدیک مستحسن۔ بہرحال ان لوگوں کی حالت بہر نہج اس امر کی مستوجب نہیں معلوم ہوتی کہ ہم ان کو نافرمانوں کے زمرہ میں شامل کریں جنکی تلخ کامیوں اور عبرت انگیز و تاسف خیز حالات زندگی پر ہم اس مختصر مضمون میں ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب رہے اول الذکر لوگ جو آزاد منش یا دہریہ صفت حضرات کی مانند دین و دنیا دونوں سے مستغنے ہی نہیں ہیں۔ مگر اپنی عملی زندگی میں پابند مذہب یا دیندار لوگوں کیطرح احکام شریعت کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور چونکہ اس موقعہ پر ہمارا اصلی مقصود اپنی قوم کے غفلت شعار افراد کی اصلاح و تنبیہ ہے اس واسطے اب ہم صاف الفظوں میں اس گروہ کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ گروہ مطلقاً بیدین تو نہیں مگر ہم ضرور کہیں گے کہ صرف پیدایشی یا نام کے مسلمان ہیں۔ اور صرف بلا نہ رسوم آبائی کے پابند۔ گوشت کھانے یا ڈاڑھی رکھنے سے مسلمان بھی ہم انہیں اس وجہ سے نہیں کہتے کہ اس ملک اور نیز دیگر ممالک میں بہت سے غیر مسلم اقوام کے افراد بھی ڈاڑھی رکھتے اور گوشت کھاتے ہیں۔ تو گویا ہمیں ذرا شک نہیں کہ یہ لوگ باعتبار اپنی عملی زندگی کے شعار اسلام سے بالعموم بہت ہی دور جا پڑے ہیں۔ انہیں ہزاروں لاکھوں بلاشبہ ایسے ہیں کہ متقل احکام شریعت اور انکی پابندی کا تو کیا ذکر سرسری و جزوی اعتقادات صحیحہ کی بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ اصل دین تو ایک طرف جزوی علامات دینداری اور معمولی کلمہ کلام سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسلام کی موٹی موٹی نشانیوں یعنے صوم و صلوٰۃ تک کے خوگر نہیں۔ اس مقام پر پہنچکر ہمیں اپنی قوم کی حالت پر بے تحاشا رونا آتا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی میں حد سے تجاوز کرکے دہریوں کے درجہ کو پہنچ گئے ہیں ان کا عدم و وجود برابر تھا ہی۔ لیکن جو حضرات دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ جزوی اختلافات کی کشاکشی میں اپنی طاقت کو تباہ کر رہے ہیں اور جو دنیا دار ہیں وہ یوں جہالت غفلت اور بے دینی کیوجہ سے گویا عملی طور پر جمعیت اسلام کو ضعف پہنچا رہے ہیں کیونکہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ دینی ہوں خواہ دنیوی کسی قسم کی برکات قوم کو حاصل نہیں ہوسکتیں تاوقتیکہ اس کے افراد میں اعتقادی اور نیز عملی یک رنگی و ہم آہنگی موجود نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آخر الذکر گروہ جسے ہم نے تمہید میں اوّل نمبر پر رکھا تھا رسم پرستی میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں اپنے اعمال و افعال میں نہ دینی اوامر و نواہی کی کچھ خبر ہے نہ دنیوی منافع و مصالح کی چنداں پروا۔ رسوم آبائی کی تقلید بھائی برادری کی جھوٹی لاج اور عارضی نام و نمود یا داد کا خیال ان کے دلوں میں اسقدر گھر کئے ہوئے ہے کہ ان کو سینکڑوں ناداری و زیرباری اور بالآخر رسوائی سے کچھ خوف آتا ہے نہ خدا اور رسول کی عدول حکمی اور عاقبت کی بازپرس سے کوئی ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے اپنے عنوان میں ان کو نافرمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

انکی تلخکامی و بدانجامی کی داستان پر درد بہت طویل ہے مگر ہم مختصر اً صرف ایک تمثیل سے اس پر سرسری روشنی ڈالتے اور یہ دکھاتے ہیں کہ محض جہالت غفلت اور بیدینی کے باعث انکی زندگی کے اہم ترین ہونا مے کسطرح انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا رہے ہیں۔ ہمیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف دیہات اور قصبات ہی کے مسلمان اس مہلک و دردناک مرض میں مبتلا نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے شہروں تک میں جہاں تعلیم و شائستگی کا خاصہ چرچا پھیل چکا ہے ہزارہا مسلمان نہ فقط نیچ قوموں کے بلکہ ہزاروں اونچے اونچے گھرانوں کے اکثر اس وبا کا شکار دیکھے جاتے ہیں۔

غمخواران امت مرحومہ کو انہیں بہت سی نظیریں اپنی آنکھوں دیکھنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا کہ ایک گھر یا کنبہ میں شادی یا غمی کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو محض بھائی برادری کی رضا جوئی کے لئے خدا اور رسول کے صریح ارشادات کی مطلق پروا نہ کرکے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی میں سے یا قرض دام لے کر علی قدر حیثیت سینکڑوں یا ہزاروں روپے پر پانی پھیر دیا جاتا ہے سارا اندوختہ لٹا کر کنگال ہو جاتے ہیں یا قرضہ میں بال بال بندھ جاتا ہے۔ پھر اس ناعاقبت اندیشی و تباہ کاری کا خمیازہ انہیں یہانتک بھگتنا پڑتا ہے کہ برسوں افلاس کی مصیبت یا مقروضی کی رسوائی و ذلت سے رستگاری نہیں ملتی۔ اور لطف یہ کہ جنکی خاطر یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے وہ بھی خاطر میں نہیں لاتے بھائی برادری کے لوگ اس شادی غمی کے کاج میں کوئی نہ کوئی نکتہ نکالتے اور نام ہی دہرتے رہتے ہیں۔ اور جی نہیں کہ بعد میں ہزاروں فضیحت خیز شاخسانے نکلتے یا شکوے

منقولات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں ہی بسا اوقات سخت غضبناک تو تو میں میں اور جنگ ہنسائی تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہ کسقدر صدمہ و رنج کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کا رن پہنچی سارنگی ڈھی ٹانگ رہی اور گماڑی نے بہائی برادری کے پاس خالص سے تو تمام زیر باری و زحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی۔ اور خدا رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر پہ دھرا گیا سو علیحدہ۔

آہ! اس تمام تکلیف و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ - - - یہی کہ لوگ اپنی غفلت و جہالت کے سبب دین کیطرف سے بے پروا ہو گئے ہیں اور دنیا اسپر مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں رہ کر ہی اختیار کرنے کے لئے ہے اور مصالح عقبیٰ کے علاوہ دنیا کے بھی سارے نشیب و فراز سمجھا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کرکے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بن کر تو انسان نہ صرف فلاح عقبےٰ سے بےنصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی بالآخر یا اندر ہی اندر تلخیوں اور نامرادیوں کا شکار ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط کے تحت رہ کر تمتع اٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دنیا خود دست بستہ اس کے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دونوں جہان میں شادکامی و سرخروئی کا وارث ٹھیرتا ہے اور اگر بفرض امکان اس دارالابتلا میں اس کو کسی طرح کی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرت کے لئے ضرور اسکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی حقدار و خواستگار ہوتی ہیں۔

قوم کے ایک بڑے حصہ کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا علاج یوں ہوسکتا ہے کہ بیدار و ہوشمند افراد ملت عام اس سے کہ وہ محترم علماء دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لیڈر۔ اپنے غافل بھائیوں کو ہوش میں لانے کے اپنے آپکو حالات انکے میں ذمہ دار سمجھیں۔ ان کو رسم پرستی کے نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و بربادی بخش نتائج سے خبردار کریں اور یہ سمجھا دیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی عزت اور ثروت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سرخرو نہیں کرسکتی۔ اور جب تک کافہ ملت کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے۔ خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی سے بری الذمہ نہیں ہوسکتے کہ تم نے اپنے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح حال کا فرض کہانتک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں؟

(احمد حسین فرید آبادی) (وکیل)

مختصر نوٹ

سکھوں کے بعض گاؤں میں مسلمان اذان نہیں دے سکتے

راجہ جنگ تحصیل قصور کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں شائع کیا گیا تھا کہ وہاں مسلمانوں کو سکھ لوگ اذان نہیں دینے دیتے یہ امر مسلمانوں کی مذہبی دلشکنی اور مذہبی مداخلت کا ہی باعث نہیں بلکہ قانون انگریزی کی بےحرمتی کا موجب بھی ہے۔ راجہ جنگ ہی پر منحصر نہیں بلکہ اور دیہات میں بھی جہاں سکھوں کا زور ہے مسلمانوں کو اذان کہتے پر لاٹھیاں پڑتی اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ کتھونگل ضلع امرتسر میں بھی مسلمانوں کو اذان کہنے سے سکھ لوگ روکتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان غریب اور کمزور ہیں اس لئے ہی عدالت میں چارہ جوئی بھی نہیں کرسکتے۔ مقامی حکام اگر توجہ فرمائیں تو ایسی شکایتیں رفع ہوسکتی ہیں۔ میرے خیال میں خالصہ کمیونٹی کے معزز افراد جیسے مہاراجہ صاحب نابھہ ہیں یا دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب اگر عام طور پر ایک سرکلر لیٹر اپنی قوم میں شائع کردیں تو یہ فتنہ اور فساد کی تحریک مٹ سکتی ہے اور سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات (جو اصول مذہب کے لحاظ سے قریباً ایک ہی ہیں) بہت کچھ خوشگوار رنگ اختیار کرلیں گے

میعاد و رہن ناموجات

مسلمانوں کو یہ سنکر ضرور خوشی ہونی چاہئے کہ پریوی کونسل نے یہ فیصلہ صادر کردیا ہے کہ کفالتی دستاویزات کی میعاد ۱۲ سال ہی سمجھنی چاہئے جس نظیر سے امید کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کی لاکھوں روپیہ کی جایدادیں واپس ہوسکیں گی کیونکہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء کو ممبران پریوی کونسل نے احاطہ مدراس کے ایک مقدمہ ورسر مدالیا وغیرہ اپیلانٹان بنام سری نواز ملائی وغیرہ رسپانڈنٹان میں جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے رو سے تمام کفالتی دستاویزات کی میعاد اب بارہ سال سمجھی جاویگی جنکی مدت بارہ سال سے زیادہ ہوگئی ہے وہ دستاویز اب تمادی شدہ سمجھی جاوے گی۔ مہاجنوں کے زمرہ میں اس نظیر نے ایک اضطراب پیدا کردیا ہے مگر پریوی کونسل کا یہ فیصلہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔

گردواروں کے جلانے اور لوٹنے کی خبر جھوٹ نکلی

موجودہ شورش اور بےچینی کا راز فاش ہونے پر ہمارے آریہ سماجی معاصرین نے جو ہند کی آزادی کے گیت گانے اور ملک کے لئے قوت بہادر کے مشورے دینے سے نہ تھکتے تھے مسلمانوں کو بدنام کرنے کی یہ راہ نکالی کہ انپر جھوٹے الزام لگانے شروع کئے۔ چنانچہ ان شرارتوں کے ضلع جہلم اور اٹک میں سکھوں کے مندر جلا دینے کی خبر شائع کرکے مسلمانوں پر الزام لگایا اور اتنا شور مچایا کہ مہاراجہ صاحب نابھہ کو یہ سوال گورنمنٹ ہند کی کونسل میں پیش کرنا پڑا۔ جن الزامات کی تحقیقات ہو رہی تھی اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کو حسب ذیل اطلاع دی ہے کہ اضلاع جہلم اور اٹک کے موضع فرید (جس موضع فریکسار مراد ہے) اور گوندیکا میں مندروں کو جلانے اور لوٹنے کی افواہی خبر کی کامل طور سے تحقیقات کیگئی مگر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا الا دو تین دیہات کے تمام سربرآوردہ ہندو اس قصہ کو بالکل جھوٹ بتلاتے ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں اس تحقیقات پر ہمارے معاصر کیا حاشیہ چڑھائینگے انہیں مناسب تھا کہ ایسی خبروں کی اشاعت سے مختلف قوموں میں فساد کرانے کی پالیسی کو

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

ملک کے باشندے انکو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی ذیل کی تحریر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سفارش ہے کیونکہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر سیسی مسٹر جی صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس [illegible] ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم [illegible] ۱۳۔ ۱۸۔ اسکیل اسٹریٹ کی گلی ہریسن روڈ کلکتہ لکھتے ہیں اگر گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہئے بلکہ وہ لوگ گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈوڈس بیک ایک گولی نہیں استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں — چکر آنا — درد سر — [illegible] اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ — گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں — اور اسی [illegible] درد پشت وجع مفاصل (گٹھیا) پیشاب کی شکایات اور گردہ [illegible] بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں — تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈوڈس کی اور یہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۴۰ بمبئی سے بھی [illegible] قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۱۲ آنہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ روپیہ [illegible] اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو [illegible] نور محمد رویہ ایڈیٹر نور مجیح شفا خانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں [illegible] کبھی مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی یہ خاصیت مجرب و سریع الاثر مجرب المجرب ہے کہ [illegible] بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون [illegible] سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور [illegible] بدن پر مالش کیا جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور [illegible] تمام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں چند منٹ [illegible] و سر کا حاصل ہوگا — تمام مریضوں [illegible] آن کے لئے جن کو ہیضہ یا نمونیا [illegible] سے اثر کا احتمال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار [illegible] اس کا تیار کرنا بھی سکھایا جاتا ہے قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ — مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کر یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت —

نوٹ — جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں —

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

[illegible] بازاری مضمونوں کی نیز پولیٹیکل [illegible] اور [illegible] ہے — لیکن ہمارا کام بالذات [illegible] کا نمونہ سفت شئی [illegible] اہل [illegible] متعلق ان [illegible] مختلف [illegible] بیماریوں [illegible] کی [illegible] سے علاج کیجیئے [illegible] جوانی [illegible] اطراف [illegible] انشاء اللہ تعالی [illegible] ہوگا [illegible] جواہرات [illegible] [illegible] فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

ولایتی تفسیر [illegible] اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط [illegible] سے جو [illegible] ہو کر [illegible] ہیں وہ ہمارے اسی [illegible] سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کو ہاتھ [illegible] انشاء اللہ تعالی [illegible] ہو جائیگا اور آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

[illegible] کی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت [illegible] کرنے والا قیمت ایک تولہ ۲

[illegible] — [illegible] کی کل بیماریوں کو دفع کر کے [illegible]

[illegible]

المشتہر

حکیم [illegible] کارخانہ احمدیہ [illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

[illegible] سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی [illegible] ثابت [illegible] کا کام [illegible] اور [illegible] حضرت [illegible] اسلام [illegible] قیمت [illegible] اور [illegible] حضرت مسیح [illegible] اور [illegible] گیا ہے۔

[illegible] سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب — عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ [illegible] رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ — تحفہ آسمانی — حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظم — مضمون نام سے ظاہر ہے — قیمت [illegible] القرآن — حصہ دوم شعلہ [illegible] کا عجیب رد — قیمت ۲ [illegible] (انگریزی) انتخابات تفسیر القرآن — پارہ اول [illegible] [illegible] بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہو صدہا خطوط [illegible] بھیجے گئے ہیں — یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر [illegible] اس کو قبولیت ہوگئی ہے — قیمت فی پارہ (۸) — سالک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم ناول کے طور پر لکھا ہے — قیمت ۴ — سالک مروارید حصہ دوم — یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور دلچسپ ہے — قیمت ۴ [illegible]

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

عوام سے ۳ روپے

خواص و معاونین سے ۵ روپے

ہندوستان سے باہر سے

والوں سے ۱۲ روپے

احمدیہ جماعت کے غیر مستطیع

و کم آمدنی

والے لوگوں سے۔

دو دیکھا تقاضے عشق عبد الاماں ہیں | چہ گویم با تو گرا کی جہادر قادیاں ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

۱۹۔ اکتوبر۔ بوقت سیر

فرمایا۔ طرح طرح کے نشانات اور موجودہ حالات زمانہ کی اور صدی کا سر سب کے سب ضرورت مجدد ثابت کر رہے ہیں۔ اور مجدد کا کام اپنے زمانہ کی اصلاح اور اس فتنہ موجودہ کا دور کرنا ہوتا ہے۔ جو سب سے بڑا فتنہ ہو اور وہ اسی زمانہ کے مطابق ضروری اصلاح کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھکر فتنہ نہیں کہ ایک طرف تو ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جاوے اور اسی کو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا سمجھا جاوے اور دوسری طرف ایک صادق نبی کو جو دنیا میں سب سے بڑھکر توحید کا حامی آیا ہے نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا جاوے یہ وہ فتنہ ہو جس نے لاکھوں انسانوں کو خدا پرستی سے برگشتہ کرکے انسان پرست بنا دیا اور اسی کے اثر سے اکثر لوگ دہریہ بن گئے اور توحید کی محبت دلوں میں سے جاتی رہی اور اسلام صرف برائے نام رہ گیا اور سب کے سب چھوٹے بڑے اس فتنہ عظیمہ سے اثر پذیر ہو رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اور فتنہ کے مناسب حال جو امام اور مجدد بھیجنا تھا اس کا نام اسی فتنہ کو دور کرنے کے لئے مسیح رکھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی امت نے ہی بگڑ کر یہ فتنہ برپا کیا ہے اس لئے انکی اصلاح کے لئے اور زمانہ کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ضرور تھا کہ اسی نام پر کوئی پیدا کیا جاتا اسی مصلحت سے اس صدی کے مجدد اور امام کا نام مسیح موعود رکھا گیا۔ فتنے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک بیرونی اور دوسرے اندرونی۔ بیرونی طور پر تو پادریوں اور دوسرے مخالف مذاہب والوں نے اسلام پر وہ ناجائز اور بے بنیاد اعتراض کئے کہ جن کو سنکر ہزارہا لوگ مرتد ہو گئے ہزاروں رسالے اور کتابیں اسلام کی مخالفت میں لکھی گئیں۔ اور ہر ایک اسکے محض غلط اعتراض دیا گیا اس پاک مذہب کے نابود کرنے کی کوشش کی گئی اور ایک عورت کے بچہ کو طرح طرح کے پیرایوں میں پیش کرکے خدا کا بیٹا بنایا گیا۔ یہ تو سچ ہے کہ وہ خدا کا رسول تھا مگر خدا تو نہیں تھا اور نہ اس میں اور رسولوں سے ایک ذرہ زیادتی ہے اور نہ اس کے معجزات کچھ انوکھے معجزات ہیں۔ اور اندرونی طور پر اسلام کو یہ فتنہ درپیش تھا کہ خود مسلمانوں نے عیسیٰ میں وہ وہ صفات قائم کیں جو صرف خدا کے لئے مخصوص تہیں اور اس طرح سے عیسائیوں کو بہت مدد دی۔

(باقی آیندہ)

ضرورت دعا

منشی محمد عثمان صاحب احمدی حال مقیم ... جماعت احمدیہ کے احباب کو اپنی بیمار والدہ صاحبہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت کامل عطا فرماوے۔

خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن بنا سکتا نہیں عیسےٰ کا ثانی

حاشا وکلا میرا یہ عقیدہ نہیں اور نہ ہی کسی ایسے شخص کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتا ہو۔ تو پھر آپ ضرور بہ مضمون بعنوان شعر کے لکھنے کی و[illegible] نت فرمانے کے در پے ہوں گے۔ سنئے حضرت میں آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ دنیا میں باوجود ہر قسم کی ترقی علم و دانش [illegible] ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اللہ تعالیٰ کے داہنے بازو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آخری زمانہ میں قیامت کے قریب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کیلئے آسمان سے اتر پڑیں گے۔ عیسائی صاحبان تو اُن کے حق میں جو کچھ بھی بیان کریں تھوڑا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں تو وہ خدا کے اکلوتے بیٹے بلکہ خود خدا خالق الارض والسما ہوئے۔ مگر مسلمان کہلا کر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو کر عیسائیوں کی تائید کرنا اور انکی ہاں میں ہاں ملانا شقاوت کے قریب اور سعادت سے بعید نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر چڑھنے اور پھر اسیقدر عرصہ دراز تک خلاف قانون قدرت وہاں پڑا رہنے پر معقولی اور منقولی اعتراض کئے جاویں تو اکثر گھبرا کر کہدیا کرتے ہیں کہ میاں اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ مگر میرے نزدیک بلکہ ہر ایک ذی شعور کے نزدیک اس معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ کی نہایت درجہ کی کمزوری اور بیکسی اور ناتوانی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی موجد و مخترع کسی قسم کی کل یا آلہ ایجاد کرتا ہے یا کوئی مصنف کتاب تصنیف کرتا ہے تو قاعدہ کی بات ہے کہ دوسری دفعہ کی نسبت نظر ثانی وثالث کے وقت ضرور ضرور کچھ نہ کچھ ترمیم کر کے بڑھایا کرتا ہے بلکہ جتنی دفعہ از سر نو وہ کل یا آلہ تیار کیا جاوے۔ تب کوئی نہ کوئی بہتری بطرز جدید بڑھانا خود بخود سوجھا کرتا ہے۔ یا کتاب کو دوبارہ سہ بارہ چھپوایا جاوے تو اسمیں کوئی نہ کوئی نیا مضمون بطور ضمیمہ اضافہ کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو پہلی ہی دفعہ بنا کر باقی مخلوقات کیطرح مارنے اور فنا کرنے میں متامل اور متفکر ہو رہا ہے کہ اتفاقاً ایسا عمدہ آلہ اور کاری حربہ (عیسےٰ علیہ السلام) میرے ہاتھ سے تیار ہو گیا ہے۔ جو آخری زمانہ میں بگڑے ہوئے لوگوں کے درست کرنے کیلئے بہت بڑا کام دیگا۔ اگر اس کو بھی باقی مخلوقات کیطرح مار دیا جاوے تو پھر شاید ایسا عمدہ اور اعلیٰ قسم کا آلہ (عیسےٰ علیہ السلام) اور بیمثل ہتھیار دوسری دفعہ نہ تیار ہو سکے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا۔ قربان جائیے ایسی قدرت کاملہ کے۔ ناظرین نہایت ٹھنڈے دل سے انصاف کو مدنظر رکھکر غور فرمائیں کہ اس حالت میں کمال قدرت ہے یا اُس رنگ میں قدرت اور جلال کمالیت پر نظر آتا ہے کہ ایک دم میں ایک کُن کے اشارے سے ہزاروں لاکھوں عیسے علیہ السلام پیدا کر ڈالے۔ توحید اور رسالت پر ہی تو ایمان کی بنیاد ہے اور ان دونوں کو یہ عقیدہ جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ اول توحید۔ الٰہی صفات اور خدائی افعال میں عیسےٰ علیہ السلام شریک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ بیچارے قادر مطلق ہونے کے کمزور اور ناتوان ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا شدہ انسان تو عقل خداداد کی رسائی سے اپنی صنعت و کاریگری میں نئی نئی ایجادیں بڑھا سکیں اور دستکاریوں میں ابتدائی حالتوں سے خواہ مخواہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جاویں مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق عیسے علیہ السلام کو اگر دیگر مخلوقات کیطرح مار دے تو مشکل بلکہ محال ہے کہ دوبارہ ان کا ثانی پیدا کرنے پر قادر ہو سکے۔ اسیواسطے تو ہزار جتن کر کے قریباً دو ہزار سال سے عیسے علیہ السلام کو کبھی زمین پر کبھی آسمان پر سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا ہے مبادا مر جاوے تو پھر ایسا چلتا پرزا مجھسے تیار نہ ہو سکے۔ دوم رسالت کی تو اس گندہ عقیدہ نے وہ ہتک اور بے عزتی اور بے حرمتی کی ہے کہ کچھ کسر باقی نہیں چھوڑی پر نہیں چھوڑی کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو مسلمانوں کے نزدیک۔ افضل الرسل۔ ہادی السبل۔ رحمت للعلمین۔ خاتم النبین۔ باعث کائنات۔ فخر موجودات ہیں۔ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی وہ خاتم الکتب۔ امت آپ کی سب امتوں کی سردار۔ آپ کی امت کے علما انبیائے بنی اسرائیل کی مثل۔ تعلیم آپ کی کامل۔ باقی نبی اور رسول تو صرف اپنی اپنی قوم ہی کے لئے تشریف لائے مگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے سنوارنے اور سدھارنے کیلئے مبعوث ہوئے۔ غرض کہنے اور بیان کرنے کو تو ساری جہان کی فضیلتیں ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات جامع کمالات میں اور آپ کی امت میں جمع ہیں مگر آخرکار جب موقع آیا تو ساری شیخیاں کرکری ہو گئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود پیرانہ سالی اور عمر رسیدہ اور بیدفرتوت ہونیکے اتنے فاصلہ (آسمان) سے اترنیکی تکلیف گوارا کریں گے۔ پھر نبوت اور رسالت کا جامہ اتار پھینکینگے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر قرآن اور حدیث پر عملدرآمد کریں گے اور بصد دقت قسمیں کہا کہا کر لوگوں کو سمجھائیں گے اور بہزار مشکل ان کے ذہن نشین کرینگے کہ بھائیو میں اب وہ پہلا عیسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی نہیں رہا اور نہ میرا اب انجیل مقدس اور عیسائی قوم سے کسی قسم کا تعلق و علاقہ باقی ہے۔ میں تو آجکل اپنے عہدہ سے معزول ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی بن کر انکی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کے لئے آیا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہی میرے جیسا دوسرا انسان پیدا کر سکتا تھا اور نہ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل۔ اولاد۔ اصحاب۔ امت میں کوئی ایسا لائق آدمی پیدا ہو سکا جو اس مہم کو سنبھال سکتا۔ اس عقدہ کو حل کر سکتا۔ ایسے بڑے اہم کام کو پورا کر دکھاتا مجبوراً مجھکو اسقدر تکالیف اٹھانی پڑی اور اتنا لمبا عرصہ اور مدت دراز تک کہ باقی نبی اور رسول اپنا اپنا فرض منصبی ادا کر کے داخل جنت ہی ہو گئے میرا مردہ خراب ہو رہا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ میرے جیسا دوسرا آدمی ہی بنانے پر قادر ہو سکتا یا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی میں کچھ تاثیر ہوتی اور کوئی شخص ان کی امت سے اس اہم کام کا بیڑا اٹھانے کے لائق ہوتا تو کیوں آج میری مٹی خراب ہوتی سو بقول ان لوگوں کے یہ شعر لکھا گیا ہے۔ ؎ خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن
بنا سکتا نہیں عیسےٰ کا ثانی۔

شاید کسی سعید روح کو فائدہ پہونچ جاوے۔

گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

تازہ الہامات

۲۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۱- من عاد اولیائی فقد تماخر

من السماء

ترجمہ جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی گویا آسمان سے گرا

۲- انّی موجود فانتظر

ترجمہ- میں موجود ہوں انتظار کر-

۳- لایُھدُّ بناءک وتؤتی من ربّ کریم-

ترجمہ تیری بنا توڑی نہ جاوے گی اور تو رب کریم سے دیا جائیگا-

۴- وضعنا عنک وزرک الذی انقض

ظھرک ورفعنا لک ذکرک

فرمایا- انی موجودٌ کا الہام ان لوگوں کے جواب

میں معلوم ہوتا ہے جو خدا کے مرسل کے مقابل پر ایسی

شوخی اور تکذیب سے پیش آتے ہیں کہ گویا خیال کرتے ہیں

کہ خدا موجود نہیں- خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں موجود ہوں

معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ہو رہا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ

جانتا ہے کہ کس قدر بے جا حملے اور حد سے زیادہ

زبان درازیاں ہو رہی ہیں-

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجد اللہ تندرست ہیں- بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامت سلمہ اللہ تعالےٰ نے رمضان شریف میں تدارس قرآن مجید کے لئے خصوصیت سے عملی سبق دینا چاہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم و عمل میں برکت دے-

۲- ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جناب مولوی نذر محمد صاحب بی- اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر قادیان تعلیم الاسلام سکول کے سالانہ معائنہ کے لئے تشریف لائے اور نہایت توجہ اور حسن اخلاق سے مدرسہ کے معائنہ میں مصروف رہے- معائنہ مدرسہ کی رپورٹ آئندہ شائع ہوگی (انشاء اللہ)

۳- موسم میں بدستور خشک سالی پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے آمین

ایک قابل تقلید نمونہ

احمدی برادران ہمارے مکرم بھائی شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمسریٹ انبالہ چھاونی کے نام نامی سے واقف ہیں انہوں نے ایک رسالہ منظوم بنام "صبر جمیل بجواب خلیل" ایک مولوی صاحب کے منظوم رسالہ کے جواب میں تصنیف کیا اور اس کو چھپوایا اور مفت تقسیم کیا اسکی خوبی بیان اور طرز ادا بالکل احمدیت کے اصول کے موافق تھی اور جلم پڑھنے سے احباب پڑھکر محظوظ ہوں گے- اسکی پانسو جلد شیخ صاحب نے نہایت عالی ہمتی اور فیاضی سے دارالامان قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کو عطا فرمائی ہیں- اور چونکہ یہ رسالہ میری اصلاح و ترمیم و نگرانی میں طبع ہوا ہے اور میرے پاس امانت تھا اسلئے حسب الایماء شیخ صاحب موصوف ۵۰۰ جلدیں مشتی محمد سے ڈپو میں پہنچا دی ہیں- احباب احمدی اس کو خرید کر اعانت سلسلہ میں حصہ لیں اور ثواب حاصل کریں- اور شیخ صاحب کو دعائے خیر سے یاد فرماویں-

خاکسار- منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ-

اطلاع عام

بعض صاحبان غلطی سے اخبارات کے مضامین کے متعلق یا بندوں کے متعلق کچھ حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں- ایسے آدمیوں کی اطلاع کے واسطے پہلے ہی کئی دفعہ لکھا گیا ہے اور اب پھر اعلان کیا جاتا ہے- کہ حضرت اقدس ان اخبارات کے مضامین یا انتظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں- حضرت اقدس کو ایسا لکھنا ان کو بیفائدہ تکلیف دینا ہے-

دربار میلہ مال مویشی و نمائش پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے گذرے سال سے گورداسپور میں ایام دسہرہ کی تقریب پر ایک منڈی مال مویشی کا قایم کرنا تجویز فرمایا تھا چنانچہ سال گذشتہ میں بھی یہ منڈی لگی اور مختلف جگہ سے ہر قسم کا مال مویشی آیا اور فروخت ہوا اور انعام بھی ملے امسال میجر پی۔ ایم ٹامسن صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ایک وسیع پیمانہ پر اس منڈی کو قایم کیا اور اس تقریب پر تقسیم انعام کے لئے ایک دربار کی تجویز فرمائی جسکی کرسی صدارت کو جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور نے زینت بخشی۔ یہ دربار ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۹ بجے صبح کے بمقام پڑاؤ گورداسپور منعقد ہوا۔ اور اسی کے مختصر حالات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پروگرام دربار مذکور کا پروگرام ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ کے نام سے شایع کیا گیا تھا اور یہ پروگرام معہ داخلہ کے ٹکٹوں کے ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا تھا جنکو دربار میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دربار کے متعلقہ انتظام کا کام پنڈت صاحب موصوف کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ان کے معاون اور دست بازو منشی ہرگوبند رائے تحصیلدار پٹھانکوٹ تھے۔ جو نہایت ہی مستعد ہوشیار اور موقعہ شناس انسان ہیں میری اپنی رائے یہ ہے کہ اس انتظام میں لالہ صاحب موصوف کا ہاتھ در اصل قابل تعریف تھا اور دربار کی کامیابی انتظامی حیثیت سے منشی ہرگوبند رائے کی قابلیت کو بتاتی ہے۔ پروگرام کی تیاری میں ریونیو اسسٹنٹ صاحب کو ضروری تھا کہ وہ ایڈیٹران اخبار اور نامہ نگاروں کے لیے بھی کوئی انتظام کرتے مگر ان کی اس کمی کو منشی ہرگوبند رائے نے عملی طور پر پورا کر دکھایا۔

عام انتظامی حالت منڈی کی تقریب پر ہر قسم کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور کثرت کے ساتھ آتے ہیں مگر پولیس گورداسپور کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اسقدر اژدہام اور ہجوم میں کوئی نقصان نہیں ہوا اور کسی قسم کی بدامنی پیدا نہیں ہوئی۔ ہر چند یہ صحیح ہے کہ پولیس کے انتظام کی عمدگی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور صاحب ضلع کی بیدار مغزی کا نتیجہ ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹر ایسے مستعد اور منتظم آدمیوں کا گورداسپور کی پولیس میں ہونا ضلع کی بڑی خوش قسمتی کا موجب ہے۔ لالہ بوڑا مل صاحب اپنی کورٹ انسپکٹری کی حیثیت سے ممتاز ہیں تو بابو غلام محمد صاحب کے نام سے ضلع بھر کے بدمعاش کانپتے ہیں۔ بہرحال منڈی میں ہر طرح کا امن رہنا گورداسپور کی پولیس کے لئے قابل تعریف امر ہے۔

منڈی کی عام حالت منڈی میں ہر قسم کا مال آیا اور فروخت ہوا۔ اگرچہ قحط سالی کیوجہ سے کثرت کے ساتھ خرید و فروخت نہیں ہوئی تاہم گذشتہ سال سے بڑھکر ہوئی۔

دربار ۱۷ اکتوبر کو پونے آٹھ بجے دربار کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور پروگرام مشتہرہ کے مطابق کارروائی ہوئی۔ اسلئے وہ پروگرام دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے صرف اس میں اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ درباریوں کے بیٹھ جانے کے بعد کمشنر صاحب کی تقریر کی بجائے جو سب سے پیچھے ہوئی اور تقسیم انعام و اسناد سے شروع ہو کر تبدیلی ہوئی کہ پانے والگان انعام کو پیش کر دیا۔ اس محکمہ کے اعلیٰ افسر تھے جسکی طرف سے انعام دیا گیا تھا اور صاحب کمشنر بہادر اپنے دست خاص سے انعام مرحمت فرماتے تھے اور متبسم ہو کر اپنی خوشنودی ظاہر کرتے تھے۔

تقسیم انعام کے بعد صاحب صدر نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جسمیں زراعتی بنکوں کے اجرا۔ ٹیکہ مال مویشی کے فواید اور طاعون کے انسداد کی تدابیر اور سرکاری کاموں میں رعایا کو امداد دینے کی تحریک پر آپ نے زور دیا۔ وہ ساری تقریر مفصل الحکم کی اگلی اشاعت میں درج کر دی جائیگی۔ صاحب موصوف کی تقریر کے بعد دربار ختم ہوا۔

چند ضروری امور قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر چونکہ منڈی مال مویشی کا سلسلہ مستقل طور پر قایم کیا گیا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ضلع کے بیدار مغز اور رعایا کے بہی خواہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو چند ضروری امور پر توجہ دلاؤں

اول۔ عام تفریحی باتوں میں آتشبازی کو بالکل بند کر دینا چاہئے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو منڈی میں جو آتشبازی چھوڑی گئی تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ پبلک کو اور نہ سرکار کو۔

اگر ناظمان جلسہ صاحب ضلع کے حضور اس امر کو پیش کرتے تو مجھے کامل یقین ہے کہ وہ نہایت مسرت سے منظور کرتے۔ شبرات کے موقع پر آتشبازی کے بند کرنے کے لئے کسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف شہروں اور مقامات پر ذمہ وار افسر اور میونسپل کمیٹیاں بڑی سعی کرتی ہیں سررشتہ تعلیم کے افسر دل سے چاہتے ہیں کہ طلبا کو دل میں آتشبازی کی برائیاں نقش کی جائیں مگر جب ایسی تقریبوں پر آتشبازی چھوڑی جاوے تو پھر ان نصایح کا فائدہ کیا ہو؟ آتشبازی قطعاً بند کی جاوے اس سے بہت نقصان ہوتا ہے ۱۶ اکتوبر کو بھی بہت سی گھوڑیاں بدکیں اور بھاگیں مگر خدا کا شکر ہے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ روپیہ کسی مفید کام میں صرف کیا جاوے۔

دوم۔ دربار میں جو تقریر ہوئی ہے وہ اس قابل تھی اور ہے کہ حالات موقعہ کے لحاظ سے عام لوگوں میں اسکی تشہیر ہوتی دربار کے خیمہ میں جسقدر لوگ موجود تھے وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں غلط فہمیاں اگر پیدا ہوتی ہیں تو عوام میں۔ اس لئے عوام کو شریک ہونیکا موقع دیا جانا چاہئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے دربار کا جو سلسلہ شروع فرمایا ہے: گورنمنٹ اور رعایا کے لئے بہت مفید اور موثر ہے مگر ایسے دربار جو عام ہونے ضروری ہیں خاص درباریاں کے لئے یہ انتظام جو امسال ہوا ہے نشست کے لئے ہو مگر عام لوگوں کو بھی موقعہ دیا جاوے وہ ایک حاشیہ میں چٹائیوں یا دریوں یا زمین پر بھی بیٹھ سکتے ہیں ایسی تقریریں جو مناسب موقعہ ہوں ان لوگوں کو بہت موثر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اسے بادشاہ کے قائممقام کے منہ سے سنتے ہیں۔

سوم۔ مال مویشی کی منڈی کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کے لئے اس کے ساتھ ایک ضروری نمایش کی ضرورت ہے اور یہ نمایش آلات کشاورزی کے متعلق ہو اور اس کے ساتھ مختلف قسم کے پودوں کے بیج اور اور ضروری امور متعلقہ زمینداری ہوں۔ ابتک پنجاب میں مختلف مقامات پر منڈیاں لگتی ہیں مگر اسطرف توجہ نہیں گئی

اگر ہمارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے اس طرف توجہ فرمائی تو یہ نہایت مفید اور مبارک کام ہوگا۔ اگرچہ ایڈیٹر الحکم زمیندار نہیں مگر اپنے مرشد و مولا حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے موافق گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد میں مدد دینا اپنا مذہبی فرض یقین کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس سیغہ اور سلسلہ میں اپنے صاحب ضلع کو ایسے امور کے لئے اپنی خدمات اور مزید طور پر پیش کرنے کو تیار ہے۔ یہ نمائش ہی نہیں کہ مفید ہوگی بلکہ اس کی آمدنی بہت سے نیک کاموں میں کام آسکے گی۔ فی الحال اسکو چھوٹے پیمانہ سے شروع کیا جاوے۔

فی الحال یہ تین امر ہیں جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ کے لئے میں پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ صاحب موصوف اس پر غور فرمائیں گے اور ایک بہترین نظیر ضلع گورداسپور میں قائم کریں گے۔

آخر میں میں صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی کمال مہربانی سے مجھے دربار میں شمولیت کی اجازت دیکر اسکی کارروائی نوٹ کرنے کا موقع دیا۔

پنڈت شری کشن صاحب ریونیو اسسٹنٹ جو کہ باجلسہ دربار کے ناظم تھے انکی خدمت میں مجھے یہ ضرور کہنا ہے کہ ایسے دربار کے لئے اگر آئندہ انہیں انتظام یا پروگرام تجویز کرنے کا موقع ملے تو دربار کے تمام لوازمات کو ملحوظ رکھ لینا چاہئے اور پروگرام ایسا تجویز کرنا چاہئے جسمیں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت واقع نہ ہو۔ صاحب صدر مجلس کی تقریر ہمیشہ آخر میں ہونی چاہئے اسلئے باقی امور پہلے ہو جانے ضروری ہیں جیسا کہ اس مرتبہ عملی طور پر اسکو بتایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ضروری انعام یافتگان کی تشہیر اور اعداد کے ساتھ ہونی ضروری ہے کیونکہ زیادہ موثر وہی ہے مثلاً اگر وہ کمشنر صاحب بہادر کی تقریر سے پہلے ایک نقشہ اپنے ہاتھ میں مرتب رکھتے جس سے سال گذشتہ کی آمد مال مویشی اور فروخت کا مقابلہ ہوتا تو کمشنر صاحب صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا نہ کرتے کہ میں نے سنا ہے مال مویشی کثرت سے آیا اور بکری بھی ہوئی۔ بہرحال میں یہ امور اس لئے پیش کرتا ہوں تاکہ آئندہ یہ دربار اور یہ میلہ مال مویشی بڑی رونق سے ہو اور اس کے اغراض اور مقاصد گورنمنٹ اور رعایا کے لئے بہت مفید اور مبارک ہوں اور ہمارا ضلع اس بارے میں سب سے سبقت لے جاوے۔

پروگرام دربار میلہ مال مویشی و نمائش اسپاں

ضلع گورداسپور

۱۹۰۶ء

اجرائے خطوط ۱۔ جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور بتقریب میلہ مال مویشی و اسپاں واسطے تقسیم انعام و اقتدہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء بروز چہارشنبہ [illegible] قبل دوپہر بمقام [illegible] ایک دربار منعقد فرماویں گے جس کے تمام درباریاں فوجی افسران

پنشن یافتہ و سول افسران [illegible] کے واسطے تقسیم [illegible] کو بھی [illegible] جن کے نام خطوط [illegible] بعد [illegible] کارڈ از جانب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جاری ہو گئے ہیں۔

تیاری ٹکٹ دربار ۲۔ دربار کے واسطے ٹکٹ تقسیم ہونگے۔ ٹکٹوں کی خانہ پری صاحب افسر مال کی زیر نگرانی ہوگی۔ دربار کی نشست کے واسطے نمبر درباریاں کا ہیک مطابق فہرست منظور شدہ کے ہوگا۔ اور سول افسران کی نشست کے واسطے سول لسٹ اور قاعدہ دربار کو دیکھ لینا ہوگا۔ فوجی افسران کی ترتیب تحصیلدار صاحبان سے دریافت کیجاویگی کرسی نشینان کا نمبر تحصیل وار ہوگا۔ اور وہ بلحاظ اندراج سینیارٹی بٹھلائے جاوینگے۔

انتظام نشست ۳۔ دربار کا خیمہ جگہ انتخاب کے سامنے ایستادہ ہوگا۔ جسمیں صدر کیجانب ایک پلیٹ فارم پر کرسی صاحب پریزیڈنٹ بہادر رکھی جاویگی۔ صاحب پریزیڈنٹ کی دائیں جانب درباریاں بٹھائے جائیں گے۔ درباریوں کے پیچھے دو لائنوں میں ممبران ملازم کو جگہ دیجاوے گی۔ بائیں جانب سول افسران کے لئے کرسیاں بچھائی جاوینگی اس سے آگے پیچھے کی جانب دروازہ خیمہ دربار تک ہر دو جانب پہلی لائنوں میں ملٹری افسران بٹھائے جاویں گے۔ اور انہیں کے ساتھ دروازہ خیمہ کے قریب سب انسپکٹران جگہ پاویں گے۔ بائیں جانب ملٹری افسران کے پیچھے نائب تحصیلداران وغیرہ (جو بحیثیت عہدہ کرسی نشین ہیں) کی نشست ہوگی۔ ان سے پچھلی لائن میں ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ بٹھائے جاوینگے۔ دائیں جانب ملٹری افسران کے پیچھے والیس پریزیڈنٹان و کرسی نشینان کو جگہ دیجاویگی۔ اور ان نشستوں کے بعد جو جگہ باقی رہیگی ہر دو جانب دروازہ خیمہ کے قریب ذیلداران کیواسطے بنچ لائے بچھائے جاویں گے۔ صاحبان یوروپین و رپورٹرز کے لئے پلیٹ فارم کے پیچھے متعدد کرسیاں رکھی جاوینگی۔

ہر ایک جماعت کے نشست اور ان امورات کی رہنمائی کے واسطے جو دربار میں انجام پاویں گے۔ ایک ایک منتخب اہلکار تعینات ہوگا اور جب داخلہ شروع ہووے۔ ہر ایک کو اپنا نمبر اور موقع دکھا دینا ہوگا۔ اور تمام باتوں کا انتظام رکھنا ہوگا۔ کہ کوئی بے ترتیبی دربار میں نہ ہونے پاوے۔ اور تمام رسمیات درستی کے ساتھ انجام دیجاویں۔

داخلہ دربار ۴۔ دربار کا افتتاح ٹھیک پونے آٹھ بجے صبح کے ہوگا اس لئے تمام درباریاں و کرسی نشینان و دیگر اصحاب کو جو دربار میں بلائے گئے ہیں۔ سات بجے صبح کے خیمہ دربار پر جانا چاہئے اور ان کے آرام کے واسطے خیمہ دربار سے علیحدہ خیمہ جات نصب ہوں گے۔ اور جب تک داخلہ شروع نہ ہووے۔ اسجگہ انتظار کریں گے۔ داخلہ ٹھیک ساڑھے سات بجے شروع ہوگا۔ داخلہ کے وقت ٹکٹ دربار کا ہمراہ رکھنا ہوگا۔ دروازہ خیمہ کے قریب گارڈ آف آنر پولیس کا کھڑا ہوگا اور جسکی کمان انسپکٹر صاحب کے سپرد ہوگی۔

استقبال صاحب پریزیڈنٹ صاحب پریزیڈنٹ کا استقبال دروازہ خیمہ پر صاحبان اسسٹنٹ کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدار صاحبان کریں گے۔ اور جب صاحب پریزیڈنٹ خیمہ دربار میں داخل ہوں۔

اسی وقت تمام حاضرین دربار ایستادہ ہوں گے اور جب تک کرسی صدر پر تشریف فرما نہ ہو جاویں ایستادہ رہیں گے -

درباریاں کا انٹروڈیوس کرایا جانا

۵ - صاحب پریذیڈنٹ کی اجازت پر دربار کا افتتاح ہوگا - اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر درباریاں کرسی نشینان کو حسب ترتیب ذیل انٹروڈیوس کراویں گے -

ا - درباریاں "نذر طلائی" دکھاویں گے -

ب - سول افسران " "

ج - فوجی افسران پنشن یافتہ "قبضہ شمشیر" پیش کریں گے -

د - ممبران بار "نذر طلائی" پیش کریں گے -

ہ - کرسی نشین سرکاری عہدہ داران یعنے نائب تحصیلداران و سب انسپکٹران وغیرہ "نائب تحصیلداران کو نذر طلائی و سب انسپکٹران کو قبضہ شمشیر پیش کرنا ہوگا"

و - ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ جنکو پانچ روپیہ کی نذر پیش کرنی ہوگی -

ز - وائس پریذیڈنٹان میونسپل - نذر پانچ روپیہ

ح - کرسی نشینان " "

ماسوائے ان کے اور کوئی پیش نہیں ہوگا - جب یہ کارروائی ختم ہو جاویگی - تو صاحب پریذیڈنٹ بہادر تقریر فرماویں گے -

انعام و سندات کا تقسیم ہونا

۶ - بعد ختم ہونے سپیچ کے تحصیلدار صاحب گورداسپور صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو سے حاضر ہوں گے اور ترتیب وار انعام گیرندگاں کو پیش کیا جاوے گا - اور جن لوگ پہلے سے نائب تحصیلدار صاحب دروازہ خیمہ کے قریب حاضر رکھیں گے - اور تحصیلدار صاحب کے آواز دینے پر ان کو روانہ کرتے رہیں گے - صاحب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پریذیڈنٹ کے پہلو میں ایستادہ ہوں گے - اور تھیلیاں سے انعام و سندات جو پہلے سے چنی ہوئی ہونگی - صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو پیش کریں گے - اور صاحب ممدوح انعام گیرندگاں کو اپنے ہاتھ سے عطا فرماویں گے - جب انعام تقسیم ہو جاوے گا تو تحصیلدار صاحب اداب بجا لا کر اپنی جگہ پر چلے جاویں گے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اطلاع دیویں گے - کہ اب کارروائی دربار کی ختم ہوئی ہے - اور اس اطلاع پر جناب صاحب پریذیڈنٹ دربار سے تشریف

دربار کا ختم ہونا

لیجاویں گے - اور ان کے تشریف لیجانے پر سب صاحبان ایستادہ ہوں گے - اور کارروائی دربار ختم - اور دربار برخاست ہو جاوے گا -

المشتہر - پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء

مقدمہ ڈاکہ زنی

مجھ پر جو حملہ کیا گیا تھا اسکی خبر کی اشاعت پر جن احباب نے بحمد اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے محفوظ رہنے پر شکر ادا کیا ہے اور مجھ سے ہمدردی ظاہر کی ہے میں انکی غائبانہ عنایت فرمائی کے لئے جزاہم اللہ احسن الجزا کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں - اس مقدمہ کے مزید کوائف یہ ہیں کہ موضع وینے تحصیل بٹالہ کے زمینداروں میں سے دو ملزم جنہے دور تک وائے اور میرے دوسرے رفیق سفر نے شناخت کر لیا ہے

یہاں خدا بخش صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے (جو تفتیش کر رہے تھے) دونوں ملزموں کو گرفتار کر لیا ہے اور اسی گاؤں کے دو اور آدمی بھی گرفتار کئے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے ایک واردات اس قسم کی کی تھی - اس واردات میں مجھ پر حملہ کرنیوالوں میں سے بھی ایک شریک تھا - ایسا ہی اس تفتیش کے دوران میں شہر اسپنا چاہا بھی گا کہ مقدمہ بھی بنا دیا گیا ہے - اب ان ملزمان کا باضابطہ چالان عدالت میں کیا جائیگا اور نتیجہ سے پھر اطلاع دیجائیگی -

پوسٹماسٹر گورداسپور

گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب لالہ تارا چند میرے گذشتہ ہفتہ کے نوٹ کو پڑھکر بہت بیقرار ہوئے ہیں اور انہوں نے تحکمانہ لہجہ میں ایک دھمکی سے بھرا ہوا خط مجھے لکھا ہے شاید خط لکھتے وقت انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ میں غلام قادر چٹھی رساں سے جواب طلب کر رہا ہوں پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور یاد رکھیں کہ ایڈیٹر الحکم بھی گولیاں نہیں کھیلا ہے - جو ان کی اس قسم کی دھمکیوں کی پروا کرے گا - وہ واقعات کی بنا پر ان مضامین کے لکھنے سے رک نہیں سکتا جو اس کے فرض منصبی کے اندر ہیں وہ اپنی قانونی ذمہ واریوں کو پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے بہت زیادہ سمجھتا ہے - پوسٹماسٹر صاحب کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی امر خلاف واقعہ وہ سمجھتے ہیں تو اس کی معقول تردید کریں - لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ ناجائز دباؤ ڈال کر اس سلسلہ تحریر کو بند کرنا چاہیں - ہاں مجھے بھی کوئی ضد اور دشمنی نہیں اگر اصلاح ہو جاوے تو مجھے اخبار میں ایسے مباحث کے چھیڑنے کی حاجت نہیں - بہرحال اگر ضرورت ہوئی تو پوسٹماسٹر صاحب کی چٹھیوں کو اخبار میں درج کر دیا جاوے گا تاکہ ناظرین کو پوسٹماسٹر صاحب کی گرمی طبیعت کا اندازہ ہو جاوے -

نواب محسن الملک فوت ہوگئے

نواب محسن الملک کا نام اخباری دنیا اور مسلمان کمیونٹی میں خاص عزت سے لیا جاتا ہے - دینی اور فی الحقیقت دنیوی پہلو کے لحاظ سے یہ شخص مسلمانوں کے لئے قابل قدر آدمی تھا - ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو شملہ پر محسن الملک کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون - علی گڈھ کالج کے سکرٹری کا سوال مسلمانوں کے لئے اب ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہوگا - اور سکرٹری کے انتخاب کے ساتھ کالج کی زندگی اور موت کا سوال وابستہ ہے - نواب محسن الملک مرحوم سرسید کے مذہبی اصولوں سے متفق نہ تھے بلکہ ان سے اکثر مسائل میں اختلاف کرتے اور جھگڑتے تھے تاہم کالج کے مقاصد میں ان کے زبردست حامی اور انکی موت کے بعد بہترین جانشین ثابت ہوئے - افسوس ہے کہ انہوں نے خلیفۃ اللہ المہدی کا زمانہ پایا اور وہ اس سے فائدہ اور فیض نہ اٹھا سکے اور انکی ساری ہمت و دو کالج ہی تک رہی اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے - اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے اور انکی خطاؤں سے درگذر فرماوے - (آمین)

قانون انسداد مجالس باغیانہ

۱۸ ماہ رواں کو وائسرائے بہادر کی امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے سامنے ایک ایسا مسودہ پیش ہونیوالا تھا جو ایسے جلسوں پر عائد ہوگا جن کے انعقاد سے اشاعت بغاوت یا امن عامہ میں نقص واقع ہونیکا احتمال ہو اس واسطے ان جلسوں کے انسداد کے واسطے حسب ذیل دفعات اس قانون میں وضع کیگئی ہیں۔

اول - اس قانون کا نام قانون انسداد مجالس مفویانہ ۱۹۰۷ء ہوگا۔

(۲) یہ قانون تمام برٹش ہندوستان پر عاید ہوگا (دیسی ریاستیں اس سے مستثنیٰ ہیں) مگر اسپر صرف ایسے صوبوں میں عملدرآمد ہوگا۔ جنکا گورنر جنرل باجلاس کونسل وقتاً فوقتاً گزٹ ہند میں اعلان کرے گا

دوم - صوبوں کی گورنمنٹیں اپنے لوکل گزٹوں میں اس صوبہ کے تمام علاقہ یا اس کے کسی حصہ میں جس کا اعلان گزٹ ہند میں ہوچکا ہے۔ جلسوں کا امتناع مشتہر کرسکتی۔ اور اس حصہ کو مشتہر رقبہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوم - (۱) اس قانون میں "پبلک میٹنگ" (جلسہ عام) سے ایسا جلسہ مراد ہے جہاں ہر کوئی جانے کا مجاز ہو۔ یا جہاں کسی ایسے مبحث پر بحث ہونیوالی ہو۔ جس سے بدمزگی یا نقص امن واقعہ ہونے کا احتمال ہو۔ یا جہاں کسی ملکی مسئلہ پر حاضرین میں سے ایک یا زیادہ آدمی بحث کرنیوالے ہوں اور جہاں اس قسم کے مضمون کے متعلق تحریری یا چھپے ہوئے رسایل اور اشتہار نمایاں کئے جاتے ہوں یا تقسیم ہوتے ہوں۔

(۲) اگر کسی پرائیویٹ جگہ میں جلسہ کیا گیا ہو اور داخلہ ٹکٹوں سے یا کسی اور ذریعہ سے محدود ہو۔ تو بھی ایسا جلسہ "پبلک میٹنگ" سمجھا جائیگا۔

(۳) بیس آدمیوں کا مجمع بھی اس قانون کی رو سے "پبلک میٹنگ" شمار ہوگا تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جاوے۔

چہارم - (۱) رقبہ مشتہرہ میں کوئی جلسہ عام منعقد نہیں ہوگا۔

(ا) تاوقتیکہ سات روز پیشتر انعقاد جلسہ کی تحریری اطلاع پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر کو نہ دیگئی ہو۔

(ب) پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر کوئی جلسہ منعقد نہیں کیا جائے گا۔

(۲) پولیس کا ہر ایک افسر جو انسپکٹر سے کم تر درجہ کا نہ ہوگا اس قسم کے جلسے کی کارروائی کی رپورٹ تیار کرنیکو تحریری ہدایت سے ایک دو پولیس افسران یا دیگر اشخاص کو جلسہ میں بھیج سکتا ہے۔

پنجم - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر جیسی حالت ہو۔ جب چاہے تحریری حکم سے مشتہرہ رقبہ کے اندر ایسے جلسوں کی ممانعت کرسکتا ہے جس سے اس کی رائے میں بغاوت یا بددلی پھیلنے یا امن عامہ میں نقص واقعہ ہونیکا احتمال ہو۔

ششم - (۱) جو شخص ایسا جلسہ منعقد کرے گا۔ یا ایسے جلسہ میں [illegible] جسکی بابت از روئے ضمن دفعہ ۴ اجازت نہ لیگئی ہو یا تحریری اطلاع نہ دیگئی ہو اسے (۲) قید کی جسکی میعاد چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی سزا دیجائیگی۔ یا جرمانہ اور قید دونوں کی سزا دیجاسکتی ہے

(۳) ہر ایک جلسہ جس کا امتناع دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے تعزیرات ہند کی فصل نمبر ۸ - اور ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی فصل نہم کے معنے کی رو سے ناجائز مجمع سمجھا جائیگا۔

ہفتم - کوئی آدمی رقبہ مشتہرہ رقبہ کی کسی پبلک جگہ میں یا کسی جگہ جہاں لوگ عموماً جمع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر کسی ایسے مضمون پر جس سے بدمزگی یا امن عامہ کے نقص کا احتمال ہو۔ لیکچر دے یا تقریر کرے یا کسی ملکی مضمون کے متعلق چھپے ہوئے رسالے سامعین کو تقسیم کرے یا تحریری کاغذ نمایاں کرے بلا وارنٹ گرفتار ہوسکتا ہے اور اسے قید کی سزا دیجاسکتی ہے جسکی میعاد چھ ماہ سے متجاوز نہ ہوگی یا جرمانہ اور قید ہر دو قسم کی سزا دیجاسکتی ہے۔

ہشتم - (۱) قواعد مجالس ۱۹۰۷ء جو ماہ مئی میں نافذ کیا گیا تھا اس قانون سے منسوخ کیا جاتا ہے

(۲) ضمن (۲) دفعہ اول قواعد مجالس کی رو سے جو اعلان نافذ کئے گئے ہوں وہ بدستور مروج رہیں گے اور ان کا اجرا اس قانون کی دفعہ ۲ کے رو سے سمجھنا چاہیئے۔

(۳) قواعد مجالس ماہ مئی گذشتہ کے عملدرآمد جس کے متعلق اس قانون میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر کوئی کارروائی ان قواعد کی رو سے کی گئی ہو یا کوئی شخص قواعد مذکور کی خلاف ورزی سے سزایاب ہوا ہو یا تفتیش کی کارروائی کیگئی ہو۔ یا کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہو تو وہ بحال اور جاری رہے گی اور سزا دیجاسکتی ہے گویا کہ قواعد مذکورہ منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔

مقاصد اور وجوہ دربارہ قانون ہذا

پنجاب اور مشرقی بنگال و آسام میں ایسے جلسوں کی کثرت کی وجہ سے جن کے ذریعہ سے بغاوت پھیلائی گئی۔ یا امن عامہ میں نقص واقع ہوا تھا گورنر جنرل نے امن وسکون اور قانون کیخاطر آرڈیننس نمبر اول ۱۹۰۷ء قانون کونسل ہائے ہند ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۲۳ کی رو سے وضع کیا تھا۔ تاکہ ان صوبوں کے جلسے باقاعدہ ہو سکیں۔ قواعد مجالس ۱۰ نومبر کو ختم ہو جائے گا۔ گذشتہ چھ ماہ کے واقعات سے گورنمنٹ ہند کو ضروری معلوم ہوا۔ کہ امن عامہ اور پابند قانون آبادی کے تحفظ کے واسطے ایک عام قانون بناکر مفویانہ جلسوں کا مستقل انسداد کیا جائے اور حسب ضرورت ہندوستان کے کسی حصہ میں اس قانون کی دفعات کو نافذ کرنے کی کارروائی کیا جائے۔ یہ مسودہ جو شائع کیا جاتا ہے اسی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔

ایچ - ایڈمسن   (از روزانہ پیسہ)

جا کے دارالامان میں کیا دیکھا

اولیاء اللہ کے حضور حاضر ہونا پھر وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانا سطحی خیالات والے کے نزدیک شاید معمولی بات ہو مگر ہمارے نزدیک ہرگز ہرگز معمولی بات نہیں اور کہ وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے ہی ایک بڑے لمبے مضمون کی ضرورت ہے جس کی میرے جیسے ہیچ الفر انسان کو فرصت نہیں کیونکہ اول تو ہم کو فرصت ہی میسر نہیں آتی کہ دارالامان میں اطمینان کے ساتھ کچھ روز رہ سکیں اور وہاں کی کیفیت سے حظ حاصل کر کے اسکی تصویر کھینچنے کے قابل ہو سکیں وجہ یہ کہ اگرچہ ہمارے دفتر والوں میں تعطیلیں تو ضرور ہوتی ہیں مگر سخت ناقص طور پر یعنے اگر کوئی تعطیل چار دن کی آجاوے تو اس میں ایک دن یعنے تیسرے دن ضرور دفتر کی حاضری مقدم کر دیجاتی ہے کیا معنے کہ تیسرے روز دفتر چند گھنٹوں کے لئے ضرور کھلتا ہے جس کی وجہ سے دو دن سے زیادہ کہیں رہنا میسر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جسطرح کہ ہمارے پیارے بھائی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ایک دفعہ گھبرا کر چلّا اٹھے تھے کہ ع مجھے ماں باپ کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ بارہا ہم کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ ع ہمیں سرکار کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ مگر کیا کریں مجبور ہیں قہر درویش بر جان درویش۔

میرے پیارے بھائی بابو علی احمد صاحب کلرک دفتر چیف سپلائے اینڈ ٹرانسپورٹ لاہور چھاونی جن کے دل میں اپنے پیارے وآقا مسیح موعود علیہ السلام کے دیدار کا شوق زیادہ سے زیادہ جوش مار رہا تھا ایک عرصے سے چھٹی کے خواہاں تھے یعنے چاہتے تھے کہ چار پانچ چھٹیاں ہوں تو دارالامان چلیں مگر ایسا موقع اب تک میسر نہ آتا دیکھکر آخر کار دسہرہ کی چھٹیوں پر عزم بالجزم کر لیا کہ ضرور چلیں گے چنانچہ ۱۴ تاریخ ماہ حال کو صبح کو روانہ ہو کر سوا بارہ بجے ہم دونوں دارالامان میں پہنچے۔ ہم دونوں کو ان دو تعطیلوں میں جو صرف ۱۴ و ۱۴ کی تھیں اور ۱۵ کو حاضری تھی صرف ۲۴ گھنٹے دارالامان میں رہنا میسر ہو سکا اور اسمیں بھی ۶ گھنٹے چند میں صرف ہوئے باقی ۱۸ گھنٹے رہے خیال کرنا چاہیے کہ ان ۱۸ گھنٹوں میں ہم نے دارالامان میں کیا دیکھا؟ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ بہت قلیل وقت ہے اس میں کوئی ایسا نظارہ مشکل سے نظر آسکتا ہے جسکی کیفیت کی کامل طور پر تصویر کھینچی جا سکے۔ مگر حضرت امام المتقین علیہ السلام کے بعض اعلےٰ نمونے دیکھنے کا اتفاق میسر آگیا اور نیز اور دوسرے امور بھی قابل ذکر ہیں اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ تھوڑی دیر کے لئے ناظرین کو تکلیف دیکر وہ امور ان کے آگے پیش کر دیں ممکن ہے کہ کچھ نہ ہو تو حضور کے اخلاق اور حضور کے اثر سے ہی کسی سعید روح کو فائدہ پہنچ جاوے۔

اگرچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت بسبب زکام وکھانسی کے ناساز تھی مگر حضور کا قاعدہ ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو آپ ضرور باہر تشریف لایا کرتے ہیں چنانچہ نماز عصر کے وقت حضور تشریف لائے چونکہ نماز میں ذرا ابھی دیر تھی اس لئے حضور تھوڑی دیر بیٹھے مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ہم کو اور بابو علی احمد صاحب کو یہ کہتے ہوئے کہ یہ بھائی میانمیر (لاہور چھاونی) سے آئے ہیں حضور سے ملایا اس کے بعد مفتی صاحب باہر کے بھائیوں کے آئے ہوئے خطوط کے متعلق گذارشیں کرتے رہے جن میں سے ایک خط میں یہ بھی تھا کہ ایک بھائی نے لکھا تھا کہ میرا ایک مقدمہ ہے اور فریق مخالف کے وکیل جناب نور احمد صاحب ہیں حضور ان کو منع کر دیں کہ میرے مخالف کی وکالت وہ نہ کریں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ حق دیکھنا چاہیئے اگر ایک مخالف حق پر ہے تو اس کا مقدمہ لینے میں کوئی برائی نہیں ہے اور ایک مثال پیش کی کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں ایک یہودی اور ایک مسلمان کا بھی ایسا ہی واقعہ پیش آگیا تھا مگر یہودی حق پر تھا سو آنحضرت صلعم نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا تھا۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ نظیر ہمارے لئے کافی ہے اور اسی کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کے اندر حق پرستی کا مادہ کس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور کسقدر آپ کی روح میں حق کا جوش ہے۔ اور کہ جو حضرات حضور کو متعصب کا خطاب دیتے ہیں وے کیسی شرمناک حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مسجد مبارک کی عمارت زیر تعمیر ہے اور ماشاء اللہ مسجد مبارک میں اب بہت سی وسعت ہو گئی ہے جس سے احباب بہت سا فائدہ حاصل کر سکینگے حضرت اقدس کے ہمراہ نماز میں شامل ہونے سے بسبب تنگی جگہ کے جو بھائی محروم ہو جایا کرتے تھے اب وہ تنگی دور ہو گئی ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک فضل عظیم اور **وسع مکانک** کا ایک نیا نظارہ ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے اخلاق تو ہیں ہی ماشاء اللہ قابل تعریف جنکی آزمایش کا ہم کو اکثر موقع ملا ہے۔ مگر اب کی دفعہ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کے اخلاق فاضلہ کی آزمایش کا اچھا خاصہ موقع نصیب ہوا مسئلہ جواز سود کے متعلق جو کچھ مولانا نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی نے اپنی کتاب الحقوق والفرائض میں بحث کی اوس پر دیر تک ہم مولانا سے گفتگو کرتے رہے آپ نے ہماری باتوں کو نہایت متانت سے سنا اور ایسا ہی ہر ایک استفسار کا نہایت مناسب اور عمدہ لہجہ میں جواب باصواب دیا مولانا کی اس خوش خلقی سے پیش آنے نے ہم کو بہت کچھ شکریہ کا موقع دیا۔

مولانا نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ساتھ کچھ عرض و معروض کرنیکا ہم کو موقعہ نصیب نہیں ہو سکا۔ مگر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے اخلاق سے ہم نے البتہ فائدہ اوٹھایا۔ ایسا ہی منشی برکت علی خان محرر الحکم بھی قابل تعریف ہیں منشی محمد ظہیر الدین صاحب سب ایڈیٹر الحکم بھی اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

نماز عصر کے بعد ایک ایسا عجیب نظارہ مسجد اقصےٰ میں دیکھنے میں آیا کہ سبحان اللہ! ہم نے دیکھا کہ نماز عصر سے فراغت پاتے ہی مدرسہ کے تمام طلباء ایسے ہی دوسرے تمام احباب کے علاوہ پیسین اور پریسوں کے ملازم وغیرہ وغیرہ تمام ملازم مسجد کے صحن میں حلقہ باندھکر اور قرآن شریف ہاتھوں میں لیکر جمع ہو گئے۔ وہاں حسن اتفاق سے ہماری اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی بھی ملاقات بایں طور پر ہو گئی کہ بابو علی احمد صاحب میرے ساتھی کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب

ہمکو دوسرے کی خوش اخلاقی میں بڑھے ہوئے ہیں اور یہ تمام ہمارے سید و مولا کی پاک صحبت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں بھی ایسی باتیں پیدا کر دے۔ آمین۔

بالآخر حضرت اقدس نائب امام المتقین جناب مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ احسان فرمایا ہے وہ بھی قابل ذکر ہے اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز ہیں اور ہمدردی بنی نوع آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ہم ۱۵ر تاریخ کو ہم نے واپس آنا تھا کیونکہ ۱۵ر کو ہماری حاضری تھی صبح کی نماز میں حضرت اقدس بوجہ زکام و کھانسی کے تشریف نہ لا سکے ہم نے خواجہ کمال الدین صاحب سے کہا کہ اگر حضرت اقدس سے اجازت ملجاتی تو ہم چلے جاتے کیونکہ کل ہماری حاضری ہے خواجہ صاحب نے حضرت کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا جسمیں صرف ہم دونوں کا ذکر تھا حضرت اقدس رقعہ پہونچنے کے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے جس سے ہم دونوں کو اجازت طلب کرنیکا موقع بھی نصیب ہو گیا اور بابو علی احمد صاحب کی بیعت بھی ہو گئی خوش قسمتی سے یہ بڑا عمدہ موقع نصیب ہو گیا اسوقت سوائے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے و بابو علی احمد صاحب اور خاکسار راقم السطور کے کوئی اور شخص نہ تھا اس سے ہر ایک بھائی خیال کرسکتا ہے کہ کیا عمدہ موقع نصیب ہو گیا۔ اس سے پہلے بھی ہم کو ایکدفعہ ایک نہایت ہی عمدہ موقع نصیب ہوا تھا اور وہ نہایت ہی مبارک موقع تھا۔ لاہور سے ہم چند بھائی دارالامان گئے تھے جنمیں مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر بھی تھے۔ منشی تاج الدین صاحب لاہوری بھی تھے اوس دن خوش قسمتی سے سونے کے لئے وہ جگہ میسر آگئی تھی کہ جہاں خدا کا مسیح سوتا ہے گرمیوں کا موسم تھا ۱۹۰۶ء کی سال تھی محرم کی نویں تاریخ تھی جبکہ تمام شیعہ اور شیعہ خصلت ماتم حسین (علیہ السلام) میں مبتلا تھے وہاں ہم خدا تعالیٰ کی حمد سے رطب اللسان تھے اور خدا کے اس برگزیدہ کے حسن اخلاق کا تذکرہ ہمارا رگ و ریشہ کر رہا تھا۔

الحمدللہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو اس برگزیدہ بندہ کے پہچاننے کی بصیرت عطا کی پھر اوس کے وجود سے ہمکو فائدہ پہونچایا۔ برادران! یہ سب اللہ تعالیٰ کے احسان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنیکا وقت ہے کہ ہم سب جسطرح اوس پر ایمان لائے ہیں اسیطرح عمل میں بھی ویسے ہی کامل و پختہ ہو جاویں جیسے کہ اسکے مبعوث کرنے سے مولا کریم کی منشا ہے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ہے مختصر سا جواب دارالامان میں جاکر کیا دیکھنے کا!

فالحمدللہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً ہو مولانا نعم المولا و نعم النصیر و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط۔ خاکسار محمد حسین از لاہور بھاٹی دروازہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

حکیم الامۃ اور تراویح

مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو درس قرآن شریف کے بعد ایک نووارد صاحب نے حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ سے استفسار کیا کہ نماز تراویح کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ میرے خیال میں ماہ رمضان میں ایک تو روزہ دار کا حکم ہے دوسرے حسب طاقت دوسروں کو کھانا کھلانیکا تیسرے نماز درس قرآن کا چوتھے قیام رمضان کیا یعنی نماز میں معمول سے زیادہ کوشش۔ صحابہؓ میں تین امر قیام رمضان کے رائج تھے۔ بعض تو بیس رکعتیں با جماعت پڑھتے تھے بعض آٹھ رکعتیں اور بعض صرف آٹھ گھر میں پڑھ لیتے۔ اسپر نووارد صاحب نے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے بعض لوگ اسکو بدعت عمری کہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ خواہ آنحضرت نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو سنت تو ہو گئی۔ دوام نہ کرنے سے سنت تو نہیں ٹوٹتی۔ ہاں فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ مگر سنت پر عمل کرنا ہی تو چاہئیے۔ اور یہ جو آپ نے بدعت عمری کہی ہے۔ اسمیں ہرج کیا ہے چلو بدعت عمری ہی سہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اس آیت سے حضرت عمرؓ کی اتباع کا بھی تو حکم ہے۔ اگر سینکڑوں حکام کی اتباع جو صحابہ رضی اللہ عنہم کرتے تھے تو صرف اسی واسطے کہ اللہ کریم کا حکم ہے والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ اسپر صاحب موصوف بولے کہ آپ کا اپنا عمل کسطرح سے ہے؟ حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ اپنے فتویٰ کے خلاف عمل میں کسطرح کرسکتا ہوں۔ تراویح کے متعلق میرا فتویٰ تو یہی ہے جو میں نے بتا دیا۔ اگر کوئی عمدہ قرآن پڑھنے والا ہو تو اس کے پیچھے بیس رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اور کبھی آٹھ رکعت ہی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی صرف تہجد ہی پڑھتا ہوں۔ یہاں تو کل سنت صحابہ کی پوری ہوجاتی ہے اور شاید آپ کو تو معلوم نہیں میں کوئی تین برس سے بیمار رہتا ہوں اسلئے آجکل بڑی مسجد میں جا نہیں سکتا۔ اسپر نووارد صاحب بولے کہ اب مجھے اچھی طرح سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے۔ (ظہیر)

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

مسلمانوں کی حقوق کو تلف کرنے کیلئے جو ناجائز تدابیر اور مساعی کیجاتی ہیں میں نے وقتاً فوقتاً ان پر روشنی ڈالی ہے۔ محکمہ ڈاکخانہ امرتسر ڈویژن کے متعلق مجھے ایکبڑا حصہ مضامین لکھنے کا موقع ملا ہے اور بارہا میں نے مسلمانوں کی حقوق کو تلف ہونے سے بچانے کی سعی کی ہے جسمیں اعلیٰ افسرز کی انصاف پسندی سے مجھے کامیابی ہوئی ہے۔ حال میں دو مسلمانوں کے حقوق کو امرتسر کے ہیڈ آفس میں تلف کیا گیا ہے اور میں گناہ سمجھتا ہوں اگر اس معاملہ کو صاحب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے لئے پیش نہ کروں امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں دو آسامیاں لنعہ کے گریڈ کی خالی تھیں۔ عام قاعدہ اور دستور کے موافق چاہئے تو یہ تھا کہ ان اسامیوں کے پر کرنے کیلئے گریڈیشن لسٹ کو دیکھ لیا جاتا اور جو ان اسامیوں کا مستحق ہوتا اوسے دیجاتیں مگر برادران یوسف کی مہربانیاں کب اپنا اثر کئے بغیر رہ سکتی تھیں چنانچہ باہمی صلاح و مشورہ کے بعد یہ دونوں آسامیاں دو ہندوؤں کو یعنے ٹیک چند اور بھگت رام کلرکان ڈاکخانہ مذکور کو عطا کردی گئیں بجائیکہ منشی اللہ دتا کلرک ڈاکخانہ امرتسر اور منشی نورالدین سب پوسٹماسٹر کٹھو ننگل ان دونوں سے سینئر ہیں۔ یہ آسامیاں بجائے ٹیک چند اور بھگت رام کو ملنے کے منشی نورالدین اور منشی اللہ دتا کو ملنی چاہئے تھیں مگر ان دونوں کے حقوق کو تلف کر کے ٹیک چند اور بھگت رام کو دی گئی ہیں اگرچہ یہ تقرر امرتسر کے ہیڈ پوسٹماسٹر نے کیا ہے مگر وہ بوجہ نئے ہونے کے امرتسر ہیڈ آفس کے چالاک پرزوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ جب یہ معاملہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ میں آئیگا تو انصاف ہو کر رہیگا اس لئے کہ مسٹر سیکسپول انصاف پروری اور حق پژوہی میں مشہور ہیں اور انہیں پوری واقفیت ہے گریڈیشن لسٹ کو دیکھ لیا جاوے اگر ٹیک چند اور بھگت رام واقعی حق دار ثابت ہوں تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ورنہ اس فرو گذاشت کا مناسب انسداد ہو جانا چاہئے اور آئندہ کیلئے ایسی کارروائیوں کا مناسب تدارک کیا جاوے۔ واقعات پر غور کرنے کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن بھی اس کارروائی سے واقف

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۱۷ اکتوبر - بوقت سیر

ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جل شانہ کا کس طرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہیئے؟

حضرت اقدس نے فرمایا - موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے ادعوہ مخلصین له الدین ۔ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے - چاہیئے کہ اخلاص ہو احسان ہو اور اسکی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے - عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے - ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے - ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے - اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے اور یہ سارا سورہ فاتحہ میں ہی آ جاتا ہے دیکھو ایاك نعبد وایاك نستعين میں اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا گیا ہے اور امداد کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کیگئی ہے - اور خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور نصرت طلب کیگئی ہے - اور پھر اس کے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان انعامات کو حاصل کرنے کیلئے درخواست کیگئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریقہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں - اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا اور اسی جہان میں ہی ان پر غضب نازل ہوا - یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا اصلی مقصود سمجھ لیا اور راہ راست کو چھوڑ دیا - اصلی مقصد نماز کا تو دعا ہی ہے اور اس غرض سے دعا کرنی چاہیئے کہ اخلاص پیدا ہو اور خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو اور معصیت سے جو بہت بری بلا ہے اور نامہ اعمال کو سیاہ کرتی ہے طبعی نفرت ہو - اور تزکیہ نفس اور روح القدس کی تائید ہو - دنیا کی سب چیزوں جاہ و جلال مال و دولت عزت و عظمت سے خدا مقدم ہو اور وہی سب سے عزیز اور پیارا ہو - اور اس کے سوا جو شخص دوسرے قصے کہانیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے جن کا کتاب اللہ میں ذکر تک نہیں - وہ گمراہ ہے اور محض جھوٹا ہے پھر نماز اصل میں ایک دعا ہے جو سکھائے ہوئے طریقہ سے مانگی جاتی ہے یعنی کبھی کھڑے ہونا پڑتا ہے کبھی جھکنا اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے - اور جو اصلیت کو نہیں سمجھتا وہ پوست پر ہاتھ مارتا ہے۔

فرمایا - مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے کوئی نبی نہیں گذرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا - جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اس کیلئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے - مگر یاد رکھو ایک پہلو پر جانیو الے لوگ مشرک ہوتے ہیں - آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اھدنا الصراط المستقیم والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کیجاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیئے - جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی اور جانی آرام بھی ہوں کوئی ابتلا بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا - جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا - حضرت ابراہیم پر دیکھو کیسا نازک ابتلا آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا - یہانتک کہ ہمارے نبی کریم صلعم کا زمانہ آگیا - دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا - یتیمی بھی تو بڑی بلا ہے خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھانے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

یاد رکھو انبیا کا دوسرا نام اہل بلا و اہل ابتلا ہی ہے ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا - ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے - اور پھر انبیا کو تو رہنے دو - امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں آخری وقت میں جو ان کو ابتلا آیا تھا کتنا خوفناک ہے لکھا ہے کہ اسوقت انکی عمر ۵۷ برس کی تھی اور کچھ آدمی انکے ساتھ تھے جب ۱۶ یا ۱۷ آدمی ان کے مارے گئے - اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرہ بھی باقی نہیں رہی - اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا جاہل تو کہیں گے کہ وہ گنہگار اور بد اعمال تھے اسلئے انپر یہ تکلیف آئی مگر انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ آرام سے کوئی درجہ نہیں ملا کرتا - جو لوگ ایک ہی پہلو پر زور دیئے جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر کرنا نہیں چاہتے اندیشہ ہے کہ وہ دین ہی چھوڑ دیں جیسے کہ شیعہ لوگ ہیں کہ اس حقیقت کو تو دیکھتے نہیں جو امتحانوں اور آزمائشوں کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اسکی پروا کرتے ہیں مگر سیاپا لگاتار کئے جاتے ہیں اور چھوڑنے میں نہیں آتے - کیا امام حسین نے انہیں وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرا سیاپا کرتے رہنا - یاد رکھو جتنے اولیا ء اللہ اور مقرب لوگ گذرے ہیں انکو بڑے بڑے تلخ امتحان ہوئے ہیں - اور جو پہلوں کا حال ہے وہ آنے والوں کے لئے ایک سبق ہے - یہ تو بڑی غلطی ہے کہ ایکطرف تو انسان چاہے کہ ہر طرح کی آسودگی اور آرام ہو اور خوشنودی کے سب سامان مہیا ہوں اور دوسری طرف مقرب اللہ بھی بنجاوے یہ تو ایسا مشکل ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا بلکہ اس سے بھی ناممکن - جبتک ابتلاؤں

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

ساڑھے تیرہ سو برس گذرنے کو آئے جب خدا نے محض اپنے فضل سے ایک روشن چراغ کو منور کرنے کا ارادہ کیا اور دنیا کو اپنی ہستی اور مالکانہ اختیارات کا ایک زندہ ثبوت دینا چاہا چنانچہ اس نے ایک شخص کو پیدا کیا جس کے والدین بچپن میں ہی فوت کر دیئے اور دنیا پر اسکی یتیمانہ حالت اور بے بسی اور بے کسی کا زمانہ ظاہر کرکے جتلا دیا کہ دنیا کے فرزند کیا جانتے ہیں کہ یہ کیسا دریتیم ہے اور کس قادر اور توانا ہستی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ وہ بچہ یتیم بیکس اور حلیم الطبع تھا۔ اور بظاہر نظر دوسروں کا دست نگر تھا دنیا کے سرد و گرم اور اتار چڑھاؤ سے بالکل ناواقف اور محض نابلد تھا۔ دوسروں کی نگرانی میں پرورش پاتا اور یتیموں کیطرح اپنی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ دنیا کے کیڑے کبھی ہوے سے ہی یہ خیال دل میں نہ لاتے تھے کہ یہ وہ پاک روح ہے جو کروڑ ہا مخلوقات کو اپنی طرف کھینچے گی اور لکھو کہا انسان اس کے اشارہ پر ہی سر کٹوانے کو تیار ہو جاویں گے اور اپنے خونوں کو پانی کیطرح بہا کر عزیز جانوں کو اس کے حکم سے خرچ کریں گے۔ وہ بچہ اپنے ہم جولیوں سے کھیلتا ہی تھا اچھلتا اور کودتا بھی تھا۔ دوسروں کیطرح ہی کھاتا پیتا اور روتا چلاتا تھا مگر فرق تھا تو یہ تھا کہ دوسرے لڑکے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے والدین کو مجبور کرتے اور انہیں کو اپنا معبود سمجھتے تھے مگر یہ اندر ہی اندر کچھ کے کچھ خیالات دوڑا کر خاموش ہو رہتا۔ اس کا معبود کوئی اور ہی تھا وہ اسی سے سرور حاصل کرتا۔ اور اپنی خواہشات کو پورا کرتا تھا۔ اس کی روح دن بدن عروج پر تھی اور ایک لامحدود ہستی کیطرف بلند پرواز یاں کر رہی تھی وہ اپنے سارے آرام اور ذرایعے اسی ایک ہستی میں معلوم کرتا تھا۔ اور اگر کبھی اپنے اندر گھبراہٹ اور بے چینی پاتا تو خلوت میں جا کر اپنے دل کے بخار نکال لیتا اور اپنے آنسوؤں سے دل کو ٹھنڈا کرتا اور اسی ایک سے اپنی امیدیں پوری کرنی چاہتا وہ بچپن سے ہی اس دنیا کو چند روزہ اور فانی سمجھتا تھا اور اپنا حقیقی کارساز اور امیدوں کا بر لانیوالا صرف ایک غیب الغیب وحدہ لا شریک ہستی کو سمجھتا تھا۔ مگر یہ جو کچھ تھا اندر ہی اندر تھا دنی الطبع لوگ ان بھیدوں سے واقف نہ تھے۔ وہ بچہ ان لوگوں کے سامنے جوان ہوا اسکی راستبازی پاک دامنی صاف دلی اور دیانتداری کے سب چھوٹے بڑے قائل تھے اور ہر ایک نیک مجلس میں اسکی مدح سرائی کیجاتی تھی ——

+ + + + + + + + + + + + + + +

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے تجارت کا کام سیکھا۔ وہ اوّل درجہ کا دیانتدار سوداگر اور اپنا نامدار تجار تھا۔ مگر باوجود دنیا کے اتنے بڑے دہندے میں مستغرق اور منہمک ہونے کے وہ بالکل الگ تھلگ تھا۔ وہ اپنے ہر فعل اور ہر قول میں اسی ایک حقیقی مالک الملک اور کارساز سے مدد مانگتا تھا۔ سوداگر و بھی بنگاہ تو اسباب پر ہوا کرتی تھی مگر وہ حقیقی اور اصلی مسبب الاسباب کو تکتا تھا۔ اسی اثنا میں اسکی شادی بھی ہو گئی اور ایک بڑی مالدار دیانتدار اور نیک نفس عورت نے اسے اپنے لئے انتخاب کیا۔ ہر طرح سے اس کے ساتھ بڑے بڑے گھر سے تعلقات قائم کئے گئے اور چاروں طرف سے

گھیرا جاتا مگر جوں جوں دنیا اسکی طرف کھنچتی تھی توں توں وہ اس سے آزاد ہو کر اور بڑے حوصلہ سے کام لیکر دنیا پیچھا چھڑائے جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے اس کے قوائے اپنے پورے کمال کو پہنچ گئے۔ اور وہ اس منزل کے سب امتحانوں اور ابتلاؤں میں پورا اترا۔ دنیا تو اسے کچھ اور ہی بنا بیٹھی تھی مگر ہونا وہی تھا جو پہلے ہی سے مقدر تھا خواہ دنیا لاکھ رنگ زنی کرے ہزاروں جد وجہد اور کوششیں کرے اور کروڑوں مرتبہ سر پیٹے مگر آخر جن کاموں کو خدا کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر ہی رہتے ہیں ؎

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

وہ خدا کے ہاتھ سے لگایا ہوا پودہ جب پھل دینے پر آیا۔ تو باغبان نے مختلف حالتوں میں اسکی مختلف طریقوں سے آبپاشی کی جب ہر طرح سے اسکی درستی ہو گئی تو اس نے بے بہا پھل دینے شروع کئے ان پھلوں میں کچھ عجیب عجیب تاثیریں تھیں ہزارہا قسم کی ردی اور مہلک بیماریاں اُن کے استعمال کرنے سے دور ہوتی تھیں۔ اور ہزاروں کو فائدہ پہنچتا تھا۔ مگر یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ دنی الطبع لوگ باوجود کسیقدر ذائقہ چکھنے اور فائدہ اٹھانے کے اس پھل کے اصلی نام سے ہی واقف نہ ہو سکے اور سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا کہ اس حقیقی رب اور پرورش کرنیوالے کیطرف نظر کریں جس سے اس درخت کی جڑیں رطوبت حاصل کرتی تھیں۔ جب وہ درخت اپنے پورے زور پر تھا تو آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے میرے ہاتھ کے لگائے ہوئے پاک اور مطہر درخت تو دنیا کو کہدے کہ میں ایک رسولی درخت ہوں۔ دن بدن بڑھوں گا۔ اور پھولوں گا ہزارہا لوگ میرے سایہ کے نیچے آکر آرام لیں گے کروڑوں درخت میرے ہی بیجوں سے اگیں گے باد مخالف مجھپر اثر نہیں کر سکتی۔ ہزاروں جھونکے آئیں اور آندھیاں چلیں اور طوفان اُمڈتے چلے آئیں مگر میرے بیج بڑھیں گے اور درختوں کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ اور ایک وقت آئے گا جب یہ درخت اپنے پورے کمال کو پہنچیں گے اور دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اگر درمیانی عرصہ میں وہ درخت بے پھل اور خشک سے نظر آئیں تو گھبرا مت کہ آخر ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو بہار کا موسم ہے۔ ناظرین یہ پاک اور نوری درخت ہمارے حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبین کا وجود باوجود ہے اور آواز دینے والا اللہ کریم خالق الکل اور مالک الکل اور حقیقی رب ہے وہ ذرہ ذرہ کی پرورش کرتا اور اعلےٰ سے اعلےٰ حالت تک پہنچاتا ہے وہی ہے جو خود ہست ہو کر اپنی قدرت کاملہ سے دوسری چیزوں کو ہست کرتا ہے اور اپنی ہستی کا زندہ ثبوت دینے کے لئے مناسب وقتوں پر اپنے رسول مبعوث کرتا رہتا ہے۔ اور مخلوقات کو اپنی مرضی سے مطلع کرتا رہتا ہے۔ وہ بڑا مہربان اور رحیم خدا ہے جس نے یہ معلوم کرکے کہ انسان نہایت کمزور ہستی ہے اور خواہ کتنی ہی کوشش کرے دوسرے انسان کی مرضی سے بھی بخوبی آگاہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص خود اپنی مرضی کو ظاہر نہ کرے اس لئے اس نے محض اپنے فضل سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کا قانون مقرر کیا۔ اور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہنا اور اپنے پچھلے احکام اور قدرت نمائیوں کو قصول اور کہانیوں کے درجہ سے نکال کر واقعات حقہ اور یقینیہ ثابت کرنا نہایت ضروری سمجھا۔ اور اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اس نے محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو اِنّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا کا اعلان

(فتح محمد)

سنادیے اور ساتھ ہی وعدہ دیا کہ مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی اور قاتلوں کے قتل سے میں تجھے محفوظ رکھوں گا اور واللہ یعصمک من الناس لے والی اقتداری پیشگوئی بڑے زور شور سے تمام معاندوں خون کے پیاسوں اور جانی دشمنوں کے سامنے سنادی اور بڑے دعویٰ سے منادی کر **خالق الکل اور مالک الکل خدا** تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ اللہ کتنا بڑا دعویٰ ہے وہ یتیم بیکس حلیم دل انسان خدا کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں جس پر نازل ہوتی ہیں اپنے تمام مخالفوں کو للکار کر کہتا ہے کہ باوجود تم لوگوں کی کوششوں اور طرح طرح کے منصوبوں اور قتل کے ارادوں کے میرا مولا اور میرا حقیقی حافظ اور ناصر تمہارے ہر ایک طرح کے شر اور منصوبہ سے مجھے بچا رکھے گا۔ کیا کوئی دنیا کا عقلمند وسایل اور اسباب پر غور کر کے نتیجہ نکالنے والا ایک منٹ کے لئے بھی اس دعوے کو باور کر سکتا ہے؟ اور ہو سکے بھی دل میں خیال لا سکتا ہے کہ ایک یتیم بیکس بے سروسامان شخص کا کوئی **خفیہ دوست اور مولا** اس کے تمام دشمنوں سے اُسے محفوظ رکھے گا؟ اللہ اکبر کتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ ہے اور کسی **خفیہ ہستی** پر کیسا **حق الیقین** ہے۔ مگر افسوس کہ اس دعوے کے سنتے ہی وہی لوگ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) مجنوں سودائی جادوگر اور دوکاندار وغیرہ کہنے لگ گئے جو پہلے آنحضرت صلعم کی عقلمندی دیانتداری اور راستبازی کے گیت گاتے تھے۔ اور دعوے سنتے ہی کوئی کہنے لگ گیا کہ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) دنیا کی طمع لگ گئی اور روپیہ کمانے کا ایک ڈھنگ نکال لیا اور یہ سارا **سلسلہ محض ایک دوکانداری** ہے۔ اور معاذ اللہ وہ سب الزام لگاتے جو اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۚ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا ۳۷ کے تحت میں داخل ہیں اور باوجودیکہ آنحضرت صلعم نے انکو بارہا سمجھایا کہ دیکھو چالیس برس تک اس سے پہلے میں نے تم ہی میں گزارے اور تم سب لوگ میری راستبازی اور دیانتداری کے گواہ ہو تو کیا اب ہی میں جھوٹ بولنے لگ گیا اور بار بار فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۱ کا دعویٰ پیش کر کے انکو سمجھانا چاہا مگر (معاذ اللہ) وہ لوگ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۲۳ اور اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىہُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ہی کہتے رہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ جلدبازی سے کام نہ لیتے اور اتنے بڑے دعویدار کے انجام کو دیکھتے جو زمین و آسمان کے خالق اور حقیقی مالک کے ساتھ کلام کرنے اور اپنی سچی محبت اور دوستداری کا دم مارتا تھا مگر افسوس کہ انہوں نے ذرہ بھی پروا نہ کی۔ جہانتک میں سوچتا ہوں مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُن لوگوں کو خدا کے ساتھ محبت ہوتی اور انکی دشمنیں اور دوستیں خدا کے لئے ہوتیں اور وہ خدا سے پیار کرنیوالے ہوتے اور اسی کو اپنا معشوق سمجھنے والے ہوتے تو ہرگز ہرگز تکذیب اور مخالفت کے درپے نہ ہوتے اور ایسی منصوبہ بازیوں اور بیجا افتراپردازیوں پر کبھی کمر نہ باندھتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے اور تو کچھ نہیں کہا تھا انہوں نے تو یہی فرمایا تھا کہ وہ خدا جس کو تم لوگ ڈھونڈتے ہو اور بعض تم میں سے اسکی عاشقیت کا دم بھرتے ہو اور اکثر اپنی بداعمالیوں کیوجہ سے اس سے غافل ہو بیٹھے ہو اور بکلی روگرداں ہو گئے ہو وہ میرے ساتھ بولتا ہے اور اس نے اپنی ہستی کا مجھے آپ ثبوت دیا ہے اور وہی زندہ **خالق الکل اور مالک الکل خدا** ہے۔ اگر تم حقیقی طور پر اسکی جستجو کرنیوالے ہو اور اسکی محبت کا دم بھرنے والے ہو تو پھر میرے پیچھے ہو لو تاکہ میں تمہیں اس حقیقی دلدار کی باتیں سناؤں اور میری باتیں بنی بنائی نہیں ہیں بلکہ میں تو اسی کی طرف سے چند باتیں بتانے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں مگر وہ تو رسوم کے پابند تھے ان کے معشوق تو بیجان بت اور خالی سکے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کا دعویٰ سنتے ہی وہ لوگ آگ بگولا ہو گئے اور مخالفت پر کمر باندھ لی۔ عقلمند سوچ سکتے ہیں کہ اگر انہیں خدا سے محبت ہوتی اور اس کے سچے عاشق ہوتے تو خواہ کوئی جھوٹ موٹ اور تصنع سے ہی باتیں سناتا مگر وہ مزے سے سنتے۔ کیونکہ ہم دنیا میں ان کے افعال اور اقوال کو بنظر غور دیکھنے سے معلوم کرتے ہیں کہ جن سے ان کو کسیقدر بھی سچی محبت ہوتی ہے ان کے حالات اور خیالات کو بڑے تپاک سے سنتے ہیں اور خواہ کوئی جھوٹی باتیں ہی انہیں بتائے مگر وہ انہیں کو ہی سچا سمجھ لیتے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ان کے معشوق کی جائے رہائش کا ہی ذکر کیا جاوے تو طبعاً ان کے چہروں پر بشاشت اور خوشی کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور بار بار ان باتوں کو سننا چاہتے ہیں اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ایسے راوی کی تکذیب اور تردید کریں۔ بلکہ اس کے سلسلہ کلام کو لمبا کرنے کے لئے طرح طرح کے پہلو اختیار کرتے ہیں۔ اور دل ہی دل میں بات بات پر قربان ہوئے جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جب حقیقی معشوق اور سچے دلدار کی باتیں سنانیوالا آیا اور معشوق حقیقی خدا کی بڑی بڑی نصرتیں رحمتیں اور برکتیں جس پر ہوں ان کے سامنے جلوہ گر ہوا تو جیسا دن کیطرح روشنی سے دشمنی اور اندھیرے سے پیار کرنے لگ گئے اور بڑے زور شور سے مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور ہر حیلہ اور بہانہ سے اسے نابود کرنا چاہا۔ اور خدا کے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے پیارے نبی سے کئی برس پہلے سے ہی کیا ہوا تھا کہ یہ لوگ **تیری سخت مخالفت کریں گے اور تجھے تباہ کرنے کیلئے منصوبہ بازیاں کریں گے لیکن میں تجھے ان کے شر سے بچاؤں گا**۔" ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ اور باوجود دعوے سننے کے اور اس تحدیانہ پیشگوئی کو جاننے کے اپنی اس کرتوت سے باخبر نہ ہو سکے۔ اور سرمستوں اور مدہوشوں کیطرح اس پاک اور مطہر انسان صلعم کی تکذیب اور تفسیق پر ڈٹے رہے اور اپنا پورا زور لگایا۔ اور اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور جتنے فریب اور دھوکے ان کی سمجھ میں آسکے سب پر عمل کیا مگر آخر انہیں نامراد اور ناکامیاب ہی رہنا پڑا اور خدا کی خدائی اور ایک زندہ ہستی کی موجودگی پر انہیں مہر لگانی پڑی۔ — اللہ اللہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بیکس اور بے بس انسان دینی کمزوری اور بے سروسامانی کی حالت میں ایک دعویٰ کرتا ہے اور وہ دعویٰ بھی ایسا جس سے مخالف جتھہ داروں اور بڑے بڑے جاہ داروں طاقتوروں اور اقبالمندوں کے سینے چھر گئے دل جل گئے اور بدن جلنے لگے اور جس کے سنتے ہی سب کے سب مل ملا کر اس غریب انسان کو تباہ کرنے پر اپنے پورے زور سے مستعد ہو گئے۔ اور پھر عجیب تر یہ ہے کہ وہ بیکس انسان ان کو بار بار سنائے جاتا ہے کہ تمہاری کوششیں اور مخالفتیں آخر رہجائینگی اور تم نامراد اور ناکامیاب رہجاؤ گے اور مظفر اور منصور ہونا اور فتحمندی اور کامیابی کا جھنڈا بلند کرنا **میرا ہی حق ہے** اور یہ دس اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر اور آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان کر دینے والا

ڈائری

مومن کی فراست سے بچو

بعض دوستوں نے حضرت کی خدمت میں ایک شخص کی سفارش کی کہ وہ اب اپنی اصلاح کر رہا ہے۔ فرمایا اتقوا فراست المومن۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ میری فراست اس کی حالت کو تم سے بہتر جانتی ہے۔ فرمایا ایک بزرگ کے پاس دو شیعہ آئے اور اپنے آپ کو سنّی ظاہر کیا اور اس بزرگ سے سوال کیا کہ اتقو فراست المومن کے کیا معنے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے تشیع سے توبہ کرو اور سچے دل سے سنّی مسلمان بنجاؤ۔

خدا سے تسلی

فرمایا بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ مبارک احمد کا مرنا ہمارے واسطے کسی سخت رنج اور صدمہ کا سبب ہوا ہے وہ نہیں جانتے کہ اس واقعہ پر خدا تعالے نے کسقدر تشفّی اور تسلّی اور اپنی خوشنودی کا اظہار اپنی پاک وحی کے ذریعہ کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے صبر اور شکر اور والدہ مبارک احمد کے صبر پر جو خوشی کا اظہار کیا ہے اور فتح و نصرت کے وعدے دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ خدا تیرے ہر قدم کے ساتھ ہوگا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ والدہ مبارک احمد نے کہا کہ خدا کا خوش ہو جانا مجھے ایسا پیارا ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد مر جائے تو مجھے اس کا غم نہیں۔

مخالف سے بھی کس سلوک کی امید رکھنی چاہیئے

ایک دوست کو حضرت نے ایک مخالف کے کسی موقع پر سمجھانے کے واسطے تاکید کی۔ فرمایا وہ مانے یا نہ مانے۔ آپ تبلیغ کا حق ادا کریں۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کرتا ہے۔ اس کو بہرحال ثواب مل جاتا ہے اور تم یہ امید نہ رکھو کہ مخالف تمہارے ساتھ خوش خلقی یا تہذیب سے پیش آئے گا۔ کیونکہ وہ تو مخالف ہے۔ ہم کو برا جانتا ہے اس کے دل میں ہمارا ادب نہیں۔ جبتک کہ وہ دشمن ہے۔ اس کے دل میں نہ ہمارا ادب ہو سکتا ہے۔ نہ اعزاز اور خیر اندیشی اور نہ وہ منصف مزاجی سے گفتگو کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ایلچی حضرت رسول کریم صلعم کے پاس آیا۔ وہ بار بار آپ کی ریش مبارک کیطرف ہاتھ بڑھاتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ تلوار کے ساتھ اس کا ہاتھ ہٹاتے تھے۔ آخر حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روکدیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو قتل کر دوں۔ مگر آنحضرت نے اسکی تمام گستاخی کی حلم کے ساتھ برداشت کی۔

سرشت زمین

فرمایا۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔ انکی تبلیغ کے خاص ذرائع پیدا کرنے چاہئیں۔

مرزا عزیز احمد صاحب نے تجدید بیعت کی

مرزا عزیز احمد صاحب[1] نے میانوالی سے مفصلہ ذیل خط حضرت کیخدمت میں بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

فدوی اپنے گذشتہ قصوروں کی معافی طلب کرتا ہے اور التجا کرتا ہے۔ کہ اس خاکسار کی گذشتہ کوتاہیوں کو معاف کرکے زمرہ تابعین میں شامل کیا جائے۔ نیز اس عاجز کے حق میں دعا فرماویں کہ آئندہ اللہ تعالےٰ ثابت قدم رکھے۔

حضور کا عاجز عزیز احمد۔

اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا۔

کہ ہم وہ قصور معاف کرتے ہیں۔ آئندہ اب تم پرہیزگار اور سچے مسلمانوں کیطرح زندگی بسر کرو اور بُری صحبتوں سے پرہیز کرو۔ بُری صحبتوں کا انجام آخر برا ہی ہوا کرتا ہے۔

[1] مرزا عزیز احمد صاحب آجکل بتقریب رخصت ہوہی یہاں آئے ہوئے ہیں (ایڈیٹر) (بدر)

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی۔ ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔

درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خطا کی کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چالبازی سے آگاہ ہو جاینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ تنگی ہو جاتا ہے اور شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھ کر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جس سے ہم آپ واقف ہوں اور جسے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے ہم گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں بلاشک اور شبہ نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھیئے۔ اکرلی ایس کالا صاحب ایم۔ ڈی امرکن طبی کالج سے علاج کرنیوالی جن کا دواخانہ کالبا دیوی کی دسویں گلی میں واقع ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ بینے ڈاکٹر ڈاؤن کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں ڈاڈونس بیک ایک کڈنی پلس گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور ذیابیطس کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھ یہ تجربہ کرکے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں کیسی امراض کیلئے واقعی عجیب کارآمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسی امراض کیلئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے یہ بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھیئے ڈاکٹر ڈاؤن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈاڈونس بیک ایک کڈنی پلس) آپکے لئے مخصوص ہیں۔ گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور پیچ کے اعضا میں درد۔ سر میں تشنج یعنے آدھا سیسی گھٹیا۔ چکر آنا۔ پیشاب اور دل کی بیقاعدہ حرکت وغیرہ ان بیماریوں کے خاص سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈاکٹر ڈاؤن اوشدیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰۴ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ للعہ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کے جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کیجائیگی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالے بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم اثت راداء نسخہ اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون [illegible] موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مرہمونکی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کیا کبھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہر جگہ امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طلا و بیماری کے چند ہفتہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلات انشاء اللہ تعالے فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی ایسی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ مار یں کہ جواہرات سے بگیا رہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاطلسمی۔ بیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور بعض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاطلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالے وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام فی بکس ۸

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڈھا ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نیست و نابود کر دیا ہے قیمت ۱۲ ست بچن ۱۰ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اسلام نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیا تھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۴ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کو عجیب رد قیمت ۴۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہو گئی ہے قیمت فی پارہ (۸) سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۴

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بیاد ر قادیان [illegible] شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

سالانہ ... عوام ... باہر کے ... سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۳۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

تازہ الہامات

۱- اُرِیْكَ مَا اُرِیْكَ وَمِنْ عَجَائِبِ مَا يُرْضِيْكَ

ترجمہ۔ میں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ عجائب باتیں دکھاؤں گا جن سے تو خوش ہوگا۔

۲- آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے (یعنی آیندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)

۳- رَدَّ اِلَيْهَا رَوْحَهَا وَرَيْحَانَهَا۔

یعنی تمہاری بیوی کیطرف تازگی اور تازہ زندگی واپس آگئی۔

۴- وَاِمَّا تَرَيِنَّ اَحَدًا مِنْهُم

اور اگر مخالفین یا معترضین میں سے تیرے پاس کوئی آوے (تَرَيِنَّ کے اسجگہ یہی معنے ہیں)

۵- اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ

ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

۶- یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔

ترجمہ۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔

۷- ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔

۸- اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

ترجمہ۔ تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔

فرمایا۔ بعض متوحش خوابیں بھی ہیں جیسا کہ بعض کو قبرستان میں دفن کیا

کیا گوسپند سلوخ دیکھا۔ ہم نہیں کہ حقیقت کیا ہے اور کونسا محل ہے۔

انوار احمدیہ مشین پریس

آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے تائید کی اور لیتھو کی مشین قادیان دار الامان میں پہونچکر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء سے کام کرنے لگی ہے چنانچہ الحکم کا یہ نمبر اسی مشین پر چھاپا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ چھپائی میں اور بھی صفائی اور خوبی پیدا ہو جانے کی توقع ہے۔ ۲۷ و ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انوار احمدیہ مشین پریس کو کام کرتے ہوئے خدام موجودہ دار الامان کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اور از بس محظوظ ہوئے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اس کاروبار میں برکت دیگا جو اسی کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ یہ سب کاروبار اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہو اور کسی فتنہ اور ابتلا کا باعث نہ ہو۔ اس کے ذریعہ سے وہ کام ہو جس کے لئے خدا نے اپنا مرسل ہم میں نازل کیا ہے۔

اس خوشی کی تقریب پر ایک اشتہار اگلے الحکم میں نکلے گا۔

منیجر

مومن کی تعریف

(تقریر بابو برکت علی احمدی بمقام شملہ)

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ ط بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ ان اللہ غفور رحیم۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ہم الصادقون ط

ترجمہ۔ گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے۔ اُن کو کہو کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن کہو ہم مُسلمان ہوئے۔ کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرو تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے۔ پھر کسی طرح کا شک نہ کیا اور اپنی مال اور جان کے ساتھ اللہ کے رستہ میں کوشش کی۔ ایسے لوگ سچے ایمان والے ہیں۔

اسلام کے معنے ہیں فرمانبرداری کرنا۔ جیساکہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسلم۔ تو اُنھوں نے جواب دیا اسلمت لرب العالمین (میں پروردگار عالم کا مطیع ہو گیا) اور اطاعت کا وہ کمال دکھایا کہ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے طیار ہو گئے۔ پس مُسلمان وہ ہے جو رضائے مولا کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور نہایت انکساری سے احکام خداوندی کو بجا لائے۔ اُس کے حکموں کی متابعت میں نتیجہ کا خیال نہ کرے بلکہ جیسا ایک غلام اپنے آقا کا حکم مانتا ہے۔ اسی طرح نگر عاجزانہ بلاچون وچرا کا خیال دل میں لائے اللہ تعالےٰ کے حکموں کی متابعت کرے۔

ایمان کے معنے ہیں کسی بات پر اعتقاد رکھنا۔ پس مومن وہ ہے جو صدق دل سے قال اللہ اور قال الرسول پر اعتقاد رکھے اور ان پر ایسا یقین ہو جیساکہ ایک انسان کو اس پر یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ آگ میں ہاتھ ڈالے گا تو ہاتھ جل جائیگا۔ اور ان کی خلاف ورزی کی مطلقاً جرأت پیدا نہ ہو۔

ان حقیقی معنوں کے لحاظ سے مومن اور مُسلمان کی تعریف میں چنداں فرق نہیں۔ بلکہ ان دونوں الفاظ میں اس قدر قریبی تعلق ہے کہ ان کو مترادف سمجھنا چاہیئے مگر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے عوام الناس کے محاورہ میں الفاظ آمنا اور اسلمنا کو استعمال کیا ہے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت بیعت سے نابلد ہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ تم صرف مُنہ کے اقرار سے مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے تم حلقہ اسلام میں داخل ہو۔ اس لئے کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مگر چونکہ ایمان نے تمہارے دلوں میں گھر نہیں کیا۔ اس لئے تم مومن نہیں۔ مومن انسان تبھی ہو سکتا ہے جب ایمان اُس کے دل میں دخل کرے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جب مومن اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی احادیث پر ایمان لاتا ہے اور کسی طرح کا اُس کو شُبہ نہیں رہتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں یعنے ابتغاء لمرضات اللہ اور اشاعت دین کی خاطر۔ جان اور مال کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ محض زبانی اقرار کچھ چیز نہیں۔ جب تک عملدرآمد نہ کیا جائے فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ ایمان کی تصدیق اعمال سے ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں کے راز کے واقف ہیں۔ اُس کو ضرورت نہیں کہ وہ ہماری ایمانی حالت معلوم کرنے کے لئے ظاہری اعمال کا محتاج ہو۔ مگر جب انسان کا ایمان پکا ہوتا ہے تو قدرتاً اس سے اعمال حسنہ صادر ہوتے ہیں۔ اور کبھی ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف افعال شنیع کا مرتکب ہو۔ آئینہ کی طرح انسان کے افعال اس کی قلبی حالت کا پتہ دیتے ہیں۔ جو شخص مومن کہلا کر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ ایمان واقعی طور پر اس کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ انسان کے سینہ میں ایک دل ہے دو نہیں۔ پس ناممکن ہے کہ جب اس میں ایمان باللہ والرسول نے دخل کر لیا ہو۔ تو شیطان دست اندازی کر سکے۔

قرآن مجید نے انسان کی تین حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک حالت وہ ہوتی ہے کہ وہ نفس امارہ کی ماتحت ہوتا ہے۔ اور حیوانوں کی طرح نفسانی جذبات اور شہوات کی پیروی کرتا ہے۔ اس درجہ سے گذر کر نفس لوامہ کی حالت پیدا ہوتی ہے اس حالت میں وہ فی سبیل اللہ مجاہدہ کرتا ہے۔ مگر کبھی کبھی شیطان اس کو دھوکہ دیدیتا ہے اور وہ پھسل پڑتا ہے۔ مگر پھر سنبھلتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ رجوع الی الحق کرتا ہے اور استغفار پڑھتا ہے۔ اس کشمکش میں آخر وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسان حقیقی معنوں میں مومن مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور وسوسہ شیطانی کا خوف نہیں رہتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور دُنیا اور آخرت میں جنت کا وارث قرار دیا جاتا ہے۔ پس جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو۔ مسلمان کو کسی منزل میں تھک کر ٹھہر جانا نہیں چاہئے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انسان ضعیف ہستی ہے وہ محض اپنی کوشش سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا جبتک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ ملے۔ اور اُس کا فضل شامل حال نہ ہو۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس چاہئے کہ سچے دل سے اور عاجزانہ توبہ کرے۔ استغفار پڑھتا رہے اور دعا میں مشغول رہے۔ اور کسی حالت میں ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ سچے دل سے اُس کے احکام کو بجا لا سکیں۔

بالعکس اسکے جب انسان شرارتوں سے باز نہیں آتا۔ فسق و فجور میں پڑا رہتا ہے کسی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ اور تنبیہ سے فایدہ نہیں اُٹھاتا تو رفتہ رفتہ اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور ختم اللہ علی قلوبہم کا فتوے لگ جاتا ہے۔ وہ بالکل شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور جہنمی ہو جاتا ہے۔ آپ نے بعض ہندو جوگیوں کو دیکھا ہو گا کہ جب وہ ہاتھ کو بیکار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو ایک نعمت عطا کی ہے۔ اس سے فایدہ نہیں اُٹھاتے اور اس کی بے قدری کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو اس قدر خشک کر دیتا ہے کہ پھر اگر وہ چاہیں بھی تو اس سے کوئی کام نہیں لے سکتے۔ پس جس قانون خداوندی کے ماتحت ظاہری اعضا ہیں وہی قانون اندرونی قوے پر حاوی ہے۔ جب انسان بدی میں اصرار کرتا ہے اور اُس سے باز نہیں آتا انجام کار اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کی توفیق چھین لیتا ہے۔

اس بات پر بار بار غور کرنا چاہئے کہ محض زبانی اقرار کچھ فایدہ نہیں دیتا۔ کتاب اللہ میں نظیریں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ مقدس شہر میں داخل ہو جائینگے۔ مگر قوم نے نافرمانی کی۔ اس لئے وہ اس پر قبضہ نہ کر سکے۔ حضرت خاتم النبین علیہ الصلواۃ والسلام کے وقت میں بھی

لوگ ایسے تھے - کہ وہ زبان سے اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دلی یقین سے مومن نہیں تھے - اللہ تعالیٰ نے اُن کو منافق قرار دیا اور وہ ظاہری اقرار سے کچھ فایدہ نہ اُٹھا سکے - غرض قرآن پاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے - وہ محض قصّے کہانیاں نہیں ہیں - ان کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ جس قوم نے صدقِ ایمان سے اُن کا ساتھ نہ دیا وہ ناکام رہے - ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے - اور اللہ تعالےٰ سے توفیق مانگنی چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان حقیقی عطا فرمائے اور اعمال صالح کی توفیق دے -

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کی پوری جزا دیگا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے - غفر کے معنے ہیں ڈھانپنا - پس جو لوگ گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکی کی طرف آجاتے ہیں - اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو رحمت سے ڈھانپ دیتا ہے - رحیمیت کا تقاضا یہی ہے کہ جب انسان سچے دل سے توبہ کرے تو اُس کے گناہ معاف کر دئے جایئں - تناسخ کا قایل کہتا ہے - کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا - مگر نہیں سوچتا کہ جب وہ خدا ہے تو اُس کے لئے روک کون سی ہو سکتی ہے - انسان رحم تو اس کی مخلوق میں بھی پایا جاتا ہے کہ جب انہیں علم ہو جاتا ہے کہ ایک مجرم نے توبہ کرلی ہے اور آیندہ کے لئے اپنا چال چلن درست کرلیا ہے - تو وہ اس کی سزا میں تخفیف کر دیتے ہیں اور بعض حالتوں میں اس سے درگذر کرتے ہیں - تو کیا خدا انسان سے بھی گیا گذرا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے گناہ معاف ہی نہ کر سکے ۔ وہ انسان کے دل کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ سچی توبہ کس نے کی ہے اور وہ قادر مطلق ہستی ہے - پس اس کی نسبت ایسی بدگمانی کرنا معصیت میں داخل ہے اور کج فہمی کی دلیل -

آیت مذکور کے معانی میں ایک بات غور طلب یہ ہے - کہ قال اللہ کی بابتہ قال الرسول کا ماننا مومن پر فرض ہے - قرآن مجید میں کھُلے کھُلے احکام مندرج ہیں - اور جو مخفی ہیں ان میں سے بعض پر حضرت رسول اللہ صلعم نے عملدرآمد کر کے دکھلا دیا جو آپ کی سنت قرار دئے گئے اور ہمارے لئے قابل اتباع ٹھہرے - کیونکہ لکھا ہے قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ (ان کو کہدے - اگر تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا) اور بعض کی احادیث سے تشریح کر دی - جن کا ماننا بموجب حکم اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ضروری ہے - قرآن شریف میں جہاں کہیں اللہ تعالےٰ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فرمایا ہے - وہاں اطیعوا اللہ کو مقدم رکھا ہے - جس سے ظاہر ہے کہ احادیث نبوی کتاب اللہ کے ماتحت ہیں - اس پر قاضی نہیں ہیں - اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا تو وعدہ فرمایا ہے اور کہا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - مگر احادیث نبوی کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا - یہی وجہ ہے کہ اس وقت بہت سی احادیث ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں - صحاح ستہ جو سُنیوں کی مستند حدیث کی کتابیں ہیں وہ شیعہ کے نزدیک قابل سند نہیں - اور جو شیعوں کے پاس ہیں وہ ساری کی ساری اہل سنت والجماعت کے لئے قابل پذیرائی نہیں - مگر جب وہ قرآن شریف کے ماتحت ہیں تو مجبوراً یہ اصول قائم کرنا پڑا کہ ان کو کلام الٰہی پر عارض کیا جائے اور جو حدیث ظاہراً اسکے مطابق ہو اس کو تسلیم کیا جائے اور جو مخالف ہو اس کو موضوع سمجھکر ترک کیا جائے .. البتہ جس حدیث کے خلاف یا مطابق کوئی نص قرآنی نہ ملے - اس کی صحت میں شک کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا -

افسوس ہے کہ آج کل ایک فرقہ ایسا بھی نکل آیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حدیث کچھ چیز نہیں اور اس کا ماننا ضروری نہیں - اور حکم اطیعوا الرسول کے یہ معنے کرتے ہیں کہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ میں وحی متلو کی طرف اشارہ ہے پس اطاعت رسول سے مطلب یہی ہے کہ قرآن شریف کی متابعت کی جائے ۔ مگر جب یہ ظاہر ہے کہ بعض احکام پر عملدرآمد کرنے کے لئے سنت الرسول کا نمونہ ضروری ہے تو اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ بعض آیات کے سمجھنے میں احادیث سے مدد لیجائے - اور پھر جب اطیعوا الرسول کے یہی معنے ہیں کہ صرف کلام اللہ کی اطاعت کی جائے - تو اطیعوا اللہ کے کیا معنے ہیں - اگر اطیعوا اللہ کے بھی یہی معنے ہیں تو پھر اطیعوا الرسول کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ احادیث کا ماننا ضروری ہے - قرآن شریف میں بعض باتیں اصولی طور پر بیان کی گئی ہیں - اگر احادیث نبوی سے مدد نہ لیجائے تو اُن کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا اکثر حصہ احادیث پر مبنی ہے اگر ان کو ترک کر دیا جائے تو بہت سے مسائل کی فہمید میں دقت واقع ہو جائے ۔ غرض ایک وہ لوگ ہیں جو احادیث کے سامنے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور احکام الٰہی کی قدر نہیں کرتے اور ایک وہ ہیں جو احادیث کی بالکل پروا نہیں کرتے - یہ ہر دو گروہ افراط اور تفریط میں مُبتلا ہیں - صراط مستقیم وہ ہے جو ان دونوں کے بین بین ہے -

مَیں نے اس آیت میں جہاد کے معنے سعی کے کئے ہیں - اصل میں جہاد کے معنے سعی کے ہی ہیں چنانچہ مجاہدہ اسی لفظ کی ترکیب سے ہے اور جیسا اس آیت سے ظاہر ہے - و الذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا - (جن لوگوں نے ہماری راہیں مجاہدہ کیا - ہم ان کو اپنا رستہ بتا دیتے ہیں) - جو لوگ جہاد کے معنے محض دینی جنگ کے کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں - البتہ جہاد کا لفظ ایسا وسیع ہے کہ جو جنگ فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے اُس پر بھی حاوی ہے - اکثر لوگ سمجھتے ہیں اور غیر مذاہب والے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام اشاعت دین کی خاطر جنگ کا حکم دیتا ہے حالانکہ قرآن شریف میں وارد ہے لا اکراہ فی الدین - (دین میں کسی قسم کا جبر نہیں) - اور سچ بھی یہی ہے کہ محض تلوار سے کسی کو تبدیلی مذہب کے لئے مجبور نہیں کر سکتے - دین و ایمان کا تعلق دل سے ہے - اگر فرضاً کوئی خوف جان سے زبان سے اسلام کا اقرار کر بھی لے مگر جبتک تصدیق بالقلب نہ ہو وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا - اللہ تعالیٰ اس کو منافق قرار دیتا ہے - اور دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے - پس جب انسان کسی کی دلی حالت سے واقف نہیں ہو سکتا تو وہ کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوا بھی ہے یا نہیں ۔ مسئلہ جہاد کے متعلق دو باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں - اول تو یہ کہ اسلام محض نفسانیت کی غرض سے جنگ کا حکم نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو اور دین کی خاطر ہو دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تب جہاد کا حکم دیا جب کفار کی تکالیف حد سے بڑھ گئیں - مکہ شریف میں انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں - اور انھوں نے صبر سے برداشت کیں - مگر جب آں حضرت صلعم نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تب بھی پیچھا نہ چھوڑا اور فوج کشی کی - اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اب تم پر بھی بطور مدافعت جہاد فرض ہے - اسی طرح جتنی لڑائیاں پیش آئیں اُن کا کوئی نہ کوئی ایسا ہی باعث تھا - پھر جو ملک قبضہ میں آئے - ان کو جبراً مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی گئی - بلکہ ان کو مناسب مذہبی آزادی دی گئی - اور جزیہ لگا دیا گیا - حفاظت مُلک اور رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لئے فوج اور پولیس رکھی جاتی ہے اور اس کا خرچ رعایا اور ملک پر ہی پڑتا ہے - مسلمان مُلکوں میں مسلمانوں سے زکوٰۃ لیجاتی ہے اور غیر اقوام سے جزیہ - البتہ غیر اقوام میں سے اگر وہ فوجی امداد کریں تو اُن سے جزیہ معاف کر دیا جاتا ہے - (باقی آیندہ)

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

گو سچائی کے بھوکھوں اور حق کے پیاسوں کے لئے خدا کی ہستی پر یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے اور ایک ایسی صاف اور بین راہ ہے جسمیں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجایش نہیں۔ لیکن ناظرین اخبار غور فرماویں کہ یہ روشن اور چمکتی ہوئی لاجواب دلیل کسقدر نوٌر علےٰ نور ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر صحابی آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کے سبب سے قتل کئے گئے جو بڑے صاحب اقبال اور صاحب اقتدار تھے۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا۔ اور حضرت علی جیسے بہادر اور سیف اللہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا مگر اس بے کس اور بے بس انسان صلعم کے قتل پر وہ لوگ قادر نہیں ہو سکے جس نے ان کو علانیہ طور پر سنا دیا تھا کہ میرا خدا تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ ان لوگوں نے ہزاروں منصوبے کئے ہر ایک پہلو سے زور لگایا۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے پاک حبیب صلعم کی حفاظت کی اور دنیا کو اپنی زندہ ہستی اور مالکانہ اختیارات کا جلوہ دکھایا۔ اور ہزاروں لاکھوں مردوں کو از سر نو زندہ کیا۔ اور زندگی کی روح اور جاودانی حیات کو حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب اور آب زر سے لکھنے والا نسخہ بتایا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۲۸/۳ کا عظیم الشان دعوے کر کے اور اسکی سچائی کا نمونہ دنیا کو دکھا کے اپنے اس کیمیا کے نسخہ کو مفت تقسیم کیا۔ وہ نسخہ تمام جہان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور ان پاک اور مطہر الفاظ میں اسکی اشاعت کی گئی کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ۳/۱۲ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ۹/۱۲ ہزارہا اور لاکھوکھہا لوگ اس نسخہ کے استعمال کرنے سے روبصحت ہونے لگے۔ ہزاروں اندھے بینا ہوگئے۔ لاکھوں مردے زندہ ہوگئے اور دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب آنے لگا۔ اس تریاق کو استعمال کرنیوالوں کے چہرے چمکنے لگے اثر السجود ۲۶/۱۲ ان کے ماتھوں پر روشن ہونے لگے۔ فتح پر فتح اور نصرتوں پر نصرتیں ان کے شامل حال ہونے لگیں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیات الدنیا ویوم یقوم الاشتھاد ۲۴/۱۱ یعنے ہم اپنے رسولوں اور ان لوگوں کی جو ان پر ایمان لاتے ہیں اسی دنیا میں نصرت اور مدد کیا کرتے ہیں اور یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ ہم قیامت کو بھی ان کی مدد کریں گے اور الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۲۸/۳ اور فان حزب اللہ ھم الغلبون ۶/۱۲ کا جلوہ ہر طرف سے نظر آنے لگا۔

اللہ۔ اللہ۔ جب ہم ایک طرف اس یتیمی ناتوانی اور بے بسی کی حالت پر غور کرتے ہیں جس کا ذکر میں شروع مضمون میں کر چکا ہوں اور دوسری طرف قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق پے در پے دن دوگنی اور رات چوگنی فتح اور نصرت کا جلوہ دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہمارے دل بول اٹھتے ہیں کہ کوئی خالق الکل اور مالک الکل زندہ اور قدوس خدا بھی ہے جو اپنے پیاروں کی آپ حفاظت کیا کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیا کرتا ہے۔

اب میں آپ کو ذرا اور آگے سیر کرانی چاہتا ہوں۔ اور اس حقیقی معبود قادر مطلق اور با اختیار خدا کی زندہ ہستی کے چند ایک اور ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ یہ تو آپ اچھی طرح سے سن چکے ہو کہ خدائی وعدوں کے مطابق ہزارہا مردے جو ہمارے نبی کریم صلعم کے وجود باجود سے زندہ ہوئے تھے وہ ثبوت ہستی باریتعالےٰ کے زندہ گواہ تھے۔ اور قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق انہوں نے اپنے اخلاق اور عادات میں ایک سچی اور پاک تبدیلی دکھا کر اور دن بدن عروج اور اقبال حاصل کر کے ایک ایسی ہستی کا جو خفیہ طور سے اپنے وعدوں کے مطابق ان کی ہر طرح سے مدد کرتی تھی کامل طور پر ثبوت دیدیا تھا۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہی وہ عظیم الشان **ثبوت ہستی باریتعالےٰ** ہے جس کے مقابلہ پر اور کوئی دلیل ٹک نہیں سکتی۔ مجرد قانون قدرت کا ملاحظہ کرنے سے یا پتہ پتہ میں اسکی قدرت کاملہ کا نمونہ دیکھنے سے **ابتدائی حالت میں تسکین** نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی شکوک اور شبہات سے نجات ملتی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر انسان سعید ہو تو وہ موجودات پر نظر ڈال کر ایک حد تک خدا کی ہستی کا قائل ہو جاتا ہے مگر وہ ایمان ایک کچا اور خشکی ایمان ہوتا ہے۔ اور ایسے ایمان سے دل کو سکینت اور طمانیت حاصل نہیں ہوا کرتی۔ فرض کر لو کہ ایک شخص قانون قدرت پر غور کر کے صانع کے وجود کو مان گیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے دل میں یہ وہم بھی تو اٹھ سکتا ہے کہ اس صانع پر ایمان لانے کی ضرورت کیا۔ اور اسی کو اس موجودات کا خالق اور حقیقی مالک ماننے سے ہماری ذات کو فائدہ کیا ہے۔ ہے تو بھی نہیں ہے تو بھی ہمارا اس کے ساتھ کیا تعلق اور اس کا ہمارے ساتھ کیا واسطہ۔ غرض انسان ایسی باتوں سے تذبذب اور شبہات کے جال سے کبھی بھی بچ نہیں سکتا۔ اور جب تک کہ کامل معرفت اسے حاصل نہ ہو جائے ان دھندوں اور بکھیڑوں میں ہی سرگردان اور مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن نبی اور رسول جو دنیا میں آتے ہیں تو سب سے پہلی آواز ان کی یہی ہوتی ہے کہ اے وے لوگو جو دنیا میں آباد ہو تم عبث پیدا نہیں کئے گئے ہو اور نہ ہی دوسرے حیوانات کیطرح صرف کھانا پینا ہی تمہارا کام ہے بلکہ فطرتی طور پر خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ایک مادہ اور ملکہ تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ اور تمہارے اندر ایک اور لطیف وجود اور انسانی روح موجود ہے جو مرنے کے بعد بھی رہتی ہے۔ اور جب تک تم اس حقیقی مقصود اور اصلی مطلوب کو حاصل نہ کر لوگے تب تک حقیقی سکھہ کا منہ نہیں دیکھہ سکو گے۔ اور دنیا کے کھیل تماشے اور عیش و عشرت پرست بھولو یہ تو تمہاری آزمایش اور ترقی کے لئے ایک مدرسہ ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہی چندروزہ زندگی ہے۔ بلکہ تمہاری زندگی تو ایک لامحدود زندگی ہے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ان امتحانوں میں پورا اترے اور آیندہ زندگی کا فکر کرے۔

اے دنیا کے رہنے والو یاد رکھو جو کوئی بے پرواہی سے کام لے گا اور اکڑ بازوں کیطرح تکبر رعونت اور خود ستائی سے کام لے گا اس کا انجام نہایت درجہ کا دکھہ ہوگا۔ جہاں رونا چلانا اور دانت پیسنا ہوگا۔

یہ مت خیال کرو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ بلکہ ہر ایک کو اس گھاٹی پر سے گذرنا ہوگا۔ اور وان منکم الا واردھا کان علے ربک حتما مقضیا[۱] کا سچا وعدہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھنا پڑے گا مبارک وہ جو ابھی سے اپنے انجام کی فکر کریں۔ اور وہ راستہ اختیار کریں جس پر چل کر ہم کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے وہی طے کر سکتے ہیں جو راستہ بنانے والے کے اپنے بنائے ہوئے احکام پر چلتے ہیں اور اسی کی ہدایتوں پر عمل کرنا اپنا اہم اور اعلےٰ فرض سمجھتے ہیں۔ ہم کو اس نے تمہارا لیڈر اور رہبر بنا کر بھیجا ہے ہم اس راستہ کی تکالیف اور دوسری ضروری باتوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم یہ منزل اچھی طرح سے طے کر کے اور کامیابی کا سارٹیفکٹ حاصل کر کے تمہاری ہدایت کے لئے آئے ہیں مبارک وہ جو ہمارے پیچھے پیچھے ہو لیں اور ہمارے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کر لیں۔ کیونکہ ہمارے بغیر سب اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ تم لوگ اپنے دلوں کو صاف کر لو اپنے مال و اسباب کی ہر طرح سے جانچ اور پڑتال کر لو اور یہ مت خیال کرو کہ کسی طرح کے خفیہ دغا اور فریب سے تم پار اتر سکو گے بلکہ یہ مصفا قطرہ با یدکہ تا گوہر شود[۲] والا معاملہ ہوگا اس کے بغیر کوئی راہ نجات کی نہیں۔ اس راستہ میں چلنے کے لئے اپنے دلوں کو منوالو جب ایمان پیدا ہو جائے گا۔ تو پھر حقیقی حافظ اور کمزوروں کا نام سہارا حفاظت اور مدد کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل تمہاری دستگیری کریگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وقت آوے اپنے حساب کتاب کی درستی کر لو اور اپنے نوکروں (آنکھ۔ کان۔ منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ اور عضو تناسل) کے گفتار اور کردار سے اچھی طرح سے تسلی کر لو کہ کہیں یہ قافلہ سے ہی تمہیں خارج نہ کرا دیں۔ غرض پورے پورے پرہیزگار بنجاؤ۔ اور اپنے آپ کو کمزور اور ناتوان سمجھکر اس اعلےٰ ہستی کے آگے جھک جاؤ۔ اور ہمارے حکموں کے مطابق حسب مقدرت چلنے کی کوشش کرو۔ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ تم لوگ اصلی مقصود کو حاصل کر لو گے۔ بہر حال میں اپنے اس خیال اور وہم کو مختصر طور پر ظاہر کرنے کے بعد اپنے اصلی مضمون کیطرف توجہ کر کے لکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے خدائی وعدوں کے مطابق جو ہزار ہا مردے زندہ کئے تھے۔ تو وہ ہستی باری تعالیٰ کا ایک بڑا بھاری ثبوت تھے جس سے کوئی شخص ہی سچے دل سے انکار نہیں کر سکتا۔ (باقی آئندہ) محمد ظہیر الدین

---

[۱] نوٹ۔ یہی ہیں دوزخ کے سات دروازے جو آئیوالے جہان میں جسمانی طور پر متمثل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[۲] ۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ہر ایک بات کو حاصل کرنے کے لئے بعض قواعد ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے ضروری طور پر پہلے اچھی طرح ابجد سیکھنی پڑتی ہے اور مناسب حال تدریجی طور پر اساتذہ کے بتائے ہوئے قواعد کا پابند ہونا پڑتا ہے یا ایک شخص مکان کی چھت پر چڑھنا چاہتا ہے تو اسے سیڑھی پر سے ہی ایک قاعدہ کے ماتحت چڑھنا پڑے گا بغیر اس کے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں چند سوال پیش کئے بمعہ جواب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ظہیر

سوال نمبر اول۔ زردشت نبی تھا یا نہیں؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ امنت باللہ ورسلہ۔ خدا کے کل رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر اللہ کریم نے ان سب کے نام اور حالات سے ہمیں آگاہی نہیں دی۔ جیسے فرمایا ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ۲۴/۱۳ اتنے کروڑ مخلوقات پیدا ہوتی رہی اور کروڑہا لوگ مختلف ممالک میں آباد رہے تو نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ نے ان کو یونہی چھوڑ دیا ہو اور کسی نبی کے ذریعہ سے ان پر اتمام حجت نہ کی ہو آخر ان میں رسول آتے ہی رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی انہیں میں سے ایک رسول ہوں۔ مگر انکی تعلیم کا صحیح پتہ اب نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ زمانہ دراز گذر جانے سے تحریف لفظی اور معنوی کے سبب بعض باتیں کچھ کا کچھ بن گئی ہیں حقیقی طور پر محفوظ رہنے کا وعدہ تو صرف قرآن مجید کے لئے ہی ہے مومن کو سوء ظن کی نسبت نیک ظن کیطرف زیادہ جانا چاہیئے قرآن مجید میں وان من امة الا خلا فيها نذير ۲۲/۱۵ لکھا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ایک رسول ہوں۔

سوال نمبر دوئم۔ براہین احمدیہ میں آپ نے کلام الٰہی کی ایک نشانی یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ ہر ایک پہلو میں دوسری کلاموں سے افضل ہوتا ہے۔ توریت انجیل بھی تو خدا کا کلام ہیں۔ کیا ان میں بھی یہ وصف پایا جاتا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ ان کتابوں کی نسبت قرآن مجید میں يحرفون الكلم عن مواضعه ۶/۱ لکھا ہے وہ لوگ شرح کے طور پر اپنی طرف سے بھی کچھ ملا دیا کرتے تھے اس لئے جو کتابیں محرف مبدل ہو چکی ہیں ان میں یہ نشانی کب مل سکتی ہے؟ اس پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی۔ کہ حضور! توریت میں لکھا ہے "پھر موسیٰ خدا کا بندہ مر گیا اور موسےٰ جیسا نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا اور اسکی قبر بھی آج تک کوئی نہیں جانتا" تو یہ کلام حضرت موسےٰ کی ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔ اور انجیل کی نسبت تو عیسائی خود قائل ہیں کہ وہ اصلی جو عیسےٰ کی انجیل تھی نہیں ملتی یہ سب تراجم در تراجم ہیں اور ترجمے مترجم کے اپنے خیالات کے مطابق ہوا کرتے ہیں اور ان میں بہت سا اس قسم کا پایا جاتا ہے جو دوسروں کا بیان ہے جیسے صلیب کا واقعہ وغیرہ

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ یہ ٹھیک بات ہے اگر تمام دنیا میں تلاش کریں۔ تو قرآن مجید کیطرح خالص اور محفوظ کلام الٰہی کبھی نہیں ملسکتا۔ بالکل محفوظ اور دوسروں کی دستبرد سے پاک کلام تو صرف قرآن مجید ہی ہے۔ وہ باتیں بڑی

یاد رکھنے والی ہیں ایک تو قرآن شریف کی حفاظت کی نسبت کہ روئے زمین پر ایک ہی ایسی کتاب نہیں جسکی حفاظت کا وعدہ خود اللہ کریم نے کیا ہو اور جسمیں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا پرزور اور تحدیانہ دعوے موجود ہو اور دوسرا آنحضرت صلعم کی اخلاقی حالتوں کی نسبت۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر ایک طرح کے اخلاق کو ظاہر کرنیکا موقع ملا۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ وہ راستہ میں ہی فوت ہو گئے تھے اور حضرت عیسےٰ تو ہمیشہ مغلوب ہی رہے معلوم نہیں اگر غالب ہوتے تو کیا کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے ہر طرح سے اقتدار اور اختیار حاصل کر کے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اپنے سامنے بلا کر کہدیا

لا تثریب علیکم الیوم

اور پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم اس وقت مبعوث ہوئے تھے جب فسق و فجور شرک اور بت پرستی اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ظہر الفساد فی البر والبحر [۱] والا معاملہ ہو رہا تھا اور گئے اس وقت تھے جب ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً [۲] والا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکی نظیر تمام دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہی تو کاملیت ہے کہ جس مقصود کے لئے آئے تھے اس کو پورا کر کے دکھا دیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو صلیب کا ہی منہ دیکھتے پھرے۔ اور یہودیوں سے رہائی نہ پا سکے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے غالب ہو کر وہ اخلاق دکھائے جنکی نظیر نہیں۔

سوال نمبر سوئم - عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت تو قرآن شریف میں کلمۃ اور روح منہ لکھا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم بھی تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدایش کو مس شیطان سے پاک سمجھتے اور دوسرے نبیوں کی ارواح کیطرح انکی روح کو بھی روح منہ مانتے ہیں۔ اور یومن باللہ وکلمتہ [۳] پر یقین رکھتے ہیں مگر اس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت تو ثابت نہیں ہو سکتی۔ آپ ہی بتائیں کہ ہر ایک شخص کی روح منہ ہوتی ہے یا کسی اور طرف سے۔ سب ارواح خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کیطرف سے ہوتی ہیں نہ کسی اور طرف سے ہاں اسمیں ایک لطیف اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ فاسقوں فاجروں کی ارواح کو بسبب ان کے فسق و فجور اور شرک کی گندگی کے روح منہ نہیں کہ سکتے بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ وشارکہم فی الاموال والاولاد [۴] اور اس طرح جیسے ہم مانتے ہیں کہ بعض روح الشیطان ہوتے ہیں اور بعض روح منہ ہوتے ہیں۔ بعض آدمی ایسے خراب ہوتے ہیں کہ وہ نہایت ہی خبیث الفطرت اور شیطان خصلت ہوتے ہیں ان سے توقع ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ کبھی رجوع الی اللہ کر سکیں۔ ایسے لوگوں پر روح منہ کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جو روح منہ یا کلمتہ کا لفظ بولا گیا ہے تو وہ بطور ذب اور دفع کے ہے۔ اور اس الزام کو دور کیا گیا ہے جو ان پر لگایا گیا تھا ورنہ کل راستباز اور نیکوکار لوگ روح منہ ہی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر چہارم - حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو خدا نے بے باپ پیدا کیا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اگر بے باپ پیدا ہونا دلیل الوہیت اور ابنیت ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ کیونکہ نہ انکی ماں نہ باپ۔ اور خدا فرماتا ہے۔ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل ادم [۵] اور سوچنے والی بات یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت عیسےٰ کے بے باپ پیدا ہونے سے خلقت کو دھوکا لگنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے خدا نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر کے ایک نظیر پہلے ہی سے قائم کر دی تھی لیکن اگر اس کے آسمان پر جانیوالی بات بھی صحیح مانی جاوے تو چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ اسکی بھی ایک نظیر قائم کر دیتا۔ اب بتلاؤ جبکہ خدا نے آسمان پر جانیکی کوئی نظیر پیش نہیں کی تو پھر اسی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے آسمان پر جانے والی کہانی محض جھوٹی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم پر جب کفار نے سوال کیا تھا کہ او ترقی فی السماء [۶] یعنے آسمان پر چڑھ جاؤ۔ تو خدا نے یہی جواب دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا جیسے فرمایا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا [۷] اگر بشر آسمان پر جا سکتا تھا۔ تو چاہیے تھا کہ کفار نظیر پیش کر دیتے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے بیوجہ پادریوں کی مدد پر کمر باندہ لی ہے۔ جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے بشر تو آسمان پر جا نہیں سکتا مگر عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اس لئے وہ خدا ہیں تو پھر یہ تکتے رہجاتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایک کمزور اور عاجز انسان تھے اور خدا کے رسول تھے ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ نہ تھے اگر وہ خدا تھا تو یہ بار ثبوت عیسائیوں پر ہے کہ وہ کوئی سورج چاند یا زمین کا پتہ دیویں جو اس نے بنائی تھی۔ وہ بیچارے تو ایک مچھر بھی پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ ایک عبد تھے کھانے پینے اور دوسرے حوائج کے محتاج تھے اور دوسرے نبیوں کیطرح وفات پا گئے تھے۔

سوال نمبر پنجم - ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کر دیتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ بکنے موتنے والا وجود تو نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک الطف اور نہایت ہی نورانی وجود تھا۔ کس غلطی کی اصلاح کیجاوے۔ بخاری میں صاف طور پر ثم استیقظ لکھا ہے۔ یعنے پھر وہ جاگ اٹھے۔ اب بتلاؤ ہم یہ بات کسطرح مان لیں کہ وہ یہی وجود تھا۔ ہمارا تو تجربہ ہے کہ پاک لوگوں کو ایک نورانی وجود ملتا ہے یاد رکھو ایک الہام ہوتا ہے اور ایک رویا اور کشف بھی ہوتا ہے کشف رویا سے بڑھکر ہوتا ہے۔ صاحب کشف جانتا ہے کہ میں ایک اور جگہ پر ہوں اور وہ دوسروں کی آواز بھی سنتا ہے۔ صوفیا کرام اس بات کے قایل ہیں کہ اولیاء اللہ کو ایک نوری جسم ملتا ہے بلکہ بعض اوقات اسے دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور سب صوفی اس بات کے بھی قایل ہوتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ ظلی طور پر انسان نبی بن سکتا مگر کمزوری کے ساتھ وحی کو دل کھیتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ یہ وجود نہیں تھا جو معراج میں تھا۔ بلکہ وہ ایک اور ہی وجود ہوتا ہے۔ اسی سے انسان مردوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اور اس کا نمونہ کسیقدر خواب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کا یہ وجود تو چارپائی پر ہوتا ہے۔ مگر ایک آنکھیں ہوتی ہیں جن سے دیکھتا ہے اور ایک پاؤں ہوتے ہیں جن سے چلتا ہے۔ اور خواب کو موت کی بہن بھی اسیواسطے کہا گیا ہے۔ کہ اس سے اُس عالم کی کسیقدر سمجھ آ جاتی ہے۔ جب بخاری جیسی کتاب میں ثم استیقظ لکھا ہے اور حضرت عایشہ صدیقہ کا بھی یہی مذہب ہے تو ہمیں کیا بنی ہے جو یونہی کچھ کا کچھ پیش کر دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا مذہب بھی یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کو معراج اس وجود سے نہیں

ریویو

فتح الیزدان المعروف بہ ثبوت یزدان — اس نام کا ایک رسالہ منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ نے پنڈت مست رام کے رسالہ مذہب دربکس ہند نام زنگی کافور کے جواب میں شائع کیا ہے پنڈت مذکور نے اپنا رسالہ وجود باری کے انکار میں لکھا تھا۔ اس کا جواب منشی صاحب موصوف نے عقلی اور فلسفی طرز پر نہایت معقول دیا ہے اور پنڈت مذکور کے مسلمات اور دلائل کی خوب دھجیاں اڑائی ہیں ضمناً روح اور مادہ کے اناری ہونے اور نیستی سے ہست ہونے کی بحث بھی قابل دید ہے۔ یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لئے بھی مفید ہے جو کالجوں میں فلسفہ کے مضامین پڑھکر ہستی باری تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ رسالہ مذکور کی چھپائی اور کتابت عمدہ ہے اور کاغذ بھی اچھا لگایا گیا ہے۔ منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ سے ۶؍ قیمت پر ملے گا۔

خیالات یعنی مجموعہ مضامین مختلفہ — ۳۴۰ صفحوں کی ایک ضخیم کتاب عمدہ کاغذ پر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور نے مندرجہ حاشیہ نام سے خوبصورت چھاپ کر شائع کی ہے۔ اور اس کی قیمت ۱۲؍ فی جلد رکھی ہے اس کتاب کے مصنف **خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب** افسر مال سیانوالی (پنجاب) ہیں۔ یہ ان مضامین کا مجموعہ ہے جو معزز مصنف نے ملک کے مشہور ماہواری رسایل میں وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب ایک مشہور اہل قلم ہیں اور نیچرل مضمون نگاری میں انھیں خاص مہارت اور مذاق حاصل ہے۔ اس کتاب میں جو میرے پاس ریویو کے لئے آئی ہے بڑے بڑے عجیب مضامین درج ہیں میں اُن لوگوں کو جو قلم و ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ذہنی فلسفہ اور تمدنی خیالات کی حقیقت اور نیرنگیوں سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں مشورہ دونگا کہ وہ اس کتاب کو ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے یہ کتاب ۱۲؍ پر ملے گی۔

رفیق مسافران — ریلوے بورڈ انڈیا نے رفیق مسافران نام ایک کتاب -- منشی عبدالرشید لائبریرین سے حال میں تالیف کرائی ہے اور اس کی ایک کاپی بصیغہ رجسٹری ایڈیٹر الحکم کو بھی ریویو کے لئے بھیجی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مؤلف کو بہت محنت کرنی پڑی ہے اور ریلوے بورڈ نے ایسی تالیف سے پبلک کو بہت فایدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اس قسم کی ضروری تالیفات کا ریلوے بورڈ کی طرف سے شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔ اس کتاب میں اُن مقامات کا حال لکھا ہے جہاں لوگ بغرض زیارات و دیگر وجوہات سے بکثرت جاتے ہیں اگر بعض مقام ریلوے لائن پر نہیں تو اُن کا فاصلہ وغیرہ امور سے آگاہی دی ہے اور آخر میں ریلوے کے عام قواعد درج کر دیئے ہیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے عوام کو بعض اوقات سخت تکالیف ہوتی ہیں ہر ایک سٹیشن کا کسی بڑے سٹیشن سے فاصلہ اور تیسرے درجہ کا کرایہ بھی درج کر دیا ہے اور آخر میں ایک نقشہ ہندوستان بھی دیا ہے یہ کتاب باوجودیکہ عجلت میں طیار ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے بعض فروگذاشتیں بھی ہوئی ہیں مثلاً قادیان کے متعلق لکھا ہے کہ آریوں کا مڈل سکول بھی یہاں ہے حالانکہ وہ عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے۔ تاہم نہایت مفید معلومات اور قابل دید مقامات کے حالات اور تصاویر اور ریلوے کے قواعد کی یادداشتوں اور مختلف ریلوے لائنوں کے متعلق ضروری انفرمیشن کا مجموعہ ہے یہ کتاب بڑے سٹیشنوں پر کتابیں بیچنے والوں سے بہت ارزاں ملتی ہے باوجودیکہ اڑھائی سو صفحوں کے قریب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔

اخگر — اس نام کا ہفتہ وار اخبار بٹالہ ضلع گورداسپور سے حال میں شائع ہونے لگا ہے اس کے ایڈیٹر منشی غلام محی الدین اخگر ہیں۔ ہر قسم کے ضروری مضامین کا مجموعہ ہوتا ہے اور اخگر صاحب اخبار کو دلچسپ بنانے کی پوری سعی کر رہے ہیں۔ ہم اپنے ہمسایہ ہم عصر کی کامیابی چاہتا ہوں نمونہ بٹالہ سے منگوا لیا جاوے۔

نیرنگی دہر — ناولوں کا دور ہے اس لئے ملک میں جس قدر ناول نکلتے ہیں اسقدر علمی کتابیں نہیں نکلتیں۔ یہ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کا ثبوت ہے نیرنگی دہر بھی ایک ناول ہے جو محمد عبدالغفور منیجر ڈپولی شاپ علی گڈھ نے لکھا ہے اس میں ناول ہی کے ذریعہ نوجوانوں کے بگڑے ہوئے اخلاق اور عادات کی اصلاح کی سعی کی ہے اور نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ناول نوجوانوں کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت ۶؍ ہے۔

مُبادی الصرف والنحو — یہ مختصر سا رسالہ حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی تصنیف ہے جو آپ نے بچوں۔ نوجوانوں اور دوسرے مشاغل سے کم فرصت لوگوں کے لئے لکھا ہے تاکہ وہ تھوڑا سا وقت نکالکر بھی عربی صرف و نحو میں اتنی واقفیت پیدا کرلیں جو انھیں قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کے مطالعہ کے لئے مدد دے سکے یہ رسالہ اب دوسری مرتبہ مناسب اصلاح اور ترمیم کے بعد نہایت عمدہ اور خوشخط رفاہ عام سٹیم پریس میں سید عبدالحیی عرب نے چھپوایا ہے اور ۲؍ قیمت پر عرب صاحب ہی سے ملے گا۔ چونکہ تھوڑی کاپیاں چھاپی گئی ہیں اس لئے جلد منگوا لینا چاہیے۔

عید فنڈ کی طرف توجہ کرو

عید سعید کی تقریب بہت ہی قریب ہے اور اس اخبار کے بعد دوسرا نمبر یقیناً عید کے بعد شائع ہوگا اس لئے جملہ احمدی احباب کو عموماً اور احمدی انجمنوں کو خصوصاً توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ **عید فنڈ** نہایت مستعدی اور ہمت اور دلی جوش سے وصول کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات کے لئے یہاں روانہ کریں اور ایسا ہی مساکین کے لئے صدقہ عید الفطر حسب معمول باقاعدہ جمع کر کے بھیجیں۔ میں امید کرتا ہوں یہ مختصر تحریک یاد دہانی کا کام دیگی

خطبہ جمعہ

ازحکیم الامت ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ - امابعد - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم $\frac{26}{14}$

بعضے گناہ ہوتے ہیں کہ وہ اور بہت سے گناہوں کو بلانے والے ہوتے ہیں - اگر ان کو نہ چھوڑا جائے تو اُن کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کے بتوں کو توڑا جائے مگر بت پرستی کو اُس کے دل سے دور نہ کرایا جاوے - اگر ایک بت کو توڑ دیا تو اُس کے عوض سیکڑوں اور تیار ہو سکتے ہیں - مثلاً صلیب ایک پیسہ کو آتی ہے اگر کسی ایک کی صلیب کو توڑ ڈالیں تو لاکھوں اور بن سکتی ہیں - غرض جب تک شرارتوں اور گناہوں کی ماں اور جڑ دور نہ ہو تب تک کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی - اور تاوقتیکہ اصلی جڑ اور اصلی محرک بدی کا دور نہ ہو - فروعی بدیاں لکلی دور نہیں ہو سکیں - جب تک بدیوں کی جڑ نہ کاٹی جاوے تب تک وہ اور بدیوں کو اپنی طرف کھینچے گی اور دوسری بدیاں اپنا پیوند اس سے رکھیں گی مثلاً شہوت بد ایک گناہ ہے - بدنظری - زنا - لواطت - حسن پرستی - سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں - حرص اور طمع جب آتا ہے تو چوری جعلسازی ڈاکہ زنی ناجائز طور سے دوسروں کے مال حاصل کرنے اور طرح طرح کی دھوکہ بازیاں سب اسی کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں - غرض یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض باتیں اصل ہوتی ہیں - اور بعض ان کی فروعات ہوتی ہیں - جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے وہ کوئی حقیقی اور سچی نیکی ہرگز نہیں کر سکتے - اور وہ کسی کامل خلق کا نمونہ نہیں دکھا سکتے - کیونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کے قائل نہیں ہوتے - مَیں نے بڑے بڑے دہریوں کو بلکر پوچھا ہے کہ کیا تم کسی سچے اخلاق کو ظاہر کر سکتے ہو اور کوئی حقیقی نیکی عمل میں لا سکتے ہو تو وہ لاجواب سے ہو کر رہ گئے ہیں - ہمارے زیر علاج بھی ایک دہریہ ہے مَیں نے اس سے یہی سوال کیا تھا تو وہ ہنس کر خاموش ہو گیا تھا - ایسے ہی جو لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے وہ بھی کسی حقیقی نیکی کو کامل طور پر عمل میں نہیں لا سکتے - نیکیوں کا آغاز جزا سزا کے مسئلہ سے ہی ہوتا ہے جو شخص جزا سزا کا قائل نہیں ہوتا وہ نیکیوں کے کام بھی نہیں کر سکتا - ایسے ہی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کے الفاظ سے مجھے رنج پہنچا ہے وہ کسی کی نسبت ویسے الفاظ کیوں استعمال کرنے لگا - یا جو شخص اپنی لڑکی سے بدنظری اور بدکاری کروانا نہیں چاہتا اور اسے ایک بُرا کام سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لڑکیوں سے بدنظری کرنا کب جائز سمجھتا ہے - ایسے ہی جو اپنی ہتک کو بُرا خیال کرتا ہے وہ دوسروں کی ہتک کبھی نہیں کرتا - بہرحال یہاں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گُر بتایا ہے -

یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم

ایماندارو! ظن سے بچنا چاہئیے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے -

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث - ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے - لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے - اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اُس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے مُنہ موڑا - تب محض ظن کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئیے تھی - عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں - کئی لوگوں سے مَیں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سُنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپکے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سما اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا - تو انھوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا - یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوء ظن ہوتا ہے - مَیں نے اگر کبھی سوء ظن کیا ہے - تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اسکے خلاف نکلی میں اس میں تجربہ کار ہوں - اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے - اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے - ولا تجسسوا - تجسس نہ کرو - تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے - جب انسان کسی کی نسبت سوء ظنی کی وجہ سے ایک خراب رائے قایم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے - اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا - اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے - جیسے فرمایا اللہ کریم نے

ولا یغتب بعضکم بعضا

غرض خوب یاد رکھو کہ سوء ظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے - اور چونکہ آجکل ماہ رمضان ہے اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے اس لئے یہ بات مَیں نے روزہ پر بیان کی ہے - اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے - تو وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا -

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ

اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کے -

اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی پیا بدآدمی ہوتا ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی۔ تب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بو بھی آتی تھی۔ یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں۔ یہ واقعات ہیں۔ جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں وہ نہیں مرتے جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سُن لیتے اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو بغض اور کینہ سے اجتناب اور کلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو۔ اس سے بڑا فایدہ ہوگا۔ میری نہ کوئی جاگیر مشترکہ ہے نہ کوئی مکان مشترکہ ہے میرا کوئی معاملہ دُنیا کا کسی سے مشترکہ نہیں اسی طرح میں اوروں پر قیاس کرتا ہوں کہ وہ بھی یہاں آکر الگ تھلگ ہوں گے۔ اور اگر کچھ معمولی سی شراکت ہوگی بھی تو کوشش کرنے سے بالکل الگ رہ سکتے ہیں۔ انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالےٰ سے اس کے لئے دعا کرو کہ اس کی وہ غلطی نکال دیوے۔ اور اپنے فضل سے اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔ یاد رکھو اللہ کریم تواب الرحیم ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اُٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا۔ بدصحبتوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ ایک جوہر طبعی یا لہار کی بھٹی یا کسی عطار کی دوکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی۔ ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ۔ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔ اور اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے۔ اور یہ ایک بہت بُری بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے۔

واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم۔

تقویٰ اختیار کرو اور پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ۔ مگر یہ سب کچھ اللہ ہی توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے۔ ہم تو انباروں کے انبار ہر روز معرفت کے پیش کرتے ہیں۔ گو فائدہ تو ہوتا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو اور بہتوں کو ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرماوے۔ آمین۔ (محمد ظہیر الدین عفی عنہ)

یاد رکھنے والا نکتہ

گناہ گار انسان کا دل بیمار ہوتا ہے۔ جیسے بیمار کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ ویسے ہی گنہ گار انسان کو بھلی باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ مبارک انسان وہ ہے جو اپنی حالت کا مطالعہ کرتا ہے۔ گناہ کا چھوڑنا دل کے لئے حیوٰۃ ہی اور نفس کے خلاف کرنا اسکے لئے بہتری کا باعث ہے کیونکہ بیجا شہوت حرص اور طمع نفس کی بیماریوں میں سے مہلک بیماریاں ہیں۔ (ظ)

ڈائری طیبہ

فرمایا۔ حال ہی میں بعض مولویوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ اور اُن کی ماں ہی مس شیطان سے پاک ہیں اور اس کی تائید میں بخاری وغیرہ کتابوں کی حدیثیں پیش کی ہیں۔

مولوی اور مس شیطان

اگر انصاف کی پابندی ہوتی تو یہ لوگ قرآن مجید کو دیکھتے اس میں تو صاف طور پر ان عبادی لیس لک علیہم سلطان لکھا ہوا ہے احادیث کو تو اسی حد تک ماننا چاہئے جس حد تک وہ قرآن مجید کی تعلیم اور آں حضرت صلعم کی عصمت کے خلاف نہ ہوں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ سب انبیاء پیدائش سے ہی معصوم ہوتے ہیں اور جن کو اللہ کریم نبی اور رسول اور دنیا کے لئے اسوہ حسنہ بنانا چاہتا ہے۔ ان کو شیطانی مس سے ہر طرح سے بچائے رکھتا ہے۔ حضرت عیسےٰ تو ایک خاص قوم کے ہادی بن کر آئے تھے انھیں کے مقابلہ پر ان کو شیطانی مس سے پاک کہا گیا ہے کیونکہ بموجب بیان انجیل یہودی لوگ جو حضرت عیسٰی کے دشمن تھے سب کے سب حرام کار اور شیطان کے فرزند تھے۔ اور چونکہ وہ لوگ حضرت مریم کو متہم کرتے اور (معاذ اللہ) ایک شخص یوسف نام کا الزام لگاتے ہیں اس لئے دفع اور ذب کے طور پر کہا گیا کہ حضرت عیسےٰ مس شیطان سے پاک ہیں اور حضرت مریم فاسقہ نہیں بلکہ صدیقہ ہے۔

مختص القوم رسول

صدیقہ کہکر الزام دور کیا

دوسرے انبیاء پر یہ شبہات ہی نہیں اُٹھے تو تردید کس کی کیجاتی۔ افسوس کہ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی توحید اور عظمت پر الزام لگائے اور ہمارے نبی کریم صلعم کی ذات پر حملے کئے اور اس طرح سے عیسائیوں کی پوری پوری مدد کی۔ اگر قرآن مجید میں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور اسی قسم کی دوسری آیات نہ بھی لکھی ہوئی ہوتیں تو بھی ہم اس عشق اور محبت کی وجہ سے جو کہ آنحضرت صلعم سے ہمیں ہے ان کو بالکل پاک اور پیدائش سے ہی معصوم سمجھتے۔

سچی محبت

فرمایا تزکیہ نفس ایک ایسی چیز ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے حصہ کی سمجھ اس کے بغیر آہی نہیں سکتی۔ جن لوگوں کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اور جو پاک دل اور مطہر لوگ ہوتے ہیں ان کو بہت سی باتیں خود بخود ہی ایسی سوجھ جایا کرتی ہیں۔ جو کہ قرآن مجید کے منشا کے مطابق ہوتی ہیں۔ اور قرآن مجید خود بخود ہی حل ہوتا جاتا ہے۔

تزکیہ نفس

بھلا دینے والا نکتہ

جن لوگوں کے دل میں یہ خیال ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جسمانی مردے زندہ کرتے تھے اور خود بھی موت سے بچکر آسمان پر جا براجے تھے۔ ان کو چاہئے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس آبائی وہم کو دل سے دور کر دیں کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کے بھی برخلاف ہے اور نیز عقل اور نقل پر بھی یہ خیال پانی پھیرتا ہے۔ (ظ)

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی چٹھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جیسا کہ آپ کے اخبار کے ذریعہ سے پہلے ہی احمدی احباب کو مطلع کیا جا تا رہا ہے۔ انجمنوں کا قیام ہر جگہ جہاں کافی تعداد احمدیوں کی موجود ہو نہایت ضروری ہے۔ اسکے متعلق جسقدر تحریک کیگئی تھی اسمیں اب کسیقدر کامیابی کا رنگ نظر کرنے لگا ہے۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک۔ قواعد برائے شاخہائے صدر انجمن طبع کرا کر ہر جگہ احمدی احباب کی خدمت میں بھیجے گئے اور بعض جگہ انجمنیں قائم ہو کر کام شروع ہو گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے بالفعل حسب ذیل مقامات پر تجویزاً انجمنہائے ضلع قائم کی ہیں اور ان انجمنوں سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مفصلات کے اندر انجمنیں قائم کرکے رجسٹروں کی تکمیل کریں۔ اور تعطیلات دسمبر سے پہلے پہلے اس کام کی تکمیل کی کوشش کریں۔ ذیل کے مقامات پر انجمنہائے ضلع قائم کیگئی ہیں۔

انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ ضلع گورداسپور کیلئے۔ انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ ریاست کپورتھلہ کیلئے
انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ ضلع سیالکوٹ کیلئے۔ انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ۔ ریاست مالیر کوٹلہ کیلئے
انجمن احمدیہ شملہ۔ ضلع شملہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لاہور۔ ابھی حد مقرر نہیں کیگئی
انجمن احمدیہ کوئٹہ۔ ضلع کوئٹہ وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ پشاور ضلع پشاور کیلئے تحصیل مردان ہوتی شامل
انجمن احمدیہ مردان۔ تحصیل ہوتی و مردان وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ گجرات۔ ضلع گجرات کیلئے۔
انجمن احمدیہ گوجرانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ بھٹنڈہ۔ ملازمین ریلوے کیلئے
انجمن احمدیہ چندوسی۔ ضلع مراد آباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ بنگہ۔ ضلع جالندھر کیلئے
انجمن احمدیہ پٹیالہ۔ ریاست پٹیالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لکھنؤ۔ ضلع لکھنؤ کے لئے
انجمن احمدیہ مظفرنگر۔ ضلع مظفرنگر اور نجیب آباد۔ انجمن احمدیہ کراچی۔ ضلع کراچی کیلئے۔
انجمن احمدیہ گمٹی و منبو۔ کشمیری گمٹی کیلئے۔ انجمن احمدیہ بستی وریام کلاں ضلع جھنگ کیلئے
انجمن احمدیہ انبالہ۔ ضلع انبالہ کے لئے۔ انجمن احمدیہ سہارنپور۔ ضلع سہارنپور کیلئے
انجمن احمدیہ الہ آباد۔ ضلع الہ آباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن ریاست حیدرآباد دکن کیلئے

اسوقت جناب کو تکلیف دینے سے میری غرض ایک اور ہے اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک نیک کام شروع ہو کر چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں سے یا بعض سستی سے وہ رک جاتا ہے میری استدعا سب احمدی احباب اور خصوصاً ان احمدی انجمنوں کی خدمت میں یہ ہے کہ اس کام میں اب کسی روک اور مشکل کی پرواہ نہ کریں بلکہ جس مستعدی کیساتھ اس کو شروع کیا ہے اس سے بھی زیادہ مستعدی اور دینی جوش سے اسکی تکمیل کی کوشش کریں۔ صدر انجمن بھی انشاء اللہ اس کام میں ہر طرح کی امداد کیلئے تیار ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق انجمن ہذا نے انجمنہائے ضلع کی خدمتمیں بجٹ اخراجات ۱۹۰۸ء بھیج بھی دیئے ہیں۔ میں صدر انجمن کیطرف سے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں سبقت کر کے ایک نظم قائم کرنا چاہا ہے بالخصوص قابل شکریہ اڈیٹر صاحب الحکم ہیں جو اس کیلئے اکثر اپنے قیمتی اخبار میں احباب کو توجہ دلاتے رہتے ہیں اور ایسا ہی اڈیٹر صاحب بدر جو اڈیٹر صاحب الحکم کیطرح ہر قسم کی قومی تحریکوں میں لگے رہتے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور انجمنوں میں خاص طور پر قابل شکریہ انجمن ضلع سیالکوٹ ہے جسنے اپنے ضلع میں نظم قائم کرنیکو صدر انجمن احمدیہ سے بھی پہلے محسوس کیا۔ اور بہت کچھ محنت کی اور کر رہے ہیں۔ ہر ایک تجویز میں برکت ڈالنے والا اور اسکو کامیاب کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر انجمن ضلع سیالکوٹ کو نہ صرف بہت سی مفید اور نیک تجاویز کے پیش کرنے میں ہی بلکہ ان تجاویز پر عمل کر کے دکھانے میں بھی سبقت لگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس جماعت کے ارکین و جملہ افراد کو جزائے خیر دے۔ اسیوقت مجھے ذیل کی مطبوعہ چٹھی میرے مکرم سید حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن ضلع سیالکوٹ کیطرف سے پہنچی ہے۔ جسکو میں اس غرض سے آپ کے قیمتی اخبار میں طبع ہونے کے لئے بھیجتا ہوں کہ تا اس نمونہ کو دیکھکر دوسری انجمنہائے ضلع بھی عملی کارروائی میں سعی کریں اور جلدی کریں دراصل بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور یہ کام بڑا اہم ہے اور صدر انجمن احمدیہ کی یہ خواہش ہے کہ تعطیلات دسمبر میں جب احباب جلسہ پر تشریف لاویں تو اسوقت تک انجمنوں کا نظم پوری طرح سے قائم ہو چکا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ دیگر احمدی انجمنیں عملی کارروائی کی خوشخبری سنا کر بہت جلد خاکسار کو اور صدر انجمن احمدیہ کو مشکور فرماویں گے۔ اور اس جواب کے لئے بہت دیر انتظار میں نہ رکھیں گے اور جن اضلاع سے ابھی تک انجمن ضلع قائم کرنیکی درخواست نہیں آئی وہ بھی اسطرف توجہ فرماویں گے۔ چٹھی موسولہ منجانب سکرٹری صاحب انجمن ضلع سیالکوٹ جو دراصل وہ چٹھی ہے جو انہوں نے اپنے ضلع کے احمدی احباب میں شائع کی ہے۔ ذیل میں درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔

(۱) اخویم محبی فی اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کیطرف سے ہدایت کیگئی ہے کہ آپکی خدمتمیں اس کارروائی کی اطلاع دیجاوے۔ جو اجلاس منعقدہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء میں حسب منشار قاعدہ (۵) قواعد شاخہائے مرتبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دربارہ انتخاب عہدہ داران جدید عمل میں آئی ہے سو میں حسب ہدایت طبع شدہ انتخاب عہدہ داران جلسہ منعقدہ ۱۳؍اکتوبر کو اس عریضہ کے شامل کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اس انتخاب عہدہ داران کی اطلاع آپ کی خدمتمیں اسلئے دیجاتی ہے۔ کہ تا آئندہ آپ حسب منشار قاعدہ نمبر ۱۰ قواعد شاخہائے اپنی تمام انجمنوں کے ہر قسم کے چندے انجمن ضلع کی معرفت صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں ارسال کریں۔ اور آئندہ بہ پابندی قواعد جدید کوئی رقم کسی قسم کی براہ راست انجمن احمدیہ صدر قادیان میں ارسال کرنے سے اجتناب کریں تاکہ انتظام مجوزہ صدر احمدیہ قادیان احسن طریق سے حسب منشا قواعد عمل میں آوے آپ قواعد جدید متعلقہ شاخہائے کے قاعدہ نمبر (۶) میں ہر ایک عہدہ دار منتخبہ کے فرائض ملاحظہ کرینگے۔ اور انتخاب طبع شدہ مشمولہ عریضہ ہذا سے آپ کو وہ معزز عہدہ داران معلوم ہونگے جو باتفاق رائے جلسہ منعقدہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء میں مقرر ہوئے ہیں۔ بہ پابندی قواعد جدید آپ کو ضروری ہوگا کہ آپ آئندہ ہر ایک عہدہ دار کے متعلق اس کے فرائض کا لحاظ رکھیں

(۲) نیز مجھے ہدایت کیگئی ہے کہ میں حسب منشار رزولیوشن نمبر (۱) اجلاس منعقدہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء انجمن ضلع سیالکوٹ آپکی خدمتمیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کارڈ مورخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء کی نقل پیش کروں جو اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل کیواسطے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے انجمن ضلع سیالکوٹ کے پاس ارسال فرمایا ہے

وھو ھذا: - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان - بخدمت سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱) مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے اجلاس ۱۹ منعقدہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء میں بروئے رزولیوشن ۱۵ پاس کیا ہے کہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو انجمن ضلع مقرر کیا جاوے۔ اسکا علاقہ ضلع سیالکوٹ ہوگا۔ اسلئے بروئے فیصلہ رزولیوشن مذکورہ آپکی خدمتمیں عرض کیا جاتا ہے کہ تعطیلات دسمبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پہلے اپنے ضلع میں انجمن کی شاخیں قائم کرکے رجسٹرات مندرجہ قواعد کی تکمیل کریں۔ اور چندہ کی وصولی کریں۔ اور ہر طرح کی تکمیل سے دفتر ہذا کو مطلع کرکے ممنون فرماویں (۲) بروئے قاعدہ ۱۲ قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ قادیان بجٹ اخراجات و آمد صدر انجمن احمدیہ برائے ۱۹۰۸ء ارسال ہے۔ براہ مہربانی حسب قاعدہ مذکورہ بہت جلد اپنے ضلع کی انجمنوں کی رائے کیساتھ واپس ارسال فرماویں والسلام

دستخط محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء

دُم دار سیارے اور شہاب ثاقب

(رقم زدہ اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی ثم قادیانی)

درس قرآن مجید میں چند مرتبہ اوستاذ نا سیّدنا مولانا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں سے بڑھکر کوئی قوم ہیئت و ریاضی کا دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب نے متعدد مقامات پر اجرام فلکی اور اُن کے مشاہدہ و حساب کی طرف توجہ دلائی ہے پر یہ مسلمانوں کی بدنصیبی اور اُن کا اصل مذہب سے بے خبر رہنا ہے جو وہ علم ہیئت اور ریاضی سے ناآشنا ہونے ہی کو اپنے لئے ایک خاص امتیاز تصور کرتے ہیں۔ شاید حکیم الامت کے اسی قسم کے ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ میری نسبت یہ معلوم کرکے کہ بعد کہ اس کو علم ہیئت سے کچھ تعلق ہے کبھی کبھی نماز عشا کے بعد بورڈنگ ہوس کے بعض نہایت ذہین اور متین لڑکوں نے آسمان پر ستاروں کے نام و مقام مجھ سے دریافت کئے سب سے پہلے شاید مارچ مہینہ میں مَیں نے چند لڑکوں کو اُن کی خواہش پر سہیل یمن آسمان پر دکھایا۔ پھر بنات النعش یعنے دُب اکبر کے ذریعہ سے قطبی ستارہ کی شناخت کا قاعدہ بتایا۔ پھر مئی سنہ ء سے جولائی سنہ ء تک دو لڑکوں کو مریخ کی عجیب و غریب حرکات یعنے اُس کا اول مغرب کی طرف تیزی سے سفر کرنا پھر یکلخت مشرق کی جانب تیزی سے واپس ہونا مشاہدہ کرایا۔ پھر ایک لڑکے کو صبح کی نماز کے وقت سیریس یعنے کلب الجبار مشہور ستارہ بتایا۔ اُنھیں ایام میں آسمان پر دُم دار سیارہ نمودار ہوا اس لئے ہماری سب کی توجہ اور بھی آسمان کی جانب مبذول ہو گئی۔ یہ اس قسم کی باتیں ہائی کلاسوں کے چند شریف الطبع لڑکوں سے نماز عشا یا نماز فجر کے وقت کبھی کبھی اب بھی ہوا کرتی ہیں۔ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے کا وقت ہے اور ستارہ سیریس اُفق مشرق سے نمودار ہو چکا ہے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نیند تو آتی ہی نہیں بورڈنگ کے تمام کمروں میں سناٹا ہے۔ سب سو رہے ہیں اس تنہائی اور اطمینان کے وقت کو غنیمت جانکر لاؤ علم ہیئت کے متعلق ایک ایسا دلچسپ عام فہم مضمون لکھ ڈالیں جس میں دقیق یا دور باریک باتیں نہ ہوں اور الحکم یا بدر جیسے معزز صحائف میں جگہ پانے کے قابل بھی ہو۔ اول توجی میں آیا کہ مریخ کے متعلق ایسا دلچسپ مضمون بآسانی لکھا جا سکتا ہے پھر جب لکھنے بیٹھا اور لکھتے لکھتے اٹھیں سطروں تک پہنچا تو خیال بدل گیا۔ دُم دار ستاروں اور شہاب ثاقب کے متعلق مضمون مریخ سے بھی زیادہ دلچسپ اور سلیس معلوم ہوا لہذا مضمون کی پیشانی جو پہلے ہی مریخ لکھ لی تھی کاٹ کر دُم دار سیارے اور شہاب ثاقب لکھدی۔ دُم دار سیاروں کے ساتھ شہاب ثاقب کی دُم اس لئے لگانی پڑی کہ دونوں کو ایک دوسرے سے کچھ اس قسم کا تعلق ہے کہ تنہا ایک کے بیان میں اس قدر زیادہ لطف نہیں آ سکتا جو دونوں کا ذکر کرنے میں آتا ہے۔ اس وقت میرے بکس میں میری ایک پرانی کاپی ہے جس میں علم ہیئت کے متعلق یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایک چھوٹا سا رسالہ نظام شمسی ہے اور ایک معمولی سی مشہور کتاب اسٹار لینڈ ہے۔ اس مذکورہ بالا سامان اور اپنی قوت حافظہ کی مدد سے یہ مضمون لکھنا شروع کرتا ہوں۔ اگر میرے پاس میری تمام کتابیں اور کافی سامان ہوتا تو شاید اس سے بہتر مضمون لکھ سکتا جو اب لکھ سکوں گا۔

فضائے عالم میں جس قدر سیارے پائے جاتے ہیں اُن میں بعض کے اجسام تو مضبوط اور منجمد ہوتے جیسے زمین یا چاند یا مریخ وغیرہ بعض کے اجسام نرم اور بعض کے رقیق بھی ہوتے ہیں مثلاً مشتری سیارہ نپچون وغیرہ سوم دُم دار سیارے عموماً رقیق اور منجمد دونوں اجزاء سے مرکب ہوتے ہیں سو دُم دار سیارے بھی آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں۔ دوسرے تمام سیارے تو لنڈورے ہوتے ہیں اور ان کے بڑی لمبی شاندار دُم بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ دوسرے تمام سیارے اپنے مقررہ راستوں میں آفتاب کے گرد دورہ کرتے اور مقررہ اوقات میں اپنے دورہ کو پورا کر لیتے ہیں۔ لیکن دُم دار سیارے عموماً کچھ ایسے لہری اور بے ہنگم ہوتے ہیں کہ جدھر کو جی چاہتا ہے چلدیتے ہیں کبھی مشتری سے مصافحہ کرنے کے لئے بڑھے چلے گئے اور اُس کے چاروں چاندوں کے بیچ میں ہو کر نکل گئے۔ کبھی دبیرناک سے جا بچہ کیا اور اپنا سا منہ لیکر چلے آئے۔ کبھی اس بیچاری بوڑھی زمین سے ٹکر لڑنے کو موجود ہو گئے اور قریب پہنچے تو کترا کر اپنی دُم سے زمین کا سر سہلاتے ہوئے نکل گئے۔ اس آوارہ گردی کی وجہ سے ان کے دورے کی ٹھیک تعین نہیں ہو سکتی چنانچہ ہیئت دان لوگ اس بات کی پیشگوئی بہت ہی کم کر سکتے ہیں کہ کب دُم دار سیارہ نمودار ہوگا۔ دوسرے سیارے تو عموماً بیضوی شکل میں آفتاب کے گرد دورہ کرتے ہیں مگر ان کا دورہ عجیب شکل کا ہوتا ہے یعنے تسبیح کے دانے ہاتھ کی انگلیوں کے گرد گردش کرتے ہیں مگر اُن کی گردش اس قسم کی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو وہ انگلی مس کرتے ہوئے نکلتے ہیں اور دوسری طرف انگلی سے بہت فاصلہ پر پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں اسی طرح دُم دار سیارے بھی آفتاب کے بہت ہی قریب سے آکر اُس کے گرد ہوتے ہوئے دوسری طرف اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ دوربین کے ذریعہ سے بھی نظر نہیں آ سکتے اور سیکڑوں برس تک غائب رہتے ہیں۔ پھر یکلخت تیزی سے آفتاب کی طرف آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ دُم دار سیارے ہمارے اس نظام شمسی کی حد سے باہر کسی دوسرے آفتاب کی سرحد میں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمارے نظام شمسی کی بہت سی تاثیرات دوسرے نظام میں اور اس دوسرے نظام کی تاثیرات ہمارے نظام میں لاتے ہیں اور اس طرح گویا ڈاک کے ہرکارے یا پیغام رساں کی طرح اثر رسانی کا کام کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دُم دار سیارے جو بعض سیکڑوں ہزاروں برسوں کے بعد لوٹ کر آتے ہیں کئی کئی آفتابوں کے گرد گھوم گھام کر آتے ہوں بعض دُم دار سیارے ایسے بھی بھلے مانس ہیں جو مقررہ اوقات میں آفتاب کے گرد اپنا دورہ پورا کر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے اُن کے نمودار ہونیکے اوقات بھی مقرر ہیں۔ ایسے پابند اوقات دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ شاندار اور معزز ہیلے کا دُم دار سیارہ ہے جو کبھی ۷۵ کبھی ۷۶ کبھی ۷۷ برس کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے۔ ہیلے ایک ہیئت دان کا نام تھا اس نے ۱۶۸۲ء میں جبکہ یہ نمودار ہوا تھا اس سیارہ کی گردش کے باقاعدہ ہونے کا حال تحقیق کیا تھا اسی لئے یہ ہیلے کا دُم دار سیارہ مشہور ہے۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴۵۶ء ۱۵۳۱ء ۱۶۰۷ء ۱۶۸۲ء ۱۷۵۹ء ۱۸۳۵ء میں شاندار دُم دار تارے نمودار ہوئے۔ حقیقت میں وہ ایک ہی ہیلے کا دُم دار سیارہ تھا جو اپنے مقررہ اوقات میں نمودار ہوتا رہا۔ اس لئے اب ہم کو ۱۹۱۰ء کے قریب زمانہ میں پھر اُس کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ ایسے دُم دار سیارے جن کی نسبت قوی خیال ہے کہ وہ بڑے ہی جہاں نیاں جہاں گشت اور بہت سے بزرگوں کے مرید یعنے کئی آفتابوں کے گرد طواف کرنیوالے اور بہت سے نظاموں کی خبر لانیوالے ہیں اُن میں سے ایک وہ دُم دار سیارہ تھا جو

سنہ ۱۶۸۰ء میں نمودار ہوا تھا (اس کا بیان آگے بھی آئے گا)۔ ایسے چھوٹے دُم دار سیارے جو مقررہ اوقات میں اپنا دورہ آفتاب کے گرد پورا کرتے ہیں مگر بغیر دوربین کی مدد کے بآسانی نظر نہیں آسکتے اُن میں انکھے کا دُم دار سیارہ زیادہ مشہور ہے جو تقریباً تین سال میں اپنا ایک دورہ پورا کرتا اور تین برس کے بعد بذریعہ دوربین نظر آتا ہے۔ اُن چھوٹے دُم دار سیاروں میں جو بیچارے فوت ہو چکے ہیں سب سے زیادہ مشہور بیلا کا دُم دار سیارہ ہے۔ بیلا ایک ہیئت دان کا نام ہے جس نے یہ دُم دار سیارہ دریافت کیا تھا۔ یہ سیارہ بھی دوربین کے ذریعہ سے دیکھا جاتا تھا اور ساتے برس میں اپنی گردش آفتاب کے گرد پوری کر لیتا تھا۔ سنہ ۱۸۶۵ء میں ہیئت دانوں کو آخری مرتبہ اُس جان نثار کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی تھی۔ سنہ ۱۸۷۲ء میں جبکہ اُس کا انتظار تھا تو ٹھیک اُسی مقررہ وقت پر اُسی کے راستہ پر اُسی کے آنیکی سمت سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑوں یا ریزوں کا ایک غول آتا ہوا نظر آیا اور بیلا کا البیلا دُم دار کہیں نظر نہ آیا۔ بات یہ ہوئی کہ کہیں رستہ میں اُس کی کسی زبردست سیارے سے مٹھ بھیڑ ہو گئی اور دُم دار سیارہ اُس سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی اُس کے ریزوں میں وہی گردش برابر قائم رہی اور وہ ہمکو اُسی رستہ میں بجائے دُم دار سیارے کے سنہ ۱۸۷۲ء میں نظر آئے۔ پھر انہیں ٹکڑوں میں سے اکثر کو ہماری زمین نے اپنی طرف کھینچ لیا جس نے شہاب ثاقب کی کثرت کا وہ عظیم الشان نظارہ دکھائی دیا جس نے دُنیا کے تمام ہیئت دانوں کو حیران و مبہوت بنا دیا تھا اور وہی ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا زمانہ تھا۔ شہاب ثاقب دُم دار سیاروں کے ٹکڑے ہوتے ہیں یہ بات آگے چلکر بخوبی سمجھ میں آ جائے گی۔ دُم دار سیاروں کی مختصر سی ہسٹری جو اس وقت میں لکھ سکتا ہوں یہ ہے۔

سنہ ۱۴۵۶ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ بہلول خان لودی کے زمانہ میں جبکہ بہلول خان اور سلطان الشرق (سلطان جونپور) کے درمیان میدان کارزار گرم تھا نمودار ہوا اور زمین کے اس قدر قریب آگیا کہ چاند اور زمین کے درمیان حائل ہو کر چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا۔

سنہ ۱۵۳۱ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ ہمایوں کے زمانہ میں جبکہ بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے ملک مالوہ فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسیع کیا تھا نمودار ہوا۔

سنہ ۱۶۰۷ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ جہانگیر کے زمانہ میں نمودار ہوا جبکہ ملک بنگالہ میں ایک قسم کی طائف الملوکی ہو رہی تھی اور جنگ و پیکار کا بازار خوب گرم تھا۔

سنہ ۱۶۸۰ء میں اورنگ زیب کے عہد میں ایک نہایت شاندار اور تمام تاریخی دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ عجیب و غریب دُمدار سیارہ نمودار ہوا۔ اُسی سال سیواجی مرہٹہ لقمہ نہنگ اجل ہوا۔ یہ دُم دار سیارہ چار مہینے تک نمودار رہا تھا اس کی رفتار فی منٹ ۱۵ ہزار میل تھی یعنے تقریباً ڈیڑھ منٹ میں وہ ہماری زمین کے گرد پورا چکر لگا سکتا تھا۔ یہ سیارہ سنہ ۱۱۰۶ء میں بھی نمودار ہوا تھا۔ سنہ ۱۶۸۰ء میں پانسو چھہتّر برس کے بعد اپنا ایک دورہ پورا کر کے آیا تھا۔ اس دُم دار سیارہ کی نسبت خیال ہے کہ یہ ہمارے آفتاب کے سوا اور بھی دوسرے آفتابوں کے گرد چکر لگایا کرتا ہے

وہ نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے نظام شمسی کی حدود میں داخل ہوا اور آفتاب کی طرف بڑھا چلا گیا حتیٰ کہ آفتاب کے آدھے قطر کے فاصلہ پر آفتاب کے قریب پہنچکر عطارد کے دورہ کے درمیان آفتاب کے گرد پھرنا شروع کیا پھر یکایک وہاں سے ایسا اُلٹے دُم بھاگا کہ ہمارے نظام شمسی کی حدود سے باہر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ خدا جانے اس وقت وہ کہاں گشت کر رہا ہو گا اور کون سے آفتاب کی حدود میں ہو گا۔ اسحٰق نیوٹن نے حساب لگا کر معلوم کیا تھا کہ جس وقت وہ سورج سے بہت ہی قریب تھا اُس وقت اُس کی حرارت گرم لوہے سے دو ہزار درجے زیادہ تھی۔

سنہ ۱۶۸۲ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ اورنگ زیب کے عہد میں نمودار ہوا۔ اسی مرتبہ ہیلے نے اُس کی آمد کے زمانہ کا باقاعدہ ہونا معلوم کیا۔

سنہ ۱۷۵۹ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ عالمگیر ثانی کے عہد میں نمودار ہوا اور اس سال غازی الدین نے اپنی چالاکیوں اور ریشہ دوانیوں سے ہند کے اکثر صوبوں میں بڑی بدامنی پیدا کر رکھی تھی۔

سنہ ۱۷۷۰ء میں ایک بڑا تیز روشن شاندار دُم دار نمودار ہوا وہ جب آفتاب کی قدمبوسی سے فارغ ہو کر واپس جا رہا تھا تو زمین کے اسقدر قریب ہو کر گذرا کہ زمین کی کشش نے اُس کی رفتار کو سُست کر دیا تھا لیکن جب کشش زمین کے پنجہ سے بچکر تیزی کیساتھ بھاگا تو سیدھا مسماۃ مشتری کے گھر میں جا گھسا مشتری کے گرد اُس کے چار چاند برابر گشت کرتے رہتے ہیں یہ دُم دار اُن کے بیچ میں جا پھنسا تو تھا بیڈھب مگر کچھ ایسا چالاک اور گرگ باراں دیدہ تھا کہ اُن چاروں کے بیچ میں سے ادھر اُدھر کترا کر اور دُم دبا کر صاف بچکر نکل آیا ورنہ مشتری کے چاروں چوکیدار ایسے تنومند ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک ہی کا مکا اُسکے سر پر لگتا تو کھوپڑی پاش پاش ہو جاتی۔ اسی سال امیر الامراء نواب نجیب الدولہ کا جو پانی پت کی لڑائی اور عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے انتقال کے بعد آٹھ نو برس سے دہلی میں حکومت کر رہا تھا انتقال ہوا اور شہزادہ عالی گہر الہ آباد سے آکر دہلی کے تخت پر بیٹھا اور شاہ عالم لقب اختیار کیا۔ اسی سال ملک بنگالہ میں ایسا عظیم الشان قحط پڑا کہ ایک تہائی باشندے فاقوں کے مارے مر گئے۔

سنہ ۱۸۱۱ء میں ایک دُم دار اکبر ثانی بادشاہ دہلی اور ارل آف منٹو وائسرائے کے زمانہ میں نمودار ہوا جس کی دُم کی لمبائی نوے لاکھ میل تھی۔

سنہ ۱۸۳۵ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ نمودار ہوا۔

سنہ ۱۸۵۸ء میں جبکہ ہند سے عظیم الشان بغاوت کا فتنہ فرو ہو رہا تھا ایک نہایت شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا اسی سال ملک ہند کمپنی کے قبضہ سے نکل کر بادشاہت انگلستان کے قبضہ میں آیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں ایک دُم دار نمودار ہوا جو سنہ ۱۸۵۸ء والے دُمدار سے چھوٹا تھا اُس نے ہماری [illegible] اسکی دُم کے اندر دو گھنٹہ تک ہماری زمین رہی تھی بخیر گذری [illegible] حصہ بچ گیا تھا ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا ہوتی؟ [illegible] بخیر گذشت۔ اس کی دُم سے زمین یا زمین والوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اسی سال لارڈ کیننگ نے اسٹار آف انڈیا کا خطاب قائم کیا تھا۔ اسی سال شاہزادہ البرٹ اور ابو ظفر سراج بہادر شاہ نے وفات پائی۔

سنہ ۱۸۸۲ء میں ایک نہایت ہی شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا جس کی دُم اُنیس کروڑ میل لمبی تھی اسی سال کی ۱۷ ستمبر کو وہ ہماری زمین اور آفتاب کے بیچ میں اس طرح ہو کر گذرا تھا کہ آفتاب اور وہ دُمدار اور ہماری زمین تینوں ایک خط مستقیم میں تھے۔ وہ رستہ میں اپنے بہت اجزا بکھیرتا جاتا تھا اُن اجزا کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا مگر سب علیحدہ علیحدہ اپنا

اپنا سفر طے کرتے چلے جاتے تھے۔ اُس دُم دار کا سر ایک نہیں تھا بلکہ پانچ چھ چھوٹے چھوٹے تارے اسطرح جُڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے جیسے ایک لڑی میں موتی پاس پاس جُڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ میری عمر اُس وقت تقریباً تین سال کی تھی میں اپنی نانی صاحبہ مرحومہ کے پاس اندر کے دالان میں رات کو سویا کرتا تھا ایک روز صبح ۴ بجے کے قریب جبکہ لوگ نماز فجر کی تیاریاں کر رہے تھے میں بھی بیدار ہوگیا اور اُٹھکر نانی صاحبہ کے ہمراہ باہر صحن میں چلا آیا اُسوقت میں نے آسمان کے مشرقی حصہ میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ دُم دار تارا دیکھا یہ نظارہ میرے لئے نہایت عجیب اور ہیبت ناک نظارہ تھا جو مجھکو نہایت اچھی طرح سے ابتک یاد ہے۔ بس پھر اُسکے بعد میں نے اُس کو کبھی دوبارہ نہیں دیکھا۔ اسوقت اگر وہی دُم دار یا اُسی طرح کوئی دوسرا شاندار دُم دار نظر آئے تو میں اُس کو بڑی دلچسپی کیساتھ راتوں کو اُٹھ اُٹھکر دیکھا کروں۔ ایک اور دُم دار جس کی دو دُمیں تھیں اسی کے قریب زمانہ میں نمودار ہوا تھا جو ستارہ ذوالسنین کے نام سے مشہور رہے۔ مجھکو اسوقت اُس کے نمودار ہونے کی صحیح تاریخ اور ماہ و سال یاد نہیں۔ مدراس بمبئی وغیرہ بہت سے مقامات میں دیکھا گیا تھا اور اُس زمانہ کے اخبارات میں اسکا ذکر شائع ہوا تھا۔ یہ وہی ذوالسنین ستارہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی نمودار ہوا تھا۔

۱۹۰۷ء میں یعنے اسی سال جو دُم دار نمودار ہوا تھا اگرچہ اُس کی دم بھی شیطان کی آنت کی طرح بہت طویل تھی مگر یہ کچھ شاندار نہ تھا اور ۱۸۸۱ء والے دُم دار کی گرد کو بھی نہ پہنچتا تھا۔

۱۹۱۰ء میں پھر ہیلے کے دُم دار سیارے کے نمودار ہونے کا انتظار ہے۔ دُم دار سیارے جس قدر آفتاب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اُسی قدر اُنکی دم طویل اور شاندار ہوجاتی ہے۔ دُم دار تارہ کی دم اُس کی رفتار کی سیدھ میں پیچھے کو نہیں ہوتی دُم دار تارہ چاہے کسی سمت کو جاتا ہو مگر جس سمت میں آفتاب ہوتا ہے اُس کے مخالف سمت میں اُس کی دُم ہوتی ہے۔ دُم دار سیاروں میں عموماً کاربن سوڈیم اور لوہا کے اجزا ضرور ہوتے ہیں۔ حرارت آفتاب سے کاربن اور اُس کے رقیق اجزا پگھل کر اور بھاپ بن کر اُڑتے ہیں وہی اُس کی دُم ہوتی ہے۔ جُوں جُوں وہ آفتاب کے قریب آتا جاتا ہے حرارت آفتاب تیز ہوتی جاتی ہے اور لوہا وغیرہ تمام اجزا بھاپ بن کر اُڑنے لگتے اور اُس کی دُم کو شاندار بناتے جاتے ہیں۔ پھر جب آفتاب سے فاصلہ زیادہ ہوتا جاتا ہے تو دُم بھی گھٹتی جاتی ہے۔ ہمارے نظام شمسی میں اول عطارد اُس کے بعد زہرہ پھر زمین پھر مریخ پھر مشتری وغیرہ کے دورے ہیں ان تمام سیاروں کے دوروں میں ایک خاص اندازہ کی موافق فصل ہے مگر مریخ اور مشتری کے دوروں کے درمیان اسقدر زیادہ فاصلہ ہے کہ خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انکے درمیان میں ایک سیارہ اور ہونا چاہیئے۔ اسی خیال نے ہیئت دانوں کی توجہ اسطرف مبذول کی کہ وہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی سیارہ تلاش کریں چنانچہ بڑی کوششوں کے بعد۔ پالس۔ جونو۔ وسٹا وغیرہ چار نہایت چھوٹے چھوٹے سیارے ملے۔ اعلیٰ درجہ کے ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں سیارے کسی ایک بڑے سیارہ کے ٹکڑے ہیں جو کسی سیارے سے ٹکرا کر یا اور کسی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ دُم دار سیاروں میں اس طرح ٹکرا کر ٹوٹ جانے کا احتمال سب سے زیادہ ہے چنانچہ وہ اکثر ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ پہلے بیلا کے دُم دار کا حال بیان ہوچکا ہے۔ معمولی سیارے یا دُم دار سیارے جب ٹوٹتے ہیں تو اُن کے ٹکڑوں میں بھی وہی گردش وہی حرکت اور وہی تمام ادائیں باقی رہتی ہیں جو سالم سیارہ میں ہوتی ہیں۔ معمولی سیاروں کے ٹکڑے تو اپنے اپنے مقررہ دوروں میں باقاعدہ گردش کرتے ہیں (مثلاً پالس۔ جونو وغیرہ) کیونکہ سیارے باقاعدہ گردش کے عادی ہیں۔ مگر دُم دار سیارے چونکہ ہمیشہ ٹیڑھے راستوں میں چلنے کے عادی ہوتے ہیں اس لئے ٹوٹنے کے بعد اُن کے ننھے ننھے بچے بھی انھیں کی طرح شتر بے مہار کی مانند باد ہوائی پھرتے رہتے ہیں۔ اول تو عرصہ دراز کے بعد دُم دار سیارہ اپنی دُم کے ذریعہ سے اپنی مادہ کو کم کرتا کرتا خود ہی چھوٹا اور تاریک ہوجاتا ہے پھر جب ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے تو اُن ٹکڑوں میں کوئی دُم وغیرہ باقی نہیں رہتی۔ نتیجہ مادہ کے تو ٹکڑے ہوجاتے ہیں رقیق اور دُم بنانے والا مادہ فضا میں منتشر یا اُن ٹکڑوں میں جذب ہوکر نابود ہوجاتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بڑا دُم دار سیارہ ٹوٹتا ہے تو اس کے نہایت بڑے بڑے ٹکڑوں میں دُم بھی تقسیم ہوجاتی ہے اور ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار سیارہ بن جاتا ہے مثلاً ۱۸۸۲ء میں نمودار ہونے والے تارے کے وہ چند ٹکڑے جو لڑی کے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اگر کسی صدمہ سے علیحدہ علیحدہ ہوجائیں تو ظن غالب ہے کہ اُن میں سے ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار بن جائیگا۔ ہیئت دان اس بات سے واقف ہیں کہ بعض اوقات دوربین کے ذریعہ سے دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کئی کئی دُم دار سیاروں کا ایک غول آفتاب کی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے وہ تمام چھوٹے چھوٹے دُم دار سیارے جو ایک ساتھ ہی پاس پاس سفر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یقیناً کسی ایک بڑی دُم دار سیارے کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ دُم دار سیاروں کے لاتعداد اور نہایت چھوٹے چھوٹے تاریک ٹکڑے جو اکثر کئی کئی پونڈ کے وزنی ہوتے ہیں فضا میں آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ زمین کے چاروں طرف کئی سو میل بلند ہوا کا ایک غلاف لپٹا ہوا ہے۔ اُن ٹکڑوں میں سے جب کوئی کمبخت کا مارا زمین کے قریب ہوکر گذرتا ہے تو زمین اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ ایسے ٹکڑوں کی رفتار عموماً بندوق کی گولی کی رفتار سے سو گنی زیادہ تیز ہوتی ہے اُنکی اپنی رفتار پر جب زمین کی کشش کا اثر ہوتا ہے تو وہ زمین کیطرف ایسی تیزی سے متوجہ ہوجاتے ہیں۔ لیکن عمودی حالت میں زمین کی طرف نہیں آتے۔ ہاں اگر اُنکی اپنی ذاتی رفتار کا کسی جانب کو میلان نہ ہوتا تو بے شک وہ زمین پر عمودی حالت میں گرتے ہوئے معلوم ہوتے۔ وہ جب ہوا کے سمندر کو غضبناک تیزی سے طے کرنے لگتے ہیں تو ہوا کے ذرات کی رگڑ سے کاربن۔ لوہا وغیرہ جن سے وہ مرکب ہوتے ہیں اول گرم ہوتے ہیں پھر سرخ انگارے کی مانند ہوجاتے ہیں پھر حرارت کی زیادتی سے سفید ہوجاتے ہیں پھر رقیق پھر ہوائی شکل میں بن کر اکثر زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی ہوا میں مل جاتے ہیں اور انھیں کو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ یہاں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ لوہے کے پگھلنے اور ہوائی شکل میں تبدیل ہوجانیکے لئے تو نہایت ہی سخت حرارت کی ضرورت ہے ہوا میں اس قدر حرارت کہاں سے آتی ہے۔ اس کا جواب باسانی اس طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ بندوق کی گولی جب نشانے پر جا کر لگتی ہے تو فوراً اُس کو چھونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرم ہے اُس کی تمام حرارت باروت کے جلنے سے تو ہے نہیں کیونکہ جب باروت مشتعل ہوئی تو اُس کے بعد گولی اُس مشتعل باروت کی مصاحبت میں اس قدر کم عرصہ تک رہی کہ جس کا تصور بھی بمشکل ہوسکتا ہے اتنی دیر میں سیسہ کی گولی ایک طرف سے دوسری طرف تک تمام گرم نہیں ہوسکتی

دراصل گولی کی وہ گرمی بندوق کی نال اور ہوا کی رگڑ کے باعث سے ہے فرض کرو کہ بندوق سے نشانہ تک کا فاصلہ طے کرنے میں ہوا کی رگڑ سے گولی میں صرف ایک درجہ حرارت پیدا ہوتی ہے تو شہاب ثاقب کی رفتار چونکہ بندوق کی گولی سے سوگنی زیادہ ہے لہذا اُس میں ۱۰۰ × ۱۰۰ یعنے دس ہزار درجے حرارت پیدا ہو جائے گی اور دس ہزار درجے کی حرارت لوہے کو پگھلا کر ہوائی شکل میں تبدیل کر دینے کے لئے کافی ہے۔ بعض اوقات شہاب ثاقب کے کچھ جلے ہوئے حصے راکھ کی شکل میں زمین پر گرتے ہیں چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جب میں نجیب آباد گیا تھا تو وہاں میں نے مکرمی مولوی حکیم منشی علی صاحب سے سُنا کہ چند روز ہوئے ایک شہاب ثاقب نمودار ہوا اور اُس کے کسی قدر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بشکل خاکستر نواب میاں جان خان کے صحن میں گرے اور کئی شخصوں نے اُن کو دیکھا۔ اگر ہوا اس طرح رستہ ہی میں ان آسمانی گولوں کا کام تمام نہ کر دیا کرتی تو زمین پر رہنے والے جاندار ہمیشہ سخت اندیشہ اور خطرہ کی حالت میں رہتے اور اکثر ان کا نشانہ بنا کرتے بحکم الثاقب کے باعث ان کل نفس لما علیہا حافظ نے اس وقت مجھکو بڑا ہی لطف دیا۔ شہاب ثاقب کے ذرات جو ہوا میں مل جاتے ہیں ہوا کو کثیف کرتے ہیں اور جب ان کی کثرت ہوتی ہے تو ہوا زیادہ کثیف ہو کر بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ حکمائے متقدمین بھی شہاب ثاقب کی کثرت کو امراض وبائی کا موجب خیال کرتے تھے علم ہیئت کے عجائب و غرائب پر غور کرنے سے اُس وراء الوراء ذات باری تعالیٰ کی اس قدر عظمت و جبروت انسان کے دل پر طاری ہوتی ہے اور مومن کے ایمان میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ جس کا اظہار دشوار ہے۔ شہاب ثاقب کے متعلق مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نہایت مشہور و معروف کتاب آئینہ کمالات اسلام میں ایسی عجیب بحث لکھی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس وقت اگر میرے پاس آئینہ کمالات اسلام کا وہ حاشیہ جو والسماء والطارق کے متعلق کتاب مذکور کے ابتدائی جزوں میں ہے ضرور مطالعہ کریں۔

۱۳ نومبر ۱۹۰۷ء کو زمین گردش کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہنچنے والی ہے جہاں اس کو بہت سے شہاب ثاقب ملنے ممکن ہیں۔ اگر ۱۳ نومبر کی شب میں آسمان پر غیر معمولی طور سے تارے ٹوٹنے کا تماشا نظر آئے تو تعجب نہیں۔

آسمان میں جب دُم دار سیارے نمودار ہوتے ہیں یا شہاب ثاقب کی کثرت ہوتی ہے تو زمین پر بھی کوئی نہ کوئی غیر معمولی حادثہ واقع ہوتا ہے یا کسی عظیم الشان شخص کا ظہور ہونے والا ہوتا ہے۔ یعنے جب خداتعالےٰ آسمان پر غیر معمولی نظارے دکھاتا ہے تو زمین پر بھی عظیم الشان حیرت انگیز واقعات ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت آسمان پر عجیب و غریب ستارے اور ایک ذوالسنین نمودار ہوا تھا۔ وہی ذوالسنین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت دُنیا کے اکثر مقامات پر دیکھا گیا۔ حضرت نبی کریم سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی آسمان پر بڑی کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹتے ہوئے نظر آئے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت بھی ایسی ہی کثرت سے ۱۸۸۵ء میں شہاب ثاقب نظر آئے تھے جن کا ذکر بیلا کے دُم دار سیارہ کے بیان میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ خداتعالےٰ کی عظمت اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کس قدر دل پر چھا جاتی ہے جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ خداتعالےٰ نے اپنی سنت پوری کرنے (جو وہ مامورین کی بعثت کے وقت کیا کرتا ہے) یعنے غیر معمولی شہاب ثاقب کی کثرت دکھلانے کے لئے ایک مشہور و معروف دُم دار سیارہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور تمام ہیئت دانوں کو ششدر و حیران بنا دیا۔ وہ خدا کہ جس نے اپنے مامور کی نشانی کے لئے عظیم الشان اجرام سماوی کے تہ و بالا کر دینے اور توڑ ڈالنے میں دریغ نہیں فرمایا کیا ان زمینی متکبروں کے (جو مسیح موعود کے دشمن ہیں) سر کچل ڈالنے اور اپنے مامور کی صداقت پر صداقت دکھانے میں دریغ فرما سکتا ہے؟

صبح کو رمضان المبارک کی تیرھویں تاریخ ہے صبح کے وقت نکلنے والے ستارے اُفق مشرق سے سر نکال کر جھانکنے لگے ہیں میں اب سحری کے چند لقمے کھاتا ہوں اس کے بعد نماز فجر کی تیاری اور بعد نماز فجر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے فرائض میں مصروف ہوں گا۔ یہ تمام رات اختر شماری ہی میں گذر گئی۔ میری اکثر راتیں اسی طرح آنکھوں ہی میں کٹ کر نکل جاتی ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے اس مضمون لکھنے کے نماز ہی پڑھتا۔ اے میرے خدا میری خطاؤں کو معاف فرما میری مدد کر۔ مجھکو نیک توفیق دے۔ گناہوں کے بد نتائج سے مجھ کو محفوظ رکھ۔ آمین۔ اللّٰھم اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ (راقم اکبر نجیب آبادی)

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اِس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کُل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کُل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک ۳؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل پتہ پر آنی چاہئیے۔

مینیجر یعقوب علی ایڈیٹر الحکم ... قادیان

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ۔ حصہ دوم ۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۱۴؍ ست بچن ۱؍ ۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ فیصلہ آسمانی قیمت ۲؍ ۔ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب قیمت ۴؍ ۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۴؍) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ حصہ دوم ۴؍

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگاکر فروخت کریں جس کے کمیشن ومنافع سے آپ مالامال ہوسکتے ہیں ۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون وجملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے ۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام وگلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت وسرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوجاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز ایسے نیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ ۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بد پرہیزیوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے جیسے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے بے نظیر لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند ہی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاءاللہ تعالےٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی اس شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں ۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ تعالےٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگواکر آزماؤ ۔ قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ ۔

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

(۱)

ناامید

صرف ایک ہی لفظ "موت" اس سے زیادہ خوفناک ہے۔ آپ نے کسی اخبار میں ایک قصہ کہ جس کو آخر میں کسی چیز کا اشتہار پایا ہوگا ضرور پڑھا ہوگا؟ کیا اس سے آپ کو اس چیز مشتہرہ کی عمدگی کا کامل یقین ہو گیا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کو کبھی یقین نہ آیا ہوگا کیونکہ وہ اشتہار ایک اجنبی شخص کے تجربہ کو جو کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جبکہ اس قسم کا تحریری بیان کلکتہ کے ایک لائق طبیب ڈاکٹر پی سی رائی صاحب مارواڑی ہندو ہسپتال کے ہاؤس سرجن (طبیب نمبر ۱۴۲ ہریسن روڈ) نے کیا ہو جن کو مثل ایک کامیاب معالج کے کلکتہ باشندوں سے پہچان کروانے کی ضرورت نہیں تب تو وہ بیان قابل اعتبار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) بہت عمدہ ہیں۔ ایک استسقاء (جلندھر) کا مریض جو لاعلاج سمجھا جاتا تھا ان گولیوں کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ مرض کی معمولی علامات موجود تھیں۔ پیٹ میں پانی کا جمع ہونا اور پاؤں اور چہرہ پر ورم وغیرہ کہ جن کی وجہ سے مریض کو ایسی تکلیف ہوتی تھی کہ اس کے پیٹ میں نشتر لگایا گیا اور ۲۶۰ تولہ پانی نکالا گیا۔ تین ہفتہ میں اس طرح تین مرتبہ کیا گیا۔ سے تمام دن میں صرف ۵ تولہ پیشاب آتا تھا۔ اس حالت میں اسے ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) کھلانی شروع کیں جن کی وجہ سے ۲۴ گھنٹے میں ۸۰ تولہ پیشاب آنے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں استسقاء (جلندھر) کی تمام علامتیں دور ہو گئیں اب وہ بالکل تندرست ہے۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) متعدد جن امراض کے لئے مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں اوپر کا واقعہ بہت عجیب ہے کیونکہ جلندھر جب اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے۔ تو مہلک ہوتا ہے اگر یہ بیان مارواڑی ہسپتال میں قلمبند نہ ہوتا کہ جہاں سے کل حال دریافت کیا جا سکتا ہے تو ضرور شک کرنے کا موقع ہوتا جلندھر بھی مثل درد پشت پیشاب کے امراض اور وجع مفاصل (گٹھیا) گردوں کے مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جن کے لئے ڈوان کی درد پشت اور گردے کی گولیاں مجرب دوا ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ یا چھ شیشیوں کے عہ۱۰ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو بھیجنگے اور نام اخبار سے مطلع فرمائینگے۔ تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر وی۔ پی خرچ کے کی جائے گی۔

ڈوان کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جہاں جون بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی یا سرخ بادہ۔ کھر جواسکبڑ۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح سوزش نمکین پتو را اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکاندار کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ عہ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۱۲ مبلغ عہ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سید ہے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے عہ۱ ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کسے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی عہ۲ کین ہینڈل عمدہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیسے مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے عہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲ عہ۔

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ ۔۔۔ ۳ے
۱۰-۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۔۔۔ ۵ء
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۔۔۔ ۵ء
" " " " ۔۔۔ ۴ء
بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر ۔۔۔ عہ
" ۔۔۔ ۱۲
کرکٹ بال گلوسون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔۔۔ ۵ عہ
" " دھاگے کے بیج ۔۔۔ ۳ے
" " پریکٹس ۔۔۔ ۱۲
کرکٹ وکٹس فی کاپی ۔۔۔ ۱۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال یار قسم پریکٹس سیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۱۹۰۷ء

بچوں کی صحت



والدین کی بڑی فکر کی بات ہے
اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو۔ بچہ خوش باش نہ جانے گا ہوا اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے۔

ہاتھ سے نہ چھونا چاہیے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ) دوا ساز لنڈن انگلینڈ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

سالانہ
عوام سے ۔۔۔ صر
خواص و معاونین سے عـــہ
ہندوستان سے باہر کے
طلب والوں سے ۔۔۔ ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپے سے کم آمدنی
والے لوگوں سے ۔۔۔ ۱۲

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

واقعات حقیقیہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ یعنی تم لوگ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا انکار کر ہی کس طرح سکتے ہو جبکہ تم پر موت طاری تھی پھر اس کے بعد تم کو زندگی عطا کیگئی تھی۔ اور اس کے بعد پھر ایک اور زمانہ آئیگا جبکہ تم پر موت وارد ہوجائے گی اور اس کے بعد پھر تم لوگوں کو زندگی عطا کیجاویگی۔ اس آیت سے صاف طور پر دو ایسے زمانوں کا پتہ لگتا ہے جس میں اللہ کریم صحابہؓ کی روحانی زندگی کو اپنی ہستی کا ایک زندہ ثبوت گردانتا ہے میرے خیال میں جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی نطفہ کے وقت یا اس سے پہلے جو حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک موت ہی ہوتی ہے۔ آخر خدا تعالےٰ اپنی حکمت کاملہ سے ہستی کا جامہ پہناتا ہے اور عدم سے وجود میں لاتا ہے اور یہی وہ زندگی ہے جس کا بیان آیت کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ میں پایا جاتا ہے اور آیت ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ سے مراد وہ موت اور حیات ہے کہ جب انسان اس دنیا فانی سے کوچ کرجاتا ہے اور خاک میں خاک اور روح میں روح ملجاتی ہے۔ تب قیامت کو دوبارہ خدا تعالیٰ از سر نو زندگی بخشے گا۔ وہ ایک حد تک راستی پر ہیں اور ان معنوں سے مجھے انکار نہیں میں مانتا ہوں کہ موت اور حیات دو ایسے وسیع المعانی لفظ ہیں۔ جن کے بیسیوں معنی ہوسکتے ہیں۔ لیکن یہ معنے میرے جیسے کم فہم آدمی کو آیت مطہرہ کے منشا کے مطابق معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے کمال سادگی اور آزادگی خیالات کیوجہ سے اتنا کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اس طرح کی موت اور حیات مراد لینے سے ثبوت ہستی باریتعالیٰ پر کوئی کامل اکمل دلیل پیدا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اسطرح سے دوسرے درجہ پر یعنے ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ میں جو موت اور حیات ہے۔ وہ تو ابھی برائے نام اور صرف وعدہ ہی وعدہ ہے خدا ہی جانے کہ کب قیامت ہوگی اور کب یہ واقع ظہور میں آئے گا اور قیامت کے منکر کا تو پھر خدا ہی حافظ۔ باقی رہی پہلی دلیل۔ اس پر بھی یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ لوگوں کا اس بات پر بکلی اتفاق نہیں کہ ہماری روح ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھی یا نہیں۔ گو ہمیں تو خبر ہی تب ہوئی جب سانس لینے لگے بلکہ اس سے بھی کئی برس بعد۔ اور پھر ہم لوگوں کو جو زندگی عطا بھی کیگئی۔ تو وہ بھی والدین کے ذریعہ سے خدا کی تو ہمیں خبر بھی نہیں۔ کہ کب زندہ کیا اور کس وقت اپنی ہستی کا ثبوت ہمیں دیا؟ اور پھر کروڑہا حیوانات بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی عجیب و غریب حالتوں میں تبدیل ہوکر پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری کوئی خصوصیت نہیں اور پھر اور بھی وہم و گمان سے بڑھکر حیرت انگیز ترقیات نباتات کی پیدائش میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ مگر اس سے یہ بات کہاں سے گلے کا ہار بن گئی۔ جو ہم ایک خدا ہی ضرور مان لیں اور اس کے ماننے بغیر ہمارا چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ہی ان معنوں پر یہ تشکیک بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ جیسے والدین کے ذریعہ سے پیدا کرکے اس وقت خدا تعالیٰ نے وہ مینگا دہانگی سے اپنی ہستی منوانی چاہی ہے ویسے ہی دوبارہ پیدا کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ والدین سے ہی سلسلہ حیات

شروع کریگا۔ بغیر اس کے محال۔ اور اگر آپ کہیں کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا تو مہربانی کر کے کوئی نظیر پیش کریں تاکہ اسپر ہی قیاس کر لیا جاوے۔ اور پھر ان معنوں پر شائد کسی کو یہ خیال بھی پیدا ہو جاوے۔ کہ جیسے دوسری موت یعنے ثم یمیتکم سے پہلے ایک حیات فاحیاکم یقینی طور پر موجود ہے ویسے ہی پہلی موت یعنے کنتم امواتاً سے پہلے بھی ایک حیات ضرور ہوگی جس سے کچھ بو تناسخ کی بھی آتی ہے۔ ایسے ہی ان معنوں پر اور بھی کئی اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں جن کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ غرض جس طور پر ہمارے نام کے رہبر اور لیڈر اس آیت کو ثبوت ہستی باریتعالیٰ میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح سے تو آیت الہیٰ وبالِ جان ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے منکر کو عجیب و غریب پھندوں میں پھنساتی ہے۔

میرے اپنے خیال میں قرآن مجید ایک روحانی کلام ہے اور روحانی مخلوق کے ذریعہ سے ایک روحانی شخص صلعم کے منہ سے نکلی ہے۔ اس لئے اسکو لغت اور دوسرے پیچ در پیچ جالوں میں پھنسانے کی حاجت نہیں۔ اور نہ ہی ایسی سر دردیوں سے کوئی روحانی فائدہ پہنچا کرتا ہے۔

معزز ناظرین بات تو بالکل صاف ہے کہ اللہ کریم اس ضلالت اور گمراہی کی موت کو یاد دلاتا ہے۔ جو ان لوگوں پر آنحضرت صلعم کے دعوےٰ نبوت سے پہلے طاری تھی جیسے موتھا (۱۴/۱) و (۲۱/۵، ۶، ۸) و (۲۸/۱۸) ضلال مبین (۲۸/۱۱) اور قست قلوبھم (۲۷/۱۸) وغیرہ آیات سے اظہر من الشمس ہے۔ اور پھر اس زندگی کو اپنی ہستی کے لئے بطور ایک زندہ گواہ کے پیش کرتا ہے جو قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق ظہور میں آئی تھی۔ جیسا کہ یحی الارض (۲۷/۱۸) لمایحییکم (۹/۱۷) اور وایدھم بروح منہ (۲۸/۴) اور اسی قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں ایک شبہ ان معنوں پر بھی پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی موت اور حیات میں تو ہم نے مان لیا کہ روحانی موت اور روحانی حیات مراد ہے۔ اور آیت لمایحییکم (۹/۱۷) اسبات کی تائید ہی کرتی ہے۔ لیکن چونکہ محمد رسول اللہ وفات پا چکے ہیں اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نیا یا پرانا رسول آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ خاتم النبین ہیں۔ اس لئے دوسری موت اور حیات کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر میرے نزدیک یہ شبہ بہت جلدی دور ہو سکتا ہے اور عقلمندوں کے لئے ایک لاجواب جواب دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ حق کی پیاس ہی ہو۔ اور میرے خیال میں جو جواب میں اپنی ناقص سمجھ کے مطابق ذیل میں درج کروں گا وہ بذات خود ایک ایسا جواب ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

ناظرین اخبار! قرآن کریم کو بنظر غور پڑھنے سے محمد رسول اللہ صلعم کی دو بعثتیں ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ جسمانی طور پر وفات پا چکے ہیں اسلئے دوسری دفعہ بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی مبعوث ہوں گے لیکن بروزی اور ظلی طور پر جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

بعثت اول۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ (۲۸/۱۱) یعنے وہی عزیز اور حکیم اللہ ہے جس نے امیوں کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ جو اللہ کی آیات کی ان پر تلاوت کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انکو الٰہی کتاب اور الٰہی حکمت کی باتیں سکھاتا اور سمجھاتا ہے اور پھر فرمایا۔

(بعثت دویم) واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم (۲۸/۱۱)۔ اور انہیں صحابہ میں سے ایک گروہ صحابہ کا آخرین بھی ہوگا لیکن وہ لوگ ان لوگوں سے نئے نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوں گے۔ اور یہی رسول آیات اللہ کی تلاوت انپر کرے گا۔ اور ان لوگوں کا تزکیہ کریگا اور الٰہی کتاب اور الٰہی حکمت کی باتیں انہیں سکھائیگا اور یہ کوئی مشکل کام نہیں بلکہ خدا سب پر غالب ہے اپنے اس کام کو اپنی حکمت سے سرانجام دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ مندرجہ بالا آیات کو بنظر غور دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی خدا تعالےٰ نے دو بعثتیں رکھی ہیں ایک جسمانی طور پر اور ایک ظلی اور بروزی طور پر۔ لیکن چونکہ آخری بعثت کے وقت جو لوگ مخالفت کریں گے ان کا نام قرآن کریم میں یہود رکھا گیا ہے جیسا کہ حملوا التورات اور اس قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اس وقت نصارےٰ کا عام غلبہ ہوگا اور عیسےٰ پرستی کا بہت شور برپا ہوگا۔ اور نیز امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ اس لئے دوسری دفعہ آنحضرت صلعم بحیثیت حضرت عیسیٰ کے آئیں گے اور نہایت حلیمی فروتنی مسکینی اور انکساری سے اپنے جمالی نام احمد کا ظہور فرمائیں گے ایسا ہی اس آخری زمانہ کے لئے قرآن کریم میں بہت سے اشارات بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً نہروں کا کثرت سے کھودا جانا۔ رسالوں کتابوں اشتہاروں اور اخباروں کی عام طور پر اشاعت ہونا۔ چاند اور سورج کو ماہ رمضان میں گہن لگنا۔ عیسےٰ پرست لوگوں کا حکمران ہونا۔ میل ملاپ اور دیگر تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بہت سے ذرائع اور اسباب کا پیدا ہو جانا۔ ایسی ایسی سواریوں کا نکلنا جن سے اونٹوں کی وقعت کم ہو جانا۔ مختلف مذاہب کے آپس میں بحث مباحثوں کا بہت شور برپا ہو جانا۔ طاعون کا کثرت سے پھیلنا۔ زلزلوں کا بار بار زور سے آنا وغیرہ وغیرہ بہت سے نشانات ہیں جن کو تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ بلکہ میں اپنے اصلی مقصود کی طرف توجہ کر کے لکھتا ہوں کہ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں تو اس سے ایک نتیجہ یہ نکلتا پڑے گا کہ آیت وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم میں انہیں دو زمانوں کیطرف اشارہ ہے جن میں اللہ کریم محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرے گا۔ اور اپنی ہستی پر ایک لاجواب اور دنداں شکن دلیل قایم کریگا۔ گو یہ سچی بات ہے کہ نصف حصہ اس دلیل کا پہلی صدی میں ہی ظہور میں آچکا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کی پہلی بعثت میں ہی دنیا پرست لوگ ایک قادر اور توانا مالک الکل اور خالق الکل ہستی پر ایمان لے آئے تھے اور دنیا نے ایک انقلاب عظیم کا چہرہ دیکھا تھا لیکن حقیقی کمال اسی صورت میں ظہور میں آئے گا۔ جبکہ دونو پہلو ہر طرح سے پورے ہوں گے اور بعثت ثانی کا نورانی جلوہ نظر آوے گا۔ اور جیسے چاند جب چڑھتا ہے تو گو اسکی حالت ایک حد تک ظاہر کرتی ہے کہ ایک وقت یہ اپنے پورے کمال کو پہونچیگا۔ لیکن حقیقی کمال اس کا تبھی سمجھا جاتا ہے جب چودھویں تاریخ آجاتی ہے۔ اور نورانی چاند پر دوں کو چیرتا ہوا اپنا کامل چہرہ دکھاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کے نور کے کامل جلوہ یعنے بعثت ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے اور کل موعودہ آثار اولیاء اللہ کے الہامات اور اہل کشوف کے رؤیات اور کلام الٰہی کے استدلالات سب کے سب چودھویں صدی کا پتہ بتاتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

اشارہ تھا اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائیگا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اور لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانیوالا مبارک احمد ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہنچیگا اور خورد سالی میں ہی فوت ہو جائیگا اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی یا یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی اسلئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا مگر تعصب کا کیا علاج متعصب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اُس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم ۔ ینزل منزل المبارک ۔ یعنے ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اُس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی تا یہ سمجھا جاوے ۔ کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ انی اریحک ولا اجیحک واخرج منک قوما یعنی میں تجھے راحت دونگا اور میں تیری قطع نسل نہیں کرونگا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کرونگا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے۔ کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے بھی بچائے گا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائینگے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا جو شخص تقویٰ سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے یہ بھی جاننا چاہئے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آیندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے سو ایسے واقعات دشمن کیلئے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنیٰ نہیں رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہو گئے یہاں تک کہ خبیث فطرت کافر نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا مگر آخر کار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہانتک کہ اُن عرب کے کافروں کا نام و نشان نہ رہا جو
آنحضرت کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرہ عرب اسلام سے بھر گیا یہ سچ ہے کہ العاقبۃ للمتقین۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کریگا جیسا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جاہل دشمنوں کا منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے وہ جڑ سے کاٹے
جاوینگے اور اُن کا نام و نشان نہیں رہیگا۔ اس بارہ میں ان دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ پیشگوئی اس جگہ لکھتا ہوں چاہیئے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں
اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہانتک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقفکاروں کو
اس امر سے مطلع کریں۔ کیونکہ یہ دن آنیوالے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے ان مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کریگا وہ حلیم ہے مگر
اس کا غضب سب سے بڑھکر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اُس سے کانپتے ہیں اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ
ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دئے کہ وہ سب لوگ چاہتے
ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے مگر خدا جو میرے دل کے حالات کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کریگا جو اس کے علم کے موافق
ہے اس نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل انّک بمنزلۃ
الاسلام انزلتك واخترتك۔ ترجمہ۔ تو نے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھیگا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملے والے تھے اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور
...سا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا؟ یعنی اُنکا انجام وہی ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا۔ پھر فرمایا۔ وینصرك
رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم الہام کرینگے وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئینگے
یہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی کیونکہ آیت یاتون من کل فج عمیق خانہ کعبہ کے حق میں ہے اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی
ہے اور اس چکی میں جو پڑیگا وہ آخر کو پیسا جائیگا یعنی تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنیوالے سلامت نہیں رہینگے اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے
مقدر تھا یعنی جو لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہو جائیں گے اور پھر فرمایا۔ انّی انا ربّک الرحمٰن۔ ذو العزّ والسلطان من عاد اولیائی فکانما
خرّ من السماء۔ انّی موجود فانتظر۔ سینالھم غضب من ربھم وما کنّا معذبین حتی نبعث رسولا۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا
انی امرت لکم فافعلوا ما تؤمرون۔ الیوم یوم البرکات یا عبد اللہ انی معک والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلی۔ یعنی میں
ہی ہوں صاحب عزت اور سلطنت جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا میں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب اُن پر
...بھی نازل ہوگا ہم عذاب نازل نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ جب پہلے رسول آجائے یعنی دنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آگیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے
نجات پائینگے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائینگے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا اور پھر فرمایا میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کرونگا بلکہ جو کچھ کہا گیا وہ تجھے خدای کریم
...دیگا ان کو کہدے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں مجھے
روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا اور بیزار دن فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشاء کے

مطابق۔ اور پھر فرمایا۔ لکم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا **خیر و نصرت و فتح انشاء اللہ تعالیٰ** وضعنا عنک وزرک الذی

انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک۔ انی معک ذکرتک فاذکرنی وسع مکانک حان ان تعان وترفع بین الناس

انی معک یا ابراھیم انی معک ومع اھلک انک معی واھلک انی انا الرحمان فانتظر قل یاخذک اللہ یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہی خیر ہے اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم تیرا بوجھ اتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دینگے میں تیرے ساتھ ہوں میں نے تجھے یاد کیا ہے سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دو وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جاویگا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائیگا میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔ میں رحمان ہوں میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا یعنے دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائیگا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہو گی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا خدا ایک قہری تجلی کریگا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے انکی ذلت اور تباہی ظاہر کریگا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دیگا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دیگا سو چاہیئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ و طہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔

اس پیشگوئی کیساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنیوالی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی وہ لوگوں کو دیوانہ کیطرح کر دیگی معلوم نہیں کہ اس سال یا آیندہ سال میں ظاہر ہو گی مگر خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤنگا۔ گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائیگا وہ بچایا جائیگا اور خدا نے فرمایا میں روزہ بھی کھولونگا اور افطار بھی کرونگا اور اس گھڑی تک جسکو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا میرا عذاب دنیا کے شامل حال رہیگا اور طاعون دور نہیں ہوگی اور کبھی دور نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ اپنی اصلاح کر کے نیکی اور خدا کی طرف رجوع نہ کریں خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہو جائے سو اس لئے ایک طرف اس نے طاعون اور کئی اور عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنی راہ کی منادی کرنیوالا بھیجا۔ تا زمین کو گناہ سے پاک کرے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

مرزا غلام احمد۔ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کیلئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے ان کا ایمان قوی اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قایم ہو جاویں واضح ہو کہ مینے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اسکے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اُسپر چڑہایا ہے کہ گویا انہیں ہی کسیکا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے ہم اسجگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جہوٹ کی سزا دینے کے لئے خداتعالیٰ کافی ہے واضح ہو کہ مینے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اسطرح پر معیار صدق و کذب بنایا جاوے کہ اگر اُس فریق کا لڑکا مرگیا تو وہ جہوٹا ٹھہرے گا بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جسکے گناہ ہی جس نے خدا پر افترا کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹہیراتا ہے ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیساکہ قرآن شریف سے ہی سمجہا جاتا ہے تب وہ کاذب ہونے کیحالت میں عذاب میں بہی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے ورنہ بموجب حکم آیت لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تہا اور ابہی نو برس کی عمر کو نہیں پہونچا تہا۔ جب وہ فوت ہو گیا اور خدا نے اُسکی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اسکی نسبت خبر دی تہی کہ ابہی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائیگا اور یہ بہی فرمایا تہا کہ دشمن اُسدن خوش ہوگا اور اپنا وار کریگا مگر ساتھ ہی دشمن کی بدانجام کی بہی خبر دی تہی کہ آخر کار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور میری نسبت یہ بہی فرمایا تہا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتھ اس کی میرے دلکی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تہا۔ کہ انی مع اللّٰہ فی کل حال یعنے میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اسکی رضا ہے وہی میری رضا ہے اور یہ بہی میرے گہر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجہے یہ الہام کیا تہا کہ ہے تو بہاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر اور یہ بہی انکی نسبت الہام تہا کہ اِنّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھّرکم تطھیرا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیساکہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بہی اسی مصیبت کیطرف

266

خدا کی تازہ وحی

۶ اور ۷ نومبر کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا۔ ساھب لک غلاما زکیا۔ رب ھب لی ذریۃ
طیبۃ۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ۔ الم ترکیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔
اخذھم اللہ بقی وحدہٗ لاشریک معہ۔ قل جاء الحق وزھق الباطل۔ موت قریب
ان اللہ یحمل کل حمل۔ من خدمک خدم الناس کلھم۔ ومن آذاک اذی الناس جمیعا۔

آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو۔ ترجمہ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جسکا نام یحییٰ ہے (معلوم ہوتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تو دیکھیگا کہ تیرا رب ان مخالفوں سے کیا کریگا جو تیرے معدوم کرنے کیلئے حملے کرتے ہیں۔ خدا انکو پکڑیگا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا اسکے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا حق آگیا اور باطل بھاگ گیا یعنے باطل بھاگ جائیگا۔ ایک شخص کی موت قریب ہے۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اٹھائیگا اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ آئندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کردے) جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دکھ دیتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دنیا کو دکھ دیا۔ اس کے بعد ایک اور الہام ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں شائد بعد میں اجازت ہو جاوے اس کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ **"دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں"۔** ۱۰ر نومبر ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو الہام ہوا۔ **ایک وبا پڑیگی** یہ معلوم نہیں کس قسم کی وبا ہوگی۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ السلام کی صحت خدا کے فضل وکرم سے قوم کیلئے راحت افزا ہے۔ آپ ہر روز صبح کے وقت سیر کو تشریف لے جاتے ہیں

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم حسب معمول بڑی مسجد میں ہوتا ہے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب بھی بخیریت تمام اپنے دینی کام میں مصروف ہیں

(۴) ناظرین کو عید مبارک ہو۔ دار الامان میں عید جمعہ کے دن ہوئی حضرت حکیم الامۃ نے خطبہ عید پڑھا جو آئندہ اشاعت میں طبع ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مبارک باد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی فرما کر مفصلہ ذیل خبر اپنے اخبار گوہر بار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں خدا کے فضل وکرم سے بتاریخ ۶ر نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ۶ بجے صبح بروز چہارشنبہ مطابق ۲۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ اس عاجز کی چھوٹی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام حضرت مسیح موعود نے صلاح الدین رکھا ہے فالحمد للہ علی ذٰلک۔ خلیفہ رشید الدین ایل۔ ایم۔ ایس سول اسسٹنٹ سرجن اضلاع متحدہ۔ ہم جناب ڈاکٹر صاحب کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ کا سچا خادم اور دنیا کے لئے نافع الناس وجود ثابت کرے۔ آمین ثم آمین۔ ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مُردے کو کھانے کا ثواب پُہنچتا ہے یا نہیں۔ اور ساتھ ہی مختلف اشیاء کے نام لے لے کر تفصیل وار پوچھنا شروع کردیا۔ کہ ان کا ثواب بھی پُہنچتا ہے یا نہیں حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ طعام کا ثواب پُہنچتا ہے بشرطیکہ حلال کا

مُردہ کو طعام کا ثواب پُہنچتا ہے

طعام ہو قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھ کر پڑھتے ہیں۔ یہ تو سنت سے ثابت نہیں۔ مُلاں لوگوں نے اپنی آمدن کے لئے یہ رسمیں جاری کردی ہیں۔ ہاں اگر خدا چاہے تو مُردہ کے حق میں دعا بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ اپنے ہاتھ سے ایک پیسہ دینا بھی بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس کے عوض میں بہت سا مال خرچ کردے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ نیتوں کو جانتا ہے اور وہی ثواب پُہنچانے والا ہے جب یہ بات ثابت ہے کہ مُردوں کو بھی ثواب مل جاتا ہے تو پھر تفصیلوں کی کیا ضرورت

اُس عالم کی تفصیل نہیں ہو سکتی

ہے۔ ایک صحابی کا بیٹا دعا مانگا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے بہشت بھی دے اور انار اور انگور بھی دے صحابی نے کہا کہ جب بہشت مل گیا تو انار انگور سب چیزیں اسی میں آگئیں۔ اس کی تفصیلوں کی ضرورت کیا ہے۔ اس عالم کی تفصیلیں ہو نہیں سکتیں۔ وہ تو ایک پوشیدہ اور مخفی عالم ہے۔

فرمایا۔ آج کل دُنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے تم لوگ اچھی طرح سے نظر ڈال کر دیکھ لو۔ شہروں اور بازاروں میں جاکر دیکھ لو۔ لاکھوں اور کروڑوں آدمی ادھر

دُنیا کی حالت

سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر محض دُنیا کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایسے آدمی تھوڑے نکلینگے جو دین کی غرض سے پھرتے ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے تو یہی دعا سکھلائی تھی۔ کہ صراط الذین انعمت علیھم کہ یا الٰہی وہ راہ دکھا اور اُسی راہ پر چلنے کی توفیق دے جس پر چلنے سے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاویں

زندگی کی اصل غرض

اصلی مقصد انسان کا تو دین ہونا چاہئے۔ اسی واسطے مَیں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں دین کی خاطر آتے ہیں۔ اُن کو کچھ دن ضرور ٹھہرنا چاہئے شاید کوئی مفید کلمہ اُن کے کانوں میں پڑجاوے۔ بعض لوگوں کی کوششیں اور تدبیریں محض دُنیا کمانے کی خاطر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ پٹی بڑی پنشنیں پالیتے ہیں لیکن

دُنیا کی غرض ختم ہونے میں نہیں آتی

پھر بھی بس نہیں کرتے اندر ہی اندر اسی جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ اب کوئی خطاب ہی مل جاوے لیکن جونہی یہ مال متاع چھوٹتا نظر آتا ہے اور موت سر پر آجاتی ہے تب ہاتھ ملتے

دُنیا کی محبت کا آخری نتیجہ دُکھ ہے

ہیں کہ او ہو یہی دُنیا تھی جس کے لئے ہم مارے مارے پھرتے تھے اور ہر وقت اسی کے فکر اور غم میں مُبتلا رہتے تھے۔ اور اُس وقت سخت دُکھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور اسی میں جان نکل جاتی ہے

فرمایا۔ جب ایک چیز کی کثرت ہو جاوے تو پھر اس کی قدر نہیں رہتی۔ پانی اور اناج جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور یہ سب چیزیں آگ ہوا مٹی پانی ہمارے لئے نہایت ہی

ایک چیز جب کثرت سے مل جاوے تو پھر انسان غلطی سے اُس کی بے قدری کرتا ہے

ضروری ہیں۔ مگر کثرت کی وجہ سے انسان ان کی قدر نہیں کرتا لیکن اگر جنگل میں ہو اور کروڑہا روپیہ بھی پاس ہو مگر پانی نہ ہو تو اس وقت کروڑہا روپیہ بھی ایک گھونٹ کے بدلے دینے کو تیار ہوتا ہے۔ اور

دُنیا کچھ چیز نہیں اللہ بڑی چیز ہے

آخر بڑی حسرت سے مرتا ہے دُنیا کی دولت چیز ہی کیا ہے جس کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے۔ ذراسی بیماری آجاوے۔ پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے مگر سکھ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ جب یہ حال ہے تو انسان کی یہ کس قدر غفلت ہے کہ اُس حقیقی کارساز کی طرف توجہ نہ کرے جس کا بنایا ہوا یہ سب کارخانہ ہے اور اُس کا ذرہ ذرہ جس کے تصرف اور اختیار میں ہے۔

فرمایا۔ لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے

جلد بازی اچھی نہیں

سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے۔ اور اسی کو اپنا اصلی مقصود خیال کرتی ہے۔ تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے اور صحبت صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوا کرتی ہیں۔

فرمایا۔ لوگ دُنیا کا حساب وکتاب کس قدر محنت سے یاد رکھتے ہیں۔

عمر کا حساب رکھو

لیکن عمر کا حساب نہیں رکھتے۔ اور خیال بھی نہیں کرتے کہ اب عمر کا کس قدر حصہ باقی رہ گیا ہے اور اس کا اعتبار کیا ہے۔

فرمایا۔ دُنیادار دُنیا کے ہم و غم میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ انجام کا اُسے بھولے سے بھی خیال نہیں گذرتا۔ اور جس طرح ایک خارش والا بس نہیں کرتا۔ جب تک کہ

دُنیادار کی حالت کا مختصر نقشہ

خون نہ نکل آوے۔ اسی طرح وہ بھی سیر نہیں ہوتا۔ اور کتے کی طرح اپنا خون آپ پیتا ہے اور جانتا نہیں کہ دُنیا کی زندگی چیز ہی کیا ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے مسلمانوں کو غیر المغضوب علیھم ولا الضالین والی دعا سکھائی ہے۔ کہ جو لوگ اسی دُنیا کے کیڑے ہوتے ہیں اور اسی دُنیا کی خاطر رسولوں اور نبیوں کا انکار کردیتے ہیں۔ اور پھر اسی دُنیا میں ہی ان پر عذاب نازل ہوتا ہے ان میں شامل ہونے سے بچا۔ یہ بڑے خطرہ کا مقام ہے۔ دیکھو اب تو مرنے کے لئے نئے نئے سامان پیدا ہوگئے ہیں۔ بہت سی ایسی بیماریں نکل آئی ہیں۔ جو بالکل نئی ہیں۔ اور پھر طاعون کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ گھر

عبرت حاصل کرو

کے گھر خالی ہوگئے ہیں۔ اور دُنیا میں ایک تباہی آگئی ہے۔

بوقت ظہر۔ ۲۲۔ اکتوبر

فرمایا۔ ہماری جماعت میں کوئی بیس۲۰ پچیس بلکہ تیس۳۰ کے قریب ایسے آدمی

ملہم اور جنون

ہوں گے جو الہام کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ مجھے اُن کے جنون کا ہی اندیشہ رہتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے اور اپنے اس معاملہ کو دیکھے جو وہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اور حدیث النفس کا خیال نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے خط جب مجھے آتے ہیں تو بجائے اس کے کہ مَیں خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ان کو جنون نہ ہوجاوے۔ جب وہ خط مَیں پڑھتا ہوں تو بدن کانپ جاتا ہے اللہ کریم

کاہن اور مجنون کی کیوں تردید کی

نے کاہنوں اور مجنونوں کی جو تردید کی ہے تو اسی واسطے کہ آخر ان کو بھی بعض باتیں معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے تعلق کو خدا سے پاک کرے۔ زانی فاسق فاجر تو ابھی توبہ کرسکتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ کبھی توبہ نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے اکثر پاگل ہو جاتے ہیں۔

فرمایا۔ موقعہ کے مناسب حال بعض اوقات الزامی جواب دینے پڑتے ہیں۔

الزامی جواب دینے کی وجہ

جب دل بہت دُکھایا جاتا ہے تو عیسائیوں کو متنبہ کرنے کے لئے کہ اگر جواب انہیں باتوں کو کہا جاتا ہے تو

سا جواب ہم بھی دے سکتے ہیں۔ انھیں کی کتابوں سے وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں اور ایسے جواب قرآن مجید میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ جواب صرف پادریوں کو متنبہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں ۔ورنہ حضرت عیسیٰؑ کو تو ہم خدا کا رسول اور خدا کا مقبول اور برگزیدہ سمجھتے ہیں۔

۲۳- اکتوبر بوقت سیر

• ایک شخص نے سوال کیا کہ آں حضرت صلعم پر کافروں نے جو جادو کیا تھا۔ اُس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

جادو شیطان کی طرف سے ہے

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے۔ بلکہ ان کو دیکھکر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یفلح السّٰحر حیث اتی $\frac{16}{12}$۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا۔ آخر موسیٰ غالب ہوا کہ نہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آں حضرت صلعم کے مقابلہ پر جادو غالب آگیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔

آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم نہ مانو

آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو ماننا جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آں حضرت صلعم کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔

خبیثوں کی کرتوت

گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آں حضرت صلعم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اُس وقت احادیث کے جمع کرنے کا وقت تھا۔ گو انہوں نے سوچ سمجھکر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔

آثار نبی جمع کرنا کارِ ثواب ہے

آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے۔ جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات کہ آں حضرت صلعم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا۔

ایمان کا خیال رکھو

اس سے تو **ایمان اُٹھ جاتا ہے** خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذ یقول الظّٰلمون ان تتبعون الّا رجلا مسحورا $\frac{15}{5}$ ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ کہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) حضرت کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانا وہ تو پھر غرق ہو گئی۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلعم کو تمام انبیاء مس شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں۔ یہ اُن کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

فرمایا۔ یہ بات ہمارے تو وہم و قیاس میں بھی نہ تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مریم رکھا ہے اور پھر اس میں نفخ روح کر کے عیسیٰؑ پیدا کیا ہے۔

فرمایا۔ پہلے عیسیٰؑ کے وقت تو ابن حلال مریم میں شک تھا لیکن یہاں ابن مریم میں شک کیا گیا ہے۔

فرمایا۔ باوجود براہین احمدیہ کے ریویو لکھنے کے کسی نے اسپر جرح نہیں کی کہ کیوں مریم نام رکھا۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اسی کتاب میں یا عیسیٰؑ انی متوفیک و رافعک کا الہام بھی درج ہے مگر اس طرف کسی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔

آریوں کی مذہبی کانفرنس

ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج صاحب جو لاہور کی وچھووالی آریہ سماج کے سکرٹری ہیں ایک چٹھی اخبار الحکم میں چھاپنے کیلئے بھیجتے ہیں میں اُن کی چٹھی کو چھاپ دینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آریہ سماج وچھووالی اس قسم کے تماشوں سے کیا فایدہ اُٹھانا یا فایدہ پہنچانا چاہتی ہے ڈاکٹر صاحب کے اعلان سے مترشح ہوتا ہے کہ چند گھنٹے اس مقصد کے لئے نکالے جاویں گے کیونکہ ۲ دسمبر کی شام کو خاص جلسہ ہوگا۔ چند منٹوں میں کوئی شخص "الہامی کتاب" کے مضمون پر کس قدر گفتگو کر سکتا ہے یہ ظاہر امر ہے۔ اگر آریہ سماج وچھووالی کو مذہبی کانفرنس ہی کا شوق تھا تو اُس کے لئے کئی دن رکھے ہوتے تاکہ جو لوگ اس مضمون پر کچھ کہنا چاہتے وہ پورے اطمینان سے کہہ سکتے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ اس جلسہ میں وہ لوگ بھی مدعو ہیں جو سرے سے خدا تعالیٰ کے منکر ہیں وہ کسی الہامی کتاب پر کیوں گفتگو کرنے لگے۔ غرض یہ اشتہار بجز ایک نمایشی ہستی کے اور کوئی پہلو نہیں رکھتا۔ اور نہ اس قسم کے جلسوں سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ تاہم میں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے موافق اُن کی چٹھی کو ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے:—

اوم

مہاشہ ور۔ نمستے

کرپا کر کے مضمون ذیل کو اپنے قیمتی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں

دھرم چرچا

آریہ سماج لاہور وچھووالی کے تیسویں سالانہ جلسہ کے موقع پر بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۰۶ء بروز سوموار بوقت شام دھرم چرچا کے لئے ایک خاص جلسہ کیا جاوے گا۔ جس میں سناتن دھرمی۔ مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ۔ جینی۔ دیوسماجی۔ برہمو سماجی۔ اور ویدک دھرم اویمی ہر مذہب کے وِدوان مہاشہ مفصلہ ذیل مضمون پر اپنے اپنے مذہبی عقاید کے بموجب مہذبانہ طور پر تقریر فرماویں گے۔ امید ہے۔ کہ مندرجہ بالا مذاہب کے عالم لوگ اس نادر موقع پر عوام الناس کو فایدہ پہنچانے سے دریغ نہیں فرماویں گے اس لئے جو جو بھائی دھرم چرچا میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ کرپا کر کے ۵ انومبر ۱۹۰۶ء تک اپنے ارادہ سے سکرٹری آریہ سماج کو اطلاع بخشیں۔ تاکہ مناسب انتظام کیا جاوے۔

مضمون

کوئی پستک (کتاب) ایشور کرت (الہامی) ہو سکتی ہے

اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون سی

چرنجیو بھاردواج۔ ایف آر ایس وغیرہ

سکرٹری آریہ سماج وچھووالی ۔ لاہور

انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں اور تجربتاً بعض مقامات پر انجمنہائے ضلع بھی قائم کیگئی ہیں جیسا کہ کسی گذشتہ اشاعت میں آپ پڑھ چکے ہیں اسی بنا پر صدر انجمن کے ماتحت قادیان دارالامان میں انجمن احمدیہ قائم کیگئی ہے اور ضلع گورداسپور کے لیئے یہی انجمن ضلع ہے بعض لوگ بیرونی مقامات سے انجمن احمدیہ قادیان کے قواعد مانگتے ہیں اور سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مجھسے ان قواعد کی نقل بھی مانگی ہے میںنے مناسب سمجھا ہے کہ عام اطلاع کے لئے ان قواعد کو یہاں چھاپ دوں تا اگر ان سے کوئی فائدہ بیرونی انجمنیں اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکیں۔ مجھے یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ہر ایک انجمن کے قواعد انکی مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے ہونگے۔ البتہ عام قواعد سب کے یکساں ہیں اور وہ خود صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کر دیئے ہیں وہ قواعد جو قواعد مذکورہ کے قاعدہ ۱۱ کے ماتحت انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کی تمام انجمنہائے احمدیہ کے لئے انجمن ضلع ہوگی۔ اور اس ضلع میں جہاں کوئی انجمن احمدیہ ہوگی وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

(۲) اس انجمن کے مقاصد اور کام حسب ذیل ہونگے۔

ا قادیان میں رہنے والے افراد سلسلہ احمدیہ کی فہرست تیار رکھنا اور ان سے دینی ضروریات کے واسطے ماہوار اور وقتی ضرورتوں کے چندوں کا وصول کرنا۔

ب مفصلات میں جہاں جہاں مناسب ہو شاخوں کا مقرر کرنا اور ضلع گورداسپور کے کل احمدی افراد کی فہرست تیار کرنا اور آئندہ اسے مکمل رکھنا۔

ج ایک لائبریری بنانا جس میں حتے الوسع سلسلہ کی تمام کتب اور اخبارات مہیا کی جاویں اور حسب ضرورت دیگر مفید دینی کتب رکھی جاویں۔

د قادیان میں جلسوں کے موقع مہمانوں کی رہائش اور کھانا کھلانا وغیرہ انتظامات میں ناظمان لنگر و مہمانخانہ کی امداد کرنا۔

ہ احمدی احباب جو قادیان میں رہتے ہیں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا اور اگر احمدیوں میں باہم کوئی تنازعہ ہو تو اس کا فیصلہ کرنا اور ان کی ضروریات کے واسطے مناسب اشیاء کے بہم پہونچانے کی تجاویز کرنا۔

و جو دوکاندار احمدی محلہ میں دوکان رکھتے ہوں انکی نگرانی کرنا۔

ز جس حصہ قادیان میں احمدیوں کی رہائش اور آمد و رفت کثرت سے ہو اس کے راستوں کی صفائی اور روشنی کا انتظام کرنا۔ اور ایسے امور کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانا جو عام طور پر صحت کے واسطے ضروری اور مفید ہوں۔

ح احمدیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً حضرت امام کے حکم اطاعت و شکریہ برٹش گورنمنٹ و مخالفت جہاد کیطرف توجہ دلاتے رہنا۔

ط اس کے علاوہ ہر ایک کام جو صدر انجمن احمدیہ اس کے سپرد کرے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اس کو سرانجام دینا اس انجمن کا فرض ہوگا۔

(۳) ہر ایک احمدی جو انجمن ہذا کے قواعد کی پابندی کرے اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۴) انجمن کے انتظامی کاروبار کو سرانجام کرنے کے لیئے ایک کارکن کمیٹی انجمن ہذا کے ممبروں میں سے تجویز ہوگی جس کے ممبروں کی تعداد بیس سے زیادہ نہ ہوگی مگر مندرجہ ذیل امور انجمن کے اجلاس عام میں طے ہونگے۔

ا عہدیداران انجمن و ممبران کارکن کمیٹی کا تقرر سالانہ یا بوقت ضرورت

ب انجمن ہذا کے لئے نئے قواعد بنانا یا موجودہ قواعد میں ترمیم و تنسیخ کرنا۔

ج بجٹ سالانہ ضروریات مقامی کا منظور کرنا۔

د مفصلات میں شاخوں کا تقرر۔

ہ بجٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پر غور کرنا۔

و ضلع کے واعظ یا محصل کا تقرر۔

ز لائبریری کے لئے کتابوں اور رسالوں اور اخبارونکی منظوری دینا۔

نوٹ (۱) اجلاس عام کا کورم پچیس ممبروں کا ہوگا۔

نوٹ (۲) اجلاس عام انجمن ہذا میں کوئی ایسی بات پیش نہ ہوگی جو کارکن کمیٹی کی معرفت نہ آئی ہو۔

(۵) کارکن کمیٹی کا اجلاس کم از کم ایک بار ہر ماہ میں   ں سے زیادہ ضرورت کے لحاظ سے ہوگا۔ اور اس کا کورم   ے ممبروں کا ہوگا۔

(۶) کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ ہر سہ ماہی کے بعد ایک رپورٹ اجلاس عام انجمن میں پیش کرے۔

(۷) سکرٹری کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ اجلاس کی اطلاع معہ ان امور کے جو اجلاس میں پیش ہونیوالے ہوں ایک روز پہلے ہر ایک ممبر کارکن کمیٹی کو دے۔ ایسا ہی جب انجمن کا اجلاس عام ہو تو اسکی اطلاع سکرٹری تمام ممبران انجمن کو مع ان امور کے جو انجمن میں پیش ہونیوالے ہیں دیگا اور جہاں قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ کے رو سے ضرورت ہو کافی وقت پہلے شاخہائے انجمن احمدیہ قادیان کے میر مجلسوں اور سکرٹریوں کو ایسی اطلاع دیگا۔

(۸) کارکن کمیٹی کے ممبروں میں ضروری ہوگا کہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ یا دیگر دفاتر اور مختلف محلہ جات میں سے ایک ایک ممبر منتخب کیا جائے۔ ان کے علاوہ کل عہدیداران انجمن کارکن کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

(۹) بالفعل حسب ذیل دفاتر اور محلہ جات کے لیئے ایک ایک ممبر تجویز کیا جاویگا۔ مدرسہ۔ میگزین۔ دیگر دفاتر صدر انجمن الحکم۔ بدر۔ مہمانخانہ۔ بورڈنگ ہوس۔ الدار۔ محلہ احمدی و متفرق مہاجرین۔ احمدی ساکنین قادیان ہر محلہ۔ ڈیرہ نواب صاحب درسگاہ مولوی نورالدین صاحب۔

(۱۰) قادیان کے چندوں کی وصولی کی نگرانی محاسب انجمن نہیں

ممبران کے ذریعہ کرے گا جو اپنے اپنے دفتر یا اپنے اپنے چندے کی وصولی کے ذمہ وار ہوں گے اور جو تغیر یا کمی بیشی چندے کی ایسے ممبران کے ماتحت دفاتر یا محلوں میں ہوگی اسکی اطلاع وہ باقاعدہ محاسب کو دیں گے۔

(۱۱) انہی ممبران کا فرض ہوگا کہ سکرٹری انجمن کو رجسٹر افراد سلسلہ احمدیہ کے تیار کرنے میں مدد دیں۔ اور جو ممبران کے دفاتر یا محلوں میں سے وقتاً فوقتاً خارج ہوتے رہیں یا جو نئے ممبر داخل ہوتے رہیں انکی اطلاع بھی سکرٹری کو دیتے رہیں۔

نوٹ۔ قاعدہ ۱۰ و ۱۱ کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ممبران انجمن کے اہل و عیال یا دیگر متعلقین بھی اسی دفتر یا محلہ کے متعلق سمجھے جاوینگے جس کے متعلق خود ایسا ممبر ہے۔

(۱۲) کارکن کمیٹی بجٹ کے مطابق ہر ایک خرچ کی اجازت دے سکیگی۔

(۱۳) علاوہ ان فرائض و اختیارات کے جو عہدیداران کے لئے قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں تجویز کئے گئے ہیں: سکرٹری کا فرض ہوگا کہ ہر ایک مد کا روپیہ یا ہوار اس مد میں داخل کرتا رہے اور محاسب کا فرض ہوگا کہ ہر ایک چندہ دہندہ کو ایک رسید اپنی دستخطی دے جس کا مثنی دفتر محاسب میں موجود رہے۔

(۱۴) ان عہدیداران کے علاوہ جن کا ذکر قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں ہے حسب ذیل دیگر عہدیدار اس انجمن میں ہوں گے۔

نایب میر مجلس۔ جو میر مجلس کی غیر حاضری میں میر مجلس کا کام کرے گا۔

چودہری۔ جو انجمن کے مقاصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (و) و (ہ) کی تکمیل کرے گا۔

مہتمم حفظان صحت۔ جو انجمن کے مقصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (ذ) کی تکمیل کرے گا۔

(۱۵) ممبران کے لئے ضروری ہوگا کہ مندرجہ ذیل مدات یعنے لنگر۔ مدرسہ میگزین۔ ضروریات مقامی کے لئے الگ الگ چندہ دیں۔ یا انہیں اختیار ہوگا سب کے لئے اکٹھی ایک رقم تجویز کر دیں۔

جو ممبران اکٹھی رقم دیں گے ان کے چندوں کی تقسیم مختلف مدات میں حسب ذیل طریق پر ہوگی۔

ضروریات مقامی ایک چوتھائی۔

باقی تین چوتھائی حسب ہدایت صدر انجمن نصف لنگر میں اور نصف مدرسہ اور میگزین بہ حصہ نسبت ۵ و ۳۔

(۱۶) جو لوگ وصیت کے قواعد کے ماتحت ۱/۱۰ ماہوار آمد کا دیتے ہیں انہیں صرف مقامی ضروریات کے لئے چندہ دینا لازمی ہوگا۔

یعقوب علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

موسم سرما آگیا ہے

ہماری جماعت اس امر سے ناواقف نہیں ہے کہ قادیاں میں جو لوگ رہتے ہیں انہیں سے بعض یتیم بچے ہیں اور بعض مسکین اور نادار ہیں اور اکثر اوقات ایسے لوگ مہمانخانہ میں آتے رہتے ہیں جن کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کوئی سامان اور انتظام نہیں ہوتا اور مہمانخانہ کے مہتمم کو انکی ہوا جب انکی حالت دیکھکر سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے موسم سرما کی آمد پر خاص طور پر بعض احباب کو رضائیوں وغیرہ کے بنوانے کے لئے یاد دہانی کیجاتی ہے مگر جو کام مجموعی طور پر کل قوم کے کرنے کے ہوں وہ کسی فرد واحد یا چند دوستوں پر ڈالدیے تکلیف مالایطاق کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور یہ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ قومی ضروریات کو قوم کے کانوں تک پہونچاویں اور انہیں بار بار یاد دلاتے رہیں۔

میں اس امر کو ہرگز معیوب نہیں سمجھتا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تحریک کیجاوے کیونکہ جو کام خود ہم نے کرنے ہیں وہ تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم سب انکی نوعیت اور حالت سے آگاہ ہوں۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہر قسم کے کپڑے زنانہ ہوں یا مردانہ اور نئے یا پرانے رضائیاں یہاں بھیجدے۔ اس قسم کے کپڑے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوتے ہیں اور وہ نہایت حزم و احتیاط اور کفایت سے مناسب موقع خرچ کرتے ہیں۔ اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ نیا ہے یا پرانا۔ یہاں سب کام دیجاتے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہر صاحب جو ان دنوں قادیاں دارالامان آنیکا عزم فرماویں انکا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنا بستر اور رضائی ساتھ لاویں تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ مہمانخانہ اسقدر رضائیاں اور بستر مہیا نہیں کر سکتا۔ اسلئے اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ موسم سرما میں سفر کرتے وقت بستر اور لحاف لیکے آویں۔ احمدی انجمنیں احباب کو ایسے مقاصد سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

عصر جدید کی راستبازی

عصر جدید ایک شیعہ ایڈیٹر کا ماہواری رسالہ ہے جو شیعوں کے مرکز لکھنؤ سے میرٹھ مالیر کوٹلہ وغیرہ کی ہوا کھا چکنے کے بعد نکلنے لگا ہے اس کے تازہ نمبر میں عبرت کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد - - - - کی وفات پر نکلا ہے۔ اور خود ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے اس نوٹ میں لائق اور وکیل ایڈیٹر لکھتا ہے کہ "چند روز قبل وفات دسوم دیام سے پیشگوئی ہوئی تھی بلکہ وہ الہام ربانی ہے کہ نو دن کے بعد بخار ٹوٹ گیا اور صحت ہو جائے گی"۔

اب اگر راستبازی اور حیا کوئی چیز ہے اور ضرور ہے بلکہ من الایمان ہے تو ایڈیٹر عصر جدید بتائیں کہ اور صحت ہو جائے گی یہ پیشگوئی کب کیگئی تھی اور کہاں شائع ہوئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ بہ تفصیل الحکم میں درج کر دیگئی تھیں اور آپ کی وفات انہیں پیشگوئیوں کے موافق ہوئی۔ اب یہ خود ساختہ پیشگوئی خواجہ صاحب کو دکھانی چاہئے ورنہ شرم کرنی چاہیے۔

میرے مقدمہ سرقہ بالجبر کا فیصلہ ہوگیا

مجھ پر حملہ کرنیوالوں کا چالان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو بمقام بٹالہ سردار غلام حیدر خان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار غلام حیدر خان اس ضلع میں ایک نمونہ نکتہ رس اور عدل گستر۔ دیانتدار مجسٹریٹ ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو اس عدالت میں ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ کو بلا وجہ لمبا نہیں کیا جاتا بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کے فیصلے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مقدمات کی طوالت فریقین مقدمہ کو جس قدر زیر بار کرتی ہے وہ ایک نمایاں بات ہے اور اس طرح پر اس عدالت میں مقدمات کی طوالت کے بد نتائج سے فریقین کو بہت آرام ملتا ہے۔ بر تجربہ ہے صاحب ممدوح کی مستعد اور ہوشیار طبیعت کا۔ بعض مجسٹریٹوں میں ایک یہ بھی نقص ہوتا ہے کہ اُن کا مزاج بہت گرم ہوتا ہے اور بات بات پر ایک یا دوسرے فریق کو ایسے گھورتے اور دباتے ہیں کہ گویا اسے کچا کھا جائیں گے مگر برخلاف اس کے سردار صاحب کے مزاج میں تحمل۔ اعتدال اور خوشخوئی ہے جس کی وجہ سے فریقین پوری آزادی کے ساتھ اپنے مطالب کو عرض کر سکتے ہیں۔ یہ سارے باتیں خاندانی وجاہت اور تربیت کا نتیجہ ہیں۔ بہرحال ۲۷ اکتوبر کو ۱۱ بجے کے قریب بمقام بٹالہ مقدمہ پیش ہوا جسکو بابو پورن لال صاحب ضلع گورداسپور کے لائق اور قابل کورٹ انسپکٹر نے پیش کیا۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ بابو صاحب موصوف کے متعلق لکھ چکا ہوں کہ وہ اپنے فرائض نہایت قابلیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کو مقدمات میں علی العموم کامیابی ہوتی ہے۔ ملزموں کی طرف سے بابو کاہن چند اور میاں محمد بخش وکلاء تھے۔ عدالت نے بعد اپنے بیانات استغاثہ و شہادت استغاثہ ملزموں پر فرد قرارداد جرم لگا دیا اور ۳۰ اکتوبر کو صفائی لیکر ایک ملزم کو جس نے مجھ پر چھری کا حملہ کیا تھا ۲ سال قید اور تیس روپیہ جرمانہ کیا اور باقی تین کو ایک ایک سال قید اور چالیس چالیس روپیہ جرمانہ کیا۔ یہ ملزم کسی پہلے سرقہ بالجبر میں جو میرے مقدمہ کی تفتیش میں ثابت ہو گیا ماخوذ تھے اور اس طرح پر یہ ملزم اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ اب یہ رستہ خدا کے فضل سے صاف ہو گیا ہے۔ میں اس مقدمہ کی کامیابی پر میاں خدا بخش صاحب انسپکٹر بٹالہ کو مبارکباد دیتا ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھکو بلا سے محفوظ رکھا اور ظالموں کو سزا دی۔ چونکہ ابھی تک بعض بدوضع لوگ ان دیہات میں موجود ہیں اس لئے یا تو ایسے مشتبہ چال چلن کے آدمیوں سے سنگین ضمانتیں لی جائیں اور یا اگر مناسب ہو تو نہر کے پل پر ایک تعزیری چوکی ان دیہات کے لئے بٹھائی جاوے اور اس کا خرچ اُن سے لیا جاوے پھر یہ درست ہو جائینگے۔ مجھکو اس معاملہ پر زیادہ زور اس لئے بھی دینے کی ضرورت ہے کہ زیادہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت کے لوگ مختلف جگہ سے وقت بے وقت آتے ہیں اور کبھی وہ راستہ سے بھی ناواقف ہوتے ہیں چونکہ نواح ضلع گجرات سے مجھے ایک خط ملا ہے کہ وہاں کی جماعت آرہی تھی تو اُن پر بھی حملہ آور ہوئے تھے مگر اُن کی کثرت دیکھکر بھاگ نکلے۔ بہرحال ان بدوضع لوگوں کا کچھ انتظام مزید ہونا چاہئیے۔ جو ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی توجہ سے بعید نہیں۔

بٹالہ ایم بی سکول کا ایک شرمناک مقدمہ

بٹالہ کے ایم۔ بی سکول کا ایک ٹیچر پنڈت براہم لال ایک شرمناک مقدمہ کی علت میں پکڑا گیا ہے۔ پہلے جب الزام پنڈت مذکور پر لگایا گیا تو معمولی تفتیش کے بعد کارروائی آگے نہ چلی لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور جو بڑے غیور اور ایسے معاملات میں پورا نوٹس لینے والے ہیں۔ مزید تفتیش کے لئے ضلع گورداسپور کی پولیس کے ایک نہایت ہوشیار اور باخبر پولیس آفیسر بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ضلع گورداسپور کو خصوصیت سے اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ جنھوں نے ایک مہینے کی گویا کالعدم کارروائی میں پھر نئی روح پیدا کر دی اور مقدمہ پورے طور پر برآمد کر لیا۔ جن لڑکوں کے ساتھ اس پنڈت نے فعل ناجائز کیا ہے ان کے بیانات تحریری قلمبند ہو چکے ہیں۔ پنڈت جی مہاراج حوالات میں گایتری کا پاٹھ کرتے ہیں۔ یہ مرض علی العموم مدرسوں میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے لئے قابل عبرت سزاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ خلاف وضع فطری ایسا جرم ہے جس میں دونوں فریق ملزم ہوتے ہیں اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ان لڑکوں کے لئے سفارش فرمائی ہے اور لڑکوں کے بیانات سے پایا گیا ہے کہ جبراً ارتکاب کیا گیا ہے۔ امرتسر حلقہ کے انسپکٹر صاحب لالہ رام کشور صاحب بھی دل سے چاہتے ہیں کہ ایسے بدوضع مدرس کو خطرناک سزا دی جاوے کیونکہ معلم اصلاح عادات اور اخلاق کے لئے مامور ہوتے ہیں نہ کہ اُن کی اخلاقی حالت کو وہ خود بگاڑنے والے ٹھیریں۔ بہرحال یہ مقدمہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں ہوگا اور امید کی جاتی ہے کہ **حق** اور **انصاف** کی پوری تائید ہوگی اور اس مقدمہ کے فیصلہ پر جملہ مدرسین اور طلبا کے لئے خاص عبرت کا موقع ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ چاہے تو یہ وبا کسی قدر رک جاوے گی۔ جسکے لئے ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر اور بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر خاص شکریے کے مستحق ہوں گے۔

ریلوے حادثے

چند دنوں میں ریل کے کئی سخت حادثے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک کوٹ لکھپت اسٹیشن پر جو لاہور اور بھٹنڈہ کے مابین ہے ہوا ہے جس کا حال پچھلے ہفتہ کاری میں ندر ناظرین ہو چکا ہے۔ دوسرا جگادھری اور کالکا کے درمیان ہوا ہے جس میں بہت سی جانیں غارت ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حادثہ ایک یورپین (یا یوریشین) ڈرائیور کی بدولت ہوا ہے۔ جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ تیسرا تصادم گریٹ انڈین پینشولا ریلوے کے اسٹیشن اٹارسی کے متصل اسپیشل ٹرین اور مسافر گاڑی میں ہوا ہے۔ یہ حادثہ بھی سخت تھا۔ دونو کے انجن بالکل چور ہو گئے۔ اسپیشل ٹرین میں مہاراجہ صاحب گوالیار سوار تھے۔ جو بمبئی سے واپس آ رہے تھے۔ گو ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کی گاڑی کا ٹوٹ کر قلع قمع ہو گیا۔ مگر شکر ہے کہ انہیں کوئی گزند نہیں پہونچی حکام ریلوے کو چاہئیے کہ اس آئے دن کی تصادم کا جلد انتظام کریں اور وجہ سبب معلوم کریں۔ کہ کیوں یہ وقوع ہوتے ہیں۔ ورنہ پھر یہ نتیجہ ہوگا کہ اہل ملک ریل کی سواری کو ہی خطرناک سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں گے۔ (ہفتہ کاری)

جوشِ الفت

کہتے ہیں جوشِ الفت یکساں نہیں ہے رہتا۔ دلبر مرے پیارے ہر دم گھٹا بھی ہے یہ شعر تو نکلا ہے نا اُس مبارک دل سے جس کی نظر کے سامنے دُنیا کی چاہت و محبت و اُلفت کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتی ہے۔ دُنیا کی چیزوں سے دل لگانا مولا کریم کی رضا کو اور خود مولا کریم کو جو اصل مقصود ہے (جس کے لئے ہے کہ۔ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست) بھولنا بسرنا مادی دُنیا کے پتلے اور ہلاکت کے کیڑے کا کام ہے۔ اُس دل میں مولا کریم کی چاہت اور محبت کچھ ایسی انوکھی قسم کی گھُسی ہے کہ کیا بتاؤں اور کیا سناؤں؟ اُس کو سوائے اُس کے (مولا کریم کے) کوئی اچھا ہی نہیں لگتا۔ اُس کے سوا کوئی چیز اُس کی نظر میں ہی نہیں آتی۔ اُس کو اُسکے عشق کی کچھ ایسی لگن لگی ہے کہ نہ اپنے ہی اچھے لگتے ہیں اور نہ بیگانے ہی بھلتے ہیں۔ مگر وہی جو اُس پیارے ناں دل وجان اُسپر واری کا شیدائی ہو اُس کے عشق کا متوالا ہو اُس کو ہی مقصودِ اصلی خیال کرتا ہو دنیا کی چیزوں سے بیزار ہو۔ بتلائیے! کہ ایسے دل کی نسبت ظاہر میں اور خشک فلاسفر کیا رائے لگا سکتا؟ بجز اس کے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے یا کسی مرض میں گرفتار ہے۔ مگر نہیں نہیں خبردار! خبردار!! کہیں ایسا لفظ نہ کہنا چھوٹا مُنہ بڑی بات۔ اُف غضب کر دیا ہائے رُ بھس میں چنگاری لگا دی۔ خوب یاد رکھو سچی بات یہی ہے۔ ع۔ دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے۔

دُنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حُسن اور خوبصورتی اور اعضاء کی درستگی اور بناوٹ قد کی موزونی چال ڈھال کی عمدگی جس کے لئے شاعر تو ہزاروں طرح کی مثالیں ادھر اُدھر سے دھر گھسیٹ کر رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں مگر مشکل تو یہ درپیش ہے کہ ہم کو شاعری سے بالکل مس نہیں۔ یعنے شاعری سے تو ہوئے ہم محض نابلد اس لئے شاعروں کیسے جوڑ توڑ ملانے ہم سے مشکل ہے کیونکر حضرات شاعر اشاروں کنایوں میں ہی ہزار ہا ایسی ایسی گل کاریاں کر جاتے ہیں کہ باید و شاید۔

خوبصورتوں اور حسینوں میں دُنیا پرست مادے دنیا کے کیڑے صرف چند باتیں ہی دیکھا کرتے ہیں گویا کہ اُن کی ظاہر بیں نظر صرف چند باتوں کو ہی خوبصورتی کا دار و مدار سمجھتی ہے یعنے ناک کان کی درستگی چہرہ کی خوبصورتی لبوں کی باریکی قد کی موزونی کمر کی باریکی وغیرہ ایسا ہی اجزا کے خواص و تاثیر اور اجرام سماوی کی چال ڈھال ان سب کو درست پا کر اول الذکر تو ایسے لٹو ہو جاتے ہیں کہ جان دینا بھی گوارا کر لیتے ہیں صدقے ہوتے ہیں واری ہوتے ہیں کہ کہیں معشوق صرف زبان سے چند صلواتیں ہی سُنا دے تاہم جان میں جان آئے مگر یہ مادی معشوق خدا اُن سے بچائے ایسے اول درجہ کے جفا کار ظالم خشک اور ترش رُو اور بد مزاج ہوتے ہیں کہ الامان! الامان!! ان میں مروت نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں حلم نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں خلق نہیں۔ ان میں حیا نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ایسا ہی مادی اشیاء اور تاثیر کواکب پر اپنے خیال اور اعتقاد کے مطابق بھروسا رکھنے والے کے ساتھ ان مادی اشیا و وغیرہ کا ایسا ہی سلوک ہے جو اوپر مذکور ہوا اگر فی الحقیقت ان میں مہر و وفا یا حق دوستی ادا کرنے کا مادہ ہوتا تو ہر گز ہر گز ممکن نہ تھا کہ اپنی ساری عمر کے بندہ اور پرستار اور عاشق زار کو جس نے ان کے اوپر ایسا ہی بھروسا یقین کر لیا تھا جیسا کہ مولا کریم پر رکھنا چاہیئے تو یہ چیزیں اس کے ساتھ حق دوستی کو خوب نبھاتیں اور ہرگز ایسا وقت اُن کے لئے نصیب نہ ہوتا کہ ساری عمر کے تجربے نے پا برد ہو کر وہ اشیاء محض بے کار بے تاثیر ہو کر اُس کی نعش کو دُنیا پرستی کی سزا کی چار لاتیں لگاتیں اس لئے یقینی طور پر ان مادی اشیاء کی نسبت بھی یہی فتوے لگانا پڑا کہ ان میں مروت نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں حیا نہیں غرض کہاں تک گنوں اور کہاں تک اپنے پیارے ناظرین کا دماغ چاٹوں ایک عیب ہو تو بیان کیا جاوے اور ضبطِ تحریر میں لایا جاوے۔ انسانی پتلا اور مادی اشیا جہاں کسی قدر خوبی رکھتے ہیں تو وہاں ہزاروں طرح کے عیب سے بھی بھرپور ہیں اور اُن کے عیب و ثواب پر قلم اُٹھانا بھی ٹیڑھی کھیر اور ایک خاصے دفتر کی ضرورت ہے اور کسی قدر علم کی بھی ضرورت ہے فرصت کی بھی حاجت اور ہم ہوئے ان تمام باتوں سے دور و مہجور تبلائیے کہ کیسے اس اہم کام کو نبھا سکیں۔؟

پیارے ناظرین! اس مادی معشوق کے بالمقابل عارفوں نے ایک اور معشوق کا بھی کھوج لگایا ہے وہ کیا ہے؟ اُس کے وصف کیا ہیں؟ بس کچھ نہ پوچھو! وہ تو ایسا ہے کہ اُس کے احسان کو۔ اُس کی مروت کو۔ اُس کے وفا کو۔ اُس کے رحم کو۔ اُس کے خُلق کو۔ اُس کے لطف کو۔ اُس کی بخشش کو۔ اُس کی ہمدردی کو۔ اُس کی مہر کو۔ اور بالآخر اُس کے حق دوستی ادا کرنے وغیرہ کو دیکھ کر زبان کیا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے۔ ع۔ دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے ❖

جس طرح زمین میں ایک قوتِ کشش ہونے کی وجہ سے اوپر پھینکنے والی چیز نیچے کو فوراً اُتر آتی ہے اسی طرح حُسن اور خوبصورتی میں بھی ایک طرح کی کشش ذاتی ہے جو کہ اپنی طرف اپنی استعداد والی طبیعتوں کو کھینچتی ہے یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا کی طرف دل لگانے والے اکثر کسی نہ کسی کے خواہ وہ انسانی قسم کا بت ہو خواہ مادی اور حسی اشیاء کائنات ہو فریفتہ و عاشق زار ہو کر مولا کریم سے ایسے ہی دور و مہجور ہو جاتے ہیں کہ گویا اُن کا اُس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور یہی راز ہے الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ میں کا یعنے اپنی استعداد والی طبیعت کی خواہش و چاہت مگر حُرم ذالک علی المومنین کہکر مومن کو اس کی طرف سے نفرت دلا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ مومن کا اصل مقصود بالذات اور ہی ہوتا ہے یعنے اللہ تعالے کی رضا جوئی اور اُس کی رضا کا تابع ہونا یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فیلسوف یعنے فلسفہ الٰہیہ کے اوراق کے مطالعہ کرنے والے حضرات منبع خوبصورتی و حُسن و جمال کے دیوانہ اور شیدا ہو جاتے ہیں یعنے اگر اُنکی نظر سے خوبصورت سے خوبصورت انسان۔ پرند۔ یا اشیاء کی خواص و تاثیر پر پڑتی ہے تو وہ اُس منبع خیر و خوبی کی طرف اپنے خیالات کو منتقل کر لیتے ہیں اور اُن کے دل بے اختیار ہو جاتے ہیں اُس یگانہ کے لئے جس نے ان مادی چیزوں کو بنایا اور اس طرح اُن کا علم جُوں جُوں کسی کی خیر و خوبی سے آگاہی حاصل ہے توُں توُں حضرت احدیت اکی نسبت بیش از بیش ہوتا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ پھر اُس کے عشق کے ایسے دیوانے و متوالے ہو جاتے ہیں کہ مادی اور حسی تپلا کوئی اُن کے خطرے میں ہی نہیں آتا کیوں آئے اور کیونکر اُن کی نظروں میں مادی اور حسی کی وقعت بیٹھے؟ جس حالت میں کہ وہ اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے مثلاً یہی غور کرنا چاہیے کہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے جو کہ خود ایک روشن کرہ ہے جکا اس روشن کرہ سے تعلق پیدا ہو جاوے تو پھر وہ چاند یا کسی دوسرے اُس کی امثال کو کب خطرے میں لا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولا کریم کے عاشق اور اُس کے شیدائی ساری دُنیا کو ہیچ سمجھ لیتے ہیں جو کہ فی الحقیقت ہیچ ہے اور اس لئے مادی اور حسی اشیاء سے دل لگانا ہی اپنی ہتک کا موجب خیال

کرتے ہیں لہذا یہ بھی سچ ہے کہ چیز کہ چندروزہ ہے جس کے وجود کے لئے یہ سبق رہا جاتا ہے کہ آج ہے کل نہیں اُس کے ساتھ دل لگانا اول درجہ کی نالایقی اور سخت درجہ کے خسران میں پڑنے کی دلیل ہے۔ اللہ اللہ!! یہ عشق اور یہ محبت اور یہ جوش کہاں سے آگیا اور کدھر سے آکود اکس کونے میں رکا ہوا بیٹھا تھا کیوں دنیا کی محبت کو بالکل سرد کردیا کیوں نہ یہ خیال ڈالدیا یا یہی پڑیا ہی کہ بس جو کچھ ہے یہی مادی اور حسی چیزوں میں ہی سب عیش ہے سب لطف ہے سب سرور ہے۔ مادی اور حسی معشوقوں سے کوئی چیز بڑھکر نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ کم بخت دُنیا پرست دنیا کی اشیاء کو ہی خوشی اور سرور کا موجب یقین کرلیتا ہے اور اُسی کو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے اور خیالات کے گھوڑوں کی اگاڑی پچھاڑی چھوڑکر سرپٹ چھوڑ دیتا ہے مگر مادی صاحب تو آخر کار اُس کی وفاداری کی بالکل قدر نہیں کرتی اور نہ اُس پر احسان کرتی ہے بلکہ وقت پڑے پر صاف اور کورا جواب دیکر اپنی بے وفائی کو روز روشن کی طرح ظاہر کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فلسفہ الہیہ کے شیدائی حضرات ابتدائے سے ہی اس کی چالوں کو تاڑ جاتے ہیں وہ اس کے پھندوں میں ہی نہیں پھنستے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے پھندے میں پھنسنا سخت درجہ کی گستاخانہ حرکت کا ارتکاب کرنا ہے۔ ارے میاں! ساری حقیقی لذتیں سرور تو صرف ایک ذات والاصفات میں ہیں جسکے حکم اور اشارے سے یہ تمام چیزیں پیدا ہوئی ہیں پھر ہم کو کیا پڑی ہے کہ ان نامراد چیزوں سے دل لگاویں کیوں نہ اُس کو ہی دل دیں جو دل لینے کا اہل ہے جو دل لیکر دل کی پوری قدر کریگا دنیا کی طرح بیوفائی نہیں کریگا کیونکہ اُس کے لئے یہ ایک سچا فلسفہ ایک عارف کی زبان سے نکلا ہے کہ ؎ جس نے دل تجھکو دیا ہوگیا سب کچھ اُسکا ٭ سب نثار کرتے ہیں جب ہو وشنا خواں تیرا ٭ پھر بتلائیے کہ اُس کو کیوں نہ دل دیں؟ مگر دُنیا پرست نے سخت بُرا کیا جو مادی اور حسی اشیاء کو دل دیدیا کاش! وہ اب بھی واپس لینے کی کوشش کرتا تو اُس کے لئے بہتر ہوتا۔ عارفان الہی کا دُنیا پرستوں کو خدا کی طرف دعوت کرنا بھی اسی ہمدردی پر مبنی ہے جو ان کے دل میں ہوتی ہے یعنی اُن کا دل یہی چاہتا ہے کہ وے اُدھر ہی متوجہ ہوں جو کہ قدر کرنے والی ذات ہے بے قدروں کی طرف رجوع کرنا در اصل اچھا کام ہی نہیں یہی وجہ ہے عارفان الہی دُنیا پرستوں کی حالتِ زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے کاش! تمہارے گوشِ ہوش وا ہوتے تمکو حقیقت پر نظر ہوتی تو سچی لذت سچے سرور سچے لطف سچے ذوق کے خواہاں ہوتے اور چند روزہ فانیوں سے دل لگانا ہی موجب تباہی خیال کرتے تو وہ تیرے پُر راز کھلتے جو تجھکو لذتیں اور سرور ملتے کہ مادی اور حسی معشوق کی چاہت کے خواب و خیال میں بھی وہ بات میسر نہ ہوتی اور اس کے حاصل ہونے سے دُنیا کی محبت تیرے دل سے ایسی دور ہوتی جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ مگر کون کہے اور کون سمجھائے جس دل میں دنیا نے چاہت کی دھاک بٹھائی یا جس دل میں دُنیا کی الفت کا نامراد زنگ بیٹھا اُس نے کیا خاک اُس طرف آنکھ اُٹھائی ہے اُس نے کیا خاک حقیقی منعم اور سچے قدردان معشوق کو دل کی نظر بھر کر دیکھنا ہے؟

یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح دو دل ایک سینہ میں نہیں رہ سکتے اُسی طرح دو کی محبت والفت بھی صرف بناوٹی بات ہے دو محبتیں اور الفتیں ایک دل میں جمع ہونا ایسا ہی مشکل جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا یعنی دُنیا کی اور مولا کریم رب العالمین فیض بخش فیض رسان غفور معطی رحمن رحیم خلق مالک رازق کی۔

کہنے کو تو صرف دو آنکھیں ہیں مگر کیا کہیں اور کیا ذکر سنائیں کس ان کی بدولت ہی سارا مزا ہے یہ نہ ہوں تو کوڑی کام کے نہیں ٹھوکریں کھانا اور در بدر پھرنا ایک سہل بات ہو جاتی ہے (اللہ تعالی محفوظ رکھے آمین) ایسا ہی کہنے کو تو دل و دماغ چھوٹے چھوٹے عضو ہیں مگر اُن سے کیسے مفید کام لئے جاسکتے ہیں اور انسانی ہستی کے لئے یہ کیسے بہار مددگار ہیں ایسا ہی کہنے کو تو صرف ایک جوڑی ہاتھ اور ایک جوڑی پیر ہیں مگر کیا کہیں کہ اُن کے نہ ہونے سے جو علتیں اور دقتیں پیش آسکتی ہیں اُس کے خیال کا سماں ہی دل میں لانے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسا ہی زبان ناک کان ہوا پانی زمین آسمان چاند سورج ستارے غرض ہر قسم کے میوے اور اناج وغیرہ وغیرہ ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے ایسے روحانی و جسمانی انعام اُس مالک بے چون و چرا نے عطا کئے ہیں کہ جن کی تہ تک پہنچنا تو ہوا نا عقدہ لاینحل اُن کی تفصیل اور گنتی کرنی بھی امر غیر ممکن ہے۔ یہ تمام اشیاء بغیر محنت اور ہمارے اعمال کے پیدا کی ہیں جن سے ہم کثرت سے فواید اخذ کرتے ہیں۔ دُنیا کے معشوقوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اول تو قابو میں ہی نہیں آتے اور اگر آگئے تو بس کیا ہے جیبیں خالی اور کھوکھلی اور ساری عمر کا کنوندا رہا سو الگ۔ مگر معشوق ازل کی شان ہی نرالی ہے اُس کا طرز ہی جدید ہے اُس کی ادا ہی نیا رنگ رکھتی ہے اُس میں مادی اور حسی معشوقوں کی طرح کج خلقی نہیں اور نہ حُسن کا غرہ ہے کیونکہ غرہ ہونے سے ہمدردی کافور ہو جاتی ہے اسی لئے تو اُس لم یزل لایزال نے جہاں کہیں اپنے حسن کا ذکر کیا ہے وہاں رحمن و رحیم اپنی صفت کو ضرور بیان کر دیا ہے تاکہ عارف کامل اور عاشق صادق اُسکے حُسن کو غرہ سے خالی پاوے دیکھو! اور غور کرو! ہم صرف دو آیتیں ہی آپ کے روبرو پیش کرنا اپنے مطلب کی تائید کے لئے کافی خیال کرتے ہیں کہ ایک جگہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ دوسری جگہ فرمایا کہ هو الذی لا الٰه الا هو علم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم یعنے باوجودیکہ اللہ تعالی تمام جہان کا رب ہے تمام چیزوں کو پیدا کیا اُن کی کنہ اور حقیقت سے واقف ہے اُن کے پیدا کرنے اور عدم کرنے پر قادر ہے جیسا اُن کو حسن و جمال عطا فرمایا اُس سے کہیں بڑھکر اور چڑھکر حسن و جمال رکھتا ہے یعنے ایسا کہ خود اپنے حسن و جمال کو لیس کمثلہ شئ اور لا تضربوا للہ الامثال کے ذریعہ پیش کرتا ہے مگر پھر بھی الرحمن اور الرحیم ہے ایسا ہے اگرچہ نہ تو اُس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ معشوق ہے اور نہ مقصود ہے اور نہ مطلوب ہے اور غیب اور نہاں در نہاں چیزوں کو خوب جانتا ہے مگر باوجود اِن تمام حسن اور خوبی کے الرحمن اور الرحیم ہے غرہ نہیں کرنا چاہتا جو اُس کی طرف ایک قدم اُٹھائے وہ دو قدم اُٹھاتا ہے اور جو اس سے زیادہ بڑھتا تو وہ مالک اُس سے زیادہ بڑھتا ہے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالی کا عاشق زار اُس کے حسن کا تو پہلے سے ہی گرویدہ ہوتا ہے اُس کے احسانات سونے پر سہاگے کا کام دیکر اُس کو ایسا بیخود اور از خود باختہ کر دیتے ہیں کہ آخر کار چلا اُٹھتا ہے کہ ؎ کہتے ہیں جوشِ الفت یکساں نہیں ہے رہتا۔ دل پر کبیر پیارے ہر دم گھٹا ہی ہے کہوا۔ دل پہ ہر دم یہی گھٹا نہ رہے اور کبھوں جوشِ الفت یکساں نہ رہے میری جان صدقے میرے باپ ماں تیر واری تمیز تو وہ وقت ہی نہیں آتا کہ جوشِ الفت یکساں نہ رہ سکے تمہارا تو یہ حال ہے جو تم نے خود بیان کر دیا ؎ ہم ہوئے دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا ٭ عشق میں پورے اُترے جیسے تم میں وفا تھی ویسی تمہارے معشوق ازل میں ہیں تلاش کہ جوشِ الفت کیسے کم ہو تم اُس معشوق ازل کے احسانوں کو ایک آن بھی بھول نہیں سکتے مگر کہ جس نے تم کو کیا سے کیا بنا دیا یہاں تک کیا کہ انت منی و انا منک بھی فرما دیا اور یہ عشق کی منزل کی منتہے

اس میں شک نہیں کہ تم میں صدق تھا تم میں وفا تھا۔ تم میں مہر تھی۔ تم میں مروت تھی۔ تم میں اخلاص کا مادہ تھا تم میں یقین تھا تم میں اصل اور حقیقی محبت تھی اور بالآخر تم میں سچا جوش تھا اس لئے تو کامیابی کا سہرا تمہارے سر پر باندھا گیا اور تم کو برات کا دولہا بنایا گیا یہی وجہ ہے کہ اب دنیا تمہاری جوتیوں کو چوم رہی ہے۔

یہ ہی سچی الفت اور سچے جوش کا نتیجہ اور عاشقان الٰہی کی سچی تصویر ہے لیکن اس کے بالمقابل مادی اور جسمی مثال میں ہزار میں لاکھوں کے علاوہ جو ورطہ ہلاکت میں غرق ہو کر خراب خستہ ہو چکے ہیں مجنوں لیلیٰ کو دیکھو سوہنی مہینوال کو دیکھو۔ ہیر رانجھا کے حال کو مطالعہ کرو سسی پنوں کے انجام کو سوچو۔ اور پھر آدم سے تا ایندم کے عاشقان الٰہی کی سیرت والفت کے اوراق کا مطالعہ کرو کہ کیونکر اول الذکر ناکام نامراد اپنے نگون طالع پر ماتم کرتے ہوئے ناکامی اور نامرادی کی جانگداز بھٹی میں داخل ہوئے اور آخر الذکر ایسے کامیاب اور بامراد ہوئے کہ ایک دنیا نے صرف اُن کی جوتیوں کے صدقے نہ صرف گندسے بلکہ جہنم کی جھلس سے نجات پائی۔

اللہ اللہ! یہ کیا معاملہ ہے عقل کام نہیں کرتی دماغ چکر کھائے جاتا ہے کہ ساری عمر دنیا کی محبت میں تو گنوا دی اور کچھ نہ پایا نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔ ہائے اُف! غضب! مگر یہ کیا ہو گیا عمر عزیز کا پیارا حصہ اور جلتا ہوا پر ترے کے موافق حصہ کس ہم وحزن میں گذر گیا۔ کیا یہ خبط تھا یا جنون تھا آخر کیا تھا جس کے سبب خدا سے غافل اور دنیا کے ساتھ مشغول تھے۔ پیارے ناظرین! یہ تھی کم نصیبی سیہ بختی بدبختی و ہلاکت اٹھانے کی تدبیر۔ سچا عشق کرتے بتوں کے فراق میں نہ پڑتے معشوق ازل کو پہچانتے اُس کی ہر ایک ادا کو نظر غور سے دیکھتے تو کاہیکو کسی نیچے درجہ والے نامراد کو خاطر میں لاتے۔ مگر یہ سچ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے بھاگا نہیں کرتے آخر کار ناکامی اور نامرادی انسان کو سب کچھ سکھا دیتی ہے۔

مادی دنیا کے عشق کے متوالو! ان جہنیوں کا ذکر کیں ہی رہنے دو بالمد اسکے آواز لگانے والو ایک طرف لیلیٰ مجنوں۔ سوہنی مہینوال وغیرہ کے داستان کی تصویر سامنے رکھو اور دوسری طرف آدم سے اسوقت تک کے عاشقان الٰہی کی کامیابیاں سے خدا کو حاضر ناظر کرکے کہو کہ کون جیتا اور کون ہارا؟ کس نے ان کانکلوں کی کڑاہی جڑھی کس کے نام پیشے کے جنے ٹھے؟ یہ ہے ایک صریح فیصلہ سیدھی راہ کا کہ اول الذکر کے لئے ارشاد الٰہی تھا کہ واللہ لا یہدی الکید الخائنین اور آخر الذکر کے لئے کہ والذین جاہدو فینا لنہدینہم سبلنا وان اللہ مع المحسنین۔

اے خدا! تیری قدرتوں اور احسانوں کے قربان تو نے کیسے کیسے نظارے دکھائے زبان میں کہاں طاقت کہ اُن کو بیان کرے اور قلم تو اس راہ میں گویا ٹوٹا ہوا ہے [illegible] ہم سے جو کچھ بھی بن پڑتا ہے کہ اُٹھتے ہیں اور تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی [illegible] سے بچا لینا دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تجھ سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یا ارحم الراحمین (خاکسار محمد حسین [illegible])

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اسکے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ المسیح چونکہ عادی نہیں اسلئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمان خانہ کی توسیع بھی ہے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئی مہمان خانہ ہے باورچی خانہ اسکی متصل کی جگہ میں منتقل کرنیکے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر خانہ [illegible] کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کی تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک حق ہے اور حق جو قوم کے لئے ضرور نہیں ہونی الٰہی زبانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو ہرج نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے جماعت کو ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق قیم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۴ر ست بچن ۱۰ر۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سالک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پیرو پرائیویٹر ہی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بینظیر و نفع سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ تقدم استعمال کرنے سے طاعون وجملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندشش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار اوائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا بیچنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار وزر اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی وطراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی۔ اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتی ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہونچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۴ر

سنون دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ حمیدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کرسکتے ہیں لیکن اسے چھپا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈِک صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکرٹری نرسنر نیشنل پنشن فنڈ جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلپس اینڈ کمپنی عطاران بہائیکھلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں دون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاصکر ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مینے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں۔ یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی۔ اس کا اشتہا بھی بالکل کم ہے مینے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے مینے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) سے شروع کیا اور اس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہوگئی۔ اب اس کی صحت اچھی ہے۔ اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰؎ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی۔

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چاہجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ، کھر جوا، کیڑا۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین۔ تبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس۔ قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت بدرجہ اول فی من پختہ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۰ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریاں مولابخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کے ۱۲ ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے ۲ کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۳ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۲ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے ۱۴ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲



بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۱۔۱۲۔۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کے کا بکس فی سٹ ۔۔۔ ۔ ۵

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۔۔۔ ۔ ۶

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ ۔۔ ۸

۵ ۔۔۔ ۔ ۸

بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر ۔۔۔ ۲

۳ ۔۔۔ ۔ ۲

کرکٹ بال گسٹ سوان نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔۔۔ ۳

دھاگے سے بیچ ۔۔۔ ۔ ۲

پریکٹس ۔۔۔ ۔ ۱

کرکٹ ولس فی کاپی ۔۔۔ ۔ ۲

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال پہونچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں

نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور نرسیرہ ضلع کانگڑہ

احتیاط سے علاج بہتر ہے



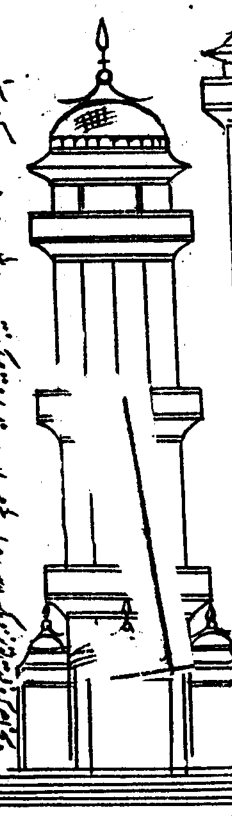
ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔



رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گرای جہاد قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ

...م سے ... صہ

...ذین سے عے

سے باہر سے

...الوں سے ۱۲/

کے غیر مستطیع

سے کم آمدنی

والے لوگوں سے ۱۲/ ع

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگرخانہ خداتعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگرخانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ **گرانی** عالمگیر ہو رہی **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریک کو نکو عادی نہیں اس لئے **یکمشت رقوم** لنگرخانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہئے لنگرخانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کی متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کیوجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کیلئے اتر نیکی لئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہئے۔ ایک **حق پرست** اور **حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسکو زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگرخانہ کے متعلق ہر **قسم** کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگرخانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہئے۔

مسلمان برّ اعظم یورپ کے انگریزی مضامین مقبوسات

پیرس (دار السلطنت فرانس) کے نامور میگزین "دنیائے اسلام" میں اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ انگریزی مقبوضات یورپ میں جسقدر مسلمان موجود ہیں انکی صحیح صحیح تعداد معلوم کرنی مشکل ہے۔ شاید اُن کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اور اگر مسلمان ملاح اور وہ ترک اور عرب اور مصری مسلمان بھی شامل کر لئے جائیں جو چند روز یا چند ہفتے کے لئے قیام کرتے ہیں تو شائد انکی تعداد اس سے دو چند یا سہ چند ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک انگریزی بندرگاہ میں تقریباً پچاس سے دو سو تک مسلمان پائے جاتے ہیں۔

جو مسلمان قیام پذیر ہیں۔ اور جو اکثر تاجر ہیں۔ یا ہوٹلوں کا اہتمام کرتے ہیں یا طالب علم ہیں وہ چند ایرانیوں اور چند ہندوستانی مسلمانوں کے سوا سب کے سب سُنّی مذہب کے ہیں مسلمانوں کی بڑی تعداد لورپول میں ہے۔ جہاں شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم رہتے ہیں۔ اس نامور شخص کی سرگرمی سے اخیر بیس سال کے عرصہ میں چھ سو کے قریب انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ شیخ عبداللہ کوئیلیم ۱۸۵۶ء میں لورپول میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۷۸ء میں وکیل بنائے گئے۔ ۱۸۸۲ء میں وہ اول اول مراکو کی سیر و سیاحت کو گئے۔ اس سے ایک سال بعد انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۴ء میں لورپول میں ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اسوقت سے دنیائے اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں انہوں نے شاہ کجکلاہ ایران سے ملاقات کی ۱۸۹۰ء میں وہ قصر یلدز میں سلطان کے مہمان ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مراکو کا دوسری بار سفر کیا۔ اور سلطان مراکو سے ملاقات کی۔ اور فاس کے اسلامی مدرسے تحصیل علم کی سند حاصل کی۔ ۱۸۹۴ء میں وہ سلطان عبدالحمید خاں کیطرف سے لاغوس (افریقہ) کو گئے اور انہوں نے سلطانی تحفہ وہاں کے فرمانروا محمد شتا بے کو پہنچایا۔ ۱۸۹۵ء میں انکی ملاقات پرنس نصر اللہ سے ہوئی۔ جو امیر عبدالرحمٰن خانصاحب مرحوم فرمانروائے افغانستان کے بیٹے ہیں ۱۸۹۸ء میں وہ لورپول میں سلطان کیطرف سے نائب کونسل مقرر ہوئے ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۰ء میں جلالتمآب سلطان عبدالحمید خاں کی حضور میں حاضر ہونیکا پھر انکو اتفاق ہوا۔ آخری سن میں دار السلطنت فرانس میں شاہ ایران مظفر الدین شاہ سے انکی ملاقات ہوئی۔ سلطان عبدالحمید خاں نے انکو اعزاز و احترام کے کئی تمغے اور نشان عطا فرمائے ہیں۔ امیر افغانستان نے بھی انکو سونے کا میڈل اور (۱۵۰۰) پونڈ کا عطیہ مرحمت کیا ہے۔

انگریز مسلمانوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہلال" کے نام انگریزی زبان میں نکلتا ہے جو لورپول سے شایع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار بیس سال سے نکلتا ہے اور اس کے ۱۶ صفحے ہوتے ہیں اسمیں عام طور پر دنیا کے مسلمانوں کے اور خاص طور پر انگلستان کے مسلمانوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ انگریز مسلمانوں کی طرف سے ۲۴ صفحات کا ایک ماہوار رسالہ بھی نکلتا ہے جسکا نام "اسلامی دنیا" ہے جسمیں مختلف مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر خود شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم ہیں۔ لورپول کی اسلامی انجمن ایک قدیم شاندار عمارت میں ہے۔ اسی عمارت میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ اور ایک کیمیا خانہ اور ایک کمرہ مطالعہ کتب و اخبارات کے لئے ہے۔ اسکی پشت پر مسجد ہے جسمیں انگریز مسلمان جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ بدھ کی شام کو یہ مسلمان جمع ہو کر اخلاقی اور تمدنی مضامین پر بحث کرتے ہیں۔ اور انجمن کے انتظامی معاملات پر غور کرتے ہیں۔ اتوار کی شام کو مذہبی لیکچر سنتے ہیں۔ علاوہ اسکے ایک یتیم خانہ بھی ہے۔ جس میں ہر مذہب اور ہر گروہ کے یتیم بچے پرورش پاتے ہیں شیخ عبداللہ کوئیلیم چاہتے ہیں (۴۵۰۰) پونڈ کے خرچ سے ایک شاندار مسجد لورپول میں تعمیر کرائیں مگر اسقدر روپیہ سر دست موجود نہیں ہے۔ انکی تمنا ہے کہ دنیائے اسلام اس کام کے لئے فیاضی سے چندہ دے۔

جزائر برطانیہ میں جو مسلمان ہیں اُن میں سے صرف لورپول میں ۴۲۰ سُنّی مسلمان ہیں جنمیں سے ۲۰۰ مسلمان انگریز قوم کے ہیں۔ بیس ترک اور مصری اور مراکشی اور حبشی مسلمان ہیں۔ تمام جزائر برطانیہ میں صرف یہی ایسا شہر ہے جسمیں مسجد ہے۔ مانچسٹر میں (۸۰) مسلمان ہیں ان میں سے ۷۷ سنی ہیں۔ ان کی تقسیم اسطرح ہوتی ہے کہ منجملہ ان کے (۴۵) ترک اور شامی ہیں ۲۰ مغربی ہیں اور ۱۲ انگریز ہیں۔ باقی ۸۰ مسلمانوں میں ۳ شیعہ ہیں۔ جو ایران کے باشندے ہیں۔

ساوتھ پورٹ میں ۱۲ سنی مسلمان ہیں جن میں سے چھ انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی۔ لنڈن میں ۱۶۲ مسلمان ہیں ان میں سے ۱۰۷ مسلمان سنی اور ۵۵ شیعہ ہیں۔ سنیوں میں سے ۷۰ ہندوستانی ۲۵ ترک اور ۱۲ انگریز ہیں۔ شیعوں میں ۵۰ ہندوستانی اور ۵ ایرانی ہیں۔

لنڈن میں جو مسلمان ہیں انہیں سے اکثر وہ ہیں جو تحصیل علم کے لئے یہاں آئے ہیں اولڈہم اور براڈفورا میں بھی کچھ مسلمان ہیں۔ ہل میں ۹ سنی مسلمان ہیں جن میں سے ۵ عرب اور ۴ ترک ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں ۵ مسلمان۔ اڈنبرا میں۔ اور ۲۰ گلاسگو میں اور چند مسلمان اور شہروں میں ہیں۔ آئرلینڈ میں ۱۲ مسلمان ہیں جنمیں سے ۱۰ انگریز ہیں۔ اور ایک خاص آئرش اور ایک مصری مسلمان ہے۔ جزیرہ مین میں ۱ مسلمان ہے۔ جزائر نارتھ مین میں ایک مسلمان ہے۔ جبرالٹر میں ۶۰ مسلمان ہیں انہیں سے اکثر مراکو کے باشندے ہیں اور سب سنی مسلمان ہیں یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ مالٹا میں بھی ۴۰ مسلمان ہیں انمیں سے ۳۵ طرابلس (شمالی افریقہ) کے رہنے والے ہیں۔ اور باقی ٹیونس اور الجزایر کے مسلمان ہیں۔ یہ بیچارے مسلمان باربرداری اور مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اور نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور مالٹی والے مزدور ان سے کم اجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہر سال مالٹا میں تقریباً (۱۵۰) مسلمانوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ جبرالٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ۷۱۱ء سے ۱۳۰۲ء اور ۱۳۳۳ء سے ۱۴۶۲ء تک رہا اور مالٹا پر ان کا تسلط ۸۷۰ء سے ۱۰۹۰ء تک تھا۔ مالٹا کی زبان میں مسلمانوں کی زبان کا عنصر آج تک موجود ہے اور مالٹا والوں کے خط و خال میں عربی خط و خال کی جھلک پائی جاتی ہے ۱۸۴۷ء میں دولت عثمانیہ نے پانچ ہزار پونڈ کے صرف سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی تھی ۱۸۷۰ء میں شکلی کے مسلمانوں کے اس جزیرہ میں ایک شاندار قلعہ بھی بنایا تھا۔

(انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڑھ)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

فرمایا۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم انبیاء کو گالی نکالتے ہیں حالانکہ کسی کو وفات یافتہ کہنا گالی نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پاگئے تو اور کون ہے جو زندہ رہے انہوں نے خود مر کر دکھایا کہ سب نبی فوت ہوگئے ہیں اور پھر معراج کی رات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ انبیاء میں دیکھا۔ اصل میں گالی

انبیاء کو کون گالی نکالتا ہے

تو یہ لوگ نکالتے ہیں۔ جو افضل الرسل سید المعصومین کو (معاذ اللہ) شیطانی مس سے آلودہ سمجھتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کو پاک سمجھتے ہیں۔ کتنے اندھیر کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہیں انہیں کا کلمہ پڑھتے اور انہیں کی اُمت سے ہونے کا دعوے کرتے ہیں مگر پھر انہیں سے نافرمان ہو کر انہیں

مسلمان ہو کر آنحضرت صلعم پر الزام لگانا

پر الزام لگاتے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے اگر عیسائی ہدایت پا جائیں تو پا جائیں مگر یہ لوگ اپنے اس عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ بلکہ اُسی کی تائید پر زور

بے موقع تائید

دیں گے۔ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ مانگا گیا تھا اور او ترقی فی السماء یعنی آسمان پر چڑھ جاؤ کہا گیا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔ ۱۵ یعنی خدا اس سے پاک ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے کا تخلف کرے۔ میں تو ایک بشر رسول ہوں۔ بشر رسول آسمان پر

بشر آسمان پر جا ہی نہیں سکتا

نہیں جایا کرتے۔ اب یہ لوگ جو حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے بشر بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بشر کے لئے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں جس شخص کو آنحضرت صلعم کا پاس نہیں وہ بے ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک مؤمن کا بھی پاس

آنحضرت صلعم کا پاس کرو

کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ واللہ ولی المومنین ۱۵ واللہ ولی المتقین ۲۵ افسوس کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلعم پر کیسے کیسے الزام لگائے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک چاروں طرف دوڑو کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عیسیٰ تو مس شیطان سے پاک ہیں لیکن آں حضرت صلعم (معاذ اللہ) پاک نہیں۔ اس بات کا ہمیں کوئی جواب دے۔ بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ کہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یونس سے بھی گئے گذرے ہو گئے ہیں؟ افسوس کہ ان لوگوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔ جب کافروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھا دیں اس کے بعد ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہوگا بلکہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو ہمیں بتلاؤ۔ کہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھنے سے کیوں انکار کر دیا تھا اور کیوں کہہ دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور پھر ان لوگوں کے پاس اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کی نظیر

وہ نظیر پیش نہ کر سکے

موجود تھی۔ تو وہ پیش کر دیتے۔ کیوں وہ اس جواب کے سنتے ہی خاموش ہو گئے۔ ہمیں بتلاؤ۔ کہ جب انہوں نے آسمان پر چڑھتے دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا تو کیوں نہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھ کر دکھایا۔ یہ کیوں کہہ دیا کہ سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا ۱۵ سبحان کا لفظ اس واسطے بولا گیا ہے۔ کہ سبحان کے معنے ہیں۔ ہر عیب سے مُبرا

سبحان کے معنے

لیکن وعدہ کو توڑنا تو سخت عیب ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ الم نجعل الارض كفاتا احياء وامواتا ۲۹ جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے سمیٹنے کے لئے کافی بنایا

زمین میں ایک کشش ہے

ہے اور اس میں ایک کشش ہے۔ جسکی وجہ سے زمین والے کسی اور جگہ زندگی بسر کر ہی نہیں سکتے۔ اب اگر بشر آسمان پر گیا ہوا مان لیا جاوے۔ تو نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ غرض اسی کی تائید کے واسطے سبحان کا لفظ بولا گیا ہے۔ کہ اللہ بے عیب ہے، وہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا اور میں تو ایک بشر ہوں بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور پھر دیکھو کہ فلما توفیتنی میں حضرت عیسےٰ کا صاف طور پر اقرار موجود ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں۔ اب ان لوگوں کی یہ عجیب

اور نہیں تو حضرت عیسیٰ کا ہی کہا مانو

قسم کی سولویت ہے کہ حضرت عیسےٰ تو قیامت کے دن اقرار کریں گے کہ میں دوبارہ زمین پر نہیں گیا اور عیسائیوں کے بگڑنے کا جب ان سے سوال کیا جائیگا تو وہ کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور اپنی بے خبری جتلائیں گے لیکن یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ اُتار رہے ہیں اب انصاف سے بتلاؤ۔ کہ کیا ہماری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ سوچو تو سہی۔ کہ وہ تو بیچارے بار بار خدا تعالےٰ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ عیسائیوں نے مجھے پوجا ہے۔ یا کسی اور کو۔ اور آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا بنلائے جانے سے لاعلمی ظاہر کریں گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دُنیا میں نازل ہوں گے۔ کسرِ صلیب کریں گے۔ لڑائیاں کرینگے

کیا حضرت عیسےٰ نے جھوٹ بولا

اور سب مشرکوں کو قتل کر کے مسلمان کر دیں گے جس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے سامنے جھوٹ بولیں گے اور باوجود عیسائیوں کے اعتقاد سے خبر رکھنے کے لاعلمی ظاہر کریں گے اور پھر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ

مامور من اللہ کی صداقت کے چند نشان

چند نشان ہُوا کرتے ہیں۔ جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

پاک تعلیم

اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے۔ جب اس کی تعلیم گندی ہوگی۔ تو اس کو قبول کون کرے گا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں اور کسی قسم کے شرک کی گنجائش نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہیں اور

نشانات الٰہیہ

وہ نشان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بحیثیت مجموعی دُنیا میں کوئی بھی ان کا مُقابلہ نہیں کر سکتا۔

سابقہ پیشگوئیوں کا وقوع

تیسرے یہ کہ گذشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اُس کے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ اس پر صادق آتی ہیں۔

حالت زمانہ

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔ پانچویں بات یہ ہے۔ کہ سچے مدعی

مدعی کا تقویٰ اور کشش

کا صدق اور اخلاص استقلال اور تقوےٰ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

امتحان کر لو

تمام قرآن مجید میں یہی موٹی باتیں ہیں جن سے کسی مامور کی سچائی کا پتہ لگتا ہے۔ اب جس کو ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ یہی پانچ علامتیں پیش کر کے ہمارا امتحان کرے اور پھر دیکھے۔ کہ یہ لوگ خود بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ بقول ان کے چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آیا۔ حالانکہ چوتھائی حصہ صدی کا گذر بھی گیا ہے اور ہزارہا لوگ دین اسلام سے مُرتد بھی ہو چکے ہیں۔ ہر ایک خاندان اور ہر ایک قوم کے لوگ عیسائی بن چکے ہیں ایک وقت وہ تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی مُرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ لیکن اب تو ہر ایک قوم سادات مغل۔ قریش پٹھان اور ہر ایک طبقہ کے لوگ عیسائی مذہب میں موجود ہیں اور مخلوق پرستی کا وہ طوفان برپا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ ویسا سننے میں نہیں آیا۔ تو اب بتلاؤ۔ کہ جن صدیوں میں

ایسا طوفان نہ تھا - اُن میں تو مجدد آتے رہے لیکن جس صدی میں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے ہزار ہا سامان پیدا ہو گئے اور لاکھوں انسان مُرتد ہو گئے اور بے دینی اور فسق و فجور حد سے زیادہ بڑھ گیا اور صدی میں سے پچیس برس گذر بھی گئے - اس میں کوئی مجدد نہ آیا اور جو دعوے کرتا ہے - کہ اس صدی کا مجدد

اس صدی کو کیا ہو گیا

میں ہوں تو اُسے دجّال سمجھا جاتا ہے اور کذّاب اور مفتری خیال کیا جاتا ہے - ان لوگوں کو چاہیئے تھا کہ ہمارے

انجام کو دیکھو

انجام کو دیکھتے - ہم نے ایک سو ستاسی نشانات کتاب حقیقۃ الوحی میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں اب ان کو چاہیئے کہ کسی جھوٹے میں وہ نشانات ثابت کریں -

تعلیم کی نسبت سُن لو - کہ ہم ان تمام ناپاکیوں کو دور کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم پر لگائی جاتی ہیں - یہ لوگ کہتے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہیں - ہم کہتے ہیں کہ وہ افضل الرسل سید المعصومین رحمۃ للعالمین

سب سے بڑھ کر پاک نبی

اور خاتم النبیین ہیں اور مس شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک ہیں اور تمام کمالات نبوت انہیں کی ذات پاک پر ختم ہو گئے ہیں - اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں - کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں - ہم ایمان لاتے ہیں - کہ کوئی بشر آسمان پر نہیں جا سکتا - قرآن مجید میں صاف طور پر سبحان ربّی ھل کنت الا بشرًا رسولا ۱۵/۱۰ لکھا ہے اور پھر اسی قرآن مجید میں فلمّا توفّیتنی بھی درج ہے - اگر حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے - کسر صلیب کی ہوتی - کافروں کو قتل کیا ہوتا تو کیا اُن کو قیامت کے دن خدا کے حضور میں یہی جواب دینا چاہیئے تھا - کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں ؟ باوجودیکہ دوبارہ آکر انہوں نے کافروں اور مشرکوں کو مسلمان کیا - اپنے ذاتی مشاہدہ سے تمام حالات معلوم کر لئے - مگر خدا کے روبرو کہیں گے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں - کیا وہ خدا کے عرش کے سامنے جھوٹ بولیں گے - اور خدا خاموش ہو رہے گا - کیا خدا اتنا ہی نہ کہے گا - کہ تم کیوں جھوٹ بولتے ہو - تم تو دوبارہ دُنیا میں گئے تھے - عیسائیوں کو تم نے مسلمان کیا تھا پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ اس کی خبر نہیں - ہم تو دیکھتے ہیں کہ ادنےٰ عدالتوں

حلف دروغی

میں بھی انسان حلف دروغی کے باعث پکڑا جاتا ہے - تو کیا خدا کی درگاہ میں جھوٹ کی پُرسش نہیں ہوگی ؟ افسوس کہ ان لوگوں نے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور صفات کو بٹہ لگایا - قرآن مجید کی توہین کی - آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی - تمام راستبازوں کی توہین کی - اب ایسے مذہب کو کون قبول کرے - ایسی باتیں تو وہی بولیگا جس کو خدا کا خوف نہ ہو - دوسرا شخص ایسی باتوں کو کب مان سکتا ہے بارہا ہم سے پوچھا جاتا ہے - کہ تمہارے نبی اور رسول ہونے کی دلیل کیا ہے

اوّل تو ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا دعوےٰ صرف نبی یا رسول ہونے کا نہیں ہے اور نہ ہم کسی شریعت لانے کے مدّعی ہیں بلکہ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ میں ایک پہلو سے اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی - اور وہ نبوت براہ راست نہیں بلکہ اُمتی ہونے کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجہ نبوۃ بخشا ہے اور در حقیقت وہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ میں جو میرے آئینہ صافیہ میں جلوہ نما ہوئی ہے اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اپنی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہیں جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہیں - بعض انبیاء کے پاس تو صرف ایک دلیل تھی کہاں لکھا ہے - کہ اُن کے پاس پچاس یا ساٹھ نشان تھے بلکہ اکثر انبیاء کے لئے تو یا اس سے بھی کم نشان ہوا کرتے تھے - لیکن ہم نے تو نہایت اختصار کے ساتھ ایک سو ستاسی

نشان ۱۸۷

نشان حقیقۃ الوحی میں لکھدئے ہیں - اور پھر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ابھی بڑے بڑے نشانوں کا وعدہ کرتا ہے - کم از کم یہ لوگ کچھ مدّت کے لئے کف لسان اختیار کرتے اور ہمارے انجام کو دیکھتے - مگر افسوس کہ بغیر کسی یقینی علم اور پختہ دلیل کے ہماری تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہو گئے حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے - ولا تقف ما لیس لک بہٖ علم ۱۵/۴

اور اگر حضرت عیسیٰ کے مرنے پر ان لوگوں کو طیش آتا ہے - تو یہ سچی بات ہے - کہ وہ مر گئے ہیں اور سب انبیاء مرتے ہی آئے ہیں - آخر یہ لوگ بھی تو مانتے ہیں - کہ وہ دوبارہ آکر مرینگے - پھر تکفیر کے کیا معنے ؟ باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کو جواب دیتے وقت بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں - تو یہ بات بالکل صاف ہے - جب ہمارا دل بہت دُکھایا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ناجائز حملے کئے جاتے ہیں - تو صرف متنبہ کرنے کی خاطر انہیں کی مسلمہ کتابوں سے الزامی

الزامی جواب

جواب دئے جاتے ہیں - ان لوگوں کو چاہیئے - کہ ہماری کوئی بات ایسی نکالیں - جو حضرت عیسےٰ کے متعلق ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھی ہو اور وہ انجیل میں موجود نہ ہو -

آخر یہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سُنکر چُپ رہیں - اور اس قسم کے جواب تو خود قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں جیسے لکھا ہے اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ۲۷/۵ فَاسْتَفْتِہِمْ اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَلَہُمُ الْبَنُوْنَ ۲۳/۷ - وہ لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے - خدا فرماتا ہے - کہ کیا تمہارے بیٹے اور ہماری بیٹیاں - غرض الزامی رنگ کے جواب دینا تو طریق مناظرہ ہے - ورنہ ہم حضرت عیسےٰ کو خدا تعالےٰ کا رسول اور ایک مقبول اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں اور جن لوگوں کا دل صاف نہیں ان کا فیصلہ ہم خدا پر چھوڑتے ہیں -

---

سال رواں قریب ختم ہونے کو ہے ہمارے بقایادار بہت جلد حساب بیباق کریں

ایڈیٹر

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ پنساری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلّو سا بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ مَیں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہمیں بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے مَیں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ پنساری کی دوکان بناتا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو مَیں نے اپنے جیئون کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایس جلد گر نے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر مَیں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اُٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو۔ اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سُن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

مُجربات نورِ دین

حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دُنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپکو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے مَیں نے اپنے ذاتی اور عام فایدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور ارشاد سے اس کو مرتب کیا۔ جس کی اصلاح بھی آپنے زبانی ز یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کی مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لیگا۔ فی الحال پہلی جلد تیار ہے قیمت ۱۰/ علاوہ محصولڈاک۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی مع محصولڈاک ۸/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اخبار مفید روزگار

یہ ہفتہ وار پرچہ ہندوستان کے عظیم الشان شہر بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ سوشیل اور پولٹیکل معاملات پر نہایت متانت سے بحث کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کا سچا جان نثار اور رعایا کا خدمت گذار ہے رعایا کی شکایت کو مناسب پیرایہ میں حکام تک پہنچانا اس کا اعلیٰ فرض ہے۔ مراسلت میں ملک کے مستند اور اعلیٰ پایہ والے حضرات کے مضامین ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ خبریں اور تجارتی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ اسلامی واقعات کی خبروں اور تجارتی خبروں کے دینے میں مفید روزگار ہندوستان کے اخبارات سے سبقت کرتا ہے۔ اللوا۔ المویّد۔ الحرام۔ المنار۔ منظوم وغیرہ کے ترجمے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے لائق اور روشن دماغ اسپر لکھتے ہیں باوجود اس کے قیمت ۴ سالانہ پیشگی نامہ نگار دنکو انعام بھی تقسیم ہوتے ہیں۔ مینیجر دفتر اخبار مفید روزگار سے طلب فرمائیے۔ بمبئی نمبر ۲

خطبہ جمعۃ الوداع

(از حضرت حکیم الامۃ یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۔ اما بعد ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القراٰن .... الآیۃ .... ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بھآ الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم و انتم تعلمون ؎

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں ۔ اب یہ گذرنے کو ہیں ۔ یہ دن پھر ہم کو اسی رمضان میں نہیں آئے گا ۔ نہیں معلوم آیندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دئے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے ۔ جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں ۔ ان کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کا حکم ہے ۔ مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے ۔ کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے اس مہینہ میں خدا تعالےٰ نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رُکے رہنے کا حکم دیا تھا ۔ ان چیزوں سے بڑھکر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں سوائے شک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اسواسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو صرف دن کے وقت خدا تعالےٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کردے ۔ اور پھر دیکھو جہاں ایک طرف ان ضروری اشیا سے منع کیا ہے دوسری طرف تدارس قرآن ۔ قیام رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے ۔ اور اس میں یہ بات سمجھائی ہے ۔ کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے برخلاف غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے ۔ رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت تدارس قرآن قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے ۔ حدیث شریف میں لکھا ہے ۔ من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں ۔ سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے اکپوا کے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا ۔ نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھکر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ بُھر کرکے کھایا جاوے ۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ۔ اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہئے ۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے ۔ اور دُنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں ۔ آرام تو یا مرکر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کرسکتا اور متقی بن سکتا ہے ۔ اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہوسکتا ہے ۔ تو کہدے

فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون ۔ یعنے میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں چاہئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تاکہ وہ مراد کو پہنچ سکیں ۔ اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی ۔ بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے ۔ مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کرسکتا ۔ اس لئے اُس نے اجازت دیدی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کرسکتے ہو ۔ بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں ۔ اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی ۔ بدنظری ۔ شہوت پرستی ۔ کینہ بغض ۔ غیبت اور دوسری بدباتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو ۔ اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا ۔ کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لیکر دس دن اعتکاف کیا کرو ۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے ۔ اور پھر رمضان کے بعد بطور نتیجہ کے فرمایا ۔ ولا تاکلوآ اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم و انتم تعلمون یعنے ناحق کسی کا مال لینا ایسا ضروری نہیں ۔ جیسے کہ اپنی بیوی سے جماع کرنا یا کھانا پینا ۔ اس لئے خدا تعالیٰ سکھاتا ہے کہ جب تم خدا کی خاطر کھانے پینے سے پرہیز کرلیا کرتے ہو تو پھر ناحق کا مال اکھٹا نہ کرو ۔ بلکہ حلال اور طیب کما کر کھاؤ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں ۔ کہ جب تک رشوت نہ لی جاوے اور دروغ و فریب اور کسی طرح کی بددیانتیاں عمل میں نہ لائی جاویں ۔ روٹی نہیں ملتی ۔ یہ ان کا سخت جھوٹ ہے ۔ ہمیں بھی تو ضرورت ہے ۔ کھانے پینے پہننے سب اشیا کی خواہش رکھتے ہیں ہماری بھی اولاد ہے ان کی خواہشوں کو ہمیں بھی پورا کرنا پڑتا ہے ۔ اور پھر کتابوں کے خریدنے کی بھی ہمیں ایک دھت اور ایک فضولی ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے ۔ گو اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں کا خرید کرنا اتنا ضروری نہیں مگر میرے نفس نے ان کا خرید کرنا ضروری سمجھا ہے ۔ اور گو مَیں اپنے نفس کو اس میں پوری طرح سے کامیاب نہیں ہونے دیتا مگر پھر بھی بہت سے روپے کتابوں پر ہی خرچ کرتے رہتے ہیں ۔ مگر دیکھو ہم بڈھے ہوکر تجربہ کار ہوکر کہتے ہیں ۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیتا ہے ۔ بد سے بد پیشہ طبابت کا ہے جس میں سخت جھوٹ بولا جاسکتا ہے اور حد درجہ کا حرام مال بھی کمایا جاسکتا ہے ایک راکھ کی پڑیا دیکر طبیب کہتا ہے کہ یہ سونا کا کشتہ ہے ۔ فلانی چیز کے ساتھ اسے کھاؤ ۔ اور ایسے ہی طرح طرح کے دھوکے دئے جاسکتے ہیں ۔ جس طبیب کو پوری فہم نہیں پوری تشخیص

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ بیماری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا الّو سا بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ میں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہمیں بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے میں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ بیماری کی دوکان بنانا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو میں نے اپنے جیون کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایسی جلد گرنے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر میں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

نظم

ذیل میں ایک نظم مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع گجرات کی درج کیجاتی ہے۔ جو مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس ؑ کے حضور سنائی تھی اور جسے حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا ہے۔ ایڈیٹر

مسیحا آ گئے دنیا میں کوئی انکو جا دیکھو
رسولوں کا سا لکھڑا اور نبیوں کا سا چہرہ دیکھئے
ہے یکتا دلبری میں اور یگانہ دلربائی میں
نرالا نازنینوں سے ہے ہر ناز و ادا اس کا
نہیں ہے حسن یوسف کی پرانی داستاں ہم سے
وہ جانانِ ازل کا راز سربستہ کہلاتا ہے
خدا کی ذات الطف گرچہ ہے مخفی و نہاں ہے
غلام احمد ہے احمد اور احمد ظاہری احمد سے
زمانہ میں نیا رنگ آگیا ہے اسکے آنے سے
جدھر دیکھو ہوا اک چل رہی ہے تیز وحدت کی
ہے اب ایک ہلچل مچگئی ہے ساری دنیا میں
سنا ہے اہل یورپ اور امریکہ تلک ہر ایک
وہ تثلیث اور کفارہ کا پرانا جن نصاریٰ کا
تھے عیسیٰ کی الوہیت کی صدیوں سے جو شیدائی
بحمد اللہ ہوا ٹکڑے وہ بت عیسیٰ پرستی کا
بخوبی ہو گیا ثابت کہ عیسےٰ مر گیا لیکن
خدا نے خود بتا دی ہے وفات اسکی صراحت سے
نبی پاک اور اصحاب نبی ہی اسکی قائل ہیں
نہ کر موتِ احمدؐ کچھ نہیں اظہار غم کا
ملی کی خاک یثرب میں مسیحا آسمان پر ہو
مثیل ابن مریم کو سمجھ بیٹھے وہی عیسےٰ
ہیں لکھے صاف قرآں میں برابر سلسلے دونو
مثیل اول کو اول کا تو خود اقرار کرتے ہیں
یہ دونوں سلسلوں کے پہلے دونوں کو الگ سمجھیں
تعجب ہے کہ موسیٰ کا مثیل ہو اور عیسےٰ کا
مسلماں ہو گئی صد آہ یہودی اور نصاریٰ پر
بانکار مثیل ابن مریم ہیں یہودی یہ
بنے انکار سے جس کے یہ امت حال جنتیں
ہزاروں اور لاکھوں ہیں نشاں اسکی صداقت پر
صدی کا ابتدا ہی ہے نشاں اسکی صداقت کا
زمین و آسماں شمس و قمر اور بحر و بر شاہد
سواری ریل کی اور تار برقی اور اخباریں
ہوئی دنیا مثال شہر وحدت کی ہی صورت
دلالت کر رہا ہے اجتماع یہ اہل دنیا کا

مثیل ابن مریم اور شبیہ مصطفےٰ دیکھے
جری اللہ فی حلل الرسل و الانبیا دیکھے
نہیں اس سا کوئی ہمنے بہت سے دلربا دیکھے
حسینوں کے ہی ہیں ہمنے بہت ناز و ادا دیکھے
کریم نے آج یوسف سے زیادہ دلربا دیکھو
خدا کو دیکھنا ہو جس نے وہ بس اسکو آ دیکھے
مگر دیکھے اسی جو آئینہ حق نما دیکھے
مگر دیکھے وہی جو بیچ سے پردہ اٹھا دیکھو
سماں دیکھا نیا ہے اور نئے ارض و سما دیکھے
امید ہے اب بھی مٹینگے تفرقے جو سالہا دیکھے
بدلتے ہیں نئے کچھ ڈھنگ ہر سو جا بجا دیکھے
محقق ہو گیا مذہب کا تار راہ صفا دیکھے
ہر طرف آج اس سے ہی کئی قیدی رہا دیکھے
وہ جا ب انکی عبودیت کے قائل برملا دیکھے
نصاریٰ کا خدا کشمیر میں ہر اک مرا دیکھے
ہے صد افسوس یہ ملاں بانکار و ابا دیکھو
ہے لکھا صاف قرآں میں شواہد جا بجا دیکھے
غضب کرتے ہیں یہ ملاں عجب یہ ہجیا دیکھو
بھڑک اٹھتے ہیں عیسیٰ کے لئے کوئی سنا دیکھو
ہے تف ایسے عقیدہ پر کہ جسمیں افترا دیکھو
یہودی جیسے سمجھے اور مثیل ایلیا دیکھو
مثیل اول کا ثانی اور تناسب بالصفا دیکھو
مگر اول کے آخر کا نہ مانیں۔ کیا خطا دیکھے
مگر دونوں کے آخر میں فقط عیسےٰ بپا دیکھو
نہ ہو کوئی عجب لوگوں کی کج فہم و دغا دیکھو
نبی آنے جیسے فرمایا وہ وصف نہیں بجا دیکھو
نصاریٰ ہاں بانکار مثیل مصطفےٰ دیکھو
دوانے حال مفتیں اسکو۔ کیا جفا دیکھے
ہیں بیجا اپنے دعووں میں یہ حضرت سر بپا دیکھو
مجدد آ گئے دین کے جو ہیں مدِ الٰہی دیکھے
زلازل اور طاعون نشاں ہیں جا بجا دیکھے
ہیں یہ سب گواہ آج جہاں تا صفا دیکھے
کہ تا ہر ایک اک نا آشنا کو آشنا دیکھے
کہ مذہب کا بھی ہوگا اجتماع جیسے ادا دیکھے

مسیحی قوم سے دیکھا کمال دنیوی لیکن
خدا کے فضل و رحمت سے یہ دور آیا مبارک ہے
گئی اٹھ دقتیں سب دین اور دنیا کی اہو ہے
مبارک وقت ہے یہ نور اور باران رحمت کا
صدائیں آ رہی ہیں کان میں اور گونج وحدت کی
ہے ڈنکا بج رہا توحید کا ہر سو زمانہ میں
ہے ہونیکو نیا کچھ اب زمانہ میں جہاں والو
ہے سمجھا کچھ کہ یہ دلکش بہاریں و عجب موسم
میں سچ کہتا ہوں یہ سب کچھ مسیحا کی ہے آمد سے
اتر آیا مسیحا اے جہاں تجھکو مبارک ہو
مبارک سرزمینِ قادیاں دار الاماں جسمیں
بحمد اللہ کہ ہم نے خود بچشم خود ہیں جا دیکھو
کوئی پوچھے اگر ہم سے عجائب ان میں کیا دیکھو
ہاں ایسے۔ جا سطے ہے جنکو صد نور و ضیا دیکھے
کھڑے ہو خندہ مستیں جو انکی وہ سب ہی پارسا دیکھی
صحابہ کا نمونہ دیکھا ہے ان کی جماعت میں
ہے روز افزوں ترقی میں جماعت پاک مرسل کی
اترتے ہیں یہاں ہر روز کے طالب نئے یہاں
عجب ہے قادیاں دار الاماں گر کوئی آ دیکھے
چمکتا ہے یہ سینہ نشانوں کی تجلی سے
یہی ہے دھوم عالم میں مسیحا کے نشانوں کی
رسولوں کا نمونہ اور ادا دیکھے ہیں آئیں
اسی کے ہاتھ سے دیکھا فرو دجال کا فتنہ
اسی کے خنجر حق سے وہ بت باطل پرستی کا
اسی کے تیغ براں سے صف اعدا ہوئی ٹکڑے
کھڑا میدانِ دعوت میں اکیلا اور سب دنیا
گئے سب بھاگ میداں سے بڑی لاف و غضب والے
نبی کے دین کا جھنڈا قلم سے آج بڑھ نکلا

مسیح موعود سے دیں کے کمالات اعلیٰ دیکھو
کہ جسمیں دین اور دنیا کے باہم اتحاد دیکھے
عجب اسباب پیدا ہو گئے مشکل کشا دیکھے
ہیں نازل ہو رہے برکات جسمیں جا بجا دیکھو
وہ مجموعے تفرقہ کے مائل دار الفنا دیکھے
جہاں میں حق پرستی کے ہی ہیں مجد و علا دیکھو
کہ دنیا کے بدلتے جیسے طرز و ادا دیکھے
ہوئیں کیوں جلوہ گر جن سے عجائب دلکشا دیکھو
وہی جسکی طرف سارا جہاں آنکھیں لگا دیکھے
ہے اترا آسماں سے کوئی گر چشم وا دیکھے
زمانہ کے مبارک وہ مطاع و مقتدا دیکھے
مسیحائے محمد ہیں محمد مصطفےٰ دیکھے
تو بتلائینگے ہم اسکو کہ ہم نے رہنما دیکھے
خدا اور انبیا دیکھے ہاں سارے اولیا دیکھے
جو بیٹھے پاس ہیں سب اتقیا و اصفیا دیکھے
سبھی بھائی جماعت کے ہیں اخوان الصفا دیکھو
بحمد اللہ مقابل پر تنزل میں عدا دیکھے
کھڑے در پر فقیروں کی طرح شاہ و گدا دیکھے
تو اپنے ہر مرض کی یاں دوا دیکھے شفا دیکھے
معارف اور حقائق بھی نئے صبح و مسا دیکھے
بھرا ارض و سما ہے ان سے کوئی چشم وا دیکھے
اگر دیکھے دم عیسیٰ تو موسیٰ کا عصا دیکھے
اسی کے ہاتھ سے شیطاں ہر اک موذی فنا دیکھے
گرا ہے پاش پاش ہو کر نہ پھر یہ اعتلا دیکھے
مرے لاکھوں یہودی اور نصاریٰ آ رہا دیکھے
مقابل میں ہے تا اپنا ہر اک زور آزما دیکھے
بجا ڈنکا مسیحا کا عجب مجد و علا دیکھے
مسیحا لطفیل احمد عجب شیر خدا دیکھے

عاجز غلام رسول احمدی ساکن موضع راجیکی ضلع گجرات پنجاب

خطاب بمخالفین از گلاب الدین احمدی رہتاسی

نظم

ناراض آپ کیوں ہیں مسیح الزماں سے
مہدی کو لقب کافر و بیدین دیکے تم
عیسےٰ کو ہے آسمانیہ بٹھا ہے دجال کا خطاب
کافر ہی یا نفشانیاں کرتے ہیں دین پر؟
دین کا ہو بول بالا تمنائے دل ہو بس!

باتیں تو انکی سنیں ذرا دل کے کان سے
ڈرتے نہیں ہو مالک کون و مکان سے
انصاف ہی کچھ ہو گیا گم ہے جہان سے
قربان راہ حق پہ ہوئے مال و جان سے!
اس دہن میں کہا ہے کہ انکی ساری جان ہے!

ابھی نہیں ہیں دور سے یہ بدگمانیاں
بھیجا ہے اسے سلام رسول کریم نے
آزادہ و رسیدہ ہے جذبات ارض سے
حق کا فدائی اور فنافی الرسول ہے
آیات بینات فزوں ہیں شمار سے
کردی ہیں ختم دین کی آکر لڑائیاں
پہونچی ہے ریل دوستو دیکھو حجاز تک
کسر صلیب کردیا عیسےٰ کو مار کر
طاعون و زلزلے کی شہادت زمین پہ ہے
آخر کو منہ کی کہا کے گرا چاروں شانے چت
تفسیر لکھ سکے نہ مقابل میں گولڑوی
کرسی نشین بٹالوی ایسا ہوا ذلیل
مہدی خونی کا تھے انکار کر چکا
پہونچا مراد اپنی کو ہیں کا وہ نکتہ چیں
ثابت ہوا عدالت اعلےٰ میں کرم دیں
لدھیانوی فنا ہوا۔ امرتسری مرا
مرزا فقیر فوت ہوا دوالمیال میں
آتھم مرا۔ ڈوئی مرا۔ اور لیکھرام بھی
ہارگئی ہے مت کو اٹھایا نہ فائدہ
آنکھوں سے دیکھے ٹھیک نشانہ پہ بیٹھتے
کہتے ہو مہدی نکلیں پہاڑوں کے غار سے؟
اوپر سے اترتے آئیں گو مثل پرند اور؟
ہونگے لباس زرد میں نازل دمشق میں؟
خنزیر ماریں توڑیں صلیب و نکالدیں؟
دجال کا ناک آسکے تو اودھم مچائیگا؟
کہلائیگا رسول خدا اور خدا بھی وہ؟
مردے جلائے زندوں کو آکر ملائیگا؟
پاس اسکے سیم و زر ہو زیادہ شمار سے؟
غرضیکہ چند روز خدائی کریگا وہ؟
یاجوج پھیل جائیں گے ساری زمین پہ؟
برتینگے ہاتھ پاؤں کو اوزار کی جگہ؟
وہ کیجئے ظہور ہو کہ رسول کریم نے؟
مذہب ہی کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
وہ معتبر ہے جو ہو روایات عمرو زید؟
زندہ رسول۔ زندہ کتاب۔ اور زندہ دین
آنکھوں سے دور کردو تعصب کی پٹیاں
مامور حق سے کرتے ہیں ہو مقابلہ
خاصان حق ایک ہی ایسا بتائیے
کوئی نبی۔ ولی تو بتاؤ کہ جو نہ ہو
گھر سے نکالا اور چڑھایا صلیب پر
توبہ کرو ابھی تو در توبہ باز ہے

پاس آکے جانچو تجربہ اور امتحان کر
اور خود خدا سے پوچھتا اسکی زبان سے
نازل ہوا ہے گویا ملک آسمان سے
ملہم من اللہ واقف سر نہاں سے
اور پیشگوئیاں ہیں زیادہ بیان سے
ہوگا ہی جنگ و جدل تو قلم و زبان سے
اونٹوں کی مانگ وٹھہ گئی سارے جہان سے
اور مار ڈالے کتنے ہی خنزیر جان سے
شمس و قمر گواہیاں دیں آسمان سے
جس نے مباہلہ کیا اس پہلوان سے
لاہور گرچہ پہونچے بڑے عز و شان سے
کرسکتا کچھ نہیں لئے تاتہا اور زبان سے
باقی ہے التجا دامام الزمان سے
حسرت سے ہاتھ ملتا گیا اس جہان سے
ویسا ہی جیسا نکلا مسیح کی زبان سے
غرضیکہ جو اڑا وہ گرا آسمان سے
جموں کی بے چراغ گیا خان و ماں سے
لاہوری اور قصوری گئے اس جہان سے
طاعون اور زلزلے جیسے نشان سے
نکلے ہی تیر جتنے کہ اسکی کمان سے
اترینگے مسیح ناصری پھر آسمان سے؟
پاس آکے وہم سے کودپڑیں نردبان سے؟
مینار پر وہ اترینگے ہوئی آسمان سے؟
سیف و سناں سے کفر کو سارے جہان سے؟
دوڑائے گا گدھے کو وہ کس آن بان سے؟
مومن پھریں گے بھاگتے اس عالیشان سے؟
مولیگا جس کو چاہیگا اگلے جہان سے؟
چھکڑے ہوں اسکو ساتھ لدے آب و نان سے؟
پھر جلیے اس کو مارینگے آخر کو جان سے؟
ماجوج بڑھکے ہونگے وہم و گمان سے؟
اور اوڑھنے بچھونے کا لینگے کام کان سے؟
عملا کیا ہے اور نہ کہا ہے زبان سے؟
مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
یا جو براہ راست ہو حق کی زبان سے؟
زندہ خدا ملے گا تو دارالامان سے
پہونچے گا تم کو نور بھی قادیان سے
کرتے ہو جنگ خالق ہر دو جہان سے
جو بچ رہا ہو خلق خدا کی زبان سے
نالاں مخالفین کے دست و زبان سے
اور زہر دیکے مارے ہیں کتنے ہی جان سے
بولو نہ ان کے حق میں کبھی بدزبان سے

طاعت کرو شرائط بیعت کو مان لو
گر دو جہاں میں رہنا ہے امن و امان سے
پوری کبھی تو ہوگی تیری التجا گلاب
تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** ہی اس واقعہ عظیمہ کی طرف رہنمائی کرتی۔ کیونکہ دین کی تکمیل دو ہی حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک حصہ کا نام تو **تکمیل ہدایت** ہے اور دوسرے حصہ کا نام **تکمیل اشاعت** ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں اور کسی مسلمان کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ **تکمیل ہدایت** تو پہلی بعثت میں ہی ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک طرح کی دینی ہدایت ہمارے لئے قلمبند ہو چکی تھی اور ایک ایسی جامع کتاب ہمارے پاس موجود ہو گئی تھی جس میں دین اسلام کے ہر ایک ضروری مسئلہ کا کامل بیان ہے۔ اور ان سب احکام کی ہر طرح سے تفصیل موجود ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ مگر یہ بات کسی عقلمند سے پوشیدہ نہ ہوگی کہ **تکمیل اشاعت** اس زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ **امریکہ۔ افریقہ** اور **یورپ** وغیرہ براعظم تو درکنار **ایشیا** میں بھی پورے طور پر اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں گو اسلامی سورج ایشیا کے ایک الگ تھلگ حصہ اور تقریباً تمام دنیا کے نقطہ مرکز پر اپنی شعاعیں دکھا رہا تھا۔ اور زبان حال سے ایک ایسے زمانہ کیطرف اشارہ کر رہا تھا جبکہ تمام دنیا اس حقیقی آفتاب سے روشنی حاصل کر کے ایک نورانی چمک دکھائیگی۔ اور الفاظ **الیوم اکملت** ہی ایک ایسے زمانہ کا پتہ دیتے ہیں جبکہ دین اسلام باطنی اور ظاہری طور پر اپنے پورے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ اور جیسے یہ اپنے آپ میں پورے طور سے کمال کو پہنچا ہوا ہے ویسے ہی یہ عملی اور ظاہری طور پر اور دل کو کمال حاصل کر کے دکھائے گا۔ اور جیسے آج کے **دن** ہدایت کامل ہو چکی ہے ویسے ہی ایک **دن** آئے گا جبکہ اشاعت بھی کامل ہو جائیگی اور طرح طرح کے سامان اشاعت ظہور میں آئیں گے۔ کئی طرح کی چھاپنے والی مشینیں۔ ڈاکخانے۔ چھاپہ خانے۔ تارگھر۔ ریل گاڑیاں۔ سٹیم انجن۔ فونوگراف فوٹوگراف وغیرہ ظہور میں آئیں گے۔ اور دین اسلام کی ہر طرح سے تکمیل اشاعت ہو کر **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** ۲۸ والی آیت کا کامل طور پر ظہور ہو جائے گا اور دنیا اللہ تعالےٰ کے ہزار ہا برسوں کے قبل از وقت کئے ہوئے وعدوں کو اپنے مقرر کردہ وقت پر پورا ہوتے دیکھیگی۔ اور دین اسلام ہر پہلو سے کامل اکمل طور پر اپنا جلوہ دکھائیگا اور آنحضرت صلعم کا کامل بروز الٰہی وعدہ کے مطابق مبعوث ہو کر مذاہب فاسدہ کا رد کرے گا اور نشانات الٰہیہ اور براہین قاطعہ سے

مذاہب باطلہ کا بطلان ثابت کرکے ان کا قلع قمع کر دے گا اور مشرق سے لیکر مغرب تک دین اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا دے گا۔ اور دین حق کو سب ادیان باطلہ پر غالب کرکے دکھا دے گا۔

غرض یہ تو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کے متعلق اور اسی کی تائید میں مختصر طور پر مینے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس سے یہ بات ایک حد تک قدر دانوں کے نزدیک قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کہ آیت زیر قلم یعنے ثم یمیتکم ثم یحییکم میں آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا بھی صاف طور پر اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دہریہ لوگ کثرت سے ہوں گے اور خدا تعالےٰ کی ہستی سے منکر ہونے کی مرض عام طور پر دنیا میں پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور کچھ کچھ لوگ جو زبانی اور علمی طور پر خدا تعالےٰ کی ہستی کے قایل ہوں گے۔ انکی عملی حالتیں اس بات کی گواہی دیتی ہونگی کہ وہ حقیقت میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسے امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ کہ ایک خبیث سے خبیث خدا تعالےٰ کا منکر بھی اپنے دلایل کو عام طور پر علانیہ شایع کر سکے گا۔ اس لئے ایسے خطرناک زمانہ کے آزاد مشرب سوفسطائی اور نام کے مسلم لوگوں کے لئے اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اور لاجواب دنداں شکن ثبوت دیتا ہے کہ

ایک بیکس یتیم انسان کے ساتھ قبل از وقت حفاظت اور کامیابی کے وعدے کرکے اور دنیا کے فرزندوں کو انکی بد اعمالیوں کی وجہ سے اسکی مخالفت پر کمر بستہ کرکے اور ہزارہا اس کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے پیدا کرکے آخر اپنے وعدوں کے مطابق اسے صحیح سلامت رکھنا اور ہر طرح سے قبل از وقت وعدوں کے مطابق مظفر و منصور کرنا اور پھر یہ کہ اس کی متبعین کو روحانی زندگی عطا کرنا اور روح القدس سے مدد دینا۔ کیا یہ میری ہستی پر ایک ایسا زندہ اور بین ثبوت نہیں ہے جس کا تم لوگ کسی طرح سے انکار کر ہی نہیں سکتے ہو؟ اور پھر اس پاک اور معصوم رسول خاتم النبین سے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالنا اور اسکی اقبالمندی اور فتحمندی کی ۱۳۰۰ برس پہلے خبر دینا اور پھر اس کا وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر ظہور کرنا اور ان سب باتوں کو جو قبل از وقت آنحضرت صلعم کی معرفت بتائی گئی تھیں صاف طور پر پورا کرنا کیا یہ ایسا صاف اور صریح نشان میری ہستی پر نہیں ہے جس میں کسی طرح سے بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں؟ اور پھر فرمایا ثم الیہ ترجعون یعنے یاد رکھو کہ اگر تم اب بھی انکار ہی کرتے رہوگے۔ تو آخر تم لوگوں کو ہماری درگاہ میں تو ضرور ہی حاضر ہونا پڑیگا۔ اسوقت تو سب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تمہارا انکار کن وجوہات پر مبنی تھا۔ اور یہ کہ تمہارا کانشنس تمہاری اس حرکت پر تمہیں ملزم کیا کرتا تھا یا نہیں؟ الغرض آیت كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پ۱ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک صاف اور روشن دلیل ہے جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اب پیشتر اس کے کہ میں ان فلسفی دلایل کیطرف رجوع کروں جن سے ماننا پڑتا ہے، کہ ایک خدا بھی ہونا چاہیے اور جو مسئلہ جو بالادلایل سے ملکر بفضل خدا ہونا چاہیے سے ہے تک پہنچ جاتے ہیں انشاء اللہ چند ایک اور دلایل اس قسم کے پیش کرونگی

کوشش کرونگا۔ جن کو آگے چون و چرا کی بالکل گنجایش نہیں۔ سو واضح رہے کہ آپ لوگوں میں جو صاحب میرے مضمون کو غور سے پڑھتے رہے ہونگے وہ خوب جانتے ہونگے کہ میں اکثر جگہ مختلف پیرایوں میں زمانہ موجودہ کیطرف اشارہ کرتا آیا ہوں کیونکہ میرے نزدیک آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا یہی زمانہ ہے اور وہ کرشن عیسےٰ اور مہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام جنکے آخری زمانہ میں نزول کرنیکا مختلف مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں وعدہ پایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک وہ آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کیطرف اشارہ ہے اور حقیقت میں وہ ایک ہی موعود شخص کے مختلف صفات کیوجہ سے مختلف اسماء ہیں۔ ورنہ اصلی کرشنؑ یا عیسےٰؑ یا مہدیؑ یا دوسرے انبیاء اپنے اپنے وقتوں کے اپنا اپنا مفوضہ اور مفروضہ کام کرکے اس خاکی جسم کو یہاں ہی چھوڑ کر چلدیے تھے اور ان کا دوبارہ آنا حقیقت میں ایک اور شخص کا آنا ہے جو انکی صفات کے رنگ میں رنگین ہوگا اور ہندوؤں کے لئے بحیثیت کرشنؑ کے اور عیسائیوں کے لئے عیسےٰؑ اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا لیکن وہ ہوگا ایک ہی شخص۔ یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہیے کہ موضع دارالفنا میں تین شخصوں نے ملکر ایک قطعہ زمین کا خرید کیا اب ان تینوں نے اس مشترکہ کھیت میں بیج بونے کی ٹھانی ان میں سے ایک کہنے لگا کہ ہو نہ ہو میں تو گندم بوؤں گا۔ دوسرا بولا کہ بھائی یہ تو ہوئی نا تمہاری اپنی مرضی میں تو نہ ہی گیہوں کے سوائے کسی اور چیز کا بیج ڈالوں گا اور نہ کسی اور کو ہی کوئی دوسرا بیج بونے دونگا۔ غرض یہ کہنا ہی تھا کہ دونوں کی آپس میں خوب جوت پیزار ہوئی۔ ایسی شورا شوری دیکھکر تیسرے نے موقع کو غنیمت جانا اور آپے سے باہر ہوکر یوں اکڑکر بولا کہ تم دونوں ہی نالایق ہو اور فضول بکواس کرتے ہو۔ میں تو کنگنی کا بیج ڈالوں گا دوسرے بیج ڈالنے محض بیوقوفی ہے۔ ہوتے ہوتے اس معاملہ پر ان کا عجیب گھمسان سا مچ گیا۔ اور شور و غل سے قیامت برپا ہونے لگی آخر چار و ناچار ان کو اپنے اپنے حصے کرنے پڑے اور کھیت کی بانٹ اور تقسیم کرنی پڑی۔ الغرض مار پیٹ کرتے کراتے انہوں نے اپنا اپنا بیج بو ہی دیا لیکن جب انگوری نکلی اور سبز سبز پتیاں نمودار ہوئیں اور آخر پودے پھل دینے پر آئے تو ان کا جھاڑ اور ماحصل واحد تھا جس سے ان بیوقوفوں کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہی حال موجودہ لوگوں کا ہے۔ کہ پیشگوئی تو ایک خاص انسان کے لئے تھی اور ایک اوتار کے ہی مختلف نام زبان زد خلایق تھے مگر ان لوگوں نے بیوجہ وہ کھلبلی مچا رکھی ہے کہ توبہ بھلی بس سچ ہے کہ ؎

اول سے ہی بشر کو ہے رغبت خلاف کی ✦ لینا تھا کام منہ کا شکم میں بہ ناف سے
گل ہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن ✦ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

غرض ایک ہی موعود شخص ہے جس نے آخری زمانہ میں نزول کرنا تھا اور جس نے چھٹے ہزار کے آخیر پر پیدا ہو کر ساتویں ہزار کے سر پر ظہور کرنا تھا اور سینکڑوں اور ہزاروں سچی باتوں کے علاوہ ایک بزرگ کے پنجابی شعر ؎

پچھے اک ہزار دے گذرن ترے سو سال
عیسےٰ ظاہر ہو سیا کرسی عدل کمال

کو بھی سچا کرنا تھا۔ اور اسی واقعہ عظیمہ کو قرآن مجید نے ایک اور طرز سے بھی ادا کیا ہے یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حضرت موسیٰ کے ساتھ مشابہت تامہ ثابت کرکے خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے اپنی پاک کلام کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع ہوا تھا اور تیرہ سو برس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہوا تھا ویسے ہی اے میری امتی نبی تجھ سے بھی ایک سلسلہ شروع ہوگا۔

[illegible]

آریوں میں جوتی پیزار

اخبار عام لکھتا ہے

لالہ لاجپت رائے اور آریہ سماج

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے اصل باعث کے خیال سے آریہ سماج لاہور میں ایک اور ناچاقی کی فیلنگ کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے ناگوار بات اس خط سے معلوم ہوتی ہے جو لالہ امیر چند صاحب نے اخبارات میں شائع کی ہے۔ لالہ صاحب آریہ سماج لاہور کے ممبر ہیں اور نیز ڈی اے وی کالج لاہور کی انتظامی کمیٹی کے بھی ایک ممبر ہیں اور اُن پر الزام لگایا جاتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا اصلی باعث آپ ہی ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ اخبار ٹربیون لاہور میں دو خطوط علی التواتر شائع کئے گئے تھے اور اُن خطوط کا راقم نہ معلوم کون تھا۔ راقم کی جگہ پر ایک آریہ لکھا گیا تھا۔ لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب کو بیقین واثق ہے کہ ان دونوں خطوط کا اصل راقم بھی امیر چند تھا اور اس نے جان بوجھکر اپنے اصل نام کی جگہ پر "ایک آریہ" کا فرضی نام درج کیا تھا۔ لالہ ملک راج بھلہ صاحب یقین کرتے ہیں کہ انھیں دونوں خطوط کے باعث لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور جلاوطنی وقوع میں آئی ہے اور چونکہ راقم ان خطوط کے آپ کے خیال میں لالہ امیر چند سمجھے جاتے ہیں لہذا لالہ امیر چند پر الزام دھرا جاتا ہے کہ ذمہ وار اُن کے یہی حضرت ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اگر لالہ ملک راج بھلہ کا خیال واقعی درست ہے کہ لالہ لاجپت رائے انہیں دونوں خطوط کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے ہیں اور ان خطوط کا اصل راقم ہے لالہ امیر چند پر جہاں تک ناراضی اور افسوس اور رنج ظاہر کیا جائے بالکل بجا اور روا ٹھیرتا ہے۔ بلکہ بہر حالت ہیں قدرتی اور لازم ہے۔ واضح ہو کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب جو لالہ امیر چند پر ایسا سخت اور شرمناک الزام لگاتے ہیں کوئی ایسے ویسے معمولی نہیں ہیں بلکہ وہ لالہ ہنسراج بی اے کے بڑے اور حقیقی بھائی ہیں۔ کون لالہ ہنسراج بی اے جو کہ ڈی اے وی کالج لاہور کے واجب التعظیم پرنسپل ہیں اور آریہ سماج لاہور کے پریذیڈنٹ ہیں اور نیز جو کہ آریہ پراوینشیک پرتی ندھی سبھا پنجاب کے بھی پریذیڈنٹ ہیں اور اس باعث جن کا رعب وداب تمام آریہ سماج میں مسلمہ طور پر بھاری پایا جاتا ہے۔ پس آریہ سماج کے ایسے جلیل القدر بزرگوار کے برادر بکرم و حقیقی کا ایک ممبر سماج اور ممبر کالج کمیٹی پر اس طرح کا سنگین الزام عاید کرنا۔ لالہ امیر چند کے لئے واقعی ایک سخت مصیبت اور عظیم بدنامی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہر چند لالہ امیر چند نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ لاتے ہیں کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب کا خیال بالکل غلط ہے۔ ہر چند وہ بڑے زور سے کہتے ہیں کہ وہ ان دونوں خطوط کے نہ تو راقم ہیں اور نہ جانتے ہیں کہ وہ خطوط کس نے لکھے اور بھیجے تھے لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب بالکل کہتے ہیں کہ لالہ امیر چند اگر سچے ہیں تو بذریعہ عدالت کے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کریں ورنہ اُن کی زبانی باتیں ہرگز قابل یقین کے نہیں ہیں اور ان کا عذر محض فرضی اور بناوٹی ہے۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ اگر لالہ امیر چند عدالت میں چارہ جوئی کریں تو اس وقت لالہ ملک راج صاحب مزید اور کافی ثبوت بہم پہنچا کر لالہ امیر چند کو جھوٹا ثابت کریں گے لیکن لالہ امیر چند صاحب اس معاملہ کو اس درجہ تک طوالت دینا نہ تو مناسب سمجھتے ہیں اور نہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس بارہ میں ایک خط اخبار ٹربیون اور دیگر اخبارات میں بھی شائع کرایا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ:۔

جناب عالی کچھ دن ہوئے ہیں لالہ ملک راج بھلہ کو ڈی اے وی کالج کے احاطہ میں ملا جب انھوں نے لالہ نہال چند اور دیگر بعض شرفاء کے سامنے مجھ پر الزام لگایا کہ ان دونوں خطوط کا لکھنے والا میں ہوں جو (کچھ عرصہ ہوا) "ایک آریہ" کے نام سے اخبار ٹربیون میں نکلے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ دونوں خطوط لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا باعث تھے۔ مَیں نے انھیں جواب دیا کہ آپ مجھ پر جو الزام لگاتے ہیں وہ بالکل غلط ہے تب انھوں نے کہا کہ اجلاس عدالت میں اس الزام کو غلط ثابت کرو۔ زبانی انکار کو کون مانتا ہے۔ بہر حال میں اس بات کو نہ تو ضروری خیال کرتا ہوں اور نہ مناسب سمجھتا ہوں کہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ سے الزام ہذا کو غلط ثابت کر کے اپنے چلن کی صفائی کروں لیکن چونکہ لالہ ملک راج بھلہ۔ لالہ ہنسراج بی اے کے برادر حقیقی ہیں جو کہ ڈی اے وی کالج کے پرنسپل ہی نہیں ہیں بلکہ آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں اور ان مناصب کے کاسن ظاہر اور باطن طریقہ سے اُن کا دباؤ بڑا ہے اور اس لئے اُن کی بات اور رائے کو آریہ سماجیوں کا ایک بڑا حصہ مثل ایک آدمی کے صحیح مان لیتا ہے اور چونکہ اس بات کا خوف غالب ہے کہ جو الزام مجھ پر ایسی زبردستی سے خواہ مخواہ عاید کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج کے تئیں نقصان پہنچانے کا باعث ہو۔ لہذا مَیں ہر خاص و عام پر واضح کر دینا مناسب و ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن دونوں خطوط کے لکھنے یا شائع کرانے سے میرا مطلق کچھ تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور مجھکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اُن دونوں خطوط کا راقم کون ہے۔

مَیں آپ کا شکر گذار ہوں گا اگر آپ براہ مہربانی اس خط کو شائع کر دیں گے۔ اس معاملہ پر رائے زنی کرنا بظاہر آسان کام نہیں ہے۔ اسپر آیندہ غور کر سکتے ہیں اور ہر ایک صاحب بجائے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں ❊

مختصر نوٹ

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی | قیصر ہند کی سالگرہ کی مبارک تقریب پر لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو رہا کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے وطن لاہور کو واپس آرہے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس فیاضی اور فراخدلی کی بیحد تعریف کرنی چاہیئے جو اس نے پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی سے دکھائی ہے امید کیجاتی ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے خلاف آواز اٹھانے میں آیندہ یہ لوگ نہایت احتیاط سے کام لیں گے اور گورنمنٹ کے اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور یقیناً اپنے رویہ کو بدل لیں گے جبکہ ہز اونر سر ڈنزل ایبٹسن کی گورنمنٹ نے یہانتک فیاضی اور رحم سے کام لیا ہے کہ مذکورہ بالا پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی تک کے لئے تحریک کی ہے تو کیا انکی مہربانی اور عنایت سے یہ توقع جایز نہیں کہ وہ ہندوستان کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ کی جوانی پر رحم کر کے اسے بھی معاف کر دیں جسقدر تنبیہ اسکو ہو چکی ہے وہ کسی صورت میں کم عبرت انگیز نہیں اور آیندہ زندگی میں اسے کافی سبق دے سکیگی۔

⁂

طاعون اور گورنمنٹ پنجاب | پنجاب میں خصوصیت سے طاعون نے جو تباہی اور بربادی کی ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے ہر قسم کی ضروری اور مناسب تدابیر انسداد طاعون کے لئے اختیار کی گئیں مگر شامت اعمال نے اس بلا سے مخلصی نہیں ہونے دی۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب پھر گورنمنٹ پنجاب نے حال میں ایک اور نہایت ضروری ریزولیوشن جاری کیا ہے جسمیں وہ طریقہ بتایا گیا ہے جس کے موافق آیندہ وبا طاعون کے انسداد کے لئے کارروائی کیجائیگی۔ میں اس مقام پر یہ امر ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں انسداد وبا طاعون کے لئے ہر قسم کی تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے کیوں اس امر کیطرف توجہ نہیں کیجاتی جو خدا تعالےٰ کے مرسل مسیح موعودؑ نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر سچی تبدیلی پیدا کریں اور ہر قسم کے فسق و فجور سے باز آئیں۔ اگر اس تجویز کو ان تدابیر کے ساتھ ملا دیا جاوے اور لوگ عملی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ اس بلا سے نجات بخشے۔ اور اگر ایک طرف ان تجاویز کو تو عمل میں لایا جاوے اور ہر قسم کی بدعملیوں اور بدکاریوں کے بند کو توڑ دیا جاوے تو یہ امر غضب الٰہی کے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوگا۔ ایسے مواقع پر تو قدرتی طور پر خشیت اور خضوع پیدا ہونا چاہیئے چہ جائیکہ بیباکی اور بد روشی میں ترقی کیجاوے وقت بہت نازک ہے اسلئے اس سے پہلے کہ بلا نازل ہو اسکی فکر کرنی چاہیئے۔ صدقات اور خیرات سے بھی کام لینا چاہیئے۔ جو لوگ عملی تبدیلی کیطرف توجہ کریں گے وہ گورنمنٹ کو اس کے مقاصد انسداد وبا میں بہت بڑی مدد دینے والے ٹھیریں گے کیونکہ اس اصلاح سے جرایم میں بھی کمی واقعہ ہو جائیگی۔ اسوقت ایک نہیں دو خطرناک بلائیں سامنے ہیں۔ طاعون اور قحط اور دونوں کا نتیجہ خطرناک موت ہے پس خدا تعالےٰ ہی کے فضل کو ڈھونڈنا چاہیئے اور اسکو جذب کرنیوالے امور میں خشوع خضوع اور صدقہ و خیرات کو بہت بڑا دخل ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کا فرض ہے وہ گورنمنٹ کو جہانتک ان سے ممکن ہے انسداد طاعون کی تدابیر میں پوری مدد دیں ان کا امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دل سے اس امر کو پسند کرتا اور چاہتا ہے۔

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کا خلاصہ یہاں درج کر دوں پنجاب میں گذشتہ سال جسقدر سختی کے ساتھ وبا طاعون کا زور رہا اس کا ذکر کر کے ریزولیوشن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عوام الناس کو کامیابی کیساتھ وبا طاعون سے بچنے کی تدابیر میں امداد دینے پر لوکل گورنمنٹ کی توجہ نہایت مصروف رہی ہے پنجاب گورنمنٹ نے ابتک ایک مختصر کمیٹی شوری مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی میں دو ممبر ایسے بھی ہیں یہ کمیٹی وبا طاعون کے دفعیہ کیلئے گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیگی۔ پنجاب میں پلیگ اسٹاف تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جسمیں کئی انگریز ڈاکٹر کمیشن یافتہ ہیں اور بہت سی اسسٹنٹ سرجن اور ہسپتال اسسٹنٹ ڈاکٹر معہ ضروری کمپونڈروں اور دیگر ادنی ملازموں کے مقرر ہیں۔ حالمیں اس عملہ میں اور بھی زیادتی کر دیگئی ہے۔ ریزولیوشن میں تحریر ہے کہ وبا طاعون سے بچنے کیلئے ابھی تک علمی تجربہ اور سائنٹیفک تحقیقات سے جہانتک معلوم ہو سکا۔ خلو مکانات ٹیکہ طاعون۔ موش کشی۔ اور مکانات کو گرمی پہنچا کر ڈس انفکٹ کرنے سے بڑھکر اور کوئی کارگر تدبیر دریافت نہیں ہوئی۔ سب سے بہتر یہ تدبیر ہے کہ طاعون زدہ محلوں کو بالکل خالی کر دیا جائے۔ گو بڑے عرصہ تک مکان کو چھوڑے رکھنے میں تکلیف ضرور ہوتی ہے اور جو مال و اسباب مکان میں چھوڑا جائے اس کا چوروں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا بھی مشکل ہے اور غریب لوگوں کو نقل مکان کرنا بہت دشوار ہے۔ اسیطرح بعض فرقہ مذہبی اور ذاتی خیالات سے ہی نقل مکان پسند نہیں کرتے۔ مگر طاعون سے بچنے کیلئے بظاہر اسباب سب سے بہتر تدبیر یہی ہے۔ گورنمنٹ مذکورہ بالا تمام مشکلات کو رفع نہیں کر سکتی۔ اسلئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو اختیار میں کچھ رقم صرف کرنے کے لئے دیدینگے۔ اس رقم کے خرچ سے وہ دیہات میں لوگوں کو مکانات کو خالی کر دینے کی ترغیب دینگے۔ اس بارہ میں کوئی مقررہ قاعدہ وضع نہیں کیا جاسکتا۔ جن دیہات میں زمیندار اپنے مکانات اور اسباب کی حفاظت کے لئے زاید چوکیدار مقرر نہیں کر سکتے۔ گورنمنٹ انکے مکانات خالی کر دینے پر اپنی طرف سے زاید چوکیداران کے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیگی۔ ان چوکیداروں کو گاؤں کا نمبردار ملازم رکھیگا جن مقامات میں مکانات کو بڑے پیمانہ پر خالی کیا جائیگا۔ وہاں گورنمنٹ چوروں کی نگرانی رکھنے کے لئے پولیس کے پہرول مقرر کر دیگی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ چھپر ڈالنے کا اسباب مہیا کرنیکا صرف اپنے ذمہ لیلیگی۔ جن دیہات میں گورنمنٹ سے نقد امداد لئے بغیر کامیابی کیساتھ مکانات کو دیہاتی خالی کر دیں گے۔ انکو گورنمنٹ انعام بھی دیگی۔ اسیطرح سے ان تدابیر کے اختیار کرنے کی راہ میں جسقدر مذہبی معاشرتی رکاوٹیں حایل ہوں۔ انکو دور کر دینے والوں کو بھی انعام دیا جائیگا + شہروں کی نسبت میونسپل کمیٹیوں کو گورنمنٹ نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ باشندوں کی رہایش کے لئے جگہ مقرر کرنے اور وہاں رہنے کیلئے چھپر بنا کر طاعون زدہ محلوں کے لوگوں کو مکانات چھوڑ دینے کی ترغیب دیجائے۔ یہ سب نہایت عمدہ ہیں اگر ان پر عمل کیا جاوے تو اس مہلک مرض کا کچھ نہ کچھ انسداد ضرور ہو سکتا ہے اس ریزولیوشن میں پھر ٹیکہ طاعون کے لگانے کی نسبت آسانیاں کر دینے اور چوہوں کو ہلاک کر دینے کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اسکے بعد مکانات کو گرمی پہنچانیکا فائدہ بیان کیا گیا ہے غریبوں کو ایندھن یا کوئلہ اپنے مکان کو گرمی سے ڈس انفکٹ کرنیکیلئے مفت دیئے جائیں گے۔ گورنمنٹ نے طاعون کا مقابلہ کرنے میں ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے پبلک سے بھی امداد طلب کی ہے اور وہ ان تدابیر پر عملدرآمد کرنے میں سرکاری حکام کے ہاتھ بٹائیں۔ ڈاکٹروں کو ہدایت کر دیگئی ہے کہ وہ تمام طاعونی مریضوں کا علاج کریں گورنمنٹ نے ہر ایک ضلع کو کہ جہاں طاعون کا سخت زور ہوگا ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے بیس بیس ہزار روپیہ امداد دینے کا ارادہ کر لیا ہے + آخر میں تمام میونسپل کمیٹیوں اور لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا [illegible]

نمبر ہ کی قیمت کا اشتہار صفحہ ۱۲ پر دیکھو۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ظہر

سائیں عالم دین صاحب ساکنہ وناروال نے اپنے مجاہدات کا حال سُنایا اور طرح طرح کے الہامات اور کشوف بیان کئے اور ایسے ایسے حیرت انگیز مقامات کا ذکر کیا جہاں وہ خود بخود پہنچ کر کُل نبیوں اور پیغمبروں سے اپنے آپ کو افضل اور اعلےٰ سمجھتے تھے۔ اور (معاذ اللہ) بذات خود خدائی کے دعویدار بن بیٹھتے تھے اور کبھی خیال کرتے تھے کہ مَیں خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہوں اور خلقت میری محتاج ہے اور پھر اپنے آپ کو بالکل بے پرواہ اور بے نیاز سمجھتے تھے بیان کرتے تھے کہ آئندہ مجھ سے کچھ نشان ظاہر ہوں گے۔ اور عجیب تر یہ کہ حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہنے لگ جاتے تھے کہ مَیں آپ کو مسیح اور مہدی سمجھتا ہوں اور ایسا اولوالعزم امام مانتا ہوں کہ جیسا نہ آگے کبھی ہوا اور نہ ہوگا اور ساتھ ہی آنحضرت صلعم کی اتباع کا بھی دم بھرتے تھے۔ غرض ایک فقرہ تو ایسا بولتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سائیں صاحب اپنے آپ کو تمام دُنیا سے اعلےٰ اور زکی النفس خیال کرتے ہیں اور ساتھ ہی کُل ذات اور کُل فعل والے سبقوں کی عجیب عجیب تجلیات سُناتے تھے۔ لیکن پھر باتوں ہی باتوں میں اپنے آپ کو حقیر ذلیل اور کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتے تھے۔ غرض بیچارے (خدا اپنے فضل وکرم سے ان پر رحم کرے) پیچ در پیچ مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے اور خیج امواج کی مقرر کردہ منزلوں کو طے کرتے کرتے عجیب وغریب آثار چڑھاؤ میں مشغول تھے اور مُصیبت پر مُصیبت یہ تھی کہ اس قسم کے معاملات سے اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور خود ستائی اور کبریائی کی منازل میں بھی کافی گذر کر چکے تھے۔ اسی لئے وہاں کے احمدی احباب نے سائیں صاحب کو مخبوط الحواس اور پاگل خیال کر کے نماز کے لئے امام بنانا چھوڑ دیا۔ اور ان کے پیچھے نماز کا ادا کرنا ناجائز جانا۔ سائیں صاحب موصوف کی اس قسم کی سرگذشت سُن کر۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں۔ مگر مسلمان تو انسان اُسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے۔ اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے کہ وہ خدا تعالےٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے۔ اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے۔ انسان کو اُسی کے مطابق عمل در آمد کرنا چاہئے۔ اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اور آنحضرت صلعم کے دکھائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا ہی صراط مستقیم ہے اس کے سوائے کوئی تحریر کشف رویا یا الہام بغیر مُہر کے جائز نہیں۔ جبتک کسی الہام پر خدا کی مُہر نہ ہو وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے اگر خدا کی مُہر اُس پر نہ ہوتی۔ ہمیں بھی اگر کوئی کشف رویا یا الہام ہوتا ہے تو ہمارا دستور ہے کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں اور اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کوئی الہام قرآن مجید کے مطابق بھی ہو لیکن کوئی نشان ساتھ نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ قابل قبول الہام وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید کے مطابق بھی ہو اور ساتھ ہی اس کی تائید میں نشان بھی ہوں اگر ایک شخص کہے کہ مَیں بادشاہ کے دربار سے فلاں عہدہ حاصل کر کے آیا ہوں لیکن اس کے ساتھ کوئی نشان نہ ہو اور بادشاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عہدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہیں ہو گی۔ ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آں حضرت صلعم وہ معصوم نبی ہے کہ جس پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے۔ اور ان پر وہ کامل اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئیگی۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آں حضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اُس کے ساتھ مطابقت نہ رکھیگی من جانب اللہ نہیں ٹھیر سکتی۔ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اُس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی چون و چرا کریں۔ الہام کشف یا رویا تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(حاشیہ: مسلمان بننے کا طریق)

(حاشیہ: کسی الہام کشف یا رویا کس صورت میں ہم مان سکتے ہیں)

(حاشیہ: ہمارے نبی کریم معصوم اور خاتم الانبیاء تھے)

(حاشیہ: الہام کی تین قسمیں)

۱۔ اول وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محویت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اُس کی تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے۔

۲۔ دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنا ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلی کو چھیچھڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے۔ اور جیسے بچے جو ان کو کتابیں پڑھتے تورات کو بعض اوقات وہی کلمات اُنکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث النفس کا ہے۔

۳۔ تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے کبھی سُنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب وغریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کن وعدے دیتا ہے۔ ایک دفعہ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ کو شیطان اپنے زرین تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ مَیں تیرا خدا ہوں مَیں نے تیری عبادت قبول کی۔ اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی جو چیزیں اب اوروں کے لئے حرام ہیں وہ سب تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ دور ہو اے شیطان جو چیزیں آں حضرت صلعم پر حلال نہ ہوئیں وہ مجھ پر حلال کیسے ہو گئیں۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تو میرے ہاتھ سے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ اس مقام پر کم لوگ بچتے ہیں۔

یہ سُن کر سائیں صاحب بول اُٹھے کہ مَیں کیا ہوں اور کس مرتبے پر ہوں۔ اور میرا کیا حال ہے؟۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ مجھے کچھ علم نہیں کہ تم کس مرتبہ پر ہو توبہ واستغفار بہت کرو۔ اور یہ باتیں میں صرف تمہارے لئے نہیں کہتا بلکہ ہر ایک کیلئے کہتا ہوں۔ ہماری جماعت میں کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کے قریب ہونگے جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں۔ دیکھو

(حاشیہ: جماعت کے لئے نصیحت)

آنحضرت صلعم نے جو صاحب وحی ہونے کا دعوے کیا تھا تو وہ بے نشان نہیں تھا۔ کافروں نے جب ثبوت مانگا تھا کہ آپ کی وحی کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل کیا ہے تو اُن کو جواب دیا گیا تھا۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ یعنے یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں انکو

دو گواہیاں

کہدے کہ میرے پاس دو گواہیاں ہیں — ۱۔ ایک تو اللہ کی کہ اُس کے تازہ تازہ نشانات میری تائید میں ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جن کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ مَیں سچا ہوں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا نام غیب بھی ہے۔ وہ نہاں در نہاں اور پوشیدہ سے پوشیدہ ہے کسی کا حق نہیں کہ کسی بات کو خدا کا الہام سمجھ لے۔ جبتک کہ خدا کا فعل اسپر شہادت نہ دے۔ شہادت بغیر تو کوئی کام نہیں چلتا۔ اگر شہادتوں یعنے خدا کے نشانوں سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے تو سب سے پہلے ایمان لانیوالے ہم ہیں۔ اپنا قیل و قال تو قابل اعتبار نہیں ہوتا خدا کے فعل کی اس کے ساتھ شہادت ہونی چاہیئے ہماری جماعت کے مولوی عبد اللہ صاحب تیما پوری اپنے خطوط کے ذریعہ سے بہت کچھ الہامات اور کشوف لکھا کرتے تھے آخر نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند دنوں کے بعد اُن کو جنون ہو گیا تھوڑے دن گذرے ہیں کہ قادیان میں آکر ایسے الہامات سے انھوں نے توبہ کی اور نیز میری بیعت کی مَیں مانتا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ حق ہیں اور خدا کے اولیا مخاطبات اللہ سے شرف پاتے ہیں لیکن یہ مقام بغیر تزکیہ نفس کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر تزکیہ نفس کے شیطان ان پر سواری کرتا ہے۔ علاوہ اس کے سچے الہام کے لئے ہمیشہ تین گواہ ہوئے ہیں — (۱) اپنی پاک حالت (۲) خدا کے نشانوں کے ساتھ گواہی (۳) تیسرے الہام کی کلام الٰہی سے مطابقت۔

یہاں پر پھر سائیں صاحب کہنے لگے کہ پھر میرے ایمان کا کیا حال ہے؟—

حضرت اقدس نے فرمایا۔ میرا کام تو ایک حق بات کا پہنچا دینا ہے آگے فائدہ اور نقصان صرف تمہارے لئے ہوگا دوسرے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم توبہ اور استغفار بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو۔

سائیں صاحب بولے کہ پھر یہ جو مجھے سیر ہوتے ہیں۔ اور عجیب عجیب مقامات دیکھنے میں آتے ہیں کیا یہ یونہی ہیں۔ اور کیا ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں؟

ہم کس سیر کے قائل ہیں

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایسی سیروں کا تو مَیں قائل ہی نہیں۔ ہم تو آنحضرت صلعم کی سیر کے قائل ہیں جنھوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سر جھکا دیئے۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے بھی ہوتی ہے جو وحی خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ اُس میں ایک تاج عزت پہنایا جاتا ہے اور خدا کے بڑے بڑے نشان اس کی تائید میں گواہ بن کر آتے ہیں۔

سائیں صاحب نے آداب رسول کا لحاظ نہ کرکے پھر قطع کلام کیا اور بولے کہ پھر میرے اختیار میں کیا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ تم قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرو۔ اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں علم نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۱۵/۴ تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ اور اعمال صالحہ

تزکیہ نفس

بجا لاؤ اگر تمہاری حالت اس لائق ہو گئی اور تم نے پورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کر لیا تو پھر خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں اُنکی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اُس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس زور سے خدا کی طرف جا رہے ہیں۔ اور کیسے کیسے مصائب کے نیچے ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پورے اُترے ہیں۔ انسان کو چاہیئے

انسان کا کام صرف اعمال صالحہ کرکے دکھانا ہے

کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے الہام کرنا اور رویا دکھانا یہ تو خدا کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہیئے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیئے خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۳۰/۲۲

خیر البریہ کون ہیں

یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ یاد رکھو ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ — جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں۔ اس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں۔ دیکھو بارش کا پانی سب کو خوش کرتا ہے مگر پرنالہ کا پانی لڑائی ڈالتا ہے۔ اور فساد پیدا کرتا ہے۔ جن الہامات کی تائید

کیا بے مثالیں

میں خدا کا فعل نہیں ہوتا اور نشانات الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پرنالہ کا پانی۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے کہ نہ اُس کے سر پر پگڑی ہے اور نہ پاؤں میں جوتی۔ پھٹے پرانے کپڑے اور ابتر سی حالت ہے اور پھر کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں اور اس ملک کی سب فوجیں میرے کہنے پر عمل کرتی ہیں تو ایسا شخص سوائے سودائی کے اور کون ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ قول بغیر فعل کے کچھ چیز نہیں اور یہ آیت کہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ اس میں ایک عجیب نکتہ ہے۔ یعنے اگر خدا میری گواہی دیتا ہے تو مانو ورنہ نہ مانو۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں وہ الہام درج ہے جو خدا نے مجھے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ یعنے ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی

خدا کی شہادت

قبول کرتے ہو یا نہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ میں یہ سلسلہ الٰہی شروع بھی ہوا تھا۔ کہ ساتھ اسکے خدا کی شہادت بھی موجود ہو گئی۔ سارے انبیا اولیا کا اسی پر اتفاق ہے کہ بغیر کسی شہادت کے دعوے کرنا جنون ہے۔ سائیں صاحب نے کہا کہ میں تو آپ کو مسیح اور مہدی مانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا ہوں یہ احمدی لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اسکی بابت کیا حکم ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا۔ اگر توبہ کر لو اور زبان بند رکھو اور قال اللہ و قال الرسول کے بخلاف کوئی بات نہ کہو تو پھر یہ نماز پڑھ سکتے ہیں بغیر دلائل قویہ اور براہین قاطعہ کے دعوے کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپکو آگ میں ڈالنا۔ یہ کہنا کہ مَیں فلاں نبی ہوں یا فلاں رسول سے افضل ہوں یہ کفر کے کلمات ہیں۔ دلیر تو کسی کی حکومت نہیں زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح

زبان کو قابو میں رکھو

ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ مَیں تجھے طلاق دیتا ہوں انکا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسی ایسی دعوے کرنے ایک لاکھ چوبیس ہزار ۱۲۴۰۰۰ پیغمبروں کی تکذیب کرنا ہے۔ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر انسان ایسا نہیں کرتا۔ اگر آپ زبان کو بند رکھیں تو بہتر ورنہ یاد رکھو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ —

ہرچہ دانا کند کند ناداں — لیک بعد از کمال رسوائی

سائیں صاحب نے کہا۔ تو کیا مَیں یہ سب باتیں جھوٹ کہتا ہوں۔ حضرت

مشنری لیڈی کی شکایت

صوبجات متحدہ آگرہ سے کسی مشنری لیڈی نے اخبار انگلشمین کلکتہ میں ایک چٹھی چھپوائی ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہے۔ کہ میں دس سال سے اپنا کام کر رہی تھی۔ عورتوں کی طرف سے کہ جن کا اور جن کے بچوں کا میں علاج کرتی تھی اور اُن کے رشتہ دار مردوں کی طرف سے میرے ساتھ اچھا سلوک ہوتا تھا۔ چونکہ میں کسی قدر ڈاکٹری سے واقف تھی اس لئے ہر ایک گھر میرے لئے کھلا تھا۔ اگرچہ میں جس مشن سے متعلق ہوں اس نے کچھ بہت تعداد عیسائی نہیں بنائی لیکن جو کام وہ کر رہا ہے وہ نیک ہے۔ مجھے عورتوں کو سکھلانے پڑھانے کی کوئی اجازت نہ تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ میں کئی معاملات میں ان کی واقفیت بڑھا رہی ہوں۔ میں انھیں پسند کرتی تھی اور وہ مجھے چاہتی تھیں۔ اور میرے دل پر ہندوستانی عورتوں کی خانگی زندگی کا ایسا اثر ہوتا تھا۔ کہ جو ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب یکلخت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب میری طرف غصہ اور شبہ کی نظریں ڈالی جاتی ہیں جو دروازے میرے لئے ہمیشہ کھلے تھے وہ اب بند کر لئے جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں میں جاتی ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں مخبر ہوں۔ کہ جس کی ہر ایک حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئے اور جس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

اس تبدیلی کی وجوہات تلاش کرتے مشنری لیڈی کو پتہ لگا ہے کہ یہ سب ایک عورت کی کارستانی ہے جو پہلے پہل اسی مشنری لیڈی کے پاس آئی اور یہ معلوم کر کے کہ لیڈی اکثر عورتوں سے آشنا ہے اس سے درخواست کی۔ کہ وہ اس کے لیکچر کے لئے جو ہندو فلاسفی پر ہو گا عورتوں کو بلوا دے۔ عورتوں سے تعارف حاصل کر کے اس عورت نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اثر یہ تبدیلی تھی۔ ایک خاندان کے ایک ممبر سے معلوم ہوا کہ ساری خرابی اس کی پیدا کی ہوئی تھی۔ اس نے صرف یہی نہیں کہا کہ طاعون اور قحط گورنمنٹ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بلکہ اور بھی کئی جھوٹی باتیں پھیلائیں۔ جس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ممبر نے مشنری لیڈی سے پوچھا کہ گورنمنٹ اس کھانڈ میں جو ہمارے لئے بنتی ہے گائے کی ہڈیاں کیوں ملاتی ہے۔ مشنری لیڈی نے کہا اس قسم کا کوئی فعل گورنمنٹ نہیں کرتی۔ لیکن اس نے کہا نہیں گورنمنٹ ایسا کرتی ہے کیونکہ بی بی کہتی ہے۔ اس نے پھر کہا گورنمنٹ کنوؤں میں زہر کیوں ملواتی ہے۔ اور جب اس کا جواب بھی نفی میں ملا تو اس نے کہا بی بی ایسا ہی کہتی ہیں۔

مشنری لیڈی شکایت کرتی ہے کہ اس عورت نے سب کے دلوں میں زہر بھر دیا ہے۔ خاتمہ پر مشنری لیڈی درخواست کرتی ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے مفسدانہ خیالات کی اشاعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ بات دراصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ مدراس کے گذشتہ واقعہ کو لیکر جو اخباروں میں چھپتا رہا اور جس میں مشنری لیڈی ایک کنواری لڑکی کو پھسلا کر لے گئی تھیں۔ مشنری لیڈیوں کے داؤ گھات اور زہریلے اثر اور اس کے نتیجے سے کسی نے عورتوں کو آگاہ کیا ہو گا۔ اور مشنری لیڈی کی بے تکلف آمد و رفت سے لوگ محتاط ہو گئے ہوں گے۔ مشنری لیڈی نے اس کے ساتھ ہی ایک کہانی بھی سنی سنائی باتوں پر بنا ڈالی کہ عورتیں مفسدانہ خیالات کی اشاعت کر رہی ہیں۔ جب مشنری لیڈیاں موقعہ پا کر شریف خاندانوں سے پانچ کنواری لڑکیوں اور نوجوان بیواؤں کو پھسلا کر دام فریب میں لے آتی ہیں۔ اور اس قسم کے کسی واقعہ کو خاص شہرت ملتی ہے تو مشنری لیڈیوں سے بے تکلف راہ و رسم رکھنے والے گھر محتاط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ ان کے گھر پر بھی ان مشنری لیڈیوں کے ذریعے وہی مصیبت وارد ہو سکتی ہے۔ لیکن بہت مدت نہیں گذرتی کہ وہ خیال دھوئیں کا بادل بن کر اڑ جاتے ہیں۔

عیسائی مذہب کے زرّین اصول کا موجد مسیح نہ تھا

علم الاخلاق کی گہرائی تک پہنچنے والے اصول بدیہ شہادت پیش کرتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ احکام عشرہ میں وہ اعلیٰ درجہ کا فرمان جو عیسائی دنیا میں اخلاق کا زرین اصول یا سنہری قاعدہ مانا جاتا ہے اور جس کو حضرت مسیح نے بالکل سادہ الفاظ میں متعدد موقعوں پر دوہرایا۔ ”تو اپنے ہمسایہ سے ایسی محبت کر جیسی اپنی ذات خاص سے کرتا ہے“ دہریت اصلیت رکھتا ہے ہر چند مارک کے خیال میں اس سے زیادہ وقیع کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔ اور متیھو فرمان مذکورہ کو تمام مذہبی قانون اور پیغمبروں کی تلقین کا لب لباب بتلاتا ہے۔ مگر ہم اس کی تردید میں بالکل سچے اور تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں کہ اس فرمان پر تزک وضع کرنے کی عزت مسیح کا حصہ نہیں ہو سکتی جیسا کہ پیشوایان مسیحی مذہب آجتک تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بلا تنقید اس کو اپنے مذہب کا سنگ بنیاد جانتے ہیں یہ سنہری اصول مسیح سے پانچ صدی پیشتر ایجاد ہو چکا تھا اور بہت سے یونانی اور مشرقی دانشمند اس کو علم اخلاق کا بہترین اصول قائم کر چکے تھے مثلاً پٹیکس متوطن مائٹیالین جو یونان کے سات دانشمندوں میں سے ایک رکن سمجھا جاتا ہے مسیح سے (۶۲۰) برس پیشتر یہ الفاظ کہہ چکا تھا ”اپنے ہمسایہ کے ساتھ وہ بات نہ کر جو تو اس کی طرف سے گوارا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر کنفوشیس چین کا زبردست فلاسفر اور چینی مذہب کا بانی جو جسمانی خدا اور بقائے روح سے منکر ہے ۵ صدی قبل مسیح کہہ چکا تھا“ ہر شخص کیساتھ وہ بات کر جو تو اپنے ساتھ کرانا چاہتا ہے اور وہ بات مت کر جو اپنے ساتھ کرانا نہیں چاہتا“ یہ زرین اصول جو احکام عشرہ میں باقی کام احکام کی بنیاد مانا گیا ہے اس کی پیشین گوئی خود ارسطو بھی اپنی زبان سے چوتھی صدی قبل عیسوی کے وسط میں کر چکا تھا کہ ہم کو اوروں کیساتھ ایسا کرنا چاہئے جیسا ہم اوروں سے اپنے ساتھ کیا جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ بالکل ایک معنی اور تقریباً یکساں الفاظ میں زرین اصول کو دیگر مشاہیر تھیلس۔ ایسوکریٹ۔ ارسطیپس۔ فیثاغورث کا مقلد سیکسٹس اور اسی طرح کلاسیکل قدامت کے دوسرے فلاسفر مسیح سے کئی صدیاں پیشتر اپنے اپنے الفاظ میں پیش کر چکے ہیں اسی طرح ایک قدیم ایرانی ضرب المثل ہے۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ ان شہادتوں کے انبار سے صاف ظاہر ہے کہ سنہری اصول متعدد النسب حیثیت رکھتا ہے جو مختلف اقوام کے چکر میں پڑ کر پشت در پشت اپنے الفاظ میں جزوی ترمیم کے ساتھ چلا آیا ہے اور اس کی ایجاد کا حق مدعیوں میں سے کسی واحد شخص کی ملکیت نہیں ہو سکتا ؛

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورۃ بقرہ - یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں اُنکی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنیکی کوشش کی ہے بڑے بڑے محققوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ۱۲ رعایتی قیمت ۸ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حقیقت نماز - اس کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے یعنی نماز کی حقیقت - ارکان نماز کا فلسفہ - نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳ (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی)

سلک مروارید ہر دو حصہ - یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فائدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کی ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنیکی کوشش اور اسلام کی عظمت انکے دلوں پر قائم کی گئی ہے - قابل دید یہ رسالے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸ رعایتی قیمت ۶

مرآۃ الجہاد - مسئلہ جہاد پر ایک بسیط اور مفصل بحث - اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے - قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

مجربات نوردین - حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جسے چالیس سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ نے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں - ایسے مجربات کو اطباء ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامۃ کی فیاض اور نفع رساں طبیعت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں ان مجربات کو ہر ایک شخص اس فن میں فایدہ اُٹھا سکتا ہے - کیونکہ نہایت ہی مختصر صاف اور سلیس طرز پر لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ ۴ رعایتی قیمت ۳

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا - اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کے لئے ایک مفید ہے - قیمت ۸ رعایتی قیمت ۶ (صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی)

برہان الحق - ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳ رعایتی قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲ رعایتی قیمت ۱ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

نورالقرآن حصہ دوم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیوں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

آریہ دھرم - آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے - تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۲ رعایتی قیمت ۱ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پُرانی تحریریں - یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسایل میں شایع کئے ہیں قیمت ۲

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے جھٹلا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہو گا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے ان کی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈک صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکرٹری نرسز نیشنل پنشن فنڈ جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلپس اینڈ کمپنی عطاران بھائیکھلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈودنس بیک ایک کڈنی پلیس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاصکر ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی۔ اور اشتہا بھی بالکل کم ہے میں نے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے یہ پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے میں نے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈودنس بیک ایک کڈنی پلیس) سے شروع کیا اور اس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہو گئی۔ اب اس کی صحت اچھی ہے۔ اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ؕ۸ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی۔

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چاہے جن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ، کھر جوا، کبیر۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرحکی سوزش نمکین۔ ثبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس۔ قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ ۳۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۲۸ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کے ۱۲ بینڈل کاک کین اور دوہرے بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے ۱۲ کین کے بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۲ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۱ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے ۱ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱



بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲، ۱۴، ۱۶ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کے کا بکس فی سٹ ۔۔ ۱۰ والا سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶

" ۵ " " "

بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر

" ۳ "

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

" دھاگے کے بیچ

" پریکٹس

کرکٹ وکس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ کرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ضلع کانگڑہ

احتیاط سے علاج بہتر ہے



ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱؍۴ر سالک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح - قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر تفسیر سورہ تبت - قیمت ۲ر - نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ ہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی عرفانی احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

دفتر الحکم قادیاں

نمبر ۴۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخون مین سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہین لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہین اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہین بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات مین سخت خلل کا موجب ہوتی ہین ان دنون جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکون کے عادی نہین اس لئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کے لئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے لنگر خانہ کی ضروریات مین سے مہمان خانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمان خانہ مین مہمانون کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ مین سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین مین منتقل کرنے کیلئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہین مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جاوین۔ تو آئیندہ جلسہ سالانہ پر مہمانون کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے روپیہ بھی روپیہ بھی بھیجنا چاہیئے ایک حق پرست اور حق جو قوم کیلئے ضرورت نہین ہوتی کہ اسی زمانہ کے عرفی الفاظ مین توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی مین ایسے امور کو خارج نہین ہونے دینا چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ ہونی چاہیئے یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس کے

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ[۱۱] سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد سینکڑوں کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجراء الحکم کا نہایت نازک او رخطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پُرخطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اسمیں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی، کمزوری اور بے کسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور تھے اور آج انہیں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودا جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشو و نما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے۔

اور للّٰہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہیئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوسری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کر کے یہ کہدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسی طرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھ سکیں کہ لاکھوں انسان اس کے سایہ میں اتر کر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد الٰہی کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجرائے اور اس کے تدریجی نشو و نما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ اس مضمون کو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھوں گا اسوقت میں ایک نہائیت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس کی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہایت غور سے پڑہیں گے۔

جسطرح پر آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تہی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑہکر یومیہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے بہی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بہی کیگئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تہا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات کا سات گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں سے چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تہا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ایسی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکہی گئی تہی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراؤنی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرنا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ ان کی تعداد کتنی ہی تہوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جائے تو اس اندازہ سے اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دو بارہ۔ اسطرح پر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بہی بہت بوجہ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے تو اس کی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۸ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جائیگا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دو بار کر دینا ہی نرا کافی نہیں جبتک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اسلئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہنچا دے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں وہ مجھے ۱۰۔ دسمبر تک اطلاع دیں جو صاحب متفق ہوں انہیں ضرورت اطلاع کی نہیں ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جو حسب معمول وی پی بہیجا جاویگا اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہوگا بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی جائیگی اور ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اسی تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شائع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اگر معقول درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بہی غور ہو سکیگا۔ بہرحال خریداروں کی تعداد کے بڑہانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ آخر میں مجھے یہ بہی عرض کرنا ہے۔ کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بہر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہیئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنیکی طاقت نہیں رکہتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس کے کارخانہ سال آیندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کر لینے کی وجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے ہم چاہتا ہوں کہ سال آیندہ کے لئے سال بہر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بہی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائز تقطیع پر شائع ہوگا کیونکہ مشین کے آجانے کی وجہ سے چھپائی کی دقت نہ ہوگی

[illegible]

تازہ الہامات

قذف فی قلوبھم الرعب

ترجمہ - خداتعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈالدیا۔

وعد غیر مکذوب

ترجمہ - یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا یعنے ضرور پورا ہوکر رہے گا۔

فرقہ بھگت رام نمازی

صرف مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہی فرقہ بندی نہیں ہے اور نہ انہی دونو مذاہب سے ہی جدید فرقے نہیں نکلتے ہیں۔ بہر دیگر مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوؤں میں سے بھی جدید فرقے وقتاً فوقتاً نکلتے رہتے ہیں۔

ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں تیس سال کا عرصہ قریباً گذرتا ہے کہ ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں سے نکلا ہے۔ اس کا بانی ایک شخص بھگت وستی رام گذرا ہے۔

اس کا اصل مسکن اور جائے ولادت موضع کلور تحصیل عیسےٰ خیل ہے اور پیرو تحصیل عیسےٰ خیل میں ہی آکر رہتا رہا۔ وہ ایک ناخواندہ شخص تھا۔ عادات میں بالکل سادہ اور صابر و بُرد بار غریب جفاکش۔

اگر کوئی شخص اس کو گالی دیتا۔ تو وہ نہایت نرمی سے کہتا "پھر کہو کیا اچھی بات کہی ہے"

۲۲ یا ۲۳ سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی سے مرگیا۔ اسوقت دیہات ذیل میں اس کے چیلے اور پیروکار موجود ہیں۔ بنوں۔ مروٹ کمرشانی۔ سلطان خیل۔ کلور۔ عیسےٰ خیل۔ پہاڑ پور۔ جلال پور۔ کندل وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں کا تخمینہ ہے اُس کے مریدوں اور پیروکاروں کی تعداد اِس وقت ۴ - ۵ ہزار کے قریب ہوگی۔

اُس کے مرید یا پیروکاراں سب کے سب ہنود ہیں۔ کسی دوسری قوم کا کوئی شخص نہیں ہے

یہ لوگ مسلمانوں کیطرح قبلہ رو ہوکر یا ہر چہار طرف چھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پانچ نمازوں کا وہی وقت ہے جو مسلمانوں میں مروج ہے اور چھٹی نماز بوقت چاشت کے پڑھی جاتی ہے۔ گویا یہ نماز اشراق ہے۔

نماز میں سجود۔ قعود۔ جلسہ۔ قیام وغیرہ اسی طرح کیا جاتا ہے جیسے عموماً مسلمان کرتے ہیں۔ وضو بھی قبل از نماز کیا جاتا ہے۔ استنجا بھی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اکٹھے ہوکر بھی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں ہرے رام ہرے رام کرتے ہیں۔

گرنتھ صاحب پر اعتقاد ہے اور اُسے اکثر پڑھتے ہیں۔ مُردے دفن کرتے ہیں۔ جلاتے نہیں ہیں۔

تایا۔ چاچا۔ ماموں کی لڑکیوں لڑکوں کے ساتھ مسلمانوں کیطرح شادیاں کرنا اِن میں منع نہیں ہے۔ دو تین خاندانوں میں یہ عمل ہو بھی گیا ہے۔

ان میں چھوت بہت کم ہے۔ جسطرح دیگر اہل ہنود مُردہ وغیرہ کی سخت چھوت کے عادی ہیں یہ نہیں ہیں۔

بھگت وستی رام نے اپنے اعتقادات اور تعلیمات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ چونکہ بھگت موصوف خود پڑھا لکھا نہیں تھا۔ اسواسطے دوسروں کو خود مضمون لکھا دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ ایک کتاب یا دستور العمل بن گیا۔ ہمیں اب تک اُس کتاب کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اگر کسی وقت کتاب مل گئی۔ تو ہم انشاء اللہ اُس کی تعلیمات یا اعتقادات کا خلاصہ نذر ناظرین کرینگے۔ بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتے ہیں۔

راقم ایک واقف۔

ملتا نہیں

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے
شہر تن میں جبکہ خود اپنا پتا ملتا نہیں

غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی
عاقلوں کو بے غم عقبےٰ مزا ملتا نہیں

کشتی دل کی الٰہی بحر ہستی میں ہو خیر
ناخدا ملتے ہیں لیکن با خدا ملتا نہیں

غافلوں کو کیا سناؤں داستان عشق یار
سننے والے ملتے ہیں درد آشنا ملتا نہیں

زندگانی کا مزا ملتا تھا جنکی بزم میں
انکی قبروں کا بھی اب مجھکو پتا ملتا نہیں

صرف ظاہر ہوگیا سرمایۂ زیب و صفا
کیا تعجب ہے کہ باطن باصفا ملتا نہیں

پختہ طبعوں پر حوادث کا نہیں ہوتا اثر
کوہساروں میں نشان نقش پا ملتا نہیں

جنازہ غایب پڑھ دیا جاوے

میاں محمد حسن صاحب جہلم کی احمدی جماعت کے ایک معزز رکن تھے۔ گذشتہ ہفتہ میاں صاحب مرحوم بعارضہ بخار بیمار ہوکر وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم باوجود ایک متمول اور معزز مسلمان ہونیکے غریب دوست اور شریف نواز تھا۔ مرحوم کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیاں ہیں

جن میں سے ایک میرے مکرم بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نومسلم انچارج تعلیم الاسلام ڈسپنسری قادیاں کے گھر میں ہے۔ حضرت اقدسؑ کے ساتھ میاں صاحب مرحوم کو مخلصانہ تعلقات تھے۔ انکی وفات سے جہلم کی احمدی انجمن کو ایک قابلقدر رکن کے جاتے رہنے کا صدمہ پہونچا ہے مگر رب کریم سے امید ہے کہ وہ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ مجھے اور تمام دوستوں کو میاں صاحب مرحوم کے پس ماندگاں سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگاں کو صبر جمیل عطا فرماوے (آمین) مرحوم کے لئے جنازہ غایب پڑہا جاوے۔

لاہور آریہ سماج کا دھرم چرچا

کسی گذشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب آریہ سماج لاہور کا مرسلہ اشتہار دہرم چرچا میں نے چھاپ دیا ہے اور اسپر اسوقت کے مناسب حال ریمارک بھی کیا تھا۔ اس موقع کو زیادہ بارونق بنانے کے لئے آریہ سماج نے چار دن رکھے ہیں یعنی ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء سے ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء تک اور ان چار دنوں میں ہر روز ۴ گھنٹے وقت رکھا گیا ہے یعنے ۲ بجے شام سے لیکر ۱۰ بجے رات تک ہر ایک تقریر کنندہ کو ۲ گھنٹے وقت دیا جائیگا اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا جسکی قیمت ۲ ہوگی۔ میں اس طریق داخلہ کو پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس طرح بہت تھوڑے وہی لوگ داخل ہوسکیں گے جنکو مذہبی تحقیقات کے ساتھ دلچسپی اور مذاق ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ۲ قیمت ٹکٹ کی وجہ سے یہ بھی ممکن کیا یقینی امر ہے کہ ایسے لوگوں کی کثیر تعداد شامل نہ ہو سکے گی جو مذاہب اور مذہبی تحقیقات سے دلچسپی رکھنے کے باوجود ان ایام قحط سالی میں ۲ بھی خرچ کرنے کے قابل نہیں ہیں اس لحاظ سے اگر لاہور کی آریہ سماج مناسب سمجھے تو ٹکٹ داخلہ کی قیمت ۲ کی بجائے ۱ کر دے۔ تو کثرت سے لوگ آسکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اس روپیہ کے مصرف کا سوال بھی قابل غور ہے وہ روپیہ جو ٹکٹوں کی فروخت سے جمع ہو۔ آریہ سماج کے کسی فنڈ میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ کسی اور انسٹیٹیوشن کی ضروریات میں صرف ہو بلکہ اس روپیہ کو اس انجمن تحقیق مذاہب کے مقاصد پر صرف کر دیا جاوے اور وہ اسطرح پر کہ جسقدر مشہور لیڈران مذاہب کی تقریریں ہوں ان سب کو یکجا چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا جاوے اور مفت تقسیم کرنے میں سنجیدہ پبلک کا لحاظ رکھا جاوے۔ یہ نہیں کہ اشتہاری طبیبوں کے اشتہاروں کی طرح تقسیم ہو بلکہ اس کا عام اعلان مختلف اخبارات میں کیا جاوے اور جو لوگ چاہیں محصول ڈاک بھیجکر منگوالیں۔ اگر لاہور کی آریہ سماج فی الحقیقت سچائی کی اشاعت کی خواہشمند ہے تو مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز کو سرسری نظر سے نہ دیکھے گی بلکہ اسپر غور کر کے عملدرآمد کی سعی کرے گی انشاء اللہ اس طریق سے یہ غرض بہت وسیع اور مفید ہو سکے گی دیکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج اس مفید تحریک سے کہاں تک فائدہ اٹھائے گی۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کسی مقرر کی تقریر یا تحریر دو گھنٹہ میں ختم نہ ہو سکے تو سچائی اور صداقت کے اظہار کی عظمت کو مد نظر رکھکر اسے اور وقت دے دینا خلاف مصلحت نہ سمجھا جائے۔ حتی الوسع ہر ایک تقریر کنندہ کو اپنے مضمون کو وقت مقررہ کے اندر ختم کر دینے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی وسعت معلومات کی بنا پر اپنے مضمون کو زیادہ وضاحت اور قوی دلایل سے بیان کرنے پر قادر ہو۔ اور ضیق وقت کی وجہ سے اس کا مضمون ادہورا رہا جاتا ہو تو آریہ سماج کو فراخدلی سے کام لینا چاہیئے اور اپنے اصول ست کے قبول کرنے کو سدا تیار رہنا چاہیئے" کے موافق کچھ وقت ضرور اسے بڑہا دینا چاہیئے۔ اور ایسی صورتیں شاذ ہی ہونگی اور یہ بھی ممکن ہے ایسا موقع پیش ہی نہ آوے تاہم اگر ایسا کرنے پڑے تو آریہ سماج کو تنگ خیالی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور یہ وقت ایسا ہے کہ اس میں مثلاً اگر ایک گھنٹہ اور اضافہ ہو جاوے تو پبلک بڑے شوق سے سن سکتی ہے۔ بہر حال یہ ضروری امور ہیں جو آریہ سماج لاہور کی توجہ کے لئے عرض کر دیئے ہیں اور کافی وقت ان پر وچار کرنے کا باقی ہے اس کے ساتھ ہی میں ایک اور امر بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر صرف طلباء کالج کو قیمتاً ٹکٹ لینے سے مستثنٰے کر دیا جاوے تو ہرج نہ ہوگا صرف کالج کے طلباء وہ اپنے کالج کے کسی پروفیسر کا سارٹیفکٹ پیش کر دیں۔

* آخر میں میں احمدی قوم کو یہ بشارت سنانی چاہتا ہوں کہ ہمارے سید و مولا آقا امام ہمام علیہ السلام نے بھی بعض سخت مخالف اور دشمنان سلسلہ کی استدعا اور حمیت و حمایت اسلام کے خیال سے ارادہ فرمایا ہے کہ اگر صحت اچھی رہی تو انشاء اللہ العزیز اس تقریب کے لئے ایک تحریر مضمون مقررہ پر لکھیں گے۔ جسکو غالباً ہمارے سلسلہ کے درخشندہ گوہر حضرت مولوی محمد علی صاحب پڑھینگے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے مولویصاحب موصوف کی مدد کرے اور اعلاے کلمۃ الحق کے واسطے ان کے وجود کو ممتاز فرماوے اس وقت خود مولویصاحب کی صحت بھی بنصیب اعدا اچھی نہیں تاہم وہ خدمت دین اور احیاء ملت کے لئے اپنی صحت کی بھی پروا نہیں کرتے۔

امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدسؑ کا مضمون ۲۹ یا ۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو پڑہا جاوے۔ صحیح اور یقینی رائے آئندہ اشاعت میں درج ہو سکے گی۔ انجمن احمدیہ لاہور کو بجائے خود ایسے موقع پر اپنے احباب کی آمد کا متوقع رہنا نامناسب نہ ہوگا۔ اس لئے ان کے فروکش ہونے کے لئے امید ہے وہ مناسب انتظام زیر نظر رکھے گی۔ جو لوگ جانا چاہیں وہ سکرٹری انجمن احمدیہ [illegible]

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت بفضل خدا تعالےٰ کے فضل سے قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے

۲- بزرگان ملت صحت و عافیت سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳- بعض ضروری کاموں کے انصرام کی وجہ سے حضرت مولوی محمد علی صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیاں نے ڈیڑہ ماہ کی رخصت بحیثیت سکرٹری لی ہے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب آپکی جگہ کام کریں گے۔ اور چھ سال کی لگاتار محنت کے بعد ایڈیٹر ریویو کی حیثیت سے تین ماہ کی رخصت مولانا ممدوح نے لی ہے۔

* نوٹ - سکرٹری آریہ سماج لاہور نے بھی دعوت کی تھی - ایڈیٹر

ہندوستان میں خیرات کا مسئلہ

اس میں شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں مسئلہ خیرات نہایت ہی ضروری اصلاح طلب ہے کیونکہ آج کل اس ملک کی قریباً تمام خیرات ٹھیک طور پر استعمال نہیں ہوتی اگرچہ ہندو اور مسلمان ہر دو اصحاب کی مذہبی کتابوں میں خیرات کے متعلق بہت ہی ٹھیک قاعدے واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں مگر ملک میں عام جہالت پھیلی ہوئی ہونے کے باعث لوگ مذہبی اصولوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور اس لئے ہم سوشل پولٹیکل اور تمدنی بُرائیوں میں پھنسکر افلاس اور جہالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس ملک کے لوگ دیگر مہذب اور تعلیم یافتہ قوموں اور ملکوں کی نسبت زیادہ فیاض اور رحم دل ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری قومی فیاضی اور خیرات ٹھیک طور پر ان طریقوں میں استعمال نہیں کی جاتی جن سے قومی ترقی اور بہبودی بڑھے یوروپ امریکہ اور جاپان جیسے مہذب اور آزاد ممالک میں لوگ اپنی خیرات اور فیاضی کو تعلیم کی ترقی کی طرف اور اُن لوگوں کی امداد کی طرف مائل کرتے ہیں۔ جو اپنی معذوری کے باعث خود دیانت داری سے نہیں کما سکتے۔ مثلاً قومی مدرسوں۔ کالجوں۔ اور یونیورسیٹیوں کے قیام یا یتیموں اور محتاج خانوں کی پرورش میں فیاض لوگ اپنی خیرات کو صرف کرتے ہیں۔ اور نیز ان مہذب قوموں نے اس بات کی بڑی پابندی کی ہے کہ ملک میں سُستی یا جہالت نہ پھیلے۔ اس لئے انھوں نے دو قاعدے قانوناً باندھ رکھے ہیں۔ اول تو تعلیم ان مہذب ممالک میں لازمی ہے اور ابتدائی تعلیم مفت دیجاتی ہے۔ ان مہذب ممالک کی گورنمنٹیں اپنے تمام لوگوں کو علم کی روشنی سے بے بہرہ رکھنا ایک گناہ کبیرہ سمجھتی ہیں کیونکہ بغیر تعلیم کے نہ لوگ مذہبی پابندیوں کو جان سکتے ہیں اور نہ ملکی و قومی ترقی کے وسایل سے واقف ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اس مصرع کے پورے مصداق ہوتے ہیں کہ ؎ بے علم نتواں خدارا شناخت۔ اس لئے ان ممالک میں ابتدائی تعلیم بالکل مفت ہونے کے علاوہ لازمی بھی ہے۔ یعنے ہر ایک بچے کو سولہ برس تک ضرور ہی حسب الحکم سرکار تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اور اس لئے علم کی روشنی سے وہاں کے لوگ منور ہو کر محب وطن عالم اور ملک و قوم کے خیرخواہ ہوتے ہیں۔ اگر یوروپین اقوام دیگر قوموں پر حکومت کر رہی ہیں تو اس کا بڑا بھاری سبب یہی ان کی تعلیمی ترقی ہے نیز اُنھوں نے اپنے ممالک میں بھیکھ مانگنا بھی جُرم قرار دے رکھا ہے۔ کیونکہ بھیکھ مانگنے سے انسان اور قوم سُست بن جاتی ہے یوروپ کے قریباً تمام ممالک میں بھیکھ مانگنا ایک جُرم ہے۔ اور اس لئے کوئی شخص بھی وہاں بھیکھ نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ اس جُرم کی سزا چھ ماہ قید ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہاں نہ تو تعلیم کی ترقی ہے اور نہ بھیکھ مانگنے کی کمی۔ ہندوستان میں تعلیم یافتہ اصحاب بمشکل ۵ فی صدی ہوں گے۔ اور باقی ۹۵ فی صدی لوگ جاہل اور علم کی روشنی سے بے بہرہ ہیں اس لئے وہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں یعنے نہ تو اُن کو ملک اور قوم کی حالت اور اُس کی ضرورتوں سے واقفیت ہے اور نہ اس کی بہبودی اور ترقی میں کوئی دلچسپی۔

ہندوستان میں بھیکھ مانگنے کی حالت یہ ہے کہ پچھلی مردم شماری ۱۹۰۱ء کے مطابق اس ملک میں ۵۲ لاکھ آدمی ایسے دکھائے گئے ہیں جو صرف بھیکھ پر گذارہ کرتے ہیں اور اگر چار روپے ماہوار بھی ایک آدمی کی خوراک اور پوشاک وغیرہ میں خرچ ہو تو ہندوستان کو صرف ان بھیکھ منگوں کی پرورش میں قریباً ۲۵ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اگر محتاج و مسکین لوگ یعنے یتیم اندھے لنگڑے لولے اور بیمار بھیکھ مانگیں تو اتنا قابل اعتراض نہیں مگر آج کل کے بھک منگوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جوان اور مضبوط ہیں مگر دیانتداری سے کما کر کھانے اور محنت کرنے سے جی چُراتے ہیں اور چونکہ ان مضبوط اور جوان لوگوں کو مفت میں بغیر محنت اور مشقت کے تمام ضروریات انسانی صرف بھیکھ مانگنے سے میسّر ہو جاتی ہیں اس لئے یہ بالکل سُست و آرام طلب ہو کر ملک اور قوم کے لئے ایک بڑا بھاری بوجھ بن گئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ اصلی خیرات کے مستحق تھے وہ خیرات سے محروم ہو رہے ہیں یعنے قومی مدرسے اور کالج اور محتاج خانے اور یتیم خانے کافی امداد نہ ملنے سے بہت ہی بُری حالت میں ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں بھیکھ مانگنے والوں کی بڑی بھاری تعداد ہونے کا یہ بھی باعث ہے کہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے ذرائع اور وسایل بھی پورے میسّر نہیں ہیں یعنے ملک کے ہر قسم کے کارخانجات صنعت اور حرفت جن سے لوگ دیانتداری سے کما کر اپنی پرورش کرتے تھے آجکل بالکل معدوم ہو گئے ہیں۔ اور ہم اپنی انسانی ضروریات کو لئے غیر اقوام کے محتاج بن گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر سال اسی ملک سے ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ سالانہ غیر ملکوں۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی وغیرہ کو چلا جاتا ہے جس سے ہندوستان مفلس ہو گیا ہے اور اسی افلاس کے باعث قحط اور پلیگ یہاں کے مستقل اور بن بُلائے مہمان بن گئے ہیں جن سے ہر سال ۲۰ لاکھ جانیں ضایع ہوتی ہیں۔ اور ان کے یتیم بچے بھی پادریوں کی کوشش سے عیسائی مذہب اختیار کر لیتے ہیں ان تمام بُرائیوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ ہم اپنی خیرات اور فیاضی کو صرف قومی مدرسوں اور کالجوں کے قایم کرنے اور ترقی دینے میں صرف کریں جس سے علم کی روشنی ملک کے تمام فرقوں میں پھیلے اور وہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے اپنے ملک کی پیداوار یعنے مختلف کارخانہ جات صنعت اور حرفت کی تیار شدہ اشیاء پر منحصر رہیں جس سے نہ صرف ہمارے ملک سے ایک سو پچیس کروڑ روپیہ ہر سال غیر ممالک کو جانا موقوف ہو جائے۔ بلکہ وہی روپیہ ہندوستان میں نئے نئے کارخانے صنعت و حرفت کے جاری کرنے میں صرف کیا جائے جن میں ہندوستان کے مزدوری پیشہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے وسایل میسّر ہوں "ہمت مرداں مدد خدا" اس لئے ہمیں ان دونوں ضروری سوشل اصلاحوں کی تکمیل میں کمر ہمت باندھکر مستعد ہو جانا چاہیئے۔

(راقم ٹہل رام گنگارام از مقام لاہور۔ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۷ء) (وکیل)

ضرورت دعا

ڈاکٹر محمد صدیق صاحب احمدی وٹرنری ہانگ شان ملک چین اپنے حقیقی بھائی بابو محمد عظیم اللہ صاحب کے دعا صحت کامل کی درخواست کرتے ہیں جو ایک عرصے بیمار چلے آتے ہیں۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بابو صاحب موصوف کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ہم فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصول ڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اشتہار مظہر الاسرار

پچیس روپیہ انعام عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ محمد نبی اخر الزمان * وجعلنا من اھل السنۃ والجماعۃ بالفضل والاحسان وابعدنا عن الرفض والتشیع والطغیان * وحفظنا عن الاعتزال والالحاد والمیلان والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ الی کافۃ الناس لتبلیغ الاحکام القرآن * وعلی آلہ واصحابہ الذین قمعوا عروق الملحدین والمبتدعین بالسیوف والسنان *

امّا بعد چونکہ آجکل ہمارے بعض ناعاقبت اندیش فتنہ پسند علماء عوام کو ہمارے برخلاف اکسانے میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور انکی اس مخالفت کا اصل سبب صرف یہی ایک بات ہے۔ کہ ہم فرقہ احمدی (محمدی) از روئے قرآن شریف و تقدیم سنت اللہ کے **وفات مسیح** کے قائل ہیں۔ اور بشارت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض ... الخ (سورہ نور)۔ اور حدیث ینزل فیکم ابن مریم (الی) کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم اور حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (دیکھو مشکوٰۃ) کا مصداق ایک امتی محمدی کو قرار دیتے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین فرقہ حنفیہ وہابیہ حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ بجسم عنصری الآن کما کان موجود علی السماء یقین کرتے ہیں۔ مگر اب تک معلوم نہیں ہوا کہ ان لوگوں کے عقاید کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ اگر کتب قصص وروایات اہل کتاب ہیں تو پھر ان سے ہمیں کوئی شکایت نہیں کیونکہ اہل کتاب اہل قرآن کی مخالفت اس سے بیشتر بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے ہیں۔ اور اگر ان کے عقاید کی بنیاد آیت بینۃ قرآن کریم ہیں۔ تو پھر براہ عنایت **حیات مسیح** قرآن شریف سے بپابندی شرائط ذیل ثابت کریں۔ اور مبلغ بیس (۲۵) روپیہ انعام لے لیں۔ اگر مثبتین کئی صاحب ہوں تو یہ انعام باہم تقسیم کر سکتے ہیں۔ شرائط یہ ہیں :۔

(۱) خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ؕ اور حدیث شریف میں آیا ہے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوما یتدارؤن فی القرآن فقال انما ھلک من کان قبلکم بھذا ضربوا کتاب اللہ بعضہ ببعض وانما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم فکلوہ الی عالمہ رواہ احمد وابن ماجہ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب العلم۔ اب اس آیۃ اور حدیث نبویہ سے یہ ثابت ہوا کہ کسی آیت کے ایسے معنی کرنے جائز نہیں ہیں جس سے تعارض بین الآیات واقع ہو۔ اس لئے مدعیان حیات مسیح علیہ السلام صرف قرآن شریف ہی سے کوئی ایسی آیت پیش کریں جس سے حیات مسیح بجسم عنصری علی السماء ثابت ہو جاوے۔ اور یہ آیت کسی دوسری آیت قرآن کے خلاف بھی نہ ہو *

(۲) چونکہ بنیاد عقاید یقینیات ہیں نہ ظنیات۔ اس لئے اس بحث میں بجز آیات بیّنات اور کچھ پیش نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ تفاسیر اور کتب احادیث میں فریقین کے لئے روایات بکثرت موجود ہیں۔ جن سے فیصلہ مشکل ہے۔ صرف قرآن شریف سے ہی حیات مسیح ثابت کر کے انعام مذکورہ حاصل کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیدیں *

بالآخر یہ عرض ہے کہ جس صاحب کو یہ اشتہار مسمّی بہ مظہر الاسرار پہنچے۔ وہ انہیں گاؤں پاتہر کے مولوی مفتی۔ قاضی صاحب کو اسکے جواب لکھنے پر آمادہ کریں۔ اگر وہ جواب باصواب سے کسی حیلہ وبہانہ سے پہلوتہی کریں تو پھر انکو یہ نصیحت کریں کہ وہ آیندہ فرقہ احمدی (محمدی) کی تکفیر اور بدگوئی اور عداوت سے باز آجاویں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کا جواب تحریری دینا ہوگا۔ زبانی ہرگز قبول نہ کیا جاویگا۔ فقط (نوٹ) جو کوئی اشتہار ہذا کا کچھ جواب لکھے اس کی ایک کاپی میرے نام ارسال فرماویں تاکید اً تاکید

المشتھر

محمد یمین احمدی از مقام دانتہ ڈاکخانہ بانسہرہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اگر بپابندی شرائط بالا کسی نے جواب تحریری دیا تو مبلغ عہ روپیہ میری طرف سے ملیگا۔ راقم شاہ ولی خان مدرّس مدرسہ دانتہ *

تاریخ تولد مولود مسعود سیّد قمر الزمان سلمہ الرحمٰن

مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بعد نماز صبح اور پھر آخیری ہفتہ ماہ جولائی ۱۹۰۷ء میں ایک شخص کے پاس ایک خوبصورت چالاک لڑکا دیکھا میں نے اس شخص سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اس نے جواب میں کہا کہ یہ سید سرور شاہ صاحب کا لڑکا ہے۔ پھر میں نے پوچھا اسکا نام کیا ہے اس نے کہا اسکا نام ہے سید قمر الزمان۔ ایسا ہی دو تین دفعہ محمد ایوب شاہ فرزند کلاں سید محمد سرور شاہ صاحب نے اس کو دیکھا۔ آخر خداوند تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء بعد نماز عصر سیّد قمر الزمان سلمہ الرحمٰن صاحب تولد ہوئے اور جیسے خوابوں میں دکھائی دے چکے تھے ویسا ہی پائے گئے الحمد رب السمٰوت ورب الارض رب العٰلمین ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم۔ پس خداتعالیٰ کی اس عنایت کے شکریہ میں چند نسخے رسالہ عصمت انبیاء اور رسالہ دافع البلاء کے للہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریب احمدی بھائی صرف محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوالیں اور اس مولود مسعود کی سلامتی فی الدارین کیلئے دعا فرماویں۔ امید کہ سید قمر الزمان کے ماموں صاحبان بھی خداتعالیٰ کی اس عنایت کے بدلہ میں کچھ تبلیغ الاسلام میں حصہ لینگے فقط

محمد یمین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دانتہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود کی ایک تازہ تحریر

الہام کی فلاسفی

اپنی جماعت کے ایک دوست نے اپنے بعض الہامات اور پھر انکے ایک وقت شیطانی دخل کا اور اپنی خوابوں اور مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے ایک تحریر حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب میں حضرت اقدس نے ان کو ایک خط لکھا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ حضور نے بیان فرمایا ہے۔ کہ سچا الہام کن لوگوں کو ہوسکتا ہے۔ عام فائدہ کے واسطے وہ خط شایع کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے یہ تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا۔ کہ انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکتا ہے ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ جبتک انسان فنا کی حالت تک نہ پہونچے۔ اور وہ خدا کی سخت آزمایشوں کے وقت صادق نہ ٹھہرے اور کئی موتیں اسپر وارد نہ ہوں اور کئی قسم کی تلخیاں خدا کی راہ میں نہ اٹھاوے اور جبتک کہ ہر ایک قسم کی نفس پرستی اور عجب یا شہرت کی خواہش اس سے دور نہ ہو اور جب تک کہ سچی تبدیلی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ خدا کی رضا جوئی کے نیچے ایسا محو نہ ہو۔ کہ کچھ بھی نہ رہے اور جب تک کہ وہ خدا کو وہ استقامت نہ دکھاوے کہ بارش کیطرح اسپر بلائیں برسیں اور وہ صابر رہے اور جب تک کہ اس کا حقیقی تعلق خدا سے نہ ہو جاوے۔ کہ تمام نفسانی پر و بال جھڑ جائیں اور تمام سفلی خواہشیں جل جاویں اور جبتک کہ نفس لوامہ کا جنگ ختم نہ ہو جاوے اور جب تک یہ آگ اس میں پیدا نہ ہو۔ کہ وہ خدا کی رضا کو اپنی تمام اور کامل مراد بنا وے اور دوسری تمام مرادیں اور حقیقت معدوم ہو جاویں اور جب تک ایک تپش اور خلش لازمی طور پر خدا کی محبت کی اس کے سینے میں پیدا نہ ہو جائے اور جب تک کہ وہ درحقیقت خدا کے لئے ذبح نہ ہو جائے اور جب تک کہ اوس کی ہستی پر ایک بھاری انقلاب نہ آوے اور جب تک کہ وہ خدا کے مقابل پر سخت امتحانوں کے وقت اور اس کے جلال ظاہر کرنے کے لئے ہر ایک لحظہ میں اور ہر ایک حالت میں فدا ہونے کے لئے طیار نہ ہو اور جبتک کہ ریا کی تمام جڑیں اور عجب کی تمام جڑیں اور نفسانی غضب کی تمام جڑیں اور نفسانی حسد کی تمام جڑیں اور نفسانی خودنمائی کی تمام جڑیں اس کے دل سے بکلی دور نہ ہو جاویں اور جبتک کہ خدا کی ہیبت ایسے زور سے اسپر اثر نہ کرے کہ دوسرے تمام وجود ایک مرے ہوئے کیڑے کیطرح محسوس ہوں نہ انکی ستایش سے خوش ہو نہ انکی مذمت سے رنج پہونچے اور جب تک کہ ایک سچی اور پاک قربانی اپنے تمام وجود اور تمام قوتوں کی خدا کے سامنے پیش نہ کرے اور جبتک کہ نہ معمولی روح سے بلکہ اس کے ساتھ زندہ ہو اور جب تک کہ اس کے لئے ہر ایک بات ہی اپنے ہاتھ سے کرنے کے لئے طیار نہ ہو اور جب تک سچی اور کامل محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ وہ سچے اور کامل طور پر اعلاء کلمۃ الاسلام پر عاشق نہ ہو تب تک ہرگز ہرگز مکالمات الٰہیہ سے مشرف نہیں ہوسکتا اسی کیطرف خدا تعالیٰ نے ان دو مختصر لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ ایسے لوگوں کی دماغی بناوٹ ہی ایک خاص ہوتی ہے۔ جسقدر انپر غم پڑتے ہیں اور جسقدر وہ متواتر نہایت سنگین امتحانوں کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں اور ایک لمبا سلسلہ ناکامی کا دیکھنا پڑتا ہے اور کسی شخص کا دل اور دماغ ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کے مسلسل غموں میں سے کچھ تھوڑا غم بھی دوسرے پر پڑے تو وہ مرجاتا ہے اور یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ پس مکالمات الٰہیہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں ظاہر کرنی چاہیئے خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقع ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ اپنا مدعا اور مقصود ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مرضی کیموافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اسکی مرضی کے موافق تقوےٰ حاصل ہو اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسر آجاویں کہ وہ راضی ہو جائے۔ پس جس وقت وہ راضی ہوگا تب اس وقت ایسے شخص کو اپنے مکالمات سے مشرف کرنا اگر اسکی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی۔ تو وہ خود عطا کر دے گا اصل مقصود اس کو ہرگز نہیں ٹھہرانا چاہیئے کہ یہی ہلاکت کی جڑ ہے بلکہ اصل مقصود یہی ہونا چاہیئے کہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی پر پابندی نصیب ہو اور تزکیہ نفس حاصل ہو اور خدا تعالےٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو خدا تعالےٰ نے بھی یہی دعا سکھائی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس اسجگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم یہ دعا کرو کہ ہمیں الہام ہو۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم یہ دعا کرو۔ کہ راہ راست ہمیں نصیب ہو۔ ان لوگوں کے راہ جو آخرکار خدا تعالےٰ کے انعام سے مشرف ہوگئے۔ بندہ کو اس سے کیا مطلب ہے کہ وہ الہام کا خواہشمند ہو اور نہ بندہ کی اس میں کچھ فضیلت ہے۔ بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے نہ بندہ کا عمل صالح تا اسپر اجر کی توقع ہو اور پھر جبکہ انسان کے ساتھ یہ آفتیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ کہ کبھی حدیث النفس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے اور کبھی شیطان کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے۔ پس کسقدر یہ خطرناک راہ ہے۔ بغیر خدا کی زبردست شہادتوں کے ایسے الہام کب قبول کے لائق ہیں۔ سخت بدقسمت وہ لوگ ہوتے ہیں کہ کبھی اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کن کن باتوں میں وہ خدا کے نزدیک پاس یافتہ ٹھہرسکتے ہیں اور کن کن آزمایشوں کے بعد ان کا صدق خدا کے نزدیک ثابت ہوسکتا ہے۔ ان سخت گھاٹیوں کے طے کرنے سے پہلے ہی الہام کے خواہشمند ہو جاتے ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے۔ الہام بغیر پورے تقوےٰ اور پوری جان فشانی اور پوری محویت کے طفل تہی ہے۔ اور سخت خطرناک اور زہر قاتل ہے۔ انسان جس سے قریب ہوتا ہے اسی کی آواز سنتا ہے۔ پس پہلے خدا سے قریب ہو جاؤ اور شیطان سے دور۔ تا خدا کی آواز سنو۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ

(ایڈیٹر)

تجارتی کمپنی

منشی غلام محمد صاحب پھلواری نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے بدر میں "احمدی قوم کا اخباری اور تجارتی پہلو" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا اور اس معاملہ پر انھوں نے مجھے بھی متوجہ کیا تھا پھر بذریعہ تاکیدی خط بھی انھوں نے مجھ سے خواہش کی کہ کیوں میں اس مضمون پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا۔

میں نے اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر غور کیا ہے۔ تجارت فی نفسہ ایک عمدہ اور مفید پیشہ ہے اور حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کو زراعت پر بھی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن ایک مشترکہ سرمایہ سے کوئی کمپنی قائم کرکے کام کرنا میں سمجھتا ہوں کہ [illegible] مشکلات اور دقتیں ہیں۔ مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے والوں کی کامیابی اگر اصول تجارت کو ملحوظ رکھا جاوے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے [illegible] ترقی کی وجہ وہی ایک نمایاں بات ہے۔

تجارت کے مختلف پہلوؤں کو چھوڑ کر اگر صرف اسی پہلو کو لیا جاوے تو یہ نہایت مفید اور مبارک ہے مسلمانوں کے لئے اس سلسلہ میں ایک میدان وسیع ہے کہ اگر چند متمول اور سرمایہ دار جو کام کرنا چاہیں اور دیانت امانت۔ استقلال، ہمت، صبر اور محنت کو ہاتھ سے نہ دیں تو بہت مفید اور نفع بخش ہو سکتا ہے اور دینی خدمت بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس زمانہ میں تو پھر اشاعت کتب اور قرآن کی اشاعت کی ضرورت ہوگی اور یہ تجارت بہت مفید ثابت ہوگی [illegible] کی اشاعت اور طبع سے جس قدر فائدہ پہنچا یا اور فائدہ اٹھایا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے اور اب ہندوستان کی قوموں نے جہاں تجارت کتب کے کام کو وسیع پیمانہ پر ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں برکت دی ہے اور [illegible] قوت ہر حال انفرادی طاقت سے بڑھکر ہوا کرتی ہے مگر مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے میں جہاں مشترکہ اصول تجارت کی پابندی کی ضرورت ہے وہاں اعتبار، حسن ظن ایک فریق کی طرف سے اور ایثار اور مروت دوسرے کی طرف سے ہونی لازمی ہے۔

چونکہ ابھی تک ہم لوگ اس مقام تک نہیں پہنچے اس لئے مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے کی روح بھی ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور بعض وقت ناتجربہ کاری اور عجلہ بازی بھی نقصان پہنچاتی ہے جبکہ سرمایہ دار سرمایہ لگا کر چند ہی روز میں بہت بڑے فائدہ اور نفع کا متمنی ہو جاتا ہے بحالیکہ ایسے امور میں ایک وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے پس منشی غلام محمد صاحب اگر ایسے اشخاص سے آگاہ اور واقف ہیں جو نہایت حوصلہ اور بردباری کے ساتھ اپنا سرمایہ تجارت میں ملکر لگانا چاہتے ہوں تو ان کے لئے مبارک ہے وہ اپنی ذمہ واری پر یا کسی ایسے شخص کی ذمہ واری پر جس کی دیانت اور امانت پر انھیں پورا اطمینان ہو یا اطمینان کرنے کے قوی وجوہات ہوں کوئی کام شروع کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی ایسا انتظام منشی غلام محمد صاحب کر سکتے ہوں تو سب سے پہلا آدمی جو ان کو اس مقصد میں اپنی ذمہ واری کے بوجھ سے الگ رہکر مدد دینے کو طیار ہو سکتا ہے وہ میں ہوں۔

بارہا میرے دل میں یہ خیال آیا ہے اور اس خیال نے مجھے مضطرب کیا ہے کہ ہرچند الحکم ایک قومی اخبار سمجھا جاتا ہے مگر اس کا تعلق فی الحقیقت میری شخصیت اور ذات سے وابستہ ہے۔ اور کسی قومی کام کا فرد واحد کے وجود سے وابستہ ہونا کسی حالت اور صورت میں خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتا اس کی موت فوت بیماری غیر حاضری وغیرہ امور کا اثر اسپر ضرور پڑتا ہے۔ اس لئے کیا اچھا ہوتا

اگر کوئی ایسی صورت ہوتی کہ وہ ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر بہت سے مالکوں کی ملکیت میں ہوتا جن میں سے ہر ایک اپنے ذاتی تعلق کی وجہ سے اس کی بہتری اور ترقی کی سعی کرتا۔

اور ایک شخص جو اس کی ایڈیٹری۔ ایڈیٹری اور مالکیت کے بکھیڑوں میں رہ کر بہت تھوڑا وقت اس کی بہتری اور بھلائی کے لئے دے سکتا ہے شاید کسی ایک حصہ میں خود بہ حیثیت ایڈیٹر یا ایڈیٹر کام کرتا اور اسی پہلو سے اس کو خدا کے فضل سے عمدہ پیمانہ پر لیجا سکتا ہے مگر جب اسے سارے بکھیڑے خود ہی کرنے ہوں تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کس قدر نقص اس میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہرحال میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو قومی ضرورتوں کا احساس قومی رنگ میں کریں۔

تالیف اور طبع کتب کا میدان جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بہت وسیع ہے اگر چند آدمی مل کر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ پیشہ انشاء اللہ مفید ہو سکتا ہے۔ اسلامی دینی کتب کا سلسلہ خاص اشاعت چاہتا ہے خود قرآن مجید کی اشاعت ایک اہم کام ہے اور یہ نہایت ضروری اور [illegible] کام ہے جس شخص نے اس مقدس کتاب کی اشاعت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ ایسا ہی کتب احادیث کی اشاعت وسیع کام ہے۔ اور خود حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیفات کی اشاعت ایک ضروری کام ہے اگر یہ کتابیں نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپا کر سستے داموں پہنچ جاویں تو ان کی بڑی اشاعت ہو سکتی ہے تا یہ سب کام سرمایہ کی ایک معقول تعداد چاہتا ہے مختصر یہ کہ اگر منشی غلام محمد صاحب اور ہم کو تفصیل نہ ظاہر کیا ہے کہ احباب نے اطمینان بخش خطوط لکھے ہیں اور ایسا کام میں حوصلہ افزا تحریروں سے کام لیا ہے تو ان کے لئے مبارک ہے مگر یہ ضروری امر ہے کہ تمام پہلوؤں کو سوچ کر اس میدان میں قدم رکھنا چاہئے اور ذمہ وار اشخاص کی ذمہ واری سے کام کر کے حوصلہ کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی امر موجب فتنہ و ابتلا ہو جس کی برداشت کے لئے اس ابتدائی زمانہ میں ہم طیار نہیں اور خدا نکرے کہ اس قسم کے کسی ابتلا کا ہم نشانہ ہوں۔

اسی مضمون کے ضمن میں ایک نہایت ضروری امر پر بھی قوم کے سر برآوردہ اشخاص کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ

قرآن مجید کی اشاعت ہے

خدا تعالیٰ نے علمی اور عملی رنگ میں اس سلسلہ کو ممتاز فرمایا ہے اس لئے کہ اس نے اپنا رسول اور برگزیدہ امام اسی قوم میں نازل فرمایا مگر اب تک جو چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا ہماری جماعت کی طرف سے

قرآن مجید معرّا یا مترجم

بھی چھپا کر شائع نہ ہوا۔ اور اس ضرورت کو ایک سے زیادہ مرتبہ محسوس کیا گیا اشتہار ہوئے۔ کچھ نہ کچھ روپیہ بھی وصول ہوا جو من بعد واپس کیا گیا میں نے باوجود اپنی علمی اور عملی کم بضاعتی کے سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنی طاقت کے موافق بزرگان ملت کی ہی خوشہ چینی کر کے اس ضرورت کو پورا کرنا چاہا اور تفسیر کے رنگ میں کچھ پیش بھی کیا جس پر ہر طرف سے صدائے احسنت و مرحبا بھی اُٹھی اور آئندہ کام کرنے کے لئے حوصلہ بھی دلایا گیا لیکن وہ کام اس کے بعد بعض مشکلات کی وجہ سے معرض التوا میں آیا۔ پھر مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم نے ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترجمہ چھاپنے کا اعلان کیا لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت اور مرضی یہی تھی کہ یہ کام ابھی معرض التوا میں رہے اس کے بعد میرٹھ سے ہمارے ایک مکرم دوست اور بھائی نے بڑے زور شور سے حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا اعلان کیا اور ایک پارہ شائع بھی کیا اگرچہ جس رنگ میں انھوں نے اس

پارہ کو شائع کیا وہ اُن کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس طرز اور تقطیع پر چاہیے تھا نہ نکل سکا۔ تاہم غنیمت تھا مگر پھر اب خاموشی ہے۔

بہرحال یہ کام بہت ضروری ہے اگرچہ یہ آسان کام نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر متفق سعی سے کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ اسے آسان اور بابرکت کر دیگا۔ فی الحال اگر کسی جدید ترجمہ کو نہ بھی شائع کیا جاوے تو میری رائے میں پہلے ترجمہ جو ہو چکے ہیں مثلاً شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ان میں سے کوئی ایک ترجمہ ساتھ دیدیا جاوے اور اُن مقامات پر جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے امام کے ذریعہ کھولی ہے مختصر نوٹ دے دئے جاویں اور نہایت خوشخط اور صاف ایک حمایل چھاپ دی جاوے ایسا ہی اسکے شروع میں ایک محنت سے طیار کی ہوئی فہرست ہو جو اپنے مقاصد کو مدنظر رکھکر بنائی جاوے اس قسم کی حمایل بہت مفید اور بابرکت ہو سکتی ہے انشاء اللہ العزیز اور اگر یہاں قادیان ہی میں اس کے چھاپنے کا بھی انتظام ہو تو مجھے یقین ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ بھی چھپ سکتا ہے

حضرت حکیم الامۃ ترجمہ کر چکے ہوئے ہیں۔ یہ کام ایک زرِ خطیر کو چاہتا ہے میرے ہاتھ میں اس وقت نہیں ورنہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نوشق پا کر اسے ضرور شروع کر دیتا اس کے لئے یک مشت روپیہ کی حاجت ہے تا کہ یکدم ایک ہی قسم کا کاغذ خرید لیا جاوے۔ اور ایک عمدہ اور اعلیٰ خوشنویس کی خدمات لی جاویں یہ لوگ معقول پیشگی لئے بغیر کام نہیں کرتے۔ ایسا ہی دو تین تصحیح کرنے والے اس طرح پر ایک معقول تنخواہ کا عملہ اس مطلب کے لئے رکھنا پڑتا ہے اگر صرف خریداران الحکم ہی توجہ کریں اور وہ زیادہ نہیں چار چار روپیہ اس کے لئے جمع کرا دیں تو یہ حمایل چھپ سکتی ہے یا کوئی سرمایہ دار اپنے طور پر یہاں یہ کام شروع کر دے۔ میں انکو اس کام میں انشاء اللہ مدد دے سکوں گا۔ اس ضرورت کو محسوس کرنے والے بہت سے دل پیدا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ خود توفیق دے۔ آمین۔ آخر میں حضرت امامؑ کے اس شعر پر اسکو ختم کر دیتا ہوں

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں اُن کو ضروری ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُنکے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جاے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اسکے سوا الگ اطلاع اور نہیں کی جاوے گی ——— ایڈیٹر

حضور انور رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین

آپ ہمارے سچے آقا اور عظیم محسن ہیں۔ حضور نے اس دُنیا میں ظہور فرما کے ہم پر وہ وہ احسان کئے ہیں کہ ہم اُنھیں نہیں گنوا سکتے۔ نہ صرف ہمارے باپ دادا بلکہ ہماری صدہا پشتیں حضور کی غلامی کا فخر رکھتی ہیں حضور نے نہ تنہا تمام دُنیا میں توحید کا ڈنکا بجا کے ہمارے لئے عالی ہمت بننے اور اپنے ارادہ میں مستقل رہنے کا ایک جیتا جاگتا نمونہ قائم کر دیا ہے۔ حضور کے بازوؤں میں لاریب زور قضا چھپا ہوا تھا۔ اسی روحانی قوت سے حضور نے اس کرۂ ارض کو اپنے ہاتھ میں اُٹھا لیا اور تمام دُنیا کو دکھا دیا کہ خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اپنے ارادہ کے پورے ایسے ہوا کرتے ہیں۔

حضور نے ایک ایسی ناہنجار قوم میں زندگی کی روح پھونکی جو ہمیشہ سے مُردہ چلی آتی تھی جس نے نہ کبھی زندگی پائی اور نہ کبھی نبی نوع انسانی میں شمار ہونے کے قابل بنی۔ وحشی۔ ناخدا ترس۔ پانی کے گھونٹ پر صدہا سال جنگ قائم رکھنے والے۔ جاہل۔ قمار باز۔ بُت پرست۔ دختر کش۔ مردم خوار اور درندے انسانوں کو وہ فضیلت بخشی اور اُن کی مذموم عادات ایسی کھوئیں کہ وہ متمدن اقوام بن کے قدیم مہذب قوموں کے اُستاد ہو گئے۔ حضور نے آناً فاناً میں اُن کی وحشت کو تہذیب سے بدل دیا۔ اور اُن کی جہالت کو علم سے۔ اور بُت پرستی کی جگہ خدا پرستی قائم کر دی۔ حضور انور کے صدقہ سے صدیق جیسے رقیق القلب۔ پاکباز۔ راست گو اور سچے ہمدرد بنی نوع کا ظہور ہوا جن کی اطاعت پر لاکھوں بندگان خدا نے سر جھکا یا اور فاروق اعظم جیسے شیر خدا۔ جری۔ اولوالعزم۔ مدبر سپاہ سالار اور بارعب انسان بنا دئے جنھوں نے کسریٰ اور قیصر کی قدیم اور زبردست سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور جن کے فوجی افسروں نے ایران اور روم کی اُن شایستہ فوجوں کو فاش شکستیں دیں جن کا لوہا تمام دُنیا ہزارہا سال سے مانتی چلی آتی تھی اور جن کی دہشت سے کسی کو دم زدن کا یارا نہ ہوتا تھا۔

حضور کا ایک ایسے خاندان میں ظہور ہوا جو مثل اپنے ہموطنوں کے کم تعلیم یافتہ بُت پرست اور بھوت پریت کی زبردست قوتوں کا قایل تھا جو کعبہ کے بتوں پر قربانی کا جانور چڑھانا اور نیاز نذر ماننا اپنا خاص مذہب تصور کرتا تھا۔ یہ واقعی ایک حیرت انگیز بات تھی کہ حضور ایسے لوگوں میں پرورش پا کر اُن ہی کی آوازیں حضور کے کانوں میں گونجتی رہیں اور اُن ہی میں ہوش سنبھالیں اور مثل عربی بچوں کے جانوروں کے گلے کو چرائیں۔ بکریوں کا دودھ دوہیں اور پہاڑوں پر سارا سارا دن گذار دیں اور پھر جب حضور انور اپنی ناہنجار قوم سے خطاب کریں تو معلوم ہو کہ قدرت کی آغوش روحانی کا پرورش کیا ہوا اور فطرت کا لاڈلا فرزند بول رہا ہے۔ ایسی ناہنجار قوم کو جو آج تک نہ کسی کی مغلوب ہوئی تھی اور نہ کسی پر غالب حضور نے جزیرہ نمائے عرب سے نکال کے دُنیا کی شایستہ قوموں کے آگے پیش کیا اور وہ ان عربوں کا تمدن اُن کی تہذیب۔ اُن کی آزادی خیال۔ ان کی مذاہب غیر کے ساتھ رواداری دیکھ کے سکتہ میں رہ گئیں۔ اور بخوشی اپنے ممالک کی کنجیاں اُن کے قدموں پر نثار کر دیں۔

حضور کی مقدس پیدایش ایک ایسے پُر آشوب زمانہ میں ہوئی تھی کہ دُور دُور تک وثنیت پرستی کی تاریکی نے فطرت کے نورانی چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔ عربوں کا سوائے مختلف باطل معبودوں کے کوئی سر دھر نہ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ کی تعلیم کا دور ختم ہو چکی تھی۔ توریت کو دیمک لگتی چلی تھی۔ دوسری طرف نصرانیت دم توڑ رہی تھی اور خداوند مسیح کی بھیڑوں میں تن پرست بھیڑئے پیدا ہو کے ان کا نوالہ تمام کر رہے تھے۔

گئے۔ خانقاہیں اور کُل معابد زناکاری کے گھر یا بازاری عورتوں کے اڈے بن رہے تھے اور پیشوایان یہود و نصاریٰ کے دل ایسے سیاہ ہو گئے تھے کہ وہ جہالت کو نجات کی کُنجی سمجھنے لگے تھے۔ اخلاق کی ایسی زبون ترین حالت اور روحانیت کے اس انتہائی تنزل کے زمانہ میں اگر کیسے ہی زبردست دل و دماغ والے انسان سے کہا جاتا اور اس کا کلیجہ شق ہو جاتا۔ مگر حضور نے نہ صرف ان اردگرد کی قوموں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ میں تو عالم کی رحمت بنا کے لئے بھیجا گیا ہوں حضور کی تنہائی بے بسی اور بے یار و مددگار رہنے نے دشمنوں کو آپ پر ہنسوایا اور جس طرح قدیم سے چلا آتا تھا کہ خدا کے برگزیدہ۔ خالص اور صادق پر جاہل قوم پھبتیاں کہتی اور اُن کا مذاق اُڑاتی ہے اسی طرح حضور کا بھی ٹھٹھہ اُڑایا گیا اور ہر طرح حضور کو چڑایا اور اذیت دی گئی مگر مرحبا ہے اس غیر معمولی اور لاجواب استقلال کو کہ حضور کا قدم اپنی جگہ سے مطلق نہیں ڈگمگایا اور روز بروز حضور کے استقلال میں ایک زور۔ تمکنت اور جوش پیدا ہوتا گیا اور اخیر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کُل ٹھٹھے۔ ہنسیاں اور پھبتیاں مغلوب ہو گئیں اور سب نے حضور کی اطاعت میں اپنی گردنیں خم کر لیں حضور کو خاتم النبیین کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا جس کے یہ معنے تھے کہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اب علوم معرفت کی ایسی تکمیل ہو گئی ہے کہ آیندہ کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہذا یہ بات قدرتی طور پر لازم آئی کہ حضور میں وہ کُل اوصاف ہوں جو اور انبیاء سالفین کی ذات میں ودیعت ہوئے تھے اور اس کے علاوہ معرفت کی بھی پوری تکمیل آپ کی ذات اقدس و اطہر میں کر دی جائے اور وہ غیر معمولی کامیابی بھی آپ کو نصیب ہو جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں نصیب نہ ہوئی تھی عام فہم کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے بتدریج اپنی معرفت اور رحمت کا دروازہ خلقت پر کھولا اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ دور آخر میں پورا دروازہ کھول دیا گیا اور صاف طور سے آسمانی آواز نے دین خدا کے تکمیل اور نعمت اللہ کے پورے ہونے کی بشارت دیدی جس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ جس طرح اس دُنیا کے کُل کام بتدریج کمال اور عروج کو پہنچتے ہیں اسی طرح روحانی سبق بھی اس کی الف۔ بے۔ تے سے شروع ہوا اور پھر حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اُس کی تکمیل ہو گئی اور سبق پورا ہو گیا۔

انبیاء کے بعث کی غایت اگرچہ ایک ہی بتائی گئی ہے لیکن تلقین میں فرق ہے اور وہ ایسا باریک ہے کہ باطنی مبصر کی آنکھ اُسے اچھی طرح دیکھ سکتی ہے جو کچھ سرکشی تمرّد۔ نافرمانی انبیاء کی گئی ہے اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ وحشی پن۔ ناانسانیت اور سنگدلی جو حضور انور سے برتی گئی اُسکے پڑھنے سے تو دل دہل جاتا ہے اور کلیجہ ہلنے لگتا ہے۔ تقاضائے قدرت یہی تھا کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور کو خاتم النبیین بنایا اور حضور کی اقدس و اطہر و مبارک ذات پر اپنے دین اور نعمت معرفت کی تکمیل کر دی اسی طرح تمام قسم کی مخالفتوں سختیوں۔ جفا کاریوں۔ مظالم اور بے دردیوں کی بھی تکمیل ہوتی اور ایسی تکمیل کہ جور و ظلم کی حد ختم ہو جاتی تا کہ کسی قسم کی چھوٹی بڑی مخالفت باقی نہ رہ جاتی۔ کیونکہ دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت رکھی گئی اور نہ حکم دیا گیا پھر مخالفت کا حصہ کس کی ذات کیلئے محفوظ کیا جاتا۔ ساتھ ہی اسکے کامیابی بھی پوری عطا کی گئی اور ایسی کامیابی جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں میسّر نہ ہوئی۔ ہم دل سے اسے معصوم نبی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حضور بے شک کُل انبیاء کے سرتاج ہیں اور سب سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں تقرب کے لحاظ سے حضور ممتاز کئے گئے ہیں تاہم ہم پیغمبروں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے کیونکہ وہ ایک ہی مقصد اعظم کی تکمیل کے لئے دُنیا میں مبعوث ہوئے تھے مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ مقصد اعظم اے فخر کائنات تیری پاک ذات سے حاصل ہوا۔ (کرزن گزٹ)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشاء ہے عام نظر گاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کیلئے چھپا پا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار ۴؍ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار ۱۶؍ - ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۔؍ کے حساب سے چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام مینیجر الحکم قادیان -

۲۶ و ۲۷ و ۲۸ نومبر کے متعلق اطلاع

الحکم کے ساتھ رعایتی کتابوں کا جو اعلان شائع کیا جا رہا ہے اسکے متعلق بعض احباب کو مغالطہ ہوا ہے اور انہوں نے دریافت کیا ہے کہ آیا قادیان اس تاریخ کو منی آرڈر پہنچ جانا چاہیے یا اپنے مقام سے روانہ کیا جاوے اسلئے عام غلط فہمی کو رفع کرنیکے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ بالا تاریخوں کو اپنے اپنے مقام سے منی آرڈر روانہ کر دینا چاہیے قادیان خواہ وہ کسی تاریخ کو پہنچے۔ مینیجر

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تا کہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُنکے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنی ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اُسقدر تعداد سے اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دینگے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کی جاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصّہ لیں وہ عند اللہ ماجور رہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

احمدی بہنوں کے لئے کچھ

ایک عرصہ سے ہمارے دل میں یہ خواہش جوش زن تھی کہ کچھ نہ کچھ کبھی نہ کبھی اپنی احمدی بہنوں کیخاطر بھی لکھا جایا کرے۔ اور اس تحریک کی زیادہ تر محرک تو خواہرہ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحب ملک کرم الٰہی صاحب ہیں جن کے مضمون الحکم و بدر میں دیکھے گئے تھے مگر کم فرصتی ایک ایسا مرض ہے کہ وہ انسان کو بہت سے کام کاج سے روکدیا کرتا ہے۔ ہم آج کے روز ایک مضمون تحریر کرتے ہیں جو اگرچہ ایک خط کی صورت میں ہے۔ مگر نتیجہ خیز ضرور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ گاہ بگاہ اس طور سے یا کسی اور طور سے جو پھر خیال میں آوے لکھا کرینگے اپنی احمدی بہنوں کے لئے (انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی وتوفیق) جو خطوط اور قصوں کے علاوہ معنے و نتیجہ خیز باتیں ہونگی اور اس کے ضمن میں بعض قرآنی آیات کے معانی و مطالب بھی موقع و محل کے لحاظ سے سنائے جائیں گے۔ مگر یہ ضروری امر ہے کہ ہم احمدی بہنوں سے یہ دریافت کریں جو اہل قلم ہیں کہ وہ اس طرز تحریر کو جو اسطور میں شایع ہوئی پسند کرتی ہیں کہ نہیں۔ ہماری اس عرض کا جواب دینا بذریعہ الحکم کے خواہرہ مکرمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب آف بھیرہ اور محترمہ اہلیہ صاحبہ اکمل آف گولیکی اور عزیزہ احمدی خاتون صاحبہ اور ایسے ہی دوسری اہل قلم اور تعلیمیافتہ بہنوں کو ضروری اور لازمی ہے۔ تاکہ آیندہ کو اگر ناپسند ہو تو ہم لکھنے سے باز رہیں۔ فی الحال اس تحریر کے ساتھ بطور نمونہ کے ہم ایک مضمون خط کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ ذیل میں درج ہے

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

نند[*] کا خط بہاوج کے نام

جناب بہاوج صاحبہ مکرمہ معظمہ دام عصمتہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے رخصت ہو کر مع الخیر اپنے سسرال میں پہونچی سب کو تندرست پایا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ بارے اس نے ہر ایک آفت سے محفوظ رکھا۔ جب سے کوٹ لکھپت میں اور چکاوری دکلانور کے درمیان ریل گاڑیاں لڑی ہیں تب سے گاڑی میں بیٹھتے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یوں تو مولا کریم کی مرضی ہے ہم سب اسی کے بندے ہیں اور عاجز بندے ہیں گنہگار ہیں ایک گناہ کے مرتکب نہیں دو کے نہیں بلکہ انبار در انبار گناہوں سے لدے ہیں جس گناہ کی سزا میں مولا کریم وہ پکڑے بجا ہے کوئی اس کیلئے روک تھام نہیں اور نہ اس پر کوئی حرف آسکتا ہے مگر تاہم اس کا یوں خیر پہنچنے سے پہونچا دینا اور ہم کو استغفار کرنے اور گناہوں سے پاک ہونے اور متقی بننے کا موقع عنایت کرنا بھی اوسکی عنایت ازلی سے کم نہیں۔ چھوٹے بہائیوں اور بہنوں اور آپ کی جدائی سے بہت رنج ہے خصوصاً والدین کا چلتے وقت کا رونا یاد کر کے اب تک دل بھر آتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو دل بیتاب ہو جاتا ہے یوں تو انسانی خلقت کی نسبت ہی اس کے خالق مالک کا ارشاد ہے کہ خلق الانسان ضعیفا مگر اس کا زیادہ پرتو عورت ذات کے ہی حصہ میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی کمزور ہوتی ہیں سو جیسے اونکی فطرت کمزور ویسے ہر ایک قویٰ کمزور اسی لئے تو وہ ذرا سے غم والم کو بھی رائی کے پہاڑ کی مثال بہت بڑا سمجھ لیتی ہیں اسمیں شک نہیں کہ اکثر ایسی کمزوریاں لاعلمی یعنے علم سے بے بہرہ ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مگر جس کے نصیب میں خدا تعالےٰ نے کچھ نہ کچھ علم کا حصہ مقرر کیا ہے انکی کیا بات ہے اسمیں شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا خاص فضل ہے کہ میں کچھ تھوڑا بہت ٹوٹا پھوٹا لکھنا پڑھنا جانتی ہوں مگر جہاں تک اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھتی ہوں اپنے آپ کو بہت کمزور خیال کرتی ہوں یہی وجہ ہے کہ والدین کا رونا یاد کر کے اب تک میرا دل بھر آتا ہے مگر کیا کریں مجبور ہیں کچھ اپنے بس کی تو بات ہے نہیں مولا کریم کی یہی مرضی ہے اور اس نے یہی چاہا ہے کہ ایک لڑکی گود میں پل پلا کر بڑے ہو کر اس کے گھر بار کو خیرباد کہدے اور دوسرے اجنبی کے گھر کو جاکر آباد کرے وہ اپنوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو اپنا بناوے اور انکی اپنی بنے اور اپنوں سے ایسی دور ہو جاوے جیسے کہ دودھ کی مکھی۔ دودھ کی مکھی کی مثال اگرچہ کسیقدر مکروہ معلوم ہوگی لیکن اگر غور سے دیکھو تو یہ مثل ہر طرح سے ٹھیک آتی ہے وجہ یہ کہ جسطرح دودھ میں پڑی ہوئی مکھی کو جب نکال کر پھینک دیا جاوے تو پھر اوس کا دودھ سے کچھ ایسا تعلق نہیں رہتا جیسا کہ دودھ میں ہونے کی حالت میں تھا ایسا ہی بیاہی بیٹی کا ماں باپ کے گھر پر کچھ زور نہیں چل سکتا۔ ایک وقت تھا کہ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ تھا اور سب کام کی میں ہی منتظم تھی مگر اب وہ وقت ہے کہ خداوندکریم نے وہ تمام کام آپکے سپرد کرا دیا اور ہم کو اوس سے بالکل بے دخل کرا دیا اب اول تو ہمارا میکے میں جانا ہی نہیں ہوتا اور اگر جاتے ہیں تو صرف مہمانوں کیطرح چندروز یا غایت کار مہینہ دو مہینے۔ پھر آپ کو اور بھائی بہنوں والدین کو کلپتا اور گریہ زاری کرتا ہوا چھوڑ کر آنا ہی پڑتا ہے کیونکہ بیگانے پوتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کا نتیجہ ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنوں کی محبت کو سرد کرنا پڑتا ہے۔

پیاری بہاوج! میری طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ میں اکثر فرصت کے وقت بعض امور کیطرف توجہ کر کے سوچا کرتی ہوں۔ اور مفید مطلب و نتیجہ خیز باتوں کی ٹوہ میں رہا کرتی ہوں پھر ان مفید اور نتیجہ خیز باتوں کو اپنے تک محدود رکھنا ادنیٰ درجہ کی کنجوسی خیال کر کے یہ خواہش ہوتی ہے کہ بہنوں کی خدمت میں بھی ان کو پہنچا دوں چنانچہ اکثر دفعہ ایسا کرتی ہوں کہ خطوں کے ذریعہ تحریر کر کے اپنی بہنوں اور سہیلیوں کی خدمت میں ایسی ایسی باتیں لکھتی رہتی ہوں مگر چونکہ ساری طبیعتیں ایک جیسی تو ہوتی نہیں ہماری اکثر بہنیں اور سہیلیاں دنیاپرستی کیطرف زیادہ مائل ہیں اسلئے اکثر دفعہ وہ مجھکو پاگل اور وہمی خیال کرتی ہیں اور کئی تو ایسی بھی ہیں کہ لکھ بھیجتی ہیں کہ بی بی! اگر تم ایسے ہی خیال میں بیکار رہنا چاہتی تھیں تو تم نے شادی ناحق کی تم کو تو چاہیئے تھا کہ کنواری مریم کیطرح رہبانیت اختیار کرنے کا عزم بالجزم کر لیتیں اور رات دن اسی وہم اور خیال میں مبتلا رہتیں۔ مگر مجھکو ان بہنوں کی حالت زار پر سخت رونا آتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو بعض دفعہ انکی حالت پر ملالت سے آٹھ آٹھ آنسو بھی

[*] پنجابی زبان میں خاوند کی ہمشیرہ۔ منہ

گر ہی پڑتے ہیں اگرچہ بہتیرا روکتی ہوں۔ وجہ یہ کہ ان بہنوں نے اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں بلکہ اگر میں یہ کہدوں کہ ان کے لایق شوہروں نے جنکو ہم اپنا معزز دینی بھائی یقین کرتے ہیں ان کو سمجھانے سے کسقدر پہلو تہی کی ہو یا یہ کہ انکی نصیحت پر ان بہولی بہالی صورتوں نے کان نہ دہرے ہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس لئے مجھکو یہ وہم خیال کرلیتی ہیں اور ایسے لفظ اپنی زبان اور زبان قلم سے نکالتی ہیں کہ جن کا نکالنا عقلاً وشرعاً اون کے لئے جائز نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلام ہاں پیارا اسلام وہ سچا دین آلہی ہے کہ وہ کسی قوائے انسانی کی بے حرمتی کرانا نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہے کہ کسی قوای سے ایسا زیادہ کام لیا جاوے جو اسراف میں داخل ہو اس لئے تو اس نے رہبانیت کی جڑ کاٹ دی اور ایسا ہی کثیر التعداد ی کے سبق پڑہانے سے کنارہ کشی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اوس نے ہرایک کام کے لئے حدود قائم کئے یعنے جہاں اسلام نے لا رہبانیت فی الاسلام کا حکم دیا وہاں صرف چار تک بیویاں کرنے کی بھی حد باندھ دی جس سے اسراف کا بھی بندوبست ہوگیا اور قوائے انسانی کی بیحرمتی کا بھی قلع قمع ہوگیا۔ مگر دوسرے ادیان میں آذ بتا کر کچھ نہ کچھ ایسی بات رکہدی ہے کہ نہ دہری جائے اور نہ اوٹھائی جائے ؎

بوجھ وہ سر پہ پڑا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
بات بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائی نہ بنے

جب میں آپ سے رخصت ہوکر ریل گاڑی میں اسوار ہوکر روانہ ہوئی ہوں تو رنج وغم تو تھا ہی ماں باپ کی جدائی بھائیوں بہنوں اور آپ جیسی مخلصہ بہاوج کو چھوڑ کر آنا دلپر بہت کچھ غم والم کے پہاڑ توڑ رہا تھا کچھ راستہ تو میں اسی ہم وغم میں مبتلا رہی مگر کچھ دیر کے بعد میری طبیعت نے پلٹا کہایا اور میری طبیعت دوسری طرف رجوع ہوئی یعنے یہ خیال دل میں آنے لگا کہ دیکھو! خداوند کریم کی حکمت ومصلحت کو کہ ماں باپ کی گود میں پلے پوسوں کو کسطرح جدائی صرف ایک بندۂ خدا کے سبب نصیب ہوتی ہے اپنے بھائیوں بہنوں خویش اقربا ذرا دیر میں سب کے سب چھوڑ کر اوسی ایک دم کیخاطر ایسی بے مروتی کرنا کونسے اخلاق میں داخل ہے ہاں کیا یہ کوئی نیکی ہے کیوں نہ ہم اس کو اعلے درجہ بدی۔ بدعہدی۔ بے وفائی بے مروتی۔ خود غرضی مان لیں ہاں کیا ماں باپ کا یہ احسان تہوڑا ہے کہ اونہوں نے گودیوں میں کہلایا اور ہر طرح کے ناز ونعم میں پالا پوسا سو طرحکا دکہ اٹھایا تکلیف اٹھائی اگر بیمار ہوگئی تو اپنے پر روٹی کہانا پینا حرام کرلیا۔ ہمارے لئے سو طرحکی دوڑ دہوپ کی کبہی کچھ دوائی پلائی کبہی کچھ اور اس فکر میں اپنی جانوںپر رنج وغم کے پہاڑ توڑے سوا الگ دوا دارو میں جو روپیہ پیسہ پانی کیطرح بہایا اس کا حساب کتاب نہیں یا وجود ایسی اعلے درجہ کی خدمت کے صرف ایک آدمی کے بخشنے کیخاطر اون سے طوطا چشمی کرنا اخلاقی گناہ تو ضرور ہونا چاہئے کیا جس نے بچپن سے ہماری خاطر تواضع کرنیکا ٹھیکہ لیا تہا اور ہم کو طرح طرح کا سکھ وآرام دیا اوس کے احسانوں کا یہی بدلا ہونا چاہئے تہا کہ ہم ایسے بے مروت ہوجاتے اور اون کے رونے دہونے کو خاطر میں نہ لاتے اور نہ ان کے کلپنے کا خیال کرتے اور نہ کڑہنے پر ترس کہاتے اور یوں اون کو روتا اور کڑہتا چھوڑ کر چلے آتے ایک بندہ خدا کی خاطر۔ کیا اس بندہ خدا کے سرخاب کا پر

لگا ہے جسکی خاطر ہم کو اون کے تمام احسان پس پشت ڈالنے پڑے؟ نہیں نہیں پیاری بہن! یہ دنیا کی بے ثباتی کا نظارہ ہے اور خدا کی وحدانیت ثابت کرنے اور انسان کو خبردار کرنے کے لئے ایک نہایت ہی عجیب وغریب اشارہ ہے اور اس سے ایک عارف کے لئے دریائے معرفت آلہی کے راز کی ایک نہر ظاہر ہوتی اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کی محبت والفت اپنے بچوں اور بچیوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ اونکی آنکہوں سے اوٹ اون کا جایا یا جائی ہو مگر اصل پوچھو تو یہ دنیا ہی بے وفا ہے اس کے ساتھ دل لگانا ہی گمراہی کی دلیل ہے اس نے کسی کے ساتھ مروت نہیں کی۔ احسان نہیں کیا۔ رحم نہیں کیا۔ مہر نہیں کی شفقت نہیں کی۔ لطف نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہمیشہ سے جانی تن مخالف ومعاند اور سیاہ دشمن کیطرح کبہی مال بیری رہے کبہی عزت کی کبہی اولاد کی کبہی جان کی۔ اور ان میں سے آخر کار ایک نہ ایک کو لیکر ہی چھوڑتی ہے اور کبہی بہی بہوکے گہڑیال کیطرح سیر نہیں ہوتی جبتک کہ سب کو کہینچکر اپنے پیٹ کی بہٹی میں نہ بہرلے۔ آہ صد آہ۔ یہ دنیا کیا ہے؟ ناپائیدار۔ بے ثبات۔ بے وفا۔ غدار ہے۔ اور اس کے ساتھ دوستی لگانیوالے کا انجام کبہی اچھا نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

میں آپ سے ہزل سے نہیں بلکہ جد وصدق سے کہتی ہوں کہ اگر باریک بین اور فیلسوف بنکر دنیا کے کرشموں پر نظر کروگے تو ایکبار بحر حیرت کی غواص ہوجاؤگی اور ایسی حیرت میں محو ہوجاؤگی کہ کبہی دنیا کی محبت الفت اور عشق کا نام نہ لوگی۔ آج کل کے نئی روشنی کے دلدادہ ناولوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جسکا پڑہنا ہمارے نزدیک زہر ہلاہل کے استعمال سے کم نہیں ہے اگر اونپر نظر کیجاوے تو دنیا کی بے ثباتی کے ہزاروں لاکہوں ایسے نقشے کہچے ہوئے ہیں کہ دل کانپ اٹھتا ہے اور بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے اچھوں اچھوں کو خراب خستہ ذلیل ورسوا اور دربدر خاک بسر کرتی رہی ہے مگر وہ بزرگ نامی ومبارک اور قابل تعظیم اور قابل تقلید صورتیں اونپر واری جاؤں۔ اونپر قربان جاؤں۔ اونپر صدقے جاؤں جنہوں نے اس کو سو طلاقیں دیدی ہیں وہ اس کے ہتکہنڈوں سے بال بال بچ گئے جنہوں نے اسکی چال ڈھال کو نظر تعمق (گہری) سے دیکھا اور اس کے ساتھ دل لگانا ہی موجب خسران خیال کرکے محبوب حقیقی کے والا وشیدا ہوگئے۔ والا وشیدا کیا ہوگئے بلکہ اصل پوچھو تو وہ حضرات تر گئے یعنے کامیابی کا سہرا اون کے ماتھے پہ باندہا گیا۔

ہم نے تو یہ سمجھا ہے کہ اللہ تعالےٰ رب العلمین نے والدین کو اپنے پالی پوسی لڑکی دوسروں کے بیٹوں کے حوالے کرنیکا حکم دینے میں یہ فلسفہ سمجھایا ہے کہ جسطرح لڑکی محض ایک وجود کیخاطر اپنے خویش واقارب بہائی بہن کی محبت کو بالائے طاق رکھکر اسکی ہاں میں ہاں ملانا اور اس کا ادب وحرمت کرنا باعث فخر ونجات یقین کرتی ہے اسی طرح اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ جسقدر قوی ہم کو عطا کئے گئے ہیں اونکو بمنزلہ خویش واقارب اور بہائی بہن کے خیال کرنا ایک حد تک ٹھیک ہے جب اللہ تعالیٰ سے دل لگایا جاوے تو صرف وہ کام اختیار کیا جاوے جو اوسکی مرضی کے مطابق ہو ہمارا ہر ایک اعضا رنفسانی خواہش سے

ایسا ہی دور و مہجور ہو جیسا کہ لڑکی ماں باپ اور خویش و اقارب سے
دور ہو جاتی ہے وہ اپنوں کی محبت کو سرد کر دیتی ہے اور بیگانوں کی محبت کو
اپنے سینے سے بھڑکا لیتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ لڑکی کے سسرال والے
جیسے بیگانے ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہمارے لئے بیگانہ
ذات نہیں ہے بلکہ وہ وہی ہے جو ہمارا خالق ہے مالک ہے رازق ہے
کھیل ہے معطی ہے فیض بخش ہے فیض رساں ہے ہماری حقیقت اور کنہ
کو جانتا ہے اور ہمارے دلی خیالات کا علم رکھتا ہے مگر تاہم ہماری
روحانی اور جسمانی بناوٹ سے ورا الورا تو ضرور ہے وہ لیس کمثلہ شئی
ہے اور اس کے لئے لاتضربوا اللہ الامثال ہے پس وہ ہماری ہیئت کذائی
سے تو ضرور اجنبی ہے یعنے ہمارے جیسا تو ہرگز ہرگز نہیں ہے ہم ہر ایک
بات کے محتاج وہ ہر ایک بات و احتیاج سے مبرا و منزہ۔ پس اس
لحاظ سے بلاتشبیہ ہم اوسکی نسبت اجنبی کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں جس کے
یہ معنے نہیں ہونگے کہ وہ ہماری حقیقت یا کنہ سے بے خبر ہے بلکہ یہ کہ وہ
ہماری ذات پات اور ہماری طرح پابندیوں اور عجز و انکسار سے بری
اور محض بری ہے۔ تو ہاں لڑکی کو دوسروں کے سپرد کرنے سے یہ سمجھا گیا ہے
کہ جسطرح ایک لڑکی کے لئے خاوند کی محبت ماں باپ خویش اقارب کی محبت
سے زیادہ رکھنی ضروری اور لازمی ہے اور اسکی مرضی کی تابعدار ہونا ضروری اور
لابدی ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ کا پورا تابعدار بننا اسکی مرضی کو ہر ایک امر میں مقدم
رکھنا ہی زیبا اور فرض منصبی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے
تو ماں باپ سے بھائیوں بہنوں کی جدائی کے سبب سے اس کا دل بوجہ اس کے
کہ اون کے ساتھ رہی ہے اور پلی ہوتی ہے بہت ہی کڑھتا ہے رنج و غم
سے اون کا دل بھر جاتا ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے کہ سسرال والے
خبر ہے کس قماش کے آدمی ہیں کسطرح اونمیں گذارہ ہوگا خیر ہے عمر عزیز
کیسے کٹیگی کیا کیا مصیبتیں اور دکھ اور تکلیفیں و سختیاں جھیلنی پڑینگی اور
جن میاں سے واسطہ پڑا ہے وہ خیر ہے کیسے مزاج کے ہوں گے غرض
اسطرح کے ہزاروں خیالات آتے ہیں۔ مگر قربان جاؤں مولا کریم کی عنایتوں
کے کہ اس نے ان تمام خیالات کا پہلے سے ہی قلع قمع کر دیا اور اس وہم میں
مبتلا ہونے سے ہی بچا لیا۔ یعنے کہیں اپنے تو ابیت کو رحمن ظاہر کیا کہیں رحیم
کہیں نعم المولیٰ و نعم النصیر کہیں تواب الرحیم۔ کہیں خیر الوارثین۔ کہیں القادر
کہیں فعال لما یرید کہیں غفور وغیرہ جس سے یہ تمام خدشات اور وہم کافور
ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک وجود خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا جیسا
رجوع کرنیکا حق ہے اور اسکی ہر ایک صفت پر ایمان لاتا ہے تو پھر وہ اس قسم کے
رنج و غم بالکل نہیں کرتا یعنے نہ تو مادی اور حسّی تعلقات کے چھوڑنے کا اسکو
رنج و غم ستاتا ہے اور نہ کسی دکھ و تکلیف کا خیال آتا ہے بلکہ خوشی خوشی ہر ایک دکھ
درد کو بھی اس پیاری ہستی کے لئے برداشت کرنا ہی موجب راحت او وہیں سرور
کے خیال کرتا ہے اسکو نہ بھائیوں بہنوں ماں باپ کی جدائی کا رنج ہوتا ہے
اور نہ خویش اقارب کے لئے اسکا جی کڑھتا ہے بلکہ یہ جدائی اس کے لئے
خوشی اور سرور کا موجب ہوتی ہے کیونکہ تنہائی میں محبوب ازل کی باتوں سے
جو لذت ملتی ہے وہ دنیاوی تعلقات اور حسّی چیزوں یا رشتوں میں کہاں
برخلاف اس کے ماں باپ بھائی بہن کی جدائی غم و الم کے پہاڑ ڈھاتی ہے رنج
و غم سے دل بیتاب ہو جاتا ہے جدائی سے بہت بری حالت ہوتی ہے مگر کیا
کریں یہ دنیا کا سلسلہ ایسا ہی بنایا گیا اور اس کے لئے یہ امر ضروری قرار
دیا گیا کہ وہ اپنوں کو چھوڑے اور بیگانوں سے تعلق پیدا کرے اور بیگانوں کے
گھر کو بسائے اپنے خاوند سے سچی محبت کرے سچا دل لگائے اوسکی پوری
وفادار ہو اوس سے پوری ہمدردی کرے اوس کے مال اور جان کو ایسی ہی
عزیز سمجھے جیسے کہ اپنی پیاری جان کو عصمت اور پرہیزگاری اختیار کرے
اور امانت میں خیانت کا خیال ہی دل میں نہ لاوے اور دراصل امانت میں
خیانت کرنیکا شیوہ ہی بہت برا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مومن و مومنہ
کو بچا دے (آمین)

محبت الٰہی کے ترقی کرنے اور اس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے یہ ایک
نہایت عمدہ اور قابلقدر اشارہ ہے اور ایسی ہی دنیا کی بے ثباتی کا اعلیٰ درجہ
کا نقشہ ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانیوالیاں۔ بی بیاں بہت کم ہیں اور دراصل
دنیاوی تعلقات ہی اس قسم کے ہیں کہ انسان کو غفلت میں ڈالدیتے ہیں
لیکن ہاں اگر ہم مولا کریم سے استدعا کریں اور حتے الوسع کوشش کریں تو
غفلت سے ضرور بضرور بچ ہی سکتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے کہ غفلت میں
پڑنا مولا کریم کو بھولنا بسرنا نتیجہ ہوتا ہے بدی اور بدکاری اختیار کرنے اور
گناہ میں مبتلا ہونے کا۔ یہ تو مولا کریم نے ہی اپنے پاک کلام قرآن مجید
میں فرما دیا ہے کہ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ
شیطانا فھو لہ قرین یعنے جو الرحمن کے ذکر یعنے یاد و اغماض
کرتا ہے اوس پر ایک شیطان تعینات کر دیا جاتا ہے جو کہ اوس کے ساتھ
رہتا ہے خیال کرو کہ شیطان کا ساتھ رہنا سخت گمراہی اور ہلاکت کے
گڑھے میں اوندھے منہ گرنے پر دال ہے۔ کیونکہ وہ نامراد تو راضی ہی
نہیں ہوتا اس بات سے کہ کوئی اپنے رب کریم الرحمن کی یاد میں رہے اور
اوس کے احسانوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے چونکہ وہ حسب فرمان
ایزدی انسانی نسل کا کھلا ہوا دشمن ہے اس لئے وہ اس غفلت سے
بہت سا فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ وہ کام کرا دیتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ وہ کمبخت
تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ کوئی پاکی و طہارت اختیار کرے مولا کریم کا ہو جائے اور
مولا کریم کی رضا کا تابعدار ہو جاوے اس لئے تو بعض حضرات نے غفلت سے
بچنے کیخاطر اور ہوشیار رکھنے کیخاطر ان پیارے لفظوں سے چونکایا ہے کہ "جو دم
غافل سو دم کافر" اسمیں شک نہیں کہ یہ بالکل سچی بات کہی ہے ہماری سمجھ میں
اس کا فلسفہ یہی آیا ہے اور تجربے نے شہادت دی ہے کہ ذرا غفلت ہوئی
نہیں کہ حضرت شیطان آموجود ہوئے اور اونگنے کو ٹھیلتے کا بہانے والا
معاملہ کر کے لگے تباہی اور خسران مبین کی اتھاہ گنڈھیں دکھانے (اللہ تعالیٰ
محفوظ رکھے آمین) یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اس آخری جنگ کے میدان
مارنیوالے بہادر فاتح و مظفر انسان نے (خدا تعالیٰ کے لاکھ لاکھ سلام
ہوں اوس پر) ایسے ایسے کاری حربے شیطان کشی کے لئے بتائے ہیں
کہ بایدوشاید۔ اور اسی لئے تو شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت خدا کے برگزیدہ
کے کیمپ پر حملہ آور ہوا ہے مگر ہر میدان میں منہ کی کہ تباہی اور ہلاکت کی
جا نگداز بستی میں داخل ہونا اور فی النار و السقر ہونا اوسکی قسمت میں لکھا ہے۔
بھلا خیال کرو کہ کہیں بہادروں اور نبرد آزماؤں سے مقابلہ ہوا کرتا ہی بھاگ سکتے
مگر لنگڑا نا اپنے سر کا پھوڑتا ہے۔ توپ اور بندوق کے منہ کے سامنے آنا اپنے
بدن میں چھید کرانا اور اپنے بدن کے پرخچے اوڑانا ہے۔

پیاری بہن! قرآن ہی ایک عجیب و غریب کتاب ہے یہ نہ آتی تو نہ معلوم انسانی نسل کی کیا درگت لگتی اسی کی برکت سے ہزاروں ترگئے اسی کے ذریعہ ہزاروں معشوق ازل سے واصل ہو گئے یعنے اللہ تعالیٰ کا پاک چہرہ اون کو اسی آئینہ کے ذریعہ نظر آیا۔ اسی مبارک کتاب کی یہ برکت ہے کہ جہاں آیت ومن یعش عن ذکر الرحمٰن الخ بیان کیگئی ہے وہاں ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتلایا گیا یعنے کہا گیا کہ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیم یعنے جب تم کو کوئی شیطانی وسوسہ گدگدایا کرے تو تم خدا تعالےٰ کی پناہ مانگتے رہا کرو اور وہ خدا تعالیٰ ہر ایک فریادی کی فریاد سنتا ہے اور جانتا ہے کہ اوس نے کس غرض سے فریاد کی ہے پس وہ بہتر سے بہتر سامان مہیا کرکے شیطانی حملے سے بچا لیتا ہے اور یہی راز ہے استغفار کا کہ استغفار پڑھنے والے پر لازم ہے کہ اس کا دل ان ہو کہ آجتک بلکہ اس وقت کے جس قدر گناہ ہیں اونکو وبال اور سزا سے بچایا جاوے اور آیندہ کو اسیطرح اوس سے زیادہ خطرناک گناہوں سے بچایا جاوے اور مولا کریم اپنی رضامندی کا تابعدار بناوے اور شیطان کی رضامندی کے کاموں سے بالکل دور اور مجبور کر دے اسمیں شک نہیں کہ اس قسم کی استغفار بہت کچھ مفید ہوتی ہے بشرطیکہ انسان خود بھی ایاک نعبد وایاک نستعین کا خیال ذہن نشین کرکے گناہوں اور بدیوں و بدکاریوں سے کنارہ کشی کرے دعا مانگنا استغفار کرنا جیسا ہمارا کام ہے ویسا ہی بدیوں سے اجتناب کرنا اور نیکی کیطرف مائل ہونا بھی ہمارے لئے ضروری اور لازمی امر ہے اگر ہم صرف منہ سے استغفار اور ایاک نعبد وایاک نستعین اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے ہیں مگر اپنے حال کو درست نہیں کرتے تو دراصل ایسا کام کر رہے ہیں جو حلف دروغی میں پکڑے جانیکا کام ہے (خدا تعالیٰ بچا لیتا آمین) اگر ایسا کروگے تو پھر تمہاری وہ مثل ہوگی کہ ع نہ الی الذی نہ اودے الذی + ع نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور کل مومنوں کو اور مومنات کو اس سے بچاوے آمین + سو پیاری بہن اسچا فلسفہ یہی ہے کہ ہم اور ہمارے والدین اس عمدہ نتائج اخذ کریں اور وہ کام کریں جو مولا کریم کی رضا کا موجب ہوں لڑکی کا ماں باپ کو چھوڑنا اور ایک کا ہونا اوسکی رضا کا ہر وقت طالب رہنا لاریب اسی سبق کو لئے ہوئے ہے اور سمجھدار کے لئے گویا ہدایت کے صحیفہ کا ایک زریں ورق ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ حاصل کریں اور میں تو یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے سب مومن بھائیوں اور بہنوں کو اس کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور ایسے ہی انکی نظر کو وسعت اور دلی خیالات کو وسعت دے تاکہ اس سے وہ بات حاصل کرلیں جو خلقت انسانی کی اصل غرض ہے۔

پیاری بہن! جانتی ہو کہ انسانی خلقت کی غرض کیا ہے وہ کس لئے پیدا کیگئی اوس کا فرض منصبی کیا ہے۔ سو ہماری سمجھ میں تو یہی آیا ہے بموجب فرمان ایزدی کے کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے جنوں اور انسانوں کی پیدایش اور بناوٹ محض اس لئے کیگئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضامندی پر چلیں یعنے اوسکی تابعداری کریں اوس کے بلائے بولیں اوسکے چلائے چلیں اوسی کے حکم کے اندر اون کا ہر ایک قول وفعل ہو یہ تو تھی اصل غرض اور اس سے مقصود یہ تہا کہ انسانوں اور جنوں کو فائدہ پہونچایا جاوے اور قدرت نمائی کیجاوے اور صنعت وحرفت کے میدان کو گرمایا جاوے پہر اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اور اور سامان کی بھی ضرورت تھی جو کہ اس کے لئے لازم بلزوم کا حکم رکھتے تھے مثلاً زندگی کو قایم رکھنے کے لئے غذا اور قوائے انسانی کے حاجات کے مطابق دوسری چیزیں ہوا۔ چاند۔ سورج زمین آسمان اناج میوجات وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ اس کے ذریعہ تر و تازہ رہ سکے مگر اس کو مقصود بالذات نہ سمجھ لینے کیخاطر فرمایا کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است + ہوا چاند سورج زمین آسمان کی غرض یہ اگر کچھ اپنے خیالات ظاہر کرنے لگوں تو ڈرتی ہوں کہ خط لمبا ہو جاویگا۔ ویسے ہی تم کو فرصت کم ہے کیسے پڑھ سکوگی اور کیسے جواب دے سکوگی اسلئے اس کو نظر انداز کرتی ہوں مگر یہ اشارہ کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتی کہ یہ بھی صنعت وحرفت اور قدرت نمائی کی دلیل سے باہر نہیں ہیں ہوا کا چاند کا سورج کا زمین کا ظاہرا فائدہ جو کچھ ہے وہ انسان کی بہلائی وبہبودی ظاہر کرتا ہے مگر اس کے ظاہری فوائد کے علاوہ اون کے وجود سے جو جو روحانی وجسمانی سبق ایک عارف حاصل کر سکتا ہے وہ بھی ایک درجہ کے لطیفے سے کم نہیں۔

ہم نے تو سمجھا ہے کہ جسطرح انسانی خلقت لیعبدون کیلئے پیدا کیگئی ہے اسیطرح اس کے ہر ایک تعلق میں اس کا یہ نظارہ موجود ہے ماں باپ سے تعلق ہے تو میاں بی بی سے تعلق ہے تو ماں باپ خویش اقارب سے جدائی ہے تو میاں بی بی سے جدائی ہے تو غرضیکہ باریک نظر سے دیکھو تو یہ تمام جنکا حضرت انسان کے ساتھ تعلق ہے وہ ع ہر ورق صحیفہ ہدایت کا مصداق ہے ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ لڑکی اپنے خاوند اور ساس کے خاطر اپنے پیارے ماں باپ اور عزیزوں کو چھوڑتی ہے اور ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ میاں یا بی بی باوجود ایسے گاڑہے محبت وتعلق کے ان تعلقات کا کچھ بھی پاس نہ کرکے ایکدوسرے سے ایسا جدا ہوتے ہیں اور ایسی بے مروتی دکھاتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ تمام دلیل ہے دنیا کی بے ثباتی کی اور یہ اسبات کا سبق پڑھا رہی ہے کہ اصل مقصود کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور خلقت کی غرض کے پہلو کو مدنظر رکھکر ہر ایک کام کیا جاوے یعنے مولا کریم کی محبت کا بیج سینے میں اس قسم سے بویا جاوے کہ وہ بڑہے اور پہولے اور پہلے اور اس کا مقابلہ کوئی دنیوی تعلقات ہرگز ہرگز نہ کرے۔ اگر پہلے ہی سمجھ جاوے تو بہتر ہے ایسے سمجھنے والا دنیا کو خوشی سے چھوڑتا ہے۔ دیکھو ہمارے سید ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی زبان مبارک سے کیا ہی مبارک کلمے نکلے تھے یعنے یہ کہ میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جاتا ہوں۔ یہ تہا دنیا سے محبت نہ کرنیکا نتیجہ اور دنیوی زندگی میں مولا کریم کی رضا کو ہر ایک قول وفعل میں مقدم رکھنے کا نتیجہ۔ مگر دنیا پرست مادی دنیا کے شیدائی آخر کار ناکامی ونامرادی سے مرتے ہیں اور سینکڑوں حسرتیں سینے میں لیجاتے ہیں اور یہ ہوتا ہے دنیا پرستی کا نتیجہ۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور ہر ایک اس کے پڑھنے والے کو ہر ایک آفت سے بچاوے اور وہ کام کرادے جو ہماری پیدایش کی اصل غرض ہے آمین ثم آمین۔ آپکے بچوں اور بھائیوں بہنوں کو پیار والدین اور آپکے میاں کو سلام مسنون عرض کر دیں۔ اگر زندہ رہے اور خدا نے توفیق دی تو پھر کبھی کچھ اور بھی عرض کرونگی۔ والسلام علے من اتبع الہدے۔

فقط۔ عاجزہ رقیہ بیگم

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورہ بقرہ - یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں اُن کی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے - اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے - بڑے بڑے مجبوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۸؍ صرف ۵۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -

حقیقت نماز - کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے - اسمیں نماز کی حقیقت - ارکان نماز کا فلسفہ - نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت ۸؍ رعایتی ۲؍ (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

مسلک مروارید ہر دو حصہ - یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فایدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنیکے لئے اور اسلام کی عظمت انکے دلوں میں قائم کرنے کی ہے - قابل دید رسالے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸؍ رعایتی قیمت ۵؍

مرآۃ الجہاد - مسئلہ جہاد پر ایک مبسوط اور مفصل بحث - اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے - قیمت ۸؍ رعایتی قیمت ۸؍

مجربات نورالدین - حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو سالہا سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ نے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں - ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامۃ کی فیاضی اور نفع رسانی خلایق نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں - ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فایدہ اٹھا سکتا ہے - کیونکہ یہ نہایت ہی مختصر - صاف اور سلیس طور پر اسے لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ عہ رعایتی قیمت ۸؍

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا - اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کیلئے ایک مفید ذریعہ ہے قیمت ۸؍ رعایتی قیمت ۴؍ صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

برہان الحق - ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳؍ رعایتی قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۱؍ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو گی)

نورالقرآن حصہ دوم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیاں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۳؍

آریہ دھرم - آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۳؍

ماہیر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط - مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے - تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۱؍ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسائل میں شائع کئے ہیں قیمت ۲؍

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے - اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف -

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ - پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ -

سُرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے قامت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ ملب گڈھ ضلع دہلی

ہر ایک کے فائدہ کے لئے

ہر ایک اخبار میں آپ ایسے اشخاص کے بیانات پڑھینگے جو کسی دور دراز شہر میں رہتے ہیں اور جن کو کسی عجیب علاج یا اکسیر دوا سے شفا حاصل ہوئی یا بہت فائدہ ہوا - لیکن ہم بمبئی کے صرف مشہور طبیبوں اور باشندوں کے بیانات شائع کرتے ہیں کیونکہ بمبئی کی خلایق کو بمبئی کی ہی شہادت چاہیئے ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب (طبیب نارتھ کوٹ پولیس ہسپتال کہ جن کو بمبئی کی خلایق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے) سے زیادہ معتبر کس کی شہادت ہوگی - وہ فرماتے ہیں - میں نے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کا استعمال کیا جن سے گردوں کی شکایات میں اعلیٰ درجہ کا فایدہ حاصل ہوا - گردوں اور پیشاب کی کسی قسم کی شکایت کی پہلی علامت معلوم ہونے پر اُن گولیوں کا استعمال کرنا چاہیئے کیونکہ بے پروائی کرنے سے تو یہ امراض مہلک ہو جاتے ہیں - یہ گولیاں گردوں کو قوت بخشتی ہیں - اور خون میں سے ان زہریلے مادوں کو نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت - وجع مفاصل (گٹھیا) جلندھر) پیشاب کی بیماری اور گردوں کے دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں - قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے دس عہ روپیہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائیگی -

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا مچھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ - کھرجوا - کبر - چنبل - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش - نمکین - ثبور - اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا -

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ روپیہ مبلغ عہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں -

مستریان مولا بخش و غلام حسین

بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۷ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین بینڈل عمدہ ربڑ کے بیچ کیلئے نہایت عمدہ ہے - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی - بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا - کرکٹ بیٹ - آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲ - ۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس
" " } ایک بال لکڑ یکا بکس فی سٹ ۔
" " ۱۰ وا سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۔
فٹ بال عمدہ کاڈ ہانڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار ۔
" " " ۔
بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر ۔
" ۔
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔
" " دھاگے کے بیچ ۔
" " پریکٹس ۔
کرکٹ وکٹس فی کاپی ۔

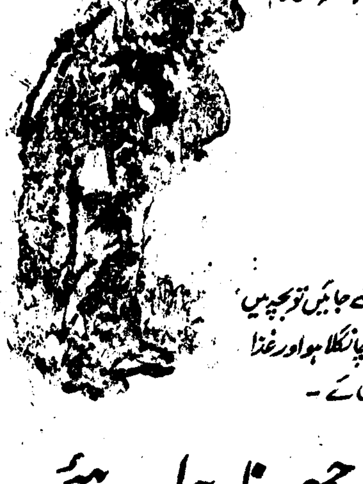
المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں - نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اس کو



اسکاٹ ایملشن

بجائے زود نفع نہ ہائے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو - بچہ خوش بشاش نہ چانگلا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے -

ہاتھ سے نہ چھونا چاہیئے

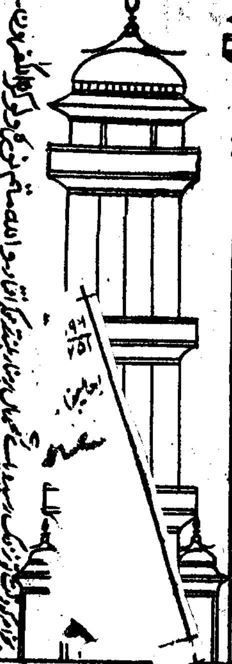
سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ویون (متحد) دوا سازان لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸

قیمت پیشگی سالانہ
۱۔ عوام سے صہ ر
۲۔ خواص و معاونین سے عے
۳۔ ہندوستان سے باہر سے ۶ر
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ہے/۱۲
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع
پے سے کم آمدنی
سے لوگوں سے ۳/۱۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ



الحکم

چو گویم باز گر آگی چہا در قادیان بینی	دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدسؑ کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہئے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑتا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے بھی روپیہ بھیجنا چاہئے۔ ایک **حق پرست** اور **حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدسؑ کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہئے۔

المفتی

خاص قابل توجہ حضرات مفتی صاحبان نامدار و ایڈیٹر صاحبان اخبار

یہ بات خوب ظاہر ہے کہ پیاری احمدی جماعت میں ہر ایک فرقہ کے اہل اسلام داخل ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض جناب معلی القاب سید الثقلین محبوب رب المشرقین مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دامن عاطفت میں پناہ لیتے اور سلک وحدت میں منسلک ہوتے ہیں - اور اسی نعمت خداداد کی بدولت باکھوکہ حضرت اقدس امام والاکرام مشار الیہ کی ذات و اتباع کی معرفت باوجود مختلف خیالات و تحقیقات حاصل رکھنے کے دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح اختلاف اعتقادیات کا جوش کبھی بھی اظہار اور عمل میں نہیں لاتے بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے ہر ایک بھائی کا فروعی اعتقاد و تعامل جو بھی ہے درست ہے اور مسنون و مدلل ہے - یہ صفت اس زمانہ میں عموماً غیر اقوام کے مقابلہ میں کیا اور خصوصاً عوام اہل اسلام کے مقابلہ میں کیا یا تو صحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھی یا اب اصحاب بروز محمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے (فللہ الحمد علی ذالک) اور فی الحقیقت رسول اللہ اور امام برحق کا اعلیٰ کام اور مقصد مبعوث ہونے کے یہی ہوتا ہے - اور یہی اس کی کامیابی اور عنایت ہوتی ہے اور نیز یہی دلیل صداقت ہوتی ہے -

قال اللہ عزوجل - لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۴/۱۷ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا ۴/۱۰)

اس کے بعد جب دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمان فرقوں میں باوجود متحد الخیالات اور اعتقادیات ہونے کے آپس میں وحدت نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف کی مہلک وبا میں مبتلا و ہلاک ہو رہے ہیں - کیوں ہو رہے ہیں ؟ تو اس کے بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں - (اوّل) اختلاف فتاویٰ - (دوم) عدم اتباع امام الزمان ؑ - اور یہ دونوں سبب وہی پُر غضب سبب ہیں جو کہ بدنصیب بنی اسرائیل کو اور نصاریٰ کو تباہ کرنے والے اور مغضوب الٰہی و ضال و مضل بنانے والے نیز بہتر فرقے کر دینے والے تھے - الامان الامان -

اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ جماعت احمدی کو اُس ہادی مطلق جل شانہ نے جہاں ایک عظیم الشان امام برحق علیہ السلام مسیح موعود ؑ جیسا مقتدا بخشا اور اُس کی اتباع کی توفیق بخشی ہے - وہاں پر دوسرا سبب اختلاف فتویٰ کی روک کا **المفتی** بھی عطا فرمایا ہے جس میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفہ برحق کے خصوصیت کے ساتھ فتویٰ اجرا ہوتے ہیں اور فروعی اختلافات کو جڑ سے کھودتے ہیں اور بفحوائے آیۃ کریمہ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الخ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ کا قطعی فیصلہ دیتے ہیں - جن کا مخزن فی الحال **الحکم** اور بدر اخبارات ہیں -

اب توجہ کے قابل یہ امر ہے جو کہ خاکسار راقم کی رائے ناقص میں بلا تصفیہ امور مندرجہ ذیل غیر ضروری اور قابل احتیاط ہے - وہ یہ کہ ہمارے بعض اخبارات وغیرہ نے فی الحال بلا عزم بعض اوقات میں دیگر مفتیوں کے فتویٰ یعنے مشن احمدی کے علاوہ فروعی مسائل میں جن کو تعامل سے ہی خاص تعلق ہوتا ہے بعض احباب اور مخالف اصحاب کی رائے کے بموجب ایک ہی امر میں مختلف تحریریں اور فتوے شائع کر دیئے ہیں مثلاً اکمل آف گولیکے صاحب کی تحریر - اور فتوے حضرت حکیم الامۃ صاحب دام حشمتہم کا بیس رکعت تراویح کے بارہ میں شائع شدہ ہیں - اگرچہ امید ہے کہ واقف کار عالموں نے ان کی تطبیق کر لی ہوگی کیونکہ ممکن ہے لیکن پھر بھی بظاہر عجیب حیرانی پیش آنے کا پیش خیمہ ہے - ماسوائے اس کے ایک فتویٰ یا تحریر دوسرے فتوے یا تحریر کی بے اعتباری یا تردید و تکذیب کئے دیتے ہیں جن کا اثر لکھنے والوں پر بھی جا کر پڑتا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے - علاوہ ازیں اور بھی نقص اس پہلو میں مخفی ہونگے - چونکہ ایسے مایہ اختلاف و مضر کو قبل از وقت روک لینا ازبس ضروری اور سہل ہے - اس لئے حضرات مفتی صاحبان غیر از امام (علیہ السلام) کی اور نیز ایڈیٹران اخبارات کی خدمت عالی میں عاجزانہ و مؤدبانہ عرض ہے کہ -

(۱) آں صاحبان ایدہم اللہ تعالیٰ اول تو اپنے فتووں کی ڈیوٹی متعلق مشن احمدی سے ہی خاص رکھیں اور فروعی مسائل متعلقہ تعامل کے فتووں کی ڈیوٹی حضرت اقدس امام حکم و عادل علیہ السلام پر چھوڑ دیں کیونکہ یہ اہم کام حضور عالی کی ہی ذات بابرکات سے خاص ہے (۲) یا سب حضرات متفق ہو کر ایک کتاب یا حسب ضرورت کئی کتابیں حدیث یا فقہ کی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے منظور کرا لیں جو کہ دستور العمل عوام بھی ہو جائیں اور بوقت ضرورت مفتیوں کیلئے بھی بے خلل و غش مفید ہوں اور فتووں کے کام آئیں - (۳) یا حضرات مفتی صاحبان تیا فتوے دیتے وقت دریافت فرما لیا کریں کہ امر پیش آمدہ میں ہمارے حضرت امام علیہ السلام کا فتوے تو پہلے نہیں ہوا اگر ہو چکا ہے تو سائل کو حوالہ دیدینا ہی کافی سمجھیں - اور جو نہ ہوا ہو اور خود فتویٰ دینا ضروری ہو تو ایسے فتویٰ پر حضور والا امام ہمام علیہ السلام سے بھی استمزاج حاصل کر لینا ضروری سمجھیں اور فتوے میں اس اجازت کا حوالہ و تذکرہ بھی لازمی جانیں (۴) حضرات مفتی صاحبان اپنا فتویٰ لکھتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس امر میں کوئی دوسرا بھائی بھی کچھ لکھ چکا ہے یا نہیں اگر لکھ چکا ہے اور وہ تحریر حضرت امام حکم کے استمزاج کے حوالے سے ہے تو اُسکا حوالہ و تذکرہ ہی کافی ہے - اور اگر وہ از خود ہے یا منسوخ ہے یا قابل تنقیح ہے یا لائق منسوخی و اصلاح ہے تو اُس تحریر و فتوے پر کھلے الفاظ میں مناسب ریمارک دیا جاوے تاکہ پیارے احمدی بھائی کی تردید و تکذیب کا کسی وقت میں کسی طرح موقعہ پیدا نہ ہو اور اختلاف کا بیج نہ بکھرے - (۵) ضرورت و اجرائے فتوے سے پہلے پہل ایسا انتظام کر دینا ضرور چاہیئے کہ جماعت احمدی ایک دستور العمل کے ماتحت خود یا اپنے مقامی علماء کی معرفت اپنا تعامل بلا اختلاف جاری رکھ سکے - (۶) ایڈیٹر صاحبان بھی کوئی فتوے یا تحریر درباره مسائل تعامل درج اخبارات فرماتے ہوئے اگر مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھکر اشاعت میں لائیں تو قابل اجر عمل ہوگا اور قوم پر احسان بیکران بھی -

اُمید ہے کہ اس ناچیز گذارش پر جو کہ محض نیک نیتی اور بضرورت و احتیاط کیساتھ حوالہ قلم کیگئی ہے ہمارے مفتیان عالی وقار اور ایڈیٹران نامدار اپنی توجہ مبذول فرما کر متفق ہونگے اور اس عقدہ کے حل کرنے میں قابل شکریہ سعی عمل میں لائینگے اور بھولے بھالے جماعت احمدی کو اختلاف کی آئندہ وبا میں مبتلا ہونے سے پہلے بچے رہنے کا موقع دلائینگے اور پھر اس باب میں خاکسار راقم سے کچھ زیادہ روشنی بھی پیدا کرینگے نیز گذشتہ بعض مختلف فیہ فتووں مندرجہ اخبارات میں حتی الوسع تطابق پیدا کرنے کی بھی کوشش بلیغ فرمائینگے - والسلام - معروضہ خاکسار بھائی احمدیوں کا غلام

وجود باری اور توحید

خدا کی ذات و صفات اور اس کے وجود کا مسئلہ تمام مذاہب کی جان ہے اور بقیہ تمام مسائل مذہبی فروعات اور اس کا ضمیمہ کہلائے جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجاوے تو جو جو ٹھوکریں دنیا کی تمام قوموں نے اس راس المسائل میں کھائی ہیں اور اس مسئلہ کے متعلق جن غلطیوں میں تمام اہل مذاہب بلکہ تمام عالم باستثناء اسلام کے پڑے ہیں وہ حد بیان سے باہر ہیں بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ مذہبی مسائل میں جسقدر اہم المسائل وجود باری کا مسئلہ ہے اوسیقدر اہم ترین غلطیاں اوس کے سمجھنے میں انسانوں سے ظہور میں آئیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

انسان کی فطری حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب سے اول انسان کرہ ارض پر تخلیق کیا گیا ہوگا تو وہ بہیمی مثل اور بہایم کے جنگل اور میدانوں میں مارا مارا پھرتا ہوگا۔ اوس میں نہ اپنی حفاظت کا ادراک ہوگا اور نہ لوازمات آسایش کے بہم پہونچانے کی قابلیت ہوگی نہ وہ اپنے سے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرسکتا ہوگا۔ اور نہ اون کے حملوں سے اپنی حفاظت کی اوس میں قدرت ہوگی۔ لیکن خطروں کے وقت وہ ضرور اپنے سے کسی بالاتر طاقت کی پناہ چاہتا ہوگا جسطرح چارپایوں اور بہائم حتی کہ چیونٹیوں تک کی حرکات سے آج اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بھی خطرہ کے وقت اپنے سے کسی بالاتر قوت کی حفاظت و پناہ میں اپنے آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو خدائے قدیر کے وجود و ہستی کی ایک دلیل ہے۔ لیکن یہ امر انسانی ادراک سے بالاتر ہے کہ وہ ذات واجب الوجود کیا ہے؟ اوس کے اوصاف و صفات کیسے ہیں؟ اور کن کن صفات سے وہ موصوف ہوسکتا ہے۔ یہ تمام امور ادراک بشری سے باہر تھے پس اُس زمانہ کے انسانوں نے ہر اپنے سے بالاتر طاقت کو اپنا رب اور رازق بنالیا اور جب تک اوس کے سچے مرسلوں نے دنیا میں آنکر اوصاف باریتعالے کو نہ بتلایا انسان اپنے سچے خالق کو نہ پہچان سکا۔ لیکن تمام گذشتہ شریعتوں کو ان کے متبعین نے کچھ ایسا خلط مبحث کر دیا کہ وجود باری کی نسبت صحیح عقائد تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور ملت عیسوی کے پیرو تین خدا ماننے لگے اور پھر تین کو ایک اور ایک کو تین کہنے لگے حالانکہ اجتماع النقیضین خود انکی سمجھ میں بھی نہ آیا اور جب بالکل مجبور ہوئے تو کہنے لگے کہ عقیدہ کا سمجھ میں کچھ ضروری امر نہیں ہے۔

مصری کئی کروڑ خداؤں کو تسلیم کرتے تھے۔ پارسیوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ نیکی و بدی کا خدا ایک کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے انہوں نے نیکی و بدی کے دو خدا علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ ہندوؤں کے یہاں کم سے کم تین خدا تھے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہود البتہ ایک خدا کے قایل تھے۔ لیکن جن اوصاف سے وہ لوگ خدا کو نسبت دیتے تھے وہ ایک معمولی انسانی صفت سے بھی کمتر تھی۔ مثلاً یہودیوں کا خدا ایک رات یعقوبؑ سے کشتی لڑ رہا اور جب اوس کو نیچا دکھلا سکا تو صبح کے وقت یعقوب کے پاؤں کی نس چڑھا کر اوس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اور اس طرح دھوکہ دے کر وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اُن قوموں کا تذکرہ ہے کہ جو خدا کے وجود کو تسلیم کرتی تھیں لیکن ان کے علاوہ بہت سی وہ قومیں بھی تھیں جو سرے سے خدا کی قایل ہی نہیں۔ مثلاً زندیق۔ دہریہ۔ ماورمین۔

خلاصہ یہ کہ دنیا اسی قسم کی عالمگیر تاریکی میں مبتلا تھی اور انسانی دلوں کو اسی قسم کے توہمات نے مسخر کر رکھا تھا کہ ان غلط خیالات و معتقدات کے تاریک پردہ کو چاک کر کے دفعتاً اسلام نے اپنا نورانی چہرہ دنیا کو دکھلایا اور بتلایا کہ جن غلط معتقدات میں تم مبتلا ہو اور جن محدود اوصاف کے ساتھ اس افضل ترین عالم ذات کو منسوب کرتے ہو اُن سب سے وہ خدائے حی و قیوم ارفع و اعلے ہے۔

اسلام نے جس خدا کو دنیا سے متعارف کرایا وہ خدا واحد محض ہے اور زمان و مکان جہت و اشارہ تحت و فوق ہر قسم کی قیود اور خصوصیات سے مبرا و منزہ ہے یہ وہ تقدیس و تنزیہہ تھی جسپر یورپ نے بھی حیرت ظاہر کی اور یورپ کا مشہور فاضل گبن کہ اٹھا کہ جب زمان و مکان جہت و اشارہ تمامی خصوصیات کو علیحدہ کر لیا جاوے تو پھر خیال کے لئے کیا باقی رہتا ہے؟ بے شبہ اسلام کو ایسی ہی وسیع الخیالی کی بنیاد قایم کرنا تھی جو جسمانی خصوصیات سے بالکل مبرا ہو۔ اور اسی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کو خواہ وہ اشارتاً ہی کیوں نہ ہو ناجائز قرار دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی جو پاک و منزہ خیال قایم تھا وہ ایسا نہ تھا کہ خدا کا تصور بغیر جسمانی پیکر و صورت کے انسانی دلوں میں نہ آسکے۔ ہندو مصری صابی۔ رومن کیتھلک عیسائی سب خدا کے تصور کے لئے تمثیل کے محتاج تھے اور اسی وجہ سے طرح طرح کی بت پرستیوں میں مبتلا تھے لیکن اسلام میں باوجود صدہا فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا خیال ہی نہ آسکا۔ دنیا میں آج تمام دیگر مذاہب کے لوگ جسقدر روشنضمیر اور بلند خیال ہوتے جاتے ہیں وہ توحید خالص کے قریب آتے جاتے ہیں۔ علوم و فنون اور خیالات کی وسعت جسقدر بڑھتی جاتی ہے اسیقدر خدا کی نسبت جسمانی قیود کا خیال مٹتا جاتا ہے۔ دیکھئے آریہ سماج کے بانی نے بھی جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اونہوں نے بھی ایک ایسا خدا دنیا کے سامنے پیش کیا جو جسمانی قیود سے مبرا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم کو بخوبی نہ سمجھ سکے تھے اس لئے مسئلہ توحید میں اسلام کی صحیح نقل بھی نہ کرسکے۔ اور جس خدا کو اونہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اوس کے ساتھ ہی انزایت میں اس کے دو اور شریک بھی کر دیئے یعنے جسطرح خدا کو انادی اور غیر مخلوق بتلایا اوسیطرح اوس کے ساتھ مادہ اور روح کو بھی ازلی اور انادی اور غیر مخلوق ٹھہرایا۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند اپنے پرمیشور کو تحت و مکان سے بھی مستثنے نہ کرسکے اسی کا سبب ہے کہ آریہ پرمیشور کو ہر اعلے و ادنی کثیف و غلیظ نجاست بول و براز تک میں بھی متمکن مانتے ہیں بخلاف اس کے اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتلا دیا کہ جس خدا کو عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں نہ صرف خود بلکہ اس کا علم ہر جگہ محیط ہے۔ اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اُس کو ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے کہ:۔

"اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اوس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسیکی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا ہے) وہ اور جو کچھ اون کے بعد (ہونیوالا ہے) وہ اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔" پھر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"آسمانوں اور زمین کی حفاظت اوسپر مطلق گراں نہیں ہے وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے۔" (سورہ بقر رکوع ۳۴)

اور آگے ارشاد ہوا ہے کہ:۔ "وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب کا) جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اوس سے پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانیوالا ہے (اوسکی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اوس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اوسکی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔" (سورہ الممتحنہ رکوع ۴)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ "کہو کہ وہ اللہ ایک اللہ بے نیاز ہے نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اوسکی برابری کا ہے۔" (سورۃ الاخلاص)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ:۔

"آسمان اور زمین میں کسقدر بیشمار نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ انپر گذر جاتے ہیں اور انکی طرف رُخ نہیں کرتے۔"

دوسری جگہ وارد ہوا ہے کہ:۔

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے باب میں بے علمی کے ساتھ جھگڑتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے۔"

ایک تیسرے مقام پر آیا ہے کہ:۔

"اگر آسمانوں اور زمین میں کئی خدا ہوتے تو دونوں میں فساد پڑ جاتا۔"

آیات مندرجہ بالا تقریباً ہر ایک فرقہ یعنے پارسیوں۔ عیسائیوں ہندوؤں اور آریوں وغیرہ کے لئے معارضہ میں جنکی تشریح تحصیل حاصل ہے۔

"تاہم مختصراً سمجھ لیجئے کہ نہ تو خدا کو کسی نے جنا۔ اور نہ خدا نے کسی کو جنا اوسکی ذات توالد اور تناسل (جو لازمہ بشریت ہے) کے سلسلہ سے بالکل مبرا ہے اس لئے باپ بیٹے اور روح القدس کا سلسلہ باطل محض ہے۔

اور بیشمار خدا تو درکنار۔ اگر صرف دو خدا بھی ہوتے تو اختلاف ارادہ سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے وہ ذات پاک بے شک واحد محض ہے۔ پس کئی کروڑ یا نیکی و بدی کے دو جدا جدا خداؤں کا عقیدہ باطل ہے۔

اب رہا وہ خدا جو اپنے ایک بندے سے کشتی لڑکر بازی نہ لیجا سکا وہ خدائی کے قابل نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا جس کے مثیل بھی مثل اوس کے ازلی و ابدی ہوں۔

رہا وجود باری سے انکار وہ بھی جہالت محض ہے کیونکہ جب نظام عالم کا مترتب کرنیوالا کوئی نہیں تو یہ عالم کہاں سے ظہور میں آیا کیونکہ علت بدون معلول اور فعل بغیر فاعل ناممکن ہے

آخرکار ایک ایسے خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو تمام عیوب و نقایص سے منزہ اور تمام اوصاف اور ہر ایک قسم کی قابلیتوں۔ قوتوں۔ قدرتوں میں وحید اور فرد ہو اوس کا کسی شعبہ اور کسی نوع میں کوئی شریک نہ ہو چنانچہ اس مسئلہ کو کس خوبی سے اسلام نے حل کر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس اللہ پاک کا کسی قسم کا بھی شریک ہوتا تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر فلاسفر اور منطقی شخص کے سامنے منطقی پیرایہ میں پیش کیا جائے تو پہلے مقدمات ذیل کو ذہن نشین کرانا ہوگا۔

(۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اوسکی ذاتیات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ۔ اور بہت سے اندرونی اعضا موجود ہیں تاہم انسان ایک شئے واحد ہے۔

(۲) ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آجائے اس لئے اگر ایک معلول کے لئے دو علت تامہ ہوں ایک بالکل بیکار ہوگی۔

(۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے۔

اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں۔ عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے عالم کی بھی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہوسکتی اس لئے خدا بھی متعدد نہیں ہوسکتا۔"

پس جس پاکیزہ عنوان سے خداوند عالم کو واحد محض اسلام نے بتلایا ہے اوس عنوان کی نظیر خود اسلام ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے اقرار و اعتراف کا دل پر جو اخلاقی پڑتا ہے وہ بغیر توحید کامل کے پیدا نہیں ہوسکتا۔

اطاعت۔ انقیاد۔ خشوع و خضوع۔ توکل اخلاص کی حالت اوسی وقت دل پر طاری ہوسکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتوں۔ تمام ضرورتوں ساری امیدوں۔ کل خواہشوں کا کوئی ایک ہی مرکز ہے۔ انسان میں استقلال ارادہ۔ دلیری۔ بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتے۔

غور کیجئے کہ جو شخص ایک کے سوا اور کوئی دوسرا بھی حاجت روا مانتا ہے اس کا سر ہر ایک آستانہ پر جھکنے کے واسطے طیار رہتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اوس درجہ مکمل نہیں ہوسکا ہے جس پایہ کا مضمون ہے تاہم غور کرنے اور سبق حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے۔

(ضیاء الاسلام مراد آباد)

مسئلہ سود پر مولانا شبلی نعمانی سے خط و کتابت

آجکل دُنیا میں جہاں اور ہزاروں طرح کی بدیاں و سیاہ کاریاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں یہ کوشش بھی برابر جاری ہے کہ کسی طرح مذہبی آڑ میں ہمارے لئے وہ تمام باتیں جائز ہو جاویں جو اور قوموں کے نزدیک جائز اور حلال مطلق ہیں اس لئے کوئی صاحب تو یہ تجویز پیش کرتے ہیں نماز کمتی کی جاوے روزے اڑائے جاویں قرآن کا کچھ حصہ نکالا جاوے حج کے بجائے دوسرے کام جائز قرار دئیے جاویں پردہ کی رسم کو بالائے طاق رکھکر کھلے منہ ہوا کھانے کی اجازت دی جاوے سود کو حلال کیا جاوے کیونکہ یہی ایک بڑا بھارا مسلمانوں کی نکبت و افلاس کا ذریعہ ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اُتنی باتیں ہیں سب کو قلم بند کر کے اُن پر خامہ فرسائی کرنا موجب طول طویل ہے بھلا کہاں سے ایسی فرصت لاویں جو اس کو نباہ دیں۔ پیسہ اخبار میں آجکل سود کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے جس پر آئے دن مضامین نکلتے رہتے ہیں انجمن نعمانیہ کا فتویٰ شائع ہو گیا انجمن مستشار العلماء کے فتوے کا ابھی انتظار ہی دیکھیے وہ ٹولی کیا ارشاد فرماتی ہے مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی ایل ایل ڈی بھی مجتہدانہ طور پر فیصلہ کر چکے اور اقرار کر چکے کہ مسئلہ سود مسلمانوں کی آنکھوں کا ٹپنٹ ہے خیر اس پر تو کسی فرصت کے وقت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہو سکینگے فی الحال مولانا شبلی نعمانی ناظم ندوۃ العلماء کی جو رائے ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ **غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے** مگر شرعی دلیل ہمارے خیال میں آپ کے پاس کوئی نہیں۔ مولانا سے جو کچھ ہماری خط و کتابت اس بارہ میں ہوئی ہے اُس سے ناظرین اچھی طرح حال معلوم کر سکینگے اور اُس نتیجہ پر پہنچ سکینگے کہ کیونکر ایسے وقت کسی ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اسلام ہاں سچے دین کی رکھوالی کے لئے آوے کیونکہ اس کے اصولوں کو ملیا میٹ کرنے کی اب حد ہو گئی دوست بن کر جڑوں میں پانی دینا سیکھنا ہو تو اُن حضرات سے سیکھے جو فی زمانہ علماء کہلائے جاتے ہیں یا اصلاح کنندہ پہلے تو ہمیں ان علماء کی اس حالت پر رونا آتا تھا کہ انھوں نے صفات اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی صفات کو بھی شریک کر کے بڑے بھاری شرک کی بنیاد ڈالی جس نے ایک عالم کو عیسائی بننے پر مجبور کیا اور سیکڑوں کو مرتد کرا دیا مگر مسئلہ سود کے ذریعہ جو ان حضرات نے اسلام پر بغلی گھونسے مارے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر اس وقت اپنے فضل و کرم سے اپنا موعود نہ بھیجتا تو نہ معلوم یہ حضرات اسلام کی کہاں تک نوبت پہنچانے کے لئے زور مارتے اب میں تمہید کو زیادہ لمبا کرنے کے بدون ہی اصل خط و کتابت کو درج کرتا ہوں جس سے ناظرین بہت کچھ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

میرا پہلا خط (۱)

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ واضح باد کہ چونکہ آپ نے روم مصر و شام کا سفر کیا ہے اور وہاں کے حالات آپ کے چشم دید ہیں۔ بنا برین گذارش ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔

(۱) کیا ترکوں اور مصریوں اور شامی مسلمانوں کے اپنے بینک ہیں یا نہیں؟* (۲) اگر بینک ہیں تو کیا اُن میں سود لینے دینے کا رواج ہے یا کہ نہیں؟ (۳) اگر سود لینے دینے کا رواج ہے تو کیا وہ مسلمان مالک بینک یا دوسرے مسلمان جو ان بینکوں سے سود کا لین دین جاری رکھتے ہیں کچھ اس کی حرمت و حلت پر بھی کبھی کچھ خامہ فرسائی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور کیا وہاں بھی انٹرسٹ اور ریوڑی پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں فقط خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

*اس سوال کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی تھی کہ اخبار وطن میں ڈپٹی سردار احمد صاحب نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ترکوں اور ایرانیوں کے ہاں سودی بینک جاری ہیں اور وہ سود کو لینے دینے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ یہ صرف آگاہی کے لئے تھا ورنہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے ترکوں شامیوں یا مصریوں کا رویہ ہمارے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ منہ

مولانا کا پہلا خط میرے خط کے جواب میں

مصر و شام بلکہ خود مکہ معظمہ میں سود کا لین دین عام طور پر جاری ہے لیکن اس کا نام بدل دیا ہے جسے فائنس کہتے ہیں میں نے خود بیت المقدس کی عدالت کی ایک ڈگری دیکھی تھی جس میں سود دلایا تھا۔ باقی رہا جواز و عدم جواز کی وجہ تو یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ **میں تو غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں**۔ میرا ایک رسالہ بھی اس پر ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ شبلی ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء

میرا دوسرا خط (۲)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ ملا تھا اور اُس پر کچھ عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی اس لئے اب اُس عرض کو گذارش کرتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں اور کہ میرا اس پر ایک رسالہ بھی ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ چونکہ رسالہ چھپا نہیں اس لئے عرض کرنی پڑی کہ غیر اقوام سے سود لینا آپ کے نزدیک کس طرح شرعاً جائز ہے؟ میں آپ کی اس عنایت کا کمال مشکور ہوں گا اگر ایک مفصل خط میں اُن تمام دلائل سے جو سود کے غیر اقوام سے لینے کے متعلق ہیں اطلاع دیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

مولانا کا دوسرا خط

۹ نومبر ۱۹۰۶ء

مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے متعدد فتوے ہیں وہ نظر سے گذرے ہونگے۔ ان میں صاف جواز کو ثابت کیا ہے میرا رسالہ ابھی صاف نہیں ہوا کاتب لکھ رہا ہے طیار ہو لے تو شاید چھپنے کی نوبت آئے۔ **اصول یہ ہے کہ جس مُلک میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاہدات و معاملات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ ہدایہ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ شبلی

ندوہ لکھنؤ

میرا تیسرا خط (۳)

جناب مولانا صاحب! تسلیم۔ جناب کا کارڈ پہنچا کمال مشکور ہوا..... اس کارڈ میں جو جناب نے ایک اصل تحریر فرمایا ہے اُس کے متعلق کچھ تھوڑا سا دل میں وسوسہ پیدا ہو گیا ہے جو کانٹے کی طرح میرے دل میں کھٹک رہا ہے اگر اس کو بھی حل کر دیں تو بعید از عنایت نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے بالکل صاف الفاظ سود کی ممانیت میں موجود ہیں جو کہ یہ ہیں **احل اللہ البیع وحرم الربوا**۔ اسی کے مطابق ہم لوگوں کے رگ و ریشہ میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا بالکل **حرام** ہے۔ آپ نے اپنے اصل میں ظاہر فرمایا ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی **جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ قطع نظر **لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی**

الّا یہ کہ یہ بات قابل گذارش ہے کہ یہ اصل صرف جواز سود کے لئے ہی ہے یا کہ دوسرے اوامر و نواہی قرآن کے متعلق بھی؟ یعنے اگر کوئی من چلا اس اصول کو مدّ نظر رکھکر نماز سے روزہ سے یا حج و زکواۃ سے انکار و فرار کردے تو کیا کوئی اس کے لئے تسلی بخش جواب موجود ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سا اور کیا؟ نیز یہ بتلا دیں کہ اُس کے جواز (سود کے اور اس کے (یعنے ترک نماز روزہ وغیرہ) عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ اصول صرف جواز سود کے لئے ہے تو اسپر شرعی دلیل کیا ہے؟ بصورت حالت میں کہ احلّ اللہ البیع وحرّم الربوا کا صاف مفہوم اور صریح حکم موجود ہے جن کا موٹی عقل والا بھی مطالب سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ اصول درست ہے تو کیا مندرجہ ذیل کا امور کرنیکے لئے مسلمان تیار ہو جاویں یعنے اُن کو ذیل کے کام کرنے سے کون سی بات مانع ہو۔

(۱) بعض قوموں کے نزدیک اس حالت میں کہ اولاد نہیں ہوتی یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا یا شہوت زور کرانے کی ضرورت در پیش ہے یہ امر جائز قرار دیا گیا ہے کہ اپنی عورت کو دوسروں کے پاس اولاد حاصل کرنے یا شہوت فرو کرانے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب بھی گردانا و مانا گیا ہے کیا مسلمان اس ملک کے محض اس لئے کہ اُن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ کام جسکا نام اس کو جائز قرار دینے والی قوم کے نزدیک "نیوگ" ہے جائز ہوگا؟ (ب) ایسا ہی بعض کے نزدیک شراب پینا اور شراب میں ڈبل روٹی بھگو کر جب تک ایک نو مُرید معہ بزرگان دین کے اُس کو کھا پی نہ لیں دینی سرٹیفیکیٹ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا مسلمان اُن ملکوں کے جس میں اُن سے احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی اُن کے لئے بھی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو جائینگے؟ (ج) ایسا ہی بعض کے نزدیک ہر قسم کے سوئر خواہ کالا ہو خواہ سفید سبز ترکاریوں کی طرح ہیں تو اُن مسلمانوں کے لئے جن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ حرام مطلق حلال محض ہونگے؟ (د) ایسا ہی بعض کے نزدیک یعنے اُن کے عقائد کے رو سے انسانوں کو خدا بنانا اور پتھر پرستی کرنا یا خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرنا جائز مانا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان جن سے اُن کے ملکوں میں (جہاں وہ سکونت رکھتے ہیں اور اسلامی حکومت نہیں ہے) احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ معاملات و معاہدات جائز ہونگے؟ غرضیکہ میری سمجھ ناقص میں اگر یہ اصول جواز سود کے لئے صحیح مانا جاوے تو مذکورہ بالا تمام معاملات و معاہدات مسلمانوں کے لئے جائز و موجب ثواب ہو جاتے ہیں۔ غور فرماویں کہ ہندوستان۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریلیا۔ آسٹریا۔ روس وغیرہ میں اسلامی سلطنتوں میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی تو ان سلطنتوں کے رہنے والے مسلمان اس طرح پر مذہب و ملت یعنے احکام شرعیہ کی عدم پابندی کے مجاز ہیں؟ براہ مہربانی مفصل کیفیت یعنے جواب باثواب سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور فرماویں .... خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی۔

مولانا کا تیسرا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ قرآن پاک میں ربوا کا لفظ ضرور آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے۔ اس بنیاد پر سود کے متعلق جس قدر تفصیل احادیث سے ثابت ہو گی وہی حرام ہو گی۔ آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں وہ قیاس مع الفارق ہے مَیں نے جو اصول لکھا ہے وہ صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ۔

آں حضرت (صلعم) جب مکہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو اجازت دی کہ وہ فتح روم پر بازی لگائیں چنانچہ وہ کئی اونٹ جیتے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مکہ میں اُس وقت تک اسلام جاری نہ تھا۔

غرض جن ممالک میں اسلامی احکام جاری نہیں ہیں وہاں ان معاملات میں جنکا تعلق دوسروں سے مجبوراً پڑتا ہے اُسی طرح معاملہ کرنا ہو گا جس طرح دوسری قومیں کرتی ہیں۔ شراب پینا یا دوسرے کو اپنی بیوی سپرد کرنا ذاتی معاملہ ہے کسی دوسرے سے اس کا تعلق جبریہ نہیں ہو سکتا یعنے دوسرا شخص اسپر مجبور نہیں کرتا۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں بلکہ درمختار وغیرہ سے تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ والسلام

شبلی ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء

میرا چوتھا خط (۱۹؍)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا مجھکو ملا چونکہ جیسے تسلی کی تمنا تھی حاصل نہ ہو سکی اس لئے کچھ اور عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی جو کہ اب پورا کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ کا پہلا کارڈ جو مجھکو ملا تھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ مَیں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں جسپر مَیں نے عرض کی تھی کہ آپ سود لینا غیر اقوام سے شرعاً جائز سمجھتے ہیں تو اُس کا ثبوت قرآن و حدیث سے عنایت فرمائے جس کا جواب جناب کی طرف سے یہ ملا تھا کہ مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز کے متعدد فتوے ہیں اور اُن میں جواز ثابت کیا گیا ہے اور کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو دوسری قوموں میں جائز ہیں اس اصول پر جو کچھ میں نے عرض کی اور اُس کے جواب میں جو کچھ جناب نے ارشاد فرمایا اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کا غیر اقوام سے لینا شرعاً جائز ہونے کی دلیل جناب کے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور پیش کرتے کیونکہ میری منشا اُس طول طویل و مسلسل خط و کتابت سے بجز اس کے اور کیا تھی اور اب تک ہے کہ یہ اصول (جو آپ نے تحریر فرمایا ہے) درایت و روایت کے لحاظ سے محض غلط ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس اصول کی منشا صرف یہ ہے کہ جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خرید و فروخت وغیرہ بغیر سود لینے دینے کے چل نہیں سکتی حالانکہ یہ اصول یہ مذاہب باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام میں اکثر سوداگری پیشہ ہی تھے بعد نزول آیت الربوا کے بھی وہ سوداگری کرتے رہے مگر سود لینا دینا قطعاً بند کر چکے تھے علاوہ ازیں جس طرح شراب پینا یا دوسرے سے نیوگ کرانا ذاتی معاملات کے سبب جبراً نہیں کیا کرایا جا سکتا ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ بھی جبراً نہیں کرائی جا سکتی

---

*) اس خط و کتابت میں ابتدا ء سے چونکہ حتی الوسع اختصار پر کفایت کی گئی ہے اس لئے صرف یہ ایک ہی ریت ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ منہ

**) دیکھا ناظرین! یہ ہیں آج کل کے علماء کی چالیں پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز ہے اور اُس کے لئے اصول اختراع کیا کرتے ہیں مگر معقول گرفت کی جاتی ہے تو اُس کو محدود کرتے ہیں مگر پھر بھی شرعی دلیل کوئی نہیں پیش کرتے ہماری تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ اصول صرف خرید و فروخت تک کیوں اور کس دلیل سے محدود ہو سکتا ہے؟ اگر محدود نہیں ہوا تو اس ملک میں زنا کرنا شراب پینا وغیرہ ترک صوم صلواۃ سب کچھ جائز ٹھہرتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اسکے جواز اور اسکے عدم جواز کا راز مولانا فاش کر دیتے۔ منہ

اگر فرماویں کہ ایک سوداگر کو دوسرے سوداگر سے بعض اشیاء کا لینا ضروری ہوتا ہے تو عرض ہے کہ یہ ضرورت صحابہ کو بھی لاحق ہوتی تھی جنھوں نے ربوٰا کو بھی چھوڑا اور سوداگری کو بھی جاری رکھا پھر آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں ربوٰا کا لفظ بے شک آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث* میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن بعقدر کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ "سود کن کن حالتوں میں حرام ہے" اسپر عرض ہے کہ اگر قرآن نے ربوٰا کی کچھ حقیقت نہیں بیان فرمائی تھی اور نہ حدیث میں اس کی کافی تشریح تھی تو صحابہ کرام نے کس بنا پر ربوٰا کو چھوڑا تھا جس کا لازمی نتیجہ آج تک ہم لوگوں میں پشت بہ پشت یہ چلا آتا ہے کہ سود کو حرام مطلق خیال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک ایک شخص ایک کو بُرا نہ سمجھے اور اُس کی بُرائیاں اُس کو نہ سمجھائی جاویں وہ اُس بدی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ باوجودیکہ قرآن میں اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی اور احادیث میں کافی اس کی تشریح نہیں کی گئی اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ ایمان تھا (بقول آپ کے) کہ آں حضرت صلعم نے نہیں بتلایا کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے صحابہ نے کیوں اس کام کو چھوڑ دیا؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے قرآن میں جسقدر سود کی حقیقت و تشریح کی ضرورت تھی مذکور ہے آپ غور کرتے تو ضرور مل جاتی خیال فرماویں کہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "یا ایھا الذین امنوا لا تاکلو الربوا اضعافا مضعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" دوسری جگہ فرمایا کہ "وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون" تیسری جگہ فرمایا کہ "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون"

اب خود ہی غور فرماویں کہ اس سے بڑھکر اور کس حقیقت کی ضرورت درکار ہے جو قرآن بیان فرماتا؟ اگر فرماویں کہ اس میں اس قدر حقیقت بیان نہیں کی جسقدر ضرورت تھی تو عرض ہے کہ فالم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کیوں فرمایا جس حالت میں کہ اُن کو اس کی حقیقت ہی معلوم نہیں؟ رہا حضرت عمرؓ کا قول سو اُس کے بارہ میں عرض ہے کہ اول تو قرآن کی آیات بینات کے سامنے کسی دوسرے کا قول قابل سند نہیں ہو سکتا۔ دوم حضرت عمرؓ وہ شخص ہے جو حسبنا کتاب اللہ کہنے کا مدعی تھا سوم اُس قول کا ماخذ یہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے اُس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہی کہ سود کو چھوڑ دیں" غور کریں ابن ماجہ میں حضرت عمرؓ کے قول کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ "ان اخر ما نزلت ایۃ الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرھا لنا فدعو الربا والریبۃ یعنے آخری وحی جو نازل ہوئی وہ ربا کی آیت ہے پس ربا و ریبہ چھوڑ دو"

اب کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرسکے جو جناب نے اخذ کیا ہے؟

---

* حدیثوں کے متعلق سیرۃ النعمان حصہ دویم میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حدیثوں کے سُننے اور قلم بند کرنے کو صاف صاف منع فرماتے تھے پس جس حالت میں کہ قرآن میں اُس کی حقیقت نہیں۔ احادیث سُنانے کا حکم نہیں تھا کیونکر مسلمان سود کے حرام ہونے کے قائل ہو گئے اور کیونکر قرآن اولے کے مسلمانوں نے اس امر کو چھوڑا تھا جس کا اثر آج تک ہم لوگوں تک پہنچا ہے فتدبر ولا تکن من الغافلین۔ منہ (یہ نوٹ پہلے خط میں نہیں ہے)

علاوہ بریں اگر سود کی آیات سُنا کر آں حضرت صلعم کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ اُس کی تفسیر کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شریعت حقہ کی تبلیغ جیسی آں حضرت صلعم کو کرنی تھی نہیں کی اور کہ شریعت آں حضرت صلعم کے ذریعہ کامل نہیں ہوئی بلکہ ناکمل ہونے کی حالت میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا جو کچھ ماخذ ہے اُس سے تکمیل شریعت ثابت ہوتی ہے پس کس طرح یہ دلیل قابل صحت ہو کر آں حضرتؐ صرف الربوٰا سُنا کر چل دیئے اور یہ نہ بتلا گئے کہ الربوٰا کہتے کس کو ہیں۔ مزید براں احادیث پر جب غور کیا جاتا ہے تو اُس میں جس کثرت سے ربا کی تشریح اور حقیقت بتلائی گئی اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہ اُس کا اس جگہ نقل کرنا موجب طول طویل ہے اور کہ اگر اُس حدیث پر بھی غور کی جاوے کہ جس میں حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق ذکر ہے تو اُس میں بھی پہلے سود ہی کا ذکر کر کے آیت قرآنی سے استدلال کر کے اُس کی ممانعت کو ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عن سلیمان ابن عمرو عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع یقول الا ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم الحارث بن عبد المطلب ..... قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات یعنے سلیمان بن عمرؓ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دیکھو! ہر ایک ربا ربائے جاہلیت کا موقوف کیا جاتا ہے ہاں راس المال لینے کا حق تمہیں ہے نہ تم دوسروں پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ دیکھو! ہر ایک خون جاہلیت کے خون سے موقوف کیا جاتا ہے اور پہلا خون جسکو میں موقوف کرتا ہوں حارث بن عبد المطلب کا خون ہے..... اسکے بعد آپ نے پکار کر فرمایا کہ کیا تم نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے سب نے کہا ہاں اور تین دفعہ آپ نے یونہی پکارا اور یہی جواب کل حاضرین نے آپ کو دیا۔ اسکے بعد آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ یعنی اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دئے ہیں اور یہ اسکا اقرار کرتے ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد سے لئے گئے ہیں جہاں سے آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اب اس حدیث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ربوٰا کی حقیقت سمجھکر ہی صحابہ نے ربوٰا کو چھوڑا تھا کیونکہ یہاں صحابہ کو یہ اقرار ہے کہ جو پیغام لیکر آپ آئے تھے آپ نے ہم کو پہنچا دئے اور ہم نے اُن کو سمجھ لیا ہے اور سمجھکر ہی اُنپر عمل درآمد کیا ہے یعنے کل اوامر و نواہی سے ہم کو پوری واقفیت و آگاہی ہو چکی ہے پھر تبلائیے کہ کیونکر کوئی مسلمان باوجود ان دلایل کے جواز سود کا قائل ہو سکتا ہے؟ اگر باوجود ان براہین ساطعہ کے اب بھی آپ کے نزدیک غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے تو خاکسار اُن دلایل کے سننے کا اب تک محتاج ہے آپ براہ مہربانی اُن دلائل سے اس خاکسار کو آگاہ فرماویں ہاں یہ بات الگ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو روپیہ عطا کیا ہے اور آپ اسکو اس راہ سے ترقی دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ شرعاً جائز ہونے کا ارشاد فرماوینگے تو اُس کا ضرور بالضرور آپ کو ثبوت قرآن و حدیث سے دینا پڑے گا کیونکہ مسلمانوں کے یہ بات رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق ہیں جسپر کہ حدیث ذیل خاص گواہی دیتی ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ پھر کس طرح سے مسلمان اسکے جواز شرعاً کے قائل نہ ہوں والسلام خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

اس خط کا جواب آج تک مولوی صاحب نے بالکل نہیں دیا۔

(خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء

حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک اور شہادت

ابن جریر کی ایک روایت کہ حضرت عیسیٰ مر گئے

اسلامی دنیا کیا بلکہ یورپ امریکہ کی کتاب خوان دنیا ہی ابن جریر علیہ الرحمۃ کے نام سے واقف ہے۔ کیونکہ آپ کی کتابیں نہایت عزت کے ساتھ اُن ممالک میں چھاپی جاتی اور شایع کیجاتی ہیں۔ ابن جریر تیسری صدی کے ایک بڑے مفسر اور مشہور مورخ مجتہد مطلق گذرے ہیں اور صاحب علوم مذہب اسلامیہ میں آپ کا ایسا رتبہ تھا اور لوگ یہانتک آپ کے قایل ہوئے کہ ایک خاص فرقہ آپ کے نام پر جریریہ کہلاتا تھا۔ اہل حدیث کے نزدیک آپ سب سے بڑھ کر قابل اعتبار مفسر قرار دیئے گئے ہیں ایک ضخیم تفسیر قرآن شریف اور ایک ضخیم کتاب تاریخ کی آپ کی تصانیف میں سے بہت کثرت سے چھاپی اور پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ جلد دوم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ اس جگہ ہم یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ یہ روایت صحیح ہے یا اسپر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ یہ غلط ہو یا صحیح ہو۔ بہر حال اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں ایسی روایات کا ایک ایسے بزرگ عالم کی قلم سے نکلنا اور اس کثرت سے شایع ہونا اور اُسپر کسی مسلمان عالم کا اظہار مخالفت نہ کرنا اس امر کو پایۂ ثبوت پر پہونچاتا ہے کہ اس وقت تک جب یہ کتاب شایع ہوئی مسلمانوں کے علماء سب کے سب نہیں تو اس کثرت کے ساتھ وفات مسیح کے قایل تھے۔ کہ اس کے برخلاف قلم اٹھانا کسی نے ضروری نہ سمجھا۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے مر جانے کا قائل ہونا کوئی ایسا امر نہ تھا جس کیوجہ سے وہ باہمی اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اور وہ اس زمانہ کے علماء کی طرح حضرت عیسےٰ کے ایسے شیدائی نہ تھے۔ کہ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو خود ہی کہتے پھریں کہ وہ فوت ہو گئے اور اگر حضرت عیسےٰ کے متعلق کوئی کہے کہ وہ مر گئے تو جھٹ اپنے کفر کے بقچہ کو کھولکر سارے کا سارا اسپر اُلٹ دیں اور ایسے نیلے پیلے ہو جاویں کہ گویا عیسےٰ ہی ان کا خدا ہے۔ اور اس کے مرنے سے وہ نابود ہو جاویں گے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بزرگ مصنف تیسری صدی میں گذرے ہیں۔ اور تین ہی صدیاں قرون اولیٰ میں داخل ہیں اور ان کے بعد فیج اعوج ہے جو تفسیریں فیج اعوج میں لکھی گئیں اُس کی روایتیں اس کے مقابل پر کوئی قدر نہیں رکھ سکتیں۔ اب ہم اصل روایت بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

عن ابن سلیم الانصاری ثم الزرقی قال کان علےٰ امرأة منا نذر لتظهرن علی راس الجماء جبل بالعقیق من ناحیة المدینه قال فظهرت معها اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم۔ علیه حجران عظیمان حجر عند راسه وحجر عند رجلیه فیهما کتاب بالمسند لا ادری ما هو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنت ببعض الجبل منهبطا ثقلا علی فالقیت احدهما وهبطت بالاخر فعرضته علی اهل السریانیه هل یعرفون کتابه فلم یعرفوه وعرضته علےٰ ما یکتب بالزبور من اهل الیمن ومن یکتب بالمسند۔ فلم یعرفوه قال فلما لم اجد احدا من یعرفه القیته تحت التابوت لنا فمکث سنین ثم دخل علینا ناس من اهل ماه من الفرس یبتغون الخرز قلت لهم هل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیهم الحجر فاذا هم یقرؤنه فاذا هو بکتابهم

هذا قبر رسول الله عیسےٰ ابن مریم عم ارسل الی هذه البلاد۔ فاذا هم کانوا اهلها فی ذلك الزمان مات عندهم فدفنوه علےٰ راس الجبل۔

"ترجمہ۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل جما پر جانے کی نذر مانی تھی اس وجہ سے مجھے بھی اس کے ساتھ اسپر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنے سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو اپنے ساتھ اٹھا لیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا اپنے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسیطرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا اور اس وجہ سے کہ ان میں سے اس کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر آگیا تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسےٰ بن مریم رسول اللہ عم کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کر کے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی

یہ حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔ جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے۔ (بدر)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشا ہے عام نظرگاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کے لئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار عہ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار ےعہ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۲ کے حساب چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام منیجر الحکم قادیان۔

نظم

ا ابتدا سازم بنام پاک رب العلمین | مبتلا ماند زبان در وصف ختم المرسلین
ح حبذا طالع بدنیا یا ختم دارالامان | ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
م مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین | نوبتے آمد کہ از حالات عشق المسلمین
د دولت دارین برباشد عیاں زستتر | مدتے دیریں بسے از پیش گوئی معتبر
ک کاشف الاسرار ماکان المعاد والمبین | والی مرزا غلام احمد مسیح الصدق دین
ب بلغ اللہم رحمت خاص برآں پاک ذات | آنکہ بکشاید بمسلماناں را باب نجات
ی یاور یاران دینی صاحب والاہمم | منتخب نفسے بتخصیص الجمال والشیم
ر رونق راہ ہدایت بیکساں را دستگیر | خوئے آں کنز الکرامت محرم روشن ضمیر
ن نائب دین محمد قاضی حاضر جواب | نطقۂ بحر الدلائل قبلۂ ام الکتاب
و وارث شرف پیمبر بر خلایق برترین | گفت مولیٰ کاش من باشم ایرب یحبنی
ر رحمتے رحمٰن بر انسان نازل رحماں | مرہم مجروح دل صاحبدلانِ عاشقاں
م مرحبا اے شوکت انسان و آدم را جگر | باخلف ہمچوں مشرف چوں نبا شد بوالبشر
ح حجت عیسےٰ بدست و مثل روح اللہ را | تا فرو بر دند یک عالم بجو در افواہ را
م مقبض ہر مدعی ہر مقتدی را پیشوا | لا ابالی از ہمہ موجود الا ماسوا
د داور دیوان حق فعل شرارت را لئیم | ماحی راہ ضلالت در صراط مستقیم
ا افسر فوج شریعت اختر برج نیر | دعوت اسلام تا مشرق بمغرب مشتہر
ح حادی کامل کہ بر ادیان ہر اقوام را | صدق را صادق بود ناسخ ہمہ اوہام را
م مطہر نوری بشکل الشرف این ناسوت را | بلبلے ترنم کناں از روضۂ لاہوت را
د داروے بنواز اے ہر زخم باطن طبیب | کر بطفیلش تا شفائے سرمدی باشد نصیب
ی یاالٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام | پاک کن چشم بدیدار مشرف السلام

مخلوط وصف پاک بمولا تو چوں شدی
احمد کبیر نور محمد احمدی

(یعنے الراقم خاکسار اے۔ کے۔ نور محمد احمدی ہم مقام نمبر ۲۳۰ منٹگمری اسٹریٹ رنگون)

غزل از اکبر نجیب آبادی

مندرجہ ذیل غزل اکبر صاحب نے اسوقت ارسال کی تھی جبکہ آپ نجیب آباد تھے آج کاغذوں میں سے ملی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر۔

باغ جہاں سے رتبہ میں کم قادیاں نہیں | بدبخت وہ جو شایقِ دارالاماں نہیں
میں حال دل کہوں تو کہوں کس سے آجکل | ہمدرد کوئی شہر میں اسرار داں نہیں
لنگسر گئے ہیں ڈاکٹر عبد الحمید خاں | عبد العلیم خاں بھی تو اکبر یہاں نہیں
کیا لطفِ شعر گوئی ہو حاصل مجھے یہاں | موجود جبکہ مضطرِ جادو بیاں نہیں
ای بزدلو جو ہو سکے تم سے وہ کر دکھاؤ | مجھکو تمہارے ہاتھ سے خوف زیاں نہیں
غرّاتے ہیں مگر نہیں کر سکتے کچھ بھی یہ | ان بزدلوں میں شرم کا نام نشاں نہیں
جینے کا اوسپہ اڑ کی پہونچنا محال ہے | یہ آسماں ہے گھر کا ترے سائباں نہیں
ہم ایک کے عوض میں سناتیں ہیں دو کو سو | اوسکی ہی کیا زباں ہے ہماری زباں نہیں
ترکی بترکی چاہیں تو دے سکتے ہیں جواب | لیکن ہیں تو حکیم امام زماں نہیں
شہزادے یہ علم کے اکبر سبق ملا | ایام آشتی ہیں یہ وقتِ سناں نہیں

ط ایک جگہ کا نام ہے

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ ڈسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ ڈسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں **اُن کو ضروری** ہے۔ کہ وہ ۸ ڈسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُن کے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع والپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اس کے سوا الگ اطلاع اور نہیں کیجاویگی۔ ایڈیٹر

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو مل سکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُن کے لئے جگہ کی تجویز میں وقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد سے اطلاع دیں۔ جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ ڈسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی **یاد رکھیں** کہ جو احباب قادیان آئیں **وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں** لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فرو گذاشت نہ کیجاوے پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ **مہمان خانہ** میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ترجمہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اُس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زایل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایکدم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے **جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچتا ہے** تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ آلہی نور جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اُس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اُس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پا کر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اُس کے ہر ایک عضو میں سے **محبت الٰہی کا نور چمک اُٹھتا ہے**۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے **آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اُس کے دل سے کوچ کرتی ہے** یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ آیندہ گناہ کی طاقت اُس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اُس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اُس کی نسبت اللہ تعالےٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے **حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان** یعنے خدا نے [illegible] پاک روح نازل کرکے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ ایک **پاک معرفت** ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں۔ اور وہ ایک **پاک محبت** ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں اور وہ ایک **پاک لذت** ہے جو تمام لذتوں سے بڑھکر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں۔ اور وہ ایک زبردست کشش ہے۔ جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور وہ ایک **قوی الاثر تریاق** ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اُس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے۔ مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پاکر اُس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ اُس جگہ میں نقب زنی سے پکڑا جاؤں گا۔ تو وہ ہرگز اس بات پر جرات نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں۔ اُن کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا۔ ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اُس کھانے کے نزدیک نہیں آتا۔ پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کرلے تو کبھی اُس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہٰذا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے۔ تو بلاشبہ انسان بعد اس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیا عقل وہ ذریعہ ہو سکتی ہے تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو۔ کیونکہ دل میں یہ یقین ہو تا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ **یہ یقین کامل طور پر اُس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا** ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا اس لئے اُس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے۔ صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہیئے کے مرتبہ پر آکر ٹھیر گیا ہے پھر اُس کے آگے فکر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اُس شخص کی مانند نہیں علم کے رو سے ہرگز نہیں کہ جو اُس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہی کہتا کہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس نور کی شہادت [illegible] جو اُسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کرلیا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور سے خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اُسکی فہم اور عقلی قوائے بھی ایسی تیز ہو جاتے ہیں کہ اُسکا قیاسی استدلال بھی اعلےٰ درجہ کا اعلیٰ ہوتا ہے [illegible] دوسری [illegible]

تازہ الہامات

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء ۔ ۱ ۔ بلا ر نا گہانی

۲ ۔ ایک عربی لفظ بحری الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو ان کی چیخیں سنے گا ۔ ۳ ۔ یا اللہ فتح ۔

۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء ۔ (۱) اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ

(۲) وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دبیق مکر سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کریگا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی ۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تجارتی کمپنی کے عنوان سے جو آرٹیکل میں نے لکھا تھا ۔ اُس نے قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کے سوال کو زندہ کر دیا اور مجھ میں ایک نئی جان ڈالدی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ضرورت کو کس حد تک محسوس کیا جاتا ہے میرے پاس جو خطوط آئے ہیں اُن میں سے ایک ہی بزرگ کا خط میرے لئے پورے اطمینان اور تسلی کا موجب ہوا ہے اس کے اخلاص اور محبت پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کام کو اُٹھانے کا اگر بوجھ اُٹھائیگا تو کر گذریگا ۔ اس بزرگ کا نام چوہدری رستم علی ہے ان کا نام دیدینا ہی اس امر کی کافی ضمانت سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ کی ضروریات اور خدمت کے لئے کس طرح پر وقف ہے ۔

چوہدری صاحب خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس تجارتی طریق پر روپیہ جمع کر لینے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ یقیناً جمع کر سکتے ہیں ایسا ہی میرے ایک اور مکرم اور مخلص دوست ہیں جن کا نام میں اس وقت مصلحتاً ظاہر نہیں کرتا انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی حمایل شریف کیلئے چار سو یا پانچسو کاپیوں کے خرید لینے کے ذمہ دار ہیں اور ایک ہزار روپیہ بھی پیشگی دیدینے کی سعی کریں گے ۔

بہرحال ایسے بزرگ قوم میں موجود ہیں اور یہ کام فی الحقیقت ضروری اور نہایت ضروری ہے چونکہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی صورت تجارتی صورت ہے اس لئے قوم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے ۔ جن بزرگوں نے مجھے اس تحریک میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے انھوں نے اس کام کا [illegible] اس لئے بجائے فرداً فرداً جواب دینے کے میں اخبار میں اس سوال کو حل کر دینا چاہتا ہوں ترجمہ کے لئے فی الحال جیسا کہ [illegible] کیا ہوا ہی ہوگا کہ [illegible] مرحوم بادشاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ ہوگا اور اس کے ان مقامات پر جہاں کوئی امر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف ہوگا نوٹ کے ذریعہ اصلاح کی جاویگی اور ایسا ہی بعض مشکل مقامات کو بذریعہ نوٹ صاف کیا جاویگا ۔

ترجمہ کے اول ایک فہرست مضامین کی ہوگی جو نہایت محنت اور کوشش سے تیار ہوگی اور یہ فہرست سلسلہ کی ضروریات اور صداقت اسلام کے پہلو کو مدنظر رکھکر تیار کرنی پڑیگی ۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اس عنوان کے ضمن میں اُن آیات کا حوالہ دیا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلایل ہیں یا ضرورت نبوت کا عنوان ہوگا ۔ یا قیامت ۔ ملائکہ ۔ قرآن کریم کی ضرورت ۔ معجزات کی حقیقت ۔ احیاء موتی کی حقیقت ۔ مردے واپس نہیں آسکتے ۔ وفات مسیح ۔ ابطال الوہیت ۔ رد کفارہ ۔ رد تثلیث ۔ قدامت روح و مادہ کا رد غرض اس قسم کے ضروری عنوانوں پر مشتمل وہ فہرست ہوگی جو ہر ایک مناظر اور ہر مسلمان کیلئے بروقت ایک مفید حربہ ہوسکتی ایسا ہی میں

چاہتا ہوں کہ اس حمایل پر تفسیر بیں ہو تفسیر بیں والی حمایل یا قرآن مجید آجتک چھپا یا نہیں گیا ۔ اگرچہ یہ کام بھی محنت طلب ہے مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل کی بات ہے کہ میرا بیا ہوا اس کا قریباً مکمل میٹیریل موجود ہے اور میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں [illegible] حضرت حکیم الامۃ سے ملا ہوا ہے خود حضرت حکیم الامۃ نے اپنی حمایل شریف جسپر مدتوں آپ نے درس دیا ہے اور اُسپر تفسیر بیں لکھا ہی ہے میری درخواست پر مجھ کو عطا فرمائی تھی جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ اور ایسا ہی اس حمایل شریف کیساتھ صرف وہ لغات القرآن ہو جو بخاری نے لکھی ہے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسے دیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر نامکمل ہے مگر خدا تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی تکمیل کا سامان بھی موجود ہے اس طرز کی حمایل شریف بالکل نرالی اور مفید حمایل شریف ہوگی ۔ اس کی اشاعت کیلئے کم از کم تین مسلسل اور پورے [illegible] اور ایک جید اور مسلم فاضل مولوی صاحب ہونگے ۔ ان کو کم از کم قریباً ڈیڑھ سال تک کام کرنا ہوگا ۔ نوٹوں کی ترتیب اور فہرست کی تیاری اور تفسیر بیں اور لغات القرآن کی تکمیل کے لئے مجھے بھی پورا وقت اُن کے ساتھ دینا پڑیگا ایسی حالت میں ایک مستقل اڈیٹر ہو جو سب اڈیٹر کے علاوہ اخبار کے لئے مجھے رکھنا پڑے گا نوٹوں کی ترتیب بہت مشکل کام ہے میں اس میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جن مقامات پر نوٹ لکھے جائینگے اس مقام کے حسب حال حضرت اقدس کی جو تحریر ہوگی اسی کو مقدم کر کے لکھا جاویگا ۔ ایسا ہی کسی مشکل مقام کی شرح میں حضرت اقدس کی تحریر کو درج کرنا بھی ضروری ہوگا ۔ اور یہ ایسی محنت کا کام ہے کہ حضرت اقدس کی کل تحریروں اور تقریروں کو زیر نظر رکھنا پڑیگا ۔ ڈیڑھ سال میں یہ حمایل شریف انشاء اللہ العزیز طبع ہو سکتی ہے ۔

کم و بیش سات ہزار روپیہ میں یہ حمایل پانچہزار انشاء اللہ العزیز چھپ جائیگی ۔ اور جو حمائلیں چار چار روپیہ میں بک رہی ہیں اُن سے ہزار درجہ بہتر اور مفید ہوگی قرآن مجید اور حمائلیں چھاپنے کیلئے لوگ زمانہ کی ضروریات اور اسلامی خدمت کے خیال کو بہت کم مدنظر رکھتے ہیں اس موقعہ پر میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں کرتا کہ ان ضروریات کو ایک حد تک ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے چھپوائے ہوئے قرآن مجید اور حمائلوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے ۔

ورنہ اکثر لوگوں نے ایسے قرآن مجید چھپوائے ہیں جو محض رکھنے کے کام کے ہیں ۔ یا تو بہت [illegible] ہیں اور یا کوشش کیگئی ہے کہ ان میں کسی ایک یا دوسری صنعت کا خیال رکھا جاوے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ الف سے شروع ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کسی میں التزام ہے کہ بسم اللہ کا ہر جگہ طغرا ہو یا [illegible] رنگ کا ہو اس قسم کی بیسیوں صنعتوں سے کام لیا گیا ہے میں بجائے خود اس کو قرآن مجید کی ایک خدمت سمجھتا ہوں اور اسکی حفاظت کا ایک سامان ۔ لیکن اس خدمت میں ضروریات قوم کو مدنظر رکھنا بھی بڑا ہی اہم کام ہے بہرحال میرے اپنے خیال میں سات ہزار کے صرف سے ایک ایسی جامع اور خوبصورت حمایل پانچہزار چھپ سکتی ہے جو چار روپیہ پر ہر ایک شخص نہایت خوشی سے لے لیگا ۔ اور اگر تین روپیہ بھی اس کا ہدیہ ہو تو اس میں انشاء اللہ العزیز فایدہ ہی فایدہ ہے میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے خرچ کرتے وقت اس سے بھی کم خرچ ہو ۔ اور جسقدر تعداد میں زیادہ چھپے گی اُسی قدر کم خرچ آئیگا اور اگر صرف پچاس پچاس پلیٹیں ایسی حمایل کے ہمیشہ موجود رکھی جاویں ۔ جو ایک بار چھپکر پڑی رہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً چار ہزار روپیہ کے صرف اڑھائی ہزار کے قریب چھاپ لی جاوے اور پھر ضرورتاً چھپوائی جاتی رہے ۔

یہ صورت ہے اخراجات کی اب اسکے بعد اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرینگے تو انہیں جواب الگ خط میں دیدیا جاوے گا ۔

قوم کے تعلیم یافتہ اصحاب پڑھیں

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے "بدر" میں ایک آرٹیکل لکھکر قوم کے نوجوانوں کو متوجہ کیا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کو پیش کر کے گویا اپیل کیا ہے کہ وہ بھائی جنکو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ موقع حاصل ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے کسی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر سکیں اس تقریب پر آگے بڑھیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ باقیات الصالحات کا رہنے دیں۔ جہانتک میرا خیال ہے اس اپیل کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میں بجائے خود کافی یقین کرتا تہا کہ اس کے بعد کسی تحریک کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن۔ "دیوسماج ہائی سکول موگہ کے متعلق لالہ امراؤ سنگہ انسپکٹر آف سکولز کی میٹنے یہ رائے پڑھی کہ موگہ دیوسماج ہائی سکول کے کسی بھی اوستاد کو تیس روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی۔

اس رائے کو پڑھکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اس فقرہ کو اپنی قوم کے گریجویٹس کے سامنے رکھدوں وہ انسٹیٹیوشن جو خدا پرستوں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے منکروں کی ہے اس میں کام کرنیوالوں کے اندر قربانی کا اس قدر جوش اور شوق ہو کہ وہ دنیوی ترقیوں کی خواہشوں پر لات مار کر صرف قوت لایموت پر گذارا کرنے کے لئے بیٹھ جائیں اور ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے اسوہ حسنہ پر ایمان رکھنے والوں کے سامنے جب ایسی تحریک کی جاوے تو وہ اس کا جواب خاموشی سے دیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہو اور اس کے لئے اشتہار دیا جاوے اور اس کا جواب خاموشی ہو۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میئنے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت سہ ماہ کا اعلان کیا تہا۔ اس کو پڑھکر بعض دوستوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب اس عرصہ میں کہاں رہیں گے کسی نے پوچھا کہ یہ رخصت کیوں لی جاتی ہے۔

جس جوش اور محبت کے جذبہ سے ایسے استفسارات ہوئے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ قوم مولوی صاحب موصوف کے لئے دل میں کسقدر عزت اور عظمت رکہتی ہے مگر کیا اس عزت اور عظمت کا نتیجہ ہونا چاہئے کہ اون کو مجبور کر دیا جاوے کہ وہ اپنی رخصت کو منسوخ کرالیں۔ یہ جملہ تشریح طلب ہے۔ آگے میں اسکو کہولکر بتانا چاہتا ہوں

مولویصاحب ممدوح پر سلسلہ کی خدمات کا اس قدر بوجھ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانے کی ضرورت پیش آئی کہ مولویصاحب کا کوئی مددگار مقرر کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں تو پورے ہو کر رہیں گے مگر مبارک ہوگا وہ وجود جس کو ایسے وجود کی اعانت کا مرتبہ ملیگا۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان ذمہ واریوں کی تفصیل دوں جو مولویصاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔ یہ کام کی کثرت اور لگاتار محنت نے انکی صحت پر جیساکہ قانون قدرت ہے اچہا اثر نہیں کیا۔ دشمنان خدا و رسول بہی باتو نہر خوش ہوتے ہیں اور حامیان حق کے دلوں پر چوٹ لگتی ہے اور ایک تردد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ بہی بتا دیتا ہوں کہ مولویصاحب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہیں اور بدستور کام کرتے ہیں مگر

لگاتار محنت انسان کو تہکا ضرور دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قانون قدرت نے دن اگر کام کے لئے پیدا کیا ہے تو رات آرام کیلئے مقرر تاکہ صبح کو پہر تازہ دم ہوکر انسان کام کرنے لگے۔ غرض سوچا گیا تہا کہ - - - - - سالہا سال کی لمبی محنت کے بعد تین ماہ تک مولویصاحب کو کچھ وقت اور فرصت دیجاوے اس تین ماہ کے عرصہ میں یہ نہیں تہا کہ وہ قادیان سے باہر جانیوالے تہے یہ بہی نہ تہا کہ وہ صرف بیکار رہنے والے تہے اور سیر وتفریح میں اوقات گذارنے کے لئے رخصت لی تہی بلکہ مقصد اس رخصت سے یہ تہا کہ وہ ایک وسیع مطالعہ کے لئے وقت پیدا کر کے بعض نہایت خطیر مگر ضروری مضامین اور تصانیف کے لئے طیار ہو جاتے کیونکہ جہانتک مجھے مولوی صاحب کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان کے خدمت دین کے ارادوں کو ٹٹولا ہے وہ ایک بہت بڑا مقصد اپنے سامنے رکہتے ہوئے ہیں اور فی الحقیقت

يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعًا

کے دین کی خدمت کرنیوالے کے سامنے جو عظیم الشان مقصد ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے یورپ کے متعصب اور عیسائی مصنفوں نے اسلام پر جس جس پہلو سے اعتراض کیا ہے یہ خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ اسی رنگ سے اسلام کی عظمت اور صداقت کو روز روشن کیطرح دکہایا جاوے اور جس جس طرف سے عیسائیت کا زہر پہیلایا جاتا ہے اس پہلو سے اس کا تریاق پیدا کیا جاوے منجملہ ان مقاصد کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لایف بہی ایک اہم مقصد ہے جس کیلئے یورپ کے تمام ان مصنفوں کی تصنیفات کو پڑہنا ضروری ہے جنہوں نے اسلام پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ لکہا ہے پہر انکی تحریروں کی تنقید اور تحقیقات یہ چہوٹا سا کام نہیں۔ یورپ میں ایسی تصانیف کے لئے بہت بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور متعدد اشخاص میٹیریل جمع کرتے ہیں اور اسکو مرتب کرتے ہیں۔ یہاں ایک وجود

یک سر و ہزار سودا

کا مصداق ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پہر میں اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں رخصت لینے اور دینے سے غرض یہ تہی کہ ان تین ماہ کے اندر ان کو مطالعہ کے لئے کافی وقت ملیگا۔ اور پہر تازہ دم ہوکر وہ اس اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوں گے۔ مگر یہ رخصت مشروط تہی یا ہے کہ کوئی اہل علم اور اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جوش رکہنے والا نوجوان جو انگریزی کی اعلیٰ قابلیت رکہتا ہو اور مضمون نویسی پر قادر ہو ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے اپنی خدمات پیش کریگا حوصلہ کرے مفت نہیں بلکہ تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ فی الحال صرف تین ماہ کے لئے۔

یہاں قادیاں میں ایک اور وجود اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہے یعنے مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اور ان کی خدمات تین ماہ کے لئے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے لیتے ہیں مدرسہ کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت آپڑتی ہے مجلس ناظمہ نے خدا تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ کر کے مولویصاحب کی رخصت منظور کرلی اور مولوی شیر علی صاحب کا تقرر بحیثیت ایڈیٹر تجویز کرلیا۔ اپنی قوم کے نوجوانوں پر انکی خادم مجلس ناظمہ نے امید کی تہی اور اب بہی ہے کہ انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور ساماں [illegible] ثابت ہونگا اور وہ مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری یا رسالہ کی ایڈیٹری کے لئے اپنی خدمات پیش کر دے [illegible] مستعد ہونگا [illegible] اپنی سعادت سمجھے [illegible] خدمت دین [illegible] تحریک [illegible]

[illegible]

[illegible] عظمت اور محبت رکہتے ہیں [illegible]

بہت سے کام ہیں۔ تین ماہ کا عرصہ کوئی لمبا عرصہ نہیں۔ اگر ہمارے تین گریجویٹ جو تعلیم کے کام سے بھی پوری دلچسپی رکھتے ہیں اس کام میں مدد دیں تو یہ تین ماہ نکل سکتے ہیں۔ ابھی تک انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا صرف تحریک ہے وہ اس سعادت سے حصہ لیں ورنہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دن گذر جائینگے اور خدمات کیلئے یہ زمانہ پھر نہ ملیگا

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

آدمیوں کی کمی نہیں رہیگی کام کرنیوالے آجائیں گے وہ کام چلائیں گے اور رہ نہیں سکیگا۔ مگر اس وقت جو آمادہ ہونگے وہ خدا تعالیٰ کے حضور اور اس کے مامور کے حضور وہ حصہ پائیں گے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا۔ یہ وقت ہے ضرورت کا مینے اور پتا یا ہے کہ دیوسماج کے سکول میں تیس روپیہ سے زیادہ کا کوئی استاد نہیں یہ کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہم تنخواہ اور معقول تنخواہ لیکر بھی کام کرنیکی حجابت کریں اور اگر کسی دل میں یہ نہیں نہ تھی تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ہمارا محترم مخدوم جو سید القوم خادمہم کے موافق مخدوم بنا ہے اپنی غیرت اور حمیت دینی کے مقابلہ میں اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتا ہوا اپنی رخصت کو منسوخ کرانے پر مجبور ہوگا۔ قوم کے نوجوانو! دیکھو یہ اپیل اور تحریک ابھی تک کسی بزرگ کیطرف سے بھی نہیں ہوئی آپ کو معمولی طور پر بیدار کیا گیا ہے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں تم میں بیداری کی حس ہے اور زندگی کی روح کام کرتی ہے اپنی اولوالعزمی اور زندگی کا ثبوت دو۔ اور جیسے ہوا تھا کہ پرے ہو مضمون نویسی کی مزاولت ہے۔ اور ایڈیٹر میگزین کو مدد دو تعلیم کا تجربہ ہے تو مدرسہ کی خدمت کرو۔ تنظامی اور دفاتر کی سینہ کا تجربہ ہے تو اسی شعبہ میں مدد دو۔ ایک وقت تھا کہ جانیں دینے کے لئے لوگ طیار ہوتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ایسا امتحان نہیں رکھا اب اس کا بدل روپیہ اور وقت سے کر دیا ہے جو تمہارے پاس ہے اور جو تم دے سکتے ہو دو۔ جو وقت دے سکتے ہیں وہ وقت دینے میں تامل نہ کریں۔ جنہیں روپیہ دینے کا موقع ہے وہ روپیہ دیں۔ بہرحال یہ وقت ہے مدد کا۔ خدا کرے کہ آپ اس وقت کو شناخت کریں اے اللہ تو خود دلوں میں تحریک فرما۔ اور ان لوگوں کے دل میں القا کر جو تیرے دین کی نصرت اور حمایت کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مفید وجود ہیں۔ یہ ضرورت بھی ضرورت ہے پوری ہو کر رہے گی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو چن لے گا جو واقعی اس مقصد کے لئے مفید ہوگا۔ جو صاحب اپنی خدمات پیش کریں وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کو لکھیں۔

ڈائری

الہام منسوخ بھی ہو جاتے ہیں فرمایا۔ خدا تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ہزار ہا دفعہ ہوا ہے کہ بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اگر وہ انذاری امر ہوتا ہے اور [illegible] بسا اوقات مثلاً ایک [illegible] کے بعد وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور وہ [illegible] خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم سے [illegible] جاتی ہے۔

وشتوں کے ذریعہ سے الہام فرمایا بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا تاہم الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام فرشتہ کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے مثلاً الہامات میں [illegible] کہ قال ربک

اور ما نتنزل الا بامر ربک۔

تاریخ قادیان فرمایا کہ اس قادیاں میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اسجگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب یہاں کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں ملسکتی۔ اسجگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے سکھ رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی تہیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دارا شکوہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایک شہر میں تیس ہزار حافظ قرآن شریف کے موجود تھے۔

جہاد فرمایا۔ جہاد کا مسئلہ بھی ہمارے مولویوں نے کچھ الٹا ہی سمجھا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث اور آنحضرت کے سوانح سے کہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کوئی اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز ہو۔ یا کبھی کیا گیا ہو کہ کفار کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے۔ ۱۳ سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھایا۔ جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تب اجازت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو تم کو قتل کرتے ہیں اور بسبب مظلوم ہونے کے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ ہاتھ اٹھائیں سارا خلاصہ جہاد کا یہی ہے اور جزیہ جو بہت ہی قلیل رقم کا ٹیکس ہے خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کفار کو اپنے ماتحت امن کے ساتھ رکھنے کا اسلامیوں کو حکم تھا۔

اسلام نے مذہبی جنگ کو قطعاً بند کیا ہے اسی بات پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ ان اللہ لقوی عزیز۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا ہے۔ کہ مذہب کیخاطر جنگ کرنا اور دوسرے مذاہب کو تلوار کے ذریعہ سے منہدم کرنیکی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کے نشانات کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سچا ہے اور اسکی خاص نصرت فرماتا ہے وہ خود بخود فروغ پکڑتا ہے۔ اس کو کسی جہاد کی ضرورت نہیں۔

طریقہ انبیاء فرمایا۔ آجکل یہ حالت ہو گئی ہے کہ رات کے وقت جسکی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا وہ سمجھتا ہے کہ میں ملہم ہو گیا اور اس پر فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارا قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھو۔ اسمیں کہیں نہیں یہ لکھا کہ کسی شخص پر خدا تعالیٰ اسلئے خوش ہوا کہ اسپر الہام ہوتا تھا بلکہ انبیاء کی تعریف خدا نے قرآن شریف میں اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا اور اعمال صالحہ بجا لائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو ایک خواب پر انسان فخر کرتا ہے یہ ایک زہرناک غلطی ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے نازش کا [illegible] انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قوے اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرے [illegible] اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ تب وہ خدا کا ولی ہوگا۔ بغیر [illegible] نہیں مانا جا سکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی نہیں مانے [illegible] نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے کوئی دلیل [illegible] دنیا کے آگے پیش کروں۔

(بدر)

عظیم الشان ریلوے اسٹرائیک

ایسٹ انڈیا ریلوے کے عظیم الشان اسٹرائیک کے حالات آج کل ملک کے روزانہ اخبارات میں تفصیل کیساتھ درج ہو رہے ہیں اور انکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نظارہ ہندوستان میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسٹ انڈیا ریلوے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹرینوں کی نقل و حرکت موقوف ہے جس سے کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ڈاک کی آمد و رفت میں سخت حرج واقع ہو رہا ہے مسافر جابجا اسٹیشنوں پر پڑے ہوئے ہیں اور انکی منزل مقصود تک پہنچانے کی کوئی سبیل نہیں ہو سکتی۔ اسانسول اس اسٹرائیک کا مرکز ہے۔ جہاں ٹرینوں کا اور مسافروں کا ہجوم ہے۔ حسن امام صاحب بیرسٹرایٹ لا اور خان بہادر سید محمد صاحب انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بنگال کے اسمائے گرامی بھی ان مصیبت زدہ مسافروں کی فہرست میں دیکھے گئے ہیں جو اسٹرائیک کے ہو جانے سے اسانسول سے آگے نہ جا سکے۔ بابو بپن چندر پال بھی پریسیڈنسی جیل کلکتہ سے بکسر جیل جاتے ہوئے اسانسول میں رک گئے تھے۔ دوسری لائنوں سے بھی ملازموں کا انتظام نہ ہو سکا۔ ایک غیر لائن کا ڈرائیور گوندا کے سے کانپور ایک ٹرین لیجا رہا تھا گولی سے مار دیا گیا دوسرا اجنبی ڈرائیور اسی طرح کہیں اور ایسٹ انڈیا لائن کی ٹرین چلاتا ہوا پایا گیا تو اسے بھی اسٹرائیک والوں نے پکڑ کر تالاب میں ڈبو دیا اور وہ ہلاک ہونے سے بال بال بچ گیا۔ غرضکہ نہایت مستعدی اور نہایت منضبط طور پر ایسٹ انڈیا ریلوے کے جملہ ڈرائیور۔ فائرمین اور گارڈ اسٹرائیک پر جمے ہوئے ہیں جن میں کہیں کہیں سے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں اور تار والوں کی شمولیت کی بھی اطلاع آئی ہے اور جو تدبیریں ریلوے افسران کیطرف سے اسکے فرو کرنے کی کیجاتی ہیں وہ اسقدر کوتاہ اندیشانہ ہیں کہ بجائے اسکے کہ اسٹرائیک والوں کو نرم کریں انھیں موجودہ اسٹرائیک میں زیادہ راسخ بنانیکا باعث ہوئی ہیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ انکی دیکھا دیکھی دوسری لائن والے بھی کام چھوڑ دینگے۔ چنانچہ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بعض جگہ کام بند ہونیکی خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور گریٹ انڈین پینسولر ریلوے کے لوگوں سے بھی خوف ہے کہ کہیں یہ حرکت وہ بھی نکر بیٹھیں۔ علاوہ کاروباری دنیا کیلئے یہ اسٹرائیک نقصان رساں ہونے کے اسنے ہندوستان کو دارالسلطنت کو صوبجات کے ملحقہ سے منقطع کر کے اپنی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی ہے کہ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈین ریلوے کو نوٹس دیا ہے کہ اگر دو ہفتہ کے اندر اسٹرائیک کا خاتمہ نہ ہو گیا۔ تو لائن گورنمنٹ اپنے اہتمام میں لے لیگی۔ برخلاف گذشتہ اسٹرائیک کے جسے ناکامی ہوئی تھی موجودہ اسٹرائیک جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے یوروپین یوریشین اور دیسیوں کی متفقہ اسٹرائیک ہے جس کی خصوصیت قابل غور ہے دوسری خصوصیت اسکی یہ ہے کہ اسکی بنیاد محض معاشرتی شکایات پر رکھی گئی ہے اور اسکو پولیٹیکل رنگ آمیزی سے بالکل پاک رکھا گیا ہے۔ اسٹرائیک کرنیوالوں نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وائسرائے یا کمانڈر انچیف یا لفٹنٹ گورنر کی اسپیشل ٹرین ہو تو اسکے چلانے کیلئے ہم بدل و جان حاضر ہیں کیونکہ انسے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس پولیٹیکل بے تعلقی نے انکی شکایات کو زوردار بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دل میں انکی طرف سے ایک ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ لوگ رائے دیتے ہیں کہ شکایات بہت کچھ معقول ہیں اور افسران ریلوے نے غلطی کی جو ملازموں کی معروضات پر توجہ نہ کی ٹائمس بھی تحریر کرتا ہے کہ گو کسی مستقل رائے کا قائم کرنا بھی قبل از وقت ہے لیکن بیقدر معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائیک والوں کی بعض شکایات بے بنیاد نہیں اور ہندوستان کی ریلوے کمپنیوں کا انتظام اصلاح طلب ہے۔ اس اسٹرائیک سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو ادنی ادنی سی (باقی)

الہامی کتاب پر حضرت اقدس کا مضمون

۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر پڑھا جائیگا۔ میں نے انجمن احمدیہ لاہور کو اپنے احباب کے اترنے کیلئے توجہ دلائی تھی انجمن نے نہایت فراخدلی سے اپنے احباب کے اترنے کا انتظام فرمایا ہے۔ انجمن مذکور کا اعلان اسی کالم میں درج ہے۔

یہ مضمون مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہو جائیگا

از انجمن احمدیہ شاخ لاہور

اُن احمدی احباب کی آسایش اور اطلاع کے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون سننے کے لئے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اعلان

کیا جاتا ہے کہ منتظمان جلسہ سالانہ آریہ سماج لاہور نے حضرت اقدس مسیح موعود کا مضمون پڑھے جانیکے لئے ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء شام کا وقت مقرر کیا ہے یہ مضمون غالباً حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب پڑھینگے۔ انجمن ہذا نے تمام مہمان احباب کو فروکش کیلئے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کی جدید کوٹھی عزیز منزل مقرر کی ہے

کوئی صاحب انارکلی میں اخبار روڈ پر جہاں خواجہ صاحب پہلے رہتے تھے تشریف نہ لیجاویں۔ کیونکہ اب خواجہ صاحب وہاں نہیں رہتے انکی کوٹھی بن گئی ہے۔ یہ کوٹھی کیلیانوالی سڑک پر جو ریلوے اسٹیشن سے سیدھی لوہاری دروازہ کو جاتی ہے واقع ہے اور اسکے مقابل میں ہی اسلامیہ کالج ہے کوٹھی کے اوپر بجلی اور مشعلیں جلی خط میں خواجہ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے تمام احمدی احباب سیدھے اسی جگہ آئیں اور اپنے اپنے بستر لحاف ساتھ لیتے آئیں۔

نیز واضح رہے کہ اس جلسہ پر آنیکے لئے ریلوے کی رعایتی ٹکٹوں کا انتظام کیا گیا ہے

کوششوں کا مختلف صورتیں اختیار کرینگی مناسب انداز کے ساتھ تقریر کرنا سکھلایا جائیگا اور جبتک ہمارے سپرد میں وہ صلاحیت پیدا نہوگی جو انھیں اغراض متعلقہ کو حاصل کرنے سے لئے اس وقت تک ہماری کوئی کوشش کارگر نہیں ہوسکتی اور سودیشی ملک کے متعلق ہماری کوششیں کتنی ... (باقی)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ار - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام کرتے ہیں قیمت ۴ر -

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی قیمت ۲۰ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورۃ تبت - قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ر

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیاں ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی ایجنسیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن ومنافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر وسریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و دیگر امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام وگلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت وسرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث رو اخلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء رازے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونے کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار مع اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری سے لوگوں کی تیز طرازی مریضوں کی آہ وزاری آجکل جو ہماری شکایت ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں بلکہ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما دیں پھر منگائیں بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریاں سب وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام نہیں کہ ہم لکھیں کہ ماہرین جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے بعد پسند ہو طلب فرمائیں۔

قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ عا دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۴ر

منجن دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

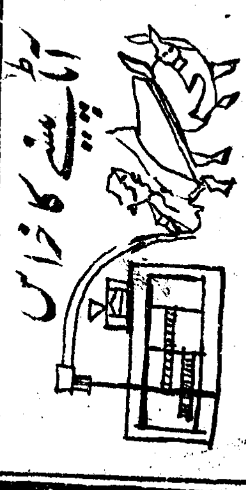
ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اُن کی ذیل کی تحریر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ مکرجی صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم او دواخانہ ۱۲-۱۸ اوپل مستری کی گلی ہریسن روڈ لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ وہ لوگ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہوجانے کی نشانی ہے۔ کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ جگر آنا۔ درد سر۔ مرطوب۔ ورم۔ اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے درد پشت وجع مفاصل گٹھیا پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی اور یہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجنگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو۔ پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوان کا مرہم۔ ڈوونس اینٹ منٹ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر باہر نکلی ہوئی یا خونی اسرخ بادہ۔ کھجوا۔ کیڑ۔ چھڈے۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین۔ نثبور اور خارش وغیرہ کو بہت جلد بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ مبلغ ۱۰

بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں



مستریان مولا بخش و غلام حسین
بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی معہ بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی معہ کین بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پرکٹس کے لئے ۱۲ء۔ کرکٹ بیٹ معمولی پرکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ لڑکس ایک بال لکڑ ایکا فی بکس فی سٹ	۴
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۵
فٹ بال عمدہ کائی نائط پائیدار اور مضبوط بلیڈ نہایت پائیدار ۶	۶
ایضاً ۵	۵
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر	۴
ایضاً ۳	۳
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۲
ایضاً ۳ دھاگے کے بیچ	۲
ایضاً پرکٹس	۲
کرکٹ میں فی کاپی	۲

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پرکٹس بیٹ۔ پرکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۰ء۔

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہر علاج امزاج اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے



ماطرشے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن کو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔ صہ

۲۔ خواص و معاونین سے ۔ عنہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے ۔ ۸

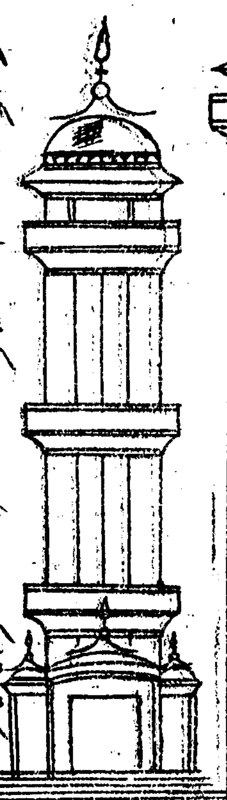
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔ ۸

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمد نی والے لوگوں سے ۔ ۳

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گر حکم بازو گراں کی جہاد و تا دیانتش | دوامی شفائے غرض ازاں ماں ہیچ



[illegible]

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قایم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ **گرانی** ہو گئی ہو رہی ہے **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت قوم** لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد مہیا کر کے ثواب چاہیئے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئے مہمانخانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں اگر قلت فنڈ کی وجہ سے ترقی العمال کو روکنا پڑتا اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنے والے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیئے۔ ایک **حق پرست اور حق** جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے حضرت اقدس کے اوقات گرامی ہیں ایسے امور کو ناسخ نہیں ہونے دینا چاہیئے اصلی بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیئے۔

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

(بار ثانی)

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد بہت تھوڑی اور اس کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجرائے الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پرخطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اس میں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور رہتے اور آج انہیں اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودہ جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشوونما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھکر بے اختیار میرا سر اللہ تعالےٰ کے حضور جھک جاتا ہے

اور للہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہتا ہے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جسپر نظر کرکے یہ کہدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسیطرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس نہال دیکھینگے کہ کل انسان اس کے سایہ میں آکر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور خدا کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجرائے اور اس کے تدریجی نشوونما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ اس مضمون کو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھونگا اس وقت میں ایک نہایت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جسکی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہایت غور سے پڑھیں گے۔

جسطرح آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھکر یومیہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے ہی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بھی ہوگئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات سے کئی گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں سے چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے۔ سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ابھی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراونی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرتا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ انکی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے تو اس انداز سے اس وقت ہی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دو بارہ اسطرح ہر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار میں دو بار کر دیا جائے تو اسکی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۸ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جاوےگا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دو بار کر دینا بھی نہ کافی نہیں جب تک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہونچاوے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں انہیں ضرورت اطلاع کی نہیں ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جو حسب معمول وی پی بھیجا گیا ہے اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہے بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی گئی ہے اور ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اس تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شایع کر دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز اگر روزانہ کے لئے درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا بہر حال خریداروں کی تعداد بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ر دسمبر کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس سے کارخانہ سال آئندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا۔ چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کر لینے کیوجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آئندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائز (تقطیع) پر شایع ہوگا کیونکہ مشین کے آجانے کیوجہ سے چھپائی کی دقت نہ رہیگی اور چھپائی بھی عمدہ ہوتی جائیگی۔ بالآخر اخبار کو باوقعت اور موقت الشیوع اور کثیر الاشاعت بنانا یہ ناظرین کی سعی کو چاہتا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل کا محتاج ہے ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہو نعم المولےٰ و نعم الرفیق۔

لاہور میں مذہبی کانفرنس

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ امسال لاہور کی اندرونی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر مذہبی مباحثہ کو مذہبی کانفرنس کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس قسم کی مذہبی کانفرنس کی آریہ سماج میں گوجرانوالہ کے گورو کل کے پچھلے سالانہ جلسہ میں بنیاد رکھی گئی تھی ورنہ اس سے پہلے دہرم پرچار مباحثہ مذہبی کے لئے آریہ سماجوں میں ایک وقت رکھا جاتا تھا جہاں دس دس پندرہ منٹ میں سوال وجواب ہوا کرتے تھے میں متعدد مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں اور قادیاں کی آریہ سماج کے ایک سالانہ جلسہ کی تقریب پر جبکہ پنڈت رام بھجدت چودہری بھی موجود تھے مجھے عام جلسہ میں کہنے کی ضرورت پڑی تھی کہ یہ طریق نہایت فضول اور نامعقول ہے کہ مرغوں اور بٹیروں کیطرح مقابلہ ہوتا ہے یا قماربازوں کیطرح چند منٹوں میں مذہب جیسے عظیم الشان اور انسانی زندگی کے مقصد اعظم کا فیصلہ کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اگر آریہ سماج حق جوئی کا کچھ بھی مادہ رکھتی ہے جیساکہ وہ ظاہر کرتی ہے تو اسکی بہترین صورت اختیار کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ایک مضمون مقررہ پر ایک مذہب کا معتقد اپنا مضمون دل کھولکر پڑھے اور پھر دوسرا تیسرا علےٰ ہذا القیاس۔ اس وقت آریوں کو میرا یہ کہنا ناگوار معلوم ہوا تھا۔ مگر سالہا سال کے تجربہ نے آخران کو اس اصل کی خوبی کو عملی طور پر تسلیم کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اور جس کانفرنس کی بنیاد گوجرانوالہ میں رکھی گئی تھی لاہور میں اسپر کام شروع کیا گیا ابتدا اس کانفرنس کو بھی بہی پرانا اکھاڑا بنانے کا خیال رکھا گیا تھا مگر مینے جب اسپر ریمارک کیا تو لاہور کی اندرونی سماج (جس سے مراد گورو کل پارٹی ہے) نے دو گھنٹہ وقت مقرر کر دیا۔ اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ مقرر کیا۔

اس کانفرنس کے لئے پہلے راجہ دھیان سنگھ کی حویلی تجویز ہوئی تھی مگر بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر آریہ سماج کو اپنے ہی مندر واقعہ وچھووالی میں اس کا اہتمام اور انصرام کرنا پڑا۔ یہ کانفرنس ۲۸ر دسمبر ۱۹۰۷ء سے لیکر ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء تک ہر روز چار گھنٹہ ہوتی رہی۔ مضمون جسپر مضامین پڑھے جانے تجویز ہوئے تھے وہ

کیا کوئی کتاب الہامی ہو سکتی ہے اور اگر ہے تو کونسی؟

تھا۔ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو سناتن دہرم اور عیسائیوں کیطرف سے مضمون پڑہا گیا اور ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو برہموؤں اور مسلمانوں کیطرف سے اور ۴ر دسمبر کو خود آریوں کیطرف سے۔

جیساکہ الحکم کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی آریہ سماج لاہور نے مضمون مذکورہ پر تقریر کرنے کے لئے التماس کیا تھا اور بعض سخت مخالف بھی بذریعہ تحریر درخواست کر چکے تھے کہ حضرت اقدس اس مضمون پر لکھیں اگرچہ بڑے محرک تو یہی لوگ تھے مگر خود حضرت اقدس کی ہمت و غیرت اسلام کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی جہاں اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کی تقریب ہو۔

لیکن تو تو میں میں کے مباحثوں اور جلسوں کو کبھی حضرت اقدس نے پسند نہیں فرمایا بلکہ عموماً ایسے مناظروں اور مباحثوں کو

مذہبی قماربازی

کے نام سے نامزد کیا کرتے ہیں۔ موجودہ کانفرنس نے جب موزون صورت اختیار کرلی تو حضرت حجۃ اللہ نے بھی اس تقریب پر ایک

جامع مضمون

لکھنے کا ارادہ فرمایا اور وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ العزیز ہم مضمون لکھیں گے چنانچہ آریہ سماج نے ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو ۸ بجے سے دس بجے تک مضمون مذکور کے پڑھنے کے لئے مقرر کیا جس کا عام اعلان میں ۳۰ر نومبر کو کر سکا۔

بہرحال ۳ر دسمبر کو وہ مضمون پڑہا گیا۔ اور اس مضمون کو سننے کے لئے ہماری اپنی جماعت کے بھی بہت سے احباب جنہیں موقع مل سکا اور وقت پر اطلاع ہو سکی لاہور پہنچ گئے۔ اپنی جماعت کے لئے لاہور کی انجمن احمدیہ نے باوجودیکہ وقت نہایت ہی تنگ تھا مگر حتے الوسع نہایت سعی اور سرگرمی سے مختلف مقامات پر احباب کو اطلاع دی کہ

انہوں نے اپنے بھائیوں کے اترنے کیلئے پورا انتظام کیا ہے

خوش قسمتی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور ومعروف وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے مکانات بلویسے سٹیشن سے بہت ہی قریب حال میں تعمیر ہوئے ہیں جو بہت وسیع اور فراخ ہیں اس لئے انجمن احمدیہ لاہور نے ان مکانات کو مہمانوں کے اترنے کے لئے تجویز کیا۔ اور سب احباب وہیں ٹھہرے۔

اس تقریب پر انبالہ۔ لودہیانہ۔ کپورتھلہ۔ قادیاں۔ سیکھواں۔ ہرسیاں اوجلہ۔ امرتسر۔ اجنالہ۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ ضلع گجرات اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہوئے تھے اور کئی سو کا مجمع تھا۔ مگر نہایت خوشی اور مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاہور کی جماعت نے اس موقع پر جس فراخدلی اخوت اور مہمان نوازی کے ساتھ

اپنے بھائیوں کی مدارات کی

وہ نہایت ہی قابل قدر اور شکرگذاری کے لائق ہے کچھ شک نہیں انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ کیا ایسی محبت اور یگانگت اور ایثار پیدا ہو سکتا ہے جب تک کسی قوم کا تزکیہ کرنیوالا

کوئی مزکی نہ ہو

دنیا میں اس وقت برادر ہڈ (اخوت) کے لئے ہر طرف سے چیخ پکار ہو رہی ہے اور ہر پلیٹ فارم سے اسی کی صدائیں آتی ہیں مگر کوئی بتائے کہ کیا جس طریق پر اخوت کا رنگ پیدا کرنے میں خدا کا برگزیدہ رسول کامیاب ہوا کوئی اور بھی ہے؟ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اسکی نظیر نہیں ملے گی اور یہ ایک ادنی ثبوت ہے ہمارے امام کی صداقت کا

بہرحال

جماعت لاہور نے اپنے بھائیوں کو مہمان نہیں بھائی بنا کر رکھا اور کسی قسم کی تکلیف احباب کو نہیں ہوئی جس کے لئے میں بحیثیت خادم قوم جماعت کی طرف سے انجمن احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کر کے کہتا ہوں

جزاہ اللہ احسن الجزا فی الدنیا وفی الآخرۃ

حضرت اقدسؑ کا مضمون پڑھنے کے لئے حضرت حکیم الامۃ مقرر ہوئے تھے اور چونکہ حضرت حکیم الامت بوجہ پیرانی سالی اور بعض امراض کے متواتر حملوں کیوجہ سے ضعیف ہوگئے ہیں اس لئے یہ ہی تجویز ہوا تہا کہ کچھ حصّہ مضمون کا حضرت حکیم الامۃ پڑہیں اور کچھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور پڑہیں۔

اس موقعہ پر میرے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آتی اور اپنی یاد سے دل میں ایک چوٹ لگا جاتی ہے آہ!

دل میں اک درد اٹہا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں جانے ہمیں یاد آیا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ پہلا موقعہ تہا کہ ایک عام مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑہا جانیکو تہا۔ اور ابہی حضرت اقدسؑ نے مضمون لکھا ہی نہ تہا کہ مضمون کے پڑہنے کا سوال قابل غور ٹھہرا۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور مختلف نام پیش کئے گئے مگر حضرت اقدسؑ نے صرف دو شخصوں کو منتخب فرمایا۔

حضرت حکیم الامۃ اور مولوی محمد علی صاحب

حضرت حکیم الامۃ کے متعلق تو فرمایا کہ اس وقت اگر مولوی عبدالکریم صاحب بہی زندہ ہوتے تو بہی میں مولوی صاحب ہی کو ترجیح دیتا۔ اور یہ بہی فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب بہی مولوی صاحب ہی کے شاگرد اور خوشہ چین تہے۔

فی الحقیقت حضرت حکیم الامۃ کی وسعت معلومات آپ کی وجاہت آپکی ثقاہت اخلاص اور مذہبی دنیا کے حالات سے آگاہی اسپر قادر الکلام اور قوی القلب ہونا ایسے منصب کے ہر طرح قابل ٹھہراتا ہے۔ بڑے سے بڑے مجمع اور کسی مقرر اور سپیکر کا کوئی اثر اور رعب آپ کے قلب پر نہیں پڑ سکتا۔ جو دل خشیت الٰہی سے معمور ہو وہ حقیقی علوم کا مورد ہو جاتا ہے اور دنیا کے کسی انسان کا اسپر رعب نہیں پڑ سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ بے شک یہ اس قابل ہیں ان کے بیان میں ایک شیرینی ہوتی ہے اور ان کے معلومات بہی وسیع ہیں اور میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ مضمون پڑہیں لیکن مولوی صاحب کی صحت ان دنوں اچھی نہ تہی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہیر الصوت اور ایسے جلسوں میں بولنے کے عادی ہیں اس لئے حضرت حکیم الامۃ کے معین وہ قرار پائے۔

۲۴ ر نومبر ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدسؑ نے مذکورہ بالا مضمون پر قلم اٹہایا اور ۲۹ ر دسمبر کی صبح تک چند گھنٹوں میں ۸۶ صفحہ کا ایک مبسوط مضمون لکھدیا۔ چند گھنٹے اس لئے کہا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ان ایام میں اپنے معمولات کو نہیں چھوڑا باہر سیر کے لئے نکلتے تہے اور دوسرے ضروری کام ڈاک کا پڑہنا اور نمازوں کے لئے باہر آنا۔ لنگرخانہ کی ضروریات کا تہیہ اور دعاؤں کے لئے اوقات غرض جو مشاغل حضور کے پہلے تہے ان میں کوئی کمی نہیں آئی اور چند گھنٹوں میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ پھر اسکی کاپیاں اور پروف بہی آپ ہی پڑہنا ان کے ساتھ تہا اور ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کیسی تائید الٰہی ہے کہ ایسے سامان تا دیاں میں ایسے کاموں میں میسر آگئے کہ ادہر حضرت اقدسؑ مضمون کی تحریر سے فارغ ہوئے اور ادہر چند ہی گھنٹے بعد کل مضمون

چھپ کر طیار ہوگیا

ایسی تائید الٰہی صادق کے سوا کاذب کو نہیں مل سکتی۔ اس تائید سے قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر

میرا ایمان تازہ ہوگیا

۲ ر دسمبر کو ۱۰ بجے کے قریب حضرت اقدسؑ نے حضرت حکیم الامۃ کو روانہ فرمایا اور خود مشایعت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ یہ امر بہی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک بیّن نشان ہے اور

اخلاقی معجزہ ہے

ہر ایک آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی اور ہر ایک دل اسکو نہیں سمجھ سکتا۔

ناظرین

ان تمہیدی امور کے بیان کے بعد اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے پنڈال میں چلیں۔ ۲ ر دسمبر کے جلسہ میں مَیں موجود نہ تہا۔ اس لئے اسکے متعلق میری چشمدید واقعات کی بنا پر کوئی رائے نہیں تاہم جو کچھ معتبر ذرائع سے میں نے سنا وہ یہ ہے کہ

حاضری معمولی تہی۔ سناتنی بزرگ کا مضمون حاضرین کی دلچسپی اور توجہ حاصل نہ کر سکا۔ اور اسے ادہورا ہی چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ بہی مجہے معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کی اس کانفرنس کیطرف سے اعلان کیا گیا کہ جسقدر مضمون سنایا گیا ہے اتنا ہی رپورٹ میں شائع ہوگا۔ اس امر کے بیان کرنے کی مجہے اس لئے ضرورت پڑی کہ آریہ وکیل کے مضمون کا ایک حصّہ بہی مجلس میں پڑہا نہیں گیا اس لئے وہ بہی رپورٹ میں درج نہیں کیا جائے گا اسپر مفصل بحث اصل مقام پر کریں گے۔

سناتنی کے بعد پادری علی بخش صاحب اور ریورنڈ ٹھاکرداس نے اپنے اپنے مضامین پڑہے پادری علی بخش اور ٹھاکرداس کے مضامین میں ویسا ہی فرق بتایا جاتا ہے جتنا یسوع کی الوہیت اور انسانیت میں۔ اول الذکر کا مضمون عیسائیت کے نئے رنگ میں تہا اور ٹھاکرداس کا پرانی عیسائیت کا ویسا ہی نمونہ تہا جیسا کہ دونوں بولنے والے نئی اور پرانی پود کے نمونے ہیں مگر علی بخش صاف بولنے والا اور گھبرانے والا نہ تہا برخلاف اس کے جن لوگوں نے پادری ٹھاکرداس کو اس کی تصنیفات میں دیکھا ہے وہ اس کی اس تقریر کو سنکر سخت مایوس ہوئے اور انہوں نے

بولتے ہوئے ٹھاکرداس اور تحریر و نظم میں نمودار ٹھاکرداس کو متغایر پایا۔ اس کانفرنس میں دراصل معرکہ کا دن تو دوہی دن تہا جس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑہا جانے کو تہا یعنے

۳ ر دسمبر ۱۹۰۷ء

حاضری آریہ مندر میں آج پانچ بجے ہی سے لوگ جانے شروع ہوئے اور یہ یقین ہوچکا تہا کہ ۷ بجے کے بعد جگہ کا ملنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہوجائیگا۔ چنانچہ ۶ بجتے بجتے آریہ مندر کا صحن اس کے کمرے اسکی گیلری اسکی چہت قریباً بہر چکی تہی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آج کے جلسہ کے لئے یہ مندر

بالکل ناکافی تھا

اور آریہ سماج کے ممبر باوجودیکہ جانتے تھے اور اس سے پہلے وہ لاہور میں حضرت اقدسؑ کے لیکچروں کی تقریب پر مخلوق کے اجتماع کو دیکھ چکے تھے پھر بھی وہ بہترین انتظام کرنے کے ناقابل رہے میں صحیح تعداد نہیں بتا سکتا مگر اتنا کہدینا ہی کافی ہے کہ اس سے پہلے کہ برہمو سماج کا مضمون ختم ہو جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ٹکٹ داخلہ کی فروخت بند کرنی پڑی تھی اور آریہ سماج کے ناظم مجبور تھے کہ

آئندہ آنے والی خلقت کے لئے دروازہ بند کردیں

روشنی کا انتظام کافی تھا۔ مگر سپیکروں کے بیٹھنے کے لئے کوئی موزوں انتظام نہ تھا اور پلیٹ فارم جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ ایسا ناکافی تھا کہ اس پر صرف سپیکر ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ رپورٹروں کے لئے بھی کوئی انتظام نہ تھا حالانکہ ایسے بڑے جلسہ میں یہ انتظام ازبس ضروری تھا۔ میں نے لالہ کدار ناتھ صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور کو جب اس نقص پر توجہ دلائی تو وہ بیچارے بجز افسوس کے ساتھ اس فروگذاشت کو تسلیم کرنے کے کچھ نہ کہہ سکے۔

مخالفت کے اشتہار اس امر کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں نے قلمی اشتہار چسپاں کر دیئے تھے کہ لوگ اس جلسہ میں نہ جائیں مگر ان اشتہار دینے والوں کو شاید شرم تو نہ آئی ہوگی جب انہیں یہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس قدر کثرت اور اژدہام تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور جلسہ کے ناظم ٹکٹ بند کر دینے پر مجبور تھے یہانتک کہ جب برہمو سماج کے وکیل اپنا مضمون پڑھ چکے تو کثرت کیوجہ سے لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ اور ناظمان جلسہ کو اوپر کا سائبان قدرتی فضا کے لئے چھوڑ دینا پڑا

برہمو کا مضمون ٹھیک ۶ بجے برہمو سماج کیطرف سے مضمون شروع ہوا۔ یہ مضمون شروع ہے پرکاش دیو جی پڑھنے والے تھے مگر انکی ناسازی طبیعت کے باعث یہ مضمون لالہ رگھو ناتھ سہائے بی۔ اے۔ برہمو نے پڑھا۔ اور کچھ شک نہیں قابلیت کے ساتھ پڑھا۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کو ہادی یا پیغمبر کی ضرورت کی تمہید سے شروع کیا۔ اور اصل سوال کا جواب دیتے وقت کہا کہ اس سوال کا جواب بہ حیثیت برہمو ہونے کے یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے موافق بہت سی کتابیں الہامی ہیں اور ایک بڑی ضخیم الہامی کتاب صحیفہ نیچر ہے جو ساری کی ساری الہامی ہے جسکی ادھوری نقل کتابوں میں ہے۔

پھر اس سوال کا جواب دینے سے پہلے کہ "الہامی کتاب کونسی ہے؟" انہوں نے خدا تعالیٰ اور الہام کے متعلق عام اختلاف رائے بیان کیا اور خصوصیت سے دیو سماج کیطرف سے جو اعتراض ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا گو دیو سماج کا نام نہیں لیا۔

خدا تعالیٰ کے منکروں کے مختلف مغالطوں کے بعد مضمون نگار نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق اپنا یقینی عقیدہ بیان کیا اور ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا کہ جسطرح ایک ہی شخص باپ۔ بیٹے۔ شوہر۔ بھائی۔ آقا وغیرہ مختلف حیثیتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے اسیطرح گویا اقوام عالم نے اپنی اپنی دنیا اور معرفت کے موافق خدا تعالیٰ کو سمجھا ہے اس سے خدا تعالیٰ کی نفی نہیں ہوتی۔

ازاں بعد الہامی کتابوں کے متعلق منکرین کے اس اعتراض کا ذکر کیا کہ جسطرح وہ خدا تعالےٰ کے انکار کے لئے مغالطہ پیش کرتے ہیں ویسے ہی مانی ہوں الہامی کتابوں کو لیکر ان کے طریق عبادت اور خدا تعالیٰ کی صفات وغیرہ کو بیان میں ان کے باہمی اختلاف سے لازم آتا ہے کہ وہ ایک ہی ہستی کیطرف سے نہیں اس مغالطہ کو بھی اسی مثال کے ذریعہ رد کرکے کہا کہ

ہم برہمو سب الہامی کتابوں کو خواہ وہ اس ملک کی ہوں یا کسی اور کی سنسکرت کی ہوں یا عربی کی لاطینی کی ہوں یا یونانی کی انکو اپنی کتب مقدسہ تسلیم کرتے ہیں اور ان پر جو ناجائز حملہ کیا جاتا ہے اس کو برا سمجھتے ہیں۔

بظاہر براہموؤں کا یہ قول بڑا ہی خوشکن ہے اور آریوں کے مقابلہ میں تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ عملی معیار پر اگر براہمو پورے نہیں اترتے ایک طرف تو وہ کتب مقدسہ یقین کرتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے دل و دماغ کو ان کتابوں پر حکم قرار دے لیتے ہیں جو باتیں انہیں پسند آجاتی ہیں وہ لے لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں ان کا یہ عقیدہ عملی نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتا تاہم آریہ سماج کے مقابل میں قابل قدر ہے اور صلحکاری کے لئے ایک تحریک کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت اپنی کمزوری معرفت کا ذکر کیا اور اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ الہام قرار دیا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر وہ یقین جو عین الیقین کے رنگ میں ہوتا ہے وہ الہام ہی کے ذریعہ ہوتا ہے مگر براہمو لوگ الہام کو صرف اپنے ہی ضمیر کی آواز یا استشارہ قرار دیتے ہیں اور اس لئے وہ سچی معرفت اور حقیقی گیان کو حاصل نہیں کر سکتے۔

آخر میں صاف طور پر کہدیا کہ شروع میں انسانی دل میں گیان کی چنگاری روشن ہوتے ہی اس ضخیم کتاب پر نظر پڑی اور گویا عجائبات قدرت اور انقلاب کائنات کو دیکھکر خدا تعالےٰ پر نظر پڑی جسکو ہمارا ناستک معترض کہتا ہے کہ انسان نے ایشر کو گھڑا ہے یہ عقیدہ جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس صورت میں ناستک معترض کا اعتراض وزندار ہے۔ اور یہ گویا خدا پر احسان ہے حالانکہ یہ بات غلط اور خطرناک گستاخی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اس لئے یہاں مجھے بحث کرنے کی حاجت نہیں آخر میں برہم سماج کا عقیدہ دربارہ الہامی کتب یوں ظاہر کر دیا کہ دوسری الہامی کتابوں کو غلطی سے خالی اور کسی کو ختم المرسلین نہیں مانتے اور سالہام کا دروازہ کسی خاص کتاب میں بند نہیں کر دیتے اور ایسا ہی برہم دھرم کے بانی کیشب بابو دیوندر ناتھ۔ موزندار وغیرہ کو اپنا ہادی اور مہاں پرش بعد انکی تعلیم کو الہامی یقین کرتے ہیں۔

یہ ہے خلاصہ براہمو سپیکر کی تقریر کا۔ جو میں نے اپنے طور پر لکھا ہے۔ برہم سماج کا یہ عقیدہ بہت سی غلطیوں اور کم فہمیوں کا مجموعہ ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر میں ان سب باتوں کا جواب دیا گیا۔

ماسٹر رگھو ناتھ سہائے نے اپنا لیکچر ایک ہی گھنٹے میں ختم کر لیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانے کو تھا مگر جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں منڈوا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور نیچے اوپر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ آریہ سماج کے لیڈروں اور ناظمان جلسہ نے شامیانہ کو اتار دینا ضروری سمجھا کیونکہ دم گھٹنے لگا تھا۔ چند منٹ اس مقصد کے لئے صرف ہو سکے۔ اور

حضرت حکیم الامۃ پلیٹ فارم پر آئے پلیٹ فارم پر آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ چاروں طرف ایک سناٹا اور خاموشی طاری ہوگئی اور لوگ ہمہ شوق منتظر بیٹھے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ نے پوری بلند آواز سے لیکچر کو پڑھنا شروع کیا۔

لیکچر کا ایک ایک حرف اور جملہ باطل کو کچلتا ہوا تھا۔ جب کوئی آیت قرآنی آتی تھی تو مجلس پر ایک وجد سا طاری ہو جاتا تھا میں نے اپنے کانوں ایک معزز اور اہل الرائے شخص سے سنا ہے (جو اس نے ایک مشہور اخبار کے دفتر میں بیان کیا اور میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ وہ احمدی نہیں) کہ

مولوی صاحب کی تلاوت قرآن مجید تو سخت سے سخت دلوں کو بھی ہلا دیتی ہے

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالے کے ماموروں اور مرسلوں کا طرز بیان اور طریق خطاب دنیا کے دوسرے لوگوں کے طرز بیان سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے دنیا کے خود ساختہ لیڈر اور لیفارمر جو کچھ کہتے ہیں اس میں ایک تکلف اور بناوٹ ہوتی ہے مگر خدا تعالے کے مرسل جب بولتے ہیں تو انہیں ایک سادگی اور آمد ہوتی ہے نہ کہ آورد وہ گویا ایک مشین ہوتے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا اور علاوہ بریں وہ اپنی تقریر کے وقت ان تمام بیماروں اور بیماریوں کو مدنظر رکھتے ہیں جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جن کے علاج اور اصلاح کے لئے اللہ تعالے انہیں مامور کرتا ہے اس لحاظ سے ان کا بیان جامع اور مانع ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو بعض احمقوں اور کلام الٰہی کے طرز بیان سے محض ناآشناؤں نے قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

آیتوں میں باہم ارتباط نہیں

ایک مضمون شروع کر کے اسے ختم نہیں کرتا اور دوسرا اس میں شروع کر دیتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ آیات میں ایک محکم اور بلیغ ارتباط ہوتا ہے اور یہ اعتراض قصور فہم کی وجہ سے معترضین کو معلوم نہیں دیتا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ حق کا کام باطل کو کچلنا ہوتا ہے اس لئے جس راہ سے باطل کو آتے دیکھتا ہے وہ ساتھ ہی ساتھ اس کو اور اس کے انڈے بچوں کو کچلتا ہوا چلتا ہے جس طرح ایک تیز رو پانی جب بہتا ہے تو ہر قسم کے خس و خاشاک کو ادھر ادھر سے صاف کرتا ہوا نکلتا ہے۔ پس خدا تعالے کے ماموریں اور مرسلین کے کلام میں یہ ایک خصوصیت ہوتی ہے وہ اصل مقصد سے کبھی الگ نہیں ہوتے۔

بہر حال

ابتداً خدا تعالے کی حمد اس رنگ میں کی گئی جس سے اس باطل اعتقاد کا رد مقصود تھا کہ خدا تعالے نے روح اور مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جس کے عہد معدلت مہد میں مذہبی آزادی دی گئی ہے اس کے بعد نفس مضمون

دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون؟

پر بحث اٹھائی۔ اور اس کے ضمن میں خلاصۃً الہام کے متعلق لوگوں کے عقائد کا ذکر کیا اور پھر الہام کے ماننے والوں میں ان کا ذکر کیا جو کہتے ہیں کہ اب نہیں ہوتا اس کے بعد اپنا مذہب الہام کے متعلق بیان فرمایا اسکی ضمن میں اسلام کی عالمگیر تعلیم اور تمام قوموں اور اقطاع عالم میں نبیوں کی بعثت پر لطیف بحث فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی ہدایت اور وحی کی شوکت اور جلال کو پر شوکت الفاظ میں ادا کیا۔ اور ثابت کیا کہ صرف صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے ذریعہ اس زمانہ میں نبوت کی حقیقت معلوم

ہوتی ہے۔

اسی بحث میں امن عامہ اور عام صلحکاری کی ہدایت فرمائی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کی بحث نہایت ہی پر لطف تھی اس کا مقابلہ انجیل اور وید سے کر کے دکھایا گیا تھا اس کے بعد مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کی اصلاح کر کے دکھائی گئی تھی اور ثابت کر دیا تھا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اور نہ اٹھائی جائے گی۔ اجہاد کی بحث کے ضمن میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے متعلق جو یہ غلط خیال پھیلایا گیا تھا کہ وہ کافروں سے جنگ کرے گا اسکی اصلاح فرمائی۔ اور واضح طور پر بتایا کہ وہ نشانات اور آیات کے ساتھ اسلام کو پھیلا رہا ہے۔ یہ سلسلہ ایک دانشمند اور دقیقہ رس انسان کی نظر میں باہم مربوط اور مسلسل ہے اور سلک گہر کی طرح ہم رشتہ ہے

اس کے بعد اس ضرورت پر بحث کی کہ الہامی کتاب کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر الہامی کتاب کے اخص امتیازی نشان کے بیان میں فرمایا کہ اس میں الٰہی طاقت ہو۔ ازاں بعد وید کے دعوی قدامت پر دلچسپ تنقید فرمائی۔ اس کے بعد کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ

امتیازی نشان جو الہامی کتاب میں ہونا چاہیے وہ صرف قرآن مجید میں ہے

اور اس کے ثبوت میں ظاہر فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ طاقت ہے کہ اس کا سچا پیرو خدائی طاقت کے نمونہ معجزات کے رنگ میں دکھاتا ہے اور اس کے لئے اپنے باوجود کو پیش کیا اور ان کثیر التعداد نشانات اور معجزات میں سے بعض کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالے نے

آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں

پھر قرآن شریف کے بعض دوسرے معجزات اور اسکی اعلےٰ اور اکمل تعلیم اور ہدایت کا ذکر فرمایا اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کر کے دکھایا جس کے ضمن میں نجات کی حقیقت بتائی اور اس کے ساتھ ہی شفاعت کی فلاسفی سمجھائی۔ اور گناہ سے بچنے کا ذریعہ بتایا کہ خدا تعالے کی سچی معرفت اور اس پر حقیقی یقین ہو جو صرف قرآن مجید پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ لذیذ اور معرفت اور نور سے بھرا ہوا مضمون جس میں باطل کو ہر پہلو سے کچلا گیا تھا دس بجے کے قریب ختم ہو گیا۔ اخیر میں اس مضمون کے لکھنے کے وقت جو الہامات حضرت کو ہوئے تھے وہ درج تھے ان کے ترجمہ کے متعلق عام لوگوں نے خواہش ظاہر کی جس پر حضرت حکیم الامۃ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں لیکن حاضرین کی پر زور خواہش اور آرزو کی بھی میں قدر کرتا ہوں اس لئے میں اپنے فہم اور سمجھ کے موافق ان کا ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہو سکتا ہے اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کریگا جب چاہیگا۔ یا یہ کہ جب خدا تعالیٰ اس پر کھولیگا۔ بہر حال ترجمہ حاصل بالمطلب کے طور پر یہ ہے۔

کہ تیرے مخالفوں اور منکروں نے تیرے خلاف جو منصوبہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تیری عظمت اور تیرے اقبال اور ان سچائیوں کو جو تو پیش کرتا ہے پامال کریں یا در کھو وہ باریک در باریک تجویزیں اور منصوبے تیرے خلاف

کرتے ہیں اور کریں گے مگر وہ یقیناً یقیناً ان میں بامراد نہیں ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں حملہ کریں جس طرز سے حملہ کریں گے اسی رنگ میں نامراد رہیں گے تو میرے حضور میری روح کیطرح ہے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے گویا تیرے کلام اور بیان میں وہ اثر اور روشنی ہے کہ شیطانی باتیں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

حق آگیا ہے اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا

ترجمہ کو لوگوں نے نہایت شوق سے سنا۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامۃ نے اپنی جماعت کیطرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے نہایت توجہ۔ استقلال اور خاموشی کے ساتھ اس مضمون کو سنا اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اسپر غور کریں گے۔

پھر لالہ کاشی رام وید جو پریسیڈنٹ تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ہنسی یا اعتراض کے رنگ میں نہیں کہتا بلکہ سچے دل سے کہتا ہوں کہ

جسطرح ہیر دواریوں کے حق میں مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی ہے آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ ہم کو بھی ہدایت نصیب ہو

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مضمون کے متعلق عام رائیں

مضمون ختم ہو چکا اور جلسہ برخاست ہو گیا تو میں عام رائے سننے کے لئے مجمع میں ادھر ادھر پھرنے لگا۔ عام طور پر مضمون کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور لوگوں کی زبانوں پر تعریفی لفظ تھے۔

جبکہ مضمون پڑھا جاتا تھا ایک حصہ میں ایک نوجوان کہہ اٹھا کہ جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے پاس والے نے کہا کہ پھر اٹھکر مسلمان ہو جاؤ۔

مختلف مذاق مختلف خیال کے لوگ مجمع میں موجود تھے ایک آریہ صاحب نے جو پلیٹ فارم کے پاس کھڑے تھے چند شخصوں کے سامنے جن میں پولیس کے رپورٹر بھی تھے کہا کہ اصل مضمون پر تو کچھ بھی بحث نہیں کی اس کے جواب میں ایک سکھ صاحب نے کہا یہ بالکل غلط ہے سارا مضمون اصل ہی مضمون پر تھا کونسا حصہ ایسا تھا جس کو تم بے تعلق کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے دعوی پر بحث شروع کر دی تھی۔ سکھ صاحب نے فرمایا تم سمجھے ہی نہیں انہوں نے پہلے بیان کیا تھا کہ الہامی کتاب میں یہ قوت اور طاقت ہونی چاہیے کہ وہ امتیازی نشان دکھانے کی قوت اپنے پیروؤں میں پیدا کر دے۔ اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ کامل اور اکمل کتاب قرآن شریف ہے اور وہ یہ قوت دیتا ہے چنانچہ مجھے قرآن شریف کی پیروی سے یہ طاقت ملی ہے اور مجھسے یہ نشان ظاہر ہوئے ہیں اس لئے وہ منکرین کو دو ماہ کی دعوت بھی کرتے ہیں اسپر وہ آریہ صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔

اصل یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اس مضمون کا اثر دلوں پر کیسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے مامور نے جو بیج بویا ہے وہ رائیگاں نہیں جائیگا۔

پیسہ اخبار کی نادانی

پیسہ اخبار نے ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے جلسہ کے متعلق مندرجہ ذیل رائے دی ہے۔ ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں کہ پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قدیم دشمن ہے اور اس لئے اس کے مشن پر ضرر فوق آجاوے اگر وہ مخالفت کا رنگ اختیار نہ کرے۔ بہرحال میں ذیل میں اسکی رائے درج کرکے اسپر ریمارک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

دھرم چرچا۔ مذہبی مباحثہ کا جلسہ بسرپرستی آریا سماج شہر لاہور ۳ دسمبر کی شام کو سماج مذکور کے مندر واقع وچھووالی میں ٹھیک ۶ بجے شروع ہوا اور ۱۰ بجے شب تک قایم رہا۔ خلقت کا ہجوم پہلے دن سے کہیں زیادہ اور اس قدر عظیم تھا۔ کہ مندر کا سارا صحن۔ دالان کمرے بالائی برآمدے اور سب سے اوپر والی چھت کے کنارے لوگوں سے بھر گئے۔ اندر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی آخر کار گیٹ بند کر دینے پڑے اتنے بڑے اژدہام میں خوش انتظامی تو دشوار تھی۔ تاہم غنیمت ہے کہ کسی قسم کی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ کارروائی جلسہ کا افتتاح مسٹر روشن لال صاحب پریسیڈنٹ کی ایک مختصر تقریر سے ہوا۔ اور پہلے گھنٹہ میں برہمو سماج کے ایک قایم مقام نے اپنا لیکچر بلند آواز سے پڑھا جو جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ کو قابل قدر ماننے کے خیالات پر مشتمل تھا اس کے بعد حکیم مولوی نورالدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بالترتیب ایک ایک گھنٹے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک مطبوعہ لیکچر جسکی ضخامت ۴۶ صفحہ تھی سنایا جسکے ابتدائی حصہ میں اسلام کی عالمگیر تعلیم صلح جوئی و امن پسندی پر قابل تعریف بحث کی گئی تھی اور مذاہب غیر کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اسلام جسطرح اپنے پیروؤں کو سابق پیغمبروں کی تعظیم اور کتب ہائے مقدسہ کی تکریم کا حکم دیتا ہے۔ اسیطرح وہ بھی بزرگان اسلام کو ناگوار لفظوں میں یاد کرکے مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں۔ مگر چونکہ نصف لیکچر کے بعد سے مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ شروع ہو گئی تھی اور اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر و ناکافی بحث کی گئی تھی۔ اس لئے لوگوں کو وجہ شکایت رہی۔ اور حاضرین پر لیکچر کا وہ خوشگوار اثر نہ پڑ سکا جو خالص مذہب اسلام و قرآن کے محامد و فضایل کے ذکر سے متصور تھا۔

اسپر ہمارا ریمارک

مضمون کے آخر میں منشی محبوب عالم صاحب نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ ایسی کوتاہ اندیشی اور ناواقفی پر مبنی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لیکچر کو ہرگز نہیں سنا اور بغیر سننے اور پڑھنے کے ایسی رائے ظاہر کرنا ایڈیٹر پیسہ اخبار کی متانت اور منصب کے صریح خلاف ہے۔ منشی محبوب عالم کا یہ کہنا کہ اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر اور ناکافی بحث کی گئی تھی ظاہر کرتا ہے کہ ان سے زیادہ اس سکھ نے ہی لیکچر کو توجہ سے سنا جس نے متذکرہ بالا آریہ کو جواب دیا ہے اس کا فیصلہ آسان ہے منشی محبوب عالم پیسہ اخبار میں اس لیکچر کو پورا چھاپ دیں ناظرین خود فیصلہ کر لیں گے کہ

جھوٹا کون ہے؟

اس سارے لیکچر کا نفس ناطقہ تو اسی سوال کا جواب ہے کہ الہامی کتاب کون ہو سکتی ہے؟

یہ لوگ ہیں جو اسلام کو ذلیل کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرنے کی پروا نہیں کرتے چونکہ خود کچھ کر نہیں سکتے۔ لاہور کی حمایت اسلام یا کسی اور مجلس کے دل میں یہ جوش اور تحریک نہ ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قرآن مجید کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر نکلیں جو نکلا اسکی مخالفت کے لئے یہ اسلام کے نادان دوست آمادہ ہو گئے

مضمون کا ایک ایک جملہ ایک ایک سطر قرآن مجید کی عظمت اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کررہی ہے مگر اسلام کے نادان دوست کہ رہے ہیں کہ ناکافی بحث کی گئی ہے

اگر کوئی کافی بحث منشی محبوب عالم خود کرکے دکھادیتے تو انہیں ناکافی کہنے کا حق تھا مگر جینگڑ محلہ میں بیٹھے ہوئے رائے زنی کرنا ان کا ہی کام ہے۔ حضرت اقدس نے قرآن مجید کی خصوصیتوں اور امتیازی نشانوں میں سے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے سچے متبعین کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ ان پر بھی خدا کا کلام اترتا ہے اور ان کو امتیازی نشان دیئے جاتے ہیں اور پھر اس صداقت کو نسے دعویٰ کے رنگ میں نہیں بیان کیا

بلکہ

اپنے وجود باوجود کو بطور آیت اللہ پیش کیا ہے کہ اس صداقت کا میں زندہ گواہ ہوں یہ خصوصیت ہے جو اسلام اور صرف اسلام ہی کو دیگئی ہے دوسرے مذاہب اس سے عاری ہیں اس کو پیسہ اخبار اپنے مشن کی تبلیغ کہتا ہے۔

اپنا مشن کیا ہے؟

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور زندہ کتاب ثابت کرنا۔ پھر اس تبلیغ سے بیزار کیوں ہوتے ہو؟ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر جیسے ہی لوگ تھے بلکہ اس کے رہنما اور گورو جنہوں نے قرآن مجید کے طرز بیان پر بھی حملہ کیا تھا۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است

غرض لیکچر مذکور چند روز میں شائع ہو جائیگا اوس وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی ناواقفی کا علم یقیناً ہو جائیگا کیونکہ اس وقت اس نے جو کچھ لکھا ہے خود سنکر ہی نہیں لکھا۔

یہاں میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس لیکچر کو کثرت سے شائع کریں تاکہ حق ظاہر ہو اور خدا کی مجید کتاب کی عظمت کا اظہار ہو۔ لیکچر کے لئے تمام درخواستیں مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام بمقام قادیان ہوں۔

۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی رُوئداد

۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو صرف آریہ سماج کا لیکچر تھا جس کے لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج مقرر ہوئے تھے اور ۷ بجے کر لیکچر شروع ہونیکو تھا عام حاضری اگرچہ گذشتہ رات کی سی نہ تھی مگر معقول تھی۔ چونکہ مسلمانوں کو شب گذشتہ میں خاص طور پر کہا گیا تھا کہ آپ تشریف لائیں اس لئے مسلمان ہی کثرت سے موجود تھے۔

اور لیکچرار نے اپنا مضمون پڑہنا شروع کیا جس کو سنکر سخت مایوسی اور افسوس ہوا اول اس لئے کہ جن امور کا جواب بارہا مسلمانوں کیطرف سے دیا جا چکا تھا انہیں اعتراضوں کو انہوں نے دوہرانا شروع کیا۔ اور ابھی ۴۸ گھنٹے بھی اس عالمگیر صلح اور امن کی ہدایتوں کو سننے پر نہ گذرے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی تہیں مگر آریہ لیکچرار نے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کرکے اور نہ اپنے اشتہار کو مد نظر رکھکر

مسلمانوں کے مسلم راستباز نبیوں پر حملے شروع کردیئے

انہوں نے اپنے اعلان اور دعوتی خطوط میں وعدہ کیا تھا کہ تہذیب اور شائستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا جاوے گا مگر مضمون پڑہتے وقت ان باتوں کو بھول گئے۔

جس دلیری اور بے باکی سے انہوں نے ناپاک حملے کئے ہیں انپر ایک مبسوط ریویو کی حاجت ہے جو میں انشاء اللہ اگلی اشاعت میں لکھونگا۔ اور جسپر مقامی حکام کی سخت توجہ بکار ہے۔

آریہ سماج نے مسلمانوں پر سخت ظلم کیا ہے کہ انہیں اپنے گھر بلاکر اور ان کا بہت سا روپیہ خرچ کراکر ان کے مقدسوں کو گالیاں دیں اور انکی سخت دلشکنی کرکے اونہیں روحانی دکھ پہونچایا۔ آریہ سماج کی یہ حرکت سخت نفرت کے قابل ہے اس سے مضمون کا اندازہ ہو سکتا ہے میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ مفصل لکھونگا۔

ٹھیک ۹ بجے یہ گالیوں سے بہرا ہوا مضمون ختم ہو گیا جلسہ کے اختتام پر ایک صاحب نے اپنی چٹھی کے حوالے سے تین منٹ مانگے مگر اس کو نہ دیئے گو بہائیوں نے بہت زور دیا۔ وقت نہ دینے کے مباحثہ پر تو دس منٹ سے زیادہ گذر گئے مگر اسے تین منٹ نہ دیئے گئے۔

جو حق پسندی پر صریح ظلم ہے

بہرحال جس محبت اور صلح کے ساتھ آغاز ہوا تھا نہایت خطرناک کینہ اور عداوت کو آریوں نے پیدا کرکے اس جلسہ کو ختم کیا جس کے نتائج اچھے نہیں ہو سکتے۔

زلزلہ کا دھکا

۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی رات کو حضرت اقدس کے مضمون میں زلزلہ کی پیشگوئیاں پڑہی گئیں اور ۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو ۱۲ بجے کے قریب سخت دھکا لگا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ دہرم سالہ میں ۴ر دسمبر کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ کا زور کا جھٹکا محسوس ہوا جس سے لوگ سراسیمہ ہوکر گھروں سے باہر نکل گئے معلوم ہوتا ہے کوہستان کانگڑہ میں زور کا زلزلہ آیا ہوگا جس کے سبب سے کئی پہاڑ پھٹ گئے۔ سات مختلف مقامات سے ملبہ میں سے دہوئیں کے بادل اٹھے جو پاؤ گھنٹے تک رہے۔ اس زلزلہ سے چمبہ میں بہت نقصان ہوا۔ نگروٹہ کے قرب میں بہت سے گھر گر پڑے ہیں۔

تازہ الہامات

مندرجہ ذیل الہامات حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو اس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۳ر دسمبر کو لاہور میں پڑہا گیا

انت منّی بمنزلة النجم الثاقب یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یہ ساڑہے پانچ بجے صبح کا وقت ہے روز دوشنبہ

۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء -

انھم ما صنعوا ھو کید ساحرٍ ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔ انت منّی بمنزلة روحی۔

انت منی بمنزلة النجم الثاقب -

جاء الحق وزھق الباطل-

سوڈانی عرب

ہرایک زمانہ میں سوڈان کے عربی قبایل اپنے خلق اوصاف کیوجہ سے دنیامیں مشہور رہے ہیں چونکہ ان کا ملک بہت گرم ہے اس لئے مصری اور شامی عربوں سے اپنے رنگ وخط وخال میں امتیاز رکہتے ان کے چہرہ کا رنگ نہایت درجہ پر گندم گون ہوتاہے اوربال بڑے بڑے ہوتے ہیں ان کی عورتوں کا رنگ بیشتر گندم گون ہوتا ہے یاکچہ گندم گون زردی مایل رہتا ہی مصر کے آثار قدیمہ کے عجایب خانہ میں ملکہ ابتھو پیاآمن رامیس کا مجسمہ بالکل سوڈانی عورتوں کے خط وخال کا نمونہ ہے۔

زیب وزینت | ہرایک قبیلہ کے لوگ زیب وزینت کے اعتبار سے باہمی امتیاز رکہتے ہیں۔ اپنے رخساروں پر نقطہ دار لکیریں کہینچنا خاص زینت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز ہرایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نوعیت میں گو متحد ہو مگر کیفیت میں کچہ نہ کچہ فرق رکہتا ہے جسکی وجہ سے بآسانی دیکہتے ہی معلوم کیاجاسکتا ہے کہ فلاں شخص کس قبیلہ سے تعلق رکہتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ شایقیہ کے مرد اپنے دونوں رخساروں پر تین تین افقی لکیریں کہینچتے ہیں۔ قبیلہ عمودی بھی تین ہی لکیریں کہینچتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انکی لکیریں عمودی ہوتی ہیں۔ قبیلہ عابدلاب تین لکیریں کہینچنے کے بعد نیچے ایک افقی خط کہینچ دیتا ہے جس کا مونہہ زیادہ چوڑا ہوتا ہے اس کے رخساروں پر بجائے تین کے چار خط ہوتے ہیں۔ عورتوں کاحال اس سے جداگانہ ہے۔ جس عورت کا کوئی بچہ نہیں جیتا۔ وہ اپنے چہرہ پر خفیف خفیف خطوط کہینچتی ہے۔ اور دوسرے قبایل انہیں تینوں مذکورہ قبایل کی پیروی کرتے ہیں۔ نوبہ اور بربری لوگ بہی یہی کرتے ہیں۔ عام طور پر چہروں کو لکیر دار کرنا اور ہونٹوں کو رنگنا خوبصورتی میں داخل سمجہا جاتا ہے۔

خوبصورت مرد | ان کے مذاق میں خوبصورت مرد وہ کہلاتا ہے جو میانہ قامت گندمی رنگ کشادہ سینہ، متوسط کمر۔ طویل گردن۔ پست شانے۔ دنبالہ دار رخسارے چکنی بلند ناک سامنے کے کہلے ہوئے دانت۔ کشادہ ابرو۔ شریف عادات کا ہو۔

حسین عورت | حسین عورت وہ ہے جو میانہ قامت مایل بہ طول ہو۔ رنگ زردی مایل گیسو دراز۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز۔ ستواں ناک متوسط ہونٹ جو رنگ سے منقش ہو۔ گردن لمبی۔ سینہ چوڑا اور زیادہ ابہرا ہوا پتلی کمر۔ انگلیاں باریک چہوٹے پاؤں۔ نرم بدن عالی ہو۔ رقص کیحالت میں اگر پیچہے کیطرف جہکتا ہو تو سر قدم تک پہنچ جائے۔ چلنے میں شاخ درخت کیطرح لچک پیدا ہو۔ اور خندہ رو ہو۔ الجیریا کی عورتیں سوڈانی نقطۂ خیال سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

اخلاق | عربوں کے عادات واخلاق کیطرح سوڈانی عرب بہی ضیافت وکرم و مروت اور جرأت وشہامت میں مشہور ہیں۔ عزت وآبرو کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کینہ اور حسد ہمسایوں کی حفاظت نسب پر فخر کرنا اُن کا خاص شیوہ ہے۔ موت کو بڑی حقارت اور بے پروائی سے دیکہتے ہیں۔

اگر قحط پڑتا ہے اور بہوکہہ کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک سوڈانی عرب اپنا دروازہ بند کرکے بال بچوں سمیت گہر میں بیٹہہ جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مرجاتا ہے مگر کسی سے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہیں کرسکتا۔ اگرکسی مریض کی حالت سخت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنی تکلیف کا اظہار ہرگز نہیں کرتا۔ اگرکسی کو زخم لگ جائے تو وہ اپنی بیقراری اور صدمہ کا اظہار مونہہ تک نہیں لاتا۔ اگر کسی کو قتل کے لئے ماخوذ کیا جاتا ہے تو وہ مطلق موت سے ہراساں نظر نہیں آتا۔ اگر کسی مریض نے تکلیف ظاہر کی یا درد سے چیخ اٹہا یا موت سے آہ وبکا کی۔ تو اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی بزدلی پر مطعون کیجاتی ہے۔ اگر راستہ میں کوئی سوڈانی جارہا ہے۔ اور دفعۃً اُس کے پیچہے شور وغوغا بلند ہو تو وہ یہ نہیں کرتا کہ جاتے جاتے سر موڑ کر دیکہے۔ بلکہ بڑی پہرتی سے پیچہے کیطرف مڑجاتا ہے کہ گویا وہ جنگ کے لئے تیار ہے اگر پیچہے سے کوئی کتا پاؤں میں لپٹ کر کاٹ کہاتا ہے تو یہ بزدلی کی بات ہے کہ وہ اسے ہٹائے بلکہ کوئی دوسرا رہگذر اگر آگیا تو وہ کتے کو مار کر بہگا دیتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ بڑے عیب میں داخل ہے کہ قتل سے بہاگنے کی کوشش کیجائے۔ اگر کسی نے کوئی جرم واجب القتل کیا تو وہ ایسی جگہ پر نہایت صبر واستقلال کے ساتہہ موت کا منتظر کہڑا رہتا ہے

قبیلہ ضبیانہ کی ایک روایت مشہور ہے کہ عبدالرسول نامی ایک سوڈانی عرب کو اپنی بیوی سے عشق تہا۔ اور اُسکی بیوی کو اُس کے ماموں سے بڑی نفرت تہی۔ اُس نے عبدالرسول کو آمادہ کیا کہ اُسے قتل کرے۔ چنانچہ ایک دن موقع پاکر عبدالرسول نے اپنے ماموں کا کام خنجر سے تمام کردیا اور اُس کی لاش کی جگہ منتظر کہڑا رہا۔ کہ اس کے بہائی بدلہ لیں۔ تمام بہائی اورہنیں جمع ہوگئیں مگر چونکہ قاتل عبدالرسول عزیز قریب تہا۔ لہذا اسپر ہاتہہ نہیں ڈالتے تہے۔ اتنے میں عبدالرسول کی ماں آئی اور اپنے بہائی کی لاش پر گریہ وبکا کرنے لگی۔ اور اپنے بیٹے عبدالرسول سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو میرا اور اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ تو اپنا کام تمام کرے۔ فوراً اُس نے خنجر سے اپنا کام اُسی جگہ ختم کرڈالا۔ جب جاکے اُسکی ماں کو تسکین ہوئی اور اپنے بیٹے کی بڑی تعریف کی۔ الغرض دونوں لاشیں ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں۔ میدان جنگ سے بہاگ جانا ان کے نزدیک خواہ مقتضائے وقت ہی کیوں نہو۔ مگر بڑی حقارت اور ذلت سے دیکہا جاتا ہے اگر کسی قبیلہ کو شکست ہوگئی تو یہ نہیں ہوتا کہ بچے کہچے لوگ بہاگ جائیں۔ یا لڑتے ہوئے بہاگیں۔ فوراً اپنے گہوڑے کو قتل کرکے زین وفرش بچہاکر بیٹہ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن آکر اس کا کام تمام کردیتا ہے۔ وادی نیل کے عرب اور مشرقی سوڈان کے قبیلے بہی یہی عادت رکہتے ہیں۔ مغربی سوڈان میں البتہ دستور ہے کہ اگر موقع اسی کا آجائے تو بہاگ جانا ہوشیاری میں داخل ہے۔

عورتوں کی عزت اور احترام اُن کے دلوں میں بہت ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے سامنے جاکر اپنا برقع اتار دے اور اُس سے اپنی ضرورت کے لئے مدد مانگے تو اُسپر فرض ہے کہ سب سے پہلے اُسکی فرمایش پوری کردے خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے مگر کام سے مونہہ نہیں موڑسکتا۔

ضیافت اور مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ہرایک مقام پر ایک چہوٹا سا مکان مہمانوں کے قیام کے لئے تیار رہتا ہے۔ ہرایک مہمان کو وہیں ٹہہراتے ہیں اگر کوئی مسافر آگیا تو بڑی برکت سمجہی جاتی ہے اور ہرایک گہر میں ایک عید ہوجاتی ہے۔ لوگ جوق جوق مسافر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے دوڑے آتے ہیں

اور ہر ایک گھر سے باری باری کھانا بھیجا جاتا ہے مہمانی کا یہ حال الجیریا اور مشرقی سوڈان میں ہے۔ مغربی حصہ میں ہر ایک مکان کا ایک حصہ مہمانوں کیلئے ہمیشہ الگ رہتا ہے اپنے مہمانوں کے دل بہلانے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے سامنے طرح طرح کے جنگی کرتب دکھاتے ہیں۔ کوئی تلوار کو دو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھاتا ہے کوئی اسکی دہاری کیطرف سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ کوئی عمودی شکل بنا رہا ہے طرح طرح کے بڑے بڑے پتھر کندھوں اور پشت اور انگلیوں پر اٹھا کر مہمان کو خوش کیا جاتا ہے۔

بطلان۔ سوڈانیوں کی ایک مشہور رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے۔ یورپ میں جنگ ڈویل جسطرح سے کیجاتی ہے۔ ویسا ہی سوڈانیوں میں یہ رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے اور یہ اکثر عورتوں ہی کی بابت کیجاتی ہے۔ بطلان کا طریقہ یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں رقابت پیدا ہوتی ہے تو وہ دونوں ایک ایک مضبوط موٹے ڈنڈے ہاتھ میں لے کر سامنے آتے ہیں۔ ان کے بیچ میں ایک تخت بچھا دیا جاتا ہے اور وہ کپڑے والے ایک دوسرے کی برہنہ پشت پر اپنی قوت بھر زور سے مارتا ہے۔ لوگ اس کے گرد بڑی بھیڑ سے مجمع لگائے رہتے ہیں اور لڑنے والوں کے عزیز و وارث بھی موجود رہتے ہیں۔ انہیں سے جو صدمات ضرب سے آخر گر جاتا ہے اسکی شکست ہوتی ہے۔ اُس کے ورثا اس کو اٹھا لیجاتے ہیں۔ یہ رسم عوام الناس میں بیمار اور خصوص قبیلہ ابی حرز میں زیادہ رواج ہے۔ جو غالب رہتا ہے۔ عورت اُسی کا حق سمجھی جاتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بطلان میں شریک ہونیوالے دو سے زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اور ڈنڈے لیکر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں سے پہلے ایک صف کے سامنے آتا ہے اور ہر ایک کے ڈنڈے لگا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اسیطرح سب باری باری مارتے اور کھاتے ہیں کبھی کبھی جس عورت کی بابت یہ لڑائی ہوتی ہے۔ وہ بھی تماشا دیکھنے کو موجود رہتی ہے۔ اگر ان میں سے اثنائے جنگ میں کسی کی جرأت اور صبر سے محبت اس کے دل میں آ گئی تو وہ اپنا کنگن اتار کر اسی مجمع میں اُس کو حوالے کر دیتی ہے یہ اسکا ثبوت ہے کہ اس مرد سے اسے محبت ہے۔ اس وقت یہ خوش نصیب یا بد نصیب شخص کنگن اپنی ہتھیلی پر رکھکر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کے سر پر رکھکر کہتا ہے۔ کہ کامیابی کی تم مجھے خوشخبری دو۔ میں بھی اس ہتوں کا بھائی ہوں۔ اسوقت فوراً مجمع میں حرکت ہوتی ہے۔ اور حریف اس کو نیچا دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس خاص وقت کا طریقہ جنگ بدل جاتا ہے اور ایک ایک شخص بکر اپنے کندھوں پر ہاتھ رکھکر ڈنڈے اس کے لگاتے ہیں۔ جب تک ہاتھ شل نہیں ہوتا بار بار مارے جاتے ہیں۔ جب تھک جاتے ہیں تو دوسرے کی باری آتی ہے۔ بس اسی میں جو کھڑا رہ گیا اسے کامیاب سمجھنا چاہیئے

اگر کوئی نوجوان شخص کسی عورت پر عاشق ہو گیا تو اظہار عشق کا یہ طریقہ ہے کہ فوراً چھری نکال کر اپنے بازو اور پشت سے خون نکالکر عورت کا سر اور کپڑا بالکل اس سے رنگین کر دیتا ہے اُس وقت ایک دوسرا شخص اُس کو اس حرکت سے باز رکھتا ہے۔ اور خون لیکر اسکی معشوقہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے۔ بس عشق کی تکمیل ہو گئی۔ عورت بھی بھول نہیں سماتی اور اپنے عاشق کو صادق سمجھ لیتی ہے اور اپنی ہمجولیوں میں بڑے فخر اور ناز سے اپنے عاشق کی داستان بیان کرتی ہے۔

ان کے عشق و محبت کا حال بھی عجیب و غریب ہے اور اس میں ابنائے بادیہ کی غیرت و حمیت کا پورا پورا خمیر موجود ہے۔ چونکہ وہ عورتوں اور اپنے معشوقوں کی آنکھ کی تشبیہ ہرن سے دیتے ہیں۔ اس لئے کبھی وہ ہرن نہیں مارتے۔ اور نہ اوس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اگر کسی شکاری نے ہرن پکڑ لیا ہے تو فدیہ دیکر اُسے چھوڑا دیتے ہیں میدان جنگ میں بڑی پامردی سے اترتے ہیں اور اپنی معشوقہ کا نام لے کر بڑی جرأت سے مشغول بہ پیکار ہوتے ہیں عورتیں بھی اپنے مردوں کو خوب خوب بڑھاوے دیتی اور غیرت دلا کر لڑاتی ہیں۔

مہدی کا فتنہ جو آخر میں برپا ہوا اس کا نتیجہ سوڈانیوں نے بہت بھگتا۔ اور ان میں اب قابل نفرت خصلتیں پیدا ہو چلی ہیں جو قانوناً واجب الترک ہیں۔ اور ابنائے بادیہ کے لیے اعلے خصایل سے بہت بعید ہیں۔ مکر و دغا و کذب و تملق کا رنگ پھیل گیا ہے۔ (دبدبۂ آصفی)

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنے کا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اتارنے اور ٹھہرانے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکریٹری صاحب کو اُسقدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکریٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدیں گے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اسمیں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمانخانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین و یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلباء کیلئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کارخیر میں حصہ لیں گے وہ عنداللہ ماجور ہوں گے

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ار۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے۔ خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ فیصلہ آسمانی۔ قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر۔ برہان الحق قیمت ۳ر۔ حامد المسیح قیمت ۳ر۔ خطبات کریمیہ قیمت ۴ر۔ تفسیر سورہ بت قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپورہ

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن ومنافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بینظیر وسریع الاثر۔ مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون وجملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد وبخار چند منٹ میں دور اور سرسام وگلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں چند منٹ میں سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کیلئے جن کو دبے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ذرا جیرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مشہور لوگوں کی تیز و طراری طلسموں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دیکھ رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکہ ہے۔ قوائے منتشرہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم ... کیلئے یہ لاجواب مجون طیار کی ہے جس کے چند روز کے استعمال سے ... انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جائیگا اور ہر قسم کی شکایت ... کہ ہر ... تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا کر تجربہ کریں ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلاء الطلسمی۔ بیہودہ سال کے آثار جوانی کی بنا شتقہ الشباب اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت کو بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۱ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بیرون گیٹ ضلع دہلی

جبکہ یہ بات پھر پھر ہو

ممکن ہو کہ ایک بات ایک دو یا تین مرتبہ توجہ میں آئی اور آپ کو اس کی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اخبار اور رسالے میں بار بار اس کی بابت آپ سے کہیں تب تو ضرور آپ اس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے یہ کیسی خوش نصیبی ہے کہ آپ کبھی نہیں کے ایک مشہور طبیب سے ایسی چیز حاصل ہو جاتی ہے جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین جاندھو بھائی صاحب ایل ایم اینڈ ایس (دواخانہ نمبر ۱۵۸ کھڑک) تو جماعت تعاشہ کے ماتحت ازالہ ہیں جو بہت درد گردہ اور ریتا پنے کے مریضوں کیلئے تیار کیگئی ہیں۔ آئرن ہیں درد کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ذرا سی بیک ایک کیپسل پلس امیقری سکے لئے نہایت مفید دوا ہیں۔ یہ دوا گولیوں کی شکل میں ہے اس وجہ سے وہ مریض جو کہ سیال دواؤں کو پینے سے تھک گئے ہیں اس کو بخوبی استعمال کرسکتے ہیں۔ یہ دوا نہایت صحت بخش ہے۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہونگے تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ ان سیال زہروں کو گردے جسم میں نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت۔ کمزوری۔ چکر آنا۔ حافظہ اور بینائی کا زوال درد پشت اور ریتا کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس یا گردوں کا اختلاط درد گردہ لاحق ہوتا ہے۔ درد کمر کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور ریتا کی بیماریوں کے لئے تجربہ کیا گیا ہے جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈاکٹر کی دواخانہ سے آٹھ آنہ بکس ملتی ہیں۔ ایک بکس کی قیمت ۱ روپیہ ۸ آنہ ہیں۔ چھ بکس کی قیمت فی شیشی ۷ روپیہ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ ہمارے اخبار کا نام لکھیں کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوڈن کا مرہم (اینٹی سپٹک) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو دور ہو جاتی ہے اور اکثر ونت تو ایک ہی ڈبیا اچھا ہونے کو کافی ہے (خواہ نکلی ہوئی یا خونی) سرخ باد۔ کھرجلی۔ کیچڑ۔ چنبل۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ بواسیر۔ پھوڑے اور خارش کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت ۱۰ روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی عدد ... اور دوم ... ہے ... کہ یہ خراس گھوڑے یا بیل سے چلایا جاتا ہے گنا پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔



مشتہر ان مولا بخش غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سپیشل ... کشمیری لکڑی کے ... نہایت پائیدار ہیں قیمت ... کشمیری لکڑی ... کے لئے نہایت عمدہ ... کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ... اسپیشل میں ایک ... ہوگا ... کرکٹ بیٹ ... کین لکڑی جیسے مضبوط اور پائیدار اسپیشل کرکٹ بیٹ ... کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ...

بچوں کے کرکٹ سٹ } ... برس کے واسطے ... ایک سٹ فی بکس

ایک بال لکڑی کی فی بکس فی سٹ	۳ روپیہ
... ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۵ روپیہ
فٹ بال عمدہ ... پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت ...	۳ روپیہ
... ۵	۵ روپیہ
بچوں کے لئے فٹ بال ...	...
... ۳	...
کرکٹ بال ... نہایت عمدہ اور مضبوط ...	...
... کے بیج	...
...	...
کرکٹ وکٹس ...	...

سرٹیفکیٹ } نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ... کرکٹ بیٹ ... بال وغیرہ بھیجا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں ... کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند ... ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... ضلع کانگڑہ ...

اسکالٹس املشن



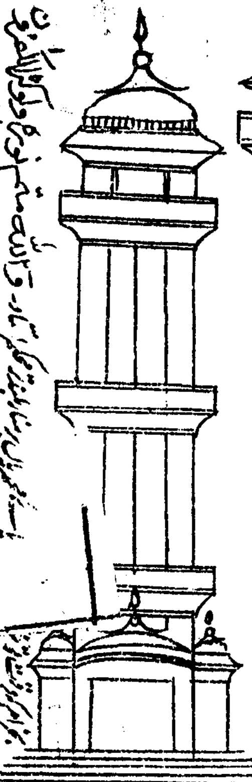
تمہارے جسوں کے کمزور ...... مقامات اور مضبوط بناکر استداد مرض کر رہا ہے

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت } ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن بر اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا



رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۱

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

بوگویم باز گو آئی جہاد قادیاں ہیں | دواہیں شفا ہیں غرض دارالاماں ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

از عوام سے صہر

... سے عہ

... باہر سے

... سے ۱۲ر

... غیر مستطیع

دس روپے سے کم آمدنی

... سے ۱۲ر

ینگکا خانہ رفیق الصحت علی گابی مل لاہور

دفتر الحکم قادیان

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ار دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ر ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنے کی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کریگی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک مثمر ثمرات ہوگی۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے اس نمبر کے پہونچنے کے بعد دوسرا نمبر سالانہ جلسہ ہی کے شروع ہونیکے دن پہونچیگا جبکہ شاید بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادے سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچے مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریباً طیار ہو گئے ہیں۔ اب بار بار اس امر کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل ملتی ہے ہی لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی مہمانوں کی ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سر انجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیئے۔ آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ چندے سے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔

کیا لاہور کی آریہ سماج خونی منظر کی محرک نہیں؟

گورنمنٹ خبردار رہے!!!

گذشتہ شورش اور فتنہ پردازی میں آریہ سماج کے متعلق جس عام رائے کا اظہار ہوا ہے اور گورنمنٹ نے جس فرزانگی اور سیاسی دانشمندی کے ساتھ ملک اور اہل ملک کو آنیوالی مصیبت سے بچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ گورنمنٹ کی اس عطوفت اور مراحم خسروانہ کا جو اس نے آریہ سماج کے ساتھ دکھائی ہے ان لوگوں کو ایسا شکرگذار ہونا چاہیئے تھا کہ آیندہ کے لئے وہ اپنی شوخی اور بے باکی کے رویہ کو بالکل بدل لیتی مگر گورنمنٹ کے متعلق اگر کسی مصلحت سے وہ خاموشی اختیار کر رہی ہے تو

مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے

آریہ سماج کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آریہ سماج کی شورش کو ظاہر کرنیوالے مسلمان تھے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کے کان بھرے ہیں جس پر لالہ لاجپت رائے کو جلاوطن کیا گیا۔ مگر گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ اس کا ذمہ وار کون ہے گورنمنٹ نے پوری تحقیقات سے کام لیا اور اپنے تمام معتبر ذرائع کی بنا پر وہ اس نتیجہ پر پہونچی جس پر پہونچی لیکن ان اخوان الشیاطین کو مسلمانوں سے پہلے ہی کچھ کم کینہ اور دشمنی نہ تھی جو اس پر اس شورش کے نتائج نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ آریہ سماج نے مسلمانوں کو بھڑکانے اور جوش دلانے کے لئے تمام حیلوں کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ مسلمان جوش میں آکر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جس سے وہ بھی بدنام اور معتوب ہوں مسلمانوں کے ملکی اور مذہبی لیڈروں کو اس موقع پر بڑی جدّ و جہد کرنی پڑی اور اپنی قوم کو سمجھایا کہ وہ ان لوگوں سے ہمیشہ الگ رہیں چنانچہ

مسلمان الگ رہے

مسلمانوں کے اس الگ رہنے کی پولیسی نے ہی سماجیوں کو بھڑکایا اور جوش دلایا اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں اور رہنماؤں کو کوسنا شروع کیا چنانچہ آریہ اخباروں میں جہاں ایک طرف قوم کو بھڑکانے کے لئے سکھ گروؤں کے حالات لکھنے شروع کئے وہاں ساتھ ہی مسلمان بادشاہوں خصوصاً محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی نسبت نہایت ہی ناشایستہ اور دل دکھانے والے الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کے دل دکھانے کا ذریعہ اختیار کیا گیا۔ آریہ سماج کا مذہبی لٹریچر جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسرے مخالف مذہب والوں کے خلاف شایع ہوا ہے پہلے ہی سے امن عامہ کو توڑنے والا اور دوسری قوموں کو سخت جوش دلانیوالا ہے مگر ان ایام میں خصوصیت سے یہ رنگ اختیار کیا گیا اسکی غرض بھی وہی

مسلمانوں کو جوش دلانا تھا

مگر اس غرض کی تکمیل کے لئے ایک اور حیلہ تجویز کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ پچھلے سالانہ جلسہ پر جو نومبر کی آخری تاریخوں میں ہوا لاہور کی آریہ سماج نے ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء لغایت ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء تک ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کو شمولیت کی دعوت کیگئی اور بذریعہ اشتہارات عام طور پر شایع کیا کہ نہایت ادب اور تہذیب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضامین پڑھے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعوت کیگئی۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر بھی جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کبھی ایسے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہونا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ مباحثات کو نفرت بڑھانے کا ذریعہ اور ملک کے امن عامہ کے خلاف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی سال گذرے گورنمنٹ آف انڈیا کو ایک خاص قانون مذہبی مناظرات اور مباحثوں کے متعلق مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور چاہا تھا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے

لیکن

آریہ سماج نے اس مرتبہ جبکہ نہایت تہذیب اور رعایت ادب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضمون پڑھنے کا وعدہ کیا اور ہر طرح سے اطمینان دلا دیا کہ نکتہ چینی اور بدگوئی نہیں ہوگی اور یہ یقین کر کے کہ ان لوگوں نے گذشتہ تادیب سے اپنا طرز بیان بدل لیا ہوگا تو انکی درخواست پر آپ نے بھی مضمون لکھا اور اسی بنا پر مختلف شہروں سے ہماری جماعت کے کئی سو آدمی شریک جلسہ ہوئے۔

سناتن دہرم والوں، برہموؤں اور عیسائیوں نے ہر طرح سے حفظ مراتب کو نگاہ رکھا اور کسی قسم کا دل آزار فقرہ یا جملہ انکی تحریر میں نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے جو مضمون پڑھا گیا وہ تو

امن عام اور صلح اور سلامتی کا پیغام تھا

جو شہزادہ امن کیطرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس میں بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ بزرگوں کی عزت اور عظمت کا نہایت صدق دلی سے اعتراف کیا گیا تھا۔ اور مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان عام اتحاد اور اتفاق کی محکم تجویز بتائی تھی۔ اور صاف طور پر فرمایا تھا کہ

ہم اس بات کا اعلان کرتا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شایع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنیوالے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور انہیں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے مگر ہم اس شکایت کے لئے کسی کے آگے روویں اور کسی سے اس بات کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں

دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کیطرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

بار بار اس اصل پر زور دیا گیا اور سمجھایا گیا مگر دوسرے ہی دن آریہ سماج نے

ان تمام باتوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔ حالانکہ آریہ ورت کے کسی رشی منی پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ انکی عزت اور تعظیم کیگئی تھی۔ اور آریہ سماج نے لیڈر سن چکے تھے اور وہ چھپا ہوا لیکچر بھی ان کو دیا گیا تھا مگر

آریوں نے ہم پر سخت ظلم کیا

۴ر دسمبر کی شام کو جب انہوں نے اپنا مجوزہ مضمون پڑھا۔ تو اس میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں اور راستبازوں اور مقدس لوگوں پر وہ دل آزار حملے کیے گئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور امن اور سلامتی کی ہدایتوں کو پڑھا اور سنا ہوا نہ ہوتا تو

آریہ سماج کے مندر میں خون کی ندیاں بہ جاتیں

آریہ سماج نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ادب اور تہذیب سے مضمون پڑھیگی اور کسی پر حملہ نہیں کیا جائیگا کوئی دل آزار فقرہ نہیں بولا جائے گا ہم نے اس وعدہ کی پوری رعایت کی اور کرنی چاہیے تھی مگر آریہ سماج نے اس کو توڑ کر ہم کو اپنے گھر بلا کر مہمان نوازی کے عام اخلاق کو بالائے طاق رکھکر اور قانون انگریزی کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے

نہایت گندے۔ نہایت ناپاک اور دل آزار حملے کئے

کیا آریہ سماج نے ہماری قوم کا کئی ہزار روپیہ جو اس مطلب کے لئے اسے خرچ کرنا پڑا تھا تباہ کرا کے ہم کو سخت دکھ نہیں دیا۔ سینکڑوں آدمی اپنے کاروبار چھوڑ کر راستہ اور سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے وہاں پہونچے اور لاہور کی جماعت کو ایک کثیر خرچ اپنے بھائیوں کے لئے خرچ کرنا پڑا مگر آریہ سماج کے لیڈروں نے گھر بلا کر

ہمارے مقدسوں و مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیں

جو طریق آریوں نے اس مرتبہ اختیار کیا۔ اسکی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب سے برٹش راج کا پرچم ہندوستان پر لہرانے لگا ہے اور جب سے مذہبی آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی کا عطیہ گورنمنٹ نے دیا ہے عیسائیوں نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے کبھی اسطرح پر اشتہار دیکر اور مسلمانوں کو اپنے گھر بلا کر اور ادب اور متانت کی گفتگو کا وعدہ کر کے دل آزار الفاظ میں حملے نہیں کئے۔ یہ پہلا موقع ہے اور اندر باہر میں اسکی نظیر یہی جلسہ ہے کہ مسلمانوں کو مدعو کر کے اور ان کو اپنی شائستگی کا یقین دلا کر اسطرح پر دکھ دیا جو آریہ سماج کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔

اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندہ حضرت عیسے علیہ السلام کو جسکو (اگرچہ یہ غلطی ہے) روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتیں اور شاہنشاہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں معاذ اللہ معاذ اللہ

قانون قدرت کے خلاف پیدائش رکھنے والا

کہا گیا۔ خدا تعالیٰ کے ایک قدوس بزرگ کی شان میں اس قسم کا بیجا نہ حملہ جسقدر دکھ دینے والا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قلم نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی تمام راستبازوں حضرت ابراہیم۔ حضرت موسٰی حضرت داؤد حضرت نوح حضرت آدم علیہم السلام سب پر نام بنام حملہ کیا اور ان کی بے ادبی دل آزار الفاظ میں کی ہمارے لئے نہ راہ رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہو رہا تھا۔ بیشک توہین صرف عیسائیوں کی ہی نہ تھی بلکہ مسلمانوں کی بھی تھی

کیونکہ مسلمان سچے دل سے ان سب کو اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں پھر یہی نہیں بلکہ

راستبازوں کے سردار اور مقدسوں اور معصوموں کے امام

سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر دیدہ دلیری اور بے باکی سے ساتھ

دل آزار اور ناپاک حملے کئے گئے

آریہ سماج کے لیڈر ۴ گھنٹہ پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن چکے تھے کہ

"رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنیوالے تھے آپ کے قدموں پر ادنےٰ غلاموں کیطرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کیطرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اتر آتے ہیں"

اور ایسا ہی انہوں نے صاف طور پر سنا تھا کہ

"خاص کر ہمارے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گندی گالیاں دیتے ہیں صرف وہ زبان سے تو صلح صلح کرتے ہیں مگر اسی زبان کو تلوار کیطرح کھینچکر ہمارے اس پیارے نبی پر چلاتے ہیں جس کے قدموں کے نیچے ہماری جانیں ہیں"

ایسا ہی انکو کھول کر بتا دیا گیا تھا کہ

"ہم اس اصول کو اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتھ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے تھے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی مان لیں۔ . . . . . اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکھیں کہ کبھی صلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑھتے جاویں گے۔ مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جنکا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ انکی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابان کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے"

ان تمام باتوں کو سن لینے کے بعد آریہ سماج کے لیڈروں کو اس حرکت سے باز رہنا چاہیئے تھا جو انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور بھڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور مسلمان ان آزردہ الفاظ کو

جو اُن کو گھر بلا کر اُن کے مقدسوں کی شان میں بولے گئے سُن کر اس بے عزتی کو گوارا نہیں کر سکتے جو اُن کی ہوئی ہے - گو چہ

قانون برطانیہ کے ادب

اور احترام کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں بیکس ہو کر بیٹھے رہے میں - اور امن عامہ میں کوئی خلل نہیں آنے دیا مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ جب وہ الفاظ شائع ہوں گے

تو عام فساد کا اندیشہ ضرور ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ لیکھرام اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے قتل ہوا - کیا یہ درست نہیں کہ سرحدی علاقہ میں اگر ایک آریہ کو وہاں سے نہ نکال دیا جاتا تو اُس کی جان کی خیر نہ تھی - اس لئے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کی بنا پر جو ہمارا مذہبی فرض ہے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں - وہ ڈاکٹر چرنجیو سکرٹری آریہ سماج لاہور کی اس تقریر کے نوٹس لے جو ۱۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو اس نے پڑھی - میں یقین رکھتا ہوں کہ پولیس کے رپورٹر موجود تھے اور اُن کا فرض تھا کہ وہ ان کلمات کو نوٹ کریں جو انھوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے عمداً بیان کئے اور اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو لاہور پولیس کا فرض ہے کہ وہ

امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے اس مضمون کو حاصل کرے اور اس کی اشاعت روک دے اور اس پر پورا نوٹس لے - اس مضمون کی اشاعت کے بعد ڈاکٹر مذکور ممکن ہے اصل مضمون کو تلف کر دے مگر پولیس رپورٹر اُن دل آزار الفاظ اور فقروں کو بھول نہ گئے ہوں گے اور حاضرین کی ایک کثیر تعداد گواہ ہوگی - ایسا ہی مجھے امید رکھنی چاہئے کہ سر فریزر اور اُن کی ذمہ وار اور بیدار مغز حکومت اپنی پنجابی رعایا کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے توجہ فرمائے گی جو ایسے

دل آزار اور مشتعل کرنے والے مضمون کی اشاعت سے متصور ہے

میں اس سے زیادہ سر دست کچھ لکھنا نہیں چاہتا - ہاں مسلمانوں کی خدمت میں ایک لفظ کہوں گا اور بس کہ وہ نہایت صبر و حلم اور صبر سے اُس نتیجہ کو دیکھیں جو گورنمنٹ کی توجہ کے بعد پیدا ہو - جس صبر اور حلم سے تم نے اب تک کام لیا ہے اسی کو اپنا شعار بناؤ - آریہ چاہتے ہیں تمہیں بھڑکائیں اور جوش دلائیں اُنھوں نے جوش دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور بیشک تمہاری عزت اور حمیت دینی مقتضی ہے کہ تم اپنا انصاف آپ کر لو مگر نہیں

برٹش راج مظلوموں کی حمایت کرتا ہے

اپنا دکھڑا گورنمنٹ کے سامنے رکھو - ہمیں امید ہے کہ وہ ضرور منصفانہ فیصلہ کرے گی

ریویو

شری دیو گورو بھگوان کے دربار میں میری اپیل

نام کا ایک ہی صفحہ کا رسالہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے اندر کے قائم مقام پال بی - اے مختون آریہ نے شائع کیا ہے اور اس کی قیمت رکھی ہے اس رسالہ کو اونیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے اور اس طرح یہ روپیہ کمانے کا اچھا خاصہ ڈھنگ ہے اس رسالہ میں دیو سماج کے بعض کرم چاریوں کے خطوط اور ڈائریاں حاصل کر کے ان کے چال چلن پر حملے کئے ہیں اور ان کے اس اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے جو وہ خدا پرستوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر کیا کرتے ہیں - میں اس قسم کے جوابات کو پسند نہیں کرتا - نہیں معلوم کہ محرم پال نے یہ کاغذات کس طرح پر حاصل کئے ہیں - ہاں یقین نہیں کر سکتا کہ کسی جائز طریق سے ان کاغذات کو حاصل کیا گیا ہو -

میں دیو سماج کے ممبروں کی اس پالیسی کو بھی ناپسند کرتا ہوں جو وہ کسی شخص کی کمزوری کو مد نظر رکھ کر خدا تعالیٰ پر حملے کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہی سہی مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے رنگ میں مخالفت کا اظہار کریں جو اخلاقی پہلو سے بھی گرا ہوا ہو - محرم پال نے اس جواب میں استہزا اور تمسخر کو اختیار کیا ہے جس کے لئے میری ذاتی رائے یہی ہے کہ بہتر تھا وہ اس رنگ کو اختیار نہ کرتا - دیو سماجیوں کو جواب دینے کی خاطر اگر اس نے ان کاغذات کو ناجائز وسائل سے حاصل کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک امر ہے کیا اس نے اسلام کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ وہ اپنے دوسروں کے مال پر خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو دست تصرف دراز کرنے سے رک سکتا تھا - محرم پال کا یہ فعل سنجیدہ پبلک پسند نہیں کرے گی - اور ایسا اعتراض کرنے سے پہلے اس کو اب آریوں کے کرم محرم کو دیکھ لینا چاہئے تھا - کتاب مذکور ۸ر قیمت پر منیجر اندر لاہور سے ملیگی -

---

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم - یہ چھوٹی سی سوانح عمری شری ہیڈ بیر کاشی دیو جی پر چارک براہم سماج لاہور نے حال میں شائع کی ہے - مسلمانوں نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جو ایک نہایت افسوسناک امر ہے - شری ہیڈ بیر کاشی دیو نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مختصر سی سوانح عمری جس رنگ میں لکھی ہے وہ نہایت قابل قدر کام ہے اگرچہ ایک ایسے شخص کے قلم سے جو مسلمان نہیں بلکہ براہمو ہے آں حضرت کی لائف کا لکھا جانا تعجب انگیز امر ہے مگر جس سپرٹ سے انھوں نے اس کتاب کو لکھا ہے وہ بہر حال قابل شکر گذاری ہے - یہ بالکل سچ ہے کہ اس کتاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر سیر کن بحث کی حاجت ہے مگر ایک براہمو کے قلم سے نکلی ہوئی سوانح عمری متعصب عیسائیوں اور آریوں سے کروڑوں درجہ بے تعصبی سے لکھی گئی ہے - ایسی کتاب قابل قدر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۵ر

منیجر براہم پرچارک لاہور سے منگواؤ -

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپکا فرض کیا ہونا چاہیئے؟

سالانہ جلسہ بالکل قریب ہے اور الحکم کی اس اشاعت کے بعد دوسرا نمبر اسی روز نکلیگا جبکہ قادیان میں سالانہ جلسہ کی تقریب پر بہت سے احباب آپہنچے ہوں گے اور اکثر راہ میں ہونگے یہ سالانہ اجتماع کی تقریب ہماری جماعت میں ایک قسم کی عید کی تقریب ہے جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک سے احباب جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر انھیں مسرت ہوتی ہے وہ اپنے آقا ئے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیحا دم کلمات سے اپنی بہت سی بیماریوں سے شفاپاتے ہیں ۔ مَیں اس وقت چند ایسی باتیں پیش کرتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں کہ ہماری قوم کے ہر فرد کو ان پر غور کرنا چاہیئے خصوصاً جبکہ قادیان کی سرزمین پاک میں وہ داخل ہوتے ہیں ۔ اور ایسی تقریب پر جبکہ ہزاروں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب سے اول جو مقصد ہر آنے والے بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہیئے وہ یہ ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو اُس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں ایک دوسرے کے لئے ایثار اور مروت ہو ۔ ایسے بڑے مجمعوں میں کئی قسم کی فروگذاشتیں ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے حسب دلخواہ اُترنے کے لئے جگہ نہ ملے یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو اس لئے ایسے وقت میں ہر شخص کو اپنی جگہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے ایسی صورت میں یہ امر مدنظر رہے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کو آرام پہنچے ۔ ان معمولی باتوں پر کبھی بھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہیئے ۔ اس لئے کہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسایش نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں بہترین طور پر حاصل ہوتی ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے جو

دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

یعنے خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا مستحکم رشتہ قائم کرنے کی سبیل ہاتھ آجاوے اور ان امراض نفس سے نجات ملے جن میں ہم گرفتار ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا ہے

پس اس مقصد کے حصول کی راہ میں آرامی اور وقتی ضروریات کے لئے بیجا جِدّ و جہد اور اس سلسلہ میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے ۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہو جس کے لئے سفر کیا گیا ہے ۔ اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کرکے اتنے میلوں کے فاصلہ پر ہم آئے ہیں ۔ اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہیئے ۔ ہم لوگ جو یہاں رہتے ہیں بے شک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جو حضرت امام علیہ السلام کی صحبت سے بہت متأثر اور سابقین اور اولین کا گروہ ہے اور بہت سے ہم میں ایسے بھی ہیں جو ابھی بہت سی روحانی امراض میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اُس کے برحق خلیفہ کی

نظر مسیحا اثر

سے شفا پا رہے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہیئے نہ دوسروں کے امراض پر نظر اگر ایک سر درد کا بیمار جو رات بھر ایک کھانسی میں مُبتلا بیمار کے پاس رہے صبح کو اُٹھکر اپنے دوسرے ہم نشین کی شکایت کرے تو اُس کی یہ شکایت دانشمندوں کے نزدیک قابل توجہ نہ سمجھی جاویگی ۔ پس اسی طرح یہ اگر روحانی امراض کے مختلف مریض ایک دوسرے کی شکایت کریں تو یہ بھی نازیبا بات ہے ۔ اور اگر ہم شکایات ہی کے سلسلہ میں پڑ جائیں تو اپنے

اصل مقصد کو کھو بیٹھینگے

ان دو باتوں کے بعد تیسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور نہایت ہی ضروری ہے ۔

اگر ہم یہاں جمع ہوں اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں سُنیں اور کچھ بزرگان ملت کے مواعظ اور تقریریں سُنیں اور پھر عام طور پر ایک میلے کی طرح اِدھر اُدھر پھر کر اپنے وقت کو بسر کرلیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بہت سا رادقتہ

اپنے وقت کا ضایع کرینگے

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک شخصی مفاد پر اور ایک **قومی مفاد** پر ۔ شخصی مفاد سے میری مراد اپنی ذاتی **اصلاح** اور بہتری ہے اور **قومی مفاد** سے میری غرض ان امور سے ہے جن کا اثر قوم پر پڑتا ہے ۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک شخص سے شروع کرکے اسپر ہی ختم ہی نہیں کر دیا بلکہ اسکو ایک

کثیر جماعت اور قوم کا باپ بنا دیا ہے

وہ بجائے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ابراہیم ہو کر ایک اُمّت ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ ہم جب سال میں **ایک مرتبہ** ایک جگہ ہاں اس جگہ جو خدا تعالیٰ کے فیض اور فضل کے نزول کا مقام ہے جمع ہوں تو صرف اپنی ذاتی بھلائی کے سوال ہی کو سوچ کر الگ نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ

ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو **قومی کاموں کی اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو ۔ بجائے اس کے جو ہم دو دو چار چار کی منڈلیوں میں اِدھر اُدھر پھر کر اپنا وقت گذاریں ہمیں مناسب ہے کہ سلسلہ کی ضروریات پر متفقہ رائے زنی کریں ۔

ضروریات سلسلہ میں سب سے اول ہمیں **لنگر خانہ** کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یہ وہ شاخ ہے جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک عظیم الشان شاخ ہے لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور چونکہ اس کا کوئی مستقل خرچ تجویز نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ نہ تو آنے والے مہمانوں کی حد بست ہو سکتی ہے اور نہ ان کی حیثیتوں کا کوئی تشخص ہو سکتا ہے کہ کس قسم کے مہمان آئینگے اور نرخ اجناس کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکتا ہے اس لئے کوئی تخمینہ یا بجٹ لنگر خانہ کا پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم اندازہ اور قیاس کسی حد تک ہو سکتا ضرور ہے مَیں نے اخبار کے پہلے صفحہ پر **تین ہزار** ماہوار کا سرسری اندازہ درج کر دیا ہے مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ ضروریات کے لئے بہت کم ہے ۔

اس کے بعد مدرسہ ہے جو آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے ۔ مدرسہ کی ضروریات کا بجٹ آپ پڑھ چکے ہیں ۔ مگر اتنا ہی آپ کا کام نہیں کہ مدرسہ کی ضروریات کا علم حاصل کریں اور ان کے پورا کرنے کی فکر کریں ۔ آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ان صورتوں پر غور کریں جو مدرسہ کے لئے زیادہ مفید اور مؤثر ہو سکیں ۔ قوم کے بچوں کی قسمیں ایک طرح پر تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہیں ۔ اس لئے یہ آپکا فرض ہے کہ انکے لئے ہر مناسب پہلو پر غور کریں ۔ مَیں **صنعتی تعلیم** کے پہلو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا ہوں ۔ مَیں ہمیشہ اپنی رائے نیک نیتی کے ساتھ پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا کرتا مجھے اسپر اصرار نہیں رہا اور نہ ہوگا کہ ضرور اسے واجب التسلیم سمجھا جاوے تاہم

مسئلہ تعلیم کا حل

ایک مشکل سوال ہے جو اس زمانہ میں تمام قوموں کے سامنے ہے یہ کہہ دینا بہت

آسان ہے کہ یہ دُنیاداروں کی باتیں ہیں مگر میں کہوں گا کہ جب دُنیوی مقاصد کو ملحوظ رکھکر دُنیوی تعلیم کے سلسلہ پر ہزاروں روپیہ سال بھر میں خرچ کر دیا جاتا ہے تو کیوں ضروری نہیں کہ اس مفید پہلو کو نظر انداز کر دیا جاوے۔

قوم کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوم بجائے خود مختلف قسم کے افراد کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے تو پھر کیوں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ قومی ضرورتوں کا سارا مدار صرف انگریزی اور رسمی تعلیم ہی پر آ گیا ہے۔

آپ کو اگر اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان گریجوئیٹس کی ضرورت ہے تو لوہاری اور نجاری کے فن میں ہوشیار مستریوں کی بھی حاجت ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے گورنمنٹ کو خود مسئلہ تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور یونیورسٹی نے جو اصول اس بارہ میں اختیار کیا ہے وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہئے اور ایسا ہی دوسری قومیں اس عقدہ کو جس طرح پر حل کر رہی ہیں

اس پر بھی غور کرنا چاہئے

تتبع اور تقلید کا سوال ایک روشن خیال اور رحق جو قوم کے سامنے نہیں آنا چاہئے اسے ہر حکمت کو اپنا ہی حق سمجھنا چاہئے۔ اور فی الحقیقت یہ سچ ہے

الحکمۃ ضالۃ المومن

حکمت مومن کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے۔

مدرسہ کے ضمن میں ہی ضرورت ہے ایسے سپیکروں اور محرروں کی جو خدمت دین کے ایسے پہلوؤں میں کام کر سکیں۔ پچھلے دنوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت کے سوال پر ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کیلئے چار لاکھ کی جماعت میں ایک فرد کے سوا دوسرے پر نظر نہ پڑنا کیسا افسوسناک امر ہے بحالیکہ بیسیوں ایسے آدمی ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لکھ سکتے ہیں مگر جرأت نہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے مشق کی ضرورت ہے مگر انھیں توجہ نہیں۔ ایسا ہی بولنے والوں کا حال ہے۔ بہت تھوڑے آدمی نکلینگے جو اس مقصد کو پورا کر سکیں اس لئے اس سوال پر بھی غور کرنا چاہئے۔

پھر **اشاعت** سلسلہ کا سوال ہے میری اپنی سمجھ میں اس مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ **بیرونی اشاعت** اور **اندرونی اشاعت** یا یہ کہو کہ جیسے ہمارے امام کی دو شانیں ہیں۔ ایک شان عیسویت۔ دوسری شان مہدویت۔

اسلام کو ممالک غیر میں شائع کرنا اس زمانہ میں بہت ضروری اور اہم فرض ہے اور یہ کام میگزین کے ذریعہ ہو رہا ہے اندرونی اشاعت کا کام دو اخبارات اور دو رسالے کر رہے ہیں۔ جن میں سے صرف اردو میگزین **قومی** رسالہ کہلایا جا سکتا ہے۔ باقی دو اخبار **الحکم** اور بدر اور **تشحیذ الاذہان** شخصی اخبار اور رسالہ کہلانے چاہئیں۔

باوصف اس کے کہ میرا اخبار الحکم سے تعلق ہے اور اس کے نفع و نقصان کا اثر میری ذات پر پڑتا ہے مگر میں امر حق کے کہنے سے کبھی رک نہیں سکتا **اردو اشاعت** کا موجودہ طریق قوم کے لئے گراں ضرور ہے اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ ان سب اخبارات اور رسالجات کو متحد کر کے **قومی** رنگ میں کسی اخبار کو چلایا جاوے تو شاید زیادہ سودمند اور ارزاں طریق نکل آوے۔ مگر ضرورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے ضروری ہے اس لئے موجودہ صورتیں رکھکر ہی ان کو زیادہ مفید اور [illegible]

کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس کے بعد بعض دوسری قومی ضرورتوں کا سوال ہے مثلاً **یتیم خانہ** وہ ایک ناکمل صورت میں پڑا ہے۔

ایسا ہی **تعلیم نسواں** کے مسئلہ کی طرف توجہ بکار ہے۔ ہم نے اپنی مستورات کے متعلق کیا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں بجز اس کے جو یہ کہدیں کہ قادیان میں ایک چھوٹا سا سکول جاری کیا ہے یہ سچ ہے کہ ابتدائی حالت نہایت ناقابل اطمینان اور ڈرانے والی ہوتی ہے مگر یہ بھی تو ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس کی حفاظت اور اہتمام کے لئے پوری کوشش کریں۔

ایسا ہی ایک اور مشکل ہے اور وہ بھی بجائے خود قابل غور ہے اور وہ قوم کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی کسی معقول صورت کا تجویز کرنا ہے

غرض

قوم کی مختلف ضرورتوں پر بڑے غور سے بحث کرنی چاہئے اور باہم تبادلہ خیالات کر کے اُن کے لئے کوئی راہ اختیار کی جاوے۔ ان سب کے علاوہ ایک معمولی امر کی فروگذاشت سے بھی ایک غیر محسوس نقصان قوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ باہم احباب میں تعارف بھی نہیں ہوتا۔ اور اس سے جو فوائد پہنچ سکتے ہیں نہیں پہنچ سکتے۔

خلاصہ

پس آپ آئیں اور اپنی بھلائی کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات پر غور کریں اور اُن کو پورا کرنے کی فکر کیجئے اپنی رائے ہیں جو مفید سمجھا عرض کر دیا ممکن ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اہل الرائے لوگوں کی نظر میں بالکل فضول ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر غور کے بعد وہ اس رائے پر بھی پہنچینگے تو میں اپنی **محنت کا صلہ** یقین کرونگا کیونکہ میرا مقصد ضروریات قوم پر توجہ کرنے کا تو پورا ہو جائے گا۔

آخر میں پھر باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ آکر اپنی قومی ضروریات کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں جو یہاں جاری ہیں پوری دلچسپی لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین!

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلسہ پر آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تا کہ ضروری انتظام کیلئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کو اُتارنے اور اُن کی جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد کی اطلاع دیں جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں **جلسہ** سے پہلے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں [illegible] مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہونگے۔ — یعقوب علی سکرٹری

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم - چند روز ہوئے کہ آپ کی کتاب الحقوق الفرائض حصہ دویم ایک دوست کے ذریعہ مجھ کو دیکھنے کو ملے اس میں آپ نے سود کے متعلق جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے - اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ فوائد نقل کرتا یا وہ تحریر میرے لئے اطمینان قلبی کا باعث ہوتی اولٹی اسکے برخلاف بہت سے ایسے امور پیدا ہوگئے ہیں کہ جنکا حل ہوجانا میرے نزدیک ضروری امر ہے - اس میں شک نہیں کہ یہ خط و کتابت جناب کے قیمتی اوقات میں ہرج واقع کرے مگر تاہم ایک نفس کا بھلا کرنا اور اسکو ایک امر کے سمجھانے سے پہلو تہی کرنا بھی ضروری اور لازمی امر اور علمائے اسلام کی شان کے شایان ہے اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہون - کہ اس عرض میں میرا ہی بھلا مقصود نہیں ہے بلکہ بنی نوع میں بہتون کا بھلا ایک یقینی بات ہے - وجہ یہ حرمت سود مسلمانون کے رگ و ریشہ میں ایسی پیوست ہوئی ہے کہ گویا ان کی گھٹی میں یہ بات اُن کو پلائی گئی ہے -

سود کے متعلق جسقدر آج تک علمائے عصر نے فتاوے دئے ہیں اُن میں سے اکثر باوجود ملازمت سرکاری اور قلیل الفرصت ہونے کے مجھکو دیکھنے کو ملے ہیں اور اُن پر اپنے خیالات کو غور کرنے کا اچھے طرح موقع میسر آگیا ہے - مگر جہان تک میری عقل نے میرے یاری کی ہے میں بہ وثوق کہہ سکتا ہون کہ یہ تمام فتوے معقول دلایل سے سراپا دور و مہجور ہیں اور یقیناً ان میں اسباب کی کوئی جھلک نہیں کہ جس سے طالب صادق کے لئے اطمینان قلبی کا موجب ہوسکے -

یہ امر ظاہر ہے اور عقل سلیم نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے کہ القرآن مجید نے جسقدر احکام ظاہر کئے ہیں وہ انسانی ہستی کے لئے امر ممکن ہیں یعنی اُن کے کرنے پر لاریب بفضل اللہ وہ قادر ہے ان میں کوئی تکلیف مالا یطاق کا مصداق نہیں اور کہ وہ انسانون کی بہبودی اور بہتری کا صریح ذریعہ اور کامل و مکمل بنانے کا سچا آلہ ہیں ہلاکت اور تباہی کی راہون سے دور رکھنا اور گمراہی و ضلالت - - - - سے بچانا اُن کا مقصود اصلی ہے اور انسانی ہستی کو وہ بنانا ملحوظ خاطر ہے کہ جو اُس کی ہستی کی اصل غرض ہے - ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے محض دنیا و دولت و ثروت بٹورنے کی خاطر ہی جنم نہیں لیا کہ وہی تدبیرین اختیار کی جاوین - یا اسلام وہی تدبیرین بتلاتا - جو دنیا کی دولت کے تدوین کے لئے ضروری اور لابدی تعین مگر یہ بات اس لئے نہیں بتلائی گئی کہ اس کی پیدائش کا اصل منشا تو یہ تھا - جو کہ آیت ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں ظاہر کیا گیا پس اس کے لئے جسقدر کافی وافی تھی وہی مناسب تھی - یہی وجہ ہے کہ اس غرض کو پورے کرنے کی خاطر اسلام نے جو مسایل پیش کئے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ناممکن التعمیل ہو ہان یہ بے شک ہے کہ بعض مسایل اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق صرف ہمارے ذاتیات تک محدود ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا تعلق بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جیسے رجم زانی یا قطع ید سارق وغیرہ - یہ اس قسم کے احکام ہیں کہ ان کی تعمیل کے اہل وہی حضرات ہیں اس کے علاوہ جسقدر احکام ہیں نماز ہے تو روزے ہیں تو زکوٰۃ ہے وغیرہ ان میں ہمکو کوئی بات ایسے نظر نہیں آتی کہ وہ ناممکن التعمیل ہو - ربوا - زنا - شرک - شراب خوری - قمار بازی وغیرہ عیوب سے بچنا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے - نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا - تو روزہ رکھنے کا حکم ہوا - تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوا - تو آنحضرت صلعم نے انکی تعلیم کرکے ہمکو دکھلا دیا - کہ ایسے عمل کیا جاتا ہے - ایسے ہی ربوا کے ترک کرنے کا حکم ہوا - تو زناکاری اور شراب خوری کی بدعادات کے چھوڑنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل درآمد کرکے بتلا دیا کہ اس طرح سے ہم نے ان کامون کو چھوڑا تھا - اور حکم آلہی کی تعمیل یون کی تھی - اسی مسئلہ سود پر اگر غور کی جاوے اور صحابہ اور تبع تابعین کی سیرت و لائف کے اوراق کا مطالعہ کیا جاوے تو اون کے سیرت و لائف میں یہ کہین نظر نہیں آتا کہ بعد حرمت ربوا اونہون نے اس کے یہ معنے گھڑے ہون کہ اس ممانعت سے صرف ۴ روپیہ سیکڑہ کی ممانعت ہے - ایک روپیہ سیکڑہ کی نہیں - ہم جہانتک صحابہ کرام کی لائف پر غور کرتے ہیں - تو ہمکو تو یہی نظر آتا ہے کہ اُن میں اکثر تجارت پیشہ ہی تھے اگر تجارت کا کام بغیر سود کی داد و ستد کے چلنا دوبھر تھا - تو صحابہ کی تجارت کس طرح چلتی رہی؟ ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے - اور واقعات حقہ اسپر شاہد ہیں کہ سود کے ترک کرنے سے ہی صحابہ کی تجارت کو وہ عروج ہوا - کہ وہ دنیا کے مالک بن گئے - قرآن نے جو احل اللہ البیع وحرم الربوا ؛ فرمایا ہے اسکا بھی تو آخر کچھ رنگ دکھلانا تھا - یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے ترک کرنے سے تعامل کے طور پر مسلمان آج تک سود کو حرام مطلق خیال کرکے اوس سے کنارہ کرنا عین ایمانداری سمجھتے ہیں - اور اس سے اس امر کا بھی روشنی پڑتی ہے - کہ سود کے عدم جواز معلوم ہونے پر صحابہ کرام ایسے ہی بہ وثوق ایمان رکھتے تھے جیسے کہ تعامل کے طور پر مسلمانون میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق -

آپ نے اس کے جواز کے جو کچھ دلایل تحریر فرماتے ہیں اسکو پڑھکر مجھکو سخت افسوس ہوا ہے اور دلایل کی کمزوری نے مجھکو یہ نیاز نامہ تحریر کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جس سے میرا منشا یہ ہے کہ آپ اسپر نظر ثانی کرکے جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرماوین - تو بعید از عنایت بے غایت نہ ہوگا -

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ نقد کا سود یہی متعارف سود ہے کہ زید نے مثلاً خالد سے ایک ہزار روپیہ اس اقرار سے قرض لیے کہ چھ مہینے میں یکمشت یا باقساط تمہارے ہزار روپیہ کے ادا کر دونگا اور ایک روپیہ سیکڑہ ماہانہ کے حساب سے سود دونگا - سوا اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناہی ہے لیکن ہمیں اشتباہ یہ واقع ہوا ہے - کہ قرآن میں ایک جگہ تو اضعافاً مضاعفہ یعنی سود در سود کی مناہی ہے - دوسری جگہ مطلق سود کی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا - اس کے لئے

حکم خاص کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اشتباہ امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگوں میں سود در سود کا رواج تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں مطلق سود کی مناہی ہے۔ وہاں بھی سود سے سود در سود مراد ہے۔ چونکہ مطلق سود کو الربوا معرف باللام فرمایا ہے۔ نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جاویگا۔ معھود فی الذھن۔ جو کہ عرب میں مروج تھا۔

الفرائیض صفحہ نمبر ۳۴۴۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جواز سود کی یہ توجیہ اس قسم کی ہے کہ اگر اسکو درست تسلیم کیا جاوے تو دوسرے امور میں اسکو زرین اصول قرار دیکر فیصلہ کر لینے کی کوئی وجہ انصافاً مانع نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس صورت میں مطلق سود حرام تھا تو سود در سود بدرجہ اول حرام ہوگا۔ اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص آیت لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ الخ کو پیش کرکے اس کے توجیہ اس آیت سے کرے کہ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان وحرم ذالک علی المومنین۔ یعنی یہ ظاہر کرے کہ مشرک عورت کے متعلق ہی ہے۔ مذکورہ بالا آیت ہے کیونکہ اگر زنا مطلق حرام تھا۔ تو آیت لا تقربوا الزنا کے بعد اس دوسرے مذکور آیت کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ زنا حرام ہوا۔ تو مشرک عورت ہو خواہ زانیہ ہو۔ سب ایک جیسے ہی ہیں اس لئے دوسری آیت کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ دوسری آیت آئی ہے اس لئے اس سے وہی زنا مراد ہے جو مشرکہ عورت یا زانیہ یعنی کسی سے ہو۔ ورنہ دوسری ایسی عورتیں اس سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ جو کنواری اور بیوہ ہوں اور بدقسمتی سے یہاں بھی زنا معرف باللام ہے۔ آپ کے مسلمہ نحو کے قاعدے سے جب دیکھتے ہیں۔ تو معھود فی الذھن وہی زنا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپکی دلیل کو تسلیم کرنے کی حالت میں جو کہ عرب میں مروج تھا۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عرب میں مشرکہ عورتیں بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں زنا کا بہت چلن تھا یعنی زنا کی کثرت تھی۔ ایسا ہی ایک جگہ آیا ہے کہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ مگر دوسری جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ تو اس سے مگر ایک آپ جیسا نکتہ رس یہ نکتہ نکال لیوے۔ کہ خمر اور میسر شیطانی حرکات کا موجب ہوں تب ہی حرام ہیں اور اگر شیطانی حرکات تک نہ پہنچیں تو جائز نہیں۔ اور چونکہ یہاں بھی خمر میسر معرف باللام ہے۔ نحو کے قاعدے سے معھود فی الذھن وہی استعمال خمر اور میسر تسلیم کیا جانا جناب کی دلیل کو تسلیم کے بعد ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ عرب میں مروج تھے۔ اور کہ جس سے خرابیاں واقع ہوتی تھیں ورنہ کمتر درجہ کا ہرگز ہرگز نہیں پس بتلائے انکے جواز اور اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہم حضرت رازی یا کسے اور کی کوئی دلیل کیسے قبول کریں جب حالت میں کہ ہم قرآن کا یہ نظام پاتے ہیں کہ اس نے ہر ایک بدی کو تدریجاً رد کیا ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ اول اول خمر کے بارے میں صرف یہ حکم آیا کہ لا تقربوا الصلواۃ وانتم سکاریٰ جب اس کے عادی ہو گئے تو فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ اس میں پہلے حکم کے بموجب زیادہ تشریح موجود ہے اور خمر اور میسر کے منافع کو جہاں تسلیم کیا گیا ہے وہاں اس کے عیب کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔ جب اس کے بھی عادی ہو گئے تو صاف سنا دیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ جس سے بیان ظاہر ہے۔ کہ بتدریج ایک بدی کی جڑھ کاٹی گئی ایک آیت دوسری آیت کی نہ تو نقیض ہے اور نہ کوئی اور نتیجہ نکالنا مناسب ٹھہر سکتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں کے لئے مختلف نسخے ہیں ایسے ہی سود کے متعلق کیا گیا کہ اول اضعافاً مضاعفۃ کہکر سود در سود کو روکا جب اس کے عیب سے آگاہ ہو گئے۔ اور اس کی عادت پڑ گئی تو مطلق سود کو حرام کرکے صاف حکم سنا دیا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بھی سود تم نے لینا ہے چھوڑ دو ان کنتم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی اگر باوجود سمجھانے عیب سود خوری کے باز نہیں آتے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے خدا اور رسول سے لڑنے کی شان ہیں وہ مومن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ یعنی اگر مومن ہو تو سود کو چھوڑ دو گیا معنے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ سود کھاوے پس نہ تو ایک آیت دوسری آیت کی نقیض ثابت ہوتی ہے اور نہ غیر ضروری بلکہ ایک ٹھیک یہ ہے کہ ہر ایک مرض آہستہ آہستہ دور ہو سکتا ہے یک دم دور ہونا غیر ممکن ہے۔ اور روزمرہ کا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ قانون قدرت میں ہم کو یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ کہ بدی بھی ابتدا تھوڑی تھوڑی کرکے ترقی پکڑ کر اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص افیون کھانا شروع کرتا ہے تو اول چاول یا خشخاس کے دانے کے برابر شروع کرتا ہے۔ پھر یہ تدریج ترقی کرتے کرتے اخفون تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے کہ اول روز ہی ماشہ بھر کھالے تو پہلے ہی روز دنیا سے کوچ کر جاوے۔ ایسے ہی افیون چھوڑنے والے یا دوسرے نشہ باز بھی آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتے ہیں۔ ورنہ ضرور بضرور تکلیف ہونا ایک فطرتی بات ہے کیونکہ ان کی طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ ان کی غذا بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے وقت پہ نہ میسر آنے کی طبیعت میں بے کلی پیدا ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ صاف ہے اور یہ سود در سود کے حکم اور مطلق سود کے حکم کا راز سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے مبارک وے جو اسپر عملدرآمد کریں۔

ہم جہاں تک باریک نظر اور عقل سلیم سے غور کرتے ہیں ہمارا ایمان تو قرآن کریم کے کلام الہی ہونے پر بیش از بیش ہوتا جاتا ہے اور اس حکمت لدا وندی پر ہمارے دل اسکی صداقت سے بھر جانے

ہیں کہ اوس نے مطلق سود اور سود در سود کی مناہی کر کے اپنے ہمہ دانی اور ہمہ علم کا ثبوت دیا ہے وجہ یہ کہ اگر ہم آپ کی دلیل کو بھی بفرض محال سچا تسلیم کر لیں یعنی یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف سود در سود کا ہی رواج تھا۔ دوسرے قسم کے سود کا رواج نہ تھا۔ تاہم ان ہر دو آیات کا ہونا قرآن کریم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے یعنی عالم الغیب خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں انٹرسٹ اور یوژری کے سوال پیدا ہو کر اول الذکر کو حلال محض ثابت کرنے پر زور لگایا جاویگا۔ اور آخر الذکر کو حرام۔ لہٰذا قرآن کریم نے ہر دو کا حرام ہونا دلائل قاطع سے ثابت کر کے اپنے صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا یعنی بقول آپ کے اضعافًا مضاعفة سے تو آنحضرت کے وقت کے رائج سود کی حرمت کو ثابت کر دی اور دوسری آیت سے جسکو آپ مطلق سود کے ذکر میں پیش کر کے سود در سود کا استدلال کرتے ہیں۔ ہمارے اس زمانے کے سود کو حرام کر دیا۔ گویا کہ پہلی آیت زمانہ حال یعنی آنحضرت صلعم کے زمانے کے واسطے تھی اور دوسری آیت زمانہ استقلال کے واسطے یعنی جس میں ہم اور آپ ہیں۔ پس اس دلیل سے بھی سود کا حرام ہونا ہی نکلتا ہے۔ حلال ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور اس نے کسی بدی و بدکاری کے روکنے سے اغماض نہیں کیا۔ خواہ وہ بدی زمانہ حال یعنی اس کے نزول کے وقت میں پھیلی ہو۔ خواہ آئندہ کسی زمانے میں پھیلے اس نے برابر ہر ایک کے ودر کرنیکا سیٹر بیج کر دیا ہے اور یہ اس کے عالم الغیب خدا کی طرف سے ہونے کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے اور کیسا کچھ نتیجہ خیز امر ہے۔ کہ اگر قرآن شریف صرف ایک ہی شق کو لیتا یعنی سود در سود کا ہی صرف ذکر اور ممانعت کرتا یا صرف مطلق سود کو ہی منع فرماتا سود در سود سے اغماض کر جاتا تو خوش فہم حضرات اس سے کیا کچھ نہ نتائج اخذ کرتے دیکھئے! باوجودیکہ دو آیتیں دو فرمانوں اور دو حالتوں پر دلالت کرتی ہیں مگر آپ ہیں تو صرف ایک ہی حالت میں اسکو دھر گھسیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس حالت میں سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ صرف سود در سود کی ممانعت ہے دوسرے قسم کے سود کی جسکو انگریزی میں انٹرسٹ کے نام سے پکارا گیا ہے ممانعت نہیں حالانکہ اس پر ہزاروں ایسے اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر کم شرح کا سود جائز ہے تو کمتر درجہ پر زنا۔ جوا۔ شراب۔ چوری۔ وغیرہ کیوں جائز نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کے خیال میں سود کے متعلق دو آیتیں ہیں جس سے کہ آخرکار یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف سود در سود ہی ناجائز ہے ایسے ہی شراب کے بارے میں نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ غور فرماویں کہ ایک جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان اور دوسری جگہ آیا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ کیا اس سے ایک شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ شراب اور جوا اس شیطانی حرکات کا موجب ہوں جب بھی حرام ہیں۔ ورنہ تھوڑی مقدار چونکہ خرابی کا باعث نہیں ہوتی اس لئے جائز ہیں۔ اور قرآن شریف بھی منافع للناس کہکر اس کے نفع کو تسلیم کرتا ہے اگرچہ اثمھما اکبر من نفعھما کہا ہے مگر وہ کثرت کے لئے ہے نہ کہ کم مقدار کے لئے بتلائے کہ اس کے جواز اور اس کے عدم جواز کی کیا دلیل ہے!

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہماری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ابتداءً ہر ایک بدی اور بدکاری تھوڑی تھوڑی کی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ کر کے وہ انسان کو اول درجہ کا عادی کا بنا دیتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ سود کے لین دین میں کوئی عقلی اور اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی پھر مذہبی مناہی کس مصلحت پر مبنی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے بارہ میں عقل اور مذہب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ عقل تو سود کے جواز کا فتوےٰ دیتی ہے اور مذہب ہے کہ سود کے نام سے چڑتا ہے یہیں سے ہم عقل کی حکومت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر سود کا رواج ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا۔ اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہود و نصاریٰ سب ہیں تو مذہبًا اس کے مخالف تھے اور پھر کھلم کھلا خدا سے دھڑلے سے لیتے ہی ہیں۔ اور دیتے بھی ہیں یہانتک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین ہو رہا ہے۔" الحقوق والفرائض صفحہ ۲۳۹

ہمارے تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ جناب کے نزدیک عقلی اور اخلاقی برائی کس کو کہتے ہیں ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دینے میں اور اس سے گیارہ سو نقد وصول کر لیں آپ کے نزدیک نہ عقلی برائی ہے اور نہ اخلاقی مگر اس کے نفع و ضرر سے وہ آگاہ ہو سکتے ہیں کہ جس نے مثلاً ایک ہزار روپیہ لئے تو ہوں۔ تجارت میں لگانے کے لئے اور بدقسمتی کہ تجارت میں گھاٹا آگیا ہو۔ تو اس وقت عقلی اور اخلاقی بدی اور برائی کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ جس طرح سود کے لین دین میں عقلی اور اخلاقی برائی سمجھ میں نہیں آتی ایسے ہی شراب۔ اور زنا و جوے کے بارے میں کونسی اخلاقی و عقلی برائی ہے شاید فرماویں۔ کہ زناکاری میں حقوق العباد کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ کسبی و کنواری اور بیوہ سے زنا کرنے میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رہا جوا اگر اسکو بھی حقوق العباد کی ضمن میں لا کر آپ رد کرینگے تو ایک اسکا قائل اس پر یہ دلیل لاسکتا ہے کہ جیسے ہمارا روپیہ دوسرے کے ہاتھ میں جانا اس میں ممکن ہے ایسے ہی دوسرے کا ہمارے ہاتھ میں آنا پس اس میں اگر حق العباد کے تلف ہونے کا جرم ہے تو سود خوری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ایک بندہ خدا کی گاڑھے پسینے کی کمائی ایک مفت خورہ اوڑا کر فقیر کرتا ہے۔ رہی شراب اس میں کسی کی نہ تو حق تلفی ہے اور نہ کچھ اعد برائی ظاہراً نظر آتی ہے اگر ہے تو صرف صرف اپنے پیسہ کا نقصان ہے مگر لطف اور ذوق جو آتا ہے جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیسا عجیب و غریب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شراب کے جسقدر آج تک فوائد ظاہر ہوئے ہیں ان سے ایک باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہے۔

ہمارے تو یہی سمجھ میں آیا ہے کہ انسان محض دولت جمع کرنیکی خاطر پیدا نہیں ہوا ہے۔ مگر اوسکا جنم اس مادی دنیا میں یعبدون کے لئے ہوا ہے۔ اسی لئے القرآن المجید نے اس کے لئے وہی سبیل ظاہر فرمائی کہ جس سے اس کے اس مقصد میں نقص لازم نہ آوے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے سودخوری ۔ جوا ۔ شراب وغیرہ سے منع فرمایا ۔ کیونکہ ان تمام میں پڑنے سے انسان ایک طرح کے فتنہ میں پڑ جاتا ہے اور اصل مقصود کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لازمی بات ہو جاتی ہے ۔ قرآن شریف نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم دن رات میں پانچ وقت یہ کہا کرو کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔ یعنی جو کہ قوی تو نے اے مولا کریم ! عطا فرمائے ہیں اُن کو ہم بے کار یا بے فائدہ تصور نہیں کرتے ہیں بلکہ ان سے کام لیتے ہیں اور تیرے اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جو تو نے ہمکو ایسے عجیب و غریب لاثانی قوی عطا فرمائے ہیں تجھسے مدد بھی مانگتے ہیں یعنی خواہش کرتے ہیں کہ اے مالک ایسا وقت یا لمحہ ہم پر نہ آوے جو تیرے اس عطا کو محض بے سود خیال کرکے ایسا کام شروع کر دیں جو نستعین یعنی امداد طلبی کے برخلاف ہو ۔ اس میں شک نہیں کہ تجارت جس میں نفع و ضرر دونوں صورتیں ہوتی ہیں وہ اگر بے ایمانی دغا بازی سے پاک صاف ہو تو وہ بھی خدا تعالےٰ سے امداد طلبی کی ایک سبیل ہے مگر سودخوری تو ایسا وتیرہ ہے کہ جس میں صرف ایک ہی پہلو ہے دوسرے پہلو کا نام و نشان نہیں یعنی صرف فائدہ ہی فائدہ ہر اور ہر وقت بڑھوتری کی کیا امید بلکہ یقین ہے جس سے انسان کا محنت و مشقت سے جی چرانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اسکی نیت ہمیشہ دوسرے کے مال پر لگے رہتے ہیں ۔ جو اپنے گاڑھے پسینے سے کمائی کرتے ہیں مگر کسی وجہ سے اگر وہ نادار ہو گئے مگر سودخور میاں کو کسی طرح کی فکر و محنت کرنے کی نہ تو حاجت ہے اور نہ ضرورت بلکہ انکو کسی قسم کے خسارہ کا خواب و خیال ہی نہیں ۔ پس نہ تو اسکو توکل کرنے کی ضرورت ہے اور نہ امداد طلبی کی حاجت ہے توکل کے معنے ہم یہی سمجھتے ہیں ۔ کہ محنت بھی کرنا اور امداد بھی طلب کرنا جو صرف خشک توکل کرتا ہے اور محنت نہیں کرتا وہ خدا کو آزماتا ہے اور جو نری محنت کو باعث چین خیال کرتا ہے اور امداد طلبی کا خیال کرنا برا سمجھتا ہے وہ دہریت کے خمیر سے مرکب ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا ہے اور ایک رقم کثیر یا کچھ اسباب یا مال خرید کر کسیقدر منافع پر تھوڑا تھوڑا یا جسقدر فروخت ہوتا ہے ۔ وہ توکل کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں مدنظر ضرور رکھتا ہے ۔ مثلاً ایک شخص نے گندم (کنک) فی روپیہ بیس ۲۰ سیر کے حساب سے خریدے اور وہ اٹھارہ ۱۸ سیر کے حساب سے بیچکر دو سیر فی روپیہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ گندم کا نرخ اس سے زیادہ ارزان ہو جاوے اور اسکو بجائے فائدہ کے نقصان ہووے اس لئے خریدنے کے وقت اُس کا توکل ثابت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو پسند کر کے حکم دیا کہ احل اللہ البیع مگر سودخوری میں کوئی توکل کی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ کی ہی امید کیا بلکہ یقین ہے ۔ خواہ روپیہ ایک سوداگر پیشہ نے لیے ہوں اور اسکو کسی وجہ سے نقصان بھی پہنچا ہو ۔ اس سود محمود کو اس کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ وہ تو رقم مع سود لیکر ہی اس غریب کا پیچھا چھوڑیگا ۔ خواہ وہ گھر بیچ کر دے چہ دے اور ضرور دے ورنہ مع خرچہ عدالت سے لے لیا جاویگا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس امر کو خدا نے ناپسند فرمایا حرم الربوٰا کا حکم صادر فرما کر اس تباہ کن مرض کے روکنے کیلئے قرار واقعی علاج تجویز کیا مگر آپ تو ایسے تباہ کن مرض کو نہ اخلاق برائی میں جگہ دیتے ہیں اور نہ عقلی برائی میں حالانکہ ایک انسان کا سود کے پیچ میں آکر گھر بار اور جائداد کو کھو بیٹھنا نہ صرف اخلاقی بلکہ بڑے سے بڑی عقلی برائی ہے مگر سمجھائیں کسکو اور بتائیں کسکو کہ جب تو یہ حالت ہے کہ سودخوری کے بارے میں عقل و مذہب کی لڑائی نے آپ کے آگے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عقل کی حکومت زبردست ہے کیونکہ؟ اس لئے کہ مذہب نے بہتیرا ہی غل مچایا مگر سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کرسکا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب سود کو نہ روک سکا تو کیا زنا کو چوری کو ڈکیتی کو سینہ زوری کو جوے شراب اور عیاری وغیرہ کو روک سکا؟ تو ان سب کا جواب نفی میں ہی ملتا ہے وجہ یہ کہ اگر مسلمان سودخور اور سود دینے والے موجود ہیں تو زناکاری کرنے والے چوری کرنے والے جواری شرابی وغیرہ بھی بہت سے ایسے ہیں جو اپنے کو مسلمانوں کا فرزند اور مسلمان ظاہر کرتے ہیں ۔ تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذہب نے ان کو کیوں نہ روکا ۔ آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر ان کے کاموں کو ہرگز ہرگز نہ روک سکا ۔ اکیلا اسلام ہی زناکاری چوری ۔ عیاری ۔ ڈکیتی وغیرہ کا دشمن نہیں یہودی نصاریٰ کے علاوہ ہندو وغیرہ بھی تو مذہباً اس کے دشمن ہیں پھر کھلے خزانے وہ کرتے بھی ہیں تو کیا اس سے مذہب کا قصور لازم آویگا؟ ہرگز ہرگز نہیں! وجہ یہ کہ مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ ایک فعل کے عیب و ثواب پر بہ ثبوت بحث کر دے پس اگر مذہب کے ذمہ یہ کام بھی ہوتا ہے ۔ کہ فرداً فرداً ہر ایک کو بالاکراہ والجبر سے ہر ایک عیب سے روکتا اور ہر ایک ثواب کا کام کراتا کالعدم اس اسباب کے تسلیم کرنے کے لائق ہو جاتے اور تجربہ اسباب پر شہادت دیتا کہ فی الواقع بدی اور بدکاری کا روکنا اسطرح ہوا کرتا ہے ۔ وجہ یہ کہ جب صرف اس کے ذمہ یہ بات ڈالی گئی کہ وہ ہر ایک نیکی و بدی اور بدکاری کے عجیب و ثواب پر بحث کرا دے اور اسکے اثر سے یہ فائدہ پہنچا کہ ایک عالم محض اس کے پیروی کرنے سے گرداب ضلالت میں اوندھے منہ گرنے سے بچ گیا ۔ اور جو گرے ہیں وے صرف ان راہوں سے اغماض کرنے کی وجہ سے گرے ہیں تو کیوں ہم یہ بات مان لیں ۔ کہ ضرور بضرور وہ بدی اور بدکاری کے دروازے کو ایسا بند کرتا کہ گویا قفل فولادی لگا دیتا مگر جبر و اکراہ کا نہ تو اسکو اذن ہی دیا گیا ۔ اور نہ اسمیں یہ قوت رکھی گئی اس لئے اُس کے ذمہ جو ڈیوٹی ڈالی گئی تھی وہ ادا کر دی اور ادا کرتا ہے جو اس پر غور کرتے ہیں ۔ وے فائدہ اُٹھاتے ہیں اغماض کرنے والے اوندھے منہ چاہ ضلالت میں گر کر ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر خسران مبین کے وارث بنتے ہیں ۔ بتلائیے کہ مذہب کا کیا قصور ہے؟ قصور ہے تو ہماری کرتوتوں کا نہ کہ مذہب کا پس مذہب کے سر اسکا الزام لگانا کیسی نادانی کی دلیل خیال کی جاوے!

اس میں شک نہیں کہ انسانی ہستی کے لئے عقل ایک روشن چراغ ہے اور اس کے وجود سے اُسکے بہتری کے بہت سے آرام و سلسلہ میسر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں اور یقیناً اس روشن چراغ نے ہی انسانی ہستی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے ۔ مگر تاہم یہ بات ماننے کو کبھی تیار نہیں ہیں کہ مجرد عقل ہی

کسی بات کا تصفیہ ہی کر سکتی کے قابل ہے بہی خیال فرمایئے کہ آپ بھی صاحب عقل و فراست ہیں اور ہم کو بھی خدائے تعالیٰ نے عقل اور سوچنے کا مادہ دیا ہے آپ کی عقل سود کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے مگر ہمارے عقل تجربہ صحیحہ کی مدد سے اسکو دیکھ دیتی ہے اور اس کو ایک خطرناک اور بنی آدم کے لئے تباہ کن فعل یقین کراتی ہے۔ اب کہان سے ایسا جج تلاش کریں جو ہماری اور آپ کی عقل کا موازنہ کر کے آپ کے عقل اور ہماری عقل سے مخص کو رہنے ہونے کا فیصلہ کرے؟ لیکن نہ تو ہم ایسے بھولے میاں ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھیں اور نہ ایسے ہیں کہ عقل کو ہر ایک امر میں رہبری کا قرار واقعی ہی ذریعہ دین۔ وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک عقل کے ساتھ ساتھ تجربہ صحیحہ بھی کچھ چیز ہے۔ سو جب ہم ان ہر دو کو لے کر غور و خوض سے کام لیتے ہیں تو لا محالہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے کاش! اگر سود کا چلن دنیا میں نہ ہوتا تو یہ سیکڑون اور ہزارون خاندان جو ہلاکت میں غرق ہو کر خراب و خستہ ہوئے ہیں نہ ہوتے۔ یہ سود کے چلن کے اٹھانے ہی ان کو فضول خرچی عیاشی اور تماش بینی کا فریفتہ اور گرویدہ کر دیا جس سے ان کی بنائی عزت اور جائیداد کو بیگانے ہاتھون میں جانا پڑا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے دین کے علمار جو قرآن فہمی کا دم مارتے ہیں جن کو یہ گمان ہے کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے امور کو روکیں جو تباہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے الٹے ایسے امور کے لئے دلیری دلاتے ہیں۔ جو کہ فلاکت و نکبت کا نہ صرف ذریعہ ہے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہو کہ انہیں کے اثر سے نکبت و ادبار نے آ دبو چا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار محمد حسین لاہور چھاونی۔

دہرم چرچا کے جلسہ میں آریاسماج کی شیرین زبانی

لاہور کے "دہرم چرچا" کے جلسہ میں مختلف مذاہب کے لکچرون کے بعد ۴ دسمبر ۱۹۱۰ء کو آریا سماج کیطرف سے جو تقریر ہوئی اس میں بجائے اس کے کہ وید کا الہامی ہونا ثابت کیا جاتا یا آریہ دہرم کی کچھ خوبیان ظاہر کی جاتی لیکچرار صاحب نے (جیسا کہ قدرتی طور پر اس گروہ سے توقع ہو سکتی ہے) تمام انبیائے کرام و کتب مقدسہ خصوصاً حضرت سید الانبیار بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنی تعلیم کے خلاف انہی خود تراشیدہ لغو اعتراضات کو دہرایا۔ جو پنڈت لیکھرام مقتول اور دہرم پال وغیرہ علم عربی سے بے بہرہ ہونے کے سبب وضع کئے تھے۔ اور جن کے بیسیون معقول اور دندان شکن جواب علمائے اسلام کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں صاف اور مدلل طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جن الفاظ کے معانی کو آریہ صاحبان محل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور محاورہ کے رو سے محققین اسلام کے نزدیک مسلم نہیں۔ پھر انہیں باتون کو بار بار سو دو اعتراض ٹھہرا کر بغلین بجانا شاید آریہ صاحبان کے لئے مایہ ناز ہو تو ہو مگر کوئی عقلمند و انصاف پسند روا نہ رکھیگا۔ آریہ صاحبان بھی فی الحقیقت معذور ہیں۔ اگر وہ غیر مذاہب پر ناجائز حملے چھوڑ کر صرف وید مقدس کی خوبیان ہی بیان کرنی چاہیں تو کیا بیان کریں کیونکہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنی موجودہ تعلیم سے جسکو وید کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں آریہ صاحبان کسی روحانی منزل پر نہیں پہنچ سکو۔

آریہ لیکچرار صاحبان کو مناسب تھا کہ اسلام وغیرہ پر غیر مسلسل اعتراضات تھوپنے کی بجائے وہ وید کی تعریف یون فرماتے کہ وید وہ الہامی کتاب ہے جسکی سچی اطاعت سے فلان فلان زمانون میں فلان فلان لوگ مقربان الٰہی بن گئی تھے جس کے ثبوت میں وہ زمانہ حال کے چند نمونے بھی پیش کرتے جو ایک حق پسند طبیعت کے لئے سود مند ہوتا کیونکہ اگر بقول آریہ صاحبان آج ویدون میں وہ صداقت باقی نہیں جو کسی پہلے زمانہ میں تھی تو ایک طالب حق کے لئے ایسی کتاب کا عدم وجود برابر ہے۔ ہان الہامی کتاب درحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اپنے سچے متبع کو ملہم اور قرب الٰہی بنا دینے میں ہر زمانے میں مقناطیسی اثر رکھتی ہو۔ سو یہ فضیلت اور عزت قرآن مجید کو حاصل ہے جس کی سچے پیرو۔ ہر ایک عہد میں اس کمال سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور جن کے زندہ نمونہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ جلسہ مذکور کے اس لکچر میں جو جناب میرزا غلام احمد صاحب ارسال کیا گیا تھا اس امر کو بلوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے۔

علاوہ برین یہ ہر ایک معقول مذہب کا مسلمہ اصول ہو کہ جس جماعت کے نزدیک مقدسون کی توہین اور درشت زبانی جزو دین یا عبادت سمجھی جاوے وہ جماعت روحانیت سے بالکل بے نصیب رہتی ہو چنانچہ آریہ صاحبان کی مذہبی تعلیم اپنی موجودہ صورت میں اس نتیجہ کی گواہ ہے لیکن آریہ سماج کے لئے وہ وقت بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب ان کا کوئی خیر اندیش ریفارمر بد زبانی اور بیجا حملون سے روک کر صرف ان کی مذہبی خوبیان بیان کرنے پر انہیں قانع کر دے ورنہ یہ تو ایک مجرب بات ہے کہ جو مذہب اپنی ذاتی خوبیون کے لحاظ سے تہیدست ہو اور جسکا سرمایہ سوائے بے معنی اور دل آزا نکتہ چینی کے کچھ نہ ہو۔ یقیناً اس کے لئے یار فنا گھاٹ میں بیٹھی ہے جو ایک نہ ایک دن اس کا کام تمام کر دے گی۔

آخر میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ مذکور کے دلخراش لکچر سے نہ صرف مسلمانون کو صدمہ پہنچا ہے بلکہ ہندو کمیونٹی کے دیگر صلح جو فرقون کے اکثر نیک نیت اصحاب بلکہ چند شریف طبع آریہ بھی اس کی طرف سے شاکی پائے گئے۔ حالانکہ آریہ لکچرار نے برہمو، سناتن دہرمیون، سکھون۔ وغیرہ کے مضامین یا عقاید کی ذرا بھی تردید نہیں کی جس سے شبہ ہوتا کہ شاید اب آریہ سماج ان فرقون کے معتقدات سے کچھ اتفاق ہو چلا ہے۔ لیکن جب ہم آریہ گروہ کے گذشتہ لٹریچر پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق مبنی بر نفاق ہے ورنہ ان سب فرقون کی تردید میں آج تک

ہزار صفحے سیاہ نہ کئے جاتے اور نہ ان کے بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر ان کی دل آزاری کیجاتی بہرحال نتیجہ میں یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ "وہ دہرم چرچا" کو اگر واقعی دلچسپی و نتیجہ خیز بنانا منظور ہے تو آریہ صاحبان، . . . .

اس قسم کی دلآزاری کے طریق کو ترک کر دیں اور اپنی اپنی مذہبی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے دیں۔

خاکسار ماسٹر ولی اللہ اسسٹنٹ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو فرائض انسانی میں سے ایک فرض ہے جو ہر ایک شخص کے لئے علیٰ قدر مراتب ضروری اور لازمی ہے اس معاملہ میں کلام مجید میں از حد تاکید پائی جاتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہے۔ سب سے بڑا اور ناصح تو خود اللہ تعالےٰ جل جلالہ عم نوالہ ہی ہے جس نے اپنے نہایت ہی پیارے انسانوں رسولوں۔ نبیوں کی معرفت بذریعہ الہام و وحی ہمیشہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کی دستگیری اور مشکلکشائی فرمائی۔ رسالت نبوت کا عہدہ ہی محض خیر خواہی خلایق کے لئے مقرر ہوا۔ قصص الانبیاء پڑھنے اور سننے سے ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی کو بخوبی پتہ لگتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہی کچھ ایسی قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں گویا درمیانی واسطہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے وہ محبت اور پیار کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ کے پورے مصداق اور مخلوق الٰہی کے ایسے خیر خواہ کہ ان کی بہبودی اور بھلائی میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہیں رکھتے۔ لوگوں کیطرف سے ٹھٹھہ مخول تمسخر سے شروع ہو کر گالی گلوچ۔ بدزبانی۔ بدگوئی بلکہ ایذا رسانی تکلیف دہی تک نوبت پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ گھر بار مال جان تک اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی میں صرف کر دینے تک سے دریغ نہیں کرتے "یا یوں کہو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں کہ ذرہ ذرہ سے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی آواز آنے لگ جاتی ہے۔ پہلی نبوتیں اور رسالتیں تو صرف بطور طوطیہ و تمہید کی تھیں۔ اور اب کی تعلیمیں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہی تھیں جنکا خلاصہ تھا۔ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ مگر ہماری سرکار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب کے سب مراتب مناقب انسانی تکمیل کو پہنچ کر خاتمہ کی نوبت پہنچ گئی۔ اور حکم ہوا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا۔ انسانی کمال خواہ کسی قسم کا ہو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں موجود ہوگا۔ اسی لئے تو فرمایا گیا۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اب حضور والا کی مہر منیر براہ راست نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہو گیا۔ یہی معنے ہیں خاتم النبین کے۔ مگر الحمد للہ والمنت کہ فنا فی الرسول ہو کر یا دوسرے لفظوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع ہو کر اور آپ کے قدم بقدم چلکر۔ رویا۔ الہام۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد۔ دین اسلام کی حفاظت و اصلاح و تجدید کی ضرور آتا ہے جو آیت استخلاف کے مطابق سچا جانشین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جاتا ہے گویا بروزی رنگ میں خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ وعظ و پند اصلی تو نبیوں اور رسولوں اور ان کے حقیقی جانشینوں ہی کا کام ہے یا جو لوگ ان کے پورے پورے پیرو اور تابعدار ہوں۔ جنہوں نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا سبق اچھی طرح یاد کر لیا ہو۔ ان کا وعظ حالی ہوتا ہے۔ نہ صرف قالی۔ وہ تصنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ہوتے ہیں ریاکاری سے سخت بیزار۔ وعظ سے پہلے ان اجرہی الا علی رب العلمین کی آواز بلند کرتے ہیں نبض شناس طبیبوں کیطرح مرض تشخیص کر کے علاج شروع کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور جراحوں کی طرح درشتی اور نرمی دونوں سے کام لیتے ہیں نہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے نہ کسی کی شاباش اور واہ واہ کا خیال۔ یہ نہیں کہ آجکل کے واعظین کیطرح اس روحانی اور اصلی کام کو نفسانی اور نقلی بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ جہاں گئے وہاں کے لوگوں کے خیالات و معتقدات کو مدنظر رکھتے ہوئے سریلی اور رسیلی آواز سے لگے زمین و آسمان کے قلابے ملانے۔ نہ توحید نہ رسالت نہ امامت نہ قیامت نہ عمل صالح کی ترغیب نہ اعمال بد سے ترہیب نہ اخلاص و ریا میں فرق نہ سنت و بدعت میں تمیز نہ عبادت کی عملت غائی نہ گناہ اور نافرمانی کی فلاسفی نہ تقویٰ و طہارت کے فائدے نہ فسق و فجور کے نقصان۔ غرض کوئی کام کی بات تو چھیڑی تک نہیں۔ مگر مجلسِ وعظ کو ایسا گرمایا کہ کبھی ہنسایا کبھی رلایا۔ مسایل ایسے ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان نہ سر نہ پیر۔ عجائبات کا مجموعہ نادرات کا ذخیرہ۔ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے کبھی کسی مخالف فرقہ پر چوٹ کبھی کسی فریق مقابل پر اشارے کنایے نہیں نہیں کھلم کھلا پھبتیاں اور دل لگیاں۔ اور دل کھول کر اور جی بھر کر دوسروں پر بہتان بندیاں۔ مجلس اور اہل مجلس کو لوٹ لوٹ ہی تو کر دیا۔ سامعین بھی جیسی روح ویسے ہی فرشتے عقل سے اندھے گانٹھ کے پورے۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کے ساتھ ساتھ ہی لگے روپے پیسے اور کپڑے پھینکنے۔ آج ایک محلہ کی مسجد میں تو کل دوسرے محلہ کے کسی رئیس کے مکان کی چھت پر۔ غرض شہر۔ شہر۔ گاؤں گاؤں۔ محلہ محلہ۔ گھر گھر وعظ ہوا۔ کسیکو معلوم تک نہ ہوا کہ پیدا کس لئے ہوئے ہیں اور ہمارے فرائض منصبی کیا کیا ہیں۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالح کس چیز کا نام ہو۔

(باقی آئندہ)

اخبار الحکم کی ہفتہ میں دوبار اشاعت کا فیصلہ

جیساکہ گذشتہ اشاعتوں میں لکھاجاتارہاہی ناظرین الحکم سے اس سوال کے متعلق استصواب کیا گیا تھا۔ مَیں بڑی خوشی سی ظاہر کرتاہوں کہ ایک بھی کارڈ اسکے خلاف دفتر اخبار الحکم میں نہیں پہنچا۔ اس بنا پر یہ قطعی فیصلہ ہوجاناچاہئے تھاکہ الحکم کو مستقل طور پر ہفتہ میں دوبار کردیا جاتا۔ کیونکہ ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید اخراجات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہیں۔ تاہم مَیں نے مناسب سمجھاہے کہ فی الحال امتحاناً تین ماہ کے لئے الحکم کو ہفتہ میں دوبار کردوں اور اگر اس عرصہ میں اسکی خدمات پسندیدہ ہوئیں اور عملی طور پر اس کی قدر کی گئی جس کی خدا کے فضل سے مجھے سرپرستان الحکم سے توقع ہے تو پھر یہ اجرا مستقل کردیا جائے گا (انشاء اللہ العزیز) ورنہ نہیں اگرچہ یہ آزمایشی صورت انوکھی اور نرالی نظر آئیگی مگر مَیں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا۔ اس لحاظ سی آیندہ الحکم جو جنوری ۱۹۰۸ء سی شائع ہوگا اگر اس اشاعت کا موقعہ میری زندگی میں آیا تو اس کی اشاعت کی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی

۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰

اور ہر دو اشاعتوں کے مضامین کی ترتیب مناسب اور معقول ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ہوگی اور اخبار کو اُس رنگ پر لیجاینگی سعی کیجاویگی جو اسکی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوسکے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وابستہ ہیں اسی پر بھروسہ ہے اور وہی کارساز ہے۔ آخر میں مجھو اپنے ناظرین سی پھر یہ عرض کرناہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہو۔ اور اس طرح پر اس سی فایدہ اُٹھانے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو۔

یعقوب علی ایڈیٹر ومالک الحکم

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دو سو برس سے مسلمان ہوگئے تھے پھر بمقام آگرہ شُدھ کرلئے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جو آریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں جسارت کرنے کی عادت سے آگاہ ہیں اُن کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبر کو لفظ بلفظ سچا مان کر اظہار افسوس کر رہے ہیں اگر حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے اور اصل حالات بتلائے جائیں تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ خبر بھی آریہ غلط بیانی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کو گذشتہ سال متواتر اخبار راجپوت گزٹ لاہور۔ یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہوا ہے اُنھیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جو راجپوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو اس وقت شدھ کئے گئے ہیں۔ مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یا کسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے لئے اُنھوں نے سوائے اس کے کہ گوشت کھانا شروع کر دیا اور کوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تو اکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو اس نعمت خدا سے بہت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات بدر کر دیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے۔ ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ خدا کی وحدانیت آنحضرت صلعم کی رسالت قیامت اور ملایک وغیرہ پر ایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مَیں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری سے مسلمان تسلیم کیا جائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہو کہ یہ آریہ لوگوں کی محض افترا پردازی ہے جو آپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں ورنہ خیال رہے

کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے۔ کبھی ایسا بیوقوف نہیں ہو سکتا کہ نیوگ سے مخرب اخلاق اور تناسخ سے لایعنی اور قانون قدرت کے برخلاف مسایل پر آسنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار ہو جائے۔

گذشتہ سال جب ایک دفعہ انہی راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی اور آریہ توجہ کریں" شائع کیا تھا تو ہم نے اس کے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام امرت سر مجریہ ۱ جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شائع کروایا تھا جس میں ہم نے راجپوت گوت کے مختلف مذاہب کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے مذہباً مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور کیا یہ مت کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ مہاشے ان کو مسلمان بنا کر علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے پھر ایک تین مضمون کا طول طویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" یا انہی کے مترادف الفاظ تھے کے عنوان سے شائع کیا تھا جس کے جواب میں ہم نے بھی اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم شدھی اور مسافر کا اپنی غلطی پر اصرار" چھپوایا تھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھ کر اور زیادہ واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی نہ پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو۔ حتے کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ حضرات جو یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک بھی ایسی عادت۔ رسم یا روش پیش کر دیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا ثبوت ہو سکے تو ہم مانیں کہ واقعی یا مندرجہ بالا چیلے کچھ نہ کچھ سچائی کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ جس مذہب کے عام پیرووں کو چھوڑ کر پیشواؤں میں بھی ایسی صریح دروغگوئی کی جرأت موجود ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی مذہب حق نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوند کریم خالق کون و مکان جسے دنیا میں امور رکھنا پسند ہے وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو ایسی بداخلاقی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ (الراقم اختر ہوشیارپوری)

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۳ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا پلیگ میڈیکل افسر گجرات تھا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض تشخیص کیا گیا تو تشنج نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کرا دیا گیا۔ وہ یورپین ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۲۱ تاریخ کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ٹیکہ لگانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں تھیں سب برتی گئی تھیں۔ مزید برآں ٹیکہ لگنے ہوگئے مقام کی سوزش کا نہ ہونا۔ اور ٹیکہ لگنے و علامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان قلیل ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چھ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی سے ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے خاصے ہیں۔ لڑکے کی مرض کا باعث غالباً وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اس کی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کر کے گورنمنٹ نے اس کی ماں کی درخواست کو منظور فرما کر غمزدہ ماں پر ترس کھایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہو گیا تھا۔ مگر اب پھر جاری ہے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق اطلاع

۱۔ مہمانوں کے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ بعض خاص اور اشد ضروری حالات کے ماتحت اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو قابل اعتراض نہ ہوگی عام طور پر فرش پر سونے کا انشاء اللہ معقول انتظام ہوگا۔

۲۔ مہمانوں کو ان کی فرودگاہ بتلانے کے لئے منشی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مامور ہونگے جو ان کو مدرسہ کے بڑے دروازے پر ملیں گے۔ حتی الوسع ضلعوار جماعتوں کو اتارنے کا انتظام کیا جاویگا۔ اور ہر جماعت کے ڈیرہ کے لئے عام ضروریات مہیا کرنے کیلئے والنٹیر رکھے جائینگے۔ جو اطلاع ہوتے ہی فوراً انتظام کرینگے اس لئے اپنی ضروریات کے لئے والنٹیر مقررہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

۳۔ ہر آنے والی جماعت اپنی جماعت سے ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کرلے وہ اپنے رفقاء کی ضروریات اور آسایش کے متعلق مقررشدہ والنٹیر کو اطلاع دیتا رہے گا اس طرح پر وہ جماعت گویا خود ذمہ دار ہوگی۔ اور اسے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

۴۔ ہر ضلع کی جماعت ہر پندرہ آدمیوں پر ایک کارکن آدمی جو مضبوط اور جفاکش ہو قادیان کی خادم جماعت کو کام کرنے کے لئے دیگی۔

۵۔ جن مکانوں میں احباب فروکش ہونگے ان میں جو ضروری اشیاء ان کی تحویل میں خادمان قادیان کی طرف سے دی جائینگی۔ وہ ان کی احتیاط اور حفاظت کے لئے ذمہ دار ہونگے۔

۶۔ مہمانوں کو کھانا کھانے کے لئے ان اوقات مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی جو پہلے سے ان کو بتا دیئے جاویں گے۔ اگرچہ بعض احباب اپنے مقررہ اوقات پر کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن امید ہے وہ اتنے بڑے مجمع کے انتظام کو قائم رکھنے کی خاطر اور ضابطہ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے ان باتوں کا لحاظ رکھینگے۔ تاہم خادمان قادیان بھی ایسے امور کا پورا لحاظ کریں گے جو کسی اشد بے ضابطگی کے بدوں اپنے احباب کی آسایش اور آرام کا موجب ہوں۔

فی الحال یہ علم یا نتیجے لکھدی ہیں بعض ضروری امور اور ہدایت ضرورتاً یہاں پہنچ جانے پر بھی دی جاسکیں گی۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آج ۱۶ دسمبر ۱۹۰۷ء تک رعایتی کرایہ کا فیصلہ نہیں ہوا آج تار دیا گیا ہے امید ہے کوئی فیصلہ ہو سکے۔

الہامات اگلے ہفتہ میں درج ہوں گے — ایڈیٹر

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانۂ حال میں بھی بہت سے علماء مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے۔ ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور اُن میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر جو تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھنچتی ہے مذکورہ بالا عبارت کُودن کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ یہ ایک نادر اور تعجب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو جوابات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دیگئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی کیلی اس کتاب کی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ کُودن کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر کُودن پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئے کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہوں گے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی ؛

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سپیشل سید یعنی دار کشمیری لکڑی کی بلا بینڈل کاک کین اور ربڑ کے نمبر ہوگی نہایت پائیدار ہے قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سید یعنی دار کشمیری لکڑی ۲ کین ہینڈل معہ دور ربڑ کے نمبر ۶ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۳/۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پرکٹس کیلئے ۱۲/۔ کرکٹ بیٹ معمولی پرکٹس کے لئے ۲/۸

بچوں کے کرکٹ سٹ { ۱۲-۱۳ برس کیواسطے دو سٹ ایکسٹ ٹرکس

ایک بال لکڑ یکانی بکس فی سٹ	۳/
۱۰ و ۱۱ سٹ ایکسٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۵/
فٹ بال عمدہ کاؤ تانڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶	۳/
۵	۵/
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر	۷/
۳	
کرکٹ بال کسٹ ٹسون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۲/۸
دھاگے کے بیچ	۱/
پرکٹس	۱/۴
کرکٹ ویلس فی کاپی	۱/۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بال ازقسم پرکٹس بیٹ۔ پرکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت اسکے بہت کم میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ضلع کانگڑہ ۱۹۰۷ء

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مہتمم چھپکر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰؍ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲؍ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ فیصلہ آسمانی ۔ قیمت ۴؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) ۴؍ سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ حصہ دوم ۴؍ ۔ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲؍ برہان الحق قیمت ۳؍ محامد المسیح قیمت ۱؍ خطبات کریمیہ قیمت ۴؍ تفسیر سورہ نبت قیمت ۱؍ نمونہ قرآن مجید ۔ ۲؍

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا ہو اور ان کے لئے جن کو اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زر اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنوعوں کی تیز و طراری رنگیوں کی آموزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدپرہیزیوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں ۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فاید مند ہونگے اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ مدام اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۲ع

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴؍

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانۂ حال میں بھی بہت سے علما مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور اُن میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر خود کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھنچتی ہے مذکورہ بالا عبارت ڈوون کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ یہ ایک نادر اور تعجب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو ہدایات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دی گئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی ایسی اس کتاب کی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ڈوون کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھ کر ڈوون پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئیے آپ ضرور اس کے مطالعہ سے خوش ہوں گے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی ؂

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ
۱۔ عوام سے ...
... خواص و معاونین سے ...
... تان سے باہر سے
... والوں سے ...
... ت کے غیر مستطیع
... سے کم آمدنی والے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ذیقعد ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگرخانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہون اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے۔ اور نصف کے قریب وہ بہیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہان کی جماعت بہی ضروریات لنگرخانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہون کہ بعض دوسرے مقامات پر بہی یہ تحریک کم وبیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے۔

اور یہ نمبر انشاء اللہ اس وقت شایع ہوگا جبکہ بہت سے بہائی اپنے گہرون سے دارالامان کے ارادہ سے نکل کہڑے ہونگے۔

وہ کچہ مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہون قریبًا تیار ہوگئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنیکی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بک رہی ہے لنگرخانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہوگئی ہیں ایسا ہی مہمانونکی دیگر ضروریات بڑہ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگونکی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہے اگرچہ اسکے ساتہہ ہی خدا تعالےٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر وہ مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو اموال ایسے کامون میں صرف ہون جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتہہ سے سرانجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بہیجی جاوین اور ماہواری چندونکا باقاعدہ التزام ہو لنگرخانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیے آخر میں پہر یاد دلاتا ہون کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑہ گئی ہین اور دو چند سے بہی زیادہ ہوگئے ہیں۔

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ایمان باللہ و ایمان بالملائکہ و ایمان بالکتب و ایمان بالرسول و ایمان بالقیامہ وغیرہ وغیرہ سے مطلب پورا مراد ہی کیا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤن کی زیادتیان اور گہنگاریان تبلائی گئی۔ نہ آنکھ۔ کان اور زبان کی خطاکاریان جتلائی گئین۔ سامعین اہل مجلس کو ندامت اور شرمندگی اور گریبان میں منہ ڈالنا تو درکنار۔ الٹا خوشنا دی وعظ نے اور بہی شوخ اور متکبر اور زبان بنا دیا کہان وہ مامورین من اللہ اور ان کے سچے تبعین کی بے لاگ۔ جگری اور اصلی وعظ و نصیحت اور کہان یہ مبتدعین خوش الحان کی محض مردہ اور خشک سمع خراشی پر از فضیحت اور ان کے حاشیہ نشین مولودخوان جو طبلہ اور سارنگی کے ساتھ نعت خوانی کر کے لوگون کو رقص اور وجد میں لاتے ہیں جن لوگون نے عرسون اور میلون کے موقعون پر خانقاہون اور درگاہون پر جاکر دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس قوالی اور مولودخوانی نے بڑے بڑے واعظون۔ مولویون کی زبان پر گویا مہر لگا دی ہے حتی کہ پیر و دستگیر روشن ضمیر سجادہ نشین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ اشاعت دین اور تائید اسلام اور پیغام الہی یعنی قرآن مجید کے مضامین بیان کرنیکے یا تو وہ مجاز نہیں یا اس سے دلچسپی اور مناسبت نہیں رکھتے یا کسر شان سمجھتے ہیں۔ ایک اور ان کے ہمسائے محرم شریف کے ہیرو۔ کتاب خوان۔ مرثیہ خوان سوزخوان وغیرہ وغیرہ دو دو تین تین ملکر کیسا سمان باندہتے ہیں کہ حد ہی تو کر دیتے ہیں۔ نظم و اشعار۔ مجرے۔ سلام۔ مرثیے۔ وقت وقت کے راگون یعنی جوگ بہاگ۔ سورٹھ۔ کوسیہ۔ کانڈہرا۔ رام کلی۔ بہیروین جنگلہ۔ سندہڑا۔ پیلو وغیرہ وغیرہ میں موقع بموقع ایسا ادا کرتے ہیں کہ بڑے بڑے گویے بہی کان پکڑتے ہیں۔ عوام الناس بلکہ خواص بہی ایسی ایسی مجلسون اور محفلون (للتدولی) زبان سے بہی ان کو متنبہ کرنا چاہیئے تو فوراً ہی ناک منہ چڑہا کر۔ نیچری یا وہابی یا مرزائی بلکہ کافر کا بہڑکتا ہوا لقب دیتے ہوئے پنجے جہاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ قرآن مجید بہی صرف رسم کے طور پر پڑہا پڑہایا جاتا ہے۔ مرے ہوؤن کے چوتہے۔ چالیسوین اور تیسرے دن قل کی رسم اور اکثر شادی کے موقع پر ختم کیا جاتا ہے۔ یا بیماری اور تنگی کے موقعون پر ختم سے برکت اور آسانی حاصل کیجاتی ہے بعض لوگ ہر روز منزل بہی پڑہتے ہیں۔ خوبصورت اور قیمتی کپڑون کی جزدانیان اور غلاف ان پر چڑہاتے ہیں رمضان میں تراویحون میں بہی اکثر سنایا جاتا ہے مگر یہ ساری محبت اور دلچسپی اوراق اور حروف ہی تک محدود اور مقید ہے۔ معانی و مطالب۔ معارف۔ وحقایق سے کچھ واسطہ ہی نہین۔ بڑے بڑے قرآن خوانون اور ورد و وظائف کے دلدادون اور پابندون کو شادی۔ غمی۔ ختنہ۔ وغیرہ وغیرہ کے موقعون پر دیکھا گیا ہے کہ جس جگہ ہر روز بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیجاتی تہی۔ اسی جگہ پر شیطانی مجلس آراستہ کر کے بہت کچھ روسیاہی حاصل کی ہے۔ کوئی شخص حکام کے حکم کو خوش آوازی سے ہر روز پڑہے اور سنائے مگر عمل نہ کرے۔ تو اس ملازم کا کیا حشر ہوگا۔ یہی حال ہم لوگون کا ہے جو صرف حروف ہی کے بار بار دہرانے کو عبادت سمجہتے ہیں اور بس۔ الغرض وعظ و پند کی کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ ان ساری باتون کو دیکہتے دیکہتے اور غور کرتے کرتے بعض وقت بے اختیار رونا آجاتا ہے کہ الہی یہ کیسا اندہیر ہو گیا ہے۔ کیا تہا اور کیا ہوگیا۔ مگر اللہ تعالے کا لاکہ لاکہ احسان اور کروڑ کروڑ شکر کہ اسی نے چودہوین صدی کا مجدد مسیح موعود مہدی مسعود ملہم و مامور من اللہ خلق خدا کی اصلاح کے لئے۔ فنا فی الرسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم انہی کے لباس سے ملبس اور انہی کے اخلاق سے متخلق کر کے دنیا مین بہیجا گویا دوبارہ خود جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آئے ہیں۔ عیسیٰ پرستی کا فتنہ چونکہ سب سے بڑہ چڑہ کر ہے اسکی اصلاح کی مناسبت سے تو مسیح موعود اور اندرونی فسادون اور جہگڑون کے دور کرنیکے لحاظ سے محمد مہدی کے نام سے پکارا اور یاد کیا گیا ہے۔ اب میں نہایت ادب سے دست بستہ محض خدا کے لئے خیرخواہانہ جمیع بزرگان ہر فرقہ وجملہ معززین۔ علما۔ فضلاء۔ سجادہ نشین۔ واعظین۔ مولودخوان۔ مرثیہ خوان۔ پیر و فقیر اور ان کے ماننے والون کی خدمت میں عرض کرتا ہون کہ کیا واقعی طور پر یہ ساری خرابیان فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اب حقیقی اور اصلی مصلح اور واعظ کی وعظ و نصیحت پر کان نہیں دہرنا چاہیئے؟ خدا کے لئے ساری کدورتیں اور بیجا رنجشین اور نفسانیتین۔ اور تعصب اور بدظنیان۔ بدگمانیان۔ دل سے نکال کر ٹہنڈے دل سے قبر و قیامت کو پیش نظر رکھکر موت کو سر پر تصور کر کے سوچین اور اچہی طرح سوچین کہ منہاج نبوت اور معیار رسالت سے اگر اس شخص کو پرکہا جاوے تو اسکی لائف یعنی سوانح ایک بیداغ بے لاگ پاک دل اور نیک نہاد لوگون کیطرح۔ دوست دشمن۔ اپنے بیگانے کی زبانی ثابت نہیں ہوتی؟ اسکی تعلیم میں حقانی اور روحانی چمک دمک نہیں پائی جاتی؟ اس کی کلام میں روحانیت اور اطمینان نہیں پایا جاتا؟ اللہ تعالے کا جلال اور جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس میں تڑپ اور جوش نہیں پایا جاتا؟ غیر قومون کے مقابلہ میں دینی اسلام کا بول بالا کرنیکی خاطر ہر وقت سینہ سپر نہیں رہتا؟ آریون۔ برہموؤن۔ سکہون۔ عیسائیون۔ اور اسلام کے بگڑے ہوئے فرقون میں اس نے ہلچل نہیں ڈالدی! کیا یہ شخص پچیس تیس سال سے ڈنکے کی چوٹ نہیں کہہ رہا کہ اسلام جیسا زندہ مذہب اور قرآن مجید جیسی زندہ کتاب اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زندہ رسول کوئی نہیں اور مقابلے کے لئے تحریر سے تقریر سے مال سے جان سے ہمہ وجوہ تیار ہے بلکہ اپنی طرف سے سب کچھ قربان ہی کر چکا ہوا ہے۔ رویا صادقہ۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ وغیرہ فیوض سے مستفیض نہیں؟ اس کی صدہا پیشگوئیان پوری نہیں ہوئیں؟ اللہ تعالے کیطرف سے نشان پر نشان اور تائید پر تائید اور نصرت پر نصرت اس کو عطا نہیں ہوئی؟ جہان بہر کے زیرک۔ ذکی۔ ذہین۔ فہیم۔ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت سے فوج فوج اور گروہ گروہ اس کے خادمون اور مریدون میں شامل نہیں ہوئے؟ اور شامل ہوتے ہی زبان سے قلم

سے مل سو جان سے غرض جس طرح سے ہو سکا دین کی خدمت میں مصروف نہیں ہو سکتے تو زندگی حالت پکار پکار کر نہیں کہتی کہ ایک حقیقی اور اصلی واعظ اور مصلح کی ضرورت ہے۔ بیشک کسوف خسوف جو رمضان شریف میں واقع نہیں ہوا؟ طاعون زلزلے۔ قحط جیسے نشان بھی ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے کافی نہیں؟ عربی کتابیں قدرتی کے اندر پر نہیں لکھیں جنکا مقابلہ کسی اہل زبان سے بھی نہ ہو سکا جس سے ارادہ کیا وہ کامیاب ہو نہ سکا؟ جھوٹے مقدمے بناکر لوگوں نے اسکو ذلیل کرنا چاہا گر وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوئے بلکہ ان مقدمون کے اندر بہت سے نشان ظاہر ہوئے۔ غرض کہانتک گنتا جاؤں۔ ان تعلی وغیرت اللہ یا قصوروالی بات ہے۔ اگر ایسی باتیں اور اللہ تعالے کے معجزے اور انعام اور نشان۔ ٹھگوں۔ فریبیوں مکاروں۔ دجالوں۔ کافروں میں بھی پائے جاتے ہوں تو پھر باطن میں مابہ الامتیاز کیا چیز ہوگی۔ مگر نہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس چہرہ ہی مبارک دیکھکر کہدیا تھا۔ کہ یہ منہ جھوٹا نہیں ہو سکتا بیت۔ سادہ در دوران دکھاتا نہیں۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ آؤ جھوٹ موٹ کی بے سند اور بناوٹی اور بدعتی مجلسوں محفلوں اور نفسانی اور نقلی وعظوں سے الگ ہوکر اصلی حقیقی واعظ کی وعظ نصیحت پر دل کے کان لگائیں تاکہ کامیابی حاصل ہو۔

نظم

نار ادقی کیوں ہو مسیح الزمان سے۔
باتیں تو ان کی سن لیں ذرا دل کے کان سے

اچھی نہیں دور سے یہ بدگمانیاں۔
پاس آکے جانچو تجربہ اور امتحان سے

آنکھوں سے دور کرو تعصب کی پٹیاں
پہنچیگا تمکو نور مہ قادیان سے۔

مذہب ہی کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے

دہ معتبر ہو جو ہو روایات عمرو زید!
یا جو براہ راست ہو حق کی زبان سے

امور حق سے کرتے نہیں ہو مقابلہ
کرتے ہو جنگ خالق کون و مکان سے

طاقت کرو شرائط بیعت کو مان لو
گردو جہان میں رہنا ہو امن وامان سے

پوری کبھی تو ہوگی تری التجا گلاب
تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

آرین تہذیب کا ایک عجیب نقشہ

آریہ لوگوں کو اپنی تہذیب قدیم پر بڑا ناز ہے اسکے متعلق ان کی عجیب و غریب تحریریں پڑھنے میں آیا کرتی ہیں۔ اس وقت آرین تہذیب کے تمام پہلوؤں پر ریمارک کرنے کا نہ موقع اور نہ گنجایش مگر ان کی تہذیب و شائستگی ان کی خوش اطواری اور پاک چال چلن کے متعلق جو شہادت مہیا ہو سکی گذر جانے پر بھی اب تک ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اس پر غور کرنا ہر منصف کا فرض ہے خصوصاً اس حالت میں کہ ان کے دعاوی کی بلند پروازیاں سامنے ہوں۔ یہ شہادت آرین مالی تہذیب کی شہادت ہے۔ جو ان کے مندروں سے نمایاں ہے۔

قدیم مندروں کی حالت اور صورت جہان آرین خدا پرستی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ وہاں ان کی طرز عبادت اور ان کے نقش و نگار ان کی اخلاقی حالت کا پورا پتہ دیتے ہیں۔ اگر کسی مندر کے متعلق میں اپنے مندر پر کچھ لکھوں تو شاید وہ ایک بے بنیاد بات سمجھی جاوے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود آریہ سماج کے ایک مشہور رسالہ آریہ مسافر کے حوالہ سے چند سطریں ناظرین کے سامنے پیش کروں چنانچہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۶ پر مندرجہ ذیل عبارت ہے۔

فحش تصویریں

مندر کی ہر چہار طرف قدآدم فحش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہیں ہم سمجھتے ہیں۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا شکل سے کوئی آسن ہوگا جو بیان جگننا تھ جی کے مندر میں نہ دکھایا ہو۔ یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ ان تصویروں کے بنانے کی مندر کے باہر کیا ضرورت تھی؟ اس کا نتیجہ یاترا کرنے والوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے جس وقت ہم پرکرما کر رہے تھے۔ ایک آدمی ان کو دیکھ کر زور سے ہنسا اور کہنے لگا۔ دیکھو۔ بھگوان کا کوچین دیکھو کیسا مزہ لوٹ رہے ہیں۔ جس مکان میں ہم ٹھیرے تھے وہاں ایک مندر میں پیچھے کی طرف چار فحش تصویریں اسی قسم کی بنی ہوئی موجود ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ وام مارگ کا مندر تھا۔ اس نے یہ نقشے ذہن نشین کرنے کے لئے بنا دئے گئے تھے۔ مگر ہماری دانست میں اس کے سوا کوئی اور بات ہوگی۔

یہ تو ہم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیسے بد ترچلن کے بزرگ ہونگے شاید یہ نیوگ مندر ہونگے۔

فحش تصویروں کا چھاپنا بھی ایک جرم ہے۔ پھر ایسے مندروں پر ایسی فحش تصویروں کا قائم رکھنا کیوں جرم نہیں قرار دیا جاتا۔ آریوں کو چاہیے کہ وہ باضابطہ میموریل بھیجکر اصلاح کرالیں تاکہ ان کی مسلمہ تہذیب کے چہرہ سے یہ داغ اتر جاوے۔ کیوں آریہ صاحبان آپ شرماتے تو نہیں ہونگے؟

---

۲۴ نومبر

تازہ الہامات

۱۔ اِنّی معک ومع اھلک ۔ آخیل

اوشہاد ککہ ۔

ترجمہ ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ

ہوں ۔ میں تیرے بوجھ اُٹھاؤنگا ۔

۲۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں

کے ساتھ ہوں ۔

۳۔ اِنّی معک یا مسرور ۔

ترجمہ ۔ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

۴۔ وقع واقع [illegible] لیشا بھا الاث

ترجمہ ۔ ایک واقع وقوع میں آئیگا اور ہلاک ہونیوالا

[illegible]

۵۔ [illegible] الیامن تحت اقدامک

ترجمہ ۔ ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھدیا

۶۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک

ورفعنا لک ذکرک

ترجمہ ۔ ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اُٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی

تھی ۔ اور تیرے ذکر کو بلند کیا ۔

۷۔ اُجیبت دعوتک ۔

ترجمہ ۔ تیری دعا قبول کی گئی ۔

۸۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم

ترجمہ عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے گردونواح

میں اور خود ان میں ۔

۹۔ اجیبت دعوتکما ۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر ۔

ترجمہ تم دونوں کی دعا قبول کی گئی تحقیق اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

۱۰۔ اِنّی معک یا ابراھیم ۔

ترجمہ ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم ۔

۱۱۔ اِنّی انا ربک الاعلیٰ ۔

ترجمہ ۔ میں تیرا رب اعلیٰ ہوں ۔

۱۲۔ اخترت لک ما اخترت ۔

ترجمہ میں نے تیرے لئے وہ پسند کیا جو تونے اپنے لئے پسند کیا ۔

۱۳۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید ۔

۱۴۔ ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق اللہ خیر و ابقی

۱۵۔ خوشیاں منائینگے

۱۶۔ بعد سنۃ واحدۃ

ترجمہ ۔ ایک سال کے بعد ۔

۱۷۔ صلوتک خیر وابقی ان صلوتک سکن لھم

ترجمہ ۔ تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے ۔ تیری دعا انکو آرام کا موجب ہو

دخلتم الجنۃ ، وما علمتم ما الجنۃ ذالک

الیوم الآخر ۔

ترجمہ تم داخل ہوگے بہشت میں اور تم جانتے ہو

کہ کیا چیز ہے بہشت ۔ یہ آخری دن ہے ۔

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ ۔ ۱۔ آج ہماری بخت بیدار ہے

۲۔ ان شانئک ھو الابتر ۔

۳۔ خدا نے اُسے لیا

۴۔ والدہ یا والدہ پیدا ہوا آوگا ۔

۵۔ وقت رسید ۔

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خان صاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر مسلمان حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث کا خیال رکھتے یا ہمارے دین کے معاملہ فہم اسکی جیسی اشاعت کرنے کا حق تھا اور سمجھانے کا حق تھا۔ حق ادا کرتے تو امید نہیں کہ ہماری قوم کو بہت کچھ نقصان پہنچتا۔ اور ان کی بہت سی جائدادیں جو فضول خرچی عیاشی وغیرہ کے باعث بنئے مہاجنوں کے ہاتھ چلی گئیں ہیں نہ جاتیں۔ اور نہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا پڑتا۔ مگر آہ۔ صد آہ!! کہ بجائے اس رسم بد روکنے کے ہمارے دین کے علماؤں کے دماغوں میں یہ خبط سما گیا ہے۔ کہ سود کے نہ لینے سے ہی مسلمانوں کو ادبار اور افلاس اور نکبت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اگر فی الواقع ہی سود کے نہ لینے سے ہی یہ حالت ہوئی ہوتی تو کیا اس کے اثر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصہ لینا ضروری نہ تھا اور ضرور تھا مگر سوچے کون اور سمجھائے کون؟ یہاں تو یہ حالت ہے کہ بجائے رفع کرنے کے الٹا اور بہت برا کیا جو سود لینے والے اور دینے والے اور سودی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں وغیرہ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا۔ کیا یہ خوش فہمی ہی داد دینے کے قابل نہیں؟ مگر اے ہمارے جابر رضی اللہ عنہ تیرے پر ہزار رحمتیں ہوں خدا تجھکو جنت کی سلسبیل کا پانی پلاوے اور خدا کی رحمت کی بے حساب تجھپر بارشیں ہوں۔ اور پانی میں مغفرت کے تو ہمیشہ نہاتے رہے اور تجھ کو خدا ہمیشہ سے بڑا انعام دے کہ تو نے حق بات کہی اور صداقت کے [illegible] سے تو نہ ڈرا [illegible] تو نے جو کچھ [illegible] جہان کے سردار محبوب رب [illegible] ہوئے کلمے سنے تھے۔ اسکا [illegible] کیا جس کے [illegible] ثواب کو ہم دیکھ لیا نہ صرف ہم نے بلکہ جس نے زمانے کے نشیب و فراز پر نگاہ کی دوربین لگا کر دیکھا وے اس کے قائل ہو گئے یعنی ان کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ جس نے تیرے اعلان کی پیروی کی وہ ادبار اور نکبت سے بچ گیا۔ اور جس نے تیرے اعلان کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اغماض کیا اور سودی روپے لیے انکا ایسا خانہ خراب ہوا کہ خدا کسی دشمن کا بھی نہ کرے۔ مگر اے ہمارے پیارے!! اے محبوب!! اگر وہ زمانے سے جہاں [illegible] ترقیات سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں تیرے پر شکستہ تیغ کرنے والے سود اور تیرے اعلان کی بے قدری کرنے والے بھی اسلام میں بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر [illegible] روح تیری قدر کرتی ہے اور حق کی قدر کرتا ہے تو نے ہمدردی کا حق ادا کر دیا۔ تو نے پوری غمخواری کی تو نے لوگوں کے مالوں اور عزتوں کے بچانے کا پورا اسٹیمر جمع کیا جس سے بہتوں کو فائدہ پہنچا اللہ تعالےٰ تجھکو اس خیر کا اجر کثیر دے اور ہمکو تیرے اعلان کی تائید اور اسپر عمل کرنے کی توفیق رفیق نصیب کرے آمین ثم آمین۔

ہم تو جہاں سوچتے ہیں اور تجربہ صحیحہ کی شہادت طلب کر کے غور و خوض سے کام لیتے ہیں مسلمانوں کے ادبار اور نحوست اور تباہی کا ذریعہ اسی رسم بد کو پاتے ہیں اگر مسلمان اپنے دین کی ہدایت پر عمل کرتے تو کاہیکو ان خرابیوں کا شکار ہوتے مگر مشکل تو یہ پڑ گئی کہ ایک طرف تو سود دینے والے موجود تھے۔ دوسری طرف مذہبی احکام نظر انداز کئے گئے نتیجہ یہ نکلا کہ سودی قرضے لے کر فضول خرچی عیاشی کی گرم بازاری ہوئی مگر بقول آنکہ ع۔ نتیجہ فعل بد کا فعل بد ہے۔ بالآخر افلاس اور نکبت نے اپنی بھیانک شکل دکھلائی اور جو کچھ ماں باپ یا خویش اقارب سے ترکہ میں ملا تھا۔ نقد ہی تو عیاشی اور فضول خرچی میں اڑ گئی باقی رہی جائداد اس کو سودی روپیہ پر گرو رکھکر بال بال سودی قرضے میں بندہ گیا جسکا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگوں کا تمام اندوختہ بنئے مہاجنوں کے باپ دادوں کی جاگیر ہو گیا۔

ہمارے تو خیال ہی میں اور سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اسلام نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہو۔ یعنی اس امر پر کہ مسلمان کو روپیہ ہی جمع کرنے کے وسایل بہم پہنچانے چاہیے خواہ وہ دوسرے کے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ کیوں نہ ہوں۔ اسلام کا منشا، تو جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تدبیر کی جاوے کہ جس سے روپیہ منتشر ہوا رہے نہ تو کوئی ایسا ہو جاوے کہ تمام غریب اور متوسط درجہ کے غربا کی تمام کی تمام جائدادیں اس کے قبضے میں آجاویں اور وے اس کے قرضے سے بال بال بندہ جاویں اور نہ بالکل مفلس قلاش ہو جاوے اور سب کو کھو دیوے یہی وجہ ہے کہ اوسنے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ جیسی پاک تعلیم دیکر ہمکو ایسی حرکات سے بچانے کا ذریعہ سمجھایا جو کہ مفلسی اور تنگدستی کا ذریعہ ہے اور امیروں اور صاحب جائداد صاحب وسعت اصحاب کو زکواۃ دینے کا حکم دیا اور غیر میعون یتیموں اور [illegible] کرنے کی طرف توجہ ولائی۔ اور [illegible] کرنے کا حکم دیا اور دوسری طرف [illegible] کی بے ثباتی [illegible] ظاہر کیا کہ یہ تمام چیزیں چند روزہ فانی ہیں اس پہلو سے وہ کام کہ جس کے لئے دراصل یہ چیزیں ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کو مال و دولت کثرت سے خداے تعالیٰ نے عطا کی ہے تو وہ محض اس لئے نہیں ہے کہ مزے کرے اور گل چھرے اڑائے یا چورنگ بن جاوے اور کسی اپنے بنی نوع کو خاطر میں نہ لاوے بلکہ رات دن اسی فکر میں منہمک رہے کہ کسی طرح یہ روپیہ بڑھے اور ترقی کرے یہ نہیں نہیں! بلکہ یہ اس کی ایک آزمایش کا ذریعہ ہے جس سے اسپر بہت سے حقوق واجب ہو جاتے ہیں یعنی اس روپیہ اور شے سے وہ کام لینا جس کے لئے وہ عطا کیا گیا ہے یعنی حق بحقدار رسانیدن پر عمل درآمد کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر دولت اکٹھی کرنی چاہتے تو بہت کچھ اکٹھی کر سکتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جو دنیا کی بے ثباتی کے نقش کھینچے تو اسکا ان وجودوں ہاں مبارک وجودوں پر وہ اثر پڑا کہ جسکا ایک نمونہ جناب آدم ثانی حضرت مولانا سید الاسلام ابوبکر صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک لائف کا ایک زریں ورق ہے کہ تمام اندوختہ کو راہ خدا میں خرچ کر دیا اور صرف ایک کمبل رکھ لیا

گر نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا؟ کیا اس سے ابو بکر قلاش ہو گیا یا اسپر ادبار نکبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اوس تمام دولت و ثروت و حشمت کا مالک وہی بنایا گیا جس نے زر سے پیار نہیں کیا تھا بلکہ مولا کریم کی چاہت و محبت و الفت سے اسکا سینہ ایسا منور ہو گیا تھا جیسے ایک قندیل۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے دنیا کی دولت کو لات ماری ہے اس کے قدم اس مادی دنیا کی دولت و ثروت چوما کرتی ہے اور جو اسکا غلام بنتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب کے شکنجوں میں گرفتار رہ کر رنج و غمن کا وارث ابدی بنتا ہے۔

آپ جیسے متبحر عالم کا یہ فرمایا کہ مذہب سے بہتر اچھے عمل بچایا گروہ سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہودی نصاری سبھی تو مذہبا اس کے مخالف ہیں اور پھر کھلے خزانے و ہر طرے سے بھی لیتے ہیں اور دیتے بھی ہیں یہاں تک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین جاری ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس کارروائی ہے۔ کیا حضرت! روم و مصر کا روپیہ اور یہود اور نصاریٰ کا چلن ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے! ہرگز ہرگز نہیں! ہم تو یہی کہینگے کہ روم و مصر جو ادبار کی حالت میں ہیں یا ان میں جو کچھ کمزوریاں ہیں وہ اسلامی احکام کی بے قدری کرنے کی وجہ سے ہی ہیں آخر اسلامی سلطنت سات آٹھ سو برس جو ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ اور ترقی کے معراج تک پہنچی ہے وہ سود خوری سے تو ہرگز نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلامی احکام زیر نظر رکھنے اور انپر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے ہی اسلام نے اپنے پیرووں کو بادشاہ اور دنیا کا فاتح و مظفر و منصور بنا دیا۔ مگر روم و مصر نے اپنے بزرگوں کا جنکے وے جانشین ہوئے ہیں رو تیہ چھوڑ دیا۔ اور یورپ کی تقلید اختیار کی محض اس لئے کہ یہ کامیابی کا زینہ ہے مگر انکی وہ مثل ہوئی کہ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے۔ پس میرے خیال میں اگر آپ روم و مصر کا حوالہ ہی نہ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ روم و مصر ہمارا قبلہ و کعبہ تو ہیں نہیں کہ ان کا رویّہ ہمارے لئے حجت ہو سکے جس کے واسطے ہم قرآنی احکام کو پس پشت ڈالکر روم و مصر کے روپیہ کے گرویدہ ہو جاویں۔

ہم تو جہاں تک غور کر کے سوچتے ہیں ہماری عقل تو یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سود کا چلن نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مہلک مرض کی طرح سراسر خرابی سے مملو ہے۔ سود کا منشا تو یہ ہے کہ مال میں بہ بہتری ہوتی جاوے جسمیں نہ تو محنت کی ضرورت اور نہ ہاتھ پاؤں سے کام لینے کی حاجت ہو یہی وجہ ہے کہ بعضے مہاجن جنہوں نے محض سود خوری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ان کے پیٹ ایسے پھول جاتے ہیں کہ ان سے اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جاتا ہے منجملہ دیگر وجوہات کے سود کی حرام مطلق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے آدمی سست کاہل اور نکما ہو جاتا ہے اور یہ بھی سچ کہ جب بیٹھے بٹھائے سودی روپیہ سے فوائد حاصل ہوتے رہیں اور کافی رقم ہاتھ آتی رہے تو محنت کرے ان کی بلا۔ اور کیونکہ یہاں یہ تو ڈر ہی نہیں ہے کہ سستی اور کاہلی سے کہیں گھاٹا نہ آوے بلکہ یہاں تو ہمیشہ بڑھوتری کی ہی امید ہے۔ اگر کسی قرضدار نے قرضہ دینے میں تاخیر کی تاہم اصل رقم معہ سود کے کہیں نہیں جا سکتی متعہ چکانے پر معہ سود در سود خرچہ وغیرہ کے ملجانا ایک لازمی بات ہے اور اگر بفرض محال اس صورت میں بھی کسی قسم کے دشواری پیش آگئی یعنی قرضدار کے پاس روپیہ نہ ہوا تو گھربار معہ اسباب قرق کر کر گھربار سے بے دخل کر دینا سود خور کے نزدیک ایک سہل سی بات ہے پس بتلائیے! کہ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ سوداگری کے لئے مال خریدے محنت و تکلیف برداشت کرے پھر ایسے ہی اسکو فروخت کرنیکا ناگوار بوجھ برداشت کرے۔

اس میں شک نہیں کہ اچھی کمائی سے انسانی قوتی کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ تمام قوی کو مناسب موقع پر استعمال کیا جاوے اور ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وے بنائی گئی ہیں اس لئے ان سے ایسے کام سے منع فرمایا جسکا وجود ہی باعث خرابی ہو۔ قرآن نے احسان کرنے مروت کرنے کی تعلیم محض اس لئے نہیں دی کہ ہم اسکو پس پشت ڈالکر خود غرضی میں مبتلا ہو جاویں بلکہ اس لئے کہ اسپر عمل درآمد کریں اور بنی نوع انسان کو اسکے ذریعہ سے فایدہ پہنچاویں اگر روپیہ ہے تو غریبوں اور ناداروں کا بھلا کرنا اور انکی دستگیری کرنی وقت پڑے پر ان کی مدد کرنی نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی ہے مگر جسکو سود خوری کا چسکا لگ گیا وہ نہ تو احسان کر سکتا ہے اور نہ اسکی آنکھوں میں مروت آسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالے نے سود خوری کے واسطے فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اور فی الحقیقت سود کی رسم مٹانے کے لایق ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ایک اخلاقی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے بلکہ بہت سا غور کرنا چاہئے کہ اگر ہمکو خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس لئے تو ہے ہی نہیں کہ اسکو سینت سینت کر رکھیں تاکہ اسکو ہوا نہ لگے۔ بلکہ محض اس لئے ہے کہ اس سے اپنا کام بھی نکالیں اور غریبوں اور ناداروں کا کام بھی نکالیں مگر سود خوری کا لالچ ایسے وقت کہ اگر دولت ہے اور بد قسمتی سے سود خوری کا مہلک مرض لگ گیا ہے تو یہ سکھلاتا ہے کہ ایسے دینے سے اتنا نقصان ہوگا اور سودی دینے سے اتنا فائدہ پس وہ بشکل اسکی نیکی اور اخلاقانہ کارروائی کو چھوڑ دیتا ہے جس سے احسان و مروت ایسی کافور ہو جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ اپنے ایک ہم جنس کی غریبی ناداری تنگدستی پر رحم کرتا اور اسکی بیکسی پر کچھ تو نظر شفقت کرتا گرتا تو سب کچھ مگر سود خوری کا چسکا جو اسکو لگا ہوا تھا اس کے لالچ نے اسکو ایسے پاکیزہ اخلاق سے روک دیا کہ جسکا ہونا ایک ایسے ذاتیں ضروری اور لابدی ہے کہ جسکو دولت و مال عطا کیا گیا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سود خوری سے خود غرضی۔ طمع۔ لالچ۔ قطع رحمی۔ بے مروتی۔ ناحق شناسی۔ کنجوسی۔ تنگدستی۔ بخیلی وغیرہ بداخلاقیاں پیدا ہو کر انسان کو ایک وقت ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں کہ اول درجہ کا بے رحم۔ ظالم۔ جابر۔ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی جائدادوں کو قرق کرانے میں ذرا بھی نہیں جھجکتا اور ذرا نہیں اس کے ظلم و ستم سے بھرے ہوئے دل میں قرضدار کی غریب اولاد کا ترس آتا کہ وے آفت کے مارے اور بد قسمتی کے مارے کہاں رات بسر کرینگے کیسے اپنے زندگی کاٹینگے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے اخلاق سوز اور اخلاق کے خرمن میں آگ لگانے والی رسم کا قلع قمع کیا اور صاف فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا۔ کیونکہ اس سے بندگان الہی کی ہلاکت اور تباہی پوری پوری ہو جاتی ہے چند روپیہ لیکر بیڑا غرق ہو جانا امر ممکن ہے لطف یہ کہ حضور کے آگے سود کے لینے دینے میں کوئی اخلاقی برائی تو سمجھہ میں نہیں آتی مگر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ اخلاقی بھلائی ہے۔ یا یہ کہ اخلاق کا اعلے نمونہ ہے کہ ایک شخص نے سودی روپیہ لیا اور بعض وجوہات سے ادا نہ کرسکا میان سود خوار نے نالش ٹھوکدی قرضدار کے پاس کچہ تو تہا ہی نہیں آخر سود خوار صاحب کی نظر غریب کی مکان رہایش پر لگی لہذا ڈگری ہوئی پر اسکو قرق کراکے چلتے ہوئے اور نہ اس غریب کے بال بچون کی اور اس کے بے گہرے بے درے ہونے کا خیال کیا اور نہ اس کے افلاس اور تنگدستی پر رحم کہایا۔ شاید آپ کے نزدیک یہ اعلی درجہ کا اخلاق ہو تو ہو پر ہم تو اسکو سود خوری کی اخلاقی برائی میں لاکر سود کو مضر ہونے کے لئے ایک ایسی معقول دلیل تصور کرتے ہیں کہ جس سے رحم۔ شفقت علی خلق اللہ۔ احسان۔ مروت۔ عطاء۔ فیض وغیرہ کا کافور ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور قطع رحمی۔ بداخلاقی بلکہ کج خلقی بے رحمی ظلم و ستم۔ بلکہ جور و ظلم غریب کشی پر دال تصور کرینگے۔ غرضکہ جہان تک ہم غور کرتے ہیں ہماری سمجھہ میں تو عقلی اور اخلاقی برائی نہ ایک نہ دو بلکہ بہت سی سمجھہ میں آتی ہیں گو آپ ہیں تو عقلی اور اخلاقی برائی سے ہی منکر ہیں مگر ہماری سمجھہ میں نہیں آتا کہ آپ کس عقل اور اخلاق کی کسوٹی سے اسکو پرکہتے ہیں جو وہ آپ کو شاہراہ سے کوسون دور لیجاتی ہے۔ جس سے کہ آپ کو سود خوری کے جواز پر کوئی عقلی اور اخلاقی گناہ نظر نہیں آتا حالانکہ ہماری تحقیقات اسکو سراسر بداخلاقی اور بے عقلی یقین کراتی ہے۔ کہ ایسی بات کا رواج دیا جاوے کہ جس سے بنی نوع انسان فتنہ میں پڑ کر تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بیٹہی کا کندا بنین۔

پہر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اسلام کے علاوہ تمام دوسرے ادیان میں ہم ایسے رخنے نکال سکتے ہیں مگر سود کے مسئلے نے ہماری ساری شیخی کرکری کردی اور منہ پر مہر لگادی۔ دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھونکا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھہ کا ٹینٹ ہے۔ قرآن میں تو مسلمانون کو صرف سود لینے کی مناہی ہے اتنی مناہی نے ہی مسلمانون کو معتدبہ نقصان پہنچایا کہ جس کے پاس بزرگون کی متروکہ دولت تہی کچھ اور نہ کرتے تو سود کے ذریعہ سے اسکو بڑہاتے شرعیہ ممانیت نے یہ بہی نہ کرنے دیا“ الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ ۱۴۴

سچ ہے مولانا! شریعت نے بہت برا کیا جو مسلمانون کو معتدبہ نقصان پہنچایا اور ان کو بزرگونکی متروکہ دولت کو بذریعہ سود کے ترقی دینے سے روک کر صریح خسارہ میں ڈالا۔ جبہی تو آپ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ اگر دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھونکا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھہ کا ٹینٹ ہے کیون نہ ہو اسلام نے کام ہی ایسا برا کیا ہے جو اسکے روشن اور چمکتی ہوئی آنکھون کا نام ٹینٹ رکہا گیا ہے اگر اسلام سود کے جواز کو حرام نہ کرتا اگر اسلام بیع کو حلال نہ کرتا تو نہ مسلمانون کو بقول آپ کے نقصان اٹہانا پڑتا اور نہ اسلام کی روشن آنکھیں ٹینٹ اپنا نام رکہاتیں۔ مگر اسلام کی بدقسمتی افسوس صد افسوس کہ اسکی بدقسمتی کا اثر جناب کے وجود باجود پر بہی اثر کئے بدون نہ رہا اس نے آپ کی ساری شیخی کرکری کردی اور آپ کے منہ پر مہر لگادی۔

مگر سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب مہر لگ گئی تہی تو جواز سود کی تدبیرین کیسے آپ بیان کرسکے ساری شیخی کی کرکری کو تو ہم مان لیتے ہیں اور شرح صدر سے مان لیتے ہیں مگر مہر لگنے کے بعد جواز سود کی تدبیرین بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ مہر تو ہرگز ہرگز نہیں لگی ہو نہ ہو ایسا ہوا کہ کسی مجلس میں یا کسی سود خور حضرت سے مقابلہ کے وقت اسکی حرمت کی توجیہ کرنے سے آپ قاصر ہوگئے ہونگے۔ یعنی اسوقت آپ سے اس کی گرفت اور اعتراضون کا جواب شاید نہ بنے کے حالت میں آپکو خاموش ہونا پڑا ہوگا اس لئے اس مضمون کے لکہنے وقت وہ سمان آنکھون کے سامنے پہرنے سے آپ مہر کا لفظ نکال بیٹہے ورنہ فی الحقیقت ہم کو مہر لگ جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وجہہ یہ کہ اگرچہ آپ نے سود خوری کے لئے بہت ہاتہ پیر مارتے ہیں تاہم اسباب کا تو ضرور اقرار کرنا پڑا یا یون سمجہئے کہ حرمت سود پر جو اسلام نے جابجا قرآن پاک میں ارشاد فرماے ہیں اس کے اقرار کا پیالہ تو ضرور آپ کو پینا پڑا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حرام کا اقرار کرنے سے آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کی آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کے لئے ہاتہ پیر مارنے اور زبان ہلانے سے آپ مہر لگی کے مصداق ثابت ہوتے ہیں رہا شیخی کا کرکری ہونا اسکو تو ہم تسلیم ہی کرچکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب اسلام بیچارہ بہی کیا کرے وہ تو اپنا نام ہی اب اسلام رکہانے سے آپ جیسے وجودون کی واویلا دیکہکر پچتا رہا اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میرا نام اسلام نہ رکہا جاتا تو بہتر تہا۔ کیونکہ میرے اسلام نام نے ہی مجہکو مجبور کیا ہے کہ میں ایسی تمام رخنون کا قلع قمع کرون جن سے قوی انسانی کی بیحرمتی ہوتی یا جن سے بنی نوع انسان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا ہلاکت اور تباہی کی اچانک یا بے وقت لاٹہی ٹوٹتی ہے۔ ع۔ اب پچتاے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کہیت۔ آپ کی ساری شیخی کی کرکری ہونیکا جب خیال آتا ہے اور اب کے منہ پر مہر لگنے کا آپ کے قول کے بموجب جب سمان آنکہون کے سامنے پہرتا ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش! اسلام اگر ہمدردی کا سبق نہ دیتا اور قوائے انسانی کو برمحل و موقع استعمال کرنے کی تعلیم نہ دیتا اور انسان کو کاہل سست اور بے کار بیٹہے رہنے کی تعلیم دیتا اور کوشش و محنت کرنے کا سبق نہ پڑہاتا یا ظلم و ستم اور جور کو جڑ سے اوکہیڑنیکا بندوبست نہ کرتا دوسرے کی امداد کرنی یعنی غریبوں ناداروں یتیموں بیکسون بیکس بیوسون کی خبرگیری کا حکم نہ دیتا قطع رحمی۔ بے مروتی بے رحمی لالچ۔ طمع۔ حرص۔ دوسرون کا مال ہضم کرنے کا سبق پڑہاتا تو نہ تو اسکی روشن آنکھیں ٹینٹ کہلاتین اور نہ اس کے وجود پر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا مگر اسلام نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ ایک طرف ان باتون سے روکنا چاہا جو ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں دوسری طرف غمخواری اور ہمدردی کے پہلو کو مدنظر رکہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسکا یہ خیال کہ روپیہ بٹا ہوا رہے اور دنیا کی تمام دولت چند ایک کے پاس نہ جاوے اور اسطرح بنی نوع انسان تباہی و خسران میں سے بچ جاوین ضرور قابل قدر تہا مگر زمانے کی نیرنگیان فلک

الاملاک کے ظلم وستم نے آخرکار ہمارا اسلام پر بھی حملہ کر ہی دیا۔ پہلے تو ہم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ صرف مادی دنیا کے عاشقوں اور عشق مزاجوں کا ہی دل جلایا کرتا ہے اور ان کو ہی طرح طرح کی ٹھوکریں کھلایا کرتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ چرخ کہن غمخواروں ہمدردوں کا بھی جانی دشمن ہے اور ہے بھی سچ دنیا میں یہی سلسلہ جاری ہے یا یوں سمجھو کہ مادی دنیا کی گھاتیں بڑی نامراد گھاتیں ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایک کے ساتھ بطلے تن اغیار و الامعاملہ کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اس نے کسی سے وفاداری نہیں کی دیکھو کہ جب اسلام نے عرب جیسے ظلمت کدے میں جنم لیا اور یہ حضرت علیہ السلام لگے اپنی ہمدردی دکھلانے یعنی آپ کے دل نے جوش مارا کہ عرب کے پوت پتھر پرستی کو چھوڑ دیں اور خدا پرستی اختیار کریں اخلاق رزیلہ کو چھوڑ کر اخلاق کیسے کیسے جوان اور بہادر پوت نہ تیغ کئے گئے کیسے کیسے ان کی درگت بنائی گئی گئی۔ دفع تو ان کو اپنی جان کے ہی لالے پڑ گئے پر یہ حضرت نہ ہمدردی سے ہٹے اور نہ غمخواری کا خبط ان کے دماغ سے دور ہوا بلکہ جوں جوں ان کے فرزند زیادہ سے زیادہ ان کے مقصد ادا کرنے میں کام آئے توں توں ان حضرت کا غمخواری ایک آگ تھی اور ان کے بہادر فرزندوں کا اپنے مقصد ادا کرنے میں جانیں دینا تیل کا کام دیتا تھا جس سے کہ ہمدردی اور غمخواری کی آگ ان کے سینہ میں اور بھی بھڑکتی تھی۔ آخرکار وہ وقت بھی آگیا کہ کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کو دولہا بنایا گیا یہ کامیاب اور بامراد ہوئے اور ان کے مخالفت کرنے والی مادی دنیا معہ اپنے دنیا پرست فرزندوں کے ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر اور لوگوں کو کرشمہ نامرادی اور ناکامی دکھلاکر حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ غرضکہ ہمدردوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے وجہ یہ کہ ان کے اندر ہی ایک طرح کا عشقی مادہ سرایت کر گیا ہوتا ہے اور اس لئے اس کی ہمدردی کی بے قدری کرنے والے جہاں پیدا ہوتے ہیں وہاں قدردان بھی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوتے ہیں مگر یہ حق ہے کہ ابتدا میں بے قدروں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور قدردان تھوڑے ہی مگر ہوتے دونوں فریق ضرور ہیں اس لئے بے قدر وان حضرات زیادہ سے زیادہ نکتہ چینیاں کرنا ہی باعث فخر خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کی ظاہر بین آنکھ کو عیب ہی عیب نظر آتا ہے ثواب کی کوئی توجہ کی طرف نہ تو وہ خیال ہی کرتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں پس جو منہ میں اور خیال میں آتا ہے کہہ اٹھتے ہیں ورنہ بات تو سیدھی سی ہے کوئی پیچ دار بات نہیں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ سود خوروں کو ذریعہ کس قدر ظلم ڈھائے گئے ان کے وجود کیسے خرابی کا باعث اور ہلاکت کا ذریعہ ہوئے ان کی ہی بدولت بدچلنی اور عیاشی کی جرأت ہوئی جس کے باعث بزرگوں کی متروکہ دولت کھڑے کھڑے آنکھوں کے سامنے نیلام و قرق ہو کر بنئے مہاجنوں کے باپ دادوں کی جاگیر ہو گئی وہ جو ایک وقت خود ایسے تھے کہ کسی آپ سے ہیٹے غریب نادار کو خطرے میں نہیں لاتے تھے ہر وقت دولت کے نشہ میں مخمور رہتے تھے امیری اور دولت اور صاحب جائداد ہونیکا نشا۔ اب ایسے پڑے مکھیاں مار رہے ہیں کہ کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ میاں تم کس باغ کی مولی ہو؟ مگر کیا کریں؟ شومی اعمال نے یہ روز بد دکھایا اگر اسلام کے تابعدار منتر احل اللہ البیع وحرم الربوا کو زیر نظر رکھتے تو ہلاکت اور تباہی کی مجسم تصویر بنکر باعث عبرت ہوتے

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بیان کی ہوئی تدبیروں پر مسلمانوں کے سود لینے سے یہ تو ضرور ہوگا کہ مسلمانوں کی جائدادیں جو آئے دن بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں جاتی ہیں نہ جائینگی مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ بنئے مہاجنوں کے قائم مقام مسلمان ہو کر۔ ع۔ مرے کو ماریں شاہ مدار + والی مثال کو پورا کرینگے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ نہ تو ہمدردی ہوگی اور نہ سودی روپیہ لینے کا چلن بند ہوگا اور نہ عیاشی اور فضول خرچی کے روکنے کا سد باب ہوگا مگر کہے کون اور سمجھائے کون یہاں تو یہ حالت ہے کہ شریعت اسلام نے برا کیا اور بہت برا کیا کہ سود کے لینے کو منع کیا جس سے مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچا بزرگوں کی متروکہ دولت کو سودی پیٹ لیکر بہا تے تو واری نیارے ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان بھائی کا گلہ کاٹتے کسی ہندو کافر مشرک کو یہ موقع ہی نہ ملتا مگر مسلمانوں میں جو اہل دولت تھے سود کی ممانعت کر کے اسلام نے لٹیا ڈبو دی اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اس وقت اپنی بہار اور جوبن کی جھلک ایسی دکھلائی ہے اور وہ ایسی عروس حسین مہ جبین سرو قد سیمیں عذار نرگس چشم سنبل زلف بنکر نکلی ہے کہ زاہد صد سالہ بھی اسکو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے دنیا پرستی کی آوازوں نے ہمارے مغز کو چاٹ لیا ہے۔ مگر دین کا ظرف ایسا خالی رہ گیا ہے کہ اس میں خال خال کوئی نظر آتا ہے مگر ہے ضرور اس لئے ہر ایک کیہ درہم و دینار کی طرف ہی جھکتا ہے فائدے کی بات ہے کہ جس طرف کی کشش زیادہ ہوتی ہے اسی طرف جھکنا لازمی امر ہے الناس علی دین ملوکھم تو سنا اور پڑھا ہی تھا مگر اب مشاہدہ نے اسکو سچ کر کے دکھلا دیا پتلون کوٹ کالر نکٹائی کی بہار تو دیر سے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتی تھی مگر یہ امید کم تھی کہ جبہ پوش حضرات پر بھی الناس علی دین ملوکھم حملہ کئے بدوں نہیں رہیگا مگر مشاہدہ نے یہ بات بھی آسان کر دی کہ وہ جو دین کے سمجھنے کے دعوے دار تھے جن کو دعوے تھا کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے اس بات کی طرف مطلق نہ دھیان کر کے کہ اسلام نے سود کو کیوں حرام کیا ہے اس کے جواز کی وہ وہ تدبیریں پیش کیں کہ تو بہ ہی بھلی۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''سب سے آسان تدبیر جو سوجھ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئیں حکم ممانعت سود کا مامور بہ اور مخاطب ہی قرار نہ دیں تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگا کہ مامور بہ اور مخاطب بنکر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کریں۔ معتقدات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا اڑنگا ہمارے پیچھے ایسا لگا ہے کہ ہم حکم تشریع کی تعمیل کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے ایک آدھ ہو تو کہی جاوے۔ رجم زانی قطع ید سارق مسلمانوں کے مقابلہ میں نامسلم کی شہادت میعاد۔ سماعت حدود کتنے احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عمل داری میں معطل ہیں قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں'' الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ نمبر ۴۴۔

اس میں شک نہیں کہ یہ بہانہ بہت عمدہ دستیاب ہوا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بہت ہی آزادی کی صورت نکل آئی۔ اور سارے جھگڑوں بکھیڑوں سے پاک ہونے کی سبیل تیار ہو گئی

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بوجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کھلے خزانے ڈھڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے فکر ہے اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی ہے یا حق ہمیں اور کس مپرسی کی حالت میں ہو گئی اسی طرح نکاح طلاق وغیرہ قوانین کی تمام تدبیری بھی ضروری نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کیئے جا سکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیسے یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسی ہی تمام کا منسوخ یا ہوا جانا ہے پہر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجھہ برداشت کرنا چہ معنی دارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تہی جسمیں سے بعض امور کو ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں پہر کسی نیکو لباس پہنے کا حق رکہتا تہا؟ ہرگز نہیں! پہر تم یہ کیا کر بیٹہے؟ تبلائے کہ آپکو اس اصول کو مدنظر رکہکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا عیاری کا ٹیکی کا ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کر دے تو اسکو قابو کرنیکے لئے کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو سمجھہ میں آتا ہے کہ اس کو مدیہ سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑا لگا جائے پیچھے لگا ہے کہ ہم حکم شرع کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئین تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود کہیے کہ! کیا ایک شخص چاہے تو زنا کاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کہانے سے بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گہر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہیئے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجھہ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کر سکتا ہے پہر تبلائے کہ اڑنگے کی کیا دال گل سکتی ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول اس کے کہ دولت مین ڈوب گئے خدا کو بہول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور لگے گل چہرے اوڑانے اوڈآئے اور شوق سے اور مزے سے اوڑائے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہین۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑہاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے زرین اصول ہو سکتا ہے۔ ہاں رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ الٰہی حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کو زنا کو چوری سے ڈکیتی کے شراب خوری قمار بازی تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاویں کہ صرف حالت اور دولت کے .....

نشہ میں ایسے مخبوط الحواس ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجاتا ممکن ہے کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکواۃ وغیرہ کا بہی مامور بہ اور مخاطب نہ سمجہکر اباحت اختیار کرلیں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہے اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کہول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکہٹا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجہہ میں آتا ہے۔ یہان تک ہمنے طور خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکہا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑہا رکہے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سر دست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلہ کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس لیسے جہگڑون سے اپنے کو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیانی۔

۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار معہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفات اللہ تعالےٰ مثل وجہ اللہ۔ و نور۔ و محیط۔ و نحن اقرب۔ و ھو معھم این ما کانوا۔ و از طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمد آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بر فرمودۂ اللہ تعالےٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالےٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ بکل شیءٍ محیط۔ و نحن اقرب الخ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن الخ۔ ما یکون من نجوٰی ثلٰثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی نشست معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روئے خدا نور آسمانہا است و نور زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرد اگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او اول است و آخر است و آشکارہ است و نہان است نیست ہیچ گروہ مگر

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جوجی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنی نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کیلئے خواسنے دہڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرفسے تو گوکہ ہر اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی ہے یا محکمی اور کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ اسیطرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی کم تہوڑی سی ضرورت نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کیئے جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کب یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی تمام کا منشا پایا ہوا جاتا ہے پہر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجہہ برداشت کرنا چہ معنی دارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تہی جسمیں سے بعض امور کو ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں جو کسی لباس پہنے کا حق رکہتا تہا؟ ہرگز نہیں! پہرتو یہ کیا کربیٹہے؟ بتلائے کہ آپکو اس اصول کو مدنظر رکہکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا۔عیاری کا ٹہگی کا۔ ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجہکر یہ کام شروع کر دے تو اسکو تاپن کرینگے کیا وجہ ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ہماری تو سمجہ میں آتا ہے کہ اس کو ذریعہ سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑ لگا ہوا ہے تو پہر لگا ہے کہ ہم حکم شرع کی تعمیل کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود کہیے کہ! کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بہی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال وبال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کہانے سے بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گہر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہیئے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجہ میں یہی آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر ونواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عملدرآمد کر سکتا ہے پہر بتلائے کہ اڑ لگنے کی کیا دال گل سکتی ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول اس کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بہول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور لنگوٹ چہوڑے اوڑا نے اوڑ آئے اور طوق سے اور مزے سے اوڑا ئے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہیں۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑہاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کر کے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے اصول ہو سکتا ہے۔ رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ الیسے حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کو زنا کو چوری سے ڈکیتی کے شراب خوری قمار بازی تو ضرور مخاطب ومامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاوین کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

لشے میں ایسے مجبور طالمگر اس ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بہی ہمارے پر آجاتا ممکن ہو کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوٰۃ وغیرہ کو بہی مامور بہ اور مخاطب سمجہکر باسخت انحصار کریں اور یہ تو آپنے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہے اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوی بدکاری کے سیلاب کا بند کہول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکہٹا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجہ میں آتا ہے کہ جہان تک ہمنے طور خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکہا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کر کے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بہی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑہا رکہے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچہ اور بہی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکہنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلے کے عیب وثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے ورنہ بحث کرنی سے اپنکو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چہاونی۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفاتِ اللہ تعالیٰ مثل وجہ اللہ۔ ونور۔ ومحیط۔ ونحن اقرب۔ وھو معھم این ما کانوا۔ واز طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمدہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آریہ وتفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من بایمان آوردہ ام بفرمودہ اللہ تعالیٰ وتفصیل آن حوالہ بخدا میکنم وکردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ بکل شیءٍ محیط۔ ونحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن الخ۔ ما یکون من نجوٰی ثلٰثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی بست معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا نور آسمانہا است ونور زمین است۔ آگاہ باش او ہمہ چیز گرداگرد است۔ ما نزد یک ہستیم۔ او اول است وآخر است وآشکارہ است ونہان است نیست ہیچ گروہ مگر

او چہارم آن است و پنجم مگر او ششم آن است و نہ کمتر ازین و نہ زیادہ گر خدا همراہ آنہا است ہر جا کہ باشند بہ علم آوردن بہ تفصیل و حقیقت آن حوالہ بخدا میکنیم زیراکہ چنانچہ او بی مثل است ہمین طور ہر صفت او بی مثل است العزمن خواست معانی از مسیح موعود علیہ السلام ازین سبب میکنم کہ مفسرین دیگر طور میگویند۔ مثلاً از وجہ توجہ و از نور مبعبر و از احاطہ او احاطہ علم او و از قرب او قرب قدرۃ او و از ظاہر غالب و از معنی معیت علم او مراد میگیرند و میگویند کہ فرمودۂ خدا این است لہذا فیصلہ میخواہم کہ کدام معانی صحیح ہستند و فرمودۂ خدا کدام معانی است یعنی آن معانی صحیح است کہ کہن معلوم نمیشود و دیگر تفصیل بخدا حوالہ میکنم و یا معانی دیگر تفاسیر صحیح است کہ ہر صفت را تاویل دادہ است فقط والسلام

العارض غلام محمد افغان۔

جواب از طرف حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

واضح باد کہ مذہب ما ہمین است کہ درین امر ہیچ دخل نمی باید او چرا کہ خدا تعالی فرمودہ است کہ لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار و آنانکہ دخل دادہ اند آنان اگر خطا کردہ اند معذور بقول خود خواہند شد و این قدر کافی است کہ امنا بہ کل من عندنا۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی۔

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیساکہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۶ ؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

رسالہ

ردّ چکڑالوی

الموسوم ظہیر نمبر اوّل

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ ہے جو پڑھنے والیکو عام فہم عبارت میں تدبر اور تفکر سے کام لینے کی ہدایت کرتا اور غور اور خوض کرنیکی عادت ڈالتا ہے اور جس میں علمی اور عقلی طور پر صرف قرآن کریم سے ہی استدلال کرکے چکڑالوی کے خیالات کا قلع قمع کیا گیا ہے اس کا طرز بیان بالکل ایک نئے رنگ کا ہے جو پڑھنے والے کو اندر بفضل خدا ایک نئی روح پھونکدیتا ہے اور ایسی سادگی سے لکھا گیا ہے کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ الغرض یہ لاجواب رسالہ جس کا ایک ایک فقرہ قابل قدر ہے ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اور ہر ایک شخص کو خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ برہمو ہو یا دہریہ اس کے مصنف منشی محمد ظہیر الدین صاحب کے باریک اور عمیق خیالات سے فایدہ اٹھانا چاہیے۔

یہ رسالہ حضرت حکیم الامت نے بھی دیکھا ہے اور اس پر آپ نے یہ رائے دی ہے۔ "جو میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے اور جہان تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو مثمر بثمرات نیک کرے"۔ نور الدین۔ ۷ر جون ۱۹۰۷ء

یہ رسالہ دفتر الحکم قادیان سے ۵ ؍ پر مل سکتا ہے۔ چودہ جلدوں کے خریدار سے صرف للعہ روپیہ لئے جاوینگے محصول ڈاک ہر صورت بذمہ خریدار۔

"چیستان مرزا" کا حل۔

۲۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو تیار ہوچکا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اس کو رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاوے۔ کاپی لکھی جارہی ہے۔ ایڈیٹر مرقع امرتسر جن کی درخواست پر یہ مضمون لکھا گیا ہے مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ یہ چھپا ہوا رسالہ ان کی مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر ان کو ضرور پیش کیا جاوے گا۔ گھبرائیں نہیں۔

ناظرین یہ جواب اس مضمون کا ہے جس کو ایڈیٹر صاحب نے دسمبر ۱۹۰۶ء کے مرقع میں انعامی رقم مبلغ پانسو روپیہ کے وعدہ پر شایع کیا ہے۔ والسلام۔

فضل دین مدرس قادیان۔

خطبہ جمعہ

از حکیم الامتہ — ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله - اما بعد - اعوذ بالله من الشیطان الرجیم -

انما المومنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله اولئک هم الصادقون ۲۶/۱۴

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھاتے زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو ان کے دل نہیں مانتے - چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے - ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الآخر وما هم بمومنین ۱/۲ ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا - وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرۃ پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما هم بمومنین کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہیں - ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے - اذا جاءک المنفقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنفقین لکذبون ۲۸/۱۴ کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسے محمد صلعم تو ہمارا رسول ہے لیکن یہ قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل ودرآمد ان کے دعوی ایمان کے خلاف ہے - اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں ان کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

انما المومنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله اولئک هم الصادقون - کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر اور اگر ان پر کچھ مشکلات آ پڑیں تو کوئی شک وشبہ نہیں لاتے بلکہ جاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں - لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں - کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دونگا اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں -

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے مومن کو چاہئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں - اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھالے - مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا - دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہئے - مومن کو جوں جوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے - اسی واسطے میں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائیگا - اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں - اور پھر آگے آگے فرمایا قل اتعلمون الله بدینکم - کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکو گے جب عملی طور پر دکھوں دردوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہو گے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غمخواری کرو گے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرو گے - یاد رکھو دوسروں کی غمخواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے - آمین - ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کے لئے نہایت ضروری ہے میں بیان کرنی چاہتا ہوں - کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا - کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے اب حضرت صاحب نے پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوئے ہیں - کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں وبائیں اور بیماریاں پھیل جائینگی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دنیا بسخت درجہ کی تباہی آئیگی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دنیا کو گھیر لینگی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دیں گے - اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دنیا کو کرنا پڑیگا - ایک تو خاص وبائیں دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون تیسرے سخت زلزلے چوتھے قحط شدید - اوروں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو - گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں - اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں طاعون ہے زلزلے ہیں - اس لئے چاہئے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو - مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او کیا ہے - مرنا تو ہے - کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مرنا ہے بات ہی کیا ہے" - مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان منہ سے نکالا کرتا ہے - افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ ان کی بدظنیوں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا مگر ان کو نقصان پہنچ گیا - میرا کام کہنا ہے سو وہ تو میں کسی نہ کسی وقت میں کہہ ہی دونگا - اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں - کہ "میاں! یہ سب باتیں

کہنے کی ہوا کرتی ہیں ان کو دیکھا ہوا ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی ایک عادت ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سو میں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ اور صدقہ اور خیرات بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو اگر انسان بڑی محنت بھی کریگا تو کس قدر کمائے گا۔ عام لوگ تو ۸ یا ۹ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بد صحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انھیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم سنائی تو اور اگر کسی نے نثر سنائی تو کسی نے نکتہ چینی کی تو اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئیے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اسپر بُرا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ میں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ میں خود بھی مانگتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسپر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ (الحکم)

قومی اخبارات سے کیا مراد ہے

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے متعلق قوم کی توجہ منعطف کراتے ہوئے میں نے قومی اخبارات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے اس حصہ سے کہ صرف (ایک ہی رسالہ میگزین قومی رسالہ کہلانے کا مستحق ہے) بعض دوستوں کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ اخبارات کو بجائے خود چھوڑ کر رسالہ تشحیذ الاذہان (جو ہمارے قابل قدر نوجوانوں کی مذہبی دلچسپی اور اشاعت اسلام کے لئے حقیقی جوش کا نتیجہ ہے) ذاتی یا شخصی رسالہ ہے میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ میں نے یہ بحث صرف اس اصول کو مدنظر رکھکر کی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت یا اس کی ملکیت میں صرف ایک ہی رسالہ نکلتا ہے اور باقی اخبارات شخصی ہیں۔ اس شخصی سے یہ سمجھ لینا کہ قوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں سخت غلطی اور غلط فہمی ہوگی۔ اخبار الحکم اور بدر قومی اخبارات کہلاتے ہیں بلکہ میں یہ امر فخر سے ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اخبار الحکم کو احمدی قوم کا آرگن سمجھتی ہے اور اس کی تحریروں پر باضابطہ نوٹس لیا جاتا ہے۔ تاہم میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں سمجھتا اور نہ اس غلط فہمی پر کسی کو رکھنا جائز سمجھتا ہوں کہ یہ اخبارات اپنے مالی انتظام کے لحاظ سے بہر حال شخصی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ تشحیذ الاذہان ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پہلو سے شخصی کہلا یا جا سکتا ہے لیکن اس کی آمد فی انجمن تشحیذ الاذہان کی اغراض ہی کے لئے وقف ہے اور کسی فرد واحد کو اس سے واسطہ نہیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہیں کہ میں نے اخبارات یا رسالجات کو متمد کرنے کی طرف جو ایما کیا ہے وہ قوم کی مالی حالت کے لحاظ پر کیا ہے والا میں نے اسی مضمون میں صاف لکھ دیا ہے کہ صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقت ور بنانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔

اطلاع

میں اس نمبر کے ساتھ ناظرین الحکم سے ۲ جنوری ۱۹۰۸ء تک رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ یہ سال کا آخری نمبر ہے اور حسب معمول ۳۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تعطیل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو الحکم کے ذریعہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی جو سال نو کا پہلا نمبر ہوگا اور چہار روزہ اشاعت کا بھی پہلا ہی نمبر ہوگا۔

واقعات حقّہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے فرمایا اللہ کریم نے ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہ بالرسل واٰتینا عیسےٰ ابن مریم البینٰت وایدنٰہ بروح القدس ۱۱ یعنے یہ سچی بات ہے کہ موسےٰؑ کو ہم نے اپنی کتاب دی تھی اور پھر اس کے بعد پے در پے کئی رسول بھیجکر اس کتاب کی تجدید کی تھی اور مریم کے بیٹے عیسےٰؑ کو ہم نے کھُلے کھُلے دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اس کی ہم نے تائید کی تھی۔

اس آیت سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خداتعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر اور پے در پے اسی کتاب کے حکموں پر چلنے والے اور اسی دین کی طرف لوگوں کو بُلانے والے کئی اور رسول بھیجکر ایک عظیم الشان **روحانی سلسلہ** شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ کو حضرت عیسےٰؑ بن مریم پر ختم کیا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا قرآن مجید میں ذکر تک نہیں جس کو اس سلسلہ کے ختم کرنے والا مانا جاوے۔ اور نہ ہی تواریخ پتہ دیتی ہے کہ کوئی ایسا رسول بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب پر عمل درآمد کرنے کا دعوےٰ کیا ہو اور توریت شریف سے ایک لفظ کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو کفر سمجھا ہو۔ اور پھر خداتعالیٰ سورہ مائدہ کے گیارہویں رکوع میں صاف طور پر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو اپنی کتاب یعنے توریت دی اور اس کے بعد اُسی کتاب کی تجدید کے واسطے اور نبی بھیجے جو اس کتاب پر عمل درآمد کرتے اور لوگوں کو بھی اُسی کتاب پر چلنے کا حکم کرتے تھے۔ اور اسی کتاب کے مطابق ہی وہ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور ان سب انبیا کے آخیر پر عیسےٰ بن مریم بھیجے گئے تھے جو انھیں کے نقش قدم پر چلتے تھے جیسے فرمایا وقفّینا علےٰ اٰثارہم بعیسےٰ ابن مریم غرض یہ ماننا پڑتا ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع کر کے عیسےٰؑ بن مریم پر اس سلسلہ کو ختم کیا تھا۔ اب اس سلسلہ کو ہم اپنے دماغ میں جگہ دیکر قرآن مجید کی اور آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ اس **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور عظیم الشان سلسلہ قائم کر کے اپنی ہستی **کا ثبوت** دینا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ حکیم نے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ۲۹/۱۳ یعنے اے لوگو ہم نے محمد صلعم کو تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تم پر اس بات کا شاہد ہے کہ ہماری تعلیم اور ہمارے احکام سے تم لوگوں کو اس نے خبردار کر دیا ہے اور جس کام کے لئے یہ بھیجا گیا ہے اس کو اس نے کامل طور پر ادا کر دیا ہے اور یہ اسی طرح کا رسول ہے جس طرح کا رسول ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا یعنے جیسے موسےٰؑ ایک خاص **کتاب** کا مالک تھا ویسے یہ بھی ایک خاص عظیم الشان اور **کامل اور مفصل کتاب** لے کر آیا ہے۔ اور جیسے موسےٰؑ کے مقابل پر آخر کار **فرعون** اور اُس کا لشکر **تباہ** اور **برباد** ہوا تھا۔ ویسے ہی اس کے **مخالفوں** کا بھی **ناش** ہوگا اور اس کے مکذب نہایت ہی بُری طرح سے **نامراد** اور **ذلیل و خوار** ہوں گے۔ اور جیسے موسےٰؑ ہر طرح سے **فتح** اور **نصرت** حاصل کر کے بادشاہ بن گئے تھے یہ بھی اس سے ہزارہا گنا بڑھکر خدائی وعدوں کے مطابق **مظفر و منصور** اور **کامیاب و کامگار** ہوگا۔ اور جیسے حضرت موسےٰ کے بعد ایک **سلسلہ روحانی خلفا** کا شروع کیا گیا تھا اور مورخوں اور علم ریاضی کے ماہروں کے مسلمہ حساب بموجب موسےٰؑ سے تقریباً چودہ سو برس بعد وہ سلسلہ عیسےٰ بن مریم پر ختم ہوا تھا۔ ویسے ہی اس افضل الرسل سید المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد بھی یقیناً ایک **روحانی سلسلہ** شروع ہوگا جو ایک عیسےٰ بن مریم پر تقریباً اتنی ہی مدت بعد آن کر ختم ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی **نیچری** ہو یا **دہریہ** برہمو ہو یا آریہ یہ بات تو اُس کو ہر صورت ماننی پڑے گی بشرطیکہ حق کی تلاش ہو کہ قرآن مجید میں خداتعالیٰ ایک سلسلہ کا **ابتدا** اور **انتہا** بتاکر اور روحانی خط م ع بتاکر اسی کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع قائم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس کو لفظ بلفظ پورا کر کے اپنی ہستی کا کامل ثبوت دینا چاہتا ہے کیونکہ صدہا برسوں کے قائم شدہ **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور **سلسلہ** قائم کرنے کا وعدہ کرنا اور پھر اسی طرح پورا کر کے اپنی زندہ ہستی کا ثبوت دینا ایک ایسی بات ہے جس سے سوائے اُس شخص کے جس کو حق کے لینے سے نفرت ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اب معزز ناظرین کی دلچسپی کے لئے مَیں ثابت شدہ اور مانے ہوئے خط م ع کا نقشہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

م = (موسےٰؑ) ——— تقریباً چودہ سو برس کا عرصہ / سلسلۂ روحانی جو موسیٰؑ سے شروع ہو کر عیسےٰؑ پر ختم ہوا ——— ع = (عیسےٰؑ)

مندرجہ بالا نقشہ اُس سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے جس کا ذکر مَیں مفصل طور پر اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ خداتعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے ایک سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے اور اپنی پاک کتاب عنایت فرما کر پے در پے اُسی کی تائید میں اور رسول بھیجنے شروع کئے جن کے آخیر پر عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجکر اُس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ لیکن اب مَیں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں اس خط کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع یعنے جو م = (محمدؐ) سے شروع ہو کر اور پہلے خط کی طرح ہر طرح کی خیر و برکات اور فتوحات اور تائیدات الٰہیہ کو ساتھ لیتے ہوئے تقریباً اسی قدر عرصہ میں

ع ؑ (عیسیٰ ؑ) پر ختم ہو قایم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر آیت - وَعَدَ اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الاٰیۃ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفسقون - پورے طور پر روشنی ڈال رہی ہے - اب سوچنے اور سمجھنے والی بات جو ہے اور جس کے لئے میں نے اس مضمون کو شروع کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے ہزاروں برس پیشتر ایک سلسلہ کا قایم کرنا اور پھر اسی کے نمونہ پر ایک اور سلسلہ اس کا مثیل قایم کرنے کا وعدہ کرنا کیا یہ انسان کی کسی اندرونی طاقت یا قوت کا کام ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی متعصب سے متعصب اور دین اسلام کا دشمن بشرطیکہ شرم اور حیا والا ہو - کہہ سکتا ہے کہ یہ سب انسانی منصوبہ ہے؟ کیا کوئی انسانی دل و دماغ قبول کر سکتا ہے کہ یہ سب انسانی کارسازی اور بشری محنت اور علمیت کا نتیجہ ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان تمام روئے زمین پر موجود ہے یا کسی بشر کے وہم و گمان میں بھی یہ جرأت اور اس قسم کا حوصلہ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی بھولے سے بھی کوئی شخص اس قسم کے دعوے کرنے کا اپنے دل میں خیال لا سکتا ہے؟! ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! غرض یہ ایک دعویٰ ہی ایک ایسا عظیم الشان دعوےٰ ہے جو خدا کی ہستی کے منکروں اور دیگر اقسام کے ناشکوں اور دہریوں کے لئے ایک کاری حربہ ہے اور یہ ایک ایسا پرزور شان و شوکت والا اور اپنے ساتھ بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں رکھنے والا دعوےٰ ہے جس کے سنتے ہی ایک دہریہ کا دل دھڑکتا جان تڑپتی اور دم گھٹنے لگتا ہے اور بدحواسی سے اُسے چکر آنے لگتا ہے اور بے اختیار ہو کر اس کا دل بول اٹھتا ہے کہ کوئی مالک الکل اور خالق الکل قادر و توانا ہستی موجود ہے - جو جیسی چاہتی ہے کرتی ہے اور نہ صرف اس زمین کو بلکہ اس سے لاکھو گنا درجہ بڑھ کر کروڑوں اور اربوں کروڑوں کرۂ کو ایک کٹھ پتلی کی طرح نچاتی ہے اور محض اپنے حکم سے ان کے مقررہ محوروں میں انہیں گردش دئے جاتی ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے جیسی سامان چاہتی ہے پیدا کر دیتی ہے۔

معزز ناظرین گو میں اس مضمون پر کافی بحث کر چکا ہوں اور منکرین ہستی باری تعالیٰ کی زبان بند کرنے کے لئے بفضل خدا کافی دلائل دے چکا ہوں - مگر میں اس مضمون کو اپنی طرف سے ایک حد تک مکمل کرنے کے لئے اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتایا تھا اور دنیا کو ہلا دینے والا اتنا بڑا عظیم الشان دعوےٰ کیا تھا - آیا وہ پورا بھی ہوا ہے یا نہیں - سو واضح رہے کہ یہ بڑی عام فہم اور موٹی بات ہے اور کسی ذی ہوش کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یتیمی اور بے کسی کی حالت سے اپنے مولا کی مدد سے وہ عروج حاصل کیا جس سے ان سب کو کُچھ دشمنوں معاندوں مخالفوں اور مکذبوں کو سر جھکا کر اطاعت قبول کرنی پڑی جو پہلے طرح طرح کے دکھ دیتے اور آنحضرت صلعم کے ذلیل خوار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے - اور ہمارے نبی کریم صلعم اس اعلیٰ معراج پر پہنچے کہ جسمانی طور پر تو ایک عظیم الشان بادشاہ بن کر دنیا کی ایک طاقتور سلطنت کے بانی ٹھہرے اور روحانی طور پر قیامت تک کے کل انبیا اور خلفاء کے باپ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی کامل اکمل اور مفصل کتاب ان پر نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہو سکتی - اور جس میں دین اسلام کے اُن کُل مسایل کا بیان ہے جن کی کہ ہم کو ضرورت ہے اور جن کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے علم میں ہمارے لئے ضروری ہے اور ہر ایک ایسی ہدایت کو کمال تک پہنچا یا گیا جس کا دین کی ایک کامل کتاب میں پایا جانا لازمی ہے - اور آپ کے بعد خلفاء کا وہ سلسلہ جاری ہوا کہ جس کا آخری خاتم یعنی خاتم الخلفا بفضل خدا اس وقت ہمارے پاس زندہ موجود ہے - مبارک وے جو اس سے زندگی حاصل کریں -

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

چونکہ ان کی صداقت کے دلائل اسی مضمون میں میں اس سے پیشتر بیان کر چکا ہوں اسلئے اس وقت مختصر طور پر وہی دلائل لکھتا ہوں جن سے ان کا مثیل مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے -

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہٗ

دانائی کی باتیں

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو تم بے ضرورت بولتا دیکھو تو جان لو کہ وہ دیوانہ ہے - اس لئے ہر ایک عقلمند کو "پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو" والی مثل پر عمل کرنا چاہیئے جب کوئی شخص کسی میٹنگ یا کلب سوسائٹی یا مجلس میں کسی امر پر گفتگو کر رہا ہو اور اس کے بیان میں خواہ کئی ایک نقص بھی ہوں - تاہم جب تک وہ اپنے سلسلہ سخن یا تقریر کو ختم نہ کر لے - تم اپنی رائے مت دو اور اپنے معلومات کو ظاہر کرنیکی کوشش مت کرو - کیونکہ داناؤں کے نزدیک دوسرے کا قطع کلام کر کے اپنی واقفیت اور لیاقت کا اظہار کرنا بیوقوفی ہے

اگر تمہارے روبرو کسی ایسے امر پر بحث ہو رہی ہو جس میں تم کو کچھ واقفیت نہیں تو تم ہرگز اس میں دخل نہ دو اور بن بلائے کبھی نہ بولو - کیونکہ جو شخص بن پوچھے سوال کا جواب دیتا ہے وہ احمق ہے اگر کچھ آدمی اپنے راز کی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کی طرف کان مت لگاؤ بلکہ اس سے پہلے کہ تم کسی اور کو سنوارنے کی خواہش کرو اپنے آپ کو سنوار لو -

خریداران کو اطلاع

اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری نہیں دیتے جس سے تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضایع جاتا ہے - عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے - کہ خریدار خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری درج کیا کریں -

منیجر

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سید ہو ریشہ دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۸؍ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھو ریشہ دار کشمیری لکڑی ہینڈل کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہیں - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا - کرکٹ بیٹ سال کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۱۲ - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ہیں

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲-۱۳ برس کی عمر والوں کے لئے ایک سٹ لکڑی
ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ
۱۰و۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶
" " " " ۵
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر
" " ۳
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے
" دھاگے کے میچ
" " پریکٹس
کرکٹ وایس فی کاپی

اشتہار

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ - فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت بمقابلہ اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں - نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ضلع کانگڑہ ۱۵؍ ۰۶

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان



سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس ایملشن نے فاضل طبیبوں کے مجرب وقت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر - کھانسی - زکام - گوشت کی کمی کا ہے اور ماں باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب دیتا ہے -

آج اور کل کا کام

ماہی کو کبھی نہیں چھوڑا جاتا

تر وغیرہ کیلا سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ لیمیٹڈ براون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ہمیشہ اس نشان یعنی ماہی گیر کا ایملشن ہو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دیسکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چال بازی سے آگاہ ہو جاینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اپنے شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جن سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھیئے ڈاکٹر پی ایس - گانلا صاحب - ایم - ڈی - امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ گماٹی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے فرماتے ہیں - میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کر کے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے بدرجہا بہتر ہیں - اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) اسی کے لئے مخصوص ہیں - گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں - درد پشت اور نیچے کے اعضا میں ورم - درد شقیقہ یعنے آدھا سیسی گٹھیا - چکر آنا - بے خوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے باعث سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈونکی اوویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں - قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

ڈون کا مرہم (ڈونز اینٹیمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اگر کچھ وقت تک لگایا جاوے تو ایک ہی ڈبیا چھاجن ہوا سیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) زخم بادہ - کھرجوا - کیڑا - چیٹہ - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش - نمکین - اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا -

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۵ مبلغ ۳۰
بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے بیلنے کی اور بہت سے آلے بھی تیار ہیں -



مستریان مولا بخش وغلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب چھپکر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر - آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے بخصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۳۰) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح - قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ تبت - قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ر

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائی جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں چابکدستی و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور آنکھ لگنے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز فی کس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ر دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں - نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زراہ عنایت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دہندگی گرم بازاری بعض نوتگی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ ان شاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلاء طلسمی - بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے نور کا ازدیاد بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسن خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیماران دہلی